حصّہ پنجم

امیرانِ اُندلس اور خُلفائے مِصر

امیر عبدالرحمان الداخل سے لے کر آخری دورِ زوال تک گلستان اندلس کی کہانی، ایک بے مثال تمدن کی ابتدا و انتہا اور مشرقی خلافت کے اندر فرقوں کی پیداوار، ترکوں کی یلغار اور فاطمیوں کے عروج و زوال کی عبرتناک داستان

حصّہ ششم

غزنوی اور غوری سلاطین

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی اور ہندوستان میں پہلی سلطنت کے بانی شہاب الدین غوری کی فتوحات کے مستند حالات

تصنیف: رئیس المؤرخین علّامہ عبدالرحمٰن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترتیب و تبویب: شبّیر حسین قریشی ایم اے ○ ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

کتاب العبد و دیوان المبتداء والخبر
من احوال العرب والعجم والبربر ومن عاصرهم من
ملوک التریعنی علامہ ابن خلدون کی کتاب التواریخ

کے

تصحیح وترتیب وتبویب

چوھدری طارق اقبال گاھندری

نام کتاب: ــــــ تاریخ ابن خلدون
مصنف: ــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون
ناشر: ــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی
طبع: ــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء
ایڈیشن: ــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

مصر و اندلس کے مسلمان فرمانروا

از: محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کا پانچواں حصہ امیرانِ اندلس اور مصر کے مملوک سلاطین پر مشتمل ہے اور یہ دونوں دوگونا گوں وجوہ کی بنا پر عالمی تاریخ میں بڑی فوجی' سیاسی اور ثقافتی اہمیت رکھتے ہیں۔

ظہور اسلام سے پہلے ''روئے زمین کے تمام راستے دومۃ الکبریٰ کو ہی جاتے تھے''۔ افریقہ سے سونا' ہیرے اور ہاتھی دانت مصر سے روئی اور گیہوں ہندوستان سے جواہر' خشک میوہ' خوشبودار گرم مسالے' چین سے ریشمی کپڑے اور بلوری برتن' ختن سے مشک عنبر' سمرقند سے سمور' ایران سے پھل پھول اور دمشق سے جڑاؤ خنجر اور تلواریں خراج کے طور پر قافلہ در قافلہ روم بھیجے جاتے تھے اور خراج کے انباروں سے لدے پھندے' یہ بے بس' قیدی قافلے الامان الحفیظ یہ سارا ساز و سامان مشرقی فرمانرواؤں' شہزادوں' امیروں اور وزیروں کے سروں پر لادا جاتا تھا۔ ان کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں پڑی ہوتیں اور کلغی دار خود پوش نیزہ بردار رومی شہسوار اپنے چابکوں کی چنک سے ان کی رفتار کبھی دھیمی نہ پڑنے دیتے تھے لیکن افریقہ کے نامور گورنر اور یورپ کے نامور فاتح موسیٰ بن نصیر کے جوان سال' جواں بخت لیفٹیننٹ طارق بن زیاد نے صرف سات ہزار مجاہدوں کے ساتھ بحیرۂ روم پار کر کے اندلس کی تسخیر کے بعد اس صدیوں پرانی تاریخ کا رخ ہی بدل ڈالا' اب یورپی تاجداروں' سپہ سالاروں' سرداروں' جاگیرداروں اور سفید فام کنیزوں کے قافلے دمشق کی طرف مڑ گئے اور کائنات کے پر اسرار شہسواروں کے قدم ابھی پوری طرح اندلس میں جمنے بھی نہ پائے تھے کہ جہانبانوں کی ایک ٹولی نے قیصر روم کی آخری پناہ گاہ جزیرۂ صقلیہ سسلی کی طرف لگام اٹھائی اور ان کے راہواروں کی ٹاپیں آبنائے مسینا کے پار' کنواری ماں کے شہر روم اور پاپائے اعظم کے ''آسمانی پایہ تخت'' ڈیکن میں صاف سنائی دینے لگیں اور ان کی دوسری لہر اندلس کو فرانس سے کاٹنے والے کوہستان پیری نیز کو پھلانگتی ناربون کو پامال کرتی' بورڈیو سے لپکتی فرانس اور جرمنی کی سرحد پر دریائے طورس کے کنارے سے جا ٹکرائی۔ یہاں ایک وحشی جرمن سردار چارلس مارٹل ہتھوڑا نے پورے یورپ کو ایک جھنڈے تلے جمع کر کے عرب شہسواروں کا راستہ روکا۔ اگر مسلمان اس میدان میں کامیاب ہو جاتے تو بقول گبن آج آکسفرڈ اور کیمرج میں انجیل کی بجائے قرآن اور سینٹ پال کے کلیسا میں گھنٹیوں کی جگہ اللہ اکبر کی صدا گونج رہی ہوتی۔ توحید کے متوالے رود بار انگلستان کے پار جزائر برطانیہ کو اپنی سلطنت میں شامل کرتے یا وسطی اور مشرقی یورپ سے قسطنطنیہ اور انطاکیہ کے راستے دوبارہ شام میں آ داخل ہوتے؟ داخلی حالات کے غیر متوقع پلٹے نے انہیں کسی طرف قدم اٹھانے کا موقع نہ دیا کیونکہ بنو عباس نے اچانک شبرنگ پرچم کھولے اور اموی سلطنت کو ان میں لپیٹ کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دفن کر دیا! مقتدر بنی عباس کے مضبوط بازوؤں سے اموی خاندان کے نامور فرمانروا ہشام کے اٹھارہ سولہ پوتے عبدالرحمٰن کا بچ نکلنا اور پانچ برس کی پریشان گردی کے بعد الداخل کے لقب سے اندلس میں آ قدم جمانا بھی اپنی جگہ عظیم الشان کارنامہ ہے لیکن اس بے یار و مددگار

نوجوان نے براعظم یورپ میں جس مثالی اسلامی سلطنت کی داغ بیل ڈالی' تاریخ اس پر قیامت تک ناز کرتی رہے گی۔ اسی عبدالرحمٰن کو منصور السفاح جیسے دشمن نے بھی ''شاہین قریش'' کے خطاب سے نوازا اور اطمینان کا سانس لے کر کہا ''شکر ہے میرے اور اس کے ہولناک دشمن کے درمیان بحیرۂ روم حائل ہے''۔

عبدالرحمٰن کے جانشینوں نے قرطبہ اور غرناطہ میں دارالعلوم قائم کیے اور انہیں یونیورسٹیوں سے فارغ التحصیل عیسائی شہزادوں اور بطریقوں نے یورپ کی ہزار ہا سالہ جہالت یکسر ختم کر کے ''نشاۃ ثانیہ'' کی شاہراہ ہموار کی۔ اندلس نے ابن ہشام جیسے عالم و فاضل فرمانروا' ابن ابی عامر جیسے شمشیر زن سیاست دان' ابن زیدون اور ابن بدرون جیسے آفاق گیر شاعر' ملکہ رمیکیہ اور دلاوہ جیسی روشن خیال شہزادیاں' ابن طفیل' ابن رشد' ابن الخطیب جیسے حکیم و طبیب اور محی الدین ابن العربی جیسے عظیم مفکر اور صوفی پیدا کیے۔ انہی لوگوں کی خوشہ چینی سے دانتے' گوئٹے' ہیگل' کانٹ' نطشے اور برگساں جیسے حکیموں نے مغربی افکار میں انقلاب عظیم برپا کیا۔ اور بالآخر وہ اٹل لمحہ سر پر آ گیا جب فرڈی ننڈ اور ازابیلا نے شادی رچاتے ہی اندلس کو ''مسلمان کافروں'' سے پاک کرنے کی قسم کھائی اور اندلس کے لٹے پٹے مہاجر قافلے بھی افریقہ کے ساحل پر اترنے بھی نہ پائے تھے کہ پاپائے روم نے ڈینیوب سے ڈرور تک براعظم یورپ کے طول و عرض میں نعرہ بلند کیا'' صلیب بردارو! یروشلم کو مسلمانوں سے بزور شمشیر چھین لو'' جرمن کے نوجوان شہنشاہ بوہیمنڈ' فرانس کے فلپ اور انگلستان کے شیر دل رچرڈ کی قیادت میں چھ لاکھ آہن پوش لشکر کا سیلاب خلیج طبریہ سے بیت المقدس کی دیواروں تک پھنکارتا ہوا بڑھا لیکن ایک مرد مجاہد' سلطان صلاح الدین ایوبی کی صرف ایک ہی کاری ضرب نے اس طوفان کا رخ موڑ کر رکھ دیا اور مغرب کو پسپا کرنے والے اس نامراد طوفان کے بادل چھٹنے بھی نہ پائے تھے کہ مشرق سے خان اعظم چنگیز خان کے پیچھے وحشی تاتاریوں کا ایک ہولناک ٹڈی دل نمودار ہوا اور سمرقند سے شیراز اور کوہ قاف کے دامن سے ہندوکش کی چوٹیوں تک جس جس راستے سے گزرا' زندگی کے ہر عنوان کو مٹاتا چلا گیا توحید پرستوں کو مٹانے کے لئے صلیب برداروں نے بے دین تاتاریوں سے رشتہ جوڑا' جارجیا کے ایک راہب کی بیٹی سیورقوقطی کو خان اعظم کے بیٹے اوغدائی خاقان کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ ہلاکو اسی عورت کا بیٹا تھا۔ جب اس نے دادا کے پرچم اور باپ کی تلوار کے قبضے پر ہاتھ رکھا اس وقت کاطرقرم سے قصر المذہب بغداد میں خلیفہ کا خاص محل تک نوجوان فاتح کے راستے میں کوئی رکاوٹ موجود نہ تھی۔

تاتاری بھانجے اور عیسائی ماموں کے درمیان طے پایا کہ مشرق سے تاتاری شہسوار آگے بڑھیں اور مغرب سے یورپ کا متحدہ جنگی بیڑا اور دونوں لشکر ارض مقدس کے میدانوں میں ایک دوسرے سے آملیں۔ ہلاکو تو اپنے منصوبے کے عین مطابق بغداد کی اینٹ سے اینٹ بجانے میں کامیاب ہو گیا لیکن مصر کے مملوک سلطان رکن الدین بیبرس نے متحدہ مسیحی بیڑے کو فلسطین کے ساحل پر اترنے کی مہلت نہ دی اور صلاح الدین ایوبی کے بیت المقدس کو صلیب کے سائے سے پاک کرتا' شام کے میدانوں میں خیمہ زن تاتاری لشکر کے تک بے روک ٹوک آ پہنچا۔ بیبرس کی جانبازی اور سرفروشی نے خان اعظم کے پوتے کو اس قدر بدحواس کر دیا کہ وہ لشکر کے تیار ہونے کا بھی انتظار نہ کر سکا اور انہیں اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کرتے ہی کوہستان ابطائی کی برف پوش چوٹیوں کو بھاگ نکلا۔

اس قسم کے لاکھوں دلچسپ واقعات اور ابن خلدون جیسے محقق مؤرخ کا انداز بیان سونے پر سہاگہ۔ ترجمہ رواں' بے ساختہ اور بامحاورہ ہے! مطالعہ فرمائیے۔

فہرست

حصہ پنجم

۞۞۞

باب ۱:

امیرانِ اندلس اور خلفائے مِصر

دولتِ علویہ

علوی تحریک کا پس منظر: دولت [illegible] میں سے پہلے ہم ادارسہ کی حکومت کے حالات لکھیں گے جو المغرب الاقصیٰ میں تھی۔ ہم اوپر شیعان اہل بیت علی کرم اللہ بن ابی طالب' ان کے دونوں صاحبزادوں رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حالات بیان کر آئے ہیں اور ان واقعات کو تحریر کر چکے ہیں جو ان کے [illegible] پر کوفہ میں گزرے۔ حسن بن علی کی تسلیم امارت کے اسباب' کوفہ میں زیاد کے نظام حکومت کی درہمی کے اسباب اور اس کے [illegible] کے مارے جانے کے تذکرے بھی (از انجملہ حجر بن عدی اور جو اس کے ساتھی تھے) ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ پھر انہی شیعان اہل بیت نے معاویہ کی وفات کے بعد حسین بن علی کو کوفہ میں بلایا چنانچہ وہ تشریف لائے اور ان کی شہادت کا جو واقعہ مقام کربلا میں پیش آیا وہ مشہور ہے۔ اس واقعہ کے بعد شیعوں کو ان کی امداد نہ کرنے اور خاموشی اختیار کرنے سے ندامت ہوئی۔ یزید کی وفات اور مروان کی بیعت کے بعد شیعوں نے ندامت دور کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ عبیداللہ بن زیاد بھی کوفہ کی فوجوں کو آراستہ کر کے اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے نکلا۔ شیعوں نے سلیمان بن صرد کو اپنا امیر بنا لیا تھا۔ اطراف شام میں عبیداللہ بن زیاد کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ ایک سخت اور خونریزی جنگ کے بعد سب کے سب پامال کر دیئے گئے اس کے بعد مختار بن ابو عبید نے کوفہ میں محمد بن حنفیہ کے اتباع میں خون حسین کا مطالبہ کا اظہار کر کے بغاوت کر دی۔ اس بنا پر کل شیعوں نے اس کا ساتھ دیا اور اپنے کو شرطۃ اللہ (یعنی اللہ کی پولیس) سے موسوم کیا۔ عبیداللہ بن زیاد نے مختار پر دھاوا کیا مختار نے اسے شکست دے دی اور اثناء دارو گیر میں اسے مار ڈالا۔

ان واقعات سے مختار کا دماغ پھر گیا۔ محمد بن حنفیہ کو اس کی خبر لگی۔ بیزاری کا خط لکھ بھیجا۔ مختار ان کی ہوا خواہی چھوڑ کر عبداللہ بن زبیر کے ساتھ ہو گیا تب شیعوں نے زید بن علی بن حسین کو ہشام بن عبدالملک کے عہد حکومت میں خلافت کی بیعت کرنے کے لئے کوفہ بلایا۔ یوسف بن عمر والیٔ کوفہ نے انہیں قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔ یحییٰ بن زید نے جرجان (مضافات خراسان) میں حکومت کے خلاف بغاوت کی۔ ان کے ساتھ بھی یہی معاملہ قتل اور صلیب پر چڑھائے جانے کا پیش آیا جو ان کے والد زید کے ساتھ پیش آیا تھا۔ غرض اہل بیت کی خونریزی کا سلسلہ چاروں طرف پھیلا ہوا تھا۔ جس کو آپ

دولتِ امویہ اور عباسیہ کے عہد حکومت کے ضمن میں پڑھ آئے ہیں۔

رافضی فرقہ: پھر شیعوں میں امام اور امام کی تعیین کے سلسلے میں باہم اختلاف پیدا ہوا جس سے ان کے باہمی مذہب میں بھی سخت اختلاف پیدا ہوا۔ بعض امامیہ اس امر کے قائل ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیت کے باعث علی کرم اللہ ابن ابی طالب امام ہیں اور اسی بنا پر ان کو وصی کا لقب دیتے ہیں اور شیخین یعنی (ابوبکرؓ وعمرؓ) سے بیزاری اور تبرا کرتے ہیں کیونکہ انہوں نے ان کے خیال کے مطابق علی کو اپنا حق حاصل کرنے سے روکا تھا۔ انہی امامیہ نے زید شہید سے جب کہ ان کو کوفہ میں طلب کیا تھا اس مسئلے میں جھگڑا کیا تھا چونکہ جناب موصوف نے شیخین سے بیزاری ظاہر نہ کی اور نہ ان سے تبرا کیا اس وجہ سے امامیہ نے ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اسی باعث وہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے۔

زیدیہ فرقہ: انہیں میں سے ایک فرقہ زیدیہ کہلاتا ہے جو بنی فاطمہ کی امامت کا قائل ہے۔ یہ فرقہ علی کرم اللہ اور ان کے بیٹوں کو کل صحابہ پر بہ چند شرائط فضیلت دیتا ہے شیخین کی امامت اس کے نزدیک صحیح ہے باوجودیکہ علی کرم اللہ کو سب سے افضل جانتا ہے۔ زید شہید اور ان کے متبعین کا یہی مذہب ہے۔ یہ فرقہ افراط وتفریط سے بہت دور اور جادۂ اعتدال سے شیعوں کی بہ نسبت زیادہ قریب ہے۔

کیسانیہ فرقہ: انہیں میں سے ایک فرقہ کیسانیہ ہے۔ منسوب بہ کیسان۔ اس فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ حسن وحسین کے بعد محمد بن حنفیہ اور ان کے لڑکے امام برحق ہوئے اسی فرقہ سے ایک دوسری شاخ شیعان بنی عباس کی نکلتی ہے جو اس امر کے قائل ہیں کہ ابوہاشم بن محمد بن حنفیہ کی وصیت کے مطابق امامت محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب کی طرف منتقل ہوگئی۔ غرض مذہب شیعہ میں باہم بہت سے اختلافات پیدا ہوئے اور طرح طرح کے مذاہب نکلے اور اختلاف اعتقادات ومذاہب کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ ناموں سے موسوم ہوئے۔ کیسانیہ جو بنی حنفیہ کے گروہ سے تھے وہ اکثر عراق اور خراسان میں رہے۔

جس وقت بنی امیہ کی حکومت میں خلل اور ضعف پیدا ہوا اس وقت اہل بیت نے مدینہ میں جمع ہو کر محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ بن حسن بن علی کرم اللہ کی خلافت کی پوشیدہ طور سے بیعت کی اور سب نے انہیں اپنا خلیفہ اور سردار تسلیم کیا اس جلسہ میں ابوجعفر عبداللہ بن محمد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب یعنی منصور بھی شریک تھا اور اہل بیت کے ساتھ اس نے بھی محمد بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی بیعت کی تھی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ منصور میں دانائی اور تدبیر کا مادہ زیادہ تھا اسے اپنا پیشوا بنا لیا۔ اسی وجہ سے امام مالک اور امام ابوحنیفہ رحمہما اللہ نے جس وقت ابوجعفر عبداللہ نے حجاز سے بغاوت کی تھی مخالفت کی تھی۔ محمد بن عبداللہ کی امامت کو ابوجعفر عبداللہ کی امامت سے زیادہ صحیح اور قابل استناد بتلایا تھا۔ کیونکہ اس کے پیشتر محمد بن عبداللہ کی بیعت منعقد ہوگئی تھی اگرچہ شیعہ کے نزدیک زید بن علی کی وصیت کے مطابق حکومت پھر اس کی طرف منتقل ہو گئی تھی۔ مگر امام مالک وامام ابوحنیفہ انہیں کی فضیلت کے قائل رہے اور انہی کے استحقاق کو قابل ترجیح سمجھتے رہے۔ گو اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسی وجہ سے ابوجعفر منصور کے عہد حکومت میں ان کو طرح طرح کے مصائب اٹھانے پڑے۔ امام مالک کو طلاق مکروہ ومجبور کے فتویٰ پر پٹوایا گیا اور امام ابوحنیفہ کو عہدہ قضا نہ قبول کرنے پر جیل میں ڈال دیا گیا۔

ابوجعفر منصور اور محمد بن عبداللہ: جس وقت دولت وحکومت نے بنی امیہ سے منہ پھیر لیا، بنی عباسیہ کا دور حکومت آ گیا

اور تخت خلافت پر ابو جعفر منصور جلوہ افروز ہوا اس وقت لوگوں نے اس سے بنی حسن بن علی کرم بن ابی طالب کی بابت یہ منسوب کیا کہ محمد بن عبداللہ علم مخالفت بلند کرنا والا ہے۔ اس کے دعاۃ (ایلچی) خراسان میں پھیل گئے ہیں۔ اسی بناء پر منصور نے بنی حسن اور اس کے بھائیوں کو گرفتار کرلیا۔ چنانچہ حسن، ابراہیم، جعفر، قائم، موسیٰ بن عبداللہ، سلیمان وعبداللہ پسران داؤد اور محمد و اسماعیل و اسحاق پسران ابراہیم بن حسن کو مع پینتالیس معززین اہل بیت کے گرفتار کر کے کوفہ کے باہر قصر ابن ہبیرہ میں قید کر دیا۔ اسی قید کی حالت میں رفتہ رفتہ یہ سب کے سب وفات پا گئے۔ ان لوگوں کی گرفتاری کے بعد محمد بن عبداللہ کی جستجو ہونے لگی۔ محمد بن عبداللہ نے یہ خبر پا کر ۱۴۵ھ میں مدینہ سے بغاوت کی اور اپنے بھائی ابراہیم کو بصرہ بھیجا۔ چنانچہ ابراہیم نے بصرہ، اہواز اور فارس پر قبضہ کرلیا۔ حسن بن معاویہ کو مکہ روانہ کیا۔ حسن نے مکہ پر قبضہ کرلیا اور ایک عامل کو یمن روانہ کیا۔ غرض اپنی خلافت کی اعلانیہ دعوت دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر چڑھ کر خطبہ پڑھا اور اپنے کو ''مہدی'' کے لقب سے ملقب کیا لوگ اس کو ''النفس الزکیہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس نے رباح بن عثمان مری عامل مدینہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر منصور اور مہدی کی خط و کتابت: ابو جعفر منصور کو اس کی خبر ہوئی اور اسے مہدی کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ محسوس ہوا۔ روک تھام کی غرض سے ایک خط لکھ بھیجا جو کتب تواریخ میں مرقوم اور مؤرخین کے نزدیک مشہور ہے۔ منصور نے اس خط میں بسم اللہ کے بعد تحریر کیا تھا:

من عبداللہ امیر المؤمنین الی محمد بن عبداللہ اما بعد فانما جزاء الذین یحاربون اللہ و رسولہ و یسعون فی الارض فساداً ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیھم و ارجلھم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لھم خزی فی الدنیا و لھم فی الاخرۃ عذاب عظیم الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیھم فاعلموا ان اللہ غفور رحیم

و ان لک ذمہ اللہ وعھدہ و میثاقہ ان تبت من قبل ان نقدر علیک ان لو متک علی نفسک وولدک واخوتک ومن تابعک وجمیع شیعتک وان اعطیک الف الف درھم و انزلک من البلاد حیث شئت و اقضی لک ما شئت من الحاجات و ان اطلق من سجن من اھل بیتک و شیعتک و انصارک ثم لا اتبع احدا منکم بمکروہ و ان شئت ان تتوثق لنفسک فوجہ الی من یاخذ لک من المیثاق و العھد و الامان ما احببت و السلام من عبداللہ

''از طرف امیر المؤمنین بخدمت محمد بن عبداللہ۔ اما بعد بے شک ان لوگوں کی یہی سزا ہے جو اللہ اور اس کے رسول سے لڑتے ہیں اور دنیا میں فساد برپا کرتے رہتے ہیں کہ وہ مار ڈالے جائیں یا سولی پر چڑھائے جائیں یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹی جانب سے کاٹے جائیں یا ملک سے نکال دیئے جائیں یہ تو ان کی دنیا کی رسوائی ہے اور آخرت میں اُن کے لئے بڑا عذاب ہے۔ مگر جن لوگوں نے تمہارے ہاتھ آ جانے سے قبل توبہ کر لی ہو۔ پس جان لو کہ اللہ غفور الرحیم ہے میرے اور تمہارے درمیان اللہ کا عہد و میثاق ہے اور واسطہ ہے کہ اگر تم نے اس سے پیشتر کہ ہم تم پر قابو پائیں توبہ کر لی تو ہم تمہیں اور تمہارے لڑکوں، تمہارے بھائیوں، تمہارے تابعداروں اور تمہارے تمام گروہ والوں کو امان دیتے ہیں اور تم کو ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور جہاں تمہیں پسند ہو وہاں

تمہیں سکونت کی اجازت ہو گی۔ اور تمہاری جس قسم کی ضرورتیں ہوں گی سب پوری کریں گے، تمہارے خاندان اور تمہارے مددگاروں کو قید کی مصیبت سے رہا کر دیں گے اور اس کے بعد پھر کسی کی برائی نہ کریں گے اور اگر تم اس کا اپنا ذاتی اطمینان چاہتے ہو تو ہمارے پاس ایسے شخص کو بھیج دو جو تمہارے لئے عہد و اقرار اور امان جیسا بھی تم چاہو ہم سے لے لے والسلام''۔

محمد بن عبداللہ: محمد بن عبداللہ نے جواباً تحریر کیا جس میں بسم اللہ کے بعد یہ عبارت تحریر کی تھی:

من عبداللّٰہ محمد المھدی امیر المؤمنین ابن عبداللّٰہ محمد اما بعد طسم تلک ایت الکتب المبین نتلو علیک من نباء موسیٰ و فرعون بالحق لقوم یومنون ان فرعون علا فی الارض و جعل اھلھا شیعاً یستضعف طائفة منھم یذبح ابنائھم و یستحی نساء ھم انه کان من المفسدین و نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض و تجعلھم الوارثین و نمکن لھم فی الارض ونری فرعون و ھامان و جنودھما منھم ما کانوا یحذرون ٥ وانا اعرض علیک من الامان مثل الذی اعطیتنی فقد تعلم ان الحق حقنا و انما دعیتم ھذا الامرینا و نھضتنم فبھم سیعینا و حزتموہ بفضلنا و ان علیا علیه السلام کان الوصی والامام فکیف ورثتموہ دوننا و نحن احیاء و قد علمتم انه لیس احد من بنی ھاشم یشد بمثل فضلنا و لا یفحو بمثل قد یمنا وحدیثنا و نسبنا و نسیبنا و انا بنو بنته فاطمة فی الاسلام من بینکم فانا اوسط بنی ھاشم نسبا و خیرھم اماً و اباً لم تلدنی العجم ولم تعرف فی امھات الا ولاد و ان اللّٰہ عزوجل لم یزل یختار لنا فولدنی من النبیین افضلھم محمد صلی اللّٰہ علیه وسلم و من اصحابه اقدمھم اسلاماً اوسعھم علماً و اکثرھم جھاداً علی بن ابی طالب و من نسائه افضلھن خدیجة بنت خویلد اول من امن باللّٰہ و صلی الی القبلة و من بناته افضلھن و سیدة نساء اھل الجنة و من المتولدین فی الاسلام سید اشباب اھل الجنة. ثم قد علمت ان ھاشما ولد علیاً مرتین من قبل جدی الحسن و الحسین فمازال اللّٰہ یختار لی حتی اختار لی فی معنی النار فولدنی ادفع الناس درجة فی الجنة و اھون اھل النار عذاباً یوم القیامة فانا ابن خیر الاخیار و ابن خیر الاشرار و ابن خیر اھل الجنة و ابن خیر اھل النار و لک عھداللّٰہ ان دخلت فی بیعتی ان اومنک علی نفسک وولدک و کل ما اصبته الاحداً من حدود اللّٰہ اوحقا لمسلم او معاھد فقد علمت ما یلزمک فی ذٰلک فانا اوفی بالعھد منک و احری بقبولُ الامان فاما امانک الذی عرضت علی فھو ای الامان ھی امان ابن ھبیرة ام امان عمک عبداللّٰہ بن علی ام امان بی مسلم والسلام

''اللہ کے بندے محمد مہدی امیر المؤمنین ابن عبداللہ محمد کی طرف سے۔ اما بعد طسم یہ روشن کتاب کی آیات ہیں ہم تجھ کو موسیٰ اور فرعون کا کچھ احوال سچائی کے ساتھ سناتے ہیں کہ ایمان والوں کے لئے یقین کا باعث ہو بے شک فرعون دنیا میں بہت بڑھ چڑھ رہا تھا اور وہاں کے لوگوں کو کئی جماعتوں میں تقسیم کر رکھا تھا اور ان میں سے

ایک گروہ کو کمزور بنا دیا تھا ان کے لڑکوں کو مار ڈالتا تھا اور عورتوں کو زندہ رکھتا تھا بے شک وہ (فرعون) مفسدین میں سے تھا اور ہم چاہتے تھے کہ ملک میں جو کمزور تھے ان پر احسان کریں اور انہی کو سردار بنائیں اور انہیں قائم مقام کریں اور ہم ملک میں ان کی حکومت قائم کر دیں اور ہم فرعون و ہامان اور اس کے لشکر کو وہ چیز دکھائیں جس کا وہ اندیشہ کرتے تھے اور میں تمہارے سامنے ویسی ہی امان پیش کرتا ہوں جیسی کہ تم نے ہم کو دی ہے بے شک تم یہ جانتے ہو کہ یہ حق ہمارا حق ہے اور ہمارے ہی وسیلہ سے تم نے اس کا دعویٰ کیا ہے اور ہماری ہی کوشش سے تم اٹھے اور ہماری بدولت تم کامیاب ہوئے اور بے شک علی علیہ السلام وصی اور امام تھے۔ پس ہمارے ہوتے ہوئے تم ان کے کیسے وارث ہوئے یقینی طور پر تم جانتے ہو کہ کوئی شخص بنی ہاشم میں سے ہمارے فضل کا دعویٰ نہیں کر سکتا اور نہ ہمارے قدیم و جدید اور نسب اور نسیب کی طرح فخر کر سکتا ہے ہم اسلام میں نبی صلعم کی بیٹی فاطمہ کی اولاد میں سے ہیں پس ہم بہ لحاظ نسب اوسط بنی ہاشم ہیں اور بہ اعتبار باپ اور ماں کے اچھے ہیں نہ تو میرے نسب میں عجم کا میل ہے اور نہ لونڈیوں کا اور بے شک اللہ عزوجل ہمیں ممتاز بناتا چلا آیا ہے۔ پس میں اس سے پیدا ہوا ہوں جو نبیوں میں سب سے افضل تھے یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے اصحاب میں بلحاظ اسلام قدیم اور بہ اعتبار علم وسیع اور کثیر الجہاد تھے یعنی علیؓ ابن ابی طالب اور عورتوں میں جو افضل ترین تھیں یعنی خدیجہ بنت خویلد جو سب سے پہلے ایمان لائیں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھی اور آپ کی لڑکیوں میں جو سب سے افضل اور جنتی عورتوں کی سردار تھیں میں ان سے پیدا ہوا ہوں اور فرزندانِ اسلام میں سے جو سردار نوجوانانِ جنت ہیں۔ میں ان سے پیدا ہوا ہوں۔ بے شک تم جانتے ہو کہ بہ لحاظ میرے اجداد حسن وحسین کے علی کا ہاشم سے دوہرا تعلق ہے پس اللہ تعالیٰ مجھے برابر ممتاز کرتا آیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دوزخیوں[1] میں بھی ممتاز رہا۔ پس میں اس کا بیٹا ہوں جس کا جنت میں بڑا درجہ ہوگا اور اس کا بیٹا ہوں جس پر قیامت میں اور دوزخیوں کی بہ نسبت کم عذاب ہوگا۔ چنانچہ میں خیر الاشرار اور بہترین اہل جنت اور بہترین اہل نار کا بیٹا ہوں اور اللہ درمیان میں ہے اگر تم میری بیعت قبول کر لو۔ تو میں تم کو اور تمہارے لڑکوں کو امان دیتا ہوں اور جو کچھ کر چکے ہو اس سے در گزر کرتا ہوں مگر حدود اللہ میں سے کسی حد سے یا کسی مسلمان کے حق یا معاہدہ کا ذمہ دار نہ ہوں گا۔ تم خود جانتے ہو کہ اس سے تم پر کیا لازم آتا ہے۔ میں تم سے زیادہ اقرار کا پورا کرنے والا ہوں اور میری ماں تمہاری ماں سے زیادہ قبول کرنے کے لائق ہے اور تم جو مجھے امان دیتے ہو تو یہ کون سی امان ہے۔ آیا یہ امان ابن ہبیرہ والی امان ہے یا تمہارے چچا عبداللہ بن علی والی امان ہے یا ابو مسلم والی امان ہے۔ والسلام

منصور نے جواب میں یہ عبارت تحریر کی:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥من عبداللہ امیر المؤمنین الی محمد بن عبداللہ فقد اتانی کتابک و بلغنی کلامک فاذاجل فخرک بالنساء لتضل به الجفاة و الغوغاء و لم یجعل اللہ النساء کالعمومة ولا الاباء کالعصبة ولاولیاء و قد جعل اللہ العم ابا و بدایه علی الولد فقال جل ثناء عن نبیه علیه السلام و اتبعت ابائی ابراهیم و اسماعیل و اسحاق و یعقوب و لقد علمت ان اللہ تبارک وتعالیٰ بعث محمداً صلی اللہ علیه وسلم و عمومته اربعة فاجا به اثنان احدهما

[1] یہ ابو طالب کی طرف اشارہ ہے حضور نے فرمایا ابو طالب کو میرے باعث دوزخ میں داخل نہ کیا جائے گا صرف آگ کے جوتے پہنائے جائیں گے۔

ابی و کفر به اثنان احمدهما ابوک و اماما ذکرت من النساء و قرا بابا نهن فلو اعطی علی قرب الانساب و حق الاحساب لکان الخیر کله لامنة بنت وهب و لکن اللّٰه یختار لدینه من یشاء من خلقة و اماما ذکرت من فاطمة ام ابی طالب فان اللّٰه لم یهد احدا من ولدها الی الاسلام و لو فعل لکان عبداللّٰه بن عبدالمطلب اولا هم بکل خیر فی الاخرة و الاولی و اسعدهم بدخول الجنة غدا ولکن اللّٰه ابیٰ ذٰلک فقال انک لا تهدی من احببت ولکن اللّٰه یهدی من یشاء و اماما ذکرت من فاطمة بنت اسد ام علی بن ابی طالب و فاطمة ام الحسنین و ان هاشماً ولد علیاًمرتین و ان عبدالمطلب ولد الحسن مرتین فخر الاولین رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم یلده هاشم الامرة و احدة واماما ذکرت من انک ابن رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فان اللّٰه عزوجل قد ابی ذٰلک فقال ما کان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللّٰه و خاتم النبیین و لکنکم قرابة ابنته و انها لقرابة غیرانها امراة لا تجوز المیراث الامامة من قبلها و لقد طلب بها ابوک من کل وجه و اخراجها تخاصم و مرضها سرا و دفنها لیلا و ابی الناس الا تقدیم الشیخین و لقد حضر ابوک و فاة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم فامر بالصلوٰة غیره ثم اخذ الناس رجلاً رجلاً فلا یاخذ وا اباک فیهم ثم کان فی اصحاب الشوریٰ فکل دفعة عنها بایع عبدالرحمٰن عثمان و قبلها عثمان و حارب اباک طلحة و الزبیر و دعا سعد الی بیعته فاغلق بابه دونه ثم بایع معاویة بعده و افضیٰ امرجدک الیٰ ابیک الحسن فطمه الی معاویة تحرف و دارهم و اسلم فی یدیه شیعته فخرج الی المدینة فدفع الامر الیٰ غیر اهله و اخذ مالا من غیرحله فان لکم فیها شئ فقد بعتموه فاما قولک ان اللّٰه اختار لک فی الکفر فجعل اباک اهون اهل النار عذابا فلیس فی الشر خیار و لا من عذاب اللّٰه هین ولا ینبغی لمسلم یومن باللّٰه و الیوم الاخر ان یفتخر بالنار سترد فتعلم وسیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون و اما قولک لم تدلک العجم و لم تعرف فیک امهات الاولاد انک اوسط بنی هاشم نسباً و خیرهم اما و اباً فقد رانیک فخرت علی بن هاشم طراً و قدمت نفسک علی من هو خیرمنک اولاداً اخراً و اصلا و فضلا فخرت الیٰ ابراهیم رسول اللّٰه صلی علیه وسلم فانظر و یحک این تکون من اللّٰه غداً و ما ولد قبلکم مولود بعد وفاة رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه وسلم افضل من علی بن الحسین و هو لام ولدٍ و لقد کان خیراً من جدک حسن بن حسن اجزانیه محمدً خیر من ابیک وجدته ام ولدٍ ثم ابنه جعفر و هو خیر و لقد علمت ان جدک علیاً حکم الحکمین و اعطاء هما عهده و میثاقه علی الرضا بما حکما به فاجمعا علی خلعه ثم خرج عمک الحسین بن علی علی ابن مرجانة فکان الناس الذین معه علی حتی قتلوه ثم اترابکم علی الاقتاب کالسبی المجلوب الی الشام ثم خرج منکم غیر واحد فقتلکم بنو امیة و حرقوکم بالنار و صلبوکم علی جزوع النخل حتی خرجنا علیهم فادرکنا بسیرکم اذا لم تدرکوه و رفعنا اقدراکم و اورثنا کم ارضهم و دیارهم بعد ان کانوا

يلعنون اباك في ادبار كل صلواة مكتوبة كما يلعن الكفرة ففهنا هم و كفرنا هم و بينا فضله واشدنا بذكره فاتخذت ذلك علينا حجة و ظننت انا بما ذكرنا من فضل على قدمناه على حمزة و العباس و جعفر كل اولئك و مضوا سالمين مسلما منهم و ابتلى ابوك بالدماء و لقد علمت ان ماثرنا في الجاهليه سقاية الحجيج الاعظم و لاية زمزم و كانت للعباس من دون اخوته فنازعنا فيه ابوك الى عمر فقضى لنا عمربها و توفى رسول الله صلى الله عليه وسلم و ليس من عمومة احد حياً الا لعباسى و كان وارثة دون بنى عبدالمطلب و طلب الخلافة غير و احد من بنى هاشم فلم بنلها الاولده فاجتمع للعباس انه ابورسول الله صلى الله عليه وسلم خاتم الانبياء و بنو القادة الخلفاء فقد ذهب بفضل القديم و الحديث و لولا ان للعباس اخرج الى بدر كرها لمات عماك طالب و عقيل جوعاً اويلحسان جفات عتبة و شيبة ما ذهب عنهما العار و الشنا ولقد جاء الاسلام ولعبارس يمون به طالب اصابتهم ثم فدى عقيلا يوم بدر فعززناكم في الكفر و فديناكم من الاسرور ورثنا دونكم خاتم الانبياء و ادركنا بتاركم اذعجزتم عنه و وضعنا كم بحيث لم تعضفوا انفسكم.

والسلام

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ امیر المومنین عبداللہ کی جانب سے محمد بن عبداللہ کے نام۔ مجھے تمہارا خط ملا اور تمہارا پیام پہنچا۔ تمہارا سب سے بڑا فخر عورتوں پر ہے جس سے عوام اور بازاری دھوکہ میں پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو چچاؤں اور باپوں اور عصبہ اور ولیوں کی طرح نہیں بنایا اور بلاشک اللہ نے چچا کو باپ کا قائم مقام بنایا ہے اور لڑکے کو اسی سے شروع کیا ہے اللہ جل شانہ اپنے نبی علیہ السلام کی زبان سے ارشاد فرماتا ہے اور اتباع کی میں نے اپنے آباء ابراہیم اور اسماعیل اور اسحاق اور یعقوب کی۔ تمہیں خوب معلوم ہے کہ اللہ تبارک تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث کیا اس وقت ان کے چار چچا زندہ تھے دو نے اسلام قبول کیا ان میں سے ایک میرا باپ تھا اور دو نے انکار کیا۔ اُن میں سے ایک تمہارا باپ تھا اور تم نے جو عورتوں اور ان کی قرابتوں کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اگر نسب وحسب کے قرب وحق کا خیال کیا جاتا تو تمام خوبیاں آمنہ بنت وہب کو حاصل ہوتیں لیکن اللہ اپنے دین کے لئے اپنی مخلوقات سے جسے چاہتا ہے پسند کر لیتا ہے اور تم نے جو فاطمہ مادر ابی طالب کا ذکر کیا ہے تو اس کا حال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لڑکوں میں سے کسی کو بھی اسلام نصیب نہیں کیا۔ اور اگر کسی کو اسلام کی ہدایت کرتا تو عبداللہ بن عبدالمطلب آخرت و دنیا کی کل بھلائی کے لئے زیادہ موزوں اور بروز قیامت جنت میں داخل ہونے کے بے حد مستحق تھے۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے منظور نہ کیا۔ پس ارشاد کیا بے شک تو جسے دوست رکھتا ہے اسے ہدایت نہیں کر سکتا لیکن اللہ جسے چاہتا ہے ہدایت کرتا ہے اور تم نے جو فاطمہ بنت اسد مادر علی بن ابی طالب اور فاطمہ مادر حسنین کا ذکر کیا ہے علی مادری اور پدری دونوں جانب سے ہاشمی ہیں اور حسن کا عبدالمطلب سے مادری اور پدری تعلق ہے اس کا جواب یہ ہے کہ فخر الاوّلین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاشم سے ایک ہی واسطہ قرابت ہے اور عبدالمطلب سے بھی قرابت کا ایک ہی واسطہ ہے اور تم نے جو یہ تحریر کیا ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بیٹا ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے

انکار کیا ہے ارشاد فرمایا ہے محمد تم میں سے کسی کے باپ نہ تھے اور لیکن وہ رسول اللہ اور خاتم النبیین تھے۔ ہاں تم آپ کی لڑکی کے ذریعہ سے آپ کے قرابت دار ہو اور یہ قرابت قریب ہے مگر چونکہ عورت کے ذریعہ سے ہے اس لئے نہ تو وہ میراث کی مستحق ہے اور نہ امامت کر سکتی ہے پس تم اس کے ذریعہ سے کس طرح امامت کے وارث ہو سکتے ہو تمہارے باپ (علی) نے ہر طرح سے اس کی کوشش کی اس کے لئے لڑے جھگڑے اور در پردہ اس مرض کو پالے رکھا مگر لوگوں نے شیخین (ابوبکر وعمر) ہی کو امام بنایا۔ تمہارے باپ بہ وقت وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے مگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے شخص کو نماز پڑھانے کا حکم دیا اس کے بعد بھی لوگ یکے بعد دیگرے دوسرے شخص کو منتخب کرتے گئے۔ لیکن تمہارے باپ کو منتخب نہیں کیا۔ پھر تمہارے اصحاب شوریٰ میں بھی شامل ہوئے ہر مرتبہ انتخاب سے نکالے گئے عبدالرحمٰن نے عثمان کی خلافت کی بیعت کی اور عثمان نے اسے قبول کر لیا۔ تمہارے باپ طلحہ وزبیر سے لڑے اور سعد کو اپنی بیعت کرنے کو بلایا۔ سعد نے دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد معاویہ کی بیعت کر لی رفتہ رفتہ تمہارے دادا کی یہ کوشش تمہارے باپ حسن تک پہنچی۔ انہوں نے کنکریوں اور درہم کے بدلے حکومت معاویہ کو دے دی اور اپنے ہوا خواہوں کو معاویہ کے حوالہ کر کے آپ مدینہ چلے آئے حکومت ایک نااہل کو دے ڈالی اور غیر حلال مال لے لیا۔ پس اگر تمہارا کوئی حق اس میں تھا بھی تو اسے تم نے فروخت کر ڈالا۔ تمہارا یہ کہنا کہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے کفر میں بھی ممتاز بنایا ہے اور ہمارے باپ کو بہ نسبت اور اہل نار کے کمتر عذاب میں رکھا ہے تو اصل یہ ہے کہ برائی میں بھلائی نہیں ہوتی اور اللہ کا عذاب عذاب ہونے کی حیثیت سے کسی صورت میں کم نہیں (بلکہ وہ ہر صورت میں عذاب ہے) کسی مسلمان کو جو اللہ اور روز قیامت پر ایمان رکھتا ہو اپنے دوزخی ہونے پر فخر نہ کرنا چاہئے اور تم عنقریب اسی پر سے گزرو گے تو اسی میں جان لو گے اور جنہوں نے ظلم کیا وہ بھی عنقریب جان جائیں گے کہ کس کروٹ الٹے پلٹے جائیں گے اور تمہارا یہ کہنا کہ تم میں نہ تو کسی عجمی کا میل ہے اور نہ تم کنیزک زادہ ہو اور یہ کہ تم بنی ہاشم میں باعتبار نسب اور مادر و پدر کے لحاظ سے سب سے بہتر ہو میں دیکھتا ہوں کہ تم نے کل بنی ہاشم سے اپنے کو بڑھا دیا اور تم نے اپنے آپ کو اس سے بڑھا دیا جو تم سے اولاً و آخراً اصلاً اور فصلاً بہتر ہے تم نے ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی اپنے کو افضل بنا دیا۔ ذرا سوچو تو سہی افسوس ہے تم پر کل تمہاری کیا حالت ہو گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد تم میں سے کوئی شخص علی بن حسین سے افضل و بہتر پیدا نہیں ہوا اور وہ کنیزک کے بیٹے تھے اور بے شک وہ تمہارے دادا حسن بن حسن سے بہتر تھے اور ان کے بیٹے محمد تمہارے باپ سے افضل ہیں اور ان کی دادی کنیزک تھیں اس کے بعد ان کے لڑکے جعفر ہوئے اور وہ بھی افضل ہیں تم کو معلوم ہو گا کہ تمہارے دادا علی نے دو حکم مقرر کئے تھے اور اپنی رضامندی سے یہ اقرار کیا تھا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریں گے ہم اسے تسلیم کریں گے پس اُن دونوں حکموں نے ان کی معزولی پر اتفاق کر لیا اس کے بعد تمہارے چچا حسین بن علی نے ابن مرجانہ کے خلاف بغاوت کی۔ اتفاق یہ کہ جو لوگ ان کے ہمراہ تھے وہی مخالف بن گئے یہاں تک کہ انہیں قتل کر ڈالا۔ اور تم لوگوں کو تجارتی لونڈی غلاموں کی طرح اونٹوں پر سوار کر کے شام لے گئے اس کے بعد تم میں سے اکثر لوگوں نے بغاوت کی اور بنو امیہ نے ان کو مار ڈالا یا آگ میں جلایا اور سولی دے دی یہاں تک کہ ہم نے ان سے بغاوت کی۔ پس ہم نے ان کو دبا لیا جب کہ تم ان کو دبا نہ سکے اور ہم نے تمہاری

قدر بڑھائی اور ہم نے تم کو ان کے ملک اور زمین کا وارث بنایا اس سے پیشتر وہ لوگ تمہارے باپ پر ہر فرض نماز کے بعد لعنت کیا کرتے تھے جیسا کہ کفار پر لعنت کی جاتی ہے۔ پس ہم نے ان کو ذلیل اور رسوا کیا اور ان کو (علی کی) فضیلت بیان کی اور ان کے ذکر کو بڑھایا پس تم نے اسی کو ہمارے مقابلہ میں ذلیل بنا لیا۔ اور تم نے یہ سمجھ لیا کہ ہم علیؓ کی فضیلت کی وجہ سے حمزہؓ اور عباسؓ اور جعفرؓ پر علیؓ کو مقدم کرتے ہیں یہ سب کے سب اچھے گئے اور ہر ابتلاء سے محفوظ بھی رہے اور تمہارا باپ خونریزی میں مبتلا ہو گیا۔ تم کو معلوم ہے کہ جاہلیت میں ہماری عزت حاجیوں کو زمزم پلانا تھی اور زمزم کا متولی ہونا تھا اور یہ عباسؓ کے قبضہ میں تھا نہ کہ ان کے اور بھائیوں کے۔ اس معاملہ میں تمہارے باپ نے عمرؓ کے روبرو ہم سے جھگڑا کیا عمرؓ نے اس کا فیصلہ ہمارے حق میں کیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ان کے چچاؤں میں سے عباسؓ کے سوا کوئی زندہ نہ تھا پس یہی وارث ہوئے نہ اور بنی عبدالمطلب بنی ہاشم میں سے اور لوگوں نے بھی خلافت کی خواہش کی مگر کسی کو اولاد عباسؓ کے علاوہ نصیب نہ ہوئی۔ اس لحاظ سے عباس میں یہ امور جمع ہو گئے کہ ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے باپ ہونے کا شرف حاصل ہوا اور ان کے لڑکے خلیفہ ہوئے غرض جدید اور قدیم فضیلت عباس کو حاصل ہو گئی اور اگر بدر میں عباس مجبوراً شریک ہوتے تو تمہارے چچا طالب و عقیل بھوکوں مر جاتے یا عتبہ وشیبہ کے لگنوں کو چاٹا کرتے اصل یہ ہے کہ عباس نے ان کی عزت و آبرو رکھ لی۔ اسلام آیا تو یہی عباس طالب کے خبر گیراں رہے۔ جنگ بدر میں عقیل کا فدیہ دیا ہم نے کفر میں بھی تمہاری عزت بڑھائی اور فدیہ دے کر قید سے چھڑایا اور تمہارے سوا ہم خاتم الانبیاء کے وارث ہوئے۔ تمہارا بدلہ ہم نے لیا جب کہ تم اس سے عاجز ہو گئے تھے اور ہم نے تم کو اس جگہ پر رکھا جہاں تم اپنے کو نہ رکھ سکتے تھے۔ والسلام

محمد بن عبداللہ پر لشکر کشی: یہ تحریر روانہ کرنے کے بعد جعفر منصور نے محمد بن عبداللہ سے جنگ کرنے کو اپنے عم زاد بھائی عیسیٰ بن موسیٰ بن علی کو روانہ کیا چنانچہ عیسیٰ نے ایک عظیم لشکر کے ساتھ محمد بن عبداللہ پر چڑھائی کی۔ مدینہ منورہ میں دونوں حریفوں میں صف آرائی ہوئی۔ پندرہ ماہ رمضان المبارک ۱۴۵ھ کو ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ میدانِ جنگ عیسیٰ کے ہاتھ رہا۔ محمد بن عبداللہ مہدی کو شکست ہوئی اس کا بیٹا علی نامی سندھ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں تا بقاء حیات مقیم رہا۔ دوسرا بیٹا عبداللہ اشتر روپوش ہو گیا اور اسی حالتِ روپوشی میں مر گیا۔ ان لوگوں کی حالت کو ہم نے کامل طور سے ابو جعفر منصور کے حالات کے ضمن میں لکھ دیا ہے۔

ابراہیم بن عبداللہ: اس کامیابی کے بعد عیسیٰ خلیفہ منصور کے پاس واپس آیا۔ منصور نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے محمد مہدی کے بھائی ابراہیم سے لڑنے کو حیرہ روانہ کیا۔ اسی ۱۴۵ھ کے آخری ماہ ذیقعدہ میں ابراہیم اور عیسیٰ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ اس معرکہ میں بھی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اس دارو گیر میں مارا گیا۔ جیسا کہ ہم خلیفہ منصور کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔ ان لوگوں میں جو ابراہیم کے ساتھ اس لڑائی میں کام آئے عیسیٰ بن زید بن علی بھی تھا۔

ابن قتیبہ کا خیال ہے کہ عیسیٰ بن زید بن علی نے ابو مسلم کے قتل کے بعد منصور کی مخالفت کا علم بلند کیا تھا اور ایک لاکھ بیس ہزار فوج سے منصور کے مقابلہ پر آیا تھا۔ دونوں حریفوں میں مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ منصور کو بھی

اضطراب پیدا ہو گیا اور اس نے میدانِ جنگ سے بھاگ جانے کا قصد کیا لیکن اچانک جنگ کا پانسہ کچھ ایسا پلٹا کہ عیسیٰ کو شکست ہوئی اور وہ ابراہیم بن عبداللہ کے پاس بصرہ بھاگ گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ عیسیٰ بن موسیٰ بن علی نے ان پر چڑھائی کی اور ان دونوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

حسین بن علی کی بغاوت: اس کے بعد ۱۶۹ھ زمانہ خلافت مہدی میں بنی حسن سے حسین بن علی بن حسن بن حسن بن علیؓ بن ابی طالب نے مدینہ منورہ میں حکومت کے خلاف سر اٹھایا آل محمد کی حمایت میں لوگوں نے ان کی بیعت کی۔ سامان سفر درست کر کے مکہ کا راستہ لیا۔ خلیفہ ہادی کو اس کی خبر لگی۔ محمد بن سلیمان بن علی کو جو اتفاق وقت سے بقصد حج بصرہ سے دارالخلافت آیا ہوا تھا۔ یوم ترویہ کو حسین بن علی کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ مکہ سے تین میل کی مسافت پر مقام فخ میں مقابلہ ہوا میدان محمد بن سلیمان کے ہاتھ رہا حسین بن علی مع اپنے اعزہ کے مارے گئے باقی ماندہ بہ ہزار خرابی اپنی اپنی جان بچا کر بھاگے جن میں ان کا چچا ادریس بن عبداللہ بھی تھا۔ ادریس نے میدان جنگ سے بھاگ کر مصر میں جا کر دم لیا۔

ادریس بن عبداللہ: مصر کے محکمہ خبر رسانی پر ان دونوں واضح خادم صالح بن منصور معروف بہ مسکین مامور تھا چونکہ اس کا شیعیت کی جانب میلان تھا اس لئے وہ ادریس کے آنے کی خبر سن کر اس کے پاس گیا جہاں کہ وہ روپوش تھا اور اسے ڈاک کے گھوڑوں کے ذریعہ سے مغرب کی طرف روانہ کر دیا اس کے ہمراہ اس کا خادم راشد بھی تھا ۱۷۲ھ میں بولیلیٰ میں جا کر مقیم ہوا بولیلیٰ میں ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ موجود تھا جو قبیلہ بربر کا ایک نامور شخص تھا اس نے ادریس کی بڑی خاطر داری کی اور عزت واحترام سے ٹھہرایا' بربر کو جمع کر کے اس کی خلافت کی ترغیب دی بالآخر اسحاق خلافت عباسیہ سے منحرف ہو کر ادریس کا مطیع ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اپنے سردار کے مائل ہو جانے سے ادریس کی بیعت کر لی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ اس زمانہ میں مغرب میں مجوسی بھی رہتے تھے۔ بربریوں نے ان سے معرکہ آرائی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں حتیٰ کہ وہ لوگ بھی دائرۂ اسلام میں داخل ہو گئے اور ادریس المغرب الاقصیٰ پر کامیابی کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر بھی قبضہ کر لیا اور رفتہ رفتہ ملوک زمانہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور اس کی حکومت و دولت کو کامل طور سے استقلال واستحکام حاصل ہو گیا ابراہیم بن اغلب والیٔ قیروان نے خلیفہ رشید کو اس کی اطلاع دی۔

ادریس بن عبداللہ اور شماخ: خلیفہ رشید نے خلیفہ مہدی کے خادموں میں سے سلیمان بن حریر معروف بہ شماخ نامی ایک خادم کو ابراہیم کے پاس قیروان روانہ کیا ابن اغلب نے پروانہ راہداری دے کر المغرب الاقصیٰ جانے کی اجازت دے دی چنانچہ شماخ نے المغرب الاقصیٰ میں جا کر ادریس کے پاس قیام کیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں علم خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر طالبیوں کی حکومت کے سایہ میں قیام کرنے کے لئے آیا ہوں۔ امام ادریس نے شماخ کو اپنا خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔ شماخ اپنی عمدہ کارگزاریوں سے ادریس کی آنکھوں میں ایسا عزیز ہو گیا کہ وہ سب کچھ اسی کی آنکھوں سے دیکھنے لگا۔ چند روز بعد ادریس کو دانتوں کے درد کی شکایت پیدا ہوئی۔ شماخ نے دوا میں زہر ملا کر دانتوں میں ملنے کو دیا۔ جوں ہی ادریس نے اس دوا کو دانتوں پر ملا اُسی وقت اس کا دَم گھٹ گیا اور اسی طرح سے جیسا کہ مؤرخین کا خیال ہے۔ ادریس کی موت واقع

ہوئی۔ ۱۷۵ھ کا یہ واقعہ ہے مرنے کے بعد ادریس بولیلی ہی میں دفن کیا گیا اور شماخ دوادے کرڈر کے مارے بھاگ نکلا۔ راشد نے پیچھا کیا۔ وادی ملویہ میں شماخ سے جا بھڑا دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ نے جوں توں وادی کو طے کر کے اپنی جان بچائی۔

ابن ادریس: بربریوں نے ادریس کی موت کے بعد اس کے بیٹے ادریس کی بیعت کی اور اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں سرگرمی سے کام لینے لگے۔ رفتہ رفتہ افریقہ اور اندلس کے اکثر عرب المغرب الاقصیٰ میں ادریس بن ادریس کے پاس چلے آئے جس سے ادریس کی قوت بڑھ گئی اور بنو اغلب امراء افریقہ اس کی مدافعت نہ کر سکے نتیجہ یہ ہوا کہ ادریس اور اس کی آئندہ نسلوں کے قدم استحکام کے ساتھ المغرب الاقصیٰ کی حکومت پر جم گئے اور ایک دولت و حکومت قائم کر لی یہاں تک کہ ابوالعالیہ اور اس کی قوم مکناسہ امراء خلفاء عبیدین کے ہاتھوں ۳۱۳ھ میں اس حکومت و دولت کا خاتمہ ہوا۔ جیسا کہ ہم اس کو بربر کے حالات میں تحریر کریں گے اور وہاں پر ان کے ہر ایک بادشاہ کی علیحدہ علیحدہ بادشاہی اور حکومت ختم ہونے کے احوال تحریر کریں گے کیونکہ یہ حالات بربر کے متعلقات سے ہیں۔ جو ان کی حکومت و دولت کے بانی مبانی تھے۔

یحییٰ بن عبداللہ کا خروج: ان واقعات کے بعد یحییٰ برادر محمد بن عبداللہ بن حسن نے دیلم کے ساتھ ۱۷۶ھ میں عہد خلافت ہارون میں بغاوت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کا جاہ و جلال حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ خلیفہ ہارون نے فضل بن یحییٰ برمکی کو اس مہم کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ فضل نے طالقان پہنچ کر یحییٰ سے خط و کتابت شروع کی اور بلاد دیلم سے اسکو بلانے کی عالمانہ تدبیریں کرنے لگے۔ آخرالامر فضل نے یحییٰ کو سمجھا بجھا لیا اور اپنی حکمت عملی سے اسے دارالخلافت بغداد میں لے آیا خلیفہ ہارون نے جو کچھ فضل نے یحییٰ سے اقرار و عہد کیا تھا سب پورا کیا۔ سال بھر کی تنخواہ یک مشت دے دی۔ اس کے بعد آل زبیر کے لگانے بجھانے سے یحییٰ کو قید کر دیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چند روز بعد رہا کر دیا تھا اور تالیف قلب کے خیال سے مال و زر بھی عطا کیا تھا اور بعض کہتے ہیں کہ رہائی کے ایک ماہ بعد خلیفہ ہارون نے زہر دلوا دیا تھا جس سے یحییٰ کی موت وقوع میں آئی۔ اور بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ جعفر بن یحییٰ نے بلا اجازت خلیفہ ہارون کے یحییٰ کو جیل سے رہا کر دیا تھا۔ اسی وجہ سے برامکہ کی بربادی اور تباہی ہوئی غرض بنی حسن کی ان حالات کی تبدیلی کی وجہ سے حالت دگرگوں ہو گئی اور زیدیہ کا دور دورہ ایک مدت کے لئے خاموشی اور گمنامی کے گوشہ میں جا چھپا۔ حتیٰ کہ کچھ دن بعد ان میں سے یمن اور دیلم میں چند لوگ ظاہر ہوئے۔

طباطبا کا خروج: ابوجعفر منصور کے وقت سے دولت عباسیہ کو استحکام ہو گیا تھا خوارج اور شیعوں کے ایلچیوں کے عالمانہ تدبیریں ختم ہو گئی تھیں یہاں تک کہ خلیفہ ہارون الرشید کا انتقال ہو گیا اور اس کے لڑکوں میں اختلاف کا دروازہ کھل گیا۔ امین الرشید، طاہر بن حسین کے ہاتھوں مارا گیا۔ محاصرۂ بغداد میں لڑائی قتل اور غارت گری جو واقع ہونے والی تھی واقع ہوئی اور مامون الرشید فتنہ و فساد فرو کرنے اور اہل خراسان کی تسکین کی غرض سے خراسان ہی میں مقیم رہا۔ انتظاماً عراق کی حکومت پر حسن بن سہل کو مامور کیا اس تقرری کا عمل میں آنا تھا کہ عراق میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ مامون الرشید کے اراکین دولت میں اس وجہ سے کہ فضل بن سہل خلیفہ مذکور کے ناک کا بال بنا ہوا تھا گروہ بندی شروع ہو گئی۔ اس وقت شیعوں کو موقع مل گیا۔ وہ

گہری نظروں سے اس کے انجام کو دیکھنے لگے۔ علویہ کو حکومت و دولت حاصل کرنے کا لالچ دامن گیر ہوا۔ عراق میں ابراہیم بن محمد بن حسن مثنیٰ کی نسل سے کچھ لوگ موجود تھے۔ (ابراہیم وہ شخص ہے جو عہد خلافت منصور میں بصرہ میں مارا گیا تھا) اُن لوگوں میں سے جو ابراہیم کی نسل سے عراق میں موجود تھے محمد بن اسماعیل بن ابراہیم نامی ایک شخص تھا جس کو اس کے باپ نے لکنت کی وجہ سے ''طباطبا'' کا لقب دیا تھا۔ اس کے گروہ والے اکثر زیدیہ تھے جو اس کی امامت کے قائل اور اس امر کے مقر تھے کہ اس کو بذریعہ وراثت اپنے آباء واجداد ابراہیم سے امامت حاصل ہوئی ہے جیسا کہ ہم اوپر اس کے حالات میں بیان کر آئے ہیں۔

طباطبا کا انتقال: چنانچہ ۱۹۹ھ میں طباطبا نے بغاوت کی اور اپنی امامت وخلافت کا دعویدار ہوا۔ ابوالسرایا سری بن منصور (جو بنی شیبان کا معزز سردار تھا) نے طباطبا کے بیان کی تائید کی اور اس کی امامت وخلافت کی بیعت کر کے حمایت کی غرض سے لشکر مرتب کرنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں ایک عظیم لشکر فراہم کر کے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ قرب و جوار کے عربوں نے بھی اطاعت قبول کر لی جس سے اس کی جمعیت بہت بڑھ گئی۔ حسن بن سہل نے زہیر بن مسیّب کو طباطبا سے جنگ کرنے کو روانہ کیا طباطبا نے پہلے ہی جنگ میں زہیر کو شکست دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد اگلے دن صبح کو طباطبا دفعتاً مر گیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالسرایا نے اس کو زہر دلوا دیا تھا وجہ یہ تھی کہ طباطبا نے اس کو مال غنیمت سے روکا تھا۔

ابوالسرایا اور ہرثمہ کی لڑائی: بہرکیف ابوالسرایا نے اسی دن محمد بن جعفر بن محمد زید بن علی (زین العابدین) بن حسین علیہ السلام کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ چونکہ محمد میں کام کرنے کی قابلیت نہ تھی ابوالسرایا ہر کام میں پیش پیش اور سفید و سیاہ کا مالک ہو گیا خلیفہ مامون کی فوجوں نے اس پر دھاوا کیا۔ ابوالسرایا نے انہیں شکست فاش دی اور بصرہ واسط اور مدائن پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن بن سہل نے جھلا کے ہرثمہ بن اعین کو ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر اس مہم پر روانہ کیا۔ ہرثمہ کو ان دنوں حسن سے کسی وجہ سے کشیدگی تھی مگر حسن نے اسے راضی کر لیا۔ چنانچہ ہرثمہ نے ابوالسرایا اور اس کے ہمراہیوں پر فوج کشی کی اور نہایت مردانگی سے ابوالسرایا کو مدائن کی لڑائی میں شکست فاش دی اور ان میں سے ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا۔

زید النار: ابوالسرایا نے مدائن میں شاہی فوج سے شکست کھا کر حسین الطبس بن حسن بن علی زین العابدین کو مکہ روانہ کیا۔ محمد بن سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن کو مدینہ بھیجا اور زید بن موسیٰ بن جعفر الصادق کو بصرہ پر مامور کیا۔ زید بن موسیٰ کو زید النار کے لقب سے بھی اُس زمانہ میں لوگ یاد کرتے تھے اس مناسبت سے کہ انہوں نے بصرہ میں بہت سے آدمیوں کو جلا دیا تھا۔ ان لوگوں نے مکہ، مدینہ اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا ان دنوں مکہ میں مسرور خادم اکبر اور سلیمان بن داؤد بن عیسیٰ موجود تھے یہ دونوں حسین کے آنے کی خبر پا کر مکہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ بقیہ حجاج موقف میں ٹھہرے رہے اگلے دن حسین نے مکہ میں داخل ہو کر حجاج کو جی بھر کر لوٹا۔ زمانہ جاہلیت سے خانہ کعبہ میں جو خزانہ تھا جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بعد خلفاء نے بھی بدستور قائم رکھا تھا نکال لیا اس خزانہ میں جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے دو سو قنطار سونا تھا۔ حسین نے اسے اپنے ہمراہیوں پر تقسیم کر دیا۔

ابوالسرایا کی گرفتاری: اس کے بعد ہرثمہ نے ابوالسرایا سے لڑائی چھیڑ دی۔ اس معرکہ میں ابوالسرایا کو شکست ہوئی

بھاگ کر کوفہ پہنچا۔ ہرثمہ نے تعاقب کیا۔ ابوالسرایا نے کوفہ چھوڑ کر قادسیہ کا راستہ لیا۔ ہرثمہ نے کوفہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا ابوالسرایا نے قادسیہ میں بھی امن کی صورت نہ دیکھ کر واسط کا رخ کیا عامل واسط نے تلوار اور نیزوں سے اس کا استقبال کیا ابوالسرایا شکست کھا کر جلولاء چلا گیا۔ والی جلولاء اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر حسن بن سہل کے پاس نہروان لایا حسن بن سہل نے قتل کا حکم دے دیا۔ یہ واقعہ ۲۰۰ھ کا ہے۔

محمد بن جعفر الصادق: رفتہ رفتہ اس واقعہ کی خبر علویہ تک پہنچی۔ سب نے جمع ہو کر محمد بن جعفر الصادق کے ہاتھ پر بیعت کی اور امیر المومنین کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ مگر ان کے دونوں لڑکے علی وحسین ان پر ایسا غالب و مستولی ہو گئے کہ ان کی موجودگی میں انہیں کسی قسم کا اختیار حاصل نہ ہو سکا۔ ابراہیم بن موسیٰ کاظم بن جعفر صادق مع اپنے اہل بیت کے یمن چلے گئے اور وہاں پر اپنی امارت و خلافت کی بنیاد ڈالی نہایت قلیل مدت میں اکثر بلاد یمن پر قابض و متصرف ہو گئے۔ چونکہ اس نے کثرت سے لوگوں کو قتل کیا تھا اس وجہ سے یہ "جزار" کے لقب سے ملقب کیا جاتا ہے۔ اسحاق بن موسیٰ بن عیسیٰ والی یمن کسی طرح اپنی جان بچا کر خلیفہ مامون کی خدمت میں بھاگ گیا۔ خلیفہ نے سامان جنگ اور فوج کثیر عطا فرما کر اسے علویوں کے سر کرنے کو پھر رخصت کیا چنانچہ اسحاق نے مکہ پہنچ کر علویوں کو نیچا دکھایا محمد بن جعفر الصادق شکست کھا کر ساحل عرب کی طرف بھاگے۔ اسحاق نے تعاقب کیا اور محمد بن جعفر الصادق کی تلاش و جستجو پر لوگوں کو ادھر اُدھر پھیلا دیا۔ محمد بن جعفر الصادق نے گھبرا کر امان طلب کی اسحاق نے امان دی مکہ میں آئے خلیفہ مامون کی خلافت کی بیعت کی اور منبر پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس واقعہ سے پیشتر شاہی فوجیں یمن میں پہنچ گئی تھیں اور یمن کو علویوں سے خالی کرا لیا تھا اور دولت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا اس کے بعد حسین افطس نے بہ دعوے خلافت مکہ میں پھر بغاوت کی۔ خلیفہ مامون نے اسے اور اس کے دونوں بیٹوں علی و محمد کو قتل کر کے علویوں سے اپنے ممالک مقبوضہ کو پاک و صاف کر لیا۔

علی رضا کی ولی عہدی: کچھ دن بعد شیعوں کی کثرت اور تمام ممالک اسلامیہ میں ان کے ایلچیوں کے پھیل جانے کی وجہ سے اور اس سبب سے کہ مامون کے خیالات اور عقائد علی بن ابی طالب اور سبطین (حسن و حسین) علیہم السلام کی بابت قریب قریب انہی لوگوں جیسے تھے۔ ۲۰۱ھ میں علی رضا بن موسیٰ کاظم بن جعفر الصادق بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب کو اپنا ولی عہد بنایا اور ایک اطلاعی فرمان بایں مضمون کہ میرے بعد تاج و تخت خلافت کے مالک علی رضا ہوں گے' روانہ کیا۔ درباری لباس سیاہ کپڑوں کی جگہ سبز کپڑوں کو قرار دیا۔ عباسیوں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عراق میں مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کی خلافت کی بیعت ۲۰۲ھ میں لی گئی۔ بغداد میں اس جدید خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جس سے فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ مامون الرشید اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے خراسان سے عراق کی جانب روانہ ہوا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں دفعتاً علی رضا بن موسیٰ کاظم ولی عہد کا ۲۰۳ھ میں انتقال ہو گیا مقام طوس میں مدفون ہوئے مامون الرشید قطع مسافت کر کے ۲۰۴ھ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ اپنے چچا ابراہیم کو گرفتار کر لیا۔ مگر پھر اس کی عفو تقصیر کر دی اور چونکہ ولی عہد کا انتقال ہو چکا تھا اس وجہ سے فتنہ و فساد بھی فرو ہو گیا۔

زیدیوں کی بغاوت: اس کے بعد ۲۰۹ھ میں عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے یمن میں علم

مخالفت بلند کیا۔ اہل یمن نے آل محمد کی حمایت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ خلیفہ مامون نے اپنے غلام دینار نامی کو ایک فوج عظیم کی افسری کے ساتھ اس مہم کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے دینار کے پہنچتے ہی امن کی درخواست کی اور علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی پھر زیدیوں نے سرزمین حجاز' عراق' جبال اور دیلم میں بکثرت بغاوتیں کیں ان میں سے ایک گروہ کثیر مصر بھاگ گیا اور ایک بہت بڑی جماعت کو حامیانِ علم خلافت نے گرفتار کر لیا مگر اس کے ساتھ ساتھ چاروں طرف ان کے ایلچی بھی پھیل گئے۔ ان زیدیوں میں سب سے پہلے جس نے واقعہ متذکرہ بالا کے بعد بغاوت کی وہ محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین تھا۔ ۲۱۹ھ میں خلیفہ معتصم کے خوف سے خراسان بھاگ گیا۔ پھر خراسان سے طالقان چلا گیا اور اپنی خلافت وحکومت کا دعویدار ہوا۔ زیدیہ کے تمام گروہوں نے اس کی متابعت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں بہت بڑی جماعت ہو گئی۔ عبداللہ بن طاہر والئ خراسان نے علم خلافت کی طرف سے محمد بن قاسم پر فوج کشی کی متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر عبداللہ بن طاہر کامیاب ہوا اور محمد بن قاسم کو گرفتار کر کے دربار خلافت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتصم نے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ بہ حالتِ قید محمد بن قاسم نے قید حیات سے رہائی پائی۔ بعض کا بیان ہے کہ زہر دیا گیا۔

حسین بن محمد کا انجام: محمد بن قاسم کے بعد کوفہ میں حسین بن محمد بن حمزہ بن عبداللہ بن حسن اعرج بن علی بن زین العابدین ۲۵۱ھ میں دعویدار خلافت وحکومت ہوئے۔ بنی اسد کا قبیلہ ان کا مطیع ہو گیا۔ اس کے علاوہ اور ان کے ہوا خواہ اور گروہ والے ہر جگہ سے ان کے پاس چلے آئے امرائے دولت عباسیہ سے ابن شیکال نے اس طوفان کے روکنے پر کمر ہمت باندھی۔ حسین اور ابن شیکال میں معرکہ آرائی ہوئی میدان ابن شیکال کے ہاتھ رہا۔ حسین بھاگ کر صاحب زنج کے پاس پہنچا اور اسی کے پاس قیام کیا۔ کوفیوں نے واپسی کے خطوط لکھے مگر وہ واپس نہ آیا۔ تھوڑے دنوں بعد صاحب زنج نے خلافت عباسیہ کے خلاف علم مخالفت بلند کیا اور اس نے اسے بھی نیچا دیکھا شکست کھا کر بھاگا اور اثناء دار و گیر میں مارا گیا۔

صاحب زنج: صاحب زنج نے حسین کے چند دنوں بعد بصرہ میں بغاوت کی۔ تمام عبیدیان بصرہ نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ علم خلافت کے لئے یہ ایک خطرناک واقعہ پیش آ گیا۔ صاحب زنج اپنی زبان میں کہا کرتا تھا کہ میں عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد میں سے ہوں۔ میرا نام علی بن محمد بن زید بن عیسیٰ ہے۔ پھر اپنے کو یحییٰ بن زید شہید کی طرف نسباً منسوب کیا اور حق یہ ہے کہ اہل بیت کا یہ ایک ایلچی تھا جیسا کہ ہم اس کے حالات میں بیان کریں گے۔ موفق برادر خلیفہ معتمد نے اس کی سرکوبی کی مہم اپنے ہاتھ میں لی۔ دونوں حریف خوب خوب لڑے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار صاحب زنج مارا گیا اور اس دعوت کا نشان صفحۂ ہستی سے محو کر دیا گیا' جیسا کہ ہم موفق کے حالات کے ضمن میں لکھ آئے ہیں اور دوبارہ عنقریب ان کے حالات میں لکھنے والے ہیں۔

امارت زیدیہ: پھر دیلم میں حسن بن زید بن حسن سبط کی اولاد سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن معروف بہ علوی ۲۵۵ھ میں خلافت وحکومت کا مدعی ہوا طبرستان' جرجان اور اس کے تمام صوبوں پر قابض و متصرف ہو گیا۔ یہاں پر اس کی اور اس کے گروہ زیدیہ کی ایک مدت تک حکومت قائم رہی جو آخری تیسری صدی ہجری میں ختم ہوئی اور اس کے جانشین حسن سبط کی اولاد ہوئی۔ اس کے بعد عمر بن علی زین العابدین کی نسل سے ناصر اطروش یعنی حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر برادر

عم زاد والیٔ طالقان اس ریاست وحکومت کا وارث ہوا۔ دیلم اسی اطروش کے ہاتھ پر ایمان لائے تھے اور انہی کی امداد و اعانت سے اطروش نے طبرستان وغیرہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی دولت وحکومت کا سلسلہ جاری وقائم ہوا بلاد اسلامیہ پر دیلم کے قابض ہونے اور خلفاء عباسیہ پر مستولی ہونے کے یہی باعث ہوئے جیسا کہ ہم ان کی حکومت کے حالات میں بیان کریں گے۔

پھر یمن میں زیدیہ سے یحییٰ بن حسین بن قاسم بن رسی بن ابراہیم بن طباطبا پر اور محمد دوست ابوالسرایا نے ۲۸۸ھ میں خروج کیا اور کامیابی کے ساتھ مسورہ پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے اپنی حکومت کا سلسلہ اس وقت جاری وقائم رکھا ہے اور اسی کو زیدیہ کے مرکز حکومت ہونے کا شرف حاصل ہے جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

انہی واقعات کے اثناء میں محمد وعلی پسران حسن بن جعفر بن موسیٰ کاظم مدینہ منورہ میں خلافت وحکومت کے دعویدار ہوئے۔ مدینہ منورہ اور اس کے گرد ونواح کو لوٹ لیا۔ غارت گری، لوٹ مار شروع کر دی مسجد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تقریباً ایک ماہ تک نماز بھی نہیں پڑھی۔ یہ واقعہ ۲۷۱ھ کا ہے۔

عبیداللہ المہدی: پھر مغرب میں رافضیوں کے ایلچیوں میں سے ابوعبداللہ شیعی ۲۸۰ھ میں عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل امام بن جعفر صادق کی طرف سے کتامہ قبائل بربر میں ظاہر ہوا چنانچہ قیروان میں اغالبہ پر قابض ہو گیا اور ۲۹۶ھ میں عبیداللہ مہدی کی خلافت کی بیعت المغرب الاقصیٰ میں لی گئی۔ اس وقت سے المغرب الاقصیٰ میں اس کی دولت و حکومت کی بناء استحکام کے ساتھ قائم ہوتی ہے جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں ہوتی ہیں۔ اس کے بعد ۳۵۸ھ میں انہی لوگوں میں سے المعز الدین اللہ محمد بن اسماعیل بن ابوالقاسم بن عبیداللہ المہدی نے مصر وقاہرہ پر قبضہ حاصل کیا۔ چند دن بعد شام پر بھی متصرف ہو گیا۔ ایک مدت تک اس کی اور اس کی اولاد کی حکومت و دولت کا سکہ کامیابی کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ زمانہ حکومت عاضد الدین اللہ میں سلطان صلاح الدین ایوبی کے ہاتھوں ۵۶۵ھ میں ان کی دولت وسلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

رافضیوں کے ایلچی: ۲۵۸ھ میں دعاۃ رافضہ (رافضیوں کے ایلچیوں) سے فرج بن یحییٰ نامی ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ اس نے ایک کتاب بھی اس امر کے اظہار میں رافضیوں کے سامنے پیش کی کہ یہ کتاب احمد بن محمد بن حنفیہ کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب میں کلمات کفر وتحلیل وتحریم درج تھے۔ اس کا یہ دعویٰ تھا کہ احمد بن محمد ہی مہدی مولود اور امام زماں ہیں اس نے سواد کوفہ کو تاخت وتاراج کر کے بلاد شام کی جانب رخ کیا۔ اور اسے بھی جی کھول کر لوٹا۔ اسی میں سے ایک گروہ نے بحرین اور اس کے گرد ونواح میں جا کر اپنی حکومت وسلطنت کا سکہ جمایا۔ اس گروہ کا سردار ابوسعید جنابی تھا۔ یہاں پر اس کی حکومت و دولت کا سلسلہ جاری ہوا۔ جس کے وارث اس کے لڑکے ہوئے یہاں تک کہ صفحۂ ہستی سے ان کی حکومت کا نام بھی محو کر دیا گیا۔ جیسا کہ ان کی حکومت کے حالات آئندہ بیان کئے جائیں گے۔ اہل بحرین خلفاء عبیدین کے علم حکومت کے مطیع اور تابعدار تھے جن کی حکومت وسلطنت المغرب الاقصیٰ میں تھی۔

اسماعیلی ایلچی: پھر عراق میں اسماعیلیہ کے ایلچیوں اور رافضیوں کا ایک دوسرا گروہ ظاہر ہوا جس نے گرد ونواح کے اکثر

شہروں پر قبضہ حاصل کرلیا۔ اس کے اکثر قلعے ان کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں۔ انہی میں سے قلعہ الموت ہے۔ کبھی یہ قرامطہ کی جانب منسوب کئے جاتے ہیں اور گاہے عبیدیوں کی طرف اسی گروہ سے حسن بن صباح قلعہ الموت میں تھا یہاں تک کہ ان کی حکومت و دولت کا سلسلہ آخری دور حکومت سلاطین سلجوقیہ میں منقطع ہوگیا۔

یمامہ اور مکہ میں زیدیہ امارت: یمامہ، مکہ اور مدینہ میں بھی زیدیہ اور رافضیہ کی حکومتیں رہی ہیں۔ یمامہ میں بنی اخضر یعنی محمد بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ کی حکومت کے زمانہ میں اس کے بھائی اسماعیل بن یوسف نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی تھی اور مکہ پر قابض ومتصرف ہوگیا تھا بعدہ بہ قضاء الٰہی مرگیا تب اس کے بھائی محمد نے یمامہ پر فوج کشی کی اور اس پر قابض ہوگیا اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں تخت حکومت پر متمکن ہوتی رہیں۔ یہاں تک کہ ان پر قرامطہ غالب وقابض ہوئے۔ مکہ میں بنی سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ نے حکمرانی کی۔ عہد خلافت مامون میں محمد بن سلیمان موسوم بہ ماہض نے بغاوت کی اور مکہ میں کامیابی کے ساتھ اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ یہاں پر اس کی اولاد کی حکومت کا سلسلہ ایک مدت تک قائم رہا۔ یہاں تک کہ بنو ہاشم نے ان کو زیر وزبر کردیا۔ اس کا سردار محمد بن جعفر بن ابی ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابوالکرام بن موسیٰ تھا۔ اس نے ۴۵۴ھ میں ابراہیم سے قبضہ لے لیا اسی اثناء میں بنی حسن نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کرلیا۔ غرض مکہ معظّمہ میں خلفاء عباسیہ اور عبیدیوں میں چوٹیں چل رہی تھیں۔ کبھی عباسیہ کا اور گاہے عبیدیوں کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ مگر زمام حکومت وسلطنت بنی حسن ہی کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں تھی حتیٰ کہ آخری چھٹی صدی ہجری میں ان کی دولت وحکومت ختم ہوگئی اور اس کے امراء میں سے بنو ابی قمی مکہ پر قابض ہوئے جو اس وقت تک حکمران ہیں۔ سب سے پہلے ان میں سے جس نے مکہ معظّمہ پر حکومت کا اقتدار حاصل کیا وہ ابو عزیز قتادہ بن ادریس بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن محمد بن سلیمان بن عبداللہ بن موسیٰ جون تھا۔ یہی دولت بنو ہاشم کا وارث و جانشین ہوا اس کے بعد اس کے لڑکے وارثتاً مالک ومتصرف ہوئے جیسا کہ آئندہ آپ ان کے حالات کے تذکرہ میں پڑھیں گے۔ یہ سب فرقۂ زیدیہ سے تھے۔

مدینہ پر رافضیوں کا اقتدار: مدینہ منورہ میں رافضیوں کی حکومت کا دورہ دورہ تھا۔ ہناء کی اولاد کے قبضۂ اقتدار میں اس سرزمین مبارک کی زمام حکومت تھی۔ مسیحی کہتا ہے کہ اس کا نام حسن بن طاہر بن مسلم تھا۔ تمیمی مؤرخ دولت بنی سبکتگین نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ مسلم کا اصلی نام محمد بن طاہر تھا اور حسن بن علی زین العابدین کی نسل سے تھا کافور کا یہ دوست اور اس کی حکومت کا منتظم تھا۔ اسی کے ذریعہ سے طاہر بن مسلم نے مدینہ منورہ پر ۳۶۰ھ میں قبضہ حاصل کیا اور اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں اس سرزمین کی حکومت کی اس وقت تک وارث ہوتی آئی ہیں۔ جیسا کہ ہم ان کے اخبار میں ان حالات کو بیان کریں گے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

باب:۲

دولتِ ادریسیہ

ادریس بن عبداللہ: جس وقت حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط نے مکہ معظمہ میں ماہ ذیقعدہ ۱۶۹ھ عہد خلافت خلیفہ مہدی میں دعوائے خلافت کیا اور اس کے اعزہ و اقارب جس میں اس کے دونوں چچا ادریس اور یحییٰ تھے۔ اس کے ہم خیال ہو گئے۔ اور محمد بن سلیمان بن علی نے مقام فجہ میں جو مکہ سے تین میل کی مسافت پر ہے معرکہ آرائی کی۔ اس معرکہ میں حسین بن علی اپنے اہل بیت کے ایک گروہ کے ساتھ کام آ گئے۔ بقیۃ السیف شکست کھا کر بھاگے۔ کچھ لوگ اس میں سے گرفتار کر لئے گئے یحییٰ بن ادریس اور سلیمان کسی نہ کسی طرف سے اپنی جان بچا کر بھاگ گئے۔ چند روز بعد یحییٰ نے دیلم کو جمع کر کے بغاوت کی جیسا کہ اس سے پیشتر ان واقعات اور حالات کو اور نیز خلیفہ راشد کو کس طرح اس سے مصالحت کی اور کیوں قید کیا۔ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ادریس کی مصر کو روانگی: باقی رہا ادریس، وہ بھاگ کر مصر پہنچا۔ ان دنوں محکمہ ڈاک پر واضح معروف بہ مسکین صالح بن منصور کا خادم مامور تھا۔ چونکہ یہ مذہباً شیعہ تھا۔ ادریس کی آمد کی خبر پا کر ادریس کے پاس گیا۔ جہاں وہ چھپا ہوا تھا۔ حکومت و دولت کے پنجہ سے ادریس کی گلو خلاصی کی، سوائے اس کے کہ بذریعہ ڈاک ادریس کو مغرب روانہ کر دیا جائے اسے اور کوئی واضح صورت نظر نہ آئی۔ جھٹ پٹ سامان سفر درست کر کے ادریس کو چلتا کیا۔ چنانچہ مسافت طے کرنے کے بعد مع اپنے خادم راشد کے المغرب الاقصیٰ پہنچا۔

ادریس اور اسحاق بن محمد: ۱۷۲ھ میں مقام بولیہ میں جا کر مقیم ہوا ان دنوں اسحاق بن محمد بن عبدالحمید امیر اور یہ یہاں موجود تھا۔ اس نے ادریس کو امان دی اور بربر کو اس کی خلافت و حکومت قائم کرنے کی ترغیب دی اور خلافت و حکومت کے اسرار و رازوں کو کھولنے لگا۔ تھوڑے دنوں میں رواغہ، لواتہ، سدراتہ، غیاثہ، نفرہ، مکناسہ، غمارہ اور مغرب کے تقریباً کل بربریوں نے جمع ہو کر ادریس کی خلافت و حکومت کی بیعت کی اور اس کی تشریف آوری کو رحمت الٰہی کا ایک کرشمہ سمجھا۔ جس روز لوگوں نے ادریس کی حکومت کی بیعت کی۔ اسی روز ادریس نے لوگوں کو جمع کر کے خطبہ دیا۔ جس میں بعد حمد باری وصلوٰۃ رسول صلعم یہ بیان کیا تھا: ''اے لوگو! تم اپنی گردنیں اٹھا کر ہمارے سوا غیروں کو نہ دیکھو۔ کیونکہ جو ہدایت اور راہ راست کی اتباع ہمارے پاس پاؤ گے۔ اس کو تم دوسروں کے پاس ہرگز نہ پاؤ گے''۔ اس قدر کہہ کر منبر سے اتر آیا۔ چند روز بعد اس کے بھائیوں میں سلیمان بھی اس کے پاس آ رہا اور سرزمین زناتہ (متعلقات تلمسان) اور اس کے اطراف میں مقیم ہوا۔ جیسا

کہ ہم آئندہ اس کے حالات میں بیان کریں گے۔

ادریس کی فتوحات: الغرض جس وقت ادریس کی حکومت کو استحکام و استقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت اس نے فوجیں مرتب کر کے مغرب میں ان بربریوں پر فوج کشی کی جو ہنوز دائرہ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے اور وہ مذہباً مجوسی' یہودی اور نصرانی تھے۔ مثلاً قندلاوہ' بہلوانہ اور مدیونہ' مازاد وغیرہ۔ چنانچہ ادریس نے تامسنا' شالہ اور مادلہ وغیرہ شہروں کو جن کے اکثر باشندے یہودی اور نصرانی تھے۔ بزور تیغ فتح کیا۔ ان لوگوں نے طوعاً و کرہاً اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا۔ اس نے ان کے قلعوں اور مضبوط مضبوط فصیلوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔ اس کے بعد ۱۷۳ھ میں تلمسان پر چڑھائی کی تلمسان میں ان دنوں بنی یعرب اور معرادہ کا دور دورہ تھا۔ محمد بن جرز ابن حزلان امیر تلمسان نے ادریس سے ملاقات کی اطاعت و فرماں برداری کی گردن جھکا دی ادریس نے اس کو اور نیز کل زناتہ کو امان دی تلمسان کی مسجد بنوائی۔ منبر بنوانے کا حکم دیا اور اپنے نام کو منبر پر کندہ کرایا جو اس وقت موجود ہے۔ اس کے بعد شہر ابو لیلیٰ واپس آیا۔

ادریس کا خاتمہ: خلیفہ رشید کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ مہدی کے غلاموں میں سے ایک غلام سلیمان بن جریر نامی مشہور بہ شماخ کو ایک خط لکھ کر ابن اغلب کے پاس روانہ کیا۔ ابن اغلب نے اس کو پروانہ رہداری دے کر ادریس کے پاس مغرب بھیج دیا۔ شماخ نے ادریس کے پاس پہنچ کر یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت عباسیہ سے بیزار ہو کر آپ کی حکومت و سایہ عافیت میں رہنے کو اس قدر طویل مسافت طے کر کے آیا ہوں۔ امام ادریس نے اس کو اپنے خاص مصاحبوں میں شامل کر لیا۔ ایک روز اتفاق سے ادریس کے دانتوں میں درد پیدا ہوا شماخ نے ایک منجن جس میں زہر ملا ہوا تھا۔ پیش کیا۔ جوں ہی ادریس نے استعمال کیا دم گھٹ کر اسی وقت جان بحق ہو گیا۔ جیسا کہ مؤرخین کا خیال ہے یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے مقام ابو لیلیٰ میں دفن کیا گیا۔ شماخ امام ادریس کو دوا دے کر نو دو گیارہ ہو گیا تھا۔ حسب زعم مؤرخین وادی ملویہ میں راشد خادم ادریس نے پہنچ کر شماخ کو گرفتار کیا۔ دونوں میں دو دو ہاتھ چلے۔ راشد نے شماخ کا ایک ہاتھ بیکار کر دیا مگر شماخ وادی کو طے کر کے نکل گیا۔

ادریس اصغر بن ادریس کی بیعت: ادریس کے مرنے کے بعد بربریوں نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ادریس اصغر کی حکومت کی بناء ڈالی جو اس کی لونڈی کنیزہ کے بطن سے تھا۔ پہلے حالت حمل میں اس کی بیعت کی گئی۔ پھر حالت رضاعت (شیر خوارگی) میں پھر دودھ چھوڑنے کے بعد یہاں تک کہ جوانی پر پہنچا۔ اس وقت بربریوں نے جامع بولیلیٰ میں جب کہ یہ گیارہ سال کا تھا۔ ۱۸۸ھ میں اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کی۔ اس سے قبل ابن اغلب نے بربریوں کو نقد و جنس دے کر ملا لیا تھا اور اس کے اشارہ سے ۱۸۶ھ میں راشد خادم امام ادریس کو ان لوگوں نے مار ڈالا تھا۔ راشد کے بعد ابو خالد بن یزید بن الیاس عبدی ادریس اصغری کی خبر داری کرنے لگا۔ یہاں تک کہ ۱۸۸ھ میں اس کی خلافت و امارت کی بیعت لی گئی پس تمام بربریوں نے اس کی حکومت و امارت بطیب خاطر قبول کی۔ شاہی قوانین سیاست و تمدن کی غرض سے مرتب کیے اور رفتہ رفتہ تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت مصعب بن عیسیٰ ازدی موسوم بہ ملجوم کے حوالہ کیا۔ اس کی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اکثر قبائل عرب اور اندلس نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی چنانچہ پانچ سو سے کچھ زائد آدمی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ پس اس نے انہی لوگوں کو اپنا معتمد علیہ بنایا۔ حکومت و سلطنت کے اہم امور اور ذمہ داری کے کام سپرد کیے۔ اور انہی لوگوں کی وجہ سے اس کی حکومت و دولت کو استحکام حاصل ہوا۔ کچھ روز بعد ۱۹۲ھ امیر

اور یہ اسحاق بن محمد اس الزام میں کہ اس نے ابراہیم بن اغلب والیٔ افریقیہ سے ساز باز کر لیا ہے مار ڈالا گیا۔

دارالحکومت کی تبدیلی: چونکہ ابولیلیٰ ایک چھوٹا مقام تھا اور ارکین دولت و اعوان حکومت آئے دن بڑھتے ہی جاتے تھے۔ اس وجہ سے ایک دوسرا مقام دارالحکومت بنانے کے لئے تجویز کیا گیا۔ فاس میں بنی یوغش اور بنی خسرور ہتے تھے۔ بنی یوغش میں کچھ لوگ مجوسی تھے۔ اور کچھ یہودی اور نصاریٰ۔ فاس ہی کے ایک موضع شیبوبیہ میں مجوسیوں کا آتش کدہ تھا۔ یہ لوگ ادریس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گئے تھے۔ مگر ان لوگوں میں پہلے ہی سے باہمی نزاع پڑی ہوئی تھی۔ ادریس نے ان لوگوں کی اصلاح کی غرض سے اپنے سیکرٹری ابوالحسن عبدالملک بن مالک خزاجی کو روانہ کیا۔ اس کے بعد ۱۹۳ھ میں قزدین کی سرحدی دیواریں اور منارے بنوائے۔ اور قردین ہی میں مکانات بنوا کر بولیلیٰ سے اٹھ آیا۔ جامع شرفاء بنوائی۔ قزدین کے حدود باب سلسلہ سے نہر جوزاد جرف تک تھے۔ اتنے ہی زمانہ میں اس کی خلافت و حکومت کی بنا مستحکم ہو جاتی ہے۔ حکومت و سلطنت کی ترغیب دینے والے ایلچیوں کا کام بھی با قاعدہ چل نکلتا ہے اور شاہی تزک و احتشام وغیرہ بھی مناسب رو یہ سے مہیا ہو جاتا ہے۔

مصامدہ اور تلمسان کی فتوحات: اس اثناء میں ۱۹۴ھ کا دور آ جاتا ہے۔ بہ قصد جہاد مصامدہ فوجیں آراستہ کر کے نکل کھڑا ہوتا ہے چنانچہ اس کے اکثر شہروں کو فتح کر لیتا ہے اور اہل مصامدہ اس کی حکومت کے سایہ میں آکر پناہ گزیں ہو جاتے ہیں۔ اس کے بعد تلمسان پر چڑھائی کرتا ہے۔ مسجد کو دوبارہ بنواتا ہے اور منبر کو بھی درست کراتا ہے۔ یہاں اس کا تین برس تک مسلسل قیام رہتا ہے۔ بربریوں اور زناتہ کا انتظام درست ہو جاتا ہے۔ خوارج کے ایلچی منہ کی کھا کر نکل جاتے ہیں اور الشموس الاقصیٰ سے شلف تک خلافت عباسیہ کی حکومت منقطع ہو جاتی ہے۔ لیکن چند ہی دنوں بعد ابراہیم بن اغلب نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے ادریس کے اولیاء دولت وارکین سلطنت کو ملا لیا۔

المغرب الاقصیٰ سے عباسی اثرات کا خاتمہ: چنانچہ بہلول بن عبدالواحد مظفری نے مع اپنی قوم کے ادریس کی اطاعت سے منحرف ہو کر خلیفہ ہارون الرشید کے علم حکومت کے آگے سر اطاعت خم کر دیا اور ایک وفد تیار کر کے اس کے پاس قیروان میں آیا ادریس کو ان واقعات نے بربریوں کی طرف سے مشتبہ کر دیا۔ مصلحتاً ابراہیم بن اغلب سے مصالحت کر لی۔ فتنہ و فساد ختم ہو گیا۔ اس مصالحت کا نتیجہ آئندہ یہ ہوا کہ خواہان ابراہیم بن اغلب ادریسیوں کی مدافعت نہ کر سکے۔ اور ان ادریسیوں نے آہستہ آہستہ حکومت عباسیہ کو المغرب الاقصیٰ سے معدوم کر دیا۔ خلفاء عباس سے اور تو کچھ نہ بن پڑا ادریس پر طرح طرح کے طعن و تشنیع کرنے لگے اور ادریس کے نسب میں جرح و قدح شروع کر دی۔ جو مکڑی کے جالے سے بھی کمزور ہے۔

محمد بن ادریس: اس کے بعد ادریس نے ۲۱۳ھ میں وفات پائی۔ اس کے بعد اس کی جگہ ولی عہد ہونے کے لحاظ سے اس کا بیٹا محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ لیکن اس کی دادی کنزہ اور ادریس کی یہ رائے ہوئی کہ محمد کے اور دوسرے بھائی بھی حکومت و سلطنت میں شریک کئے جائیں۔ چنانچہ اس رائے کے مطابق محمد کے باپ کے ممالک مقبوضہ اس طور پر تقسیم کر دیئے گئے قاسم کو طنجہ[1] ۔۔۔ بصرہ سبتہ نیطارین ۔۔۔ قلعہ حجر النسر اور اس کے مضافات ۔۔۔ اور قبائل دیئے گئے۔ عمر کو ۔۔۔ تبکسان، ترغہ اور وہ قبائل جو مابین ان کے منہاجہ اور غمارہ تھے ملے ۔۔۔ داد بلاد ہوارہ، تسول ۔۔۔ ناری اور

[1] اس مقام پر اور نیز اس کے بعد جس قدر جگہ چھوٹی ہے اصل مسودہ کتاب میں بھی یوں ہی جگہ چھوٹی ہے مترجم۔

قبائل مکناسہ اور غیاسہ پر قابض ہوا۔ عبداللہ باغمات نفیس جبال مصامدہ بلاد ملطہ اور السوس الاقصیٰ پر حکمرانی کے لئے مخصوص کیا گیا۔ باصیلا' عرائش اور بلاد روغہ وغیرہ۔ یحییٰ کے قبضہ وتصرف میں دیئے گئے۔ عیسیٰ کو ستالہ' سلا ازمور اور تامتا وغیرہ ملے۔ حمزہ بولیلیٰ اور اس کے صوبہ پر قابض ہوا ادریس کے اور بقیہ لڑکے کم سنی کے باعث انہی لوگوں اور نیز اپنی دادی کنزہ کی کفالت ونگرانی میں رہے باقی رہا تلمسان اس پر سلیمان بن عبداللہ قابض ہو گیا۔ اس طرح حصہ بخرہ کرنے کے چند دن بعد عیسیٰ نے ازمور سے اپنے بھائی محمد پر حکومت وسلطنت حاصل کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔

عمر بن ادریس کی فتوحات: محمد نے پہلے اپنے بھائی قاسم کو اس مہم پر جانے کا حکم دیا۔ قاسم نے انکار کیا تب عمر کو روانہ کیا۔ عمر کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی۔ عیسیٰ کو شکست دے کر اس کے کل مقبوضہ ممالک کو بہ اجازت اپنے بھائی محمد اپنے محروسہ ممالک میں شامل کر لیا۔ چونکہ محمد کو قاسم سے اس وجہ سے کہ اس نے عیسیٰ کے مقابلے میں جنگ پر جانے سے انکار کیا تھا۔ دلی ناراضگی پیدا ہو چکی تھی۔ لہٰذا عیسیٰ پر فتح یاب ہونے کے بعد ہی محمد نے عمر کو قاسم پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ عمر نے نہایت تیزی سے سامان جنگ درست کر کے قاسم پر فوج کشی کر دی۔ دونوں بھائیوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ قاسم نے شکست کھائی میدان جنگ عمر کے ہاتھ رہا اور اس کے بھی کل صوبہ جات عمر کے صوبہ میں شامل وملحق کر دیئے گئے۔ پس تمام دریائی زتین سکسان اور بلاد غمازہ سے سبتہ طنجہ ساحل بحر روم تک اور اصیلا سلا ازمور اور بلاد تامسنا یعنی ساحل بحر کبیر تک عمر کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ قاسم نے شکست کھانے کے بعد ترک دنیا کر کے زہد اختیار کر لیا۔ ساحل اصیلا پر ایک مکان بنوا کر عبادت الٰہی میں مصروف ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت میں اسی مقام پر اس کی موت واقع ہوئی۔ عمر کا دائرہ حکومت عیسیٰ اور قاسم کے مقبوضات کے ملحق ہو جانے سے بہت زیادہ وسیع ہو گیا۔ مگر اپنے بھائی محمد کی اطاعت سے ذرا بھی منحرف نہ ہوا۔ بالآخر اپنے بھائی محمد ہی کے زمانہ امارت میں شہر منہاجہ مقام فج الفرض ۲۲۶ھ میں راہی ملک عدم ہو گیا اور فاس میں مدفون ہوا۔ عمران محمودیوں کا مورث اور جد اعلیٰ ہے جو اندلس میں بنو امیہ کے مقابل بنے تھے جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

علی بن عمر: امیر محمد نے عمر کی وفات کے بعد اس کے بیٹے بن عمر کو سند حکومت عطا کی اور عمر کے انتقال کے ساتویں مہینے ۲۲۱ھ میں خود بھی اس دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف کوچ کر گیا۔ اس نے بحالت مرض الموت اپنے بیٹے علی کو جس کی عمر اس وقت نو سال کی تھی اپنا جانشین اور ولی عہد بنا لیا تھا۔ چنانچہ اسی بنا پر امیر محمد کے انتقال کے بعد علی بن محمد تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اراکین دولت اور امراء ملک وملت' عرب اور یہ تمام بربر نے نہایت خوشی ومسرت سے اس نو عمر لڑکے کی حکومت وسلطنت کی بیعت کی اور کمال مستعدی سے کاروبارِ سلطنت کو انجام دینے لگے۔ اس کا عہد حکومت رعایا کے لئے بے حد مفید تھا اس نے اپنی حکومت کے تیرہویں سال ۲۳۴ھ میں وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے بھائی یحییٰ بن محمد کو اپنا جانشین بنایا۔

یحییٰ بن محمد: اس نے علی بن محمد کی وفات کے بعد زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس کا دور حکومت نہایت مبارک ہوا۔ عظیم الشان دولتوں میں اس کا شمار ہوا۔ اس کے زمانہ کی ترقیاں اس وقت تک خوبی اور نیکی کے ساتھ شمار کی جاتی ہیں۔ فاس کی آبادی میں بے حد ترقی ہوئی۔ متعدد مقامات اور تجارت کے لئے منڈیاں بنائی گئیں۔ دور دراز ممالک سے تجارت پیشہ اور ذی علم اصحاب فاس میں آ کر جمع ہوئے اتفاق وقت سے اہل قیروان کی ایک عورت موسوم بہ ام البنین بنت محمد فیری یہاں آ

گئی تھی۔ ابن ابی ذرع کہتا ہے کہ اس کا نام فاطمہ تھا اور یہ ہوارہ کی رہنے والی تھی۔ اس کو کسی ذریعہ سے وراثۃً بہت سا مال مل گیا تھا۔ اس نے یہ نیت کر لی تھی کہ میں اس مال کو کسی کار خیر میں صرف کروں گی۔ چنانچہ اس عورت نے سرحد قروبین خورد مقام بیضاء میں ایک جامع مسجد کی ۴۵ھ میں بنا ڈالی۔ اس مقام کو امام ادریس نے اسی عورت کی جاگیر میں دیا تھا جامع مسجد تیار ہونے کے بعد جامع ادریس کی تنگی کی وجہ سے بنعہ موقوف ہو کر اس جامع مسجد میں خطبہ اور جمعہ ہونے لگا۔ اس کے بعد احمد بن سعید بن ابوبکر بعرنی نے ۳۴۵ھ میں جامع مسجد کے پورے ایک صدی بعد اپنی خانقاہ بنوائی جیسا کہ اس تحریر سے جو اس رکن شرقی پر منقوش ہے ظاہر ہوتا ہے۔ اس کے بعد منصور بن ابی عامر نے اس کی تعمیر میں اور زیادتی کی پہاڑ سے بذریعہ نہر پانی لایا۔ حوض درست کرایا۔ باب خطاۃ میں دروازہ لگوائے پھر ملوک لمتونہ سومدین اور بنی مرین نے اس کی عمارت میں بہت زیادہ اضافہ کیا اور اس کی مضبوطی اور تعمیر میں برابر اپنی ہمتوں کو صرف کرتے رہے۔ یہاں تک کہ رفتہ رفتہ بہت بڑی عمارت بن گئی۔ جیسا کہ کتب تواریخ مغرب میں مذکورہ ہے۔ یحییٰ بن محمد نے ___[1] میں وفات پائی۔

یحییٰ بن یحییٰ: اس کے بجائے اس کا بیٹا یحییٰ بن یحییٰ کرسی امارت پر متمکن ہوا۔ اس لئے نہایت کج خلقی سے کام لیا۔ بد چلنی، بد اطواری اور غارت گری اس کے ضمیر میں تھی۔ اس کے ایک برے فعل کی وجہ سے عوام الناس نے بغاوت کر دی۔ اس بغاوت کا بانی مبانی عبدالرحمٰن بن ابی سہل خرامی تھا۔ باغیوں نے یحییٰ بن یحییٰ کو سرحد قروبین سے سرحد اندلس کی طرف نکال باہر کیا۔ دو شب تک روپوش رہا۔ آخر کار شرم و غیرت سے مر گیا۔ اس کے مرتے ہی محمد بن ادریس کے خاندان سے حکومت و سلطنت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ شدہ شدہ یحییٰ کی موت کی خبر علی بن عمر تک پہنچی۔ ملک گیری کے شوق نے پر ارمان دل میں چٹکیاں لینی شروع کر دیں مگر ہنوز اس نے کوئی قصد نہیں کیا تھا کہ یحییٰ کے اراکین دولت عرب بربر اور نیز اس کے خادموں نے علی کو طلبی کے خطوط بھیجے۔

علی بن عمر: چنانچہ علی اپنے جاہ حشم کے ساتھ فاس میں آیا۔ خواص اور عوام نے بطیب خاطر بیعت کی۔ اور اس نے تمام صوبجات مغرب پر کسی کی مزاحمت اور مخالفت کے بغیر قبضہ حاصل کر لیا۔ حتیٰ کہ عبدالرزاق خارجی نے جبال مدیونہ سے اس کے خلاف بغاوت کی۔ عبدالرزاق عقائد صفریہ کا پابند و معتقد تھا۔ علی شکست کھا کر اوریہ بھاگ گیا۔ عبدالرزاق نے فاس اور سرحد اندلس پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا۔ باقی رہا سرحد قروبین۔ وہاں والوں نے یحییٰ بن قاسم بن ادریس معروف صرام کو اپنا امیر بنا لیا۔ یحییٰ نے ان لوگوں کو مرتب و مسلح کر کے عبدالرزاق خارجی پر دھاوا کیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عبدالرزاق کو سرحد اندلس سے نکال کر ثعلبہ بن محارب بن عبداللہ ربضی قرطبی کو جو مہلب بن ابی صفرہ کی اولاد سے تھا۔ متعین کیا۔ اس کے بعد عبداللہ معروف بہ عبود کو جو اس کا بیٹا تھا۔ بعدہ محارب بن ثعلبہ کو یکے بعد دیگرے حسب ترتیب سند امارت عطا کرتا گیا۔ حتیٰ کہ ربیع بن سلیمان نے ۲۹۲ھ میں اس کو شکست دی۔

یحییٰ بن ادریس: تب اس کی جگہ یحییٰ بن ادریس بن عمر (یہ علی بن عمر کا برادرزادہ تھا۔) حکمرانی کرنے لگا۔ اور تمام ممالک مقبوضہ ادارسہ پر قابض ہو گیا۔ تمام صوبجات مغرب کے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ ملوک بنی ادریس کا ایک

[1] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔ مترجم۔

نامور حکمران تھا۔ باعتبار سیاست کے بھی کامیابی کے ساتھ حکمرانی کی۔ فقیہہ اور محدث تھا ادریسیوں میں کوئی بادشاہ اس کی بادشاہی اور دولت کی برابری نہیں کرسکتا۔ اسی اثناء میں شیعہ بھی افریقہ کی حکومت وسلطنت میں مہیم ہوگئے اسکندریہ کو دبالیا۔ مہدیہ کی حدبندی کی جیسا کہ اخبار دولت کنامہ میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد شیعی حکمران ملک مغرب کے تاخت وتاراج کرتے کو بڑھے۔ چنانچہ مضالتہ بن حبوس سردار مکناسہ ووالیٔ تاہرت کو ملوک مغرب سے جنگ پر ۳۰۵ھ میں ایک عظیم الشان فوج کا سردار بنا کر روانہ کیا مکناسہ اور کنامہ کی فوجیں دریا کی طرف بڑھیں۔

یحییٰ بن ادریس بادشاہ مغرب اپنا مغربی لشکر مرتب کرکے مدافعت کی غرض سے مقابلہ پر آیا اور یہ بربر کی فوجیں اور اس کے تمام خدام اس کی رکاب میں تھے۔ دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یحییٰ کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر فاس واپس آیا۔ مصالحت کے نامہ وپیام شروع ہوئے۔ آخرالامر یہ طے پایا کہ یحییٰ کچھ زرنقد سالانہ بطور خراج ادا کیا کرے۔ اور نیز عبداللہ شیعی کی اطاعت قبول کرلے فریقین نے ان شرائط مصالحت کو منظور وقبول کیا باہم مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ہی عبیداللہ شیعی نے اپنے آپ کو معزول کرلیا زمام حکومت عبیداللہ مہدی کے قبضہ اقتدار میں گئی۔ عبیداللہ اور یحییٰ میں بدستور سابق مصالحت قائم رہی اس نے اس کو اس کے مقبوضات پر بحال رکھا اور اپنے بردار عم زاد موسیٰ بن ابوالعافیہ امیر مکناسہ وسنور وتازیر کو کل صوبجات بربر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم اخبار مکناسہ وحکومت موسیٰ میں اسے بیان کریں گے۔

موسیٰ بن ابوالعانیہ: موسیٰ بن ابوالعانیہ اور یحییٰ بن ادریس میں باہم عداوت اور دشمنی چلی آرہی تھی۔ جس کی وجہ سے ایک دوسرے سے نفرت کرتے تھے۔ جس وقت مضالتہ جنگ ثانی سے ۳۰۹ھ میں مغرب کو واپس آیا۔ موسیٰ بن ابوالعانیہ نے اشارہ کر دیا۔ مضالہ نے طلحہ بن یحییٰ بن ادریس والیٔ فارس کو گرفتار کرکے اس کے مال واسباب اور خزانہ کو بھی ضبط کرلیا۔ اور اس کے بجائے ریحان کتامی کو فاس کی حکومت پر مامور کیا۔ کچھ دن بعد طلحہ کو قید سے رہا کرکے افریقہ کی طرف جلاوطن کردیا۔ اس کے بعد یحییٰ نے بقصد افریقہ فوجیں آراستہ کرکے بغاوت کی۔ موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اس کو اثناء راہ سے گرفتار کرکے جیل میں ڈال دیا۔ پھر دو برس کے بعد رہا کردیا۔ بیچارہ یحییٰ قید سے رہائی پاکر ۳۲۳ھ میں مہدیہ چلا گیا اور ... ھ[1] میں بوقت محاصرہ ابویزید مرگیا۔ یحییٰ کے مرنے پر موسیٰ بن ابوالعافیہ کی حکومت کو استحکام استقلال کامل طور سے حاصل ہوگیا۔

حسن بن محمد کا خروج: اس واقعہ سے قبل ۳۱۳ھ میں حسن بن محمد بن قاسم بن ادریس ملقب بہ حجام نے فاس میں ریحان کتامی کے خلاف علم مخالفت بلند کیا تھا اور لڑ بھڑ کر ریحان کو فاس سے نکال باہر کردیا تھا۔ دو برس تک فاس پر قابض رہا۔ اس کے بعد موسیٰ بن ابوالعافیہ نے حسن پر فوج کشی کی۔ دونوں حریفوں میں متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں منہال بن موسیٰ مارا گیا اور آخرکار ایک ہزار سے زائد جانوں کے تلف ہونے پر لڑائی کا سلسلہ ختم ہوا۔ حسن شکست کھا کر فاس کی طرف بھاگا حامد بن حمدان ادربی نے اس سے بدعہدی کی۔ لیکن حامد کو حسن پر کسی قسم کی دسترس حاصل نہیں ہوئی۔ موسیٰ کے پاس فاس پر قبضہ کرنے کا پیام بھیجا۔ چنانچہ موسیٰ نے فاس پر پہنچ کر قبضہ حاصل کرلیا اور قبضہ وتصرف حاصل کرنے کے بعد حامد

---

[1] نوٹ اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

پر حسن کے حاضر کرنے کا دباؤ ڈالنا شروع کیا۔ حامد حیلہ وحوالہ کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ موسیٰ کو حسن کا سراغ مل گیا۔ گرفتار کرا کے شہر پناہ کی دیوار سے لڑھکا دیا۔ جس کی وجہ سے وہ اسی شب کو مر گیا۔

امارت ادراسہ کا زوال: حامد بن حمدان بخوف جان مہدیہ بھاگ گیا۔ عبداللہ بن ثعلبہ بن محارب اور اس کے دونوں لڑکے محمد اور یوسف' موسیٰ کے ہاتھ پڑ گئے۔ موسیٰ نے ان لوگوں کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔ اسی واقعہ سے ادراسہ کی حکومت ملک مغرب سے جاتی رہی ہے اور موسیٰ بن ابوالعافیہ تمام بلاد مغرب پر قابض ہو جاتا ہے۔ محمد بن قاسم بن ادریس کے لڑکے اور اس کے بھائی حسن بلاد ساطیہ کی طرف جلاوطن ہو کر بھاگ جاتے ہیں بصرہ میں پہنچ کر اپنے بزرگ خاندان ابراہیم بن محمد بن قاسم (حسن کے بھائی) کے پاس جمع ہوتے ہیں۔ اور سب کے سب متفق ہو کر اس کو اپنا سردار بنا لیتے ہیں ابراہیم نے ان لوگوں کے لئے حجر النسر نامی مشہور و معروف قلعہ ۳۱۷ھ میں بنوایا اور ان لوگوں کو اس میں ٹھہرایا۔ بنو عمر بن ادریس ان دنوں غمارہ میں تیجاس سے سبتہ اور طنجہ تک پھیلے ہوئے تھے اور ابراہیم حجر النسر میں تھا۔ ۳۱۹ھ میں علی بن ادریس نے ابوالعیش بن ادریس بن عمر سے بستہ چھین لیا اور فوج کے ایک دستہ کو محافظت کی غرض سے اس میں ٹھہرایا اس اثناء میں ابراہیم بن محمد بنی محمد کا سردار راہی ملک عدم ہو گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی قاسم ملقب بہ کانون حسن حجام کا بھائی حکمرانی کرنے لگا۔ یہ قاسم' محمد بن قاسم کا لڑکا تھا۔ اس نے موسیٰ بن ابوالعافیہ اور اس کے مذہب سے ہٹ کر شیعہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اسی کے زمانہ سے حکومت وسلطنت کا سلسلہ اس کے خاندان میں جاری ہوتا ہے اور غمارہ اس کی دولت کے اراکین اور اس کی سلطنت کے بازو بنے رہتے ہیں۔ جیسا کہ غمارہ کے حالات میں ہم اسے بیان کریں گے۔

خلفاء مروانیہ اور ادارسہ: ان واقعات کے بعد خلفاء مروانیہ حکمرانان قرطبہ کے ایلچی بلاد مغرب میں پھیل جاتے ہیں۔ اور زناتہ کو بزور تیغ دبا لیتے ہیں۔ اس کے بعد بنی ایوب اور ان کے بعد معرواہ' فاس پر متولی اور قابض ہوتے ہیں۔ ادارسہ مع غمارہ کے ریف میں جا کے ٹھہر جاتے ہیں۔ شہر بصرہ' حجر النسر' سبتہ اور اصیلا میں ان کی حکومت وسلطنت بنی محمد اور بنی عمر کے ذریعہ سے قائم ہوتی ہے۔ چند روز کے بعد مروانیوں کو ان پر قابو مل جاتا ہے اور یہ ان کو اندلس تک پامال کرتے جاتے ہیں۔ اور بالآخر ان لوگوں کو اسکندریہ کی طرف جلاوطن کر دیتے ہیں عززی عبیدی بن کانون اپنے بادشاہ کی جستجو میں اپنے ایلچی ملک مغرب روانہ کرتا ہے۔ منصور بن ابی عامر ان پر غالب ہو کر انہیں قتل کر ڈالتا ہے۔ اسی کے زمانہ میں ان کی حکومت و سلطنت اور نیز ملک مغرب کے سلطان ادریہ کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ان ادریسیوں کی نسل سے تھا جنہوں نے غمارہ میں آ کر پناہ لی تھی اور ملوک امویہ اندلس کے مدمقابل تھے۔ جس وقت ان ادریسیوں کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ تو وہ لوگ بہ حال پریشان بلاد غمارہ میں آ کر پناہ گزیں ہوئے اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے ایک جدید حکومت کی بناڈالی جو ایک مدت تک بنی محمد اور بنی عمر اولاد ادریس بن ادریس میں قائم رہی۔ یہی وجہ تھی کہ بربریوں کا ان سے میل جول تھا۔ اور وہ ان کی اطاعت وفرماں برداری کی طرف مائل وراغبت تھے۔ بنو حمود بھی .....[1] غمارہ ہی سے تھے۔ جنگ مستعین میں بربریوں کے ساتھ ملک مغرب میں چلے آئے تھے اور بحکمت عملی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی اور ملک اندلس کے حکمران ہو گئے

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

تھے۔ جیسا کہ آپ ان کے حالات میں ان واقعات کو پڑھیں گے۔

سلیمان اور محمد بن سلیمان: سلیمان ادریس اکبر کا بھائی عباسیوں کے زمانہ میں ملک مغرب بھاگ گیا تھا۔ ادریس کے مرنے کے بعد اطراف تاہرت میں مقیم ہوا اور وہیں حکومت وسلطنت کا دعوے دار بنا اور بربریوں نے اس کی حکومت منظور کی اوہر اغلبہ کے اراکین دولت پنجے جھاڑ کر اس کے پیچھے پڑ گئے۔ اسی تگ ودو میں اس کے نسب کی تصحیح ہو گئی مرتا کھپتا تلمسان پہنچا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے اس پر قابض ہو گیا زناتہ اور تمام قبائل بربر نے اس کو خاندان حکومت کا ممبر تصور کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بن سلیمان حکمران ہوا۔ تھوڑے دنوں بعد اس کے لڑکوں میں نفاق پیدا ہوا خودسر حکومت کرنے کی غرض سے المغرب الاوسط میں پھیل گئے۔ آپس میں حکومت وسلطنت کے حصے بخرے کر لئے۔ تلمسان پر محمد بن احمد بن قاسم بن محمد بن احمد قابض ہوا۔ میرا خیال یہ ہے کہ یہ قاسم وہی ہے جس کے نسب کا بنوعبدالواد دعویٰ کرتے ہیں کیونکہ یہ قاسم بن ادریس کے اس دعوے سے بہت زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔

ادریس بن ابراہیم: ارشکول کی زمام حکومت عیسیٰ بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں رہی۔ یہ شخص شعیت کی طرف مائل تھا۔ جراوہ کی حکمرانی ادریس بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں گئی۔ اس کے بعد ابوالعیش عیسیٰ اس کا بیٹا حکمران ہوا۔ اسی زمانہ سے اس صوبہ کی امارت کی کرسی پر اس کی آئندہ نسلیں قائم ہوتی چلی آئیں۔ چنانچہ اس کے بعد اس کا بیٹا ابراہیم بن عیسیٰ پھر اس کا بیٹا یحییٰ بن ابراہیم بعدہٗ اس کا بھائی ادریس بن ابراہیم تخت حکومت پر یکے بعد دیگرے جلوہ افروز ہوئے ادریس بن ابراہیم والی ارشکول اور خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر سے دوستانہ مراسم تھے۔ علیٰ ہذا یحییٰ کو بھی اسی قسم کا اس سے تعلق تھا۔ میسور سپہ سالار دولت شیعہ کو اس کی طرف سے شبہ پیدا ہوا موقع پا کر ۳۲۳ھ میں گرفتار کر لیا۔ پھر جب موسیٰ بن ابوالعافیہ نے اراکین دولت شیعہ کی ہم صفیری چھوڑ کر دعوت خلافت علویہ کی بناء ڈالی اور حسن بن ابوالعیش عیسیٰ پر نیلوہ میں محاصرہ کیا اور بزور جنگ جراوہ کو حسن سے چھین لیا۔ تو حسن بھاگ کر ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشکول کے پاس چلا گیا۔ پوری بن موسیٰ بن ابوالعافیہ نے تعاقب کیا اور ارشکول پر پہنچ کر دونوں پر محاصرہ کیا۔ آخر کار پوری نے بزور تیغ ان دونوں کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر خلیفہ ناصر کے پاس بھیج دیا خلیفہ ناصر نے ان دونوں کو قرطبہ میں ٹھہرایا۔

یحییٰ بن محمد: تنس کا صوبہ ابراہیم بن محمد بن سلیمان کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا محمد بعدہٗ اس کا بیٹا یحییٰ بن محمد پھر اس کا بیٹا علی بن یحییٰ جانشین ہوا۔ اسی کے زمانے میں زیری بن مناد ۳۴۴ھ میں تنس پر قابض ہو گیا تھا اور یحییٰ اپنی جان بچا کر مہر بن محمد بن خرز کے پاس بھاگ گیا۔ اس کے دونوں بیٹے حمزہ اور یحییٰ ناصر کے پاس چلے گئے۔ ناصر نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ چندروز بعد یحییٰ اپنی کمزور حالت درست کر کے تنس پر قبضہ کرنے کو پھر آیا مگر کامیاب نہ ہوا۔

احمد بن عیسیٰ: اسی ابراہیم والیٔ تنس کی اولاد سے احمد بن عیسیٰ بن ابراہیم والیٔ سوق (بازار) ابراہیم اور سلیمان بن محمد بن ابراہیم رؤسا المغرب الاوسط تھے اور بنی محمد بن سلیمان کی نسل سے یہ اور بطوش بن حناتش بن حسن بن محمد بن سلیمان تھا۔ ابن

حزم کہتا ہے کہ یہ لوگ ملک مغرب میں کثرت سے تھے اور بلاد مغرب کی زمام حکومت انہی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ ان کی ریاستیں اور حکومتیں زائل اور ختم ہوگئیں اور ان میں اب کوئی رئیس اطراف بجایہ میں باقی نہیں رہا۔ بنی حمزہ میں سے جوہر قیروان چلا آیا تھا۔ ان میں سے کچھ لوگ پہاڑ ادارس کے قرب و جوار کے دیہاتوں میں باقی رہ گئے۔ جن سے اس مقام کے بربر واقف اور آگاہ ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیھا۔

باب:۳

امارت زیدیہ

صاحب زنج: ابتدا ہی سے اس حکومت وسلطنت میں ایک پریشانی اور اضطراب پیدا ہو گیا تھا۔ جس کی وجہ سے اس کے بانی کی حکومت مستقل اور مستحکم نہیں ہوئی۔ عہد خلافت معتصم میں علویہ زیدیہ کے ایلچیوں نے جس کی حکومت وسلطنت کی ترغیب دینا شروع کی تھی اور جن کے ہوا خواہ کثرت سے تمام ممالک میں پیدا ہو گئے تھے۔ وہ علی بن محمد بن احمد بن عیسیٰ بن زید شہید تھے۔ جس وقت ان کی شہرت ہوئی اور علی خلافت کو ان کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرے کا احساس ہوا تو خلافت عباسیہ کا تاج دار اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوا علی بن محمد بھاگ گئے اور ان کے چچا کا بیٹا علی بن محمد بن حسن بن علی بن عیسیٰ اسی ہنگامہ میں قتل کر ڈالا گیا۔ علی بن محمد اس ہنگامہ کے بعد روپوش ہو گئے۔ صاحب زنج نے ۲۵۵ھ میں یہ دعویٰ کیا کہ میں ہی علی بن محمد ہوں۔ چند دن بعد انہوں نے ظاہر ہو کر جب بصرہ پر قبضہ حاصل کیا تو صاحب زنج کی قلعی کھل گئی۔ فوراً اس دعوے سے دست کش ہو کر یحییٰ بن زید شہید جون کی جانب اپنے کو نسباً منسوب کرنے لگے۔ مسعودی اسے طاہر بن حسین بن علی کی طرف نسباً منسوب کرتا ہے اور بعض علی بن محمد بن جعفر بن حسین بن طاہر کی طرف۔ اس نسب کے صحیح ماننے میں یہ دقت پیش آتی ہے کہ حسین بن فاطمہ بنت رسولؐ کا سلسلہ نسل صرف زین العابدین ہی سے چلا ہے۔ ابن حزم کہتا ہے کہ اس طاہر سے اگر طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن عبیداللہ بن حسن اصغر بن زین العابدین مراد لئے جائیں تو سلسلہ نسب طویل ہو جاتا ہے اور حسین بن فاطمہؓ تک بارہ پشتیں ہو جاتی ہیں اور یہ امر دور از قیاس وعقل معلوم ہوتا ہے کہ جس زمانہ میں صاحب زنج ظاہر ہوا ہے اس وقت اس کی بارہ پشتیں ہو چکی ہوں۔

علماء محققین طبری اور ابن حزم وغیرہ اس امر کے مقر ہیں کہ یہ شخص قبیلہ عبدالقیس سے تھا۔ موضع ودریفن مضافات رے میں رہتا تھا۔ علی بن عبدالرحیم اس کا نام تھا۔ چونکہ مزاج میں گھومنے کا شوق تھا دل میں سرداری اور گروہ بندی کا خیال پیدا ہوا۔ اتفاق سے انہی دنوں زیدیہ فاطمیہ بکثرت دعوے دار حکومت وخلافت ہو رہے تھے۔ جھٹ پٹ اس نے ایک نسب نامہ درست کر کے علویہ ہونے کا دعویٰ کر دیا حالانکہ اُس خاندان سے اس کو ذرا بھی تعلق نہ تھا۔ ہمارے اس بیان کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ یہ خارجی المذہب پابند عقائد ازارقہ تھا دونوں گروہوں یعنی اصحاب جمل اور صفین پر لعنت کرتا تھا۔ پھر کیونکر یہ شخص علوی صحیح النسب ہو سکتا ہے اور اسی وجہ سے اس نے اپنے کو غلط طور سے نسباً علوی بیان کیا اور اپنے دعوے کو سچائی کے ساتھ ثابت نہ کر سکا۔ اس کا سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا اور مار ڈالا گیا اور اس کی حکومت کا کوئی سلسلہ قائم نہ ہو سکا۔ اگر چہ

اس نے بے حد زیادتیاں کیں۔ اطراف بصرہ میں غارت گری کی بلاد اسلامیہ کا ویران اور پامال کیا۔ عساکر اسلامی کو شکست بھی دی۔ امراء و اکابرین اسلام کو شہید بھی کیا اور اپنے لئے قلعہ بھی بنوایا جس میں وہ خود مارا گیا جبکہ اس کا پیالہ حیات لبریز ہو گیا۔ جیسا کہ اللہ کا قانون بندوں میں جاری ہے۔

صاحب زنج اور اہل بحرین کی جنگ: یہ تو جملہ معترضہ تھا اب پھر ہم صاحب زنج کا حال تحریر کرتے ہیں کہ اس نے پہلے اس سے میل جول پیدا کیا جو دربار خلافت کے حاجب اور خلیفہ مستنصر کے محل سرا کے خدام تھے۔ جب اس کے متبعین کی ایک خاصی جماعت تیار ہو گئی تو یہ ان لوگوں کے ساتھ ۲۴۹ھ میں بحرین کی طرف گیا اور یہ دعویٰ کیا کہ میں علوی ہوں اور حسین بن عبیداللہ بن عباس بن علی کی نسل سے ہوں۔ لوگوں کو اپنی اطاعت کی ترغیب دی اہل حجر کا ایک بڑا گروہ اس کا مطیع و فرماں بردار ہو گیا۔ اس کے بعد یہ احساء گیا اور بنی تمیم کے قبیلہ میں فروکش ہوا یحییٰ بن محمد ازارق اور سلیمان بن جامع اس کے ہمراہ تھا۔ اہل بحرین سے اور اس سے لڑائی ہوئی اہل بحرین نے اسے شکست دی۔ عرب کا گروہ جو اس کے رکاب میں تھا تتر بتر ہو گیا اور یہ پریشان حالت میں بھاگ کر بصرہ پہنچا۔

صاحب زنج کی بصرہ میں آمد: ان دنوں بصرہ میں بلالیہ اور سعدیہ کی درمیان جھگڑا اور فساد ہو رہا تھا۔ اس کے آنے کی خبر محمد بن رجاء والیٔ بصرہ کو ہوئی اس نے اس کی گرفتاری اور جستجو پر پولیس کو تعینات کر دیا یہ تو ہاتھ نہ آیا مگر اس کا لڑکا اس کی بیوی اور اس کے بعض ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ یہ چند دن کے بعد دربارِ خلافت بغداد میں داخل ہوا اور اپنے کو عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ظاہر کرنے لگا۔ جیسا کہ ہم ابھی اوپر بیان کر آئے ہیں۔ چند روز بعد یہ خبر پا کر بلالیہ اور سعدیہ نے محمد بن رجاء والیٔ بصرہ کو بصرہ سے نکال دیا ہے اور اس کے اہل و عیال کو قید کی مصیبت سے رہائی مل گئی ہے۔ دارالخلافت بغداد سے بصرہ کی جانب ماہ رمضان ۲۵۵ھ میں مراجعت کی۔ یحییٰ بن محمد' سلیمان بن جامع اور اہل بغداد کے بہت سے سربرآوردہ افراد جنہیں اس نے حکمت عملی سے اپنے ساتھ ملا لیا تھا۔ مثلاً جعفر بن محمد صد حانی' علی بن ابان اور عبدان بن سمینا۔ وغیرہ اس کے ہمراہ تھے۔ بصرہ کے قریب پہنچ کر پڑاؤ کیا اور زنگی غلاموں میں اپنے خیالات کو پھیلانے اور انہیں اپنی اطاعت کی ترغیب دینے لگا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ان زنگی غلاموں کو ان کے آقاؤں کی طرف سے برگشتہ اور بددل کر کے آزادی اور حریت کی طرف مائل کر دیا اور جب یہ خیالات ان کے دماغ میں بیٹھ گئے تو انہیں حکومت اور سلطنت کی طمع دلائی اور ایک جھنڈا بنایا جس پر آیہ کریمہ: ﴿ان اللہ اشتریٰ من المؤمنین انفسهم﴾ آخر تک لکھی تھی ان زنگی غلاموں کے آقا ان کی جستجو اور تلاش میں آئے۔ صاحب زنج نے اشارہ کر دیا اور وہ سیاہ بخت غلام اپنے آقاؤں سے لپٹ گئے۔ باہم خوب ہاتھا پائی ہوئی بصرہ اور ایلہ کی فوجیں سرکوبی کو آئیں مگر ناکام واپس گئیں۔

صاحب زنج کا ایلہ پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد صاحب زنج قادسیہ چلا گیا۔ اسی عرصہ میں دربار خلافت بغداد سے ایک تازہ دم فوج اہل بصرہ کی کمک پر آ گئی۔ صاحب زنج سے یہ بھی شکست کھا گئی۔ تب ایک دوسری فوج جعلان ترکی کی ماتحتی میں سپہ سالار بصرہ کی حمایت پر آئی۔ باہم لڑائیاں ہوئیں آخرکار یہ بھی شکست کھا گئی اور صاحب زنج نے ایلہ وغیرہ پر قبضہ حاصل کر کے اہواز کا قصد کیا۔ اہواز میں ان دنوں ابراہیم بن مدبر خوارج پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے اسے بھی بزور تیغ

فتح کر کے ابراہیم کو قید کرلیا۔ یہ واقعہ ۲۵۶ھ کا ہے۔ چند دن بعد ابراہیم زنگیوں کی قید سے نکل بھاگا۔

علی بن ابان زنگی: ۲۵۷ھ میں دارالخلافت بغداد سے سعید بن صالح جوان دنوں عامل بصرہ تھا۔ زنگیوں کی لڑائی پر بھیجا گیا۔ چنانچہ واسط سے فوج آرائی کر کے زنگیوں کی طرف بڑھا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں مقابلہ پر آیا۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد سعید شکست کھا کر بحرین کی طرف بھاگا اور بصرہ میں پہنچ کر قلعہ بندی کرلی علی بن ابان نے پہنچ کر محاصرہ کرلیا۔ حتیٰ کہ سعید نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ علی بن ابان نے شہر میں داخل ہو کر شہر لوٹ لیا۔ جامع مسجد کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا صاحب زنج کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ اسے بصرہ سے واپس بلا کر اس کے بجائے بصرہ پر یحییٰ بن محمد بحرانی کو متعین کیا۔ خلیفہ معتمد نے محمد بن مولد کو بصرہ کی طرف زنگیوں کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ فرمایا۔ چنانچہ محمد کو اس مہم میں کامیابی حاصل ہوئی اور بصرہ سے زنگیوں کو اس نے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد زنگیوں پر محمد پر بہ حالت غفلت شب خون مارا۔ محمد کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ زنگیوں نے محمد کو شکست دے کر اہواز کی جانب قدم بڑھائے۔ منصور خیاط والیٔ اہواز مقابلہ پر آیا۔ لیکن اپنی ناعاقبت اندیشی سے مغلوب ہو کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔

علی بن ابان اور مفلح کی جنگ: ان واقعات سے قبل خلیفہ معتمد نے اپنے بھائی ابواحمد موفق کو مکہ معظمہ سے طلب کر کے کوفہ حرمین، طریق مکہ اور یمن کی سند حکومت عطا فرمائی تھی۔ بعدہ بغداد سواد واسط کور دجلہ، بصرہ اور اہواز کا نظم ونسق بھی اس کے قبضہ اقتدار میں دے دیا تھا اور یہ ہدایت کردی کہ بصرہ کور دجلہ یمامہ اور بحرین پر سعید کی بجائے یار جوج کو مامور کرنا جب سعید کو زنگیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو یار جوج نے اپنی طرف سے منصور بن جعفر کو متعین کیا زنگیوں نے اُسے مارڈالا جیسا کہ ہم تحریر کر آئے ہیں۔ تب خلیفہ نے اپنے بھائی موفق کو ۲۵۸ھ میں زنگیوں کے مقابلہ پر روانہ فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر مصلح تھا۔ زنگیوں نے یہ خبر پا کر بصرہ سے نکل کر مصلح کا مقابلہ کیا علی بن ابان زنگیوں کے اس لشکر کا سردار تھا۔ مفلح کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اور وہ جنگ کے دوران مارا گیا۔ اس کے رکاب کی فوج ادھر ادھر منتشر ہوگئی۔ موفق بہ مجبوری سامرا لوٹ آیا۔

موسیٰ بن بغا: منصور خیاط نے شکست کھانے کے بعد اہواز کی حکومت اصطیخور کو مرحمت ہوئی یحییٰ بن محمد بحرانی سپہ سالار زنگیاں جنگی کشتیوں کا بیڑہ لے کر اہواز پر قبضہ کرنے کو آیا ہوا تھا۔ مگر یہ خبر پا کر موفق ایک عظیم فوج کے ساتھ آیا ہوا تھا بلا جدال وقتال واپس لوٹ آیا۔ اصطیخور نے تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر کے سامرا لایا اور وہیں مارڈالا۔ صاحب زنج نے یحییٰ کے بجائے علی بن ابان اور سلیمان شعرانی کو روانہ کیا ان لوگوں نے ۲۵۹ھ میں اہواز کو اصطیخور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اصطیخور شکست کے بعد ایک کشتی پر سوار ہو کر بھاگا۔ لیکن چونکہ اس کا وقت آ گیا تھا اتفاق سے کشتی ڈوب گئی اور وہ بھی مر گیا۔ خلیفہ معتمد نے ان لوگوں کی سرکوبی پر موسیٰ بن بغا کو صوبجات مذکورہ بالا کی سند حکومت عطا فرما کر روانہ کیا اور اس نے اپنی طرف سے نائب اہواز پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو بصرہ پر اسحاق بن کنداحق کو باداورد پر ابراہیم بن سلیمان کو بھیجا اور چاروں طرف سے سیاہ بخت زنگیوں پر حملہ کرنے کا حکم دے دیا۔ ڈیڑھ برس تک مسلسل لڑائی جاری رہی مگر کوئی فیصلہ نہ ہوسکا۔ اس کے بعد موسیٰ بن بغا نے استعفیٰ دے دیا۔

موفق اور یعقوب صفار کی جنگ: تب خلیفہ معتمد نے اس کے بجائے ان صوبجات پر مسرور بلخی کو مامور کیا اور زنگیوں

کے سر کرنے کو اپنے بھائی ابو احمد موفق کو روانہ فرمایا۔ اس روانگی سے پہلے خلیفہ معتمد نے موفق کی ولی عہدی کا اعلان فرمایا تھا کہ میرے بعد تاج وتخت اور خلافت کا مالک یہی ہوگا اور ''الناصر الدین اللہ الموفق'' کا مبارک لقب دیا تھا اور تمام مشرقی صوبجات کی اصفہان تک اور نیز حجاز کی سند حکومت عطا کی تھی۔ چنانچہ موفق اس مہم کے سر کرنے کے لئے ۲۶۲ھ میں روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ یعقوب صفار کا معاملہ پیش آ گیا۔ یہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے بغداد پر چڑھا آ رہا تھا۔ اس وجہ سے موفق' یعقوب کی لڑائی میں مصروف ہوگیا۔ اس معرکہ میں یعقوب صفار کو شکست ہوئی جس قدر ملک اہواز اس کے قبضہ میں تھا نکل گیا۔

مسرور بلخی: مسرور بلخی بھی اس معرکہ میں شریک ہونے کے لئے بغداد چلا آیا تھا۔ صاحب زنج کو موقع مل گیا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری کو اپنی کامیابی کا ذریعہ سمجھ کر لوٹ مار شروع کر دی قادسیہ تک تاخت وتاراج کرتا چلا گیا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر دارالخلافت بغداد پہنچی۔ دربارِ خلافت سے شاہی فوجیں اغرتمش اور خشتمش کی سرکردگی میں صاحب زنج کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی گئیں۔ زنگیوں نے پہلے ہی معرکہ میں شاہی فوجوں کو شکست دے دی۔ اس جنگ میں زنگیوں کا سپہ سالار سلیمان بن جامع تھا۔ خشتمش شاہی فوج کا سپہ سالار مارا گیا۔ علی بن ابان سپہ سالار زنگیاں ایک فوج لے کر اہواز گیا ہوا تھا۔ ان دنوں اس صوبہ کی حکومت محمد بن ہزار مرد گردی کے قبضہ اقتدار میں تھی مسرور بلخی نے علی بن ابان کے قصد سے مطلع ہو کر اہواز کے بچانے کی غرض سے احمد بن لیثویہ کو روانہ کیا دونوں حریفوں میں سخت خونریزی لڑائیاں ہوئیں۔ ابتداً علی بن ابان نے اہواز پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا جب محمد بن ہزار مرد نے کُردوں کو جمع کر کے وہاں دوبارہ حملہ کیا تو علی بن ابان کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے تشتر میں جا کر قیام کیا اور محمد بن ہزار مرد' سوس کی طرف لوٹ آیا۔

صاحب زنج اور علی بن ابان کی جنگ: صاحب زنج کا یہ خیال تھا کہ علی بن ابان میرے نام کا خطبہ پڑھے گا۔ مگر یہ خیال خام نکلا۔ یعقوب صفار سے سازش کر کے اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ اس وجہ سے علی بن ابان اور صاحب زنج کے درمیان مخالف پیدا ہوگئی۔ نوبت بہ جنگ رسید کا مضمون ہوا۔ میدان صاحب زنج کے ہاتھ رہا علی بن ابان کو شکست ہوئی تشتر چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ اس وقت ملک فارس فتنہ وفساد سے بھرا ہوا تھا جس طرف آنکھ اٹھتی تھی جنگ اور خونریزی کے سوا کچھ نظر نہ آتا تھا۔ ان واقعات کے بعد یعقوب صفار اہواز پر قابض ہوگیا اور زنگیوں سے تعلقات پیدا کر لئے سلیمان بن جامع زنگیوں کا نامور سپہ سالار فوجیں مرتب کر کے ملک گیری کو بڑھا۔ موفق نے شہر واسط پر احمد بن مولد کو مامور کیا۔ زنگیوں کی طرف سے خلیل بن ابان واسط پر حملہ آور ہوا احمد بن مولد سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا۔ خلیل نے اس کو شکست دے کر واسط میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۲۶ھ کا ہے۔ فتح مند گروہ نے کامیابی کے بعد اطراف سواد میں نعمانیہ اور جرجرایا تک اپنے خیمہ نصب کئے اور ان مقامات کے رہنے والوں کا عام طور سے خون مباح کر دیا۔

اہواز کا محاصرہ: علی بن ابان ان دنوں پھر اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اور اہل اہواز پر محاصرہ کر رکھا تھا۔ موفق نے مسرور بلخی کو مامور کر کے اہواز کی جانب روانہ کیا مسرور نے اپنی جانب سے تکید بخاری کو تشتر روانہ کیا۔ علی بن ابان اور اس کے ہمراہی زنگیوں نے تکید کی فوج کو پسپا کر دیا مگر اس واقعہ کے بعد تکید اور علی بن ابان میں مصالحت ہوگئی۔ مسرور بلخی کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ بہ الزام سازش تکید کو گرفتار کر لیا اور اس کے بجائے اغرتمش کو مامور کیا۔ اغرتمش نے پہلے حملہ میں تو زنگیوں کو شکست

دے دی۔ مگر دوسرے معرکہ میں خود شکست کھا کر بھاگا۔ علی بن ابان نے محمد بن ہزار مرد کر دی پر فوج کشی کر دی اور رام ہرمز کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ محمد بن ہزار مرد نے دب کر دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی اور یہ بھی اقرار کر لیا کہ میرے تمام صوبہ میں علی بن ابان کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا۔ علی بن ابان اس مہم سے فراغت حاصل کر کے اہواز کے دوسرے قلعوں کے سر کرنے کو بڑھا۔ مسرور بلخی کو اس کی خبر لگی۔ اس نے بھی فوجیں مرتب کر کے علی بن ابان کے لشکر پر دھاوا کر دیا۔ دونوں میں خوب گھما گھمی کی لڑائی ہوئی آخر کار علی بن ابان شکست کھا کر بھاگا اور اس کی ساری لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔

<u>معرکہ واسط</u>: اس واقعہ سے قبل موفق نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو ۲۶۶ھ میں دس ہزار فوج کی جمعیت سے جس وقت کہ زنگیوں نے شہر واسط کو تاخت و تاراج کیا تھا۔ براہ دریا واسط کی طرف روانہ کیا تھا۔ جنگی کشتیوں کا ایک بڑا بیڑا اس کے ہمراہ تھا۔ ابوحمزہ نصیر امیر البحر ان جنگی کشتیوں کا انچارج تھا۔ نصیر نے موفق کو تحریر کیا کہ سلیمان بن جامع زنگیوں کی طرف سے ایک بڑی فوج کے ساتھ مقابلہ پر آیا ہوا ہے بری اور بحری لڑائی کا سامان ہے اور اس کے مقدمۃ الجیش پر جنانی ہے۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی بھی اپنے لشکر کے ساتھ آ گیا ہے اور نشیبی واسط میں خیمہ زن ہوا ہے۔ ابوالعباس نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے زنگیوں پر حملہ کیا۔ سیاہ بخت زنگی کا لشکر مقابلہ نہ کر سکا۔ پیچھے ہٹا ابوالعباس کی فوج نے بڑھ کر ان کے موروچوں پر قبضہ کر لیا اور زنگی فوجیں واسط میں ٹھہری ہوئی شاہی لشکر کا مقابلہ کرتی رہیں۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں اور ہر لڑائی میں زنگیوں ہی کو شکست ہوئی۔ صاحب زنج نے اپنی متواتر شکستوں سے متاثر اور خائف ہو کر علی بن ابان اور سلیمان بن جامع کو متفق ہو کر ابوالعباس بن موفق سے جنگ کرنے کا حکم دیا جاسوسوں نے موفق تک یہ خبر پہنچا دی۔

<u>موفق کی واسط کو روانگی</u>: چنانچہ موفق ماہ ربیع الاوّل ۲۶۷ھ میں بغداد سے واسط کی طرف روانہ ہوا اور منیعہ میں پہنچ کر زنگیوں پر حملہ کر دیا۔ زنگی فوجیں اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئیں ابوالعباس بن موفق کے لشکر نے تعاقب کیا۔ منیعہ کا میدان کشت و خون سے لالہ زار بن گیا تھا۔ مقتولوں اور قیدیوں کی کوئی صحیح تعداد بیان نہیں کی جا سکتی۔ جس طرف آنکھ اٹھتی تھی مقتول ہی مقتول نظر آتے تھے۔ فتح مند گروہ کا جو سپاہی دکھائی دیتا تھا وہ دو چار قیدیوں کو ضرور گرفتار کیے لاتا تھا۔ منیعہ کا شہر منہدم و مسمار کر دیا گیا۔ خندق جو شہر پناہ کے اردگرد تھی پاٹ دی گئی۔ سلیمان بن موسیٰ شعرانی اور سلیمان بن جامع کسی نہ کسی طرح اپنی جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابوالعباس نے منصورہ و طہشا کی طرف قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی اس پر قبضہ کر لیا۔ مال اسباب اور خزانہ وغیرہ جو کچھ تھا سب لوٹ لیا۔ شہر پناہ کو منہدم کر کے خندق پٹوا دیا۔ سلیمان ابن جامع بھاگ کر واسط پہنچا۔ ابوالعباس نے بھی منصورہ کو سر کرنے کے بعد واسط کی طرف مراجعت کی۔ اس کے بعد موفق نے اپنی فوج کو دو حصوں پر تقسیم کیا ایک حصہ پر اپنے بیٹے ہارون کو واسط میں چھوڑا اور دوسرے حصہ کو مرتب اور مسلح کر کے زنگیوں کی سرکوبی کے لئے اہواز کی طرف بڑھا۔ اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ زنگیوں نے طہشا اور منصورہ کی جانب مراجعت کی ہے۔ اسی وقت اپنی رکاب کی فوج سے چند دستہ فوج کو آزمودہ کار سرداران کی ماتحتی میں ان زنگیوں کے سر کرنے کو روانہ کیا جو طہشا اور منصورہ کی طرف لوٹ آئے تھے اور خود جس قصد و ارادہ سے نکلا تھا۔ اسی ارادہ کی تکمیل کو مدنظر رکھ کر کوچ کر دیا۔ رفتہ رفتہ سوس پہنچا۔ اس وقت علی بن ابان اہوازی میں مقیم تھا۔ موفق کے آنے کی خبر پا کر چند دستہ فوج اہواز کی حفاظت پر چھوڑ کر

اپنے سردار صاحب زنج کے پاس چلا گیا۔ زنگیوں میں سے جو لوگ اہواز میں باقی رہ گئے تھے۔ انہوں نے موفق سے امن کی درخواست کی موفق نے ان کی درخواستیں منظور کر لیں۔ ان کو امن دے کے تشتر کی طرف چلا گیا۔ محمد بن عبداللہ کردی بھی شاہی امن حاصل کر کے اہواز چلا آیا۔

مختارہ پر قبضہ: موفق نے اپنے ایک بیٹے ہارون کو فرات بصرہ کی نہر مبارک پر جامع فوج کے ملنے کو لکھ بھیجا اور دوسرے بیٹے ابوالعباس کو نہر ابی خصیب پر خبیث سے جنگ کرنے کو روانہ کیا۔ خبیث کے سرداران لشکر کے ایک گروہ نے امان کی درخواست کی ابوالعباس نے منظور کر لی اور امان دے کر ان کے عذرات قبول کر لئے اس کے بعد لشکر مرتب کر کے شہر مختارہ پر چڑھائی کی۔ براہ دریا بھی فوجیں بھیجیں۔ پچاس ہزار شاہی فوج تھی اور زنگیوں کی فوج کی تعداد تین لاکھ تھی۔ ابوالعباس نے جا بجا دھس اور دمدمے بندھوائے۔ موقع موقع سے منجنیقیں نصب کرائیں مورچے قائم کئے اور رہنے کے لئے شہر مؤفقہ کا بنیادی پتھر رکھا۔ قرب و جوار کے شہروں سے رسد و غلہ کی طلبی کا فرمان بھیجا اور مختارہ کی رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ یہ تو خشکی کا انتظام تھا دریائی محاصرہ کی غرض سے جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے ہر وقت دریا میں پھر رہے تھے۔ ماہ شعبان ۲۶۷ھ سے ماہ صفر ۲۷۰ھ تک نہایت شدت کے ساتھ مختارہ کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد مجموعی قوت سے حملہ کر کے بزور تیغ مختارہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

صاحب زنج کا خاتمہ: خبیث مع اپنے بیٹے انکلائے اور سلیمان بن جامع کے ایک قلعہ کی طرف بھاگا۔ جو اسی غرض سے پہلے سے تجویز کیا گیا تھا۔ شاہی لشکر کے ایک دستہ نے تعاقب کیا خبیث ابھی قلعہ تک نہ پہنچنے پایا تھا کہ شاہی لشکر نے جا کر اسے گھیر لیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ ہوئے خبیث شکست کھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ سلیمان بن جامع گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد صاحب زنج بھی اسی دار و گیر میں مارا گیا اور اس کا سر اتار کر موفق کے پاس لایا گیا۔ انکلائے مع پانچ ہزار زنگیوں کے بھاگ کر دیناری پہنچا۔ شاہی لشکر نے تعاقب کیا اور ان سب کو گرفتار کر لیا۔ اس کے سپہ سالاروں میں سے ورمونہ نامی ایک سپہ سالار شاہی لشکر کا رسد و غلہ بند کرنے کو بطیحہ چلا گیا تھا۔ جب اسے اپنے سردار کے مارے جانے کی خبر پہنچی۔ تو اس نے بھی موفق سے امان کی درخواست کی موفق نے اسے بھی امان دے دی۔ اس خداداد کامیابی کے بعد موفق چند دن تک اپنے شہر میں مقیم رہا۔ اس کے بعد بصرہ' ابلیہ اور کورد جلہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الاول ۲۷۰ھ میں بغداد پہنچ گیا۔ صاحب زنج کا صرف ایک لڑکا محمد نامی ملقب بہ ''انکلائے'' تھا۔ زنگی زبان میں اس کے معنی ''شاہزادہ'' کے ہیں۔ یحییٰ' سلیمان اور فضل گرفتار ہو کر مطبق میں قید کر دیئے گئے یہاں تک کہ مر گئے۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

باب : ۶

امارتِ علویہ دیلم وجبل

حسن بن زید: ابوجعفر منصور نے علویہ میں سے بنی حسن سبط کو اور بنی حسن سبط میں سے حسن بن زید بن حسن کو منتخب کر کے مدینہ منورہ کی گورنری مرحمت فرمائی تھی یہ وہی شخص ہے جس نے امام مالک رحمتہ اللہ کی آزمائش کی تھی۔ جیسا کہ مشہور ہے اور اسی نے خلیفہ منصور کو بنی حسن کی جانب سے بدظن ومشتبہ کیا تھا۔ محمد مہدی اور اس کے بیٹے عبداللہ کی سازش اور مخالفت کی اطلاع منصور تک اسی نے کی تھی۔ یہاں تک کہ منصور نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان کے اقارب رے میں تھے۔ اسی خاندان سے حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن والیٔ مدینہ منورہ تھا۔

محمد بن اوس: جس وقت محمد بن اوس (جو سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نائب محمد بن طاہر کی طرف سے عامل طبرستان تھا۔) اور محمد وجعفر پسران رستم والیان اطراف طبرستان میں اختلاف پیدا ہوا۔ جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے۔ اس وقت طبرستان کے قرب وجوار کے رہنے والوں نے اسے دیلم سے امداد کی درخوست کرنے کی ترغیب دی یہ لوگ اس وقت مجوسی المذہب تھے۔ اوران کا بادشاہ اہشوذار بن حسان تھا۔ ان لوگوں نے پسران رستم کی درخواست منظور کر لی اور محمد بن اوس سے جنگ کرنے کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اس عداوت کے باعث کہ محمد بن اوس نے دیلم کے شہروں کو خوب خوب پامال اور تاخت وتاراج کیا تھا۔ پسران رستم نے محمد بن ابراہیم کو طبرستان سے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ محمد بن ابراہیم نے خود تو منظور نہ کیا۔ لیکن حسن بن زید کا پتہ بتا دیا کہ وہ رے میں ہیں اور اس امر کے مستحق ہیں۔ ان لوگوں نے محمد بن ابراہیم کے خط کے ذریعہ سے حسن بن زید کو طلبی کا خط لکھا اور بلانے کی غرض سے اپنے خاص اور معتمد علیہ آدمی روانہ کئے چنانچہ حسن بن زید رے سے دیلم میں تشریف لائے صرف دیلم اور پسران رستم نہیں بلکہ طبرستان کے تمام اطراف وجوانب کے امیروں نے متفق ہو کر حسن بن زید کی حکومت کی بیعت کی۔ ان کے علاوہ اہل جبال طبرستان نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

حسن بن زید کا آمد پر قبضہ: حسن بن زید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے آمد پر فوج کشی کر دی۔ محمد بن اوس بھی اپنی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور آمد کے باہر لڑائی چھڑ گئی۔ حسن بن زید نے چند دستہ فوج اپنی فوج سے علیحدہ کر کے آمد پر دوسری جانب سے حملہ کر دیا۔ اس وقت آمد میں سوائے معدودے چند سپاہیوں کے جو انتظام اور حفاظت کی غرض سے شہر میں رہ گئے تھے اور کوئی سردار موجود نہ تھا حسن بن زید نے بہ کمال آسانی آمد پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

سار یہ پر قبضہ: محمد بن اوس گھبرا کر میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کے پاس ساریہ پہنچا۔ حسن نے تعاقب کیا سلیمان اپنا لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ حسن نے اپنے ایک سپہ سالار کو فوج کے چند دستوں کے ساتھ دوسری طرف سے ساریہ پر حملہ کرنے کو روانہ کیا جس کی خبر اس کی حمایت کرنے والے سلیمان بن عبداللہ کو نہ تھی۔ اس سپہ سالار نے پہنچتے ہی ساریہ پر قبضہ کر لیا۔ سلیمان اس غیر متوقع شکست سے گھبرا کر جرجان کی طرف بھاگا حسن نے اس کے لشکر گاہ اور ان تمام چیزوں پر جو وہاں تھیں اور اس کے حرم اور اولاد پر بھی قبضہ کر لیا۔ حرم اور اولاد کو کشتیوں پر سوار کر کے سلیمان کے پاس بھیج دیا اور مال واسباب وغیرہ اپنے قبضے میں کر لیا۔ بعض مؤرخین کا یہ خیال ہے کہ سلیمان نے بوجہ اس تشیع کے جو بنی طاہر میں تھی قصداً یہ شکست اٹھائی تھی۔

طبرستان پر قبضہ: اس کے بعد حسن بن زید نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر قابض ہو گیا سلیمان دُم دبا کر طبرستان سے بھاگ گیا۔ پھر کیا تھا حسن کے حوصلے اور بڑھ گئے۔ تمام صوبہ طبرستان میں اپنے ایلچیوں کو پھیلا دیا اور اپنے آپ کو ''داعی علوی'' کے لقب سے مشہور کیا۔ رے کی طرف اپنے برادر عم زاد قاسم بن علی بن اسماعیل کو روانہ کیا ان دنوں رے میں قاسم بن علی بن زین العابدین سیمری تھا۔ چنانچہ قاسم نے رے پر قبضہ کر کے اپنی طرف سے بطور اپنے نائب کے محمد بن جعفر بن احمد بن عیسیٰ بن حسین صغیر بن زین العابدین کو مامور کیا۔

قزوین پر قبضہ: قزوین کی جانب حسین معروف بہ کوکبی بن احمد بن اسماعیل بن محمد بن جعفر کو بھیجا۔ والی قزوین نے اسے شکست دی تب حسن بن زید نے اپنے نامور سپہ سالار دواجن محمد بن میکال والی قزوین کی سرکوبی کو روانہ کیا۔ چنانچہ دواجن نے محمد کو شکست دے کر قتل کر ڈالا اور قزوین پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۵۰ھ کا ہے۔

حسن بن زید کی پسپائی: ان واقعات کے بعد سلیمان بن عبداللہ بن طاہر نے فوجیں آراستہ و مرتب کر کے جرجان سے طبرستان پر فوج کشی کی۔ حسن بن زید یہ خبر پا کر طبرستان چھوڑ کر دیلم چلے گئے۔ سلیمان نے طبرستان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ کی طرف بڑھا۔ قاران بن شہر زاد کے لڑکے اور اہل آمد نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کی۔ سلیمان نے ان کی تقصیر معاف کر دی اس کے بعد محمد بن طاہر نے بقصدِ جنگ حسن بن زید پر فوج کشی کی۔ محمد اور حسن میں سخت خونریز لڑائیاں ہوئیں آخر کار حسن کو شکست ہوئی تین سو چالیس نامی گرامی سردار مارے گئے۔ پھر سن ۲۵۳ھ میں موسیٰ بن بغا ان لوگوں سے جنگ کرنے کو فوجیں مرتب کر کے دارالخلافت بغداد سے چلا مقام قزوین میں حسین کوکبی سے مڈبھیڑ ہوئی حسین شکست کھا کر دیلم بھاگ گیا اور موسیٰ بن بغا نے قزوین پر قبضہ کر لیا۔

بنی طاہر کا زوال: اس کے بعد حسین کوکبی نے ۲۵۶ھ میں بلاد دیلم سے مراجعت کی اور بلا کسی مزاحمت اور جنگ کے رے پر قبضہ کر لیا۔ قاسم بن علی اس کے بعد ہی ۲۵۷ھ میں کرخ پر قابض ہو گیا۔ حسن بن زید نے جرجان پر چڑھائی کی۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے جرجان کے بچانے کے لئے فوجیں روانہ کیا۔ لیکن حسن بن زید نے انہیں پسپا کر کے جرجان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے بنی طاہر کی حکومت خراسان سے جاتی رہی اور طوائف الملوکی کا زمانہ شروع ہو گیا۔ آج اسے خراسان پر حکومت کا اعزاز حاصل ہے تو کل اسے غرض یہی داعی خراسان کی حکمرانی الٹ پلٹ کرتا رہا

یہاں تک کہ یعقوب صفار نے خراسان کو اس کے قبضہ وتصرف سے نکال لیا۔ اس کے بعد حسین نے ۲۵۹ھ میں قومس کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

یعقوب صفار کا طبرستان پر قبضہ: عبداللہ سنجری اور یعقوب بن لیث صفار میں دربارہ ریاست بجستان ایک مدت سے چھیڑ چھاڑ چل رہی تھی پس جس وقت یعقوب کو بجستان کی حکومت مل گئی۔ عبداللہ سنجری نے نیشاپور پر فوج کشی کی تو عبداللہ سنجری حسن بن زید کے پاس بھاگ گیا اور ساریہ میں جا کر قیام پزیر ہوا۔ یعقوب صفار نے حسن بن زید سے عبداللہ کو طلب کیا۔ حسن بن زید نے واپس کرنے سے انکار کیا۔ اس بنا پر یعقوب نے ۲۶۰ھ میں حسن پر فوج کشی کی اور حسن کو لڑ کر شکست دے دی حسن شکست کھا کر دیلم کے ملک میں چلا گیا اور عبداللہ سنجری نے رے میں جا کر دم لیا۔ یعقوب نے کامیابی کے ساتھ ساریہ اور آمد پر قبضہ حاصل کر لیا اور سال بھر کی مال گزاری بھی وصول کر لی۔ اس کے بعد حسن کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اتفاق وقت سے راستہ بھول کر طبرستان کے پہاڑوں میں جا پھنسا بارش اور راستہ کے کیچڑ سے بہ ہزار دقت وخرابی بسیار اپنی جان بچا کر واپس آیا۔ دربارِ خلافت میں حسن کے حالات اور جو کچھ اس کے ساتھ اس نے کیا تھا۔ تمام حالات اطلاعاً لکھ بھیجے اور عبداللہ سنجری کے تعاقب کے لئے رے کی جانب کوچ کیا۔ والیٔ رے نے یہ خبر پا کر عبداللہ کو گرفتار کر کے یعقوب کے پاس بھیج دیا۔ یعقوب نے اسے قتل کر ڈالا۔

حسن بن زید اور بجستانی: اس واقعہ کے بعد ۲۶۱ھ میں حسن بن زید نے اپنی جمعیت درست کر کے طبرستان کی جانب پھر مراجعت کی اور اسے یعقوب صفار کے عمال سے چھین لیا اس کے بعد بجستانی نے یعقوب بن لیث صفار سے خراسان میں بغاوت کی اور خراسان کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابوطلحہ بن شرکب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بجستانی پر چڑھائی کر دی۔ بجستانی بھی خم ٹھونک کر میدانِ جنگ میں آ گیا ۲۶۵ھ میں گھمسان کی لڑائی ہوئی اور آخر کار بجستانی نے جرجان کو ابوطلحہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ یعقوب صفار کے انتقال کے بعد اس کے بھائی عمر بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ ۲۶۶ھ میں حسن بن زید اور بجستانی کے درمیان جنگ چھڑ گئی۔ حسن نے بجستانی پر فوج کشی کی اس معرکہ میں بجستانی کو شکست ہوئی۔

حسن کی وفات: حسن نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ بجستانی بھاگ کر آمد پہنچا۔ حسن نے بڑھ کر ساریہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عیسیٰ بن حسین اصغر بن زین العابدین کو مامور کر کے مراجعت کی۔ اس کے بعد حسن بن محمد حسن بن زید کے مرنے کی خبر مشہور کر کے خود حکومت وسلطنت کا دعویٰ دار بن گیا۔ ایک جماعت نے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد حسن بن زید ساریہ آ گیا اور حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

محمد بن زید: ماہ رجب ۲۷۰ھ میں حسن بن زید والی طبرستان نے فتح پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید جانشین ہوا۔ پہلے یہ لوگ ابن طاہر کی وجہ سے خراسان میں رہتے تھے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس کے بعد یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ چند روز بعد احمد بجستانی نے اس سے بغاوت کی اور لڑ کر خراسان کو یعقوب کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ کے بعد یعقوب ۲۶۵ھ میں مر گیا۔ اس کے بجائے اس کا بھائی عمرو کرسی حکومت پر متمکن ہوا اور فوجیں مرتب کر کے

خراسان پر چڑھائی کر دی۔ بجستانی ان دنوں خراسان میں تھا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں اور حسن داعی طبرستان ان دونوں کا مقابلہ کر رہا تھا۔ یہاں تک کہ اس نے بھی وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد بن زید تختِ حکومت پر جلوہ افروز ہوا جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

رے پر فوج کشی: ان واقعات کے دوران موفق نے قزوین پر قبضہ کر لیا اور انتظاماً اپنے خادموں میں سے اذکرتکین کو متعین کیا۔ اذکرتکین نے ۲۷۲ھ میں رے پر فوج کشی کی محمد بن زید دیلم اور اہل طبرستان وخراسان کی ایک بہت بڑی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ کثرتِ فوج کے باوجود شکست کھا کر بھاگا۔ چھ ہزار فوج کھیت رہی۔ دو ہزار گرفتار کر لی گئی۔ لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور رے پر علم خلافت کا قبضہ ہو گیا۔ اذکوتکین نے اپنے عمال کو صوبہ رے کے شہروں پر مقرر و متعین کیا۔

عمرو بن لیث: پھر بجستانی کا جامِ حیات لبریز ہوا۔ داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کی طرف کوچ کیا۔ اس کی جگہ خراسان میں رافع بن لیث نامی ایک شخص سپہ سالاران طاہریہ سے متمکن ہوا۔ محمد بن زید اور رافع سے ان بن ہو گئی۔ کچھ دن تک باہم لڑائیاں ہوتی رہی۔ آخر کار ۲۸۱ھ میں باہم مصالحت ہو گئی۔ ۲۸۲ھ میں رافع نے اس شرط سے محمد بن زید کا نام خطبہ خراسان میں پڑھوایا کہ محمد بن زید عمرو بن لیث کے مقابلے میں رافع کا معین و مددگار ہو چنانچہ محمد بن زید نے عمرو بن لیث کو رافع بن لیث سے لڑنے کی دھمکی کا خط تحریر کیا۔ اس وقت تو کسی مصلحت سے عمرو بن لیث خاموش رہا۔ لیکن اس کے کچھ عرصہ بعد عمرو بن لیث نے رافع کو دبا لیا۔ مگر پھر بھی محمد بن زید کی عزتی روانہ رکھی۔ اسے اس قدر موقع دے دیا کہ یہ اس کے لئے طبرستان چھوڑ کر دیلم چلا گیا۔

عمرو بن لیث کی شکست: عمرو بن لیث نے خراسان پر فائز ہونے اور رافع کو قتل کرنے کے بعد خلیفہ معتضد کی خدمت میں ماوراء النہر کی سند حکومت عطا ہونے کی درخواست بھیجی۔ دربار خلافت سے اس درخواست کی منظوری ہو گئی۔ رفتہ رفتہ یہ خبر اسماعیل بن احمد سامانی تک پہنچی۔ جو اس اطراف کے ممالک کا حکمران تھا فوراً فوجیں آراستہ کر کے دریائے جیحون کو عبور کیا اور عمر بن لیث سے جا بھڑا عمرو بن لیث کو اس معرکہ میں شکست ہوئی لوٹ کر بخارا گیا اور وہاں سے نیشاپور کو روانہ ہوا نیشاپور میں پہنچ کر فوجیں درست کیں سامان جنگ فراہم کیا اور بقصد جنگ اسماعیل سامانی نیشاپور سے بلخ کی طرف روانہ ہوا نہر بلخ پر پہنچ کر کشتیوں کی عدم موجودگی سے کنارے پر رُک رہا۔ اسماعیل سامانی کو اس کی خبر لگی۔ جھٹ پٹ نہر بلخ کو عبور کر کے چاروں طرف سے رات کے وقت ناکہ بندی کر لی۔ صبح ہوئی تو عمرو بن لیث نے اپنے کو اسماعیل سامانی کے محاصرے میں پایا۔ عمرو بن لیث نے محاصرہ توڑ کر نکل جانے کی کوشش کی۔ مگر ناکام رہا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر الامر اسماعیل سامانی نے ایک طرف سے راستہ دے دیا۔ عمرو بن لیث اسے غنیمت تصور کر کے اس طرف بڑھا۔ اسماعیل کے آدمیوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اسماعیل کے پاس لائے۔ اسماعیل نے ۲۸۸ھ میں خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ خلافت مآب نے جیل میں ڈال دیا اور اسماعیل کو ان شہروں کی بھی سند حکومت عطا فرمائی جو عمرو بن لیث کے قبضہ و تصرف میں تھے۔

محمد بن زید کی وفات: جس وقت عمرو بن لیث کی گرفتاری اور اسماعیل سامانی کی کامیابی کی خبر محمد بن زید تک پہنچی تو اس

خیال سے کہ مبادا اسماعیل مجھ پر حملہ آور نہ ہو۔ فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے بقصد جنگ اسماعیل نکل کھڑا ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اسماعیل نے ناصحانہ طور پر اس لاحاصل خونریزی سے باز آنے کا خط لکھا۔ لیکن جب محمد نے انکاری جواب دیا تو اسماعیل نے محمد بن ہارون کو ایک عظیم الشان فوج کی افسری کے ساتھ محمد بن زید کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ محمد بن ہارون پہلے رافع بن ہرثمہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا رافع کے قتل ہونے کے بعد عمرو بن لیث کی خدمت میں آ گیا تھا اور عمرو بن لیث کی گرفتاری کے بعد اسماعیل سامانی کا مطیع اور ملازم ہو گیا۔ محمد بن زید اور محمد بن ہارون میں جرجان کے میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا پہلی لڑائی میں تو محمد بن ہارون کو شکست ہوئی۔ لیکن شکست کھانے کے بعد محمد نے اپنے پُرزور حملہ سے محمد بن زید کو پسپا کر دیا۔ اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے لشکر کا ایک گروہ کثیر کام آ گیا۔ اس کا بیٹا زید گرفتار کر لیا گیا اور یہ خود بھی زخمی ہوا۔ جس کے صدمہ سے تھوڑے ہی دن بعد مر گیا۔ محمد بن ہارون اس کے لشکر گاہ کو لوٹ کر طبرستان کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ نامہ بشارت فتح یزید کی معرفت اسماعیل کی خدمت میں روانہ کیا۔ اسماعیل نے خوش ہو کر بخارا میں قیام کرنے کا حکم دیا اور اس کی تنخواہ بڑھا دی منصب اور جاگیر عطا کی۔

دیلم پر فوج کشی: پھر ۲۸۹ھ میں اسماعیل سامانی نے دیلم پر فوج کشی کی۔ اس وقت اس کی زمام حکومت ابن حسان کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ اسماعیل کو اس مہم میں بھی کامیابی نصیب ہوئی اور اسی وقت سے خراسان کے علاوہ طبرستان اور جرجان پر بھی سامانی جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑنے لگا یہاں تک کہ اس ملک میں اطروش ظاہر ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے بعد زید بن محمد بن زید نے طبرستان پر حکمرانی کی تھی اور اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا حسن بن زید کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا تھا۔

اطروش: اطروش عمرو بن زین العابدین کی اولاد سے تھا۔ جو زمانہ خلیفہ معتصم میں طالقان کا داعی تھا۔ اس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اطروش کا نام حسن تھا۔ علی بن حسن بن علی بن عمر بن زین العابدین کا بیٹا تھا۔ محمد بن زید کی شہادت کے بعد دیلم چلا گیا۔ تیرہ برس تک وہیں ٹھہرا رہا اور اسلام کی دعوت و تعلیم دیتا رہا اور صرف انہیں لوگوں سے عشر لینے پر اکتفا و قناعت کرتا رہا۔ اگرچہ دیلم کا بادشاہ (ابن حسان) اس کی مدافعت اور روک تھام کرتا جاتا تھا۔ مگر پھر بھی دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر مسلمان ہو گیا اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ اطروش نے دیلم میں مسجدیں بنوائیں اور انہیں مذہب شیعہ زیدیہ کی تعلیم دی۔ اسی باعث یہ لوگ اس مذہب کے پابند ہوئے۔ اس کے بعد اطروش نے ان لوگوں کو طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دی چونکہ احمد بن اسماعیل بن سامان کی طرف سے محمد بن نوح طبرستان پر حکمرانی کر رہا تھا اور دیلم پر اس کے بے شمار احسانات تھے۔ اس وجہ سے اہل دیلم نے اطروش سے طبرستان پر حملہ آور ہونے کی بابت عذر کیا۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: چند دن بعد احمد سامانی نے محمد بن نوح کو حکومت طبرستان سے معزول کر کے ایک دوسرے شخص کو مامور کیا اس نے اہل طبرستان کے ساتھ بہت برے برتاؤ کیے۔ ظلم و ستم کا کوئی دقیقہ بھی اٹھا نہ رکھا۔ احمد سامانی نے اسے معزول کر کے محمد بن نوح کو پھر حکومت طبرستان پر واپس بھیج دیا۔ پھر محمد بن نوح کے انتقال کے بعد ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو متعین کیا۔ اس نے بھی اہل دیلم اور رؤسا طبرستان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کیے۔ جس سے ان لوگوں کو

ناراضگی پیدا ہوئی۔ حسن اطروش کو طبرستان پر قبضہ کر لینے کو بلا بھیجا۔ حسن کی منہ مانگی مراد بر آئی۔ لشکر آراستہ کر کے طبرستان پر چڑھ آیا۔ ابوالعباس یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ سالوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دریا کے کنارے صف آرائی کی نوبت آئی۔ ابوالعباس کو شکست ہوئی چار ہزار لشکر اس معرکہ میں کام آیا۔ بقیۃ السیف پر اطروش نے سالوس میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ محصورین نے امان کی درخواست کی اطروش نے ان لوگوں کو امان دے دی آمد میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اس کے بعد حسن بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد بن بطحانی بن قاسم بن حسن بن زید والیٔ مدینہ (اطروش کا داماد) آ پہنچا اور تمام پناہ گزینوں کو قتل کر ڈالا اطروش اس وقت موجود تھا۔ اطروش نے اس مہم سے فارغ ہو کر طبرستان کے پورے صوبہ پر قبضہ کر لیا اور حسن بن قاسم اپنے کو ''ناصر'' کے لقب سے ملقب کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۱ھ کا ہے۔

اطروش کا قتل: ابوالعباس شکست کھا کر رے چلا گیا اور پھر رے سے بغداد کی طرف کوچ کیا۔ اس کے بعد ۳۰۲ھ میں ناصر نے آمد سے نکل کر سالوس میں پڑاؤ کیا ابوالعباس کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے پھر مقابلہ پر آ گیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی حسن داعی یعنی حسن بن زید نے اسے شکست دی اس کے بعد سعید بن نصر بن احمد نے خراسانی لشکروں کے ساتھ اطروش پر ۳۰۴ھ میں حملہ کیا اور شکست دے کر اسے قتل کر ڈالا۔ اطروش کے مارے جانے کے بعد اس کا داماد اور اس کے بیٹے حکمرانی کرنے لگے۔ ان لوگوں میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ اطروش کے تین بیٹے تھے۔ ابوالقاسم، [illegible] اور حسین اس کے لشکر کے تمام سپہ سالار اور سردار دیلمی تھے۔ انہی میں سے لیلیٰ بن نعمان (اس کو اطروش کے داماد حسن نے جرجان [illegible] مامور کیا تھا) اور ماکان بن کالی تھا۔ (یہ استر آباد میں حکمرانی کرتا تھا) اس کے دیلمی سرداروں کے دوسرے گروہ سے اسفار بن شیرویہ (یہ ماکان کے ہمراہیوں میں سے تھا۔) سبکری اور مرداویج تھا۔ (یہ دونوں اسفار کے ہمراہیوں سے تھا) اور سولو یہ مرداویج کا ہمراہی اور مصاحب تھا۔ ان سب کے حالات آئندہ تحریر کیے جائیں گے۔

حسن بن قاسم: حسن بن قاسم اطروش کا داماد ہر کام میں اطروش کا پیرو اور مقلد تھا۔ اسی وجہ سے یہ ''داعی صغیر'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ اس نے ۳۰۸ھ میں سپہ سالاران دیلم میں سے لیلیٰ بن نعمان کو جرجان پر مامور کیا۔ اسے اس کی قوم میں بہت بڑا اعزاز اور افتخار حاصل تھا اطروش اور اولاد اطروش اسے ''المولد بن المنتصر لآل رسول اللہ'' کے لقب سے یاد کرتے تھے۔ ان دنوں خراسان کی زمام حکومت نصر بن احمد سامانی کے قبضہ اقتدار میں تھی اس کی سرحد طبرستان کی طرف سے دامغان تک تھی۔ بنی سامان کا ایک غلام قراتکین نامی اس سرحد پر مامور تھا۔ اس کا لیلیٰ بن نعمان سے جھگڑا پیدا ہو گیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار لیلیٰ نے اسے شکست دی اس واقعہ سے اس کی عظمت و شوکت اور بڑھ گئی۔ قراتکین کا غلام فارس بھی اس کے پاس چلا گیا۔ اس نے فارس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس سے اپنی بہن کا عقد کر کے رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیر زادہ احمد بن سہل سپہ سالار ملوک سامانیہ نے جب کہ اس کے ماموں (احمد کا کارخانہ درہم برہم ہوا) امان کی درخواست کی۔ لیلیٰ نے امان دے کر اپنے پاس بلا لیا۔ کچھ عرصہ بعد حسن بن قاسم داعی صغیر نے نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی تیاری کی چنانچہ ابوالقاسم بھی اس کے ہمراہ اس مہم پر گیا۔ قراتکین والیٔ نیشاپور کی اس سے لڑائی ہوئی۔ قراتکین شکست کھا کر بھاگا۔ حسن بن قاسم نے ۳۰۸ھ میں کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ حاصل کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا۔ سکہ جاری کیا۔

لیلیٰ بن نعمان کا انجام: اسی سنہ میں سعید بن نصر نے بخارا سے اپنی فوجیں اپنے نامور سپہ سالار حمویہ بن علی کی سرکردگی میں لیلیٰ بن نعمان کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیں۔ محمد بن عبید اللہ یلعی ابوجعفر صعلوک' خوارزم شاہ ینجور ردوانی اور بقراخاں وغیرہ نامی گرامی سپہ سالار اس مہم پر حمویہ کے ساتھ گئے تھے۔ مقام طوس میں لیلیٰ کی فوج سے مقابلہ ہوا دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان حمویہ کے ہاتھ رہا لیلیٰ شکست کھا کر آمد پہنچا اور اس نے بے سروسامانی و پریشانی سے آمد میں داخل ہوا کہ قلعہ بندی بھی نہ کر سکا۔ بقراخان نے پہنچ کر گرفتار کر لیا۔ دیلمی فوج نے مجبوراً امان کی درخواست پیش کی۔ امان دے دی گئی۔ مگر بعد میں حمویہ نے ان لوگوں کے قتل کا اشارہ کر دیا تب ان لوگوں نے اس کے سپہ سالاروں کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ اس کے بعد لیلیٰ پیش کیا گیا۔ حمویہ نے س کا سر اتار کر ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں دارالخلافت بغداد کو بشارت نامہ فتح کے ساتھ روانہ کر دیا۔ باقی رہا فارس قراتکین کا غلام وہ بدستور جرجان میں رہا۔

حسن بن اطروش: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ ۳۰۴ھ میں حسن اطروش کے قتل کے بعد طبرستان میں اس کا داماد حسن بن قاسم موسوم بہ ''داعی صغیر'' ملقب بہ ناصر تختِ حکومت پر متمکن ہوا تھا۔

بعض کہتے ہیں کہ حسن بن قاسم، حسن بن اطروش کا بھائی تھا۔ جیسا کہ ابن حزم وغیرہ نے لکھا ہے۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے بلکہ حسن بن قاسم اطروش کا داماد اور حسینی بن زید والیٔ مدینہ کے خاندان سے تھا۔ اس کا بیٹا محمد بطحانی بن قاسم بن حسن' حسن بن قاسم کا مورث وجد اعلیٰ تھا۔

حسن بن اطروش اپنے باپ اطروش کے قتل کے وقت استرآباد میں تھا اس واقعہ کے بعد ماکان بن کالی نے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کی طرف سے ملک کا نظم ونسق کرنے لگا۔ جب لیلیٰ بن نعمان والیٔ جرجان نے قراتکین کو شکست دی اور قراتکین کا غلام فارس نامی لیلیٰ کے پاس چلا آیا اور ابوالقاسم بن حفص بھی پناہ حاصل کر کے لیلیٰ کی خدمت میں آ گیا اس وقت سعید بن نصر سامانی والیٔ خراسان اپنے نامور سپہ سالار سیجور ردوانی کو چار ہزار سواروں کی جماعت کے ساتھ جرجان کے محاصرہ پر روانہ کیا۔ چنانچہ سیجور کئی مہینے جرجان کا محاصرہ کیے رہا۔ جرجان میں محصورین کے ساتھ حسن اور سرخاب بن دہشودان برادر عم زاد ماکان بن کالی امیر لشکر بھی تھا۔ جس وقت محاصرین نے محصورین پر شدت شروع کی' اس وقت حسن سرخاب آٹھ ہزار دیلمی فوج لے کر محاصرہ توڑ کر نکل آئے۔ سیجور کو اولاً شکست ہوئی محصورین نے جوشِ کامیابی میں تعاقب کیا۔ ادھر کمیں گاہ سے سیجور کے لشکریوں نے نکل کر دیلمی فوج پر حملہ کر دیا۔ ادھر سیجور نے بھی پلٹ کر حملہ کیا۔ دیلمی فوج پھر محاصرے میں آ گئی۔ تقریباً چار ہزار دیلمی فوج کام آئی۔ حسن براہ دریا بھاگ کر استرآباد پہنچا۔ اس کے بعد سرخاب بھی بحال پریشان استرآباد میں آیا دونوں ایک دوسرے کو لپٹ کر اپنی اپنی قسمتوں کو پھوٹ پھوٹ کر روئے اور سیجور فتح مند گروہ کو لئے ہوئے جرجان میں ٹھہرا رہا کچھ زمانہ بعد سرخاب مر گیا۔ حسن نے ماکان بن کالی کو استرآباد میں اپنا نائب مقرر کر کے ساریہ کا رستہ لیا۔

ماکان بن کالی: حسن کے چلے آنے کے بعد دیلمیوں نے جمع ہو کر ماکان بن کالی کو اپنا امیر بنایا سعید بن نصر سامانی کو اس کی خبر لگ گئی۔ ایک عظیم الشان فوج ان لوگوں کے محاصرے اور سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ فوج ایک مدت تک ماکان

بن کالی کا محاصرہ کئے رہی آخر کار ماکان بن کالی استرآباد کو اس کے محاصرین کے حوالہ کر کے ساریہ کی طرف چلا گیا۔ محاصر فوج نے استرآباد میں داخل ہو کر قبضہ حاصل کر لیا اور بقراخان کو استرآباد کی حکومت پر مامور کر کے جرجان اور پھر جرجان سے نیشاپور کی طرف معاودت کی۔ اس کے بعد ۳۱۰ھ میں ماکان بن کالی نے استرآباد کو بقراخان کے قبضہ سے نکال لیا بعدہ جرجان پر بھی قابض ہو گیا اور ایک مدت تک اسی شان و شوکت سے ٹھہرا رہا۔

ابوالحسن کا قتل: اس کے بعد اسفار بن شیرویہ جرجان پر قابض ہو کر استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ جس کا سبب یہ پیدا ہوا تھا کہ اسفار بن شیرویہ ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور جان نثار سپہ سالاروں میں سے تھا۔ مگر کسی وجہ سے ماکان بن کالی کو اسفار سے ناراضگی اور کشیدگی پیدا ہوئی اور اسے اپنے لشکر سے نکال دیا۔ اسفار بن شیرویہ ملوک سامانیہ میں سے ابوبکر بن محمد بن الیسع کے پاس نیشاپور چلا گیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد ابوبکر نے اسفار کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ جرجان فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ماکان طبرستان چلا گیا تھا اور جرجان میں اپنے بھائی ابوالحسن علی کو مامور کر گیا تھا۔ ایک روز رات کے وقت ابوالحسن نے ابوعلی حسین اطروش کے مار ڈالنے کا قصد کیا۔ اتفاق یہ کہ ابوعلی کو اس کا احساس ہو گیا۔ ابوالحسن کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور مکان سے نکل کر ایک گوشۂ عافیت میں روپوش ہو گیا اگلے دن سپہ سالاران لشکر اور ارکانِ دولت کو طلب کر کے اس واقعہ سے مطلع کیا۔ ان لوگوں نے ابوعلی حسین کو اس حادثہ جانکاہ سے محفوظ رہنے کی مبارک باد دی اور بطیب خاطر اس کی حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔ علی بن خورشید کو فوج کی سرداری عنایت ہوئی۔ اس کے بعد ان لوگوں نے متفق ہو کر اسفار بن شیرویہ کو اپنی امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسفار ابوبکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ان لوگوں کے پاس آ گیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر ماکان بن کالی تک پہنچ گئی۔ فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار ماکان کو شکست ہوئی اور اسفار و علی بن خورشید وغیرہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے ابوعلی حسین کو لا کر وہیں ٹھہرایا کچھ دن تک ابوعلی حسین طبرستان میں مقیم رہا۔

ماکان اور اسفار کی جنگ: اس واقعہ کے بعد ہی علی بن خورشید نے وفات پائی۔ ماکان بن کالی کو مناسب موقع ہاتھ آ گیا۔ لشکر آراستہ کر کے دوبارہ اسفارہ پر فوج کشی کر دی اور مقام طبرستان میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ اسفار نے شکست کھا کر ابوبکر بن محمد کے پاس جرجان میں جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۱۵ھ میں اس نے انتقال کیا اور نصر بن احمد بن سامان نے اسفار کو جرجان کی عنانت حکومت عنایت کی۔ اس نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر مرداویح بن دینار (یازیار) چیلی کو سردار لشکر مقرر کر کے طبرستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا مرداویانے نہایت مستعدی اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دیا اور ایک مدت قلیل میں طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔ اسی زمانہ میں حسن بن قاسم داعی اور اس کا سپہ سالار لشکر ماکان بن کالی دیلمی رے قزوین زنجار ابہر اور قم وغیرہ پر قابض ہو چکا تھا۔ حسن اور ماکان یہ خبر پا کر مرداویح کے قبضہ سے طبرستان چھڑانے کو دوڑ پڑے اسفار بھی فوجیں آراستہ کر کے میدانِ جنگ میں آ گیا۔ ماکان اور حسن بن قاسم داعی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ چونکہ اس کی سختی مزاج اور ذرا ذرا سی بھول چوک پر مواخذہ کرنے کی وجہ سے ہمراہیوں میں بد دلی پیدا ہو گئی تھی۔ اس وجہ سے ہمراہیوں نے اسے بھگدڑ میں اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور فتح مند گروہ نے پہنچ کر مار ڈالا۔ اس کے بعد شکست خوردہ لشکر نے ایک مقام پر جمع ہو کر روسا جبل سے ہذر رسیدان مراویح اور حسن داعی کی گرفتاری اور اس کی جگہ ابوالحسن

اطروش کی تقرری کا مشورہ کیا۔ ہذرسیدان مراویج اور وشکمین کا ماموں تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر داعی تک پہنچ گئی۔ داعی اپنے سپہ سالاروں کے ساتھ ابوالحسن سے ملا اور اسے ان لوگوں کے ساتھ جو شریک جلسہ شوریٰ تھے اپنے محل سرا میں جو جرجان میں تھا دعوت کے بہانہ سے لے گیا۔ جوں ہی یہ لوگ داخل ہوئے ایک سرے سے سب کو قتل کر کے ڈھیر کر دیا۔ اس باعث دیلمیوں کو اس سے نفرت وکشیدگی پیدا ہوگئی اور موقع پا کر دھوکے سے اسے قتل کر ڈالا۔

ہارون بن بہرام کی گرفتاری: اسفار نے بلا مزاحمت ومخالفت طبرستان' رے' جرجان' قزوین' زنجار' بہر' قم اور کرج پر قبضہ حاصل کر لیا اور ملوک بنی سامان والیٔ خراسان کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ تو خود تو ساریہ میں خیمہ زن رہا اور ہارون بن بہرام کو سند امارت عطا کر کے آمد روانہ کیا۔ ہارون کا میلان طبعی ابوجعفر کی طرف تھا۔ جو ناصر بن اطروش کی اولاد سے تھا۔ اس نے آمد میں پہنچ کر ابوجعفر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ ابوجعفر نے خوش ہو کر اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کی لڑکی سے اس کا عقد کر دیا اور جلسہ عقد میں خود بھی اور علویوں کے ساتھ شریک ہوا۔ اسفار کو ان واقعات کی اطلاع مل گئی۔ عین عقد کے روز دفعتاً آمد پر حملہ کر دیا اور ابوجعفر کو اور سرداران علویہ کے ساتھ گرفتار کر کے بخاری لایا اور وہیں پر ان سب کو قید کر دیا یہاں تک کہ ایک مدت کے بعد ان لوگوں نے قید کی مصیبت سے رہائی پائی۔

حسن بن قاسم اور ماکان: بعض مؤرخین متاخرین تحریر کرتے ہیں کہ حسن بن قاسم داعی (اطروش کے داماد) کی بیعت اطروش کی موت کے بعد کی گئی اور ''الناصر'' کا لقب دیا گیا۔ اس نے اپنی حکومت کے بیعت لینے کے بعد جرجان پر قبضہ حاصل کر لیا اور اس سے پیشتر دیلم نے جعفر بن اطروش کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے مطیع ہو گئے تھے۔ اس لئے داعی مذکور نے طبرستان پر چڑھائی کی اور جعفر کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ جعفر بھاگ کر دباوند پہنچا۔ علی بن احمد بن نصر نے گرفتار کر کے علی دہشودان بن حسان والیٔ دیلم کے پاس بھیج دیا۔ یہ اس کے صوبے کا والی تھا۔ چنانچہ علی نے جعفر کو قید میں ڈال دیا۔ پس جب علی بن احمد مارا گیا۔ تو علی بن دہشودان نے جعفر کو رہا کر دیا۔ جعفر نے دیلم میں پہنچ کر فوجیں مرتب کیں اور انہیں مسلح اور آراستہ کر کے پھر طبرستان کی طرف قبضہ کے ارادے سے واپس لوٹ آیا۔ حسن یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور جعفر نے طبرستان پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ بعد میں جعفر نے وفات پائی تب ابوالحسن کی حکومت کی بیعت لی گئی۔ جو اس کے بھائی حسن کا بیٹا تھا۔ جب ماکان بن کالی کو ان حالات کا علم ہوا۔ تو اس نے حسن داعی کی بیعت کر لی۔ اس نے حسن بن احمد (یہ جعفر کے بھائی کا بیٹا تھا) کو گرفتار کر کے جرجان میں قتل کرنے کی غرض سے نظر بند کر دیا۔ جہاں پر اس کا بھائی ابوعلی قید تھا۔ حسن نے ایک روز ابوعلی کو قتل کر کے جرجان کے سپہ سالاروں سے اپنی امارت کی بیعت لے لی۔ اس بنا پر ماکان سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار حسن بھاگ کر آمد پہنچا اور وہیں داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا۔

ابوجعفر بن محمد: اس کے بعد اس کے بھائی ابوجعفر بن محمد بن احمد کی بیعت حکومت منعقد ہوئی۔ ماکان نے رے سے اس پر فوج کشی کی۔ ابوجعفر نے آمد کو خیر باد کہہ کر ساریہ کی طرف کوچ کیا۔ اس وقت ساریہ میں اسفار بن شیرویہ موجود تھا ابوجعفر اور اسفار میں معرکہ آرائیاں ہوئیں۔ میدان ابوجعفر کے ہاتھ رہا۔ میدان جنگ سے اسفار بھاگ نکلا۔ جرجان میں جا کر ابوبکر بن محمد بن الیاس کے پاس پناہ لی۔ اس کے بعد ماکان نے ابوالقاسم داعی کے ہاتھ پر حکومت وامارت کی بیعت کی۔

حسن داعی نے یہ خبر پا کر مرداویج سے اپنے ماموں سیداب بن بندار کا بدلہ لینے کے لئے رے پر فوج کشی کی (یہ شخص ۳۲۱ھ میں جرجان کا داعی تھا اور ماکان نے دیلم کی طرف مراجعت کی اور طبرستان پر قبضہ کرلیا۔ یہیں پر ابوعلی ناصر بن اسماعیل بن جعفر اطروش کی حکومت کی اس نے بیعت کی اور زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ابوعلی نے وفات پائی ابوجعفر بن محمد بن ابوالحسن احمد بن اطروش اس واقعہ کے بعد ہی دیلم کی طرف چلا گیا۔ یہاں تک کہ مرداویج نے رے پر قبضہ کرلیا۔ اس نے ابوجعفر کو دیلم سے خط و کتابت کر کے بلا لیا اور بڑی آؤ بھگت سے ٹھہرایا۔ جب اس نے طبرستان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا اور ماکان کو طبرستان سے نکال باہر کیا تو اس نے اسی ابوجعفر کی امارت کی بیعت کی اور ''صاحب الصلنوۃ'' کے لقب سے ملقب کیا۔

الثائر: پھر جب یہ مرگیا تو اس کے بھائی کے ہاتھ پر امارت وحکومت کی بیعت کی ''اور الثائر'' کا لقب دیا یہ ایک مدت تک دیلمیوں میں مقیم رہے۔ ۳۳۶ھ میں اس نے اس طوفان کی روک تھام کے لئے ابن عمید کو مامور کیا۔ چنانچہ ابن عمید اور الثائر سے معرکہ آرائیاں ہوئیں ایک سخت اور عام خونریزی کے بعد ابن عمید کو فتح نصیب ہوئی۔ الثائر شکست کھا کر پہاڑوں میں جا چھپا اور وہیں پر دیلمیوں کے ساتھ ٹھہرا رہا اور ملوک عجم اس کے نام کا خطبہ پڑھتے رہے۔ یہاں تک کہ ۳۵۵ھ میں اپنی حکومت کے تیس برس بعد اس نے وفات پائی تب اس کے بھائی حسن بن جعفر کی امارت کی بیعت لی گئی اور ''الناصر'' کا لقب دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد لیکو بن وشکس بادشاہ جبل نے اسے گرفتار کر کے خلفاء بغداد کے سپہ سالاروں کے حوالہ کر دیا۔ الناصر کی گرفتاری سے فاطمین کی حکومت و امارت ان ممالک جبال سے ختم ہوگئی۔

باب:۵

امارتِ اسماعیلیہ

ہم ان میں سب سے پہلے ان عبیدیوں کے حالات تحریر کریں گے۔ جنہوں نے قیروان اور قاہرہ میں حکمرانی کی اور ان کی اس دولت وحکومت کے تذکرے تحریر کریں گے جو مشرق ومغرب تھیں۔

عبیدیوں کی اصل: ان عبیدیوں کی اصل شیعہ امامیہ سے ہے۔ ہم اوپر ان کے مذہب کی داستان شیخین اور تمام صحابہ سے برات کی وجہ اس سبب سے کہ ان لوگوں نے ان کے خیال کے مطابق باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امامت کی وصیت علی کے حق میں کر گئے تھے علی کو چھوڑ کر شیخین کی امامت کی بیعت کر لی تھی۔ بالتفصیل بیان کر آئے ہیں۔ اسی وجہ سے شیعہ امامیہ اور شیعوں سے علیحدہ سمجھے جاتے ہیں۔ ورنہ شیعوں کے تمام فرقے تفضیل علی کے قائل ہیں۔ اس اعتقاد سے زیدیہ کے لئے امامت ابوبکر سے کوئی دقت واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ زیدیہ کے نزدیک افضل شخص کی موجودگی میں مفضول کی امامت جائز ہے.... اور نہ کیسانیہ کے اعتقادات میں سے اس اعتقاد سے کچھ فرق پڑتا ہے۔ اس لئے کہ وہ اس وصیت کے قائل نہیں اس لئے کوئی دقت ابوبکر کی امامت سے واقع نہیں ہوتی۔

رافضی فرقہ: اہل نقل وارباب سیر اس وصیت سے انکار کرتے ہیں۔ درحقیقت یہ امامیہ کی موضوعات اور ان کی مفتریات میں سے ہے اور کبھی امامیہ رافضی کے نام سے بھی موسوم کئے جاتے ہیں۔ وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ جس وقت زید شہید نے کوفہ میں حکومت کے خلاف بغاوت کی اور شیعوں نے ان کے پاس آمد ورفت شروع کی۔ اسی زمانہ میں ایک روز شیعوں نے شیخین کی بابت جناب موصوف سے بحث ومباحثہ شروع کیا اور یہ کہنے لگے کہ شیخین نے علی پر بڑا ظلم کیا کہ خلافت سے انہیں محروم کر کے آپ خلیفہ وامیر بن بیٹھے۔ جناب موصوف نے اس خیال پر ان لوگوں سے ناراضگی اور بیزاری ظاہر کی۔ شیعہ بولے ''اچھا تو آپ پر بھی پھر کسی نے کوئی ظلم نہیں کیا اور خلافت وامارت میں آپ کا کوئی حق نہیں ہے''۔ شیعہ یہ کہہ کر چلے آئے اور ان کی رفاقت ترک کر دی۔ اس وجہ سے یہ رافضی کے نام سے موسوم ہوئے (رفض کے معنی چھوڑنے کے ہیں) اور جو لوگ زید شہید کے تبع اور رفاقت میں رہے۔ وہ لوگ زیدیہ کہلائے۔

اسماعیلیہ فرقہ: امامیہ کے نزدیک علی کے بعد حسن امام ہوئے۔ ان کے بعد حسین پھر ان کے بیٹے زین العابدین بعدہ ان کے بیٹے محمد الباقر بعدہ جعفر الصادق یکے بعد دیگر وصیت کے مطابق عہدہ امامت سے ممتاز ہوتے گئے۔ یہ چھ ائمہ ہیں جن کی

امامت میں رافضیوں میں سے کسی نے بھی اختلاف نہ کیا۔ پھر جعفر صادق کے بعد دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ اثناء عشریہ کہلایا اور دوسرا فرقہ اسماعیلیہ۔ اثناء عشریہ اس وقت تک امامیہ کے نام سے موسوم کیے جاتے ہیں اور ان کا مذہب یہ ہے کہ جعفر صادق سے امامت منتقل ہو کر ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کی طرف آئی۔ ان کے باپ (جعفر صادق) کے انتقال کے بعد ایلچیوں نے بغاوت کی۔ ہارون الرشید کو اس کی خبر لگی۔ چنانچہ انہیں مدینہ منورہ سے گرفتار کرا کے عیسیٰ بن جعفر کے پاس قید کر دیا اور کچھ عرصہ بعد بغداد بھیج دیا اور ابن شاہک کی نگرانی میں محبوس رکھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یحییٰ بن خالد نے موسیٰ کاظم کو انگور میں زہر دے دیا تھا۔ جس سے ان کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ۱۳۳ھ کا ہے۔

امام علی رضا: شیعوں نے موسیٰ کاظم کے بعد ان کے بیٹوں علی رضا کو امام برحق تسلیم کیا۔ علی رضا بنی ہاشم میں ایک ممتاز اور باوقار شخص تھا۔ ان کا زمانہ زیادہ تر خلیفہ مامون کی صحبت میں گزرا ۲۰۱ھ میں جب کہ طالبیوں کے دعاۃ ایلچی ظاہر ہوئے اور چاروں طرف سے ان لوگوں نے بغاوتیں شروع کیں اس وقت خلیفہ مامون نے علی رضا کو ان پولیٹکل پیچیدگیوں کے باعث اپنا ولی عہد بنایا ان دنوں خلیفہ مامون خراسان ہی میں تھا۔ اپنے بھائی امین کے قتل کے بعد عراق نہیں گیا تھا۔ عباسیہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ خلیفہ مامون کے چچا ابراہیم بن مہدی کے ہاتھ پر حکومت وخلافت کی بغداد میں بیعت کی اور خلیفہ مامون کے مخالف ہو گئے۔ خلیفہ مامون کو اس کی اطلاع ہوئی خراسان سے عراق کی جانب کوچ کیا۔ علی رضا بھی اس کے ہمراہ تھے۔ اثناء راہ میں اتفاق وقت سے ۲۰۳ھ میں علی رضا انتقال کر گئے اور طوس میں مدفون ہوئے کہا جاتا ہے خلیفہ مامون نے انہیں زہر دلوا دیا تھا۔ روایت کی جاتی ہے کہ خلیفہ مامون نے ایک روز بحالت علالت علی رضا کی عیادت کے لئے گیا تھا۔ علی رضا سے خطاب کر کے بولا...... ''آپ مجھے کچھ وصیت کیجئے۔ انہوں نے جواب دیا'' دیکھو تم کوئی چیز مجھے ایسی نہ دینا کہ جس پر تمہیں آئندہ ندامت ہو''۔ میرے نزدیک یہ روایت صحیح نہیں ہے کیونکہ خلیفہ مامون خونریزی ناحق علی الخصوص اہل بیت کی خونریزی سے بالکل مبرا اور پاک صاف ہے۔

امام محمد تقی: الغرض شیعوں نے علی رضا کی وفات کے بعد یہ گمان کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے محمد تقی امامت پر مامور ہوئے خلیفہ مامون کے دربار میں ان کی بڑی آؤ بھگت تھی۔ ۲۰۵ھ میں اپنی لڑکی کا ان سے عقد کر دیا تھا۔ ۲۲۰ھ میں انہوں نے وفات پائی اور مقابر قریش میں دفن کیے گئے۔ اثنا عشریہ شیعہ نے یہ خیال کیا کہ ان کے بعد ان کے بیٹے علی ملقب بہ ''ہادی'' امام ہوئے جو جواد کے نام سے بھی پکارے جاتے ہیں۔ ۲۴۴ھ میں انہوں نے بھی انتقال کیا اور قم میں مدفون ہوئے ابن سعد کا یہ خیال ہے کہ خلیفہ مقتدر نے انہیں زہر دلوا دیا تھا۔ ان کے بعد شیعہ اثناء عشریہ نے یہ اعتقاد جمایا کہ ان کے بیٹے حسن ملقب بہ عسکری امامت کے عہدہ سے ممتاز ہوئے کیونکہ یہ سر من رائے میں پیدا ہوئے تھے اور اس وقت یہ عسکر کے نام سے موسوم ہوتا تھا۔ حکام وقت کو ان سے خطرہ پیدا ہوا گرفتار کر کے وہیں قید کر دیا یہاں تک کہ ۲۶۰ھ میں مر گئے اور مشہد میں اپنے باپ کے پہلو میں مدفون ہوئے۔

اثناء عشریہ: حسن عسکری بوقت وفات اپنی بیوی کو حاملہ چھوڑ گئے تھے۔ جس سے حسن عسکری کی وفات کے بعد محمد پیدا ہوئے بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں اپنے باپ کے مکان میں داخل ہوئے تھے اور پھر غائب ہو گئے۔

مسعوں نے یہ گمان کیا کہ اپنے باپ کے بعد یہی امام ہوئے۔ یہ لوگ انہیں "مہدی" اور "حجت" کے لقب سے ملقب کرتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ یہ زندہ ہیں اور زندہ رہیں گے۔ اس وقت تک ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں۔ اسی انتظار کی وجہ سے یہ کسی دوسرے کی امامت کے قائل نہیں ہوئے علی کی اولاد میں یہ سلسلہ خط مستقیم یہ بارہویں ہیں اور اسی مناسبت سے ان کے گروہ[1] والے اثناء عشریہ کے نام سے موسوم ہوتے ہیں۔ اس مذہب والے مدینہ منورہ، کرخ، ہشام، حلہ اور عراق میں ہیں۔ اس وقت تک جیسا کہ ہم کو معلوم ہے نماز مغرب پڑھ کر ایک گھوڑا جملہ ساز وسامان کے ساتھ غار سرمن رائے پر لے جاتے ہیں اور درمیانی آواز سے جو نہ زیادہ بلند ہوتی ہے اور نہ زیادہ پست پکارتے ہیں ایھا الامام اخرج الینا فان الناس منتظرون و الخلق حائرون و الظلم عام و الحق مفقود فاخرج الینا فتقرب الرحمة من اللہ و اثارک ان فقروں کو بار بار کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ ستارے کنارہ آسمان پر نکل آتے ہیں۔ اس وقت یہ لوگ اپنے اپنے مکانوں پر واپس آتے ہیں اور آئندہ شب کو پھر جاتے ہیں اور اسی طریقہ اور رویہ کو پورا کر کے چلے آتے ہیں۔ ان لوگوں کا یہ فعل جہل و نادانی پر مبنی ہے کیونکہ وہ لوگ ایسے شخص کا انتظار کرتے ہیں جس کی موت کا بوجہ طول زمانہ یقین ہو چکا ہے۔ لیکن تعصب نے ان کی آنکھوں پر پٹی باندھ دی ہے اور اسی نے ان کو اس امر پر ابھارا ہے۔ کبھی یہ لوگ اس امر کی تائید میں خضر کا واقعہ پیش کیا کرتے ہیں حالانکہ یہ قصہ باطل اور بے بنیاد ہے۔ صحیح یہ ہے کہ خضر کا انتقال ہو چکا ہے اور وہ زندہ نہیں ہیں۔

اسماعیلی فرقہ کے عقائد: فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال ہے کہ جعفر صادق کے بعد آپ کے بیٹے اسماعیل کو امامت ملی۔ اسماعیل کا انتقال جعفر صادق سے پہلے ہو چکا تھا۔ ابوجعفر منصور خلیفہ نے انہیں طلب کیا تھا عامل مدینہ منورہ نے لکھا کہ یہ وفات پا چکے ہیں۔ اسماعیلیہ اسماعیل کو منصوص بالامامت اس وجہ سے کہتے ہیں کہ امامت کا عہدہ انہیں کی اولاد میں باقی رہے۔ اگرچہ ان کا انتقال ان کے باپ جعفر صادق کے انتقال سے قبل ہو چکا تھا جیسا کہ موسیٰ نے ہارون (صلوات اللہ علیہما) کو منصوص بالامامت فرمایا تھا اور یہ ان سے پیشتر انتقال کر گئے تھے۔ اسماعیلیہ کے نزدیک ان کے علاوہ کسی اور کے لئے امامت کا حکم ممکن نہیں ہے کیونکہ کسی کام کا از سرنو آغاز کرنا اللہ تعالیٰ پر محال ہے۔ محمد بن اسماعیل کے بارے میں اسماعیلیہ یہ کہتے ہیں کہ یہ ائمہ طاہرین کے ساتویں عدد کو پورا کرتے ہیں اور ائمہ مستورین میں سب سے پہلے ہیں۔ اسماعیلیہ کا یہ عقیدہ بھی ہے کہ ائمہ کبھی روپوش ہو جاتے ہیں اور ان کے دعاۃ (ایلچی) ظاہراً تبلیغ احکام کیا کرتے ہیں۔ ائمہ مستورین تین ہیں دنیا کسی وقت بھی امام سے خالی نہیں رہتی۔ امام خواہ ظاہر بذاتہ ہو یا مستور و روپوش۔ اگر روپوش وہ مستور ہو گا تو اس کی نشانیاں ظاہر ہوں گی اور اس کے دُعاۃ بظاہر تبلیغ احکام کرتے ہوں گے۔ فرقہ اسماعیلیہ کا یہ خیال بھی ہے کہ ہفتے کے دنوں اور آسمانوں اور ستاروں کے عدد کے لحاظ سے ائمہ بھی سات ہی ہوں گے اور نقیبوں کی تعداد بارہ ہو گی۔

اسماعیلیہ کے نزدیک اول ائمہ مستورین محمد بن اسماعیل معروف بہ محمد المکتوم ہیں۔ ان کے بعد ان کے بیٹے جعفر المصدق بعدہ ان کے بیٹے محمد الحبیب پھر ان کے بیٹے عبیداللہ المہدی صاحب حکومت افریقیہ ومغرب ہیں۔ جن کی حکومت و سلطنت کا بانی اور قائم کرنے والا ابوعبداللہ شیعی ہے جو کتامہ میں ظاہر ہوا تھا۔ اسی فرقہ اسماعیلیہ سے قرامطہ بھی ہیں۔ جن کی حکومت وسلطنت بحرین میں تھی۔ جس کا سردار ابوجنابی تھا۔ اس کے بعد ابوالقاسم حسین بن فرخ بن حوشب کوفی ہوا۔ جو محمد

[1] ہندوستان میں بھی یہی فرقہ بکثرت پایا جاتا ہے۔

الحبیب اور اس کے بیٹے عبداللہ موسوم بہ منصور کی طرف سے یمن کا داعی تھا۔ یہ شخص پہلے فرقہ اثنا عشریہ سے تھا جس وقت ان کے ہاتھ سے حکومت نکل گئی تب یہ اسماعیلیہ کے عقائد کا پابند ہو گیا۔

امام محمد الحبیب: محمد الحبیب نے ابوعبداللہ کو ایلچی بنا کر یمن روانہ کیا تھا جب اسے یہ معلوم ہوا کہ محمد بن یعفر بادشاہ صنعا نے حکومت سے توبہ کر کے زہد و گوشہ نشینی اختیار کر لی تو یہ یمن میں داخل ہوا۔ اس وقت یمن میں ایک بہت بڑا گروہ بنی موسیٰ نامی قبیلہ عدن لاعہ کا تھا۔ علی بن فضل یمن کا رہنے والا تھا اور شیعوں کا رئیس و سردار تھا۔ طاہر بن حوشب اس کی حکومت کا ناظم تھا۔ امام محمد نے اسے ایک خط لکھا۔ جس میں اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد بنایا تحریر کیا تھا اور اسے جنگ کرنے کی اجازت دی تھی۔ چنانچہ وہ امام محمد کی امامت کی دعوت دینے لگا اور تمام سرزمین یمن میں اس اعتقاد کو پھیلا دیا۔ فوجیں مرتب کیں۔ مدائن اور صنعا کو فتح کیا۔ بنی یعفر کو وہاں سے مار کر نکال دیا اور اپنے ایلچیوں کو یمن' یمامہ' بحرین' سند' ہند' مصر اور مغرب کی طرف روانہ کیا۔ بظاہر آل محمدؐ کی دعوت دیتا تھا اور در پردہ کہا کرتا تھا کہ محمد الحبیب امام زماں روپوش ہیں یہاں تک کہ رفتہ رفتہ تمام ملک یمن پر غالب ہو گیا۔ عبیداللہ المہدی کے ایلچیوں میں سے ابوعبداللہ شیعی صاحب کتامہ تھا اور اسی کی صحبت سے رخصت ہو کر افریقیہ گیا تھا۔ کتامہ پہنچ کر وہاں فرقہ باطنیہ کا ایک بڑا گروہ موجود پایا یہ مذہب کتامہ میں اس وقت سے تھا جب کہ جعفر صادق نے اپنے ایلچیوں کو سرزمین مغرب کی طرف روانہ کیا تھا۔ چنانچہ ان لوگوں نے افریقیہ میں پہنچ کر قیام کیا اور اس دعوت و مذہب کو خاطر خواہ پھیلایا بربریوں کا ایک گروہ جو زیادہ تر کتامہ سے تھا۔ اس دعوت مذہب میں شریک و داخل ہو گیا۔ پس جب ابوعبداللہ شیعی عبیداللہ المہدی کا ایلچی سرزمین افریقیہ میں داخل ہوا اور اہل کتامہ کو اس مذہب کا پابند پایا۔ تو وہ ان کی تعلیم میں مصروف ہوا اور اس مذہب کو زندہ کرنے اور پھیلانے لگا۔ یہاں تک کہ اس کا مقصود حاصل ہو گیا اور عبیداللہ المہدی کی امامت و امارت کی بیعت لی گئی جیسا کہ ابھی ان کے حالات بیان کئے جائیں گے۔

باب: ۶

خلافتِ فاطمیہ

ابو محمد عبداللہ المہدی ۲۹۷ھ تا ۳۲۲ھ

دولتِ علیدیہ: خاندان حکومت عبیدیوں کا پہلا حکمران عبیداللہ المہدی بن محمد الحبیب بن جعفر مصدق بن محمد المکتوم بن جعفر صادق تھا۔ اہل قیروان وغیرہ میں سے جن لوگوں نے اس نسب سے انکار کیا ہے۔ کوئی اعتبار نہیں ہے اور نہ وہ محضر قابل وثوق ہے۔ جو دارالخلافت بغداد میں عہد خلافت خلیفہ قادر باللہ اس نسب کے قدح وطعن کی بابت تیار کیا گیا تھا اور اس پر نامی گرامی علماء کے دستخط ثبت کیے گئے تھے۔ اس کا ذکر ہم اوپر کر آئے ہیں۔ خلیفہ معتضد کا فرمان جو ابن اغلب کے پاس قیروان اور ابن مدار کے پاس سجلماسہ اس کی گرفتاری کی بابت روانہ کیا گیا تھا جب کہ یہ مغرب کی طرف چلا گیا تھا اس نسب کی صحت کی شہادت دیتا ہے اور شریف رضی کے اشعار اس پر مہر کرتے ہیں اور جن لوگوں نے محضر پر بطور شہادت اپنے اپنے دستخط دیئے تھے۔ وہ سنی ہوئی شہادت ہے اور سنی ہوئی شہادتوں کی وقعت جیسی ہوتی ہے وہ آپ سے مخفی نہیں ہے بات یہ ہے کہ عرصہ ایک صدی سے شیعان بنی عباس، جو ان عبیدیوں کے حریف مقابل تھے۔ بغداد میں ان عبیدیوں کے نسب کی بابت بوجہ مخالفت و رقابت اعتراضات کر رہے تھے۔ پس عوام الناس نے حکومت وسلطنت کا مذہب اختیار کرلیا اور اسی بنا پر بحکم

اگر شہ روز را گوید شب است ایں
بباید گفت اینک ماہ پر دیں

بطور شہادت کے محضر نسب پر دستخط بھی ہو گئے۔ باوجودیکہ یہ شہادت نفی کی تھی۔ مگر پھر بھی فطرتاً ان عبیدیوں کے ظہور کے وقت لوگوں نے حتیٰ کہ اہل مکہ ومدینہ نے بھی ان کی اطاعت قبول کی اور یہ امران کے صحت نسب کی قوی ترین دلیل ہے اور جن لوگوں نے انہیں نسباً یہودی یا نصرانی بتایا ہے اور میمون قداح وغیرہ کی جانب انہیں منسوب کیا ہے ان کے لئے اس افترا پردازی اور جھوٹ کا گناہ کافی ہے۔

رستم بن حسن کا یمن پر قبضہ: ان عبیدیوں کے ہوا خواہ اور گروہ والے مشرق، یمن اور افریقیہ میں تھے۔ شروع شروع میں ان کا ظہور افریقیہ میں حلوانی اور ابوسفیان کے جانے سے ہوا جو ان کے ہوا خواہ تھے اور جتھے کے تھے اور جنہیں جعفر صادق نے افریقیہ روانہ کیا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ مغرب میں زمین شور ہے تم لوگ جا کر اس کو قابل زراعت بناؤ یہاں تک

کہ کاشت کار اصلی بیج لے کر آئے۔ چنانچہ حلوانی اور ابوسفیان سرزمین مغرب میں گئے۔ ایک نے شہر مرغہ میں قیام کیا دوسرے نے سوق حمار میں۔ یہ دونوں شہر کتامہ کے مضافات سے تھے۔ انہی دونوں کے توسط سے ان بلاد میں اس مذہب کا شیوع ہوا۔ اس وقت تک محمد الحبیب مقام سلمیہ زمین حمص میں قیام پزیر تھا۔ اس کے گروہ والے جس وقت حسین بن علی کی قبر کی زیارت کو آیا کرتے تھے۔ تو اس کی بھی زیارت ضرور کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یمن سے محمد بن فضل قبیلہ مدن لاعہ سے محمد الحبیب نے اپنے ہمراہیوں میں سے رستم بن حسن بن حوشب کو یمن میں دعوت خلافت عبیدیہ کے قائم کرنے اور پھیلانے کی غرض سے محمد بن فضل کے ساتھ کر دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ عنقریب مہدی موعود ظاہر ہونے والا ہے جس قدر جلد ممکن ہو۔ اس دعوت کو لوگوں میں پھیلاؤ۔ رستم نے اس ہدایت کے مطابق یمن میں پہنچ کر آل محمد کے مہدی کے ان اوصاف کے ساتھ جوان کے یہاں مشہور اور معروف ہیں دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ اکثر بلاد یمن پر قابض ہو گیا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب وموسوم کیا۔ کوہ لاعہ میں ایک قلعہ بنوایا۔ بنی یعفر سے صنعاء کو چھین لیا۔ یمن، یمامہ، بحرین، سندھ، ہند، مصر اور مغرب کی طرف اپنے ایلچیوں کو روانہ کیا۔

ابوعبداللہ حسن بن محمد: ابوعبداللہ حسن بن محمد بن زکریا معروف بہ "محتسب" یہ بصرہ میں محتسب تھا اور بعض کہتے ہیں کہ یہ محتسب نہیں تھا۔ بلکہ اس کا بھائی ابوالعباس مخطوم محتسب تھا اور یہ ابوعبداللہ "معلم" کے لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس مناسبت سے کہ یہ لوگوں کو مذہب امامیہ کی تعلیم دیا کرتا تھا محمد الحبیب کی خدمت میں سلمیہ میں حاضر ہوا محمد الحبیب نے ابوعبداللہ کو لائق اور اہلیت کا آدمی دیکھ کر رستم کے پاس تعلیم کی غرض سے یمن بھیج دیا اور یہ ہدایت کر دی کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد سرزمین مغرب میں جا کر شہر کتامہ میں اس مذہب کو پھیلاؤ۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے رستم کی صحبت میں شب و روز کے علم و کمال حاصل کیا۔ اس کے بعد حاجیان یمن کے ساتھ مکہ معظمہ آیا اور موسم حج میں کتامہ کے رئیسوں اور سرداروں، موسیٰ بن حریث سردار بنی سکان (جو اہل کتامہ کی ایک شاخ ہے) ابوالقاسم ورنجومی (جو ان کے احلاف سے تھا) مسعود بن عیسیٰ بن ہلال مساکنی اور موسیٰ بن مکاد وغیرہ سے ملاقات کی۔ یہ لوگ اس اور کی مذہبی باتیں سننے لگے اور اس کی عبادت وریاضت کو دیکھ کر کچھ ایسا گرویدہ خاطر ہوئے کہ اس کی صحبت کو فلاح دارین ونجات کا وسیلہ تصور کر کے روانگی کے وقت بہ منت (وخوشامد) اپنے ہمراہ ملک مغرب لے جانے کی درخواست کی ابوعبداللہ ایک چلتا پرزہ آدمی تھا اس نے پہلے ان لوگوں سے ان کی قوم کی حالت دریافت کی ان کے گروہ بندیوں کے حالات پوچھے شہروں کی کیفیت استفسار کی اور یہ دریافت کیا کہ وہاں کا حکمران کون ہے۔ اس کی کیا کیفیت ہے ان لوگوں نے کل حالات بتلائے۔ اس کے بعد ان لوگوں سے اپنے مذہب کے پھیلانے اور دولت عبیدیہ کی دعوت دینے کا اقرار لیا۔ ان لوگوں نے بخوشی خاطر ان سب شرائط کو قبول کر کے بادشاہ مغرب سے بھی اس کی اجازت دلا دینے کا وعدہ کیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی انکجان کو روانگی: ابوعبداللہ نے یہ خیال کر کے اب میرا کام ان لوگوں میں انہی لوگوں کے ذریعہ سے انجام کو پہنچ جائے گا۔ سامان سفر درست کر کے ان لوگوں کے ساتھ ملک مغرب کی طرف کوچ کر دیا۔ ان لوگوں نے قیروان کا راستہ چھوڑ کر جنگل وبیابان کی راہ اختیار کی رفتہ رفتہ شہر سوماتہ پہنچے اس وقت شہر سوماتہ میں محمد بن حمدون بن سماک اندلسی، بجایہ اندلس کی جانب سے ٹھہرا ہوا تھا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اسی کے پاس قیام کیا۔ چونکہ محمد بن حمدون نے اس سے پیشتر

حلوانی سے اس مذہب کی تعلیم حاصل کر لی تھی۔ اس وجہ سے یہ سمجھ کر کہ ہو نہ ہو یہی صاحب امر ہے ابو عبداللہ کی بڑی آؤ بھگت کی۔ دو چار روز قیام کرنے کے بعد ابو عبداللہ نے مع اپنے ہمراہیوں کے کوچ کیا۔ محمد بن حمدون بھی ہمرکاب ہوا رفتہ رفتہ پندرہ ربیع الاوّل ۲۸۸ھ کو شہر کتامہ پہنچا اور موسیٰ بن حریث کے مکان پر شہر الکجان میں جو بنی سکان کی ایک پہاڑی پر واقع تھا۔ قیام پزیر ہوا۔ اس کے بعد ابو عبداللہ کے قیام کے لئے ایک مکان مقام فج الاخیار میں مخصوص اور معین کر دیا گیا۔

ابو عبداللہ شیعی اور اہل کتامہ: اس نے ان لوگوں کو یہ تعلیم دینی شروع کی کہ میرے پاس امام زماں مہدی کی یہاں پر قیام کرنے کی نص موجود ہے اور عنقریب وہ بھی ہجرت کر کے اسی مقام پر چلے آئیں گے اور ان کے انصار و معاون اپنے زمانہ کے بہترین لوگوں میں سے ہوں گے اور وہ اسی شہر کے رہنے والے ہوں گے۔ جن کا نام کتمان سے مشتق ہوگا۔ تھوڑے دن میں اہل کتامہ کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ بعض بعض علماء بھی اس کے دام فریب میں آ گئے۔ اب آہستہ آہستہ اس کا مذہب بڑھ چلا اور امامت اہل بیت کے علانیہ تذکرے ہونے لگے۔ ایک دوسرے کو کھلم کھلا حمایت آل محمدؐ کی تلقین اور ہدایت کرنے لگا۔ اس وقت کتامہ میں ایسے آدمی کم باقی رہ گئے تھے جو اس مذہب اور اس خیال سے علیحدہ رہے ہوں۔ وہ لوگ اسے ابو عبداللہ شیعی مشرقی کے نام سے موسوم کرتے تھے ان واقعات کی اطلاع امیر افریقیہ ابراہیم بن احمد بن اغلب کو ہوئی۔ دھمکی اور تہدید کا خط تحریر کیا۔ ابو عبداللہ نے ابراہیم کے ایلچی کو نہایت سخت جواب دے کر لوٹا دیا۔ مگر رؤسا کتامہ کو ابراہیم کی مخالفت سے خطرہ پیدا ہوا موسیٰ بن عیاش والی مسیلہ علی بن حفص بن عسلو بہ والی شریف اور ابن تمیم صاحب یلزمہ وغیرہ عمال بلاد کتامہ ابو عبداللہ کے معاملہ میں پس و پیش کرنے لگے۔ اتنے میں یحییٰ مسالتی (جو امیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا) مہدی بن ابی کمارہ رئیس لہیعہ، فرج بن حیران رئیس اجانہ اور ثمل بن بجل رئیس بطانہ آ پہنچا۔ ان لوگوں نے صلاح و مشورہ کر کے بیان بن صقلان رئیس بن سکتان سے اس بابت خط و کتابت کی کہ ابو عبداللہ شیعی کو ہم لوگ اپنے شہر سے نکال دیں۔ یا کہ ابراہی والیٔ افریقیہ کے حوالہ کر دیں۔ اس وقت تک ابو عبداللہ شیعی مقام انکجان ہی میں مقیم تھا۔ بیان بن صقلان نے اس امر کو اہل علم کے شوریٰ پر چھوڑ دیا۔

ابو عبداللہ شیعی کی تازورت کو روانگی: چنانچہ وہ لوگ علما کی خدمت میں حاضر ہوئے بحث مباحثہ ہوا لیکن کوئی امر طے نہ ہوا۔ ابو عبداللہ اور اس کے ہمراہیوں کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ حسن بن ہارون غسانی کے پاس اپنے آدمی بھیجے اور انکجان سے ہجرت کر کے اس کے پاس چلے جانے کی درخواست کو منظور کر لیا۔ ابو عبداللہ اپنے ہمراہیوں کے ساتھ انکجان سے نکل کر شہر تازورت چلا گیا۔ جو حسن کے شہروں میں سے ایک شہر تھا۔ تھوڑے دنوں میں غسان کو دلاسا دے کر اپنا معین و مددگار بنا لیا۔ غسان اور کتامہ کے ان خاندان والوں نے ابو عبداللہ کی امداد و اعانت پر کمر ہمت باندھ لی۔ جنہوں نے اس سے پیشتر اس کے ہاتھ پر بیعت کی تھی۔ اس سے ابو عبداللہ کی شان و شوکت بڑھ گئی اور ایک اطمینانی حالت سے زندگی بسر کرنے لگا۔ اس کے بعد حسن بن ہارون اور اس کے بھائی محمد بن باہم حکومت و ریاست کے بارے میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ محمد اور مہدی بن ابی کمارہ کے باہم تعلقات تھے۔ مہدی نے باعث فساد ابو عبداللہ کو قرار دے کر محمد کو ابو عبداللہ سے مواخذہ کرنے کا اشارہ کیا اس سے غسان اور لہیسہ میں جھگڑا پڑ گیا۔ ابو عبداللہ اس وقت تک ظاہر نہیں ہوا تھا۔ لہیسہ کو آمادہ فساد دیکھ کر حسن کو لہیسہ کے سر کرنے کی تحریک کی مہدی بن ابی کمارہ سردار لہیسہ کا بھائی ابو مدینی نامی ابو عبداللہ کے معتقدین سے تھا۔ اس نے موقع پا کر

مہدی کو مار ڈالا اور اس کی جگہ لہیسہ پر حکومت کرنے لگا۔ مہدی کے مارے جانے سے اہل لہیسہ بھی ابوعبداللہ کے مطیع و فرمانبردار ہو گئے۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کا مشورہ کیا اور مستعد و مسلح ہو کر تازروت پر چڑھ آئے۔ ابوعبداللہ نے سہیل بن فوکاش کو شمل بن بجل رئیس بطانہ کے پاس امداد طلب کرنے کو بھیجا۔ شمل اور ابوعبداللہ میں رشتہ مصاہرت (سسرال) قائم ہو گیا تھا شمل نے کتامہ کو ابوعبداللہ سے جنگ سے روکا مگر وہ نہ رکے۔ چنانچہ ابوعبداللہ اور کتامہ میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار ابوعبداللہ کو فتح نصیب ہوئی کتامہ شکست کھا کر بھاگے۔ عروبہ بن یوسف ملوشی اس معرکہ میں سخت مصائب میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اس لڑائی سے سب کے ہوش و حواس درست ہو گئے۔ غسان، یلزمہ، لہیعہ اور اجانہ نے ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کر لی ان دنوں ان سب کی عنانت حکومت ماکنون بن صبارہ اور ابوز کی تمام بن معارک کے قبضہ اقتدار میں تھی اجانہ سے فرج بن حیران اور بطانہ سے شمل بن بجل وغیرہ جمیلہ چلے گئے۔ جو باقی رہ گئے وہ ابوعبداللہ کے مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ اس کے بعد فتح بن یحییٰ اپنی قوم کو جمع کر کے ابوعبداللہ سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ابوعبداللہ بھی یہ خبر پا کر آمادہ جنگ ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی چھڑ گئی۔ اس معرکہ میں بھی ابوعبداللہ کو فتح یابی حاصل ہوئی فتح بن یحییٰ شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ باقی ماندہ جان بچا کر مطیف پہنچے اور جب وہاں بھی ان کو امان کی صورت نظر نہ آئی تو انہوں نے ابوعبداللہ سے امان کی درخواست کی ابوعبداللہ نے منظور کر لی اور وہ لوگ سایہ عاطفت میں آ کر امن وچین سے بسر کرنے لگا۔ فتح بن یحییٰ شکست کے بعد عجیسہ چلا گیا تھا اور اپنی گئی حالت کی درستگی میں مصروف تھا چند دن بعد جب اس کی حالت درست ہو گئی۔ تو اس نے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی غرض سے دوبارہ فوج کشی کی اور ہارون بن یونس کو سردار لشکر مقرر کر کے روانہ کیا۔ ابوعبداللہ بھی اپنی فوج آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ ہارون پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور ایک قلعہ میں داخل ہو کر قلعہ بند ہو گیا ابوعبداللہ شیعی نے تعاقب کیا اور اس قلعہ پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ آخر الامر محصورین نے اطاعت کے لئے گردنیں جھکا دیں اور ابوعبداللہ نے اس قلعہ کو فتح کیا اس کامیابی سے ابوعبداللہ کا رعب داب بڑھ گیا۔ عجیسہ، زداوہ اور تمام قبائل کتامہ مطیع و فرماں بردار ہو گئے۔ ابوعبداللہ لوٹ کر تازورت آیا اور اپنے ایلچیوں کو تمام ملک مغرب میں پھیلا دیا لوگوں نے طوعاً کرہاً اس کی اطاعت قبول کی اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہوئے۔ فتح بن یحییٰ نے بھاگ کر ابراہیم بن احمد امیر تونس کے پاس پہنچا اور اسے ابوعبداللہ سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا ابوعبداللہ نے اہل مسیلہ کی سازش سے مسیلہ کو فتح کیا اور اس کے امیر موسیٰ بن عیاش کو قتل کر کے ماکنون بن ضیارہ جائی کو مسیلہ کی کرسی امارت پر بٹھایا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عباش نے ابوالعباس ابراہیم بن اغلب کے پاس تونس میں جا کر دم لیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور ابوخوال کی جنگ: ۲۸۹ھ میں ابراہیم نے فتح بن یحییٰ اور ابراہیم بن موسیٰ کی ترغیب و تحریک سے اپنے بیٹے ابوخوال کو ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر ابوعبداللہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے کتامہ کو بھی کھول کر پامال کیا اور اس کے بعد تازورت کی طرف بڑھا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے شہر ملوسہ میں ابوخوال سے مقابلہ کیا۔ اتفاق یہ کہ پہلے ہی حملہ میں ابوخوال نے ابوعبداللہ کو شکست دی۔ ابوعبداللہ میدان جنگ سے بھاگ کر انکجان

پہنچا اور اپنے ہوش وحواس درست کر کے قلعہ بندی کر لی اور ابوخوال کامیابی حاصل کر کے قصر تازورت میں داخل ہوا اور اس کو مسمار و منہدم کرا کے ابوعبداللہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ اس داروگیر اور تعاقب میں بلاد کتامہ نہایت بری طرح سے پامال کیے گئے۔ ابوخوال کی حکومت میں بھی ایک گونہ ضعف واضمحلال پیدا ہو چلا تھا۔ ابراہیم بن موسیٰ بن عیاش ابوخوال کے لشکر سے میلہ کی جانب ابوعبداللہ کے حالات دریافت کرنے کو گیا ہوا تھا۔ ایک موقع پر ابوعبداللہ کے ہمراہیوں سے اور اس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ابوعبداللہ کے ہمراہی، ابراہیم کو شکست دے کر لشکر گاہ تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ اس سے بھی ابوخوال کے رعب داب پر بہت برا اثر پڑا مجبوراً بلاد کتامہ سے نکل کھڑا ہوا اور ابوعبداللہ نے انکجان میں اقامت اختیار کی اور وہیں پر ایک شہر موسوم بہ ''دارالہجرت'' آباد کیا۔ لوگوں کو اپنے مذہب کی دعوت دینے لگا۔ رفتہ رفتہ لوگ اس کے مذہب میں داخل ہو گئے اور اس کی جماعت پھر بڑھ گئی اسی اثناء میں حسن بن ہارون کا انتقال ہو گیا۔

ابراہیم بن والیٔ افریقیہ اور ابوخوال کا قتل: ابوالعباس نے دوبارہ فوجیں مرتب کیں اور اپنے بیٹے ابوخوال کو امیر لشکر بنا کر ابوعبداللہ شیعی اور اہل کتامہ میں داخل ہوا مگر الٹے پاؤں شکست کھا کر واپس ہوا اور بلاد کتامہ کی سرحد ہی پر قیام کر کے ان کی مدافعت کرتا رہا اور پیش قدمی سے رکتا رہا۔ اتنے میں ابراہیم بن احمد بن اغلب والیٔ افریقیہ کو اس کے بیٹے زیادۃ اللہ نے قتل کر ڈالا اور خود تخت حکومت پر متمکن ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت ابوخوال سرحد کتامہ پر پڑا ہوا تھا۔ طلبی کا خط بھیجا اور جب وہ اس کی طلبی پر آ گیا تو اسے قتل کر ڈالا اور خود تونس سے نکل کر رقادہ چلا آیا اور لہو ولعب اور عیاشی میں مصروف ہو گیا۔ ابوعبداللہ کو موقع مل گیا۔ اب کوئی مزاحمت کرنے والا باقی نہ رہ گیا تھا۔ اپنے لشکر کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت کا سکہ بیٹھ گیا اور یہ اپنے معتقدوں کو سمجھانے لگا کہ مہدی کا عنقریب ظہور ہونے والا ہے۔ پس آئندہ جیسا کہ اس نے کہا تھا وہی وقوع میں آیا۔

عبیداللہ مہدی: محمد الحبیب بن جعفر بن محمد بن اسماعیل نے اپنے انتقال کے وقت اپنے بیٹے عبیداللہ کو اپنا ولی عہد بنا تھا اور یہ ارشاد کیا تھا کہ تم ہی مہدی موعود ہو اور میرے بعد تم یہاں سے دور دراز ملک کی جانب ہجرت کرو گے اور بڑے بڑے مصائب کا تمہیں سامنا کرنا پڑے گا۔ چنانچہ وفات کے بعد اس واقعہ کی خبر ان کے تمام ایلچیان اور متقدین افریقہ و یمن میں مشہور ہو گئی۔ ابوعبداللہ نے چند لوگوں کو بطور وفد (ڈیپوٹیشن) اس خداداد کامیابی کی خبر کرنے کو بلاد کتامہ سے روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تھا کہ ہم لوگ ہمہ تن آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔ شدہ شدہ یہ خبریں دارالخلافت بغداد تک پہنچیں۔ اس وقت تخت خلافت پر خلیفہ مکتفی جلوہ افروز تھا۔ عبیداللہ مہدی کی گرفتاری اور اس کی بڑھتی ہوئی قوت کی روک تھام کا حکم صادر فرمایا عبیداللہ یہ خبر پا کر ملک شام سے عراق کی طرف چلا گیا۔ پھر عراق سے مصر میں جا کر دم لیا اس کے ہمراہ اس کا بیٹا ابوالقاسم اور ایک نوعمر غلام تھا۔ ان کے علاوہ چند مصاحب اور خاص خاص اس کے آزاد غلام بھی تھے۔ مصر پہنچ کر عبیداللہ مہدی نے یمن کا قصد کیا۔ مگر یہ سن کر علی بن فضل نے ابن حوشب کے بعد اپنے طریقۂ بد سے اہل یمن کو برانگیختہ کر دیا ہے۔ ابوعبداللہ شیعی کے پاس مغرب چلے جانے کا ارادہ کیا اور سامان سفر درست کر کے مصر سے اسکندریہ کی جانب کوچ کیا۔ اسکندریہ پہنچ کر کچھ سامان واسباب تجارت خریدا اور سوداگروں کے لباس میں بلاد مغرب کی طرف روانہ ہوا اس میں خلیفہ مکتفی کا فرمان گرفتاری عبیداللہ مہدی والیٔ مصر کے نام صادر ہوا۔ جس میں اس کا حلیہ اور نام لکھا ہوا

تھا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عیسیٰ نوشری مامور تھا۔ چنانچہ عیسیٰ نے عبیداللہ مہدی کی جستجو میں لوگوں کو روانہ کیا اور ایک گونہ اس کو عبیداللہ مہدی کی جستجو میں کامیابی بھی ہوئی لیکن اسے اس امر کا یقین نہ ہو سکا کہ یہی شخص عبیداللہ مہدی ہے۔ اس وجہ سے مطلع ہو جانے اور گرفتار کر لینے کے باوجود رہا کر دیا۔

عبیداللہ مہدی کی طرابلس میں آمد: عبیداللہ مہدی رہائی پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ اثناء راہ میں اس کی کتابیں چوری ہو گئیں۔ جس میں اس کے آباء واجداد کے منقولات تھے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے ابوالقاسم نے ان کتابوں کو برقہ سے برآمد کیا تھا۔ جبکہ اس نے مصر پر فوج کشی کی تھی۔ الغرض جس وقت عبیداللہ مہدی طرابلس پہنچا اور اس کے ہمراہی تجار اس سے علیحدہ ہوئے اس وقت عبیداللہ مہدی نے ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کو ابوعبداللہ شیعی کے پاس انہی تاجروں کے ہمراہ کتامہ روانہ کیا۔ ابوالعباس طرابلس روانہ ہو کر قیروان پہنچا۔ اس کے پہنچنے سے پیشتر زیادۃ اللہ کو عبیداللہ مہدی اور اس کے ہمراہیوں کی خبر پہنچ گئی تھی اور یہ ان کی جستجو اور سراغ میں تھا۔ چنانچہ ابوالعباس کو قیروان میں پہنچتے ہی گرفتار کر لیا اور اس سے عبیداللہ مہدی کے حالات دریافت کئے ابوالعباس نے لاعلمی ظاہر کی زیادۃ اللہ نے جھلا کر جیل میں ڈال دیا اور والئ طرابلس کو لکھ بھیجا کہ عبیداللہ مہدی کو جس کا حلیہ اس طرح کا ہے فوراً گرفتار کر لو۔ اتفاق سے عبیداللہ مہدی کو اس کی خبر لگ گئی۔ طرابلس سے قسطنطنیہ چلا گیا۔ پھر وہاں سے بہ خیال ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی جو قیروان میں تھا نکلا کہ سجلماسہ میں جا کر قیام کیا۔ ان دنوں سلجماسہ کی زمام حکومت الیسع بن مدرار کے قبضہ اقتدار میں تھی الیسع نے عبیداللہ مہدی کی بے حد توقیر اور عزت کی۔ اس کے بعد ہی زیادۃ اللہ کا خط (کہا جاتا ہے کہ یہ خلیفہ مکتفی کا فرمان تھا۔) الیسع کے پاس آ پہنچا۔ جس میں یہ لکھا ہوا تھا کہ یہی شخص مہدی ہے اور حکومت وخلافت کا دعویدار ہے اور کتامہ کا داعی ہے۔ الیسع نے عبیداللہ مہدی کو فوراً گرفتار کر لیا۔

ابوعبداللہ شیعی کا سطیف پر قبضہ: ان واقعات کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے ابوخوال کے مارے جانے پر جو اس سے لڑ بھڑ رہا تھا۔ تمام کتامہ کو جمع کیا اور انہیں آلاتِ حرب سے مسلح وآراستہ کر کے سطیف پر فوج کشی کی۔ سطیف میں ان دنوں علی بن جعفر بن عسکوجہ حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا بھائی ابوحبیب بھی وہیں موجود تھا۔ ابوعبداللہ ایک مدت تک سطیف کا محاصرہ کئے رہا آخر کار بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ داؤد بن جارثہ سردار لہیعہ بھی اس وقت سطیف میں ٹھہرا ہوا تھا۔ یہ اس زمانہ میں یہاں چلا آیا تھا۔ جس وقت بعض سرداران کتامہ یہاں چلے آئے تھے۔ اہل سطیف کے ساتھ اس نے بھی ابوعبداللہ شیعی سے امان کی درخواست کی تھی اور ابوعبداللہ شیعی نے امان دے دی تھی۔ ابوعبداللہ نے شہر سطیف میں فتح یابی کے ساتھ داخل ہو کر شہر کو منہدم کرا دیا باقی قلعہ کو مسمار کرا کر زمین کے برابر کر دیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور ابن حسنش کی جنگ: زیادۃ اللہ کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے اپنے عزیز وقریب ابراہیم بن حسنش نامی کی سرکردگی میں کتامہ کو سر کرنے کے لئے روانہ کیں۔ اس فوج کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ کوچ اور قیام کرتی ہوئی قسطنطنیہ پہنچی اور وہیں قیام پزیر ہو گئی۔ اس وقت فریق مخالف اونچے اونچے پہاڑوں کی چوٹیوں پر

پناہ گزیں تھے۔ ابراہیم نے اپنی فوج کو حملہ کا حکم دیا۔ پہاڑ کی چڑھائی تھی کامیابی نہ ہو سکی۔ فوج پسپا ہو کر لوٹی۔ شہر یلزمہ کے میدان میں دونوں فریق گتھ گئے۔ ابراہیم کی فوج کو شکست ہوئی۔ شکست کھا کر باغایہ پہنچی اور وہاں سے قیروان چلی آئی ابوعبداللہ شیعی نے کتامہ چند معتبر ومعتمد علیہ آدمیوں کو فتح کا نامۂ بشارت دے کر مہدی کے پاس روانہ کیا۔ یہ لوگ مسافت طے کر کے خفیہ طور سے مہدی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعات لڑائی اور فتحیابی کے بالتفصیل عرض کیے۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: اس کامیابی کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے شہر طنبہ پر فوج کشی کی۔ ایک مدت تک محاصرہ کیے رہا آخر کار فتح بن یحییٰ مساکنی کے مارے جانے پر شہر طنبہ امان کے ساتھ فتح ہو گیا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ نے شہر یلزمہ کی طرف قدم بڑھایا جہاں پر کہ ابراہیم کی فوج سے اور اس سے مقابلہ ہوا تھا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے بزور تیغ اسے بھی فتح کر لیا۔ زیادۃ اللہ نے اس طوفان کی روک تھام اور فرو کرنے کی غرض سے ہارون طبنی والیٔ باغایہ کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ روانہ کیا۔ ہارون زیادۃ اللہ سے رخصت ہو کر شہر ازمیل پہنچا۔ اہل ازمول۔ ابوعبداللہ کی حکومت کے مطیع ہو کر مقابلہ پر آئے۔ ہارون نے انہیں شکست دے کر ازمول کے شہر پناہ کو منہدم اور شہر کو لوٹ کر تاخت و تاراج کر دیا۔ عروبہ بن یوسف (یہ ابوعبداللہ کے ہوا خواہوں سے تھا۔) نے یہ خبر پا کر ہارون پر حملہ کر دیا۔ ہارون کو عروبہ کے حملہ کی کچھ خبر نہ تھی۔ شکست کھا کر بھاگا اور اثناء دارو گیر میں مارا گیا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے شہر تیجست کو یوسف غسانی کے ذریعہ سے فتح کیا۔ شہر تیجست کا لشکر بھاگ کر قیروان پہنچا۔ ابوعبداللہ کی حکمت عملی اور عاملانہ تدبیروں سے عوام الناس میں اس کی انصاف پسندی ایفاء وعدہ اور امان دہی کی خبر جوں ہی مشہور ہوئی۔ قرب وجوار کے رہنے والوں نے حاضر ہو کر امان حاصل کر لی۔ بازاریوں اور اوباشوں نے زیادۃ اللہ کو پریشان کرنا شروع کر دیا۔

قرطاجنہ کی فتح: زیادۃ اللہ نے ان بغاوتوں اور شورشوں کے ختم کرنے پر فوجوں کو متعین کیا اور جس قدر روپیہ خزانہ میں تھا رعایا کی اصلاح اور ترتیب لشکر میں صرف کر کے ۲۹۵ھ میں بذاتہ ابوعبداللہ کے مقابلے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ اربس میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ مگر پھر کچھ سوچ سمجھ کر مقابلہ کرنے میں متامل ہوا ہمراہیوں نے قیروان واپس چلنے کی رائے دی۔ چنانچہ بلا کسی مقابلہ اور لڑائی کے منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا قیروان واپس آیا۔ قیروان پہنچ کر جب ذرا اس کے ہوش درست ہوئے تو اس نے ابراہیم بن اغلب نامی ایک شخص کو جو اس کے عزیزوں سے تھا۔ لشکر کا سردار بنا کر اربس کی جانب روانہ کیا اور وہیں پر قیام کرنے کا حکم دیا۔ اس واقعہ کے بعد ابوعبداللہ شیعی نے باغایہ پر حملہ کیا والیٔ باغایہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ اہل باغایہ نے اطاعت قبول کر لی قلعہ مصالحت کے ساتھ فتح ہو گیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے اسی اثناء میں ایک فوج شہر قرطاجنہ کے فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ پس یہ بھی بزور تیغ فتح ہوا والیٔ قرطاجنہ مارا گیا۔ بازار لوٹ لئے گئے۔ ان مقامات کے فتح ہو جانے سے ابوعبداللہ کی قوت بہت بڑھ گئی فوجیں بھی باقاعدہ ہو گئیں۔ حوصلے بھی بڑھ گئے۔ فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کے خیال سے اپنی فوج کو تمام بلاد افریقیہ میں پھیلا دیا۔ فقرہ کے قبائل کو ایک قیامت کا سامنا تھا۔ خونریزی اور غارت گری کے دروازے کھلے ہوئے تھے۔ تنگ اور مجبور ہو کر اہل نیقاش نے امان کی درخواست کی اور ابوعبداللہ شیعی نے ان کو امان دے کر ان پر صواب بن ابوالقاسم سکتانی کو مامور کیا۔

ابوعبداللہ شیعی اور ابراہیم کی جنگ: اتنے میں ابراہیم بن اغلب (زیادۃ اللہ کا سپہ سالار) آ پہنچا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ مگر دو ہی ایک لڑائی لڑ کر دونوں فریق جدا ہو گئے۔ ابراہیم کے علیحدہ ہونے پر ابوعبداللہ نے اپنی فوج کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے باغایہ' سکنایہ اور تیر کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ امان کے ساتھ یہ مقامات فتح ہو گئے۔ بعد ازاں قمودہ کے قصرین پر فوج کو حملہ کرنے کا اشارہ کیا۔ اہل قصرین نے امان حاصل کر کے شہر کو اپنے حملہ آور حریف کے حوالہ کر دیا۔ ابو عبداللہ شیعی ان مقامات کو فتح کر کے رقادہ کی جانب بڑھا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو زیادۃ اللہ کی کمی فوج سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوعبداللہ سے اس کو نیچا دیکھنا نہ پڑے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنی فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت عجلت سے ابو عبداللہ شیعی کے بڑھتے ہوئے سیلاب سے مقابلہ کرنے کو میدان جنگ میں آ گیا۔ ابوعبداللہ اور ابراہیم سے متعدد اور سخت لڑائیاں ہوئیں۔ مگر آخری فیصلہ کسی لڑائی میں بھی نہیں ہوا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ابوعبداللہ شیعی نے انکجان کی جانب مراجعت کی اور ابراہیم اربس کی طرف لوٹا۔

قسطنطنیہ کی فتح: پھر دوبارہ ابوعبداللہ شیعی نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے قسطنطنیہ پر چڑھائی کی۔ ایک مدت تک محاصرے اور متعدد لڑائیوں کے بعد امان کے ساتھ فتح ہوا۔ بعدہ قفصہ کو بھی اسی طور سے فتح کر کے باغایہ واپس آیا اور باغایہ میں اپنی فوج کے ایک بڑے حصے کو ابومکدولہ جبلی کی ماتحتی میں چھوڑ کر انکجان کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب کو اس کی خبر لگی۔ فوراً باغایہ کا قصد کر دیا ابوعبداللہ شیعی نے اس سے مطلع ہو کر ابومدینی بن فرخ لہیصی کو عروبہ بن یوسف ملوشی اور اغلب سے اور کے ساتھ بارہ ہزار فوج کی جمعیت سے باغایہ کی حمایت کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم بن ابی اغلب سے اور ابوعبداللہ شیعی کی فوج سے لڑائی چھڑ گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم بن ابی اغلب بے نیل مرام باغایہ سے واپس ہوا اور ابو عبداللہ شیعی کا لشکر فج العرعر تک تعاقب کر کے واپس آیا۔

قیروان اور رقادہ پر قبضہ: ۲۹۶ھ میں ابوعبداللہ شیعی نے دو لاکھ فوج کے ساتھ ابراہیم بن ابی اغلب پر اربس میں حملہ کیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار ابراہیم شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا۔ اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی۔ ابو عبداللہ شیعی اربس میں قتل و غارت کرتا ہوا داخل ہوا اور جی کھول کر اسے پامال کیا۔ دو چار روز قیام کر کے اربس سے کوچ کیا۔ قمودہ پہنچا۔ اس کی خبر زیادۃ اللہ تک پہنچی اس وقت یہ رقادہ میں تھا۔ گھبرا کر مشرق کی طرف بھاگا۔ عوام الناس اور بازاریوں نے اس کے محل سراؤں کو لوٹ لیا اور اہل رقادہ پریشان ہو کر قیروان اور سوسہ کی طرف چلے گئے۔ اس کے بعد ابراہیم بن ابی اغلب قیروان میں داخل ہوا دارالامارت میں جا کر ٹھہرا لوگوں کو جمع کر کے سمجھایا بجھایا اور ان لوگوں سے مالی امداد دینے کی بیعت لینے کا قصہ ظاہر کیا۔ خواص تو خاموش رہے مگر عوام الناس شور و غل مچانے لگے۔ ابراہیم بن ابی اغلب اہل قیروان کا یہ رنگ دیکھ کر قیروان سے نکل کر اپنے آقائے نعمت کے پاس چلا گیا اور عبداللہ شیعی کو ان لوگوں کے بھاگنے کی خبر سبیبہ میں پہنچی۔ اس وقت رقادہ کی طرف کوچ کر دیا عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خنزیر وغیرہ بھی یہیں چلے آئے۔ اہل رقادہ اور قیروان نے کمال گرم جوشی سے اپنے جدید حکمران کا استقبال کیا۔ دعوتیں کیں خوشامدیں منائیں شہر میں چراغاں کیا۔ ابوعبداللہ شیعی نے بھی ان لوگوں کو جان و مال کی امان دی۔ عزت افزائی کی یہ واقعہ ماہ رجب ۲۹۶ھ کا ہے۔

غرض فرحاں وشاداں قصر امارت میں جا کر مقیم ہوا اپنے بھائی ابوالعباس کو قید کی مصیبت سے رہائی دی اور امن وامان کی منادی کرادی۔ امراء اور رؤسا اور عوام الناس جو بخوف جنگ ادھر ادھر بھاگ گئے تھے۔ واپس ہو کر اپنے اپنے مکانات میں آئے اور شاہی عمال جان کے خوف سے اِدھر اُدھر بھاگ نکلے ابوعبداللہ شیعی نے شہر کے مکانات کو کتامہ میں تقسیم کر دیا چنانچہ کتامہ نے اطمینان کے ساتھ ان مکانات میں قیام اختیار کیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی سلجماسہ کو روانگی: خاتمہ جنگ اور شہر پر قبضہ کرنے کے بعد زیادۃ اللہ کا مال واسباب اور سامان جنگ جمع کئے گئے۔ ابوعبداللہ شیعی نے ان پر ایک سرسری نظر ڈالی اور ان کی لونڈیوں کی محافظت کا حکم دیا۔ اتنے میں جمعہ کا دن آ گیا۔ خطیبوں نے دریافت کیا ''کس کا نام خطبہ میں پڑھا جائے''۔ ابوعبداللہ شیعی نے کسی کا بھی نام نہیں لیا لیکن جو سکہ مسکوک کرایا تھا اس کے ایک طرف ''حجۃ اللہ'' اور دوسری جانب ''تفرق اعداء اللہ'' منقوش تھا۔ ہتھیاروں پر ''عدۃ فی سبیل اللہ'' اور گھوڑوں پر ''الملک اللہ'' نقش تھا۔ رقادہ میں چندے قیام کر کے عبیداللہ مہدی کی تلاش میں سلجماسہ کی جانب کوچ کیا۔ راونگی کے وقت بلاد افریقیہ پر بطور نائب کے اپنے بھائی ابوالعباس کو مامور کر گیا۔ ابوزاکی تمام بن معارک الجالی کو بھی ابوالعباس کے پاس انتظاماً چھوڑ دیا گیا تھا اہل مغرب کو اس سے بے حد مسرت ہوئی۔ زناتہ یہ سن کر کہ ابوعبداللہ شیعی سلجماسہ جا رہا ہے۔ راستہ سے ہٹ گئے اور اس کے گزر جانے کے بعد اطاعت وفرماں برداری کا پیام بھیجا۔ ابوعبداللہ شیعی نے منظور کر لیا سلجماسہ کے قریب پہنچ کر الیسع بن میدرار والی سلجماسہ کے پاس ایک قاصد بھیجا اور خوشامد اور منت آمیز خط لکھا۔ الیسع نے خط چاک کر کے قاصد کو قتل کر ڈالا اور فوجیں مرتب کر کے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا۔ جس وقت دونوں فوجیں مقابلہ پر آئیں۔ اتفاق یہ کہ الیسع کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہ مجبوری الیسع اور اس کے ہمراہی بھی بے سروسامانی کے ساتھ بھاگے۔

عبیداللہ مہدی کی روانگی: اگلے دن شہری ابوعبداللہ شیعی سے ملنے آئے اور کمال تعظیم وتوقیر سے شہر میں لے گئے۔ ابو عبداللہ شیعی شہر میں داخل ہوتے ہی سیدھا جیل کی جانب گیا۔ جہاں کہ عبیداللہ مہدی اپنے بیٹے کے ساتھ قید تھا۔ ان دونوں کو قید سے نکالا اور عبیداللہ مہدی کی حکومت وامارت کی بیعت کی۔ رؤسا قبائل جلو میں تھے اور اُن سب کے آگے آگے ابوعبداللہ شیعی تھا۔ فرطِ مسرت سے روتا جاتا تھا اور کہہ رہا تھا کہ ''ھذا مولاکم..... ھذا مولاکم'' یہاں تک کہ اپنے خیمے میں پہنچا۔ عبیداللہ مہدی کو اپنے خاص خیمہ میں ٹھہرایا اور سپاہیوں کو الیسع کی گرفتاری پر مامور کیا۔ تھوڑی دیر کے بعد الیسع پابہ زنجیر لایا گیا۔ ابوعبداللہ نے اس کے قتل کا حکم دیا اور وہ اسی وقت قتل کر دیا گیا۔

عبیداللہ مہدی کی بیعت: ابوعبداللہ اور عبیداللہ مہدی چالیس روز تک سلجماسہ میں مقیم رہے اس کے بعد افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ انکجان پہنچے ابوعبداللہ شیعی نے جس قدر مال واسباب اور زر نقد جمع کر رکھا تھا۔ عبیداللہ مہدی کے حوالہ کر دیا۔ چند روز قیام کر کے رقادہ روانہ ہوئے۔ ماہ ربیع الثانی ۲۶۷ھ میں رقادہ پہنچے۔ اہل قیروان نے حاضر ہو کر اطاعت وفرماں برداری کا اظہار کیا یہیں پر عبیداللہ مہدی کی خلافت وامارت کی بیعت عامہ لی گئی اور اس کی حکومت و سلطنت کی استحکام واستقلال کے ساتھ بنا پڑی۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے دعاۃ کو تمام بلاد افریقہ میں پھیلا دیا۔ جن لوگوں

نے اس کی دعوت بخوفِ جان قبول کی تھی ان کی تعداد قلیل تھی۔ لونڈیوں اور مال واسباب کو اہل کتامہ پر تقسیم کیا۔ جاگیریں دیں دفاتر اور محکمہ جات مال و دیوانی کے قائم کئے۔ خراج وصول کرنے کے قواعد بنائے ملک کو صوبوں پر تقسیم کر کے ان پر عمال مقرر کئے۔ ماکنوں بن ضبارہ الحالی کو طرابلس کی طرف روانہ کیا صقلیہ کی طرف حسن بن احمد بن ابی خنزیر کو بھیجا۔ اسحاق بن منہال کو عہد قضاء عنایت کیا اور اس کے بھائی کو ہیت کا والی بنایا۔ ۲۹۸ھ میں حسن بن احمد نے دریا کو ساحلی شمالی کی جانب سے عبور کیا اور قلوریہ مقبوضات فرانس میں قیام کر کے اہل فرانس کو تنگ کرنے لگا۔ آخر سنہ مذکور میں کامیابی کے ساتھ صقلیہ کی طرف مراجعت کی۔ اس کامیابی سے دماغ میں غرور پیدا ہو گیا۔ اہل صقلیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرنے لگا۔ اہل صقلیہ نے دفعتہً حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرض داشت بھیجی۔ عبیداللہ المہدی نے ان لوگوں کے عذرات قبول کر لئے اور صقلیہ میں اس کی جگہ علی بن عمر بلوی کو متعین کیا۔ چنانچہ علی آخر ۲۹۹ھ میں صقلیہ پہنچا۔

عبیداللہ مہدی اور ابوعبداللہ میں کشیدگی: جس وقت افریقہ میں عبیداللہ مہدی کی حکومت کو ایک گونہ استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا اور اس کے رعب داب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی ابوالعباس کو جو ہر کام میں پیش پیش اور امور سلطنت وسیاست پر قابض ہو رہے تھے۔ چیرہ دستی اور بے جا خودسری سے روکنا شروع کیا۔ یہ امر ان دونوں بھائیوں کو ناگوار گزرا۔ ابوالعباس جوش میں آ کر جو کچھ اس کے دل میں تھا کہنے لگا ابوعبداللہ شیعی نے منع کیا۔ مگر ابوالعباس نے کوئی بات نہ سنی اور آہستہ آہستہ اسے بھی اپنی رائے کی جانب مائل کرنے لگا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابوعبداللہ شیعی بھی اپنے بھائی ابوالعباس کی رائے سے متفق ہو گیا کسی ذریعہ سے یہ خبر عبیداللہ مہدی تک پہنچ گئی۔ عبیداللہ مہدی کو یقین نہ ہوا لیکن کس قدر اس خبر سے ہوشیار اور چوکنا ہو گیا اور درپردہ ابوعبداللہ شیعی کے حرکات اور سکنات پر نظر ڈالنے لگا۔ اس کے بعد ابوعبداللہ شیعی کو لوگوں سے میل جول زیادہ رکھنے اور عوام الناس کے پاس اٹھنے بیٹھنے سے یہ کہہ کر منع کیا کہ اس سے حکومت وسلطنت کا رعب وداب جاتا رہے گا نرمی اور ملاطفت سے کئی بار سمجھایا۔

ابوعبداللہ شیعی کی ریشہ دوانیاں: ابوعبداللہ شیعی نے کوئی بات نہ سنی بلکہ دونوں بھائیوں کی نیتیں بدل گئیں۔ کتامہ کو عبیداللہ مہدی کے خلاف ابھارنا شروع کیا اور یہ سمجھانے لگا کہ یہ وہ امام معصوم نہیں ہے جس کی امارت اور حکمت کی ہم نے تمہیں دعوت دی تھی ہم اس کے ظاہری برتاؤ سے دھوکہ کھا گئے۔ یہ بڑا لالچی اور دنیا دار ہے۔ دیکھو تمہارا اس قدر مال و اسباب ہے انکجان میں ہم نے امام معصوم کے لئے تم سے لیا تھا۔ اس نے دبا لیا۔ تم لوگ اگر مستعد ہو جاؤ تو ہم اسے ابھی نکال باہر کرتے ہیں۔ اہل کتامہ تو اس کے ہاتھ میں کاٹھ کی پتلی تھے فوراً ابھرا گئے۔ چنانچہ اس نے انہی میں سے ایک شخص کو جو شیخ المشائخ کے لقب سے معروف تھا۔ عبیداللہ مہدی کے پاس روانہ کیا۔ شیخ المشائخ نے عبیداللہ مہدی کے پاس جا کر سوال کیا ''چونکہ ہم لوگوں کو آپ کی بابت شک وشبہ پیدا ہو گیا ہے کہ آپ امام معصوم نہیں ہیں اس لئے آپ ہم کو اپنی امامت کی کوئی نشانی دکھلایئے''۔ عبیداللہ مہدی تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو یہ عبیداللہ کا گل کھلایا ہوا ہے۔ جواب کچھ نہ دیا۔ ایک غلام کو اشارہ کیا اس نے لپک کر شیخ المشائخ کا سر اتار لیا۔ اس واقعہ سے اہل کتامہ کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ سب کے سب عبیداللہ مہدی کے قتل پر تل گئے اور اس سازش میں ابوزا کی تمام بن معارک وغیرہ سرداران قبائل کتامہ بھی کو شریک کر لیا۔ عبیداللہ

مہدی کو اسکی خبر لگ گئی۔ بہ نظر تالیف قلوب نرمی و ملاطفت سے پیش آنے لگا۔ انہی سپہ سالاران کتامہ میں سے جو اس سازش میں شریک تھے بعض کو سند حکومت عطا کر کے دوسرے شہر کو روانہ کیا۔ چنانچہ ابوزا کی تمام بن معارک کا پہنچتے ہی قصہ تمام کر دینا۔ پس ابوزا کی طرابلس پہنچا۔ ماکنون والی طرابلس نے اسے مار ڈالا۔

ابوعبداللہ شیعی کا قتل اس کے بعد عبیداللہ مہدی کو ابن القدیم پر سازش کا شبہ پیدا ہوا یہ شخص زیادۃ اللہ کے مصاحبوں سے تھا۔ عبیداللہ مہدی نے اسے بھی قتل کروا دیا اور اس کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ اس میں زیادۃ اللہ کے مال کا بھی کثیر حصہ شامل تھا۔ ان تدبیروں پر بھی ان دونوں بھائیوں کا جوش ٹھنڈا نہ ہوا اور برابر ریشہ دوانیاں کرتے رہے۔ تب عبیداللہ مہدی نے عروبہ یوسف اور اس کے بھائی حباسہ کو خلوت خاص میں طلب کر کے ابوعبداللہ شیعی اور اس کے بھائی کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ عروبہ اور حباسہ اس حکم کی تعمیل کی غرض سے قصر امارت کے ایک گوشہ میں جا کر چھپ رہے جس وقت ابوعبداللہ شیعی برآمد ہوا عروبہ نے حملہ کیا ابوعبداللہ بولا ''عروبہ! تم یہ کام کس کے حکم سے کرتے ہو'' جواب دیا ''جس کی اطاعت کا تم نے ہمیں حکم دیا تھا۔ اسی نے تمہارے قتل کا حکم دیا ہے''۔ ابوعبداللہ شیعی کی زبان سے کوئی کلمہ نہ نکلنے پایا تھا کہ عروبہ اور حباسہ شیر کی طرح جھپٹے اور ابوعبداللہ کو اس کے بھائی کے ساتھ ڈھیر کر دیا۔ یہ واقعہ ۱۵ جمادی الثانی ۲۹۸ھ کا ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبیداللہ مہدی نے ابوعبداللہ شیعی کی نماز جنازہ پڑھائی تھی اور اس کے حق میں دعائے مغفرت کی تھی۔

عبیداللہ مہدی کی حکمت عملی آپ کو یہ یاد رکھنا چاہیے کہ عبیداللہ مہدی کو ابوعبداللہ شیعی کے قتل پر جس چیز نے ابھارا اور آمادہ کیا تھا۔ وہ ابوالعباس برادر ابوعبداللہ شیعی کی سازش اور عاقبت اندیشی تھی۔ عبیداللہ مہدی نے بہ مجبوری ان دونوں بھائیوں کو قتل تو کر ڈالا لیکن ان دونوں کے مارے جانے سے ایک عام شورش پھیل گئی۔ ان کے دوست واحباب بدلہ لینے کو اٹھ کھڑے ہوئے عبیداللہ مہدی ہنگامہ فرو کرنے کو سوار ہوا۔ شورش فرو ہو گئی۔ اس کے بعد دوسرا ہنگامہ مابین اہل کتامہ اور اہل قیروان کے پیدا ہوا۔ قتل و غارت گری کے دروازے کھل گئے۔ عبیداللہ مہدی نے اپنی سختی اور حکمت عملی سے اسے بھی رفع دفع کر دیا اور مصلحتاً اپنے دعاۃ کو منع کر دیا کہ آئندہ عوام الناس کو مذہب شیعہ کی دعوت اور تلقین نہ کرو۔ زیادۃ اللہ کے بعد ایک گروہ بنی اغلب کا جو مختلف اغراض کے حاصل کرنے کو دوسرے مقامات پر چلا گیا تھا۔ یا زمانہ جنگ میں ادھر ادھر بھاگ گیا تھا۔ پھر قادہ میں واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے ان سب کو قتل کروا دیا۔

ابوالقاسم کی ولی عہدی ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کے بعد عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم نزار کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا۔ برقہ اس کے متعلقات کی سند حکومت حباسہ یوسف کو مرحمت کی مغرب پر اس کے بھائی عروبہ بن یوسف کو مامور کیا اور باغایہ میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ عروبہ نے باغایہ میں پہنچ کر تاہرت پر فوج کشی کی اور بہ زور تیغ لڑ کر اسے فتح کر لیا۔ دواس بن صولات لہیص کو اس کی حکومت عنایت کی۔

شیعان کتامہ کی شورش ان واقعات کے بعد شیعان کتامہ میں ابوعبداللہ شیعی کے مارے جانے کا جوش پھر دوبارہ پیدا ہوا۔ ایک نوعمر لڑکے کو امیر بنا کر ''مہدی'' کا لقب دیا۔ دعویٰ یہ کیا کہ یہ نبی ہے اور ابوعبداللہ شیعی کا انتقال نہیں ہوا۔

عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو شیعان کتامہ کو ہوش میں لانے پر مامور کیا۔ شیعان کتامہ اور ابوالقاسم میں لڑائی ہوئی ایک سخت وخونریز جنگ کے بعد اہل کتامہ کو شکست ہوئی وہ لڑکا جس کو شیعان کتامہ سے منسوب کیا تھا مار ڈالا گیا اور کتامہ بری طرح پامال کیے گئے۔

اہل طرابلس کی بغاوت: پھر ۳۰۰ھ میں اہل طرابلس نے بغاوت کی اور اپنے گورنر ماکنون کو مار کر نکال دیا عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو یہ ہنگامہ فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے ایک مدت دراز کے محاصرے اور جنگ کے بعد ایک سخت اور عام خون ریزی سے بزور تیغ فتح کر لیا۔ تین لاکھ دینار سرخ تاوان جنگ وصول کیے۔

مصر پر فوج کشی: ان بغاوتوں اور آئے دن کی سرکشیوں کے فرو ہونے پر ابوالقاسم نے فوجیں مرتب کیں۔ جنگی کشتیوں کے بیڑے درست کیے اور اپنے بزرگ باپ عبیداللہ مہدی سے اجازت حاصل کر کے ۳۰۱ھ میں اسکندریہ اور مصر کی جانب بڑھا۔ دوسو کشتیوں کا بیڑا براہ در ملہ روانہ کیا۔ جس کا سردار حباسہ بن یوسف تھا۔ حباسہ نے پہنچتے ہی برقہ اس کے بعد اسکندریہ اور فیوم پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دارالخلافہ بغداد میں اس کی خبر لگی۔ خلیفہ مقتدر نے سبکتگین اور مونس خادم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ اس مہم پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار سبکتگین اور مونس نے اپنے دشمن کو ملک مصر سے نکال باہر کیا۔ مغربی فوجیں اپنے ملک کو واپس آئیں۔

حباسہ اور عروبہ کا قتل: ۳۰۲ھ میں حباسہ نے دوبارہ اسکندریہ پر فوج کشی کی۔ دارالخلافت بغداد سے مونس خادم کو اس کی روک تھام کا حکم صادر ہوا۔ حباسہ اور مونس میں بہ دفعات لڑائیاں ہوئیں۔ آخری نتیجہ یہ ہوا کہ مونس کو فتح نصیب ہوئی۔ تقریباً سات ہزار فوج حباسہ کی ان لڑائیوں میں کام آئی سخت پریشانی اور اضطراب کے ساتھ ملک مغرب واپس آیا۔ عبیداللہ مہدی نے کوئی جھوٹا سچا الزام لگا کر مار ڈالا۔ عروبہ کو بھائی کے مارے جانے سے جوش انتقام پیدا ہوا۔ فوراً ملک مغرب میں علم مخالفت وبغاوت بلند کر دیا۔ کتامہ اور بربر کا ایک چھوٹا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا۔ عبیداللہ مہدی نے اپنے خادم غالب کو اس طوفان کے فرو کرنے پر مامور کیا۔ غالب نے عروبہ کو شکست دی'' اسے اور اس کے چچیرے بھائیوں کو ایک گروہ کثیر کے ساتھ جو بے شمار ولا تعداد تھے قتل کر ڈالا۔

اہل صقلیہ کی بغاوت: عروبہ کے مارے جانے کے بعد صقلیہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ گورنر صقلیہ علی بن عمرو نکال دیا گیا۔ باغیوں نے متفق الرائے ہو کر احمد بن قہرب نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا اور عبیداللہ مہدی سے منحرف ہو کر خلیفہ مقتدر عباسی کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت عرض داشت بھیجی۔ یہ واقعہ ۳۰۴ھ کا ہے۔ عبیداللہ مہدی نے یہ خبر پا کر جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا حسن بن ابی خنزیر کی ماتحتی میں صقلیہ کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن قہرب کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ فتح یابی کا سہرا احمد بن قہرب کے سر رہا۔ حسن بن ابی خنزیر کو شکست ہوئی۔ مارا گیا۔ اس کے بعد اہل صقلیہ کو عبیداللہ مہدی کی شدت اور ظلم سے خطرہ پیدا ہوا عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کا خط روانہ کیا اور سب نے متفق ہو کر احمد بن قہرب کو معزول کر کے پابہ زنجیر عبیداللہ مہدی کے پاس بھیج دیا۔ عبیداللہ نے اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کی غرض سے حسن بن ابی خنزیر کی قبر پر احمد کو ذبح کیا اور صقلیہ پر علی بن موسیٰ بن احمد کو سند امارت عطا کر کے کتامہ کی ایک فوج کے

ساتھ صقلیہ روانہ کیا۔

شہر مہدیہ کی تعمیر: چونکہ عبید اللہ مہدی کی اپنی دولت وحکومت پر خوارج کے مسلط ہو جانے کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ اس وجہ سے اسے ساحل دریا پر ایک شہر تعمیر کرنے کا خیال پیدا ہوا جو اس کے اور اس کے خاندان والوں کے لئے بوقت ضرورت پناہ کا ذریعہ ہوتا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ عبید اللہ مہدی نے اس شہر کی بنا کے وقت یہ کہا تھا کہ میں اس شہر کو اس غرض کے لئے تعمیر کرنا چاہتا ہوں کہ آئندہ کسی وقت بنی فاطمہ کے لئے ایک گونہ اطمینان اور امن کا ذریعہ ہوگا۔ حاضرین کو شہر کے پیش افتادہ میدان میں یہ بھی لکھ دیا تھا کہ فلاں مقام تک صاحب الحماء یعنی ابو یزید خارجی آئے گا۔ شہر آباد کرنے کا مقام کرنے کا تجویز کرنے کو سوار ہو کر نکلا' تجویز کرتے ہوئے تونس اور قرطاجنہ پہنچا اور سرزمین برکصورہ کے قریب ایک جزیرہ کو شہر آباد کرنے کے لئے منتخب اور پسند کیا چنانچہ سنگ بنیاد نصب کر کے شہر مہدیہ کی تعمیر اور آبادی آخر ۳۰۳ھ سے شروع کر دی دارالسلطنت' محل سرا اور شہر پناہ بنوائی شہر پناہ کے دروازے لوہے کے بے حد مضبوط اور وزنی بنوائے کواڑ کے ہر ایک پٹ کا وزن سو قنطار تھا۔ جب شہر پناہ اور فصیل تیار ہو گئی۔ تو ایک فصیل پر چڑھ کر مغرب کی طرف تیر مارا جہاں وہ گرا اس مقام کو دکھا کر بولا ''دیکھو اس مقام تک صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) آئے گا''۔ (عبید اللہ مہدی نے بطور پیشین گوئی کے یہ کہا تھا) مہدی نے یہ شہر آباد کرنے کے بعد کشتیوں کے بنانے کا ایک کارخانہ قائم کیا۔ نو سو کشتیاں تیار کرائیں۔ ۳۰۶ھ میں اس شہر کی تعمیر اور آبادی تکمیل کو پہنچی۔ عبید اللہ مہدی نے کہا کر بولا ''آج مجھ کو فواطم (بنی فاطمہ) کی طرف سے اطمینان ہوا کہ وہ کچھ دنوں کے لئے غیر کے حملوں سے محفوظ اور مامون رہیں گے۔

ابوالقاسم کی پسپائی: اس کے بعد اپنے بیٹے ابوالقاسم کو ایک بڑی فوج کے ساتھ دوبارہ ۳۰۷ھ میں مصر کی جانب روانہ کیا۔ اہل مکہ کو لکھا کہ میرے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لو۔ اہل مکہ نے قبول نہ کیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ خلیفہ مقتدر نے مونس خادم کو سردار لشکر بنا کر ابوالقاسم کی بڑھتی ہوئی قوت کے روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ مونس اور ابوالقاسم میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جن میں کامیابی کا سہرہ مونس کے سر رہا ابوالقاسم اور اس کے لشکر کو بڑے بڑے مصائب کمی رسد و غلبہ وبا اور طرح طرح کی تکلیفات کا سامنا کرنا پڑا۔ مجبور ہو کر افریقیہ کی جانب مراجعت کی۔

افریقی بحری بیڑے کی تباہی: ابوالقاسم کی مراجعت سے پہلے اسی کشتیوں کا بیڑا مہدیہ سے اس کی کمک و امداد کو اسکندریہ کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔ جس کا کمان افسر سلیمان خادم اور یعقوب کتامی تھا اور یہ بیڑا جنگی کشتیوں کا پہنچ بھی گیا تھا۔ مگر ابوالقاسم کو اطلاع نہ ہوئی ابوالقاسم تو افریقہ کی جانب روانہ ہوا اور اس بیڑے کا رشید میں شاہی بیڑے سے مقابلہ ہو گیا۔ جس میں پچیس جنگی کشتیاں تھیں اور طرطوس سے یہ خبر پا کر آیا ہوا تھا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی۔ افریقہ کے بیڑے میں آگ لگا دی گئی۔ فوجیں گرفتار کر لی گئیں۔ سلیمان اور یعقوب بھی پکڑ لئے گئے۔ یعقوب تو بحالت قید مصر ہی میں مر گیا۔ باقی رہا سلیمان وہ قید خانہ سے افریقہ بھاگ گیا۔

دولت ادریسہ کا خاتمہ: ۳۰۸ھ میں عبیداللہ مہدی نے مصالہ بن حبوس کولشکر مکناسہ کا سردار مقرر کر کے بلاد مغرب کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس وقت تک ملک فاس میں ادریسیوں کی حکومت تھی۔ یحییٰ بن ادریس بن عمر تخت حکومت پر متمکن تھا۔ مصالہ سے اور اس سے جنگ آرائیاں ہوئیں آخر کار مصالہ نے یحییٰ کی خود مختاری چھین کر اسے عبیداللہ مہدی کی اطاعت پر راضی کرلیا اور اپنی قوم میں سے موسیٰ بن ابی العافیہ مکناسی نامی ایک شخص کو صوبجات مغرب کا نگران مقرر کر کے واپس آیا پھر ۳۰۹ھ میں بلاد مغرب پر فوج کشی کی اور باقی ماندہ شہروں کو فتح کرلیا۔ موسیٰ بن ابی العافیہ نے یحییٰ بن ادریس والیٔ فاس کی شکایت جڑ دی۔ مصالہ نے اسے گرفتار کرلیا۔ فاس کو موسیٰ کی گورنری میں شامل کر دیا اور بلاد مغرب سے ادریسہ کی حکومت کا نام ونشان مٹا دیا۔ خاندان حکومت ادریسہ کے ممبروں کو فاس کے صوبہ میں کسی مقام پر امن کی صورت نظر نہ آئی مجبور ہو کر چاروں نے بلاد ریف اور غمارہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر ان لوگوں نے اپنی حکومت کی از سر نو بنیاد قائم کی۔ جیسا کہ بنو غمارہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ انہی میں سے حمود علوی تھے جو حکومت امویہ کے ختم کے وقت قرطبہ پر قابض ومتصرف ہو گئے تھے۔ جیسا کہ اس مقام پر مذکور ہو گا مصالہ نے اس مہم سے فارغ ہو کر سجلماسہ پر چڑھائی کی اور اس کے امیر کو جو مدرار مکناسی کی ذریات سے تھا اور دولت شیعہ کی اطاعت سے منحرف تھا قتل کر ڈالا اور اپنے چچا زاد بھائی کو وہاں کی حکومت عطا کی جیسا کہ آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔

زناتہ اور مصالہ کی جھڑپیں: ان واقعات سے اہل مغرب میں ایک خاص قسم کا جوش پیدا تھا۔ زناتہ اس طوفان کی روک تھام کو اٹھ کھڑے ہوئے۔ آتش جنگ تمام ملک مغرب میں مشتعل ہو گئی۔ زناتہ اور مصالہ میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ مصالہ انہیں لڑائیوں میں محمد بن خزر کے ہاتھ سے مارا گیا۔ مصالہ کا مارا جانا تھا کہ ملک مغرب میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ عبیداللہ مہدی اس ہنگامہ کے فرو کرنے پر ۳۱۵ھ میں لشکر کتامہ اور سرداران شیعہ کے ساتھ اپنے بیٹے ابوالقاسم کو مامور کیا۔ محمد بن خزر ابوالقاسم کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اپنے ہمراہیوں اور ساتھیوں کے ساتھ افریقہ کے ریگستان کی جانب چلا گیا۔ چنانچہ ابوالقاسم نے مزاتہ مطماتہ ہوارہ بلاد اباضیہ صفریہ اور اطراف تاہرت دار الحکومت المغرب الاوسط کو فتح کرلیا کسی کے جان پر جوں تک نہ رینگی۔ اس کے بعد اپنے پُر زور حملوں سے ریف کو بھی فتح کرلیا۔ شہر لکور کو بھی جو المغرب الاوسط کے ساحل کا ایک نامی شہر تھا فتح کرلیا۔ والیٔ جرادہ یعنی حسن بن ابی العیش پر محاصرہ کیا۔ حسن بن ابی العیش ادریس کے خاندان حکومت کا ایک ممبر تھا۔ زمانہ محاصرہ میں حسن اور ابوالقاسم سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جن کو ہر طرح کے مصائب سے مقابلہ کرنا پڑا مگر ابوالقاسم سے نیچا دیکھنا نہ پڑا۔

بنوں کملاں کی جلاوطنی: بالآخر ابوالقاسم اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر واپس ہوا شہر مسیلہ ہو کر گزرا یہاں پر بنوں کملاں حکمرانی کر رہے تھے۔ جو ہوارہ کے خاندان سے تھا چونکہ ان لوگوں کی طرف سے یہ خطرہ پیش نظر ہو رہا تھا کہ کسی نہ کسی وقت یہ فتنہ وفساد برپا کر دیں گے۔ اس وجہ سے ان لوگوں کو قیروان کی طرف جلاوطن کر دیا۔ مشیت الٰہی میں یہ تھا کہ یہ لوگ آئندہ صاحب الحمار (ابو یزید خارجی) کے خروج کے وقت اس کے معین اور مددگار رہوں گے اور ایسا ہی وقوع میں بھی آیا۔ بنو کملان کو جلاوطن کرنے کے بعد مسیلہ کو دوبارہ تعمیر اور آباد کرایا اور محمدیہ کے نام سے موسوم کیا۔ علی بن حمدون

اندلسی نے اس کی تعمیر اور آبادی میں اپنی حکومت کے صنائع اور بدائع لگا دیئے تھے۔ جس کی وجہ سے ابوالقاسم نے اس کو محمد یہ اور زاب کی حکومت عطا کی۔ زاب میں اس نے ایک قلعہ بنوایا اور سامانِ جنگ اور غلہ وغیرہ سے اسے خاطر خواہ پُر کیا۔ جس نے بوقت محاصرہ صاحب الحمار منصور کا ہاتھ بٹایا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

موسیٰ بن ابی العافیہ کی بغاوت: پھر موسیٰ بن ابی العافیہ والیٔ فاس و مغرب کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سمائی۔ حکومت شیعہ سے منحرف ہو کر دولت امویہ کا مطیع ہو گیا جو دریا کے پرلی طرف تھی اور ان کی حکومت کو تمام بلاد مغرب میں پھیلا دیا۔ احمد بن بصلین مکناسی سپہ سالار عبیداللہ مہدی ایک کثیر فوج لے کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ہوش میں لانے کے لئے آیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار محمد نے موسیٰ کو بہ زور تیغ مجبور کر کے ملک مغرب سے نکال دیا اور جی کھول کر ملک مغرب کو پامال کر کے مظفر و منصور عبیداللہ مہدی کے پاس واپس آیا۔

باب: ۷

ابوالقاسم محمد القائم بامر اللہ ۳۲۲ھ تا ۳۳۴ھ

ابوطاہر اسماعیل المنصور باللہ ۳۳۴ھ تا ۳۴۱ھ

ماہ ربیع ۳۲۲ھ میں عبیداللہ مہدی اپنی حکومت وخلافت کے چوبیس برس پورے کر کے انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ تخت نشینی کے بعد ہی نزار کے نام سے موسوم کیا گیا اور ''ابوالقاسم بامر اللہ'' کے لقب سے ملقب ہوا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کا بے حد ملال اور صدمہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ یہ اپنی تمام عمر میں صرف دو بار جلوس شاہی سے نکلا تھا۔ اس کے عہد حکومت میں ہنگامے اور بغاوتیں بکثرت ہوئیں۔ اطراف طرابلس میں ابن طالوت قرشی نے سر اٹھایا۔ ابن مہدی ہونے کا دعوے دار ہوا۔ طرابلس کا محاصرہ کر لیا۔ کچھ دن بعد بربر پر اس کی قلعی کھل گئی اور اس کا کذب ظاہر ہو گیا۔ چنانچہ بربر نے جمع ہو کر اسے مار ڈالا اس کے بعد قائم بامر اللہ نے ملک مغرب کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی۔ فاس پر احمد بن بکر بن ابی سہل جذابی کو مامور کیا۔ ادراسہ ملوک ریف وغوارہ نے بھی فوج کشی کی۔ میسور نے قیروان سے قدم نکالے اور ملک مغرب میں داخل ہو کر فاس پر محاصرہ کیا۔ احمد بن بکر والی فاس نے دب کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد میسور نے موسیٰ بن ابی العافیہ پر حملہ کیا۔ موسیٰ اور میسور میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ انہی لڑائیوں میں ثوری بن موسیٰ گرفتار کر لیا گیا۔ میسور نے اسے ملک مغرب سے جلاوطن کر دیا۔ ان لڑائیوں میں موسیٰ کو شکست ہوئی۔ میسور نے کامیابی کے ساتھ موسیٰ کے مفتوح صوبجات میں ان ملوک ادراسہ کی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ جو ریف میں حکومت کر رہے تھے۔ ان کامیابیوں کے بعد میسور نے ۳۲۴ھ میں قیروان کی جانب معاودت کی اور قیروان پہنچ کر قاسم بن محمد کو جو محمد بن ادریس کی اولاد سے تھا اور نیز ادراسہ ملوک ریف کا بزرگ خاندان تھا۔ ایک عظیم فوج کا سردار بنا کر موسیٰ بن ابی العافیہ کو ختم کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ قاسم نے سوائے فاس کے تمام بلاد مغرب کو فتح کر لیا اور دعوت حکومت شیعہ اس کے تمام بلاد میں پھر قائم ہو گئی۔

فرانس پر فوج کشی: ابوالقاسم قایم بامر اللہ ان تمام واقعات کو ایسی خاموشی اور سکوت کے ساتھ دیکھ رہا تھا کہ گویا وہ دیکھتا اور سنتا ہی نہ تھا۔ تمام بلاد مغرب میں ایک عظیم تبدیلی پیدا ہو گئی۔ مگر اس کے کان میں جوں تک نہ رینگی۔ اس نے ان واقعات کے ختم ہونے پر ایک بڑا بیڑا جنگی جہازات کا ساحل مقبوضہ فرانس پر جہاد کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس بیڑے کا افسر اعلیٰ ابن اسحاق نامی ایک نامور امیر البحر تھا۔ ابن اسحاق نے ساحل مقبوضہ فرانس پر پہنچتے ہی اپنی فوج کو بلا مزاحمت وجنگ خشکی پر

اتار دیا اور کمال سختی سے خون ریزی اور عام جنگ کرتا ہوا بلاد فرانس میں گھس پڑا۔ قتل وقید کرتا ہوا شہر جنوہ پر جا اترا اور بزور تیغ اسے بھی فتح کرلیا۔ اس کے بعد سردانیہ پر چڑھائی کی۔ یہ جزیرہ بھی فرانس ہی کے مقبوضات سے تھا۔ اللہ تعالیٰ کی عنایت اور امداد نے یہاں پر بھی ابن اسحاق کا ساتھ دیا اور فرانس کو پامال اور ذلیل کیا۔ ابن اسحاق اس مہم سے فارغ ہو کر قرقیسیا کی طرف بڑھا۔ یہ سواحل شام کا ایک مشہور ساحل ہے۔ شامیوں کی جس قدر کشتیاں اس ساحل پر موجود تھیں۔ سب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور اپنے خادم زیران کی ماتحتی میں ایک فوج مصر کی جانب روانہ کی۔ زیران نے نہایت مستعدی سے اسکندریہ کو فتح کرلیا۔ اس کے بعد مصر سے اخشید کا لشکر آ پہنچا۔ اس نے ان ممالک سے ان لوگوں کے قدموں کو ڈگمگا دیا اور وہ لوگ بمجبوری مغرب کی جانب واپس ہوئے۔

ابو یزید خارجی: ابو یزید مخلد کیراد کا بیٹا تھا۔ کیراد شہر توزر کے شہروں میں سے قسطیلہ کا رہنے والا تھا۔ تجارت کے ذریعہ سے سوڈان اکثر آیا جایا کرتا تھا۔ سوڈان ہی میں اس کا بیٹا ابو یزید پیدا ہوا توزر میں نشوونما پائی۔ قرآن مجید پڑھا۔ چونکہ نکاریہ خوارج یعنی صفریہ سے اور اس سے میل جول اور مراسم دوستانہ تھے۔ اس وجہ سے یہ ان کے مذہب کی جانب مائل ہو گیا اور انہی لوگوں سے اس مذہب کے اصول سیکھے اور تعلیم پائی اس کے بعد تاہرت چلا گیا اور وہاں پر پہنچ کر لڑکوں کو پڑھانے لگا اور جب ابو عبداللہ شیعی مہدی کی جستجو میں سلجماسہ روانہ ہوا اس وقت یہ تاہرت سے تقیوس چلا آیا اور حسب دستور سابق معلمی کرنے لگا۔ اس کے دل ودماغ میں یہ سودا سمایا ہوا تھا کہ جس طرح ہو میرے مذہب والوں کی ترقی ہو اس کا یہ اعتقاد بھی تھا کہ غیر مذہب والوں کا مال اور خون مباح ہے۔ سلطان وقت کے خلاف جو مذہب غیر رکھتا ہو بغاوت کرنا جائز ہے کچھ دنوں کے بعد اس نے لوگوں کو وعظ وپند کرنا شروع کیا۔

ابو یزید کا خروج: ۳۱۶ھ میں اعلانیہ منہیات شرعیہ سے روکنے اور لوگوں کی اصلاح پر کمر باندھ لی۔ رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ پس جس وقت عبیداللہ مہدی نے وفات پائی۔ اسے موقع مل گیا۔ اطراف کوہ اوراربس میں حکومت کے خلافت بغاوت کر دی۔ گدھے پر سوار ہو کر نکلا ''شیخ المومنین'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا اور خلیفہ ناصر اموی والیٔ اندلس کی حکومت کی بنا ڈالی۔ بربریوں کے ایک گروہ نے اس کی اتباع کر لی۔ گورنر باغایہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں ابو یزید نے بھی بربریوں کو جمع کر کے فوجی لباس پہنایا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار گورنر باغایہ شکست کھا کر بھاگا۔ ابو یزید نے باغایہ پر حملہ کر دیا اور چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ مگر ناکام واپس ہوا۔ قبائل زناتہ میں سے بنی واسی کو باغایہ کے محاصرہ اور فتح کرنے پر ابھار دیا۔ بنی واسی نے ۳۳۳ھ میں باغایہ پر چڑھائی کی اور ابو یزید نے تبسہ اور مجانہ پر حملہ کیا۔ اہل تبسہ نے مجانہ نے مصالحت کے ساتھ شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ اسی اثناء میں اہل مرجانہ میں سے ایک شخص نے ابو یزید کو ایک ابلق گدھا بطور تحفہ کے دیا۔ ابو یزید نے اس پر سواری شروع کر دی چنانچہ اسی مناسبت سے اس کا یہ لقب ہوا۔

تسخیر اربس وشبیہ: کتامہ کا لشکر اس وقت اربس میں تھا۔ ابو یزید کی فتح یابی کی خبر پا کر اربس چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابو یزید نے اس پر بھی قبضہ کرلیا۔ اس کے لشکر نے اربس کے بازاروں میں آگ لگا دی اور لوٹ لیا۔ جن لوگوں نے جامع

مسجد میں بخوف قتل جا کر پناہ لی تھی۔ وہ بھی نہ بچے۔ ان لوگوں کو بھی ابویزید نے اور اس کے لشکریوں نے تیز تلواروں کے گھاٹ اتار دیا۔ ابویزید نے اس عام خونریزی سے فراغت حاصل کر کے ایک لشکر شبیبہ کی جانب روانہ کیا والی شبیبہ مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی والی شبیبہ مارا گیا۔ والی شبیبہ کے مارے جانے سے شبیبہ فتح ہو گیا۔ شدہ شدہ یہ خبر قائم بامر اللہ تک پہنچی۔ بے ساختہ بول اٹھا ''اب اگر ابویزید کی روک تھام نہ کی جائے گی۔ تو وہ ضرور مہدیہ کی جامع تک پہنچ جائے گا'' اور نہایت تیزی سے فوجیں آراستہ کر کے اپنے خادم بشریٰ کو امیر بنا کر باجہ کی جانب روانہ کیا۔

معرکہ باجہ: ابویزید یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا۔ باجہ کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی اور سخت خونریزی کے بعد بشریٰ شکست کھا کر تونس کی طرف بھاگا اور ابویزید نے باجہ میں داخل ہو کر اُسے لوٹ لیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی۔ لڑکوں کو قتل کیا' عورتیں گرفتار کر کے لونڈیاں بنائیں گردونواح کے بربری اس خوش خبری کو سن کر ابویزید کے پاس آ آ کر جمع ہوئے اور اہل باجہ کے مکانات باغات اور آلات حرب پر قابض و متصرف ہو گئے۔ بشریٰ نے تونس میں پہنچ کر اپنی فوج کو پھر مرتب و آراستہ کیا اور چندے آرام کر کے باجہ پر دوبارہ چڑھائی کی ابویزید نے اس سے مطلع ہو کر اپنے فوج کے ایک حصہ کو بشریٰ کے مقابلے پر روانہ کیا۔ اس معرکہ میں ابویزید کی فوج میدانِ جنگ میں شکست کھا گئی اور فتح کا سہرا البشریٰ کے سر رہا۔

اہل تونس کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد اہل تونس میں باغیانہ جوش پیدا ہوا اور سب نے مل کر بشریٰ پر حملہ کر دیا غریب بشری اپنی جان بچا کر بھاگ گیا اور ان لوگوں نے ابویزید سے امن حاصل کی۔ اس کی حکومت کے مطیع ہو گئے۔ ابویزید نے ان لوگوں پر ایک شخص کو مقرر کیا۔ قیروان کی جانب کوچ کیا۔ قائم بامر اللہ کو اس کی خبر لگی۔ اپنے خادم قدیم بشریٰ کو ابویزید کی روک تھام اور مقابلہ پر روانہ کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ ایک دستہ فوج کو ابویزید کے حالات دریافت کرنے پر متعین کر دینا۔ بشریٰ نے اس ہدایت کی تعمیل میں اپنی فوج کا ایک دستہ مامور کیا۔ ابویزید نے بھی یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کیں اور سامان جنگ فراہم کر کے بشریٰ کی فوج سے جا بھڑا۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابویزید کے لشکر کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کام آئی اور جو لوگ قید کر لئے گئے تھے وہ مہدیہ میں بہ حفاظت تمام لائے گئے اور اسی وقت قتل کر دیئے گئے۔

ابویزید کا رقادہ اور قیروان پر قبضہ: ابویزید اس شکست سے متاثر ہو کر کتامیوں کی طرف بڑھا اور ان کے پٹرول (مقدمۃ الجیش) کو شکست دے کر قیروان تک گیا۔ ان دنوں رقادہ کا گورنر خلیل بن اسحاق تھا اور وہ بہ انتظار میسور مقابلہ پر آنا پسند نہ کرتا تھا۔ مگر ابویزید اپنے حریف کو کب اس قدر مہلت دے سکتا تھا۔ ادہر اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی۔ ادھر لوگوں نے خلیل کو کہہ سن کر مقابلہ پر تیار کر دیا خلیل اور ابویزید میں گھمسان کی لڑائی ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ خلیل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا اور ابویزید نے رقادہ میں داخل ہو کر اسے تاخت و تاراج کر دیا۔ اس کے بعد ایوب زدیلی کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ قیروان روانہ کیا۔ چنانچہ ایوب نے صفر ۳۳۳ھ میں قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اس کے لشکریوں نے شہر قیروان کو خاطر خواہ لوٹا خلیل نے امان کی درخواست کی۔ ایوب نے امان دے دی۔ مگر جس وقت ابویزید کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابویزید نے اس کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ جس کی تعمیل اسی وقت کر دی گئی۔ بعدہ رؤسا قیروان نے امان کی درخواستیں پیش کیں

ابو یزید نے ان لوگوں کو بھی امان دی اور غارت گری کی ممانعت کر دی۔

میسور کا قتل: ان واقعات کے ختم ہونے پر میسور نے ابو یزید پر چڑھائی کی اس مہم میں میسور کے ہمراہ ابوکملان بھی تھا۔ ابو یزید نے ابوکملان سے سازش کر کے اور میسور کو دھوکہ دینے کی غرض سے خط وکتابت شروع کی۔ کسی ذریعہ سے اس کی خبر قائم بامر اللہ تک پہنچ گئی۔ اس نے میسور کو یہ واقعہ لکھ بھیجا اور ابوکملان کے دامِ فریب سے بچنے کی تاکید کی۔ میسور نے ابوکملان کے ساتھ تشدد اختیار کیا۔ ابوکملان موقع پا کر ابو یزید کے پاس چلا گیا۔ جس سے میسور کا بازو کمزور پڑ گیا اور اس معرکہ میں اس کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں بنوکملان نے میسور کو قتل کر ڈالا اور اس کا سر اتار کر ابو یزید کے پاس لائے۔ ابو یزید نے اس کے سر کو نیزہ پر رکھ کر قیروان میں گشت کرایا اور فتحیابی کے قاصد اپنے تمام مقبوضہ شہروں میں بھیجے۔ میسور کا لشکر بحال پریشان بھاگ کر قائم بامر اللہ کے پاس مہدیہ پہنچا۔ قائم بامر اللہ نے بہ نظر انجام بینی قلعہ بندی اور خندق کھدوانے کا حکم دیا اور ابو یزید اس کامیابی کے بعد دوبارہ دس روز تک میسور ہی کے کیمپ میں ٹھہرایا ہوا اطراف و جوانب قیروان میں شب خون مارنے کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ جو وقتاً فوقتاً مالِ غنیمت لے کر واپس آتی تھیں۔ وسوسہ بھی انہی فوجوں کے ہاتھ فتح ہوا۔ غرض بلادِ افریقیہ کو ابو یزید نے الٹ پلٹ کر رکھ دیا۔ جس سے ایک عظیم تغیر پیدا ہو گیا اور ہزارہا خاندان نیست و نابود ہو گئے۔ بڑی بڑی بستیوں میں الو بولنے لگا۔ ایک عالم جلاوطن ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ جس کا کثیر حصہ بھوک اور پیاس کی شدت سے افریقہ کے ریگستان کی نذر ہو گیا۔ باقی ماندہ بھوکے پیاسے اور برہنہ مہدیہ پہنچے قائم بامر اللہ کا دل ان لوگوں کو دیکھ کر بھر آیا رؤسا کتامہ، قبائل بربر اور زیری بن مناد بادشاہ ضہاجہ کو امداد و اعانت کی غرض سے بلا بھیجا۔

مہدیہ پر فوج کشی: چنانچہ یہ لوگ مہدیہ کو ابو یزید کے پنجہ غضب سے بچانے کو روانہ ہوئے اتفاق سے اس کی اطلاع ابو یزید کو ہو گئی۔ فوراً فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور مہدیہ سے سات کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر پڑاؤ کیا اور اطراف و جوانب مہدیہ میں چھوٹی چھوٹی فوجیں شب خون مارنے کی غرض سے پھیلا دیں جاسوسوں نے کتامہ تک یہ خبر پہنچا دی کہ ابو یزید کا لشکر شب خون مارنے کی غرض سے ادھر اُدھر پھیل گیا ہے چنانچہ کتامہ نے آخر ماہ جمادی الاوّل ۳۳۳ھ میں ابو یزید پر حملہ کر دیا۔ ابو یزید نے اپنے بیٹے فضل کو کتامہ کے مقابلہ پر متعین کیا۔ جو قیروان سے ایک تازہ دم فوج لے کر اپنے باپ کی کمک کو آیا ہوا تھا۔ فضل کی روانگی کے بعد خود بھی سوار ہو کر میدانِ جنگ کی طرف چلا کتامہ کی فوج بلا جدال و قتال بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو یزید مہدیہ کے دروازے تک تعاقب کرتا چلا گیا اور جب وہ ہاتھ نہ آئی تو واپس آیا۔ چند دن کے بعد مہدیہ پر پھر حملہ کیا اور خندق تک حملہ کرتا ہوا پہنچ گیا۔ خندق کے اوپر عبیدیوں کا گروہ مقابلے کی غرض سے موجود تھا۔ تھوڑی دیر تک لڑائی ہوتی رہی بالآخر عبیدیوں کو شکست ہوئی اور ابو یزید خندق کو عبور کر کے شہر پناہ کی دیوار تک پہنچ گیا۔ شہر سے صرف ایک پتھر کا فاصلہ باقی رہ گیا تھا دوسری جانب بربری جان توڑ کر لڑ رہے تھے اور کتامہ کی فوجیں حملہ پر حملہ کر رہی تھیں آخرکار بربریوں کو شکست ہوئی۔

بابِ مہدیہ پر حملہ: ابو یزید کو اس کی اطلاع ہوئی بے حد ملول ہوا مگر پھر اس نے ہوش وحواس درست کر کے باب مہدیہ پر حملہ کیا۔ زیری بن مناد اور کتامہ کی فوجوں نے پس پشت سے حملہ کیا۔ تمام دن لڑائی ہوتی رہی۔ ابو یزید بڑی جدوجہد سے

جان بچا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ دیکھا کہ عبیدی جیسا کہ پیشتر لڑتے تھے اب بھی لڑ رہے ہیں۔ لیکن ابو یزید کے آنے سے اس کے ہمراہیوں کی قوت بڑھ گئی ہے۔ مجموعی قوت سے سب کے سب عبیدیوں پر ٹوٹ پڑے۔ عبیدیوں کے پاؤں اکھڑ گئے۔ شکست کھا کر بھاگے ابو یزید بھی مصلحتاً کسی قدر پیچھے ہٹ آیا اور اپنے لشکر گاہ کے اردگرد خندق کھدوائی۔ بربر' نفوسہ' زاب اور ملک مغرب کے لوگ آ آ کر اس کے پاس جمع ہو گئے آخر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں مہدیہ پر پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی ایک شبانہ روز مسلسل لڑائی جاری رہی۔ مگر اسے کسی قسم کی کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ بے نیل و مرام واپس آیا گورنر قیروان سے فوج طلب کر کے سہ بارہ آخر ماہ رجب سنہ مذکور میں مہدیہ پر چڑھائی کی اور پھر شکست کھا کر واپس ہوا۔ اس معرکہ میں اس کے ہمراہیوں کا کثیر حصہ کام آ گیا۔

مہدیہ کا محاصرہ: اس کے بعد چوتھی بار آخر ماہ شوال سنہ مذکور میں پھر ابو یزید حملہ آور ہوا اور ناکامی کے ساتھ اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ اس مرتبہ کی واپسی کے بعد محاصرہ میں شدت سے کام لینے لگا۔ اہل مہدیہ کو بے حد مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ غلہ ختم ہو گیا۔ بھوک کی شدت سے لوگوں نے مردوں اور جانوروں کو کھانا شروع کر دیا۔ عوام الناس پریشان ہو کر اِدھر اُدھر نکل گئے۔ صرف فوج باقی رہ گئی۔ قائم بامر اللہ نے غلہ کے گھٹوں کو کھول کر لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اس غلہ کو عبیداللہ مہدی نے وقت ضرورت کے لئے جمع کر رکھا تھا۔ ان واقعات کے بعد کتامہ نے جمع ہو کر قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کی ابو یزید نے یہ خبر پا کر ایک فوج ان کے منتشر کرنے کو بھیج دی۔ چنانچہ کتامہ شکست کھا کر منتشر ہو گئے۔

ابو یزید کی مراجعت: ابو یزید نے بربریوں کو ہر مقامات سے طلب کر کے ایک جگہ پر جمع کر کے سوسہ کے محاصرہ کا حکم دیا اور چاروں طرف سے اسے گھیر کر باہر کی آمد و رفت مسدود کر دی ابھی کوئی آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ بربریوں نے اس وجہ سے کہ ابو یزید علانیہ محرمات شرعیہ کو جائز اور منہیات اور منکرات کا ارتکاب کرتا تھا۔ بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر اپنے شہروں کا راستہ لیا۔ مجبوراً ابو یزید بھی ۳۳۴ھ میں قیروان کی جانب ہٹا۔ اہل مہدیہ کو موقع مل گیا۔ جی کھول کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹا اور ہر طرف سے بربریوں پر غارت گری اور قتل عام کی بارش ہونے لگی۔ سرزمین افریقہ میں کوئی ایسا مقام نہ تھا جہاں پر کہ بربریوں پر ہاتھ صاف نہ کیا گیا ہو۔

اہل قیروان کی بغاوت: اہل قیروان میں بھی اس سے ایک جوش پیدا ہو گیا۔ انہوں نے بھی ان کی مخالفت پر کمر باندھ لی اور ابو یزید کی اطاعت سے منحرف ہو کر قائم بامر اللہ کے علم حکومت کے نیچے آ گئے۔ اتنے میں مسیلہ سے علی بن حمدون ایک فوج لے کر آ پہنچا۔ ایوب بن یزید نے اس پر شب خون مارا علی بن حمدون اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ تونس میں جا کر دم لیا۔ اس کے بعد قائم بامر اللہ کی فوجیں آ گئیں کئی مرتبہ ایوب سے مڈبھیڑ ہوئی آخر کار ایوب ربیع الاول ۳۳۴ھ میں شکست اٹھا کر قیروان کی جانب چلا آیا اور اپنی حالت درست کر کے ایک فوج علی بن حمدون سے جنگ کرنے کو بلطیہ روانہ کی۔ مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ ایوب کی فوج نے اہل بلطیہ کی سازش سے شہر پر قبضہ کر لیا اور علی بن حمدون بھاگ کر کتامہ کے ملک میں چلا گیا۔ کتامہ' نفزہ اور مزاتہ نے جمع ہو کر اس شکست پر نوحہ خوانی کی اور پھر اپنی حالت درست کر کے قسطنطنیہ میں لشکر آرائی کرنے لگے۔

قائم بامر اللہ کی وفات: علی بن حمدون نے اسی فوج کے ایک حصہ کو ایک کارآزمودہ سردار کی افسری میں ہوارہ روانہ کیا۔ اہل ہوارہ مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں ابو یزید نے بھی ان کی امداد کی مگر ناکامی کے سوا کامیابی حاصل نہ ہوئی علی بن حمدون نے شہر پنجسبت اور باغایہ میں اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابو یزید کو اس سے سخت صدمہ ہوا۔ ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور میں فوجیں آراستہ کر کے سوسہ پر چڑھائی کی۔ قائم بامر اللہ کا لشکر اس وقت سوسہ میں مقیم تھا۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ اسی اثناء میں قائم بامر اللہ بحالت محاصرہ ابو یزید اپنے جسم خاکی کے قلعہ کا محاصرہ اٹھا کر راہی ملک عدم ہوا۔

ابو طاہر اسماعیل المنصور باللہ کی تخت نشینی: قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن عبید اللہ مہدی والیٔ افریقہ اپنے بیٹے اسماعیل کو اپنا ولی عہد بنا کر انتقال کر گیا۔ اس کے انتقال کے بعد اسماعیل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اور اپنے کو المنصور کے لقب سے ملقب کیا۔ چونکہ انہی دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ اس وجہ سے بہ نظر مصلحت و دور اندیشی اپنے باپ کے واقعہ موت کو چھپایا اور نہ اپنے کو خلیفہ کے لقب سے ملقب کیا اور نہ سکہ اور خطبہ کو تبدیل کیا حتیٰ کہ ابو یزید کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابو یزید کی پسپائی: آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں کہ جس وقت قائم بامر اللہ نے وفات پائی تھی ان دنوں ابو یزید سوسہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور اہل سوسہ سے لڑائی جھڑی ہوئی تھی پس جب اسماعیل منصور نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی پہلا کام جو اس نے کیا وہ یہ تھا جہازوں کے چند بیڑے مہدیہ سے سوسہ روانہ کئے جن پر سامان جنگ' فوجیں اور غلہ بھرا ہوا تھا۔ اسی بیڑے کا سردار رشیق کاتب اور یعقوب بن اسحاق تھا۔ اس بیڑے کی روانگی کے بعد خود بھی تھوڑی سی فوج لے کر روانہ ہوا مگر اثناء راہ سے مشیروں اور ارا کین دولت کے مشورہ سے واپس آیا۔ اتنے میں اس کے جہازوں کا بیڑا سوسہ کے ساحل پر جا لگا۔ ابو یزید نے یہ خبر پا کر جہازوں کے بیڑے سے مزاحمت کی۔ فوجیں خشکی پر اتر پڑیں اور سوسہ کے لشکر کے ساتھ ہو کر ابو یزید سے لڑنے لگیں۔ ابو یزید شکست کھا کر بھاگا اس کی لشکر گاہ لوٹ لی گئی اور جلا کر خاک و سیاہ کر دی گئی۔ ابو یزید اس معرکہ سے جان بچا کر بہ حال پریشان قیروان پہنچا۔ اہل قیروان نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس پر طرہ یہ ہوا کہ ابو یزید کے گورنر کو بھی مار کر نکال دیا پس یہ بھی قیروان سے نکل کر ابو یزید کے پاس چلا آیا۔ دونوں ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے اور اپنی ناکامی پر افسوس کرتے ہوئے سبیبہ کو روانہ ہو گئے یہ واقعہ اواخر ماہ شوال ۳۳۴ھ کا ہے۔

منصور اور ابو یزید کی جھڑپیں: اس کے بعد منصور قیروان کی طرف آیا اور اہل قیروان کو امان دی اور اپنے دامانِ عاطفت سے ان کے آنسو پونچھے' ابو یزید کے لڑکے اور عورتیں اس وقت قیروان ہی میں تھیں۔ منصور نے اپنی بے نظیر فیاضی و مردانگی سے ان کی حفاظت و نگرانی کی اور ان کے گزران کے لئے وظائف مقرر کئے اور ایک دستہ فوج کو ابو یزید کے حالات دریافت کرنے کی غرض سے مامور کیا۔ اتفاق سے ابو یزید نے بھی منصور کے انکشاف حالات کے لئے ایک مختصر سی فوج متعین کی تھی۔ دونوں فوجوں کی ایک مقام پر مڈبھیڑ ہو گئی اور باہم دو دو ہاتھ چل گئے۔ اس واقعہ میں منصور کی فوج کو شکست ہو گئی اس سے ابو یزید کے حوصلے بڑھ گئے اور اس کی جمعیت دو چند سہ چند ہو گئی۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب و مسلح کر کے جنگ کرنے کو پھر قیروان کی طرف بڑھا۔ منصور نے بھی یہ خبر پا کر تیاری شروع کر دی اپنے لشکر گاہ کے ارد گرد خندقیں کھدوائیں۔ دمدمے

باندھے‘ مورچے قائم کئے پہلی لڑائی میں منصور کو فتح حاصل ہوئی۔ مگر دوسرے دن اس کی فوج شکست کھا کر بھا گی۔ مگر اس کے باوجود منصور کمال مردانگی سے میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس کی رکاب کی فوج جو ابھی میدان جنگ سے بھاگ گئی تھی۔ مہدیہ اور سوسہ کے دوسرے راستوں سے مڑ کر پھر میدان کارزار میں آ گئی اور جی توڑ کر لڑنے لگی ابو یزید اس امر کا احساس کر کے اواخر ذیقعدہ ۳۳۴ھ میں لڑائی کو ناتمام چھوڑ کر چلا گیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد پھر واپس آ کر لڑنے لگا۔ اسی طریقہ سے ایک مدت تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا کبھی منصور غالب آ جاتا تھا ابو یزید کو فتح حاصل ہو جاتی تھی۔ سلسلہ جنگ قائم رہنے کی وجہ سے امن وامان کا نام معدوم ہو گیا۔ مہدیہ اور سوسہ کے راستے بند تھے۔

ابو یزید کی پسپائی: اسی اثناء میں ابو یزید نے منصور کے پاس اپنے اہل وعیال کی طلبی کی غرض سے قاصد روانہ کیا۔ منصور نے ابو یزید سے مصالحت اور واپس چلے جانے کی قسم لے کر اس کے اہل وعیال کو اس کے پاس بھیج دیا۔ مگر ابو یزید نے اس کے خلاف کیا جس وقت اس کے اہل وعیال اس کے پاس آ گئے۔ اپنے قول واقرار اور عہد وپیمان کو بھلا دیا اور بہ نسبت سابق زیادہ سختی سے لڑنے لگا۔ ۵ محرم ۳۳۵ھ تک سلسلہ جنگ قائم رہا ۶ محرم کو منصور کو شکست ہوئی۔ تب منصور نے ۱۵ محرم ۳۳۵ھ میں اپنے ہمراہیوں کو جمع کر کے ایک پرجوش تقریر کی اور ان کو دوبارہ مرتب کر کے بہ قصد جنگ میدان جنگ کی طرف آیا۔ بربری فوج اس کے میمنہ میں تھی۔ کتامہ میسرہ میں تھے۔ منصور بذاتہ اپنے ہمراہیوں کے قلب فوج میں تھا۔ ابو یزید نے پہلا حملہ اس کے میمنہ پر کیا اور اسے شکست دے کر قلب کی طرف بڑھا جہاں پر کہ منصور اپنے اراکین دولت کے ساتھ موجود تھا۔ بہت بڑی اور سخت خونریزی لڑائی ہوئی۔ منصور نے اپنی فوج کو ایک جگہ پر جمع کر کے مجموعی قوت سے ابو یزید پر حملہ کیا۔ جس سے ابو یزید کے قدم میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ مال واسباب اور آلاتِ حرب تک نہ لے جا سکا اس کے ساتھیوں کی ایک بڑی جماعت اس معرکہ میں کام آئی۔ مقتولوں کے سر جو قیروان کے لڑکوں کے ہاتھ میں اس وقت نظر آتے تھے۔ ان کی تعداد دس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔

ابو یزید کا تعاقب: ابو یزید شکست کھا کر باغایہ کی طرف گیا۔ اہل باغایہ نے شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ جھلا کر شہر کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر منصور تک پہنچی ماہ ربیع الاول ۳۳۵ھ میں مہدیہ میں مرام صقلبی کو مقرر کر کے ابو یزید کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ ابو یزید نے اس سے مطلع ہو کر دوسرے قلعہ کا قصد کیا منصور نے پھر تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ غرض ان دونوں حریفوں میں اسی طور سے لڑائی جاری تھی۔ کہ جہاں پر ابو یزید نے کسی طور کا قصد کیا۔ منصور نے فوج کو تعاقب کا حکم دے دیا۔ یہاں تک کہ منصور ابو یزید کا تعاقب کرتے ہوا طبنہ میں وارد ہوا۔ یہاں پر ابو یزید کے اراکین دولت میں سے محمد بن خزر امیر معزادہ کا قاصد منصور کی خدمت میں پیام مصالحت اور امان لے کر حاضر ہوا۔ منصور نے اسے امان دی اور ابو یزید کی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس وقت ابو یزید بنو برزال کے پاس پہنچ گیا تھا یہ لوگ فرقہ نکاریہ سے تھے۔ مگر یہ خبر پا کر کہ منصور میرے تعاقب میں ہے۔ بنو برزال سے رخصت ہو کر ریگستان کا راستہ لیا۔ تھوڑی دور چل کر اطرفف عمرت کی جانب معاودت کی اتفاق یہ کہ منصور سے دو چار ہو گیا۔ دونوں حریفوں میں پھر چھڑ گئی۔ ابو یزید شکست کھا کر کوہ سالات کی طرف بھاگا اور منصور اپنے حریف کو انہی گھاٹیوں میں ڈھونڈھ رہا تھا۔ اس تگ ودو اور دار وگیر میں دونوں حریفوں کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا۔ بھوک اور پیاس کی تکلیفیں اٹھائیں۔ راستوں کی دشواری اور تنگی کی بھی دقتیں

پیش آئیں۔

ابو یزید شکست وفرار: ابو یزید یہ خیال کر کے کہ سوائے اس درہ کے جو بلاد سودان تک چلا گیا ہے کوئی مقام پناہ کا نظر نہیں آتا فوراً اس درہ میں داخل ہو گیا۔ منصور راستہ کی ناواقفیت کی وجہ سے رک رہا اور بہ مجبوری غمرت کی جانب مراجعت کی جو بلاد ضہاجہ کا ایک صوبہ تھا۔ یہاں پر زیری بن مناد امیر ضہاجہ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) حاضر ہوا۔ منصور نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی حیثیت کے مطابق اسے صلہ عنایت کی اس کے بعد محمد بن خزار کا خط آیا جس میں ابو یزید کے جائے قیام کا مفصل حال لکھا ہوا تھا۔ مگر منصور اس وجہ سے کہ ایک اتفاقیہ علالت میں مبتلا ہو گیا۔ اس خط پر اپنی توجہ مبذول نہ کر سکا اور ابو یزید اپنی فوج اور مالی حالت درست کر کے مسیلہ کی جانب بہ قصد محاصرہ واپس آیا اور اس کا محاصرہ بھی کر لیا۔ پس جس وقت منصور کو صحت حاصل ہوگئی۔ تو یکم رجب ۳۳۵ھ کو بہ قصد ابو یزید کوچ کیا ابو یزید نے یہ خبر پا کر مسیلہ چھوڑ دیا اور بہ ارادہ سودان اسی درہ کی طرف روانہ ہوا جسے اس نے اپنا ٹھکانہ بنایا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں سے بنو کملان نے اس ارادے کی مخالفت کی۔ مجبوراً ان کی رائے کے مطابق جبال کتامہ اور عجیسہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور وہیں قلعہ بند ہو گیا۔ اتنے میں منصور آ پہنچا اور سامنے کے میدان میں اپنے مورچے قائم کیے۔ شعبان ۳۳۵ھ کو ابو یزید نے لڑائی چھیڑ دی۔ فریقین جی توڑ کر لڑ رہے تھے۔ آخر کار ابو یزید کو شکست ہوئی اس کا سارا لشکر بے ترتیبی کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ حریف مقابل کے کسی سوار نے اثناء دار و گیر میں لپک کر ابو یزید کو ایک نیزہ مارا جوں ہی منہ کے بل گرا۔ ہمراہیوں میں سے کسی نے دوڑ کر سنبھال لیا۔ جس سے جان بچ گئی وہ میدان سے بھاگ گیا۔ اس معرکہ میں دس ہزار فوج کام آ گئی۔

کتامہ کا محاصرہ: خاتمہ جنگ کے بعد یکم رمضان سنہ مذکور کو منصور نے ابو یزید کے تعاقب کے قصد سے کوچ کیا۔ شکست خوردہ گروہ تنگی راہ کی وجہ سے نہ بھاگ سکتا تھا اور نہ فتحمند فوج ان پر حملہ کر سکتی تھی۔ دونوں فریق کی جان کشمکش میں پڑی ہوئی تھی۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو رہا تھا۔ مگر بایں ہمہ کچھ نہ کچھ چھیڑ چھاڑ ہوتی جاتی تھی۔ بالآخر ابو یزید اس روزانہ جنگ سے گھبرا کر اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھ گیا اور اوپر سے جنگ باری کرنے لگا منصور نے بہت بڑی جدوجہد سے اپنی فوج کو بھی انہیں پہاڑوں کی چوٹیوں پر چڑھا دیا۔ دست بدست لڑائی ہونے لگی۔ بہت بڑی جنگ ہوئی۔ تمام دن اور نصف شب تک ہنگامہ کارزار گرم رہا۔ جب رات کی تاریکی نے دونوں حریفوں کو جنگ کرنے سے روک دیا۔ تو ابو یزید صبح ہونے سے پیشتر میدان جنگ چھوڑ کر قلعہ کتامہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا۔ اہل ہوارہ جو اس کے ہمراہ تھے۔ ان لوگوں سے تنگ آ کر منصور سے امان کی درخواست کی۔ منصور نے ان کی درخواست کو منظوری کی عزت دی۔ اس کے بعد اپنی فوج کو مرتب کر کے کتامہ پر دھاوا کیا اور پہنچتے ہی اس کو گھیر کر رسد و غلہ کی آمد بند کر دی گئی۔ زمانہ محاصرے میں ہر روز لڑائی ہوتی رہی۔ حتیٰ کہ منصور نے بزور تیغ اسے فتح کر لیا اور مکانات میں آگ لگا دی۔ ابو یزید کے ہمراہیوں پر فتح مند گروہ چاروں طرف اپنے ہاتھ صاف کر رہا تھا۔ خونریزی اور غارت گری کی کوئی حد نہ تھی۔ جس طرف آنکھ اٹھتی تھی۔ مقتولوں ہی کی لاشیں خاک و خون میں تڑپتی نظر آتی تھیں۔

ابو یزید کا انجام: ابو یزید کے اہل و عیال نے محل کے دروازے بند کر لئے تھے۔ رات ہو گئی تھی کچھ سجھائی نہ پڑتا تھا۔

منصور کے حکم سے محل کے صحن میں آگ روشن کر دی گئی۔ روشنی کی وجہ سے کسی کو بھاگنے کا موقع نہ ملا۔ یہاں تک کہ سفیدۂ صبح نمودار ہوا ابو یزید کے لڑکوں نے جمع ہو کر ایسا سخت حملہ منصور کے لشکر پر کیا کہ جس سے اس کے پاؤں اکھڑ گئے۔ منصور نے اپنے سپہ سالاروں کو للکار کر مجموعی قوت سے حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی شمشیر بکف حملہ آور ہوا فوج کے دل اس سے بڑھ گئے شیر کی طرح بکریوں کے گلہ میں گھس پڑے منصور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا ابو یزید اس ہنگامہ میں نکل نہ جائے فوراً حکم صادر کیا کہ ابو یزید کو دیکھو کہاں ہے ڈھونڈ لاؤ ابو یزید زخمی ہو گیا تھا۔ تین شخص اس کے ہمراہیوں سے اٹھائے لئے جاتے تھے۔ مگر داروگیر کے خوف سے سنبھال نہ سکے۔ ابو یزید گر پڑا۔ ان لوگوں نے اٹھانے کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ فتحمند گروہ منصور کے پاس اٹھا لایا۔ منصور نے اپنے دشمن کو ایسی ذلیل حالت میں دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور لشکریوں کو قتل و غارت سے روک دیا۔ آخری محرم ۳۳۶ھ تک اسی مقام پر ٹھہرا رہا۔ ابو یزید کا صدمۂ زخم سے انتقال ہو گیا۔ منصور نے حکم دیا کہ اس کی کھال کھینچ کر بھوسہ بھر دو اور ایک قفس میں اسے دو بندروں کے ساتھ بند کر دو کہ وہ اس سے کھیلتے رہیں چنانچہ اس کی اسی وقت تعمیل کر دی گئی۔

فضل بن ابو یزید: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے قیروان اور مہدیہ کی جانب مراجعت کی۔ ابو یزید کا بیٹا فضل نامی سعید بن خزر کے پاس چلا گیا اور اسے منصور کی مخالفت پر آمادہ کر کے طبنہ و بسکرہ پر چڑھائی کر دی۔ منصور یہ خبر پا کر قیروان سے رخ موڑ کر فضل و سعید کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا سعید نے ایک خفیف جنگ کے بعد بھاگ کر بلاد کتامہ کا راستہ لیا۔ منصور نے ایک فوج کو اپنے خادموں شفیع اور قیصر کی افسری میں اس کے تعاقب پر مامور کیا۔ زیری بن مناد بھی ضھاجہ کی فوج کے ساتھ اس مہم میں شریک تھا۔ فضل و سعید کے چھکے چھوٹ گئے۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان کی ساری جمعیت تتر بتر ہو گئی۔ منصور مظفر و منصور قیروان کی طرف لوٹ آیا اور باطمینان تمام شہر میں داخل ہوا۔

حمید بن بصلین کی بغاوت: ان واقعات کے بعد حمید بن بصلین والی مغرب' دولت شیعہ عبیدیہ سے انحراف و روگردانی کر کے خلافت امویہ کا مطیع ہو گیا اور فوجیں آراستہ کر کے تاہرت پر حملہ کر دیا۔ منصور نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ماہ صفر ۳۳۶ھ میں حمید کی سرکوبی کی غرض سے کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ باز ارحمزہ میں پہنچا اور فوج کے فراہم کرنے کے خیال سے پڑاؤ کیا۔ زیری بن مناد نے نہایت عجلت اور تیزی سے ضھاجہ کی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے منصور کے حضور میں پیش کیا۔ منصور ان سب کو متعدد حصوں پر تقسیم کر کے تاہرت کی طرف بڑھا۔ حمید کو اس کی خبر لگ گئی۔ محاصرہ اٹھا کر چلا گیا۔ منصور نے یعلی بن محمد یفرنی کو تاہرت کی سند حکومت عطا کی اور زیری بن مناد کو اس کی قوم کی اور نیز اس کے تمام بلاد کی حکومت مرحمت کر کے بہ غرض جنگ لواتہ کوچ کیا۔ لواتہ یہ خبر پا کر ریگستان افریقہ میں چلے گئے اور منصور وادی میناس میں ٹھہرا رہا۔ وادی میناس میں تین پہاڑیاں تھیں اور ہر پہاڑی پر ایک ایک محل تراشے ہوئے پتھر کا بنا ہوا تھا۔ ان میں سے ایک محل کے دروازے پر پتھر پر کچھ لکھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے مترجم کو اس کے پڑھنے کا حکم دیا۔ مترجم نے گزارش کی کہ اس میں لکھا ہے ''میں ہوں سلیمان سردغوس'' اس شہر کے باشندوں نے بادشاہ وقت سے بغاوت کی تھی۔ بادشاہ نے مجھے ان کی سرکوبی پر متعین فرمایا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کی امداد سے میں نے باغیوں کو زیر کیا اور اس فتح یابی کی یادگار میں نے یہ عمارات بنوائیں۔ ابن الرفیق نے اس حکایت کو اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔

فضل بن ابو یزید کا خاتمہ: اس مہم سے فارغ ہو کر منصور نے زیری بن مناد کو خلعت سے سرفراز فرما کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۳۶ھ میں داخل منصوریہ ہوا۔ یہاں پر پہنچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ فضل بن ابو یزید کوہ اوراس کی طرف آیا ہے اور بربریوں کو حکومت کی مخالفت پر ابھار رہا ہے۔ منصور نے اپنی فوج کو تیار کر کے فضل کی سرکوبی کو نکلا۔ فضل کو اس کی خبر ہوئی۔ کوہ اوراس سے نکل کر ریگستان میں چلا گیا۔ منصور نے بھی بمجبوری قیروان کی طرف مراجعت کی اور پھر قیروان سے مہدیہ چلا آیا۔ فضل کو موقع مل گیا۔ ریگستان سے مڑ کر باغایہ چلا گیا اور اس پر محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ میں باطیط نامی ایک شخص نے اس کے ہمراہیوں میں سے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر منصور کے پاس بھیج دیا۔ ۳۳۹ھ میں منصور نے خلیل بن اسحاق کو معزول کر کے حسین بن علی بن ابوالحسین کو صوبہ صقلیہ کی گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ حسین استقلال کے ساتھ اپنی حکومت کی صقلیہ میں بنا ڈالی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک زمانہ تک صقلیہ میں حکومت قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم بیان کریں گے۔

فرانس پر فوج کشی: اس کے بعد منصور تک یہ خبر پہنچی کہ بادشاہ فرانس بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کرنے والا ہے۔ یہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا۔ اسی وقت اپنے جہازوں کے بیڑے کو تیاری کا حکم دیا اور فوج و سامان جنگ سے اس کو پر کر کے اپنے خادم فرج صقلی کی ماتحتی میں بلاد مقبوضہ فرانس کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ فوجیں آراستہ کر کے جہازوں کے شاہی بیڑے کے ساتھ تم بھی فرانس کے شہروں پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہو۔ فرج اور حسین نے دریا کو ساحل مقبوضہ فرانس کی طرف عبور کر کے قلوریہ پر پہنچ لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا رجاء بادشاہ فرانس یہ سن کر ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں عساکر اسلامیہ نے رجاء کو شکست فاش دے دی۔ ان کو ایسی فتح نصیب ہوئی جس کی نظیر و مثال ڈھونڈنے سے بھی نہیں مل سکتی۔ یہ واقعہ ۳۴۰ھ کا ہے۔ مگر اس فتح کے بعد اسلامی لشکر کی مہدیہ کی طرف واپسی مال غنیمت کے ساتھ ۳۴۲ھ میں ہوئی۔

سعید بن خزر کا قتل: سعید بن خزر فضل بن ابو یزید کی سازش سے برابر حکومت کی مخالفت کرتا رہا اور دولت منصوریہ کے اراکین اسے ڈھونڈتے ہی رہے۔ یہاں تک کہ کسی لڑائی میں اپنے بیٹے کے ساتھ گرفتار ہو گیا اور پابہ زنجیر منصور کے پاس بھیج دیا گیا۔ منصور نے ۳۴۱ھ میں بازار منصوریہ میں تشہیر کی غرض سے ان دونوں کو گشت کرا کے قتل کروا دیا۔

منصور کی وفات: آخری ماہ رمضان المبارک ۳۴۱ھ میں منصور نے اپنی حکومت کے سات سال پورے کر کے انتقال کیا۔ چونکہ بارش اور برف میں اسے سفر کرنا پڑا تھا اور اس وجہ سے دوران خون طبعی حالت پر نہ ہوتا تھا۔ اس خیال سے کہ دوران خون طبعی حالت پر ہونے لگے۔ حمام کرنے کو گیا اس سے حرارت بڑھ گئی ایک ماہ تک تپ میں مبتلا رہا۔ آخر کار اسی علالت میں جاں بحق ہو گیا۔ اس کا مشیر طبی اسحاق بن سلیمان اسرائیلی تھا اس نے منصور کو حمام کرنے سے منع کیا تھا۔ مگر منصور نے کوئی بات نہ سنی۔ آخر یہی اس کی موت کا سبب بنا۔

باب : ۸

ابو تمیم معد المعز الدین اللہ ۳۴۱ھ تا ۳۶۵ھ

تخت نشینی: منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معد تخت حکومت پر متمکن ہوا ''المعز الدین للہ'' کا لقب اختیار کیا اور استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت وسلطنت کی بنا ڈالی ۳۴۲ھ میں کوہ اوراس پر فوج کشی کی اور پُر زور حملوں سے اہل کوہ اوراس کو تنگ کرنے لگا۔ چنانچہ بنو کملان اور اہل ہوارہ سے ملیلہ نے امان کی درخواست کی اور بعد حصول امان معز الدین کے حکومت کے سائے میں آ کر پناہ گزیں ہو گئے۔ معز بھی ان کے لوگوں کے ساتھ بعزت واحترام پیش آیا جائزے اور انعامات دیئے۔ اس کے بعد محمد بن خزر نے اپنے بھائی سعید کے مارے جانے کے بعد امان کی درخواست پیش کی۔ معز نے اسے بھی امان دے دی اور قیروان کی جانب مراجعت کی۔

معز کی حکمت عملی: معز نے روانگی کے بعد اپنے خادم خاص قیصر کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑا اور باغایہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس نے فوجوں کو آراستہ ومرتب کر کے قرب و جوار کے شہروں پر حملہ کر دیا اور جن بربریوں نے اس وقت تک حکومت معز کی اطاعت قبول نہ کی تھی۔ ان میں سے کسی کو بزور تیغ اور کسی کو بہ حکمت وتالیف قلوب مطیع بنا کر قیروان کی طرف واپس ہوا۔ معز نے قیصر اور ان بربریوں کو جنہوں نے حکومت کے آگے سر تسلیم خم کر دیئے تھے۔ انعامات دیئے' جاگیریں دیں۔ صلے مرحمت کئے اسی زمانے میں محمد بن خزر والی مغراوہ وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوا۔ معز نے نہایت عزت و احترام سے ملاقات کی اور اپنے خاص محل سرا میں ٹھہرایا۔ اس وقت سے محمد بن خزر قیروان ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۳۴۸ھ میں وفات پائی۔ ۳۴۳ھ میں معز نے زیری بن مناد امیر ضہاجہ کو بلایا۔ تھوڑے دن بعد' زیری بن مناد مقام استیر سے حاضر ہوا۔ معز نے اسے بھی انعامات اور صلے مرحمت فرما کر اس کے صوبہ کی طرف واپس کر دیا۔

بحری جنگیں: ۳۴۴ھ میں حسین بن علی گورنر صقلیہ کو لکھ بھیجا کہ تم اپنے جنگی جہازوں کا بیڑا تیار کر کے ساحل مریہ بلاد اندلس پر حملہ کر دو چنانچہ حسین نے اس کی تعمیل کی اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ اسی بناء پر ناصر والیٔ اندلس نے اپنے جنگی جہازوں کے بیڑے کو اپنے خادم غالب کی ماتحتی میں سواحل افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ معز کی فوج نے اندلسی فوج کو خشکی پر اترنے نہ دیا اور نہایت ناکامی کے ساتھ والیٔ اندلس کے جہازوں کے بیڑوں کو واپس کر دیا۔ اسکے بعد ۳۴۷ھ میں پھر اندلسی فوجیں سواحل افریقہ پر چڑھ آئیں۔ ستر جنگی جہازوں کا بیڑا تھا۔ اس مرتبہ اندلسی فوج نے خزر کے دار الحکومت کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ بلاد ساحلیہ کو غارت گری اور قتل سے بے حد پامال کیا سوسہ اور طبریہ بھی انہی کے ہاتھوں تاخت و تاراج

ہوا معز نے اس امر کا احساس کر کے نہایت مستعدی سے اندلسی فوج کے بڑھتے ہوئے سیلاب کی روک تھام کی۔ جس سے اندلسی فوجیں منہ کی کھا کر لوٹ گئیں اور معز کی حکومت و سلطنت کا تمام بلاد افریقہ اور مغرب میں سکہ چلنے لگا اور اس کا دائرہ حکومت کافی طور سے وسیع ہو گیا۔ صوبہ ایفکان اور تاہرت کی گورنری پر یعلی بن محمد یفرنی مامور تھا۔ صوبہ اشیر کی حکومت پر زیری بن مناد ضہاجی مسیلہ کے صوبے پر جعفر بن علی اندلسی باغایہ کے صوبہ پر قیصر صقلی فاس کی حکومت پر احمد بن بکر بن ابی سہل خدامی اور سلجماسہ کی گورنری پر محمد بن داسول مکناسی۔

ایفکان کا تاراج: ۳۴۷ھ میں معز تک یہ خبر پہنچی کہ یعلی بن محمد یفرنی نے سلاطین امویہ سے جو دریا کے پرلی جانب حکومت کر رہے تھے۔ سازش کر لی ہے اور اہل المغرب الاقصیٰ کی حکومت کی اطاعت و فرماں برداری چھوڑ دی ہے۔ معز نے فوجوں کو مرتب کر کے جوہر صقلی کاتب (سیکرٹری) کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کی جانب روانہ کیا۔ ان دنوں یہ معز کی وزارت بھی کر رہا تھا۔ اس مہم پر اس کے ساتھ جعفر بن علی گورنر مسیلہ اور زیری بن مناد گورنر اشیر وغیرہ بھی بھیجے گئے تھے۔ یعلی بن محمد والیٔ المغرب الاوسط بھی مقابلے کی غرض سے اپنا لشکر آراستہ کر کے نکلا۔ اتفاق یہ کہ جس وقت یعلی نے ایفکان سے کوچ کیا۔ اہل صیلہ میں بد دلی پیدا ہوئی ایسا بیان کیا جاتا ہے کہ بنی یعرب نے یہ ریشہ دوانی کی تھی۔ بہر کیف یعلی گرفتار کر لیا گیا۔ اس اثناء میں جوہر بھی پہنچ گیا۔ کتامہ نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں ایفکان بات کی بات میں تاخت و تاراج کر دیا گیا۔

شاکر للہ محمد بن فتح: اسی ہنگامہ میں یعلی کا بیٹا یدو بن یعلی قید کر لیا گیا۔ جوہر اور اہل کتامہ قتل و غارت گری کرتے ہوئے فاس پہنچے اور وہاں سے لوٹ مار کرتے ہوئے سلجماسہ تک بڑھ گئے اور اسے بھی بزور تیغ لے لیا شاکر اللہ محمد بن فتح کو بھی گرفتار کر لیا جو بنی داسوں سے تھا اور ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ شاکر اللہ کی گرفتاری کے بعد اس کے چچا زاد بھائیوں میں سے ابن المعتز کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا گیا سرزمین مغرب میں خونریزی اور غارت گری کے سوا اور کوئی امر محسوس نہ ہوتا تھا۔ دریا تک قتل عام کا ہنگامہ برپا تھا۔ جس پر نمونہ حشر کا گمان ہوتا تھا۔ جوہر نے دریا پر پہنچ کر پھر فاس کی جانب مراجعت کی اور یہ خیال کر کے یہ بھی دولت شیعہ کا مخالف ہے محاصرہ کر لیا۔

محمد بن بکر اور محمد بن داسول کی گرفتاری: ان دنوں احمد بن بکر بن ابی سہل جذامی کے قبضہ اقتدار میں فاس کی زمام حکومت تھی۔ احمد نے اپنی فوجوں کو مرتب کر کے جوہر کا مقابلہ کیا اور مدتوں لڑتا رہا۔ جوہر نے اپنی کامیابی سے مایوس ہو کر محاصرہ اٹھا لیا اور سلجماسہ کی طرف کوچ کر دیا۔ محمد بن داسول مکناسی اس صوبہ پر حکمرانی کر رہا تھا۔ اس نے بھی اپنے کو ''امیر المؤمنین شاکر اللہ'' کے لقب سے ملقب کر کے اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا تھا۔ جوہر کی آمد کی خبر سن کر محمد بھاگ گیا زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ گرفتار ہو کر جوہر کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جوہر نے اسے نظر بند رکھنے کا حکم دے کر سلجماسہ سے کوچ کر دیا اور اثناء راہ میں شہروں کو فتح کرتا ہوا فاس کی جانب پھر لوٹ آیا اور ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا آخر کار زیری بن مناد کی کوششوں سے فاس بزور تیغ فتح ہو گیا۔ احمد بن بکر گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ ۳۴۸ھ کا ہے۔ احمد کی گرفتاری کے بعد عمال بنی امیہ کو سرزمین مغرب سے نکال باہر کر کے اپنی جانب سے اپنے عمال مقرر کئے صوبہ تاہرت کو زیری بن مناد کے صوبہ سے ملحق کر دیا اور مظفر و منصور فاطمین کے ساتھ قیروان کی طرف مراجعت کی۔ چند دنوں بعد احمد بن بکر اور محمد داسول کو ایک آہنی

پنجرے میں قید کئے ہوئے منصوریہ میں داخل ہوا اہل منصوریہ نے بہت بڑی خوشی منائی شہر کو چراغاں کیا۔ اس کے بعد ۳۴۹ھ میں معز کے دونوں خادموں قیصر اور مظفر کو جو اپنی عاملانہ تدابیر سے معز کے ناک کے بال ہو رہے تھے اور ہر کام کے سیاہ وسفید کرنے کے مختار تھے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

افریقیوں کی اقریطش سے جلاوطنی: جزیرہ اقریطش (کریٹ) میں حکم بن ہشام والی اندلس کی طرف سے ایک امیر رہتا تھا۔ جزیرہ اقریطش کے رہنے والے افریقہ کے باشندے تھے۔ افریقہ میں رافضیوں کا دور دورہ تھا۔ یہ لوگ ان کے ہاتھوں تنگ آ کر افریقہ سے اسکندریہ بھاگ چکے تھے اور وہیں طرح اقامت ڈال دی تھی۔ ان دنوں عبداللہ بن طاہر مصر کا گورنر تھا۔ اسے خبر لگی فوجوں کو مرتب کر کے اسکندریہ کا محاصرہ کر لیا۔ یہاں تک کہ ان نو واردوں نے امان طلب کی عبداللہ بن طاہر نے اس شرط سے انہیں امان دی کہ وہ لوگ اسکندریہ چھوڑ کر دریا عبور کر کے جزیرہ اقریطش چلے جائیں چنانچہ ان غریب مسافروں نے اسکندریہ کو خیرباد کہہ کر جزیرہ اقریطش میں جا کر قیام کیا اور اسی زمانہ سے اسے آباد کر کے وہیں رہنے لگے۔ انہی میں سے ابوحفص بلوطی نامی ایک شخص ان پر امارت کرنے لگا اور اس طریقہ سے اس کی آئندہ نسلیں اس جزیرہ کی حکمران ہوئیں۔ یہاں تک کہ ۳۵۰ھ میں عیسائیوں نے سات سو جنگی کشتیوں کا بیڑا تیار کر کے چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ہزارہا مسلمان شہید ہوئے اور بے شمار قید کر لئے گئے۔ اسی زمانے سے اس وقت تک یہ جزیرہ عیسائیوں ہی کے قبضہ میں رہا واللہ غالب علی امرہ۔

قلعہ طرمین کی فتح: ۳۵۱ھ میں والی صقلیہ نے قلعہ طرمین پر جو صقلیہ کے قلعوں میں سے ایک مشہور قلعہ تھا۔ فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا آخر کار نویں مہینے اہل قلعہ طرمین نے والی صقلیہ کے حکم سے قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ عساکر اسلامیہ نے داخل ہو کر قلعہ پر قبضہ کر لیا اور کمال اطمینان سے رہنے لگے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد نے والی صقلیہ قلعہ طرمین کا بدل دیا بجائے طرمین کے معزیہ رکھا۔ معزیہ اس مناسبت سے نام رکھا گیا تھا کہ المعز الدین اللہ شاہ افریقہ کا لقب تھا۔

قلعہ رمطہ کا محاصرہ: اس کے بعد والی صقلیہ یعنی احمد بن حسن بن علی بن ابی الحسن نے صقلیہ کے دوسرے قلعہ موسوم بہ رمطہ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی قلعہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بادشاہ قسطنطنیہ نے بحری اور بری فوجیں والی قلعہ رمطہ کی کمک پر روانہ کیں۔ والی صقلیہ نے بھی یہ خبر پا کر معز سے امدادی فوجیں طلب کیں معز نے ایک عظیم لشکر اپنے بیٹے حسن کی افسری میں روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ یہ امدادی فوج شہر میسینی پہنچی اور والی صقلیہ کے لشکر کے ساتھ مل کر قلعہ رمطہ کی جانب روانہ ہوئی۔ اس وقت اس کے محاصرہ پر حسن بن عمار نامی ایک نامور سردار تھا۔ پس تمام عساکر اسلامیہ نے ''نعرہ اللہ اکبر'' کہہ کر قلعہ پر مجموعی قوت سے حملہ کر دیا رومی فوجیں سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی رومیوں کا سردار بطریقوں کے ایک گروہ کے ساتھ مارا گیا اور رومی لشکر نہایت ابتری کے ساتھ شکست اٹھا کر بھاگ کھڑا ہوا عساکر اسلامیہ نے تعاقب کیا مگر خندق کی وجہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ مسلمانوں نے جی کھول کر ان کو پامال کیا اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

جنگ مجاذ: رومی لشکر کے پامال ہونے کے بعد عساکر اسلامیہ نے اہل رمطہ کے محاصرہ میں شدت اور سختی سے کام لینا شروع

کیا زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ غلہ وغیرہ کا ذخیرہ ختم ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ بزور تیغ قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے کچھ لوگ کشتیوں پر سوار ہو کر براہ دریا بھاگے امیر احمد بن حسن نے اپنے بیڑے کو ان کے تعاقب میں روانہ کیا۔ جو نہایت تیزی سے شکست خوردہ حریف کی کشتیوں تک پہنچ گئے۔ چند مسلمانوں جو پیراکی کے فن میں طاق تھے۔ دریا میں کود پڑے اور غوطہ لگا کر حریف مقابل کے کشتیوں میں سوراخ کر دیا۔ کشتیاں نکمی ہو گئیں۔ اہل کشتی گرفتار کر لئے گئے۔ اس خداداد کامیابی کے بعد احمد نے عساکر اسلامیہ کو بلاد روم میں پھیلا دیا۔ جنہوں نے بلاد روم کی پامالی اور غارت گری میں کوئی دقیقہ بھی فروگزاشت نہ کیا۔ یہاں تک کہ والیٔ روم نے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ یہ واقعہ ۳۵۴ھ کا ہے۔ اس لڑائی کا نام جنگ مجاذ ہے۔

مصر پر فوج کشی: اس واقعہ کے چند دنوں بعد معزالدین والیٔ افریقہ کو یہ خبر لگی کہ کافور اخشیدی کے انتقال سے مصر کی سیاسی حالت میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی ہے۔ آئے دن فتنہ وفساد اور باہمی نزاعات پیدا ہوتے رہتے ہیں۔ خلیفہ بغداد اس وجہ سے کہ بختیار بن معزالدولہ اور عضدالدولہ برادر عم زاد بختیار میں جھگڑا ہو رہا ہے۔ مصر کی اصلاح کی جانب متوجہ نہ ہو سکا۔ معز نے یہ سن کر مصر پر فوج کشی کا قصد کیا چنانچہ ۳۵۵ھ میں کتامیوں کو جمع کرنے کی غرض سے جوہر کاتب کو ملک مغرب روانہ کیا اور صوبہ برقہ میں جابجا سرراہ کنوؤں کے کھودنے کا حکم صادر فرمایا۔ فراہمی فوج کے بعد جوہر کو ایک عظیم فوج کے ساتھ مصر کی طرف بڑھنے کا حکم صادر فرمایا اور رخصت کرنے کی غرض سے خود بھی جوہر کے لشکر تک آیا۔ چند دن تک ٹھہرا ہوا جوہر اور اس کے ہمراہیوں کو مناسب ہدایات دیتا رہا۔ جوہر نے ان ہدایتوں کو اپنی نوٹ بک میں لکھ لیا اور رخصت ہو کر مصر روانہ ہوا کسی ذریعہ سے اس کی روانگی کی خبر اس فوج تک پہنچی۔ جو اس وقت مصر کی محافظت پر تھی سنتے ہی جدال وقتال کے بغیر متفرق ومنتشر ہو گئی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

فتح مصر: جوہر کوچ وقیام کرتا ہوا بلا روک ٹوک پندرہویں شعبان ۳۵۸ھ کو شہر میں داخل ہوا جامع مسجد قدیم میں معز الدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس وقت سے حکومت علویہ کا پھریرا مصر میں اڑنے لگا۔ اس کے بعد ماہ جمادی الاولیٰ ۳۵۹ھ میں جوہر نے جامع ابن طولون میں جا کر نماز ادا کی اور اذان میں فقرہ ''حی علی خیر العمل'' کے اضافہ کرنے کا حکم دیا۔ پس یہ پہلی اذان تھی جو مصر میں اس اضافہ کے ساتھ دی گئی۔ مصر کی فتح یابی اور اس کے نظم ونسق سے فراغت حاصل کرنے کے بعد جوہر نے معز کی خدمت میں تحائف اور نذرانے روانہ کئے اور نیز اراکین دولت اخشیدیہ کو بھی بھیجا۔ معز نے ان لوگوں کو معدیہ کے جیل میں ڈال دیا۔ قضاۃ اور علماء مصر کو جو بطور وفد حاضر ہوئے تھے۔ انعامات اور صلے دے کر مصر کی جانب واپس کیا اسی زمانہ سے جوہر نے قاہرہ کی تعمیر کی بنیاد ڈالی اور معز کو مصر چلے آنے کی ترغیب دینے لگا۔

حسن بن عبداللہ کی گرفتاری: مصر کے فتح ہونے اور بنو طغج کی گرفتاری پر حسن بن عبداللہ بن طغج اپنے چند سپہ سالاروں کے ساتھ مکہ معظمہ کی طرف جان بچا کر بھاگا جوہر کو اس کی اطلاع ہو گئی۔ جعفر بن فلاحی کتامی کو فوج کے ساتھ حسن کے تعاقب کا حکم دیا۔ حسن اور جعفر سے لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار جعفر نے حسن کو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے۔ گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر جوہر کے پاس بھیج دیا۔ جوہر نے ان لوگوں کو اسی حالت سے معزالدین اللہ کی خدمت میں افریقہ

روانہ کر دیا۔

رملہ وطبریہ پر قبضہ: جعفر نے اس مہم سے فارغ ہو کر رملہ کا قصد کیا اور قتل و غارت کرتا ہوا بزور شمشیر رملہ میں گھس پڑا۔ جو مقابلے پر آئے۔ انہیں تہ تیغ کیا۔ باقی ماندگان شہر کو امان دی اور ان پر خراج قائم کر کے طبریہ کا رخ کیا۔ ان دنوں طبریہ میں ابن ملہم نامی ایک شخص حکمرانی کر رہا تھا۔ چونکہ ابن ملہم پہلے ہی سے علم حکومت معز کا مطیع ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے جعفر نے اس سے کوئی تعارض نہ کیا۔ دمشق کا راستہ اختیار کیا اور لڑ کر تلوار اور نیزوں کے زور سے اس پر رعب و داب کا سکہ جمایا۔

فتح دمشق: ماہ محرم ۳۵۹ھ کے پہلے جمعہ میں معز الدین اللہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ دمشق میں شریف ابوالقاسم بن یعلی ہاشمی ایک با اثر شخص رہتا تھا۔ کثرت سے لوگ اس کے مطیع تھے۔ اس نے بازاریوں اور گنواروں کو جمع کر کے دوسرے جمعہ میں دولت علویہ کی مخالفت کا علم بلند کیا۔ سیاہ کپڑے پہنے۔ سیاہ جھنڈا بنایا اور جامع مسجد میں پھر خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جعفر سے اور اس سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر شریف ابوالقاسم کو شکست پر شکست ہونے لگی۔ مغربی فوجوں نے اہل دمشق کو پامال کرنا شروع کر دیا۔ بیچارہ شریف ابوالقاسم میدان جنگ سے رات کے وقت شہر میں بھاگ گیا۔ صبح ہوئی تو اہل شہر نے جعفری کے پاس صلح کی گفتگو کرنے کو بھیجا۔

جعفر نے تسلی و تشفی دی اہل شہر کے ساتھ حسن سلوک کا وعدہ کیا اور یہ کہہ کر شریف جعفری کو واپس کیا کہ اہل دمشق کو یہ کہہ دو کہ مجھے دم بھر کے لئے شہر میں داخل ہونے دیں۔ میں شہر دمشق کا ایک چکر لگا کر اپنے لشکر گاہ میں واپس چلا آؤں گا۔ کسی شے سے کچھ تعرض نہ کروں گا۔ اہل شہر اس دھوکے میں آ گئے۔ جعفر اپنی فوج کے ساتھ شہر میں داخل ہوا مغربی فوجیں قتل و غارت گری کرنے لگیں۔ اہل شہر کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی سب نے متفق ہو کر جعفر کی فوج پر پھر حملہ کر دیا اور اس کے بے شمار آدمیوں کو مار ڈالا خندقیں پھر کھدنے لگیں۔ قلعہ بندی کی تیاری ہونے لگی۔ شریف ابوالقاسم نے جعفر سے پھر نامہ و پیام مصالحت شروع کیا۔ خدا خدا کر کے ۱۵ ذی الحجہ ۳۵۹ھ کو فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ جعفر کا افسر پولیس شہر میں انتظام کرنے کے لئے آیا ہنگامہ فرو ہو گیا۔ بلوائیوں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے بعض کو قتل کیا اور بعض کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد محرم ۳۶۰ھ میں جعفر نے شریف ابوالقاسم کو بھی گرفتار کر کے مصر روانہ کر دیا اور دمشق کی کرسی حکومت پر متمکن ہو کر استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

ابو جعفر کی اطاعت: ان واقعات سے قبل ۳۵۸ھ میں ابو جعفر زناتی نامی ایک شخص نے افریقہ میں معز کے علم حکومت کے خلاف سر اٹھایا تھا بربریوں اور نکاریہ کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہو گیا تھا۔ معز کہ بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کو روانہ ہوا رفتہ رفتہ باغایہ پہنچا۔ یہاں پر یہ خبر سننے کو آئی کہ بلوائیوں کی جماعت منتشر ہو کر ریگستان کی طرف چلی گئی۔ چنانچہ معز نے بلکین بن زیری کو ابو جعفر کے تعاقب اور گرفتاری کا حکم صادر کر کے مہدیہ کی جانب مراجعت کی بلکین ایک مدت تک ابو جعفر کی تلاش میں سرگرداں بیابان اور ریگستان کی خاک چھانتا رہا مگر کچھ بھی سراغ نہ ملا۔ اس کے بعد خود ابو جعفر نے ۳۵۶ھ میں معز کے دربار میں حاضر ہو کر امان کی درخواست کی معز نے اس کو امان دی اور گزارہ کے لئے تنخواہ بھی مقرر کر دی۔ اس واقعہ کے بعد ہی جوہر کا عریضہ پہنچا جس میں مصر و شام میں حکومت علویہ عبیدیہ کے قائم کرنے کا حال لکھا تھا اور نیز معز کو مصر میں بلایا تھا۔ معز

اس خط کو پڑھ کر مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گیا۔ اراکین دولت کو اس سے مطلع کر کے دربار عام کیا۔ شعراء نے قصائد مدحیہ پڑھے۔

دمشق پر قرامطیوں کی یلغار: اس کے بعد قرامطہ نے دمشق پر فوج کشی کی[1] اس مہم میں قرامطہ کے ساتھ ان کا بادشاہ اعصم بھی تھا جعفر بن فلاح نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا اور کمال مردانگی سے انہیں مار بھگایا۔ پھر ۳۶۱ھ میں قرامطہ کی فوجیں دمشق کی جانب بڑھیں۔ جعفر بھی اپنی فوجیں آراستہ کر کے میدان جنگ میں آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان قرامطہ کے ہاتھ رہا۔ جعفر کو شکست ہوئی۔ اثناء دار و گیر میں قرامطہ کے ہاتھ سے مارا گیا۔ اعصم نے کامیابی کے ساتھ دمشق پر قبضہ کر کے مصر کا قصد کیا۔ جوہر کو اس کی خبر لگ گئی معز کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ پس معز نے مصر کی حمایت پر اپنی کمر ہمت باندھ لی اور روانگی مصر کا پختہ ارادہ کر لیا۔

محمد بن حسن کا خاتمہ: جس وقت یہ خبریں معز تک پہنچیں معز نے روانگی مصر کا پختہ ارادہ کر لیا تھا مگر روانگی سے پہلے ملک مغرب کا انتظام کرنا اور وہاں کے مادہ فساد کو قطع کرنا بھی ضروری تھا محمد بن حسن بن خزر معزادی اس کا مخالف المغرب الاوسط میں موجود تھا۔ زناتہ اور بربریوں کا بہت بڑا گروہ اس کا مطیع اور اس کے ایک اشارہ پر گردن کٹوانے پر تیار تھا اور خود بھی یہ بہت بڑا دلیر جبار اور گردن کش تھا۔ معز کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اور یہ خیال کر کے کہ مبادا میرے زمانہ غیر موجودگی میں محمد افریقہ پر قابض ہو جائے بلکین بن زیری بن مناد کو محمد پر فوج کشی کرنے اور اس کے ملک میں جا کر اس سے جنگ کرنے کا حکم صادر کیا۔ ان دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار محمد بن حسن کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر شکست کھا کر بھاگا۔ محمد بن حسن نے اس امر کا احساس کر کے خود کشی کر لی۔ زناتہ کے بہت سے لوگ اس معرکہ میں مارے گئے اور بہت سے گرفتار کر لیے گئے۔ یہ واقعہ ۳۶۰ھ کا ہے۔

معز کی قاہرہ میں آمد: بلکین نے اس خداداد کامیابی کی اطلاع معز کو دی۔ معز نے اظہار مسرت کی غرض سے دربار عام کیا۔ اطراف و جوانب سے مبارکباد کے خطوط آئے۔ اس کے بعد معز نے بلکین کو میدان جنگ سے طلب کر کے افریقہ اور ملک مغرب کی حکومت پر مقرر کیا قیروان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ ابوالفتوح کے خطاب سے مخاطب کیا۔ طرابلس کی حکومت عبداللہ یخلف کتامی کو دی اور ان دونوں میں کسی کو دوسرے پر حکمرانی کا اختیار نہ تھا۔ تحصیل وصول مال گزاری پر زیادۃ اللہ بن عزیم کو اور محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر عبدالجبار خراسانی اور حسین بن خلف مرصدی کو مامور کیا۔ ملک کے انتظام سے فارغ ہو کر منصوریہ کے باہر آخری شوال ۳۶۱ھ میں لشکر آرائی کا حکم دیا اور خود منصوریہ سے کوچ کر کے قیروان کے قریب سردانیہ میں پڑاؤ کیا۔ یہاں تک کہ اس کے انتظام سے بھی فراغت حاصل کر لی اس اثناء میں اس کی سپاہ، خدم و حشم اور اہل و عیال بھی آ گئے قصر حکومت میں جس قدر مال و اسباب اور سامان آرائش تھا سب اٹھا لائے۔ سردانیہ میں آنے کے چوتھے مہینے بہ قصد مصر کوچ کیا۔ بلکین بھی مشایعت کی غرض سے ہمراہ تھا تھوڑی دور چل کر معز نے بلکین کو واپس کیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اپنی سپاہ کے ساتھ طرابلس پہنچا۔ اہل طرابلس سے کچھ لوگ کوہ نفوسہ بھاگ گئے اور کچھ قلعہ بند ہو گئے۔ معز نے دو

---

[1] قرامطہ نے ماہ ذیقعدہ ۳۶۰ھ میں فوج کشی کی تھی۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

ایک روز قیام کر کے برقہ کی جانب کوچ کیا۔ یہاں پر اس کا شاعر محمد بن ہانی اندلسی آخری رجب ۳۶۲ھ کو کنارہ دریا پر مقتول پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا۔ پھر معز نے برقہ سے اسکندریہ کی طرف کوچ کیا۔ چنانچہ آخری شعبان سنہ مذکور میں اسکندریہ پہنچا۔ امراء ورؤسا شہر نے حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ معزان لوگوں سے بہ کمال واحترام وتوقیر ملا۔ انعامات دیئے۔ صلے دیئے پھر اسکندریہ سے کوچ کر کے ۵ رمضان سنہ مذکور کو قاہرہ میں داخل ہوا اور اس شہر کو اس کے اور اس کے بعد خلفاء کے رہنے کی عزت دی گئی یہاں تک کہ ان کا دور حکومت ختم ہو گیا۔

قرامطیوں کی فتوحات: بنی طغج حکمرانان دمشق ایک مدت سے قرامطہ کو بطور خراج (تین[1] لاکھ دینار) سالانہ ادا کیا کرتے تھے۔ جس وقت جعفر بن فلاح نے دمشق پر قبضہ کیا اور المعز الدین اللہ علوی کی حکومت کا جھنڈا ان ممالک میں اٹھایا تو یہ خراج جو بنی طغج قرامطہ کو ادا کیا کرتے تھے بند کر دیا۔ قرامطہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھ آئے۔ ان کا بادشاہ اعصم خود اس مہم میں ان کا افسر اعلیٰ تھا۔ جعفر بن فلاح نے شہر دمشق سے نکل کر قرامطہ کا مقابلہ کیا۔ قرامطہ نے جعفر کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اور اثناء دار و گیر میں اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد قرامطہ نے رملہ کا رخ کیا۔ اہل رملہ شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یافا میں جا کر قلعہ بندی کر لی اور قرامطہ نے رملہ پر پہنچ کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ یہاں تک کہ ایک قطرہ خون بھی نہ گرا۔ اور دوپیہم فتح یابیوں سے قرامطہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ یافا میں لشکر آرائی کر کے مصر کی طرف بڑھے اور عین شمس پر جسے اب مطریہ کہتے ہیں پڑاؤ کیا۔ عرب اور بنی طغج کے خادموں کا ایک گروہ قرامطہ کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ قرامطہ نے اپنی سپاہ اور ان سب کو مرتب کر کے مغربیوں پر قاہرہ میں محاصرہ کیا۔ مدتوں دونوں حریفوں میں لڑائی ہوتی رہی۔ انجام کار قرامطہ کو فتح نصیب ہوئی۔ اس کے بعد مغربی فوجیں اپنے حریف سے لڑنے، مرنے اور مارے جانے پر قسم کھا کر نکل پڑیں اور اپنے نابرداشتی حملوں سے قرامطہ کو شکست دی۔ قرامطہ مصر چھوڑ کر رملہ چلے آئے اور یافا کو نہایت سختی سے گھیر لیا۔ جعفر کو اس کی خبر لگی۔ یافا کے محصورین کے چھڑانے کے لئے مصر سے ایک تازہ دم فوج براہ دریا' یافہ روانہ کی' جاسوسوں نے قرامطہ کو اس کی خبر کر دی قرامطہ نے جعفر کی کل کشتیوں کو جس پر اہل یافا کی امدادی فوج جا رہی تھی گرفتار کر لیا معز کو قیروان میں اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ روانگی مصر کا قصد تو کر ہی چکا تھا۔ جھٹ پٹ سامانِ سفر درست کر کے مصر کی جانب کوچ کیا اور کوچ وقیام کرتا ہوا مصر پہنچ گیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

معز وقرامطہ کی جنگ: مصر میں پہنچ کر معز تک یہ خبر پہنچی کہ قرامطہ بہ قصد مصر تیاری کر رہے ہیں ایک خط لکھ کر اعصم سردار قرامطہ کے پاس روانہ کیا جس میں اولاً اپنے خاندان کی فضیلت تحریر کی تھی۔ اس کے بعد یہ تحریر کیا کہ ابتداً تم لوگ ہمارے آباء واجداد کے ہوا خواہ تھے اور انہی کی دولت وحکومت کے ایلچی بنے ہوئے پھرتے تھے۔ غرض اسی قسم کے مضامین لکھ بھیجے سمجھانے بجھانے کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔ آخر میں دھمکی بھی دی تھی۔ اعصم نے اس خط کو پڑھ کر نہایت سختی کا جواب دیا۔ وصل كتابك الذى قل تحصيله و كثر تفصيله و نحن سائرون اليك و السلام ترجمہ ''تمہارا خط پہنچا جس کا مطلب کم اور فضولیات زیادہ تھے اور ہم تم پر فوج کشی کرنے والے ہیں۔ والسلام'' جواب روانہ کرنے کے بعد فوج کو آراستگی کا حکم دیا اور سامان سفر وجنگ درست کر کے احساء سے مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ ملک مصر میں پہنچ کر عین شمس میں پڑاؤ

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۴۲۔

کیا۔ گردونواح کے رہنے والے اور عرب آ آ کر اعصم کے پاس اکٹھے ہوئے۔ حسان بن جراح طائی امیر عرب بھی طے کا بہت بڑا گروہ لئے ہوئے آ پہنچا۔

قرامطیوں کی پسپائی: اعصم اور حسان نے مشورہ کر کے اپنی اپنی سپاہ کے متعدد دستوں کو شب خون مارنے اور قتل و غارت گری کرنے کے لئے مضافات میں پھیلا دیا۔ ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔ معز کو قرامطہ کی کثرت فوج سے خوف پیدا ہوا۔ حسان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ایک لاکھ دے کر ملا لیا باہم یہ رائے قرار پائی کہ بوقت جنگ قرامطہ کی سپاہ کو میدان جنگ میں تنہا چھوڑ کر ہم اپنی فوج کے ساتھ بھاگ جائیں گے چنانچہ اس قرارداد کے مطابق معز نے شہر سے نکل کر قرامطہ پر حملہ کیا۔ حسان دو چار ہاتھ لڑ کر پیچھے ہٹا معز نے اپنی فوج کو بڑھنے کا حکم دیا حسان عربوں کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔ قرامطہ تھوڑی دیر تک میدانِ جنگ میں اڑے رہے لیکن آخر کار شکست کھا کر بھاگے۔ تقریباً ڈیڑھ ہزار فوج گرفتار کر لی گئی۔ باقی ماندگان کے تعاقب پر معز نے ابومحمود سپہ سالار کو دس ہزار سواروں کی جمعیت سے متعین کیا۔ قرامطہ نے بھاگ کر اذرعات میں دم لیا اور جب وہاں بھی فتح مند گروہ کے دارو گیر کی خوفناک شکل دکھائی دی۔ تو وہ اذرعات سے نکل کر احساء کی جانب چل کھڑے ہوئے۔

دمشق پر ابن موہوب کا قبضہ: خاتمہ جنگ کے بعد معز نے قیدیان قرامطہ کے قتل کا حکم صادر فرمایا اور ظالم بن موہوب عقیلی سپہ سالار کو والئ دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا۔ دمشق میں ان دنوں قرامطہ کی جانب سے ابواللنجاء اور اس کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا۔ ظالم نے پہنچتے ہی ان کو گرفتار کر لیا مال و اسباب جو کچھ تھا اسے ضبط کر لیا۔ اس اثناء میں ابومحمود قرامطہ کے تعاقب سے واپس ہو کر دمشق میں آیا۔ ظالم کو اس کے آنے سے بے حد مسرت ہوئی ایک دوسرے سے بغل گیر ہوئے۔ ظالم نے کہا بہتر یہ ہے کہ آپ دمشق کے باہر قیام پزیر ہوں تا کہ قرامطہ کے حملہ سے ہم لوگ محفوظ رہیں۔ ابومحمود نے اس رائے کو پسند کیا۔ دمشق کے باہر خیمے نصب کر دیئے۔ ظالم نے ابواللنجاء اور اس کے بیٹے کو ابومحمود کے حوالہ کر دیا اور ابومحمود نے اسے مصر روانہ کر دیا اور ابواللنجاء مصر کی جیل میں ڈال دیا گیا۔

ظالم بن موہوب: اس کے بعد ابومحمود کے ہمراہیوں نے اہل دمشق پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا اس سے لوگوں میں ایک جوش پیدا ہو گیا۔ چند لوگوں نے متفق ہو کر افسر پولیس کو قتل کر ڈالا اور اس کے اسٹاف کے افسروں کو بھی مار ڈالا شہر کے باہر اہل شہر اور لشکریوں میں ہلڑ مچ گیا۔ ظالم سرداروں کے ساتھ سوار ہو کر ہنگامہ فرو کرنے کو نکلا۔ سمجھا بجھا کر اہل شہر کو شہر کی طرف واپس کیا اور مغربی فوجوں کو ان کے لشکر گاہ کی جانب لوٹایا۔ تھوڑے دنوں کے لئے امن ہو گیا۔ اس کے بعد ۱۵ شوال ۳۶۳ھ کو مابین اہل دمشق اور لشکریان محمود میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار اہل شہر کو شکست ہوئی۔ لشکریان محمود شہر تک اہل شہر کا تعاقب کرتے چلے آئے۔ ظالم بن موہوب اسیر وزبد کا خطرہ پیش نظر رکھ کر اہل شہر کے ساتھ مدارات کر رہا تھا۔ بخوف جان دارالامارت چھوڑ کر نکل بھاگا۔ مغربی فوج نے دروازہ فرادیس سے گھس کر شہر میں آگ لگا دی۔ ایک بڑی مخلوق جل کر مر گئی۔ اس فساد کی آگ ربیع الثانی ۳۶۴ھ تک مشتعل رہی۔ اس کے بعد اس امر پر باہم مصالحت ہو گئی کہ ظالم بن موہوب شہر سے نکال دیا جاوے اس کے بجائے جیش بن صمصامہ ہمشیرزادہ محمود مقرر کیا جائے۔

ابومحمود کی رملہ کو واپسی: چنانچہ اس تبدیلی کے بعد فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ زیادہ مدت نہ گزرنے پائی تھی کہ مغربی فوجوں نے پھر لوٹ مار شروع کر دی اور عوام الناس نے بلوہ کر دیا یورش کر کے اس کے قصر کی جانب بڑھے جس میں ابومحمود تھا۔ ابومحمود یہ خبر پا کر اپنے لشکر میں بھاگ گیا اور فوج کو مرتب کر کے شہر پر حملہ کر دیا اہل شہر بھی مقابلے پر ڈٹ گئے۔ ابومحمود نے شہر کا محاصرہ کر کے باہر کی آمد و رفت بند کر دی۔ غلہ پانی اور ضروریات کا آنا جانا بند ہو گیا۔ اہل شہر تنگی سے بسر کرنے لگے۔ بازار بند ہو گئے رفتہ رفتہ اس کی خبر معز تک پہنچی۔ معز نے ابومحمود پر اس فعل سے ناراضگی ظاہر کی اور ریان خادم کو طرابلس میں لکھ بھیجا کہ دیکھتے دیکھتے ہی اس خط کے دمشق چلے جاؤ اور صحیح صحیح واقعات وہاں کے لکھ بھیجو اور ابومحمود سپہ سالار کو دمشق سے واپس کر دو۔ چنانچہ ریان نے دمشق میں پہنچ کر ابومحمود کو رملہ کی طرف لوٹا دیا اور دمشق کے اصلی واقعات لکھ کر معز کی خدمت میں روانہ کیے اور خود افتکین جدید والئ دمشق کے آنے تک دمشق میں ٹھہرا رہا۔

افتکین کا دمشق پر قبضہ: افتکین عزالدولہ بن بویہ کا خادم تھا جس وقت ترکوں نے بختیار بن عزالدولہ پر بسر گروہی سبکتگین یورش کی اور سبکتگین اتنے میں مر گیا۔ تو ترکوں نے اسے اپنا سردار بنا کر بختیار پر واسط میں محاصرہ کر لیا۔ عضدالدولہ نے یہ خبر پا کر بختیار کی امداد اور ترکوں سے نجات دینے کو پہنچا۔ ترکوں نے محاصرہ اٹھا لیا۔ واسط چھوڑ کر چلتے پھرتے نظر آئے۔ افتکین مع ایک دستہ فوج کے حمص چلا آیا تھا اور اس کے قریب پہنچ کر پڑاؤ ڈالا تھا۔ ظالم نے اس کی گرفتاری کی تدبیریں کیں۔ مگر کامیاب نہ ہوا اور افتکین حمص سے نکل کر دمشق چلا آیا۔ دمشق پر ان دنوں زیاد (معز کا غلام) قابض ہو گیا۔ رؤسائے شہر' پولیس' عوام الناس بزور و جبر ایسے مطیع و فرماں بردار ہو رہے تھے کہ کوئی شخص دم نہ مار سکتا۔ ایک روز رؤسائے شہر چھپ کر افتکین کے پاس آئے اور اس سے شہر پر قابض ہونے اور امارت قبول کرنے کی درخواست کی۔ معزیوں کی شکایت بھی جڑ دی کہ وہ لوگ ہم کو بہ جبر و اکراہ روافض کی تعلیم دیتے ہیں۔ ان کے عمال ہم پر طرح طرح کے ظلم و ستم کرتے ہیں۔ افتکین کا دل یہ سن کر بھر آیا۔ خود بھی قسم کھائی اور ان لوگوں سے بھی متحد الکلمہ اور متفق رہنے کی قسم لی۔ اس کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا۔ زیاد دمشق چھوڑ کر چلا گیا۔ خلیفہ معز علوی کا خطبہ و سکہ موقوف ہو گیا۔ منبروں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ فتنہ پردازوں اور مفسدوں کی بیخ کنی کر دی گئی عربوں کے قبضہ سے وہ بلاد نکال لیے گئے جن پر وہ قابض ہو گئے تھے۔ الغرض افتکین اس طور سے استقلال کے ساتھ دمشق پر حکومت کرنے لگا۔ معز نے یہ خبر پا کر افتکین کو اطاعت قبول کرنے اور اپنی جانب سے سند امارت دینے کو لکھا۔ افتکین نے اس کی تحریر پر اعتماد نہ کیا اور اس کی سفارت کو لوٹا دیا۔ اس بنا پر معز نے افتکین پر فوج کشی کی اتفاق یہ کہ مقام بلبیس میں پہنچ کر مر گیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

باب: ۹

ابو منصور نزار العزیز باللہ ۳۶۵ھ تا ۳۸۶ھ

معز کی وفات: ۱۵ ربیع الآخر ۳۶۵ھ کو معز لدین[1] اللہ علوی نے اپنی خلافت حکومت کا تیئیسواں سال پورا کر کے مصر میں وفات پائی۔ اس کی ولی عہدی اور وصیت کے مطابق اس کا بیٹا نزار تخت خلافت پر متمکن ہوا اور العزیز باللہ کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ عزیز نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر بہ نظر مصلحت ملکی و سیاسی اپنے باپ کے واقعہ انتقال کو عید الاضحیٰ سنہ مذکور تک مخفی رکھا بروز عید الاضحیٰ عید گاہ گیا۔ عام مسلمانوں کے ساتھ نماز ادا کی خطبہ دیا۔ اپنے حق میں دعا کی اور اپنے باپ کے مرنے کا حال ذکر کر کے مراسم عزاداری ادا کیے۔

حجاز پر فوج کشی: اس کے بعد یعقوب بن کلس کو جیسا کہ اس کے باپ کے زمانے میں تھا عہدہ وزارت پر اور بلکین بن زیری کو افریقہ کی گورنری پر بحال رکھا۔ افریقہ کی گورنری کے علاوہ عبداللہ بن یخلف کتامی کے ماتحت صوبوں یعنی طرابلس، سرت اور جرابیہ کو بھی مؤخر الذکر کی گورنری میں شامل کر دیا۔ اہل مکہ و مدینہ نے گزشتہ موسم حج میں معز کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتے تھے مگر عزیز کی تخت نشینی پر عزیز کے نام کا خطبہ نہ پڑھا۔ اس بنا پر عزیز نے سرزمین حجاز پر فوج کشی کی۔ چنانچہ اس کی سپاہ نے مکہ و مدینہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند ہوگئی۔ اہل حرمین نے مجبوراً اطاعت قبول کی۔ مکہ معظمہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ ان دنوں مکہ معظمہ کی گورنری پر عیسیٰ بن جعفر تھا اور مدینہ منورہ کی حکومت پر طاہر بن مسلم۔ اتفاق سے اسی سال اس نے وفات پائی۔ تب اس کی جگہ اس کا بھائی مقرر کیا گیا۔

افتکین کی بغاوت: جس وقت معز کا انتقال ہوگیا اور اس کی جگہ تخت حکومت پر عزیز متمکن ہوا۔ افتکین نے فوجیں فراہم کر کے علم مخالفت بلند کر دیا اور اس کے ان بلاد پر حملہ کر دیا۔ جو ساحل شام پر واقع تھے۔ چنانچہ سب سے پہلے صیدا کا محاصرہ کیا۔ ابن الشیخ اور ظالم بن موہوب عقیلی سرداران مغاربہ کے ساتھ اس وقت صیدا میں موجود تھے۔ فوجیں مرتب کر کے افتکین سے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ بے حد سخت اور خونریز جنگ کا آغاز ہوا۔ افتکین لڑتے لڑتے پیچھے ہٹا، مغربی فوجیں کامیابی اور کثرت کے جوش میں آگے بڑھتی چلی آئیں۔ یہاں تک کہ اپنے مورچہ سے بہت دور نکل آئیں۔ اس وقت افتکین نے اپنی

[1] معز الدین اللہ ابو تمیم معد بن منصور باللہ اسماعیل بن قائم بامر اللہ ابو القاسم محمد بن مہدی ابو محمد عبید اللہ علوی حسینی مقام مہدیہ افریقہ میں گیارہ رمضان ۳۱۹ھ کو پیدا ہوا۔ پینتالیس سال چھ ماہ کی عمر پائی۔ دولت علویہ کا یہ پہلا خلیفہ تھا جس نے مصر پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۶۳ مطبوعہ مصر

فوج کو جمع کر کے مغربی فوجوں پر ٹوٹ پڑا۔ پھر کیا تھا مغربی فوجیں شکست کھا کر بھاگیں۔ چار ہزار فوج کام آئی اس سے افتگین کے حوصلے بڑھ گئے۔ عکہ کا قصد کیا اور اس پر محاصرہ کر کے طبر زیہ کی جانب بڑھا۔ یہاں کے باشندوں کے ساتھ بھی وہی معاملات کئے جو اہل صیدا کے ساتھ کئے تھے۔ بعدہ دمشق کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔ عزیز نے اس کی بابت اپنے وزیر یعقوب بن کلس سے مشورہ کیا یعقوب نے یہ رائے دی کہ اس کے مقابلے پر جوہر کاتب کو بھیجا جائے۔ عزیز اس رائے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے جوہر کو افتگین کی روک تھام کرنے کے لئے روانہ کیا۔

محاصرہ دمشق: اس اثناء میں افتگین دمشق پہنچ گیا تھا۔ اسے اس کی خبر لگی تو اس نے اہل دمشق کو جمع کر کے کہا ''تم لوگ خوب جانتے ہو کہ میں نے تمہاری رضامندی سے تم پر حکومت کی ہے اور تمہاری خواہش پر اتنے بڑے ذمہ داری کے کام کو اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب چونکہ عزیز والی مصر وافریقہ کا مقابلہ ہے۔ میں نہیں چاہتا کہ میری وجہ سے تم لوگ کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اس وجہ سے میں تم لوگوں سے علیحدہ ہوا چاہتا ہوں''۔ اہل دمشق یہ سن کر متفق ہو کر بولے ''ہم لوگ آپ سے جدا نہ ہوں گے اور جان ومال کو آپ پر قربان کر دیں گے''۔ افتگین نے اس عہد واقرار پر ان لوگوں سے قسم لی اور جوہر کا مقابلہ کرنے پر تل گیا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۵ھ کو جوہر اپنی سپاہ کے ساتھ پہنچ گیا اور نہایت عزم واحتیاط کے ساتھ اس کا محاصرہ کیا۔ دو ماہ کامل محاصرہ کئے رہا۔ لڑائیاں ہوتی رہیں۔ فریقین کے ہزارہا آدمی مارے گئے۔ بالآخر افتگین نے طول محاصرہ سے گھبرا کر اعصم بادشاہ قرامطہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور اس سے مدد طلب کی۔ چنانچہ بادشاہ قرامطہ اپنا لشکر مرتب کر کے احساء سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ شام اور عرب کا جم غفیر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا جس کی تعداد پچاس ہزار کے قریب تھی۔

جوہر کاتب اور افتگین: جوہر نے یہ خبر پا کر دمشق کا محاصرہ اٹھا لیا اور اس خوف سے کہ مبادا دشمنوں کے درمیان نہ آ جاؤں چلتا پھرتا نظر آیا مگر افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے جوہر کو رملہ جا کر گھیر لیا اور ان کا پانی[1] بند کر دیا۔ جوہر رملہ چھوڑ کر عسقلان چلا گیا۔ افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے عسقلان پر دھاوا کر دیا اور اس کا بھی محاصرہ کیا رسد وغلہ کی آمد بند ہو گئی۔ نہایت سختی سے بسر ہونے لگی۔ جوہر نے افتگین سے مصالحت اور سازش کی بابت خط وکتابت شروع کی اور بادشاہ قرامطہ اُسے اس سے روک رہا تھا آخر کار جوہر سے ملاقات کرنے کی درخواست افتگین نے منظور کر لی۔ دونوں ایک مقام معینہ پر ملے جوہر کہنے لگا یہ قتل وخونریزی تمہاری وجہ سے ہوئی ہے۔ میں تمہیں برابر مصالحت کا پیام دیتا رہا''۔ افتگین نے جواب دیا ''میں اس معاملہ میں معذور ہوں۔ یہ سارا ساخطہ پرداخطہ بادشاہ قرامطہ کا ہے''۔ اسی قسم کی دونوں میں تھوڑی دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ آخر میں یہ طے پایا کہ افتگین محاصرہ اٹھا لے اور جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز سے اس حسن سلوک کا معاوضہ دلوائے اس امر کے طے ہونے پر جوہر نے ایفاء وعدہ کی قسم کھائی۔ افتگین اپنے لشکر گاہ میں آیا اور بادشاہ قرامطہ سے کل حالات بتلائے۔ بادشاہ قرامطہ نے افتگین کو اس پر نصیحت کی جوہر کی چالاکیاں اور مکاری بیان کرتے ہوئے کہا کہ محاصرہ اٹھا لینے کے بعد جوہر اپنے آقائے نامدار عزیز کے پاس جائے گا اور اس تیاری سے ہم لوگوں پر حملہ آور ہو گا جس کا جواب دینا ہمارے امکان سے باہر ہو گا۔ بہتر یہ ہے کہ تم اپنے قول واقرار سے ہٹ جاؤ۔ افتگین نے بادشاہ قرامطہ کی

[1] شہر رملہ سے تین کوس کے فاصلہ نہر طواحسین تھی۔ اسی سے شہر میں پانی جاتا تھا۔ افتگین اور بادشاہ قرامطہ نے اسی نہر پر اپنے مورچے قائم کئے تھے اور شہر میں پانی کا جانا بند کر دیا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۶۱۔

اس نصیحت پر توجہ نہ کی اور جوہر کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ مصر جانے کی اجازت دے دی۔

جوہر کی مصر کو روانگی: چنانچہ جوہر محاصرے سے نجات پا کر مصر کی جانب روانہ ہوا۔ عزیز کے دربار میں پہنچ کر تمام واقعات عرض کئے اور سمجھا بجھا کر ان لوگوں پر فوج کشی کرنے پر ابھار دیا۔ عزیز نے جوہر کے کہنے کے مطابق فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ مقدمہ الجیش پر جوہر تھا افتگین اور بادشاہ قرامطہ یہ خبر پا کر رملہ چلے آئے تھے اور فراہمی لشکر کی فکر کرنے لگے۔ اس عرصہ میں عزیز نے محرم ۳۶۷ھ میں پہنچ کر رملہ کے باہر مورچے قائم کئے اور افتگین سے کہلا بھیجا کہ ”تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہیں اپنے لشکر کا سردار مقرر کر دوں گا۔ جاگیریں دوں گا۔ جس ملک کو پسند کرو گے اس کی حکومت دوں گا اور ان امور کے طے کرنے کے لئے مجھ سے آ کر مل جاؤ“۔ افتگین صف لشکر سے نکل کر پیادہ پا دونوں لشکروں کے درمیان میں آ کر کھڑا ہوا اور عزیز کے قاصد سے کہا ”تم جا کر امیر المؤمنین سے بہ ادب تمام میرا یہ پیام کہہ دو کہ اگر چند ساعت پیشتر یہ پیام مجھے مل جاتا تو مجھے اس کی تعمیل میں عذر نہ تھا مگر اب یہ ناممکن ہے“۔

افتگین کی پسپائی: قاصد افتگین سے رخصت ہو کر عزیز کے لشکر کی جانب روانہ ہوا اور افتگین عزیز کے میسرہ پر حملہ کر دیا۔ اس حملہ میں عزیز کو شکست ہوئی ایک بڑا گروہ کام آیا۔ عزیز نے اس امر کا احساس کر کے اپنے میمنہ کو حملہ کرنے کا حکم دیا اور خود بھی حملہ آور ہوا۔ افتگین اور شاہ قرامطہ کو شکست ہوئی مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ شکست خوردہ لشکر کی تقریباً بیس ہزار فوج کام آئی۔

افتگین کی اسیری و رہائی: کامیابی کے بعد عزیز اپنے خیمہ میں واپس آیا۔ فتح مند گروہ نے قیدیان جنگ کو پیش کرنا شروع کیا۔ جو شخص قیدی پیش کرتا اسے خلعت دیا جاتا تھا عزیز نے منادی کرا دی کہ جو شخص افتگین کو گرفتار کر کے لائے گا۔ اسے ایک لاکھ دینار دیئے جائیں گے۔ اتفاق سے مفرج بن غفل طائی سے اور افتگین سے ملاقات ہوئی۔ افتگین نے پیاس کی شکایت کی مفرج نے اسے پانی پلایا اور اپنے جائے قیام پر ٹھہرا کر عزیز کے پاس گیا اور اسے افتگین کا پتہ بتلا کر ایک لاکھ دینار وصول کر لئے۔ افتگین عزیز کے روبرو پیش کیا گیا۔ چونکہ عزیز کو اس کے مارے جانے کا یقین کامل ہو چکا تھا۔ اس وجہ سے بے حد مسرت ہوئی کمال توقیر سے افتگین کے لئے خیمہ نصب کرایا جو کچھ مال و اسباب اس کا لوٹ لیا گیا تھا سب کا سب واپس کرا دیا اور مع اس کے مراجعت کر کے مصر آیا۔ اپنی خاص مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور سیکرٹری کے عہدے سے ممتاز فرمایا۔

اعصم قرمطی: اس کے بعد ایک شخص کو اعصم قرمطی بادشاہ قرامطہ کو بھی واپس لانے کی غرض سے مامور کیا۔ چنانچہ اس شخص نے اعصم قرمطی سے طبریہ میں جا کر ملاقات کی اور اس سے عزیز کے پاس مصر چلنے کے لئے کہا اعصم نے مصر جانے سے انکار کر دیا۔ اس شخص نے عزیز کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ عزیز نے بیس ہزار دینار اعصم کو بھیجے اور اسی قدر ہر سال دینے کا وعدہ کیا۔ مگر اعصم اس پر بھی مصر نہ گیا اور اسی وقت طبریہ سے احساء چلا آیا۔

افتگین کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد افتگین کو وزیر یعقوب بن کلس نے اس وجہ سے کہ افتگین عزیز کے ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ زہر دے دیا۔ عزیز کو اس کی خبر لگ گئی۔ گرفتار کرا کر چالیس روز تک قید میں رکھا اور پانچ لاکھ دینار جرمانہ لے کر رہا کر دیا

اور بدستور عہدہ وزارت پر مامور کیا ماہ ذیقعدہ ۳۸۱ھ میں جوہر کاتب نے وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن مقرر کیا گیا ''قائد القواد'' کا مبارک لقب مرحمت ہوا۔

قسام اور سلیمان بن جعفر کی جنگ: افتگین نے اپنے زمانہ حکومت میں قسام نامی ایک شخص کو دمشق میں اپنی قائم مقامی پر مامور کیا تھا۔ افتگین کے دمشق چھوڑنے کے بعد اس کا رعب داب بڑھ گیا۔ کچھ لوگ اس کے مطیع و تابع ہو گئے رفتہ رفتہ چند شہروں پر قابض ہو گیا۔ جب افتگین اور قرامطہ کو شکست ہوئی تو عزیز نے اپنے نامی سپہ سالار ابو محمد بن ابراہیم کو والی دمشق مقرر کر کے دمشق روانہ کیا۔ اس وقت دمشق اور اس کے قرب و جوار کے شہروں پر قسام قابض ہو رہا تھا اور عزیز کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا۔ اس کی موجودگی میں ابو محمود کی کچھ پیش نہ کی گئی قسام بدستور کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی اثناء میں ابو تغلب بن حمدان والی موصل عضد ولہ سے شکست کھا کر دمشق کی طرف آیا قسام نے اُسے اس خیال سے کہ مبادا یہ خود بحکم عزیز یا دھینگا مشتی سے شہر پر قابض نہ ہو جائے۔ اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا۔ اس باعث سے ابو تغلب اور قسام کے درمیان ناچاقی پیدا ہو گئی اور جدال و قتال تک نوبت پہنچ گئی بالآخر تغلب طبریہ چلا گیا۔ اس کے بعد عزیز کا لشکر سپہ سالار فضل کی سرکردگی میں دمشق پہنچا اور قسام پر دمشق میں محاصرہ کر لیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ لشکر بے نیل و مرام عزیز کے پاس چلا گیا۔ تب عزیز نے ۳۶۵ھ میں ایک دوسری فوج سلیمان بن جعفر بن فلاح کی ماتحتی میں دمشق روانہ کی۔ سلیمان نے دمشق کے باہر پڑاؤ کیا قسام نے اپنے آدمیوں کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے لڑ کر سلیمان کو اس مقام سے جہاں اس نے پڑاؤ کیا تھا ہٹا دیا۔

مفرج بن جراح: انہیں دنوں مفرج بن جراح امیر بنی طے اور تمام عرب سرزمین فلسطین میں مقیم تھے ان کی جماعت اور شوکت و شان بڑھ گئی۔ قرب و جوار کے سرحدی شہروں کو قتل و غارت گری سے پامال کر رہے تھے۔ عزیز نے ایک لشکر ان کی سرکوبی کے لئے اپنے سپہ سالار بلتکین ترکی کی ماتحتی میں روانہ کیا۔ چنانچہ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ کی جانب روانہ ہوا۔ قبیلہ قیس کا ایک کثیر گروہ اس کے لشکر میں آملا۔ اس کے بعد مفرج بن جراح اور بلتکین سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بلتکین نے فوج کے چند دستوں کو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا رکھا تھا۔ مفرج کو اس وجہ سے شکست ہوئی۔ یہ بھاگ کر انطاکیہ پہنچا والیٔ انطاکیہ نے اسے پناہ دے دی اس عرصہ میں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے بلاد شامیہ کی جانب حملہ کیا۔ مفرج کو اس سے خطرہ پیدا ہو بکجور خادم سیف الدولہ والیٔ حمص کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد طلب کی۔ بکجور نے مفرج کی خواہش منظور کر لی اور کما حقہ اس کی امداد کی۔

قسام اور بلتکین کی جنگ: اس کے بعد بلتکین نے دمشق کی جانب رخ کیا اور قسام سے یہ کہلا بھیجا کہ میں کسی غرض سے نہیں آیا محض اصلاح حال شہر کی وجہ سے آیا ہوا ہوں قسام کے ساتھ جیش بن صمصامہ ہمشیر زادہ ابو محمود بھی دمشق ہی میں موجود تھا۔ ابو محمود کے بعد سند حکومت دمشق اسی کو مرحمت ہوئی۔ غرض قسام شہر دمشق سے نکل کر بلتکین کے پاس آیا۔ بلتکین نے اس کو ہمراہیوں کے ساتھ شہر کے باہر قیام کرنے کو کہا اس سے قسام کو خطرہ پیدا ہوا فوراً شہر کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور لڑائی کی تیاری کر دی۔ خم ٹھونک کر دونوں حریف میدان جنگ میں آ گئے۔ اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں قسام کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔

بلتکین نے اطراف شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مکانات میں آگ لگا دی اہل شہر نے گھبرا سے بلتکین سے امن کی درخواست کرنے کی رائے قائم کی اور اسی غرض سے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی۔ بلتکین نے ان لوگوں کو حاضری کی اجازت دے دی۔ قسام کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی سنتے ہی بدحواس ہو گیا۔ مگر چارہ کار کچھ نہ تھا۔ اہل شہر نے بلتکین کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے لئے اور نیز قسام کے لئے امان حاصل کر لی۔ ہنگامہ کارزار ختم ہو گیا۔ خلائق اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر آباد ہوئی۔

قسام کی اطاعت: بلتکین نے اپنی جانب سے خطلج نامی ایک امیر کو شہر کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ طفلج محرم ۳۷۲ھ میں امارت کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔ اس کے دوسرے دن قسام کے خیال سے روپوش ہو گیا۔ بلتکین کے ہمراہیوں نے قسام اور ان کے مصاحبوں کے مکانات لوٹ لئے قسام نے یہ خیال کر کے کہ اب جاں بری دشوار ہے اپنے کو بلتکین کے دربار میں حاضر کر دیا اور معذرت کی۔ بلتکین نے اس کی معذرت قبول کر لی اور اسے بعزت و احترام مصر روانہ کر دیا۔ عزیز نے اپنی بے نظیر فیاضی اور رحم دلی سے اسے بھی امان عنایت کی۔

بکجور کا امارت دمشق پر تقرر: بکجور جو کہ سیف الدولہ کا خادم اور اس کی جانب سے حمص کا گورنر تھا ان دنوں جبکہ دمشق عزیز اور قسام کی فوجوں کا میدان کارزار بنا ہوا تھا۔ حمص سے عزیز کے لشکر کو رسد و غلہ بھیج رہا تھا اور اپنی اس حسن خدمت کی اطلاع عزیز کو دیتا جاتا تھا۔ ان واقعات کے بعد ۳۷۲ھ میں ابوالمعالی اور بکجور میں چل گئی۔ بکجور نے عزیز سے اس کی شکایت کی۔ عزیز ابوالمعالی کی گوشمالی کی اور اسے حکومت دمشق دینے کا وعدہ کیا۔ اسی اثناء میں اتفاق یہ پیش آیا کہ مغربیوں نے مصر میں وزیر السلطنت ابن کلس کے خلاف بغاوت کر دی اور اس کے قتل پر تل گئے۔ اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے عزیز نے بلتکین کو دمشق سے طلب فرما لیا اور اس کے بجائے بکجور کو دمشق کی زمام حکومت سپرد کی۔

بکجور کی معزولی: ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بکجور علم حکومت لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا چونکہ اسے کسی ذریعہ سے یہ معلوم ہو گیا تھا کہ ابن کلس وزیر السلطنت عزیز کو منع کر رہا تھا کہ بکجور کو حکومت دمشق نہ دی جائے۔ اس عداوت و کینہ سے بکجور نے دمشق میں داخل ہوتے ہی ابن کلس کے آوردوں اور اس کے ہوا خواہوں کو پامال کرنا شروع کیا۔ تھوڑے دنوں بعد رعایائے دمشق کو بھی ایذائیں پہنچانے لگا۔ ابن کلس کو اس کی خبر لگ گئی۔ موقع پا کر عزیز سے اس کی شکایت جڑ دی کہ بکجور والئ دمشق بڑا متمرد و سرکش ہو گیا ہے۔ ظلم و جفا کاری اس کا شیوہ ہو رہا ہے اگر معزول نہ کیا جائے گا تو صوبہ دمشق ویران ہو جائے گا۔ پس عزیز نے ۳۷۸ھ میں ایک لشکر عظیم منیر خادم کی ماتحتی میں بکجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کیا۔ روانگی کے بعد نزال والی طرابلس کو اس کی امداد کرنے کو لکھا بکجور نے بھی اس واقعہ سے مطلع ہو کر گرد و نواح کے عرب کو جمع کر لیا اور آلات حرب سے ان کو مسلح کر کے خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آ گیا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا ادھر بکجور کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا نزال نہ آ جائے اہل دمشق کے لئے امان حاصل کر کے رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

بکجور اور سعد الدولہ کی جنگ: ادھر منیر نے بھی دمشق میں داخل ہو کر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا۔ استقلال و استحکام سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس واقعہ کے بعد بکجور نے دمشق سے رقہ پہنچ کر سعد الدولہ والی حلب سے حمص کی حکومت کی

درخواست کی سعد الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے منظور نہ کیا۔ اس بنا پر بکچور نے عزیز سے سعد الدولہ پر فوج کشی کرنے کی اجازت طلب۔ عزیز نے بکچور کی درخواست منظور فرما کر فوجیں عنایت کیں اور نزال والی طرابلس کو اس کی کمک اور امداد کرنے کو لکھ بھیجا۔ چنانچہ بکچور نے فوجوں کو مرتب کر کے سعد الدولہ پر چڑھائی کر دی۔ سعد الدولہ نے بھی مدافعت ومقابلے کی غرض سے فوجیں فراہم کر لیں اور حلب سے نکل کر میدان جنگ میں آ گیا۔ نزال نے اپنے دل میں یہ ٹھان لی تھی کہ جس طرح سے ممکن ہو جنگ کے وقت بکچور کو دغا دی جائے۔ اسے اس امر پر عیسیٰ بن نسطورس وزیر السلطنت نے ابھارا تھا جو ابن کلس کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا تھا۔

بکچور کا خاتمہ: انہی دنوں عامل انطاکیہ نے بادشاہ روم سے امداد کی درخواست کی تھی اور اس نے ایک کثیر التعداد فوج اس کی کمک پر بھیج دی تھی۔ الغرض نزال نے اپنے منصوبہ کے مطابق ان عزلون سے جو بکچور کے رکاب میں تھے۔ معرکۂ جنگ کے وقت بھاگ جانے کی بابت سازش کر لی اور ان سے اس معاملہ کے انجام پا جانے پر بڑے بڑے وعدے کیے۔ پس جس وقت دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی بکچور کو کسی ذریعہ سے اس سازش کی خبر لگ گئی۔ مرنے پر کمربستہ ہو کر بقصد سیف الدولہ حملہ آور ہوا اور لولؤ کبیر (سیف الدولہ کا خادم) ایک ہی وار سے کام تمام کر دیا۔ سیف الدولہ نے لولوء کبیر کو خاک وخون میں تڑپتا ہوا دیکھ کر بکچور پر حملہ کیا۔ بکچور شکست کھا کر بعض قبائل عرب میں جا چھپا اور دو چار روز بعد اپنی حالت درست کر کے سیف الدولہ پر پھر حملہ آور ہوا۔ مگر پہلے ہی حملہ میں خود بکچور کے میدان جنگ سے پاؤں اکھڑ گئے اور اثناء دار وگیر میں مارا گیا۔ سعد الدولہ نے اس کا مال واسباب ضبط کر کے رقہ کی جانب کوچ کیا اور اس پر قابض ومتصرف ہو گیا۔ بکچور کے لڑکوں نے عزیز کو اپنے باپ کے مارے جانے کا واقعہ لکھ بھیجا اور اس سے سعد الدولہ سے سفارش کرنے کی بابت تحریک کی۔

محاصرہ حلب: چنانچہ عزیز نے سعد الدولہ کے پاس بکچور کے لڑکوں کی سفارش کا خط ایک قاصد کے ذریعہ روانہ کیا اور یہ بھی تحریر کیا کہ بکچور کے لڑکوں کو میرے پاس بھیجو اور اس حکم کی تعمیل نہ کرنے کی صورت میں دھمکی بھی دی تھی۔ سعد الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ عزیز کی سفارت کو نہایت بُری طور سے واپس کیا۔ عزیز نے طیش میں آ کر ایک جرار لشکر منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کے محاصرے کے لئے روانہ کیا۔ منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں حلب میں ابوالفضائل ابن سعد الدولہ اور لولؤ صغیر خادم سیف الدولہ تھا۔ ان دونوں نے سیل بادشاہ روم کی خدمت میں امداد کی غرض سے سفارت بھیجی۔ اگرچہ اس وقت یہ جنگ بلغار میں موجود تھا۔ مگر پھر بھی ابوالفضائل کی سفارت پہنچنے پر والی انطاکیہ کو حلب کے محصوروں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ والی انطاکیہ اس حکم کے مطابق پچاس ہزار فوج لے کر حلب کے بچانے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ جبس عاصی پہنچا۔ منجوتکین کو اس کی خبر لگ گئی۔ حلب سے محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا۔ اثناء راہ میں اس سے اور رومیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ منجوتکین نے انہیں شکست دے دی اور قتل وقید کر کے انطاکیہ کی طرف بڑھا اطراف انطاکیہ میں ہنگامہ نمونہ قیامت برپا ہو گیا۔

ابوالحسن مغربی کی معزولی: منجوتکین کی اس غیر حاضری کے دوران ابوالفضائل حلب کے اطراف میں غلہ کی فراہمی کی غرض سے نکلا۔ جس سے بے حد گرانی پیدا ہو گئی جس قدر غلہ فراہم کر سکا فراہم کر لیا۔ باقی جو رہ گیا۔ اس میں آگ لگا دی۔

جب منجوتکین حصار حلب کے لئے پھر واپس آیا اور سر کرنے کی غرض سے فوجوں کو حلب کے اردگرد پھیلا دیا۔ لولوء صغیر نے ابوالحسن مغربی کی خدمت میں پیام مصالحت بھیجا۔ شرائط صلح طے ہو جانے پر باہم صلح ہو گئی۔ منجوتکین نے دمشق کی جانب مراجعت کی۔ عزیز کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی جس سے وہ سخت برہم ہوا اسی وقت منجوتکین کو حلب کے محاصرے پر واپس جانے اور وزیر (ابوالحسن) مغربی کے معزول کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ براہ دریا غلہ کی رسد بھی روانہ کیا چنانچہ منجوتکین نے پھر حلب کا محاصرہ کر لیا۔ اہل حلب نے بادشاہ روم کے پاس امداد و اعانت کی غرض سے سفارت بھیجی اور اسے اس سلوک کا معاوضہ دینے کا بھی وعدہ کیا۔

حمص و شیرز کا تاراج: رومی بادشاہ نہایت عجلت سے فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ لولوء صغیر نے اس خیال سے کہ مسلمان اور اسلام کو اس سے سخت صدمہ اور نقصان پہنچے گا منجوتکین کو بادشاہ روم کے آنے سے مطلع کر دیا۔ اس کے علاوہ جاسوسوں نے بھی یہ خبر منجوتکین تک پہنچائی۔ منجوتکین نے مصلحتاً محاصرہ اٹھا لیا۔ متعدد بازار، محل سرائیں اور حمام اثناء محاصرے میں ویران و برباد ہو گئے۔ اس کے بعد بادشاہ روم حلب پر پہنچا۔ ابوالفضائل اور لولو صغیر ملنے کے لئے آئے۔ دو چار روز قیام کر کے ملک شام کی جانب کوچ کیا' حمص اور شیرز کو فتح کر کے تاخت و تاراج کیا۔ چالیس روز تک طرابلس کا محاصرہ کئے رہا۔ مگر کامیابی کی صورت نظر نہ آئی۔ مجبور ہو کر اپنے ملک کو واپس گیا۔ ان واقعات کی خبر عزیز تک پہنچی۔ یہ چیز اس پر بے حد شاق گزری۔ جہاد کا اعلان کر کے ۳۸۵ھ میں قاہرہ سے نکلا۔ اتنے میں منیر نے دمشق میں عزیز کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر اس ہنگامہ فرو کرنے کے لئے دمشق کی جانب قدم بڑھایا۔

یعقوب بن کلس: معز الدین اللہ علوی والیٔ افریقہ و مصر کا وزیر السلطنت یعقوب بن کلس تھا۔ اصلاً یہ یہودی تھا اور ایمان لے آیا تھا۔ اخشید یہ کے دور حکومت میں مصر کے انتظامی امور کا ایک یہی منتظم تھا۔ ابوالفضائل بن فرات نے اسے ۳۵۷ھ میں معزول کر دیا اور کچھ جرمانہ بھی کیا۔ یعقوب اسے ادا نہ کر سکا۔ روپوش ہو گیا۔ چند روز بعد مصر سے مغرب بھاگ گیا اور معز الدین اللہ کے دربار میں پہنچ کر رسوخ حاصل کیا اور اس کے ساتھ ساتھ مصر آیا رفتہ رفتہ قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ دربار معزیہ میں اس کی بڑی عزت و توقیر تھی۔ معز الدین اللہ کے بعد عزیز بن معز الدین اللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی یعقوب کو بدستور عہدۂ وزارت پر قائم و بحال رکھا۔ یہاں تک کہ ۳۸۰ھ میں یعقوب نے وفات پائی۔ عزیز نے نماز جنازہ پڑھائی تجہیز و تکفین میں شریک ہوا۔ اس کی طرف سے اس کا دین (قرضہ) ادا کیا اور اس کی مفوضہ خدمات کو اس طرح تقسیم کیا کہ عدالتی و انتظامی خدمت حسن عمار سردار کتامہ کو مرحمت ہوئی اور مال خدمت عیسیٰ بن نسطورس کو سپرد کی گئی۔ اسی وقت سے دولت عباسیہ کی وزارت بر ابر اہل قلم کے قبضہ میں رہی اور یہ لوگ بڑے ذی رتبہ اور عظیم الشان تھے۔

بارزی: ان وزراء میں سے ایک بازاری بھی تھا۔ یہ وزیر ہونے کے علاوہ قاضی القضاۃ اور داعی الدعاب بھی تھا۔ اس سے یہ درخواست کی گئی تھی کہ اس کا نام سکہ پر مسکوک کیا جائے۔ اس نے اسے نامنظور کیا اور اس خیال سے کہ میں مجبور نہ کیا جاؤں۔ غریب الوطنی اختیار کر لی۔ مقام تنیس میں کسی نے مار ڈالا۔

ابوسعید نسری: ابوسعید نسری بھی دولت علویہ کا ایک نامور وزیر تھا۔ یہ پہلے یہودی تھا۔ مگر عہدہ وزارت ملنے سے مسلمان

ہو گیا تھا۔

جرجانی: جرجانی بھی اسی سلسلہ کا ایک جلیل القدر شخص تھا۔ اسے کسی امر کی بابت لکھنے کو منع کیا گیا تھا۔ اس نے اس کی تعمیل نہ کی اس پر حاکم نے اس کے ہاتھ کاٹنے کی قسم کھالی اور معزول کر دیا۔ پھر اس کے تیسرے روز عہدۂ وزارت پر پھر بحال کر دیا اور خلعت خوشنودی سے سرفراز و ممتاز ہوا۔ ابن ابی کدنیہ نے تیرہ مہینے وزارت کی۔ اس کے بعد معزول کر کے قتل کر دیا گیا۔ ابوالطاہر بن بادشاہ وزیر السلطنت دین دار آدمیوں میں سے تھا۔ اس نے وزارت سے استعفا دے کر جامع مصر میں گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی۔ ایک روز رات کے وقت چھت پر سے گر کر مر گیا۔

ابوالقاسم: وزیر السلطنت ابوالقاسم بن مغربی آخری وزیر تھا۔ اس کے بعد بدر جیال زمانہ حکومت خلیفہ مستنصر میں سیف الدولہ کے قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ اس کے دورِ حکومت میں بدر نے بہت بڑے زور و شور سے وزارت کی اور اس کے بعد بھی یہ اُسی حالت پر رہا جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

عدلیہ

نعمان بن محمد و ابوعبداللہ محمد: نعمان بن محمد بن منصور بن احمد بن حیون زمانہ حکومت معز الدین اللہ علوی میں قیروان کا قاضی تھا۔ جب معز مصر آیا تو نعمان بھی اس کے رکاب میں تھا۔ مصر پہنچ کر معز الدین اللہ نے نعمان کو عہدہ قضا مرحمت کیا۔ یہاں تک کہ اس نے اسی عہدے پر وفات پائی۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا علی مامور ہوا ۳۷۴ھ میں یہ بھی مر گیا۔ تو عزیز نے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد کو عہدہ قضا پر مامور کیا۔ خلعت دے کر اپنے ہاتھ سے اس کے گلے میں تلوار حمائل کی۔ معز نے اپنے باپ سے اسی محمد کو مصر میں عہد قضاء دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ۳۸۹ھ میں عہد خلافت حاکم میں اس نے بھی وفات پائی۔ یہ شخص بہت بڑا جلیل القدر کثیر الاحسان اور عدالت و افتاء میں بے حد محتاط تھا۔ اس کا زمانہ قضاء خلائق کے لئے رحمت الٰہی کا ایک نمونہ تھا۔ اس کے بعد اس کا چچا زاد بھائی ابوعبداللہ حسین علی بن نعمان عہد خلافت حاکم میں عہد قضا سے سرفراز کیا گیا۔ چند روز بعد ۳۹۴ھ میں معزول کر دیا گیا اور قتل کرا کر جلا دیا گیا۔

ملک بن سعید القارقی: اس کے بعد ملکہ بن سعید القارقی مامور ہوا۔ یہاں تک کہ ۴۰۵ھ اطراف قصور میں حاکم نے اسے سزائے موت دی۔ خلیفہ حاکم کی آنکھوں میں اس کی بہت بڑی عزت تھی۔ امور سلطنت میں اسے کامل دخل تھا اور خلوت و جلوت میں یہ خلیفہ حاکم کا ہمراز و مصاحب تھا۔

احمد بن محمد بن عبداللہ: ملک کے مارے جانے پر احمد بن محمد بن عبداللہ بن ابی العوام عہدہ قضا سے سرفراز کیا گیا۔ یہی شخص دولت علویہ کے آخری دور تک عہدہ قضا پر رہا۔ قاضی کے متعلق داد رسی اور دعوت کی خدمت سپرد رہا کرتی تھی اور گاہے گاہے داعی الدعاۃ کا عہدہ قاضی سے لے لیا جاتا تھا اور اس خدمت پر ایک دوسرا شخص مامور ہوا کرتا۔ قاضی ان عہدہ داران حکومت میں سے تھا۔ جو جمعہ اور عیدوں میں خلیفہ کے ساتھ خطبہ دینے کے وقت منبر پر چڑھا کرتے تھے۔

باب: ۱۰

ابو علی الحسین الحاکم بامر اللہ ۳۸۶ھ تا ۴۱۱ھ

و ابو معد علی الظاہر لاعزاز دین اللہ ۴۱۱ھ تا ۴۲۷ھ

تخت نشینی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عزیز نے ۳۸۱ھ میں جہاد کا اعلان کیا تھا اور رومیوں پر جہاد کرنے کی غرض سے فوجیں آراستہ کر کے کوچ و قیام کرتا ہوا بلبیس پہنچا۔ بلبیس میں پہنچ کر ایسے چند امراض میں مبتلا ہوا کہ انہی کے صدمہ سے آخری رمضان ۳۸۶ھ میں اپنی حکومت و خلافت کے ساڑھے گیارہ سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا ابو علی[1] منصور تخت خلافت پر متمکن ہوا ''الحاکم بامر اللہ'' کا خطاب اختیار کیا۔

ابو محمد حسن اور ارجوان کے مابین کشیدگی: اس کے عہد حکومت میں بھی ارجون خادم امور سلطنت کا منتظم اور اس پر قابض و متصرف تھا۔ جس طرح کہ اس کے باپ عزیز کے عہد حکومت میں تھا اور ابو محمد حسن بن عمار ہر کام میں ارجوان کا شریک تھا۔ ارجوان محل سرائے شاہی میں حاکم کے ساتھ رہتا تھا اور ابو محمد حسن امور سلطنت کی نگرانی کر رہا تھا۔ اس نے آہستہ آہستہ کل انتظام اور مالی صیغوں پر قبضہ کر لیا۔ ''امین الدولہ'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ کتامہ کی بن آئی۔ رعایا کے مال عزت کو اپنی خواہشات نفسانی کا شکار بنانے لگے۔ منجوتکین کو یہ امر اور نیز ابو محمد کا ہر کام میں پیش پیش ہونا ناگوار گزرا۔ ارجوان کو لکھ بھیجا کہ اگر تم میری موافقت کرو تو میں علم حکومت کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کر دوں۔ ارجوان کا دل ابو محمد سے پہلے ہی پک چکا تھا۔ منجوتکین سے سازش کر لی۔

منجوتکین کی بغاوت: چنانچہ منجوتکین نے خودسری کا اظہار کر کے دمشق سے ایک فوج مصر کو روانہ کی جس کا سردار سلیمان بن جعفر بن فلاح تھا۔ ابو محمد کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے بھی مصری لشکر کو اس طوفان کی روک تھام کے لئے روانہ کیا۔ مقام عقلان میں دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا۔ ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد منجوتکین کو شکست ہوئی۔ اس کے دو ہزار آدمی کام آئے اور خود بھی دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا اور پابہ زنجیر مصر بھیج دیا گیا۔

---

[1] ابو علی منصور کی عمر تخت نشینی کے وقت گیارہ سال کی تھی۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸۳ مطبوعہ لندن

ابو تمیم سلیمان بن فلاح : ابو محمد نے مصلحتاً مشرقی فوجوں کو ملانے کی غرض سے منجوتکین کو رہا کر دیا اور اپنی طرف سے ملک شام پر ابو تمیم سلیمان بن فلاح کتامی کو مامور کیا۔ اس نے طبریہ پہنچ کر اپنے بھائی علی کو سند حکومت عطا کر کے دمشق بھیجا۔ اہل دمشق نے علی کی سرداری کو تسلیم نہ کی لڑنے پر آمادہ ہو گئے۔ ابو تمیم نے اہل دمشق کے پاس اپنی سفارت بھیجی اور انہیں سرکشی اور مخالفت کے عواقب و امور سے ڈراتے ہوئے اپنے جاہ و جلال کی دھمکی بھی دی۔ اہل دمشق نے ڈر کر اطاعت قبول کر لی اور علی کی سرداری وحکومت تسلیم کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ علی نے شہر میں داخل ہوتے ہی اندھیر گردی مچادی۔ خونریزی اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ کسی کو قید کیا کسی کو قتل کیا۔ ابو تمیم کو اس کی خبر لگی فوراً دمشق آ پہنچا اور اہل دمشق کو علی کے پنجہ تخصب سے نجات دے کر علی کو دمشق سے طرابلس کی حکومت پر تبدیل کر دیا اور طرابلس کے سابق حکمران جیش بن صمصامہ کو معزول کر دیا۔

ابو محمد حسن کے خلاف سازش : جیش نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ تھوڑے دنوں کے سفر کے بعد مصر میں داخل ہوا اور ارجوان کے پاس آمد و رفت شروع کی۔ جیش اور ارجوان نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ ابو محمد اور کل سرداران کتامہ کو جو اس کے صاحب و مشیر ہیں جس طرح سے ممکن ہو مملکت مصر سے نکال دینا چاہا۔ اس سازش میں عضد الدولہ کا خادم شکر بھی شریک تھا۔ شکر عضد الدولہ کا خاص تھا۔ عضد الدولہ کی وفات و شرف الدولہ برادر عضد الدولہ کے ادبار کے بعد مصر چلا آیا تھا اور عزیز کے دربار میں خادم پہنچ کر ایک قسم کا رسوخ پیدا کر لیا تھا۔ اسی تعلق سے یہ ارجوان اور جیش کے ساتھ رہا کرتا تھا۔

ابو محمد کی روپوشی : اتفاق سے ابو محمد کو اس سازش کی اطلاع ہو گئی۔ اس نے بھی ارجوان وغیرہ اپنے مخالفین کو زیر کرنے کی تدبیریں شروع کر دیں۔ جاسوسوں نے ارجوان تک یہ خبر پہنچا دی پھر کیا تھا دونوں فریقوں میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو گئی۔ مشرقی اور مغربی فوجوں نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ کشت و خوں شروع ہو گیا۔ اس معرکہ میں مغربیوں کو شکست ہوئی۔ ابو محمد بخوف جاں روپوش ہو گیا۔ ارجوان نے حاکم کی خدمت میں حاضر ہو کر کل واقعات عرض کئے اور اسے تخت خلافت پر جلوہ افروز کر کے اس کی خلافت وحکومت کی دوبارہ بیعت لی۔

ابو تمیم اور کتامہ کی بربادی : تجدید بیعت کے بعد ارجوان نے سپہ سالاران دمشق کو ابو تمیم کی گرفتاری کی بابت ایک خفیہ تحریر بھیج دی کسی کو کانوں کان خبر نہ ہوئی سپہ سالاران دمشق اور اہل شہر نے دفعتہً یورش کر کے ابو تمیم کے گھر بار اور خزانہ کو لوٹ لیا۔ کتامہ کی خونریزی شروع ہو گئی۔ فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گیا۔ ایک مدت تک دمشق میں اس فساد کی آگ مشتعل رہی عوام الناس اور بازاری لوگ امور سلطنت پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد ارجوان نے ابو محمد کی تقصیر معاف کر دی۔ دربار شاہی میں حاضر ہونے کی اجازت دی اور اس کی تنخواہ مقرر کر کے بدستور قدیم مکان میں قیام کرنے کا حکم دیا۔

معرکہ صور : انہی واقعات کے اثناء میں اہل شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ اہل صوبہ باغی ہو گئے۔ ایک ملاح قلاقہ نامی کو اپنا امیر بنا لیا۔ مفرج بن عقل بن جراح نے بھی علم خلافت کی اطاعت سے روگردانی کر کے خودسری اختیار کر لی۔ رملہ پہنچ کر قتل و غارت شروع کر دی۔ دوقش بادشاہ روم بھی جو ایسے مواقع کا منتظر اور حکومت اسلامیہ کا قدیمی دشمن تھا۔ قلعہ اقامیہ پر

چڑھ آیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ ارجوان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک بڑی فوج کو جیش بن صمصامہ کی سرکردگی میں رملہ کی جانب روانہ کیا اور دوسری فوج کو ابوعبداللہ حسین بن ناصر الدولہ بن حمدون کی ماتحتی میں صور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوعبداللہ نے صور کے قریب پہنچ کر بری اور بحری لڑائی شروع کر دی۔ فلاقہ نے بادشاہ روم سے امداد طلب کی بادشاہ روم نے ایک بیڑہ جنگی کشتیوں کا فلاقہ کی کمک پر بھیج دیا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد اسلامی بیڑہ کو فتح نصیب ہوئی۔ رومی شکست کھا کر بھاگے۔ اہل صوبہ نے بمجبوری اطاعت قبول کر لی۔ ابوعبداللہ نے صور پر قبضہ کر کے فلاقہ کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر ایک فوجی دستہ کی حراست میں مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچنے کے بعد فلاقہ کی کھال کھینچ لی گئی اور صلیب پر چڑھا دیا گیا۔

دوقش کا قتل: جیس بن صمصامہ مفرج بن دغفل کی سرکوبی کو رملہ بھیجا گیا تھا۔ مفرج یہ خبر پا کر جیش کے مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ جیش کوچ و قیام کرتا ہوا دمشق پہنچا۔ اہل دمشق ملنے کو آئے جیش بعزت و احترام ان لوگوں سے ملا۔ ان کے ساتھ احسانات کیے۔ ان کی تکالیف رفع کیں اور پھر وہاں سے افامیہ کی جانب کوچ کیا۔ جہاں پر کہ دوقش بادشاہ روم اپنے لشکر کے ساتھ پڑاؤ کیے ہوئے تھا اور بلاد اسلامیہ کو پامال کر رہا تھا۔ افامیہ پر عساکر اسلامیہ اور رومی لشکر سے صف آرائی ہوئی اولاً جیش اور اس کے ہمراہی شکست کھا کر بھاگے۔ صرف بشارت اخشیدی بن فرارہ پندرہ سو سواروں کے ساتھ میدان جنگ میں ٹھہرا ہوا لڑتا رہا اور دوقش بادشاہ روم اپنے جھنڈے کے نیچے اپنے لڑکوں اور چند غلاموں کے ساتھ کھڑا ہوا رومیوں کی قتل و غارت گری اور مسلمانوں کی پامالی دیکھ رہا تھا۔ اخشیدی کے ہمراہیوں میں سے ایک کردی لوہے کا لٹھ موسوم بہ خشت لئے ہوئے دوقش کی جانب چلا۔ دوقش نے یہ خیال کر کے شاید یہ امان حاصل کرنے کی غرض سے آرہا ہے اپنی حفاظت نہ کی۔ کردی نے قریب پہنچ کر دوقش پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں اسے مار ڈالا۔ دوقش کے مارے جانے سے رومی لشکر بھاگ کھڑا ہوا اور جیش کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ گئی تھی پھر لوٹ پڑی انطاکیہ تک قتل و قید کرتی اور ان کے مال و اسباب کو لوٹتی ہوئی چلی گئی۔

باغیان دمشق کا انجام: اس فتحیابی کے بعد جیش نے دمشق کے باہر ایک میدان میں قیام کیا اور کسی مصلحت سے دمشق نہ گیا۔ نوجوانان دمشق کے سرداروں کو جو ہنگامہ کے بانی مبانی ہوئے تھے۔ طلب کر کے اپنی مصاحبت کا اعزاز عنایت کیا اور انہی میں سے ایک گروہ کو اپنا حاجب بھی بنایا روزانہ ان لوگوں کے لئے نفیس نفیس کھانے پکواتا اور کمال دریا دلی سے ان لوگوں کو جوان کے ساتھ ہوتے کھلواتا تھا اسی طریقہ سے ایک زمانہ گزر گیا۔ چند روز بعد جب یہ لوگ کھانے کے کمرے میں گئے۔ تو اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے دروازے بند کر کے تلواریں نیام سے کھینچ لیں اور ان لوگوں کے جان و تن کا فیصلہ کرنے لگے۔ تقریباً تین ہزار آدمی مارے گئے۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے جیش کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا۔ اپنی فوج کے ساتھ دمشق گیا اور اس کا چکر لگا کر شرفاء و روساء شہر کو دربار میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔ جب وہ لوگ دربار میں آ گئے تو ان لوگوں کے روبرو نوجوانان دمشق کے سرداروں کو قتل کروایا اور انہی شرفاء و روساء کو بطور وفد مصر کی طرف روانہ کیا۔ اس سے فتنہ و فساد کی آگ جو بڑی مدت سے مشتعل ہو رہی تھی ختم ہو گئی۔ لوگ امن و امان سے اپنے اپنے مکانوں میں رہنے لگے۔ ان واقعات کے چند دن بعد جیش نے بعارضہ بواسیر وفات پائی۔ اس کے بجائے اس کا بیٹا محمود بن جیش دمشق کا حکمران ہوا۔

ارجوان کا خاتمہ: جیش کی وفات سے ارجوان کے بازو کمزور پڑ گئے۔ بسیل بادشاہ روم سے نامہ و پیام کر کے دس برس کے لئے مصالحت کر لی اور ایک فوج برقہ اور طرابلس غرب کو فتح کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے ان دونوں مقامات کو بزور تیغ فتح کر لیا اور ارجوان نے ان کی حکومت پر یانس صقلی کو متعین کیا۔ چونکہ ارجوان کو حاکم والی مصر کے مزاج میں زیادہ دخل پیدا ہو گیا تھا۔ سیاہ و سفید جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور یہ امراب حاکم کو ناپسند معلوم ہونے لگا تھا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۸۹ھ میں حاکم نے ایک بے جا الزام لگا کر ارجوان کو سزائے موت دے دی۔

حسان بن مفرج کی بغاوت: ارجوان ایک خواجہ سرا تھا اور پیدائشی مخنث تھا۔ اس کا وزیر فہد بن ابراہیم نصرانی تھا۔ حاکم نے بعد قتل ارجوان، فہد کو اپنے قلمدان وزارت کا مالک بنایا۔ کچھ روز بعد حسین بن عمار کو اس کے بعد حسین بن جوہر سپہ سالار افواج کو بھی قتل کر ڈالا پھر یہ خبر پا کر کہ حسان بن مفرج طائی اطراف حلب میں لوٹ مار رہا تھا۔ چند فوجیں ارختکین کی ماتحتی میں حلب کی طرف روانہ کیں۔ جس وقت یہ فوجیں غزہ سے عسقلان کی جانب بڑھیں حسان اور اس کے باپ مفرج نے دفعتہً ان پر حملہ کر دیا۔ ارختکین اور اس کے رکاب کی فوج کو شکست ہوئی۔ ارختکین کے ہمراہیوں میں سے کثیر التعداد آدمی کام آئے۔ حسان نے عسقلان کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کیا۔ رملہ پر قابض ہو گیا اور فوجی قوت بھی بڑھالی اور ابوالفتوح حسن بن جعفر (علوی حسنی) امیر مکہ معظمہ سے طلب کر کے خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ ''امیر المومنین'' کے لقب سے مخاطب کرنے لگا۔ پھر حاکم نے حسان اور مفرج کو بہ حکمت عملی نامہ و پیام بھیج کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ابوالفتوح کو مکہ معظمہ واپس کر دیا اور بدستور قدیم حاکم کی اطاعت قبول کر لی۔ ابوالفتوح نے بھی مکہ معظمہ پہنچ کر حاکم کے نام کا خطبہ پڑھا اور اس کے علم و حکومت کا مطیع ہو گیا۔

علی بن جعفر اور حسان کی جنگ: حاکم نے ان لوگوں کی متحدہ قوت کو توڑنے کے بعد اپنی فوجوں کو علی بن جعفر بن فلاح کی سرکردگی میں شام کی جانب روانہ کیا۔ علی نے سب سے پہلے رملہ پر چڑھائی کی۔ حسان بن مفرج مقابلہ نہ کر سکا۔ شکست کھا کر بھاگا۔ علی نے ان شہروں پر قبضہ کر کے اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان تمام قلعوں پر جو جبل شرات میں حسین کے قبضہ میں تھے قبضہ کر لیا ماہ شوال ۳۹۰ھ میں قرب و جوار کے شہروں کو فتح کرتا ہوا دمشق پہنچا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قابض و متصرف ہو گیا۔ مفرج اور اس کا بیٹا حسان تقریباً دو سال تک بہ حالت فقر و فاقہ اِدھر اُدھر مارے مارے پھرتے رہے حتیٰ کہ مفرج نے اسی حالت میں انتقال کیا۔ حسان کی رہی سہی طاقت بھی جاتی رہی۔ گھبرا کر حاکم والی مصر سے امان کی درخواست کی حاکم نے اسے امان دی اور جاگیر مرحمت کی۔ تھوڑے دن بعد حسان بطور وفد حاکم کے دربار میں حاضر ہوا۔ حاکم نے اس کی عزت افزائی کی اور خلعت مرحمت کیا۔

ولید بن ہشام ابورکوہ: ابوکورہ کی نسبت یہ گمان کیا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید تھا۔ ہشام بن عبدالملک بن عبدالرحمٰن اموی تارج دار اندلس کا بیٹا تھا۔ جس وقت منصور بن ابی عامر اندلس عظمٰی پر قابض ہوا اور شاہزادگان بنو امیہ کو ڈھونڈ ڈھونڈ کر قتل کرنے لگا۔ اس وقت یہ ابورکوہ جس کی عمر غالباً بیس برس کی ہوگی بہ خوف جان چھپ کر قیروان بھاگ گیا اور وہاں کچھ روز ٹھہر کر لڑکوں کو بڑھاتا رہا اس کے بعد مصر چلا آیا اور حدیث کی کتاب شروع کی پھر یہاں سے بھی برداشتہ خاطر ہو کر مکہ و یمن

ہوتا ہوا شام پہنچا اور اپنے باپ ہشام کے لڑکوں میں سے قائم کی حکومت کی ترغیب دینے لگا۔ اس کی کنیت ابورکوہ اس وجہ سے ہوئی کہ یہ صوفیوں کی عادت کے مطابق پانی کا پیالہ اپنے ہمراہ رکھتا تھا۔

ابورکوہ اور بنی قرہ: شام میں تھوڑے دن قیام کر کے پھر اطراف مصر میں واپس آیا اور ہلال بن عامر کے بادیہ میں بنی قرہ کے پاس مقیم ہوا۔ لڑکوں کو قرآن کی تعلیم دیتا اور لوگوں کی امامت کرتا تھا۔ اس حالت میں ایک مدت گزر گئی۔ جب بنی قرہ سے تعلقات پیدا ہو گئے۔ تو جو کچھ اس کے دل میں تھا اسے ظاہر کر کے قائم کی امارت وحکومت کی دعوت دینے لگا۔ چونکہ حاکم بامر اللہ علوی نے ہر طبقہ کے آدمیوں پر قتل وغارت کا ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا تھا۔ امراء وشرفاء اور رؤسا ملک وملت تنگ آ گئے تھے۔ بنی قرہ کے ایک گروہ کو بھی ان کے فتنہ وفساد کی وجہ سے قتل کر کے جلا دیا تھا۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے ابورکوہ کے کہنے کو بسر وچشم قبول کیا اور اس کے مطیع ومنقاد ہو گئے۔ اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ ان سے اور لواتہ مزاتہ اور زماتہ سے جوان جوار میں رہتے تھے۔ لڑائیاں ہوتی تھیں۔ مگر ان سب نے ان لڑائیوں کو بالائے طاق رکھ کر بالاتفاق ابورکوہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔

ابورکوہ کا برقہ پر قبضہ: نیال والی برقہ نے حاکم علوی والی مصر کو اس کی اطلاع دی۔ حاکم نے ان لوگوں سے تعرض کرنے کی ممانعت کر دی۔ ابورکوہ نے ان لوگوں کو جمع کر کے برقہ پر چڑھائی کر دی والی برقہ نے ان سے زمادہ میں صف آرائی کی۔ اتفاق یہ کہ والی برقہ کو شکست ہوئی تمام مال واسباب اور آلاتِ جنگ لوٹ لئے گئے اور اثناء دار وگیر میں یہ خود بھی مارڈالا گیا۔ ابورکوہ نے اس کامیابی کے بعد داد ودہش اور عدل گستری شروع کر دی۔ حاکم کو اس شکست کی خبر لگی تو اس کے ہوش اڑ گئے اپنے سپاہیوں اور عمال کو ظلم زیادتی قتل اور غارت گری کی ممانعت کر دی اور ایک قلیل مدت میں پانچ ہزار سواروں کو مسلح کر کے ابوالفتوح فضل بن صالح سپہ سالار کی افسری میں ابورکوہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔

ابوالفتوح اور ابورکوہ کی جنگ: ابوالفتوح منزل بمنزل سفر کرتا ہوا ذات الحمام تک پہنچا۔ ذات الحمام اور برقہ میں دو منزل کی مسافت تھی۔ مگر یہ مسافت نہایت دشوار گزار تھی پانی کا کہیں نام ونشان نہیں تھا۔ ان منزلوں میں نہ دریا تھا اور نہ نہر' کنوؤں میں بدقت تمام بہت دور پانی نکلتا تھا اور وہ بھی قلیل۔ ابورکوہ نے یہ سن کر ابوالفتوح پانچ ہزار سواروں کی جمعیت سے آ رہا ہے اپنے ایک سپہ سالار کو حکم دیا کہ دونوں منزلوں کے کنوؤں کو پانی اس قدر نکال لو کہ وہ عدم کے حکم میں ہو جائیں۔ سپہ سالار مذکور نے اس حکم کی کمال مستعدی سے تعمیل کی۔ اس کے بعد ابورکوہ نے جس وقت کہ حملہ آور دشمن دشوار گزار منزل میں آ گیا۔ مدافعت ومقابلہ کی غرض سے اپنی فوج کو مرتب کیا اور اس میدان میں آ پہنچا جہاں کہ پیاس کی شدت سے ابوالفتوح اور مصری فوج کا برا حال ہو رہا تھا۔ ابورکوہ کی فوج حریف مقابل سے بھڑ گئی ابورکوہ کھڑا ہوا جنگ کا تماشا دیکھ رہا تھا کہ ناگاہ کتامہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی ابورکوہ نے امان دی اور اپنے لشکر میں داخل کر لیا اس سے حاکم کا لشکر بہت بے سروسامانی سے شکست اٹھا کر مصر کی جانب بھاگا ہزاروں کا کام تمام ہو گیا۔ ابورکوہ مظفر ومنصور برقہ واپس آیا۔ متعدد فوجیں شب خون مارنے اور غارت گری کرنے کے لئے صعید اور سرزمین مصر کی جانب روانہ کیں۔

علی بن فلاح کی روانگی: حاکم کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا اور اپنے کئے ہوئے پر پچھتایا ادھر اس نے فوجیں آراستہ کر کے علی بن فلاح کو امیر بنا کر ابورکوہ کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اُدھر اہل مصر نے در پردہ ابورکوہ کو لکھ بھیجا کہ ہم لوگ حاکم کے ظلم وتشدد سے تنگ آ گئے ہیں۔ آپ مصر پر حملہ کیجئے ہم لوگ ساتھ دینے کے لئے تیار ہیں۔ ان لوگوں میں سے جنہوں نے اس قسم کی خط وکتابت ابورکوہ کی تھی۔ حسن بن جوہر کمانڈر انچیف بھی تھا۔ ابورکوہ اس سے مطلع ہو کر برقہ سے صعید کی جانب بڑھا۔ حاکم نے یہ خبر پا کر اپنے ممالک محروسہ کی تمام فوجیں طلب کر لیں اور انہیں سامانِ جنگ عطا کر کے ابورکوہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

معرکہ راس برکہ: اس فوج میں عرب کے علاوہ سولہ ہزار جنگ آور تھے۔ فضل بن عبداللہ اس کا افسر اعلیٰ تھا۔ سب سے پہلے بنی قرہ سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ بنی قرہ کو شکست ہوئی ان کے سرداروں میں سے عبدالعزیز بن مصعب، رافع بن طراد اور محمد بن ابی بکر مارا گیا۔ اس کے بعد فضل نے اپنی حکمت عملی سے سرداران بنی قرہ کو ملانا شروع کیا۔ چنانچہ ماضی بن مقرب جو بنی قرہ کا سر برآوردہ سردار تھا فضل سے مل گیا۔ اتنے میں علی بن فلاح بھی آ گیا۔ اس نے ایک دستہ فوج قیوم کی طرف روانہ کیا۔ جسے بنی قرہ نے پسپا کر دیا۔ حاکم مصر نے مصر سے ایک تازہ دم فوج اس شکست خوردہ لشکر کی کمک کے لئے روانہ کی۔ ابورکوہ نے اس امدادی فوج کو روکنے کی غرض سے ہرمین کی جانب گیا اور اسی دن لوٹ بھی آیا۔ ماضی نے فضل کو اس کی خبر کر دی۔ اس نے جنگ و مقابلے کی غرض سے قیوم کی جانب کوچ کیا۔ اثنا راہ میں مقام راس برکہ پر دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ ابورکوہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بنی کلاب وغیرہ فضل سے امان حاصل کر کے ابورکوہ سے علیحدہ ہو گئے۔

ابورکوہ کا خاتمہ: علی بن فلاح تو میدان کارزار سے اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا اور فضل ابورکوہ کی تلاش وتعاقب میں بڑھا، ماضی نے پہلے بنی قرہ کو دم پٹی دے کر ابورکوہ کی ہمراہی سے علیحدہ کر دیا۔ بعدہ خود بھی ابورکوہ کو یہ سمجھا کر کہ تم اب نوبہ میں جا کر اپنی جان بچاؤ۔ علیحدہ ہو گیا۔ ابورکوہ بحال پریشان نوبہ کے ایک قلعہ پر پہنچا۔ اہل قلعہ نے قلعہ میں داخل ہونے سے روکا۔ ابورکوہ نے کہا میں خلیفہ حاکم بامر اللہ کا قاصد ہوں۔ والیٔ قلعہ کے پاس پیام لایا ہوں۔ اہل قلعہ نے جواب دیا ''ہم بادشاہ نوبہ سے تمہاری بابت دریافت کر لیں۔ تو قلعہ میں آنے کی اجازت دیں''۔ ابورکوہ یہ سن کر قلعہ کے دروازے پر ٹھہر گیا اہل قلعہ کو... اس کے بعد معلوم ہوا کہ یہ تو ابورکوہ ہے۔ فوراً اسے حراست میں لے لیا اور بادشاہ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نوبہ اس وقت ایک صغیر السن لڑکا تھا۔ جو اپنے باپ کے انتقال کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا۔ شدہ شدہ فضل کو اس کی خبر لگ گئی۔ فضل نے بادشاہ نوبہ کے پاس اپنی سفارت بھیجی۔ ابورکوہ کو اس سے طلب کیا۔ چنانچہ بادشاہ نوبہ نے ابورکوہ کو شجرۃ بن مینا اپنے ایک سرحدی صوبہ دار کے پاس بھیج دیا اور لکھ دیا کہ اسے حاکم بامر اللہ کے نائب کو دے دو۔ شجرے نے ابورکوہ کو فضل کے سفیر کے حوالہ کر دیا۔ فضل نے اسے ایک علیحدہ خیمہ میں ٹھہرایا اور دوسرے دن مصر روانہ کر دیا۔ مصر پہنچتے ہی حاکم نے ابورکوہ کو اونٹ پر سوار کرا کے سارے شہر میں تشہیر کرائی اور قتل کرنے کی غرض سے قاہرہ کے باہر لے جانے کا حکم دیا۔ ہنوز مقتل میں نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابورکوہ کی خود بخود وفات ہوئی۔ پھر بھی سر اتار کر اس کی نعش کو صلیب پر چڑھایا گیا۔ یہ واقعات ۳۹۷ھ کے ہیں۔ حاکم نے اس حسن خدمت کے صلہ میں فضل کی کمال عزت افزائی کی اور بلند عہدے عطا کئے۔ پھر چند دن بعد کسی بات پر ناراض ہو کر قتل کر ڈالا۔

عبداللہ بن حسین کا عروج: حسن بن عمار حاکم بامر اللہ کے عہد حکومت کا ناظم و مدبر تھا۔ حسن کتامہ کا سردار اور پشت پناہ تھا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ارجوان خادم خلیفہ حاکم بامر اللہ کی ناک کا بال بنا ہوا تھا۔ خلافت پناہ کے خادموں اور کتامیوں میں ایک مدت سے دشمنی اور باہم چشمک چلی آ رہی تھی۔ بسا اوقات یہ رنجش و کشیدگی جدال و قتال کی صورت اختیار کر لیا کرتی تھی۔ چنانچہ ۳۸۷ھ میں مغربیوں اور خادموں میں چل گئی۔ اِدھر سے حسن سوار ہو کر آمادہ جنگ و پیکار ہوا اُدھر سے ارجوان۔ دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر کار دونوں حریف قتل و خونریزی سے رک گئے اور حسن معزول کر دیا گیا۔ ساری عزت و توقیر خاک میں مل گئی۔ مجبوراً خانہ نشین ہو گیا اور ارجوان امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا۔ کاتب بن فہر بن ابراہیم کو دادرسی کی خدمت سپرد کی گئی اور صندل کی جگہ برقہ کی حکومت یانس افسر پولیس کو مرحمت ہوئی۔ اسی اثناء میں ۳۸۹ھ کا دور آ گیا اور ارجوان خادم قتل کر دیا گیا۔ عنان حکومت سپہ سالار عبداللہ بن حسین بن جوہر کے قبضہ اقتدار میں دی گئی۔ کاتب بن فہر بدستور سابق اپنا مفوضہ کام کرتا رہا۔

عضولہ بن بکار: ۳۹۰ھ میں منصور بن بلکین بن زیری والی افریقہ کے دائرہ حکومت سے طرابلس نکال لیا گیا۔ عزیز کے خادموں میں سے یانس نامی ایک شخص مامور کیا گیا۔ جوں ہی یانس طرابلس پہنچا منصور کے گورنر عضولہ بن بکار نے زمام حکومت یانس کے سپرد کر دی اور خود اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کے ساتھ حاکم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے چل کھڑا ہوا بیان کیا جاتا ہے کہ عضولہ کے ساتھ سے زیادہ لڑکے تھے۔ پینس حرم (لونڈیاں) تھیں حاکم نے اسے بعزت و احترام ملاقات کی قیام کے لئے محل سراء خاص میں جگہ عنایت فرمائی۔ جاگیریں اور وظائف مقرر کئے پھر کچھ روز بعد صوبہ (دمشق) کی سند حکومت عنایت فرما کر دمشق کی جانب روانہ کر دیا مگر افسوس کہ عضولہ کی زندگی کا حکومت دمشق حاصل ہونے کے ایک برس بعد خاتمہ ہو گیا۔

یحییٰ بن علی کی روانگی طرابلس: ۳۹۲ھ میں خلفول بن حرزون معزادی نے حاکم والی مصر کو یہ اطلاع دی کہ طرابلس پھر منصور بن بلکین کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گیا ہے۔ حاکم نے ایک عظیم فوج یحییٰ بن علی اندلسی کی ماتحتی میں طرابلس کی حمایت کے لئے روانہ کی یحییٰ کا بھائی جعفر خلفاء عبیدیہ میں سے مصر کی طرف سے زاب کا گورنر تھا۔ لیکن کسی وجہ سے عبیدیوں سے روگرداں ہو کر بنو امیہ کے ہوا خواہوں میں داخل ہو گیا تھا۔ چنانچہ یہ اور اس کا بھائی یحییٰ اس وقت سے برابر حکمرانانِ بنو امیہ کی ہوا خواہی کرتے چلے آتے تھے۔ یہاں تک کہ منصور بن ابی عامر نے کسی الزام میں جعفر کو قتل کر ڈالا اس وقت اس کا بھائی یحییٰ مصر میں عزیز کے پاس چلا آیا اور اس کی خدمت میں رہنے لگا۔ جب حاکم بامر اللہ کا دور حکومت آیا اور فلفول کی اطلاعی عرض داشت مشعر بایں مضمون کہ اہل طرابلس نے منصور بن بلکین کی اطاعت پھر قبول کر لی ہے۔ دربار حکومت مصر میں پہنچی۔ تو حاکم نے اسی یحییٰ کو اس مہم کا سردار بنا کر طرابلس کی جانب روانہ کیا۔ جیسا کہ ابھی ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ بنو قرہ اور یحییٰ سے مقام برقعہ میں مقابلہ ہوا بنو قرہ نے یحییٰ کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ یحییٰ نے بمجبوری مصر کی جانب مراجعت کی اور یانس نے برقہ سے طرابلس کی طرف کوچ کیا۔

وزراء کا نصب و عزول: عضولہ والی دمشق کے انتقال کے بعد مفلح خادم مامور کیا گیا تھا۔ مفلح کے بعد علی بن فلاح نے

دمشق کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور یانس کے بعد برقہ کی حکومت صندل اسود کو مرحمت ہوئی۔ ۳۹۸ھ میں حسین بن ابن جوہر وزیر صیغہ جنگ کسی وجہ سے معزول کیا گیا۔ امور سلطنت کا نظم ونسق صالح بن علی رود باری کے سپرد ہوا۔ حسین کی بداقبالی صرف معزولی ہی پر ختم نہیں ہوئی۔ بلکہ اس کے تھوڑے دن بعد اسے قتل کرڈالا گیا۔ حسین کو قتل ہوئے زیادہ عرصہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اس کا جانشین صالح بھی بارحیات سے سبکدوش کردیا گیا۔ اس کی جگہ کافی بن نصر بن عبدون صیغہ جنگ اور سیاسی امور کا وزیر مقرر کیا گیا۔ پھر اس سے بھی کچھ روز بعد زمام حکومت لے لی گئی۔ زرعہ بن عیسیٰ بن نسطورس حکمرانی کرنے لگا۔ مگر اس کی وزارت اور دور حکومت کو بھی استحکام حاصل نہ ہوسکا۔ وزارت کے تھوڑے ہی دن بعد معزول کردیا گیا۔ اس نے خانہ نشینی اختیار کرلی۔ تب ابوعبداللہ حسن بن طاہر وزال قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

حاکم بامر اللہ کا کردار: ان تغیرات اور روزارت کی تبدیلیوں کا سبب یہ تھا کہ حاکم بامر اللہ متلون مزاج شخص تھا۔ ظلم وجور کی بھی عادت تھی۔ سخت گیر اس درجہ تھا کہ اراکین سلطنت ہروقت خائف رہتے تھے جرجرای وغیرہ کے ہاتھ کٹوائے قتل کرایا۔ اکثر جان وآبرو کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔ کچھ لوگوں نے امان کی درخواست کی۔ چنانچہ حاکم نے ان لوگوں کو امان نامہ لکھ دیا۔ قصہ کوتاہ ظلم وعدل، خوف وامن پابندی مذہب اور غیر پابندی مذہب میں اس کی حالتیں بدلتی رہتی تھیں اس پر کفر کا فتویٰ دینا اس وجہ سے کہ اس نے نماز پنج گانہ چھوڑ دینے کا فرمان جاری کیا تھا۔ غیر صحیح ہے کوئی صاحب عقل اس کا قائل نہیں ہوسکتا' اور بالفرض اگر اس سے اس قسم کے افعال سرزد ہوئے تو اسی وقت قتل کرڈالا جاتا اس کا مذہباً رافضی ہونا البتہ معروف ومشہور ہے مگر اس کا باوجود اس معاملہ میں بھی اس کے تلون مزاجی کی وہی کیفیت تھی۔ کبھی تراویح پڑھنے کی اجازت دیتا تھا۔ گاہے قطعی ممانعت کردیتا تھا۔ علم نجوم میں اسے داخل تام تھا اور اس کے احکام وتاثیرات کو بھی دل سے مانتا تھا۔ اس کی نسبت یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے عورتوں کو بازاروں میں نکلنے کی ممانعت کردی تھی۔

حاکم بامر اللہ کا فرمان: ایک مرتبہ اس سے شکایت کی گئی کہ روافض نے اہل سنت والجماعت سے نماز تراویح اور نماز جنازہ پڑھنے کی حالت میں تعارض کیا اور ان پر پتھر برسائے اس نے اسی وقت ایک فرمان لکھوایا جو آئندہ جمعہ جامع مصر کے منبر پر پڑھا گیا۔ وھو ہذا:

> اما بعد فان امیر المؤمنین یتلوا علیکم ایته من کتاب الله المبین لا اکراه فی الدین قد تبین الرشد من الغی ج فمن یکفر بالطاغوت ویومن بالله فقد استمسک با العروة الوثقی ج لا انفصام لها والله سمیع علیم ط مضیٰ مس بما فیه و اتی الیوم بما یقتضیه معاشر المسلمین نحن الایمة و انتم الامه انما المؤمنون اخواة فاصلحوا بین اخویکم واتقوا الله لعلکم ترحمون من شهد الشهادتین ولا یحل عروة بین اثنین تجمعهم هذه الا خوه عصم الله بها من عصم وعده لها ما حرم من کل محرم من دم و مال و منکح الصلاح و الاصلاح بین الناس اصلح وانفساد والافساد بین العباد ویستفبح یطوی ما کان فیما مضی فلا ینتشر و یعرض عما القضی فلا یذکر ولا یقبل علی ماموروا دبر من اجراء الا مرر علی ما کانت فی الایام الخیالیه ایام ابائنا الایمة المهتدین سلام الله علیهم اجمعین مهتدیهم بالله ومعزهم الدین الله و هم اذا داک

بالمهدينهم والمنصوريته واحوال القيروان تجرى فيها ظاهرة غير خفيه ليست بمستورة عنهم ولا مطوية بصوم الصائمون على حسابهم ويفطرون ولايعارض اهل الرويه فيما هم عليه صائمون ومضطرون صلاة الخمس للذين بها جائهم فيها يصلون وصلاة الضحى وصلاة التراويح لامانع لهم منها و لا هم عنها يدفعون يخمس في التكبير على الجنائز للخمسون ولا يمنع من التكبير عليها المربعون يوذن لحى على خير العمل الموذنون ولا يوذى بها يوذنون لايسب احد من السلف ولا يحتسب على الواصف فيهم بما يوصف و الخالف فيهم بما خلف لكل مسلم مجتهد فى دينه اجتهاده والىٰ ربه ميعاده عنده كتابه و عليها حسابه ليكن عباده الله على مثل هذا عملكم مند اليوم لا يستعلى مسلم علىٰ مسلم بما اعتقده ولا يعترض معترمق على صاحبه فيما اعتمده من جميع لا مانصه امير المؤمنين فى سجله هذا و بعده قوله تعالىٰ ياايها الذين امنوا عليكم انفسكم لا يضر من ضل اذا اهتديكم الىٰ الله مرجعكم جميعا فينبئكم بما كنتم تعلمونo والسلام عليكم و رحمة الله بر كاته

"امابعد امیر المؤمنین تمہارے روبرو اللہ تعالیٰ کی روشن کتاب (قرآن) کی آیت تلاوت کرتے ہیں۔ دین کے معاملہ میں زبردستی نہیں۔ ہدایت اور گمراہی واضح ہو چکی ہے پس جو شخص کفریات سے منکر ہوا اور اللہ پر ایمان لایا تو اس نے بے شک مضبوط رسی پکڑ لی ہے۔ جو ٹوٹنے والی نہیں ہے اور اللہ سنتا اور جانتا ہے۔ کل کا دن عافیت سے گزر گیا اور آج کا دن اپنی ضروریات کے ساتھ آ گیا اے گروہ مسلمانان ہم لوگ امیر ہیں اور تم لوگ امت ہو۔ بے شک تمام مسلمان ایک دوسرے کے بھائی ہیں۔ پس بھائیوں میں میل کرا دو اور اللہ سے ڈرتے رہو۔ امید کی جاتی ہے کہ تم پر رحم کیا جائے گا۔ جو شخص توحید و رسالت کا اقرار کرے اور دو شخصوں میں نفاق نہ ڈالے وہ سب اس اخوت اسلامی میں داخل ہیں۔ اس کے ذریعہ سے جسے اللہ کو بچانا ہو بچایا اور جسے روکنا ہوا اس کو محرمات خون مال اور محرم عورت سے روکا۔ صلاحیت اور اصلاح خلق بہتر وعمدہ چیز ہے۔ فساد اور فتنہ پردازی خلائق نازیبا امر ہے گزشتہ باتوں کا تذکرہ نہ کیا جائے اور زمانہ ماضیہ سے اعراض کر کے اس کا ذکر ترک کر دیا جائے اور جو اس سے پیشتر گزر چکا ہے اسے پیش نظر نہ رکھنا چاہئے۔ ان امور اور واقعات سے جو زبان ماسبق ہیں گزر گئے علی الخصوص ہمارے آباء مہتدین کے عہد حکومت کے تذکرے سے۔ اللہ تعالیٰ کا سلام ان سب پر ہو۔ وہ کون ہیں کہ مہدی باللہ قائم بامر اللہ منصور باللہ اور معز الدین للہ وغیرہ ہیں اور وہ سب راہ راست پر تھے اور منصور تھے اور قیروان کا حال ظاہر ہے جو نہ ان لوگوں سے پوشیدہ ہے نہ سربستہ راز ہے۔ روزہ دار اپنے اپنے مذہب کے مطابق روزے رکھیں اور افطار کریں کوئی شخص کسی شخص سے خواہ روزہ دار ہو یا افطار کر رہا ہو تعارض نہ کرے۔ نماز پنجگانہ جو مذہبا فرض ہے ہر شخص ادا کرتا ہے نماز چاشت اور نماز تراویح سے انہیں کوئی مانع نہ ہو اور نہ اس سے انہیں کوئی روکے۔ نماز جنازہ پر پانچ تکبیر کہنے والے پانچ تکبیریں کہیں اور چار تکبیریں کہنے والے بھی چار تکبیر کہنے سے منع نہ کیے جائیں مؤذن اذان میں حی علی خیر العمل پکاریں اور جو شخص اذان میں یہ کلمہ نہ کہے وہ ستایا نہ جائے گزشتہ اصحاب کو گالی نہ دی جائے اور نہ ان کی تعریف کرنے والوں سے جیسا کہ ان کی تعریف کی جاتی ہے۔ مواخذہ کیا جائے اور اس بارے میں جو ان کا مخالف ہو وہ

مخالف رہے ہر مسلمان' مجتہد دینی معاملات میں اپنے اجتہاد کا ذمہ دار ہے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے اسے جانا ہے۔ اس کے پاس اس کی کتاب ہے اور اسی پر اس کا حساب مناسب ہے۔ اے بندگان خدا آج کے دن سے جیسا کہ اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ تم عمل کرو اور کوئی مسلمان دوسرے مسلمان پر اس کے اعتقاد میں دست اندازی نہ کرے اور نہ کوئی شخص اپنے دوست کے مذہبی خیالات سے متعارض ہو ان سب باتوں کو امیر المؤمنین نے اس فرمان میں تحریر فرمایا ہے اور اس کے بعد اللہ تعالیٰ کا قول ہے اے ایمان والو تم اپنی ذات کا خیال رکھو۔ جو شخص گمراہ ہو جائے گا۔ وہ تمہیں کچھ ضرر نہ پہنچا جبکہ تم ہدایت پر ہو گے۔ تم سب کا اللہ تعالیٰ کی طرف مرجع ہے۔ پس وہ تمہیں آگاہ کرے گا۔ جو تم کر رہے ہو۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ۔

یہ فرمان ماہ رمضان المبارک ۳۹۳ھ کو لکھا گیا تھا۔

حاکم بامر اللہ کا قتل: ان واقعات کے بعد حاکم[1] بامر اللہ ابو علی منصور بن عزیز باللہ نزار بن معز علوی والی مصر جس کی سوانح اور عہد حکومت کے حالات ابھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نظام برکت الجیش مصر میں مقتول پایا گیا۔ یہ اکثر شب کی وقت گدھے پر سوار ہو کر شہر کا چکر لگایا کرتا تھا اور کوہ مقطم پر ایک مکان بنا رکھا تھا۔ اس میں عبادت کی غرض سے تنہا جا کر رہا کرتا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ کواکب کی روحانیت جذب کرنے کے لئے وہاں جاتا تھا۔ چنانچہ ۲۷ شوال ۴۱۱ھ کو حسب دستور رات کے وقت اپنے گدھے پر سوار ہو کر چلا دو سوار ساتھ ہو لئے۔ حاکم نے دونوں سواروں کو یکے بعد دیگرے واپس کر دیا اور خود غائب ہو گیا۔ پھر لوٹ کر دو چار روز تک نہ آیا۔ اراکین دولت اس کے آنے کا انتظار کرتے رہے۔ بالآخر مظفر صقلی قاضی اور بعض مصاحبین ڈھونڈنے کے لئے کوہ معظم کی طرف روانہ ہوئے۔ جوں ہی پہاڑ پر چڑھے اس کی سواری کے گدھے کو دیکھا کہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا مردہ پڑا ہے۔ نشان قدم لیتے ہوئے آگے بڑھے تو اس کے کپڑوں کو پایا۔ جو پارہ پارہ ہو گئے تھے اور جس میں چھریوں کے زخم کے چند نشانات موجود تھے اس سے ان لوگوں سے اس کے قتل ہو جانے کا یقین کر لیا۔

بنت الملک: بیان کیا جاتا ہے کہ حاکم کی بہن کی نسبت حاکم کے کانوں تک یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کے پاس اجنبی مرد آیا جایا کرتے ہیں۔ اس بناء پر حاکم نے اپنی بہن کو دھمکایا حاکم کی بہن نے ناراض ہو کر سپہ سالاران کتامہ سے ابن دواس نامی سپہ سالار کو بلا بھیجا اور اس سے یہ کہا میرا بھائی بدعقیدہ ہو گیا ہے۔ اس سبب سے مسلمانوں کے قدم ڈگمگاتے جاتے ہیں۔ بہتر یہ ہے کہ تم اسے مار ڈالو۔ دیکھو اگر تم اس راز کو افشا کر دو گے تو نہ ہماری خیر ہے اور نہ تمہاری جان کی۔ اگر تم اس خدمت کو پورے طور سے انجام دے دو گے تو میں تمہیں بہت بڑا عہدہ دوں گی اور جاگیریں بھی عنایت کروں گی۔ ابن دواس تو حاکم کا مخالف ہی تھا اس کے علاوہ حاکم کو مار ڈالنے سے آئندہ تمام حالات سے اسے نجات ملتی تھی۔ بے تامل حاکم کے قتل پر تیار ہو گیا۔ چنانچہ دو شخصوں کو حاکم کے قتل کرنے کے لئے اس کی خلوت میں بھیجا۔ جب ان لوگوں نے مار ڈالا اور اراکین دولت کو اس کو مارے جانے کا یقین ہو گیا تو سب کے سب جمع ہو کر اس کی بہن بنت الملک کے پاس گئے اور دواس کو بھی حاضر ہوا۔

---

[1] حاکم بامر اللہ قاہرہ میں شب پنج شنبہ ۲۳ مارچ ربیع الاول ۳۷۵ھ کو پیدا ہوا' ۳۸۳ھ میں اس کی ولی عہدی کی بیعت اس کے باپ کی حالت حیات میں لی گئی۔ ۳۸۶ھ میں اپنے باپ کی وفات کے بعد تخت نشین ہوا۔ متلون طبع' غیر مستقل مزاج آدمی تھا۔ اس کے واقعات عجیب و غریب ہیں۔ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۱۲۷ مطبوعہ مصر۔

سب نے متفق ہو کر علی بن حاکم کو مسند خلافت پر متمکن کیا۔

ابو معد علی الظاہر الاعزاز دین اللہ کی تخت نشینی: اس وقت یہ ایک نوعمر لڑکا تھا ہنوز سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا۔ غرض علی بن حاکم نے بیعت خلافت لینے کے بعد الظاہر الاعزاز دین اللہ کا خطاب اختیار کیا اور تمام ممالک محروسہ میں گشتی فرامین بیعت لینے کی غرض سے روانہ کیے گئے۔

ابن دواس کا انجام: بیعت لینے کے دوسرے دن ابن دواس سپہ سالار اور سپہ سالاروں کے ساتھ بنت الملک ہمشیرہ حاکم کی خدمت میں حاضر ہوا بنت الملک نے اپنے خادم کو اشارہ کر دیا۔ اس نے لپک کر ابن دواس کو تلوار پر اٹھا لیا۔ یہاں تک کہ انہی سپہ سالاروں کے روبرو ابن دواس مار ڈالا گیا۔ بنت الملک برابر کہتی جاتی تھی ''یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے' یہ حاکم کے خون کا بدلہ ہے''۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔

ابو القاسم بن احمد جرجرائی: ابن دواس کے مارے جانے اور خلیفہ ظاہر کے تخت نشین ہونے کے بعد بنت الملک' امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگی۔ چار برس تک زمام حکومت اس کے قبضہ میں رہی۔ اس کے مرنے کے بعد خدام خلافت معضاد اور تافرین وزان امور مملکت کے سیاہ وسفید کے مالک ہوئے۔ قلمدانِ وزارت ابو القاسم بن احمد جرجرائی کے سپرد ہوا۔ اس نے اپنے عہدہ وزارت میں زمام حکومت اپنے قبضہ میں لے لی تھی اور کسی کی کچھ نہیں چلتی تھی۔

شام کی بغاوت: انہی واقعات کے اثناء میں ملک شام میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ بنی کلاب سے صالح بن مرداس نے حلب پر قبضہ کر لیا۔ بنو جراح نے اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر دینا شروع کر دیا۔ ظاہر کو اس کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے ۴۲۰ھ کو زیری والی فلسطین کو شام کی جانب روانہ کیا۔ صالح بن مرداس سے اس کا مقابلہ ہوا۔ صالح اور اس کا چھوٹا لڑکا مارا گیا۔ زیری نے دمشق پر قبضہ کر لیا اور حلب کو بھی شبل الدولہ نصر بن صالح کے قبضہ سے نکال کر اسے قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے قبل جبکہ شبل الدولہ فلسطین میں تھا۔ اس سے ابن جراح سے ان بن ہو گئی تھی اور متعدد لڑائیاں بھی ہوئی تھیں انہی لڑائیوں کے سلسلے میں شبل الدولہ رملہ سے قیساریہ میں جا کر پناہ گزین ہو گیا تھا۔ ابن جراع نے رملہ کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور شب خون مارنے کی غرض سے قرب و جوار میں اپنی فوج کو پھیلا دیا۔ اس لوٹ اور غارت گری کا سیلاب بڑھتے بڑھتے عریش تک پہنچا۔ اہل بلبیس اور اہل قرافہ بہ خوف جان آبرو جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے۔ اس کے بعد صالح بن مرداس نے عرب کو جمع کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق پر ذوالقرنین ناصر الدولہ بن حسین حکومت کر رہا تھا حسان بن جرح نے یہ خبر پا کر ذوالقرنین کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ فریقین میں مصالحت ہو گئی۔ صالح بن مرداس نے دمشق سے محاصرہ اٹھا کر حلب پر فوج کشی کر دی اور اسے شعبان کتامی کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد خلیفہ ظاہر والی مصر نے مغربی فوجیں زویری کی افسری میں روانہ کیں۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اس نے آ کر دمشق پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ ظاہر کی وفات: ۱۵ شعبان ۴۲۷ھ کو خلیفہ الظاہر اعزاز دین اللہ ابو الحسن علی بن حاکم علوی والی مصر نے وفات پائی۔ تقریباً سولہ برس خلافت کی (تینتس سال کی عمر پائی)۔

باب: ۱۱

ابو تمیم معد المستنصر باللہ ۴۲۷ھ تا ۴۸۷ھ

ابو القاسم احمد المستعلی باللہ ۴۸۷ھ تا ۴۹۵ھ

خلیفہ ظاہر کے انتقال کے بعد اس کے بیٹے ابو تمیم معد نے خلافت پر قدم رکھا المستنصر باللہ کا خطاب اختیار کیا۔ زمام حکومت ابو القاسم علی بن احمد جرجری وزیر السلطنت نے اپنے ہاتھ میں کی جو سابق خلیفہ کے عہد حکومت میں بھی عہدہ وزارت سے سرفراز تھا۔

انوشکین زرزیری: ان دنوں حکومت دمشق پر زرزیری مامور تھا جس کا اصلی نام انوشکین تھا اس نے اپنے عادلانہ برتاؤ سے ملک میں امن وسکون پیدا کر دیا تھا۔ ملک کے کسی گوشہ سے بغاوت اور فتنہ وفساد کی آواز تک بھی نہیں سنی جاتی تھی۔ مگر وزیر السلطنت ابو القاسم کو اس سے دلی عناد تھا اور ہمیشہ اس کی بیخ کنی کی فکر میں رہا کرتا تھا۔ ایک مدت کے غور وفکر کے بعد زرزیری کے سیکرٹری (ابوسعید) سے خط وکتابت شروع کی اور اس کے ذریعہ سے زرزیری کو علم حکومت علویہ کی مخالفت پر ابھارنے لگا۔ زرزیری نے اس مخالفت کو ناپسندیدہ تصور کر کے ابوسعید کو اپنے دربار سے نکلوا دیا۔ اس وجہ سے ابوسعید اور زرزیری کے درمیان کشیدگی اور منافرت پیدا ہو گئی۔ اتفاق سے انہی دنوں میں زرزیری کے لشکر کے چند سپاہی کسی ضرورت سے مصر آئے ہوئے تھے۔ وزیر السلطنت نے ان لوگوں کو پٹی پڑھا کر اپنا بنا لیا۔ چنانچہ ان سپاہیوں نے بعد واپسی بقیہ لشکریوں کو سمجھا بجھا کر زرزیری پر دفعتہً حملہ کرنے پر آمادہ وتیار کر دیا۔ زرزیری کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ زرزیری نے ان کی اصلاح کی کوشش کی مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو دمشق کو خیر باد کہہ کر بعلبک کی طرف چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۳۳ھ کا ہے۔ گورنر بعلبک نے زرزیری کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اس نے حماۃ کی طرف قدم بڑھایا۔ والی حماۃ نے بھی اس کی حمایت نہ کی زرزیری کو غصہ آ گیا۔ آمادہ بہ جنگ ہوا۔ اثناء جنگ میں رسد وغلہ کی فراہمی کی غرض سے قرب وجوار کے شہروں پر غارت گری کا ہاتھ صاف کرنے لگا۔ چند دن کے بعد فوج کی کمی محسوس ہوئی۔ کفر طاب سے اپنے ایک دوست کو اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ چنانچہ والی کفر طاب دو ہزار پیادے لئے ہوئے امداد کو آ پہنچا۔ زرزیری نے ان لوگوں کے ساتھ حلب کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر ماہ جمادی الآخر سنہ مذکور میں جاں بحق ہو گیا۔

شام میں شورش: زریری کی وفات سے شام کے امن عامہ میں خلل وتغیر پیدا ہوگیا۔ قرب وجوار کے عرب باشندوں کو لالچ دامن گیر ہوا۔ وزیر السلطنت ابوالقاسم نے انتظاماً حکومت دمشق پر حسین بن حمدان کو مامور کیا۔ اس کی آخری اور انتہائی کوشش یہ تھی کہ شام کو باغیان دولت علویہ کے حملوں سے بچاتا رہے مگر کامیاب نہ ہوا۔ حسان بن مفرج طائی نے فلسطین کو دبا لیا۔ معز الدولہ بن صالح کلابی نے حلب پر فوج کشی کر کے شہر پر قبضہ کرلیا۔ باقی رہا قلعہ حلب وہ چند روز تک فتح نہ ہوسکا۔ اہل قلعہ نے دروازے بند کردیئے۔ بارگاہ خلافت مصر سے امداد کی درخواست کی جب دربار خلافت سے کوئی امداد وکمک نہ پہنچی تو اہل قلعہ نے قلعہ کو اپنے حریف معز الدولہ بن صالح کے سپرد کردیا۔ اس نے قلعہ پر بھی قبضہ کرلیا۔

معز بن بارلیس کی بغاوت: ۴۴۰ھ میں معز بن بارلیس نے ملک افریقہ میں عبیدیوں کے علم حکومت کی مخالفت کی۔ مخالفت کا جھنڈا بلند کیا۔ خلیفہ مستنصر علوی کا خطبہ وسکہ موقوف کر کے خلیفہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مستنصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تہدید آمیز خط لکھا جس کا معز نے بھی ترکی بہ ترکی جواب دیا۔

ابوالقاسم کی معزولی: اس واقعہ کے بعد مصر کی وزارت میں تبدیلی واقع ہوئی۔ ابوالقاسم وزیر السلطنت معزول کر دیا گیا۔ اس کی جگہ حسین بن علی تازوری قلمدان وزارت کا مالک ہوا چونکہ یہ خاندان وزارت سے نہ تھا۔ اس وجہ سے خلیفہ مستنصر نے اسے ان خطابات سے مخاطب نہ کیا۔ جن سے خطابات وزراء سابق کو خطاب کیا کرتا تھا۔ اس سے پیشتر خلفاء مصر نے اپنے وزراء کو ''عبدہ'' سے مخاطب کیا کرتے تھے لیکن خلیفہ وقت نے اس کو صنیعتہ سے مخاطب کیا۔ تازوری کو یہ ناگوار گزرا اور درپردہ خلافت علویہ کی بیخ کنی کرنے لگا۔ ادھر قبائل زغبہ اور ریاح بطون ہلال میں باہم مصالحت کر کے افریقہ کی جانب روانہ کیا اور ان سے یہ عہد و پیماں کرلیا کہ جن جن ملکوں کو فتح کرو گے وہ سب تمہارے مقبوضہ اور مملوکہ تصور کیے جائیں گے۔ ادھر معز والیٔ افریقہ کو یہ پیام بھیجا کہ اما بعد فقد ارسلنا الیک خیولاً وحملنا علیھا رجالاً فحولاً لیقضی اللّٰہ امراً کان مفعولاً ''ہم نے تمہارے پاس مردان جنگ زور آور کو بھیجا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ جو کچھ کرنے والا ہے اسے پورا کرے''۔

افریقہ میں عربوں کی غارت گری: غرض عرب کا یہ گروہ کوچ وقیام کرتا ہوا برقہ کی سرزمین میں پہنچا ملک سرسبز و شاداب تھا۔ مگر ویران پڑا ہوا تھا وجہ یہ تھی کہ معز نے برقہ کے قدیم رہنے والے قبیلہ زناتہ کو جلاوطن کردیا تھا۔ عرب نے برقہ میں پہنچتے ہی اقامت ڈال دی اور رہنے لگے رفتہ رفتہ معز تک یہ خبر پہنچی۔ عربوں کے اس گروہ کو حقارت کی نگاہ سے دیکھ کر غلاموں کی خریداری شروع کردی تھوڑے دنوں میں تیس ہزار غلام خرید لئے۔ اس اثناء میں بنو زغبہ نے طرابلس پر ۴۴۶ھ میں قبضہ کرلیا۔ بنو ریاح نج میں اور بنو عدی افریقہ میں قتل وغارت گری کرتے ہوئے گھس پڑے۔ سارا ملک خونریزی اور لوٹ مار سے بھر گیا۔ اس کے بعد انہی عربوں کے امراء میں سے چند لوگ بطور وفد (ڈیپوٹیشن) معز کے دربار خلافت میں گئے اس وفد کا سردار بنی مرداس کا ایک شخص یونس بن یحییٰ نامی تھا۔ معز نے اس وفد کی بڑی آؤ بھگت کی۔ جائزے دیئے۔ صلے مرحمت کئے اور انعام واکرام کے ساتھ رخصت کیا مگر پھر اس تواضع اور مدارات نے کچھ بھی کام نہ کیا۔ ان وفود نے اپنے ملک میں پہنچ کر اپنی قوم کے ساتھ پھر وہی لوٹ مار شروع کردی۔ جیسا کہ اس سے پیشتر کر رہے تھے۔ اس وقت افریقہ مصیبتوں اور طرح طرح کی بلاؤں کا مرکز بنا ہوا تھا۔ ایسی خونریزی' ایسی غارت گری افریقہ میں کبھی نہ دیکھی گئی

تھی اور نہ سنی گئی تھی۔

یوم العین: بہ مجبوری معز نے ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کیں، ضہاجہ اور سوڈان کے تیس ہزار جنگ آوروں[1] کو ساتھ لے کر افریقہ کی حمایت کو نکل کھڑا ہوا۔ اس کے مقابلے[2] میں پر عرب تین ہزار کی جمعیت سے آیا ہوا تھا۔ اتفاق یہ کہ کثرت فوج کے باوجود معز کو شکست ہوئی ضہاجہ کا گروہ بے حد پامال ہوا۔ معز نے بھاگ کر قیروان میں دم لیا۔ اس کے بعد بروز عید قربان جس وقت کہ عرب کا گروہ نماز میں مشغول تھا۔ معز نے پھر حملہ کیا عرب نے اس واقعہ میں بھی معز کو پسپا کر دیا۔ یہ شکست پہلی شکست سے بڑھ چڑھ کر تھی۔ پھر سہ بارہ معز نے زناتہ اور ضہاجہ کی فوجوں کو فراہم کر کے عرب پر حملہ کیا اور ناکامی کے ساتھ پسپا ہوا اس واقعہ میں اس کے لشکر کے تین ہزار آدمی کام آئے۔ عرب کا فتحمند گروہ شکست خوردوں کا مصلائے قیروان تک تعاقب کرتا ہوا گیا اور ہمراہیان معز شکست پر شکست اٹھاتے ہوئے بھاگے جاتے تھے۔ شکست خوردہ فوج کا ایک بڑا حصہ مارا گیا۔ معز نے اپنے سپاہیوں کو رسد و غلہ کی فراہمی کی غرض سے قیروان میں داخل ہونے کی اجازت دی جوں ہی معز کا لشکر قیروان میں داخل ہوا۔ عوام الناس سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ اس واقعہ نے باقی ماندہ کا کام تمام کر دیا۔

قیروان پر حملہ: ۴۴۶ھ میں عرب نے قیروان پر حملہ کیا۔ معز نے اگرچہ حفاظت کا بخوبی انتظام کر لیا تھا مگر یونس بن یحییٰ سردار عرب نے شہر ماجہ پر قبضہ کر لیا۔ معز نے گھبرا کر اہل قیروان کو میدیہ میں جا کر قلعہ نشین ہونے کا حکم دیا۔ ان دنوں میدیہ کی عنان حکومت تمیم کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ تمیم معز کا بیٹا تھا ۴۴۵ھ میں معز نے اسے مہدیہ کی حکومت پر متعین کیا تھا۔ ۴۴۹ھ میں معز بھی عرب کی روزانہ چھیڑ چھاڑ سے تنگ آ کر قیروان سے مہدیہ چلا گیا۔ عرب کی بن آئی غارت گری شروع کر دی۔ قیروان اور اس کے قرب و جوار کے کل شہروں اور قلعوں کو آزادی کے ساتھ تاخت و تاراج کیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں بساسیری (بنی بویہ کا ایک غلام تھا) کی سازش سے بہ زمانہ انقراض حکومت بنی بویہ و مغلوبیت سلاطین سلجوقیہ، خلیفہ مستنصر علوی مصری کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کرنے والے ہیں۔

مادر خلیفہ مستنصر: خلیفہ مستنصر کی ماں اگرچہ عورت تھی مگر امور سلطنت میں اسی کی حکومت کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ وزارت کی تبدیلی اور تقرری اسی کے قبضہ میں تھی وزراء دولت غالب اور قابض ہونے کے لئے ترکوں کو اپنی فوج میں بھرتی کر لیا کرتے تھے۔ لیکن یہ جس سے کشیدہ خاطر ہو جاتی تھی اسے اپنی جان کے لالے پڑ جاتے تھے۔ یہ اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا کہ جس سے ناراض ہوتی اس کی نسبت خلیفہ مستنصر کو اشارہ کر دیتی تھی۔ خلیفہ مستنصر اسے فوراً قتل کر ڈالتا تھا۔ ابتداً قلمدان وزارت

---

[1] اس شخص کا نام مقلدین کنانی تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر مطبوعہ لندن جلد ۱۰ صفحہ ۳۴۳۔

[2] یہ مقابلہ مقام جندران میں ہوا تھا۔ یہ ایک پہاڑ ہے۔ جس سے تین یوم کی مسافت پر قیروان واقع ہے۔ عرب کا گروہ ابتداً اس ٹڈی دل لشکر کو دیکھ کر گھبرا گیا تھا۔ یونس نے اس امر کا احساس کر کے کہا آج کا دن بھاگنے کا نہیں ہے۔ عرب کے گروہ نے جواب دیا اچھا پھر ہم ان پر کس طرح نیزہ ماریں۔ کیونکہ یہ لشکر از سرتا پا لوہے میں غرق ہے۔ یونس نے جواب دیا آنکھوں میں نیزے مارو پس عرب نے وقت جنگ ایسا ہی کیا اور اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام یوم العین ہوا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۸۹ مطبوعہ لندن۔

ابوالفتح فلاجی کے سپرد ہوا کچھ عرصہ بعد مستنصر کی ماں کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ خلیفہ مستنصر نے اپنی ماں کے اشارہ سے ابوالفتح کو گرفتار کر کے قید حیات سے سبک دوش کر دیا۔ تب ابوالبرکات حسن بن محمد کو عہدہ وزارت عطا ہوا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی معزول کیا گیا۔ اس کے بعد محمد تازوری[1] اس عہدہ جلیلہ سے ممتاز ہوا۔ یہ بھی چند دن کی وزارت کے بعد مار ڈالا گیا۔ بعدہ ابوعبداللہ حسین بن بابلی قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

معرکہ کوم الریش: دولت علویہ کے سوڈانی غلاموں میں سے ناصر الدولہ بن حمدان نامی ایک شخص تھا کتامہ اور مصامدہ اس کی طرف مائل ہو گئے اور اس کے ہوا خواہ بن گئے۔ ایک روز کسی بات پر ترکوں اور بارگاہ خلافت کے غلاموں میں چل گئی۔ پچاس ہزار غلام جنگ کرنے کے لئے جمع ہو گئے ترکوں کی تعداد صرف چھ ہزار تھی۔ ترکوں نے خلیفہ مستنصر سے غلاموں کی شکایت کی۔ خلافت مآب نے کچھ خیال نہ فرمایا۔ مجبوراً ترکوں کو بھی آمادہ بہ جنگ ہونا پڑا۔ مقام کوم الریش میں مقابلہ کی ٹھہری۔ ترکوں نے ایک دستہ فوج کو پہلے سے کمین گاہ میں بٹھا دیا اور بقیہ کو مرتب کر کے سینہ بہ سینہ لڑنے کو نکلے۔ لڑتے لڑتے پیچھے ہٹے۔ جوانوں نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا فتح یابی کے گھمنڈ میں بڑھتے چلے آئے جس وقت غلاموں کا لشکر کمین گاہ سے آگے بڑھا ترکوں نے جنگ کی نئی بجائی اور نقارہ پر چوب باری غلاموں کا لشکر یہ خیال کر کے کہ یہ خلیفہ مستنصر کی فوج ہے بھاگ کھڑا ہوا۔ سینکڑوں غلام مارے گئے اور تقریباً چالیس ہزار دریا میں ڈوب گئے۔

جنگ جیرہ: اس واقعہ سے ترکوں کی قوت بڑھ گئی۔ نظام حکومت کا شیرازہ بکھر گیا۔ فتنہ و فساد کے دروازے کھل گئے۔ شاہی لشکر ملک شام وغیرہ سے جمع ہو کر غلاموں کی کمک کو آیا اور غلاموں کے ساتھ ہو کر ترکوں کی سرکوبی کے لئے نکلا۔ اس لشکر کی تعداد پندرہ ہزار تھی۔ اس وقت ترکوں کا گروہ جیرہ میں تھا۔ چنانچہ شاہی لشکر جیرہ کی طرف بڑھا ترک بھی مقابلے پر آئے ناصر الدولہ بن حمدان ان ترکوں کی سرداری کر رہا تھا۔ اس معرکہ میں بھی ترکوں کو فتح نصیب ہوئی۔ شاہی لشکر شکست کھا کر صعید کی جانب لوٹا اور ناصر الدولہ ترکوں کے ساتھ مظفر و منصور اپنے قیام گاہ میں واپس آیا۔

ناصر الدولہ بن حمدان: اس کے بعد غلاموں نے صعید میں گروہ بندی شروع کر دی اور ترکوں کا گروہ عذر خواہی کی غرض سے محل سرائے خلافت میں حاضر ہوا اور مستنصر نے محل سرا کے غلاموں کو ترکوں کے قتل کا اشارہ کر دیا۔ غلاموں نے اس غرض کو حاصل کرنے کے لئے ہلڑ مچایا ترک اسے تاڑ گئے۔ محل سرائے خلافت سے نکل کر باہر چلے آئے۔ ناصر الدولہ بھی ان کے ہمراہ تھا۔ اراکین اور ہوا خواہان دولت سے جنگ شروع ہو گئی ترکوں نے انہیں شکست دے کر اسکندریہ اور رمیاط پر قبضہ کر لیا۔ ان دونوں شہروں اور ریف کے شہروں سے خلیفہ مستنصر کی خلافت جاتی رہی۔ خطبہ و سکہ موقوف کر دیا گیا۔ دارالخلافت بغداد میں تاج دار خلافت عباسیہ سے خط و کتابت ہونے لگی۔ اس شورش کی وجہ سے اہل قاہرہ شہر چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ خلیفہ مستنصر نے یہ رنگ دیکھ کر شہر کی اصلاح کی جانب توجہ کی۔ قاہرہ آیا اور امن و امان کی منادی کرا دی۔ مادر مستنصر نے پچاس ہزار دینار پر ناصر الدولہ سے مصالحت کر لی۔

---

[1] تازور مقامات رملہ میں ایک گاؤں کا نام ہے۔ منہ رحمہ اللہ

ناصر الدولہ کا قتل: مصالحت ہونے کی وجہ سے ناصر الدولہ کے اکثر ہمراہی اور اس کی اولاد متفرق و منتشر ہو گئی۔ خلیفہ مستنصر کو اپنے قدیمی کینہ کے نکالنے کا موقع مل گیا۔ ترکی سرداروں کو ملا کر دولت علویہ کے خطبہ و سکہ کو جاری کرانے کی تحریک کی۔ ان لوگوں نے جواب دیا کہ جب تک ناصر الدولہ ہم میں موجود ہے یہ امر ناممکن ہے۔ خلیفہ مستنصر نے کہا اسی نے تو تم کو لڑا کر تباہ و برباد کیا ہے۔ اس کا کام تمام کر دو'' ۔ سرداران ترک اس فقرہ میں آ گئے۔ رات کے وقت ناصر الدولہ کے مکان پر پہنچے آواز دی ناصر الدولہ کو چونکہ ان لوگوں سے کسی قسم کا اندیشہ نہ تھا۔ باہر نکل آیا۔ ترکی سردار تلواریں نیام سے کھینچ کر ٹوٹ پڑے۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ سر اتار کر اس کے بھائی کے مکان پر آئے اور اسے بھی قتل کر کے سر اتار لیا۔ دونوں بھائیوں کے سر لئے ہوئے خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوئے یہ واقعہ ۴۶۵ھ کا ہے ناصر الدولہ کے مارے جانے کے بعد ترکوں نے الذکر نامی ایک شخص کو امیر بنایا۔ چنانچہ یہ دولت علویہ کا انتظام کرنے لگا۔

بدر جمالی: بدر جمالی آرمنی الاصل دولت علویہ کا ساختہ پرداختہ اور خلیفہ مستنصر کا خادم تھا۔ پہلے یہ والئ دمشق کا حاجب مقرر کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد دارالامارت کے سوا سارے شہر کی نظامت پر مامور ہوا۔ پھر جب والئ دمشق نے وفات پائی۔ تو اس نے زمام حکومت دمشق اپنے ہاتھ میں لے لی۔ یہاں تک کہ ابن منیر والی دمشق ہو کر دمشق آیا پس ابن منیر کے آنے کے بعد بدر دارالخلافت مصر چلا گیا اور ترقی کرتے کرتے عکہ کا والی ہوا۔ بدر حد درجہ کفائت شعار تھا۔ نہایت قابلیت سے حکومت کرتا تھا اور قابل حکمرانوں میں اس کا شمار کیا جاتا ہے۔

بدر جمالی کا عروج: جس وقت مستنصر کے ساتھ ترکوں کے جھگڑے پیدا ہوئے اور آئے دن ترکوں نے مستنصر کو تنگ کرنا شروع کیا اس وقت مستنصر نے بدر جمالی کو امور سلطنت کے انتظام کی غرض سے دارالخلافت مصر طلب کیا۔ بدر نے درخواست کی کہ مجھے مصری لشکر کو زیر کرنے کی غرض سے فوج بڑھانے کی اجازت دی جائے۔ خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ تب بدر نے ایک عظیم فوج آرمینیوں کی تیار کر کے دس جنگی کشتیوں کے ساتھ عکہ سے براہ دریا مصر کی طرف کوچ کیا۔ تھوڑے دن بعد مصر میں داخل ہوا بارگاہ خلافت میں حاضر ہو کر خلافت مآب کی دست بوسی کا شرف حاصل کیا۔ خلیفہ مستنصر نے محل سرائے خلافت کے سوا تمام شہروں کی حکومت عنایت کی۔ خلعت فاخرہ سے سرفراز فرمایا کر طوق کی جگہ جواہر کا گلوبند مرحمت کیا اور والئ دمشق کی طرح ایسد الاجل ''امیر الجیوش'' کا خطاب دیا۔ اس کے علاوہ '' کافل قضاۃ المسلمین'' اور داعی دعاۃ المؤمنین'' کے خطابات بھی دیئے۔ قلمدان وزارت بھی بدر کے سپرد کیا۔ غرض علم اور قلم دونوں کا مالک بنایا۔ تمام امور سلطنت کے نظم و نسق کا اسے اختیار دیا گیا۔ جسے جو کچھ دربار خلافت میں عرض و معروض کرنا ہوتا اس کے ذریعہ سے کرتا۔

بدر جمالی کے کارنامے: خلیفہ مستنصر نے ان سب امور کی بابت بدر سے عہد و پیاں کر لیا تھا دعاۃ اور قضاۃ کی تقرری بھی اسی کے قبضہ میں تھی۔ یہ مذہب امامیہ کا ایک غالی اور متعصب فرد تھا۔ اس نے امور سلطنت کا نظم و نسق شروع کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء اور بنی عقیس نے صور کو دبا لیا تھا۔ اس نے ان سے اسے واپس لے لیا۔ مثلاً ابن عمار نے طرابلس کو ابن معرف نے عسقلان کو اس کے بعد سپہ سالاران لشکر اور اراکین دولت کی طرف متوجہ ہوا۔ ان لوگوں سے بھی وہ مال و زر جو ان لوگوں نے زمانہ طوائف الملو کی میں خلیفہ مستنصر سے لیا تھا۔ ایک ایک کر کے وصول کر لیا۔ دمیاط پر ایک

جماعت مفسدین عرب کی قابض ہو رہی تھی۔ بدر نے ان کی بھی سرکوبی کی اور دمیاط کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا لواتہ کی بھی گوشمالی کی ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں اور لڑکوں کو گرفتار کر کے لونڈی غلام بنا لیا۔ اس کے بعد جہنیہ کی طرف بڑھا۔ ان لوگوں کے ساتھ بنی جعفر کا ایک گروہ تھا۔ طرح العلیا میں فریقین کا ۴۶۹ھ میں مقابلہ ہوا بدر نے انہیں بھی شکست فاش دے کر ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ اس مہم سے فارغ ہو کر اہواز کی جانب کوچ کیا۔ اہواز پر کنز الدولہ محمد قابض ہو رہا تھا۔ بدر نے اسے قتل کر کے اہواز پر قبضہ کر لیا۔ غرض نہایت قلیل مدت میں بدر نے دولت علویہ کو اندرونی اور بیرونی فسادات سے پاک وصاف کر کے ایک متمدن اور باسیاست سلطنت بنا دیا۔ رعایا کو مرفع الحال بنانے کی غرض سے تین برس کا خراج معاف کر دیا۔ جس سے دولت علویہ اس عروج اور شائستگی پر ہوگئی جیسا کہ اس سے پیشتر تھی۔

اتسز بن افق کا شام پر حملہ: سلاطین سلجوقیہ ان دنوں خراسان، عراق اور بغداد پر متصرف و قابض ہو رہے تھے۔ اس وقت ان کا بادشاہ طغرل بک تھا۔ ایسا کوئی ملک نہ تھا جہاں پر ترکوں کا لشکر نہ پہنچا ہو۔ اتسز بن افق نے جو سلطان ملک شاہ سلجوقی کی فوج کا ایک نامور سردار تھا۔ ۴۶۳ھ یا ۴۶۲ھ میں شام پر حملہ کیا۔ اتسز کو شامی افسفس کے نام سے یاد کرتے تھے۔ واقعہ یہ ہے کہ یہ ترکی نام ہے تلفظ کی وجہ سے ناموں میں بے حد تغیر ہو جاتا ہے۔ ھکذا قال ابن الاثیر اتسز نے رملہ اور بیت المقدس کو بزور تیغ فتح کر کے دمشق کا محاصرہ کیا۔ اس کے قرب و جوار کے قصبات اور دیہاتوں کو غارت گری سے تاخت و تاراج کرنے لگا۔

معلی بن حیدرہ: ان دنوں دمشق کی زمام حکومت، خلافت مصر کی طرف سے معلی بن حیدہ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ معلی نے نہایت عزم و احتیاط سے قلعہ بندی کی اتسز نے اگرچہ لوٹ مار سے دمشق کے مضافات کو ویران و خراب کر دیا۔ مگر دمشق فتح نہ ہوا۔ ۴۶۸ھ تک دمشق حملہ آور گروہ کا تختہ مشق بنا رہا۔ طول حصار، رسد غلہ اور امداد کی آمد و رفت بند ہونے کی وجہ سے اہل دمشق نے معلی کے خلاف بغاوت کر دی۔ بے چارہ معلی اپنی جان بچا کر بلیس بھاگ گیا اور وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلیفہ مستنصر نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کے قید ہی میں مر گیا۔

اتسز کا قبضہ دمشق پر: معلی کے چلے جانے کے بعد مصامدہ نے جمع ہو کر انتصار بن یحییٰ کو دمشق کی امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ وزیر الدولہ کا لقب دیا۔ مگر تھوڑے ہی دن بعد گرانی کے باعث اہل دمشق کی حالت نازک ہوگئی۔ اس اثناء میں خلافت عباسیہ کا ایک نامور امیر قدس شریف سے آ گیا اور اس نے محاصرین کا حوصلہ بڑھا دیا۔ اہل دمشق نے مجبور ہو کر امان طلب کی اور شہر کو محاصرین کے حوالہ کر دیا۔ فتحمند امیر نے وزیر الدولہ کو قلعہ بانیاس میں لے جا کر قلعہ نظر بند رکھا اور خود مظفر و منصور ماہ ذیقعدہ میں داخل دمشق ہوا خلافت عباسیہ کا جھنڈا دمشق کے قلعہ پر اڑایا گیا۔ جامع مسجد میں خلیفہ مقتدی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔

اہل قدس کا محاصرہ و تاراج: اس کے بعد ۴۶۹ھ میں اتسز نے مصر پر فوج کشی کی بدر نے گرد و نواح کی عربی فوجوں کو فراہم کر کے اتسز کا مقابلہ کیا۔ ایک خونریز و سخت جنگ کے بعد اتسز کو شکست ہوئی۔ اس کے اکثر ہمراہی کام آ گئے اور اتسز شکست اٹھا کر شام کی جانب لوٹا دمشق پہنچ کر اہل دمشق کا شکریہ ادا کیا اور اس حسن خدمت کے صلے میں اہل دمشق نے اس

کے زمانہ غیر حاضری میں دمشق کی عمدہ طور سے محافظت ونگرانی کی ۴۶۹ھ میں خراج معاف کر دیا گیا اور اہل قدس نے چونکہ اس کے زمانہ عدم موجودگی میں سرکشی اور بغاوت کی تھی۔ اس وجہ سے ان لوگوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ قتل و غارت کرتا ہوا شہر میں گھس گیا۔ شکست خوردوں کا ایک گروہ مسجد داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ گزیں ہوا‘ مگران پناہ گزینوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی ہزار ہاں آدمی مسجد اقصیٰ میں مارے گئے۔ اس اثناء میں امیر الجیوش بدر جمالی نے مصر سے ایک عظیم فوج سپہ سالار نصیر الدولہ کی ماتحتی میں دمشق کی جانب روانہ کی۔ چنانچہ نصیر الدولہ نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ رسد وغلہ کی آمد بند کر دی آئے دن لڑائیوں سے اہل دمشق کو تنگ کرنے لگا۔

امارت شام پر تتش کا تقرر: سلطان ملک شاہ تاج دار سلجوقیہ نے ۴۷۰ھ میں اپنے بھائی تتش کو بلاد شام کی زمام حکومت سپرد کی تھی ساتھ ہی یہ ارشاد بھی کیا تھا کہ بلاد شام کے جن جن شہروں کو تم بزور تیغ فتح کر لو گے۔ وہ سب تمہارے مقبوضہ تسلیم کئے جائیں گے۔ چنانچہ چنانچہ تتش نیملک شام میں پہنچ کر حلب میں فوج کشی کی۔ ترکمانوں کی ایک عظیم فوج اس کے رکاب میں تھی۔ اہل حلب کو اس محاصرے اور حملے سے سخت مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہنوز کسی فریق کی قسمت کا آخری فیصلہ نہ ہونے پایا تھا کہ اتسز نے دمشق سے کہلا بھیجا کہ مصری فوجوں نے دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے رسد وغلہ کی آمد بند کر دی ہے۔ اگر آپ میری مدد نہ کریں گے تو مجھے بہ مجبوری شہر کو فریق مخالف کے حوالہ کر دینا پڑے گا۔

اتسز کا قتل: تتش نے یہ پیغام پا کر دمشق کی جانب کوچ کر دیا۔ مصری سپہ سالار کو جو یہ خبر لگی تو وہ بھی محاصرہ اٹھا کر شکست خوردہ گروہ کی طرح چلتا پھرتا نظر آیا۔ اتنے میں تتش دمشق کے قریب پہنچ گیا۔ اتسز اس کی آمد کی خبر سن کر اس سے ملنے کے لئے دمشق سے باہر آیا۔ تتش نے اسے قتل[1] کر کے شہر پر قبضہ کر لیا یہ واقعہ ۴۷۱ھ کا ہے۔ اس کے بعد ملک شاہ کی فوج نے حلب پر بھی قبضہ کر لیا اور اس طرح آہستہ آہستہ تاج دار سلجوقیہ تمام ممالک شام پر قابض ہو گیا۔ امیر الجیوش بدر جمالی کو تاج دار سلجوقیہ کی یہ کامیابیاں شاق گزر رہی تھیں۔ گرد و نواح کی فوجوں کو فراہم کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ ان دنوں دمشق میں تاج الدولہ تتش سلطان شاہ کا بھائی حکومت کر رہا تھا۔ اس نے مصری فوج کی آمد کی خبر پا کر نہایت حزم واحتیاط سے قلعہ بند کر لی۔ جس سے حملہ آور گروہ کی ایک بھی نہ چل سکی۔ ناکام ہو کر واپس گیا۔ پھر ۴۷۲ھ میں مصری فوج کے سپہ سالار نے ملک شام پر حملہ کیا۔

منیر الدولہ جیوشی کی بغاوت: اس مرتبہ شہر صور کو قاضی عین الدولہ بن ابی عقیل کے قبضہ سے واپس لے لیا اور اس کے بعد شہر صیدا اور شہر جمیل کو بھی یکے بعد دیگرے فتح کر کے اپنی جانب سے عمل مقرر کئے۔ ۴۸۴ھ میں فرانس نے جزیرہ صقلیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا اور ۴۸۲ھ میں منیر الدولہ جیوشی والی شہر صور نے علم مخالفت بلند کیا۔ جسے بدر جمالی نے دولت علویہ کی جانب سے صور کی ولایت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ بدر جمالی نے ان کی سرکوبی کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس وقت لشکر صور کے قریب پہنچا۔ اہل صور نے خبر پا کر شہر کے اندر بھی ایک ہنگامہ بپا کر دیا منیر الدولہ سے کچھ بن نہ آئی۔ مصری

---

[1] اس واقعہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ تتش نے حلب کے قریب پہنچ کر مصری فوج کا جب کوئی اثر ونشان نہ پایا تو اتسز کی اس حرکت سے کہ اس نے بلا ضرورت وامداد طلب کی تھی۔ ناراضگی ظاہر کی اتسز نے عذرات پیش کئے جسے تتش نے قبول نہ کیا اور اسی وقت گرفتار کر کے مار ڈالا۔ حافظ ابوالقاسم ابن عساکر دمشقی نے لکھا ہے کہ یہ واقعہ ۴۷۲ھ کا ہے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۱۰ صفحہ ۳۷۔

لشکر نے بلا جدال وقتال شہر پر قبضہ کر لیا اور منیر الدولہ کو گرفتار کر کے مصاحبوں سمیت مصر روانہ کر دیا گیا اور وہاں پہنچتے ان کو قتل کر دیا گیا۔

بدر جمالی کی وفات: ان واقعات کے بعد ماہ ربیع الاول ۴۸۷ھ میں امیر الجیوش بدر جمالی نے انتقال کیا۔ اسی مرحلے عمر کے طے کئے۔ اس کے دو خانہ زاد تھے۔ ایک کا نام امین الدولہ لاویز تھا اور دوسرے کا نصیر الدولہ افتکین۔ بدر کے مرنے کے بعد خلیفہ مستنصر نے امین الدولہ لاویز کو بدر کی جگہ تقرر کرنے کی رائے ظاہر کی۔ نصیر الدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا فوج کو تیاری کا حکم دے کر سوار ہو گیا۔ سارے شہر میں ایک ہلڑ سا مچ گیا۔ بلوائیوں اور بازاریوں نے قصر خلافت کو جا کر گھیر لیا۔ خلیفہ مستنصر کو سخت و نا ملائم کلمات سنانے لگے۔ خلیفہ مستنصر نے مجبور ہو کر اپنی سابق رائے سے رجوع کیا اور بدر کے لڑکے محمد ملک ابوالقاسم کو بدر کی جگہ قلمدان وزارت سپرد کیا اور بدر کی طرح ''الافضل'' کا خطاب دیا۔ محمد ملک ابوالقاسم عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر اسی طور وطریقہ سے امور سلطنت کا انتظام کرنے لگا جیسا کہ اس کے باپ بدر کا طریقہ تھا۔ اس کی وزارت کے بعد ہی خلیفہ مستنصر نے وفات پائی۔ چونکہ ابوالقاسم بن مقری عہد وزارت بدر میں نیابت کا کام کرتا تھا۔ اس وجہ سے محمد کے انتقال کے بعد ملک ابوالقاسم قلمدان وزارت کا مالک بنایا گیا۔

خلیفہ مستنصر باللہ کی وفات: خلیفہ مستنصر باللہ ابوتمیم ابوالحسن علی الظاہر الاعزاز دین اللہ علوی والی مصر وشام التروبہ (۸ ذی الحجہ) ۴۸۷ھ کو جاں بحق ہو گیا۔ ساٹھ برس اور بہ روایت بعض مورخین پینسٹھ سال خلافت کی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ خلافت میں بڑے بڑے مصائب اٹھائے طرح طرح کی تکالیف برداشت کیں۔ مال وخزانہ لٹ گیا۔ بے سروسامانی اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ اس کے پاس سوائے ایک فرش کے جس پر کہ یہ بیٹھا کرتا تھا اور کوئی سامان واسباب باقی نہ رہا تھا۔ برائے نام خلیفہ تھا اصل یہ ہے کہ اس کی معزولی میں کوئی کسر باقی نہ رہی تھی کہ دفعتہً اس نے اپنے ہوش وحواس درست کر کے امور سیاست کی جانب توجہ کی۔ عکہ سے بدر جمالی کو بلا بھیجا اور جب بدر جمالی آ گیا۔ تو تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کا اسے اختیار دے دیا۔ بدر نے تھوڑے ہی دنوں میں بدنظمیاں دفع کر کے اس کے تمام ملک مقبوضہ کو ایک متمدن اور مہذب ملک بنا دیا اور شاہی اختیارات کو اسی پیمانہ سے برتنے لگا جیسا کہ لازم وسزاوار تھا۔

ابوالقاسم المستعلی باللہ کی تخت نشینی: مستنصر نے اپنی وفات پر تین لڑکے چھوڑے تھے احمد، نزار اور ابوالقاسم وزیر السلطنت اور نزار میں ان بن تھی۔ وزیر السلطنت نے یہ خیال کر کے کہ مبادا نزار کرسی خلافت پر متمکن ہو کر کسی قسم کا مجھے نقصان پہنچائے۔ مستنصر کی بہن کو پٹی پڑھائی کہ آپ ابوالقاسم کی خلافت کی تحریک کیجئے میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ امور سلطنت ہمیشہ آپ کی رائے اور ذمہ داری سے انجام پذیر ہوا کریں گے۔ مستنصر کی بہن نے اس بناء پر قاضی اور داعی کے روبرو ابوالقاسم کی ولی عہدی کا اظہار کیا اور قسم بھی کھائی۔ ارکین دولت نے ابوالقاسم کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کر لی۔ ''المستعلی باللہ'' کے مبارک لقب سے یاد کرنے لگے۔

نزار کا قتل: نزار مستعلی سے بڑا تھا۔ اسے یہ امر ناگوار گزرا۔ بیعت خلافت لینے کے تیسرے دن مصر چھوڑ کر اسکندریہ چلا گیا۔ نصیر الدولہ افتکین بدر جمالی کا غلام ان دنوں اسکندریہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ اس کی اور محمد ملک ابوالقاسم وزیر السلطنت

کی باہم نہ بنتی تھی۔ نصیر الدولہ یہ سن کر کہ ابوالقاسم تختِ خلافت پر متمکن کیا گیا ہے۔ باغی ہو گیا اور خلیفہ مستنصر کی ولی عہدی کے مطابق نزار کی خلافت کی بیعت کر کے ''المصطفیٰ الدین اللہ'' کے خطاب سے مخاطب کرنے لگا۔ دربار خلافت مصر میں اس کی خبر ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ایک فوج مرتب کر کے نزار کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اسکندریہ پہنچا اور اپنے حریف مقابل پر محاصرہ کیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد محصورین نے امان حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ فتحمند گروہ نے شہر میں داخل ہو کر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا اور نزار کو کشتی پر سوار کرا کے قاہرہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ مستعلی نے نزار کو پہنچتے ہی قتل کرا دیا۔ اس کے بعد ہی وزیر السلطنت افضل افتکین کے ساتھ مصر واپس آیا۔ ایک روز حسبِ حکم خلافت مآب افتکین کو دربار خلافت میں پیش کیا گیا۔ خلیفہ مستعلی نے اسے بغاوت اور سرکشی پر زجر و توبیخ کی۔ افتکین نے گستاخانہ جواب دیا۔ خلیفہ مستعلی کو مخاطب کر کے حضرت والا! یہ قتل و خونریزی کسی قسم کا کفارہ نہیں بن سکتا۔

حسن بن صباح: بیان کیا جاتا ہے کہ حسن بن صباح جو فرقہ اسماعیلیہ کا عراق میں ایک نامور سردار تھا سوداگروں کے لباس میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اور ملک عجم میں اس کی حکومت و خلافت کی منادی کرنے کی اجازت طلب کی تھی۔ چنانچہ خلیفہ مستنصر نے اجازت دی۔ علی سبیل تذکرہ حسن نے خلیفہ مستنصر سے دریافت کیا تھا ''آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا؟'' جواب دیا میرا بیٹا نزار۔ اس کے بعد حسن ملک عجم چلا گیا اور در پردہ لوگوں میں خلیفہ مستنصر کی خلافت کی منادی کرنے لگا۔ تھوڑے دن بعد اس نے ہاتھ پاؤں نکالے اور وہاں کے اکثر قلعات مثل قلعہ موت وغیرہ پر قابض ہو گیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ فرقہ اسماعیلیہ کے حالات میں بیان کریں گے۔ یہ ان کے اہم اور مشہور واقعات ہیں یہ لوگ نزار کی امامت کے قائل ہیں۔

کسیلہ کی بغاوت: الغرض خلیفہ مستعلی نے جوں ہی تخت خلافت پر قدم رکھا سرحدی شہروں میں بغاوت پھوٹ نکلی' کسیلہ نامی ایک شخص جو صور کا والی تھا علم خلافت سے منحرف و باغی ہو گیا۔ خلیفہ مستعلی نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی' اس فوج نے صور پہنچ کر محاصرہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ آخر کار شاہی لشکر فتح یاب ہوا اور کسیلہ کو شکست فاش اٹھانا پڑی۔ لشکر نے اسے گرفتار کر کے نامہ بشارت فتح کے ساتھ مصر روانہ ہوا۔ خلافت مآب نے پہنچتے ہی کسیلہ کو قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۴۹۱ھ کا ہے۔

شام میں خانہ جنگی: تاج الدولہ تتش والئ شام کے انتقال کے بعد اس کے دونوں لڑکوں رضوان اور دقاق میں خانہ جنگی کا بازار گرم ہو گیا۔ دقاق دمشق میں رہتا تھا اور رضوان حلب میں۔ رضوان نے اپنے صوبہ میں چند دن تک خلیفہ مستعلی کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ مگر پھر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنے لگا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: بیت المقدس کی حکومت پر تاج الدولہ تتش نے امیر سقمان بن ارتق ترکمانی کو مامور کیا تھا۔ اس کے بعد ہی ۴۹۰ھ میں عیسائیوں نے ملک شام کی طرف قدم بڑھائے عیسائی کروسیڈروں کی جماعت رفتہ رفتہ قسطنطنیہ پہنچی اور اس کے خلیج کو عبور کیا۔ والی قسطنطنیہ اس خیال سے کہ عیسائی کروسیڈ اس کے اور امراء سلجوقیہ و ترک والیان شام کے بیچ میں پڑ جائیں۔ عیسائی کروسیڈروں کو اپنے ملک سے راہ دے دی۔ چنانچہ عیسائیوں نے پہلے انطاقیہ پر پہنچ کر لڑائی

شروع کی اور اسے باغیان سپہ سالار سلجوقیہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ باغیان انطاقیہ کو حریف مقابل کے محاصرے میں چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ کسی ارمنی نے اثناء راہ میں مارڈالا اور سر اتار کر عیسائیوں کے پاس انطاقیہ لے آیا۔ اس واقعہ سے لشکر شام پر عیسائیوں کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا اور اس کے سرداروں کی آنکھوں میں آئندہ خطرات کی تصویریں پھرنے لگیں۔

عیسائیوں کا حمص اور عکہ پر قبضہ: اولاً کربوقا والی موصل فوجیں مرتب کر کے عیسائی کروسیڈون سے بدلہ لینے کے لئے نکلا اور مرج وابق پہنچ کر پڑاؤ ڈالا دقاق بن تتش سلیمان بن راثق طغتکین اتابک والی حمص اور والی سنجار نے بھی آ کر بوقا کے پاس جمع ہوئے گرد ونواح کے ترکوں اور عربوں کو جمع کر فوجیں آراستہ کیں اور انطاقیہ پر عیسائیوں کے تیرہ یوم قبضہ کرنے کے بعد انطاقیہ کے چھڑانے کے لئے کوچ کیا۔ عیسائیوں نے بھی چاروں طرف سے عیسائی مجاہدوں کو جمع کر لیا تھا۔ یورپ کے بڑے بڑے بادشاہ اس جنگ میں شریک تھے۔ ان سب کا سردار بمیند نامی ایک عیسائی بادشاہ تھا۔ عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ سخت خونریزی کے بعد مسلمانوں کو شکست ہوئی ہزاروں مسلمانوں کو عیسائی کروسیڈروں نے تہ تیغ کیا اور ان کے لشکر گاہ پر قبضہ کر کے معرۃ النعمان کی جانب بڑھے ایک مدت تک اس پر محاصرہ کئے رہے۔ بالآخر اس کے اعوان وانصار بھی کامیابی سے ناامید ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ تقریباً ایک لاکھ مسلمان کام آئے اور ابن منقذ نے شیرز دے کر عیسائیوں سے مصالحت کر لی۔ اس مصالحت کے بعد عیسائیوں نے حمص کو جا گھیرا۔ جناح الدولہ نے شہر کو اپنے حریف محاصر کے سپرد کر کے صلح کر لی پھر ان عیسائیوں نے عکہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا۔ مدتوں عکہ فتح نہ ہوا ترکی اسلامی فوج مقیم عکہ کو بڑے بڑے مصائب کا سامنا کرنا پڑا جو احاطہ تحریر وتقریر سے باہر ہیں۔

افضل بن بدر جمالی کا بیت المقدس پر قبضہ: اسی آشوب زمانہ میں اہل مصر کو سلجوقیہ اور ترکوں کے زیر کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی فوجیں مرتب کر کے بیت المقدس کے واپس لینے کے لئے روانہ ہوا اور سفر و قیام کرتا ہوا بیت المقدس پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بیت المقدس میں ان دنوں سقمان اور ایلغازی پسران ارتق اور اس کا بھتیجا یاقوتی اور برادر چچازاد سوتج موجود تھا۔ افضل نے چالیس منجنیقیں قلعہ شکن بیت المقدس کے فتح کرنے کو نصب کرائی تھیں تقریباً چالیس روز محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد ۴۹۰ھ میں امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ افضل نے فتح یابی کے بعد سقمان ایلغازی اور ان لوگوں کے ساتھ جو ان کے ساتھ تھے اچھے برتاؤ کئے اور ان کو چلے جانے کی اجازت دی۔ کسی قسم کی ان سے مزاحمت نہ کی۔ پس سقمان شہر الرہا چلا گیا اور ایلغازی نے عراق کا راستہ لیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد افضل نے بہ اطمینان تمام بیت المقدس پر قبضہ کر کے اپنے آتش شوق کو بجھایا اور فتح کا جھنڈا لئے ہوئے مصر کی جانب واپس آیا۔

بیت المقدس پر عیسائیوں کا دوبارہ قبضہ: اس عارضی فتح یابی کے بعد عیسائی کروسیڈروں نے بیت المقدس کا قصد کیا۔ چالیس روز تک محاصرہ کئے رہے۔ قلعہ شکن منجنیقیں چاروں طرف سے نصب کیں شہر پناہ دیوار منہدم کرانے کی غرض سے دو بڑے بڑے برج بنائے تھے۔ جس پر آتش بازی کا کوئی اثر نہیں پہنچتا تھا۔ لڑتے بھڑتے شمالی جانب سے بیت المقدس میں جبکہ سات راتیں شعبان ۴۹۲ھ کے تمام ہونے کو باقی رہ گئی تھیں۔ گھس پڑے ہفتوں عام خونریزی اور کشت وخون کا ہنگامہ گرم اور جاری رہا۔ مسلمانوں نے محراب داؤد علیہ السلام میں جا کر پناہ لی اور یہ سمجھ کر وہاں جا چھپے تھے کہ شاید اب خونریزی اور قتل

سے ہم بچ جائیں گے۔ مگران اجل رسیدوں کو وہاں بھی پناہ نہ ملی۔ عیسائی فوجوں نے پہلے انہیں امان دی اور جب انہوں نے دروازہ کھولا تو قتل کرنے لگے مسجد اقصیٰ اور صخرہ میں ستر ہزار مسلمان شہید کئے گئے۔ مسجد اقصیٰ کی چالیس قندیلیں نقرئی جو تین تین ہزار اور چھ چھ سو درم وزن کی تھیں اور ایک تنور نقرئی (جو وزن میں چالیس رطل شامی تھا) اور ایک سو پچاس قندیلیں طلائی لوٹ لیں۔ اس کے علاوہ اور مال و اسباب اور قیمتی قیمتی سامان لوٹ لئے گئے جو شمار سے باہر تھے۔ بقیۃ السیف جو اس عام خونریزی سے بچ گئے۔ وہ بحال پریشان گریاں و نالاں بغداد پہنچے اور ان مصائب کو بالتفصیل بیان کیا۔ جو اسلام اور مسلمانوں پر بیت المقدس اور سرزمین شام میں قتل غارت گری اور قید ہونے کے گزرے تھے خلافت مآب نے سربرآوردہ علماء کے ایک گروہ کو سلطان برکیاروق اور اسکے بھائیوں محمد اور سنجر کے پاس جہاد پر جانے کی غرض سے بھیجا۔ لیکن یادگاران سلاطین سلجوقیہ میں باہمی نزاعات اور مخالفت کی وجہ سے اس قدر قوت باقی نہ رہی تھی کہ عیسائی کروسیڈروں کے مقابلے میں تلوار اٹھا سکتے اور بیت المقدس کو ان کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کرتے چار و نا چار علماء کا وفد ناکام واپس آیا۔

عسقلان کا محاصرہ: وزیر السلطنت افضل بن بدر جمالی امیر الجیوش نے بیت المقدس پر عیسائیوں کے قبضہ کی خبر پا کر فوجیں آراستہ کیں اور عیسائی کروسیڈروں کو بیت المقدس سے نکال باہر کرنے کے قصد سے مصر سے کوچ کیا۔ عیسائی فوجیں بھی افضل کے لشکر سے مقابل ہونے کے لئے بڑھیں اور اچانک حملہ کر کے انہیں پسپا کر دیا۔ مصری لشکر کا ایک گروہ متفرق و منتشر ہو کر گولروں کے گنجان باغ میں جا چھپا عیسائیوں نے آگ لگا دی۔ سب کے سب جل گئے اور جو گھبرا کر باغ سے باہر نکلا اسے عیسائیوں نے بے دریغ قتل کر ڈالا۔ اس ہوش ربا واقعہ کے بعد عیسائی فوجیں عسقلان کی طرف لوٹیں اور پہنچتے ہی محاصرہ کیا۔ بیس ہزار دینار بطور تاوان جنگ لے کر واپس ہوئیں۔

باب: ۱۲

ابو علی منصور الآمر باحکام اللہ ۴۹۵ھ تا ۵۲۴ھ

و

ابو المیمون عبد المجید الحافظ لدین اللہ ۵۲۴ھ تا ۵۴۴ھ

تخت نشینی: مصر کا تاجدار خلیفہ ابو القاسم احمد بن مستعلی باللہ علوی نصف ماہ صفر ۴۹۵ھ کو اپنی خلافت کے سات سال پورے کر کے مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو علی جس کی عمر اس وقت پانچ برس کی تھی۔ تخت خلافت پر متمکن کیا گیا اور الآمر باحکام اللہ کا خطاب اختیار کیا۔ خلفاء علویہ میں سے کوئی شخص اس سے اور مستنصر سے زیادہ کم سن خلیفہ نہیں بنایا گیا۔ اس کی یہ حالت تھی کہ اکیلا گھوڑے پر سوار نہیں ہو سکتا تھا۔

عیسائیوں اور مصریوں کا مقابلہ: ۴۹۶ھ میں افضل امیر الجیوش مصریہ نے دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے عیسائیوں سے جنگ کرنے کے لئے شام کی جانب روانہ کیں۔ سعد الدولہ طواشی نامی ایک امیر جو اس کے باپ کا مملوک تھا۔ اس مہم کا سردار بنایا گیا۔ رملہ اور یافہ کے درمیان عیسائی کروسیڈروں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ عیسائیوں کے سردار کا نام بغدوین تھا۔ پہلے حملہ میں عیسائیوں نے مصری لشکر کو شکست دے دی۔ اثناء دار و گیر میں سعد الدولہ مارا گیا۔ عیسائیوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر جو کچھ مال و اسباب پایا لوٹ لیا۔ افضل کو اس واقعہ کی خبر لگی۔ تو اس نے اپنے بیٹے شرف المعالی کو فوج کا سردار مقرر کر کے روانہ کیا۔ رملہ کے قریب عیسائیوں سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ شرف المعالی نے عیسائیوں کو شکست دے دی بغدوین بخوف گرفتاری و قتل گنجان درختوں میں چھپ رہا اور جب ہنگامہ جنگ ختم ہو گیا۔ تو چند عیسائی سرداروں کے ساتھ نکل کر چپکے سے رملہ چلا گیا۔ شرف المعالی نے اس مہم کو سر کر کے رملہ پر فوج کشی کی۔ پندرہ یوم تک محاصرہ کیے رہا۔ آخر کار بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ چار سو عیسائیوں کو تہ تیغ کیا اور تین سو عیسائی سرداروں کو گرفتار کر کے مصر بھیج دیا۔ مگر بغدوین اس واقعہ سے بھی بال بال بچ کر سا قیہ چلا گیا اتفاق سے اسی اثناء میں عیسائی زائروں کا ایک گروہ کثیر بیت المقدس کی زیارت کو آیا ہوا تھا بغدوین نے ان کو صلیبی لڑائی لڑنے کی ترغیب دی اور جب وہ آمادہ و تیار ہو گئے تو انہیں تیار کر کے عسقلان کی جانب بڑھا۔

شرف المعالی یہ خبر پا کر اپنے باپ افضل امیر الجیوش کے پاس چلا گیا اور عیسائیوں نے عسقلان پر بلا جدال وقتال قبضہ حاصل کر لیا۔

تاج العجم کی گرفتاری: اس کے بعد شرف المعالی نے بری اور بحری فوجیں مرتب کیں اپنے باپ کے نامور مملوک تاج العجم کو عظیم فوج کے ساتھ براہ خشکی عیسائیوں کے مقابلے پر عسقلان کی طرف روانہ کیا اور قاضی ابن قادوس کی ماتحتی میں جنگی کشتیوں کا بیڑا براہ دریا یافا کی جانب بھیجا چنانچہ تاج العجم نے عسقلان پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ قاضی قادوس نے تاج العجم کو کہلا بھیجا کہ آؤ ہم تم متفق ہو کر عیسائیوں پر حملہ کریں۔ تاج العجم نے انکاری جواب دیا۔ افضل امیر الجیوش کو اس واقعہ کی اطلاع ہوگئی۔ افضل نے اسی وقت ابن قادوس کو تاج العجم کے گرفتار کر لینے کو بھیجا اور اپنے خادموں میں سے جمال الملک کو عسقلان کی جانب روانہ کیا اور عساکر شامیہ کی سرداری بھی اسی کو مرحمت کی۔

سناء الملک کی عیسائیوں پر فوج کشی: ۴۹۶ھ انہی واقعات پر تمام ہو جاتا ہے۔ آئندہ ۴۹۷ھ میں مصری اور عیسائی فوجوں میں باہم کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ ۴۹۸ھ میں وزیر السلطنت افضل نے اپنے دوسرے بیٹے سناء الملک حسین کو عیسائیوں کے مقابلہ پر روانہ کیا اور جمال الملک کے ساتھ جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ سناء الملک پانچ ہزار فوج کی جمعیت سے عیسائیوں سے لڑنے کے لئے روانہ ہوا۔ طغتکین اتابک والیٔ دمشق سے کمک طلب کی۔ طغتکین نے تیرہ سو سوار بھیج دیئے۔ عسقلان اور یافا کے درمیان عساکر اسلامیہ اور عیسائی فوجوں سے مقابلہ ہوا۔ جانبین کے ہزارہا آدمی کام آئے۔ اس کے بعد دونوں فریق ایک دوسرے سے خود بخود علیحدہ ہو گئے عساکر اسلامیہ نے عسقلان اور دمشق کی جانب مراجعت کی ۴۹۷ھ میں بلتاش بن تتش عیسائیوں سے مل گیا تھا۔ جس کا سبب یہ تھا کہ طغتکین نے اپنے دوسرے برادر وفاق بن تتش کو حکومت کی کرسی پر بٹھانے کا قصد کیا تھا۔ اسی وجہ سے بکتاس نے عیسائیوں سے سازش کر لی تھی اور ان سے جا ملا تھا۔

عیسائیوں کا طرابلس پر قبضہ: طرابلس پر خلافت علویہ کی حکومت کا جھنڈا اڑ رہا تھا۔ اسی زمانہ پر آشوب وفتن میں عیسائیوں نے اس کا بھی محاصرہ کر رکھا تھا۔ محصورین کی امداد اور کمک مصری دار الخلافت سے آ رہی تھی۔ ۵۰۳ھ کے دور میں جہازوں کا ایک بیڑا براہ دریا عیسائی مقبوضات سے ساحل طرابلس پر پہنچا۔ جس کا سردار قمص کبیر ''یعنی ریمند بن صنجیل تھا۔ اس بیڑے میں غلہ، رسد اور فوج کی کافی مقدار تھی سردانی ہمشیر زادہ صنجیل پہلے سے طرابلس پر محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ سردانی اور ریمنڈ میں ان بن ہوگئی۔ بغدوین والیٔ بیت المقدس نے بہت جلد دونوں میں مصالحت کرا دی۔ ان دونوں نے متفق ہو کر طرابلس پر حملہ کیا۔ ادھر مصر سے محصورین کی آمد ورفت بند ہوگئی۔ عیسائیوں نے طرابلس کے شہر پناہ پر چڑھنے کی غرض سے چند برج بنائے تھے جنہیں آہستہ آہستہ لڑتے ہوئے شہر پناہ کی دیوار سے جا کر ملا دیا۔ عیسائی فوجیں اس کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار پر چڑھ گئیں اور بزور تیغ ۲ ذی الحجہ ۵۰۳ھ کو شہر فتح کر لیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی ہزارہا قید وگرفتار کر لئے گئے۔ والیٔ طرابلس نے شہر دمشق فتح ہونے سے قبل اپنے چند سرداران لشکر کے ساتھ امان حاصل کر لی تھی اور اس واقعہ جانکاہ سے پہلے دمشق چلا گیا۔ اس فتح کے بعد ایک دوسرا بیڑا کشتیوں کا طرابلس کے ساحل پر پہنچا جس پر ایک سال کے خرچ کا غلہ بھرا ہوا تھا۔ عیسائیوں نے اسے صور، صیدا اور بیروت کی محاصر فوجوں پر تقسیم کر دیا۔ مختصر یہ کہ آہستہ آہستہ عیسائیوں نے کل

سواحل شام پر قبضہ کر لیا۔ ہم نے ان واقعات کو دولت علویہ کے تذکرہ میں اس وجہ سے خصوصیت سے بیان کیا ہے کہ ان مقامات پر خلافت علویہ کا قبضہ وتصرف تھا۔ بقیہ حالات کو عیسائیوں کے اخبار کے ضمن میں بیان کریں گے۔

شمس الخلافۃ کا قتل: عسقلان میں علم خلافت علویہ مصر کا قبضہ تھا۔ شمس الخلافۃ نامی ایک امیر کے قبضہ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی۔ بغدوین عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شمس الخلافت کو ایسی پٹی پڑھائی کہ شمس الخلافت نے خودمختاری کا اعلانکر دیا اور علم خلافت علویہ سے اپنے تعلقات نیازمندی منقطع کر لئے۔ یہ خبر دربار خلافت مصر تک پہنچی۔ امیر الجیوش افضل نے ایک فوج مرتب کر کے عسقلان کی جانب روانہ کی اور امیر لشکر کو یہ ہدایت کر دی کہ جس وقت شمس الخلافت لشکر میں آئے فوراً گرفتار کر لینا کسی ذریعہ سے شمس الخلافت کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ کھلم کھلا مخالفت پر آمادہ ہوگیا اور جس قدر اہل مصر اس کے شہر میں تھے سب کو نکال دیا۔ وزیر السلطنت امیر الجیوش افضل نے بہ نظر تالیف قلب شمس الخلافت کو نہایت نرمی کا خط لکھا اور اسے اس کے عہدے پر بحال رکھنے کا اظہار کیا۔ مگر شمس الخلافت کا دل وزیر السلطنت کی طرف سے صاف نہ تھا ساتھ ہی اس کے اہل عسقلان کی جانب سے بھی مشکوک ہوگیا۔ اس وجہ سے اپنی فوج میں آرمینیوں کو کثرت سے داخل کر لیا۔ اہل عسقلان کو اس سے کشیدگی و منافرت پیدا ہوگئی سب نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے قتل کر ڈالا[1] اور خلیفہ آمر باحکام اللہ اور وزیر السلطنت افضل کے دربار میں اس واقعہ کی اطلاع دی۔ خلیفہ آمر نے دارالخلافت مصر سے ایک شخص کو امیر مقرر کر کے عسقلان روانہ کیا۔ اس امیر نے عسقلان پہنچ کر اہل عسقلان کے ساتھ نہایت رحم وانصاف کے برتاؤ کئے شورش و بغاوت جس قدر رفع ہوگئی۔ نظام حکومت درست ہوگیا۔

عیسائیوں کا صور پر حملہ: اس واقعہ کے بعد عیسائی بادشاہ بیت المقدس نے شہر صور پر حملہ کیا۔ صور بھی خلافت علویہ مصریہ کے مقبوضات میں داخل تھا۔ عز الملک الاعز نامی ایک امیر اس شہر کا والی تھا۔ آرمینیوں کا لشکر اس کی محافظت کر رہا تھا۔ عیسائیوں نے اس شہر پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی۔ اہل صور نے طغتگین اتابک والیٔ دمشق سے امداد کی درخواست کی چنانچہ طغتگین اتابک اہل صور کی کمک پر آیا۔ مدتوں حصار اور لڑائی کا سلسلہ جاری اور قائم رہا اتنے میں تیاری فصل کا زمانہ آ گیا۔ عیسائی بادشاہ اس خوف سے کہ طغتگین والیٔ دمشق عیسائی مقبوضات کی تیار شدہ فصل کو لوٹ نہ لے محاصرہ اٹھا کر عکہ چلا گیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اہل صور کو ان کے شہر سے بچا لیا۔

بغدوین کا انتقال: پھر ماہ ذی الحجہ ۵۱۱ھ میں بغدوین بادشاہ بیت المقدس نے فوجیں مرتب کر کے مصر پر چڑھائی کی۔ کوچ وقیام کرتا ہوا تینس تک پہنچا ایک روز تیرنے کی غرض سے دریائے نیل میں اترا موت کا وقت قریب آ گیا تھا۔ پرانے زخم ہرے ہوگئے۔ مجبوراً بیت المقدس کی جانب مراجعت کی۔ چنانچہ بیت المقدس پہنچ کر مر گیا۔ بیت المقدس کی بادشاہی کی وصیت قمص والیٔ الرہا کے حق میں کر گیا اگر اس وقت ملوک سلجوقیہ میں خانہ جنگیاں اور باہمی نزاعات پیدا نہ ہوگئے ہوتے تو ان لوگوں نے تمام بلاد شامیہ کو واپس لے لیا ہوتا مگر اللہ شانہ نے اس نیک نامی کو صلاح الدین فاتح بیت المقدس کے لئے چھوڑا اور یہ سہرا اسی کے سر بندھا۔

---

[1] یہ واقعہ ۵۰۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۱۰ مطبوعہ لندن۔

خلیفہ آمر کی افضل سے کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ وزیر السلطنت افضل نے خلیفہ مستعلی کی وفات کے بعد خلیفہ آمر باحکام اللہ کو جس وقت کہ اس کا سن پانچ برس کا تھا تخت خلافت پر متمکن کیا۔ جب خلیفہ سن شعور کو پہنچا اور اس کی حکومت وسلطنت کو ایک گونہ استحکام واستقلال حاصل ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ آمر کو افضل کا ہر کام میں پیش پیش رہنا ناگوار گزرنے لگا اپنے مصاحبوں سے وزیر السلطنت افضل کے قتل کی بابت مشورہ کیا۔ اس کا چچازاد بھائی عبدالمجید جو اس کا ولی عہد بھی تھا۔ بولا خلافت مآب اس خیال سے باز آئیں۔ یہ بہت بڑی بدنامی کی بات ہے ایک زمانہ دراز سے یہ اور اس کا باپ علم حکومت کی خیر خواہی کرتا چلا آیا ہے۔ جس وقت لوگوں کو یہ خبر معلوم ہوگی ان کے دل میں کیا کیا خیالات نہ پیدا ہوں گے۔ علاوہ بریں اسے قتل کرنے سے پیشتر کسی اور شخص کو قلمدان وزارت سپرد کر دینا چاہئے۔ یہاں تک کہ آئندہ خطرات سے آپ محفوظ رہیں۔ خلیفہ آمر یہ سن کر خاموش ہو گیا تھوڑی دیر کے بعد عبدالمجید نے یہ رائے دی کہ ابوعبداللہ بن بطایحی کے ذریعہ سے اس اہم کام کو انجام دینا چاہئے۔ ابوعبداللہ اس کا معتمد علیہ اور مصائب بھی ہے۔ وہی اس کام کو اچھی طرح انجام دے سکے گا اور وہ ایسے لوگوں کو متعین کر دے گا جو افضل کو قتل کر ڈالیں گے چنانچہ خلیفہ آمر نے ابوعبداللہ کو اپنے محل سرائے خلافت میں طلب کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کی خواہش ظاہر کی اور عہدہ وزارت پر مقرر کرنے کا وعدہ کیا۔ ابو عبداللہ نے دو شخصوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا جنہوں نے اسے مصر میں اس وقت قتل کیا جبکہ وہ اپنی سواری کے ساتھ مصر سے قاہرہ جا رہا تھا۔ یہ واقعہ ۵۱۵ھ کا ہے۔

وزیر السلطنت افضل کا قتل عام: وزیر السلطنت افضل حسب دستور قدیم عید کے دن قاہرہ کے خزانہ السلاح کو انعام و اکرام تقسیم کرنے کی غرض سے جا رہا تھا۔ خدام اور فوج کی کثرت خلائق اور تماشائیوں کے اژدھام کی وجہ سے گرد وغبار کثرت سے اٹھ رہا تھا۔ وزیر السلطنت کو اس سے تکلیف ہوئی حکم دیا کہ ہمارے ساتھ کوئی شخص نہ آئے کل فوج ہم سے اس قدر فاصلہ پر رہے کہ مابدولت تک گرد وغبار نہ پہنچ سکے۔ چنانچہ فوج پیچھے رہ گئی اور آپ آگے بڑھ گیا۔ دو شخص جن کو ابوعبداللہ نے اس کے قتل پر مامور کیا تھا ایک گوشہ سے نکل کر وزیر السلطنت کی طرف لپکے ایک نے تلوار چلائی دوسرے نے نیزہ مارا۔ زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ قاتلوں نے بھاگنے کی کوشش کی۔ لیکن اس میں انہیں کامیابی ہوتی نظر نہ آئی تو خودکشی کر لی۔ وزیر السلطنت محل سرائے وزارت میں اٹھا کر لایا گیا۔ اس وقت اس میں کچھ دم باقی تھا۔ خلیفہ آمر عیادت کو آیا دریافت کیا "تمہارا خزانہ کہاں ہے؟" عرض کیا "جس قدر میرا ظاہری خزانہ ہے۔ اسے ابوالحسن بن اسامہ جانتا ہے (یہ شخص حلب کا رہنے والا تھا اور اسکا باپ قاہرہ کا قاضی تھا) اور جو دفینہ ہے اسے بطایحی واقف ہے"۔

افضل کا خزانہ: پس جب افضل اپنی وزارت کا اٹھائیسواں سال پورا کر کے داعی اجل کو لبیک کہہ کر راہی ملک عدم ہوا تو خلیفہ آمر نے اسکے مال واسباب اور خزانہ کی پورے طور سے نگرانی کی۔ چھ ہزار توڑے اشرفیوں کے پچاس ہزار توڑے روپوں کے، رنگ برنگ کے ریشمی کپڑے، بغدادی، اسکندری اسباب، ہندی ظروف طلائی ونقرئی طرح طرح کی خوشبودار چیزیں، عنبر اور مشک بے شمار برآمد ہوا۔ اس کے ذخائر واسباب میں دندان فیل اور آبنوس کے ٹکڑوں کا ایک مصنوعی پہاڑ ملا تھا۔ جس پر چاندی جڑی ہوئی تھی پہاڑ عنبر کا ایک مثمن (ہشت پہل) چبوترہ تھا۔ جس کا وزن ایک ہزار رطل[1] کا تھا اور اس

[1] بہ حساب وزن رائج الوقت رطل ۳۳ تولہ کا ہوتا ہے۔ اس حساب سے وہ چبوترہ تینتیس ہزار تولہ کا ہوا۔ مترجم۔

چبوترے پر سونے کی چڑیا بنی ہوئی تھی۔ جس کے پاؤں مرجان سرخ کے۔ چونچ زمرد کی اور آنکھیں یاقوت کی تھیں۔ امیر الجیوش افضل اس چبوترہ کو اپنے محل سرائے وزارت میں رکھتا تھا۔ جس سے سارا مکان معطر ہو جاتا تھا۔ قدرت کی یہ نیرنگی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ سب مال و ذخیرہ صلاح الدین کے قبضہ میں آیا۔

بطایحیٔ کی وزارت : ابن اثیر لکھتا ہے کہ بطایحی کا باپ عراق میں وزارت مآب افضل کے مخبروں میں تھا بچپن میں اس کے سر سے اس کے باپ کا سایہ اٹھ گیا۔ کوئی متروکہ بھی نہ چھوڑا نہایت تنگی سے اس کی پرورش ہوئی۔ سن شعور کو نہ پہنچنے پایا تھا کہ ماں بھی مرگئی۔ پہلے تو اس نے معماری کا کام سیکھا پھر حمالی کا کام کرنے لگا۔ اکثر اوقات مال و اسباب اٹھا کر محل سرائے وزارت میں لایا کرتا تھا۔ امیر الجیوش افضل کو اس کی غربت و کمزوری پر رحم آ گیا۔ فراشوں کے زمرے میں نوکر رکھ لیا۔ ترقی کرتے کرتے حجابت کے عہدے پر پہنچ گیا۔ جب امیر الجیوش افضل مارا گیا۔ تو خلیفہ آمر نے اسے افضل کی جگہ وزارت کے عہدے سے سرفراز فرمایا۔ اگر چہ بطایحی ابن فاتت اور ابن قائد کے نام سے مشہور تھا لیکن خلیفہ آمر نے عہدہ وزارت عطا کرنے کے بعد ''جلال الاسلام'' کا لقب مرحمت کیا خلعت دیا۔ وزارت کے دوسرے برس ''المامون'' کا خطاب دیا۔

خلیفہ آمر کی بطایحیٔ سے کشیدگی : تھوڑے دن بعد یہ بھی افضل کی طرح امور سلطنت میں سختی اور شدت سے کام لینے لگا۔ اس سے خلیفہ آمر کو کشیدگی پیدا ہوگئی مامون کو بھی اس کی کشیدگی سے منافرت اور وحشت پیدا ہو چلی۔ مامون کا ایک بھائی ملقب بہ موتمن تھا۔ مامون نے خلیفہ آمر سے مشورہ کر کے موتمن کو اسکندریہ کی حفاظت و نگرانی کے لئے روانہ کیا۔ اس کے ہمراہ سپہ سالاروں کا ایک گروہ بھی گیا۔ جس میں علی بن سلار، تاج الملوک، سنا الملک الجمل اور دری الحروب وغیرہ تھے۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد مامون نے قاہرہ میں قیام اختیار کیا۔ فوج آرائی اور ترتیب لشکر کی فکریں کرنے لگا۔ لوگوں نے خلیفہ آمر سے اس کی شکایت شروع کر دی کہ یہ اپنے کو نزار کی اولاد سے بتلاتا ہے کہتا ہے کہ میں نزار کی لونڈی کے بطن سے ہوں۔ جو محل سرائے خلافت سے حاملہ نکل آئی تھی۔ ساتھ ہی اس کے یہ خبر بھی خلیفہ آمر کے کان تک پہنچائی گئی کہ مامون نے نجیب الدولہ کو یمن میں اپنی امارت کی دعوت دینے کو روانہ کیا ہے آمر نے اس امر کی انکشاف کی غرض سے چند لوگوں کو یمن روانہ کیا۔

بطایحی کا قتل : جس وقت خلیفہ آمر کا دل مامون کی شکایتیں سنتے سنتے فکر و تردد سے بھر گیا اور طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ کو پراگندہ کرنے لگے۔ تو مجبوراً اس نے سپہ سالاروں کو قاہرہ بلا بھیجا۔ جو مامون کے بھائی کے ساتھ اسکندریہ میں مقیم تھے۔ علی بن سالار کو اس سے تردد پیدا ہوا۔ مگر خلافت مآب کا حکم تھا۔ خلاف ورزی کی کس میں طاقت تھی۔ سب کے سب ماہ رمضان ۵۱۹ھ میں دار الخلافت قاہرہ آ گئے۔ اس کے بعد موتمن بھی اجازت حاصل کر کے اسکندریہ سے قاہرہ چلا آیا۔ خدام خلافت حسب دستور افطار کرنے کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے مامون اور موتمن بھی افطار کے لئے قصر خلافت میں حاضر ہوئے خلیفہ آمر نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اگلے دن دربار عام کر کے ان دونوں بھائیوں کے حالات اور بے جا کارروائیوں کو ظاہر کیا اور عہدہ وزارت پر کسی کو مقرر نہ فرمایا۔ دفتر وزارت سے دو شخصوں کو خراج، زکوٰۃ اور ٹیکس وصول کرنے پر مامور کیا۔ چند روز بعد ان دونوں آدمیوں کو ظلم کی وجہ سے معزول و معطل فرمایا۔ اس کے بعد جو لوگ مامون کی تفتیش کی غرض سے یمن گئے ہوئے تھے۔ بارگاہ خلافت میں حاضر ہوئے اور نجیب الدولہ

کو بھی پا بہ زنجیر حاضر کیا۔ تمام واقعات عرض کئے خلیفہ آمر نے نجیب الدولہ ماموں اور موتمن کو قتل کر کے صلیب پر چڑھا دیا۔

خلیفہ آمر کا قتل: خلیفہ آمر نے اپنی خواہشات نفسانیہ میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر اس کے باوجود ترقی کا خواہاں تھا۔ طرہ یہ ہے کہ دلی کوشش بھی نہ کرتا تھا۔ کبھی عراق جانے کا قصد کرتا تھا۔ پھر رک جاتا تھا طبیعت موزوں پائی تھی دو چار اشعار بھی کہہ لیا کرتا تھا۔ ان میں سے دو یہ شعر ہیں:

اصبحت لا ارجو ولا اخشیٰ
الا الٰھی ولہ الفضل
جدی نبی و امامی ابی
و مذھبی التوحید و العدل

''مجھے نہ کسی سے کوئی تمنا ہے اور نہ میں کسی سے ڈرتا ہوں سوائے اپنے اللہ کے اور وہ فضل والا ہے۔ میرا دادا نبی ہے اور میرا باپ امام ہے اور میرا مذہب توحید اور عدل ہے''۔

فرقہ فدائیہ اکثر اس کے قتل کا قصد کیا کرتا تھا۔ لیکن موقع ہاتھ نہ آنے سے رک جاتا تھا۔ چند دن بعد ان میں سے دس آدمیوں نے ایک مکان میں جمع ہو کر اس کے قتل کا مشورہ کیا۔ ایک روز خلیفہ آمر سوار ہو کر روضہ کی طرف جا رہا تھا۔ اس پل پر سے ہو کر گزرا۔ جو جزیرہ اور مصر کے درمیان تھا۔ ان دسوں آدمیوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ آگے بڑھ کر اثناء راہ میں چھپ گئے۔ جس وقت خلیفہ آمر پل پر سے گزرا۔ تنگی پل کی وجہ سے لشکر علیحدہ ہو کر چلا قاتلوں کو موقع مل گیا دفعۃً تلواریں تول کر ٹوٹ پڑے اور بات کی بات میں قتل کر ڈالا۔ یہ واقعہ ۵۲۴ھ کا ہے۔ ساڑھے انتیس برس خلافت کی۔ چونتیس برس کی عمر پائی برغش عادل اور برخود ہریزملوک اس کے دو خادم خاص تھے انہیں کے ذریعہ وہ امور سلطنت انجام دیا کرتا تھا۔

خلیفہ آمر کی وصیت: جب خلیفہ آمر نے وفات پائی چونکہ اس کی کوئی اولاد نہ تھی۔ اس وجہ سے اس کے چچا کے بیٹے میمون عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم بن خلیفہ مستنصر باللہ کو جانشین کیا۔ کہتے ہیں کہ خلیفہ آمر نے وصیت کی تھی کہ ''میری بیوی کو حمل ہے۔ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے بطن سے لڑکا پیدا ہوگا میرے بعد وہی تختِ خلافت پر متمکن کیا جائے'' اور میمون عبدالمجید اسکی نگرانی و پرداخت کرتا رہے۔

ابوالمیمون عبدالمجید الحافظ لدین اللہ: چنانچہ اراکین دولت نے میمون کے ہاتھ پر بطور نائب خلیفہ کے بیعت کی ''حافظ لدین اللہ'' کا خطاب دیا۔ حسبِ وصیت مرحوم خلیفہ ہزبر الملوک کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور سعید یانس جو وزیر السلطنت افضل کے خادموں میں سے تھا اسے داروغہ محل سرائے خلافت بنایا اس انتظام کے بعد محل سرائے خلافت میں اسی مضمون کا فرمان پڑھا گیا۔

ابوعلی کی وزارت: جس وقت یہ امر طے پا گیا کہ عہدۂ وزارت ہزبر الملوک کو مرحمت کیا جائے اور اس بناء پر ہزبر الملوک کو خلعت عنایت ہوا تو لشکریوں اور امراء لشکر کو ناگوار گزرا۔ اس ناراضگی میں سب سے بڑا حصہ رضوان بن ونحش نے لیا تھا۔ جو عساکر مصر کا سردار اور افسر اعلیٰ تھا۔ ابوعلی بن افضل اس وقت قصر خلافت میں موجود تھا۔ برغش عادل نے

لشکریوں اور امراء لشکر کی ناراضگی کا احساس کر کے ابوعلی کو وزیر السلطنت کے خلاف ابھار دیا۔ چنانچہ ابوعلی وزارت حاصل کرنے کی غرض سے قصر خلافت سے باہر نکلا جوں ہی محل سرائے خلافت کے باہر آیا۔ لشکری اور امراء لشکر متفق الکلمہ ہو کر چلا اٹھے ''ہذا الوزیر ابن الوزیر ہذا الوزیر ابن الوزیر'' اور ہاتھوں ہاتھ ابوعلی کو اپنے خیمے میں لے گئے۔ قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان ابوعلی کے قیام کے لئے خیمہ نصب کیا تمام شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ قصر خلافت کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ ہر طبقہ کے لوگوں میں اضطرابی کیفیت پیدا ہو گئی۔ خلیفہ حافظ نے بہ مجبوری ہزبر الملوک کو عہدۂ وزارت سے معزول کیا اور جب اس پر بھی ہنگامہ فرو نہ ہوا تو اس کے قتل کرنے پر مجبوا ہوا قلمدان وزارت ابوعلی احمد بن افضل کے سپرد کیا۔

خلیفہ حافظ کی معزولی: ابوعلی عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر نہایت خوبی سے اس عہدے کے اہم امور کو انجام دینے لگا اور جو امور اس عہدے سے متعلق تھے انہیں صحیح طور پر پورا کیا۔ آدمی منتظم اور ہوشیار تھا۔ خلیفہ حافظ کو اپنے حسن انتظام سے دبا لیا۔ اس کے تمام اختیارات چھین لئے۔ جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا خزانہ اور ذخائر شاہی سے نقد و جنس اپنے مکان میں اٹھا لایا۔ یہ امامیہ اثناءعشریہ مذہب رکھتا تھا اور حد درجہ کا متعصب اور سخت تھا۔ فرقہ امامیہ اثناءعشریہ کی تحریک سے اس نے قائم منتظر (یعنی مہدی موعود) کی دعوت قائم کی۔ سکہ پر ''اللہ الصمد الا نام محمد'' مسکوک کرایا۔ اسماعیل اور خلیفہ حافظ کے ناموں کو خطبہ سے نکال دیا۔ اذان میں ''حی علی خیر العمل'' کہنے کی ہدایت کی اور خطیبوں کو حکم دیا کہ میرے نام کو ان اوصاف سے منبروں پر ذکر کرو۔ دماغ میں نخوت اس قدر سما گئی تھی کہ خلیفہ حافظ کے قتل کر ڈالنے کا قصد کر لیا اور ان لوگوں سے سازش کی جن لوگوں نے خلیفہ آمر کو قتل کیا تھا مگر اس پر قادر نہ ہوا خلیفہ حافظ کو خلافت سے معزول کر کے ایک مکان میں قید کر دیا۔

ابوعلی کا قتل: ہوا خواہاں خلافت علویہ شیعہ کو یہ امر شاق گزرا لشکریوں کو ملا کر اس کے قتل کا باہم عہد و پیماں کیا۔ چنانچہ ابوعلی ایک روز مع اپنے لشکر کے شہر کے باہر چوگان کھیلنے کو گیا تھا۔ چند سپاہی کمین گاہ میں چھپ رہے۔ جس وقت ابوعلی اس طرف سے ہو کر گزرا۔ ان سپاہیوں نے کمیں گاہ سے نکل کر ابوعلی پر نیزے چلائے جس سے ابوعلی زخمی ہو کر گر پڑا اور اسی وقت تڑپ تڑپ کر دم توڑ دیا۔ ابوعلی کے مارے جانے کے بعد امراء لشکر نے خلیفہ حافظ کو قید سے نکالا اور دوبارہ اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی اور لشکریوں نے ابوعلی کا مکان لوٹ لیا۔ باقی جو رہ گیا اسے خلیفہ حافظ تجدید بیعت کے بعد قصر خلافت میں اٹھا لایا۔

وزیر یانس حافظی: خلیفہ حافظ نے ابوعلی کے قتل کے بعد قلمدان وزارت ابوالفتح یانس حافظی کو مرحمت فرمایا ''امیر الجیوش'' کا خطاب دیا یہ بہت بارعب اور صاحب وجاہت آدمی تھا۔ اس نے بھی تھوڑے دن بعد خلیفہ حافظ کو دبا لیا۔ اس سے فریقین میں کشیدگی پیدا ہوئی کہا جاتا ہے کہ خلیفہ حافظ نے اس کے غسل خانے میں زہر آلود پانی رکھوا دیا تھا۔ جس کی وجہ سے یانس کی موت وقوع میں آئی یہ واقعہ ذی الحجہ ۵۲۶ھ کا ہے۔

حسن بن خلیفہ کی وزارت: وزیر السلطنت یانس کے ہلاک ہونے کے بعد خلیفہ حافظ نے یہ قصد کیا کہ آئندہ یہ عہدہ جلیلہ کسی غیر کو نہ دیا جائے تاکہ آئندہ خطرات کا جن کا سامنا گزشتہ ایام میں حکومت کو کرنا پڑا ہے دوبارہ نہ کرنا پڑے۔ چنانچہ اس خیال سے وزارت کی ذمہ داریوں کے امور پر اپنے بیٹے سلیمان کو مامور کیا۔ اتفاق ایسا پیش آیا کہ دو مہینے بعد سلیمان مر

گیا۔ تب اپنے دوسرے بیٹے حسن کو اس خدمت پر متعین کیا۔ حسن یہ گل کھلائے کہ اس نے دعویٔ خلافت کر دیا اور اپنے باپ خلیفہ حافظ کو قید کرنے کا قصد کیا۔ لشکریوں نے اس ارادے میں اس کی اطاعت کی' کسی ذریعہ سے خلیفہ حافظ کو اس کی خبر لگ گئی۔ حکمت عملی سے اس کے مصاحبوں اور ہوا خواہوں میں نفاق پیدا کرا دیا۔

حسن بن حافظ کا قتل بیان کیا جاتا ہے کہ اس شب میں خلیفہ حافظ نے چالیس آدمیوں کو یکے بعد دیگرے قتل کیا۔ اس کے بعد اپنے ایک خادم کو قصر خلافت سے حسن کو قتل کرنے کے لئے روانہ کیا۔ حسن نے اُسے نیچا دکھا دیا اب اس وقت خلیفہ حافظ تنہا بے یار و مددگار رہ گیا۔ سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ مجبور ہو کر بہرام ارمنی کو پیام دیا کہ ارمنی فوج کو ہماری مدد پر آمادہ کرو چنانچہ بہرام نے آرمینیوں کو ابھار دیا۔ آرمینیوں نے حسن پر یورش کی اور قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان صف آرائی ہوئی۔ قصر وزارت کو جلانے کی غرض سے لکڑیاں جمع کیں۔ حسن یہ خبر پا کر قصر وزارت سے نکل آیا اور آرمینیوں سے لڑنے لگا۔ بالآخر آرمینیوں نے اسے گرفتار کر کے خلیفہ حافظ کے روبرو پیش کیا خلیفہ حافظ نے اپنے آپ اسے قتل کر کے اپنا کلیجہ ٹھنڈا کیا یہ واقعہ ۵۲۹ھ کا ہے۔

رضوان بن ونخش کی وزارت حسن بن حافظ کے مارے جانے کے بعد آرمینیوں نے جمع ہو کر بہرام کی وزارت کی تحریک کی۔ خلیفہ حافظ نے ان کی درخواست سے بہرام کو خلعت وزارت مرحمت فرمائی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کی اجازت دی۔ بہرام نے عہدہ وزارت سے ممتاز ہو کر آرمینیوں کو انتظامی اور مالی صیغوں میں بھرنا شروع کیا اور مسلمانوں کی اہانت کرنے لگا۔ رضوان بن ونخش جو کہ محل سرائے خلافت کا داروغہ تھا اور دولت علویہ کا ایک نامور خیر خواہ تھا۔ بہرام کی وزارت سے کشیدگی پیدا ہو گئی اکثر اوقات بہرام کے طرز عمل اور وزارت پر نکتہ چینیاں کرتا تھا۔ بہرام نے مصلحتاً رضوان بن ونخش کو صوبہ غربیہ کی سند حکومت دے کر قاہرہ سے علیحدہ کر دیا۔ رضوان نے تھوڑے دن بعد ایک فوج مرتب کر کے قاہرہ کا قصد کیا۔ بہرام یہ سن کر دو ہزار آرمینیوں کے ساتھ قوص بھاگ گیا۔ قوص پہنچ کر اپنے بھائی کو مقتول پایا۔ مگر اس کے باوجود اہل قوص سے کسی قسم کا مواخذہ نہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد قوص سے نکل کر اسوان کی جانب آیا کنز الدولہ والیٔ اسوان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے۔ بہرام کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا۔ رضوان نے ایک دستہ فوج اپنے بھائی (ابراہیم احد) کی سرکردگی میں بہرام کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابراہیم' بہرام اور ان آرمینیوں کو جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر گرفتار کرا لایا۔ خلیفہ حافظ نے اسے اپنے قصر خلافت میں نظر بند رکھا حتیٰ کہ وہ اپنے اسی مذہب و دین پر مر گیا۔ رضوان قلمدان وزارت کا مالک ہوا ''الافضل'' کا لقب اختیار کیا یہ سنی المذہب تھا اور اس کا بھائی ابراہیم امامیہ مذہب رکھتا تھا۔

خلیفہ حافظ کی رضوان سے کشیدگی: رضوان نے بھی عہدہ وزارت سے ممتاز و سرفراز ہو کر ہاتھ پاؤں نکالے امور سلطنت پر غالب اور متصرف ہونے کا قصد کیا۔ ایک ہاتھ میں تلوار اور ایک ہاتھ میں قلم غرض مالی اور انتظامی دونوں صیغوں کی نگرانی کرنے لگا۔ ٹیکس اور بہت سے محصولات معاف کر دیئے اور جو شخص اس کے خلاف مرضی ٹیکس قائم کرتا یا محصول وصول کرتا تھا اسے سزائیں دیتا تھا۔ ان امور سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی داعی الدعاۃ اور فقہاء امامیہ کو طلب کر کے رضوان کی معزولی کی بابت مشورہ کیا۔ ان لوگوں نے خلافت مآب کی رائے سے اختلاف کیا۔ تب خلیفہ حافظ نے پچاس

سواروں کو گلی کوچہ میں رضوان کی مخالفت اور اس کے برخلاف ہنگامہ کرنے کی تحریک کرنے اور ترغیب دینے پر مامور فرمایا۔
رضوان کے کان تک یہ خبریں پہنچیں' ۱۵ شوال ۵۳۳ھ سے بہ خوف جان بھاگ نکلا بازاریوں اور لشکریوں نے اس کے محل سرا کو لوٹ لیا۔ خلیفہ حافظ سوار ہو کر قصر وزارت کی جانب آیا۔ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ کچھ مال غارت گری سے بچ گیا تھا۔ اسے قصر خلافت میں اٹھوالیا۔

رضوان کی گرفتاری: رضوان' قاہرہ سے نکل کر شام کی طرف ترکوں سے امداد طلب کرنے کو روانہ ہوا تھا۔ اس کے ہمراہیوں میں منجملہ اور لوگوں کے شاور نامی ایک شخص تھا۔ جو اس کا معتمد علیہ اور منتخب خیر خواہ تھا۔ خلیفہ حافظ نے اس سے مطلع ہو کر کہ رضوان ترکوں سے مدد حاصل کرنے شام جا رہا ہے۔ امیر بن مضیال کو رضوان کے واپس لانے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ امیر نے سمجھا بجھا کر اور امان دے کر رضوان کو قاہرہ کی جانب واپس کیا جوں ہی قصر خلافت میں خلیفہ حافظ کی دست بوسی کو حاضر ہوا خلیفہ حافظ نے قید کر لینے کا اشارہ کر دیا۔

رضوان کا قتل: بعض کہتے ہیں کہ رضوان قاہرہ سے نکل کر سرخد چلا گیا تھا۔ والئ سرخد امین الدولہ کمشتکین نے رضوان کی بڑی آؤ بھگت کی ایک مدت تک رضوان سرخد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ۵۳۴ھ میں مصر پر حملہ کیا۔ قصر خلافت کے دروازے پر شاہی لشکر سے لڑا اور اسے شکست دی۔ ظفر یابی کے بعد ہی اس کے ہمراہیوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گیا۔ کچھ لوگوں نے شام کی جانب واپسی کا قصد کیا اور چند لوگوں نے شاہی لشکر سے میل جول پیدا کر لیا خلیفہ حافظ نے اس امر کا احساس کر کے امیر بن مضیال کے ذریعہ سے رضوان کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ ۵۴۳ھ تک قید میں رہا۔ اس کے بعد ایک روز جیل میں نقب لگا کر بھاگ گیا۔ حیرہ پہنچا مغربیوں کو جمع کر کے قاہرہ کی جانب واپس ہوا۔ جامع لولون کے قریب شاہی لشکر سے معرکہ آرائی۔ شاہی لشکر کو شکست ہوئی۔ رضوان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے قاہرہ میں داخل ہوا۔ جامع اقمر کے قریب قیام کیا اور خلیفہ حافظ سے کہلا بھیجا کہ لشکریوں کے انعام تقسیم کرنے کے لئے روپیہ بھیج دو۔ چنانچہ خلیفہ نے پرانے دستور کے مطابق بیس ہزار دینار بھیجے۔ اس کے بعد بیس بیس ہزار یکے بعد دیگرے اور روانہ کئے رضوان کو اب اس سے ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا۔ مگر خلیفہ حافظ اس کے استیصال میں لگا رہا۔ چنانچہ سودانیوں کے ایک گروہ کو رضوان کے قتل پر متعین کر دیا۔ جنہوں نے موقع پا کر رضوان کو مار ڈالا اور سر اتار کر خلافت مآب کے پاس لائے۔ خلیفہ حافظ نے سجدۂ شکر ادا کیا اور اپنی دولت وسلطنت کے کاروبار کو بہ نفس نفیس انجام دینے لگا۔ اس کے مرتبہ وزارت پر کسی کو مامور نہ کیا۔ یہ عہدہ خالی ہی رہا۔

باب: ۱۳

ابو منصور اسماعیل الظافر لاعداء اللہ ۵۴۴ھ تا ۵۴۹ھ

عادل بن سلار کی وزارت: ۵۴۴ھ میں خلیفہ حافظ لدین اللہ عبدالمجید بن امیر ابوالقاسم احمد بن مستنصر نے جب کہ اس کی خلافت کو ساڑھے انیس سال گزر چکے تھے وفات پائی۔ ابوالعالیہ سے روایت ہے کہ اس نے اپنی عمر کے ستر مرحلے طے کئے تھے۔ اپنے آخر زمانہ خلافت میں بلاکسی وزیر کے امور سلطنت انجام دیتا رہا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا ابومنصور اسماعیل اس کا ولی عہد تخت خلافت پر متمکن ہوا اور ''الظافر باعداء اللہ'' کا خطاب اختیار کیا۔

خلیفہ حافظ نے بوقت تقرر ولی عہد اپنے آئندہ جانشین کو امیر بن مشیال کی وزارت کی وصیت اور ہدایت کی تھی۔ اسی لئے خلیفہ ظافر حسب وصیت چالیس روز تک امیر مغیال سے وزارت کا کام لیتا رہا۔ اس کے بعد عادل بن سلار والیٔ اسکندریہ عہدۂ وزارت حاصل کرنے کی غرض سے اسکندریہ سے قاہرہ کی طرف بڑھا' اتفاق یہ کہ امیر بن مضیال وزیر السلطنت کسی ضرورت سے ان دنوں سوڈان گیا ہوا تھا۔ عادل نے قاہرہ پہنچ کر قصر وزارت پر قبضہ کرلیا اور قلمدان وزارت کا مالک ہوگیا۔ عادل نے قلمدان وزارت کے مالک ہونے کے بعد عباس بن ابوالفتوح بن طے بن تمیم بن معز بن بادیس ضہاجی کو جو کہ اس کا پروردہ بھی تھا۔ ایک لشکر کے ساتھ امیر مضیال معزول وزیر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ عباس نے امیر بن مضیال پر بہ زور تیغ فتح حاصل کی اور اسے مار ڈالا امیر کے قتل کئے جانے سے عادل کی وزارت کو استقلال اور استحکام حاصل ہوگیا۔

عادل اور بلارہ بنتِ قاسم: عادل بن سالار کے ہمراہ بلارہ بنتِ قاسم بن تمیم بن معز بن بادیس اور اس کا بیٹا عباس بھی تھا۔ بلارہ پہلے ابوالفتوح بن یحییٰ کے نکاح میں تھی ۵۰۹ھ میں علی بن یحییٰ بن تمیم بن معز بن والیٔ افریقہ نے اپنے بھائی ابوالفتوح مذکور کو کسی وجہ سے افریقہ سے نکال دیا تھا۔ چنانچہ ابوالفتوح اپنی زوجہ بلارہ اور اپنے بیٹے عباس کے ساتھ دیار مصر میں آیا۔ اس وقت یہ نہایت کم عمر تھا ابوالفتوح نے دیار مصر پہنچ کر اسکندریہ میں عادل بن سالار کے پاس قیام کیا۔ عادل نے عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ چند دن قیام کر کے ابوالفتوح مرگیا۔ تب اس کی بیوی بلارہ نے عادل بن سالار سے نکاح کرلیا۔ عباس نے اسی کے پاس نشوونما پائی بڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ جس وقت یہ عہدہ وزارت حاصل کرنے کے لئے قاہرہ آیا تھا یہ بھی قاہرہ آیا۔ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور عادل کے بعد عہدہ وزارت سے سرفراز کیا گیا۔

عادل کے خلاف سازش: عادل نے رتبہ وزارت حاصل کر کے امور سلطنت کی نگرانی کی جانب توجہ کی خلافت مآب

کی اس کے سامنے کچھ بھی نہ چلتی تھی جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا اور خلیفہ ظافر منہ تکتا رہ جاتا۔ انہی وجوہات سے خلیفہ ظافر کو وزیر السلطنت سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی مگر وزیر السلطنت برابر خلیفہ ظافر کو اونچ نیچ سمجھتا رہا اور اپنے فرائض منصبی کو نہایت خوبی وخوش اسلوبی سے انجام دیتا رہا۔ ایک مرتبہ چند لونڈوں نے جو خلیفہ ظافر کی خدمت میں رہا کرتے تھے وزیر السلطنت کے قتل کا قصد کیا وزیر السلطنت کو کسی ذریعہ سے اسکی خبر لگ گئی۔ اسی وقت سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان میں سے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ ظافر نے دم تک نہ مارا۔ اسی کے زمانہ وزارت میں عسقلان پر عیسائیوں نے چڑھائی کی۔ اس نے عسقلان کے بچانے کے لئے اکثر اوقات فوجیں روانہ کیں۔ آلات حرب اور رسد و غلہ بھیجتا رہا۔ مگر عیسائی حملہ آوروں نے عسقلان پر قبضہ[1] کر ہی لیا۔ جس سے دولت علویہ کی کمزوری بڑھ گئی اور عوام الناس کے خیالات اس کی طرف سے بدل گئے۔

عباس بن ابوالفتوح: عباس بن ابوالفتوح کی جو وزیر السلطنت عادل کا پروردہ تھا اور خلیفہ ظافر کی بہت بنتی تھی۔ عباس اکثر محل سرائے خلافت میں شب کو بھی ٹھہرتا تھا۔ اس کا بیٹا نصیر نامی تھا۔ خلیفہ ظافر نے اسے اپنا مخصوص خادم بنا رکھا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ خلیفہ ظافر اسے محبت کی آنکھوں سے دیکھتا تھا۔ عادل نے عباس کو سمجھایا کہ اپنے بیٹے نصیر کو خلیفہ ظافر کی صحبت میں آنے جانے اور اس سے مخالفت پیدا کرنے سے منع کر دو عباس نے اس پر کچھ توجہ نہ کی۔ تب عادل نے نصیر کی دادی بلاری مادر عباس کو بھی سمجھایا۔ یہ امیر نصیر اور عباس کو شاق گزرا۔ عادل کی طرف سے ان دلوں میں میل آ گیا اس اثناء میں عیسائیوں نے عسقلان پر فوج کشی کر دی۔ عادل نے فوجیں مرتب کر کے سامان جنگ اور آلاتِ حرب کے ساتھ عباس بن ابوالفتوح کو عسقلان کی جانب روانہ ہونے کا حکم دیا۔

عادل بن سلار کا قتل: عباس نے خلیفہ ظافر کی خدمت میں حاضر ہو کر عادل کی شکایتوں کا دفتر کھول دیا اور تمام واقعات عرض کئے اتفاق وقت سے موید الدولہ اسامہ بن منقذ امیر شیرز بھی دربار خلافت میں موجود تھا۔ جو عباس کا دوست اور ہوا خواہ تھا۔ اس نے عادل کو قتل کر ڈالنے کی رائے دی۔ خلیفہ ظافر اور عباس نے اس سے موافقت کی' عباس تو مع فوج کے بلبیس چلا گیا اور اپنے بیٹے نصیر کو عادل کے قتل کرنے کی ہدایت کرتا رہا۔ چنانچہ نصیر ایک گروہ کے ساتھ اپنی دادی کے مکان میں آیا عادل اس وقت سو رہا تھا۔ پہنچتے ہی عادل پر تلوار کا ایسا وار کیا کہ عادل بستر خواب سے اٹھ بھی نہ سکا۔ سوتا کا سوتا رہ گیا۔ اس کے بعد عباس مع فوج کے بلبیس سے واپس آیا اور خلیفہ ظافر کے قلمدان وزارت کا مالک بن گیا۔ زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر نظم ونسق کرنے لگا۔ اہل عسقلان کو اس وقت تک عیسائیوں کے محاصرے میں ایک مدت گزر چکی تھی اور اب تک وہ امداد کی امید میں غنیم کی مدافعت کی کوشش کرتے جاتے تھے۔ مگر جب انہیں اس واقعہ کی خبر ہوئی اور انہیں دربار خلافت سے ناامید ہوئی تو انہوں نے طویل محاصرے کے بعد شہر عسقلان کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا۔ یہ تمام واقعات ۵۴۸ھ میں پیش آئے۔

خلیفہ ظافر کا قتل: نصیر بن عباس جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ خلیفہ ظافر کا ندیم خاص اور شب و روز کا مصاحب تھا اور

[1] عادل کے قتل کے بعد عیسائیوں نے عسقلان پر قبضہ کیا تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے من مترجم۔

خلیفہ ظافر بھی اسے پیار کرتا تھا اس وجہ سے لوگوں کے خیالات اس کی طرف سے برے ہو رہے تھے جس کے منہ میں جو آتا تھا کہتا تھا اسامہ بن منقذ کو جو کہ عباس کا دوست اور خیر خواہ تھا۔ ان افواہوں اور لوگوں کے خیالات سے صدمہ پہنچتا تھا۔ اسامہ ایک روز عباس سے نصیر کی بابت لوگوں کے خیالات ظاہر کر کے کہنے لگا۔ اگر تم خلیفہ ظافر کا خاتمہ کر دو۔ تو اس ننگ و عار سے تمہیں نجات مل جائے گی ورنہ قیامت تک تم پر یہ الزام رہے گا۔ عباس نے اپنے بیٹے نصیر کو اس کی بدافعالی اور خلاف وضع فطرت افعال کے ارتکاب پر برا بھلا کہا۔ لوگوں کے خیالات اور ان کی سرگوشیوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یہ رائے دی کہ اگر تم خلیفہ ظافر کو کسی حیلہ سے قتل کر ڈالو تو تمہارے دامن سے یہ داغ مٹ جائے گا ورنہ قیامت تک لوگ کیا کچھ نہ کہیں گے۔ اس گفت وشنید سے نصیر کے دل میں بھی غیرت نے جوش مارا۔ دعوت کے بہانے سے خلیفہ ظافر کو اپنے مکان پر بلا بھیجا اور جب وہ قصر خلافت سے نصیر کے مکان میں آ گیا تو نصیر نے اسے مع ان لوگوں کے جو اس کے ساتھ تھے قتل کر کے اسی مکان میں دفن کرا دیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۵۴۹ھ کا ہے۔

خلیفہ ظافر کے بھائیوں کا قتل: خلیفہ ظافر کے قتل کے دوسرے دن عباس قصر خلافت میں گیا۔ خدام خلافت سے خلیفہ ظافر کو دریافت کیا۔ ان لوگوں نے لاعلمی ظاہر کیا۔ عباس نے محل سرائے خلافت سے جوں ہی مراجعت کی خدام خلافت خلیفہ ظافر کے بھائیوں یوسف اور جبرئیل کے پاس گئے اور خلیفہ ظافر کے سوار ہو کر نصیر کے مکان پر جانے اور پھر واپس نہ آنے کا حال بتلایا۔ یوسف اور جبرئیل نے کہا اس واقعہ کو تم لوگ جا کر وزیر السلطنت سے بیان کرو۔ پس جب اس کے دوسرے روز عباس پھر محل سرائے خلافت میں آیا۔ ان لوگوں نے بیان کیا کہ خلیفہ ظافر سوار ہو کر آپ کے بیٹے نصیر کے مکان پر گئے تھے اور پھر وہاں سے واپس نہیں آئے عباس کو اس خبر کے سننے سے سخت غصہ پیدا ہوا مگر ضبط کر کے کہنے لگا معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ ظافر کے دونوں بھائی یوسف اور جبرئیل اس واقعہ قتل میں سازش کئے ہوئے ہیں۔ یہ کہہ کر اپنے خادم کی طرف متوجہ ہوا اور اسی وقت ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کرلانے کا حکم دیا۔ جوں ہی یہ دونوں اجل رسیدہ پہنچے مار ڈالے گئے۔ انہی کے ساتھ عباس نے حسن بن حافظ کے دونوں لڑکوں کو بھی مار ڈالا۔

ابو القاسم عیسیٰ الفائز بنصر اللہ ۵۴۹ھ تا ۵۵۵ھ: ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو کر خلیفہ ظافر کے بیٹے ابو القاسم عیسیٰ کو محل سرائے خلافت سے طلب کر کے اپنے کندھے پر اٹھا لیا اور تخت خلافت پر لا کر بٹھا دیا۔ اس وقت اس کی عمر تقریباً پانچ سال یا اس سے کچھ زیادہ تھی سب سے پہلے عباس نے ابو القاسم کی امارت کی بیعت کی۔ نذر گزرانی اور ''الفائز بنصر اللہ'' کا لقب دیا۔ عباس کو کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ جو کچھ مال و اسباب اور خزانہ قصر خلافت میں تھا۔ سب کا سب اپنے مکان پر اٹھا لایا۔ جس وقت عباس خلیفہ ظافر کے دونوں بھائیوں کو قتل کر کے باہر نکلا تو مقتولوں کی لاشیں دیکھ کر اس قدر متاثر اور پریشان ہوا کہ عارضہ صرع (مرگی) میں گرفتار ہو گیا۔

عباس بن ابو الفتوح کا خاتمہ: خلیفہ ظافر اور اس کے دونوں بھائیوں کے قتل کئے جانے کے بعد قصر خلافت کی بیگمات نے طلائع بن زریک کو یہ واقعات لکھ بھیجے طلائع ان دنوں اشمونین اور بھنسہ کا والی تھا۔ اسی اثناء میں اسے یہ بھی خبر لگی کہ انہی واقعات کی وجہ سے لوگوں میں عباس کی طرف سے ناراضگی اور بددلی پیدا ہو گئی ہے۔ پس طلائع نے فوجیں مرتب کر کے قاہرہ

کا قصد کیا۔ ماتمی سیاہ کپڑے پہنے نیزوں پر ان بالوں کو لگایا۔ جسے قصر خلافت کی بیگمات نے بغرض اظہار ماتم بھیجا تھا۔ جس وقت صالح نے دریا کو عبور کیا۔ وزیر السلطنت عباس اور اس کا بیٹا نصیر جس قدر مال وزر اور آلات حرب لے سکے لے کر شام کی جانب نکل کھڑا ہوا۔ ان دونوں کے ہمراہ ان کا دوست اسامہ بن منقذ بھی تھا اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہوگئے۔ عباس مارا گیا۔ اس کا بیٹا نصیر گرفتار کر لیا گیا اور اسامہ کسی طرح اپنی جان بچا کر شام کی طرف بھاگ گیا۔

وزارت صالح بن زریک: وزیر السلطنت عباس کے نکل جانے کے بعد طلائع ماہ ربیع الثانی ۵۴۹ھ میں داخل قاہرہ ہوا اور پیادہ پا قصر خلافت میں آیا۔ اس کے بعد عباس کے مکان کی طرف گیا۔ اس کے ہمراہ وہ خادم بھی تھا۔ جو بوقتِ قتل ظافر موجود تھا۔ ظافر کی لاش کو قبر سے نکال کر اس کے آباؤ اجداد کے مقابر میں دفن کیا۔ خلیفہ فائز نے خوش ہو کر وزارت کا خلعت عنایت کیا اور ''الملک الصالح'' کا خطاب مرحمت کیا۔ صالح امامیہ مذہب رکھتا تھا۔ بہت بڑا ادیب اور خوشنویس تھا۔ عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر امور سلطنت کی طرف متوجہ ہوا۔ خراج کی فراہمی اور صوبجات کے گورنروں کی نگرانی کرنے لگا۔

نصیر بن عباس کا قتل: اوحد بن تمیم نامی ایک شخص قرابت مند ان عباس سے تنیس کا والی تھا' اس نے عباس کے حالات سن کر فوجیں مرتب کیں اور قاہرہ کے قصد سے روانہ ہوا مگر اس کے پہنچنے سے پہلے طلائع قاہرہ میں داخل ہو چکا تھا اور قلمدان وزارت پر استقلال کے ساتھ قبضہ کر چکا تھا۔ پس طلائع نے اوحد کو اس کے صوبہ دمیاط اور تنیس کی جانب واپس کر دیا۔ اس کے بعد صالح نے عیسائیوں سے نصیر بن عباس کو زر معاوضہ دے کر لے لیا اور جب وہ قاہرہ آیا تو قتل کر کے باب رذیلہ پر صلیب دے دی۔

خلیفہ فائز کی پھوپھی کا قتل: نصیر کے قتل سے فارغ ہو کر ان امراء کی طرف متوجہ ہوا جو دولت علویہ سے وقتاً فوقتاً مزاحمت اور مخالفت کا برتاؤ کیا کرتے تھے ان لوگوں میں سب سے زیادہ تاج الملوک قائماز اور ابن غالب ہر کام میں آڑے آتے تھے۔ ان دونوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں مامور کیں' تاج الملوک اور ابن غالب یہ خبر پا کر بھاگ گئے۔ لشکریوں نے ان کے مکانات لوٹ لئے۔ غرض اسی طرح تمام امراء کبار کو یکے بعد دیگرے کمزور اور مضمحل کر دیا۔ یہاں تک کہ دولت علویہ میں کوئی ایسا امیر باقی نہ رہا جو اس کام میں کچھ بھی دخل در معقولات کر سکتا۔ دربان' خدام اور حجاب اپنی طرف سے قصر خلافت میں مقرر کئے۔ مال واسباب اور سامانِ آرائش جس قدر محل سرائے خلافت میں تھا سب کا سب اپنے مکان میں اٹھا لایا۔ خلیفہ فائز کی پھوپھی یہ رنگ دیکھ کر وزیر السلطنت صالح کے قتل کی تدبیریں کرنے لگی۔ روپیہ اور مال بھی خرچ کیا۔ مگر ہنوز اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہونے پائی تھی کہ کسی ذریعہ سے وزیر السلطنت تک یہ خبر پہنچ گئی۔ سوار ہو کر قصر خلافت میں آیا داروغہ محل سرائے اور خدام خلافت کو اشارہ کر دیا۔ انہوں نے ایسے طریقہ سے خلیفہ فائز کی پھوپھی کو قتل کر ڈالا کہ کسی کو کان وکان خبر نہ ہوئی۔ اس کے قتل کے بعد خلیفہ فائز اپنی چھوٹی پھوپھی کی کفالت اور نگرانی میں پرورش پانے لگا۔ رفتہ رفتہ سن شباب کو پہنچا اور سلطنت کے نیک اور بد کو سمجھنے لگا۔ امراء اور اراکین دولت کو علیٰ قدر رتب مراتب حکومتیں عنایت کیں اہل ادب کی ایک مجلس قائم کی جن کا کام محض داستان گوئی تھا کبھی کبھی نظم بھی کر لیتا تھا۔ لیکن فن شاعری میں اسے چنداں دخل نہ تھا۔ شاور سعدی شعر

گوئی ہی کے لئے مقرر کیا گیا تھا۔ خلیفہ فائز کے بعض مصاحبوں نے شاور کی علیحدگی کی تحریک کی چنانچہ خلیفہ فائز نے شاور سے اس معاملے میں کچھ گفتگو کی۔ شاور نے جواب دیا اگر آپ مجھے اس کام سے معزول کر دیں گے تو میں تو بہ چلا جاؤں گا۔ خلیفہ فائز یہ سن کر خاموش ہو رہا اور اسے اپنے سے جدا نہ کیا۔ اسی کے عہد حکومت میں الملک العادل سلطان نور الدین محمود زنگی نے دمشق کو بنی طغتکین اتابک تتش کے قبضہ سے ۵۴۹ھ میں نکال لیا۔

خلیفہ فائز کا انتقال: ۵۵۵ھ میں خلیفہ فائز بنصر اللہ ابوالقاسم عیسیٰ بن ظافر اسماعیل والی مصر نے وفات پائی چھ سال خلافت کی۔

ابو محمد عبداللہ العاضد لدین اللہ ۵۵۵ھ تا ۵۶۷ھ: خلیفہ فائز کی وفات کے بعد وزیر السلطنت صالح بن زریک قصر خلافت میں آیا اور خدام خلافت کو خاندان خلافت کے لڑکوں کو پیش کرنے کا اس غرض سے حکم دیا کہ ان میں سے کسی کو منتخب کر کے تخت خلافت پر متمکن کرے سن رسیدہ اور ذی شعور ممبران خاندان نے خلافت کی طرف اس سے وجہ نظر تک نہ اٹھائی کہ ان لوگوں کے تخت خلافت پر متمکن ہونے سے اسکی کچھ پیش نہ جائے گی۔ لڑکوں اور کم سنوں کو خلیفہ بنانے سے امور سلطنت پر خود غالب اور متصرف رہے گا۔ پس اس نے ابو محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ کو عباء خلافت پہنایا اور تخت خلافت پر متمکن کر کے حکومت وخلافت کی بیعت کی۔ العاضد لدین اللہ کا لقب دیا اور اپنی بیٹی سے نکاح کر کے اس قدر جہیز دیا کہ احاطہ تقریر وتحریر سے باہر ہے۔ خلیفہ عاضد اس وقت قریب سن بلوغ تھا۔

وزیر السلطنت صالح کا قتل: خلیفہ عاضد کی کمسنی اور نیز اس وجہ سے کہ وزیر السلطنت صالح ہی کا یہ خلیفہ بنایا ہوا تھا۔ وزیر السلطنت صالح کے قدم حکومت وسلطنت پر استقلال واستحکام کے ساتھ جم گئے تھے۔ امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے تمام اختیارات اس کے قبضہ اقتدار میں آ گئے۔ فراہمی مال ووصولی خراج کا مالک ہو گیا۔ خلیفہ عاضد برائے نام خلیفہ تھا محل سرائے خلافت کے اندر باہر اسی کا حکم نافذ وجاری تھا۔ اراکین دولت اور خدام محل سرائے خلافت کو یہ امر ناگوار گزرا۔ امراء کبار اس کے قتل کی فکر کرنے لگے۔ خلیفہ عاضد کی چھوٹی پھوپھی نے جو خلیفہ فائز کی کفیل تھی اس امر اہم کے کرنے کا بیڑا اٹھایا۔ اس نے سپہ سالاران سودانیہ اور قصر خلافت کے خدام کو جمع کر کے وزیر السلطنت کے قتل کر ڈالنے کا ذمہ دار بنایا چنانچہ ان لوگوں نے متفق ہو کر صالح کے قتل کا عہد پیمان کیا ابن الداعی اور امیر بن قوام الدولہ اس امر میں زیادہ کوشاں تھے۔ ایک روز یہ دونوں قصر خلافت کی دہلیز میں چھپ کر کھڑے ہو گئے۔ جوں ہی وزیر السلطنت اس طرف سے ہو کر گزرا ابن الداعی نے لپک کر تلوار کا وار کیا۔ امیر نے بڑھ کر نیزہ مارا صالح زخمی ہو کر زمین پر گر پڑا۔ لوگ اٹھا کر محل سرائے خلافت میں لائے اس وقت تک اس میں دم باقی تھا۔ خلیفہ عاضد کے پاس کہلا بھیجا۔ خلافت مآب نے میرے خون سے اپنے ہاتھ کو ناحق رنگ لیا ہے۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا۔ خلیفہ عاضد نے جواب دیا ''میں اس سے بری ہوں یہ کام میری پھوپھی کا ہے''۔ جواب آنے کے بعد وزیر السلطنت نے دم توڑ دیا۔ بہ وقتِ وفات اپنے بیٹے زریک کو طلب کر کے قلمدان وزارت سپرد کیا اور خلیفہ عاضد کو زریک کے وزیر بنانے کی وصیت کر گیا۔ خلیفہ عاضد نے صالح کی موت کے بعد اس کے بیٹے زریک کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا اور العادل کا خطاب دیا۔

زریک بن صالح کی وزارت: زریک نے عہدہ وزارت حاصل کر کے خلیفہ عاضد کی اجازت سے اپنے باپ کے قاتلوں خلیفہ عاضد کی پھوپھی امیر ابن قوام الدولہ اور استاد عنبر رقبی کو سزائے موت دی اور حکومت و سلطنت کا نظم ونسق کرنے لگا۔ بے سمجھے بوجھے شاور والی صعید کی معزولی پر تل گیا۔ شاور نہایت چالاک اور مدبر تھا۔ صالح اکثر کہا کرتا تھا کہ میں اسے سند حکومت دے کر بہت پچھتایا اور میں اسے معزول بھی نہ کر سکا۔ صالح نے انہی باتوں پر نظر کر کے شاور سے چھیڑ چھاڑ نہ کرنے کی زریک کو ہدایت کی تھی۔ مگر زریک نے مطلق خیال نہ کیا۔ شاور کی معزولی کا حکم بھیج دیا اور اس کی جگہ امیر بن رقعہ کو صعید کا حاکم مقرر کیا۔ شاور کو اس سے سخت برافروختگی ہوئی۔ فوجیں مرتب کر کے قاہرہ کی طرف بڑھا۔

زریک کا خاتمہ: زریک کو اس کی خبر لگ گئی مقابلہ کی طاقت اپنے میں نہ دیکھ کر اپنے چند غلاموں کے ساتھ کسی قدر مال و اسباب لے کر نکل بھاگا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا طفیچہ پہنچا اتفاق سے ابن نصر مل گیا۔ اس نے زریک کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر شاور کی خدمت میں لا کر حاضر کر دیا۔ شاور نے اسے اور اس کے بھائی کو نظر بند کر دیا۔ چند روز بعد زریک نے جیل سے نکل جانے کا قصد کیا۔ زریک کے بھائی نے شاور تک یہ خبر پہنچ دی۔ شاور نے زریک کو اس کی وزارت کے ایک برس بعد اور اس کے باپ کی وزارت کے نویں سال قتل کر ڈالا۔

شاور کی وزارت: ۵۵۸ھ میں شاور مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا سعید السعد کے مکان پر جا کر اترا اس کے ہمراہ اس کے بیٹے علی، طے اور کامل بھی تھے۔ دارالوزارت پر شاور کے قابض ہو جانے کی وجہ سے خلیفہ عاضد نے قلمدان وزارت شاور کے حوالہ کر دیا۔ "امیر الجیوش" کا خطاب عنایت کیا۔ بنی زریک کے مال و اسباب اور مکانات پر قبضہ کر لینے کی اجازت دے دی۔ چنانچہ شاور نے بنی زریک نے مال و اسباب، مکانات اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ بہ نظر تالیف قلوب وظیفہ خواران دولت علویہ کے وظائف بڑھائے۔ اراکین دولت کو انعامات اور صلے دیئے۔

شاور کی معزولی: صالح بن زریک نے اپنے عہد وزارت میں امراء کا ایک گروہ بنایا تھا۔ جنہیں برقیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس گروہ کا سردار ضرغام نامی ایک شخص تھا۔ جو اس سے پہلے محل سرائے خلافت کا داروغہ تھا۔ اس نے شاور کی وزارت کے نویں مہینے وزارت کا دعویٰ کیا۔ لڑ جھگڑ کر شاور کو مصر سے نکال دیا اور خود دارالوزارت پر قابض ہو گیا۔ شاور نے مصر سے نکل کر شام کا راستہ لیا۔ ضرغام نے شاور کی روانگی کے بعد مصر میں قتل عام کا بازار گرم کر دیا۔ شاور کے بیٹے علی کو مار ڈالا۔ اس کے علاوہ اور بہت سے امراء مصر کو تہ تیغ کیا۔ جو دولت علویہ کے جان نثاروں میں سے تھے۔ اس وجہ سے دولت علویہ کے قوائے حکمرانی ضعیف ہو گئے اور حکومت مدبروں اور سیاسی شخصیتوں سے خالی ہو گئی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن بعد اس بیمار مرد نے دم توڑ دیا۔

شاور اور سلطان نور الدین زنگی: شاور نے شام پہنچ کر الملک عادل سلطان نور الدین محمود زنگی کی شرف حضوری دمشق میں حاصل کی۔ اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا اور شرط کی کہ اگر یہ خادم عہدہ وزارت پر بدستور بحال ہو جائے گا تو امراء لشکر کی جاگیروں کے علاوہ ملک مصر کے تین بٹہ چار حصے پر دولت نوریہ کا قبضہ مسلم ہوگا۔ شیر کوہ سلطان نور الدین محمود کی فوج کا افسر اعلیٰ تھا۔ اس واقعہ کو کہ شیر کوہ سلطان نور الدین محمود کی خدمت میں کیونکر پہنچا۔ ہم حسب موقع تحریر

کریں گے۔ ماہ جمادی الآخر ۵۵۹ھ میں سلطان نورالدین محمود نے اسدالدین شیرکوہ کو عظیم فوج کے ساتھ شاور کی کمک پر روانہ کیا کہ مصر پہنچ کر غاصب وزیر ضرغام کو وزارت سے معزول کر دیا جائے اور شاور عہدہ وزارت پر مامور و بحال کیا جائے اور جو شخص اس کام کے انجام دہی میں مزاحم ہو اس سے جنگ کی جائے۔

شاور کی بحالی: اسدالدین شیرکوہ کی روانگی کے بعد سلطان نورالدین محمود اس خیال سے کہ مبادا سرحدی عیسائی فوجیں اسد الدین شیرکوہ سے روک ٹوک نہ کریں۔ فوجیں آراستہ کر کے ممالک عیسائیہ کی طرف روانہ ہوا۔ شیرکوہ اور شاور نے ملک مصر پہنچ کر بلبیس میں پڑاؤ کیا۔ ناصرالدین ہمام اور فخرالدین ہمام برادران ضرغام مصری فوج لے کر مقابلہ پر آئے۔ شیرکوہ نے ان دونوں کو شکست فاش دی اور فوج کو پامال اور امراء برقیہ کو تہ تیغ کرتا ہوا قاہرہ کی طرف بڑھا۔ یہ امراء برقیہ وہی تھے جنھوں نے شاور کے خلاف ضرغام سے سازش کی تھی۔ اثناء دارو گیر میں ضرغام کے دونوں بھائی گرفتار کر لئے گئے۔ شیرکوہ مع ان قیدیوں کے مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ ضرغام دارالوزارات چھوڑ کر بھاگ نکلا مشہد سیدہ نفیسہ کے قریب پل پر مار ڈالا گیا۔ اس کے دونوں بھائی ناصرالدین اور فخرالدین بھی قتل کر ڈالے گئے۔ شاور بدستور سابق عہدۂ وزارت پر مامور کیا گیا۔ ایفاء وعدہ کیا تو کیا پاس ہوتا اسدالدین شیرکوہ کی مخالفت شروع کر دی۔ شیرکوہ چند وجوہات کے باعث ملک شام کی طرف لوٹ کھڑا ہوا۔

شیرکوہ اور شاور کی جنگ: شیرکوہ مصر سے شام واپس آ کر ایک مدت تک نورالدین محمود کی خدمت میں حاضر رہا۔ ۵۶۲ھ میں نورالدین محمود سے مصر پر فوج کشی کی اجازت طلب کی۔ نورالدین محمود نے اجازت دی چنانچہ شیرکوہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا اور عیسائی ممالک سے گزرتا ہوا اطفیح (بلاد مصر) پہنچ کر ٹھہر گیا۔ دریائے نیل کو غربی ساحل سے عبور کر کے جیرہ میں قیام کیا۔ پچاس دن کے اندر مصر کے غربی بلاد پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا۔ شاور نے عیسائیوں سے مدد طلب کی اور ان کی فوج کو مصر میں لے آیا اور ان کے ساتھ ہو کر شیرکوہ کے مقابلے پر نکلا۔ مقام صعید میں دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ پہلے شیرکوہ کو مصریوں اور عیسائیوں کی کثرت سے خطرہ پیدا ہوا لیکن پھر اپنے دل کو مضبوط کر کے توکل علی اللہ میدانِ جنگ کا راستہ لیا اور فوج کی کمی کے باوجود کہ جس کی تعداد دو ہزار تک بھی نہیں پہنچی تھی۔ مصری اور عیسائی فوجوں کو شکست دے دی۔

شیرکوہ کا اسکندریہ پر قبضہ: شیرکوہ نے اس کامیابی کے بعد اسکندریہ کی طرف قدم بڑھایا۔ اہل اسکندریہ نے امان حاصل کر کے شہر کو شیرکوہ کے حوالہ کر دیا۔ شیرکوہ نے اپنے بھائی نجم الدین ایوب کے بیٹے صلاح الدین کو اسکندریہ کا حاکم مقرر کر کے صعیدہ پر دھاوا کیا۔ مصری اور عیسائی امیر یہ خبر پا کر اپنی اپنی فوجوں کو قاہرہ میں جمع اور آراستہ کر کے اس ناگہانی مصیبت کو دفع کرنے کے لئے اسکندریہ کی جانب بڑھے اور اسکندریہ پر پہنچتے ہی صلاح الدین کا محاصرہ کر لیا۔ شیرکوہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے صعید سے اسکندریہ کی طرف اپنے بھتیجے صلاح الدین کی حمایت کے لئے کوچ کیا۔ ان واقعات کے اثناء میں شاور کے ساتھیوں میں سے بعض ترکمانوں نے روزانہ جنگ سے بے دلی ظاہر کرنا شروع کر دی۔ ہنوز شیرکوہ نے کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ مصریوں اور عیسائیوں نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ نامہ و پیام کے بعد شیرکوہ نے اسکندریہ کو ان کے حوالہ کر دیا

اور تاوان جنگ لے کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ آخر ماہ ذیقعدہ ۵۶۲ھ میں دمشق پہنچا۔

شاور اور عیسائیوں کے مابین معاہدہ: عیسائیوں نے شیر کوہ کی واپسی کے بعد مصریوں کے روبرو یہ چند شرائط پیش کئے۔

۱) عیسائی فوجیں قاہرہ میں مقیم رہیں گی۔ ۲) ان کی طرف سے ایک سیاسی ناظم قاہرہ میں رہے گا۔ ۳) شہر ناہ کے دروازوں پر عیسائیوں کا قبضہ رہے گا تاکہ نور الدین کا لشکر شہر میں داخل نہ ہو سکے۔ ۴) اس انتظام اور حسن کارگزاری کے معاوضہ میں ایک لاکھ دینار سالانہ، حکومت مصر عیسائی بادشاہ کو ادا کرے گا۔ حکومت مصر نے ان تمام شرائط کو برضا و رغبت منظور کر لیا۔

عیسائیوں کی عہد شکنی: اس کے بعد عیسائیوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی طمع دامن گیر ہوئی اور اہل مصر پر جا و بے جا حکمرانی کرنے لگے۔ بلبیس کو دبا لیا۔ قاہرہ پر قبضہ کر لینے پر مستعد و آمادہ ہوئے۔ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے مصر کو ویران کر دیا۔ شہر میں آگ لگا دی۔ اہل شہر نے بازاروں کو لوٹ لیا۔ اس اثناء میں عیسائی فوجیں قبضہ کر لینے کے قصد سے قاہرہ پر آ اتریں۔ خلیفہ عاضد نے سلطان نور الدین محمود کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امداد طلب کی شاور اس خیال سے کہ مبادا خلیفہ عاضد اور نور الدین محمود باہم متفق اور متحد نہ ہو جائیں۔ عیسائیوں سے مصالحت کے لئے نامہ و پیام کرنے لگا۔ بالآخر دو لاکھ دینار مصری نقد اور دس ہزار اردب غلہ پر مصالحت ہوئی۔ مگر اس قدر کثیر رقم کا فراہم ہونا اس زمانہ میں جب کہ شاور نے عیسائیوں کے خوف سے اس سے پیشتر مصر کو ویران و خراب کر دیا تھا۔ دشوار تھا ظلم و تشدد تک نوبت پہنچی۔

شیر کوہ کی قاہرہ روانگی: شاور اور عیسائیوں میں سفارت کا کام جلیس بن عبدالقوی اور شیخ موفق کاتب سروی کر رہا تھا اور خلیفہ عاضد اس مصالحت کا مخالف تھا۔ شاور نے قاضی فضل عبدالرحیم بیسانی کو خلافت مآب کو سمجھانے اور راضی کرنے کی غرض سے دربار خلافت میں روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ عیسائیوں کو جزیہ و خراج دینا اس سے بہتر ہے کہ ان شہروں میں ترکوں کا تسلط اور دخل ہو اور وہ ان کے حالات سے مطلع ہوں۔ خلیفہ عاضد نے کچھ جواب نہ دیا اور شاور فراہمی مال و زر میں مصروف رہا۔ خلیفہ عاضد کا قاصد پہنچنے پر نور الدین محمود نے لشکر کو تیاری کا حکم دیا اور اسد الدین شیر کوہ کو بہت سا مال و اسباب جنگ مرحمت کر کے مصر کی جانب خلیفہ عاضد کی کمک پر روانہ کیا۔ اس مہم میں صلاح الدین (شیر کوہ کا بھتیجا) بھی شیر کوہ کی درخواست پر مامور کیا گیا علاوہ اس کے ایک جماعت امراء نوریہ کی شیر کوہ کے ہمراہ مصر آئی ہوئی تھی۔ جس وقت عیسائیوں کو لشکر نوریہ کی آمد کی خبر لگی فوراً قاہرہ چھوڑ کر اپنے ملک کو واپس ہو گئے۔

شاور کا قتل: ابن طویل مؤرخ دولت عبیدین لکھتا ہے کہ شیر کوہ نے قاہرہ میں عیسائی لشکر کو شکست دے کر اس کے کیمپ کو لوٹ لیا تھا اور ماہ جمادی الاولیٰ ۵۶۴ھ میں مظفر و منصور قاہرہ میں داخل ہوا۔ خلیفہ عاضد نے خلعت خوشنودی عطا کی اور شیر کوہ باریاب ہو کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا۔ شاور بدستور اپنے عہدے پر تھا مگر اس کے دل پر خوف غالب ہو رہا تھا۔ طرح طرح کے خیالات اس کے دماغ اور دل کو پریشان کر رہے تھے۔ ہنوز کوئی قطع رائے نہیں قائم کی تھی کہ خلیفہ عاضد نے شیر کوہ کو شاور کے قتل کا اشارہ کیا اور یہ ارشاد فرمایا کہ یہ (یعنی شاور) ہمارا خانہ زاد ہے۔ اس کے باقی رکھنے میں نہ ما بدولت و اقبال کا کوئی فائدہ ہے اور نہ آپ کا''۔ چنانچہ شیر کوہ نے اپنے بھتیجے صلاح الدین بن ایوب اور عز الدین جردیک کو اس کام

کے سر کرنے پر متعین کیا۔ ایک روز شاور حسب دستور شیر کوہ سے ملنے کے لئے آیا۔ شیر کوہ اس وقت امام شافعی کی قبر پر گیا ہوا تھا۔ شاور بھی یہ خبر پا کر امام شافعی کے مقبرے کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں صلاح الدین اور عز الدین جردیک سے ملاقات ہوگئی۔ ان دونوں نے اسے قتل کر کے سر اتار لیا اور خلیفہ عاضد کی خدمت میں جا کر پیش کر دیا۔ عوام الناس نے شاور کے مکانات لوٹ لئے۔ دونوں بیٹے کامل اور طے ان لوگوں کے ساتھ قصر وزارت میں اس کے ہوا خواہ تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیئے گئے۔ خلیفہ عاضد نے خوش ہو کر شیر کوہ کو وزارت کا عہدہ عنایت کیا ''المنصور امیر الجیوش'' کا خطاب مرحمت فرمایا۔

شیر کوہ کی وزارت: شیر کوہ نے عہدۂ وزارت سے ممتاز ہو کر قصر وزارت میں اجلاس کیا۔ ملک کے نظم ونسق کی جانب توجہ کی۔ دولت وحکومت علویہ پر غالب اور متصرف ہوا۔ لشکریوں کو جاگیریں دیں اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو حکومتیں عطا کیں۔ اہل مصر کو مصر میں آباد کرنے کے لئے بلایا اور ان کے اس فعل سے جو کہ انہوں نے اس کی بربادی اور ویرانی میں کیا تھا بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی اس کے بعد شیر کوہ کئی بار خلیفہ عاضد سے ملنے کے لئے گیا ایک روز جوہر استاد نے خلیفہ عاضد کی طرف سے کہا۔ مولانا امیر المؤمنین فرماتے ہیں کہ ہم کو یقین کامل ہے کہ اللہ جل شانہ نے دشمنانِ خلافت کے مقابلہ میں ہماری مدد کا سہرہ تمہارے سر پر باندھا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ تم ہمیشہ اپنی خیر خواہی کا دولت علویہ کو عمدہ ثبوت دیتے رہو گے''۔ شیر کوہ نے اس قدر افزائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے عرض کیا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ جیسی توقع ہے میں اس سے زیادہ اپنے کو ثابت کرتا رہوں گا خلیفہ عاضد نے خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا اور جلیس بن عبدالقوی کے برابر بیٹھنے کی جگہ مقرر کی۔

جلیس بن عبدالقوی داعی الدعاۃ اور قاضی القضاۃ بھی تھا۔ شیر کوہ نے اسے اس کے عہدے پر بحال وقائم رکھا۔

شیر کوہ کی وفات: اس کے بعد اسد الدین شیر کوہ نے اپنی وزارت کے دو مہینے چند دن بعد اور بعض کہتے ہیں کہ گیارہ مہینے بعد وفات پائی۔ بوقت وفات اپنے مصاحبوں اور امراء لشکر کو وصیت کی گیا کہ کسی وقت بھی تم لوگ قاہرہ چھوڑنے کا قصد نہ کرنا۔

صلاح الدین کی وزارت: شیر کوہ کے انتقال کے وقت امراء نوریہ میں سے عین الدولہ باروتی قطب الدین ینال' سیف الدین مشطوب ہکاری اور شہاب الدین محمود حارمی قاہرہ میں موجود تھے۔ یہ لوگ رتبہ وزارت اور ریاست کے حاصل کرنے میں باہم جھگڑ پڑے۔ ہر فریق نے دوسرے کو مغلوب کرنے کی غرض سے اپنے اپنے ہوا خواہوں کو جمع کیا۔ لیکن خلیفہ عاضد اس خیال سے کہ صلاح الدین بوجہ کمسنی امور سلطنت کو بغیر مشورہ اراکین خلافت نہیں دے سکے گا۔ صلاح الدین کی وزارت کی طرف مائل ہوا۔ اکثر اراکین دولت نے اس خیال کی موافقت کی۔ بعض کی یہ رائے ہوئی کہ ترکوں کا لشکر بلاد شرقیہ کی طرف واپس کر دیا جائے اور ان پر قراقوش کو حکومت دی جائے۔ خلیفہ عاضد نے کثرت رائے کے مطابق صلاح الدین کو محل سرائے خلافت میں طلب کر کے قلمدان وزارت مرحمت فرمایا اس سے امراء نوریہ میں سخت بددلی پیدا ہوگئی۔ مگر فقیہ عیسیٰ ہکاری کی عاقلانہ تدابیر سے جو صلاح الدین کا دلی خیر خواہ تھا۔ کل امراء نوریہ صلاح الدین کی طرف مائل اور اس کے مطیع ہو گئے۔ عین الدولہ باروتی ایک ضدی آدمی تھا۔ اس نے کسی طرح اطاعت قبول نہ کی۔ ترک رفاقت کر

کے شام چلا گیا۔

الغرض صلاح الدین مصر میں خلیفہ عاضد کی وزارت کا کام انجام دینے لگا۔ اسے سلطان نورالدین محمود زنگی کے دربار میں بھی تعلق تھا۔ اس کی طرف سے صلاح الدین مصر میں ایک نائب کے بطور رہتا تھا۔ نورالدین اسے امیر سپہ سالار کے خطاب سے یاد کرتا تھا۔ خط وکتابت میں اس کا نام لکھنے کا بجائے امیر سپہ سالار و جمیع امراء نوریہ مقیم دیار مصریہ کے تحریر کرنے پر اکتفا کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ صلاح الدین تمام امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے اختیارات اپنے قبضہ اقتدار میں لیتا گیا اور خلیفہ عاضد کے قوائے حکمرانی کمزور و مضمحل ہوتے گئے مصر کے دارالمعونہ کو جو کوتوال مصر کے رہنے کا مکان اور نیز جیل تھا منہدم کرادیا شافعیہ کا مدرسہ تعمیر کرایا۔ اسی طرح دارالعزل کو بھی مسمار کرا کے مالکیہ کا مدرسہ بنوایا۔ شیعی قاضیوں کو معزول کر کے شافعی قضاۃ مقرر کئے اور اپنی طرف سے تمام بلاد مصر میں ایک ایک نائب مقرر کیا۔

عیسائیوں کا محاصرۂ دمیاط: جس وقت اسدالدین شیرکوہ امراء نوریہ کے ساتھ مصر میں آرہا اور عہدۂ وزارت حاصل کر کے مصر کے ملک پر قابض ومتصرف ہو گیا اور عیسائیوں سے ملک مصر خالی کرا لیا۔ اس وقت عیسائیوں کو اپنی زیادتیوں پر ندامت ہوئی۔ جو کچھ بطور خراج ان کو ملک مصر میں ملتا تھا وہ بھی موقوف ہو گیا۔ طرہ یہ ہوا کہ ان کو بیت المقدس پر قبضہ رکھنے میں بھی آئندہ خطرات کا خیال پیدا ہوا عیسائیان صقلیہ اور اندلس کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور ان سے امداد طلب کی۔ چنانچہ تھوڑے دن بعد عیسائی مجاہدوں کا ایک عظیم گروہ عیسائیان شام کی کمک پر آ گیا۔ اس سے شام کے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ مسلح ہو کر ۵۶۵ھ میں دمیاط کا آ کر محاصرہ کیا۔ دمیاط کی حکومت پر ان دنوں شمس الخواص منکوز نامی ایک امیر مامور تھا۔ اس نے صلاح الدین کو اس سے مطلع کیا۔ صلاح الدین نے بہاؤالدین قراقوش کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ اہل دمیاط کی مدد کو روانہ کیا خزانہ مال واسباب اور بے شمار آلات حرب مرحمت کئے اس کے ساتھ ساتھ سلطان نورالدین محمود زنگی سے بھی امداد طلب کی شیعوں اور سوڈانیوں کی وجہ سے مصر نہ چھوڑنے اور اس مہم پر نہ جانے کی معذرت لکھی۔ نورالدین محمود نے بھی وقتاً فوقتاً تھوڑی تھوڑی سی فوجیں اہل دمیاط کی امداد کو روانہ کیں اور ان کی قوت تقسیم کرنے کے خیال سے خود بھی سواحل شام سے حملہ آور ہوا اور اپنے پُرزور حملوں سے عیسائیوں کو تنگ کرنے لگا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائی کروسیڈرون نے گھبرا کر پچاس یوم کے بعد دمیاط سے محاصرہ اٹھا لیا۔ لوٹ کر اس شہر میں آئے تو انہیں ویران اور خراب پایا۔ خلیفہ عاضد نے اس کامیابی پر صلاح الدین کی بے حد مدح وثناء کی۔ اس کے بعد صلاح الدین نے اپنے باپ نجم الدین اور اپنے تمام اصحاب و احباب کو شام سے مصر طلب کر لیا۔ خلیفہ عاضد ان لوگوں سے ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤ بھگت کی۔

صلاح الدین کے خلاف سازش: جس وقت صلاح الدین کا قدم استقلال کے ساتھ حکومت مصر پر جم گیا۔ شیعان مصر اور ان کے ہواخواہوں کے بے حد ناراضگی ہوئی۔ ان میں سے ایک گروہ جن میں عویرش قاضی القضاۃ ابن کامل امیر معروف عبدالصمد کاتب اور عمارہ یمنی زبیدی شاعر تھا صلاح الدین کے خلاف مشورہ کرنے کی غرض سے جمع ہوا۔ ان سب کا سرگروہ اور پیشوا یہی عمارہ یمنی تھا۔ ان لوگوں نے بحث ومباحثہ کے بعد یہ طے کیا کہ مصر سے ترکوں کو نکال باہر کرنے کے لئے عیسائیوں سے امداد لینا چاہئے اور اس صلہ میں مصر کے مالیہ سے ان کا ایک حصہ مقرر کر دیا جائے۔ اس صلاح و مشورے میں سوڈانی غلام اور قصر خلافت کے خدام بھی شریک تھے۔ موتمن الخلافۃ قصر خلافت کے خادموں کا سردار تھا۔

خلیفہ عاضد کا پروردہ اور اس کی لڑکی خلیفہ عاضد کی بیوی تھی چنانچہ موتمن الخلافت نے اپنے مکان میں عیسائی سفیر کو ایک مصنوعی خلیفہ عاضد سے ملایا۔

عیسائی سفیر یہ خیال کر کے کہ خلیفہ عاضد نے میرے ساتھ عہد و پیان کر لیا ہے واپس چلا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر نجم الدین بن مضیال تک پہنچی جو شیعوں کا ایک نامور سرگروہ تھا۔ اسے صلاح الدین سے خاص تعلق پیدا ہو گیا تھا۔ صلاح الدین نے اسے اسکندریہ کی حکومت عطا کی تھی چونکہ بہاء الدین قراقوش سے اور اس سے کسی بات پر کشیدگی پیدا ہو گئی تھی۔

عیسائی سفرا کی گرفتاری: شیعوں نے یہ خیال کر کے نجم الدین کو صلاح سے ہمدردی باقی نہیں رہی۔ تمام حال بالتفصیل بتلا دیا کہ تم کو وزارت دی جائے گی۔ عمارہ یمنی کو عہدۂ کتابت مرحمت ہوگا۔ سیکریٹریٹ کا دفتر بھی اسی کے چارج میں رہے گا۔ فاضل بن کامل قاضی القضاۃ داعی الدعاۃ موقوف و معزول کیا جائے گا۔ عبدالصمد خراج پر متعین ہوگا اور عوریش اس کی نگرانی کرتا رہے گا۔ نجم الدین نے سن کر مسرت ظاہر کی اور بطیب خاطر ان لوگوں کی رائے سے موافقت کا اظہار کیا لیکن موقع پا کر چپکے سے صلاح الدین کو اس سے مطلع کر دیا۔ صلاح الدین نے ان کو اور عیسائی سفیر کو گرفتار کرا لیا۔ متعدد مجلسوں اور مواقع میں ان کے الزامات کی تفتیش کی محل سرائے خلافت کے خواجہ سراؤں اور دربانوں کو طلب کر کے نہایت سختی سے دریافت کیا گیا کہ خلیفہ عاضد محل سرائے خلافت سے کیوں نکل کر نجاح (موتمن الدولہ) کے مکان پر گیا ان لوگوں نے یہ حلف بیان کیا کہ خلیفہ عاضد نے محل سرائے خلافت سے باہر قدم نہیں نکالا آپ تک یہ خبر غلط پہنچائی گئی ہے۔ اس پر صلاح الدین نے خلیفہ عاضد کے مواجہ میں نجاح کو طلب کر کے حال اظہار لیا۔ اسنے بھی بیان کیا۔ کہ خلیفہ عاضد میرے مکان پر تشریف نہیں لے گئے اور نہ عیسائیوں کے سفیر سے ملاقات کرنے کا خلافت مآب کو موقع ملا۔ نجاح کے اظہار سے صلاح الدین کے دل پر خلیفہ عاضد کے براءت کی تصویر کھینچ گئی۔

سازشیوں کا خاتمہ: عمارہ یمنی شاعر اکثر شمس الدولہ توران شاہ کی خدمت میں آیا جایا کرتا تھا توران شاہ نے اپنے بھائی صلاح الدین سے برسبیل تذکرہ بیان کیا کہ عمارہ نے خلیفہ عاضد کی مدح میں ایک قصیدہ لکھا ہے جس میں اسے یمن جانے اور اہل یمن کو پامال کرنے کی ترغیب دی ہے اور اس قصیدے میں خاندان نبوت پر بھی چوٹ کی گئی ہے۔ اس کا خون مباح اور قتل واجب ہوتا ہے۔ اشعار کا ترجمہ حسب ذیل ہے۔

''تم اپنے لئے ایسا ملک پیدا کرو جس میں تمہیں دوسروں کی احتیاج باقی نہ رہے' اور تم آتش جنگ کو لڑائی کے جھنڈے کے ذریعہ سے مشتعل نہ کرو' اس بے شعور کی حکومت اس طریقہ کی ہے جیسا کہ زبان زد عوام ہے کہ کمزور کی بیوی تمام عالم کی بھاوج ہوتی ہے ابتداً اس کی بنیاد ایک ایسے شخص نے ڈالی ہے جو اپنی کوششوں سے سردار عالم کہلایا ہے''۔ پس صلاح الدین نے تفتیش حال کے بعد تمام ملزموں کو ایک روز قصر خلافت و قصر وزارت کے درمیان جمع کر کے قتل کروا دیا اور نعشوں کو صلیب پر چڑھوا دیا۔

عمارہ یمنی کا قتل: اس واقعہ کے بیسویں دن ابن کامل کے قتل کا حکم صادر ہوا۔ باقی رہا عمارہ جس وقت اس کے قتل اور دار پر چڑھائے جانے کا حکم صادر ہوا۔ پابہ زنجیر قاضی فاضل کے مکان کی طرف سے ہو کر نکلا۔ عمارہ نے قاضی فاضل سے ملنے کی

درخواست کی قاضی فاضل نے انکار کر دیا۔ عمار یہ اپنا سا منہ لے کر رہ گیا اور یہ کہتا ہوا مقتل کی جانب چلا:

عبد الرحیم قد احتجب

ان الخلاص ھو العجب

''عبدالرحیم (قاضی فاضل) روپوش ہو گیا' اب رہائی تعجبات سے ہے''۔

سوڈانیوں کی بغاوت: کتاب ابن اثیر میں لکھا ہے کہ صلاح الدین کو ان لوگوں کی حرکات سے اس طرح اطلاع ہوئی کہ ان لوگوں نے جو خط عیسائیوں کو لکھا تھا وہ کسی ذریعہ سے صلاح الدین کے کسی مصاحب کے ہاتھ آ گیا۔ اس نے اس خط کو پڑھ کر مع پیام بر کے صلاح الدین کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صلاح الدین نے پہلے مؤتمن الخلافتہ کو اس جرم کی پاداش میں قتل کرایا۔ اس کے بعد تمام خدام محل سرائے خلافت کو معزول کر کے اپنی جانب سے خدام مقرر کئے۔ بہاؤ الدین قراقوش کو ان کی سرداری عنایت فرمائی۔ سوڈانیوں کو اس سے اشتعال پیدا ہوا۔ تقریباً پچاس ہزار سوڈانیوں نے جمع ہو کر صلاح الدین کے خلاف ہنگامہ کر دیا۔ چنانچہ صلاح الدین کے لشکر اور سوڈانیوں سے قصر خلافت اور قصر وزارت کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی۔ سوڈانی شکست کھا کر بھاگے فتحمند گروہ نے ان کے گھروں کو آگ لگا دی۔ ان کے مال و اسباب کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ ہزاروں سوڈانی تہ تیغ ہوئے۔ باقی ماندگان نے امان کی درخواست کی۔ امان دے دی گئی اور جزیرہ میں ٹھہرنے کا حکم دیا گیا۔ شمس الدولہ توران شاہ کو اس کی خبر نہ تھی۔ مسلح ہو کر ان کی طرف گیا اور جی کھول کر انہیں پامال کیا۔

دولت فاطمیہ کا خاتمہ: جس روز سے صلاح الدین کی حکومت کا سکہ ملک مصر میں استقلال و استحکام کے ساتھ چلنے لگا تھا اور وہ قصر خلافت پر قابض ہو گیا تھا اور ساتھ ہی ساتھ خلیفہ عاضد کی حکومت و خلافت کی مشین کے پرزے ڈھیلے اور ایک دوسرے سے جدا ہو گئے تھے۔ اسی دن سے سلطان نورالدین محمود تحریک کر رہا تھا کہ مصر سے خلافت علویہ کا خطبہ موقوف کر دیا جائے اور خلیفہ مستضی تاج دار خلافت عباسیہ کا نام نامی سے مساجد کے منبروں کو زینت دی جائے۔ مگر صلاح الدین اس خوف سے کہ مبادا کوئی فتنہ و فساد برپا نہ ہو جائے حکمت عملی سے ٹال رہا تھا اور یہ معذرت کرتا جاتا تھا کہ اس سے اہل مصر مشتعل و برافروختہ ہو جائیں گے۔ نورالدین نے اس معذرت پر مطلق توجہ نہ کی۔ ڈانٹ کا خط تحریر کیا اور خلیفہ عاضد سے سازش کر لینے کا الزام لگایا۔ صلاح الدین نے اپنے مصاحبوں سے اس بابت مشورہ کیا مصاحبوں نے رائے دی کہ نورالدین کی مخالفت اچھی نہیں ہے جیسا حکم ہو اس کی تعمیل کرنا مناسب اور آئندہ بہبودی کا باعث ہے۔

خلیفہ عاضد کی وفات: اسی زمانے میں علماء عجم کی طرف سے فقیہ جیشانی بطور وفد' صلاح الدین کی خدمت میں حاضر ہوا یہ شخص ''الامیر العالم'' کے لقب سے مخاطب کیا جاتا تھا اس نے یہ معلوم کر کے کہ صلاح الدین اور اس کے ارکین خلافت عباسیہ کے خطبہ پڑھنے سے پس و پیش کرتے ہیں۔ حاضرین سے کہا کہ میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھوں گا چنانچہ محرم ۵۶۷ھ کے پہلے خطبہ جمعہ میں خلیفہ مستضی کے نام کا اس نے خطبہ پڑھا اور اس کے لئے دعا کی۔ کسی نے دم تک نہ مارا۔ دوسرے جمعہ میں صلاح الدین نے مصر و قاہرہ کے خطیبوں کو خلیفہ عاضد کے نام کا خطبہ موقوف کرنے اور خلیفہ مستضی کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ تمام خطیبوں نے اس حکم کی تعمیل کی اور اس مضمون کا ایک گشتی فرمان تمام ممالک مصر میں بھیج

دیا۔ خلیفہ عاضد اس وقت سخت علیل تھا۔ علالت کی وجہ سے کسی نے اس کو اطلاع نہ کی۔ حتیٰ کہ یوم عاشورہ (۱۰ محرم سنہ مذکور) کو اس نے وفات پائی۔

شاہی خزانہ کی ضبطی : صلاح الدین نے عزاداری کا دربار کیا اور قصر خلافت کے تمام مال و اسباب کو ضبط کر لیا۔ بہاء الدین قراقوش مال و اسباب کے فراہم کرنے اور ان کے اٹھالانے پر مامور تھا۔ شاہی خزانہ اور محل سرائے خلافت میں اس قدر قیمتی قیمتی اسباب تھے کہ آج تک نہ آنکھوں نے دیکھے تھے اور نہ کانوں نے سنے تھے۔ یاقوت، زمرد، طلائی زیورات نقرائی و طلائی ظروف، قیمتی قیمتی کپڑے طرح طرح کی خوشبودار اشیاء اور شیشہ آلات بے شمار ہاتھ آئے۔ ایک لاکھ بیس ہزار کتابیں ملیں جسے صلاح الدین نے فاضل عبدالرحیم بیسائی کو دے دیا جو اس کا سیکرٹری اور قاضی تھا۔ آلاتِ حرب، سامانِ جنگ بھی بے حد اور بے پایاں اور زرنقد لا انتہا ہاتھ لگا مال و اسباب ضبط کرنے کے بعد مردوں اور عورتوں کو قید کر دیا حتیٰ کہ وہ سب مر گئے۔

داؤد بن عاضد : زمانہ حکومت عزیز اور حاکم، حکمرانان مصر میں دولت علویہ اہل کتامہ سے بھری ہوئی تھی اور یہ لوگ تمام بلاد مشرق میں پھیلے ہوئے تھے۔ مگر عبیدیوں کے سلسلہ حکومت منقطع ہونے اور خلیفہ عاضد آخری خلیفہ کے مرنے سے ان لوگوں کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ زمانہ کے نشیب و فراز اور واقعات کے تغیرات نے ان لوگوں کو ایسا کھالیا کہ ڈکار تک نہ لی جیسا کہ ہمیشہ دولت و حکومت کی قدیم زمانہ سے یہی رفتار چلی آتی ہے۔ خلیفہ عاضد کے مرنے پر مصر میں خلافت عباسیہ کی حکومت کا جھنڈا کامیابی سے اڑنے لگا۔ شیعان مصر کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ان میں سے ایک گروہ نے جمع ہو کر داؤد بن عاضد کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی کسی ذریعہ سے صلاح الدین کو اس کی خبر لگ گئی سب کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور داؤد کو قصر خلافت سے نکال دیا یہ واقعہ ۵۶۹ھ کا ہے۔

سلیمان بن داؤد کا قتل : اس واقعہ کے ایک مدت کے بعد داؤد بن عاضد کے بیٹے سلیمان نامی نے صعید میں سر اٹھایا۔ مگر سر اٹھاتے ہی گرفتار کر لیا گیا۔ حتیٰ کہ بحالتِ قید مر گیا۔ پس اس کے بعد اطراف فارس میں محمد بن عبداللہ بن عاضد خلافت و امارت کا دعویدار ہوا۔ ''مہدی'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا لیکن اسے بھی پھلنے پھولنے کا موقع نہ ملا اٹھتی کونپل کو قتل کر کے صلیب پر چڑھایا گیا۔ ان لوگوں کے قتل ہو جانے سے عبیدیوں کا کوئی ممبر کہیں باقی نہ رہا البتہ عراق میں فرقہ فدائیہ اور بلاد اسماعیلیہ میں حسن بن صباح قلعہ موت میں انہی خلفاء علویہ کی یادگار تھا ہم ان کے حالات آئندہ حسب موقع بیان کریں گے۔ ان باقی ماندہ ممبران خاندان خلافت علویہ کی حکومت کا سلسلہ بھی، خلافت عباسیہ بغداد کے ساتھ ۶۵۵ھ میں ہلاکو اور چنگیز خان بادشاہ تاتار کے ہاتھ تباہ و برباد ہو گیا۔ والامر للہ وحدہ۔

خلفاء فاطمین کے یہی حالات تھے۔ جنہیں ہم نے تاریخ کامل تصنیف ابن اثیر اور ان کی تاریخ حکومت تالیف ابن طویل اور کسی قدر ابن مسیحی کی روایات سے حتی الامکان مختصر کر کے اس مقام پر جمع کیا ہے۔

باب: ۱۴

امارت مسیلہ وزاب بنی حمدون کے حکمران

علی بن حمدون: علی بن حمدون بن سماک بن مسعود بن منصور جذامی معروف بہ ابن اندلسی' اندلس عظمیٰ کا رہنے والا تھا۔ علی بن حمدون اتفاق زمانہ سے عبیداللہ اور ابوالقاسم کے پاس مشرق میں حکومت علویہ قائم ہونے سے پیشتر چلا آیا تھا۔ ان لوگوں نے علی بن حمدون کو طرابلس سے عبیداللہ شیعی کے پاس بھیج دیا عبداللہ شیعی علی بن حمدون سے بے حد تپاک سے ملا۔ بہ عزت و احترام پیش آیا۔ چنانچہ علی بن حمدون اس زمانے تک ان لوگوں کی خدمت میں رہا۔ جب تک کہ یہ لوگ سجلماسہ میں مقیم رہے۔ جب ان لوگوں کی حکومت و ریاست کو ایک گونہ استحکام و استقلال ہو گیا اور ابوالقاسم ۳۱۵ھ میں مغرب کی طرف واپس آیا اور شہر مسیلہ کا بنیادی پتھر رکھا اس وقت اس نے علی بن حمدون کو اس شہر کو آباد و تعمیر کرنے پر متعین کیا اور اس کا نام محمدیہ رکھا۔ جب اس کی تعمیر ختم ہو چکی تو اس نے علی بن حمدون کو زاب کی سند حکومت عطا کی اور وہیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ پھر جس وقت منصور پر ابو یزید صاحب الحمار نے جبل کتامہ میں محاصرہ کیا اس وقت اس نے اس شہر کو رسد و غلہ اور آلاتِ حرب سے معمور کر دیا۔ اس وقت سے برابر یہی اس شہر کی حکومت کرتا چلا آیا۔ اس کے دونوں بیٹوں جعفر اور یحییٰ نے ابوالقاسم کے یہاں پرورش اور تربیت پائی۔

علی بن حمدون کی روپوشی: جب ابو یزید نے دوبارہ سر اٹھایا اور تمام بلاد افریقیہ میں آتش فساد مشتعل و روشن ہو گئی اور اطراف و جوانب کے ہوا خواہان دولت علویہ کو پامالی کی خوفناک صورتیں نظر آنے لگیں۔ تو منصور نے علی بن حمدون کو لکھ بھیجا کہ قبائل بربر کی فوجیں مرتب کر کے ہم سے آملو۔ چنانچہ علی بن حمدون نے فوجیں مرتب کر کے قسطنطینہ سے مہدیہ کی جانب کوچ کیا۔ اثناء راہ میں جو بلاد ملتے تھے۔ انہیں تاخت و تاراج کرتا ہوا ناریہ پہنچا۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے باجہ پر جا کر پڑاؤ کیا۔ اس وقت باجہ میں ایوب بن ابو یزید ایک لشکر عظیم نکاریہ اور بربر کا لئے ہوئے پڑا تھا۔ علی نے ایوب پر حملہ کیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہونے لگی۔ ایک روز اثناء جنگ میں شب کے وقت ایوب نے علی بن حمدون کے لشکر پر چھاپہ مارا جس سے علی کا لشکر گھبرا کا بھاگ نکلا۔ علی بن حمدون اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر چلا گیا اور وہیں ۳۳۴ھ میں مر گیا۔

جعفر بن علی حمدون: ابو یزید کا زمانہ شورش و فساد ختم ہونے پر منصور نے مسیلہ اور زاب کی کرسی حکومت پر جعفر بن علی بن حمدون کو متمکن کیا اور وہیں پر اسے اور اس کے بھائی یحییٰ کو قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ جعفر و یحییٰ نے مسیلہ اور زاب میں

اپنی حکومت وریاست کی بناء ڈالی۔ دفاتر اور محکمے قائم کیے۔ محل سرائیں بنوائیں۔ حمامات تعمیر کیے۔ ایک مدت تک ان لوگوں کی حکومت اس شہر میں قائم رہی۔ دور دراز ملکوں سے علماء وشعراء ان کے دربار میں آئے انہی میں سے ابن ہانی اندلسی شاعر بھی تھا اس کے قصائد ومدحیہ جو اس نے جعفر ویحییٰ کی شان میں لکھے تھے معروف ومشہور ہیں۔

جعفر اور زیری کی عداوت: جعفر اور زیری بن مناد میں بے حد عداوت تھی۔ دونوں میں حکومت وریاست کی بابت متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ جس کی وجہ سے زیری کو جب کہ وہ زناتہ کی سرکشی وبغاوت کے باعث مغرب سے واپس آ رہا تھا۔ سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد جب معز نے ۳۰۲ھ میں قاہرہ آنے کا قصد کیا تو جعفر کو مسیلہ سے بلا بھیجا۔ جعفر کو اس سے خطرہ پیدا ہوا اپنی فوج کے ساتھ معز کے آنے سے پیشتر زناتہ سے جا ملا۔ ضہاجہ اور خلیفہ معز نے اس سے خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کر دیا۔

زیری بن مناد کا قتل: جعفر نے زناتہ کو جمع کر کے معز کی مخالفت پر ابھارا اور خلیفہ مستنصر کے علم حکومت کی اطاعت کی ترغیب دی زناتہ نے بخوشی ورغبت جعفر کی تحریک پر عمل درآمد کیا۔ اتنے میں زیری بن مناد آ پہنچا اور اس نے ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اس میں زیری کو شکست ہوئی اثنائے دار وگیر میں امراء زناتہ سے کسی نے زیری پر تلوار چلائی زیری زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا قاتل نے لپک کر سر اتار لیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد جعفر نے زیری کے سر کو چند امراء زناتہ کے ساتھ خلیفہ مستنصر کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ مستنصر نے ان لوگوں کی بے حد عزت افزائی کی اور زیری کے سر کو بغرض عبرت بازار قرطبہ میں آویزاں کرا دیا۔ اس واقعہ سے یحییٰ بن علی کی مستنصر کے دربار میں قدر ومنزلت بڑھ گئی۔ جعفر کو بہ نظر قدر افزائی دربار خلافت میں حاضر ہونے کی اجازت دی۔

یوسف بن زیری کا حملہ: کچھ عرصہ بعد زناتہ کو یہ خبر ملی کہ یوسف بن زیری اپنے مقتول باپ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاری کر رہا ہے۔ کمزوری طبیعت کی وجہ سے گھبرا گئے مقابلہ سے جی چرانے لگے۔ عوام کا کیا ذکر ہے۔ رؤسا اور امراء زناتہ بھی فتنہ وفساد کی وجہ سے اپنے آنے والے حریف کی مدافعت سے عاجز ومجبور ہو گئے۔ اس سے جعفر کو خطرہ پیدا ہوا۔ کشتیوں پر مال واسباب، حشم، خدام اور جس قدر خزانہ شاہی تھا۔ اسے بار کر کے براہ دربار دارالخلافت قرطبہ کا راستہ لیا۔ جعفر کے ساتھ بڑے بڑے امراء زناتہ جو دولت امویہ اندلسیہ کے مطیع اور ہوا خواہ تھے۔ قرطبہ چلے آئے تاجدار دولت امویہ اندلسیہ ان لوگوں سے بعزت واحترام ملا۔ انعامات دیئے۔ توقیر وعزت سے ٹھہرایا۔ جب ایک مدت کے بعد یوسف بن زیری کا طوفان بدتمیز ختم ہو گیا اور تمام بلاد میں امن وامان کی ہوا چلنے لگی۔ تو یہ لوگ اپنے گھروں کی جانب واپس ہوئے۔ چنانچہ تاجدار دولت امویہ نے ان لوگوں کو عزت واحترام کے ساتھ رخصت کیا۔ یہ لوگ اپنے دلوں میں دولت امویہ کی محبت اور ہوا خواہی لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امراء زناتہ کی واپسی: واپسی میں علی بن حمدون والئ زاب ومسیلہ کی اولاد ان لوگوں کے ساتھ شریک نہیں ہوئی اس نے مصلحتاً دارالخلافت میں قیام کیا۔ خلیفہ وقت نے براہ قدر افزائی وزیروں کے گروہ میں ان لوگوں کو داخل کر لیا اور ان کو وہی جاگیریں اور وظائف عطا کیے جو وزراء کو دیئے جاتے تھے۔ یہ لوگ باوجودیکہ اس گروہ میں نئے داخل ہوئے تھے۔ مگر خلیفہ کی

قدردانی کی وجہ سے قدیمی ہواخواہان دولت میں شمار کئے جانے لگے۔

بنی حمدون کی گرفتاری ور ہائی: اس کے تھوڑے دن بعد یہ واقعہ پیش آیا کہ علی بن حمدون نے دربار خلافت میں۔ ایک روز کسی امر پر بحث ومباحثہ کرتے ہوئے آداب خلافت کا لحاظ چھوڑ دیا۔ جس کی وجہ سے اس کی اولاد عتاب شاہی میں گرفتار ہوگئی۔ قصر خلافت میں سب کو طلب کر کے قید کر دیا۔ پھر چند دن کے بعد جبکہ خلیفہ حکم بہ عارضہ فالج مبتلا ہوا اور مغرب میں مروانیوں کا مطلع حکومت غبار آلود ہو چلا اور حکومت کو سرحدی حفاظت اور دشمنان خلافت کی مدافعت کی ضرورت محسوس ہوئی تو علی بن حمدون کی اولاد کو قید سے رہائی دی گئی۔ یحییٰ بن محمد بن ہاشم سرحدی مقامات سے طلب کیا گیا۔ (یہ فاش اور مغرب کا والی تھا) حاجب مصحفی نے رائے دی کہ جعفر بن علی بن حمدون بلاد مغربیہ کی سرحد پر بھیجا جائے کیونکہ یہ ایک مدت تک زناتہ مغرب کے ساتھ رہا ہے۔ اس طرح اولاد علی بن حمدون بدبختی سے نکال کر عزت کی کرسی پر متمکن کی گئی جعفر اور اس کے بھائی یحییٰ کو مغرب کی سند حکومت عطا کی گئی۔ شاہانہ خلعت دیئے گئے۔ دونوں بھائیوں کو بے حد مال واسباب دیا گیا۔ الغرض جعفر ۳۶۵ھ میں بلاد سرحدی کے انتظام اور اسے دشمنوں کے حملوں سے بچانے کے لئے مغرب کی طرف روانہ ہوا اور پہنچتے ہی بدنظمی دفع کرنے میں مشغول ہوگیا۔ ملوک زناتہ بنی بقرن معرادہ اور ملماسہ نے حاضر ہو کر علم خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔

محمد بن ابی عامر: خلیفہ حکم کے مرنے پر ہشام نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے عہد خلافت میں منصور بن ابی عامر کے ہاتھ میں عنان حکومت تھی۔ اس نے اپنے ابتدائے زمانہ حکمرانی میں بلاد سرحدی میں سے صرف سبتہ کے انتظام پر اکتفا کیا شاہی لشکر اور ارا کین دولت کی توجہ اسی شہر کی طرف منعطف ہوئی اہل علم وسیف کے قبضہ میں اس شہر کا انتظام دیا گیا۔ اس کے علاوہ اور شہروں کی جانب سے بے پروائی اختیار کی گئی۔ ملوک زناتہ بدستور علی بن حمدون کی اولاد کے زیر انتظام رہے۔ خلعت اور جائزے دربار خلافت سے آتے رہے۔ وفود کی آمد ورفت جاری رہی۔ انہی واقعات کے اثناء میں جعفر اور یحییٰ پسران علی بن حمدون کے درمیان ان بن ہوگئی۔ یحییٰ نے اپنے بھائی جعفر سے علیحدگی اختیار کر کے شہر بصریٰ کو دبا لیا اور مع اکثر امراء وسرداران لشکر کے بصریٰ چلا گیا۔ بعد میں بنوغواطہ کی بدولت جعفر کا عروج تباہی میں پڑ گیا۔ ڈوبنے کے قریب پہنچ گیا تھا کہ محمد بن ابی عامر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی جعفر کو مستعدی اور کارگزاری کی وجہ سے دارالخلافت طلب کیا

[1] چونکہ اس سے پیشتر جعفر کو خلیفہ حکم تاج دار اندلس کی بدولت اکثر مصائب کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے محمد بن ابی عامر کے حکم کی تعمیل میں ذرا تاخیر سے کام لیا۔ لیکن پھر کچھ سمجھ بوجھ کر ملک مغرب کی حکومت اپنے بھائی کے لئے چھوڑ کر براہ دریا محمد بن ابی عامر کی جانب روانہ ہوا جس وقت یہ دارالخلافت میں پہنچا اس کی بے حد آؤ بھگت کی گئی۔ عزت واحترام سے شاہی محل میں ٹھہرایا گیا۔

بلکیں کی مغرب پر فوج کشی: بلکیں نے ۳۶۹ھ میں مغرب پر فوج کشی کی محمد بن ابی عامر نے قرطبہ سے فوجیں آراستہ کر کے مدافعت کی غرض سے جزیرے کی جانب کوچ کیا' جعفر بن علی نے سبتہ کی حفاظت پر کمر ہمت باندھی۔ تاج دار اندلس نے ایک سو اونٹ اسباب جنگ سے لادے ہوئے محمد بن عامر کی کمک کے لئے روانہ کئے۔ ملوک زناتہ نے بھی اس کی

[1] اصل کتاب میں جگہ اس قدر خالی ہے من مترجم

پشت پناہی کو آ پہنچے۔بلکین بے نیل مرام واپس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔

جعفر بن علی کا قتل: اس واقعہ کے بعد محمد بن ابی عامر کسی معاملہ میں جعفر سے مشکوک ومشتبہ ہو گیا رفتہ رفتہ یہ شک اس حد تک بڑھا کہ محمد بن ابی عامر نے لوگوں کو جعفر کے قتل پر مامور کر دیا جنہوں نے اس کے گھر میں گھس کر سنہ[1] .... میں قتل کر ڈالا۔

یحییٰ بن علی: اس کے بعد یحییٰ بن علی مصر چلا گیا۔عزیز باللہ کے محل میں اترا۔عزیز باللہ نے کمال احترام سے ٹھہرایا۔چنانچہ ایک مدت تک اسی عزت وتوقیر سے مصر میں مقیم رہا۔جس وقت فلفول بن خرزون نے عہدہ حکومت حاکم بامر اللہ میں طرابلس کو صنہاجہ کے قبضہ سے نکالنے کی کوشش کی تو اس وقت خلیفہ حاکم نے فوجیں مرتب وآراستہ کر کے طرابلس کی جانب روانہ کی تھیں۔اس کی سرداری کا علم یحییٰ بن علی ہی کو عطا کیا تھا۔مقام برقہ میں پہنچ کر ہلالیوں میں سے بنوقرہ نے مزاحمت کی جس سے یحییٰ کی جمعیت متفرق ومنتشر ہو گئی بہ مجبوری مصر واپس آیا اور وہیں ٹھہرا مصر ہی میں مر گیا۔ واللّٰہ وارث الارض و من علیھا وھو خیر الوارثین

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔من مترجم۔

باب:۱۵

قرامطہ

اس دعوت کا اظہار نہ تو علویہ میں سے کسی نے کیا اور نہ طالبیوں میں سے کوئی شخص مدعی ہوا اس حکومت کے بانی مبانی اہل بیت سے مہدی کے ایلچی تھے۔ حالانکہ وہ مہدی کی تعین میں خود باہم مختلف تھے جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

قرامطہ کی اصل: قرامطہ کی دعوت کا دارومدار دو شخصوں پر تھا۔ ان میں سے ایک کا نام فرج بن یحییٰ بن عثمان قاشانی تھا۔ فرج بن یحییٰ مہدی کے ایلچیوں میں سے تھا۔ ذکرویہ بن مہرویہ کے لقب سے بھی ملقب کیا جاتا ہے۔ یہ وہی شخص ہے جو سواد کوفہ میں اس کے بعد عراق و شام میں اس مذہب کے پھیلانے والا اور حکومت قرامطہ کا بانی مبانی تھا۔ مگر اس کی سعی و کوشش کے باوجود حکومت و دولت کی بناء قائم نہ ہوسکی دوسرے کا نام ابوسعید حسن بن بہرام جنابی تھا۔ اس نے بحرین میں قرامطہ کا مذہب پھیلانے اور حکومت و ریاست کی بناء قائم کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ وہ اپنے ارادے میں کامیاب ہوا' یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت جاری ہوئی۔ بعض لوگوں نے اسے فرقہ اسماعیلیہ کے ایلچیوں میں شمار کیا ہے۔ جن کی حکومت و سلطنت قیروان میں تھی۔ جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

قرامط: قرامطہ کے اعتقادات اور مذہبی مسائل نہایت مضطرب' مختل اور شریعت حقہ اسلامیہ کے سراسر مخالف ہیں۔ سب سے پہلے ۲۷۸ھ میں ایک شخص سواد کوفہ میں ظاہر ہوا۔ بظاہر زہد و تقویٰ طہارت اور عبادت کا بہت پابند تھا۔ اس کا زعم تھا کہ میں مہدی موعود کی حکومت کا ایلچی ہوں۔ ایک کثیر جماعت اس کی تابع ہوگئی۔ اپنے کو قرمط کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ جو شخص اس کی جماعت میں شریک ہوتا تھا۔ اس سے ایک دینار امام موعود کے لئے لیتا تھا۔ اس جماعت پر اس نے بہت سے نقیب مقرر کیے تھے۔ جنہیں حواریوں کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ ہزاروں مسلمان اس فتنہ میں مبتلا ہوگئے۔ گورنر کوفہ نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد محافظوں کی غفلت سے جیل سے بھاگ گیا۔ پھر کوئی خبر نہ ملی کہ کیا ہوا اس سے اس کے متعبین اور فتنہ میں پڑ گئے۔ ان میں سے بعض نے یہ خیال کیا کہ یہ وہی شخص ہے جس کی بشارت احمد بن محمد بن حنفیہ نے دی تھی اور یہ احمد نبی تھا۔

قرامطی عقائد: اس مذہب نے سواد میں بے حد ترقی کی۔ ان لوگوں میں ایک کتاب کی تلاوت کی جاتی ہے جس کی نسبت ان کا خیال ہے کہ اسے مہدی کا ایلچی لایا تھا۔ اس کتاب میں نماز کی ترکیب اس طرح لکھی ہے ''بسم اللہ'' کے بعد ہر رکعت

میں ان فقروں کو پڑھے۔

" الحمدللّٰہ بکلمته و تعالیٰ باسمه المتحدلاولیایه باولیائه قل الاھله' مواقیت للناس ظاھرھا لیعلم عدد السنین والحساب و الشھور' والایام باطنھا اولیای الدین عرفوا عبادی سبیلی اتقویٰ یااولیٰ' الالباب و اناالذی لااسال عما انمل وانا العلیم الحکیم و انا الذی ابلو عبادی واستخیر خلقی فمن صبر علی بلای و محنتی و اختیاری اتقیته فی جنتی و اخلدته فی نعمتی و من زال عن امری و کذب رسلی اخلدته مھاناً فی عذابی و اتممت اجلی و اظھرت علی السنته رسلی' فانا الذی لا یتکبر علیٰ جبار الاوضعته ولا عزیزا لاذله ابلیس' فلیس الذی اصر علی امرہٖ و دام علی جھالته و قال لن نبرح علیه' عاکفین و بهٖ مؤمنین اولٰئک ھُمُ الکافِرُوْنَ"۔

اس کے بعد رکوع کرے رکوع میں دوبار " سبحان ربی و رب العزة تعالیٰ عما یصف الظالمون" پڑھے پھر سجدہ کرے سجدے میں " اللہ اعلیٰ" دوبار اور ایک بار " اللہ اعظم" کہے سال میں دوروز روزہ رکھے ایک مہرجان کے دن اور دوسرا نوروز کے دن۔ نبیذ کا پینا حرام تھا۔ شراب حلال تھی جنابت کے لئے (ناپاکی) غسل کی بجائے وضو کر لینا کافی تھا۔ تمام دم دار اور پنجہ دار جانوروں کا کھانا حرام تھا جو شخص اس مذہب کا مخالف ہو اور برسر جنگ آئے اس کا قتل واجب اور جو شخص برسر جنگ نہ آئے اس سے جزیہ لیا جائے اس کتاب میں اسی قسم کے مسائل اور غلط دعوے جو ایک دوسرے کے معارض میں تحریر ہیں جس سے ان کا کذب محض ہونا روز روشن کی طرح ظاہر ہے۔

اس گروہ کو جس امر نے ایسے خرافات اور بے ہودہ مذہبی خیالات قائم کرنے پر ابھارا ہے وہ شیعہ کی مشہور روایات ہیں۔ " جو دربارہ مہدی" احادیث کی صورت میں بیان کی جاتی ہیں۔ جس کے وضع کے اسباب وعلل پر ہم نے مقدمہ تاریخ باب الفاطمی میں تنقید کی ہے۔ قرامطہ' مہدی اور اس کی دعوت کی طرف کچھ ایسے گرویدہ ہوئے کہ جس نے مہدویت کا دعویٰ کیا۔ دل و جان سے سچائی کے ساتھ اس کے معین و مددگار ہو گئے اگر چہ وہ اپنے استحقاق و دعوے میں جھوٹا رہا ہو اور بعض نے اس چیز کی بنیاد محض دنیا کمانے کی غرض سے جھوٹ پر قائم کی ہے[1]۔

یحییٰ بن فرج کی روپوشی: کہا جاتا ہے کہ یحییٰ بن فرج صاحب دنج کے قتل کے بعد ظاہر ہوا تھا اور امان حاصل کر کے اس کے پاس گیا تھا اور یہ ظاہر کیا تھا کہ میرے قبضہ میں اس وقت ایک لاکھ تلواریں ہیں۔ آؤ مناظرہ کر لیں۔ عجب نہیں کہ ہم اور تم ایک مذہب کے پابند ہو جائیں' ایک دوسرے کے معین و مددگار ہو جائیں۔ مگر اتفاق یہ کہ دونوں میں مخالفت ہو گئی۔ قرمط (یحییٰ بن فرج) لوٹ آیا۔ یہ اپنے کو " قائم بالحق" کے لقب سے ملقب کرتا تھا اور بعض کا خیال ہے کہ یہ ازارقہ خوارج کا مذہب رکھتا تھا۔ الغرض جب اس مذہب کا شیوع اور اس کے متبعین کی کثرت ہوئی احمد بن محمد طائی والی کوفہ نے اس کی روک تھام کی غرض سے پیش قدمی کی۔ فوجیں آراستہ کر کے قرامطہ پر حملہ کر دیا۔ جس سے قرامطہ منتشر ہو گئے اور متواتر حملوں اور مسلسل تعاقب کی وجہ سے اکثر نیست و نابود ہو گئے۔ سردار قرامطہ نے بھاگ کر قبائل عرب میں جا کر دم لیا اور ان لوگوں کو اپنے مذہب کی تعلیم دینے لگا۔ مگر کسی نے اس اعجوبہ مذہب کو قبول نہ کیا۔ اس وقت یہ ایک چٹیل میدان کی باؤلی میں چھپ

---

[1] اصل کتاب میں اس قدر جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

رہا۔ جس کو اس نے خود اسی غرض کے لئے بنایا تھا۔ اس باؤلی کا دروازہ لوہے کا تھا اور دروازے کے پہلو میں تنور تھا تا کہ ڈھونڈنے والے کو یہ گمان بھی نہ ہو کہ کوئی شخص اس باؤلی میں ہے۔

قرامطی عقائد کی تبلیغ اس باؤلی میں روپوش ہونے کے بعد اس نے اپنے بیٹوں کو قبیلہ کلب میں ابن دبرہ کی طرف بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ تم لوگ اپنے کو اسماعیل امام کی اولاد سے ظاہر کرنا اور یہ بھی ظاہر کرنا کہ ہم لوگ تمہارے پاس پناہ گزیں ہو کر آئے ہیں۔ چنانچہ اس کے بیٹے کلب بن دبرہ کے قبیلہ میں گئے اور آہستہ آہستہ اپنے مذہب کو پھیلانے اور اس کی تعلیم دینے لگے۔ یہ تین نفر تھے۔ یحییٰ، حسین اور علی۔ قبیلہ کلب بن دبرہ کے کسی بطن نے اس مذہب کو قبول نہ کیا مگر بنو قلیص بن ضمضم بن علی بن جناب ان کے جال میں آ گئے اور یحییٰ کے ہاتھ پر اس خیال سے بیعت کی کہ یہ یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن اسماعیل امام ہے "ابوالقاسم" اس کی کنیت رکھی گئی اور شیخ کا لقب دیا گیا۔ تھوڑے دن کے بعد اس نے اپنا نام تبدیل کر دیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں محمد بن عبداللہ ہوں اور مصلحتاً اس نام کو چھپایا تھا کہ میری ناقہ من جانب اللہ مامور ہے جو شخص اس کی اتباع کرے گا وہ فتح مند ہوگا۔

خلیفہ معتضد اور قرامطی سبک (یا شبل) خلیفہ معتضد کے غلام نے قرامطہ پر فوج کشی کی اور پہلے ہی حملہ میں ناکام ہو کر پسپا ہوا اور اثناء جنگ میں مارا گیا۔ تب محمد بن احمد طائی نے چڑھائی کی اس معرکہ میں قرامطہ کو شکست ہوئی بعض قرامطی گرفتار کر لئے گئے۔ جو خاتمہ جنگ کے بعد دربار خلافت میں پیش کئے گئے۔ خلافت مآب نے قیدیان قرامطہ سے خطاب کر کے ارشاد کیا "کیا تمہارا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ کی روح اور اس کے انبیاء کرام کی روحیں تم میں حلول کر گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے تم لوگ خطا و لغزش سے معصوم رہتے ہو اور اعمال صالح کے کرنے کی توفیق ہوتی ہے"۔ قرامطہ کے سردار نے جواب دیا "مجھے تعجب ہے کہ آپ کو اس تذکرے سے کیا فائدہ؟ اگر مجھ میں ابلیس کی روح حلول کر گئی ہے تو اس سے آپ کو کیا فائدہ؟ جس کے تذکرے سے کوئی فائدہ نہ ہو اسے ترک کیجئے اور اس طرف توجہ کیجئے جس سے کچھ منفعت ہو"۔

قرامطی اسیروں کا خاتمہ: خلافت مآب نے ارشاد فرمایا "اچھا تم ہی مطلب کی بات کہو"۔ سردار قرامطہ بولا "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی۔ درآنحالیکہ تمہارے مورث اعلیٰ عباس بن عبدالمطلب زندہ تھے۔ مگر انہوں نے حکومت و خلافت کی تمنا نہ کی اور نہ کسی نے ان کے ہاتھ پر امارت و حکمرانی کی بیعت کی۔ اس کے بعد ابوبکر کا انتقال ہوا انہوں نے عمر کو اپنا جانشین کیا اور عمر نے حالانکہ عباس بن عبدالمطلب اس وقت بھی موجود اور ان کی آنکھوں کے سامنے تھے۔ نہ تو انہیں اپنا ولی عہد بنایا اور نہ ارباب شوریٰ میں داخل کیا، ارباب شوریٰ میں صرف چھ بزرگ تھے۔ جس میں قرب و دور کے رشتہ دار تھے۔ ان لوگوں نے بھی بہ اجماع تمہارے دادا کو منتخب نہ کیا پھر فرمایئے کہ کس ذریعہ سے آپ خلافت و امارت کے مستحق ہوئے خلیفہ معتضد نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ سرہنگوں کو اشارہ کر دیا وہ لوگ سردار قیدیان قرامطہ پر ٹوٹ پڑے بند بند علیحدہ وجدا کر کے گردن اتار لی۔

قرامطیوں کی دمشق پر فوج کشی اس واقعہ کے بعد قرامطہ نے دمشق کی جانب ۲۹۰ھ میں پیش قدمی شروع کی۔ ان دنوں دمشق کی عنان حکومت طغج (احمد بن طولون کے غلام) کے قبضہ میں تھی۔ طغج نے اپنے آقا کے بیٹے والی مصر سے امداد طلب کی

چنانچہ مصری سپاہ اس کی کمک پر آ گئی۔ قرامطہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں انہی لڑائیوں میں یحییٰ بن ذکرویہ موسوم بہ شیخ ایک گروہ کثیر کے ساتھ مارا گیا۔ قرامطہ میں سے بچے کھچے لوگوں نے اس کے بھائی حسین موسوم بہ احمد کے پاس جا کر پناہ لی۔ اس کے منہ پر ایک تل تھا۔ اس کا خیال تھا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی نشانی ہے[1] یہ اپنے کو ''مہدی'' ''امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کرتا تھا تھوڑے دن بعد اس کا چچازاد بھائی عیسیٰ بن مہدی (عبداللہ) بن احمد بن اسماعیل امام اس کے پاس آ گیا۔ چنانچہ اس نے عیسیٰ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ''المدثر'' کا خطاب دیا۔ اعتقاد یہ تھا کہ یہ وہی مدثر ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں آیا ہے۔ اس نے اپنے خاندان میں سے ایک لونڈے کو ''مطوق'' کا لقب دیا تھا۔ چپکے چپکے اپنے مذہب کی تلقین اور تعلیم دینے لگا۔ ایک زمانے کے بعد بادیہ نشینوں کے اکثر قبائل نے اس کے مذہب کو قبول کر لیا۔ تب ان لوگوں کو مسلح کر کے دمشق پر چڑھائی کر دی۔ عرصہ دراز تک محاصرہ کیے رہا۔ حتیٰ کہ اہل دمشق نے کچھ زرنقد دے کر مصالحت کر لی۔ اس کے بعد اس نے حمص' حماۃ' معرہ اور بعلبک پر فوج کشی کی۔ بہت بڑی خونریزی کا مرتکب ہوا۔ عورتوں اور بچوں تک کو قتل سے نہ چھوڑا۔ آخرکار ان شہروں کو پامال اور تاخت و تاراج کر کے سلیمہ کی جانب بڑھا۔ سلیمہ میں بنی ہاشم کا ایک گروہ مقیم تھا۔ ان لوگوں کو بھی اس نے تہ تیغ کیا مدرسہ کے چھوٹے چھوٹے بچے اور چوپائے تک اس کی تیغ ستم سے نہ بچ سکے۔

خلیفہ مکتفی اور قرامطی: رفتہ رفتہ دربار خلافت تک خبر پہنچی۔ خلیفہ مکتفی نے بہ نفیس نفیس لشکر آراستہ کر کے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اور اپنی فوج کے ہراول کو بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ شاہی فوج نے اس کی فوج پر حماۃ کے باہر ایک میدان میں حملہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسے شکست ہوئی تو اس نے حلب میں جا کر دم لیا۔ (یہ واقعہ ۲۹۱ھ کا ہے) خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مکتفی نے برقہ کی جانب کوچ کیا اور ابن طولون کا آزاد کردہ غلام بدر نامی قرامطہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ منزل بہ منزل قرامطہ کو شکست دیتا جاتا تھا اور قرامطہ کمال بے سروسامانی سے بھاگے جاتے تھے۔

قرامطیوں کی شکست: اسی اثناء میں خلافت مآب نے ایک دوسری فوج قرامطہ کے تعاقب اور سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ یحییٰ بن سلیمان کاتب' اس فوج کا سردار تھا۔ حسین بن حمدان تغلبی اور بنو شیبان کے نامی گرامی جنگ آور اس فوج میں شامل تھے ۲۹۱ھ میں قرامطہ سے مڈبھیڑ ہوئی قرامطہ کے نامی سردار مارے گئے۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم کسی قدر ساز و سامان و اسباب لے کر بھاگ گیا اور یہ خود اطراف کوفہ میں بخوف جان روپوش ہو گیا۔ مدثر اور مطوق بھی اس کے ہمراہ تھے چھپے چھپے بہ تبدیلی لباس رحبہ پہنچا۔ کسی نے والیٔ رحبہ سے اس کی آمد کی خبر کر دی۔ اس نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے خلیفہ کی خدمت میں برقہ بھیج دیا۔ خلافت مآب نے سردار قرامطہ یعنی حسین صاحب شامہ کو پہلے دو سو درّے لگوائے۔ اس کے بعد ہاتھ اور پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا۔ یہی برتاؤ اس کے باقی ہمراہیوں کے ساتھ بھی کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے اپنے لشکر ظفریاب کے ساتھ بغداد کی جانب مراجعت کی۔

علی بن ذکرویہ: علی بن ذکرویہ اپنے بھائی یحییٰ کے مارے جانے کے بعد فرات کی جانب بھاگ گیا تھا قرامطہ کی منتشر جماعت آہستہ آہستہ اس کے پاس جمع ہو رہی تھی۔ جب ایک کافی مقدار میں قرامطہ جمع ہو گئے تو علی نے طبریہ کی طرف پیش

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے تاریخ ابوالفدا جلد ثانی صفحہ ۵۳ مطبوعہ قسطنطنیہ سے میں نے عبارت مابین خطوط ہلالین ترجمہ کیا ہے من مترجم

قدمی شروع کی اور پہنچتے ہی اس کو لوٹ لیا۔ حسین بن حمدان نے یہ خبر پا کر علی کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ علی اپنے ہمراہیوں کے ساتھ یمن بھاگ گیا اور وہیں اپنے دعاۃ (ایلچیوں) اور ہوا خواہوں کو جمع کرنے لگا۔ رفتہ رفتہ یمن کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ صنعا کی جانب بڑھا۔ یعفر والی صنعا شہر چھوڑ کر نکل بھاگا۔ علی نے جی کھول کر صنعاء کو تاخت و تاراج کیا۔

قرامطیوں کی غارت گری: انہی واقعات کے دوران علی کے باپ ذکرویہ نے بنی قلیس کے پاس جنہوں نے سماوہ میں ایک مدت سے قیام اختیار کر لیا تھا۔ عبداللہ بن سعید موسوم بہ ابو غانم کو خط دے کر ۲۹۳ھ میں روانہ کیا اس خط میں لکھا تھا کہ "یحییٰ کو بذریعہ وحی معلوم ہوا ہے کہ صاحب الشامہ (حسین موسوم بہ احمد) اور اس کے بھائی یحییٰ موسوم بہ شیخ عنقریب پھر آنے والے ہیں اور ان کے بعد امام زماں ظاہر ہوں گے اور تمام روئے زمین کو عدل و انصاف سے معمور کریں گے۔ چنانچہ ابو غانم نے قبیلہ کلب میں پہنچ کر ان خیالات کو پھیلایا اور لوگوں کو مذہب سپاہی بنا کر شام کا رخ کیا۔ پہلے بصرے کو لوٹا اس کے بعد اذرعات کی پامالی کے لئے بڑھا اور اسے بھی پامال کر کے دمشق پر جا اترا۔ ان دنوں دمشق کی عنان حکومت احمد بن کیغلغ کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ مگر اتفاق وقت سے احمد دمشق میں موجود نہ تھا۔ خلیجی کی بغاوت و سرکشی کی وجہ سے جو کہ بنی طولون کے ہوا خواہوں میں سے تھا شاہی لشکر کی کمک کے لئے مصر گیا ہوا تھا۔ مگر اس کے نائبوں نے نہایت مستعدی و ہوشیاری سے ابو غانم کا مقابلہ کیا اور اسے مار بھگایا۔ اس کے اکثر ہمراہی مارے گئے۔ باقی ماندگان ابو غانم کے ساتھ اردن کی طرف بھاگے۔ والی اُردن کو ان کی یورش کی خبر تھی۔ ابو غانم نے دفعتہً حملہ کر دیا۔ والی اُردن مقابلہ نہ کر سکا مارا گیا۔ اس سے ابو غانم کے حوصلہ بڑھ گئے۔ طبریہ کی طرف بڑھا اور اسے بھی لوٹ لیا۔ دربار خلافت میں ان واقعات کی خبر پہنچی۔ خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم لشکر حسین بن حمدان کی ماتحتی میں ان باغیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ ابو غانم یہ خبر پا کر سماوہ کی جانب بھاگا۔ شاہی سپاہی نے تعاقب کیا ہزارہا قرامطی شدت تشنگی سے مر گئے۔ بالآخر حسین ان لوگوں کو گرفتار کر کے رحبہ کی جانب لوٹا[1] بیان کیا جاتا ہے کہ شاہی لشکر نے ابو غانم کو گرفتار کر لیا تھا اور قتل کر ڈالا تھا۔ جس سے اس کی جمعیت منتشر ہو گئی۔ یہ واقعہ ۲۹۳ھ کا ہے۔

ذکرویہ کا ظہور: ان واقعات کے بعد قرامطہ جمع ہو کر اس باؤلی کی طرف گئے جہاں کہ ذکرویہ بیس سال سے چھپا ہوا تھا اور اسے باؤلی سے نکال کر باہر لائے۔ اطراف و جوانب کے ایلچی جو اس کے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتے پھرتے تھے۔ وہ سب بھی آ آ کر اس کے پاس جمع ہوئے ذکرویہ نے ان پر اپنی جانب سے احمد بن قاسم بن احمد کو بطور اپنے نائب کے مقرر کیا اور ان لوگوں کو ان کے وہ فرائض و حقوق بتلائے جو ان پر واجب تھے اور نیز یہ بھی ہدایت کی کہ ان کے دینی اور دنیوی فلاح اسی میں ہے کہ یہ لوگ اپنے امیر کے دائرۂ اطاعت سے ذرا بھی قدم باہر نہ نکالیں۔ ان دعاوی کے ثبوت میں ذکرویہ نے آیات قرآنی پیش کیں، جن کے معانی و مطالب میں حسب خواہش تاویل و تحریف کی تھی۔ اس قدر تعلیم و تلقین کر کے ذکرویہ پھر روپوش ہو گیا۔ یہ لوگ اسے سید کے نام سے موسوم کرتے تھے احمد بن قاسم تمام مذہبی اور سیاسی امور انجام دیتا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے ان کی سرکوبی کے لئے[1] فوجیں روانہ کیں۔

---

[1] وصیف بن صوار تکین ترکی وصل بن موسیٰ بن ابی بشر خادم افشینی اور رائق جزری نامی جنگ آزمودہ سردار اس فوج کے ساتھ روانہ کئے تھے۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ کثیر اس معرکہ میں کام آ گیا تھا۔ ۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے تاریخ ابو الفداء جلد ۲ صفحہ ۶۴ مطبوعہ قسطنطنیہ۔

حلوان کا تاراج: قرامطہ کو ان کے علاقہ میں پسپا کر دیا۔ ان کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد قرامطہ حاجیوں کے قافلہ کو لوٹنے کو بڑھے۔ حلوان کو تاخت و تاراج کرتے ہوئے واقعہ کو جا کر گھیر لیا۔ اہل واقصہ نے قلعہ بندی کر لی قرامطہ نے اس کے مضافات کے چشموں اور کنوؤں کے پانی کو خراب کر دیا دربار خلافت میں اس کی خبر پہنچی۔ تو خلیفہ مکتفی نے ایک فوج محمد بن اسحاق بن کنداج کی افسری میں قرامطہ کی گوشمالی کے لئے روانہ کی۔ لیکن قرامطہ سے مڈبھیڑ ہونے کی نوبت نہ آئی اور یہ فوج بے نیل و مرام واپس آئی قرامطہ نے حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کی حاجیوں نے باوجودیکہ تین دن کے بے آب و دانہ تھے۔ جی توڑ کر مقابلہ کیا لیکن قرامطہ کی بڑھی ہوئی قوت کا مقابلہ نہ کر سکے۔ امان کے خواستگار ہوئے قرامطہ نے انہیں امان دے کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا اور جہاں تک ان لوگوں کی قوت نے یاری دی۔ حاجیوں کو تہ تیغ کیا۔ ان حاجیوں کے مال و اسباب کے ساتھ سوداگروں اور بنی طولون کے قیمتی قیمتی اسباب تھے جنہیں بنی طولون نے مصر سے براہ راست مکہ بغداد روانہ کیا تھا۔ اس کے بعد قرامطہ نے بقیۃ السیف حجاج کا حمص میں محاصرہ کیا۔ ہزارہا بے گناہ حاجی مارے گئے مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔

ذکرویہ کا قتل: خلیفہ مکتفی نے ایک عظیم فوج وصیف بن صوارتکین کی ماتحتی میں روانہ کی' اس فوج میں نامی گرامی سپہ سالار بھیجے گئے تھے۔ براہ خفان یہ فوج روانہ ہوئی۔ کوچ و قیام کرتی ہوئی قرامطہ تک پہنچ گئی ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ دو روز کی جنگ کے بعد شاہی فوج نے قرامطہ کو شکست دی ذکرویہ سردار قرامطہ کے سر پر زخم کاری لگا۔ جس کی وجہ سے بھاگ نہ سکا گرفتار ہو کر شاہی لشکر گاہ میں لایا گیا اس کے ساتھ نائب احمد بن قاسم اس کا بیٹا اس کی بیوی اور اس کا سیکرٹری بھی گرفتار کر لیا گیا تھا۔ پانچ روز زندہ رہ کر چھٹی شب میں مر گیا۔ وصیف نے فتح کے بشارت نامہ کے ساتھ اس کی نعش دارالخلافت بغداد بھیج دی۔ خلافت مآب کے حکم سے نعش کو صلیب پر چڑھا دیا اور سر کاٹ کر خراسان میں ان حاجیوں کے اعزہ و اقارب کے دیکھنے کے لئے روانہ کیا جنہیں اس نے قتل کیا اور لوٹا تھا۔ اس واقعہ سے قرامطہ کا کثیر گروہ صفحہ ہستی سے نیست و نابود ہو گیا۔ جو کچھ باقی رہ گئے تھے انہوں نے شام کا راستہ لیا۔ حسین بن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس نے ان جان باختوں پر حملہ کیا۔ تمام ملک شام اور عراق میں ان کے قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ زمین فراخی کے باوجود ان پر تنگ ہو گئی۔ یہاں تک کہ سب کے سب پامال کر ڈالے گئے۔ یہ واقعہ ۲۹۴ھ کا ہے۔

یحییٰ بن مہدی: ۲۸۱ھ میں یحییٰ بن مہدی نامی ایک شخص قطیف مضافات بحرین میں آیا اور یہ ظاہر کیا کہ میں امام زمان مہدی کا ایلچی ہوں ان کا ایک خط لایا ہوا' عنقریب وہ ظاہر ہوا چاہتے ہیں۔ علی بن معلی بن حمدان وبادی نے جو نہایت غالی شیعہ تھا۔ شیعان قطیف کو ایک جلسہ میں جمع کر کے مہدی کے اس خط کو پڑھ کر سنایا جسے یحییٰ نے پیش کیا تھا۔ تھوڑے دن میں یہ خبر تمام مضافات بحرین میں پھیل گئی۔ سب نے کمال خلوص و اطاعت شعاری سے اس خبر کو سنا اور امام زماں مہدی کے ساتھ خروج کو تیار ہو گئے۔ انہی لوگوں میں ابوسعید جنابی بھی تھا۔ اس کا نام حسن بن بہرام تھا یہ ان لوگوں میں ایک سربرآوردہ اور ممتاز شخص تھا۔

یحییٰ اور قبائل قیس: اس کے بعد یحییٰ غائب ہو گیا۔ ایک مدت کے بعد ایک دوسرا خط مہدی کا لئے ہوئے آیا جس میں

مہدی کی طرف سے ان لوگوں کا شکریہ ادا کیا گیا تھا اور یہ لکھا تھا کہ ہر شخص چھتیس دینار یحییٰ کو ادا کرے۔ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ دینار وصول کر کے یحییٰ پھر چلتا پھرتا نظر آیا۔ ایک مدت کے بعد تیسرا خط لئے ہوئے پہنچا' جس میں لکھا تھا کہ ہر شخص اپنے مال کا پانچواں حصہ امام زماں کے لئے یحییٰ کے لئے حوالہ کر دے سب نے اس حکم کی بھی تعمیل کی اب یحییٰ ان لوگوں میں رہنے لگا اور قبائل قیس میں آمد و رفت شروع کر دی۔

ابوسعید جنابی: ۲۸۲ھ یا ۲۸۶ھ میں ابوسعید جنابی نے بحرین میں اس دعوت کا اظہار و اعلان کیا گرد و نواح کے قرامطہ اور بادیہ نشینان عرب کا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ ابوسعید نے ان سب کو فوجی صورت میں مرتب کر کے قطیف سے بصرے کی طرف کوچ کیا۔ ان دنوں بصرے کی عنان حکومت احمد بن محمد بن یحییٰ واثقی کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ احمد نے ابو سعید کی نقل و حرکت سے مطلع ہو کر بحکم خلافت مآب بصرے کی شہر پناہ از سر نو تعمیر کرائی۔ دربار خلافت سے عباس بن عمر غنوی والیٔ فارس دو ہزار سواروں کی جمعیت سے بصرے کے بچانے کے لئے روانہ کیا گیا۔ یمامہ اور بحرین میں اسے بطور جاگیر اس مہم کے سر کرنے کے صلہ میں عنایت ہوئے تھے چنانچہ عباس اور ابوسعید سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان ابوسعید کے ہاتھ رہا عباس شکست کھا کر بھاگا۔ اثناء دار و گیر میں گرفتار کر لیا گیا۔ ابوسعید نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ قیدیوں کو آگ میں جلا دیا چند روز بعد عباس کو رہا کر دیا۔ عباس رہا ہو کر رملہ پہنچا اور وہاں سے بغداد روانہ ہو گیا۔

ابوسعید کا ہجر پر قبضہ: اس کامیابی کے بعد ابوسعید نے ہجر کا ارادہ کیا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کیا۔ اس واقعہ سے اور نیز عباس کی شکست سے اہل بصرہ میں بے حد اضطراب پیدا ہو گیا۔ بصرہ چھوڑ کر نکل جانے پر آمادہ ہو گئے مگر واثقی (امیر بصرہ) کے روکنے سے رک گئے۔ ابن سعید کی تاریخ میں قرامطہ بحرین کے حالات وطبری کے کلام کا خلاصہ) لکھا ہے کہ قرامطہ کا ابتدأ ظہور ۳۰۸ھ میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم۔

ابوسعید نے اپنے بڑے بیٹے سعید کو اپنا ولی عہد بنایا تھا پس یہیں[1] ....اس پر اس کے چھوٹے بھائی ابوطاہر سلیمان نے یورش کی اور اسے قتل کر کے قرامطہ پر حکومت کرنے لگا عقدونیہ نے بھی اس کی حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ اتنے میں عبیداللہ المہدی کا خط جو ابوطاہر کی حکومت کے متعلق تھا۔ آ پہنچا جس سے اسے ہر طرح کا اطمینان حاصل ہو گیا۔

ابوطاہر قرمطی: ۲۸۶ھ میں ابوالقاسم قائم مصر پہنچا اور ابوطاہر قرمطی کو بلا بھیجا۔ ہنوز ابوطاہر آنے نہ پایا تھا کہ مونس خادم نے علم خلافت کی جانب سے حملہ کر دیا۔ میدان مونس کے ہاتھ رہا۔ ابوطاہر شکست کھا کر مہدیہ کی طرف لوٹ گیا۔ اگلے سال ۲۸۷ھ میں ابوطاہر نے بصرے پر دھاوا کیا اور اسے خاطر خواہ پامال اور تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ اس سے دارالخلافت بغداد میں بے حد تشویش پیدا ہوئی خلیفہ مقتدر نے شہر پناہ کے درست کئے جانے کا حکم صادر فرمایا جوں ہی شہر پناہ کی مرمت تمام ہوئی کہ ۳۱۱ھ میں ابوطاہر نے پھر بصرے پر چڑھائی کر دی۔ بازاروں کو لوٹ لیا۔ قتل و غارت گری سے بصرے کو بھر دیا۔ جامع مسجد ویران ہو گئی اور ایک مدت تک منہدم کو مسمار پڑی رہی۔ پھر ۳۱۲ھ میں ابوطاہر حاجیوں کے قافلے

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں ہے۔ من مترجم۔

لوٹنے کے لئے نکلا اور بحالت غفلت ان پر حملہ آور ہوا شاہی سپہ سالاروں کو جو قافلے کے ہمراہ تھے۔ شکست ہوئی' ابوطاہر نے امیر قافلہ یعنی سردار لشکر ابوالہیجاء بن حمدون کو گرفتار کرلیا عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا۔ مال واسباب لوٹ کر بقیہ حجاج کو اسی چٹیل میدان میں چھوڑ کر ہجر کی جانب مراجعت کی۔ حاجیوں کا ایک کثیر گروہ شدت تشنگی سے اسی میدان میں مر گیا۔ باقی ماندہ بہ ہزار خرابی ودقت بسیار بغداد پہنچے۔

ابوطاہر کی عراق میں فوج کشی: ۳۱۴ھ میں ابوطاہر نے عراق کی طرف حملہ کیا سواد کو لوٹتا ہوا کوفہ میں داخل ہوا۔ بصرے سے زیادہ اسے پامال اور تاخت وتاراج کیا۔ اسی سنہ میں عقدانیہ اور اہل بحرین کے درمیان مخالفت ہوگئی۔ ابوطاہر نے بحرین سے نکل کر شہر احسا تعمیر کرایا اور اسے ''مومنیہ'' کے نام سے موسوم کیا مگر یہ نام نہیں چلا سوائے اس کے اور کسی نے اس نام سے اسے یاد نہ کیا۔ اس شہر میں اس نے اپنے لئے اور اپنے ہمراہیوں کے لئے محل سرائیں بنوائی تھیں۔ ۳۱۵ھ میں اس نے عمان پر قبضہ کرلیا۔ والی عمان براہ دریا فارس بھاگ گیا۔ ۳۱۶ھ میں فرات کی جانب اس نے پیش قدمی شروع کی اور اس کے شہروں کو تاراج کرنے لگا۔ خلیفہ مقتدر نے آذربائیجان سے یوسف بن ابی الساج کو طلب فرما کر واسط کی عنان حکومت عطا کی اور ابوطاہر سے جنگ کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ کوفہ کے باہر ابوطاہر اور یوسف نے صف آرائی کی۔ کامیابی کا سہرا ابوطاہر کے سر رہا۔ یوسف کے رکاب کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور اثناء جنگ میں یوسف گرفتار کرلیا گیا۔ اس سے دارالخلافت میں اور زیادہ بے اطمینانی سی پھیل گئی۔

رحبہ اور بلاد جزیرہ کا تاراج: ابوطاہر اس واقعہ کے بعد کوفہ سے انبار کی طرف روانہ ہوا۔ دربار خلافت سے اس کی روک تھام کے لئے فوجیں روانہ ہوئیں۔ مونس مظفر اور ہارون بن غریب الخال اس مہم کے سردار تھے۔ ہر چند ان لوگوں نے ابوطاہر کی مدافعت کی کوشش کی۔ مگر کامیاب نہ ہوئے مجبوراً مونس وغیرہ نے بغداد کی جانب مراجعت کی اور ابوطاہر رحبہ کی طرف بڑھا۔ رحبہ کو بھی اس نے پامال کیا اور بلاد پیہم جزیرہ اور متواتر شب خون مارنے سے ویران وخراب کر ڈالا۔ اس کے بعد کوفہ ہوتا ہوا برقہ پہنچا۔ اہل برقہ نے شہر پناہ کے دروازے بند کرلئے اور قلعہ بند ہو کر مدتوں لڑتے رہے۔ جزیرے کے بادیہ نشینان عرب پر سالانہ خراج قائم کیا گیا۔ جسے وہ لوگ ہجر بھیجا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ قرامطہ کے مذہب میں ایک گروہ بنی سلیم بن منصور اور بنی عامر بن صعصعہ کا داخل ہوگیا۔ اس کے بعد ہارون بن غریب الخال دارالخلافت بغداد سے ایک عظیم فوج کے ساتھ ابوطاہر کو سر کرنے کی غرض سے نکلا۔ ابوطاہر نے یہ خبر پا کر میدانوں اور جنگلوں کا راستہ لیا۔ ہارون کی قرامطہ کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ جسے ہارون نے تہ تیغ کر کے دارالخلافت بغداد کی جانب مراجعت کی۔

ابوطاہر کی مکہ پر فوج کشی: ۳۱۷ھ میں ابوطاہر نے مکہ معظمہ پر فوج کشی کی۔ بے شمار حاجیوں کو قتل کیا تمام اہل مکہ کے گھر بار اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔ خانہ کعبہ کے دروازے اور میزاب کو اکھاڑ ڈالا۔ غلاف کعبہ کو اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیا اور حجر اسود کو اکھاڑ کر لوٹ کھڑا ہوا۔ روانگی کے وقت اعلان کرتا گیا کہ آئندہ حج میرے یہاں ہوا کرے گا۔

حجر اسود کی واپسی: اس سانحہ قیامت خیز کی اطلاع عبیداللہ المہدی کو پہنچی۔ تو اس نے قیروان سے ڈانٹ کا ایک خط تحریر کیا اور مال واسباب واپس نہ کرنے اور حجر اسود نہ لوٹانے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ ابوطاہر نے معذرت کی کہ مال و

اسباب تو میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ لشکریوں کے تصرف میں ہے اور اس کا واپس کرنا دشوار ہے۔ باقی رہا حجر اسود۔ میں اسے مکہ معظمہ پھر بھیج دوں گا۔ چنانچہ ۳۳۹ھ میں جبکہ منصور اسماعیل نے قیروان سے اس کے واپس کرنے کی بابت بار بار خط و کتابت کی تو اسے واپس کر دیا حالانکہ اس سے پیشتر وہ امراء دولت جو زمانہ خلافت مستکفی میں امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کے مالک ومختار تھے پچاس ہزار دینار سرخ حجر اسود کو واپس کرنے کے عوض میں قرامطہ کو دے رہے تھے۔ قرامطہ نے واپس کرنے کو انکار کیا اور یہ خیال فاسد قائم کیا کہ حجر اسود کو وہ لوگ اپنے امام عبیداللہ المہدی والیٔ افریقیہ کے حکم سے اٹھا لائے ہیں اور اسی کے یا اس کے نائب کے حکم سے سے واپس کریں گے۔ الغرض ابو طاہر بحرین میں ٹھہرا ہوا عراق وشام کو روزانہ حملوں سے تاراج کرتا رہا حتیٰ کہ بغداد اور دمشق میں بنی طغج پر ابو طاہر نے ٹیکس یا خراج مقرر کیا۔

احمد ابو منصور قرمطی: ان واقعات کے بعد ۳۳۲ھ میں اکتیس برس حکومت کر کے ابو طاہر مر گیا بوقت وفات دس لڑکے چھوڑ گیا۔ سب سے بڑا سابور تھا۔ ابو طاہر کے بعد اس کا بڑا بھائی احمد بن حسن قرامطہ کی سرداری کرنے لگا۔ بعض عقدانیہ نے اس سے مخالفت کی اور صابور بن ابو طاہر کی حکومت وسرداری کی طرف مائل ہوئے چنانچہ اس کی بابت قائم (والیٔ افریقیہ) کو لکھا۔ اس نے ابو طاہر کے بھائی احمد کی حکومت تسلیم کی اور یہ تحریر کیا کہ اس کے بعد سابور کو ہی حکومت پر متمکن کیا جائے گا۔ اس تحریر کے مطابق زمام حکومت احمد کے قبضہ میں رہی۔ قرامطہ اسے ابو منصور کی کنیت سے یاد کرتے تھے۔ اسی نے حجر اسود کو مکہ معظمہ میں واپس کیا تھا۔ جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔

سابور بن ابو طاہر کا قتل: اس کے بعد سابور نے اپنے چچا ابو منصور کو اپنے بھائیوں کی سازش سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہ واقعہ ۳۵۸ھ کا ہے۔ پھر اسکے بھائیوں نے پر یورش کی اور ابو منصور کو جیل سے نکال لائے۔ ابو منصور نے جیل سے نکل کر پہلے سابور کو قتل کیا۔ اس کے بعد اس کے بھائیوں اور تمام ہوا خواہوں کو ایک ایک کر کے جزیرۂ اوال کی طرف جلاوطن کر دیا۔ اس اثناء میں ۳۵۹ھ کا دور آ گیا اور ابو منصور نے جان جان آفریں کے سپرد کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ سابور کے ہوا خواہوں نے اسے زہر دے دیا تھا۔

اعصم قرمطی: ابو منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو علی حسن بن احمد ملقب بہ ''اعصم'' بہ روایت بعض اغنم نے حکومت پر قدم رکھا۔ اس کا دور حکومت زیادہ دن تک رہا۔ اس کے بڑے بڑے واقعات ہیں۔ اس نے ابو طاہر کے لڑکوں کے ایک گروہ کو جلاوطن وشہر بدر کیا تھا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ جزیرہ اوال میں اولاد ابو طاہر اور اس کے ہوا خواہ تقریباً تین سو جمع ہو گئے تھے اعصم نے بنفسہ حج بھی کیا تھا اور حاجیوں کے قافلوں سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں کی تھی اور خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھے جانے پر ناک بھوں بھی نہیں چڑھائی تھی۔

اعصم اور جعفر بن فلاح کی جنگ: جس وقت معزلدین اللہ علوی کا سپہ سالار ''جوہر'' مصر پر اور جعفر بن فلاح کتامی دمشق پر قابض ہو گیا۔ حسن ملقب بہ اعصم نے وہ خراج یا سالانہ ٹیکس طلب کیا جو اسے والیٔ دمشق ادا کیا کرتا تھا۔ اہل دمشق اور نیز جدید والیٔ دمشق نے دینے سے انکار کیا۔ صف آرائی تک نوبت پہنچ گئی۔ خلیفہ معز نے حسن کو تہدید آموز خط تحریر کیا۔ اس کے ساتھ ہوا خواہاں ابو طاہر قرامطی کو یہ پٹی پڑھائی کہ میں تخت حکومت پر ابو طاہر کی اولاد کو متمکن کرا دوں گا۔ کسی ذریعہ سے

حسن کو یہ خبر اس کی لگ گئی۔ حسن نے ۳۶۰ھ میں علم خلافت علویہ سے انحراف کر کے خلیفہ مطیع عباسی کے نام کا خطبہ اپنے مقبوضہ بلاد میں پڑھنا شروع کیا اور علم خلافت عباسیہ کی اتباع میں سیاہ کپڑے پہنے اس کے بعد فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا۔ جعفر بن فلاح والیٔ دمشق مقابلہ پر آیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان حسن کے ہاتھ رہا جعفر کی سپاہ کو شکست ہوئی۔ اثنائے دار و گیر میں جعفر مارا گیا اور حسن کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے دمشق میں داخل ہوا۔ اہل دمشق کو امان دی۔ مالی اور فوجی انتظام کر کے مصر کی طرف بڑھا۔

خلیفہ معز اور بنی طاہر: ان دنوں مصر میں جوہر سپہ سالار معز حکمرانی کر رہا تھا۔ ایک مدت تک حسن محاصرہ کئے رہا۔ اثنائے محاصرہ میں عرب کی سپاہ اس سے بگڑ گئی اور اپنی طرف کا محاصرہ اٹھا لیا مجبوراً حسن بھی محاصرہ اٹھا کر شام کی جانب واپس ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا رملہ پہنچا۔ خلیفہ معز نے حسن کو دھمکی دی۔ زجر و توبیخ کا خط تحریر کیا اور اسے قرامطہ کی سرداری سے معزول کر کے بنی طاہر کو مامور فرمایا۔ بنی طاہر نے جزیرہ اوال سے نکل کر حسن کے زمانہ غیر حاضری میں احسار کو تاراج کیا۔ جوں ہی دربار خلافت بغداد میں خبر پہنچی خلیفہ طائع عباسی نے بنی طاہر کو تحریر کیا کہ دائرہ اطاعت سے قدم باہر نہ نکالو اور اپنے چچا زاد بھائیوں کے ساتھ مخاصمانہ برتاؤ کرنے سے باز آؤ۔ اس فرمان کے روانہ کرنے کے بعد خلیفہ طائع نے اپنے ایک معتمد علیہ کو بھی ان لوگوں میں مصالحت کرانے کی غرض سے بھیجا مگر نتیجہ کچھ نہ ہوا۔

معرکہ بلبیس: ان واقعات کے بعد حسن نے پھر شام پر فوج کشی کی مدتوں قرامطہ اور مغربی سپاہ سے لڑائیاں ہوتی رہیں آخر کار جوہر نے حسن کے رکاب کی عربی فوج کو بہت سا زر و مال دے کر اپنے ساتھ ملا لیا عربی فوج نے حسن کو میدان جنگ میں حریف کے مقابلہ پر چھوڑ دیا۔ حسن کو شکست ہوئی۔ جوہر نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد خلیفہ معز افریقیہ سے ۳۶۳ھ میں قاہرہ چلا آیا اور اپنی سپاہ کو تمام ملک شام میں دائرۂ حکومت کے توسیع کرنے میں پھیلا دیا۔ معز کی سپاہ نے تھوڑی مدت میں ملک شام پر قبضہ حاصل کر لیا۔ حسن قرمطی اس سیلاب کے روکنے کے لئے اٹھا اور کمال مردانگی سے خلیفہ معز کی فوج سے جنگ کرتا رہا۔ آخر کار تمام ملک شام کو علم خلافت علویہ کی حکومت سے نکال لیا اور فوجوں کو از سر نو مسلح کر کے مصر کی طرف بڑھا۔ خلیفہ معز نے اس کی روک تھام پر اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کیا مقام بلبیس میں مڈبھیڑ ہوئی ایک سخت و خونریز جنگ کے بعد حسن کو شکست ہوئی۔ اس کے ہزار ہا ہمراہی مارے اور قید کر لئے گئے جن کی تعداد تین ہزار ظاہر کی جاتی ہے۔ حسن شکست کھا کر احسا کی جانب واپس ہوا اور خلیفہ معز نے بنی جراح امرء شام کو جو کہ قبیلہ طے سے تھے۔ ان تمام ممالک پر جن پر قرامطہ قابض تھے۔ متعدد لڑائیوں اور محاصروں کے بعد اپنی طرف سے مامور کیا۔ ۳۶۵ھ میں خلیفہ معز کی وفات کا زمانہ آ گیا۔
حسن کو اس اتفاق تغیر سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل گیا۔ فوجیں مرتب کر کے ملک شام پر قبضہ کرنے کیلئے اٹھ کھڑا ہوا۔

افتگین ترکی: افتگین ترکی معز الدولہ بن بویہ کا خادم تھا۔ جس وقت عضد الدولہ بغداد میں داخل ہو رہا تھا۔ اس وقت بختیار بن معز الدولہ کے مقابلہ میں افتگین ترکی کو شکست ہوئی تھی۔ افتگین شکست کھا کر دمشق پہنچا اہل دمشق نے ان دنوں ریان خادم کو جو معز علوی کی طرف سے حکمرانی کر رہا تھا۔ حکومت دمشق سے معزول کر دیا تھا۔ اس وجہ سے اہل دمشق نے افتگین کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔ خلیفہ معز نے یہ خبر پا کر دمشق پر فوج کشی کی تیاری کی۔ اتفاق سے معز کی موت آ گئی اور اس کا بیٹا

عزیز تختِ حکومت پر جلوہ آرا ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے جوہر کو اس مہم کے سر کرنے پر مقرر کیا۔ جوہر نے دمشق پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ افتکین نے حسن قرمطی کو یہ حالات لکھ بھیجے اور اسے شام پر قبضہ کر لینے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس بنا پر حسن نے ۳۶۲ھ میں بعد وفات معز شام کا قصد کیا۔ جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں۔

بنو ابو سعید جنابی کی جلا وطنی اس مہم میں جس کی رکاب میں افتکین بھی تھا۔ پہلے ان دونوں نے رملہ کا محاصرہ کیا اور اسے بزور تیغ جوہر کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے بعد عزیز نے خود ان لوگوں پر چڑھائی کی اور اپنے پُر زور حملوں سے انہیں پسپا کر دیا۔ اثناء دار و گیر میں افتکین گرفتار کر لیا گیا اور اعصم (حسن) نے بھاگ کر طبریہ سے احساء چلا گیا۔ اہل احساء نیز قرامطہ کو اس کا یہ فعل کہ اس نے علم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ناگوار گزرا سب نے متفق ہو کر عنان حکومت بنو ابو سعید جنابی کے قبضہ اقتدار سے نکال لی اور اپنے گروہ میں سب سے دو شخصوں جعفر و اسحاق کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ ابو سعید جنابی کی اولاد جلا وطن ہو کر جزیرہ اوال پہنچی' اوال میں ابو طاہر قرمطی کی اولاد پہلے سے مقیم تھی۔ ان لوگوں کو احمد (ابو منصور) ابن حسن اور اس کی اولاد سے منافرت اور کشیدگی تو پہلے ہی سے تھی۔ پس ان میں سے یا ان کے ہوا خواہوں میں سے جو شخص جزیرہ اوال گیا۔ اسے ان لوگوں نے بلا تامل مار ڈالا۔

جعفر قرمطی اور اسحاق قرمطی :الغرض جعفر اور اسحاق بالشارکت قرامطہ پر حکمرانی کرنے لگے اور عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی علم خلافت علویہ کے مطیع ہو گئے اور جنگ ......[1] اور ۳۷۴ھ میں جعفر اور اسحاق نے کوفہ پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ بن بویہ نے ان کی سرکوبی کے لئے فوج بھیجی جسے جعفر اور اسحاق نے لب فرات پر شکست دے دی۔ اس فوج کا ایک بڑا حصہ کام آیا قادسیہ تک فتحمند گروہ شکست خوردوں کا تعاقب کرتا چلا گیا۔ اس کے بعد جعفر اور اسحاق میں مخالفت پیدا ہو گئی ہر ایک ریاست و حکومت کا دعویدار ہوا۔ جس سے ان میں نفاق کا مادہ پیدا ہو گیا۔ شیرازہ حکومت منتشر ہو گیا۔ اتحادی صورت جاتی رہی۔ حتیٰ کہ اصغر بن ابو الحسن ثعلبی کا دور حکومت آ گیا اور اس نے احساء کو ان کے قبضہ سے نکال کر ان کی دولت و حکومت کو کان لم یکن کر دیا۔ اس وقت سے پھر احساء میں خلیفہ مطیع تاج دار خلافت عباسیہ کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور یہاں پر اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی حکومت قائم ہو گئی۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں ہے۔

باب : ۱۶

امارتِ بحرین

عرب قبائل کے حکمران

بحرین کے عرب قبائل: صوبہ بحرین میں عرب کا ایک عظیم گروہ رہتا تھا۔ جن سے قرامطہ وقتاً فوقتاً بوقت ضرورت اپنے دشمنوں کے مقابلہ میں امداد طلب کرتے تھے اور اکثر لڑائیوں میں ان کی اعانت سے کامیابی حاصل کرتے تھے۔ کبھی قرامطہ سے لڑ بھی جاتے تھے اور ان کے رشتہ اتحاد کو ختم کر دیتے۔ عرب کے بڑے قبائل جو اس وقت بحرین میں مقیم تھے۔ بنو ثعلب، بنو عقیل اور بنو سلیم تھے اور ان میں بہ لحاظ کثرت وعزت بنو ثعلب سب سے بڑھ چڑھ کر تھے۔ جس وقت بحرین میں قرامطہ کی حکومت کو تزلزل ہوا اور جنابی کی حکومت ختم ہونے کے بعد ان کے اور بنی بویہ کے درمیان عداوت قائم ہوگئی اور یہ عداوت اور مخالف جن دنوں خلافت عباسیہ کی حکومت کی تحریک بحرین میں جاری تھی۔ بے حد ترقی پذیر تھی اس وقت بعض قرامطہ اور ان کے اکثر ایلچیوں نے اپنی حکومت و ریاست کو زوال پزیر دیکھ کر خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لی۔ بنی مکرم کے اکثر رؤسا عمان کو ان خیالات میں اپنا ہم خیال بنا لیا۔ اسی زمانہ میں اصغر بحرین پر قابض ہو گیا۔ چنانچہ اس کی آئندہ نسلوں نے بذریعہ وراثت اس صوبہ کی حکمرانی اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے۔

بنو سلیم اور بنی عقیل کا بحرین سے اخراج: اس کے بعد بنو ثعلب اور بنو سلیم میں چل گئی۔ بنو ثعلب نے بنی عقیل کی اعانت و امداد سے بنو سلیم کو بحرین سے نکال دیا بنو سلیم بحرین سے جلاوطن ہو کر مصر چلے گئے۔ پھر مصر سے افریقہ کا راستہ لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ پھر ایک مدت کے بعد بنی ثعلب اور بنی عقیل میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ بنی ثعلب نے بنی عقیل کو بھی بحرین سے نکال دیا۔ وہ عراق چلے گئے۔ کوفہ اور اکثر بلاد عراقیہ کا مالک بن بیٹھے۔ بحرین میں زمانہ دراز تک اصغر کی حکومت کا سکہ چلتا رہا۔ انہوں نے جزیرہ اور موصل کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا تھا۔ ۴۳۸ھ میں راس عین مضافات جزیرہ میں بنی عقیل اور اصغر سے پھر معرکہ آرائی ہوئی نصیر الدولہ بن مروان والیٔ میا فارقین و دیار بکر اصغر سے بگڑ گیا چاروں طرف کے امراء ملک کو جمع اور سپاہ کو فراہم کر کے اصغر پر چڑھائی کر دی لیکن میدان اصغر کے ہاتھ رہا۔ اصغر نے نصیر الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ لیکن چند روز بعد آزاد کر دیا۔ آزادی کے بعد اس کا انتقال ہو گیا بحرین کی حکومت اصغر کی آئندہ نسلوں کے قبضہ میں رہی حتیٰ کہ یہ کمزور پڑ گئے اور

ان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔

بنی عقیل کی بحرین کو واپسی: انہی ایام میں بنی عقیل کی حکومت بھی بلاد جزیرہ میں کمزور ہو گئی۔ اراکین دولت سلجوقیہ نے انہیں بلاد جزیرہ سے نکال کر ان کے اصلی وطن بحرین کی طرف .... واپس کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بنی ثعلب پر ضعف طاری ہو چکا تھا اور ان کی حکومت کی مشینری کے پرزے ڈھیلے ہو چکے تھے۔ بنی عقیل نے انہیں دبا لیا اور مغلوب کر دیا۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نے اہل بحرین سے ۶۵۱ھ میں مدینہ منورہ میں بہ وقت ملاقات استفسار کیا تھا کہ بحرین میں اب کس کی حکومت ہے؟ جواب دیا بنی عامر بن عوف بن عامر بن عقیل حکمرانی کر رہے ہیں اور بنی ثعلب ان کے رعایا ہیں اور بنی عصفور جو انہی میں سے ہیں احساء کے مالک و حکمران ہیں۔

ابو الفتح حسین قرمطی: اب ہم اس مقام پر قرامطہ کے کاتبوں اور بحرین و عمان کے شہروں کے حدود بیان کرنا چاہتے ہیں۔ کیونکہ ان کے واقعات بھی قرامطہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ ابو الفتح حسین بن محمود معروف بہ کشاجم قرامطہ کا (سیکرٹری) تھا۔ نامی شعراء میں شمار کیا جاتا تھا۔ ثعلبی نے تیمہ میں اور جیفری نے زہرۃ الآداب میں لکھا ہے کہ یہ بغداد المولد ہے۔ قرامطہ کی ملازمت کی وجہ سے یہ مشہور ہو گیا تھا۔ جیسا کہ بیہقی نے ذکر کیا ہے اس کے بعد اس کا بیٹا ابو الفتح نصر قرامطہ کا کاتب ہوا۔ اسے بھی اس کے باپ کی طرح کشاجم کے لقب سے سب یاد کرتے تھے۔ یہ اعصم قرمطی کا کاتب تھا۔

بحرین کا محل وقوع: بحرین ایک ملک ہے جو اپنے شہر کے نام سے موسوم ہے بعض مؤرخ اسے ہجر کے نام سے بھی موسوم کرتے ہیں جو اس ملک کا ایک دوسرا شہر ہے۔ اسی ملک کا ہجر یہ نامی ایک شہر تھا۔ جسے قرامطہ نے ویران کر دیا تھا اور اس کی جگہ احساء کو آباد کیا۔ اس ملک کی مسافت ایک مہینہ کی ہے۔ بحر فارس کے کنارہ بصرہ اور عمان کے درمیان میں واقع ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس ہے۔ مغربی جانب میں یہ یمامہ سے متصل اور ملحق ہے شمال میں بصرہ ہے۔ جنوب میں عمان سرسبز و شاداب ملک ہے۔ ہر طرح کے میوے اور ترکاریاں پیدا ہوتی ہیں۔ گرمی زیادہ پڑتی ہے جا بجا ریت کے ٹیلے بھی ہیں۔ تیز ہوا چلنے سے مکانات میں ریت بھر جاتی ہے۔ یہ ملک اقلیم ثانی میں داخل ہے اور اس کا بعض حصہ اقلیم ثالث میں داخل ہے۔

شہر احساء کی تعمیر: زمانہ جاہلیت میں یہ ملک عبد القیس اور بکر بن وائل قبیلہ ربیعہ کے قبضہ میں تھا۔ پھر شاہان فارس نے اس پر قبضہ کر کے اپنی جانب سے منذر بن ساوی تمیمی کو بطور گورنر کے مقرر کیا۔ اس کے بعد شروع زمانہ اسلام میں بنی جارود اس کے حکمران ہوئے۔ گورنران خلافت عباسیہ کبھی ہجر میں نہیں رہتے تھے۔ ابو سعید قرمطی نے تین برس کے محاصرہ جنگ اور آتش زنی و قتل کے بعد اس پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد بنو طاہر نے شہر احساء تعمیر کیا۔ قرامطہ کی حکومت ایک مدت تک مسلسل قائم رہی۔ پھر بنی ابو الحسن بن ثعلب کے قبضہ میں اس کی عنان حکومت آ گئی۔ اس کے بعد بنو عامر بن عقیل حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہوئے ابن سعید کہتا ہے کہ ان دنوں ان لوگوں میں سے اس کی زمام حکومت بنو عصفور کے ہاتھ میں ہے۔ احساء کی تعمیر ابو طاہر قرمطی نے تیسری صدی میں کی تھی۔ چونکہ اس ملک میں اونٹوں کی چراگاہیں اور ریگستان میں پانی کے چشمے بکثرت ہیں۔ اس وجہ سے اسے احساء کے نام سے موسوم کیا۔ یہاں پر قرامطہ کی حکومت و دولت تھی۔ اسی مقام سے قرامطہ نکل کر اطراف شام، عراق، مصر اور حجاز میں پھیلے تھے اور شام و عمان پر قابض ہوئے تھے۔ سمواد ین ملک بحرین کے متعلقات اور

مضافات میں سے ہے اسی مقام کی طرف خوشبو منسوب کی جاتی ہے جیسا کہ نیزہ خطبہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے مشک سوارین اور نیزہ خطبہ۔

عمان کا محل وقوع: عمان' جزیرہ نما عرب کا ایک حصہ ہے جو یمن' حجاز شحر حضر موت اور عمان پر مشتمل ہے۔ عمان بحر فارس پر آباد ہے اس کی غربی جانب سے ایک ماہ کی مسافت ہے۔ اس کے مشرق میں بحر فارس واقع ہے جنوب میں بحر ہند' مغرب میں بلاد حضر موت اور شمال میں بحرین اس میں بکثرت میوے اور نخلستان ہیں یہاں پر موتیوں کی بھی پیداوار ہے۔ اس شہر کو عمان اس مناسبت سے کہتے ہیں کہ سب سے پہلے عمان بن قحطان اپنے بھائی یعرب کی طرف سے حاکم ہو کر یہاں پر آ کر مقیم ہوا تھا۔ سیل عرم کے بعد آزاد اس ملک کے حاکم ہوئے۔ پھر جب دور اسلام آیا تو اس وقت بنو جلندی اس کے مالک و حاکم تھے۔ یہاں پر خوارج بکثرت ہیں۔ بنو بویہ کی ان سے اکثر لڑائیاں ہوئیں۔ اس ملک کا دار السلطنت نزوی میں تھا۔ ملوک فارس نے کئی بار براہ دریا اس پر فوج کشی کی اور فتح یاب ہو کر اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ یہ اقلیم ثانی میں داخل ہے اس میں پانی کے چشمے' باغات' بازار اور نخلستان بکثرت ہیں۔ عہد اسلام میں اس کے حکمران بنی شامہ بن لوئی بن غالب ہوئے مگر اکثر نسابہ قریش اس کے نسب سے انکار کرتے ہیں۔

محمد بن قاسم شامی: بہرکیف سب سے پہلے محمد بن قاسم شامی نے حسب ہدایت خلیفہ معتضد اس ملک پر فوج کشی کی اور بزور تیغ فتح کر کے قابض ہو گیا۔ خوارج جلاوطن ہو کر تروی کے پہاڑوں کی چوٹی پر چلے گئے۔ اس وقت سے یہاں پر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد بہ وراثت اس کے بیٹوں نے اس ملک پر حکمرانی کی اور سنت کے شعائر ظاہر کئے۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں ان لوگوں میں مخالفت پیدا ہو گئی باہم لڑنے لگے۔ ان میں سے بعض جا کر قرامطہ سے مل گئے۔ باقی ماندگان اسی فتنہ و فساد میں پڑے رہے۔ حتیٰ کہ ابو طاہر قرمطی نے ان پر ۳۱۷ھ میں جب کہ یہ حجر اسود کو مکہ سے اکھاڑ لایا تھا۔ غالب ہو گیا اور عبید اللہ مہدی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس زمانہ سے قرامطہ کے حکمران ۳۷۵ھ تک آتے جاتے رہے۔ پھر ان پر خوارج اہل تروی غالب آ گئے اور جس قدر یہاں پر روافض اور قرامطہ تھے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس وقت سے یہاں کی ریاست ان کے قبضہ میں رہی اور بنی ازاد اس کی حکمرانی کرتے رہے۔ اس کے بعد رؤساء عمان سے بنو مکرم دار الخلافت بغداد گئے اور بنی بویہ کی ملازمت اختیار کی اور پھر ان کی امداد و اعانت سے بنو مکرم نے عمان پر چڑھائی کی۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی آخر کار خوارج جلاوطن ہو کر پہاڑوں پر چلے گئے اور بنی مکرم عمان پر قابض ہو گئے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔

موید الدولہ ابو القاسم علی: اس کے بعد جب بغداد میں بنو بویہ کی حکومت کمزور ہو گئی۔ تو بنی مکرم نے عمان میں خودسری اختیار کر کے حکومت قائم کر لی اور اس کی کرسی حکومت پر اس کی آئندہ نسلیں متمکن ہوئیں۔ ان میں سے موید الدولہ ابو القاسم علی بن ناصر الدولہ حسین بن مکرم تھا۔ یہ نہایت سخی اور تعریف کے قابل بادشاہ تھا۔ جیسا کہ بیہقی نے لکھا ہے اور مہیار دیلمی وغیرہ نے اس کی مدح کی ہے ایک زمانہ دراز تک حکومت کرنے کے بعد اس نے ۴۲۸ھ میں وفات پائی۔ پھر ۴۴۲ھ میں بنی مکرم میں ضعف آ گیا عورتیں اور غلام امور سلطنت میں پیش پیش ہو گئے۔ خوارج نے اس امر کا احساس کر کے حملہ کر دیا۔ بنی

مکرم مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ انتہائی ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے۔ خوارج کو کامیابی حاصل ہوئی۔ عمان پر قبضہ حاصل کر کے بقیہ کو بھی تہ تیغ کیا۔ شاہی کا نام ونشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔ وہاں کے باشندے حجاز کے دیہاتوں میں جا بسے یہ ملک بالکل بنجر اور شور ہے۔ یہ بھی عمان کا ایک حصہ ہے۔ جو اقلیم ثانی میں داخل ہے اور بحر فارس پر آباد ہے اور یہاں پر شجر اور حجاز ملتے ہیں۔ اور اس کے شمال میں بحرین تک منزلوں کی مسافت ہے۔ عمان قدرتی طور سے بڑے بڑے پہاڑوں کے درمیان واقع ہے۔ اسی وجہ سے کسی شہر پناہ کی ضرورت محسوس نہیں ہوتی اس پر خاندان شاہی سے زکریا بن عبدالملک ازدی نے ۴۴۸ھ میں قبضہ کیا تھا۔ خوارج تروی شہر شراۃ میں ان لوگوں کو مذہب تعلیم دیتے تھے اور یہ خیال کرتے تھے کہ یہ لوگ جلندی کی اولاد سے ہیں۔

باب: ۱۷

اسماعیلی فرقہ

اسماعیلی فرقہ کی اصل: فرقہ اسماعیلیہ فرقہ قرامطہ کی ایک شاخ ہے یہ رافضیوں کا حد سے گزرا ہوا ایک فرقہ ہے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ ان کا مذہب کسی اصل پر مبنی نہیں ہے۔ مضطرب اور مختلف مسائل اور اعتقادات کا ایک مجموعہ ہے۔ اس مذہب والے ہمیشہ اطراف عراق' خراسان' فارس اور شام میں ایک مقام سے دوسرے مقام پر نقل وحرکت کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کے مسائل اور اعتقادات میں اختلاف پیدا ہو گیا ہے۔ ابتداً فرقہ اسماعیلیہ قرامطہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ عراق میں باطنیہ کے نام سے پکارے جانے لگے پھر اسماعیلیہ کہلائے۔ چونکہ عہد خلافت مستنصر علوی میں اس کے بیٹے نزار نے بیعت نہ کرنے پر اسماعیلیہ کے ہوا خواہوں کو قتل کیا تھا اور حسن بن صباح بانی فرقہ باطنیہ نزار کی خدمت میں رہتا تھا۔ اس وجہ سے اس کے گروہ والوں کو لوگوں نے نزاریہ کے نام سے بھی موسوم کیا تھا۔

فرقہ باطنیہ: ذکرویہ کے قتل اور اس جماعت کے منتشر ہونے کے بعد اس مذہب والے تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گئے اور در پردہ خفیہ طور سے اپنے مذہب کی تعلیم وتلقین کرنے لگے۔ اسی مناسبت سے یہ لوگ ''فرقہ باطنیہ'' کے نام سے موسوم کئے گئے۔ پھر ان کی ایذا دہی اور تکلیف رسانی تمام ممالک اسلامیہ میں عام ہو گئی کیونکہ ان کا اعتقاد یہ تھا کہ غیر مذہب کا خواہ مسلم ہی کیوں نہ ہو۔ قتل کرنا واجب ہے۔ پس اس وجہ سے فرقہ باطنیہ کا ہر فرد مشہور مشہور آدمیوں کو قتل کرنا اپنا فرض سمجھتا تھا۔ اپنے اس شرمناک مقصد کے حاصل کرنے کے لئے مکانات کی دہلیز میں چھپ رہتا اور جب موقع مل جاتا تو اپنے ناپاک مقصد کو حاصل کر لیتا۔ رفتہ رفتہ ان کا یہ فتنہ وفساد زمانہ سلطان ملک شاہ میں جبکہ دیلم اور سلجوقیہ ممالک اسلامیہ پر حکمرانی کر رہے تھے۔ بہت زیادہ بڑھ گیا تھا۔ خلفاء وقت ان کی گوشمالی اور سرکوبی سے مجبور ہو گئے تھے۔ یہ لوگ ان کی آتش فساد کو بجھا نہ سکے۔ تھوڑے ہی دنوں میں یہ فرقہ تمام ممالک اسلامیہ میں پھیل گیا۔

قلعہ فارس پر باطنیوں کا قبضہ: اسی زمانہ میں ایک گروہ باطنیہ کا ساوہ' اطراف ہمدان میں جمع ہوا اور نماز عید پڑھی۔ شحنہ ہمدان نے انہیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مگر چند ہی دن بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد اس فرقہ والے مضبوط مضبوط قلعات اور شہروں پر قابض ہو گئے۔ سب سے پہلے جس قلعہ پر فرقہ باطنیہ قابض ہوا۔ وہ فارس کے قریب ایک قلعہ تھا۔ جس کا والی اسی مذہب کا پابند ومقلد تھا چنانچہ اس فرقہ والے اس کے پاس جا کر پناہ گزیں ہوئے اور رفتہ رفتہ وہیں سب کے سب جمع ہو گئے۔ اہل قلعہ آنے جانے والوں کو دن دہاڑے لوٹنے لگے۔ نہایت قلیل مدت میں ان کا ضرر اس علاقہ میں عام طور سے پھیل گیا۔

احمد بن عطاش: پھر فرقہ باطنیہ نے قلعہ اصفہان کو دبالیا۔ اس قلعہ کا نام شاہ در تھا۔ سلطان ملک شاہ نے اسے تعمیر کرایا تھا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو اس کا والی مقرر کیا تھا۔ احمد بن عطاش نامی فرقہ باطنیہ کا ایک شخص حاکم قلعہ کی خدمت میں جا کر رہنے لگا۔ احمد کا باپ فرقہ باطنیہ کا پیشوا تھا۔ حسن بن صباح وغیرہ نے اس سے تعلیم پائی تھی۔ اس وجہ سے اور اس کے ذی علم ہونے کے سبب سے فرقہ باطنیہ اس کی بے حد عزت کرتا تھا۔ اس فرقہ والوں نے بہت سا مال و زر جمع کر کے احمد کی خدمت میں پیش کیا اور نہایت تپاک سے اپنا پیشوا بنالیا احمد ان لوگوں سے رخصت ہو کر والی قلعہ کے پاس گیا اور اپنی نمایاں خدمات کی وجہ سے والی قلعہ کی آنکھوں میں اس قدر عزیز و محترم ہو گیا کہ اس نے تمام امور کے سیاہ وسفید کرنے کا احمد کو اختیار دے دیا۔ پھر جب والی قلعہ مر گیا تو احمد بن عطاش قلعہ شاہ در کا والی ہو گیا۔ اس نے اپنے تمام ہم مذہبوں کو جو اس قلعہ کے مضافات میں قید تھے رہا کر دیا۔ ان لوگوں کے رہا ہوتے ہی چاروں طرف سے امن و امان کا سایہ عاطفت اٹھ گیا۔ دن دہاڑے قافلے لٹنے لگے۔

حسن بن صباح: اس کے بعد فرقہ باطنیہ اطراف قزدین میں قلعہ موت پر قابض ہو گیا۔ اس علاقہ کو طائفان بھی کہتے تھے۔ ان ممالک پر جعفری کا پرچم اڑ رہا تھا۔ جعفری نے ایک علوی کو اپنی نیابت کا اعزاز دے رکھا تھا اور رے کا حاکم ابومسلم تھا۔ جو نظام الملک طوسی کا سسرالی رشتہ دار تھا۔ حسن بن صباح جوڑ توڑ لگا کر ابومسلم کے پاس آنے لگا۔ چونکہ علم نجوم وسحر میں حسن کو ید طولی حاصل تھا اور غطاش والی قلعہ اصفہان کے نامی شاگردوں میں سے تھا۔ اس وجہ سے اس نے ابومسلم کے دل میں نہایت قلیل مدت میں اپنی جگہ کر لی۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد ابومسلم نے حسن پر یہ الزام لگایا کہ یہ مصریوں کے ایلچیوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے۔ سازش کئے ہوئے ہے حسن کو اس کی خبر ہو گئی۔ حسن بھاگ نکلا۔ مختلف شہروں میں ہوتا ہوا مصر پہنچا۔ خلیفہ مستنصر علوی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور اسے ہدایت کی کہ لوگوں کو میری امامت کی تعلیم دو۔ حسن نے عرض کیا ''آپ کے بعد میرا امام کون ہوگا'' مستنصر نے جواب دیا ''میرا بیٹا نزار'' حسن مصر سے واپس ہو کر شام' جزیرہ' دیار بکر اور بلاد روم کی سیر کرتا ہوا قلعہ موت واقع خراسان پہنچا۔ علوی کے پاس مقیم ہوا۔ جسے جعفری نے اپنا نائب بنایا تھا۔ علوی نے بے حد عزت کی اور اس کے قیام کو باعث نزول برکت ورحمت الٰہی تصور کیا۔

نظام الملک طوسی کی شہادت: حسن ایک مدت تک قلعہ موت میں ٹھہرا ہوا قلعہ مذکور پر قبضہ کر لینے کی در پردہ تدبیریں کرتا رہا۔ جب تمام تدابیر کر چکا تو حسن نے علوی کو قلعہ موت سے نکال کر قبضہ کر لیا۔ نظام الملک کو اس کی خبر لگی فوراً ایک سپاہ حسن کے محاصرے پر روانہ کیا۔ محاصرہ نہایت سرگرمی اور مستعدی سے با مور کیا گیا۔ لڑائیاں شروع ہوئی اثناء جنگ میں حسن نے فرقہ باطنیہ کے ایک گروہ کو نظام الملک کے قتل کرنے پر مامور کر دیا۔ چنانچہ اس گروہ نے نظام الملک کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ جو فوجیں محاصرے پر تھیں۔ نظام الملک کی شہادت کی وجہ سے واپس آ گئیں۔ پھر کیا تھا فرقہ باطنیہ کی بن آئی۔ قلعہ طبس اور نیز کوہستان کے قلعات از دوں وقاید پر جو اس کے قرب وجوار میں تھے قبضہ کر لیا۔

احمد بن غطاش کا قلعہ خالنجان پر قبضہ: کوہستان کا رئیس منور نامی ایک شخص تھا۔ جو بنی سیجور امراء خراسان ملوک سامانیہ کی نسل سے تھا۔ گورنر کوہستان نے منور کو اپنے یہاں بلایا اور اس کی بہن کو جبراً لے لینے کا قصد کیا۔ منور نے اسماعیلیہ کو

اپنی امداد پر بلا بھیجا۔ چنانچہ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ نے پہنچ کر کوہستان کے قلعات پر بھی اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ اسی زمانے میں قلعہ خالنجان پر بھی فرقہ باطنیہ قابض ہو گیا تھا۔ یہ قلعہ اصفہان سے نو کوس کے فاصلہ پر تھا۔ پہلے یہ موید الملک بن نظام الملک کے قبضہ میں تھا۔ اس کے بعد جاولی سقادہ کے قبضہ میں چلا گیا۔ جوترکون کا ایک نامور امیر تھا اور اس کی جانب سے کوئی ترکی امیر اس قلعہ کا حاکم ہوا فرقہ باطنیہ کے چند اشخاص حاکم قلعہ کی خدمت میں گئے اور مستعدی سے اس کی خدمت کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ اس قدر رسوخ حاصل کر لیا کہ حاکم قلعہ کی ناک کے بال بن گئے۔ حاکم قلعہ نے قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں ان لوگوں نے احمد بن غطاش والی قلعہ شاور کو لکھ بھیجا۔ احمد اپنی فوج کے ساتھ بہ حالتِ غفلت بھاگ کھڑا ہوا احمد بن غطاش نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور جس قدر فوج وہاں تھی سب کو تہ تیغ کیا۔ اس قلعہ پر قبضہ کر لینے سے فرقہ باطنیہ کی قوت بڑھ گئی اہل اصفہان ان سے دبنے لگے۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے اہل اصفہان پر خراج قائم کیا۔

ابوحمزہ اسکاف: فرقہ باطنیہ کے مقبوضہ قلعات سے اسویا۔ ندمیں الرل اور قلعہ آمد تھا۔ جن پر فرقہ باطنیہ نے ملک شاہ سلجوقی کے بعد مکر و غداری سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ قلعہ از دہر بھی ان کے مقبوضات میں شمار کیا جاتا تھا۔ اس قلعہ کو ابوالفتوح ہمشیرزادہ حسن بن صباح نے سر کیا تھا۔ ان کے قلعوں میں سے کردکوہ' قلعہ ناظر واقع خوزستان اور قلعہ طنبور متصل ارجان تھا۔ اس قلعہ کو ابوحمزہ اسکاف نے اہل ارجان کے قبضہ سے نکالا تھا۔ ابوحمزہ اسکاف کسی ضرورت سے مصر گیا ہوا تھا۔ وہیں اس نے مذہب کی تعلیم پائی اور اس فرقہ کا ایلچی ہو کر عوام الناس کی تلقین کے لئے واپس آیا۔

قلعہ ملاذ خاں پر باطنیوں کا قبضہ: قلعہ ملاذ خاں بھی انہی کے قلعوں میں سے تھا۔ جو فارس و خوزستان کے درمیان واقع تھا۔ رہزنوں اور مفسدوں نے تقریباً دو سو سال سے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنا رکھا تھا اور آنے جانے والوں پر شب خون مارا کرتے تھے۔ حتیٰ کہ عضد الدولہ بن بویہ نے اس قلعہ کو سر کیا اور جس قدر ڈاکو یہاں تھے۔ ان سب کو تہ تیغ کیا۔ جب ملک شاہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا۔ تو امیر انز کو بطور جاگیر یہ قلعہ مرحمت فرمایا۔ امیر انز نے اپنی طرف سے ایک شخص کو اس قلعہ کا حاکم مقرر کیا۔ فرقہ باطنیہ نے جوار جان میں تھے۔ حاکم قلعہ سے راہ رسم پیدا کی۔ پہلے تو اس قلعہ کے فروخت کر ڈالنے کی تحریک کی' جب والی قلعہ نے اس سے انکار کیا تو فرقہ باطنیہ نے مذہبی پیرایہ اختیار کیا۔ کہلا بھیجا کہ ہم ایک شخص کو تمہارے پاس مناظرہ کرنے کو بھیجتے ہیں تاکہ تم پر ہمارے مذہب کی حقانیت ظاہر ہو۔ والی قلعہ نے یہ درخواست منظور کر لی۔ فرقہ باطنیہ نے اپنے چند سپاہیوں کو روانہ کیا۔ ان لوگوں نے پہنچتے ہی والی قلعہ کے خادم کو گرفتار کر لیا۔ اس نے قلعہ کی کنجیاں ان کے حوالہ کر دیں ان لوگوں نے قلعہ میں گھس کر والی قلعہ کو بھی پکڑ لیا۔ اس سے ان کی شان و شوکت بڑھ گئی۔

باطنی فرقہ کے خلاف جہاد: فرقہ باطنیہ کے آئے دن فسادات سے لوگوں کے کان کھڑے ہوئے۔ چاروں طرف سے ان کے قتل پر آمادگی اور تیاری ظاہر ہونے لگی اور ان کے قتل کرنے کو ثواب اور ان سے جنگ کرنے کو جہاد سمجھ کر ہر سمت سے عامہ المسلمین ان پر ٹوٹ پڑے۔ اصفہان میں بھی عوام الناس نے انہیں خوب قتل کیا۔ فرقہ باطنیہ میں اصفہان میں ان دنوں ظاہر ہوا تھا جبکہ سلطان برکیاروق نے اصفہان پر محاصرہ کیا تھا اور اصفہان میں اس کا بھائی محمد اور اس کی خاتون جلالیہ موجود تھی رفتہ رفتہ یہ فرقہ باطنیہ اصفہان میں پھیل گیا اور اس کے مکر و فریب اور ان کے متبعین کی فتنہ انگیز چالیں عام ہو گئیں

اصفہان کے عام باشندوں نے ان پر یورش کی اور ان کو قتل کرنے لگے۔ بڑی بڑی خندقیں کھود کران میں آگ روشن کی جہاں پر فرقہ باطنیہ میں سے کسی کو پاتے پکڑ لاتے اور اسی خندق میں انہیں ڈال دیتے تھے۔ جاولی سقادہ والی فارس نے ان پر جہاد کرنے کی غرض سے کمر ہمت باندھی، فوجیں آراستہ کر کے ہمدان کی طرف بڑھا۔ ایک مدت تک فرقہ باطنیہ پر جہاد کرتا رہا۔ اس کے بعد فرقہ باطنیہ نے امراء سلجوقیہ کو براہ مکر وفریب قتل کرنے کی غرض سے ہمدان کی طرف کوچ کیا چنانچہ اس فرقہ نے وہاں پہنچ کر یہ وطیرہ اختیار کیا کہ اس گروہ میں سے کوئی شخص امراء سلجوقیہ میں کسی امیر کے قتل کرنے کے لئے لباس تبدیل کر کے اور موقع پا کر اسے قتل کر کے اپنے آپ بھی خودکشی کر لیتا۔ حقیقت امر یہ ہے کہ سلطان برکیاروق نے اس فرقہ کو ایسے افعال کے ارتکاب پر آمادہ کیا تھا اور اپنے بھائی کے مقابلے میں اس فرقہ سے اعانت طلب کی تھی۔ یہ فرقہ چال چلنے لگا۔ ان میں سے کوئی شخص کسی امیر کی خدمت میں جا کر ملازمت اختیار کرتا اور جب اسے موقع مل جاتا تو یہ امیر پر وار کر دیتا۔ اکثر یہ ہوتا کہ وہ امیر مر جاتا اور اس جرم کی پاداش میں وہ باطنی بھی مار ڈالا جاتا تھا۔ غرض اسی طریقہ سے امراء سلجوقیہ کے ایک گروہ کو اس فرقہ نے زیر خاک پہنچا دیا۔

سلطان برکیاروق اور باطنی فرقہ جب سلطان برکیاروق کو اپنے بھائی محمد کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی تو اس وقت یہ فرقہ اس کے تمام لشکر میں ملا ہوا تھا۔ اس گروہ نے آہستہ آہستہ گروہ بندی کر لی تھی۔ امراء لشکر کو ان سے خطرہ پیدا ہوا۔ وقتاً فوقتاً ان لوگوں نے امراء لشکر کو قتل کرنے کی دھمکیاں دیں۔ امراء لشکر ہر وقت مسلح رہنے لگے اور اس امر کی شکایت سلطان برکیاروق سے کی اور نیز جڑ دیا کہ فرقہ باطنیہ سے آپ کے بھائی کی فوج سے مراسم اتحاد ہیں۔ سلطان برکیاروق یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ عام طور سے ان لوگوں کے قتل کی اجازت دے دی خود بھی مسلح ہو کر سوار ہوا۔ اس کی فوج بھی مرتب ہو کر اس کے ہمراہ ہوئی۔ فرقہ باطنیہ پر زمین وسعت وفراخی کے باوجود تنگ ہو گئی۔ جس طرف جاتے تھے قتل کئے جاتے تھے۔ امیر محمد جو علاء الدولہ بن کاکویہ کی نسل سے تھا اور اس مذہب کا ایک ممبر تھا بہ نیف جان بھاگا، مگر اس جاں بختہ کو اجل نے نہ چھوڑا۔ بغداد میں ابوابراہیم استر آبادی سلطان کی سفارت میں گیا ہوا تھا۔ سلطان برکیاروق نے لکھ بھیجا وہیں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ فرقہ باطنیہ پر چاروں طرف سے قتل کی بوچھاڑ پڑ رہی تھی۔ جس طرف آنکھیں اٹھتی تھیں فرقہ باطنیہ ہی کے مقتول نظر آتے تھے۔ ہر شخص ان کے قتل وخونریزی پر تلا ہوا تھا۔ یہ واقعات ۴۸۲ھ کے ہیں۔

قلعہ شاہ ور کا محاصرہ: جب سلطان برکیاروق کے بعد سلطان محمد کا دور حکومت آیا اور اس کی حکومت وسلطنت کو پورے طور سے استحکام حاصل ہو گیا۔ تو سلطان محمد نے قلعہ شاہ ور پر جس کا والی احمد بن عطاش تھا فوج کشی کی۔ یہ قلعہ اصفہان کے قریب تھا اور فرقہ باطنیہ کا گویا یہی قلعہ دار السلطنت تھا۔ ماہ رجب اوائل چھٹی صدی میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا گیا۔ اس قلعہ کو چاروں طرف سے سر بہ فلک پہاڑیاں چھ کوس تک گھیرے ہوئے تھیں۔ سلطان محمد نے اپنے امراء لشکر کو باری باری جنگ کرنے پر مامور کیا اور نہایت حزم واحتیاط اور کمال مستعدی سے اس قلعہ پر مدت دراز تک حملہ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ فرقہ باطنیہ شدتِ جنگ اور طول محاصرہ سے گھبرا گیا۔ فقہاء اہل سنت والجماعت سے استفسار کیا جس کا مضمون یہ تھا ''سادات فقہاء وائمہ دین اس گروہ کی بابت کیا فرماتے ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ پر اور قیامت پر اور کی کتابوں اور رسولوں پر ایمان رکھتا ہے اور ما جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حق جانتا ہے اور اس کی تصدیق کرتا ہے۔ لیکن محض امامت میں اختلاف کرتا ہے۔ کیا سلطان وقت

کو اس کی موافقت اور رعایت جائز ہے اور ان کی اطاعت قبول کرنا روا ہے اور ہر اذیت سے انہیں بچانا مناسب یا نہیں؟''
اکثر فقہاء نے اس کے جواز کا فتویٰ دیا۔ بعض نے توقف اختیار کیا۔ بحث و مناظرہ کے لئے علماء وفقہاء جمع ہوئے سنجابی جو شافعیہ کے نامی و سربرآوردہ عالم تھے۔ اس گروہ کے قتل کے وجوب کے قائل ہوئے اور صاف صاف لکھ دیا کہ اس فرقہ کا محض اقرار باللسان اور تلفظ بالشہادتین کافی نہ ہوگا جب تک وہ احکام شرع کی مخالفت سے باز نہ آئیں۔ اس وجہ سے اجماعاً ان کی خونریزی مباح ہے۔ بہت دیر تک مناظر کرنے کی غرض سے فرقہ باطنیہ کے علماء کو طلب کیا اور رؤساء اصفہان کو اس جلسے میں بلایا مگر فرقہ باطنیہ نے حیلہ وحوال کر کے ٹال دیا اور یہ سفارت ناکام واپس ہوگئی۔

احمد بن غطاش کا انجام: سلطان محمد جھلا کر محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ بالآخر فرقہ باطنیہ امان کا خواستگار ہوا اور یہ درخواست کی کہ اس قلعہ کے عوض میں ہمیں قلعہ خالنجاں مرحمت ہو جو اصفہان سے دس کوس کے فاصلے پر ہے اور اس قلعے سے نکل کر قلعہ خالنجان میں جانے کے لئے ایک مہینہ کی مہلت دی جائے۔ سلطان محمد نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ فرقہ باطنیہ مال و اسباب فراہم کرنے میں مصروف ہوا۔ ہنوز مدت مقررہ تمام نہ ہوئی تھی کہ فرقہ باطنیہ میں سے چند لوگوں نے سلطان محمد کے ایک امیر پر حملہ کر دیا۔ اتفاق یہ کہ یہ امیر جان سے بچ گیا۔ سلطان محمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے پھر محاصرہ کر لیا فرقہ باطنیہ نے پریشان ہو کر امان طلب کی اور قلعہ ناظر د طبس چلے جانے کی اجازت چاہی۔ اس طرح سے کہ سلطان محمد اپنی فوج کے چند دستوں کو ہمارے ایک حصہ فوج کو قلعہ مناظر میں پہنچانے پر مامور فرمائے اور باقی ماندگان کو قلعہ کے ایک گوشہ میں نظر بند ومحبوس رکھے۔ جب یہ حصہ قلعہ ناصر میں پہنچ جائے تو دوسرے حصہ کو جو قلعہ میں محبوس ہے۔ حسن بن صباح کے پاس قلعہ موت میں بھیج دے۔ سلطان محمد نے ان کی درخواست بھی منظور فرمائی۔ چنانچہ پہلا حصہ فرقہ باطنیہ کا سلطانی فوج کے ہمراہ قلعہ ناظر د طبس کو روانہ ہوا۔ سلطان نے قلعہ کے ویران کرنے کا حکم دیا جس کی تعمیل نہایت مستعدی سے شاہی فوج کرنے لگی۔ احمد بن غطاش قلعہ کے ایک برج میں چھپ رہا۔ سپاہیوں نے اس پر حملہ کیا اور بعض سپاہی دوڑ کر سلطان کے پاس آئے اور اس مکان محفوظ کا جہاں کہ احمد بن غطاش روپوش ہو گیا تھا۔ پتہ بتایا سلطان نے اشارہ کر دیا۔ ایک امیر چند سپاہیوں کو لے کر اس برج پر چڑھ گیا اور جس قدر فرقہ باطنیہ کے لوگ ہاں پائے گئے۔ سب کو قتل کر ڈالا۔ ان مقتولوں کی تعداد اسی بیان کی جاتی ہے۔ احمد بن غطاش زندہ گرفتار کر لیا گیا۔ کھال کھینچ کر بھوسہ بھرا گیا۔ اس کے ساتھ اس کا لڑکا بھی مارا گیا۔ دونوں کے سر اتار کر بغداد بھیجے گئے۔ اس کی بیوی نے یہ عنوان دیکھ کر اپنے کو ایک بلند مقام سے نیچے گرا دیا اور ہلاک ہوگئی۔

شام کے اسماعیلی: جس وقت ابوابراہیم استر آبادی بغداد میں حسب تحریر سلطان برکیاروق قتل کر دیا گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اس کا برادر زادہ بہرام دارالخلافت بغداد سے شام کی طرف بھاگ گیا اور وہیں در پردہ اپنے مذہب کی تعلیم و تلقین کرتا رہا۔ رفتہ رفتہ اہل شام کے ایک گروہ نے اس مذہب کو قبول کر لیا۔ زیادہ تر لوگوں کو اس مذہب کی طرف میلان اس وجہ سے ہوا کہ فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ مکر وفریب سے قتل کرنے میں خوب مشہور ہو چکا تھا۔

بہرام کا قلعہ بانیاس پر قبضہ: ابوالغازی بن ارتق والی حلب اپنے دشمنوں کے معاملہ میں کامیابی حاصل کرنے کی غرض سے بسا اوقات فرقہ باطنیہ سے رسم اتحاد رکھتا تھا۔ اس نے علی بن طغتگین اتابک والی دمشق کو بھی اسی فرقہ سے مراسم اتحاد قائم

کرنے کی ہدایت کی تھی۔ چنانچہ علی نے اس رائے کو قبول کر لیا اور بہرام اس کے پاس چلا گیا۔ اسی زمانے سے اس کی شہرت ہو چلی۔ علانیہ اپنے مذہب کی دعوت دینا شروع کر دی ابوعلی ظاہر بن سعد مزدغانی وزیر مصلحت وقت کی وجہ سے بہرام کی اعانت کرنے لگا۔ تھوڑے ہی دن میں بہرام کی حکومت میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی اور اس کے مقلدوں کی جماعت بڑھ گئی۔ اس کے باوجود دمشق کے عوام الناس کی مخالفت سے بہرام کو خطرہ تھا۔ علی والیٔ دمشق اور اس کے وزیر ابوعلی سے درخواست کی کہ ہم لوگوں کے رہنے اور بوقت ضرورت وہاں پناہ گزین ہونے کے لئے ایک قلعہ عنایت کیا جائے علی نے ۵۲۰ھ میں قلعہ بانیاس دے دیا بہرام نے دمشق میں اپنا ایک نائب مذہبی تعلیم اور تلقین کی غرض سے چھوڑ کر قلعہ بانیاس کا راستہ لیا۔ قلعہ بانیاس میں بہرام کے متمکن ہونے سے اس کے مذہب نے بہت بڑی ترقی کی تمام وجوانب میں یہ مذہب پھیل گیا اور متعدد قلعوں پر جو کہ اس طرف کے پہاڑوں میں واقع تھے۔ قابض ہو گیا۔ انہی میں قلعہ قدموس وغیرہ بھی تھا۔

بہرام کا قتل: وادی تیم صوبہ بعلبک میں بہت بڑا گروہ مجوس، نصرانی اور دروزیہ کا رہتا تھا۔ ضحاک نامی ایک امیر ان سب کا سردار تھا ۵۲۲ھ میں بہرام نے ان پر فوج کشی کی اور قلعہ بانیاس پر اپنی طرف سے اسماعیل کو بطور نائب کے مقرر کیا، ضحاک نے ایک ہزار کی جمعیت سے بہرام کا مقابلہ کیا گھمسان کی لڑائی ہوئی ضحاک نے بہرام کو شکست دے کر اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ بہرام کے سینکڑوں ہمراہی مارے گئے اور خود بھی اثناء دار و گیر میں مارا گیا بقیہ پریشان حال قلعہ بانیاس پہنچے اسماعیل نے ان سب کی اشک شوئی کی اور ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی وزیر اور اسماعیل: اسماعیل نے اپنے مذہب والوں کے منتشر شیرازہ کو یک جا کیا اور اپنے ایلچیوں کو اشاعت و تعلیم مذہب کی غرض سے دور دراز کے ملکوں میں بھیجا۔ ابوعلی وزیر نے اس معاملہ میں اس کا ہاتھ بٹایا اور اس گروہ کی مالی و فوج امداد کی۔ دمشق میں بہرام خلیفہ کا ابوالوفاء تعلیم و تلقین کر رہا تھا۔ ان وجوہات و اسباب سے ادھر فرقہ باطنیہ کی قوت و شوکت اور قوت پھر عود کر آئی۔ مقلدوں کی تعداد میں معقول اضافہ ہو گیا ادھر تاج الملوک بن طغتگین والیٔ دمش کے قوائے حکمرانی مضحل ہو چلے۔ تب ابوعلی وزیر نے عیسائیوں کو یہ پیام دیا کہ ہم تمہیں دمشق پر اس شرط سے قبضہ دے دیں گے کہ تم ہمیں صور پر قابض کر دو عیسائیوں نے اس درخواست کو منظور کر لیا اور اس امر کی تکمیل کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا۔ اس کے بعد ابو علی وزیر نے اسماعیلیہ سے سازش کر لی اور انہیں عیسائیوں کے مقابلے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی۔ اس خوف سے کہ مبادا عوام الناس ہماری مخالفت پر کمر بستہ نہ ہو جائیں قلعہ بانیاس عیسائیوں کے سپرد کر کے انہی کے یہاں چلا گیا اور وہیں ۵۲۴ھ میں مر گیا۔

قلعہ مصیات کا محاصرہ: اس اطراف میں فرقہ باطنیہ اسماعیلیہ کے بہت سے قلعے تھے جو ایک دوسرے سے متصل تھے۔ سب سے بڑا قلعہ مصیات تھا جس وقت سلطان صلاح الدین نے ۵۷۲ھ میں ملک شام پر قبضہ حاصل کیا اس وقت اس نے اس قلعہ پر بھی محاصرہ ڈالا اور نہایت سختی سے جنگ شروع کی سنان سردار فرقہ اسماعیلیہ نے صلاح الدین کے ماموں شہاب الدین حارمی کو حماۃ میں لکھا کہ صلاح الدین سے مصالحت کرا دو اور مصالحت نہ کرنے کی صورت میں قتل کرا ڈالنے کی دھمکی دی۔ شہاب الدین حماۃ سے صلاح الدین کے پاس گیا اور ان کی طرف سے صلاح الدین کے خیالات کی اصلاح کر دی۔

صلاح الدین نے محاصرہ اٹھالیا۔

عراق کے اسماعیلی: اسماعیلیہ کے قلعے جو عراق میں تھے جس زمانے میں احمد بن غطاش نے حسن بن صباح نے ان پر بحکمت عملی قبضہ حاصل کیا تھا۔ اسی زمانہ سے یہ گمراہیوں اور خباثتوں کے اڈے بنے ہوئے تھے حسن بن صباح کے بہت سے مقالات مذہبی ہیں جو از سرتا پا خیالات رافضہ میں ڈوبے ہوئے' حد اعتدال سے بڑھے ہوئے اور حد کفر تک پہنچے ہوئے ہیں۔ روافض ان کو مقالات جدیدہ سے موسوم کرتے ہیں اور ان روافض کے علاوہ جو جادۂ اعتدال سے بڑھ ہوئے اور تعصب میں ڈوبے ہوئے ہیں اور کوئی ان مقالات کو اپنا مذہب و دین نہیں قرار دیتا۔ ان مقالات کو شہرستانی نے کتاب الملل والنحل میں ذکر کیا ہے۔ اگر آپ اس سے واقفیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تو کتاب مذکورہ کا مطالعہ کریں۔

جلال الدین اور فرقہ باطنیہ: چونکہ اس فرقہ کی مضرت اور خونریزیاں مشہور ہوگئیں تھیں اس وجہ سے ملوک اسلام چاروں طرف سے ان پر بہ نیت جہاد فوج کشی کرنے لگے۔ اس اثناء میں ملوک سلجوقیہ کے نظام حکومت میں خلل پیدا ہوگیا اور اتیغش نے رے اور حمدان کو دبالیا۔ اس نے ۶۰۳ھ میں فرقہ باطنیہ کے ان قلعوں کو جو قزدین کے قرب و جوار میں تھے فوج کشی کی اور نہایت مستعدی اور ہوشیاری سے محاصرہ کیا۔ چنانچہ ان میں سے پانچ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر کے قلعہ موت کا قصد کیا۔ مگر اتفاق سے چند مواقع ایسے پیش آئے کہ جن کی وجہ سے قلعہ مذکور اتیغش کے حملوں سے بچا رہا۔ اس کے بعد جلال الدین منکبرتی بن علاء الدین خوارزم شاہ نے جس وقت یہ ہندوستان سے واپس آرہا تھا اور بلاد آذربائیجان اور آرمینیہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ فرقہ اسماعیلیہ باطنیہ پر فوج کشی اور جیسا کہ اس فرقہ والوں نے امراء اسلام کو قتل کیا تھا۔ اسی طرح اس نے اس فرقہ کے سرداروں کو تہ تیغ اور ان کے آباد شہروں اور قلعوں کو تاخت و تاراج کیا۔ قلعہ موت کے قرب و جوار اور وہ تمام قلعے جو خراسان میں تھے۔ جلال الدین کے حملوں سے ویران و خراب ہو گئے اس فرقہ نے جس وقت سے تاتاریوں نے خروج کیا تھا۔ بلاد اسلامیہ کی طرف پاؤں بڑھانے شروع کر دیئے تھے۔ پردۂ غیب سے جلال الدین ان کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ۶۲۴ھ میں ان پر فوج کشی کی جیسا کہ آپ ابھی اوپر پڑھ آئے ہیں۔

فرقہ باطنیہ کا زوال: اس واقعہ سے فرقہ باطنیہ کی کماحقہ گوشمالی ہوگئی اور ان کی بیماری کا علاج کر دیا گیا۔ اس کے بعد جب تاتاریوں کے قبضہ اقتدار میں عنان حکومت آ گئی تو ہلاکو نے ۶۵۰ھ میں بغداد سے ان کے قلعوں پر چڑھائی کی اس کے بعد ظاہر نے ان قلعوں پر حملہ کیا جو شام میں تھے۔ اکثر قلعے ان کے حملوں کی نذر ہو گئے۔ باقی ماندگان نے اطاعت قبول کر لی قلعہ مصیات وغیرہ حکومت کے مطیع ہو گئے اور ان کا زمانہ حکومت اس طرح ختم ہو گیا کہ گویا صفحۂ ہستی پر اس کا وجود بھی نہ تھا۔ خال خال جو باقی رہ گئے ان کے ذریعہ سے ملوک باطنیہ اپنے دشمنوں کو دھوکہ و فریب دے کر قتل کراتے تھے۔ یہ لوگ اپنے کو فدائیہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ یعنی اپنے نفس کو موت کے منہ میں دے کر اپنا مقصد حاصل کرتے تھے۔ واللہ وارث الارض و من علیہا

باب: ۱۸

امارت یمامہ

بنی اخیضر حسنی کے حکمران

اسمٰعیل سفاک کا خروج: جس وقت موسیٰ جون بن عبداللہ بن حسن سبط کے دونوں بھائی محمد وابراہیم روپوش ہو گئے۔ اس وقت خلیفہ ابوجعفر منصور نے ان دونوں کے حاضر کرنے پر موسیٰ جون کو مجبور کیا چنانچہ موسیٰ بن جون نے ان کے حاضر کر دیئے جانے کی ذمہ داری لی اور خود بھی روپوش ہو گیا۔ مگر اتفاق سے خلیفہ منصور نے پتہ لگا کر موسیٰ جون کو گرفتار کر لیا اور ایک ہزار درے لگوائے پھر جب اس کا بھائی محمد المہدی مدینہ میں قتل کیا گیا تو بخوف جان موسیٰ جون دوبارہ چھپ رہا حتیٰ کہ جان بحق ہو گیا۔ اسی کی نسل سے اسماعیل اور اس کا بھائی محمد اخیضر پسران یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ تھے۔ ۲۵۱ھ میں اسماعیل مذکور موسوم بہ سفاک نے سرزمین حجاز میں بغاوت کی۔ مکہ کی طرف بڑھا جعفر والی مکہ سیاسات بھاگ گیا اسماعیل نے اس کے اور شاہی امراء کے مکانات کو لوٹ لیا۔ اہل مکہ اور شاہی لشکر کی کثیر جماعت کو تہ تیغ کیا۔ کعبہ اور اس کے خزانہ میں سے جس قدر مال اٹھا کر لے جا سکتا تھا لے گیا خانہ کعبہ کا غلاف اتار لیا دو لاکھ دینار اہل مکہ کے لوٹ لئے مکانات میں آگ لگا دی۔ پچاس دن ٹھہرا رہا۔

مدینہ کا محاصرہ: اس کے بعد مدینہ منورہ کی جانب کوچ کیا والی مدینہ یہ خبر پا کر روپوش ہو گیا۔ اسماعیل نے پہنچتے ہی مدینہ منورہ پر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل مدینہ رسد وغلہ کے بند ہو جانے سے بھوکوں مر گئے۔ مسجد نبوی میں کئی روز تک نماز بھی نہ پڑھی گئی۔ دارالخلافت میں اس کی خبر لگی تو شاہی لشکر تیار ہو کر مدافعت کی غرض سے آ پہنچا۔ اسماعیل محاصرہ اٹھا کر مکہ معظمہ لوٹ آیا' مکہ معظمہ کا دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ دو مہینے تک محاصرہ کئے رہا پھر جدے کا رخ کیا سوداگروں کے مال لوٹ لئے کشتیوں میں جس قدر تجارتی اسباب لدا تھا سب کا سب لوٹ کر مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا مگر اس کے پہنچتے ہی محمد بن عیسیٰ بن منصور اور عیسیٰ بن محمد مخزومی مکہ معظمہ پہنچ گئے تھے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو دربار خلافت سے اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا۔ مقام عرفات میں جا کر پناہ لی۔ موقوف میں سوائے اسماعیل اور اس کے ہمراہیوں کے اور کوئی متنفس نہ تھا۔ چنانچہ اسماعیل نے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ پھر لوٹ کر جدہ آیا اور دوبارہ اس اسے تاخت وتاراج کیا بالآخر اپنے خروج کے ایک سال بعد بعارضہ چیچک آخر ۲۵۳ھ میں زمانہ جنگ مستعین ومعتز میں مر گیا۔

بنی اخیضر کا یمامہ پر تسلط: اسماعیل سرزمین حجاز میں عرصہ بیس سال سے دوڑ دھوپ کر رہا تھا بوقت وفات اس نے کوئی اولاد نہیں چھوڑی۔ اس کی جگہ اس کا بھائی محمد اخیضر متمکن ہوا یہ اس سے بیس برس بڑا تھا اس نے یمامہ کی طرف حملہ کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ قلعہ خضر کو بھی لے لیا۔ اس کے چار لڑکے تھے محمد' ابراہیم' عبداللہ اور یوسف' محمد اخیضر کی وفات کے بعد اس کا بیٹا یوسف حکومت کرنے لگا اور اپنے بیٹے اسماعیل کو حکومت وریاست میں شریک کر لیا۔ پھر جب یوسف مر گیا تو اسماعیل تنہا حکومت کا مالک ہوا اس کے تین بھائی اور تھے حسن' صالح اور محمد (پسران یوسف) اس کے بعد اس کا بھائی حسن' بعدہ اس کا بیٹا احمد ابن حسن یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے اس وقت سے برابر یمامہ کی حکومت انہیں کے خاندان میں رہی حتیٰ کہ ان پر قرامطہ غالب آ گئے اور ان کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

ملک مغرب بلاد سوڈان کے شہر خانہ میں جہاں پر بحر محیط ہے بنی صالح کی حکومت تھی' مؤلف کتاب زجار نے جغرافیہ میں بنی صالح کا ذکر تحریر کیا ہے۔ مگر ہمیں صالح کے نسب سے ایسی واقفیت نہیں جس پر ہمیں اعتماد ہو۔ بعض مؤرخوں نے لکھا ہے کہ صالح' عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ ملقب بہ ابوالکرام بن موسیٰ جون کا بیٹا تھا۔ مامون کے زمانہ خلافت میں خراسان میں اس نے خروج کیا تھا مگر اراکین خلافت کی حسن تدبیر سے پہلے صالح اس کے بعد اس کا بیٹا محمد گرفتار کر لیا گیا تھا۔ باقی ماندہ ان کی اولاد مغرب کی طرف چلی گئی اور شہر خانہ میں اپنی حکومت وریاست کی بنا قائم کی۔ ابن حزم صالح کو اس کا نسب سے موسیٰ جون کے اخلاف میں ذکر نہیں کیا۔ شاید یہ وہی صالح ہو جسے ہم نے ابھی یوسف بن محمد اخیضر کی اولاد میں ذکر کیا ہے۔

امارت ملک یمن

بنی سلیمان کے حکمران

سلیمان بن داؤد بن حسن: مکہ معظمہ ہماری تعریف وتوصیف سے زیادہ مشہور ومعروف ہے۔ دوسری صدی کے بعد اس کے اصلی باشندے قریش' علویوں کے پے در پے فتنے وفسادات سے جو آئے دن سرزمین حجاز میں ان کی بدولت واقع ہوتے تھے زاویہ گم نامی میں روپوش ہو گئے اور یہ سرزمین مبارک ان کے نام ونشان سے خالی ہو گئی۔ سوائے ان چند لوگوں کے جو بنی حسن کے متبعین میں داخل تھے اور اس متبرک شہر کا حاکم ہمیشہ دربار خلافت بغداد سے مقرر ہو کر آیا کرتا تھا اور یہاں پر برابر خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حتیٰ کہ عہد حکومت مستعین اور معتز میں ان کے بعد بھی آتش فساد مشتعل ہوئی جس سے اس شہر میں ایک نئی حکومت سلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط کی اولاد قائم ہو گئی۔

محمد بن سلیمان کا خروج: دوسری صدی کے آخر میں اس خاندان کا بزرگ اور قابل فخر ممبر محمد بن سلیمان نامی ایک شخص تھا۔ یہ سلیمان' سلیمان بن داؤد نہیں ہے کیونکہ اس کے بارے میں ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ مدینہ منورہ میں زمانہ خلافت

مامون میں دعویٰ دار حکومت و ریاست ہوا تھا اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو بیس کا فرق ہے۔ غرض ۳۱۰ھ عہد خلافت مقتدر میں محمد بن سلیمان نے خلافت عباسیہ کی اطاعت سے انحراف کیا اور موسم حج میں یہ خطبہ دیا:[1]

((الحمد الذی اعاد الحق الی نظامه و ابزهر الایمان من اکامه و کمل دعوة خیر الرسل باساطه لابنی اعمامه صلی الله علیه وعلی اله الطاهرین و کیف عنابر کته اسباب المعتدین و جعلها کلمة باقیة فی عقبه الیٰ یوم الدین))

خطبہ کے بعد یہ اشعار پڑھے

لا طلبن بسیفی ما کان للحق دنیا
واسطون یقوم بغواوجار وعلینا
یهدون کل بلاد من العراق علینا

''ہم بزور تیغ راہ حق طلب کریں گے اور جس قوم نے ہم سے عداوت و مخالفت کی اسے اپنی سطوت دکھا دیں گے یہی لوگ عراق کے شہروں کو ہماری مخالفت پر اٹھا رہے تھے''۔

یہ اپنے کو زبیدی کے لقب سے بہ لحاظ بے مذہب کے کہ وہ مذہب امامیہ کا ایک شعبہ ہے۔ ملقب کرتا تھا۔

ابوطاہر قرمطی کا حجاج پر ظلم وستم: اس وقت تک عراق کے قافلے مکہ معظمہ برابر آیا کرتے تھے۔ ابوطاہر قرمطی عبیداللہ مہدی والیٔ افریقہ کا متبع تھا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا کرتا تھا اس نے ۳۱۲ھ میں حجاج کے قافلوں سے چھیڑ چھاڑ کی۔ ابوالہیجاء بن حمدان والد سیف الدولہ کو مع ایک گروہ کے قید کر لیا حاجیوں کو تہ تیغ کر کے عورتوں اور بچوں کو چٹیل میدان میں چھوڑ دیا جو بغیر مارے مر گئے۔ قرامطہ کی اس حرکت سے حاجیوں کی آمد عراق سے بند ہوگئی۔ خلیفہ مقتدر نے ۳۱۷ھ میں اپنے خدام میں سے منصور دیلمی کو قرامطہ کی سرکوبی پر مامور کیا' چنانچہ یوم الترویہ میں ابوطاہر قرمطی سے منصور دیلمی نے مڈبھیڑ کی مگر شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ ابوطاہر نے حاجیوں کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ کعبہ وحرم میں انہیں قتل کیا' چاہ زمزم مقتولوں کی نعشوں سے پر ہوگیا۔ غریب حجاج چلا رہے تھے کیف یقتل جیران اللّٰہ ''اللہ کے ہمسایہ کیوں قتل کئے جاتے ہیں'' ابوطاہر قرمطی جواب دے رہا تھا لیس بجار من خالف و امر اللہ و نواهیه ''جو شخص اللہ کے اوامر وممنوعات کی مخالفت کرتا ہو وہ اللہ کا ہمسایہ نہیں ہے'' اور آیت کریمہ[2] ﴿ انما جزاء الذین یحاربون الله و رسوله و یسعون فی الارض فسادا ان یقتلوا او یصلبوا او تقطع ایدیهم و ارجلهم من خلاف او ینفوا من الارض ذلک لهم خزی فی الدنیا ولهم فی الاخرة عذاب عظیم ○ الا الذین تابوا من قبل ان تقدروا علیهم ج فاعلموا ان الله غفور رحیم ○ ﴾

---

[1] تمام ستائش اللہ کے لئے ہے جس نے حق کو اس کے نظام پر لوٹایا اور شگوفہ ایمان کو اس کی آستینوں سے ظاہر کیا اور وہ دعوت خیر الرسل کو س کے اسباط سے کامل کیا جو کہ س کے بنی اعمام بھی ہیں رحمت اللہ کی ان پر ہو اور ان کی آل پاک پر اور ان کی برکت سے دشمنوں کی عداوت ہم سے روک دی گئی اور ان کو ان کے آئندہ نسلوں میں کلمہ باقیہ روز قیامت تک کے لئے بنایا۔

[2] یہی سزا ہے ان کی جو لڑائی کرتے ہیں اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور ملک میں فساد کرتے ہیں اور پھیلاتے ہیں کہ ان کو قتل کیجئے یا سولی چڑھئے یا کاٹئے ان کے ہاتھ پاؤں مقابل کا یا جلاء وطن کر دیجئے۔ یہ ان کی رسوائی ہے دنیا میں اور ان کو آخرت میں بڑی مار ہے مگر جنہوں نے توبہ کی تمہارے ہاتھ پڑنے سے پہلے تو جان لو کہ اللہ بخشنے والا مہربان ہے

خانہ کعبہ کی بے حرمتی: ابوطاہر قرمطی اس قتل وخونریزی عام سے فارغ ہو کر حجر اسود کو احساء اٹھا کر لے گیا۔ خانہ کعبہ کا دروازہ کھول کر پھینک دیا۔ ایک شخص میزاب کے اکھاڑنے کو خانہ کعبہ کی چھت پر چڑھا گرا اور اسی وقت مر گیا۔ ابوطاہر نے کہا" جانے دو یہ ابھی محفوظ رہے گا حتیٰ کہ اس کا مالک یعنی مہدی آئے"۔

عبیداللہ المہدی کا خط: عبیداللہ المہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے تہدید کا خط لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"مجھے تیرے خط کے دیکھنے سے تعجب پیدا ہوا کہ تو نے ایسی ناشائستہ حرکات کا ارتکاب کیوں کیا اور کیوں تجھے ایسے افعال شنیعیہ کے کرنے پر جرأت ہوئی تو نے اس مکان کی بے توقیری کی جہاں کے زمانہ جاہلیت میں خونریزی اور اس کے اہل کی اہانت حرام وممنوع سمجھی جاتی تھی۔ تو نے بہت بڑی زیادتی یہ کہ حجر اسود کو کھود لایا جو اللہ تعالیٰ کا یمین سمجھا جاتا تھا اور جس سے اللہ کے بندے مصافحہ کرتے تھے۔ تجھے اس ناشائستہ اور قبیح حرکت پر یہ خیال پیدا ہوا کہ میں تیرا شکر گزار رہوں گا۔ اللہ کی تجھ پر اور تیرے اس فعل شنیع پر لعنت' سلام اس پر جس کے ہاتھ اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں اور جس نے آج کے دن وہ کام کیا جس کا حساب کل اللہ تعالیٰ کو دے سکے گا"۔

ابوطاہر کو ابوعلی یحییٰ کا مشورہ: اس خط کے پہنچنے سے قرامطہ' عبیدیوں کی حکومت سے منحرف ہو گئے۔ اس کے بعد ۳۲۰ھ میں خلیفہ مقتدر' مونس کی سازش سے قتل کیا گیا۔ اس کی جگہ اس کے بھائی قہر نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس سال جدید خلیفہ کا امیر حج کرنے کے لئے مکہ معظمہ آیا مگر آئندہ سال سے حجاج کی آمد عراق سے پھر بند اور منقطع ہو گئی حتیٰ کہ ابوعلی یحییٰ فاطمی نے ۳۲۷ھ میں عراق سے ابوطاہر قرمطی کو تحریر کیا کہ حاجیوں کو حج وزیارت سے مانع نہ ہو' زیادہ سے زیادہ ان لوگوں سے کچھ بطور ٹیکس لے لیا کرو۔ ابوطاہر چونکہ ابوعلی کی دینداری کی وجہ سے زیادہ عزت کرتا تھا اس وجہ سے اس تحریر کے بموجب حاجیوں سے ٹیکس لینے لگا اور حج کرنے کی اجازت دے دی یہ ایک ایسا وقت گزرا ہے جس کی نظیر اسلام میں ڈھونڈنے سے نہ ملے گی۔

خطبہ خلافت عباسیہ: اس سال مکہ معظمہ میں خلیفہ راضی بن مقتدر کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد ۳۲۹ھ میں اس کے بھائی مقتضی کا نام خطبہ میں پڑھا گیا۔ ان سالوں میں عراق سے حاجیوں کا قافلہ نہیں آیا۔ ۳۳۳ھ میں توزور امیر الامراء کی عاملانہ تدابیر سے متکفی بن مکتفی دارالخلافت بغداد میں تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ اس سال بوجہ مصلحت حاجیوں کا قافلہ حج کرنے کے لئے ابوطاہر کے بعد مکہ معظمہ میں آیا' پھر ۳۳۴ھ میں جب کہ معزالدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا اور خلیفہ مستکفی کی آنکھیں نکلوا کر جیل میں ڈال دیا' خلیفہ مطیع بن مقتدر کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔ اس خطبہ میں خلیفہ مطیع کے نام کے ساتھ معزالدولہ کا نام بھی خطبہ میں داخل وشامل تھا۔ قرامطہ کی شرارت اور فتنہ سے حاجیوں کی آمد پھر بند ہو گئی۔ ۳۳۹ھ میں خلیفہ منصور علوی والی افریقہ کے حکم سے احمد بن ابوسعید سردار قرامطہ نے حجر اسود کو مکہ معظمہ واپس کر دیا۔

ابن بویہ کے نام کا خطبہ: ۳۴۲ھ سے پھر حج کا سلسلہ شروع ہوا چنانچہ عراق اور مصر سے اپنے اپنے امیروں کے ساتھ حجاج کا ایک جم غفیر حج کرنے کے لئے آیا۔ اتفاق سے دونوں گروہوں میں چل گئی نزاع یہ تھی کہ عراق کے حجاج اور اس کے

امیر کا منشا یہ تھا کہ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا جائے اور امیر حجاج مصر یہ چاہتا تھا کہ ابن اخشید والی مصر کا نام خطبہ میں داخل کیا جائے۔ اس واقعہ میں مصریوں کو شکست ہوئی۔ خطبہ ابن بویہ کے نام کا پڑھا گیا۔ اس زمانے سے حاجیوں کی آمد و رفت پھر شروع ہوئی' ۳۴۸ھ میں بغداد اور مصر سے حاجیوں کا بہت بڑا قافلہ آیا۔ عراق قافلہ کا امیر محمد بن عبید اللہ تھا۔

امیر قافلہ مصری نے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ چنانچہ محمد بن عبید اللہ منبر کے پاس آیا اور ابن بویہ کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ مصریوں کو یہ امر ناگوار گزرا مگر اپنے امیر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کر سکتے تھے' مجبوراً خاموش رہے مگر نتیجہ یہ ہوا کہ ادھر مصری قافلہ کے امیر کو کافور اخشیدی نے جو اس کا سردار تھا' زجر و توبیخ کی اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کہا جاتا ہے کہ کافور نے اسے قتل کر ڈالا۔ ادھر ابن بویہ نے محمد بن عبید اللہ سے اس مصالحت پر مواخذہ کیا۔ ۳۵۶ھ میں عراق کا قافلہ پھر حج کرنے کے لئے آیا۔ اس قافلہ کا سردار ابو محمد موسوی پدر شریف رضی تھا جو طالبیوں کا نقیب تھا۔ اس سال بنو سلیم نے مصری قافلہ کو لوٹ لیا اور اس کے امیر کو مار ڈالا۔

ابوالحسن قرمطی اور خلیفہ مطیع: ۳۵۷ھ میں پھر ابو احمد مذکور امیر حجاج ہو کر مکہ معظمہ آیا۔ مکہ معظمہ میں بختیار بن معز الدولہ کے نام خطبہ پڑھا گیا ان دنوں بغداد کے تخت خلافت پر مطیع عباسی جلوہ افروز تھا پھر ۳۶۳ھ میں قرامطہ کے سردار کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا۔ جب ابو[illegible] قرمطی مر گیا' ابوالحسن قرمطی اور تاج دار دولت عبیدیہ سے باہم جھگڑا ہو گیا۔ ابوالحسن حکومت عبیدہ کی مخالفت کا اعلان کر کے خلیفہ مطیع عباسی کا مطیع ہو گیا اور اس کا نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ خلیفہ مطیع نے یہ خبر پا کر سیاہ پرچم روانہ کئے' خوشنودی کا اظہار کیا' اس کے بعد ابوالحسن نے فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر چڑھائی کی۔ جعفر بن فلاح سپہ سالار علویین اور ابوالحسن سے معرکہ آرائی ہوئی۔ آخر کار ابوالحسن نے جعفر کو قتل کر کے دمشق پر قبضہ کر لیا' خلیفہ مطیع کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا' چند دن بعد ابوالحسن اور ہوا خواہان جعفر میں مخالفت پیدا ہو گئی' خونریزی اور قتل و غارت کے دروازے کھل گئے۔ معز علوی نے ایک شخص کو صلح کرانے کی غرض سے روانہ کیا اور مقتولوں کی دیت (خون بہا) اپنے خزانہ سے ادا کئے جانے کا حکم دیا۔

ابوالفتوح حسن بن جعفر: ان واقعات کے بعد ابوالحسن نے مصر میں وفات پائی۔ اس کا بھائی عیسیٰ اس کی جگہ متمکن ہوا' اس کے بعد ابوالفتوح حسن بن جعفر ۳۸۴ھ میں اس کا جانشین ہوا' پھر جب عضد الدولہ کی فوجیں آئیں تو حسن بن جعفر مدینہ منورہ بھاگ گیا اور جب عزیز کا رملہ میں انتقال ہوا۔ بنو ابی طاہر اور بنو احمد بن ابی سعید میں مخالفت کی پھر گرم بازاری پیدا ہو گئی' خلیفہ طائع کی جانب سے ایک امیر علوی' مکہ معظمہ آیا اور وہاں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ۳۶۷ھ میں عزیز نے مصر سے بادیس بن زیری ضہاجی برادر بلکین والیٔ افریقہ کو امیر حجاج مقرر کر کے روانہ کیا اس نے حرمین قبضہ کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ ان دنوں عضد الدولہ عراق میں اپنے ابن عم بختیار کے جھگڑوں میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے عراق کا قافلہ نہیں آیا' سال آئندہ عراق کا قافلہ آیا اور ابو احمد موسوی نے عضد الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا' خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظمہ سے ختم ہو گیا اور خلفاء مصر عبیدیہ کا ایک زمانہ تک خطبہ قائم رہا' ابوالفتوح کی شان و شوکت یوماً فیوماً بڑھتی گئی اور اس کی امارت و حکومت کو مکہ معظمہ میں استحکام ہوتا گیا۔ ۳۹۶ھ میں خلیفہ قادر نے ابوالفتوح سے عراق کے حاجیوں کو حج کرنے کی

ا اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم

اجازت طلب کی' ابوالفتوح نے بایں شرط منظور کیا کہ خطبہ حاکم والی مصر کے نام کا پڑھا جائے۔ حاکم نے یہ سن کر ابن جراح امیر طی کو حاجیوں سے چھیڑ چھاڑ کرنے کے لئے بھیجا اس مرتبہ قافلہ حجاج کا امیر شریف رضی اور اس کا بھائی مرتضیٰ تھا۔ ابن جراح ان لوگوں سے بہ ملاطفت پیش آیا کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی' اس شرط سے کہ پھر دوبارہ نہ آئیں۔ اس کے بعد ۳۹۴ھ میں حجاج عراق سے اصیغر ثعلبی نے جس وقت کہ جزیرے پر قبضہ حاصل کیا تعرض کیا۔ اتفاق سے اس قافلہ میں دو قاری تھے۔ انہوں نے اس کو سمجھایا بجھایا۔ آئندہ سال خفاجہ کے دیہاتیوں نے حجاج کے قافلے پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا اور ان غریبوں کو لوٹ لیا۔

حاکم والی مصر اور ابوالفتوح: علی بن زید امیر بنی اسدان کے تعاقب میں روانہ ہوا چنانچہ ۴۰۲ھ میں ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ پھر سال آئندہ ان لوگوں نے یہی حرکت کی۔ علی بن یزید کی بہت بڑی شہرت ہوئی اور اس کی قوم پر اس کی سرداری کا یہی سبب تھا۔ ۴۰۸ھ میں حاکم نے ایک گشتی حکم اپنے عمال کے نام دربارہ تبرا اور ابوبکرؓ و عمرؓ روانہ کیا۔ ابوالفتوح امیر مکہ نے اس کی تعمیل سے انکار کیا اور باغی ہو گیا۔ اس کے وزیر ابوالقاسم مغربی نے خود مختاری حکومت کی ترغیب دی۔ حاکم نے اس کے باپ اور اعمام (چچاؤں) کو قتل کر ڈالا ابوالفتوح کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اپنے نام کا خطبہ پڑھا "الراشد باللہ" کا لقب اختیار کیا اور سامان سفر درست کر کے شہر رملہ کی طرف ابن جراح امیر طے سے امداد کے لئے اس باعث کہ ابن جراح اور حاکم کے درمیان مخالفت تھی کوچ کیا۔ حاکم نے یہ خبر پا کر بنی حرا کو بہت سا مال دے کر مالا مال کر دیا۔ ان لوگوں نے ابوالفتوح کے ساتھ بدعہدی کی اور اسے حاکم کے حوالے کر دیا۔ اس کا وزیر مغربی ابن سبا کے ساتھ دیار بکر سرزمین موصل بھاگ گیا اور تہامی رے چلا گیا۔ حاکم نے حرمین شریفین میں غلہ بھیجنا بند کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوالفتوح نے حاکم کی اطاعت قبول کر لی۔ حاکم نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور امارت مکہ پر بھیج دیا۔

حجر اسود کی بے حرمتی: ان سالوں میں عراق سے کوئی شخص حج کرنے نہیں آیا تھا۔ ۴۱۳ھ میں اہل عراق کے ساتھ ابوالحسن محمد بن حسن افساسی فقیہ طالبین حج کرنے کے لئے آیا۔ قبیلہ طے سے بنو نبہاں نے جن کا امیر حسان بن عدی تھا۔ حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ کی۔ اہل قافلہ نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا کمال مردانگی سے بنو نبہان کو شکست دے کر امیر حسان کو مار ڈالا۔ اس سال مکہ معظّمہ میں ظاہر بن حاکم کا خطبہ پڑھا گیا ۴۱۳ھ کے موسمِ حج میں اہل مصر میں سے ایک شخص نے یہ کہہ کر کہ تو کب تک معبود بنا رہے گا اور کب تک تیرا بوسہ دیا جائے گا حجر اسود پر ایک پتھر کا ٹکڑا کھینچ مارا جس سے حجر اسود میں گڑھا پڑ گیا۔ لوگ اس پر ٹوٹ پڑے اور مار ڈالا اس واقعہ سے اہل عراق کو جوش پیدا ہوا۔ اہل مصر پر حملہ آور ہوئے اور ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور ان کی خوب مرمت کی۔

بنو سلیمان کی امارت کا خاتمہ: اس کے بعد ۴۱۴ھ میں عراقی قافلہ کے ساتھ نقیب بن افساسی امیر حج ہو کر آیا لیکن عرب کی لوٹ مار سے ڈر کر دمشق شام واپس گیا' پھر آئندہ ہر سال حج کو آیا اس کے بعد عراق کے حاجیوں کا قافلہ حج کو نہ آیا۔ حتیٰ کہ خلیفہ قائم عباسی نے ۴۲۲ھ میں بیعت خلافت لی اور یہ قصد کیا کہ حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنا چاہئے مگر عرب کے غلبہ اور بنو بویہ کی حکومت ختم ہونے کے سبب سے اپنے اس ارادے پر قادر نہ ہو سکا۔ اس کے بعد مکہ معظّمہ میں مستنصر بن ظاہر

کا خطبہ پڑھا گیا۔ اس کے بعد امیر ابوالفتوح حسن بن جعفر بن محمد ابن سلیمان سردار مکہ و بنی سلیمان ۴۳۰ھ میں اپنی حکومت کے چالیسویں برس انتقال کر گیا۔ اس کے بعد امارت مکہ پر اس کا بیٹا شکر متمکن ہوا۔ اس سے اور اہل مدینہ سے چند وقائع پیش آئے۔ جس کے دوران اس نے مدینہ منورہ پر بھی قبضہ کر لیا اور حرمین شریف کی عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی' اسی کے عہد حکومت میں بنی سلیمان کی امارت ۴۳۰ھ میں مکہ معظّمہ سے جاتی رہی اور بنو ہاشم کا دورِ حکومت شروع ہوا جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔

<u>جعفر بن ابی ہاشم</u>: اسی شکر کی نسبت بنو ہلال بن عامر کا یہ خیال ہے کہ اس نے جاریہ بنت سرجان امیر اشج سے نکاح کیا تھا۔ یہ خبر ان لوگوں میں دور دور تک مشہور ہے اور چند حکایتیں بھی نقل کی جاتی ہیں جنہیں وہ لوگ اپنے زبان کے اشارہ سے مرصع کرتے ہیں یہ لوگ اسے شریف بن ہاشم کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ جعفر بن ابی ہاشم نے زمانہ اخشید یین میں مکہ پر قبضہ کیا تھا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا عیسیٰ ابن جعفر اور ابوالفتوح بعدہ شکر بن ابوالفتوح نے حکمرانی کی اس کے بعد حکومتِ مکہ پر اس کا ایک غلام قابض ہو گیا۔

یہ ابو ہاشم جس کی طرف جعفر منسوب کیا گیا وہ ابوالہواشم نہیں ہے جس کا ذکر آئندہ آنے والا ہے کیونکہ یہ زمانہ اخشید یین میں تھا اور وہ عہد خلافت مستنصی ہیں اور ان دونوں زمانوں میں تقریباً ایک سو سال کا فرق ہے۔

باب: ۱۹

امارتِ مکّہ

امرائے ہواشم بنی حسن

محمد بن جعفر بن ابو ہاشم: ہواشم امرائے مکہ ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن عبداللہ ابی الکرام بن موسیٰ جون کی اولاد سے ہیں ان کا نسب مشہور و معروف ہے جس کا ذکر اوپر کیا گیا۔ ہواشم اور سلیمانیوں میں بے حد اختلافات اور جھگڑے ہوئے جس وقت شکر نے وفات پائی اس وقت بنی سلیمان کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ اس وجہ سے کہ اس نے کوئی یادگار سلسلہ النسل نہیں چھوڑا تھا اس کے مرنے پر طراد بن احمد پیش پیش ہو گیا حالانکہ یہ خاندان امارت سے نہ تھا اس کی شجاعت و مردانگی کی وجہ سے لوگوں نے اسے اپنا سردار بنا لیا' ان دنوں ہواشم کا سردار محمد بن جعفر بن ابو ہاشم تھا۔ اس نے ہواشم پر نہایت نیک نامی کے ساتھ حکومت کی اس کی ذاتی خوبیوں کی وجہ سے اس کا بہت شہرہ ہوا۔ ۴۵۴ھ میں لشکر کے انتقال کے بعد ہواشم اور بنی سلیمان میں لڑائی ہوئی ہواشم نے بنی سلیمان کو شکست دے کر سرزمین حجاز سے باہر نکال دیا۔ بنی سلیمان بحال پریشان یمن چلے گئے اور یمن پہنچ کر اپنی حکومت و ریاست کی بنیاد ڈالی جیسا کہ آئندہ ذکر کیا جائے گا۔ اس واقعہ کے بعد محمد بن جعفر استقلال و استحکام کے ساتھ مکہ معظمہ کی امارت کرنے لگا اور مستنصر عبیدی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم عباسی اور امیر محمد بن جعفر: جس وقت سلطان الپ ارسلان بغداد اور محل سرائے خلافت پر قابض ہوا۔ خلیفہ قائم نے سلطان الپ ارسلان سے درخواست کی کہ جس طرح ممکن ہو حج کا راستہ کھول دینا چاہیے۔ سلطان نے بہت سا مال و زر اس معاملہ میں صرف کیا اور عرب سے ضمانت لی چنانچہ ۴۵۶ھ سے حجاج عراق کا قافلہ آنے لگا۔ ابو الغنائم نور الدین مہدی زینبی نقیب الطالبین لوگوں کے ساتھ حج کرنے مکہ معظمہ آیا اور اگلے سال بیت اللہ الحرام سے واپس ہو کر گیا۔ ۴۵۸ھ میں امیر محمد بن جعفر عبیدیوں کی اطاعت سے روگرداں ہو کر خلافتِ عباسیہ کا مطیع ہو گیا اس وجہ سے مکہ معظمہ کی رسد جو مصر سے آیا کرتی تھی بند ہو گئی۔ اس پر اہل مکہ نے امیر محمد کو ملامت و نصیحت کی تب امیر محمد پھر خلفاء عبیدین کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا خلیفہ قائم نے عتاب آموز خط تحریر کیا اور بہت سا مال و زر بہ نظر تالیف قلوب بھیجا چنانچہ امیر محمد نے ۴۶۲ھ کے موسم حج میں دوبارہ خلیفہ قائم کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ مستنصر علوی کو مصر میں معذرت کا خط روانہ کیا اس کے بعد خلیفہ نے ابو الغنائم زینبی کو ۴۶۳ھ میں عراقی قافلہ کا امیر مقرر کر کے حج کرنے کے لئے بھیجا۔ اس مرتبہ اس کے ساتھ بہت بڑا لشکر تھا اور سلطان

الپ ارسلان کی طرف سے امیر مکہ کے لئے دس ہزار دینار اور ایک قیمتی خلعت بھی تھا ابوالغنائم اور امیر محمد بن جعفر والیٔ مکہ موسم حج میں جمع ہوئے اور حسب تحریک دربار خلافت امیر محمد نے خطبہ دیا:

((الحمد لله الذى هدانا الى اهل بيته بالراى المصيب وعوض بيته بلبيسة بالشهاب بعد لبسة المشيب واما ل قلوبنا الى الطامة و متابعه امام الحماعة))

خلیفہ مستنصر اور امیر محمد بن جعفر خلیفہ مستنصر یہ خبر پا کر ہواشم سے بگڑ گیا اور سلیمانیوں کی جانب مائل ہو گیا علی بن محمد صیحی کو جو اس کی دعوت خلافت کا یمن میں افسر اعلیٰ تھا لکھ بھیجا کہ ''سلیمانیوں کو جس طرح ہو پھر حکومت دی جائے اور اس کام کو انجام دینے کے لئے فوراً مکہ معظّمہ روانہ ہو جاؤ''۔ چنانچہ صیحی فوجیں تیار کر کے سلیمانیوں کو حکومت مکہ دلانے کے لئے روانہ ہوا۔ سفر و قیام کرتا ہوا مجم پہنچا۔ سعید بن نجاح احوال جو بنی صیحی سے کسی زمانے میں مغلوب ہو گیا تھا ہند سے واپس آ گیا تھا اور صنعا میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کر دی تھی۔ صیحی نے یہ خبر پا کر ستر آدمیوں سے اس پر دھاوا کیا اس وقت سعید کے ہمراہ پانچ ہزار سپاہی مجم میں تھے۔ سعید نے اس سے مطلع ہو کر صیحی پر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد امیر محمد بن جعفر نے ترکی فوجوں کو فراہم کر کے مدینہ منورہ پر دھاوا کیا اور بنی حسن کو وہاں سے نکال کر خود قابض ہو گیا مدینہ منورہ پر قبضہ کر لینے سے امیر محمد حرمین شریفین کا والی بن بیٹھا۔

شیعہ سنی فساد: اسی اثناء میں خلیفہ قائم عباسی کا انتقال ہو گیا اس کے مرنے سے جو کچھ دربار خلافت بغداد سے مکہ معظّمہ آتا تھا بند ہو گیا۔ امیر محمد بن جعفر نے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا بند کر دیا۔ اگلے سال ابوالغنائم زینبی پھر حج کرنے کے لئے آیا اور جس قدر مال و زر دربار خلافت کی جانب سے امیر محمد کو دیا جاتا تھا کل کا کل ادا اور بے باق کر دیا امیر محمد نے پھر عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ اس کے بعد ۷۰ ۴ھ میں خلیفہ مہتدی نے ایک منبر بطرز جدید مکہ معظّمہ روانہ کیا یہ منبر لکڑی کا تھا نقش نگار سونے کا بنایا تھا اور سونے ہی سے اس پر خلیفہ مقتدی کا نام لکھا ہوا تھا اس مرتبہ امیر قافلہ حجاج ختلغ ترکی تھا یہ پہلا شخص ہے جو ترکوں سے امیر حج ہو کر مکہ معظّمہ آیا تھا یہ کوفہ کا والی تھا اس نے عرب کو بے حد ستایا اور طرح طرح کے ظلم و ستم کئے اتفاق سے شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ منبر توڑ کر جلا دیا گیا مگر حج کے مناسک پورے کئے گئے پھر ۳ ۷ ۴ھ میں شیعہ اور اہل سنت و جماعت کے درمیان آتش فتنہ وفساد دوبارہ مشتعل ہو گئی' خلیفہ مستنصر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اس وقت سے حجاج کی امارت پر برابر ختلغ نامور رہا۔ اس کے بعد خمار تگین مقرر کیا گیا یہاں تک کہ سلطان ملک شاہ اور اس کے وزیر نظام الملک نے وفات پائی' خلفاء عباسیہ کا خطبہ مکہ معظّمہ سے منقطع ہو گیا چونکہ سلاطین سلجوقیہ آپس کی لڑائی میں مصروف ہو گئے اور عربوں نے لوٹ مار شروع کر دی تھی اس وجہ سے حجاج کا قافلہ عراق سے آنا بند ہو گیا۔ اتنے میں خلیفہ مہتدی تاجدار عباسیہ نے بغداد میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا مستظہر تخت خلافت پر متمکن ہوا' خلیفہ مستنصر علوی والیٔ مصر کا بھی مصر میں پیام اجل آ پہنچا۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے مستعلی کی خلافت کی بیعت لی گئی[1] اپنی امارت سے۔ یہی وہی شخص ہے جس نے مکہ معظّمہ میں خلافت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اور اس کا خطبہ پڑھا تھا اور اسی وجہ سے اس کی حکومت کی بنا پڑی تھی۔ لیکن گاہے خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا موقوف بھی کر دیتا تھا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ من مترجم

امیر قاسم بن محمد: اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم والئ مکہ ہوا اس کا زمانہ حکومت بدامنی اور پریشانی میں گزرا مگر بنو مزید والی حلہ نے نہایت مستعدی اور انتظام سے امن کا سلسلہ قائم کیا جس سے اہل عراق ہر سال حج کو آنے لگے۔ ۵۱۲ھ میں نظر خادم منجانب خلیفہ مسترشد عراق کے قافلہ کے ساتھ حج کرنے کے لئے آیا۔ خلعت اور مال و زر مرسلہ خلیفہ امیر مکہ تک پہنچایا۔ قاسم بن محمد اپنی امارت کے تیس برس بعد ۵۱۸ھ میں انتقال کر گیا اس کا زمانہ حکومت نہایت اضطراب اور پریشانی میں گزرا۔

ابو قلیبہ بن قاسم: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا ابو قلیبہ امارت مکہ پر متمکن ہوا اس نے زمام حکومت پر اپنے قبضہ اقتدار میں لیتے ہی خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا اور اس کے محاسن اور معدلت کی تعریف کرنے لگا۔ نظر خادم امیر حجاج قافلہ عراق کے ساتھ حج کو آیا۔ خلعت مال اور زر امیر مکہ کے دینے کے لئے ہمراہ لایا۔ ۵۲۷ھ میں ابو قلیبہ نے اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے وفات پائی اس وقت تک خلافت عباسیہ کا خطبہ مکہ معظّمہ میں پڑھا جاتا تھا اور قافلہ حجاج کی امارت پر نظر خادم تھا۔

امیر حجاج نظر خادم: خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود کے جھگڑوں' نزاعات اور واقعہ قتل نے حاجیوں کے قافلہ کی آمد بند کر دی۔ اگلے سال نظر خادم پھر امیر حجاج ہو کر قافلہ کے ساتھ آیا۔ اسماء' صبیحہ والئ یمن نے قاسم بن ابو قلیبہ کے پاس سفارت بھیجی۔ دھمکی کا خط لکھا' قاسم نے بنام حافظ کا خطبہ موقوف کرنے کا وعدہ کیا اتفاق یہ کہ دفعتاً اسماء کی موت آ گئی جس سے اللہ تعالیٰ نے اس کے شر سے اسے بچا لیا۔ چونکہ ان سالوں میں فتنہ و فسادات آئے دن وقوع میں آتے رہتے تھے اور گرانی بھی بے حد تھی اس وجہ سے حاجیوں کی آمد عراق سے بند ہو گئی پھر ۵۴۳ھ میں نظر خادم امیر حج ہو کر عراق سے مکہ معظّمہ کے لئے روانہ ہوا اور اثناء راہ میں راہئ ملک عدم ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا آزاد غلام قیماز امیر قافلہ ہوا بادیہ نشینان عرب نے یہ خبر پا کر قافلہ کو لوٹ لیا مگر سال آئندہ سے قیمازی امیر حج ہو کر قافلہ کے ساتھ آتا رہا اور مکہ معظّمہ میں ۵۵۵ھ تک خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جاتا رہا۔

والئ مکّہ عیسیٰ بن قاسم کی معزولی: اس کے بعد خلیفہ مستنجد کی خلافت کی بیعت لی گئی اس کے نام کا بھی خطبہ مکہ معظّمہ میں پڑھا گیا جیسا کہ اس کے باپ مقتفی ۹ ی کا خطبہ پڑھا جاتا تھا ۵۶۶ھ میں قاسم ابن ابو قلیبہ مارڈالا گیا۔ خلیفہ مستضی نے عراق کے قافلہ حجاج کے ساتھ طاشتکین ترکی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ اس اثناء میں عبیدیوں کی دولت کا دور حکومت مصر سے ختم ہو گیا' اس نے مکہ اور سلطان صلاح الدین بن نجم الدین ایوب مصر کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ اس نے مکہ اور یمن کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ حرمین میں خلافت عباسیہ کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ ۵۷۵ھ میں خلیفہ مستضی نے وفات پائی اس کا بیٹا ناصر تخت خلافت پر متمکن ہوا اس کے نام کا بھی خطبہ حرمین میں پڑھا گیا۔ اس کی ماں ۵۸۵ھ میں حج کرنے کو آئی جب واپس ہو کر دارالخلافت بغداد پہنچی تو خلیفہ ناصر کو وہ سب حالات بتائے جو اس زمانہ حج میں عیسیٰ بن قاسم والئ مکہ کے معلوم ہوئے تھے۔ خلیفہ ناصر نے اسے امارت مکہ سے معزول کر کے اس کے بھائی مکثر بن قاسم کو سند امارت عطا کی' یہ جلیل القدر شخص تھا۔ اس نے ۵۸۹ھ میں وفات پائی جس سنہ میں کہ سلطان صلاح الدین کا انتقال ہوا تھا اس کے بعد سے ہواشم کی حکومت میں ضعف پیدا ہو گیا ابو عزیز بن قتادہ باپ کی جانب سے ہواشم کے سلسلہ نسب میں نہ تھا بلکہ اس کا سلسلہ نسب ماں کی جانب سے تھا۔ مکثر کے بعد حکمران مکہ ہوا۔ قصہ مختصر اس طرح پر ہواشم کا دور حکومت ختم ہو گیا اور بنو قتادہ حکمرانی کی زیب تن کرسی حکومت پر متمکن ہو گئے۔ والبقاء اللہ۔

بنی قتادہ کے حکمران

ابوعزیز قتادہ: بنو قیادہ نے ہواشم کے بعد جن کا تذکرہ اوپر لکھا گیا ہے مکہ معظمہ پر حکومت کی‘ موسیٰ جون کی اولاد سے جن کا ذکر بنی حسن کے ضمن میں ہو چکا ہے۔ عبداللہ ابوالکرام نامی ایک شخص تھا (جیسا کہ علماء نسبت بیان کرتے ہیں) ان کے تین بیٹے تھے سلیمان‘ زید اور احمد۔ انہی میں سے اس کی اولاد کا سلسلہ چلا۔ زید کی اولاد آج کل صحرا میں نہر حسینہ پر آباد ہے اور احمد کی اولاد دہنا میں۔ باقی رہا سلیمان اس کے نسل سے مطاعن بن عبدالکریم بن یوسف ابن عیسیٰ بن سلیمان تھا۔ مطاعن کے دو بیٹے ادریس اور ثعلب‘ ثعالبہ حجاز میں تھے۔ ادریس سے دو لڑکے پیدا ہوئے‘ ایک قتادہ نابغہ‘ دوسرا صرخہ‘ صرخہ سے ایک گروہ کا سلسلہ چلا جو شکرہ کے نام سے معروف و مشہور ہیں۔ قتادہ نابغہ کی کنیت ابوعزیز تھی اس کے لڑکوں سے علی اکبر اور اس کا حقیقی بھائی حسن تھا۔ حسن کے چار لڑکے تھے ادریس‘ احمد‘ محمد اور جماز‘ اس کی اولاد میں ینبوع کی امارت رہی۔ انہیں میں سے اس وقت دو امیر ینبوع کی امارت کر رہے ہیں جو ادریس بن حسن بن ادریس کی اولاد سے ہیں اور ابوعزیز قتادہ نابغہ کی اولاد ان دنوں امیر مکہ معظمہ کی ہیں۔ بنو حسن ان دنوں جبکہ مکہ میں ہواشم کی حکومت کا دور تھا۔ ہز علقمہ وادی ینبوع میں سکونت پزیر تھے اور یہ سب کے سب خانہ بدوش اور بادیہ نشین تھے۔

قتادہ کا ینبوع اور صفراء پر قبضہ: جس وقت قتادہ اپنے خاندان میں نشوونما پا کر سن شعور کو پہنچا تو اپنی قوم کو جو کہ مطاعن کی اولاد سے تھی جمع کیا اور انہیں مسلح کر کے حملہ کر دیا وادی ینبوع میں اس وقت بنوخراب جو کہ عبداللہ بن حسن بن حسن کی اولاد سے تھے اور بنوعیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون حکومت کر رہے تھے ان سے اور بنو مطاعن سے معرکہ آرائی ہوئی اس وقت بنو مطاعن کا امیر عزیز قتادہ تھا۔ چنانچہ ابوعزیز قتادہ نے اسراء ینبوع کو ینبوع سے نکال باہر کر کے ینبوع اور صفراء پر قبضہ کر لیا۔ آہستہ آہستہ اپنی فوج اور غلاموں کو ضرورت کے موافق بڑھا لیا۔

قتادہ کا مکہ پر قبضہ: ابوعزیز قتادہ عہد خلافت خلیفہ مستنصر عباسی چھٹی صدی ہجری کے وسط میں تھا۔ اس وقت مکہ معظمہ کی زمام حکومت جعفر بن ہاشم بن حسن بن محمد بن موسیٰ بن ابی الکرام عبداللہ کی اولاد کے قبضہ میں تھی جو کہ ہواشم سے تھا اور مکثر بن عیسیٰ بن قاسم ان کا جانشین ہو گیا تھا یہ وہ شخص ہے جس نے کوہ ابوقبیس پر قلعہ تعمیر کرایا تھا اس نے ۵۸۵ھ میں وفات پائی۔ قتادہ نے فوجیں آراستہ کر کے مکہ معظمہ پر چڑھائی کی اور ان سے ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ قبضہ حاصل کرنے کے بعد خلیفہ ناصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ تقریباً چالیس سال تک اس مقدس شہر پر حکومت کرتا رہا اس کی حکومت کو حد درجہ کا استحکام اور استقلال حاصل ہوا‘ تمام اطراف یمن میں اس کی حکومت پھیل گئی۔

حجاج عراق اور عربوں کی لڑائی: ۶۰۳ھ میں وجہ السبع ترکی (خلیفہ ناصر کا غلام) امیر قافلہ ہو کر حج کرنے کے لئے آیا مگر بہ خوف عرب درمیان راہ سے بھاگ گیا‘ قافلہ کو عرب نے لوٹ لیا۔ ۶۰۸ھ میں حاجیان قافلہ میں سے ایک شخص نے شریف مکہ پر جو کہ قتادہ کے اعزہ سے تھا حملہ کر کے قتل کر ڈالا اشرفاء مکہ نے امراء قافلہ پر اس کا الزام لگایا اور سب نے جمع ہو کر

قافلہ پر حملہ کر دیا اور ان میں سے ایک بڑی جماعت کو قتل کر ڈالا' اس کے بعد شرفاء مکہ نے تالیف قلوب کی نظر سے ایک وفد دارالخلافت بغداد روانہ کیا قتادہ نے بھی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو خلافت مآب کے راضی کرنے کے لئے بغداد بھیجا۔ خلافت مآب نے فریقین میں مصالحت کرادی۔

خلیفہ ناصر اور قتادہ: ۶۱۵ھ میں خلیفہ ناصر تاج دار دولت عباسیہ کے بعد عادل بن ایوب اور ان دونوں کے بعد کامل بن عادل کے نام کا خطبہ مکہ معظمہ میں پڑھا گیا تھا اور ۶۱۶ھ میں تاتاریوں نے خروج کیا' قتادہ عادل تھا اس کے زمانہ میں نہایت امن وامان رہا۔ اس نے خلفاء اور ملوک میں کسی کے ساتھ زیادتی اور سرکشی نہیں کی۔ یہ کہا کرتا تھا کہ میں خلافت وامارت کا مستحق ہوں' دارالخلافت بغداد سے مال وزر اور خلعت ہمیشہ اس کے لئے آیا کرتے تھے ایک بار خلیفہ ناصر نے اسے بلا بھیجا تھا اس نے جواباً یہ چند اشعار لکھ بھیجے:[1]

ولــی کف ضــرغــام اذل ببســطهــا
و اشــری بهـــا عــزالــوری وابیــع
تــظــل ملــوک الارض تلــثم ظهــرهــا
و فــی بــطــنهــا للــجدبین ربیع
اجــعــلهــا تــحــت الــرحــاثم ابتــغــی
الا انــــــی اذا لــــوضیــــع
ومــــا انــــا الــمسک فــی کــل بــقــعة
یــضــرع و امــا عــنــدکــم فیــضیــع

اس کا دائرہ حکومت بہت وسیع ہوا مکہ معظمہ' ینبوع' اطراف' یمن' بلاد نجد اور بعض مقامات مدینہ منورہ پر اس کی حکومت کا پرچم کامیابی کے ساتھ لہرا رہا تھا۔

حسن بن قتادہ اور امیر اقباش کی جنگ: ۶۱۷ھ میں اس نے وفات پائی کہا جاتا ہے کہ اس کے بیٹے حسن نے اسے زہر دے دیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ حسن نے زہر نہیں دیا تھا بلکہ ایک لونڈی کو زہر دے کر ملا لیا تھا۔ اس نے حسن کو رات کے وقت جبکہ قتادہ سو گیا محل سرا میں بلا لیا۔ حسن نے پہنچ کر اپنے قتادہ کا گلا گھونٹ کر مار ڈالا اور اس کی جگہ خود مکہ معظمہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ راجح بن ابوعزیز قتادہ کو اس کی خبر لگ گئی۔ امیر حج اقباش ترکی سے اس واقعہ کی شکایت کی۔ اقباش ترکی نے انصاف اور تفتیش کا وعدہ کیا حسن نے اس سے مطلع ہو کر مکہ معظمہ کے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور اس کے چند امراء نے شہر سے نکل کر باب معلیٰ کے قریب امیر اقباش سے جنگ کی چھیڑ چھاڑ کی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ امیر اقباش مارا گیا ان لوگوں نے اس کی نعش کو صفا' مروہ کے درمیان جا کر لٹکا دیا۔

---

[1] میرا پنجہ شیر کا ہے اس کے کھولنے سے میں لوگوں کو ذلیل کرتا ہوں اور اس کے عوض عزت دنیا کو خرید کرتا اور بیچتا ہوں۔ بادشاہان جہان (پنجہ کے) پست پر بوسہ دیتے ہیں اور (پنجہ کا اندرونی حصہ) قحط زدوں کے لئے ربیع ہے۔ کیا میں اسے چکی کے نیچے دبا دوں پھر اس کی خلاصی کی کوشش کروں' اگر ایسا کروں تو میں کمینہ ہوں۔ میں ہر جگہ پر مشک کی طرح خوشبو کرتا ہوں مگر تمہارے نزدیک ذلیل ہوں۔

حسن بن قتادہ اور مسعود بن کامل کی جنگ: اس کے بعد ۶۲۰ھ میں مسعود بن کامل یمن سے مکہ آیا حج کیا بعد فراغ حج، حسن سے صفا، مروہ کے میدان میں معرکہ آرائی کی، اس واقعہ میں حسن کو شکست ہوئی مسعود نے مکہ پر قبضہ کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا دربارِ خلافت تک یہ خبر پہنچی تو خلافت مآب نے مسعود سے اس پر اور ان حرکات پر جو اس نے مکہ معظمہ میں کیے تھے ناراضگی ظاہر فرمائی اور بے حد غصہ کیا۔ مسعود کے باپ نے بھی مسعود کو بیزاری اور نفرین کا خط لکھ بھیجا جس کا مضمون یہ تھا:

''میں تجھ سے بری الذمہ ہوں اے سخت دل تو نے بڑا غضب ڈھایا مجھے قسم ہے کہ مجھے موقع مل گیا تو میں تیرا سیدھا ہاتھ کاٹوں گا تو نے بے شک دین اور دنیا دونوں کو پس پشت ڈال دیا۔ لاحول ولاقوۃ الا باللہ العلی العظیم۔

مسعود کی گرمی ذرا کم ہوئی، شرفاء مکہ کے خون بہا (دیت) ادا کیے۔ اس معرکہ میں اس کا ایک ہاتھ بیکار ہو گیا تھا۔

حسن بن قتادہ کی بغداد روانگی: حسن بن قتادہ بغرض دادخواہی بغداد کی طرف روانہ ہوا، تن تنہا شام جزیرہ اور عراق کی خاک چھانتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا، ترکوں نے آمد کی خبر پا کر بعوض امیر اقیاس اس کے قتل کی فکر کی لیکن اہل بغداد نے ترکوں کو اس فعل سے روک دیا حتیٰ کہ ۶۲۳ھ میں اس نے بغداد ہی میں وفات پائی اور وہیں مدفون ہوا اس کے بعد ۶۲۶ھ میں مسعود بن کامل مکہ معظمہ میں مر گیا اور معلیٰ میں دفن کیا گیا اس کا سپہ سالار فخر الدین بن شیخ مکہ معظمہ کا حکمران ہوا اور یمن کی امارت امیر الجیوش عمر بن علی بن رسول کے قبضہ اقتدار میں رہی۔

راجح بن قتادہ: ۶۲۹ھ میں راجح بن قتادہ نے عمر بن علی بن رسول کی فوجیں لے کر مکہ معظمہ کا قصد کیا چنانچہ ۶۳۰ھ میں اس مقدس شہر کو فخر الدین بن شیخ کے قبضہ سے نکال لیا۔ فخر الدین نے مصر جا کر دم لیا۔ اس کے بعد ۶۳۲ھ میں مصری فوجیں بسر کردگی امیر جبرئیل، مکہ معظمہ کی طرف بڑھیں اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا، راجح یمن بھاگ گیا، پھر عمر بن علی مع اپنی فوج کے راجح کے ہمراہ اس کی کمک کے لئے آیا۔ مصری فوجیں مکہ معظمہ خالی کر کے بھاگ گئیں۔ راجح نے مکہ معظمہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر لیا اور خطبہ میں خلیفہ مستنصر عباسی کے بعد عمر ابن علی کا نام پڑھا اور جب تاتاریوں نے عراق کو ۶۳۴ھ میں دبا لیا اور ان لوگوں کی حکومت مستحکم ہوگئی اور رفتہ رفتہ اربل تک پہنچ گئے تو خلیفہ مستنصر نے علماء سے استفتاء کر کے بوجہ جہاد حج بند کر دیا۔ ۶۴۳ھ میں خلیفہ مستعصم نے حاجیوں کا قافلہ اپنی ماں کے ساتھ روانہ کیا اور کوفہ تک اس کی مشایعت کی۔ اس مرتبہ یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک ترکی نے شریف مکہ کو مارا۔ راجح نے خلافت مآب کی خدمت میں اس کی شکایت کی، اس جرم کی پاداش میں اس ترکی کے ہاتھ کاٹ ڈالے گئے۔ اس کے بعد پھر حاجیوں کی آمد بند ہوگئی اور ایک زمانہ تک حج موقوف رہا۔

جماز بن حسین کی مکہ پر فوج کشی: پھر موسیٰ امام زیدیہ کی حکومت کا سکہ یمن میں چلنے لگا اس نے خلافت عباسیہ کا خطبہ موقوف کر دینے کا ارادہ کیا یہ امر مظفر بن عمر بن علی بن رسول کو ناگوار گزرا، خلیفہ مستعصم کو اس سے مطلع کر کے حاجیوں کا قافلہ روانہ کرنے کی ترغیب دی لیکن کچھ کاربر آری نہ ہوئی اور موسیٰ امام زیدیہ اپنے ارادے میں کامیاب ہو گیا۔ ۶۵۱ھ میں جماز بن حسین بن قتادہ، دمشق میں ناصر بن عزیز بن ظاہر بن ایوب کی خدمت میں ابوسعید کے خلاف فوجی امداد حاصل کرنے کے لئے اس بنا پر گیا کہ والی یمن کا خطبہ مکہ معظمہ میں موقوف کر دیا جائے، چنانچہ ناصر نے جماز کو فوجی مدد دی اور جماز مکہ پر چڑھ آیا، ابوسعید حرم میں مارا گیا ساتھ ہی اس کے جماز نے ناصر کے ساتھ یہ عہد شکنی کی کہ کامیابی کے بعد والی یمن ہی کے نام کا خطبہ پڑھا۔

بنی قتادہ کا مکہ سے اخراج: ابن سعید روایت کرتا ہے کہ ۶۵۳ھ میں مجھے جس وقت کہ میں سرزمین مغرب میں تھا یہ خبر پہنچی کہ راجح بن قتادہ مکہ آیا ہوا تھا ایک معمر اور مسن شخص تھا اطراف یمن مقام مسدین میں رہتا تھا اس نے مکہ پہنچ کر جماز بن حسن بن قتادہ کو مکہ سے نکال دیا۔ جماز ینبوع چلا گیا۔ پھر ابن سعید کو لکھا ہے کہ ۶۶۳ھ میں یہ خبر ملک مغرب میں پہنچی کہ حکومت ابونمی بن سعید جسے جماز نے امارت مکہ حاصل کرنے کی غرض سے مار ڈالا تھا اور غالب بن راجح جس نے جماز کو ینبوع کی طرف نکال دیا تھا وہیں منقسم ہے۔

ابونمی بن سعید: اس کے بعد مکہ پر ابونمی کی حکومت کے قدم جم گئے اور اس نے اپنے باپ ابوسعید کے قاتلوں ادریس جماز اور محمد کو ینبوع کی جانب شہر بدر کر دیا۔ ان میں سے ادریس نے تھوڑے دن تک مکہ کی امارت کی تھی ان لوگوں نے ینبوع پہنچ کر پھر اپنی حکومت کی بناء ڈالی چنانچہ اس وقت تک ان کی نسلیں ینبوع کی حکمران ہیں ابونمی نے تقریباً پچاس برس تک مکہ معظمہ میں امارت کی آخری ساتویں صدی ہجری یا اس کے دو برس بعد مر گیا اور بوقت وفات تیس لڑکے چھوڑ گیا۔

بنی نمی کے حکمران

رمیثہ اور حمیضہ پسران ابونمی: ابونمی کے مرنے پر مکہ معظمہ کی عنان حکومت اس کے بیٹوں رمیثہ اور حمیضہ کے قبضہ اقتدار میں گئی اور یہ دونوں بالاشتراک حکومت کرنے لگے۔ عطیفہ اور ابوالغیث نے رمیثہ اور حمیضہ سے دوبارہ امارت مکہ معظمہ پر جھگڑا کیا رمیثہ اور حمیضہ نے عطیفہ اور الغیث کو گرفتار کرا کر جیل میں ڈال دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں بیبرس جاشنگر جو مصر میں الملک الناصر کے ممالک محروسہ کا شروع زمانہ حکومت سے منتظم تھا مکہ آ پہنچا اس نے عطیفہ اور ابوالغیث کو قید سے رہا کر کے کرسی حکومت پر بٹھایا اور رمیثہ اور حمیضہ کو مصر بھیج دیا۔ سلطان نے ان دونوں کو اپنی فوج کے ہمراہ پھر امارت مکہ پر واپس کیا۔ عطیفہ اور ابوالغیث کچھ عرصہ بعد آپس میں لڑنے لگے۔ یہ لڑائیاں جو بغرض حصول امارت مکہ ان لوگوں کے درمیان شروع ہوئی تھیں ایک مدت تک جاری رہیں۔ انہی لڑائیوں کے اثناء میں ابوالغیث میدان مرمیں مر گیا۔

رمیثہ اور حمیضہ کے مابین کشیدگی و مصالحت: اس کے بعد حمیضہ اور رمیثہ میں دوبارہ امارت مخالفت پیدا ہوئی۔ رمیثہ ۷۱۵ھ میں الملک الناصر کی خدمت میں امراء شاہی اور عساکر سلطانی سے امداد طلب کرنے کے لئے گیا حمیضہ یہ خبر پا کر کہ میری مخالفت پر شاہی امراء اور سلطانی فوجیں آ رہی ہیں اہل مکہ کے مال و اسباب کو لوٹ کر بھاگ گیا مگر عساکر سلطانی کی واپسی کے بعد مکہ پھر آیا۔ دونوں بھائیوں نے باہم مصالحت کر لی اور بالاتفاق حکومت کرنے لگے۔

حمیضہ کا قتل: پھر عطیفہ نے ۷۱۸ھ میں رمیثہ اور حمیضہ کی مخالفت کی اور بغرض استمداد سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا چنانچہ شاہی امداد حاصل کر کے مکہ معظمہ پہنچا اور قبضہ کر لیا۔ رمیثہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا مگر ۷۲۰ھ میں جس وقت کہ سلطان حج کو آیا رہا کر دیا۔ رمیثہ سلطان کے ساتھ مصر چلا گیا اور حمیضہ فرار ہو گیا حتیٰ کہ سلطان سے امان کی درخواست کی سلطان نے امان دے دی۔ سلطان کے ساتھ حمیضہ کے خدام کا ایک گروہ تھا یہ لوگ اس کے زمانہ بغاوت میں مصر سے اس کے پاس بھاگ آئے تھے۔ حمیضہ کے پاس پہنچے تو یہ معلوم ہوا کہ حمیضہ نے سلطان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ہے

خوف غالب ہوا کہ اگر حمیضہ کے ہمراہ سلطانی دربار میں ہم حاضر ہوئے تو سلطان ہم لوگوں کو سزائے موت دے دے گا۔ سب نے متفق ہو کر حمیضہ کو مار ڈالا اور سر اتار کر سلطان کی خدمت میں لائے یہ خیال کر کے سلطان ہم سے خوش ہو جائے گا۔

رمیثہ والیٔ مکہ: رمیثہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ اپنے بھائیوں کے قاتلوں کو قتل کیا اور باقی جو شریک تھے ان سے درگزر کیا۔ اسکے بعد سلطان نے رمیثہ کو خود مختاری عنایت فرما کر عطیفہ کے ساتھ امارت وحکومت مکہ معظمہ میں شریک کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عطیفہ مر گیا اور رمیثہ استقلال کے ساتھ مکہ معظمہ پر حکومت کرنے لگا رمیثہ کی حالت حیات میں اس کے دو بیٹوں ثقبہ اور عجلان نے بہ رضامندی رمیثہ امارت مکہ باہم تقسیم کر لی تھی۔ مگر پھر رمیثہ نے اس تقسیم کو الٹ پھیر کرنا چاہا' ان دونوں بھائیوں نے منظور نہ کیا اور اپنی اپنی حکومتوں پر قائم رہے۔ کچھ دن بعد دونوں بھائیوں میں جھگڑا شروع ہوا ثقبہ مکہ چھوڑ کر نکل گیا اور عجلان بدستور مکہ میں حکومت کرتا رہا۔ پھر ثقبہ نے اپنی گزری ہوئی حالت درست کر کے عجلان کو مکہ معظمہ میں مغلوب کر دیا۔

ثقبہ بن رمیثہ کا قتل: عجلان مغلوب ہونے کے باوجود ثقبہ کا مقابلہ کرتا رہا حتیٰ کہ دونوں بھائی ۶ ۷۵ھ میں لڑتے جھگڑتے مصر پہنچے۔ حکمران مصر نے ان میں سے عجلان کو مکہ کی سند عطا کی۔ ثقبہ ناراض ہو کر سرزمین حجاز چلا گیا اور وہیں قیام کر دیا۔ زمانہ قیام حجاز میں کئی بار مکہ پر حملہ آور ہوا۔ عجلان آئے دن لڑائیوں سے تنگ ہو کر ۶۲ ۷ھ میں بغرض امداد مصر گیا اور وہاں سے شاہی فوج لے کر ثقبہ کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں بھائیوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی' ثقبہ مارا گیا اور اس کی فوج کا کچھ حصہ بھی اس معرکہ میں کام آیا۔

عجلان بن رمیثہ: عجلان اپنے زمانہ امارت میں عدل وانصاف کے راستہ پر نہایت سلامت روی سے چلا جا رہا تھا۔ وہ اس ظلم اور زیادتی سے منزلوں دور تھا جو اس کی قوم تجارت پیشہ اصحاب اور مجاورین بیت اللہ الحرام کے ساتھ کیا کرتی تھی۔ اس نے اپنے زمانہ امارت میں غلاموں کا ٹیکس جو حجاج پر تھا' موقوف کر کے شاہی خزانہ سے ان کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کرائے جو ایام حج میں انہیں ادا کیے جاتے تھے۔ یہ امر سلطان مصر کی زندہ یادگاروں میں سے تھا جس کی کوشش امیر عجلان نے کی تھی۔ جزائہ اللہ خیراً اسی عدل ووداد اور رفاء مسلمین پر عجلان قائم رہا یہاں تک کہ ۷۷ ۷ھ میں انتقال کیا۔

احمد بن عجلان: عجلان کی وفات پر اس کا بیٹا احمد اس کی جگہ متمکن ہوا۔ احمد اپنے باپ عجلان ہی کے زمانہ حیات ہی سے امور سیاست کا انتظام کر رہا تھا اور حکومت میں اس کا شریک تھا۔ عجلان کے مرنے پر وہی مراسم عدل وانصاف احمد نے جاری رکھے۔ جو اسکے باپ کے عہد حکومت میں تھے۔ تمام عالم میں اس کے عدل ووداد اور حق پسندی کا شہرہ ہو گیا۔ حجاج اور مجاورین بیت اللہ الحرام اس کی تعریف وتوصیف کرنے لگے۔ الملک الظاہر ابو سعید برقوق والی مصر نے اس کے محاسن کا تذکرہ سن کر اپنی طرف سے اسے سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے باپ کو دربار شاہی سے عطا ہوئی تھی اور حسب دستور خلعت بھی بھیجا۔

محمد بن عجلان کا قتل: امیر احمد نے اپنے اکثر اعزاہ واقارب کو جن میں اس کا بھائی محمد' محمد بن ثقبہ اور عنان بن مغامس برادر عم زاد احمد تھا کسی مصلحت سے گرفتار کر کے جیل میں ڈال رکھا تھا۔ امیر احمد کے انتقال پر یہ لوگ قید خانہ سے نکل بھاگے' محمد بن عجلان ایک ہوشیار آدمی تھا اس نے اسی وقت زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور بحکمت عملی ان سب کو واپس بلا لیا صرف عنان بن مغامس سرگرداں وحیران مصر پہنچا اور سلطان مصر سے مقابلہ محمد ودکبیش امداد طلب کی چنانچہ سلطان مصر نے

اس کی کمک پر ایک فوج متعین کی اور امیر قافلہ حجاج کے ساتھ حالات اصلی اور واقعات حقیقی دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا اتفاق سے فرقہ باطنیہ کا ایک گروہ ان کے ساتھ ہو لیا تھا جس وقت محمل جس پر غلاف کعبہ تھا مکہ معظمہ کے قریب پہنچا۔ محمد اس کے لینے کے لئے مکہ معظمہ سے باہر آیا اور حسب عادت قدیمہ اس کا بھوسہ دینے کو بڑھا باطنیوں نے دفعتہً وار کر دیا محمد زخمی ہو کر زمین پر آ رہا اور علی مع قافلہ حجاج مکہ معظمہ میں داخل ہوا۔

عنان بن مغامس: امیر حج نے عنان بن مغامس کو امارت مکہ پر مامور کیا۔ کبیش اور اس کے ہوا خواہ بھاگ کر جدہ پہنچے۔ جب زمانہ حج گزر گیا اور حاجیوں کا قافلہ واپس ہو کر چلا تو کبیش نے لشکر آراستہ کر کے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ مکہ معظمہ پر حملہ کر دیا اور اس پر محاصرہ کیا۔ عنان بن مغامس اور کبیش میں متعدد لڑائیاں ہوئیں انہیں لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں کبیش مارا گیا۔ علی بن عجلان اور اس کا بھائی حسن فریادی صورت بنائے ہوئے الملک الظاہر والی مصر کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ الملک الظاہر اس خیال سے کہ مادہ فتنہ وفساد اس وقت تک منقطع نہ ہوگا جب تک انہیں بھی حکومت مکہ میں حصہ نہ دیا جائے گا۔ ۷۸۹ھ میں انہیں بھی سند حکومت عطا کی اور عنان حکومت عطا کی اور عنان بن مغامس کے ساتھ امارت میں شریک رہنے کا حکم دیا۔

علی بن عجلان: چنانچہ علی وحسن امیر قافلہ حج کے ساتھ مکہ معظمہ روانہ ہوئے جس وقت مکہ معظمہ کے قریب قافلہ پہنچا عنان حسب دستور امیر حج کے استقبال کے لئے لیکن یہ خبر پا کر اسی قافلہ میں سے علی وحسن بھی ہیں اثناء راہ سے بھاگ گیا علی نے مکہ میں داخل ہو کر عنان حکومت مکہ اپنے قبضہ میں لے لی اور استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ جب ایام حج ختم ہو گئے اور حاجیوں کا قافلہ لوٹ کھڑا ہوا تو عنان اپنے بنو عم مبارک اور شرفاء عرب کے ایک گروہ کے ساتھ مکہ پر حملہ آور ہوا پہنچتے ہی علی کا مکہ معظمہ میں محاصرہ کر لیا۔ امارت وریاست کی بابت جھگڑے ہونے لگے۔ پھر خود بخود یہ جھگڑے موقوف ہو گئے کچھ روز بعد پھر وہی لیل ونہار آ گئے اور لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع کر دی۔ اسی حالت سے اس وقت تک یہ سلسلہ جاری ہے۔ ۷۹۴ھ میں ان لوگوں کا ایک وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان کی خدمت میں مصر پہنچا۔ سلطان نے علی کو سندِ حکومت عطا کی خلعت اور جائزے دیئے فوجیں اور خدام عنایت فرمائے۔

عنان بن مغامس کی گرفتاری: عنان بن مغامس کو اپنے دربار میں رکھ لیا۔ حسبِ رتبہ اس کی تنخواہ مقرر کی اور اپنے اراکین دولت میں شامل کر لیا اس کے بعد چند دن بعد سلطان تک یہ خبر پہنچی کہ عنان بن مغامس کے دماغ میں پھر مکہ کی امارت کی ہوا سمائی ہے اور امیر مکہ علی بن عجلان سے دوبارہ امارت پر لڑنے کی غرض سے حجاز کی طرف چھپ کر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ سلطان نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ علی بن عجلان کو اس واقعہ کی خبر لگی تو اس نے بھی ان شرفاء کو جو عنان کے ہوا خواہ اور ہمدرد تھے گرفتار کر لیا پھر انہیں براہ احسان رہا کر دیا۔ ان احسان فراموشوں اور محسن کشوں نے امارت کی بابت پھر جھگڑا شروع کیا اور علی بن عجلان کے ساتھ اس وقت تک لڑ جھگڑ رہے ہیں۔ واللہ متولی الامور لا رب غیرہ۔

باب: ۲۰

امارتِ مدینہ

امرائے بنی مہنی

اگرچہ اوس وخزرج مدینہ منورہ میں رہتے تھے جیسا کہ مشہور ومعروف ہے۔ لیکن نہایت قلیل مدت میں جس وقت کہ اسلامی فتوحات کی موجیں بڑے بڑے سلاطین کی مستحکم سلطنتوں کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں تمام عالم میں پھیل گئے اور مدینہ منورہ سے ان کی حکومت وسرداری جاتی رہی کوئی شخص ان کا باقی نہ رہا' صرف معدودے چند طالبی النسل باقی رہ گئے۔

بنی جعفر کا مدینہ منورہ سے اخراج: ابن حسین نے اپنے ذیل میں جو اس طبری پر لکھا ہے تحریر کیا ہے کہ میں چوتھی صدی میں مدینہ منورہ گیا تھا۔ اس وقت مدینہ منورہ میں خلیفہ مقتدر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا پھر لکھتا ہے کہ اس شہر پر خلفائے عباسیہ کے گورنر برابر حکمرانی کرنے کے لئے آتے جاتے رہے۔ لیکن اصل میں عنان حکومت بنی حسین اور بنی جعفر کے قبضہ اقتدار میں تھی۔ آخر میں بنی جعفر کو بنی حسین نے نکال دیا ان لوگوں نے مکہ اور مدینہ منورہ کے درمیان سکونت اختیار کی' پھر انہیں بنوحرب نے زبید سے قرئ اور حصون کی جانب جلاوطن کر کے صعید تک پہنچا دیا' چنانچہ اس وقت تک یہ وہاں پر موجود ہیں' بنی حسین مدینہ میں ہی رہے' یہاں تک کہ طاہر بن مسلم مصر سے مدینہ منورہ آیا اور اس نے ان کے قبضہ سے مدینہ منورہ نکال لیا۔

طاہر بن مسلم: کتب تواریخ میں ہے کہ طاہر بن مسلم کے باپ کا نام محمد بن عبید اللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسن بن جعفر تھا۔ شیعہ کے نزدیک یہ حجۃ اللہ بن عبید اللہ بن حسین اصغر بن زین العابدین کے نام سے موسوم اور یہ مسلم جس کا اوپر ذکر ہو چکا کافور کا دوست تھا جو اخشید یہ مصر پر قابض تھا جس وقت عبیدیوں کا پرچم اقبال مصر پر لہرانے اور معز الدین اللہ علوی ۳۶۵ھ میں افریقہ سے مصر آیا قاہرہ میں قیام کیا' مسلم کے کسی بیٹے کی لڑکی سے عقد کرنے کی درخواست کی' مسلم نے انکاری جواب دیا' معز نے ناراض ہو کر مسلم کا مال واسباب ضبط کر لیا' گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مسلم بحالت قید میں مر گیا' یہ بھی بیان کیا جاتا ہے کہ مسلم قید خانہ سے بھاگ گیا تھا اور زمانہ فراری میں اس نے وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا طاہر مدینہ منورہ گیا۔ بنو حسین نے اسے اپنا سردار بنایا' چنانچہ دو برس تک استحکام کے ساتھ حکومت کر کے ۳۸۱ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا

حسن حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

حسن بن ظاہر: عتبی مؤرخ دولت بنی سبکتگین کی کتاب میں ہے کہ ظاہر کے بعد جو شخص مدینہ منورہ کا حکمران ہوا تھا۔ وہ اس کا داماد اور اس کے چچا کا بیٹا داؤد بن قاسم بن عبید اللہ ظاہر تھا۔ اس کی کنیت ابو علی تھی۔ اس نے استقلال اور استحکام کے ساتھ ظاہر کے بعد حکمرانی کی تھی نہ کہ ظاہر کے بیٹے حسن نے' حتیٰ کہ ابو علی نے وفات پائی تب ہانی کی جگہ اس کا بیٹا پھر اس کا بیٹا مہنی یکے بعد دیگرے حکومت کرتے رہے' حسن بن ظاہر' سلطان محمود بن سبکتگین کے پاس خراسان چلا گیا تھا اور وہیں ٹھہرا رہا۔

ابن ظاہر کے متعلق غلط روایت: میرے نزدیک یہ روایت غلط ہے کیونکہ میسحی مؤرخ دولت عبیدین نے ظاہر بن مسلم کی وفات اور اس کے بیٹے حسن کی حکومت کو اسی سنہ میں تحریر کیا ہے جس سنہ میں کہ ابھی ہم نے بیان کیا۔ میسحی نے لکھا ہے کہ ۳۸۳ھ میں مدینہ منورہ کا حکمران حسن بن ظاہر تھا جو مہنی کے لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ میسحی بہ نسبت عتبہ کے' حالات مدینہ منورہ اور مصر سے زیادہ واقف تھا۔ اس وقت امراء مدینہ منورہ اپنے کو داؤد کی طرف منسوب کرتے ہیں' کہتے ہیں کہ داؤد عراق سے آیا تھا میرے نزدیک اس کا قائل وہی شخص ہوگا جسے تاریخ سے مَس نہ ہوگا۔ مورخ حماۃ جہاں پر ان کے مورثوں کا ذکر کرتا ہے تو انہیں ابو داؤد کی جانب نسباً منسوب کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

جسد نبوی کو مصر لے جانے کا منصوبہ: ابو سعید نے لکھا ہے کہ ۳۹۰ھ میں ابوالفتوح حسن بن جعفر امیر مکہ نے جو بنی سلیمان سے تھا بحکم حاکم عبیدی مدینہ منورہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور بنی مہنی کی امارت جو کہ بنی حسین سے تھے مدینہ منورہ سے زائل کر دی تھی اس نے جسد نبوی کو مدینہ منورہ سے رات کے وقت مصر لے جانے کا قصد کیا تھا۔ اس رات کو اس قدر تیز ہوا چلی کہ جس سے فضا اور آسمان تاریک ہوگیا۔ قریب تھا کہ بڑے بڑے مکانات اور تناور درخت جڑ سے اکھڑ جاتے ابوالفتوح گھبرا کر اس ارادہ سے باز آیا اور بہ عجلت تمام مکہ معظمہ کی جانب واپس ہوا۔ بنو مہنی بھی مدینہ منورہ واپس آئے۔

قاسم بن مہنی: مؤرخ حماۃ نے ان کے امراء میں سے منصور بن عمار کو ذکر کیا ہے مگر کسی کی جانب منسوب نہیں کیا۔ لکھتا ہے کہ ۴۹۷ھ میں منصور نے وفات پائی تھی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حکمران ہوا' یہ سب مہنی کی اولاد سے تھے' نیز انہیں میں سے قاسم بن مہنی بن داؤد کا تذکرہ لکھا ہے اس کی کنیت ابو قلیتہ تھی کہ یہ سلطان صلاح الدین بن ایوب کے ہمراہ جہاد انطاکیہ میں گیا تھا اور ۵۸۵ھ میں اسے اس نے فتح کیا تھا۔

ابو عزیز قتادہ اور سالم کی لڑائی: نو بجاری مؤرخ حجاز جیسا اس سے ابو سعید نے ملوک مدینہ بنو حسین بن علی کی اولاد سے تھے' ان کے تذکرے کے وقت روایت کیا ہے۔ لکھتا ہے کہ جلیل القدر عظیم الشان ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں میں قابل ذکر قاسم بن حجاز بن قاسم بن مہنی ہے اسے خلیفہ مستقی نے مدینہ منورہ کی سند حکومت عطا کی تھی۔ پچیس برس تک حکمرانی کرتا رہا۔ ۵۸۳ھ میں وفات پائی اس کی جگہ سالم ابن قاسم اس کا بیٹا حکمران ہوا یہ شاعر تھا اس سے ابو عزیز قتادہ والی مکہ سے ۶۰۱ھ میں مقام بدر میں لڑائی ہوئی تھی۔ ابو عزیز نے مکہ سے مدینہ منورہ پر فوج کشی کی تھی اور مدینہ منورہ کا محاصرہ کر لیا تھا۔ ایک مدت تک نہایت سختی سے حصار کئے رہا' پھر محاصرہ اٹھا کر چلا آیا اس اثناء میں سالم کی کمک پر بنی لام جو کہ بطون ہمدان

سے ہیں آگے پھر کیا تھا سالم نے ابوعزیز کا تعاقب کیا اور مقام بدر میں جا کر ابوعزیز کو گھیر لیا۔ فریقین میں گھسان کی لڑائی ہوئی جانبین کے ہزارہا آدمی کام آگئے' ابوعزیز شکست کھا کر مکہ کی جانب بھاگا۔

شیحہ بن سالم: پھر اسی ۶۹ھ میں معظم بن عیسیٰ عادل آ گیا اس نے پھر قلعہ بندی شروع کی لڑائی کے مورچے قائم کئے۔ دمدمے اور دھس بندھوائے سالم بن قاسم امیر مدینہ بھی اس کے ہمراہ تھا کسی وجہ سے ان لوگوں نے مراجعت کی اثناء راہ میں مدینہ منورہ میں پہنچنے سے پہلے سالم انتقال کر گیا۔ تب اس کا بیٹا شیحہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' سالم نے اپنا زمانہ حکمرانی میں ترکمانوں کی ایک فوج تیار کی تھی جسے شیحہ نے از سرِ نو مرتب کر کے قتادہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ قبضہ کر لیا' ابوعزیز قتادہ ینبوع بھاگ گیا اور وہاں پر جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ ۶۴۷ھ میں شیحہ والیٔ مدینہ مارا گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عیسیٰ متمکن ہوا اس کے بعد حجاز بن شیحہ نے عیسیٰ کو ۶۴۹ھ میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کی جگہ خود حکمرانی کرنے لگا۔ ابن سعد لکھتا ہے کہ ۶۵۹ھ میں ابوالحسن شیحہ بن سالم مدینہ منورہ کا حکمران تھا۔ اس کے علاوہ اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ ۶۵۳ھ میں ابو مالک منیف بن شیحہ بن سالم مدینہ منورہ کی حکومت پر تھا۔ ۶۵۷ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حجاز اس کا بھائی حکمران ہوا۔ اس نے بہت عمر پائی اور ۷۰۴ھ میں اس کا انتقال ہوا۔

منصور اور ابوعزیز کی جنگ: اس کے بعد منصور اس کا بیٹا حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا دوسرا بیٹا مقبل نامی شام چلا گیا اور بطور وفد مصر میں بیبرس کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بیبرس نے منصور کے نصف مقبوضہ بلاد کی حکومت مقبل کو عطا کی۔ مقبل بحالت غفلت مدینہ منورہ میں داخل ہوا' اس وقت مدینہ منورہ میں منصور کا بیٹا ابوکبیشہ حکمت کر رہا تھا۔ ابوکبیشہ اور منصور سے کچھ بن نہ پڑی شہر چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے مقبل نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا ابوکبیشہ بحال پریشان قبائل عرب میں چلا گیا اور ان لوگوں سے ایک فوج مرتب کر کے ۷۰۹ھ میں مدینہ منورہ مراجعت کی مقبل اور ابوکبیشہ سے لڑائی ہوئی مقبل مارا گیا۔ منصور مظفر و منصور اپنے دارالامارت میں داخل ہوا۔

ماجد بن مقبل اور ابوعزیز کی لڑائی: مقبل کا ایک لڑکا ماجد نامی تھا اسے بعض مقبوضات میں جو اس کے باپ کے تھے مرحمت کئے گئے' یہ عرب کے ساتھ وہاں جا کر قیام پزیر ہوا اور در پردہ منصور کی مخالفت کرتا رہا۔ اتنے میں منصور اور ابوعزیز قتادہ والیٔ ینبوع کے درمیان ۷۱۱ھ میں اسی ماجد کی وجہ سے لڑائی ہوئی۔ اس کے بعد ماجد بن مقبل ۷۱۷ھ میں اپنے چچا منصور سے جنگ کرنے کے لئے مدینہ منورہ آیا۔ منصور نے سلطان سے امداد طلب کی' چنانچہ شاہی لشکر اس کی کمک پر آیا اس وقت ماجد مقبل مدینہ کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر کار ماجد شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہوا اور منصور بدستور اپنی امارت پر قائم رہا۔ حتیٰ کہ ۷۲۵ھ میں مرگیا اور اس کا بیٹا کبیش بن منصور امارت کرنے لگا۔

ابوکبیشہ بن منصور: اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہوا۔ اس کا امارت کے سلسلہ میں دوی بن حجاز سے جھگڑا ہوا۔ دوی ایک مدت تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد طفیل حکمران ہوا۔ ۷۵۱ھ میں طاہر نے گرفتار کر لیا اور عطیہ کو حکومت عنایت کی۔ (۷۸۳ھ میں عطیہ مرگیا) طفیل کو سند حکومت مرحمت ہوئی کچھ دن بعد قید کر لیا گیا اور حجاز میں ہبتہ اللہ بن جماز بن منصور کو امارت دی گئی۔ غرض سلاطین ترک جو مصر میں حکمرانی کر رہے تھے۔ مدینہ منورہ کی حکومت کو انہیں دو

خاندانوں میں سے کسی ممبر کو منتخب کیا کرتے تھے۔ دو خاندانوں کے علاوہ مدینہ منورہ کی امارت کے لئے کسی دوسرے خاندان سے کسی کو منتخب نہیں کرتے تھے۔ ان دنوں مدینہ منورہ کی زمام حکومت حجاز بن ہبۃ اللہ بن حجاز کے ہاتھ میں تھی اور اس کا ابن عم[1] ابن محمد بن عطیہ امارت کی بابت جھگڑ رہا تھا کیونکہ ان دونوں میں ایک مدت دراز سے جھگڑا چلا آ رہا تھا یہ سب مذہب امامیہ رکھتے تھے جو رافضیوں کی ایک شاخ ہے یہ لوگ ائمہ اثناء عشر کے قائل تھے اور ان تمام اعتقادات کے معتقد تھے جو رافضیوں کے ہیں۔ واللہ یخلق ما یشاء و یختار

امراء مدینہ کے آخری حالات ہیں اس سے زیادہ مجھے واقفیت کا موقع نہیں۔ اللہ وللہ المقدر لجمیع الامور سبحانہ لا الہ الا ھو۔

[1] اصل کتب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔

باب: ۲۱

امارتِ صعدہ

بنی رسی کے حکمران

ابن قاسم الرسی: محمد بن ابراہیم ملقب بہ طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن داعی کے حالات اور زمانۂ خلافت مامون میں اس کے ظہور کے واقعات اور ابوالسرایا کا اس کی بیعت کرنی اور تبلیغ کی کیفیت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' جب یہ اور ابوالسرایا مر گیا تو ان کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ خلیفہ مامون نے اس کے بھائی قاسم الراسی بن ابراہیم طباطبا کی گرفتاری کا حکم صادر فرمایا قاسم بخوف جان سندھ کی طرف بھاگ گیا اور اسی حالت روپوشی میں ۲۴۵ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا حسن یمن واپس آیا۔ صعدہ بلاد یمن کے ایمہ' اسی کی نسل سے تھے۔ اس کی آئندہ نسلوں نے زیدیہ کی حکومت مذکور میں قائم کی جو آخر زمانہ تک باقی رہی۔ صعدہ ایک پہاڑ ہے جو صنعاء کے شرق میں واقع ہے۔ اس میں متعدد قلعے تھے جس میں صعدہ' قلعہ تلا اور جبل مطابہ زیادہ مشہور و معروف تھے۔ یہ سب بنی رسی کے مقبوضات میں شمار کئے جاتے تھے۔

یحییٰ ہادی: ان میں سب سے پہلے جس نے صعدہ میں بغاوت کی تھی وہ عیسیٰ بن حسین بن قاسم رسی تھا۔ اس نے صعدہ میں اپنی خود مختاری کا اعلان کیا اور ''ہادی'' کے لقب سے مخاطب ہوا۔ ۲۸۸ھ میں بحالتِ حیات حسین بن قاسم' یحییٰ کی حکومت وسلطنت کی بیعت لی گئی تھی' بیعت لینے کے بعد اس نے اپنے ہواخواہوں کی فوجیں فراہم کیں اور ابراہیم بن یعفر سے معرکہ آرا ہوا' چنانچہ صنعاء اور بحرین کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا کچھ دن بعد بنو یعفر نے صنعاء وغیرہ کو یحییٰ سے چھین لیا۔ یحییٰ شکست کھا کر صعدہ واپس آیا' ۲۹۸ھ میں اپنی حکومت کے دس سال پورے کر کے رہ گزار ملک جاودانی ہوا' ایسا ہی ابن جار نے لکھا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ دوبارہ ہلال و حرام اس نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ اس کے سوا اور مؤرخین لکھتے ہیں کہ احکام شرعیہ کا بہت بڑا مجتہد تھا۔ علم فقہ میں اس کی عجیب وغریب رائیں تھیں اس کی تصنیف شیعہ میں معروف ہیں۔

مرتضیٰ بن یحییٰ: مصوئی کہتا ہے کہ اس کے بعد اس کا بیٹا مرتضیٰ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا زمانہ نہایت پر آشوب گزرا۔ اس کے باوجود چھبیس برس تک حکومت کی۔ ۳۲۰ھ میں وفات پائی۔ اس جگہ اس کا بھائی الناصر احمد حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' فتنہ وبغاوت کا بازار سرد ہو گیا۔ ملک میں امن وامان کی منادی پھر گئی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے حسین منتخب نے عبائے حکمرانی کو زیب کیا۔ ۳۲۴ھ میں اس نے انتقال کیا۔ تب اس کی جگہ قاسم مختار اس کا بھائی حکمران ہوا ابوالقاسم ضحاک ہمدانی میں

۴۳۴ھ میں اس کی زندگانی کا اپنی تیغ آب دار سے خاتمہ کر دیا۔

عبداللہ بن ناصر: صولی کہتا ہے کہ بنی ناصر سے رشید منتخب تھا اس نے ۳۲۴ھ میں وفات پائی۔ ابن حزم جہاپر ابوالقاسم رسّی کی اولاد کا تذکرہ لکھتا ہے تحریر کرتا ہے کہ انہیں میں سے وہ لوگ ہیں جو صعدہ سرزمین یمن میں حکمرانی کر رہے تھے۔ ان کا پہلا حکمران یحییٰ ہادی گزرا ہے۔ علم فقہ میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا میں نے اسے دیکھا ہے یہ اہل سنت و جماعت کے مسلک سے زیادہ ہٹا ہوا نہ تھا۔ اس کے بیٹے احمد ناصر کے چند بیٹے تھے۔ انہی میں سے اس کے بعد جعفر رشید پھر اس کا بھائی مختار قاسم پھر حسن منتخب اور محمد مہدی حسب ترتیب مذکور حکمران ہوئے۔ پھر لکھتا ہے کہ یمانی جس نے ۳۴۳ھ میں ماوردہ کی حکومت کی بناڈالی تھی وہ عبداللہ بن احمد ناصر برادر رشید مختار اور مہدی تھا۔ ابن حباب تحریر کرتا ہے کہ ان لوگوں کی امامت اور حکومت کا سلسلہ صعدہ میں برابر ایک مدت تک جاری رہا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں میں باہم مخالفت پیدا ہوگئی اور سلیمانیوں نے جب کہ انہیں ہواشم نے مکہ سے نکال باہر کیا۔ صعدہ میں پہنچ کر ان لوگوں کو مغلوب کیا اور ان کی دولت وحکومت کے سلسلہ کو چھٹی صدی ہجری میں منقطع کر دیا۔

فاتک بن محمد نجاحی کا قتل: ابن سعید نے لکھا ہے کہ بنی سلیمان میں جس وقت کہ یہ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب نکالے گئے تھے احمد بن حمزہ بن سلیمان ایک برآوردہ شخص تھا اسے اہل زبید نے جس زمانہ میں علی بن مہدی خارجی ان کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اپنی امداد کو بلایا۔ ان دنوں زبید میں فاتک بن محمد نجاحی حکمرانی کرتا رہا تھا۔ احمد بن حمزہ نے کہلا بھیجا کہ میں تمہاری امداد کو موجود ہوں بشرطیکہ تم لوگ فاتک کو مار ڈالو۔ چنانچہ اہل زبید نے غریب فاتک کو ۵۰۳ھ میں مار کر اپنی حکومت کی عنان احمد بن حمزہ کے قبضہ میں دے دی' لیکن احمد بن حمزہ سے کچھ بن نہ پڑی۔ علی بن مہدی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ زبید سے بھاگ کھڑا ہوا۔ علی بن مہدی نے زبید پر قبضہ کر لیا۔ ابن ابی سعید کا بیان ہے کہ عیسیٰ بن حمزہ برادر احمد بن حمزہ مع اپنے خاندان کے یمن میں تھا[1] اور انہی میں سے خانم بن یحییٰ تھا۔ اس کے بعد تہامہ' جبال اور یمن سے بنو سلیمان کی حکومت بنی مہدی کے ہاتھوں سے جاتی رہی۔ ان کے بعد بنی ایوب نے ان ممالک پر قبضہ حاصل کر کے بنی مہدی کو مغلوب کر دیا۔

منصور عبداللہ ابن احمد: آخر کار اس کی حکومت پر منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ متمکن ہوا۔ ابن عدیم نے لکھا ہے کہ اس نے صعدہ کی حکومت اپنے باپ سے حاصل کی تھی خلیفہ ناصر عباسی تاجدار خلافت بغداد کے ساتھ یہ اکثر بحث و مباحثہ کیا کرتا تھا اور اپنے ایلچیوں کو دیلم اور جیلان (گیلان) کی جانب بھیجتا تھا' حتیٰ کہ ان شہروں کے رہنے والوں نے اس کی امامت و ریاست کو تسلیم کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگے اور اس کی طرف سے ان بلاد پر اعمال مقرر کئے جانے لگے۔ خلیفہ ناصر نے اہل عرب اور یمن کو خوب روپے دیئے اور انہیں ملانے کی کوشش کی۔ لیکن کامیاب نہ ہوا۔ ابن اثیر لکھتا ہے کہ ۶۰۱ھ میں منصور عبداللہ بن احمد بن حمزہ نے جن دنوں صعدہ میں زیدیہ کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا ایک عظیم فوج مرتب کی' یمن پر حملہ آور ہوا۔ معز بن سیف الاسلام طغتگین بن ایوب کو اس سے خطرہ پیدا ہوا مگر مقابلہ کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے منصور عبداللہ کے مقابلہ کو بڑھا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان معز کے ہاتھ رہا۔ منصور عبداللہ شکست کھا کر بھاگا۔ دوبارہ ۶۱۲ھ میں منصور عبداللہ ہمان اور خولان کی فوجیں جمع کر کے یمن کی طرف بڑھا۔ تمام ملک یمن میں زلزلہ سا پڑ گیا۔ مسعود بن

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

کامل جواس وقت والیٔ یمن تھا بے حد خائف ہوا' کردوں اور ترکوں کی فوج اس کے رکاب میں تھی۔ امیر الجیوش عمر بن رسول نے رائے دی کہ منصور عبداللہ کے کسی قلعہ پر قابض ہونے سے قبل جنگ چھیڑ دینی چاہئے۔ مسعود نے اس رائے کے مطابق لڑائی چھیڑ دی چونکہ لڑائی شروع ہونے سے پہلے منصور کے ہمراہیوں میں باہم نزاع شروع ہوگئی تھی' منصور کو شکست ہوئی۔

احمد موطی بن حسین: منصور نے بہت بڑی عمر پائی ۶۳۰ھ میں انتقال کیا ایک بیٹا احمد نامی یادگار چھوڑا۔ زیدیہ نے اسے اپنا امیر بنایا مگر اس کی امامت کا خطبہ بوڑھے ہونے اور شرائط امامت پورے ہونے کے انتظار میں نہ پڑھا گیا۔ ۶۴۵ھ میں زیدیہ کے ایک گروہ نے احمد موطی (جو یادگار اسلاف رسی تھا) کے ہاتھ پر بیعت کی' احمد موطی حسین کا بیٹا اور ہادی کی نسل سے تھا۔ جس وقت بنو سلیمان نے بنو ہادی کو صعدہ کی کرسی امامت سے اتار کر نکال باہر کیا تھا اس وقت یہ لوگ کوہ قطابہ میں جا کر پناہ گزیں ہوئے تھے جو صعدہ کے شرق میں واقع ہے۔ اس زمانہ سے برابر یہ اسی پہاڑ پر مقیم رہے اور ہر زمانہ میں ان کا امام اعلان کرتا آتا تھا کہ اصل میں حکومت ہماری ہی ہے یہاں تک کہ زیدیہ نے احمد موطی کے ہاتھ پر امامت و امارت کی بیعت کی۔ یہ شخص فقیہ' ادیب اپنے مذہب کا عالم اور پابند صوم وصلوٰۃ تھا۔ ۶۴۵ھ میں اس کی امامت کی بیعت کی گئی۔ نورالدین عمر بن رسول کو اس سے خطرہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے احمد موطی پر چڑھائی کر دی اور تلاسنہ میں اس پر محاصرہ کر لیا۔ احمد موطی نے قلعہ بندی کر لی۔ عمر بن رسول نے محاصرہ اٹھا لیا اور دوبارہ محاصرہ کرنے کی غرض سے محصور قلعہ کے گرد ونواح کے قلعوں سے فوجیں طلب کیں لیکن ان فوجوں کے پہنچنے سے پہلے عمر بن رسول مارڈالا گیا اس کا بیٹا مظفر قلعہ دملوہ کے سر کرنے میں مصروف تھا اسے وقت نے اس قدر موقع نہ دیا کہ وہ احمد موطی کے مقابلہ پر آتا۔

احمد موطی کی فتوحات: احمد موطی نے نہایت اطمینان سے ہاتھ قلعوں کو سر کرنا شروع کر دیا۔ بیس قلعہ بزور تیغ فتح کئے' صعدہ پر فوج کشی کی' سلیمانیوں کو شکست فاش دے کر صعدہ میں اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑا۔ سلیمانیوں نے اپنے امام منصور عبداللہ کے بیٹے احمد کی بیعت اسی زمانہ میں کر لی تھی اور متوکل کا خطاب دیا تھا جب کہ موطی کی امامت کی بیعت کی گئی تھی کیونکہ سلیمانی اس کی عمر زیادہ ہونے اور شرائط امامت کے پورا ہونے کا انتظار کر رہے تھے جب احمد موطی کی بیعت کی خبر مشہور ہوئی تو ان لوگوں نے بھی بیعت کر لی' پھر جس وقت احمد موطی نے صعدہ کو فتح کر لیا تو سلیمانیوں کے امام متوکل نے امان حاصل کر کے اپنے کو احمد موطی کے حوالہ کر دیا اور اس کی امارت وامامت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ۶۲۹ھ کا ہے۔ ۶۵۰ھ میں احمد موطی حج کرنے کو گیا۔ اس زمانہ سے زیدیہ صعدہ کی حکومت احمد موطی کی آئندہ نسلوں میں چلی گئی۔

نجاح بن صلاح: میں نے صعدہ سے سنا ہے کہ امام صعدہ ۸۰۰ھ سے قبل علی بن محمد تھا جو کہ احمد موطی کی اولاد سے تھا اور اس نے ۸۰۰ھ سے قبل وفات پائی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا نجاح حکمران ہوا۔ زیدیہ نے اس کی بیعت کی۔ بعض زیدیہ کہتے ہیں کہ وہ امامت کی شرائط نہ ہونے کی باعث امام نہیں تھا۔ بہر کیف صالح نے آخر ۷۹۳ھ میں انتقال کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا نجاح حکمران ہوا۔ زیدیہ نے اس کی بیعت سے انکار کیا نجاح نے کہا کچھ مضائقہ نہیں ہے۔ میں اللہ تعالیٰ کا محتسب ہوں۔

یہ واقعات وہ ہیں جو مجھ کو زمانۂ قیام مصر میں ان لوگوں سے معلوم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ زمین اور تمام ان چیزوں کا جو اس پر ہیں وارث و مالک ہے۔

باب:۲۲

آلِ ابی طالب

طالبیوں کی اصل: طالبیوں کا سلسلہ نسب حسنؓ وحسینؓ پسران علیؓ بن ابی طالب تک منتہی ہوتا ہے جو بطن فاطمہؓ سے پیدا ہوئے تھے اور یہ دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے ہیں۔ بعض طالبیوں کا سلسلہ نسب محمد بن حنفیہ برادر علاتی حسنؓ و حسینؓ سبطین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جا ملتا ہے اگرچہ علی رضی اللہ عنہ کی ان لوگوں کے علاوہ اور اولاد بھی تھی مگر جن لوگوں نے خلافت و امارت کو اپنا حق تصور کر کے طلب کیا اور شیعوں نے ان کی طرفداری کی اور اطراف بلاد میں ان کی امارت وحکومت کی ترغیب دی وہ یہی تین (حسن، حسین اور محمد) تھے نہ کہ اور اولاد۔

آل حسن: حسن کی اولاد سے حسن مثنیٰ اور زید ہیں انہی دونوں سے حسن سبط کی نسل مدعی امامت وحکومت ہوئی۔ حسن مثنیٰ کے لڑکوں سے عبداللہ کامل، حسن مثلث، ابراہیم عمر، عباس اور داؤد ہیں۔ عبداللہ کامل اور اس کے لڑکوں کے حالات اور انساب اوپر بیان کیے گئے ہیں جہاں پر کہ اس کے بیٹے محمد مہدی کے تذکرے اور حالات جو ابو جعفر منصور کے ساتھ پیش آئے تھے احاطۂ تحریر میں لائے گئے ہیں۔ ملوک اور ارسہ مغرب اقصیٰ بنو ادریس بن ادریس بن عبداللہؒ کامل بنو حمود ملوک اندلس (جو بنو امیہ کے آخری عہد حکومت میں بنو امیہ کی جانب سے حکمران تھے) بنو حمود بن احمد بن علی بن عبیداللہ بن عمر بن ادریس (جن کا ذکر ہم آئندہ تحریر کریں گے) بنو سلیمان بن عبداللہ کامل (جن کی نسل سے ملوک یمامہ بنو محمد اخیضر بن یوسف بن ابراہیم بن موسیٰ جون گزرے ہیں) بنو صالح بن موسیٰ بن عبداللہ ساقی ملقب بہ ابوالکرام ابن موسیٰ بن جون، انہی طالبیوں کی اولاد اور نسل سے تھے، بنو صالح وہ ہیں جنہوں نے بغانہ مضافات سوڈان ملک مغرب اقصیٰ میں حکمرانی کی تھی اور ان کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں پر موجود ہیں اسی کی نسل سے حواشم بنو ابو ہاشم محمد بن حسن بن محمد اکبر بن موسیٰ ثانی بن عبداللہ ابوالکرام تھے جو عہد حکومت عبیدیین میں امراء مکہ تھے ان کے تذکرے ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ ان کی اولاد سے بنو قتادہ بن ادریس بن مطاعن بن عبدالکریم بن موسیٰ بن عیسیٰ بن سلیمان بن موسیٰ جون بھی تھے جو ہواشم کے بعد مکہ معظمہ کے حکمران ہوئے یہ لوگ اپنے باپ قتادہ کی بدولت حکومت کی کرسی پر رونق افروز ہوئے تھے۔ انہی میں سے بنو نمی بن سعد بن علی بن قتادہ ہیں جو اس وقت امراء مکہ ہیں۔

داؤد بن حسن مثنیٰ: داؤد بن حسن مثنیٰ سے سلیمانیوں کا سلسلۂ نسب ملتا ہے جو حکمرانِ مکہ معظمہ تھے یہ لوگ سلیمان بن داؤد کی نسل سے تھے ان پر آخری زمانہ میں ہواشم غالب آ گئے تھے اور یہ لوگ مکہ معظمہ سے یمن کی جانب چلے گئے تھے۔ زیدیہ نے

ان کی امامت وامارت تسلیم کی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا ہے، حسن مثلث بن حسن مثنیٰ سے حسین بن علی بن حسن مثلث تھے جس نے ہادی کے خلاف بغاوت کی تھی اس کا ذکر بھی آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ: ابراہیم بن حسن مثنیٰ کی اولاد ابن طباطبا ہے اس کا نام ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم تھا انہی میں سے محمد بن طباطبا ابوالایمہ صعدہ تھا جس پر بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ غالب آئے تھے جبکہ وہ مکہ سے صعدہ میں آئے تھے پھران پر بنورسی مسلط ہوئے چنانچہ یہ لوگ اپنے امام کے پاس صعدہ چلے گئے اور اس وقت تک وہیں پر موجود ہیں۔

بنوسلیمان بن داؤد: بنوسلیمان بن داؤد بن حسن مثنیٰ اور اس کا بیٹا محمد بن سلیمان جو حکومت مامون میں مدینہ کا حکمران تھا محمد حسن بن محمد بن ابراہیم بن حسن بن زید (جو زمانہ معتمد میں مدینہ منورہ کا والی اور حاکم گزرا ہے اور اس نے منہیات شرعیہ اور خون ریزی کو مباح کر رکھا تھا فتنہ اور فساد کی اس درجہ گرم بازاری ہوگئی تھی کہ جماعت کے ساتھ نماز کا ہونا موقوف ہو گیا تھا حسن بن زید بن محمد بن اسماعیل بن حسن بن زید اور اس کے بھائی محمد (جنہوں نے یکے بعد دیگرے طبرستان میں حکومت و امارت کی بناڈالی تھی اور ان دونوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے) داعی صغیر حسین بن قاسم بن علی بن عبدالرحمٰن بن قاسم بن محمد طحانی ابن قاسم بن حسین بن زید (رے اور طبرستان کا داعی صغیر تھا) اسی ابراہیم عمر بن حسن مثنیٰ کی اولاد سے تھا داعی صغیر اطروش میں لڑائیاں بھی ہوئیں تھیں چنانچہ ۳۱۸ھ میں داعی صغیر مارا گیا۔ اس کی پچھلی نسل سے قاسم بن علی بن اسماعیل تھا۔ جو حسن بن زید کا ایک سپہ سالار تھا۔

اطروش حسنی: ان لوگوں نے اس اطراف کے رہنے والوں کے ساتھ محبت اور اخلاق کے برتاؤ کئے تھے جس سے اس علاقہ کے رہنے والوں کے دلوں میں ان کی محبت جانشین اور متمکن ہوگئی اور یہی سبب تھا کہ دیلم آئے دن بلادِ اسلام پر حملہ آور ہوتے تھے کیونکہ ان حسینوں کی فوج انہی دیلمیوں سے مرتب کی جاتی تھی جوان لوگوں کے ساتھ بغاوت کیا کرتی تھی اطروش حسنی کے ساتھ ماکان بن کالی بادشاہ دیلم نے بغاوت کی تھی، مرداویج اور بویہ انہی کے ہوا خواہوں سے تھے انہیں دیلمیوں کے اعزہ واقارب ان کی فوج کے سپہ سالار اور سپاہی ہوتے تھے جو بہ لحاظ اپنی قوم کی دیلم کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے۔ واللہ یخلق ما یشاء.

آل حسین: حسین بن علی کی اولاد ذکور سے جو کہ زمانہ حکومت یزید بن معاویہ مقام کربلا میں شہید کئے گئے تھے صرف ایک یادگار نسل ''علی'' ملقب زین العابدین باقی رہ گئے تھے۔ علی زین العابدین کے چار لڑکے ہوئے۔ محمد ملقب بہ باقر عبداللہ ارقط، عمر اور حسن اعرج۔

حسین کو یکی بن احمد: عبداللہ ارقط کی نسل سے حسین کو یکی بن احمد بن محمد بن اسماعیل بن احمد بن عبداللہ ارقط تھا۔ حسین کو یکی حسن اطروش بن علی قائم بن حسن بن علی بن عمر کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اس نے سرزمین طالقان میں عہد خلافت معتصم میں حکومت وسلطنت کی بناڈالی تھی، پھر خونریزی کے خوف سے روش پوش ہوگیا تھا اور اسی حالت روپوشی میں وفات پائی یہ معتزلی مذہب تھا۔ اطروش کے ہاتھ پر دیلم کا گروہ اسلام لایا تھا۔

حسن اطروش: اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسین بن علی بن عمر کا بیٹا تھا۔ ادیب اور فاضل تھا اس نے اپنے مذہب کو خوب سنوارا۔ طبرستان پر حکمرانی کی۔ ۳۰۴ھ میں وفات ہوئی اس کے بعد اس کا بھائی محمد حکمرانی کرنے لگا۔ جب یہ بھی مر گیا تو حسین بن محمد بن علی جو اس کے بھائی کا بیٹا تھا کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ۳۱۶ھ میں نصر بن احمد بن اسماعیل ابن احمد بن نوح بن اسد سامانی والی خراسان کی جنگ میں مارا گیا۔

جعفر بن عبداللہ حجۃ اللہ: حسین اعرج کی اولاد سے حسین ہمرج بن زین العابدین بن عبداللہ عقیقی بن حسین اعرج تھا' عبداللہ عقیقی کی نسل سے حسین بن محمد بن جعفر بن عبداللہ عقیقی گزرا ہے جس کی زندگانی کا خاتمہ حسن زید والی طبرستان کے ہاتھوں ہوا۔ اسی خاندان سے جعفر بن عبیداللہ بن حسین اعرج تھا جسے اس کے گروہ والے ''حجۃ اللہ'' سے موسوم کرتے تھے اس کی آئندہ نسل سے ملقب بہ مسلم ایک شخص تھا جو زمانہ حکومت کافور میں مصر کے امور سیاسی کا ناظم گزارتھا۔ مسلم کا نام محمد بن عبیداللہ بن طاہر بن یحییٰ محدث بن حسین بن جعفر حجۃ اللہ تھا۔ مسلم کے بیٹے طاہر کی نسل سے اس زمانہ کے امراء مدینہ منورہ' بنو حجاز بن ہبۃ اللہ بن حجاز بن منصور بن جماز بن شیحہ بن ہاشم بن قاسم بن مہنی بن مہنی بن داؤد بن قاسم برادر اسلم اور عمر و طاہر ہیں۔ ابن سعید کا یہ خیال ہے کہ بنی جماز میں بن شیحہ امرائے مدینہ منورہ عیسیٰ بن زید شہید کی اولاد سے ہیں۔ یہ امر قابل قبول نہیں ہے۔

آل حسین اعرج کا خروج: حسین اعرج کی اولاد سے زید بھی تھے جنہوں نے کوفہ میں ہشام بن عبدالملک کے خلاف ۱۲۱ھ میں بغاوت کی تھی اور وہیں مارے گئے تھے اس کے بعد ۱۲۵ھ میں ان کے بیٹے یحییٰ نے خراسان میں علم مخالفت بلند کیا اور ان کی بھی زندگانی کا خاتمہ کر دیا گیا۔ بعض اوقات صاحب الزنج اپنے کو نسباً ان کی طرف منسوب کرتا ہے اور اس کا بھائی عیسیٰ بن زید جس نے اول زمانہ خلافت منصور سے معرکہ آرائی کی حسین ہی کی اولاد سے شمار کیا جاتا ہے جس کی نسل سے یحییٰ بن عمر بن یحییٰ تھا جس نے عہد حکومت مستعین میں کوفہ میں امارت کی بناء قائم کی تھی' اس کے خیالات صحابہ کی بابت اچھے اور قابل تحسین تھے۔ اس کی طرف وہ عمری منسوب کیے جاتے ہیں جو کہ بغداد میں سلطان کی جانب سے دیلم کے قابض ہونے کے زمانہ میں کوفہ پر غالب ہو گئے تھے۔ علی بن زید بن حسین بن زید نے کوفہ میں بناء حکومت قائم کی تھی۔ پھر صاحب الزنج کے پاس بصرہ بھاگ گئے اس اسے قتل کر کے اس لونڈی کو گھر میں ڈال دیا جسے انہوں نے بصرہ میں گرفتار کیا تھا۔

عبداللہ افطح: محمد ملقب بہ باقر بن زین العابدین کی اولاد سے عبداللہ افطح اور جعفر صادق تھے' عبداللہ افطح کے گروہ والے عبداللہ افطح کی امامت کے قائل تھے اسی کے گروہ سے زرارۃ بن اعین کوفی تھا۔ زرارہ نے کوفہ سے نکل کر مدینہ منورہ میں جا کر قیام کیا تھا۔ اہل مدینہ نے زرارہ سے چند سال مسائل فقہیہ دریافت کیے تھے جس کا جواب اس سے نہ بن پڑا ان لوگوں نے عبداللہ افطح کی امامت کے اعتقاد سے رجوع کر لیا اس وجہ سے افطحیہ کی امامت کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔

ابن حزم کا خیال ہے کہ عبیدین ملوک مصر اس کی طرف نسباً منسوب کیے جاتے ہیں حالانکہ یہ صحیح نہیں ہے۔

آل جعفر صادق: جعفر صادق کے لڑکوں سے اسماعیل' امام موسیٰ کاظم اور محمد دیباجہ تھے محمد دیباجہ نے زمانہ خلافت مامون میں مکہ معظمہ میں بغاوت کی اہل حجاز نے ان کی خلافت و امارت کی بیعت کی' پھر جس وقت معتصم حج کو آیا تو انہیں گرفتار کر کے مامون کی خدمت میں بغداد لایا۔ مامون نے ان کی خطا معاف کر دی تھی۔ محمد دیباجہ نے ۲۰۳ھ میں وفات

پائی۔ باقی رہے اسماعیل اور موسیٰ کاظم انہیں سے شیعہ میں اختلاف پیدا ہوتا ہے۔ موسیٰ کاظم کا حلیہ بدویوں سے زیادہ ملتا جلتا اور رنگ مائل بہ سیاہی تھا۔ رشید ان کی بہت عزت کرتا تھا اور ان کے معاملات میں لوگوں کے کہنے سننے پر کان نہ رکھتا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں انہیں کی آئندہ نسل سے بقیہ ائمہ اثناعشر ہیں جن کی امامت کا فرقہ امامیہ عہد خلافت علی بن ابی طالب وصی سے قائل ہے۔

بارہ ائمہ: علی بن ابی طالب نے ۳۵ھ میں جام شہادت نوش فرمایا ان کے بعد ان کے بیٹے حسنؓ امامت کی کرسی پر متمکن ہوئے ان کی وفات ۴۵ھ میں ہوئی پھر ان کے بھائی حسین امام ہوئے ان کی شہادت ۶۱ھ میں ہوئی۔ پھر ان کے بیٹے علی زین العابدین امامت کے عہدے سے سرفراز ہوئے انہوں نے (۹۴ھ) میں وفات پائی ان کی وفات کے بعد محمد بن علی زین العابدین ملقب بہ امام باقر ہوئے۔ انہوں نے ۱۱۶ھ میں انتقال کیا' پھر ان کے بیٹے جعفر صادق نے امامت کی۔ ۱۴۳ھ میں یہ جاں بحق ہوئے ان کے بعد ان کے بیٹے موسیٰ کاظم کو امامت دی گئی۔ ان کی وفات ۱۸۳ھ میں ہوئی شیعوں کے نزدیک یہ ساتویں امام ہیں ان کے بعد ان کے بیٹے علی رضا منصب امامت سے ممتاز ہوئے۔ ۲۰۳ھ میں انتقال کیا پھر ان کے بیٹے علی معروف بہ ہادی نے امامت کی' ان کا انتقال ۲۵۴ھ میں ہوا' ان کے بعد ان کے بیٹے حسن عسکری کو امامت ملی انہوں نے ۲۶۰ھ میں وفات پائی۔ پھر ان کے بیٹے محمد ملقب بہ مہدی عہدۂ امامت سے سرفراز کئے گئے یہ شیعوں کے بارہویں امام ہیں۔ ان کے حالات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

آلِ موسیٰ کاظم: موسیٰ کاظم کی اولاد سے ائمہ کے علاوہ ابراہیم مرتضیٰ نامی ایک شخص گزرا ہے جسے محمد بن طباطبا اور ابوالسرایا نے یمن کی سند حکومت دی تھی۔ پس ابراہیم یمن گیا اور وہیں پر زمانہ خلافت مامون میں ٹھہرا ہوا خونریزی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ کثرت

ل مؤرخ ابن خلدون نے اس مقام پر شیعوں کے ائمہ اثناعشر کی ترتیب اور ان کے زمانہ وفات کو تحریر کیا ہے ولادت کے زمانہ سے کچھ تعارض نہیں کیا۔ میں اس کمی کو کتب تاریخ سے پورا کرتا ہوں وھو ہذا۔ حسن کی ولادت مدینہ منورہ میں نصف رمضان ۳ھ میں ہوئی۔ تقریباً بیالیس برس کی عمر پائی۔ حسین بھی مدینہ منورہ میں ہجرت کے چوتھے سال شعبان کی پانچ تاریخ کو پیدا ہوئے تقریباً ستاون ۵۷ مرحلے عمر کے طے کئے۔ علی زین العابدین بھی' مدینہ منورہ میں علی بن ابی طالب کے زمانہ حیات میں شہادت کے دو برس پہلے ۳۳ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً ستاون ۵۷ برس کی عمر پائی۔ محمد باقر تین برس قبل شہادت حسین بن علی مدینہ منورہ میں ۵۸ھ میں پیدا ہوئے۔ تقریباً اٹھاون برس کی عمر پائی۔ جعفر صادق کی ولادت ۸۰ھ میں مدینہ منورہ میں ہوئی۔ ان کی ماں کا نام فردہ بنت قاسم بن محمد بن ابی بکر صدیق تھا۔ تریسٹھ مرحلے عمر کے طے کئے۔ موسیٰ کاظم مقام ابواء ۱۲۸ھ میں پیدا ہوئے ان کی ماں کا نام حمیدہ بربریہ تھا۔ انہوں نے پچپن برس کی عمر پائی' ان کے سینتیس لڑکے اور لڑکیاں تھیں۔ علی رضا کی ۱۴۸ھ میں ولادت مقام مدینہ منورہ میں ہوئی۔ پچپن برس عمر کی پائی طوس میں مدفون ہوئے۔ محمد ملقب بہ جواد مدینہ منورہ میں ماہ رمضان ۱۹۵ھ میں پیدا ہوئے پچیس برس زندہ رہے بغداد میں مدفون ہوئے۔ علی ہادی ۲۱۴ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے چالیس مرحلے عمر کے طے کئے۔ حسن عسکری ۲۳۲ھ مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اٹھائیس برس کی عمر پائی اور سرمن رائے میں مدفون ہوئے۔ بارہویں امام محمد ملقب بہ مہدی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کی عمر ان کے باپ حسن عسکری کی وفات کے وقت پانچ برس کی تھی' اپنی ماں کے ساتھ سرداب میں داخل ہوئے اور غائب ہوگئے۔ ھذا عند الشیعۃ انتھی مخلصاً میں تاریخ ابی الفداء و سبائک الذہب و المعارف لابن قتیبہ ۱۴۳۔ (مترجم)

یہ سنہ صحیح معلوم نہیں ہوتا اس لئے کہ تمام مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ ان کی عمر اٹھاون سال ہوئی اور ۹۴ھ میں انتقال ہوا اگر چورانوے سے اٹھاون خارج کئے جائیں تو سن ولادت چھتیس بن جاتا ہے نہ کہ ۳۳ھ میں اور اگر ۳۳ھ تسلیم کر لیا جائے تو اس وقت حضرت علی خلیفہ نہ تھے بلکہ حضرت عثمان خلیفہ تھے کیونکہ حضرت عثمان کی شہادت ۳۵ھ کے آخر میں ہوئی۔ (ادارہ)

خونریزی سے لوگوں نے اسے ''جزار'' کا لقب دیا اس نے اپنی امامت کا اظہار اور حکومت وسلطنت کا دعویٰ کیا تھا۔ جبکہ خلیفہ مامون نے اس کے بھائی علی رضا کی ولی عہدی کا اعلان کیا تھا۔ اعلان کو زیادہ زمانہ نہ گزرا تھا کہ خلیفہ مامون نے ان کے قتل سے متہم کیا گیا۔ جزار نے علم مخالفت بلند کیا اور حکومت وسلطنت کا دعویٰ کیا تھا۔ پس مامون نے جنگ فاطمین میں محمد بن زیاد بن ابی سفیان کو مامور کیا۔ چونکہ ان لوگوں میں باہم عداوت وبغض تھا۔ اس وجہ سے محمد بن زیاد نے نہایت مستعدی سے اس مہم کو سر کیا فاطمیوں پر متعدد حملے کیے۔ ان کے ہواخواہوں اور گروہ والوں کو قتل کیا اور ان کی ہر جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ ابراہیم مرتضٰی کی اولاد سے موسیٰ بن ابراہیم شریف رضی اور مرتضٰی کا دادا تھا۔ ہر ایک کا نام علی بن حسین بن محمد بن موسیٰ بن موسیٰ بن ابراہیم تھا۔

زید النار: موسیٰ کاظم کی اولاد سے زید بھی تھا۔ اسے ابوالسرایا نے اہواز کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ چنانچہ زید بصرہ گیا اور اس پر حکمرانی کرتا رہا۔ عباسیوں کے مکانات کو جو وہاں تھے۔ جلوا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اسی مناسبت سے یہ زید النار کے نام سے موسوم ہوا۔ اس کی نسل سے زید الجنۃ بن محمد بن زید بن حسن بن زید النار تھا۔ یہ اس خاندان کا نامور فاضل اور صالح تر شخص تھا۔ یہ زمانہ حکومت متوکل میں بغداد بھیجا گیا۔ متوکل نے اس کو ابن ابی داؤد کے سپرد کر دیا۔ ابن ابی داؤد نے اس کی آزمائش کی۔ امتحان میں کامل نکلا۔ تب ابن ابی داؤد کی شہادت پر متوکل نے اسے رہا کر دیا۔ موسیٰ کاظم ہی کی اولاد سے اسماعیل بھی تھا۔ اسے ابوالسرایا نے فارس کی حکومت دی تھی۔

آلِ جعفر بن ابی طالب کی پامالی: جعفر صادق کی نسل سے ائمہ کے علاوہ محمد وعلی پسران حسین بن جعفر تھے جنہوں نے ۲۷۱ھ میں حکومت وسلطنت کی بناء مدینہ منورہ میں ڈالی۔ بہت بڑی خونریزی کی لوگوں کے مال واسباب لوٹ لئے۔ جعفر بن ابی طالب کی اولاد کو جی کھول کر پائمال کیا۔ مہینوں مدینہ منورہ میں جمعہ ہوا نہ جماعت کی نماز ہوئی۔

آلِ اسماعیل امام: اسماعیل امام کی نسل سے عبیدیین خلفاء قیروان ومصر یعنی بنو عبیداللہ مہدی بن محمد بن جعفر بن محمد بن جعفر بن محمد بن اسماعیل تھے جن کا ذکر اوپر ہو چکا' جو لوگ ان کے نسب میں ردوقدح یا اختلاف کرتے ہیں۔ وہ از سرتاپا قابل التفات نہیں ہے۔ یہ نہایت صحیح ہے جو ہم نے تحریر کیا ہے۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ لوگ حسن بن بعض عم عبیداللہ مہدی کی اولاد سے ہیں۔ ابن حزم کہتا ہے کہ یہ عبیدیوں کا دعویٰ ہے۔ جس کی واقفیت کچھ نہیں ہے۔

آلِ محمد بن حنفیہ: محمد بن حنفیہ کے لڑکوں میں سے عبداللہ بن محمد اور اس کا بھائی علی بن محمد اور اس کا بیٹا حسن بن علی بن محمد تھا۔ شیعہ ان کی امامت کے بھی قائل ہیں۔ خلیفہ مامون کے عہد خلافت میں اولاد علی بن محمد کے سوا عبدالرحمٰن بن احمد بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب نے بھی بغاوت کی تھی۔

عبداللہ بن معاویہ: جعفر بن ابی طالب کی نسل سے عبداللہ بن معاویہ بن عبداللہ بن جعفر بن ابی طالب تھا جس کی فارس میں حکومت تھی۔ کوفہ میں اس کی خلافت وامارت کی بیعت لی گئی بعض ہواخواہان علویہ نے یہ چاہا تھا کہ عنان حکومت وسلطنت اس کے قبضہ میں دے دی جائے لیکن ابو مسلم نے اس سے مخالفت کی۔ ان کے گروہ والے ان کے آنے کا انتظار کرتے ہیں اور بذریعہ وصیت ابو ہاشم بن محمد بن حنفیہ اسے خلافت وامارت کا مستحق سمجھتے ہیں یہ فاسق تھا اور معاویہ اس کا بیٹا شر وفسق میں اپنے باپ کی نظیر تھا۔ طالبیوں کے انساب اور حالات تمام ہوئے اب ہم بنی امیہ کے حالات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ جو

اندلس میں علم خلافت عباسیہ کے مدمقابل تھے۔ اس کے بعد ہم عرب کی ان دیگر حکومتوں ترک' یمن جزیرہ' شام' عراق' مغرب کے حالات لکھنے کی طرف اپنی توجہ مبذول کریں گے۔ جو علم خلافت عباسیہ کی ماتحت اور ان کی نام لیوا تھا۔ مگر اس سے علیحدہ اور جدا تھیں۔ (واللہ المستعان)

(مترجم) ایک عرصہ سے آپ ان اوراق کو نہایت صبر واستقلال سے پڑھتے چلے آئے ہیں اور بظاہر روکھے سوکھے مضامین کے سوا چٹے پٹے پھڑکتے ہوئے جملے نہ تو آپ نے دیکھے اور نہ سنے ہوں گے۔ آپ نے ان اوراق میں اسلام اور مسلمانوں کی جیتی جاگتی چلتی پھرتی تصویریں دیکھی ہیں اور پھر انہی صفحات میں آپ نے ان کے انحطاط کی صورتوں کو بھی تنزل کے گوشہ میں سر بہ گریباں بیٹھا ہوا یا حیران وسرگرداں ملاحظہ کیا ہوگا۔ اس سے آپ کے دماغ میں یہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ آخر یہ کیوں ہوا؟ مگر آپ یہ سوچیں گے۔ تو آپ کا ذہن' آپ کا دل' خود یہ جواب فوراً دے دے گا کہ مسلمانوں کی بربادی اس وجہ سے ہوئی کہ ان لوگوں نے احکام قرآنی پر نظر نہ رکھی اور آپس کی خانہ جنگیوں' باہمی نزاعات' بے جا خواہشات' حکمرانی اور تکبر و بے جا فخر انساب وہم چو من دیگرے نیست میں مبتلا ہوگئے تھے۔

خلافتِ راشدہ اسلامیہ کے تیسرے دور کے آخر میں امیر المؤمنین عثمانؓ بن عفان کی شہادت کے واقعہ میں بلوایان مصر کے علاوہ کبار صحابہ میں سے کوئی اس میں شریک نہیں ہوا تھا۔ تاہم اسلام اور مسلمانوں کے نقصان عظیم پہنچانے کے لئے کم نہ تھا مگر اس زخم کا فوری علاج یوں ہوگیا کہ امیر المؤمنین علیؓ بن ابی طالب بمشورہ ارباب حل وعقد وصحابہؓ کبار تخت خلافت پر جلوہ آرا ہوگئے۔ نظام حکومت درست نہ ہونے پایا تھا کہ اس غیر متوقع واقعہ شہادت خلیفہ مظلوم نے اپنے کو جنگ جمل کے سانچے میں ڈھال لیا۔ طلحہ وزبیرؓ اور امیر المؤمنین عائشہؓ ایک فریق ہوئیں اور امیر المؤمنین علیؓ ایک فریق ہوگئے۔ لگانے بجھانے والوں اور قاتلین عثمانؓ نے دونوں فریق کو لڑا کر اپنے کو قصاص خون خلیفہ مقتول سے بچالیا۔ اس جنگ میں فریق اول کو شکست ہوئی۔ امیر المؤمنین حضرت علیؓ نے ام المؤمنین عائشہؓ کو بہ عزت واحترام میدان سے واپس کیا اور خود کوفہ پہنچ کر نظم ونسق میں مصروف ہوگئے۔ قصاص عثمان کے جو لوگ خواہاں تھے۔ ان کے دل پہلے ہی سے واقعہ شہادت متذکرہ بالا سے بھرآئے ہوئے تھے۔ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کے عزل ونصب نے ان کے حق میں سونے پر سہاگہ کا کام دیا اور جنگ صفین کی بنیاد پڑگئی۔ اس میں ایک فریق امیر معاویہ رضی اللہ عنہ والئ شام تھے۔ دوسرے فریق وہی امیر المؤمنین حضرت علیؓ فریقین کی قوتیں اس لڑائی کی نذر ہوگئیں۔ آخر کار قدرتی طور پر طے پایا کہ عرب اور عراق کی زمام حکومت امیر المؤمنین حضرت علیؓ کے قبضہ اقتدار میں رہے اور شام پر امیر معاویہ حکمران رہیں اس سے آپ اندازہ کرسکتے ہیں کہ آخری دور خلافت میں مسلمانوں کی متحدہ قوت دو قوتوں میں منقسم ہوجانے سے مسلمانوں کی قوت کو کس قدر نقصان پہنچا ہوگا اور وہ قوت جو اسلام کو خلافت کے دور سابقہ میں حاصل تھی۔ کہاں تک زائل ہوگئی ہوگی۔ اسی جنگ کے خاتمہ پر جنگ نہروان کی بناء پڑتی ہے اور امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کو اس میں مصروف ومشغول ہونا پڑتا ہے۔ اس سے خلافت کی رہی سہی قوت ٹوٹ جاتی ہے۔ یہی واقعات تھے جن کی وجہ سے خلیفہ چہارم کے دور میں اسلامی فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے کا موقع نہیں ملا اور ساری قوت آپس کے جھگڑوں باہمی نزاعات اور رفع بغاوت میں صرف ہوگئی حتیٰ کہ امیر المؤمنین حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زمانہ شہادت قریب آگیا اور جناب موصوف کی شہادت کے بعد لوگوں نے آپ کے بیٹے حسن کے ہاتھ پر خلافت وامارت کی بیعت کی۔ یہ بھی اجتماع اور شوریٰ کی ایک صورت تھی۔ حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تخت خلافت پر متمکن ہوتے ہی اس امر کا احساس کر کے ممالک اسلامیہ میں دو حکومتوں کے قائم ہونے یا رہنے سے اسلام کو بجائے فائدہ کے نقصان

اور ترقی کی جگہ تنزل ہو گا۔ نہایت دانائی اور انجام بینی سے اس امر کو پیش نظر کر کے خلافت راشدہ کا دور ارشاد نبوی صلعم کے بموجب تیس برس رہے گا حکومت و امارت امیر معاویہ کے سپرد کر دی اور آپ مدینہ منورہ میں جا کر عزلت گزین ہو گئے۔ کسی ہوا پرست کا یہ خیال کرنا کہ حسنؓ بن علیؓ نے بزدلی یا سستی و کاہلی سے حکومت چھوڑی نہایت حماقت و بے دینی ہے۔ اس امر نے ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشین[1] گوئی کو جو کہ آپؐ نے عہد طفلی میں حسنؓ بن علیؓ کے بارے میں کی تھی۔ سچ کر دکھایا اُدھر شیعانِ علیؓ نے ہمیشہ کے لئے اسی وجہ سے ان کے خاندان کو منصب امامت سے محروم کر دیا

ع ببین تفاوت رہ از کجاست تا بہ کجا

امیر معاویہؓ اس عام الجماعت کے بعد تمام ممالک اسلامیہ پر بلا کسی شریک اور سہیم کے حکمرانی کرنے لگے یہ وہ زمانہ تھا کہ لوگوں نے نبوت اور فیوض و برکات صحبت رسالت مآب کو بھلا دیا تھا۔ قومی حمیت عصبیت اور طرف داری میں مبتلا ہو گئے تھے۔ معاویہ ایک مدت دراز تک حکومت کر کے انتقال کر گئے۔ انہوں نے انتقال سے چند دن پیشتر اپنے بیٹے یزید کو ولی عہد بنایا۔ اسلام میں یہ پہلی نظیر تھی۔ جس سے انتخابی اور جمہوری حکومت برخاست ہوتی ہے اور شخصی حکومت کی بناء قائم ہوتی ہے ورنہ اس سے پیشتر انتخاب اور اجماع اہل شوریٰ سے منصب امارت و خلافت دیا جاتا تھا۔ اگرچہ امیر معاویہ خود بھی انتخاباً و اجماعاً خلیفہ و امیر نہیں بنائے گئے تھے مگر انہوں نے بہ تقاضائے فطرت و جبلت جبکہ مسلمانوں میں تفرقہ پیدا ہو چلا تھا۔ قومیت کے لحاظ سے اپنی قوم اور تمام عرب اور تمام مسلمانوں کو اپنی طرف مائل کر لیا جیسا کہ ہر بادشاہ اپنی قوم کو قومیت کے لحاظ سے اپنی جانب مائل کر لیتا ہے۔ اس وقت تک جس قدر لڑائیاں ہوئیں وہ محدود اور شخصی تھیں اس کا اثر اسی وقت تک رہا۔ جب تک کہ وہ قائم رہیں یزید کے زمانہ حکومت میں ایک ایسا واقعہ پیش آتا ہے کہ جس سے اسلام میں گروہ بندیاں شروع ہو جاتی ہیں اگرچہ گروہ بندیوں کا سلسلہ آخری دورِ خلافت خلیفہ ثالث سے شروع ہو جاتا ہے۔ لیکن وہ ایسے وقیع نہیں ہے کہ جس کی طرف توجہ کی جائے۔ یزید کے زمانہ حکومت میں کوفیوں کی تحریک واصرار پر جو اپنے کو شیعان علی سے تعبیر کرتے تھے۔ حسین بن علی نے پہلے پسران مسلم بن عقیل کو کوفہ روانہ کیا اور جب کوفہ کے شیعان علی نے ان کے ہاتھ پر حسین بن علی کی بیعت کر لی۔ تو آپ نے یہ خبر پا کر کوفہ کی طرف کوچ کیا اور ہر حکومت کا دباؤ پڑھنے سے کوفہ والوں نے جنہوں نے اولاد مسلم کے ہاتھ پر حسین ابن علی کی بیعت کی تھی۔ پسران مسلم کو حکومت کے حوالہ کر دیا اور وہ شہید کر ڈالے گئے۔ اُدھر حسین ابن علی کوچ و قیام کرتے ہوئے کوفہ کے قریب پہنچ گئے۔ یزید نے ملکی مصلحت کے خیال سے اپنے امراء لشکر اور گورنر کوفہ کو اس امر کی روک تھام پر مامور کیا۔ اس جدوجہد میں لشکر شام کو کامیابی حاصل ہوئی اور کوفہ والے جنہوں نے خطوط لکھ کر بیعت کرنے کے لئے بلوایا تھا اور پسران مسلم کے ہاتھ پر آپ کی بیعت بھی کر لی تھی اپنے مطلوبہ امام کو شام کے حوالہ کر کے تماشائے جنگ دیکھتے رہ گئے۔

اس موقع پر میں اس امر کو ظاہر کیا چاہتا ہوں کہ اہل کوفہ جنہوں نے وہ خطوط لکھے تھے۔ شیعان علیؓ سے اور ان کے متبع تھے۔ شام والے شاہی ملازم تھے اور ان کا مذہب میرے نزدیک نہ شیعہ تھا نہ سنی بلکہ وہ حکومت کا مذہب رکھتے تھے۔ حکومت کا

---

[1] عن ابی بکرۃ قال رایت رسول اللّٰہ صلی علیہ وسلم علی المنبر و الحسین بن علی ابی جنبہ و ھو یقبل علی الناس مرۃ و علیہ اخری و یقول ان ابنی ھذا اسید و لعل اللّٰہ ان یصلح بہ بین فتتن عظمین من المسلمین رواہ البخاری

ابی بکرہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ وسلم کو منبر پر دیکھا اور حسن بن علیؓ کے پہلو میں تھے گاہے آدمیوں کی طرف متوجہ ہوتے تھے اور گاہے حسن کی طرف اور یہ فرماتے جاتے تھے میرا یہ بیٹا سردار ہے۔ اور اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ سے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں مصالحت کرادے گا روایت کیا اس کو بخاری نے مشکوۃ شریف صفحہ ۵۶۹۔

مذہب کیا تھا؟ مصالح ملکی انتظام سلطنت اور حکمرانی۔ اس واقعہ کے ختم ہونے پر واقعہ حرہ پیش آیا۔ واقعات جاں خراش میں سے ایک یہ بھی واقعہ تھا۔ اس کے بعد یزید مر گیا۔ اس کا بیٹا معاویہ بن یزید بن معاویہ تخت نشین ہوا۔ چالیس روز یا کچھ کم وزیادہ حکومت کر کے امارت سے دست بردار ہو گیا۔ اہل حجاز' یمن' عراق اور خراسان نے بلا جدوجہد عبداللہ بن زبیر کی امارت کی بیعت کر لی۔ ملک شام اور مصر والے تقرر امیر میں پس وپیش کر رہے تھے کہ مروان بن الحکم جو ایک مدت سے ایسے مواقع کا منتظر تھا اور حکومت وسلطنت کا خواہش مند تھا۔ حکمت عملی سے ان لوگوں کو اپنی طرف مائل کرنے لگا۔ اسے اور اس کی آئندہ نسلوں کو اپنی کوششوں میں کامیابی ہوئی اور عبداللہ بن زبیر کی زندگانی کا ناکامی سے خاتمہ ہو گیا۔ عبداللہ بن زبیرؓ کی بیعت امارت اگر بہ غور دیکھا جائے تو باجماع وشوریٰ ہوسکتی ہے نہ کہ مروان بن الحکم کی۔ بہرکیف اب وہ زمانہ آ گیا تھا کہ مروانیوں کی خوش اقبالی کا جھنڈا کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا۔ ادھر دعوے داران امارت وحکومت در پردہ سازشیں کر رہے تھے۔ اُدھر گاہے خوارج بغاوت کرتے نظر آ رہے تھے اور گاہے[1] شیعان ومتبعان علی خون حسین کے قصاص لینے کو اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ تاہم کچھ نہ کچھ جہاد کا سلسلہ قائم وجاری رہا۔ سندھ' کاشغر' چین اور اندلس عظمیٰ وغیرہ ممالک فتح ہوئے۔

۱۰۰ھ میں دعوے داران سلطنت اور خواہشمندان حکومت کا ایک نیا گروہ پیدا ہو جاتا ہے جس میں عباسی اور علوی۔ حکومت سرداری کا جھنڈا لئے ہوئے نظر آتے ہیں اور ان لوگوں کو جنہوں نے بزور غلبہ یا بہ حکمت عملی حکومت حاصل کر لی تھی۔ حکومت کی کرسی سے اتارنا چاہتے ہیں۔ عباسیوں کو اس ریشہ دوانی میں رفتہ رفتہ ۱۳۲ھ میں کامیابی حاصل ہو جاتی ہے اور علویہ جو قافلہ سالار تھے پیچھے رہ جاتے تھے۔ مروان بن محمد آخری تاج دار بنوامیہ مارا جاتا ہے اور ابوالعباس سفاح حکومت وسلطنت کی عبا پہنے ہوئے کرسی امارت پر متمکن نظر آتا ہے۔ کاش یہ دعوے داران سلطنت وخواہش مندان حکومت اپنی ذاتی منفعت یا حصول ثروت و دولت کی قوت کو ممالک غیر پر قبضہ وتصرف حاصل کرنے میں صرف کرتے اور ان ممالک میں آتش جنگ مشتعل نہ کرتے جہاں کہ اسلام کے نام لیوا حکومت کر رہے تھے۔ تو آج دنیا میں اسلام ہی اسلام نظر آتا۔ بنوامیہ کی حکومت ان ممالک سے ختم ہونے پر ان کے گورنران صوبجات بار بار سر اٹھاتے ہیں مگر حکومت وسلطنت ان کا سر کچل دیتی ہے۔ غرض اس طرح سے آہستہ آہستہ بنوعباس کی حکومت کا سکہ ممالک اسلامیہ میں چلنے لگتا ہے۔ اس تھوڑے دن بعد اہل بیت علویہ نے خلفاء عباسیہ سے مخالفت پیدا کی اور یہ خیال جما کر کہ ہم مستحق خلافت ہیں۔ اپنی امارت وحکومت کی بناء قائم کرنے لگے۔ گھر کی بلا کو کون ٹال سکتا ہے۔ انہوں نے بھی چند دن میں بہ سعی وکوشش ممالک بعیدہ اسلامیہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور المغرب الاقصیٰ قیروان اور مصر وغیرہ ملکوں میں اپنی حکومت قائم کر لی۔ یہ ممالک کس کے تھے؟ مسلمانوں کے! کس نے قبضہ کیا؟ وہی اسلام کے دعوے داروں نے! یہ کیوں؟ محض اس دعویٰ سے کہ ہم خلافت کے مستحق ہیں ہم ہاشمی ہیں ہم علوی ہیں۔ ہمارے جد امجد کے حق میں امامت وامارت کی وصیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرما گئے تھے۔ حالانکہ ارباب نقل در وامارت اس سے انکار کرتے ہیں۔ افسوس ہے کہ ان لوگوں نے احکام وارشاد قرآنی کو بالائے طاق رکھ دیا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو نسیاً منسیاً کر رکھا تھا۔ مسلمانوں کی خونریزی کو بائیں ہاتھ کا کھیل سمجھ لیا تھا۔ مذہب وملت کو حکومت وسلطنت سے جدا کر دیا تھا۔ بے جا خواہشات وحکمرانی اور نسب وخاندان پر فخر کے ذریعہ سے اسلام اور مسلمانوں کی بیخ کنی اور اپنے ہوا وہوس کے پودوں کی نشوونما میں اپنی قوتوں کو صرف کر رہے تھے یہی اسباب تھے جن سے علم خلافت اسلامیہ آخر کار سرنگوں ہو گیا اور اس کا نام و نشان صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

---

[1] یزید کی وفات اور مروان بن الحکم کی بیعت کے بعد سلیمان بن صرد مختار بن ابی عبید وغیرہ نے بطلب خون حسین بغاوت کی تھی۔ دیکھو ترجمہ تاریخ ابن خلدون جلد ۴ صفحہ ۱۔

حکومت اسلامیہ کی تنزلی کے اسباب میں سے ایک بڑا اور قوی سبب یہ بھی ہوا کہ تاج دار خلافت کی سستی و کاہلی یا حالات سے آگاہ نہ ہونے کے باعث سے حکومت و سلطنت کے بہت سے ٹکڑے ہو گئے تھے۔ چھوٹی چھوٹی متعدد سلطنتیں قائم ہو گئی تھیں۔ آئے دن دعوے داران حکومت و سلطنت علم حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ بسا اوقات وزراء امراء محل سرا کے خواجہ سرا اور لونڈی غلام خلافت مآب پر غالب ہو جاتے تھے اور وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کے مالک ہوتے تھے۔ اجنبیوں اور عجمیوں کا دخل اس درجہ سے بڑھ گیا تھا کہ ہر صیغہ کے مالک وہی تھے۔ سر زمین عرب کے پرزے بالکل نکمے اور ناکارہ تسلیم کر لئے گئے تھے۔

ہمارے اس دعوے کے لئے گزشتہ واقعات کے علاوہ ابن علقمی وزیر السلطنت اور خلیفہ مستعصم کا واقعہ کافی طور سے شہادت دے رہا تھا اگر مسلمانوں کا ہر فرد اپنے کو اسلام کا جان نثار سپاہی اور ہر جاں باز سپاہی اپنے کو امیر و خلیفہ سمجھتا اور ان اصول کے مسلمان پابند رہتے۔ جنہیں شارع اور ان کے متبعین خلفاء نے جاری کیا تھا جیسا کہ دور خلافت راشدہ میں تھا۔ تو اسلام کو اس روز بد کے دیکھنے کی نوبت نہ آتی اور نہ مسلمانوں کی حکومت زوال پزیر ہوتی یہی اصول تھا جن کے ترک کرنے سے اسلام اور مسلمانوں پر ضعف اور کمزوری طاری ہوئی اور غیر اقوام نے ان کی اس کمزوری سے کامیابی حاصل کی۔

اس قدر تقریر کرنے کے بعد ہم ان لوگوں کی اجمالی فہرست درج کرتے ہیں جنہوں نے عہد خلافت عباسیہ میں بہ دعویداری امامت و امارت علم مخالفت بلند کیا تھا اور حکومت و سلطنت اسلامیہ کی بربادی کے باعث ہوئے۔

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۱۳۵ھ عہد خلافت منصور	حران	عبداللہ بن علی عباسی	امیر ہونے کی نوبت نہیں آئی ۱۴۹ھ میں مارے گئے۔
۱۴۵ھ عہد خلافت منصور عباسی	مدینہ منورہ	محمد بن عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی ابن ابی طالب الملقب بہ مہدی و نفس ذکیہ	۱۴۵ھ میں مارے گئے۔
	بصرہ	ابراہیم بن عبداللہ بن حسن	بصرہ اور اہواز میں چند حکومت کی۔
۱۶۹ھ عہد خلافت ہادی	مدینہ منورہ	بن حسن بن علی ابی طالب حسین بن علی بن حسن مثلث بن حسن مثنیٰ بن حسن سبط	قتل کئے گئے اور حکومت کی نوبت نہیں آئی۔
۱۷۶ھ عہد خلافت ہارون الرشید	دیلم	یحییٰ بن عبداللہ بن حسن بن حسین سبط	فضل برمکی کی عاملانہ تدبیر سے مصالحت ہو گئی۔
۱۹۵ھ عہد خلافت مامون	دمشق	علی بن عبداللہ بن خالد بن یزید بن معاویہ سفیانی اموی	
۱۹۹ھ عہد خلافت مامون	کوفہ	محمد بن ابراہیم بن اسماعیل بن ابراہیم بن حسن بن حسین علوی معروف بہ طباطبا	اس کے مرجانے پر اس کا غلام ابوالسرایا شاہی لشکر سے لڑتا رہا متعدد لڑائیاں ہوئیں

زمانہ خروج	مقام خروج	نام	کیفیت
۲۰۰ھ ۲۱۹ھ یا اس سے کچھ پہلے عہد خلافت معتصم	مکہ طالقان	محمد بن جعفر صادق بن محمد باقر بن علی زین العابدین محمد بن قاسم بن علی بن عمر بن زین العابدین	گرفتار ہو کر بغداد بھیجے گئے پھر جیل سے نکل بھاگے۔
عہد خلافت معتصم	بغداد	عباس بن مامون	جنگ کی نوبت نہیں آئی صرف بیعت کی گئی۔
۲۲۷ھ عہد خلافت واثق	اطراف فلسطین	ابو حرب یمانی ملقب بہ مبرقع اموی ہونے کا مدعی تھا	
۲۵۰ھ عہد خلافت مستعین	کوفہ	یحییٰ بن عمر بن یحییٰ بن حسین بن زید شہید علوی	۲۵۰ھ میں مارے گئے۔
۲۵۹ھ عہد خلافت معتمد	مصر	ابراہیم بن محمد یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن حنفیہ علوی معروف بہ ابن صوفی	بلاد صعید کے چند قصبات پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔
معتمد	کوفہ	علی بن زید علوی	کوفہ پر قبضہ کر لیا تھا۔
ایضاً	رے	حسین بن زید علوی	۲۶۰ھ میں مارا گیا رے پر قابض ہو گیا موسیٰ بن بغا سے اور اس سے لڑائی ہوئی۔
۳۰۰ھ یا اس سے کچھ دنوں پیشتر عہد خلافت مقتدر	طبرستان و دیلم	حسن بن علی بن حسین بن علی بن عمر بن زین العابدین معروف بہ اطروش	صوبہ طبرستان وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔

یہ اجمالی فہرست ان لوگوں کی تھی جنہوں نے وقتاً فوقتاً امارت وحکومت حاصل کرنے کی غرض سے خروج کیا تھا مگر بہت ہی جلد حکومت کی طرف سے ان کا استیصال ہو گیا تھا۔ اگر انتخاب میں میری نظری نے غلطی کی ہو اور کچھ لوگ اس فہرست میں شامل کرنے سے باقی رہ گئے ہوں تو مجھے اُمید ہے کہ آپ معاف کر دیں گے باقی رہ گئے وہ لوگ جنہوں نے خلافت عباسیہ سے علیحدہ اپنی اپنی حکومت قائم کر لی تھی۔ انہیں میں نے فہرست میں داخل نہیں کیا علامہ مؤرخ نے ان لوگوں کے حالات کو جدا جدا تحریر کیا ہے۔ (مترجم)

باب: ۲۳

امیرانِ اندلس

قدیم اندلس اور گاتھ: اندلس بحیرہ روم کے شمالی کنارہ پر مغرب کی جانب واقع ہے اسے عرب اندلوسیہ عظمیٰ کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں پر فرانس کا ایک گروہ رہتا تھا ان میں سے زیادہ تر سخت اور کثیر التعداد جلالقہ تھے۔ لیکن قوط (گاتھ) نے اسلام سے دو برس پہلے لاطینیوں سے متعدد لڑائیاں لڑ کر اس خطہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ انہیں لڑائیوں میں قوط (گاتھ) نے رومہ پر محاصرہ کیا تھا۔ اہل رومہ نے صلح کا پیام دیا اور آخر کار اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ گاتھ اندلس کو واپس چلے جائیں چنانچہ ان لوگوں نے اس ملک کی طرف رخ کیا اور قابض ہو گئے پھر جب رومیوں اور لاطینیوں نے لیلہ نصرانیہ کو لے لیا۔ تو دوسری طرف سے مغرب میں فرانسیسی بھی در بھی گھس پڑے اس وقت گاتھ کے قبضہ اقتدار میں یہاں کی زمام حکومت تھی۔ گاتھ نے ان تعلقات سے عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔

لرزیق (راڈرک): شاہان گاتھ کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) میں تھا اور اکثر[1]   اور قرطبہ' ماروہ اور اشبیلیہ کے درمیان تھے۔ اسی حالت سے گاتھ نے تقریباً چار سو برس حکمرانی کی تھی کہ آفتاب اسلام کی روشنی سے تمام عالم منور ہو گیا اور اس کی فتح مند فوجیں بحر ظلمات اور سواحل افریقیہ پر لہراتی نظر آنے لگیں۔ اس وقت یہاں کا بادشاہ لرزیق (راڈرک) تھا یہ لقب یہاں کے بادشاہوں کا تھا جیسا کہ جرجیر ملوک صقلیہ کا خطاب تھا۔ گاتھ کا نسب اور ان کی حکومت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں بحیرہ روم کے جنوبی ساحل کے اس پار بھی گاتھ ہی کا قبضہ تھا۔ جس کے حدود ادھر طنجہ سے اُدھر بلاد بربر سے ملے ہوئے تھے۔ بربریوں کا بادشاہ جو اس صوبہ پر ان دنوں حکمرانی کر رہا تھا جسے عرب جبال غمارہ سے تعبیر کرتا ہا۔ بلیان[2] نامی ایک شخص تھا یہ شخص انہی کے مذہب کا پابند اور انہی کا ماتحت تھا۔ موسیٰ بن نصیر سردار عرب خلیفہ ولید بن عبدالملک اموی کی جانب سے افریقہ کی گورنری پر تھا۔ اس کا دارالحکومت قیروان تھا۔ عساکر اسلامیہ نے اس نامور گورنر کی ماتحتی میں المغرب الاقصیٰ کے اکثر شہروں کو فتح کر لیا ان کی فتوحات کا سیلاب بڑھتے بڑھتے جبال طنجہ سے گزر کر بحیرہ زقاق تک پہنچ گیا تھا۔ صرف ایک قلعہ جبال غمارہ کا جس پر بلیان حکمرانی کر رہا تھا۔ مسلمانوں کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔

راڈرک اور فلورنڈا: گورنر افریقہ موسیٰ بن نصیر بلیان سے علم حکومت اسلامیہ کی اطاعت قبول کر لینے کا نامہ و پیام کر رہا تھا

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ من مترجم۔

[2] بلیوان کا نام جولین تھا صوبہ سبوتا (سبطہ) کا یہ گورنر تھا۔

اور اپنے آزاد غلام طارق بن زیاد لیثی کو طنجہ کی حکومت پر مامور کر دیا تھا۔ اتفاق سے انہی ایام میں بلیان اور لرزیق بادشاہ گاتھ میں چشمک پیدا ہوگئی تھی۔ سبب یہ ہوا کہ لرزیق نے بلیان کی بیٹی (فلورنڈا) کی عصمت پر اپنے محل سرا میں حملہ کر کے اس کی پاک دامنی کو اپنی ہوا و ہوس اور شہوت پرستی اور عیش پسند طبیعت کا شکار بنا ڈالا تھا۔ اس وقت اسپین کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں کا یہ دستور تھا کہ اپنے بچوں کو دربار شاہی میں آداب بزم و تہذیب سیکھنے کی غرض سے بھیج دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بلیان نے اسی دستور کے مطابق اپنی بیٹی (فلورنڈا) کو طلیطلہ (ٹولیڈو) بھیج دیا تھا۔ بلیان کو اس شرمناک خبر کے سننے سے سخت برہمی پیدا ہوگئی فوراً سامان سفر درست کر کے دربارِ شاہی کو روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر لرزیق سے ملاقات کی اور مع اپنی مظلومہ بیٹی کے اپنے دارالحکومت واپس آیا واپس ہوتے ہی طارق سے ملاقات کی جس کے ساتھ بارہا تیغ و سپر ہو چکا تھا اور اسے گاتھ کے سرسبز و شاداب ملک کی راہوں سے واقف کر کے اس قدر شوق دلایا کہ عربی جرنیل کے منہ میں پانی بھر آیا۔

طارق بن زیاد کی فتوحات: طارق نے فرصت اور موقع پا کر ۹۲ھ ۷۱۰ء میں اپنے امیر موسیٰ بن نصیر سے اجازت حاصل کی اور تین سو عربی سپاہ کی جمعیت سے دریا عبور کر کے سواحل اندلس پر حملہ آور ہوا۔ طارق کے ہمراہ تین سو عربی فوج کے علاوہ تقریباً دس ہزار بربری فوج بھی تھی۔ طارق نے ان کو بھی فوجی لباس پہنا کر ایک خاصہ لشکر بنا لیا تھا اور فتحمندی کا جھنڈا لئے ہوئے جبل الفتح (لائنز زاک یا قلعہ الاسد) موسوم بہ جبل الطارق (جبرالٹر) تک پہنچ گیا۔ دوسری جانب طریف بن مالک نخعی ممالک اندلس میں گھس کر تاخت و تاراج اور لوٹ مار کرتا ہوا اس مقام تک پہنچا۔ جسے اب اس کے نام کی مناسبت سے شہر طاریفا کہتے ہیں۔ ان مقامات کے فتح ہونے کے بعد اندلس کے اندرونی حصوں کی طرف عساکر اسلامیہ نے رُخ کیا۔ لرزیق کو اس کی خبر لگی تو اس نے عجم کے مختلف گروہوں اور عیسائیوں کو جمع کر کے چالیس ہزار کی جمعیت سے عساکر اسلامیہ سے لڑنے کے لئے نکلا دونوں فوجوں کا ایک وادی میں جسے عربی مؤرخ بیکا[1] کہتے ہیں مقابلہ ہوا۔ مسلمانوں کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی بہت بڑی غنیمت ہاتھ آئی بے شمار لونڈی غلام کے مالک ہوئے طارق نے فتح کا بشارت نامہ معہ مال غنیمت اپنے گورنر موسیٰ بن نصیر کی خدمت میں روانہ کیا۔

موسیٰ بن نصیر کی اندلس پر فوج کشی: موسیٰ بن نصیر کو طارق کی اس غیر متوقع فتح یابی اور ناموری سے رشک پیدا ہوا ایک باضابطہ فرمان لکھ بھیجا کہ ''چونکہ تم بغیر اجازت کے ملکِ غیر میں گھسے جاتے ہو۔ لہٰذا جہاں تک تم پہنچ گئے ہو رک جاؤ اور جب تک میں نہ پہنچ جاؤں آگے نہ بڑھو'' اور اپنی جگہ قیروان میں اپنے بیٹے عبداللہ کو مامور کر کے ۹۳ھ ۷۱۱ء میں ایک عظیم لشکر کے ساتھ ممالک ہسپانیہ کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا۔ اس مہم میں حسین بن ابی عبداللہ المہدی فہری اور عرب کے مشہور مشہور دلاور آزاد غلام اور بربر کے مشہور مشہور نبرد آزما شریک تھے۔ چنانچہ موسیٰ بن نصیر نے خلیج زقاق کو طنجہ اور جزیرہ خضر کے درمیان عبور کر کے اندلوسیہ عظمیٰ میں قدم رکھا۔ طارق نے اپنے گورنر سے ملاقات کی اور مطیع و منقاد ہو کر اس کی ماتحتی میں ممالک ہسپانیہ کو سر کرتا رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ بن نصیر نے فتح کی تکمیل کی اور اندلس کو شرقاً برشلونہ تک اوسطاً اربونہ تک غرباً صنم قادس تک فتح کر لیا۔ تمام ممالک ہسپانیہ کو زیروزبر کر کے بہت سا مال غنیمت جمع کیا اور مشرق کی طرف سے قسطنطنیہ کو سر کرتا ہوا ملک

---

[1] وادی بیکا وادی لیت کے متصل بہتا ہے اور پچھلا دریا اس طریفا نگر کے پاس ہو کر سٹریٹ کو جاتا ہے۔ تاریخ اسپین صفحہ ۱۵۔

شام میں داخل ہونے اور ان ممالک کے درمیان میں جس قدر عجمیوں اور نصرانیوں کے ممالک تھے۔ ان کو تاخت و تاراج اور فتح کر کے دارالخلافت میں حاضری کا ارادہ کیا تھا۔

موسیٰ بن نصیر کی واپسی: رفتہ رفتہ دربار خلافت تک یہ خبر پہنچی۔ خلیفہ ولید کو مسلمانوں کا دارالسلام سے اس قدر دور دراز نکل جانا اور دارالکفر میں جا کر اس قدر منہمک ہونا شاق گزرا موسیٰ بن نصیر کو تہدید آمیز فرمان لکھا اور واپس آنے کی سخت تاکید کی اور اس سے موسیٰ بن نصیر نے ارادہ فسخ کر دیا اور ملک ہسپانیہ کا نظم و نسق و سرحدی مقامات کی حفاظت پر فوجیں مامور کر کے لوٹ کھڑا ہوا۔

عبدالعزیز بن موسیٰ: روانگی کے وقت اپنے بیٹے عبدالعزیز کو بلاد ہسپانیہ میں دشمنان اسلام پر جہاد کرنے کی ہدایت کی عنان حکومت و انتظام بھی اسی کے سپرد کیا اور قرطبہ میں قیام کرنے کا حکم دیا۔ عبدالعزیز نے قرطبہ کو اپنا دارالامارت قرار دیا ۹۵ھ میں موسیٰ بن نصیر قیروان میں داخل ہوا اس کے بعد ۹۶ھ میں مال غنیمت اور خزائن وغیرہ کے ساتھ دارالخلافت دمشق کی جانب روانہ ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ مال کے علاوہ جو ملک اندلس سے ہاتھ آیا تھا۔ تیس ہزار سوار غلامی کے حلقہ میں تھے۔ افریقہ میں اس نے اپنی جگہ اپنے بیٹے عبداللہ کو متعین کیا تھا۔ جس وقت موسیٰ بن نصیر دربار خلافت میں حاضر ہوا۔ خلیفہ سلیمان نے اس کی جرأت اور مسلمانوں کو خطرہ میں ڈالنے پر ڈانٹ ڈپٹ کی اور اس کی کارگزاری کا ذرہ برابر پاس نہ کیا۔

عبدالعزیز کا قتل: اس واقعہ کے دو برس بعد حکام اسلامیہ اندلس نے سلیمان کی پشت پناہی سے عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کو قتل کر ڈالا ایوب بن حبیب لخمی ہمشیرزادہ موسیٰ بن نصیر کو حکومت اندلس پر مامور کیا گیا۔ عبدالعزیز نیک مزاج، فاضل اور جواں مرد تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بہت سے شہر فتح ہوئے ایوب نے چھ ماہ حکومت کی اس کے بعد گورنران عرب اندلس میں حکمرانی کرنے کو آتے رہے۔ گاہے دربار خلافت کی جانب سے اور گاہے گورنر قیروان کی جانب سے۔

گاتھ قوم اور قبیلہ جلالقہ کی امارت کا خاتمہ: ان اسلامی گورنروں نے اوقات مختلفہ میں ملک اندلس کو اس سرے سے اس سرے تک فتح کر لیا اور تمام جزیرہ نما اندلس کو چھان ڈالا شرق میں برشلونہ اور بشتالہ کے قلعوں پر بھی قابض ہو گئے تھے۔ وسط میں بسایطہ کو دبا لیا تھا۔ غرض رفتہ رفتہ قوم گاتھ اور جلالقہ کا گروہ معدوم ہو گیا۔ ان کی حکومت صفحہ دنیا سے مٹ گئی۔ کچھ لوگ جو اسلامی دلاوروں کی تلواروں سے بچ گئے تھے۔ وہ جبال فشتالہ اور اربونہ اور سرحدی پہاڑوں کے دروں میں جا کے پناہ گزیں ہو گئے تھے اور اس طرح لشکر اسلام برشلونہ کی پرلی جانب بھی جزیرہ نما اندلس کی سرحد سے نکل کر فرانس کے مقبوضات میں داخل ہو رہا تھا اور اپنی فتح یابی کی موجوں سے کفار کی دیواروں کو ہلائے ڈالتا تھا۔ انہی واقعات کے اثناء میں کبھی کبھی عربی سپاہ مقیم اندلس میں اختلاف و جھگڑا بھی پیدا ہو جاتا تھا۔ اس سے دشمنان اسلام کو موقع مل جاتا تھا۔ اہل فرانس ان ممالک کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیتے تھے جنہیں لشکر اسلام نے بہ زور تیغ ان سے چھین لیا تھا۔

سمح بن مالک خولانی: سلیمان بن عبدالملک کے گورنر افریقہ محمد بن یزید کو جب عبدالعزیز بن موسیٰ بن نصیر کے مارے جانے کی خبر ہوئی تو اس نے حرب بن عبدالرحمٰن بن عثمان کو سند حکومت اندلس عنایت کر کے روانہ کیا...... چنانچہ حرب اندلس میں پہنچ کر ایوب بن حبیب کو حکومت سے معزول کر کے خود حکمرانی کرنے لگا۔ دو برس آٹھ ماہ اس نے حکمرانی کی اس کے بعد خلیفہ عمر بن عبدالعزیز

نے اندلس کی حکومت پر سخم بن مالک خولانی کو سرصدی ہجری میں مامور کیا اور اندلس کے مالیہ سے پانچواں حصہ لینے کا حکم دیا چنانچہ سخم نے اس کی تعمیل کی اور قرطبہ کا پل تعمیر کرایا۔ اس کے بعد ۱۰۲ھ میں ممالک فرانس پر جہاد کی غرض سے فوجیں مرتب کیں اور نہایت مردانگی سے حملہ آور ہوا' اتفاق یہ کہ سخم اس معرکہ میں شہید ہو گیا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: اہل اندلس نے اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن عبداللہ خافقی کو اپنا امیر بنا لیا۔ حتیٰ کہ عنبسہ بن شحیم کلبی یزید بن مسلم گورنر افریقہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر آیا۔ پھر عنبسہ کے قتل کے بعد اہل اندلس کی درخواست پر یحییٰ بن سلمہ کلبی کو حنظلہ بن صفوان کلبی والیٔ افریقہ نے روانہ کیا۔ ۱۰۷ھ میں یحییٰ بن سلمہ اندلس میں داخل ہوا۔ ڈھائی برس حکمرانی کی اس نے اپنے زمانے حکومت میں کوئی جہاد نہیں کیا۔ بعد ازاں عثمان بن ابی عبیدہ ابن عبدالرحمٰن سلمٰی گورنر افریقہ کی طرف سے والیٔ اندلس ہو کر آیا۔ پھر پانچ مہینے بعد حذیفہ بن اخوص عتبی کو بھیج کر عبیدہ کو معزول کیا۔ عبیدہ نے ۱۱۰ھ کو پورا کیا۔ کہا جاتا ہے کہ حکومت کے دو برس بعد اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ مؤرخین اس میں اختلاف کرتے ہیں کہ آیا عثمان سے پہلے حذیفہ یا حذیفہ سے پیشتر عثمان آیا تھا۔ بہر کیف اس کے بعد ہشیم بن عبید کلابی محرم ۱۱۱ھ میں عبیدہ بن عبدالرحمٰن گورنر افریقہ کی طرف سے والیٔ اندلس ہو کر آیا اس نے سرزمین مقرشہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے دس مہینہ تک وہیں ٹھہرا رہا۔ اپنی حکومت کے دو برس بعد ۱۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

عبیداللہ بن حجاب: بعدہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی طرف سے ملک اندلس میں داخل ہوا ۱۱۳ھ میں فرانس پر جہاد کیا بڑے بڑے نمایاں کام کئے۔ دو برس حکومت کی واخذیؒ نے لکھا ہے کہ چار برس حکومت اندلس پر رہا۔ یہ ظالم' سخت گیر اور رعب داب والا شخص تھا۔ ۱۱۵ھ میں سرزمین شبکنش پر جہاد کیا اور کمال مردانگی سے ان پر حملہ آور ہوا اس لڑائی میں بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا پھر ۱۱۶ھ میں یہ معزول کر دیا گیا۔

عقبہ بن حجاج سلولی: اس کی جگہ عبیداللہ بن حجاب گورنر افریقہ کی جانب سے عقبہ بن حجاج سلولی حکومت اندلس پر مامور ہوا۔ ۱۱۷ھ میں اندلس پہنچا۔ پانچ برس تک نہایت نیک سیرتی' فتح مندی اور کافروں پر جہاد کرنے کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا۔ اسلامی فتوحات کا سیلاب اس کے زمانہ حکمرانی میں ارمونہ تک پہنچ گیا تھا۔ اسلامیوں کی بود باش نہر ودونہ تک پھیلی ہوئی تھی۔

عبدالملک بن قطن فہری: اس کے بعد عبدالملک بن قطن فہری نے ۱۲۱ھ میں امارت اندلس کا دعویٰ کیا اور عقبہ کو کرسی امارت سے اتار کر مار ڈالا بیان کیا جاتا ہے کہ عبدالملک نے عقبہ کو اندلس سے نکال کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی تھی حتیٰ کہ ۱۲۴ھ میں بلخ بن بشر لشکر اہل شام کے ساتھ سرزمین اندلس میں داخل ہوا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے اور عبدالملک کی حکومت ختم کر کے تقریباً ایک برس حکمرانی کی۔ رازی کہتا ہے کہ اہل اندلس نے ماہ صفر ۱۲۳ھ میں عہد خلافت ہشام بن عبدالملک میں اپنے امیر عقبہ بن حجاج سے بغاوت وسرکشی کی تھی اور عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنایا تھا اس حساب سے عقبہ کی حکومت کا دور چھ برس چار مہینے رہا۔ بہر کیف مقام سرقومہ ماہ صفر ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلخ بن بشر: اس کے مرنے سے عبدالملک کے قدم استقلال واستحکام کے ساتھ حکومت اندلس پر جم گئے پھر بلخ بن بشر اہل شام کے ساتھ کلثوم بن عیاض و بربر کے واقعہ کے بعد اندلس پہنچا۔ عبدالملک پر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا۔ اس سے فہریوں کا

جتھ دب کر ایک طرف ہو گیا۔ مگر درپردہ اپنی قوتوں کو فراہم اور اپنی گزری ہوئی حالتوں کو درست کرتے رہے۔ حتیٰ کہ سب کے سب جمع ہو کر بلج بن بشر سے لڑنے کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے عبدالملک بن قطن کے خون کا بدلہ لینے کے لئے میدان جنگ میں آ گئے۔ اس وقت فہریوں پر عبدالملک کے دونوں بیٹے قطن اور امیہ حکمرانی کر رہے تھے۔ اس معرکہ میں اتفاق سے فہریوں کو شکست ہوئی۔ مگر بلج بن بشر بھی انہی لڑائیوں کی نذر ہو گیا۔ یہ واقعہ ۱۲۴ھ کا ہے جبکہ بلج کی حکومت کو تقریباً ایک برس گزر چکا تھا۔ بلج کے بعد حکومت اندلس پر ثعلبہ بن سلامی جذامی و غالب ہوا۔ فہریوں نے اس سے بھی کنارہ کشی کی اور اس کے علم حکومت سے منحرف رہے۔ دو برس اس نے نہایت عدل وانصاف کے ساتھ امارت کی۔ آخر کار یمانی قبائل والوں نے مخالفت شروع کی جس سے اس کی حکومت کی مشین کے پرزے ڈھیلے پڑ گئے۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہو گئی۔

ابوالخطاب حسام بن ضرار: اسی اثناء میں حنظلہ بن صفوان گورنر افریقہ کی طرف سے ابوالخطاب حسام بن ضرار کلبی والیٔ اندلس ہو کر براہ دریا تونس سے ۱۲۵ھ میں اندلس آیا اہل اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی۔ ثعلبہ ابن سعد اور پسران عبدالملک اس سے ملنے آئے ابوالخطاب ان لوگوں سے بعزت واحترام پیش آیا۔ استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ یہ نہایت شجاع کریم صاحب الرائے اور عالی حوصلہ تھا۔ اس کے عہد حکمرانی میں اہل شام اس کثرت سے آئے کہ قرطبہ جیسا وسیع شہر ان کے لئے کافی نہ ہوا۔ ابوالخطاب نے ان لوگوں کو مختلف شہروں میں آباد ہونے کے لئے بھیج دیا۔ اہل دمشق کو مشابہت کی وجہ سے بیرہ (گرے ناڈیا) میں ٹھہرایا اور دمشق کے نام سے موسوم کیا۔ اہل حمص کو اشبیلیہ میں آباد کیا اور آب و ہوا کی مناسبت سے اس کا نام حمص رکھا۔ اہل قنسرین کو حسان میں قیام کرنے کا حکم دیا اور قنسرین کے نام سے اسے موسوم کیا۔ اہل اردن کو ریہ یعنی مالکہ میں ٹھہرایا اور اردن کے نام سے پکارے جانے کا حکم دیا اور اہل فلسطین کو شذونہ (شیڈونیایا شریش) میں فروکش کیا اور اسے فلسطین کا خطاب دیا اور اہل مصر کے مکانات تدمیر (مرشیا) میں بنوائے اور سرسبزی وشادابی کے لحاظ سے مصر کے نام سے موسوم کیا۔ اس کے بعد ثعلبہ مشرق چلا آیا اور مروان بن محمد کی خدمت میں حاضر ہو کر اس کے ساتھ لڑائیوں میں شریک ہوا۔

ابوالخطاب عرب کے ایک دیہات کا رہنے والا تھا۔ مزاج میں قومی عصبیت اور طرف داری زیادہ تھی اس نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اپنی قوم یمانیہ کی خوب طرف داری کی۔ مضریہ کو ہر کام میں دباتا گیا۔ قبیلہ قیس کو بھی زیروزبر کیا ایک روز ضمیل بن حاتم بن شمر بن ذی الجوشن سردار قیسیہ کو جو کہ بلج کے ہواخواہوں سے تھا کسی خاص کام پر مامور کیا۔ ضمیل منہ پر رومال ڈالے ہوئے اٹھا ایک حاجب نے جو قصر امارت کے باہر کھڑا ہوا تھا۔ بول اٹھا ''اے ابوالجوشن اپنے عمامہ کو درست کر لو''۔ ضمیل یہ جواب دیتا ہوا کہ اگر میری قوم چاہے گی تو اسے درست کرے گی چلا گیا۔ کچھ دن بعد اس کی قوم نے ایکا کر کے اس کہنے کے بعد مطابق ایک ہنگامہ برپا کر دیا۔ مخالفین یمانیہ سے یمانیہ کے مقابلہ پر امداد طلب کر کے لڑنے لگے۔ ابوالخطاب نے اپنے آپ کو ۱۲۸ھ میں اپنی حکومت کے چار برس نو ماہ بعد حکومت اندلس سے علیحدہ کر لیا۔

ثعلبہ بن سلامہ جذامی: تب اس کی جگہ ثعلبہ بن سلامہ جذامی والیٔ اندلس ہو کر آیا۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں مشہور جنگ کی آگ مشتعل ہوئی اہل اندلس نے اس معاملہ میں عبدالرحمن بن حبیب والیٔ افریقہ سے خط وکتابت کی عبدالرحمن نے آخر ماہ رجب ۱۲۹ھ میں ثعلبہ کو سند حکومت اندلس مرحمت فرما کر روانہ کیا۔ ثعلبہ نے اندلس پہنچتے ہی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور

ضمیل اس کی امارت وحکومت کے کام کوانجام دینے لگا۔اس نے حکمت عملی سے دونوں فریقوں میں مصالحت کرادی۔دو برس حکومت کر کے مر گیا۔اس کے بعد اہل افریقہ میں مخالفت پیدا ہوگئی۔مشرق میں بنی امیہ کی حکومت کمزور ہو چکی تھی تاج داران خلافت امویہ آئے دن کے جھگڑوں اور بانیان دولت عباسیہ کی سازشوں کی وجہ سے اقصائے مغرب کے انتظام سے غافل ہو گئے۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری: اہل اندلس ایک خودمختاری اور خودسری کی حالت سے خود اپنا انتظام کرنے لگے اور مصالح ملکی و مذہبی کے انجام دینے کے لئے عبدالرحمٰن بن کثیر کو امارت کی کرسی پر بٹھایا اس کے بعد عساکر اسلامیہ مقیم اندلس نے یہ رائے قائم کی کہ امارت اندلس مضریہ اور یمنیہ میں نصفا نصف تقسیم کر دی جائے اور ایک ایک برس دونوں لشکروں کو حکمرانی کرنے کا موقع دیا جائے۔مضریہ نے اپنی امارت کے لئے یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کو ۱۲۹ھ میں منتخب کیا۔ایک برس تک یہ دارالامارت قرطبہ میں حسب قرارداد شرط حکومت کرتا رہا۔اس کے بعد یمنیہ معاہدے کی مدت پوری ہونے پر حکمرانی کی عبا پہن کر دارالامارت میں داخل ہوئے یوسف نے یمنیہ پر موضع شقندہ مضافات قرطبہ میں جہاں پر یمنیہ اترے ہوئے تھے شب خون مارا۔ ضمیل بن حاتم، قیسیہ اور مضریہ باہم گتھ گئے۔بہت بڑی خونریزی ہوئی۔یوسف کی حکومت سرزمین اندلس میں آیا۔آخری دور میں یوسف بن عبدالرحمٰن نے ضمیل بن حاتم کو سرقسطہ کی حکومت پر مامور کیا تھا پس جب مشرق میں سیاہ پرچم والے (عباسیہ) ظاہر ہوئے تو حباب بن واحہ زہری نے اندلس کی جانب کوچ کیا اور ان کی حکومت و امارت کی دعوت دینے لگا۔ضمیل کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا۔ضمیل نے یوسف سے مدد طلب کی یوسف نے بوجہ عداوت سابقہ کمک نہ بھیجی۔قیسیہ نے امدادی فوجیں بھیجیں۔لیکن وقت گزر گیا تھا۔مجبوراً ضمیل نے سرقسطہ کو خالی کر دیا۔حباب نے سرقسطہ پر قبضہ کر لیا اور ضمیل طلیطلہ پہنچ کر حکومت کرنے لگا۔حتیٰ کہ عبدالرحمٰن داخل دار اندلس ہوا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔فتح اندلس کی کیفیت علامہ مؤرخ نے جس پیرایہ اور طرز سے تحریر کی ہے اُسے آپ پڑھ آئے ہیں اور میرے نزدیک واقفیت کے لئے یہ بہت کافی ہے۔علامہ مؤرخ نے فتح اندلس کے کسی اہم واقعہ کو نظرانداز نہیں کیا۔جس کے لکھنے کی زحمت مترجم کا قلم گوارا کرتا مگر چونکہ آج کل لوگوں میں ناول بینی کا مذاق حد سے زیادہ پیدا ہو گیا ہے۔اس وجہ سے جب تک کسی واقعہ کو گھٹا بڑھا کر نہ لکھو انہیں لطف نہیں آتا۔یہ نہیں سمجھتے کہ تاریخ کو چلبلے جملوں اور پھڑکتے ہوئے فقروں سے کوئی تعلق نہیں ہے۔اسی لحاظ سے میں آپ کی دلچسپی کے خیال سے انہی واقعات کو جنہیں آپ ابھی پڑھ چکے ہوں۔ذرا تفصیل سے باضافہ والحاق لکھنا چاہتا ہوں یہ جزیرہ نما جس کی سرسبزی وشادابی بے نظیر تھی۔ایک مدت سے رومن امپائر کے قبضۂ اقتدار میں تھا۔لیکن اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر قوم گاتھ نے روما کی متزلزل گورنمنٹ کو اس صوبہ سے بے دخل کر دیا تھا اور ان کی حکومت وسلطنت کے نام و نشان کو مٹا کر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ رکھا تھا۔گاتھ ایک وحشی ایشیائی قوم تھی۔اس کی بہت سی شاخیں ہیں۔ان میں سے ایک وزی گاتھ ہے۔جس نے پانچویں صدی مسیحی میں (یعنی اسلام سے تقریباً دو سو برس پیشتر) سلطنت روما کی تہذیب اور شائستگی کو اپنے وحشیانہ حملوں سے تہ خاک کر کے صوبہ آئی بیریا (اسپین یا اندلس) پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔یہ خیال رہے کہ جس قوم میں تہذیب اور شائستگی حد سے زیادہ آ جاتی ہے۔اس کی دلاوری، بہادری، مردانگی اور شجاعت میں فوراً فرق آ جاتا ہے۔رومن قوم میں جس وقت شائستگی اور تہذیب کا نام نہ تھا۔انہیں دنوں یہ اپنی تیغ بے تیغ سے خلائق کو مسخر اور مطیع کر رہے تھے۔

جوں ہی ان لوگوں میں امارت اور عیش پسندی آئی۔ بہادری نے رخصتی سلام کیا۔ اسلام میں بھی اس کی نظیر موجود ہے جب تک اہل اسلام سیدھی سادی زندگی بسر کرتے تھے۔ نیزہ اور شمشیروں کے سوا دوسری چیزوں سے نہیں کھیلتے تھے۔ اس وقت تک ان میں مذہبی جوش بھی تھا۔ یہ بہادر بھی تھے جب سے علوم وفنون کی آمد شروع ہوئی۔ امارت اور عیش پسندی سے مانوس ہوئے۔ دل جمعی کے ساتھ عیش وعشرت میں مصروف ہو گئے اور زمانہ کی حالت سے غافل ہو گئے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ملک گیا' دولت گئی' مذہبی جوش کا خاتمہ ہو گیا۔ صرف شیخی ہی شیخی باقی رہ گئی۔ جس زمانہ میں اندلس پر اسلامی لشکر نے قبضہ حاصل کیا تھا۔ ان دنوں اسپین میں راڈرک (لرزیق) نامی ایک بادشاہ حکمرانی کر رہا تھا۔ جس نے شاہ ڈنزا کو تخت حکومت سے اتار کر بزورو جبر حکومت حاصل کی تھی اس کا دارالسلطنت طلیطلہ (ٹولیڈو) تھا۔ اسلامی فتوحات کی موجیں ان دنوں شمالی افریقہ میں ممالک بربر کی دیواروں سے ٹکرا رہی تھیں اور اس نے قریب قریب اس کے تمام شہروں کو فتح کر لیا تھا۔ صرف ایک قلعہ سبطہ (سیوٹا سے) اس کے مقابلہ پر اڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ یہ قلعہ درحقیقت شاہ یونان والی قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا مگر دور دراز ہونے اور مذہبی اور ملی ہمدردی کے لحاظ سے اس کی حفاظت وامداد کا ذمہ دار شاہ اسپین تھا۔ قلعہ سبطہ کے والی کا نام جولین تھا۔ جسے عربی مؤرخ بالیان کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ اس سے اور شاہ اسپین راڈرک سے کچھ ان بن ہو گئی تھی چشمک کا سبب یہ ہوا کہ جولین گورنر سبطہ نے حسب دستور ملک اسپین اپنی بیٹی فلورنڈا کو آداب شاہی اور تہذیب وتربیت حاصل کرنے کی غرض سے شاہ اسپین کے دربار میں بھیج دیا تھا۔ شاہ اسپین (راڈرک) نے اس کی جگہ کہ فلورنڈا کی عصمت کو اپنی بیٹیوں کی طرح محفوظ رکھتا' اسکی پاک دامنی کو اپنی ہوا وہوس' عیش پرستی اور شہوت رانی کی نذر کر دیا۔ یہ ایک بہت بڑا شرمناک واقعہ تھا۔ جولین کو اس خبر کے سننے سے بے حد برہمی پیدا ہوئی۔ اول تو جولین کا دل اس وجہ سے پہلے ہی صاف نہ تھا کہ راڈرک نے شاہ ڈنزا کو معزول کر کے خود عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی تھی اور شاہ ڈنزا کی بیٹی جولین کی بیوی تھیں۔ دوسرے اس واقعہ شرمناک نے بارودخانہ میں چنگاری کا کام دے دیا۔ سامان سفر درست کر کے طلیطلہ پہنچا راڈرک سے ملاقات کی لیکن اپنے جوش انتقام اور غیض وغضب کو اس طرح چھپائے رہا کہ راڈرک کو اس کی بد دلی کا احساس تک نہ ہوا۔ راڈرک سے رخصت ہو کر اپنی بیٹی کے ساتھ سبطہ واپس آیا اور یہ ٹھان لی کہ اب میں مسلمانوں سے تیغ وسپر ہرگز نہ ہوں گا۔

چنانچہ واپس آتے ہی موسیٰ بن نصیر گورنر شمالی افریقہ سے ملاقات کی یہ ولید بن عبدالملک تاج دار خلافت امویہ کی جانب سے اس صوبہ کا والی تھا۔ قیروان میں اس کا دارالامارت تھا۔ جولین نے موسیٰ بن نصیر سے اسپین کی سرسبزی' زرخیزی اور شادابی کی حکایتیں بیان کر کے یہ ظاہر کیا کہ تمہارے جانے کی دیر ہے۔ تمہارا لشکر پہنچا اور یہ ملک فتح ہوا۔ پہلے تو موسیٰ کو اس معاملہ میں پس وپیش ہوا مگر اس کے لبریز خزانوں اور شاداب زمینوں کے حالات سننے سے منہ میں پانی بھر آیا۔ انگریز مؤرخ لکھتے ہیں کہ خلیفہ دمشق سے اجازت حاصل کر کے اس کا مزاج معلوم کر کے پانچ سو آدمیوں کی جمعیت سے طارق کو ۹۲ھ ۷۱۰ء میں جولین کے چار جہازوں پر سوار کر کے سواحل اندلس پر لوٹ مار کرنے کے لئے روانہ کیا مگر عربی مؤرخوں کی تحریر سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موسیٰ بن نصیر نے خلیفہ دمشق کی رائے کے بغیر اپنی فوج کو بسرداری طارق بلاد ہسپانیہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ اگر انگریز مؤرخوں کا بیان صحیح ہوتا تو خلیفہ سلیمان بن عبدالملک کو ملک اندلس کی فتح یابی کا حال سننے سے خوشی کے بجائے قلق اور مسلمانوں پر افسوس نہ ہوتا اور موسیٰ کو ڈانٹ کا فرمان نہ بھیجتا اور نہ اسے گورنری شمالی افریقہ سے معزول کر کے

دمشق طلب کرتا۔ بہر کیف عربوں کو بحرروم میں جہاز رانی کا یہ پہلا موقع ملا۔ طارق نے اسجیر اس کو تاخت و تاراج کر کے گاتھ کی سلطنت کے حالات کو آنکھوں سے مشاہدہ کر کے تھوڑے دنوں بعد مراجعت کی ...... طارق پہلے جس مقام پر اترا تھا۔ وہ اب تک اسی کے نام سے طاریفا مشہور ہے۔ موسیٰ بن نصیر کے خیالات طریف کے بیان سے بہت زیادہ فتح اندلس کے بابت مستحکم ہو گئے اور جولین کے قول کی اس سے تصدیق بھی ہو گئی ۱۱ ۔ ۹۳ھ میں موسیٰ نے دو فوجیں تیار کر کے ایک کو بسرداری طارق گاتھ کی سلطنت کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا اور دوسرے کو بسر گروہی طریف۔ ان دونوں جرنیلوں کو ممالک ہسپانیہ میں قدم رکھتے ہی آتش جنگ مشتعل کر دی۔ طارق کے رکاب میں تین سو عرب اور تقریباً دس ہزار بربری تھے اور طریف بن ملک نخعی کے ساتھ دو سو عرب اور تقریباً سات ہزار باشندگان بربر۔ راڈرک ان کے مقابلہ پر چالیس ہزار فوج لے کر لڑنے کو آیا ہوا تھا۔ طارق پہلے لائز زاک قلتا لاسد پر اترا جو اس وقت تک اس فاتح کے نام سے جبل الطارق (جبرالٹر) مشہور ہے۔ اس مقام سے قریطہ کو فتح کر کے ممالک ہسپانیہ کے اندرونی حصوں کی طرف قدم بڑھائے۔ زیادہ مسافت طے نہ کرنے پایا تھا کہ راڈرک شاہ اسپین چالیس ہزار کی جمعیت سے آ پہنچا دونوں فوجوں کا ایک چھوٹے سے دریا کے کنارے مقام وادی بیکا میں مقابلہ ہوا۔

اس موقع پر مغربی اور مشرقی مؤرخ عجیب و غریب افسانے تحریر کرتے ہیں ان میں سے ایک طلسمی گنبد ہے جسے بادشاہ ہرقل نے سمندر کے کنارے پر بنوایا تھا اور اس میں ایک طلسم رکھا تھا اور قبل از وقت اس کا راز افشاء نہ کرنے کی بے حد ممانعت کی تھی۔ چنانچہ ہر بادشاہ جو سریر آرائے مملکت ہسپانیہ ہوتا تھا۔ اپنے نام کا علیحدہ قفل دروازے پر لگا دیتا تھا۔ جب راڈرک نے عنان حکومت اندلس اپنے ہاتھ میں لی تو دو بوڑھے دربار شاہی میں حاضر ہوئے اور بعد ادائے مراسم شاہانہ دروازہ گنبد پر قفل لگانے کی خواہش کی راڈرک نے مخفیات کے دریافت کرنے کا شوق پیدا ہوا ایک روز مشیروں اور بشپوں کی ممانعت کے باوجود بہت سے سوار اور پیادوں کو ہمراہ لے کر گنبد کی جانب گیا۔ قفلوں کو توڑ کر اندر داخل ہوا ایک وسیع کمرہ سے گزرتا ہوا دوسرے کمرے میں گیا اس کمرہ کے دروازے کے سامنے پیتل کی ایک خوفناک تصویر کھڑی تھی۔ ہاتھ میں ایک بھاری گرز تھا۔ دم بدم یہ تصور گرز کو زمین پر مارتی تھی۔ اس تصویر کے سینہ پر لکھا ہوا تھا کہ میں اپنا فرض منصبی ادا کر رہا ہوں۔

اس حیرت انگیز تصویر کو دیکھ کر راڈرک کا حوصلہ اور بڑھا کسی نہ کسی طرح کمرے کے اندر داخل ہوا وسط کمرہ میں ایک میز رکھی تھی۔ جس پر صندوقچہ رکھا ہوا تھا۔ اس صندوقچہ میں یہ عبارت لکھی ہوئی تھی۔ گنبد کے کل راز اس صندوقچہ میں ہیں ''بجز ایک بادشاہ کے اس کے کھولنے کی اور کسی کو جرأت نہ ہو گی۔ لیکن اسے ذرا باخبر رہنا چاہئے کیونکہ مرنے سے پہلے بہت سے عجیب و غریب واقعات دکھائی دیں گے''۔ راڈرک نے صندوقچہ کھولا تو اس میں ایک چرمی وصلی پائی جو تانبے کی دو تختیوں کے بیچ میں محفوظ تھی۔ وصلی پر گھوڑ سواروں کی تصویریں بنی تھیں۔ صفحہ کی پیشانی پر یہ عبارت لکھی تھی: ''اے بداندیش ان لوگوں کو دیکھ جو تجھے تخت سلطنت سے اتار کر خاک مذلت پر بٹھائیں گے اور تیرے ملک پر قبضہ کریں گے''۔ وصلی پر نظر پڑتے ہی ان تصویروں میں یک بیک حرکت پیدا ہوئی اور میدان جنگ کا حقیقی فوٹو پیش نظر ہو گیا۔ جس میں مسیحی اور اسلامی دلاور لڑتے ہوئے نظر آئے اسلامی عساکر نے مسیحیوں کو پسپا کر کے اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ شکست خوردہ گروہ جو ادھر اُدھر بھاگتا

نظر آتا تھا۔ اس میں ایک جوانمرد سپاہی نظر آیا جو سر پر تاج شاہی رکھے ہوئے سفید گھوڑے پر سوار تھا۔ عین جنگ کے وقت یہ شخص گھوڑے سے نیچے گرا اور پھر کہیں اس کا پتہ نہ چلا یہ شخص اسلحہ اور لباس سے ہو بہو شاہ راڈرک معلوم ہوتا تھا۔ راڈرک اور اس کے ہمراہی اس حیرت انگیز سین کو دیکھ کر گھبرا گئے۔ سراسیمہ حواس باختہ کمرے سے باہر آئے تو نہ وہ تصویر تھی اور نہ اس کے محافظ زندہ تھے۔ علاوہ اس کے اور بہت سے بے شمار عجائبات نظر آئے۔ جس سے سلطنت اسپین کی تباہی کی خبر ملتی تھی۔ بعض عربی مؤرخین نے بھی عجیب وغریب واقعہ کو تحریر کیا ہے۔ اسپین کے متوسط زمانہ کے مؤرخوں کی تصنیفات میں اس قسم کے تعجب خیز حالات نہایت خوشی سے قلمبند کئے گئے ہیں۔

فریقین جو وادی بیکا میں ایک دوسرے کے مقابلہ و جنگ پر تل رہے تھے۔ نہایت مردانگی سے میدان میں آئے اور اپنے حریف مقابل سے جنگ آزما ہوئے۔ شاہ راڈرک کے رکاب میں ٹڈی دل فوج تھی۔ جن کے مقابلہ میں اسلامی عساکر کو وہی نسبت تھی جو ایک کو دس سے ہوتی ہے۔ تاہم اسلامی جنگ آزماؤں نے آٹھ روز مسلسل لڑائی لڑ کر اپنے جوش دل اور جاں بازیوں کو ثابت کر دیا اور شاہ راڈرک کی متواتر کوششوں پر پانی پھیر دیا۔

اس تائید الٰہی اور غیبی کامیابی سے طارق کے حوصلے بڑھ گئے۔ نہایت اولوالعزمی اور ثابت قدمی سے تمام ملک اسپین کے سر کرنے کے لئے مستعد ہو گیا اور ضرورت کے مطابق سامانِ جنگ فراہم کر کے آگے بڑھا۔ موسیٰ بن نصیر گورنری افریقہ کو جس کا طارق ماتحت تھا۔ اس غیر متوقع کامیابی پر رشک پیدا ہوا باضابطہ فرمان بھیج کر طارق کو آگے بڑھنے کی ممانعت کی مگر عالی حوصلہ طارق کو اس کی ذرا بھی پروانہ ہوئی اپنے رکاب کی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کر کے تمام جزیرہ نما اسپین کو اس سرے سے اس سرے تک چھان ڈالا اور یکے بعد دیگرے تمام صوبوں اور قلعہ جات کو فتح کر لیا۔ قرطبہ کا محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے مغیث (طارق کا سیکرٹری) سات سو آدمیوں کی جمعیت سے گیا ہوا تھا۔ قریب قرطبہ پہنچ کر شام تک ادھر اُدھر اپنی چھوٹی سی فوج لئے ہوئے چھپا رہا۔ جوں ہی رات ہوئی شہر کی طرف بڑھا۔ اتفاق وقت سے اس وقت بارش اور اولوں کا طوفان شروع ہو گیا۔ اس نے اسلامی دلاوروں کے گھوڑوں کے سموں کی آواز تک نہ پہنچنے دی جس سے اہل قرطبہ کو ان کی آمد کی اطلاع نہ ہو سکی۔ شہر پناہ کے قریب پہنچ کر دھاوا کرنے کا موقع تلاش کرنے لگے۔ فصیل سے ملا ہوا انجیر کا درخت تھا۔ ایک مسلمان سپاہی دوڑ کر چڑھ گیا اس پر سے اچھل کر فصیل پر کود گیا۔ جھٹ پٹ اپنا عمامہ اتار کر نیچے لٹکا دیا۔ کئی مسلمان سپاہی اس عجیب وغریب کمند کے ذریعہ سے اوپر چڑھ گئے۔ اس کے بعد ان لوگوں نے نہایت ہوشیاری سے دربانوں کی مشکیں باندھ لیں اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ پھر کیا تھا اسلامی رسالہ شہر میں گھس پڑا اور بات کی بات میں شہر کو فتح کر لیا۔ گورنر اور تمام باشندگان شہر نے ایک گرجا میں جا کر پناہ لی۔ تین ماہ تک سواران اسلام ان کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر ان محصورین نے بھی سر جھکا دئے۔ فتح قرطبہ نے عیسائیوں کی کمر ہمت اور توڑ دی۔ طارق فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے جس طرف رُخ کرتا تھا کامیابی اور نصرت دوڑ کر رکاب چوم لیتی تھی۔ آرکی ڈونا بلا جدوجہد فتح ہو گیا۔ تمام باشندے بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ مالاگا اور البیرا کو حملہ کر کے عیسائیوں سے چھین لیا۔ اب صرف مرشیا کے پہاڑی درے باقی رہ گئے تھے۔ جو تدمیر کی واقف کاری اور ہوشیاری کی وجہ سے حملہ آور کے ہاتھوں سے محفوظ تھے۔ آخر کار عساکر اسلامیہ اور تدمیر کے کھلے میدان میں نبرد آزما ہونے کی نوبت آئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ تدمیر اپنے ایک نوعمر غلام کے ساتھ

بھاگ کر شہر اوری ہیولا میں جا کر پناہ گزین ہوا اسلامی لشکر بھی تعاقب کرتا ہوا اس شہر تک پہنچ گیا۔ اس وقت مرشیا میں عورتوں اور بوڑھوں بچوں کے سوا کوئی جوان باقی نہ رہا تھا۔ تدمیر کو اس موقع پر غضب کی سوجھی اس نے تمام عورتوں کو مردانہ لباس پہنایا۔ سر پر خود رکھا نیزہ کے بجائے ڈنڈوں اور دیگر ضروری نمائشی اسلحہ جنگ سے آراستہ کیا۔ سر کے بالوں کو پیچ دے کر زنخدان کے نیچے اس طرح لٹکایا کہ دور سے دیکھنے والوں کو داڑھی معلوم ہوتی تھی۔ اس مصنوعی فوج کو تدمیر نے فصیل شہر کی حفاظت پر مامور کیا۔ اسلامی لشکر کو اس کا شعور نہ ہوا۔ کہ یہ کس قسم کی فوج ہے۔ حملہ کی تدبیریں سوچنے لگا۔ تدمیر نے یہ احساس کر کے کہ میری تدبیر کارگر ہوگئی فوراً اپنے نوعمر غلام کو ایلچیوں کا لباس پہنایا اور خود صلح کا جھنڈا لئے ہوئے مصالحت کرنے کے لئے شہر سے باہر آیا۔ رفتہ رفتہ لشکر اسلام تک پہنچا۔ عربی سپہ سالار نے اسے ایلچی سمجھ کر نہایت تپاک اور احترام سے استقبال کیا۔ ملاطفت اور نرمی سے باہم گفتگو ہونے لگی۔ تدمیر بولا "میں اپنے حکمران کی طرف سے آپ سے شرائط صلح طے کرنے کو آیا ہوں جن کا قبول و منظور کرنا آپ کی عالی حوصلگی اور مردانگی سے بعید نہیں ہے۔ ہمارے رحم دل صلح پسند حاکم کو خونریزی منظور نہیں ہے۔ اگر آپ وعدہ فرمالیں کہ اہل شہر کو ان کے مال و اسباب کے ساتھ نکل جانے دیں تو کل صبح شہر آپ کے حوالے کر دیا جائے۔ ورنہ فصیل شہر کی حفاظت اور نا کہ بندیوں کو آپ خود ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ اس شہر پر آپ کا اس وقت تک قبضہ نہ ہوگا۔ جب تک ہم میں ایک فرد بھی زندہ رہے گا"۔ مغیث کو یہ شرط پسند آئی صلح پر راضی ہو گیا۔ عہد نامہ لکھے جانے کے بعد پہلے مغیث نے دستخط کئے۔ اس کے بعد تدمیر نے عہد نامہ پر دستخط کر کے مغیث کے حوالہ کر کے کہا "لیجئے یہ وہ "عہد نامہ" میں ہی اس شہر کا حاکم ہوں"۔ اس کے بعد تدمیر اپنے غلام کے ساتھ شہر واپس گیا۔ اگلے دن صبح ہوتے ہی شہر پناہ کا دروازہ کھلا۔ سب سے پہلے تدمیر اپنے چند غلاموں کے ساتھ نکلا۔ ان کے پیچھے بوڑھوں، عورتوں اور بچوں کا جھنڈ ابر آمد ہوا۔ مغیث کو بے حد تعجب ہوا متحیر ہو کر تدمیر سے دریافت کیا "آپ کے وہ سپاہی کہاں ہیں جو فصیل کی حفاظت پر تھے"۔ تدمیر نے جواب دیا "میرے پاس سپاہی کہاں باقی رہ گئے تھے جن کے ذریعہ سے میں نے شہر کی حفاظت کی تھی وہ یہی عورتیں اور بوڑھے مرد ہیں"۔ مغیث کو تدمیر کی اس ہوشیاری اور دلیرانہ کارروائی سے بے حد تعجب ہوا اور اس درجہ اسے مسرت ہوئی کہ اس نے اپنے مغلوب دشمن کو مرشیا کا گورنر مقرر کر دیا۔ چنانچہ آج تک صوبہ اسی کے نام کی مناسبت سے "تھوڈیمیر لینڈ" کہا جاتا ہے۔

اس وقت طارق سرزمین اندلس کو تاراج کرتا ہوا سرداران گاتھ کے تعاقب و جستجو میں ٹولیڈو (طلیطلہ) تک پہنچ گیا تھا۔ مگر ٹولیڈو میں صرف وہی لوگ باقی رہ گئے تھے۔ جنہیں مسلمانوں سے تعلق اور ارتباط پیدا ہو گیا تھا۔ مثلاً کونٹ جولین (بالیاں) گورنر سبطہ اور "شاہ ڈنرا" سابق حکمران ہسپانیہ کا رشتہ دار طارق نے ان لوگوں کو عہد ہائے جلیلہ عنایت کئے سرداران گاتھ جن کی جستجو میں طارق خاک چھان رہا تھا وہ لوگ آسٹریا کے پہاڑوں میں جا کر پناہ گزیں ہو گئے تھے۔ اس وجہ سے ہاتھ نہ آئے۔

طارق نے ممالک ہسپانیہ کے تقریباً تمام شہروں کو سر کر لیا تھا اور جو ادھر ادھر دو چار صوبے باقی رہ گئے تھے۔ وہ بھی فتح ہونے کے قریب تھے کہ اس اثناء میں موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ نے جسے طارق کی یہ غیر متوقع کامیابیاں پسند نہ آئی تھیں۔ اس ناموری اور فتح یابی میں حصہ لینے کی غرض سے اٹھا۔ وہ ہزار عربی سپاہ کی جمعیت سے اسٹریٹ کو ۹۲ھ کے موسم گرما میں

عبور کیا۔ کارموتا' سیوائیل اور میریدا کے میدانوں کو بزور تیغ جنگ سر کر لیا جس سے اسپین کا سارا ملک اس سرے سے اس سرے تک مسلمانوں کے قبضہ میں آ گیا اور اُس خلیفہ اسلام کی وسیع اور بسیط سلطنت کا یہ ایک صوبہ بن گیا جس کا مرکز حکومت دمشق میں تھا۔

موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ کے دل میں فتح اسپین کے بعد فتح یورپ کی آرزو پیدا ہوئی مگر افسوس ہے کہ خلیفہ دمشق کی طلبی پر وہ اپنی اس آرزو کو پورا نہ کر سکا۔ تاہم اس کے چلے جانے پر عساکر اسلامیہ نے یورپ کی طرف قدم بڑھائے۔ چنانچہ ۱۰۱ھ کے اوائل میں گال کے جنوبی حصے پر جو سپٹی جونیا کے نام سے مشہور تھا۔ قبضہ کر کے کرکالون اور تیریون کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد برگنڈی' اور ایکوئی ٹینا پر حملہ کیا۔ ایوڈیز ڈیوک آف ایکوئی ٹینا مقابلہ پر آیا۔ اتفاق سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی مگر اس شکست سے ان کی جوانمردی میں ذرہ برابر فرق نہ آیا۔ سامان جنگ درست اور سپاہ کو مرتب کر کے مسلمانوں نے پھر ملک مغرب پر چڑھائی کی۔ بیون کو لوٹ لیا۔ قوم سن پر خراج قائم کیا۔ ۱۳۰ھ میں ایوگنن پر قابض ہوئے۔

ناریون کے جدید حکمران عبدالرحمٰن نے فوجیں فراہم کر کے پھر ایکوئی ٹینا پر چڑھائی کی۔ دریائے گازون پر اس سے اور ایوڈیز سے مقابلہ ہوا۔ عساکر اسلامیہ نے ایوڈیز کو شکست فاش دے کر ٹوورز کی جانب قدم بڑھایا چارلس بیکن شاہ فرانس' بادشاہ لوتھاریر کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدان میں آیا دونوں فریق کا پواکٹر زاور ٹووزز کے درمیان مقابلہ ہوا۔ یہ بہت بڑی لڑائی تھی۔ اس سے بڑے بڑے نتائج پیدا ہونے والے تھے۔ اگر عساکر اسلامیہ کو اس معرکہ میں کامیابی ہوگئی ہوتی تو تمام یورپ میں آواز جرس کی جگہ اذان کی آواز گونجی ہوتی۔ چارلس اور اس کی فرانسیسی فوج نے مسلمانوں کی ترقی کو اسی معرکہ سے روک دیا۔ چھ دن تک معمولی اور چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ ساتویں دن چارلس خود حملہ آور ہوا۔ مسلمانوں کے پاؤں میدان جنگ سے ڈگمگا گئے۔ اسلامی فوج کا کثیر حصہ کام آ گیا۔ اس واقعہ سے پھر مسلمانوں کو ممالک فرانس کی طرف قدم بڑھانے کا شوق پیدا نہ ہوا۔ واللّٰہ یفعل ما یشاء انتھیٰ کلام المترجم. لمخصامن الطبری و تاریخ ابوالفداء والکامل الاثیر و کتاب نفخ الطیب وغیرھا من کتب تواریخ الانگلشید

باب: ۲۷

امارت بنوامیہ

امیر عبدالرحمٰن الداخل ۱۳۸ھ تا ۱۷۱ھ

عبدالرحمٰن بن معاویہ کا فرار: جس وقت خاندان خلافت امویہ پر مشرق میں وہ مصائب جو ان پر نازل ہونے والے تھے نازل ہوئے' دعوے داران خلافت بنو عباس نے حکمت عملی سے انہیں مغلوب کر کے کرسی خلافت سے اتار دیا' اس خاندان کے آخری خلیفہ مروان بن محمد بن مروان بن حکم کو ۱۳۲ھ میں قتل کر کے تخت حکومت پر خود جلوہ افروز ہوئے۔ ڈھونڈ ڈھونڈ کر اس خاندان کے ممبروں کو قتل کرنے لگے خاندان امیہ کے باقی ماندہ دو چار ممبر جو اس عام خونریزی سے بچ گئے تھے وہ بخوف جان اِدھر اُدھر اور دور دراز ملکوں کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ ان لوگوں میں سے جو اس طوفان بے تمیزی سے جان بر ہو کر نکل بھاگے تھے' عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک نامی ایک شخص اسی معزول شدہ خاندان امارت کا ایک ممبر تھا۔ اس واقعہ سے قبل اس کی قوم' ملک مغرب میں اس کی بادشاہت کی منتظر تھی اور اس میں حکومت کرنے کی ایسی علامات محسوس کرتی تھی جنہیں مسلمہ بن عبدالملک نے بیان کیا تھا خود عبدالرحمٰن نے بھی بالمشافہ مسلمہ بن عبدالملک سے یہ سن رکھا تھا اس سے اس کے دل میں حکومت مغرب کا ولولہ وشوق پیدا ہو رہا تھا۔ یہی امور تھے جس سے عبدالرحمٰن بن معاویہ نے ملک شام سے بے دخل ہو کر ملک مغرب کا راستہ لیا اور اپنے ماموں نفرہ برابرہ' طرابلس کے یہاں پہنچ کر مقیم ہوا کسی ذریعہ سے عبدالرحمٰن بن حبیب کو اس کی خبر ہو گئی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب اس سے پیشتر ولید بن عبدالملک کے دولڑکوں کو جب کہ وہ افریقہ سے شام سے بھاگ کر پہنچے تھے قتل کر چکا تھا۔

عبدالرحمٰن کی اندلس روانگی: عبدالرحمٰن بن معاویہ بخوف جان نفرہ برابرہ سے نکل کر مغیلہ میں جا کر پناہ گزین ہوا اور بعض نے کہا ہے کہ مکناسہ میں پناہ گزیں ہوا اور بعض نے لکھا ہے کہ قوم زناتہ میں جا کر دم لیا تھا۔ ان لوگوں نے نہایت احترام سے اس کی آؤ بھگت کی اور یہ ان میں چندے بہ اطمینان مقیم رہا۔ اس کے بعد ملیلہ میں جا ٹھہرا اور اپنے غلام بدر کو اندلس میں ان لوگوں کے پاس روانہ کیا جو مروانیوں کے خدام اور گروہ والے تھے۔ چنانچہ بدر نے اندلس میں پہنچ کر ان سب کو جمع کیا اور عبدالرحمٰن بن معاویہ کی بادشاہت وحکومت کی دعوت دی۔ ان سب لوگوں نے نہایت تپاک اور خوشی سے اسے قبول کیا اور ایک دوسرے کو اس سے واقف کیا۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ یمنیہ اور مضریہ کے درمیان جھگڑا اچل رہا

تھا۔ اس وجہ سے یمنیہ نے عبدالرحمٰن بن معاویہ کی حکومت و بادشاہت پر اتفاق کر لیا۔ بدر نے اندلس سے واپس ہو کر اپنے آقا عبدالرحمٰن کو اس سے مطلع کیا۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۸ھ عہد خلافت ابو جعفر المنصور عباسی میں دریا کو عبور کیا اور ساحل سندھ پر جا اترا۔ اہل اشبیلیہ کے ایک گروہ نے حاضر ہو کر امارت و حکومت کی عبدالرحمٰن کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے کورارحب کا رخ کیا۔ اس کے عامل عیسیٰ بن مسور نے بھی بیعت کر لی۔ تب عبدالرحمٰن شدونہ کی جانب واپس آیا۔ عتاب بن علقمہ لخمی والیٔ شدونہ نے سر اطاعت جھکا دیا اور امارت و حکومت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔ بعدہ مورور پہنچا اور ابن صباح اور اس کے والی سے بیعت لی پھر قرطبہ کی جانب روانہ ہوا۔ یمنیہ نے حاضر ہو کر اس کی امارت کو تسلیم کر لیا۔

معرکہ قرطبہ: رفتہ رفتہ اس کی خبر والیٔ اندلس یوسف بن عبدالرحمٰن فہری تک پہنچی۔ یہ اس وقت جلیقہ پر جہاد کر رہا تھا۔ اس خبر کے مشہور ہونے سے اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ مجبوراً اسے قرطبہ کی جانب واپس ہونا پڑا اس کے وزیر ضمیل بن حاتم نے رائے دی کہ بہ نظر مصلحت وقت عبدالرحمٰن کے ساتھ نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرنا اور حکمت عملی سے کام لینا۔ لیکن اس کی مراد حاصل نہ ہوئی۔ اس اثناء میں عبدالرحمٰن منکب سے مالقہ چلا آیا اور لشکر مالقہ سے سیاسی تدابیر سے بیعت لے لی۔ اس کے بعد برندہ پہنچا اور لشکر برندہ سے بھی اپنی امارت کی بیعت لی۔ پھر سریش پہنچا۔ لشکر سریش نے بھی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اشبیلیہ جا کر قیام کیا۔ چاروں طرف سے ہوا خواہوں اور امدادی فوجوں کی آمد شروع ہوگئی آہستہ آہستہ مضریہ بھی اس کے آ کر جمع ہو گئے حتیٰ کہ یوسف بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کے رکاب میں سوائے فہریہ اور قیسیہ کے کوئی عربی نژاد شخص باقی نہ رہ گیا تھا۔ اس وقت عبدالرحمٰن نے یوسف پر فوج کشی کی۔ قرطبہ کے باہر ایک میدان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ یوسف کو اس معرکہ میں شکست ہوئی، شکست کھا کر غرناطہ واپس آیا قلعہ نشین ہو گیا۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کی عہد شکنی: امیر عبدالرحمٰن نے تعاقب کیا' غرناطہ پہنچ کر محاصرہ کیا بالآخر یوسف صلح کرنے پر مائل ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس شرط پر مصالحت کی کہ یوسف اس کے ساتھ غرناطہ سے نکل کر قرطبہ جا کر قیام کرے۔ اس مصالحت کے بعد یوسف نے بدعہدی کی ۱۴۱ھ میں بقصد بغاوت قرطبہ سے نکل کر طلیطلہ چلا گیا۔ تقریباً بیس ہزار بربر اس کے پاس جمع ہو گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے اس کے مقابلہ پر عبدالملک بن عمر مروانی کو مامور کیا۔

عبدالملک بن عمر: عبدالملک بن عمر' عبدالرحمٰن کے پاس مشرق سے آیا تھا' اس کا باپ عمر بن مروان بن حکم اپنے بھائی عبدالعزیز کی کفالت میں مصر میں رہتا تھا جب ۱۱۵ھ میں اس کا انتقال ہو گیا تو عبدالملک بدستور مصر ہی میں رہا یہاں تک کہ سیاہ پرچم والے (عباسیہ) سرزمین مصر میں داخل ہوئے تو عبدالملک نے مصر کو خیر باد کہہ کر اپنے خاندان کے دس نامی دلاوروں اور جنگ آوروں کے ساتھ اندلس کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا ۱۴۰ھ میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت عطا کی' اس کے بیٹے عمر بن عبدالملک کو موروکی۔

یوسف بن عبدالرحمٰن فہری کا قتل: یوسف معزول والیٔ اندلس نے ان دونوں کی طرف بقصد جنگ کوچ کیا' یہ دونوں بھی فوجیں آراستہ کر کے یوسف کی طرف بڑھے دونوں فریق کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور گھمسان کی لڑائی ہوئی ہزارہا آدمی کام آ گئے آخر کار یوسف کو شکست ہوئی۔ کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اطراف طلیطلہ میں خود

اس کے کسی ہمراہی نے مکروفریب سے اسے قتل کرڈالا' سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں لا کر پیش کر دیا۔

خلافتِ عباسیہ سے قطع تعلق: یوسف کے مارے جانے پر امیر عبدالرحمٰن کی حکومت کو استحکام اور استقلال حاصل ہو گیا تمام ملک اندلس نے اس کی اطاعت قبول کر لی' کوئی مخالف نام کو بھی باقی نہ رہا تھا۔ چنانچہ امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ کو اپنی حکومت کا مرکز بنایا۔ محل سرا' جامع مسجد بنوائی اور صرف اس کی تعمیر میں اسی ہزار اشرفیاں خرچ کیں ابھی تعمیر پوری نہ ہونے پائی تھی کہ مر گیا۔ اس کے علاوہ اور بھی مسجدیں بنوائیں۔ مشرق سے اس کے خاندان کا ایک گروہ اس کے پاس چلا آیا۔ پہلے یہ خلیفہ ابوجعفر المنصور کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ لیکن جب اس کی حکومت کا سکہ مملکت ہسپانیہ میں چلنے لگا۔ پورے طور سے عنانِ حکومت اندلس اس کے قبضہ اقتدار میں آ گئی اور بنی مروان کی سلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی جس قدر اس کے بزرگوں کو مشرق میں نقصان پہنچا تھا۔ اسے از سر نو حاصل کر لیا۔ اطراف ممالک اندلس کے باغیوں اور سرکشوں کو زیر و زبر کر چکا تو اس نے خلافت عباسیہ کے تاجدار کا نام خطبہ سے موقوف کر دیا۔

عبدالرحمٰن الداخل کا کارنامہ: اس نے ۱۹۳ھ میں وفات پائی یہ عبدالرحمٰن داخل کے لقب سے معروف تھا کیونکہ ملوک مروانیہ میں سب سے پہلے یہی اندلس میں داخل ہوا تھا۔ چونکہ اس نے اندلس پہنچ کر کسی معاون و مددگار کے بغیر بڑے بڑے نمایاں کام کیے۔ مشرق سے کیس بے سروسامانی سے بھاگا نہ تو اس میں قوت تھی اور نہ کوئی شخص اس کا معین و مددگار تھا۔ مگر سرزمین اندلس پہنچ کر اندلس جیسے وسیع ملک پر بغیر فساد کے بغیر قبضہ کر لیا اور اس کے والی کو معزول کر دیا یہ اس کی انتہائی مردانگی اور استقلال کی قوی دلیل ہے اس وجہ سے خلیفہ ابوجعفر منصور عباسی اسے شیر بنی امیہ کے نام سے موسوم کیا کرتا تھا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلیں وراثتاً اس وسیع ملک کی حکمرانی کرتی رہیں۔

امیر کا لقب: عبدالرحمٰن اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔ اسی طریقہ پر اس کے لڑکوں نے بھی یہی طریقہ رکھا ان میں کسی شخص نے اپنے کو ''امیر المومنین'' کے معزز خطاب سے مخاطب نہیں کیا کیونکہ خلافت کی بیعت مرکز اسلام اور عرب میں لی جاتی تھی' حتیٰ کہ عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا۔ یہ عبدالرحمٰن داخل کے خاندان کا آٹھواں ممبر تھا۔ جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ اس نے اپنے کو ''امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے بعد اس کی آئندہ نسلوں نے یکے بعد دیگرے اس خطاب کو اختیار کیا۔

عبدالرحمٰن [1] داخل کی اس خطہ اندلس میں بہت بڑی وسیع حکومت اور بے حد زرخیز مملکت تھی۔ جو اس کے بعد کئی

---

[1] عبدالرحمٰن داخل کے جس وقت تمام اعزہ و اقارب تمام تقریباً ایک سو برس تک حکومت کر کے مسند حکومت سے اتار دیئے گئے اور دعوے داران خلافت یعنی عباسیوں کے ہاتھ تہ تیغ کیے گئے اس وقت عبدالرحمٰن بھی چند جان بروں کے ساتھ اپنی جان بچا کر بھاگا۔ اس کے ساتھ بدر نامی اس کا ایک غلام اور اس کا نوعمر بیٹا ہشام تھا' دریائے فرات تک بہ ہزار خرابی و دقت بسیار عباسیوں کے ہاتھ سے صحیح و سالم بچ کر پہنچ گیا اور ایک گاؤں میں یہ خیال کر کے یہاں پر میرے رہنے کا حریفوں کو گمان تک نہ ہو گا۔ بود و باش اختیار کی۔ ایک روز یہ اپنے خیمہ میں بیٹھا ہوا قدرت کی نیرنگیوں پر غور کر رہا تھا اور اسکا بیٹا خیمہ کے باہر کھیل کود میں مصروف تھا کہ یکایک یہ نوعمر بچہ چیختا چلاتا حیران و پریشان خیمہ میں گھس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اسے تسلی دی اور خوف کا سبب دریافت کرنے کے لئے باہر آیا۔ دیکھا کہ گاؤں پر سیاہ پرچم والے یعنی عباسیہ محاصرہ کیے چاہتے ہیں۔ پہلے تو سخت پریشان ہوا۔ لیکن پھر اپنے خیالات کو جمع کیا اور کچھ سوچ سمجھ کر اپنے بچہ کو گود میں لے کر دریا میں کود پڑا۔ بھاگتے وقت بدر کو ہدایت کر گیا کہ اس ہنگامہ کے ختم ہونے پر میرے بقیہ اہل و اللہ......

صدی تک قائم رہی جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ مسلمانانِ اندلس عبدالرحمٰن کی خوش سیرتی اور عاملانہ تدابیر کے گرویدہ ہو کر اس کی حکومت کے دائرہ کے وسیع کرنے میں مصروف ہو گئے۔ اس سے اسے بہت بڑی مدد ملی۔ اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ تمام مملکت ہسپانیہ میں اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ عبدالرحمٰن ایسی وسیع مملکت کے حاصل ہو جانے پر اطمینان کے ساتھ شاہی شان وشوکت بڑھانے کی طرف متوجہ ہوا۔

فرویلہ کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی: اسی اثناء میں فرویلہ بن افونش نے سرحدی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کر دی مسلمانوں کو وہاں سے نکال دیا چنانچہ ان کے قبضہ سے بریغال' سمورہ' سلمنقہ' فشتالہ اور سقونیہ کو نکال لیا اور یہ ممالک جلالقہ کے قبضہ میں چلے گئے۔ ایک مدت تک انہی کے قبضہ میں رہے حتیٰ کہ منصور بن ابی عامر سپہ سالار دولت امویہ نے ان شہروں کو پھر فتح کیا جیسا کہ اس کے حالات کے تذکرے میں بیان کیا جائے گا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے بلاد اندلس کو ان سے واپس لے لیا اور تمام مملکت پر قابض ہو گئے۔

عبدالرحمٰن نے اندلس پر قبضہ حاصل کرنے کے زمانے میں خلیفہ سفاح کے نام کا خطبہ پڑھا تھا۔ اس کے بعد خطبہ سے اس کا نام نکال کر خود سر حکمران بن بیٹھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

علاء بن مغیث کا قتل: اسی بناء پر ۱۴۶ھ میں علاء بن مغیث یحصبی نے افریقہ سے فوجیں فراہم کر کے بلادِ اندلس کا رخ کیا اور باجہ پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا۔ یہ شخص خلیفہ ابو جعفر المنصور عباسی کے ہوا خواہوں سے تھا ایک کثیر گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا امیر عبدالرحمٰن کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی سامان جنگ درست کر کے ایک علاء کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کیا اطراف اشبیلیہ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا چند دن تک لڑائی جاری رہی آخر کار علاء کو شکست ہوئی سات ہزار آدمی

...... عیال کو میرے پاس لے آنا۔ عباسیوں نے پہنچتے ہی خیمہ کی تلاشی لی۔ بنی امیہ کے خاندان کا ایک شخص بھی نظر نہ آیا۔ دریا کی طرف نظر گئی تو دو شخص تیرتے نظر آئے چلا چلا کر تشفی دینے لگے اور امان دینے کی قسمیں کھانے لگے۔ مگر اس میں سے ایک شخص نے جس کی گود میں نو عمر بچہ تھا ایک نہ سنی۔ مگر اس کا دوسرا ساتھی جو اس کے پیچھے پیچھے تیرتا جاتا تھا اور کسی قدر تھک گیا تھا امان دینے کی آواز سن کر لوٹ آیا۔ کنارہ پر پہنچا تھا کہ تن سر سے جدا کر دیا گیا۔ پہلا شخص جس نے تیر کر دریا عبور کیا تھا۔ وہ عبدالرحمٰن تھا اور پچھلا شخص جس نے اپنے کو خطرے میں ڈالا تھا اور مارا گیا' عبدالرحمٰن کا بھائی اور انیس سفر تھا۔ دریائے فرات عبور کر کے شبانہ روز سفر کرتا اور طرح طرح کی مصیبتیں جھیلتا ہوا افریقہ پہنچا جہاں اس کے پہنچنے کے چند روز بعد اس کے باقی ماندہ اہل وعیال اور خاندان والے بدر کے ساتھ آ ملے۔ عبدالرحمٰن کی عمر اس وقت ۲۰ برس کی تھی۔ جری' دلاور' معاملہ فہم اور ذہین تھا۔ قدرت نے اسے صورت وسیرت کا کافی حصہ مرحمت کیا تھا۔ اس وقت شمالی افریقہ میں عبدالرحمٰن بن حبیب نامی گورنری کر رہا تھا۔ اسے خاندان امیہ سے دلی عناد تھا۔ اس نے ولید بن عبدالملک کے دولڑکوں کو اس سے پیشتر قتل کر ڈالا تھا۔ عبدالرحمٰن نے یہ خیال کر کے کہ اس کا ختم کرنا دشوار ہے اور ایسے مقام پر قیام کرنا جہاں پر کہ اپنے خاندان کا دشمن موجود ہو۔ خطرے سے خالی نہیں ہے اندلس کا راستہ لیا پانچ برس تک سواحل بربر پر بحال پریشان خستہ وخراب مارا مارا پھرا آخر کار اپنے غلام بدر کو ہوا خواہان خاندان بنو امیہ کے پاس اندلس روانہ کیا۔ تمام سرداران لشکر جنہیں خاندان امیہ سے کچھ بھی تعلق تھا عبدالرحمٰن کی امداد پر کمر بستہ ہو گئے اور یمنی قبائل کو بھی کسی قدر بحث ومباحثہ کے بعد ہر طرح کی امداد واعانت پر راضی کر لیا۔

الغرض بدر تمام مراحل طے کر کے عبدالرحمٰن کے پاس واپس آیا عبدالرحمٰن اس وقت نماز پڑھ رہا تھا سلام پھیرا تو اندلس کے سب سے پہلے ایلچی کو کامیابی کی خوش خبری لئے ہوئے اپنے پاس موجود پایا فرمایا مسرت سے ''ابو غالب'' کا خطاب عنایت کی اور اپنے چند رفقاء اور اہل خاندان کے ساتھ بلا توقف جہاز پر سوار ہو کر اندلس کی طرف روانہ ہو گیا۔ تاریخ کامل جلد ۵ صفحہ ۲۴۴۔

مارے گئے۔ علاء بھی اس معرکہ میں کام آ گیا امیر عبدالرحمٰن نے مقتولوں کے سروں کو جمع کر کے کچھ قیروان روانہ کئے اور کچھ مکہ معظمہ بھیج دیئے جو خفیہ طور سے ان کے بازاروں میں پھینک دیئے گئے۔ ان سروں کے ساتھ سیاہ پرچم بھی تھے اور وہ خطوط بھی تھے جو خلیفہ منصور نے علاء کے پاس اثنائے جنگ میں بھیجے تھے۔

طلیطلہ کی فتح: ہشام بن عبدربہ فہری طلیطلہ میں ایک بااثر شخص تھا۔ ان واقعات سے قبل ہی اس کے دل میں عبدالرحمٰن کی عداوت اور مخالفت پیدا ہو چکی تھی اور وہ اسی حالت سے باقی چلی آتی تھی حتیٰ کہ ۱۴۷ھ میں امیر عبدالرحمٰن نے اپنے خادم قدیم بدر اور تمام بن علقمہ کو طلیطلہ کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ان دونوں نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کیا اور ایک خونریز جنگ کے بعد اسے فتح کر کے ہشام کو حیوۃ بن ولید تحصبی اور عثمان بن حمزہ بن عبیداللہ بن عمر خطاب کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ دونوں پابہ زنجیر قرطبہ لائے گئے۔ امیر عبدالرحمٰن نے انہیں صلیب دے دی۔

سعید تحصبی کا خروج: پھر اسی ۱۴۷ھ میں سعید تحصبی معروف بہ مطری نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے لئے بغاوت کی۔ علاء کے ہمراہ یمن کے جو قبائل مارے گئے تھے اس کے پاس جمع ہو گئے۔ پہلے اس نے شہر لبلہ میں فوجیں فراہم کیں جب ایک بڑی فوج جمع ہو گئی تو اشبیلیہ پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر عبدالرحمٰن یہ خبر پا کر اٹھ کھڑا ہوا فوجیں فراہم کیں۔ سامان جنگ درست کیا اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ سعید اس کی آمد سے مطلع ہو کر اشبیلیہ کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی۔ عتاب بن علقمہ لخمی اس وقت شہر شدونہ میں تھا۔ مطری کے محصور ہونے کی خبر پا کر امدادی فوجیں جمع کر کے مطری کی جانب روانہ کیں۔ عبدالرحمٰن نے اپنے غلام بدر کو ایک دستہ فوج کی افسری کے ساتھ اس کمک کی روک تھام پر مامور کیا۔ چنانچہ بدر نے نہایت دانائی سے اس امداد کو مطری تک اس طرح پہنچنے سے روک دیا۔ مطری اور امدادی فوج کے درمیان خود حائل ہو گیا ایک مدت تک محاصرہ و جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا۔ آخر الامر سعید انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ تب اہل قلعہ نے اس کی جگہ خلیفہ بن مروان کو اپنا امیر بنا لیا' امن کی درخواست کی امیر عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی۔ اہل قلعہ نے قلعہ کے دروازے کھولدیئے عبدالرحمٰن نے قلعہ کو ویران کر دیا۔ خلیفہ[1] بن مروان کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے مار ڈالا۔

عتاب اور عبداللہ خراشہ کی سرکوبی: اس مہم سے فارغ ہو کر عتاب کی سرکوبی کو روانہ ہوا' شدونہ پہنچ کر حصار کر لیا۔ اہل شدونہ نے مجبور ہو کر امان کی درخواست پیش کی۔ عبدالرحمٰن نے انہیں امان دی اور کامیابی کے ساتھ قرطبہ واپس آیا۔ واپسی کے بعد عبداللہ بن خراشہ اسدی نے کورہ جیاں میں علم مخالفت بلند کیا' ایک کثیر جماعت جمع کر کے قرطبہ پر حملہ کرنے کی تیاری کی عبدالرحمٰن نے ایک فوج کو اس مجمع کے منتشر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عوام الناس نے یہ خبر پا کر کہ عبدالرحمٰن کا لشکر آ رہا ہے عبداللہ کا ساتھ چھوڑ دیا۔ جمعیت منتشر ہو گئی۔ عبداللہ نے عفو تقصیر کرائی اور امان طلب کی چنانچہ عبدالرحمٰن نے اسے امان دے دی۔

---

[1] خلیفہ کو مار ڈالنے کی وجہ یہ تھی کہ اہل قلعہ نے قلعہ کے حوالہ دینے کی شرط پر امان طلب کی تھی۔ پس جب عبدالرحمٰن نے ان کی درخواست منظور کر لی اور اہل قلعہ نے قلعہ اور خلیفہ کو عبدالرحمٰن کے حوالہ کیا تو عبدالرحمٰن نے خلیفہ کو مار ڈالا مصالحت اہل قلعہ سے ہوئی تھی نہ کہ خلیفہ سے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۵

غیاث بن مسیر اسدی کی سرکشی: ۱۵۰ھ میں غیاث بن مسیر اسدی نے سر اٹھایا اور عبدالرحمٰن کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر بغاوت کی۔ گورنر باجہ نے جو عبدالرحمٰن کی طرف سے مامور تھا فوجیں فراہم کیں اور سینہ سپر ہو کر لڑا آخر کار غیاث کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں مارا گیا فتح یابی کے بعد گورنر باجہ نے بشارت نامہ فتح کے ساتھ غیاث باغی کا سر بھی عبدالرحمٰن کے پاس قرطبہ روانہ کیا۔ اسی سنہ میں عبدالرحمٰن نے شہر پناہ بنانے کی بنیاد ڈالی۔

شقنا بن عبدالواحد: ان واقعات کے بعد مشرقی اندلس میں ایک شخص نے بربر مکناسہ سے سر اٹھایا۔ یہ شخص شقنا بن عبدالواحد کے نام سے موسوم تھا۔ معلمی کا پیشہ کرتا تھا۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ میں حسینؓ بن علیؓ شہید کربلا کی اولاد سے ہوں میرا نام عبداللہ بن محمد ہے۔ ایک کثیر گروہ نے اس کا ساتھ دیا عبدالرحمٰن اس کی سرکوبی کو نکلا لیکن وہ بھاگ گیا۔

شقنا بن عبدالواحد کا خروج: عبدالرحمٰن ناکام واپس ہوا۔ طلیطلہ پر حبیب بن عبدالملک کو مامور کیا۔ حبیب نے اپنی طرف سے شنت بریہ پر سلیمان بن عثمان بن مروان بن عثمان بن ابان بن عثمان بن عفان کو متعین کیا اور شقنا کی گرفتاری کی سخت تاکید کی۔ سلیمان نے سامان جنگ تیار کر کے شقنا کا تعاقب کیا۔ اتفاق یہ کہ شقنا نے سلیمان کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اطراف قوریہ پر قابض ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے ۱۵۲ھ[1] میں بذات خود شقنا کی سرکوبی پر کمر باندھی شقنا یہ خبر پا کر پھر بھاگ گیا ہاتھ نہ آیا۔ عبدالرحمٰن کو سخت پریشانی دامن گیر ہوئی شقنا کی روزانہ بغاوت اور فرار سے عبدالرحمٰن تنگ آ گیا۔ جب یہ لشکر بھیجتا تھا تو اسے بہ مکر وفریب شکست دے دیتا تھا اور بھی ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا پہنچتا اور وہاں کے لشکر کو شکست دے دیتا اس کی اصل قیام جبال بلنسیہ کے قلعہ شیطران میں تھی۔

اہل اشبیلیہ اور یمینیہ کی بغاوت: ۱۵۶ھ میں عبدالرحمٰن نے قرطبہ پر اپنے بیٹے سلیمان کو بطور نائب کے متعین کر کے شیطران کا قصد کیا جوں ہی شیطران کے قریب پہنچا اہل اشبیلیہ ویمینیہ کی بغاوت اور عبدالغفار وحیوۃ بن قلاقش کی مخالفت کی خبر لگی۔ ناچار شقنا کو اس کے حال پر چھوڑ کر اشبیلیہ کی جانب مراجعت کی اور عبدالملک بن عمر کو اہل اشبیلیہ سے جنگ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔ عبدالملک[2] اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ کی جانب بڑھا اور مرنے پر کمر بستہ ہو کر اہل

---

[1] ۱۵۳ھ میں بدر خادم روانہ کیا گیا شقنا قلعہ شیطران خالی چھوڑ کر بھاگ گیا پھر ۱۵۴ھ میں خود عبدالرحمٰن شقنا کی جنگ پر گیا شقنا پھر بھاگ گیا۔ عبدالرحمٰن مجبوری واپس آیا۔ اس کے بعد ۱۵۵ھ میں ابوعثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ روانہ کیا شقنا نے حکمت عملی سے اس کی فوج کو بھڑکا دیا جس سے ابوعثمان کو شکست ہوئی شقنا نے اس کے لشکرگاہ کو لوٹ لیا اور بنی امیہ کی ایک جماعت کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد شقنا نے اسی سنہ میں قلعہ ہوار میں معروف بہ مدائن پر چڑھائی کی یہاں پر عبدالرحمٰن کا گورنر رہتا تھا شقنا نے اسے فریب دے کر باہر بلایا جب وہ باہر آیا تو شقنا نے اسے قتل کر کے اس کا گھوڑا ہتھیار اور تمام اسباب کو لے لیا۔ مجبور ہو کر پھر عبدالرحمٰن بذاتہ اس مہم پر روانہ ہوا یہ واقعہ ۱۵۶ھ کا ہے جیسا کہ آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھیں گے۔ انتہیٰ ملخصاً من کامل لابن اثیر جلد ۵ صفحہ ۲۸۷ مطبوعہ مصر۔

[2] عبدالملک نے اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اپنے بیٹے امیہ کو اہل اشبیلیہ پر شب خون مارنے کو روانہ کیا امیہ نے اہل اشبیلیہ کو ہوشیار پا کر حملہ نہ کیا اور اپنے باپ کے پاس واپس آیا۔ عبدالملک نے حملہ نہ کرنے کی وجہ دریافت کی امیہ نے جواب دیا اہل اشبیلہ ہوشیار تھے حملہ کرنے کا موقع نہ تھا عبدالملک بولا "تو نے موت سے ڈر کر حملہ نہیں کیا تو حد درجہ کا بزدل ہے۔ میں ایسے بزدل شخص کو دوست نہیں رکھتا"۔ یہ کہہ کر عبدالملک نے امیہ کی گردن ماردی اور اپنے امراء لشکر کو جمع کر کے کہا۔ بھائیو! تم جانتے ہو کہ ہم لوگ مشرق سے اس قدر دور دراز ملک کی طرف نکالے گئے ہیں اور اب یہ ٹکڑا اتفاق سے ہاتھ آ گیا ہے جو قوت لایموت کے حکم میں ہے تو اسے بھی ہم بزدلی سے ضائع کیا چاہتے ہیں، بہتر یہ ہے کہ ایسی زندگی پر ہم موت کو فوقیت دیں سب ←

اشبیلیہ سے لڑا اہل اشبیلیہ بھاگ کھڑے ہوئے عبدالملک نے نہایت سختی سے تعاقب کیا اور جی کھول کرانہیں پامال کر کے مظفر ومنصور عبدالرحمٰن کی خدمت میں واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کا بے حد شکریہ ادا کیا۔ معقول صلہ دیا' اپنے بیٹے (جو ولی عہد تھا) کا عقد عبدالملک کی لڑکی سے کر کے اپنا سمدھی بنا لیا اور عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش کا قتل: عبدالغفار اور حیوۃ بن فلاقش اس واقعہ سے جانبر ہو کر اشبیلیہ بھاگ گئے تھے ۱۵۷ھ میں عبدالرحمٰن نے ان پر حملہ کیا اور انہیں ایک بڑے گروہ کے ساتھ جو ان کے ہوا خواہ تھے قتل کر ڈالا یہی اسباب تھے جن کی وجہ سے عبدالرحمٰن کو عرب کی جانب سے مشکوک اور مشتبہ ہونا پڑا اور اس نے اسی تاریخ سے باستثناء عرب عجمی قبائل اور غلاموں کو اپنی فوج میں بھرتی اور حکومتوں پر مامور کرنا شروع کیا۔

اس کے بعد [1] ۱۶۲ھ میں شقنا کے ہمراہیوں میں سے دو شخصوں نے شقنا کو دھوکہ دے کر مار ڈالا اور سر اتار کر امیر عبدالرحمٰن کے پاس لائے۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کی اندلس پر فوج کشی: ان واقعات کے ختم ہونے پر دولت عباسیہ کے اراکین کو عبدالرحمٰن کے مطیع کرنے کا خیال پیدا ہوا چنانچہ ۱۶۱ھ میں عبدالرحمٰن بن حبیب فہری معروف بہ صقلی افریقہ سے فوجیں آراستہ کر کے اندلس کی طرف خلافت عباسیہ کا سیاہ جھنڈا لئے ہوئے اہل اندلس کے زیر کرنے اور مطیع کرنے کی غرض سے روانہ ہوا' تدمیر کے میدان میں پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ بربریوں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا عبدالرحمٰن بن حبیب نے سلیمان بن یقظان والیٔ برشلونہ کو لکھ بھیجا تم خلافت عباسیہ کی اطاعت قبول کر لو ورنہ تم مجھے اپنے سر پر پہنچا ہوا سمجھو۔ سلیمان نے اسے منظور نہ کیا' عبدالرحمٰن بن حبیب نے بربریوں کی فوج آراستہ کر کے سلیمان پر چڑھائی کی سلیمان بھی سینہ سپر ہو کر میدان میں آیا کمال مردانگی سے عبدالرحمٰن کو شکست دے دی۔ عبدالرحمٰن بن حبیب ناکامی کے ساتھ تدمیر واپس آیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب فہری کا قتل: اس واقعہ کی عبدالرحمٰن کو خبر لگی تو اس نے قرطبہ سے تدمیر کا رخ کیا۔ عبدالرحمٰن بن حبیب اس کی آمد کی خبر پا کر کوہ بلنسیہ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے اشتہار دے دیا کہ جو شخص عبدالرحمٰن بن حبیب کا سر اتار کر میرے سامنے لائے گا اسے میں اتنا اتنا مال و زر دوں گا چنانچہ عبدالرحمٰن بن حبیب ہی کے بربری ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے دھوکہ دے کر عبدالرحمٰن کو مار ڈالا۔ سر اتار کر عبدالرحمٰن کے پاس لے آیا۔ یہ واقعہ ۱۶۲ھ کا ہے عبدالرحمٰن بن حبیب کے مارے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اپنے دارالحکومت قرطبہ واپس آیا۔

ے نے یک زبان ہو کر مرنے یا فتح یاب ہو کر واپس ہونے کی قسمیں کھائیں اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ یمانیہ اور اہل اشبیلیہ کو ایسی شکست ہوئی کہ پھر اس کے بعد یمانیہ سر نہ ابھار سکے۔ عبدالملک کے کئی زخم اس جنگ میں آئے تھے ہاتھ سے قبضہ شمشیر نہیں چھوٹا تھا۔ ایسی حالت سے یہ عبدالرحمٰن کی خدمت میں آیا تھا کہ تلوار سے خون ٹپک رہا تھا اور زخموں سے خون کے فوارے جاری تھے۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۴ مطبوعہ مصر۔

[1] ۱۶۰ھ میں عبدالرحمٰن نے پھر ایک لشکر شقنا کی جنگ پر بھیجا تھا ایک ماہ تک قلعہ شیطران میں محاصرہ کئے رہا آخر کار مجبور ہو کر ناکام واپس آیا لشکر کی واپسی کے بعد شقنا قلعہ سے نکل کر شنت بریہ کے ایک گاؤں میں آیا ابو معین اور ابو حزیم نے جو اس کے ہمراہیوں سے تھے اسے قتل کر ڈالا اور عبدالرحمٰن کے پاس چلے آئے۔ تاریخ کامل جلد ۶ صفحہ ۲۱۔

باغیوں کی سرکوبی: اسی سنہ میں وحیہ غسانی نے بیرہ کے قلعوں میں سے ایک قلعہ میں پناہ گزین ہو کر بغاوت کی عبدالرحمٰن نے شہید بن عیسیٰ کو اس کی سرکوبی پر مامور کیا شہید نے نہایت مردانگی سے لڑ کر وحیہ کو شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد بربریوں نے سر اٹھایا ابراہیم بن شجرہ اس کا سردار تھا۔ عبدالرحمٰن نے بدر کو اس ہنگامہ کے فرو کرنے کا اشارہ کیا۔ بدر نے بھی بربری باغیوں کے سردار ابراہیم کو قتل کر ڈالا اور ان کی جماعت کو تتر بتر کر دیا۔ انہی دنوں سلمی[1] نامی ایک سپہ سالار باغی ہو کر قرطبہ سے طلیطلہ بھاگ گیا اور مخالفت شروع کر دی۔ عبدالرحمٰن نے حبیب بن عبدالملک کو سلمیٰ کے زیر کرنے پر متعین کیا۔ ایک مدت تک حبیب اس کا محاصرہ کیے رہا۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ میں سلمیٰ کا انتقال ہو گیا۔ باغیوں کی جماعت منتشر ہو گئی۔

سلیمان بن یقطان کی بغاوت: ۱۶۴ھ میں عبدالرحمٰن کو سرقسطہ کی بغاوت فرو کرنے کی ضرورت پیش آئی ان دنوں سرقسطہ میں سلیمان بن یقطان اور حسین بن عاصی حکمرانی کر رہے تھے ان ناعاقبت اندیشوں نے مل جل کر عبدالرحمٰن کے خلاف علم بغاوت بلند کیا عبدالرحمٰن نے پہلے اپنے سپہ سالاروں میں سے ثعلبہ بن عبید کو اس مہم پر روانہ کیا۔ ثعلبہ نے پہنچتے ہی ان دونوں کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ ایک مدت تک سلسلہ جنگ اور محاصرہ جاری رہا۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ایک روز سلیمان نے دھوکہ دے کر ثعلبہ کو گرفتار کر لیا اور شاہ فرانس کو بلا بھیجا۔ جس وقت شاہ فرانس سرقسطہ آیا اس وقت شاہی لشکر نے ثعلبہ کی گرفتاری کی وجہ سے محاصرہ اٹھا لیا تھا سلیمان نے ثعلبہ کو شاہ فرانس کے حوالہ کر دیا' شاہ فرانس اس امید میں کہ میں عبدالرحمٰن والی اندلس سے اس کا کثیر معاوضہ لوں گا واپس گیا۔ اس کے بعد حسین نے سلیمان کو قتل کر کے تن تنہا حکمرانی شروع کر دی۔ عبدالرحمٰن نے ان واقعات سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں۔ بذاتہ حسین کے جنگ کرنے کو سرقسطہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ حتیٰ کہ حسین نے طول محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کر لی۔

حسین بن عاصی کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر امیر عبدالرحمٰن بلاد فرانس و بشکنس پر جہاد[2] کرنے میں مصروف ہوا اس کے علاوہ اور ملکوں پر بھی جو اس کے قرب و جوار میں تھے حملہ کر کے اپنے دارالحکومت قرطبہ میں واپس آیا۔ پھر ۱۶۵ھ میں حسین نے مقام سرقسطہ میں علم مخالفت بلند کیا' عبدالرحمٰن کا ایک گورنر غالب بن ثمامہ بن علقمہ نامی اس ہنگامہ کے فرو کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ متعدد چھوٹی چھوٹی لڑائیوں کے بعد حسین کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا اور حصار کیے ہوئے لڑتا رہا حتیٰ کہ ۱۶۶ھ میں عبدالرحمٰن بہ نفس نفیس فوجیں آراستہ کر کے اس مہم[3] کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے

---

[1] سلمیٰ کی بغاوت کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ سلمیٰ نے ایک روز شب کے وقت شراب پی اور حالت نشہ میں دروازہ قنطرہ کی طرف گیا اور کھولنے کا قصد کیا محافظین محل سرا نے ممانعت کی لوٹ آیا۔ صبح کو جب نشہ اتارا تو اس خوف سے کہ مبادا عبدالرحمٰن کسی قسم کا مجھ سے مواخذہ نہ کرے قرطبہ سے طلیطلہ چلا آیا اس کے آتے ہی جن جن لوگوں کے دلوں میں عبدالرحمٰن کی جانب سے غبار تھا۔ طلیطلہ چلے آئے اور بغاوت کر دی تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۴ مطبوعہ مصر۔

[2] اس جہاد میں عبدالرحمٰن لڑتے لڑتے قلہرہ تک پہنچ گیا تھا۔ شہر قلہرہ کو فتح کیا اور ان قلعوں کو جو اس اطراف میں تھے ویران و منہدم کر دیا۔ اس کے بلاد بشکنس کی طرف روانہ ہوا قلعہ مثمین الاقرع کو فتح کر کے بلاد ثون میں اطلال کی جانب بڑھا اور اس کے قلعہ کو بزور تیغ فتح کر کے منہدم کرا دیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶ مطبوعہ مصر۔

[3] سرقسطہ کی مہم سر کرنے میں عبدالرحمٰن نے اس مرتبہ بہت بڑا اہتمام کیا۔ چھتیس منجنیقیں نصب کرائیں جو رات دن چلا کرتی تھیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۲۶٬۲۷ مطبوعہ مصر۔

حسین کو قتل کر ڈالا۔ اہل سرقسطہ میں سے بھی کچھ لوگوں کو تہ تیغ کیا۔

معرکہ قسطلونہ: ۱۶۸ھ میں ابوالاسود[1] محمد بن یوسف بن عبدالرحمٰن فہری نے بغاوت کی وادی میں احمر مقام قسطلونہ میں عبدالرحمٰن اس سے معرکہ آرا ہوا اور اسے شکست دے کر اس کے ہمراہیوں اور فوج کو جی کھول کر پامال کیا۔ اس کے بعد دوبارہ ۱۶۹ھ میں پھر ابوالاسود کے دماغ میں ہوائے بغاوت سمائی اور عبدالرحمٰن سے لڑنے کے لئے نکلا عبدالرحمٰن نے اس بار بھی اسے شکست دی اس واقعہ کے دوسرے برس ۱۷۰ھ میں ابوالاسود صوبہ طلیطلہ میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم جانشین ہوا اور ایک بہت بڑی فوج مرتب کر لی۔ عبدالرحمٰن نے یہ خبر پا کر قاسم پر چڑھائی کی ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد قاسم بغیر امان کے گرفتار ہو آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کے لئے موت کی سزا تجویز کی جس پر فوری عمل کیا گیا۔

امیر عبدالرحمٰن کی وفات: انہی واقعات کے ختم ہونے پر ۱۷۱ھ میں اور اس کے بعد ۱۷۲ھ کا دور شروع ہو جاتا ہے اور امیر عبدالرحمٰن[2] ملک اندلس میں تینتیس سال حکومت کر کے سفر آخرت اختیار کرتا ہے۔

---

[1] ابوالاسود اس زمانہ سے قرطبہ کی جیل میں تھا جب سے اس کا باپ یوسف بھاگ گیا تھا اور اس کا بھائی عبدالرحمٰن بن یوسف مارا گیا تھا۔ برس دو برس قید میں رہنے کے بعد اس نے اپنے کو نابینا ظاہر کرنا شروع کیا بھول کر بھی کسی طرف آنکھیں نہیں اٹھاتا تھا۔ ایک زمانہ دراز تک اسی حالت سے رہا۔ امیر عبدالرحمٰن کو بھی اس کے نابینا ہونے کا یقین ہو گیا۔ جیل کے آخری مکانات میں رہتا تھا جن کے دروازے نہر اعظم کی طرف تھے تمام قیدی اسی جانب حوائج ضروری رفع کرنے کے لئے جاتے تھے محافظین جیل ابوالاسود کو نابینا تصور کر کے چھوڑ دیتے تھے اور مطلق نگرانی و محافظت نہ کرتے تھے جس وقت نہر سے اپنی ضرورت رفع کر کے ابوالاسود واپس ہوتا تھا تو آواز بلند سے کہتا تھا ''کون شخص اندھے کو اس کی جگہ پر لے جائے گا''۔ تھوڑے دن بعد ابوالاسود کا ایک خادم کنارہ نہر پر آنے لگا اور اس سے سرگوشیاں کرنے لگا محافظین جیل ابوالاسود کے نابینا ہونے کی وجہ سے کچھ معترض نہ ہوتے تھے ایک روز ابوالاسود نے اپنے اسی خادم سے سواری منگوائی اور دریا تیر کر گھوڑے پر سوار ہو کر نکل بھاگا محافظین کو خبر تک نہ ہوئی۔ طلیطلہ پہنچ کر لوگوں کو فراہم کرنا شروع کیا جب بہت بڑی جماعت جمع ہو گئی تو انہیں فوج کی صورت میں مرتب کر کے عبدالرحمٰن اموی سے لڑنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔ پہلا معرکہ وادی احمر مقام قسطلونہ میں ہوا اس میں اس کے چار ہزار آدمی ان لوگوں کے علاوہ جو نہر میں جنگ کے وقت ڈوب کر مر گئے تھے کام آئے تھے تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ صفحہ ۳۱ و ۳۲ مطبوعہ مصر۔

[2] امیر عبدالرحمٰن بن معاویہ بن ہشام بن عبدالملک والی اندلس نے ماہ ربیع الآخر ۱۷۲ھ عہد خلافت رشید میں وفات پائی۔ تینتیس سال چار مہینے اندلس پر حکمرانی کی۔ سرزمین دمشق مقام دیر حنا ۱۳۳ھ میں پیدا ہوا تھا ام ولد راح نامی بربریہ کے بطن سے تھا اس کا باپ معاویہ اس کے دادا ہشام کے زمانہ میں مر گیا تھا۔ شروع عہد شباب میں اس پر اور اس کے خاندان پر بہت بڑی مصیبت طاری ہوئی۔ ۱۳۸ھ میں شام سے جس کیفیت سے بھاگا ہے آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اللہ تعالیٰ نے اس کے دماغ اور اس کے قوائے عقلیہ میں یہ قوت و ولعت رکھی تھی کہ اندلس جیسے ملک پر پہنچتے ہی قبضہ کر لیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد آئے دن خانہ جنگیوں سے برابر مقابلہ کرتا رہا۔ حکمرانان اسلام اور حکومت اسلامیہ کی بربادی کے قومی اسباب سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ غور کریں کہ عبدالرحمٰن نے جس وقت اندلس کی سرزمین پر قدم رکھا تھا اس وقت اندلس دو بڑے قبائل یمنیہ اور مضریہ کی مخالفت کا دنگل بنا ہوا تھا۔ ان دونوں قبائل کی باہمی مخالفت کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے امیر خودسر حکمران بنے ہوئے تھے۔ ایسی حالت میں عبدالرحمٰن ہی جیسے شخص کی ضرورت تھی اس نے مشرق سے بے دخل ہو کر اندلس پہنچ کر قبضہ جمایا۔ قابض ہونے کی کیفیت سے آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ اس وقت اسے چنداں مخالفت اور بغاوت کا سامنا نہیں کرنا پڑا' مگر قبضہ حاصل کرنے کے بعد ایک دن بھی نچلا نہ بیٹھ سکا ایک نہ ایک کی سرکوبی کی کمر باندھنا پڑتی تھی۔ یہ خودسریاں اور بغاوتیں کیوں ہوتی تھیں؟ اس کی بنا محض اسی پر تھی کہ کبھی تو ہوا خواہان دولت عباسیہ کو اندلس کے مطیع کرنے کی خواہش پیدا ہوتی تھی جیسا کہ علاء کا واقعہ اس پر کافی طور سے روشنی ڈالتا ہے اور گاہے خواہشمندان حکومت اٹھ کھڑے ہوتے تھے۔ افسوس کہ ان لوگوں نے ......

نقص عہد و بیعت اور فتنہ وفساد کو بائیں ہاتھ کا کھیل مقرر کر لیا تھا۔ حالانکہ اسلام اس کی سخت مخالفت کرتا ہے مگر عبدالرحمٰن کی ہمت و مردانگی کو صد آفرین کہ وہ کبھی ہمت نہ ہارا۔ جب اسے یہ خبر ملتی کہ فلاں شخص فلاں مقام پر باغی ہو گیا ہے فوراً اٹھ کھڑا ہوا اور جب تک اس کا قلع وقمع نہ کر لیتا آرام نہ کرتا تھا اس کی سوانح میں کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا کہ جس سے یہ گھبرایا ہو۔ بہت بڑا عالی حوصلہ، سخی، شجاع، حلیم اور عالم اور صاحب عزم و ہمت تھا۔ کبھی کبھی کچھ شعر بھی کہہ لیتا تھا۔ نہایت درجہ کا فصیح و بلیغ تھا۔ ابن حبان لکھتا ہے کہ عبدالرحمٰن خود دربار عام میں بیٹھتا تھا اور رعایا کی فریادیں اور استغاثے سنتا تھا۔ ضعیف سے ضعیف شخص بے روک ٹوک اور بلا جدوجہد پہنچ کر اپنا حال عرض کر سکتا تھا۔ اس کی عادات میں یہ بھی داخل تھا کہ دستر خوان پر مصاحبوں اور ہمراہیوں کے علاوہ جو شخص بھی کھانے کے وقت موجود ہوتا شریک کر لیا جاتا تھا۔ حاجت مند اپنی حاجتیں اس وقت بھی عرض کر سکتے تھے۔ قرطبہ میں اس نے اپنے دادا ہشام کی تقلید میں رصافہ تعمیر کرایا تھا۔ وفات کے وقت گیارہ لڑکے اور نو لڑکیاں چھوڑیں۔ اکثر سفید کپڑے پہنا کرتا تھا۔ ابن زیدون نے لکھا ہے کہ اس کے رخسار ہلکے تھے۔ قد بڑا تھا اور نحیف الجسم تھا۔ چہرہ پر بڑا سا تل تھا۔ مترجم

ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد ششم صفحہ ۴۵ مطبوعہ مصر و کتاب نفخ الطیب من نصمن الاندلس الرطیب جلد ا صفحہ ۲۱۲ مطبوعہ لیدن

باب: ۲۵

امیر ہشام الرضی بن عبدالرحمٰن ۱۷۲ھ تا ۱۸۰ھ

تخت نشینی: جس وقت عبدالرحمٰن نے سفر آخرت اختیار کیا اس وقت اس کا بڑا بیٹا سلیمان طلیطلہ میں حکمرانی کر رہا تھا اور اس کا دوسرا بیٹا ہشام ماروہ کی کرسی حکومت پر تھا۔ عبدالرحمٰن نے اسی کو اپنا ولی عہد بنایا تھا۔ تیسرا بیٹا عبداللہ مسکین وفات کے وقت قرطبہ میں موجود تھا اپنے نامور باپ کے مرنے پر اپنے بھائی ہشام کی حکومت کی بیعت لی اور اس حادثہ جاں کاہ کی خبر پہنچائی۔ چنانچہ ہشام ماروہ سے قرطبہ آیا اور حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بغاوت: چونکہ سلیمان اس سے عمر میں بڑا تھا اس وجہ سے اسے کشیدگی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ اس کشیدگی نے مخالفت کی صورت اختیار کر لی۔ طلیطلہ میں علم مخالفت بلند کیا۔ اس کا بھائی عبداللہ بھی اس سے آملا۔ ہشام نے اس کے واپس لانے کی غرض سے چند لوگوں کو روانہ کیا مگر یہ اسے نہ پا سکے اس کے بعد ہشام نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب کوچ کیا۔ پہنچتے ہی ان دونوں کا طلیطلہ میں محاصرہ کر لیا۔ سلیمان نے اپنے بھائی عبداللہ اور اپنے بیٹے کو شہر کی حفاظت پر چھوڑ کر قرطبہ کا راستہ لیا مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔ ہشام نے اس کے تعاقب میں اپنے بیٹے عبدالملک کو متعین کیا اور طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔ سلیمان نے یہ خبر پا کر ماروہ کا رخ کیا والی ماروہ نے مقابلہ کیا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو شکست دی۔ ہشام اس وقت طلیطلہ ہی کے محاصرہ پر اڑا ہوا تھا۔ وہ ماہ سے زائد کچھ روز گزر چکے تھے کہ ایک روز اس کا بھائی عبداللہ امن حاصل کئے بغیر ہشام کی خدمت میں آکر حاضر ہو گیا اور سر اطاعت جھکا دیا۔ ہشام نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور عزت افزائی سے صلے عنایت کئے۔

سلیمان بن امیر عبدالرحمٰن کی بربر کو روانگی: پھر ۱۷۳ھ میں ہشام نے اپنے بیٹے معاویہ کو سلیمان سے جنگ کرنے کے لئے تدمیر روانہ کیا۔ چنانچہ معاویہ نے اپنے پُر زور حملوں سے اطراف تدمیر کو ویران اور پامال کر دیا۔ سلیمان روزانہ جنگ سے تنگ آ کر جبال بلنسیہ کی طرف بھاگ گیا اور وہیں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور معاویہ اپنے باپ کے پاس قرطبہ واپس آیا۔ اس کے بعد سلیمان نے اپنے اہل و عیال کے ساتھ بلاد اندلس چھوڑ کر ملک بربر چلے جانے کی درخواست کی' ہشام نے منظور کر لیا اور اپنے باپ کے متروکہ سے دست بردار ہونے پر اسے ساٹھ ہزار دینار مرحمت کئے۔ سلیمان کے ساتھ اس کا بھائی عبداللہ بھی اندلس سے چلا آیا تھا۔ ہشام سرزمین اندلس میں ٹھہرا ہوا حکمرانی کرتا رہا۔

سعید بن حسین کی بغاوت: انہی واقعات کے اثناء میں شرقی اندلس مقام طرسوسہ میں سعید بن حسین بن یحییٰ انصاری نے ہشام کی مخالفت پر کمر باندھی، سعید اس زمانہ سے طرسوسہ میں ٹھہرا ہوا ریشہ دوانی کر رہا تھا، جس زمانہ میں اس کا باپ حسین مارا گیا، جب اس کے پاس یمانیہ کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تو اس نے طرسوسہ پر قبضہ کر کے اس کے گورنر یوسف بن عیسیٰ کو نکال دیا موسیٰ ابن فرقوق کو یہ امر ناگوار گزرا مضریہ کو یکجا کر کے سعید کے آڑے آیا۔ اسی اثناء میں مطروح بن سلیمان بن یقظان نے شہر برشلونہ میں بغاوت کر دی، شہر سرقسطہ آشقہ پر قبضہ کر لیا۔ جوں ہی ہشام نے اپنے بھائیوں کی مہم سے فراغت حاصل کی فوراً عثمان عبیداللہ بن عثمان کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ مطروح کی سرکوبی پر متعین کیا۔ ابو عثمان نے پہنچتے ہی سرقسطہ پر مطروح کا محاصرہ کر لیا ایک زمانہ تک حصار کیے ہوئے لڑتا رہا، پھر محاصرہ اٹھا کر طرسوسہ کے قریب آ کے پڑاؤ کیا اور اہل سرقسطہ پر آئے دن شب خون مارنے لگا۔ انہی دنوں مطروح کے بعض ہمراہیوں نے دھوکہ دے کر مطروح کو مار ڈالا اور سر اتار کر ابو عثمان کے پاس لائے۔ ابو عثمان نے ہشام کی خدمت میں بھیج دیا اور سرقسطہ میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا۔

جلیقہ کی مہم: ابو عثمان اس مہم کو سر کرنے کے بعد ملک فرانس پر جہاد کرنے کو روانہ ہوا شہر البتہ اور اس کے گرد و نواح کے قلعوں پر حملہ کیا فرانسیسی دلاوروں نے بھی میدانِ جنگ کا راستہ لیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار عساکر اسلامیہ کو فتح نصیب ہوئی فرانسیسیوں کی فوج کی بہت بڑی جماعت کام آئی اور ابو عثمان نے ان مقامات کو فتح کر لیا۔ یہ واقعہ ۱۷۵ھ کا ہے۔ اسی سنہ میں ہشام نے اسلامی افواج کو یوسف بن نجیہ کی ماتحتی میں جلیقہ کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس وقت اس کا بادشاہ برمند کبیر تھا۔ یہ بھی خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی بہت سا نقصان اٹھا کر برمند کو پسپا ہونا پڑا، یوسف نے کامیابی کے ساتھ اس کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔

اہل طلیطلہ کی اطاعت: اسی سنہ میں برادران ہشام کی روانگی کے بعد اہل طلیطلہ نے اپنے امیر ہشام کے علم حکومت کی اطاعت قبول کرنے کی درخواست پیش کی۔ ہشام نے منظور کر کے تمام اہل طلیطلہ کو امان دی اور اپنے بیٹے حکم کو طلیطلہ کا والی مقرر کر کے روانہ کیا۔ حکم نے طلیطلہ پہنچ کر عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور انتظام میں مصروف ہو گیا۔

فرانس پر فوج کشی: پھر ۱۷۶ھ میں ہشام نے اپنے وزیر السلطنت عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو دشمنان اسلام پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عبدالملک نے نہایت تیزی سے حدود اسلامیہ سے نکل کر لڑائی شروع کر دی، لڑتا بھڑتا فرانسیسیوں کے بلاد کو تاراج کرتا ہوا البتہ اور قلاع تک پہنچ گیا اور اس کے گرد و نواح کو اپنی فوج کی جولاں گاہ بنایا، اس کے بعد ہشام کی ہدایت کے مطابق ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ اربونہ اور جرندہ کی جانب روانہ ہوا۔ پہلے جرندہ پر حملہ کیا جرندہ میں فرانس کی ایک عظیم فوج سرحدی بلاد کی حفاظت کے لئے رہتی تھی، عبدالملک نے اسے شکست دے کر جرندہ کے برجوں اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کرا دیا اور سرزمین سرطلینہ کے ساتھ بھی یہی واقعات گزرے۔ اہل فرانس مسلمانوں کے نام سے بید کی طرح تھرانے لگے۔ کوئی شخص مقابلہ پر نہ آتا تھا بہت سے قلعے ویران اور مسمار کر ڈالے اور بہت سے قلعوں کو جدا کر خاک سیاہ کر دیا۔ اس جہاد میں بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا کہ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ جس وقت عبدالملک نے مراجعت کی، عیسائیوں نے بشکنش اور اپنے ہمسایہ ممالک سے مسلمانوں کے خلاف امداد طلب کی اور جب امدادی فوجیں آ گئیں تو عبدالملک نے چھیڑ چھاڑ شروع کر دی عبدالملک نے اس معرکہ میں بھی ان اجل رسیدوں کو شکست دی اور ان کی ایک بڑی جماعت کو قتل کر کے

خاک وخون میں ملا دیا۔

فتح جلیقہ: ۱۹۸ھ میں ہشام نے اسلامی فوجی عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں بلاد جلیقہ پر جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عساکر اسلامیہ نے دشمنان دین کے ملک کو خوب تاخت و تاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ اسی سنہ میں تاکرنا (یا تاکرتا) میں بغاوت پھوٹ نکلی یہ مقام بلاد زندہ ملک اندلس سے شمار کیا جاتا تھا۔ یہاں جس قدر بربری تھے انہوں نے امیر ہشام کی اطاعت سے انحراف کر کے خود سری کا دعویٰ کیا تھا۔ ہشام نے ان کی سرکوبی کے لئے عبدالقادر بن ابان بن عبداللہ خادم امیر معاویہ بن ابوسفیان کو روانہ کیا عبدالقادر نے پہنچتے ہی ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ ہزار ہا باغی مارے گئے جو باقی رہ گئے وہ جلاوطن ہو نکل بھاگے سات برس تک تاکرتا ویران پڑا رہا۔ ایک متنفس بھی نظر نہ آتا تھا۔

شاہ جلالقہ اوفونش کی پسپائی: ۱۷۹ھ میں ہشام نے پھر جہاد کی تیاری کی' عبدالملک بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے جلیقہ پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ عبدالملک سترقہ پہنچا۔ شاہ جلالقہ (اوفونش) نے اپنی فوجیں فراہم کیں اور اپنے اطراف و جوانب کے بادشاہوں سے امدادی فوجیں منگوائیں۔ بہت بڑی تیاری کے بعد مقابلہ پر آیا' لیکن عبدالملک کی ہیبت کچھ ایسی غالب ہوئی کہ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑا ہوا۔ عبدالملک نے تعاقب کیا اوفونش بے سروسامانی سے آگے آگے بھاگا جاتا تھا اور عبدالملک اس کے پیچھے پیچھے سراغ لگاتا' جسے پاتا اسے قتل کر دیتا' شہروں' گاؤں' قصبات کو لوٹتا ہوا چلا جا رہا تھا۔ حتیٰ کہ اوفونش اپنے پایہ تخت کے قریب پہنچ گیا۔ اس وقت عبدالملک نے مراجعت کی۔ اسی زمانہ میں ہشام نے ایک دوسری فوج دوسری سمت سے بلاد فرانس کی طرف روانہ کی تھی۔ یہ فوج بھی عبدالملک کی فوج سے جا ملی تھی اور دونوں نے مل کر دشمنانِ اسلام کے بلاد کو جی کھول کر تاراج کیا تھا۔ واپسی کے بعد فرانس کی فوج لئے چھیڑ چھاڑ کی اور کسی قدر کامیابی ہوئی مگر اس کے باوجود لشکر اسلام مظفر و منصور واپس آیا۔

ہشام بن عبدالرحمٰن کی وفات: ۱۸۰ھ میں ہشام[1] بن عبدالرحمٰن نے اپنی حکومت و امارت کے سات سال پورے کر کے وفات پائی۔ بعضوں نے لکھا ہے کہ اس نے آٹھ سال حکومت کی۔

ہشام کا کردار: ہشام نہایت نیک مزاج' صلح پسند' سخی' دلیر' شجاع' بلند حوصلہ' صائب الرائے اور کثرت سے جہاد کرنے والا شخص تھا اسی نے جامع مسجد قرطبہ کی تعمیر تکمیل کو پہنچائی جس کی بنیاد اس کے باپ عبدالرحمٰن نے ڈالی تھی' اس نے زکوٰۃ و صدقات کتاب و سنت کے مطابق وصول کئے تھے۔

---

[1] ہشام بن عبدالرحمٰن بن معاویہ بن عبدالملک بن مروان والیٔ اندلس کا انتقال ماہ صفر ۱۸۰ھ میں ہوا تقریباً عمر کے چالیس مرحلے طے کئے ام ولد کے بطن سے ماہ سوال ۱۳۹ھ میں پیدا ہوا تھا۔ جامع مسجد قرطبہ کی تکمیل و تعمیر کے علاوہ اور بہت سی مسجدیں بنوائیں۔ اس کے عہد حکومت میں اسلامی شان و شوکت کو بے حد ترقی ہوئی' عیسائی بے حد ذلیل و خوار ہوئے۔ اہل اندلس اسے نہایت نیکی سے یاد کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ سیرۃ میں خلیفہ عمر بن عبدالعزیز سے مشابہ تھا۔ اندرونی بغاوتوں اور خانہ جنگیوں سے اسے نہایت کم سامنا کرنا پڑا۔ صرف اوائل عہد حکومت میں اس کے دونوں بھائیوں عبداللہ و سلیمان نے مخالفت کا سر اٹھایا تھا۔ اس کے بعد پھر کسی نے دم نہیں مارا۔ اس نے اپنا سارا زمانہ عیسائیوں پر جہاد کرنے میں صرف کیا۔ کبھی جلالقہ سے مقابل ہوتا نظر آتا تھا اور گاہے شاہ فرانس پر حملہ آور ہوتا تھا۔ اس سے عیسائیوں کا دم ناک میں آ گیا تھا۔ اربونہ اسی کے زمانہ میں فتح ہوا تھا۔ جلالقہ سے اس نے خراج وصول کیا' فرانس کو مارتے مارتے اس کے پایہ تخت تک پہنچایا۔ اس کے زمانہ امارت میں اسلام کو اس درجہ عزت ...... للہ

باب: ۲۶

امیر الحکم اوّل بن ہشام ۱۸۰ھ تا ۲۰۶ھ

اس کے انتقال پر اس کا بیٹا حکم حکمران ہوا۔ اس کے عہد حکومت میں خادموں کی کثرت ہوئی۔ بہت سے گھوڑے اصطبل شاہی میں باندھے گئے اور اس کی حکومت کو معقول طور سے استحکام واستقلال حاصل ہوا۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور لڑائیوں پر جاتا تھا۔

عبداللہ بلنسی کا خروج: حکم کے اوائل زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی ابن عبدالرحمٰن داخل نے مغربی اندلس کی سرحد سے بغاوت کر کے بلنسیہ پر قبضہ حاصل کیا' اس کے بعد طنجہ سے اس کے بھائی سلیمان نے بھی سر اٹھایا۔ حکم ایک برس تک ان دونوں کی لڑائی میں مصروف رہا آخر الامر حکم کو فتح نصیب ہوئی اور ۱۸۴ھ میں سلیمان مارڈالا گیا۔ باقی رہا عبداللہ وہ بلنسیہ میں مقیم رہا اگرچہ آئندہ بخوف جان کسی قسم کی شورش اور فساد کا باعث نہیں بنا۔ لیکن حکم نے یحییٰ بن یحییٰ فقیہ کو پیام صلح دے کر ۱۸۶ھ میں روانہ کیا۔ چنانچہ بھتیجے اور چچا میں باہم مصالحت ہوگئی۔

فرانسیسیوں کا برشلونہ پر قبضہ و پسپائی: انہی خانہ جنگیوں کے اثناء میں فرانس نے موقع مناسب تصور کر کے فوجیں فراہم کیں اور حکم کو اپنے چچاؤں کے ساتھ مصروف جدال وقتال دیکھ کر شلونہ کا قصد کیا۔ اسلامی فوجیں' برشلونہ کی حمایت کو نہ پہنچ سکیں۔ فرانس نے بے تگ ودو برشلونہ پر قبضہ کرلیا۔ حکم نے اپنے چچاؤں کی مہم سے فراغت حاصل کر کے فرانس کی سرکوبی کی جانب توجہ کی۔ اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کو امیر لشکر مقرر کر کے برشلونہ اور بلاد جلالقہ کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالکریم نے دشمنانِ اسلام سے سختی کے ساتھ لڑائی چھیڑ دی۔ حریف نے ایک تنگ ودشوار راستہ اختیار کیا۔ عبدالکریم نے میدانِ جنگ سے مراجعت کر کے راستہ کے دوسرے سرے کی ناکہ بندی کر لی اور اس سر پر بھی اپنی فوج کے چند دستوں کو مامور کر دیا۔ دشمن اس وقت نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن میں گرفتار ہو گیا۔ سب کے سب کام آئے ایک بھی جان بر نہ ہو سکا۔ عبدالکریم نے فتح یابی کے ساتھ بلاد اسلامیہ کی طرف مراجعت کی۔

...... ھ وغلبہ حاصل ہوا تھا کہ ایک شخص نے بہ وقت وفات وصیت کی تھی کہ میرے متروکہ مال میں سے ایک مسلمان قیدی فدیہ دے کر رہا کرا دیا جائے۔ اس شخص کے مرنے پر تمام دارالکفار چھان ڈالا گیا۔ مسلمان قیدی ایک بھی نہ ملا اس سے زیادہ قوی دلیل دشمنان اسلام کی کمزوری اور اسلام کی قوت کی کیا ہو سکتی ہے۔ قرطبہ کے پل کو جو خوبی ومضبوطی میں مشہور زمانہ تھا۔ از سر نو بنوایا۔ اس پل کو سمح خولانی گورنر اندلس نے خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے حکم سے بنوایا تھا۔ ملخص از تاریخ کامل ابن اثیر جلد مطبوعہ مصر صفحہ ۶۰ کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اوّل صفحہ ۲۱۶ لغایتہ ۲۱۹۔

عبیدہ بن عمیرہ کی بغاوت: ۱۸۱ھ میں اندرونی بغاوتوں اور جھگڑوں کا زور و شور ہوا اندلس کے سرحدی شہروں میں آتش فساد مشتعل ہوئی۔ بہلول بن مرزوق معروف بہ ابوالحجاج نے علم مخالفت بلند کر کے سرقسطہ کو دبا لیا۔ عبدالکریم بلنسی عم امیر حکم نے بھی اسی سنہ میں سر اٹھایا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ اسی سنہ میں عبیدہ بن عمیرہ نے طلیطلہ میں مخالفت شروع کی۔ حکم نے اپنے گورنر و سپہ سالار عمروس بن یوسف کو جو کہ طلبیرہ میں رہتا تھا اس ہنگامہ کے فروع کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ عمروس نے طلیطلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر کے لڑائی شروع کر دی۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اثناء جنگ میں عمروس نے اہل طلیطلہ سے بنی مخشی کو خط و کتابت کر کے ملا لیا۔ بنی مخشی نے موقع پا کر عبیدہ کو قتل کر کے سر اتار لیا اور عمروس کے پاس بھیج دیا۔ عمروس نے عبیدہ کے سر کو حکم کی خدمت میں روانہ کیا اور طلیطلہ میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا بنی مخشی کو اس خدمت کے صلہ میں انعامات دیئے جاگیریں دیں اور اعلیٰ اعلیٰ درجہ کے مناصب عطا کئے۔ اس کے بعد بربریوں نے جو طلبیرہ میں تھے عبیدہ کے معاوضہ میں بنی مخشی کی خونریزی پر کمر باندھی عمروس نے ان شورہ پشتوں کو بھی گرفتار کرا کے قتل کیا اور ان کے سروں کو بھی اور باغیوں کے سروں کے ساتھ حکم کی خدمت میں بھیج دیا۔ سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا اور اس تمام علاقہ میں امن و امان قائم ہو گیا۔ عمروس اس فتح یابی کے بعد اپنے بیٹے یوسف کو طلیطلہ پر مامور کر کے سرقسطہ کی جانب واپس آیا اور اسے بھی سرکش باغیوں کے پنجہ سے نکال کر اس پر قبضہ کر لیا۔

فرانسیسیوں کا طلیطلہ پر قبضہ: ۱۸۹ھ میں مسلمانان اندلس کے سروں پر شامت سوار ہوئی کہ ان میں سے بعض سرداروں اور لشکریوں کے خاندان امیر حکم سے کشیدہ خاطر ہو کر شاہ فرانس سے جا ملا اور اسے طلیطلہ کے قبضہ پر ابھارنا شروع کیا عیسائیوں کو بھی اپنے پرانے دشمن سے بدلہ لینے اور ملک پر قبضہ کرنے کی خواہش ہوئی فوجیں آراستہ اور سامان جنگ فراہم کر کے طلیطلہ کی طرف قدم بڑھایا۔ یوسف والی طلیطلہ مقابلہ پر آیا مدتوں لڑائی اور محاصرے کا سلسلہ جاری و قائم رہا چونکہ اس مہم میں دشمنان اسلام کے ساتھ اسلام کے نام لیوا بھی شریک تھے اور وہ طلیطلہ کے حالات سے بخوبی واقف تھے اس وجہ سے اہل طلیطلہ کو شکست ہوئی عیسائیوں نے طلیطلہ پر قبضہ کر لیا اور یوسف والی طلیطلہ کو گرفتار کر کے صخرہ قیس میں لے جا کر قید کر دیا۔ عمروس اس وقت سرقسطہ کی حفاظت میں مصروف تھا۔

فرانسیسیوں کی پسپائی: جب اس واقعہ کی اسے خبر لگی تو اس نے عساکر اسلامیہ کو اپنے چچا زاد بھائی کے ساتھ طلیطلہ سے فرانسیسیوں کو باہر نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ چنانچہ طلیطلہ کے باہر عساکر اسلامیہ نے اپنا مورچہ قائم کیا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی کے بعد فرانسیسیوں کو شکست ہوئی۔ نہایت بے سروسامانی سے طلیطلہ چھوڑ کر بھاگے۔ مسلمانوں نے طلیطلہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ عمروس نے اپنے ایک غائب کو صخرہ قیس کی طرف روانہ کیا اس نے پہنچتے ہی یوسف بن عمروس کو قید کی تکلیف سے نجات دے دی۔ اس واقعہ سے فرانسیسی دلاوروں کے دل پر عمروس کے رعب وداب اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

جنگ ربض: حکم اپنے شروع عہد امارت میں لذات دنیاوی عیش و عشرت میں منہمک و مستغرق ہو رہا تھا۔ قرطبہ کے اہل علم و ورع کو حکم کا یہ فعل ناگوار گزرا یحییٰ بن یحییٰ لیثی[1] اور فقیہ طالوت جیسے فقہا اور علماء نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر حکم کی معزولی کا

---

[1] یحییٰ بن یحییٰ لیثی امام مالک کے خاص شاگرد ان کی مؤطا کے ناقل اور اندلس میں ان کی مذہب کی اشاعت انہی کے سبب سے ہوئی۔

مشورہ کیا۔ اہل قرطبہ ان علما کے اشارے سے حکم پر ٹوٹ پڑے۔ حکم کے دستہ فوج جاں نثاران نے انہیں اس فعل سے روکا۔ ان لوگوں نے حکم کی معزولی کا اعلان کر کے غربی قرطبہ کے شہر پناہ کے ایک محلہ میں جو قصر شاہی سے متصل تھا۔ محمد بن قاسم مرشی مروانی عم ہاشم کی امارت کی بیعت کی اور ۱۹۰ھ میں ان لوگوں نے خلیفہ حکم کا اس کے محل سرا میں محاصرہ کر لیا۔ حکم نے نہایت مردانگی سے ان لوگوں کا مقابلہ کیا اور بزور تیغ انہیں مغلوب کر کے ان میں سے بہتوں کو ہمیشہ کے لئے موت کی نیند سلا دیا۔ باقی ماندگان اِدھر اُدھر منتشر و متفرق ہو گئے۔ ان لوگوں کے مکانات اور مسجدیں ویران اور منہدم ہو گئیں۔ بقیۃ السیف[1] نے بھاگ کر فاس سرزمین افریقہ میں جا کر دم لیا اور کچھ لوگوں نے اسکندریہ میں پناہ لی۔ یہاں پر بھی ان خانہ بدوشوں کو چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ جب ان لوگوں کا ایک خاصا جتھا اسکندریہ میں جمع ہو گیا تو ان لوگوں نے بغاوت کر دی عبداللہ بن طاہر والی مصر ان کی سرکوبی کو آیا اور کمال مردانگی سے ان لوگوں کو زیر کر کے اسکندریہ کو ان کے غاصبانہ قبضہ سے نکال لیا اور ان لوگوں کو جہازوں پر سوار کرا کے جزیرہ اقریطش (کریٹ) کی طرف روانہ کر دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ان لوگوں کا سردار ابو حفص عمر بلوطی نامی ایک شخص تھا۔ یہی ان کی سرداری کرتا رہا جب یہ مر گیا تو وراثتاً اس کی اولاد ان پر حکمرانی کرتی رہی حتیٰ کہ عیسائیوں نے جزیرہ مذکور کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔

عمروس بن یوسف: اہل طلیطلہ میں فساد اور مخالفت کا مادہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ان کے دلوں اور دماغوں میں اپنے ملک کی حفاظت آپ خود کرنے کی ہوا سمائی ہوئی تھی اور آئے دن امراء کی معزولی و تقرری سے یہ شیر ہو رہے تھے۔ امیر حکم ان کی روزانہ بغاوت اور خودسری سے تنگ آ گیا تھا۔ مجبور ہو کر سرحدی بلاد سے اپنے نامور سپہ سالار عمروس بن یوسف کو اس آئے دن بغاوتوں سے فرو کرنے کی غرض سے بلا بھیجا۔ عمروس بن یوسف عربی النسل نہ تھا بلکہ شہر وشقہ کا رہنے والا اور مولدین سے تھا۔ حکم کی جانب سے سرحدی بلاد کا گورنر تھا۔ قرب و جوار کے سرکش و متمرد امراء اس کے نام سے کانپتے تھے۔

عمروس بن یوسف اور اہل طلیطلہ: حکم نے عمروس سے اہل طلیطلہ کو مطیع کرنے کے معاملہ میں اعانت طلب کی اور اسے شریک مشورہ کر کے طلیطلہ کی سند حکومت عنایت فرمائی چونکہ عمروس اہل طلیطلہ کا ہم قوم تھا اس وجہ سے اہل طلیطلہ اس سے مانوس و مطمئن ہو گئے تھوڑے دن بعد عمروس نے دھوکہ دینے کے لئے اہل طلیطلہ کو اس مشورہ میں کہ بنی امیہ کو کرسی امارت سے اتار دینا چاہیے۔ شریک کرنا شروع کیا اور اس غرض کے لئے کہ وہ شاہی ارا کین کے ساتھ اس میں گوشہ نشین ہو جائے گا۔ ایک علیحدہ مکان تعمیر کرانے کی رائے دی۔ اہل طلیطلہ اس چکر میں آ گئے۔ عمروس نے ان لوگوں کی موافقت اور اعانت سے حسب مرضی ایک مکان تعمیر کرایا۔

عبدالرحمٰن بن حکم کی طلیطلہ میں آمد: اتفاق سے اسی زمانہ میں سرحد کے ایک افسر اعلیٰ نے دارالحکومت سے امداد طلب کی امیر حکم نے ایک بہت بڑا لشکر اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں روانہ کیا جس میں وزیروں کی بھی ایک جماعت تھی یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا طلیطلہ ہو کر گزرا مگر طلیطلہ میں نہ تو جانے کا ارادہ کیا اور نہ اہل طلیطلہ سے متعارض ہوا دشمنان اسلام لشکر

---

[1] بقیۃ السیف جو جلاء وطن ہو کر فاس چلے آئے تھے ان کی تعداد آٹھ ہزار تھی اور اسکندریہ میں جلاوطنوں کا جو گروہ آیا تھا وہ بچوں اور عورتوں کے علاوہ پندرہ ہزار تھے۔ عربی مورخوں نے ان کی تعداد نہیں بیان کی یہ انگریزی مورخوں کا بیان ہے۔ واللہ اعلم۔ مترجم

اسلام کی خبر پا کر لوٹ گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے شر سے بلاد اسلامیہ کو بچا لیا۔ عبدالرحمٰن نے قرطبہ کی جانب مراجعت کا قصد کیا۔ عمروس کی ترغیب وتحریک سے سرداران طلیطلہ عبدالرحمٰن سے ملنے کے لئے آئے عبدالرحمٰن نے ان لوگوں کی تعظیم وتکریم کی، عزت سے اپنے قریب بیٹھنے کا حکم دیا۔ حکم کے خادم نے اہل طلیطلہ کو آنکھیں بچا کر عمروس کو امیر حکم کا فرمان دیا جس میں لکھا تھا ''جس طرح ممکن ہو بہ مکر وفریب مفسد پردازان طلیطلہ کو زیر کرنا چاہئے''۔ عمروس نے اہل طلیطلہ سے کہا اس وقت اتفاق سے عبدالرحمٰن تمہارے شہر میں آ گیا ہے اسے اپنے شہر میں لے چلو تاکہ تمہاری قوت وشوکت دیکھ کر دل میں متاثر ہو اور آئندہ تمہارے مطیع کرنے کا خیال نہ کرے۔ اہل طلیطلہ اس فقرے میں آ گئے عبدالرحمٰن کو بہ منت وسماجت اپنے شہر میں لے گئے اور اسی قصر میں ٹھہرایا جو انہی لوگوں کی معاونت سے وسط شہر میں عمروس کی مرضی کے مطابق تعمیر کیا گیا تھا۔

یوم الخندق: ایک روز دعوت کے بہانہ سے عمروس نے تمام سرداران بانیان فتنہ وفساد کو قصر امارت پر مدعو کیا اور حکم دیا کہ مجمع واژدحام کی کثرت خیال سے امیر نے یہ انتظام فرمایا ہے کہ ''لوگ ایک دروازے سے مکان میں داخل ہوں اور جاتے وقت دوسرے دروازے سے جائیں''۔ اہل طلیطلہ اس رائے وانتظام کے مطابق گروہ کے گروہ قصر امارت میں داخل ہونے لگے جونہی یہ قصر میں داخل ہوتے سرداران لشکر ان کو کشاں کشاں اس گڑھے پر لے جاتے جو پہلے سے ان لوگوں کے قتل کے لئے کھدوایا گیا تھا اور سب کی گردنیں مار دیتے۔ رفتہ رفتہ اسی تدبیر کو حکمت عملی سے تمام سرغنوں کو قتل کر دیا گیا۔ باقی ماندگان معمولی حیثیت والے اس امر کو تاڑ گئے اور جان کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ اس خوفناک اور نمونہ قیامت خیز واقعہ نے تمام اہل طلیطلہ کے مزاج ٹھنڈے کر دیئے۔ سمعاً وطاعۃً بطیب خاطر ایام فتنہ تک مطیع رہے جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

اہل قرطبہ کی بغاوت: پھر ۱۹۱ھ میں اصبغ بن عبداللہ نے ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ حکم کے گورنر کو مار کر نکال دیا حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے فوجیں مرتب کر کے ماردہ کو جا کر گھیر لیا۔ اثنائے محاصرہ میں یہ خبر لگی کہ اہل قرطبہ میں بغاوت پھوٹ نکلی ہے محاصرہ اٹھا کر قرطبہ کی جانب لوٹ[1] آیا اور نہایت تیزی سے آتش فساد فرو کر کے تمام مفسدوں اور سرغنوں کو مار ڈالا اس کے بعد اصبغ نے بھی علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ حکم نے اس قرطبہ میں بلا کر ٹھہرا لیا۔

طرسوسہ کا محاصرہ: ان[2] آئے دن کی خانہ جنگیوں اور اندرونی بغاوتوں کا احساس کر کے فوجیں فراہم کیں۔ سامان جنگ وحصار مہیا کر کے طرسوسہ کے محاصرہ کی غرض سے کوچ کر دیا۔ حکم کو اس کی اطلاع ہوئی اس نے اپنے بیٹے عبدالرحمٰن کو ایک بڑی فوج کے ساتھ شاہ فرانس کی سرکوبی پر مامور کیا۔ ابھی شاہ فرانس اپنی حدود مملکت سے آگے بڑھنے نہ پایا تھا کہ عبدالرحمٰن

---

[1] حکم کے لوٹ آنے پر اہل ماردہ کبھی مطیع ہو جاتے تھے اور کبھی پھر باغی ہو جاتے۔ حکم ان کی سرکوبی کے لئے ہمیشہ لشکر بھیجتا تھا حتیٰ کہ اصبغ کی قوت سلب ہو گئی۔ اسی عرصہ میں حکم نے اہل ماردہ کے سرداروں کو ملا لیا۔ سب نے اس کی رفاقت ترک کر دی، اصبغ کا بھائی بھی شاہی لشکر میں چلا آیا مجبور ہو کر اصبغ نے امان طلب کی اور مصالحت کر لی۔ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر صفحہ ۸۰۔

[2] یہ واقعہ ۱۹۱ھ کا ہے اسی سنہ میں حزم بن وہب نے اطراف باجہ میں بغاوت کی تھی اہل باجہ کے علاوہ اور لوگوں نے بھی اس کا ساتھ دیا۔ حزم نے اشبونہ کا رخ کیا اتنے میں حکم کو اس کی خبر لگ گئی اپنے بیٹے ہشام کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حزم کے عزم کو توڑنے کے لئے روانہ کیا ہشام نے پہنچتے ہی حزم کو ایسی بری شکست دی کہ حزم اپنے کئے پر پشیمان ہو کر امان کا خواستگار ہوا اور مطیع ہو گیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶۔ مطبوعہ مصر۔

پہنچ کر مدمقابل ہوا۔ دونوں حریف جی توڑ کر لڑنے لگے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی اور میدان عساکر اسلامیہ کے ہاتھ رہا اور عبدالرحمٰن اپنی فوج ظفر موج کے ساتھ مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوا۔

اہلِ ماردہ کی سرکشی: ۱۹۴ھ میں جب اہل ماردہ نے گزشتہ قتل و خونریزی کو بھلا دیا تو پھر باغی ہو گئے۔ حکم ان کی سرکوبی پر مستعد و آمادہ ہو کر ماردہ پہنچا' تین سال ان کی لڑائیوں میں مصروف رہا۔ فرانسیسی عیسائیوں کو موقع مل گیا۔ سرحدی بلاد پر لوٹ مار شروع کر دی' حکم نے ۱۹۶ھ میں انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے مملکت فرانس کی جانب کوچ کیا۔ متعدد قلعے فتح کئے۔ اکثر شہروں کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قتل و خونریزی اور قیدیوں کی کوئی انتہا نہ تھی۔ فرانسیسی مقابلہ سے جی چرانے لگے اس وقت حکم قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

فرانس پر فوج کشی: گزشتہ پیش قدمیوں کی وجہ سے ۲۰۰ھ میں حکم نے اپنی فوج کو مملکت فرانس پر جہاد کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ سپاہیوں نے کمال شوق و ذوق سے تیاریاں کیں' حکم نے ان لوگوں کو اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی ماتحتی میں شاہ فرانس کے ملک پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے حدودِ مملکت اسلامیہ سے نکل کر ملک فرانس پر حملے شروع کر دیئے۔ شہر کے شہر' گاؤں کے گاؤں قصبے کے قصبے ویران ہو گئے۔ متعدد قلعے منہدم کر ڈالے۔ شاہ جلالقہ ایک عظیم فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ کنارہ نہر پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ مدتوں چھوٹی چھوٹی لڑائیاں ہوتی رہیں۔ عساکر اسلامیہ کو فرانسیسی عیسائیوں سے ان لڑائیوں میں بہت بڑا فائدہ پہنچا اس کے بعد مسلسل تیرہ روز تک دن رات لڑائی ہوتی رہی۔ اتنے میں بہ کثرت مینہ برسا نہر میں طغیانی پیدا ہوگئی۔ عساکر اسلامیہ مظفر و منصور مالِ غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

امیر حکم کی وفات و کردار: آخر ۲۰۶ھ میں امیر حکم بن ہشام نے اپنی حکومت کے ستائیس سال پورے کر کے وفات پائی۔ یہ پہلا شخص ہے جس نے اندلس میں فوجی نظام قائم کیا' فوج کی تنخواہیں مقرر کیں' طرح طرح کے آلاتِ حرب کافی

---

[1] حکم بن ہشام ایک جلیل القدر عظیم الشان اندلس کا فرماں روا تھا۔ اپنے خیالات اور ارادوں پر استقلال کے ساتھ عمل کرتا تھا۔ سخت سے سخت مصیبت سے گھبراتا نہ تھا۔ اس کے شروع زمانہ حکومت میں اس کے چچاؤں نے اس کے خلاف بغاوت کی مجبوراً وہ ان کے سر کرنے میں مصروف ہوا۔ اس اثناء میں فرانسیسی عیسائی اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بلاد اسلامیہ پر دوڑ پڑے۔ حکم نے جوں توں اپنے چچاؤں کی بغاوت سے فراغت حاصل کر کے شاہ فرانس کو خوب خوب زیر کیا۔ اگرچہ اپنے اوائل حکومت میں کسی قدر لہو و لعب میں مصروف ہو گیا تھا اور یہی موقع علماء قرطبہ کو اس سے مخالفت کا حاصل ہوا تھا۔ مگر میرا گماں ہے کہ اس کے بعد اس نے ان افعال و حرکات سے جو علماء و فقہاء قرطبہ کی ناراضگی کا باعث ہوئے تھے توبہ کر لی تھی۔ اس کی دین داری اور تقویٰ کی ادنیٰ نظیر یہ ہے کہ روز اپنے کسی خادم پر اس نے ناراض ہو کر ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ اتفاق سے اس وقت فقیہ زیاد بن عبدالرحمٰن آ پہنچے۔ امیر حکم کو مخاطب کر کے بولے ''اللہ تعالیٰ امیر کو توفیق خطر عطا فرمائے۔ ملک بن انس نے مرفوعاً روایت کی ہے کہ جو شخص اپنے غیظ و غضب کو ضبط کرے جس کے نفاذ پر وہ قادر ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے دل کو قیامت کے روز امن و ایمان سے پُر کر دے گا۔ اس فقرہ کے ختم ہوتے ہی حکم کا غیظ و غضب فرو ہو گیا اور خادم کی تقصیر معاف کر دی''۔

[2] اس کی انگوٹھی پر ''باللہ ثیق الحکم'' منقش تھا۔ بیس لڑکے اور اسی قدر لڑکیاں چھوڑ کر مرا۔ اس کی ماں ....

مقدار میں مہیا کئے۔ خدام اور غلاموں کی تعداد میں اضافہ کیا جان نثار فوج میں سے ایک سوار دستہ کو دروازے پر پہرے کے لئے مقرر کیا' غلاموں اور خادموں کو خدمت پر مامور کیا اور ان لوگوں کی عجمیت کی وجہ سے ''حرس'' (گونگے) کے نام سے موسوم کیا۔ ان لوگوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ یہ بذاتہ ہر کام کی نگرانی کرتا اور اکثر ہر جنگ پر خود جاتا تھا۔ اس کے بہت سے مخبر اور جاسوس تھے جو روزانہ اس کو رعایا کے حالات اور تمام ملک کے واقعات سے مطلع کیا کرتے تھے۔ اس کی صحبت علماء فقہاء اور صالحین سے گرم رہا کرتی تھی۔ اسی نے ملک اندلس کے خار وخس کو صاف کیا اور اپنے آئندہ جانشینوں کے لئے اس کی زمین کو ہموار کر کے چھوڑ گیا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالرحمٰن تخت حکومت پر متمکن ہوا۔

ام الولد تھی۔ زخرف نام تھا۔ ۱۶۴ھ میں پیدا ہوا تھا۔ اس کے حالات سے جس سے اس کی ہمدردی اسلام کا ثبوت ملتا ہے ایک یہ واقعہ بھی ہے کہ عباسی شاعر سرحدی شہروں کی طرف جا رہا تھا۔ اتفاق سے اس کا گزر وادی حجارہ میں ہوا ایک عورت کو سنا کہ چلا چلا کر کہہ رہی تھی واغوثاہ بک یا حکم واغوثاہ بک یا حکم۔ عباس نے قریب جا کر دریافت کیا۔ عورت نے کہا امیر حکم ہمارے حال سے اس قدر بے خبر ہے کہ عیسائی کتوں نے ہمیں بیوہ کر دیا ہے اور ہمارے بچوں کو یتیم بنا دیا ہے۔ ہم لوگ اپنے چند رفقاء کے ساتھ اس گاؤں سے آ رہے تھے کہ سواران دشمن اسلام نے آ کر ہم کو گھیر کر پائمال کر ڈالا''۔ عباس نے فی البدیہہ ایک قصیدہ کہا جس کے ابتدائی اشعار یہ تھے۔

تحملت فی وادی الحجارة مسهراً اراعی نجوماً لا یرون تغیراً الکم ایا العاصی نضیت مطیتی تسیریهم ساریاً مهجراً تدارک نساء العالمین فبصره فانک احری ان تغیث و تنصراً جس وقت عباس نے حکم کے دربار میں حاضر ہو کر یہ قصیدہ پڑھا اور سرحدی بلاد کے خطرناک حالات کا فوٹو کھینچ کر دکھلایا اور اس عورت کا نام ونشان بتایا جس کے خاندان کو دشمنانِ اسلام نے پائمال کیا تھا۔ حکم نے اُسی وقت جہاد کی تیاری اور لشکر کی آراستگی کا حکم دیا۔

چنانچہ اس واقعہ کے تیسرے دن عباس شاعر کے ساتھ وادی الحجارہ کی طرف کوچ کیا۔ وادی حجارہ میں پہنچ کر دریافت کیا کہ جس جانب سے دشمنوں نے حملہ کیا تھا۔ بتلایا گیا کہ اس سمت سے (اشارہ کر کے) حکم نے اسی سمت پر دھاوا کیا۔ کئی قلعے فتح کئے۔ متعدد شہروں کو ویران وخراب کیا۔ ہزاروں عیسائیوں کو مار ڈالا اور بے شمار قیدی اور مال غنیمت لے کر پھر وادی الحجارہ واپس آیا۔ حکم دیا کہ اس مظلوم عورت کو پیش کرو جب وہ عورت آئی تو اس کے روبرو جس قدر عیسائی قیدی اس جنگ میں گرفتار ہو کر آئے تھے سب کو قتل کروا دیا۔ اس کے بعد عباس سے مخاطب ہو کر کہا۔ اس عورت سے دریافت کرو کہ اب تو حکم نے تمہاری فریاد رسی کی؟ عورت بولی ''واللہ اب میرا دل ٹھنڈا ہوا دشمنانِ اسلام نے اپنے کیے کی سزا پائی' مظلوم کو داد ملی۔ اللہ تعالیٰ امیر کی فریاد رسی کی اور نصرت وفتح عطا فرمائے''۔ حکم کے چہرہ پر اس فقرہ کے سننے سے خوشی کے آثار پیدا ہوئے۔ عباس کو مخاطب کر کے یہ دو شعر پڑھے۔ الم تریا عباس انی اجبتها علی البعد اقتاو الخمیس المظفراً قادرکت اوطاءً او بردت غلم و نفست مکروباً اغنیت معسراً۔ عباس نے جزاک الله عن المسلمین خیراً کہہ کر بڑھ کر امیر کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ دیکھو تاریخ المقری۔ جلد اول از صفحہ ۲۲۲ مطبوعہ لیدن وتاریخ کامل ابن اثیر جلد ۶ مطبوعہ مصر از صفحہ ۶۰ لغایۃ ۱۵۵۔

باب: ۲۷

امیر عبدالرحمٰن الاوسط بن الحکم اوّل ۲۰۶ھ تا ۲۲۶ھ

عبداللہ بن بلنسی کی بغاوت: عبدالرحمٰن کے شروع زمانہ حکومت میں عبداللہ بلنسی (حکم کا چچا) پھر باغی ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے بقصد قرطبہ تدمیر کی جانب روانہ ہوا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی شورش و بغاوت فرو کرنے کی غرض سے لشکر مرتب کر کے کوچ کیا۔ عبداللہ پر کچھ ایسا خوف غالب ہوا کہ بلا جدال و قتال لوٹ کھڑا ہوا اور بلنسیہ پہنچ کر تھوڑے ہی دن بعد مر گیا عبدالرحمٰن اس کے اہل و عیال کو قرطبہ لے آیا۔

اس کے بعد عبدالرحمٰن نے بلاد جلیقہ پر جہاد کیا اور دور تک تاراج کرتا ہوا نکل گیا ایک مدت قرطبہ سے غائب رہا۔ عیسائیوں کے مختلف گروہوں کو تہ تیغ اور پامال کر کے واپس آیا۔

زاب مُغنّی: اسی ۲۰۶ھ میں علی بن نافع معروف بہ زاب مغنی خلیفہ مہدی کا خادم ابراہیم موصلی کا شاگرد عراق سے اندلس آیا عبدالرحمٰن سوار ہو کر اس کے استقبال کو گیا بے حد عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ علی نے کمال عزت سے اس کے پاس قیام کیا اور اندلس میں علم موسیقی کو اپنی وراثت کے طور پر چھوڑ گیا۔ اس کے کئی لڑکے تھے۔ عبدالرحمٰن سب سے بڑا تھا علم موسیقی میں یہی اس کا جانشین تصور کیا گیا۔

لشکر بیرہ کی سرکوبی: ۲۰۷ھ میں بلاد اسلامیہ کی سرحد سے عظیم الشان طوفان اٹھا عبدالرحمٰن کو اس کے فرو کرنے میں بذاتہ مشغول ہونا پڑا۔ مدت ہوئی کہ مرحوم امیر حکم نے گورنر سرحد کو اس کے ظلم و تعدی کی وجہ سے گرفتار کر کے زندہ صلیب پر چڑھا دیا تھا۔ اتفاق سے اس کے بعد ہی خود حکم بھی راہ گزار ملک جاودانی ہو گیا اور امیر عبدالرحمٰن تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ گورنر نے جن لوگوں پر ظلم کیا تھا اور ان کے مال و اسباب کو ضبط کر لیا تھا وہ سب کے سب جمع ہو کر قرطبہ میں آئے اور اپنے مال و اسباب کی واپسی کے خواہاں ہوئے۔ اس واقعہ میں لشکر بیرہ زیادہ پیش پیش تھا۔ ان فتنہ پردازوں نے قصر امارت کے دروازے کو جا کر گھیر لیا اور شور و غل مچانے لگے۔ عبدالرحمٰن نے چند لوگوں کو ان کا شور و غل فرو کرنے اور اس مجمع کو منتشر کرنے کو بھیجا۔ ان شوریدہ سروں نے کچھ نہ سنی عبدالرحمٰن نے جھلا کر فوج کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ حکم کرنے کی دیر تھی قرطبہ کا سارا لشکر ان پر ٹوٹ پڑا۔ معدودے چند جاں بر ہو کر بیرہ کی طرف واپس ہوئے۔ عبدالرحمٰن نے تعاقب کا اشارہ کیا۔ شاہی فوج قتل و غارت کرتی ہوئی آگے بڑھی۔ باقی ماندگان میں سے بھی ایک بڑی جماعت کام آئی۔

قبائل مضریہ و یمانیہ: اسی سنہ میں قبائل مضریہ اور یمانیہ کے درمیان شہر ''تدمیر'' میں جھگڑا ہو گیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ دونوں فریق کے تقریباً تین ہزار آدمی کام آئے عبدالرحمٰن نے ایک بڑی فوج کے ساتھ یحییٰ بن عبداللہ بن خالد کو آتش فساد کے فرو کرنے پر متعین کیا۔ یحییٰ کے پہنچتے ہی ہر دو فریق ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے' جوں ہی یحییٰ واپس ہوا پھر گتھ گئے۔ اسی طرح سے پورے سات برس تک مضریہ اور یمانیہ میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔

حاجب عبدالکریم: ۲۰۸ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو البتہ اور قلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عبدالکریم نے دشمنانِ اسلام کے اکثر شہروں کو ویران اور برباد کیا۔ بعض قلعوں پر اپنی فتح کا جھنڈا گاڑا اور بعضوں سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی۔ مسلمان قیدیوں کو بھی اسی ضمن میں قید کی تکلیف سے نجات دلائی (یہ واقعات[1] ماہ جمادی الآخر ۲۰۸ھ کے ہیں)

اہل ماردہ کی بغاوت: ۲۱۳ھ میں اہل ماردہ نے علم بغاوت بلند کیا' سب نے متفق ہو کر گورنر کو نکال دیا۔ عبدالرحمٰن نے اس ہنگامہ کو فرو کرنے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ اہل ماردہ مقابلہ پر آئے۔ لڑائیاں ہوئیں آخر کار اہل ماردہ نے علم حکومت کے آگے سر جھکا دیا اور مطیع ہو گئے۔ سپہ سالار شاہی افواج نے ماردہ کی شہر پناہ منہدم کرا دی اور ان لوگوں کے چند آدمیوں کو بطور ضمانت لے کر دارالحکومت قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عبدالرحمٰن نے شہر پناہ کے پتھروں کو نہر میں پھینکنے کا حکم صادر فرمایا اس سے اہل ماردہ کو ناراضگی پیدا ہوئی اور پھر مخالف بن بیٹھے گورنر ماردہ کو گرفتار کر لیا اور ماردہ کی شہر پناہ از سر نو درست کر لی اتنے میں ۲۱۴ھ کا دور آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے بہ نفس نفیس ان لوگوں کی سرکوبی پر کمر باندھی۔ اہل شہر نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے آمادہ بہ جنگ ہو کر لڑنے لگے۔ عبدالرحمٰن چند وجوہات کے باعث زیادہ دیر تک نہ ٹھہر سکا واپس آیا۔

فتح ماردہ: پھر ۲۱۷ھ میں اہل ماردہ کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں' مگر کامیابی نہ ہوئی اس کے بعد ۲۲۰ھ میں ماردہ کا پھر محاصرہ کیا گیا۔ اس مرتبہ شاہی فوج کو کامیابی ہوئی ماردہ پر شاہی جھنڈا اڑنے لگا کچھ لوگ محمود بن عبدالجبار کے ساتھ بھاگ کر شنت شلوط پہنچے اور ۲۲۰ھ میں وہاں پہنچ کر پناہ گزیں ہو گئے۔ عبدالرحمٰن نے ان پناہ گزینوں کے سر کرنے کے لئے شاہی لشکر روانہ کیا۔ محمود یہ خبر کر دشمنانِ اسلام کے ملک میں بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ان کے قلعوں میں سے ایک قلعہ دبا بیٹھا۔ پانچ برس تک اس قلعہ پر قابض رہا۔ حتیٰ کہ اوفونس بادشاہ جلالقہ (گال) نے اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور لڑ کر بزور تیغ فتح کیا۔ محمود اپنے تمام ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ یہ واقعہ ۲۲۵ھ کا ہے۔

اہل طلیطلہ کی بغاوت: ۲۱۵ھ میں اہل طلیطلہ میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ ہاشم ضراب نامی ایک شخص اس بغاوت کا محرک تھا یہ شخص جنگ ربض میں موجود تھا اس نے آہستہ آہستہ اپنی شان و شوکت بڑھائی۔ اس کے پاس لوگوں کا ایک بڑا مجمع آ کر جمع ہو گیا ہاشم ان سب کو فوجی اور جنگی لباس پہنا کر اہل شنت بریہ پر آ پڑا۔ عبدالرحمٰن نے شاہی فوجیں ہاشم سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیں۔ مطلق کامیابی نہ ہوئی۔ دوبارہ دوسرا لشکر روانہ کیا۔ اطراف دورقہ میں شاہی لشکر اور ہاشم نے صف آرائی

---

[1] دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۔ صفحہ ۱۰۸ مطبوعہ مصر۔

کی، شاہی لشکر نے اس معرکہ میں باغیوں کو شکست دے دی۔ اثناء جنگ میں ہاشم کو اس کے بہت سے ہمراہیوں کے ساتھ مار ڈالا گیا مگر اہل طلیطلہ مخالفت و بغاوت پر برابر اڑے رہے تب عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے امیہ کو اہل طلیطلہ کے محاصرہ اور جنگ پر مامور کیا امیہ ایک زمانہ دراز تک اہل طلیطلہ کا محاصرہ کئے رہا۔

اہلِ طلیطلہ کی سرکوبی: اس کے بعد محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح میں آ اترا اور ایک دستہ فوج کو اہل طلیطلہ پر شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کیا۔ اس سے قبل جب کہ امیہ محاصرہ اٹھا کر قلعہ ریاح کو واپس آ رہا تھا۔ تعاقب کے خیال سے اہل طلیطلہ بھی نکل پڑے تھے شاہی فوج اس امر کا احساس کر کے کمین گاہ میں چھپ رہی جوں ہی اہل طلیطلہ کمین گاہ سے آگے بڑھے شاہی فوج نے حملہ کر دیا۔ طلیطلہ کے بہت سے آدمی کام آ گئے۔ معدودے چند جان بچا کر طلیطلہ واپس آئے امیہ کو اس خونریزی کا بے حد صدمہ ہوا تھوڑے دن بعد اسی صدمہ و رنج سے مر گیا عبدالرحمٰن نے پھر اہل طلیطلہ کے محاصرہ پر شاہی لشکر روانہ کیا۔ لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی۔ البتہ قلعہ ریاح کا لشکر برابر اہل طلیطلہ پر حملہ کرنے کو جاتا تھا اور چندے محاصرہ کر کے واپس آ جاتا تھا۔ حتیٰ کہ ۲۲۲ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی ولید کو اہل طلیطلہ کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ولید نے نہایت عزم و احتیاط سے طلیطلہ کا محاصرہ کیا۔ چاروں طرف سے آمد و رفت بند کر دی۔ اہل طلیطلہ موت کے قریب پہنچ گئے۔ محاصرین کی مدافعت بھی نہ کر سکے۔ ولید نے بزور تیغ طلیطلہ کو فتح کر لیا۔ اہل طلیطلہ کا سارا جوش فرو ہو گیا۔ ولید اس کامیابی کے بعد ۲۲۳ھ تک ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد قرطبہ واپس آیا۔

فرنون بن موسیٰ اور لرزیق کی جنگ: اندرونی بغاوتوں کے فرو کرنے سے فارغ ہو کر ۲۲۴ھ میں عبدالرحمٰن نے اپنے ایک عزیز عبیداللہ بن عیسیٰ کو عساکر اسلامیہ کا امیر بنا کر بلاد البتہ اور قلاع کی جانب روانہ کیا۔ دشمنانِ اسلام جمع ہو کر مقابلہ پر آئے بہت بڑی لڑائی ہوئی عبیداللہ نے نہایت مردانگی سے دشمنان اسلام کو شکست دی۔ حریف کے ہزار ہا آدمی قتل اور قید کئے گئے۔ اس کے بعد اسی سنہ میں لرزیق شاہ فرانس نے بلاد اسلامیہ حملہ کیا' سرحدی شہر سالم پر حملہ آور ہوا' فرنون بن موسیٰ نے اس سے مطلع ہو کر سالم کے بچانے کو کوچ کیا' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد شاہ فرانس کو شکست ہوئی۔ بہت سے عیسائی قتل کئے گئے اور ہزار ہا قید کر لئے گئے۔ فرنون اس مہم سے فارغ ہو کر اس قلعہ کی طرف متوجہ ہوا جسے دشمنانِ اسلام اہل البتہ نے اسلامی سرحد کے مقابلہ میں اہل اسلام کو پریشان اور زیر کرنے کی غرض سے تعمیر کیا تھا۔ اہل قلعہ نے فرنون کے حملہ سے قلعہ کو ہر چند بچایا مگر کامیاب نہ ہوئے فرنون نے اس قلعہ کو فتح کر کے منہدم کرا دیا۔

عبدالرحمٰن کی بلاد جلیقہ پر فوج کشی: ۲۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے فوجیں مرتب کر کے بہ نفس نفیس بلاد جلیقہ پر چڑھائی کی متعدد قلعے فتح کئے۔ ایک مدت تک ٹھہرا ہوا سرزمین فرانس کو پامال کرتا رہا۔ اس کے بعد بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا۔ پھر ۲۲۶ھ میں افواج اسلامیہ مملکت فرانس کو تاخت و تاراج کرتی ہوئیں سرزمین سرطانیہ تک پہنچیں عساکر اسلامیہ کے مقدمۃ الجیش پر موسیٰ بن موسیٰ گورنر تطیلہ تھا۔ دشمنانِ اسلام سے مڈبھیڑ ہوئی۔ مسلمانوں نے نہایت استقلال سے کفارہ کا مقابلہ کیا۔ حتیٰ کہ عیسائی پسپا ہو کر بھاگے۔ موسیٰ نے اس معرکہ میں دلیری مردانگی اور نیک نامی کا بہت بڑا حصہ لیا۔

موسیٰ اور حرث کی جنگ: بعدہ اتفاق سے موسیٰ اور عبدالرحمٰن کے سپہ سالار سے باتوں باتوں میں چل گئی۔ سپہ سالار نے سخت کلامی کی۔ موسیٰ کو سپہ سالار کی یہ حرکت ناگوار گزری۔ چونکہ عبدالرحمٰن نے اس معاملہ میں دخل نہیں دیا تھا۔ موسیٰ یہ سمجھ کر کہ اس سپہ سالار نے امیر عبدالرحمٰن ہی کے اشارہ سے مجھ سے سخت کلامی کی ہے باغی ہو گیا۔ عبدالرحمٰن نے چند دستہ فوج حرث بن نبزیع کی ماتحتی میں موسیٰ کی گوشالی پر متعین کیا۔ موسیٰ بھی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی موسیٰ شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا چچا زاد بھائی مارا گیا۔ حرث کامیابی کے ساتھ میدان جنگ سے سرقسطہ واپس آیا۔ اس کے بعد تطیلہ پر چڑھائی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت وہیں موجود تھا۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ کہ موسیٰ نے تنگ آ کر مصالحت کر لی اور تطیلہ چھوڑ کر اربطہ چلا گیا اور حرث تطیلہ میں ٹھہرا ہوا انتظام کرتا رہا۔ موسیٰ کے دماغ میں پھر بغاوت و سرکشی کی ہوا سمائی۔ حرث نے موسیٰ کے حصار کی غرض سے اربطہ کی جانب کوچ کیا۔ موسیٰ نے گھبرا کر غرسیہ بادشاہ کفار سے امداد طلب کی' غرسیہ اپنی فوجیں لے کر موسیٰ کی کمک پر آیا۔ حریث نے استقلال کو ہاتھ سے نہ جانے دیا' فوجوں کو آراستہ کر کے دشمن کے لشکر پر حملہ کیا۔ نہر بلبہ پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ حریف نے پہلے سے چند دستہ فوج کو کمیں گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جس وقت حرث کا لشکر نہر بلبہ سے متجاوز ہوا۔ دشمن کی فوج نے کمیں گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا' بیچارہ حرث اس غیر متوقع حملہ کا جواب نہ دے سکا۔ دشمنوں کے ہاتھوں گرفتار ہو گیا آنکھیں اسی معرکہ کی نذر ہو گئیں۔

موسیٰ کی اطاعت: عبدالرحمٰن کو اس ناگہانی واقعہ سے سخت صدمہ ہوا ۲۲۹ھ میں اس نے اپنے بیٹے منذر کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر موسیٰ کے محاصرہ کے لئے تطیلہ روانہ کیا۔ موسیٰ نے ڈر کر مصالحت کر لی۔ تب منذر نے منبلونہ کی طرف قدم بڑھایا اور دشمنانِ اسلام پر جی توڑ کر حملے شروع کر دیئے یہاں مشرکین سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ غرسیہ والیٔ بنبلونہ مارا گیا جو حرث کے مقابلہ پر موسیٰ کی کمک کو آیا تھا۔ اس کے بعد موسیٰ نے سرکشی و مخالفت پر کمر باندھی۔ شاہی لشکر نے اسے ہوش میں لانے کی غرض سے حملہ کیا۔ موسیٰ نے دوبارہ مصالحت کر لی اور اپنے بیٹے کو بطور ضمانت کے عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کی خدمت میں بھیج دیا۔ عبدالرحمٰن نے مصالحت کر لی۔ تطیلہ کی سند حکومت عطا کی۔ چنانچہ موسیٰ نے تطیلہ میں داخل ہو کر اطراف و جوانب تطیلہ کے انتظام و سیاست پر اپنے عمال مقرر کئے اور آرام کے ساتھ تطیلہ میں حکومت کرنے لگا۔

مجوسیوں کا خروج: اسی ۲۶۶ھ میں مجوسیوں[1] نے اطراف بلاد اندلس میں خروج کیا۔ ساحل اشنبونہ میں اپنی کشتیوں اور جہازوں سے خشکی پر اترے پڑے۔ اہل اشنبونہ سے اور ان دشمنوں سے تیرہ دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی۔ اس کے بعد

[1] ان مجوسیوں کی سرکوبی اور گوشمالی کے لئے امیر عبدالرحمٰن نے قرطبہ سے اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں عساکر اسلامیہ کو روانہ کیا تھا۔ مجوسیوں سے اور اس لشکر سے خشکی پر اترنے کے بعد بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ مسلمانوں نے سخت اور بے حد مصائب اٹھا کر مجوسیوں کو شکست دی اس کے بعد قرطبہ سے ایک دوسری تازہ دم فوج اس اسلامیہ لشکر کی کمک پر آ گئی۔ مجوسیوں اور مسلمانوں سے پھر لڑائی چھڑ گئی اس معرکہ میں مسلمانوں نے مجوسیوں کو شکست دی اور ان کی دو ایک کشتیاں چھین لیں' مال و اسباب جو کچھ اس میں تھا لے کر جلا دیا تب مجوسی قادس ہوتے ہوئے شدونہ پہنچے۔ اہل اشدونہ سے دو دن تک لڑائی ہوتی رہی۔ یہاں کی لڑائی میں کسی قدر مجوسیوں کو کامیابی ہوئی کچھ مال و اسباب بھی ہاتھ لگ گیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل اشبیلیہ پر آ لگا۔ افواج اسلامی نے خشکی پر اتر کر مجوسیوں کو لبلہ کی طرف بھگا دیا مجوسی لوٹ مار کرتے ہوئے باجہ کی طرف بڑھے اور جب باجہ میں بھی دم نہ لینے پائے تو اشبونہ کی جانب لوٹے۔ اشبونہ سے نکلنے کے بعد پھر ان کا حال معلوم نہ ہو سکا۔ ملخص از کتاب نفح الطیب مطبوعہ لیدن جلد اصفحہ ۲۲۲' ۲۲۳۔

قادس کی طرف بڑھے پھر قادس اور اشذونہ پہنچے۔ اشذونہ میں مسلمانوں سے لڑائی ہوئی آگے نہ بڑھ سکے تب ان لوگوں نے اشبیلیہ کا قصد کیا اور اشبیلیہ کے قریب پہنچ کر اتر پڑے۔ اہل اشبیلیہ نصف محرم ۲۲۸ھ میں ان دشمنان اسلام سے لڑنے کے لئے نکلے۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ بہت سا مال و اسباب لوٹ لیا۔ مجوسیوں نے میدان جنگ سے بھاگ کر باجہ کا راستہ لیا۔ پھر باجہ سے اشبونہ کی جانب لوٹے' مسلمانوں نے ان کو اس مقام پر بھی دم نہ لینے دیا۔ اکھاڑ پچھاڑ کر نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ان کے حالات کا سلسلہ منقطع ہوگیا اور ممالک محروسہ اسلامیہ کے ان اطراف میں امن و امان قائم ہوگیا۔ یہ واقعہ ۲۳۰ھ کے ہیں' مجوسیوں کے چلے جانے کے بعد عبدالرحمٰن اوسط نے ان شہروں کی اصلاح اور آباد کی جانب عنان توجہ منعطف کی جنہوں نے مجوسی خراب اور ویران کر گئے تھے اور افواج اسلامیہ کی کافی تعداد ان کی حفاظت و نگرانی پر مامور کی۔ بعض مؤرخوں نے مجوسیوں کی لڑائیوں کو ۲۴۶ھ میں تحریر کیا ہے شاید وہ دوسری لڑائی ہو۔

شہر لیون کا تاراج :۲۳۱ھ میں عبدالرحمٰن نے عساکر اسلامیہ ممالک جلیقیہ کی طرف روانہ کئے افواج اسلامی دریا کی موجوں کی طرح بڑھتی ہوئی عیسائیوں کے مشہور شہر بسون تک پہنچ گئیں قلعہ شکن منجنیقیں نصب کر کے لڑائی شروع کر دی۔ اہل لیون تاب مقاومت نہ لا سکے۔ لیون کو اپنے حریف کے حوالہ کر کے بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے شہر لیون میں گھس کر جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ مکانات کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔ شہر پناہ کے منہدم کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوئے اس وجہ سے کہ شہر پناہ کی چوڑائی پچیس ہاتھ تھی۔ ناچار ہو کر شہر پناہ میں بہت بڑا سوراخ کر کے واپس ہوئے۔

عبدالرحمٰن کی بلاد برشلونہ پر فوج کشی : اس کے بعد پھر عبدالرحمٰن نے اپنے حاجب عبدالکریم بن عبدالواحد بن مغیث کی افسری میں افواج اسلامیہ بلاد برشلونہ کی جانب جہاد کے لئے روانہ کیں۔ عبدالکریم اطراف برشلونہ کو تاراج کرتا ہوا فرانس کی اس سرحد تک پہنچ گیا جو سرب (یابرت) کے نام سے موسوم تھا۔ عیسائیوں اور عساکر اسلامیہ سے اس مقام پر سخت اور خون ریز جنگ ہوئی۔ مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دے کر ان کی ایک بڑی جماعت کو قید اور قتل کیا' عیسائیوں نے بھاگ کر جرندہ میں دم لیا۔ جرندہ ملک فرانس کا بہت بڑا اور مشہور شہر تھا۔ عساکر اسلامیہ نے شکست خوردہ گروہ کا تعاقب کیا۔ چونکہ عیسائیوں نے جرندہ میں پہلے سے پہنچ کر پورے طور سے قلعہ بندی کر لی تھی اس وجہ سے مسلمانوں کو کامل کامیابی نہ ہوئی تاہم یہ لوگ اس کے گرد و نواح کو ویران اور اپنے قتل و غارت گری سے پامال کر کے واپس ہوئے۔

امیر عبدالرحمٰن کے شاہ قسطنطنیہ سے تعلقات : انہیں دنوں بادشاہ قسطنطنیہ توفلس بن نوفیل نے ۲۲۵ھ کے دوران میں امیر عبدالرحمٰن کی خدمت میں نذرانے اور تحائف بھیجے۔ باہم اتحاد اور دوستی قائم کرنے کی دوستی کی۔ امیر عبدالرحمٰن نے بھی اس کے معاوضہ میں یحییٰ غزال کی معرفت بہت سے تحفے اور ہدائے روانہ کئے۔ یحییٰ غزال امیر عبدالرحمٰن کی دولت و حکومت کا دایاں بازو تھا۔ شاعری اور فن حکمت میں یگانہ روز تھا۔ یحییٰ نے شاہ قسطنطنیہ کے دربار میں پہنچ کر دونوں سلطانوں کے درمیان اتحاد اور تعلقات کے رشتہ کو مستحکم کیا اور لوٹ آیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر اس حکومت کے مخالف خلیفہ عباسی کے پاس بغداد پہنچی۔

امیر عبدالرحمٰن اور نصر : ۲۳۶ھ میں نصر نے وفات پائی اس کا انتقال بھی عجیب و غریب تھا۔ نصر کا عبدالرحمٰن کے عہد

حکومت میں بڑا دور دورہ تھا۔ اپنے آقا کو جس کام میں چاہتا تھا دبا لیتا تھا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن نے اپنے بیٹے محمد کو اپنا ولی عہد بنانا چاہا مگر نصر عبداللہ کی ماں کی سازش کے باعث عبداللہ کی ولی عہدی کی تحریک کرنے لگا۔ جب نصر کو اس ارادے میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو طبیب شاہی پر محمد (ولی عہد) کو زہر دینے کا دباؤ ڈالا طبیب نے داروغہ محل سرا کے ذریعہ عبدالرحمٰن کو اس واقعہ سے مطلع کر دیا اور یہ بھی گزراش کر دی کہ نصر نے مجھے زہر دینے پر مجبور کیا ہے۔ کل صبح کو جو پیالہ دوا کا آئے گا اس میں زہر ہوگا۔ اگلے دن صبح کو نصر جب قصر شاہی میں حاضر ہوا تو محمد (ولی عہد) کو امیر عبدالرحمٰن کے روبرو بیٹھا ہوا پایا دوا کا پیالہ سامنے رکھا ہوا تھا۔ امیر عبدالرحمٰن نے نصر کو مخاطب کر کے ارشاد کیا "نصر مجھے یہ دوا بدمزہ اور کسیلی معلوم ہوتی ہے تم اسے پی لو"۔ نصر تو جانتا ہی تھا کہ اس میں زہر ملا ہوا ہے کچھ جواب نہ دے سکا۔ بھونچکا سا رہ گیا۔ امیر عبدالرحمٰن نے قسمیں دلائیں اور دوا کے پینے پر مجبور کیا۔ نصر انکار نہ کر سکا پیالہ اٹھ کر غٹ غٹ پی گیا اور بکمال عجلت اجازت حاصل کر کے گھوڑے پر سوار ہوا گھر پہنچتے ہی مر گیا۔ غرض امیر عبدالرحمٰن نے اس آسان طریقہ سے اپنے بیٹے عبداللہ کے مرض کا علاج کر دیا اور اس کے بعد ہی خود بھی مر گیا۔

امیر عبدالرحمٰن کی وفات و کردار: واقعہ متذکرہ بالا کے بعد امیر عبدالرحمٰن اوسط[1] بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل نے ماہ ربیع الآخر ۲۳۸ھ میں وفات پائی۔ اکیس سال حکومت کی۔ امیر عبدالرحمٰن اوسط علوم شریعہ اور فلسفہ کا عالم تھا اس کا زمانہ حکومت نہایت امن اور آسائش کا تھا۔ دولت کے بے حد زیادتی ہوئی متعدد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے۔ پہاڑ سے نل کے ذریعہ پانی لے آیا۔ جس سے سارا شہر سیراب ہوا جامع مسجد قرطبہ میں دو سائبان بڑھوائے مگر ان کے تعمیر ہونے سے پیشتر راہی ملک عدم ہو گیا۔ جسے اس کے بیٹے محمد نے تکمیل کو پہنچایا۔ اندلس میں اور بہت سی مسجدیں اور جامع مساجد تعمیر کرائیں۔ آداب شاہی اور دفاتر مقرر کیے۔ عوام الناس سے میل جول اور ارتباط ترک کر دیا۔ جب اس نے وفات پائی، اس کا بیٹا محمد اس کی جگہ تخت پر متمکن ہوا۔

---

[1] یہ امیر عبدالرحمٰن اوسط کے لقب سے ممتاز کیا جاتا ہے۔ کیونکہ عبدالرحمٰن اول، داخل کے خطاب سے معروف تھا اور تیسرا عبدالرحمٰن "الناصر" کے لقب سے مشہور تھا۔ عبدالرحمٰن اوسط کی پیدائش شعبان ۱۷۶ھ مقام طلیطلہ میں ہوئی۔ علوم شریعہ اور فلسفہ سے ماہر تھا اس کا زمانہ بھی بغاوت اور سرکشی سے خالی نہیں رہا جو حکومت کی ترقی کے موانع میں سے ایک بڑا سبب ہے۔ تاہم وقتاً فوقتاً اپنے مسیحی دشمنوں پر بھی حملے کرتا اور کامیابی حاصل کرتا رہتا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں مال و دولت کی بے حد افزائش ہوئی بے حد محل سرائیں اور حمام تعمیر کرائے۔ ادیب اور شاعر تھا۔ طروب نامی ایک کنیز پر فریفتہ تھا۔ ایک مرتبہ امیر عبدالرحمٰن اوسط نے اسے ایک زیور عنایت کیا جس کی قیمت ایک لاکھ دینار تھا وزراء نے گزراش کی کہ "شاہی خزانہ سے ایسی قیمتی چیزوں کو علیحدہ کرنا نازیبا ہے"۔ امیر عبدالرحمٰن نے جواب دیا "اس کا پہننے والا تو یہ زیور پہننے کے لائق ہے اور اس سے کہیں زیادہ اس کی قدر و منزلت ہے"۔ اس کا رنگ گندمی، آنکھیں گہری، دراز ریش لحیم و شحیم شخص تھا۔ داڑھی میں حنا کا خضاب کرتا تھا۔ وفات کے وقت اس کے پینتالیس لڑکے موجود تھے۔ تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۲ مطبوعہ مصر۔ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۲ لغایتہ مطبوعہ لیدن۔

باب: ۲۸

محمد بن عبدالرحمٰن الاوسط ۲۳۹ھ تا ۲۷۳ھ

قلعہ رباح کی درستگی: امیر محمد نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی قلعہ رباح کی فصلیوں کی درستی کی غرض سے عساکر اسلامیہ کو اپنے بھائی حکم کی سرکردگی میں روانہ کیا۔ اس قلعہ کی فصیلوں کو اہل طلیطلہ نے خراب اور زمین درز کر دیا تھا۔ چنانچہ حکم نے پہلے قلعہ رباح کو درست کرایا اس کے بعد طلیطلہ کی طرف گیا اور اس کے قرب و جوار کے دیہاتوں اور گاؤں پر لوٹ مار شروع کر دی۔

موسیٰ بن موسیٰ کی فتوحات: اس کے بعد افواج شاہی کو موسیٰ بن موسیٰ والی تطیلہ کی افسری میں اطراف التبہ وقلاع کی جانب جہاد کرنے کے لئے روانہ کیا موسیٰ نے اس کے اکثر قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ پھر دوبارہ اسلامی فوجیں اطراف برشلونہ کی طرف روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے اس اطراف میں بھی لوٹ مار شروع کر دی اور برشلونہ کے قلعوں کو سر کر کے واپس آئیں۔

معرکہ وادی سلیط: پھر ۲۴۰ھ میں امیر محمد نے عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا' آلات حرب سے اسے آراستہ کر کے والیٔ طلیطلہ کی سرکوبی کو روانہ ہوا۔ اہل طلیطلہ نے بادشاہ جلیقہ (گالز) اور شاہ بشکنس سے امداد کی درخواست کی چنانچہ شاہان جلیقہ و بشکنس' اہل طلیطلہ کی کمک پر آئے اور ان کے ساتھ ہو کر امیر محمد سے میدان میں لڑنے کو نکلے۔ مقام وادی سلیط میں دونوں دشمنوں کا مقابلہ ہوا۔ امیر محمد نے معرکہ کارزار گرم ہونے سے پیشتر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا جس سے دشمن کے پاؤں اکھڑ گئے۔ کامیابی کا سہرا' امیر محمد کے سر رہا' اہل طلیطلہ اور مشرکین کے بیس ہزار آدمی مارے گئے۔ بعدہ ۲۴۲ھ میں امیر محمد نے اہل طلیطلہ پر دوبارہ فوج کشی کی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ان کے مال و اسباب کو نقصان پہنچایا اہل طلیطلہ نے دب کر مصالحت کر لی مگر امیر محمد کے واپس ہوتے ہی پھر باغی اور شاہی حکومت سے منحرف ہو گئے۔

مجوسیوں کی شورش: ۲۴۵ھ میں مجوسیوں کے جہازوں کا بیڑا بلاد اندلس میں داخل ہوا مجوسی جہازوں پر سے اشبیلیہ اور جزیرہ میں اتر پڑے اور اس کی مسجد کو جلا کر تدمیر کی جانب لوٹ پڑے پھر تدمیر سے قصر اربونہ چلے گئے۔ سواحل فرانس کی طرف روانہ ہوئے اور ان ساحلی مقامات کو تاراج کرتے ہوئے واپس ہوئے۔ اتنے میں امیر محمد کی جنگی کشتیوں سے مقابلہ ہو گیا۔ فریقین میں بحری لڑائی ہوئی مسلمانوں نے مجوسیوں کی دو کشتیاں پکڑ لیں' مجوسی باقی کشتیوں کو لے کر بنبلونہ کی طرف

واپس ہوئے۔ مسلمانوں کی ایک جماعت اس معرکہ میں شہید ہوگئی۔ مجوسیوں نے بنبلونہ پہنچ کر حملہ کیا اس کے گورنر غرسیہ فرنگی کو گرفتار کرلیا۔ غرسیہ نے ستر ہزار فدیہ دے کر اپنے کو ان کے پنجۂ غضب سے رہا کرایا۔

طلیطلہ کا محاصرہ: ۲۴۷ھ میں امیر محمد نے باغیان طلیطلہ کی جانب پھر توجہ کی' شاہی فوجوں کو آراستہ کر کے طلیطلہ کی طرف روانہ کیا۔ ایک ماہ کامل محاصرہ رہا۔

اطراف التبہ وقلاع پر فوج کشی: پھر[1] ۲۵۱ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو افواج اسلامی کا افسر بنا کر اطراف التبہ وقلاع پر جہاد کے لئے روانہ کیا۔ عساکر اسلامی نے بلاد مشرکین میں داخل ہو کر لوٹ مار شروع کردی۔ شاہ لرزیق فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا لرزیق شکست کھا کر بھاگا عساکر اسلامی نے تعاقب کیا۔ تلواریں نیام سے کھینچ گئیں ہزار ہا مشرک قتل وقید کیے گئے۔ اس معرکہ میں مسلمانوں کو بہت بڑی فتح حاصل ہوئی۔ جس کی کوئی نظیر نہیں۔ اسی سنہ میں امیر محمد نے بذاتہ بلاد جلالقہ پر جہاد کیا۔ نہایت سختی سے ان کے شہروں کو پامال کیا۔ بہت سے گاؤں اور قصبات ویران کر ڈالے۔

عبدالرحمٰن بن مروان کی بغاوت وصلح: اسی اثناء میں عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی ان نومسلموں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے باغی ہوگیا اور مسلم حکومت سے منحرف ہو کر اقصائے بلاد میں چلا گیا۔ شاہ اذفونش سے مراسم اتحاد پیدا کر لئے وزیر السلطنت ہاشم بن عبدالرحمٰن کی ماتحتی میں افواج اندلس' عبدالرحمٰن کی بغاوت فرو کرنے کو ۲۶۳ھ میں روانہ ہوئیں عبدالرحمٰن نے پہلے ہی حملہ میں ہاشم کو شکست دے کر گرفتار کرلیا۔ کچھ دن بعد امیر محمد اور عبدالرحمٰن کے درمیان مصالحت کی خط وکتابت ہونے لگی' شرط مصالحت یہ قرار پائی کہ عبدالرحمٰن مقام بطلیوس میں جا کر قیام کرے اور وزیر السلطنت ہاشم کو رہا کردے ۲۶۵ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی۔ عبدالرحمٰن نے بموجب شرائط صلح بطلیوس میں جا کر قیام کیا اور اس کی درستی وتعمیر کی جانب خاص توجہ کی۔ اس وقت تک یہ ویران پڑا ہوا تھا وزیر السلطنت ہاشم بھی رہا کیا گیا۔ یہ رہائی عبدالرحمٰن کی خودسری کے ڈھائی برس بعد ہوئی۔

عبدالرحمٰن جلیقی کی عہد شکنی: اذفونس نے مصالحت کے بعد عبدالرحمٰن سے بدعہدی کی' عبدالرحمٰن اس کی رفاقت ترک کر کے دارالحرب سے چلا آیا۔ روانگی کے وقت دونوں میں لڑائیاں بھی ہوئیں عبدالرحمٰن نے اطراف ماردہ شہر انطانیہ میں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ان نوں یہ شہر کس مپرسی کی حالت میں پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی شہر پناہ کی فصلیں درست کرائیں قلعہ بنوایا۔ اس کے بعد اس کے گرد ونواح میں جس قدر جلالقہ کے شہر تھے۔ ان پر قبضہ کر کے اپنے مقبوضات میں شامل کرلیا۔ غرض رفتہ رفتہ بطلیوس تک اس کے مقبوضات کا دائرہ وسیع ہوگیا۔

موسیٰ بن ذی النون کی بغاوت: موسیٰ بن ذی النون ہواری گورنر شنت بریہ نے اسی زمانہ میں علم بغاوت بلند کیا اور نقض عہد کر کے اہل طلیطلہ پر حملہ کردیا۔ اہل طلیطلہ بیس ہزار فوج کی جمعیت سے مقابلہ پر آئے' سخت اور خونریز لڑائی ہوئی

---

[1] بارہویں رجب ۲۵۱ھ کو یہ لڑائی مقام فج مرکوین میں ہوئی تھی حریف کے مقتولوں کی تعداد دو ہزار چار سو بانوے تھی۔ زخمیوں کا کوئی شمار نہیں۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۶۳ مطبوعہ مصر۔

آخر کار اہل طلیطلہ شکست کھا کر بھاگے' ان لوگوں کے ساتھ مطرف بن عبدالرحمن بھی تھا۔ یہ بھی شکست اٹھا کر بھاگا حالانکہ یہ شجاعت میں فرد ، نسب میں اعلیٰ درجہ کا شخص تھا۔ اس واقعہ سے موسیٰ کے حوصلے بڑھ گئے۔ فوجیں آراستہ کر کے شنجہ والی بنبلونہ پر چڑھائی کر دی' شنجہ نے موسیٰ کو شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ ایک مدت کے بعد حکمت عملی کے ذریعہ' جیل سے نکل کر شنت بریہ پر بھاگ آیا اور اس زمانہ سے برابر علم حکومت کا مطیع رہا حتیٰ کہ آخر عہد حکومت امیر محمد میں مر گیا۔

اسد بن حرث کی بغاوت: ۲۶۱ھ میں اسد بن حرث بن بدلیع نے تاکرتا (رندہ) میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ امیر محمد نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں محاصرہ و جنگ کے بعد اسد نے علم حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا ۲۶۳ھ میں امیر محمد نے اپنے بیٹے منذر کو جہاد کی غرض سے دارالحرب کی جانب روانہ کیا' منذر نے ماردہ کا راستہ اختیار کیا اطراف ماردہ میں اس وقت عبدالرحمن بن مروان جلیقی موجود تھا۔ شاہی لشکر کا ایک گروہ اسی سمت سے ہو کر گزرا' عبدالرحمن ان کفار کے ساتھ جسے اس نے اپنی کمک پر بلا رکھا تھا۔ شاہی لشکر کے اس گروہ پر آ پڑا اور ان سب کو مار ڈالا پھر ۲۶۴ھ میں جہاد کی غرض سے منذر بنبلونہ کی جانب روانہ کیا گیا اس مرتبہ منذر نے براہ سرقسطہ کوچ کیا۔ اہل سرقسطہ نے مزاحمت کی باہم لڑائی ہوئی۔ تب اس نے سرقسطہ سے اعراض کر کے تطیلہ کی جانب قدم بڑھائے اور اس کے اطراف کو تاراج کر کے موسیٰ بن ذی النون کے مقبوضہ شہروں کا رخ کیا اور سرزمین کو بھی اپنے گھوڑوں سے روندتا ہوا بنبلونہ پر پہنچا اور اس کے اکثر قلعے ویران اور خراب کر کے بہت سا مال غنیمت لے کر قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

جنگی کشتیوں کی تباہی: ۲۶۶ھ میں امیر محمد نے دریائے قرطبہ میں جنگی کشتیوں کی تیاری کا حکم دیا غرض یہ تھی کہ افواج اسلامی براہ بحر محیط جلیقیہ کے ملک میں دوسری جانب سے اتاری جائیں۔ پس جب جنگی کشتیوں کا بیڑہ بن کر تیار ہوا اور دریائے قرطبہ سے بحر محیط میں داخل ہوا۔ اتفاق سے ہوائے مخالف ایسی تیز اور تند چلی کہ تمام کشتیاں باہم ٹکرا ٹکرا کر ٹوٹ گئیں ان میں سے دو ہی چار سالم بچیں ورنہ سب کی سب طوفان کی نذر ہو گئیں۔

عمر بن حفصوں کی بغاوت و اطاعت: ۲۶۷ھ میں (ا) عمر بن حفصوں نے قلعہ بشتر جبال مالقہ میں بغاوت کا مادہ پھیلایا اس نے قلعہ مذکور کو اپنا مرکز حکومت بنا کر اردگرد کے قصبات اور شہروں پر قبضہ کر لیا۔ افواج اسلامیہ نے جو اس صوبہ میں تھیں۔ کئی بار اس پر حملہ کیا۔ عمر بن حفصون نے انہیں ہر بار شکست دی' جس سے اس کے قوائے حکمرانی میں مضبوطی پیدا ہو گئی اتنے میں خاص دارالحکومت قرطبہ سے شاہی لشکر عمر بن حفصون کی سرکوبی کے لئے آیا۔ عمر بن حفصون نے براہ چالاکی اس سے مصالحت کر لی امن و امان قائم ہو گیا۔

منذر بن امیر محمد کی فتوحات: ۲۶۸ھ میں امیر محمد نے طوائف الملوکی اور باغیان دولت امویہ کے استیصال پر اپنے بیٹے منذر کو مامور کیا۔ منذر نے سب سے پہلے سرقسطہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ اس کے اطراف و جوانب اور گردو پیش کے مقامات پر لوٹ مار شروع کر دی' تھوڑے دن بعد قلعہ ریط کو فتح کیا۔ اس کے بعد دیر بروجہ کی جانب بڑھا' محمد بن لب بن موسیٰ یہیں موجود تھا۔ اس سے بھی دو ہاتھ چل گئی۔ اس کے بعد منذر نے شہر لاروہ و قرطاجیہ کا رخ کیا اور اس کی مہم سے فارغ ہو کر بلاد کفار میں گھس کر لوٹ کھسوٹ شروع کر دی' اطراف البتہ و قلاع کو غارت گری اور قتل سے تہ و بالا کر دیا۔ چند قلعوں کو

کامیابی کے ساتھ فتح کر کے واپس ہوا۔

عمر بن حفصون کی اطاعت: ۲۷۰ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز شاہی لشکر کو لے کر عمر بن حفصون کے محاصرہ اور جنگ پر قلعہ بشتر کی طرف روانہ ہوا چنانچہ ابن حفصون باغی و سرکش کو سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا۔ اس نے وہیں قیام اختیار کیا۔

شہر اردہ کی تعمیر: اسی سنہ میں اسماعیل بن موسیٰ نے شہر اردہ کی تعمیر شروع کی۔ والیٔ برشلونہ مزاحم ہوا فوجیں آراستہ کر کے اسماعیل کے زیر کرنے کے لئے آ پہنچا۔ اسماعیل نے کمال مردانگی سے اسے شکست دی اور اس کے بہت سے پیادوں کو مار ڈالا۔

ہاشم بن عبدالعزیز کی فتوحات: ۲۷۱ھ میں ہاشم بن عبدالعزیز دوبارہ افواج شاہی کا افسر ہو کر سرقسطہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے گیا۔ ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد سرقسطہ فتح ہوا۔ اہل سرقسطہ نے ہاشم کے فیصلہ وحکم سے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اس مہم میں عمر بن حفصون بھی گیا ہوا تھا اور اس شریک جنگ ہوا تھا۔ لیکن واپسی کے وقت چھپ کر اسلامی لشکر گاہ سے بھاگ کر بشتر میں جا کر دم لیا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ اس کے بعد ہاشم نے عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی کا قلعہ منت مولن میں محاصرہ کیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر بغیر کامیابی کے واپس آیا۔ عبدالرحمٰن نے اس کی واپسی کے بعد اشبیلیہ اور لقبت پر چھاپہ مارا' بعد میں منت شلوط میں جا کر قیام پذیر ہو کر قلعہ بندی کر لی' امیر محمد نے مصلحتاً اسی قلعہ پر اس سے مصالحت کر لی۔ عبدالرحمٰن بھی علم حکومت کا مطیع ہو گیا اور برابر مطیع رہا۔ حتیٰ کہ امیر محمد نے وفات پائی۔ ان دنوں رومہ اور فرانس کا بادشاہ فرلیب بن لوزنیق تھا۔

امیر محمد کی وفات: ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے امیر محمد[1] بن عبدالرحمٰن اوسط بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن معروف بہ داخل ماہ صفر ۲۷۳ھ میں پینتیس سال حکومت کر کے گوشہ قبر میں جا چھپا' اس کے بعد اس کے بیٹے منذر نے تخت حکومت پر قدم رکھا۔

---

[1] امیر محمد کی ولادت ۲۰۷ھ میں ہوئی تقریباً چھیاسٹھ سال کی عمر پائی سفید رنگ' مائل بہ سرخی ڈاڑھی کو حنا و کسم سے رنگتا تھا۔ ذکی' ہوشیار اور سخی تھا۔ اس کا زمانہ بھی طوائف الملوکی میں تمام ہوا اندرونی بغاوتوں اور بیرونی سازشوں سے کبھی اسے فرصت نہیں ملی۔ سارے ملک پر بدعملی کا سیاہ بادل چھایا ہوا تھا۔ عیسائیوں کی ریشہ دوانیاں نومسلموں کی شورشیں اس پر طرہ یہ کہ عربی سرداروں کی خودسریوں نے ایک دن بھی اسے چین سے بیٹھنے نہ دیا حتیٰ کہ اسی حالت سے دولت امویہ کو چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہو گیا۔ ملخص از تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۷ مطبوعہ مصر و کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۵' ۲۲۶ مطبوعہ لیدن۔

باب: ۲۹

امیر المنذر بن محمد ۲۷۳ھ تا ۲۷۵ھ

و

امیر عبداللہ بن محمد ۲۷۵ھ تا ۳۰۰ھ

ہاشم بن عبدالعزیز کا قتل: منذر نے اپنے شروع زمانہ حکومت میں ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت کو سزائے قتل دی اور فوجیں آراستہ کر کے عمر بن حفصون باغی وسرکش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔

قلعہ بشتر کا محاصرہ: ۲۷۳ھ میں اس کا قلعہ بشتر میں محاصرہ کیا گیا۔ خونریز اور سخت جنگ کے بعد عمر بن حفصون کے تمام قلعوں اور شہروں کو فتح کر لیا انہی میں قلعہ ریہ یعنی مالقہ تھا منذر نے اس کے والی عیشون کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ بعدہ عمر بن حفصون نے شدت محاصرہ سے تنگ آ کر مصالحت کی درخواست کی' منذر نے عمر بن حفصون کی درخواست پر مصالحت کر لی۔ محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا عمر بن حفصون نے منذر کے واپس ہوتے ہی عہد توڑ ڈالا۔ منذر نے یہ خبر پا کر لوٹ کر محاصرہ کر لیا عمر بن حفصون نے پھر صلح کر لی مگر جوں ہی منذر واپس ہوا عمر بن حفصون نے پھر عہد شکنی کی' غرض عمر بن حفصون عہد شکنی پر عہد شکنی کرتا جاتا تھا۔ منذر نے جھلا کر اس مرتبہ نہایت سختی سے محاصرہ کیا' اس محاصرہ کے تھوڑے ہی دن بعد منذر جاں بحق ہو گیا۔ عمر بن حفصون کو ہمیشہ کے لئے اس کے محاصرہ سے نجات مل گئی۔

امیر عبداللہ بن امیر محمد: ۲۷۵ھ میں بحالت محاصرہ عمر بن حفصون قلعہ بشتر میں منذر[1] کا پیام موت آ پہنچا۔ دو برس اس نے حکمرانی کی اس کی جگہ اس کا بھائی امیر عبداللہ بن امیر محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا اور زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔

تمام بلاد اندلس میں آتش بغاوت وفساد مشتعل ہو رہی تھی۔ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا۔ آئے دن کی بغاوتوں اور امرائے مملکت کی مخالفت کی وجہ سے اندلس کے مالیہ میں بے حد کمی آ گئی۔ اس سے پیشتر اس ملک کا خراج تین لاکھ دینار تھا اس

---

[1] امیر منذر بہ وقت وفات چھیالیس برس کا تھا۔ چہرہ پر چیچک کے داغ تھے ڈاڑھی گھنی اور بڑی تھی۔ شعر وشاعری کا شائق اور شاعروں کا قدردان تھا۔ اس کا زمانہ حکمرانی نہایت کم ہوا تاہم اسے بھی بغاوتوں اور خودسریوں نے ایک دم کو مہلت نہ دی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۴۷ مطبوعہ مصر۔

میں سے ایک لاکھ دینار ترتیب لشکر اور مصارف فوج میں صرف کئے جاتے تھے۔ ایک لاکھ دینار مختلف ضرورتوں میں خرچ ہوتے تھے باقی ایک لاکھ خزانہ شاہی میں بطور جمع داخل کئے جاتے تھے ان سالوں میں جس قدر جمع تھی وہ خرچ ہوگئی اس پر طرہ یہ ہوا کہ خراج میں بھی کمی آ گئی۔

عبدالرحمٰن بن مروان جلیقی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن مروان نے امیر محمد بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس کے مقابلہ میں بہ وقت جہاد جلالقہ (گالز) ۲۶۶ھ میں علم مخالفت بلند کیا تھا چنانچہ نومسلموں اور مولدین کا جم غفیر اس کے پاس جمع ہوگیا۔ اقصائے بلاد کی جانب قدم بڑھائے رفتہ رفتہ اوفونش بادشاہ جلالقہ تک اس کی رسائی ہوگئی اسی مناسبت سے یہ جلیقی کے نام سے موسوم و معروف ہوا اوپر ہم یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ہاشم بن عبدالرحمٰن وزیر السلطنت ۲۶۳ھ میں افواج اندلس کا افسر ہوکر ابن مروان کی سرکوبی کو گیا تھا اور ابن مروان نے اسے شکست دے کر گرفتار کرلیا تھا۔ اس کے بعد ۲۲۵ھ میں ہاشم کی رہائی اور ابن مروان کے بطلیوس سے چلے جانے پر باہم مصالحت ہوگئی۔ اس مصلحت کی بنا پر ابن مروان بطلیوس چلا آیا اور اسے از سر نو آباد کر کے اپنی حکومت اور دولت کی بناء قائم کی کچھ روز بعد اوفونش بدعہدی اور مخالفت کرنے لگا جدال وقتال تک نوبت پہنچ گئی' ابن مروان دار الحرب چھوڑ کر شہر اطانیہ (متعلقات ماردہ) چلا آیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے وہیں قیام پزیر ہوگیا۔ یہ شہر اس وقت ویران پڑا ہوا تھا۔ ابن مروان نے قیام انطاقیہ کے بعد' بلاد الوین کے شہروں پر آہستہ آہستہ قبضہ کرلیا اور اپنے مقبوضات کو بطلیوس تک بڑھا کر اسے بھی شامل کرلیا' بلاد الیون جلالقہ کے مقبوضات میں داخل تھے۔

سعدون سرساقی: ابن مروان کے ساتھ دار الحرب میں سعدون سرساقی نامی مشہور نبرد آزما بھی تھا۔ فنون جنگ سے اسے کماحقہ آگاہی تھی' یہ بھی ابن مروان کے ساتھ امیر عبداللہ سے باغی ہوگیا تھا۔ جب ابن مروان نے بطلیوس میں اقامت اختیار کی تو سعدون نے اس سے علیحدگی اختیار کر کے قلنبرہ اور باجہ کے درمیان ایک قلعہ میں قیام کیا' چند روز بعد قلنبرہ پر قابض ہوکر دونوں دولتوں یعنی دولت اسلامیہ و دولت مسیحیہ کے درمیان حائل ہو گیا۔ حتیٰ کہ کسی لڑائی میں اوفونش کے ہاتھوں مارا گیا۔

ابن تاکیت کی بغاوت: محمد بن تاکیت مصمودہ سے تھا اس نے زمانہ حکومت امیر محمد بن سرحدی بلاد میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور سب سے پہلے ماردہ پر فوج کشی کی تھی اس وقت ماردہ میں عرب اور کتامہ کی فوجیں مقیم تھیں' محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی شاہی افواج کو ماردہ سے نکال کر ماردہ میں اپنی قوم مصمودہ کے ساتھ قیام کیا۔

ابن تاکیت کا ماردہ پر قبضہ: جس وقت محمد بن تاکیت نے ماردہ پر قبضہ کرلیا' شاہی فوجیں قرطبہ سے اسے ہوش میں لانے کے لئے ماردہ کی طرف بڑھیں' عبدالرحمٰن بن مروان یہ خبر پاکر بطلیوس سے اس کی کمک کے لئے آیا' مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ لیکن محاصرہ میں کامیابی نہ ہوئی۔ مزید برآں یہ ہوا کہ محمد بن تاکیت نے بہ حکمت عملی' دھوکہ دے کر ان لوگوں کو بھی ماردہ سے نکال دیا جو اس وقت ماردہ میں عرب' مصمودہ اور کتامہ کے لوگ رہتے اور موجود تھے۔ ان لوگوں کے نکال دینے کے بعد محمد بن تاکیت اپنی قوم کے ساتھ نہایت اطمینان کے ساتھ ماردہ میں رہنے لگا۔

معرکہ لقنت: اس کے بعد محمد اور ابن مروان نے درمیان مخالفت پیدا ہوگئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے ابن مروان نے کئی

بار محمد کو شکست دی۔ ان شکستوں میں سے ایک شکست مقام لقنت میں دی تھی اس واقعہ میں محمد کے لشکر کے ایک بازوں میں مصمودہ کی فوج تھی۔ جو عین مقابلہ کے وقت بھاگ کھڑی ہوئی تھی جس سے محمد کو ناکامی کے ساتھ میدان جنگ سے پسپا ہونا پڑا۔ شکست کھانے کے بعد' محمد نے سعدون سرساقی والی قلنیرہ کی فوج طلب کر کے معرکہ آرائی کی' مگر اس تدبیر نے بھی اس کے زخم دل پر کسی قسم کا مرہم نہ رکھا ابن مروانہ کی قوت وشوکت بڑھتی ہی گئی' اس کی حکومت کو استحکام ہوتا ہی چلا گیا۔

عبدالرحمٰن بن عبدالرحمٰن مروان: اسی اثناء میں ابن حفصون سے اور اس سے ان بن ہوگئی۔ چونکہ ابن مروان کا دماغ ان کامیابیوں سے بڑھا چڑھا ہوا تھا ابن حفصون کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ مگر اس کے بعد ہی عہد حکومت امیر عبداللہ ابن مروان میں مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا عبدالرحمٰن بن مروان حکمرانی کرنے لگا' بربریوں کو جو اس کے قرب وجوار میں تھے۔ بے حد تنگ اور مجبور کیا۔ دو ہی مہینے حکومت کرنے پایا تھا کہ پیام موت آ گیا۔ امیر عبداللہ نے بطلیوس پر اپنی جانب سے عرب کے دو سرداروں کو مامور کیا عبدالرحمٰن کے پس ماندگان جن میں عبدالرحمٰن کے دو لڑکے مروان اور عبداللہ اور ان دونوں کا چچا مروان تھا۔ قلعہ شونہ چلے گئے۔ کچھ روز بعد عبدالرحمٰن کے دونوں لڑکے شونہ سے نکل کر اپنے دادا عبدالرحمٰن کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے پاس جا کر مقیم ہوئے۔

امیر بطلیوس کا قتل: پھر ان دو سرداران عرب میں جو امیر عبداللہ کی جانب سے بطلیوس کی امارت پر مامور ہوئے تھے باہم چل گئی ایک نے دوسرے کو قتل کر کے بطلیوس پر تن تنہا قبضہ کر لیا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ۲۸۶ھ میں امیر بطلیوس کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور بطلیوس پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ بطلیوس کے بعد امیر عبداللہ نے برابرہ کے قلعوں کی طرف قدم بڑھایا۔ حتیٰ کہ ان لوگوں نے سر اطاعت جھکا دیا۔ اسی سلسلہ میں محمد بن تاکیت والی ماردہ سے معرکہ آراء ہوا۔ محمد بن تاکیت نے تنگ آ کر مصالحت کر لی' مگر کچھ روز بعد پھر باغی ہو گیا۔ امیر عبداللہ سے اور اس سے دوبارہ لڑائی شروع ہو گئی جو امیر عبداللہ کے آخری عہد حکومت تک جاری رہی۔

لب بن محمد کی بغاوت: ۲۵۸ھ میں عہد حکومت امیر محمد بن لب بن محمد لب بن موسیٰ نے سرقسطہ میں بغاوت کی۔ امیر محمد نے متواتر حملے کئے نتیجہ یہ ہوا کہ لب بن محمد نے سر اطاعت جھکا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امیر محمد نے اپنی جانب سے لب بن محمد کو سرقسطہ تطیلہ اور طرسونہ کی سند حکومت عطا کی۔ لب بن محمد نے نہایت دانائی اور دیانت داری سے ان مقامات کی حفاظت وحمایت کی۔ تھوڑے ہی دنوں میں اس کی حکومت وامارت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ انہی دنوں اذفونش بادشاہ جلالقہ نے طرسونہ پر فوج کشی کی' لب بن محمد نے نہایت مردانگی سے اسے شکست دے کر الٹے پاؤں لوٹا دیا' تقریباً تین ہزار جلالقہ اس معرکہ میں کام آئے۔ اس کے بعد لب بن محمد نے امیر عبداللہ کے خلاف پھر علم مخالفت بلند کیا۔ چنانچہ امیر عبداللہ نے تطیلہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔

مطرف بن موسیٰ کی بغاوت: مطرف بن موسیٰ' شجاعت' عالی نسبی اور عصبیت قومی میں مشہور زمانہ تھا۔ اس نے شنت بریہ میں علم مخالفت وبغاوت بلند کیا۔ اس سے اور والی بنبلونہ بادشاہ بشکنس سے جو کہ جلالقہ کے گروہ سے تھا۔ لڑائیاں ہوئیں جس میں فریق مخالف نے مطرف کو اتفاق سے گرفتار کر لیا۔ مطرف موقع پا کر بھاگ آیا۔ شنت بریہ میں پھر واپس آیا اور

آخری زمانہ حکومت امیر محمد تک علم حکومت کا مطیع و منقاد رہا۔

عمر بن حفصون : ابن حفصون کا نام عمر بن حفصون بن جعفر بن دمیان فرغلوش بن اوفونش القس تھا۔ ابن حیان نے اس کا نسب یوں ہی بیان کیا ہے۔ سب سے پہلے اندلس میں اسنے بغاوت شروع کی' اسی نے مخالفت اور نزاع کے دروازے کھولے ۲۷۰ھ عہد حکومت محمد بن عبدالرحمٰن والیٔ اندلس میں تفرقہ اندازی کی' عساکر اسلامیہ سے علیحدہ ہو کر کوہ بشتر اطراف ریہ و مالقہ میں بغاوت کی۔ عساکر اسلامیہ اندلس کے بہت سے لوگ' جن کے دل نافرمانی اور بغاوت کے مرض میں مبتلا تھے۔ ابن حفصون سے آملے۔ ابن حفصون نے اس مقام پر اپنا مشہور قلعہ تعمیر کیا اور غربی اندلس پر رندہ تک سواحل پر شجہ سے بیرہ تک قابض ہو گیا۔ ہاشم بن عبدالعزیز وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی اور اس کے سر پر پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن حفصون کی فتوحات : بالآخر ۲۷۰ھ میں اسے سمجھا بجھا کر قرطبہ لے آیا۔ چند روز بعد ابن حفصون قرطبہ سے بھاگ کر قلعہ بشتر جا پہنچا۔ اتنے میں امیر محمد اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ ابن حفصون کو اپنے مقبوضات کے وسیع کرنے کا موقع مل گیا۔ قلعہ حامیہ ریہ' رندہ اور شجہ پر قبضہ کر لیا۔ امیر منذر نے ۲۷۳ھ میں ابن حفصون پر فوج کشی کی اور اس کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا' اس کے گورنر ''ریہ'' کو قتل کر ڈالا۔ ابن حفصون نے مجبور ہو کر مصالحت کی درخواست پیش کی امیر منذر نے مصالحت کر لی مگر تھوڑے ہی دن بعد ابن حفصون نے پھر عہد شکنی کی اور علم مخالفت و بغاوت بلند کر دیا۔ منذر نے اس کا دوبارہ محاصرہ کیا اتفاق یہ کہ اسی محاصرہ کے اثناء میں امیر منذر راہی ملک بقا ہو گیا اور امیر عبداللہ محاصرہ اٹھا کر قرطبہ چلا آیا' امیر منذر کے انتقال سے ابن حفصون اور نیز تمام باغیوں کے کاموں میں استقلال و استحکام کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ شاہی فوجیں اور اراکین دولت متواتر اس پر حملہ آور ہوتے رہے اور برابر اس کا محاصرہ کیے رہے لیکن کامیاب نہ ہوئے۔

ابن حفصون اور ابن اغلب : انہی لڑائیوں کے اثناء میں ابن حفصون نے ابن اغلب گورنر افریقہ سے خط و کتابت شروع کی اور اس سے میل جول و مراسم اتحاد پیدا کر کے اندلس میں جہاں پر کہ وہ قابض تھا دعوت عباسیہ کا اعلان و اظہار کیا مگر ابن اغلب افریقہ کا نظام حکومت درہم برہم اور خراب ہونے کی وجہ سے اس کام کو دشوار خیال کر کے رک گیا' ابن حفصون نے اہل قرطبہ سے مراسم پیدا کر کے اس کے قریب ایک قلعہ بلایہ نامی تعمیر کرایا۔ امیر عبداللہ کو اس کی خبر لگی فوج کشی کر دی چنانچہ بلایا اور شجہ کو فتح کر کے ابن حفصون کے خاص قلعہ کا قصد کیا اور ایک مدت تک محاصرہ کیے رہا۔ جوں ہی مراجعت کی ابن حفصون نے تعاقب کیا امیر عبداللہ نے پلٹ کر اس شدت کا حملہ کیا ابن حفصون مقابلہ کی تاب نہ لا سکا کمال بے سروسامانی سے بھاگ کھڑا ہوا۔ امیر عبداللہ نے نہایت بے رحمی سے اس کے لشکر کو پامال کیا' اسی مہم کے سلسلہ میں اس کے صوبجات میں سے بیرہ کو فتح کر لیا اور ہر سال کے اس کے حصار اور اس سے جنگ کرنے کو فوجیں بھیجتا رہا۔

ابن حفصون و بادشاہ جلالقہ : پس جب کہ[1] .... اور اسی ۸۰[2] .... عمر بن حفصون اور بادشاہ جلالقہ سے باہم عہد و پیمان ہوا اس کے امراء کو یہ امر ناگوار گزرا۔ عہد نامہ کو بادشاہ جلالقہ کے پاس بھجوا دیا۔ وزیر السلطنت احمد بن ابی عبیدہ فوجیں مرتب و آراستہ کر کے عمر بن حفصون کے محاصرہ کرنے کو بڑھا' عمر بن حفصون نے ابراہیم بن حجاج باغی

---

[1] ، [2] اصل کتاب میں اسی صورت سے جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

اشبیلیہ سے فوجی امداد طلب کی' ابراہیم فوجیں تیار کر کے عمر بن حفصون کی کمک پر آ گیا وزیر السلطنت سے اور ان دونوں باغیوں سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ وزیر السلطنت نے ان دونوں سرکشوں کو شکست فاش دی ابراہیم بن حجاج نے اس واقعہ کے بعد سر اطاعت خم کر دیا' امیر عبداللہ نے اسے اشبیلیہ کی سند حکومت مرحمت فرمائی۔

ابن حفصون کا انتقال: باقی رہا ابن حفصون اس نے اظہار اطاعت کی غرض سے دولت شیعہ سے خط و کتابت شروع کی۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بانیان دولت شیعہ نے قیروان کو اغالبہ کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ عمر بن حفصون نے اندلس میں عبیداللہ شیعی کی دعوت کا اظہار و اعلان کیا مگر کچھ عرصہ بعد جب کہ اللہ جل شانہ نے خلیفہ الناصر الدین اللہ اموی کی حکومت و سلطنت کو استحکام و استقلال عنایت فرمایا اور باغیوں کا خاطر خواہ استیصال ہو گیا۔ اس وقت عمر بن حفصون بھی علم حکومت کا پھر مطیع و منقاد ہو گیا حتیٰ کہ اسی حالت پر ۳۰۶ھ میں بغاوت و سرکشی کے سینتیسویں سال مر گیا۔

سلیمان بن عمر بن حفصون کی سرکشی و قتل: اس کے بجائے اس کا بیٹا جعفر متمکن ہوا خلیفہ ناصر نے اس جانشینی کو بحال و قائم رکھا۔ جعفر دو یا تین برس حکومت کرنے پایا تھا کہ اس کے بھائی سلیمان بن عمر کی سازش سے خود اسکے ایک سپاہی نے اسے مار ڈالا۔ سلیمان اس وقت ناصر کی خدمت میں تھا یہ خبر پا کر قلعہ بشتر کی طرف گیا اور اپنے بھائی کی جگہ اہل بشتر پر حکومت کرنے لگا۔ یہ واقعہ ۳۰۸ھ کا ہے سلیمان نے بشتر پر قبضہ کرنے کے بعد خلیفہ ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ خلیفہ ناصر نے اسے بھی بشتر کی سند حکومت عطا کی جیسا کہ اس کے بھائی جعفر کو مرحمت فرمائی تھی۔ چند روز بعد سلیمان نے مخالفت و بغاوت کا اظہار کیا۔ ناصر نے گوشمالی کی غرض سے فوجیں بھیجیں جس کی وجہ سے یہ مطیع ہو گیا لیکن پھر بدعہدی کی دوبارہ فوجیں گئیں پھر عفو تقصیر کرا کے مطیع ہو گیا۔ مگر ناصر کو اس اظہار اطاعت پر اطمینان حاصل نہ ہوا اپنے وزیر السلطنت عبدالحمید بن بسیل کو افواج شاہی کا افسر بنا کر سلیمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ وزیر السلطنت نے سلیمان کو شکست دے کر قتل کر ڈالا' سر اتار کر قرطبہ لے آیا۔

ابن حفصون کا زوال: مولدون اور نو مسلموں نے سلیمان کی جگہ اس کے دوسرے بھائی حفص بن عمر کو اپنا امیر بنایا اس نے بھی بغاوت کی اور اپنی بدعہدی اور مخالفت پر اڑا رہا۔ ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں' مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ حتیٰ حفص نے امان کی درخواست کی۔ ناصر نے اسے امان دی۔ چنانچہ حفص نے اپنی حکومت کے ایک سال بعد قرطبہ میں آ کر قیام کیا اور ناصر مرکب ہمایوں کے ساتھ بشتر کی طرف گیا۔ سرزمین بشتر کو ایک طرف سے چھان ڈالا۔ عمر بن حفصون اور اس کے بیٹوں جعفر و سلیمان کی نعشوں کو نکلوا کر قرطبہ میں لا کر صلیب پر چڑھایا۔ تمام گرجاؤں اور قلعوں کو جو اطراف ریہ میں تھے منہدم و مسمار کرا دیا۔ صوبہ مالقہ میں بیس یا کچھ زیادہ قلعے تھے یہ سب بھی زمین کے برابر کرا دیئے گئے۔ اس واقعہ سے بنی حفصون کی حکومت ختم ہو گئی اور صفحۂ ہستی سے ان کی حکمرانی کا نام و نشان مٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۱۵ھ کا ہے والبقاء اللہ وحدہ۔

باغیان اشبیلیہ: صوبہ اشبیلیہ کے باغیوں کا سرغناء ابن عبید ابن خلدون ابن حجاج اور ابن مسلمہ تھے۔ سب سے پہلے اشبیلیہ میں امیہ بن عبدالغافر بن ابی عبیدہ نے علم بغاوت بلند کیا تھا۔ امیہ کا دادا ابو عبیدہ' عبدالرحمٰن داخل کی طرف سے اشبیلیہ

کا گورنر تھا' ابن سعید بروایت مؤرخین اندلس حجازی محمد بن اشعب اور ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت اندلس میں فتنہ و بغاوت کی وجہ سے نظام حکومت اور امور سیاست میں امیر عبداللہ کی حکومت کے زمانہ میں خلل واقع ہوا اور امراء و رؤسا بلاد' خودسری اور خودمختاری کی جانب مائل ہوئے اس وقت اشبیلیہ کے نامی سرداروں میں سے امیہ بن عبدالغافر' کریب ابن خلدون حضرمی اور اس کا بھائی خالد اور عبداللہ بن حجاج تھے۔ امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے محمد کو جو کہ ناصر کا باپ تھا اشبیلیہ کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا۔ چونکہ مذکورہ اشخاص دولت و حکومت کے نام و نشان مٹانے کے درپے تھے۔ اس وجہ سے ان لوگوں نے محمد بن امیر عبداللہ پر حملہ کر دیا اور قصر امارت میں اس کا اس کی ماں کے ساتھ محاصرہ کر لیا۔ محمد بن امیر عبداللہ بہ ہزار دقت و خرابی بسیار اپنی جان بچا کر اپنے باپ امیر عبداللہ کے پاس بھاگ آیا۔ امیہ ابن عبدالغافر مذکورہ لوگوں کی رائے سے اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ چند روز بعد امیہ نے سازش کر کے عبداللہ بن حجاج کو قتل کرا دیا۔ ابراہیم بن حجاج (برادر عبداللہ) اپنے مقتول بھائی کے قصاص کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' امیہ کا قصر امارت پر محاصرہ کر لیا امیہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابراہیم نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ مرنے پر کمربستہ ہو کر اس طرح باہر نکلا کہ اپنے اہل و عیال کو قتل کر کے مال و اسباب میں آگ لگا دی۔ بعد میں شمشیر بکف ہو کر میدان میں آ گیا۔ آخرکار ابراہیم مارا گیا عوام الناس نے سر اتار کر پھینک دیا یہ واقعات ۲۸۰ھ کے ہیں۔

کریب ابن خلدون: ابن خلدون اور اس کے رفقاء نے ان واقعات سے امیر عبداللہ کو مطلع کیا اور یہ بھی لکھ بھیجا کہ "امیہ کو رسی حکومت سے اُتار کر مار ڈالا گیا ہے۔ اپنی جانب سے کسی کو امیر مقرر کر کے روانہ کیجئے"۔ امیر عبداللہ نے مصلحت وقت کے لحاظ سے ابن خلدون کی اس گزارش کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنی جانب سے اشبیلیہ کی امارت پر اپنے چچا ہشام بن عبدالرحمن کو بھیجا۔ ہشام کے پہنچتے ہی ان لوگوں نے پھر سرکشی کی اور اسے نکال دیا۔ اس مخالفت کا بانی مبانی کریب ابن خلدون تھا۔ چنانچہ یہی اہل اشبیلیہ پر حکمران ہوا۔ ابن حبان نے لکھا ہے کہ ابن خلدون کا خاندان حضرموت کا ہے۔ یہ لوگ اشبیلیہ میں نہایت شرف و عزت سے ریاست سلطانیہ کے بازو اور مد مقابل شمار کئے جاتے تھے۔ ابن حزم لکھتا ہے کہ ابن خلدون' وائل ابن حجر کی اولاد سے تھا۔ اس کا نسب کتاب الجمہرہ میں لکھا ہوا ہے ایسا ہی حبان نے بنی حجاج کی بابت لکھا ہے۔

کریب کا قتل: حجازی تحریر کرتا ہے کہ جس وقت عبداللہ بن حجاج مارا گیا' اس کا بھائی ابراہیم اس کی جگہ متمکن ہوا۔ بنی خلدون نے امیہ کے قتل کی تحریک شروع کی چنانچہ امیہ پر جو کچھ گزرنے والا تھا وہ گزرا اور کریب ابن خلدون حکمت عملی سے حکومت پر قابض ہو گیا اور اہل اشبیلہ پر ظلم و جور شروع کر دیا۔ اس سے اور اہل اشبیلیہ کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ابراہیم کو اپنی غرض حاصل کرنے کا موقع ہاتھ آ گیا۔ اس وقت کریب اہل اشبیلیہ سے شدت و سختی کے ساتھ پیش آیا اور ابراہیم نرمی و ملاطفت اور دلجوئی کرتا اور سفارشی بن کر نیک سیرتی کا ان پر اثر ڈالتا۔ اس کے بعد ابراہیم نے کریب ابن خلدون پر سختی کرنے کی غرض سے امیر عبداللہ سے سند حکومت طلب کی۔ امیر عبداللہ نے ابراہیم کے نام کی سند حکومت لکھ کر بھیج دی جس وقت ابراہیم نے سند حکومت پا کر عوام الناس پر اس امر کو ظاہر کیا تو عوام تو کریب کے ظلم و جور سے پہلے سے اکتائے ہوئے تھے۔ سب کے سب کریب پر ٹوٹ پڑے اور اسے قتل کر ڈالا۔ کریب کے مارے جانے سے ابراہیم بن حجاج کی حکومت کے راستے کھل گئے۔ اس کی حکومت و امارت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا۔ امیر عبداللہ کی ماتحتی میں حکمرانی کرنے

لگائے شہر قرمونہ کی قلعہ بندی کی اس میں گھوڑوں کے اصطبل بنوائے۔ قرمونہ اور اشبیلیہ کے درمیان آمد وشد رہتی تھی بعد میں ابراہیم ابن حجاج نے وفات پائی۔

حجاج ابن مسلمہ: اس کی جگہ حجاج ابن مسلمہ متمکن ہوا مگر کچھ عرصہ بعد صرف اشبیلیہ کی حکومت حجاج ابن مسلمہ کے قبضہ اقتدار میں رہ گئی اور قرمونہ پر محمد بن ابراہیم بن حجاج حکمرانی کرنے لگا ناصر نے اپنی جانب سے اسے سند حکومت عطا فرمائی پھر اس نے بدعہدی کی ناصر نے اس کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں' ابن حفصون حجاج بن مسلمہ کی کمک پر آیا شاہی فوج نے ان باغیوں کو شکست دی حجاج بن مسلمہ نے اپنے بیٹے کو اپنا شفیع بنا کر شاہی دربار میں بھیجا۔ سفارش مقبول نہیں ہوئی۔ تب ابن مسلمہ نے خفیہ طور سے اپنے ایک رفیق کو روانہ کیا اس رفیق نے دارالامارت میں پہنچ کر ناصر سے سازش کی اور اپنے نام کی سند حکومت حاصل کر کے شاہی فوج لئے ہوئے اشبیلیہ آیا۔ ابن مسلمہ اپنے رفیق سے باتیں کرنے اور اسے لینے کو شہر سے باہر آیا۔ لشکریوں نے اس کے ساتھ بدعہدی کی اور اسے اشبیلیہ سے بے دخل کر کے قرطبہ لے آئے۔ شاہی گورنر نے بلا مزاحمت اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا۔ ان بغاوتوں کا محرک امیر عبداللہ کا ایک قریبی رشتہ دار تھا۔ اس تحریک فتنہ پردازی کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسے اس کے رفقاء نے دھوکہ دے کر مار ڈالا۔

محمد بن امیر عبداللہ کا انجام: مطرف نے اپنے بھائی محمد کی شکایتوں سے اپنے باپ امیر عبداللہ کے کان بھرنا شروع کئے' سنتے سنتے امیر عبداللہ کے دل میں اپنے بیٹے کی جانب سے غبار پیدا ہو گیا۔ غضب آلود نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ محمد کو جب اس امر کا احساس ہوا تو وہ بخوف جان ابن حفصون کے پاس بھاگ گیا۔ کچھ روز بعد امان حاصل کر کے پھر واپس آیا۔ مطرف نے پھر شکایتیں شروع کر دیں حتیٰ کہ امیر عبداللہ نے محمد کو ایک محل سرا میں قید کر دیا۔ اتفاق سے انہی دنوں امیر عبداللہ کو کسی لڑائی میں جانا پڑا چنانچہ مطرف کو اپنی جگہ مامور کر کے چلا گیا۔ مطرف کو اپنی دلی خواہش پوری کرنے کا موقع مل گیا۔ بیچارے محمد کو سخت ایذائیں دے کر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اپنے بیٹے کے مارے جانے کا دلی ملال ہوا۔ اس کے بیٹے عبدالرحمٰن کو شاہی محل میں داخل کر لیا اور خاص اہتمام سے اس کی پرورش کرنے لگا۔ اس وقت اس کی عمر صرف بیس دن کی تھی۔

مطرف بن امیر عبداللہ کا قتل: اس کے بعد امیر عبداللہ نے اپنے بیٹے مطرف کو لشکر صائفہ کے ساتھ ۲۸۳ھ میں جہاد کے لئے روانہ کیا عبدالملک بن امیہ وزیر السلطنت بھی اس مہم میں مطرف کے ہمراہ تھا۔ مطرف نے ایک روز موقع پا کر بحالتِ غفلت وزیر السلطنت کو عداوت سابقہ کی بنا پر مار ڈالا۔ امیر عبداللہ کو اس سے برہمی پیدا ہوئی۔ اسی وقت مطرف کو گرفتار کرا کے محمد اور وزیر السلطنت عبدالملک کے خون کے معاوضہ میں بہت بری طرح سے قتل کرا دیا اور وزیر السلطنت عبدالملک کی جگہ اس کے بیٹے امیہ بن عبدالملک کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔

امیہ بن عبدالملک کا خاتمہ: امیہ نے عہدۂ وزارت سے سرفراز ہو کر متکبرانہ روش اختیار کی اپنے ہم چشموں اور وزیروں سے ٹکر لینے لگا۔ ان لوگوں نے امیر عبداللہ سے اس کی شکایت کی کہ اس نے در پردہ ایک گروہ سے آپ کے بھائی ہشام بن محمد کی امارت کی بیعت لی ہے۔ اس بیان کی تائید میں چند شہادتیں بھی پیش کیں۔ جن پر قاضی نے اعتماد کر لیا

چغلی کرنے والوں نے وزیر السلطنت کے بعض دشمنوں کو پیش کر کے یہ کہلا دیا کہ ہمارے روبرو ہشام کی بیعت وزیر السلطنت نے لی ہے۔ اس سے رہی سہی کسر جاتی رہی۔ امیر عبداللہ نے اسی وقت امیہ کو گرفتار کرا کے قتل کر ڈالا یہ واقعہ ۲۸۴ھ کا ہے۔

امیر عبداللہ کی وفات: آخری تیسری صدی ماہ ربیع الاوّل میں امیر عبداللہ[1] نے اس دارفانی سے اپنی حکومت کے چھبیسویں سال رحلت کی اس کی جگہ اس کا پوتا عبدالرحمٰن بن محمد تخت حکومت پر متمکن ہوا یہ محمد وہی ہے جسے مطرف نے اپنے باپ امیر عبداللہ کے زمانۂ غیر موجودگی میں قتل کر ڈالا تھا۔

---

[1] امیر عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن بن حکم بن ہشام بن عبدالرحمٰن داخل کی عمر بوقت وفات بیالیس برس کی تھی گیارہ لڑکے چھوڑ کر مرا۔ اس کے زمانہ حکومت میں بے حد بغاوتیں ہوئیں امراء بلاد نے خودمختاری و سرکشی شروع کر دی تمام سرزمین اندلس میں فتنہ و فساد کی آگ مشتعل ہو رہی تھی۔ خراج کی کمی خرچ کی زیادتی سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ یہی امور تھے جس نے اسلام اور مسلمانوں کو اس درجہ نقصان پہنچایا کہ ڈوبنے کے بعد پھر نہ ابھر سکے۔ مترجم ملخص از تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۰۸ و نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۶۶۔

باب: ۳۰

خلفائے بنی امیہ

خلیفہ عبدالرحمٰن ناصر بن عبداللہ ۳۰۰ھ تا ۳۵۰ھ

تخت نشینی: عبدالرحمٰن ناصر کی تخت نشینی بھی عجائبات روزگار سے ہے یہ ایک نوعمر اور نوجوان شخص تھا اس کے اور اس کے باپ کے متعدد چچا موجود تھے۔ اس کے باوجود اس نے امارت حاصل کرنے کی کوشش کی اور کسی کے کان پر مخالفت کی جوں تک رینگی۔ بلکہ سب نے اس کی حکومت کو اپنے لئے مبارک و محمود تصور کیا۔ اس وقت اندلس میں آئے دن کی بغاوتوں کی وجہ سے تہلکہ پڑا ہوا تھا۔ عبدالرحمٰن ناصر نے تخت حکومت پر متمکن ہوتے ہی تمام اختلافات کا خاتمہ کرا دیا اور سارے مخالفین کو ٹھنڈا کر دیا حتیٰ کہ ان باغیوں اور مخالفوں کو اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا اور ان لوگوں نے مجبوراً اطاعت قبول کر لی۔

حکومت کا استحکام: بنی حفصون کا نام ونشان صفحہ ہستی سے اسی نے نیست و نابود کیا جو باغیوں کا سردار اور سرغنہ تھا۔ اہل طلیطلہ کو اسی نے اپنے علم حکومت کا مطیع بنایا حالانکہ اس سے پیشتر وہ لوگ بدعہدی اور مخالفت پر مدت دراز سے اڑے ہوئے تھے۔ اندلس اور اس کے تمام صوبجات کا نظام حکومت اسی کے زمانہ حکومت کے پہلے بیس برس میں درست ہوا تقریباً پچاس سال اس نے حکمرانی کی اسی کے زمانہ میں بنی امیہ کی حکومت کو اطراف میں استقلال حاصل ہوا۔

امیر المومنین کا لقب: یہ پہلا شخص ہے جس نے اپنے کو ''امیر المومنین'' کے لقب سے ملقب کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مشرق میں قوائے خلافت کمزور ہو چکے تھے اور ترکی غلام خلفاء عباسیہ پر غالب ہو گئے تھے۔ اسی زمانہ میں یہ خبر بھی گوش گزار ہوئی تھی کہ مونس مظفر نے اپنے آقائے نامدار خلیفہ مقتدر کو ۳۲۷ھ میں قتل کر ڈالا ہے۔ ان اسباب اور وجوہات سے عبدالرحمٰن ثالث نے خلیفہ کا لقب اختیار کیا۔ یہ نفس نفیس لڑائیوں میں عام دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ جہاد اور کفار کے ملک پر چڑھائی کرنے کا بے حد شوقین تھا۔ ۳۲۳ھ میں عام الخندق میں اسے کفار کے مقابلہ میں شکست ہوئی اس واقعہ سے اس کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ آپ بنفسہ لڑائیوں پر نہ جاتا تھا بلکہ ہر سال فوجیں جہاد کی غرض سے روانہ کرتا تھا۔

فرانس کی پامالی: چنانچہ عساکر اسلامیہ نے ملک فرانس کو اس قدر پامال کیا تھا کہ اس سے پیشتر اس طرح کبھی اسے تاخت

وتاراج نہیں کیا گیا تھا۔ سرحدی عیسائی امراء اور حکمرانوں کو اپنے زوال حکومت کا یقین ہو گیا تھا۔ اظہار محبت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کے لئے ان کے (ڈیپوٹیشن) تحائف اور نذرانے لے کر اس کے دربار میں حاضر ہوتے تھے۔ اسے خوش کرنے کے لئے روم اور قسطنطنیہ کے سلاطین بڑے بڑے تحائف بھیجتے تھے۔ ملوک جلالقہ رگان کے شہزادے دور دراز مسافت طے کر کے اس کی دست بوسی کے لئے آتے تھے اور اس میں اپنی وہ عزت افزائی سمجھتے تھے۔ سرحدی بلاد کے شہروں میں سے سبتہ کو اس نے ۳۱۷ھ میں اہل سبتہ سے چھین لیا' بنو ادریس اور ملوک زناتہ بربر نے اس کی اطاعت قبول کی اور ان میں سے بہت سے اس کے دربار خلافت میں چلے آئے جیسا کہ ہم ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

وزارتِ عظمیٰ: عبدالرحمٰن ناصر کے رعب وداب کا سکہ شروع شروع یوں بیٹھا تھا کہ اس نے رعایا کے بہت سے ٹیکسوں میں کمی کر دی تھی۔ موسیٰ بن محمد بن یحییٰ کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا تھا قلمدانِ وزارت عبدالملک بن جمہور بن عبدالملک بن جوہر اور احمد بن عبدالملک بن سعد کو مرحمت فرمایا تھا۔ اس نے ایک قیمتی نذرانہ دربار شاہی میں پیش کیا تھا۔ جس میں متعدد اقسام چیزیں تھیں۔

نذرانہ: ابن حبان نے اس نذرانہ کا ذکر کیا ہے اس نذرانہ سے دولتِ امیہ کی دولتمندی اور امارت کا کافی ثبوت ملتا ہے۔

وہو ہذا:

سونا خالص عمدہ پانچ لاکھ مثقال[1] (اٹھاون من ۱۲ سیر) چاندی خالص چار سو رطل[2] (چار من ۵ سیر) چاندی کے سکہ رائج دوسو[3] توڑے (دو لاکھ چالیس ہزار) عود ہندی کو مجالس میں شمع کی طرح جلائی جاتی تھی۔ بارہ رطل (ساڑھے چودہ سیر) عود[4] غرقی کے ٹکڑے ایک سواسی رطل (تقریباً دو من) برادہ عود ایک سو رطل (تقریباً ایک من ۶ سیر) مشک[5] خالص اپنے جنس میں نہایت اعلیٰ درجہ کا ایک سو اوقیہ (تقریباً ۶ سیر) عنبر اشب اصلی بلا آمیزش جیسا کہ پیدا ہوتا ہے۔ پانچ سو اوقیہ (تقریباً تیس سیر) اس کے علاوہ عنبر کا ایک ٹکڑا عجیبۃ الشکل تھا جس کا وزن سو اوقیہ (چھ سیر) کافور عمدہ تیز خوشبو کا تین سو اوقیہ (۱۲ سیر) از قسم لباس تیس ریشمی تھان مختلف رنگ و بناوٹ کے جن پر سونے کا کام بنا ہوا تھا جو خلفاء کے لباس کے لائق تھا' دس پوستین فنک[6] خراسانیہ کی قیمتیم نفیس کھالوں کی' چھ پردے عراقی' اڑتالیس بغداد جھولیں ریشمی طلائی آرائش وزینت کے لئے گھوڑوں پر ڈالنے کے لئے انیس بڑی جھولیں اونٹوں کے لئے دس قناطیر سمور[7] جس میں سو کھالیں تھیں' بٹا ہوا ریشم چار ہزار رطل (سوا

---

1. مثقال ساڑھے چار ماشہ رائج الوقت کے برابر ہوتا ہے۔ مترجم
2. رطل تقریباً ۳۴ تولہ کا ہوتا ہے۔ مترجم۔
3. ایک توڑا بارہ سو کا ہوتا ہے۔ مترجم۔
4. ابن فرضی نے بحوالہ اس خط کے جسے وزیر السلطنت نے اس تحفہ کے ساتھ روانہ کیا تھا تحریر کیا ہے کہ عود غرقی جو نہایت قیمتی تھا چار سو رطل بھیجا تھا جس میں سے ایک ٹکڑا ایک سو اسی رطل کا تھا۔ دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔
5. ابن فری بسند اس خط کے جو اس تحفہ کے ساتھ بھیجا گیا تھا تحریر کرتا ہے کہ مشک خالص نفیس دو سو بارہ اوقیہ تھا دیکھو المقاری جلد اول صفحہ ۲۲۹ مطبوعہ لیدن۔
6. فنک بہ تحریک فتح نون ایک جانور کا نام ہے جس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی اور یہ جانور خراسان میں زیادہ بکثرت ہوتا ہے۔ اقرب الموارد جلد ۲ صفحہ ۹۴۶ مطبوعہ بیروت۔ سمور ایک بری جانور کا نام ہے جو بلی سے مشابہت رکھتا ہے۔
7. اس کی کھال کی پوستین بنائی جاتی ہے۔ اقرب جلد ۶ صفحہ ۵۳۹ھ۔

اکتالیس من) ریشم صاف کے لچھے جسے بٹ سکتے تھے ایک ہزار رطل (دس من سوا چھ سیر) فرش ریشمی تیس عدد مختلف اقسام کے قیمتی ونفیس فروش ایک ہزار جانماز مختلف اقسام کی ایک سو عدد جانمازیں ریشم کی پندرہ عدد جو چیزیں سواری کے وقت آرائش کے لئے استعمال کی جاتی ہیں' سلطانیہ ڈھالیں ایک لاکھ' عمدہ اور نفیس تیروں کے پھل ایک لاکھ شاہی[1] سواری کے لئے عربی اصیل گھوڑے پندرہ راس' خچر سواری کے باساز و براق بیس راس' اس کے علاوہ بہت سے خچر جن کی زینیں جعفری ریشم کی تھیں ایک سو راس گھوڑے وہ تھے جن سے لڑائیوں اور معرکوں میں کام لیا جا سکتا تھا۔ خدام کئی قسم کے چالیس سلیقہ شعار خادم' بیس خادمائیں لباس و زیورات کے ساتھ دوسری قسم کی اشیاء جو تعمیرات میں کارآمد تھیں' عمدہ و نفیس پتھر کے ستون جن کی تیاری میں ایک سال میں اسی ہزار[2] دینار (بسات لاکھ بیس ہزار روپیہ) خرچ ہوئے تھے بیس ہزار کمان بنانے کی لکڑیاں جو نہایت سخت اور پرانی تھیں جن کی قیمت پچاس ہزار دینار یا چار لاکھ پچاس ہزار روپیہ تھی۔ اس ہدیہ کے بھیجنے میں پینتالیس ہزار دینار (چار لاکھ پانچ ہزار روپیہ) صرف ہوئے تھے۔ ماہ جمادی الاولیٰ ۳۲۷ھ کی آٹھویں تاریخ کو یہ ہدیہ خلیفہ ناصر کی خدمت میں پیش کیا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر نے وزیر السلطنت کا شکریہ ادا کیا اور اس کی قدر افزائی کی۔

قاضی بن محمد اور محمد بن عبدالجبار کا قتل: محمد بن عبدالجبار بن امیر محمد اور عبدالجبار نے جو کہ خلیفہ ناصر کے باپ کا چچا تھا۔ دربار خلافت میں اپنے بھائی قاضی بن محمد کی شکایت کی کہ قاضی بن محمد خلافت مآب کی مخالفت پر کمر بستہ و آمادہ ہے اور اپنی خلافت و امارت کی بیعت لینے کا ارادہ رکھتا ہے قاضی نے بھی محمد بن عبدالجبار کی اسی قسم کی شکایت خلافت مآب کی خدمات میں جڑ دی۔ خلیفہ ناصر نے دونوں کی شکایتوں کو خفیہ طور پر تفتیش شروع کی' اصل واقعہ کا پتہ چل گیا اس کے نزدیک دونوں کی مخالفت اور بغاوت کی قلعی کھل گئی اس نے ان دونوں کو ۳۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

بنی اسحاق مروان: اسحاق بن محمد بن اسحاق بن ابراہیم بن ولید بن ابراہیم بن عبدالملک مروان کا دادا (اسحاق بن ابراہیم) زمانۂ حکومت بنی امیہ میں اس ملک میں آیا تھا اور اس زمانہ سے برابر عزت و احترام کے ساتھ رہا۔ حتیٰ کہ حکومت و ریاست اسحاق کے خاندان میں ٹھہر گئی جن دنوں سرزمین اندلس میں آتش فتنہ وفساد مشتعل ہو رہی تھی اس نے ابن حجاج کے پاس اشبیلیہ میں جا کر قیام کیا پھر جب ابن حجاج مر گیا اور ابن مسلمہ اس کی جگہ حکمران ہوا تو ابن مسلمہ نے اسے متہم اور ملزم قرار دے کر گرفتار کر لیا۔ اس گرفتاری و مصیبت میں اس کا بیٹا اور داماد یحییٰ بن ہشام بن خالد بن ابان بن خالد بن عبداللہ بن عبدالملک بن حرث بن مروان بھی شریک تھا۔ ابن مسلمہ نے ان دونوں کو تو مار ڈالا۔ باقی رہا اسحاق اور اس کا ایک دوسرا بیٹا احمد ثانی یہ دونوں باپ بیٹے اور ابن حفصون کی سفیر کی سفارش کی وجہ سے بچ گئے۔ اس کے بعد خلیفہ ناصر نے اشبیلیہ کو ابن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس وقت اسحاق دارالخلافت قرطبہ میں آ رہا۔ خلیفہ ناصر نے اسے عہدۂ وزارت سے سرفراز فرمایا اور اس کے بیٹے احمد اور احمد کے بیٹوں محمد اور عبداللہ کو بھی اس جلیل القدر عہدہ سے محروم نہ رکھا ان لوگوں نے بڑے

[1] ابن الفرضی لکھتا ہے کہ ایک سو راس گھوڑے بھیجے گئے جن میں سے پندرہ راس گھوڑے خالص ناصر کی سواری کے لئے عربی نسل اصیل تھے اور پانچ راس باساز و یراق شاہی جلوس کے لئے جن کی زین اور راس کی بیٹھک عراق و ریشمی کپڑے کی تھی باقی رہے اسی راس گھوڑے سے وہ اظہار تزک و احتشام کے لئے تھے نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۳۱ مطبوعہ لیدن۔

[2] دینار سولہ کا سکہ ہے ۴ رماشہ کا ہوتا تھا جس کی قیمت تقریباً نو روپیہ ہوگی۔ مترجم۔

بڑے نمایاں کام کئے ذمہ داری اور مہتم بالشان امور کو انجام دیا۔ فتوحات کے دائرہ کو وسیع کیا۔ جس سے یہ لوگ حکومت و سلطنت کے دایاں بازو شمار کئے جانے لگے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں کا باپ اسحاق راہی ملک عدم ہو گیا۔

بنی اسحاق کی جلاوطنی: چنانچہ یہ لوگ اس کی جگہ اسی رتبہ و منزلت پر متمکن ہوئے۔ بعدہ اس خاندان کے بڑے اور بزرگ شخص عبداللہ کا انتقال ہوا۔ خلیفہ ناصر کی خدمت میں یہی اپنے خاندان میں پیش پیش تھا۔ خلیفہ نے اس کے پس ماندگان خاندان کو رتبۂ وزارت سے ممتاز کیا چند دن بعد ناصر نے بغاوت کا الزام ان کے سر تھوپا۔ لوگوں کی بن آئی' چغلی اور شکایتیں کرنے لگے اس سے ناصر کے دل میں بھی غبار آ گیا۔ ان لوگوں کو ناصر نے قرطبہ سے نکال کر اِدھر اُدھر جلاوطن کر دیا۔ چنانچہ ان میں سے امیہ نے تستر ین میں جا کر قیام کیا اور ۳۲۵ھ میں خلیفہ ناصر کی اطاعت سے منحرف ہو کر باغی ہو گیا۔ خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے اُمیہ پر چڑھائی کر دی' اُمیہ اس کی آمد سے مطلع ہو کر دارالحرب میں چلا گیا اور ذمیر بادشاہ جلالقہ کے پاس جا کر پناہ گزیں ہو گیا۔ تھوڑے دن بعد رذمیر نے اس سے کج ادائی شروع کی اسے یہ امر ناگوار گزرا بلا کسی عہد و پیمان کے خلیفہ ناصر کے پاس چلا آیا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کر دی اور خدمت میں رکھ لیا۔ یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اسحاق کا قتل: احمد پر یہ گزری جس زمانہ میں اس کے خاندان پر ادبار آیا اسی زمانہ میں خلیفہ ناصر نے اسے سرقسطہ کی حکومت سے معزول کر دیا۔ نوبت بحال ہونے کی نہ آئی روز بروز شاہی عتاب اس پر بڑھتا گیا' لگانے بجھانے والے لگاتے بجھاتے رہے بالآخر شاہی حکم سے مار ڈالا گیا باقی رہا محمد یہ خلیفہ ناصر ہی کی خدمت میں رہا' یہاں تک کہ جب خلیفہ ناصر کے مرکب ہمایوں نے سرقسطہ کی جانب کوچ کیا۔ لوگوں نے اس کی بھی شکایت جڑ دی۔ محمد بخوف جان بھاگ کھڑا ہوا۔ اسی زمانہ فراری میں اہل سرقسطہ کے چند لوگوں سے ملاقات ہو گئی ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔

خلیفہ ناصر اور ابن حفصون: خلیفہ ناصر کے عہد خلافت میں سب سے پہلا جو قلعہ فتح ہوا وہ ابیج تھا اس کے سر کرنے پر بدر (خلیفہ ناصر کا غلام) اور خلیفہ ناصر کا حاجب مامور کیا گیا تھا ان دونوں نے جان پر کھیل کر اس قلعہ کو ابن حفصون کے قبضہ سے ۳۰۰ھ میں نکال لیا اس کے بعد خلیفہ ناصر نے بنفس نفیس جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ ابن حفصون کے تیس قلعوں سے زیادہ بزور تیغ فتح کئے۔ انہی میں قلعہ ہبیرہ بھی تھا۔ ابن حفصون کے بلاد مقبوضہ ناصر کے مرکب ہمایوں کے جولانگاہ بنے ہوئے تھے۔ آئے دن کی لڑائی اور محاصرہ سے ابن حفصون کا ناک میں دم آ گیا تھا۔ حتیٰ کہ سعید بن مزیل نے اسے قلعہ منتلون و قلعہ سمنان سے بھی سمجھا بجھا کر بے دخل کر دیا' پھر ۳۰۱ھ میں ناصر نے اشبیلیہ کو احمد بن مسلمہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ پھر ۳۰۴ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ابن حفصون کے قلعوں کی طرف بڑھا سر کرتا ہوا جزیرۂ خضراء تک پہنچا۔ ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ جنگی کشتیوں کے بیڑوں پر قابض ہو گیا اور ان میں جس چیز کی کمی تھی اسے پورا کیا۔ ابن حفصون نے برائے نام مزاحمت کی۔ ناصر نے ڈانٹ بتلائی۔ ابن حفصون نے یحییٰ بن اسحاق مروانی کی زبانی مصالحت کا پیام دیا ناصر نے منظور کر کے صلح نامہ پر دستخط کر دیئے۔

بدر کی فتوحات: ان واقعات کے بعد اسحاق بن قرشی نے باغیان مرسیہ اور بلنسیہ پر فوج کشی کی۔ نہایت سختی سے ان

اطراف و جوانب کو تاراج کر کے اربولہ کو فتح کر لیا اسی زمانہ میں بدر (ناصر کے آزاد غلام) نے شہر بسلہ پر چڑھائی کی' عثمان بن نصر باغی کو گرفتار کر کے قرطبہ کی طرف بھیج دیا۔ اس کے بعد ۳۰۵ھ میں اسحاق شہر قرمونہ پر جنگ کے لئے پہنچا اور اسے حبیب بن سوارہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ حبیب بن سوارہ نے بھی بغاوت کی تھی اور اس شہر کو اپنا ٹھکانہ بنا رکھا تھا۔ اس کے بعد قلعہ سمبرنہ کو ۳۰۶ھ میں اور ۳۰۹ھ میں قلعہ طرسوس کو سر کیا' اسی زمانہ میں احمد بن اضحیٰ ہمدانی باغی قلعہ جامہ نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور آئندہ اطاعت کی ضمانت و طمانیت کی غرض سے اپنے بیٹے کو شاہی عمال کے حوالہ کر دیا۔

ابن حفصون کی سرکشی و اطاعت: ۳۱۴ھ میں ابن حفصون نے پھر علم بغاوت بلند کیا' شاہی افواج مقیم محرہ نے اس کی سرکوبی پر کمر باندھی' نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا' ابن حفصون اپنے کیے پر پشیمان ہو کر حفص کو امان حاصل کرنے کی غرض سے ناصر کے دربار میں بھیجا۔ ناصر نے اسے امان دی۔ ابن حفصون قلعہ کو حوالہ کر کے قرطبہ چلا آیا اور ناصر نے بشتر پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

مطرف بن منذف کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد ۳۲۵ھ میں امیہ بن اسحاق نے تسترین میں بغاوت کی' اس کی بغاوت کی کیفیت اوپر بیان ہو چکی ہے محمد بن ہشام تجیبی نے سرقسطہ اور مطرف بن منذف تجیبی نے قلعہ ایوب میں بغاوت کا مادہ پھیلایا۔ خلیفہ ناصر نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ ان لوگوں کی گوشمالی کے لئے کوچ کیا۔ سب سے پہلے قلعہ ایوب پر چڑھائی کی اور پہلے ہی حملہ میں مطرف کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ اس کے ساتھ یونس بن عبدالعزیز بھی مارا گیا۔ اس کا بھائی ایک قصبہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا جب نجات کی صورت نظر نہ آئی تو خلیفہ ناصر سے امان کی درخواست کی۔ معافی کا خواستگار ہوا خلیفہ ناصر نے اس کی تقصیر معاف کر دی۔ اس واقعہ میں مطرف کے ہمراہ جس قدر البتہ کے عیسائی تھے وہ بھی تہ تیغ کیے گئے۔ اسی سلسلہ میں صوبہ البتہ کے تیس قلعے جو انہی عیسائیوں کے قبضہ میں داخل تھے فتح کر لئے گئے۔

ملکہ بشکنس کی بدعہدی: اس اثناء میں طوطہ (ٹوڈا) ملکہ بشکنس کی بدعہدی کی خبر لگی' خلیفہ ناصر نے اس سے جنگ کرنے کو عیلونہ پر فوج کشی کی' اور اس کی سرزمین کو تاراج اور اپنی غارت گری اور قتل سے وہاں کے رہنے والوں کو پامال کر کے واپس آیا۔

محمد بن ہاشم کی گرفتاری و رہائی: اس کے بعد ۳۲۷ھ میں جلیقہ پر جہاد کرنے کی غرض سے جنگ خندق میں شریک ہوا۔ اس جنگ میں خلیفہ ناصر کو شکست ہوئی مسلمانوں کو نقصان اٹھانا پڑا' محمد بن ہاشم تجیبی کفار کے ہاتھ گرفتار ہو گیا خلیفہ ناصر نے اس کی رہائی میں بڑی جدوجہد کی' دو برس تین ماہ بعد قید فرنگ سے اس نے نجات پائی۔ اس غیر متوقع حادثہ سے ناصر نے بذاتہ جہاد میں شرکت ترک کر دی۔ لیکن فوجیں اور لشکر بھیجتا رہا۔

باغیان ماردہ کا انجام: ۳۴۳ھ میں ایک باغی نے اطراف ماردہ میں علم بغاوت بلند کیا شاہی لشکر اس کی گوشمالی پر مائل ہوا اور اس باغی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر لایا قرطبہ پہنچتے ہی تمام باغیان ماردہ مثلہ قتل کر ڈالے گئے۔

امارت طلیطلہ: ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ ویرنیقوش جبار نے جو کہ رومہ کا سپہ سالار تھا طلیطلہ کو آباد کیا تھا اور اسے رومہ کا

مستقر حکومت بنانا چاہتا تھا۔ چند روز بعد نجدانیہ میں سے برباط نے یہاں پر بغاوت کی اور اس پر قابض ہو گیا۔ سپہ سالاران رومہ اس کے محاصرہ اور جنگ کے لئے برابر آتے رہے مگر کسی کو کامیابی نہ ہوئی اس اثناء میں برباط کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص نے برباط پر حملہ کر دیا اور پہلے ہی حملہ میں قتل کر کے اس مقام پر قبضہ کر لیا۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ یہ بھی مار ڈالا گیا۔ اس کے مارے جانے سے اس کی عنان حکومت پھر رومہ کے سپہ سالار کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی۔ اس کے بعد یہاں کے رہنے والوں نے بغاوت کی اور اپنے میں سے ایک شخص انیش نامی کو اپنا امیر بنایا لیکن یہ بھی مار ڈالا گیا اور اس کی حکومت پر پھر رومہ کے سپہ سالار قابض ہو گئے سب سے پہلے جس نے اس کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی وہ شنتیلہ تھا رفتہ رفتہ اہل اندلس بھی اس کے مطیع ہو گئے اس وقت اس نے ملوک رومہ سے قطع تعلق کر لیا' ان پر فوج کشی کی' رومہ کا محاصرہ کیا اور رومہ کے بہت سے شہروں کو فتح کر کے طلیطلہ کی جانب واپس ہوا۔ بشکلنس نے اس سے بغاوت کی۔ اس نے زور تیغ سے بشکلنس کو بھی دبا لیا اور نہایت بے رحمی سے انہیں تہ تیغ کیا وہ لوگ بھاگ کر پہاڑوں میں جا چھپے۔ اس کے بعد شنتیلہ اپنی حکومت کے نو سال بعد مر گیا۔ اس کی جگہ قوط (گاتھ) بر بسیلہ چھ سال تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس نے کوئی نمایاں کام نہیں کیا۔

اہل طلیطلہ کی بغاوتیں: اس کے بعد انہی میں سے خندس نامی ایک شخص حکمران ہوا۔ اس نے افریقہ پر فوج کشی کی تھی۔ خندس کے بعد قتبان تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے متعدد گرجا تعمیر کرائے۔ اسے نبی کریم صلعم کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی تھی۔ بلیسان جو کہ قوم لوط کا ایک معزز و محترم فرد تھا اس سے کہتا تھا کہ میں نے مطربوس عالم کی کتاب میں بروایت دانیال نبی یہ لکھا ہوا دیکھا ہے کہ پیروان نبی (جس کے مبعوث ہونے کی خبر پہنچی ہے) اندلس پر ایک روز قابض ہو جائیں گے۔ تھوڑے دن حکومت کر کے یہ بھی دنیا سے کوچ کر گیا۔ تب اس کی جگہ ... کا بیٹا[1] سولہ سال تک حکمران رہا یہ نہایت بد خلق اور ظالم تھا اس کے بعد لرزیق تخت نشین ہوا۔ غرض اس زمانہ سے طلیطلہ برابر فتنہ و فساد اور طرف داری کا مرکز بنا رہا۔ عبدالرحمٰن داخل بھی اس کے پیچھے سات سال تک حیران و پریشان رہا ہشام' حکم اور عبدالرحمٰن اوسط کے عہد حکومت میں بھی یہاں بغاوت پھوٹی۔

خلیفہ ناصر کی طلیطلہ پر فوج کشی: حتیٰ کہ خلیفہ ناصر کا دور حکومت آیا اس نے اسے بزور و جبر اپنے علم و حکومت کا مطیع بنا لیا' فتح مارده' بطلیوس اور تستر ین کے بعد ناصر نے اس پر فوج کشی کی' اس کا محاصرہ کر لیا' باغیان حکومت چاروں طرف سے اس کی حمایت کے لئے آئے' خلیفہ ناصر نے ان لوگوں کی معقول طور سے مدافعت کی اور ان پر غالب آیا۔ امیر ثعلبہ بن محمد بن عبدالوارث والی طلیطلہ مجبور ہو کر مصالحت کی گفتگو اور امان کی درخواست دینے کے لئے دربار ناصر میں حاضر ہوا' خلیفہ ناصر نے امان دی اور تقصیروں کو عفو فرما کر مظفر و منصور صوبہ طلیطلہ میں داخل ہوا اور ایک سرے سے اسے چھان ڈالا حتیٰ کہ کوئی چپہ زمین بھی ایسا باقی نہ رہا کہ جس جگہ کو اس نے اپنے گھوڑے کے سموں سے نہ روندا ہو۔ اس وقت سے اہل طلیطلہ علم حکومت کے مطیع ہوئے اور بعد کو بھی مطیع رہے۔

خلیفہ ناصر اور سرحدی امراء: اندلس کی اندرونی بغاوتوں اور اس کے امراء کی خودسریوں کو دور کرنے کے بعد ناصر کو

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

سرحد بربر بلاد مغرب کے سر کرنے کا خیال پیدا ہوا اس نے امراء کو جو کہ ملک سبتہ میں بنی عصام کے زیر حکومت تھا فتح کر لیا۔ بربر کے سرحدی امراء نے اسے قبضہ کرنے کی غرض سے طلبی کے خطوط لکھے۔ اتفاق سے ابراہیم بن محمد امیر بن ادریس کو اس کی اطلاع ہوگئی چنانچہ ابراہیم نے خلیفہ ناصر کے آنے سے پیشتر بڑھ کر سبتہ پر محاصرہ کر لیا۔ اس کے بعد اس سے اور ناصر سے قبضہ سبتہ کے معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی۔ ابراہیم نے سبتہ میں ناصر کی حکومت تسلیم کی اور ناصر نے اپنی طرف سے اسے سبتہ کی سند حکومت عطا کی۔ اس کے دیکھا دیکھی ادارسہ سے ادریس بن ابراہیم والیٔ ارشلوک نے بھی نذرانے وتحائف بھیج کر خلیفہ ناصر سے سند حکومت حاصل کر لی' محمد بن خزز امیر مغراوہ اور موسیٰ بن ابی العافیہ امیر کناسہ نے بھی ادریس بن ابراہیم کی پیروی کی۔

ان دنوں مغرب کی زمام حکومت امیر مکناسہ کے قبضہ میں تھی المغرب الاوسط کے بلاد تنس و دہران سرشال اور بطحاء بھی اسی کے زیر حکومت تھے ان لوگوں نے بھی نذرانے اور تحائف خلیفہ ناصر کے دربار میں بھیجے خلیفہ ناصر نے اسے قبول کیا۔ ان لوگوں نے جائزے اور معقول صلے مرحمت کئے ان کی حکومتوں کی بنیاد کو مستحکم اور مضبوط کیا۔ اسی طرح ملوک ادارسہ کی ایک جماعت نے بھی خلیفہ ناصر کے دربار میں اسی قسم کا رسوخ پیدا کیا جن میں قاسم بن عبدالرحمٰن اور حسن بن عیسیٰ وغیرہ تھے والی فاس نے بھی بہت بڑا تحفہ ایوان خلافت ناصر میں بھیجا تھا۔ ناصر نے اسے بھی اپنی جانب سے سند حکومت عطا کی۔ الغرض جس وقت المغرب الاوسط الاقصیٰ میں خلیفہ ناصر کی حکومت کا یوں زور وشور ہوا تو عبیداللہ المہدی نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے نامور سپہ سالار ابن بصل گورنر تاہرت کو ۳۲۳ھ میں ملک مغرب سر کرنے کے لئے بھیجا موسیٰ بن ابی العافیہ نے ناصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی' ناصر نے قاسم بن طلمس کو افواج شاہی کا افسر بنا کر موسیٰ کی کمک پر متعین کیا اور جنگی کشتیوں کا بیڑہ بھی اس کے ہمراہ روانہ فرمایا قاسم کوچ و قیام کرتا ہوا سبتہ پہنچا یہاں پر یہ خبر سننے میں آئی کہ موسیٰ بن ابی العافیہ نے غنیم کی فوج کو شکست دے دی ہے۔ اس وجہ سے قاسم آگے نہ بڑھا' قرطبہ کی جانب لوٹ کھڑا ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے۔

احمد بن عبدہ اور اردن کی جنگ: اوائل چوتھی صدی ہجری میں قوم جلالقہ پر اردون بن رذمیر بن برمند بن قربولہ بن اوفونس بن بیطر حکمران ہوا اس نے ۳۰۲ھ میں بلاد اندبوسیہ کے سرحد جونی کی طرف ابتداء زمانہ حکومت خلیفہ ناصر میں پیش قدمی کی۔ اطراف مارده میں قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا قلعہ حنش پر قابض ہوگیا۔ خلیفہ ناصر نے اپنے وزیر السلطنت احمد بن عبدہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اردون کے بلاد مقبوضہ کی طرف معاوضہ لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ احمد نے نہایت دلیری و مردانگی سے اردون کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ اس کے بعد دوبارہ ۳۰۵ھ میں اردون کے ملک پر پھر چڑھائی کی اس معرکہ میں چونکہ اس کا جام حیات لبریز ہوگیا تھا' شہید ہوگیا۔ تب خلیفہ ناصر نے اپنے آزاد غلام بدر کو اردون کے مقبوضات پر جہاد کے لئے مامور کیا بدر ہوشیاری اور مردانگی سے اس مہم کو انجام دے کر واپس ہوا۔

خلیفہ ناصر اور اردون کی جنگ: اس کے بعد خلیفہ ناصر بذاتہ ۳۰۸ھ میں جلیقہ کے ملک پر جہاد کرنے کی غرض سے چڑھ گیا' اردون نے سانجہ بن غرسیہ بادشاہ بشکنس والی بنلبونہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ یہ سب مجموعی قوت سے مقابلہ پر آئے مگر ناصر کی مردانگی اور جرأت کے آگے ایک بھی نہ پیش گئی۔ سب کے سب بہت برے طور سے شکست کھا کر بھاگے خلیفہ

ناصر نے جی کھول کر ان کے شہروں اور مقبوضات کو تاراج اور پامال کیا' ان کے بہت سے قلعوں کو فتح کر لیا اور کئی قلعوں کو منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد مقبوضات غرسیہ پر متواتر اور مسلسل جہاد کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اوفونس نے وفات پائی اس کا بیٹا فرویلہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

اوفونش بن اردون: ابن حبان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت فرویلہ بن اردون رذمیر بادشاہ جلالقہ ۳۱۳ھ میں حکمراں ہوا' اس کا بھائی اوفونش بھی دعوے دار سلطنت ہوا اس کا بھائی شانجہ بھی اس جھگڑے میں شریک ہو گیا' غرسیہ کو موقع مل گیا۔ اس نے ان کے دارالحکومت پر قبضہ کر لیا اور اوفونش اپنے برادرزادہ کو مار کر نکال دیا[1] اور شانجہ کا داماد تھا۔ ان لوگوں میں باہم نفاق پیدا ہو جانے سے مجموعی قوت ختم ہو گئی۔ کچھ دن بعد پھر متفق الکلمہ ہوئے شانجہ کو حکومت وسلطنت کے بارے سب دوش کر کے شہریوں کو نکال دیا۔ شانجہ نے اندرونی جلیقہ میں جا کر پناہ لی۔ اس کا بھائی رذمیر بن اردون اس کے مقبوضات پر جن کی سرحد غربی جلیقہ میں قلنبریہ تک تھی حکمران ہوا' اس واقعہ کے بعد ہی شانجہ مر گیا اس نے کوئی اولاد نہ چھوڑی۔ اب اوفونس مستقل طور پر حکمران ہو گیا تھا۔ اس کی حکومت کا سکہ رعایا کے دلوں پر بیٹھ گیا تھا۔ فوجیں آراستہ کر کے اپنے بھائی رذمیر پر چڑھائی کی' شہر بینٹ بادکش پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اوفونش پر اس کی قوم ترک رہبانیت کی (درویشی) کی وجہ سے نفرین کرنے لگی' اوفونش نے مجبور ہو کر رہبانیت اختیار کر لی۔ اس کے بعد دوبارہ ترک رہبانیت کر کے شہر لیون پر قابض ہو گیا۔ ان دنوں اس کا بھائی رذمیر بسمورہ کی طرف جنگ کرنے گیا ہوا تھا۔ یہ خبر پا کر واپس آیا اور اوفونش پر لیون میں محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ بزور تیغ ۳۲۰ھ میں لیون کو فتح کر کے اوفونش کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد اسے اپنے باپ کی اولاد کی طرف سے مخالفت اور دعوے داری حکومت کا خطرہ پیدا ہوا۔ ایک جماعت کو گرفتار کرا کے ان کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔

ملکہ بشکنس کی سرکشی و اطاعت: غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنس کے مرنے پر اس کی بہن طوطہ تخت حکومت پر متمکن ہوئی ۳۲۵ھ میں ملکہ طوطہ نے بدعہدی کی' خلیفہ ناصر نے یہ خبر پا کر اس پر فوج کشی کر دی اطراف بنبلونہ کو خوب خوب پامال کیا اور کئی بار اس پر حملہ آور ہوا انہیں غزوات کے اثناء میں محمد بن ہشام نے سرقسطہ میں علم بغاوت بلند کیا مگر محاصرہ و جنگ سے گھبرا کر سر اطاعت جھکا دیا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ایسا ہی امیہ بن اسحاق نے مقام تسترین میں سر اٹھایا تھا۔

محمد بن ہشام کی سرکشی: محمد بن ہشام کی بغاوت وسرکشی کا واقعہ یہ ہے کہ ۳۲۲ھ میں خلیفہ ناصر نے دخشمہ پر چڑھائی کی' محمد بن ہشام کو سرقسطہ سے اس مہم میں شریک ہونے کے لئے بلا بھیجا۔ محمد بن ہشام نے اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ اس پر خلیفہ ناصر کو طیش آ گیا' لوٹ کر سرقسطہ کی طرف آیا اور محمد بن ہشام کے مقبوضہ قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا اس کے بھائی یحیٰ کو قلعہ روطہ سے گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد بنبلونہ کی جانب کوچ کیا۔ ملکہ طوطہ بنت اشیر نے نذرانہ اطاعت پیش کر کے اسے اپنا حاکم بالا دست تسلیم کر لیا اور اپنے بیٹے غرسیہ بن شانجہ کو حکومت بنبلونہ پر مامور کیا۔

خلیفہ ناصر اور رذمیر کی جنگ: خلیفہ ناصر نے ملکہ طوطہ کے مقبوضات سے اعراض کر کے البتہ اور اس کے مضافات کی

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ مترجم

طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ اس سرزمین کو بھی خاطرخواہ پامال کیا' متعدد قلعوں کو مسمار اور منہدم کر دیا بعد میں جلیقہ نے پھر پیش قدمی شروع کی۔ اس وقت رذمیر بن اردون اس پر حکمرانی کر رہا تھا۔ رذمیر نے اس پیش قدمی میں اپنے ساتھ ذخشمہ کو شریک کر لیا تھا۔ خلیفہ ناصر کو اس کی خبر لگ گئی۔ قلعہ برحمث پر پہنچ کر ان دونوں کا محاصرہ کر لیا۔ آخر کار رذمیر کو شکست ہوئی اور بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگا۔ خلیفہ ناصر نے اس قلعہ کو اور اس کے علاوہ اور بہت سے قلعوں کو ویران اور خراب کر ڈالا۔ رذمیر اور خلیفہ ناصر سے متعدد لڑائیاں ہوئیں ان لڑائیوں میں کامیابی کا سہرا خلیفہ ناصر ہی کے سر رہا ان پیہم کامیابیوں کے بعد خلیفہ ناصر بہ نفسہ جنگ خندق میں شریک ہوا اور اس لڑائی کے بعد پھر اور کسی جنگ پر بذاتہ نہیں گیا۔ لشکر ہمیشہ بھیجتا تھا۔ اس کے رعب وداب کا سکہ عیسائی بادشاہوں کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا۔

قسطنطین بن الیون کی سفارت: ۳۳۶ھ میں قسطنطین بن الیون بن مثل بادشاہ قسطنطنیہ نے اظہار محبت و نیاز مندی کی غرض سے سفیر بھیجا اور ان کی معرفت نذرانے اور تحائف روانہ کئے۔ خلیفہ ناصر نے دربار عام میں اس سفارت کے پیش کئے جانے کا حکم دیا۔ تمام افسران فوجی اور ملکی کے نام فرامین جاری کرا دیئے کہ دربار عام میں مناسب ساز وسامان اور آلات حرب سے مسلح ہو کر آئیں قصر خلافت شاہانہ شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا۔ دروازوں اور محرابوں پر عمدہ عمدہ پردے لٹکائے گئے۔ وسط میں تخت خلافت بچھایا گیا' جس پر بہت سے آب دار ہیرے اور جواہرات جڑے ہوئے تھے۔ تخت شاہی کے اردگرد شاہزادے' خلافت مآب کے بھائی' اعمام (چچا) رشتہ دار' وزراء اور خدام اعلیٰ قدر مراتب ودرجات کھڑے ہوئے بادشاہ قسطنطنیہ کے سفیر دربار میں داخل ہوئے تو دربار کی شان اور خلافت مآب کی جبروت وسطوت سے حیرت زدہ ہو گئے مگر پھر ذرا سنبھلے اور شاہی تخت کے قریب جا کر اپنے بادشاہ قسطنطین کا پیام پہنچایا۔ خط پیش کیا۔ خلیفہ ناصر نے حاضرین جلسہ کو اشارہ کیا کہ اس جلسہ میں حسب موقع ومناسب خطبہ (اسپیچ) دیا جائے جس میں اسلام وخلافت اسلامیہ کی عظمت بیان کی جائے اور ملت اسلامیہ کے اعزاز دشمنان دین کی ذلت وخواری پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کیا جائے۔

منذر بن سعید بلوطی: چنانچہ حاضرین جلسہ جس میں بڑے بڑے نامی خطیب (اسپیکر) حاضر تھے۔ تعمیل حکم پر تیار ہوئے لیکن جلسہ کے رعب (یا سلطان کی سطوت) سے اپنے پورے مافی الضمیر کو ادا نہ کر سکے۔ دو چار فقرے یا چند کلمے کہنے پائے تھے کہ زبان میں لکنت اور پاؤں میں لغزش پیدا ہو گئی۔ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑے۔ انہی لوگوں میں ابوعلی القالی وافد عراق تھا جو کہ حکم ولی عہد کے حاشیہ نشینوں اور مصاحبوں میں سے تھا۔ اس خدمت کے انجام دینے کو فخریہ کھڑا ہوا۔ جب تمام خطیبوں کو جو کہ مشہور اسپیکر اور پہلے سے اس خدمت کے انجام دینے کو آمادہ ہو رہے تھے۔ اس حکم کی تعمیل میں ناکامی ہوئی تو منذر بن سعید بلوطی نامی ایک شخص جو پہلے سے اس خدمت کے لئے تیار بھی نہ ہوا تھا اور نہ اس نے اس سے پہلے ایسی شان وشوکت کی محفل دیکھی تھی۔ اٹھا اور نہایت متانت وسنجیدگی سے حسب حال وموقع تقریر کی اور اس خدمت کو پورے طور سے انجام دیا۔ ختم تقریر پر فی البدیہہ چند اشعار بھی پڑھے جس سے حاضرین جلسہ اس کی ظاہری حالت سے بے حد متعجب ہوئے اور اسے اس خدمت کی بجا آوری کا فخر ومباہات حاصل ہوا۔ خلیفہ ناصر نے اس کی برجستہ تقریر اور فصاحت وبلاغت پر متحیر اور خوش ہو کر قاضی القضاۃ کا معزز عہدہ پیش کیا۔ اس واقعہ سے منذر عزت اور سربرآوردگی میں مشہور ہوا۔ اس کے حالات مشہور ہیں اور ان کا خطبہ بھی جو اس جلسہ میں اس نے دیا تھا ابن حبان کی تصانیف میں مذکور ہے۔

خلیفہ ناصر کی جوابی سفارت: ان سفیروں کی واپسی پر خلیفہ ناصر نے بھی ہشام بن کلیب جاثلیق کو مراسم اتحاد مضبوط اور رشتہ مستحکم کرنے کی غرض سے کچھ نذرانے اور تحائف دے کر قسطنطنیہ بھیجا دو برس بعد ہشام قسطنطنیہ سے اندلس واپس آیا بادشاہ قسطنطنیہ نے پھر اس کے ساتھ اپنے سفیر بھیجے۔ اس کے بعد ہوتو بادشاہ صقالیہ' بادشاہ جرمن' افور بادشاہ فرانس جو کہ سبرت کے اس طرف تھا اور کلدہ بادشاہ فرانس اقصائے مشرق کے ایلچی آئے خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے ملاقات کی اور بادشاہ صقالیہ کے سفیروں کے ساتھ ربیع اسقف کو روانہ کیا دو برس بعد وہ واپس آیا۔

خلیفہ ناصر کی اردون سے مصالحت: ۳۴۴ھ میں اردون بن رذمیر کا سفیر آیا۔ یہ رذمیر وہی ہے جس نے اپنے بھائی ارفونس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں تھیں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اردون کا سفیر مصالحت اور مراسم اتحاد قائم کرنے کا پیام لایا تھا۔ خلیفہ ناصر نے مصالحت کر لی اور دوستانہ مراسم قائم رکھنا کا عہد نامہ لکھ دیا۔ پھر ۳۴۵ھ میں اردون نے اس صلح نامہ میں فرولند بن عبدشلب سردار قشتیلیہ کو داخل کرنے کی درخواست پیش کی۔ خلیفہ ناصر نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت فرما کر فرولند کو بھی عہد نامہ میں شامل کرنے کی اردون کو اجازت دی' غرسیہ بن شانجہ اپنے باپ شانجہ بن فرویلہ کے بعد جلیقہ پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ کچھ روز بعد اہل جلیقہ اس سے باغی و منحرف ہو گئے۔

خلیفہ ناصر اور فرولند: فرولند سردار قشتیلیہ کو موقع مل گیا اس نے جلیقہ کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اردون بن رذمیر کی جانب مائل ہو گیا۔ غرسیہ بن شانجہ کی ماں طوطہ بنت انشیر والیہ بشکنس کا پوتا تھا۔ اسے اپنے پوتے غرسیہ کی تباہی و بربادی سے رنج و ملال ہوا' سامان سفر درست کر کے وفد کے بطور ۳۴۷ھ میں خلیفہ ناصر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اپنی اور اپنے بیٹے شانجہ بن رذمیر کی مصالحت اور اپنے پوتے غرسیہ کی اعانت کی درخواست پیش کی۔ ملکہ طوطہ کے ساتھ شانجہ اور غرسیہ بھی آئے ہوئے تھے۔ خلیفہ ناصر نے ان لوگوں سے بعزت و احترام سے پیش آیا' ان کی درخواست کے مطابق ملکہ طوطہ اور شانجہ کے ساتھ مصالحت کر لی' صلح نامہ کی تکمیل کرا دی' غرسیہ بادشاہ جلیقہ کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں عساکر اسلامیہ نے غرسیہ کو جلیقہ کا دوبارہ بادشاہ بنایا۔ چنانچہ جلیقہ نے اردون کی اطاعت سے منحرف ہو جانے کا اعلان کر دیا۔ غرسیہ نے خلیفہ ناصر کی خدمت میں شکریہ کا خط روانہ کیا اور نیز قرب و جوار کے لوگوں کو خلیفہ ناصر کی امداد و اعانت اور فرولند سردار قشتیلیہ کی بدعہدی اور چیرہ دستی سے مطلع کیا اس سے لوگوں کو فرولند کی طرف سے نفرت پیدا ہو گئی۔ اس زمانہ سے خلیفہ ناصر مرتے دم تک غرسیہ کی ہمدردی اور اعانت میں مصروف رہا۔

ملوک برشلونہ وطرکونہ کی مصالحت: جن دنوں کلدہ بادشاہ فرانس مشرقی کا سفیر آیا تھا اسی زمانہ میں بادشاہ برشلونہ اور طرکونہ کے سفیر بھی مصالحت و اتحاد قائم کرنے کی غرض سے آئے ہوئے تھے خلیفہ ناصر نے ان کی درخواست کے مطابق ان لوگوں سے بھی مصالحت کر لی اس کے بعد رومہ کا سفیر اظہار محبت اور رسم دوستی جاری رکھنے کے لئے حاضر ہوا خلیفہ ناصر نے اس سے بھی مراسم و اتحاد جاری رکھنے کا عہد کر لیا۔

عبداللہ بن خلیفہ ناصر کی سازش وقتل: خلیفہ ناصر نے اپنے بیٹے حکم کو اپنا ولی عہد بنایا تھا اور اپنے تمام لڑکوں پر اسے فضیلت دے رکھی تھی۔ کاروبار سلطنت میں بھی اسے دخیل کر لیا تھا۔ اکثر امور سلطنت کا انتظام اس کے سپرد تھا اگرچہ حکم کا

بھائی عبداللہ عقل وفراست میں حکم سے کم نہ تھا۔ لیکن باپ کا منظور نظر نہ تھا۔ یہ امر عبداللہ کو پسند خاطر نہ تھا۔ موقع کا منتظر تھا۔ بالآخر اس دلی رنجش نے باپ کی مخالفت کرنے پر اُبھار دیا۔ اس نے ان اراکین حکومت کو بھی اس مخالفت میں شریک کرنا چاہا جن کے دل پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہو چکے تھے ان لوگوں نے نہایت خوشی سے عبداللہ کی درخواست کے منظور ومقبول کیا۔ انہی لوگوں میں سے یاسر فتی وغیرہ تھے۔ شدہ شدہ اس کی خبر خلیفہ ناصر تک پہنچی خلیفہ ناصر نے تفتیش شروع کی تھوڑی ہی کوشش سے اصلی واقعہ کا انکشاف ہو گیا۔ فوراً اپنے بیٹے عبداللہ اور یاسر فتی کو ان تمام اراکین دولت کے ساتھ جو اس سازش وفتنہ پردازی میں شریک تھے گرفتار کر لیا اور ۳۳۹ھ میں ان سب اجل رسیدوں کے قتل کا حکم صادر فرمایا۔

تعمیرات: جس وقت خلیفہ ناصر کی حکومت اور سلطنت اندرونی اور بیرونی خدشات اور خطرات سے محفوظ ہو گئی اور معقول طور سے اس کی امارت وحکمرانی کو استقلال واستحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت خلیفہ ناصر نے تعمیرات کی طرف توجہ فرمائی۔ خلیفہ ناصر کے دادا امیر محمد اور اس کے باپ عبدالرحمٰن اوسط اور اس کے دادا حکم نے یکے بعد دیگرے اپنے اپنے محل سرا صرف کثیر سے نہایت اعلیٰ درجہ کے بنوائے تھے۔ ان میں سے قصر الزہرا بھوا الکامل اور قصر سنیف بھی تھے۔ جب عبدالرحمٰن ناصر کا دور حکومت آیا تو اس نے بھی قصر الدوم کے پہلو میں محل سرا تعمیر کرایا اور اس کا نام ''دارالروضہ'' رکھا پہاڑ سے اس شاہی محل میں نل کے ذریعہ پانی لایا۔ مختلف ملکوں اور سرزمینوں سے بڑے بڑے مہندسوں اور انجینئروں کو طلب کیا۔

چنانچہ وہ لوگ دور دراز ملکوں سے قرطبہ میں آئے حتیٰ کہ بغداد اور قسطنطنیہ کے مشہور مشہور کاریگروں نے زحمت سفر گوارا کر کے قرطبہ میں قیام اختیار کیا محل سراؤں کی تعمیر کے بعد حمام کی تعمیر کی جانب متوجہ ہوا۔ محل سراؤں کے باہر مینار ناعور حمام تعمیر کرایا اور پہاڑ کی بلند چوٹی سے پانی لایا۔ دونوں کے درمیان فاصلہ کافی سے زیادہ تھا۔ اس کے بعد مدینۃ الزاہراء کا بنیادی پتھر رکھا اور اس کی تکمیل وتعمیر کے بعد اسے اپنا دارالحکومت اور مرکز سلطنت قرار دیا اس شہر میں بھی بڑی بڑی عمارتیں عمدہ عمدہ محل سرائیں اور باغات جو اس سے قبل کی تعمیرات سے اعلیٰ درجے کے تھے تعمیر کرائے ان باغات میں جانوروں کے رہنے کے لئے جال دار مکانات اور سائبان اس قدر وسیع بنوائے کہ ہر جانور اس کی فضا کو کود پھاند کر سکتا اور طبعی طور سے رہ سکتا تھا۔ اس شہر میں ''دارالصناعۃ'' آلات حرب اور زیورات کے بنانے کا بھی بڑا کارخانہ جاری کیا صحن جامع قرطبہ میں بہت بڑا شامیانہ لوگوں کو تمازت آفتاب سے بچنے کے لئے بنوا کر نصب کرایا۔

خلیفہ ناصر کی وفات: خلیفہ ناصر نے جس کی ذات سے اسلام کی شان' دین کی شوکت از سر نو قائم ہوئی تھی ایسی شان دارالسلطنت چھوڑ کر ۳۰۵ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

خلیفہ ناصر[1] کے چار قاضی تھے مسلم بن عبدالعزیز' احمد بن تقی بن مخلد' محمد بن عبداللہ ابو عیسیٰ اور منذر بن سعید بلوطی۔

---

[1] خلیفہ عبدالرحمٰن ملقب بہ الناصر الدین اللہ اموی ان تاج داروں میں تھا جس کے رعب داب کا سکہ تمام عالم میں چل رہا تھا۔ تخت نشینی کے وقت اس کی عمر اکیس سال کی تھی۔ زمانہ ایسا نازک تھا کہ تمام ممالک ہسپانیہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی افق سیاست آئے دن کی بغاوتوں اور سرحدی عیسائی امراء کے حملوں سے گرد آلود ہو رہا تھا عبدالرحمٰن ناصر نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد پہلے باغی صوبوں پر حملہ کیا اور انہیں بزور تیغ اپنا مطیع کیا۔ اس کے بعد سرحدی عیسائی ممالک پر جہاد کرنے میں مصروف ہوا۔ نوجوان بادشاہ اندلس اکثر لڑائیوں میں سپہ سالار میدانِ جنگ کی حیثیت سے اپنے لشکر کے ہمراہ جاتا تھا۔ اس سے لشکریوں کے جوش دل کی عجیب کیفیت ہو جاتی تھی اور ہر سپاہی ایسے امیر لشکر کے جلو میں سرفروشی اور ←

.... مہم اور بازی کو اپنی سعادت سمجھتا تھا۔

پورے ستائیس سال کی جان توڑ کوششوں اور جانکاہ محنتوں سے عبدالرحمٰن ناصر نے اندلس کو اندرونی رقیبوں اور بیرونی حریفوں کی نظروں سے بچا کر ایک شائستہ اور محفوظ حکومت قائم کی اس زمانہ میں جب کہ اسے صحیح طور پر یہ خبر پہنچی کہ مخلف مقامی گورنروں کی خودمختای اور ارا کین سلطنت کی خودسریوں سے خلیفہ بغداد کا اقتدار ایوان خلافت کی چار دیواری کے اندر محدود ہوگیا ہے' افریقہ میں بربریوں جے نونہاد خاندانی حکومت کے علوی حکمراں نے اپنے کو امیر المومنین کہلانا شروع کر دیا ہے' نیز مونس مظفر نے اپنے آقائے نام دار خلیفہ مقتدر کو قتل کر ڈالا۔ تب عبدالرحمٰن نے اپنے موروثی لقب کو بلا تکلف اختیار کر لیا اور خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ کے مبارک لقب سے مخاطب ہوا اور حق یہ ہے کہ عبدالرحمٰن نے جیسا لقب اختیار کیا تھا ویسا ہی اسے بنایا۔

قرطبہ اس کے زمانہ میں دلہن کی طرح آراستہ تھا۔ مدبرانہ نظم ونسق اور شائستہ قوانین جاری تھے دنیا کے علوم اور فنون کا یہ مرکز بنا ہوا تھا۔ طلباء دور دراز ملکوں سے تحصیل علم کے لئے یہاں آتے تھے عروض الہیات قانون' فلسفہ' طب' تجارت اور طبیعات غرض ہر شاخ علم کی تعلیم یہاں ہوتی تھی۔ ہر فن کے یگانہ روزگار یہاں موجود تھے۔ کاملین جنگ اور واقفین فنون جنگ کا بھی یہی دنگل تھا۔ ارباب قلم اور اصحاب شمشیر یہاں کے قیام کو باعث ناموری وفخر تصور کرتے تھے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اندلس کو اس وقت اور بلاد یورپ سے وہی نسبت تھی جو کہ دلہن کو معمولی مستورات سے ہوتی ہے اور قرطبہ کو اندلس سے وہی مناسبت تھی جو سر کو جسم سے یا قلب کو اعضاء بدنیہ سے ہوتی ہے۔ شہر قرطبہ کی لمبائی میں مختلف بیانات ہیں مگر اکثر کا اتفاق اس پر ہے کہ دس میل سے کسی طرح کم نہ تھی جو اس زمانہ میں لندن کی لمبائی ہے۔

خلیفہ کے رعب وداب کی یہ کیفیت تھی کہ عیسائی سلاطین اپنے جھگڑوں اور نزاعوں کے فیصلہ کرانے کے لئے خلیفہ ناصر کے دربار میں آتے تھے۔ قسطنطنیہ' فرانس' جرمنی اور اطالیہ کے بادشاہ مراسم اتحاد قائم کرنے اور باہم مصالحت رکھنے کی درخواست پیش کرنے کی غرض سے سفیر بھیجتے تھے۔ اس زمانہ میں کسی ملک کا ایسا کوئی خطہ نہ تھا جہاں پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت اپنی خوفناک شکل نہ دکھلا دی رہی ہو۔ خلیفہ ناصر کی عقل ودانش اور دولت وعظمت کا شہرہ تمام براعظم یورپ اور افریقہ میں عام ہو رہا تھا۔ ابن حیان تحریر کرتا ہے کہ جس وقت سفیران قسطنطنیہ تحائف ونذرانے لئے ہوئے سرزمین اندلس میں وارد ہوئے تو خلیفہ ناصر نے سرحد پر اور نیز سفر میں مہمان داری کی غرض سے یحییٰ بن محمد بن لیث کو روانہ کیا۔ پھر جب سفراء مذکور محلات قرطبہ کے قریب پہنچے تو سپہ سالاران لشکر نے یکے بعد دیگرے سفیروں سے ملاقات کی۔ اس کے بعد خواجہ سراؤں کے سردار یاسر اور تمام جو محلات شاہی کے داروغہ اور خلیفہ ناصر کے جلیس خلوت تھے ملے اور نہایت عزت احترام سے ولی عہد حکم کے ایوان خاص میں جو کہ شہر پناہ قرطبہ کے قریب تھا ٹھہرایا خواص وعوام کی آمد ورفت کی ممانعت کر دی گئی اور ان سفیروں کی حجابت پر منتخب ٦ آزاد غلام مقرر کئے' خلیفہ ناصر نے ان سفیروں کے ملنے اور کاغذات سفارت پیش کئے جانے کے لئے گیارہویں ربیع الاول ۳۳۸ھ اور بقول مؤرخ علامہ ابن خلدون ۳۳۶ھ (مطابق ۹۴۹ء) یوم شنبہ مقرر کیا۔ قصر قرطبہ محل سرا داہر شاہی شان وشوکت سے آراستہ کیا گیا وسط میں ایک جڑاؤ تخت بچھایا گیا۔ تخت کے دائیں بائیں جانب پہلے خلیفہ ناصر کے بیٹوں کی کرسیاں رکھی گئیں سب سے پہلے ولی عہد سلطنت حکم کی بعدہ عبداللہ کی پھر عبدالعزیز ابوالاصبع پھر مروان کی کرسیاں رکھی گئیں بائیں جانب منذر' عبدالجبار اور سلیمان کی کرسیاں حسب ترتیب بچھائی گئیں۔ عبدالملک بن خلیفہ ناصر علالت کی وجہ سے شریک دربار نہیں ہوا۔ ان شاہزادوں کے بعد وزراء حسب مراتب دائیں بائیں حاضر تھے۔ تمام محل میں حجاب (لارڈ چیمبر لین) اس کے بعد وزراء کے لڑکے خدام اور وکلاء صف بصف استادہ ہوئے تمام محل میں اندر سے صحن تک قیمتی قالینوں اور اعلیٰ درجہ کے فروش کا فرش تھا۔ دروازوں اور محرابوں پر ریشمی زردوزی کے پردے لٹکائے گئے۔ سفرائے قسطنطنیہ جس وقت اس شاہانہ دربار میں حاضر ہوئے دربار کی آراستگی دیکھ کر دنگ ہوگئے اور سب سے زیادہ حیرت تو ان پر خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت سے چھا گئی۔ جوں توں تخت شاہی کے قریب پہنچ کر اپنے بادشاہ قسطنطین بن لیو والی قسطنطنیہ کا خریطہ پیش کیا۔ غلاف آسمانی رنگ کا تھا۔ جس پر سنہرے حرفوں سے بخط افریقی (یونانی) لکھا ہوا تھا۔ غلاف کے اندر ایک صندوقچہ تھا اور یہ بھی رنگین تھا نقرئی حرف سے بخط اغریقی تحریر تھا صندوقچہ پر سونے کی مہر لگی ہوئی تھی جس کا وزن چار مثقال تھا مہر کے ایک رخ میں مسیح کی صورت تھی دوسری جانب خود بادشاہ قسطنطنیہ کی تصویر اس کے بیٹے کے ساتھ منقوش تھی اس صندوقہ کے اندر دوسرا چھوٹا صندوقچہ تھا یہ صندوقچہ شیشہ کا تھا۔ طلائی ونقرئی مینا کار کام اس پر بنا تھا اس صندوقچہ کے اندر ایک ریشمی تھیلہ ....

جو لفافہ تھا جس کے اندر خط رکھا ہوا تھا۔ عنوان خط کے ایک سطر میں قسطنطین ورد مانس مؤمنین مسیح بادشاہ عظیم سلطنت دوم لکھا ہوا تھا اور دوسری سطر میں بزرگ قابل تعظیم مفتخر دشریف النسب عبدالرحمٰن خلیفہ وحاکم عرب در ملک اندلس اللہ تعالیٰ ان کی بقا کو دراز کرے مکتوب تھا۔

خلیفہ عبدالرحمٰن نے خط سن کر اشارہ کیا کہ خطباء اسپیکر یا لکچرار اور شعراء حسب موقع مناسب اسپیچ دیں اور قصائد پڑھیں ولی عہد حکم نے فقیہ محمد بن عبدالبر کشنیانی کو اس خدمت کے انجام دینے کو حکم دیا اگر چہ اسے اپنی قادر الکلامی کا بہت کچھ دعویٰ تھا اور فی البدیہ خطبہ دینے پر بہ نسبت اوروں کے بے حد مشاق تھا مگر دربار کی شان وشوکت اور خلیفہ ناصر کی سطوت وجبروت سے کھڑے ہوتے ہی بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ تب ابوعلی بغدادی اسماعیل بن قاسم قالی مولف امانی ونوادر کھڑا ہوا یہ خلیفہ کے یہاں بطور وفد عراق سے آیا ہوا تھا اور ولی عہد سلطنت کا منظور ومقبول تھا۔ حمد ونعت کے بعد یہ بھی خاموش ہو رہا صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی فکر واندیشہ میں مستغرق ہے ابن حیان وغیرہ نے ایسا ہی ذکر کیا ہے۔ مؤرخ علامہ کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ خطبہ دینے کے لئے ابوعلی القالی کو پہلے سے اس خدمت پر مامور کا گیا تھا۔ مطمح میں لکھا ہوا ہے کہ جس وقت ابوعلی حمد ونعت پڑھ کر خاموش کھڑا ہو گیا۔ منذر بن سعید بلوطی جو زمرہ فقہا میں حاضر دربار تھا خود بخود اٹھ کھڑا ہوا اور ایسی تقریر شروع کی جو ابوعلی کے کلام سے چسپاں ہو گئی سامعین کو یہ معلوم نہ ہوا کہ حمد ونعت کس اور کی ہے اور تقریر کسی اور کی۔ خطبہ اور اشعار جو منذر نے اس موقع پر پڑھے تھے۔ کتاب نفح الطیب جز اول صفحہ ۲۳۸، ۲۳۹، ۲۴۱ میں موجود ہیں فمن شاء الاطلاع علیھا فلیرجع الیه

مؤرخوں نے لکھا ہے کہ خلیفہ ناصر کے عہد حکومت میں دو کروڑ چون لاکھ اسی ہزار دینار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا ہے) اندلس کا خراج تھا۔ بازار اور گزروں کی آمدنی سات لاکھ پینسٹھ ہزار دینار تھی۔ باقی رہے اخماس غنائم (مال غنیمت کا پانچواں حصہ) یہ خارج از شمار تھے۔ اس کا حصہ کسی دفتر سے نہیں ہو سکتا خلیفہ ناصر اس خراج کو تین حصوں میں تقسیم کرتا تھا ایک ثلث آراستگی فوج اور درستی سامان جنگ پر صرف کرتا تھا اور ایک ثلث کو تعمیرات میں لگاتا تھا باقی رہا تیسرا ثلث وہ بیت المال میں جمع کیا جاتا تھا۔

بیان کیا جاتا ہے کہ بعد وفات خلیفہ ناصر کاغذات میں سے ایک یادداشت بخط خاص خلیفہ ناصر نکلی جس میں مرحوم خلیفہ نے وہ دن بکمال احتیاط سے لکھے تھے جو اس کے پچاس سالہ حکومت میں افکار سے خالی تھے۔ شمار کرنے سے معلوم ہوا کہ اس طویل اور دراز زمانہ میں اسے ایسے دن صرف (۴) نصیب ہوئے۔

وفات کے وقت اس کی عمر تہتر برس کی تھی۔ چہرہ کا رنگ سفید چمکدار حسین اور عظیم الجثہ تھا۔ پنڈلیاں چھوٹی اور پتلی۔ پیٹھ لمبی تھی۔ اہل اندلس کا بیان ہے کہ یہ پہلا خلیفہ ہے جو اپنے دادا کے بعد تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ ام ولد جانہ کے بطن سے تھا جن لوگوں نے امیر المؤمنین کا خطاب اختیار کیا۔ ان میں سے کسی نے اس کے زمانہ حکومت کے برابر باستثناء مستنصر علوی والی مصر کے خلافت نہیں کی۔ وفات کے وقت اس کے گیارہ لڑکے موجود تھے ماہ رمضان المبارک ۳۵۰ھ میں وفات پائی افسوس ہے کہ اس کے جانشین پھر ایسی قابلیت سے نہ ہو سکے۔ مترجم ملخص از کتاب نفح الطیب جلد اول صفحہ ۲۲۷ لغایۃ ۲۴۷ وکامل ابن اثیر جلد ۱۷، ۲ وتاریخ اسپین انگریزی۔

باب : ۳۱

الحکم (ثانی) المستنصر باللہ ۳۵۰ھ تا ۳۶۶ھ

تخت نشینی: خلیفہ ناصر کی وفات پر حکم ملقب بہ المستنصر باللہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ عہدۂ حجابت (لارڈ چیمبرلین) جعفر مصحفی کو مرحمت فرمایا۔ اس نے مستنصر کو جس دن اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا ایک تحفہ پیش کیا جس میں طرح طرح کی قیمتی قیمتی اشیاء تھیں جسے ابن حیان نے مقتبش میں تحریر کیا ہے۔ وہو ہذا۔

''ایک سو فرانسیسی غلام عمدہ نسل کے گھوڑوں پر سوار تلواروں' نیزوں' زرہوں' ڈھالوں' ہندی خودوں سے آراستہ پیراستہ' تین سو بیس مختلف اقسام کی زرہ' تین سو خود ایک سو ''بیضہ ہندیہ'' پچاس خود خشبیہ (لکڑی والے) یہ لکڑی فرانس کی مشہور اور اعلیٰ درجہ کی طاشانیہ سے کہیں نفیس اور قیمتی تھی۔ تین سو فرانسیسی حربہ' ایک سو سلطانی ڈھالیں دس جوشنیں طلائی' پچیس طلائی سنگین جو بھینس کی سینگ کی بنائی گئی تھیں۔

اہلِ جلالقہ کی سرکشی: خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد جلالقہ کو ملک گیری کی خواہش دامن گیر ہوئی فوجیں آراستہ کر کے سرحد پر آپڑے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر بذاتہ اس مہم کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا اور اس شدت سے جلالقہ پر حملہ کیا کہ ان کے دانت کھٹے ہو گئے بوریا بستر سنبھال کر سرحد بلاد اسلامیہ سے کوچ کر گئے مصالحت کا پیام دیا اور اپنے اس خیال خام سے باز آئے جسے انہوں نے خلیفہ ناصر کی وفات کر جانے سے اپنے دماغوں میں پکانا شروع کیا تھا۔

بلادِ جلیقہ پر فوج کشی: اس کے بعد اس کا آزاد غلام غالب[1] بلاد جلیقہ پر جہاد کے لئے کمربستہ ہو کر نکلا فوجیں آراستہ کر کے دارالحرب میں داخل ہونے کی غرض سے شہر سالم کی طرف روانہ ہوا' جلیقہ نے بھی اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں' دونوں فوجوں کا ایک وادی میں مقابلہ ہوا۔ سخت اور خون ریز جنگ کے بعد عساکر اسلامیہ نے عیسائیوں کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ کو لوٹ کر فرولند قومس کے شہر پر چڑھ گئے اسے بھی تاخت و تاراج کر کے مظفر و منصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے۔

شانجہ بن رذمیر کی عہد شکنی: اسی زمانہ میں شانجہ بن رذمیر بادشاہ بشکنس کو بدعہدی کا خیال پیدا ہوا اور خلاف عہد نامہ ممالکِ اسلامیہ کی جانب پیش قدمی شروع کی' خلیفہ حکم نے یحییٰ بن تجیبی والیٔ سرقسطہ کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اس مہم کے سر

---

[1] بلاد اسلامیہ کے سرحد کا سپہ سالار تھا۔

کرنے کے لئے روانہ کیا' بادشاہ جلالقہ شانجہ کی کمک پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان یحییٰ کے ہاتھ رہا عیسائیوں کو بہت بری طرح شکست ہوئی' بھاگ کر فوریہ میں اپنی جان بچائی' عساکر اسلامیہ نے جی کھول کر شانجہ کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوئے۔

غالب اور وشقہ کی فتوحات: انہی دنوں ہذیل بن ہاشم اور غالب (مولائے حکم) نے بہ اجازت خلیفہ حکم سرحدی عیسائی مقبوضات پر جہاد کے لئے گئے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے' حکم کی فتوحات کی تمام سرحدی ملکوں میں دھوم مچ گئی۔ سرحدی اسلامی سپہ سالاروں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ہر طرف سے فتح یابی اور کامیابی کی بشارتیں آنے لگیں۔ ان فتوحات میں سب سے بڑی اور نمایاں فتح قلہرہ مقبوضات بشکلنس کی فتح تھی۔ جو غالب کے ہاتھ پر ہوئی۔ خلیفہ حکم نے قلہرہ کو از سر نو تعمیر کرایا اور اپنی خاص توجہ اس کی جانب صرف کی۔ اس کے بعد قطوبیہ کی فتح ہے۔ قطوبیہ کے سر کرنے کا سہرہ سپہ سالار دشقہ کے سر پر باندھا گیا۔ اس کے فتح ہونے سے بہت سا مال' اسباب آلات حرب ومحاصرہ اور غلہ کا بہت بڑا ذخیرہ ہاتھ لگا۔ اس کے مضافات سے گائے' بکریاں' گھوڑے' کھانے پینے کی چیزیں اور قیدی جو تعداد وشمار سے باہر تھے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آئے' پھر ۳۴۵ھ میں غالب سپہ سالار افواج اسلامی نے بلاد التبہ پر چڑھائی کی' اس مہم میں یحییٰ بن محمد تحیبی اور قاسم بن مطرف بن ذی النون وغیرہ نامی گرامی اور نامور سپہ سالار بھی شریک تھے' عساکر اسلامیہ نے پہلے قلعہ غرماج پر قبضہ حاصل کیا۔ اس کے بعد دشمن کے شہروں میں تاخت وتاراج کرتے ہوئے گھس پڑے اور کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔

مجوسیوں کا بحری حملہ وپسپائی: اسی سنہ میں مجوسیوں کی کشتیوں کا بیڑا بحر کبیر کے ساحل سے آ لگا اور ان لوگوں نے خشکی پر اتر کر اشبونہ کے مضافات میں غارت گری اور لوٹ مار شروع کر دی۔ اہل اشبونہ مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے اور مجوسیوں سے لڑنے لگے مجوسی گھبرا کر اپنی کشتیوں کی جانب واپس ہوئے۔ خلیفہ حکم کو اس کی خبر لگی تو اس بیدار مغز بادشاہ نے سپہ سالاروں کو سواحل کی محافظت کی ہدایت اور تاکید کی اور عبدالرحمٰن بن رماحس امیر البحر کو حکم دیا کہ جس قدر ممکن ہو جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ مجوسیوں سے جنگ کرنے کو بھیج دو' اس حکم کے صادر ہوتے ہی یہ اطلاع پہنچی کہ سواحل کے ہر طرف سے عساکر اسلامیہ نے حملہ کر کے مجوسیوں کو ان کی پیش قدمی کا مزہ چکھا کر اور ذلیل وخوار کر کے واپس کر دیا۔

خلیفہ حکم اور اردون بن اوفونش: ان واقعات کے بعد اردون بن اوفونش معزول شہزادہ جلالقہ دربار حکم میں حاضر ہوا اور بہ کمال عجز والحاح یہ درخواست کی کہ مجھے تخت حکومت پر بحال وقائم ہونے میں مدد دیجئے۔ اردون کا چچا زاد بھائی شانجہ بن ردمیر باعانت خلیفہ ناصر تخت حکومت پر متمکن ہو گیا تھا اور عیسائیوں نے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس وقت اردون اپنے داماد فرولند حکمران قشتیلیہ کے پاس چلا گیا تھا۔ خلیفہ ناصر کی وفات کے بعد اردون کو یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا خلیفہ حکم بھی شانجہ کا معاون نہ ہو جائے جیسا کہ اس کا باپ خلیفہ ناصر اس کا معین ہوا تھا۔ اس خیال کا پیدا ہونا تھا کہ سامانِ سفر درست کر کے بطور وفد خلیفہ حکم کی خدمت میں حاضر ہو کر پناہ گزیں ہو گیا۔ خلیفہ حکم نے اس سے ملاقات کرنے کے لئے ایک خاص دن مقرر کیا اور جیسا کہ اس سے پہلے سفراء سلاطین کے آنے پر دربار سجایا گیا تھا اردون کے آنے پر بھی ایوان خلافت آراستہ کیا گیا۔ ابن حبال نے اس آراستگی واہتمام کو اس طرح بیان کیا ہے۔ جس طرح کہ پہلے دربار کا حال تحریر کیا ہے۔

خلیفہ حکم اور اردون کے مابین معاہدہ: الغرض خلیفہ حکم کی خدمت میں اردون باریاب ہوا خلیفہ حکم نے بیٹھنے کی اجازت دی اس کے دشمن کے مقابلہ میں امداد کا وعدہ کیا اور چونکہ اردون خود دربار شاہی میں حاضر ہوا تھا۔ اس وجہ سے خلعت عنایت کیا' بعدہ اسلام کی دوستی اور فرولند قومس سے قطع تعلق کر لینے کی شرط پر عہد نامہ لکھا گیا۔ خلیفہ حکم نے توثیق عہد و قرار کی غرض سے اردون کے ہاتھ پر ہاتھ مارا اور اردون نے اپنے بیٹے غرسیہ کو مزید اطمینان کے لئے دربار خلافت میں بطور ضمانت کے پیش خدمت رہنے کا وعدہ کیا' چنانچہ تکمیل عہد نامہ کے بعد صلے اور جائزے اردون کو اور اس کے ہمراہیوں کو مرحمت ہوئے' واپسی کے وقت ان لوگوں کے ہمراہ قرطبہ کے چند ذمی مسیحی امراء اور ولید بن مغیث قاضی' اصبغ بن عبداللہ بن جاثلیق اور عبداللہ بن قاسم مطران وغیرہ بھیجے گئے کہ اردون کے ملک میں پہنچ کر اس کی تخت نشینی کی رسم میں شریک ہوں اور اس کے رہین کو قرطبہ لے آئیں' یہ واقعہ ۳۵۱ھ کا ہے۔

خلیفہ حکم اور شانجہ کے مابین معاہدہ کی تجدید: انہیں دنوں اردون کے ابن عم شانجہ بن رذمیر نے پھر اہل جلیقہ و سمورہ کے سرداروں اور مسیحی علماء کو بطور وفد دربار شاہی میں اظہار اطاعت اور شاہنشاہی اقتدار تسلیم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اور یہ امید ظاہر کی کہ جس طرح آپ کے بزرگ باپ خلیفہ ناصر نے مجھے تخت حکومت پر متمکن فرمایا تھا اسی طرح آپ بھی مجھے بحال وقائم رکھئے۔ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے عہد و اقرار کو بہ چند شرائط قبول و منظور فرمایا۔ ان شرطوں میں سے ان قلعوں اور برجوں کا منہدم کرنا تھا جو ممالک اسلامیہ کی سرحد پر بنا لئے گئے تھے۔

فرانسیسی اور ملوک برشلونہ وطرکونہ کی سفارتیں: اس کے بعد پریذیڈنٹ فرانس کی طرف سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کی سفارت آئی' اسی وقت ملوک برشلونہ اور طرکونہ نے بھی سفارتیں اظہار مؤدت کی غرض سے بھیجیں اور یہ درخواست کی کہ دونوں سلطنتوں میں جیسا کہ اس سے پیشتر رسم اتحاد تھی وہی قائم و بحال رکھی جائے۔ سفارت کے ساتھ ان دونوں بادشاہوں نے کچھ تحفہ بھی بھیجا تھا وہو ہذا: صقالیہ کے خواجہ سراؤں کے لڑکے بیس (۲۰)' بیس قنطار[1] سمور کا اون' پانچ قنطار قصدیر[2] دس صقلی زرہیں اور دوسو فرانسیسی تلواریں' خلیفہ حکم نے ان لوگوں کے تحائف کو قبول فرمایا اور ان شرائط سے مصالحت کر لی کہ یہ دونوں ان قلعوں کو منہدم و مسمار کرا دیں جو حدود و ممالک اسلامیہ کے قریب واقع ہیں اور یہ دونوں آئندہ اپنے کسی ہم مذہب کی مدد خلافت مآب کے خلاف نہ کریں اور عیسائیوں کو مسلمان تاجروں کی مزاحمت اور ایذا رسانی سے روک دیں۔

غرسیہ بن شانجہ سے تجدید معاہدہ: اس کے بعد غرسیہ بن شانجہ بادشاہ بشکنش کے سفراء رؤسا اور علماء نصاریٰ کے ایک گروہ کے ساتھ دربار حکم میں حاضر ہوئے' مصالحت کی درخواست پیش کی اگرچہ اس نے سفارت بھیجنے اور مصالحت کی درخوست کرنے میں توقف کیا تھا مگر خلیفہ حکم نے اپنی فیاضی اور عام اخلاق سے اسے محروم نہ رکھا اس کی بھی درخواست منظور فرمالی۔ چنانچہ سفراء بادشاہ بشکنس نے کامیابی کے ساتھ مراجعت کی۔

لرزیق بن بلاکش کی سفارت: سنہ میں مادر لرزیق بن بلاکش (سردار مغربی جلیقہ جو سب میں سر برآوردہ اور ممتاز

---

[1] ایک قنطار سو رطل کا ہوتا ہے اور ایک رطل برابر ہوتا ہے ۳۳ تولہ کے۔ ۱۲ مترجم

[2] قصدیر یا قزدیر ایک معدنی جسم ہے۔ ۱۲ مترجم

تھا) دارالخلافت قرطبہ میں خلیفہ حکم کی خدمت میں آئی خلیفہ حکم نے اس کی بڑی خاطر و مدارات کی' اراکین دولت کو استقبال کا حکم دیا اور اس سے ملنے کا ایک خاص دن مقرر کیا۔ جس میں تمام شاہی محل اور دربار آراستہ کیا گیا۔ چنانچہ مادرلرزیق نے حاضر ہو کر مصالحت و مراسم اتحاد قائم رکھنے کی درخواست پیش کی۔ خلیفہ حکم نے اس کی خواہش اور استدعا کے مطابق اس کے بیٹے کیلئے عہد نامہ لکھ دیا اور اسے بہت سامال و زر عطا کیا اور اس کے ہمراہی وفود میں تقسیم کر دیا گیا۔ اس کے علاوہ ایک خچر سواری کے لئے مرحمت ہوا جس کی زین اور لگام مطلا تھی اور جھول دیبا کی تھی' اس کے بعد خلیفہ حکم کے اراکین دولت نے بھی اس سے بازدید کی ملاقات کی۔

ملوک زناتہ و مغرادہ اور مکناسہ کی اطاعت: ان واقعات کے بعد خلیفہ حکم کی فوجیں حدود المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کی جانب بڑھیں اور ملوک زناتہ' مغرادہ اور مکناسہ کو خلیفہ حکم کے شاہنشاہی اقتدار کے تسلیم کرنے کا پیام دیا ان لوگوں نے بطیب خاطر اپنے کو خلیفہ حکم کے ظل حمایت میں داخل کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ اپنے یہاں کی جامع مساجد میں پڑھنے لگے۔ اسی وجہ سے حکومت شیعہ اور دولت امویہ اندلوسیہ میں عداوت پیدا ہو گئی اور ان ملکوں میں ایک کا دوسرے سے تصادم ہوا۔

بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ کے وفد: ان کے ملوک میں سے بنی آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد کے دربار حکم میں حاضر ہوئے تھے۔ چنانچہ خلیفہ حکم نے ان لوگوں کو معقول صلے عنایت کئے نہایت احترام سے ٹھہرایا اور نہایت عزت سے واپس کیا۔ ان کے سرداروں میں سے بنی ادریس کو سرحد پر سرسبز و شاداب مقام پر چند روز رہنے کے لئے جگہ دی پھر براہ دریا انہیں قرطبہ لے آیا اور جلاوطن کر کے اسکندریہ کی جانب روانہ کر دیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

علم و ادب کی سرپرستی: خلیفہ حکم علوم اور فنون کا شیدائی' اہل علم و فضل کا قدردان اور عزت کرنے والا تھا۔ ہر قسم کی کتابوں کا بے حد شائق تھا' اس نے ایک بہت بڑا کتب خانہ بنوایا تھا۔ جس میں بے شمار کتابیں تھیں اس سے پیشتر ملوک اندلس میں سے کسی نے اس قدر کتابیں نہیں جمع کی تھیں۔

ابن حزم کہتا ہے کہ مجھے خواجہ سر تلمید نے جو کتب خانہ واقع مکان بنی مروان کا داروغہ تھا اطلاع دی ہے کہ حکم کے شاہی کتب خانہ میں صرف دواوین کی فہرست کی چوالیس جلدیں تھیں' ہر فہرست میں بیس بیس اوراق تھے جس میں سوائے دواوین کے اسماء کے اور کتابوں کے نام نہ تھے حکم نے دارالحکومت قرطبہ میں علم و فضل کا بازار لگا دیا تھا' دور دراز ملکوں سے اہل علم و فضل اس کی کشش مقناطیسی سے کھینچے چلے آتے تھے۔ ابوعلی القالی مولف کتاب الامانی بغداد جیسے اسلامی دارالسلطنت سے قرطبہ چلا آیا خلیفہ حکم نے اس کی بے حد عزت اور قدر افزائی کی' اہل اندلس نے اس کے علم سے فائدہ اٹھایا بہ نظر قدر افزائی خلیفہ حکم نے اسے اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اس کے علم سے مستفید ہوا۔ نادر نایاب اور نئی کتابوں کے بہم پہنچانے کے لئے تمام عالم میں معتبر آدمیوں اور تجار کو روانہ کیا کہ جس قدر نادر کتابیں دستیاب ہوں زر کثیر ان کی خریداری میں صرف کر کے انہیں حاصل کر لیں اور قرطبہ بھیج دیں۔ جہاں کہیں سن پاتا کہ فلاں شخص نے فلاں کتاب تصنیف کی ہے فوراً اس سے قبل اشاعت اس کتاب کو خرید کر کے اپنے کتب خانہ میں داخل کر لیتا تھا۔

چنانچہ ابوالفرج اصفہانی مصنف کتاب الاغانی کے ساتھ یہی معاملہ پیش آیا۔ ابوالفرج خاندان بنی امیہ سے تھا حکم نے ایک ہزار دینار سرخ اس کے پاس بھیج دیئے اور ایک نسخہ کتاب مذکور کا عراق میں شائع ہونے سے پیشتر منگوا کر کتب خانہ میں رکھ لیا۔ ایسا ہی واقعہ قاضی ابوبکر بہری مالکی کے ساتھ پیش آیا جب کہ اس نے مختصر ابن عبدالحکیم کی شرح لکھی تھی۔ بڑے بڑے خوش نویسوں، خطاط اور عمدہ عمدہ جلد سازوں کا دارالخلافت قرطبہ میں جمگھٹا رہتا تھا جو کتاب بہ قیمت نہ مل سکتی تھی اس کی نقل کر لی جاتی تھی غرض اندلس میں اس قدر کتابوں کا ذخیرہ فراہم ہو گیا تھا کہ خلیفہ حکم سے پہلے اور اس کے بعد کبھی جمع نہیں ہوا۔ البتہ خلیفہ ناصر عباسی ابن مستضی تاج دار سلطنت بغداد نے ایسا ہی ذخیرہ کتابوں کا جمع کیا تھا۔ اس زمانہ سے یہ کتابیں برابر محل سرائے شاہی قرطبہ میں رہیں۔ حتیٰ کہ زمانہ محاصرہ بربر میں بہ اجازت وحکم واضح حاجب اکثر کتابیں فروخت کر ڈالی گئیں۔ واضح حاجب منصور بن ابی عامر کا خادم خاص تھا باقی کتابیں جس وقت بربر نے قرطبہ میں قدم رکھا اور بزور تیغ اس پر قابض ہوئے کچھ جلا دی گئیں جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

خلیفہ حکم کی وفات: خلیفہ حکم کے عہد حکومت میں اس کی فوجیں بلاد سرحدی المغرب الاقصیٰ اور المغرب الاوسط کو برابر پامال اور تاراج کرتی رہیں۔ ملوک زناتہ، مغراوہ اور مکناسہ نے نہایت خوشی سے اس کی حکومت اور شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ اس کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کے منبروں اور مسجدوں میں پڑھا۔ یہی وجہ تھی کہ حکم نے حکومت شیعہ سے جو کہ ان دنوں اس کے گردونواح میں پھیلی ہوئی تھی۔ مقابلہ کیا ان کے ملوک وسلاطین آل خزر اور بنی ابی العافیہ بطور وفد اس کے دربار میں آئے، ان لوگوں کے وفد کی بے حد عزت کی اور [illegible] جائزے عنایت کئے۔ اس کے بعد خلیفہ حکم[1] المستنصر باللہ اموی تاج دار اندلس مرض فالج میں مبتلا ہوا۔ رفتہ رفتہ مرض نے اس قدر ترقی کی کہ صاحب فراش ہو گیا اور سولہ برس حکومت کر کے

---

[1] خلیفہ حکم کی سوانح پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ حکم اس شان و شوکت اور رعب داب کا حکمران نہ تھا جیسا اس کا باپ خلیفہ ناصر تھا مگر پھر بھی اس کے جلال سے یورپ کے سارے سلاطین مرعوب ہو رہے تھے اور اس سے مراسم اتحاد قائم رکھنے کو باعث فخر وعزت سمجھتے تھے۔

خلیفہ حکم نے اپنے باپ کے انتقال کے دوسرے دن یوم پنجشنبہ کو تخت حکومت پر قدم رکھا تھا تمام ملک میں اپنی بادشاہی وتخت نشینی کے فرامین اور خطوط روانہ کئے۔ عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی نظام حکومت کے درست کرنے، شیرازہ سلطنت کو مستحکم اور مضبوط بنانے، تعمیرات عامہ اور ترتیب افواج کی جانب توجہ کی۔ ناصر کی وفات اور حکم کی تخت نشینی سے سرحدی عیسائی سلاطین اور امراء نے ممالک اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی اور یہ خیال کر کے خلیفہ ناصر کا تو انتقال ہو ہی چکا ہے اور اس کا جانشین محض کتابی کیڑا ہے۔ عہد شکنی پر آمادہ ہو گئے۔ خلیفہ حکم نے ان کے مقابلہ پر فوجیں بھیجیں۔ ان فوجوں کی سپہ سالاری کبھی تو وہ خود کرتا تھا اور گاہے اپنے نامور سورما اور جنگ آزما امراء وزراء کو امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کرتا تھا اور اس فوج کشی میں کامیابیاں حاصل کرتا تھا۔ انگریزی مورخوں کا خیال یہ ہے کہ خلیفہ حکم کتابی کیڑا تھا اس کو مخالفین کے مقابلہ پر خلیفہ اعظم عبدالرحمٰن ثالث الناصر الدین اللہ کا بیٹا ہونا فتحیاب کرتا تھا۔ کیونکہ مخالفین کے دلوں پر اس کے باپ کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اگر ان کا یہ خیال صحیح تسلیم کر لیا جائے تو کسی طرح یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ سرحدی عیسائیوں کو عہد شکنی پر تحریک کون کرتا تھا۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ ان احسان فراموشوں کو خلیفہ ناصر کی کفش برداری اور قتل وغارت گری بھول گئی تھی اور اس اتفاقی تبدیلی حکومت سے انہوں نے فائدہ حاصل کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سب نے حاضر ہو کر پھر مصالحت کی درخواست کی اور اس کے شاہی اقتدار کو تسلیم کیا۔ جیسا کہ آپ اصل ترجمہ تاریخ میں ابھی پڑھ چکے ہیں۔ آخر ماہ صفر ۳۹۱ھ میں اردون (اورڈونو) بن اوفونش اپنے بیس مصاحبوں کے ساتھ بطور وفد ملک اندلس میں داخل ہوا۔ غالب ناصری اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے قرطبہ کی جانب روانہ ہوا، اثناء راہ میں محمد وزیاد پسران افلح ناصری عظیم فوج لئے ہوئے ملے اگلے دن یہ دونوں اردون کے ساتھ قرطبہ کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ حکم نے اس سے مطلع ہو کر ہشام مصحفی کو معہ بہت بڑی فوج باضابطہ کے اردون کے استقبال کا حکم دیا۔ چنانچہ غالب، محمد، زیاد اور ہشام مصحفی اردون اور اسکے بیس ہمراہیوں کو لے کر قرطبہ کے شہر پناہ کے اندر داخل ہوئے اردن نے باب سدہ اور باب جناں کے درمیان پہنچ کر دریافت کیا ...

گوشہ قبر میں جا چھپا۔

"مرحوم خلیفہ ناصر کس جگہ مدفون ہوئے ہیں"۔ اشارہ سے بتلایا گیا کہ قصر خلافت کے اس حصہ میں مدفون ہیں۔ اردون نے سنتے ہی سر سے ٹوپی اتار لی مکان قبر کی طرف ذرا جھکا اور دعا کی اس کے بعد سر پر پھر ٹوپی رکھ لی۔ خلیفہ حکم نے دار ناعورہ میں ٹھہرانے کا حکم دیا۔ اس مکان کو پہلے ہی سے فرش فروش اور فرنیچر سے آراستہ کر رکھا تھا۔ چنانچہ کمال عزت واحترام سے اردون اس مکان میں ٹھہرایا گیا۔ پنجشنبہ اور جمعہ دو دن بغرض آرام مقیم رہا۔ تیسرے روز یوم شنبہ کو خلیفہ حکم نے اردون کو دربار میں ہونے کی اجازت دی۔ جس طرح خلیفہ ناصر نے سفراء سلاطین کے حاضر ہونے پر دربار آراستہ کیا اور سجایا تھا اسی طرح خلیفہ حکم نے دربار کی آرائش میں اپنی توجہ صرف کی۔ قصر الزاہراء کی مجلس شرقی میں تخت رکھا گیا اخوان الریاست اور ان کے بیٹے بعدہ وزراء اور ان کے بیٹے پھر قاضی منذر بن سعید' حکام' فقہا' ترتیب دار علیٰ قدر مراتب اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھے۔ باڈی گارڈ کا رسالہ اور فوج دورویہ صف بستہ کھڑی ہوئی۔ محمد بن قاسم بن طملس بادشاہ اردون کو لئے ہوئے قصر الزہرا میں داخل ہوا۔ اندلس کے ذمی عیسائی رؤساء کا ایک گروہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ انہی لوگوں میں ولید بن خیرزان قاضی نصارائے قرطبہ اور عبیداللہ بن قاسم مطران طلیطلہ وغیرہ بھی تھے۔ اردون دونوں صفوں کے درمیان ہو کر گزرا۔ صفوف کی ترتیب' زرق برق وردیاں' ہتھیاروں کی چمک دمک اور کثرت فوج سے ایسا متحیر ہوا کہ آنکھیں اوپر نہیں اٹھ سکتی تھیں۔ رفتہ رفتہ باب الاقباء تک پہنچا جو قصر الزہرا کا پہلا دروازہ تھا۔ جو امراء وراکین اردون کو لانے گئے تھے۔ سواریوں سے اتر پڑے۔ بادشاہ اردون اور اس کے خاص خاص سردار سواری ہی پر رہے۔ حتیٰ کہ باب السدہ پر پہنچے اس وقت اردون کے سرداروں کو پیادہ پا چلنے کا شاہی ملازمین نے اشارہ کیا۔ پس وہ سب کے سب پیادہ پا ہو گئے صرف اردون اپنے گھوڑے پر سوار رہا محمد بن قاسم بن طملس کے ہمراہ چلا جارہا تھا۔ باڈی گارڈ کے مکان میں پہنچ کر قبلہ دالانوں میں سے بیچ کے ہال میں اتارا گیا وسط ہال میں ایک سنگی چبوترہ تھا جس پر نقرئی کرسی رکھی تھی اردون اس کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہمراہی بھی اس کے گرد و پیش بیٹھ گئے۔ یہ وہی مکان تھا جہاں پر اس سے پہلے اس کا رقیب سلطنت' شانجہ بن زدمیر جب کہ وہ بطور وفد خلیفہ ناصر کے دربار میں حاضر ہوا تھا بٹھایا گیا تھا۔

تھوڑی دیر کے بعد خلافت مآب کے پیش گاہ سے اردون کی حاضری کی اجازت ہوئی۔ اردون بہ ادب تمام خاص دربار کے کمرے کی طرف چلا اس کے پیچھے پیچھے اسکے تمام ہمراہی آہستہ آہستہ چلے جوں ہی اس صحن میں پہنچا جو کہ مجلس شرقی کے مقابل تھا۔ جہاں کہ شاہی تخت رکھا ہوا تھا اور خلیفہ حکم رونق افروز تھا اردون کھڑا ہو گیا۔ سر سے ٹوپی اتار لی' گھٹنوں کے بل دونوں صفوں کے درمیان جو کہ دورویہ صحن میں تھیں۔ چلنے لگا۔ یہاں تک کہ صحن کو طے کر کے اس حال (کمرہ) کے دروازہ پر پہنچا۔ جس میں شاہی تخت رکھا ہوا تھا۔ بے تامل سجدہ میں گر پڑا۔ پھر سر اٹھایا اور چند قدم چل کر پھر سجدہ کیا۔ مکرر سکرر سجدے کرتا ہوا تخت خلافت کے قریب پہنچا۔ خلیفہ حکم نے ہاتھ بڑھایا اردون دست بوسی کر کے الٹے پاؤں لوٹ کر اس گدے پر آیا جو تخت خلافت سے دس گز کے فاصلہ پر بچھا ہوا تھا یہ گدا دیبا کا تھا۔ سنہرے کام سے بالکل لپا ہوا تھا' اردون خلافت مآب کے اشارہ پر اس گدی پر بیٹھ گیا۔ اس کے بعد اس کے اور ہمراہیوں نے اس طرح خلافت مآب کی دست بوسی کی اور الٹے پاؤں لوٹ کر اردون کے پیچھے آکر دست بستہ کھڑے ہو گئے ولید بن خیزران قاضی نصاریٰ قرطبہ کو ترجمانی کی خدمت کے انجام دینے کا اشارہ ہوا' تھوڑی دیر کے بعد جب اردون کے چہرہ سے شاہی اجلال سے مرعوب ہونے کا اثر کم ہوا تو خلیفہ حکم نے ارشاد کیا۔ "ہمیں تمہارے آنے سے بہت بڑی مسرت ہوئی تمہاری اقبال مندی کی قوی دلیل یہ ہے کہ تمہاری نسبت ہمارے خیالات نہایت اچھے ہیں اور ہم تمہاری امید سے زیادہ تمہارے مقصد برآری میں مدد کریں گے"۔

اردون کا چہرہ ان فقروں کے سننے سے فرط مسرت سے چمکنے لگا' جوش میں آکر فرش کو چوم لیا جو شاہی تخت کے نیچے بچھا ہوا تھا اور عجز والحاح سے عرض پرداز ہوا "میں امیر المومنین کا غلام ہوں اور امیر المومنین کے فضل واحسانات سے اُمید رکھتا ہوں کہ جہاں پر اور جس خدمت پر امیر المومنین اپنے احسانات وافضال سے اس بندۂ درگاہ کو مامور کریں گے نہایت سچائی اور ارادت مندی سے اس خدمت کو انجام دے گا"۔ خلیفہ حکم نے جواب دیا "تم ہمارے خیال کے نزدیک اس مرتبہ وعزت کے لائق ہو جس پر ہماری عنایات مبذول ہو سکتی ہیں۔ عنقریب ہمارے احسانات اور افضال تم پر اس قدر ہوں گے کہ تمہارے اہل ملت اور اہل خاندان تم پر رشک کریں گے اور تم دیکھ لو گے کہ ہمارے ظل عاطفت میں آجانے سے کس قدر آرام اور آسائش پاؤں گے"۔ ...

ﷺ اردون یہ سن کر فرط مسرت سے سجدہ میں گر پڑا۔ تھوڑی دیر کے بعد سر اٹھا کر گزارش کی ’’شانجہ میرا چچازاد بھائی خلیفہ سابق کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا تھا اس کی بڑی عزت افزائی ہوئی تھی وہ حقیقت میں مضطرب حاضر ہوا تھا اسے اس کی رعیت نے ظلم و بداخلاقی کی وجہ سے معزول کر دیا تھا اور اس کی جگہ مجھے سرداری کے لئے منتخب کیا تھا۔ حالانکہ میں نے اس کی کوشش نہیں کی تھی۔ چنانچہ میں نے اسے تخت حکومت سے اتار دیا اور وہ مضطرب بحال پریشان مرحوم خلیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مرحوم خلیفہ نے اس کی عزت و توقیر کی اور اس کی خواہش کے مطابق اس کی مدد کی مگر اس نے اپنے فرائض منصبی ادا نہ کئے اور نہ احسانات شاہی کا شکریہ ادا کیا اور نہ ان حقوق کی نگہداشت کی جو اس پر مرحوم خلیفہ اور ان کے بعد امیر المومنین کے تھے۔ یہ ارادتمند بلا کسی ضرورت اور حاجت کے در دولت کی آستانہ بوسی کو حاضر ہوا ہے‘ محض شاہی عنایت کا امیدوار اور خلافت پناہی کے لطف و کرم کا خواستگار ہے۔ اس وقت تک میری جانب سے میری رعایا کے خیالات اچھے ہیں اور وہ بہ دل و جاں میری حکومت کے خواہاں ہیں‘‘۔

خلیفہ حکم نے ارشاد کیا ’’ہم تمہارا مطلب سمجھ گئے۔ عنقریب تم ہمارے احسانات اور عنایات کا دو چند اس سے ثمرہ حاصل کرو گے۔ جس قدر کہ ہمارے نامور باپ نے تمہارے ہم چشم پر کئے تھے اگرچہ اُسے سبقت کی فضیلت حاصل ہے مگر یہ فضیلت ایسی نہیں ہے کہ تمہارے کسی قسم کے حقوق نظر انداز کئے جائیں ان شاء اللہ تعالیٰ تم ہمارے حضور سے قابل رشک ہو کر اپنے ملک واپس جاؤ گے‘ ہم تمہارے ملک اور تمہاری حکومت کی بنیاد مستحکم کر دیں گے جو لوگ تمہاری مخالفت کریں گے ہم انہیں اس مخالفت کا مزہ چکھائیں گے۔ ہم اپنے احسان اور فضل عام سے تمہیں اسی رتبہ پر پہنچائیں گے جس پر تم پہلے تھے اور جو بلاد تم سے چھین لئے گئے ہیں ہم اسے پھر تمہیں واپس دیں گے۔ واپسی کے وقت اسی مضمون کا فرمان لکھ کر ہم تمہیں عطا کریں گے تا کہ وہ تمہارے اور تمہارے چچازاد بھائی کے حقوق کی نگہداشت اور تمہاری تقرری پر دلالت کرے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ تمہاری امید سے زیادہ اپنی عنایتوں سے محفوظ اور مسرور کریں گے۔ واللہ علی ما نقول وکیل‘‘

اردون نے یہ سن کر شکرانہ کا دوبارہ سجدہ کیا اور اجازت حاصل کر کے الٹے پاؤں دربار سے لوٹا تا کہ خلافت مآب کی طرف واپسی میں پیٹھ نہ ہو۔ دو خواجہ سرا‘ اردون کے دونوں بازو پکڑ کے مجلس غربی کے صحن میں لائے اب اردون کے ہوش و حواس درست ہو گئے تھے آنکھیں اٹھا کر پھر مجلس شرقی کی طرف دیکھا تو تخت شاہی کو خالی پایا شاہی تخت کی طرف سجدہ کیا۔ بعد ازاں وہ دونوں خواجہ سرا‘ اردون کو اس حال (کمرہ) میں لائے جو مجلس غربی سے ملا ہوا اور اسے ایک مخملی گدے پر جس پر طلائی کام بنا ہوا تھا بٹھایا اتنے میں جعفر حاجب (لارڈ چیمبرلین) آ پہنچا اردون دیکھ کر اٹھ کھڑا ہوا براہ عجز والحاح دست بوسی کو بڑھا۔ جعفر نے دست بوسی سے روک کر معانقہ کیا اور اس کے پاس بیٹھ کر باتیں کرنے لگا اور اسے خلافت مآب کے ایفاء وعدہ کا اچھی طرح سے یقین دلایا اس سے اردون کی مسرت اور خوشی دو چند ہو گئی۔ اس کے بعد حاجب نے اردون اور اس کے تمام ہمراہیوں کو اعلیٰ قدر مراتب خلعتیں دیں۔ چنانچہ اردون کامیابی کے ساتھ اپنے ملک واپس گیا۔ اس موقع پر بھی اہل علم نے خطبے دیئے شعراء نے قصائد پڑھے۔ تمام دار الخلافت قرطبہ میں مسرت کا اظہار کیا گیا۔ (دیکھو المقاری مطبوعہ لیڈن جلد اول صفحات ۲۵۰ لغایۃ ۲۵۶)

مؤرخین لکھتے ہیں کہ خلیفہ حکم کثیر الاخلاق‘ نفیس مزاج‘ عالم‘ علوم و فنون کا شائق‘ علماء اور اہل علم کا قدردان تھا جو لوگ اس سے ملنے آتے تھے ان کی کمال عزت کرتا تھا کتابوں کے جمع کرنے کا بے حد شوق تھا۔ اس کے کتب خانہ میں چار لاکھ جلدیں مختلف علوم و فنون کی تھیں ابن فراضی اور ابن بشکوال تحریر کرتے ہیں کہ خلیفہ حکم کے کتب خانہ میں ایسی کتابیں بہت کم تھیں جس پر اس نے حاشیہ یا نوٹ نہ لکھا ہو۔ کم از کم اس نے ہر کتاب پر اس قدر ضرور لکھ دیا تھا کہ یہ کتاب فلاں فن کی ہے فلاں شخص اس کا مؤلف ہے۔ مؤلف کی جائے ولادت اگر مر چکا ہے تو تاریخ وفات بھی لکھ دیتا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ خلیفہ حکم محض کتابوں کے جمع کرنے کا شائق اور کتابی کیڑا نہ تھا بلکہ اس کا وقت کتب بینی میں بھی صرف ہوتا تھا افسوس ہے کہ حکم کی اس قدردانی علوم و فنون کو غیر قومیں براہ حسد و رشک عیب کی نگاہوں سے دیکھتی ہیں۔ سچ ہے ؎ عیب نماید ہنرش درنظر یہ تھے سلاطین اندلس جن کے آگے بادشاہ یورپ زانوئے ادب تہ کرتے تھے اور اپنی نزاعوں اور قضایا اور خصومتوں کو فیصل کرانے کی غرض سے ان کے حضور میں بہ کمال ادب پیش کرتے تھے اور اسے باعث فخر سمجھتے تھے مگر افسوس ہے کہ ان میں خلاف شریعت کا رواج چل نکلا تھا جس کا ان کو احساس نہیں ہوا اور آخر میں یہی زوالِ سلطنت کا باعث ہوا والبقاء اللہ وحدہٗ مرحوم نے قصر قرطبہ میں ۲ صفر ۳۶۶ھ کو سولہ سال حکومت کر کے بعارضہ فالج انتقال کیا۔

باب: ۳۲

دورِ زوال

ہشام المؤید باللہ

تخت نشینی: اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے تخت خلافت پر قدم رکھا۔ یہ اس وقت کم سن تھا۔ قریب بلوغ پہنچ گیا تھا۔ خلیفہ حکم نے ہشام کے زمانہ ولی عہدی میں محمد بن ابی عامر کو ہشام کی وزارت پر متعین کیا تھا۔ محمد بن ابی عامر پہلے دفتر قضاء میں ملازم تھا' خلیفہ حکم نے اس کی ملازمت کو محکمۂ وزارت میں تبدیل کر دیا۔ رفتہ رفتہ تمام اُمور کا انتظام اس کے سپرد کر دیا گیا۔ آدمی ہوشیار اور کفایت شعار تھا' مستقل طور سے وزارت کا کام کرنے لگا اور خلیفہ حکم کی آنکھوں میں بھی عزیز اور موقر ہو گیا۔ جب خلیفہ حکم نے اپنا سفر دنیا تمام کیا اور ہشام کی حکومت کی بیعت لی گئی اور ''المؤید'' کا مبارک خطاب قبول کیا۔ اس وقت محمد بن ابی عامر نے خلیفہ کے بھائی کو جو کہ دعوے دار خلافت و امارت تھا۔ بڑی بڑی چالوں سے قتل کیا۔ بعدہ جعفر بن عثمان مصحفی (خلیفہ حکم کے حاجب) غالب والیٔ مدینہ سالم خوجہ سرایان محل سرائے شاہی اور ان کے سرداروں فائق اور جوذر سے سازش کی اور اس معاملہ میں ان لوگوں کو شریک کر کے مغیرہ کو قتل کیا اور کامیابی کے ساتھ ہشام کی خلافت و امارت کی سب سے بیعت عامہ لے لی۔

محمد بن ابی عامر: محمد بن ابی عامر کے اختیارات جو کہ ہشام کی کم سنی کی وجہ سے اُمور سیاسی میں پیش پیش ہو رہا تھا اور سلطنت و دولت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہو گیا تھا۔ خلیفہ حکم کی وفات کے بعد بے حد بڑھ گئے۔ اہل دولت' اراکین سلطنت کے ساتھ چالیں چلنے لگا ایک کو دوسرے سے لڑا دیا۔ بعض کو بعض کے ذریعہ سے قتل کرایا۔

منصور بن ابی عامر قبیلہ یمنیہ خاندان معافر سے تھا۔ اس کا نام محمد تھا۔ عبداللہ بن ابی عامر بن محمد بن عبداللہ بن عامر محمد بن ولید بن یزید بن عبدالملک معافری کا بیٹا تھا۔ عبدالملک معافری (منصور کا جد اعلیٰ) طارق فاتح اندلس کے ہمراہ اندلس آیا تھا۔ فتح اندلس میں اس نے بہت بڑا حصہ لیا تھا اور بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے' منصور ابن عامر بھی بہت بڑا با اقبال شخص تھا۔ ایک چھوٹے عہدہ سے وزارت کے مرتبہ تک پہنچا۔ خلیفہ حکم جیسے شخص نے اپنے بیٹے ہشام کا قلمدان وزارت اس کے سپرد کیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

محمد بن عامر کی حکمت عملی: خلیفہ حکم کے انتقال کر جانے پر خلیفہ ہشام نے محمد بن ابی عامر کو حجابت کا عہدہ عنایت کیا۔ محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملیوں سے خلیفہ ہشام کو ایسا کچھ دبا لیا کہ وزیروں کو بھی باریاب ہونا دشوار ہو گیا۔ کبھی اتفاق سے ان لوگوں کو ایسا دن نصیب ہوتا تھا کہ جس میں یہ لوگ دربار شاہی میں حاضر ہو کر سلام کرتے پھر الٹے پاؤں واپس آتے تھے شاہی فوجوں کی تنخواہوں میں معقول اضافہ کیا۔ علماء کے مراتب بڑھائے' اہل علم کی قدر افزائی کی۔ اہل بدعات کا قلع قمع کیا۔ نہایت دانشمند' صاحب الرائے' شجاع' فنون جنگ سے واقف اور مذہب کے بے حد پابند تھا۔ اراکین دولت اور رؤسا سلطنت میں سے جن لوگوں نے اس کی مخالفت اور اُس کے کاموں میں مزاحمت کی۔ ان لوگوں میں سے کسی کو حکمتِ عملی معزول کیا' کسی کا درجہ توڑ دیا اور کسی کو کسی ذریعہ سے قتل کرا دیا۔ یہ تمام امور خلیفہ ہشام کے حکم اور شاہی فرمان کے ذریعہ سے سرانجام پاتے تھے۔ رفتہ رفتہ محمد بن ابی عامر نے اپنے تمام مخالفوں کا خاتمہ کر دیا اور ان کی جماعت کو منتشر کر دیا۔ سب سے پہلے قصر خلافت کے صقالبہ خدام اور خواجہ سراؤں کو نکالنے کی فکر کی چنانچہ حاجب مصحفی کو ان کے نکالنے اور بارگاہ خلافت سے مردود کرنے پر ابھار دیا۔ حاجب مصحفی نے ان لوگوں کو ذلیل کر کے قصر خلافت سے نکال دیا' یہ لوگ تعداد میں آٹھ سو یا اس سے زائد تھے۔

اس کے بعد محمد بن ابی عامر نے غالب (حکم کے موالی اور سپہ سالار افواج سرحدی) کی بیٹی سے عقد کر لیا اور حد درجہ اس کی اطاعت اور فرماں برداری کرتا رہا۔ اس کے ذریعہ سے اس نے مصحفی کے اقتدار کو گھٹایا اور اس کے اثر کو امور سلطنت سے محو و نیست و نابود کر کے معزول کر دیا۔ اس کے بعد غالب سپہ سالار افواج سرحدی کی اکھاڑ پچھاڑ' جعفر بن علی بن حمدون والی مسیلہ کے ذریعہ سے کی یہ جعفر وہی ہے جو شروع عہد حکومت میں زناتہ اور بربریوں کو لے کر حکم سے لڑا تھا۔ غالب کی برخاستگی کے بعد اس نے جعفر پر بھی اپنا ہاتھ صاف کیا۔ عبدالودود ابن جوہر اور ابن ذی النون وغیرہ جیسے سرداران عرب سے سازش کر کے جعفر کی زندگانی کا بھی خاتمہ کر دیا۔ الغرض محمد بن ابی عامر نے اراکین سلطنت اور سردارانِ دولت کی اکھاڑ پچھاڑ سے فارغ ہو کر لشکر کی آراستگی کی جانب توجہ کی سرحدی باشندوں زناتہ اور بربر سے شاہی لشکر مرتب کیا۔ ضہاجہ' مغراوہ' بنی بقرن' بنی برزال اور مکناسہ وغیرہ کی حکومت و سلطنت کے اہم اور ذمہ داری کے کام سپرد کیے۔ انہی لوگوں کو افواج شاہی کی سرداری عطا کی۔

محمد بن ابی عامر کا عروج: محمد بن ابی عامر نے انہیں چالوں اور حکمتِ عملیوں سے نوعمر خلیفہ ہشام کو شاہ شطرنج بنا کر قصر خلافت کی بساط پر بٹھا دیا اور خود حکمرانی کی عبا پہن کر حکومت کرنے لگا۔ خلیفہ ہشام اپنی شان خلافت لیے ہوئے محل سرائے خلافت کی چار دیواری کے اندر بیٹھا رہا اور محمد بن ابی عامر نے بلاد ہسپانیہ میں اپنی حکومت اور رعب داب کا سکہ چلا دیا۔ تمام امور سلطنت کا نظم و نسق خود کرتا تھا سرحدی عیسائی شہزادوں پر ہمیشہ فوج کشی اور جہاد کرتا تھا۔ اہل بربر اور زناتہ کو لشکر کی سرداری اور بڑے بڑے مراتب دیتا تھا اور عرب نژادوں کے اثر کو آہستہ آہستہ گھٹاتا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ کمال استقلال اور استحکام کے ساتھ حکومت پر قابض ہو گیا جو اراکین دولت اس کے سد راہ تھے ان کے نام و نشان کو مٹا دیا۔ خاص اپنی سکونت کے لئے ایک شہر موسوم بہ زاہرہ آباد کرایا۔ شاہی خزائن' میگزین اور ہر قسم کے اسباب وہیں اٹھا لے گئے۔ اور وہیں تخت حکومت پر بیٹھ کر حکمرانی کرنے لگا۔

محمد بن ابی عامر نے فقط اس پر اکتفا نہیں کیا تھا بلکہ یہ حکم بھی صادر کیا تھا کہ بادشاہوں کی طرح میری تعظیم وتکریم کی جائے اور انہی کی طرح مجھے آداب والقاب لکھے جائیں'' بایں ہمہ الحاجب المنصور'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ خطوط' فرامین اور شقے اسی کے نام سے جاری کئے جاتے تھے منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ سکہ بھی اسی کے نام کا مسکوک کرایا گیا' جھنڈوں پر بھی اس کا نام لکھوایا گیا۔ اس کا خاص دفتر علیحدہ تھا۔ اس کی فوج بربریوں اور آزاد غلاموں سے مرتب تھی۔ نومسلموں اور غلاموں کو بڑے بڑے عہدے دیئے جاتے تھے۔ ان چالوں اور حکمتِ عملیوں سے جسے چاہا کر گزرا' جواں مرد اور دلیر تھا۔ جہاد اور جنگ کفار پر اکثر بذاتہ جاتا تھا۔ اپنے زمانہ حکومت میں باون جہاد کئے ایک جہاد میں بھی اس کا جھنڈا سرنگوں نہیں ہوا' اور نہ اس کی فوج برادشتہ خاطر اور بددل ہوئی' نہ تو اس کی فوج کو کوئی صدمہ پہنچا اور نہ اس کے کسی سریہ[1] کو ہلاکت کا سامنا ہوا' اس کی فوج ظفر موج سرحدی بلاد سے تجاوز کر کے سواحل بربر تک پہنچ گئی تھی۔ مدبرانہ چالوں سے ملوک بربر کو باہم لڑا کر ان کی قوت کو فنا کر دیتا تھا۔ یہی اسباب تھے جن سے اس کی حکومت کا سکہ تمام ملک مغرب میں کامیابی کے ساتھ چلا۔

فاس پر فوج کشی: ملوکِ زناتہ نے بخی بدا قبالی کا یقین کر کے اس کی اطاعت قبول کر لی تھی' اس کے شاہی اقتدار کو بخوشی خاطر تسلیم وقبول کر لیا تھا' اس کا بیٹا عبدالملک ایک مغراوہ آل خزر کی سرکوبی کو فاس پر چڑھ گیا تھا۔ اس فوج کشی کا سبب یہ ہوا تھا کہ زیری بن عطیہ بادشاہ مغراوہ نے خلیفہ ہشام کو ناتجربہ کار حکمراں تصور کر کے خلیفہ ہشام کے ممالک محروسہ کو اپنی حدود مملکت میں ملا لیا تھا۔ عبدالملک نے ۳۸۶ھ میں زیری پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی فاس پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا' کامیابی کے بعد اپنی طرف سے ملوک زناتہ کو ملک مغرب اور اس کے مضافات سلجماسہ وغیرہ پر مامور کیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔ زیری بن عطیہ نے تاہرت میں جا کر پناہ لی۔ چنانچہ اسی زمانہ فراری میں مرگیا۔ اس کے بعد عبدالملک واضح کو ملک مغرب کی حکومت پر مامور کر کے قرطبہ کی جانب واپس ہوا۔

محمد بن ابی عامر کی وفات: محمد[2] بن ابی عامر ملقب بہ منصور اعظم جو درحقیقت اسم باسمی تھا ایسے غلبہ اور رعب داب کی

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو شبخون مارنے کی غرض سے شب میں حملہ آور ہوتی ہے۔

[2] مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ منصور اعظم کے حالات میں ابن سعید نے لکھا ہے کہ محمد بن عامر ملقب بہ منصور اعظم قریہ ترکش کا رہنے والا تھا۔ اس کا مورث اعلیٰ عبدالملک' طارق فاتح اندلس کے ساتھ اندلس آیا تھا۔

ابن حیان نے اپنی کتاب مخصوص دولت عامریہ میں' فتح نے مطمح میں' حجازی نے مسہب میں' ثمر قندی نے طرف میں بالاتفاق تحریر کیا ہے کہ منصور اعظم قریہ ترکش کا اصلی باشندہ تھا۔ لڑکپن ہی سے قرطبہ چلا آیا تھا اور یہیں تعلیم اور تربیت حاصل کی۔ اس کے بعد محل سرائے خلافت کے قریب ایک دکان لے کر خطوط نویسی کرنے لگا۔ خدام قصر خلافت کے خطوط اور اہل غرض وحاجت مندوں کے عرضیاں لکھ کر اپنی اوقات بسر کرتا تھا۔ اتفاق سے ''سیدہ صبح'' مادر موید (ہشام) نے حساب کے لکھوانے کے لئے منصور اعظم کو بلوا بھیجا منصور اعظم نے دیانت داری اور مستعدی سے اس خدمت کا انجام دیا۔ بعض خواجہ سرایوں نے بھی سلطانہ بیگم سے منصور اعظم کی تقریب اور توصیف کی' سلطانہ بیگم اس کی خدمت سے اس درجہ خوش ہوئیں کہ اسے بعض مواضعات کا قاضی مقرر کر دیا۔ آدمی ہوشیار تھا اور زمانہ کی رفتار سے آگاہ تھا نہایت دانائی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ تھوڑے دن میں اشبیلیہ کی زکوٰۃ اور وراثت کا سر دفتر مقرر کیا گیا۔ اس نے اپنی خداداد قابلیت اور نیز تحائف ونذرانوں سے سلطان بیگم کو اپنے اوپر اس قدر مہربان بنا لیا اور اس قدر رسوخ بڑھا لیا کہ کسی اور کو خواب میں بھی اس زمانہ میں یہ مرتبہ حاصل نہ ہوا تھا۔ اس کے باوجود اس نے مصحفی کی اطاعت اور فرمانبرداری کی

ستائیس سال حکومت کر کے جہاد سے واپس آتے ہوئے مدینہ سالم میں پہنچ کر ۶۵ ۳۹۲ھ ۱۰۰۲ء میں راہی ملکِ عدم ہوا۔

ہے میں ذرہ بھر بھی کوتاہی نہ کی، حتیٰ کہ ہشام تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا ہشام کی عمر اس وقت بارہ برس کی تھی۔ سلطانہ بیگم امور سلطنت میں پوری پوری مداخلت تھی اور محمد بن ابی عامر اپنے شریفانہ طرز عمل اور عاملانہ تدابیر سے اس کا پیش دست تھا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں عیسائیوں نے ممالک اسلامیہ پر فوج کشی کی مصحفی نے ان کی مدافعت پر محمد بن ابی عامر کو مامور کیا' محمد بن ابی عامر نے بہ عنایت اللہ جل شانہ عیسائیوں کو شکست دے دی۔ اس سے اس کی مقبولیت اور بڑھ گئی خواص اور عام اسے محبت کی نظروں سے دیکھنے لگے داد و دہش کا مادہ بھی اس میں موجود تھا۔ کچھ لوگوں کو اس سے محبت ہوگئی۔ غرض کسی کو اپنی مردانگی اور دلاوری سے' کسی کو اپنی داد و دہش سے' کسی کو پابندی شریعت اور قانون سے۔ کسی کو اپنی عاملانہ تدابیر سے اپنا ہمدرد اور بہی خواہ بنالیا اور جن لوگوں نے اس کی ذرہ بھر بھی مخالفت کی یا اسے ان کی جانب سے خطرہ ہوا۔ حکمت عملی سے حرف غلط کی طرح سے نکال پھینک دیا۔ مصحفی کے ذریعہ سے صقالبہ (محل سرائے خلافت کی متعلقہ فوج سرایان صقالبہ یعنی سلیو) کو نکلوا دیا۔ اس کے بعد مصحفی کو جوڑ توڑ لگا کر غالب کے ذریعہ سے معزول کیا۔ پھر غالب کو جعفر کے ذریعہ اپنے تیر مقصود کا نشانہ بنایا۔ چند روز بعد جعفر کو عبدالرحمٰن بن محمد ہاشم تجیبی کے ہاتھوں ذلیل و خوار کیا۔

حقیقت یہ ہے کہ منصور اعظم اپنے ارادوں میں حد درجہ کا مستقل اور ان کے پورے کرنے میں نہایت مضبوط تھا۔ ان اشخاص کی معزولی و برطرفی اس وجہ سے نہیں ہوئی کہ یہ لوگ منصور اعظم کی ترقی کے سدراہ تھے بلکہ ملکی و سیاسی مصلحتوں نے منصور کو ان لوگوں کی معزولی اور برطرفی پر مائل اور آمادہ کیا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی غرضوں کو ملک و دولت ہسپانیہ کو نشانہ بنا رکھا تھا اور منصور اعظم کو یہ باتیں پسند نہ آتی تھیں۔ اس کے زمانہ کو مؤرخین مغرب نے اندلس کے لئے نمونہ رحمت الٰہی شمار کیا ہے۔ اس نے اندلس کے خود غرض قبائل عرب کو بربریوں اور اجنبیوں کے ذریعہ سے زیر و زبر کر کے اندلس کو پُر امن اور مہذب حکومت بنایا تھا۔ اس کے کارنامے ایسے ہیں جو آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں اس نے اپنے زمانہ حکومت میں ۵۶ جہاد سرحد کفار پر کئے اور کسی میں بھی ناکامی نہیں ہوئی۔ یہ نفس نفیس لڑائیوں میں جاتا تھا عیسائی سرحدی سلاطین کو ایک دوسرے سے لڑا کر کمزور کر رکھا تھا۔ اس کی نسبت مظفر میں فتح تحریر کرتا ہے۔ کانت ایامہ احمد ایام وسہام باسہ ارشد سہام غزا الروم شاتیاً وصائفہ ومضی فیما یروم زاجراً وعانقاً۔ اس عروج و سطوت اور ترقی کے باوجود اس نے اپنے نام سے ''حاجب'' کے لقب کو ترک نہیں کیا تھا۔ باپ کی جانب سے معافری تھا اور ماں کی طرف سے تمیمی لہٰذا دونوں جانب سے اسے شرافت نسبی حاصل تھی۔ منصور اعظم نے اپنے زمانہ حکمرانی میں رفاہ عام کے بھی بہت سے کام کئے تھے جس سے اس کی نیک نیتی اور نفع رسانی خلائق کا ثبوت ملتا ہے۔ ان میں سے ایک قرطبہ کے نہر اعظم کا پل ہے۔ ابتدائے ۳۷۸ھ میں اس پل کا بنیادی پتھر رکھا ۳۷۹ھ کے نصف میں بن کر تیار ہوا۔ ایک لاکھ چالیس ہزار (ایک دینار تقریباً نو روپیہ کا ہوتا ہے) صرف ہوئے تھے۔ ایسا ہی ایک دوسرا پل نہر استجہ پر بغرض رفاہ خلائق تعمیر کرایا تھا۔ جامع مسجد قرطبہ کی عمارت میں بھی معقول اضافہ کیا تھا۔ تمام ملک اندلس میں سڑکیں بنوائیں دشوار گزار پہاڑیوں کو کاٹ کر راستے بنوائے جس پر ہر کہ دمہ بآسانی سفر کر سکتا تھا۔ منصور اعظم کی واقف کاری' سیاست اور بیدار مغزی غیر معمولی تھی' اسے ملک کے تمام حالات معلوم ہوتے رہتے تھے۔

اہل حبان تحریر کرتا ہے کہ ایک روز شب کے وقت منصور اعظم اپنے محل سرا میں بیٹھا ہوا تھا۔ شدت کی بارش ہو رہی تھی۔ تند اور تیز ہوا ٹھنڈی چل رہی تھی۔ تاریکی ایسی تھی کہ اپنا ہاتھ نظر نہ آتا تھا۔ منصور نے دستہ فوج سواران میں سے ایک سوار کو طلب کر کے حکم دیا کہ اسی وقت طلیارش کے راستہ پر جا کر کھڑے رہو جو شخص سب سے پہلے تمہاری طرف سے ہو کر گزرے اسے میرے پاس لے آؤ۔ چنانچہ یہ سوار گھوڑے پر سوار ہو کر طلیارش کے راستہ پر جا کر اسی ابر بارش' برف اور طوفان میں کھڑا ہوا قریب فجر ایک ضعیف اور معمر شخص گدھے پر سوار آتا ہوا نظر آیا اس بوڑھے کے پاس لکڑی کاٹنے کے چند اوزار بھی تھے' سوار نے دریافت کیا ''اے بوڑھے! تو ایسے وقت میں کہاں جاتا ہے؟'' بوڑھے نے جواب دیا لکڑیوں کے لئے جاتا ہوں''۔ سوار نے اپنے دل میں یہ خیال کر کے کہ یہ بوڑھا غریب لکڑیوں کے کاٹنے کو پہاڑ کی طرف جا رہا ہے اس سے منصور کی کیا غرض ہوگی' کچھ تعرض نہ کیا۔ بوڑھا آگے بڑھ گیا۔ پھر یہ سوار دل ہی دل میں سوچ کر منصور کی سطوت اور جبروت سے ڈرا اور لپک کر اس بوڑھے کو جھٹ پٹ گرفتار کر لیا۔ بوڑھے نے منت و سماجت کی کہ مجھے چھوڑ دو' منصور کی کوئی غرض مجھ سے نہ نکلے گی۔ میں اپنے پیٹ کے دھندے کے لئے جا رہا ہوں۔ سوار نے ایک بھی نہ سنی کشاں کشاں منصور کی خدمت میں لایا۔ منصور اس وقت تک بیٹھا ہوا اس سوار کے آنے کا انتظار کر رہا تھا' ایک ساعت کو پلک نہیں جھپکائی تھی منصور نے بوڑھے کو دیکھتے ہی خدام کو جامہ تلاشی کا اشارہ کیا۔ خادم نے تلاشی لی' مگر کچھ برآمد نہ ہوا

عبدالرحمٰن بن منصور کی ولی عہدی: مظفر کے انتقال کے بعد عبدالرحمٰن مظفر کا بھائی منصور کا دوسرا بیٹا جانشین ہوا۔

...... ہوا۔ منصور نے کہا "اچھا اس کے گدھے کے پالان کی تلاشی لو" خدام نے پالان کی تلاشی لی تو اس میں سے ایک خط برآمد ہوا یہ خط عیسائی جلا وطنوں نے ان عیسائیوں کو تحریر کیا تھا جو منصور کے یہاں فوجی خدمات پر مامور تھے مضمون یہ تھا کہ "موقع پا کر منصور کا کام تمام کر دو"۔ منصور نے مضمون خط سے مطلع ہو کر تمام عیسائیوں کے قتل کا حکم دے دیا انہی عیسائیوں کے ساتھ اس بوڑھے شخص کی بھی گردن ماردی گئی۔

منصور اعظم میں فروگزاشت' فیاضی اور رحم دلی کا مادہ بھی موجود تھا کتاب الازہار المنثورہ فی الاخبار الماثورہ کے زہرہ چالیسویں میں لکھا ہوا ہے کہ ایک مرتبہ منصور اعظم نے خزانہ شاہی کی جانچ کی تو اتفاق سے افسر خزانہ کے ذمہ تین ہزار دینار کا ناجائز خرچ نکلا۔ منصور نے افسر خزانہ کو اپنے روبرو طلب کر کے بیان لیا' افسر خزانہ نے غبن کا اقرار کیا' منصور بولا کیوں فاسق تجھ ایسے شخص کی کیا سزا ہے جس نے مسلمانوں کے مال کو غصب کیا ہو' افسر خزانہ نے گزارش کی کہ یہ ایک تقدیری امر تھا جو عقل پر غالب آ گیا' تنگ دستی تھی جس نے امانت اور دیانت کو فاسد کر دیا' منصور نے قسم کھا کر کہا کہ میں تجھ کو بے حد سزا دوں گا تا کہ دوسروں کو عبرت ہو' منصور نے یہ کہہ کر لوہار اور داروغہ جیل کو طلب کر کے حکم دیا کہ اس خائن کے پاؤں میں بھاری بیڑیاں ڈال دو اور جیل پہنچا دو' چنانچہ اس کی تعمیل کی گئی اور سرہنگ کشاں کشاں لے چلے۔ افسر خزانہ نے چلتے وقت دو شعر پڑھے جس کا ترجمہ یہ ہے۔ افسوس صد افسوس میں نے اکثر دیکھا ہے کہ جو کام ہونے والا ہوتا ہے اس میں عقل جاتی رہتی ہے! اصل یہ ہے کہ کسی شخص میں نہ کچھ قوت ہے اور نہ طاقت ہے۔ جو طاقت ہے وہ اللہ کی ہے"۔

منصور نے یہ سن کر ارشاد کیا "لوٹاؤ" جب وہ لوٹالا یا گیا تو اس سے دریافت کیا۔ تو نے تمثیلاً یہ کہا ہے یا اعتقاداً اور قولاً' افسر خزانہ نے عرض کیا میں نے اعتقاداً کہا ہے' تمثیلاً نہیں کہا منصور نے سنگوں کو حکم دیا کہ اس کی بیڑیاں کٹوا دو' فوراً بیڑیاں کاٹ ڈالی گئیں۔ افسر خزانہ نے خوش ہو کر دو شعر اور پڑھے جس کا مضمون یہ تھا۔ کیا تم نے ابن ابی عامر کی فروگزاشت نہیں دیکھی' بالضرور اس کا احسان سب کی گردن پر ہے' ایسا ہی اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ سے درگزر کرتا ہے تو اسے جنگ میں داخل کر دیتا ہے"۔ منصور نے خوش ہو کر حکم دیا اسے رہا کر دو اور جس قدر اس نے روپیہ غبن کیا ہے اسے میرے مال سے پورا کر کے داخل خزانہ کر دو۔

منصور اعظم کے مزاج میں جہاں اس قدر فروگزاشت تھی وہاں وہ قوانین اور احکام شرعیہ کا بے حد پابند بھی تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی جرم میں اس کا بیٹا ماخوذ ہو کر قاضی کے روبرو پیش کیا گیا۔ قاضی نے حد شرع کئے جانے کا حکم دیا۔ منصور کا بیٹا یہ سمجھ کر کہ میرا باپ حکومت و سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا مختار ہے۔ مجلس قضا سے اپنے مکان پر چلا آیا۔ منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بے حد ناراضگی ظاہر کی اور اسی وقت گرفتار کر کے قاضی کی خدمت میں بھیج دیا۔ قاضی نے شرعی حد کا نفاذ کیا۔ چنانچہ اسی حد میں وہ مر بھی گیا اور منصور نے اُف تک نہ کی۔ منصور اعظم جس وقت فوج کا جائزہ لیتا اور قواعد اور پریڈ کے میدان میں ہوتا اس وقت یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ ایک غیر معمولی جنرل ہے جس سوار کی تلوار یا وردی خلاف قاعدہ ہوتی اسی تلوار سے اس کا سر اتار لیا جاتا۔ ذرا بھی فروگزاشت نہ کرتا۔ غرض منصور اعظم عفو کرم اور پابندی قوانین کا ایک مجسم پتلا تھا۔ جس میں دونوں رخ نظر آتے تھے۔ منصور اعظم اپنے ارادہ میں مستقل اور مضبوط بھی تھا۔ جس کام کو شروع کرتا اسے بغیر کئے ہوئے نہ چھوڑتا تھا' اس سے اس کی عالی حوصلگی پر کافی طور سے روشنی پڑتی ہے۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ وہ مجلس مشیران میں کسی مہم سلطنت پر بحث کر رہا تھا۔ اثناء بحث میں دفعتہً گوشت کے جلنے کی بو آئی۔ رفتہ رفتہ اس قدر بڑھی کہ تمام ایوان میں پھیل کر حاضرین کو پریشان کر دیا۔ ختم بحث کے بعد معلوم ہوا کہ منصور کے پاؤں میں کوئی بیماری تھی اور اس پر داغ دیا جاتا تھا۔ اللہ رے منصور کا استقلال اور مستقل مزاجی کہ اس نے اُف تک نہ کی اور اُف کرنا تو درکنار پوری دلجمعی سے مسئلہ مجوثہ پر بحث کرتا رہا اور کامل طور سے رد و قدح کرنے میں مصروف رہا ایسے مستقل مزاج شخص کے آگے کسی مزاحم کی مزاحمت کہاں تک چل سکتی ہے۔ اس کا آپ خود اندازہ کر سکتے ہیں۔ منصور اعظم درحقیقت منصور اعظم اور اسی مبارک لقب سے ملقب کئے جانے کا مستحق تھا جب تک اس کی فوج ظفر موج شاہی یلغار پر رہتی تھی اس وقت تک تمام سرحد اندلس کے مسیحی علاقہ جات میں تہلکہ پڑا رہتا تھا اور عیسائی امراء کے آگے مجسم تصویر مرگ کھڑی رہتی تھی۔ لیون کو اور گرد کی ریاستوں کے ساتھ تخت قرطبہ کا باج گزار صوبہ بنا لیا تھا۔ کسٹائیل بارسلونا' نادار کو متواتر و پیہم شکستوں سے جاں بہ لب کر رکھا تھا۔ بلکہ پاملوتا اور بارسلونا کے شہروں پر قبضہ بھی کر لیا تھا۔ صاحب نفح لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ اس کا سفیر غرسیہ والی شکنش کے پاس کسی ضرورت سے گیا ہوا تھا۔ غرسیہ نے اس کی بے حد خاطر و مدارات کی بڑی دھوم دھام سے دعوت کی اپنے تمام مقبوضہ علاقہ کی سیر کرائی۔ مدتوں اس کے ملک یہ سفیر سفر کرتا رہا۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر یہ نہ گیا ہو۔ اتفاق سے ایک روز اس کا گزر ایک گرجا کی طرف ہوا۔ گوشہ کلیسہ میں ایک عورت قید نظر آئی دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ یہ مسلمان عورت ہے اور مدت دراز سے عیسائی

راہبوں نے قید کر رکھا ہے۔ سفیر نے واپسی کے بعد اس واقعہ کو منصور سے بیان کیا۔ منصور نے اسی وقت فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے فوجیں مرتب کر کے غرسیہ کے ملک پر جا پڑا۔ غرسیہ گھبرا کر منصور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ دست بستہ ادب کے ساتھ فوج کشی اور ناراضی کا سبب دریافت کیا۔ منصور نے تیور چڑھا کر کہا ''تو نے مجھ سے وعدہ واقرار کیا تھا کہ میں اپنے ملک میں کسی مسلمان کو قید نہ رکھوں گا۔ مگر دریافت سے معلوم ہوا کہ تو نے خلاف عہد نامہ فلاں گرجا میں ایک عورت کو قید کر رکھا ہے۔ واللہ میں اس وقت تک تیرے ملک سے نہ جاؤں گا جب تک اس گرجا کو منہدم کر کے اس عورت کو رہا نہ کرلوں گا''۔ غرسیہ نے قسم کھا کر منت سماجت سے اپنی ناواقفی ظاہر کی اور اسی وقت منصور کی مرضی کے مطابق گرجا کو منہدم کرا کے اس عورت کو منصور کے لشکر گاہ میں پہنچا دیا۔

منصور اعظم کے نمایاں فتوحات اور اس کی زندگانی کے عمدہ کارناموں میں اندلس کے شمالی عیسائیوں کا سر کرنا ہے پہلے اس نے لیون کو زیر و زبر کیا اور اس کے لوہالاٹ فصیلوں اور سنگین برجوں کو مسمار اور منہدم کر کے بار مسلونا کی طرف بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو کر گالیشیا پر جا پہنچا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے سینٹ یعقوب (یاگو) کے مشہور اور عظیم الشان گرجا کو جا کر زمین دوز کر دیا یہ گرجا بلاد اندلس میں بہت بڑا اور عظیم الشان تھا دور دراز ملکوں سے عیسائی راہب اس کی زیارت کو آتے تھے۔ ہزاروں تارک الدنیا اور خدا پرست مسیحیوں کا یہ مرکز اور تمام یورپ کا قبلہ بنا ہوا تھا۔ عیسائیوں کا یہ خیال تھا کہ اس گرجا میں یعقوب حواری مسیح کی قبر ہے۔ مسیح عیسیٰ علیٰ نبینا الصلوٰۃ والسلام کی نظر توجہ یعقوب پر خاص طور سے تھی' بیت المقدس کا اسقف (مجاور) تھا۔ تلقین دین عیسائیت کی غرض سے اس مقام تک پہنچ کر سرزمین شام کو واپس گیا اور غالباً ۱۲۰ شمسی میں وہیں مر بھی گیا تھا۔ اس کے ہمراہیوں نے اسے اس گرجا میں لا کر دفن کیا جو اس کے سفر کا منتہا تھا۔ اس وقت مسلمان بادشاہوں میں سے کسی نے مشکلات سفر اور دوری کی وجہ سے اس گرجا کا قصد تک نہیں کیا تھا۔ یہ شرف و عزت منصور کیلئے ازل سے مخصوص تھی چنانچہ یوم شنبہ ماہ جمادی الآخر ۳۸۷ھ کی ۲۴ تاریخ کو لشکر صایفہ کے ساتھ قرطبہ سے منصور نے کوچ کیا' منصور کا یہ اڑتالیسواں جہاد تھا کوچ و قیام کرتا ہوا شہر قوریہ میں داخل ہوا اور اسے فتح کر کے غلیشیہ (گالیشیا) کی طرف بڑھا۔ یہاں پر عیسائی سرداروں کی ایک بڑی جماعت بغرض اظہار اطاعت حکومت حاضر ہوئی اور عساکر اسلامیہ کے ہمراہ شمالی عیسائیوں کے سر کرنے کیلئے روانہ ہوئی۔ منصور نے پہلے ہی سے دریائی سفر اور فوج کا انتظام کر لیا تھا۔ جنگی جہازوں کے کئی بیڑے موجود تھے' آلات حرب بھی کافی تھے کمسریٹ کا انتظام بھی معقول تھا فوج کی تعداد بھی کثیر اور معتد بہ تھی۔ یہاں سے روانہ ہو کر مقام برنقال کی طرف بڑھا اور نہر دویرہ کو عبور کر کے ایک بڑی نہر کو بذریعہ پل کے عبور کیا جو منصور کے حکم سے جنگی جہازوں کے بیڑے نے پیشتر سے تعمیر کر رکھا تھا۔ یہ پل عیسائیوں نے قلعہ کے مقابلہ میں بنایا گیا تھا۔

منصور کو قلعہ سے جس قدر سامان جنگ اور رسد و غلہ کا ذخیرہ ملا لے کر دشمنان اسلام کے ملک میں قدم رکھا اور نہایت تیزی سے کئی دشوار گزار راستوں اور متعدد دریاؤں اور پہاڑی دروں کو طے کر کے ایک بہت بڑے کشادہ میدان میں پہنچا جو بلاد قرطارش میں واقع تھا۔ پھر اس میدان سے ایک دشوار گزار پہاڑ کے قریب پہنچا جس کا صرف ایک ہی راستہ از حد چھوٹا اور تنگ تھا منصور نے سیپرس مائزش پلٹن کو راستہ ہموار اور کشادہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ شاہی پلٹن نے نہایت تیزی سے سڑک درست کر دی منصور نے اس مصیبت سے بہ آسانی تمام نجات پائی اور نیز وادی نیہ کو بھی عبور کر کے کھلے ہوئے اور وسیع میدان میں پہنچا اس میدان کو طے کرنے کے بعد ویرقسطان اور بلنبو کے میدان میں وارد ہوا یہ مقام بحر محیط کے کنارہ پر واقع تھا۔ عیسائیوں سے مقابلہ ہوا کامیابی کا سہرا منصور کے سر رہا شنت (سینٹ) بلایہ کو فتح کر کے بحر محیط کے اس جزیرہ کی جانب بڑھا جہاں پر کہ ان گرد و نواح کے شکست خوردہ عیسائی بھاگ کر پناہ گزیں ہوئے تھے۔ عیسائیوں نے جاتے جاتے وقت کشتیوں کو ہٹوا دیا۔ منصور کو اس دریا کے عبور کرنے میں بے حد پس و پیش ہوا مگر کچھ سوچ سمجھ کر گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا۔ اس کے ہمراہیوں نے بھی اپنے شیر دل افسر کو تیرتے ہوئے دیکھ کر اپنے اپنے گھوڑوں کو دریا میں ڈال دیا رکاب سے رکاب ملائے بات کی بات میں دریا عبور کر کے جزیرہ میں جا پہنچے جس قدر عیسائیوں نے یہاں آ کر پناہ لی تھی ان سب کو قید کر لیا۔ مال واسباب لوٹ لیا اس کے بعد اسلامی لشکر بڑھتے بڑھتے کوہ مراسیہ تک پہنچا جسے بحر محیط کئی طرف سے گھیرے ہوئے تھا مسلمانوں نے اسے بھی ایک سرے سے چھان ڈالا' جس قدر یہاں عیسائی تھے' ان سب کو گرفتار کر کے اپنا حلقہ بگوش بنا لیا اور جس قدر مال واسباب پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد بذریعہ دو رہبروں کے اسلامی لشکر نے دو پایاب مقام سے خلیج کو عبور کر کے نہر ایلہ کو بھی عبور کیا اور بہت بڑے مسطح قطعہ زمین میں پہنچے ....

ہشام کو بزور حکمت عملی و تدابیر مناسب دبائے رکھنے میں وہی رویہ اختیار کیا جو اس کے باپ اور بھائی کا تھا چند روز بعد اس کے دماغ میں خلافت حاصل کرنے کی ہوس سمائی' چنانچہ خلیفہ ہشام سے جو کہ برائے نام حکومت و سلطنت کا مالک تھا یہ درخواست پیش کی کہ مجھے آپ اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے۔ خلیفہ ہشام نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ ارباب حل وعقد اصحاب شوریٰ کو جمع کر کے ابوحفص بن برد کو عہد نامہ لکھنے کا حکم دیا۔ اس وقت شہر میں خوب خوشی منائی گئی۔ تمام شہر میں چراغاں کیا گیا تھا۔ غرض ابوحفص نے حسب حکم ہشام' ناصر کی ولی عہدی کا فرمان اس مضمون کا تحریر کیا۔

ولی عہدی کا فرمان: ہشام موید باللہ امیر المومنین بالعموم تمام آدمیوں سے اور بالخصوص بذات خاص بڑے غور وفکر اور مدتوں استخارہ کرنے کے بعد اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ کس کو میرے بعد منصب امامت و خلافت دیا جائے اور کون شخص اس جلیل القدر عظیم الشان رتبہ کے لائق ہے۔ امیر المومنین پر اللہ تعالیٰ کا خوف بے حد غالب ہوا ہے اور وہ ان قضا و قدر سے ہدایت خائف و پریشان ہیں جو یک بیک نازل ہو جاتی ہیں اور پھر وہ کسی کے ٹالے نہیں ٹلتیں۔ ابھی اس جماعت سے علماء کا وجود مفقود نہیں ہوا کہ جن کے معدوم ہو جانے سے جہل و تاریکی کی گھنگور گھٹا چھا جائے گی اور اللہ تعالیٰ کے روبرو جاتے ہوئے ایسی حالت میں کہ ادائے فرائض منصبی سے قاصر رہے ہیں شرم آئے گی۔

جہاں پر عمدہ عمدہ عمارتیں بہ کثرت تھیں۔ قدرتی چشمے' خودرو سبزہ زار اور باغات تھے۔ اس مقام سے یعقوب حواری کی قبر دکھائی دیتی تھی۔ جس کی زیارت کو عیسائی دور دراز ملکوں سے سفر کر کے آتے تھے بلا دقبط' نوبہ' رومہ اور تمام یورپ کے مسیحی راہب اور تارک الدنیا یہاں پر آ کر جمع ہوتے تھے' یہاں کے قیام کے باعث نزول برکت و رحمت خداوند تصور کرتے تھے۔

منصور نے اس مقام سے کوچ کر کے شہر سینٹ یعقوب پر پہنچ کر پڑاؤ کیا' یہ چہار شنبہ کا دن تھا ماہ شعبان ۳۸۷ھ کو صرف دو راتیں گزری تھیں عیسائیوں نے اس مقام کو پہلے ہی سے خالی کر دیا تھا عساکر اسلامیہ نے سوائے عمارتوں اور گرجاؤں کے کسی کو نہ پایا' عمارتوں اور گرجاؤں کو منہدم و مسمار کر دیا' مال و اسباب جس قدر پایا لے لیا بڑے گرجا کے قریب جس وقت منصور پہنچا ایک بڑا راہب یعقوب حواری کی قبر کے پاس بیٹھا ہوا نظر آیا۔ منصور نے دریافت کیا تم یہاں کیوں ٹھہرے ہو؟ اور کیا کرتے ہو؟ بوڑھے راہب نے نہایت بے پروائی سے جواب دیا' یعقوب حواری کی تنہائی کے خیال سے یہاں ٹھہرا ہوا اپنے خداوند کو یاد کرتا ہوں' منصور کے دل میں اس استغفار کا بہت بڑا اثر پڑا' صرف اس کی جان بخشی ہی نہیں کی بلکہ ایک گارد و زائر اور مزار کی حفاظت پر مقرر کر دیا تاکہ سپاہ جو شہر کو تاخت و تاراج کر رہی ہے اس مقام کے لوٹنے کی جرائت نہ کر سکے اور فتح مند گروہ کی غارت گری سے یہ محفوظ رہے۔ اس مقام کے قبضہ حاصل کرنے کے بعد منصور نے اپنی فوج ظفر موج کو تمام جزیرہ میں پھیلا دیا۔ بڑھتے بڑھتے اس کی فوج' جزیرہ سینٹ مانکس تک پہنچ گئی جو اس سرزمین کا منتہا تھا۔ جس نے بحر محیط کی لہریں ٹکر کھا رہی تھیں اور جس کے آگے نہ تو سوار جا سکتا تھا اور نہ اسے کوئی پیادہ بہ آسانی عبور کر سکتا تھا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں پر منصور سے پہلے کسی مسلم کا گزر نہیں ہوا۔

چونکہ منصور نے جاتے وقت بے حد دقت اٹھائی تھی اس وجہ سے واپس ہوتے ہی برمند بن اردون کے ملک کا راستہ کیا اور اپنے ہمراہیوں کو اس کے ملک کے تاخت و تاراج کرنے کی ممانعت کر دی رفتہ رفتہ قلعہ بلیقیہ کے قریب پہنچا' یہاں سے منصور نے ان عیسائی امراء کو ان کے بلاد کی جانب واپس جانے کا حکم دیا جو اس جہاد میں اس کے ہم رکاب تھے اور نامہ بشارت فتح دار الحکومت قرطبہ روانہ کیا واپسی کے وقت عیسائی امرا کو انعامات جائزے اور صلے مرحمت فرمائے جس سے منصور کی عالی حوصلگی اور بلند ہمتی کا ثبوت ملتا ہے۔

اس معرکہ کے بعد یا کسی اور معرکہ کے بعد محمد بن ابی عامر نے ''المنصور'' کا خطاب اختیار کیا اور در حقیقت وہ اسی خطاب کا سزاوار تھا۔

افسوس ہے کہ ایسا اولوالعزم عالی حوصلہ شخص جو انسانی حملوں سے ہمیشہ بچتا اور کامیاب ہوتا رہا موت کے پنجہ سے نہ بچ سکا۔ کسٹائیل پر آخری جہاد کر کے واپسی کے وقت دفعتہً بیمار ہو کر ۳۹۴ھ ۱۰۰۰ء میں مر گیا اور بہ مقام مدینہ سالم (میڈینا سلی) مدفون ہوا نفح الطیب جلد اول مطبوعہ لیدن صفحہ ۲۵۷ لغایۃ ۲۷۶۔

میں نے قبائل قریش وغیرہ کی خوب خوب جانچ پڑتال کی کہ ان میں سے کون شخص ایسے امر عظیم الشان کے لائق ہے اور ایسے بارگراں کے اٹھانے کا کون شخص متحمل ہوگا۔ جس کی دیانت وامانت پر بھروسہ کر لے اللہ کے بندے اس کے سپرد کئے جائیں اور وہ اپنی ہوائے نفسانی اور خواہشات بے جا سے کنارہ کر کے اللہ تعالیٰ کی مرضی کا جویاں اور خواہاں رہے میں نے نزدیک و دور نظر دوڑائی' مگر میری نظر میں ایسا کوئی شخص نظر نہ آیا جسے میں اپنے بعد مسلمانوں کی خلافت اور امارت سپرد کر دوں۔ ایک شخص کے علاوہ جو جونسباً بہترین شخص ہے اور بہ لحاظ رتبہ عالی اور بہ نظر منصب سب سے برتر ہے اور اس میں خوف خداوندی کا مادہ بھی ہے۔ فروگزاشت بھی اس کے مزاج میں ہے' مردم شناسی اس کا خاص جوہر ہے اپنے ارادوں میں مضبوط' اخلاق حسنہ سے آراستہ ہے' اخلاق رذیلہ سے کوسوں دور بلکہ منزلوں دور ہے۔ وہ کون شخص ہے وہ میرا دوست' میرا ناصح مہربان ابوالمظفر عبدالرحمٰن بن منصور بن ابی عامر ہے' اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرمائے امیر المؤمنین نے اسے مختلف مواقع پر جانچا ہے اور اکثر اوقات اس کا امتحان لیا ہے اس کی حالت پر گہری نظر ڈالی ہے۔ اس کے اخلاق اور عادات پر بھی غور وفکر کیا ہے' امیر المؤمنین کے خیال میں یہ نیک کاموں میں جلدی کرنے والا ہے' اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کا بے حد شائق ہے اپنے مقاصد اور ارادوں کے پورے کرنے میں چیرہ دست ہے اور تمام خوبیوں اور محاسن کا جامع ہے وہ ایسا شخص ہے کہ منصور جیسا اس کا باپ اور مظفر جیسا اس کا بھائی ہے ایسی صورت میں کوئی حرج نہیں ہے اگر وہ تمام ترقی کے زینوں کو دفعتہً طے کر جائے اور خیر و برکت کے مدارج یکبارگی حاصل کر لے۔ امیر المؤمنین نے (اللہ تعالیٰ اس کی تائید کرے) اس وجہ سے کہ اس میں علم کے بڑے بڑے اسرار مخفیہ اور غیب کے بہت سارے رازہائے سربستہ کا ظہور ہوتا ہے یہ قصد فرمالیا ہے کہ ان کا ولی عہد ایک قحطانی نسل کا شخص ہو' جس کی نسبت عبداللہ بن عمر بن العاص اور ابوہریرہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا ہے: ((لا تقوم الساعة حتی یخرج رجل من قحطان یسوق الناس بعضاة)) پس جب کہ انتخاب خلیفہ کی بابت اختیار حاصل ہو گیا اور آثار اس کا ثبوت مل گیا اور کوئی دوسرا شخص اس کے سوا اس اہلیت کا نظر نہیں آتا تو امیر المؤمنین اپنی حیات میں امور سلطنت کو اسی کے سپرد کرتے ہیں اور بعد وفات یہ حکم دیتے ہیں کہ یہی میرا جانشین تخت خلافت ہو' امیر المؤمنین کا یہ فعل بطیب خاطر بلا جبر و اکراہ اور اجتہاداً ہے۔ امیر المؤمنین نے اس ولی عہدی کا بلا کسی شرط اور قید کے جائز اور نافذ فرمایا ہے اور اس عہد نامہ کے ایفاء پر خفیہ' علانیہ قولاً اور فعلاً اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاء راشدین کو جو کہ امیر المؤمنین کے آباء و اجداد سے ہیں اور نیز اپنے آپ کو ذمہ دار کیا ہے کہ آئندہ نہ تو اس میں کچھ تبدیلی کی جائے گی اور نہ کچھ تغیر پیدا کیا جائے گا اور نہ یہ عہد نامہ کالعدم کیا جائے گا اور نہ کسی اور امر پر محمول کیا جائے گا۔

اس امر پر اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کو گواہ کیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ شہادت کے لئے کافی ہے اور اس پر اسے بھی گواہ کیا جاتا ہے جس کا نام اس عہد نامہ میں آ گیا ہے اور وہ آج سے صاحب الامر قولاً وفعلاً مختار اور میرا ولی عہد موسوم بہ مامون ابوالمطرف عبدالرحمٰن بن منصور ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے توفیق خیر عطا فرمائے اور اس کی گردن پر جس امر کا بار رکھا گیا ہے اسے پورا کرنے کی اسے قوت عطا کرے اور اسے اس کے فرائض منصبی کے ادا کرنے پر قدرت عنایت کرے۔ تحریر ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ۔

تحریر عہد نامہ کے بعد وزراء قضاۃ اور تمام ارا کین دولت نے بدست خاص اپنے اپنے دستخط کئے اس روز سے یہ ولی عہد کہلایا جانے لگا۔ اس سے اہل دولت امویہ کو جوش پیدا ہوا اور وہ سب کے سب اس سے معاندانہ پیش آنے لگے۔ اسی

سبب سے اس کی اور اس کی قوم کی حکومت ختم ہوگئی۔ واللہ وارث الارض و من علیھا.

ہشام کی معزولی اور مہدی کی بیعت: عبدالرحمٰن ملقب بہ ناصر الدین اللہ بن منصور اعظم کی ولی عہدی کی تقریب درجہ تکمیل پر پہنچنے کے بعد امویوں اور قریشیوں کو اس سے بے حد ناراضگی اور برافروختگی پیدا ہوئی' عبدالرحمٰن ناصر کو گرانے کی فکریں کرنے لگے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ عنان حکومت مضریہ کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر یمیہ کے ہاتھ میں دی جائے چنانچہ ہر طبقہ کے لوگوں میں باہم سرگوشیاں ہونے لگیں' اتفاق سے اسی زمانہ میں عبدالرحمٰن ناصر لشکر صوائف کے ساتھ جلالقہ کے جہاد پر چلا گیا مخالفین کو موقع مل گیا۔ ایک روز سب کے سب جمع ہو کر افسر اعلیٰ پولیس پر قرطبہ میں قصر خلافت ... کے دروازے پر جہاں کہ اس کا مرکز تھا ۳۹۹ھ میں ٹوٹ پڑے اور ہشام مؤید کو منصب خلافت سے معزول کر کے محمد بن ہشام بن عبدالجبار بن امیر المؤمنین الناصر الدین اللہ کو تخت خلافت پر جلوہ افروز کیا اس کی خلافت و امارت کی بیعت کر لی۔ محمد بن ہشام اسی شاہی خاندان کا ایک ممبر اور خلفاء گزشتہ کی یادگار تھا۔ اراکین دولت نے محمد کو تختِ خلافت پر متمکن کرنے کے بعد ''المہدی باللہ'' کا لقب دیا۔

بنو عامر کا زوال: اس واقعہ کی خبر شدہ شدہ عبدالرحمٰن حاجب کو سرحد پر جہاں کہ وہ تھا پہنچ گئی۔ ہمراہیوں میں پھوٹ پڑ گئی۔ عبدالرحمٰن نے اس زعم سے کہ اُمور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تو میں ہوں اور میری موجودگی میں کسی کی کچھ پیش نہ جائے گی' قرطبہ کی جانب واپس ہوا' جوں ہی دار الخلافت کے قریب پہنچا فوج کا بڑا حصہ اور سرداران بربر' عبدالرحمٰن کے لشکر گاہ سے علیحدہ اور جدا ہو کر قرطبہ چلے آئے اور مہدی کے ہاتھ پر بیعت کر لی' جو اس وقت قرطبہ میں حکمرانی کر رہا تھا۔ ان لوگوں نے لگا بجھا کر مہدی کو عبدالرحمٰن ناصر کی مخالفت پر ابھار دیا۔ چنانچہ مہدی کے اشارہ سے چند لوگ عبدالرحمٰن ناصر پر حملہ آور ہوئے اور اس کا سر اُتار کر مہدی اور مخالفین عبدالرحمٰن کے پاس لے آئے۔ عبدالرحمٰن کے مارے جانے سے عامریوں کی حکومت و دولت کا خاتمہ ہو گیا گویا کہ اس کا وجود ہی نہ تھا۔

بربریوں کی بغاوت: اس سے پیشتر بربریوں اور زناتہ کی فوجوں نے منصور کی حکمرانی اور سیاست میں ہاتھ بٹایا تھا۔ اس کے بعد اس کے بیٹے بھی ہوا خواہ رہے۔ ان دنوں ان لوگوں کے رؤسا اور امراز ادی بن مناد صنہاجی' بنو ماکیر ابن زیری' محمد بن عبداللہ برزالی' فصیل بن حمید مکناسی اس کا باپ عبیدیوں سے عہد خلافت ناصر میں لڑا تھا۔ زیری بن غزانہ مغیلی' ابو یزید بن دوناس یفرنی' عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی ابو تور بن ابی قرہ یفرنی' ابو الفتوح بن ناصر' حرزون بن محض مغراوی مکساس بن سید الناس اور محمد بن عیسیٰ مغراوی وغیرہ اپنے قبائل اور خاندان کے ساتھ جا ملے تھے باقی رہے اُمویہ وہ پہلے ہی سے خار کھائے بیٹھے تھے انہیں دولت وحکومت پر عامریوں کا تسلط کب پسند آ سکتا تھا۔ انہوں نے نہایت خوش دلی سے محمد بن ہشام کی حکومت کا خیر مقدم کیا اہل شہر کے قلوب بھی عامریوں سے صاف نہ تھے۔ عامری عام طور سے آنکھوں میں کانٹے کی طرح کھٹکتے تھے۔ تھوڑے دن میں اس حد درجہ تک یہ قضیہ بڑھا کہ عوام الناس ان لوگوں سے پریشان ہو کر اراکین دولت سے فریادیں کرنے لگے۔ ہر کہ ومہ کی زبان پر انہی لوگوں کا چرچا رہنے لگا۔ محمد بن ہشام نے ان سب واقعات سے مطلع ہو کر حکم دے دیا کہ کوئی عامری سوار ہو کر نہ نکلے اور نہ آلاتِ حرب سے مسلح ہو۔

مہدی کو معزول کرنے کی سازش: اسی زمانہ میں ان کے بعض رؤسا دروازہ محل سرائے شاہی سے بلاحضوری واپس کر دیئے گئے تھے۔ بازاریوں نے اُن کے مکانات کو لوٹ لیا۔ زادی' ابوالفتوح ناصر اور اس کے چچا زاد بھائی حباسہ نے دربار خلافت میں حاضر ہو کر محمد بن ہشام مہدی سے شکایت کی کہ بازاریوں نے ہمارے لوگوں کے مکانات کو لوٹ لیا ہے۔ مہدی نے ان کی فریادیں سنیں اور جن لوگوں نے ان کے گھروں کو لوٹ لیا تھا ان کو سزائیں دیں مہدی کا سینہ ان لوگوں کی عداوت سے بھرا ہوا اور ان کے عادات بد سے اس کا دل بیزار تھا۔ اس کے بعد سچ یا جھوٹ کسی ذریعہ سے ان لوگوں تک یہ خبر پہنچی کہ مہدی ان لوگوں کے بدعہدی کیا چاہتا ہے۔ یہ لوگ باہم ملنے جلنے لگے۔ درپردہ مشوروں ہونے لگا کہ مہدی کو معزول کر کے ہشام بن سلیمان ابن امیر المؤمنین ناصر الدین اللہ کو عبائے خلافت پہنانا چاہئے۔ اس واقعہ سے اراکین دولت کے کان آشنا ہو گئے۔ انتہائی عجلت کے ساتھ اس کی روک تھام کی طرف متوجہ ہوئے' پہلے تو ان لوگوں کو حکمت عملی سے شہر قرطبہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے بعد ہشام بن سلیمان اور اس کے بھائی ابوبکر کو مہدی کے پاس گرفتار کر لائے۔

مستعین کی بیعت: چنانچہ مہدی کے حکم سے ان دونوں ناکردہ گناہوں کی گردن ماری گئی اور سلیمان بن الحکم بخوف جان بھاگ کر بربر اور زناتہ کے لشکر میں پہنچا' اس وقت یہ سب کے سب قرطبہ کے باہر جمع ہو رہے تھے اور شاہی خاندان میں سے کسی ایک شاہزادے کو تخت نشین کرنے کی فکر میں کر رہے تھے۔ سلیمان کو دیکھتے ہی اس کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کر لی۔ المستعین باللہ' کے مبارک خطاب سے مخاطب کیا' اور اس کے ہم رکاب طلیطلہ کی سرحد کی طرف گئے۔ ابن اوفونش کی پشت گردی سے فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کے محاصرہ کے لئے کوچ کیا۔ اس فوج میں یا تو بربری تھے یا عیسائی۔ مہدی بھی یہ خبر پا کر بقصد جنگ قرطبہ کے باہر آیا اہل شہر' اراکین دولت اور نوجی نظام سینہ سپر ہو کر اپنے جدید خلیفہ کے ساتھ لڑنے کے لئے نکلی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر قرطبہ کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ میدان مستعین کے ہاتھ رہا۔ تقریباً بیس ہزار اہل قرطبہ اس معرکہ میں کام آئے ائمہ مساجد' دربان' موذن اور علماء شائخین قتل کئے گئے آخر چوتھی صدی میں مستعین فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے قرطبہ میں داخل ہوا۔ محمد بن ہشام بن عبدالجبار ملقب بہ مہدی باللہ بھاگ کر طلیطلہ پہنچا۔

مستعین کی شکست: جس وقت مستعین نے بزور تیغ قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد بن ہشام مہدی شکست کھا کر طلیطلہ چلا گیا۔ ابن اوفونش نے اسے بھی فوجی مدد دی پس اس نے بھی اس کی اعانت اور پشت گری پر فوجیں آراستہ کر کے قرطبہ کی جانب بڑھا۔ مستعین سے معرکہ آرا ہوا۔ چنانچہ قرطبہ کے باہر مقام عقبۃ البقر آخری دروازہ ستبہ پر مستعین کو شکست ہوئی مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا اور کامیابی کے ساتھ قابض ہو گیا۔

مہدی کا قتل: جوں ہی مہدی مظفر و منصور قرطبہ میں داخل ہوا۔ مستعین نے مع فوج بربر قرطبہ سے نکل کر تمام ملک میں غارت گری کا بازار گرم کر کے مار دھاڑ شروع کر دی۔ نیک و بد کا امتیاز چھوڑ دیا۔ ایک مدت تک یہی کیفیت رہی۔ اس کے بعد جزیرۂ خضراء کی جانب چلا گیا۔ مہدی اور ابن اوفونش تعاقب میں روانہ ہوئے۔ مستعین اور بربری فوج لوٹ پڑی۔ مہدی اور ابن اوفونش پسپا ہو کر قرطبہ کی جانب بھاگے' مستعین نے تعاقب کیا۔ حتیٰ کہ مہدی اور ابن اوفونش نے مع اپنی رکاب کی فوج کے قرطبہ میں داخل ہو کر شہر پناہ کا دروازہ بند کر لیا' مستعین نے محاصرہ کر لیا۔ اہل قرطبہ کو بربریوں کے طول و

شدت محاصرہ سے اضطراب پیدا ہوا' خادمان قصر خلافت ہشام کے حاشیہ نشینوں سے ملے اور یہ کہا کہ یہ سب مصیبتیں محمد بن ہشام کی بدولت ہم لوگوں کے سروں پر نازل ہوئی ہیں۔ اگر تم لوگ بھی ہمارے اس خیال سے متفق ہو تو آؤ محمد بن ہشام کا کام تمام کر کے ہشام کی خلافت کی دوبارہ بیعت کرلیں اور بربریوں کے ظلم وستم سے اپنے کو نجات دیں۔ خدام خلافت اور ہوا خواہان ہشام نے اس رائے سے اتفاق کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے محمد بن ہشام کو قتل کر کے بالاتفاق ہشام مؤید کی خلافت کی دوبارہ بیعت کی۔ اس کام کا بانی مبانی واضح عامری نامی ایک شخص تھا جو ہشام مؤید کی بحالی کے بعد اس کا حاجب بنایا گیا تھا۔ یہ شخص منصور بن ابی عامر کا آزاد غلام تھا۔

قرطبہ کا محاصرہ: اہل قرطبہ کو اس کارروائی سے کچھ بھی فائدہ نہ پہنچا۔ بربری فوجیں' محاصرہ پر اڑی رہیں اور مستعین دعوے دار خلافت انہی لوگوں میں گل چھرے اڑاتا رہا' رفتہ رفتہ سارے قصبات اور دیہات خراب اور ویران ہو گئے تو ہشام اور اہل قرطبہ کو مارتے مارتے قرطبہ میں داخل کر دیتے' اس روزانہ جنگ اور آئے کی دن شکست سے اہل قرطبہ تنگ آ گئے اور رسد وغلہ کا ذخیرہ بھی ختم ہو چلا۔ مستعین اور بربری اس وجہ سے کہ مضافات قرطبہ پہلے ہی سے ویران ہو گئے تھے۔ کھیتیاں خراب ہو گئیں تھیں' کمی رسد وغلہ سے پریشان ہو رہے تھے۔ نہ تو محاصرہ اٹھا کر واپس آتے بنتا تھا اور نہ قرطبہ فتح ہوتا تھا۔ کچھ سوچ سمجھ کر مستعین اور بربریوں نے ابن اوفونش کو اپنی کمک کی غرض سے طلب کیا۔

ہشام کا قتل: ہشام مؤید اور اس کے حاجب واضح کو اس کی خبر لگ گئی۔ انہوں نے ابن اوفونش کو صوبہ قشتالہ دے کر مستعین کی مدد کرنے سے روک دیا۔ اس صوبہ کو منصور نے عیسائیوں سے فتح کیا تھا۔ بالآخر بربریوں اور مستعین نے بزور تیغ سن ۴۰۰ھ میں قرطبہ فتح کر لیا۔ ہشام موید مارا گیا اور مستعین مع بربری فوج کے قرطبہ میں داخل ہوا۔ سب اپنی عورتوں' لڑکوں اور بچوں سے جا ملے۔ ایک مدت کے بچھڑے ہوئے اپنے اپنے مکانات میں آ کر آباد ہوئے۔

امرا کی خود مختاری: اس واقعہ سے مستعین کی دماغ میں اپنی حکومت کے مستقل ومضبوط ہو جانے کا خیال جم گیا' بربریوں اور غلاموں کو بڑے بڑے شہروں کی حکومت پر مامور کیا انہیں وسیع اور زرخیز صوبوں کی حکمرانی دی' چنانچہ بادیس بن حبوس کو غرناطہ کی' محمد بن عبداللہ برزالی کو قرمونہ کی' اور ابو ثور بن ابی اشبل کو شریش کی حکومت عطا کی۔ اراکین دولت کا شیرازہ منتشر ہو گیا تمام بلاد اندلس میں پریشان ہو کر نکل گئے اور آخر کار اسی زمانہ سے طوائف الملوکی بھی شروع ہو گئی ابن عباد نے اشبیلیہ میں' ابن افطس نے بطلیوس میں' ابن ذی النون نے طلیطلہ میں' ابن ابی عامر نے بلنیہ ومرسیہ میں' ابن ہود نے سرقسطہ میں اور مجاہد عامری نے دانیہ اور جزائر میں خود مختاری حکومت کا اعلان کر دیا جیسا کہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

ابن حمود کا قرطبہ پر قبضہ: جس وقت اراکین دولت قرطبہ منتشر اور متفرق ہو گئے بربریوں نے حکومت وسلطنت پر قبضہ کر لیا' علی بن حمود اور اس کا بھائی قاسم (جو کہ ادریس کے پس ماندگان خاندان سے تھے اور بربریوں کے ساتھ سرحد سے آئے تھے) دعوے دار حکومت ہو گئے اور زیادہ تر بربریوں کی حمایت اور اعانت سے ۴۰۷ھ میں قرطبہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ مستعین کو قتل کر کے بنو امیہ کی بادشاہت کے آثار معدوم اور نیست ونابود کر دیئے۔ سات برس تک اسی صورت سے قرطبہ کی حکومت کا سلسلہ جاری رہا۔ اس کے بعد پھر بنی امیہ اٹھے اور اولاد ناصر میں سے ایک شخص حکومت وامارت کی عبا پہن کر تختِ

خلافت پر متمکن ہوا پھر تھوڑے دن بعد عنان حکومت ان کے قبضہ سے نکل گئی اور حکومت و سلطنت پر عرب' غلاموں اور بربریوں نے قبضہ کرلیا۔ ملک اندلس چھوٹی چھوٹی ریاستوں میں منقسم ہوگیا۔ ان لوگوں نے علیحدہ علیحدہ اپنی اپنی خودسر حکومتیں قائم کر کے وہی القاب اور خطابات اختیار کئے جو خلفاء کے تھے جیسا کہ ہم اسے کامل طور سے ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

المستظہر و مستکفی: اہل قرطبہ نے سات سال کے بعد حمودیوں کو کرسی امارت سے اتار دیا' قاسم بن حمود نے بربری فوج لے کر قرطبہ پر فوج کشی کی' اہل قرطبہ نے متفقہ قوت سے قاسم کو شکست دی اس وقت اہل قرطبہ کو یہ خیال پیدا ہوا کہ عنان حکومت اندلس بنو امیہ کے قبضۂ اقتدار میں دی جائے' وہی اس کے مستحق اور لائق ہیں۔ چنانچہ عبدالرحمن بن ہشام بن عبدالجبار (برادر مہدی) کو شاہی کے لئے منتخب کیا اور ماہ رمضان ۴۱۴ھ میں اس کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کی۔ المستظہر کا خطاب دیا۔ ابھی اس کی خلافت و حکومت کو دو ماہ بھی نہیں گزرے تھے کہ محمد بن عبدالرحمن بن عبیداللہ بن خلیفہ ناصر بدعوے خلافت مستظہر کے خلاف اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے باپ کو منصور نے مخالفت کی وجہ سے قتل کروایا تھا۔ اس وقت سے یہ خاموشی موقع اور وقت کا منتظر تھا اب جب کہ بربریوں سے دولت و حکومت خالی ہوگئی تو اس نے علم مخالفت بلند کر دیا۔ عوام الناس اور بازاریوں کا جم غفیر اس کے ساتھ ہولیا مستظہر کو اس کی روک تھام میں ناکامی ہوئی۔ محمد بن عبدالرحمن نے قرطبہ پر قبضہ حاصل کر کے ''مستکفی'' کا خطاب اختیار کیا اور بالاستقلال تخت حکومت پر بیٹھ کر قرطبہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

معتلی بن حمود: مستکفی کی بیعت خلافت کے چھ مہینے بعد قرطبہ کی عنان حکومت (۴۱۶ھ میں) یحییٰ بن علی بن حمود یعنی معتلی کے قبضہ میں چلی گئی جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔ مستکفی بحال پریشان سرحدی بلاد کی طرف بھاگ گیا اور اسی زمانہ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا۔ چند روز بعد اہل قرطبہ نے معتلی بن حمود کو ۴۱۷ھ میں تخت خلافت سے اتار دیا۔

المعتمد باللہ: وزیر السلطنت ابو محمد جہور ابن محمد بن جہور اور سرداران قرطبہ نے ہشام بن محمد برادر مرتضیٰ کی خلافت کی بیعت کر لی' ہشام بن محمد ان دنوں سرحد پر مقام لاردہ میں ابن ہود کے پاس مقیم تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ میری خلافت کی بیعت لی گئی ہے تو ۴۱۸ھ میں لاردہ سے برنث چلا آیا اور ''المعتمد باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن عبداللہ بن قاسم برنث پر قابض ہوگیا تھا۔ پس ہشام نے یہیں قیام اختیار کیا' تین برس تک سرحد ہی پر مارا مارا پھرا' رؤسا اور سرداران قبیلہ میں باہم اختلاف پڑا ہوا تھا۔ فتنہ و فساد کی گرم بازاری تھی بالآخر اس امر پر متفق ہوئے کہ ہشام (معتمد) کو قرطبہ میں لا کر ٹھہرانا چاہئے چنانچہ وزیر السلطنت ابو محمد جہور اراکین دولت کے ایک گروہ کے ساتھ ہشام کے پاس گیا اور ۴۲۰ھ میں اسے قرطبہ لے آیا' تھوڑا ہی زمانہ گزرنے پایا تھا کہ ۴۲۲ھ میں لشکریوں نے اسے معزول کر دیا' غریب معتمد نے لاردہ کا راستہ لیا اور وہیں ۴۲۸ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے سے خلافت امویہ کا دور ختم ہوگیا اور اس کی حکومت و سلطنت کا ٹمٹماتا ہوا چراغ گل ہو گیا واللہ غالب علیٰ امرہ۔[1]

---

[1] ملک اندلس جسے طارق وطریف سپہ سالاران لشکر اسلام نے بہ زمانہ گورنری موسیٰ بن نصیر گورنر افریقہ عہد خلافت ولید اموی ۹۲ھ میں فتح کیا تھا تقریباً پچاس برس تک بطور ایک صوبہ کے خلافت دمشق کے ماتحت رہا اس زمانہ میں اکثر دربار خلافت سے اس صوبہ کا گورنر مقرر ہو کر آتا تھا.....

.... ۹۶ھ تھا اور گاہے گورنر افریقہ اپنی جانب سے کسی شخص کو اس صوبہ پر مامور کر دیتا تھا۔ اس پچاس سال کے آخر میں طوائف الملو کی اور خودسری بھی شروع ہو گئی تھی۔ قبائل عرب آپس میں لڑنے بھڑنے لگے تھے۔ ایک دوسرے کو کاٹے کھاتا تھا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلافت دمشق کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا تھا۔ تخت خلافت پر عباسیہ کا قبضہ ہو گیا تھا۔ عبدالرحمن نامی ایک شخص شاہزادہ گان بنو امیہ سے کسی نہ کسی طرح اپنی جان اس عام خونریزی سے بچا کر اندلس پہنچا اور اپنی مدبرانہ کارروائیوں اور پولیٹکل چالوں سے اندلس پر قابض ہو گیا۔ ان سب واقعات کو آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس وجہ سے ہم اُن کا اعادہ نہیں کرنا چاہتے۔

عبدالرحمن داخل بنوامیہ میں سب سے پہلے ۱۳۸ھ میں اندلس آیا تھا اور بنوامیہ کی مردہ شان وشوکت کو از سر نو زندہ کیا تھا۔ بہت بڑے حوصلہ اور دماغ کا آدمی تھا۔ اندلس کی متعدد اور خودسر حکومتوں اور بغاوتوں کو سر کر کے اسی نے ایک مہذب اور شائستہ گورنمنٹ بنائی تھی۔ اسی نے تمام خودمختار اور جنگجو امراء کو زیروزبر کر کے اندلس کو پُرامن اور انصاف پسند حکومت کا خطاب دیا تھا۔ اس کے بعد اس کے خاندان سے ۴۲۸ھ تک تیرہ اشخاص اور جانشین ہوئے جن کے زمانہ حکومت کے حالات علیحدہ علیحدہ تحریر کیے گئے ان تیرہ اشخاص میں سے گنتی کے چند اشخاص ایسے گزرے ہیں جنہیں جہانداری اور حکومت کا سلیقہ تھا۔ ورنہ سب کے نہیں تو ان میں اکثر ایسے تھے جو کہ امراء دولت اور افسران فوج کے ہاتھ کی کٹ پتلی یا موم کی ناک تھے۔ مگر وہ چند اشخاص ایسے تھے جن کی ذات سے اندلس کا نام روشن ہو گیا تھا۔ تمام یورپ نے ان کا لوہا مان لیا تھا۔ علم وہنر اور فنون کی قدردانی میں شہرہ آفاق تھے تقریباً دوسونوے برس ملک پر حکمرانی کی اور اس مدت میں ان تاجداروں نے اندلس کو دلہن کی طرح آراستہ کر دیا۔ قرطبہ کیا تھا تمام جہان کے علوم وفنون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ دور دراز ملکوں سے طلباء علوم یہاں کی یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے آتے تھے۔ یورپ نے اسی کی شاگردی میں زانوئے ادب تہہ کیا تھا۔ ان بادیہ نشینان عرب نے ملک اندلس میں جو نمایاں دم کیے تھے وہ آج بڑے سے بڑے سائنسدان طبیعیات داں اور فرزانہ روزگار فلاسفر سے نہیں بن پڑتا۔ بزم اور رزم دونوں کے وہ مالک تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں قلم ہوتا تھا تو دوسرے ہاتھ میں تلوار۔ تعمیرات کی طرف آنکھیں اٹھتی ہیں تو اس وقت وہ زبان حال سے اپنے بانیوں کی عظمت وجلال کا افسانہ کہہ رہی ہیں:

از نقش و نگارے در و دیوار شکستہ
آثار پدیداست صنادید عجم (نہیں) عرب را

وجہ تسمیہ اندلس: بنوامیہ کا دور حکومت تمام ہوتا ہے اس کے بعد طوائف الملو کی کا سلسلہ اور خودمختار ریاستوں کا آغاز ہوتا ہے لہٰذا اس موقع پر ہم سرزمین اندلس کے کچھ اوصاف بیان کرنا چاہتے ہیں اور مدینۃ الخلفاء قرطبہ کی بعض تعمیرات پر بھی ایک سرسری نظر ڈالا چاہتے ہیں۔

از در دوست چہ گویم بچہ عنوان رفتم
ہمہ شوق آمدہ بودم ہمہ حرماں رفتم

مؤلف کتاب نفح الطیب تحریر کرتا ہے کہ سرزمین اندلس کے اوصاف کسی عبارت میں کامل طور سے بیان نہیں کیے جا سکتے اور نہ اس کی خوبی ولطافت پر کسی قسم کا غبار پڑ سکتا ہے۔ ابن سعید کہتا ہے کہ یہ ملک اندلس بن طوبان بن یافث بن نوح علیہ السلام کے نام سے موسوم ہوا کیونکہ اندلس نے اپنی سکونت کے لئے اس سرزمین کو منتخب کیا تھا جیسا کہ طوبان کے بھائی سبت بن یافث کے نام سے اندلس کے سامنے کی سرحد اس کی سکونت کے باعث سبتہ کہلائی۔ ابن غالب کا بیان ہے کہ اندلس یافث بن نوح علیہ السلام کا بیٹا تھا جس نے ابتداً اس سرزمین میں سکونت اختیار کی تھی۔

اوصاف اندلس: ابوعامر سلمی نے اپنی کتاب بدور القلائد وغرر الفوائد میں تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس بہترین ملکوں میں سے ہے اس کی ہوا اور سرزمین نہایت معتدل اور اس کا پانی نہایت شیریں، ہوا پاکیزہ، اور حیوانات ونباتات نفیس ہیں یہ ملک اوسط الاقالیم سے ہے اور خیر الامور اوسطہا ایک مشہور مثل ہے۔ ابوعبید بکری تحریر کرتا ہے کہ ملک اندلس پاکیزگی میں شام ہے ہوا کے لحاظ سے یمن سے مشابہ ہے۔ مسطح اور معتدل ہونے کے اعتبار سے ہند ہے۔ عمدگی اور لطافت میں اہواز ہے اور زرخیزی میں چین ہے۔ اس کے سواحل اور اس کے معاون میں طرح طرح کے قیمتی جواہر مخزون ہیں۔ آثار قدیمہ بھی بکثرت ہیں۔ مسعودی نے مروج الذہب میں تحریر کیا ہے کہ بحر اندلس کے ساحل شنترین اور شدونہ میں عنبر بکثرت پیدا ہوتا ہے اس کے علاوہ سونا چاندی اور پارہ کی متعدد کانیں ہیں۔ زعفران بھی پیدا ہوتا ہے۔ بعض مبصرین کا بیان ہے کہ اندلس میں تمام قسم کی کانیں ہیں جو سبعہ سیارہ کے تاثیرات سے پیدا ہوتی ہیں۔ رانگ کو زحل سے تعلق ہے اس کی بھی اندلس میں کان ہے۔ قزدیر سفید (ایک قیمتی پتھر ہے) منسوب بمشتری ہے۔ اس کی کان

...... کان بھی اندلس میں ہے۔ لوہا مریخ کی طرف منسوب ہے یہ بھی اندلس کی کان سے برآمد ہوتا ہے۔ سونا شمس کی جانب منسوب ہے' تانبا زہرہ کی جانب' پارہ عطارد کی جانب اور چاندی قمر کی طرف اور ان سب چیزوں کی کانیں اندلس میں موجود ہیں۔ غرض کہ اندلس کیا ہے۔ ایک زرخیز ملک ہے جس کی ہوا بھی معتدل ہے اور سرزمین بھی شاداب ہے۔

جزیرہ نمائے اندلس مثلثہ الشکل ہے اور تین حصوں وسطی' شرقی اور غربی پر مشتمل ہے۔ وسطی میں قرطبہ' طلیطلہ' جیان' غرناطہ' مریہ اور الفہ وغیرہ شامل تھے۔ بظاہر یہ چھ شہر ہیں۔ لیکن حقیقت میں ہر ایک مستقل مملکت کے حکم میں تھے۔

قرطبہ کے متعلقات سے استجہ' بلکونہ' قبرہ' زندہ' غافق' مدور' اسطیہ' بیانہ' جنانہ اور قصیر وغیرہ تھے۔

طلیطلہ کے مضافات سے وادی الحجارہ' قلعہ رباح اور طلمنکہ وغیرہ تھے۔ مضافات جیان سے ابذہ بیاسہ اور قسطہ وغیرہ تھے۔ متعلقات غرناطہ سے وادی آش' منکب اور لوشہ وغیرہ تھے۔ اعمال مریہ سے اندرش اور مالقہ کے مضافات سے ملیش اور الحامہ وغیرہ تھے ملیش میں بکثرت میوہ جات پیدا ہوتے تھے الحامہ میں گرم پانی کا چشمہ وادی کی صورت میں تھا۔

شرقی اندلس میں صوبجات مرسیہ' بلنسیہ' دانیہ' سہلہ اور ثغر اعلیٰ تھے۔ مرسیہ کے متعلقات سے اربولہ' القنت اور قہ وغیرہ شمار کیے جاتے تھے۔ بلنسیہ میں شارطبہ اور جزیرہ شقر تھے' دانیہ کے متعلق بھی چند شہر تھے۔ جنہیں گردش زمانہ نے ویران و خراب کر ڈالا۔

سہلہ میں بھی کئی شہر آباد تھے۔ یہ صوبہ بلنسیہ اور سرقسطہ کے درمیان میں واقع تھا اسی وجہ سے اسے بعضوں نے ثغر اعلیٰ کے مضافات سے شمار کیا تھا۔ اس صوبہ میں متعدد قلعے اور کئی شہر آباد تھے۔

ثغر اعلیٰ کے مضافات سے سرقسطہ' کورہ لاردہ' قلعہ ایوب' کورہ تطیلہ اور اس کا شہر طرسونہ تھا' کورہ دشقہ (اس کا شہر تمریط تھا) کورہ مدینہ سالم (میڈ ناسلی) کورہ قلعہ ایوب (اس کا شہر ملیانہ تھا) کورہ بربطانیہ اور کورہ باروشہ تھا۔

غربی اندلس میں اشبیلیہ' ماردہ' اشبونہ اور شلب شمار کیے جاتے تھے۔ مضافات اشبیلیہ میں سریش خضراء اور لبلہ تھا۔ ماردہ کے مضافات سے بطلیوس' بابر وغیرہ تھے۔

اعمال اشبونہ میں شنترین سب سے بہتر اور عمدہ مقام تھا۔

صوبجات شلب سے سینٹ مریہ وغیرہ تھے۔

ان کے علاوہ جزیرہ نماء اندلس میں بہت سے چھوٹے چھوٹے جزائر ہیں اگر ان سب کے حالات تحریر کیے جائیں تو مضمون کافی طویل ہو جائے گا۔ بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ اندلس کا طول تیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض نو ایام کے سفر کا تھا۔ جسے چالیس بڑی بڑی نہریں چند حصوں میں منقسم کرتی تھیں۔ نہروں کے علاوہ بہت سے قدرتی چشمے تھے۔ معاون کی کوئی حد نہ تھی۔ دار الحکومت کے اسی شہر تھے۔ دیہاتوں اور قصبات کا شمار حد سے باہر تھا۔ صرف نہر اشبیلیہ کے کنارہ بارہ سو گاؤں آباد تھے اندلس کی آبادی کا اندازہ اس سے ہوتا ہے کہ قدم قدم پر مسافروں کے لئے بازار سرائیں اور مسافر خانے ملتے تھے۔ مسافر دو کوس بھی جنگل' پہاڑ اور ویرانے میں نہیں چلنے پاتا تھا کہ اسے آرام کے لئے مکانات مل جاتے تھے اور صاحب جغرافیہ نے تحریر کیا ہے کہ ملک اندلس کا طول چالیس یوم کی مسافت کا تھا اور عرض اٹھارہ یوم کی مسافت کا۔

قرطبہ کی بعض عمارت اور جامع مسجد: یوں تو قرطبہ اور بلاد اندلس کی تمام عمارتیں قابل الذکر ہیں خاص کر اس وجہ سے کہ ان سے عرب کی صناعی کا ثبوت ملتا ہے اور ان سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عربوں نے ایک ہی صدی کے اندر کس قدر اور کسی بلا کی ترقی کی تھی مگر اس موقع پر ہم صرف جامع مسجد قرطبہ اور اس کی بعض عمارتوں کا تذکرہ کر کے اپنے اس نوٹ کو ختم کرتے ہیں۔

جامع مسجد قرطبہ کا بنیادی پتھر عبدالرحمٰن داخل مجدد دولت امویہ اندلوسیہ نے ۷۸۶ء ۱۵۹ھ میں رکھا تھا۔ اسی ہزار دینار خرچ کر چکا تھا مگر تعمیر تکمیل کو نہیں پہنچی تھی۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ہشام نے ۷۹۳ء ۱۶۶ھ میں جامع مسجد کی تعمیر کی تکمیل کی۔ اس کے بعد ہر نئے حکمران نے اور کسی نے نام آوری کی غرض سے اور کسی نے نمازیوں کی آسائش کے خیال سے کچھ نہ کچھ جدید عمارتیں اضافہ کیں' رفتہ رفتہ یہ مسجد مسلمانان عرب کے ابتدائی کمالات کا ایک عمدہ نمونہ بن گئی۔ اس مسجد میں چھتوں کے مسقف اور ڈاٹ دار گنبدوں کی تعداد شرقاً و غرباً ۱۹ اور شمالاً جنوباً ۲۱ تھی۔ پیتل کے ۲۱ دروازہ منقش و ......

...... ⁂ مشجر لباس پہنے ہوئے نمازیوں کا انتظار کرتے تھے۔ بارہ سو ترانوے مطلا ستون مسجد کی مقدس چھت کو اٹھائے ہوئے تھے خاص درجہ میں نقرئی فرش تھا۔ جابجا پچی کاری کا نفیس اور عمدہ کام بنا ہوا تھا ستونوں پر سونے اور قیمتی قیمتی پتھروں سے خوش نما نقش و نگار بنائے گئے تھے منبر ہاتھی دانت اور ایک خاص قسم کی لکڑی کے ۳۶ ہزار ٹکڑوں سے بنایا گیا تھا جو بوقت ضرورت علیحدہ ہو سکتا تھا یہ ٹکڑے سونے کی کیلوں اور پتھروں سے باہم ملائے گئے تھے' صحن مسجد میں چار وسیع اور خوبصورت حوض پانی سے لبریز رہا کرتے تھے ان حوضوں میں کلوں اور نلوں کے ذریعہ سے پانی قریب کی ایک پہاڑی سے لایا گیا تھا۔

مسجد کے بازو پر لاتعداد کمرے اور حجرے بنے ہوئے تھے۔ جن میں طلباء اور مسافروں کی مہمان داری اور نہایت فراخ حوصلگی سے کی جاتی تھی۔ ایک سو پیتل کی لالٹینیں لگی ہوئی تھیں جن کے ذریعہ سے مسجد کی رات روز روشن ہو جاتی تھی۔ رمضان المبارک میں موم کی ایک بڑی بتی وزنی ۲۵ ثار تمام رات جلا کرتی تھی۔ تین سو آدمی صرف اس غرض کے لئے ملازم تھے کہ عود و عنبرات لالٹینوں میں جلانے کے لئے خوشبو دار تیل بناتے رہے اللہ رے مسلمانوں کا عروج اور مسجد جامع کی شان و شوکت' جسے ان لوگوں نے خود اپنے ہاتھوں سے خاک میں ملا دیا اور اللہ تعالیٰ کی اس وعید کہ ﴿ ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسھم﴾ کو بھلا کر دنیا اور جاہ پرستی میں مصروف ہو گئے۔

قرطبہ کی مشہور عمارتوں میں قصر الازہار' قصر العاشقین' قصر السرور اور قصر التاج وغیرہ تھیں۔ ایک محل سراشاہی کا نام دمشق تھا۔ اس کی چھتیں سنگ مرمر کے ستونوں پر کھڑی تھیں اور فرش پر نہایت کاری گری سے پچی کاری کی گئی تھی۔ دیواروں پر سر سبز باغات کے نقشے کھینچے گئے تھے۔ دیکھنے والوں کو یہ تمیز نہیں ہو سکتی تھی کہ یہ اصلی باغات ہیں یا ان کے نقشے ہیں۔ مصنوعی جھیل' تالات اور سنگ مرمر کے متعدد حوض بہ کثرت تراش تراش کے بنائے گئے تھے جو گریشیا کے پہاڑوں سے بنوا کر قرطبہ میں منگوائے گئے تھے اور ان میں پانی آ آ کر جمع ہوتا تھا جس سے سلطانی باغات اور تمام شہر کی آب پاشی کی جاتی تھی۔ اس مرحوم شہر میں ۳۸۷۷ مسجدیں اور ۹۱۱ حمام تھے۔ جس میں ہر خاص و عام غسل کر سکتے تھے۔ اسے آخر کار مہذب عیسائیوں نے جب کہ ان کی دوبارہ سلطنت قائم ہوئی۔ مسلمانوں کی زندگی یادگار سمجھ کر مسمار کرا دیا۔

مدینۃ الزاہرہ وہ خوش نما شہر ہے جسے خلیفہ عبدالرحمٰن ثالث نے بطور دار شہر قرطبہ کے پہلو میں اپنی محبوب بی بی زہرہ کے نام سے آباد کیا تھا۔ یہ شہر جبل العروس کے دامن میں جو شہر قرطبہ کے محاذ میں چند میل کے فاصلہ پر آباد ہے اس شہر میں اس کا مشہور قصر قصر الزہراء تھا دس ہزار معمار و نجار اس کی تعمیر میں یومیہ کام کرتے تھے اور اینٹوں کے بجائے چھ ہزار سنگی سگیں روزانہ تیار ہوا کرتی تھیں۔ تین ہزار جانور بار برداری عمارت کے ضروری سامان وغیرہ لے جانے کے لئے مقرر تھے۔ چار ہزار ستون اس میں وہ کھڑے کیے گئے تھے۔ جنہیں سلاطین قسطنطنیہ و روما اور کارنج نے بطور تحفہ بھیجے تھے۔ پندرہ ہزار دروازے تھے جن پر لوہے اور چمکدار پیتل کے غلاف چڑھے ہوئے تھے۔

سلطانی کمرے کی چھت اور دیواریں بالکل مطلا تھیں اور اس میں ایک نہایت عمدہ فوارہ نصب تھا۔ یہ فوارہ پورے پتھر کے ایک ٹکڑے سے تراش کر بنایا گیا تھا۔ اس فوارہ کو شاہ یونان نے ایک عدیم النظیر وریتیم کے ساتھ ہدیتہً بھیجا تھا۔ کمرے کے عین وسط میں ایک چھوٹا سا حوض پارہ سے لبریز بنایا گیا تھا اور ہر طرف سے آٹھ آٹھ دروازے تھے جن پر دندان فیل اور آبنوس کی نہایت صنعت سے گلکاری کی گئی تھی اور طرح طرح کے قیمتی پتھروں سے ان پر گل بوٹے بنائے گئے تھے جب آفتاب کی کرنیں ان دروازوں سے اندر داخل ہو کر اپنی حرارت سے پارہ کو متحرک کرتی تھیں تو یہ معلوم ہوتا تھا کہ گویا بجلی کوندر ہی ہے۔

حقیقت یہ ہے اس شہر کے عجائبات اور اس کی عمارتوں کی خوبیاں تحریر کرنے کے لئے ایک دفتر کی ضرورت ہے ملتقط از نفح الطیب جلد اول صفحہ ۸۱ لغایتہ ۱۴۰ ۔ ۲۹۷ لغایتہ ۳۷۴۔

باب: ۳۳

بنی حمود کا عروج

حمود بن میمون: بربریوں اور مغاربہ کے ساتھ جو کہ مستعین کے ہوا خواہ تھے دو بھائی عمر بن ادریس کی اولاد سے تھے ان میں سے ایک کا نام قاسم تھا دوسرے کا نام علی۔ یہ دونوں بیٹے حمود بن میمون بن احمد بن علی بن عبید اللہ بن عمر بن ادریس کے تھے۔ یہ لوگ بربریوں کے گروہ کے ساتھ بلاد غمارہ میں تھے اور انہی کے ذریعہ سے انہوں نے ریاست و امارت حاصل کی تھی جو محمد اور عمر' اولاد ادریس کے پس ماندگان خاندان میں ایک زمانہ تک قائم رہی۔ اس وجہ سے بربریوں کا ان لوگوں کے ساتھ میل جول اور تعلق تھا اور یہی امراء ان لوگوں کے فخر و مباہات کا باعث ہوا۔ پس یہ لوگ بربریوں کے ساتھ بلاد غمارہ سے سرزمین اندلس میں آئے اور مستعین نے ان مغاربہ کے ساتھ جنہیں سند حکومت دی تھی ان لوگوں کو بھی سرداری و حکومت عطا کی ان میں سے علی کو طنجہ کی حکومت مرحمت فرمائی اور قاسم کو جزیرہ خضراء پر مامور کیا۔ قاسم سے علی بڑا تھا۔ چونکہ مغاربہ اور بربریوں کے دلوں میں اولاد ادریس کی ہوا خواہی سے کہ اس کی حکومت اس طرف پہلے سے متمکن تھی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اس وجہ سے علی بن حمود کی حکومت میں کسی قسم کا زوال و تزلزل پیدا نہ ہوا اور اس کے رعب و داب کا سکہ چلنے لگا دو برس تک اس نے حکمرانی کی حتیٰ کہ خود اس کے باڈی گارڈ نے اسے حمام میں ۴۰۸ھ میں قتل کر ڈالا۔

قاسم بن حمود المامون: اس کی جگہ اس کا بھائی قاسم بن حمود حکمران ہوا اس نے ''المامون'' کا خطاب اختیار کیا اس کی حکمرانی کے چار برس بعد' یحییٰ بن علی نے ستبہ میں اس سے حکومت و ریاست کے بارے میں جھگڑا کیا۔ یحییٰ بن علی' غربی اندلس میں امیر اور اپنے باپ کا ولی عہد تھا۔ قاسم نے اس کی سرکوبی کے لئے ۴۱۲ھ میں اپنی بربری فوج کو عساکر اندلس کے ساتھ روانہ کیا۔ یحییٰ نے مالقہ کی پشت پناہی سے مقابلہ کیا اور اپنے بھائی ادریس کو جو اپنے باپ کے زمانہ سے یہیں تھا۔ ستبہ کی جانب بھیج دیا۔ اس اثناء میں کمک پر زادی بن زیری غرناطہ سے آ گیا جو کہ ان دونوں بربریوں کا دوسرا سردار تھا' یحییٰ نے اس کی اعانت اور پشت پناہی سے قرطبہ پر حملہ کیا اور ۴۱۳ھ میں اس پر قابض ہو گیا ''المعتلی'' کا مبارک خطاب اختیار کیا۔ ابوبکر بن ذکوان کو عہدۂ وزارت عطا فرمایا۔ مامون نے جان بچانے کی غرض سے اشبیلیہ کا راستہ لیا۔ اشبیلیہ پہنچ کر پھر اپنی حکومت و ریاست کی بنا ڈالی قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے بیعت کر لی۔ بعض بربری فوجوں کو بھی اپنی داد و دہش سے دوبارہ ملا لیا اور انہیں فوج کی صورت میں آراستہ کر کے اپنے برادرزادہ پر چڑھائی کر دی' چنانچہ ۴۱۴ھ میں قرطبہ پر دوبارہ قابض ہو گیا۔ معتلی بھاگ کر مالقہ پہنچا۔

اہل قرطبہ کی بغاوت: زمانہ حکومت مستعین سے مامون کے عمال جزیرہ خضراء پر قابض ہو گئے تھے اور اس کا بھائی دریا کے اس پار طنجہ پر متصرف ہو گیا تھا۔ مامون نے اسے اپنے اور اپنے بیٹوں کے لئے مرکز بنا رکھا تھا۔ اپنے مال و اسباب کو یہیں محفوظ رکھتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ خبر قرطبہ تک پہنچی کہ اس نے جزیرہ خضراء کے دارالحکومت اور اس کے قلعوں پر قبضہ کر لیا ہے' بنو امیہ کے ساتھ تشدد اور سختی کا برتاؤ کرتا ہے اہل قرطبہ نے متفق ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کی اطاعت و فرماں برداری کے طوق کو اپنی گردن سے اتار کر پھینک دیا' بنو امیہ میں سے مستظہر کے بعد مستکفی کی خلافت کی بیعت کی گئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ مامون اور بربری فوج نے شہر سے نکل کر جدال و قتال کا بازار گرم کر دیا' پچاس دن تک شہر کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل قرطبہ متعلق اور جمع ہو کر ان کی مدافعت کو شہر سے باہر آئے اور نہایت مردانگی سے بزور تیغ ان کے محاصرہ کو ۴۱۳ھ میں اٹھا دیا۔ مامون بھاگ کر اشبیلیہ پہنچا اس وقت اشبیلیہ میں اس کا بیٹا محمد اور سرداران بربر سے محمد بن زیری موجود تھا۔ قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد نے اسے سمجھایا کہ موقع اچھا ہے شہر پر قبضہ کر لو اور مامون کو شہر میں داخل نہ ہونے دو' چنانچہ اہل اشبیلیہ نے محمد بن زیری کے اشارہ سے محمد بن قاسم مامون کو شہر سے نکال دیا اور مامون کو شہر کے اندر داخل نہ ہونے دیا اور اپنے شہر کو آپ بنگرانی محمد بن زیری انتظام کرنے لگے کچھ روز بعد قاضی محمد بن اسماعیل نے محمد بن زیری کو بھی نکال باہر کیا۔

قاسم مامون کی اسیری: اس واقعہ کے بعد مامون سریش کی طرف چلا گیا' بربری فوجیں اس کی ہمراہی سے علیحدہ ہو کر یحییٰ معتلی (مامون کے بھتیجے) کے پاس چلی آئیں اور ۴۱۵ھ میں اس کی امارت و ریاست کی اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی' معتلی نے سامان جنگ درست کر کے اپنے چچا قاسم ملقب بہ مامون پر سریش میں چڑھائی کر دی اور کمال مردانگی سے سریش پر قبضہ کر کے مامون کو گرفتار کر لیا' اس زمانہ سے مامون اس کے پاس اور اس کے بعد اس کے بھائی ادریس کے پاس مالقہ میں برابر قید رہا حتیٰ کہ بحالت قید ۴۳۱ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوشی حاصل کر لی اور یحییٰ معتلی استقلال و استحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ محمد اور حسن پسران قاسم ملقب بہ مامون نے اپنے عم زاد بھائیوں کو نظر بند کر کے جزیرہ روانہ کر دیا اور مغاربہ میں سے ابوالحجاج کو ان کی نگرانی کا حکم دیا' ایک مدت میں یہ دونوں اسی حالت میں رہے۔

مستکفی کی معزولی: اس کے بعد اہل قرطبہ نے مستکفی کو بار خلافت سے سبک دوش کر کے معتلی کی حکومت کے آگے سر اطاعت جھکا دیا۔ معتلی نے اپنی طرف سے ان لوگوں پر سرداران بربر سے عبدالرحمٰن بن عطاف یفرنی کو متعین کیا۔ غریب مستکفی بحال پریشان سرحدی شہروں کی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔ چنانچہ اسی حالت فرازی میں مقام مدینہ سالم (میڈ ناسلی) میں پہنچ کر جان بحق ہو گیا۔

ابومحمد بن جمہور کا امارت قرطبہ پر قبضہ: ۴۱۷ھ میں اہل قرطبہ نے معتلی کی اطاعت کو اپنے کندھے سے اتار پھینکا اس کے گورنر عبدالرحمٰن بن عطاف کو شہر سے نکال دیا۔ معتمد برادر مرتضٰی کی امارت خلافت کی بیعت کر لی اور کچھ دن بعد معزول بھی کر دیا جیسا کہ ہم اس کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس طوائف الملوکی اور آئے دن کی تبدیلی حکومت سے وزیر السلطنت ابومحمد جمہور بن محمد بن جمہور کی بن آئی قرطبہ کی حکومت و سلطنت پر بلاتردد قبضہ کر لیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ اسے ملوک الطوائف میں بیان کریں گے۔

دولت بنی حمود کا زوال: معتلی اسی زمانہ سے جب کہ اہل قرطبہ نے اس کے گورنر کو نکال دیا تھا اہل قرطبہ کو اپنی غارت گری اور لڑائی کی دھمکی برابر دیتا چلا آتا اور متواتر فوجیں ان کے محاصرہ کو بھیج رہا تھا آخر کار قرب و جوار کے تمام حکام شہر اور قلعہ نے زمام حکومت کو معتلی کے سپرد کر دیا۔ اس سے معتلی کا رعب داب بڑھ گیا۔ حکومت و امارت کو ایک گونہ استقلال استحکام حاصل ہو گیا محمد بن عبداللہ برزالی کو اس کا عروج پسند نہ آیا۔ فوجیں آراستہ کر کے مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور قرمونہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا۔ اسی زمانہ میں معتلی اشبیلیہ میں قاضی محمد بن اسماعیل بن عباد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اتفاق سے ابن عباد کا ۴۲۶ھ میں انتقال ہو گیا۔ معتلی اپنے رکاب کی فوج لئے ہوئے برزالی کی مدافعت کے لئے قرمونہ کی جانب روانہ ہوا۔ برزالی نے متعدد گڑھے اثناء راہ میں کھدوا رکھے تھے اور ان کی گھاس پھوس سے پاٹ رکھا تھا جوں ہی معتلی کا گھوڑا اس موقع پر پہنچا منہ کے بل خندق میں گر پڑا۔ معتلی کی فوج اس غیر متوقع واقعہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی اور بنی حمود کی دولت و حکومت شہر قرطبہ سے منقطع ہو گئی۔

ادریس بن علی کی مشروط بیعت: احمد بن موسیٰ بن بقیہ اور خادم نجی صقلی شروع سے دولت بنو حمود کا ہوا خواہ تھا۔ اس سانحہ کے بعد یہ لوگ مالقہ چلے گئے جو کہ بنی حمود کا مرکز حکومت تھا اور معتلی کے بھائی ادریس بن علی حمود کو ستبہ اور طنجہ سے طلب کر کے تخت حکومت پر متمکن کیا' اس شرط سے اس کے ہاتھ پر بیعت کی کہ ستبہ کی حکومت پر حسن بن یحییٰ مامور کیا جائے چنانچہ ادریس نے مالقہ میں کرسی حکومت پر اجلاس کیا اور ''المتایدباللہ'' کے لقب سے ملقب ہوا۔ مریہ معہ مضافات' رندہ اور جزیرہ والے بخوشی خاطر مطیع ہو گئے۔ ادریس نے حسب قرارداد شرط بیعت حسن بن یحییٰ کو ستبہ کی حکومت عطا کی۔ خادم نجی اس کے ہم رکاب ستبہ گیا۔ اس کا ملوک الطوائف پر بہت بڑا اثر تھا۔

قرمونہ کا محاصرہ: اس کا باپ قاسم بن عباد کے رعب داب سے اس زمانہ کے امراء و حکمران تھراتے تھے بلوائیوں کے قبضہ سے اس نے بہت سے بلاد چھین لئے تھے اسبونہ اور استجہ کو محمد بن عبداللہ برزالی کے قبضہ سے اسی نے نکالا تھا اور چند فوجیں اپنے بیٹے اسماعیل کی افسری میں قرمونہ کے محاصرہ پر روانہ کی تھیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی نے سپہ سالار قرمونہ اور زادی سے امداد طلب کی زادی تو اپنی فوجیں آراستہ کر کے برزالی کی کمک پر آیا اور سپہ سالار قرمونہ نے اپنے لشکر ابن بقیہ کی ماتحتی میں برزالی کی امداد پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں نے قرمونہ کے باہر صف آرائی کی۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل بن قاسم بن عباد کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں مارا گیا سر اتار کر ادریس متاید باللہ کے پاس بھیج دیا گیا۔ اس واقعہ کے دو دن بعد ۴۳۱ھ میں ادریس متاید مر گیا۔

یحییٰ بن ادریس: ابن بقیہ وغیرہ سرداروں نے اس کے بیٹے یحییٰ ملقب بہ حبون کو حکمرانی کی کرسی پر متمکن کرنے کا قصد کیا۔ نجی خادم نے اس سے مخالفت کی اور ستبہ سے حسن بن یحییٰ معتلی کو لئے ہوئے مالقہ آیا بربریوں نے اس کی امارت کی بیعت کر لی ''مستنصر'' کا لقب دیا اور ابن بقیہ کو مخالفت کی وجہ سے ختم کر دیا۔ یحییٰ بن ادریس بھاگ کر قمارش پہنچا اور وہیں ۴۳۴ھ میں مر گیا۔ بعض کہتے ہیں کہ نجی نے اسے قتل کر ڈالا تھا۔ اس کے بعد نجی ستبہ کی جانب سرحدوں کی حفاظت کی غرض سے واپس آیا۔ اس کے ہمراہ حسن بن یحییٰ بھی تھا۔ نجی نے مطیفی کو اس کے ثقہ ہونے کے باعث حسن کی وزارت پر مامور کیا۔

اہل غرناطہ اور بلاد اندلس کے ایک حصہ نے اس کی بیعت کی۔

ادریس بن یحییٰ کی گرفتاری: ۴۳۸ھ میں اس کے چچا ادریس کی لڑکی نے حسن پر یلغار کیا ادھر اس نے حسن کو زہر دے کر مار ڈالا اُدھر سطیفی نے اس کے بھائی ادریس بن یحییٰ کو گرفتار کر لیا اور یحییٰ کو لکھ بھیجا کہ ابن حسن مستنصر تمہارے پاس سبتہ میں ہے۔ اس کی امارت کی بیعت لے لو۔ نجی نے اس غریب کو مکر وفریب سے مار کر مالقہ کی جانب کوچ کیا اور وہاں پہنچ کر خود دعوے دار حکومت ہو گیا۔ بربریوں اور فوج نے نجی کا اس ارادہ سے ساتھ دیا۔ اس کے بعد نجی، حسن ومحمد پسران قاسم بن حمود کی بیخ کنی کے لئے جزیرہ گیا مگر وہاں سے خائب وخاسر ہو کر ناکام واپس ہوا۔ اثناء راہ میں قاسم کے کسی غلام نے نجی کو دھوکہ دے کر مار ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر مالقہ پہنچی تو عوام الناس سطیفی پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار ڈالا۔

ادریس بن یحییٰ کی حکومت: ادریس بن یحییٰ معتلی کو قید خانہ سے نکال کر تخت حکومت پر بٹھایا، یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے، غرناطہ، قرمونہ اور تمام شہر میں بسنے والے جوان کے درمیان تھے ادریس کے مطیع ہو گئے، ادریس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے کر ''عالی'' کا لقب اختیار کیا۔ سبتہ کی حکومت سکوت اور رزق اللہ اپنے باپ کے غلاموں کو دی۔ اس کے بعد اپنے چچا ادریس کے لڑکوں محمد اور حسن کو آئندہ خطرات کے خیال سے قتل کر ڈالا۔ اس سے سوڈانیوں میں شورش پیدا ہو گئی اور ان لوگوں نے متفق ہو کر ان دونوں مقتولوں کے بھائی محمد ثانی کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ اگرچہ پہلے عوام الناس ادریس کا ساتھ دیئے ہوئے تھے مگر پھر ان لوگوں نے اسے محمد کے حوالہ کر دیا۔

محمد مہدی کی امارت اور وفات: محمد نے مالقہ میں ۴۴۸ھ میں بیعت لی تھی اور ''مہدی'' کا لقب اختیار کیا تھا اور اپنے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اس نے ''سانی'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کیا۔ تھوڑے دن بعد مہدی کو بعض وجوہات سے سانی سے کشیدگی پیدا ہو گئی۔ چنانچہ اسے سرحد کی طرف جلا وطن کر دیا۔ سانی نے غمارہ میں جا کر قیام کیا اور عالی قمارش چلا گیا۔ اہل قمارش نے شہر میں داخل ہونے سے روکا، عالی نے جھلا کر مالقہ پر محاصرہ کیا۔ اتنے میں بادیس نے غرناطہ سے مہدی پر اس وجہ سے کہ مہدی نے اپنے بھائی کے ساتھ بے عنوانی کی تھی چڑھائی کر دی۔ مگر مہدی کے حسن تدبیر سے بادیس نے مہدی کی بیعت کر کے غرناطہ کی جانب مراجعت کی اور مہدی اپنے مقبوضہ مالقہ میں ٹھہرا رہا۔ آہستہ آہستہ غرناطہ حبان اور اس کے مضافات والے مہدی کے مطیع اور فرمانبردار ہو گئے حتیٰ کہ مہدی نے ۴۴۹ھ میں وفات پائی۔

محمد اصغر بن ادریس: ادریس بن مخلوع بن یحییٰ بن معتلی کی قمارش اور مالقہ میں بیعت لی گئی، اس نے اپنے غلاموں کو اس درجہ آزاد اور مطلق العنان کر دیا کہ اہل قمارش اور مالقہ کی ایک بڑی جماعت ان غلاموں سے تنگ آ کر بھاگ گئی ۴۵۰ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا۔ تب محمد اصغر بن ادریس متاید تخت نشین ہوا۔ اس نے بھی حسب دستور حکمرانانِ قدیم اپنے کو ایک جدید خطاب سے مخاطب کیا، مالقہ، مریہ اور رزندہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ پھر بادیس دوبارہ مالقہ کی طرف آیا اور ۴۵۱ھ میں اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ محمد اصغر حکومت وریاست سے بے دخل ہو کر مریہ چلا گیا۔ اہل ملیلہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر بلا بھیجا چنانچہ محمد اصغر بحال پریشان ان لوگوں کے پاس گیا ان لوگوں نے اس کی امارت وحکومت کی ۴۵۹ھ میں بیعت کر لی، بنو وقدی، قلوع جارہ اور اس کے قرب وجوار والوں نے اس کی حکومت کے

اقتدار کو تسلیم کر لیا سنہ[1] میں گیا۔

قاسم واثق: باقی محمد بن قاسم جو مالقہ میں قید تھا یہ ۴۱۴ھ میں جیل سے بھاگ کر جزیرہ خضراء پہنچا اور قبضہ حاصل کر کے ''معتصم'' کا خطاب اختیار کیا' ۴۴۰ھ میں اس نے وفات پائی اس کے بعد اس کا بیٹا قاسم ملقب بہ واثق حکمران ہوا۔ ۴۵۰ھ میں یہ بھی رہگذر ملک عدم ہوا۔ اس وقت سے جزیرہ خضراء کی حکومت معتضد بن عباد کے قبضہ میں چلی گئی۔ سکوت برغوانی قاسم واثق کا حاجب بعض کہتے ہیں یحییٰ معتلی کا خادم انہی لوگوں کی طرف سے سبتہ کا گورنر تھا۔ جب معتضد بن عباد جزیرہ پر قابض ہوا تو اِدھر معتضد نے سکوت کو اطاعت و فرماں برداری کا پیام دیا۔ اُدھر سکوت' جزیرہ خضراء کی حکومت اور قبضہ کا دعوے دار ہوا' دونوں میں کشیدگی بڑھی' مدتوں لڑائی اور فساد کا سلسلہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ مرابطین کا دور آ گیا اور ان لوگوں نے سبتہ اور اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔ والبقاء اللہ وعدہ سبحانہ تعالیٰ

[1] اصل کتاب میں صرف سنہ لکھا ہے اور جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

باب: ۳۷

ملوک الطّوائف اندلس

بنوعباد ملوک اشبیلیہ: جب اندلس میں خلافت عربیہ کا شیرازہ منتشر ہو گیا اور بلاد اندلس میں مسلمانوں کی جماعت متفرق ہو گئی اس وقت اس ملک کی عنان حکومت غلاموں وزیروں' اراکین دولت' سرداران عرب اور بربر کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی' ان لوگوں نے اس ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا۔ ہر شخص نے اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنالی۔ ایک دوسرے کو کھائے ڈالتا تھا۔ اس نے ایک صوبہ پر قبضہ کر لیا تو دوسرے نے بڑھ کر دو صوبوں کو اپنا ورثہ سمجھ لیا غرض چھوٹی چھوٹی خودسر حکومتوں کی کوئی انتہا باقی نہ رہی تھی۔ ان بے اعتدالیوں کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان لوگوں نے سرحدی عیسائی بادشاہوں کو خراج دے کر اپنا معین و مددگار بنانا شروع کیا۔ عیسائی سلاطین تو ایسے ہی مواقع کے منتظر رہتے ہیں انہوں نے کھیل کھیلنے شروع کر دیئے کسی کو کسی کے مقابلہ پر مدد دی کسی کا ملک چھین لیا۔ اہل اندلس اسی حالت بد میں مبتلا تھے کہ یوسف بن تاشفین امیر مرابطین کا دور دورہ شروع ہو گیا اور ان سب کو اس نے دبا لیا۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ان خودسر حکمرانوں کے جداگانہ حالات یکے بعد دیگرے تحریر کئے جائیں۔

قاضی ابوالقاسم محمد: بنوعباد ملوک اشبیلیہ کا پہلا حکمران قاضی ابوالقاسم محمد بن ذی الوزارتین ابوالولید اسماعیل بن محمد بن اسماعیل بن قریش بن عباد بن عمر اسلم بن عمر بن عطاف بن نعیم لخمی تھا عطاف بن نعیم لخمی وہ شخص ہے جو لخمی طلیعہ کے ساتھ بلاد اندلس میں اولاً داخل ہوا تھا۔ اصل میں یہ لوگ لشکر حمص میں تھے عطاف اندلس میں داخل ہو کر قریہ طشانہ (اشبیلیہ کے پورب) میں قیام پزیر ہوا اور یہیں پر اس کی نسل نے ترقی کی۔ محمد بن اسماعیل بن قریش طشانہ کا (صاحب الصلوٰۃ) امام تھا اس کے بعد اس کا بیٹا اسماعیل ۴۱۳ھ میں وزارت اشبیلیہ پر مامور کیا گیا اور ۴۱۴ھ میں اس کا بیٹا ابوالقاسم محمد عہدہ وزارت اور قضاء اشبیلیہ پر مقرر رہا اور ۴۲۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

ابوالقاسم محمد اور قاسم بن حمود: ابوالقاسم محمد بن کی ریاست کی بنیاد پڑنے کا سبب یہ ہوا کہ قاسم بن حمود ملقب بہ مامون کے مخصوص اصحاب میں سے تھا اسی نے اسے عہدہ قضاء اشبیلیہ پر متعین کیا تھا۔ ان دنوں سرداران بربرہ میں سے محمد بن زیری اس صوبہ کا والی تھا۔ جس وقت قاسم قرطبہ سے بھاگ کر اشبیلیہ کی جانب آیا اور اشبیلیہ میں داخل ہونے کا قصد کیا اس وقت قاضی ابوالقاسم محمد نے محمد بن زیری کو اشبیلیہ کی حکومت پر قابض ہو جانے کی رائے دی اور یہ اشارہ کر دیا کہ قاسم کو شہر اشبیلیہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ چنانچہ محمد بن زیری نے حکومت اشبیلیہ کی طمع میں ایسا ہی کیا' اس کے بعد اہل اشبیلیہ

نے باشارہ قاضی ابوالقاسم محمد' محمد بن زبیری کو اشبیلیہ سے نکال دیا۔

ابوالقاسم محمد کا امارت اشبیلیہ پر قبضہ: محمد بن زبیری کے نکالے جانے کے بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اشبیلیہ میں مجلس شوریٰ قائم کی اور اس کے ذریعہ اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ اس مجلس شوریٰ کا ایک تو خود آپ ممبر تھا دوسرا ممبر ابوبکر زبیری معلم ہشام و مؤلف مختصر العین (لغت) اور تیسرا ممبر محمد بن برضح الہانی تھا۔ کچھ روز بعد قاضی ابوالقاسم محمد نے اپنی مدبرانہ چالوں سے ابوبکر اور محمد ممبران مجلس شوریٰ کو دبا لیا۔ فوجیں مرتب کیں اور عہدۂ قضاء کا برابر انچارج رہا۔ قاسم مامون جب اشبیلیہ میں داخل نہ ہو سکا تو قرمونہ کی جانب روانہ ہوا اور قرمونہ پہنچ کر محمد بن عبداللہ برزالی کے پاس قیام اختیار کیا۔

محمد بن عبداللہ برزالی: محمد بن عبداللہ برزالی حکومت ہشام اور اس کے بعد زمانہ حکمرانی مہدی سے قرمونہ کا والی تھا ۴۰۴ھ زمانہ طوائف الملوکی میں خود مختاری حکومت کا دعویٰ کیا۔ اس دعویٰ کا محرک بھی وہی قاضی ابوالقاسم محمد بن عباد تھا اور اسی نے محمد بن عبداللہ برزالی کو قاسم بن مامون کی معزولی اور خود مختاری کی رائے دی تھی۔ چنانچہ قاسم مامون قرمونہ سے بھی بے دخل ہو کر سریش چلا آیا اور محمد بن عبداللہ برزالی قرمونہ پر حکومت کرنے لگا۔

عباد بن ابوالقاسم: ابوالقاسم محمد کے بعد اس کا بیٹا عباد حکمران ہوا' اس نے ''المعتضد'' کا لقب اختیار کیا اس کی محمد بن عبداللہ برزالی سے ان بن ہو گئی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ محمد بن عبداللہ برزالی والی قرمونہ نے عباد اور قاسم بن حمود میں جھگڑا کرا دیا۔ چنانچہ قاسم بن حمود سریش سے جنگ کے ارادے سے چلا پہلے عبداللہ بن افطس والی بطلیوس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ قاسم نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر عبداللہ بن افطس کی جنگ پر بھیجا اس مہم میں اسماعیل کے ساتھ محمد بن عبداللہ برزالی بھی تھا۔ مظفر بن افطس مقابلہ پر آیا۔ مظفر نے اسماعیل اور محمد دونوں کو شکست دے کر محمد بن عبداللہ برزالی کو گرفتار کر لیا اور ایک مدت کے بعد رہا کر دیا۔ اس کے بعد قاسم بن حمود اور محمد بن عبداللہ برزالی کی آپس میں چل گئی۔ مدتوں دونوں میں نزاع قائم رہا فتنہ وفساد کا سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ اسماعیل نے محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا۔

محمد بن عبداللہ برزالی کا قتل: ہوا یہ کہ اسماعیل ایک مرتبہ شب خون مارنے کے ارادہ سے قرمونہ پر اپنی فوج لے کر چڑھ آیا اور موقع موقع سے چیدہ چیدہ جوانوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ محمد بن عبداللہ برزالی اس کی آمد سے مطلع ہو کر اپنی فوج کے ساتھ سوار ہو کر مقابلہ پر آیا۔ اسماعیل لڑتا ہوا آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا۔ محمد بن عبداللہ برزالی جوش کامیابی میں بڑھتا چلا جاتا تھا۔ یہاں تک کہ کمین گاہ سے آگے بڑھ گیا۔ اسماعیل کے سپاہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور محمد بن عبداللہ برزالی کو مار ڈالا یہ واقعہ ۴۳۴ھ کا ہے۔

محمد بن عبداللہ برزالی کے مارے جانے کے بعد اسماعیل نے قرمونہ پر قبضہ کر لیا غلاموں اور بربریوں نے اسے حکومت وسلطنت کی طمع دی اس سے جس قدر مال واسباب اور غلہ اٹھا سکا لے کر حملہ کے ارادے سے جزیرہ کی جانب چلا گیا۔ اس وقت اس کا باپ قلعہ فرج میں تھا یہ خبر پا کر چند سواروں کو اس کی جستجو میں روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اسماعیل کو اس کی خبر لگ گئی قلعہ ورد کی طرف جھک پڑا والی قلعہ نے موقع پا کر اسماعیل کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر اس کے باپ کے پاس بھیج دیا۔ اس کے باپ نے اسے اور اس کے کاتب اور تمام ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد ان بربریوں کی سرکوبی کی جانب مائل

ہوا جنہوں نے سرحد پر ہنگامہ برپا کر رکھا تھا۔

عزیز بن محمد والی قرمونہ: ان لوگوں میں سب سے پہلے ہم والی قرمونہ کا حال تحریر کرنا چاہتے ہیں قرمونہ میں مستظہر عزیز بن محمد بن عبداللہ برزالی اپنے باپ کے بعد حکمران ہوا تھا اور قرمونہ کے علاوہ استجہ اور مرور بھی اسی کے تحت حکومت میں تھے۔ نموز اور وارکش کی عنان حکومت وزیر فوج رموی کے قبضہ اقتدار میں تھی جو کہ سرحدی بربری اور منصور کے ہوا خواہوں میں سے تھا۔ ۴۰۴ھ میں وزیر فوج نے نموز اور رواکش کی حکومت کا دعویٰ کیا تھا اور ۴۳۲ھ میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر گوشہ قبر میں جا چھپا تھا تب اس کی جگہ اس کا بیٹا عز الدولہ حاجب ابوالیا دمحمد بن نوح حکمران ہوا اس نے سنہ[1] .... میں وفات پائی اور ابوثور یزید بن ابی قرہ یفرنی نے زمانہ طوائف الملوکی ۴۵۰ھ میں رندہ کو عامر بن فتوح کے قبضہ سے نکال لیا۔

عامر بن فتوح: عامر بن فتوح علویوں کا ساختہ پرداختہ تھا۔ معتضد ہمیشہ اس پر دباؤ ڈالتا چلا آ رہا تھا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ کسی حیلہ سے اسے بلا کر قید کر دیا اور دھوکہ دینے کی غرض سے اس کے بیٹے سے کہلا بھیجا کہ برندہ خادمہ کے ساتھ تمہارے باپ نے برا کام کیا ہے تھوڑے دن بعد اس نے عامر کو رہا کر دیا۔ چونکہ اس کے بیٹے پر معتضد کا جادو چل گیا تھا اس وجہ سے اس کے بیٹے نے اسے مار ڈالا۔ قتل کے بعد معتضد کی چالاکی اور فریب دہی کی قلعی کھلی۔ سخت صدمہ ہوا چنانچہ اسی صدمہ سے ۴۵۱ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا ابونصر اس کی جگہ متمکن ہوا۔ لیکن کسی میں خود اس کے لشکریوں نے اس سے بے وفائی کی۔ گھبرا کر شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ گیا اور جب وہاں بھی جانبر کی کوئی شکل نظر نہ آئی تو شہر پناہ کی فصیل سے بحالت اضطراب گر پڑا اور مر گیا۔ یہ واقعہ ۴۵۹ھ کا ہے۔

عباد المعتضد کا قلعات پر قبضہ: سریش کو حرزون بن عبدرب نے ۴۰۴ھ میں دبا لیا تھا۔ ابن عباد (معتضد) نے اسے بھی گرفتار کر لیا۔ سریش کے خراج کا مطالبہ کیا اور تمام قلعوں کی جانچ پڑتال کی۔ اس کے بعد ان لوگوں سے مصالحت کر کے ان لوگوں کو انہی بلاد کی سند حکومت عطا کی جو ان کے قبضہ میں تھے۔ ابن نوح کو ارکش پر، ابن حرزون کو سریش پر اور ابن ابی قرہ کو رندہ پر مامور کیا۔ اس تقرری سے یہ لوگ ابن عباد کے ہوا خواہ بن گئے اور اس پر اعتماد کرنے لگے۔ چند روز بعد ابن عباد نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانہ سے بلایا اور حمام میں لے جا کر حمام کا دروازہ بند کر دیا۔ سب کے سب مر گئے ان میں سے صرف ابن نوح نے اس مصیبت سے چھٹکارا پایا جس کی وجہ یہ تھی کہ اس نے ابن عباد سے پہلے ہی سے سازش کر لی تھی۔ ان لوگوں نے مرنے کے بعد ابن عباد نے اپنے آدمیوں کو بھیج کر ان کے قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ان کے مقبوضات کو اپنے صوبہ میں شامل کر لیا۔

بادیس کی عباد پر فوج کشی: اس واقعہ کی خبر بادیس تک پہونچی تو اس نے ان لوگوں کے خون کا بدلہ لینے کے ارادے سے ابن عباد پر فوج کشی کی مقتولوں کے قبائل اس سے مطلع ہو کر بادیس کے پاس آ آ کر جمع ہو گئے اور اس کے ساتھ ابن عباد پر یلغار کر کے چڑھ آئے۔ مدتوں اس کا محاصرہ کیے رہے۔ آخر کار ناکام واپس ہوئے اور سرحد عبور کر کے سبتہ کی جانب

---

[1] اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا۔

بڑھے۔ سکوت نے ان لوگوں کو سبتہ میں داخل نہیں ہونے دیا۔ اکثر بھوک کی شدت سے مر گیا باقی ماندگان نے مغرب کا راستہ لیا اور اسی زمانہ سے یہ لوگ مغرب میں جا کر آباد ہوئے اور ابن عباد استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔

عباد کا ادینہ اور شلطیش پر قبضہ: ادینہ اور شلطیش پر عبدالعزیز بکری قابض ہو رہے تھا۔ ابن عباد کی فوجیں اس پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں وزیر السلطنت ابن جہور نے عبدالعزیز کی سفارش کی معتضد (ابن عباد) نے کی اس کی سفارش پر مصالحت کر لی۔ زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ ابن جہور کا انتقال ہو گیا۔ ابن عباد نے عبدالعزیز بکری سے پھر جھگڑا شروع کر دیا۔ بالآخر ۴۴۲ھ میں ادینہ اور شلطیش کو عبدالعزیز سے خالی کرا لیا اور اپنے بیٹے معتمد کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔

فتح شلب وسینٹ بریہ: اس مہم سے فارغ ہو کر معتضد (ابن عباد) نے شلب کا قصد کیا۔ شلب کی عنانِ حکومت ۴۱۹ھ سے مظفر ابوالاصبغ عیسیٰ بن قاضی ابوبکر محمد بن سعید بن مرین کے قبضۂ اقتدار میں تھی ۴۴۲ھ میں اس نے وفات پائی۔ اسی زمانہ میں معتضد نے اس پر چڑھائی کی اور اسے مظفر کے بیٹے کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد اپنے بیٹے معتمد کو طلب کر کے اس کے شہر کی حکومت بھی اسی کے متعلق کی چنانچہ معتمد نے یہیں قیام اختیار کر لیا اور اسے اپنا مرکز حکومت قرار دیا۔ پھر معتضد نے شلت (سینٹ) بریہ کی جانب عزم بڑھایا۔ سینٹ بریہ میں معتصم محمد بن سعید بن ہارون کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں لہرا رہا تھا جوں ہی معتضد اس کے قریب پہنچا غریب معتصم نے شہر خالی کر دیا۔ یہ واقعہ ۴۲۹ھ کا ہے۔ معتضد نے اسے بھی اپنے بیٹے معتمد کے مقبوضات میں شامل کر دیا۔

لبلہ اور مربیہ پر قبضہ: لبلہ میں تاج الدین ابوالعباس احمد بن یحییٰ الیحصبی کی حکومت کا دور دورہ تھا۔ ۴۱۴ھ میں تاج الدین نے لبلہ میں اپنی حکومت کا اعلان کیا تھا۔ ادینہ اور شلطیش میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا گیا تھا۔ ۴۴۳ھ میں اس کی وفات ہوئی۔ وفات کے وقت اپنے بھائی محمد کو حکومت و ریاست کی وصیت کر گیا تھا۔ معتضد نے لبلہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا اور روزانہ کی لڑائیوں سے اسے تنگ کرنے لگا۔ محمد موقع پا کر بھاگ گیا قرطبہ پر اس کے بھائی خلف بن یحییٰ کا بیٹا فتح قابض تھا۔ معتضد نے اسے بھی خالی کرا لیا۔ غرض ان سب شہروں پر رفتہ رفتہ بنی عباد کا قبضہ ہو گیا اور یہ تمام شہر اس کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔ معتضد نے مربہ کو بھی اپنے علم حکومت کے تحت لیا تھا۔ اس صوبہ پر ابن رشیق نے فتنے کے دور میں قبضہ کیا تھا اور ''خاصۃ الدولہ'' کے نام سے موسوم کیا تھا۔ آٹھ سال حکومت کی اس کے بعد معتضد نے ۴۴۵ھ میں اسے ابن رشیق سے چھین لیا۔

عباد کا مرشلہ پر قبضہ: معتضد ہی نے مرشلہ کو ابن طیفور کے قبضہ سے ۴۳۶ھ میں نکالا تھا اور ابن طیفور نے اس پر عیسیٰ بن نسب سے قبضہ حاصل کیا تھا۔ عیسیٰ بن نسب لشکر شاہی کا ایک سپہ سالار تھا اول اول یہی اس پر قابض ہوا تھا مگر خوبی قسمت نے اسے اور اس کے بعد اس کے جانشین کو اس کی حکومت پر قابض نہ رہنے دیا۔ تھوڑے دن میں یہ سب ممالک جن کا تذکرہ اوپر ہو چکا ہے۔ ابن عباد کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔

عباد بن ابوالقاسم معتضد کی وفات: ابن عباد (معتضد) اور بادیس بن حبوس والی غرناطہ میں ناچاقی تھی۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں۔ ابھی کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ۴۶۱ھ میں معتضد کو سفر آخرت در پیش آ گیا۔ چنانچہ یہ اپنے

کاموں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر دنیا سے کوچ کر گیا۔

معتمد بن معتضد: اس کے بعد اس کا بیٹا معتمد بن معتضد بن اسماعیل ابوالقاسم بن عباد کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔

معتمد نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد جہانداری میں اپنے باپ کا رویہ اختیار کیا اس کے علاوہ دارالخلافت قرطبہ کو بھی وزیر السلطنت ابن جہور کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس نے اپنے لڑکوں کو ملک کے مرکزی مقامات پر مامور کیا اور وہیں انہیں قیام کرنے کا حکم دیا۔ غربی اندلس میں ان کی حکومت کو کافی طور سے استحکام اور مضبوطی حاصل ہوئی۔ اس اطراف کے ملوک الطّوائف پر اس کا رعب داب چھا گیا تھا۔ ابن بادیس بن حبوس غرناطہ میں، ابن افطیس بطلیوس میں اور ابن صمادح مریہ میں اسی طرح اور ملوک الطّوائف اپنے اپنے مقبوضات میں معتمد (بن عباد) کے علم حکومت کے شاہی اقتدار تسلیم کر رہے تھے اس سے صلح و آشتی کے خواہاں تھے اس کی مرضی کے مطابق عمل کرتے تھے مگر یہ اور وہ سب کے سب سلاطین کفار کی خاطر و مدرات پر مائل تھے اور انہیں خراج دے دے کر قوت پہونچا رہے تھے۔ یہاں تک کہ سرحد بربر سے مرابطین کی حکومت کا ظہور ہوا۔ یوسف بن تاشقین نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مسلمانانِ اندلس کی امیدیں اس کی اعانت و امداد سے بر آئیں۔

معتمد کی یوسف بن تاشقین سے امداد طلبی: اسی زمانہ میں عیسائیوں نے خراج کی بابت ملوک الطّوائف کو تنگ کرنا شروع کیا۔ ابن عباد (معتمد) نے اس یہودی سفیر کو گستاخانہ کلام کی وجہ سے قتل کر ڈالا جو خراج لینے کے لئے معتمد کے پاس آتا جاتا تھا۔ اس کے بعد دریا عبور کر کے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں فریادی بن کر حاضر ہوا۔ معتمد کے جانے اور یوسف بن تاشقین کی مدد کرنے کے حالات آئندہ یوسف بن تاشقین کے حالات کے ضمن میں تحریر کئے جائیں گے۔

یوسف بن تاشقین کی اندلس سے واپسی: اس کے بعد فقہاء اندلس نے یوسف بن تاشقین کی خدمت میں درخواست پیش کی کہ طرح طرح کا ٹیکس اور محصول اندلس پر لگا ہوا معاف کر دیا جائے اور حکام و امراء کے ناقابل برداشت مظالم سے انہیں نجات دلائی جائے۔ چنانچہ یوسف نے اہل اندلس کو ان تمام ٹیکسوں سے سبکدوش کر دیا جو درمیان میں لگائے گئے تھے اور انہیں آئے دن کی طوائف الملوکی کی خونریزی سے نجات بھی دے دی۔ مگر جوں ہی یوسف بن تاشقین اندلس سے واپس ہوا اندلس کے طوائف الملوک اپنے پرانے رویہ پر آ گئے۔ زمانہ قیام اندلس میں یوسف بن تاشقین نے اپنی فوج مظفر موج کو جہاد پر بھی کئی بار روانہ کیا تھا اور اندلس کے اندرونی حصوں کو خودسر حکومتوں کے خار و خس سے صاف و پاک کر کے طالبان حکومت کو خلعت دیئے تھے اور انہیں انتظامی لحاظ سے سرحد بربر کی طرف منتقل کر دیا تھا غرض اس نے ایسے نازک وقت میں جب کہ اندلس امراء و حکام کی خود غرضیوں کی جولانگاہ بنا ہوا تھا بزور تیغ اندلس پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ ابن عباد بھی چند لڑائیوں کے بعد جس کو آپ آگے پڑھیں گے یوسف بن تاشقین کا مطیع ہو گیا۔ یوسف بن تاشقین نے اسے ۴۸۴ھ میں اغمات قریب مراکش (مراکو) میں قید کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۸۸ھ میں مر گیا۔

امارت صوبہ سہلہ: اندلس میں اس کے علاوہ اور صوبے بھی تھے جن پر ابن عباد کا قبضہ نہ تھا ان میں سے ایک سہلہ تھا اس صوبے پر پانچویں صدی کی ابتداء میں ہذیل بن خلف ابن رزین ہشام کی دعوت کے بہانہ سے قابض ہو گیا تھا اور ''مؤید

الدولہ'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ۴۵۰ھ میں عیسائیوں کے ہاتھ سے کسی لڑائی میں شہید ہو گیا۔ تب اس کی جگہ حسام الدولہ عبدالملک بن خلف (موید الدولہ کا بھائی) متمکن ہوا اور یہی اس صوبے پر حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ مرابطیوں نے جس وقت کہ اندلس پر قابض ہوئے تھے اس صوبہ کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

امارت صوبجات برنث اور لج: برنث اور لج بھی ابن عباد کے مقبوضات سے خارج تھے اس پر عبداللہ بن قاسم مہری زمانہ طوائف الملوکی سے قابض تھا اور نظام الدولہ کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا یہ وہی شخص ہے جس کے پاس معتمد مقیم تھا۔ جس زمانہ میں اراکین ولت نے قرطبہ میں معتمد کی امارت کی بیعت کی تھی وہ اسی کے پاس سے قرطبہ آیا تھا ۴۲۱ھ میں نظام الدولہ نے انتقال کیا اس کی جگہ یمین الدولہ محمد اس کا بیٹا جانشین ہوا اور اس سے اور مجاہد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں تھیں یمین الدولہ کے بعد اس کا بیٹا عقد الدولہ احمد حکومت و امارت کی کرسی پر جلوہ افروز ہوا اور ۴۴۰ھ میں وفات پائی تب اس کا بھائی جناح الدولہ عبداللہ حکمران ہوا ۴۸۵ھ میں مرابطیون نے اس سے عنان حکومت چھین لی۔

ان حالات میں ہم کہاں سے کہاں پہونچ گئے ہیں لہٰذا اس سے اعراض کر کے اب پھر ملوک الطوائف کے اکابر کے تذکرہ کی جانب اپنی توجہ مبذول کرتے ہیں واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور: جن دنوں قرطبہ میں فتنہ وفساد کی گرم بازاری تھی اس وقت اراکین دولت اور امرائے سلطنت کا سردار ابوالحزم جہور بن محمد بن جہور بن عبداللہ بن محمد بن معمر بن یحییٰ بن ابی المغافر بن ابی عبیدہ کلبی تھا۔ ابن بشکوال نے اس کا نسب اسی طرح تحریر کیا ہے۔ ابن جہور کا مورث اعلیٰ ابو عبیدہ کلبی اندلس آیا تھا اس کی پچھلی نسلوں کو قرطبہ میں دولت عامریہ کی وزارت کا شرف حاصل ہوا تھا جس وقت لشکریوں نے معتمد آخری خلیفہ اموی کو ۴۲۲ھ میں معزول کیا تھا اس وقت جہور نے قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور کسی فساد اور فتنہ میں مداخلت نہ کی۔ حکومت پر قابض ہو کر نظام سلطنت کو بگڑنے نہ دیا اور نہ اپنے مکان سے قصر خلافت میں آیا۔ اس کا رویہ نہایت عمدہ تھا اہل علم وفضل کی روش پر چلتا تھا۔ مریضوں کی عیادت کرتا تھا۔ جہادوں میں شریک ہوتا' اپنے محلّہ مشرقی کی مسجد میں اذان دیتا تراویح پڑھتا تھا اور تمام مسلمانوں سے ملتا جلتا رہتا تھا۔ دربان وغیرہ اس کے دروازہ پر نہیں تھے۔ مسلمانان قرطبہ نے بطیب خاطر اپنی عنان حکومت تا زمانہ تقرری خلیفہ اس کے سپرد کر دی اور محمد بن اسماعیل بن عباد نے یہ ظاہر کیا کہ ہشام موید میرے پاس اشبیلیہ میں ہے اور کی بابت بکثرت خط وکتابت کی اس لئے قرطبہ میں ہشام موید کا خطبہ پڑھا گیا۔

امارت قرطبہ پر ابن جہور کا قبضہ: اسی گھمنڈ پر محمد بن اسماعیل ہشام کو لئے ہوئے قرطبہ آیا مگر اہل قرطبہ نے نہ معلوم کیوں اسے قرطبہ میں داخل ہونے سے روک دیا اور خطبہ میں اس کے ذکر سے اعراض کیا۔ اس وقت سے ابن جہور اہل قرطبہ پر تنہا بلا مزاحمت غیرے حکومت کرنے لگا۔ بعدہ محرم ۴۳۵ھ میں حکومت سے سبکدوش ہو کر اپنے ہی مکان میں مدفون ہوا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالولید محمد بن جہور باتفاق سربرآوردگان قرطبہ' حکومت کی کرسی پر بیٹھا اس نے اپنے باپ کی روش اختیار کی یہ بھی اہل علم وفضل کا قدردان تھا مکی بن ابی طالب مکی وغیرہ اہل علم کی خدمت میں تحصیل علم کی تھی۔ اس نے اپنا قلمدان وزارت ابراہیم بن یحییٰ کے سپرد کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔

عبدالملک بن ابوالحزم جہور: غرض ابوالولید محمد کا زمانہ حکومت طوائف الملوکی کے بہترین زمانہ سے تھا۔ اہل قرطبہ راضی اور خوش تھے کسی کو کسی قسم کی شکایت کا موقع نہیں ملا کہ یہ بھی راہگزار ملک آخرت ہو گیا اور عنان حکومت اس کے بیٹے عبدالملک کے حوالہ کی گئی اس نے کج ادائی اور بداطواری شروع کر دی لوگوں کو اس سے نفرت اور کشیدگی پیدا ہو گئی۔ ابن ذی النون نے اس کا قرطبہ میں محاصرہ کر لیا۔ اس نے محمد بن عباد سے ذی النون کے محاصرہ کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔

عبدالملک کی معزولی اور اسیری: محمد بن عباد نے اپنی فوجیں اس کی کمک پر بھیجیں مگر در پردہ یہ ہدایت کر دی کہ قرطبہ میں داخل ہو کر اسے معزول کر دینا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ابن ذی النون کے محاصرہ کو محمد بن عباد کے لشکر نے اٹھایا اور جب یہ قرطبہ میں داخل ہو گیا تو اہل قرطبہ سے سازش کر کے ۴۶۱ھ میں عبدالملک کو معزول کر دیا اور قرطبہ سے جلاوطن کر کے شلطیش لے جا کر قید کر دیا اور حالت قید میں ۴۶۷ھ میں مر گیا۔

محمد ابن عباد کی قرطبہ پر فوج کشی: محمد ابن عباد نے عبدالملک کی گرفتاری کے بعد اپنے بیٹے سراج الدولہ کو سبلنسیہ سے طلب کر کے قرطبہ کی حکومت پر مامور کیا۔ سراج الدولہ کو قرطبہ جانے کے بعد کسی نے زہر دے دیا جس سے سراج الدولہ کی موت وقوع میں آئی نعش طلیطلہ اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کی گئی۔ سراج الدولہ کے مرنے کے بعد محمد بن عباد نے قرطبہ پر فوج کشی کی چنانچہ ۴۶۹ھ میں قرطبہ پر قابض ہو گیا اور ابن عکاشہ کو قتل کر کے اپنے بیٹے فتح بن محمد ملقب بہ مامون کو قرطبہ کی حکومت دی۔ یوں ہی رفتہ رفتہ غربی اندلس کے صوبجات پر بھی قبضہ حاصل کر لیا۔ اسی ہنگامہ میں فتح مارا گیا اور اس کا باپ محمد بن عباد اغمات کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا گیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور آئندہ بھی لکھنے والے ہیں۔ واللہ وارث الارض و من علیها و هو خير الوارثين

امارت غربی اندلس

ابومحمد عبداللہ کا صوبہ بطلیوس پر قبضہ: فتنہ اور طوائف الملوکی زمانہ میں ابومحمد عبداللہ بن مسلمہ تجیبی معروف بن ابن افطس نے غربی اندلس صوبہ بطلیوس پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی خود سری اور حکومت کا اعلان کر دیا تھا۔ اس کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا مظفر ابوبکر اس کی جگہ متمکن ہوا اس کی حکومت نہایت استقلال اور استحکام کے ساتھ قائم ہوئی اکابر ملوک الطوائف میں ان کا شمار تھا۔ مظفر سے اور ابن ذی النون سے متعدد لڑائیاں ہوئی تھی۔ ابن عباد سے کئی بار معرکہ آرائی کی نوبت آئی تھی۔ اختلاف کا سبب یہ ہوا تھا کہ ابن عباد نے ابن یحیی والی ملیلہ کی مظفر کے مقابلے میں اعانت کی تھی اس سے مظفر کو اشتعال پیدا ہوا۔ والی ملیلہ کے متعدد قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا آخر کار مظفر لگاتار دو شکستیں اٹھا کر بطلیوس میں قلعہ بند ہو گیا۔ ان دو پچھلی لڑائیوں میں ایک بڑی جماعت کام آئی یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ابن جہور نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی ۴۶۰ھ میں مظفر نے وفات پائی۔

متوکل ابوحفص عمر بن محمد: اس کا بیٹا متوکل ابوحفص عمر بن محمد معروف بہ ساجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اسی کے زمانہ حکمرانی میں اور اسی کے ہاتھ سے یوسف بن تاشقین امیر مرابطین نے ۴۸۹ھ میں بطلیوس پر قبضہ حاصل کر کے اسے اس کی

اولاد کے ساتھ قید حیات سے سبکدوش کیا تھا۔ ابن عباد نے پہلے متوکل کو یوسف بن تاشقین کی طرف سے بدظن کر کے کفار سے خط و کتابت کرنے کی رائے دی اور جب متوکل اس پر عامل و کاربند ہو گیا تو یوسف بن تاشقین کو لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بطلیوس پر پہونچ کر قبضہ حاصل کر لیا جائے ورنہ متوکل پھر ہاتھ نہ آئے گا اور نہ اس صوبہ پر کسی طرح قبضہ ہو گا کیونکہ متوکل عیسائیوں سے خط و کتابت کر رہا ہے چنانچہ یوسف بن تاشقین نہایت تیزی سے قطع مسافت اور منازل طے کر کے بطلیوس پہونچ گیا اور ۴۸۹ھ میں متوکل کو اس کے لڑکوں کے ساتھ گرفتار کر کے عید الاضحیٰ کے دن قتل کر ڈالا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کرنے والے ہیں ابن عبدون نے اس کے مرثیہ میں ایک قصیدہ کہا تھا جو نہایت مشہور اور کتب تواریخ میں مذکور ہے اس کا مطلع یہ تھا

الدھر یفجع بعد العین بالاثر

فما البکاء علی الاشباح و الصور

اس قصیدہ میں ابن عبدون نے ان مصائب کا تذکرہ کیا تھا جو اس زمانہ ادبار میں نازل ہوئے تھے۔ جس سے جمادات تک رو پڑے تھے۔ ہم اسے ملتونہ کے حالات اور ان کی فتح اندلس کے ضمن میں بیان کریں گے۔ واللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید.

امارت غرناطہ و بیرہ

صہاجہ زادی بن زیری: فتنہ بربریہ میں سردار صہاجہ زادی بن زیری بن مناد تھا' زمانہ حکومت منصور میں زادی اندلس آیا تھا۔ جب بربریوں نے فتنہ و فساد کا بازار گرم کر دیا اور شیرازۂ خلافت بکھر گیا تو زادی اس گروہ کا سردار اور ان برائیوں کا معتمد علیہ بن کر بیرہ کی جانب گیا اور غرناطہ پہونچ کر قبضہ کر لیا اور اسے اپنا مستقر حکومت بنا لیا اور جب عامری غلاموں نے مرتضیٰ مروانی کی خلافت کی بیعت کی (اس امر اہم کا متولی اور منتظم مجاہد عامری اور منذر بن یحییٰ بن ہاشم تجیبی ہوا تھا) اور بیعت کے بعد ان لوگوں نے غرناطہ پر چڑھائی کی تو زادی بن زیری فوج صہاجہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا اور ۴۲۰ھ میں ان لوگوں کو شکست دے کر مرتضیٰ کو قتل کر ڈالا۔ مال و اسباب اور آلات حرب پر قبضہ کر لیا جو بے حد اور بے شمار تھے اس کے بعد اس کے دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مبادا اندلس میں فتنہ و فساد کی وجہ سے بربر پر کسی قسم کا ادبار نہ آ جائے اور میری عدم موجودگی سونے پر سہاگہ کا کام نہ دے۔ اس خیال کا آنا تھا کہ اپنے بیٹے کو غرناطہ پر مقرر کر کے اپنے قومی بادشاہ قران کی طرف کوچ کر دیا۔ جوں ہی زادی نے غرناطہ سے قدم باہر نکالا اس کے بیٹے نے ابن رضین اور چند مشائخین غرناطہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اہل غرناطہ کو یہ امر ناگوار گزرا۔ ماکس بن زیری کو غرناطہ پر قبضہ کر لینے کا پیام دیا ماکس اس پیام کے بناء پر غرناطہ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا اور زیری کے لڑکے کی حکومت کو معدوم اور نیست و نابود کر دیا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں اس نے وفات پائی۔

بادیس بن ماکس: بادیس اس کا بیٹا حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن ہوا اس سے اور ابن ذی النون و ابن عباد سے متعدد لڑائیاں ہوئیں اس کے زمانہ حکمرانی میں اس کا اور اس کے باپ کا کاتب (سیکرٹری) اسماعیل بن نقرلہ ذمی سیاہ و سفید کرنے کا مختار تھا۔ پھر بادیس نے اسے ۴۵۰ھ میں معزول اور معتوب کر کے قتل کرا دیا اس کے ساتھ اور بہت سے یہودی بھی

مار ڈالے گئے تھے۔ بادلیس نے ۴۶۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کا پوتا مظفر ابو محمد عبداللہ بن بلکین بن بادلیس حکمران ہوا۔ اس نے اپنے دادا کی تقرری کے مطابق اپنے بھائی تمیم کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ ۴۸۳ھ میں مرابطیون نے ان دونوں کو معزول اور جلاوطن کر کے اغمات اور وریکہ کی طرف بھیج دیا۔ چنانچہ ان دونوں نے وہیں قیام کیا جیسا کہ آئندہ یوسف بن تاشفین کے تذکرہ میں آپ ان کے حالات میں پڑھیں گے۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین.

امارت طلیطلہ

اسماعیل بن ظافر۔ ملوک طلیطلہ کا جد اعلیٰ اسماعیل بن ظافر بن عبدالرحمٰن بن سلیمان بن ذی النون تھا۔ یہ قبائل ہوارہ کا ایک نامور ممبر تھا دولت مروانیہ میں یہ اراکین سلطنت میں شمار کیا جاتا تھا۔ شنتریہ میں اس کی ریاست و امارت تھی اس نے زمانہ فتنہ میں قلعہ اقلیتین پر قبضہ کر لیا۔ شروع زمانہ فتنہ سے طلیطلہ یعیش بن محمد بن یعیش کے قبضہ تصرف میں تھا جو اس کا والی تھا۔ جب یہ ۴۲۷ھ میں مر گیا تو بعض سرداران افواج طلیطلہ نے اسماعیل کو قلعہ اقلیتین سے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ اسماعیل قلعہ مذکور طلیطلہ آیا اور بلا مزاحمت قابض ہو گیا۔ اسماعیل نے طلیطلہ پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے دائرہ حکومت کو جنجالہ (مضافات مرسیہ) تک بڑھا لیا اور نہایت کامیابی کے ساتھ اس پر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۲۹ھ میں راہی ملک عدم ہوا۔

مامون ابوالحسن یحییٰ بن اسماعیل: تب اس کے بیٹے مامون ابوالحسن یحییٰ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے بڑے زور و شور سے حکومت کی۔ اس کی شوکت و عظمت تمام ملوک الطوائف سے بڑھی چڑھی تھی۔ اس سے اور سرحدی عیسائی امراء سے مشہور لڑائی ہوئی۔ ۴۳۵ھ میں بلنسیہ پر فوج کشی کی اور مظفر ذی السابقین (منصور بن ابی عامر کی اولاد) سے بلنسیہ کو چھین لیا۔ اس کے بعد قرطبہ کی جانب بڑھا اور اسے بھی ابن عباد کے ہاتھ سے نکال لیا۔ اسی ہنگامہ میں قرطبہ پر قبضہ کرنے کے بعد اس کے بیٹے ابو عمر کو قتل کر ڈالا پھر اسے بھی ۴۶۷ھ میں کسی نے زہر دے کر مار ڈالا۔

قادر یحییٰ بن اسماعیل: اس کے بعد طلیطلہ کی عنان حکومت اس کے پوتے قادر یحییٰ بن اسماعیل بن مامون یحییٰ بن ذی النون نے اپنے ہاتھ میں لی۔ اس وقت عیسائی سلاطین میں سے ابن اوفونش کا دور حکومت تھا۔ چونکہ حکومت اسلامیہ مدبروں سے خالی ہو چکی تھی اور خلافت کا دور ختم ہو چکا تھا اور عرب کی حکومت کا شیرازہ بکھر گیا تھا۔ اس وجہ سے ابن اوفونش کا تمام ملک میں دور دورہ تھا چنانچہ ابن اوفونش نے فوجیں آراستہ کر کے طلیطلہ کی جانب ۴۷۸ھ میں پیش قدمی شروع کی قادر یحییٰ نے ابن اوفونش کے خوف سے طلیطلہ کو خالی کر دیا اور اس سے یہ شرط کر لی کہ بلنسیہ کو لینے میں تم میری مدد کرنا۔ بلنسیہ میں ان دنوں عثمان قاضی بن ابوبکر بن عبدالعزیز (یہ بھی ابن ابی عامر کا ایک وزیر تھا) حکمرانی کر رہا تھا اہل بلنسیہ کو اس کی خبر لگ گئی ان لوگوں نے اس خوف سے کہ مبادا الفنس وغیرہ عیسائی ملوک اس پر قبضہ نہ کر لیں عثمان قاضی کو معزول کر دیا۔ قادر نے جھٹ پٹ قبضہ کر لیا۔ دو برس تک یہیں مقیم رہا۔ بالآخر ۴۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

باب: ۳۵

امارت شرقی اندلس

منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن

ابن ابی عامر: عامری خدام نے ۴۱۱ھ میں بربریوں کے زمانۂ فتنہ میں منصور عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن ناصر بن ابی عامر کی حکومت کی مقام شاطبہ میں بیعت کی چنانچہ منصور نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ چند روز بعد اہل شاطبہ نے منصور کے خلاف علم بغاوت بلند کیا منصور شاطبہ کو خیرباد کہہ کر بلنسیہ چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اپنا دارالحکومت بنالیا۔ اس کے وزیروں میں ابن عبدالعزیز نامی ایک شخص نہایت مدبر اور ہوشیار تھا۔ اس نے خیران عامری (جو کہ عامر کا غلام آزاد تھا) کے ذریعہ سے اس واقعہ سے قبل اربولہ پر ۴۰۳ھ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا اس کے بعد ۴۰۷ھ میں مرسیہ پر بعدہ حیان پر پھر مریہ پر ۴۰۹ھ میں قابض ہو گیا تھا اور ان مقامات کے رہنے والوں سے منصور عبدالعزیز کی حکومت کی بیعت لے لی تھی۔ تھوڑے دن بعد خیران نے منصور سے بدعہدی کی اور مریہ سے مرسیہ جا کر منصور کے برادر عم زاد محمد بن مظفر بن منصور بن ابی عامر کو حکومت کی کرسی پر بٹھا دیا۔

محمد بن مظفر کا قرطبہ سے اخراج: محمد بن مظفر قرطبہ میں قاسم بن حمود کے سایہ عاطفت میں رہتا تھا جس وقت اس نے خیران سے خط و کتابت کر کے اپنے مال و اسباب کے ساتھ مرسیہ جانے کا قصد کیا اس وقت قرطبہ کے رہنے والوں نے جمع ہو کر اس کا مال و اسباب چھین لیا اور قرطبہ سے بہ یک بنی دو گوش نکال دیا۔ خیران نے محمد کو کرسی حکومت پر متمکن کر کے پہلے موتمن کے خطاب سے مخاطب کیا پھر معتصم کا لقب دیا بعد چندے ناراض ہو کر مرسیہ سے نکال دیا۔ بے چارہ محمد بحال پریشان مریہ پہونچا۔ خیران نے آزاد غلاموں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے اس کا مال و اسباب چھین کر مریہ سے نکال باہر کیا۔ محمد نے غربی اندلس کا راستہ لیا اور وہاں پہونچ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بعد خیران نے بھی مرسیہ میں ۴۱۹ھ میں وفات پائی۔

امیر عمید الدولہ ابوالقاسم: امیر عمید الدولہ ابوالقاسم زہیر عامری نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اور فوجیں آراستہ کر کے غرناطہ پر چڑھائی کر دی۔ بادیس بن حبوس مقابلہ پر آیا اور امیر عمید الدولہ کو شکست دے کر ۴۲۹ھ میں جنگ

کے دوران قتل کر ڈالا اور مریہ پر قبضہ کرلیا۔ اس کے بعد منصور بن عبدالعزیز والیٔ بلنسیہ نے اس صوبہ کو بادیس کے قبضہ سے ۴۵۷ھ میں نکال لیا۔ پھر جب مامون بن ذی النون نے وفات پائی اور اس کا پوتا قادر حکمران ہوا تو بلنسیہ پر وزراء ابی ابن عامر سے ابوبکر بن عبدالعزیز حکومت کرنے لگا۔ ابن ہود نے اسے قادر سے مخالفت اور بدعہدی کرنے کی رائے دی۔ ابوبکر اس رائے کے مطابق قادر سے مخالفت کا اعلان کر کے ۴۶۸ھ میں خودسر ہو گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ مقتدر نے دانیہ پر قبضہ کرلیا تھا۔ ابوبکر دس سال حکومت کر کے ۴۷۸ھ میں گوشہ قبر میں جا چھپا اس کی جگہ قاضی عثمان اس کا بیٹا حکمرانی کی عبا پہن کر ایوان حکومت میں جلوہ افروز ہوا۔

بلنسیہ پر عیسائیوں کی فوج کشی: پھر جب قادر بن ذی النون نے طلیطلہ کو عیسائیوں کے حوالہ کر دیا تو بلنسیہ کی طرف قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔ اس مہم اس کے ہمراہ الفنش عیسائی بھی تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا اہل بلنسیہ نے اس خبر سے مطلع ہو کر عثمان قاضی بن ابی بکر کو معزول کر دیا اور عیسائیوں کے خوف سے قادر کو بخوشی خاطر اپنے شہر پر قبضہ دے دیا یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے اس کے بعد ۴۸۳ھ میں قاضی جعفر بن عبداللہ بن حجاب نے قادر پر فوج کشی کی اور اثناء جنگ میں قادر کو قتل کر کے بلنسیہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر عیسائیوں نے ۴۸۹ھ میں بلنسیہ پر حملہ کیا اور قاضی جعفر کو قتل کر کے قابض ہو گئے۔ اس کے بعد مرابطیون نے اندلس میں داخل ہو کر اس صوبہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر ۴۹۵ھ میں ابن ذی النون نے اپنے ایک سپہ سالار کو بلنسیہ پر قبضہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ اس سپہ سالار نے اس صوبہ کو ان لوگوں کے قبضہ سے نکال لیا۔

معن بن صمادح: معن بن صمادح سپہ سالار وزراء ابن ابی عامر نے زمانہ (۴۸۸ھ) سے جبکہ منصور نے اسے سند حکومت دی تھی مریہ میں اقامت اختیار کی تھی اور اپنے کو ذوالوزارتین کے لقب سے ملقب کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس نے اپنے آپ کو معزول کر کے اپنے بیٹے معتصم ابو یحییٰ محمد بن معن بن صمادح کو حکمران بنایا۔ چنانچہ معتصم نے اس صوبہ میں چوالیس برس تک حکومت کی ابن شبیب والیٔ لورقہ فوجیں آراستہ کر کے مریہ پر چڑھ آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ معتصم کے باپ نے حکومت سے کنارہ کشی کر لی تھی۔ معتصم نے یہ خبر پا کر کہ ابن شبیب والیٔ لورقہ مریہ پر چڑھ آیا ہے مقابلہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج روانہ کی۔ ابن شبیب نے اس مہم میں منصور بن ابی عامر والیٔ بلنسیہ و مرسیہ سے اپنے حریف کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی اور معتصم نے بادیس کو مدد کا پیام دیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی اس کا چچا صمادح بن بادیس بن صمادح دوسری جانب لورقہ کے بعض قلعوں پر چڑھ گیا اور بزور تیغ اہل قلعہ کو زیر کر کے قبضہ کرلیا اور قبضہ حاصل کرنے کے بعد واپس آیا۔ اس زمانہ سے معتصم ۴۸۰ھ تک مریہ پر کامیابی کے ساتھ حکومت کرتا رہا اور اسی سنہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا اسے یوسف بن تاشفین امیر مرابطین نے ۴۸۴ھ میں معزول کیا اور مریہ سے اسے اس کے اہل وعیال کے ساتھ سرحد کی جانب جلاوطن کر دیا۔ اس نے سرحد پر پہنچ کر قلعہ میں آل حماد کے پاس قیام کیا اور یہیں اس نے اور اس کے لڑکوں نے وفات پائی۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا

امارت سرقسطہ

منذر بن مطرف: منذر بن مطرف بن یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن محمد بن ہاشم تجیبی ثغر اعلیٰ کا گورنر تھا۔ اس کی اور منصور عبدالرحمٰن کی حکومت اور ریاست کی بابت ان بن چلی آتی تھی اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز سرقسطہ کو حاصل تھا۔ جس وقت مہدی بن عبدالجبار کی حکومت کی بیعت لی گئی اور بنو عامر کا دور دورہ ختم ہو گیا اور بربریوں کا زور و شور اور فتنہ و فساد شروع ہوا۔ اس وقت منذر مستعین کے علم حکومت کے ساتھ تھا یہاں تک کہ اسی طوائف الملوکی میں ہشام مارا گیا۔ منذر نے ان اُمور کے انجام پر نظر کر کے مستعین کی رفاقت ترک کر دی۔ بعد اس کے مروانیوں نے مرتضیٰ کی بشمول مجاہد اور ان لوگوں کے ساتھ جو غلاموں اور عامریوں میں سے ان کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے۔ بیعت کر لی اور غرناطہ پر حملہ آور ہوئے زادی بن زیری فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور ان سبھوں کو شکست دی پھر مروانیوں اور اراکین دولت کو مرتضیٰ کی جانب سے شک پیدا ہوا۔ چند آدمیوں کو اس کے قتل پر مامور کر دیا۔ چنانچہ مریہ میں ان لوگوں نے اسے مار ڈالا۔ منذر کو اس وقت کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ کو دبا بیٹھا اور ''المنصور'' کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی سلاطین جلیقیہ اور برشلونہ سے مصالحت کا عہد و پیمان کیا۔ بالآخر ۴۱۴ھ میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور ''المظفر'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔

بنو ہود: اسی زمانہ میں ابو ایوب سلیمان بن محمد بن ہود جزامی انہی لوگوں میں سے شہر تطیلہ پر قابض ہو رہا تھا۔ اسے شروع زمانہ فتنہ سے اس صوبہ کی حکمرانی دی گئی تھی۔ اس کا مورث اعلیٰ ہود وہ ہے جو اندلس آیا تھا۔ ازدنے اس کے سلسلہ نسب کو سالم مولیٰ (آزاد غلام) ابو حذیفہ تک پہونچایا ہے۔ یہ ہود عبداللہ کا بیٹا ہے اور عبداللہ موسیٰ کا اور موسیٰ سالم موالی ابی حذیفہ کا اور بعضوں نے ہود کو روح بن اتباع کی اولاد سے شمار کیا ہے۔

سلیمان بن محمد بن ہود: سلیمان نے تھوڑے دن میں قوت بڑھا کر مظفر بن یحییٰ بن منذر کو مغلوب کر لیا ۴۳۱ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کر کے اسے دنیا کے تمام مخمصوں سے ہمیشہ کے لئے نجات دے دی۔ سرقسطہ اور ثغر اعلیٰ پر قابض ہو گیا اور اس کا بیٹا یوسف بن مظفر لاردہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ان دونوں میں مخالفت پیدا ہو گئی۔

احمد مقتدر باللہ: اس اثناء میں سلیمان مر گیا اور احمد مقتدر باللہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ مقتدر نے یوسف کے مقابلہ میں فرانس اور بشکنس سے امداد طلب کی چنانچہ فرانس اور بشکنس حسب وعدہ مقتدر کی کمک پر آئے۔ مسلمانوں اور عیسائیوں سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ یوسف نے اس خبر سے مطلع ہو کر عیسائیوں اور نیز مقتدر کا سرقسطہ میں محاصرہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے۔ یوسف کو اس میں ناکامی ہوئی۔ عیسائی سلاطین اپنے اپنے بلاد کی طرف لوٹ گئے۔ اس کے بعد مقتدر باللہ احمد نے ۴۷۴ھ میں اپنی حکومت کے سینتیس سال پورے کر کے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ یوسف مومن اس کا بیٹا تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔

یوسف موتمن بن احمد مقتدر: یوسف موتمن کو علوم ریاضیہ میں ید طولیٰ حاصل تھا اس فن میں اس نے بہت سی کتابیں

تالیف کی تھیں۔ ان میں سے استہلال اور المناظر ہیں ۴۷۷ھ میں اس نے وفات پائی یہ وہی سنہ ہے جس میں عیسائیوں نے طلیطلہ کو قادر بن ذی النون کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ یوسف موتمن کے بعد سرقسطہ میں مستعین حکمران ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں واقعہ دشقہ پیش آیا دشقہ کو عیسائی محاصروں کے پنجہ سے بچانے کی غرض سے مستعین نے ۴۸۹ھ میں کئی ہزار مسلمانوں کی جمعیت سے جو کہ شمار سے باہر تھے دشقہ پر چڑھائی کی۔ تقریباً دس ہزار مسلمان اس معرکہ میں کام آئے (مستعین[1] کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا تھا) اس زمانہ سے مستعین سرقسطہ پر برابر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۵۰۳ھ میں جن دنوں عیسائیوں نے سرقسطہ پر فوج کشی کی تھی سرقسطہ کے باہر جام شہادت نوش کر کے راہی عدم ہوا۔

عبدالملک بن یوسف موتمن: اس کی جگہ اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت ہوا عماد الدولہ کا خطاب اختیار کیا۔ عیسائی باغیوں نے اسے ۵۱۳ھ میں سرقسطہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس نے سرقسطہ کے قلعوں میں قلعہ روطہ میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پذیر رہا۔ یہاں تک کہ ۵۱۳ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا احمد ملقب بہ سیف الدولہ آریکہ کی حکومت پر رونق افروز ہوا اس کے عہد حکومت میں عیسائیوں کی شورش حد سے بڑھ گئی۔ مسلمانوں کو بے حد ستانے لگے۔ آخرکار اس نے عیسائیوں سے صلح کر لی اور قلعہ روطہ ان کے حوالہ کر کے اپنے حشم و خدام کے ساتھ طلیطلہ چلا آیا اور وہیں ۵۲۶ھ میں مر گیا۔ انہی بنوہود کے ممالک قبضہ سے شہر طرطوشہ تھا۔ جسے بقایا عامری نے ۴۳۳ھ میں دبا لیا تھا پھر ۴۴۵ھ میں یہ مر گیا تب یعلی عامری اس پر قابض ہوا اس کے دور حکومت دراز اور طویل نہیں ہوا۔ اس کے بعد شبیل حکمران ہوا عماد الدولہ بن احمد مستعین نے ۴۵۲ھ میں شبیل سے طرطوشہ چھین لیا اس وقت سے طرطوشہ پر عماد الدولہ کا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کا قبضہ رہا یہاں تک کہ دشمنان اسلام نے اس شہر پر بھی اور بلاد شرقی اندلس کے ساتھ قبضہ کرلیا۔ واللہ وارث الارض ومن علیھا وھو خیر الوارثین۔

امارت دانیہ و جزائر شرقیہ

عصام خولانی: جزیرہ ۲۹۰ھ میں عصام خولانی کے ہاتھ سے فتح ہوا۔ مورخین تحریر کرتے ہیں کہ عصام خولانی حج کے ارادے سے اپنی ذاتی کشتی پر سوار ہو کر اندلس سے روانہ ہوا۔ اتفاق یہ کہ ہوائے مخالف کی وجہ سے کشتی جزیرہ میورقہ کے ساحل پر جا لگی ایک مدت تک عصام اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس ساحل پر ہوائے مخالف کی وجہ سے مقیم رہا۔ زمانہ قیام میں ان لوگوں کو اہل جزیرہ کے حالات سے مطلع ہونے کا موقع ملا اور اسے فتح کرنے کی ہوس ان کے دل میں سمائی چنانچہ عصام نے حج سے واپس ہو کر امیر عبداللہ والیٔ اندلس سے جزیرہ میورقہ کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کیا اور اسے فتح کرنے کی رغبت دی۔

جزیرہ میورقہ کی فتح: امیر عبداللہ نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ عصام کے ساتھ روانہ کیا اس مہم میں لشکر شاہی کے علاوہ مجاہدوں کا ایک گروہ عظیم جہاد کے ارادے سے شریک ہوا۔ عصام نے پہنچتے ہی جزیرہ میورقہ پر محاصرہ ڈال دیا اور ایک مدت کے محاصرہ و جنگ کے بعد یکے بعد دیگرے اسکے تمام قلعوں کو فتح کرلیا۔ تکمیل فتح کے بعد عصام نے امیر عبداللہ کی خدمت میں

[1] دیکھو النقاری جلد اول صفحہ ۲۸۸۔

نامہ بشارت فتح روانہ کیا۔ امیر عبداللہ نے حسن خدمت کے صلہ میں عصام کو جزیرہ میورقہ کی گورنری عنایت فرمائی دس برس تک عصام نے اس جزیرہ پر حکمرانی کی۔ مسجدیں بنوائیں۔ حمامات تعمیر کرائے' سرائیں پل اور سڑکیں درست کرائیں۔

امارت جزیرہ پر موفق کا تقرر: عصام کی وفات کے بعد اہل جزیرہ نے اس کے بیٹے عبداللہ کو اپنا حکمران بنایا امیر عبداللہ والیٔ اندلس نے بھی اس کی امارت کو منظور وتسلیم کیا۔ اس کے بعد عبداللہ درویشی اور زہد کی طرف مائل ہو گیا ۳۵۰ھ میں ترک امارت کر کے حج کے ارادے سے کشتی میں سوار ہو کر مشرق کی جانب چلا گیا۔ پھر اس کی کوئی خبر معلوم نہیں ہوئی۔ خلیفہ ناصر مروانی نے اپنے خدام میں سے موفق کو اس جزیرہ کی سرداری وحکومت پر متعین و مامور کیا۔ موفق نے جزیرہ مذکور میں پہونچ کر جنگی کشتیوں کے متعدد بیڑے تیار کرائے فرانس کے مقبوضات پر بہت سے جہاد کیے ۳۵۹ھ میں عہد حکومت مستنصر میں اس نے وفات پائی۔ اس کے خادموں میں سے کوثر نامی ایک شخص اس کا جانشین ہوا۔ اس نے دشمنانِ اسلام پر جہاد کرنے میں وہی طریقہ اختیار کیا جو اس کے پیشرو (موفق) کا تھا۔ اس نے ۳۸۹ھ میں عہد امارت منصور میں انتقال کیا۔ منصور نے اپنے موالی (آزاد غلاموں) میں سے مقاتل کو اس جزیرہ کی حکومت دی۔ یہ بھی جہاد کا حد سے زیادہ شائق تھا۔ مقبوضات فرانس پر ہمیشہ جہاد کرتا رہتا تھا منصور اور اس کا بیٹا موید جہاد میں اس کی مدد کیا کرتا تھا ۴۰۳ھ زمانہ فتنہ میں راہگزار ملک آخرت ہوا۔

مجاہد بن یوسف: مجاہد بن یوسف بن علی عامری مولائیوں میں ایک سربرآوردہ اور دلیر شخص تھا منصور نے اس کی پرورش کی تھی۔ قرآن' حدیث اور عربیت کی تعلیم دی تھی۔ ان علوم میں مجاہد کو اعلیٰ درجہ کا کمال حاصل تھا۔ جس دن مہدی ۴۰۰ھ میں مارا گیا اس روز مجاہد قرطبہ سے چلا آیا اس نے اور نیز عامری مولائیوں اور اکثر لشکریان اندلس نے مرتضیٰ کی امارت کی بیعت لی جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ان لوگوں سے اور زادی سے غرناطہ کے باہر مڈبھیڑ ہوئی زادی نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کی جماعت کو منتشر کر کے مرتضیٰ کو بارحیات سے سبکدوش کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

مجاہد بن یوسف کی فتوحات: اس واقعہ کے بعد مجاہد طرطوش چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا پھر اسے چھوڑ کر دانیہ جا کر مقیم ہوا اور وہیں اپنی حکومت کی بنیاد ڈالی۔ میورقہ' منورقہ اور یابسہ کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا اور ۴۱۳ھ میں معیطی کو میورقہ کی حکومت پر مامور کیا معیطی نے میورقہ پہونچتے ہی خودسر حکومت کا اعلان کر دیا اہل میورقہ نے معیطی کو اس فعل سے بہت کچھ روکا لیکن معیطی نے ذرا بھی توجہ نہ کی۔ مجاہد کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے برادر زادہ عبداللہ کو میورقہ کی حکومت پر مامور اور روانہ کیا۔ معیطی یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ عبداللہ نے میورقہ میں پندرہ سال حکومت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت میں سردانیہ پر براہ دریا بقصد جہاد فوج کشی کی تھی اور بزورِ تیغ کمال مردانگی سے اسے فتح کر کے عیسائیوں کو وہاں سے جلاوطن کر دیا تھا اور والی سردانیہ کے لڑکے کو قید کر لیا تھا جو ایک مدت کے بعد زرفدیہ ادا کر کے رہا کرا لیا گیا۔ مجاہد نے اس کے مرنے پر اپنے موالی اغلب کو ۴۲۸ھ میں میورقہ کی حکومت عنایت کی۔

علی بن مجاہد: مجاہد والیٔ دانیہ اور خیران مرسیہ اور ابن ابی عامر والیٔ بلنسیہ میں باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں یہاں تک کہ ۴۳۶ھ میں مجاہد ان لڑائیوں کو یوں ہی ناتمام چھوڑ کر راہی ملک بقا ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی ایوان حکومت میں رونق

افروز ہوا۔ اقبال الدولہ کا خطاب اختیار کیا اور مقتدر بن ہود سے سسرالی قرابت پیدا کی۔ ۴۶۸ھ میں مقتدر نے اقبال الدولہ کو دانیہ سرقسطہ میں بلالیا اور اس کا بیٹا سراج الدولہ فرانس چلا گیا عیسائیان فرانس نے بچند شرائط جن کی پابندی کا اقرار خود سراج الدولہ نے کیا تھا سراج الدولہ کی امداد کی چنانچہ دانیہ کے بعض قلعوں پر اسے قبضہ مل گیا بعد چندے جیسا کہ خیال کیا جاتا ہے مقتدر کی سازش سے ۴۶۹ھ میں اسے زہر دیا گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ بعدہ علی (اقبال الدولہ) نے بھی مقتدر کے انتقال کے بعد ہی ۴۷۴ھ میں وفات پائی۔ بعضے کہتے ہیں کہ مقتدر کی حیات ہی میں یہ بجایا چلا گیا تھا اور یحییٰ بن حماد والی بجایہ کے یہاں مقیم ہوا تھا اور اسی زمانہ فراری میں سفر آخرت اختیار کیا تھا۔

اغلب کی معزولی: اغلب (مجاہد والی میورقہ کا مولیٰ) براہ دریا سرحدی عیسائیوں پر بکثرت جہاد کیا کرتا تھا اور آئے دن عیسائیوں کو اپنے پرزور حملوں سے تنگ کیا کرتا تھا۔ مجاہد کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے علی (اقبال الدولہ) سے اغلب نے حج و زیارات کی اجازت حاصل کر کے مشرق کا راستہ لیا۔ اقبال الدولہ نے آل اغلب کو حکومت جزیرہ سے برطرف کر کے اپنے داماد ابن سلیمان بن مشکیان کو اغلب کی طرف سے جزیرہ پر مامور کیا۔ پانچ سال تک ابن سلیمان جزیرہ پر حکمرانی کر کے بارِ حیات سے سبکدوش ہوا اس کی جگہ مبشر ملقب بہ ناصر الدولہ کو زمام حکومت عطا ہوئی۔

ناصر الدولہ: ناصر الدولہ شرقی اندلس کا رہنے والا تھا عالم طفلی میں قید ہو کر آیا تھا اور مجاہد کی خدمت میں تعلیم و تربیت پائی تھی سن شعور کو پہونچنے کے بعد ایک چھوٹی سی فوج کی سرداری مل گئی جواں مرد اور دلیر تھا۔ اپنی مردانگی کی وجہ سے لوگوں کی آنکھوں ں میں بہت جلد محبوب ہو گیا اسریٰ اور سرداینیہ اکثر جہاد کرتا تھا ابن سلیمان کے مرنے کے بعد انہی وجوہ سے جزیرہ میورقہ کی حکومت اسے مرحمت کی گئی پانچ سال تک حکومت کرتا رہا۔ اسی اثناء میں اقبال الدولہ کی حکومت کا دور تمام ہو گیا اور مقتدر بن ہود نے اس کے مقبوضات پر قبضہ و تصرف حاصل کر لیا مبشر نے بھی میورقہ کو اپنا موروثی ملک سمجھ لیا اور خود سر حکومت کا اعلان کر دیا۔ زمانہ طوائف الملوکی کا تھا۔ اندلس میں ہر چہار طرف فتنہ وفساد کی گھنگھور گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔

میورقہ کا محاصرہ: ناصر الدلوہ نے مستقل حکمراں ہونے کے بعد چند لوگوں کو اپنے آقائے نامدار کے اہل وعیال کے لینے کے لئے دانیہ روانہ کیا اہل دانیہ نے اقبال الدولہ علی کے اہل وعیال کو مبشر کے پاس بھیج دیا۔ مبشر نے ان لوگوں کے بے حد عزت کی اور بہ حسن سلوک ان لوگوں سے پیش آیا۔ اس وقت سے مبشر برابر سرحدی عیسائیوں پر جہاد کرتا رہا حتیٰ کہ عیسائی امراء برشلونہ جمع ہو کر اس پر حملہ آور ہوئے۔ دس ماہ کامل میورقہ کا محاصرہ کئے رہے بالآخر مبشر کو محاصرہ ختم کرنے میں ناکامی ہوئی دشمنانِ اسلام نے اسے بزور تیغ فتح کر کے مبشر کی حکومت کے[1] سال جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔

علی بن یوسف کا میورقہ پر قبضہ: مبشر نے زمانہ محاصرہ میں علی بن یوسف والیٔ مغرب عتونہ سے عیسائیوں کی زیادتیوں کی شکایت کی تھی اور امداد مانگی تھی۔ اگرچہ اتفاق سے علی بن یوسف کی جنگی کشتیوں کا بیڑا جو مبشر کی کمک پر آیا تھا میورقہ پر عیسائیوں کے قابض ہو جانے کے بعد پہونچا مگر پھر بھی ہزبران اسلام نے خشکی پر قدم رکھتے ہی عیسائیوں کو اس

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

جزیرہ سے نکال باہر کیا علی بن یوسف نے اپنی جانب سے انور بن ابی لمتونی کو اس کی حکومت عنایت کی انور نے اپنے زمانہ حکمرانی میں اہل میورقہ کو بہت ستایا۔ دریا سے فاصلہ پر ایک جدید شہر آباد کرنے کا قصد کیا اہل میورقہ کو کشیدگی تو پہلے ہی تھی سب کے سب مخالف بن بیٹھے اور جمع ہو کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے گرفتار کر لیا اور علی بن یوسف کے پاس امیر مقرر کرنے کا پیام بھیجا علی بن یوسف نے ان لوگوں کو محمد بن علی بن اسحاق بن غانیہ لمتونی والی غربی اندلس کے پاس بھیج دیا۔ محمد نے اپنی جانب سے اپنے بھائی احمد بن علی کو مقرر کیا محمد قرطبہ کی حکومت پر تھا۔ پس جب یہ میورقہ پہونچا تو اس نے انور کو پابہ زنجیر چند محافظوں کے ساتھ مراکش بھیج دیا اور خود میورقہ میں ٹھہرا ہوا دس برس تک حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا بھائی یحییٰ مر گیا اور ان کا بادشاہ علی بن یوسف تھا اسی زمانہ سے میورقہ میں بنو غانیہ لمتونی کا پرچم اقبال کامیابی کے ساتھ ہوا میں اڑنے لگا۔ علی بن یوسف کے زمانہ بادشاہت میں بنو غانیہ کی میورقہ میں بہت بڑی دولت و حکومت تھی، علی اور یحییٰ یہیں سے نکل کر بجایہ کی طرف بڑھ آئے تھے اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ موحدین سے اوران لوگوں سے افریقہ میں متعدد اور بکثرت لڑائیاں ہوئی تھیں جسے ہم اخبار لمتونہ کے بعد ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے میورقہ پر عیسائیوں نے موحدین کے ہاتھ سے ان کے آخری دور حکومت میں قبضہ حاصل کیا تھا۔ بقاء اللہ تعالیٰ کے لئے ہے اور ملک جسے چاہتا ہے اسے عطا کرتا ہے اور وہی غالب اور دانا ہے۔

باب : ۳۶

باغیان امارتِ ملتونہ

قاضی مروان بن عبداللہ کی خود مختاری: جس وقت ملتونہ دشمنانِ اسلام اور موحدین کی لڑائیوں میں مصروف ہو گئے اس وقت اندلس سے انہیں ایک گونہ دوری اور بے توجہی ہو گئی پس بعض اہالیان اندلس اپنی عادت قدیمہ پر آ گئے۔

۵۳۷ھ میں قاضی مروان بن عبداللہ بن مروان ابن خصاب نے بلنسیہ میں علم بغاوت بلند کیا اور خود سر حکمران بن کر حکومت کرنے لگا۔ مگر تین ہی مہینے بعد اہل بلنسیہ نے اسے حکومت وریاست سے معزول کر دیا۔ یہ مریہ چلا آیا۔ پھر مریہ سے ابن غانیہ کے پاس میورقہ بھیج دیا گیا۔ ابن غانیہ نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

ابو جعفر احمد کی سرکشی: مریہ میں ابو جعفر احمد بن عبدالرحمٰن بن ظاہر نے سر اٹھایا۔ کچھ عرصہ بعد اہل مریہ نے اسے معزول کر دیا بلکہ اس کی حکومت کے چوتھے مہینے بارِ حکومت اور حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر کے گوشہ قبر میں لے جا کر آرام سے سلا دیا۔ مستعین بن ہود کا پوتا دو ماہ تک حکمرانی کرتا رہا پھر ابن عیاض نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

امیر بلنسیہ ابو محمد عبداللہ: اہل بلنسیہ نے قاضی مروان کے بعد امیر ابو محمد عبداللہ بن سعید بن مرونیش جذامی کے ہاتھ پر امارت وریاست کی بیعت کی اس نے اپنے زمانہ حکومت کو دشمنان دین پر جہاد کرنے میں صرف کیا ہمیشہ معرکہ کارزار میں کفار کے ساتھ تیغ وسپر رہتا تھا حتیٰ کہ ۵۴۰ھ میں کسی لڑائی میں عیسائیوں کے ہاتھ شہید ہو گیا۔ اہل بلنسیہ نے عبداللہ بن عیاض کی امارت کو تسلیم کر لیا جو ان دنوں مریہ پر قابض ہو رہا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا عبداللہ نے ۵۴۲ھ میں وفات پائی۔

محمد بن احمد اور عبدالمؤمن کی جنگ: اہل بلنسیہ نے اس کے چچازاد بھائی محمد بن احمد بن سعید بن مرونیش کی امارت کی بیعت کی اس نے بیعت امارت لینے کے بعد شاطبہ مدینہ شقر اور مریہ پر بھی قبضہ کر لیا۔ ابراہیم بن ہمسک اس کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا اسنے اطراف اندلس میں غارت گری شروع کر دی۔ قرطبہ پر شبخون مار کر قابض ہو گیا مگر تھوڑے ہی دن بعد قرطبہ اس کے قبضہ سے نکل گیا تب اس نے غرناطہ پر ہاتھ مارا اور اسے موحدین کے قبضہ سے نکال لیا پھر اس نے اور نیز ابن مرونیش (محمد بن احمد) نے غرناطہ کے ایک قصبہ میں موحدین کا محاصرہ کر لیا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد جو کہ دونوں حریفوں میں غرناطہ کے باہر ہوئی تھیں عبدالمؤمن نے غرناطہ کو ان سے واپس لے لیا۔ انہی معرکوں میں ابراہیم اور ابن مرونیش نے عیسائی امراء اور سلاطین سے موحدین کی مدافعت کی غرض سے امداد طلب کی تھی چنانچہ عیسائی جوق در جوق ابراہیم اور ابن مرونیش کی کمک پر آئے مگر عبدالمؤمن کی مہارت اور نبرد آزمائی کے آگے سب نے منہ کی کھائی اور نہایت بری طور سے شکست اٹھا کر بھاگے اور عبدالمؤمن نے انہیں بہت بڑے طریقہ سے قتل کیا۔

یوسف کا بلنسیہ پر قبضہ: انہی دنوں میں یوسف نے طویل محاصرہ اور شدید جنگ کے بعد بلنسیہ کو فتح کر کے خلیفہ مستنجد عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا اور ایک عرضداشت دربارِ خلافت بغداد روانہ کی۔ خلافت پناہی نے اس صوبہ کی سند حکومت یوسف کو لکھ دی اس کے بعد ۵۶۶ھ میں موحدین کی حکومت کی بیعت ہوئی۔ مظفر عیسیٰ بن منصور بن عبدالعزیز بن ناصر بن ابی عامر شاطبہ اور مرسیہ کی جانب مراجعت کرنے کے وقت بلنسیہ پر قابض ہو گیا تھا ایک مدت تک وہاں اس کا قبضہ رہا ۵۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کے مرنے سے بلنسیہ کی عنان حکومت ابن مردنیش کے قبضہ میں چلی گئی۔

عبدالمؤمن کی مرابطین امراء پر فوج کشی: احمد بن عیسیٰ قلعہ مزمایہ پر قابض ہو رہا تھا اور اپنے متبعین کے ذریعہ سے مرابطین کی مخالفت کر رہا تھا اتفاق زمانہ سے منذر ابن وزیر نے اسے دبا لیا پس یہ ۵۴۰ھ میں عبدالمؤمن کے پاس چلا گیا اور ملک اندلس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی عبدالمؤمن نے اس کے ہمراہ چند فوجیں روانہ کیں جنہوں نے بنو غانیہ امراء مرابطین کو اندلس میں اپنے پُرزور حملوں سے مغلوب کر دیا۔

محمد بن علی بن غانیہ: میورقہ پر حکومت ملتونہ کے اضطراب کے زمانہ سے محمد بن علی بن غانیہ قابض تھا ۵۲۰ھ سے اس نے اس صوبہ پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ ۵۴۳ھ میں اپنے بھائی یحییٰ سے ملنے کے لئے بلنسیہ آیا تھا اور اپنی جگہ میورقہ میں عبداللہ بن تیما کو مامور کر آیا تھا اس کے زمانہ غیر حاضری میں بلوائیوں اور باغیوں نے سر اٹھایا۔ اس شورش کے رفع کرنے کی غرض سے محمد بن غانیہ بلنسیہ سے میورقہ پھر واپس آیا اور بدنظمی کو رفع کر کے امن قائم کیا حتیٰ کہ ۵۶۷ھ میں اسے پُرامن و عافیت چھوڑ کر انتقال کر لیا۔

مرابطیون کا زوال: اس کا بیٹا ابراہیم ابو اسحاق متمکن ہوا اس نے ۵۸۰ھ میں وفات پائی تب اس کا بھائی طلحہ کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اور ۵۸۱ھ میں موحدین کی بیعت کی۔ اہل میورقہ کے چند امراء بطور وفد موحدین کے یہاں آئے موحدین نے ان وفود کے ہمراہ علی بن برتر کو روانہ کیا جوں ہی میورقہ میں وارد ہوا طلحہ کے برادرزدگان علی و یحییٰ پسران اسحاق نے طلحہ کے خلاف بغاوت کر دی اور تخت حکومت سے اسے اتار دیا۔ اس کے بعد ان لوگوں کو یوسف بن عبدالمؤمن کے مرنے کا حال معلوم ہوا سب نے میورقہ چھوڑ کر افریقیہ کا راستہ لیا اسے آپ ان کی حکومت کے حالات میں پڑھیں گے۔ غرض اس طور سے مرابطیون کی دولت و حکومت ملک مغرب اور اندلس سے منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے عنان حکومت اس کے قبضہ سے نکال کر موحدین کو عنایت فرمائی۔ ان لوگوں نے ان کو جہاں پایا قتل کیا رفتہ رفتہ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام ہو گیا اور یہ اس سرزمین کے حکمران بن گئے۔

جنگِ ارکہ: ان لوگوں نے اس ملک کے انتظام پر بنی عبدالمؤمن کے اعزہ کو مامور کیا یہ لوگ اپنے کو سادہ کے لقب سے ملقب کرتے تھے اس ملک کی حکومت و ریاست انہی لوگوں میں تقسیم ہو گئی انہی لوگوں میں سے یعقوب بن منصور نے سرحدی بلاد کے سر کرنے کے بعد بہ نظر جہاد ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ پر عرب کو جمع کر کے چڑھائی کی۔ اطراف بطلیوس

مقام ارکہ[1] ۵۹۱ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی اس کے بعد اس کا لڑکا ناصر ۶۰۹ھ میں دریا کو مغرب کی جانب سے عبور کر کے ایک بڑی فوج کے ساتھ اندلس پہونچا۔ مسلمانانِ اندلس سے اور اس سے مقام عقاب میں مڈبھیڑ ہوئی۔ چند لوگ ان میں سے اس معرکہ میں کام آ گئے۔ باقی کو اللہ تعالیٰ نے اس نقصان عظیم سے بچالیا۔

موحدین کا اندلس سے اخراج: یعقوب منصور کے بعد موحدین کی حکومت متزلزل اور مضطرب ہو چلی اور تمام بلاد اندلس میں ان لوگوں کی کمزوری کی وجہ سے جو سادہ کے لقب سے موسوم تھے اُمور سیاست میں ضعف پیدا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی مراکش (مراکو) میں بھی ان کی حکومت معرض خطر میں پڑ گئی ان لوگوں نے عیسائی سلاطین اور عیسائی امراء سے امداد طلب کرنا شروع کی اور بروقت ضرورت مسلمانوں کے مقبوضہ قلعے دے دے کر ان کی فوجوں سے اپنی سیاست وحکومت قائم رکھنے لگے۔ اس سے روٴسا ملت اسلامیہ اور پس ماندگان عرب و دولت اُمویہ کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ سب کے سب جمع ہو کر موحدین کی مخالفت پر کھڑے ہو گئے اور اندلس کے ملک سے بات کی بات میں انہیں نکال باہر کیا۔ اس عظیم اور مہتم بالشان امر کے انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود جذامی اندلس میں کمر بستہ ہوا اور بلنسیہ میں زیاد بن ابو الحملات مدافع بن یوسف بن سعد پس ماندہٴ خاندان حکومت بنی مرنیش نے مستعدی کی تھی۔ ان کے علاوہ اور بہت سے سرداروں نے بغاوت اور مخالفت میں علم بلند کیا تھا۔

ان واقعات کے بعد ابن ہود پر اسی کی حکومت میں پس ماندگان دولت عرب اور انہی کے نسب والوں میں سے محمد بن یوسف بن نصر معروف بہ احمر نے بغاوت کی یہ محمد ابن شیخ کے لقب سے ملقب کرتا تھا اہل جبل سے اس کی لڑائیاں ہوئیں ان میں سے ہر ایک صاحب حکومت تھا جس کی وارث اس کی آئندہ نسلیں ہوئیں۔

سید ابوزید کا فرار: زید بن مرونیش، بنو مرونیش کے دس ممبران خاندان کے ساتھ بلنسیہ میں حکمرانی کر رہا تھا اس نے اس

---

[1] جنگ ارکہ ابتدائی حالات کے لحاظ سے نہایت خطرناک تھی۔ مگر اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس معرکہ میں مسلمانوں کو توقع سے زیادہ کامیابی ہوئی۔ تقریباً ایک لاکھ چھیالیس ہزار عیسائی مارے گئے تیس ہزار گرفتار کر لئے گئے۔ ڈیڑھ لاکھ خیمے اسی ہزار گھوڑے ایک لاکھ خچر اور چار لاکھ گدھے بار برداری کے ہاتھ آئے۔ جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب بے تعداد ملے۔ مال غنیمت کی ایسی کثرت ہوئی کہ ایک ایک درہم (بحساب سکہ رائج الوقت تقریب ۳.) پر غلام بک گئے تلواریں نصف درہم پر اور گھوڑے پانچ پانچ درہم پر اور گدھے ایک ایک درہم پر فروخت ہوئے یعقوب منصور نے حسب شرع شریف مال غنیمت کو مجاہدین میں تقسیم کیا۔ الفنش عیسائی بادشاہ بحال پریشان طلیطلہ کی طرف بھاگا ڈاڑھی سر منڈوا کر صلیب توڑ ڈالی فرش پر سونے، عورت سے مقاربت کرنے، گھوڑے پر سوار نہ ہونے کی قسم کھائی کہ جب تک میں اس کا بدلہ مسلمانوں سے نہ لوں گا اس وقت تک میں آرام نہ کروں گا۔ چنانچہ تمام جزائر اور بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ یعقوب منصور نے اس سے مطلع ہو کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور محاصرہ کر کے روزانہ حملوں سے تنگ کرنے لگا۔ قریب تھا کہ شہر طلیطلہ فتح ہو جاتا کہ اذفونش کی ماں لڑکیاں اور بیویاں برہنہ سر فریادی صورتیں بنائے ہوئے شاہی دربار میں حاضر ہوئیں اور یہ درخواست پیش کی کہ یہ ملک ہمارے ہی لوگوں کے قبضہ میں رکھا جائے ہم لوگ علم حکومت کے مطیع اور فرمانبردار ہیں۔ یعقوب منصور کو ان لوگوں کی حالت پر رحم آ گیا۔ ان کی درخواست منظور کر لی اور بہت سا مال و زر بطور انعام مرحمت کر کے رخصت کیا اور شہر طلیطلہ پر غالب اور متصرف ہو جانے کے بعد ان کے حوالہ کر کے قرطبہ کی طرف مراجعت کی۔ ایک مہینہ تک مال غنیمت لشکریوں میں تقسیم ہوتا رہا۔ اسی اثناء میں النفل کا سفیر پیام مصالحت لے کر حاضر ہوا یعقوب منصور نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا۔ اس وجہ سے مدت تک اندلس میں امن قائم رہا۔ المقاری جلد اول صفحہ ۲۸۹، ۲۹۰ مطبوعہ لیدن۔ (مترجم)

کی امارت حاصل کرنے میں موحدین سے اعانت وامداد لی تھی۔ جس زمانہ میں اس کی عنان حکومت سید ابوزید بن محمد بن حفص بن عبدالمومن نے مستنصر کے انتقال کے بعد اپنے قبضہ اقتدار میں لی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا اور یہ واقعہ ۶۴۸ھ کا ہے ان دنوں یہی زیان اس کا معتمد علیہ اور ہر کام کا منتظم و پیشوا تھا۔ ۶۲۶ھ میں جس وقت ابن ہود کی حکومت کی مرسیہ میں بیعت لی گئی تو زیان نے سید ابوزید کی مخالفت کا علم بلند کر دیا اور بلنسیہ سے نکل کر روزہ چلا آیا۔ سید ابوزید کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ نرمی اور ملاطفت سے واپس آنے کا پیام بھیجا۔ زیاں نے انکاری جواب دیا اس پر سید ابوزید زیاں کے خوف سے بھاگ کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (اعاذنا اللہ من ذلک)

زیان اور ابن ہود کی جنگ: سید ابوزید کے چلے جانے کے بعد زیان نے بلنسیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اور ابن ہود سے مدتوں لڑائی اور جھگڑے کا سلسلہ قائم رہا۔ دوران اختلاف میں زیان کے پسران عم عزیز بن یوسف بن سعد نے جزیرہ شقر پر قبضہ کر لیا اور ابن ہود کے علم حکومت کے تحت میں داخل ہو گئے زیان نے اس سے مطلع ہو کر عزیز سے جنگ کرنے کی غرض سے سریش پر فوج کشی کی اتفاق وقت سے زیان کو شکست ہوئی۔ ابن ہود اس کا تعاقب کرتا ہوا بلنسیہ تک چلا آیا اور مدتوں اس کا محاصرہ کیے رہا زیان نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے اور شہر پناہ کی فصیلوں سے ان کی مدافعت کرتا رہا یہاں تک کہ ابن ہود محاصرہ اٹھا کر واپس آ گیا۔

عیسائیوں کی بلاد اسلامیہ پر فوج کشی: عیسائی سلاطین نے مسلمانوں کو باہم تیغ وسپر دیکھ کر بلاد اسلامیہ کی طرف پیش قدمی شروع کی چنانچہ بادشاہ برشلونہ نے انیشیہ پر پہونچ کر قبضہ کر لیا۔ زیان کو اس کی خبر لگی تو اس نے تمام مسلمانوں کو جو اس کے ساتھ تھے مسلح کر کے انیشیہ پر عیسائیوں کو بے دخل کرنے کی غرض سے ۶۳۴ھ میں چڑھائی کی۔ اس جہاد میں اہل شاطبہ اور جزیرہ شقر والے بھی شریک ہوئے تھے اس واقعہ سے مسلمانوں کو شکست ہوئی۔ ابوالربیع سلیمان اس واقعہ میں شہید ہوئے۔ مسلمانوں نے شکست اٹھانے کے بعد بلنسیہ میں آ کر دم لیا۔ عیسائی فوجیں برابر تعاقب کرتی چلی آئی اور بلنسیہ پر پہونچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہلِ بلنسیہ نکل بھاگنے کی فکر کرنے لگے چند لوگ بطور وفد یحییٰ بن ابوزکریا والیٔ افریقہ کی خدمت بھیجے۔ عیسائیوں کی زیادتیوں اور محاصرہ کی شکایت کی۔

امیر یحییٰ بن ابوزکریا: یحییٰ بن ابوزکریا نے بہت سامال' اسباب جنگ' آلات حرب اور رسد غلہ اپنے عزیز یحییٰ نامی کے ہمراہ اہل بلنسیہ کے پاس روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ اندلس میں بنوعبدالمومن کا دورِ حکومت ہونے کے قریب پہونچ گیا تھا۔ یحییٰ محاصروں کی کثرت کی وجہ سے بلنسیہ میں نہ جا سکا مجبوری دانیہ کی جانب لوٹ آیا اور عیسائیوں نے ۶۳۶ھ میں بزور تیغ بلنسیہ پر قبضہ حاصل کر لیا زیان بہ حال پریشان بلنسیہ سے نکل کر جزیرہ شقر چلا آیا اور امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔ اظہارِ اطاعت کی غرض سے بیعت کرنے کے لئے اپنے کاتب (سیکرٹری) حافظ عبداللہ بن محمد ابناری کو امیر یحییٰ کی خدمت میں روانہ کیا۔ اس نے ٹیونس پہونچ کر حق سفارت ادا کیا اور فی البدیہہ ایک قصیدہ جو کہ مشہور و معروف ہے جس میں جودت طبع دکھائی تھی بردیف سین پڑھا اس کا تذکرہ عنقریب موحدین میں دولت بنوحفص افریقہ کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

ابوبکر واثق: ابن ہود کے مرنے کے بعد اہل مرسیہ نے ابوبکر واثق (یہ بنی ہود کا آخری فرمانروا تھا) سے بغاوت کی۔ واثق

کی طرف سے مرسیہ کا والی ابوبکر بن خطاب تھا۔ اہل مرسیہ نے زیان کو مرسیہ پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا تھا چنانچہ زیان نے مرسیہ میں داخل ہو کر قصر امارت کو لوٹ لیا اور ان لوگوں کو امیر یحییٰ بن ابوزکریا کی بیعت کرنے پر شرقی اندلس کے قبضہ کی شرط کے ساتھ آمادہ کیا۔ یہ واقعات ۶۳۷ھ کے ہیں۔

ابن عصام کی عہد شکنی: اس کے بعد ابن عصام نے اربولہ میں زیان سے بدعہدی کی اور اس کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا اور زیان کے ایک قریبی رشتہ دار نے شہر لقنت جا کر اپنی حکومت کا سکہ چلا دیا۔ اس زمانہ میں یہ وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عیسائی بادشاہ برشلونہ نے ۶۴۴ھ میں اس کے قبضہ سے ان ممالک کو نکال لیا اور یہ مرتا کھپتا ٹیونس چلا گیا اور وہیں ۶۶۸ھ میں مر گیا۔

باقی رہا ابن ہود اس کے حالات آئندہ لکھے جائیں گے پھر ابن احمر کے خاندان اور آئندہ نسل میں حکومت و سلطنت کا سلسلہ قائم ہوا اور اس وقت تک موجود ہے۔ جسے ہم عنقریب تحریر کرنے والے ہیں کیونکہ یہی لوگ دولت وحکومت عرب کی یادگار اور بقیہ السلف ہیں۔ واللہ خیر الوارثین

باب: ۳۷

دولت بنو ہود

محمد بن یوسف بن ہود کی بغاوت: جس وقت موحدین کی حکومت میں اضطراب اور تزلزل پیدا ہو چلا اور ابن سادہ میں اختلاف شروع ہو گیا جو بلنسیہ کے حکمران تھے اس وقت محمد بن یوسف بن محمد بن عبدالعظیم بن احمد بن سلیمان مستنصر بن محمد بن ہود نے مقام صخیرات صوبہ مرسیہ متصل رقوط میں علم بغاوت ۶۱۰ھ میں بلند کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مستنصر انتقال کر چکا تھا اور موحدوں نے مراکش میں اس کے چچا مخلوع عبدالواحد بن امیر المومنین یوسف کی امارت کی بیعت کر لی تھی اور عادل نے (اس کے بھائی منصور کا بیٹا) مرسیہ پر قابض ہو کر ابو محمد عبداللہ بن ابی حفص بن عبدالمومن والئ حیان کے آگے گردن اطاعت جھکا دی تھی۔ اس معاملہ میں سید ابو زید بن محمد ابو حفص نے ان دونوں کی مخالفت کی۔ فتنہ وفساد کا بازار گرم ہو گیا ہر ایک نے دوسرے کو دبانے کی غرض سے عیسائی سلاطین سے امداد کی درخواست کی اور اکثر بلاد اسلامیہ امداد واعانت کے صلہ میں ان کے حوالہ کر دیئے۔ ان واقعات سے اہل اندلس کے دل رنج وغم سے بھر گئے اور وہ ان لوگوں کو باہر نکالنے کی فکریں کرنے لگے چنانچہ ابن ہود مذکور نے اس کام کا بیڑا اٹھایا۔

سید ابو العباس کی گرفتاری: یہ شخص بنی ہود ملوک الطوائف کی نسل سے تھا حکومت وسرداری حاصل کرنے کا ایک مدت سے خواہاں اور امیدوار تھا۔ چونکہ موحدوں کو اس کی طرف سے خطرہ تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے اس معاملہ میں کئی بار اس کی آزمائش کی اور اس نے نہایت خوبصورتی سے اپنے جذبات کو چھپایا بالآخر ۶۲۵ھ میں معدودے چند لشکریوں کے ساتھ بغاوت کی۔ سید ابو العباس بن ابی عمران موسیٰ بن امیر المومنین یوسف بن عبدالمومن والی مرسیہ نے ایک فوج اس کی سرکوبی پر روانہ کی اس نے اسے شکست دے کر مرسیہ کی جانب کوچ کیا اور پہونچتے ہی مرسیہ پر قبضہ کر کے سید ابو العباس کو گرفتار کر لیا۔

خلیفہ مستنصر عباسی کے نام کا خطبہ پڑھا جو ان دنوں خلفاء عباسیہ میں سے دار الخلافت بغداد میں تخت آرائے حکومت تھا۔

ابن ہود اور سید ابو زید کی معرکہ آرائی: اس کے بعد سید ابو زید بن محمد ابو حفص بن عبدالمومن والئ شاطبہ نے شاطبہ سے ابن ہود پر فوج کشی کی ابن ہود نے پہلے ہی میدان میں سید ابو زید کو شکست دے دی سید ابو زید شاطبہ لوٹ آیا اور مامون کی پشت پناہی سے پھر فوجیں مرتب کیں مامون اشبیلیہ کا حکمران تھا اپنے بھائی عادل کے بعد تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا تھا چنانچہ ابن ہود اور سید ابو زید سے معرکہ آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابن ہود کو نیچا دیکھنا پڑا سید ابو زید ابن ہود کا تعاقب کرتا ہوا مرسیہ تک چلا آیا اور مدتوں مرسیہ کا محاصرہ کئے رہا مگر کامیاب نہ ہو سکا آخر کار محاصرہ اٹھا کر اشبیلیہ کی جانب

واپس آیا اس کے بعد سید ابوزید سے زیان بن ابوالحملات مدافع بن حجاج بن سعد بن مردنیش نے بلنسیہ میں مخالفت اور بدعہدی کی اور بلنسیہ سے نکل کر رندہ کی طرف چلا آیا۔ یہ واقعہ ۶۲۶ھ کا ہے۔

ابن ہود کی بیعت: چونکہ مردنیش بڑے جتھے دار اور رعب دار والے آدمی تھے اس وجہ سے ابوزید کو زیان کی مخالفت اور بلنسیہ سے رندہ چلے جانے سے خطرہ اور نظام حکومت کے درہم برہم ہو جانے کا خیال پیدا ہوا بمنت وسماجت واپسی کی تحریک کی زیان نے انکاری جواب دیا۔ ابوزید بلنسیہ سے نکل کر عیسائی بادشاہ برشلونہ کے پاس چلا گیا اور عیسائی مذہب اختیار کر لیا۔ (نعوذ باللہ) ابوزید کے چلے جانے کے بعد اہل شاطبہ نے ابن ہود کی امارت کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد اہل جزیرہ شقر نے اہل شاطبہ کی تقلید کی۔ اہل جزیرہ شقر کو ان کے احکام بنوعزیز بن یوسف عم زیان بن مردنیش نے اس امر پر ابھارا تھا۔ ان لوگوں کے بیعت کرنے کے بعد اہل خیان اور اہل قرطبہ نے بھی ابن ہود کی امارت کو تسلیم کر لیا اور اس کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے اور امیر المومنین کے لقب سے یاد کرنے لگے۔

ابن ہود کا محاصرۂ بلنسیہ: اس اثناء میں مامون اشبیلیہ سے مراکش چلا گیا اور اس کا بھائی اہل اشبیلیہ پر حکمرانی کرنے لگا۔ زیان بن مردنیش نے اس سے چھیڑ چھاڑ شروع کی حالانکہ دونوں میں پہلے سے تعلقات تھے آخر کار ۶۲۹ھ میں زیان کو ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ ابن ہود نے اس کا بلنسیہ میں محاصرہ کر لیا پھر محاصرہ اٹھا کر عیسائیوں پر حملہ کرنے کی غرض سے ماردہ پر چڑھ گیا۔ فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابن ہود کے قدم میدان جنگ سے اکھڑ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے مسلمانوں کو بال بال بچا لیا۔ اس کے بعد دوبارہ مقام کوس میں اسے ناکامی ہوئی مگر اس کے چہرہ پر ذرا بھی شکن نہ آئی۔ دشمنانِ اسلام سے ان کے مقبوضات پر جا کر جھگڑتا اور ان سے جہاد کرتا رہا۔ ہر سال ان سے مڈبھیڑ ہوتی اور نہایت استقلال اور مردانگی سے ان کے مقابلہ میں مصروف ومشغول رہتا تھا اس کے باوجود عیسائی سلاطین بلاد اسلامیہ کے سرحدوں اور دارالحکومتوں کو یکے بعد دیگرے ہڑپ کر جاتے تھے۔

ابوعمران کی اطاعت: پھر ابن ہود نے جزیرہ خضراء اور جبل الفتح پر جو کہ سبتہ کے پھاٹک تھے سید ابوعمران موسیٰ سے قبضہ لے لیا اور ان پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد سبتہ کی طرف قدم بڑھایا ابوعمران نے ابن ہود کی امارت وحکومت کو تسلیم کر کے اس کے ہاتھ پر بیعت کر لی۔

سالم بن ہود کی اشبیلیہ پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد ۶۲۹ھ میں سلطان محمد بن یوسف بن نصر کی حکومت کا مقام ارجونہ میں اعلان کیا گیا۔ ارکین دولت نے بیعت کی اہل قرطبہ اور اس کے بعد اہل قرمونہ نے علم حکومت کے آگے گردن جھکائی۔ کچھ عرصہ بعد اہل اشبیلیہ نے بغاوت کر دی اور سالم بن ہود کو اپنے شہر کے دارالحکومت سے نکال کر ابن مروان احمد بن محمد باجی کو امیر بنا لیا۔ ابن ہود سے اور تو کچھ بن نہ آئی ایک فوج مرتب کر کے ابن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ ابن احمد نے پہلے ہی حملہ میں اس فوج کو شکست دے دی اور اس کے سپہ سالار کو گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ادھر باجی اور ابن احمر نے ابن ہود نے ابن ہود کی مخالفت پر باہم عہد وپیمان کیا۔ اُدھر ابن ہود نے الفنش سے ان لوگوں کی حرکات سے تنگ آ کر زیر کرنے کی غرض سے ایک ہزار دینار روزانہ دینے کے اقرار پر مصالحت کر لی۔ اس تبدیلی اور تغیرات سے اہل

قرطبہ متاثر ہو کر ابن ہود کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے ابن ہود نے فوجیں درست اور سامان جنگ فراہم کر کے باجی اور ابن احمر پر فوج کشی کر دی مگر اتفاق سے خود ابن ہود کو شکست ہوئی۔ ابن احمر نے بڑھ کر اشبیلیہ کے باہر پڑاؤ کیا اور موقع پا کر باجی کو مار ڈالا۔ اس کام کا بیڑا اس کے سسر اشقیلولہ نے اٹھایا سالم ابن ہود نے یہ خبر پا کر اشبیلیہ پر فوج کشی کر دی اور پہونچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل اشبیلیہ نے قلعہ بندی کر لی اور اسے شہر میں داخل نہیں ہونے دیا۔

ابن ہود کو عباسی اعزاز و خطاب: ۶۳۱ھ میں دربار خلافت بغداد سے منجانب خلیفہ مستنصر عباسی ابن ہود کو خطاب عطا ہوا ابو علی حسین بن حسین کر دی ملقب بہ کمال' خلعت شاہی پھریرا اور فرمان لے کر آیا۔ چنانچہ ابن ہود نے غرناطہ میں ابو علی سے ملاقات کی۔ یہ دن نہایت چہل پہل کا تھا اظہارِ مسرت کے لحاظ سے تمام شہر میں چراغاں کیا گیا۔ ابو علی کے دربار عام میں ابن ہود کو خلعت' پھریرا اور فرمان شاہی دیا۔ ''المتوکل'' کے لقب سے ملقب کیا۔ اس کے دیکھا دیکھی ابن احمر نے بھی تاجدار بغداد کے شاہی اقتدار کو تسلیم کر کے ابو علی کے ہاتھ پر خلافت مآب کی بیعت کر لی۔

شعیب بن محمد کی سرکوبی: جس وقت ابن احمر نے باجی کے ساتھ بزدلی سے فریب اور دھوکہ کیا تھا۔ اس وقت شعیب بن محمد اشبیلیہ سے نکل کر مضافات اشبیلیہ چلا گیا تھا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو کر خودسر حکومت کا اعلان کر دیا تھا اور ''المستنصر'' کے خطاب سے اپنے کو مخاطب کرتا تھا۔ ابن ہود نے اس کا بھی محاصرہ کیا اور مضافات اشبیلیہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ان خانہ جنگیوں اور باہمی فسادات کا لازمی نتیجہ یہ ہوا دشمنانِ اسلام ہر چہار طرف سے نکل پڑے اور بلاد اسلامیہ کی سرحدوں کا محاصرہ کر لیا۔ رفتہ رفتہ سرحدوں سے آگے بڑھ کر بلاد اسلامیہ کے اندرونی حصوں میں گھس پڑے پھر قرطبہ پر بھی حملہ آور ہوئے چنانچہ ۶۳۳ھ میں اس پر قابض ہو گئے۔

ابن احمر کی غرناطہ پر فوج کشی: پھر ۶۳۷ھ میں اہل اشبیلیہ نے خاندان عبدالمومن میں سے رشید کے ہاتھ پر حکومت و امارت کی بیعت کر لی اس کے بعد ابن احمر نے غرناطہ پر چڑھائی کی اور رشید کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔ عبداللہ ابو محمد بن عبداللہ بن محمد بن عبدالملک اموی رمیمی وزیر السلطنت ملقب بہ ذوالوزارتین کو ابن ہود نے اپنے ممالک مقبوضہ میں سے صوبہ مریہ کی حکومت عطا کی تھی چنانچہ عبداللہ مرتیہ ہی میں برابر مقیم رہا۔ ۶۳۷ھ میں متوکل وارد مریہ ہوا۔ اسی زمانہ میں عبداللہ نے حمام میں وفات پائی مریہ میں مدفون ہوا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ متوکل نے اسے قتل کرایا تھا بہرکیف اس کے مرنے پر موید حکمران ہوا ۶۴۳ھ میں ابن احمر نے اس کے صوبہ کو مؤید کے قبضہ سے نکال لیا۔

عزیز بن عبدالملک کا مریہ پر قبضہ: پھر جب متوکل نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا ابو بکر محمد ولی عہد ہونے کے لحاظ سے تخت حکومت پر متمکن ہوا ''الواثق'' کا خطاب اختیار کیا اس کی حکومت کے چند مہینے بعد عزیز بن عبدالملک بن خطاب نے ۶۳۶ھ میں مریہ پر چڑھائی کی اور بزور تیغ اس پر قبضہ حاصل کر کے ابو بکر محمد کو جیل میں ڈال دیا۔ عزیز اپنے کو ''ضیا الدولہ'' کے خطاب سے مخاطب کرتا تھا۔ اس کے بعد زیان بن مردنیش نے مریہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ضیاء الدولہ عزیز بن خطاب کو چند ماہ حکومت کرنے کے بعد بارِ حیات سے سبکدوش کر دیا اور واثق کو قید کی مصیبت اور تکلیف سے نجات دی۔ مریہ میں زیان کو زیادہ دن حکومت کرنے نصیب نہیں ہوا ۶۳۸ھ میں محمد بن ہود (متوکل کا چچا) مریہ پر اپنی فوجیں مرتب کر کے چڑھ

آیا اور زیان بن مردنیش کو بزورِ تیغ مرسیہ سے نکال باہر کیا۔ یہ اپنے کو بہاء الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا۔

ابو بکر واثق کا مرسیہ پر قبضہ بہاء الدولہ نے ۶۵۷ھ میں سفرِ آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا امیر ابو جعفر جلوہ آرائے تخت حکومت ہوا۔ ۶۶۲ھ میں ابو بکر واثق نے جسے عزیز بن خطاب نے معزول کیا اور تخت حکومت سے اتار اتھا فوجیں فراہم کر کے حملہ کیا اور ابو جعفر کے قبضہ سے مرسیہ کو نکال لیا۔ اس وقت سے مرسیہ میں یہی حکمرانی کرتا رہا حتیٰ کہ الفنش اور برشلونی عیسائی سلاطین اسے تنگ اور زچ کرنے لگے ابو بکر نے ابن احمر سے خط و کتابت کی۔ ابن احمر نے اپنی طرف سے عبداللہ بن علی بن اشفیلولہ کو مرسیہ روانہ کیا ابو بکر نے مرسیہ کی عنان حکومت عبداللہ کے حوالہ کر دی۔ چنانچہ عبداللہ نے مرسیہ میں ابن احمر کے نام کا خطبہ پڑھا اور چند روز بعد مرسیہ سے ابن احمر کے پاس جانے کے ارادے سے نکلا اثناء راہ میں عیسائی لٹیروں نے عبداللہ پر شبخون مارا عبداللہ مارا گیا اور ابو بکر واثق پھر مرسیہ سہ بارہ واپس آیا اور حکومت کرتا رہا یہاں تک کہ دشمنانِ اسلام نے مرسیہ کو ابو بکر کے قبضہ سے نکال لیا اور اس کی جگہ ابو بکر کو اپنے مقبوضہ قلعوں میں سے ایک قلعہ موسوم بہ لیس دیا اس قلعہ میں ابو بکر نے وفات پائی۔ واللہ خیر الوارثین۔

باب: ۳۸

امارت بنواحمر

بنواحمر: بنواحمر قرطبہ کے قلعوں میں سے ارجونہ کے رہنے والے تھے اس قلعہ میں ان کے اسلاف فوجی حیثیت سے آباد ہوئے تھے۔ یہ لوگ بنونصر کے لقب سے پکارے جاتے تھے اور نسبتاً سعد رضی اللہ عنہ ابن عبادہ سردار خزرج کی طرف منسوب تھے۔

محمد بن یوسف بن نصر شیخ: آخری دورِ حکومت موحدین ان لوگوں کا اور سر برآوردہ خاندان محمد بن یوسف ابن نصر نامی ایک شخص معروف بہ شیخ ملقب بہ ابی دبوس اور اس کا بھائی اسماعیل تھا۔ اطراف ارجونہ میں یہ لوگ باوجاہت اور صاحب اثر اشخاص شمار کئے جاتے تھے۔ جس وقت موحدین کی ہوا اکھڑی اور ان کے قوائے حکمرانی کمزور ہو گئے اور اندلس میں بغاوت اور سرکشی کی گرم بازاری ہوئی اور ان لوگوں (موحدین نے) اپنی کمزوری کی وجہ سے اندلس کے قلعوں کو عیسائی امراء اور سلاطین کے حوالہ کر دیا اس وقت اندلس کے تمام مسلمانوں کی جماعت کی طرف سے سیاسی امور کی انجام دہی پر محمد بن یوسف بن ہود آمادہ ہوا جس نے کہ مرسیہ میں موحدین کے خلاف علم خلافت بلند کیا تھا۔ اس نے تاجدار دولت عباسیہ کی حکومت کی بناء ڈالی تھی اور اندلس کے تمام شرقی صوبوں پر قابض ہو گیا تھا۔

ابن احمر کا اشبیلیہ سے اخراج: ۶۲۹ھ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ نے یہ رنگ دیکھ کر ابن ہود محمد ابن یوسف بن ہود کی مخالفت اور اپنی امارت کی بیعت لی اور امیر ابوزکریا والیٔ افریقہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ۶۳۰ھ میں حبان اور سریش نے اس کی اطاعت قبول کی۔ اس نے اپنی اطاعت جمانے میں اپنے اعزہ و اقارب بنونصر اور اپنے سسرال والوں بنو اشقیلولہ عبداللہ اور علی سے اعانت و امداد حاصل کی تھی۔ پھر ۶۳۱ھ میں اس نے علمِ خلافت بغداد کی اطاعت کی بیعت کی یہ وہ زمانہ تھا کہ ابن ہود کر دار خلافت بغداد سے خلافتِ مآب کی جانب سے خطاب عطا ہوا تھا۔ اس کے بعد مروان باجی نے اشبیلیہ میں جس وقت کہ ابن ہود اشبیلیہ سے نکل کر مرسیہ کی جانب واپس جا رہا تھا علم مخالفت بلند کیا۔ اس معاملہ میں محمد بن یوسف معروف بہ شیخ بھی باجی کا شریک تھا۔ چنانچہ ۶۳۲ھ میں باجی کے ساتھ محمد بن یوسف بھی داخل اشبیلیہ ہوا اور اشبیلیہ میں پہنچنے کے بعد باجی کے ساتھ بدعہدی کی اور فریب دے کر مار ڈالا۔ اس بدعہدی اور بزدلانہ حملہ کا بانی مبانی علی بن اشقیلولہ تھا۔ اس واقعہ کے ایک ہی مہینہ بعد اہل اشبیلیہ نے پھر ابن ہود کی اطاعت قبول کر لی اور ابن احمر محمد بن یوسف معروف بہ شیخ کو اشبیلیہ سے نکال باہر کیا۔

ابن احمر کا غرناطہ پر قبضہ: اس کے بعد ابن احمر نے ۶۳۵ھ میں غرناطہ پر بہ سازش اہل غرناطہ قبضہ حاصل کر لیا۔ ابتداً اس کی طرف سے ابن ابی خالد غرناطہ پر قبضہ کی غرض سے آیا تھا۔ جب ابن احمر کو حبان میں یہ خبر پہنچی کہ ابن ابی خالد نے اہل غرناطہ کو میری بیعت پر راضی کر لیا ہے تو اس نے ابوالحسن علی بن اشقیلولہ کو غرناطہ کی جانب روانہ کیا اور اس کے بعد ہی خود بھی کوچ کر کے غرناطہ پہنچ گیا اور وہیں قیام کر کے اپنی سکونت کے لئے قلعہ حمراء تعمیر کرایا۔

اہل مریہ کی اطاعت: اہل مریہ نے ابن ہود کی وفات کے بعد ۶۳۹ھ میں رشید کی بیعت کی پھر اس سے محمد بن رمیمی نے قبضہ حاصل کیا۔ اس سے مؤید نے قبضہ حاصل کیا بعدہ ۶۶۳ھ میں اہل مریہ نے اسے معزول کر کے ابن احمر کے علم حکومت کی اطاعت اختیار کی۔

ابوعمرو بن جد: اس کے بعد ابوعمر بن جد (یحییٰ بن عبدالملک بن محمد حافظ ابوبکر) نے اپنی حکومت وسرداری کا جھنڈا کھڑا کیا اور اشبیلیہ پر قابض ہو کر امیر ابوزکریا بن حفص والیٔ افریقہ کی ۶۴۳ھ میں بیعت کر لی امیر ابوزکریا نے اسے اپنی جانب سے سند امارت دی۔ اہل اشبیلیہ کے امور سیاسی کا منتظم اور نگران سپہ سالار شقاف تھا۔

مسلم امراء کی خانہ جنگی اور عیسائی: امراء اسلام تو اس نوبت پر پہنچ گئے تھے کہ انہوں نے جوش حکمرانی میں اپنی خودغرضیوں کا ملک اندلس کو نشانہ بنا رکھا تھا اور دشمنانِ اسلام ان خانہ جنگیوں اور باہمی اختلاف سے فائدہ پر فائدہ اٹھاتے جاتے تھے۔ ۶۳۰ھ یا اس سے کے پہلے سے عیسائیوں نے بلاد اسلامیہ کو تکے بوٹی کر کے ہڑپ کرنا شروع کر دیا۔ والیٔ برشلونہ ایک بطریق کی اولاد سے تھا جسے شاہ فرانس نے ابتداً بلاد اندلس کو مسلمانانِ عرب کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے برشلونہ پر مامور کیا تھا۔ پس اس نے برشلونہ پر قبضہ کر لیا' مگر اس کے ساتھ ہی فرانس سے بھی دور ہو گیا۔ اس وجہ سے اس کی حکومت متزلزل اور ضعیف ہو گئی۔ ایک مدت بعد جب اہل اندلس میں نفاق پڑ گیا اور عیسائی امراء اس موقعہ کو غنیمت سمجھ کر آہستہ آہستہ اندلس کے اندرونی حصوں میں گھس آئے۔ ان کا بادشاہ حاکم تھا۔ اس نے اکثر سرحد بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے کے ارادے سے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا قلعات پر قبضہ: چنانچہ ۶۲۶ھ میں ماردہ کو دبا لیا' پھر ۶۲۷ھ میں میورقہ کو لے لیا[1] سرقسطہ اور شاطبہ پر بھی اس سے ڈیڑھ سو برس عیسائیوں کا قبضہ ہو چکا تھا' اس کے بعد ۶۳۶ھ میں طویل اور شدید محاصرہ کے بعد بلنسیہ کو بھی لے لیا۔ غرض رفتہ رفتہ جس قدر قلعے اور شہران مقامات کے درمیان تھے ان سب پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا یہاں تک کہ مریہ اور اس کے قلعے بھی ان کے مطیع ہو گئے۔ ابن اوفونش بادشاہ جلالقہ اور اس سے قبل اس کے آباؤ اجداد بھی ایسے ہی موقع کے منتظر تھے۔ انہوں نے بلاد اسلامیہ پر حملہ کیا اور اکثر قلعوں اور شہروں کو ایک ایک کر کے دبا لیا۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضہ سے بہت سے قلعے اور صوبے نکل گئے۔

ابن احمر اور ابن ہود: ابن احمر نے اپنے شروع زمانہ حکمرانی میں اس وجہ سے کہ اس کا اور چھوٹے چھوٹے خود سر حکمرانان اندلس سے جھگڑا ہو رہا تھا۔ ان امور کی جانب توجہ نہ کی بلکہ اپنی شوکت اور قوت بڑھانے کی غرض سے ... **عیسائی**

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

سلاطین سے امداد لی چنانچہ ان لوگوں کی اعانت سے اس کی فوجی قوت کما حقہ بڑھ گئی اور ایک طور سے اسے (ابن احمر کو) استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا۔ پھر ابن ہود نے قرطبہ پر قبضہ کرا دیئے اور ابن احمر کے شر سے محفوظ رکھنے کی شرط پر ادفونش کو تیس قلعے دیئے۔ اس نے قرطبہ کو ابن ہود کے سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد ۶۳۳ھ میں پھر قرطبہ پر قبضہ کر لیا۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے کلمۃ الکفر کو پھر اس کی جانب لوٹا دیا۔

عیسائیوں کی پیش قدمی: اس کے بعد ۶۴۶ھ میں اس نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اس واقعہ میں ابن احمر ابن ہود کی عداوت کے باعث اس کے ہمرکاب تھا دو برس تک محاصرہ کئے رہے بالآخر صوبہ اشبیلیہ صلح سے فتح ہو گیا اور اس کے قلعوں اور سرحدی شہروں کا معقول انتظام کیا گیا۔ اس سے فارغ ہو کر عیسائیوں نے طلیطلہ کو ابن کماشہ کے قبضہ سے نکال لیا یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے مملکت اندلس کے حصے بخرے کر لئے اور تمام شہروں اور اسلامی حدود پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتے گئے یہاں تک کہ مسلمانوں کے قبضہ میں نہایت کم بلاد باقی رہ گئے۔ ساحل بحر پر صرف رندہ (مغرب کی جانب سے) اور بیرہ کے درمیان (مشرق کی طرف سے) ان کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا جس کی مسافت طولاً مغرب سے مشرق تک دس منزل تھی اور عرضاً ساحل بحر سے اندرونی حصہ ملک تک ایک منزل یا اس سے کچھ زیادہ مسافت کی تھی۔

ابن احمر اور اہل جزیرہ: محمد بن یوسف معروف بہ شیخ ملقب بہ ابن احمر کو تمام جزیرہ پر قبضہ کر لینے کا شوق دامنگیر ہوا۔ اہل جزیرہ نے اس کی مخالفت کی مگر اسی اثناء میں مجاہدین اور غازیان فی سبیل اللہ کا ایک جم غفیر آ پہنچا جس میں قبیلہ زناتہ بنی عبدالواد تو جین مغراوہ اور بنی مرین کے نامی جنگ آور سورما شریک تھے۔ ان سب کا سردار کعب نامی ایک شخص تھا۔ بنی مرین کے آدمی اس کے گروہ میں زیادہ تھے۔ سب سے پہلے ادریس بن عبدالحق، رحو بن عبداللہ بن عبدالحق ممبران خاندان حکومت کی اولاد باجازت اپنے چچا یعقوب بن عبدالحق سلطان مغرب تین ہزار کی جمعیت سے سرزمین اندلس میں اتر آئے۔ ابن احمر نے ان لوگوں کے آنے کو رحمت الٰہی کا کرشمہ تصور کر کے بخوشی تمام اندلس میں آنے کی اجازت دی اور ان لوگوں کے ذریعہ سے دشمنانِ اسلام کا ناک میں دم کر دیا۔ اس کے بعد مجاہدین کا یہ گروہ واپس چلا گیا۔

ابن احمر کا انتقال: کچھ دن بعد بنو مرین کے خاندان سے ایک بڑی جمعیت پھر اندلس آئی ان لوگوں کا سردار عبدالحق اسی خاندان کا ایک دلیر اور مردانہ شخص تھا ان لوگوں نے اندلس کا ارادہ اس وجہ سے کیا تھا کہ ان کا قومی سلطان انتظام و سیاست کے لحاظ سے ان پر سختی کرتا تھا اور مصالح ملکی کے لحاظ سے بعضوں کو معتوب اور معزول کرتا تھا۔ یہ لوگ سیدھے اندلس چلے آتے تھے اور مسلمانانِ اندلس ان لوگوں کی شوکت و قوت سے خاصہ فائدہ اٹھاتے تھے۔ حکومت و دولت کو ایک طرح کی قوت حاصل ہو گئی تھی۔ دشمنانِ اسلام کی مدافعت خاطر خواہ کر سکتے تھے۔ المختصر حکومت غرناطہ اسی شان و شکوہ سے جاری اور قائم رہی یہاں تک کہ محمد بن یوسف (معروف بہ شیخ) ابن احمر بانی دولت بنو نصر نے ۶۷۱ھ میں وفات پائی اس کا بیٹا محمد بہ فقیہ تخت آرائے حکومت ہوا۔

سلطان محمد فقیہ ابن احمر: سلطان محمد کو فقیہ کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ ذی علم و کتب بینی کا بے حد شائق اور اہل علم کا قدر دان تھا اس کے باپ ابن احمر نے وصیت کی تھی کہ بوقتِ ضرورت ملوک زناتہ بنی مرین حکمرانانِ مغرب سے جنہوں نے دولت

حکومت موحدین سے حاصل کی تھی عیسائیوں کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کرنا اور ان کے ساتھ مراسم اتحاد اور دوستی استحکام کے ساتھ قائم رکھنا اور ہمیشہ اس میں ان کی مداخلت سے فائدہ اٹھاتے رہنا اور ان کو راضی رکھنا۔ چنانچہ محمد فقیہ ابن شیخ سلطان یعقوب بن عبدالحق بادشاہ مرین کی خدمت میں ایسے وقت میں بطور وفد حاضر ہوا جبکہ اسے مغرب کے تمام شہروں پر قبضہ مل گیا تھا اور مراکش بھی اس کی حکومت کے تحت آ گیا تھا اور مواحدین کی جگہ تخت حکومت پر جلوہ افروز ہو گیا تھا۔ سلطان یعقوب نے محمد فقیہ کی درخواست اعانت کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور بہ کمال خندہ پیشانی بنی مرین کے عساکر اسلامیہ اور مجاہدین کو اپنے بیٹے مندیل کی سپردگی میں ملک اندلس کو روانہ کیا اور ان کی روانگی کے بعد ہی خود بھی فوجیں آراستہ کر کے اندلس میں آ اترا اور جزیرہ خضراء کو ابن ہشام نئے دعوے دار حکومت سے چھین کر محمد فقیہ کے حوالے کیا اور وہیں ایک مدت تک مقیم رہا۔ اس مقام کو اس نے غازیان اسلام اور مجاہدین کے لشکر کا کیمپ مقرر کیا تھا۔ جب ۶۷۲ھ میں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سلطان یعقوب ملک اندلس میں جہاد کے ارادے سے داخل ہوا۔ عیسائیوں کے بڑے بڑے سورما اور جنگجو سلاطین بھاگ کھڑے ہوئے ان کی جماعت منتشر ہو گئی۔ ہر ایک کو اپنے اپنے مقبوضات کے بچانے کی فکر ہو گئی۔

محمد فقیہ کی عیسائیوں سے مصالحت: اس کے بعد محمد فقیہ نے اس خوف سے کہ مبادا سلطان یعقوب ملک اندلس سے مجھے بے دخل نہ کر دے عیسائی سلاطین سے مصالحت کر لی حالانکہ محمد فقیہ ان بنی مرین کے سرداروں اور لشکریوں کے قبضے میں تھا جنہوں نے بادشاہ سلطان مغرب اسے اس درجہ پر پہنچایا تھا اور وہ اس وقت تک اس ملک میں موجود تھے یہی سبب تھا کہ جس نے اسے اپنی غلطی کا احساس بہت جلد ہو گیا اور عیسائی سلاطین کے مکر و فریب سے خائف ہو کر خود کردہ پریشمان نہیں ہوا بلکہ سلطان یعقوب کے ظل عاطفت میں جا کر پناہ لی اس کے بعد ہی محمد فقیہ ایک دوسرے مرض میں مبتلا ہو گیا اور وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے اعزہ بنواشقیلولہ کی اطاعت کا طوق اپنی گردن میں ڈال لیا۔ ان میں سے عبداللہ مالقہ میں تھا علی وادی آش میں اور ابراہیم قلعہ قمارش میں۔ پھر ان لوگوں نے محمد فقیہ سے مخالفت شروع کی اور یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین سے سازش کر کے اس کی مخالفت اور اس سے مقابلہ میں امداد و اعانت کرنے پر آمادہ و تیار کر لیا۔ ان لوگوں نے فقط اسی امر پر اکتفا نہیں کیا بلکہ یعقوب بن عبدالحق کے سیاسی اقتدار کو اپنے مقبوضہ ممالک مالقہ اور وادی آش میں خاصے طور سے بڑھا لیا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سلطان یعقوب نے آخر کار ان ممالک کو فقیہ محمد سے لے لیا جیسا کہ آئندہ اخبار بنی مرین و بنی احمر میں ہم تحریر کرنے والے ہیں اس کے بعد بنی اشقیلولہ اور ان اعزہ بنو زرقاء ملک اندلس کو خیر باد کہہ کر ملک مغرب چلے گئے یعقوب بن عبدالحق سلطان بنی مرین کی خدمت میں حاضر ہوئے یعقوب نے ان لوگوں کی بے حد قدر و منزلت کی جاگیریں عنایت کیں اپنے ملک میں ان لوگوں کو بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جو آپ آئندہ پڑھیں گے۔

الغرض سلطان محمد فقیہ ابن احمر اسی حصہ ملک اندلس پر استقلال کے ساتھ حکمرانی کرتا رہا جس قدر کہ دشمنوں اور غیروں کی دستبرد سے بچ گیا تھا اور انہیں شہروں کی حکومت اس کی آئندہ نسلوں میں بطور وراثت چلی آئی نہ تو کثرت سے ان کے طرف دار تھے اور نہ ہوا خواہوں اور مددگاروں کا ہجوم تھا۔ البتہ وہ معدودے چند ان کے خیر اندیش تھے جو سرداران زناتہ اور ارا کین ملک و دولت اپنے اپنے ملک سے جلاوطن ہو کر یہاں چلے آئے تھے انہی لوگوں کے ذریعہ سے ان کا رعب داب تھا اور وہی اس کے غلبہ و نصرت کے باعث تھے۔ جلد اول میں ہم یہ بیان کر آئے ہیں کہ سرزمین اندلس میں قبائل کے مفقود

اور طرفداری کے زائل ہو جانے سے دولت وحکومت اسلامیہ کو کھلا ہوا نقصان اٹھانا پڑا اور یہی امر اس کی تنزلی کا باعث ہوا۔

سلطان محمد فقیہ کی وفات : سلطان ابن احمر کے ہوا خواہ اور طرف دار شروع زمانہ حکومت میں اس کے خاص اعزہ و اقارب بنونصر اور اس کے سسرالی رشتہ دار بنواشقیلولہ اور بنو مولی اور وہ خدام اور موالی تھے جو اسی کے گھرانے کے ساختہ و پرداختہ تھے اور یہ لوگ سلاطین عیسائی اور ابن ہود و دیگر دعویداران سلطنت اندلس کی مخالفت کے باوجود ہر طرح سے کافی تھے۔ بسا اوقات ان کے عوام وخواص کا جمع ہو جانے ہی دشمنانِ اسلام کی مدافعت کر دیتا تھا اور ان کے دشمنوں کے دل اس امر کے تصور سے کہ ابن احمر کے طرفدار اور ہوا خواہان بکثرت ہیں تھرا اٹھتے تھے یہی امر عصبیت اور طرفداری کا کام دیتا تھا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق چار و ناچار اندلس آیا تھا اس کے بعد اس کا بیٹا یوسف بھی اسی رویہ کا پابند رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو یغمر کی مخالفت اور بغاوت نے اسے مصروف کر لیا اور سلطان محمد فقیہ ۷۰۱ھ میں اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

محمد فقیہ کے عیسائیوں سے تعلقات : یہ وہی شخص ہے جس نے دشمنانِ اسلام کو طریف کے قبضہ میں مدد دی تھی اور اس کے لشکر کو زمانہ حصار طریف میں رسد وغلہ پہنچاتا تھا۔ یہاں تک کہ سنہ[1] میں انہوں نے اسے فتح کر لیا۔ یہ مقام فاصلے کی کمی کے باعث زقاق والی مغرب کے کیمپ ہونے کی عزت رکھتا تھا جب دشمنانِ اسلام نے اس پر قبضہ کر لیا تو ان لوگوں کی جاسوسی اور محافظت کرنے لگا جو جہاد کے ارادے سے اس جانب سے اندلس آتے تھے اس سے دشمنانِ اسلام کو بے حد مدد ملی۔

محمد مخلوع بن محمد فقیہ : محمد فقیہ کے انتقال کر جانے پر اس کا بیٹا محمد مخلوع عنان حکومت کا مالک ہوا۔ وزیر السلطنت محمد بن حکم لخمی جو کہ زندہ کا رہنے والا اور یہاں کے خاندان وزارت سے تھا مخلوع پر چھا گیا۔ نام کی بادشاہت محمد مخلوع کی رہی اور سیاہ وسفید کا اختیار وزیر السلطنت کے قبضہ میں رہا بالآخر ایک مدت کے بعد محمد مخلوع کا بھائی ابوالجیوش نصر بن محمد باغی ہو گیا فوجیں مرتب کر کے مخلوع پر چڑھائی کر دی وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا اور اپنے بھائی محمد مخلوع کو ۷۰۸ھ میں جیل کی سیر کو بھیج دیا۔

رئیس ابوسعید بن اسماعیل : ان دونوں کے باپ سلطان محمد فقیہ نے رئیس ابوسعید بن (عمہ) اسماعیل بن نصر کو مالقہ کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ مدت دراز سے یہاں امارت کر رہا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے ستبہ پر قبضہ کر لیا تھا اور عہد حکومت محمد مخلوع میں اس کے اشارہ سے بنو عزفی کے ساتھ اسی ستبہ میں بدعہدی کی تھی جیسا کہ اخبار ستبہ اور دولت بنی مرین میں تحریر کیا جائے گا اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے (رئیس ابوسعید) کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کے بطن سے اس کا ایک لڑکا ابوالولید اسماعیل نامی پیدا ہوا تھا۔ جب ابوالجیوش نصر نے غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور اس کی حکومت وریاست پر جو وہاں تھی قابض ہو گیا اس وقت اس نے برے افعال اور طریقے اختیار کیے اس کے بعد وزیر ابن حجاج نے بھی کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی۔ رعایا پر ظلم وستم ہونے لگا۔ ان اسباب سے سردار بنی مرین کے دلوں میں کینہ پرورش پانے لگا اور رعایا نے بھی ان کے ظلم وستم سے واویلا اور وامصیبتا کا شور شروع کیا۔

ابوالولید کا محاصرۂ غرناطہ : اس زمانہ میں بنو ادریس بن عبداللہ بن عبدالحق مالقہ میں مجاہدین اور غازیان اسلام کی سرداری پر تھے عثمان بن ابوالعلی نامی ایک شخص انہی لوگوں میں سے ان کا امیر تھا۔ ابوالولید نے اسے سلطان ابوالجیوش نصر کی

[1] اصل کتاب میں کوئی سنہ نہیں لکھا ہے۔

مخالفت پر ابھار دیا اور چونکہ عثمان اعزہ واقارب کی کمی کے باعث ضعیف وکمزور ہو رہا تھا اس وجہ سے زمام اختیار اس کے ہاتھ سے اپنے قبضہ میں لے لی۔ اِدھر ابوالولید نے ان لوگوں کو مسلح کر کے سلطان ابوالجیوش پر چڑھائی کر دی۔ اُدھر ۷۱۲ھ میں رئیس ابوسعید مالقہ سے علم وحکومت لئے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا اور فوجیں لے کر غرناطہ پر چڑھ آیا۔ اس معرکہ میں ابوالجیوش کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی بہت بڑی خونریزی ہوئی اور مدتوں غرناطہ کا محاصرہ رہا۔ ہزار ہا اہل غرناطہ مارے گئے۔ آخرالامر اس امر پر مصالحت ہوئی کہ ابوالجیوش اپنے اہل وعیال کے ساتھ وادی آش چلا جائے چنانچہ ابوالجیوش غرناطہ کو حسرت ویاس سے اپنے حریف کے قبضہ میں چھوڑ کر آش چلا گیا اور وہاں پہنچ کر اپنی نئی حکومت کی بنا ڈالی یہاں تک کہ ۷۲۲ھ میں مر گیا۔

ابوالولید کا عروج: فتح یابی کے بعد ابوالولید نے غرناطہ میں قیام کیا اور اپنی اور اپنے لڑکوں کے لئے حکومت وسلطنت کی بناء قائم کی۔ ۷۱۸ھ[1] میں الفنش (الفنسو) عیسائی بادشاہ نے غرناطہ پر حملہ کیا۔ بنوابوالعلاء نے اس معرکہ میں بہت بڑا حصہ

---

[1] علامہ ابوالعباس احمد بن محمد مقری نے کتاب نفح الطیب میں تحریر کیا ہے کہ جس وقت یادگار خاندان ملوک بن احمر کا قدم تخت حکومت پر جم گیا اور ان تمام ممالک اندلوسیہ پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں تھے وہ قابض ہو گئے۔ مثلاً جزیرہ طریف اور رندہ۔ ملوک نصاریٰ نے مجموعی قوت سے ۷۱۹ھ میں غرناطہ پر حملہ کیا۔ یہ ٹڈی دل فوج بطرہ کی جانب سے آئی تھی اس کی تعداد کا صحیح اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ پچیس عیسائی بادشاہ اس جنگ پر آئے تھے۔ اس بات تھی کہ عیسائیوں کو مسلمانوں کے دوبارہ عروج سے خوف پیدا ہوا اور انہیں اس امر کا اندیشہ پیدا ہوا کہ مبادا بڑھتے بڑھتے یہ ہم پر منہ نہ ماریں۔ اس خیال سے وہ لوگ متاثر ہو کر پوپ کی خدمت میں گئے اور سجدہ کر کے اس سے استدعا کی کہ آپ دعا کریں کہ ہم لوگ بقیہ مسلمانوں کو اندلس سے نکال کر پھینک دیں۔

چنانچہ پوپ نے ان کے سروں پر دست شفقت پھیر کر دعائیں دیں اور یہ لوگ بے شمار افواج لے کر غرناطہ پر چڑھ آئے۔ مسلمانانِ غرناطہ کو بے حد خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ چند لوگ بغرض استمداد بطور وفد (ڈیپوٹیشن) سلطان ابوسعید والی فاس کی خدمت میں روانہ کیا مگر اس دعا سے ان کے درد دل کا علاج نہ ہوسکا اور عیسائیوں کا لشکر آ پہنچا۔ اہل غرناطہ کی رہی سہی قوت بھی جاتی رہی۔ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کر کے ملک وملت کی حمایت پر شمشیر بکف نکل پڑے پس اس نے جس کے سوا کوئی دوسرا معین وناصر نہیں ہے مسلمانوں کی مدد کی اور نامی نامی عیسائی مارے گئے۔ بہت بڑی فتحیابی عساکر اسلامیہ کو نصیب ہوئی یہ دن جیسا کہ مسلمانوں کے لئے مسرت اور خوشی کا دن تھا ویسا ہی عیسائیوں کے حق میں رنج دہ اور مصیبت کا تھا۔

اس شکست سے عیسائی سرداروں کے چہروں پر ذرا بل نہ آیا کمال استقلال کے ساتھ خضراء کی جانب بڑھے سلطان ابن احمر نے ان کی مدافعت کی جانب توجہ فرمائی کئی جنگی کشتیاں جن پر ماہر فوجیں اور سامان حرب بکثرت تھا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی۔ جزیرہ سے کنارہ کشی کر کے طلیطلہ کی طرف آئے بلاد اسلامیہ پر قبضہ کرنے اور مسلمانوں کے استیصال کی قسمیں کھائیں اور باہم دوبارہ عہد وپیمان کر کے بہت بڑے سامان جنگ کے ساتھ غرناطہ پر پھر آ اترے۔ جس طرف آنکھیں اُٹھتی تھیں عیسائی ہی عیسائی نظر آتے تھے۔ سلطان غرناطہ نے شیخ الغزاۃ شیخ العالم ابوسعید عثمانی ابن ابوالعلاء مرینی کو عیسائیوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا۔

چنانچہ ۲۰ ربیع اول ۷۱۹ھ میں فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ شب یک شنبہ میں دشمنانِ اسلام نے ایک دستہ فوج کو اسلامی لشکرگاہ پر شبخون مارنے کو بھیجا۔ عساکر اسلامیہ سے چند سوار اور تیر اندازوں کی روک تھام پر نکلے اور اس قدر تیر برسائے کہ دشمنانِ اسلام کو لوٹنا پڑا۔ مسلمانوں نے ان کا تعاقب کیا صبح تک وہ بھاگتے جاتے تھے اور یہ ان پر تیر برساتے تھے اور تعاقب میں تھے۔ یہ پہلی فتح تھی جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اہل غرناطہ کو حاصل ہوئی روز یک شنبہ کو شیخ ابوسعید پانچ ہزار جنگ آوروں کو مرتب کر کے دشمنانِ اسلام کے لشکر کی طرف بڑھا۔ عیسائیوں کو اس جماعت قلیلہ کی مردانگی اور دلاوری سے سخت حیرت ہوئی نہایت تیزی سے مسلح ہو کر مقابلہ پر آئے تین شبانہ روز تک سخت خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر جو تھے روز دشمنانِ اسلام شکست کھا کر کمال ابتری سے بھاگے بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ سات ہزار عیسائی گرفتار کئے گئے۔ پچاس ہزار مارے گئے تعجب کی بات

لیا اور بڑی بڑی آزمائشوں میں مبتلا ہوئے اس کے بعد غرناطہ کے باہر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یہ دشمنِ دین اپنے رفیق کے ساتھ مارا گیا عیسائی فوجیں کمال ابتری کے ساتھ پسپا ہوئیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے معجزات میں سے ایک معجزہ تھا ورنہ اہل غرناطہ کی پامالی میں کوئی دقیقہ باقی نہیں رہ گیا تھا اس واقعہ کے بعد ابوالولید نے خود عیسائی مقبوضات پر کئی بار جہاد کیا اور اس کی فوج زناتہ اور اندلس کے مسلمانوں سے تیار کی گئی تھی چونکہ زناتہ کا زمانہ بدویت اور غربت سے بہت قریب تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے بڑی دلیری اور بے حد مردانگی سے کام لیا۔ انہی لوگوں کی اعانت وامداد سے ابوالولید کا جاہ وجلال اس درجہ تک پہنچ گیا تھا کہ اس زمانہ میں دوسرے بادشاہوں کو خواب میں بھی نصیب نہیں ہوا تھا۔

محمد بن رئیس ابوسعید: اس کے بعد اسی کے قرابت داروں بنونصر میں سے کسی شخص نے ۷۲۵ھ میں موقع پا کر دھوکے سے جس وقت کہ دربار شاہی سے اٹھ کر محل سرا میں جا رہا تھا۔ دروازہ محل سرا پر نیزہ رسید کیا زخمی ہو کر گر پڑا لوگ اسے اس کے محل سرا میں اٹھا لائے۔ قاتل نے عثمان ابی العلی کے مکان میں جا پناہ لی عثمان نے گرفتار کر کے اسی وقت قتل کر ڈالا اور محمد بن رئیس ابوسعید کو جبل سلوباشہ سے نکال کر غرناطہ لایا اور تاج حکومت اس کے سر پر رکھا۔ اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی اپنے وزیر السلطنت ابن محروق کو ۷۲۹ھ میں محل سرائے شاہی میں طلب کر کے قتل کرا دیا۔ قتل کا سبب یہ ہوا تھا کہ وزیر السلطنت کی شکایتیں حد سے بڑھ گئی تھیں اور اس کا ذاتی اقتدار شاہ غرناطہ سے بدرجہا بڑھا ہوا تھا۔ تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ایک روز امورِ سلطنت میں مشورہ لینے کے حیلہ سے شاہی محل میں طلب کیا جوں ہی محل سرائے شاہی میں داخل ہوا ایک خادم کو اشارہ کر دیا اس نے اس قدر خنجر رسید کیے کہ وزیر السلطنت بے دم ہو کر زمین پر گر پڑا اور مر گیا۔ سلطان محمد کو اس کے مارے جانے سے اطمینان ہوا اور وہ استقلال سے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

عثمان بن ابی العلیٰ کی امارت سے دستبرداری: اس کے بعد عثمان بن ابی العلیٰ سرداری اور امارت غزاۃ اور زناتہ سے دست کش ہو کر خانہ نشین ہو گیا اور اسی حالت عزلت گزینی میں راہی ملک آخرت ہوا اس کا بیٹا ابوثابت اس کی جگہ امیر مجاہدین اسلام مقرر کیا گیا اس تبدیلی سے عیسائیوں نے پھر چھیڑ چھاڑ شروع کی اور مسلمانوں کو ایذائیں پہنچانے لگے۔ سلطان محمد سامانِ سفر درست کر کے سلطان ابوالحسن کی خدمت میں مغرب پہنچا اور دشمنانِ اسلام کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا حالانکہ سلطان ابوالحسن ان دنوں اپنے بھائی محمد کے فتنہ وفساد کے ختم کرنے میں مصروف تھا مگر پھر بھی بہ نظر حمیت اسلام سلطان محمد کے ہمراہ فوجیں روانہ کیں اور اسے اپنی جانب سے اس لشکر کی امارت ۷۳۳ھ میں عنایت فرمائی۔

سلطان محمد کا قتل: بنوعثمان بن ابی العلیٰ کو سلطان محمد کا سلطان ابوالحسن سے ملنا اور سلطان ابوالحسن کا اس معاملہ میں مداخلت کرنا ناگوار گزرا اور اس سے ان کو طرح طرح کے خیالات پیدا ہوئے سب نے جمع ہو کر اس معاملہ میں مشورہ کیا اور پھر موقع پا کر جس روز سلطان محمد شلوباشہ سے غرناطہ آ رہا تھا اسے ہر چہار طرف سے گھیر کر نیزے تان کر ٹوٹ پڑا اور مار ڈالا۔

ابوالحجاج بن یوسف: اس کے بعد اس کے بھائی ابوالحجاج یوسف کے سر پر تاج شاہی رکھا اس نے عنانِ حکومت اپنے

بات یہ ہے کہ عساکر اسلامیہ میں سے سوائے تیرہ سواروں کے اور کسی نے جام شہادت نوش نہیں کیا۔ اس واقعہ سے عیسائیوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی۔ مصالحت کی درخواست کی سلطان غرناطہ نے اسے قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور مصالحت کر لی۔ دیکھو تاریخ المقری جلد اول صفحہ ۲۹۳، ۲۹۴ (مترجم)

قبضہ اقتدار میں لی اور اپنے بھائی سلطان محمد کے خون کے بدلہ لینے پر مستعد ہوا۔ بنو عثمان ابن ابی العلیٰ کے سرداروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی غرناطہ سے جلاوطن کر کے تونس بھیج دیئے گئے۔ غزاۃ اور مجاہدین کی سرداری بجائے ابو ثابت بن عثمان بن ابی العلیٰ کے بنو رحو بن عبداللہ بن عبدالحق میں سے یحییٰ بن عمر بن رحو کو مرحمت ہوئی تو اس کی ریاست و امارت زمانہ دراز تک قائم رہی۔

سلطان ابوالحجاج اور عیسائیوں کی جھڑپیں: پھر سلطان ابوالحجاج نے سلطان ابوالحسن والی مغرب کو عیسائیوں کی سرکوبی اور انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے اندلس میں بلا بھیجا چنانچہ سلطان ابوالحسن نے جس وقت کہ تلمسان فتح ہو گیا تھا اپنے بیٹے کو عساکر اسلامیہ زناتہ اور منطوعہ (والنٹیرز) کا افسرِ اعلیٰ مقرر کر کے اندلس کی جانب روانہ کیا اس نے عیسائیوں میں متعدد حملے کئے اور ایک مدت کے بعد بہت سا مال غنیمت لے کر ملک مغرب کی طرف واپس ہوئے۔ واپسی کے وقت عساکر اسلامیہ پر عیسائیوں نے اپنے ملک کی سرحد پر شبخون مارا۔ بہت سے مجاہد اور غازی شہید ہوئے۔

معرکہ طریف: اس زیادتی اور بدولانہ حملہ کا بدلہ لینے کی غرض سے سلطان ابوالحسن نے ۷۴۱ھ میں بنفس نفیس چڑھائی کی۔ زناتہ، مغراوہ فوج نظام اور منطوعہ کی فوجیں رکاب میں تھیں کوچ و قیام کرتا ہوا طریف تک پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ عیسائیوں نے یہ خبر پا کر بلاد عیسائی سے فوجیں فراہم کیں اور جمع ہو کر مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئے۔ طریف کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک کثیر گروہ شہید ہو گیا۔ بیگمات اور حریم سلطانی ہلاک ہو گئیں شاہی خیمے لٹ گئے۔ مسلمانوں کے لئے یہ نہایت مصیبت اور آزمائش کا دن تھا۔

سلطان ابوالحجاج کا قتل: اس واقعہ کے بعد ہی دشمنانِ اسلام نے قلعہ سرحد غرناطہ پر قبضہ کر لیا اور جزیرہ خضراء کی جانب بڑھے، چنانچہ ۷۴۳ھ میں صلح و آشتی کے ساتھ اسے بھی لے لیا سلطان ابوالحجاج اسی حالت میں دبا دبایا حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۷۵۵ھ میں عید کے دن جس وقت کہ صلوٰۃ العید ادا کر رہا تھا سجدہ کی حالت میں کسی نے نیزہ مارا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

حاجب رضوان کا قتل: اس کا بیٹا تخت آرائی حکومت ہوا پھر اس کے مولیٰ (خادم) رضوان نے جو اس کے باپ اور چچا کا حاجب تھا اسے شاہِ شطرنج بنا دیا اور خود امورِ سلطنت پر قابض ہو کر سیاہ و سفید کا مختار بن بیٹھا۔ اس کا بھائی اسماعیل قلعہ شاہی حمراء کے کسی محل سرا میں مقید تھا اسے اور محمد بن عبداللہ بن اسماعیل بن محمد بن رئیس ابوسعید سے سسرالی رشتہ تھا اس وجہ سے کہ اس کے باپ (عبداللہ) نے اسماعیل کی بہن سے عقد کر لیا تھا۔ اس کا دادا محمد بن رئیس وہی ہے جسے عثمان بن ابی العلیٰ نے جیل سے نکال کر تختِ حکومت پر متمکن کیا تھا۔ اس محمد (بن عبداللہ بن اسماعیل بن رئیس ابوسعید) نے محل سرائے قلعہ حمراء کے بعض خدام کو بلا کر حاجب رضوان کو اس کے مکان میں قتل کرا دیا اور اپنے سسرالی رشتہ دار اسماعیل کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر ستائیسویں رمضان ۷۶۰ھ کی رات تختِ حکومت پر بٹھا دیا۔

رئیس ابو یحییٰ: سلطان محمد مخلوع اس وقت حمراء کے باہر ایک باغ میں مقیم تھا، یہ خبر پا کر وادی آش چلا گیا اور آش کو سرحد کی جانب سے عبور کر کے بادشاہ مغرب سلطان ابو سالم بن سلطان ابوالحسن مرینی کی خدمت میں جا پہنچا، سلطان ابو سالم نے اس کی بڑی آؤ بھگت کی اور اس کے قیام کو پسندیدہ نظروں سے دیکھا اس کے بعد شیخ الغزاۃ یحییٰ بن عمر کو دولت بنو احمر کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا غرناطہ سے دار الحرب ہوتا ہوا مغرب پہنچا اور سلطان ابو سالم کی خدمت میں قیام اختیار کیا۔ سلطان ابو سالم

نے اس کی بھی قدر افزائی کی اور اس کی جگہ غرناطہ میں فوج مجاہدین پر اپنی جانب سے ادریس بن عثمان بن ابوالعلیٰ کو مامور کیا۔ ان دنوں غرناطہ میں رئیس ابو یحییٰ اپنے بھائی اسماعیل کی حکومت و ریاست کا انتظام کر رہا تھا اور یہی امورِ سیاست کا نگراں اور منتظم تھا۔ کچھ روز بعد لگانے بجھانے والوں نے لگانا بجھانا شروع کر دیا۔ رئیس کو انجام کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ ۷۶۱ھ میں دھوکے سے اسماعیل اور اس کے تمام ساتھیوں کو قتل کر کے تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا۔

معرکہ وادی آش: رئیس نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لے کر عیسائی سلاطین کے عہد و پیمان کو توڑ ڈالا اور جو اس کے متقدمین سلاطین غرناطہ بطورِ خراج عیسائیوں کو دیتے تھے اس کا بھیجنا بھی بند کر دیا اس وجہ سے عیسائیوں نے فوج کشی پر کمر باندھی اور لشکر آراستہ کر کے چڑھ آئے۔ مسلمانوں نے بھی فوج و سامان جنگ درست اور آلاتِ حرب مہیا کر کے عیسائیوں کی روک تھام کے لئے کوچ کیا مقام وادی آش میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ عساکر اسلامیہ کی سرداری پر سلطان غرناطہ کے بعض اعزا مامور تھے بہت بڑی خونریزی ہوئی۔

سلطان محمد مخلوع: اس کے بعد بادشاہ مغرب نے عیسائی سلاطین سے محمد مخلوع کو تختِ حکومت پر متمکن کرنے کی سفارش کی اور کشتی پر سوار ہو کر عیسائی بادشاہ کے پاس بھیج دیا۔ محمد مخلوع نے عیسائی بادشاہ سے ملاقات کی۔ عیسائی بادشاہ نے امداد کا وعدہ کیا۔ باہم یہ شرط قرار پائی کہ ممالک اسلامیہ کے جتنے قلعے فتح کئے جائیں وہ اب محمد مخلوع کے مقبوضات میں شمار کئے جائیں۔ پھر عیسائی بادشاہ نے چند قلعے فتح کرنے کے بعد بدعہدی کی۔ سلطان محمد مخلوع اس سے علیحدہ ہو کر مغربی سرحد کی طرف چلا گیا اور مملکت بنی مرین میں قیام اختیار کیا اس کے بعد سرحد رندہ سے فوجیں فراہم اور مرتب کر کے ۷۶۵ھ میں مالقہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ رئیس محمد بن اسماعیل یہ خبر پا کر غرناطہ سے عیسائی بادشاہ کے پاس بھاگ گیا ادریس بن عثمان شیخ الغزاۃ بھی بحالتِ قید اس کے ہمراہ تھا جو چند دن بعد قید سے بھاگ نکلا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

سلطان محمد کا غرناطہ پر قبضہ: پھر سلطان محمد نے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے غرناطہ کی جانب قدم بڑھایا۔ رئیس کا حاجب گرفتار ہو کر پیش کیا گیا۔ سلطان محمد نے اسے اور ان لوگوں کو جنہوں نے اس کے ساتھ ہو کر بازارِ کارزار گرم کیا تھا قتل کر ڈالا اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غرناطہ میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ لشکر مجاہدین پر شیخ یحییٰ بن عمر کو متعین کیا اور اس کے بیٹے عثمان کو اپنے مصاحبوں کے زمرہ میں داخل کر لیا ایک برس بعد ان دونوں کے سرداروں پر ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ سلطان محمد نے ان دونوں کو گرفتار کر کے مریہ کی جیل میں ڈال دیا۔ پھر چند سال بعد جلاوطن کر دیا اور ان دونوں کے ایک قریبی رشتہ دار علی بن بدرالدین بن محمد بن رحو کو غزاۃ و مجاہدین پر مامور کیا تھوڑے دن بعد اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ عبدالرحمٰن بن ابو یفلوسن اس خدمت پر مامور کیا گیا۔ سلطان ابوعلی بن محمد بادشاہ مغرب کے دربار میں اس کی بڑی قدر و منزلت تھی۔ سلطان محمد مخلوع کی ذات سے تخت حکومت حمراء جگمگا اٹھا۔ اس کے رعب داب کا سکہ عیسائی ملوک جلالقہ اور سرحدی ملوک مغرب کے دلوں پر بیٹھا ہوا تھا کیونکہ اس وقت ان لوگوں کی خدمت میں ایک گونہ کمزوری پیدا ہو چلی تھی جو اکثر سلطنتوں کو لاحق ہوا کرتی ہے۔

معزول بطرہ کی سلطان محمد سے امداد طلبی: جلالقہ نے ۷۶۸ھ میں اپنے بادشاہ بطرہ بن ادفونش سے بغاوت کی پھر بادشاہ بطرہ اور بادشاہ برشلونہ سے لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا۔ اس وجہ سے جلالقہ نے بطرہ سے سرکشی کی اور اس کے بھائی الفنش کو بلا کر اپنا حکمران بنالیا۔ بطرہ نے بلاد اسلامیہ میں جا کر پناہ لی اور سلطان محمد والی غرناطہ سے اپنے دشمن کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی؛ چنانچہ سلطان محمد نے بلاد مقبوضہ الفنش پر حملہ کیا متعدد قلعوں کو فتح کیا اور بعضوں کو ویران وخراب کر ڈالا مثلاً حبان، ابدہ اور اتر وغیرہ جو زبان حال سے حملہ آور فریق کی شکایت اور اپنی بربادی وخرابی کی حکایت بیان کر رہے ہیں، ان کے علاوہ اندرونی ملک کو تاخت وتاراج کیا۔ قرطبہ کو بھی جا کر گھیر لیا اور اس کے گرد ونواح کو ویران وبرباد کر کے مظفر ومنصور مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

بطرہ اور الفنش کے مابین جنگ: اس کے بعد بطرہ بادشاہ فرانس کے پاس چلا گیا جو کہ شمالی جزیرہ اندلس میں جزیرہ ارکسلیطرہ موسوم بہ نسز غالس پر حکمرانی کر رہا تھا اور الفنش کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا اس نے اپنے بیٹے کو فرانسیسی بہادروں کی ایک بہت بڑی فوج کے ساتھ بطرہ کی کمک پر مامور کیا۔ الفنش کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور بطرہ نے اسے اپنے پُر زور حملوں سے تہ وبالا کر دیا۔ پھر جب فرانسیسی لشکر اپنے ملک کی جانب واپس ہوا تو الفنش نے بطرہ پر فوج کشی کی اس سے دوبارہ ملک کے امن عامہ میں خلل واقعہ ہوا تمام ملک میں خونریزی کی ہوا چلنے لگی۔ بالآخر الفنش نے اپنے بھائی بطرہ کا جلیقہ کے کسی قلعہ میں محاصرہ کر لیا اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے مارے جانے سے الفنش جلالقہ کے ملک پر غالب ہو گیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

سلطان محمد کی خودمختاری: سلطان محمد والی غرناطہ الفنش اور بطرہ کی مخالفت کو غنیمت شمار کر کے اپنی قوت اور فوج بڑھانے میں مصروف ہوا اور اس نے اس خراج کو بھیجنا موقوف کر دیا جو عیسائی سلاطین مسلمانوں سے اس زمانہ سے لے رہے تھے جب سے کہ اس کے اسلاف نے عیسائی سلاطین سے معاہدہ صلح کیا تھا۔ ۷۷۰ھ سے والی غرناطہ نے خراج کے نام سے عیسائیوں کو ایک حبہ نہ دیا اور اسی حالت پر قائم رہا۔

الفنش اور شاہ فرانس کی جنگ: بادشاہ فرانس جس نے بطرہ کی کمک پر فوجیں بھیجی تھیں اور جس نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا بطرہ کے قتل سے متاثر ہو کر الفنش سے بدلہ لینے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ اتفاق سے اس کے بطن سے ایک لڑکا بھی پیدا ہوا تھا اس کے باپ نے یہ خیال قائم کیا کہ یہ لڑکا حکومت وسلطنت کا الفنش سے زیادہ مستحق ہے اس وجہ سے الفنش اور شاہ فرانس سے لڑائی اور خونریزی کا سلسلہ قائم ہو گیا اور جلالقہ کو اس سبب سے کسی طرف متوجہ ہونے کا موقع نہ ملا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ان کے بہت سے مقبوضہ شہران کے قبضہ سے نکل گئے اور ملوک ابن احمر نے بھی خراج کا دینا بند کر دیا جیسا کہ ابھی اوپر ہم بیان کر آئے ہیں۔ یہی حالت اس زمانہ تک قائم ہے۔

عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کی گرفتاری: ملوک مغرب کا حال یہ ہے کہ جس وقت سلطان عبدالعزیز بن سلطان ابوالحسن نے استحکام واستقلال کے ساتھ حکومت وسلطنت کے زینہ پر اپنا قدم جما دیا اور اس کے جاہ وجلال کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا (ان دنوں غازیان اندلس کی سرداری پر عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن مامور تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں) یہ شخص

سلطان کے نسب میں شریک اور ملک و خدمت میں اس کا ہمسر تھا۔ اس وقت اتفاق سے کچھ کاغذات سلطان کے ہاتھ لگ گئے' جنہیں عبدالرحمٰن اور اراکین دولت نے ایک دوسرے کے پاس بھیجا تھا۔ اس سے سلطان کو خطرہ پیدا ہوا۔ سلطان ابن احمر کے پاس عبدالرحمٰن کے قید کر لینے کو لکھ بھیجا۔ سلطان ابن احمر نے عبدالرحمٰن اور نیز امیر مسعود ماہی کو اس وجہ سے کہ یہ بھی فتنہ وفساد میں معقول حصہ لیتا تھا اور اس سے اور اہل دولت سے بھی خط و کتابت ہوا کرتی تھی گرفتار کر لیا۔

ابن احمر کی سرکشی اور اطاعت: جب سلطان عبدالعزیز نے ۷۷۴ھ میں وفات پائی اور اس کا بیٹا محمد سعید نافع تخت حکومت پر متمکن ہوا اور اس کے باپ کا وزیر ابوبکر بن غازی امور سلطنت کو انجام دینے لگا۔ اس وقت ابن احمر نے عبدالرحمٰن بن یفلوسن کو قید سے رہا کر دیا وزیر السلطنت ابوبکر بن غازی کو یہ ناگوار گزرا۔ ابن احمر کے چند چند قرابت دار رئیسوں کو مالی اور فوجی مدد دے کر ابن احمر سے لڑنے جھگڑنے کے لئے اندلس روانہ کیا کسی ذریعہ سے ابن احمر کو یہ خبر پہنچ گئی جھٹ پٹ فوجیں فراہم اور مسلح کر کے جبل الفتح پر جا اترا اس کی رکاب میں عبدالرحمٰن ابی یفلوسن اور امیر مسعود بن ماہی بھی تھا۔ ابن احمر نے ان دونوں کو کشتیوں پر سوار کرا کے براہ دریا یلغار کرنے کا اشارہ کیا۔ انہوں نے بلاد سبتہ پر پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک مغرب میں ایک تلاطم پیدا ہو گیا۔ اہل جبل الفتح نے شدت حصار اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر امن کی درخواست کی اور ابن احمر کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ابوالعباس احمد کی امارت: سبتہ میں محمد بن عثمان بن کاس ابوبکر بن غازی وزیر السلطنت کا داماد مقیم تھا۔ ابوبکر نے اسے امیر مسعود کے مقابلہ پر روانہ کیا تھا جس وقت کہ ابن احمر جبل الفتح کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اور طنجہ میں سلطان ابوالحسن کی اولاد زمانہ حکومت سلطان عبدالعزیز سے بخوف دعوی سلطنت مقید تھی سلطان ابن احمر نے محمد ابن عثمان سے خط و کتابت شروع کی اور اسے ہر خط میں ایک کم سن چھوکرے کی بیعت پر نفرین کرنے کو جو ابھی سن بلوغ کی حد تک بھی نہیں پہنچا تھا اور سلطان ابوالحسن کی اولاد میں سے کسی ایک کی بیعت امارت کرنے کی ترغیب دیتا تھا۔ جو کہ طنجہ میں قید تھے۔ تھوڑے دن بعد جب ان تحریرات سے محمد بن عثمان کے دل پر ایک خاص اثر پڑا تو سلطان ابن احمر نے مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار اور وعدہ کیا چنانچہ محمد بن عثمان نے سلطان ابوالحسن کی اولاد سے ابوالعباس احمد کو حکومت و سلطنت کے لئے منتخب کیا اور جیل سے نکال کر اس کے ہاتھ پر بیعت امارت کی ان نوجوانوں نے قید کے زمانہ میں باہم یہ عہد و پیمان کیا تھا کہ ہم میں سے جو شخص حکومت و ریاست کے زینہ تک پہنچ جائے تو اس پر لازم ہوگا کہ وہ بقیہ لوگوں کو قید مصیبت سے رہا کر دے۔

ابوالعباس احمد کا فاس پر قبضہ: اس عہد و پیمان کے مطابق سلطان ابوالعباس احمد نے اپنی امارت کی بیعت لینے کے بعد پہلا جو کام کیا وہ یہ تھا کہ اس نے اپنے کل ہمراہیوں کو قید کی مصیبت سے نجات دے کر اندلس کی جانب بھیج دیا۔ ان لوگوں نے رہائی پا کر سلطان ابن احمر کے پاس جا کر قیام کیا۔ سلطان ابن احمر نے ان لوگوں کی بے حد عزت و توقیر کی اور ان لوگوں کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں اور بہت سا مال و اسباب اور لشکر سلطان ابوالعباس اور اس کے وزیر محمد بن عثمان کے لئے روانہ کیا اور عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن کو ان دونوں کی موافقت اور ان کے ہر کام میں ان کی ہمدردی کرنے کو لکھ بھیجا۔ ان سب نے متفق ہو کر دارالحکومت فاس کو جا کر گھیر لیا' یہاں تک کہ ابوابکر غازی وزیر السلطنت نے سلطان ابوالعباس سے امن کی

درخواست کی شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے‘ قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ پس سلطان ابوالعباس نے محرم ۷۷۶ھ میں مظفر و منصور دارالحکومت میں داخل ہوا۔ عبدالرحمٰن بن ابی یفلوسن اس کے ساتھ رخصت کرنے کی غرض سے مراکش اور اس کے مضافات تک گیا اور جیسا کہ اس سے پیشتر سے باہم عہد و پیمان تھا اس کی حکومت و سلطنت کا انتظام درست کر دیا۔ اس کے بعد سلطان ابوالعباس نے سعید بن عبدالعزیز کو ہدایا و تحائف دے کر سلطان ابن احمر کی خدمت میں روانہ کیا تاکہ دونوں میں مسلسل زمانہ دراز تک مراسم اتحاد اور دوستی قائم رہے۔

قلعہ مراکش کی فتح: اسی اثناء میں اس کی عبدالرحمٰن والئ مراکش سے ان بن ہو گئی۔ متعدد مرتبہ اس کے محاصرہ اور جنگ کو گیا سلطان ابن احمر کبھی تو اسے مدد دیتا تھا اور لڑائی میں اس کا ہاتھ بٹاتا تھا اور کبھی کبھی دونوں میں صلح کرا دینے کی کوشش کرتا تھا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے ۷۸۴ھ میں مراکش پر چڑھائی کی۔ کئی مہینے محاصرہ کیے رہا بالآخر بزور تیغ قلعہ مراکش کو فتح کر لیا اور سلطان مراکش کو بارِ حیات سے سبکدوش کر کے فاس کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد تلمسان کی طرف رخ کیا ابو احمد سلطان بنی عبدالواد والئ تلمسان اس کی آمد کی خبر پا کر بھاگ گیا۔ سلطان ابوالعباس بلا جنگ و جدال تمام تلمسان میں داخل ہوا۔

موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی سبتہ و فاس پر فوج کشی: ان واقعات کے اثناء میں چند لوگوں نے جو فتنہ پردازی اور فساد انگیزی میں مشہور تھے۔ سلطان ابوالعباس اور سلطان ابن احمر سے ناچاقی اور چشمک پیدا کرانے کی کوشش کی اور ایک حد تک کامل طور سے کامیاب بھی ہو گئے۔ سلطان ابن احمر کو سلطان ابوالعباس کی طرف سے اس قدر برہم اور برانگیختہ کیا کہ انہیں لوگوں کی تحریک و اشارہ سے سلطان ابن احمر سلطان ابوالعباس کے نظام سلطنت کو درہم برہم کر دینے پر آمادہ و مستعد ہو گیا۔ چنانچہ انہیں چیدہ و منتخب اشخاص میں سے جو اس کے پاس پہنچ آئے تھے۔ موسیٰ بن سلطان ابوعنان کو امارت فاس کے لئے منتخب کیا اور مسعود بن ماسی کو اس کی وزارت کا عہدہ عطا فرما کر ایک عظیم فوج کے ساتھ براہ دریا سبتہ کی طرف روانہ کیا۔ اہل سبتہ نے اخلاص مندی کے ساتھ گردن اطاعت جھکا دی اور سلطان موسیٰ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ سلطان موسیٰ نے سبتہ سے فاس کی جانب کوچ کیا اور سلطان ابن احمد نے سبتہ پر قبضہ کر کے اسے اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔ سلطان موسیٰ نے دارالحکومت فاس پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا چند دن کے حصار کے بعد اہل فاس نے امن کی درخواست پیش کی‘ سلطان موسیٰ نے ان لوگوں کو امن دی اور بمصالحت ۷۸۶ھ میں فاس میں داخل ہو کر تخت حکومت پر متمکن ہو گیا۔

سلطان ابوالعباس کی گرفتاری: اس واقعہ کی خبر سلطان ابوالعباس کو اس وقت پہنچی جبکہ وہ ابی حمو اور بنی عبدالواد کے ارادے سے جہاں پر کہ وہ موجود تھے۔ تلمسان سے روانہ ہو چکا تھا۔ مگر اس خبر کے سنتے ہی فوراً لوٹ کھڑا ہوا اور نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگا۔ جس وقت تازی سے آگے بڑھ کر تازی اور فاس کے درمیان پہنچا۔ بنو مرین اور اس کی تمام فوجیں علیحدہ ہو کر اپنے جھنڈوں کے ساتھ سلطان موسیٰ کے ساتھ جا ملیں اور اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ سلطان ابوالعباس بحال پریشان تازی کی جانب واپس ہوا۔ عامل تازی نے اسے مکر و فریب سے ٹھہرا لیا یہاں تک کہ سلطان موسیٰ کا ایلچی فاس سے تازی آیا اور اس نے (ابوالعباس) کو گرفتار کر کے فاس کی جانب کوچ کیا۔ سلطان موسیٰ نے اسے اسی حالت میں اندلس

روانہ کر دیا۔ سلطان ابن احمر والیٔ اندلس نے اسے جیسا کہ اس سے پہلے نظر بند تھا نظر بند رکھا۔

سلطان ابن احمر اور وزیر مسعود کے مابین کشیدگی: سلطان ابوالعباس کے بعد سلطان موسیٰ کو ملک مغرب پر کامل قبضہ حاصل ہو گیا۔ مگر اس کے وزیر مسعود نے اس کا اقتدار شاہ شطرنج سے زیادہ نہ بڑھنے دیا۔ امور سلطنت و سیاست کے سیاہ و سفید کا اختیار اپنے قبضہ میں رکھا۔ کچھ دن بعد سلطان ابن احمر سے قبضہ ستبہ کا مطالبہ کیا گیا۔ سلطان ابن احمر نے قبضہ ستبہ سے دست کش ہونے سے انکار کیا اس وجہ سے دونوں میں فتنہ و فساد کی بنیاد پڑ گئی وزیر مسعود ابن ماہی نے سازش کر کے سلطان ابن احمر کے ہواخواہوں اور اس کے خاندان والوں کو بغاوت پر ابھار دیا۔ ان لوگوں نے ستبہ کے ایک قصبہ پر قبضہ کر کے اسے اپنا مرکز بنا لیا۔ اتنے میں سلطان ابن احمر کا جنگی کشتیوں کا بیڑہ ساحل سبتہ سے آ لگا جوش بغاوت فرو ہو گیا اور امن و امان قائم ہو گیا۔

سلطان موسیٰ کی وفات: پھر سلطان ابن احمر کی خدمت میں اراکین دولت سلطان موسیٰ کا ایک گروہ بطور وفد حاضر ہوا اور یہ درخواست کی کہ ان لوگوں میں سے جو اندلس میں خاندان حکومت فاس کے موجود ہیں کسی کو امیر فاس مقرر فرمائے۔ چنانچہ سلطان ابن احمر نے واثق محمد بن امیر ابوالفضل ابن سلطان ابوالحسن کو والیٔ فاس مقرر کر کے ان لوگوں کے ہمراہ روانہ کیا اور خود بھی رخصت کی غرض سے جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ ستبہ تک آیا۔ واثق نے سلطان ابن احمر سے رخصت ہو کر غمارہ کا رُخ کیا۔ شدہ شدہ اس کی خبر مسعود بن ماہی تک پہنچی۔ اس نے بھی فوجیں مرتب کیں اور مسلح کر کے واثق کی روک تھام کی غرض سے باہر نکلا اور جبال غمارہ میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں سلطان موسیٰ بن سلطان ابوعنان کی فاس میں انتقال کرنے کی خبر سننے میں آئی۔ مسعود محاصرہ اٹھا کر نہایت تیزی کے ساتھ فاس کی جانب واپس ہوا اور دارالحکومت میں پہنچ کر کرسی حکومت پر سلطان ابوالعباس کے ایک لڑکے کو جس کو کہ سلطان مذکور فاس میں چھوڑ گیا تھا متمکن کر دیا۔

سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماہی کی مصالحت: اس کے بعد سلطان ابوعنان بن امیر ابوالفضل نے پہنچ کر فاس کے سامنے کوہ زرہون پر پڑاؤ کیا مسعود ابن ماہی بھی فوجیں لے کر سلطان ابوعنان کے رد در رد آ اترا۔ سلطان ابوعنان کے امور سلطنت کا مہتمم احمد بن یعقوب صبیحی تھا کسی وجہ سے اس کے ہمراہیوں کو اس سے کشیدگی اور ملال پیدا ہوا۔ ایک روز سب نے موقع پا کر گرفتار کر لیا اور شاہی خیمہ کے روبرو لا کر قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے سلطان کو سخت دشواری پیش آئی اس کے بعد سلطان ابوعنان اور مسعود بن ماہی سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ بالآخر مسعود ابن ماہی نے اس شرط سے کہ عنان حکومت میرے قبضہ میں رہے۔ سلطان ابوعنان کی امارت کی بیعت کر لی۔ چنانچہ سلطان ابوعنان اپنے لشکر گاہ سے نکل کر مسعود ابن ماہی کے پاس گیا اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت میں داخل ہوا۔ مسعود ابن ماہی نے پہلے خود بیعت کی اور اس کے بعد اراکین دولت و حکومت سے سلطان مذکور کی حکومت و سلطنت کی بیعت لی۔

بنو ماہی کا زوال: سلطان ابوعنان کی رکاب میں سلطان ابن احمر کے لشکر کا بھی ایک حصہ تھا جس میں سلطان ابن احمر کے خادموں میں سے ایک نامور خادم تھا۔ مسعود نے ان سب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ سلطان ابن احمر کو اس کی خبر لگی بے حد بیزار ہوا۔ مگر اپنے دل کو تسکین دے کر ابوالعباس کو ایک فوج کی افسری کے ساتھ فاس کی جانب براہ دریا روانہ کیا اور ستبہ

تک خود پہنچانے آیا۔ ابوالعباس نے جوں ہی سبتہ میں قدم رکھا مسعود ابن ماہی کی تمام فوج نے جو اس وقت سبتہ میں تھی بطیب خاطر سلطان ابوالعباس کی بیعت کر لی۔ سلطان ابن احمر کو اس سے بے حد مسرت ہوئی دو چار روز قیام کر کے غرناطہ کی طرف واپس ہوا اور سلطان ابوالعباس نے فاس کی جانب قدم بڑھایا۔ مسعود ابن مای کو فوج نے دامن کوہ غمارہ میں تلوار اور نیزوں سے استقبال کیا۔ لشکریوں نے سلطان ابوالعباس سے مل جانے کی بابت سرگوشیاں شروع کی۔

مسعود بن ماہی کو اس کا احساس ہو گیا گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ سلطان ابوالعباس نے تعاقب کیا اور ایک مقام پر پہنچ کر اسے گھیر لیا۔ یہاں تک کہ سلطان ابوالعباس نے اسے گرفتار کر کے اسے اور اس کے سلطان کو قتل کر ڈالا اور بقیہ خاندان کو بھی طرح طرح کی مصیبتوں میں مبتلا کر دیا کسی کو قتل اور کسی کو قید کیا۔ بنو ماہی کی تباہی کے بعد سارا ملک مغرب سلطان مذکور کا مطیع و منقاد ہو گیا اور سلطان ابوالعباس جاہ و جلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان ابن احمر نے سبتہ سے اپنے لشکر کو واپس بلا لیا اور اس کی عنان حکومت سلطان ابوالعباس کو دوبارہ عنایت کی اس کے بعد سے دونوں میں مراسم اتحاد برابر قائم و جاری رہے۔

ابوالحجاج کے متعلق سلطان ابن احمر کی غلط فہمی: ان واقعات کے بعد سلطان ابن احمر بعزت و توقیر حکومت و سلطنت کرتا رہا۔ اپنے تمام زمانہ حکومت میں پھر کبھی کسی مصیبت اور دشواری میں مبتلا نہیں ہوا مگر ایک موقع پر اس سے شکایت کی گئی کہ اس کا بیٹا ابوالحجاج یوسف حکومت کی خواہش میں حملہ کرنے کی تیاری کر رہا ہے۔ اس وقت سلطان ابن احمر اطراف اندلس میں کسی ضرورت سے سفر کر رہا تھا اس خبر کو سنتے ہی اسی وقت ابوالحجاج کو گرفتار کر لیا اور غرناطہ کی جانب واپس آیا۔ اس کے بعد جب اسے پورا پورا اور صحیح صحیح حال معلوم ہو گیا اور اس کی بے حرمتی ثابت ہو گئی تو فوراً رہا کر دیا اور پہلے سے زیادہ عزت و توقیر کرنے لگا اور ہمیں یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ جس وقت سلطان ابن احمر غرناطہ سے جبل الفتح کی طرف بغرض دریافت احوال سلطان ابوالعباس گیا ہوا تھا اور یہ ان دنوں جبل غمارہ کے دامن میں مسعود ابن ماہی سے تیغ و سپر ہو رہا تھا یہ خبر پہنچائی گئی کہ اس کے بعض حاشیہ نشینوں نے جو وزرار کی اولاد سے ہیں یعنی[1] ابن مسعود بلنسی ابن وزیر القاسم بن حکیم وغیرہم نے دھوکا اور دغا دینے کا ارادہ کر لیا ہے۔

سلطان ابن احمر کی وفات: پس سلطان ابن احمر نے ان سب کو اسی وقت گرفتار کر لیا اور انہیں دم بھر کی مہلت نہ دی انہیں اور تمام لوگوں کو جنہوں نے اس معاملہ میں سازش کی تھی سزائے موت دی اور غرناطہ لوٹ آیا اس کے بعد اسی جاہ و جلال سے حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ ۷۹۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

ابوالحجاج یوسف بن سلطان ابن احمر: اس کا بیٹا ابوالحجاج تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوا اراکین دولت اور عوام الناس نے امارت و حکومت کی بیعت کی امور سیاست اس کے باپ کا موالی (آزاد غلام) خالد انجام دینے لگا۔ اس نے اس کے بھائیوں سعد، محمد اور نصر کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ بحالت قید ان سب نے وفات پائی کسی کا کچھ حال معلوم نہیں۔

خالد اور یحییٰ ابن صانع کا قتل: اس کے بعد ابوالحجاج سے خالد کی یہ شکایت کی گئی کہ اس نے بہ سازش یحییٰ بن صانع یہودی طبیب شاہی امارت پناہ کو زہر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ ابوالحجاج نے اپنی حکومت کے پہلے یا دوسرے سال خالد کو گرفتار

[1] اصل کتاب میں اسی طرح جگہ خالی ہے۔

کر کے اپنے روبرو قتل کرا دیا۔ طبیب یحییٰ کو بھی گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اسی حالت میں ذبح کر ڈالنے کا حکم دیا۔ ۷۹۴ھ میں یہ بھی رہگزر عالم آخرت ہوا اس کا بیٹا محمد تخت آرائے حکومت و امارت ہوا۔ اس کی حکومت و سلطنت کے کاروبار کا انتظام محمد خصاصی سپہ سالار کرنے لگا جو اس کے باپ کا ساختہ و پرداختہ تھا۔ اس وقت حکومت اندلوسیہ اسی طریقہ پر قائم ہے۔ واللہ غالب علیٰ امرہ۔

دولت اُمویہ کے حالات جو کہ دولت عباسیہ کی معاصر اور ہم چشم تھی اور ان ملوک اندلس کے واقعات جو کہ دولت امویہ کے بعد تخت آرائے حکومت ہوئے تھے ہم تحریر کر چکے ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کسی قدر ان عیسائی سلاطین کے حالات بھی تحریر کئے جائیں جو جزیرہ اندلس میں مسلمانوں کے قرب و جوار میں موجود تھے۔ لہٰذا ہم ان کے انساب اور دولت کے حالات کو ''مشتے نمونہ از خروارے'' جمع کر کے پیش کرتے ہیں۔

مترجم : اندلس کا آخری دور عیسائیوں کا تسلط مسلمانوں کی جلاوطنی

علامہ عبدالرحمٰن ابن خلدون مغربی مؤلف العبر و دیوان المبتداء والخبر کے زمانہ تک سرزمین اندلس میں عربوں کی حکومت کا نام و نشان کسی قدر باقی رہ گیا تھا اس وجہ سے اندلس کی حکومت اسلامیہ کی تباہی عیسائیوں کی چیرہ دستی اور مسلمانوں کے جلاوطنی کے حالات انہیں تحریر کرنے کی نوبت نہیں آئی پس اگر مترجم بھی اصل کتاب کی تقلید کرتا تو اس لحاظ سے کہ مترجم اس زمانہ میں وجود میں آیا ہے جب کہ اندلس میں اسلام کا کوئی بھی نام لیوا باقی نہیں رہا اور اندلس میں حکومت اسلامیہ پر عیسائیوں کے ہاتھوں تباہی اور بربادی آ چکی تھی۔ ایک بہت بڑا نقص حصہ تاریخ میں باقی رہ جاتا اور ناظرین کو اس حسرتناک منظر کے دیکھنے کی تمنا ہی رہ جاتی لہٰذا مترجم اس کمی اور نقصان کو اور کتب تواریخ سے منتخب کر کے پورا کرتا ہے تا کہ آپ کی آنکھیں اسلام اور مسلمانوں کے اس مد و جزر کو بھی دیکھ لیں جو سرزمین اندلس میں بحالت غربت ان پر پیدا ہوا تھا۔

ملوک بنو احمر سلاطین غرناطہ کا عہد حکومت اندلس میں مسلمانانِ عرب کی حکمرانی کی آخری بزم تھی۔ ان کے قبضہ میں ملک کا بہت کم حصہ باقی رہ گیا تھا اور یہ بھی کب اور کیونکر ان کے ہاتھوں سے چھن گیا اسے آپ آئندہ پڑھیں گے۔ بالفعل آپ ایک سرسری نظر سے پہلے اس منظر کو دیکھ لیں جس میں کہ بلاد اندلس یکے بعد دیگرے مسلمانوں کے قبضہ سے نکل نکل کر صلیبی حکومت کے تحت چلے جاتے ہیں اس کے بعد عبرت کی نگاہوں سے غرناطہ کی حکومت اسلامیہ کی بربادی اور تباہی کو ملاحظہ کیجئے گا۔

عیسیٰ ابن احمد رازی تحریر کرتا ہے کہ عہد گورنری عنبسہ بن سحیم کلبی میں جس وقت کہ مسلمانوں نے سرزمین اندلس پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور عیسائیوں میں ان کی مدافعت کی قوت باقی نہیں رہی تھی اور مسلمانوں کا فتح یابی کا سیلاب اربونہ سرزمین فرانس تک پہنچ گیا تھا بلکہ انہوں نے جلیقہ سے بلبونہ کو بھی بزور تیغ تسخیر کر لیا تھا اور سوائے پہاڑ تنگ و تاریک دروں کے کوئی شہر ان حدود میں اسلام کے قبضے سے خالی نہ رہا تھا۔ اس وقت ایک بے دین شخص بلائے نامی مفتوح قوم گاتھ کا تین سو آدمیوں کی جمعیت سے اسی قدرتی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ لشکرِ اسلام اس سے برابر تیغ و سپر ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ اس کے ہمراہی شدتِ بھوک سے مر گئے۔ صرف تیس مردوں اور دس عورتوں کی جمعیت اس کے پاس باقی رہ گئی۔ عساکر اسلامیہ نے اس قلیل جماعت کو حقیر اور بے اصل تصور کر کے ان کے استیصال سے ہاتھ کھینچ لیا اور یہ لوگ اس تنگ و تاریک غار اور قدرتی سنگین قلعہ میں شہد چاٹ چاٹ کر زندگی گزارتے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کو ان کی شورش اور سرکشی نے مجبور اور درماندہ کر دیا اور ان کی ایسی قوت بڑھی اور اتنی کثرت ہوئی کہ روز روشن کی طرح اسے لوگوں نے عیاں دیکھ لیا۔ ۱۳۵ھ میں بلائے مذکور انیس سال اس قسم

کی زندگی بسر کر کے مر گیا۔ دو برس اس کے بیٹے نے بھی اسی طرح حکومت کی۔ اس کے بعد اوفونش بن بطیر ان بنی اوفونش کا دادا حکمران ہوا۔ جس کی حکومت کا سلسلہ اس وقت چلا آتا ہے پس انہیں عیسائیوں نے رفتہ رفتہ دشوار گزار کمین گاہوں سے نکل نکل کر جس قدر اسلامی مقبوضات ان کے شہروں میں تھے انہیں پھر واپس لے لیا۔

مسعودی ذکر غزوہ سمور عہد خلافت ناصر کے بعد تحریر کرتا ہے کہ ۳۳۰ھ میں عیسائیوں نے مسلمانوں کے قبضہ سے ان تمام شہروں اور قلعوں کو نکال لیا جو کہ ملکِ فرانس اور شہر بابونہ سے متصل اور ملے ہوئے تھے۔ ۳۳۶ھ میں مسلمانوں کے قبضہ میں ملکِ اندلس کا شرقی حصہ طرطوشہ سے ساحل بحر روم تک اور پھر طرطوشہ سے شمالاً نہر عظیم نہر لاردہ تک باقی رہ گیا تھا۔

سب سے پہلے عیسائیان فرانس نے اندلس کے بڑے شہروں میں سے جس شہر کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے وہ طلیطلہ ہے۔ اوفونش نے اسے سات برس کے مسلسل محاصرہ کے بعد نصف محرم ۴۷۸ھ تا ۴۸۵ھ میں قادر باللہ ابن مامون یحییٰ بن ذی النون حکمران طلیطلہ سے فتح کیا تھا۔ اوفونش کے طلیطلہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد اہل شہر کے ساتھ عدل و انصاف کا برتاؤ شروع کیا علی الخصوص ان لوگوں کے ساتھ فیاضی کرنے لگا جو بطمع مال و زر عیسائی مذہب قبول کرتے جاتے تھے۔ بعض بعض کو زبردستی عیسائی بنا لیا جس سے مسلمانوں کے دل رنجیدہ ہوئے ماہ ربیع الاول ۴۹۶ھ میں جامعہ طلیطلہ کی ہیئت تبدیل کر کے کلیسہ بنائے جانے کا حکم دیا۔ اس کے شاندار میناروں پر صلیب لگائی گئی۔ توحید کی جگہ تثلیث قائم کی گئی اور اذان کی جگہ ناقوس کی آواز بلند ہوئی۔ واقعہ طلیطلہ سے پیشتر عیسائیوں نے ۴۵۶ھ میں بطرنہ پر یلغار کیا تھا اور اسی سنہ میں بلنسیہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا تھا جس وقت عیسائیوں نے بلنسیہ کا محاصرہ کیا اور اہل بلنسیہ اپنے ملک و دین کی حمایت پر کمربستہ ہو کر میدانِ جنگ میں آ گئے۔ عیسائیوں نے یہ سمجھ کر کہ ہم سے بلنسیہ کے محاصرہ میں سخت غلطی واقع ہوئی اور ہم میں اہل بلنسیہ سے لڑائی کی طاقت نہیں ہے اہل بلنسیہ کو مکر و فریب سے اپنے لشکرگاہ میں ملنے جلنے کو بلایا اور جب اہل بلنسیہ اپنے امیر عبدالعزیز بن ابی عامر کے ساتھ عیسائی لشکرگاہ کے قریب پہنچے تو عیسائیوں نے کمین گاہ سے نکل کر کسی کو قید کسی کو قتل کرنا شروع کیا' معدودے چند جن کی موت کا وقت نہیں آیا تھا بچ رہے امیر عبدالعزیز نے بہزار خرابی اپنی جان بچائی مگر بلنسیہ قبضہ اسلام سے نکل کر صلیبی گروہ کے پنجہ میں جا پھنسا اس کے بعد مسلمانوں نے پھر اسے واپس لے لیا۔ یہاں تک عیسائیوں نے کئی مرتبہ کی رد و بدل کے بعد یوم شنبہ سترہویں صفر ۶۳۶ھ میں بلنسیہ پر پھر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد پھر مسلمانوں کو بلنسیہ میں قدم رکھنا نصیب نہیں ہوا۔

ابن احیان لکھتا ہے کہ اردیلش عیسائی نے ۴۵۶ھ میں بربشتر قصبہ شہر برطانیہ پر جو کہ سرقسطہ کے قریب تھا ایک بڑی فوج سے چڑھائی کی۔ یوسف بن سلیمان بن ہود کسی وجہ سے اس کی حمایت کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ اہل شہر نے اپنی آپ حمایت کرنے پر آمادگی ظاہر کی چالیس روز تک عیسائی محاصرہ کیے رہے اس اثناء میں بیرونی امداد نہ پہنچنے اور غلہ اور رسد کی کمی سے اہل شہر میں نفاق پھیل چلا کسی ذریعہ سے عیسائیوں کو اس کی خبر لگ گئی حصار اور جنگ میں سختی سے کام لینے لگے۔ بالآخر عیسائیوں نے اہل شہر کے باہمی نفاق سے فائدہ اٹھایا اور پانچ ہزار زرہ پوش جنگی سواروں سے بیرون شہر تک پہنچ گئے۔ اہل شہر پر بے حد خوف طاری ہوا اندرون شہر میں قلعہ بند ہو گئے دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی پانچ سو عیسائی مارے گئے۔

اتفاق سے قناۃ[1] میں جس کے ذریعہ سے شہر میں نہر سے زمین کے اندر پانی آتا تھا ایک بڑا ٹکڑا پتھر کا گر گیا۔ جس کی وجہ سے پانی کا آنا شہر میں بند ہو گیا۔ اہل شہر نے پیاس کی شدت سے تنگ آ کر صرف اپنی جانوں کی امان طلب کی چنانچہ عیسائیوں نے امان دی جب اہل شہر اپنا تمام اثاثہ اور مال و زر چھوڑ کر شہر سے باہر آئے تو عیسائیوں نے بدعہدی کی اور سب کو انتہائی بے

---

[1] القنلط تحصو فی الارض لیجری فیها الماء (کظیمہ اس کو کہتے ہیں جو کہ زمین کے اندر پانی کے اجراء کے لئے بنایا جائے) اور کظامہ اس کنوئیں کو کہتے ہیں جو دوسرے کنوئیں کے مقابلہ میں کھودا جاتا ہے اور ان دونوں میں اس کے اندر اندر پانی آنے جانے کا راستہ رہتا ہے۔

دردی سے تہ تیغ کیا۔ قائد بن طویل اور قاضی بن عیسیٰ معدودے چند رؤسا کے ساتھ اس خوفناک واقعہ سے جانبر ہوئے بے شمار مال واسباب عیسائیوں کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ میں تقریباً ایک لاکھ مسلمان قتل اور قید کئے گئے۔ عیسائیوں نے ظلم وستم کا کوئی دقیقہ باقی نہ رکھا۔ طرح طرح کے وحشیانہ حرکات کئے جس سے تاریخی صفحات آج تک خالی ہیں۔ پھر ۵۱۲ھ کے ماہ رمضان میں چارشنبہ کے دن سرقسطہ بھی مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گیا۔

ابن الیسع لکھتا ہے کہ دشمنانِ اسلام نے شہر نطیلہ اور طرسونہ پر ۵۲۴ھ میں مسلمانوں سے قبضہ حاصل کیا تھا پھر ۶۲۹ھ میں عیسائیوں نے ماردہ کو محمد بن ہود کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس کے عہد میں مصائب کے دروازے کھل گئے۔ اس کے بعد ۵۲۷ھ میں جزیرہ میورقہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ ابن ابار تحریر کرتا ہے کہ یہ افسوس ناک واقعہ یوم دوشنبہ چودہویں صفر سنہ مذکور میں واقع ہوا تھا۔ یوم یک شنبہ ماہ شوال ۶۳۳ھ یا ۶۳۶ھ میں دشمنانِ اسلام نے دارالاسلام قرطبہ کو تاخت وتاراج کیا اور یوم شنبہ دسویں شوال ۶۶۵ھ یا ۶۶۸ھ میں مرسیہ پر قابض ہو گئے۔ ۶۳۷ھ میں واقعہ قندہ پیش آیا۔ بیس ہزار مسلمان کھیت رہے اور عیسائیوں نے قندہ پر قبضہ کر لیا۔ میورقہ پر قبضہ کر کے عیسائیوں نے جزیرہ میورقہ کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور تھوڑے دن کی جدوجہد سے ۶۲۷ھ میں اس پر بھی قابض ہو گئے اس کے بعد جزیرہ شقر کو بصلح وامان ۶۳۹ھ میں لے لیا۔

الغرض یوں ہی رفتہ رفتہ عیسائیوں نے ماہ رمضان ۶۴۵ھ تک تمام بلاد شرقی اندلس پر مسلمانوں سے قبضہ حاصل کر لیا۔ کسی پر بہ مکر وفریب اور کسی پر بزور تیغ اور کسی پر بہ امان وصلح امراء اسلام اس وقت خود غرضیوں میں مبتلا تھے۔ ایک کو دوسرے کے ساتھ کوئی ہمدردی باقی نہ رہی تھی۔ تعلیم قرآن اور ارشاداتِ نبی صلعم نسیاً منسیاً کر دیا تھا۔ یہی وجہ تھی کہ انہیں کے ہاتھوں ذلیل و خوار ہو رہے تھے جن کو اس سے قبل انہوں نے زیر کیا تھا۔ اسی ۶۴۵ھ میں یوم دوشنبہ پانچویں شعبان میں عیسائیوں نے اشبیلیہ پر فوج کشی کی اور ایک برس اور پانچ ماہ کامل محاصرہ کے بعد بہ صلح فتح کر لیا۔ صلح کیا تھی حقیقت میں دھوکا تھا فریب تھا جسے صلح کا لباس پہنایا گیا تھا۔

الحاصل جس وقت ملک اندلس میں کے بڑے بڑے شہروں پر جو بجائے خود ایک ایک صوبہ تھے۔ مثلاً قرطبہ اشبیلیہ طلیطلہ اور مرسیہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر لیا۔ اہل اسلام ہر چہار طرف سے سمٹ کر غرناطہ مریہ اور مالقہ چلے آئے۔ مملکت اسلامیہ وسیع ہو جانے کے بعد پھر سمٹ کر مختصر ہو گئی اور دشمنانِ اسلام وقتاً فوقتاً یکے بعد دیگرے اسلامی شہروں اور قلعوں کو لقمہ بناتے جاتے تھے اس چھوٹے سے قطعہ ملک پر جو عیسائیوں کے دست وبرد سے بچ رہا تھا ملوک بنی احمر قابض تھے اور وہی اس وقت دشمنانِ اسلام سے تیغ وسپر ہو رہے تھے۔ ہر وقت ہر لحظہ دشمنوں کا خطرہ پیش نظر رہتا تھا۔ کبھی شیر غا ہو کر عیسائیوں سے لڑنے کو میدانِ جنگ میں آ جاتے تھے اور جب کبھی کمزور پڑتے تھے تو ملوک فاس بنی مرین سے امداد کے خواستگار ہوتے تھے۔

آٹھویں صدی ہجری میں عیسائیوں نے اس پر بھی دانت لگایا اور فوجیں فراہم کر کے چڑھ آئے سلطان غرناطہ نے شیخ ابواسحاق بن ابوالعاص شیخ عبداللہ طنجانی اور شیخ ابن زیارت بلشی کو سلطان مغرب بنو مرین کی خدمت میں امداد کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں کی روانگی کے بعد عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر غرناطہ آ پہنچا۔ تیس ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادے تھے اتفاق سے سلطان مغرب نے سلطان غرناطہ[1] کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا مگر اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے عیسائیوں کو شکست دی۔ اس واقعہ کے بعد عیسائیوں نے چند دنوں کے لئے اپنے ہاتھ پاؤں سمیٹ لئے اور اس وقت کا انتظار

---

[1] سلطان ابوالحسن آخری فرمانروائے غرناطہ سلطان ابوعبداللہ کا باپ تھا اور سلطان سعد بن امیر علی بن سلطان یوسف بن سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع بن سلطان ابوالحجاج کا بیٹا تھا سلطان محمد بن سلطان ابوالحجاج تک کے حالات آپ ترجمہ تاریخ میں پڑھ آئے ہیں۔ سلطان محمد الغنی باللہ مخلوع سے سلطان ابوالحسن تک کے سلاطین غرناطہ کچھ ایسی حالت میں مبتلا رہے کہ ان کا عدم ووجود دونوں برابر تھے اس وجہ سے ان لوگوں کے ذکر سے اعراض کیا گیا۔ منہ

کرنے لگے جو کہ عام طور سے ہر حکومت وسلطنت کو ایک مدت کے بعد پیش آیا کرتا ہے۔

سلطان ابوالحسن علی بن نصر غالبی احمری کے عہد حکومت میں مسلمانان اندلس پھر متفق الکلمہ ہو گئے۔ اگرچہ اس سے قبل کچھ دنوں کے لئے اس کے بھائی ابوعبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل کی امارت وحکومت کی مالقہ میں بیعت کی گئی تھی اور عیسائی سرداروں نے ان دونوں بھائیوں کو بھڑکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا تھا مگر زغل ان چالوں کو سمجھ گیا۔ مالقہ سے اپنے بھائی ابوالحسن کے پاس چلا گیا اور اہل مالقہ نے سلطان ابوالحسن کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ آتش فتنہ وفساد جسے عیسائی امراء مشتعل کر رہے تھے فرو ہو گئی۔

سلطان ابوالحسن نے نہایت استقلال کے ساتھ بلاد اندلس کے اس قدر حصہ ملک پر جو مسلمانوں کے قبضہ میں رہ گیا تھا۔ حکمرانی شروع کی۔ فوجیں بڑھائیں، دائرہ حکومت وسیع وقتاً فوقتاً دشمنان اسلام پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ چنانچہ قرب وجوار کے عیسائی سلاطین نے بخوف جنگ مصالحت کا پیام دیا اور اس کے رعب داب سے مرعوب اور خائف ہو گئے تھوڑے دن کے بعد ادھر عیسائیوں میں نفاق پیدا ہو گیا۔ بعض نے خودسری کے جوش میں حکومت قرطبہ پر قبضہ کر لیا اور بعض نے اشبیلیہ کو دبا لیا اور بعض نے سریش کو اپنا دارالحکومت بنا لیا۔ اُدھر سلطان ابوالحسن بھی لذات دنیا اور عیش پرستی میں منہمک ہو گیا جہاد سے دست کش ہو گیا فوج کی طرف توجہ کم کر دی ملک کا نظم ونسق وزیروں کے حوالہ کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ بدنظمیاں بڑھیں مظالم بڑھے خواص اور عوام کو ناراضگی پیدا ہو گئی اس کے علاوہ بڑے بڑے جنگ آور سورما سپہ سالاروں کو اس غلط خیال کی بناء پر کہ اب عیسائی سلاطین معاہدہ مصالحت کی وجہ سے حملہ آور نہ ہوں گے اور کسی قسم کی لڑائی نہ ہو گی۔ قتل کر ڈالا۔

اتفاق سے اسی زمانہ میں والئ قشتالہ نے متعدد لڑائیوں کے بعد قشتالہ کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اس نے نااتفاقی اور نفاق کو دور کر کے پھر سب کو متحد کر دیا اس سے عیسائیوں کی قوت بڑھ گئی اور وہ پھر فتنہ انگیزی اور بلاد اسلامیہ پر قابض ہونے کی کوشش کرنے لگے۔ سلطان ابوالحسن کی دو بیویاں تھیں ایک تو اس کے چچا ابوعبداللہ ایسر کی لڑکی تھی۔ جس کے بطن سے محمد اور یوسف دو بیٹے تھے اور دوسری بیوی عیسائی رومیہ عورت تھی۔ اس کے بطن سے بھی لڑکے تھے۔ ابوالحسن کا طبعی میلان اس دوسری بیوی کی جانب تھا اور اسے وہ اپنی پہلی بیوی سے جو کہ اس بنت العم (چچا کی لڑکی) تھی زیادہ عزیز اور محبوب رکھتا تھا۔ اندیشہ یہ ہوا کہ مبادا سلطان ابوالحسن رومیہ عیسائیہ عورت کی اولاد کو پہلی بیوی کی اولاد کو محروم کر کے جو کہ مسلمہ اور حرہ ہے تخت وتاج کا مالک نہ بنا دے۔ اس سے امراء دربار میں کیونکہ بعض کا میلان دوسری بیوی کی اولاد کی طرف تھا اور بعض کا رجحان پہلی بیوی کی اولاد کی جانب تھا۔ منافرت اور فتنہ فساد برپا ہو گیا۔ ان لوگوں کا ایک بربری قبیلہ زوجہ اولیٰ کا طرفدار ہوا اور قرطبہ کا ایک قدیم خاندان بنی سراج رومیہ بیوی کا حامی ہوا۔ دونوں فریقوں میں لڑائی کی چھیڑ چھاڑ شروع ہوئی۔ آخرالامر مؤخرالذکر فرقہ کو اپنے ارادوں میں ناکامی ہوئی اور اس کے سردار وسرغنہ نہایت بے رحمی سے الحمراء کے ایک ایوان میں قتل کیے گئے جو اس وقت تک مقتولین کے نام سے معروف مشہور چلا آتا ہے۔

عیسائی سلاطین کو ان واقعات کی خبر لگی تو انہوں نے اس نااتفاقی اور دولت اسلامیہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی، چنانچہ انہوں نے فوجیں فراہم کر کے پہلے حمہ کی جانب قدم بڑھایا اور مکر وفریب سے زمانہ مصالحت میں والئ قادش کے ہاتھ سے ۸۸۷ھ (۱۴۸۲ء) میں اسے لے لیا۔ اس کے بعد اس کے قلعہ کی طرف بڑھے اور اس پر قبضہ کر کے شہر کا قصد کیا۔ اہل شہر کو اس ٹڈی دل فوج کے آنے کی کوئی خبر نہ تھی اور وہ لوگ خواب غفلت میں پڑے ہوئے سو رہے تھے۔ عیسائیوں نے ان پر دفعتہً حملہ کر کے قتل وغارت کا بازار گرم کر دیا پس جس کی عمر کا جام لبریز ہو چکا تھا اس نے شربت شہادت نوش کیا اور باقی ماندگان اپنے مال واسباب کو چھوڑ کر شہر سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ عیسائیوں نے شہر پر اور جو کہ شہر میں تھا بلا

تردد قبضہ کرلیا۔

اہل غرناطہ کو اس سانحہ افسوسناک کی اطلاع ہوئی تو سب کے سب کمربستہ ہو کر عیسائیوں کی مدافعت کی غرض سے نکل پڑے۔ ان عیسائیوں کی تعداد جن کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں دس ہزار ہے جس میں کچھ سوار تھے اور کچھ پیادہ۔ عیسائی مال واسباب لے کر شہر سے نکل رہے تھے کہ اتنے میں اہل غرناطہ پہنچ گئے۔ عیسائی لوٹ کر شہر میں داخل ہو گئے اور مسلمانوں نے محاصرہ کرلیا۔ اس کے بعد مسلمانانِ اندلس یلغار کر کے حسامہ (حمہ) پر چڑھ آئے رسد وغلہ اور پانی کی آمدورفت بند کردی پھر جاسوسوں نے خبر دی کہ عیسائیوں کا جم غفیر ان عیسائیوں کی کمک پر آرہا ہے جو کہ عامہ میں محصور ہیں۔ مسلمانوں نے یہ خبر پاکر محاصرہ اٹھالیا اور اس فوج کی جانب بڑھے جو اہل عامہ کی حمایت پر آرہی تھی عیسائی یہ سن کر بلا جدال وقتال الٹے پاؤں واپس ہوئے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کا سردار والی قرطبہ تھا۔ جس کے بعد والی اشبیلیہ نے عیسائی مجاہدوں کا ایک بہت بڑا گروہ جمع کیا جس کی تعداد کئی ہزار تھی اور انہیں مرتب کر کے حامہ کے عیسائیوں کی امداد کے لئے آیا۔

اس وقت مسلمانوں کا لشکر اسباب جنگ لینے اور رسد وغلہ کے انتظام کی غرض سے غرناطہ واپس آ گیا تھا۔ نووارد عیسائیوں کو شہر میں داخل ہونے کا موقع مل گیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے شہر میں داخل ہو کر شہر کو خالی کردینے اور قیام کرنے کی بابت باہم مشورہ کیا اور جب قیام کرنے کی رائے ہوگئی تو وہ تمام چیزیں کافی طور سے فراہم کرلیں جن کی وقتاً فوقتاً انہیں ضرورت ہوا کرتی تھی۔ بعدہ والی اشبیلیہ اپنا لشکر حامہ میں چھوڑ کر واپس ہوا اور ان کو بہت سا مال واسباب دے گیا اس کے بعد ہی مسلمانانِ غرناطہ اس کے حصار کو آئے اور نہایت سختی سے محاصرہ ڈالا اور اس سمت داخل ہونے کا قصد کیا جس طرف سے محصور عیسائی غافل وبے پرواہ تھے مگر جوں ہی مسلمانوں کا ایک گروہ اس جانب سے داخل ہوا فتح مندی نے ان لوگوں سے منہ موڑ لیا۔ عیسائیوں کو ان لوگوں کے آنے کی خبر ہوگئی مجبوراً مسلمانوں کو لوٹنا پڑا۔ عیسائیوں نے بعضوں کو پہاڑ سے نیچے گرادیا اور اکثر کو قتل کرڈالا۔ ان لوگوں میں زیادہ تر بسطہ اور وادی آش کے رہنے والے تھے۔ اس واقعہ سے مسلمانوں کی کمر ہمت ٹوٹ گئی اور ان کی امیدیں حامہ کی واپسی کی منقطع ہوگئیں۔

ماہ جمادی الاولیٰ ۸۸۷ھ (۱۴۸۳ء) میں یہ خبریں سننے میں آئیں کہ والی قشتالہ بہت بڑی فوج سے بلاد اسلامیہ پر چڑھ آیا چنانچہ اسلامی فوجیں غرناطہ میں آ آ کر جمع ہونے لگیں۔ آپس میں عیسائیوں کی بابت صلاح ومشورے ہونے لگے۔ اس اثناء میں یہ اطلاع پہنچی کہ عیسائیوں نے لوشہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ہے اور اسے فتح کر کے حامہ میں ملحق کرنا چاہتے ہیں۔ عساکرِ اسلامیہ کے ایک گروہ نے عیسائیوں پر حملہ کیا لیکن بہت جلد ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ عیسائیوں نے ان میں سے اکثر کو گرفتار کرلیا۔ اس کے بعد اہل غرناطہ کی ایک دوسری جماعت نے عیسائیوں پر حملہ کیا اور ان سے ایسی چھیڑ چھاڑ کی کہ مجبوراً عیسائیوں کو اپنے لشکر گاہ سے باہر آنا پڑا۔ مسلمانوں نے کمین گاہ سے نکل کر اتنا سخت اور ناقابل برداشت حملہ کیا کہ عیسائی فوج میدانِ جنگ سے تمام سامان حرب چھوڑ کر بھاگ نکلی جس پر مسلمانوں نے قبضہ کرلیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کا ہے۔

انہی دنوں امیر عبداللہ ابو عبداللہ محمد اور ابوالحجاج یوسف نے اپنے باپ سلطان ابوالحسن کے خوف سے بھاگ کر وادی آش میں جا کر دم لیا۔ اہل وادی آش نے دونوں شاہزادوں کی امارت کی بیعت کرلی۔ اس کے بعد اہل مریہ بسطہ اور غرناطہ نے بھی ان کے علم حکمت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی اور بوڑھے باپ سلطان ابوالحسن نے مالقہ جا کر پناہ لی۔ اس نفاق اور باہمی اختلاف کا نتیجہ یہ ظاہر ہوا کہ ماہ صفر ۸۸۸ھ (۱۴۸۳ء) میں عیسائی سلاطین نے اسی ہزار کی جمعیت سے مالقہ اور بلش کا قصد کیا۔ سلاطین اشبیلیہ، سریش، استجہ اور انقیرہ اپنی اپنی فوجوں کے ساتھ اس جنگ میں شریک ہونے کو آئے ہوئے تھے۔ مسلمانانِ بلش اور مالقہ نے جمع ہو کر دشمنانِ اسلام کی مدافعت کو نکلے اور کمال مردانگی سے ہر مورچہ پر عیسائیوں کو شکست فاش

دی۔ سلطان ابوالحسن اس وقت منکب کی طرف چلا گیا تھا۔ اس کا بھائی ابوعبداللہ محمد معروف بہ زغل مالقہ میں موجود تھا۔ اس کی سپہ سالاری سے نامی نامی سور ما میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ تقریباً تین ہزار عیسائی قتل اور دو ہزار قید کئے گئے جن میں والی اشبیلیہ، والی شریش اور حکمران انتقیرہ وغیرہم اور تیس سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر آئے تھے۔ بے حد مال واسباب عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا۔ اس واقعہ کے بعد ہی اہل مالقہ نے بلاد نصاریٰ پر بقصد جہاد فوج کشی کی۔ اس مہم کا ناکامی پر خاتمہ ہوا اکثر سپہ سالاران عرب واندلس شہید ہوئے۔

اسی زمانہ سے غرناطہ کی حکومت دو حصوں پر منقسم ہو گئی۔ نصف پر سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن قابض ہوا۔ اس کے قبضہ میں غرناطہ، مریہ، بسطہ اور اس کے مضافات رہے اور سلطان ابوالحسن مالقہ اور بلاد غربیہ پر حکمران ہوا۔ اگر یہ دونوں باپ اور بیٹے اس قدرتی تقسیم پر قانع ہو کر اپنے کو دشمنانِ اسلام کے پنجہ سے بچاتے تو عجب نہ تھا کہ اندلس سے مسلمانوں کو جلاوطنی کی نوبت نہ آتی مگر تقدیر الٰہی اس کے خلاف تھی۔ سلطان ابوالحسن نے منکب اور اس کے اطراف کی جانب قدم بڑھایا اور اس کا بیٹا سلطان ابوعبداللہ غرناطہ اور جہت شرقیہ کی فوجیں لے کر اپنے باپ سے جنگ کرنے کو چڑھ آیا۔ مقامِ دب میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی اس معرکہ میں سلطان ابوعبداللہ کو شکست ہوئی۔

اس کے بعد سلطان ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر کہ میرے چچا زغل نے عیسائیوں سے ایک بہت بڑا میدان جیتا ہے اور بے حد مال غنیمت اس کے ہاتھ لگا ہے بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں۔ غرناطہ اور بلاد شرقیہ کے مسلمانوں کو مسلح اور مرتب کر کے ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں بلاد عیسائیہ پر چڑھائی کر دی۔ چنانچہ قتل وغارت کرتا ہوا اطراف لشانہ تک پہنچ گیا۔ بہت سے عیسائیوں کو قتل اور بہتوں کو قید کر لیا۔ ان واقعات کی اطلاع عیسائی سلاطین کو ہوئی تو وہ سب کے سب جمع ہو کر اپنے نامور بادشاہ قبرہ کی افسری میں سلطان ابوعبداللہ اور بلاد اسلامیہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ مسلمانوں کو سخت مشکل کا سامنا ہو گیا نہ تو اپنے ملک میں ان عیسائیوں کے درمیان میں حائل ہو جانے کے سبب سے واپس آ سکتے تھے اور نہ آگے بڑھ سکتے تھے۔ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے گھیر کر قتل وقید کرنا شروع کر دیا۔ بدنصیبی سے سلطان ابوعبداللہ بھی قید ہو گیا۔ مگر کسی کو اس کا شعور نہ ہوا۔ ہنگامہ جنگ فرو ہونے پر والی لشانہ نے سلطان ابوعبداللہ کو پہچان لیا۔ بادشاہ قبرہ نے والی لشانہ سے سلطان ابوعبداللہ کے لینے کی خواہش کی۔ والی لشانہ سلطان ابوعبداللہ کے ساتھ بادشاہ کسٹائیل (قشتالہ) کے پاس بھاگ گیا۔ بادشاہ قشتالہ نے والی لشانہ کی بے حد عزت کی اور اسے اپنے تمام سپہ سالاروں کی افسری عنایت کی جب کبھی لشکر کشی کرتا تو والی لشانہ کو نیک فال کے طور پر فوج کا سردار مقرر کر کے بھیجتا تھا۔ سلطان ابوعبداللہ کو گرفتاری کے بعد سرداران غرناطہ اور امرایان اندلس جمع ہو کر مالقہ میں سلطان ابوالحسن کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے مالقہ سے غرناطہ میں لائے حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی حالانکہ سلطان ابوالحسن میں اس وقت حکمرانی کی قابلیت باقی نہیں رہ گئی تھی۔ صرع (مرگی) یا صرع کی طرح کوئی عارضہ اسے لاحق ہو گیا۔ بصارت بھی جاتی رہی تھی مگر پھر بھی اس آخری دور میں اس نے قلعہ الحمراء کے شاندار برجوں پر اپنی حکومت وامارت کا جھنڈا نصب کیا مگر جب اس سے کام نہ چل سکا تو اپنی معزولی کا اعلان کر کے اپنے بھائی ابوعبداللہ معروف بہ زغل کو تاج وتخت حکومت حوالہ کر دیا اور خود منکب میں جا کر فروکش ہو گیا اور بارِ حیات سے سبکدوش ہو کر راہی ملک آخرت ہوا اور سلطان ابو عبداللہ معروف بہ زغل حکمرانی کرنے لگا۔ اس وقت تک سلطان ابوعبداللہ بن سلطان ابوالحسن بدستور دشمنانِ اسلام کے یہاں قید تھا۔

پھر ماہ ربیع الآخر ۸۹۰ھ (۱۴۸۵ء) میں عیسائیوں نے بہت بڑی جمعیت سے اطراف مالقہ پر چڑھائی کی اور ماہ جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں رندہ کا قصد کیا۔ انیسویں شعبان سنہ مذکور میں والی غرناطہ نے بعض قلعوں کی درستی کی غرض سے کوچ کیا۔ بائیسویں

شعبان کو عیسائیوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عیسائیوں کو شکست ہوئی بہت سا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا آلاتِ حرب اور رسد غلہ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ مسلمانوں نے تمام مال غنیمت کو قلعہ میں لے جا کر رکھ دیا اور اطمینان کے ساتھ بیٹھ رہے۔ ماہ رمضان تک کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہیں ہوئی۔ اس کے بعد عیسائیوں نے قلعہ قتبیل پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا۔ محصورین نے اس امر کا احساس کر کے اب اس قلعہ کو عیسائیوں سے بچانا دشوار ہے۔ امان طلب کی اور اہل عیال اور مال و اسباب کے ساتھ قلعہ کو دشمنانِ اسلام کے حوالہ کر کے نکل کھڑے ہوئے۔

اہل قلعہ کے نکلتے ہی قرب و جوار کے تمام باشندوں میں ہل چل سی پڑ گئی اور وہ سب بھی اپنا بھرا گھر بار چھوڑ کر بخوف جان و عزت بھاگ نکلے۔ دشمنانِ اسلام نے متعدد قلعوں مثلاً قلعہ مشاقہ اور قلعہ لوز وغیرہ پر قبضہ کر لیا اور بلادِ اسلامیہ پر آئے دن طرح طرح کی مصیبتیں ڈالنے لگے۔ اس وقت ایسا کوئی شہر نہ تھا کہ یہ اس طرف گئے ہوں اور اس کا استیصال نہ کیا ہو۔ اقبال ان کے آگے تھے اور فتحمندی ان کے رکاب میں تھی۔ اس قوت و شوکت کے باوجود عیسائیوں نے ایک چلتا ہوا فقرہ یہ تصنیف کیا کہ سلطان ابوعبداللہ کو جو ان کی قید میں تھا اور کٹھ پتلی کی طرح ان کے اشاروں پر ناچتا تھا۔ مال و اسباب اور خلعت و فوج دے کر شرقی بسطہ کی جانب رخصت کیا اور یہ اعلان کرا دیا کہ مسلمانوں میں سے جو شخص سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کے تحت آ جائے گا اور اہل بلادِ اسلامیہ میں سے جو اس کے مطیع ہوں گے وہ سب کے سب اس مصالحت اور عہد میں داخل ہوں گے جو سلطان ابوعبداللہ اور عیسائی سلاطین کے درمیان ہوا۔

سلطان ابوعبداللہ عیسائی سلاطین سے رخصت ہو کر پہلے بلش کی طرف آیا۔ اہل بلش اس ظاہری مژدہ سے خوش ہو کر سلطان ابو عبداللہ کے علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔ تمام کوچہ و بازاروں میں امان کی منادی کرائی گئی۔ لوگ جوق در جوق سلطان ابوعبداللہ کے ہاتھ پر بیعت کو آنے لگے۔ رفتہ رفتہ اس کا اثر بیازین (غرناطہ کے مضافات) تک پہنچا۔ باشندگان غرناطہ دو فرقوں میں منقسم ہو گئے۔ کچھ لوگوں نے صلح پسندی اور حکومت اسلامیہ کے ضعیف ہو جانے کے سبب سلطان ابوعبداللہ کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور بعض نے اس سے اختلاف کیا۔ باہم اس قدر نفاق بڑھا کہ ایک دوسرے کی بربادی کی فکریں کرنے لگے۔ اہل قلعہ نے اہل بیازین پر پتھر برسائے اور اہل بیازین نے بھی اس کا ترکی بہ ترکی جواب دیا۔ غرض ان ناعاقبت اندیشوں نے باہم کشت و خون کر کے مجموعی قوت کو رفتہ رفتہ ختم کر دیا اور عیسائیوں کو اپنے ملک پر قبضہ کرنے کا خاصہ موقع دے دیا۔

اس برباد کن واقعہ کی تیسری ربیع الاوّل ۸۹۱ھ (۱۴۹۶ء) سے بنا پڑی اور مسلسل نصف جمادی الاولیٰ سنہ مذکور تک یہ فتنہ و فساد جاری رہا۔ اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ سلطان ابوعبداللہ جس کے علم حکومت کی اطاعت اہل بیازین نے قبول کی تھی لوشہ کی جانب آیا اور لوشہ میں اس امید سے داخل ہوا ہے کہ اس سے اور اس کے چچا زغل والیٔ قلعہ غرناطہ سے بایں شرط مصالحت ہو جائے گی کہ زمام حکومت اس کے چچا زغل کے قبضہ اقتدار میں رہے اور اس کا بھتیجا ابوعبداللہ تحتِ حکومت اور سایہ عاطفت میں جس مقام پر چاہے یا کہ لوشہ ہی میں حکمرانی کرے اور بمقابلہ دشمنانِ اسلام دونوں مجموعی قوت سے میدان جنگ میں آئیں۔

اہل غرناطہ بھی اس خوش کن خیالی میں مستغرق تھے کہ والی قشتالہ (کسٹائیل) عظیم فوج لے کر لوشہ پر یلغار کر کے آ پہنچا۔ جہاں کہ سلطان ابوعبداللہ آیا ہوا تھا اور نہایت حزم و احتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ اہل غرناطہ وغیرہ اس خیال سے کہ مبادا اس میں کوئی چال نہ ہو اہل لوشہ کی اعانت کو نہ آئے صرف چند لوگ بیازین کے جو کہ پہلے سے بقصد جہاد آئے ہوئے تھے لوشہ کے بچانے کو لوشہ میں موجود تھے۔ اہل لوشہ میں اس قدر قوت کہاں تھی کہ وہ خود اپنی حفاظت کر سکتے مجبور ہو کر والی قشتالہ سے اپنی جان و مال اور اہل و عیال کی امان حاصل کر کے لوشہ کو دشمن کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ والی قشتالہ نے چھبیسویں جمادی الاولیٰ ۸۹۱ھ (۱۴۸۶ء) میں لوشہ پر قبضہ کر لیا اور اہل لوشہ ہجرت کر کے غرناطہ چلے آئے۔

سلطان ابوعبداللہ لوشہ ہی میں مقیم رہا اس سے اہل غرناطہ کو کامل یقین ہو گیا کہ لوشہ پر عیسائیوں کا قبضہ سلطان ابوعبداللہ کی سازش سے ہوا ہے اور یہ لوشہ میں عیسائیوں کے قبضہ دلانے کی غرض سے آیا تھا۔ اہل بیازین اور غرناطہ والوں سے اس بابت بحث و مباحثہ ہوا جس سے وہ راز جو دلوں میں پوشیدہ تھا۔ ظاہر ہو گیا۔ لوشہ پر قبضہ حاصل کر کے والی قشتالہ سلطان ابوعبداللہ کے ساتھ اپنے دارالحکومت واپس چلا گیا۔

پندرہویں جمادی الثانیہ سنہ مذکور میں والی قشتالہ نے بیرہ کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہر پناہ کی فصیل کو ایک جانب سے توڑ ڈالا۔ اہل بیرہ نے گھبرا کر بخوف جان امان طلب کی اور شہر کو والی قشتالہ کے حوالے کر کے غرناطہ چلے آئے۔ اس کے بعد مشین کے ساتھ بھی یہی واقعہ پیش آیا اہل قلعہ نے پہلے بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے لیکن قضاوقدر کو ان کی فتح یابی منظور نہ تھی اپنے ہر ارادے میں ناکام رہے اور آخر کار قلعہ کی کنجیاں عیسائیوں کے حوالے کر کے غرناطہ چلے آئے۔

اہل قلنبیرہ نے بلا جدوجہد بغیر کسی لڑائی کے گردن اطاعت جھکا دی اور حملہ آور فریق کو قلنبیرہ سپرد کر کے غرناطہ کی جانب نکل کھڑے ہوئے ان مقامات کو فتح کر لینے پر دشمنان اسلام سنٹ فرید پر چڑھ آئے۔ ہر چہار طرف سے گھیر کر آتش بازی شروع کر دی۔ لشکریوں کے رہنے کے مقامات جلا دیئے اہل شہر نے امان حاصل کی اور غرناطہ ہجرت کر آئے۔ اس کے بعد عیسائیوں نے صخرہ کی طرف کوچ کیا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ بعدہ والی قشتالہ نے ان قلعوں اور مقامات کو آلات حرب، رسد، غلہ اور فوج سے مضبوط اور مستحکم کیا اور بمحاصرہ غرناطہ کی غرض سے سواروں کی ایک بڑی فوج بھرتی کرنے کا حکم دے کر اپنے دارالحکومت واپس آیا۔ سلطان ابوعبداللہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ قشتالہ میں واپس آ کر والی قشتالہ نے سلطان ابوعبداللہ سے جو اس کی قید میں تھا یہ معاہدہ کیا کہ جو شخص ابوعبداللہ کا مطیع ہو گا اور اس کی حکومت کی خیر خواہی کرے گا اسے پورے طور سے امان دیا جائے گا۔ اس کے ساتھ ہی یہ اعلان کرایا کہ اس سے بلاد اسلامیہ کی جانب جو پیش قدمی کی گئی وہ اس وجہ سے تھی کہ بادشاہ فرانس سے ناچاقی ہو گئی تھی چنانچہ سلطان ابوعبداللہ پھر بلش کی طرف آیا اور اس امر کو ظاہر کرنے لگا کہ جو شخص میرے علم حکومت کا مطیع ہو جائے گا وہ آئندہ عیسائیوں کے ہاتھوں سے محفوظ رہے گا۔ میرے پاس عیسائی سلاطین کے عہد نامے ہیں۔ مسلمانوں نے عام طور سے اسے فریب تصور کیا اور کسی نے ذرا بھی اس کی طرف توجہ نہ کی مگر معدودے چند مثلاً اہل بیازین وغیرہ اس فقرہ میں آ گئے اور انہوں نے ابوعبداللہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا۔

اہل بیازین اور اہل غرناطہ سے گفت وشنید شروع ہوئی۔ بظاہر مراسم اتحاد کرنے کی گفتگو ہوتی تھی لیکن دلوں میں کینہ وفساد بھرا ہوا تھا۔ سولہویں شوال ۸۹۱ھ کو بحالت غفلت سلطان ابوعبداللہ بیازین چلا آیا اور تمام بازاروں میں صلح کی منادی کرا دی۔ اہل غرناطہ نے پھر بھی اسے تسلیم نہ کیا اور جواب دیا کہ یہ معاہدہ صلح بھی لوشہ کے صلح نامہ کی طرح ہو گا۔ اس وقت سلطان ابوعبداللہ کا چچا زغل حمراء میں تھا۔ ہر فریق اپنے بنائے ہوئے بادشاہ کی طرف داری میں بہ کمال جدوجہد مصروف ہو گیا۔ رفتہ رفتہ بحث مباحثہ نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی۔ والی قشتالہ کو موقع مل گیا۔ اہل بیازین کی امداد کو فوجیں بھیجیں' آلات حرب بھیجے۔ رسد وغلہ روانہ کیا۔ بہت بڑی خونریزی کا دروازہ کھل گیا۔ قتل وغارت کی کوئی حد نہ تھی۔ ستائیسویں محرم ۸۹۲ھ (۱۴۸۶ء) تک یہ سلسلہ قائم رہا۔

آخر الامر اہل غرناطہ نے بزور تیغ جبراً بیازین پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا' چنانچہ والی غرناطہ نے بسطہ' وادی آش' مریہ' منکب' بلش اور مالقہ سے مسلمانوں کو جمع کیا اور سب سے اتفاق اور اتحاد کی قسمیں لیں کہ آئندہ دشمنان اسلام کے مقابلہ میں متحد الکلمہ ہو کر رہیں اور ہم میں سے جس کی طرف دشمنان اسلام ذرا بھی قدم بڑھائیں گے۔ سب کے سب متفق ہو کر لڑیں گے۔ والی بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ والی قشتالہ کے پاس یہ واقعات لکھ بھیجے۔ ادھر والی قشتالہ نے جو ایسے ہی وقتوں کا

منتظر تھا فوجیں آراستہ کر کے بلاد اسلامیہ کو پامال کرنے کی غرض سے اطراف ہلش کی جانب کوچ کر دیا۔ ادھر والی بیازین نے اپنے وزیر کو مالقہ وقلعہ منشاۃ کی طرف عیسائی سلاطین کے عہد ناموں کو دے کر روانہ کیا۔ چنانچہ اہل مالقہ وقلعہ منشاۃ بخوف والی قشتالہ سلطان ابوعبداللہ کے مطیع ہو گئے۔

اس کے بعد سرداران مالقہ اور اہل ہلش نے ایک جلسہ میں جمع ہو کر سلطان ابوعبداللہ کی اطاعت قبول کرنے پر بحث ومباحثہ کیا لیکن کوئی نتیجہ نہ پیدا ہوا نہ وہ اپنے عہد اقرار سے پھرے نہ یہ اس امر کے مطیع ہوئے ماہ ربیع الثانی ۸۹۳ھ (۱۴۸۷ء) میں بادشاہ قشتالہ نے ہلش اور مالقہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی۔ والی غرناطہ یہ خبر سن کر فوج اور وادی آش کے مجاہدین کے ساتھ چوبیس ربیع الثانی کو ہلش کی حمایت کے لئے آ پہنچا مگر دشمنانِ اسلام نے عساکر اسلامیہ کے پہنچنے سے پیشتر ہلش پر محاصرہ ڈال دیا تھا اور خشکی اور دریا کے راستے روک لئے تھے۔ غازیانِ اسلام نے ایک پہاڑ پر جو کہ عیسائی لشکر کے سامنے تھا اپنا مورچہ قائم کیا اور بے ترتیبی کے ساتھ جبکہ عیسائیوں نے ہلش پر حملہ کیا عیسائیوں پر حملہ آور ہوئے۔ اتنے میں یہ خبر سننے میں آئی کہ اہل غرناطہ نے والی بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کی حکومت وامارت کو تسلیم کر لیا ہے۔

اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ زغل (سلطان غرناطہ) کی فوج کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور کمال ابتری سے بھاگ کھڑی ہوئی حالانکہ عیسائیوں کو گھر جانے سے سخت تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ چونکہ روزِ ازل سے اس معرکہ میں شکست کھانا مسلمانوں کی قسمت میں لکھا گیا تھا۔ شکست اٹھا کر غرناطہ کی طرف آئے تو اہل غرناطہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ مجبوراً وادی آش کی طرف چلے عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے اس فوج کے ساتھ جسے اہل غرناطہ اور مجاہدین وادی آش کے مقابلہ کے لئے مرتب کیا تھا ہلش پر حملہ کر دیا اور قتل وغارت کرتے ہوئے گھس پڑے۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اور ناکامی کے ساتھ عساکر اسلامیہ کو شکست نصیب ہوئی۔ اہل ہلش نے کمال جدوجہد سے امان حاصل کی اور یوم جمعہ دسویں جمادی الاولیٰ سنہ مذکور کو ہلش سے دست کش ہو کر نکل کھڑے ہوئے۔ ہلش کے فتح ہونے سے تمام بلادِ شرقی مالقہ اور قلعہ قمارش عیسائیوں کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

اس کے بعد دشمنانِ اسلام نے مالقہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل مالقہ نے اس سے قبل والی بیازین (سلطان ابوعبداللہ) کی اطاعت قبول کر لی تھی اور اس اعتبار سے گویا صلح میں داخل ہو گئے تھے۔ جس وقت عیسائیوں نے ہلش پر قبضہ کر لیا تھا۔ اہل مالقہ نے بہ اظہار اخلاص مندی اپنے سپہ سالار کو بہ ہمراہی وزیر والی بیازین ہدایا وتحائف دے کر والی قشتالہ کے پاس روانہ کیا تھا۔ والی قشتالہ نے ذرا بھی اس طرف توجہ نہ کی وجہ یہ تھی کہ کوہ فارہ جو کہ مالقہ کا قلعہ تھا اس وقت تک وادی آش کے علم حکومت کا مطیع تھا۔ والی قشتالہ نے مالقہ پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بری اور بحری راستے بند کر دیئے۔ مدتوں محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم رہا مگر محاصرین کی ایک بھی پیش نہ گئی۔ نہ ان کے سرنگوں اور آتش بار برجوں نے کام دیا اور نہ ان کی توپ خانہ کی گولہ باری نے قلعہ کو سر کیا۔ تمام سرزمین اندلس کے نامی نامی عیسائی جنگ آور اور صف شکن دلاور مالقہ کے شہر پناہ پر جمع تھے لیکن یہ قلعہ کسی طرح سر نہ ہوتا تھا۔ آخر کار محاصرہ طویل ہونے کی وجہ سے غلہ ختم ہو گیا اور بھوک کی شدت سے محصورین نے مویشی، گھوڑے اور خچروں کو کھانا شروع کیا مگر حرف اطاعت زبان پر نہ لائے۔ سرحدی اسلامی سلاطین کو اپنی کمک پر بلایا اپنی زبوں حالت لکھی مگر کسی نے نہ سنی اور نہ کسی میں ہمدردی کا اثر پیدا ہوا۔ چندے اہل شہر نے ان مصیبتوں پر بھی صبر کیا اور استقلال کے ساتھ اپنے حریف کے مقابلہ پر اڑے رہے پھر جب ضعف اور ناتوانی اور فاقہ کشی سے تنگ آ گئے اور بیرونی مدد کی توقع بھی جاتی رہی تو صلح کا پیام دیا۔

والی قشتالہ نے کہلا بھیجا ''تم نے اس وقت امان طلب کی ہے جبکہ تم اپنا زور ختم کر چکے ہو، فاقہ کشی سے تنگ آ گئے ہو۔ بیرونی امداد

سے ناامید ہو گئے اور اپنی موت کا یقین کر لیا ہے۔ لہٰذا تمہاری سزا یہ ہے کہ تم لوگ بلا کسی شرط کے قلعہ کی کنجیاں ہمارے حوالے کر دو اور شہر پناہ کے دروازے کھول دو۔ ہم تمہارے اور تمہارے سلطان کے ساتھ معاملہ اچھا کریں گے''۔ اہل شہر نے گھبرا کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے قلعہ دار نے کنجیاں قلعہ کے حوالہ کر دیں۔ عیسائیوں نے شہر میں داخل ہوتے ہی براہ دغا جیسا کہ ان کا رویہ تھا۔ سب کو گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ اواخر ماہ شعبان ۸۹۲ھ (۱۴۸۶ء) کا ہے۔

فتح مند گروہ نے اگلے دن باشندگان شہر کی بابت یہ حکم صادر کیا کہ جو کچھ مال و متاع ان کے پاس اس وقت موجود ہے ابھی دے دیں اور اسی قدر آٹھ ماہ کے عرصہ میں ادا کریں ورنہ ہمیشہ کے لئے غلامیت قبول کریں۔ چنانچہ باشندگان شہر کی ایک فہرست تیار کی گئی اور جانچ و پڑتال کرنے کے بعد سب کے سب شہر سے نکال باہر کئے گئے۔ مسلمانان مالقہ کے لئے یہ دن قیامت کے دن سے کم نہ تھا۔ ضعیف العمر' فاقہ کش مردوں' بے کس و بے پناہ عورتوں کی بہت بڑی جماعت لٹے قافلہ کی طرح حسرت و یاس کے درو دیوار کو دیکھتے ہوئے سیوائیل کی جانب نکل گئے اور میعاد ختم ہونے کے بعد جب بقیہ زرفدیہ ادا نہ کر سکے تو بموجب عہد نامہ پندرہ ہزار آدمی ہمیشہ کے لئے نسلاً بعد نسلاً غلام قرار دیئے گئے۔

۸۹۳ھ (۱۴۸۷ء) میں والی قشتالہ بلش وغیرہ کی جانب بڑھا۔ اہل بلش نے صلح کی درخواست کی والی قشتالہ نے صلح سے انکار کر کے اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس قدر فتوحات بزور تیغ یا براہ مکر و فریب حاصل کرنے کے بعد والی قشتالہ اپنے دارالحکومت کو لوٹ گیا پھر اگلے سال ماہ رجب ۸۹۴ھ (۱۴۸۸ء) میں بسطہ (باذا) کے بعض قلعوں کو سر کرنے کے لئے آیا اور چند لڑائیوں کے بعد فتح کر کے ان پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بسطہ پر حملہ آور ہوا۔ وادی آش (زغل) نے والی قشتالہ کے مورچہ قائم کرنے کے بعد وادی آش' مریہ' منکب اور بشرات کی فوجوں کو اپنے ایک نامور سپہ سالار کی افسری میں بسطہ کی حمایت کے لئے روانہ کیا۔

مسلمانوں اور عیسائیوں میں سخت اور خونریز جنگ ہوئی نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں کو بسطہ کے قریب جانا نصیب نہ ہوا اور نہ اس کا محاصرہ کر سکے۔ رجب' شعبان اور رمضان اسی عنوان سے گزر گیا۔ شوال کے مہینے سے دشمنانِ اسلام نے محاصرہ میں شدت اور جنگ میں سختی شروع کی۔ ذیقعدہ اور ذوالحجہ میں بڑے بڑے حملے ہوئے۔ اندرون شہر سے اہل شہر محاصرین کی مدافعت کر رہے تھے اور باہر سے والی وادی آش کی فوجیں محاصرین کے حصار پر نرغہ کرتی تھیں اور محاصرین کی چونکہ تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے وہ دونوں کا مقابلہ کر رہے تھے۔ آخر ذی الحجہ میں محاصرہ کی تکلیف کے ساتھ غلہ و رسد کی کمی کی شکایت بھی بڑھی۔ بیرونی آمد و رفت عیسائیوں نے بند کر دی۔

محصورین کا یہ خیال تھا کہ موسم سرما کے آنے پر محاصرین محاصرہ اٹھا کر خود بخود چلے جائیں گے مگر ان کا یہ خیال غلط نکلا۔ والی قشتالہ نے قیام کا حکم دیا اور گرد و نواح کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ انجام کار اہل شہر نے تنگ آ کر مصالحت کی گفتگو شروع کی۔ چند عیسائی سردار شہر کی حالت دیکھنے کو گفتگوئے مصالحت کے بہانہ سے شہر میں آئے۔ اہل شہر نے انہیں غلہ وغیرہ کی کمی محسوس نہ ہونے دی۔ عیسائیوں نے یہ خیال کر کے کہ ابھی اہل شہر میں ہر قسم کی مقابلہ کی قوت ہے صرف اہل بسطہ کو اور اہل وادی آش' منکب' مریہ اور بشرات کو جنہوں نے ان کی امداد و اعانت کی تھی اس شرط سے کہ وہ بلا کسی تحریک کے شہر حوالہ کر دیں امان دی اور اگر ایسا نہ کریں گے تو ان کو امان نہ دی جائے گی۔ اہل شہر نے پہلے تو ان شرائط کو منظور نہ کیا۔ خط و کتابت کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ اہل شہر نے یہ خیال کر کے کہ مبادا اصلی راز ظاہر نہ ہو جائے شرائط مذکور پر مصالحت کر لی۔ اہل بسطہ' وادی آش' مریہ' منکب اور بشرات اس معاہدہ صلح کے مطابق دشمنانِ اسلام کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ دسویں محرم ۸۹۵ھ (۱۴۸۹ء) یوم جمعہ کو عیسائیوں نے قلعہ بسطہ میں قدم رکھا اور قابض ہو گئے اور منادی کرا دی کہ جو شخص اپنی جگہ پر رہ جائے گا اسے امن ہے اور جو

شخص بلا ہتھیار صرف اپنا مال و متاع لے کر نکلے گا اسے بھی امن ہے۔ غرض قلعہ بسطہ پر قبضہ کرنے کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کو قلعہ بسطہ سے نکال کر مضافات بسطہ میں آباد کیا اس کے بعد والی قشتالہ نے مریہ کا قصد کیا اہل مریہ نے بھی گردنِ اطاعت جھکا دی۔ رفتہ رفتہ اسی طرح تمام بلاد اسلامیہ پر عیسائیوں کا تسلط ہو گیا۔ والیٔ وادی آش' زغل جب اس روز افزوں ترقی کو روک نہ سکا تو اس نے بھی والیٔ قشتالہ سے مصالحت کر لی اوائل صفر سنہ مذکور میں اپنے تمام قلعوں کو دشمنانِ اسلام کے حوالہ کر دیا۔ پس چشم زدن میں ان تمام بلاد پر جو والیٔ وادی آش کے تحت حکومت تھے۔ صلیبی پھر یرا اڑنے لگا۔

اس وقت مسلمانوں کے قبضہ میں صرف غرناطہ باقی رہ گیا تھا جس پر سلطان ابوعبداللہ جو عیسائیوں کے اشارہ سے کٹھ پتلی کی طرح حرکات کرتا تھا حکومت کر رہا تھا اور اپنے حریف چچا زغل کی معزولی اور عیسائیوں سے اس کی شکست کھانے کی خبریں سن سن کر مارے خوشی کے پھولا نہ سماتا تھا کیونکہ اسی نے عیسائیوں کو زغل کے علاقہ پر تاخت و تاراج کرنے پر اکسایا تھا اور اسی سے اسے بے دست و پا بنانے کی کوشش کی تھی مگر اس کی یہ مسرت اور خوشی چند روزہ تھی اس سنہ میں بلاد مذکورہ کے فتح ہونے کے بعد والی قشتالہ (فرڈی ننڈ) نے سلطان ابوعبداللہ سے کہلا بھیجا کہ ''آپ بھی قلعہ حمراء خالی کر دیجئے جس طرح آپ کے چچا نے اپنے مقبوضات میرے حوالے کر دیئے ہیں اس کے عوض مجھ سے بہت سا مال و زر لیجئے اور اندلس کے جس شہر میں چاہئے بیٹھ کر آرام سے میرے زیر اثر حکومت کیجئے''۔

مؤرخین لکھتے ہیں کہ سلطان ابوعبداللہ نے عہد نامہ میں یہ شرط بھی لکھ دی تھی کہ اگر عیسائی سلاطین تمام علاقہ مقبوض زغل پر قبضہ کر لیں گے تو میں بھی بلا کسی حیلہ کے خود بخود غرناطہ سپرد کر دوں گا۔ چنانچہ اسی شرط کی بنا پر والی قشتالہ نے مقبوضات والیٔ وادی آش کے سر کرنے کے بعد بطور یاد دہانی کے یہ تحریک پیش کی اور فوجیں آراستہ کر کے قبضہ حمراء کے ارادے سے چلا۔ اصل یہ ہے کہ سلطان ابوعبداللہ اور بادشاہ قشتالہ میں باہم یہ معاملہ پہلے سے طے ہو چکا تھا اسی وجہ سے علی العموم لوگ اسے کفار کا خیر خواہ' قوم و ملک کا دشمن سمجھتے تھے۔

بہر کیف اصلیت جو کچھ ہو سلطان ابوعبداللہ نے غرناطہ کے رؤسا امراء ارکان دولت سرداران لشکر اور علماء کو ایک جلسہ خاص میں جمع کر کے والی قشتالہ کا پیام ظاہر کیا اور یہ بھی کہا کہ اس تحریک کا بانی مبانی میرا چچا زغل ہے کیونکہ اس نے عیسائی بادشاہ کی اطاعت قبول کر کے غرناطہ پر قبضہ پر انہیں ابھارا ہے موجودہ حالت میں دو صورتیں ہیں والیٔ قشتالہ کی اطاعت قبول کرنا یا برسر جنگ آنا۔ حاضرین نے بالاتفاق جنگ کی رائے دی اور تیاری جنگ میں مصروف ہو گئے اتنے میں والیٔ قشتالہ عیسائی فوجوں کو لئے ہوئے میدان غرناطہ میں آ اترا اور اہل غرناطہ سے کہلا بھیجا ''بہتر یہ ہے کہ تم لوگ میری اطاعت قبول کر لو ورنہ تمہاری کھیتیاں اور ہرے بھرے باغ تاخت و تاراج کر دوں گا''۔ اہل غرناطہ نے جواباً مخالفت کا اعلان کر دیا اس پر والیٔ قشتالہ نے اپنی فوج کو میدانِ غرناطہ میں پھیلا دیا۔

جنہوں نے مور و ملخ کی طرح پھیل کر تمام کھیتیاں اور میوہ جات کے باغات کو نوچ کھسوٹ کر چٹیل میدان بنا دیا۔ یہ واقعہ ماہ رجب ۸۹۵ھ (۱۴۸۹ء) کا ہے اس کے بعد مسلمانوں اور عیسائیوں میں بکثرت لڑائیاں ہوئیں۔ بعض قلعے ان لڑائیوں کی نظر ہو گئے۔ برج ہمدان اور ملاحہ پر عیسائیوں نے قبضہ کر کے انہیں فوج و آلات حرب سے مستحکم کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

اہل شہر کی مردانہ ہمت سے سلطان ابوعبداللہ کی کمر ہمت بندھی۔ آمادہ بجنگ ہو کر ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھے شمشیر بکف دشمنانِ اسلام کے علاقہ کی طرف بڑھا اور بعض ان قلعوں کو جو کہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھے۔ بزور تیغ فتح کر کے عیسائیوں کو تلوار کے گھاٹ اتارا اور مسلمانوں کو ان میں آباد کیا اور لوٹ کر غرناطہ آیا۔ پھر تیاری کر کے بشرات کی

جانب کوچ کیا۔ اس کے بعض بعض دیہاتوں اور قصبات کو اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عیسائی اور مرتدین مکانات چھوڑ چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ قلعہ اندرش پر جا پہنچا۔ عیسائی پھریرا اکھاڑ پھینک دیا اور اسلامی جھنڈا گاڑ دیا۔ اہل بشرات نے یہ رنگ دیکھ کر گردن اطاعت جھکا دی۔ اسلام اور مسلمانوں کا دور دورہ پھر شروع ہو گیا۔ عیسائیوں کی غلامی اور اطاعت سے مسلمانوں کو آزادی حاصل ہوئی۔

انہی مقامات میں سے کسی گاؤں میں سلطان ابو عبداللہ کا چچا ابو عبداللہ محمد بن سعد معروف بہ زغل اپنے چند آدمیوں کے ساتھ مقیم تھا۔ ماہ شعبان سنہ مذکور میں اہل غرناطہ نے اس بنا پر اس کا بھی قصد کیا کہ اس نے بطمع مال و زر کفار سے مصالحت کر کے اپنے مقبوضات کو ان کے حوالے کر دیا تھا۔ زغل نے یہ خبر پا کر مریہ میں جا کر پناہ لی۔ تمام مقبوضات بشرات تا حدود برجہ سلطان ابو عبداللہ کے زیر تسلط آ گئے۔ اس وقت مسلمانانِ غرناطہ کا جوش و خروش اور اتفاق بآواز بلند کہہ رہا تھا کہ اگر چندے یہ حالت باقی رہی تو کم از کم غرناطہ کا ایک مرتبہ عالمِ شباب پھر آنے والا ہے مگر افسوس ہے کہ یہ ایک سنبھالا تھا جس طرح مدتوں کا بیمار جس کے تمام قوائے نفسانی اور اعضائے جسمانی پر بیماری کا تسلط ہو جاتا ہے اور طبیعت جو کہ محرک بدن ہے مرض کے مقابلہ سے عاجز ہو کر تمام بدن سے سمٹ کر قلب میں آ جاتی ہے اور اپنا عمل ترک کر دیتی ہے تو قریب موت انسان ذرا سنبھل جاتا ہے۔ چہرے کی زردی پر ذرا سرخی کے خطوط عیاں ہو جاتے ہیں۔ ہنستا ہے بولتا ہے۔ اس کے اعزہ و اقارب بظاہر صحیح و تندرست سمجھتے مگر چند ہی ساعت کے بعد دفعتہً قلب کی حرکت رک جاتی ہے اور وہ دم توڑ دیتا ہے۔ اسی طرح یہ مسلمانوں کا آخری سنبھالا تھا۔ نا اتفاقی اور حسد نے دلوں میں گھر کر لیا تھا۔ بربادی اور تباہی کی گھنگھور گھٹا سر پر چھائی ہوئی تھی۔ اس مرتبہ سلطان ابو عبداللہ کے چچا زغل نے عیسائیوں کو ابھارا اور ان کے دلوں پر مرتسم کر دیا کہ اہل غرناطہ کا یہ جوش دودھ کا سا ابال ہے اٹھا ہے اور فرو ہو گیا۔

چنانچہ ماہ رمضان سنہ مذکور میں عیسائیوں نے قلعہ اندرش کو مسلمانوں کے قبضہ سے پھر نکال لیا۔ اس مہم میں عیسائیوں کے ساتھ زغل بھی تھا۔ اس واقعہ سے قبل سلطان غرناطہ نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا۔ ہمدان میں اس وقت کسی چیز کی کمی نہ تھی، فوج بھی حسبِ ضرورت موجود تھی غلہ اور آلات حرب بھی بکثرت تھے۔ اہل غرناطہ نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا اور قلعہ شکن توپیں لگا دیں۔ برج اول، دوم اور سوم کو توڑ کر قلعہ پر دھاوا کیا۔ قلعہ کی فصیلیں اگرچہ ادلاٹ تھیں مگر مسلمانوں نے اس قدر اس پر گولہ باری کی کہ بہت جلد اس میں ایک بڑا سا روزن ہو گیا۔ عساکر اسلامیہ نے گھس کر اہل قلعہ کو جن کی تعداد تقریباً دو سو تھی گرفتار کر لیا۔ مال و اسباب اور آلاتِ حرب جس قدر تھا سب پر قابض ہو گئے۔

پھر آخری ماہ رمضان سنہ مذکور میں بادشاہ غرناطہ نے بقصد منکب خروج کیا۔ شہر شلوبانیہ پر پہنچتے ہی خفیف محاصرہ کے بعد اس پر قبضہ کر لیا۔ باقی رہا قلعہ وہ برابر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ براہ دریا مالقہ سے امدادی فوج آ گئی اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ بادشاہ قشتالہ اپنی فوج کے ساتھ میدانِ غرناطہ میں آ گیا ہے۔ سلطان غرناطہ یہ سنتے ہی قلعہ شلوبانیہ سے محاصرہ اٹھا کر کوچ و قیام کرتا ہوا تیسری شوال کو عیسائیوں کا ٹڈی دل لشکر پہنچنے کے بعد غرناطہ پہنچا۔ عیسائیوں نے برج ملاحہ اور ایک اور برج کو منہدم و مسمار کر کے آٹھویں روز وادی آش کا راستہ لیا اور وادی آش پہنچ کر مسلمانوں کو جلاوطن کر دیا۔ ایک شخص بھی اسلام کا نام لیوا کسی گوشہ شہر میں نہ رہا۔ اس کے ساتھ قلعہ اندرش کو بھی زمین دوز کر کے اپنے ملک کی جانب واپس ہوئے۔

سلطان زغل یعنی ابو عبداللہ محمد بن سعد نے ان واقعات کو آنکھوں سے دیکھ کر سرحدی خشکی کا راستہ لیا۔ پہلے لوہران پہنچا کچھ عرصہ یہاں قیام کر کے تلمسان چلا گیا اور وہاں ہی اقامت اختیار کی۔ اس کے اہل و عیال بھی وہیں مقیم رہے یہ لوگ بنو سلطان اندلس کے نام سے معروف و مشہور تھے۔ انگریزی مؤرخ لکھتے ہیں کہ سلطان فیض (فاس) نے اس کی آنکھیں نکلوا لی تھیں مگر اس کا سبب کچھ تحریر نہیں کرتے اور اسلامی مؤرخ اس کا ذکر نہیں کرتے۔ اس بابت میں مؤخر الذکر کو سچا باور کرتا ہوں کیوں کہ

اہل البیت ہے اسی وجہ سے میں نے سلطان زغل کے بقیہ حالات زندگی کو قلمبند نہیں کیا۔ وہی مورخ یہ بھی لکھتے ہیں کہ اس نے اپنی زندگی دریوزہ گری سے بسر کی اور اس کی عبا پر عربی زبان میں لکھا ہوا تھا ''میں ہوں اندلس کا بدنصیب بادشاہ مجھ سے عبرت لو'' میں نے ان واقعات کو کبھی کسی عربی کی تاریخ میں نہیں دیکھا معلوم نہیں یہ روایت کہاں تک صحیح ہے۔

اس کے بعد سلطان غرناطہ نے برشانہ کی جانب قدم بڑھایا اور محاصرہ کر کے قبضہ کر لیا جس قدر وہاں پر عیسائی موجود تھے سب کو گرفتار کر لیا مگر یہ قبضہ اور کامیابی عارضی تھی۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائی سلاطین کے جھرمٹ برشانہ کو چھڑانے کو آ پہنچے چنانچہ ماہ ذی قعدہ سنہ مذکور میں سلطان غرناطہ کو ان مقامات سے دست کش ہونا پڑا اور یہ مقامات مسلمانوں سے ایسے خالی ہو گئے کہ گویا کبھی یہاں ان کا وجود ہی نہ تھا۔ بارہویں جمادی الآخر ۸۹۶ھ (۱۴۹۰ء) میں دشمنانِ اسلام محاصرہ غرناطہ کے قصد سے لشکر آرائی کر کے میدان غرناطہ میں آ پہنچے۔ کھیتیاں پامال کر دیں۔ باغات اجاڑ ڈالے۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران کر دیا۔ شہر پناہ کی فصیلوں کے مقابلہ پر دمدمے اور دمدمے بندھوائے۔ خندقیں کھدوائیں' سات مہینے کامل محاصرہ اور جنگ کا سلسلہ قائم و جاری رہا چونکہ بشرات اور غرناطہ کے درمیان کوہ شلیر کی طرف والا راستہ کھلا تھا اس وجہ سے مسلمانانِ غرناطہ کو اس طویل حصار سے سوائے روزانہ جنگ کے اور کوئی خاص تکلیف نہیں پہنچی۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ سردی اور برف نے راستہ روک لیا۔ رسد و غلہ کی کمی اس پر روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ اس سے اہل غرناطہ تنگ آ گئے۔ عیسائیوں نے شہر کے اکثر بیرونی حصوں پر قبضہ کر لیا اور مسلمانوں کو آمدورفت اور زراعت وغیرہ سے روک دیا۔ اس سے اہل غرناطہ کا حال اور زیادہ زبوں ہو گیا۔ یہ واقعات اوائل ۸۹۷ھ (۱۴۹۱ء) کے ہیں۔

اکثر اہل شہر شدت فاقہ سے گھبرا کر بشرات کی طرف بھاگ گئے۔ ماہ صفر سنہ مذکور میں عیسائیوں نے محاصرہ میں شدت کی۔ حتی الامکان ہر طرف کے راستے روک لئے رسد و غلہ کی کمی قحط اور گرانی کی موجودگی نے مسلمانوں کی رہی سہی قوت بھی فنا کر دی۔ عوام الناس جمع ہو کر علماء کی خدمت میں گئے اور ان کی وساطت سے اہل دولت' ارباب مشورت اور سلطان سے عرض پرداز ہوئے۔

''دشمنانِ اسلام کی قوت یوماً فیوماً بڑھتی جاتی ہے اور ہم لوگ بے یار و مددگار ایسی بے کسی میں مبتلا ہیں کہ نہ پائے رفتن' نہ جائے ماندن۔ کا مضمون ہے ہم لوگ یہ سمجھتے تھے کہ فصل سرما آتے ہی دشمنانِ اسلام اپنے اپنے شہروں کو واپس چلے جائیں گے۔ مگر ہمارا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ انہوں نے کھیتیاں شروع کر دی ہیں' بازار قائم کر لئے ہیں۔ مکانات بنوا لئے ہیں اور روز بروز ہم سے قریب ہوتے جاتے ہیں۔ ایسی حالت میں ہم اپنے اور اپنی اولاد کے لئے کیا طریقہ اختیار کریں''۔

سلطان ابوعبداللہ نے ارا کین دولت کو ایک جلسہ میں جمع کر کے عیسائیوں سے مقابلہ کرنے اور قلعہ حمراء سپرد کر دینے کی بابت مشورہ کیا بالآخر سب نے یہ رائے قائم کی کہ قلعہ حمراء عیسائیوں کے حوالہ کر دیا جائے اور بنظر احتیاط صلح وادی آش کے شرائط سے اس کے شرائط زیادہ سخت اور مضبوط کر دی جائیں تاکہ عیسائیوں کو بدعہدی کا موقع نہ ملے۔ پس باتفاق جملہ ارباب مشورہ عہدنامہ لکھا گیا اور اہل غرناطہ کو سنا کر بادشاہ قشتالہ کو دے دیا گیا۔ بادشاہ قشتالہ نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور سلطان غرناطہ نے حمراء سے اپنا قبضہ اٹھا لیا ۲ ربیع الاول سنہ مذکور میں عیسائیوں نے بخوف بدعہدی پانچ سو سرداران غرناطہ کو بطور ضمانت اپنے لشکر میں نظر بند کیا۔ اس کے بعد ہنستے ہوئے اور مسلمانوں کی حالت پر قہقہہ مارتے ہوئے حمراء میں قدم رکھا۔

عہدنامہ میں سرسٹھ شرطیں تھیں ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ ہر خورد و کلاں کو اس کی جان کی اور اس کے مال کی مع اس کے اہل کی امن دی جائے اور وہ لوگ اپنے اپنے مکانات اور محلوں میں اپنی جائدادوں پر قابض رہیں اور ایک شرط یہ تھی کہ مسلمانانِ غرناطہ اپنی شریعت پر قائم رکھے جائیں ان پر جو حکم کیا جائے وہ انہی کی شریعت کے مطابق ہو۔ اوقاف اور مسجدیں بدستور بحال

رکھی جائیں۔ کبھی کوئی عیسائی کسی مسلم کے مکان میں نہ جائے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے مکان میں نہ جائے اور نہ مسلمانوں پر کوئی دوسرا شخص سوائے مسلم کے حاکم مقرر کیا جائے۔ غرض اسی قسم کی بہت سی شرطیں تھیں جس سے اہل غرناطہ نے اپنے جان و مال اور مذہب کی حفاظت کرنی چاہی تھی مگر عیسائیوں نے قبضہ کے بعد سب شرائط کو پس پشت ڈال دیا اور اسے ایسا بھلا دیا کہ گویا کوئی اقرار ہوا ہی نہ تھا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

اہل غرناطہ کی مصالحت سے مطلع ہو کر اہل بشرات نے بھی انہی شرائط پر عیسائیوں سے مصالحت کر لی اور اہل غرناطہ کی طرح خط غلامی یا اطاعت لکھ دیا۔

اس صلح اور معاہدہ مصالحت میں موسیٰ نے شرکت نہیں کی اور نہ اسے یہ پسند آیا کہ قلعہ حمراء میں میری آنکھوں کے سامنے عیسائی کونسل اجلاس کرے موسیٰ وہی شخص ہے جس نے اہل غرناطہ کو عیسائیوں کی مخالفت پر ابھارا تھا اور ان کے مردہ تنوں میں دوبارہ مردانگی کی روح پھونکی تھی۔ کہتے ہیں کہ موسیٰ اس غم و غصے میں سر سے پاؤں تک سلاح جنگ زیب تن کر کے ایک گھوڑے پر سوار ہوا اور شہر سے باہر نکل گیا۔ پھر اس کا کچھ پتہ و نشان نہ ملا۔

بعض مؤرخین کا قول ہے کہ آگے بڑھ کر دشمنوں کی ایک جماعت سے مڈبھیڑ ہو گئی سب پر ایک ساتھ موسیٰ نے حملہ کیا اکثر کو تہ تیغ کیا باقی ماندگان میں سے کچھ سینہ سپر ہو کر لڑتے رہے آخر کار موسیٰ بھی زخمی ہو کر گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عیسائیوں نے اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہا جس طرح دلیر اور مغلوب دشمن کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ مگر موسیٰ نے نہایت نفرت کی نگاہوں سے دیکھ کر منہ پھیر لیا اور ذرا بڑھ کر ایک عیسائی پر وار کر دیا۔ عیسائی تو سیدھا اپنے ٹھکانے کو چلتا نظر آیا دوسرا بڑھا اس کا بھی یہی حال ہوا تھوڑی دیر تک موسیٰ گھٹنوں کے بل کھڑا ہو کر لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اعضاء نے جواب دے دیا۔ تب موسیٰ نے آخری کوشش کی اور اپنے مقام سے اچھل کر اپنے آپ کو دریائے زنبل میں گرا دیا دریائے زنبل نے فوراً اسے اپنی آغوش میں لے لیا اور حملہ آور عیسائی منہ تکتے رہ گئے۔

عیسائیوں نے حمراہ پر قبضہ کرنے کے بعد حسب ضرورت ترمیم شروع کی فصیلوں کو درست کیا زمانہ محاصرہ اور جنگ میں جو مقامات ٹوٹ گئے تھے انہیں از سر نو بنوایا۔ دن کو عیسائی کونسل حمراء میں اجلاس کرتی تھی اور رات کے وقت بدعہدی کے خوف سے اپنے لشکر گاہ واپس چلی جاتی تھی۔ رفتہ رفتہ جب انہیں مسلمانوں کی جانب سے اطمینان ہو گیا تو بے خوف و خطر رہنے لگے۔ شہر میں اپنی جانب سے احکام مقرر کئے۔

غرناطہ اور سلطان ابو عبداللہ کی حکومت کا یہ دم واپسیں تھا۔ بد قسمتی سے یا کسی گھمنڈ پر اہل غرناطہ نے یہ شرط بھی کر لی تھی کہ ایک مدت معینہ کے لئے باہم صلح رہے اگر اس عرصہ میں کوئی بیرونی مدد کہیں سے آ جائے گی تو تیغ و سپر ہو کر قسمت کا فیصلہ کریں گے ورنہ قلعہ حمرا کی طرح شہر بھی سپرد کر دیا جائے گا چنانچہ اہل غرناطہ نے سلاطین فاس، ترکی اور حکمران مصر سے امداد کی درخواست کی اور جب وہاں سے صدائے برنخاست مضمون ہوا تو عیسائیوں نے تخلیہ شہر کا دباؤ ڈالا اور بہ جبر سلطان ابو عبداللہ کو غرناطہ سے منتقل کر کے بشرات لا کر ٹھہرایا پھر بشرات سے دھوکہ دے کر اندرش لے آئے کہ بشرات کی زمام حکومت آپ کے قبضہ میں رہے گی مگر چند وجوہات کے باعث آپ کو اندرش میں قیام کرنا ہوگا۔ سلطان ابو عبداللہ بھی اس پر راضی ہو گیا اور کشاں کشاں بشرات سے اندرش جا پہنچا۔ سلطان ابو عبداللہ کے نکلتے ہی عیسائیوں نے عساکر اسلامیہ کو بھی غرناطہ سے نکال باہر کیا۔ اس کے تھوڑے ہی دن بعد عیسائیوں نے بحکمت عملی سلطان ابو عبداللہ کو افریقہ کی جانب نکل جانے پر آمادہ کیا اور ایک پروانہ راہداری لکھ کر دے دیا کہ سلطان ابو عبداللہ سے کوئی شخص متعرض نہ ہو جہاں چاہیں چلے جائیں۔ پس سلطان ابو عبداللہ کشتی پر سوار ہو کر ملیلہ پہنچا چندے قیام کر کے فاس جا کر قیام پزیر ہوا زمانہ جلاوطنی میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا ہوا۔ شدت سفر

فاقہ کشی، تہی دستی اور اس پر مستزاد یہ کہ کئی دفعہ بیمار بھی ہوا مگر تکلیف و مصیبت کے دن اسے جھیلنے تھے قید حیات سے سبکدوش نہیں ہوا۔ فاس میں سلطان ابوعبداللہ نے دو ایک مکان اندلس کے طرز و انداز کے بنوائے اور ۹۴۰ھ (۱۵۳۲ء) میں اس دار فانی سے رحلت کر گیا۔ اس کے دو لڑکے تھے ایک کا نام یوسف تھا اور دوسرے کا احمد ان کی اولاد ۱۰۳۷ھ تک فاس میں موجود تھی جن کی اوقات بسری اوقاف کی آمدنی سے ہوتی تھی۔

اس کے بعد عیسائیوں نے آہستہ آہستہ یکے بعد دیگرے عہد نامے مصالحت کے شرائط کے خلاف ورزی شروع کی آخر کار نوبت اس حد تک پہنچی کہ ۹۰۴ھ (۱۴۹۸ء) میں مسلمانوں کو عیسائی مذہب قبول کرنے پر مجبور کرنا شروع کیا حالانکہ اہل غرناطہ نے جن شرائط پر اطاعت قبول کی تھی۔ ان میں سے ایک شرط یہ تھی کہ باشندگان غرناطہ پر مذہباً کسی قسم کا دباؤ نہ ڈالا جائے گا اور وہ بدستور اپنے عقائد مذہبی پر قائم رکھے جائیں گے مگر عیسائی گورنمنٹ نے اس شرط کی طرف مطلقاً التفات نہ کی۔ ابتداً ہرننڈ وارکب بشپ اور اس کے ماتحت پادریوں نے یہ رویہ اختیار کیا کہ مسلمانوں کو بہ حکمت عملی اور تالیف قلوب سے عیسائی بنانے لگے اور جب اس میں ایک گونہ ان کو کامیابی ہو چلی تو ایک گشتی فرمان بایں مضمون جاری کیا کہ جن لوگوں کے آباؤ اجداد عیسائی تھے وہ جبراً اگرچہ آ کر بپتسمہ لے لیں اور مذہب توحید کو چھوڑ کر تثلیثی ملت اختیار کریں۔ ایک بڑی جماعت جن کے مورث عیسائی مذہب رکھتے تھے جبراً عیسائی بنا لئے گئے۔

اس پر مسلمانان غرناطہ نے کسی قدر چون و چرا کیا مگر کمزوری اور کسی قسم کی قوت نہ ہونے کی وجہ سے خاموش ہو رہے کوئی نتیجہ نہ نکلا۔ اس کے بعد پادریوں اور پُرجوش عیسائیوں نے یہ شیوہ اختیار کیا کہ علی العموم مسلمانوں کو پکڑ لیتے تھے اور اس سے کہتے تھے کہ تمہارا دادا نصرانی تھا۔ مسلمانوں نے اسے مسلمان بنا لیا تھا اب تم پھر عیسائی مذہب قبول کر لو اگر اس پر وہ بحث مباحثہ کرتا تو بغاوت کا جرم لگا کر اسے قید کر دیتے، رفتہ رفتہ عیسائیوں کے اس جوش نے اس قدر ترقی کی کہ بڑے بڑے پکے مسلمان دیندار عیسائیت نہ قبول کرنے کے سبب سے جرم بغاوت میں گرفتار کر لئے گئے اور مسلمان ہونے کی پاداش میں انہیں سخت سے سخت سزا دی جانے لگی۔

اہل بیازین (البسین) کو یہ امر ناگوار گزرا۔ وہ اپنے مذہب کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے اور عیسائی حکام کو قتل کر ڈالا غرناطہ اور اس کے مضافات میں بغاوت کا مادہ پھیل گیا۔ ہر کوچہ و بازار میں غدر مچ گیا۔ عیسائیوں نے اس امر کا احساس کر کے کہ معاملہ طول کھینچا جاتا ہے بہ نرمی و ملاطفت مسلمانوں کے جوش کو فرو کیا اور سردست تمام اختلافات کو رفع دفع کر دیا مگر یہ کارروائی اس وقت کے لئے کی گئی تھی کارڈی فل زمی نس نے جو اس ہنگامہ کا بانی مبانی تھا اور جسے ملکہ ازابلہ نے مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی غرض سے ہرنںڈ وارک بشپ کی مدد کے لئے بھیجا تھا۔ ملکہ ازابلہ کو سمجھا بجھا کر ایک فرمان بایں مضمون لکھوایا کہ "پچھلے دنوں جن لوگوں نے حاکم وقت سے بغاوت کی تھی ان کی سزا یہ ہے کہ وہ قتل کیے جائیں اور اگر وہ مذہب عیسائی قبول کر لیں گے تو سزائے موت سے نجات مل جائے گی اور اس فرمان کے جاری ہونے سے اکثر لوگ کیا دیہات کیا شہر والے عیسائی ہو گئے۔

چند لوگوں نے نصرانیت کے قبول کرنے سے انکار کیا باہر کا نکلنا بند کر دیا خانہ نشین ہو گئے۔ ایسا ہی نفیق اور اندرش کے دیہاتوں اور بعض بعض مقامات کے رہنے والوں نے بھی کیا۔ لیکن کوئی معقول نتیجہ پیدا نہ ہوا۔ دشمنان اسلام نے انہیں ختم کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور ایک سرے سے بہتوں کو قتل کر ڈالا قید کر لیا۔ صرف وہ لوگ اس مصیبت سے محفوظ رہے جنہوں نے کوہ بللنقہ کو مرکز بنا رکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کے مقابلہ میں ان کی مدد کی دشمنانِ اسلام سے بارہا تیغ و سپر ہوئے انہیں لڑائیوں میں والی قرطبہ مارا گیا۔

اس عارضی کامیابی سے مسلمانوں کو بجائے فائدہ پہنچنے کے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا عیسائیوں کی جوش انتقام کی آگ بھڑک

اٹھی کونٹ آف ٹنڈلا نے قلعہ گرجا کو یلغار کر کے چھین لیا کونٹ آف میرین نے ایک مسجد کو بارود سے اڑا دیا اس مسجد میں ایک بڑے صوبے کی عورتیں اور بچے حفاظت کی غرض سے پناہ گزین اور بند تھے۔ شاہ فرڈیننڈ نے قلعہ لنجارن کو فتح کر لیا جو تمام کوہستان کا پھاٹک تھا۔ ہزارہا مسلمان ان ہلوں میں کام آ گئے باقی ماندگان نے امان حاصل کی اور اپنے اہل وعیال کے ساتھ فاس کی جانب جلاوطن ہو کر چلے گئے ان جلاوطنوں کو یہ حکم دیا گیا کہ خفیف مال واسباب اپنے ہمراہ لے جائیں گران بہا اسباب اور ذخیروں کو ہاتھ نہ لگائیں۔ چنانچہ ان جلاوطنوں نے کمال یاس وحسرت سے مصر، مراکو اور ترک کی کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر صنعت وحرفت کو اپنا ذریعۂ معاش بنایا۔

ان واقعات سے گویا کوہستان بللنقہ کی مخالفت ختم ہوگئی تھی اور ان مسلمانوں نے عیسائی مذہب قبول کر لیا تھا جنہوں نے وطن کی محبت کو مذہب پر ترجیح دی تھی مگر صرف ظاہرداری کے لئے عیسائی بنے ہوئے تھے اس کے فرائض کو بجبر واکراہ کمال بے دلی سے ادا کرتے تھے اور در پردہ نمازیں پڑھتے اور اللہ کی عبادت کرتے تھے۔ حاکم وقت کے ظلم سے بچنے کے خیال سے اپنے بچوں کو گرجا میں لے جاتے اور بپتسمہ دلاتے لیکن پادری کی نظروں سے غائب ہو کر یا کم از کم اپنے مکانوں پر پہنچ کر ان کے منہ کو بڑی احتیاط سے دھوڈالتے تھے اس طرح پہلے گرجا میں نکاح کراتے پھر اپنے گھر آ کر بموجب اسلام دوبارہ نکاح کرتے۔

غرض اس صورت وحالت میں مسلمانوں نے تقریباً پچاس برس اور گزارے عیسائیوں کے دلوں میں کینہ اور تعصب کی آگ تو بھری تھی۔ ان مسلمانوں کے دریافتِ حال کی غرض سے جاسوسوں اور مخبر مقرر کیے اور جب انہیں یہ معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ بظاہر عیسائی ہیں اور ان کے دلوں میں اس وقت اسلام کی محبت بھری ہوئی ہے ان نرم دل پیروان عیسیٰ نے ان میں سے ایک بڑی جماعت کو دہکتی ہوئی آگ میں ڈال کر جلا دیا۔ آلاتِ حرب کا کیا ذکر ہے چھوٹے چاقو رکھنے کی ممانعت کر دی مسجدوں کو جبراً بند کر دیا۔ حمامات منہدم اور مسمار کرا دیئے۔ مسلمانوں کے علمی سرمایہ اور لاکھوں کتابوں کو جلا کر خاکستر کر دیا ان سب وحشیانہ ظلموں سے بڑھ کر یہ ستم ڈھایا کہ وضع اور قطع اور نام ولباس تبدیل کر ڈالنے کا عام حکم دے دیا۔ زبان، رسم ورواج بھی بدلنے پر مجبور کیا۔

اس نامنصفانہ اور وحشیانہ سلوک کا یہ نتیجہ ہوا کہ مسلمانوں نے بجلم ہو کر بتنگ آید بجنگ آمد جمع ہو کر عیسائیوں سے کلہ بکلہ لڑنے پر پھر کمر باندھ لی اور اس کوہستان کو اپنا مرکز بنا کے دشمنانِ اسلام سے تیغ وسپر ہونے لگے۔ کئی سال مسلسل یہ سلسلہ قائم رہا۔ سفا کی غارت گری کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔ خونریزیوں اور شدید جسمانی سزاؤں کے مسلمان نشانہ بنے ہوئے تھے۔ امان دے کر قتل کرنا، وحشیانہ کشت وخون عیسائیوں کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ کوہستان بللنقہ کے تمام دیہات اور اس کا سارا پُر فضا میدان مذبح بنا ہوا تھا۔ جان بخشی اور عفو تقصیر کا ان لوگوں نے سبق ہی نہیں پڑھا تھا۔ زندوں کو آگ میں ڈال دینا ان کے نزدیک کوئی بات نہ تھی۔ عورت، مرد اور بچوں کو آنکھوں کے سامنے ذبح کرا دینا معمولی شغل تھا۔

اس کے باوجود مسلمانوں نے کمال استقلال سے ان سب ناقابل برداشت ظلموں اور وحشیانہ سلوک کا مقابلہ کیا اور سینہ سپر ہو کر لڑتے اور مرتے کھپتے رہے۔ متعدد مرتبہ اپنے مذہب اور ملک کی حمایت پر اٹھے جسے شاہ اسپین حد درجہ کے جدوجہد سے رفع دفع کرتا گیا آخر کار مسلمان اتنے کمزور ہو گئے کہ ان میں مقابلہ وجنگ کی قوت باقی نہ رہی اور نہ اللہ تعالیٰ جل شانہ نے کسی کو ان کا مددگار اور معین بنایا یہاں تک کہ عیسائیوں نے ان پسماندگان کو بھی جنہیں سوائے جلاوطنی یا غلامیت کے کوئی چارہ کار نہ تھا۔ ۱۰۱۷ھ (۱۶۰۸ء) میں جلاوطن کر دیا۔

ہزاروں نے فاس کا راستہ لیا اور ہزاروں طلمستان کی جانب روانہ ہوئے۔ عوام الناس کا ایک گروہ تونس کی طرف نکل کھڑا ہوا۔ ان غریب جلاوطنوں پر جنہوں نے تلمسان اور فاس کا رخ کیا تھا یہ آفت آئی کہ رہزنوں اور بادیہ نشینوں نے انہیں لوٹ لیا جان

سے بھی گئے اور مال سے بھی ان میں سے صرف چند لوگ جان بر ہوئے اور جن لوگوں نے ٹونس کی طرف سفر اختیار کیا تھا ان کا اکثر حصہ صحیح و سالم ٹونس پہنچا اور سلطان ٹونس کے حکم سے ان لوگوں نے ویران مقامات کو آباد کیا۔ کہتے ہیں کہ بیس ہزار سے زیادہ مسلمان تو پہلی لڑائیوں میں کام آئے تھے اور تقریباً پچاس ہزار خاص صوبہ بللنقہ میں اس دن تک کھیت رہے تھے جبکہ ڈون جون شاہ فلپ کے سوتیلے بھائی نے عیسائی رسولوں اور شہیدوں کی عزت میں مسلمان قیدیوں کو ذبح کر کے تہوار منایا تھا۔

خانہ بربادی اور جلاوطنی کے سلسلہ میں غرناطہ کے خاتمہ سے گیارہویں صدی کے عشرہ دوم تک (مطابق سترہویں صدی عیسوی) تیس لاکھ مسلمان جلاوطن اور خانہ برباد کئے گئے (انتھی ملخصاً من کتاب نفخ الطیب من غصن الاندلس الرطیب من صفحہ ۶۷۲ الی صفحۃ ۸۱۴ من الباب ثانی من المجلد الثانی للشیخ العلامۃ ابوالعباس احمد بن محمد المقری)

اندلس میں مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت گویا ایک خواب تھا کہ جب تک اس عالم میں رہے سب کچھ پیش نظر تھا مگر جوں ہی آنکھیں کھلیں نہ وہ منظر پیش نظر رہا اور نہ وہ عالم باقی رہا یا سراب کی سی کیفیت تھی کہ تشنہ لبوں کو دور سے پانی کی وادی معلوم ہوتی تھی اور جب قریب گئے تو سوائے تودہ ریگ کے اور کچھ نہ تھا۔ یہی حالت بعینہٖ مسلمانوں کی اندلس میں ہوئی کہ جب تک اس ملک کی زمام حکومت اس قوم کے قبضہ اقتدار میں رہی اس وقت تک یہ ملک شائستگی اور سچی تہذیب کا سرچشمہ علوم اور فنون کا مرکز اور تمام یورپ کا استاد بنا رہا مگر جوں ہی مسلمانوں کو جلاوطنی اور خانہ بربادی نصیب ہوئی۔ مملکت ہسپانیہ سے سونے کی چڑیا اڑ گئی اب کوئی شخص ممالک متمدنہ میں اسے شمار تک نہیں کرتا۔

مسلمانوں پر یہ مصیبتیں شاہ فرڈیننڈ' ملکہ ازابلا' چارلس پنجم اور فلپ دوم کے ہاتھوں نازل ہوئیں اور ان لوگوں نے جو سلوک مسلمانانِ اندلس کے ساتھ کئے ایسے منصفانہ یا دانشمندانہ سلوک سے تعبیر کرنا انصاف اور عقل کا خون کرنا ہے۔ انہوں نے ان پر سخت وحشیانہ ظلم کئے اور ان سے حد درجہ کی دغابازی کی اگر عیسائی سلاطین اس عہد نامہ کی شرائط کو پیش نظر رکھتے جو ان سے اور آخری فرمانروائے غرناطہ کے درمیان ہوا تھا تو نہ اس قدر کشت و خون کی نوبت آتی اور نہ بغاوت کی آگ بھڑکتی۔ ان تمام خونریزیوں اور غارت گریوں کے ذمہ دار یہی نرم دل عیسائی سلاطین ہیں جنہوں نے طرح طرح کے وحشت ناک قوانین جاری کئے اور بزور تیغ دین عیسائی کی اشاعت کی۔

جس وقت ہم اندلس کے دونوں فاتحوں کا مؤخانہ حیثیت سے موازنہ کرتے ہیں تو زمین و آسمان کا فرق محسوس ہوتا ہے۔ مسلمانوں نے جس وقت اندلس کو فتح کیا تھا اس وقت تک ان کی عام حالت بادیہ نشینوں کی سی تھی وہ بادیہ عرب سے نکل کر آئے تھے۔ جہاں پر تھوڑے دن بیشتر بات بات پر لڑ جانا اور اس لڑائی کا مدتوں قائم رہنا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا مگر جب وہ فتح مندی کا جھنڈا لے کر اندلس کی تسخیر کو آئے تھے۔ اس وقت شائستگی' تہذیب' ہمدردی انسانی اور مساوات کو بھی اپنے ہمراہ لائے تھے اس کی تعلیم انہیں ان کے پاک مذہب سے ملی تھی یہی وجہ تھی کہ نہ تو انہوں نے ان کے رسم و رواج بدلے تھے اور نہ ان کو جبراً مسلمان کیا تھا۔ انہوں نے نہایت نیک نیتی سے اہل اسپین کے ساتھ حالانکہ ان کا شمار مفتوح اقوام سے تھا بلا لحاظ مذہب وملت مساوات اور یگانگت کا برتاؤ کیا اور ایسی تالیف وقلوب کی اور اپنے اخلاق حسنہ کا ایسا سکہ جمایا کہ انہوں نے خود بخود بلا جبر و اکراہ مذہب اسلام کو قبول کرنا شروع کر دیا اور اپنی زبان سیکھنے کی بجائے عربی کی تعلیم کو باعث فخر وعزت سمجھنے لگے اب بھی سینکڑوں کیا ہزاروں عربی کے الفاظ اسپین کی زبان میں موجود ہیں۔

اصل یہ کہ ان عربوں نے صرف ان کے ملک پر قبضہ نہیں کیا تھا بلکہ یہ ان کے دلوں پر ان کی زبانوں پر قابض ہو گئے تھے جبر سے نہیں رضامندی سے اور جب عیسائیوں نے بدنصیب وغربت زدہ مسلمانوں سے اندلس پر قبضہ حاصل کیا تو باوجود عہد و قرار کے کیا کچھ نہیں کیا۔ مسلمانوں کو جبراً عیسائی بنایا۔ رسم ورواج اور نام کے بدلنے پر مجبور کیا ان کے بچوں کو گرجا میں لے جانے

اور بپتسمہ دلانے کا حکم دیا۔ عیسائیوں کی طرح گرجا میں ان کے نکاح پڑھوانے پر زور دیا۔ انہیں خوش قطع اور خوش وضع لباس چھوڑنے کا حکم صادر کیا اور اصل اسپین کی طرح کوٹ پتلون پہننے اور ٹوپیاں دینے کا دباؤ ڈالا۔ ان کے حمامات مسمار کرا دیئے مسجدوں کو حکماً بند کر دیا اور بعض کو منہدم کرا کے کلیسا بنایا اور کسی کو عدالت کا کمرہ مقرر کیا۔ لاکھوں کتابوں کو جو مسلمانوں کا عمر بھر کا سرمایۂ علمی تھا جلا کر خاکستر کر دیا اور اس پر بھی جب ان کا کلیجہ ٹھنڈا نہ ہوا تو انہوں نے تمام مالی اسباب چھین کر جلاوطن کر دیا۔

ع ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

مسلمانوں پر یہ آفتیں صرف اس وجہ سے نازل ہوئیں کہ انہوں نے قرآن مجید سے کوئی تعلق نہ رکھا تھا ارشاداتِ نبوی کو پس پشت ڈال دیا تھا اللہ کا خوف دلوں سے جاتا رہا تھا اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں خودغرضی آ گئی ہمدردی اور اخوت اسلامی جاتی رہی اولاامر کی اطاعت سے سبکدوش ہو گئے۔ عیسائیوں کے دوست اور ہواخواہ بن گئے اور باہم لڑ جھگڑ کر عیسائیوں کی بڑھتی ہوئی قوت کو مدد پہنچائی جس کی سخت ممانعت اور بے حد تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان پر وہ مصائب نازل کئے کہ جس کے سننے سے کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ دورانِ فتح اندلس میں اللہ جل شانہ نے اپنے قرآن مجید کی آیہ کریمہ ﴿وَاَوْرَثَكُمْ اَرْضَهُمْ وَدِيَارَهُمْ وَ اَمْوَالَهُمْ وَاَرْضًا لَّمْ تَطَئُوْهَا ۭ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرًا ﴾ ''اور تم کو مالک بنایا ان کی زمین اور ان کے گھر اور ان کے مال کا اور ایسی زمین کا جس پر کبھی تمہارے قدم نہیں گئے اور اللہ ہر چیز کے کرنے پر قادر ہے''۔ کی پیشینگوئی پوری کی۔

پھر جب مسلمانوں نے اپنی حالت بدل دی تو بحکم ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوْا مَا بِاَنْفُسِهِمْ﴾ ''بے شک اللہ تعالیٰ کسی قوم کی حالت نہیں تبدیل کرتا جب تک کہ وہ اپنی حالت آپ نہ بدلیں'' طرح طرح کی مصیبتوں میں اللہ تعالیٰ نے انہیں مبتلا کیا اور آخر کار ﴿وَاِنْ يَّتَوَلَّوْا يُعَذِّبْهُمُ اللّٰهُ عَذَابًا اَلِيْمًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ فِي الْاَرْضِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ﴾ ''نہ مانیں گے تو اگر تو مار دے گا ان کو دکھ کی مار دنیا و آخرت میں اور نہیں ہے ان کا روئے زمین میں کوئی حمایتی اور نہ مددگار'' کی پیشین گوئی کو سچ کر دکھایا کسی نے ذرا بھی ان کی مدد نہ کی حالانکہ سلطان مراکو سلطان ترکی اہل ٹونس اور خدیو مصر کو بہت زیادہ موقع امداد کا حاصل تھا۔

واللہ یفعل ما یشاء و یحکم مایرید (مترجم)

باب:۳۹

عیسائی فرمانروا

اس وقت چار عیسائی بادشاہ چاروں طرف سے بلادِ اسلامیہ کو گھیرے ہوئے تھے اور ملت اسلامیہ ان لوگوں کے ساتھ دریا پار قیام کرنے میں عاجز ہو گئی تھی حالانکہ ان لوگوں نے ان اکثر شہروں کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا تھا۔ جنہیں فتوحات اسلامی نے اپنے ابتدائے دور میں سر کیا تھا۔

شاہ قشتالہ: ان چاروں عیسائی بادشاہوں میں سے بادشاہ قشتالہ (کسٹائل) کے مقبوضات وسیع اور بڑے تھے' قشتالہ اور فرنیرہ وغیرہ اس کی حکومت کے تحت تھے۔ فرنیرہ میں بسیطہ' قرطبہ' اشبیلیہ' طلیطلہ اور جیان وغیرہ شامل تھے جس کی حد جوف جزیرہ سے مغرب سے مشرق تک پھیلی ہوئی تھی۔

شاہ پرتگال: مغرب کی جانب سے بادشاہ برتغال (پرتگیز) کی سرحد ملتی تھی۔ اس کے مقبوضات کا رقبہ کم تھا صرف اشبونہ پر اسکا قبضہ تھا مجھے اس وقت تک یہ نہیں معلوم ہو سکا بادشاہِ پرتگال کا نسب کیا ہے۔ گمان غالب یہ ہوتا ہے کہ یہ ان سرداروں کے اخلاف (پس ماندگان نسل) سے ہے جنہوں نے گزشتہ زمانہ میں بنو اوفونش کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کیا تھا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔ عجب نہیں کہ یہ ان کی اولاد سے ہوں اور ان کے بہترین نسب سے شمار کئے جاتے ہوں۔ واللہ اعلم۔

شاہ بشکنش وشاہ برشلونہ: بادشاہ قشتالہ کے مقبوضات سے جانب شہرق بادشاہ بزہ کا ملک ملا ہوا تھا اور یہی بادشاہ بشکنش کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس کے مقبوضات کا بھی رقبہ کم اور چھوٹا تھا۔ صوبجات قشتالہ اور مقبوضہ جات بادشاہ برشلونہ کی درمیائی زمین اس کے قبضہ میں تھی بادشاہ نبرہ کا دارالسلطنت شہر بنبلونہ تھا اس کے علاوہ جو بلاد تھے اس پر بادشاہ برشلونہ کا قبضہ تھا اب ہم ان لوگوں کے حالات زمانہ فتح اسلامی سے بیان کرنا چاہتے ہیں جس سے آپ کو بالتفصیل حالات سے آگاہی حاصل ہو جائے گی۔

ابن ناقلہ اور اوفونش: جس وقت زمانہ فتح اسلامی میں مسلمانوں نے عیسائیوں کو ۹۰ھ (۷۰۸ء) میں مغلوب کر کے لرزلق (راڈرک) بادشاہ قوط (گاتھ) کو تہ تیغ کیا اور تمام جزیرہ اندلس میں سیلاب کی طرح پھیل گئے۔ اس وقت تمام عیسائی گروہ اندرونی بلاد اندلس سے سمٹ کر ساحل سے باہر کی طرف بھاگ نکلے اور قشتالہ کی پرلی طرف کی سرحدوں کو عبور کر کے جلیقیہ جا کر جمع ہوئے۔ ان لوگوں پر تین شخصوں نے حکومت کی۔ ابن ناقلہ انیس سال حکومت کرتا رہا۔ ۱۳۳ھ (۷۵۰ء)

میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ قافلہ تخت نشین ہوا دو برس حکومت کر کے یہ بھی مر گیا ان لوگوں نے ان دونوں کے بعد اوفونش بن بطرہ کو اپنا بادشاہ تسلیم کیا اسی اوفونش کی اولاد اس وقت تک حکمرانی کی کرسی پر متمکن ہے۔ یہ نسباً عجم میں سے جلالقہ کے خاندان سے ہے' جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ ابن حبان کا گمان ہے کہ یہ قوط کی نسل سے ہے اور میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ قوم قوط (گاتھ) تباہ و برباد اور ہلاک ہوگئی اور یہ کم دیکھا گیا ہے کہ کوئی قوم تباہی و بربادی کے بعد پھر صحیح حالت پر آ جائے بلکہ یہ دوسرے گروہ کا ایک نیا بادشاہ ہے۔ واللہ اعلم۔

اوفونش بن بطرہ کا قتل: الغرض اوفونش بن بطرہ نے پس ماندگان اور بقیہ عیسائیوں کو ان بلاد کی حمایت کرنے پر جمع اور متفق کیا جو مسلمانوں کے قبضہ اور تصرف سے بچ رہے تھے۔ اس وقت اسلامی فتوحات کا سیلاب جلیقیہ تک پہنچ گیا تھا اور جلیقیہ کی فتح کے بعد کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے تھے کہ اسلامی دلاوروں نے تیغ و سپر رکھ دیئے تھے اتنے میں دولت اسلامیہ کے قوائے حکمرانی اندلس میں ضعیف ہو گئے اور عیسائیوں نے ان اکثر بلاد پر جنہیں مسلمانوں نے عیسائیوں سے چھین لیا تھا قبضہ حاصل کر لیا۔ اٹھارہ سال حکومت کرنے کے بعد اوفونش بن بطرہ نے ۱۴۲ھ[1] (۷۵۹ء) میں وفات پائی۔

فرویلہ بن اوفونش: اس کا بیٹا فرویلہ حکمران ہوا اس نے گیارہ سال حکومت کی اس کی شان و شوکت نے ترقی کی اور اس کی حکومت میں بھی مضبوطی پیدا ہوئی۔ اسی زمانہ میں اتفاق وقت سے عبدالرحمٰن داخل کو نظام حکومت کی درستی کی ضرورت پیش آ گئی پس فرویلہ نے شہر یک' برتغال' سمورہ' شلمقہ' شقرینہ اور قشتالہ وغیرہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۱۵۸ھ (۷۷۴ء) میں یہ ہلاک ہو گیا اس کا بیٹا شیلون تخت آرائے حکومت ہوا۔ دس سال تک اس کی حکومت رہی۔ ۱۶۸ھ (۷۸۴ء) میں یہ بھی مر گیا تب عیسائیوں نے اوفونش کے سر پر تاج شاہی رکھا۔

سمول ماط کی بغاوت: سمول ماط نامی ایک عیسائی نے اس سے بغاوت کی اور دفعتہً حملہ کر کے اسے مار ڈالا اور اس کی جگہ سات برس تک حکومت کرتا رہا۔ اس واقعہ کے بعد ہی امیر عبدالرحمٰن کی حکومت اندلس میں ایک طاقتور حکومت ہوگئی فوجوں نے سرزمین جلیقیہ پر جہاد کیا۔ متعدد قلعے بزور تیغ فتح کئے ہزارہا قیدی اور بہت سا مال عساکر اسلامیہ کے ہاتھ آیا۔ سموں کے بعد انہیں عیسائیوں میں سے اوفونش نامی ایک دوسرے شخص نے زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

رذمیر اور سانجہ: ابن حبان نے تحریر کیا ہے کہ رذمیر کی حکومت ۳۱۹ھ (۹۳۱ء) عہد حکومت ناصر میں تھی خلیفہ ناصر نے اس پر بقصد جہاد فوج کشی کی تھی۔ غزوہ خندق میں مسلمانوں کو عیسائیوں کے مقابلہ میں پسپا ہونا پڑا۔ یہ واقعہ ۳۲۷ھ (۹۳۸ء) کا ہے۔ غزوہ خندق شہر سنت ماکس کے قریب ایک میدان میں ہوا تھا جیسا کہ اپنے موقع پر ذکر کیا گیا بعدہ ۳۳۳ھ (۹۴۴ء) میں رذمیر عیسائی بادشاہ مر گیا اس کا بھائی سانجہ (سانکو) تختِ حکومت پر متمکن ہوا اس کی دلیری اور مردانگی غیر معمولی تھی' نہایت چالاک اور ہوشیار تھا مگر اس کے باوجود اراکین و سرداران دولت کے ہاتھوں اس کی حکومت کو بے حد

---

[1] میرے نزدیک یہ کاتب کی غلطی ہے۔ ۱۴۲ھ کی جگہ ۱۵۳ھ (۷۶۹ء) ہونا چاہئے کیونکہ ۱۳۳ھ میں ابن قافلہ نے وفات پائی تھی اور دو برس تک اس کا بیٹا قافلہ حکمران رہا اس حساب سے ۱۳۵ھ میں اوفونش تخت حکومت پر متمکن ہوا اٹھارہ برس اس نے حکومت کی اس لحاظ سے اوفونش کا انتقال ۱۵۳ھ میں ہوا نہ کہ ۱۴۲ھ میں۔ (مترجم)

نقصان اٹھانا پڑا۔ اس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اس کے بعد بنو اذفونش کو جلالقہ میں پھر حکومت کرنا نصیب نہ ہوا۔ لیکن زمانہ طوائف الملوکی کے بعد پھر اس کا دور دورہ ہوا اس کا ذکر اوپر کیا گیا۔

سانچہ کی خلیفہ ناصر سے امداد طلبی: ابن حبان نے نقل کیا ہے کہ اس گروہ کی بادشاہت میں فرولند (فرڈی ننڈ) ابن عبد شلب سردار البتہ و قلاع کے ہاتھوں انقلاب پیدا ہوا۔ یہ ان تمام عیسائی سرداروں سے معظم و محترم تھا جو بڑے عیسائی بادشاہ کی طرف سے مختلف صوبوں کی گورنری پر مامور تھے۔ اس نے صوبہ البتہ میں سانچہ کی مخالفت کا اظہار کیا اور اپنی کمک پر سانچہ کے مقابلہ میں بادشاہ بشکنش کو لے آیا۔ سانچہ ان واقعات سے مطلع ہو کر خلیفہ ناصر کی خدمت میں فریاد بن کر دربار قرطبہ میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ ناصر نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔ اس امداد و اعانت کی بدولت خلیفہ ناصر کو سمورہ پر قبضہ مل گیا اس نے وہاں پر مسلمانوں کو ٹھہرایا۔

فرڈی ننڈ کی گرفتاری و مصالحت: سانچہ اور فرولنڈ میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا یہاں تک کہ فرولنڈ انہی لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں گرفتار کر لیا گیا۔ پھر بادشاہ بشکنش اور سانچہ میں اس شرط پر مصالحت ہو گئی کہ فرولند بن عبد سلب اس کا قیدی اس کے پاس بھیج دیا جائے۔ چنانچہ سانچہ نے اسے رہا کر دیا۔ اس کے بعد ۳۵۴ھ (۹۶۴ء) میں اردن اوفونش (اورڈونو) خلیفہ مستنصر کی خدمت میں فریادی صورت بنائے ہوئے حاضر ہوا اور سانچہ کے مقابلہ میں امداد و اعانت کی درخواست کی۔ مستنصر نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اپنے نامور سپہ سالار غالب کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ اس واقعہ کے بعد ادھر سانچہ بادشاہ اوفونش بمقام بطلیوس میں مر گیا۔ اس کا بیٹا رذمیر اس کی جگہ ان لوگوں پر حکومت کرنے لگا اُدھر فرولنڈ بن عبد شلب سردار البتہ بھی وفات پا گیا اس کا بیٹا غرسیہ اس کا صوبہ کا مالک و سردار بنایا گیا۔

منصور بن عامر اور رذمیر کی جنگ: اتنے میں خلیفہ مستنصر نے وفات پائی اور رذمیر نے سرحدی شہروں کو تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی بدمعاملگی اور ایذا رسانی بڑھتی گئی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی پر منصور بن عامر حاجب خلیفہ ہشام موید کو مامور کیا پس اس نے رذمیر کے مقبوضات پر خوب حملے کئے متعدد مرتبہ جہاد کے ارادے سے اس پر فوج کشی کی گئی۔ بار سمورہ میں اس کا محاصرہ کیا بعدہ لیون کی جانب بڑھا اور اسے بھی اپنے محاصرہ میں لے لیا اس واقعہ سے کچھ دن پہلے غرسیہ نے فرلند والیٔ البتہ پر بھی یلغار کیا تھا۔ بادشاہ بشکنش اس کی کمک پر آیا ہوا تھا منصور نے اپنے پُر زور حملوں سے ان دونوں کو شکست فاش دی۔

رذمیر کی شکست و اطاعت: اس کے بعد یہ دونوں متفق ہو کر رذمیر کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر آئے مقام سنت ماکس پر سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ منصور نے اس میدان کو بھی جیت لیا اور ان سب عیسائی سلاطین کو شکست دے کر سنت ماکس پر قبضہ کر لیا اور فتحیابی کے بعد اس قلعہ کو منہدم اور شہر کو ویران کر ڈالا۔ ان پے در پے شکستوں سے جلالقہ کے چھکے چھوٹ گئے۔ رذمیر کو بد اقبال اور بدبخت کہنے لگا اس کا چچا برمند بن اردون اس کے برخلاف علمِ بغاوت بلند کر کے حکومت و سلطنت کا دعویدار ہوا۔ عیسائیوں میں نفاق اور دشمنی کی آگ بھڑک اٹھی۔ اس کے بعد رذمیر نے ۳۷۴ھ (۹۸۴ء) میں منصور کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے بعد ہی مر گیا اس کے مرنے پر اس کی ماں بھی منصور کی مطیع و فرمانبردار رہی اور جلالقہ بالاتفاق

برمند بن اردون کو اپنا بادشاہ بنائے رہے۔

برمند اور منصور کی جھڑپیں: منصور نے جلالقہ پر پھر چڑھائی کر دی' برمند کو یہ امر نہایت شاق گزرا بہت کچھ ہاتھ پاؤں مارے مگر کچھ بن نہ آئی اور منصور نے جیون کو بزور تیغ فتح کر کے سمورہ کی جانب قدم بڑھایا۔ برمند سمورہ کو چھوڑ کر بھاگ گیا اہل سمورہ نے شہر کو منصور کے حوالے کر دیا۔ منصور نے سمورہ کو تاخت و تاراج کر کے چٹیل میدان بنا دیا۔ اس مقام کے سر ہونے سے جلالقہ کے قبضہ میں چند کوہستانی قلعوں کے علاوہ اور کوئی قلعہ باقی نہ رہا جوان کے ملک اور بحر اخضر کے درمیان میں حائل تھے۔ بعد برمند کی یہ کیفیت رہی کہ کبھی مطیع اور فرمانبردار ہو جاتا تھا اور کبھی بدعہدی کر کے مخالفت کا اعلان کر دیتا تھا۔ منصور اس پر بذات خود حملہ کرتا رہتا تھا۔

برمند کی اطاعت: بالآخر برمند نے اپنی ناکامی کا یقین کر لیا اور ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں منصور کے دربار میں حاضر ہو کر گردن اطاعت جھکا دی اور اپنے تمام مقبوضات کے زمام حکومت منصور کے حوالہ کر دی منصور نے اس کے ساتھ فیاضانہ سلوک کیئے اسے اس کے مقبوضات کی سند حکومت عنایت کی اور اپنا باجگزار بنا کر پھر اس کے ملک کو واپس فرمایا۔ ۳۸۹ھ (۹۹۸ء) میں سرحدی شہروں کی حفاظت کے خیال سے مسلمانوں کی ایک جماعت کو سمورہ میں آباد کیا اور ابوالاحفص معن بن عبدالعزیز تجیبی کو اس کی سند حکومت عطا کی۔

منصور کی غلیسیہ پر فوج کشی: چونکہ غرسیہ بن فرولند نے مخالفین منصور کی اعانت کی تھی۔ اس وجہ سے منصور نے اس کی گوشمالی کی طرف توجہ کی چنانچہ فوجیں مرتب کر کے شہر اشبونہ دارالسلطنت غلیسیہ (گلیسیا) پر چڑھائی کر دی اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر کے اسے ویران اور خراب کر ڈالا۔ اس واقعہ کے بعد غرسیہ کا انتقال ہو گیا۔ اس کا بیٹا سانجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ منصور نے ان سب سلاطین پر جزیہ قائم کیا اور تمام جلیقیہ کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا یہ لوگ منصور کے شاہی اقتدار کو اسی طرح تسلیم کرتے تھے جس طرح کہ صوبوں کے گورنر اپنے بادشاہ کے شاہی جاہ و جلال کو مانا کرتے ہیں' صرف برمند بن اردون اور مسند بن عبد شلب والیٔ غلیسیہ اس اثر سے محفوظ رہا کیونکہ یہ دونوں خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کر رہے تھے اس کے ساتھ مسند بن شلب نے مراسم اتحاد قائم کرنے کی غرض سے اپنی بیٹی کو ۳۸۳ھ (۹۹۳ء) میں منصور کی خدمت میں بطور کنیز خدمت کرنے بھیجا پس منصور نے اسے آزاد کر کے اپنے حبالہ نکاح میں داخل کر لیا۔

برمند کی سرکشی اور اطاعت: کچھ عرصہ بعد برمند نے سرکشی کی منصور کو اس کی خبر لگی تو فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور کامیابی کا جھنڈا لیئے ہوئے سینٹ یاقب (سینٹ یعقوب یا یاگو) تک پہنچ گیا جہاں پر کہ ہر سال عیسائیوں کا جم غفیر حج و زیارت کو آتا تھا۔ یہاں یعقوب حواری کی قبر تھی یہ مقام غلیسیہ کی انتہائی سرحد پر واقع تھا۔ عیسائیوں نے منصور کی آمد کی خبر پا کر اس مقام کو خالی کر دیا تھا۔ منصور نے سینٹ یعقوب کو منہدم کرا دیا اس کے دروازوں کو دارالحکومت قرطبہ اٹھا لایا اور جامع قرطبہ میں اس طریقہ کے مطابق کہ ہر حکمران کچھ نہ کچھ اس کی عمارت میں اضافہ کرتا چلا آیا تھا بطور اپنی یادگار کے لگا دیا۔ برمند بن اردون نے منصور کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر مصالحت اور شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے اپنے بیٹے بلانہ کو معن بن عبدالعزیز والیٔ جلیقیہ کے ہمراہ بارگاہ خلافت قرطبہ کی جانب روانہ کیا۔ منصور نے اپنی فیاضی اور سیر چشمی سے برمند کی

درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس سے مصالحت کر لی۔ بلانہ کامیابی کے ساتھ اپنے باپ کے پاس واپس گیا۔

افونش بن برمند کی خود مختاری: اس کے بعد منصور نے عیسائی امراء میں سے ارغومس کے سر کرنے پر کمر ہمت باندھی جو اطراف جلیقیہ میں سمورہ وقشبلہ کے درمیان حکمرانی کر رہا تھا اس کا دارالحکومت سینٹ بریہ میں تھا ۳۸۵ھ (۹۹۵ء) میں اسے کمال مردانگی سے فتح کر کے دائرہ حکومت اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ پھر برمند بن اردون بادشاہ بنو اوفونش کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا اوفونش حکمران ہوا۔ اس نے خود مختاری کا اعلان کیا۔ مسد بن عبد شلب آڑے آیا اس اختلاف کا فیصلہ کرنے کے لئے عبدالملک بن منصور کو حکم مقرر کیا منصور نے اصبغ ابن سلمہ قاضی نصاریٰ کو ان دونوں کے جھگڑے کا فیصلہ کرنے پر متعین فرمایا۔ اصبغ نے مسد بن عبد شلب کے حق میں فیصلہ کیا اوفونش بن برمند اس زمانہ سے مسد بن عبد شلب کی نگرانی میں حکمرانی کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۹۸ھ (۱۰۰۷ء) میں اوفونش نے مکر وفریب سے مسد کو مار کر اس کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا اور اپنے باپ کے عہد حکومت کے امراء سے اور ان لوگوں سے جو اس کی قوم کے تھے۔ مراسم شاہی کے بجالانے کے خواستگار ہوا۔

افونش اور عبدالملک مظفر کی جنگ: چنانچہ افونش کو اس ارادے میں کامیابی ہوئی اس نے اپنی جانب سے ان لوگوں کو مامور کیا جو اس کے پاس رہتے تھے اور [illegible] پر اسے اعتماد تھا رفتہ رفتہ اس کے زمانہ میں ملوک بنی ارغومس اور بنی فرولند وغیرہ کا ذکر معدوم ہو گیا جن کے حالات ہم اوپر تحریر کر [illegible] ہیں۔ ان لوگوں کی حکومتیں بنی اوفونش میں سے سانچہ بن کرذ میر کے زمانہ حکمرانی میں تھیں' افونش نے ان سب چھوٹی چھوٹی حکومتوں کو ایک جا کر کے متفقہ قوت سے عبدالملک مظفر بن منصور کے مقابلہ کی تیاری کی۔ بادشاہ بشکنش نے فوجی اور مالی مدد دی [illegible] کے باہر ایک میدان میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اس نے ان کو شکست دی اور بصلح قلعہ کو فتح [illegible]۔

سانچہ بن غرسیہ کا قتل: ان واقعات کے بعد منصور اور اس کے بیٹوں کی [illegible] کا سلسلہ منقطع ہو گیا چوتھی صدی کے شروع میں بربریوں کے فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوئی۔ سانچہ بن غرسیہ والیٔ البتہ کو مسلمانوں سے بدلہ لینے کا موقع مل گیا۔ ہمیشہ ایک نہ ایک گروہ کو دوسرے کے خلاف ابھار دیتا اور اس کی مدد کرتا تھا یہاں تک کہ اس کی بعض امیدیں پوری ہو گئیں اسی اثناء میں بادشاہ بشکنش نے اسے ۴۰۶ھ (۱۰۱۵ء) میں مار ڈالا اور عیسائیوں نے آہستہ آہستہ ان بلاد کو جو قشتالہ اور جلیقیہ میں واقع تھے اور جہاں پر یہ اس سے پیشتر مغلوب ہو چکے تھے دبا لیا۔ اوفونش برابر جلیقیہ اور اس کے صوبوں پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی کے خاندان میں سلسلہ حکومت قائم رہا۔ یہاں تک کہ اندلس میں طوائف الملوکی کا زمانہ آ گیا اور لمتونہ ملوک مغرب میں سے مرابطیوں نے ملوک الطّوائف اندلس پر غلبہ حاصل کر کے تمام ملک اندلس کو اپنے علم حکومت کا مطیع بنا لیا اور عربوں کی حکومت اندلس سے منقطع اور ختم ہو گئی۔

بنی اوفونش: تواریخ اور حالات لمتونہ میں لکھا ہوا ہے کہ جس بادشاہ قشتالہ نے ملوک الطّوائف اندلس پر ۴۵۰ھ (۱۰۵۸ء) میں خراج قائم کیا تھا وہ بطمین تھا بظاہر یہ مفہوم ہوتا ہے کہ یہ شخص سانچہ بن امرک پر جو کہ ان دنوں بنی اوفونش کا بادشاہ تھا قابض تھا اور یہ ان کی تاریخوں میں مذکور ہے اور جب یہ مر گیا تو زمام حکومت اس کے بیٹوں فرولند اور غرسیہ اور رذمیر نے

اپنے اپنے ہاتھوں میں لے لی مگران سب کانگران اوران کے کاموں کامنتظم فرولند تھا۔ اس نے سنت بریہ اور ابن اقطس کے اکثر صوبوں پر قبضہ کرلیا تھا۔ پھر یہ سانحہ' غرسیہ اور الفنش کو چھوڑ کر مر گیا۔ ان لوگوں میں نا اتفاقی پیدا ہوگئی لڑنے بھڑنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت وسلطنت پر الفنش تن تنہا قابض ہو گیا اسی کے زمانہ میں ظاہر اسماعیل بن ذی النون نے ۴۷۶ھ (۱۰۸۴ء) میں وفات پائی اور اسی نے ۴۷۸ھ (۱۰۸۵ء) میں طلیطلہ پر قبضہ کیا تھا۔

الفنش کی امارت: ان دنوں جزائر اندلس میں اس کے قبضہ سے اس کی بڑی عزت تھی اس کے بطارقہ اور سرداران دولت سے برہانس ملقب بہ انبند ورتھا اس کے معنی'' ملک الموت'' ہیں۔ اس سے اور یوسف بن تاشقین سے مقام زلالہ میں مڈبھیڑ ہوئی اور لڑائی میں اس کو شکست ہوئی تھی۔ یہ واقعہ ۴۸۱ھ (۱۰۸۸ء) کا ہے اس نے ابن ہود کا سرقسطہ میں محاصرہ کیا' چونکہ اس کے چچازاد بھائی زدمیر سے اور اس سے ان بن تھی۔ اس نے میدان خالی دیکھ کر طلیطلہ پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا مگر کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اسی زمانہ میں قرنے نے ملیلیہ کا' غرسیہ نے مریہ کا' برہانس نے مرسیہ کا اور قسطون نے شاطبہ اور سرقسطہ کا محاصرہ کرلیا۔ اس کے بعد ۴۸۹ھ (۱۰۹۵ء) میں الفنش نے بلنسیہ پر قبضہ کرلیا۔ پھر مرابطیون نے ملوک الطوائف اندلس پر غالب ہو کر بلنسیہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ ۵۰۱ھ (۱۱۰۷ء) میں الفنش مر گیا۔ جلالقہ کی زمام حکومت الفنش کی بیوی نے اپنے ہاتھ میں لے لی اور زدمیر سے اپنا عقد کرلیا' مگر کچھ دن بعد اس سے علیحدگی اختیار کر کے اپنے قیدیوں میں سے ایک قیدی کے ساتھ زن وشوئی کا تعلق پیدا کیا اس سے ایک بیٹا پیدا ہوا جسے عیسائی سلیطین کے نام سے موسوم کرتے تھے۔

ابن رذمیر اور ابن ہود کی جنگ: ۵۰۳ھ (۱۱۰۹ء) میں ابن رذمیر اور ابن ہود سے قسطہ کے باہر وہ لڑائی ہوئی جس میں ابن ہود عیسائیوں کے ہاتھوں شہید ہوا۔ ابن رذمیر نے سرقسطہ کے قلعہ پر اپنے اقبال کا جھنڈا اگاڑ دیا۔ عمادالدولہ اور اس کا بیٹا زوطہ کی طرف بھاگ گیا مدتوں وہیں مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلیطین نے بمصالحت اپنے پاس بلا کر اسے قشتالہ کی جانب روانہ کیا۔ اس کے بعد رذمیر اور اہل قشتالہ میں لڑائیاں ہوئیں۔ انہی لڑائیوں کے سلسلے میں برہانس ۵۰۷ھ (۱۱۱۳ء) میں مر گیا یہ واقعہ لمتونہ میں مرابطیوں کے آخری دور حکومت میں واقع ہوا پھر ان لوگوں کی حکومت موحدین کے ہاتھوں نیست و نابود ہوگئی۔ زمانہ حکومت منصور یعقوب بن امیر المؤمنین یوسف بن عبدالمومن میں عیسائیوں کی حکومت ان کے تین بادشاہوں الفنش' ببوج اور ابن الرند میں محدود تھی ان میں سے الفنش طاقت وقوت اور ملک و دولت کے لحاظ سے پیچھے دوسے بڑا تھا۔ یہی عیسائی لشکر اور عیسائی امراء جنگ کاراک میں جس میں منصور کو ان پر فتح یابی نصیب ہوئی تھی ۵۱۱ھ (۱۱۱۴ء) میں سردار اور میدان جنگ کا سپہ سالار تھا۔

ببوج والی لیون کی بدعہدی: ببوج والی لیون وہ ہے جس نے عام العقاب میں ناصر کے ساتھ بدعہدی کی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ ببوج نے خط وکتابت کر کے ناصر سے مراسم اتحاد پیدا کئے اور باظہار دوستی ناصر کے پاس آیا۔ مشفقانہ نصیحت کی' ناصر نے براہ عزت افزائی بہت سا مال عنایت کیا اس کے بعد ببوج نے اپنے دارالحکومت میں واپس آ کر ناصر کے مراسم اتحاد کو دور سے سلام کر کے رخصت کر دیا۔ معرکہ آرائی کی نوبت آئی نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ عقاب میں اسے دوبارہ

شکست اٹھانا پڑی اس کے بعد ناصر نے وفات پائی۔ مستنصر تخت حکومت پر جلوہ آرا ہوا اور بنی عبدالمؤمن کی ہوا بگڑ گئی۔

ہراندہ بن الفنش: الفنش نے ان قلعوں اور مقامات پر قبضہ کر لیا جس پر مسلمانوں کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ اس کے بعد الفنش نے بھی موت کا جام نوش کیا اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا یہ احوال (بھینگا) تھا اور اسی لقب سے ملقب کیا جاتا تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس نے قرطبہ اور اشبیلیہ کو بنو ہود کے قبضۂ اقتدار سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کیا تھا اسی کے عہد حکومت میں بادشاہ ارغون نے بلاد اسلامیہ پر فوج کشی کی تھی جس سے تمام بلاد شرقی اندلس میں ایک عام ہلچل پڑ گئی تھی۔ شاطبہ، دانیہ، بلنسیہ، سرقسطہ اور مشرقی سرحد کے تمام شہر مسلمانوں کے قبضہ سے نکل گئے اور مسلمانوں نے ہر چہار طرف سے سمٹ کر ساحل بحر کو اپنا مرکز اور ٹھکانہ بنایا ان بقیہ مسلمانوں پر ابن ہود کے بعد ابن احمر حکمران ہوا۔ پھر ہراندہ مر گیا اس کا بیٹا تخت حکومت پر متمکن ہوا اور جب یہ بھی مر گیا تو اس کا بیٹا ہراندہ ثانی عیسائی گورنمنٹ کی عنان حکومت کا مالک و وارث ہوا۔

سلطان یعقوب بن عبدالحق: اس کے زمانہ حکومت میں سلطان بنو مرین، سلطان ابن احمر کی امداد و اعانت کے اندلس آیا تھا ان دنوں اس کا بادشاہ یعقوب بن عبدالحق تھا عیسائی فوجوں سے ایک وسیع وادی میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عیسائی لشکر پر بنی اوفونش کے غلاموں میں سے ایک سفلہ سپہ سالاری کر رہا تھا جو عیسائیوں کا نہایت معتمد علیہ اور مایہ ناز شخص تھا۔ سلطان یعقوب بن عبدالحق نے اسے شکست دی جس سے عیسائیوں کی جماعت منتشر ہو گئی مگر فتنہ وفساد کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ سلطان یعقوب نے کبھی اور کسی وقت بھی اندلس کو اپنا مرکز حکومت یا جائے سکونت نہیں بنایا۔ ہمیشہ اپنے ملک اور دارالحکومت میں بیٹھا ہوا وقتاً فوقتاً عیسائیوں کے مقبوضات پر تاخت و تاراج کرتا تھا اور اپنے آئے دن کے جہاد اور فوج کشی سے سرکش عیسائیوں کی سرکوبی میں مصروف رہا یہاں تک کہ عیسائی سلاطین نے مصالحت کا پیام دیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

ہراندہ اور سلطان یعقوب: اسی زمانے میں ہراندہ بادشاہ قشتالہ اور اس کے بیٹے سانچہ میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ ہراندہ بطور وفد کے سلطان یعقوب کی خدمت میں اپنے بیٹے سانچہ کی زیادتیوں کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوا اور دست بوسی کے بعد امداد و اعانت کی درخواست کی۔ سلطان یعقوب نے اپنی فیاضی اور دریا دلی سے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا مالی اور فوجی مدد دی۔ ہراندہ نے مال کے بدلے اپنے تاج کو جو کہ اس کے اسلاف کے زمانہ سے محفوظ چلا آتا تھا بطور رہن کے بارگاہ سلطانی میں حاضر کیا تھا یہ تاج سلاطین بنی عبدالحق حکمرانان بنی مریم کے خزانہ شاہی میں اس وقت موجود ہے۔ اس کے بعد ہراندہ ۶۸۳ھ ۱۲۸۴ء میں مر گیا۔

سانچہ بن ہراندہ کی عہد شکنی: اس کا بیٹا سانچہ مستقل طور سے حکمرانی کرنے لگا۔ سلطان یعقوب کے انتقال کے بعد سانچہ بھی بارگاہ سلطانی میں درخواست مصالحت پیش کرنے کے لئے حاضر ہوا چنانچہ سلطان یوسف بن یعقوب نے اس سے مصالحت کر لی مگر سانچہ نے ایفائے عہد نہ کیا۔ صلح نامہ کے خلاف آتش جنگ کو مشتعل کر کے طریف کا محاصرہ کر لیا اور قابض ہو گیا۔

بطرہ بن ہراندہ: ۶۹۳ھ ۱۲۹۳ء میں یہ بھی مر گیا اس کا بیٹا ہراندہ تخت نشین ہوا اور ۷۱۲ھ ۱۳۱۲ء میں بار حکومت سے سبکدوش ہو کر اس نے بھی ملک عدم کی راہ اختیار کی اس کا بیٹا بطرح تخت نشین ہوا یہ نوعمر چھوکرا تھا چچا اس کا نگران ہوا جب

عیسائیوں نے غرناطہ پر ۷۱۸ھ ۱۳۱۸ء میں چڑھائی کی تو یہ دونوں چچا بھتیجا کام آئے بعدازیں بطرہ کا بیٹا ہنشہ تخت نشین ہوا یہ بھی صغیر السن تھا۔ جب سن شعور کو پہنچا اور بذاتہ حکومت سنبھالی تو اس نے سلطان ابوالحسن پر جب کہ وہ طریف کا ۷۵۱ھ میں محاصرہ کئے ہوا تھا فوج کشی کی اور مارا گیا۔

بطرہ اور قمط کی جنگ: تب اس کا بیٹا بطرہ وارث تاج وتخت ہوا بطرہ اور برشلونہ قمط کی باہم چل گئی۔ بطرہ نے کئی بار قمط پر فوج کشی کی۔ طبیعہ کا بھی کئی مرتبہ محاصرہ کیا بالآخر ۷۷۸ھ ۱۳۷۶ء میں قمط کو فتحیابی ہوئی اس نے قشتالہ کے اکثر شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بطرہ گھبرا کر فرانس کے اس گروہ میں جاملا جو قشتالہ کے اس پار اندرونی حصہ میں یمانیہ اور قرطانیہ کے اطراف میں ساحل بحر اخضر اور جزیرہ تک آباد تھے وہاں کے بادشاہ بلنس غالس نے بطرہ کی کمک کے لئے بڑی فوج تیاری کر کے قشتالہ پر فوج کشی کی اور قرنیترہ پر قبضہ کر کے بطرہ کے سپرد کر دیا۔ واپسی سے چند دن قبل ایک وباء عظیم ان لوگوں میں پھیل گئی جس سے ان کا ایک بڑا گروہ ہلاک ہو گیا۔

بطرہ کا قتل: بعدازیں بطرہ اور اس کے بھائی قمط میں جنگ وجدال جاری رہا' انجام کار قمط کامیاب ہوا اور بطرہ ایک قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ جب بطرہ کو معلوم ہوا کہ قمط عنقریب اسے گرفتار کر لے گا بطرہ نے ایک بہی خواہ کے ہاں پناہ طلب کی اور قلعہ چھوڑ کر وہاں پناہ گزیں ہوا قمط کو معلوم ہو گیا اور اس نے اسی ہواخواہ کے مکان پر بطرہ کو ۷۸۲ھ ۱۲۸۰ء میں حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور بنی اوفونش کے تمام مقبوضہ شہروں پر قابض ہو گیا۔

قمط اور بلنس غالس کے مابین جھڑپیں: بطرہ کا بیٹا اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد اپنے وزیر کے ساتھ قرمونہ میں پناہ گزیں اور قلعہ نشین ہو گیا تھا۔ قمط نے حکمت عملی سے اسے قرمونہ سے نکال لیا اور اس طور سے آہستہ آہستہ قشتالہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ بلنس غالس بادشاہ فرانس نے اس لڑکے کے ذریعہ سے جو کہ بطرہ کی بیٹی کے بطن سے تھا قمط سے جھگڑا شروع کیا جیسا کہ نواسوں کی وراثت کے بارے میں عجمیوں کی عادت ہے۔ چنانچہ قمط اور بلنس غالس میں مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا جس کی وجہ سے وہ لوگ مسلمانوں سے غافل ہو گئے اور ان لوگوں نے اس خراج کا دینا بند کر دیا جو عیسائیوں نے ان پر ان کی کمزوری کی وجہ سے ان پر قائم کر دیا تھا اس کے بعد ۷۹۱ھ (۱۳۹۹ء) میں قمط مر گیا اس کا بیٹا سانجہ تخت حکومت پر متمکن ہوا اس کا دوسرا بیٹا غرمس غرناطہ کی طرف بھاگ گیا کچھ روز بعد اطراف قشتالہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس وقت (آٹھویں صدی ہجری میں) مملکت قشتالہ کی یہی کیفیت ہے اور اسی صورت سے وہاں کی حکومت چل رہی ہے اور الفنش بادشاہ فرانس کے ساتھ ان کی مخالفت ہے ان کی دشمنی سے مسلمانان اندلس محفوظ ہیں واللہ من وراھم محیط۔

شاہ پرتگال: بادشاہ پرتگال کا رقبہ حکومت جس کی سلطنت غربی اندلس اطراف اشبونہ میں ہے' بادشاہ قشتالہ کی بہ نسبت کم ہے۔ صرف صوبہ جلیقیہ اس کے قبضہ میں ہیں اس کے باوجود اس کا بادشاہ اس وقت خود مختار ہونے کے باعث دوسروں سے ممتاز سمجھا جاتا ہے اور نسباً ابن ادفونش کا شریک ہے میں نہیں جانتا اس کا نسب بنو ادفونش سے کس طرح ملتا ہے۔

شاہ برشلونہ: بادشاہ برشلونہ جس کی حکومت کا سکہ شرقی اندلس میں چلتا ہے یہ ایک وسیع حکمت اور عظیم مملکت کا مالک ہے۔ ارغون' شاطبہ' سرقسطہ' بلنسیہ' جزیرہ دانیہ' میورقہ اور بنورقہ وغیرہ اس کے عالم حکومت کے مطیع ہوئے۔ نسباً ان کا فرانس

سے تعلق ہے اس نے بادشاہ کا حال جیسا کہ ابن حبان نے نقل کیا ہے۔ یہ قوم قوط (گاتھ) جن لوگوں کی حکومت اس سے پہلے اندلس میں تھی، وہی لوگ مملکت فرانس کے قدیمی بادشاہ تھے۔

اہل فرانس اور قوم قوط کے مابین کشیدگی: پھر اہل فرانس اور قوط قوط میں مخالفت پیدا ہوئی تھی ان لوگوں نے ان کے عہد واقرار نامجات کو نا قابل عمل تصور کر کے داخل دفتر کر دیا۔ برشلونہ مملکت فرانس کا ایک صوبہ تھا جس وقت اللہ تعالیٰ نے اس ملک کو آفتاب اسلام کی روشنی سے منور کیا اور فتوحات اسلامیہ کا سیلاب تمام بلاد اندلس میں چشم وزدن میں پھیل گیا تو اسی عداوت کی وجہ سے فرانس نے قوط کی اعانت و مدد نہ کی۔ مسلمانوں نے قوم قط کے سر کرنے کے بعد فرانس پر دھاوا کیا اور برشلونہ کو ان کے قبضہ سے نکال کر دائرہ حکومت اسلامیہ میں شامل کر لیا پھر اس کی سرحدوں سے بڑھ کر اس سے ملے ہوئے براعظم پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دارالحکومت جزیرہ اربونہ کو بھی فرانس سے چھین لیا اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گئے اور اس کے دیگر شہروں کو بھی فرانس سے چھین لیا جو اس کی سرحدوں سے ملے ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا برشلونہ پر قبضہ: اس کے بعد جس وقت مشرق میں دولت امویہ کا خاتمہ ہوا اور دولت عباسیہ نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اس وقت اندلس میں عربوں پر بھی مصیبتیں نازل ہوئیں باہم خانہ جنگیوں میں مصروف ہو گئے۔ فرانس نے موقع پا کر اپنے ان شہروں کو جن پر مسلمانوں نے قبضہ کر لیا تھا۔ برشلونہ تک پھر واپس لے لیا اور تقریباً دوسری صدی میں ان پر قابض ہو گئے۔ ان لوگوں نے اس صوبہ پر اپنی طرف سے ایک عیسائی امیر کو مقرر کیا جو بادشاہ رومہ فرانس کا مطیع اور ماتحت تھا اس وقت اس کا بادشاہ قارلہ کبیر تھا۔ یہ بہت بڑا جابر اور سرکش تھا۔ کچھ عرصہ بعد ان بادشاہوں کی کمزوری اور اختلاف کی وجہ سے ان میں بھی اختلافات پیدا ہو گئے جیسا کہ مسلمانوں میں اسلامی سلاطین کے ضعف کی وجہ سے ان میں مخالفت اور چھوٹی چھوٹی متعدد حکومتیں قائم اور پیدا ہو گئیں تھیں۔ گورنران صوبجات نے اپنے اپنے مقبوضہ ممالک کو دبا لیا اور خودسر حکومت کے دعوے دار بن گئے۔ انہی میں سے ملوک برشلونہ تھے۔ انہوں نے بھی اپنے مقبوضہ صوبہ کو اپنا ملک سمجھ کر خودمختار حکومت کی بناڈال دی اور ملوک بنی امیہ ابتداً ملوک برشلونہ سے مصلحتاً اور اتحاد کا برتاؤ اس وجہ سے رکھتے تھے کہ مبادا بادشاہ رومہ یا بادشاہ قسطنطنیہ دوسری جانب سے ان لوگوں کا معین وحامی نہ ہو جائے۔

منصور کا برشلونہ پر تسلط: پھر جب منصور بن ابی عامر کا دور حکومت آیا تو اسے برشلونہ پر عیسائیوں کا تسلط پسند نہ آیا۔ فوجیں تیار کیں آلات حرب سے انہیں آراستہ کیا اور خود امیر لشکر ہو کر ان پر بقصد جہاد فوج کشی کر دی۔ چنانچہ ملوک برشلونہ کے بلاد کو تاخت و تاراج کرتا ہوا برشلونہ تک پہنچ گیا اور اسے بھی فتح کر کے اپنی فتح یابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ان دنوں اس کا بادشاہ بردیل بن طیر تھا اس کی حالت اس وقت ویسی ہی تھی جیسا کہ اور ملوک نصاریٰ کی تھی۔ بردیل نے وفات کے وقت تین بیٹے چھوڑے قلبہ، بیمند اور اومنقود۔ پھر اومنقود نے عبدالملک بن منصور سے بدعہدی کی۔ عبدالملک نے اس پر جہاد کیا اور اس کے شہروں میں سے کسی شہر کی سرحد میں اسے گرفتار کر لیا اس کے بعد بربریوں کے فتنہ کی گرم بازاری ہوئی اومنقود اس فتنہ میں بربریوں کا شریک اور ان کا ہوا خواہ تھا۔

لمتنفیر بن بیمند و: انہی لڑائیوں میں اومنقود نے ۴۰۰ھ میں ملک عدم کا سفر اختیار کیا۔ بیمند وتنہا برشلونہ پر حکمرانی کرنے

لگا۔ ۴۰۱ھ (۱۰۰۹ء) میں یہ بھی رہگذر ملک عدم ہوا اس کا بیٹا یلتقفیر تخت نشین ہوا چونکہ یہ کمسن تھا اس کی ماں امورِ سیاست کی نگران ہوئی۔ اس سے اور ملوک طوائف اندلس یحییٰ بن منذر سے لڑائی ہوئی تھی۔ یہ وہی عیسائیہ ملکہ ہے جس نے سرحد طرطوشہ پر قبضہ کر لیا تھا سلسلہ حکومت بیمند ہی کی نسل میں قائم رہا۔ مواحدوں کے آخری دورِ حکومت میں اس کا بادشاہ جامعہ بن بطیرہ بن اوفونش بن بیمند تھا۔ اسی نے بلنسیہ کو مسلمانوں کے قبضہ سے نکالا ہے ان دنوں (یعنی آٹھویں صدی ہجری میں) ان کے بادشاہ کا نام بطرہ ہے۔ مجھے اس کے نسب کی کوئی ذاتی اطلاع نہیں ہوئی کہ کس طرح پر اس کا نسب اس کی قوم سے ملتا ہے اس صدی (آٹھویں) کے تیسویں سال میں اس نے تخت حکومت پر قدم رکھا تھا اور اس وقت تک یہ زندہ ہے۔ اس کا بیٹا اس کے ضعیف و معمر ہونے کی وجہ سے اس پر غالب ہے۔

والله وارث الارض ومن علیها وهوا خیر الوارثین

باب: ۷

امارتِ افریقہ

افریقہ میں اسلامی فتوحات کی ابتداء: ان حکمرانان عرب میں سے جنہوں نے علم خلافت عباسیہ کے زیر اثر بلاد اسلامیہ پر حکمرانی کی پہلے ہم بن واغلب والیان افریقہ کے حالات تحریر کرتے ہیں اور ان کی ابتدائے حکومت اور تمام احوال لکھنا چاہتے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح: عہد عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان کے تذکرہ میں عبداللہ بن ابی سرح کے ہاتھوں افریقہ کی فتح کی کیفیت ہم تحریر کر آئے ہیں کہ یہ بیس ہزار صحابہ اور نامداران عرب کی جمعیت سے افریقہ پر حملہ آور ہوئے تھے۔ عیسائیوں کے اس گروہ کو جو وہاں پر فرانس، روم اور بربر کا موجود تھا منتشر اور پراگندہ کیا تھا۔ ان کے دارالسلطنت سبیطلہ کو منہدم و مسمار کر کے ان کے مال و اسباب چھین لئے تھے ان کی عوتیں اور لڑکیاں لونڈیاں بنالی تھیں ان کی حکومت کے شیرازہ کو درہم و برہم کر دیا تھا۔ سواران عرب نے افریقہ کے میدانوں کو اپنی جولانگاہ بنایا اور اہل کفر کو اس سختی سے قتل و قید کرنا شروع کیا کہ اہل افریقہ نے عبداللہ بن ابی سرح فاتح افریقہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ تین سو قنطار سونا آپ ہم سے لے کر عرب کے ساتھ اپنے ملک کو واپس جائیں۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی سرح نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ۲۷ھ میں مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معاویہ بن خدیج: ۳۴ھ میں امیر معاویہؓ بن سفیان نے معاویہ بن خدیج کوفی گورنر مصر کو افریقہ پر جہاد کرنے کی ہدایت کی۔ معاویہ بن خدیج نے فوجیں آراستہ کر کے افریقہ کی طرف قدم بڑھایا۔ جلولہ پر پہنچ کر ہنگامہ کارزار گرم کر دیا۔ رومیوں کے اس لشکر سے مقابلہ ہوا۔ نہایت سخت اور خونریز لڑائی کے بعد مسلمانوں نے عیسائیوں کو شکست دی اور انتہائی ابتری کے ساتھ انہیں ان کے ملک کی جانب لوٹا دیا۔ جلولاء پر اسلامی جھنڈا نصب کر دیا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اطراف و جوانب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اور واپس آئے۔

عقبہ بن نافع: ۴۵ھ میں معاویہؓ بن ابی سفیان نے عقبہ بن نافع بن عبداللہ بن قیس فہری کو افریقہ کے سر کرنے پر مامور کیا اور معاویہ بن خدیج کے قبضہ سے اس کی عنان حکومت نکال لی۔ پس عقبہ ابن نافع نے قیروان کو آباد کیا۔ بربریوں سے معرکہ آرا ہوئے اور ان کے ملک کو معقول طور سے پامال کیا۔

ابوالمہاجر: پھر معاویہؓ بن ابی سفیان نے مصر اور افریقہ کی حکومت پر مسلمہ بن مخلد کو مامور کیا۔ اس نے عقبہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اپنے غلام ابوالمہاجر دینار کو ۵۵ھ میں اس کی سند حکومت عطا کی۔ ابوالمہاجر نے مغرب پر جہاد کیا فتح کرتا ہوا تلمسان تک پہنچا۔ عقبہ نے قیروان کو اپنی معزولی کی وجہ سے خراب و ویران کر ڈالا۔ مگر ابوالمہاجر کی ترقی کو نہ روک سکا اس کے ہاتھ پر متعدد لڑائیوں کے بعد جس میں اسے فتح یابی نصیب ہوئی تھی کسیلہ اور بنی مشرف باسلام ہوئے۔

عقبہ بن نافع کی افریقہ روانگی: جس وقت یزید بن معاویہ نے عنان حکومت وسلطنت اپنے قبضہ اقتدار میں لی اس وقت عقبہ بن نافع ۶۲ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا چنانچہ عقبہ نے افریقہ میں داخل ہو کر بربریوں کو مرتد پایا اس نے ان لوگوں پر حملہ کی تیاری کی۔ زہیر بن قیس بلوی کو مقدمہ (ہراول) پر متعین کیا۔ رومی اور فرانسیسی لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ متعدد لڑائیوں کے بعد ان کے قلعوں بلنس اور باغایہ کو فتح کر لیا۔ زاب کے دارالسلطنت از نہ پر بھی بزور تیغ قابض ہو گیا اس کے بادشاہ کو جو کہ بربری نسل سے تھا قید کر لیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ لگا۔ اس کے بعد طنجہ کی جانب کوچ کیا اس کے بعد بلیاں بادشاہ غمارہ اور والیٔ طنجہ نے علم حکومت اسلام کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے۔ بلاد بربر اور اس کے پار مغرب کے سر کرنے کی بھی راہ نمائی کی' دلیلی' صذ زرہون بلاد مصامدہ اور بلاد سوس وغیرہ کو فتح کرنے کی راہیں بتلائیں یہ لوگ اس وقت تک مجوسی مذہب کے پابند تھے۔ عیسائی مذہب میں داخل نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ عقبہ نے ان بلاد کی جانب قدم بڑھایا۔ بہت بڑی اور نمایاں فتح نصیب ہوئی ہزاروں مردوں اور عورتوں کو لونڈی غلام بنایا' بے حد مال واسباب ہاتھ آیا۔ حد سے زیادہ ان لوگوں کے ساتھ سختی سے پیش آیا بڑھتا ہوا سوس پہنچا۔ مسوفہ اہل شام سے سوس کی سرحد پر لڑائی ہوئی۔ میدان مسلمانوں کے ہاتھ رہا عقبہ بحر محیط پر چند روز قیام کر کے واپس ہوا اور اپنی فوج ظفر موج کو قیروان میں آ ملنے کی ہدایت دی۔

معرکہ تہودا: چونکہ کسیلہ بادشاہ اروبہ اور برانس بربری کو مخالفت ہوا اور جنگ کی وجہ سے عقبہ بن نافع کی جانب سے دلی کینہ پیدا ہو گیا تھا۔ ان لوگوں نے واپسی کے وقت موقع پا کر مقام تہودا میں عساکر اسلامیہ سے چھیڑ چھاڑ کی۔ عقبہ تین سو کبار صحابہ اور تابعین کے ساتھ شہید ہوئے اس لڑائی میں محمد بن اوس انصاری چند مسلمانوں کے ساتھ قید کر لیا گیا تھا' جس کو والیٔ قفصہ نے رہا کر کے ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے قیروان بھیج دیا۔ اسی اثناء میں زہیر بن قیس بھی قیروان واپس آیا ان واقعات کو سن کر آگ بگولا ہو گیا اور برانس کی سرکوبی کے قصد سے فوج کی درستی کا حکم دیا۔ حنش بن عبداللہ صنعانی نے اس لڑائی سے مخالفت کی اور اس کے لشکر سے علیحدہ ہو کر مصر کا راستہ لیا۔ چند لوگوں نے اس کی متابعت کی مجبوراً زہیر کو بھی ان لوگوں کے ساتھ نکلنا پڑا' برقہ میں پہنچ کر بہ انتظام امداد قیام پزیر ہوا۔ زہیر کے چلے آنے کی وجہ سے ان لوگوں نے اس وقت قیروان کسیلہ سے امن کی درخواست کی کسیلہ ان لوگوں کو امان دی' قیروان آیا اور یہ لوگ اس کے سایہ حمایت میں مقیم رہے۔

زہیر بن قیس بلوی: جس وقت عبدالملک بن مروان نے عنان خلافت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ اس وقت اس نے برقہ میں زہیر بن قیس بلوی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور بربریوں کے میدان جنگ کا زہیر کو افسر اعلیٰ مقرر کیا۔ زہیر ۶۷ھ میں افریقہ پر حملہ آور ہوا مقام میس اطراف قیروان میں کسیلہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سخت اور خونریز لڑائیوں کے بعد زہیر نے کسیلہ کو شکست دی اور دوران جنگ میں اُسے قتل کر ڈالا اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران بربر اور ان کے نامی نامی جنگ

جو کھیت رہے اس کے بعد مشرق کی جانب واپس ہوا اور بولا کہ میں اس اطراف میں جہاد کی غرض سے آیا تھا مگر اب مجھے یہ خوف پیدا ہو چلا ہے کہ میرا نفس دنیا کی جانب مائل ہو رہا ہے۔ چنانچہ مصر کی طرف کوچ کیا۔ سواحل برقہ پر بادشاہ قسطنطنیہ کی جنگی کشتیوں کے بیڑے نے مزاحمت کی جو زہیر کی روک تھام کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ زہیر نے کمال مردانگی سے مقابلہ کیا۔ عیسائیوں کی جمعیت بہت زیادہ تھی۔ زہیر کو اس واقعہ میں شہادت نصیب ہوئی۔

حسان بن نعمانی غسانی: عبدالملک بن مروان نے عبداللہ بن زبیر کی شہادت اور مستقل حکومت حاصل کرنے کے بعد حسان بن غسانی کو افریقہ پر جہاد کرنے کا حکم دیا۔ ایک بڑی فوج سے اس کی مدد کی چنانچہ حسان ابن نعمان قیروان میں داخل ہوا اور بزور تیغ قرطاجنہ کو فتح کر کے ویران کر ڈالا۔ جس قدر رومی اور فرانسیسی قرطاجنہ میں تھے صقلیہ اور اندلس کی جانب بھاگ گئے اس کے بعد پھر عیسائیوں نے صطفور اور تبزوت میں متفق ہو کر عساکر اسلامیہ کا مقابلہ کیا حسان نے اس معرکہ میں بھی ان لوگوں کو شکست دی۔ عیسائیوں نے باجہ اور بونہ میں جا کر پناہ لی اس کے بعد حسان نے کاہنہ ملک جرارہ کے ارادے سے کوہ اوراس کی طرف قدم بڑھایا ان دنوں ملوک بربر میں سے اس کی قوت و شوکت بہت بڑھی تھی۔ اس سے اور عساکر اسلامیہ سے لڑائی ہوئیں۔ میدان بربریوں کے ہاتھ رہا۔ مسلمانوں کو شکست ہوئی ایک گروہ گرفتار کر لیا گیا خاتمہ جنگ کے بعد کاہنہ نے خالد بن یزید قیسی کے علاوہ سب کو رہا کر دیا۔ انہیں اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ دودھ پلایا اور انہیں ان کا رضاعی بھائی بنایا اور عرب کو افریقہ سے نکال دیا۔

کاہنہ کا قتل: حسان نے شکست کھا کر برقہ پہنچ کر دم لیا۔ خلیفہ عبدالملک کا فرمان پہنچا لکھا تھا کہ جب تک دارالخلافت سے امدادی فوجیں نہ پہنچیں۔ تم برقہ میں قیام پذیر رہو چنانچہ ۷۴ھ میں دارالخلافت دمشق سے امدادی فوجیں وارد برقہ ہوئیں۔ حسان نے سامانِ جنگ درست کر کے افریقہ کی جانب کوچ کیا اور خالد بن یزید سے درپردہ خط و کتابت کر کے اسے ملا لیا اور اسے کاہنہ کے خلاف ابھار دیا۔ ایک روز بحالتِ غفلت خالد نے کاہنہ کا کام تمام کر دیا حسان نے کوہ اوراس پار ہو کر قبضہ کر لیا اور اس کے گرد و نواح کو تاخت و تاراج کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا۔ اس واقعہ کے بعد سے بربریوں کو جان و مال کی امان دی گئی۔ ان پر اور رومیوں اور فرانسیسیوں پر جو ان کے ساتھ تھے خراج مقرر کیا گیا اور یہ شرط لکھائی گئی کہ بارہ ہزار بربر جوان ہمیشہ ہر جہاد میں عساکر اسلامیہ کے ہمرکاب رہا کریں۔ خلیفہ عبدالملک نے حسان کی واپسی کے بعد عساکر اسلامیہ میں سے صالح نامی ایک شخص کو حسان کی جگہ افریقہ پر مامور و متعین کیا۔

موسیٰ بن نصیر: ولید بن عبدالملک نے تختِ خلافت پر متمکن ہو کر اپنے چچا عبداللہ کو جو کہ مصر کا گورنر تھا (بعضے کہتے ہیں کہ عبدالعزیز کو) لکھ بھیجا کہ موسیٰ بن نصیر کو جہاد کی غرض سے افریقہ کی جانب روانہ کرو۔ موسیٰ کا باپ نصیر معاویہ کا محافظ (باڈی گارڈ) تھا۔ چنانچہ عبداللہ نے موسیٰ بن نصیر کو افریقہ کی جانب کوچ کرنے کا حکم دیا۔ یہ کوچ و قیام کرتا ہوا قیروان پہنچا۔ قیروان میں صالح گورنری کر رہا تھا' جسے حسان کے بعد خلیفہ عبدالملک نے مامور کیا تھا۔ موسیٰ نے اسے بھی فوج کے ایک حصہ کا سردار مقرر کیا۔ بربریوں کی اس وقت یہ کیفیت تھی کہ ان لوگوں نے عہد و اقرار بھلا کر بلاد اسلامیہ پر حملے شروع کر دیئے تھے۔

موسیٰ بن نصیر کی فتوحات: موسیٰ نے ملک افریقہ میں اپنی فوج کو پھیلا دیا۔ جزیرہ میورقہ کی جانب اپنے بیٹے عبداللہ کو

براہ دریا حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا جو بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس آیا' تب دوسری جانب بڑھنے کا حکم دیا اسی طرح اپنے دوسرے بیٹے مروان کو ایک سمت کی طرف حملہ آور ہونے کا اشارہ کیا اور خود بھی ایک جانب بڑھا' بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا' ہزاروں کو گرفتار کر کے غلام بنا لیا مالِ غنیمت سے جو خمس نکالا گیا تھا اس میں ستر ہزار قیدی تھے۔ موسیٰ نے ان اطراف سے ایک گونہ فراغت حاصل کر کے طنجہ پر فوج کشی کی۔ درعہ اور صحرائے تافیلات کو فتح کیا اور اپنے بیٹے کو اس کی جانب روانہ کیا۔ بربریوں کو اس کی شوکت وجلالت اور جنگ وجدال سے اپنی ناکامی کا یقین ہو گیا سب نے اطاعت کی گردنیں جھکا دیں۔ مصامدہ نے بطور ضمانت اپنے سرداروں اور امیروں کے لڑکوں کو عساکر اسلامیہ کے حوالہ کر دیا۔ موسیٰ نے ان لوگوں کو طنجہ میں ٹھہرایا یہ واقعہ ۸۸ھ کا ہے۔

فتح اندلس: اس کے بعد موسیٰ نے طنجہ کی گورنری پر طارق بن زیاد لیثی کو مامور کیا۔ طارق نے طنجہ سے اندلس کی طرف قدم بڑھایا۔ اندلس کے فتح کی بلیاں (جولین (بادشاہ غمارہ (والیٔ قلعہ سیوٹا) نے طارق کو ترغیب دی تھی چنانچہ ۹۰ھ میں اندلس فتح ہوا اس کے بعد ہی موسیٰ بن نصیر بھی اندلس جا پہنچا اور اس کی فتح کی تکمیل کی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں فتح اندلس کے بعد موسیٰ بن نصیر افریقہ پر اپنے بیٹے عبداللہ کو اور اندلس پر اپنے دوسرے بیٹے عبدالعزیز کو مامور کر کے مشرق کی جانب واپس ہوا اتنے میں ولید نے وفات پائی اور سلیمان نے تخت خلافت پر ۹۶ھ میں قدم رکھا۔ اس نے موسیٰ سے ناراض ہو کر اسے قید کر دیا۔

محمد بن یزید: سلیمان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لینے کے بعد موسیٰ کو قید کر دیا اور اس کے بیٹے عبداللہ کو حکومت افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ محمد بن یزید (قریش کے غلام) کو سند حکومت عطا کی۔ محمد بن یزید سلیمان کی وفات تک افریقہ کی گورنری پر مامور رہا۔

اسماعیل بن مہاجر: سلیمان کی وفات کے بعد عمر بن عبدالعزیز نے عبائے خلافت زیب تن کیا۔ انہوں نے افریقہ کی گورنری پر اسماعیل بن عبداللہ بن ابی مہاجری کو متعین کیا یہ شخص نہایت نیک دل خلیق اور عادات حسنہ کا مخزن تھا اسی کے زمانہ گورنری میں تمام بربری مشرف بہ اسلام ہوئے۔

یزید بن ابی مسلم: یزید بن عبدالملک نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر افریقہ کی سند حکومت یزید بن مسلم (یہ حجاج کا غلام اور سیکرٹری تھا) کو عطا کی۔ ۱۰۱ھ میں یزید بن ابی مسلم وارد افریقہ ہوا اس نے بربریوں کے ساتھ بڑی بد خلقی کی کج ادائی سے پیش آیا۔ ان لوگوں پر دائرہ اسلام میں داخل ہو جانے کے بعد باوجود جزیہ مقرر کیا جیسا کہ حجاج نے عراق میں کیا تھا۔ بربریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک مہینہ بعد قتل کر ڈالا اور محمد بن یزید کو جو کہ اسماعیل کے پہلے گورنر تھا اپنا امیر حکمران بنایا اور یزید بن عبدالملک کی خدمت میں بغرض اظہار اطاعت یزید بن ابی مسلم کے قتل کر ڈالنے کی معذرت لکھی۔ یزید بن عبدالملک نے ان کی معذرت کو قبول فرمایا اور محمد بن یزید کو گورنری افریقہ پر بحال وقائم رکھا۔

بشیر بن صفوان کلبی: اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے افریقہ کی گورنری پر بشیر بن صفوان کلبی کو متعین کیا۔ چنانچہ ۱۰۳ھ میں بشیر بن صفوان افریقہ وارد ہوا۔ نظامِ حکومت کو درست کر کے بغاوتوں اور خودسریوں کو رفع دفع کیا اور بنفسہ ۱۰۹ھ میں صقلیہ پر جہاد کی غرض سے حملہ آور ہوا۔

عبیدہ بن عبدالرحمٰن: پھر ہشام بن عبدالملک نے بشیر بن صفوان کو حکومتِ افریقہ سے معزول کر کے اس کی جگہ عبیدہ بن عبدالرحمٰن سلمی برادرزادہ ابوالاعور کو سندِ حکومت عطا کی ۱۱۰ھ میں عبیدہ واردہ افریقہ ہوا۔

عبداللہ بن حجاب: کچھ دن بعد عبیدہ بن عبدالرحمٰن مذکور کو ہشام بن ملک تاجدار خلافت امویہ نے معزول کر کے عبیداللہ بن حجاب (بنوسلون کے غلام) کو گورنری افریقہ پر مامور کیا۔ عبیداللہ بن حجاب مصر کا والی تھا۔ ہشام نے اسے افریقہ کی گورنری پر جانے کا حکم دیا۔ عبیداللہ نے مصر پر اپنے بیٹے ابوالقاسم کو اپنا قائم مقام بنا کر افریقہ کی جانب کوچ کیا۔ ۱۱۴ھ میں افریقہ پہنچا۔ جامع تونس تعمیر کرائی۔ جنگی و بحری کشتیوں کے بنانے کے لئے ایک کارخانہ بنایا۔ طنجہ کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور عمر بن عبیداللہ مرادی کو اس کے ہمراہ بھیجا۔ اندلس کی امارت عقبہ بن حجاج قیسی کو دی اور حبیب بن عبیدی بن عقبہ بن نافع کو ملک مغرب پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ حبیب بن عبیدہ جہاد کرتا ہوا اقصائے سوس اور سرزمین سوڈان تک پہنچ گیا بہت سا مالِ غنیمت از جنس سیم و زر لونڈی غلام لے کر واپس ہوا۔ تمام بلاد مغرب اور قبائل بربر کو زیروزبر کر دیا۔ اس کے بعد دوبارہ براہ دریا ۱۲۲ھ میں صقلیہ پر جہاد کیا اس مہم میں عبدالرحمٰن بن حبیب بھی اس کے ہمرکاب تھا سرقوسہ پر پڑاؤ کر دیا جو کہ صقلیہ کا بہت بڑا شہر تھا۔ نہایت سختی سے تمام جزیرہ پر تاخت و تاراج کر ہاتھ بڑھایا آخرالامر اہل صقلیہ نے جزیہ دینا قبول کیا۔

محمد بن عبداللہ والی طنجہ کا قتل: چونکہ محمد بن عبیداللہ والی طنجہ نے بربریوں کے ساتھ بدسلوکی شروع کر دی تھی اور ان میں سے جو لوگ مشرف بہ اسلام ہو گئے تھے ان پر بھی جزیہ قائم کرنے کا بایں گمان فاسد ارادہ کیا تھا کہ یہ مالِ غنیمت ہے اس وجہ سے بربریوں کا اشتعال پیدا ہوا اور سب کے سب متفق ہو کر بغاوت کرنے پر آمادہ ہو گئے تھے اس اثناء میں یہ خبر لگی کہ لشکر اسلام حبیب بن عبیدہ کی سرکردگی میں صقلیہ پر جہاد کرنے کو گیا ہوا ہے۔ میسرہ مظفری بن صفریہ خوارج کے علمِ حکومت کا مطیع ہو کر طنجہ پر چڑھ آیا اور محمد بن عبداللہ کو قتل کر کے طنجہ پر قابض ہو گیا۔ بربریوں نے بھی اس کی اطاعت قبول کر لی اور اس کی حکومت و خلافت کی بیعت کر کے ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں تمام قبائل افریقہ میں پھیل گئیں۔

غزوۃ الاشراف: عبیداللہ بن حجاب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر خالد بن حبیب فہری کو باقی ماندہ لشکر اسلام کی افسری کے ساتھ جو اس وقت اس کے ساتھ تھا اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کے لئے روانہ کیا اور حبیب بن عبیدہ کو اس لشکرِ اسلام کے ساتھ جو اس کے رکاب میں تھا طلب کر کے خالد کی روانگی کے بعد ہی بطور کمک افریقہ کی جانب بڑھنے کا حکم دیا۔ اطراف طنجہ میں میسرہ اور بربریوں کے عساکر اسلامیہ کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی پھر آپ ہی آپ فریقین جنگ سے ہاتھ کھینچ کر علیحدہ ہو گئے۔ میسرہ طنجہ کی جانب واپس ہوا بربر نے میسرہ کی کج ادائی کی وجہ سے میسرہ پر پلٹ کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے اس کی جگہ خالد بن حبیب زناتی کو اپنا امیر بنایا۔ تمام بربر نے اس کی امارت کو تسلیم کیا۔ اتنے میں خالد بن حبیب لشکر عرب اور فوج ہشام لئے ہوئے پہنچ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے اس معرکہ میں ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ خالد بن حبیب اور عرب کا ایک گروہ کھیت رہا۔ اسی مناسبت سے اس لڑائی کا نام غزوۃ الاشراف رکھا گیا۔

ان واقعات سے عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ باغی ہو گیا اس کی خبر اندلس پہنچی تو اہل اندلس نے اپنے گورنر عقبہ بن حجاج کو معزول کر کے عبدالملک بن قطن کو اپنا امیر بنا لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

کلثوم بن عیاض: جس وقت ہشام بن عبدالملک کے دربارِ خلافت میں مغرب میں عساکر اسلامیہ کی شکست اور عبیداللہ بن حجاب سے افریقہ کی بغاوت کی خبر موصول ہوئی۔ تاجدار خلافت اموی نے عبیداللہ بن حجاب کو واپس آنے کے لئے لکھا اور افریقہ کی حکومت پر ۱۲۳ھ میں کلثوم بن عیاض کو متعین فرمایا۔ اس کے مقدمۃ الجیش (ہراول) پر بشر قشیری تھا۔ کلثوم نے قیروان پہنچ کر اہل قیروان کے ساتھ برے برتاؤ کئے۔ اہل قیروان نے حبیب ابن عبیدہ سے شکایت کی۔ حبیب اس وقت تلمسان میں مقیم تھا اور بربریوں کا موافق اور ہواخواہ تھا۔ چنانچہ حبیب نے کلثوم ابن عیاض کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور آئندہ ایسے افعال کے ارتکاب سے منع کیا اور کسی قدر دھمکی بھی دی۔

کلثوم بن عیاض نے معذرت کی اور قیروان پر عبدالرحمٰن بن عقبہ کو اپنا نائب مقرر کر براہ سبتہ کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ تلمسان پہنچا۔ حبیب بن عبیدہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دو دو ہاتھ دونوں لڑ گئے۔ پھر متفق ہو کر دونوں خود کردہ پریشان ہو کر اسلام کی طرف لوٹے۔

بربریوں کا طنجہ پر حملہ: بربریوں نے ان لوگوں پر وادی طنجہ یعنی وادی سیوا پر حملہ کیا بلج کو جو کہ ہراول کا افسر تھا شکست ہوئی، بھاگ کر کلثوم کے پاس پہنچا۔ بربری بھی تعاقب کرتے ہوئے پہنچ گئے۔ نہایت سختی سے لڑائی ہونے لگی کلثوم اور حبیب بن عبیدہ کام آئے۔ لشکر اسلام کا اکثر حصہ کھیت رہا۔ اہل شام نے بلج ابن بشیر کے ساتھ سبتہ میں جا کر پناہ لی اور بربریوں نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ محصورین نے عبدالملک بن قطن امیر اندلس سے اندلس میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ عبدالملک نے ان لوگوں کو صرف ایک برس قیام کی اجازت دی اور اس امر پر ان سے ضمانت لے لی۔ انقضائے مدت کے بعد عبدالملک نے ان لوگوں سے ایفائے عہد کا مطالبہ کیا۔ ان لوگوں نے پہلے کچھ حیلہ وحوالہ کیا جب اس سے کام نہ چلا تو ایک روز ان لوگوں نے اسے قتل کر ڈالا اور بلج نے اندلس پر قبضہ کر لیا۔

بلج بن بشر: عبدالرحمٰن بن حبیب بن عقبہ بن نافع بھی جس وقت کہ اس کا باپ حبیب کلثوم کے ساتھ مارا گیا تھا بلج نے اندلس پہنچ کر قبضہ کر لیا اس امید موہوم پر کہ کبھی نہ کبھی میں بھی حکومت اندلس پر قابض ہو جاؤں گا اندلس چلا گیا اور اسی فکر میں ڈوبا رہا جب ابوالخطار حنظلہ کی جانب سے امیر اندلس ہو کر وارد اندلس ہوا تو عبدالرحمٰن حکومت اندلس سے ناامید ہو کر ۱۲۶ھ میں تونس کی جانب واپس آیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ہشام نے وفات پائی تھی اور ولید بن یزید تخت خلافت پر متمکن ہو چکا تھا۔ عبدالرحمٰن حکومت وسلطنت کا دعویدار ہو گیا اور قیروان کی طرف کوچ کر دیا۔ حنظلہ نے یہ سن کر عبدالرحمٰن کی روک تھام کے لئے اپنے لشکر کے چند سرداروں کو عبدالرحمٰن کے پاس بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے بلطائف الحیل ان لوگوں سے ملاقات تک نہ کی اور نہایت تیزی سے قیروان کی جانب سفر کرنے لگا۔ حنظلہ اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب مسلمانوں میں باہم خونریزی کا سلسلہ جاری ہوا چاہتا ہے۔ ۱۲۷ھ میں افریقہ سے مغرب کی جانب واپس ہوا اور عبدالرحمٰن نے دارالامارت میں داخل ہو کر افریقہ کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور مروان بن محمد کو اپنی جانب سے افریقہ کی گورنری پر مامور کیا۔

عبدالرحمٰن بن حبیب اور خوارج کی جنگ: اس کے بعد خوارج ہر چہار طرف سے عبدالرحمٰن پر ٹوٹ پڑے عمر بن خطاب ازدی نے طبیناش میں عروہ بن ولید صفری نے تونس میں اصابت ضہاجی نے باجہ میں اور عبدالجبار بن حرث نے طرابلس میں علم مخالفت و پیکار بلند کیا۔ یہ لوگ فرقہ اباضیہ سے تھے۔ عبدالرحمٰن نے ۱۳۱ھ میں ثابت اور عبدالجبار پر فوج کشی کی اور ان دونوں کو شکست دے کر اثناء جنگ میں دونوں کو ملک عدم پہنچایا۔ اسی زمانے میں عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کو عمر بن خطاب کی گوشمالی کی غرض سے طبیناس روانہ کیا تھا۔ الیاس نے بھی عمر کو شکست دے کر مار ڈالا اس کے بعد عبدالرحمٰن نے عروہ کی سرکوبی کے لئے تونس پر چڑھائی کی اور اس کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان لوگوں کے مارے جانے سے خوارج کی جمعیت منتشر ہو گئی۔

عبدالرحمٰن اور فرانسیسیوں کے مابین جھڑپیں: پھر ۱۲۵ھ میں عبدالرحمٰن نے بربر سے جنگ کرنے کے لئے اطراف تلمسان پر چڑھائی کی۔ بربر کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی عبدالرحمٰن کامیابی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ایک فوج کو براہ دریا صقلیہ کی طرف روانہ کیا اور دوسری طرف فوج کو سردانیہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ فرانسیسیوں سے بہت سخت لڑائی ہوئی خوب انہیں نیچا دکھایا۔ یہاں تک کہ عیسائیوں نے فرانس کو جزیہ دینا قبول کیا۔ ان واقعات کے بعد بنو عباس کی حکومت کا دور آ گیا۔ عبدالرحمٰن نے اظہار اطاعت کی غرض سے خلیفہ سفاح کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی اس کے بعد ابو جعفر منصور کے دربار میں بھی اطاعت و فرمانبرداری کی عرضی بھیجی۔

خلیفہ منصور اور عبدالرحمٰن کے مابین کشیدگی: بنو امیہ کی ایک بڑی جماعت افریقہ چلی آئی۔ ان لوگوں میں سے جو کہ افریقہ میں اس کے پاس چلے آئے تھے' قاضی و عبدالمومن پسران ولید بن یزید تھے ان کے ہمراہ ان کی چچا زاد بہن بھی چلی آئی تھی عبدالرحمٰن نے اپنے بھائی الیاس کا عقد اس سے کر دیا کچھ عرصہ بعد عبدالرحمٰن تک یہ خبر پہنچائی گئی کہ قاضی و عبدالمومن حکومت وسلطنت کے دعویدار ہیں عبدالرحمٰن نے یہ سنتے ہی ان دونوں بھائیوں کو قتل کرا دیا۔ عبدالرحمٰن کے اس فعل سے مقتولوں کے چچا زاد بہن کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی اپنے شوہر الیاس کو اس کے بھائی عبدالرحمٰن کی جانب سے برانگیختہ کر دیا اور اس کے دل میں بھائی کی جانب سے کینہ وعداوت کا بیج بو دیا۔ اتفاق سے انہیں دنوں عبدالرحمٰن نے تھوڑے سے تحائف ایک معذرت نامہ کے ساتھ خلیفہ ابو جعفر منصور کی خدمت میں روانہ کئے تھے۔ خلیفہ منصور نے معذرت قبول نہ کی۔

عبدالرحمٰن کا قتل: اس پر عبدالرحمٰن نے خلیفہ منصور کو برے الفاظ سے مخاطب کیا منصور نے تہدید آمیز فرمان تحریر کیا اور خلعت بھیجا۔ عبدالرحمٰن نے بغاوت کا اظہار کر دیا اور بر سر منبر خلعت کو پھاڑ ڈالا۔ اس کے بھائی الیاس کو جو اپنا مقصد حاصل کرنے کے لئے موقع کا متلاشی تھا موقع مل گیا۔ سرداران لشکر کو ملا جلا کر عبدالرحمٰن کی مخالفت اور خلیفہ منصور کی دوبارہ حکومت و خلافت تسلیم کرنے پر ابھار دیا۔ اس معاملہ میں اپنے بھائی عبدالوارث کو شریک اور رازدار بنا لیا۔ عبدالرحمٰن کو ان دونوں کے ارادہ سے آگاہی ہو گئی۔ الیاس کو تونس جانے کا حکم دیا۔ روانگی کے وقت رخصت کرنے کی غرض سے آیا تھا اس کے ساتھ اس کا بھائی عبدالوارث بھی تھا۔ الیاس و عبدالوارث نے عبدالرحمٰن کو مار ڈالا یہ واقعہ ۱۳۷ھ میں عبدالرحمٰن کی حکومت کے دسویں سال واقع ہوا۔

حبیب بن عبدالرحمٰن: عبدالرحمٰن کے مارے جانے کے بعد اس کا بیٹا حبیب ٹونس کی طرف بھاگ گیا الیاس اور عبدالوارث نے ہر چند اس کی تلاش کی قصر امارت کے دروازے بند کر دیئے مگر حبیب ہاتھ نہ آیا۔ اس کا چچا عمران بن حبیب ٹونس میں تھا۔ الیاس نے حبیب کا تعاقب کیا۔ عمران اور الیاس میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں بالآخر مصالحت ہوگئی کہ قفصہ، قسطیلہ اور نفزادہ حبیب کو دیا جائے۔ ٹونس، صطفورہ یعنی تبرزو اور جزیرہ پر عمران کا قبضہ رہے باقی بلاد افریقہ الیاس کے زیر حکومت تصور کیا جائے اس صلح کی تکمیل ۱۳۸ھ میں ہوئی چنانچہ حبیب نے اپنے بلاد کی طرف جو کہ بروئے صلح نامہ اسے ملے تھے کوچ کیا اور الیاس نے اپنے بھائی عمران کے ساتھ ٹونس کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں الیاس نے عمران کے ساتھ دغا کی اور اسے شرفاء کے ایک گروہ کے ساتھ مار کر قیروان کی جانب لوٹ آیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے ایک عرضداشت معرفت عبدالرحمٰن بن زیاد بن العم قاضی افریقہ دربار خلافت ابوجعفر منصور میں روانہ کی اس کے بعد حبیب نے ٹونس پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ الیاس کو اس کی خبر لگی تو اس نے ٹونس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا حبیب نے میدان خالی دیکھ کر چپکے سے قیروان کا راستہ لیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جیل کے دروازے کھول دیئے۔ الیاس اس واقعہ سے مطلع ہو کر بہ تلاشِ حبیب قیروان کی طرف لوٹا اس کے اکثر ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر حبیب سے جا ملے۔

الیاس بن حبیب کا خاتمہ: جس وقت دونوں چچا بھتیجے ایک دوسرے کے مقابلہ پر آئے۔ حبیب نے اپنے چچا الیاس کو جنگ کی غرض سے للکارا۔ چنانچہ دونوں شمشیر بکف میدان میں آ گئے حبیب نے نہایت تیزی سے اپنے چچا کا کام تمام کر دیا اور مظفر و منصور قیروان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ آخر ۱۳۸ھ کا ہے، اس کا دوسرا چچا عبدالوارث بربر کے قبائل سے قبیلہ وربجومہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔

عاصم بن حمیل: اس قبیلہ کا سردار ان دنوں عاصم بن حمیل نامی ایک شخص تھا۔ اسے نجوم میں مہارت حاصل تھی۔ اس نے دعویٰ نبوت کیا تھا۔ عبدالوارث کو اسی نے امان دی تھی۔ حبیب نے یہ خبر پا کر ان لوگوں پر چڑھائی کی ان لوگوں نے حبیب کو قابس کی جانب شکست دی۔ ان سے ان لوگوں کی حکومت مستقل اور مستحکم ہوئی۔ قیروان کے عربوں نے عاصم بن حمیل کو قیروان پر حکومت کرنے کے لئے لکھ بھیجا مگر یہ شرط کی کہ خلیفہ منصور کی حکومت تسلیم اور اس کی حمایت کرنا ہوگی۔ عاصم نے اس شرط کو منظور نہ کیا۔ فوجیں آراستہ کر کے قیروان پر چڑھ آیا عربوں کو اس معرکہ میں شکست ہوئی کمال ابتری سے پسپا ہوئے۔ عاصم نے مسجدوں کو ویران و مسمار کر دیا اور ان کی توہین کی۔

حبیب بن عبدالرحمٰن کا قتل: اس کے بعد حبیب بن عبدالرحمٰن کے ارادے سے قابس کی طرف بڑھا دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی میدان عاصم کے ہاتھ رہا۔ حبیب شکست کھا کر کوہ اوراس چلا گیا اہل کوہ نے اسے اپنے یہاں پناہ دی۔ اتنے میں عاصم آ پہنچا دونوں میں لڑائی ہوئی، میدان اہل جبل اور اس کے ہاتھ ایک گروہ اس کے ہمراہیوں کا مارا گیا۔ اس کے بعد ۱۴۰ھ میں عبدالملک نامی ایک شخص حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے حکومت وربجومہ اور قیروان پر قابض ہو گیا۔ الیاس کی حکومت افریقہ پر ڈیڑھ سال رہی اور حبیب کی امارت تین سال۔

عبدالملک بن ابی الجعد وربجومی: عبدالملک بن ابی الجعد، حبیب بن عبدالرحمٰن کو قتل کر کے قبائل وربجومہ میں قیروان کی طرف

چلا گیا اور پہنچتے ہی قیروان پر قابض ہو گیا اور ورپجومہ نے تمام افریقہ پر قابض ہو کر اہل قیروان کے ساتھ زیادتیاں کیں تھیں بلکہ اس سے بھی زیادہ ان لوگوں نے آفت مچائی۔ اہل قیروان بخوف جان ادھر ادھر بھاگنے لگے یہ خبر تمام ملکوں میں پھیل گئی۔ عبدالاعلیٰ بن سمح مغافری اباضی نے اطراف طرابلس میں اس کی مخالفت کا علم بلند کیا اور بڑھ کر طرابلس پر قبضہ کر لیا۔

عبدالاعلیٰ مغافری: جس وقت عبدالاعلیٰ نے شہر طرابلس میں اپنی حکومت و ریاست کا جھنڈا گاڑا۔ عبدالملک نے ۱۴۱ھ میں عبدالاعلیٰ سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے عبدالملک کی فوجوں سے مقابلہ کیا اور انہیں شکست دے کر نہایت سختی سے قیروان تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب شکست خوردہ جماعت کو قیروان میں بھی پناہ نہ ملی تو ابوالخطاب عبدالاعلیٰ نے قیروان پر قابض ہو کر اہل ورپجومہ کو نکال باہر کیا اور عبدالرحمٰن بن رستم کو اپنا نائب مقرر کر کے طرابلس کی جانب اس لشکر سے لڑنے کو کوچ کیا جو کہ ابوجعفر منصور کی طرف سے آ رہا تھا۔

محمد بن اشعث خزاعی: جب کہ افریقہ میں فتنہ و فساد کی جس قدر گرم بازاری ہو سکتی تھی ہوئی اور قبائل ورپجومہ نے قیروان پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت لشکر افریقہ سے چند لوگ بطور وفد دربار خلافت عباسیہ میں حاضر ہوئے اور خلیفہ ابوجعفر منصور سے ورپجومہ کی ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی جو ان پر ہو رہے تھے اور امداد و اعانت کی درخواست کی۔ خلیفہ منصور نے مصر و افریقہ کی حکومت پر محمد بن اشعث خزاعی کو مامور کر کے اوّل افریقہ کی دادرسی کی ہدایت فرمائی محمد بن اشعث دربار خلافت سے رخصت ہو کر وارد ہوا اور ابوالاحوص عمر بن احوص عجلی کو اپنی جانب سے افریقہ کی عنان حکومت سپرد کی۔ چنانچہ ابوالاحوص نے فوجیں آراستہ کر کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا۔ مقام سرت میں ابوالخطاب عبدالاعلیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس مہم میں ان لوگوں کے ساتھ اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ بن سوادہ تمیمی بھی تھا۔ بہت بڑی خونریزی کے بعد عساکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی لیکن خاتمہ جنگ کے بعد ہی ابوالخطاب عبدالاعلیٰ دوبارہ خم ٹھونک کر میدان سرت میں آ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ آخرکار ابوالخطاب عبدالاعلیٰ کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے یہ واقعہ ۱۴۴ھ کا ہے۔

محمد بن اشعث کی فتوحات: اس واقعہ کی خبر عبدالرحمٰن بن رستم تک پہنچی تو وہ قیروان سے تاہرت کی طرف بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر ایک شہر آباد کر کے قیام پزیر ہو گیا اور محمد بن اشعث نہایت حزم و احتیاط سے اپنے فتوحات کا دائرہ وسیع کرنے میں مصروف ہوا۔ طرابلس کو فتح کیا اور ابوالحارق غفار طائی کو اس کی حکومت عطا کی طبنہ اور زاب پر اغلب بن سالم کو مقرر کیا کچھ دن بعد مضریہ نے اس سے مخالفت و بغاوت کی اور ۱۴۸ھ میں اسے نکال دیا اغلب بن سالم نے مشرق کا راستہ لیا اور جب محمد بن اشعث مشرق کی جانب روانہ ہوا مضریہ پر عیسیٰ بن موسیٰ خراسانی مامور کیا گیا۔

اغلب بن سالم بن عقال: ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم بن عقال بن خفاجہ تمیمی کو اس کے بعد افریقہ کی حکومت عنایت کی۔ یہ شخص ابومسلم خراسانی کے ہمراہیوں میں سے تھا اور محمد بن اشعث کے ساتھ افریقہ آیا تھا۔ محمد بن اشعث نے اسے طبنہ اور زاب کی حکومت پر مقرر کیا تھا اس مرتبہ جوں ہی اغلب قیروان میں داخل ہوا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ امن چین سے ہر شخص اپنے مکان میں رہنے لگا۔

اغلب کی معزولی: اس کے بعد ابوقرہ یفرنی نے بربریوں کو ایک جا کر کے اغلب پر چڑھائی کر دی۔ اغلب خونریزی و

جنگ کے خوف سے بھاگ کھڑا ہوا فتنہ وفساد فرو ہو گیا[1] لشکریوں کو اغلب کا یہ فعل ناگوار گزرا اسے اپنی سرداری سے معزول کر دیا اور حسن بن کرب کندی سے خط وکتابت شروع کی جو کہ ان دنوں قابس میں تھا۔ چند نامہ و پیام کے بعد سارا لشکر حسن بن حرب کے پاس چلا گیا پھر وہ ان کے ساتھ ساتھ قیروان کی طرف گیا اور قیروان پر قابض ہو گیا۔

اغلب کا خاتمہ: اغلب نے میدان خالی دیکھ کر قابس کا راستہ لیا قابس پہنچ کر فوجیں فراہم کرنے لگا اور ۱۵۰ھ میں حسن بن حرب سے جنگ کرنے کے لئے واپس ہوا دونوں فریقوں نے ایک میدان میں صف آرائی کی۔ اغلب نے حسن کو شکست دے کر قیروان کی طرف قدم بڑھایا۔ حسن نے پلٹ کر قیروان کے باہر اغلب پر پھر حملہ کر دیا۔ بہت بڑی خونریزی ہوئی اثناء جنگ میں اغلب کے ایک تیر آ کر لگا جس سے وہ تڑپ کر مر گیا۔

ابوالمخارق غفار طائی اور حسن کی جنگ: اس کے ہمراہیوں نے ابوالمخارق غفار طائی کو اپنا امیر بنایا جو کہ طرابلس کی حکومت پر تھا اور نہایت مردانگی سے حسن پر حملہ آور ہوئے حسن شکست کھا کے ٹونس کی جانب بھاگا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو کتامہ میں جا کر دم لیا ابوالمخارق کے سوار اس کے تعاقب میں تھے دو مہینے بعد کتامہ سے پھر ٹونس کی طرف واپس ہوا۔ شاہی لشکر نے اسے گرفتار کر کے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اغلب کے ہمراہیوں نے اسے اس مقام پر قتل کیا تھا جہاں پر کہ اغلب مارا گیا تھا ان واقعات کے بعد ابوالمخارق غفاری طائی افریقہ پر حکمرانی کرتا رہا یہاں تک کہ وہ حوادث پیش آئے جسے ہم ذکر کرنے والے ہیں۔

عمر بن حفص ہزار مرد: خلیفہ ابوجعفر منصور نے اغلب بن سالم کے مارے جانے کی خبر سن کر اس کی جگہ افریقہ پر عمر بن حفص ہزار مرد کو مامور کیا۔ عمر بن حفص قبیصہ بن ابی صفرہ برادر مہلب کی اولاد سے تھا۔ چنانچہ ۱۵۱ھ میں عمر بن حفص وارد افریقہ ہوا۔ تین برس تک کمال انتظام سے حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد شہر طبنہ کے بنانے کی غرض سے طبنہ کی طرف روانہ ہوا اور قیروان پر اپنی جگہ ابو حازم حبیب بن حبیب مہلبی کو مامور کیا۔ عمر حفص کی روانگی طبنہ کے بعد بربریوں نے افریقہ میں یورش کی۔ اہل افریقہ کو دبا لیا قیروان کی طرف بڑھے ابو حازم سے لڑائی ہوئی ان لوگوں نے ابو حازم کو مار ڈالا۔

ابو حاتم یعقوب بن حبیب: اس کے بعد بربر اباضیہ نے طرابلس میں جمع ہو کر ابو حاتم یعقوب بن حبیب اباضی کو اپنا امیر مقرر کیا ابو حاتم بنی کندہ کا خادم تھا۔ ان دنوں طرابلس کی حکومت پر جلید بن نیثار اسدی عمر بن حفص کی طرف سے مامور تھا۔ عمر بن حفص نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں چنانچہ ابو حاتم سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابو حاتم نے شاہی لشکر کو شکست دے کر قابس میں ان پر محاصرہ ڈال دیا اس واقعہ سے تمام افریقہ میں بغاوت پھیل گئی۔ پھر بربریوں نے فوجیں فراہم کر کے طبنہ کی جانب کوچ کیا اور عمر بن حفص کا اس میں محاصرہ کر لیا۔ محاصرین میں ابوقرہ یعقوبی چالیس ہزار صفریہ کی جمعیت سے عبدالرحمن بن رستم پندرہ ہزار اباضیہ کے ساتھ اور مسور زناتی دس ہزار اباضیہ کو لے کر آیا ہوا تھا اس کے علاوہ ضہاجہ، زناتہ اور ہوارہ کے بہت سے خوارج آئے ہوئے تھے جو شمار اور تعداد سے باہر تھے۔ عمر بن حفص نے نہایت دانائی سے ان لوگوں کی مدافعت کی ان کے سرداروں کو مال و زر دے کر ان کی مجموعی قوت اور اتحاد کو توڑ دیا۔ ابوقرہ کے ہمراہیوں کو بھی ایک مقدار کثیر مرحمت

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔

کی۔ یہ لوگ بلا جدال وقتال لوٹ کھڑے ہوئے مجبوراً ابوقبرہ نے بھی ان کی متابعت کی۔ عمر بن حفص نے اس امر کا احساس کر کے ایک فوج عبدالرحمٰن بن رستم کے مقابلہ پر بھیج دی۔ یہ اس وقت مقام تھودا میں تھا عبدالرحمٰن شکست کھا کر تاہرت کی جانب بھاگا۔ عبدالرحمٰن کی شکست سے اباضیہ پر طنبہ کا محاصرہ رکھنا دشوار ہوگیا۔ بدرجہ لاچاری محاصرہ اٹھالیا۔

ابوحاتم کا قیروان کا محاصرہ: ابوحاتم نے قیروان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ آٹھ مہینے تک نہایت شدت سے محاصرہ کئے رہا۔ عمر بن حفص نے یہ خبر پا کر کوچ کیا اور طنبہ کی مخالفت کے لئے فوجیں بھیج دیں ابوقبرہ اس سے مطلع ہو کر طنبہ آ پہنچا اہل طنبہ نے اسے ناکامی کے ساتھ پسپا کر دیا۔ ابوحاتم اور اس کے ہمراہی جو کہ قیروان کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ یہ خبر پا کر کہ عمر بن حفص ان کی طرف آ رہا ہے جنگ و مقابلہ کے ارادے سے عمر بن حفص کی جانب بڑھے۔ عمر بن حفص کو جاسوسوں نے حریف کی نقل وحرکت سے مطلع کر دیا۔

عمر بن حفص کا خاتمہ: پس عمر بن حفص اربس سے ٹونس کی طرف جھک پڑا اور وہاں سے ایک متعارف راستہ طے کر کے قیروان پہنچ گیا اور ہر چہار طرف سے اس کو گھیر لیا۔ ابوحاتم اور بربری اس کے پیچھے پیچھے قیروان آ پہنچے اور عمر بن حفص کے لشکر کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت قیروان ایک نقطہ کی طرح دو دائروں کے درمیان میں تھا۔ محصورین اور محاصرین کی قوتیں ایک دوسرے کا حصار اٹھانے میں صرف ہو رہی تھیں۔ آخر کار عمر بن حفص مرنے پر کمربستہ ہو کر ابوحاتم کا محاصرہ اٹھانے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا میدان ابوحاتم کے ہاتھ رہا عمر بن حفص عین معرکہ میں مارا گیا یہ واقعہ ۱۵۴ھ کا ہے۔ اس کی جگہ اس کا مادری بھائی حمید بن صخر امیر لشکر ہوا۔ اس سے ابوحاتم سے اس شرط سے کہ قیروان میں خلافت عباسیہ کا شاہی اقتدار تسلیم کیا جائے مصالحت ہوگئی چنانچہ شاہی لشکر کا کثیر حصہ طنبہ چلا آیا۔ ابوحاتم نے قیروان کے دروازے کو جلا دیا اور شہر پناہ کو توڑ ڈالا۔

یزید بن حاتم ابن قبیصہ بن مہلب: جس وقت خلیفہ منصور تک خبر پہنچی کہ اہل افریقہ نے عمر بن حفص گورنر افریقہ کے خلاف بغاوت کر دی ہے اور طنبہ اور قیروان میں اس کا محاصرہ کر لیا ہے تو خلافت پناہی نے ساٹھ ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے یزید بن حاتم بن قبیصہ بن مہلب بن ابی صفرہ کو عمر بن حفص کی کمک پر روانہ کیا اس کی خبر عمر بن حفص تک پہنچی تو اس گھمنڈ میں یہ مرنے پر کمربستہ ہو کر میدانِ جنگ میں آ گیا یہاں تک کہ مارا گیا اس کے بعد یزید بن حاتم قیروان کے قریب پہنچا۔ اس وقت ابوحاتم یعقوب بن حبیب قیروان پر قابض تھا اس نے قیروان پر اپنی جگہ عمر بن عثمان فہری کو مامور کیا اور فوجیں آراستہ کر کے یزید کے مقابلے کے قصد سے طرابلس کی جانب بڑھا۔ جوں ہی ابوحاتم نے قیروان سے کوچ کیا عمر بن عثمان نے علم مخالفت بلند کر کے اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا۔

ابوحاتم اور یزید کی جنگ: اسی اثناء میں عبدالخارق غفار بھی موقع پا کر نکل کھڑا ہوا ابوحاتم کو مجبوراً ان لوگوں کی طرف واپس ہونا پڑا۔ یہ دونوں آمد کی خبر سن کر قیروان سے بھاگ نکلے۔ سواحل کتامہ سے جیجل پر جا کر پناہ لی۔ ابوحاتم ان کا تعاقب چھوڑ کر قیروان کی طرف جھکا اور عبدالعزیز بن سبع مغافری کو قیروان پر مامور کر کے یزید کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا یزید کو اس کی خبر لگی تو اس نے طرابلس کا راستہ لیا۔ ابوحاتم کوچ وقیام کرتا ہوا جبال نفوسہ تک پہنچا یزید کی فوجوں نے پیچھا کیا ابوحاتم نے انہیں شکست دی تب یزید بنفسہ ابوحاتم کے مقابلہ کو روانہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی۔ بربری کی فوج میدانِ جنگ سے

بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو حاتم مع تین ہزار ہمراہیوں کے کھیت رہا۔ یزید بعوض خون عمر بن حفص شکست خوردہ گروہ کو دو روز تک قتل کرتا ہوا تعاقب کرتا چلا گیا اس کے بعد قیروان کی جانب روانہ ہوا۔ ۱۵۵ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قیروان پہنچا۔

یزید کا محاصرۂ کتامہ: عبدالرحمن بن عبدالرحمن فہری ابو حاتم کے ساتھ خاتمہ جنگ کے بعد اس نے کتامہ جا کر پناہ لی۔ یزید نے اس کی گرفتاری اور تلاش میں فوج کے چند دستوں کو مامور کیا انہوں نے اس کا کتامہ میں محاصرہ کر لیا اور کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے کتامہ میں گھس پڑے عبدالرحمن بھاگ گیا تمام وہ لوگ جو اس کے ہمراہ تھے مارے گئے۔ ان مہمات سے فارغ ہو کر یزید انتظام حکومت کی طرف متوجہ ہوا ابو الخارق غفار کو زاب پر متعین کیا اور خود طنبہ میں قیام پزیر ہوا متعدد لڑائیوں میں جو اسے دریجومہ کے ساتھ پیش آئیں بربریوں کو خوب خوب پامال کیا اور عہد خلافت ہارون رشید ۱۷۰ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔ عنان حکومت اس کے بیٹے داؤد نے اپنے ہاتھ میں لی۔ بربر نے اس پر حملہ کیا یہ بھی ان پر حملہ آور ہوا اس کے بعد واپس ہو کر قیروان آیا اس کے بقیہ حالات ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

روح بن حاتم: یزید بن قاسم کے مرنے کی خبر رشید تک پہنچی تو اس کے بھائی روح بن حاتم کو جو کہ فلسطین کا گورنر تھا۔ دارالخلافت میں طلب کر کے اس کے بھائی یزید کی ماتم پرسی کی اور سند حکومت افریقہ عنایت فرما کر روانگی کا حکم دیا۔ ۱۷۱ھ کے نصف میں روح واردِ افریقہ ہوا۔ داؤد بن یزید نے دارالخلافت بغداد کا راستہ لیا۔ چونکہ یزید نے خوارج کے بے حد ذلیل اور حد درجہ پامال کیا تھا اور اپنے رعب کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بٹھا لیا تھا اس وجہ سے روح کا زمانہ حکومت نہایت سکون اور امن سے گزرا۔ صرف ایک عبدالوہاب بن رستم وہبیہ سے خطرہ کا اندیشہ تھا اس سے بھی مصلحتاً مصالحت کر لی۔ اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس سے پیشتر خلیفہ رشید نے روح کے عزیزوں میں سے نصر بن حبیب کو حکومتِ افریقہ کی سند خفیہ طور سے عنایت کر دی تھی اس لحاظ سے روح کے بعد نصر نے عنان حکومت افریقہ اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ فضل کو افریقہ کی گورنری مرحمت ہوئی۔

فضل بن روح: جس وقت روح بن حاتم نے وفات پائی اس کی جگہ نصر بن حبیب حکمرانی کرنے لگا۔ روح کا بیٹا فضل سیدھا دارالخلافت چلا گیا۔ خلیفہ رشید نے اسے اس کے باپ کی جگہ افریقہ کی سند حکومت عطا کی پس فضل ماہِ محرم ۱۷۷ھ میں قیروان واپس آیا۔ ٹونس کی حکومت پر مغیرہ نے اپنے بھائی بشیر بن روح کے بیٹے کو مامور کیا چونکہ مغیرہ ایک نوعمر شخص تھا۔ لشکریوں نے اسے ذلت کی نگاہ سے دیکھا اور فضل سے ان لوگوں کو اس کی بدخلقی اور ظالمانہ حرکات کی وجہ سے منافرت پیدا ہوئی فضل نے بھی ان لوگوں پر نصر بن حبیب کی محبت اور ہوا خواہی کا الزام لگایا اتنے میں اہل ٹونس نے مغیرہ سے مستعفی ہونے کی تحریک کی مغیرہ نے انکار کیا۔ اس پر اہل ٹونس نے علم مخالفت بلند کر کے مغیرہ کو معزول کر دیا اور عبداللہ بن جارود کو اپنا امیر بنا لیا۔

عبداللہ بن جارود: عبداللہ بن جارود عبدربہ انباری کے نام سے مشہور و معروف تھا۔ اہل ٹونس نے بغرض اظہار اطاعت اس کے ہاتھ پر بیعت کر کے مغیرہ کو اپنے شہر سے نکال دیا اور براہ چاپلوسی فضل کو لکھ بھیجا جسے آپ چاہیں ٹونس کی حکومت پر مقرر فرمائیں۔ اہل ٹونس پر اپنے چچازاد بھائی عبداللہ بن یزید بن حاتم کو مقرر کیا۔ چنانچہ عبداللہ فضل سے رخصت ہو کر ٹونس کی جانب روانہ ہوا جوں ہی ٹونس کے قریب پہنچا۔ عبداللہ بن جارود نے ایک گروہ کو عبداللہ بن یزید سے ملنے اور ٹونس آنے

کی وجہ دریافت کرنے کی غرض سے بھیجا۔ ان لوگوں نے براہ کینہ عبداللہ ابن جارود کو خوش کرنے کے لئے عبداللہ بن یزید کو مار ڈالا۔ اس وجہ سے عبداللہ بن جارود کو مجبوراً مخالفت کا اظہار کرنا پڑا۔ عبداللہ بن یزید کے قتل کا محرک سپہ سالاران خراسانیہ میں سے محمد بن فارسی ہوا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے اظہارِ مخالفت کے بعد تمام بلاد کے سپہ سالاران اور عمال کو فضل کی مخالفت پر ابھار دیا سب کے سب فضل سے باغی اور منحرف ہو گئے۔ عبداللہ بن جارود کی جمعیت بڑھ گئی۔

عبداللہ بن جارود اور فضل کا مقابلہ: فضل نے اس طوفان کی روک تھام کی غرض سے حملہ کیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ عبداللہ بن جارود نے تعاقب کیا قریب قیروان پھر مقابلہ ہوا عبداللہ بن جارود نے جنگ کرنے کے بجائے چند لوگوں کو فضل اور نیز اس کے اہل وعیال کو قابس تک پہنچا دینے کے لئے مامور کر دیا پھر اسے اثناء راہ سے واپس کر کے ۱۷۸ھ کا نصف دور تمام ہوتے ہوتے قتل کر ڈالا۔

اب عبداللہ بن جارود کو پورے طور سے جمعیت حاصل ہو گئی تھی لوٹ کر تونس آیا مگر آرام سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا لشکر کے ایک حصہ کو جس کا سردار مالک بن منذر تھا۔ فضل کے واقعہ قتل سے برہمی پیدا ہوئی۔ رفتہ رفتہ کینہ وعداوت انتہا تک پہنچ گئی ایک روز متفق ہو کر قیروان پر یورش کر کے اسے لے لیا۔ عبداللہ بن جارود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر تونس سے قیروان کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی ان سب کو مع مالک بن منذر کے قتل کی سزا دی ان کے علاوہ چند نامی نامی سرداروں کو بھی قتل کرا دیا۔ باقی ماندگان نے اندلس میں جا کر پناہ لی اور اپنی سرداری وحکومت پر صلت بن سعید کو مامور کیا پھر چند روز بعد قیروان کی طرف واپس ہوئے اور افریقہ میں بغاوت کا ایک طوفان برپا ہو گیا۔

ہرثمہ بن اعین: خلیفہ رشید نے فضل بن روح کے مارے جانے اور افریقہ میں بغاوت پھوٹ جانے سے مطلع ہو کر فضل کی جگہ ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت عنایت کی اور عبداللہ بن جارود کے پاس یحییٰ بن موسیٰ کو اس وجہ سے کہ اہل خراسان کی آنکھوں میں اس کی عزت وتوقیر تھی علم خلافت کی اطاعت کا پیام دے کر روانہ کیا۔ بعضوں کا بیان ہے کہ یقطین کو بھیجا تھا۔ عبداللہ بن جارود نے علاء بن سعید کی مہم سے فارغ ہونے کی شرط پر علم خلافت کے مطیع ہونے کا اقرار کیا۔ یقطین (یا یحییٰ) تاڑ دیا کہ عبداللہ بن جارود مغالطہ دے رہا ہے۔ فوراً عبداللہ بن جارود کے دوست مصاحب محمد بن فارسی سے سازش کرنے کی بنا ڈال دی اور بہت سا مال دینے کے وعدہ پر ملا لیا۔ عبداللہ بن جارود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ گھبرا کر اپنی حکومت کے ساتویں مہینے ماہ محرم ۱۷۹ھ میں علامہ بن سعید کے خوف سے قیروان سے نکل بھاگا۔ محمد بن فارسی اس کے ساتھ تھا دونوں قیروان سے نکل کر جنگ کے ارادے سے سامانِ جنگ اور فوج کی درستگی میں لگ گئے۔

عبداللہ بن جارود کی اسیری: ایک روز عبداللہ بن جارود نے محمد بن فارسی کو تنہائی میں مشورہ کی غرض سے بلایا۔ فریق مخالف نے پہلے ہی سے اس کے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو ان دونوں کے قتل پر مامور کر رکھا تھا اس شخص نے محمد بن فارسی کو مار ڈالا باقی رہا عبداللہ بن جارود اور اس کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے۔ علاء بن سعید اور یقطین قیروان کی طرف بڑھے۔ علاء بن سعید پہلے پہنچ کر قابض ہو گیا۔ عبداللہ بن جارود کے ہمراہیوں کو گرفتار کرنا شروع کر دیا عبداللہ بن جارود بھاگ کر ہرثمہ کے پاس پہنچا۔ ہرثمہ نے اسے خلیفہ رشید کی خدمت میں بھیج دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ علاء بن سعید نے اسے قیروان سے نکالا ہے۔

خلیفہ رشید نے علاء کے بھیجنے کا فرمان روانہ فرمایا۔ چنانچہ ہرثمہ کو ہمراہی یقطین دربارِ خلافت کی طرف روانہ کیا خلیفہ رشید نے عبداللہ بن جارود کو جیل میں ڈال دیا اور علاء کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا یہاں تک کہ مصر میں اس نے وفات پائی۔

قصر کبیر کی تعمیر: ان واقعات کے بعد ہرثمہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا سفر و قیام کرتا ہوا ۱۸۰ھ میں وارد قیروان ہوا۔ لوگوں کو امان دی۔ آتش بغاوت فرو ہوگئی۔ اپنے آنے کے ایک برس بعد مقام منستیر میں ایک بڑا محل تعمیر کرایا اور طرابلس کا شہر پناہ دریا کے متصل بنوایا۔ اس وقت ابراہیم بن اغلب زاب اور طنبہ کی گورنری پر تھا۔ اس نے ہرثمہ کی خدمت میں ہدایا اور تحائف بھیجے۔ ملاطفت آمیز اور خوشامدانہ خطوط لکھے۔ ہرثمہ نے اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا رعایا کے ساتھ عادلانہ برتاؤ کئے۔

ہرثمہ کی عراق کو مراجعت: چند روز بعد ہرثمہ کی مخالفت پر عیاض بن وہب حواری اور کلیب بن جمیع کلبی اٹھ کھڑے ہوئے۔ دونوں نے متفق ہو کر بہت بڑا لشکر جمع کر لیا۔ ہرثمہ نے ان دونوں کی سرکوبی پر سپہ سالاران خراسانیہ میں سے یحییٰ بن موسیٰ کو مامور کیا۔ یحییٰ کی حسن کارگزاری سے عیاض اور کلیب کی جمعیت منتشر ہوگئی ان کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا اور آتش بغاوت فرو کر کے قیروان کی جانب واپس ہوا۔ ہرثمہ نے اس امر کا احساس کر کے کہ افریقہ میں آئے دن میری مخالفت پر علم بلند ہوا کرتا ہے۔ حکومت افریقہ سے استعفاء پیش کیا۔ خلیفہ رشید نے استعفاء منظور فرما لیا۔ ہرثمہ افریقہ سے اپنی حکومت و گورنری کے ڈھائی برس بعد عراق واپس لوٹ آیا۔

محمد بن مقاتل کعبی: اس کے بعد خلیفہ رشید نے افریقہ کی گورنری پر محمد بن مقاتل کعبی کو مامور کیا۔ محمد بن مقاتل خلیفہ رشید کا ساختہ پرداختہ تھا ماہ رمضان ۱۸۱ھ میں وارد قیروان ہوا چونکہ محمد بن مقاتل میں بری عادات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھیں لشکریوں نے اس سے مخالفت کا اعلان کر کے مخلد بن مرہ ازدی کو اپنا سردار بنایا۔ محمد بن مقاتل نے اس کی روک تھام کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ مخلد کو شکست ہوئی اور دوران جنگ مارا گیا اس کے بعد ۱۸۲ھ میں تمام بن تمیم تمیمی نے ٹونس میں علم مخالفت بلند کیا عوام الناس کا جم غفیر جمع ہو گیا تمام نے سب کو فوجی لباس پہنا کر قیروان کی جانب کوچ کیا۔ محمد بن مقاتل اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں کا ایک میدان میں مقابلہ ہوا میدان جنگ تمام کے ہاتھ رہا۔ محمد بن مقاتل شکست کھا کر قیروان کی جانب بھاگا تمام تعاقب کرتا ہوا قیروان پہنچ گیا بالآخر تمام نے محمد بن مقاتل کو افریقہ سے چلے جانے کی شرط سے امان دی چنانچہ محمد بن مقاتل نے افریقہ کو خیرباد کہہ کر طرابلس کا راستہ لیا۔

ابراہیم بن اغلب کی قیروان پر فوج کشی: رفتہ رفتہ یہ خبر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچی وہ محمد بن مقاتل کے اس فعل سے بہت ناراض ہوا فوجیں آراستہ کر کے قیروان کی طرف بڑھا۔ تمام مقابلہ سے جی چرا کر ٹونس کی طرف بھاگا۔ ابراہیم نے قیروان پر قبضہ کر لیا اور محمد بن مقاتل کو طرابلس سے طلب کر کے آخر ۱۸۳ھ میں قیروان کی امارت دوبارہ عنایت کی۔ تمام نے سامان جنگ درست کر کے ان لوگوں پر پھر حملہ کیا۔ ابراہیم بن اغلب اپنے سرداران لشکر کے ساتھ مقابلہ پر آیا تمام کو اس معرکہ میں شکست ہوئی ابراہیم تعاقب کرتا ہوا ٹونس تک پہنچا۔ تمام نے امن کی درخواست کی ابراہیم نے اسے امن دیا اور اس کے ساتھ قیروان آیا اور قیروان سے بغداد کی طرف روانہ کر دیا۔ خلیفہ رشید نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

باب: ۱۶

امارتِ افریقہ (۲)

دولتِ بنو اغلب

ابراہیم بن اغلب: جس وقت محمد بن مقاتل نے قیروان کی عنان حکومت دوبارہ اپنے ہاتھ میں لی۔ اہل ملک کو اس کی حکومت سے ناراضگی پیدا ہوگئی نامہ و پیام کر کے ابراہیم بن اغلب کو خلیفہ رشید سے سند حکومت افریقہ کی درخواست دینے پر آمادہ کیا۔ ابراہیم نے دربار خلافت میں حکومت افریقہ کی اس شرط سے درخواست کی کہ ایک ایک لاکھ دینار جو مصر سے افریقہ بغرض انتظام روانہ کیا جاتا ہے موقوف کر دیا جائے اس کے علاوہ چالیس ہزار دینار سالانہ افریقہ سے بطور خراج دربار خلافت میں بھیجا کروں گا۔ کسی ذریعہ سے خلیفہ رشید کو اس کی دولتمندی کا حال معلوم ہو گیا اپنے مصاحبوں سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ہرثمہ نے ابراہیم بن اغلب کی درخواست منظور کرنے اور سند حکومت عطا فرمانے کی رائے دی۔ چنانچہ خلیفہ رشید نے نصف ۱۸۴ھ میں سند حکومت افریقہ لکھ کر ابراہیم کے پاس روانہ کر دی۔ ابراہیم سند حکومت حاصل کر کے کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا انتظام ملکی اور فوج کو معقول طور سے سنبھالا محمد بن مقاتل افریقہ سے مشرق چلا آیا تمام ملکِ مغرب میں ابراہیم بن اغلب کی گورنری سے امن وچین کی منادی پھر گئی۔

عباسیہ شہر کی تعمیر: قیروان کے قریب عباسیہ نامی ایک شہر آباد کیا اور اپنے جملہ اراکین حکومت کے ساتھ عباسیہ اٹھ آیا ۱۸۶ھ میں سرداران عرب میں سے ایک شخص حمدیس نامی نے ٹونس میں علم خلافت کے خلاف بغاوت کی۔ سیاہ پھریرا اتار کر پھینک دیا۔ ابراہیم بن اغلب نے عمران بن مجالد کو افواج شاہی کا افسر بنا کر حمدیس کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حمدیس کو شکست ہوئی۔ تقریباً اس کے دس ہزار ہمراہی کھیت رہے۔ اس واقعہ کے بعد ابراہیم نے المغرب الاقصیٰ کے نظم ونسق کی طرف توجہ کی یہ وہ زمانہ تھا کہ اس ملک میں دعوت علویہ بذریعہ ادریس بن عبداللہ ظاہر ہو چکی تھی۔ عبداللہ نے پیک اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کا راستہ لیا اور بربریوں نے اس کے چھوٹے بیٹے کو اس کا قائم مقام بنایا تھا اس کا غلام راشد اس کی کفالت اور نگرانی کر رہا تھا یہاں تک کہ ادریس بڑا ہوا اور اس کی حکومت کو راشد کی وجہ سے استحکام و استقلال ہو گیا۔

بہلول بن عبدالرحمٰن مظفر کی اطاعت: ابراہیم بن اغلب ہمیشہ بربریوں کو مال و زر دے کر ملاتا جلاتا رہتا تھا۔ آخر کار راشد مارا گیا اس کا سر اتار کر ابراہیم کے پاس لایا گیا۔ راشد کے مارے جانے کے بعد ادریس کی حکومت و ریاست کا انتظام سرداران بربر میں سے بہلول بن عبدالرحمٰن مظفر کرنے لگا۔ اس نے بھی نہایت دانائی سے حکومت و سلطنت کے نظام کو درست کیا۔ ابراہیم بن اغلب ہمیشہ اس سے عاقلانہ تدابیر اور حکمت عملی سے ملاتا رہا۔ خطوط اور تحائف برابر بھیجتا رہا۔ بہلول آخر انسان ہی تھا کہاں تک ابراہیم کے احسانات کو فراموش کرتا دعوت ادارسہ سے اعراض کر کے علم حکومت عباسیہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ادریس نے اس سے مطلع ہو کر اس سے مصالحت کر لی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قرابت کے ذریعہ سے اس کے لطف و عنایت کا خواستگار ہوا جس کے باعث وہ اس کی ایذارسانی سے باز رہا۔

اہلِ طرابلس کی سرکشی و اطاعت: اس کے بعد اہل طرابلس نے ۱۸۹ھ میں ابراہیم بن اغلب سے مخالفت کا اظہار کیا اور اس کے گورنر سفیان بن مہاجر کو حملہ کر کے دارالامارت سے مسجد کی طرف نکال دیا اور اس کے بہت سے ہمراہیوں کو مار ڈالا پھر اسے طرابلس چھوڑ کر چلے جانے کی شرط پر امان دی۔ چنانچہ سفیان اپنی حکومت کے چند مہینے بعد طرابلس سے نکل کھڑا ہوا۔ اہل طرابلس نے اپنی سرداری وحکومت پر ابراہیم بن سفیان تمیمی کو مامور کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر فوجیں روانہ کیں۔ شاہی فوجوں نے ابراہیم بن سفیان کو شکست دی اور بزور و جبر طرابلس میں داخل ہو گئیں۔ طرابلس میں داخل ہو کر ابراہیم بن سفیان کو حاضر کرنے پر اہل طرابلس کو مجبور کیا۔ تھوڑی سی رد و کد کے بعد آخری سنہ ذی الحجہ مذکور میں اہل طرابلس نے ابراہیم کو پیش کیا۔ ابراہیم بن اغلب نے اس کی اور اہل طرابلس کی خطائیں معاف کر دیں اور ان لوگوں کو ان کے وطن کی جانب واپس کر دیا۔

عمران بن مجالد اور ابن اغلب کی جنگ: پھر ۱۹۵ھ میں عمران بن مجالد ربعی نے ٹونس میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اس بغاوت میں قریش بن تونسی بھی شریک تھا۔ نہایت قلیل مدت میں ان دونوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ عمران نے قیروان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔ قریش بھی ٹونس سے قیروان آ رہا۔ ابراہیم نے عباسیہ کے اردگرد خندقیں کھدوائیں۔ دھس اور دمدمے بندھوا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ عمران اور قریش پورے ایک سال تک ابراہیم کا محاصرہ کیے رہے۔ ابراہیم کی عمران و قریش سے متعدد لڑائیاں ہوئیں لیکن فتح مندی کا سہرا ابراہیم بن اغلب کے سر رہا۔ زمانۂ محاصرہ میں عمران اسد بن فرات قاضی کو بھی بغاوت پر ابھارتا رہا تھا مگر اسد نے اس سے انکار کیا اسی اثناء میں خلیفہ رشید نے بہت سا مال و زر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم نے داد و دہش شروع کر دی جس کی وجہ سے بہت سے عمران کے ہمراہی اس کے پاس چلے آئے اور عمران کا کارخانہ درہم برہم ہو گیا پریشان ہو کر زاب چلا گیا اور وہیں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ابراہیم بن اغلب نے وفات پائی۔

عبداللہ بن ابراہیم کی معزولی: ابراہیم بن اغلب نے اس مہم سے فارغ ہو اپنے بیٹے عبداللہ کو ۱۹۶ھ میں طرابلس کی حکومت پر روانہ کیا۔ لشکریوں نے بغاوت کی اور دارالامارت میں اس کا محاصرہ کر لیا پھر اس شرط پر کہ عبداللہ طرابلس چھوڑ کر چلا جائے۔ عبداللہ کو امان دی۔ چنانچہ عبداللہ نے طرابلس کو چھوڑ دیا۔ بہت سے آدمی اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ داد و دہش شروع کر دی یہی سبب تھا کہ ہر طرف سے بربری اس کے پاس کھنچ آئے۔ عبداللہ نے ان سب کو مسلح کر کے طرابلس پر

چڑھائی کر دی اور فوج طرابلس کو شکست دے کر شہر پر قبضہ کر لیا اس کے بعد اس کے باپ ابراہیم بن اغلب نے اسے معزول کر کے سفیان بن مضاء کو سند حکومت عطا کی۔ سفیان کے خلاف طرابلس میں ہوارد نے علم بغاوت بلند کیا۔ لشکریوں میں بھی پھوٹ پڑ گئی۔ سفیان بھاگ کر ابراہیم بن اغلب کے پاس پہنچا۔ ابراہیم نے اسے اپنے بیٹے عبداللہ کے ساتھ تیرہ ہزار فوج کی جمعیت کے ساتھ طرابلس کی جانب واپس کیا۔ ہوارہ مقابلہ پر آئے بے حد پامال ہوئے نہایت سختی سے قتل اور قید کئے گئے۔ کامیابی کے بعد طرابلس کا شہر پناہ از سرنو درست کرایا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر عبدالوہاب بن عبدالرحمٰن بن رستم تک پہنچی۔ بربریوں کو جمع کر طرابلس پر چڑھ آیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ عبدالوہاب نے باب زناتہ کی آمد ورفت روک رکھی تھی اور دروازہ ہوارہ پر لڑائی کا ہنگامہ کئے رہا۔ اسی اثناء میں اس کے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی اس نے اپنے حریف کو مضافات طرابلس دے کر مصالحت کر لی شہر طرابلس اور دریا پر اپنا قبضہ رکھا۔ تکمیل صلح نامہ کے بعد عبداللہ نے قیروان کی جانب کوچ کیا۔ ابراہیم کی وفات ماہ شوال ۱۹۶ھ میں ہوئی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ: ابراہیم بن اغلب نے وفات کے وقت اپنے بیٹے عبداللہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا۔ عبداللہ اس وقت طرابلس میں تھا۔ بربری اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور اپنے دوسرے بیٹے زیادۃ اللہ کی امارت کی بیعت کرنے کی وصیت کی تھی۔ چنانچہ زیادۃ اللہ نے اس وصیت کی تعمیل کی۔ قیروان میں لوگوں سے اپنے بھائی عبداللہ کی امارت کی بیعت لی اور یہ واقعہ لکھ بھیجا۔ ابوالعباس عبداللہ ماہ صفر ۱۹۷ھ میں وارد قیروان ہوا۔ مگر اپنے بھائی زیادۃ اللہ کے ساتھ اس نمایاں کارگزاری کی کوئی خاص قدر نہ کی بلکہ اس نے ابراہیم کی وفات کے بعد اس کی غیر حاضری کے زمانہ میں کی تھی بلکہ اکثر اس کے رتبہ کے خلاف اس کی کسر شان کیا کرتا تھا۔ اس کے زمانہ حکومت میں کسی قسم کا فتنہ وفساد وقوع میں نہیں آیا وجہ یہ تھی کہ اس کے باپ نے حکومت وامارت کے نظام کو معقول طور سے درست اور مضبوط کر دیا تھا۔ فی نفسہ یہ شخص ظالم اور جابر تھا یہاں تک کہ اس کا زمانہ وفات آ گیا کہا جاتا ہے کہ اہل نمود اور نیک کے اولیاء صالحین میں سے حفص بن حمید کی دعوت کے زمانہ میں اس کی موت وقوع میں آئی تھی۔ یہ ایک جماعت کے ساتھ بطور (ڈیپوٹیشن) عبداللہ کی خدمت میں عبداللہ کے جور وستم کی شکایت کرنے کو آیا تھا۔ عبداللہ نے کچھ سماعت نہ کی۔ حفص نے عبداللہ کے دربار سے نکل کر عبداللہ کے خلاف لوگوں کو ابھارنا شروع کیا اتفاق سے اسی زمانہ میں عبداللہ کے کان میں ایک زخم ہو گیا جس کی وجہ سے ماہ ذی الحجہ ۲۰۱ھ میں اپنی حکومت کے پانچ سال پورے کر کے مر گیا۔

زیادۃ اللہ بن ابراہیم: ابوالعباس عبداللہ کے مرنے کے بعد اس کا بھائی زیادۃ اللہ حکمران ہوا۔ خلیفہ مامون کی جانب سے تقرری کا فرمان صادر ہوا اور یہ لکھ بھیجا کہ منبروں پر عبداللہ بن طاہر کے حق میں دعا کی جائے۔ زیادۃ اللہ کو اس سے بے حد ملال ہوا۔ شاہی قاصد کے ساتھ چند دینار جو کہ ادارسہ کے مسکوک کئے ہوئے تھے دارالخلافت بغداد روانہ کئے۔ اس سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ آئندہ ہم خلافت عباسیہ کے علم حکومت کے مطیع نہ رہیں گے بلکہ حکمرانان ادارسہ کے علم حکومت کے سایہ میں رہنا پسند کریں گے۔ اس کے بعد اس کے اعزا واقارب سے اغلب کے بھائیوں اور اس کے بھائی ابوالعباس محمد کے بیٹے محمد اور ابومحمد برادر ابراہیم ابواغلب وغیرہم نے حج کرنے کی اجازت طلب کی۔ زیادت اللہ نے ان لوگوں کو سفر حج کی اجازت دے دی۔ چنانچہ وہ لوگ بعد ادائے فرض حج واپس ہو کر مصر میں مقیم ہوئے یہاں تک کہ زیادت اللہ اور فوج میں ان

بن ہوگئی اور باہم لڑائیاں شروع ہوگئیں۔

زیاد بن سہل کی بغاوت وقتل: زیادۃ اللہ نے اپنے اعزہ واقارب کو جو مصر میں مقیم تھے بلا بھیجا اور اپنے بھائی اغلب کو قلمدان وزارت سپرد کیا۔ فتنہ وفساد کی گرم بازاری ہوگئی ہر امیر نے ایک ایک صوبہ کو دبالیا اور اس پر قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ پھر اس پر بھی ان کو قناعت نہ ہوئی سب کے سب جمع ہو کر قیروان پر حملہ آور ہوئے اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سب سے پہلے بغاوت اور مخالفت کا بانی مبانی اور آتش فساد کا مشتعل کرنے والا زیاد بن سہل بن صقلبیہ تھا۔ ۲۰۷ھ میں اس نے حملہ کیا تھا اور شہر باجہ پر محاصرہ ڈالا تھا۔ زیادت اللہ نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ زیادۃ اللہ کی فوج نے زیاد کو شکست دی اور اثناء جنگ میں گرفتار کر کے مار ڈالا اس کے ساتھ اس کے بہت سے ہمراہی بھی مارے گئے اس کے بعد منصور ترمذی نے طنبہ میں سر اٹھایا فوجیں آراستہ کر کے ٹونس پر چڑھ آیا اور قابض ہو گیا۔

زیادت اللہ اور منصور کی جنگ: ٹونس کا گورنر اسماعیل بن سفیان نامی ایک شخص تھا۔ منصور نے اسے قتل کر کے لشکریوں کو پھر اپنا مطیع بنا لیا۔ زیادت اللہ نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج کو اپنے چچازاد بھائی غلبون کی افسری میں جو اس کا وزیر بھی تھا اور جس کا نام غلب بن عبداللہ ابن اغلب تھا روانہ کیا اور چلتے چلتے بتا کید کہہ دیا کہ اگر تم لوگ میدان جنگ سے شکست اٹھا کر آؤ گے تو تمہاری جان کی خیر نہیں میں تم لوگوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ اتفاق یہ پیش آیا کہ منصور نے ان لوگوں کو شکست دے دی۔ ان لوگوں کو اپنی جانوں کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ بخوف جان ان لوگوں نے وزیر غلبون کی رفاقت ترک کر دیا۔ بلاد افریقہ میں پھیل گئے۔ باجہ جزیرہ منستورہ اور رارلبس وغیرہ پر قابض ہو گئے۔ تمام افریقہ میں بدامنی پھیل گئی پھر یہ سب منصور کے پاس جا کر جمع ہوئے۔ منصور نے ان لشکریوں کو مرتب کر کے قیروان کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ زیادۃ اللہ کا عباسیہ میں چالیس دن تک محاصرہ کئے رہا قیروان کی شہر پناہ بنوائی جسے ابراہیم بن اغلب نے خراب ومسمار کرا دیا تھا۔ اس کے بعد زیادت اللہ نے اس پر فوج کشی کی۔ دونوں میں بہت سی لڑائیاں ہوتی رہیں بالآخر منصور کو شکست ہوئی بھاگ کر ٹونس پہنچا۔ زیادت اللہ نے قیروان کی شہر پناہ منہدم کرا دی سپہ سالار بن لشکر نے بھاگ بھاگ کر ان شہروں میں جا کر دم لیا جس پر وہ قابض ہو گئے تھے۔ چنانچہ عامر بن نافع ارزق سبط میں جا کر قلعہ نشین ہوا۔

عامر بن نافع کی سرکوبی: زیادت اللہ نے ۲۰۹ھ میں ایک فوج محمد بن عبداللہ بن اغلب کی ماتحتی میں عامر کی سرکوبی کے لئے روانہ کی عامر نے اس فوج کو شکست دے دی فوج واپس آئی۔ منصور بھی ٹونس کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت زیادت اللہ کی زیر حکومت افریقہ میں صرف ٹونس ساحل طرابلس اور فقزادہ باقی رہ گئے تھے۔ باغی فوج نے زیادۃ اللہ کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر تم افریقہ سے کوچ کر جاؤ تو تمہیں امان دی جائے۔ زیادۃ اللہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ پھر یہ خبر مشہور ہوئی کہ فقزاد کے بربریوں کے ملانے پر عامر بن نافع فقزادہ کی جانب بڑھ رہا تھا۔ زیادۃ اللہ نے دوسو جنگ آوروں کو عامر بن نافع کی روک تھام کی غرض سے انفرادہ کی طرف روانہ کیا۔ عامر یہ خبر پا کر فقزادہ سے لوٹ آیا اور انہیں قسطیلہ کی جانب شکست دے کر پھر واپس آیا۔ پھر نفزادہ سے نکل کھڑا ہوا سفیان نے قسطیلہ پر قبضہ کر کے شیرازہ حکومت کو درست ومرتب کر لیا۔ یہ واقعات ۲۰۹ھ کے ہیں اس کے بعد زیادۃ اللہ نے قسطیلہ زاب اور طرابلس پر قبضہ حاصل کر کے حکومت وامارت کے نظام کو

درست کیا۔

منصور طبندی کی عہد شکنی وقتل: پھر منصور طبندی اور عامر بن نافع میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی۔ منصور ہمیشہ عامر کو حسد کی آنکھوں سے دیکھتا تھا اور ہر کام میں اسے دباتا تھا۔ عامر نے اس امر کا احساس کر کے لشکر کو ملا لیا۔ ایک روز سب کو جمع کر کے منصور کا اس کے قصر میں جو کہ طبندہ میں تھا محاصرہ کر لیا۔ منصور نے اس شرط پر کہ افریقہ چھوڑ کر میں مشرق کی طرف روانہ ہو جاؤں گا۔ امن کی درخواست کی۔ عامر نے یہ درخواست منظور کر لی چنانچہ منصور طبندہ سے نکل کر مشرق کی جانب روانہ ہوا پھر کچھ سوچ سمجھ کر لوٹا۔ عامر نے دوبارہ محاصرہ کر لیا۔ منصور دوبارہ سپہ سالاران لشکر میں سے بذریعہ عبدالسلام بن مفرح سپہ سالار' امن کا خواستگار ہوا۔ عبدالسلام نے عامر کی خدمت میں منصور کی درخواست امن پیش کی۔ عامر نے اسے امن دیا کہ منصور افریقہ چھوڑ کر کشتی میں سوار ہو کر مشرق چلا جائے۔ اس شرط کے مطابق عامر نے منصور کو اپنے چند معتمد علیہ سرداروں کے ہمراہ ٹونس کی جانب روانہ کیا اور در پردہ اپنے بیٹے کو کہلا بھیجا کہ جس وقت منصور تمہارے پاس سے ہو کر گزرے دھوکہ سے موقع پا کر مار ڈالنا۔ عامر کے بیٹے نے منصور اور اس کے بیٹے کے ساتھ یہی برتاؤ کیا۔ اس کا اور اس کے بیٹے کا سر اتار کر اپنے باپ عامر کی خدمت میں بھیج دیا۔

زیادۃ اللہ کی ٹیونس پر فوج کشی: اس واقعہ کے بعد عامر بن نافع شہر ٹونس ہی میں مقیم رہا یہاں تک کہ ۲۱۴ھ میں انتقال کیا۔ عبدالسلام بن مفرح باجہ کی طرف لوٹ آیا اور وہیں اقامت اختیار کی یہاں تک کہ فضل بن ابی العین نے جزیرہ شریک میں ۲۱۸ھ میں علم بغاوت بلند کیا۔ عبدالسلام بن مفرح ربیع فضل کی کمک کے لئے روانہ ہوا۔ اسی اثناء میں زیادت اللہ کی فوجیں بھی پہنچ گئیں دونوں فوجیں جی توڑ کر لڑیں عبدالسلام مارا گیا فضل ٹونس کی طرف شکست کھا کر بھاگا اور وہاں جا کر قلعہ نشین ہو گیا۔ زیادۃ اللہ کی فوجوں نے ٹونس پہنچ کر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کیا ہزار ہا اہل ٹونس مارے گئے۔ بہتیرے بھاگ گئے۔ خاتمہ جنگ کے بعد زیادۃ اللہ نے امن کی منادی کرادی۔ اہل ٹونس پھر اپنے اپنے مکانات میں آ آ کر رہنے لگے۔

قسطنطیل بطریق: ۲۱۹ھ میں اسد بن فرات نے صقلیہ کو بزور تیغ لڑ کر فتح کیا۔ صقلیہ صوبہ جات روم میں سے تھا۔ اس کا حکمران بادشاہ قسطنطنیہ کے زیر حکومت تھا۔ ۲۱۱ھ میں ایک بطریق جس کا نام قسطنطیل تھا صقلیہ کا حکمران مقرر کیا گیا اس نے ایک رومی سپہ سالار کو جو نہایت شجاع اور دلیر تھا۔ بحری فوج کا سردار بنایا۔ اس سپہ سالار نے سواحل افریقہ پر لوٹ مار شروع کر دی۔ نظام حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ایک مدت کے بعد بادشاہ روم نے قسطنطیل کو اس سپہ سالار کے گرفتار کر لینے اور قتل کر ڈالنے کو لکھ بھیجا کسی ذریعہ سے اس کی خبر سپہ سالار تک پہنچ گئی۔ فوراً بغاوت کا اظہار کر دیا اس کے ہمراہیوں کو بھی یہ سن کر جوش اور تعصب پیدا ہوا' سامانِ جنگ اور سفر کا درست کر کے صوبہ صقلیہ کے شہر سرقوسہ کی طرف کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ قسطنطیل اس واقعہ سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا۔ لڑائیاں ہوئیں میدان سپہ سالار کے ہاتھ رہا۔ قسطنطیل شکست کھا کر بھاگا۔ سپہ سالار کی فوج نے تعاقب کیا شہر قطانیہ پہنچ کر اسے گرفتار کر لیا گیا اور وہیں مار ڈالا گیا۔ سپہ سالار نے صقلیہ پہنچ کر قبضہ کر لیا اور شاہی لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ اطراف جزیرہ کی حکومت بلاطہ نامی ایک شخص کو دی۔ اس کا چچا زاد بھائی میخائل شہر ملیرم میں حکومت کر رہا تھا اس نے اور اس کے چچا زاد بھائی نے سپہ سالار مذکور سے مخالفت کا اظہار کیا بلاطہ نے سرقوسہ کو دبالیا۔

اسد بن فرات: سپہ سالار جنگی کشتیوں کا بیڑہ مرتب کر کے زیادۃ اللہ کی خدمت میں امداد کی غرض سے افریقہ میں حاضر ہوا۔ زیادۃ اللہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور ایک عظیم فوج اس کی کمک پر روانہ کی اس فوج اور مہم کی افسری اسد بن فرات قاضی قیروان کو مرحمت کی' ماہ ربیع ۲۱۲ھ میں یہ مہم روانہ ہوئی۔ اسد کوچ وقیام کرتا ہوا شہر مارز میں پہنچ کر قیام پزیر ہوا اس کے بعد فوج کو درست ومرتب کر کے بلاطہ پر حملہ کیا۔ بلاطہ کی رکاب میں رومیوں کا بہت بڑا لشکر تھا اور روم کے بہت سے نامی نامی سپہ سالار سورما اس کی کمک پر آئے ہوئے تھے۔ بلاطہ کو اس معرکہ میں شکست ہوئی رومی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ بہت سا مال غنیمت فتحمند گروہ کے ہاتھ لگا۔ بلاطہ نے بھاگ کر قلویزہ میں دم لیا مگر اس جان باختہ کو وہاں بھی پناہ نہ ملی مارا گیا۔ عساکر اسلامیہ نے جزیرہ کے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور جوش کامیابی میں فتح کرتے ہوئے قلعہ کرات تک پہنچ گئے۔

قلعہ کرات کا محاصرہ: قلعہ کرات میں بہت سے رومی گرد ونواح کے آ آ کر جمع ہو گئے تھے۔ پہلے تو ان لوگوں نے قاضی اسد بن فرات کو صلح اور ادائے جزیہ کا دھوکا دیا مگر جب قرائن سے آمادہ جنگ نظر آئے تو قاضی اسد نے محاصرہ کا حکم دیا۔ عیسائیوں نے شہر پناہ اور قلعہ کا دروازے بند کر لیے قاضی اسد نے نہایت ہوشیاری سے حصار کر کے قرب وجوار کے شہروں پر تاخت و تاراج کی غرض سے اپنی فوج کو متعدد دستوں پر منقسم کر کے پھیلا دیا مال غنیمت کی بے حد کثرت ہوئی۔ اس کے بعد اسلامی لشکر نے سرقوسہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا۔ سرقوسہ کو افریقہ سے اچانک مدد پہنچ گئی۔ اس کے بعد اہل افریقہ نے بلیرم کو اپنی حفاظت میں لے کر عساکر اسلامیہ پر حملہ کیا۔ عساکر اسلام اس وقت سرقوسہ کا محاصرہ کئے تھیں۔ رومیوں نے محاصرہ اٹھا دینے کی انتہائی کوشش کی مگر ناکام رہے۔ مسلمانوں نے نہایت مضبوطی اور احتیاط سے محاصرہ کر رکھا تھا۔ پھر اتفاق سے عساکر اسلام میں وبائی بیماری پھیل گئی۔ جس سے ایک بڑی جماعت نے جان بحق تسلیم کر لی۔

اسد بن فرات کی وفات: اسد بن فرات' امیر افواج اسلامیہ نے بھی اسی زمانہ میں وفات پائی شہر قصریانہ میں مدفون ہوا اسی اسلامی فوج میں وہ سپہ سالار بھی تھا جس کی کمک پر اسلامی لشکر آیا ہوا تھا اہل قصریانہ نے اسے دھوکہ دے کر مار ڈالا اس کے بعد قسطنطنیہ سے ایک تازہ دم فوج عیسائیوں کی کمک پر آ گئی۔ ہنگامہ کارزار پھر گرم ہو گیا اس معرکہ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی' بقیہ نے قصریانہ کی جانب پناہ گزین ہونے کی غرض سے قدم بڑھایا۔

زہیر بن عوف اور عیسائیوں کی جنگ: اس کے بعد احمد بن حواری امیر عساکر اسلامیہ نے وفات پائی اس کی جگہ زہیر بن عوف کو افواج اسلامی کا امیر مقرر کیا گیا۔ رومیوں اور مسلمانوں سے پھر معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ رومیوں نے کئی مرتبہ عساکر اسلامیہ کو شکست دی اور ان کے لشکر گاہ میں ان کا محاصرہ کر لیا۔ طول جنگ اور شدت حصار سے مسلمانوں میں اضطراب پیدا ہو چلا۔ اسی اثناء میں ان مسلمانوں نے جو کہ روم میں تھے فصیلوں اور شہر پناہ کی دیواروں کو منہدم کر کے مارذ کی جانب کوچ کیا مگر عیسائی فوجوں کی کثرت کی وجہ سے اپنے محصور بھائیوں تک نہ پہنچ سکے۔ لشکر اسلام اسی حالت میں ۲۱۴ھ تک مبتلا رہا۔ ہلاکت کی نوبت پہنچ گئی تھی کہ چند جنگی کشتیاں افریقہ سے بطور کمک کے آ گئیں اور اندلس کا ایک جنگی بیڑہ جو بقصد جہاد نکلا ہوا تھا آ پہنچا۔ لشکر اسلام کو محاصرہ میں دیکھ کر تین سو کشتیاں ساحل جزیرہ سے لگا دی گئیں۔ مجاہدین اسلام خشکی پر اتر

پڑے۔ رومیوں کے پاؤں میدانِ جنگ سے اکھڑ گئے محاصرہ اٹھا کر چلتے نظر آئے۔

بطریق صقلیہ کا خاتمہ: مسلمانوں نے ۲۱۷ھ میں شہر ملیرم کو امان کے ساتھ فتح کر لیا۔ بعدہ ۲۱۹ھ میں شہر قصریانہ پر دھاوا کیا چنانچہ ۲۲۰ھ میں رومیوں کو شکست دے کر قصریانہ پر بھی قابض ہو گئے پھر طربلس کی طرف اسلامی فوج کا ایک دستہ بھیجا گیا۔ دوسرا دستہ زیادۃ اللہ نے فضل بن یعقوب کی افسری میں قرسومہ پر شبخون مارنے کے لئے روانہ کیا یہ دونوں دستے بہت سا مالِ غنیمت لے کر کامیابی کے ساتھ واپس آئے۔ اس کے بعد ایک اور سریہ[1] روانہ کیا گیا۔ بطریق صقلیہ نے اس سے مقابلہ کیا مسلمانوں نے ایک میدان میں جس کے اردگرد بڑی دلدل تھی پناہ لی' بطریق نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا ناکام ہو کر واپس ہوا جوں ہی بطریق واپس ہوا اہل سریہ نے حملہ کر دیا۔ بطریق اس حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا دورانِ جنگ میں گھوڑے سے گر پڑا' ایک مسلمان سپاہی نے نیزہ مارا مر گیا۔ بہت سا مالِ غنیمت ہاتھ آیا' آلاتِ جنگ' مال و اسباب اور بہت سے مویشی لے کر اپنے لشکر گاہ میں واپس آئے۔

ابراہیم بن عبداللہ کی صقلیہ پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد زیادت اللہ نے ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب کی افسری میں افواجِ اسلامیہ کو صقلیہ کی جانب روانہ کیا اور اس کی سند حکومت بھی اسے عطا کی۔ نصف رمضان سنہ مذکور میں ابراہیم نے صقلیہ کی طرف کوچ کیا۔ ابراہیم کی روانگی کے بعد جنگی کشتیوں کا ایک بیڑہ براہ دریا روانہ کیا گیا۔ رومیوں کی جنگی کشتیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ بہت سے رومی مارے گئے۔ بے حد مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا۔ پھر جنگی کشتیوں کا ایک دوسرا بیڑا اقصورہ کی جانب روانہ کیا۔ رومیوں کا بیڑہ مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملے میں شکست نصیب ہوئی۔ مسلمانوں نے اسے بھی لوٹ لیا اس سے بھی کسی قدر مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ پھر ایک سریہ جبل النار اور ان قلعوں کی طرف روانہ کیا جو اس کے گردونواح میں تھے۔ ہزارہا قیدی ہاتھ آئے۔ مال غنیمت کا کوئی حد و شمار نہ تھا۔

قصریانہ پر قبضہ: انہی دنوں ابراہیم بن عبداللہ بن اغلب نے ۲۲۱ھ میں جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا جزیرہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ بھی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اس کے علاوہ دوسرے اور بھیجے ایک کو قیطلہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور دوسرے کو قصریانہ پر شبخون مارنے کا اشارہ کیا۔ ان دونوں سریوں میں مسلمانوں کو مصائب اور شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ اس کے بعد ایک دوسرا واقعہ پیش آیا جس میں فتحمندی کا جھنڈا مسلمانوں کے ہاتھ رہا۔ رومیوں کے بیڑے سے نو کشتیاں عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگیں۔ اس کے بعد ایک مسلمان سپاہی کو قصریانہ کے ایک چور دروازہ کا پتہ لگ گیا اس نے اپنے امیر کو بتلایا امیر عساکر اسلام نے اسلامی فوج کو اسی راہ سے شہر میں داخل کر دیا۔ رومیوں نے شہر کو چھوڑ کر قلعہ میں پناہ لی دو چار روز تک لڑتے رہے بالآخر امن کے خواستگار ہوئے۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور کامیابی کے ساتھ قصریانہ اور قلعہ پر قبضہ کر کے بہت سا مال غنیمت لئے ہوئے شہر ملیرم کی جانب واپس ہوئے۔

زیادت اللہ کی وفات: یہاں تک کہ ان لوگوں کو زیادت اللہ کے مرنے کی خبر موصول ہوئی۔ ابتداء کو ہمت ہارے مگر پھر اپنے دلوں کو مضبوط کر کے صبر و تحمل کا پتھر اپنے کلیجوں میں رکھ کر جہاد میں مصروف ہو گئے۔ زیادۃ اللہ کی وفات ۲۲۳ھ کے

---

[1] سریہ اس فوج کو کہتے ہیں جو رات کے وقت شبخون مارنے کی غرض سے غنیم کی طرف روانہ کی جائے۔ (مترجم)

نصف میں جب کہ اس نے اپنی حکومت کے ساڑھے اکیس سال پورے کر لئے تھے وقوع میں آئی۔

ابوعقال اغلب بن ابراہیم بن اغلب: زیادت اللہ بن ابراہیم کے مرنے کے بعد اس کا بھائی اغلب حکمران ہوا اس کی کنیت ابوعقال تھی اس نے لشکریوں کے ساتھ نہایت اچھے برتاؤ کئے۔ زیادتیاں اور ظلم موقوف کر دیئے۔ عمال کی تنخواہیں بڑھا دیں' رعایا پر ظلم وستم کرنے سے انہیں روک دیا۔ کچھ عرصہ بعد قسطنطنیہ میں خوارج زواغہ' لواتہ اور بسکاسہ نے ابوعقال کی مخالفت پر کمر باندھی اس کے گورنر کو مار کر خود قابض ہو گئے ابوعقال نے ان لوگوں کی سرکوبی پر فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ ابوعقال کی فوج نے تمام باغیوں کا قلعہ قمع کر دیا اس کے بعد ۲۲۴ھ میں صقلیہ کے چند قلعوں نے مسلمانوں سے امن کی درخواست کی۔ مسلمانوں نے انہیں امن دیا اور بصلح وامان فتح کر لیا۔ پھر مسلمانوں کی جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا اقلوریہ کی طرف روانہ کیا گیا۔ قلوریہ بھی سر ہو گیا۔ بادشاہ قسطنطنیہ کا بیڑا اقلوریہ کی حمایت پر آیا۔ مسلمانوں نے اسے بھی شکست دے دی۔ پھر ۲۲۶ھ میں مسلمانوں کا سریہ قصریانہ مضافات صقلیہ کی طرف روانہ کیا گیا بعدہ قلعہ قیروان کی جانب بھیجا گیا۔ مسلمانوں نے اس کے گرد نواح کو جی کھول کر پامال کیا۔ جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔ ان واقعات کے تمام ہونے پر ابوعقال اغلب بن ابراہیم نے ماہ ربیع میں اپنی حکومت وامارت کے دو برس سات مہینے پورے کر کے انتقال کیا۔

ابوالعباس محمد بن اغلب بن ابراہیم: ابوعقال اغلب کے بعد اس کا بیٹا ابوالعباس محمد حکمرانی کی عبا پہن کر کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ اہل افریقہ نے اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ ۲۲۷ھ میں شہر تاہرت کے قریب ایک شہر جدید موسوم بہ عباسیہ آباد کیا جسے افلح بن عبدالوہاب ابن رستم نے جلا دیا تھا اور والیٔ اندلس کی خدمت میں اس کامیابی کی خوشخبری بھیجی تھی۔ والیٔ اندلس نے ایک لاکھ درہم بطور صلہ مرحمت کئے تھے۔

ابن جواد کی معزولی: اس کے زمانہ میں ابن جواد کی معزولی کے بعد ۲۳۴ھ میں سحنون عہدہ قضاء کا متولی ہوا اور ابن جواد کو درے لگوائے جس کے صدمہ سے وہ مر گیا پھر ۲۴۰ھ میں سحنون بھی مر گیا۔

ابوجعفر کا خروج: اس کے بعد ابوالعباس پر اس کے بھائی ابوجعفر نے حملہ کیا اور اپنی مدبرانہ چالوں اور حکمت عملی سے ابوالعباس کو دبا لیا اور اس کے وزراء وارکین دولت کو قتل کرا دیا۔ اسی حالت میں ایک مدت گزری پھر ابوالعباس خواب غفلت سے بیدار ہو کر نظام حکومت درست کرنے کی جانب متوجہ ہوا خفیہ طور سے فوجیں مرتب کیں آلات حرب فراہم کئے اور ۲۴۳ھ میں اعلان جنگ کر کے اپنے بھائی ابوجعفر کے مقابلہ پر آ گیا اور اس کی ملک وریاست کو نیست ونابود کر کے اس کی امارت کے سولہویں مہینے افریقہ سے مصر کی جانب نکال باہر کیا۔

ابوابراہیم احمد: ابوالعباس محمد بن ابی عقال کی وفات کے بعد اس کا بیٹا ابوابراہیم احمد حکمران ہوا۔ اس نے نہایت نیک نیتی اور حسن سیرتی سے حکومت شروع کی۔ لشکریوں کی تنخواہیں بڑھائیں۔ عمارات کے بنوانے کا بے حد شائق تھا۔ افریقہ میں تقریباً دس ہزار سنگی قلعے بنوائے جن کے دروازے لوہے کے تھے غلاموں کی ایک فوج تیار کی۔ اطراف طرابلس میں بربر کے خوارج نے اس پر حملہ کیا اور اس کے گورنر کو دبا لیا۔ ان دنوں اس کی گورنری پر اس کا بھائی عبداللہ بن محمد بن اغلب تھا اس نے ان لوگوں کی سرکوبی پر اپنے دوسرے بھائی زیادت اللہ کو روانہ کیا چنانچہ زیادت اللہ نے پہنچتے ہی ان لوگوں کو زیر کر کے اپنے

بھائی ابراہیم کو اس فتح کی خوشخبری لکھ بھیجی۔

اسی کے زمانۂ حکومت ماہ شوال ۲۴۷ھ میں صقلیہ کے شہروں میں سے قصریانہ فتح ہوا۔ نامۂ بشارت فتح خلیفہ متوکل کی خدمت میں روانہ کیا اور وہاں کے چند قیدیوں کو بطور ہدیہ دربار خلافت میں بھیجا اس کے بعد ابو ابراہیم اپنی حکومت و ریاست کے آٹھ سال پورے کر کے ۲۴۹ھ میں بارِ حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

زیادت اللہ اصغر: ابو ابراہیم کی وفات کے بعد اس کا بیٹا زیادت اللہ زمام حکومت کا مالک ہوا۔ یہ زیادت اللہ اصغر کے نام سے موسوم تھا۔ اس نے اپنے اسلاف کا رویہ اختیار کیا اس کا زمانۂ حکومت دراز نہیں ہوا۔ اپنی حکومت کے ایک ہی برس بعد انتقال کر گیا۔

ابو الغرانیق بن ابی ابراہیم بن احمد: زیادت اللہ کے انتقال کے بعد اس کا بھائی ملقب بہ ابو الغرانیق کرسیٔ حکومت پر رونق افروز ہوا۔ حکمران ہوتے ہی لہو ولعب میں مصروف و منہمک ہو گیا۔ اس کے زمانے میں فتنہ وفساد اور لڑائیوں کے دروازے کھل گئے' جزیرہ مالطہ ۲۵۵ھ میں فتح ہوا۔ رومیوں نے جزیرہ صقلیہ کے اکثر مضافات پر قبضہ کر لیا تب محمد نے ساحل بحر پر مغرب میں برقہ سے پندرہ یوم کی مسافت پر جانب غرب چند قلعے اور محافظت کی خاطر متعدد منارے بنوائے جو اس وقت (یعنی مؤرخ ابن خلدون کی زمانہ تک) موجود ہیں۔ گیارہ برس اس نے حکومت کی نصف ۲۶۱ھ میں وفات پائی۔

فضل بن جعفر ہمدانی: ۲۲۸ھ میں فضل بن جعفر ہمدانی براہ دریا فوجیں لے کر روانہ ہوا۔ سینہ کے گھاٹ پر پہنچ کر کشتی سے خشکی پر اتر پڑا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل شہر نے قلعہ بندی کر لی فضل نے اپنی فوج کے چند دستوں کو شبخون مارنے کی غرض سے اس کے اطراف و جوانب میں پھیلا دیا۔ جو بہت سا مالِ غنیمت لے کر واپس آئے۔ اس کے بعد اثناء جنگ میں اپنی رکاب کی فوج سے ایک گروہ کو علیحدہ کر کے حکم دیا کہ اس پہاڑ سے گر کر شہر پر حملہ آور ہو جس کے دامن میں یہ آباد تھا چنانچہ اس دستہ فوج نے ایسا ہی کیا۔ حریف کے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی۔ انتہائی ابتری سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فضل نے کامیابی کے ساتھ شہر کو فتح کر کے اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔

فضل اور بطریق صقلیہ کی جنگ: پھر ۲۳۲ھ میں فضل نے شہر لسی کا محاصرہ کیا۔ اہل شہر نے بطریق صقلیہ کی خدمت میں یہ حالات لکھ بھیجے امداد کی درخواست کی۔ بطریق صقلیہ نے ان کی درخواست منظور کر لی اور یہ ہدایت کی کہ جس وقت تم پہاڑ پر آگ روشن کرو گے فوراً ہم عساکر اسلامیہ پر حملہ آور ہوں گے اور اسی وقت تم بھی حملہ کر دینا۔ دوطرف جنگ سے مسلمانوں کے پاؤں اکھڑ جائیں گے اور بات کی بات میں ہم ان پر فتح یابی حاصل کر لیں گے فضل کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ فضل نے اسی سمت میں جس طرف سے بطریق حملہ کرنے والا تھا۔ متعدد کمین گاہوں میں نامی نامی جنگ آور سورما کو بٹھلا دیا اور پہاڑ پر آگ روشن کرا دی۔ بطریق صقلیہ نے آگ روشن دیکھ کر فوج کی تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے لشکرِ اسلام پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھا جوں ہی کمین گاہ سے آگے بڑھا۔ مجاہدین اسلام نے حملہ کر دیا جس سے معدودے چند جان بر ہوئے اور سب کے سب کھیت رہے اور اہل شہر پر فضل نے حملہ کر دیا اہل شہر نے گھبرا کر امان حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے فضل نے قبضہ کر لیا۔

عباس بن فضل بن یعقوب: ۲۳۳ھ میں مسلمانوں نے ملک اتکبرو براعظم کی جانب قدم بڑھایا اور اس کے شہروں میں سے ایک شہر پر قبضہ حاصل کر کے وہیں قیام پزیر ہو گئے۔ ۲۳۴ھ میں زغوش نے مصالحت کا پیام دیا اور امان حاصل کر کے شہر کو مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔ اہل اسلام اس کے مال واسباب کو اٹھا لائے اور شہر کو منہدم اور خراب کر دیا۔ اس واقعہ سے قبل ۲۳۳ھ میں امیر صقلیہ محمد بن عبداللہ بن اغلب کا انتقال ہو چکا تھا اور مسلمانوں نے متفق ہو کر عباس بن فضل بن یعقوب کو اپنا امیر بنا لیا تھا چنانچہ محمد بن اغلب نے اس تقرری کو پسند کر کے صقلیہ کی سند حکومت عباس کے پاس بھیج دی تھی۔ سند حکومت کے آنے سے پیشتر عباس جہاد کرتا اور فوجوں کو شبخون مارنے کی غرض سے بھیجتا تھا جو اکثر اوقات مال غنیمت لے کر واپس آتی تھیں لیکن جس وقت سند حکومت آ گئی تو بنفسہ جہاد کی غرض سے نکلا اس کے مقدمات الجیش پر اس کا چچا ریاح تھا۔ اطراف صقلیہ کو خوب خوب تاخت وتاراج کیا۔ متعدد فوجیں اور سرایہ روانہ کئے۔ قسطانیہ، سرقوسہ، بوطیف اور غورس اس کے لشکر ظفر پیکر کی جولانگاہ بنے ہوئے تھے۔ عساکر اسلام نے ان مقامات سے بے حد مال غنیمت حاصل کیا۔ شہروں کو ویران وخراب کر کے جلا دیا۔ چند قلعے فتح کئے۔ اہل قصریانہ کو ان معرکوں میں شکست دی۔ ان دنوں اس شہر کو بادشاہ صقلیہ کے دارالسلطنت ہونے کا شرف حاصل تھا اور اس سے قبل بادشاہ مذکور سرقوسہ کو اپنا قصر حکومت بنائے ہوئے تھا۔ جب مسلمانوں نے اسے فتح کر لیا جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں تو بادشاہ مذکور نے قصریانہ کو اپنا دارالحکومت بنایا۔

فتح قصریانہ: قصریانہ کے فتح ہونے کے حالات یہ ہیں کہ عباس گرمی اور سردی کے موسم میں سرقوسہ اور قصریانہ پر جہاد کی غرض سے فوجیں بھیجتا رہا۔ یہ فوجیں عیسائیوں پر فتح یابی حاصل کر کے مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس آیا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ ایام سرما کے جہاد میں چند قیدی گرفتار ہو کر آئے جس وقت ان لوگوں کو قتل کرنے کے لئے پیش کیا گیا ایک قیدی نے جس کے چہرے سے ہیبت وریاست نمایاں تھی گزارش کی ''اے امیر مجھے آپ قتل نہ کیجئے میں آپ کو قصریاز پر قبضہ دلا دوں گا''۔ عباس نے اس کے قتل سے ہاتھ روک لیا اس قیدی نے شہر قصریانہ کا خفیہ راستہ بتلا دیا۔ چنانچہ اسلامی دلاور رات کے وقت اس راہ پر آئے قیدی ان لوگوں کو ایک چھوٹے سے دروازے سے شہر میں لے گیا جوں ہی وسط شہر میں پہنچے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ دو چار سپاہیوں نے لپک کر شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے عباس بھی اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں قتل وغارت کرتا ہوا گھس پڑا عیسائی جنگ آوروں کو تہ تیغ کیا بطریقوں کی لڑکیوں کو قیدی بنایا اور اس قدر مال غنیمت ہاتھ آیا کہ احاطہ تحریر سے باہر ہے۔

عباس بن فضل کی فتوحات: اس واقعہ سے صقلیہ میں رومیوں کو شکست اور ذلت نصیب ہوئی بادشاہ روم نے براہ دریا ایک بڑی فوج ایک بطریق کی ماتحتی میں صقلیہ کی حمایت کے لئے روانہ کی ساحل سرقوسہ پر پہنچ کر کشتیوں نے لنگر ڈالا۔ عباس کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی فوجیں آراستہ کر کے بلیرم سے آ پہنچا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عباس نے عیسائیوں کو شکست دی۔ بقیہ کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کی طرف بھاگے۔ مسلمانوں نے ان کی کشتیوں میں سے تین کشتیاں یا اس سے زائد کشتیاں مع مال واسباب کے لوٹ لیں یہ واقعہ ۲۴۷ھ کا ہے اس کے بعد عباس نے صقلیہ کے متعدد قلعوں کو بزور تیغ فتح کیا۔ رومی عیسائیوں کی کمک پر قسطنطنیہ سے فوجیں آئیں اس وقت عباس قلعۂ روم کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ عیسائی فوجیں قلعہ میں اتر پڑیں۔ عباس نے سبی مقام سے جہاں پر کہ محاصرہ ڈالے ہوئے تھے عیسائی فوجوں پر حملہ کیا اور پہلے ہی حملے میں انہیں پسپا

کر کے قصریانہ کی جانب واپس گیا اور اس کی قلعہ بندی کر کے محافظت کی غرض سے ایک جری فوج کو اس میں ٹھہرایا۔ پھر ۲۴۷ھ میں سرقوسہ پر چڑھائی کی بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا اثناء راہ میں علیل ہوا سنہ مذکور کے نصف میں وفات پائی اور سرقوسہ میں دفن کیا گیا عیسائیوں نے اس کی نعش کو قبر سے نکال کر جلا دیا یہ اس کی امارت کے گیارہویں سال وقوع پذیر ہوا۔

عبداللہ بن عباس: ان واقعات کے بعد صقلیہ پر برابر جہاد جاری رہا اور فتح یابی کے جوش میں لشکر اسلام حملہ آور ہوتا رہا۔ چنانچہ سرحد روم کو شمال کی جانب عبور کر گیا۔ سرزمین قلوریہ اور انکیز دہ پر جہاد کیا اور اس کے متعدد قلعوں کو فتح کر کے وہیں سکونت پزیر ہو گیا۔ عباس کے مرنے پر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کے بیٹے عبداللہ کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا اور والیٔ افریقہ کو اطلاعی رپورٹ بھیج دی۔ عبداللہ نے زمام حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لینے کے بعد متعدد سرایا سرحدی عیسائی امراء کے ملکوں کی طرف روانہ کیے کئی قلعہ بزور تیغ فتح ہوئے۔

محمود بن خفاجہ کی فتوحات: عبداللہ کی حکومت کے پانچویں مہینے خفاجہ بن سفیان نصف ۲۴۸ھ میں افریقہ سے وارد صقلیہ ہوا اور اپنے بیٹے محمد کو ایک سریہ کا افسر مقرر کر کے سرقوسہ کی جانب روانہ کیا محمود اطراف سرقوسہ میں داخل ہو کر تاخت و تاراج کرنے لگا رومیوں کا ٹڈی دل لشکر یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر محمود فتحمندی کے ساتھ واپس ہوا اس کے بعد شہر نوطوس کو ۲۵۰ھ میں فتح کر کے سرقوسہ اور جبل النار پر پھر چڑھائی کی اہل طرابلس نے گردن اطاعت جھکا دی امن کے خواستگار ہوئے لیکن چند روز بعد عہد شکنی کر کے بغاوت کا اعلان کیا۔ خفاجہ نے اپنے بیٹے محمد کو افواج اسلامیہ کا افسر بنا کر اہل طرابلس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ محمد نے اہل طرابلس کو بزور تیغ پھر زیر کیا اور بہت سے مرد اور عورتوں کو قید کر لیا اس کے بعد خفاجہ نے غوش پر جہاد کی غرض سے حملہ کیا اور نہایت مردانگی سے اسے فتح کر لیا۔ اس اثناء میں خفاجہ ایک مرض میں مبتلا ہو کر ملیرم کی جانب واپس ہوا پھر ۲۵۳ھ میں سرقوسہ اور قطانیہ پر حملہ آور ہوا اس کے گردونواح کو تاخت و تاراج کر کے وہاں کی زراعت کو پھر خراب کر کے ڈالا۔ متعدد سرایا سرزمین صقلیہ کی جانب روانہ کیے۔ لشکر اسلام کے ہاتھ مال غنیمت سے پُر ہو گئے۔

طرمیس کی فتح: ۲۵۱ھ میں قسطنطنیہ سے ایک بطریق اہل صقلیہ کی کمک پر آیا مسلمانوں سے صف آرائی کی نوبت آئی۔ مسلمانوں نے اسے شکست دی اور خفاجہ نے اطراف کو جی کھول کر لوٹا اور ملیرم کی جانب واپس ہوا پھر ۲۵۵ھ میں اپنے بیٹے محمد کو عساکر اسلامیہ کا افسر بنا کر طرمیس کی طرف روانہ کیا کسی جاسوس نے چور دروازہ کا پتہ بتلا دیا عساکر اسلامیہ کا ایک گروہ اس دروازہ سے شہر میں داخل ہو کر قتل و غارت میں مصروف ہو گیا دوسری جانب سے محمد بن خفاجہ بقیہ لشکر اسلام لئے ہوئے شہر میں بزور تیغ گھس پڑا۔ شور و غل سے کانوں کے پردے پھٹے پڑتے تھے گرد و غبار کی وجہ سے کچھ سوجھائی نہ دیتا تھا لشکر اسلام کا سابق گروہ انہیں دشمنان اسلام کا معین و مددگار تصور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ محمد بن خفاجہ بھی ان لوگوں کو واپس ہوتا ہوا دیکھ کر لوٹ پڑا۔ طرمیس کے سر نہ ہونے کا سبب یہ ہوا۔

خفاجہ بن سفیان کا قتل: اس کے بعد خفاجہ نے فوجیں آراستہ کر کے سرقوسہ پر جہاد کیا اور اس کا محاصرہ کر کے اس کے گردونواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ اثناء راہ میں اسی کے لشکر میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے مار ڈالا۔ یہ

واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے لوگوں نے اس کے بیٹے محمد کو اپنا امیر مقرر کیا اور محمد بن احمد امیر افریقہ کو اطلاعاً لکھ بھیجا۔ اس نے محمد کو اس کی سرداری پر بحال رکھا اور سند حکومت تحریر کر کے بھیج دی۔

ابراہیم بن احمد برادر ابوالغرانیق: ابوالغرانیق کی وفات پر اس کا بھائی ابراہیم عنان حکومت افریقہ کا مالک ہوا ابوالغرانیق نے اپنے بیٹے ابوعقال کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور اپنے بھائی ابراہیم سے بحلف یہ اقرار لیا تھا کہ میرے بیٹے ابو عقال سے حکومت و امارت کے لئے لڑائی جھگڑا نہ کرنا اور نہ اس سے کسی قسم کی مخالفت کرنا بلکہ بطور نائب کے اس کے کاموں کو انجام دینا یہاں تک کہ ابوعقال سن شعور کو پہنچ جائے جب ابوالغرانیق کا انتقال ہو گیا تو اہل قیروان نے عداوت اور ابراہیم کے حسن سیرت اور عدالت کے باعث اسے امارت پر ابھارنا شروع کیا۔ پہلے ابراہیم نے انکار کیا مگر جب اہل قیروان کا اصرار زیادہ ہوا تو ان کی درخواست کو منظور کر کے ابوالغرانیق کی وصیت کو جو وہ اپنے بیٹے ابوعقال کے بارے میں اسے کر گیا تھا۔ پس پشت ڈال دیا۔ اپنے مکان مسکونہ سے اٹھا کر قصر امارت میں چلا آیا اور نہایت عمدگی اور ہوشیاری سے امارت کرنے لگا۔ عادل، عالی حوصلہ بلند خیال اور نہایت دلیر تھا۔ بغاوت اور فساد کی جڑ بنیاد اکھاڑ کر پھینک دی۔ مظلوموں کی داد فریاد سننے کو دربار عام کرتا تھا۔ تمام ملک میں امن وامان ہو گیا سواحل بحر پر تحفظ کی غرض سے بہت سے قلعے اور منارے بنوائے۔ سواحل سبتہ پر دشمنانِ اسلام کے ڈرانے کے لئے آگ روشن کی جاتی تھی۔ اس کی روشنی اسکندریہ تک پہنچتی تھی۔ اس نے سوسہ کا شہر پناہ بنوایا تھا اسی کے زمانہ حکومت میں عباس بن احمد بن طولون اپنے باپ والی مصر سے مخالف ہو کر ۲۶۵ھ میں علیحدہ ہو گیا تھا اور برقہ پر محمد بن قہرب سپہ سالار ابن اغلب کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا تھا اس کے بعد بصرہ پر قابض ہوا پھر طرابلس کا محاصرہ کیا محمد بن قہرب نے نفوسہ سے امداد طلب کی چنانچہ یہ اس کی کمک پر آئے عباس بن احمد بن طولون سے قصر حاتم میں ۲۶۷ھ لڑائی ہوئی۔ عباس کو شکست ہوئی اور یہ شکست کھا کر مصر کی جانب واپس ہوا۔

بغاوتوں کا استیصال: اس کے بعد وزداجہ نے علم مخالفت بلند کیا اور صدقہ دینے سے انکار کیا۔ ان کی دیکھا دیکھی حوارہ بعدہ لواتہ نے بھی ایسا ہی کیا محمد بن قہرب انہی بغاوتوں اور لڑائیوں میں مارا گیا۔

ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۶۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ ۲۸۰ھ میں خوارج نے بکثرت حملے کئے، ابراہیم نے اپنی فوجوں کو تمام ملک میں پھیلا دیا۔ آتش بغاوت فرو ہو گئی۔ امن و امان قائم ہو گیا۔ مصلحتِ وقت کے لحاظ سے سوڈانی غلاموں کو سوار فوج میں بھرتی کر لیا گیا جس کی تعداد تیس ہزار تھی اور ۲۸۱ھ میں تونس چلا آیا اور وہیں محل سرا بنوائی۔

پھر ۲۸۳ھ میں ابن طولون سے جنگ کرنے کی غرض سے مصر کی جانب کوچ کیا اثناء راہ میں نفوسہ نے چھیڑ چھاڑ شروع کی وہ انہیں شکست دے کر سرت تک پامال کرتا ہوا چلا گیا جب دشمنوں کی جمعیت منتشر ہو گئی تو واپس ہوا۔

محاصرۂ طرابیہ: اور واپسی کے بعد اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کو ۲۸۷ھ میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا یہ ایک سو ساٹھ کشتیوں کا بیڑا لئے ہوئے صقلیہ پہنچا طرابیہ کا محاصرہ کر لیا۔ اہل بلیرم اور کبر کیت نے عہد شکنی کی۔ اتفاق سے اسی زمانہ میں ان لوگوں میں باہم نفاق کا مادہ پھیل گیا۔ ابوالعباس نے ایک کو دوسرے کے مقابلہ پر ابھارنا شروع کر دیا مگر چند روز بعد وہ سب

کے سبب ابوالعباس سے جنگ کرنے پر متفق ہو گئے۔ اہل ملیرم سے براہ دریا ابوالعباس پر حملہ کیا ابوالعباس نے انہیں پہلے ہی حملہ میں پسپا کر کے ان کے مال واسباب اور آلات حرب کو لوٹ لیا اور ان کے سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے اپنے باپ کی خدمت میں بھیج دیا۔ باقی ماندگان میں سے کچھ سرداروں نے قسطنطنیہ کا راستہ لیا اور کچھ لوگ طرامیس کی جانب بھاگے' ابوالعباس نے ان لوگوں کا تعاقب کیا اور اس کے اطراف وجوانب کو تاخت وتاراج کر کے مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا۔

مسینی اور ربو پر فوج کشی: اس کے بعد اہل قطانیہ کے محاصرہ کے لئے بڑھا اہل قطانیہ نے قلعہ بندی کر لی۔ ابوالعباس نے مسلمانوں کی خون ریزی کے خیال سے محاصرہ اٹھا لیا پھر ۲۸۸ھ میں بقصد جہاد فوجیں آراستہ کیں دمقس مسینی پر فوج کشی کی اس کے بعد براہ دریا ربو کی طرف بڑھا اور اسے بزور تیغ فتح کر کے اپنی کشتیوں کو مالِ غنیمت سے پُر کر کے مسینی کی جانب لوٹ آیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم ومسمار کرا دیا۔ اتنے میں طبہ سے چند جنگی کشتیاں اہل ربو کی کمک پر آئی ابوالعباس نے انہیں بھی شکست دی اور ان کی تین کشتیاں گرفتار کر لیں اس کے بعد ابوالعباس نے روم کی سرحد کی جانب قدم بڑھایا اور دریا کے پار فرانسیسیوں کے گروہ پر حملہ آور ہوا۔ دو چار حملے کر کے صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔

امیر ابراہیم کی معزولی کا فرمان: اسی سنہ میں خلیفہ معتضد کا قاصد اہل ٹونس کی شکایت کی وجہ سے امیر ابراہیم کی معزولی کا پیام لایا۔ امیر ابراہیم نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو صقلیہ سے بلایا اور جب یہ آ گیا تو وہ باظہار جلاوطنی صقلیہ کی جانب روانہ ہو گیا ابن الرفیق نے ایسا ہی بیان کیا ہے اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ امیر ابراہیم ظالم' خونریزی اور تند خو تھا۔ آخر عمر میں اسے مالیخولیا ہو گیا تھا جس کے سبب اس نے بے حد خون ریزی کی اور اپنے بہت سے خدام' لونڈیاں اور اپنی عورتوں اور بیٹیوں کو قتل کر ڈالا تھا اور اپنے بیٹے ابوالاغلب کو محض ایک شک سے جو اسے اس کی جانب سے پیدا ہو گیا تھا مار ڈالا۔ ایک روز اس کا رومال گم ہو گیا تھا اس کی سزا میں تین سو خادموں کو قتل کرا دیا۔ یہ بیان ابن الرفیق کا ہے لیکن ابن اثیر نے اس کی عقل و داد اور حسن سیرت کی تعریف کی ہے اور تحریر کیا ہے کہ اس کے زمانہ حکومت میں جعفر بن محمد امیر صقلیہ کے ہاتھ سے سرقوسہ فتح ہوا تھا نو ماہ تک یہ اس کا محاصرہ کئے رہا بادشاہ قسطنطنیہ نے محصورین کی کمک کے لئے براہ دریا فوجیں روانہ کیں اس نے ان کو بھی شکست دی اور شہر کو بزور تیغ فتح کر کے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا۔

ابراہیم کی فتوحات: سب کا اس امر پر اتفاق ہے کہ یہ افریقہ سے براہ دریا صقلیہ آیا تھا اور طرانیہ پر اتر کر ملیرم کی جانب گیا پھر دمشق گیا اور اس کا سترہ یوم تک محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد مسینی کو فتح کیا اور اس کے شہر پناہ کو منہدم کرا دیا پھر آخر شعبان ۲۸۹ھ میں طرمیس پر قابض ہوا انہیں دنوں بادشاہ روم نے قسطنطنیہ پہنچ کر اسے فتح کیا تھا پھر اس نے اپنے پوتے اور اپنے بیٹے ابوالعباس عبداللہ کے بیٹے زیادت اللہ کو قلعہ بیقش کی جانب روانہ کیا اور دوسرے بیٹے ابومحرز کو رمطہ کی طرف بھیجا۔ زیادت اللہ نے قلعہ بیقش کو فتح کیا اور ابومحرز نے اہل رمطہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی اس کے بعد دریا کو عبور کر کے فرانس کے مقبوضات بری میں داخل ہوا قلوریہ کو بزور تیغ فتح کیا۔ بہت سے فرانسیسی قتل وقید کئے گئے' اہل فرانس کے دلوں پر اس کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔

ابراہیم کی وفات: ان پیہم کامیابیوں کے بعد ابراہیم صقلیہ کی جانب واپس ہوا۔ عیسائیوں نے جزیہ دے کر مصالحت کی درخواست پیش کی لیکن اس نے ان کی بدعہدیوں' عہد شکنیوں کی وجہ سے ان کی درخواست منظور نہ کی فوجیں آراستہ کر کے کنسہ کی طرف بڑھا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل کنسہ نے امن کی درخواست کی۔ اس نے قبولیت کا درجہ عنایت نہ کیا اور اسی حالت محاصرہ میں اپنی امارت کے اٹھائیسویں سال آخر ۲۸۹ھ میں انتقال کر گیا۔ اہل لشکر نے ابراہیم کے پوتے ابوسفر کو حفاظت لشکر و مقابلہ دشمنانِ اسلام کی غرض سے عارضی طور پر اس کے بیٹے ابوالعباس کے آنے تک امیر بنا لیا۔ ابوالعباس ان دنوں افریقہ میں تھا ابومضر نے اہل کنسہ سے جزیہ لے کر مصالحت کر لی ان میں سے کسی کو اپنے دادا ابراہیم کے مرنے کی خبر کانوں کان نہ ہونے دی اور چندے قیام کر کے جبکہ اہل سرایا واپس آ گئے' محاصرہ اٹھا کر کوچ کر آیا۔ اپنے دادا ابراہیم کی نعش کو بلیرم میں لا کر دفن کیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ قیروان لا کر ابراہیم کی نعش کو دفن کیا۔

کتامہ میں شیعی ظہور: اسی کے زمانہ حکومت میں ابوعبداللہ شیعی کتامہ میں ظاہر ہوا اور لوگوں کو بظاہر اہل بیت کی محبت کی دعوت دینے لگا مگر در پردہ پسران اسماعیل میں سے عبیداللہ مہدی کی حکومت کی بنا ڈال رہا تھا۔ کتامہ نے اس کی ترغیب و تحریک سے اس کی اتباع کی اور یہ امور تھے جس کی وجہ سے شیعی کو توبہ کی ضرورت محسوس ہوئی اور مجبوراً صقلیہ کی جانب جانا پڑا۔ موسیٰ بن عباس والی صقلیہ نے شیعی کی نقل و حرکت سے مطلع ہونے کی غرض سے جاسوس مقرر کئے۔ ابراہیم نے بھی ایک سفارت تہدید آموز شیعی کے پاس انکجان روانہ کی مگر شیعی نے اس کی طرف ذرا توجہ نہ کی اور ایسا جواب دیا کہ جس سے ابراہیم کو بے حد ناراضگی پیدا ہوئی جب شیعی کی کامیابی کا زمانہ قریب آیا اور خلیفہ معتضد کا فرمان ابراہیم کے پاس آیا۔ جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں تو شیعی نے توبہ کا اظہار کیا اور صقلیہ کی جانب چلا گیا۔ اس کے بعد افریقہ میں ابوعبداللہ شیعی کی لڑائیاں قبائل کتامہ کے ساتھ ہوئیں یہاں تک کہ شیعی ان پر غالب آ گیا اور ان لوگوں نے اس کی اتباع کر لی۔ ابراہیم نے در پردہ اپنے بیٹے ابوالعباس کو شیعی سے جنگ کرنے کی ممانعت کی تھی اور صقلیہ میں اس کے پاس چلے جانے کی بھی ہدایت کی تھی۔

ابوالعباس عبداللہ بن ابراہیم برادر ابوالغرانیق: ۲۸۹ھ میں ابراہیم کے انتقال کر جانے پر جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا پوتہ زیادت اللہ امیر لشکر بنایا گیا اور اس کا بیٹا ابوالعباس تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ افریقہ کی حکومت کا انتظام کیا۔ مالی حالت درست کی تمول اور دولتمندی کی زیادتی ہوئی۔ تمام عمال کے نام گشتی فرامین روانہ کئے جو سب کے سامنے پڑھے گئے' عدل وانصاف کرنے اور نرمی و ملاطفت سے پیش آنے اور جہاد کرنے کا وعدہ کیا تھا کیونکہ زیادت اللہ لذات وتعیش اور لہو ولعب میں مصروف اور منہمک ہو گیا تھا اور اس کے ساتھ اپنے باپ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالعباس (اس کے باپ) نے اسے قید کر دیا۔ اس کی جگہ صقلیہ کی حکومت پر محمد بن سرقوسی کو متعین کیا۔

ابوالعباس نہایت نیک سیرت' عادل اور فنونِ جنگ سے واقف تھا اس کا زمانہ حکومت بہترین زمانہ میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس نے ٹونس کو اپنے قیام کے لئے منتخب و پسند کیا تھا۔ جب اس نے وفات پائی تو ابوعبداللہ شیعی کتامہ پر غالب ہو گیا ایک بڑی جماعت نے اس کی حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ میلہ پر فوج کشی کی اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ موسیٰ بن عیاش کو بارِ حیات سے سبکدوش کیا اہل کتامہ سے فتح بن یحییٰ امیر مسالہ مدتوں ابوعبداللہ سے لڑتا رہا۔ پھر اس نے اسے مغلوب کر دیا اور اپنی قوم پر غالب ہو گیا۔

بکنیر ابوحول اور عبداللہ شیعی کی جنگ: فتح نے ابوالعباس کے پاس سفارت روانہ کی اور بکیز ابوحول کو شیعی کی جنگ پر بھیجنے کی ترغیب دی چونکہ بکیز نے دیکھنے کے وقت اپنی ایک آنکھ دبا لیتا تھا اس وجہ سے اسے لوگ احول کہتے تھے' چنانچہ ابوالعباس نے ٹونس سے ۲۸۹ھ میں اس پر چڑھائی کی پہلے سطیف میں داخل ہوا اس کے بعد بلزمہ پر جا پہنچا اور ان تمام لوگوں کی گردنیں ماردیں جو اس کی دعوت میں شریک ہوئے تھے۔ ابوعبداللہ شیعی فوجیں فراہم کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر تاوزرت سے انکجان کی جانب بھاگا۔ ابوحول نے شیعی کے قصر کو منہدم کرا دیا اس کے بعد ایک شبانہ روز پھر لڑائی ہوتی رہی۔ ابواحوال کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابوحول نے ٹونس جا کر دم لیا اور کتامہ کے ساتھ ان کی جائے سکونت پر واپس آیا۔ جس وقت ابوحول اپنے باپ کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے دوبارہ فوجیں مرتب کر کے ابو عبداللہ شیعی کی جنگ پر روانہ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا سطیف پہنچا۔ پھر وہاں سے ابوعبداللہ سے جنگ کے ارادے سے کوچ کیا۔ ابوعبداللہ نے یہ خبر پا کر ابوحول پر حملہ کر دیا۔ ابوحول کو اس غیر متوقع حملہ سے ناکامی کے ساتھ پسپا ہونا پڑا لوٹ کر سطیف آیا اور فوجیں درست کر کے پھر حملہ آور ہوا اسی اثناء میں زیادت اللہ نے اپنے باپ کے ملازموں کو ملا لیا۔ چنانچہ ان ناحق شناسوں نے ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں بحالت خواب ابوالعباس کا کام تمام کر دیا۔ پھر کیا تھا۔ زیادت اللہ کو قید سے رہائی مل گئی۔

ابومضر زیادۃ اللہ: زیادت اللہ کی رہائی کے بعد اہل دولت اور اراکین سلطنت نے حکومت وامارت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اس نے ان غلاموں کو جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا سزائے موت دی۔ لذات وعیش پرستی لہو ولعب اور مسخروں گویوں کی صحبت میں پڑ گیا کاروبار نظم ونسق سلطنت کو ایک قلم ترک کر دیا اور اپنے بھائی ابوحول کو محبت آمیز خط لکھ کر بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو اس کی گردن ماردی اور اپنے چچا اور بھائیوں کا بھی کام تمام کر دیا۔ ان وجوہات سے عبداللہ شیعی کے کاروبار کو استحکام ہو گیا۔ زیادت اللہ نے شب کے وقت شیعی کی مخالفت کی غرض سے رکادہ کی جانب کوچ کیا اور شیعی نے شہر سطیف کو فتح کر کے اپنے مقبوضات میں داخل کر لیا۔ زیادت اللہ نے اس سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اور اپنے خادموں میں سے ابراہیم بن حبش نامی ایک خادم کو ان افواج کی سرداری عنایت کی چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے ابراہیم نے شیعی کی جنگ کرنے کی غرض سے کوچ کیا مقام قسطیلہ میں پہنچ کر قیام پذیر ہوا۔ چھ ماہ تک ٹھہرا رہا۔ ایک لاکھ فوج اس کے رکاب میں جمع ہو گئی۔ پہلے اس نے کتامہ پر حملہ کیا مگر اتفاق وقت سے اس فوج کو شکست ہوئی۔ بھاگ کر باغایہ پہنچا پھر وہاں سے قیروان چلا آیا۔

ابوعبداللہ شیعی کی فتوحات: ابوعبداللہ نے شہر طبہ کو فتح کر کے فتح بن یحییٰ مسائتی کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا یہ ان دنوں وہیں موجود تھا اس کے بعد بلزمہ کو فتح کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم کرا کے زمین دوز کرا دیا اس کے بعد امراء کتامہ سے عروجہ بن یوسف باغایہ پہنچا اور اس فوج پر جو کہ ہارون کی ماتحتی میں حفاظت کی غرض سے وہاں مقیم تھی حملہ آور ہوا۔ انہی دنوں عبداللہ شیعی نے بھی تمیسن کے محاصرہ کے لئے فوجیں روانہ کیں جسے چند دن بعد بصلح وآشتی اس نے فتح کر لیا اسی زمانہ میں قیروان میں بازاریوں اور اوباشوں کی کثرت ہو گئی تھی۔ زیادت اللہ نے داد ودہش کا دروازہ کھول دیا فوجیں آراستہ کیں' آلات حرب سے سب کو مسلح کر کے ۲۹۵ھ میں فرانس کی جانب کوچ کیا جس وقت قریب اربس پہنچا شیعی کا رعب اس کے دل

پر غالب ہوا اس کے خاندان والوں نے واپس جانے کی رائے دی اس لئے وہ رقادہ کی جانب واپس ہو گیا اور اپنے خاندان کے سر برآوردہ اشخاص میں سے ابراہیم بن ابی اغلب کو اپنی فوج کی سرداری عنایت فرمائی اس واقعہ کے بعد ابو عبداللہ نے باغایہ پر فوج کشی کی اور بصلح و امان اسے فتح کر لیا اس کا گورنر بھاگ گیا اس کے بعد عبداللہ نے اپنی فوجوں کو آراستہ کر کے آگے بڑھنے کا حکم دیا کوچ و قیام کرتا ہوا بغانہ تک پہنچا اور قبائل مقرہ پر حملہ کیا۔ نیفاش پر قابض ہو گیا۔ ابراہیم بن ابی غالب نیفاش پر چڑھ آیا' اہل نیفاش نے ابراہیم کو شہر میں داخل نہ ہونے دیا اور اس کے ہراول کو لڑ کر شکست دے دی مگر ابراہیم نے پہنچتے ہی اسے بزور تیغ فتح کر لیا جس قدر حریف کی فوج وہاں موجود تھی سب کو تہ تیغ کیا۔

اس کے بعد ابو عبداللہ شیعی لشکر کتامہ آراستہ کر کے باغایہ کی طرف بڑھا پھر سکایہ اس کے بعد سبیہ اور حمود کی جانب کوچ کیا اور یکے بعد دیگرے مقامات پر قابض ہو گیا اور یہاں کے رہنے والوں کو امن دیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے ان واقعات سے مطلع ہو کر اربس سے کوچ کر دیا۔ پھر ابو عبداللہ نے قسطیہ اور قفصہ پر دھاوا کیا اور ان لوگوں کو امن دیا وہ لوگ اس کی دعوت میں داخل ہو گئے اور یہ باغایہ کی جانب واپس ہوا پھر باغایہ سے انکجان چلا آیا۔ ابراہیم بن ابی اغلب نے میدان خالی دیکھ کر باغایہ پر حملہ کیا۔ اہل باغایہ مقابلہ پر آئے متعدد لڑائیاں ہوئیں ناکامی کے ساتھ اربس واپس آیا پھر ابو عبداللہ جمادی الاولیٰ ۲۹۶ھ میں اربس پر چڑھائی کی اور فتح کرتا ہوا ناریہ ہو کر گزرا اور اہل قمورہ کو امان دے دی۔

زیادۃ اللہ کی روانگی طرابلس: جس وقت زیادۃ اللہ کو قمودہ تک ابو عبداللہ شیعی کے پہنچنے کی خبر موصول ہوئی۔ اپنا مال و اسباب لاد پھاند کر بقصد مشرق طرابلس چلا آیا اور ابو عبداللہ شیعی نے میدان خالی دیکھ کر افریقہ کی طرف رخ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش پر عروبہ بن یوسف اور حسن بن ابی خزر تھا ماہ رجب ۲۹۹ھ میں رقادہ پہنچا۔ اہل قیروان اس سے ملنے کے لئے آئے اور سب نے عبداللہ مہدی کو امارت و خلافت کی بیعت کی۔ جیسا کہ ہم ان کے حالات اور حکومت کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔

زیادۃ اللہ سترہ دن تک طرابلس میں قیام کر کے واپس ہوا اس کے ساتھ ابراہیم بن اغلب بھی تھا۔ چونکہ اس کی نسبت لوگوں نے زیادۃ اللہ سے یہ جڑ رکھا تھا کہ اس نے قیروان سے روانہ ہونے کے بعد اپنی حکومت و ریاست کی بناڈالنے کی فکر کی تھی۔ اس وجہ سے زیادۃ اللہ نے اس سے علیحدہ ہو کر مصر کی جانب کوچ کیا۔ رفتہ رفتہ مصر کے قریب پہنچا والی مصر عیسیٰ برشدی نے بلا اجازت خلیفہ شہر میں داخل نہ ہونے دیا آٹھ روز تک شہر سے باہر ٹھہرا رہا۔

بنو اغلب کا زوال: تب زیادۃ اللہ مجبور ہو کر ابن فرات وزیر خلیفہ مقتدر کی خدمت میں گیا اور شہر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔ وزارتِ پناہ نے تا صدور حکم خلافت مآب رقہ میں قیام کرنے کے لئے لکھ بھیجا ایک برس تک رقہ میں مقیم رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر کا فرمان صادر ہوا جس میں خلافت مآب نے زیادۃ اللہ کو افریقہ واپس جانے اور افریقہ میں خلافت عباسیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے نوشزی کو مالی اور فوجی مدد دینے کا حکم دیا تھا۔ چنانچہ زیادۃ اللہ رقہ سے مصر آیا۔ مصر پہنچ کر اسے طویل بیماری لاحق ہو گئی جس سے اس کے بال گر گئے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے زہر دیا گیا تھا۔ بہر کیف مصر سے اس نے بیت المقدس کی جانب کوچ کیا اور وہاں راہی ملک عدم ہو گیا اس کے مرنے سے تمام بنو اغلب متفرق اور منتشر ہو گئے اور ان کا دورِ حکومت منقطع ہو گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ واللہ سبحانہ تعالیٰ اعلم

باب: ۴۲

امارت صقلیہ

دولت بنوکلبی

حسن بن محمد بن ابی خزر کی معزولی: جس وقت عبیداللہ مہدی کو افریقہ پر قبضہ حاصل ہو گیا اس وقت اس نے صوبجات پر عمال مقرر کیے جزیرہ صقلیہ پر حسن بن محمد بن ابی خزر کو مقرر کیا جو کہ سرداران کتامہ میں سے ایک نامور شخص تھا حسن نے ۲۹۷ھ میں مع اپنی فوج کے مازر پہنچا۔ اپنے بھائی کو کبریت کا حاکم بنایا اور صقلیہ کے عہدۂ قضا پر اسحاق بن منہال کو مقرر کیا پھر ۲۹۸ھ میں دمشق پر حملہ آور ہوا اور اس کے گردونواح کو تاخت و تاراج کر کے واپس آیا۔ اہل صقلیہ کو اس کی بدخوئی اور ظلم کی شکایت پیدا ہوئی سب نے جمع ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

احمد بن قہرب: اس کے بعد انجام کا خیال کر کے عبیداللہ مہدی کی خدمت میں معذرت کی عرضداشت روانہ کی مہدی نے ان کی معذرت قبول کر لی اور احمد بن قہرب کو ان کا امیر مقرر کر کے روانہ کیا اس نے ایک سریہ سرزمین قلوریہ کی جانب بھیجا اس نے سریہ قلوریہ کو جی کھول کر پامال کیا اور بہت سا مال غنیمت اور قیدی لے کر واپس ہوا۔ ۳۰۰ھ میں اپنے بیٹے علی کو قلعہ طرمین جدید کی طرف روانہ کیا تا کہ اسے اہل صقلیہ کی آئندہ سرکشی اور بغاوت کے زمانہ میں اپنا مرکز بنائیں اس کا بیٹا چھ ماہ تک اس کا محاصرہ کیے رہا اس کے بعد اس کی فوج نے اس سے بغاوت کر دی اس کے خیموں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا اس کے قتل پر مستعد و آمادہ ہو گئے۔ اہل عرب نے اس فعل سے انہیں باز رکھا۔

احمد بن قہرب اور حسن ابی خزر کی جنگ: اس نے لوگوں کو خلیفہ مقتدر کی اطاعت کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کر لیا۔ مہدی کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا قلعہ کے برجوں پر خلافت عباسیہ کے پھریرے چڑھا دیئے گئے پھر اس نے جنگی کشتیوں کا ایک بیڑا افریقہ کی جانب روانہ کیا۔ مہدی کے بیڑے سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ مہدی کا امیرالبحر حسن ابی خزر تھا۔ احمد بن قہرب کے بیڑہ کو اس جنگ میں کامیابی حاصل ہوئی مہدی کا بیڑہ جلا دیا گیا اور حسن بن ابی خزر مارا ڈالا گیا کامیابی کے بعد احمد بن قہرب کا بیڑا اصفاقس کی جانب روانہ ہوا ساحل پر پہنچتے ہی اسے ویران و خراب کر ڈالا پھر یہاں سے روانہ ہو کر طرابلس میں لنگر زن ہوا رفتہ رفتہ اس کی خبر قائم بن مہدی تک پہنچی سن کر دم بخود ہو گیا پھر دارالخلافت بغداد سے

خلافت مآب کی خوشنودی کا فرمان خلعت اور پھریرے کے ساتھ صادر ہوا۔

احمد بن قہرب کا قتل: احمد بن قہرب مارے خوشی کے پھولے نہ سمایا۔ اس کے بعد ایک بیڑا قلوریہ کی طرف روانہ کیا تمام سرزمین قلوریہ میں لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ اس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ ایک دوسرا بیڑا افریقہ کی جانب بھیجا۔ اس معرکہ میں مہدی کے بیڑے کو کامیابی حاصل ہوئی۔ اس سے احمد بن قہرب کا شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا۔ اہل کبرکیت اس سے باغی ہو گئے۔ مہدی سے خط و کتابت کر کے سازش کر لی رفتہ رفتہ مادۂ بغاوت اتنا ترقی پزیر ہو گیا کہ آخر ۳۰۰ھ میں لوگوں نے احمد بن قہرب کو گرفتار کر کے مہدی کے پاس بھیج دیا مہدی نے حکم دیا کہ اسے اس کے خاص مصاحبین کے ساتھ حسن بن ابی خزر کی قبر پر لے جا کر قتل کر ڈالو چنانچہ ایسا ہی کیا گیا۔

ابو سعید بن احمد کا امارت صقلیہ پر تقرر: احمد بن قہرب کے قتل کے بعد مہدی نے صقلیہ کی حکومت پر ابو سعید بن احمد کو مقرر کیا اور کتامہ کی فوج اس کے رکاب میں روانہ کی چنانچہ ابو سعید نے براہ دریا صقلیہ کی جانب کوچ کیا۔ طرانبہ پہنچ کر قیام پزیر ہوا۔ اہل صقلیہ نے اس سے سرکشی کی قلعہ نشین ہو کر لڑنے لگے اہل کبرکیت اور طرانبہ والے بھی اہل صقلیہ کی دیکھا دیکھی بغاوت وسرکشی پر آمادہ ہو گئے باہم متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابو سعید نے اپنی مردانہ ہمت سے ان سب کو شکست دی اور اثناء جنگ میں ہزاروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اہل طرانبہ نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی ابو سعید نے امن دیا نگو اس کی شہر پناہ کے دروازوں کو توڑ ڈالا۔ مہدی کو ان واقعات کی خبر لگی تو اس نے ابو سعید کو اہل طرانبہ کی عفو تقصیر کا حکم روانہ کیا۔

سالم بن ارشد امیر صقلیہ: پھر مہدی نے ابو سعید کے بعد سالم بن ارشد کو صقلیہ کی حکومت مرحمت کی اور ۳۱۳ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ سالم نے دریا عبور کر کے سرزمین انکبروہ میں قدم رکھا اور جی کھول کر اسے تاخت و تاراج کیا متعدد قلعوں کو فتح کر کے واپس ہوا۔ پھر دوبارہ اسی سرزمین کی طرف قدم بڑھایا اور شہر اورنت کا مدتوں محاصرہ کئے رہا اہل اورنت موقع پا کر شہر خالی چھوڑ کر چلے گئے سالم بھی جو کچھ ہاتھ لگا اسے لے کر چلتا بنا غرض اہل صقلیہ ہمیشہ ان شہروں پر جو جزیرہ صقلیہ اور قلوریہ کے رومیوں کے قبضہ اقتدار میں تھے لوٹ مار اور قتل و غارت کرتے رہتے تھے اور اس کے گرد و نواح کو اپنے حملوں کی جولانگاہ بنائے رکھتے ہیں۔

فتح جنوہ: ۳۲۲ھ میں مہدی نے ایک فوج یعقوب بن اسحاق کی ماتحتی میں براہ دریا جنوہ کی جانب جہاد کی غرض سے روانہ کی یعقوب مردانہ وار سرزمین جنوہ میں داخل ہو کر اپنے پُرزور حملوں سے اہل جنوہ کو مجبور کر کے واپس ہوا پھر آئندہ سال مہدی نے ایک دوسرا لشکر جنوہ کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے شہر جنوہ کو فتح کر کے سردانیہ کی طرف قدم بڑھایا۔ سردانیہ کی چند کشتیاں جلا کر خاک سیاہ کر کے مظفر و منصور واپس ہوا۔

اہل کبرکیت کی بغاوت: ۳۲۵ھ میں اہل کبرکیت نے اپنے امیر سالم بن راشد سے بغاوت کی اور اس کی فوج سے معرکہ آرا ہوئے۔ سالم بذاتہ ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اہل کبرکیت کو سالم نے شکست دی اور اس کا اس کے شہر میں محاصرہ کر لیا اس نے قائم سے امداد کی درخواست کی قائم نے خلیل بن اسحاق کی افسری میں اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں جس وقت خلیل صقلیہ وارد ہوا۔ اہل صقلیہ نے سالم بن راشد کی شکایتیں پیش کیں عورتیں بچے اور

بوڑھے فضل ورحم کے خواستگار ہوئے۔ اہل کبرکیت اور اہل صقلیہ نے بھی اسی قسم کی درخواستیں گزاریں خلیل کا دل ان لوگوں کی فریاد اور شکایتوں سے بھر آیا۔ سالم کو کسی ذریعہ سے ان واقعات کی خبر لگ گئی اس نے حکمت عملی سے ان لوگوں کو یہ سمجھایا کہ خلیل تم لوگوں سے تمہاری دلیری کا انتقام لینے آیا ہے جو تم لوگوں نے شاہی لشکر کے ساتھ کیا ہے۔

اہل صقلیہ کی سرکشی: اہل صقلیہ یہ سنتے ہی پھر بغاوت پر آمادہ ہوگئے اور وہی ہنگامہ بغاوت وسرکشی دوبارہ گرم کرنے پر تل گئے۔ اسی اثناء میں خلیل نے شہر کبرکیت کے گھاٹ پر ایک جدید شہر موسوم بہ خالصہ کے تعمیر کی بناڈالی اس سے اہل شہر کو سالم کے کہنے کا یقین ہو گیا جنگ پر تیار ہو گئے۔ خلیل نے ان لوگوں سے جنگ کرنے کی غرض سے نصف ۳۲۶ھ میں کوچ کیا آٹھ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا روزانہ جنگ کرتا رہا۔ یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا اور وہ محاصرہ اٹھا کر خالصہ چلا آیا واپسی کے بعد اہل صقلیہ نے پھر مخالفت پر کمر باندھی۔ اِدھر اہل صقلیہ نے بادشاہ قسطنطنیہ سے امداد کی درخواست کی بادشاہ قسطنطنیہ نے فوجی اور مالی مدد دی اُدھر قائم کو مدد کے لئے لکھ بھیجا قائم نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

خلیل بن اسحاق: پس خلیل نے ...ثور اور قلعہ بلوط کو فتح کر کے قلعہ بلاطنور پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۲۷ھ ختم ہو گیا خلیل نے قلعہ بلاطنور سے محاصرہ اٹھا... کبرکیت کو جا گھیرا اور اپنی فوج کے ایک حصہ کو ابی خلف بن ہارون کی افسری میں محاصرہ پر چھوڑ کر کوچ کیا اس محاصرہ کا سلسلہ ۹...ھ تک قائم رہا۔ اکثر اہل شہر طویل محاصرہ اور روزانہ جنگ سے گھبرا کر روم کی طرف بھاگ گئے۔ باقی ماندگان نے امن کی درخو...ت کی ابی خلف نے قلعہ حوالہ کر دینے کی شرط پر اہل شہر کو امان دی مگر جس وقت اہل شہر نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور ا...ابی خلف کے حوالہ کر دیا اس وقت ابی خلف نے ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی جس سے گردونواح کے تمام قلعہ والے کانپ اٹھے اور جان کے ڈر سے سب نے اطاعت قبول کی۔ خلیل آخر ۳۲۹ھ میں افریقہ کی جانب واپس ہوا اس کے ہمراہ علیحدہ ایک ...میں بہت سے سرداران اہل کبرکیت بھی افریقہ کی طرف روانہ کئے گئے۔ خلیل نے کچھ راستہ طے کرنے کے بعد کشتی کو ڈبو دینے کا اشارہ کر دیا جس سے یہ سب کے سب ڈوب کر مر گئے۔

حسن بن ابی الحسن کلبی کا امارت صقلیہ پر تقرر: خلیل کے بعد صقلیہ کی زمام حکومت عطاف ازدی کو مرحمت ہوئی پھر ابویزید کا جھگڑا پیش آ گیا قائم اور منصور اس کے رفع کرنے میں مصروف ومشغول ہوئے یہاں تک کہ ابویزید کا فتنہ ختم ہو گیا تب منصور نے صقلیہ کی حکومت پر حسن بن ابی الحسن کلبی کو جو کہ اس کا پروردہ اور ساختہ اور اس کے نامی سرداروں میں سے تھا مامور کیا اور اس کی کنیت ابوالغنائم تھی، ارکین دولت داعیان سلطنت اسے عزت کی آنکھوں سے دیکھتے تھے۔ ابویزید کی مدافعت میں اس نے بڑے بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اس کی گورنری کا سبب یہ ہوا کہ اہل ملیرم نے عطاف ازدی کو اس کی کمزوری طبیعت کی وجہ سے بے حد دبا لیا تھا اور دشمنان اسلام نے اس کی معذوری اور اہل شہر کی سرکشی کے باعث اہل شہر کو کمزور کر رکھا تھا ان وجوہ سے اہل شہر ملیرم نے ۳۲۹ھ میں عیدالفطر کے دن عطاف پر حملہ کیا۔ اس بغاوت وشورش کے بانی مبانی اہل ملیرم میں بنو الطیر ہوئے تھے۔ عطاف کسی صورت سے اپنی جان بچا کر قلعہ میں پناہ گزین ہو گیا اور منصور کی خدمت میں ان واقعات کی اطلاع کر کے امداد واعانت کا خواستگار ہوا۔ منصور نے حسن بن علی مذکور کو صقلیہ کی سند حکومت

مرحمت فرمائی۔

حسن بن ابی الحسن اور بنوالطیر: چنانچہ حسن سامان سفر درست کر کے براہ دریا ماذر کی طرف روانہ ہوا۔ ساحل ماذر پر پہنچ کر لنگر زن ہوا۔ اہل ماذر میں سے کوئی شخص برسر مقابلہ نہ آیا رات کے وقت اہل کتامہ کی ایک جماعت ملنے کے لئے آئی اور معذرت کی کہ ہم لوگ بنوالطیر کے خوف سے دن کو نہیں آسکے۔ بنوالطیر نے جاسوسوں کو حسن کی خبر گیری پر مقرر کیا۔ ان لوگوں نے واپس ہو کر بنوالطیر کو حسن کے جلال وشوکت اور کثرت فوج سے ڈرایا اور انہیں حسن سے ملنے اور معذرت کرنے پر تیار کیا بنوالطیر اسی ادھیڑ بُن میں پڑے ہوئے تھے کہ حسن اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شہر میں گھس پڑا حاکم شہر اور عمال ملنے کے لئے آئے بنوالطیر کو اس سے ایک گونہ اضطراب پیدا ہوا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اتنے میں ان کا سردار اسماعیل ان لوگوں کے پاس آ گیا اور جو لوگ ان لوگوں سے منحرف ہو گئے تھے وہ بھی اس سے آ ملے ایک خاصہ گروہ جمع ہو گیا۔

حسن کے خلاف سازش: اسماعیل نے اس خیال سے کہ حسن اپنے خادم کو سزا نہ دے گا اور اس سے اہل شہر برانگیختہ اور بددل ہو جائیں گے۔ یہ چال چلا کہ اپنے کسی غلام سے حسن کے ایک غلام پر یہ دعویٰ کر دیا کہ کل آپ کا فلاں غلام میری بیوی کو غیر مشروع فعل کرنے پر مجبور کر رہا تھا۔ حسن اس چال کو تاڑ گیا۔ مدعی کو طلب کر کے اس دعویٰ پر قسم کھلوائی اور ثبوت لینے کے بعد اپنے خادم کو کما حقہ سزا دی۔ عوام الناس اس انصاف سے بے حد خوش ہوئے۔ طیری اور اس کے ہمراہیوں سے علیحدہ ہو گئے اس سے اسماعیل کا گروہ ٹوٹ گیا۔ بنوالطیر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ حسن نے خوشی اور خوش اسلوبی سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور عمدگی کے ساتھ نظم ونسق کرنے لگا۔ رومیوں نے اس کے رعب وداب سے متاثر ہو کر تین برس کا جزیہ ادا کر دیا۔

حسن کی فتوحات: ان واقعات کے بعد بادشاہ روم نے ایک بطریق کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ براہ دریا صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ یہ بطریق اور سردوغرس جمع ہو کر صقلیہ پر حملہ آور ہوئے۔ حسن نے منصور کو اس سے مطلع کر کے امداد کی درخواست کی منصور نے سات ہزار سوار اور ساڑھے تین ہزار پیادوں کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ حسن نے اپنی فوج کو چاروں طرف سے جمع کر کے دریا اور خشکی کی طرف سے روک تھام کی غرض سے کوچ کیا اور سرزمین قلوریہ کی طرف متعدد سرایا بھیجے ابراجہ پہنچ کر پڑاؤ کر دیا اور چاروں طرف سے اس کا محاصرہ کر لیا۔ رومی یہ خبر پا کر چڑھ آئے مگر اپنی فتحیابی سے مایوس ہو کر تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔

یوم عرفہ: اس کے بعد حسن نے رومیوں کے ایک قلعے پر فوج کشی کی۔ رومی بلا جنگ وجدال قلعہ چھوڑ کر بھاگ گئے۔ پھر حسن نے قلعہ فیشانہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ایک ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر اہل قلعہ نے جزیہ اور تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ حسن اپنی جنگی کشتیوں کے بیڑے کے ساتھ مسینی چلا آیا اور موسم سرما ختم ہونے تک وہیں مقیم رہا۔ اسی مقام پر منصور کا قلوریہ کی جانب واپسی کا فرمان صادر ہوا چنانچہ حسن نے دریا کو خراجہ کی جانب سے عبور کیا رومی اور سردوغرس مقابلہ پر آیا حسن نے انہیں شکست دے کر مال غنیمت سے اپنے لشکریوں کو مالا مال کر دیا یہ واقعہ یوم عرفہ ۳۴۰ھ کا ہے اس

کے بعد خراجہ پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ بادشاہ روم قسطنطین نے زر نقد دے کر مصالحت کر لی۔ حسن ربو کی جانب واپس ہوا۔ ربو پہنچ کر وسط شہر میں ایک مسجد بنوائی اور رومیوں سے یہ شرط کر لی کہ رومیوں میں سے کوئی شخص آئندہ کسی قسم کا مسجد سے تعارض نہ کرے اور قیدیوں میں سے جو شخص اس میں داخل ہو وہ مامون سمجھا جائے۔

محاصرہ رمطہ: منصور کے مرنے پر اس کا بیٹا معز حکومت پر متمکن ہوا حسن نے صقلیہ پر اپنے بیٹے احمد کو مقرر کر کے معز کی طرف کوچ کیا۔ معز نے احمد کو لکھ بھیجا کہ صقلیہ میں جس قدر رومیوں کے قلعے باقی رہ گئے انہیں بہت جلد فتح کر لو۔ احمد نے اس حکم کے مطابق رومیوں کے مقبوضہ قلعوں پر جہاد کیا ۵۱ھ میں طربین وغیرہ کو فتح کر کے رمطہ کی طرف بڑھا۔ مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہا۔ قسطنطنیہ سے چالیس ہزار فوج اس کی حمایت واعانت کے لئے آئی۔ احمد نے بھی معز سے امداد طلب کی معز نے بہت سامال واسباب اور ایک عظیم لشکر اس کے باپ حسن کے ساتھ اس کی کمک پر روانہ کیا۔ رومیوں کا امدادلشکر مسینہ کے گھاٹ پر اترا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے رمطہ پر یلغار کیا۔ زمانہ حصار میں لشکر اسلام کا سردار حسن بن عمار اور حسن بن علی کا بیٹا تھا رومیوں نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔

جنگ مجاز: رمطہ اس وقت نقطہ کی طرح دو دائروں سے گھرا ہوا تھا۔ رمطہ کو اسلامی لشکر محاصرہ میں لئے ہوئے تھا اور اسلامی لشکر پر رومی فوجیں محاصرہ ڈالے ہوئے تھیں۔ ادھر اہل شہر' شہر پناہ کا دروازہ کھول کر مسلمانوں کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اُدھر رومیوں نے باہر سے عساکر اسلامیہ پر دھاوا کیا مسلمانوں پر یہ وقت نہایت آزمائش اور امتحان کا تھا پہلے سب نے مرنے اور مر جانے کا عہد و پیمان کیا اس کے بعد مجموعی قوت سے رومیوں پر دھاوا کیا پہلے ہی حملہ میں رومیوں کے سپہ سالار مینویل کے گھوڑے کو مار گرا دیا۔ مینویل سنبھل نہ سکا زمین پر آ رہا۔ ایک سپاہی نے پہنچ کر سر اُتار لیا اس کے ساتھ بطریقوں کا ایک گروہ مارا گیا لشکر شکست کھا کر بھاگا لشکر اسلام کی غارت گری کرتا ہوا تعاقب میں بڑھا مال غنیمت اور قیدیوں سے مالا مال ہو گیا۔ رومیوں کی شکست کے بعد مسلمانوں نے بزور تیغ رمطہ کو فتح کر لیا اور جو کچھ اس میں تھا سب کو لوٹ لیا رومیوں کا بقیہ گروہ صقلیہ اور جزیرہ رفق کی کشتیوں پر سوار ہو کر روم کی طرف بھاگا۔ امیر احمد نے اپنے بیڑے کو تعاقب کا حکم دیا اور خود ایک کشتی پر سوار ہو کر رومیوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ زیادہ مسافت طے نہ ہوئی تھی کہ رومی کشتیوں کو مسلمانوں نے گرفتار کر کے جلا دیا۔ عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت ماری گئی اس واقعہ کو جنگ مجاز کے نام سے موسوم کرتے ہیں ۳۵۳ھ میں لڑائی ہوئی تھی یف کے ایک ہزار نامی سردار اور ایک سو بطریق گرفتار کئے گئے تھے عام قیدیوں کا کوئی شمار نہ تھا مال غنیمت کی کوئی حد نہ تھی۔

امیر احمد بن حسن: امیر احمد ان سب کو لئے ہوئے شہر بلیرم پہنچا۔ صقلیہ میں اس کی خبر لگی تو حسن جوش مسرت میں استقبال کے لئے نکلا اثناء راہ میں فرط مسرت سے بخار آ گیا اور اسی حالت میں جان بحق تسلیم کر دی۔ مسلمانوں کو حسن کی اس شادی مرگ سے بے حد ملال ہوا مگر چارہ کار ہی کیا تھا صبر و شکر کر کے اہل صقلیہ نے بالاتفاق اس کے بیٹے احمد کو اس کا جانشین بنایا۔ اس جانشینی کے بعد معز نے اہل صقلیہ کی حکومت پر یعیش (حسن کے غلام) کو مقرر کیا اس سے حکومت وامارت کا بار نہ اٹھ سکا کتامہ اور دوسرے قبائل میں لڑائی جھگڑا شروع ہو گیا جو اس کے دبانے سے نہ دب سکا روز بروز بڑھتا گیا۔ رفتہ رفتہ اس کی

خبر معز تک پہنچی تو اس نے صقلیہ کی گورنری پر ابوالقاسم علی بن حسن کو اس کے بھائی احمد کی نہایت میں متعین کیا پھر ۳۵۹ھ میں احمد نے طرابلس میں وفات پائی۔

ابوالقاسم علی بن حسن: اس کا بھائی ابوالقاسم علی مستقل طور سے حکمران ہو گیا۔ یہ زندہ دل اور نیک سیرت شخص تھا۔ ۳۷۹ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ بادشاہ فرانس نے ابوالقاسم پر فوج کشی کی قلعہ رمطہ پر محاصرہ ڈالا اور اسے مسلمانوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ اس واقعہ میں عساکر اسلامیہ کو نقصان اٹھانا پڑا۔ امیر ابوالقاسم یہ خبر پا کر شاہ فرانس کے مقابلے کے ارادے سے ملیرم سے روانہ ہوا۔ جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا ابوالقاسم بلا جنگ وجدال لوٹ کھڑا ہوا۔ فرانسیسی فوجیں اپنے جنگی بیڑے سے امیر ابوالقاسم کی واپسی دیکھ رہی تھیں فوراً بادشاہ بردویل کو اس سے مطلع کیا بادشاہ بردویل نے تعاقب کا حکم دے دیا۔ چنانچہ بہت تیزی سے مسافت طے کر امیر ابوالقاسم کو جا کر گھیر لیا سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ امیر ابوالقاسم شہید ہو گیا۔ مسلمانوں کو اس سے بہت صدمہ ہوا۔ مگر پھر مرنے پر کمر بستہ ہو کر فرانسیسیوں سے مقابل ہوئے اور لڑ کر انہیں بہت بری طور سے شکست دی۔ بردویل بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر اپنے خیمہ میں پہنچا اور کشتی پر سوار ہو کر رومیہ کی طرف روانہ ہو گیا۔

مسلمانوں نے امیر ابوالقاسم کے بعد اس کے بیٹے جابر کو امارت کی کرسی پر متمکن کیا جابر نے اسی وقت لشکر اسلام کو واپسی کا حکم دیا مال غنیمت کی فراہمی کی جانب ابھی توجہ نہ کی۔

امیر ابوالقاسم نے ساڑھے برس حکمرانی کی۔ عادل' نیک سیرت اور ہوشیار شخص تھا۔

جب اس کا چچازاد بھائی جعفر بن محمد بن علی بن ابوالحسن جو کہ عزیز کے وزیروں اور مصاحبوں میں سے تھا حکمران ہوا تو کل بدنظمیاں رفع دفع ہو گئیں۔ فتنہ وفساد فرو ہو گیا۔ یہ شخص علم دوست اور اہل علم کا قدرداں تھا ۳۷۵ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بھائی عبداللہ اس کی جگہ حکمران ہوا اس نے اپنے مرحوم بھائی کی روش اختیار کی۔ ۳۷۹ھ میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کا بیٹا ثقۃ الدولہ ابوالفتوح یوسف بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابوالحسن کرسی حکومت پر رونق افروز ہوا اپنے گزشتہ بزرگوں کا رویہ اختیار کیا انہیں کے قدم بقدم چلتا رہا یہاں تک کہ ۳۸۸ھ میں بعارضہ فالج مبتلا ہوا بدن کا نصف حصہ بائیں جانب والا نقل وحرکت سے بے کار ہو گیا۔

تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف: اس کے بیٹے تاج الدولہ جعفر بن ثقۃ الدولہ یوسف نے عنان حکومت اپنے قبضہ اقتدار میں لی۔ نہایت خوبی اور خوش اسلوبی سے حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے بھائی علی نے ۴۰۵ھ میں بربریوں اور غلاموں سے سازش کر کے مخالفت کا علم بلند کیا۔ تاج الدولہ نے یہ خبر پا کر اس کی سرکوبی پر کمر باندھی دونوں بھائیوں میں خوب خوب لڑائیاں ہوئیں آخرکار تاج الدولہ کو فتح نصیب ہوئی۔ علی مارا گیا۔ بربری اور غلام نکال باہر کیے گئے فتنہ وفساد و بغاوت کا مادہ منقطع ہو گیا۔ چند روز بعد پھر اس کی حکومت میں خلل پیدا ہو گیا اس کا کاتب (سیکرٹری) اور اس کا وزیر حسن بن محمد باغانی اس فساد و بغاوت کا بانی تھا اس نے عوام الناس کو تاج الدولہ کے خلاف ابھار کر بغاوت کا علم بلند کیا اور شاہی قصر کا محاصرہ کر لیا۔ تاج الدولہ نے ہنگامہ فرو کرنے کی غرض سے ابوالفتوح ثقۃ الدولہ کو پالکی میں سوار کرا کے محل سے باہر نکالا ثقۃ الدولہ نے ان لوگوں کو نرمی سے مخاطب کیا اس سے ان کا جوش فرو ہو گیا۔

اسد الدولہ اکحل: ثقۃ الدولہ نے باغانی کو گرفتار کر کے بلوائیوں کے حوالہ کر دیا ان لوگوں نے اسے اور اس کے پوتے ابو رافع کو مار ڈالا اور اسکے بیٹے جعفر کو معزول کر کے ابن جعفر کو ۴۱۰ھ میں حکمرانی کی کرسی پر متمکن کیا اس نے اسد الدولہ بن تاج الدولہ کا خطاب اختیار کیا ''اکحل'' کے نام سے معروف و مشہور تھا۔ جعفر نے معزولی کے بعد مصر کا راستہ لیا۔ اکحل کے حکمران ہوتے ہی فتنہ و فساد جاتا رہا۔ نظم حکومت جیسا کہ چاہئے تھا درست ہو گیا۔ اس نے امور سلطنت کے سیاہ و سفید کرنے کا اختیار اپنے بیٹے جعفر کو دے دیا تھا جو چاہتا تھا۔ اس نے کج ادائی اور ظلم کا برتاؤ شروع کر دیا۔

امیر اکحل کا قتل: اہل صقلیہ کو ہر امر میں دبانے اور اہل افریقہ کو ان کے مقابلہ میں بڑھانے لگا۔ لوگوں کو اس سے شکایت کا موقع مل گیا۔ معز والیٔ قیروان کی خدمت میں وفود (ڈیپوٹیشن) بھیجے اور اس کی شکایت کی اور اس کی حکومت و امارت کی اطاعت کا اظہار کر دیا معز نے کشتیوں کا ایک بیڑا جس میں تین سو سوار تھے اپنے بیٹوں عبداللہ اور ایوب کی ماتحتی میں صقلیہ کی جانب روانہ کیا۔ اہل صقلیہ نے ان کے ہمراہ ہو کر اپنے امیر اکحل کا محاصرہ کر لیا اور اسے قتل کر کے سر اتار کر ۴۱۷ھ میں معز کے پاس بھیج دیا۔

صمصام بن تاج الدولہ: تھوڑے دن کے بعد اہل صقلیہ کو اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی رفع ندامت کی غرض سے سب کے سب جمع ہو کر اہل افریقہ پر ٹوٹ پڑے ان میں سے تقریباً تین سو آدمیوں کو مار ڈالا۔ باقی ماندگان کو اپنے ملک سے نکال باہر کیا اور صمصام برادر اکحل کو اپنا امیر بنا لیا۔ نظام السلطنت پھر درہم برہم ہو گیا۔ بازاری اوباش شرفاء اور امراء پر غالب ہو گئے۔ اہل بلیرم یہ دیکھ کر اٹھ کھڑے ہوئے اور صمصام کو معزول اور اپنے شہر سے نکال کر سرداران لشکر سے ابن الثمنہ نامی ایک شخص کو اپنا امیر و سردار بنایا۔ اس نے ''القادر باللہ'' کا لقب اختیار کیا۔

عبداللہ بن اکحل کا قتل: اس واقعہ سے قبل مازر میں اکحل کا بیٹا عبداللہ مستقل طور سے حکمران ہو گیا تھا مگر ابن الثمنہ نے عنان حکومت پر قابض ہوتے ہی ابن اکحل (عبداللہ) کو مغلوب کر دیا اور بہ حکمت عملی اسے قتل کر کے جزیرہ کی حکومت پر استقلال کے ساتھ قابض ہو گیا یہاں تک کہ یہ جزیرہ اس کے قبضہ سے نکال لیا گیا۔

ابن الثمنہ اور میمونہ بنت جراس: ابن الثمنہ نے صقلیہ کی حکومت پر مستقل طور پر متمکن ہونے کے بعد میمونہ بنت جراس سے نکاح کیا پھر اس سے کسی معاملہ میں مشتبہ و مشکوک ہو گیا زہر دے دیا مگر کچھ سوچ سمجھ کر طبیبوں کو طلب کر کے معالجہ کرایا۔ صحت یاب ہو گئی ابن الثمنہ نے میمونہ سے معذرت کی خود کردہ پر پریشان ہوا میمونہ نے معذرت قبول کر لی اور اپنے بھائی سے ملنے کی غرض سے قصریانہ جانے کی اجازت طلب کی۔ ابن الثمنہ نے اجازت دے دی۔ میمونہ نے اپنے بھائی کے پاس پہنچ کر تمام واقعات بتلائے۔ اس کے بھائی نے میمونہ کے نہ بھیجنے کی قسم کھائی اس سے ابن جراس (میمونہ کے بھائی) اور ابن الثمنہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ رفتہ رفتہ لڑائی کی نوبت پہنچی ابن الثمنہ کو شکست ہوئی بھاگ کر رومیوں کے پاس پہنچا اور ان سے امداد کا خواہاں ہوا۔ قمص اور جاز بن نبقر بن جزہ اپنے سات بھائیوں اور فرانس کے ایک گروہ کے ساتھ صقلیہ کی طرف آیا۔ ابن الثمنہ نے ان لوگوں سے صقلیہ پر قبضہ دلا دینے کا اقرار کیا سب نے پہلے قصریانہ پر چڑھائی کی۔ ابن جراس اس سے مطلع ہو کر مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ابن الثمنہ شکست کھا کر افریقہ میں عمر بن خلف بن کی کے پاس چلا آیا تونس میں

قیام اختیار کیا اور اس کے عہدہ قضاء کا متولی ہوا۔

امارت کلبی کا زوال: اس وقت سے رومیوں نے صقلیہ کے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کیا آہستہ آہستہ تمام شہروں اور مشہور مقامات پر قابض ہو گئے صرف قلعے اور دشوار گزار گھاٹیاں باقی رہ گئیں۔ آخر کار ۴۶۴ھ میں ابن جراس اہل عیال اور مال کے ساتھ بصلح وامان قلعوں کو دشمنوں کے حوالہ کر کے نکل کھڑا ہوا اور زجار نے سب پر قبضہ کر لیا۔ ابن جراس کے نکلتے ہی کلمۃ الاسلام اس ملک سے منقطع ہو گیا اور حکومت کلبیین کا خاتمہ ہو گیا۔ پچانوے برس کی مدت میں ان دس شخصوں نے حکومت کی۔

زجار قلعہ یلطو سرزمین قلعہ قلوریہ میں ۴۹۴ھ میں مر گیا۔ اس کا بیٹا زجار ثانی حکمران ہوا اس کا دورِ حکومت طول و طویل گزرا۔ اسی کے لئے شریف ابوعبداللہ ادریسی اپنی کتاب تربتہ المشارق اخبار فی الآفاق تالیف کی اور بنظر شہرت قصار زجار کے نام سے موسوم کیا۔ واللہ مقدر اللیل والنہار۔

امارت جزیرہ اقریطش دولت بنو بلوطی: جزیرہ اقریطش (کریٹ) بحر روم کے جزائر میں سے ایک جزیرہ صقلیہ اور قبرس کے درمیان اسکندریہ کے مقابلے پر واقع ہے۔ قرطبہ کے غربی شہر پناہ کی دیوار کے نیچے کے رہنے والوں نے اس جزیرہ کو آباد کیا تھا۔ ان لوگوں کا محلہ حکم ابن ہشام کے قصر سے متصل تھا۔ ان لوگوں نے ۲۰۲ھ میں بغاوت کی۔ حکم نے ان کی سرکوبی کی جانب توجہ کی چنانچہ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی حکم نے ان کے محلہ کو مسمار و منہدم کرا دیا۔ ان کی مسجدیں ویران کر دیں اور باقی ماندگان کو قرطبہ سے جلاوطن کر کے سرحد کی جانب نکال دیا۔ یہ لوگ فاص وغیرہ میں مقیم ہوئے اور کچھ جلاوطنوں نے اسکندریہ کا راستہ لیا۔ اسکندریہ میں پہنچ کر متفرق طور پر یہ لوگ قیام پزیر ہو گئے۔

ابوحفص بلوطی: کچھ روز بعد ان میں سے ایک شخص اسکندریہ کے ایک بازاری شخص سے لڑ پڑا باہم گتھ گئے۔ اس شخص نے کسی طرح اپنے کو چھڑا کر اپنے ہم وطنوں سے جا کر فریاد کی وہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے چنانچہ اکثر اہل شہر کو لوٹ لیا۔ باقی ماندگان اہل شہر کو نکال کر ناکہ بندی کر لی اور ابوحفص عمر بن شعیب بلوطی معروف بہ ابوالفیض نامی ایک شخص کو اپنا امیر بنایا۔ ان دنوں مصر کی گورنری پر عبداللہ بن طاہر تھا یہ خبریں پا کر فوجیں آراستہ کر کے باغیان اسکندریہ پر حملہ آور ہوا اور ہر چہار طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ بالآخر ان لوگوں نے امن کی درخواست کی عبداللہ نے انہیں امان دی مگر اسکندریہ سے نکال کر جزیرہ اقریطش کی جانب بھیج دیا۔ پس ان لوگوں نے اس غیر آباد جزیرے کو آباد کیا اس وقت ان کا امیر و سردار ابوحفص ہوطی تھا۔ اس کے بعد اس کی اولاد تقریباً ایک سو برس یا کہ اس سے کچھ زائد تک حکمراں رہی یہاں تک کہ ارمانوس بن قسطنطین بادشاہ قسطنطنیہ نے اس کی اولاد میں سے عبدالعزیز بن شعیب کے قبضہ سے جزیرہ کو ۳۰۵ھ میں نکال لیا اور مسلمانوں کو یہاں سے جلاء وطن کر دیا۔ واللہ یعیدہ الکرۃ و ھذاھب آثار الکفرۃ واللہ سبحان وتعالیٰ اعلم الصواب۔

باب: ۴۳

امارت یمن و دول اسلامیہ

عہدِ نبوی میں یمن کے حالات: ہم اوپر اخبار نبویہ کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں کہ ملک یمن دائرہ حکومت اسلامیہ میں یوں داخل ہوا تھا کہ اس کا گورنر باذان جو کسرائے فارس کی جانب سے یہاں کا حکمران تھا دعوت اسلامیہ میں شامل ہوا اس کے اسلام لانے سے اہل یمن بھی علم اسلام کے مطیع اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے باذان کو یمن اور اس کے تمام گرد نواح کی حکومت عطا فرمائی باذان کا دارالحکومت صنعا تھا جو کسی زمانہ میں ملوک تبابعہ کے دارالسلطنت ہونے کا اعزاز رکھتا تھا۔

شہر بان باذان کا قتل: جب حجۃ الوداع کے بعد باذان نے وفات پائی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کو ان صوبوں پر منقسم فرمایا جن پر اس سے پیشتر تقسیم تھا اور صنعاء کی عنان حکومت شہر بان بن باذان کو مرحمت فرمائی۔ اسکے بعد ہم نے اسود عنسی کے حالات تحریر کیے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ کیوں کر اس نے عمال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یمن سے نکال دیا تھا اور صنعاء پر حملہ کر کے اس پر قابض ہو گیا تھا اور شہر بان بن باذان کو قتل کر کے اس کی بیوی کو اپنی زوجیت میں داخل کر لیا تھا اور یمن کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا۔

اسود عنسی: اس سے اکثر اہل یمن مذہب اسلام سے پھر گئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب اور عمال اور ان لوگوں کے پاس خطوط روانہ کیے جو مذہب اسلام پر ثابت قدم رہ گئے تھے ان لوگوں نے زوجہ شہر بان باذان سے جسے اسود عنسی نے اپنی بیوی بنا لیا تھا اسود عنسی کے معاملہ میں اس کے چچا زاد بھائی فیروز کے ذریعہ سازش کر لی۔ اس مہم بالسان امر کا منتظم قیس بن عبد یغوث مرادی ہوا تھا اس نے اور فیروز نے اس کی بیوی کی اجازت سے (زوجہ شہر بان بن باذان) اس کے گھر میں گھس کر مار ڈالا اس کے مارے جانے سے عمال نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صوبہ جات پر پھر حکمرانی کرنے لگے یہ واقعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چند روز پیشتر واقع ہوا تھا۔ قیس نے صنعا پر قبضہ کر لیا اور اسود کے بقیۃ السیف لشکر کو جمع کر کے اپنی فوج درست کر لی۔

مہاجر بن امیہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے یمن کی حکومت پر فیروز کو مامور کیا اور لوگوں کو اس کی اطاعت کا حکم دیا اس سے اور قیس بن مکشوح سے معرکہ آرائی ہوئی' اس نے اسے ہزیمت دی۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے

مہاجر بن امیہ کو یمن کی عنان حکومت عطا کی اس نے یمن کے مرتدین سے لڑائی کی اور اسی طرح عکرمہ بن ابی جہل نے کیا۔ پھر عبیداللہ بن عباس اور ان کے بھائی عبداللہ بن عباس مامور کئے گئے اس کے بعد معاویہ نے صنعا پر فیروز دیلمی کو متعین کیا۔ ۵۳ھ میں اس نے وفات پائی پھر عبدالملک نے یمن کو حجاج کی گورنری میں شامل کر دیا جب کہ اسے ۷۲ھ میں جنگ عبداللہ بن زبیر پر روانہ کیا تھا پھر جب دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا تو سفاح نے اپنے چچا داؤد بن علی کو یمن کی حکومت پر مامور کیا۔

محمد بن یزید بن عبیداللہ: جب ۱۲۳ھ میں اس نے وفات پائی تو اس کی جگہ محمد بن یزید بن عبیداللہ بن عبدالملک بن عبدالدار حکمران ہوا غرض تاجداران دولت عباسیہ کی جانب سے یمن پر یکے بعد دیگرے گورنر حکمرانی کرتے رہے اور یہ لوگ صنعاء کو اپنا دارالحکومت بنائے رہے یہاں تک کہ مامون کی خلافت کا زمانہ آ گیا اور ممالک اسلامیہ کے اطراف و جوانب میں طالبیوں کے ایلچیوں کا ظہور ہوا اور عراق میں بنوشیبان میں سے ابوالسرایا نے محمد بن ابراہیم طباطبا بن اسماعیل بن ابراہیم برادر مہدی النفس الزکیہ محمد بن عبداللہ بن حسن کی امارت کی بیعت کی۔ اس وقت امن عامہ میں خلل پڑ گیا اور طالبیوں نے اپنے عمال کو ہر چہار طرف پھیلا دیا پھر یہ مارا گیا اور حجاز میں محمد بن جعفر صادق کی امارت کی بیعت لی گئی۔

ابراہیم بن موسیٰ کاظم: یمن میں ابراہیم بن موسیٰ کاظم نے ۲۰۰ھ میں حکومت کا دعویٰ کیا مگر کامیاب نہ ہوا چونکہ ابراہیم ظالم اور خونریز تھا ''جزار'' کے لقب سے ملقب تھا خلیفہ مامون نے شاہی فوجیں یمن کی بغاوت فرو کرنے کے لئے روانہ کیں چنانچہ اس نے یمن کے تمام گردنواح کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا نامی نامی رئیسوں اور سرداروں کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ بغاوت و سرکشی کا مادہ منقطع ہو گیا امن و امان کی منادی پھر گئی جیسا کہ ہم آئندہ بیان کریں گے۔

محمد بن زیاد: جب سرداران یمن جن میں محمد بن زیاد بھی تھا جو کہ عبداللہ بن زیاد بن ابی سفیان کے اولاد سے تھا بطور وفد دارالخلافت بغداد میں خلیفہ مامون کی خدمت میں حاضر ہوئے خلافت مآب ان لوگوں کے ساتھ انتہائی لطف و عنایت سے پیش آئے اور زیاد کو علویوں کے ہاتھ سے یمن کے بچانے کی خدمت سپرد کی چنانچہ سند حکومت عطا فرما کر زیاد کو یمن کی جانب واپس کیا۔ زیاد ۲۰۳ھ میں وارد یمن ہوا اور تہامہ یمن کو بزور تیغ فتح کیا یہ وہ شہر ہے جو کہ ساحل غربی بحر عرب پر واقع ہے زیادہ نے یہاں پر ایک شہر زبید نامی آباد کرنے کی بنیاد ڈالی اور تعمیر اور آباد ہونے کے بعد اسے اپنے دارالحکومت ہونے کی عزت دی اپنے غلام جعفر کو جبال کی حکومت پر مامور کیا۔ تہامہ کو اس دلیر نے متعدد لڑائیوں کے بعد عرب سے فتح کیا تھا اور عرب تہامہ سے یہ شرط کر لی تھی کہ وہ آئندہ خیل پر سوار نہ ہوں گے۔ نہایت قلیل مدت میں اس نے پورے ملک یمن پر تصرف اور قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ صوبہ جات حضر موت، شحر اور دیار کندہ اس کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے حکومت و سلطنت میں اس کا رتبہ ملوک تبابعہ کے ہم پلہ تھا۔

بنو جعفر حمیری: صنعاء دارالحکومت یمن میں بقیہ ملوک تبابعہ میں سے بنو جعفر حمیری زیر اثر حکومت دولت عباسیہ حکمرانی کر رہے تھے صنعاء کے علاوہ سجان الجران اور حرش میں بھی انہی کی حکومت کا جھنڈا گڑا ہوا تھا۔ بنو جعفر کا بھائی اسعد بن یعفر اس کے بعد اس کا بھائی حکومت کر رہا تھا ان لوگوں نے محمد بن زیاد کے علم حکومت کے آگے اپنا سرنگوں کر لیا اس کے بعد اس کا بیٹا

ابراہیم پھر اس کا بیٹا زیاد بن ابراہیم پھر اس کا بھائی ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم یکے بعد دیگرے حکمران رہا۔ ابوالجیش اسحاق بن ابراہیم کی حکومت کافی طویل ہوئی اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ اس نے عمر کے اسی مرحلے طے کیے۔

یحییٰ بن حسین کا خروج: عمارہ کا بیان ہے کہ اس نے یمن' حضر موت اور جزائر بحریہ پر اسی سال حکومت کی تھی اور جب اسے خلیفہ متوکل کے مارے جانے' خلیفہ مستعین کی معزولی اور غلاموں' خانہ زادوں کے خلفاء پر مستولی ہونے کی خبر پہنچی تو اس نے شاہی کا دعویٰ کیا۔ سلاطین عجم کی طرح مظلہ[1] میں سوار ہوا۔ اس کے زمانہ حکومت میں یحییٰ بن حسین بن قاسم رہی ابن ابراہیم طباطبا نے زیدیہ کی حکومت قائم کرنے کی غرض سے حملہ کیا زیدیہ اسے سندھ سے لے آئے تھے اس کا دادا قاسم' ابوسرایا کے ساتھ اپنے بھائی محمد کے خروج وقتل کے بعد سندھ چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا وہاں پہنچ کر اس کی نسل سے حسین پیدا اور حسین سے یحییٰ ظہور میں آیا۔ جس نے ۲۸۸ھ میں یمن میں بغاوت کی صعدہ میں مقیم ہوا۔ زیدیہ کی حکومت کی بناڈالی۔ صنعاء پر فوج کشی کی اور اسعد بن یعفر کے قبضہ سے نکال لیا۔ پھر بنو اسعد نے صنعاء کو اس سے چھین لیا تب یہ صعدہ کی جانب لوٹ آیا۔ اس کے گروہ والے اسے امام کے لقب سے یاد کرتے تھے اس کی پچھلی نسلیں اس وقت تک وہاں موجود ہیں ان کے حالات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابوالجیش اسحاق: اسی ابوالجیش اسحاق کے زمانے میں عبیدیوں کی حکومت کا یمن میں ظہور ہوا۔ ۳۴۰ھ میں محمد بن فضل لاعہ اور جبال یمن پر جبال مذیخرہ تک قابض ہو گیا۔ ابوالجیش کے قبضہ میں سرجہ سے عدن تک بیس منزلیں اور مخلافہ سے صنعاء تک پانچ منزلیں ملک یمن میں باقی رہ گئی تھیں پھر جس وقت محمد بن فضل نے اس دعوت کے ذریعہ ابوالجیش کو دبالیا تو اطراف و جوانب کے حکمران خودمختاری کے مدعی ہو گئے۔ بنی اسعد بن ابی صنعاء ہیں۔ سلیمان طرف عثرہ میں اور امام دی سعدہ میں خودسر حکومت کا دعویدار بن بیٹھا۔ ابوالجیش نے بہ نظر دور اندیشی ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کا رویہ اختیار کیا۔ اس کے بعد ۳۷۱ھ میں انتقال کر گیا۔

تجارت و آمدنی: ابن سعید کہتا ہے کہ میں نے دیکھا ہے کہ اس کے ملک کی خراج کی تعداد چار کروڑ بیس لاکھ چھیاسٹھ ہزار دینار عشریہ تھے اس کے علاوہ سندھ کی کشتیوں اور عنبر پر جو کہ باب مندب اور عدن میں آتا تھا اور موتیوں کے مقامات پر جو الحصول تھا اس کی بہت بڑی تعداد تھی اور جزیرہ و ملک کا خراج ان سب سے علیحدہ تھا۔ ملوک حبشہ جو کہ دریا کے اس پار تھے اس سے مصالحت اور رسم اتحاد رکھتے تھے۔

نجاح اور قیس: ابوالجیش نے وفات کے وقت ایک چھوٹا لڑکا چھوڑا تھا جس کا نام عبداللہ تھا بعضے ابراہیم اور بعضے زیاد بتلاتے ہیں اس کی بہن اور اس کے آزاد غلام رشید حبشی نے اس کی پرورش اور اس کے ملک کا انتظام کیا کاروبار سلطنت میں رشید حبشی کو سب کو دبائے رہا یہاں تک کہ ان کی حکومت ۴۰۷ھ میں ختم ہو گئی یہ لڑکا مر گیا تب بنی زیاد میں سے ایک دوسرے لڑکے کو جو پہلے لڑکے سے بھی کم سن تھا حکمران بنایا ابن سعید کہتا ہے کہ عمارہ یعنی مؤرخ یمن اس وجہ سے کہ حجاب اس کے متولی تھے اس کے نام سے واقف نہیں ہو سکا۔ بعضے کہتے ہیں آخری لڑکے کا نام ابراہیم تھا۔ اس کی پھوپھی نے اس کی پرورش

---

[1] ہوادار یا تام جھام۔

پرداخت کی تھی اور مرجان نامی ایک شخص جو کہ حسن بن سلامہ کے آزاد غلاموں میں سے امور سلطنت کا منتظم تھا۔ یہی ان کی دولت وحکومت پر غالب ہو گیا تھا۔ اس کے دو کار پرداز تھے ایک کا نام قیس تھا دوسرے کا نام نجاح۔ بادشاہ کا لڑکا اسی کی کفالت ونگرانی میں دیا گیا اور اس کے ساتھ زبیدہ میں ٹھہرایا گیا نجاح نے آہستہ آہستہ تمام ان صوبوں پر قبضہ کر لیا جو زبید کی حکومت سے خارج تھے ان میں کرادہ اور لحم بھی تھے قیس اور نجاح میں انہی اسباب سے چشمک پیدا ہو گئی۔

قیس اور نجاح کی جھڑپیں: قیس سے کسی نے جڑ دیا کہ بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی' نجاح کی طرف مائل ہے اور اسے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنالیا ہے قیس یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا موقع پا کر باجازت اپنے آقا مرجان بادشاہ کے لڑکے کی پھوپھی کو گرفتار کر کے زندہ دفن کرا دیا اور خودسر حکومت کا مدعی ہو کر مظلہ میں سوار ہوا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔ نجاح اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے قیس پر چڑھ آیا قیس بھی مقابلہ کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے نکل پڑا دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر قیس کو شکست ہوئی پانچ ہزار فوج کے ساتھ کھیت رہا۔ نجاح نے ۴۱۰ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا اور قیس کو دفن کرا کے حکومت کرنے لگا اپنے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

نجاح کی امارت: دربار خلافت بغداد میں اطلاعی عرض داشت روانہ کی اسے حکومت یمن کی سند بھیج دی گئی اسی وقت سے یہ تہامہ کا مستقل مالک تسلیم کیا گیا اہل جبال اس کے نام سے تھراتے تھے۔ کچھ روز بعد حسن بن سلامہ کے دائرہ حکومت سے تمام پہاڑوں کو نکال لیا۔ سرحدی بادشاہ اس کے رعب وداب سے ڈرتے تھے۔ اسے صلیحی نے جو عبیدیوں کا بانی مبانی تھا ۴۵۴ھ میں ایک لونڈی بھیج کر قتل کرا دیا اس کے بعد زبید میں اس کا غلام کہلان حکمران ہوا پھر صلیحی نے زبید کو اس کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

قاضی محمد بن علی ہمدانی: قاضی محمد بن ہمدانی حران صوبہ ہمدان کا رئیس تھا۔ نسباً بنی ایام کی جانب منسوب کیا جاتا اس کا ایک بیٹا علی نامی پیدا ہوا ان دونوں صاحب دعوت عامر بن عبداللہ زوانی[1] تھا بیان کیا جاتا ہے کہ اس کے پاس علم جفر کی ایک کتاب تھی جو اس کے عزم میں اس کے مورثوں کے ذخیروں میں سے تھی اس نے یہ خیال قائم کیا کہ علی بن قاضی کا اس کتاب میں تذکرہ ہے۔ اس داعی (ایلچی) نے اس کتاب کو قاضی کو پڑھ کر سنایا۔ قاضی نے اس مضمون کو ذہن نشین کر لیا۔ جس وقت علی سن شعور کو پہنچا تو داعی (عامر) نے اس کا نام جفر میں دکھلا کر اس کے اوصاف بتلائے اور اس کے باپ قاضی سے کہا کہ اپنے بیٹے کی کامل حفاظت ونگرانی کرنا یہ ملک یمن کا بادشاہ وحکمران ہوگا۔

علی بن قاضی محمد: چنانچہ علی نے فقیہانہ صلاحیت کے زندگی بسر کرنا شروع کی پندرہ برس تک براہ طائف وسردات لوگوں کے ساتھ حج کرتا رہا اس سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے لوگوں کے دلوں میں یہ خیال قائم کر دیا کہ یہ سلطان یمن ہے۔ اتنے میں داعی (ایلچی) عامر زوانی نے وفات پائی وفات کے وقت علی کے حق میں اپنی کتابوں کی وصیت کر گیا اور اس سے دعوت عبیدیہ کے قائم رکھنے کا اقرار لے لیا۔

ابن قاضی محمد کا یمن پر قبضہ: اس کے بعد علی اپنی عادت کے مطابق ۴۲۸ھ میں لوگوں کے ساتھ حج کرنے کو گیا اس کی

[1] زوانیہ ایک گاؤں حران کے علاقہ میں تھا جہاں کا یہ رہنے والا تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔ منہ رحمۃ اللہ۔

قوم ہمدان میں سے ایک جماعت اس کے ساتھ تھی اس نے ان لوگوں کو اپنی امداد اور اس پر قائم رکھنے کی ترغیب دی ان لوگوں نے بطیب خاطر اسے منظور کیا اور اس کے ہاتھ پر اس امر کی بیعت کر لی یہ لوگ اس کی قوم کے سرداروں میں سے تھے اور تعداد اُساٹھ نفر تھے۔ واپسی کے بعد علی نے مسار میں قیام اختیار کیا یہاں ایک قلعہ تھا جو دامن کوہ حمام میں نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا علی نے اس قلعہ کو اپنا مرکز بنایا اور اس کی ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی اس وقت اس کا رعب وداب بڑھنے لگا مستنصر والی مصر سے خط وکتابت کر کے اظہار دعوت کی اجازت حاصل کر لی۔

دعوت عبیدیہ کا اعلان چنانچہ دعوت عبیدیہ کا اعلان کر کے یمن پر قبضہ کر لیا اور قلعہ مسار سے صنعاء میں جا کر قیام پذیر ہوا محلسرا ئیں بنوائیں۔ حکمرانان یمن جن کو اس نے دبا لیا تھا وہیں آ کے رہنے لگے۔ بنو یطرف' ملوک عترہ وتہامہ کو شکست دی۔ نجاح جو بنو زیاد کا غلام اور زبید کا بادشاہ تھا اس کے مار ڈالنے کی فکر کی بڑی جدوجہد سے ایک لونڈی کے ذریعہ سے اسے نجاح کے قتل میں کامیابی ہوئی اس لونڈی کو اس نے نجاح کے پاس بطور تحفہ روانہ کیا تھا جیسا کہ ہم اوپر ۴۵۲ھ میں بیان کر آئے ہیں۔

اسماء بنت شہاب ان واقعات کے بعد علی باجازت مستنصر والی مصر' مکہ معظمہ کی طرف دعوت عباسیہ کو مٹانے اور امارت حسینہ کو نیست ونابود کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور صنعاء سے اپنے بیٹے مکرم کو اپنا نائب بنایا۔ روانگی کے وقت اپنے ہمراہ اپنی بیوی اسماء بنت شہاب کو بھی لیتا گیا۔ اتفاق سے اس پر سعید بن نجاح نے شبخون مارا اور اسماء کو قید کر لے گیا اس نے اپنے بیٹے مکرم کو لکھ بھیجا کہ میں ایک بھنگی غلام سے حاملہ ہو گئی ہوں تمہیں لازم ہے کہ قبل وضع حمل میری خبر لو ورنہ یہ وہ داغ ہے جسے زمانہ محو نہ کر سکے گا۔

مکرم اور سعید بن نجاح کی جنگ مکرم یہ سن کر ۴۷۵ھ میں صنعاء سے تین ہزار کی جمعیت سے روانہ ہوا۔ بیس ہزار حبشی مقابلہ پر آئے لیکن میدان مکرم کے ہاتھ رہا حبشیوں کو بڑی شکست ہوئی سعید بن نجاح بھاگ کر جزیرہ دہلک پہنچا مکرم اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے جس میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے' مکرم نے ان سروں کو اتار کر دفن کرایا اور اپنے ماموں اسد بن شہاب کو صوبہ تہامہ پر جیسا کہ وہ پیشتر تھا مقرر کیا زبید میں قیام کرنے کی ہدایت کی اور اپنی ماں کو لے کر صنعاء کی جانب کوچ یہ کیا یہ عورت نہایت دانشمند اور مدبر تھی مکرم کے ملک کا یہ انتظام کرتی تھی کچھ عرصہ بعد اسد بن شہاب نے تہامہ کا تمام مال جمع کر کے اپنے وزیر احمد بن سالم کی معرفت صنعاء روانہ کیا اسماء نے اسے وفود عرب پر تقسیم کر دیا۔ پھر ۴۷۹ھ میں اسماء نے وفات پائی۔

صنعاء پر عمران بن فضل کا قبضہ زبید مکرم کے قبضہ سے نکل گیا ۴۷۹ھ میں سعید بن نجاح نے اسے مکرم سے بزور واپس لے لیا۔ تب مکرم ۴۸۰ھ میں ذی جبلہ چلا آیا اور صنعاء پر عمران بن فضل ہمدانی کو متعین کیا۔ عمران صنعاء کو دبا بیٹھا وراثۃً اس کی آئندہ نسلیں اس ملک کی حکمران ہوئیں اس کے بعد اس کا بیٹا احمد حکمران ہوا اس نے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کیا۔ یہ اسی لقب سے مشہور ومعروف ہوا اس کے بعد اس کا بیٹا حاکم بن احمد نے حکومت کی کرسی پر اجلاس کیا اس کے بعد صنعاء میں کوئی ایسا شخص نہیں گزرا جس کا ذکر خصوصیت کے ساتھ کیا جاتا یہاں تک کہ بنو سلیمان نے جب کہ انہیں

ہواشم نے مکہ میں مغلوب کیا تھا صنعاء پر قبضہ حاصل کیا جیسا کہ ان کے حالات میں بیان کیا گیا ہے۔

مکرم کی ذی جبلہ کو روانگی: جب مکرم صنعاء سے ذی جبلہ چلا آیا تو اس کی ماں اسماء کے بعد اس کی بیوی سیدہ بنت احمد حکومت وسلطنت کا انتظام کرنے لگی یہ ذی جبلہ وہ شہر ہے جسے عبداللہ بن محمد صلیحی نے ۴۵۸ھ میں آباد کیا تھا۔ مکرم نے اپنی بیوی کے اشارہ وہدایت کے مطابق صنعاء چھوڑ کر ذی جبلہ کی سکونت اختیار کی تھی یہاں پر اس نے دار العز نامی ایک بہت بڑا محلسرا بنوایا سعید بن نجاح کے قتل کی تدبیریں اور حیلے نکالے بالآخر اس میں اسے کامیابی ہوئی جیسا کہ نجاح کے حالات میں ہم بیان کریں گے۔

منصور بن احمد اور سیدہ بنت احمد: مکرم جب تک زندہ رہا لذات دنیا میں مصروف اور اپنی بیوی کی حسن آرائی میں مشغول رہا۔ جس وقت اس کا ۴۸۵ھ میں زمانہ وفات قریب آیا تو اپنے ابن عم منصور بن احمد مظفر بن علی صلیحی والی قلعہ اشیخ کو اپنا ولی عہد بنایا۔ مکرم کے انتقال کے بعد منصور اسی قلعہ میں مقیم رہا اور سیدہ بنت احمد ذی جبلہ میں ٹھہری رہی۔ منصور نے اس سے اپنے نکاح کا پیام دیا اس نے انکار کیا اس بناء پر اس نے اس کا ذی جبلہ میں محاصرہ کیا۔ سلیمان بن عامر (سیدہ کا رضاعی بھائی) یہ سن کر ذی جبلہ آیا اور اس سے یہ ظاہر کیا کہ مستنصر والی مصر نے تمہارا عقد منصور سے کر دیا ہے اور اس کے حکم سے اسے مطلع کر کے یہ آیہ کریمہ ﴿ وَ مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَّ لَا مُؤْمِنَةٍ اِذَا قَضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ اَمْرًا اَنْ يَّكُوْنَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ اَمْرِهِمْ ط﴾ کی تلاوت کی اور یہ کہا کہ امیر المؤمنین نے تمہارا نکاح اپنے داعی منصور ابی حمیر لیا بن مظفر بن علی صلیحی سے بعوض مہر ایک لاکھ دینار اور پچاس ہزار تحائف ہدایا لے کر دیا پس عقد نکاح منعقد ہو گیا چنانچہ منصور قلعہ اشیخ سے ذی جبلہ میں آیا ہے سیدہ یہ سن کر راضی ہو گئی منصور اس سے دار العز میں ہم خواب ہوا۔

کہا جاتا ہے کہ سیدہ اپنی لونڈیوں میں ایک لونڈی کا لباس پہن کر منصور کے سرہان کھڑی ہو گئی اور تمام شب کھڑی رہی منصور نے اس کی طرف آنکھ تک نہ اٹھائی۔ صبح ہوتے ہی اپنے قلعہ کا راستہ لیا اور سیدہ ذی جبلہ میں رہ گئی۔

مفضل بن ابی البرکات: سیدہ کے کاروبار سلطنت کا منتظم مفضل بن ابی البرکات نامی ایک شخص تھا جو صلیحی کا ہوا خواہ اور قبیلہ یام سے تھا۔ اس نے اپنے کنبہ والوں کو طلب کر کے ذی جبلہ میں ٹھہرایا اور ان کے ذریعہ سے حکومت وسلطنت کی نگرانی کرنے لگا۔ سیدہ موسم گرما میں تعکر چلی جاتی تھی یہاں اس کا خزانہ اور مال واسباب کا ذخیرہ تھا پھر جب سردی کے ایام آ جاتے تو ذی جبلہ واپس آتی۔ ایک مرتبہ مفضل بقصد جنگ نجاح اکیلا روانہ ہوا قلعہ تعکر میں فقیہ ملقب بہ جمل کو فقہاء کی ایک جماعت کے ساتھ چھوڑ گیا انہی فقہیوں میں ابراہیم بن زید ابن عمر اور عمارہ شاعر تھا ان لوگوں نے جمل کے ہاتھ پر دعوت و حکومت امامیہ کے خود نیست و نابود کرنے کی بیعت کی۔ کسی ذریعہ سے مفضل کو اس کی خبر لگ گئی اثناء راہ سے لوٹ آیا اور ان سب کا محاصرہ کر لیا۔ خولان یہ سن کر محصورین کی کمک کو پہنچ گیا۔ مفضل نے روزانہ جنگ سے محصورین کو تنگ کرنا شروع کیا ابھی کوئی نتیجہ نہ ظاہر ہونے پایا تھا کہ ۵۰۴ھ میں بحالت محاصرہ مفضل کا انتقال ہو گیا اس کے بعد سیدہ آ گئی اور اس نے محصورین کو ایک اقرار پر قلعہ کے دروازے کھولنے پر راضی کیا چنانچہ محصورین نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے لڑائی موقوف ہو گئی اپنے وعدے کو پورا کیا اور مفضل کے لڑکوں کی کفیل ہوئی۔

عمران بن ذرخولانی: اسی زمانے سے قلعہ تعکر پر عمران بن ذرخولانی اور اس کا بھائی سلیمان قابض ہوا اور عمران مفضل کی جگہ سیدہ پر غالب ہو گیا پھر جب یہ مر گئی تو عمران اور اس کا بھائی سلیمان قلعہ تعکر کا مستقل حکمران بن بیٹھا۔ منصور بن مفضل بن ابی برکات نے ذی جبلہ پر قبضہ کر لیا اور اس نے اسے داعی ذریعی والیٔ عدن کے ہاتھ فروخت کر ڈالا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے اور قلعہ اشیح میں جا کر بیٹھ رہا جس پر داعی منصور صبا بن احمد کا قبضہ تھا اور یہ یوں ہوا کہ ۴۸۶ھ میں منصور کر مرنے پر اس کے لڑکوں میں مخالفت کا مادہ پھیلا۔

علی بن منصور سبا: ان میں سے علی نامی ایک لڑکے نے قلعے پر قبضہ کر لیا۔ ابن مفضل بن ابی البرکات اور سیدہ سے لڑنے لگا بالآخر یہ لوگ اس کی فتنہ انگیزی اور مدبرانہ چالوں سے تنگ آ گئے مفضل سے کچھ بن نہ آئی تو بہی میں زہر رکھ کر بطور تحفہ اس کے پاس بھیجا جس کے کھانے سے وہ مر گیا اور لوگوں کو اس کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔ بنو ابی البرکات نے اشیح اور اس کے قلعوں کو بنو مظفر سے چھین لیا پھر اس نے قلعہ ذی جبلہ کو داعی ذریعی والیٔ عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار پر فروخت کر ڈالا اور ہمیشہ یکے بعد دیگرے قلعوں کو فروخت کرتا گیا یہاں تک کہ اس کے قبضہ میں سوائے قلعہ تعکر اور کوئی قلعہ باقی نہ رہ گیا جسے اسی برس کی حکومت کے بعد علی بن مہدی نے اس سے بزور لے لیا اس نے سو برس کی عمر پائی۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم بالصواب۔

باب: ۷۷

امارتِ زبید

بنی نجاح کے حکمران

بنی نجاح: ہرگاہ صلیحی نے کہلان کو ایک لونڈی کے ذریعہ سے ۴۵۲ھ میں زہر دے کر مار ڈالا جسے اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس نے اس کے پاس بھیجا تھا اور زبید پر کامیابی کے ساتھ اس بزدلانہ حیلہ سے قبضہ حاصل کر لیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ نجاح کے تین لڑکے تھے۔ مبارک سعید اور عیاش مبارک نے اپنے باپ کے مارے جانے کے بعد خودکشی کر لی۔ سعید و جیاش نے جزیرہ دہلک میں جا کر پناہ لی اور وہیں قیام پزیر ہو کر لوگوں کو قرآن اور دیگر علوم کی تعلیم دینے لگے۔ کچھ روز بعد سعید اپنے بھائی جیاش سے رنجیدہ ہو کر زبید چلا آیا اور زبید کے اندر ایک تہ خانہ بنا کر رہنے لگا۔ پھر اس کا غصہ ختم ہوا تو اپنے بھائی جیاش کو بلا بھیجا جیاش نے بھی زبید میں پہنچ کر اسی تہ خانہ میں قیام کیا۔

صلیحی کا خاتمہ: اس کے بعد مستنصر خلیفہ مصر کی حکومت کو ہواشم میں سے محمد بن جعفر امیر مکہ نے مکہ سے منقطع کر دیا مستنصر نے صلیحی کو محمد بن جعفر سے جنگ کرنے اور اسے مکہ میں دوبارہ حکومت علویہ قائم کرنے کے لئے لکھا۔ اس حکم کے مطابق صلیحی فوجیں آراستہ کر کے صنعاء سے مکہ معظمہ کی جانب روانہ ہوا سعید اور اس کے بھائی جیاش کو موقع مل گیا تہ خانہ سے نکل کر ظاہر ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے اس کی خبر صلیحی تک پہنچی۔ صلیحی نے ایک فوج جس میں پانچ ہزار سوار تھے سعید اور جیاش کو زیر کرنے اور قتل کر ڈالنے کی غرض سے روانہ کی مگر سعید اور جیاش تہ خانہ سے نکل کر صلیحی کے تعاقب میں انتہائی سرگرمی سے کوچ کر چکے تھے رفتہ رفتہ اس کے لشکر کے قریب پہنچ گئے۔ مقام لجم میں صلیحی پر ان دونوں بھائیوں نے شب خون مارا صلیحی کو اس کی خبر تک نہ تھی اور وہ مکہ کی طرف بڑھ رہا تھا لشکر میں بھگدڑ مچ گئی ساری فوج تتر بتر ہو گئی صلیحی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ جیاش نے خود اپنے ہاتھ سے ۴۷۳ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کیا اس کے بعد عبداللہ صلیحی برادر علی ایک سو ستر ممبران خاندان صلیحی کے ساتھ مارا گیا۔ علی کی بیوی اسماء بنت عمہ شہاب اور ایک سو پینتس ملوک قحطانیں جنہیں اس نے یمن میں مغلوب کر دیا تھا گرفتار کر لئے گئے خاتمہ جنگ کے بعد ایک دستہ فوج اس لشکر کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا گیا جسے صلیحی نے جیاش اور سعید سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ صلیحی کے اس لشکر نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہتھیار ڈال دیئے اور سعید اور جیاش کے علم

حکومت کے آگے اپنا سر جھکا دیا۔

سعید بن نجاح کا زبید پر قبضہ: اس کے بعد سعید نے زبید کی جانب کوچ کیا اس وقت زبید کی حکومت پر اسعد بن شہاب برادر زوجہ صلیحی مامور تھا اسعد یہ خبر پا کر زبید چھوڑ کر صنعاء کی طرف بھاگ گیا سعید کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے زبید میں داخل ہوا اسماء زوجہ صلیحی اس کے آگے آگے ایک ہودج میں تھی صلیحی اور اس کا بھائی کا سر اسماء کے روبرو ہودج میں رکھا ہوا تھا سعید نے زبید میں پہنچ کر اسماء کو اسی مکان میں اتارا اور صلیحی اور اسکے بھائی کے سروں کو مکان کے ایک طاق میں جس کے قریب اسماء بیٹھی ہوئی تھی رکھ دیا لوگوں کے دل سعید کے جلال و رعب سے کانپ اٹھے۔ اس نے اپنے کو نصیر الدولہ کے لقب سے ملقب کیا اور جس قدر قلعے صلیحی کے گورنروں کے قبضہ میں تھے سب پر بزور تیغ قبضہ کر لیا۔

مکرم اور سعید کی جنگ: اسماء نے ان واقعات سے اپنے بیٹے مکرم کو مطلع کیا۔ مکرم نے ایک سرحدی قلعہ دار کو سعید کے پاس بھیجا اس قلعہ دار نے سعید کو صنعاء پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اور فتح کرا دینے کا ذمہ دار ہوا چنانچہ سعید نے بیس ہزار حبشیوں کی جمعیت سے صنعاء کے فتح کی امید میں کوچ کیا۔ مکرم بھی صنعاء سے اس کی جانب بڑھا۔ دونوں سے مڈ بھیڑ ہو گئی اتفاق یہ کہ سعید کو اس معرکہ میں شکست ہوئی میدان جنگ سے بھاگا زبید دونوں کے درمیان حائل ہو گیا مجبور ہو کر سعید نے جزیرہ دہلک کا راستہ لیا مکرم فتحمندی کے ساتھ زبید میں داخل ہوا اپنی ماں کی خدمت میں گیا دیکھا کہ وہ ایک طاق کے قریب بیٹھی ہوئی ہے اور طاق میں صلیحی اور اس کے بھائی کا سر رکھا ہوا ہے اتار کر دونوں سروں کو دفن کرایا۔ اپنے ماموں اسعد کو ۲۶۰ھ میں زبید کی حکومت پر مامور کیا۔

سعید بن نجاح کا قتل: اس مہم سے فارغ ہو کر مکرم نے عبداللہ بن یعفر والی قلعہ شعر کو لکھ بھیجا کہ تم سعید کو مکرم کے قبضہ سے ذی جبلہ کے نکال لینے کی ترغیب دو اور اسے یہ پٹی پڑھاؤ کہ مکرم اپنی خواہشات نفسانی میں مصروف ہے اور اس پر اس کی بیوی غالب ہو رہی ہے وہ تمہارا مقابلہ ہرگز نہ کر سکے گا۔ چنانچہ عبداللہ بن یعفر نے سعید کو کہہ سن کر ذی جبلہ کے قبضہ پر تیار کر دیا۔ سعید تیس ہزار حبشی فوج کے ساتھ ذی جبلہ کی جانب بڑھا۔ مکرم نے قلعہ شعر کے نیچے اپنی فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جوں ہی سعید کمین گاہ سے بڑھا مکرم کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا سعید کی فوج گھبرا کر بھاگ کھڑی ہوئی سعید مارا گیا مکرم نے اس کا سر کاٹ لیا اور اسی طاق میں لا کر رکھا جس میں اس کے باپ صلیحی کا سر رکھا گیا تھا۔ سعید کے مارے جانے سے مکرم کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ حبشیوں کی حکومت کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

جیاش کا فرار: جیاش خلف بن ابی الظاہر مروانی کے ساتھ جو اس کے بھائی کا وزیر تھا بھاگ کر عدن پہنچا اور جب عدن میں پناہ کی صورت نہ دیکھی تو دونوں ہندوستان چلے گئے چھ ماہ تک وہیں ٹھہرے رہے۔ وہیں ایک کاہن سے ملاقات ہوئی جو سمرقند سے آیا ہوا تھا اس کاہن نے ان لوگوں کو آئندہ بہبوی کی خوشخبری دی یہ دونوں پھر لوٹ کر یمن آئے وزیر خلف نے زبید میں پہلے سے پہنچ کر موت کی خبر مشہور کر دی اور اپنی ذات کے لئے امن کی درخواست کی اس کے امن حاصل کرنے کے بعد ایک روز شب کے وقت بہ تبدیل لباس جیاش بھی آ پہنچا دونوں ایک مدت تک چھپے رہے ان دنوں زبید کی گورنری پر اسعد بن شہاب (مکرم کا ماموں) مامور تھا اور اس کی نیابت میں علی بن قم وزیر مکرم تھا اسے کسی وجہ سے مکرم اور اس کی حکومت سے

بیزاری تھی وزیر خلف نے اس سے مطلع ہو کر اس کے بیٹے حسین سے راہ رسم پیدا کی لہو ولعب میں اس کا شریک رہنے لگا۔ فرصت کے وقت دونوں شطرنج کھیلا کرتے تھے۔ رفتہ رفتہ اس کی آمد ورفت حسین کے باپ (علی بن قم) کے پاس بھی شروع ہوگئی ایک نے دوسرے سے اپنے دلی منشا کا اظہار کیا چونکہ علی کے دل میں بھی آل نجاح کی ہواخواہی سمائی ہوئی تھی باہم دونوں نے قسمیں کھائیں۔

جیاش کا زبید پر قبضہ : اس اثناء میں جیاش اپنے حبشی ہواخواہوں کو جمع کر رہا تھا اور ان لوگوں کو مال وزر دیتا جاتا تھا یہاں تک کہ اس کے پاس پانچ ہزار حبشی جمع ہو گئے جیاش نے ۴۸۲ھ میں ان لوگوں کی پشت پناہی سے زبید پر حملہ کر دیا اور دارالامارت پر قبضہ کر کے وہیں سکونت پزیر ہو گیا اسعد بن شہاب کو اس وجہ سے کہ کسی زمانہ میں اس سے مراسم تھے رہا کر دیا اس وقت سے زبید میں پھر عباسیوں کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا اور صلیحی خلفاء عبیدین کا خطبہ پڑھتے تھے اور مکرم ہمیشہ عرب کو زبید پر حملہ کرنے کی غرض سے بھیجتا رہتا تھا یہاں تک کہ جیاش نے پانچویں صدی کے شروع میں وفات پائی اس کی کنیت ''ابن القطائی'' تھی عدل وانصاف کی صفت سے متصف تھا۔

فاتک بن جیاش : اس کے بعد اس کا بیٹا فاتک امیر بنایا گیا۔ یہ ابھی بالغ نہیں ہوا تھا محض ایک کمسن چھوکرا تھا اراکین دولت اس کے ملک کا انتظام کرنے لگے۔ اس کا چچا ابراہیم اس سے جنگ کرنے کے لئے آیا۔ دونوں حریف کی فوجیں برسر پیکار ہوئیں عبدالواحد نے شہر پر حملہ کیا منصور (فاتک کا وزیر) نے فضل بن ابی البرکات والی تعکر سے امداد کی درخواست کی چنانچہ فضل اپنی فوج کے ساتھ اس کی کمک پر آیا مگر اثناء راہ سے یہ خبر پا کر کہ اہل تعکر نے بغاوت کر دی ہے لوٹ گیا منصور اس وقت سے برابر زبید پر حکمرانی کرتا رہا بالآخر ۵۱۷ھ میں ابو منصور عبیداللہ نے اسے زہر دے کر مار ڈالا اور امور سلطنت کی نگرانی کرنے لگا مگر در پردہ آل نجاح کی بیخ کنی کرتا جاتا تھا تھوڑے دن بعد فاتک کی ماں قتل کے ڈر سے بھاگ گئی اور بیرون شہر کا ہنگامہ فساد ختم ہو گیا۔

ابو منصور عبیداللہ : ابو منصور ایک جوانمرد اور شجاع اور صاحب عزم وہمت شخص تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ہمیشہ تیغ وسپر ہوتا رہا۔ ابن نجیب سفیر علویہ سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ یہ وہی شخص ہے جس نے زبید میں فقہ کا مدرسہ قائم کیا تھا اور حاجیوں کی آسانی کے لئے کئی تدبیریں نکالیں تھیں بعدہ مفارک بنت جیاش سے اس نے بحیلہ ومکر اپنا عقد کر لیا اس نے موقع پا کر اس کے عضو تناسل پر زہر آلود کپڑے سے مس کر دیا تھا سارا گوشت سڑ گر گیا اور اس نے جاں بحق تسلیم کر دی۔

علی بن مہدی خارجی کا زبید پر قبضہ : اس کے مرنے پر فاتک کے قلمدان وزارت کا زریق مالک ہوا جو نجاح کا آزاد غلام تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ یہ شخص بھی شجاع' دلیر اور جنگ آور تھا اور فاتک کی ماں کے آزاد غلاموں سے اور اس کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا عمارہ کہتا ہے کہ ۵۳۱ھ میں فاتک بن منصور نے وفات پائی اس کے بعد اس کا ابن عم حکمران ہوا اس کا قلمدان وزارت قائم کو سپرد کیا گیا یہی اس کے امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا اور دشمنوں کے مقابلہ پر جاتا تھا۔ یہ اکثر اوقات مسجد میں رہتا تھا۔ علی بن مہدی خارجی نے لبازش اسے مسجد میں جب کہ نماز پڑھ رہا تھا جمعہ کے دن بارہویں صفر ۵۵۱ھ میں قتل کرا دیا۔ سلطان نے قاتل سے اس کے قصاص لینے کی طرف توجہ کی چنانچہ اہل مسجد کی ایک جماعت

کو قتل کرادیا پھر آپ بھی اسی ہنگامہ میں مارڈالا گیا۔ حکومت وسلطنت میں اضطراب پیدا ہوگیا علی ابن مہدی خارجی اس سے مطلع ہوکر چڑھ آیا اور زوروں سے ان لوگوں سے معرکہ آرا ہوا زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہا۔

بنی نجاح کا محاصرہ: محصورین نے شریف منصور احمد بن حمزہ سلیمانی بادشاہ صعدہ سے امداد کی درخواست کی شریف منصور نے اس شرط سے کہ یہ لوگ اسے زبید پر قبضہ دے دیں اور اپنے بادشاہ فاتک بن محمد کو مار ڈالیں مدد دی ان لوگوں نے فاتک بن محمد کی زندگی کا ۵۵۳ھ میں خاتمہ کرادیا اور شریف بن منصور کو اپنا حکمران تسلیم کرلیا۔ اتفاق سے یہ بھی علی بن مہدی کے مقابلہ سے مجبور ہوگیا اور رات کے وقت چھپ کر زبید سے اپنا منہ کالا کر گیا۔ علی بن مہدی نے ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کرلیا اور زبید سے آل نجاح کی حکومت کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ والملک والبقاء اللہ۔

باب: ۴۵

امارت عدن

دولت بنی زریع

علی بن محمد صلیحی: عدن ملک یمن کے عمدہ اور محفوظ ترین مقامات سے بحر ہند کے کنارہ پر واقع ہے عہد حکومت تابعہ سے یہ شہر ہمیشہ تجارت کی منڈی ہونے کی عزت رکھتا تھا۔ اس شہر کے اکثر مکانات پتھر اور گچ کے ہیں۔ اسی وجہ سے اس کے راستے گرم زیادہ رہتے ہیں۔ شروع زمانہ اسلام میں یہ شہر ملوک بنی معن کا دارالسلطنت تھا بنی معن نسباً معن بن زائدہ کی جانب منسوب ہوتے ہیں یہ لوگ اس شہر پر عہد خلافت مامون میں حکمران ہوئے تھے اور بنی زیاد سے ان لوگوں نے اپنی حکومت علیحدہ کر لی تھی بنی زیاد نے ان سے خطبہ اور سکہ پر فقط قناعت کی تھی اور جب علی بن محمد صلیحی داعی غالب ہوا تو اس نے ان لوگوں کی رعایت کی اور عربی ہونے کے لحاظ سے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا جسے یہ لوگ ادا کیا کرتے تھے اس کے بعد یہاں سے اس کے بیٹے احمد مکرم نے ان لوگوں کو نکال دیا اور اس شہر پر بنی مکرم حکمران ہوئے جو کہ جم بن یام ہمدان کے خاندان سے تھے اور اس کے نزدیک و قریب تر عزیزوں میں سے تھے۔ ایک مدت تک یہ شہر ان کے علم حکومت کے سایہ میں رہا اس کے بعد ان لوگوں میں فتنہ و فساد اور جھگڑا پیدا ہو گیا یہ لوگ دو گروہوں پر منقسم ہو گئے ایک گروہ بنی مسعود بن مکرم کے نام سے مشہور رہا۔ دوسرا ابنی ذریع بن مکرم کہلایا جانے لگا بنی ذریع بن مکرم متعدد لڑائیوں اور جنگ عظیم کے بعد بنی مسعود پر غالب آ گئے۔

ابن مسعود بن ذریع: ابن سعید کہتا ہے کہ سب سے پہلے ان میں سے ابن مسعود بن ذریع داعی وہ شخص ہے جو بنی صلیحی کے بعد کرسی پر متمکن ہوا اور اس کی آئندہ نسلیں اس سے وراثتہ حکومت و سلطنت کی مالک ہوئیں۔ اس سے اور اس کے ابن عم علی بن ابی الغارات بن مسعود بن مکرم صاحب زعارع سے لڑائیاں ہوئیں اس نے عدن کو اس کے قبضہ سے متعدد لڑائیوں اور بے شمار خرچ کے بعد نکال لیا مگر وہ فتح کے ساتویں مہینے ۵۳۳ھ میں مر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا متمکن ہوا یہ قلعہ دملوہ میں رہا کرتا تھا جہاں پر کسی کے ارادہ کا بھی گزر بہ آسانی نہ ہو سکتا تھا اس کے بعد ابن بلال بن زریع نے جو اس کے حاشیہ نشینوں میں سے تھا اس شہر کو اپنے قبضہ میں لے لیا محمد بن سبا بخوف جان منصور بن مفضل بادشاہ جبال صلیحی کے پاس ذی جبلہ بھاگ گیا اس

واقعہ کے تھوڑے ہی دنوں بعد اعز مر گیا تب بلال نے محمد بن سبا کو ذی جبکہ بلا بھیجا۔

محمد بن سبا: چنانچہ چند دن محمد بن سبا عدن میں آ پہنچا۔ اسی زمانہ میں مصر سے سند حکومت اعز کے نام آئی ہوئی تھی بلال نے اس کا نام مٹا کر محمد بن سبا کا نام لکھ دیا اس کے القاب میں ''الداعی المعظم التوج المکنی السیف امیر المومنین'' وغیرہ الفاظ تعظیماً لکھے جاتے تھے بلال نے اس سے اپنی بیٹی کا نکاح کر دیا تھا اور جتنا مال وزر خزانہ شاہی میں تھا اسے جہیز میں دے دیا۔ اس کے بعد بلال نے لاتعداد اور بے شمار مال چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن سبا اس کا مالک و وارث ہوا اس نے سب مال و زر کو داد و دہش اور سخاوت میں صرف کیا۔ منصور بن مفضل بن ابی البرکات سے قلعہ ذی جبلہ کو خرید لیا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور قابض ہو گیا یہ قلعہ کسی زمانے میں صلیحی بادشاہوں کا دارالحکومت تھا۔ ذی جبلہ کی خریداری کے بعد سیدہ بنت عبداللہ صلیحی سے عقد کیا اور ۵۴۸ھ میں راہی ملک آخرت ہوا۔

عمران بن محمد: اس کے بیٹے عمران بن محمد بن سبا نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ یاسر بن بلال اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہوا ۵۶۰ھ میں اس نے وفات پائی دو چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا۔ ایک کا نام محمد تھا اور دوسرے کا نام ابوالسعود۔ یاسر نے ان دونوں کو قصر امارت میں قید کر دیا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا یاسر کے مزاج میں سخاوت کا مادہ زیادہ تھا شعراء کو جو اس کی مدح کرتے اور اس کے پاس بطور وفد حاضر ہوتے بہت جی کھول کر روپیہ دیتا تھا ابن قلاقس شاعر اسکندریہ نے مدح کی تھی اس کے اُن قصائد میں سے جو اس نے اس کی مداح میں کہے تھے ایک شعر یہ ہے

سافر اذا حازلت قدرًا
صار الهلال فصار بدرًا

دولتِ بنی ذریع کا خاتمہ: یہ ملوک ذریعین کی آخری یادگار تھا جس وقت سیف الدولہ برادر صلاح الدین (فاتح بیت المقدس) یمن میں ۵۶۹ھ میں داخل ہوا تھا اور اس پر قابض ہو کر عدن کی جانب آیا اور اس پر قابض ہوا تو یاسر بن بلال کو قید کر لیا۔ اسی زمانے سے دولت بنی ذریع کا سلسلہ ختم ہو گیا اور یمن علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور اس کے گورنران بنوایوب اس کی طرف سے اس ملک پر حکومت کرنے لگے جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات میں بیان کریں گے۔

شہر جدہ جو عدن کے قریب واقع ہے اسے ملوک ذریعین نے آباد کیا تھا جب دولت بنی ایوب کا دور آیا تو وہ لوگ اسے چھوڑ چھوڑ کر پہاڑوں میں چلے گئے جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

باب: ۴۶

امارتِ یمن

دولت بنو مہدی خارجی

علی بن مہدی حمیری: یہ شخص خاندان سواحل زبید سے تھا۔ علی بن مہدی حمیری کے نام سے موسوم تھا اس کا باپ مہدی نیکی' دینداری اور تقویٰ اور زہد میں مشہور زمانہ تھا اس کے بیٹے نے اسی کے طریقہ مذہب پر نشوونما پائی گوشہ نشینی اختیار کی اور تقویٰ وزہد میں بہت بڑا نام پیدا کیا پھر حج کرنے گیا علماء عراق سے ملاقات کی۔ ان کے واعظین سے فیض صحبت حاصل کیا اور لوٹ کر یمن آیا حسب دستور سابق گوشہ گزیں ہو کر وعظ و پند کرنے لگا۔ حافظ فصیح اور بلیغ تھا۔ حوادث زمانہ کی پیش گوئیاں کیا کرتا اور اس میں پورا اترتا تھا۔ اس وجہ سے لوگوں کو میلان طبع اس کی جانب زیادہ ہوا اور اسے ایک متبرک شخص تصور کرنے لگے ۱۱۵ھ میں حج کرنے کو گیا تمام بیابانوں اور دیہاتوں میں وعظ کرتا پھر اجب موسم حج آیا تو اونٹنی پر سوار ہو کر لوگوں کو وعظ و پند کرتا رہا۔

علی بن مہدی کا خروج: پھر جب فاتک کی ماں اپنے بیٹے فاتک بن منصور کے زمانہ حکومت میں غالب ہوئی تو اس کا حسن اعتقاد علی بن مہدی کی جانب اور بڑھ گیا۔ رشتہ دامادی پیدا کر لیا جس سے اس کی حالت تبدیل ہو گئی۔ صاحب اثر تسلیم کیا جانے لگا۔ لوگوں کو وعظ میں کہا کرتا تھا ''اب وقت قریب آ گیا ہے''۔ اس فقرے سے وہ اپنے ظہور کی طرف اشارہ کرتا تھا۔ رفتہ رفتہ یہ باتیں مشہور ہو گئیں چونکہ فاتک کی ماں اپنے اہل دولت وارا کین حکومت کو اس کی خدمت میں حاضر ہونے کی ہدایت کیا کرتی تھی اس وجہ سے ۵۴۵ھ میں اس کے مرنے پر اہل جبال علی بن مہدی کی خدمت میں آئے اور اس کی امداد ونصرت کی قسمیں کھائیں۔

علی بن مہدی کا خروج: ۵۴۵ھ میں علی نے تہامہ سے بغاوت کی گودا کی جانب بڑھا مگر شکست کھا کر جبال کی جانب واپس آیا اور وہیں ۵۴۱ھ تک مقیم رہا اس کے بعد مادر فاتک اسے اس کے وطن پھر واپس لائی اور ۵۴۵ھ میں خود مر گئی تب علی نے ہوازن کی طرف خروج کیا اور ان میں سے ایک بطن میں جو حیوان کے نام سے موسوم تھا اس کے ایک قلعہ موسوم بہ شرف

میں قیام پزیر ہوا یہ قلعہ ایک دشوار گزار پہاڑ پر واقع تھا اس کی چڑھائی بے حد مشکل تھی دن بھر میں کوئی شخص اس پر چڑھ نہ سکتا تھا اثناء راہ میں بڑے بڑے عمیق اور تنگ غار اور تاریک وادیاں تھیں اس نے ان لوگوں کو انصار کا خطاب دیا اور جو لوگ اس کے ہمراہ تہامہ سے گئے ہوئے تھے اس نے مہاجرین کہنا شروع کیا۔ انصار میں سے ایک شخص کو جس کا نام سبا تھا اور مہاجرین میں سے ایک دوسرے شخص کو جس کا نام شیخ الاسلام تھا (اس کا اصل نام نوبہ تھا) عہدۂ حجابت عنایت کی ان کے سوا اور لوگوں سے ملنا جلنا چھوڑ دیا مگر آئے دن سرزمین تہامہ پر قتل و غارت گری کرتا۔ اطراف زبید کی ویرانی اور بربادی نے اسے معقول طور سے مدد دی چنانچہ اس نے اس کے قرب و جوار کو لوٹ لیا اور تمام راستوں کو مخدوش حالت میں چھوڑ دیا۔ اس لوٹ مار کا اثر آہستہ آہستہ قلعہ واثر تک پہنچ گیا جو زبید سے نصف منزل پر تھا تب اس نے مسرور کے قتل کی فکریں شروع کیں۔ جو حکومت بنی نجاح کا وزیر تھا اور اس میں کامیاب بھی ہو گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔ مسرور کے قتل کرانے کے بعد اہل زبید کو اپنے حملوں اور غارت گری سے تنگ کرنے لگا۔ عمارہ کہتا ہے کہ اس نے زبید پر ستر حملے کئے تھے اور ایک زمانہ دراز تک اہل زبید کا محاصرہ کئے رہا۔

علی بن مہدی کا زبید پر قبضہ: اہل زبید پر شریف احمد بن حمزہ سلیمان والیٔ صعدہ سے امداد طلب کی شریف احمد نے ان کی امداد پر کمر ہمت باندھی مگر اس کے سردار فاتک کے مار ڈالنے کی شرط کر لی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے بادشاہ فاتک کو ۵۵۳ھ میں مار ڈالا اور شریف احمد کو اپنی بادشاہت کی کرسی پر متمکن کیا۔ شریف احمد کو دشمن کے حملوں سے نہ بچا سکا۔ تنگ آ کر بھاگ کھڑا ہوا چنانچہ علی بن مہدی نے ماہ رجب ۵۵۴ھ میں زبید پر قبضہ کر لیا تین مہینے حکومت کر کے بار حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

علی بن مہدی کے عقائد و کردار: یہ اپنے کو ''الامام المہدی امیر المؤمنین قامع الکفرۃ والملحدین'' کے لقب سے مخاطب کرتا تھا۔ خوارج کے مذہب کا پابند تھا اس کے علاوہ بہت سے قواعد اور اصول اس نے اپنے مذہب کے بنائے تھے جس کے ذکر سے لا حاصل طوالت ہو گی شراب نوشی کے جرم پر قتل کرا دیتا تھا۔ عمارہ کہتا ہے کہ جو شخص اہل قبلہ میں سے اس کی مخالفت کرتا تھا اسے مار ڈالتا اس کی عورتوں کو جائز اور حلال سمجھتا اور ان کے لڑکوں کو لونڈی اور غلام بنا لیتا تھا اس کے مریدین اور معتقدین اس کے معصوم ہونے کی معتقد اور قائل تھے ان کے مال و اسباب اس کے قبضہ میں رہتے جسے ان کی ضرورت کے وقتوں میں صرف کرتا تھا اس کی موجودگی میں وہ لوگ نہ تو کسی مال کے مالک ہوتے اور نہ کسی گھوڑے اور ہتھیار کے۔ ہمراہیوں میں سے جو شخص میدانِ جنگ سے بھاگ نکلتا تھا اسے مار ڈالتا تھا زانی' شراب خوار اور گانا سننے والوں کو سزائے موت دیتا تھا جو شخص نماز جماعت سے تاخیر کرتا تھا اور جو شخص اس کے دوشنبہ اور پنجشنبہ میں حاضر نہ ہوتا یا بچھڑ جاتا اسے بھی سزائے موت دیتا فروعات میں حنفی المذہب تھا۔

عبدالنبی بن علی: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالنبی حکمران ہوا عبدالنبی نے زبید سے نکل کر پورے ملک یمن پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں یمن میں بائیس خودسر حکومتیں تھیں۔ عبدالنبی نے ان سب کو اپنا مطیع بنا لیا تھا صرف عدن باقی رہ گیا تھا اس پر بھی اس نے خراج قائم کر رکھا تھا۔ جب شمس الدولہ تورانشاہ (برادر سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس) ۵۶۹ھ میں یمن کی

طرف آیا اور اس کی حکومت وسلطنت پر جو اس وقت یمن میں تھی قابض ہوا تو عبدالنبی کو گرفتار کر لیا اور طرح طرح کی آزمائش کی اور اس سے بے حد مال وزر وصول کیا اور عدن کی طرف بھیج دیا اس نے عدن پر قبضہ کر لیا پھر زبید میں آکر قیام پذیر ہوا اور اسے اپنا دارالحکومت بنایا پھر اسے ناپسند کر کے پہاڑوں میں ایسے مقام کی تلاش میں جہاں کی آب وہوا عمدہ اور صحیح ہو پھرتا رہا اس کے ساتھ ساتھ اطباء کا ایک گروہ اسی غرض کے لئے تھا چنانچہ طبیبوں نے بالاتفاق مقام تعز کو منتخب کیا اس نے وہاں پر شہر آباد کیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا اس وقت سے اس مقام کو اس کے دارالحکومت ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اس کے بیٹوں اور اس کے خادموں بنی رسول نے بھی اسے اپنا مرکز حکومت بنا رکھا جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں بیان کیا جائے گا۔

دولت بنی مہدی خارجی کا خاتمہ: بنی مہدی کی حکومت وسلطنت ختم ہونے سے عرب کی حکومت کا یمن میں خاتمہ ہو گیا غز اور ان کے غلاموں کے قبضہ میں یہاں کی عنان حکومت چلی گئی۔ اب ہم یمن کی دارالحکومتوں اور اس کے شہروں کے حالات یکے بعد دیگرے تحریر کریں گے جیسا کہ ابن سعید نے اس کی طرف اشارہ کیا ہے۔

باب: ۴۷

بلاد یمن

تہامہ وجبال: یمن جزیرہ عرب کا ایک ٹکڑہ ہے جو سات صوبوں پر بادشاہ کی طرف منقسم تھا انہی میں سے تہامہ و جبال تھا۔ تہامہ میں دو حکومتیں تھیں ایک مملکت زبید دوسری مملکت عدن تہامہ سے بلاد یمن کا وہ حصہ مراد ہے جو دونوں خشکیوں سے ساحل بحر کے نشیب میں واقع ہے جس کی ایک سمت حجاز سے ملی ہوئی ہے اور دوسری جانب آخر عمال عدن دورہ بحر ہند سے ملحق ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ جزیرہ عرب اقلیم اول میں ہے جنوب کی طرف سے اسے بحر ہند گھیرے ہوئے ہے اور اسکے مغرب میں بحر سویس واقع ہے اور شرق کی طرف بحر فارس ہے زمانہ قدیم میں ملک یمن بتالبتہ کا تھا۔ ملک حجاز سے زیادہ سرسبز و شاداب ہے۔ اس کے اکثر باشندے قحطانی ہیں ان کے علاوہ عرب اوائل کی اولاد بھی یہاں رہتی تھی۔ ان دنوں اس کی عنانت حکومت بنی رسول خدام بنو ایوب کے قبضہ اقتدار میں ہے ان کا دار الحکومت تعز میں ہے پہلے یہ حرہ میں رہتے تھے اور صعدہ یمن اور زبید میں امیہ زیدیہ حکمران ہیں زبید مملکت یمن کا ایک حصہ ہے۔ اس کے شمال میں ملک حجاز ہے جنوب میں بحر ہند ہے اور مغرب کی طرف بحر سویس واقع ہے۔ محمد بن زیاد نے عہد حکومت خلیفہ مامون ۲۰۴ھ میں اسے آباد کیا یہ ایک شہر پناہ تھا جس کے چاروں طرف شہر پناہ کی بلند دیواریں کشیدہ قامت کھڑی ہوئی تھیں وسط شہر میں ایک نہر جاری تھی یہ شہر اس وقت حکومت بنی رسول میں داخل ہے۔ اس شہر پر ملوک بنی زیاد اور ان کے خدام کا قبضہ تھا پھر بنی صلیحی نے انہی مغلوب کر دیا ان لوگوں کے حالات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

صوبجات عتر، جلی اور سرجہ: عتر، جلی اور سرجہ زبید کے صوبجات اس کے شمال میں واقع ہیں صوبہ ابن طرف کے نام سے معروف و مشہور ہے۔ سرجہ سے جلی تک کی مسافت سات یوم ہے اور مکہ تک کی آٹھ یوم کی مسافت ہے اور عتر جو کہ والی ملک کا دار الحکومت ہے لب دریا آباد ہے سلیمان بن طرف نے اس شہر پر بزمانہ موجودگی ابوالجیش محاصرہ ڈالا تھا اس وقت اس کی آمدنی پانچ لاکھ دینار تھی کچھ دن ابوالجیش نے سلیمان کی علم حکومت کی اطاعت قبول کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بہت سا مال ومتاع بطور نذرانہ کے پیش کیا پھر اس مملکت پر سلیمانیوں کا قبضہ ہو گیا جو کہ حسن کی اولاد سے تھے اور مکہ میں امارت کر رہے تھے جس وقت کہ انہیں ہواشم نے مکہ سے نکال دیا تھا اس وقت انہوں نے یہاں پہنچ کر اپنی حکومت وامارت کی بناء ڈالی غالب بن یحیٰ جو کہ انہی میں سے تھا والی زبید کو خراج دیا کرتا تھا اس سے محمد مفلح فاتکی مسرور کے مقابلہ پر امداد

کی درخواست کی تھی اس کے مرجانے پر اس کے بیٹوں میں سے عیسیٰ ابن حمزہ حکمران ہوا اور جب غز نے یمن پر قبضہ حاصل کیا تو یحییٰ نے عیسیٰ کے بھائی کو گرفتار کر کے عراق بھیج دیا برادر عیسیٰ بحیلہ وفریب قید سے نجات پا کر یمن کی جانب واپس ہوا اور اپنے بھائی عیسیٰ کو قتل کر کے مجھم پر جو کہ زبید کے صوبجات میں داخل تھا اس کی جگہ قابض ہو گیا۔

سریر تہامہ۔ سریر تہامہ یمن کے آخری صوبجات میں سے ہے یہ بھی کنارہ بحر پر آباد ہے اس میں شہر پناہ نہیں ہے مکان معمولی حالت کے ہیں۔ راج بن قتادہ بادشاہ مکہ نے ۶۵۰ھ میں اس پر قبضہ حاصل کیا تھا اس کا ایک قلعہ شہر سے نصف منزل کے فاصلے پر تھا۔

زرائب زبید: زرائب زبید کے صوبجات شمالیہ میں سے ابن طرف کے مقبوضات میں داخل تھا اس شہر میں ابن طرف کے پاس بیس ہزار حبشی جمع رہتے تھے جو ہر وقت اس کے ساتھ مرنے اور مرجانے پر تیار رہتے تھے۔ ابن سعید صوبہ جات زبید کے تذکرہ میں تحریر کرتا ہے اور وہ صوبہ جات جو درمیانی راستہ میں بحر وجبال کے درمیان ہیں وہ زبید کے محاذ میں شمالی جانب واقع ہیں اور وہ مکہ کا راستہ ہے۔ عمار نے لکھا ہے کہ یہی جادہ سلطانیہ ہے اس سے دریا تک ایک دن یا اس سے کم کی مسافت ہے اور ایسا ہی جبال تک کا فاصلہ بیان کیا جاتا ہے درمیانی اور ساحلی دونوں راستے سریر میں آ کر جمع ہو جاتے ہیں اور یہیں سے پھر ایک دوسرے سے علیحدہ بھی ہو جاتے ہیں۔

عدن: عدن ممالک میں سے زبید کے وسط میں واقع ہے اور وہی اس صوبہ کا دارالحکومت ہے دہانہ بحر ہند پر شہر آباد ہے۔ یہ شہر زمانہ حکومت تبابعہ سے تجارت کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اس کا بُعد خط استوا سے تیرہ درجہ پر ہے۔ نہ تو یہاں کسی کی زراعت ہوتی ہے اور نہ یہاں کوئی درخت ہے۔ یہاں کے رہنے والوں کی عام خوراک مچھلی ہے یمن سے ہند کے جانے کا یہی راستہ ہے سب سے پہلے بنی معن بن زائدہ نے اس پر قبضہ حاصل کیا تھا یہ لوگ بنی زیاد کو خراج دیا کرتے تھے اور پھر جب صلیحیوں نے اسے دبا لیا تو داعی نے اسے اس کی حکومت پر بحال رکھا پھر اس کے بیٹے احمد مکرم نے انہیں یہاں سے نکال دیا اور جشم بن یام میں سے بنی مکرم کو اس کی عنان حکومت عطا کی پھر ان لوگوں میں سے بنی زریع نے اس ملک کو عدل وانصاف سے خوب خوب آراستہ کیا اور وہ لوگ ان سے خراج لینے پر اکتفا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ شمس الدولہ بن ایوب نے اس شہر کو ان کے قبضہ سے نکال لیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

عدن ابین مشہور مقامات میں سے سحر کی سمت میں ہے۔

زعزاع ابن ایوب کی وادیوں میں ایک رہائش کا مقام ہے بنی مسعود بن مکرم کے قبضہ میں تھا جو کہ بنی زریع کے مدمقابل تھے۔

جوہ ملوک زریعین نے عدن کے قریب آباد کیا تھا بنو ایوب نے اسے اپنی قیام گاہ بنایا تھا پھر یہاں سے تعز کی طرف چلے گئے۔

قلعہ ذی جبلہ: قلعہ ذی جبلہ ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب وہوا کی غرض سے مختلف موسموں میں جایا کرتا تھا اسے عبداللہ صلیحی برادر داعی نے ۴۵۸ھ میں آباد وتعمیر کرایا تھا اور اس کا بیٹا مکرم قلعہ صنعاء سے اسی قلعہ میں آ کر اقامت گزیں ہوا تھا اور سیدہ بنت احمد سے جو کہ اس قلعہ پر قابض تھی عقد کر لیا تھا۔ یہ وہی عورت ہے جو ۵۸۰ھ میں اس قلعہ

پر حکمران ہوئی تھی۔ الغرض مکرم نے مرتے وقت عنان حکومت اور دعوت سبا بن احمد بن مظفر صلیحی کے سپرد کی یہ اس وقت اشیح کے جیل میں قید تھا۔ سیدہ نے جب کے گردنواح میں سر اٹھایا اتنے میں ابن نجیب الدولہ داعی مصر سے آ پہنچا اور شہر جند میں فروکش ہو گیا۔ ہمدان کو ملا کر اپنی قوت بڑھائی۔ سیدہ نے اس سے جنب اور خولان میں معرکہ کارزار گرم کیا اور ابن نجیب براہ دریا کشتی پر سوار ہو کر بھاگا اور ڈوب کر مر گیا۔ سیدہ کے امور سلطنت کا انتظام اس کے شوہر مکرم کے بعد مفضل بن ابی البرکات کرتا تھا اور یہی اس پر غالب ہو گیا تھا۔

تعکر: تعکر بھی ان مقامات میں سے ہے جہاں کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا یہ بھی صلیحی کے مقبوضات میں داخل تھا۔ پھر ان کے بعد سیدہ کے قبضہ میں چلا گیا اس کے بعد مفضل بن ابی البرکات نے سیدہ سے درخواست کر کے لے لیا اور وہیں جا کر سکونت اختیار کی۔ کچھ عرصہ بعد زبید کی طرف گیا اور بنی نجاح کا وہاں پر محاصرہ کر لیا اس محاصرہ و جنگ کی وجہ سے مفضل زیادہ دن تک تعکر سے غیر حاضر رہا اس وجہ سے تعکر میں فقہاء نے بغاوت کر دی اور اس کے نائب کو قتل کر کے انہی میں سے ابراہیم ابن زیدان کی امارت کی بیعت کر لی ابراہیم بن زیدان عسارہ شاعر کا چچا تھا۔ مفضل اس سے مطیع ہو کر واپس ہوا اور ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا جیسا کہ اس واقعہ کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

قلعہ خدو: قلعہ خدو عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ میں تھا۔ یہ بھی جعفر کی تبدیل آب و ہوا کے مقامات میں سے تھا۔ مفضل نے خولان سے حصون[1] مخلاف میں بنی بحر، بنی میہ، رواح اور شعیب کے ایک گروہ کو لے جا کر ٹھہرایا تھا۔ جب مفضل مر گیا اور اس کی نگرانی و حفاظت میں سیدہ تھی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں تو مسلم بن ذر نے خولان سے قلعہ خدو پر فوج کشی کی اور بزور تیغ عبداللہ بن یعلی صلیحی کے قبضہ سے نکال لیا۔ عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود بھاگ گیا قلعہ مصدود کو سیدہ نے مفضل کے لئے پہلے سے آراستہ کر رکھا تھا اور شہر جند اور یمن سے اپنے ارکین دولت کو قلعہ مذکور میں طلب کر لیا تھا۔

قلعہ مصدود: قلعہ مصدود بھی ان قلعوں میں سے تھا جہاں پر کہ جعفر تبدیل آب و ہوا کی غرض سے جاتا تھا جن قلعوں میں جعفر بغرض تبدیل آب و ہوا جاتا تھا وہ پانچ تھے ان میں سے ذوجبلہ تعکر اور قلعہ خدو تھے۔ جس وقت مسلم بن ذر نے قلعہ خدو کو عبداللہ بن یعلی صلیحی سے چھین لیا اور عبداللہ بحال پریشان قلعہ مصدود میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس وقت انہی میں سے زکریا بن شکیر بحری نے اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ بنو صلیحی سے پہلے یمن میں بنو کردی حمیری کی حکومت کا سلسلہ چل رہا تھا۔ بنو صلیحی نے انہی کے قبضہ سے اس ملک کو نکالا تھا۔ انہی قلعوں میں سے ان لوگوں کی تبدیلی آب و ہوا کے مقامات تھے معافر اور لشکر کی تبدیلی ہوا کا مقام قلعہ سمندان تھا پھر یہ قلعے منصور بن مفضل بن ابی البرکات کے مطیع ہو گئے۔ جو بنی زریع سے بذریعہ تیغ حاصل کئے گئے تھے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔

صنعا: صنعا ملوک تبابعہ کا اسلام سے پیشتر دارالسلطنت تھا یمن میں سب سے پہلے اسی شہر کی تعمیر کا بنیادی پتھر رکھا گیا۔ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے کہ اسے عاد نے آباد کیا تھا ان کی زبان میں اوال مین الاولیہ کے لقب سے یہ شہر مشہور کیا جاتا ہے اور قصر

[1] حصون جمع ہے حصن کی۔ قلعہ کو کہتے ہیں۔ مخلاف ان مقامات کو کہتے ہیں جہاں پر امراء وسلاطین موسم گرما یا سرما میں بغرض تبدیل آب و ہوا جایا کرتے تھے۔

عمدان اسی شہر کے قریب ان سات مکانات میں سے ہے جنہیں ضحاک نے زہرہ (ستارہ) کے نام پر بنوایا تھا ایک عالم اس مکان کے حج کو آتا تھا۔ عثمان نے اسے منہدم اور مسمار کیا تھا۔ یمن کے شہروں میں اسے خاص قسم کی شہرت اور عزت حاصل تھی اور یہ جیسا کہ بیان کیا جاتا ہے آب و ہوا کے لحاظ سے معتدل ہے اول مائۃ رالعبہ میں تبابعہ سے بنو یعفر یہاں پر حکمرانی کر رہے تھے ان کا دارالحکومت کہلان میں تھا۔ کہلان کو تمدن کے لحاظ سے کوئی خاص شہرت اور عزت حاصل نہیں ہوئی حتیٰ کہ صلیحی آ کر آباد ہوئے۔ پھر زیدیہ نے ان کے قبضہ سے اس کو نکالیا۔ پھر بنی صلیحی کے بعد سلیمانیوں نے اس پر قبضہ کر لیا۔

قلعہ کہلان: قلعہ کہلان مضافات صنعاء میں سے بنو یعفر تبابعہ کے قبضہ میں تھا ابراہیم نے اسے صنعاء کے قریب تعمیر کرایا تھا۔ صعدہ اور بحران بھی انہی کے زیر حکومت تھا۔ مگر بنو یعفر نے اسی قلعہ کہلان کو اپنا مرکز اور جائے پناہ بنا رکھا تھا۔ بیہقی نے لکھا ہے کہ قلعہ کہلان کا سردار اسعد بن یعفر زمانہ ابوالجیش مین بنی رمی اور بنی زیادج سے معرکہ آرا ہوا تھا۔

قلعہ حمدان: قلعہ حمدان مضافات صنعا میں سے تھا۔ اس میں بنی کردی حمیری کا خزانہ رہتا تھا حتیٰ کہ بنی صلیحی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر مکرم نے ان کے بعض قلعے انہیں واپس کر دیئے یہاں تک کہ ان کی حکومت علی بن مہدی کے ہاتھوں منقطع اور ختم ہو گئی ان لوگوں کی تبدیل آب و ہوا کے مقامات میں سے شہر ذی جبلہ معقل اور تعکر تھا اور یہ لشکریوں کے تبدیلی آب و ہوا کے مقامات تھے بادشاہ کا ایوان حکومت ہمدان میں تھا اور وصولہ سے زیادہ مضبوط قلعہ تھا۔

قلعہ منہاب: منہاب ایک قلعہ صنعاء کے قلعوں میں سے جبال میں واقع ہے جس پر بنو زریع نے قبضہ کیا تھا ان میں سے فضل بن علی راضی بن داعی محمد بن سبا بن زریع نامور حکمران گزرا ہے۔ صاحب الجزیرہ بالسلطان اس کا لقب تھا قلعہ منہاب اس کے مقبوضات میں سے تھا اور ۵۸۶ھ میں بقید حیات تھا اس کے بعد اس کا بھائی اغرابو علی حکمران ہوا۔

جبل الذبحرہ: جبل الذبحرہ صنعاء کے قریب ایک مقام کا نام ہے جسے جعفر مولی بنی زیاد سلطان یمن نے آباد کیا تھا یہ بھی جعفر کی تبدیلی ہوا کا مقام تھا اسی مناسبت سے اس کی جانب منسوب ہوا۔

عدن لاعہ: عدن لاعہ یمن کا پہلا مقام ہے جہاں پر کہ سب سے پہلے دعوت شیعہ کا اظہار ہوا تھا یہ مقام وبجبر کی جانب واقع ہے یہیں سے محمد بن مفضل داعی کا ظہور ہوا۔ اسی شہر سے ابوعبداللہ شیعی صاحب دعوت شیعہ مغرب کی طرف روانہ ہوا تھا یہیں پر علی صلیحی نے زمانہ طفلی میں تعلیم پائی تھی محمد بن مفضل عہد حکومت ابوالجیش بن زیاد اور اسعد بن یعفر میں یہاں کا داعی تھا۔

بیجان کو عمارہ نے مخالیف جیلیہ میں ذکر کیا ہے نستوان بن سعید قحطانی نے اس پر حکمرانی کی تھی۔

قلعہ تعمر: تعمران پہاڑی قلعوں میں سے ایک مستحکم قلعہ ہے جو کہ بالائے تہامہ واقع ہیں یہ قلعہ ہمیشہ ملوک اور سلاطین کے محفوظ قلعہ ہونے کی عزت رکھتا تھا یہ ان دنوں بنی رسوں کا دارالحکومت ہے اور بڑے شہروں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اس میں ملوک یمن سے منصور بن مفضل ابی البرکات اور بنو مظفر نامور حکمران گزرے ہیں اس قلعہ پر اور دوسرے قلعوں پر اس کا بیٹا منصور وراثتاً قابض ہوا پھر اسے اور دیگر قلعوں کو یکے بعد دیگرے داعی بن مظفر اور داعی ذریعی کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کیا حتیٰ کہ اس کے قبضہ میں صرف قلعہ تعمر رہ گیا اسے ابن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

قلعہ معقل اشیخ: معقل اشیخ پہاڑی قلعوں میں سے ایک مشہور اور مضبوط ترین قلعہ ہے اسی قلعہ میں بنی مظفر صلیحی کا خزانہ رہتا تھا۔ زمانہ حکومت مکرم والیٔ ذی جبلہ سے جو کہ ان کا ابن عم تھا اس قلعہ پر ان کا قبضہ ہوا تھا اور مستنصر نے دعوت خلافت علویہ کا اسے منتظم مقرر کیا تھا ۴۸۶ھ میں اس نے وفات پائی اس کا بیٹا علی معقل اشیخ پر غالب ہو گیا مفضل کو اس کی سرکشی نے مجبور اور لاچار کر دیا تب مفضل نے بحیلہ و مکر اس کے قتل کی فکر کی چنانچہ زہر دے کر اسے مار ڈالا اس وقت بنی مظفر کے مقبوضہ قلعوں پر بنی ابوالبرکات کا قبضہ ہو گیا اس کے بعد مفضل بھی مر گیا اس کا بیٹا منصور حکمران ہوا چند دن بعد اسے اس کے باپ کے مقبوضات پر کامل طور سے استقلال واستحکام حاصل ہو گیا اس وقت اس نے تمام قلعوں کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ ذی جبلہ کو داعی زربعی والیٔ عدن کے ہاتھ ایک لاکھ دینار کے عوض فروخت کیا قلعہ ضیر کو بھی اس کے ہاتھ فروخت کیا فروخت کرنے سے قبل اس نے اپنی بیوی سے اس قلعہ کے فروخت نہ کرنے کی طلاق کی قسم کھائی لیکن پھر اس قلعہ کو اپنے پاس نہ رکھ سکا اس وجہ سے اسے اپنی بیوی کو طلاق دینا پڑا۔ زربعی نے طلاق کے بعد اس سے عقد کر لیا۔ اس نے بڑی عمر پائی۔ بیس برس کی عمر میں حکمران ہوا اور اسی برس تک حکمرانی کرتا رہا اس قلعہ کو علی بن مہدی نے اس سے چھین لیا۔

صوبہ صعدہ: صعدہ کی مملکت صنعاء سے ملی ہوئی ہے اور وہ اس کے شرق میں واقع ہے اس مملکت میں تین صوبے ہیں صوبہ صعدہ، جبل قطابہ اور قلعہ تلا۔ ان کے علاوہ اور بھی قلعے ہیں جو کہ بنی رسی کے نام سے معروف ہیں ان کے حالات اوپر بیان کئے گئے حسن تلاہی میں موطی کا ظہور ہوا تھا جس نے قبضہ کے بعد بنوسلیمان زیدیہ کی امامت کا بنی رضا کے لئے پھر اعادہ کیا اور جبل قطابہ میں جا کر پناہ گزیں ہوا اس کے بعد ۶۴۵ھ میں ان لوگوں نے احمد موطی کے ہاتھ پر بیعت کی یہ شخص فقیہ اور عابد تھا نور الدین بن رسول نے اسی قلعہ میں اس کا محاصرہ کیا تھا ابن رسول نے ۶۴۵ھ میں انتقال کر گیا اور اس کا بیٹا مظفر قلعہ ذمولا کے محاصرہ میں مشغول ہو گیا اس سے موطی کو موقع مل گیا اس قلعہ پر اور شہر یمن کے اور دوسرے قلعوں پر قابض ہو گیا۔ پھر فوجیں آراستہ کر کے صعدہ پر فوج کشی کر دی سلیمانیوں نے اطاعت قبول کی اس وقت ان کا امام اور سردار احمد متوکل تھا جیسا کہ اخبار بنی رسی میں تحریر کیا گیا باقی رہا جبل قطابہ وہ ایک بلند قلعہ ہے جو کہ صعدہ کے قریب واقع ہے۔

حران کا علاقہ: حران بلاد ہمدان کا ایک حصہ ہے اور حران ہمدان قبیلے کی ایک شاخ ہے جن میں سے صلیحی تھا اور وہ قلعہ مسار وہی ہے جہاں کہ صلیحی کا ظہور ہوا تھا اور ملک حران میں شمار کیا جاتا ہے۔ بیہقی کہتا ہے کہ ان کا مسکن جبال کے شرقی جانب میں ہے اور یہ لوگ شروع زمانہ اسلام میں متفرق اور منتشر ہو گئے۔ سوائے یمن کے اور کہیں ان کا کوئی قبیلہ اور فرقہ باقی نہ رہا۔ ان کا یمن کے بڑے قبیلوں میں شمار تھا انہی لوگوں کی پشت پناہی سے موطی کا دم خم تھا ان لوگوں نے تقریباً تمام پہاڑوں قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا اس میں ان لوگوں میں بکیل اور حاشد ملک کے جدا جدا حصوں پر قابض ہیں بکیل اور حاشد دونوں جشم ابن حیوان بن وثوق ابن ہمدان کے بیٹے ہیں ابن حزم نے لکھا ہے کہ بکیل اور حاشد ہی سے ہمدان کے قبائل جاری ہوئے انتہا اور ہمدان سے بنو زریع پیدا ہوئے جو کہ عدن اور کی حکومت کے مالک ہوئے انہی میں سے بنوایام ہیں جو ہمدان کے قبائل میں داخل ہیں، انتہا پھر ہمدان سے بنو ذریع کی سات شاخیں نکلیں اور یہ سب اس وقت اپنے ملک میں انتہائی درجے کے شیعہ ہیں اور ان لوگوں میں سے اکثر زیدیہ مذہب رکھتے ہیں۔

بلاد خولان: بلاد خولان کی نسبت بیہقی نے کہا ہے کہ یہ جبال یمن کے شرق میں ہمدان کے متصل واقع ہیں اور یہ وہی جذ اور تعکر وغیرہ قلعے ہیں۔ خولان ہمدان کے ساتھ یمن کے قبیلوں میں سب سے بڑے تھے ان کی بہت سے شاخیں ہیں جو کہ تمام بلاد اسلام میں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو کر پھیل گئی ہیں اور ان میں سے کوئی شخص علاوہ یمن کے باقی نہ رہا۔

مخلاف بن اصبح: مخلاف بن اصبح ذادی سحوں اور ذواصبح کو کہتے ہیں مورخین اسے اصبح کی جانب منسوب کرتے ہیں اس کا ذکر حمیر تبابعہ کے انساب سے تحریر کیا گیا اور مخلان بحسب مخلاف بنی اصبح کے جوار میں واقع ہے۔

مخلاف بنی وائل: مخلاف بنی وائل کا شہر طویل مسافت پر واقع ہے اس کا حکمران اسد بن وائل تھا اور بنو وائل ذی الکلاع کی ایک شاخ ہے اور ذوالکلاع کا تعلق سبا سے ہے ان لوگوں نے اس بلاد پر حسن بن سلامہ کے بعد قبضہ کر لیا تھا حتیٰ کہ پھر ان لوگوں نے شاہی حکومت کی اطاعت قبول کی۔ پھر انہوں نے مخلاف ہدم پر شہر کدا اور وادی دوال پر شہر معقل کی تعمیر کرائی ۴۰۳ھ میں اس نے وفات پائی۔

بلاد کندہ: بلاد کندہ جبال یمن میں حضر موت اور جبال الرسل کے متصل واقع ہیں۔ اس میں ان کے بادشاہ تھے ان کا دارالسلطنت درمون میں تھا امراء القیس نے اس کا تذکرہ اپنے شعر میں کیا ہے۔

بلاد مذحج: بلاد مذحج میں عنس، زبید اور مراد جو کہ مذحج سے ہیں رہتے ہیں اور عنس کا ایک گروہ افریقہ میں وہاں کے بادیہ نشینوں اور خانہ بدوشوں کے ساتھ رہتا ہے اور حجاز میں زبید سے بنو حرب مکہ اور مدینہ کے درمیان رہتے ہیں اور بنو زبید کے جو لوگ شام اور جزیرہ میں ہیں وہ لوگ قبیلہ طے سے ہیں ان لوگوں سے ان کا نسباً کوئی تعلق نہیں ہے۔

بلاد بنو نہد: بلاد بنی نہد سروات اور تبالہ کے وسط میں واقع ہے اور سروات تہامہ و جبال اور نجد یمن اور حجاز کے درمیان ہے اور بنو نہد قضاعہ سے ہیں انہوں نے یمن میں خشم کے جواز میں سکونت اختیار کی تھی یہ لوگ وحشیوں اور چوپاؤں کی طرح ہیں عوام الناس انہیں سرد کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ ان لوگوں کا اکثر حصہ حیلہ خشعم کی آمیزش سے پیدا ہوا ہے۔ انہی کے بلاد سے تبالہ بھی ہے۔ جہاں پر نہیر وائل کی ایک قوم رہتی ہے وہاں پر ان کا بڑا رعب وداب ہے۔ یہ وہی شخص ہے جس کا والی حجاج مقرر ہوا تھا پھر اس نے اس کی حکومت کو حقیر تصور کر کے چھوڑ دیا تھا۔

بلاد مضافہ یمن: اس کا اول یمامہ ہے۔ بیہقی نے کہا ہے کہ وہ جو کہ کسی دوسرے شہر سے تعلق نہیں رکھتا اور تحقیق یہ ہے کہ یمامہ سرزمین حجاز میں داخل ہے جیسا کہ نجران یمن کے مضافات میں سے ہے۔ ابن حوقل نے ایسا ہی کہا ہے مملکت کے لحاظ سے یمامہ نجران سے پست درجہ پر ہے اس کی سرزمین چونکہ حجاز اور بحرین کے درمیان واقع ہے عروض کہتے ہیں اس کے مشرقی جانب بحرین ہے اور جانب مغرب اطراف یمن اور حجاز اور جنوب میں نجران اور شمال کی طرف نجد حجاز ہے۔ اس کے اطراف میں بیس منزلیں ہیں اور وہ مکہ سے چار میل کے فاصلہ پر واقع ہے اس کا دارالحکومت حجر (بالفتح) تھا۔

پہلے شہر یمامہ کو ملوک بنو حنیفہ کے مرکز حکومت ہونے کا اعزاز حاصل تھا اس کے بعد بنو حنفیہ نے حجر کو یہ عزت دی۔ دونوں میں ایک شبانہ روز کی مسافت کا فاصلہ ہے یمامہ کے باہر بنو یربوع یمیمی اور بنی اجل کے قبائل آباد ہیں۔ بکری نے کہا

ہے کہ اس کا نام جو ہے اور رزقاء کے نام سے یمامہ موسوم ہوا مع آخر اس نے اسے اس لام سے موسوم کیا تھا اور یہ مع مکہ معظمہ کے اقلیم ثانی میں ہے اور ان دونوں کا خط استقبار[1] سے بعد اس کی منزلوں میں سے ایک منزل توضیح قرقرا ہے۔

طبری نے لکھا ہے کہ رمل عالج یمامہ میں داخل ہے اور شہر سرزمین وباء سے ہے۔ یمامہ اور طائف پر بنی مزان بن یعفر اور سکسک کا قبضہ تھا پہلے طسم اور جدیس نے انہیں ان شہروں میں مغلوب کر لیا تھا پھر بنو مزان پر غالب ہو گئے تھے اور یمامہ طسم اور جدیس کے مالک بن بیٹھے اور آخر ملوک بنی[2] پھر جدیس کو غلبہ واستقلال حاصل ہوا انہی میں سے یمامہ ہے جن کے نام سے جو شہر موسوم ہوا ان کے حالات معروف ومشہور ہیں۔ اس کے بعد یمامہ پر طسم وجدیس کے بنو حنفیہ کو قبضہ حاصل ہوا انہی میں سے ہودہ بن علی بادشاہ یمامہ تھا۔ کہا جاتا ہے کہ ہود بن علی بادشاہ یمامہ عہد نبوت میں تھا گرفتار ہو کر آیا تھا دائرہ اسلام میں داخل ہوا تھا۔ روں (مرتد ہونے) کے زمانہ میں اسلام پر ثابت قدم رہا تھا انہی میں سے سیلمہ تھا اس کے حالات و واقعات معروف ومشہور ہیں ابن سعید نے روایت کی ہے کہ میں نے عرب بحرین اور بعض مذحج سے دریافت کیا تھا کہ ان دنوں یمامہ کس کے قبضہ میں ہے انہوں نے جواب دیا عرب قیس غیلاں کے قبضہ میں ہے۔ بنو خلیفہ کا وہاں پر کوئی شخص باقی نہیں ہے۔

بلاد حضر موت: کی نسبت ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ عدن کے شرق میں دریا کے قریب واقع ہے اس کا شہر چھوٹا ہے مگر اس کا صوبہ وسیع وعریض ہے۔ اس کے اور عمان کے درمیان میں دوسری جانب سے بہت بڑا ریگستان ہے جو احقاف کے نام سے معروف ہے یہ قوم ہود کے رہنے کا مقام تھا یہاں پر ہود علیہ السلام کی قبر ہے۔

کوہ بشام: اس کے وسط میں کوہ بشام ہے اور یہ ملک اقلیم اول میں ہے اس کے بعد خط استواء سے بارہ درجہ پر ہے۔ اس کا شمار ملک یمن میں ہے ملک میں سرسبزی' شادابی' نخلستان اور اشجار اور کھیتیاں ہیں۔ اکثر اہالیان حضرت علیؓ وفاطمہؓ کے احکام کے پابند ہیں اور بعض لوگ علی سے حکم مقرر کرنے کی وجہ سے بغض رکھتے ہیں۔ اس وقت وہاں کے بڑے شہروں میں سے قلعہ بشام ہے جہاں پر کہ بادشاہ کے سپہ سواروں کا قیام رہتا ہے قوم عاد کے قبضہ میں اس ملک کے علاوہ شجر اور عمان بھی تھا۔ پھر ان پر بنو یعرب بن قحطان غالب ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے عاد کو جزیرۃ العرب کا پتہ بتایا تھا وہ رقیم بن ارم تھا یہ شخص بنو ہود کے ساتھ یہاں آیا تھا پھر لوٹ کر عاد کے پاس گیا اور اسے اس کی رہنمائی کی اور اسکے پڑوس میں جانے کی ترغیب دی پس جب عاد اس ملک میں داخل ہوا تو جو لوگ یہاں پر تھے ان پر غالب ہو گیا پھر ان پر ان کے بعد بنو یعرب میں قحطان غالب ہو گئے اور تمام بلاد کے حاکم بن بیٹھے اس کا بیٹا حضر موت ان بلاد پر حکمرانی کرنے لگا۔

قلعہ عمان: چنانچہ شحر ممالک جزیرہ عرب میں سے انہی کے نام سے حجاز اور یمن کی طرح موسوم ہوا۔ پہلے یہ حضر موت اور عمان کا قلعہ تھا اور شحر جسے کہتے ہیں وہ اس کا ایک قصبہ تھا جس میں نہ تو کاشتکاری ہوتی تھی اور نہ کوئی نخلستان تھا۔ یہاں کے رہنے والوں کا مال ومتاع اونٹ اور بکریوں پر منحصر تھا۔ عام خوراک ان کی گوشت اور دودھ تھی اور چھوٹی مچھلیاں بھی ان کی

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔

[2] اصل کتاب میں یہاں جگہ خالی ہے۔

خوراک میں داخل تھیں۔ مویشیوں کا چرانا اور ان کے دودھ اور اون سے اپنی گزر اوقات کرنا ان کا کام تھا۔ ان بلاد کو بلاد مہرہ بھی کہا کرتے ہیں یہاں پر اہل مہریہ (اونٹ مہریہ) پیدا ہوتے ہیں اور کبھی سحر کو امان کے مضافات سے شمار کرتے ہیں حالانکہ وہ حضر موت سے متصل ہے کہا گیا ہے کہ اس کے متعلقات میں سے ہے ان شہروں میں لوبان کثرت سے پیدا ہوتا ہے اور اس کے ساحل پر عنبر شحری اور یہ شرق کی جانب سے اس سے متصل ہے اور اس کے غرب میں ساحل بحر ہند ہے جس پر عدن واقع ہے اور اس کے مشرقی جانب بلاد عمان اور جنوب سے بحر ہند مستطیلاً چلا گیا ہے اور شمال میں حضر موت ہے گویا یہ اس کا ساحل ہے یہ دونوں ایک ہی بادشاہ کے قبضہ میں رہا کرتے تھے اور وہ اقلیم اول میں ہے۔ حضر موت سے حرارت یہاں زیادہ ہے زمانہ قدم میں عاد کی حکومت یہاں تھی عاد کے بعد مہرہ نے جو کہ حضرت موت یا قضاعہ سے تھے سکونت اختیار کی اور وہ لوگ وحشیوں اور چوپایوں کی طرح ریگستان میں رہتے ہیں مذہباً خارجی ہیں اباضیہ کے عقائد کے پابند ہیں۔

بلاد شحر: سب سے پہلے قحطانیہ میں سے جس نے شحر میں سکونت اختیار کی وہ مالک بن حمیر تھا جو اپنے بھائی سے باغی ہو گیا تھا۔ مالک بن حمیر عملان کا حکمران تھا اپنے بھائی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر مالک مر گیا اس کے بعد اس کا بیٹا قضاعہ بن مالک حکمران ہوا۔ سکسک ہمیشہ اس سے معرکہ آرا ہوئے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے دبا لیا قضاعہ نے مجبوراً بلاد دغرہ کی حکومت پر اکتفا کیا اس کے بعد اس کا بیٹا اطاب پھر ملک بن الحاف یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے یہ بلاد مہرہ سے عمان چلا آیا یہاں پر ان کی بہت بڑی حکومت تھی بیہقی نے کہا ہے کہ مہرہ بن عیدان بن الحاف بلاد قضاعہ کا مالک ہوا تھا اس سے اور اس کے چچا مالک بن الحاف والی عمان سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر یہ ان پر غالب آیا۔ اس وقت ان کے بلاد کے سوا اور کسی مقام پر ان کا نام لیوا باقی نہیں رہا۔

مریاط اور صقان: بلاد شحر مریاط اور صقان مشہور شہروں میں سے ہیں۔ صقان ملوک تبابعہ کا دارالحکومت تھا اور مریاط ساحل شحر پر واقع ہے۔ مگر یہ دونوں شہر ویران وخراب ہو گئے احمد بن محمد بن محمود حمیری ملقب بہ ناخودہ بہت بڑا تاجر اور بے حد مالدار شخص تھا اسباب تجارت لے کر والی مریاط کے پاس جایا کرتا تھا رفتہ رفتہ ترقی کر کے عہدۂ وزارت تک پہنچ گیا پھر جب یہ مر گیا تو احمد ناخودہ اس کے مال متاع کا مالک ہوا اس نے اس شہر کو ویران کر دیا اور اس کے بعد ۶۱۹ھ میں صقان کو اجاڑ ڈالا اور ساحل پر ایک شہر صفا (بضم ضاد) آباد کیا اور اسے اپنے نام کی مناسبت سے احمدیہ کے نام سے موسوم کیا اور قدیم شہر کو ویران وخراب کر دیا کیونکہ وہ اس کی طبیعت کے موافق نہ تھا۔

نجران: نجران کی نسبت صاحب کمائم نے تحریر کیا ہے کہ یہ ایک خطہ سرزمین یمن سے جدا اور علیحدہ ہے مگر اور لوگوں کا بیان ہے کہ یہ خطہ سرزمین یمن میں داخل ہے بیہقی نے لکھا ہے کہ اس کی مسافت بیس منزل کی ہے شرق وشمال میں صنعا ہے اور دو طرف سے اسے حجاز گھیرے ہوئے ہے اس میں دو شہر آباد ہیں ایک نجران دوسرا جرش۔ یہ دونوں شہر ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہیں۔ دونوں شہروں کے باشندے عادتاً اور رواجاً باہم مشابہ ہیں یہاں کے رہنے والے جنگلیوں کی طرح ہیں۔ اسی میں نجران کا کعبہ تھا جو کعبہ یمن کی ہیئت پر تعمیر کیا گیا تھا عرب کا ایک گروہ اس کے حج کے لئے آتا تھا اور قربانیاں کرتا تھا اسے وہ لوگ دیر کے نام سے موسوم کرتے تھے اسی میں قس بن ساعدہ عبادت کیا کرتا تھا۔

اسی ملک میں جرہم عرب قحطانیہ کا ایک گروہ آ کر مقیم ہوا ان پر حمیر غالب ہو گیا اور یہ سب تبابعہ کے گورنر اور ماتحت حکمران ہوئے۔ ان کا ہر بادشاہ افعی کے لقب سے ملقب ہوتا تھا انہی میں سے افعی نجران تھا اس کا نام فلمس بن عمرو بن ہمدان بن مالک بن شہاب بن زید بن وائل بن حمیر تھا یہ شخص کاہن تھا یہ وہی شخص ہے جو اولاد نزار کا جب کہ وہ اس کے پاس لڑتے جھگڑتے تھے حکم ہوا تھا یہ ملک بلقیس کی طرف سے نجران کا والی تھا ملکہ بلقیس نے اسے سلیمان علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا تھا چنانچہ یہ ایمان لایا اور اس نے اپنی قوم میں یہودیت کو پھیلایا۔ اس نے بہت بڑی عمر پائی۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بحرین اور مسلل دونوں اس کے قبضہ میں تھے' بیہقی نے کہا ہے کہ پھر نجران میں مذحج نے قیام اختیار کیا اور اس پر غالب ہو گئے' انہی میں سے حرث بنو کعب ہیں اور مؤرخین کا بیان ہے کہ جس وقت یمامہ سیل عرم سے ویران اور خراب ہو گیا تو یہاں کے رہنے والے نجران کی جانب چلے گئے مذحج سے اور ان سے لڑائیاں ہوئیں جس کی وجہ سے وہ لوگ منتشر ہو گئے۔

ابن حزم نے لکھا ہے کہ حرث بن کعب بن عبداللہ بن مالک بن نصر ازد نے بصلح و آشتی مذحج کے جوار میں سکونت اختیار کی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں نے مذحج کو دبا لیا اور اس ملک کی عنان حکومت ان کے قبضہ میں چلی گئی۔ نجران میں عیسائیت قیمون کے ذریعہ داخل ہوئی تھی اس کے حالات کتب سیر میں مذکور اور معروف ہیں رفتہ رفتہ بنی حرث کی ریاست و حکومت بنی ریان تک پہنچ گئی تھی پھر بنی عبدالمدان حکومت و سلطنت کے مالک بن بیٹھے۔ انہی میں سے یزید زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں تھا۔ خالد بن ولید کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا اور اپنی قوم کے ساتھ بطور وفد رسالت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا تھا اس کا ابن عبدالمومن نے ذکر نہیں کیا یہ اس کی بھول ہے۔ اس کے بھائی کا بیٹا زیاد بن عبدالرحمٰن بن عبدالمدان سفاح کا ماموں نجران اور یمامہ کا گورنر تھا اس نے دو بیٹے محمد اور یحییٰ چھوڑے تھے' اتنے میں چوتھی صدی شروع ہو گئی اور عنان حکومت بنی ابوالجواد بن عبدالمدان کے قبضہ اقتدار میں چلی گئی اور وہی یہاں کے حکمران ہیں۔ ان میں اور فاطمین میں لڑائیاں ہوئی تھیں کبھی یہ انہیں مغلوب کر دیا کرتے تھے۔ ان کا سب سے پچھلا حکمران عبدالقیس تھا۔ جس کے ہاتھ سے علی بن مہدی نے نجران کو حاصل کیا ہے۔ عمارہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور اس کی تعریف کی ہے۔

باب: ۴۸

امارتِ موصل

دولت بنو حمدان

بنو تغلب: بنو تغلب بن وائل قبیلہ ربیعہ بن نزار کا ایک بہت بڑا بطن تھا۔ کثرت و تعداد کے لحاظ سے انہیں اوروں پر فوقیت تھی۔ جزیرہ دیار ربیعہ میں ان کا وطن تھا۔ زمانہ جاہلیت میں یہ مذہب نصرانیت کے پابند تھے قیصر کے ساتھ ان کے تعلقات تھے۔ غسان اور ہرقل کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے زمانہ فتوحات میں لڑے تھے پھر ہرقل کے ساتھ بلاد روم کی طرف کوچ کر کے چلے گئے تھے۔ چند روز بعد پھر اپنے بلاد کی طرف واپس آ گئے تھے۔ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان پر جزیہ قائم کیا تھا۔ ان لوگوں نے گزارش کی تھی "اے امیر المومنین ہم لوگوں کو جزیہ کے نام سے عرب میں ذلیل نہ فرمائیے بلکہ اسے دو چند کر کے صدقہ کے نام سے موسوم فرما دیجئے"۔ چنانچہ آپ نے یہ درخواست منظور فرما لی۔ ان دنوں ان کا سپہ سالار حنظلہ بن ہریر بنو مالک بن بکری حبیب بن عمر غنم بن تغلب سے تھا۔ ان کے گروہ سے عمرو بن بسطام حکومت بنی امیہ کے زمانہ میں والی سندھ تھا۔ پھر ان میں سے اس کے بعد سے زمانہ اسلام میں تین خاندان سربرآوردہ ہوئے آلِ عمرؓ بن الخطاب عدوی' آل ہارون مغمر' آل حمدان بن حمدون بن حارث بن لقمان بن اسد ابن حزم نے کتاب الجمہرہ میں ان تینوں خاندان کو بطون بنو تغلب میں ذکر نہیں کیا اسی کتاب کے اسی مقام کے حاشیہ پر میں نے ان تینوں خاندانوں کو لکھا ہوا پایا ہے۔ قرینہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مضمون کتاب میں الحاق کیا گیا ہے۔

بنی حمدان: اس نے بنی حمدان کے ذکر میں لکھا ہے کہ یہ لوگ بنو اسد کے موالیٔ (خدام) میں تھے پھر آخر حاشیہ میں لکھا ہے کہ یہ بخط مصنف یعنی ابن حزم لکھا ہے اور جب جزیرہ میں مذہب خارجیت ابن مروان بن حکم کے زمانہ حکومت میں پھیلا تو ان کی جماعت تتر بتر ہو گئی اور اس دعوت کا نام و نشان محو کر دیا گیا۔ اس کے تھوڑے دن بعد جزیرہ میں پھر اس دعوت کا اثر ظاہر ہوا چنانچہ قتل متوکل کے بعد جو فتنوں کا زمانہ تھا۔ مساور بجلی نے سرات سے خروج کیا اور اکثر صوبجات موصل پر قبضہ کر لیا اور حدیثہ کو اپنا دار ہجرت بنایا ان دنوں موصل کی حکومت پر عقبہ بن محمد بن جعفر بن اشعث خزاعی تھا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے دادا محمد کو خلیفہ منصور نے افریقہ کی گورنری عنایت کی تھی اس کے خلاف مساور نے خروج کیا۔

حمدون بن حرث: اس کے بعد موصل پر ایوب بن احمد بن عمرؓ بن الخطاب تغلبی ۲۵۲ھ میں مامور کیا گیا اس نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے حسن کو بطور اپنے نائب کے اس صوبہ پر مقرر کیا اس نے اپنی قومی فوج کو مرتب کر کے مساور پر چڑھائی کر دی انہیں میں حمدون بن حرث بھی تھا ان لوگوں نے کمال مردانگی سے خوارج کو شکست دی اور ان کی جمعیت کو منتشر کر دیا۔ اس کے بعد خلافت مہتدی کے عہد میں عبداللہ بن سلیمان بن عمران ازی کو اس صوبہ کی سند حکومت عطا ہوئی۔ خوارج نے اسے بھی نیچا دکھا دیا اور مساور موصل پر قبضہ کر کے حدیثہ کی جانب واپس ہوا۔ پھر اہل موصل نے معتمد کے عہد حکومت ۲۵۹ھ میں بغاوت کی اور اپنے گورنر ابن اساتکین ہیثم بن عبداللہ بن معتمد عدوی تغلبی کو نکال دیا۔

حمدان بن حمدون: تب معتمد نے اس کی جگہ اسحاق بن ایوب کو آل خطاب سے مقرر کیا حمدان بن حمدون اس کے رکاب میں تھا مدتوں یہ اس کا محاصرہ کیے رہا۔ اس کے بعد اسحاق بن کنداجق کا جھگڑا پیش آ گیا اور یہ خلیفہ معتمد سے باغی ہو گیا۔ اس کی مدافعت کی غرض سے علی بن داؤد والی موصل' حمدان بن حمدون اور اسحاق بن ایوب جمع ہوئے مگر اسحاق بن کنداجق نے ان سب کو شکست دے دی۔ سب کے سب متفق ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسحاق بن ایوب کا نصیبین تک اور پھر نصیبین سے آمد تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ اسحاق آمد پہنچا۔ عیسیٰ بن شیخ شیبانی اور اسحاق بن ایوب نے موسیٰ بن زرارہ والی ازرن کو امداد کا پیام دیا موسیٰ نے ان دونوں کی امداد سے انکار کیا۔

حمدان کا موصل پر قبضہ: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے ابن کنداجق کو موصل کی حکومت سپرد ۲۶۷ھ میں متعین فرمایا۔ اس نے جنگ کرنے کی غرض سے اسحاق بن ایوب' عیسیٰ بن شیخ' ابوالعزین بن زرارہ اور حمدان بن حمدون ربیعہ اور تغلب کو یکجا کر کے حملہ کیا ابن کنداجق نے ان سب کو شکست دی سب کے سب بھاگ کر آمد میں عیسیٰ بن شیخ کے پاس جا کر پناہ لی ابن کنداجق نے آمد پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا مدتوں باہم لڑائیاں ہوتی رہیں۔ انہی واقعات کے اثناء میں جب کہ شاہی لشکر سے لڑائی چھڑ ہوئی تھی مساور خارجی ۲۶۳ھ میں مر گیا۔ اس کے مرنے پر خوارج نے متفق ہو کر ہارون بن عبداللہ بجلی کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس نے خوارج کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لیتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس کے متعین کی جماعت بڑھ گئی پھر اسی کے ہمراہیوں میں سے محمد بن خروان نامی ایک شخص نے اس پر حملہ کیا اور موصل میں سب کو نیچا دکھایا حمدان بن حمدون یہ خبر پا کر اس کے پاس امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا اس نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور اس کے ہمراہ جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ چنانچہ ان کو پھر موصل پر قبضہ دلایا۔ پھر محمد حدیثہ چلا گیا اور اس کے ہمراہی اس سے علیحدہ ہو کر ہارون کے پاس چلے آئے۔ تب ہارون نے محمد کی جانب کوچ کیا اور اس پر حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ محمد کے مارے جانے کے بعد کراد جلالیہ اور اس کے ہمراہیوں کو جی کھول کر پامال کیا تمام گاؤں اور قصبات پر قبضہ کر لیا۔ اس کے عمال لوگوں سے زکوٰۃ اور عشر وصول کرتے تھے۔

ہارون الساری اور حمدان: اس کے بعد بنو شیبان نے ۲۷۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے ہارون پر فوج کشی کی۔ ہارون نے حمدان سے امداد کی درخواست کی مگر اس کے آنے سے پیشتر میدانِ جنگ سے شکست کھا کر بھاگ گیا ان واقعات کے تمام ہوتے ہوتے اسحاق بن کنداجق اور یوسف بن ابی الساج کے جھگڑے پیش آئے۔ یوسف بن ابی الساج نے ابن طولون

کے شاہی اقتدار کو تسلیم کرلیا اور جزیرہ وموصل پر قابض ہو گیا پھر جب یہ یہاں سے واپس ہوا۔ تو اسحاق بن کنداجق نے ان صوبوں پر قبضہ کرلیا اور اپنی جانب سے ہارون بن سیما کو ۲۷۹ھ اس کی سند حکومت عطا کی ان صوبوں کے رہنے والوں نے اس جدید گورنر کو نکال دیا جدید گورنر نے بنوشیبان سے کمک طلب کی چنانچہ بنوشیبان اس کے ساتھ کمک کی غرض سے موصل کی جانب آئے اہل جزیرہ وموصل نے یہ خبر پا کر خوارج اور بنو تغلب کو اپنا یارومددگار بنالیا۔ پس یہ لوگ بھی ہارون السّاری اور حمدان کے ہمراہ لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے دونوں فریقوں نے ایک میدان میں معرکہ آرائی کی کامیابی کا سہرا بنوشیبان کے سر پر باندھا گیا فریق ثانی کو شکست ہوئی اہل موصل نے ہارون بن سیما کے خوف سے دارالخلافت بغداد میں دوسرے گورنر کی تقرری کی درخواست کی۔ اس پر خلیفہ معتمد نے علی بن داؤ دازدی کو موصل کی سند حکومت عطا فرمائی۔

حمدان کی پسپائی وفرار: جب خلیفہ معتضد نے جزیرہ کے اصلاح وانتظام اور بنوشیبان کی اطاعت قبول کرلینے پر ان کے رہن دینے کو کوچ کیا تو اسے حمدان بن حمدون اور ہارون السّاری کی محبت وموالاۃ کی خبر لگی اور ان واقعات سے وہ مطلع ہوا جو کہ بنوشیبان سے سرزد ہوئے تھے۔ اس نے حمدان پر حملہ کردیا اور اس کو شکست دے دی۔ حمدان شکست کھا کے ماردین چلا گیا اور وہیں اپنے بیٹے حسین کو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اتفاق سے وصیف اور نصر قسوری کا دیر زعفران کی طرف گزر ا ہوا جہاں پر کہ حسین بن حمدان ٹھہرا ہوا تھا ان لوگوں نے اس سے امن طلب کیا ان لوگوں نے امن دیا اور خلیفہ معتضد کی خدمت میں بھیج دیا۔ خلیفہ معتضد نے قلعہ کو منہدم کر ڈالنے کا حکم صادر فرمایا۔ اس کے بعد وصیف اور حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ حمدان نے وصیف کو شکست دے کر غربی ساحل کی طرف دریا عبور کیا اور پھر مسلح ہو کر شاہی فوج کی جانب بڑھا۔

حمدان کی اسیری: اس واقعہ سے قبل اسحاق بن ایوب تغلبی نے علم حکومت کی اطاعت قبول کرلی تھی اور شاہی مرکب کے ہمراہ موجود تھا حمدان کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اسحاق کے خیمہ میں پہنچ کر اس کے قدموں میں اپنے آپ کو ڈال دیا۔ اسحاق نے اسے خلیفہ معتضد کے دربار میں لے جا کر پیش کردیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے قید کردیا اس کے بعد نصر قسوری ہارون کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ خوارج کو شکست دی ہارون بھاگ کر آذربائیجان پہنچا اور جنگل وبیابان میں گھس گیا۔ باقی ماندگان نے معتضد سے امن کی درخواست کی اور علم حکومت کے مطیع ہو گئے۔

ہارون السّاری کی گرفتاری: اس کے بعد ۲۸۳ھ میں خلیفہ معتضد نے ہارون کی جستجو اور گرفتاری کے لئے کوچ کیا وصیف اور حسین بن ہمدان بن بکرین کو اپنی فوج ظفر موج کے مقدمہ پر مامور کر کے بڑھنے کا حکم دیا اور اس سے یہ اقرار لیا کہ ہارون کو دربار خلافت میں لا کر حاضر کرو گے تو میں تمہارے باپ حمدان کو قید سے رہا کروں گا۔ انہوں نے ہارون کا تعاقب کیا اور انتہائی محنت وجانفشانی سے اسے گرفتار کر کے دربار خلافت میں لا کر حاضر کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے اسے اور اس کے بھائیوں کو خلعت دیئے۔ زرین طوق عنایت فرمائے اور حمدان کو حسب اقرار قید سے رہا فرمادیا۔ اس کے بعد اسحاق بن ایوب خدوی جو کہ دیار ربیعہ کا والی تھا مر گیا خلیفہ معتضد نے اس کی جگہ عبداللہ بن ہیثم بن عبداللہ بن معتمد کو متعین فرمایا۔

ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان: جس وقت خلیفہ مکتفی تخت خلافت پر متمکن ہوا اس وقت ابوالہیجا عبداللہ بن حمدان کو موصل اور اس کے مضافات کی سند حکومت عطا ہوئی چونکہ اکراد ہزبانیہ نے اطراف موصل میں غارت گری کا بازار گرم کر رکھا تھا ان

دنوں ان کی سرداری محمد بن سلال نامی ایک شخص کر رہا تھا اس وجہ سے ابوالہیجا عبداللہ نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ساحل شرقی کو عبور کر کے ان پر حملہ آور ہوا۔ مقام خازر میں بہت بڑی لڑائی ہوئی اس کا خادم سیما انہی لڑائیوں میں مارا گیا۔ لوٹ کر موصل آیا پھر خلیفہ مکتفی نے اس کی کمک پر فوجیں بھیجیں چنانچہ ۲۹۴ھ میں باغیان علم خلافت عباسیہ کے تعاقب میں دوبارہ روانہ ہوا۔ مقام آذربائیجان میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد بن سلال اپنے اہل وعیال کے ساتھ میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ ابوالہیجا عبداللہ نے محمد بن سلال اور اس کے ہمراہیوں کا خون مباح کر دیا محمد بن سلال نے یہ خبر پا کر امن کی درخواست کی ابوالہیجا نے اسے امن دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے موصل آیا۔ موصل میں پہنچنے پر تمام اکراد حمیدیہ امن کے خواستگار ہوئے اور علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ اس واقعہ نے مخالفین کے دل ہلا دیئے اور ابوالہیجا عبداللہ کی حکومت میں استقلال اور استحکام کی کیفیت پیدا کر دی۔

حسین بن حمدان کو امان ۔ ان واقعات کے بعد ۲۹۶ھ میں دربار خلافت میں خلیفہ کے معزول کرنے کے واقعہ پیش آیا۔ وزیر السلطنت عباس بن حسن مارا گیا خلیفہ مقتدر معزول کیا گیا اور عبداللہ بن معتز کی خلافت کی چند دنوں کے لئے بیعت لی گئی پھر خلیفہ مقتدر تخت خلافت پر دوبارہ متمکن کیا گیا جیسا کہ یہ سب واقعات حالات دولت عباسیہ میں بیان کئے گئے اس زمانہ میں حسین بن حمدان دیار ربیعہ پر مامور تھا اور ان لوگوں میں داخل تھا جو اس فتنہ وفساد کے بانی مبانی ہوئے تھے اور قاتلین وزیر کے ساتھ اس کے قتل میں شریک ہوا تھا ہنگامہ فرو ہونے پر خلیفہ مقتدر نے اس کی گرفتاری پر قاسم بن سیما کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ متعین کیا مگر یہ لوگ حسین کو گرفتار نہ کر سکے۔ تب خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجا عبداللہ گورنر موصل کو اس کی گرفتاری کے لئے لکھا ابوالہیجا قاسم کے ساتھ حسین کی گرفتاری کو روانہ ہوا تکریت کے قریب حسین سے مدبھیڑ ہوگئی حسین شکست کھا کر بھاگا اور خلافت مآب سے امن کا خواستگار ہوا خلافت مآب نے اسے امن دیا اور خوشنودی مزاج کا خلعت عطا فرما کر صوبجات قم وقاشان کی حکومت عنایت کی۔ کچھ روز بعد پھر اسے دیار ربیعہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

حسین بن حمدان کی بغاوت ۔ ۲۹۹ھ میں ابوالہیجا عبداللہ نے موصل میں علم بغاوت بلند کیا جس کا سلسلہ ۳۰۳ھ تک جاری رہا۔ اس وقت حسین بن ہمدان دیار ربیعہ میں تھا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ وزیر السلطنت عیسیٰ نے حسین سے خراج کا مطالبہ کیا۔ حسین نے انکاری جواب دیا اس پر وزیر السلطنت نے حکم صادر کیا کہ اپنے تمام بلاد مقبوضہ کو شاہی عمال کے حوالہ کر دو حسین اس سے مطلع ہو کر باغی ہو گیا۔ وزیر السلطنت نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ حسین نے انہیں شکست دی تب وزیر السلطنت نے موسیٰ عجلی کو لکھ بھیجا کہ عساکر علویہ کی جنگ سے فارغ ہو کر حسین سے معرکہ آرا ہو مونس عجلی اس وقت مصر میں علویہ فوجوں سے لڑ رہا تھا چنانچہ مونس نے ۳۰۳ھ میں حسین سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا حسین یہ خبر پا کر اپنے اہل وعیال کے ساتھ آرمینیہ کی جانب بھاگ گیا اور اپنے مقبوضہ بلاد کو یوں ہی چھوڑ گیا مونس نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں اس لشکر نے حسین کو جا کر گھیر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی وہ اور اس کا بھائی اور اس کے تمام اہل و عیال اور ہمراہی گرفتار کر لئے گئے مونس ان لوگوں کے ساتھ بغداد واپس آیا خلیفہ مقتدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

حسین بن حمدان کا قتل : اسی تاریخ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء عبداللہ اور تمام بنو حمدان کو گرفتار کر کے جیل بھیج دیا تھا

اس کے بعد ۳۰۵ھ میں خلافت مآب نے ابوالہیجاء کو رہا کر دیا اور ۳۰۳ھ میں حسین کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا ۳۰۷ھ میں ابراہیم بن حمدان کو دیار ربیعہ کی حکومت عنایت کی اور اسکی جگہ داؤد بن حمدان کو مامور کیا۔

ابوالہیجاء کی امارت موصل پر تقرری: ۳۱۴ھ میں خلیفہ مقتدر نے ابوالہیجاء عبداللہ بن حمدان کو دوبارہ گورنری موصل سے سرفراز فرمایا۔ ابوالہیجاء نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے ناصر الدولہ حسن کو حکومت موصل پر روانہ کیا اور خود بغداد میں ٹھہرا رہا اس کے بعد ابوالہیجاء کو یہ خبر لگی کہ عرب اور اکراد اطراف موصل اور صوبہ خراسان کے گردونواح میں ہنگامہ فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اس پر ابوالہیجاء نے اپنے بیٹے ناصر الدولہ کو ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ناصر الدولہ نے عرب پر جزیرہ میں فوج کشی کی اور خوب خوب ان کی گوشمالی کی پھر اپنی فوج مظفر موج کے ساتھ تکریت کی جانب آیا اور فوجوں کو از سر نو آراستہ کر کے شہرزور کی طرف روانہ ہوا اکراد جلالیہ پر متعدد حملے کئے حتیٰ کہ ان سرکشوں نے گردن اطاعت جھکا دی۔

ابوالہیجا کا قتل: ان واقعات کے بعد ۳۱۷ھ میں خلیفہ مقتدر اپنے بھائی قاہر کی وجہ سے معزول کیا گیا مگر دوسرے دن دوبارہ تخت خلافت پر متمکن ہوگیا۔ قاہر کا اس کے قصر میں محاصرہ کر لیا گیا قاہر نے ابوالہیجاء کے دامن میں پناہ لی ان دنوں ابوالہیجا قاہر ہی کے پاس تھا اور ایک مدت دراز تک قاہر کی جانبری کی فکر میں وہیں ٹھہرا رہا لیکن کامیاب نہ ہوا اور عوام الناس قاہر سے بگڑ گئے ابوالہیجا محلسرا سے قاہر کو نکالنے بجھانے والوں کی جستجو کرنے کے لئے نکلا۔ ایک گروہ نے اس کا تعاقب کیا اور مناسب مقام پر پہنچا کر حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ نصف محرم سنہ مذکور کا ہے۔ خلیفہ مقتدر نے اپنے خادم تحریر کو حکومت پر مامور کیا۔

ابوالعلاء سعید بن حمدان کا قتل: ۳۲۳ھ میں ابوالعلاء سعید بن حمدان نے موصل، دیار ربیعہ اور ان بلاد کی جو ناصر الدولہ کے قبضہ میں تھے گورنری کی درخواست کی چنانچہ خلیفہ راضی نے اسے سند حکومت عطا فرمائی۔ ابوالعلاء نے سامان سفر درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا ناصر الدولہ یہ خبر پا کر اس سے ملنے کے لئے نکلا۔ ابوالعلاء دوسری راہ سے ناصر الدولہ کے مکان پر جا کر بیٹھ گیا اور قابض ہوگیا۔ ناصر الدولہ نے یہ سن کر اپنے غلاموں میں سے چند لوگوں کو ابوالعلاء کے قتل کرنے کو بھیج دیا چنانچہ ان لوگوں نے ابوالعلاء کو قتل کر ڈالا۔

ناصر الدولہ بن حمدان: خلیفہ راضی کو اس سے بے حد ناراضی پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو موصل کی طرف روانہ ہونے کا اشارہ کیا وزیر السلطنت نے سامان جنگ اور سفر درست کر کے موصل کا راستہ لیا ناصر الدولہ نے مطلع ہو کر موصل چھوڑ دیا وزیر السلطنت ناصر الدولہ کا کوہ سن تک تعاقب کرتا چلا گیا مگر کامیاب نہ ہوا اور موصل میں قیام کر دیا ابن حمدون کے بعض ہوا خواہوں نے وزیر السلطنت کے بیٹے کو دس ہزار دینار دے کر ملا لیا۔ اس نے ان لوگوں کے کہنے سے اپنے باپ کو ایسے چند امور لکھ بھیجے کہ جس سے وزیر السلطنت گھبرا گیا اور موصل پر اراکین دولت میں سے جس پر اسے بھروسہ و اطمینان تھا اسے مامور کر کے نصف شوال سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا جوں ہی وزیر السلطنت نے بغداد کا رخ کیا ناصر الدولہ موصل میں پھر واپس آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ موصل پر قبضہ کے بعد راضی کی خدمت میں عفو تقصیر کی درخواست بھیجی اور ادائے خراج کی ضمانت دی خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور فرمائی اور وہ اپنے مقبوضہ ملک میں بدستور

حکمران بنا رہا۔

ناصر الدولہ کی شکست: ۳۲۲ھ میں ناصر الدولہ نے دارالخلافت بغداد میں موصل کا خراج بھیجنے میں تاخیر کی خلیفہ راضی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے تحکم کے ساتھ جو اس کی سلطنت کا منتظم تھا موصل کی جانب روانہ ہوا آگے بڑھ کر خود موصل کی جانب چلا اور تحکم کو تکریت کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملے میں شکست کھا کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ نصیبین کی طرف بھاگ کھڑا ہوا تحکم نے اس کا تعاقب کیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی گرفتاری کے بعد تحکم نے خلیفہ راضی کی خدمت میں نامہ بشارت فتح روانہ کیا خلیفہ راضی کشتی پر سوار ہو کر موصل کی جانب چلا۔ ابن رائق نے جو کہ زمانہ غلبہ ابن بریدی سے بغداد میں روپوش تھا اس زمانہ غیر موجودگی کو غنیمت تصور کر کے اپنے مخفی مقام سے باہر نکل آیا اور بغداد پر قابض ہو گیا جاسوسوں نے راضی تک اس کی خبر پہنچا دی راضی بجائے موصل جانے کے دریا سے خشکی پر اتر پڑا اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ تحکم کو نصیبین سے بلا بھیجا۔

ناصر الدولہ کی اطاعت: ناصر الدولہ کو ابن رائق کے حالات سے آگاہی ہو گئی تھی اس بنا پر دربار ربیعہ کی حکومت دوبارہ ملنے کی درخواست کی اور پانچ لاکھ درہم ادا کرنے کا اقرار کیا۔ خلافت مآب نے فوراً یہ درخواست منظور فرمائی اور تحکم کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا اور قریب بغداد ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرین ابن رائق کی طرف سے پیام صلح لے کر حاضر ہوا کہ مجھے دیار مصر یعنی حران' الرہا' رقہ اور ان کے علاوہ قنسرین اور سرحد کی سند حکومت عطا فرمائی جائے میں بغداد سے علیحدہ ہو جاؤں گے۔ خلافت مآب نے مصلحتاً یہ درخواست منظور فرمائی چنانچہ ابن رائق نے بغداد کو چھوڑ کر اپنے صوبہ کی جانب کوچ کیا اور خلیفہ راضی و تحکم بغداد میں داخل ہوئے اور ناصر الدولہ بن حمدان موصل کی طرف واپس ہوا۔

ابوبکر محمد بن رائق: ابن رائق نے دیار مضر اور سرحد پر پہنچ کر ملک شام کا قصد کیا اور دمشق کو اخشید کے قبضہ سے نکال کر رملہ کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد اخشید سے اور ابن رائق سے عریش مصر پر معرکہ آرائی ہوئی اخشید نے اس معرکہ میں اس کو شکست دی ابن رائق لوٹ کر دمشق آیا پھر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ شام اور مصر کی سرحد رملہ مقرر کی جائے یہ واقعہ ۳۲۸ھ کا ہے پھر ۳۲۹ھ میں خلیفہ راضی رہگزار عالم آخرت ہوا اور خلیفہ متقی نے تخت خلافت پر قدم رکھا تحکم مارا گیا اور بریدی بغداد میں داخل ہوا تحکمی ترکوں نے بغداد سے نکل کر موصل کا راستہ لیا ان بھگوڑوں میں توزون اور حج جج بھی تھا۔ پھر یہ لوگ ابوبکر محمد بن رائق کے پاس چلے گئے اور اسے عراق کی ترغیب دی ان لوگوں کے بعد خلافت و امارت پر دیلمی ترک قابض ہو گئے اور ابوالحسن بریدی واسط سے بغداد چلا آیا چوبیس دن تک بغداد میں امیر الامراء کی حیثیت سے قیام پزیر رہا۔ اس کے بعد لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اس کے خلاف شور شر برپا کر دیا۔ مجبوراً واسط لوٹ آیا کورتکین غالب و متصرف ہو گیا۔

ابوالحسن احمد کا بغداد پر قبضہ: پھر خلیفہ متقی کی رفاقت ترک کر کے ابن رائق کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ ابن رائق دمشق سے ماہ رمضان ۳۲۹ھ میں بغداد کی جانب روانہ ہوا اور دمشق پر ابوالحسن احمد بن علی بن حمدان کو اپنا نائب متعین کیا اور یہ شرط لگائی کہ ایک لاکھ دینار اسے بغداد پہنچنے پر ادا کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ کورتکین اور دیلمیہ امور سیاست پر قابض ہو رہے تھے۔ ابن

رائق نے پہنچتے ہی کورتکین کو گرفتار کر کے محلسرائے خلافت میں قید کر دیا چند روز بعد لشکریوں نے اس پر بھی یورش کی ابوعبداللہ بریدی نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی ابوالحسن کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ بغداد روانہ کیا۔ ابوالحسن اور اس کی فوج نے بغداد پر پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ خلیفہ متقی اور اس کا بیٹا ابوالمنصور بھاگ گیا۔ ابن رائق بھی ان دونوں سے جا ملا پھر سب نے متفق ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

خلیفہ متقی کی روانگی موصل: روانگی موصل سے پیشتر خلیفہ متقی نے حمدان سے بریدیوں کے مقابلہ پر امداد طلب کی تھی چنانچہ ابن حمدان نے اپنے بھائی علی بن عبداللہ بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا مقام تکریت میں جب کہ خلیفہ متقی اور ابن رائق بغداد سے شکست اٹھائے اور بھاگے آ رہے تھے ملاقات ہوئی سیف الدولہ نے خلیفہ کی بے حد خدمت کی اور اس کے ساتھ ساتھ موصل کی طرف آیا دجلہ کے ساحل شرقی پر دونوں مقیم ہوئے ابن رائق اور امیر ابوالمنصور بھی ملنے کو دجلہ عبور کر کے آیا سیف الدولہ نے شاہزادہ کو دیکھ کر اشرفیاں بطور صدقہ لٹائیں۔ ادھر ادھر کی باتیں کر کے شاہزادہ ابومنصور واپسی کے قصد سے گھوڑے پر سوار ہوا ابن رائق نے بھی سوار ہو کر روانہ ہونے کا ارادہ کیا ابن حمدان نے گفتگو کرنے کی غرض سے روکا ابن رائق نے معذرت کی۔

ابن رائق کا قتل: اس پر ابن حمدان کو شبہ ہوا اپنے غلاموں کو اشارہ کر دیا انہوں نے لپک کر اس کا سر اتار لیا اس کے بعد ابن حمدان نے خلیفہ متقی کو اس واقعہ سے مطلع کیا خلیفہ متقی نے اسے طلب فرما کر خلعت عنایت کیا۔ ناصر الدولہ کا خطاب عطا فرمایا۔ امیر الامراء کے عہدہ سے ممتاز کیا اور اس کے بھائی ابوالحسن کو بھی سیف الدولہ کے لقب سے مخاطب فرمایا۔ ابن رائق کا واقعہ قتل ماہ رجب ۳۳۰ھ میں واقع ہوا تھا اور ناصر الدولہ کو وزیری اور سند حکومت غرہ شعبان میں مرحمت ہوئی تھی۔ ابن رائق کے مارے جانے کے بعد اخشید نے مصر سے دمشق کی جانب حرکت کی پہنچتے ہی ابن رائق کے گورنر سے اسے چھین لیا اور ناصر الدولہ نے خلیفہ متقی کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

ابن طیاب اور ابن مقاتل کی جنگ: جس وقت ابن رائق قتل کر ڈالا گیا ابوالحسن بریدی اس وقت بغداد میں حکومت کر رہا تھا لیکن تمام خواص و عوام سب کے دلوں میں اس کی طرف سے ناراضگی اور کشیدگی کا مادہ پیدا ہو رہا تھا حج بھاگ کر خلیفہ متقی کے پاس پہنچا۔ توزون اور اس کے ہمراہیوں کو موصل میں جمع کر کے خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کو بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی۔ سب کے سب اس کی امداد اور کمک پر آمادہ و تیار ہو گئے۔ دیار مضر یعنی الرہا، حسان اور رقہ کے خراج اور مالی محکمہ پر ابوالحسن علی بن خلف بن طیاب کو مقرر کیا۔ ابن رائق کی طرف سے ان بلاد پر ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل مامور تھا۔ ابن طیاب اور ابن مقاتل سے لڑائی ہوئی ابن مقاتل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی اثناء جنگ میں مار ڈالا گیا اور جب خلیفہ متقی اور ناصر الدولہ کا مرکب ہمایوں دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچا تو ابوالحسن بریدی ایک سو دس یوم کے بعد بغداد چھوڑ کر واسط کی جانب بھاگ گیا۔ خلیفہ متقی اپنے اعوان و انصار کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا بنوحمدان بھی اس کے رکاب میں تھے۔ توزون کو بغداد کے دونوں جانب کی افسری پولیس کا عہدہ عنایت ہوا یہ واقعہ سنہ مذکور کے ماہ شوال کا ہے۔

ابوالحسن بریدی اور سیف الدولہ کی جنگ: اس کے بعد بنوحمدان نے ابوالحسن بریدی کے ارادے سے واسط کی

جانب کوچ کیا۔ ناصر الدولہ نے مداین میں پڑاؤ کیا اور اپنے بھائی سیف الدولہ کو بریدی سے جنگ کرنے کو بھیجا بریدی بھی یہ خبر پا کر واسط سے ان لوگوں سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہو چکا تھا نشیبی مداین میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا شاہی لشکر کے ہمراہ توزون جج اور نامی ترک تھے پہلے تو ان کو شکست ہوئی اور یہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے ناصر الدولہ نے اس امر کا احساس کر کے مداین سے ان کی کمک کے لئے اپنے رکاب کی فوج بھیج دی۔ اس تازہ دم فوج کے آ جانے سے شکست خوردہ لشکر کے پاؤں رک گئے اور انہوں نے مجموعی قوت سے بریدی کے لشکر پر حملہ کیا۔ بریدی کا لشکر اس سخت حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔

ابوالحسن بریدی کا تعاقب: بریدی اپنے چند سرداروں کے ساتھ واسط کی طرف بھاگا ناصر الدولہ نصف ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں بغداد کی جانب واپس ہوا اس کے ساتھ بریدی کے ہمراہیوں کا ایک گروہ پابہ زنجیر آیا ہوا تھا سیف الدولہ میدان کارزار میں قیام پزیر رہا جب اس کے زخم بھر گئے اور تکان جاتا رہا تھا تب اس نے اپنی فوج کو از سر نو مرتب و مسلح کر کے واسط کی جانب کوچ کیا بریدی واسط چھوڑ کر بصرہ چلا گیا۔ سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا اور پھر انتظام شہر سے فارغ ہو کر بریدی کے تعاقب میں بصرہ کی جانب روانہ ہوا اپنے بھائی ناصر الدولہ سے مالی مدد طلب کی ناصر الدولہ نے کسی مصلحت کے لحاظ سے مدد نہ دی بظاہر وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اس سے اور ترکوں سے بالعموم توزون اور جج سے بالخصوص ناچاقی تھی چند روز بعد ابوعبداللہ کوفی بہت سا مال لے کر ناصر الدولہ کی جانب سے ترکوں میں تقسیم کرنے کی غرض سے سیف الدولہ کے کیمپ میں آیا توزون اور جج نے روک ٹوک کی اور اس سے بدترش روئی پیش آنے کا ارادہ کیا۔ سیف الدولہ نے حکمت عملی سے ان دونوں کی نظروں سے ابوعبداللہ کو غائب کر دیا اور بحفاظت تمام اسے اپنے بھائی کے پاس واپس کر دیا اس کے بعد آخری ماہ شعبان میں ترکوں نے سیف الدولہ کے خلاف سرکشی کی۔ سیف الدولہ اپنے لشکر گاہ سے نکل کر بغداد چلا گیا۔ ترکوں نے لشکر گاہ کے بازار کو لوٹ لیا اور اس کے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو مار ڈالا۔

سیف الدولہ کی موصل کو روانگی: ابوعبداللہ کوفی نے ناصر الدولہ کے پاس پہنچ کر اس کے بھائی سیف الدولہ کے حالات سے مطلع کیا ناصر الدولہ نے ترکوں کی خودسری سے مطلع ہو کر موصل کی جانب روانہ ہونے کا قصد کیا خلیفہ متقی یہ سن کر سوار ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے چندے صبر کرنے کی ہدایت کی مگر جوں ہی خلیفہ متقی ناصر الدولہ کے پاس سے لوٹ کر قصر خلافت میں آیا۔ ناصر الدولہ نے اپنی امارت کے تیرہ مہینے بعد موصل کی جانب کوچ کیا۔ دیلمیوں اور ترکوں کو موقع مل گیا یورش کر کے اس کے مکان پر چڑھ آئے اور لوٹ لیا۔

سیف الدولہ کے روانہ ہونے کے بعد ترک اپنے کیمپ میں واپس ہوئے اور توزون کو اپنی امارت دی اور لشکر کی سرداری کا علم جج کو دیا۔

نصف ماہ رمضان میں سیف الدولہ اپنے بھائی ناصر الدولہ کی روانگی کے بعد دارالسلطنت بغداد میں داخل ہوا پھر اسے توزون کی امارت کی خبر پہنچی اس کے بعد ترکوں میں نفاق پیدا ہو گیا زون نے جج کو گرفتار کر کے نیل کی سلائی اس کی آنکھوں میں پھروا دیں۔ سیف الدولہ بغداد سے روانہ ہو کر اپنے بھائی کے پاس موصل چلا گیا۔

عدل تحکمی: عدل تحکم کا خاص خادم تھا مگر پھر ابن رائق کے رفیقوں میں داخل ہو کر اس کے ساتھ ساتھ موصل چلا گیا اور جب ابن رائق مارا گیا تو ناصر الدولہ کے حاشیہ نشینوں میں شامل ہو گیا۔ ناصر الدولہ نے اسے علی بن خلف طیاب کے ہمراہ دیار مضر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن خلف نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور ابن رائق کے نائب کو جو کہ دیار مضر پر مامور تھا قتل کر ڈالا۔ رحبہ متعلقات دیار مضر پر ابن رائق کی طرف سے ایک شخص مسافر بن حسین نامی مامور تھا اس نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور خود سری کے ساتھ خراج وصول کر کے بیٹھ رہا۔ علی بن خلف نے اس کی سرکوبی پر عدل تحکمی کو مامور کیا عدل تحکمی نے مدبرانہ چالوں سے ان بلاد پر قبضہ کر لیا مسافر بھاگ گیا تحکمی ترک یہ خبر پا کر عدل کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ ان لوگوں کے جمع ہو جانے سے عدل کی قوت بڑھ گئی طریق فرات اور خابور کے بعض حصہ پر قابض ہو گیا اس اثناء میں مسافر نے اپنی کچھ حالت درست کر لی اور بنی نمیر سے امداد حاصل کر کے قرقیسا کی جانب چلا گیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ لیکن تھوڑے ہی دن بعد عدل نے پھر اس کے قبضہ سے اسے نکال لیا۔

عدل تحکمی کا خابور پر قبضہ: اس کے بعد عدل تحکمی نے خابور کے بقیہ حصہ پر قبضہ کر لینے کا قصد کیا اس کے خاندان والوں نے بنی نمیر سے امداد کی درخواست کی عدل نے چند روز تک ان کی امداد سے اعراض کیا حتیٰ کہ ہنگامہ فساد فرو ہو گیا تب عدل نے ایک روز سمصاب پر جو کہ خابور کا بہت بڑا مشہور مقام تھا شبخون مارنے کے ارادے سے کوچ کیا اہل سمصاب مقابلہ پر آئے عدل کے ہمراہیوں نے سرنگ کے ذریعہ سے شہر پناہ کی دیوار میں بہت بڑا سا روزن کر دیا جس سے عدل اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا اس کے بعد اور مقامات پر قابض ہو گیا چھ مہینے تک خابور میں ٹھہرا رہا خراج وصول کرتا رہا مالی اور فوجی قوت بڑھ گئی۔ حوصلے بھی بلند ہو گئے بنو حمدان کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کا شوق چرایا۔

عدل تحکمی کی شکست و گرفتاری: چونکہ ان دنوں سیف الدولہ موصل اور بلاد جزیرہ میں موجود نہ تھا اس وجہ سے عدل نے پہلے نصیبین کے ارادے سے کوچ کیا تھا اور عران کی طرف یانس موسی کی موجودگی کے سبب نہ گیا کیونکہ وہ اپنی فوج اور بنی نمیر کے ایک گروہ کے ساتھ وہاں مقیم تھا عدل پہلے راس عین کی جانب گیا پھر راس عین سے نصیبین کی طرف روانہ ہوا رفتہ رفتہ عدل کی سرکشی کے حالات ابو عبداللہ حسین بن حمدان تک پہنچے فوجیں فراہم کر کے عدل کی طرف بڑھا دونوں حریفوں کا ایک کھلے میدان میں مقابلہ ہوا عدل کے اکثر ہمراہیوں نے حمدان سے امن حاصل کر لیا اور اس کے لشکر گاہ میں چلے آئے۔ عدل کے ہمراہ معدودے چند نفر باقی رہ گئے۔ ابن حمدان نے عدل کو اس کے بیٹے کے ساتھ گرفتار کر لیا اور اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور دونوں کو آخری شعبان ۳۳۱ھ میں بغداد روانہ کیا۔

خلیفہ متقی کی روانگی: جس وقت ناصر الدولہ اور سیف الدولہ خلیفہ متقی کی خدمت سے رخصت ہو کر بغداد سے واپس ہوئے توزون واسط سے بغداد میں آ داخل ہوا اور حکومت و سلطنت پر قابض ہو گیا پھر بغداد سے واسط کی جانب چلا بصرہ پہنچا اور اس کے اور ابن بریدی کے درمیان اتحاد اور کمر بندی رشتہ قائم ہوا اس سے خلیفہ متقی کے خیالات میں تبدیلی واقع ہو گئی۔ توزون کے بعض ہمراہیوں کو موقع مل گیا چنانچہ انہوں نے خلیفہ متقی اور وزیر السلطنت کے کان بھرنے شروع کر دیئے اور ان دونوں کو ابن بریدی اور توزون کے مل جانے سے ڈرایا اتفاق سے انہی دنوں ابن شیرزاد بھی توزون کے پاس چلا آیا تھا اور

توزون نے اسے واسط کی جانب روانہ کر دیا تھا۔ لگانے بجھانے والوں نے خلافت مآب سے ان سب واقعات کو بیان کیا اور ابن بریدی نے خلافت ماب کے ساتھ جو کچھ پہلے کیا تھا وہ سب یاد دلایا۔ خلافت مآب نے ابن حمدان کو ایک لشکر بھیجنے کو لکھ بھیجا تا کہ اس کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہو۔ چنانچہ ابن حمدان نے اپنے ابن عم حسین بن سعید بن حمدان کے ایک ہمراہ ایک فوج روانہ کی ۳۳۲ھ میں یہ فوج بغداد پہنچی۔ خلیفہ متقی اپنے اہل وعیال اور عیان دولت کے ساتھ جس میں وزیر السلطنت ابن مقلہ بھی تھا اس فوج کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا تکریت تک پہنچا۔

معرکہ تکریت: اس مقام پر سیف الدولہ خلیفہ متقی سے ملنے کے لئے آیا۔ اس کے بعد ناصر الدولہ بھی آ پہنچا۔ ان دونوں امیروں کے ساتھ ساتھ متقی نے موصل کی جانب کوچ کیا جب یہ خبر توزون تک پہنچی تو وہ بھی تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ تکریت کے قریب سیف الدولہ نے اس سے معرکہ آرائی کی۔ تین دن تک لڑائی قائم رہی آخر کار توزون نے اسے شکست دے کر اسے اور اس کو لوٹ لیا سیف الدولہ شکست کھا کر موصل کی جانب بھاگا اور توزون اس کے تعاقب میں تھا ناصر الدولہ اور خلیفہ متقی نے اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ نصیبین کی طرف گیا۔ پھر نصیبین سے رقہ کی طرف گیا سیف الدولہ اسی مقام پر ان لوگوں سے آ ملا اور توزون نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

خلیفہ متقی اور توزون کی مصالحت: اس کے بعد خلیفہ متقی نے ایک عتاب آموز خط توزون کے پاس بھیجا جس میں اس نے توزون پر ابن بریدی سے ملنے کی وجہ سے ناراضگی ظاہر کی تھی اور یہ تحریر کیا تھا کہ اگر اب بھی تم اس کی تلافی کرو تو ما بدولت واقبال تم سے راضی ہو جائیں گے اور سیف الدولہ و ناصر الدولہ سے مصالحت بھی کرا دی جائے گی توزون نے ان باتوں کو منظور کر لیا۔ صلح نامہ لکھا گیا۔ ناصر الدولہ نے تین برس تک چھ لاکھ تیس ہزار سالانہ ادا کرنے کے لئے اپنے مقبوضات کی ضمانت دی تکمیل صلح نامہ کے بعد توزون بغداد کی طرف واپس ہوا اور خلیفہ متقی رقہ میں مقیم رہا۔

محمد بن نیال کا قتل: کچھ روز بعد ادھر خلیفہ متقی کو ابن حمدان کی بے وفائی اور کج ادائی کا احساس ہوا ادھر سیف الدولہ کو یہ خبر لگی کہ محمد بن نیال ترجمان نے خلیفہ متقی کو سیف الدولہ کی جانب سے بدظن کر دیا ہے اور یہ وہی شخص تھا جس نے توزون اور خلیفہ متقی میں ناصافی پیدا کر دی۔ سیف الدولہ نے موقع پا کر محمد نیال کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

ابو عبداللہ اخشید کی طلبی: خلیفہ متقی کو اس سے شک اور بدظنی پیدا ہوئی۔ توزون کو مصالحت کے لئے لکھا اور اخشید محمد بن طغج والی مصر کو طلبی کا فرمان روانہ کیا چنانچہ اخشید مصر سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوا رفتہ رفتہ حلب پہنچا حلب میں سیف الدولہ کی طرف سے ابن عم ابو عبداللہ سعید بن حمدان حکومت کر رہا تھا ابو عبداللہ اخشید کی آمد کی خبر پا کر ابن مقاتل کو جو دمشق میں ابن رائق کے ساتھ اپنا نائب مقرر کر کے کوچ کر گیا۔ جس وقت ابو عبداللہ اخشید حلب کے قریب پہنچا ابن مقاتل اس سے ملنے کے لئے آیا اخشید نے اس کی بے حد عزت کی بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا اور محکمہ خراج مصر پر اسے مامور کیا پھر حلب سے خلیفہ متقی کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے رقہ کی جانب روانہ ہوا نصف محرم ۳۳۳ھ میں خلافت مآب کی شرف حضوری حاصل کی خلیفہ متقی نے اس کی بے حد عزت افزائی کی اس نے آداب شاہی میں ضرورت سے زیادہ مبالغہ کیا۔ تحائف ہدایا پیش کئے وزیر السلطنت وارا کین دولت کو بھی تحفے دیئے اور یہ درخواست کی کہ خلافت مآب

میرے ہمراہ مصر یا شام میں چل کر قیام فرمادیں۔ خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تم کبھی بھول کر بغداد کا قصد نہ کرنا اور توزون کی طرف مائل نہ ہونا اخشید نے اس کی کچھ سماعت نہ کی پھر خلیفہ متقی نے وزیر السلطنت ابن مقلہ کو توزون کے رعب و داب سے ڈرایا اور یہ حکم دیا کہ اخشید کے ساتھ مصر جا کر اس کے تمام بلاد کی سند حکومت عطا کر وزیر السلطنت نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔

خلیفہ متقی کی معزولی: اسی اثناء میں توزون کے قاصد پیام لے کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے اور انہوں نے یہ ظاہر کیا کہ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کے لئے حلف اٹھایا ہے خلیفہ متقی یہ سن کر فرط مسرت سے اچھل پڑا اور سامان سفر درست کر کے آخری محرم سنہ مذکور میں بغداد کی جانب کوچ کیا اور اخشید مصر کی جانب واپس ہوا جس وقت خلیفہ متقی مقام ہیت پہنچا توزون نے حاضر ہو کر زمین بوسی کی اور اس سے خلیفہ متقی کو یقین ہو گیا کہ توزون نے اپنے حلف کو پورا کیا اور اطاعت قبول کی۔ توزون نے خلافت مآب اور وزیر السلطنت کی نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کیا مزید برآں خلیفہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور بغداد کی طرف لوٹ آیا اور خلیفہ مستکفی کی خلافت کی بیعت کی۔

ابوعبداللہ بن سعید: رقہ سے خلیفہ متقی کے روانہ ہونے کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے ابن عم ابوعبداللہ بن سعید بن حمدان کو رقہ، طریق فرات، دیار مضر، قنسرین، جند عواصم اور حمص پر مامور کیا جس وقت ابوعبداللہ بن سعید رقہ کے قریب پہنچا اہل رقہ کو خود مختاری کی خواہش پیدا ہوئی۔ آمادہ بجنگ ہوئے ابوعبداللہ کامیابی کے ساتھ ان لوگوں کو زیر کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا اور اس سے پیشتر ان بلاد پر اس کی طرف سے محمد بن علی بن مقاتل مامور تھا۔

سیف الدولہ کا حلب و حمص پر قبضہ: رقہ سے خلیفہ متقی کی روانگی اور شام کی جانب اخشید کی واپسی پر یانس مونسی تن تنہا حلب میں باقی رہ گیا۔ سیف الدولہ کو دست درازی کا موقع مل گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف بڑھا اور یانس مونسی کے قبضے سے اسے نکال لیا اس کے بعد حمص کی جانب قدم بڑھایا تو اخشید کی مولیٰ سے مڈبھیڑ ہوئی سیف الدولہ نے اسے شکست دی کافور نے دمشق کی جانب کوچ کیا اہل دمشق نے اسے دمشق میں داخل نہ ہونے دیا اتنے میں مصر سے اخشید ملک شام آ گیا۔ اس وقت اس کی فوجی اور مالی حالت درست ہو گئی تھی۔ سیف الدولہ کا پتہ لگا کے اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ مقام قنسرین میں فریقین میں صف آرائی کی مگر اتفاق ایسا آیا کہ خود بخود لڑائی سے رک رہے' سیف الدولہ جزیرہ کی جانب واپس ہوا اور اخشید دمشق کی طرف' اس کے بعد سیف الدولہ نے حلب کی جانب کوچ کیا رومیوں کی فوجیں یہ خبر پا کر حلب کی سرحد پر آ گئیں سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر انہیں مار بھگایا۔

خلیفہ مستکفی اور ناصر الدولہ کے مابین مصالحت: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان کو ان حالات کی خبر لگی کہ توزون نے خلیفہ متقی کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں اور خلیفہ مستکفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی ہے ناصر الدولہ نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا توزون کے خدام یہ خبر پا کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے۔ ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنی خدمت میں رکھ لیا اسی واقعہ نے گویا ان شرائط کا جو دربار خلافت بغداد اور ناصر الدولہ کے درمیان قرار پائے تھے خاتمہ کر دیا توزون اور خلیفہ مستکفی فوجیں آراستہ کر کے بقصد موصل روانہ ہوئے۔ ناصر الدولہ اور ان دونوں سے خط و

کتابت شروع ہوئی آخر الامر ۳۳۳ھ کے آخر میں شرائط صلح طے ہو گئے اور صلح نامہ مکمل اور مرتب ہو گیا خلیفہ مستکفی اور توزون بغداد کی جانب واپس ہوئے۔

خلیفہ مستکفی کی معزولی: اس واپسی کے بعد ہی توزون راہی ملک عدم ہوا اس کے بعد امور سلطنت کا انتظام ابن شیرزاد کرنے لگا اس نے واسط کی گورنری پر ایک سپہ سالار کو مقرر کیا اور تکریت کی حکومت پر ایک دوسرے سپہ سالار کو بھیجا جو سپہ سالار واسط کا گورنر ہو کر گیا تھا اس نے معز الدولہ بن بویہ کو دربار خلافت کے حالات لکھ بھیجے اور بغداد پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی معز الدولہ بغداد آیا اور حکومت وخلافت پر قابض ہو گیا۔ اسی نے خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے اتارا تھا اور مطیع کی خلافت کی بیعت لی تھی۔ باقی رہا وہ سپہ سالار جو تکریت کا حکمران ہو کر گیا تھا وہ ناصر الدولہ کے پاس موصل چلا گیا اور اس کے رفقاء میں داخل ہو گیا ناصر الدولہ نے اسے اپنی جانب سے تکریت کی سند حکومت عطا کی۔

معرکہ عکبرا: جس وقت معز الدولہ بن بویہ نے دار الخلافت بغداد پر قابض ہو کر خلیفہ مستکفی کو معزول کیا ناصر الدولہ بن حمدان کو اس سے سخت ناراضگی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے موصل سے عراق کی جانب روانہ ہوا معز الدولہ نے یہ خبر پا کر اپنے سپہ سالاروں کو ناصر الدولہ کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ دونوں فوجوں کا مقام عکبرا میں مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ معز الدولہ خلیفہ مطیع کے ساتھ عکبرا کی طرف روانہ ہوا اس وقت ابن شیرزاد بغداد میں تھا اور وہیں انتظام کی غرض سے مقیم رہا ان لوگوں کی روانگی کے بعد ناصر الدولہ سے جا ملا اور اس کی فوجوں کو داخل کر لیا چنانچہ ناصر الدولہ کی فوج نے غربی بغداد میں پڑاؤ کیا اور خود ناصر الدولہ مشرقی بغداد میں ٹھہرا چونکہ بغداد سے سلسلہ آمد ورفت منقطع ہو گیا تھا اس وجہ سے معز الدولہ اور خلیفہ مطیع کے لشکر گاہ میں گرانی شروع ہو گئی اور موصل سے رسد وغلہ جاری رہنے کی وجہ سے ناصر الدولہ کی فوج کو اس کا احساس تک نہ ہوا مزید برآں ابن شیرزاد نے یہ کیا کہ معز الدولہ و دیلم سے اہل بغداد کے خلاف امداد طلب کی اس سے اور بھی معز الدولہ کے ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے اہواز کی جانب واپس چلے جانے کا قصد کیا مگر پھر کچھ سوچ کر اپنے ہمراہیوں کو بالائے دجلہ کی جانب جانے کا اشارہ کیا ناصر الدولہ کی فوج نے بڑھ کر ان کی مدافعت شروع کی تھوڑے سے آدمی ناصر الدولہ کی رکاب میں رہ گئے دلاوران دیلم کو موقع مل گیا قریب ترین مقام سے ناصر الدولہ کے سر پر آ پہنچے اور اس کو شکست دے دی۔

معز الدولہ کی موصل کو روانگی: معز الدولہ نے شرقی بغداد پر قبضہ کر لیا مطیع اپنے محلسرائے میں محرم ۳۳۵ھ میں پھر واپس آیا اور ناصر الدولہ عکبرا کی طرف لوٹ گیا۔ مصالحت کی گفتگو شروع کی توزونیہ کے ترکوں کو ناصر الدولہ کا یہ فعل ناگوار گزرا سب نے مشورہ کر کے اس کے قتل پر کمریں باندھ لیں ناصر الدولہ کو اس امر کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے موصل کی جانب کوچ کر دیا اس کے ہمراہ ابن شیرزاد بھی تھا۔ اس کے بعد معز الدولہ کے ساتھ مصالحت ہو گئی۔

باب: ۴۹

امارتِ جزیرہ وشام

دولتِ بنو حمدان

سیف الدولہ کا دمشق پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر محمد بن طغج والی مصر وشام رہگزار ملک آخرت ہوا حکومت و ریاست کی کرسی پر اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم انوجور متمکن ہوا۔ یہ ایک نوعمر شخص تھا۔ اس پر کافور اسود جو اس کے باپ کا غلام تھا غالب ہو گیا۔ سیف الدولہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر دمشق کی جانب آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

کچھ عرصہ بعد اہل دمشق کو سیف الدولہ سے بدظنی پیدا ہوئی اور ان لوگوں نے کافور کو بلا بھیجا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی دمشق سے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ اہل دمشق نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا۔ سیف الدولہ نے جزیرہ کی طرف قدم بڑھایا اور انوجور حلب میں رہا۔ اس کے بعد انوجور اور سیف الدولہ میں مصالحت ہو گئی انوجور مصر کی جانب واپس ہوا۔ سیف الدولہ حلب کی طرف لوٹ آیا اور کافور نے تھوڑے دن دمشق کی حکومت پر بدر اخشیدی کو متعین کیا پھر ایک سال کے بعد اسے معزول کر کے ابومظفر طغج کو سند حکومت عطا کی۔

ناصر الدولہ اور سردار تکین: جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں ناصر الدولہ کی رکاب میں ترکوں کا ایک گروہ تھا جو کہ توزون کے ہمراہیوں میں سے تھا اور وہ اس سے ناراض ہو کر ناصر الدولہ کے پاس چلے آئے تھے جب ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان مصالحت کی سلسلہ جنبانی شروع ہوئی تو ان ترکوں نے ناصر الدولہ کے اس فعل سے ناراض ہو کر ہنگامہ کر دیا ناصر الدولہ پر قتل کرنے کی غرض سے ٹوٹ پڑے۔ ناصر الدولہ نے ان لوگوں کے پنجہ سے اپنے کو نجات دے کر ساحل غربی سے عبور کیا اور[1] قرامطہ نے اسے پناہ دی اور اسے ایک مقام محفوظ تک پہنچا دیا ان لوگوں میں سے جو ناصر الدولہ کے ہمراہ تھے ایک ابن شیرزاد بھی تھا ناصر الدولہ نے کسی مصلحت سے اسے گرفتار کر لیا۔ ترکوں نے جمع ہو کر تکین شیرازی کو اپنا امیر بنایا اور جو لوگ ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے بچھڑ گئے تھے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا اور ناصر الدولہ کا موصل تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ ناصر الدولہ نے موصل سے نکل کر نصیبین کا راستہ لیا اور ترکوں نے موصل پر قبضہ کر لیا۔

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

ناصر الدولہ نے معز الدولہ سے ترکوں کی زیادتیوں کی شکایت کی اور امداد کا خواستگار ہوا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابو جعفر ضمیری کی افسری میں ناصر الدولہ کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ ترکوں نے موصل سے نکل کر ناصر الدولہ کے تعاقب میں نصیبین کی طرف قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ یہ خبر پا کر منجار چلا گیا پھر وہاں سے حدیثہ اور حدیثہ سے سن کا راستہ لیا۔ ترکوں کا گروہ اس کے تعاقب میں تھا۔ اس مقام پر فوجیں موجود تھیں ان کی اور ترکوں کی برابر لڑائیاں ہوئیں جس میں ترکوں کو شکست ہوئی اور اس کا سردار تکین گرفتار ہو کر ناصر الدولہ کے پاس بھیج دیا گیا ناصر الدولہ نے اسی وقت اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور جیل میں ڈال دیا اس کے بعد ضمیری کے ہمراہ موصل میں آیا اور ابن شیرزاد کو ضمیری کے حوالہ کر دیا ضمیری نے اس کے ساتھ بغداد کی جانب کوچ کیا۔

جمان کی بغاوت: جمان نامی ایک شخص توزون کے مصاحبوں میں سے تھا جو ترکوں کے ہمراہ ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس چلا آیا تھا جب معز الدولہ اور ناصر الدولہ سے بغداد میں معرکہ آرائیاں ہونے لگیں تو ناصر الدولہ نے اسے مشکوک و مشتبہ ہو کر دیلمیوں کے ایک گروہ کے ساتھ مصلحتاً رحبہ کی سند حکومت عطا کر کے رحبہ بھیج دیا۔ رحبہ پہنچ کر اس کا اقتدار بڑھ گیا۔ ۳۳۶ھ میں اس نے ناصر الدولہ سے بغاوت کر دی اور دربار مصر پر قابض ہونے کا خواستگار اور مدعی ہو گیا چنانچہ فوجیں آراستہ کر کے رقہ کی طرف روانہ ہوا سترہ دن تک اس کا محاصرہ کئے رہا پھر وہاں سے شکست کھا کر واپس ہوا اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل رحبہ نے اس کے ہمراہیوں اور عمال کو ان کی بد چلنی اور بد اطواری کی وجہ سے نرغہ کر کے مار ڈالا جب یہ رقہ سے واپس آیا اور ان حالات سے مطلع ہوا تو اہل رحبہ پر سختی شروع کر دی اور ان پر قتل و غارت گری کا ہاتھ بڑھایا۔

جمان کی شکست و خاتمہ: اس اثناء میں ناصر الدولہ بن حمدان نے جمان کی سرکوبی کے لئے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی افسری میں باردخ روانہ کی دریائے فرات پر دونوں فوجوں کی مڈبھیڑ ہوئی بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر جمان کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں جمان دریائے فرات میں ڈوب کر مر گیا باقی رہے اس کے ہمراہی انہوں نے باردخ سے امن کی درخواست کی باردخ نے ان لوگوں کو امان دی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے ناصر الدولہ کی طرف واپس ہوا۔

ناصر الدولہ اور معز الدولہ: ان واقعات کے بعد ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ بن بویہ میں پھر ان بن ہو گئی۔ ادھر معز الدولہ نے ۳۴۷ھ میں ناصر الدولہ سے جنگ کے ارادے سے دار الخلافت بغداد سے کوچ کیا ادھر ناصر الدولہ نے موصل سے نصیبین کی جانب قدم بڑھایا معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس سے رعایا کو بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا طرح طرح کے ظلم ان پر کیے گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کے تمام بلاد پر قبضہ کر لینے کا پختہ ارادہ کیا تھا کہ اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ خراسان کی فوج نے جرجان اور رے کا قصد کیا ہے۔ اسی وقت اس نے اپنے بھائی رکن الدولہ کو ایک فوج کا افسر مقرر کر کے خراسان کی طرف روانہ کیا اس کے بعد ناصر الدلہ نے چونسٹھ ہزار درہم سالانہ خراج ادا کرنے پر موصل، جزیرہ اور شام کی حکومت کی سند حاصل کی اور مصالحت کر لی شرائط صلح میں سے ایک شرط یہ بھی تھی کہ مساجد میں اس کے اور اس کے بھائیوں رکن الدولہ اور عماد الدولہ کے ناموں کے خطبے پڑھے جائیں۔ صلح نامہ لکھے جانے اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ ماہ ذی الحجہ ۳۴۷ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

سیف الدولہ کا محاصرہ مرعش: سرحدی بلاد کی زمام حکومت سیف الدولہ بن حمدان کے قبضہ اقتدار میں تھی اور وہاں کے امور انتظامی کے سیاہ وسفید کا اسے اختیار حاصل تھا ۳۳۵ھ میں دو ہزار قیدیوں کی رہائی پر بذریعہ نصر نخلی رومی عیسائیوں سے مصالحت ہوگئی تھی مگر رومیوں نے اگلے سال ۳۳۶ھ میں بدعہدی کی اور شہر واسرعین میں داخل ہو کر اسے اپنے ظلم وستم کی جولانگاہ بنالیا۔ تین دن ٹھہرے ہوئے لوٹ مار کرتے رہے رومی عیسائیوں کی تعداد آٹھ ہزار تھی دمشق ان کا سردار تھا ۳۳۷ھ میں سیف الدولہ نے اس پر پیش قدمی کر کے معاوضہ لینے کی غرض سے بلاد روم پر بقصد جہاد چڑھائی کی رومی فوجیں مقابلہ پر آئیں گھمسان کی لڑائی ہوئی ان لوگوں نے اسے شکست دی رومیوں نے مرعش پہنچ کر محاصرہ ڈالا اور اس پر قابض ہو کر طرسوس کی جانب بڑھے رومیوں سے اور اہل طرسوس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔

بلاد روم پر فوج کشی: ان واقعات پر سنہ مذکور تمام ہو جاتا ہے اور فریقین کی قسمتوں کا آخری فیصلہ یوں ہی ناتمام باقی رہ جاتا ہے کہ اس اثناء میں ۳۳۸ھ کا دور آ جاتا ہے سیف الدولہ اپنی فوج ظفر موج لئے ہوئے یلغار کر کے رومی مقبوضات میں گھس جاتا ہے ہر چہار طرف ہنگامہ حشر برپا ہو گیا بہت سے قلعے بزور تیغ فتح کر لئے بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اور ہزاروں کو گرفتار کر کے لونڈی اور غلام بنالیا پھر جب سیف الدولہ بلاد روم سے واپس ہوا تو رومیوں نے ناکہ بندی کر لی اور نہایت سختی سے عساکر اسلامیہ کو پامال کرنے لگے کچھ قید ہوئے اور کچھ قتل کئے گئے جتنا مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اسے عیسائیوں نے واپس لے لیا سیف الدولہ معدودے چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہو کر نکل آیا۔

معرکہ حرث: اس جنگ کے بعد چندے خاموشی کا زمانہ رہا ۳۴۱ھ میں عیسائیوں نے پھر پیش قدمی شروع کی شہر سروج کو بحالت غفلت لوٹ کر تاخت وتاراج کیا اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی تو اس نے اپنی فوج مرتب کر کے ۳۴۳ھ میں رومی مقبوضات پر حملہ کر دیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کرنے لگا اپنے گزشتہ نقصانات کی اس مال غنیمت سے تلافی کر لی ان لڑائیوں میں قسطنطین بن دمستق ان آدمیوں کے ساتھ جو قتل کئے گئے تھے قتل کیا گیا دمستق کو اس واقعہ جانکاہ سے بے حد صدمہ ہوا۔ جوش انتقام میں روم، روس اور بلغار کی فوجیں فراہم کیں اور سرحدی بلاد اسلامیہ کے ارادے سے کوچ کیا۔ سیف الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی اس نے بھی عساکر اسلامیہ کو جمع کر کے دمستق کی گوشمالی کے خیال سے خروج کیا حرث کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خون ریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی مسلمانوں نے عیسائیوں کو قید وقتل کرنا شروع کر دیا عیسائیوں کی ایک بڑی جماعت قید ہو کر آئی جن میں بعض عیسائی شہزادے اور ان کے مذہبی پیشوا تھے انہیں قیدیوں میں دمستق کا داماد بھی تھا سیف الدولہ فتحیابی کا سہرا باندھے اور مال غنیمت اور قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا جتنے بھی رومی مقبوضات راستہ میں ملے انہیں تاخت وتاراج کرتا ہوا اذنہ کی جانب واپس ہوا کچھ دن تک وہاں مقیم رہا حتی کہ اس کا گورنر طرسوس حاضر خدمت ہوا سیف الدولہ نے اسے انعام اور صلہ مرحمت فرما کے حلب کی طرف واپس ہوا۔

عیسائیوں کی طرسوس پر فوج کشی: رومیوں کو اس جنگ اور غیر متوقع شکست سے بے حد ملال ہوا۔ بحال پریشان اپنے شہروں کی طرف لوٹے اور کچھ عرصہ بعد اپنی حالت درست کر کے طرسوس اور الرہا پر چڑھائی کر دی مسلمانوں کو ان کی نقل وحرکت کی اطلاع تک نہ تھی جی کھول کر عیسائیوں کو ان شہروں کے علاقہ جات اور گردونواح کو لوٹا اور پامال کیا بہت سے

مسلمانوں کو گرفتار کر کے واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی پیش قدمی و پسپائی: سیف الدولہ نے عیسائیوں کو اس پیش قدمی کی سزا دینے کی غرض سے ۳۴۶ھ میں بلاد روم پر بقصد جہاد حملہ کیا بے حد سختی سے کام لیا ہزار ہا قصبات و دیہات اجڑ گئے۔ متعدد قلعے مفتوح ہوئے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ مال غنیمت سے مالا مال ہو گئے قیدیوں اور مال غنیمت کی کوئی انتہا نہ تھی الغرض سیف الدولہ قتل و غارت کرتا ہوا خرسنہ تک پہنچا اور خرسنہ پر اپنی فتحیابی کا جھنڈا گاڑ کر واپس ہوا۔ واپسی کے وقت رومی عیسائیوں نے ناکہ بندی کر لی اہل طرسوس نے رائے دی کہ چونکہ رومی عیسائیوں نے ان راستوں کی ناکہ بندی کر لی ہے جس سے آپ بلاد روم میں داخل ہوئے تھے اس وجہ سے مناسب یہ ہے کہ آپ ہم لوگوں کے ساتھ تشریف لے چلیں مگر سیف الدولہ نے اہل طرسوس کی رائے کا کچھ خیال نہ کیا اور نہ ان کے ہمراہ واپس ہوا آخر کار نتیجہ یہ ہوا کہ عیسائیوں نے ہر چہار طرف سے آ کر سیف الدولہ کو گھیر لیا جس قدر مال غنیمت رومی عیسائیوں سے عساکر اسلامیہ کے ہاتھ لگا تھا اسے پھر انہوں نے واپس لے لیا ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ جو تین سے متجاوز نہ تھی بہزار دقت و خرابی بسیار اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد ۳۵۰ھ میں سیف الدولہ کا ایک سپہ سالار جو اس کے آزاد غلاموں میں سے تھا میافارقین کی طرف سے بلاد روم میں داخل ہوا بہت سا مال غنیمت اور ہزاروں قیدی لے کر صحیح و سالم واپس آیا۔

ناصر الدولہ کی عہد شکنی: ناصر الدولہ اور معز الدولہ بن بویہ کی مصالحت اور ادائے خراج کے اقرار کا بیان ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اس مصالحت کے تھوڑے دن بعد ناصر الدولہ نے بد عہدی کی اور مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ سنہ مذکور نصف گزرا تھا کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ پر فوج کشی کر دی اور پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا ناصر الدولہ اسے چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ اس کے عمال اور سرداران لشکر مال و اسباب اٹھا لائے ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو اپنے قلعہ زعفرانی اور کواسی میں ٹھہرایا اور عرب سے سازش کر کے معز الدولہ کے لشکر کی رسد بند کر دی اس وجہ سے معز الدولہ کے لشکر میں بے حد گرانی ہو گئی۔ مجبوراً معز الدولہ نے نصیبین کی جانب کوچ کیا سبکتگین حاجب کبیر کو موصل کی حکومت پر چھوڑ گیا اثناء راہ میں یہ خبر لگی کہ ابوالرجا اور عبداللہ یہ خبر پا کر اپنا سارا مال و اسباب چھوڑ کر بھاگ گئے۔ معز الدولہ کے لشکر نے پہنچ کر ان دونوں کے خیموں کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد وہ دونوں معز الدولہ کے لشکر گاہ کی طرف لوٹے معز الدولہ کا لشکر ادھر غارتگری میں مصروف تھا ادھر دونوں بھائیوں نے بھی اپنی مٹھیاں گرم کر لیں اور سنجار کی طرف پھر لوٹے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ کی مصالحت: معز الدولہ اس وقت نصیبین کے قریب پہنچ چکا تھا اور ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین سے میافارقین بھاگ گیا تھا اس کے بہت سے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امان حاصل کی اور اس کے لشکر میں جا کر شامل ہو گئے ناصر الدولہ اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا سیف الدولہ نے معز الدولہ سے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے لئے مصالحت کی تحریک شروع کی معز الدولہ نے اس وجہ سے کہ ناصر الدولہ نے ناحق عہد شکنی کی تھی مصالحت سے انکار کیا سیف الدولہ نے ملک کے خراج کی دو کروڑ نو لاکھ کی ضمانت لی معز الدولہ نے اس سے مصالحت کی بنا پر ناصر الدولہ کے ہمراہیوں کو رہا کر دیا یہ واقعہ ماہ محرم ۳۴۸ھ کا ہے چنانچہ اس مصالحت کے بعد معز الدولہ

عراق کی جانب واپس ہوا اور ناصر الدولہ موصل کی طرف۔

عیسائیوں کی عین زربہ پر فوج کشی: ماہ محرم ۳۵۱ھ میں دمستق نے پھر سر اٹھایا۔ رومی عیسائیوں کو جمع کر کے عین زربہ پر چڑھائی کر دی پہلے اس پہاڑی پر قبضہ کر لیا جو کہ عین زربہ کے قریب تھی اور کسی قدر اس سے بلندی پر واقع تھی اس کے بعد عین زربہ پر محاصرہ ڈالا چاروں طرف سے قلعہ شکن منجنیقیں نصب کرائیں اور شب و روز سنگ باری شروع کر دی اہل شہر نے پریشان ہو کر امن کی درخواست کی دمستق نے ان لوگوں کو امان دی اور کامیابی کے ساتھ شہر میں داخل ہوا اور شہر میں داخل ہونے کے بعد اہل شہر کو امن دینے پر نادم ہوا اس وجہ سے کہ اہل شہر کا حال بے حد زبوں اور ابتر ہو گیا تھا تمام شہر میں منادی کرا دی کہ تمام باشندگان شہر آج ہی اپنے اہل و عیال کے ساتھ شہر چھوڑ کر کے مسجد اقصیٰ چلے جائیں اس منادی سے تمام شہر میں بھگدڑ مچ گئی کثرت اژدہام کے باعث ایک بڑا گروہ شہر پناہ کے دروازوں پر کچل کر مر گیا کچھ لوگ راہوں میں جان بحق تسلیم ہو گئے دوسرے وقت تک باقی ماندگان میں سے جس قدر شہر میں پائے گئے وہ مار ڈالے گئے رومی عیسائیوں نے اہل شہر کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور شہر پناہ کی فصیلوں کو منہدم کر دیا عین زربہ کے علاوہ اسی سلسلہ میں تقریباً چون قلعے عیسائیوں نے اور فتح کر لئے۔ بیس دن کے قیام کے بعد دمستق واپس ہوا اور اپنی فوج قیساریہ میں چھوڑتا گیا۔

ابن الزیات کا انجام: چونکہ ابن الزیات والی طرسوس نے سیف الدولہ بن حمدان کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا تھا اس وجہ سے دمستق نے یہ خیال کر کے کہ سیف الدولہ ان کے ساتھ ہمدردی نہ کرے گا آتے جاتے اس سے معارض ہوا اور لڑائی چھیڑ دی اس کا بھائی ان معرکوں میں مارا ڈالا گیا اہل شہر نے سیف الدولہ کے نام کا خطبہ پھر پڑھنا شروع کیا اور اس کی حکومت اور اس کے اقتدار کو تسلیم کر لیا ابن الزیات گھبرا کر نہر میں کود پڑا اور ڈوب گیا۔

عیسائیوں کا حلب پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد دمستق سرحدی بلاد کی جانب واپس ہوا اور نہایت تیزی سے حلب کی جانب بڑھا سیف الدولہ فوجیں فراہم نہ کر سکا اپنے تھوڑے سے ہمراہیوں کو لے کر مقابلہ پر آیا عیسائیوں نے اسے شکست دے دی آل حمدان نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔ دمستق نے ان تمام چیزوں پر جو سیف الدولہ کے محل سرائے خارج حلب میں تھیں قبضہ کر لیا بہت سا مال و اسباب ہاتھ آیا آلات حرب کی کوئی حد نہ تھی۔ دمستق نے ان چیزوں پر قبضہ کر لینے کے بعد محلسرا کو مسمار کرا دیا اور اگلے دن شہر حلب کے محاصرہ پر فوج کو متعین کیا اہل شہر نے بھی مدافعت پر کمر ہمت باندھی دمستق نے اپنے مورچہ کو مصلتا کوہ جبوش میں لے جا کر قائم کیا اور رسد و غلہ کی آمد و رفت بند کر دی جس سے شہر کے اندر لوٹ اور غارت گری شروع ہو گئی لوگ اپنے مال و اسباب بچانے کی غرض سے لڑنے بھڑنے لگے۔ فتنہ و فساد کے فرو کرنے کے لئے محافظین شہر پناہ کی توجہ اس جانب متوجہ ہوئی۔

عیسائیوں کا ظلم و ستم: دمستق نے اس امر کا احساس کر کے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور کمال آسانی سے شہر کے اندر اپنی فوج کو اتار دیا پھر کیا تھا سارے شہر پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا ان عیسائیوں نے بھی نرغہ کر دیا جو حلب میں محبوس تھے قتل و غارت گری کا بازار گرم ہو گیا تھا تقریباً دس ہزار مسلمان قید کر لئے گئے جن میں چھوٹے چھوٹے لڑکے اور نہایت کم سن لڑکیاں بھی تھیں جس قدر مال رومی لے جا سکتے تھے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا بقیۃ السیف مسلمانوں نے شہر کے ایک قلعہ میں جا کر پناہ لی

اور چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ عیسائی بادشاہ کا ہمشیرہ زاد قلعہ کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا اہل قلعہ نے منجنیق کے ذریعہ سے ایک پتھر کھینچ مارا اتفاق سے یہ پتھر اس کے سر پر لگا فوراً تڑپ کر مر گیا دمستق عیسائی بادشاہ نے اس وجہ سے ان تمام مسلمان قیدیوں کو جو اس کے قبضہ میں تھے جن کی تعداد بارہ سو تھی آنکھوں کے روبرو قتل کرا دیا اور محاصرہ اٹھا کر واپس ہوا سواد اور مضافات حلب سے متعارض نہیں ہوا اور اس امید پر کہ آئندہ میرا چچا زاد بھائی ان لوگوں کو اپنے ظلم وستم کا شکار بنانے کو آئے گا شہر کے آباد کرنے کا حکم دے گا مگر اللہ تعالیٰ نے اس کی امید پوری نہ ہونے دی۔

سیف الدولہ کی عیسائیوں پر فوج کشی: سیف الدولہ نے شکست کے بعد اپنی فوجی حالت درست کی عین زربہ کو عیسائیوں کے قبضہ سے نکال لیا اس کی شہر پناہ درست کرائی اس کے حاجب نے اہل طرسوس کو مسلح کر کے بلاد روم میں فوج کشی کی اور ان کے مقبوضات کو تاخت وتاراج کر کے واپس ہوا رومیوں نے یہ خبر پا کر قلعہ ستبہ پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گئے اس کے بعد قلعہ ولوکہ پر بھی قبضہ کر لیا اس کے علاوہ اور تین قلعوں کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب وجوار میں تھے اس کے بعد نجا (سیف الدولہ کا غلام) قلعہ زیاد پر حملہ آور ہوا رومیوں کے ایک گروہ سے مڈبھیڑ ہوئی میدان نجا کے ہاتھ رہا رومی شکست کھا کے بھاگے تقریباً پانچ سو عیسائی گرفتار ہوئے اسی سنہ میں ابوفراس بن سعید بن حمدان گورنر منبج کو عیسائیوں نے گرفتار کر لیا باقی ماندگان بھاگ کھڑے ہوئے ۳۵۱ھ میں رومیوں نے بلوہ کر کے اپنے بادشاہ کو قتل کر ڈالا اور ایک غیر شخص کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔

اہل حران کی بغاوت: سیف الدولہ نے اپنے بھائی ناصر الدولہ کے بیٹے ہبۃ اللہ کو دیار مضر وغیرہ کی حکومت پر مامور کیا تھا اس نے اہل دیار مضر کے ساتھ برے برتاؤ کئے تجار کا مال واسباب بظلم وستم چھیننے لگا روسا اور امراء پر طرح طرح کے محاصل مقرر کئے اہل شہر وقت اور موقع کا انتظار کرنے لگا جب یہ اپنے چچا سیف الدولہ کے پاس چلا گیا تو اہل شہر نے اس کے عمال اور نائبوں پر حملہ کر دیا ان لوگوں کو مار بھگایا ہبۃ اللہ ان واقعات سے مطلع ہو کر سرکوبی کی غرض سے ان لوگوں کی طرف روانہ ہوا۔ دو ماہ کامل ان کا محاصرہ کئے ہوئے قتل وغارت کرتا رہا بعد اس کے سیف الدولہ ان واقعات سے مطلع ہو کر آ پہنچا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور ہبۃ اللہ کو شہر میں داخل کر لیا ہبۃ اللہ نے بھی شہر میں داخل ہوتے ہی قتل عام کا حکم دیا بات میں بغاوت فرو ہو گئی۔

ہبۃ اللہ کی بغاوت: اسی سنہ میں سیف اللہ نے موسم گرما میں اپنی فوجیں بلاد روم میں جہاد کی غرض سے روانہ کیں چنانچہ اہل طرسوس ایک سرحد سے داخل ہوئے دوسری سرحد کی طرف سے نجا نے قدم بڑھایا اور چونکہ سیف الدولہ اس سے دو برس پہلے سے عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا تھا اس وجہ سے بغرض معالجہ ایک سرحد پر اس نے بھی پڑاؤ کیا۔ اہل طرسوس نے نہایت مستعدی سے اپنے فرائض ادا کئے جہاد کرتے ہوئے قونیہ تک پہنچے اور مظفر ومنصور مال غنیمت لئے ہوئے واپس ہوئے سیف الدولہ بھی حلب کی جانب واپس ہوا درد اور تکلیف کی اس درجہ زیادتی ہوئی کہ لوگوں نے اس کی موت کی خبر اڑا دی۔ اس کے بھائی کا بیٹا ہبۃ اللہ حکمرانی کے شوق میں اٹھ کھڑا ہوا اور ابن نجا عیسائی کو جو کہ سیف الدولہ کے غلاموں میں سے تھا قتل کر ڈالا اور جب اسے اپنے چچا کی زندگی کا یقین ہو گیا تو حران کی جانب کوچ کر گیا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا سیف الدولہ نے

اس کے تعاقب پر نجا کو مامور کیا چنانچہ نجا ہبۃ اللہ کی جستجو اور گرفتاری کی غرض سے حران آیا۔ ہبۃ اللہ یہ خبر پا کر اپنے باپ کے پاس موصل چلا گیا اور نجا نے آخری شوال ۳۵۳ھ میں حران میں قیام کر دیا اور اہل حران سے دس لاکھ درہم بطور تاوان اور جرمانہ کے پانچ دن کے اندر بزور جبر وصول کیے اہل حران نے اپنی قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر ڈالے اور جلا وطن ہو کر میا فارقین کا راستہ لیا۔

نجا کی بغاوت آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ نجا کو جو کچھ اہل حران کے ساتھ کرنا تھا کر چکا اور ان کے مال و اسباب پر بزور جبر قابض ہو گیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی اور خیالات میں معقول طور سے تبدیلی واقع ہو گئی۔ فوجیں آراستہ کر کے میا فارقین کی طرف روانہ ہوا اور بلاد آرمینیہ کا قصد کیا اکثر بلاد آرمینیہ پر عراق کا ایک شخص جو ابوالورد کے نام سے معروف و مشہور تھا ایک مدت سے قابض تھا نجا نے ابوالورد کو زیر کر کے اس کے مقبوضات اور قلعوں اور شہروں پر قبضہ کر لیا تھا خلاط اور شاذ کرد پر قابض ہو گیا اور ابوالورد کا بہت سا مال و اسباب ضبط کر کے ابوالورد کو مار ڈالا۔ ان واقعات کے بعد نجا نے سیف الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ اتفاق وقت سے اسی زمانہ میں معز الدولہ بن بویہ نے موصل نصیبین پر قبضہ کر لیا تھا۔ نجا نے بنی حمدان کے مقابلہ پر اس سے امداد طلب کی اس کے بعد معز الدولہ سے ناصر الدولہ نے مصالحت کر لی اور معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا پس سیف الدولہ نے نجا کی سرکوبی کے لئے اپنی فوج کو کوچ کا حکم دیا۔ نجا مقابلہ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ سیف الدولہ نے ان تمام بلاد پر جسے نجا نے ابوالورد سے چھین لیا تھا قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد نجا اور اس کے بھائیوں اور اس کے ہمراہیوں نے سیف الدولہ سے امن کی درخواست کی سیف الدولہ نے انہیں امان دی اور نجا کو بدستور اس کے عہدہ پر بحال رکھا اس واقعہ کے بعد ماہ ربیع الآخر ۳۵۳ھ میں نجا پر میا فارقین میں اس کے غلاموں میں سے ایک غلام نے رات کے وقت اسی کے مکان میں حملہ کر کے اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا۔

جنگ معز الدولہ و ناصر الدولہ : ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان دس لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت ہو گئی تھی اس کے بعد ناصر الدولہ نے مقررہ خراج ادا کرنے کے لئے یمن میں اپنے بیٹے ابوتغلب مظفر کے جانے کی اجازت طلب کی۔ معز الدولہ نے اس درخواست کو منظور نہ کیا اور فوجیں مرتب کر کے نصف ۳۵۳ھ میں موصل کی جانب کوچ کر دیا۔ ناصر الدولہ یہ خبر پا کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے پہنچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اور پھر موصل سے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا روانگی کے وقت موصل کے مالی اور جنگی صیغوں پر اپنی جانب سے جدا جدا نائب مقرر کرتا گیا۔ ناصر الدولہ کو نصیبین میں بھی چین سے بیٹھنا نصیب نہ ہوا۔ معز الدولہ کی آمد کی خبر پا کر نصیبین کو خالی کر دیا معز الدولہ نے پہنچ کر نصیبین پر بھی قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے اثناء میں ابوتغلب کو موقع مل گیا فوراً موصل پر آ پہنچا اور قتل و غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا اس کے اطراف و جوانب پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ معز الدولہ کے سپہ سالاروں اور عمال نے ابوتغلب کے حملوں کا مقابلہ کیا اور اسے فاش شکست دے دی اس سے معز الدولہ کے قلب کو اطمینان حاصل ہوا اور قیام پذیر ہو کر[1] اس کے آئندہ حالات کا انتظار کرنے لگا۔

---

[1] اصل کتاب میں اس جگہ پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

ناصر الدولہ اور معز الدولہ کی مصالحت: اس مرتبہ ناصر الدولہ موقع پا کر موصل آ گیا اور معز الدولہ کے ہمراہیوں اور سپہ سالاروں پر حملہ کر کے قتل کر ڈالا اور اس میں سے جو سپہ سالاروں کا سردار تھا اسے قید کر لیا مال و اسباب اور ان آلات حرب پر جسے معز الدولہ موصل چھوڑ گیا تھا قبضہ کر لیا اور نہایت تیزی سے تمام چیزیں قلعہ کو اسی میں اٹھا لایا اس واقعہ کی اطلاع معز الدولہ تک پہنچی بے حد صدمہ ہوا چونکہ ناصر الدولہ کی قوت بڑھ گئی تھی اور بہت سی پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں معز الدولہ اس کی مہم کو سر نہ کر سکا۔ مصالحت کا نامہ و پیام بھیجا ناصر الدولہ نے پیام صلح پا کے اپنی رضامندی ظاہر کی۔ چنانچہ ناصر الدولہ اور معز الدولہ کے درمیان اس طور سے مصالحت ہوئی کہ معز الدولہ نے ناصر الدولہ کو موصل دیار ربیعہ اور اس کے تمام صوبجات کی سند حکومت بہ ادائے خراج مقررہ مرحمت فرمائی اور ناصر الدولہ کے ہمراہیوں میں سے یہ اقرار لے لیا گیا کہ مصالحت کے بعد ان قیدیوں کو قید سے رہا کر دے جو کہ معز الدولہ کے ہمراہیوں میں سے اس کے قبضہ میں ہیں۔ الغرض صلح نامہ مکمل اور مرتب ہونے کے بعد معز الدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔

عیسائیوں کا مصیصہ پر قبضہ: ۳۵۲ھ میں دمستق عیسائی بادشاہ نے لشکر روم کے ساتھ بلاد اسلامیہ کے تاخت و تاراج کرنے کی غرض سے حملہ کیا مصیصہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور نہایت شدت سے لڑائی شروع کر دی اس کے قصبات اور مضافات کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا شہر پناہ کی دیواریں بہت بڑا روزن بنا لیا۔ اہل شہر کمال جدوجہد سے اس کی مدافعت کر رہے تھے چنانچہ ایک حد تک ان کو کامیابی بھی ہو گئی تب دمستق نے اذنہ اور طرسوس کی جانب کوچ کیا اس کے اطراف و جوانب میں اس کا جور و ستم حد سے بڑھ گیا ہزار ہا مسلمانوں کو تہ تیغ کیا گرانی بہت بڑھ گئی اشیاء خوردنی قریب قریب ناپید ہو گئیں۔ سیف الدولہ کا مرض قدیم پھر عود کر آیا جس کی وجہ سے وہ ان عیسائیوں کی سرکوبی کے لئے نہ اٹھ سکا خراسان سے پانچ ہزار پیادہ جہاد کی غرض سے آ پہنچے۔ سیف الدولہ نے ان کی بڑی آؤ بھگت کی اور ان لوگوں کے آ جانے کی وجہ سے عیسائیوں کی مدافعت پر اٹھ کھڑا ہوا اتفاق یہ کہ مجاہدین کے پہنچنے سے پیشتر رومی عیسائی اپنے بلاد کی جانب واپس ہو گئے تھے۔ ان مجاہدین کا گروہ گرانی اور غلہ کی کمی کی وجہ سے متفرق اور منتشر ہو گیا۔

دمستق کا طرسوس کا محاصرہ: رومی عیسائی پندرہ یوم کے بعد پھر واپس ہوئے اور دمستق نے اہل مصیصہ' اذنہ اور طرسوس کو اپنی واپسی کی دھمکی دی اور انہیں جلاوطن ہو کر چلے جانے کی تاکید کی ان لوگوں نے سماعت نہ کی تب دمستق پھر ان لوگوں کی طرف لوٹ آیا اور طرسوس کا محاصرہ کر لیا بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزار ہا جانیں تلف ہوئیں مسلمانوں نے عیسائیوں کے بطریقوں میں سے ایک بطریق کو گرفتار کر لیا دمستق گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ عیسائی ناکام ہو کر اپنے ملک کی طرف واپس ہوئے۔ اس کے بعد یعفور بادشاہ روم نے قسطنطنیہ سے ۳۵۴ھ میں اسلامیہ سرحدی بلاد کی جانب حملہ کیا اور قیساریہ کے نام سے ایک شہر آباد کر کے قیام پذیر ہوا اور چاروں طرف سے فوجیں روانہ کیں۔

مصیصہ کا تاراج: اہل مصیصہ اور طرسوس نے مصالحت کا پیام بھیجا۔ رومی بادشاہ نے صلح سے انکار کیا اور بنفسہ فوج کے ساتھ مصیصہ کی طرف روانہ ہوا اہل مصیصہ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے رومی بادشاہ بزور جنگ شہر میں گھس پڑا اور اسے خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا وہاں کے باشندوں کو بلاد روم کی طرف جلاوطن کر کے بھیج دیا۔ ان جلاوطنوں کی تعداد دو لاکھ تھی۔

اہل طرسوس کا انخلاء: اس مہم سے فارغ ہو کر طرسوس کی طرف گیا اور اہل طرسوس کو اس شرط پر امن دے کر شہر پناہ کے دروازے کھلوا لئے کہ وہ لوگ جتنا مال واسباب لے جاسکیں اپنے ساتھ اٹھا لے جائیں اور طرسوس کو چھوڑ کر انطاکیہ چلے جائیں چنانچہ اہل طرسوس اس شرط کے مطابق طرسوس کو خیرباد کہہ کر انطاکیہ کی جانب روانہ ہوئے بادشاہ روم نے چند دستہ فوج کو ان کی نگرانی پر مامور کر دیا تاکہ انطاکیہ کے سوا اور کسی طرف جانے نہ پائیں۔ اہل طرسوس کی جلاوطنی کے بعد عیسائی بادشاہ طرسوس کی تعمیر اور آبادی کی طرف متوجہ ہوا ہر طرح سے اسے مضبوط اور مستحکم بنانے کی تدبیریں کیں گرد ونواح سے رسد وغلہ فراہم کر کے طرسوس میں جمع کیا اور جب اس انتظام سے فراغت پائی قسطنطنیہ کی جانب واپس ہوا اس کے بعد مستق بن شمسیق نے بقصد جنگ سیف الدولہ میافارقین کا قصد کیا لیکن بادشاہ قسطنطنیہ نے روک دیا۔

رشیق نعیمی: جس وقت رومیوں نے طرسوس پر قبضہ کر لیا رشیق نعیمی ان کے سپہ سالاروں اور ان کے مدبرین میر سے چند نفر کے ساتھ انطاکیہ پہنچا ابن ابی الاہوازی بھی جباۃ سے انطاکیہ میں اس کے پاس آ گیا اور اسے بغاوت پر ابھار دیا اور اسے یہ سمجھایا کہ سیف الدولہ میافارقین میں علیل ہے نقل وحرکت سے مجبور ہو رہا ہے شام سے واپس نہیں آ سکے گا۔ مزید براں جو کچھ اس کے پاس زر نقد تھا اس سے اس کی امداد کی رشیق نے بغاوت پر کمر باندھ لی اور انطاکیہ کو دبا بیٹھا اس کے بعد حلب کی طرف بڑھا اس وقت حلب میں عرقوبہ تھا۔

اہل انطاکیہ کی بغاوت: رفتہ رفتہ اس کی خبر سیف الدولہ تک پہنچی کہ رشیق نے بغاوت پر کمر باندھی ہے ابن الاہوازی انطاکیہ چلا گیا ہے اور دیلم میں سے ایک شخص کو اس کی امارت پر مامور کیا ہے اس شخص کا نام وزیر تھا اس نے اپنے کو امیر کے لقب سے ملقب کیا اور یہ خیال قائم کیا کہ یہ علوی ہے اس نے اپنے کو اشاد کے نام سے موسوم کیا اس نے اہل انطاکیہ کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے۔ عرقوبہ نے حلب سے اس کا قصد کیا ان لوگوں نے اسے شکست دے دی اس کے بعد سیف الدولہ میافارقین سے حلب آ پہنچا اور فوجیں تیار کر کے انطاکیہ کی جانب کوچ کیا۔ وزیر اور اہوازی سے مدتوں لڑتا رہا بالآخر یہ دونوں گرفتار کر کے سیف الدولہ کے روبرو پیش کئے گئے سیف الدولہ نے وزیر کو سزائے موت دی اور ابن اہوازی کو چند روز قید رکھ کے قتل کر ڈالا۔ انطاکیہ کی بغاوت فرو ہو گئی۔

مروان قرمطی کی بغاوت: اس کے بعد حمص میں مروان قرمطی نے بغاوت کر دی یہ قرامطہ کے متبعین میں سے تھا سیف الدولہ کی جانب سے یہ سواحل کی حکومت پر تھا، جس وقت اس کی قوت بڑھ گئی اس نے حمص میں مخالفت کا اعلان کر کے قبضہ کر لیا اس کے علاوہ جن دنوں سیف الدولہ میافارقین گیا ہوا تھا اور شہروں پر قابض ہو گیا سیف الدولہ نے اس کی سرکوبی پر عرقوبہ اور اپنے غلام بدر کو فوجیں دے کر روانہ کیا۔ دونوں فریق مدتوں گتھے رہے انہی لڑائیوں میں مروان کو ایک تیر آ لگا مگر پھر بھی ثابت قدمی سے مدتوں لڑتا رہا اس کے ہمراہی جی توڑ کر لڑ رہے تھے ان لڑائیوں میں سے کسی لڑائی میں بدر گرفتار ہو گیا مروان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا مروان اس واقعہ کے بعد چند روز زندہ رہا۔

رومیوں کا دارا پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں رومی عیسائیوں کے لشکر نے سرحدی بلاد اسلامیہ کی جانب قتل وغارت کی غرض سے حملہ کیا چنانچہ آمد پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور اہل آمد کے قتل اور قید کرنے میں کامیابی حاصل کی مگر فتحیاب نہ ہوا اہل آمد نے

قلعہ بندی کر لی تب عیسائیوں نے دار کی طرف جو کہ میافارقین کے قریب واقع تھا قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گئے باشندگان دار نصیبین چلے گئے ان دنوں سیف وہیں موجود تھا ان لوگوں کے بھاگ آنے سے بے حد مغموم ہوا اسی وقت عرب کے نامی جنگ آوروں کو ان کے ہمراہ لڑائی پر جانے کی غرض سے بلا بھیجا رومی عیسائی یہ خبر پا کر الٹے پاؤں لوٹ گئے اور سیف الدولہ ان کی جگہ وہاں پر قیام پزیر ہوا۔ رومی عیسائی دارا سے نکل کر انطا کیہ پر جا پہنچے مدتوں اس کا محاصرہ کئے رہے اس کے گردنواح کو لوٹتے رہے اہل انطا کیہ نے نا کہ بندی کر لی مجبوراً ناکام ہو کر طرسوس کی جانب واپس ہوئے۔

سیف الدولہ کی وفات: ماہ صفر ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ ابوالحسن علی بن ابی الہیجا عبداللہ بن حمدان نے حلب میں سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش میارفاقین اٹھا لائی گئی اور وہیں دفن کر دی گئی اس کی جگہ تخت حکومت پر اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف متمکن ہوا۔

ناصر الدولہ کی اسیری: پھر اسی سنہ میں ماہ جمادی الاولی میں ناصر الدولہ برادر سیف الدولہ کو اس کے بیٹے ابوتغلب نے موصل میں قید کر دیا ابوتغلب ناصر الدولہ کا لڑکا تھا قید کرنے کی وجہ یہ تھی کہ ناصر الدولہ نے بڑھاپے کی وجہ سے بداخلاقی شروع کر دی اس کی اولاد اور اس کے اراکین حکومت نے مخالفت کی ناصر الدولہ ان لوگوں کے ساتھ بھی سختی سے پیش آنے لگا اس سے ان لوگوں کے دل ناصر الدولہ سے بیزار ہو گئے اور جب ان لوگوں کے کانوں تک معز الدولہ بن بویہ کے قصد کی خبر پہنچی تو ناصر الدولہ کی اولاد نے عراق کا قصد کیا ناصر الدولہ نے ان لوگوں کو روکا اور یہ کہا کہ صبر کرو یہاں تک کہ بختیار بن معز الدولہ داد و دہش کرنے لگے جب معز الدولہ کا ذخیرہ ختم ہو جائے گا اس وقت تم لوگوں کا فتح یاب ہونے آسان ہو جائے گا اور اگر میرا کہنا تم نہ سن سکو گے تو میں تم لوگوں کے خلاف معز الدولہ سے امداد طلب کر کے تم لوگوں کو بے حد زیر بار کروں گا اس پر ناصر الدولہ کی اولاد نے اصرار کیا ابوتغلب کو موقع مل گیا اس نے اراکین دولت اور خادموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے باپ کو گرفتار کر کے قلعہ میں نظر بند کر دیا اور اس کی خدمت پر چند لوگوں کو مامور کر دیا اس معاملہ میں ابوتغلب کے بعض بھائیوں نے ابوتغلب کی مخالفت کی اس وجہ سے اس کے کاموں اور نظام حکومت میں ایک گونہ اضطراب اور اختلال پیدا ہو گیا مجبوراً اسے بختیار بن معز الدولہ سے ملنا پڑا۔ اپنے بھائیوں کے مقابلہ میں دلائل اور براہین پیش کرنے کی غرض سے تجدید عہد نامہ کی درخواست کی پس بختیار بن معز الدولہ نے تیس لاکھ درہم سالانہ پر اسے سند حکومت دے دی۔

ابوالمعالی شریف والی حلب: سیف الدولہ کے انتقال کے بعد جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اس کا بیٹا ابوالمعالی شریف عنان حکومت کا مالک ہوا سیف الدولہ نے اپنے زمانہ حیات میں ابوفراس بن ابی العلاء سعد بن حمدان کو حلب کی حکومت پر متعین کیا تھا رومیوں نے اسے منبج کی لڑائی میں گرفتار کر لیا پھر جب ۳۵۵ھ میں سیف الدولہ اور عیسائیان روم کے درمیان مصالحت ہوئی تو سیف الدولہ نے اس کا زرفدیہ ادا کر کے اسے قید فرنگ سے نجات دلائی تھی اور حمص کی گورنری پر متعین کر دیا تھا سیف الدولہ کی وفات کے بعد اسے ابوالمعالی کی جانب سے منافرت اور کشیدگی پیدا ہوئی حمص کو چھوڑ کر حمص ہی کے قریب ایک وادی کے کنارے صدد نامی ایک گاؤں میں قیام اختیار کیا اور مخالفت کا اعلان کر دیا۔

ابوفراس کا قتل: پس ابوالمعالی نے بنی کلاب وغیرہ دیہاتی عربوں کو جمع کر کے عرقوبہ کے ساتھ ابوفراس کی جستجو اور گرفتاری

پر روانہ کیا چنانچہ عرقوبہ اس کی تلاش میں صدو پہنچا ابوفراس کے ہمراہیوں نے ابوفراس کے لئے امن کی درخواست کی ابوفراس بھی انہی لوگوں میں تھا عرقوبہ نے انہیں امان دی اور جب وہ لوگ آزادانہ نکلنے لگے تو عرقوبہ نے ابوفراس کو گرفتار کرا کے اسے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر ابوالمعالی کی خدمت میں بھیج دیا ابوفراس کا ماموں تھا۔

ابوثعلب اور حمدان کی جنگ و مصالحت: ناصرالدولہ بن حمدان کی بیوی فاطمہ بنت احمد کردی نامی تھی یہی ابوثعلب کی ماں تھی اسی نے اپنے بیٹے ابوثعلب کا اس کے باپ کی گرفتاری میں ہاتھ بٹایا جب ناصرالدولہ نظر بند کر دیا گیا تو ناصر الدولہ نے اپنے بیٹے حمدان کو تکلیف سے نجات دینے کے لئے بلا بھیجا اتفاق سے اس خط کے مضمون سے ابوثعلب مطلع ہو گیا اس نے اپنے باپ کو قلعہ موصل سے قلعہ کواشی منتقل کر دیا شدہ شدہ اس کی خبر حمدان تک گئی یہ اپنے چچا سیف الدولہ کی وفات کے وقت رحبہ سے رقہ چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا جب اسے اس کے باپ کا یہ خط ملا تو فوراً نصیبین کی جانب کوچ کیا اور فوجیں مرتب کرنے لگا اور اپنے بھائی کے پاس کہلا بھیجا کہ پدر بزرگوار کو قید کی تکلیف سے نجات دے دو ورنہ خیر نہ ہو گی۔ ابوثعلب یہ پیام سن کر آگ بگولا ہو گیا سامان جنگ درست کر کے حمدان سے جنگ کرنے کے لئے کوچ کر دیا۔ حمدان مقابلہ نہ کر سکا شکست کھا کر رقہ کی طرف چلا گیا ابوثعلب بھی اس کے تعاقب میں رقہ پہنچا کئی مہینے اس کا محاصرہ کئے رہا پھر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور ہر ایک اپنے اپنے دارالحکومت واپس آیا اس کے بعد قید ہی کی حالت میں ناصرالدولہ ۳۵۸ھ میں راہگزار عالم آخرت ہوا موصل میں دفن کیا گیا۔

ابوالبرکات کی رحبہ پر فوج کشی: ابوثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو حمدان کے پاس رحبہ روانہ کیا اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ حمدان کے ہمراہی اور اعوان و انصار حمدان سے علیحدہ ہو گئے حمدان نے بختیار کے سایہ عاطفت میں پناہ حاصل کرنے کے لئے عراق کا راستہ لیا کوچ و قیام کرتا ہوا رمضان سنہ مذکور میں بغداد میں داخل ہوا تحائف اور ہدایا پیش کئے بختیار بن معزالدولہ نے ابوثعلب کے پاس نقیب احمد پدر شریف رضی کو اس کے بھائی حمدان سے مصالحت کر لینے کا پیام دے کر بھیجا اس نے اس تحریک کے مطابق مصالحت کر لی چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد حمدان نصف ۳۵۹ھ میں رحبہ کی جانب واپس ہوا ابوالبرکات نے اس کی رفاقت کر دی چند روز بعد اس نے حمدان کو طلبی کا خط روانہ کیا حمدان نے حاضری سے انکار کیا اس پر ابو ثعلب نے اپنے بھائی ابوالبرکات کو دوبارہ اپنی فوجوں کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے حمدان کی طرف روانہ کیا حمدان نے یہ خبر پا کر رحبہ چھوڑ دیا اور بیابان کا راستہ لیا ابوالبرکات نے رحبہ پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک شخص کو مامور کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا۔ پھر رقہ سے عربان کی جانب روانہ ہوا حمدان موقع پا کر رحبہ پہنچ گیا اور بزور تیغ شہر میں گھس کر ابوثعلب کے عمال اور حکام کو مار ڈالا۔ ابوالبرکات اس واقعہ سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ ایسی چوٹ لگائی کہ گھوڑے پر سے کھینچ کر زمین پر ڈال دیا اور جھٹ پٹ مشکیں باندھ کر گرفتار کر لیا۔ زخم کاری لگا تھا اسی دن مر گیا نعش موصل لائی گئی اور وہیں اپنے باپ کے پاس دفن کیا گیا۔

ابوفراس کی معزولی: تب ابوثعلب نے بذاتہ حمدان کو ہوش میں لانے کی غرض سے تیاری کی اپنے بھائی ابوفراس محمد کو نصیبین کی حکومت پر مامور کیا پھر تھوڑے دن بعد اس وجہ سے کہ اس نے حمدان سے سازش کر لی تھی معزول کر دیا اور طلب کر کے گرفتار کر لیا بلاد موصل کے قلعہ تلاشی میں لے جا کر قید کیا اس واقعہ سے اس کے اور بھائیوں ابراہیم اور حسن پر برا اثر پڑا اور

وہ لوگ اس سے ناراض اور کشیدہ خاطر ہو کر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں اپنے بھائی حمدان کے پاس چلے گئے۔ ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر ان کے سروں پر دھوکہ دینے کی غرض سے پہنچ گیا۔ ان لوگوں نے مقابلہ سے جی چرایا پھر ابراہیم اور حسن (اس کے دونوں بھائیوں) نے امن کی درخواست کی ابوثعلب نے انہیں امن دے دیا اور ان کے خبث باطنی سے مطلع ہوا حمدان کے اکثر مصاحبوں نے ان دونوں کی اتباع کی۔ حمدان منجار سے عربان واپس آیا اس اثنا میں ابوثعلب اپنے بھائیوں کے دغا اور فریب سے مطلع ہو گیا دونوں یہ خبر پا کر بھاگ گئے اس کے بعد حسن نے امن کی درخواست پیش کی اور پھر ابوثعلب کی خدمت میں لوٹ آیا۔

ابوثعلب کا رحبہ پر قبضہ :حمدان نے رحبہ میں بطور نائب اپنے غلام نجا کو مامور کر رکھا تھا نجا نے اس کے تمام اسباب اور مال وزر پر قبضہ کر کے اور سب مال لے کر حران بھاگ گیا اس وقت حران میں سلامہ برقعیدی ابوثعلب کی جانب سے امارت کر رہا تھا حمدان رحبہ کی طرف واپس ہوا اور ابوثعلب قرقیسیا چلا گیا اور وہاں پہنچ کر رحبہ کی طرف فوجیں روانہ کیں چنانچہ اس فوج نے فرات کو عبور کر کے رحبہ پر قبضہ کر لیا۔ حمدان اپنی جان بچا کر اپنے بھائی ابراہیم کے ساتھ نجار چلا گیا۔ والی سنجار نے ان دونوں کی بڑی آؤ بھگت کی یہ دونوں مدتوں وہاں ٹھہرے رہے اور ابوثعلب موصل کی جانب واپس چلا آیا یہ تمام واقعات آخر ۳۹۰ھ میں وقوع پزیر ہوئے تھے۔

عیسائیوں کا طرابلس اور حمص کا تاراج : ۲۸۵ھ میں بادشاہ روم ملک شام میں داخل ہوا کیونکہ ملک شام میں کوئی ایسا شخص اس وقت موجود نہ تھا جو اسے ترکی بہ ترکی جواب دیتا یا اس کی مدافعت کرتا جی کھول کر اطراف طرابلس کو تاخت وتاراج کیا۔ اہل طرابلس نے اپنے گورنر کو اس کے ظلم وستم کی وجہ سے رقہ کی طرف نکال دیا تھا۔ رومیوں کو موقع مل گیا۔ طرابلس میں لوٹ مار کر کے رقہ کی جانب بڑھے اور ایک طویل محاصرہ کے بعد اس پر بھی قابض ہو گئے اور اسے خاطر خواہ تاخت وتاراج کیا اس کے بعد اہل حمص نے ان عیسائیوں کے پہنچنے سے پہلے حمص خالی کر دیا تمام رومی عیسائیوں نے پہنچتے ہی اسے جلا کر خاک سیاہ کر دیا اور بلاد سواحل کی طرف جھکے ان شہروں میں سے اٹھارہ شہروں پر اپنی کامیابی کا جھنڈا گاڑا اور عام طور سے قصبات اور دیہات کو پامال کیا ان واقعات سے عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے کوئی ان کی روک ٹوک کرنے والا نہ تھا۔

عیسائیوں کا حلب اور انطاکیہ کا محاصرہ :تھوڑے ہی دن میں تمام بلاد ساحل اور اطراف شام میں پھیل گئے صرف معدودے چند عرب باقی رہ گئے تھے۔ جو وقتاً فوقتاً عیسائیوں کو اپنی چمکتی ہوئی تلواروں کی زیارت کرا دیتے تھے پھر والئ روم نے لوٹ کر حلب اور انطاکیہ کے حصار کے قصد سے فوجیں فراہم کیں مگر یہ سن کر کہ وہ لوگ پورے طور سے مقابلہ پر آئیں گے اپنے ملک کو لوٹ گیا اس کے ہمراہ مسلمان قیدیوں کا ایک بڑا گروہ تھا جو تعداد میں ایک لاکھ نفر تھے ان دنوں حلب میں قرعویہ نامی ایک شخص حکومت کر رہا تھا جو سیف الدولہ کا مولیٰ (آزاد غلام) تھا۔ اس نے عیسائیوں کے طوفان بے تمیزی کی خوب روک تھام کی انہیں ایام میں بادشاہ روم نے اپنی فوج کو شب خون مارنے کی غرض سے جزیرہ کی جانب روانہ کیا یہ فوج کفر توثا تک قتل وغارت کرتی ہوئی پہنچ گئی اور اس کے اطراف وجوانب کو جی کھول کر پامال کیا۔ ابوثعلب میں ان دشمنان اسلام کی مدافعت کی کوئی قوت ہی نہ تھی۔

قرعوبہ کی خودسری: قرعوبہ سیف الدولہ کا وہی غلام ہے جس نے سیف الدولہ کی وفات کے بعد اس کے بیٹے ابوالمعالی کی حکومت کی بیعت لی تھی جب ۳۵۸ھ کا دور آیا تو قرعوبہ نے ابوالمعالی کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور اسے حلب سے نکال کر خودسر حکمران بن بیٹھا۔ ابوالمعالی حلب سے نکل کر حران کی طرف گیا۔ اہل حران نے بھی اسے شہر میں داخل نہ ہونے دیا تب ابوالمعالی نے میافارقین کا راستہ لیا جہاں کہ اس کی والدہ تھی۔

ابوالمعالی کی میافارقین میں آمد: ابوالمعالی کی والدہ سعید بن حمدان برادر ابوفراس کی بیٹی تھی اس سے کسی نے یہ جڑ دیا کہ ابوالمعالی تمہیں قید کرنے کے لئے آ رہا ہے اس وجہ سے اس نے بھی چند دن تک میافارقین میں ابوالمعالی کو داخل نہ ہونے دیا جب تک اسے اپنا ذاتی اطمینان نہ ہو گیا اور اس کی طرف سے اس کے خیالات تبدیل نہ ہو گئے تب اس نے ابوالمعالی کو اور جن لوگوں سے یہ خوش تھی ان کو میافارقین میں داخل ہونے کی اجازت دی رسد وغلہ کا انتظام کر دیا اور باقی ماندگان کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابوالمعالی کی حماۃ کو روانگی: اس کے بعد ابوالمعالی نے جنگ قرعوبہ کی تیاری کی یہ ان دنوں حلب میں تھا اس نے حلب کی قلعہ بندی کر لی تب ابوالمعالی حماۃ چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ حران میں اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا حالانکہ اس کی طرف سے وہاں کوئی گورنر نہ تھا۔ اہل حماۃ نے مشورہ کر کے اپنے ہی لوگوں میں سے ایک شخص کو اپنا حکمران بنا لیا جو ان پر حکومت کرنے لگا۔

ابوتغلب کی روانگی میافارقین: ابوتغلب یہ سن کر کہ ابوالمعالی نے قرعوبہ حلب کی طرف بار بار جنگ کوچ کیا ہے فوجیں مسلح کر کے میافارقین کی جانب روانہ ہوا۔ سیف الدولہ کی بیوی نے ابوتغلب سے مزاحمت کی اور اس کام میں آڑے آ گئی بالآخر دونوں میں اس امر پر مصالحت ہو گئی کہ زوجہ سیف الدولہ دو لاکھ دینار ابوتغلب کو بطور تاوان یا خرچہ جنگ ادا کرے اس کے بعد لگانے بجھانے والوں نے زوجہ سیف الدولہ سے یہ جڑ دیا کہ ابوتغلب عنقریب شہر پر قبضہ کرنے والا ہے۔ زوجہ سیف الدولہ یہ سن کر برہم ہو گئی۔ رات کے وقت اپنی فوج کو شب خون مارنے کا حکم دے دیا چنانچہ ابوتغلب کے لشکرگاہ سے بہت سا مال واسباب لوٹ لے گئی ابوتغلب نے بمنت وخوشامد پیام بھیجا۔ زوجہ سیف الدولہ نے محض ان چیزوں کو جو اس کے سپاہی لوٹ لے گئے تھے واپس کر دیا اور ایک لاکھ درہم لے کر اس کے قیدیوں کو رہا دی پس ابوتغلب میافارقین سے واپس ہوا۔

عیسائیوں کا انطاکیہ پر قبضہ: ۳۵۹ھ میں عیسائی رومی لشکر نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا پہلے قلعہ لوقا پر پہنچ کر محاصرہ ڈالا۔ قلعہ ارتا انطاکیہ کے قریب ایک قلعہ تھا جس میں عیسائی رہتے تھے۔ رومی عیسائیوں نے عیسائیان لوقا سے سازش کر لی اور اس امر پر انہیں راضی کر لیا کہ انطاکیہ بھیج دیا کہ وہ انطاکیہ جلاوطن ہو کر چلے جائیں اور یہ ظاہر کریں کہ ہم لوگ رومیوں کے ظلم وستم سے تنگ آ کر اپنی عزت اور جان بچانے کے خیال سے انطاکیہ بھاگ آئے ہیں اور پھر جب رومی لشکر انطاکیہ پر حملہ آور ہو تو اندرون شہر سے عیسائی رومی لشکر کو شہر پر قبضہ دلانے میں ہاتھ بٹائیں چنانچہ اہل لوقا جلاوطن ہو کر انطاکیہ چلے گئے اور ایک پہاڑ پر جو کہ انطاکیہ سے ملا ہوا تھا مقیم ہوئے دو مہینے کے بعد یعفور والئ روم کا بھائی چالیس ہزار کی جمعیت سے انطاکیہ پر چڑھ آیا اور حملے شروع کر دیئے اہل لوقا نے حسب قرارداد سابق اپنی جانب سے شہر پناہ پر رومی لشکر کو قبضہ دے دیا۔ اہل انطاکیہ اس

امر کا احساس کر کے بدحواس ہو گئے عیسائیوں نے شہر میں گھس کر قتل و غارت گری شروع کر دی بیس ہزار مسلمانوں کو گرفتار کر کے اپنے دارالحکومت روانہ کر دیا اس کے بعد سامان جنگ درست کر کے حلب کے سر کرنے کو عیسائیوں نے قدم بڑھایا۔

عیسائیوں کا محاصرہ حلب: ان دنوں حلب میں ابوالمعالی شریف بن سیف الدولہ امیر قرعویہ اپنے باغی گورنر پر محاصرہ ڈالے ہوئے تھے یہ خبر پا کر کہ رومیوں کا ٹڈی دل لشکر حلب کی طرف آ رہا ہے حلب کو چھوڑ دیا اور ایک سنسان میدان میں گھس گیا عیسائیوں نے پہنچتے ہی شہر حلب پر قبضہ کر لیا۔ قرعویہ اور اہل شہر نے قلعہ میں جا کر پناہ لی اور دروازے بند کر لئے رومی عیسائی مدتوں قلعہ کا محاصرہ کئے ہوئے لڑتے رہے بالآخر قرعویہ نے بشرط ادائے خراج جو دونوں فریقوں کے درمیان طے پایا تھا مصالحت کر لی اس کے علاوہ ایک شرط یہ بھی قرار دی گئی کہ رومی عیسائی لشکر سے مضافات فرات میں رسد بہم پہنچانے میں روک ٹوک نہ کی جائے اس مصالحت میں حمص' کفر طاب' معرہ' افامیہ' شیرز اور جس قدر قلعے اور قصبے ان مقامات کے درمیان تھے داخل تھے مقامات مذکورہ بالا کے رہنے والوں نے بطور ضمانت چند رؤسا کو دیا رسیوں نے حلب سے اپنا محاصرہ اٹھالیا۔

اسی اثناء میں برادر والیٔ روم نے ایک فوج عظیم بلاد کر و مضافات صوبہ آرمینیہ کی طرف روانہ کی تھی۔ چنانچہ اس فوج نے بلاد کرد پر محاصرہ ڈالا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ ان پیہم کامیابیوں سے اِدھر عیسائیوں کے حوصلے بڑھ گئے اُدھر ہر طرف کے سرحدی امراء اسلام عیسائیوں کے رعب سے بید کی طرح تھرا اٹھے۔

یعفور والیٔ قسطنطنیہ کا قتل: یعفور عیسائی قسطنطنیہ کا رومی بادشاہ تھا یہ وہی قسطنطنیہ ہے جو اس وقت سلاطین عثمانیہ کے قبضہ و تصرف میں ہے جو شخص اس شہر کا والی ہوتا تھا وہ دمستق کہلاتا تھا۔ یعفور بھی دمستق تھا خاندان شاہی سے نہ تھا یہ نہایت متعصب اور مسلمانوں کا جانی دشمن تھا۔ اس نے حلب پر زمانہ سیف الدولہ میں قبضہ حاصل کر لیا تھا طرسوس آرمینیہ اور عین زربہ کے پہاڑوں پر اپنی فتح یابی کا جھنڈا اگاڑا تھا اس نے بادشاہ قسطنطنیہ کو جو اس سے پیشتر تھا قتل کر کے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کی بیوی سے شادی کر لی مقتول بادشاہ قسطنطنیہ کے نطفہ سے اس بیگم کے دو بیٹے تھے قسطنطنیہ کی عنان حکومت پر قبضہ کرنے کے بعد بلاد اسلامیہ پر ظلم و ستم کا ہاتھ بڑھایا تمام سرحد شام اور جزیرہ کو تہ و بالا کر دیا۔ امرائے اسلام اس کے نام سے ڈرنے لگے اور انہیں اپنے ملک کے بچانے کی فکر پڑ گئی چند روز بعد اس نے ان دونوں لڑکوں کو جو بادشاہ مقتول کی نسل سے تھے خصی کروانے کا قصد کیا تا کہ ان کی آئندہ نسل منقطع ہو جائے اور کوئی شخص بھی ان کے لڑکوں میں سے مزاحمت کرنے والا نہ رہ جائے اتفاق سے اس قصد سے ان دونوں کی ماں مطلع ہو گئی شمشقیق دمستق اس راز سے آگاہ کیا اور یعفور کے قتل میں اس سے سازش کی چنانچہ اس نے اسے ایک روز رات کے وقت بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

یعفور کا باپ مسلمان تھا۔ طرسوس کا رہنے والا تھا ابن عطاس کے نام سے معروف تھا۔ اللہ جانے کیا دل میں آئی کہ عیسائی ہو گیا اور قسطنطنیہ چلا گیا۔ ترقی کرتے بادشاہ ہو گیا اور اس کا ایسا دور دورہ ہوا کہ باید و شاید یہ بہت بڑی غلطی ہے عقلاء کی' اس کا ہمیشہ خیال رکھنا چاہئے' مناسب یہ ہے کہ جو شخص بازاری ہو اور بے اصل و بے خانماں ہوئے اور خاندان کے نسب سے بعید ہو اسے اس درجہ پر نہ پہنچنے دینا چاہئے اس مضمون کو مقدمۃ الکتاب میں کافی اور معقول طور سے بیان کر آئے ہیں۔

ابوثعلب کا حران پر قبضہ: نصف ۳۵۹ھ میں ابوثعلب نے حران پر قبضہ کیا تقریباً ایک ماہ کامل محاصرہ کئے رہا بالآخر

اہل حران سے دو شخص شب کے وقت ابوثعلب کے پاس مصالحت کرنے کے لئے آئے اور تمام اہل شہر کے لئے امان حاصل کر کے واپس چلے گئے اہل شہر کو یہ خبر معلوم ہوئی تو بگڑ گئے جنگ پر آمادہ و مستعد ہو گئے مگر پھر سوچ سمجھ کر مصالحت پر متفق ہوئے اور ابوثعلب کی خدمت میں حاضر ہو کر اطاعت اور فرمانبرداری کی قسمیں کھائیں چنانچہ ابوثعلب اپنے بھائیوں اور ہمراہیوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے شہر گیا اور بعد نماز جمعہ پھر اپنے لشکر گاہ میں واپس آیا سلامت برقعیدی کو جو اصحاب بنی حمدان میں ایک نامور شخص تھا حران کا گورنر مقرر کیا اس اثناء میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ بنو نمیز نے اطراف موصل میں غارت گری اور قتل کا ہنگامہ برپا کر رکھا ہے اور وہاں کے گورنر برقعیدی کو قتل کر ڈالا ہے فوراً سامان سفر و جنگ درست کر کے نہایت تیزی سے موصل کی جانب چلا۔

قرعوبہ اور ابوالمعالی کی مصالحت: ہم اوپر ۳۵۸ھ میں قرعوبہ کی خودسری حکومت حلب اور ابومعالی بن سیف الدولہ کے وہاں سے نکل آنے کا تذکرہ تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی بیان کر آئے ہیں کہ ابوالمعالی حلب سے نکل کر اپنی ماں کے پاس میافارقین چلا آیا تھا اس کا بعد قرعوبہ سے جنگ کرنے اور اس پر محاصرہ ڈالنے کی غرض سے حلب کی طرف واپس ہوا پھر لوٹ کر حمص آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا تھوڑے دن بعد قرعوبہ اور ابوالمعالی میں اس طرح مصالحت ہو گئی کہ قرعوبہ حلب میں اس کے نام کا خطبہ پڑھے اور دونوں معز علوی والی مصر کے علم خلافت کے مطیع و منقاد رہیں۔

رومیوں کا بلاد جزیرہ پر حملہ: ۳۶۱ھ میں دمستق ایک عظیم فوج لے کر جزیرہ کی جانب بڑھا الرہا اور اس کے قرب و جوار کو تاخت و تاراج کر کے اطراف جزیرہ پر ہاتھ مارا لوٹ مار کرتا ہوا نصیبین تک پہنچا جی کھول کر اسے پامال کیا پھر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا یہاں بھی وہی ظلم و ستم کا رویہ اختیار کیا ابوثعلب میں اس قدر دم خم نہ تھا کہ اس طوفان بے تمیزی کی روک تھام کر سکتا مجبوراً بہت سا مال و زر عیسائیوں کو دے کر ان کو اپنے حملوں سے بچالیا باشندگان دیار بکر کا ایک گروہ فریاد واویلا وامصیبتا کا شور مچاتا ہوا بغداد پہنچا جامع مسجدوں اور عام گزرگاہوں پر بیٹھ کر عیسائیوں کے ظلم و ستم اور مسلمانوں کی بے حرمتی کو بیان کرنے اور ان لوگوں کو انجام کار اور عواقب امور سے ڈرانے لگے۔

اہل بغداد کا احتجاج: اہل بغداد بھی ان کے ساتھ شریک ہو گئے اور سب کے سب محلسرائے خلافت کی طرف چلے خلیفہ طائع اللہ نے یہ خبر پا کر دروازے بند کرا دیئے ان لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا اہل بغداد کے چند رؤسا بختیار کے پاس پہنچے اس وقت وہ اطراف کوفہ میں گیا ہوا تھا ان لوگوں نے بختیار سے جا کر رومیوں کی شکایت کی مسلمانوں کی بے حرمتی کے واقعات بتلائے بختیار نے ان لوگوں سے رومیوں پر جہاد کرنے کا وعدہ کیا ادھر اپنے حاجب سبکتگین کے نام فوجوں کی تیاری کا فرمان روانہ کیا اور یہ تحریر کیا کہ عام منادی کرا دی جائے کہ ہر شخص کو اس مہم میں شریک ہونا ہوگا اُدھر ابوثعلب بن حمدان کو ارادۂ جہاد سے مطلع کر کے رسد و غلہ اور فوجی سامان مہیا رکھنے کو لکھ بھیجا چونکہ عوام الناس کا جم غفیر جہاد میں شریک ہونے کی غرض سے جمع ہو گیا تھا اس وجہ سے بغداد میں ہنگامہ برپا ہو گیا جدال و قتال کی نوبت پہنچ گئی لوٹ مار اور غارت گری شروع ہو گئی۔

دمستق کی شکست و گرفتاری: دیار مضر اور جزیرہ میں قتل و غارت گری سے دمستق کے حوصلے بڑھ گئے فتح آمد کی طمع دامنگیر ہو گئی۔ ابوثعلب فوجیں مرتب کر کے اس کی روک تھام کے لئے بڑھا اس اثناء میں اس کا بھائی ابوالقاسم ہبۃ اللہ بھی آ

پہنچا۔ دونوں بالاتفاق دمستق سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوئے ماہ رمضان ۳۶۲ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی۔ باوجودیکہ عیسائیوں کی تعداد زیادہ تھی مگران کالشکر گاہ کچھ ایسے موقع پر تھا کہ سواروں کی فوج مطلق بیکار ہوگئی اور وہ لوگ جنگ پر تیار بھی نہ تھے خواہ مخواہ انہیں شکست اٹھانا پڑی دمستق کو گرفتار کرلیا گیا اسی زمانے سے دمشتق ابوثعلب کے پاس محبوس اور نظربند رہا یہاں تک کہ ۳۶۳ھ میں علیل ہوا علاج میں بے حد کوشش کی گئی متعدد طبیب جمع کئے گئے مگر کچھ نفع محسوس نہ ہوا اور مر گیا۔

بختیار کا موصل پر قبضہ: ابوثعلب اوراس کے بھائیوں حمدان اور ابراہیم کی لڑائیوں اور مناقشہ کے واقعات آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی معلوم ہو چکا ہے کہ دونوں موخر الذکر بختیار بن معز الدولہ کی خدمت میں ابوثعلب کی شکایت کرنے کے لئے حاضر ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں بختیار سے امداد کی درخواست کی تھی چنانچہ بختیار نے امداد کا وعدہ کیا مگر بطیحہ وغیرہ کے واقعات کچھ ایسے پیش آگئے جس سے بختیار ان کی امداد نہ کرسکا ان دونوں آدمیوں پر بختیار کا دیر کرنا شاق گزرا۔ ابراہیم تو بھاگ کر اپنے بھائی ابوثعلب کے پاس چلا آیا اس کے بعد بختیار کو ان واقعات سے فراغت حاصل ہوگئی۔ موصل کے قبضہ کا خیال پیدا ہوا۔ اس کے وزیر ابن بقیہ نے اس وجہ سے کہ ابوثعلب نے تحریر میں اس کے آداب وخطاب کا لحاظ نہ کیا تھا موقع پا کر زوردے دیا اس لئے بختیار نے موصل کی جانب کوچ کردیا ماہ ربیع الآخر ۳۶۳ھ میں موصل کے قریب پہنچا۔

ابوثعلب کی روانگی بغداد: ابوثعلب یہ خبر پا کر سنجار چلا گیا اور موصل کو رسد وغلہ اور شاہی دفاتر سے خالی کردیا بختیار نے موصل پر قبضہ کرلیا اور ابوثعلب نے بختیار کے بعد ہی بغداد کی جانب کوچ کیا اگرچہ اثناء راہ اور سواد بغداد میں کسی قسم کی غارت گری اور لوٹ مار نہ کی مگر اہل بغداد برسر مقابلہ آئے اور اس سے معرکہ آرا ہوئے اس سے عوام الناس میں فتنہ وفساد کی آگ بھڑکی جو ابوثعلب اور اس کے ہمراہیوں کے دلی مقاصد حاصل کرنے میں سدراہ اور مزاحم ہوگئی علی الخصوص بغداد کے غربی حصہ میں بہت بڑا ہنگامہ برپا ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر بختیار کے کانوں تک پہنچی فوراً اپنے وزیر ابن بقیہ اور سبکتگین کو بغداد کی طرف روانہ کیا ابن بقیہ تو بغداد میں داخل ہوگیا۔

ابوثعلب کی مراجعت موصل: باقی رہا سبکتگین وہ بغداد کے باہر ایک میدان میں رک رہا۔ ان لوگوں کے پہنچ جانے سے ابوثعلب بغداد میں داخل نہ ہوسکا معمولی طور سے لڑائی کا سلسلہ جاری رکھا اور درپردہ سبکتگین کی بغاوت اور حکومت وسلطنت پر قابض ہوجانے کی تحریک اور ترغیب دیتا رہا مگر سبکتگین نے اسے پسند نہ کیا تب ابوثعلب بغداد سے موصل کی جانب واپس ہوا اور وزیر ابن بقیہ سبکتگین کے پاس آیا اور سبکتگین کے صلاح ومشورہ سے ابوثعلب سے مصالحت کا نامہ وپیام شروع کیا شرائط صلح یہ قرار پائے کہ ابوثعلب بختیار کو خرچہ سفر وجنگ ادا کرے اور اپنے بھائی حمدان کو اس کے تمام مقبوضات باستثناء مارو ین واپس دے دیئے جائیں شرائط صلح طے ہونے کے بعد بختیار کو بذریعہ تحریر مطلع کیا چنانچہ بختیار نے تحریر صلح نامہ کے بعد موصل سے اپنا قبضہ اٹھالیا اور ابوثعلب موصل کی طرف روانہ ہوا ابن بقیہ نے لوگوں کو بختیار کے پاس چلے جانے کی رائے دی تھی مگر اس نے سماعت نہ کی اور کچھ سوچ سمجھ کر کوچ کردیا چونکہ اہل موصل کو بختیار کی ظالمانہ حرکات سے بے حد تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تھا اس وجہ سے ابوثعلب کی آمد کی اطلاع سن کر ان لوگوں سے مسرت ظاہر کی اور بختیار کے جانے پر شکر گزار ہوئے۔

ابوثعلب اور بختیار کی مصالحت: ابوثعلب نے بختیار سے شاہی خطاب اختیار کرنے اور تاوان جنگ کی معافی کی

درخواست کی بختیار نے نہایت خندہ پیشانی سے اسے منظور کر لیا اور سامان سفر درست کر کے موصل سے بغداد روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ ابوثعلب نے پھر بدعہدی کی ہے اور بعض اراکین دولت بختیار یہ کو جو کہ اپنے اہل و عیال کے لانے کی غرض سے موصل لوٹ گئے تھے قتل کر ڈالا ہے یہ خبر سنتے ہی پاؤں تلے سے زمین نکل گئی بے حد صدمہ ہوا اسی مقام پر قیام کر کے ابن بقیہ اور سبکتگین کو مع افواج کے طلبی کا خط روانہ کیا اور جب وہ لوگ آ گئے تو سب کے سب پھر موصل کی جانب لوٹ کھڑے ہوئے ابوثعلب نے یہ خبر پا کر موصل کو خالی کر دیا اور اپنے مصاحبوں اور مشیروں سے معذرت کرنے اور اس خبر کی تردید کرنے کے لئے بختیار کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شریف احمد موسوی نے ابوثعلب کی جانب سے شرائط صلح کی پابندی کا حلف اٹھایا اس سے پھر بدستور مصالحت ہوگئی تب بختیار بغداد کی جانب واپس ہوا اور واپسی سے پہلے اپنی بیٹی کو ابو ثعلب کی درخواست پر جہیز دے کر رخصت کر دیا بختیار نے ان واقعات سے اپنی بیٹی کا عقد ابوثعلب سے کر دیا تھا۔

ابوالمعالی کا محاصرۂ حلب: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ قرعوبہ جو کہ ابوالمعالی کے باپ (سیف الدولہ) کا خادم تھا ابوالمعالی پر غالب ہو گیا تھا اور ابوالمعالی کو ۳۵۷ھ میں حلب سے نکال کر خود حکمران بن بیٹھا تھا ابوالمعالی اپنی والدہ کے پاس میافارقین چلا گیا تھا پھر میافارقین سے اپنی والدہ کے ہمراہ حماۃ میں جا کر مقیم ہوا تھا ان دنوں رومیوں نے اس حمص کو امان دے دی تھی جس سے اس کی آبادی بڑھ گئی تھی قرعوبہ نے حلب میں اپنے خادم بکجور کو اپنی نیابت پر مامور کیا تھا اس نے اپنی قوت بڑھا کر چاہ کندہ را چاہ در پیش قرعوبہ کو قلعہ حلب میں قید کر دیا اور دو برس تک حکومت کرتا رہا۔ قرعوبہ کے اراکین و مصاحبین نے ان واقعات سے ابوالمعالی کو مطلع کیا اور حلب پر قبضہ کی درخواست کی چنانچہ ابوالمعالی فوجیں تیار کر کے حلب پر آ پہنچا چار ماہ کامل محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا بالآخر اسے بزور تیغ فتح کر لیا اور اس کا مالی اور فوجی انتظام درست کر کے عمارتیں بنوائیں حتیٰ کہ حکومت دمشق پر منتقل ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

حمدان بن ناصر الدولہ کی اسیری: جس وقت عضد الدولہ بن بویہ نے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کر لیا اور اس کے برادر عم زاد (معز الدولہ) بختیار کو شکست ہوئی اس وقت بختیار معدودے چند آدمیوں کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا حمدان بن ناصر الدولہ برادر ابوثعلب عضد الدولہ کے ہم رکاب تھا۔ اس نے شام کی بجائے موصل پر پہلے قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اگرچہ اس سے پہلے عضد الدولہ نے مراسم اتحاد قائم ہونے کے باعث ابوثعلب سے متعرض نہ ہونے کا عہد و پیمان کر لیا تھا مگر حمدان کی ترغیب سے اس عہد و پیمان کو بالائے طاق رکھ کر موصل کی طرف قدم بڑھایا جس وقت تکریت کے قریب پہنچا ابوثعلب کے سفراء پیام صلح اور اظہار دوستی کی غرض سے حاضر ہوئے اور یہ ظاہر کیا کہ آپ بنفس نفیس مع اپنی فوج کے ساتھ تشریف لے چلئے ہم ہر طرح سے آپ کے معین و مددگار ہیں مگر شرط یہ ہے کہ ہمارے بھائی حمدان کو ہمارے حوالہ فرما دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے حمدان کو ابوثعلب کے سفیروں کے حوالہ کر دیا۔ ابوثعلب نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

عضد الدولہ بن بویہ کا موصل پر قبضہ: بختیار نے شکست کے بعد اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کیا اور تیاری کر کے حدیثہ کی جانب کوچ کیا ابوثعلب سے ملاقات کی اور اس کے ساتھ ساتھ بیس ہزار جنگ آوروں کی جمعیت سے عراق کی طرف بڑھا عضد الدولہ بھی اس خبر سے مطلع ہو کر ان دونوں پر حملہ آور ہوا ماہ شوال ۳۶۷ھ میں فریقین کی طرف تکریت میں

معرکہ آرائی ہوئی عضد الدولہ نے اپنے دونوں حریفوں کو شکست دے دی۔ اثناء دارو گیر میں بختیار مارا گیا اور ابوثعلب جان بچا کر موصل کی طرف بھاگا عضد الدولہ نے تعاقب کیا چنانچہ ماہ ذی قعدہ میں سنہ مذکور میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ قیام پذیر ہونے کے خیال سے رسد و غلہ کافی مقدار سے اپنے ہمراہ لایا تھا۔

ابوثعلب کا تعاقب: پس موصل میں قیام کر کے ابوثعلب کی جستجو اور تلاش میں متعدد سردار روانہ کئے انہی سرایا کے ساتھ مرزبان بن بختیار اور اس کے ماموں اسحاق و طاہر پسران معز الدولہ اور ان کی والدہ بھی تھی اسی غرض کے حاصل کرنے کے لئے اس کے ہمراہیوں میں سے ابوالوفا طاہر بن اسماعیل اور ابو طاہر طغان اس کا حاجب جزیرہ ابن عمر کی جانب گیا تھا۔ ابو ثعلب پہلے نصیبین گیا پھر نصیبین سے میافارقین چلا آیا اور وہیں قیام پذیر ہو گیا جب اسے یہ خبر لگی کہ ابوالوفا میری جستجو اور تلاش میں آ رہا ہے تو میافارقین کو خیر باد کہہ کر تدلیس کا راستہ لیا۔ اس کے بعد ابوالوفا وارد میافارقین ہوا۔ اہل میافارقین نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ ابوالوفا نے میافارقین کو بحالہ چھوڑ کر ابوثعلب کی جستجو میں کوچ کیا ابوثعلب اس سے مطلع ہو کر اردن روم سے نکل کر حسینہ (مضافات جزیرہ) کی طرف آیا پھر حسینہ سے قلعہ کو اسی جانب گیا اور وہاں سے اپنے مال و اسباب اور ذخیرہ کو منتقل کر کے واپس ہوا۔ ابوالوفا بھی لوٹ کر میافارقین آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور عیسائی فرمانروا ورد: عضد الدولہ کو ابوثعلب کے قلعوں کی طرف آنے کی خبر لگ گئی تھی اس وجہ سے فوجیں آراستہ کر کے ان قلعوں کی طرف آیا مگر ابوثعلب ہاتھ نہ لگا۔ اس کے بہت سے ہمراہیوں نے عضد الدولہ سے امان حاصل کر لی عضد الدولہ مجبوراً موصل لوٹ آیا اور اپنے ایک سپہ سالار طغان نامی کو تدلیس کی طرف روانہ کیا ابوثعلب یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور اس کے بادشاہ ورد رومی کے پاس چلا گیا چونکہ ورد رومی اپنے شہنشاہ سے حکومت و سلطنت کی بابت لڑ رہا تھا اس وجہ سے ابوثعلب کے آنے کو ورد نے غنیمت شمار کر کے بے اظہار اتحاد کیا ابوثعلب نے اس خیال سے کہ اس کے ذریعہ سے اپنے اغراض کے حاصل کرنے میں آسانی ہو گی رشتہ مصاہرت قائم کر لیا۔ عضد الدولہ کا لشکر اس نقل و حرکت کے زمانہ میں ابوثعلب کے تعاقب میں تھا اتفاق سے اس لشکر کی ابوثعلب سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس نے اسے شکست دے دی اور نہایت سختی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے قلعہ زیاد میں جو کہ خرت برت کے نام سے موسوم تھا پناہ لی اور ورد کے پاس امداد کا پیام بھیجا ورد نے معذرت کی کہ میں ان دنوں اپنے بادشاہ سے حکومت و ریاست کی بابت لڑ جھگڑ رہا ہوں آئندہ بشرط فراغت و کامیابی مدد کروں گا مگر خوش قسمتی سے بجائے کامیابی کے ورد کو بادشاہ روم کے مقابلہ میں شکست ہوئی ابوثعلب اس کی مدد سے ناامید ہو کر بلاد اسلامیہ کی جانب واپس آیا اور آمد میں پہنچ کر قیام پذیر ہو گیا۔ تاآنکہ میافارقین کے حالات کی خبر گوش گزار ہوئی۔

ابوالوفا کا میافارقین پر قبضہ: ابوالوفا نے ابوثعلب کے تعاقب سے واپس ہو کر میافارقین کا محاصرہ کر لیا تھا ان دنوں ہزار مرد اس کا والی تھا اس نے نہایت حزم و احتیاط سے شہر کی حفاظت کی اور کمال مردانگی سے تین ماہ کامل ابوالوفا کی مدافعت کرتا رہا۔ اس کے بعد اسی زمانہ میں راہی ملک عدم ہو گیا ابوثعلب نے اس کی جگہ حدانیہ غلاموں میں سے مونس نامی ایک آزاد غلام کو میافارقین کی حکومت پر مامور کیا ابوالوفا نے سرداران شہر سے سازش کی کوشش کی چنانچہ وہ ابوالوفا کی جانب مائل ہو گئے ابوالوفا نے اور لوگوں کو ملانے جلانے کی غرض سے چند آدمیوں کو ان سرداروں کے پاس روانہ کیا جنہوں نے اس سے

سازش کر لی تھی ۔ مونس کو اس کی خبر لگ گئی مگر ان لوگوں کی مخالفت نہ کر سکا گردن اطاعت جھکا دی اور امن کا خواستگار ہوا ابوالوفا نے کامیابی کے ساتھ شہر پر قبضہ کر لیا۔

عضدالدولہ کا دیار مضر پر قبضہ: زمانہ محاصرہ میافارقین میں ابوالوفاء نے میافارقین کے تمام قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا تھا اس وجہ سے اسے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لینے کا خاصہ موقع مل گیا۔ ابوثعلب کے رفیقوں اور عمال نے اس سے امن کی درخواست کی ابوالوفا نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے برتاؤ کئے اور موصل کی جانب واپس ہوا۔ رفتہ رفتہ جبکہ ابوثعلب دارالحرب سے واپس آ رہا تھا واقعات کی خبر اس کے کانوں تک پہنچی۔ رحبہ کا قصد کیا اور عضدالدولہ کی خدمت میں امداد و اعانت کا پیام بھیجا عضدالدولہ نے بہ شرط حاضری اس درخواست کو منظور کیا ابوثعلب نے اس سے انکار کیا تب عضدالدولہ نے دیار مضر پر قبضہ کر لیا۔ ابوثعلب کی جانب سے اس ملک پر سلامہ برقعیدی جو کہ بنی حمدان کے بہت بڑے رفیقوں سے تھا مامور تھا ابوالمعالی بن سیف الدولہ نے حلب سے ایک فوج اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھی۔ سلامہ نے سینہ سپر ہو کر اس فوج سے مقابلہ کیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں ابوالمعالی عضدالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام لے کر حاضر ہوا۔ عضدالدولہ نے نقیب ابواحمد موسوی کو سلامہ برقعیدی کے پاس روانہ کیا چنانچہ متعدد لڑائیوں کے بعد سلامہ نے شہر کو اس کے حوالہ کر دیا اور رقہ کو اپنے لئے اس سے لے لیا باقی ماندہ شہروں کو سعدالدولہ کو دے دیا۔ اسی زمانہ سے یہ ملک اس کے قبضہ میں چلا گیا۔

عضدالدولہ کا رحبہ پر قبضہ: ان واقعات کے بعد عضدالدولہ نے رحبہ پر بھی قبضہ کر لیا اور آہستہ آہستہ اس کے تمام قلعوں پر قابض ہو گیا اور اپنی جانب سے ابوالوفا کو موصل پر مامور کر کے ماہ ذی ۳۶۵ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس کے بعد عضدالدولہ نے ایک عظیم فوج کو اکراد ہکاریہ کے سر کرنے کے لئے صوبجات موصل کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے ان لوگوں کا محاصرہ کیا لڑائیاں ہوئیں بالآخر ان لوگوں نے اطاعت قبول کی اور اپنے قلعوں کو ان کے حوالے کر دیا ان لوگوں نے موصل میں قیام اختیار کیا۔ اتفاق سے ان کے شہروں کے درمیان برف بکثرت پڑا جس سے وہ لوگ اپنے شہروں کی طرف واپس نہ ہو سکے اکراد ہکاریہ کو موقع مل گیا اس فوج کے سپہ سالار کو قتل کر کے موصل کی راہ میں صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوثعلب کا دمشق پر محاصرہ: ابوثعلب بن حمدان کو عضدالدولہ کی اصلاح اور موصل کی جانب واپس ہونے سے نا اُمیدی اس وقت اس نے شام کا راستہ لیا ان دنوں دمشق کی حکومت پر قسام (عزیز علوی حاکم مصر کا ایلچی) حکومت کر رہا تھا۔ قسام نے افتکین کے بعد دمشق پر قبضہ کیا تھا اس واقعہ کو کہ کیونکر افتکین نے دمشق پر قبضہ حاصل کیا اور افتکین کے بعد قسام کیسے مالک و متصرف ہوا ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ الغرض قسام کے ابوثعلب کی آمد کی خبر خائف و ترساں ہو کر اسے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ چنانچہ ابوثعلب شہر سے باہر قیام پزیر ہوا اور عزیز علوی والی مصر کو اس واقعہ سے مطلع کر کے امداد کا خواستگار ہوا۔ تھوڑے دن بعد یہ خبر آئی کہ عزیز نے امداد دینے کی غرض سے اپنے پاس بلایا ہے۔ ابوثعلب یہ سن کر طبریہ کی جانب روانہ ہو گیا روانگی سے پیشتر قسام سے اور اس سے چند لڑائیاں بھی ہوئی تھیں اس کے بعد فضل عزیز علوی کی طرف سے قسام کی جنگ کرنے اور اس پر دمشق میں محاصرہ ڈالنے کے لئے آ پہنچا فضل عزیز علوی اور ابوثعلب سے طبریہ میں ملاقات ہوئی عزیز علوی کی طرف سے ہر طرح کی امداد کا وعدہ کیا گیا۔ ابوثعلب نے اس کے ہمراہ دمشق چلنے پر مستعدی ظاہر کی چونکہ ابوثعلب اور قسام سے دو دو

ہاتھ چل گیا تھی اس وجہ سے فضل نے ابوثعلب کو اس ارادہ سے باز رکھا مگر پھر بھی فضل اپنے ارادوں میں کامیاب نہ ہوا نرمی اور مصالحت سے کام نہ چلا قسام اور فضل سے ان بن ہو گئی نظام نے فضل کو دمشق سے نکال باہر کیا۔

ابوثعلب بن حمدان کا قتل: اس کے بعد ابوثعلب نے بنوعقیل کو جمع کر کے ماہ محرم ۳۹۹ھ میں رملہ پر چڑھائی کی فضل اور دغفل[1] نے اس خیال سے وخوف سے کہ مبادا ابوثعلب کی قوت بڑھ جائے متفق ہو کر ابوثعلب سے مقابلہ کیا بنوعقیل میدان جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے صرف سات غلاموں کی ایک چھوٹی سی جماعت باقی رہ گئی جس میں کچھ اس کے باپ کے غلام تھے بدرجہ مجبوری ابوثعلب کو بھی بھاگنا پڑا طلب نے تعاقب کیا ابوثعلب کی غیرت وجرأت نے روک کر جنگ پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ ابوثعلب تن تنہا کھڑا ہو گیا اور لڑنے لگا۔ طلب نے ابوثعلب کے سر پر ایک گہری چوٹ رسید کی جس سے چکر کھا کے ابوثعلب زمین پر گر پڑا طلب نے اس کی مشکیں باندھ لیں اور گرفتار کیے ہوئے دغفل کے پاس لے آیا فضل کی یہ رائے ہوئی کہ ابوثعلب پابہ زنجیر عزیز علوی کے پاس بھیج دیا جائے دغفل نے اس خوف سے کہ مبادا عزیز اسے اپنا دایاں بازو نہ بنا لے جیسا کہ افتکین کو بنا لیا تھا قتل کر ڈالا اور فضل نے سر اتار کر مصر روانہ کر دیا۔ بنوعقیل نے اس کی بہن جمیلہ اور اس کی بہن بنت سیف الدولہ کو ابوالمعالی کے پاس حلب بھیج دیا ابوالمعالی نے جمیلہ کو موصل روانہ کر دیا ابوالوفا والی موصل نے عضدالدولہ کے پاس بغداد بھیج دیا یہ بغداد میں عضدالدولہ کی محفل سرائے کے ایک حجرہ میں قید کر دی گئی۔

ابن سمشقیق کا طرابلس کا محاصرہ: ارمانوس والی روم بوقت وفات دو چھوٹے چھوٹے لڑکے چھوڑ گیا تھا ان میں سے ایک کا نام لیبل تھا دوسرے کا قسطنطین اپنے باپ کی وفات کے بعد دونوں متفق ہو کر حکمرانی کرنے لگے۔ اس اثناء میں دمستق یعفور بلاد اسلامیہ کو تہ وبالا کر کے واپس آیا۔ رومیوں نے جمع ہو کر ارمانوس کے دونوں لڑکوں کی نیابت پر اسے مامور کیا ان دونوں کی ماں نے ابن سمشقیق کو یعفور دمستق کے قتل کی ترغیب دی اور اسے یعفور کے قتل کے بعد اس کی جگہ عہدہ دینے کا وعدہ کیا چنانچہ ابن سمشقیق نے یعفور کو قتل کر کے اس کے بھائی لادون اور بھتیجے وردیس بن لادون کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا اور عہدہ دمستق سے سرفراز ہو کر فوجیں آراستہ کر کے بلاد شام کی طرف چلا اور نہایت سختی سے پامال کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

ابوثعلب اور ورد کا اتحاد: موجود حکمرانان روم کی ماں کا ایک خصوصی بھائی تھا جو ان دنوں وزارت کے عہدہ سے ممتاز تھا اس نے ایک شخص کو ابن سمشقیق کو زہر کھلانے پر مامور کیا زہر کھلانے کے بعد ابن سمشقیق کو امر کا احساس ہوا محاصرہ اٹھا کر قسطنطنیہ کی جانب نہایت تیزی سے کوچ کیا مگر اثناء راہ میں مر گیا۔ بطریقوں اور سپہ سالاروں میں سے ایک شخص ورد بن منیر نامی اس کے ہمراہ تھا اس کے مرنے پر ورد کو حکومت وسلطنت کی طمع دامن گیر ہوئی ابوثعلب سے خط وکتابت کر کے رستم اتحاد قائم کی اور اسے اپنا داماد بنا کر اپنا ہمدرد ومعاون بنا لیا پھر کیا تھا سرحدی مسلمانوں سے ایک بڑی فوج مرتب کر کے ملک روم پر چڑھائی کر دی۔ رومی حکمرانوں نے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں وردان کو شکست پر شکست دیتا گیا رومی حکمران کو بے حد خطرہ پیدا ہوا باہم مشورہ کر کے وردیس بن لادون کو قید کی تکلیف سے نجات دے کر ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ ورد کے سر

---

[1] سرسہ علوی حاکم مصر کا ایک سپہ سالار تھا جو اطراف وبلاد میں زیر حکومت عزیز علوی حکمرانی کر رہا تھا گر اس کے احکام کا پابند نہ تھا۔

کرنے کے لئے روانہ کیا اور وردریس میں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں بے حد خونریزی ہوئی فریقین کے ہزارہا آدمی کام آ گئے بالآخر ورد کو شکست ہوئی ۳۶۹ھ میں شکست کھا کر دیار بکر کی جانب بھاگا میافارقین کے قریب پہنچ کر قیام پزیر ہوا اور اپنے بھائی کو عضد الدولہ کی خدمت میں امداد کی درخواست لے کر روانہ کیا۔

ورد کی گرفتاری و رہائی: انہی دنوں دونوں حکمرانان قسطنطنیہ نے عضد الدولہ کے پاس پیام بھیجا عضد الدولہ ان دونوں کی جانب مائل ہو گیا اور ورد اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کا حکم دے دیا چنانچہ ابو علی تمیمی والی دیار بکر نے ورد کو اس کے بھائی اور ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے میافارقین کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ روز بعد پابہ زنجیر روانہ کر دیا مدتوں یہاں بھی قید رہا حتیٰ کہ ان کو بہا الدولہ بن عضد الدولہ نے ۳۷۵ھ میں اس شرط سے رہا کیا (۱) یہ کہ مسلمان قیدیوں کو اپنی رہائی کے عوض رہا کر دے (۲) یہ کہ سات قلعے معہ جملہ مال و اسباب و مضافات کے مسلمانوں کے حوالے کرے (۳) یہ کہ آئندہ تا زندگی بلاد اسلامیہ میں سے کسی طرح متعرض نہ ہو۔ ورد نے ان شرائط کو قبول کیا سامان سفر درست کر کے روانہ ہوا۔

ورد کا محاصرہ قسطنطنیہ: اثناء راہ میں ملیطہ پر قبضہ و تصرف حاصل کیا ملیطہ کے سامان جنگ و جدل کی وجہ سے اس کی قوت میں نمایاں ترقی ہوگئی وردیس بن الودن نے گھبرا کر اس شرط سے کہ قسطنطنیہ اور اس کا شمالی حصہ خلیج تک اس کے قبضے میں رہے۔ باقی پر ورد قابض ہو مصالحت کی درخواست پیش کی۔ ورد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی اور قسطنطنیہ کا محاصرہ کر لیا اس وقت قسطنطنیہ میں دونوں بادشاہ پسران ارمانوس والی قسطنطنیہ موجود تھے ان دونوں بادشاہوں کا نام یسیل اور قسطنطین تھا ان دونوں نے ورد کی خود مختار حکومت تسلیم کر لی ورد کا غصہ فرو ہو گیا اس کے بعد قسطنطین مر گیا۔ یسیل تن تنہا حکمرانی کرنے لگا بہت دن تک اس نے حکمرانی کی بلغار (بلگیریا) سے پینتیس سال لڑتا رہا آخر کار ان پر اسے فتح حاصل ہوئی اور اس نے بلغار کو ان کے ملک اور وطن سے نکال باہر کر کے رومیوں کو وہاں لے جا کر پڑاؤ کیا۔

بلجور کا امارت دمشق پر تقرر: ہم اوپر ابو المعالی بن سیف الدولہ کی جانب سے حمص پر بلجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ آئے ہیں کہ بلجور نے اسے تعمیر و آباد بھی کیا تھا چونکہ دمشق زمانہ حکومت قسام میں ویران و برباد ہو گیا تھا مزید برآں گرانی اور وبا پھیل گئی تھی بلجور نے اہل دمشق کی امداد پر کمر ہمت باندھی۔ حمص سے غلہ اور خوردنی اشیاء دمشق روانہ کرنے لگا اور اہل دمشق کا مال و اسباب حمص اٹھا لایا اس سے عزیز والی مصر کی آنکھوں میں بلجور کی عزت بڑھ گئی خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہو گیا اور جب ایک گونہ رسوخ حاصل ہو گیا تو بلجور نے دمشق کی گورنری کی درخواست پیش کی عزیز نے اس درخواست کی منظوری کا وعدہ کیا اس کے بعد ۳۷۳ھ میں بلجور اور سعد الدولہ ابو المعالی بن سیف الدولہ سے منافرت پیدا ہو گئی بلجور نے عزیز والی مصر کی خدمت میں پیام بھیجا کہ آپ حسب وعدہ دمشق کی گورنری مجھے مرحمت فرمائیں وزیر السلطنت بن کلس نے عزیز کو اس سے منع کیا۔ دمشق میں ان دنوں عزیز کی طرف سے سپہ سالار بلکتین حکومت کر رہا تھا۔ سپہ سالار بلکتین قسام کے بعد دمشق کا حکمران ہوا تھا اتفاق سے اسی زمانہ میں کتامیوں (مغاربہ) نے وزیر السلطنت کے خلاف بغاوت کر دی اور حملہ کر کے اسے مار ڈالا۔ چار و ناچار عزیز کو دمشق سے بلکتین کو طلب کرنے کی ضرورت محسوس ہوئی چنانچہ اس کی جگہ بلجور کو دمشق کی سند حکومت عطا کر کے سپہ سالار بلکتین کو مصر میں طلب کر لیا۔

بلجور کی معزولی: ماہ رجب ۳۷۳ھ میں بلجور دارِ دمشق ہوا۔ اس نے پہنچتے ہی دمشق میں فتنہ مچا دیا وزیر السلطنت ابن کلس کے آوروں کو چن چن کر تنگ کرنے لگا۔ اس صورت سے چھ سال تک حکومت کرتا رہا بالآخر مصر سے ایک فوج سپہ سالار منیر خادم کی افسری میں بلجور کو ہوش میں لانے کی غرض سے دمشق روانہ کی گئی اور نزال والی طرابلس کو اس مہم میں شریک ہونے اور اس کی مدد کے لئے لکھا گیا۔ بلجور نے یہ خبر پا کر عرب وغیرہ کی فوجیں مرتب اور فراہم کیں اور مقابلہ کی غرض سے میدان جنگ میں آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدان منیر کے ہاتھ رہا۔ بلجور نے امن کی درخواست کی منیر نے شہر حوالہ کر دینے کی شرط پر امن دیا بلجور نے دمشق کو منیر کے حوالہ کر کے رقہ کا راستہ لیا اور منیر نے دمشق میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔

ابوالمعالی کے خلاف بلجور کی سازش: بلجور نے رقہ میں قیام کیا زمانہ قیام میں رحبہ اور رقہ کی سرحد پر جتنے شہر تھے ان پر قابض ہو گیا بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں پیام اطاعت بھیجا باد کردی کو جو کہ دیار بکر موصل پر غالب ہو رہا تھا لکھا کہ میں آپ کے پاس آنا چاہتا ہوں اور ابوالمعالی نے سعد الدولہ والی حلب کے پاس اس مضمون کا خط روانہ کیا کہ آپ مجھے حمص کی سند حکومت بطور جاگیر مرحمت فرمایئے میں بدستور سابق مطیع و منقاد ہو جاؤں گا کسی نے کوئی درخواست منظور نہ کی تب بلجور نے رقہ میں قیام کر کے سعد الدولہ ابوالمعالی کے غلاموں میں سے خط و کتابت شروع اور ان کو ان کے آقائے نامدار سے بغاوت کرنے پر ابھارنے لگا ان لوگوں نے اس کی تحریر کے مطابق اپنے آقا سے بغاوت کرنے پر کمریں باندھ لیں اور بلجور کو اس امر سے مطلع کیا کہ ابوالمعالی اپنی خواہشات نفسانی اور لذات دنیاوی میں مصروف و مشغول ہے۔ بلجور نے اس سے مطلع ہو کر عزیز والی مصر سے امداد کی درخواست کی ادھر عزیز نے نزالی والی طرابلس اس علاوہ اور گورنران شام کو بلجور کی امداد کرنے اور اس کی ماتحتی میں جنگ کرنے کو لکھ بھیجا ادھر خفیہ طور سے عیسیٰ بن نسطورس نصرانی (عزیز والی مصر کے وزیر السلطنت) نے نزال وغیرہ سپہ سالاروں کو لکھ بھیجا کہ جس وقت سعد الدولہ کی فوج مقابلہ پر آئے بلجور کو تنہا میدان جنگ میں چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہونا اس کا سبب یہ تھا کہ عیسیٰ نسطورس وزیر اور بلجور کے درمیان مدت دراز سے اختلاف چلا آ رہا تھا الغرض نزال اور بلجور رقہ سے روانہ ہوا المعالی کو اس کی خبر لگ گئی فوجیں آراستہ اور تیار کر کے حلب سے بقصد جنگ نکل کھڑا ہوا لولوء کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام بھی اس کی رکاب میں تھا لولو کبیر نے بلجور سے بغرض سازش خط و کتابت شروع کی حقوق سابقہ کا اظہار کر کے رقہ سے حمص تک کے مضافات جاگیر میں دینے کا وعدہ کیا مگر بلجور نے ایک بھی سماعت نہ کی۔

بلجور کا قتل: انہی دنوں ابوالمعالی نے والیٔ انطاکیہ کے پاس امداد کا خط روانہ چونکہ والیٔ انطاکیہ نے رومی فوج سے اسکی مدد کی اور ان عربوں کو جو کہ بلجور کے ہمراہ تھے در پردہ لکھ بھیجا تھا کہ اگر تم لوگ بوقت جنگ بلجور سے علیحدہ ہو جاؤ تو میں تمہیں اس قدر جاگیریں اور انعام دوں گا کہ تم لوگ خوش اور مالا مال ہو جاؤ گے اس دھوکہ سے عربوں نے جن کے وقت بلجور کو دھوکہ دینے کا وعدہ کر لیا جس وقت دونوں فوجوں کا مقابلہ ہوا اور فریقین جنگ میں مصروف ہو گئے عربوں نے پلٹ کر بلجور کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور اس کے لشکر گاہ سے نکل کر ابوالمعالی کے پاس چلے آئے۔ بلجور کو عربوں کی اس حرکت سے بے حد برافروختگی پیدا ہوئی مگر چارہ کار ہی کیا تھا مرنے پر کمربستہ ہو کر ابوالمعالی کے خیال سے قلب لشکر پر حملہ آور ہوا۔ لولوء نے اس سے پیشتر ابوالمعالی کو بچانے کی غرض سے قلب لشکر سے ہٹا دیا تھا اور خود قلب لشکر میں اس کی جگہ کھڑا ہوا لڑ رہا تھا۔ جس وقت بلجور حملہ کرتا ہوا قلب لشکر میں پہنچا۔ لولوء نے بڑھ کر وار کیا بلجور نے نہایت استقلال سے اس حملہ کا جواب دیا لولوء کے

ہمراہیوں نے چاروں طرف سے گھیر کر حملے شروع کر دیئے۔ بکجور شکست کھا کر بھاگا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے اسے گرفتار کر کے اپنے مکان میں قید کر دیا اور ابوالمعالی کی خدمت میں حاضر ہو کر بکجور کی گرفتاری اور قید کا حال بتلایا۔ ابوالمعالی نے بکجور کو قتل کر کے رقہ کا راستہ لیا۔

ابوالمعالی کا رقہ پر قبضہ: رقہ میں اس وقت سلامہ رشیقی (بکجور کا غلام) اور اس کی اولاد اور ابوالحسن علی بن حسن مغزلی اس کا وزیر السلطنت تھا۔ ان لوگوں نے امن کی درخواست کی ابوالمعالی نے ان لوگوں کو امن دی چنانچہ ان لوگوں نے رقہ کا دروازہ کھول دیا ابوالمعالی نے رقہ پر قبضہ کر لیا جس وقت بکجور کی اولاد اپنے مال واسباب کے ساتھ نکلی ابوالمعالی کی آنکھیں کثرت مال سے خیرہ ہو گئیں قاضی ابن ابی حسین تاڑ گیا۔ عرض کی آپ اس مال وزر پر قبضہ کیوں نہیں کر لیتے۔ بکجور تو مملوک تھا وہ کسی چیز کا مالک نہیں ہو سکتا اس مال وزر پر قبضہ کر لینے کی آپ کی قسم نہیں ٹوٹے گی ابوالمعالی کی باچھیں یہ سن کر کھل گئیں۔ فوراً تمام اسباب پر قبضہ کر لیا عزیز والی مصر نے اولاد بکجور کی تحریک سے سفارشی خط بھیجا ابوالمعالی نے نہایت برے طور سے اس کا جواب دیا وزیر مغربی جان بچا کر مشہد علی بن ابی طالب کی طرف بھاگ گیا۔

باد کردی: اکراد حمیدیہ اور ان کے روسا میں سے اطراف موصل میں باد نامی ایک شخص رہتا تھا بعضوں کا یہ بیان ہے کہ باد لقب تھا اور اس کا نام ابوعبداللہ حسین بن دوشتک تھا بعضے کہتے ہیں باد اس کا نام تھا اور ابوشجاع بن دوشتک کنیت تھی اور ابو عبداللہ حسین اس کا بھائی تھا۔ یہ شخص نہایت رعب وداب کا آدمی تھا گردونواح کے رہنے والے اس کے نام سے بید کی طرح تھراتے تھے لوٹ اور غارت گری سے جتنا مال ہاتھ آتا تھا سب کا سب اپنے اعزا واقارب میں تقسیم کر دیتا تھا رفتہ رفتہ اس داد ودہش کی وجہ سے اس کی جمعیت بڑھ گئی شہر آرمینیہ کی جانب قدم بڑھایا۔ شہر ارجیش پر قبضہ کر کے دیار بکر کی طرف واپس ہوا جب عضدالدولہ نے موصل کو فتح کیا وفود (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا مگر کسی خطرہ کا خیال کر کے رفاقت ترک کر دی۔ عضدالدولہ نے باد کی جستجو اور سراغ کی فکر کی کامیاب نہ ہوا۔

باد کردی کا موصل پر قبضہ: جب عضدالدولہ نے وفات پائی تو باد نے دیار بکر کی طرف کوچ کیا آمد اور میافارقین پر قبضہ حاصل کر کے نصیبین کی جانب بڑھا اور اس پر بھی قابض ہو گیا۔ صمصام الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک عظیم فوج حاجب ابوالقاسم سعید بن محمد کی ماتحتی میں باد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی مضافات کواشی مقام خابور حسنیہ میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد حاجب ابوالقاسم کو شکست ہوئی بہت سے دیلم معرکہ جنگ میں کام آئے حاجب ابوالقاسم بھاگ کر موصل پہنچا باد اس کے تعاقب میں تھا موصل کے عوام الناس ابوالقاسم کی بداخلاقی کی وجہ سے اس پر ٹوٹ پڑے اور اسے مار کر نکال دیا باد کامیابی کے ساتھ ۳۷۳ھ میں موصل میں داخل ہوا اس کی فوجی اور مالی قوت بڑھ گئی بغداد کی فتح کی خواہش پیدا ہوئی۔

ابوالمعالی کی دیار بکر پر فوج کشی: صمصام الدولہ کو اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا اپنے وزیر السلطنت ابن سعدان کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور اپنے سب سے بڑے سپہ سالار زیاد بن شہریار کو اس مہم کو سر کرنے پر مامور کیا۔ ماہ صفر ۳۷۴ھ میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا بہت بڑی لڑائی کے بعد باد کو شکست ہوئی اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے

کچھ لوگ گرفتار کر لئے گئے جن میں تشہیر بغداد کی کی گئی۔ دیلم نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ زیاد نے ایک فوج نصیبین کی طرف روانہ کی اس فوج نے اپنے سپہ سالار سے مخالفت کی ابن سعدان وزیر صمصام الدولہ نے ابوالمعالی بن حمدان والی حاجب کو لکھ بھیجا کہ دیار بکر کو تم اپنے مقبوضات میں داخل کر لو۔ ابوالمعالی نے اپنے لشکر کو دیار بکر کی جانب روانہ کیا چونکہ اس فوج میں باد کے ہوا خواہوں اور فوج سے مقابلہ کی قوت نہ تھی دیار بکر سے اعراض کر کے چند دن تک میافارقین کا محاصرہ کیے رہی اور جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محاصرہ اٹھا کر حلب واپس آئی۔

باد کردی اور حاجب ابوالقاسم کی مصالحت: تب حاجب ابوالقاسم نے چند لوگوں کو باد کے قتل پر مامور کیا اور یہ ہدایت کر دی کہ حکمت عملی سے جب موقع پر ہاتھ آئے باد کو قتل کر ڈالنا چنانچہ ایک شخص ان میں سے بحالت غفلت باد کے خیمہ میں گھس گیا اور باد کی پنڈلی یہ خیال کر کے سر ہے تلوار کا وار کیا باد اٹھ بیٹھا قاتل فوراً گرفتار کر لیا گیا۔ باد اس جان فرما مصیبت سے بال بال بچ گیا۔ اس کے بعد باد نے سپہ سالار اور ابوالقاسم حاجب کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا فریقین میں اس امر پر مصالحت ہوئی کہ دیار بکر اور نصف طور عبد بن عباد کو دیا جائے چنانچہ یہ اسی زمانہ سے باد کے قبضہ میں چلا گیا۔

ابونصر خواشادہ اور باد کردی کی جنگ: مصالحت کے بعد زیاد تو بغداد چلا آیا اور ابوالقاسم حاجب موصل میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر رہگزار ملک عدم ہو گیا۔ تب شرف الدولہ بن بویہ نے ابونصر خواشادہ کو ایک بڑی فوج کا سردار مقرر کر کے باد کے سر کرنے کو روانہ کیا باد بھی اس سے مطلع ہو کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا اتفاق سے ابونصر کی امدادی فوجیں وقت پر نہ پہنچی اور لڑائی شروع ہو گئی ابونصر نے قبائل عرب میں سے بنوعقیل اور بنونمیر کو جاگیریں اور انعامات دے کر باد کی مدافعت پر تیار کر لیا مگر اس کے باوجود اسے کامیابی نہ ہوئی باد طور عبدین پر آخری دامن کوہ تک پر قابض ہو مگر صحرا پر قبضہ نہ کر سکا۔ اپنے بھائی کو ایک فوج کے ساتھ عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں۔ اس کا بھائی مارا گیا اس کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ مگر باد میدان جنگ میں خواشادہ کے مقابلہ پر سینہ سپر لڑتا رہا حتیٰ کہ شرف الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر سننے میں آئی خواشادہ نے موصل پر چڑھائی کر دی عرب صحرا پر اور باد جبل پر قابض و متصرف رہا۔

موصل پر بنوحمدان کا قبضہ: ابوطاہر ابراہیم اور عبداللہ حسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان اپنے بھائی ابوثعلب کے مارے جانے کے بعد دارالخلافت بغداد چلے آئے تھے اور شرف الدولہ بن عضد الدولہ کی خدمت میں رہتے تھے جب شرف الدولہ نے وفات پائی تو خواشادہ اس وقت موصل میں تھا ان دونوں بھائی میں ابوطاہر اور ابوعبداللہ نے بہاء الدولہ سے اجازت حاصل کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ ان کی روانگی کے بعد بہاء الدولہ کے سپہ سالاروں کو اس رائے کی غلطی محسوس ہوئی چنانچہ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کی تحریک سے خوشادہ والی موصل کو لکھ بھیجا کہ ابوطاہر اور ابوعبداللہ کو موصل میں داخل نہ ہونے دیا جائے پس خواشادہ نے ان دونوں بھائیوں کو موصل میں داخل ہونے سے روکا اور بغداد واپس جانے کی ہدایت کی۔ ان دونوں بھائیوں نے سماعت نہ کی اور تیزی سے سفر کرتے ہوئے موصل کے قریب پہنچ گئے موصل کے باہر مقام دیراعلیٰ میں پڑاؤ کیا۔ اہل موصل تک جو یہ خبر پہنچی تو وہ لوگ دیلم اور ترکوں پر جو اس وقت موصل میں تھے ٹوٹ پڑے اور خوشی

خوشی بنوحمدان کی خدمت میں حاضر ہو کر باریابی کی عزت حاصل کی۔ دیلم بھی مرتب اور مسلح ہو کر اہل موصل پر حملہ آور ہوئے مگر پہلے ہی معرکہ میں شکست کھا کر بھاگے ان میں کثیر گروہ کھیت رہا باقی ماندگان نے موصل کو اس حرکت وحشیانہ سے روکا اور خواشادہ کو ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ہمراہ تھے امان دے کر بغداد روانہ کر دیا اور خود موصل کی حکومت پر قابض ہو گیا تھوڑے ہی دن میں عرب ہر چہار طرف سے کھینچ کر بنوحمدان کے پاس موصل چلے آئے۔

باد کردی کا قتل: ان واقعات کی اطلاع باد کو پہنچی۔ یہ اس وقت دیار بکر میں تھا باد فوجیں فراہم کرنے لگا اکراد مثبونہ (بشنویہ) والیانِ قلعہ فنک کا عظیم گروہ باد کے پاس آ کر جمع ہو گیا باد نے اہل موصل سے خط و کتابت شروع کی بعضوں نے اس کے لکھنے کے مطابق اس کی استدعا منظور کر لی تب باد نے اپنی فوج کو مسلح کر کے موصل کی جانب کوچ کیا اور قریب موصل پہنچ کر شرقی جانب قیام پزیر ہوا ابوطاہر اور عبداللہ پسران حمدان ابوالدرداء محمد بن مسیب امیر بنوعقیل کے پاس امداد کا پیام بھیجا ابوالدرداء نے جواب دیا کہ اگر جزیرہ ابن عمر اور نصیبین اس صلہ میں مجھے دیا جائے تو مجھے امداد میں کچھ عذر نہ ہوگا۔ ابوطاہر اور عبداللہ نے اس شرط کو منظور کر لیا چنانچہ ابوعبداللہ نے اس شرط کے پخت و بز کرنے اور امداد حاصل کرنے کی غرض سے ابوالدرداء محمد کے پاس چلا گیا اور اس کا بھائی ابوطاہر موصل میں ٹھہرا ہوا باد سے جنگ کرتا رہا جب ابوعبداللہ اور ابوالدرداء میں باہم شرائط امداد طے ہو گئیں تو ابوالدرداء اپنی قوم کو مرتب کر کے ابوعبداللہ بن حمدان کے ساتھ باد سے جنگ کرنے کے لئے آیا اور دجلہ کو عبور کر کے باد پر پس پشت سے حملہ آور ہوا۔ ابوطاہر اور حمدانیہ فوجوں نے بھی سامنے سے باد پر یلغار کیا گھمسان کی لڑائی شروع ہو گئی ایک ساعت میں کشتوں کے پشتے لگ گئے باد کا گھوڑا ٹھوکر کھا کر گرا باد بھی منہ کے بل ایسا گرا کہ اٹھ کر گھوڑے پر سوار نہ ہو سکا۔ فریق مخالف نے نہایت تیزی سے اس کے ہمراہیوں کو اس کے پاس سے بزور حملہ منتشر کر دیا۔ عربوں میں سے ایک شخص نے لپک کر تلوار کا وار کیا اور سر اتار کر بنوحمدان کے پاس لے آیا بنوحمدان مظفر و منصور موصل کی جانب واپس آئے۔

یہ واقعہ ۳۸۰ھ کا ہے۔

ابوعلی اور پسران حمدان کی جنگ: باد کے مارے جانے کے بعد ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان کو دیار بکر کی واپسی کی طمع دامن گیر ہوئی ابوعلی بن مروان کردی ہمشیرزادہ باد معرکہ سابقہ سے جانبر ہو کر قلعہ کیفا چلا گیا تھا۔ یہاں باد کی بیوی مقیم تھی اور اس کا مال واسباب بھی تھا قلعہ کنارہ دجلہ پر نہایت مستحکم اور مضبوط بنا ہوا تھا ابوعلی نے اس قلعہ میں پہنچ کر اپنے ماموں کی بیوی سے عقد کر لیا اور تمام مال واسباب اور قلعہ پر قابض ہو گیا اس کے بعد آہستہ آہستہ دیار بکر کا حکمران بن گیا۔ اس اثناء میں ابوعلی میا فارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا ابوطاہر اور ابوعبداللہ پسران حمدان آ پہنچے ایک دوسرے سے گتھ گئے اتفاق سے ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی اور اثناء جنگ میں ابوعبداللہ کو گرفتار کر لیا چند روز بعد ابوعبداللہ کو رہا کر دیا۔ ابوعبداللہ اپنے بھائی ابوطاہر کے پاس چلا گیا۔ ابوطاہر اس وقت آمد کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ دونوں بھائیوں نے متفق ہو کر ابوعلی پر دوبارہ چڑھائی کر دی ابوعلی نے اس معرکہ میں بھی ان دونوں بھائیوں کو شکست دے کر ابوعبداللہ کو پھر گرفتار کر لیا اور اپنے یہاں قید رکھا خلیفہ مصر نے اس کی رہائی کی سفارش کی چنانچہ ابوعلی نے اسے رہا کر دیا اور رہائی کے بعد ابوعبداللہ مصر چلا گیا خلیفہ مصر نے اسے حلب کی حکومت پر مامور کر دیا یہاں تک کہ اس نے حلب میں ہی بحالت حکومت وفات پائی۔

ابوطاہر کا قتل: باقی رہا ابوطاہر وہ ایک چھوٹی سی جماعت کے ساتھ نصیبین چلا گیا۔ اتفاق یہ کہ ان دنوں نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن میسّب امیر بنوعقیل مقیم تھا۔ چنانچہ ابوالدداء نے ابوطاہر پر اپنی فوج کو حملہ کا حکم دے دیا۔ ایک سخت خونریز جنگ کے بعد ابوالدرداء کی فوج نے ابوطاہر کو اس کے لڑکوں اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ ابوالدرداء نے ابوطاہر اور اس کے لڑکوں کو بار حیات سے سبکدوش کر کے موصل کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد بہاء الدولہ کی خدمت میں یہ درخواست کی کہ آپ اپنا کوئی نائب مقرر فرما کر میرے پاس روانہ فرمائیں تا کہ اس کے زیر نگرانی میں حکومت کروں بہاء الدولہ نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو موصل بھیج دیا مگر اس سپہ سالار کو کسی قسم کا تصرف کا اختیار نہ تھا ابوالدرداء سیاہ وسفید کرنے کا مالک تھا۔ رفتہ رفتہ تھوڑے دن بعد ابوالدرداء کی حکومت مستقل ہو گئی اور بہاء الدولہ کے نائب کی نگرانی اور حمایت سے مستغنی ہو گیا اور بنوحمدان کی حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ والبقاء اللہ۔

سعد الدولہ بن حمدان: جس وقت سعد الدولہ نے اپنے خادم بکجور کو شکست دی اور اسے جب کہ اس نے رقہ سے اس کی جانب کوچ کیا تھا قتل کر ڈالا تو سعد الدولہ واپس ہو کر حلب آیا اور عارضہ فالج میں مبتلا ہو کر ۳۸۲ھ میں راہگزار ملک عدم ہوا لولوء کبیر نے جو اس کا خادم اور اس کے امور سلطنت وحکومت کا منتظم تھا۔ اس کے بیٹے ابوالفضل کو اس کی جگہ تخت حکومت پر بٹھلا دیا اور شاہی افواج سے اس کی امارت وحکومت کی بیعت لی چاروں طرف سے فوجیں اس کی خدمت میں آ گئیں۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ابوالحسن مغربی تک پہنچی اس وقت یہ مشہد علی میں تھا فوراً سامان سفر درست کر کے عزیز والی مصر کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کیا اور پہنچتے ہی ملک حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی۔

منجوتکین اور عیسائیوں کی جھڑپیں: پس عزیز نے ایک عظیم فوج اپنے نامور سپہ سالار منجوتکین کی ماتحتی میں حلب کی جانب روانہ کی چنانچہ منجوتکین نے حلب پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور دو چار لڑائیوں کے بعد شہر پر قبضہ کر لیا ابوالفضائل اور لولوء قلعہ نشین ہو گیا اور وہیں سے بادشاہ روم کے پاس امداد کی غرض سے ایلچی روانہ کیا۔

چونکہ بادشاہ روم ان دنوں جنگ بلغار (بلگریا) میں مصروف تھا اس وجہ سے اپنے گورنر انطاکیہ کو ان لوگوں کی امداد کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنر انطاکیہ نے پچاس ہزار فوج کی جمعیت سے ابوالفضائل کی کمک کی غرض سے کوچ کیا جسر جدید پہنچ کر قریب وادی عاصی خیمہ زن ہوا منجوتکین نے اس سے مطلع ہو کر عساکر اسلامیہ کو مرتب کیا اور ان عیسائیوں کے مقابلہ پر آ گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد رومیوں کو شکست ہوئی لشکر اسلام تعاقب میں بڑھا عیسائی ممالک کے دیہاتوں اور شہروں کو تاخت وتاراج کرتا ہوا انطاکیہ تک چلا گیا ابوالفضائل اور لولوء کو موقع مل گیا قلعہ سے شہر حلب میں چلے آئے جس قدر قلعہ سے مال واسباب اٹھا کر لے جا سکے لے گئے باقی کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

منجوتکین کا محاصرہ حلب: اس کے بعد منجوتکین پھر محاصرہ حلب پر واپس آیا لولوء نے ابوالحسن مغربی کے ذریعہ سے صلح کا پیام دیا منجوتکین نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور محاصرہ اٹھا کر دمشق چلا آیا۔ عزیز والی مصر نے اس مصالحت میں کوئی رائے نہ لی۔ عزیز نے اس سے مطلع ہو کر عتاب آمیز فرمان بنام منجوتکین تحریر فرمایا اور سختی کے ساتھ محاصرہ حلب پر واپس جانے کو لکھا۔ منجوتکین دوبارہ حلب کے محاصرہ کے لئے گیا تیرہ ماہ کامل محاصرہ کئے رہا ابوالفضائل اور لولوء نے بادشاہ روم کے پاس پھ

خطوط روانہ کئے اور اس امر کو ظاہر کیا کہ اگر حلب پر منجوتکین کا قبضہ ہو گیا تو انطا کیہ کی خیر نہ سمجھنا فتح انطا کیہ کا پھاٹک حلب ہے یہ وہ زمانہ تھا کہ بادشاہ روم کو مہم بلغار سے فراغت حاصل ہو چکی تھی فوراً فوجیں مرتب کر کے حلب کی طرف روانہ ہوا منجوتکین کو اس کی خبر لگی تو اس نے مورچوں دھوں اور چشموں کو خراب اور منہدم کر کے محاصرہ اٹھا کر کے کوچ کر دیا اس کے بعد بادشاہ روم وارد حلب ہوا ابوالفضائل اور لولوء نے گرم جوشی سے استقبال کیا اس کی عنایت اور ہمدردی کے شکر گزار ہوئے۔ ابوالفضائل اور لولوء حلب واپس آئے اور بادشاہ روم نے ملک شام پر ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا۔ حمص وشیرز کو بزور تیغ فتح کر کے لوٹ لیا۔ طرابلس کا چالیس روز تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ اپنے ملک کو واپس ہوا۔

امارت حلب سے بنو حمدان کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد ابونصر لولوء نے جو کہ سیف الدولہ کا غلام تھا اپنے آقا ابوالفضل بن سعد اللہ کو معزول کر کے تمام شہر پر قبضہ کر لیا اور دعوت عباسیہ کو موسوم کر کے حاکم علوی والی مصر کا خطبہ پڑھنے لگا۔ حاکم والی مصر نے اسے مرتضیٰ الدولہ کا خطاب مرحمت کیا چندروز بعد لولوء کے برتاؤ میں جو کہ حاکم والی مصر کے ساتھ تھا فرق آ گیا۔

بنوکلاب بن ربیعہ: بنوکلاب بن ربیعہ کو موقع مل گیا ان دنوں بنوکلاب کا سردار صالح بن مرداس نامی ایک شخص تھا اسی اثناء میں لولوء نے ان میں سے ایک گروہ گرفتار کر لیا۔ یہ لوگ جاسوسی کی غرض سے حلب آئے ہوئے تھے صالح بھی انہی لوگوں میں تھا ایک مدت تک جیل میں رہا طرح طرح کی سختیاں جھیلتا رہا آخر کار جیل سے بھاگ کر اپنے اہل وعیال سے جاملا اور تیاری کر کے حلب پر چڑھ آیا۔

لولوء اور صالح سے مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں انجام یہ ہوا صالح نے لولوء کو ۴۰۶ھ میں گرفتار کر لیا اس کا بھائی ہزار خرابی جان بچا کر حلب پہنچا اور اس کی ناکہ بندی کر لی اس کے بعد صالح کے پاس اپنے بھائی کا زرفدیہ لے کر قید سے رہا کر دینے کا پیام بھیجا صالح نے چند شرطوں سے لولوء کو رہا کیا لولو قید سے نجات پا کر حلب آیا اور اپنے غلام فتح کو اس شکست کا باعث قرار دے کر ایذا رسانی اور گرفتاری کی فکریں کرنے لگا۔ فتح بنو حلب پر لولوء کی طرف سے حاکم تھا کسی ذریعہ سے فتح کو اس کی خبر لگ گئی حاکم علوی والی مصر کو ان واقعات سے مطلع کر کے اس کے اقتدار شاہی کو تسلیم کر لیا اور لولوء سے باغی ہو کر زیر اثر حکومت مصر حکمرانی کرنے لگا حاکم والی مصر نے صیدا و صیروت بطور جاگیر مرحمت کیا۔ لولوء کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے بھاگ کر رومیوں کے پاس انطا کیہ چلا گیا اور انہی کے پاس مقیم رہا۔ اب فتح کو اپنے ارادوں میں فتحیابی حاصل ہو گئی صید آ گیا حاکم والی مصر نے اپنی جانب سے حلب کی حکومت بھی عطا کی اس زمانہ سے بنو حمدان کی حکومت و دولت کا چراغ شام و جزیرہ میں گل ہو گیا اور حلب کی سرزمین عبیدیوں کے قبضہ اقتدار میں باقی رہ گئی۔ اس کے بعد صالح بن مرداس کلابی نے اس پر قبضہ واستیلاء حاصل کیا یہاں پر اس کی قوم کی دولت وحکومت اور اس کی آئندہ نسلوں نے وراثتاً اس ملک پر حکمرانی کی جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

باب: ۵۰

امارتِ موصل

دولتِ بنو عقیل

قبیلہ عامر بن صعصعہ: بنو عقیل، بنوکلاب، بنونمیر، بنوخفاجہ (عامر بن صعصعہ کے قبیلہ سے تھے) اور بنو طے (کہلان کے قبیلے سے تھے) مابین جزیرہ اور شام دریائے فرات کے کنارے پر پھیلے ہوئے تھے اور یہ لوگ رعایا کی حیثیت سے بنوحمدان کے رقبہ حکومت میں رہتے اور انہیں خراج دیا کرتے موقع جنگ پر ان کے ساتھ ہو کر ان کے دشمنوں سے لڑنے کو جاتے تھے رفتہ رفتہ ان کی قوت بڑھ گئی جب کہ بنوحمدان کا آفتاب اقبال لب بام آ گیا۔ ان کی حکومت کو استقلال اور استحکام حاصل ہو گیا سامان جنگ درست کر کے ملک گیری کو نکل پڑے اور جب ابو طاہر بن حمدان کو بمقابلہ علی بن مروان ۳۸۰ھ مقام دیار بکر میں شکست ہوئی جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں اور ابو طاہر نے نصیبین کا راستہ اختیار کیا۔

بنو عقیل: یہ وہ زمانہ تھا کہ نصیبین میں ابوالدرداء محمد بن مسیّب بن رافع بن مقلد بن جعفر بن مہنۃ امیر بنو عقیل بن کعب بن ربیعہ بن عامر قابض ہو گیا تھا۔ ابوالدرداء نے ابو طاہر اور اس کے ہمراہیوں کو قتل کر ڈالا اور بڑھ کر موصل پر قبضہ کر لیا اور بہاء الدولہ بن بویہ کے پاس کہلا بھیجا جس نے عراق میں خلیفہ کو دبا رکھا تھا آپ اپنی طرف سے ایک گورنر موصل بھیج دیجئے تا کہ اس کی زیر اثر و نگرانی حکومت کروں گا' چنانچہ بہاء الدولہ نے اپنی جانب سے اپنا ایک نائب موصل روانہ کیا مگر زمام حکومت اور سیاہ و سفید کرنے کا اختیار ابوالدرداء کے قبضہ اختیار میں تھا اس حالت سے دو برس گزر گئے۔

ابوالدرداء کی خود مختاری: ۳۸۲ھ میں بہاء الدولہ نے چند فوجیں ابو جعفر حجاج بن ہرمز کی ماتحتی میں موصل کی طرف روانہ کیں ابوالدرداء انہیں پسپا کر کے موصل پر خود مختاری کے ساتھ حکمران بن بیٹھا اس کے بعد اپنی قوم اور عرب کو جو اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے تھے مسلح کر کے بہاء الدولہ کی فوج سے جنگ کرنے کو چلا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں آخر کار رخ فتح اور کامیابی کا جھنڈا ابوالدرداء کے ہاتھ رہا ۳۸۶ھ میں ابوالدرداء راہگزار ملک عدم ہوا۔

مقلد بن مسیّب: اس کی جگہ بنو عقیل کی امارت پر اس کا بھائی علی متمکن ہوا۔ مقلد بن مسیّب نے ہر چند ہاتھ پاؤں مارے اور بنو عقیل کی سرداری حاصل کرنے کی کوشش کی مگر اس وجہ سے کہ علی کی عمر اس سے زیادہ تھی اس کی ایک بھی پیش نہ گئی تب

مقلد نے اپنی عنان توجہ حکومت سے موصل کی جانب منعطف کی اور ان دیلمیوں کو جو کہ موصل میں ابوجعفر بن ہرمز کے ساتھ مقیم تھے ملانا شروع کیا چند روز بعد مقلد کو اپنے ان ارادوں اور سازش میں کامیابی حاصل ہوگئی۔ دیلمیوں کے ایک بڑے گروہ نے اس سے سازش کر لی اس وقت مقلد نے بہاء الدولہ کی خدمت میں بذریعہ درخواست یہ گزارش کی کہ اگر موصل کی حکومت مجھے عنایت کی جائے تو میں دو لاکھ سالانہ اخراج ادا کروں گا اس کے بعد اپنے بھائی علی اور اپنی قوم سے یہ ظاہر کیا کہ مجھے بہاء الدولہ نے موصل کی سند حکومت عطا فرمائی ہے تم لوگ میری حمایت کرو لوگ تیار ہو کر مقلد کے ساتھ موصل کی طرف روانہ ہوئے۔ سفر و قیام کرتے ہوئے تھوڑے دن بعد موصل کے قریب پہنچے دیلمیوں میں سے جن لوگوں نے سازش کر لی تھی وہ لوگ موصل سے نکل کر اس کے پاس چلے آئے۔ ابوجعفر بن ہرمز سپہ سالار دیلم نے دیلمیوں کا یہ حال دیکھ کر امن کی درخواست کی مقلد نے اسے امن دے دیا۔ چنانچہ ابوجعفر کشتی پر سوار ہو کر بغداد کی طرف روانہ ہوا اہل موصل نے اس کا تعاقب کیا مگر کامیابی نہ ہوئی مقلد نے ابوجعفر کے چلے جانے کے بعد موصل پر قبضہ کر لیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ: غربی فرات کی نگرانی و حفاظت مقلد کرتا تھا۔ دارالخلافت بغداد میں اس کی طرف سے اس کا نائب رہتا تھا اس نائب میں ذاتی شجاعت تھی اس سے اور بہاء الدولہ کے ساتھیوں میں سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ ان دنوں بہاء الدولہ اپنے بھائی کے جھگڑوں میں مصروف و مشغول تھا۔ مقلد کے نائب نے اپنے آقا کی خدمت میں بہاء الدولہ کے مصاحبوں کی شکایت لکھ بھیجی۔ مقلد نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی قتل و غارت کا ہاتھ صاف کرنے لگا اور مال پر ہاتھ بڑھایا۔ ابوعلی بن اسماعیل جو کہ بغداد میں بہاء الدولہ کی طرف سے بطور نائب کے تھے مقلد کے طوفان بے تمیزی کی روک تھام کی غرض سے نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے غلطی سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری اور مقلد بن مسیّب سے مصالحت کرنے کے لئے روانہ کیا۔

مقلد اور بہاء الدولہ کے مابین معاہدہ: چنانچہ مقلد اور ابوجعفر میں اس شرط مصالحت ہوئی (۱) یہ کہ مقلد دس ہزار دینار سالانہ بہاء الدولہ کی خدمت میں بطور نذرانہ یا خراج بھیجا کرے (۲) یہ کہ خطبوں میں بہاء الدولہ کے بعد ابوجعفر کا نام پڑھا جائے (۳) یہ کہ ممالک مقبوضہ سے سوائے حق نگرانی و حفاظت اور کوئی خراج یا مالیہ کے وصول کرنے کا اختیار مقلد کو نہ ہوگا (۴) یہ کہ مقلد کو بہاء الدولہ کی طرف سے شاہی خلعت عطا کیا جائے اور حسام الدولہ کا خطاب مرحمت ہو (۵) یہ کہ موصل، کوفہ، مصر اور جامعین بطور جاگیر مقلد کو مرحمت ہوں۔ ان شرائط پر باہم مصالحت تو ہوگئی لیکن ابھی نفاذ کی نوبت نہ آئی تھی کہ قادر باللہ تخت خلافت پر رونق افروز ہوا مقلد نے ان تمام شرائط کو بالائے طاق رکھ کر پورے ملک پر قبضہ کر لیا۔ اراکین دولت، علماء فضلاء اور مدبرین چاروں طرف سے کھینچ کھینچ کر اس کے پاس چلے آئے اس سے اس کا رتبہ عالی بلند ہو گیا اسی اثناء میں ابوجعفر نے ابو علی بن اسماعیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا کچھ عرصہ بعد ابوعلی جیل سے نکل کر مہذب کے پاس بھاگ گیا۔

علی بن مسیّب کی گرفتاری: مقلد بن مسیّب اور اس کے بھائی کے ہمراہیوں میں قیام موصل کے زمانہ میں اور عراق روانہ ہونے سے قبل کچھ کھٹ پٹ سی ہوگئی تھی مقلد واپس ہو کر موصل آیا تو اپنے بھائی کے مصاحبوں سے انتقام لینے پر تل گیا پھر یہ خیال کر کے کہ اپنے بھائی کی موجودگی میں اس ارادہ میں کامیاب نہ ہوں گا خاموش ہو رہا اور اپنے بھائی کی گرفتاری کی

فکر کرنے لگا ایک روز اپنی فوج دیلم اور اکراد کو جمع کر کے قصر وقوعا کے قصد کا اظہار کیا اور ان سے اطاعت وفرماں برداری کی قسم لی اس کے بعد رات کے وقت اپنے بھائی کے مکان میں نقب لگا کر گھس گیا اس کے بھائی علی کا مکان اس کے مکان سے ملحق اور متصل تھا علی خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہے تھا۔ مقلد نے پہنچ کر مشکیں باندھ لیں اور باطمینان تمام لے جا کر جیل میں ڈال دیا اس کے لڑکوں اور قرادش اور بدران کو اور نیز اس کی بیوی کو تکریت روانہ کر دیا اور سرداران عرب کو طلب کر کے خلعتیں دیں اور انعامات اور صلے مرحمت کیے جس سے تقریباً دو ہزار سوار اس کے پاس جمع ہو گئے۔

علی بن مسیّب کی رہائی: علی کی بیوی اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ حسن بن مسیّب کے پاس چلی گئی اور اسے سارا ماجرا کہہ سنایا اس نے عربی نژاد اعزہ واقارب کو جمع کر کے مقلد پر چڑھائی کر دی سولہ ہزار سواروں کی جمعیت سے موصل کی طرف بڑھا مقلد کو اس کی خبر لگی لوگوں کو جمع کر کے مشورہ طلب کی رافع بن محمد بن معن نے جنگ کرنے کی رائے دی غریب بن محمد نے کہا صلہ رحم کا خیال رکھنا زیادہ مناسب ہے آخر وہ بھی تو آپ ہی کا بھائی ہے جنگ سے ہاتھ روک لیا بہتر ہے ابھی کوئی بات طے نہ ہوئے پائی تھی کہ اس کی بہن رحلہ بنت مسیّب اپنے بھائی علی کی سفارش کرنے کی غرض سے آ پہنچی مقلد نے اس کی سفارش سے علی کو قید سے رہا کر دیا اور اس کا مال واسباب جو کچھ ضبط کر لیا تھا واپس دے دیا۔ اس سے فریقین کے ہمراہیوں کو بے حد مسرت ہوئی اور ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئے حسن اور علی حلہ کی جانب واپس ہو گئے اور مقلد موصل لوٹ آیا اور واسط میں علی بن مزید اسدی پر فوج کشی کرنے کی تیاری میں مصروف ہوا۔

علی بن مسیّب کی عہد شکنی: جوں ہی مقلد نے حلہ کی جانب کوچ کیا علی دوسری راہ سے موصل آ پہنچا اور اس پر قابض ہو گیا۔ مقلد اس واقعہ سے مطلع ہو کر موصل کی طرف لوٹا۔ حسن کو اس سے سخت صدمہ ہوا مقلد کی کثرت فوج سے ڈر گیا کہ پہلے ہی حملے میں علی پس جائے گا مقلد کو حلہ میں ٹھہرا کر علی کے پاس آیا اور اسے سمجھا بجھا کر باہم مصالحت کرا دی‘ مصالحت کے بعد مقلد اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ کچھ روز بعد علی آئندہ کے خطرے کے خوف سے بھاگ گیا اس کے بعد دونوں میں اس امر میں باہم مصالحت ہو گئی کہ ان دونوں میں سے ایک ایک شہر میں رہے پھر ۳۹۰ھ میں علی نے وفات پائی۔ اس کی جگہ حسن مامور ہوا مقلد نے اس پر فوج کشی کی بنو خفاجہ کا گروہ اس کی رکاب میں تھا حسن یہ خبر پا کر عراق کی طرف بھاگ گیا مقلد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا واپس آیا۔ اس کے بعد مقلد نے علی بن مزید کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا اور دوبارہ اس پر قابض ہو گیا۔ علی بن مزید بھاگ کر مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ کے پاس چلا گیا مہذب الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی۔

قوقا پر مقلد کا قبضہ: مقلد نے اپنے دونوں بھائیوں اور ابن مزید کی مہم سے فارغ ہو کر قوقا کی جانب قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا اس سے پیشتر عیسائیوں میں سے دو شخصوں نے اہل شہر کو اپنا مطیع بنا لیا تھا جبرائیل بن محمد نے جو کہ نامور سپہ سالاران بغداد میں سے تھا‘ ان دونوں عیسائیوں سے دقوقہ کو چھین لیا اس مہم میں مہذب الدولہ والیٔ بطیحہ نے بھی جبرائیل بن محمد کا ہاتھ بٹایا۔ جبرئیل ایک آزمودہ کار سپہ سالار تھا جہاد کرنے پر ہر وقت تلا رہتا تھا اس نے شہر پر قبضہ کرنے اور عیسائی

---

[1] یہ واقعہ ۳۸۷ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر ۹ صفحہ جلد ۵۲ مطبوعہ مصر۔

حکمرانوں کے گرفتار کر لینے کے بعد شہر میں عدل و انصاف کی منادی پھروا دی اس کے بعد مقلد نے اس سے اس شہر پر قبضہ حاصل کیا اس کے بعد محمد بن عنان پھر قرادش بن مقلد یکے بعد دیگرے حکمران ہوئے پھر شہر کی حکومت و ریاست فخر الدولہ غالب کی طرف منتقل ہوگئی پھر جبرئیل کو موقع مل گیا لوٹ کر دقوقا پر آیا اور امراء اکراد و یمن سے موشک بن چکو یہ کی فوجوں سے اپنا لشکر مرتب کر کے دھاوا کر دیا اور فخر الدولہ کے عمال کو شہر سے نکال باہر کیا اس اثناء میں بدران بن مقلد آ پہنچا اور اس نے ان دونوں کو مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔

مقلد بن مسیّب کا قتل: مقلد کے بہت سے ترکی غلام تھے یہ لوگ اس سے جدا ہو کر بھاگے مقلد نے ان کا تعاقب کیا اور ان کو گرفتار کر کے نہایت سختی سے پامال اور تہ تیغ کیا اس سے ان کے بھائیوں کو خوف پیدا ہوا موقع کا انتظار کرنے لگے۔ ایک روز انہی ترکوں نے بحالت غفلت مقلد کو ۳۹۱ھ میں مقام انبار میں قتل کر ڈالا۔ اس کی شان و شوکت بہت بڑھ گئی تھی بغداد کے سر کرنے اور اس پر قابض ہونے کی غرض سے فوجیں روانہ کی تھیں جب یہ مارا گیا تو اس کا بیٹا قرادش موجود نہ تھا اس کا مال و اسباب انبار میں تھا اس کے نائب عبداللہ بن ابراہیم بن شہرویہ پر خوف غالب ہوا ابو منصور بن قراد سے خط و کتابت شروع کی یہ اس وقت سندیہ میں تھا۔ باہم دونوں میں یہ طے پایا کہ جو کچھ مقلد مال و اسباب اور نقدیات چھوڑ کر مر گیا ہے اس میں نصف نصف ابو منصور کو تقسیم کر دیا جائے گا بشرطیکہ قرادش کا چچا حسن بن مسیّب بقصد قرادش قدم بڑھائے ابو منصور آڑے آئے اور مقلد کی جگہ قرادش کی حکمرانی پر متمکن کیا جائے۔

قرادش بن مقلد: چنانچہ اس قرارداد کے مطابق عبداللہ بن ابراہیم نے قرادش کو بہ ترغیب حکومت بلا بھیجا جب قرادش اپنے باپ کے دارالحکومت آ گیا تو اس نے عبداللہ بن ابراہیم کے اقرار کے بموجب اپنے باپ کے متروکہ میں سے نصف مال و اسباب اور نقدیات تقسیم کر کے ابو منصور بن قراء کو دے دیا اور ابو منصور بن قراء حسب اقرار اس کے شہر میں بغرض حفاظت و مزاحمت حسن بن مسیّب ٹھہرا رہا اس واقعہ کی اطلاع حسن بن مسیّب کو ہوئی تو سرداران بنو عقیل کے پاس قرادش کی اس حرکت کی شکایت کرنے کے لئے گیا اور یہ بھی ظاہر کیا اس وقت تک ابو منصور بن قراء اس کے پاس مقیم ہے بنو عقیل چچا اور بھتیجا میں باہم مصالحت کرانے کی کوشش کرنے لگے بالآخر چچا اور بھتیجہ (حسن اور قرادش) میں مصالحت ہوگئی اور یہ قرار پایا کہ ابو منصور کے ساتھ بدعہدی اور غداری کی جائے اس طرح کہ ان میں سے ایک شخص دوسرے پر حملہ آور ہو جس وقت یہ دونوں حریف روبرو جنگ پر تل جائیں اس وقت ابو منصور قراد کو گرفتار کر لیا جائے الغرض حسن اور قرادش نے باہم سازش کر کے اس طرح کی جنگ زرگری بنا ڈالی۔ دونوں چچا اور بھتیجہ کی فوجیں صف آراء ہوئیں۔ کسی نے اس سازش سے ابو منصور بن قراء کو مطلع کر دیا ابو منصور بخوف گرفتاری بھاگ کھڑا ہوا حسن اور قرادش نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوئے۔ قرادش واپس ہو کر ابو منصور بن قراء کے مکانوں میں گیا اور تمام مال و اسباب پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ ابو جعفر حجاج بن ہرمز نے اس سے یہ مال و اسباب چھین لیا۔

قرادش کی مدائن پر فوج کشی: ۳۹۲ھ میں قرادش بن مقلد نے بنو عقیل کے لشکر کو مدائن کی طرف روانہ کیا اس لشکر نے پہنچتے ہی مدائن پر محاصرہ ڈال دیا۔ بہاء الدولہ کے نائب بغداد ابو جعفر بن حجاج بن ہرمز نے ایک فوج بنو عقیل کے سر کرنے کو

بھیجی۔ چنانچہ ابو جعفر کی فوج نے بنوعقیل کو مدائن سے پسپا کر دیا۔ بنوعقیل کو اس سے سخت پریشانی ہوئی بنو اسد وغیرہ کو مجتمع کر کے بڑے اہتمام سے پھر فوج کشی کی اس وقت ان لوگوں کا سردار علی بن مزید نامی ایک شخص تھا۔ ابو جعفر نے بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے خروج کیا۔ ملک شام سے خفاجہ کو طلب کر کے اپنی فوج مرتب کی اور علی کو شکست دی اس کا سارا لشکر پامال کر دیا گیا۔ بہت سے آدمی مارے گئے ترکوں اور دیلمیوں میں سے ایک بڑا گروہ قید کر لیا گیا اس کے بعد ابو جعفر نے دوبارہ اپنی فوج آراستہ کی اطراف کوفہ میں باغیان دولت عباسیہ سے مڈبھیڑ ہو گئی اس واقعہ میں بھی اس نے انہیں شکست دی بہتوں کو قتل اور اکثر کو قید کر لیا اس کے بعد بنو مزید کے قبیلہ کی طرف قدم بڑھایا اور ان کے بے حد و بے شمار مال و اسباب لوٹ لیا۔

قرادش اور ابو علی کی جنگ: ۳۹۷ھ میں قرادش نے کوفہ کا قصد کیا اس وقت کوفہ کی عنان حکومت ابو علی بن شمال خفاجی کے قبضۂ اقتدار میں تھی مگر اتفاق سے یہ کہ اس وقت کوفہ میں موجود نہ تھا قرادش بلا مزاحمت و مخاصمت کوفہ میں داخل ہوا ابو علی کو یہ خبر لگی تو وہ بھی فوجیں تیار کر کے آ پہنچا سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرادش کو شکست ہوئی ابو علی نے کوفہ پر قبضہ کر کے قرادش کے ہمراہیوں میں سے بطور تاوان بہت سا روپیہ وصول کیا۔ پھر ۳۹۹ھ میں ابو علی راہی ملک عدم ہوا حاکم والی مصر نے اس کو رحبہ کی حکومت پر مامور کیا تھا جس وقت یہ سند حکومت لئے ہوئے رحبہ پہنچا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اس کے خلاف بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور رحبہ پر قابض ہو گیا اس کے اور لوگ بھی اس کے شہر پر حکمرانی کرتے رہے یہاں تک کہ صالح بن مرداس کلابی والیٔ حلب نے اس شہر کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔

ابو القاسم حسین کی گرفتاری: معتمد الدولہ قرادش بن مقلد نے ابو القاسم حسین بن علی بن حسین مغربی کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا تھا ابو القاسم حسین کا باپ سیف الدولہ بن حمدان کے ہمراہیوں میں سے تھا اس سے رخصت ہو کر مصر گیا اور وہاں کے صوبجات کا والی و حکمران ہوا اس کا بیٹا ابو القاسم حسین یہیں پیدا ہوا اور یہیں نشو و نما پا کر بڑا ہوا۔ اس کے بعد حاکم والی مصر نے اس کے باپ کو کسی الزام میں سزائے موت دی۔ ابو القاسم حسین شام میں حسان بن مفرج بن جراح طائی کے پاس چلا گیا اور اسے والی مصر کے ساتھ بد عہدی کرنے اور ابو الفتوح حسن بن جعفر والیٔ مکہ کی بیعت پر آمادہ کیا چنانچہ حسان نے ابو الفتوح کو مکہ سے رملہ میں بلا کر ٹھہرایا ''امیر المؤمنین'' کے لقب سے یاد کرنے لگا حاکم والی مصر کو اس کی خبر لگی تو اس نے حسان کو بہت سا مال و زر دے کر ابو الفتوح کی جانب سے پھیر لیا۔ تب ابو الفتوح ناکامی کے ساتھ واپس آیا اور ابو القاسم مغربی عراق چلا گیا۔ فخر الملک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ خلیفہ قادر اس وجہ سے کہ ابو القاسم کا علویوں کی طرف طبعی میلان تھا ابو القاسم اور اس کے حواریوں کی طرف سے مشکوک اور مشتبہ ہوا فخر الملک نے اس بناء پر اپنے یہاں سے نکال دیا تب ابو القاسم نے قراموش کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے موصل کا راستہ لیا۔ قسمت یاور تھی قراقوش نے قلمدان وزارت سپرد کر دیا بعدہ ۱۱۴ھ میں کسی امر میں اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر لیا اور اس پر جرمانہ کیا پھر یہ خیال کر کے اس کا مال و اسباب بغداد اور کوفہ میں ہے رہا کر دیا ابو القاسم واپس ہو کر بغداد آیا اور موید الملک رجحی کے بعد شرف الدولہ بن بویہ کی وزارت سے ممتاز ہوا۔

موید الملک رجحی کی معزولی: موید الملک رجحی کے معزول ہونے کا سبب یہ ہوا کہ اس نے ایک یہودی پر ایک لاکھ

دینار جرمانہ کیا تھا اس یہودی سے عنبر خادم ملقب بہ اثیر مراسم اتحاد تھے عنبر کو موید الملک کا یہ فعل ناگوار گزرا شرف الدولہ کو اس کی جانب سے بدظن کر کے معزول کرادیا۔

تھوڑے دن بعد ترکوں اور عنبر خادم سے ان بن ہوگئی اس مخالفت میں وزیر السلطنت ابوالقاسم عنبر خادم کا ہم آہنگ تھا[1] اس نے بغداد سے نکل جانے کی رائے دی چنانچہ وزیر السلطنت ابوالقاسم اور عنبر خادم بغداد سے سندیہ کی طرف روانہ ہوئے اس وقت سندیہ میں قراقوش موجود تھا اس نے ان لوگوں کو عزت واحترام سے ٹھہرایا دو ایک روز قیام کر کے اوانا کی جانب کوچ کیا۔ ترکوں کو اس کی خبر لگی تو انہوں نے عنبر خادم سے معذرت کی اور بمنت وخوشامد واپسی پر اصرار کیا عنبر خادم ان کی معذرت پر بغداد کی طرف واپس ہوا اور ابوالقاسم مغربی قراقوش کے پاس چلا گیا۔ یہ واقعہ ۴۱۵ھ کا ہے دس ماہ اس نے وزارت کی۔

ابوالقاسم حسین کا کوفہ سے اخراج: اس کے بعد کوفہ میں عباسیوں اور علویوں کے درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا اس فتنہ کی ابتداء ابن ابی طالب سے ہوئی جو کہ ابوالقاسم کا صہر (داماد) تھا خلیفہ نے قرادش کو ابوقاسم کے نکال دینے کو لکھ بھیجا ابوالقاسم کوفہ سے نکل کر ابن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا۔ بقیہ حالات اس کے مقام پر تحریر کئے جائیں گے۔

ابوالقاسم سلیمان بن فہر: اسی سنہ میں معتمد الدولہ قرادش نے ابوالقاسم سلیمان بن فہر گورنر موصل کو جو کہ اس کے اور اس کے باپ کی طرف سے موصل پر مامور تھا گرفتار کر لیا۔ اس کا واقعہ یہ ہے کہ یہ اپنے شروع شباب میں ابواسحاق صابی کی خدمت میں کتابت کے عہدہ پر متعین تھا اس کے بعد مقلد بن مسیّب کے پاس چلا گیا اور پھر اس کے ہمراہ موصل گیا ایک مدت کے بعد قرادش نے اسے خراج اور مال کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اہل موصل کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم سے پیش آیا طرح طرح کے ان پر جرمانے کئے قرادش کو یہ خبر لگی تو اس نے اسے گرفتار کر کے اس کا تمام مال واسباب کو ضبط کر لیا اور کثیر التعداد جرمانے کے بعد ابوالقاسم کو اس کی ادائیگی سے معذور ومجبور ہوا اس پر قرادش نے اسے بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔

قرادش کی شکست واطاعت: ۴۱۱ھ میں عرب فتنہ قرادش کے لئے جمع ہوا۔ دبیس بن علی بن مزید اسدی اور غریب بن معن اس کی سرکوبی کو روانہ ہوا دار الخلافت بغداد سے بھی فوجیں آ گئیں۔ سرمن رائے کے قریب ایک میدان میں دونوں فریق گتھ گئے قرادش کے ہمراہ رافع بن حسین بھی تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر الامر قرادش کو شکست ہوئی سارا مال واسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا اثناء جنگ میں گرفتار کر لیا گیا اس کے مقبوضات سے تکریت بزور تیغ فتح کر لیا گیا۔ شاہی فوجیں بغداد واپس آئیں۔ پھر غریب بن معن کی سفارش سے قرادش کو رہائی ملی۔ سلطان بن حسن بن ثمال امیر خفاجہ کے پاس چلا گیا ترکی لشکر نے تعاقب کیا، غربی فرات میں مڈبھیڑ ہوگئی ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرادش اور سلطان کو شکست ہوئی۔ شاہی فوجوں نے اس کے مقبوضات کو جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قرادش نے تنگ ہو کر دار الخلافت بغداد میں علم خلافت کی اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا۔

قرادش اور ابوالفتیان کی جنگ: پھر ۴۱۷ھ میں قرادش اور بنو اسد وخفاجہ کے درمیان جھگڑا ہو گیا خفاجہ نے قرادش کے مقبوضات سواد پر دست درازی شروع کر دی تھی۔ قرادش نے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل سے کوچ کیا خفاجہ

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

کا سردار ابوالفتیان منیع بن حسان نامی ایک سپہ سالار جنگ آور تھا اس نے دبیس بن علی بن مزید سے سازش کر لی اور اسے اپنا ہمدرد اور مددگار بنالیا۔ چنانچہ دبیس اپنی قوم بنی اسد اور لشکر بغداد کو جمع کر کے ابوالفتیان کی کمک پر پہنچا کوفہ کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ کوفہ اس وقت قرادش کے قبضہ میں تھا قرادان پر ان لوگوں کا ایسا خوف غالب ہوا کہ رات کے وقت بلا جدال وقتال کوفہ چھوڑ کر انبار کی جانب کوچ کر گیا۔ فتح مند گروہ نے قرادش کا تعاقب کیا قرادش نے انبار کو بھی خیر باد کہہ کر حلہ کا راستہ لیا۔ فتح مند گروہ نے انبار پر قبضہ کر لیا۔ مگر چند روز بعد اسے چھوڑ کر متفرق اور منتشر ہو گئے۔ قرادش کو اس کی خبر لگ گئی پہنچ کر فوراً قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اسی سنہ میں عقیل سے اور اس سے دو دو ہاتھ چل گئی سبب یہ ہوا کہ اثیر عنبر خادم (دولت بنی بویہ کا حاکم اور ایک ظالم منتظم تھا) کے خلاف شاہی فوج نے بغاوت کر دی۔ عنبر خادم بخوف جان قرادش کے پاس چلا گیا۔ قرادش نے اس کے مال واسباب پر جو کہ قیروان میں تھا قبضہ کر لیا۔ مجد الدولہ بن قرادا اور رافع بن حسن نے بنی عقیل کے ایک گروہ کو جمع کیا بدران بدر قرادش بھی ان لوگوں کے ساتھ آ کر مل گیا۔ بہت بڑی تیاری سے ان لوگوں نے قرادش پر چڑھائی کی۔ غریب بن معن اور اثیر عنبر خادم قرادش کی کمک پر جمع ہوئے ابن مروان نے بھی فوجی مدد دی تیرہ ہزار کی جمعیت سے قرادش میدان جنگ میں آیا۔ ایک شہر کے قریب دونوں حریفوں نے صف آرائی کی جس وقت دونوں لشکر حملہ آور ہوئے اور لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ بدران بن مقلد صف لشکر سے نکل کر اپنے بھائی قرادش کے پاس چلا آیا اور وسط مصاف میں باہم مصالحت کر لی ایک نے دوسرے سے معانقہ کیا قرادش اپنے بھائی بدران کے ساتھ شہر موصل کی جانب واپس ہوا۔

قرادش اور امیر خفاجہ: پھر قرادش اور خفاجہ کے درمیان دوبارہ جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ منیع بن حسان امیر خفاجہ والی کوفہ نے جامعین مقبوضہ دبیس پر دفعتاً حملہ کر کے لوٹ لیا۔ دبیس یہ خبر پا کر منیع کی جستجو اور تعاقب میں کوفہ کی طرف روانہ ہوا انبار کا قصد کیا اس نے اور اس کی قوم نے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا قرادش کو اس کی خبر لگی تو وہ غریب بن معن کے ساتھ منیع کی روک تھام کے لئے انبار[1] کی طرف روانہ ہوا پھر ان کے تعاقب میں شہر کی جانب بڑھا۔ خفاجہ یہ خبر پا کر انبار کی جانب لوٹے اور اسے لوٹ لیا آگ لگا دی جس سے وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا۔ خفاجہ اور دبیس دس ہزار فوج جمع کر کے خفاجہ کی سرکوبی کو بڑھے مگر اس کثرت فوج کے باوجود خفاجہ سے نہ لڑ سکے۔ انبار کی بگڑی ہوئی حالت کو سنوارنے میں مصروف ہوئے اس کے بعد منیع بن حسان خفاجی ملک ابو کالیجار کے پاس گیا اور اس کے علم حکومت کے آگے گردن اطاعت جھکا دی۔ کوفہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا اور بنی عقیل کی حکومت وفرات کے دونوں کناروں سے دور کر دیا۔

بدران بن مقلد کا محاصرۂ نصیبین: اس واقعہ کے بعد بدران بن مقلد عرب کا ایک گروہ جمع کر کے نصیبین کی طرف بڑھا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ نصیبین پر اس وقت نصیر الدولہ بن مروان کا قبضہ تھا اس نے محاصرین کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں۔ بدران سے گھمسان کی لڑائی ہوئی پہلے تو بدران کو شکست ہوئی پھر لوٹ کر ان پر حملہ آور ہوا۔ اس حملہ میں نصیر الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی نہایت سختی سے انہیں پامال کیا۔ اس اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کا بھائی قرادش موصل کے قریب پہنچ گیا ہے فوراً محاصرہ اٹھا کر اس کی طرف روانہ ہوا۔

---

[1] اس مقام پر اصل کتاب میں کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

باب: ۵۱

امارتِ موصل

دولت قرادش بن مقلد

سلطان محمود اور ارسلان بن سلجوق: تاتاریوں کا ایک گروہ ترکوں کی ایک شاخ ہے جو بخارا کے قریب ایک درے میں رہتا تھا جب ان لوگوں کا فتنہ و فساد اس اطراف میں حد سے بڑھ گیا تو سلطان سبکتگین نے ان کی سرکوبی پر کمر ہمت باندھی۔ والیٔ بخارا اس سرکش گروہ کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان ترکوں کا سردار ارسلان بن سلجوق سلطان محمود کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان محمود نے گرفتار کر کے ہندلے جا کر نظر بند کر دیا اور اس کے قبائل اور خاندان کو پامال کیا۔ ان میں سے بہتوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندگان خراسان بھاگ گئے اور وہاں پہنچ کر فتنہ و فساد کا بازار پھر گرم کر دیا دن دہاڑے لوٹ مار شروع کر دی سلطان محمود نے انہیں ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ شاہی فوج نے انہیں خوب پامال کر کے خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ ان میں سے اکثر نے اصفہان میں جا کر قیام کیا والیٔ اصفہان سے معرکہ آرائی کی یہ واقعہ ۴۲۰ھ کا ہے اس کے بعد متفرق اور منتشر ہو گئے۔ ان تاتاریوں کا ایک گروہ خوارزم کے قریب کوہ بلجار کی طرف چلا گیا اور ایک گروہ نے آذربائیجان میں جا کر قیام کیا۔

تاتاریوں کی غارت گری: ان دنوں آذربائیجان کا والیٔ دہشوردان تھا۔ اس نے ان ترکوں کا باپں خیال کہ آئندہ فسادات سے محفوظ رہے ان کی عزت افزائی کی تنخواہیں مقرر کیں انعامات دیئے صلے دیئے مگر ترکوں نے اس کی ذرا بھی پروا نہ کی وہی لوٹ مار وہی غارت گری جاری رکھی۔ ان لوگوں کے چار سردار تھے۔ بوقا کوکناش منصور اور دانا ۴۲۹ھ میں یہ لوگ مراغہ میں داخل ہوئے اور نہایت بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا اکراد و ہذبانیہ پر پامالی کا ہاتھ بڑھایا۔ انہی میں سے ایک گروہ رے کی طرف چلا گیا اور اُس کا محاصرہ کر لیا۔ ان دنوں رے کا امیر علاؤالدین بن کاکویہ تھا۔ ترکوں نے شہر پر یلغار کیا۔ اہل شہر کو قتل و غارت گری اور وحشیانہ ظلم و ستم کا نشانہ بنایا۔ اسی طرح اہل کرخ اور قزوین کے ساتھ کیا۔ ان مقامات کے ساتھ تاخت و تاراج سے فارغ ہو کر آرمینیہ کی جانب بڑھے اور اس کے گرد و نواح پر غارت گری شروع کر دی۔ وہاں کے اکراد کو بھی پامال کیا اس کے بعد دینور پر ۴۳۰ھ میں حملہ آور ہوئے اس کے بعد دہشوردان والیٔ تبریز نے اپنے شہر میں ترکوں کے ایک گروہ پر جو تعداد اً تیس تھے اور سب کے سب سردار تھے حملہ کر کے قتل کر ڈالا اس سے باقی ماندگان کی کمر ہمت ٹوٹ

گئی۔ قتل عام کا بازار گرم ہو گیا۔ اطراف و جوانب میں بخوف جان منتشر ہو گئے۔

ترکوں کی سرکوبی و پسپائی: ترکوں کا وہ گروہ جو آرمینیہ میں تھا انہوں نے جمع ہو کر بلاد اکراد ہکاریہ مضافات موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ نہایت سختی سے لوٹ مار شروع کی ایک عالم کو تہ و بالا کر ڈالا اکراد نے جمع ہو کر ترکوں پر پھر حملہ کیا اس حملہ میں اکراد کو کامیابی ہوئی ترکوں کا گروہ منتشر ہو کر پہاڑوں میں چلا گیا اور سارا جتھا تتر بتر ہو گیا۔

قرادش اور ترکوں کی جنگ: رے کے ترکوں نے نیال پر اور سلطان طغرلبک کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ کر ۴۳۳ھ میں دیار بکر اور موصل کی طرف قدم بڑھایا۔ جزیرہ ابن عمر میں قیام پزیر ہو کر اطراف و جوانب کو لوٹنا شروع کر دیا۔ باقردی، یازندی اور حسینہ کو لوٹ لیا۔ اسی زمانہ میں سلیمان بن نصیر الدولہ بن مروان نے ترکوں کے امیر منصور بن غرضیل کو دھوکہ دے کر گرفتار کر لیا اس کی گرفتاری سے اس کے ہمراہی چاروں طرف بلاد میں منتشر ہو گئے سلیمان بن نصیر الدولہ نے ان کے تعاقب اور گرفتاری پر فوجیں روانہ کیں۔ قرادش والی موصل نے ایک دوسری تازہ دم فوجیں ان کی کمک پر بھیجی اکراد بشنویہ ہمراہیان فنک کو بھی اسی جماعت میں شامل کر دیا۔ پس اس مہم نے ترکوں کو جا گھیرا۔ ترکوں نے مرنے پر کمر باندھی اور خوب جی کھول کر لڑے اور پھر ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ ان واقعات کے بعد عرب نے عراق کی جانب توجہ کی۔ ترکوں نے دیار بکر کو ویران و خراب کر ڈالا۔ قرادش یہ خبر پا کر کہ ترکوں کے ایک گروہ نے اس کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا ہے ان لوگوں کی مدافعت کی غرض سے موصل چلا گیا۔

قرادش کی شکست و فرار: جس وقت ترکوں نے برقعید میں پڑاؤ کیا قرادش نے ترکوں پر شب خون مارنے کی تیاری کی۔ ترکوں کو اس کی خبر لگ گئی فوراً ٹوٹ پڑے قرادش کے ہاتھ کے طوطے اڑ گئے۔ جیسا کہ ان لوگوں نے شرط کی، مال و زر دے کر ٹالنے کی فکر کرنے لگا۔ ابھی قرادش فراہمی مال میں مصروف تھا کہ ترکوں نے دوسری طرف سے موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ قرادش کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنی فوج مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ تمام دن گھمسان کی لڑائی ہوتی رہی۔ اگلے دن پھر اسی کیفیت سے جنگ کا آغاز ہوا شام ہوتے ہوتے عربوں اور اہل شہر کو شکست ہوئی۔ قرادش ایک کشتی پر سوار ہو کر براہ فرات بھاگ نکلا سارا مال و اسباب چھوڑ گیا ترکوں نے شہر میں داخل ہو کر غارت گری شروع کر دی۔ جواہرات، زیورات اثاث البیت اور بے حد مال و زر ان کے ہاتھ لگا۔ قرادش بنفسہٖ جان بچا کر سند پہونچا۔ سلطان جلال الدولہ اور دبیس بن علی بن مزید امراء عرب اور سرداران اکراد کی خدمت میں امداد کی درخواست روانہ کی۔

موصل میں قتل عام: ترکوں نے فتح یابی حاصل کر کے اہل موصل کے ساتھ قتل و غارت گری کا کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھا۔ بعض محلّہ والوں نے حفاظت جان و مال کی غرض سے بہت سا مال و زر دینے کا وعدہ کر لیا جس کی وجہ سے ان کی آبروریزی نہ ہوئی اور وہ ان غارت گروں کے ظلم و ستم کے ہاتھ سے بچ گئے۔ ابتداً اہل شہر پر بیس ہزار دینار جرمانہ کیا جب یہ وصول ہو گیا تو چار ہزار اور جرمانہ کیا اور اس کے وصول کرنے میں مصروف۔ اہل موصل کا ناک میں دم ہو رہا تھا بگڑ گئے اور دفعتہً حملہ کر دیا شہر میں جس قدر ترک ہاتھ آئے سب کو مار ڈالا۔ جب ان کے بھائیوں کو اطلاع ہوئی تو وہ لوگ جمع ہو کر نصف ۴۳۵ھ میں بزور تیغ شہر موصل میں گھس پڑے۔ تلواریں نیام سے کھینچ لیں بارہ دن تک مسلسل قتل عام کا بازار گرم رکھا۔ مقتولوں کی کثرت تعداد

سے راستے بند ہو گئے بقیۃ السیف کے ایک گروہ نے ان مقتولوں کو گڑھوں میں دفن کیا اس قتل عام کے بعد ان لوگوں نے خلیفہ کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلیفہ کے بعد سلطان طغرلبک کو دعا سے یاد کیا۔ مدتوں یہ لوگ شہر موصل میں ٹھہرے رہے۔

سلطان طغرل بک کی معذرت خواہی: ملک جلال الدولہ بن بویہ اور نصیر الدولہ بن مروان نے سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کی خدمت میں ان لوگوں کی زیادتیوں کی شکایتیں لکھیں۔ سلطان طغرل بک نے جلال الدولہ کو معذرت لکھی کہ یہ لوگ ہمارے خدام اور پروردہ ہیں۔ ان لوگوں نے اطراف طے میں فساد برپا کیا اور بخوف جان بھاگ نکلے۔ عنقریب ان لوگوں کی سرکوبی کی غرض سے ہماری فوجیں روانہ کی جائیں گی اور نصیر الدولہ بن مروان کو تحریر کیا کہ مجھے یہ خبر لگی ہے کہ میرے خدام نے تمہارے مقبوضات کا قصد کیا تھا تم نے انہیں مال وزر دے کر روک دیا تم سرحدی حکمران ہو تمہیں لازم ہے کہ تم اس قدر دیا کرو کہ اس سے جہاد کو مدد پہنچے میں عنقریب ایسے لوگوں کو مامور کرتا ہوں کہ جوان لوگوں کو تمہارے مقبوضات سے دفع کریں۔

ترکوں کی سرکوبی: اس کے بعد دبیس بن علی بن مزید فوجیں مرتب کر کے قرواش کی کمک کے لئے روانہ ہوا بنو عقیل کا جم غفیر اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ ... سے موصل کی جانب بڑھے ترکوں کو یہ خبر لگی تو وہ تل اعفر کی طرف ہٹ آئے اور دیار بکر میں اپنے ہمراہیوں اور اپنے سرداروں ناصغلی اور بوقا کے پاس امداد کی غرض سے قاصد روانہ کئے پس وہ لوگ آ گئے ماہ رمضان ۴۳۵ھ میں قرواش اور ترکوں سے معرکہ آرائی ہوئی۔ صبح سے ظہر تک سخت اور خونریز جنگ ہوتی رہی پہلے تو عربوں کو ترکوں نے ان کے مورچے سے پسپا کر دیا مگر پھر جب عربوں نے مرنے پر کمر باندھ کر حملہ کیا تو ترکوں کو شکست ہوئی عربوں نے ان کا تعاقب کیا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا ترکوں کے نامی نامی سردار مارے گئے ہزاروں ترک کھیت رہے فتح مند گروہ نے مقتولوں کے سرداروں کے سروں کو دار الخلافت بغداد روانہ کیا۔ قرواش ان کا تعاقب کرتا ہوا نصیبین تک چلا گیا۔ ترکوں نے اس معرکہ سے شکست اٹھا کر دیار بکر کا قصد کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے ارزن روم کی طرف گئے اور اسے بھی قتل وغارت گری کا بازار بنا کر آذربائیجان میں جا کر دم لیا اور قرواش موصل کی جانب واپس ہوا۔

بدران بن مقلد کا نصیبین پر قبضہ: ہم اوپر بدران کے محاصرۂ نصیبین اور وہاں سے اپنے بھائی قرواش کی وجہ سے کوچ کر جانے اور پھر دونوں میں مصالحت ہو جانے اور نصیر الدولہ کا قرواش کی بڑی بیٹی سے عقد کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں۔ عقد کے بعد نصیر الدولہ نے اس کی بیٹی کے ساتھ اچھے سلوک کا برتاؤ نہ کیا اور نہ اپنی بیویوں کے برابر حق دیا۔ اس نے اپنے باپ سے شکایت کی۔ اس نے نصیر الدولہ کے پاس آدمی روانہ کیا اس کے بعد نصیر الدولہ کے بعض عمال قرواش کے پاس چلے آئے اور اسے جزیرہ پر قبضہ کر لینے کی طمع دلائی قرواش نے اپنی بیٹی کے مہر کے بہانہ سے جو کہ بیس ہزار دینار تھا۔ جزیرہ اور نصیبین کو اپنے بھائی بدران کے لئے طلب کیا نصیر الدولہ نے اس سے انکار کیا قرواش نے ایک فوج جزیرہ کے محاصرہ پر روانہ کی اور دوسری فوج اپنے بھائی بدران کی ماتحتی میں نصیبین کے سر کرنے کو بھیجی اس کے بعد خود بھی آ پہونچا اور اپنے بھائی کے ساتھ نصیبین کا محاصرہ کر لیا۔ اہل نصیبین نے قلعہ بندی کر لی عرب اور اکراد جمع ہو کر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین گئے اور اس سے نصیبین کے دے دینے پر مصالحت کا پیام دیا۔ نصیر الدولہ نے نصیبین کو ان لوگوں کے حوالہ کر دیا اور قرواش کو اس کی

بیٹی کے مہر سے پندرہ ہزار دینار مرحمت کئے۔

عمر بن بدران: ان واقعات کے بعد ۴۴۵ھ میں بدران راہگزار ملک عدم ہوا۔ اس کا بیٹا عمر قراوش کے پاس آیا۔ قراوش نے اس کو گورنری نصیبین پر بحال رکھا۔ بنونمیر کو اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ فوج مرتب کر کے محاصرہ کر لیا۔ قراوش یہ خبر پا کران کی مدافعت کے لئے آیا اور اپنے ملک سے بے نیل ومرام نکال باہر کیا۔

قراوش اور غریب کی جنگ: تکریت پر ابوالمسیب رافع بن حسین کا قبضہ تھا جو کہ بنوعقیل میں سے تھا غریب نے عرب اور کردوں کے ایک گروہ کو جمع کیا۔ جلال الدولہ نے بھی امدادی فوجیں بھیجیں عرب نے تکریت پر یلغار کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ رافع بن حسین اس وقت موصل میں قراوش کے پاس تھا۔ اس سے مطلع ہو کر فوجیں مہیا کیں اور تکریت کی حمایت پر اٹھ کھڑا ہوا غریب سے تکریت کے گردونواح میں مڈبھیڑ ہوئی غریب کو شکست ہوئی قراوش اور رافع نے تعاقب کیا اس کے مال واسباب اور مکانات سے متعارض ہوا۔ اس کے بعد باہم نامہ و پیام ہو کر مصالحت ہوگئی۔

قراوش اور جلال الدولہ کے مابین کشیدگی: ۴۴۱ھ میں قراوش نے اپنی فوج خمیس بن تغلب کے محاصرہ کرنے کے لئے تکریت روانہ کی تھی۔ خمیس نے جلال الدولہ کے سایہ عاطفت میں پناہ لی۔ جلال الدولہ نے قراوش کو اس فعل سے روکا قراوش نے کچھ سماعت نہ کی اس بنا پر جلال الدولہ بنفس نفیس قراوش کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور پہونچتے ہی قراوش کا محاصرہ کر لیا قراوش نے بغداد میں ترکوں کو جلال الدولہ کے خلاف بغاوت کرنے پر ابھار دیا۔ کسی ذریعہ سے جلال الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی جلال الدولہ کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہوگئی انبار کو سر کرنے کے لئے کوچ کیا اہل انبار نے یہ خبر پا کر قلعہ بندی کر لی۔ اس اثناء میں قراوش بھی تکریت سے انبار کی حمایت کے لئے روانہ ہوا جلال الدولہ کی کثرت فوج سے غلہ اور رسد کی کمی واقع ہوئی۔ عقیل نے کوشش کر کے قراوش اور جلال الدولہ میں باہم مصالحت کرادی چنانچہ دونوں حریفوں نے آئندہ مصالحت قائم رکھنے اور قراوش نے جلال الدولہ کی اطاعت کی قسم کھائی اور دونوں اپنے اپنے شہر کو واپس ہوئے۔

باب: ۵۲

ملوکِ قسطنطنیہ

مادر یسیل و قسطنطین : یسیل اور قسطنطین کی ماں روم کی سرداروں میں سے ایک بڑی سردار اور رئیس کی بیٹی تھی۔ ایک مرتبہ عید کے دن کنیسہ میں عبادت کے لئے گئی ہوئی تھی ان دونوں کے باپ کی نظر اس پر پڑ گئی۔ جان و دل سے فریفتہ ہو گیا عقد کرنے کا پیام دیا اور شادی کر لی اس سے یہ دونوں بیٹے پیدا ہوئے۔ یہ دونوں ابھی کم سن ہی تھے کہ ان کا باپ مر گیا ایک مدت کے بعد ان دونوں کی ماں نے تغفور سے اپنا بیاہ کر لیا تغفور ایک چلتا پرزہ تھا اس نے ساری سلطنت پر قبضہ کر لیا عنان حکومت کا مالک بن بیٹھا چندروز بعد ان دونوں کی نسل منقطع کرنے کی غرض سے ان دونوں کو خصی کرنے کی تدبیریں کرنے لگا ان کی ماں کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔

دمستق کا خاتمہ : دمستق کو پٹی پڑھا کر تغفور کے قتل پر ابھار دیا چنانچہ اس نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس نے اس خدمت کے صلے میں اُس سے عقد کر لیا۔ ایک برس تک اس کی زوجیت میں رہی اس کے بعد دمستق نے بخوف جان اسے اس کے دونوں لڑکوں کے ساتھ ایک دیر بعید کی طرف جلاء وطن کر دیا تقریباً ایک برس جلاوطن رہی پھر ایک رہبان (پادری) کو دمستق کے قتل پر آمادہ کر لیا یہ رہبان شاہی گرجا میں جا کر مقیم ہوا اور دمستق کے قتل کی فکر کرنے لگا حتیٰ کہ ایک روز دمستق گرجا میں آیا یہ عید کا دن تھا رہبان سے دمستق نے تبرکاً کچھ کھانا طلب کیا رہبان نے زہر ملا کر اپنے ہاتھ سے پلا دیا مکان پہونچتے پہونچتے مر گیا۔ ان دونوں کی ماں یہ خبر سن کر عید سے چند راتیں پیشتر قسطنطنیہ میں آئی اور اپنے لڑکے یسیل کو تخت حکومت پر متمکن کر دیا اور اس کی کم سنی کی وجہ سے یہ خود حکمرانی کرنے لگی۔

یسیل اور قسطنطین : جب یسیل بڑا ہوا تو بلغار (بلگیریا) کے جنگ کرنے کے لئے ان کے ملک پر چڑھ گیا۔ یہاں پر اس کو اپنی ماں کے مرنے کی خبر پہونچی۔ اس نے ایک خادم کو اپنے زمانہ غیر حاضری میں قسطنطنیہ کے انتظام اور نظام حکومت قائم رکھنے پر مامور کیا اور خود چالیس برس تک جنگ بلغار میں مصروف رہا۔ آخر کار شکست اٹھا کر قسطنطنیہ واپس آیا اور دوبارہ فوجیں تیار کر کے بلغار گیا اس مہم میں اسے کامیابی ہوئی ان کے بادشاہ کو اس نے قتل کر ڈالا اور ان کے ملک پر فتح مندی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور وہاں کے رہنے والوں کو جلاء وطن کر کے بلاد روم میں لا کر آباد کیا۔

ابن اثیر کا بیان ہے کہ ''یہ بلغار جن کے ملک پر یسیل نے قبضہ کر لیا تھا۔ یہ وہ لوگ نہیں ہیں جو ان میں سے اسلام لا چکے تھے یہ لوگ ان کی بہ نسبت بلاد روم سے قریب تر دو مہینہ کی مسافت پر ہیں اور یہ دونوں بلغار ہی ہیں''۔ یسیل عادل اور

نیک سیرت شخص تھا اس نے تقریباً ستر سال روم پر حکومت کی جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی قسطنطین حکمران ہوا۔ اس نے وفات کے وقت تین لڑکیاں چھوڑیں پہلے بڑی لڑکی تخت آرائے حکومت ہوئی۔

شاہ ارمانوس کا قتل: اس نے شاہی خاندان میں سے ارمانوس نامی شاہزادہ سے اپنا عقد کیا تھا یہ وہی شخص ہے جس نے مسلمانوں کے قبضہ سے الرہا کو نکالا تھا۔ حکومت کی طرف سے ایک شخص میخائل نامی صرافوں کے بازار کے انتظام پر مامور تھا۔ ارمانوس نے اسے اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا اور اپنی دولت وحکومت کا مدبر اور دایاں بازو بنالیا۔ تھوڑے دن بعد ارمانوس کی بیوی میخائیل کی جانب مائل اور اس پر فریفتہ ہوگئی۔ دونوں باتفاق بادشاہ ارمانوس کے قتل کی فکر کرنے لگے چنانچہ ایک روز بحالتِ غفلت دونوں نے مل کر ارمانوس کا گلا گھونٹ دیا اور اس کے مرنے کے بعد رومیوں کے خلاف مرضی ملکہ ارمانوس نے میخائیل سے عقد کر لیا۔

میخائیل اور بطریق اعظم: اس کے بعد میخائیل کو بدخلقی اور ظلم کا عارضہ لاحق ہوگیا اپنے برادرزادہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور اس کا نام بھی میخائیل رکھا۔ اس نے میخائیل اول کے بعد عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور اس کے ماموں اور ان کی بہنوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنے نام کا سکہ ۴۳۳ھ میں مسکوک کرایا اس کے بعد بیوی نے بادشاہ سابق کی بیٹی کو طلب کر کے رہبانیت (ترک دنیا) اور حکومت وریاست سے دست کش ہو جانے پر مجبور کیا اور اسے مارا اور ایک جزیرہ کی طرف جلاوطن کر دیا اس کے بعد بطریق اعظم (پوپ) کے قتل کا قصد کیا تاکہ آئندہ اس کی بے جا حکومت سے نجات مل جائے گی چنانچہ بطریق کو ایک روز دعوت ولیمہ کی تیاری کے بہانہ سے ایک دیر کی طرف روانہ کیا اور اپنے آنے کا بھی وعدہ کیا اور بطریق کو چلے جانے کے بعد رومیوں اور بلغاریوں کے ایک گروہ کو اس کے قتل کے لئے بھیج دیا۔ بطریق کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ بطریق نے ان لوگوں کو بہت سا مال وزر دے کر اپنی جان بچائی اور درپردہ میخائیل کے معزول کرنے پر رومیوں کو ابھارنے لگا۔

میخائیل کی معزولی: آخرالامر اپنے اس ارادہ میں بطریق کامیاب ہوگیا ملکہ کے پاس جزیرہ میں جہاں کہ شہر بدر کر دی گئی تھی۔ رومی ایلچی روانہ کیا اور حکومت وسلطنت کے لئے طلب کیا۔ ملکہ نے بادشاہی سے انکار کر دیا اور ترک دنیا پر تلی رہی تب بطریق نے اسے حکومت سے معزول کر کے اس کی چھوٹی بہن بدرونہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا اس کے باپ کے خدام نے عنان انتظام وحکومت اپنے ہاتھ میں لی اور میخائیل کی معزولی کا اعلان کر دیا میخائیل کے ہواخواہوں اور بدرونہ کے گروہ سے لڑائی شروع ہوگئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد بدرونہ کے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی میخائیل کے ہواخواہوں کے گھر بار کو لوٹ لیا۔

قسطنطین: رومیوں کو اس طوائف الملوکی سے بے حد تکلیف کا سامنا کرنا پڑا اور وہ لوگ ایک بادشاہ مقرر کرنے کی فکر میں مصروف ہوئے جو کہ نظام حکومت کو قائم رکھے۔ دعویٰ داران سلطنت کو جمع کر کے قرعہ ڈالا اتفاق سے قسطنطین کے نام قرعہ میں برآمد ہوا اس نے روم کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی اور حکمرانی کرنے لگا۔ بڑی ملکہ سے بیاہ کر لیا چھوٹی ملکہ (بدرونہ) ۴۳۴ھ میں اس کے پاس خاطر سے سلطنت وحکومت سے دست کش ہوگئی۔ اس کے بعد ینانس نامی ایک شخص نے

قسطنطین کے خلاف روم سے خروج کیا بیس ہزار فوج فراہم اور مرتب کر کے بغاوت کر دی۔ قسطنطین نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں۔ آخر الامر میناس مارا گیا۔ اس کا سر اتار کر قسطنطین کے پاس بھیجا گیا اور اس کے ہمراہی اور ہوا خواہ منتشر ہو گئے۔

پھر ۴۳۵ھ میں رومیوں کی چند کشتیاں ساحل قسطنطنیہ پر آ لگیں اہل قسطنطنیہ کی کشتی والوں سے لڑائیاں ہوئیں۔ کشتی والے کسی ضرورت سے خشکی پر اتر آئے تھے اہل قسطنطنیہ نے کشتیوں میں آگ لگا دی جل کر خاک وسیاہ ہو گئیں اور کشتی والوں کو مار ڈالا۔

باب: ۵۳

امارتِ موصل

دولت قریش بن بدران

ابوالحسن بن موشک کی گرفتاری: کُردوں کے چند قلعے موصل کے قرب وجوار میں تھے ان میں حمیدیہ کا قلعہ عقر اور اس کے مضافات تھے۔ اس کا حاکم ابوالحسن بن عکشان نامی ایک شخص تھا اور قلعہ اربل اس کے مضافات کے ساتھ ہذبانیہ کے قبضہ میں تھا۔ ابوالحسن موشک کے قبضۂ اقتدار میں اس کی عنان حکومت تھی اس کا بھائی ابوعلی بن موشک باعانت ابوالحسن بن عکشان اپنے بھائی سے حکومت و ریاست کے لئے لڑا چنانچہ قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے بھائی ابوالحسن بن موشک کو گرفتار کر لیا قرواش اور اس کا بھائی زعیم الدولہ ابوکامل اس وقت مہم عراق میں مصروف تھے ان دونوں کو ابوعلی کا یہ فعل ناگوار گزرا واپس ہو کر موصل آئے۔ قرواش نے حمیدی اور ہذبانی سے نصیر الدولہ کے خلاف امداد طلب کی۔ حمیدی تو بذاتہٖ ان کی کمک پر آیا اور ہذبانی نے اپنے بھائی کو مدد پر بھیجا اتفاق یہ کہ جنگ کی نوبت نہ آئی قرواش اور نصیر الدولہ مصالحت ہوگئی تب قرواش نے ابوالحسن بن عکشان کو گرفتار کر لیا پھر اس امر پر مصالحت قرار پائی ابوالحسن بن موشک والیٔ اربل رہا کیا جائے اور قلعہ اربل بھی اس کے حوالے کر دیا جائے اگر ابوعلی اس سے انکار کرے تو ابوالحسن بن عکشان اس کے خلاف مالی اور فوجی امداد دے۔

ابوالحسن کا فرار: چنانچہ اس امر کے اطمینان کی غرض سے اپنے بیٹے قرواش کی خدمت میں رہن کر دیا۔ اس کے بعد ابوالحسن سے اس معاملہ میں خط و کتابت شروع ہوئی ابوعلی نے اسے منظور کر لیا اور اربل کو اپنے بھائی ابوالحسن کے سپرد کرنے کی غرض سے موصل حاضر ہوا چنانچہ قرواش نے اس کے قلعوں کو اس کے حوالہ کر دیا اور ابوالحسن بن عکشان اور ابوعلی اربل کو ابوالحسن بن موشک کے سپرد کرنے کو روانہ ہوئے اثناءِ راہ میں ان لوگوں کے ساتھ بدعہدی کی دھوکا دے کر اس کے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا۔ اتفاق سے ابوالحسن تن تنہا کسی ذریعہ سے نکل بھاگا بحال پریشان موصل پہونچا ان وجوہات کے باعث ابوالحسن بن عکشان و ابوعلی اور قرواش کے درمیان بے حد کشیدگی پیدا ہوگئی۔

قرواش اور ابوکامل: ان واقعات کے ختم ہونے پر معتمد الدولہ قرواش اور اس کے بھائی زعیم الدولہ ابوکامل کے

درمیان جھگڑا پیدا ہو گیا۔ سبب یہ ہوا کہ قریش (ان دونوں کا بھائی بدران کا بیٹا) اپنے چچا ابو کامل سے الجھ گیا۔ فوجیں فراہم اور مرتب کیں اس کے دوسرے چچا نے اعانت اور امداد پر کمر باندھی (۱) قراوش نے نصیر الدولہ بن مروان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ اس نے اپنے بیٹے سلیمان کو اس کی کمک پر بھیجا اس کے علاوہ حسن بن عکشان وغیرہ اکراد نے بھی اس کی مدد پر ہمہ کمر ہمت باندھی سب کے سب جمع ہو کر معلایا کی طرف بڑھے اور اسے تاخت و تاراج کر کے آگ لگا دی وہ جل کر خاک سیاہ ہو گیا اس کے بعد ماہ محرم ۱۴۴۱ھ میں اپنے حریف سے معرکہ ہوئے دو دن تک متواتر لڑائی رہی۔ اکراد نے جنگ سے ہاتھ کھینچ لیا حریف کو اپنی طرف سے راستہ دے دیا قراوش کے بعض ہمراہیان عرب بھی قراوش سے علیحدہ ہو اس کے بھائی کے پاس چلے گئے۔

قراوش کی نظر بندی و رہائی اسی اثناء میں اسے یہ خبر لگی کہ اس کے بھائی ابو کامل کے ساتھیوں نے انبار پر یورش کر کے قبضہ کر لیا ہے اس خبر کو سنتے ہی قراوش حواس باختہ ہو گیا معدودے چند آدمیوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رہ گیا۔ نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ اس کا بھائی ابو کامل اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کے پاس آیا اور اسے بہ آرام تمام اس کی بیوی اور بچوں کے ساتھ موصل لے جا کر نظر بند کر دیا اور اس کی محافظت اور نگرانی پر چند لوگوں کو مامور کر دیا۔ تھوڑے دن بعد عرب پھر اس کی طرف مائل ہو چلے اور اس کے بھائی ابو کامل نے اس خیال سے کہ مبادا عرب پھر اس کے مطیع نہ ہو جائیں اور اسے دوبارہ ریاست و حکومت کی کرسی پر متمکن نہ کر دیں قراوش کی نظر بندی کی تکلیف سے نجات دے کر حکومت و ریاست کی عنان اس کے ہاتھ میں دی اور اطاعت و فرمانبرداری کی بیعت لے کر اس کے ملک کی طرف واپس کر دیا چنانچہ قراوش اپنے دارالحکومت اور حکمرانی کرنے کے لئے واپس آیا۔

ابو کامل اور بساسیری کی جنگ ان واقعات کے قبل ابو کامل اور بساسیری منتظم خلافت اسلامیہ سے ان بن ہو گئی تھی۔ دارالخلافت بغداد میں اس وجہ سے بہت بڑی ہل چل پیدا ہو رہی تھی بنو عقیل نے عراق عجم میں بساسیری کی جاگیرات میں غارت گری شروع کر دی تھی بساسیری اس سے مطلع ہو کر ان کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ ابو کامل کو اس کی خبر لگ گئی۔ بنو عقیل کی ہمدردی پر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کو مرتب کر کے میدان میں لڑنے کے لئے آیا۔ ابو کامل اور بساسیری سے سخت اور خونریز جنگ ہوئی مگر آخری فیصلہ نہ ہوا اتنے میں قراوش نظر بندی سے نجات پا کر اپنی حکومت و سلطنت پر واپس آ گیا اہل انبار کا ایک گروہ بطور وفد بساسیری کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکریہ ادا کر کے قراوش کی بداخلاقی اور کج ادائی کی شکایت پیش کی اور یہ درخواست دی کہ آپ ایک فوج اور ایک عامل شہر کے انتظام کرنے کے لئے ہمارے ساتھ روانہ فرمائے بساسیری نے ایسا ہی کیا اس عامل نے پہونچ کر شہر کو قراوش کے قبضہ سے نکال لیا اور ان میں عدل انصاف سے حکومت کرنے لگا۔

قراوش کا فرار اور نظر بندی: قراوش نے اپنے بھائی ابو کامل کی اطاعت قبول کرنے کے بعد وزیر کی طرح اس کے ساتھ رہتا تھا کسی قسم کی قوت اسکے قبضہ میں نہ تھی مگر یہ امر قراوش کو شاق گزر رہا تھا۔ اس قید و بند سے نجات پانے کی فکر کرنے لگا ایک روز موصل سے نکل کر بغداد روانہ ہوا اسکے بھائی ابو کامل کو اس کا قید سے نکل بھاگنا نہایت شاق گزرا اپنی قوم کے چند سرداروں کو اس کو طوعاً و کرہاً واپس لانے پر مامور کیا چنانچہ ان لوگوں نے قراوش سے پہلے نرمی اور ملاطفت سے واپس چلنے کو کہا

قراوش نے کچھ سماعت نہ کی تب ان لوگوں نے ایسے عنوان سے واپس چلنے کو کہا جس سے قراوش کو اس امر کا یقین ہو گیا کہ اگر بخوشی و رضامندی واپس نہیں چلتا ہوں تو بزور جبر مجھے واپس لے جائیں گے۔ چار و ناچار واپس چلنے کا اقرار کیا مگر یہ شرط کر لی کہ موصل میں چل کر دارالامارت میں قیام پذیر رہوں گا جب قراوش موصل میں ابو کامل کے پاس پہونچا تو ابو کامل نے اسے نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا اور چند لوگوں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا تا کہ آئندہ یہ لوگ اسے کسی قسم کا تصرف نہ کرنے دیں۔

قریش بن بدران: جب قریش بن بدران نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور اپنے چچا قراوش کو قلعہ جراحیہ میں لے جا کر نظر بند کر دیا۔ تب بقصد عراق ۴۴۴ھ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ موصل سے کوچ کیا۔ اس کا بھائی مقلد اس سے باغی ہو گیا اور نورالدولہ دبیس بن مزید کی طرف سازش کرنے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ قریش کو اس سے سخت برافروختگی پیدا ہوئی اس کے لشکر گاہ کو تاخت و تاراج کر کے موصل کی جانب واپس ہوئے اتفاق سے اسی زمانہ میں قریش سے عرب بگڑ گئے اور ملک الرحیم کے عمال نے قریش کے مقبوضات کو جو کہ عراق میں تھے لوٹ لیا اس کے بعد قریش نے عرب سے سازش کر لی اور ان کے ساتھ آئندہ حسن سلوک اور احسان کرنے کے یقین دلایا اور فوجی صورت میں ان کو مرتب کر کے عراق کی طرف کوچ کیا کامل محمد بن مسیّب والی عکبرہ سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس معرکہ میں کامل کو شکست ہوئی کامل بھاگ کھڑا ہوا قریش اس کے تعاقب میں بلال بن غریب کے شہر تک چلا گیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے عراق میں گھس گیا اور الملک الرحیم کے عمال کو اپنی اطاعت و فرماں برداری کا پیام بھیجا انہیں اس امر کا یقین دلایا کہ جس قدر بلاد ان کے قبضہ میں ہیں وہ ان کے قبضہ میں رکھے جائیں گے الملک الرحیم کے عمال نے اطاعت قبول کی اور اس کے مطیع ہو گئے کیونکہ الملک الرحیم ان دنوں خوزستان میں مصروف قتال تھا۔ ان وجوہات سے قریش کے پاؤں حکومت پر جم گئے اور اس کی قوت بڑھ گئی۔

قراوش کی وفات: اسی ۴۴۴ھ میں معتمد الدولہ ابو منیع قراوش بن مقلد عقیلی نے بحالت قید قلعہ جراحیہ میں قید حیات سے نجات پا کر سفر آخرت اختیار کیا۔ نعش موصل میں اٹھا لائی گئی اور موصل کے شہر جانب شہر نینوا میں مدفون ہوا یہ عرب کا ایک نامور جنگ آزما شخص تھا۔

قریش کا انبار پر حملہ و پسپائی: ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے موصل سے کوچ کیا اور شہر انبار پر پہونچ کر حملہ آور ہوا۔ بساسیری کی طرف سے اس شہر پر ایک شخص مامور تھا۔ قریش نے اس سے اس شہر کو چھین لیا بساسیری کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کر کے انبار پر چڑھائی کر دی اور اسے دوبارہ واپس لے لیا۔

سلطان طغرل بک اور الملک الرحیم: قریش بن بدران نے سلطان طغرل بک کے پاس رے میں بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری ایک سفارت روانہ کی اور اپنے تمام صوبجات میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور الملک الرحیم کو گرفتار کر کے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ کی اطلاع سلطان طغرل بک تک پہونچی سلطان نے اسے امن دی چنانچہ الملک الرحیم اس کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے اس کی عزت افزائی کی اور اسکے صوبجات کی حکومت اسے واپس دی۔ بساسیری نے الملک الرحیم کی رفاقت اسی زمانہ میں ترک کر دی تھی جبکہ اس نے واسط بغداد کے لئے اور سلطان طغرل

بک نے حلوان سے کوچ کیا تھا۔

قریش بن بدران اور بساسیری کی جنگ: پس بساسیری بوجہ مصاہرت (سسرالی رشتہ) نورالدولہ دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا علیحدگی کا سبب یہ ہوا کہ خلیفہ قائم کو کسی ذریعہ سے معلوم ہو گیا تھا اس کا طبعی میلان خلیفہ مصر کی جانب ہے اس وجہ سے خلیفہ قائم نے اس کے نکال دینے کو لکھ بھیجا جب قریش بن بدران دارالخلافت بغداد پہونچا اور سلطان طغرل بک کا دولت وحکومت اسلامیہ بغداد پر معقول طور سے قبضہ ہو گیا تو بساسیری ان لوگوں کے زیر کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا نورالدولہ دبیس بھی اس کے ہمراہ تھا سنجار میں معرکہ آرا ہوئی قریش اور قطلمش کو اوران کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کھیت رہے۔ اہلِ سنجار نے بھی غارت گری شروع کر دی۔ بساسیری قیدیان جنگ کے ساتھ موصل آیا اور مستنصر خلیفہ مصری کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ان لوگوں نے اس واقعہ سے قبل اطاعت وفرماں برداری کی غرض سے سفارت بھیجی تھی۔ خلیفہ مصر نے اس سے مسرت ظاہر فرمائی۔ قریش اوراس کے ہمراہیوں کو خلعت روانہ کئے۔

سلطان طغرل بک کا موصل پر قبضہ: سلطان طغرل بک کے بغداد میں طول قیام سے کثرت فوج کے باعث رعایا کو طرح طرح کی تکلیفیں پہونچنے لگیں خلیفہ قائم نے اپنے وزیر رئیس الرؤسا کے توسط سے عمید الملک کندری وزیر سلطان طغرل بک کو طلب کر کے ہدایت کی کہ چونکہ سلطان طغرل بک کی کثرت لشکر سے رعایائے بغداد کو بے حد تکلیف پہونچ رہی ہے لہٰذا مناسب ہے کہ سلطان اپنی فوج کے ساتھ بغداد سے کوچ کر دیں ورنہ ماابد دولت واقبال دارالخلافت بغداد کو چھوڑ دیں گے ابھی کوئی امر طے نہ ہونے پایا تھا کہ سلطان طغرل بک کو موصل کے واقعات کی خبر لگ گئی۔ سلطان طغرل بک نے موصل کی جانب کوچ کر دیا اور تکریت کا محاصرہ کر کے بزور تیغ فتح کر لیا اور حاکم قلعہ نصر بن عیسیٰ عقیلی سے بہت سامال واسباب لے کر کوچ کیا کچھ عرصہ بعد نصر مر گیا اس کے بعد ابوالغنایم بن محلیان حاکم ہوا۔ رئیس الرؤسا کے ساتھ اس کے برتاؤ اچھے رہے۔

قریش بن بدران کی اطاعت: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے بوازیج سے نصیبین کی جانب کوچ کیا (سلطان بوازیج میں اپنے بھائی یاقوتی بن تنکیر کی امداد اور فراہمی فوج کا انتظار کر رہا تھا) اور ہزار سب بن تنکیر کو بریہ کی طرف عرب سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا انہی عربوں میں قریش، دبیس اور اصحاب حران ورقہ (نمبر) شریک تھے چنانچہ شاہی فوج نے عربوں پر حملہ کیا اوران سے جنگ آزما ہوئے۔ میدان ان کے ہاتھ رہا۔ بہت سامال غنیمت ہاتھ آیا۔ ان میں سے ایک جماعت کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد سلطان طغرل بک واپس ہوا قریش اور دبیس نے اظہار اطاعت کی غرض سے ہزار سب کے پاس ایک وفد روانہ کیا اوراس کے توسط سے معافی کا خواستگار ہوئے۔ سلطان طغرل بک نے ان دونوں کی خطائیں معاف کر دیں اور بساسیری کی نسبت یہ کہا کہ اس کا قصور خلافت مآب کی ذات خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اسے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر عفو تقصیر کرانا چاہیئے بساسیری رحبہ کی جانب روانہ ہوا ترکان بغداد مقول بن مقلد اور بنو عقیل کا ایک گروہ اس کے ساتھ ہولیا۔ قریش اور دبیس کی درخواست پر سلطان طغرل بک نے ان سب کے پاس ایفاء وعدہ اور توثیق اقرار اور دربار شاہی میں حاضر آنے کی غرض سے ہزار سب بن تنکیر کو روانہ کیا۔ دبیس اور قریش کو اپنی جانوں کا خطرہ

پیدا ہوا حاضری سے رک رہے قریش نے اپنی طرف سے ابوالسد ادہتہ اللہ بن جعفر کو اور دبیس نے اپنے بیٹے بہاءالدولہ منصور کو سلطان کے دربار میں بھیجا۔ سلطان نے ان دونوں کی حاضری کو ان کی جگہ تصور کر کے ان لوگوں کے صوبجات کی سند حکومت تحریر کر دی۔ قریش کے قبضہ میں موصل' نصیبین' تکریت توانا نہر' مبیطر' ہیت' لمنبار باوروپا اور نہر الملک وغیرہ تھے۔

سلطان طغرل بک کا سنجار پر قبضہ: اس مہم سے فارغ ہو کر سلطان نے دیار بکر کا رخ کیا اس کا بھائی ابراہیم نیال بھی آ پہونچا ہزار سب نے قریش اور دبیس کو سلطان کی آمد کی اطلاع بھیج دی اور انہیں شاہی سطوت و جبروت سے ڈرایا۔ یہ دونوں اس خبر سے مطلع ہو کر ادھر اُدھر منتشر ہو گئے اور سلطان طغرل بک نے اس واقعہ کی وجہ سے جو کہ گزشتہ ایام میں قریش اور دبیس کے ساتھ پیش آئے تھے سنجار کی جانب کوچ کیا اور متعدد فوجیں اس کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں عساکر شاہی نے سنجار کو بزور تیغ فتح کیا اور بڑی خونریزی کے بعد اس کے امیر مجلی بن مرجا کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا جنگ آزما کے علاوہ بہت سے اہلِ سنجار جن میں عورتیں اور مرد بھی تھے اس معرکہ میں کام آئے ابراہیم نیال نے باقی ماندگان کی جان بخشی کی سفارش کی سلطان نے اپنی فوج کو قتل عام سے روکا امن و امان پر قائم ہوا سلطان سنجار' موصل اور اس طرف سے تمام صوبجات کو اپنے بھائی ابراہیم نیال کو بطور جاگیر مرحمت کر کے بغداد کی جانب واپس ہوا سفر و قیام کرتا ہوا ماہ ذی قعدہ ۴۴۹ھ میں داخل بغداد ہوا۔

بساسیری اور قریش کا موصل پر قبضہ: ۴۵۰ھ میں ابراہیم نیال نے موصل سے بلاد جبل کی جانب کوچ کیا سلطان طغرل بک نے ابراہیم کی بلا اجازت روانگی سے بغاوت اور مخالفت کا خیال قائم کر کے طلبی کا ایک لکھ کر روانہ کیا اور ایک فرمان اسی مضمون کا خلافت مآب نے بھی لکھ کر ابراہیم کے پاس بھیج دیا۔ ابراہیم سلطان کی طرف واپس ہوا وزیر السلطنت کندری نے بڑے تپاک سے استقبال کیا۔ بساسیری اور قریش کو یہ موقع مل گیا فوراً موصل پر پہونچ کر قبضہ کر لیا اور قلعہ کا بھی محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ اہلِ قلعہ نے ابن ہوشنک والیٔ اربل کے توسط سے امن کی درخواست کی چنانچہ قریش اور بساسیری نے اہلِ قلعہ کو امان دی اہلِ قلعہ نے دروازے کھول دیئے اور قلعہ کی کنجیاں بساسیری اور قریش کے حوالہ کر دیں۔ ان دونوں نے قلعہ کو منہدم کرا دیا۔ سلطان طغرل بک کو اس کی خبر لگی اسی وقت فوجیں مرتب کر کے موصل کی جانب کوچ کیا۔ قریش اور بساسیری نے سلطان کی آمد کی خبر پا کر موصل کو چھوڑ دیا سلطان ان کے تعاقب میں نصیبین تک چلا گیا نیال کو موقع مل گیا ماہ رمضان ۴۵۰ھ میں ترک رفاقت کر کے ہمدان کا راستہ لیا۔ سلطان طغرل بک اس کے پیچھے ہو لیا اور ہمدان پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا۔

بساسیری و قریش کا بغداد پر قبضہ: اتنے میں بساسیری دارالخلافت بغداد آ پہونچا ہزار سب واسط میں تھا اور دبیس کو خلافت مآب نے مدافعت کی غرض سے بغداد طلب کر لیا تھا مگر اس کے قیام کرنے سے بہت سے پیچیدگیاں پیدا ہو گئی تھیں اس وجہ سے یہ اپنے شہر کو واپس چلا گیا اور بساسیری قریش اور وزیر بنی بویہ ابوالحسن بن عبدالرحیم بغداد پہونچ کر بغداد کے چاروں طرف مقیم ہو گئے۔ عمید العراق افواج شاہی کی افسری کے ساتھ بساسیری کے مقابلہ پر تھا اور رئیس الرؤسا وزیر السلطنت دوسروں کے مقابلہ پر تھا جنگ کا ابھی آغاز نہیں ہوا تھا کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر والی مصر کا خطبہ جامع بغداد میں

پڑھا اور ''حی علی خیر العمل'' کے الفاظ اذان میں بڑھائے رئیس الرؤسا نے یہ دیکھ کر جنگ چھیڑ دی حالانکہ عمید العراق اس رائے کے خلاف تھا۔ پہلے تو حریف کو شکست ہوئی لیکن پھر سنبھل کر ایسا حملہ کیا کہ لشکر بغداد بھاگ کھڑا ہوا یلغار کر کے حریم خلافت پر آ پہونچا اور شاہی محلات پر قبضہ کر لیا جس قدر مال واسباب تھا لوٹ لیا۔

خلیفہ قائم کا حدیثہ میں قیام: خلافت مآب بنفس نفیس سوار ہو کر برآمد ہوئے دیکھا کہ عمید العراق نے قریش بن بدران سے امن حاصل کر لی تھی خلافت مآب بھی امن کے خواستگار ہوئے قریش نے ان دونوں کو امن دی اور دار الخلافت واپس بھیج دیا۔ بساسیری نے قریش کو اس امر پر بے حد ملامت کیونکہ ان دونوں نے معاہدے کے خلاف کیا تھا۔ قریش نے جھلا کر وزیر رئیس الرؤسا کو بساسیری کے حوالے کر دیا اور خلیفہ وعمید العراق کو اپنی نگرانی وحفاظت میں رکھا بساسیری نے وزیر السلطنت کو قتل کر ڈالا۔ قریش نے خلیفہ قائم کو اپنے ابن عم مبارش بن مجلی کی ہمراہی میں حدیثہ عانہ روانہ کر دیا۔ خلیفہ نے اپنے اہل وعیال اور خدام کے ساتھ حدیثہ میں خاموشی کے ساتھ قیام اختیار کیا حتیٰ کہ سلطان طغرل بک نے اپنے بھائی نیال کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت پائی اور بغداد کی جانب واپس ہوا بساسیری اور قریش کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ قائم کو دار الخلافت بغداد میں واپس بھیج دو۔ ان دونوں نے اس سے انکار کیا۔ تب سلطان طغرل بک نے عراق کی طرف قدم بڑھایا۔ بساسیری نے یہ خبر پا کر ماہ ذی قعدہ ۴۵۱ھ میں بغداد سے کوچ کر دیا۔ بنوشیبان کے آزاد نوجوانوں نے شہر بغداد اور اس کے گردونواح کو تاخت وتاراج کرنا شروع کیا۔

خلیفہ قائم کی مراجعت بغداد: سلطان طغرل بک نے قریش بن بدران کے پاس امام ابوبکر محمد بن فورک کو روانہ کیا تاکہ اس حسن سلوک کا جو کہ قریش نے خلیفہ اور سلطان کی بیوی ارسلان خاتون یعنی خلیفہ کی بیوی کے ساتھ کیا تھا شکریہ ادا کرنے اور اپنے ہمراہ ان دونوں کو بغداد لے آئے۔ چنانچہ قریش نے اپنے ابن عم مبارش کو لکھ بھیجا کہ تم خلیفہ کے ساتھ بریہ آ کر مبارش نے اس سے انکار کیا اور مع خلیفہ کے عراق روانہ ہو گیا اور رے کی طرف راستہ اختیار کیا۔ بدر بن مہلہل کی طرف گزر ہوا اس نے خلیفہ قائم کی بے حد خدمت کی سلطان کو جب یہ معلوم ہوا تو خلیفہ سے ملنے کے لئے نکلا نہروان میں شرف نیاز حاصل کیا بہت سے تحائف اور ہدایا' طرح طرح کے اسباب اور آلات حرب پیش کئے ارباب وظائف کو حسب مرتبہ پیش کیا اور اس کے ساتھ ساتھ قصر خلافت میں آیا جیسا کہ خلیفہ قائم کے حالات میں یہ واقعات قلم بند کئے گئے ہیں۔

بساسیری کا قتل: اس کے بعد سلطان طغرل بک نے خارتکین طغرانی کو بساسیری اور عرب کا تعاقب پر کوفہ کی طرف بھیجا مزید برآں بنی خفاجہ پر ابن منیع کو شب خون مارنے کی غرض سے روانہ کیا اور ان لوگوں کے بعد خود بھی روانہ ہوا۔ بساسیری اور وہیں خواب غفلت میں پڑے ہوئے تھے کہ دفعتہً شاہی فوج ان کے سروں پر پہونچ گئی کوفہ لوٹ لیا وہیں تو بھاگ کھڑا ہوا بساسیری اور اس کے ہمراہی سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑے اور جی کھول کر عین معرکہ میں مارے گئے۔

قریش بن بدران کی وفات: ۴۵۳ھ میں قریش بن بدران راہگزار سے ملک عدم ہو گیا۔ نصیبین میں دفن کیا گیا۔ فخر الدولہ ابونصر محمد بن جہیر اس امر سے مطلع ہو کر دراُ نصیبین آیا اور بنو عقیل کو اس غرض سے جمع کرنا شروع کیا کہ اس کا بیٹا ابوالمکارم مسلم بن قریش کرسی حکومت پر متمکن کیا جائے چنانچہ اراکین دولت نے ابوالمکارم مسلم بن قریش کو اپنا امیر بنایا

سلطان نے بھی ۴۵۵ھ میں جاذب حریم حسن اور بوازیج بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔

سلطان طغرل بک کا بنو کلاب سے معرکہ: ۴۵۵ھ میں سلطان طغرل بک نے آرمینیہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب کوچ کیا وزیر السلطنت ابن جہیر کشتی پر سوار ہو کر استقبال کے لئے آیا پھر ۴۶۰ھ میں رحبہ پر فوج کشی کی۔ بنو کلاب سے معرکہ آرا ہوا۔ یہ لوگ خلیفہ مستنصر علوی کے علم حکومت کے مطیع و فرمانبردار تھے۔ سلطان نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان کے آلات حرب وغیرہ چھین لئے اور ان کے سروں اور نعشوں کو علاوہ پھریروں کے ساتھ دارالخلافت بغداد روانہ کیا چنانچہ بغداد میں سرنگوں کر کے پھرائے گئے۔

مسلم بن قریش کا حلب پر قبضہ: ۴۷۲ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش والیٔ موصل نے شہر حلب پر فوج کشی کی اور پہونچ کر اس پر محاصرہ ڈال دیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر اس سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ تتش بن الپ ارسلان نے محاصرہ کر لیا اس سے قبل ۴۷۱ھ میں ملک شام پر قابض ہو گیا تھا۔ کچھ دن حلب کا محاصرہ کیا۔ پھر وہاں سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔ بزاغہ اور بیرہ پر قابض ہو گیا اہل حلب نے مسلم بن قریش کے پاس کہلا بھیجا کہ ہم لوگ روزانہ جنگ سے تنگ آ گئے ہیں آپ آیئے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں۔ ان دنوں شہر حلب کا ابن حسین عباسی حکمران تھا۔ جب مسلم بن قریش شہر حلب کے قریب پہونچا اہل حلب نے دروازے بند کر لئے بعض ترکمان یعنی والی حصن اس کے سراغ اور جستجو میں رہا چند روز بعد اتفاق سے ایک روز ابن حسین سے جب کہ وہ شکار کرنے کو گیا ہوا تھا ملاقات ہو گئی والیٔ قلعہ نے ابن حسین کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم نے اس سے اس شرط پر کہ شہر ان کے حوالہ کر دے گا رہا کر دیا ابن حسین نے اپنے شہر واپس آ کر اپنے وعدہ کا ایفا کیا۔ ۴۷۳ھ میں مسلم بن قریش شہر میں داخل ہوا اور قلعہ کا محاصرہ کر لیا تھوڑے دنوں بعد سالغ اور وثاب پسران محمد بن مرداس نے بمصالحت قلعہ کی کنجیاں مسلم بن قریش کے حوالہ کر دیں۔ مسلم نے اپنے بیٹے ابراہیم کو جو کہ سلطان کی پھوپھی کا بیٹا تھا سلطان کی خدمت میں قبضہ حلب کی اطلاع دہی کے لئے روانہ کیا سلطان نے اس کی درخواست منظور کر لی اور اس کے بیٹے محمد کو شہر ہن جاگیر میں عنایت کی۔ اس کے بعد مسلم نے حران کی طرف کوچ کیا اور اس کو بنی شاب تمیرین سے چھین لیا اسی زمانے میں والیٔ الرہا نے بھی اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے نام کا سکہ مسکوک کرایا۔

اہل حران کی بغاوت: ۴۷۶ھ میں شرف الدولہ مسلم بن قریش نے دمشق پر فوج کشی کی اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ دمشق کا حاکم تتش فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار مسلم بن قریش کو شکست ہوئی۔ نہایت تیزی سے اپنے ملک کی طرف واپس ہوا۔ اس نے واپسی سے قبل اہل مصر سے امداد طلب کی تھی مگر ان لوگوں نے امداد نہ دی اسی اثناء میں یہ خبر لگی کہ اہل حران نے اطاعت سے انکار کر دیا اور باغی ہو گئے ہیں اور ابن عطیہ اور وہاں کے قاضی ابن حلیہ نے شہر کو ترکوں کے حوالہ کر دینے کا ارادہ کر لیا ہے اس وجہ سے حران کی طرف قدم بڑھایا اثناء راہ ابن ملاحب والیٔ حمص سے مصالحت کی اور سلیمہ اور رقہ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد حران کا محاصرہ کیا اور اس کی شہر پناہ کو منہدم و مسمار کر کے بزور تیغ شہر فتح کر لیا اور قاضی اور اس کے بیٹے کو قتل کر ڈالا۔

فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد: فخر الدولہ ابو نصر محمد بن احمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا کسی ذریعہ سے بنو مقلد کے دربار

تک رسائی ہوگئی پھر قریش بن بدران سے منافرت پیدا ہوگئی بعض رؤسا نے بنوعقیل کے دامن عاطفت میں پناہ لینے کی درخواست کی۔ ان لوگوں نے اسے پناہ دی چنانچہ فخر الدولہ حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابوشمال بن صالح نے اسے اپنا قلمدان وزارت سپرد کر دیا چند روز بعد فخر الدولہ نے اس کی رفاقت ترک کر دیا اور نصیر الدولہ بن مروان کے پاس دیار بکر چلا گیا نصیر الدولہ نے بھی اسے اپنی وزارت کے عہدہ سے سرفراز کیا اور جب خلیفہ قائم نے اپنے وزیر ابوالفتح محمد بن منصور بن وارس کو معزول کیا تو فخر الدولہ کو وزارت کے لئے طلب فرمایا۔ فخر الدولہ نے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن مروان تعاقب میں روانہ ہوا مگر کامیاب نہ ہوا۔

وزیر السلطنت فخر الدولہ کی معزولی: جوں ہی فخر الدولہ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا خلیفہ قائم نے ۴۵۴ھ میں عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا اس وقت طغرل بک عراق کا سلطان تھا اور یہی خلفاء بغداد پر غالب ہو رہا تھا ایک مدت تک فخر الدولہ اس کی وزارت پر رہا گاہے گاہے اپنے دوران وزارت میں معزول بھی کر دیا گیا اور پھر مقرر کیا گیا حتیٰ کہ خلیفہ قائم نے وفات پائی اور خلیفہ مقتدی تخت خلافت پر متمکن ہوا اور عنان سلطنت سلطان ملک شاہ کے قبضہ میں گئی۔ خلیفہ مقتدی نے ۴۷۱ھ میں اپنے وزیر السلطنت فخر الدولہ کو نظام الملک طوسی کی شکایت کی وجہ سے معزول کر دیا اس کا بیٹا عمید الدولہ اصفہان میں نظام الملک کے پاس گیا اور باہم صفائی کرا دی چنانچہ نظام الملک نے خلیفہ مقتدی سے اس کی سفارش کی خلیفہ مقتدی نے اس کے بیٹے عمید الدولہ کو عہدہ وزارت سے سرفراز فرمایا۔

بنی جہیر کی رہائی: اس کے بعد ۴۷۶ھ میں عہدہ وزارت سے برطرف کر کے قید کر دیا سلطان ملک شاہ اور وزیر السلطنت نظام الملک نے خلیفہ مقتدی کی خدمت میں بنی جہیر کی رہائی اور آزادی کی سفارش کا پیام بھیجا۔ خلیفہ مقتدی نے ان لوگوں کو قید کی تکلیف سے رہائی دے دی۔ بنی جہیر رہائی پا کر بطور وفد (ڈپوٹیشن) اصفہان میں نظام الملک کی خدمت میں حاضر ہوئے وہ بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ عزت واحترام سے ٹھہرایا۔ سلطان ملک شاہ نے فخر الدولہ کو دیار بکر کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج اس کے ہمراہ بھیجی اور اسے ابن مروان کے قبضہ سے ملک کو نکال لینے اور سلطان کے بعد اپنے نام کا خطبہ پڑھنے اور سلطان کے نام کا سکہ مسکوک کرانے کی ہدایت کی۔

فخر الدولہ کی دیار بکر پر فوج کشی: جس وقت فخر الدولہ دیار بکر کے قریب پہونچا ابن مروان خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا پھر ۴۷۷ھ میں سلطان نے ایک جرار لشکر امیر ارتق کی افسری میں (جو ملوک حال ماردین کا جد اعلیٰ تھا) فخر الدولہ کی کمک پر روانہ کیا۔ اس واقعہ سے قبل ابن مروان نے یہ خبر پا کر کہ فخر الدولہ شاہی افواج کے ساتھ دیار بکر کی طرف آ رہا ہے۔ شرف الدولہ مسلم بن قریش کو یہ پیام دیا کہ اگر آپ ہماری امداد کریں تو اس سلوک کے صلے میں ہم آپ کو درآمد و برآمد کی رقم دیں گے۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر فوجیں مرتب کر کے آمد کا راستہ لیا اور فخر الدولہ اس کے اطراف میں پڑا ہوا تھا فخر الدولہ اس امر کا احساس کر کے کہ ابن مروان کی کمک پر عرب کمربستہ ہیں صلح کی جانب مائل ہوا اور ارادہ جنگ فسخ کر دیا۔ کسی ذریعہ سے ترکمانوں کو اس کی خبر لگ گئی رات کے وقت سوار ہو کر عربوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کا محاصرہ کر لیا۔ عرب کو اس معرکہ میں شکست ہوئی۔ ان کے مال واسباب کو ترکمانوں نے لوٹ لیا۔ شرف الدولہ بذاتہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزیں ہوا۔ فخر الدولہ

نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ شرف الدولہ نے امیر ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ اگر مجھے آمد سے نکل جانے کا موقع دیا جائے تو میں اتنا روپیہ دینے کو تیار ہوں۔ امیر ارتق نے اس درخواست کو منظور کرلیا چنانچہ شرف الدولہ آمد سے رقہ کی جانب نکل کھڑا ہوا اور فخر الدولہ نے بغرض محاصرہ میا فارقین کی طرف کوچ کیا۔ میا فارقین اس وقت تک ابن مروان کے مقبوضات میں شامل تھا اس کا والی بہا الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ یہ خبر پا کر عراق کی طرف چلا گیا اور فخر الدولہ نے غلاط کی جانب قدم بڑھایا۔

شرف الدولہ مسلم بن قریش کی اطاعت

جس وقت سلطان ملک شاہ کو یہ خبر پہونچی کہ شرف الدولہ کا آمد میں محاصرہ کرلیا گیا فرط مسرت سے اچھل پڑا۔ قسیم الدولہ اقسنقر (الملک العادل سلطان محمود زنگی کا جد اعلیٰ) کو افواج ترکمان کا افسر بنا کر بطور کمک روانہ کیا۔ اثناء راہ میں جب کہ وہ لوگ عراق کی طرف جا رہے تھے امیر ارتق سے ملاقات ہوگئی۔ وہ ان کے ساتھ لوٹ کھڑا ہوا۔ سب کے سب موصل پر آ اترے اور اس پر قبضہ کرلیا۔ سلطان اپنے رکاب کی فوج کے ساتھ شرف الدولہ کے مقبوضات کی طرف بڑھا۔ رفتہ رفتہ بوازیج تک پہونچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ شرف الدولہ کو محاصرہ آمد سے نجات مل گئی تھی جان بچا کر رحبہ پہونچ گیا تھا۔ موصل بھی اس کے قبضہ سے نکل گیا تھا سارا مال واسباب بھی لٹ گیا تھا۔ بنظر مصلحت وقت موید الملک بن نظام الملک نے شرف الدولہ سے خط وکتابت شروع کی شرف الدولہ نے اس کے وسیلہ کو باعث بہبودی تصور کر کے دربار شاہی میں حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ عہد و پیمان اور امن حاصل کرنے کے بعد رحبہ سے روانہ ہو کر موید الملک کی خدمت میں پہونچا۔ موید الملک نے اسے دربار سلطان میں پیش کیا اور اس کی جانب سے ہدایا فاخرہ از جنس خیل وغیرہ پیش کیے۔

ان گھوڑوں میں اس کا ایک وہ گھوڑا تھا جس پر سوار ہو کر معرکہ سابقہ اور جنگ آمد سے بھاگا تھا اور جان بر ہو گیا تھا۔ یہ گھوڑا ایسا چالاک تھا کہ کوئی گھوڑا اس سے بڑھ نہ سکتا تھا۔ سلطان نے اس سے مصالحت کرلی اور اسے اس کے مقبوضہ ممالک کی حکومت پر بحال وقائم رکھا شرف الدولہ موصل کی جانب واپس ہوا اور سلطان جس ادھیڑ بن میں پڑا ہوا تھا اس میں پھر مصروف ہوگیا۔

سلیمان بن قطلمش

ہم اوپر قطلمش کے حالات جو کہ سلطان طغرل بک کا عزیز وقریب تھا بیان کر آئے ہیں یہ شخص بلاد روم کی طرف اپنی فوجیں لے کر گیا تھا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ قونیہ اور اقصرائے وغیرہ پر قابض ہو گیا تھا۔ ابھی اپنے دل کے آبلے اس نے پورے طور سے نہ توڑے تھے کہ داعی اجل کا پیام موت آ پہونچا۔ اس کی جگہ اُس کا بیٹا سلیمان تخت فرماں روائی پر متمکن ہوا۔

سلیمان نے ۴۷۷ھ میں انطاکیہ کی جانب قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں بیان کیا جائے گا۔

قطلمش اور شرف الدولہ کی جنگ

فردوس نامی رومی والی انطاکیہ ایک مدت سے شرف الدولہ مسلم بن قریش کو سالانہ ایک رقم معین بطور جزیہ دیا کرتا تھا جب سلیمان ابن قطلمش نے انطاکیہ پر قبضہ کرلیا تو شرف الدولہ نے اس سے بھی

جزیہ طلب کیا اور بصورت نہ ادا کرنے کے عتاب سلطانی کی دھمکی دی سلیمان بن قطلمش نے کہلا بھیجا کہ میں سلطان کا مطیع ہوں اور جو کچھ میں انطاکیہ میں تصرف کر رہا ہوں وہ سلطان ہی کے لئے کر رہا ہوں اور اس سے میرا کوئی کام متعلق نہیں ہے باقی رہا جزیہ کا مطالبہ کرنا یہ ایک فعل عبث ہے۔ جزیہ کفار سے لیا جاتا ہے اور وہی لوگ اس کے ادا کرنے کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے انطاکیہ میں کفار کی جگہ مسلمانوں کو حکمران بنایا ہے اور ان پر شرعاً جزیہ نہیں ہے۔ شرف الدولہ اس خشک جواب سے بھرا اٹھا فوجیں تیار کر کے چڑھائی کر دی اور اطراف و جوانب انطاکیہ میں قتل و غارت گری شروع کر دی سلیمان کو بھی طیش آ گیا اس نے بھی اطراف حلب میں لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا مگر جب رعایا نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے مال واسباب کے لٹ جانے کی شکایت کی تو اس نے ان کا مال واسباب انہیں واپس دے دیا۔

شرف الدولہ کا قتل: بعد ازیں شرف الدولہ نے انطاکیہ پر فوج کشی کی۔ ماہ صفر ۴۷۸ھ میں سلیمان کے ساتھ انطاکیہ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ شرف الدولہ کا ایک امیر جق ساتھیوں سمیت سلیمان سے مل گیا۔ عرب کا گروہ بھاگ نکلا اور شرف الدولہ اپنے چار سو ساتھیوں سمیت میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر کار ان لوگوں کے ساتھ ہی مارا گیا۔

شرف الدولہ کا کردار: شرف الدولہ کا دائرہ حکومت نہایت وسیع تھا وہ تمام بلاد جو اس کے باپ کے مقبوضات میں تھے اور اس کے چچا کے مقبوضات بھی اس کے قبضہ میں تھے۔ ملک نہایت سرسبز و شاداب اور امن وامان کا مرکز تھا۔ وہ عادل' نیک سیرت اور امور سیاسی سے بے حد واقف تھا۔ شرف الدولہ کے قتل کے بعد بنو عقیل نے اس کے بھائی ابراہیم کو قید سے نکال کر اپنا امیر بنایا۔ ابراہیم کئی برس سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابن قطلمش کا محاصرہ انطاکیہ: مسلم کے واقعہ قتل سے سلیمان ابن قطلمش کو انطاکیہ کے محاصرہ کا شوق چرایا چنانچہ فوجیں مرتب کر کے انطاکیہ پر پہونچ گیا اور اس پر دو ماہ کامل محاصرہ ڈالے رہا۔ بالآخر ناکامی کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کے بعد ۴۷۹ھ میں عمید العراق نے ایک لشکر انبار کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا اس لشکر نے انبار کو بنو عقیل کے قبضہ سے نکال لیا۔ اسی سنہ میں سلطان ملک شاہ نے رحبہ اور اس کے مضافات حران' سروج' رقہ اور خابور محمد بن شرف الدولہ مسلم بن قریش کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اور اپنی بہن خاتون زلیخا کا اس سے عقد کر دیا۔ ان تمام شہروں کے والیوں نے سلطان ملک شاہ کے حکم کے مطابق اپنے اپنے شہروں کو محمد کے حوالہ کر دیا۔ مگر محمد بن شاطر والی حران نے اس سے انکار کیا۔ سلطان ملک شاہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے محمد بن شاطر کو حران کے سپرد کرنے پر مجبور کیا۔

ابراہیم بن قریش: مسلم کے بعد سے ابراہیم بن قریش برابر موصل کی حکومت کرتا رہا اور اپنی قوم بنی عقیل کی سرداری سے ممتاز و سرفراز رہا حتیٰ کہ ۴۸۲ھ میں سلطان ملک شاہ نے اسے گرفتار کر لیا اور فخر الدولہ بن جہیر کو ایک بڑی فوج کی افسری کے ساتھ اس کے شہروں کی طرف روانہ کیا۔ فخر الدولہ نے پہونچتے ہی موصل پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ نے اپنی پھوپھی صفیہ کو شہر موصل جاگیر میں مرحمت فرمایا۔ سلطان ملک شاہ کی پھوپھی اس سے پیشتر مسلم بن قریش کی زوجیت میں تھی اس سے اس کا ایک بیٹا علی تھا۔ مسلم کے بعد اس نے اس کے بھائی ابراہیم سے عقد کر لیا۔ جب سلطان ملک شاہ نے وفات پائی تو صفیہ نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بیٹا علی بھی تھا۔ اس کا بھائی محمد بن مسلم یہ خبر پا کر موصل آ

پہونچا۔ دونوں موصل کی حکومت پر لڑنے لگے۔ عرب دو حصوں پر منقسم ہوگیا ایک نے محمد کا ساتھ دیا اور دوسرے نے علی کی حمایت کی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو شکست ہوئی علی کامیابی کے ساتھ شہر موصل میں داخل ہوا اور ابن جہیر کے قبضہ سے شہر نکال لیا۔

ابراہیم اور ترکان خاتون: سلطان ملک شاہ کے مرنے پر ترکان خاتون کو امور سلطنت پر قبضہ حاصل ہوگیا۔ ابراہیم کو قید سے رہائی مل گئی۔ سامان درست کر کے موصل کی جانب کوچ کیا قریب موصل پہونچ کر یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اس کا بھتیجا علی بن مسلم موصل پر قابض ہوگیا ہے اس کے ساتھ اسکی ماں صفیہ (سلطان ملک شاہ کی پھوپھی) بھی ہے ابراہیم نے مصالحت اور ملاطفت کا پیام بھیجا۔ صفیہ نے موصل کی عنان حکومت ابراہیم کو سپرد کر دی ابراہیم شہر میں داخل ہوگیا۔

ابراہیم کا قتل: تتش والئ شام برادر سلطان ملک شاہ کو قبضہ عراق کا خیال پیدا ہوگیا تھا۔ اطراف و جوانب کے امراء اس کے پاس آ کر شام میں اسی غرض کے لئے جمع ہوئے آقسنقر والئ حلب بھی اپنی فوج لئے آ پہونچا۔ تتش نے فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہوگیا اور ابراہیم کے پاس کہلا بھیجا کہ تم میرے نام کا خطبہ پڑھو اور بغداد جانے کے لئے مجھے راستہ دو ابراہیم نے اس سے انکار کیا۔

تتش کا موصل پر قبضہ: تتش نے یلغار کا حکم دے دیا آقسنقر اور ترکوں کی فوج اس کی رکاب میں تھی ابراہیم تیس ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ مقام مغیم میں دونوں فریقوں نے صف آرائی کی ابراہیم کو شکست ہوئی اور اثناء جنگ میں مارا گیا ترکوں نے اس کے خیمے اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ عرب کی بہت سی عورتوں نے بے آبروئی اور رسوائی کے خوف سے خودکشی کر لی۔ تتش نے کامیابی کا جھنڈا موصل کے قلعہ پر گاڑ دیا۔

علی بن مسلم کا امارت موصل پر تقرر: جس وقت ابراہیم معرکہ سابقہ میں مارا گیا اور تتش نے موصل پر قبضہ کر لیا اسی وقت اپنے بھتیجہ علی بن مسلم بن قریش کو موصل کی حکومت پر مامور کیا۔ چنانچہ علی اپنی ماں صفیہ کے ساتھ موصل میں داخل ہوا۔ اسی زمانہ سے موصل اور اس کے مضافات میں علی کی حکومت کا ڈنکا بجنے لگا۔ تتش نے مہم موصل سے فارغ ہو کر دیار بکر کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر آذربائیجان کی جانب گیا اور اس پر بہ آسانی تمام قابض ہوگیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر برکیاروق سلطان ملک شاہ کے بھتیجے تک پہونچی۔ اپنے چچا کی روک تھام کے لئے فوجیں مرتب کر کے خروج کیا۔ دونوں چچا اور بھتیجا کا مقابلہ ہوا۔ تتش کو شکست ہوئی۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا رضوان متمکن ہوا اور حلب کا حکمران اور مالک بن بیٹھا سلطان برکیاروق نے اسے لوقا کی رہائی کا حکم دیا۔ اس نے اسے رہا کر دیا۔ رہائی کے بعد جنگ آوروں کا ایک گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہوا اور اس نے سب کو مسلح کر کے حران پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہوگیا۔

بنی مسیب کا زوال: اس کے بعد محمد بن مسلم قریش نے علی بن مسلم قریش کے مقابلے کے لئے امیر کربوقا سے امداد طلب کی۔ علی بن مسلم ان دنوں نصیبین میں تھا توران بن وہیب اور ابوالہیجاء کردی بھی اس کے ساتھ یہیں مقیم تھے۔ چنانچہ کربوقا فوجیں مرتب کر کے محمد بن مسلم کی کمک پر گیا محمد بن مسلم اسے ملنے کے لئے آیا کربوقا نے اسے گرفتار کر کے نصیبین کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا اس کے بعد موصل کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل موصل نے قلعہ بندی کر لی لوٹ کر شہر کی

جانب آیا محمد بن مسلم اسی مقام پر ڈوب کر مر گیا۔ تب کربوقا نے دوبارہ موصل کا محاصرہ کیا۔ علی بن مسلم والی موصل نے امیر چکرمش والیٔ جزیرہ ابن عمر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ امیر چکرمش اس کی کمک کے لئے روانہ ہوا امیر کربوقا کو اس کی خبر لگ گئی ایک فوج اپنے بھائی تو تناش کی افسری میں اس کی روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ تو تناش نے امیر چکرمش کو شکست دے کر جزیرہ کی طرف لوٹا دیا۔ چند روز بعد امیر چکرمش نے امیر کربوقا کی اطاعت قبول کر لی اور محاصرہ موصل پر اس کی کمک پر آیا۔ اس مرتبہ محاصرہ نہایت شدت سے کیا گیا تھا مگر علی بن مسلم محاصرہ توڑ کر موصل سے حلہ میں صدقہ بن مزید کے پاس چلا آیا اور نو ماہ کامل محاصرہ و جنگ کے بعد کربوقا نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ اسی وقت سے بنی مسیّب کی حکومت و امارت سے صوبہ موصل سے منقطع ہو گئی اور سلجوقیہ میں سے ملوک غز اور ان کے امراء اس پر قابض ہو گئے۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

باب: ۵۴

دولت صالح بن مرداس

تاج الدولہ تتش

صالح بن مرداس: صالح بن مرداس کی ابتداء حکومت رحبہ کی حکمرانی سے ہوئی یہ شخص بنو کلاب بن ربیعہ بن عاصر بن صعصعہ سے تھا۔ اطراف حلب میں ان لوگوں کی حکومت و امارت قائم ہوئی۔ ابن حزم نے لکھا ہے کہ یہ شخص عمرو بن کلاب کی اولاد سے تھا۔

شہر رحبہ ابوعلی بن ثمال خفاجی کے قبضہ میں تھا عیسیٰ بن خلاط عقیلی نے اسے قتل کر کے رحبہ کو اُس کے قبضہ سے نکال لیا۔ ایک مدت تک رحبہ اس کے قبضہ میں رہا۔ اس کے بعد بدران بن مقلد نے رحبہ پر عیسیٰ بن خلاط عقیلی سے قبضہ حاصل کر لیا۔ تھوڑے دن بعد لولؤ ماری نے جو کہ حاکم والی مصر کی طرف سے دمشق کا گورنر تھا۔ فوج کشی کی پہلے رقہ پر قابض ہوا اس کے بعد رحبہ کو بدران کے قبضہ سے نکال کر دمشق کی جانب واپس ہوا۔ رحبہ کا حاکم ابن مجلکان نامی ایک شخص تھا چند روز بعد رحبہ کی حکومت پر یہ شخص خودسر حکمران بن بیٹھا۔ صالح بن مرداس کو اپنی امداد کے لئے بلا بھیجا۔

ابن مجلکان کا قتل: چنانچہ صالح بن مرداس ایک مدت تک اس کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان دونوں میں ناصافی ہوگئی صالح اور ابن مجلکان میں چل گئی پھر باہم دونوں نے مصالحت کر لی اور ابن مجلکان نے اپنی بیٹی کا عقد صالح سے کر دیا۔ صالح شہر میں داخل ہوا۔ ابن مجلکان نے اپنے اہل و عیال اور مال و اسباب کو اہلِ عانہ کی اطاعت قبول کرنے اور ان سے ضمانت لینے کے بعد عانہ منتقل کر دیا اور اس کے تھوڑے دنوں بعد اہلِ عانہ نے بدعہدی کی اور اس کا تمام مال و اسباب لے لیا۔ اس واقعہ سے ابن مجلکان کو بے حد برہمی پیدا ہوگئی صالح کے ساتھ اہلِ عانہ کی سرکوبی کے لئے کوچ کیا صالح نے اثناء راہ میں ایک شخص کو ابن مجلکان کے قتل پر مامور کر دیا تھا چنانچہ اس شخص نے اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ اس کے مرنے کے بعد صالح نے رحبہ کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر ابن مجلکان کے تمام مال و اسباب اور ریاست پر قابض ہو گیا اور مصر میں حکمرانان علویہ کی دعوت اور حکومت کو قائم رکھا۔

حاکم علوی اور لولؤ کے مابین کشیدگی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ لولؤ نے جو کہ ابوالمعالی سیف الدولہ کا آزاد غلام

تھا۔ حلب میں اس کے بیٹے ابوالفضائل پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور شہر کو اس کے قبضہ سے نکال لیا تھا اور خلافت عباسیہ کی حکومت کو ختم کر کے حاکم علوی والی مصر کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا چند روز بعد حاکم اور لولو کے برتاؤ میں فرق آ گیا۔ صالح بن مرداس کو حلب پر قبضہ کرنے کی طمع دامن گیر ہوئی۔ ہم اس مقام پر صالح اور لولو کی لڑائیوں کا تذکرہ کر آئے ہیں اور یہ بھی لکھ چکے ہیں کہ لولو کا ایک غلام فتح نامی تھا لولو نے اسے قلعہ حلب میں نگرانی اور حفاظت کی غرض سے مامور کیا تھا۔ تھوڑے دن کے بعد فتح کو لولو سے منافرت پیدا ہوئی۔ چنانچہ صالح بن مرداس کی دوستی و مراسم کے بھروسہ پر لولو کی مخالفت کا اعلان کر دیا اور حاکم کی خلافت کی بیعت اس شرط پر کر لی کہ اسے صیدا' بیروت اور جس قدر مال و اسباب حلب میں ہے دے دیا جائے۔ بہ مجبوری لولو انطاکیہ چلا گیا رومیوں کے پاس مقیم ہوا۔

عزیز الملک کی بغاوت: فتح یہ خبر پا کر لولو کی بیوی اور اس کی ماں کو لے کر نکلا اور ان لوگوں کو منج میں چھوڑ دیا۔ حلب اور اس کے قلعہ کو حاکم والی مصر کے نائب کے حوالے کر دیا۔ اس وقت سے حلب انہی لوگوں کے قبضہ میں رہا۔ حتیٰ کہ بنی حمدان میں سے ایک شخص نے جو عزیز الملک کے نام سے معروف تھا حاکم والی مصر کی طرف سے حلب پر قبضہ حاصل کیا۔ حاکم والی مصر کا یہ ساختہ پرداختہ تھا اور اسی نے اسے حلب کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ اس کے بعد عزیز الملک نے حاکم کے بیٹے ظاہر سے بغاوت کی۔ ظاہر کی پھوپھی بنت الملک تمام امور سیاست اور امارت کے سیاہ و سفید کرنے کی مالک و مختار تھی اس نے عزیز الملک کے قتل پر ایک شخص کو مامور کر دیا۔ اس نے اسے مار ڈالا۔ عزیز الملک کے قتل کے بعد عبداللہ بن علی بن جعفر کتامی کو حلب کی حکومت پر مامور کیا یہ شخص ابن شعبان کتامی کے نام سے معروف تھا اور قلعہ حلب پر صفی الدولہ موصوف خادم کو متعین کیا۔

صالح کا حلب پر قبضہ: چوتھی صدی کے بعد جب مصر میں عبیدیوں کے قوائے حکومت مضمحل ہو گئے اور بنو حمدان کی حکومت شام و جزیرہ سے منقطع ہو گئی تو چاروں طرف سے عرب نے شہروں پر قبضہ کرنا شروع کر دیا۔ بنو عقیل نے جزیرہ پر قبضہ کر لیا اور عرب نے جمع ہو کر شام کے شہروں کو یوں تقسیم کیا کہ حسان بن مفرج بن دغفل اور اس کی قوم طی کو رملہ سے مصر تک صالح بن مرداس اور اس کی قوم بنو کلاب کو حلب سے عانہ تک اور لسان بن علیان اور اس کی قوم[1] ...... کو دمشق اور اس کا تمام صوبہ دیا گیا۔ خلیفہ ظاہر کی طرف سے ان بلاد کا گورنر انوشتکین نامی ایک شخص تھا حسان نے ان کو لوٹ لیا اور ان پر قابض ہو گیا۔ صالح بن مرداس نے حلب پر چڑھائی کر دی اور اسے ابی شعبان کے قبضہ سے نکال لیا۔ اہل شہر نے بخوشی و رضامندی اطاعت کی گردن جھکا دی۔ صالح مظفر و منصور شہر میں داخل ہوا اور ابن شعبان قلعہ حلب میں جا کر پناہ گزیں ہوا۔ صالح نے قلعہ میں اس کا محاصرہ کر لیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی بالآخر اہل قلعہ نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی صالح نے ان کو امن دیا اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۲۲ھ کا ہے پھر رفتہ رفتہ اس کی حکومت بعلبک سے عانہ تک پھیل گئی۔

صالح بن مرداس کا قتل: اس وقت سے صالح حلب پر ایک مدت تک حکمرانی کرتا رہا۔ اس کے بعد ظاہر نے بقصد جنگ صالح و حسان مصر سے فوجیں مرتب کر کے شام کی جانب روانہ کیں انوشتکین دربری اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا طبریہ میں اردن کے قریب دونوں باغیان دولت علویہ یعنی صالح و حسان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دونوں خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور سخت

---

[1] اصل کتاب میں یہ جگہ خالی ہے۔ (مترجم)

خونریز جنگ کے بعد دونوں باغیوں کو شکست ہوئی۔ صالح اپنے چھوٹے لڑکے کے ساتھ اثناء جنگ میں مارا گیا اس کا لڑکا ابو کامل نصر بن صالح اپنی جان بچا کر حلب پہونچا۔ یہ اپنے کو شبل الدولہ کے لقب سے ملقب کرتا تھا جس وقت یہ واقعات ممالک اسلامیہ میں واقع ہونے لگے اس وقت رومیوں کو جو کہ انطاکیہ میں تھے حلب پر قبضہ کر لینے کی طمع دامنگیر ہوئی۔ چنانچہ بہت بڑی جمعیت سے حلب پر حملہ آور ہوئے۔

عیسائیوں کا حلب پر حملہ و شکست: (۴۲۱ھ میں) رومی بادشاہ نے (قسطنطنیہ سے) تین لاکھ فوج کی جمعیت سے حلب پر حملہ کیا۔ قریب حلب پہونچ کر خیمہ زن ہوا۔ سرداران روم سے ابن دوقس اس کے ہمراہ تھا۔ اسے پہلے سے رومی بادشاہ سے نفرت تھی کسی بات پر الجھ کر دس ہزار سپاہیوں کو لے کر علیحدگی اختیار کر لی۔ کسی نے رومی بادشاہ سے یہ جڑ دیا کہ ابن دوقس کا بدعہدی کا ارادہ ہے اور اس نے مسلمانوں سے سازش کر لی ہے رومی بادشاہ یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا فوراً پلٹ پڑا اور ابن دوقس کو گرفتار کر لیا۔ رومیوں میں اس واقعہ سے بہت ہل چل پڑ گئی عرب اور اہل سواد رمن نے تعاقب کیا شاہی بار برداری کے چار سو اونٹ اسباب کے ساتھ پکڑ لے گئے بہت سے عیسائی پیاس کی شدت سے مر گئے عرب کے دلاوروں نے شاہی کیمپ پر دفعتہً حملہ کر دیا بادشاہ تن تنہا گھبرا کر بھاگ نکلا۔ عرب نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا قیمتی قیمتی اسباب مسلمانوں کے ہاتھ لگا عیسائیوں نے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بھاگ جانا غنیمت جانا۔ اللہ جل شانہ نے مسلمانوں کو کامیابی اور فتح یابی سے ممتاز و سرفراز فرمایا۔[1]

وزیری کا حلب پر قبضہ: ۴۲۹ھ میں وزیری نے بسا کر مصریہ کی افسری کے ساتھ مصر سے حلب پر فوج کشی کی ان دنوں مصریوں کا خلیفہ مستنصر تھا۔ نصر نے اس خبر سے مطلع ہو کر فوجیں مرتب کیں اور خم ٹھونک کر میدان میں آیا۔ قریب حماۃ دونوں فریقوں نے صف آرائی کی۔ نصر کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا وزیری نے کامیابی کے ساتھ سنہ مذکور کے ماہ رمضان میں حلب پر قبضہ کر لیا۔

وزیری کی وفات: وزیری نے حلب پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد آہستہ آہستہ تمام ممالک شام پر قبضہ کر لیا۔ اس سے اس کا رعب و داب بڑھ گیا۔ فوج میں بھی معقول اضافہ ہو گیا ترکوں کی اس فوج میں کثرت ہو گئی۔ جاسوسوں نے مصر میں خلیفہ مستنصر اور اس کے وزیر جرجانی سے چغلی کر دی کہ وزیری علم حکومت کی مخالفت کا ارادہ رکھتا ہے پس وزیر جرجانی نے لشکر دمشق کو وزیری پر حملہ کرنے کی ترغیب دی اور ان کو یہ سمجھا دیا کہ خلیفہ مستنصر کی بھی یہی رائے ہے چنانچہ لشکر دمشق نے وزیری پر حملہ کر دیا وزیری ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اپنے اسباب و سامان کو بار کر کے حلب کا راستہ لیا۔ پھر حلب سے حماۃ کی جانب قدم بڑھایا۔ اہل حماۃ نے شہر میں داخل ہونے دیا والی کفر طاب سے خط و کتابت کر کے اس کے پاس چلا گیا۔ والی کفر طاب اسے لئے ہوئے حلب کی طرف روانہ ہوا۔ دونوں حلب میں داخل ہوئے اتنے میں ۴۳۳ھ کا دور آ گیا اور وزیر داعی اجل کو لبیک کہہ کر ملک عدم کو چل بسا۔

معز الدولہ شمال بن صالح: وزیری کی موت سے شام کی حکومت اور انتظام کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا عرب کی طمع کا ہاتھ

---

[1] عبارت مابین خطوط ہلالی بنظر ربط مضمون تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۹ مطبوعہ مصر سے اخذ کی گئی ہے۔

بڑھ گیا۔ معز الدولہ شمال بن صالح جس وقت سے کہ اس کا باپ اور بھائی مارا گیا تھا رحبہ میں ٹھہر ہوا تھا یہ خبر پا کر حلب کی طرف بڑھا اس کا محاصرہ کر لیا حتیٰ کہ شہر پر قابض ہو گیا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے اور اہلِ مصر سے امداد طلب کی چونکہ والیٔ دمشق حسین بن حمدان جو کہ وزیری کے بعد حکومت دمشق پر خلیفہ مصر کی طرف سے مقرر ہوا تھا حسین بن مفرح والیٔ فلسفین کی جنگ میں مصروف تھا۔ اس وجہ سے وزیری کے ہمراہیوں کی کچھ مدد نہ کر سکا۔ وزیری کے ہمراہیوں نے ایک برس کے کامل محاصرہ کے بعد شمال سے امن کی درخواست کی شمال نے ان لوگوں کو امن دیا اور ماہ صفر ۴۳۴ھ میں حلب پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس زمانہ سے قلعہ پر شمال کا قبضہ قائم رہا یہاں تک کہ عساکر مصریہ نے ابوعبیداللہ بن ناصر الدولہ بن حمدان کی سرکردگی میں حلب پر حملہ کیا اور اس مہم میں عساکر مصریہ کی تعداد پانچ ہزار جنگ آوروں سے زیادہ تھی۔ شمال بھی فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ نہایت ہوشیاری اور مستعدی سے حملہ آور فریق کی مدافعت اتفاق سے ایک ایسا سیلاب آیا کہ جس سے حملہ آور گروہ کے قدم اکھڑ گئے مجبوراً محاصرہ اٹھا لیا اور مصر کی جانب لوٹ آئے۔ اس کے بعد دوبارہ عساکر مصریہ نے مصر سے ۴۴۱ھ میں حلب پر رفق خادم کی افسری میں حملہ کیا۔ شمال نے لڑ کر ان کو پسپا کیا اور اس کے سردار خادم رفق کو گرفتار کر لیا چنانچہ حالت اسیری میں رفق کا انتقال ہو گیا۔

معز الدولہ شمال کی امارت حلب سے دست برداری: گزشتہ شکست سے مصری لشکر کے دم خم میں ذرا بھی فرق نہ آیا حلب پر حملہ آور ہوتا رہا اور آئے دن محاصرہ و جنگ سے شمال کو تنگ کرتا رہا۔ بالآخر شمال کو اس کی امارت سے ناامیدی ہو گئی اور عنان حکومت کو اپنے قبضہ میں رکھنے سے عاجز آ گیا۔ تنگ آ کر مصر میں خلیفہ مستنصر کی خدمت میں مصالحت کا پیام بھیجا اور حلب کو حکومت مصر کے حوالہ کر کے اپنی جان آئندہ کی تباہیوں اور مصائب سے بچائی۔ مستنصر نے اپنی جانب سے تکین الدولہ ابوعلی حسن بن ملہم کو حلب کی حکومت پر مامور کر کے روانہ کیا آخر ۴۴۹ھ میں تکین الدولہ وارد حلب ہوا۔ شمال نے حلب کی عنان حکومت تکین الدولہ کو سپرد کر کے مصر کا راستہ لیا۔ اس کا بھائی عطیہ بن صالح رحبہ چلا گیا اور ابن ملہم حلب پر قابض ہو گیا۔

اہلِ حلب کی بغاوت: ابن ملہم تقریباً دو برس تک حلب پر حکمران رہا اس کے بعد اسے خبر لگی کہ اہلِ حلب نے محمد بن نصر بن صالح سے خط و کتابت شروع کی ہے فوراً محمد بن نصر کو گرفتار کر لیا اس سے اہلِ حلب میں بے حد جوش پیدا ہوا سب کے سب جمع ہو کر باغی ہو گئے اور ابن ملہم کا قلعہ حلب میں محاصرہ کر لیا اور محمود کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ محمود ۴۵۲ھ کے نصف سنہ گزر جانے پر حلب آیا اور ابن ملہم کا ان لوگوں کے ساتھ قلعہ میں محاصرہ کر لیا۔ چاروں طرف سے عرب کے قبائل اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ ابن ملہم نے خلیفہ مستنصر سے امداد طلب کی خلیفہ مستنصر نے ناصر الدولہ ابومحمد حسن بن حسین بن حمدان کو لکھ بھیجا کہ فوراً اپنی رکاب کی فوج کو مسلح کر کے ابن ملہم کی کمک پر پہنچ جاؤ۔ چنانچہ ابومحمد فوجیں آراستہ کر کے حلب کی جانب روانہ ہوا۔ محمود نے یہ خبر پا کر قلعہ حلب سے محاصرہ اٹھا لیا۔

ابن ملہم کی گرفتاری و رہائی: ابن ملہم قلعہ سے نکل کر شہر میں آیا ناصر الدولہ بھی اس کے ساتھ ساتھ شہر حلب میں داخل ہوا۔ ان دونوں کے لشکریوں نے شہر حلب کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا اس کے بعد محمود اور ناصر الدولہ کی فوجوں سے حلب کے باہر ایک میدان میں مقابلہ ہوا۔ میدان محمود کے ہاتھ رہا۔ ناصر الدولہ بن حمدان کو شکست ہوئی۔ اثناء جنگ میں قید ہو

گیا۔ محمود میدان جنگ سے واپس ہو کر شہر آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اسی سنہ کے ماہ شعبان میں قلعہ حلب پر بھی قابض ہو گیا اور ابن حمدان وابن ملہم کو رہا کر دیا۔ یہ لوگ رہائی کے بعد مصر کی جانب واپس ہوئے۔

معز الدولہ شمال کا حلب پر قبضہ جس وقت محمود نے ابن ملہم کو شکست دے کر قلعہ حلب پر قبضہ کر لیا۔ ان دنوں معز الدولہ شمال بن صالح مصر میں موجود تھا۔ شمال مصر میں اس زمانہ سے تھا جب کہ اس نے ۴۴۹ھ میں حلب کو خلیفہ مستنصر کے حوالہ کیا تھا خلیفہ مستنصر نے اوقت معز الدولہ شمال کو حلب کی طرف روانگی کا حکم دیا اور اس کے بھتیجا کو قبضہ حلب سے نکال لینے کی اجازت دی۔ چنانچہ معز الدولہ شمال ماہ ذی الحجہ ۴۵۲ھ میں سفر وقیام کرتا ہوا حلب کے قریب پہونچا اور کمال حزم واحتیاط سے محاصرہ کر لیا۔ محمود نے اپنے ماموں منیع بن شبیب بن وثاب نمیری والی حران سے امداد طلب کی منیع نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور خود بذاتہ شریک جنگ ہوا۔ شمال نے حلب سے محاصرہ اٹھا لیا اور محرم ۴۵۳ھ میں بر یہ کا راستہ اختیار کیا منیع بھی حران کی جانب واپس ہوا۔ شمال نے پلٹ کر حلب پر حملہ کر دیا اور ماہ ربیع سنہ مذکور میں قبضہ حاصل کر لیا۔ کامیابی کے بعد رومی ممالک پر جہاد کیا اور مظفر ومنصور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔

معز الدولہ شمال کی وفات قبضہ حلب کے تھوڑے ہی دن بعد یعنی ماہ ذی القعدہ ۴۵۴ھ میں شمال رہگزار ملک عدم ہوا۔ مرتے وقت اپنے بھائی عطیہ بن صالح کو اپنا ولی عہد مقرر کر گیا۔ عطیہ اس زمانے سے رحبہ میں تھا جبکہ شمال نے مصر کا قیام اختیار کیا تھا عطیہ اس واقعہ سے مطلع ہو کر حلب آیا اور عنان حکومت اپنے قبضہ میں لے لی۔

محمود بن نصر کا حلب پر قبضہ: جس وقت عطیہ نے حلب پر قبضہ حاصل کر لیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلاطین سلجوقیہ ممالک عراق اور شام پر قابض ہو گئے تھے اور صوبجات ممالک اسلامیہ بھی انہی کا دور دورہ ہو رہا تھا اس وقت ان میں ایک گروہ عطیہ کے پاس آیا عطیہ نے اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس سے عطیہ کی قوت میں نمایاں ترقی ہو گئی کچھ روز بعد عطیہ کے ہمراہیوں اور مصاحبوں نے عطیہ کو ان لوگوں کے آئندہ خطرات سے آگاہ کیا اور یہ رائے دی کہ ان لوگوں کو صفحۂ ہستی سے معدوم ونابود کر دیا چنانچہ عطیہ نے اہل شہر کو اشارہ کر دیا۔ اہلِ شہر نے ان میں سے ایک جماعت کا کام تمام کر دیا۔ باقی ماندگان جان بچا کر بھاگ کھڑے ہوئے محمود بن نصر کے پاس حران میں جا کر دم لیا اور اسے قبضہ حلب پر آمادہ کرنے لگے۔ محمود کو ان لوگوں کے کہنے سننے سے قبضہ حلب کا خیال پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے حلب پر آ پہونچا اور محاصرہ کر لیا۔ دو چار لڑائیوں کے بعد ماہ رمضان ۴۵۵ھ میں بزور تیغ فتح کر لیا اور نہایت استقلال واستحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔ اس کا چچا عطیہ رقہ چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا یہاں تک کہ شرف الدولہ مسلم بن قریش نے ۴۶۳ھ میں رقہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ یہ ۴۶۵ھ میں رومیوں کے ملک میں چلا گیا اور ان ترکوں کو جو اپنے امیر ابن خان کے ہمراہ ۴۶۰ھ میں اس کی خدمت میں آئے تھے۔ رومیوں کے قلعوں کی طرف سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا ان لوگوں نے محاصرہ کیا اور بزور تیغ ان پر قابض ہوئے۔

محمود کی اطاعت: ان واقعات کے بعد محمود نے طرابلس کی طرف قدم بڑھایا اور نہایت مستعدی سے اس کا محاصرہ کر لیا اہلِ طرابلس نے تاوان جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے طرابلس سے محاصرہ اٹھا لیا۔ اس کے بعد محاصرۂ دیار بکر، امد اور الرہا سے فارغ ہو کر سلطان الپ ارسلان نے محمود کی طرف رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا جیسا کہ ہم آئندہ ان کے حالات کے ضمن

میں بیان کریں گے الغرض سلطان الپ ارسلان حلب کی طرف آیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ محمود بن نصر اس وقت حلب ہی میں تھا اس اثناء میں خلیفہ قائم کی سفارت دعوت عباسیہ کے بارے میں وارد ہوئی۔ محمود نے اطاعت قبول کی اور علم خلافت عباسیہ کا مطیع ہو گیا اور سفیر خلیفہ از ہرابوالفرابن طراد زینی کے توسط سے سلطان الپ ارسلان کی خدمت میں یہ درخواست پیش کی کہ سلطان مجھے حاضری سے معاف فرمائیں۔ سلطان نے اس سے انکار کیا اور محمود کے محاصرہ میں شدت کرنے لگا۔ چاروں طرف سے سنگباری شروع کر دی۔ ایک روز شب کے وقت اپنی والدہ منیعہ بنت وثاب کے ساتھ حلب سے نکل کر سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا سلطان نے آخر ۴۶۳ھ میں محمود کو خلعت عنایت کیا۔ پھر محمود نے اپنے بیٹے شبیب کو ان ترکوں کی طرف بھیجا جنہوں نے اس کے باپ محمود کو حلب کی حکومت دلائی تھی ان ترکوں نے فتنہ وفساد کا بازار گرم کر رکھا تھا۔ جب شبیب ترکوں کی قیام گاہ کے قریب پہونچا۔ ترک اس سے ملنے کے لئے آئے مگر ان لوگوں نے اس کی درخواست قبول نہ کی صف آرائی کی نوبت پہونچ گئی اثناء جنگ میں ایک تیر آ لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔

وفات نصر: نصر کے مرنے پر اس کا بھائی سابق حکمران ہوا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کی حکومت و امارت کی اس کے باپ نے وصیت کی تھی مگر اس کی کم سنی کی وجہ سے اس کی وصیت کا نفاذ نہ ہو سکا جب یہ حکمران ہوا تو اس نے احمد شاہ سپہ سالار ترکمان کو طلب کر کے خلعت عنایت کی اور حسن سلوک سے پیش آیا۔ ایک زمانہ دراز تک یہ حکمرانی کرتا رہا۔ یہ ترکمان وہی تھے جنہوں نے اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔

دولت بنی صالح کا خاتمہ: ۴۷۲ھ میں تتش نے فتح دمشق کے بعد حلب پر فوج کشی کی اور ایک مدت دراز تک محاصرہ کئے رہا۔ اہلِ حلب نے ترکوں کی حکومت سے غیر مطمئن ہو کر مسلم بن قریش کو حلب پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ مسلم بن قریش نے اس غرض سے حلب کی طرف کوچ کیا لیکن اہلِ حلب کی بعض حرکات کی وجہ سے آئندہ خطرات کا خیال کر کے واپس ہو گیا اس مہم کا سرگروہ ابن حسین عباسی نامی ایک شخص تھا اتفاق سے ایک روز سابق کا لڑکا شکار کھیلنے کے لئے اپنے شکارگاہ میں گیا حلب کے گرد ونواح کے کسی قلعہ کا ترکمان کا یہ خبر پا کر شکارگاہ میں پہونچ گیا اور اسے گرفتار کر کے مسلم بن قریش کے پاس بھیج دیا۔ مسلم بن قریش اسے نظر بند کئے ہوئے حلب کی جانب لوٹا اور اس کے باپ سابق سے حلب کی سپردگی کی شرط سے اس کے لڑکے کے رہا کرنے کا معاہدہ کر لیا۔ چنانچہ سابق نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے۔ مسلم بن قریش نے کامیابی کے ساتھ ۴۷۳ھ میں شہر پر قبضہ کر لیا۔ سابق بن محمود اور اس کے بھائی وثاب قلعہ نشین ہو گیا۔ چند روز بعد امان حاصل کر کے قلعہ کو بھی مسلم کے حوالے کر دیا۔ مسلم نے حلب اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بشارت فتح کا نامہ روانہ کیا اور یہ درخواست کی کہ حسب دستور قدیم مجھے مقبوضہ بلاد کی سند حکومت بشرط ادائے خراج مرحمت فرمائی جائے۔ سلطان ملک شاہ نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی چنانچہ یہ بلاد مسلم بن قریش کے مقبوضات میں داخل ہو گئے یہاں تک کہ سلطان نے اس کے بعد ان بلاد پر قبضہ کر لیا۔

ابن قطلمش اور تتش: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ مسلم بن قریش کو سلطان بن قطلمش نے قتل کیا تھا جیسا کہ مسلم کے حالات میں تحریر کیا گیا ہے جب سلیمان نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا تو ابن حسین عباسی سپہ سالار حلب نے حلب

حوالہ کر دینے کا پیام سلیمان کے پاس بھیجا۔ اس سے پیشتر تتش نے بھی حلب کا محاصرہ کیا تھا اور بزور جنگ اس پر قبضہ کر لینے کی تمنا کی تھی۔ ابن حسین نے دونوں سے مصلحتاً حلب کی سپردگی کا وعدہ کر لیا تھا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر تتش تک پہونچ گئی فوراً سامان جنگ درست کر کے حلب کی طرف کوچ کر دیا۔ سلیمان بن قطلمش بھی آ پہونچا دونوں میں مڈبھیڑ ہوگئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد سلیمان مارا گیا یہ واقعہ ۹ے۴ھ[1] کا ہے۔

تتش کا حلب پر قبضہ: تتش نے سلیمان کو قتل کر کے اس کا سر ابن حسین کے پاس حلب روانہ کر دیا بعد میں ابن حسین کی بے وفائی کی وجہ سے اس نے حلب کا محاصرہ کر لیا انجام کار تتش حلب پر قابض ہو گیا۔ امیر ارتق بن اکسک نے ابن حسین کی سفارش کی۔ سالم بن بدران بن مقلد نے قلعہ کے دروازے بند کر لئے۔

سلطان ملک شاہ کی حلب کو روانگی: ابن حسین کا اس واقعہ سے قبل سلطان ملک شاہ کی خدمت میں جبکہ اسے تاج الدولہ تتش کی طرف سے خطرہ پیدا ہوا تھا۔ ایک عرضداشت قبضہ حلب کے لئے روانہ کی تھی۔ اس بنا پر سلطان ملک شاہ نے اصفہان سے ۹ے۴ھ میں حلب کی جانب کوچ کیا تھا موصل ہوتا ہوا حران پہونچا اور اسے ابن شاطر کے قبضہ سے نکال کر محمد بن شرف الدولہ کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا اس کے بعد الرہا کی طرف قدم بڑھایا اور اسے رومیوں کے ہاتھ سے چھین کر قابض ہو گیا۔ رومیوں نے اسے ابن عطیہ سے خریدا تھا۔ پھر قلعہ جعفر (جعبر) کی طرف بڑھا۔ ایک دن رات کے محاصرے کے بعد اسے بھی فتح کر لیا۔ جس قدر بنی قشیر وہاں تھے سب کو تہ تیغ کیا قلعہ جعبر کا ایک بوڑھا نابینا حاکم تھا اس کے دو بیٹے تھے یہ لوگ رہزنی کیا کرتے تھے اور مسافروں کو لوٹ کر قلعے میں چلے جاتے تھے اس قلعہ کو سر کرنے کر منبج پر جا پہونچا اور اسے بھی اپنے مقبوضات میں داخل ہو کر حلب کی طرف بڑھا۔ اس کا بھائی تاج الدولہ تتش اس وقت حلب کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ سترہ دن گزر چکے تھے نہ تو اہل قلعہ نے اطاعت قبول کی تھی اور نہ اسے بزور تیغ محاصرہ کسی کامیابی کی صورت دکھائی دیتی تھی۔

سلطان ملک شاہ کا حلب پر قبضہ: سلطان ملک شاہ کی آمد کی خبر سن کر محاصرہ اٹھا لیا اور دمشق کی جانب واپس ہوا سلطان ملک شاہ نے شہر پر قبضہ لیا۔ باقی رہے اہل قلعہ وہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے دونوں طرف سے تیری باری ہوتی رہی بالآخر سالم بن بدران نے اپنی ناکامی کا یقین کر کے اطاعت قبول کر لی اور قلعہ کو اس شرط سے کہ قلعہ جعفر اسے بطور جاگیر مرحمت فرمایا جائے سلطان ملک شاہ کے حوالہ کر دیا چنانچہ سلطان نے قلعہ جعفر بطور جاگیر عنایت کیا۔ اس وقت سے یہ قلعہ اس کے اور اس کے لڑکوں کے قبضہ میں رہا۔

یہاں تک کہ سلطان نورالدین محمود زنگی شہید نے اس قلعہ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔

امارت حلب پر قسنقر کا تقرر: اسی اثناء میں نصر بن علی بن منقذ کنانی والیٔ شیرز نے اطاعت وفرمانبرداری کی ایک سفارت سلطان کی خدمت میں روانہ کی۔ سلطان اپنی طرف سے قسیم الدولہ اقسنقر جد الملک العادل سلطان نورالدین محمود زنگی شہید کو حلب پر مامور کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔ اہل حلب کی سفارش پر سلطان نے ابن حسین کی عفو تقصیر کر دی اور اسے دیار بکر بھیج دیا۔ چنانچہ ابن حسین وہاں جا کر مقیم ہوا اور نہایت فکر و تنگی کی حالت میں وہیں انتقال کیا۔ واللہ مالک الامور لا رب غیرہ۔

---

[1] یہ تاریخ غلط ہے دراصل یہ ۹ے۴ھ کا واقعہ ہے ملاحظہ ہو کامل ابن اثیر ج ۱۰۔ ص ۶۰ مطبوعہ مصر۔ (مترجم)

باب: ۵۵

امارت حلہ

دولتِ بنومزید

سردار ابوالحسن علی بن مزید: بنومزید قبیلہ بنو اسد سے تھے۔ یہ لوگ بغداد سے بصرہ اور نجد تک پھیلے ہوئے تھے۔ انہی لوگوں کا نعمانیہ تھا انہی کے اعزہ اور خاندان سے بنودبیس اطراف خوزستان کے ایک جزیرہ میں جو انہی کی وجہ سے معروف و مشہور ہے رہتے تھے۔ بنومزید کا سردار ابوالحسن علی بن مزید اور اس کا بھائی ابوالغنائم تھا۔ ابوالغنائم ابتداً بنودبیس کے پاس گیا اور ایک مدت تک ان کے پاس مقیم رہا۔ پھر ان کے پاس سے بھاگ آیا۔ کوئی شخص اسے نہ پا سکا ابوالحسن کے پاس پہونچا اور تمام واقعات اسے بتائے ابوالحسن نے ان لوگوں پر چڑھائی کی عمید الجیوش سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ عمید الجیوش نے براہ دریا دیلمی فوج کو اس کی کمک پر روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی ابوالحسن شکست کھا کر بھاگا ابوالغنائم اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ یہ واقعہ ۴۰۱ھ کا ہے۔[1]

ابوالحسین کی بنودبیس پر فوج کشی: جب ۴۰۵ھ کا دور آیا تو ابوالحسن نے ایک بڑی فوج مرتب کر کے اپنے بھائی ابوالغنائم کا بدلہ لینے کے لئے بنودبیس پر چڑھائی کی۔ بنودبیس نے بھی یہ خبر پا کر بہت بڑا جم غفیر جمع کر لیا۔ مضر، حسان، نبہان اور طراد بنودبیس کے علاوہ اس اطراف کے اکراد شاہجان اور حادانیہ بھی جمع ہو گئے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی میدان ابوالحسن کے ہاتھ رہا۔ بنودبیس کو شکست ہوئی حسان اور نبہان مارے گئے ابوالحسن بن مزید ان کے مال و اسباب اور تمام مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ بنودبیس کے بقیہ لوگ بھاگ کر جزیرہ پہنچے۔ فخر الدولہ نے جزیرہ دبیسہ کی عنان حکومت ان کے سپرد کر دی اور اس میں سے طیب اور قرقوب کو مستثنیٰ کر دیا۔ ابوالحسن نے فتح یابی کے بعد اسی مقام پر قیام اختیار کیا چند روز بعد مضر بن دبیس نے ایک فوج مرتب کی اور ایک روز شب کے وقت ابوالحسن پر شب خون مارا ابوالحسن کو اس کی خبر نہ تھی شکست کھا کر شہر نیل میں جا کر دم لیا اور پناہ گزین ہوا مضر نے اس کے مال و اسباب اور جزیرہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوالحسن علی کی وفات: ۴۰۸ھ میں ابوالحسن بن مزید اسدی اپنی زندگی کے زمانہ کو پورا کر کے رہگزار ملک عدم ہوا۔

[1] ابوالغنائم کے بھاگ آنے کی وجہ یہ تھی کہ اس نے بنودبیس کے ایک سردار کو مار ڈالا تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹۔ صفحہ ۱۲۳ مطبوعہ مصر۔

دبیس بن ابوالحسن علی: اس کی جگہ اس کا بیٹا نورالدولہ ابوالاعز دبیس حکمرانی کرنے لگا۔ اس کے باپ نے اپنی حیات میں اس کے بھائی کو اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا اور سلطان الدولہ نے اسے خلعت مرحمت فرمایا تھا اور ولی عہدی کی اجازت دی تھی مگر اپنے باپ کے مرنے کے بعد جب یہ حکمران ہوگیا تو اس کا بھائی مقلد بن ابوالحسن امارت کا دعویدار ہوا۔ بنوعقیل کے پاس گیا اور انہی لوگوں میں قیام اختیار کیا اسی وجہ سے دبیس اور قرادش سرداران بنوعقیل کے درمیان بیسویں جھگڑے ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں دبیس نے ان کے خلاف بنوخفاجہ کو ملالیا اور انبار کو اس کے قبضہ سے ۱۷ھ میں نکال لیا اس کے بعد خفاجہ نے دبیس سے بدعہدی کی اس وقت اس کا سردار منیع بن حسان نامی ایک شخص تھا اس نے جامعین کی جانب کوچ کیا اور اسے تاخت وتاراج کر کے کوفہ پر قابض ہوگیا۔ اس کے بعد دبیس اور قرادش میں باہم اتفاق ہوگیا۔ اس وجہ سے انتظامات درست ہوگئے مگر خفاجہ بنوعقیل کنارہ فرات کو دبا بیٹھے۔

جزیرہ دبیسیہ پر منصور بن حسین کا قبضہ: جزیرہ دبیسیہ ایک مدت سے طراد بن دبیس کے قبضہ اقتدار میں تھا ۴۱۸ھ میں منصور بن حسین نے جو کہ قبیلہ بنو کی شاخوں میں سے تھا۔ طراد بن دبیس کو جزیرہ دبیسیہ سے نکال کر قبضہ کرلیا۔ اس واقعہ کے چند دن بعد طراد مر گیا۔ اس کا بیٹا ابوالحسن جلال الدولہ کی خدمت میں بغداد چلا گیا۔ منصور بن حسین نے ملک ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا تھا۔ علی بن طراد نے جلال الدولہ سے یہ درخواست کی کہ اگر آپ ایک فوج میری کمک پر مامور کیجئے تو میں ایک دم میں منصور کو جزیرہ سے نکال باہر کردوں۔ چنانچہ جلال الدولہ نے علی بن طراد کے ساتھ ایک فوج روانہ کی۔ علی بن طراد نے واسط کی جانب کوچ کیا اور نہایت تیزی سے سفر شروع کیا منصور کو اس کی خبر لگی تو اس نے بھی تیاری شروع کردی بعض امراء ترک یعنی ابوصالح کرکبر نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی ابوصالح کسی وجہ سے جلال الدولہ کی خدمت سے بھاگ کر ابوکالیجار کے پاس چلا آیا تھا۔ اس وجہ سے ابوصالح نے منصور کی مدد پر مستعدی ظاہر کی۔ ان لوگوں سے علی بن طراد سے معرکہ آرائی ہوئی۔ میدان ان لوگوں کے ہاتھ رہا۔ علی بن طراد کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ ترکوں کا ایک گروہ جسے جلال الدولہ نے اس کی مدد پر مامور کیا تھا۔ اس معرکہ میں کام آ گیا۔ جزیرہ دبیسیہ کی حکومت پر منصور بن حسین استقلال واستحکام کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا۔

دبیس اور جلال الدولہ کی جھڑپیں: مقلد برادر دبیس بن مزید جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں بنوعقیل کے پاس چلا گیا تھا چونکہ اس سے اور نورالدولہ دبیس سے عداوت تھی اس وجہ سے یہ منیع بن حسان امیر خفاجہ کے پاس جا پہونچا اور دونوں متفق ہو کر جلال الدولہ کی مخالفت اور کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی غرض سے دبیس سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔

دبیس کو اس کی خبر لگ گئی ابوکالیجار کو عراق بلا بھیجا۔ ابوکالیجار وارد واسط ہوا۔ اس وقت الملک العزیز بن جلال الدولہ واسط ہی میں تھا۔ ابوکالیجار کی آمد کی خبر پا کر واسط چھوڑ کر نعمانیہ کی طرف روانہ ہوا۔ دبیس نے شہر کا بند توڑ دیا بہت سا مال واسباب ضائع ہوگیا ایک بڑی جماعت ڈوب کر ہلاک ہوگئی۔ ابوکالیجار نے قرادش والیٔ موصل اور اثیر عنبر خادم کو عراق آنے کی ترغیب دی۔ یہ لوگ عراق کی جانب روانہ ہوئے رفتہ رفتہ کحیل پہونچے اثیر عنبر کا ایک مقام پر انتقال ہوگیا۔ جلال الدولہ نے فوجیں فراہم کیں اور ابوالشوک والیٔ بلاد اکراد سے امداد طلب کی چنانچہ ابوالشوک امداد کی غرض سے واسط کی جانب آیا اور وہیں قیام پذیر ہوگیا۔ بارش شروع ہوگئی ہر طرف کیچڑ ہی کیچڑ نظر آنے لگا۔

جلال الدولہ کو تنگ دستی ستانے لگی اپنے ہمراہیوں کے مشورہ سے فوجیں مرتب کر کے اہواز کی طرف غارت گری کے قصد سے قدم بڑھایا۔ اس وقت اہواز پر ابو کالیجار کا قبضہ تھا۔ ابو کالیجار نے یہ سن کر اہواز کو جلال الدولہ کی دست برد سے بچانے کی غرض سے جلال الدولہ سے یہ کہلا بھیجا کہ سلطان محمود بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف بڑھ رہی ہیں۔ جلال الدولہ نے ذرا بھی اس خبر کی طرف توجہ نہ کی کوچ وقیام کرتا ہوا اہواز پہونچا اور بلا مزاحمت وقتال اہواز کو جی کھول کر لوٹ لیا۔ ابو کالیجار کے کانوں تک یہ خبر پہونچی تو فوراً فوجیں مسلح کر کے جلال الدولہ کی مدافعت کے لئے روانہ ہوا اور دبیس کو خفاجہ کی غارت گری کے خیال اور خوف سے اپنے مال واسباب کی محافظت پر چھوڑتا گیا جلال الدولہ اور ابو کالیجار سے مڈبھیڑ ہوئی سخت اور خونریز جنگ کے[1] بعد ابو کالیجار کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے ہمراہی کام آئے جلال الدولہ نے واسط پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے الملک العزیز کو واسط کی حکومت پر جیسا کہ اس سے بیشتر تھا مامور کیا۔

جلال الدولہ اور دبیس کے مابین مصالحت: اس شکست کے بعد دبیس بخوف خفاجہ ابو کالیجار کی رفاقت ترک کر کے اپنے شہر آیا۔ اس کے اعزہ کا ایک گروہ اس سے مخالف ہو کر اطراف جامعین میں لوٹ مار کر رہا تھا۔ دبیس نے ان سے معرکہ آرائی کی اور ان پر کامیابی حاصل کر کے ان کے ایک گروہ کو قید کر لیا۔ ان میں ابو عبیداللہ حسن ابن ابوالغنائم بن مزید' شبیب' سرایا اور وہب پسران حماد بن مزید وغیرہم تھے۔ دبیس نے ان لوگوں کو جوسق میں قید کر دیا۔ اس کے بعد اس کے بھائی مقلد نے عرب کو جمع کیا اور جلال الدولہ سے امداد طلب کی چنانچہ جلال الدولہ نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں مقلد نے دبیس پر فوج کشی کی۔ اس معرکہ میں دبیس کو شکست ہوئی اس کے ہمراہیوں میں سے ایک جماعت کو مقلد نے گرفتار کر لیا اور اس کے مال واسباب اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔ جس قدر قیدی تھے لے جا کر قید کر دیا دبیس بحال پریشان شکست اٹھا کر سندیہ جا کر پناہ گزیں ہوا مجد الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا چند روز بعد جلال الدولہ سے صفائی ہوگئی سند گورنری دینے کی شرط پر مال مقررہ کے ادا کرنے کی ضمانت دی۔ جلال الدولہ نے دبیس کی اس درخواست کو منظور کر لیا۔ سند حکومت کے ساتھ خلعت خوشنودی بھی عنایت کی۔ جس سے دبیس کی حالت پھر درست ہوگئی۔

مقلد کو ان واقعات کی خبر لگی اس وقت اس کی رکاب میں خفاجہ کا ایک جم غفیر تھا۔ ان سب نے مطیر آباد اور نیل کو تاخت وتاراج کیا اور اس کے مضافات کو بھی جی کھول کر لوٹا۔ حلہ اس وقت تعمیر نہیں کیا گیا تھا۔ اس کے بعد مقلد نے دجلہ کو عبور کیا ابوالشوک کے پاس پہونچا اور اس کے پاس مقیم رہا اور سارے کام اصلاح پزیر ہو گئے۔

ابو قوام ثابت بن علی: ابو قوام ثابت بن علی مزید ایک مدت دراز سے بساسیری کے پاس رہا کرتا تھا اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں سے تھا ۴۲۰ھ میں بساسیری نے دبیس پر فوج کشی کی ابو قوام ثابت بھی اس کے ہمراہ تھا چنانچہ نیل اور تمام مقبوضات دبیس پر بساسیری نے قبضہ کر لیا۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ کو ثابت سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں کو ثابت کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ دبیس نے اپنے ہمراہیوں کی شکست سے مطلع ہو کر اپنے شہر کو ثابت کے لئے چھوڑ دیا اور چلتا پھرتا نظر آیا۔

---

[1] یہ لڑائی ۴۲۰ھ میں ہوئی تھی۔ تین شبانہ روز لڑائی ہوتی رہی۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵۶ مطبوعہ مصر۔

معرکہ جرجرایا: حتی کہ بساسیری بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت دبیس نے بنو اسد اور خفاجہ کو جمع کیا ابو کامل منصور بن قراد بھی اس کا ہم آہنگ ہو گیا۔ ان سب نے اپنے مال و اسباب کو ایک قلعہ میں رکھ کر دبیس کو دوبارہ حکومت و امارت دلانے کے لئے کوچ کیا مقام جرجرایا میں ثابت سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی اور سخت لڑائی ہوئی فریقین کے سینکڑوں آدمی کام آئے پھر خود بخود ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے صلح کا نام و پیام ہونے لگا۔ بالآخر اس شرط پر کہ دبیس کو اس کے مقبوضات واپس دے دیئے جائیں اور ان مقبوضات میں سے بعض صوبے اس کے بھائی ثابت کے حوالہ کئے جائیں باہم مصالحت ہو گئی عہد نامہ لکھا گیا۔ دونوں فریقوں نے قسمیں کھائیں اور علیحدہ ہو گئے۔ اس کے بعد بساسیری ثابت کی امداد کو نعمانیہ میں وارد ہوا۔ مصالحت کی خبر پا کر واپس ہو گیا۔

لشکر واسط اور دبیس کی جنگ: الملک الرحیم نے ۴۴۱ھ میں متعلقات نہر صلہ اور نہر فضیل جو کہ لشکر واسط کے جاگیر میں تھے دبیس بن مزید کو بطور جاگیر مرحمت فرمائے اس سے لشکر واسط میں ناراضگی پیدا ہوئی سب کے سب جمع ہو کر دبیس پر چڑھ گئے لڑائی کی دھمکی دی دبیس نے جواب دیا کہ الملک الرحیم نے مجھے جاگیر میں مرحمت فرمایا آؤ ہم اور تم اپنی اپنی تحریریں الملک الرحیم کی خدمت میں بھیجیں جو کچھ وہ فیصلہ فرما دیں اس پر ہم لوگ قناعت کریں لشکر واسط نے اس جواب کی ذرا بھی توجہ نہ کی حملہ کر دیا۔ دبیس نے خبر پا کر چند دستہ فوج کو کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت لشکر واسط کمین گاہ سے گزر کر آگے بڑھا دبیس کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر لشکر واسط پر حملہ کر دیا لشکر واسط اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ دبیس کی فوج نے انتہائی بے رحمی اور سختی سے انہیں جی کھول کر پامال کیا۔ ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ ہزار ہا مویشی اور بار برداری کے جانور پکڑ لئے اس شکست کے بعد لشکر واسط کی جانب واپس ہوا۔ لشکر بغداد سے امداد طلب کی بساسیری کو ان لوگوں کی مدافعت کی ترغیب اور نہر صلہ اور نہر فضیل کے واپس دلانے کی تحریک کرنے لگے۔

دبیس اور خفاجہ کا معرکہ: ۴۴۱ھ میں بنو خفاجہ نے جامعین کی طرف قدم بڑھایا۔ جامعین دبیس کے مقبوضات میں سے تھا۔ بنو خفاجہ نے اس اطراف میں فتنہ مچا دیا غربی فرات کو لوٹ لیا۔ اس وقت دبیس شرقی فرات میں تھا ان واقعات سے مطلع ہو کر دبیس نے بساسیری سے امداد کی درخواست کی چنانچہ بساسیری بذاتہ اس کی کمک پر آیا۔ دبیس نے بساسیری کے ساتھ فرات کو عبور کر کے خفاجہ سے لڑائی چھیڑ دی اور اپنے پُرزور حملوں سے بنو خفاجہ کو جامعین کی حدود سے نکال باہر کیا۔ بنو خفاجہ نے بریہ کا راستہ اختیار کیا۔ چند روز بعد پھر واپس ہو کر ہنگامہ و فساد برپا کر دیا۔ دبیس نے ان پر دوبارہ فوج کشی کی بنو خفاجہ جامعین چھوڑ کر بریہ کی طرف بڑھے۔ دبیس نے تعاقب کیا خفان میں پہونچ کر بنو خفاجہ سے مڈبھیڑ ہوئی۔ دبیس نے ان لوگوں پر نہایت سختی سے حملہ کر دیا خفان پر چاروں طرف سے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے بنو خفاجہ کو وہاں سے نکال دیا قلعہ کو منہدم کرا کر زمین دوز کر دیا۔ اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا خفاجہ کے قیدی ساتھ ساتھ تھے۔ بغداد پہونچ کر ان لوگوں کو پھانسی پر چڑھا دیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے جری کی طرف قدم بڑھایا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل جری نے مصالحت کی درخواست کی بساسیری نے سات ہزار دینار تاوان جنگ طلب کیا۔ ان لوگوں نے اپنے سر لے لیا۔ چنانچہ بساسیری نے ان لوگوں کو امن دیا۔

حصہ ششم

غزنوی اور غوری سلاطین

فاتح سومنات سلطان محمود غزنوی اور ہندوستان میں پہلی سلطنت کے بانی شہاب الدین
غوری کی فتوحات کے مستند حالات

تصنیف: رئیس المؤرخین علامہ عبدالرحمن ابنِ خلدونؒ
(۷۳۲-۸۰۸)

ترتیب وتبویب: شبیر حسین قریشی ایم-اے ● ترجمہ: حکیم احمد حسین الہ آبادی

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

نام کتاب: ـــــــ تاریخ ابن خلدون

مصنف: ـــــــ رئیس المورخین علامہ عبدالرحمن بن خلدون

ناشر: ـــــــ نفیس اکیڈمی اردو بازار کراچی

طبع: ـــــــ جدید کمپیوٹر ایڈیشن جنوری ۲۰۰۳ء

ایڈیشن: ـــــــ آفسٹ

نفیس اکیڈمی
اردو بازار کراچی

فہرست

غزنوی اور غوری سلاطین

ہند کے بُت کدوں میں پہلا بت شکن

از: محمد اقبال سلیم گاہندری

تاریخ ابن خلدون کے زیر نظر چھٹے حصے میں غزنوی اور غوری سلاطین کے دو مختلف دور اس لئے یکجا کیے گئے ہیں کہ دونوں کی سرگرمیوں کا محور مشترک ہے۔ وہی برصغیر ہندوستان جس کی تسخیر کا عزم لے کر سکندر جیسا کشور کشا یونان سے آندھی کی طرح اٹھا۔ لیکن جہلم کی بھپری ہوئی لہروں کے تیور دیکھ کر نا کام واپس چلا گیا۔ اس کی ایک خاص وجہ تھی' وہ یہ کہ ہندوکش کی برف سے اٹی ہوئی چوٹیوں' کشمیری گل پوش وادیوں' دریائے سندھ کے طاس' گنگا جمنا کے دوآبے' راجپوتانے سے کالنجر' قنوج اور کاٹھیاواڑ تک پھیلے ہوئے مندروں میں براجمان بت صدیوں سے بت شکن کی راہ دیکھ رہے تھے۔

رحم دل' منصف مزاج' خدا پرست امیر سبکتگین نے اپنے فخر زمانہ بیٹے محمود کو قلعے کے اندر نہیں بلکہ جنگ ہی کے میدان میں شہسواری' شمشیر زنی' نیزہ بازی' تیر اندازی اور بت شکنی کی عملی تعلیم دی تھی۔ ابھی وہ مشکل سے پندرہ سولہ ہی برس کا تھا کہ اسے فیصلہ کن جنگ کے میدان میں شاہی لشکر کے بائیں بازو کی کمان سونپی گئی اور اس کے سامنے شمالی ہند کے کھاگ بت پرست راجہ انند پال کی سپاہ کا حد نگاہ تک پھیلا ہوا سمندر ٹھاٹھیں مار رہا تھا۔ یہ اسی نوخیز سپاہی کی بے جگری اور بے خوفی تھی۔ جس نے دشمن کو صلح کی درخواست کرنے پر مجبور کیا تھا۔

لیکن امیر سبکتگین کے بے وقت انتقال کی خبر سنتے ہی انند پال نے یہ سوچ کر معاہدے کی دھجیاں اڑا دیں کہ غزنی کا یہ کمسن' ناتجربہ کار نوجوان سلطان جنگ کے شعلوں سے زندگی کا دامن بچانے کی کوشش کرے گا۔ لیکن وہ لاہور ہی میں بیٹھا ہوا اپنے ٹڈی دل کو کیل کانٹے سے لیس بھی نہ کر پایا تھا کہ غزنی کے صبا رفتار شہسوار اپنے پُرعزم و اعتماد سردار کی قیادت میں ایک رات کے برف کے بے آواز گالوں کی طرح راوی کے کنارے اُترے اور اگلے روز اپنی طوفانی یلغار میں انند پال کے بے ترتیب ٹڈی دل کو گھوڑوں کی ٹاپوں تلے روندتے ہوئے لاہور پر قابض ہو گئے۔ اب برصغیر کے دروازے اس کے سامنے چوپٹ کھلے پڑے تھے اور گھوڑے کی زین پر خاموش بیٹھا ہوا فاتح مشرقی اور جنوبی افقوں کے پار نہ جانے کیا ڈھونڈ رہا تھا۔

اس نے زین پر بیٹھے بیٹھے آریہ ورت کے مستقبل کی منزلیں متعین کیں اور پھر ہر سال انہیں باقاعدگی سے روشن اور ہموار کرتا رہا۔ ملتان سے بھٹیز' دلی سے بندرابن' کالنجر سے قنوج اور گوالیار سے گجرات کاٹھیاواڑ تک ایک ایک بت کدے کی حفاظت کے لئے بت پرستوں کی صفیں قدم قدم پر ہمالیہ کی طرح ابھریں اور وہ انہیں روئی کی طرح دھنکتا سومنات کے مندر تک بے روک ٹوک بڑھتا چلا گیا اس زمانہ میں سومنات آریہ ورت کا سب سے بڑا شکتی مان دیوتا مانا جاتا تھا اس کے پاؤں دھونے کے لئے ہر روز سونے کے جڑاؤ گھاگروں میں گنگا سے پانی آتا تھا۔ دیوہیکل ہیرے اور جواہر جڑے تھے۔ کمرے کی چھت سے سونے کی بیسوں من وزنی زنجیر لٹکی تھی اور اس کے سرے سے کئی سنہری اور روپہلی گھنٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ دعا

مانگنے سے پہلے زنجیر کھینچ کر گھنٹیاں بجائی جاتیں تاکہ سومنات غفلت کی نیند سے جاگ اٹھے اور پجاریوں کی دعائیں قبول ہو جائیں۔

جب پروہت کو اطلاع ملی کہ سلطانی لشکر مندر کی فصیل کے پار صف آرا ہے تو وہ قہقے لگاتا چھت پر چڑھ دوڑا۔ اسے یقین تھا کہ سومنات کی طرف بری نظر سے دیکھنے والوں پر بجلیاں ٹوٹ پڑیں گی لیکن سلطان محمود گرز تانے سومنات کے سر پر آ کڑکا اور کسی طرح سے کوئی بجلی نہ ٹوٹی۔ اب پروہت زمین بوس ہو کر سلطان کے قدموں سے لپٹ گیا۔ ''اگر سلطان ذیشان ہمارے سومنات سے صرف نظر کرنے پر آمادہ ہو جائیں تو اس کے عوض بت کے ہم وزن ہیرے موتی پیش کئے جائیں گے''۔ سلطان بت اور بت پرست کو دیکھ کر مسکرایا ''اور میں بت شکن ہوں بت فروش نہیں'' کہتے ہیں ایسی کاری ضرب لگائی کہ سومنات پاش پاش ہو گیا۔ مورخ حیران ہیں کہ مسلسل سولہ سالہ کامیاب یلغاروں کے باوجود سلطان محمود نے بھارت کو غزنوی سلطنت میں باقاعدہ شامل کیوں نہ کیا؟ صرف اس لئے کہ یہ برصغیر کے نامور فاتح سلطان شہاب الدین غوری کا تھا۔ وہی شہاب الدین غوری جس نے تراوڑی کے میدان میں دلی اجمیر کے چوہان مہاراجہ رائے پتھورا پرتھوی راج سے شکست کھانے کے بعد عہد کیا تھا'' جب تک بدلہ نہ لے لوں زین کسے گھوڑے پر سوار ہوں گا اور نہ بستر پر چین سے سوؤں گا'' اور اس نے اگلے ہی سال اسی میدان میں رائے پتھورا کو عبرت ناک شکست دے کر اپنی قسم پوری کی۔

چوہان کے بعد آریہ ورت کی قیادت چتوڑ کے مانے ہوئے راجپوت رانا سانگا کے حصے میں آئی۔ اس سپاہی کے جسم پر نیزوں اور تلواروں کے اکثر نشان تھے اور برصغیر کے ایک سو ایک چھوٹے بڑے راجاؤں نے اس کے جھنڈے تلے صف آراء ہو کر اشوک اعظم کے دیس کو مسلمانوں سے آزاد رکھنے کی قسم کھائی تھی۔ ہندوستان کی یہ فیصلہ کن جنگ بھی تراوڑی ہی کے میدان میں لڑی گئی۔ یہاں تاریخ کا سب سے بڑا رن پڑا اور اتنا خون بہا کہ اپنی آن پر مر مٹنے والوں کی لاشیں مچھلیوں کی طرح تیرنے لگیں اور بالآخر بت پرستوں کو شکست اور توحید پرستوں کو فتح نصیب ہوئی۔ ایسی شاندار فتح کہ آنے والی کئی صدیوں تک برصغیر ہندوستان اسلامی پرچم کے پرسکون سائے تلے آباد پڑا رہا۔

اور آج صدیوں بعد اسی بھارت کے بت کدے محمد بن قاسمؒ سلطان محمود اور شہاب الدین غوری کے جانشینوں کو ایک بار پھر للکار رہے ہیں ؎

تازہ خواہی داشتن داغ ہائے سینہ را

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را

علامہ ابن خلدون کی تاریخی بصیرت کسی تعارف کی محتاج ہے نہ ان کی شخصیت ان کا قلم اور فاتح سومنات کی شمشیر خاراشگاف جس محاذ پر شانہ بشانہ پیش قدمی کریں تو بزم اور رزم کے امتزاج سے جاگ اٹھنے والا جادو پڑھنے والے کو مسحور کر دیتا ہے۔

باب : ۱

امارت بنی مزید

دبیس بن علی بن مزید

جس وقت بنو بویہ کا زمانہ ختم ہوگیا اور (تاتاریوں) نے انہیں مغلوب و مقہور کر دیا اور حکومت و سلطنت کی عنان طغرل بک بادشاہ سلجوقیہ نے اپنے قبضہ اقتدار میں لے لی' اس وقت سلطان موصوف دارالخلافہ بغداد آیا اور خلافت مآب پر غالب ہو کر منبروں پر اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور الملک الرحیم آخری ملوک بنی بویہ کو گرفتار[1] کرلیا۔ جیسا کہ یہ واقعات بالتفصیل بنو بویہ کے حالات میں مذکور ہو چکے ہیں۔

معرکہ سنجار: بساسیری نے الملک الرحیم کے واسطے سے بغداد کی جانب سے روانہ ہونے سے قبل سلطان طغرل بک سے جنگ کے ارادہ سے علیحدہ ہو کر کوچ کر دیا تھا۔ قطلمس جو طغرل بک کا چچازاد بھائی بلادِ روم کے بادشاہوں کا مورثِ اعلیٰ اور قلیچ ارسلان کی اولاد سے تھا۔ اس ارادے میں (تاتاریوں) کے خلاف اس کا ہم خیال تھا۔ مہتمم الدولہ ابوالفتح عمر اس کے ہمرکاب تھا۔ قریش بن بدران والیٔ موصل وغیرہ بھی اس کی رکاب میں تھے۔ چنانچہ دبیس اور بساسیری نے تاتار سے سنجار میں معرکہ آرائی کی۔ سلطان طغرل بک نے ان لوگوں کو پہلے ہی معرکہ میں شکست دی۔ قریش زخمی ہو کر میدان جنگ سے دبیس کی خدمت میں آیا۔ دبیس نے اسے تسلی دی اور اس کے ہمراہ موصل کی طرف چلا گیا موصل میں سب نے متفق ہو کر دوبارہ جنگ کی رائے قائم کی۔ دبیس' قریش اور بساسیری نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بریہ کی جانب خروج کیا۔ بنی نمیر اصحاب حران اور رقہ کا ایک جم غفیر ان لوگوں کی رکاب میں تھا۔ سلطانی لشکر نے ہزار دست کی افسری میں جو کہ امراء سلجوقیہ میں سے ایک نامور شخص تھا ان لوگوں کا تعاقب کیا اور چار منزلیں طے کر کے ان کے ڈیروں پر پہنچ کر حملہ کر دیا۔ ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ سلطانی لشکر بہت سا مال غنیمت اور قیدیوں کو لے کر واپس ہوا۔

سلطان طغرل بک اور دبیس کی مصالحت: خاتمہ جنگ کے بعد دبیس اور قریش نے ہزار دست کے پاس کہلا بھیجا کہ ''اب ہم لوگ بے دست و پا ہو گئے ہیں اور زمین ہم پر تنگ ہو رہی ہے۔ سلطان طغرل بک ہم لوگوں کے حال پر رحم

---

[1] یہ واقعات ۴۴۷ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر مطبوعہ مصر صفحہ ۲۵۴' ۲۵۵' جلد ۹۔

روانہ کیا۔ ان لوگوں نے رملہ پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ عوام الناس سے اور ان لوگوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ نظام حکومت درہم برہم ہو گیا۔ خلافت مآب نے سیف الدولہ صدقہ کے پاس ان زیادتیوں اور ظلم کی شکایت لکھ بھیجی۔ صدقہ نے جواباً کہلا بھیجا کہ آپ کمشتکین کو بغداد سے نکال دیجئے ابھی سارا انتظام اور امن وامان قائم ہو جائے گا۔ چنانچہ خلافت مآب نے کمشتکین قیصری کو ماہ ربیع الآخر ۴۹۶ھ میں بغداد سے نہروان کی جانب روانہ کردیا۔ سیف الدولہ صدقہ چلا گیا اور دارالخلافت بغداد میں سلطان محمد کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا جانے لگا۔

صدقہ کا واسط پر قبضہ: کمشتکین قیصری بغداد سے نکل کر واسط پہنچا اور سلطان برکیاروق کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ صدقہ کو اس کی خبر ہوگئی فوراً واسط کی جانب کوچ کیا اور پہنچتے ہی کمشتکین کو واسط سے نکال دیا۔ اس عرصہ میں ابوالغازی بھی واسط پہنچ گیا۔ دونوں نے جمع ہو کر کمشتکین کا تعاقب کیا۔ کمشتکین گھبرا گیا۔ امن کی درخواست کی۔ صدقہ نے اسے امن دی اور عزت واحترام سے پیش آیا اور واسط میں دوبارہ سلطان محمد کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اسکے نام کے بعد خطبہ میں صدقہ اور ابوالغازی کا نام بھی داخل کیا گیا اور ہر ایک نے اس کے بیٹے کو واسط کی حکومت پر مامور کر کے مراجعت کی۔ ابوالغازی دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا مگر منصور کو ابوالغازی کے ہمراہ روانہ کیا اور صدقہ نے حلہ کا راستہ لیا۔ مگر منصور کو ابوالغازی کے ہمراہ دارالخلافت بغداد خلیفہ مستظہر کو راضی کرنے بھیج دیا' دیر کس بات کی تھی خلافت مآب راضی ہو گئے۔

صدقہ کا ہیئت پر قبضہ: ان واقعات کے بعد صدقہ نے ہیئت پر بھی قبضہ کر لیا۔ سلطان برکیاروق نے ہیئت بہاء الدوین ثروان بن وہب بن وہیب کو بطور جاگیر مرحمت کیا تھا۔ بنوعقیل کی ایک جماعت صدقہ کے پاس مقیم تھی کسی بات پر صدقہ اور بہاء الدولہ میں ان بن ہوگئی۔ بقیہ بنوعقیل بھی صدقہ کی جانب مائل ہوئے۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ حج کرنے چلا گیا۔ کچھ عرصہ بعد حج کر کے واپس ہوا صدقہ نے مزاحمت کی اور اپنے بیٹے دبیس کو والی ہیئت کے پاس بھیجا اور کہلا بھیجا کہ شہر ہمارے حوالے کردو۔ ثروان کے نائب محمد بن رافع بن رفاع بن منیعۃ بن مالک بن مقلد نے جو اس وقت والیٔ ہیئت تھا اس سے انکار کیا۔ صدقہ مہم واسط سے فارغ ہو ہی چکا تھا ہیئت کی طرف کوچ کردیا۔ منصور بن کثیر اپنے چچا ثروان کی طرف سے فوجیں لے کر لڑنے کے لئے نکلا۔ دونوں میں معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ دوران جنگ میں شہر ہیئت کے چند لوگ صدقہ سے مل گئے اور انہوں نے شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ صدقہ شہر میں داخل ہو گیا۔ منصور نے یہ رنگ دیکھ کر اطاعت قبول کی اور شہر صدقہ کے حوالے کردیا۔ صدقہ نے منصور اور اس کے ہمراہیوں کو خلعت اور انعام سے سرفراز کیا اور اپنے چچازاد بھائی ثابت بن کامل کو حکومت واسط پر اپنی طرف سے مقرر کر کے حلہ کی جانب واپس ہو گیا۔

اس کے بعد سلطان محمد اور سلطان برکیاروق میں باہم مصالحت ہوگئی۔ ماہ شوال ـــ ھ میں صدقہ نے واسط کی طرف کوچ کیا اور اس پر قابض ہو گیا اور ان ترکوں کو جو وہاں مقیم تھے نکال دیا۔ مہذب الدولہ بن ابوالخیر کو بلا کر جب کہ سال پورے ہونے کو تین مہینے باقی تھے پچاس دینار پر شہر کا ٹھیکہ دے دیا اور حلہ چلا گیا۔

صدقہ کا بصرہ پر قبضہ: بصرہ تقریباً دس سال سے اسماعیل بن ارسلان جق سلجوقیہ کے قبضہ اقتدار میں تھا۔ چونکہ سلطان

برکیاروق اور محمد میں مخالفت کا سلسلہ چلا آ رہا تھا اس وجہ سے اسماعیل کو اپنی قوت بڑھانے اور حکومت میں استحکام پیدا کرنے کا خاصا موقع مل گیا تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ صدقہ کی اطاعت و فرمانبرداری اور موافقت کا اظہار بھی کرتا رہا۔ جب مستقل طور سے عنان حکومت پر سلطان محمد کا قبضہ ہو گیا تو صدقہ نے سلطان محمد کی خدمت میں اپنے صوبجات کی بحالی کی درخواست پیش کی۔ چنانچہ سلطان محمد نے اسے اس کے صوبجات پر قائم رکھا۔ اس کے بعد سلطان محمد نے اپنے ایک نائب بصرہ شاہی جاگیرات پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اسماعیل نے مخالفت کی۔ سلطان محمد نے صدقہ کو بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ اس اثناء میں منکبرس نے علم بغاوت بلند کیا۔ سلطان محمد اس وجہ سے مہم بصرہ کی طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ صدقہ نے اسماعیل کے پاس پیام بھیجا کہ بصرہ کی پولیس افسری مہذب الدولہ بن ابی الخیر کے حوالے کر دو۔ اسماعیل نے اس بات پر بھی کوئی توجہ نہ دی۔ تب صدقہ نے فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے ان قلعوں کی قلعہ بندی کر لی جنہیں اس نے اطراف بصرہ میں تعمیر کرایا تھا۔ باقی رؤسا شہر عباسیہ علویہ قاضی مدرسین اور دوسرے امراء شہر کو بصرہ میں چھوڑ گیا۔ صدقہ نے پہنچ کر بصرہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ اسماعیل نے قلعہ سے نکل کر جنگ چھیڑ دی۔ ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا۔ صدقہ کے ہمراہیوں میں سے ایک گروہ نے شہر کی دوسری جانب لڑائی چھیڑ رکھی تھی۔ اتفاق یہ کہ اسی طرف سے شہر فتح ہوا۔ اسماعیل شکست کھا کر قلعہ جزیرہ کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا۔ بصرہ کو صدقہ کے لشکریوں نے خوب جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ مہذب الدولہ بن ابی الخیر جنگی کشتیاں لئے ہوئے آ پہنچا اور اس قلعہ کو سر کر لیا جو کہ اسماعیل کا مطار امین تھا۔

ان واقعات کے بعد اسماعیل نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی۔ صدقہ نے اسے امن دیا۔ صدقہ نے شہر میں داخل ہو کر اہل بصرہ کو امان عنایت فرمائی اور اپنی طرف سے بصرہ پر ایک شخص کو مقرر کر کے اور سولہ روز کے قیام کے بعد تیسری جمادی الآخر ۴۹۹ھ میں حلہ واپس ہوا اور اسماعیل نے فارس کا راستہ لیا۔ رام ہرمز پہنچ کر مرض الموت میں گرفتار ہو کر راہی ملک عدم ہوا۔

امارت بصرہ پر التونتاش کا تقرر۔ صدقہ نے بصرہ پر اپنے دادا دبیس کے ایک مملوک کو جس کا نام التونتاش تھا مامور کیا اور اس کے ساتھ حفاظت کی غرض سے ایک سو بیس سواروں کو متعین کیا تھا۔ قبائل ربیعہ اور منتفق نے جمع ہو کر بصرہ پر حملہ کر دیا اور بہ زور تیغ بحالت غفلت داخل ہو گئے۔ التونتاش کو گرفتار کر لیا گیا۔ کئی مہینے بصرہ میں ٹھہرے لوٹ مار کرتے رہے۔ صدقہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ اتفاق سے یہ فوج اس وقت بصرہ میں پہنچی جب کہ ربیعہ اور منتفق شہر کو تاخت و تاراج کر کے چلے گئے تھے۔ سلطان محمد نے اس وجہ سے بصرہ کو صدقہ کی حکومت سے نکال کر اپنی جانب سے ایک گورنر اور ایک افسر پولیس مقرر کیا۔ بدنظمی رفع ہو گئی۔ امن و امن پھر قائم ہو گیا۔

ابوغشام بن منیعہ۔ تکریت بنومعن کے مقبوضات سے تھا۔ بنومعن بنوعقیل کے قبیلہ سے تھے آخری ۲۷ھ تک تکریت رافع بن حسن بن معن کے قبضہ میں رہا۔ جب رافع نے وفات پائی تو اس کا بھتیجا ابومنیعہ بن ثعلب بن حماد حکمران ہوا۔ اس وقت خزانہ میں اسباب اور اجناس کے علاوہ پانچ لاکھ دینار موجود تھے ۴۳۵ھ میں یہ بھی رہ گزر آخرت ہوا۔ اس کا بیٹا ابو غشام کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ ۴۴۴ھ تک حکمرانی کرتا رہا اس کے بعد اس کا بھائی عیسیٰ اٹھ کھڑا ہوا اور اس نے ابوغشام کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ تمام مال و اسباب اور قلعہ پر قبضہ کر لیا۔

ابوغشام کا قتل: جب سلطان طغرل بک نے ۴۴۸ھ میں تکریت کی طرف قدم بڑھایا تو عیسیٰ نے کسی قدر خراج اور نذرانہ پیش کر کے اطاعت قبول کر لی اور مصالحت کر لی۔ سلطان طغرل بک نے دوسری جانب کوچ کر دیا۔ اس کے بعد ہی عیسیٰ نے وفات پائی۔ اس کی بیوی نے اس خیال وخطرہ سے کہ مبادا اس کا بھائی ابوغشام جیل سے نکل کر شہر پر قابض نہ ہو جائے ابوغشام کو بحالت قید قتل کرا دیا اور قلعہ پر ابوالغنائم ابن مجیلان کو اپنی طرف سے مامور کیا۔ ابوالغنائم نے سلطان طغرل بک کے امرائے حکومت کے حوالے کر دیا۔ تب عیسیٰ کی بیوی نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ ابوغشام کے بیٹے نے اپنے باپ کے عوض اسے مار ڈالا۔ مسلم بن قریش نے اس کا سارا مال واسباب لے لیا۔

ترکمان خاتون کا تکریت پر قبضہ: سلطان طغرل بک نے قلعہ تکریت پر اپنی طرف سے ابوالعباس رازی کو متعین کیا۔ چھ ماہ بعد یہ بھی مر گیا۔ تب مہرباط تکریت کا حکمران ہوا۔ مہرباط کا نام ابوجعفر محمد بن احمد بن غشام تھا سرسد کا رہنے والا تھا۔ اکیس سال اس نے حکومت کی' اس کے مرنے پر اس کا بیٹا دو سال تک حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد ترکمان خاتون نے اس سے تکریت چھین لیا اور گوہر آئین شحنہ کو اپنی جانب سے تکریت کی حکومت پر مقرر کیا۔ سلطان ملک شاہ کی وفات کے بعد قسیم الدولہ اقسنقر والی حلب نے تکریت پر قبضہ کر لیا۔ قسیم الدولہ اقسنقر کی شہادت کے بعد امیر کمشتکین الجاندار تکریت کا مالک ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو جو کہ ابونصر مضارع کے نام سے معروف تھا مقرر کیا۔

کیقباد بن ہزاردست: کچھ عرصہ بعد گوہر آئین تکریت پر قابض ہو گیا اس سے مجد الملک الباسلانی نے تکریت پر قبضہ لے لیا اور کیقباد بن ہزاردست دیلمی کو اس کی حکومت پر متعین کیا۔ بارہ برس اس نے حکومت کی۔ کیقباد نہایت ظالم اور سفاک تھا۔ اس نے اہل شہر کے ساتھ نہایت ظالمانہ برتاؤ کئے اور بد خلاقی سے پیش آتا رہا۔ یہاں تک کہ ۴۹۶ھ میں سقمان بن ارتق اس طرف سے غارت گری کے لئے آ پہنچا۔ کیقباد رات کے وقت لوٹ مار کرتا تھا اور سقمان دن کو تھوڑے ہی دن میں سارا شہر اور اس قرب وجوار کے علاقے ویران ہو گئے۔ جب سلطان برکیارق کے بعد اس کا بھائی سلطان محمد مستقل حکمران ہوا تو اس نے اس شہر کو امیر اقسنقر برسقی شحنہ کو بغداد جاگیر میں مرحمت فرمایا۔

صدقہ کا تکریت پر قبضہ: چنانچہ امیر اقسنقر سامان سفر و جنگ درست کر کے تکریت کی طرف روانہ ہوا۔ سات ماہ سے زائد محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا۔ یہاں تک کہ کیقباد تنگ آ گیا صدقہ بن مزید کو پیام دیا کہ آپ تشریف لائیے ہم شہر آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ صدقہ یہ پیام پا کر اسی سنہ کے ماہ صفر میں تکریت کی طرف روانہ ہوا اور کیقباد سے تکریت پر قبضہ لے لیا۔ امیر اقسنقر یہ رنگ دیکھ کر تکریت سے کوچ کر گیا اور اس پر قابض نہ ہو سکا۔ کیقباد کو قلعہ سے اترے ہوئے آٹھ روز گزرے تھے کہ سفر آخرت پیش آ گیا۔ عمر کے ساٹھ مرحلے طے کئے تھے۔ صدقہ نے درام بن ابی قریش بن درام کو بطور اپنے نائب کے تکریت پر مامور کیا۔ کیقباد فرقہ باطنیہ کی جانب منسوب کیا جاتا ہے۔ صدقہ کی یہ خوش نصیبی تھی کہ کیقباد مر گیا ورنہ اس کی جانب سے بھی لوگوں کو کیقباد کی موافقت کی وجہ سے بدظنی پیدا ہو جاتی۔

مہذب الدولہ کی معزولی و رہائی: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ سلطان محمد نے صدقہ بن مزید کو واسط بطور جاگیر مرحمت فرمایا تھا۔ صدقہ نے مہذب الدولہ بن ابی الخیر کو واسط کا سالانہ مالیہ ادا کرنے کی شرط پر عامل مقرر کیا۔ مہذب الدولہ

نے اپنی طرف سے اپنی اولاد اور اعزہ کو واسط کے انتظام کی غرض سے ان کے مضافات اور متعلقات میں بھیج دیا۔ ان لوگوں نے اللے تللے سے خرچ کرنا شروع کر دیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سال تمام ہونے پر صدقہ نے مہذب الدولہ سے مقررہ سالانہ خراج کا مطالبہ کیا اور جب وہ اس کی ادائیگی سے قاصر ہوا تو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا گیا بدران بن صدقہ نے جو کہ مہذب الدولہ کا داماد تھا مہذب الدولہ کی رہائی کی سفارش کی اور اسے جیل سے نکال کر بطیحہ کی جانب بھیج دیا جہاں کہ اس کا مسکن اور وطن تھا۔ واسط کا انتظام حماد کے سپرد کیا گیا۔

مہذب الدولہ اور حماد: مصطنع اسماعیل (حماد کا دادا) اور مختص محمد (مہذب الدولہ کا باپ) دونوں بھائی تھے ابوالخیر کے بیٹے تھے ان دونوں کی قوم کی سرداری ریاست انہی دونوں کو حاصل تھی۔ مصطنع کے مرنے پر اس کا بیٹا ابوالسید مظفر (حماد کا باپ) جانشین ہوا اور مختص کی وفات پر مہذب الدولہ سردار بنایا گیا۔ ان دونوں نے متفق ہو کر ابراہیم والی بطیحہ سے حکومت کی بابت لڑائی شروع کی بالآخر مہذب الدولہ نے ابراہیم کو مغلوب کر کے گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر گوہر آئین کے پاس بھیج دیا۔ گوہر آئین نے ابراہیم کو اصفہان کی جانب جلاوطن کر دیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں ابراہیم مر گیا۔ اس واقعہ سے مہذب الدولہ کی شان وشوکت بڑھ گئی۔ گوہر آئین نے بھی اسے بطیحہ کی امارت دے دی۔ تمام ملک میں اسی کے احکام جاری ہونے لگے اور تمام قبائل اس کے مطیع ہو گئے

حماد کی پسپائی: حماد اس وقت ایک نوجوان شخص تھا۔ مہذب الدولہ مصلحتاً اس سے نرمی سے پیش آتا تھا مگر حماد کو اپنے چچا کی ثروت وحکومت ذرا بھی نہ بھاتی تھی۔ حسد وبغض روز بروز بڑھتا جاتا تھا یہاں تک کہ گوہر آئین کا انتقال ہو گیا اس وقت حماد کو موقع مل گیا فوراً مہذب الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا اور جو کچھ اس کے دل میں ایک مدت سے چھپا ہوا تھا اسے ظاہر کر دیا۔ مہذب الدولہ نے ہر چند اس کی اصلاح کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ تب اس کے بیٹے قیس نے فوجیں فراہم کر کے حماد پر حملہ کر دیا۔ حماد بھاگ کر صدقہ کے پاس جا پہنچا۔ صدقہ نے اس کی کمک پر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مامور کر کے بطیحہ واپس جانے کی رائے دی۔

مہذب الدولہ اور حماد کے مابین مصالحت: جونہی حماد قریب بطیحہ پہنچا اور اس کی خبر مہذب الدولہ تک پہنچی، مہذب الدولہ نے بھی اپنی فوج کو دریا وخشکی میں پھیلا دیا۔ ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ حماد اور اس کے سپہ سالاروں نے لڑائی چھیڑنے سے قبل اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جنگ شروع ہونے پر حماد اور اس کے رکاب کی فوج بظاہر شکست کھا کر بھاگی۔ مہذب الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا۔ حماد کے دلاوروں نے کمین گاہ سے نکل کر پس پشت سے مہذب الدولہ پر حملہ کر دیا۔ مہذب الدولہ کا لشکر اس اچانک حملہ سے گھبرا کر بھاگ نکلا۔ اس واقعہ سے حماد کے حوصلے بڑھ گئے۔ فتحیابی کا نشہ دماغ پر چڑھ گیا۔ صدقہ سے دوبارہ امداد طلب کی۔ چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار لشکر (سعید بن حمید حمیری) کو حماد کی کمک پر بھیجا ان لوگوں نے باتفاق وشوریٰ جنگی کشتیاں فراہم کیں اور بحری جنگ کرنے پر تل گئے۔ مہذب الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر دریا دلی سے کام لیا، صدقہ کے سردار سپہ سالار لشکر کے پاس خفیہ انعامات اور صلے روانہ کئے اور بہت سامال وزر دے کر ملا لیا۔ اس سپہ سالار نے مہذب الدولہ کو یہ رائے دی کہ تم اپنے بیٹے قیس کو صدقہ کی خدمت میں بھیجو وہ

راضی ہو جائے گا اور چچا بھتیجا میں مصالحت کرا دے گا مہذب الدولہ نے اس رائے کے مطابق اپنے بیٹے کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے سمجھا بجھا کر چچا اور بھتیجے میں مصالحت کرا دی۔ یہ واقعہ آخر پانچویں صدی ہجری کا ہے۔

سیف الدولہ صدقہ کا عروج: سیف الدولہ صدقہ بن منصور بن مزید سلطان محمد بن ملک شاہ کا بے حد ہوا خواہ اس کے بھائی برکیاروق کا پکا دشمن تھا۔ جب برکیاروق کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا اور سلطان محمد مستقل طور سے حکمران بن گیا۔ اس وقت سلطان محمد نے صدقہ کی جانبازیوں کی قدر افزائی شروع کی۔ بہت سی جاگیرات عنایت کیں جن میں شہر واسط بھی تھا اور بصرہ پر قبضہ کر لینے کی اجازت دی۔ رفتہ رفتہ صدقہ اس درجہ قابو یافتہ ہو گیا کہ جس شخص پر خلافت مآب یا سلطان محمد ناخوش و ناراض ہوتا وہ صدقہ کے پاس جا کر پناہ گزین ہوتا تھا۔ غرض صدقہ جو چاہتا تھا کر گزرتا۔ سلطان محمد دم نہ مارتا تھا۔

سلطان محمد اور صدقہ میں کشیدگی: ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ سرخاب بن کیخسرو والیٔ سادہ پر سلطان محمد ناراض ہو گیا۔ سرخاب نے صدقہ کے دامن عاطفت میں جا کر پناہ لی۔ سلطان محمد نے صدقہ سے سرخاب کو طلب کیا۔ صدقہ نے صاف انکار کر دیا۔ عمید ابوجعفر محمد بن حسین بلخی کو موقع مل گیا۔ یہ اکثر اوقات سلطان محمد کو صدقہ کے خلاف ابھارتا رہا اور اس کی طرف سے بدظن کرتا رہا۔ جی کھول کر سلطان محمد کے مزاج کو صدقہ کی طرف سے برہم کر دیا اور روانگی عراق پر آمادہ کر لیا۔ قریب عراق پہنچ کر سلطان محمد نے کہلا بھیجا کہ سرخاب کو مع بادولت و اقبال کے پاس بھیج دو ورنہ اپنی خیر نہ سمجھو۔ صدقہ نے اپنے اراکین دولت سے اس بابت مشورہ کیا۔ اس کے بیٹے بدران نے رائے دی کہ سرخاب کو سلطان کی خدمت میں بھیج دو اور بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر دو تا کہ سلطان کی برہمی جاتی رہے۔ سلطان کی مخالفت اور اس کی مرضی کے خلاف کوئی کام کرنا مناسب نہیں ہے۔ سعید بن حمید سپہ سالار لشکر نے جنگ کرنے کا مشورہ دیا۔

صدقہ کی بغاوت: صدقہ نے سعید کی رائے پسند کی اور حسب دستور قدیم انکاری جواب دیا۔ نامہ و پیام کا سلسلہ شروع ہوا مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ صدقہ نے فوجیں فراہم کرنا شروع کیں اور داد و دہش سے کام لینے لگا۔ نہایت قلیل عرصہ میں ایک بڑی فوج تیار ہو گئی۔ جائزہ لیا تو بیس ہزار سوار اور تین ہزار پیادہ تھے۔ خلیفہ مستظہر نے دارالخلافت بغداد سے علی بن طراز زینبی نقیب النقباء کے زبانی صدقہ کو کہلا بھیجا کہ تم سلطان محمد سے مخالفت نہ کرو نتیجہ اچھا نہ ہو گا بلکہ میرے نزدیک مناسب یہ ہے کہ تم خود سلطان سے جا کر ملو اور اسے راضی کر دمیں درمیان میں ہوں وہ راضی ہو جائے گا۔ صدقہ نے عذرت کیا چونکہ مجھ سے اور سلطان سے ناچاقی ہو گئی ہے اس وجہ سے مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے میں سلطان کے پاس نہیں جا سکتا۔ اس کے بعد خود سلطان محمد نے قاضی القضاۃ ابوسعید ہروی کو صدقہ کے پاس بھیجا اور یہ پیام دیا کہ تم مطمئن اور بے خوف رہو۔ میرے اور تمہارے جو تعلقات ہیں وہ اسی طرح بدستور قائم ہیں میں چاہتا ہوں کہ عیسائیان فرانس پر جہاد کروں اور تم میری رکاب میں ہو۔ صدقہ نے اس سے انکار کیا۔ سلطان محمد ماہ ربیع الآخر ۵۰۱ھ میں بہ مجبوری بغداد سے واپس آیا۔ اس کا وزیر السلطنت نظام الملک احمد بن نظام الملک اس کے ساتھ تھا۔ برسقی شحنہ بغداد یہ خبر پا کر امراء کی ایک جماعت لئے ہوئے استقبال کے لئے آیا اور صرصر پہنچ کر سب نے قیام کیا۔

صدقہ کا اظہار اطاعت و انحراف: سلطان صرف دو ہزار سواروں سے بغرض اصلاح گیا ہوا تھا جب اسے صدقہ کی

ضد اور بے جاہٹ کا احساس ہوا تو اس نے امرائے اصفہان کے نام فراہمی لشکر اور تیاری جنگ کے لئے فرامین روانہ کئے اور بلا بھیجا اس کے بعد صدقہ نے خلافت مآب کی خدمت میں ماہ جمادی الاول سنہ مذکور میں ایک عریضہ روانہ کیا جس میں سلطان محمد کی اطاعت اور اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا اقرار کیا تھا مگر پھر صدقہ نے اس سے بھی انکار کر دیا اور کہلا بھیجا کہ جس وقت موکب سلطان بغداد سے کوچ کرے گا تو میں مال واسباب اور فوج سے مدد کروں گا۔ مگر اس وقت چونکہ شاہی لشکر نہر الملک میں پڑا ہوا ہے میں کچھ بھی موافقت اور مدد نہیں کر سکتا۔ جادلی سقادہ والیٔ موصل اور ایلغازی بن ارتق والی ماردین نے میری ہمدردی اور سلطان سے بدعہدی اور بغاوت کرنے کا میرے پاس پیام بھیجا ہے سلطان محمد اس جواب سے مطلع ہو کر صدقہ کی اطاعت سے ناامید ہو گیا اطراف وجوانب بلاد اسلامیہ سے امراء اور فوجیں آنے لگیں۔ قرادش بن شرف الدولہ، کرد مادی بن خراسانی ترکمانی اور ابو عمران فضل بن ربیعہ بن خادم بن جراح طائی وغیرہ اپنی اپنی فوجیں لئے ہوئے بغداد میں وارد ہوئے۔

فضل بن ربیعہ: فضل بن ربیعہ کے آباء واجداد بلقاء اور بیت المقدس کے حکمران تھے۔ انہیں میں سے حسان بن مفرج تھا۔ فضل کی عادت میں یہ بات داخل تھی کہ کبھی عیسائیوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے لڑتا تھا اور کبھی مصریوں کی کمک پر آتا تھا۔ کفر تکین اتابک نے اس کا یہ حال دیکھ کر دمشق سے نکال دیا۔ صدقہ کے پاس پہنچا صدقہ نے اسے عزت واحترام سے ٹھہرایا سات ہزار دینار بطور صلہ کے عنایت کئے جب واقعات بالا پیش آئے تو وہ در پردہ صدقہ کا مخالف ہو گیا اور اس کے مقدمۃ الجیش کے ساتھ کوچ کیا ابھی جنگ کی نوبت نہ آئی تھی کہ صدقہ کے مقدمۃ الجیش سے بھاگ کر سلطان محمد کی خدمت میں چلا آیا۔ سلطان محمد نے اسے اور نیز اس کے ہمراہیوں کو خلعت دیئے اور صدقہ کے مکان میں جو کہ بغداد میں تھا ٹھہرنے کا حکم صادر کیا اور جب سلطان موکب نے جنگ صدقہ کے لئے بغداد سے کوچ کیا تو فضل سلطان سے اجازت حاصل کر کے انبار کی طرف روانہ ہوا۔ فضل کا سلطان کے ساتھ یہ آخری عہد و پیمان تھا۔

امیر محمد بن بوقا: جمادی الاولیٰ سنہ مذکور میں سلطان محمد نے امیر محمد بن بوقا ترکمان کو واسط کی جانب روانہ کیا امیر محمد نے پہنچتے ہی واسط پر قبضہ کر لیا۔ صدقہ کے گورنر اور اعمال کو واسط سے نکال دیا اور اپنے رکاب کی سوار فوج کو شہر قوسان پر شب خون مارنے کے لئے بھیجا۔ یہ شہر بھی صدقہ کے مقبوضات میں سے تھا، اس فوج نے جی کھول کر شہر قوسان کو تاخت و تاراج کیا۔ ایک مدت تک امیر محمد واسط میں قیام پزیر رہا۔ یہاں تک کہ صدقہ نے اپنے چچازاد بھائی ثابت بن سلطان کو ایک فوج کا افسر بنا کر واسط کی طرف روانہ کیا امیر محمد نے یہ خبر پا کر واسط کو چھوڑ دیا۔ ثابت نے داخل ہو کر واسط پر قبضہ کر لیا۔ امیر محمد کی فوج نے کنارہ دجلہ پر قیام کیا۔ ان دونوں کے درمیان حد فاصل دریائے دجلہ تھا۔ ایک روز ثابت نے اپنی فوج کو آراستہ کر کے شاہی لشکر سے جنگ کرنے کے لئے نکلا شاہی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں ثابت کو شکست دے دی اور بزور تیغ شہر میں گھس گیا لوٹ مار شروع کر دی۔ امیر محمد نے اپنی فوج کو غارت گری سے روکا اور امان کی منادی کرا دی اواخر جمادی الاول میں سلطان نے امیر محمد کو صدقہ کے مقبوضات کے تاخت و تاراج کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر محمد نے اس ارادے سے صدقہ کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا اور شہر واسط کو بطور جاگیر قسیم الدولہ برسقی کو عنایت کیا اس کے بعد سلطان محمد نے آخری رجب سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے کوچ فرمایا، صدقہ سے مڈبھیڑ ہوئی نہایت سختی سے لڑائی کا آغاز ہوا۔ عبادہ اور اخفاجہ نے صدقہ کو دھوکا

دیا اور عین معرکہ کے وقت لڑائی چھوڑ کر بیٹھ رہے۔

صدقہ کا خاتمہ :صدقہ نے اپنی پُر زور آواز سے ان لوگوں کو للکارا ''آل خزیمہ' آل ناشرہ' آل عوف یہ جنگ کا وقت ہے' تم لوگ عرب نژاد ہو اٹھو اور اپنی تیز تلواروں سے کام لو'' مگر ان لوگوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ تب صدقہ کردوں کی طرف متوجہ ہوا' چونکہ ان لوگوں نے بہت بڑی شجاعت اور دلیری سے کام لیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں کے دل بڑھانے کی غرض سے انعام وصلہ دینے کا وعدہ کیا۔ پھر شاہی فوج نے صدقہ کو چاروں طرف سے گھیر کر تیر بازی شروع کر دی اور مجموعی قوت سے حملہ آور ہوئی۔ صدقہ لڑتا جاتا تھا اور بآواز بلند کہتا جاتا تھا ''انا ملک العرب انا صدقۃ'' (میں بادشاہ عرب ہوں میں صدقہ ہوں) اتفاقاً ایک تیر آ کر لگا مگر پھر بھی ثابت قدم رہا۔ ایک ترکی غلام برغش نامی نے لپک کر صدقہ کی کمر پکڑ لی اور زمین کی طرف کھینچا۔ صدقہ زخمی تو ہو ہی گیا تھا گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ صدقہ نے کہا اے برغش! ذرا نرمی اختیار کر۔ برغش نے اس کا جواب نہ دیا قتل کر کے سر اتار لیا اور سلطان محمد کی خدمت میں لا کر رکھ دیا۔ سلطان محمد نے دارالخلافہ بغداد بھیج دیا اور لاش کے دفن کرنے کا حکم دے دیا۔

صدقہ کا کردار :صدقہ کا قتل اس کی امارت کے اکیس سال بعد واقع ہوا۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عراق میں حلہ آباد کیا تھا۔ یہ نہایت ہی عظیم الشان' عالی قدر اور بارعب بادشاہوں میں سے تھا۔ اس کے کتب خانہ میں ایک ہزار کتابیں تھیں۔

دبیس بن صدقہ :خاتمہ جنگ کے بعد سلطان محمد حلہ میں داخل نہیں ہوا۔ بغداد کی طرف واپس ہوا اور صدقہ کی بیوی کو امان نامہ لکھ کر بھیج دیا۔ چنانچہ صدقہ کی بیوی بغداد آئی۔ سلطان محمد نے اپنے امراء و اراکین دولت کو اس کے استقبال کے لئے بھیجا اور جب وہ حاضر خدمت ہوئی تو اس کے بیٹے دبیس کو قید سے رہا کر دیا۔ صدقہ کے قتل کی معذرت کی' دبیس نے سلطان محمد کے حکم سے آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا اور کسی قسم کی مخالفت نہ کرنے کا عہد و پیمان کیا اور اس کے سایہ عاطفت میں قیام پزیر ہوا۔ سلطان نے دبیس کو بہت سی جاگیریں مرحمت کیں' دبیس برابر اسی کے پاس مقیم رہا۔ یہاں تک کہ سلطان محمد نے وفات پائی اور اس کا بیٹا سلطان محمود ۵۱۱ھ میں تخت آرائے حکومت ہوا۔ دبیس نے سلطان محمود سے حلہ جا کر قیام کرنے کی اجازت طلب کی۔ سلطان محمود نے بطیب خاطر اجازت دے دی۔ دبیس رخصت ہو کر حلہ آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ تھوڑے دنوں میں عرب اور اکراد کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس آ کر جمع ہو گیا' جس سے اس کے قوائے حکمرانی مضبوط اور مستحکم ہو گئے۔

خلیفہ مستظہر باللہ کی وفات :جب کہ ۵۱۲ھ میں خلیفہ مستظہر باللہ نے سفر آخرت اختیار کیا اور اس کے بیٹے المسترشد باللہ کی خلافت کی بیعت لی گئی تو مرحوم خلیفہ کا دوسرا بیٹا (امیر ابوحسن مستظہر باللہ) اپنے بھائی (مسترشد باللہ) کے خوف سے براہ دریا مدائن چلا گیا اور وہاں سے حلہ جا کر دبیس کے پاس قیام پزیر ہوا۔ خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر لگی تو اس نے دبیس سے ابوالحسن کو طلب کیا۔ دبیس نے جواب دیا کہ چونکہ امیر ابوالحسن نے میرے پاس آ کر پناہ لی ہے میں اسے کسی امر پر مجبور نہیں کر سکتا۔ تب علی بن ترادزینی نے جو خلیفہ مسترشد کی جانب سے سفیر ہو کر گیا ہوا تھا امیر ابوالحسن کو سمجھایا بجھایا' امیر ابوالحسن بغداد چلنے پر راضی ہو گیا اور ابوالحسن کو جن چیزوں کی ضرورت تھی دبیس ان کے بہم پہنچانے کا ذمہ دار ہوا۔

امیر ابوالحسن کی گرفتاری: اس اثناء میں برسقی بغداد سے فوجیں مرتب کر کے دبیس سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا اور امیر ابوالحسن (برادر خلیفہ مسترشد) نے بڑھ کر واسط پر ماہ صفر ۵۱۳ھ میں قبضہ کر لیا اس سے اس کی قوت بڑھ گئی۔ خلیفہ مسترشد نے دبیس کے پاس کہلا بھیجا کہ اب تو امیر ابوالحسن تمہاری امان اور ذمہ داری سے نکل آیا ہے مناسب یہ ہے کہ اس سے قبل کہ وہ قوت حاصل کرنے اور مجھ سے مقابلہ کرنے کے قابل ہو جائے اس کی روک تھام کرو۔ چنانچہ دبیس نے ایک دستہ فوج امیر ابوالحسن کے گرفتار کرنے کے لئے واسط کی طرف روانہ کیا۔ اس فوج نے پہنچتے ہی امیر ابوالحسن کو گرفتار کر لیا۔ دبیس نے اسے خلیفہ مسترشد کی خدمت میں بغداد بھیج دیا۔

ملک مسعود اور برسقی: ملک مسعود برادر سلطان محمد ان دنوں موصل میں تھا اس کا اتابک جیوش اس کے ساتھ تھا' ان دونوں نے سلطان محمود بن سلطان محمد کی غیر موجودگی کے باعث عراق کا قصد کیا۔ اس مہم میں اس کا وزیر فخر الملک ابوعلی بن عمار والیٔ طرابلس' قسیم الدولہ زنگی بن اقسنقر (جد الملک العادل سلطان نور الدین زنگی) کردبادی بن خراسان ترکمانی صاحب بوازیج' ابوالہیجاء والیٔ اربل اور والی سنجار اس کی رکاب میں تھے جس وقت یہ لوگ دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچے برسقی کو خطرہ پیدا ہوا۔ ملک مسعود اور جیوش بک کو کہلا بھیجا کہ ہم لوگ دبیس کے مقابلہ پر تمہاری امداد کے لئے آئے ہیں تم سے لڑنا ہمارا مقصد نہیں ہے برسقی کو مسعود سے کسی قسم کا خطرہ پیدا نہیں ہوا البتہ جیوش بک کی طرف سے مشکوک و مشتبہ تھا باہم مصالحت ہوگئی ملک مسعود بغداد میں داخل ہوا اور دارالمملکت میں قیام اختیار کیا۔ اتنے میں منکبرس فوجیں لئے ہوئے آ پہنچا۔ برسقی نے اس سے جنگ کرنے کے لئے بغداد سے خروج کیا۔ منکبرس بغداد سے رخ پھیر کر نعمانیہ کی طرف جھک پڑا۔ دجلہ کو عبور کر کے دبیس بن صدقہ سے جا ملا۔ اس سے قبل دبیس نے ملک مسعود اور اس کے وزیر کی خدمت میں بہت سے تحفے اور ہدیے بھیجے تا کہ اس کی جانب سے اس کا دل میلا نہ ہونے پائے۔ منکبرس اور دبیس سے میل جول ہو گیا اور دبیس کے دل کو پوری قوت حاصل ہوگئی۔ ملک مسعود اور برسقی اور جیوش بک مدائن کی جانب منکبرس اور دبیس کے زیر کرنے کے لئے بڑھے۔ لیکن اس وجہ سے ان دونوں کی فوجیں جمعیت زیادہ تھی میدان جنگ میں نہ جا سکے اور مدائن سے ناکام ہو کر لوٹے پھر صرصر کو عبور کیا دونوں نے ان اطراف و جوانب کو اپنی غارت گری سے بے حد نقصان پہنچایا۔

خلیفہ مسترشد کے سفیر: خلیفہ مسترشد نے ان واقعات سے مطلع ہو کر دونوں فریق کے پاس سفیر روانہ کئے' خونریزی سے روکا مصالحت کرنے کی ہدایت کی سب نے بسر و چشم منظور کر لیا پھر ان لوگوں کو یہ خبر لگی کہ دبیس اور منکبرس نے منصور برادر دبیس اور حسن بن اوزبک پرورده منکبرس کی ماتحتی میں بغداد کی جانب اپنی فوج روانہ کی ہیں۔ برسقی نے نہایت تیزی سے بغداد کی جانب کوچ کیا اپنے بیٹے اعز الدین مسعود کو اپنی فوج کی سرداری پر چھوڑ آیا اور عماد الدین زندگی بن اقسنقر کو اس کی رفاقت پر مامور کیا سفر و قیام کرتا ہوا دیالی پہنچا اور منکبرس اور دبیس کی فوج کو دریا عبور کرنے سے روک دیا۔ اس کے دو دن بعد یہ خبر پہنچی کہ حسب الحکم و اشارہ خلافت مآب دونوں فریقوں میں مصالحت ہوگئی ہے۔ اس سے اس کی خوشی جاتی رہی' غرقابی گھاٹ سے دریا عبور کر کے بغداد پہنچا۔

سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت: اس کے بعد ہی منصور برادر دبیس اور حسین بن اوزبک فوجیں لئے

ہوئے آ پہنچے اور بغداد کے شرقی جانب مقیم ہوئے۔ برسقی نے ملک مسعود کے مال و اسباب پر ہاتھ بڑھایا اور اس پر قبضہ کر کے واپس ہوا اور بغداد کے دوسری طرف خیمہ زن ہوا ملک مسعود اور جیوش بک ایک سمت اور دبیس اور منکبرس دوسری طرف پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے' طرہ یہ تھا کہ عزالدین بن برسقی اپنے باپ سے علیحدہ ہو کر منکبرس و دبیس کے لشکر میں موجود تھا۔ جیوش بک نے سلطان محمود کے پاس اپنی اور ملک مسعود کی زیادتی جاگیر کی درخواست بھیجی تھی چنانچہ سلطان محمود نے اپنے قاصد کی معرفت خط روانہ کیا جس میں تحریر تھا کہ سلطان نے تم لوگوں کو آذربائیجان جاگیر میں مرحمت فرمایا تھا مگر یہ خبر سن کر تم لوگوں نے بغداد کی طرف کوچ کیا ہے اس حکم کو نافذ نہیں کیا بلکہ اس کے برعکس اپنی فوجیں موصل کی جانب روانہ فرمائی ہیں' اتفاق سے یہ خط منکبرس کے ہاتھ پڑ گیا۔ منکبرس نے اس خط کو جیوش بک کے پاس بھیج دیا اور باہم مصالحت کرانے کا ذمہ دار بن گیا۔ غرض کہ منکبرس نے درمیان میں پڑ کر سلطان محمود اور ملک مسعود میں مصالحت کرا دی برسقی کے ہمراہی برسقی سے علیحدہ ہو گئے اس کا سارا کھیل بگڑ گیا۔ اس کے دل کی دل ہی میں رہ گئی عراق پر قابض نہ ہو سکا اور نہ اسے حکومت پر خود مختاری حاصل ہو سکی۔ عراق سے ملک مسعود کے پاس چلا آیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا' منکبرس بغداد کا شحنہ بنایا گیا' باقی رہا دبیس وہ حلہ کی جانب لوٹ گیا۔

دبیس بن صدقہ: دبیس بن صدقہ اور جیوش بک میں جو کہ ملک مسعود کا اتالیق تھا۔ مدتوں سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری تھا دبیس برابر یہی لکھا کرتا تھا کہ اگر ملک مسعود سلطنت و حکومت کے حاصل کرنے پر آمادہ ہو تو میں اس کا معین و مددگار رہوں گا۔ غرض یہ تھی کہ ملک مسعود سلطان محمود باہم لڑ جائیں تو میرا حکومت پر اثر قائم ہو جائے گا جس طرح میرے باپ برکیاروق و محمد پسران ملک شاہ کی مخالفت کی وجہ سے حکومت و سلطنت پر غلبہ حاصل تھا' قسیم الدولہ برسقی شحنگی بغداد سے علیحدہ ہو کر ملک مسعود کے پاس چلا گیا' ملک مسعود نے اسے مراغہ اور رحبہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چونکہ دبیس اور قسیم الدولہ میں ایک مدت سے عداوت و مخالفت چلی آ رہی تھی۔ دبیس نے موقع پا کر جیوش بک اور ملک مسعود کو قسیم الدولہ برسقی کے خلاف ابھار دیا اور قید کر لینے کی رائے دی' اتفاق سے برسقی کو اس کی اطلاع ہو گئی ملک مسعود کا ساتھ چھوڑ کر سلطان محمود کے پاس چلا آیا' سلطان محمود نے اس کی بے حد عزت کی' اس کے بعد استاد اسماعیل حسین بن علی اصفہان طغرائی ملک مسعود کی خدمت میں آ گیا اس کا بیٹا ابو المؤید محمد ملک مسعود کے دربار میں کتابت (سیکرٹری شپ) کا کام کرنے لگا۔ جب اس کا باپ استاد ابو اسماعیل حسین بن علی اصفہان آ گیا تو ملک مسعود نے ابو علی بن عمار والی طرابلس کو معزول کر کے عہدۂ وزارت پر اسے مامور کیا۔ اس نے اس خدمت کو کمال خوبی سے انجام دیا۔ جس کی تحریک دبیس نے کی تھی۔

معرکہ استر آباد: اس کے بعد ملک مسعود اور اس کے ارکین حکومت محمود کی مخالفت پر آمادہ اور تیار ہو گئے۔ کسی ذریعہ سے سلطان محمود کو اس کی خبر پہنچ گئی۔ سلطان محمود نے ان لوگوں کو دھمکی دی اور مخالفت و سرکشی کی صورت میں اپنی طاقت و قوت کی دھمکی دی' ملک مسعود کے ہواخواہوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ مخالفت کا اعلان کر کے ملک مسعود کی سلطنت و حکومت کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔ پنج وقتہ نوبت بجنے لگی جب انہیں یہ خبر ہوئی کہ سلطان محمود کا لشکر ان دنوں متفرق ہو گیا ہے تو اس سے جنگ کرنے کو تیار ہو کر نہایت تیزی سے کوچ کر دیا۔ پندرھویں ربیع الاول ۵۱۴ھ کو استر آباد میں سلطان محمود کے لشکر سے مڈبھیڑ ہوئی قسیم الدولہ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ صبح سے دوپہر تک نہایت سخت لڑائی جاری رہی' برسقی نے اس معرکہ

میں بہت بڑا حصہ لیا اس کے بعد ملک مسعود کو شکست ہوئی۔ اس کے بہت سے امراء گرفتار کر لئے گئے اس کا وزیر السلطنت ابو اسماعیل طغرائی گرفتار ہو کر سلطان محمود کی خدمت میں پیش کیا گیا سلطان نے اسکی گردن زدنی کا حکم دیا' ایک برس اس نے وزارت کی' کتابت کا کام نہایت خوبی سے انجام دیتا تھا' شاعری میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔ صنعت کیمیا میں اس کی متعدد تصانیف ہیں۔

جیوش بک کی اطاعت: ملک مسعود شکست کے بعد موصل کی طرف روانہ ہوا۔ برسقی' سلطان محمود سے ملک مسعود کے لئے امن حاصل کر کے اسے واپس لانے کے لئے نکلا۔ چنانچہ درمیان راہ اسے ملک مسعود کو اس کے بھائی سلطان محمود کے پاس واپس لایا۔ سلطان محمود نے اس کا قصور معاف کر دیا اور انتہائی عنایت اور مہربانی سے پیش آیا۔ اس وقت جیوش بک موصل پہنچ گیا تھا جب اسے ملک مسعود اور سلطان محمود کی مصالحت کی خبر پہنچی تو اس نے بھی سلطان کی خدمت میں جب کہ وہ ہمدان میں تھا حاضر ہو کر امن کی درخواست کی۔ سلطان محمود نے اسے بھی امن دیا اور اس کے ساتھ بھی عزت واحترام سے پیش آیا۔

حلہ کی تاراجی: باقی رہا دبیس جو اس وقت عراق میں تھا ملک مسعود کی شکست سے مطلع ہو کر نئے رنگ دکھانے شروع کئے' اپنے اہل وعیال کو بطیحہ بھیج دیا اور خود مال واسباب کے ساتھ حلہ پہنچا اور اسے تاخت وتاراج کرتا ہوا ایلغازی بن ارتق کے پاس ماردین جا کر پناہ لی سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی دبیس کے خیال سے ایک ہزار کشتیاں لئے ہوئے حلہ پہنچا دیکھا کہ حلہ ویران وبرباد ہو گیا ہے ایک رات قیام کر کے واپس ہوا۔

منصور کی فوج کشی: اس کے بعد دبیس نے اپنے بھائی منصور کو قلعہ صغد سے ایک بڑی فوج کے ساتھ عراق کی جانب روانہ ہوا۔ منصور حلہ اور کوفہ ہوتا ہوا بصرہ پہنچا اور برتقش زکوی کو مصالحت کی غرض سے سلطان کی خدمت میں بھیج دیا مگر کسی وجہ سے مصالحت نہ ہو سکی بلکہ منصور برادر دبیس اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں جو بمقابلہ کرخ تھا قید کر دیا۔ پھر دبیس نے اپنے ہمراہیوں کے ایک گروہ کو ان کے مقبوضات واسط کی طرف جانے کی اجازت دے دی۔ ترکان واسط نے روک ٹوک کی۔

مہلہل کی شکست وگرفتاری: دبیس نے ایک فوج مہلہل بن ابی العسکر کی ماتحتی میں ترکان واسط کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور مظفر بن ابی الخیر کو اس کی کمک کی ہدایت کی اہل واسط اس سے مطلع ہو کر قسیم الدولہ برسقی سے امداد کے خواستگار ہوئے' برسقی نے ان کی کمک پر لشکر روانہ کیا ابھی مظفر نہیں آنے پایا تھا کہ مہلہل اس سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا اور دوران جنگ میں اپنے ہمراہیوں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد مظفر بطیحہ سے غارتگری کرتا ہوا واسط کے قریب پہنچا مہلہل کی شکست کا حال سن کر فوراً لوٹ گیا۔

مظفر کی دبیس سے علیحدگی: اتفاق سے اس معرکہ میں دبیس کا لکھا ہوا خط واسط کے ہاتھ پڑ گیا۔ دبیس نے اس خط میں مہلہل کو مظفر کے گرفتار کر لینے اور اس سے سالانہ خراج کا مطالبہ کرنے کی تاکید کی تھی لشکر واسط نے اس خط کو مظفر کے پاس بھیج دیا۔ مظفر اس خط کو دیکھ کر حیران وششدر رہ گیا بے حد برہمی پیدا ہوئی' اسی وقت دبیس کی رفاقت سے علیحدہ ہو کر لشکر

واسط کے ساتھ ہو گیا۔

دبیس کی انتقامی کارروائی: اس واقعہ کے بعد دبیس تک یہ خبر پہنچی کہ سلطان محمود نے اپنے بھائی کی آنکھ میں نیل کی سلائیاں پھروادی ہیں۔ اس خبر کے سنتے ہی اپنے بال نوچ ڈالے سیاہ کپڑے پہنے شہروں کو تاخت و تاراج کرنے لگا۔ نہر ملک میں مسترشد کا کچھ مال واسباب تھا لوٹ لیا' وہاں کے رہنے والے جلاوطن ہو کر بغداد پہنچے۔ لشکر واسط یہ خبر پا کر نعمانیہ کی طرف بڑھا اور لشکر دبیس پر جو کہ وہاں خیمہ زن تھا حملہ آور ہوا اسے مار پیٹ کر نکال باہر کیا اور خود قابض ہو گیا۔

سلطان محمود اور دبیس: دبیس نے گزشتہ جنگ میں عفیف خادم خلیفہ کو گرفتار کر لیا تھا۔ چند روز بعد جب سلطان محمود نے اپنے بھائی ملک مسعود کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروادیں تو دبیس نے عفیف کو رہا کر دیا اور اسے ایک خط دے کر خلافت مآب کے پاس بھیج دیا' اس خط میں دبیس نے سلطان محمود کے اس برتاؤ پر جو اس نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تھا ناراضی ظاہر کی تھی اور خلافت مآب کو اس امر پر دھمکی دی تھی۔ خلافت مآب کو اس خط کے دیکھنے سے بے حد برہمی پیدا ہوئی فوجیں آراستہ کر کے دبیس سے جنگ کرنے کی غرض سے برسقی کے پاس جانے کا ارادہ کیا اور اسے آگے رہنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ رمضان ۱۷ ۵ھ میں شاہی فوجیں دریا کی طرح دبیس سے جنگ کے لئے بڑھیں۔ چاروں طرف سے فوجیں آنے لگیں۔ سلیمان بن مہارش بنو عقیل کی ایک بڑی جماعت لئے ہوئے حدیثہ سے آ پہنچا۔ قریش بن مسلم والی موصل بھی اپنی رکاب کی فوج لئے ہوئے آ پہنچا۔ خلیفہ مسترشد نے بغداد میں منادی کرادی کہ جسے شاہی لشکر کے ساتھ باغیان دولت عباسیہ سے لڑنا ہو شاہی لشکر میں آ جائے۔ اہل بغداد یہ سنتے ہی ٹوٹ پڑے۔ خلافت مآب نے ان لوگوں کو حسب ضرورت روپیہ اسباب اور آلات حرب عنایت فرمائے۔ دبیس ان واقعات سے مطلع ہو کر گھبرا گیا۔ خلیفہ مسترشد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا امن کا خواستگار ہوا۔ خلافت مآب نے اس کی درخواست منظور نہ فرمائی اور آخر ماہ ذی الحجہ ۱۷ ۵ھ میں بغداد سے کوچ کیا۔ وزیر السلطنت نظام الدین احمد نظام الملک نقیب الطالبین نقیب النقباء علی بن طراد اور شیخ الشیوخ صدر الدین اسماعیل وغیرہم عمائدین خلافت مآب کی رکاب میں تھے' برسقی کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ خلافت مآب کی خدمت میں واپس آیا اور اس کے لشکر کے ساتھ حدیثہ میں قیام پذیر ہوا۔

دبیس کی شکست: اس کے بعد خلافت مآب کے موکب ہمایوں نے جنگ کے لئے موصل کی جانب کوچ کیا۔ برسقی اس کے مقدمۃ الجیش پر تھا۔ دبیس نے بھی اپنے ہمراہیوں کو مرتب کیا۔ پیادوں کو سواروں کے لشکر کے آگے رکھا۔ اس نے لشکریوں سے کامیابی کی صورت میں بغداد کو تاخت و تاراج کرنے اور عورتوں کو لونڈی بنانے کا وعدہ کر رکھا تھا۔ دونوں حریف گتھ گئے۔ دبیس کے لشکر کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں کی ایک جماعت گرفتار کر لی گئی۔ جنگ ختم ہونے کے بعد قتل کر ڈالے گئے۔ دبیس کی عورتیں باندیاں بنالی گئیں۔ فتح یابی کے بعد خلیفہ مسترشد نے یوم عاشورہ ۱۷ ۵ھ کو میدان جنگ سے دارالخلافت بغداد کی طرف کوچ کیا۔

بصرہ کا تاراج: دبیس نے شکست کے بعد فرات کو عبور کیا۔ غزیہ پہنچ کر عرب نجد سے امداد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے انکار جواب دیا تب منتفق کی طرف چلا گیا اور منتفق سے بصرہ پر قبضہ کرنے کا حلف لیا چنانچہ وہ لوگ اس کے ہمراہ بصرہ آئے

اور اسے لوٹ لیا اس کے سردار کو قتل کر ڈالا۔ خلیفہ مسترشد نے برسقی کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اسے دبیس کے تعاقب نہ کرنے پر تنبیہہ کی اور یہ بھی لکھا کہ تیری ہی وجہ سے دبیس کو بصرہ کے ویران کرنے کا موقع ملا۔ برسقی نے فوراً جنگ کی تیاری کر دی سامان سفر و جنگ درست کر کے بصرہ کا راستہ لیا۔ دبیس نے یہ خبر پا کر بصرہ چھوڑ دیا قلعہ جعر میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ عیسائیوں سے مل کر ان کو حلب پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور ان کے لشکر کے ساتھ ۵۱۸ھ میں حلب کے محاصرہ پر آ گیا۔ اہل حلب نے معقول طور سے ان کی مدافعت کی چاروں طرف سے قلعہ بندی کر لی۔ مجبور ہو کر ناکام لوٹ گئے' دبیس ان سے علیحدہ ہو کر طغرل بن سلطان محمد کی خدمت میں چلا گیا اور اسے عراق کے قبضہ پر ابھارا' جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے۔

ملک طغرل اور دبیس: جس وقت دبیس شام سے ملک طغرل کی خدمت میں بمقام آذربائیجان حاضر ہوا۔ ملک طغرل نے بہ احترام اس سے ملاقات کی اور اسے اپنے خاص الخاص امراء اور سلسلۂ وزراء میں داخل کر لیا' دبیس نے اسے عراق پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی اور اس پر قبضہ کرا دینے کا ذمہ دار ہوا۔ چنانچہ ملک طغرل نے اس خیال سے کوچ کیا۔ دبیس اس کے ہمراہ تھا' کوچ و قیام کرتا ہوا ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ دقوقا پہنچا' مجاہد ابن بہروز والیٔ تکریت نے خلیفہ مسترشد کو اس کی خبر دی خلافت مآب نے ملک طغرل اور دبیس کی مدافعت کی اور سرکوبی پر کمر باندھی' فوجیں فراہم کیں۔ پیادوں کے علاوہ ستر ہزار سواروں کی جمعیت سے ماہ صفر ۵۱۹ھ میں دارالخلافت بغداد سے کوچ کیا۔ اس کے مقدمۃ الجیش کا برتقش زکوی افسر اعلیٰ تھا۔ شاہی لشکر رفتہ رفتہ خالص پہنچا ملک طغرل کو خلیفہ مسترشد کی تیاری اور روانگی کی خبر ہوئی تو اس نے خراسان کا راستہ اختیار کیا۔ جلولا پہنچ کر خیمہ زن ہوا۔ اس کے ہمراہی غارت گری کی غرض سے چاروں طرف پھیل گئے وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ ایک بڑی فوج لئے ہوئے ملک طغرل کی طرف بڑھا دسکرہ پہنچ کر پڑاؤ کیا اتنے میں خلیفہ مسترشد بھی آ پہنچا۔ دبیس اور ملک طغرل نے ہارونیہ کی جانب کوچ کیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی جانب کوچ کیا۔ پھر دونوں نے تامرا کی طرف نہروان کا پل عبور کرنے کے لئے قدم بڑھایا۔ دبیس نے ان مقامات کی حفاظت پر کمر باندھی جہاں پانی کم تھا اور ملک طغرل دارالخلافت بغداد پر قبضہ اور اسے تاخت و تاراج کرنے کے لئے بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ الغرض دبیس نے تامرا سے کوچ کیا اور طغرل اس وجہ سے کہ وہ مبتلائے تپ ہو گیا تھا قیام پزیر ہو گیا پھر مینہ اور سیلاب کی وہ کثرت ہوئی کہ دونوں مجبور ہو کر بیٹھ رہے۔ ٹھنڈک بھوک اور تکان سفر نے دبیس کو بدحواس کر دیا۔ اس کی خوش قسمتی سے خلیفہ مسترشد کا کچھ سامان جا رہا تھا جس میں پہننے کے کپڑے اور بہت سی خوردنی اشیاء بھی تھیں۔ دبیس نے اس سامان کو لوٹ لیا۔ کپڑوں کو زیب تن کیا کھانا کھایا۔ آفتاب میں بیٹھا ہوش بجا ہوئے لیٹ کر سونے لگا۔

خلیفہ مسترشد اور دبیس: خلافت مآب کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا حکم صادر کیا اتفاق سے موکب ہمایوں دبیس کے لشکر کی طرف سے گزرا خلافت مآب دبیس کے سر پر پہنچ گئے اور وہ خواب غفلت میں پڑا ہوا خراٹے لے رہا تھا۔ خلافت مآب نے اسے بیدار کیا۔ دبیس نے آنکھیں کھولیں تو خلافت مآب کو اپنے سرہانے رونق افروز پایا حسب عادت زمین بوس ہوا اور معافی کا خواستگار ہوا۔ خلیفہ مسترشد کا دل نرم ہو گیا۔ وزیر السلطنت جلال الدین بن صدقہ نے سفارش کی' دبیس سوار ہو کر برتقش زکوی کے لشکر کے سامنے گیا اور ان لوگوں سے باتیں کرنے لگا جس وقت تک شاہی لشکر نے پل عبور کیا دبیس کو موقع مل گیا ملک طغرل کے پاس واپس آ گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کے چچا

سنجر کی طرف روانہ ہوا اور صوبہ ہمدان میں پہنچتے ہی غارت گری کا ہنگامہ برپا کر دیا۔ سلطان محمود نے یہ خبر پا کر ان لوگوں کا تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔

دبیس کی ریشہ دوانیاں: ملک طغرل نے قبضۂ عراق سے نا اُمید ہو کر دبیس کے ساتھ سلطان سنجر کی طرف کوچ کیا یہ اس وقت خراسان کا حکمران تھا اور بنو ملک شاہ کا ایک با اثر شخص تصور کیا جاتا تھا۔ ملک طغرل اور دبیس نے اس سے خلیفہ مسترشد اور برتقش شحنہ بغداد کی الٹی شکایت کی۔ سلطان سنجر نے انصاف کرنے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ دونوں اس کے ساتھ مقیم ہو گئے۔ دبیس بے نچلا نہ بیٹھا گیا سلطان سنجر کو عراق پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا موقع پا کر مسترشد اور سلطان کی جانب سے اسے بدظن کرتا جاتا تھا۔ بالآخر یہ سلطان سنجر کے ذہن نشین کر دیا کہ خلیفہ مسترشد اور سلطان محمود دونوں بالاتفاق سلطان سنجر کی مخالفت پر کمربستہ اور تیار ہیں۔ کہتے سنتے سلطان سنجر کی بھی رگ حمیت و مردانگی جوش میں آ گئی ۵۲۲ھ میں عراق کی طرف کوچ کیا۔ رے پہنچا دبیس کے خیالات کی تصدیق کرنے کی غرض سے سلطان محمود کو ہمدان سے بلا بھیجا۔

سلطان سنجر اور سلطان محمود: سلطان محمود سلطان سنجر کا پیام پاتے ہی حاضر ہو گیا جس سے دبیس کے پیدا کئے ہوئے خیال کی تکذیب ہو گئی۔ سلطان سنجر نے اپنی افواج کو سلطان محمود کے استقبال کے لئے بھیجا شاہی فوج نے سلطان محمود کی سلامی دی سلطان سنجر نے اسے اپنے برابر تخت پر بٹھایا عزت واحترام سے پیش آیا ۵۲۲ھ کے آخری دور تک سلطان محمود اس کی خدمت میں رہا اس کے بعد سلطان سنجر پھر لوٹ کر خراسان آیا اور دبیس کو سلطان محمود کے سپرد کر کے یہ ہدایت کی کہ اسے اس کے شہر بعزت واحترام واپس کر دینا چنانچہ سلطان محمود نے دبیس کے ساتھ ہمدان کی جانب کوچ کیا۔ محرم ۵۲۳ھ میں بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ وزراء اور امراء نے استقبال کیا سلطان محمود نے دبیس کو شاہی مکان میں ٹھہرایا خلافت مآب سے اس کی معافی کی سفارش کی خلافت مآب راضی ہو گئے مگر حکومت دینے سے انکار کیا۔ دبیس نے اس غرض کے حاصل کرنے کے لئے ایک لاکھ دینار پیش کئے خلافت مآب نے قبول نہ فرمایا۔ سلطان محمود نے نصف سنہ مذکور میں بغداد سے ہمدان کو کوچ کیا۔

دبیس کا فرار: سلطان محمود کی بیوی اس کے چچا سنجر کی بیٹی تھی اور یہی دبیس کی مخالفت کے زمانہ میں سلطان محمود کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ ہمدان سے سلطان کے کوچ کے وقت اس کا انتقال ہو گیا' دبیس کو چال بازی کا موقع مل گیا اس کے بعد سلطان بیمار ہو گیا۔ دبیس نے اس کے چھوٹے لڑکے کو لے کر عراق کا راستہ لیا خلیفہ مسترشد نے اس کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں' بہروز شحنہ بغداد اس وقت حلہ میں تھا دبیس کی روانگی کا سن کر حلہ چھوڑ کر بھاگا دبیس نے ماہِ رمضان ۵۲۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی تو اس نے امیر ابن قزل اور احمد یلی کو بلایا۔ یہ دونوں دبیس کی نیک چلنی اور اطاعت کے ضامن تھے اور یہ کہا کہ دبیس کو لا کر تم دونوں حاضر کرو اس کی اطاعت وفرماں برداری کے تم ضامن تھے چنانچہ احمد یلی دبیس کی روک تھام کے لئے روانہ ہوا اور سلطان عراق کی طرف آیا' دبیس نے بہت سے تحائف اور ہدایا سلطان کی خدمت میں بھیجے جس میں دو لاکھ دینار نقد اور تین سو راس گھوڑے تھے جن کی زینیں اور نعلیں زریں تھے جب سلطان بغداد میں داخل ہو گیا تو دبیس نے بصرہ کا راستہ لیا اور وہاں پہنچ کر اس کو لوٹ لیا' جو کچھ بیت المال میں پایا سب پر قبضہ کر لیا۔ سلطان نے اس کے تعاقب میں فوجیں روانہ کیں۔ دبیس بصرہ چھوڑ کر بریہ میں چلا گیا۔

دبیس کی گرفتاری: دبیس نے جس وقت بصرہ کو چھوڑا تھا اسی زمانے میں اسی کے بلانے کے لئے ایک قاصد صرخد (صرصر) سے آیا تھا۔ والیٔ سرخد ایک خصی تھا اسی سنہ میں اس نے وفات پائی ایک عورت بوقت وفات چھوڑ گیا تھا اس کے مرنے پر یہ عورت قلعہ پر قابض ہوگئی ساتھ ہی یہ خیال پیدا ہوا کہ نظام حکومت اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتا جب تک کسی شخص سے جو کہ صاحب قوت و جنگ نہ ہو تعلق نہ پیدا کیا جائے لوگوں نے اس سے دبیس کی تعریف کی کہ اس کا بہت بڑا خاندان ہے نہایت دلیر اور جنگ آور ہے اس کے رعب وداب سے سارا عراق بید کی طرح تھراتا ہے اس بنا پر اس عورت نے دبیس کی طلبی کا خط لکھا تاکہ اس سے اپنا عقد کرے قلعہ اور مال وزر اسے قابض کر دے۔ دبیس کو یہ خط بصرہ چھوڑنے کے بعد ملا۔ فوراً عراق سے شام کی جانب کوچ کر دیا۔ ہر چند رہبر اس کے ساتھ تھے دمشق ہو کر گزرا۔

تاج الملوک والیٔ دمشق کو جاسوسوں نے اس کی خبر کر دی' والیٔ دمشق نے اسے گرفتار کر لیا عماد الدین زنگی نے جو کہ دبیس کا جانی دشمن تھا تاج الملوک کو پیام دیا کہ اگر تم دبیس کو میرے پاس بھیج دو گے تو میں اس کے عوض میں تمہارے بیٹے اور ان کے امراء کو قید سے رہا کر دوں گا جو میرے یہاں نظر بند ہیں۔ تاج الملوک نے بلا عذر اس حکم کی تعمیل کی دبیس پابہ زنجیر زنگی کے پاس بھیج دیا گیا۔ دبیس کو اپنے قتل کا یقین کامل ہو گیا۔ مگر زنگی نے اس کے ساتھ اس کے خلاف توقع وہ برتاؤ کئے جو اکابر ملوک کے ساتھ کئے جاتے ہیں۔ زنگی نے اسے رہا کر دیا بہت سا مال و اسباب سواریاں چوپائے اور آلات حرب مرحمت کئے۔ کسی ذریعہ سے مسترشد کو دبیس کی گرفتاری کی اطلاع ہوگئی تھی سدید الدین بن انبار کو تاج الملوک کے پاس دبیس کی طلبی کے لئے بھیجا۔ سدید الدین جزیرہ ابن عمر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا' اثناء راہ میں یہ معلوم ہوا کہ والیٔ دمشق نے اسے زنگی کے پاس بھیج دیا ہے اس وجہ سے سدید الدین کا مقصد پورا نہ ہو سکا۔

سلطان محمود کی وفات: ۵۲۵ھ میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا ملک داد اس کی جگہ تخت حکومت پر رونق افروز ہوا۔ اس کے چچا مسعود اور سلجوقی حکومت و ریاست حاصل کرنے کے لئے اس سے معرکہ آراء ہوئے آخر کار سلطان مسعود کا قدم حکومت و سلطنت پر جم گیا' ان دونوں (مسعود و سلجوق) کا بھائی طغرل اپنے چچا سلطان سنجر کے پاس خراسان میں تھا۔

سلطان سنجر: سلطان سنجر خاندان سلجوقیہ کا بہت بڑا نامور ممبر تھا ملوک سلجوقیہ اس کے حکم کے آگے گردنیں جھکا دیتے تھے اسے سلطان مسعود کا سلجوق اور طغرل سے لڑنا ناگوار گزرا' طغرل کو لئے ہوئے عراق کی طرف کوچ کیا رفتہ رفتہ ہمدان پہنچا۔ عماد الدین زنگی کو طلب کر کے شحنہ بغداد مقرر کیا اور دبیس بن صدقہ کو چونکہ یہ بھی زنگی کے پاس تھا بطور جاگیر حصہ دیا' سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو اس نے سنجر اور طغرل سے جنگ کی تیاری کا حکم دیا خلیفہ مسترشد سے میدان جنگ میں شریک ہونے کی درخواست کی۔

دبیس اور زنگی کی فوج کشی و پسپائی: چنانچہ خلافت مآب نے بغداد سے خروج کیا مگر یہ سن کر کہ زنگی اور دبیس بغداد کے قریب پہنچ گئے ہیں بغداد کی جانب واپس ہوا' عباسیہ میں زنگی سے مڈ بھیڑ ہوگئی' زنگی شکست کھا کر بھاگا اس کے لشکر کا ایک بڑا حصہ کام آ گیا۔ خاتمہ جنگ کے بعد خلیفہ مسترشد بغداد میں مظفر و منصور داخل ہوا۔ باقی رہا دبیس وہ حلہ میں جا کر پناہ گزین

ہوا۔ بلاد حلہ اور اس کے گرد و نواح کے شہروں پر اقبال خادم خلیفہ کا تصرف جاری تھا خلیفہ مسترشد نے یہ خبر پا کر کہ دبیس بلاد حلہ کی طرف گیا ہے لشکر بغداد کو اقبال کی کمک پر بھیجا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ دبیس شکست کھا کر بھاگا۔ انتہائی دقت اور بے حد بے سروسامانی سے اس کی جان بچی' واسط پہنچا یہاں پر اس کا بقیۃ السیف لشکر بھی آ گیا ابن ابی الخیر والی بطیحہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی جس سے اس نے ۵۲۷ھ میں واسط پر قبضہ حاصل کر لیا۔ اقبال خادم اور برنقش شحنہ بغداد نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ دبیس واسطیوں کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد دبیس کو شکست ہوئی' میدان اقبال کے لشکر کے ہاتھ رہا۔ شکست کے بعد دبیس نے سلطان مسعود کے پاس جا کر دم لیا اور اسی کی خدمت میں قیام پزیر ہوا۔

طغرل کی وفات: اس زمانہ میں دبیس برابر سلطان مسعود کی خدمت میں حاضر رہا۔ یہاں تک کہ اس کے اور خلیفہ مسترشد کے درمیان ناچاقی ہوئی اور اس کا بھائی طغرل راہگزار ملک آخرت ہوا جیسا کہ ان کے حالات میں مذکور ہے' سلطان مسعود اپنے بھائی طغرل کے مرنے کے بعد ہمدان گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ یہاں پر ایک جماعت نے جو اس کے نامور امراء اور با اثر اراکین دولت میں سے تھی اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ ان میں دبیس بن صدقہ بھی تھا اور خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواہاں ہوئے خلافت مآب نے دبیس کی بدعہدی کی وجہ سے ان لوگوں کی معذرت قبول نہ کی۔

اعرج کا معرکہ: ان لوگوں نے خوزستان کا راستہ روک کیا اور برسق بن برسق سے پہنچ کر سازش کر لی' اس کے بعد خلافت مآب کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی اور ان امراء کو جو دبیس کے ہمراہ اور ہمسفر تھے امان نامہ لکھ کر بھیجا جس وقت خلافت مآب نے دبیس کی وجہ سے امراء کو امان دیئے بغیر واپس کیا تھا ان لوگوں نے بالاتفاق دبیس کو گرفتار کر لینے اور خلافت مآب کی خدمت انجام دینے کی رائے قائم کر لی تھی دبیس کو کسی ذریعہ سے اس کا احساس ہو گیا بھاگ کر سلطان محمود کی خدمت میں پھر آ گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مسترشد نے سلطان مسعود سے جنگ کے لئے بغداد سے ماہ رجب ۵۲۹ھ میں کوچ فرمایا تھا اکثر گورنروں نے بغرض اظہار اطاعت و فرماں برداری سفارش بھیجی۔ داؤد بن سلطان مسعود نے آذربائیجان سے پیام بھیجا کہ اگر خلافت مآب دینور کی طرف سے قصد فرمائیں تو یہ خانہ زاد بھی موکب ہمایوں کی رکاب میں ہو کر شریک جنگ ہونے کی عزت حاصل کرے۔ خلیفہ مسترشد نے انکاری جواب دیا اور جنگ کے خیال سے کوچ و قیام کرتا ہوا مقام اعرج تک پہنچ گیا۔ اسی مقام پر حریف سے مڈبھیڑ ہوئی۔

خلیفہ مسترشد کی گرفتاری و مصالحت: اتفاق سے شاہی افواج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئیں خلیفہ مسترشد گرفتار کر لیا گیا وزیر السلطنت شریف الدین علی بن طراد قاضی القضاۃ ابن انباری اور سرداران و اراکین حکومت کی ایک جماعت قید کر لی گئی۔ لشکر گاہ میں جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا سلطان نے بغداد کی جانب کوچ کیا اور روانگی سے قبل امیر بکایا کو شحنہ بغداد مقرر کر کے روانہ کیا۔ خلافت مآب کی اس شکست سے بغداد میں واویلا اور مصیبتاہ کا شور برپا ہو گیا اس کے بعد سلطان مسعود نے خلیفہ مسترشد کو ایک خیمہ میں نظر بند کر دیا اور چند آدمیوں کو اس کی حفاظت و نگرانی پر متعین کیا مصالحت کا پیام بھیجا اور یہ شرائط پیش کیں (۱) کچھ مالیہ سالانہ ادا کیا کرے (۲) آئندہ فوجیں فراہم نہ کرے (۳) جنگ کے ارادہ سے اپنے

دارالخلافہ سے باہر قدم نہ نکالے۔ خلیفہ مسترشد نے ان شرائط کو منظور کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔

خلیفہ مسترشد کا قتل: اسی اثناء میں سلطان سنجر کا ایلچی آ پہنچا' سلطان مسعود اس سے ملنے کے لئے سوار ہوا خلافت مآب کے محافظین خیمہ میں متفرق ہو گئے' باطنیہ کا ایک گروہ آخری ماہ القعدہ ۵۲۹ھ میں خلافت مآب کے خیمہ میں گھس گیا اور خلافت مآب اور اس کے ہمراہیوں کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

دبیس کا خاتمہ: خلیفہ مسترشد کے قتل کئے جانے کے بعد سلطان مسعود کو یہ خبر پہنچائی گئی کہ دبیس بن صدقہ کی سازش سے گروہ باطنیہ نے خلیفہ مسترشد کو قتل کیا ہے' سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا فوراً دبیس کے قتل کا حکم دیا ایک غلام دبیس کے دروازۂ خیمہ پر کھڑا ہو گیا۔ دبیس جس وقت خیمہ سے سر نیچا کئے ہوئے برآمد ہوا غلام نے تلوار کے ایک وار سے اس کا سر اڑا دیا' دبیس کو یہ بھی معلوم نہ ہو سکا کہ کس نے مارا۔

صدقہ بن دبیس کی اطاعت: اس واقعہ کی خبر دبیس کے بیٹے صدقہ تک پہنچی' یہ اس وقت حلہ میں تھا' اس کی باپ کی فوجیں اور غلام اس کے پاس آ کر جمع ہوئے' امیر قطلغ تکین امن حاصل کر کے اس کے پاس چلا آیا' سلطان مسعود کو اطلاع ہوئی تو اس نے شحنہ بک آبہ کو صدقہ کی روک تھام پر مقرر کیا۔ فوراً حلہ کو صدقہ کے قبضہ سے نکالنے کی ہدایت کی اور تاکید کی یہاں تک کہ سلطان محمود نے اسے کا قصور معاف کر دیا اور باہم صفائی ہو گئی' صدقہ نے وہیں قیام اختیار کیا۔

خلیفہ راشد کی معزولی: خلیفہ مسترشد کے قتل کے بعد سلطان مسعود کے اشارے سے اس کا بیٹا راشد تخت خلافت پر متمکن ہوا' کچھ عرصہ بعد سلطان مسعود اور خلیفہ راشد میں مخالفت پیدا ہو گئی' اس کشیدگی اور مخالفت کا باعث عماد الدین زنگی والیٔ موصل تھا اس نے اسے اس فتنہ پر آمادہ کیا تھا۔ خلیفہ راشد ان دنوں اس کے ساتھ تھا۔ سلطان مسعود نے ۵۳۰ھ میں خلیفہ راشد کو معزول کر کے خلیفہ مکتفی کے ہاتھ پر خلافت و امارت کی بیعت کر لی تھی۔ راشد نے موصل چھوڑ دیا جو امراء و اراکین داؤد کی رکاب میں تھے وہ اس کی رفاقت ترک کر کے سلطان مسعود کی خدمت میں چلے آئے۔ سلطان مسعود ان لوگوں کے اس فعل سے راضی ہو گیا سامان سفر درست کر کے ہمدان کی جانب کوچ کیا اور اپنی افواج کو ان کے شہروں کی جانب واپسی کا حکم دیا اور خود صدقہ بن دبیس کے پاس چلا گیا اور اس سے اپنی بیٹی کا عقد کر دیا' خلیفہ راشد موصل سے نکل کر حکومت و امارت حاصل کرنے کی غرض سے آذربائیجان پہنچا والیٔ فارس و خوزستان اور دیگر امراء کی ایک جماعت حاضر خدمت ہوئی مالی اور فوجی مدد دینے کا اقرار کیا۔

صدقہ بن دبیس کا خاتمہ: سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی تو وہ فوجیں مرتب کر کے ان کے سر پر پہنچ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر سلطان مسعود نے ان لوگوں کو شکست دی دوران جنگ میں امیر منکبرس نے والیٔ فارس کو گرفتار کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد قتل کر ڈالا۔ والیٔ خوزستان اور عبدالرحمٰن طغابرک والیٔ غلخال نے سلطان مسعود کی فوج پر لوٹ کر دوبارہ حملہ کیا اس وقت سلطان مسعود کی رکاب میں تھوڑی سی فوج باقی رہ گئی تھی سلطان مسعود کو ان لوگوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی' امراء کا ایک گروہ جو اس کی رکاب میں تھا گرفتار کر لیا گیا' ان میں صدقہ بن دبیس اور عنبری ابی العسکر تھا ان لوگوں کو بھی فتح مند گروہ نے قتل کر ڈالا اس کے بعد داؤد نے ہمدان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا۔

محمد بن دبیس: سلطان مسعود نے اس شکست کے بعد اپنی حالت پھر درست کر لی اور جس قدر اس مہم میں نقصان پہنچا تھا اس کی تلافی ہوگئی۔ حلہ پر محمد بن دبیس کو مامور کیا۔ مہلہل بن ابی العسکر برادر نمیر کو معین و مددگار کے طور پر اس کے ساتھ بھیجا اس طرح محمد کے قدم حلہ کی حکومت پر مستقل طور پر جم گئے' باقی رہے وہ واقعات جو راشد اور سلجوقیہ کے درمیان واقع ہوئے ہم انہیں آئندہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

علی بن دبیس: ۵۴۰ھ میں بوزابہ والیٔ فارس وخوزستان نے سلطان مسعود کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اور سلطان محمد بن سلطان محمود کے ہاتھ پر بیعت حکومت کی عباس والیٔ رے نے بھی ان لوگوں سے مل گیا۔ ان لوگوں نے بہت سی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے دارالخلافت بغداد سے روانہ ہوا اور بغداد میں اپنی جگہ امیر مہلہل ابن ابی العسکر اور نظیر خادم کو چھوڑتا گیا جس وقت سلطان مسعود نے بغداد سے کوچ کرنے کا قصد کیا تھا اس وقت مہلہل نے مختلف مصلحتوں کے باعث علی بن دبیس کو قلعہ تکریت میں قید کر دینے کی رائے دی' اتفاق یہ کہ اس کی خبر علی بن دبیس تک پہنچ گئی چند آدمیوں کے ساتھ بھاگ کر بنوار سد میں پہنچا اور انہیں جمع کر کے حلہ کی طرف آیا۔

علی بن دبیس اور مہلہل کی جنگ: محمد فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی آخر کا علی نے محمد کو شکست دے کر حلہ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان مسعود کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی مگر اس وجہ سے کہ اس کے اور اس کے باپ کے ہوا خواہ' خانہ زاد اور خاندان والے اور فوجیں اس کے پاس آ کر جمع ہوگئی تھیں اس کی قوت بڑھ گئی مہلہل اس لشکر کے ساتھ اس کی رکاب میں بغداد میں مقیم تھا علی کی روک تھام کے لئے حلہ کی طرف روانہ ہوا۔ فریقین نے صف آرائی کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد مہلہل کو شکست ہوئی شکست کھا کر بغداد کی طرف بھاگا' شحنہ بغداد اور ان لوگوں کو جو بغداد میں اس کے ساتھ تھے اس سے خطرہ پیدا ہوا' خلیفہ نے شہر پناہ کی فصیلوں پر پہرہ مقرر کر دیا اور علی کو کہلا بھیجا کہ تم اپنے ارادوں میں مستقل اور مضبوط رہو خلافت مآب کو تمہاری فتح یابی سے بے حد مسرت ہوئی۔ علی نے اطاعت وفرمانبرداری کے اظہار کی غرض سے بارگاہ خلافت میں عریضہ روانہ کیا۔ لڑائی ختم ہوئی امن وامان قائم ہوگیا۔

علی بن دبیس کی معزولی: چونکہ علی بن دبیس رعایا کے ساتھ حد درجہ ظالمانہ برتاؤ کیا کرتا تھا اس وجہ سے رعایا نے ۵۴۳ھ میں سلطان مسعود سے اس کی شکایت کی۔ سلطان مسعود نے ان کی شکایت پر علی بن دبیس کو معزول کر کے سالار کرد کو حلہ بطور جاگیر مرحمت فرمایا چنانچہ سالار کرد نے ہمدان سے حلہ کی جانب کوچ کیا اور بغداد سے فوجیں فراہم کر کے حلہ کی طرف بڑھا۔ علی بن دبیس حلہ چھوڑ کر تفشکنجر کے پاس چلا گیا اور سالار کرد نے اپنے ہمراہیوں اور خدام کے ساتھ حلہ میں قیام اختیار کیا۔ بغدادی لشکر واپس ہوگیا۔ تفشکنجر اس وقت اپنی جاگیر مقام طف میں تھا۔ علی نے اس سے اپنا سارا ماجرا بیان کیا اور امداد کی درخواست کی۔ تفشکنجر اس کی مدد پر کمربستہ ہو کر اس کے ہمراہ واسط کی طرف روانہ ہوا طرنطائی والیٔ واسط بھی اس کے ساتھ ہولیا۔ ان لوگوں نے حلہ کو سالار کرد سے چھین کر علی بن دبیس کے حوالہ کر دیا۔ علی اس پر دوبارہ قابض ہوگیا اور سالار کرد آخری ۵۴۲ھ میں بغداد کی جانب واپس ہوا۔

علی بن دبیس کی گرفتاری ورہائی: ۵۴۴ھ میں سلطان مسعود کے خلاف چند امراء نے مخالفت وبغاوت کا علم بلند کیا

ان میں تفشکنجر' طرنطائی اور علی بن دبیس بھی تھے ان لوگوں نے متفق ہو کر ملک شاہ بن سلطان محمود کی سلطنت وحکومت کی بیعت کر لی اور اس کی رکاب میں عراق کی طرف روانہ ہوئے خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلافت مآب نے انکاری جواب دیا اور فوجیں فراہم کر کے بغداد کی قلعہ بندی کر لی اور سلطان مسعود کے پاس اطلاعی فرمان بھیجا چونکہ سلطان مسعود اپنے چچا سلطان سنجر کی ملاقات کے لئے رے گیا ہوا تھا۔ اس طرف متوجہ نہ ہو سکا۔ تفشکنجر کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی آپس میں جوتیاں چلنے لگیں۔ تفشکنجر نے نہروان کو لوٹ لیا اور علی بن دبیس کو گرفتار کر لیا۔ باقی رہا طرنطائی وہ بھاگ کر نعمانیہ پہنچا۔ اتنے میں سلطان مسعود وارد بغداد ہوا۔ تفشکنجر نے نہروان سے کوچ کر دیا اور علی بن دبیس کو چھوڑ دیا۔ علی بن دبیس سلطان مسعود کی خدمت میں بغداد میں حاضر ہوا اور قصور معاف کرنے کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے اس کی خطا معاف کر دی۔

امارت بنی مزید کا خاتمہ: ان واقعات کے بعد علی بن دبیس والئ حلہ بیمار ہو گیا۔ اس کے طبیب خاص محمد بن صالح نے ہر چند علاج کیا مگر صحت یاب نہ ہو سکا' علالت کے تھوڑے ہی دن بعد راہ گزار ملک عدم ہوا۔ اس کے بعد سلطان مسعود آخری تاجدار سلجوقیہ نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے بھتیجے ملک شاہ بن محمود کے ہاتھ پر ارا کین دولت نے سلطان مسعود کے ولی عہد ہونے کی وجہ سے حکومت وسلطنت کی بیعت کی۔ خلیفہ مکتفی نے سلطان مسعود کر مرتے ہی سلجوقیہ پر غلبہ حاصل کر لیا۔

مسعود بلاک: سلطان ملک شاہ نے تخت حکومت پر متمکن ہو کر سالار کرد کو حلہ روانہ کیا اس نے حلہ پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مسعود بلاک شحنہ بغداد بھی اس کے پاس چلا گیا۔ سلطان مسعود کی وفات کے وقت بغداد سے بھاگ گیا تھا اور اس سے اتفاق و ہمدردی کا اظہار کیا تھا کچھ عرصہ بعد موقع پا کر مسعود بلاک نے سالار کرد کو گرفتار کر کے دریا میں ڈبوا دیا اور خود حلہ کی حکومت پر قابض ہو گیا۔ خلیفہ مکتفی نے یہ خبر پا کر اپنے دار السلطنت عون الدین بن ہبیرہ کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں مسعود بلاک بھی اپنا لشکر لے کر مقابلہ پر آیا مگر شکست کھا کر پھر حلہ کی طرف لوٹا' اہل حلہ نے اسے حلہ میں داخل نہ ہونے دیا تب بلاک نے تکریت کا راستہ لیا اور وزیر سلطنت عون نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور کوفہ اور واسط کے سر کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ کوفہ اور واسط بھی سر ہو گیا اس کے بعد سلطان ملک شاہ کا لشکر کوفہ پر آ اترا' خلیفہ مقتفی کی فوجوں نے کوفہ چھوڑ کر واسط کا راستہ لیا اور جب شاہی لشکر واسط کی طرف بڑھا تو خلیفہ کی فوج نے واسط کو چھوڑ کر حلہ کی طرف قدم بڑھایا' غرض یکے بعد دیگرے شہروں کو خلیفہ کی فوج چھوڑتی گئی اور شاہی لشکر قابض ہوتا گیا بالآخر ذی قعدہ ۵۴۷ھ میں خلیفہ کی فوج بغداد کی جانب واپس ہوئی۔

سلطان ملک شاہ کی معزولی: اس کے بعد امراء وارا کین دولت سلجوقیہ نے ملک شاہ کو ۵۴۸ھ میں گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی محمد کو تخت حکومت پر متمکن کیا خلیفہ مقتفی سے اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی خلیفہ مقتفی نے منظور نہ کیا۔ اس بناء پر محمد بن محمود نے ۵۵۱ھ میں عراق کی جانب کوچ کیا۔ بغداد میں ہلچل پڑ گئی۔ خلیفہ مکتفی نے نہایت حزم واحتیاط سے مقابلہ کی تیاری کی واسط کی فوجیں بھی آ گئیں۔ سلطان محمد نے مہلہل بن ابی العسکر کو حلہ پر قبضہ کر لینے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حلہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان محمد نے ۵۵۲ھ میں بغداد پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا مگر کسی قسم کی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً

واپس ہوا۔

خلیفہ مقتفی کی وفات ۵۵۵ھ میں خلیفہ مقتفی کو سفر آخرت در پیش آیا۔ اس کا بیٹا مستنجد تخت خلافت پر متمکن ہوا۔ یہ بھی اپنے باپ کی طرح امور سلطنت کے نظم و نسق سے واقف تھا۔ اس نے بغداد میں سلجوقیہ کا خطبہ بند کر دیا۔

خلیفہ مستنجد اور بنو اسد چونکہ بنو اسد نے محاصرہ بغداد میں مہلہل بن ابی العسکر کا ساتھ دیا تھا اس وجہ سے مستنجد کو بنو اسد سے ناراضگی اور کشیدگی تھی تخت خلافت پر متمکن ہو کر بردن بن قماج کو بنو اسد کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ بنو اسد اس وقت پہاڑوں اور دروں میں منتشر تھے ان تک کسی کا ہاتھ نہ پہنچتا تھا' بردن نے ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا تب خلیفہ مستنجد نے ابن معروف سردار منتفق کو بصرہ سے بنو اسد پر حملہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ ابن معروف نے بہت بڑی فوج فراہم کر کے بنو اسد پر چڑھائی کر دی اور پہنچتے ہی ایسی خوبی سے ان کا محاصرہ کر لیا کہ وہ پانی تک کو محتاج ہو گئے۔ خلیفہ ملتفی نے بردون کو عتاب آموز فرمان روانہ کیا اور اس پر اس وجہ سے کہ اس نے بنو اسد کو زیر کرنے میں تاخیر کی تھی' شیعیت اور بنو اسد کی موافقت کا الزام لگایا۔

بنو اسد کی جلا وطنی : بردن اور ابن معروف نے منتفقہ کوشش سے بنو اسد کی لڑائی میں کام لیا اور ان کے پانی لانے کے راستے بند کر دیے اور نہایت بے رحمی سے ان کے پامال کرنے کو بڑھے' چار ہزار بنو اسد مارے گئے باقی ماندہ کے لئے حلہ سے جلا وطن ہو کر نکل جانے کی منادی کرادی۔ چنانچہ وہ لوگ حلہ سے جلا وطن ہو کر اطراف بلاد میں پھیل گئے اور ان میں سے ایک متنفس بھی عراق میں نہ رہا۔ ان کے پہاڑی درے اور ان کے مقبوضات پر ابن معروف اور منتفق قابض ہو گئے۔ بنو مزید کی دولت و حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔

والبقاء اللہ وحدہ

باب : ۲

امارت مصر دولت ابن طولون

فتح مصر: ہم اوپر فتوحات اسلامیہ کے تذکرہ میں عمرو بن ابی العاص کے ہاتھ سے مصر فتح ہونے کا واقعہ ۲۰ھ زمانہ خلافت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں جو کہ انہی کے حکم سے وقوع میں آیا تھا بیان کر آئے ہیں' فتح و کامیابی کے بعد موصوف الصدر نے عمرو بن العاصؓ کو اس شہر کی گورنری عطا کی۔ چنانچہ رفتہ رفتہ عمرو بن العاص کی فتوحات کا سیلاب مصر کے علاوہ ممالک مغرب میں طرابلس اور ودان و غزامس تک پہنچ گیا تھا جیسا کہ یہ واقعات اپنے مقام پر بیان کئے جا چکے ہیں۔

عبداللہ بن ابی سرح کی گورنری: پورے عہد خلافت عمرؓ میں اس صوبہ کی عنان حکومت عمرو بن العاص کے ہاتھ میں رہی۔ اس کے بعد عثمان بن عفان نے صعید کی حکومت پر عبداللہ بن ابی سرح کو مقرر فرمایا اور مصر کو اس سے علیحدہ کر کے ایک جدا صوبہ قرار دیا' عمرو بن العاص کو یہ ناگوار گزرا' گورنری مصر سے مستعفی ہو گئے۔ امیر المؤمنین عثمانؓ نے صوبہ مصر کی گورنری صعید سے ملحق کر کے اس صوبہ کی عنان حکومت بھی عبداللہ بن ابی سرح کو دے دی۔ اس کے عہد حکومت میں غزوہ صواری ہوا۔ رومیوں نے قسطنطنیہ سے ایک ہزار کشتیوں کا بیڑہ مصر کی طرف روانہ کیا' یہ بیڑا ساحل سکندریہ پر لنگر انداز ہوا۔ اطراف و جوانب کے دیہات والوں نے بدعہدی کی اور بغاوت پر کمر باندھی۔ اہل اسکندریہ نے دربار خلافت عثمانؓ سے یہ درخواست کی کہ ہماری امداد و کمک پر عمر بن العاص مامور کئے جائیں۔

عمرو بن العاص کی مراجعت مدینہ: عثمانؓ نے عمرو بن العاص کو اہل سکندریہ کی کمک پر روانہ کیا۔ عمرو بن العاص نے عرب کے جنگ آوروں کے ساتھ رومیوں پر حملہ کیا۔ مقوقس بھی قبطی فوج کی معیت میں رومیوں کے ساتھ تھا۔ رومیوں نے ان دیہات والوں سے مل کر جنہوں نے اظہار بغاوت کیا تھا کشتیوں سے اتر کر میدان جنگ کا راستہ لیا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر اللہ جل شانہ نے لشکر اسلام کو فتح نصیب کی رومی فوجیں شکست کھا کر اسکندریہ کی جانب بھاگیں۔ عمروؓ بن العاص نے ان لوگوں کو جی کھول کر پامال کیا اور قرب و جوار کے دیہات والوں کا جو کچھ مال و اسباب مسلمانوں نے لوٹ لیا تھا ان کے عذر معذرت کرنے پر واپس کر کے مدینہ منورہ کی جانب واپس ہوئے اور عبداللہ بن ابی سرح اس کی گورنری پر بدستور قائم رہے۔ انہوں نے افریقہ پر جہاد کیا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ اس کے بعد نوبہ پر جہاد کے ارادے سے فوج کشی کی اور ان پر جزیہ مقرر کیا جو زمانہ دراز تک باقی رہا۔ یہ واقعات ۳۱ھ کے ہیں ان واقعات کے بعد معاویہؓ بن خدیج کی مامور وقوع میں آئی انہوں نے بھی بہت سے شہر ملک افریقہ کے سر کئے اور ملک افریقہ کو خوب پامال اور تاخت و تاراج کیا یہاں تک کہ فتح

افریقہ کی ان کے ہاتھ سے تکمیل ہوئی۔

عبداللہ بن ابی سرح کی معزولی: پھر عثمانؓ کے آخر دورِ خلافت میں جب فتنہ برپا ہو چکا تھا اور کثرت سے لوگ آپ پر طعن کرنے لگے تھے۔ معاویہ بن خدیج مصری لشکر کے ایک گروہ کے ساتھ بطور وفد دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ مصری لشکر کو عبداللہ بن ابی سرح اور اس کے عمال سے شکایت پیدا ہو گئی تھی۔ عثمانؓ نے ان لوگوں کی رضامندی کے خیال سے عبداللہ بن ابی سرح کو گورنری مصر سے معزول کیا اتنے میں اس خط کا واقع پیش آ گیا جو مروان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے اور لشکریان مصر نے عثمانؓ کا ان کے گھر میں محاصرہ کر لیا۔ عبداللہ بن ابی سرح نے یہ خبر پا کر مصر سے عثمان کی مدد کے لئے کوچ کیا۔ جونہی عبداللہ نے مصر سے کوچ کیا۔ محمد بن ابی حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ عبداللہ نے یہ سن کر اثناء راہ سے واپس ہو گئے۔ محمد نے مصر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ تب عبداللہ نے عسقلان کا راستہ اختیار کیا اور وہاں پہنچ کر پڑاؤ کر دیا یہاں تک کہ عثمانؓ بلوایانِ مصر کے ہاتھوں شہید ہو گئے۔ اس وقت عبداللہ نے عسقلان سے رملہ جا کر قیام کیا اور فتنہ وفساد کے خوف سے مدتوں یہیں ٹھہرے رہے۔ یہاں تک کہ راہی ملک عدم ہوئے نہ علیؓ بن ابی طالب کی بیعت کی نہ معاویہؓ کی۔ اس کے بعد عمرو بن العاص نے محمد بن ابی حذیفہ کو قتل کر ڈالا اس واقعہ قتل کی کیفیت اور روایتیں مختلف ہیں۔

قیس بن سعد کی معزولی: اس کے بعد علیؓ نے مصر کی حکومت پر قیس بن سعد بن عبادہ کو متعین فرمایا یہ علی کے پکے دوست اور ان کے دشمنوں کے جانی دشمن تھے۔ معاویہؓ نے ان کے ملانے کی بہت کوشش کی۔ انہوں نے نہایت برے طور سے اس سے انکار کر دیا مگر معاویہؓ نے اس کے برعکس ان کی حمایت کو مشہور کر دیا۔ اس بنا پر علیؓ نے حکومت مصر سے قیس کو معزول کر کے اشتر نخعی کو مامور کیا۔ اشتر نخعی کا نام مالک تھا۔ حرث بن یغوث بن مسلمۃ بن ربیعہ بن حرث بن خزیمہ بن سعد بن مالک بن النخع کے بیٹے تھے۔

محمد بن ابی بکر کا تقرر: اشتر نخعی نے مصر کا سفر کیا' قریب مصر قلزم میں پہنچ کر ۳۸ھ میں مر گئے تب علیؓ نے اشتر کی جگہ محمد بن ابی بکر کو متعین کیا یہ ان کے گود کے پالے ہوئے تھے۔ ان واقعات کے بعد معاویہؓ نے عمرو بن العاص سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا' یہ اس وقت فلسطین میں تھے اور شہادت عثمان کے بعد انہوں نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی' چند روز کے نامہ و پیام کے بعد معاویہؓ نے عمرو بن العاص کو اپنا ہم خیال بنا لیا۔ چنانچہ علیؓ سے جنگ کرنے کے لئے معاویہؓ کے ساتھ ہو گئے۔ معاویہؓ نے انہیں مصر کی گورنری عنایت کی صفین اور محاکمہ کے واقعہ کے بعد عمرو بن العاص نے مصر کی طرف کوچ کیا اور معاویہ دعوے دار خلافت ہو گئے۔

محمد بن ابی بکر کا خاتمہ: محمد بن ابی بکر والی مصر کے نظام حکومت میں خلل آ گیا۔ معاویہ بن خدیج سکونی نے عثمانیہ جماعت کے ساتھ اطراف مصر میں محمد بن ابی بکر کے خلاف خروج کیا۔ عمرو بن العاص نے ہوا خواہان عثمانؓ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے علم خلافت کی مخالفت پر ابھار دیا۔ سوار فوجوں کو مصر کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ اس مہم کے مقدمۃ الجیش پر معاویہؓ بن خدیج تھے۔ دونوں حریفوں کی مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد بن ابی بکر کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور ان کے ہمراہی ان سے جدا ہو گئے۔ دوران جنگ میں مارے گئے۔ جیسا کہ ان کے حالات میں یہ واقعہ مشہور ہے۔

ولایت مصر پر گورنروں کا تقرر و معزولی: عمرو بن العاص نے فتح مندی کے ساتھ فسطاط میں قدم رکھا اور ۴۳ھ تک مصر پر حکمرانی کر کے سفر آخرت اختیار کیا ان کی جگہ ان کا بیٹا حکمران ہوا۔ معاویہؓ نے چند روز بعد انہیں معزول[1] کر کے اپنے بھائی عتبہ بن ابی سفیان کو متعین کیا۔ ۴۴ھ میں اس نے وفات پائی۔ اس کی جگہ عقبہ بن عامر جہنی مامور ہوا۔ پھر ۴۷ھ میں یہ معزول کیا گیا اور اس کی جگہ معاویہ بن خدیج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ س کے بعد ۵۰ھ میں ان سے افریقہ کی حکومت لے لی گئی اور عقبہ بن نافع مامور کیا گیا۔ پھر مصر اور افریقہ کی عنان حکومت مسلمہ[2] بن مخلد انصاری کے ہاتھ میں دی گئی۔ مسلمہ نے اپنی جانب سے افریقہ کی حکومت پر اپنے غلام ابو المہاجر کو متعین کیا۔ اس نے نہایت بدنما طریقہ سے عتبہ کو حکومت افریقہ سے سبکدوش کیا جیسا کہ مشہور ہے ان واقعات کے ختم ہونے پر معاویہؓ نے وفات پائی۔ یزید بن معاویہ تخت حکومت پر متمکن ہوا' نظام حکومت میں اضطراب پیدا ہوا۔ اس کے بعد مکہ معظمہ[3] میں عبداللہ بن زبیر کی امارت وخلافت کی بیعت لی گئی۔ تمام ممالک اسلامیہ میں ان کی حکومت وخلافت کی دعوت منتشر ہو گئی۔ انہوں نے مصر کی حکومت پر عبداللہ بن جحدم قرشی کو مقرر کیا۔

یہ عبدالرحمٰن عقبہ بن ایاس بن حرث بن عبد بن اسد بن جحدم فہری کا بیٹا ہے۔ اس کے بعد مروان کی حکومت و امارت کی بیعت لی گئی۔ عبدالرحمٰن بن زبیرؓ کے امور حکومت میں خلل پیدا ہو گیا۔ مروان نے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ عبدالرحمٰن بن جحدم (عبداللہ بن زبیرؓ کے گورنر) کو مصر سے نکال کر عمرو بن سعید الاشرف کو حکومت مصر پر متعین کیا پھر مروان نے اسے مصیب بن زبیرؓ سے جنگ کرنے کے لئے شام کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور اس کی جگہ مصر پر اپنے بیٹے عبدالعزیز[4] بن مروان کو مامور کیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ مر گیا یہ وہ زمانہ تھا کہ مروان کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ اس کی جگہ عبداللہ بن عبدالملک مامور ہوا۔ ۸۹ھ میں ولید نے اسے معزول کیا اس کی جگہ مرۃ بن شریک بن مرشد بن حرث بن عیسیٰ متعین ہوا۔ ۹۵ھ میں یہ بھی راہگزار ملک عدم ہوا۔

ولید نے اس کی جگہ عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں متعین کیا' ولید نے اسے موت کے وقت حکومت عطا کی تھی۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے اسامۃ بن زید تنوخی مامور کیا گیا تھا۔ الغرض عمرو بن عبدالعزیز نے عبدالملک بن رفاعہ کو ۹۹ھ میں معزول کر کے ایوب بن شرحبیل بن اکرم بن ابرہ بن صباح اصحبی کو سند حکومت مرحمت فرمائی۔ اس کے بعد یزید بن عبدالملک نے اسے معزول کر دیا اور اس کی جگہ بشر بن صفوان مامور ہوا۔ پھر ہشام بن عبدالملک نے اسے معزول کیا اور[5]...

ابن رفاء کو اس کی جگہ حکومت مصر کی سند دی۔ اس تقرری کے پندرہ روز بعد یہ مر گیا اور وفات کے وقت اپنے بھائی ولید بن

---

[1] اس معزولی کی وجہ یہ تھی کہ حضرت عبداللہ امیر معاویہ کے حامی نہ تھے اور اس جنگ وفساد سے گریز کرتے تھے اور حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے وقت کسی کی بیعت نہیں کی۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن افطار کرتے اور تین راتوں میں قرآن ختم کیا کرتے تھے۔ یہ اپنے والد سے قبل اسلام لائے۔

[2] مسلمہؓ حضورؐ اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانے میں پولیس افسر تھے۔ حضرت عمرؓ انہی کے ذریعہ گورنروں کو غلطی کے باعث طلب فرماتے تھے یہ بھی حضرت حسنؓ کی دستبرداری کے وقت فتنہ وفساد سے الگ رہے۔

[3] عبداللہ بن زبیرؓ حضورؐ کے پھوپھی زاد بھائی زبیرؓ کے صاحبزادے ہیں ہجرت مدینہ کے بعد مسلمانوں میں سب سے پہلے یہی لڑکے پیدا ہوئے ان کی والدہ کا نام اسماء ہیں جو حضرت ابوبکرؓ کی بڑی صاحبزادی ہیں۔ صحابہ میں ان کی شجاعت اور عبادت مشہور تھی۔

[4] عمر بن عبدالعزیز اسی کے لڑکے ہیں۔

[5] اصل کتاب میں خالی جگہ ہے۔

رفاعہ کو اپنا جانشین بنایا گیا۔ ہشام نے اس تقرری کو قائم رکھا۔ سات ماہ تک اس نے حکمرانی کی پھر یہ معزول کیا گیا اور حنظلہ بن صفوان ماہ محرم ۱۲۴ھ میں ہشام کی منظوری سے مصر کا گورنر ہوا۔ جب مروان بن محمد حکمران ہوا تو حنظلہ نے حکومت مصر سے استعفیٰ دے دیا۔ تب اس کی جگہ حسان بن عتاہیہ کو اپنے نائب کے طور پر حکومت مصر پر متعین کیا۔

جب حسان وارد مصر ہوا تو اس نے حکومت مصر سے ہاتھ اٹھالیا۔ اس کی جگہ ابوحفص بن ولید اس کی حکومت کے سولہویں دن مصر کی گورنری پر بھیجا گیا دو ماہ تک حفص مصر کی گورنری پر رہا۔ اس کے بعد مروان نے حوثرہ بن سہیل بن عجلان باہلی کو ماہ محرم ۱۲۸ھ میں متعین کیا۔ رجب ۱۳۱ھ میں حوثرہ کی حکومت سے واپس کر کے مغیرہ بن عبداللہ بن مسعود فزاری کو سند حکومت مصر عنایت کی۔ ماہ جمادی الآخر ۱۳۶ھ میں اس نے وفات پائی۔ وفات کے وقت اس نے اپنے بیٹے ولید کو مقرر کیا۔ اسی سنہ میں مروان نے منبروں کے بنائے جانے کا حکم صادر کیا۔ اس وقت دستور تھا کہ خطیب عصا ٹیک کر خطبہ دیا کرتے تھے۔ اس کے بعد مروان بن محمد وارد مصر ہوا اور یہیں اس کا زمانہ حیات پورا ہوا۔

عہد عباسی میں مصر کے گورنر: مروان بن محمد کے بعد دولت عباسیہ کا دور حکومت شروع ہوا۔ سفاح نے اپنے چچا صالح بن علی کو ۱۳۷ھ میں مصر کی حکومت عنایت کی ایک مدت تک یہ صوبہ اسی کی گورنری میں رہا اپنی جانب سے لوگوں کو مامور کرتا تھا۔ سب سے پہلے محصن بن فانی کندی کو اپنا نائب بنایا آٹھ مہینے اس نے نیابت کی پھر ابوعون عبدالملک بن یزید (مناۃ کا مولیٰ) آٹھ ماہ حکمران رہا۔ محرم ۱۷۴ھ میں داؤد بن یزید بن حاتم بن قبیصہ والی بنایا گیا اور اپنی حکومت کے ایک برس بعد محرم ۱۷۵ھ میں معزول کیا گیا۔ موسیٰ بن عیسیٰ گورنری مصر پر بھیجا گیا ماہ ربیع الاول ۱۷۶ھ میں واپس کیا گیا اور اس کے چچازاد بھائی ابراہیم بن صالح کو حکومت مصر عطا ہوئی۔ اپنی حکومت کے تیسرے مہینے مر گیا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا صالح حکمران ہوا۔

رشید نے ماہ رمضان ۱۷۶ھ میں عبداللہ بن مسیّب بن زہیر کو مامور کیا۔ ایک برس بعد اسے معزول کر کے ہرثمہ بن اعین کو مصر کی حکومت عنایت کی' اس کی حکومت کے تیسرے مہینے آخری ۱۷۸ھ میں اسے افریقہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اس نے اپنے بھائی عبداللہ بن مسیّب کو اپنا نائب مقرر کیا اس کے بعد ماہ رمضان ۱۷۸ھ میں موسیٰ بن عیسیٰ دوبارہ حکومت مصر پر بھیجا گیا۔ اس نے اپنے بیٹے کو اپنی نیابت پر متعین کیا۔

پھر ۱۸۰ھ میں موسیٰ اپنی حکومت کے دسویں مہینے حکومت مصر سے واپس کر لیا گیا اور عبیداللہ بن مہدی بھیجا گیا۔ پھر رمضان ۱۸۱ھ میں واپس کیا گیا اور اسماعیل بن صالح بن علی جو کہ خلافت مآب کے چچاؤں میں سے تھا متعین ہوا۔ اس نے اپنی طرف سے ایک شخص کو نائب بنا کر بھیج دیا پھر نصف ۱۸۲ھ میں یہ حکومت مصر سے سبکدوش کر دیا گیا اور اس کی حکومت کے دسویں مہینے پھر حکومت مصر واپس بھیجا گیا پھر مسیّب بن فضل جو کہ اسبور دوالوں سے تھا والی مصر ہوا۔ ساڑھے چار برس اس نے حکومت کی اس کے بعد معزول کیا گیا۔ اس کے بعد رشید نے اپنے قرابت مندوں میں سے احمد بن اسماعیل بن علی کو ۱۸۷ھ کے نصف میں مصر کی حکومت عنایت کی۔ دو برس دو ماہ تک حکمران رہا' اس کے بعد عبداللہ بن امام ابراہیم بن محمد معروف بہ ابن زینب کو حکومت مصر عطا ہوئی اور آخری ماہ شعبان ۱۹۰ھ میں اپنی گورنری کے ایک برس دو ماہ بعد واپس کر لئے گئے۔

حاتم بن ہرثمہ بن اعین کو سند حکومت دی گئی وہ شوال ۱۹۴ھ میں وارد مصر ہوا اور اپنی حکومت کے ایک برس تین ماہ

بعد ۱۹۵ھ میں واپس بلا لیا گیا۔ جابر بن اشعث بن یحییٰ بن نعمان طائی اسی سنہ میں مامور ہوا۔ لشکریوں نے اسے اس کی حکومت کے ایک برس بعد ۱۹۶ھ میں مصر سے نکال دیا تب خلیفہ مامون نے مصر کی گورنری پر ابونصر عباد بن حیان بلخی (یہ کندہ کا غلام تھا) کو متعین کیا اور اس کی حکومت کے ڈیڑھ برس بعد ماہ صفر ۱۹۸ھ میں اسے معزول کر کے مطلب بن عبداللہ بن مالک بن ہیثم خزاعی کو سند گورنری عطا کی۔ یہ مکہ سے نصف ربیع الاول سنہ مذکور میں وارد مصر ہوا۔ پھر ماہ شوال میں اپنی حکومت کے آٹھویں مہینے لوٹا لیا گیا خلافت مآب نے اپنے چچاؤں میں سے عباس بن موسیٰ بن عیسیٰ کو حکومت مصر کی سند عطا کی۔ اس نے اپنے بیٹے عبداللہ کو مصر کی حکومت پر اپنا نائب بنا کر بھیج دیا' امام محمد بن ادریس شافعی اس کے ساتھ تھے اس نے ڈھائی مہینے قیام کیا۔ یوم النحر ۱۲۸ھ میں لشکریوں نے بغاوت کر کے اسے مار ڈالا اور مطلب بن عبداللہ کو اپنا امیر بنا لیا۔ اس کے بعد بنی مطلب بن عبداللہ اور سدی وحکم بن یوسف مولیٰ بن ضبہ کے درمیان جو اہل بلخ قوم زط سے تھا لڑائیاں ہوئیں۔

چنانچہ اپنی حکومت کے ایک برس آٹھ مہینے بعد مطلب مکہ کی طرف بھاگ گیا۔ بالاتفاق اہل جند ماہ رمضان ۲۰۰ھ میں سری نامی ایک شخص امیر بنایا گیا اس کی حکومت کے چھٹے مہینے لشکریوں نے اس پر یورش کی اور اسے معزول کر کے سلمان بن غالب بن جبریل بن یحییٰ بن قرہ بجلی کو ماہ ربیع الاول ۲۱۱ھ میں امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ اس نے اپنی طرف سے عبداللہ بن طاہر بن حسین (خزاعہ کے مولیٰ) کو اپنا نائب بنایا۔ دس سال اس کی حکمرانی کی' اس کے بعد خلیفہ مامون نے اپنے بھائی ابواسحاق کو جس نے کہ اپنے زمانہ خلافت میں معتصم کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا تھا سند حکومت عطا کی' اس نے عیسیٰ جلودی کو اس کے بعد عمیر بن ولید تمیمی کو ماہ صفر ۲۱۴ھ میں مامور کیا۔ اپنی حکومت کے دو ماہ بعد یہ مار ڈالا گیا۔ تب اس کا بیٹا محمد بن عمیر اس کی جگہ حکمران بنایا گیا۔

اس کے بعد عیسیٰ جلودی کو دوبارہ سند خلافت عطا ہوئی۔ اس کے بعد ابواسحاق معتصم وارد فسطاط ہوا اور شام کی جانب لوٹا اس وقت اس نے عبدویہ بن جبلہ کو ماہ محرم ۲۱۵ھ میں بطور اپنے نائب کے مامور کیا ایک برس اس نے حکمرانی کی اس کے بعد عیسیٰ بن منصور بن موسیٰ خراسانی رافعی مولیٰ بن نصر بن معاویہ مامور کیا گیا۔ پھر مامون اس کی حکومت کے ایک برس بعد مصر آیا۔ عیسیٰ بن منصور پر بے حد ناراض ہوا اور پانی کا مقیاس اور ایک دوسرا پل فسطاط میں تعمیر کرایا اور ابو مالک کندر بن عبداللہ بن نصر صغدی کو مامور کر کے عراق کی جانب واپس ہوا۔ ماہ ربیع الاول ۲۱۹ھ میں کندر نے وفات پائی' اس کا بیٹا مظفر اس کی جگہ حکمران ہوا۔

پھر جب معتصم نے تخت خلافت پر قدم رکھا تو اس نے مصر کی عنان حکومت ماہ رجب ۲۸۱ھ میں اپنے مولا شناس کو جس کی کنیت ابوجعفر تھی سپرد کی اس نے اپنی جانب سے موسیٰ بن ابی العباس ثابت کو جو کہ بنو حنفیہ اہل شناس سے تھا ماہ رمضان ۲۱۹ھ میں مامور کیا گیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے اپنے بیٹے مظفر کو اپنا نائب بنایا چنانچہ یہ اشناس کی نیابت میں ساڑھے چار برس تک مصر کی حکومت کرتا رہا۔ اس کے بعد مالک ابن کید بن عبداللہ صغدی اس کی نیابت پر متعین کیا گیا۔ ماہ ربیع الآخر ۲۲۴ھ میں وارد مصر ہوا۔ دو برس بعد یہ بھی معزول کیا گیا تب علی بن یحییٰ ارمنی ولایت مصر پر بھیجا گیا۔ عیسیٰ ابن منصور جسے معتصم نے عہد خلافت مامون میں مصر کی حکومت پر بھیجا تھا اور جس پر مامون بوقت ورود مصر ناراض ہوا تھا دوبارہ نیابت مصر پر روانہ کیا گیا۔ چنانچہ عیسیٰ ماہ محرم ۲۲۹ھ میں مصر میں وارد ہوا۔ اس کے بعد ۲۳۰ھ میں اشناس نے سفر آخرت

اختیار کیا اور وفات کے وقت مصر کی حکومت پر ایتاخ مولی معتصم کو اپنی نیابت پر مقرر کیا گیا۔

اشناس کی جگہ ایتاخ مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔ خلیفہ واثق نے اس کی تقرری کو بحال رکھا اور اس نے عیسیٰ بن منصور کو ماہ ربیع الثانی ۲۳۲ھ میں ایتاخ کی جگہ مصر پر مامور کیا۔ چار ماہ حکمرانی کی پھر ایتاخ نے ہرثمہ بن نصر جبلی کو مصر کی نیابت عطا کی یہ نصف میں وارد ہوا۔ ایک برس مصر پر یہ حکومت کر کے مر گیا تب اس کا بیٹا حکمران ہوا۔ اس نے ایتاخ کو بنی یحییٰ ارمنی پر ماہ رمضان ۲۳۴ھ میں مقرر کیا اس کے بعد ایتاخ حکومت مصر سے ماہ محرم ۲۳۵ھ میں معتصم کی وفات کے بعد معزول کیا گیا۔

خلیفہ متوکل نے اپنے بیٹے مستنصر کو مصر کی عنان حکومت عطا کی' اس نے اپنی جانب سے اسحاق بن یحییٰ بن معاذ ختلی کو مامور کیا۔ اسی سنہ کے ماہ ذی القعدہ میں وارد مصر ہوا۔ اسی نے اپنے زمانہ حکومت میں اولاد علی کو مصر سے عراق کی طرف شہر بدر کیا تھا پھر ۲۳۶ھ کے ماہ ذی القعدہ میں حکومت مصر سے واپس بلایا گیا تب مستنصر نے مصر کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن یحییٰ بن منصور بن طلحہ کو جو کہ طاہر بن حسین کا چچا زاد بھائی تھا مامور کیا۔ چنانچہ ماہ ذی القعدہ ۲۳۶ھ میں یہ وارد مصر ہوا۔ لیکن کچھ عرصہ بعد واپس بلا لیا گیا تب اہل ہرات میں سے ابو حاتم عبید بن اسحاق بن عباس بن عبسہ کو ماہ صفر ۲۳۸ھ میں حکومت مصر پر روانہ کیا گیا۔ اس کے بعد عہد حکومت میں رومیوں نے دمیاط پر یوم عرفہ ۲۳۸ھ میں شب خون مارا اس نے اپنے خدام میں سے ابو خالد یزید بن عبداللہ بن دینا کو متعین کیا' اس کے زمانہ حکومت میں علویوں کو گھوڑے پر سوار ہونے اور غلاموں کے رکھنے کی ممانعت کی گئی۔

اس کے بعد مستنصر نے ماہ شوال ۲۴۷ھ میں عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اس نے خالد بن یزید کو حکومت مصر پر بدستور بحال رکھا پھر اس کی حکومت کے دسویں سال ۲۵۳ھ میں معتز نے اسے حکومت مصر سے معزول کر دیا۔ اس کی جگہ مزاحم بن خاقان بن عزطوج ترکی ۲۵۳ھ میں حکومت مصر پر مامور ہوا اس نے اپنی جانب سے ازجور بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا۔ پانچ ماہ اس نے حکومت کی ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں بقصد حج مکہ کا سفر کیا اور احمد بن طولون حکومت مصر پر مامور ہوا۔ اس کی حکومت کو ایک حد تک استحکام حاصل ہوا اس کی اور اس کی آئندہ نسلوں کی ایک مدت تک یہاں حکومت رہی جیسا کہ ہم ابھی بیان کریں گے۔

احمد بن طولون: ابن سعید نے بحوالہ کتاب بن الدایہ فی اخبار بنی طولون تحریر کیا ہے کہ طولون ابو احمد طغز سے تھا۔ تاتاریوں نے طغز پر فوج کشی کی۔ نوح بن اسد گورنر بخارا نے اس سے سالانہ خراج میں جو کہ دارالخلافت بغداد روانہ کیا کرتا تھا خلیفہ مامون کی خدمت میں بھیج دیا۔ ۲۲۰ھ میں قاسم نامی ایک لونڈی کے بطن سے احمد پیدا ہوا۔ ۲۴۰ھ میں طولون نے آخرت کا سفر کیا۔ اس کے رفقاء اور دوستوں نے اس کے بیٹے احمد کی محل سرائے شاہی میں کفالت اور تربیت کی حتیٰ کہ اس کی لیاقت اور خوبی انتظام کا شہرہ ہو چلا۔ اولیاء حکومت اسے عزت و احترام کی آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ رفتہ رفتہ یہ اپنے معاصرین سے بڑھ گیا۔ ترکوں میں اس کے رعب و داب کی شہرت پیدا ہو گئی۔ اس کی دین داری' امانت' راز داری' نیک چلنی اور احتیاط کا ہر چہار طرف چرچا پھیل گیا۔ یہ ترکوں کو نہایت کم عقل سمجھتا تھا۔ ان لوگوں کو رتبہ عالی کے لائق نہ جانتا تھا۔ جہاد کا اسے بے حد شوق تھا۔ اس نے محمد بن احمد بن خاقان سے یہ درخواست کی کہ عبداللہ وزیر ان دونوں کو سرحد پر جہاد کرنے کی غرض سے ٹھہرنے کی اجازت دے دے اور وہیں ان دونوں کو تنخواہ بھی دی جائے چنانچہ یہ طرسوس کی طرف روانہ ہوا۔ اہل

حق و اہل علم کے عادات امر بالمعروف و نہی عن منکر اور اقامت حق اس کی آنکھوں میں کھب گئی۔ ان لوگوں نے اس سے مراسم پیدا کئے علم حدیث کے حاصل کرنے پر کمر باندھی' اس کے بعد بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اب اس وقت اس کا دل و دماغ علوم دین سے اور سیاست سے بھرا ہوا تھا اور جب ترکوں نے خلیفہ مستعین سے ناراض ہو کر معتز کی خلافت کی بیعت کی تو انجام کار یہ رائے قرار پائی کہ مستعین کو معزول کر کے واسط کی طرف جلاوطن کر دیا جائے۔

خلیفہ مستعین اور احمد بن طولون: اس وقت تک ترکوں نے اسی احمد بن طولون کو مستعین کی حفاظت و نگرانی پر مامور کیا تھا۔ اس نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ مستعین کو کسی قسم کی تکلیف نہیں ہونے دی۔ ہر طرح کی آسائش بہم پہنچاتا رہا۔ احمد بن محمد واسطی نے اسی دن سے اس کی ملازمت اختیار کی۔ یہ نہایت تعلیم یافتہ شخص اور طرز معاشرت کی خوبیوں سے آگاہ تھا جب ترکوں نے مستعین کے قتل کا ارادہ کیا تو احمد بن طولون کو یہ کام سپرد کیا گیا۔ احمد نے کسی قدر زر معاوضہ لے کر اس کام سے عذر کر دیا تب ترکوں نے سعید حاجب کو اس خدمت پر مامور کیا اس نے مستعین کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروائیں اس کے بعد قتل کر ڈالا' احمد بن طولون نے اس کی تجہیز و تکفین کرائی۔ ان واقعات سے احمد بن طولون کی قدر و منزلت حکومت عباسیہ کی آنکھوں میں بڑھ گئی۔ انتہا کلام ابن سعید۔

ابن عبدالظاہر نے لکھا ہے کہ میں نے سیرۃ اخشید کے ایک قدیم نسخہ میں بخط فرطانی لکھا ہوا دیکھا ہے کہ احمد کے باپ کا نام انلج ترکی تھا۔ طولون اس کے باپ کا دوست تھا اور اس کی سوسائٹی (طبقہ) کا تھا جب انلج ترکی نے وفات پائی تو طولون نے اس کی پرورش و پرداخت کی۔ یہاں تک کہ سن شعور کو پہنچا۔ اس وقت حشویہ کے ساتھ جہاد کرنے کو گیا۔ قابلیت ذاتی اللہ تعالیٰ نے دے ہی رکھی تھی۔ رفتہ رفتہ معتمدین دولت میں شمار کیا جانے لگا۔ مصر کی گورنری پر مامور کیا گیا اور وہیں اپنی دولت و حکومت کی بنیاد ڈالی اور قیام پذیر ہوا۔ صدر الدین بن عبدالظاہر لکھتا ہے کہ اس روایت کو اس کے سوا کسی مؤرخ نے نقل نہیں کیا۔ انتہی۔

ابن طولون کی نیابت مصر پر تقرری: الغرض جب ترکوں نے بغداد میں شورش کی اور خلیفہ مستعین کو قتل کر ڈالا۔ معتز کو تخت خلافت پر متمکن کیا اور ترکوں کو اس پر غلبہ حاصل ہو گیا اس وقت ان ترکوں کا سرغنہ باک باک تھا خلیفہ معتز نے اسے مصر کی سند حکومت عطا کی اس نے نائب مقرر کرنے کی غرض سے لوگوں پر ایک سرسری نظر ڈالی اتفاق وقت سے احمد بن طولون کی کارگزاریاں اور کارکردگی اس کی آنکھوں میں کھب گئی تھیں چنانچہ اس نے احمد بن طولون کو اپنا نائب مقرر کر کے مصر روانہ کیا' احمد بن محمد واسطی اور یعقوب بن اسحاق' احمد بن طولون کے ہمرکاب تھے' ماہ رمضان ۲۵۴ھ میں داخل مصر ہوا' ان دنوں مصر کے محکمہ خراج (بورڈ آف ریونیو) پر احمد بن مدبر اور محکمہ ڈاک پر سفیر مولیٰ قابچہ مامور تھا۔ ابن مدبر نے ابتدائی اس سے بڑے مراسم پیدا کئے۔ ہدایا اور تحائف پیش کئے مگر چند روز بعد مخالف ہو گیا۔ خلیفہ معتز کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کے دماغ میں بغاوت کی ہوا سما گئی ہے عنقریب علم بغاوت بلند کیا چاہتا ہے محکمہ ڈاک کے افسران اعلیٰ نے بھی اسی قسم کی تحریر بھیجی اس کے اگلے دن یہ مر گیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتز قتل کر ڈالا گیا۔

ابن طولون اور احمد بن مدبر: مہدی تخت آرائے خلافت ہوا' باک باک ترکی مارا گیا۔ اس کی جگہ یارجوج مامور

کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت اس کے سپرد ہوئی چونکہ یار جوج اور احمد بن طولون میں دیرینہ مراسم اتحاد تھے بلکہ یوں کہئے کہ دونوں میں دانت کاٹی روٹی تھی اس وجہ سے یار جوج نے احمد بن طولون کو نیابت مصر پر قائم رکھا اس کے علاوہ اسکندریہ اور صعید وغیرہ کی حکومت کو اس کی حکومت سے ملحق کر دیا اور محکمہ خراج کے بھی اختیارات اسی کو دے دیئے جس سے احمد بن مدبر کی قدر و منزلت جاتی رہی۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن مدبر کو دوبارہ اسی عہدہ سے سرفراز کیا۔ احمد بن مدبر نے اس کے بعد احمد بن طولون سے کسی قسم کی چھیڑ چھاڑ نہ کی اور نہ اس سے مقابلہ اور مخالفت کرنے پر تیار ہوا۔ پھر خلیفہ معتمد نے اسے عیسیٰ بن شیبانی کو گرفتار کر لینے کے لئے لکھ بھیجا کہ جو فلسطین اور اردن کی حکومت پر تھا عیسیٰ ابن شیبانی کو دمشق پر غلبہ ہو ہی چکا تھا مصر کی خود سر حکومت کرنے کی خواہش دامن گیر ہوئی۔ خراج کا دینا بند کر دیا' طرہ یہ ہوا کہ ابن مدبر نے پچھتر اونٹ اشرفیاں روانہ کی تھیں اس نے ان کو بھی دبا لیا۔ خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی تو اس نے ڈانٹ کا خط لکھا اور احمد بن طولون کو اس کے صوبہ کی بھی سند حکومت عطا کی۔ احمد بن طولون نے اپنے عجز کا اظہار کیا تب ۲۵۷ھ میں اناجور نامی ترکی سردار دربار خلافت سے فوجیں لے کر دمشق کی جانب روانہ ہوا۔

موسیٰ بن طولون کی اسیری اس کے بعد احمد بن طولون نے اسکندریہ کی طرف خروج کیا۔ اس کے ساتھ اس کا بھائی موسیٰ بھی تھا یہ اس سے رنجیدہ رہتا تھا اس کے ذہن میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ احمد اس کے حق کو پورے طور پر ادا نہیں کر رہا ہے قاعدہ کی بات ہے کہ جو کچھ دل میں ہوتی ہے وہ زبان سے کسی نہ کسی وقت نکل ہی جاتی ہے۔ باتوں باتوں میں ایک روز اس کا اظہار ہو گیا۔ احمد بن طولون نے اسے گرفتار کر لیا' اپنے کاتب (سیکرٹری) اسحاق بن یعقوب کو اس الزام میں کہ اس نے اس کے راز کو اس کے بھائی سے ظاہر کر دیا ہے قید کر دیا۔ چند روز کے بعد اس کے بھائی نے بقصد حج سفر اختیار کیا۔ اسی مقام سے عراق کی جانب روانہ ہوا۔ احمد بن طولون نے آہستہ آہستہ اپنی قوت بڑھائی اور مالی حالت کو بھی درست کر لیا' اناجور کو اس سے خطرہ پیدا ہوا خلیفہ موفق کو اس کی شکایت لکھ بھیجی اور اس کی جانب سے یہ بدظنی پیدا کر دی کہ مجھے اندیشہ ہے کہ مبادا یہ شام پر قابض نہ ہو جائے۔

خلیفہ موفق اور احمد بن طولون خلیفہ موفق نے احمد بن طولون کو لکھ بھیجا کہ تم بغرض انتظام امور سلطنت و سیاست عراق سے چلے جاؤ اور مصر کی حکومت پر کسی شخص کو بطور اپنے نائب کے مقرر کر جاؤ۔

احمد بن طولون تاڑ گیا کہ ہو نہ ہو اس میں کوئی بات ہے حکمت عملی سے مجھے مصر سے علیحدہ کرنا مقصود معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اپنے کاتب احمد بن محمد واسطی کو یار جوج اور وزیر السلطنت کی خدمت میں بھیجا اور دونوں کے لئے بہت سے تحائف اور ہدایا روانہ کیے۔ یار جوج دولت و حکومت پر قابض ہو ہی رہا تھا خلافت مآب سے کہہ کر احمد بن طولون کی روانگی عراق کا حکم منسوخ کرا دیا اور اس کے اہل و عیال کو اس کے پاس پہنچا دیا' اس سے احمد بن طولون کا رعب و داب بڑھ گیا' احمد بن مدبر کو اس سے خوف پیدا ہوا اپنے بھائی ابراہیم کو لکھ بھیجا کہ نرمی اور مہربانی سے اسے مصر کی جانب لوٹا دو۔ اس اثناء میں شاہی فرمان صادر ہوا کہ دمشق، فلسطین اور اردن کے محکمہ خراج کا عہدہ بھی تمہیں عطا ہوا' چنانچہ ابن طولون نے ان بلاد کے انتظام میں مصروف و مشغول ہونے کے لئے مصر کا راستہ لیا۔ احمد بن مدبر اس کے ساتھ تھا۔ احمد بن طولون سے راضی ہو گیا۔ یہ واقعات ۲۵۸ھ کے ہیں۔

یارجوج کی وفات: ابن طولون اس زمانے سے دربار خلافت میں برابر خراج روانہ کرتا رہا۔ پھر تھوڑے دن بعد ابن طولون نے دربارِ خلافت میں اس مضمون کی عرضداشت بھیجی کہ ان بلاد کا خراج جو اضافہ کیا گیا معاف کر دیا جائے' اس پر معتمد نے اپنے خادم ''نفیس'' کو ابن طولون کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم کو مصر اور شام کے محکمہ مال کے اختیارات دیئے جاتے ہیں اور جس قدر اضافہ کیا گیا ہے وہ معاف کیا جاتا ہے۔ صالح بن احمد بن حنبل قاضی سرحد اور محمد بن احمد جز دعی قاضی واسط بطور گواہ کے ہمراہ گئے ہوئے تھے۔ اتنے میں یارجوج ۲۵۹ھ میں مر گیا یہ والی مصر تھا اور مصر اس کی جاگیر میں تھا۔ ابن طولون اس کی طرف سے مصر کی حکومت کرتا تھا۔ یارجوج نے وفات پائی تو احمد بن طولون مستقل طور سے مصر پر حکمرانی کرنے لگا۔

مفوض کی ولی عہدی: جس وقت زنگیوں نے امن حاصل کر کے اطراف بصرہ پر غلبہ حاصل کر لیا اور شاہی افواج کو شکست دی اس وقت خلیفہ معتمد نے موفق کو بلا بھیجا۔ خلیفہ مہدی نے موفق کو مکہ کی جانب جلا وطن کر دیا تھا معتمد نے اسے مکہ سے طلب کر کے اپنے بیٹے مفوض کے بعد اپنا ولی عہد مقرر کیا اور ممالک اسلامیہ کو ان دونوں پر اس طرح تقسیم کیا کہ ممالک شرقیہ موفق کو مرحمت فرمایا اور جنگ زنج (زنگی) پر جانے کی ہدایت کی۔ ممالک غربیہ اپنے بیٹے مفوض کو دیئے اور موسیٰ بن بغا کو اس کی نیابت پر اور موسیٰ بن عبید اللہ بن سلیمان بن وہب کو عہدۂ کتابت پر متعین کیا' ان دونوں کی ولی عہدی کا وثیقہ خانہ کعبہ میں بطور امانت رکھا گیا۔

موفق اور ابن طولون میں کشیدگی: ادھر موفق نے سامان جنگ درست کر کے جنگ زنج کی غرض سے خروج کیا ادھر ممالک شرقیہ کے نظم ونسق میں خلل پیدا ہو گیا۔ گورنران صوبہ جات نے خراج کا بھیجنا بند کر دیا۔ موفق کو اس سے شکایت پیدا ہوئی احمد بن طولون اپنے مقبوضہ صوبجات کا خراج خلیفہ معتمد کی خدمت میں بھیجا کرتا تھا کیونکہ وہ اس کا ساختہ پرداختہ تھا۔ موفق نے تحریر (خلیفہ متوکل کے خادم) کو احمد بن طولون کے پاس سالانہ خراج طلب کرنے کے لئے روانہ کیا۔ احمد بن طولون کو تحریر کے ہمراہیوں کی طرف سے سازش کا شبہ پیدا ہوا

اس بنا پر احمد بن طولون نے ان میں سے بعض کو سزائے موت دی اور بعض کو چشم نمائی کی غرض سے قید کر دیا۔ مگر اس کے باوجود بائیس لاکھ دینار اور بہت سے غلام لونڈیاں تحریر کے ساتھ موفق کی خدمت میں بھیج دیں موفق کو احمد بن طولون کی وہ حرکت جو اس نے تحریر کے ہمراہیوں کے ساتھ کی تھی ناگوار گزری۔ موسیٰ بن بغا کو لکھ بھیجا کہ احمد بن طولون کو حکومت مصر سے معزول کر کے اناجور والیٔ شام کے مقبوضات سے ملحق کر دو۔

موسیٰ بن بغا کی فوج کشی اور مراجعت: چنانچہ موسیٰ بن بغا نے اناجور کو مصر پر قبضہ کرنے کے لئے تحریر کیا اناجور نے اپنی کمزوری کی معذرت کی' تب موسیٰ بن بغا فوجیں لے کر مصر کی طرف روانہ ہوا تا کہ مصر کو احمد بن طولون کے قبضہ سے نکال کر اناجور کے سپرد کر دے۔ رفتہ رفتہ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی دیار مصریہ کی قلعہ بندی اور حفاظت کا انتظام کرنے لگا۔ اپنے لشکریوں کو بے حد مال و زر عنایت کی۔ موسیٰ بن بغا دس ماہ تک رقہ میں ٹھہرا رہا۔ رسد کی کمی و قلت مال و زر کی وجہ سے میدان جنگ میں نہ آیا لشکر تنخواہیں اور رسد طلب کرنے لگے۔ موسیٰ بن بغا کے پاس تو کچھ تھا نہیں لشکریوں نے بغاوت کر دی'

اس کا کاتب موسیٰ بن عبیداللہ بن وہب روپوش ہو گیا اس کا وزیر عبیداللہ بن سلیمان بھاگ گیا۔ موسیٰ بن بغا کو مجبوراً لوٹنا پڑا۔

محمد بن ہارون تغلبی کا خاتمہ: اس واقعہ کے بعد موفق نے احمد بن طولون کو کمی خراج پر تہدید آمیز خط تحریر کیا اور معزول کرنے کی دھمکی دی' احمد بن طولون نے اس بات کا نہایت بڑے طور سے جواب دیا اور یہ لکھ بھیجا کہ یہاں کے خراج وصول کرنے کا استحقاق جعفر بن معتمد کو ہے نہ کہ آپ کو' موفق اس تحریر سے بے حد متاثر ہوا۔ خلیفہ نے معتمد سے درخواست کی کہ چونکہ مجھے ابن طولون پر اس کی کم توجہی کے باعث بھروسہ نہیں ہے لہٰذا آپ کسی اور شخص کو سرحد کی حفاظت پر مامور کیجئے' خلیفہ معتمد نے محمد بن ہارون تغلبی گورنر موصل کو روانہ کیا۔ محمد بن ہارون کشتی پر سوار ہو کر چلا اتفاق سے ہوائے مخالفت نے کنارہ دجلہ پر پہنچا دیا۔ مساور خارجی کے ہمراہیوں نے مار ڈالا۔

ابن طولون کی سرحد کی گورنری: کل اسلامی سرحدوں میں سے انطاکیہ' طرسوس' مصیصہ اور ملطیہ زیادہ متہم بالشان تھے انطاکیہ پر محمد بن علی بن یحییٰ ارمنی مامور تھا۔ طرسوس پر سیما طویل' یہی سرحدوں کا افسر اعلیٰ تھا اتفاق سے ایک دفعہ سیما طویل کا انطاکیہ کی طرف سے گزر ہوا' ارمنی نے شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ سیما طویل نے اہل شہر سے سازش کر کے ارمنی کو قتل کرا دیا۔ موفق کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اس بات کو دل میں رکھ لیا اور سرحد کی حفاظت پر ارجون بن اولغ طرخان ترکی کو متعین کیا اور یہ ہدایت کی کہ سیما طویل کو سازش اور ارمنی کے جرم میں گرفتار کر لینا۔ چنانچہ ارجون نے سرحد پر قیام اختیار کیا اور بے جا طور سے تصرف کرنے لگا۔ سرحدی محافظین کے وظائف اور تنخواہیں بند کر دیں۔

طرسوس کے قلعوں سے قلعہ لولوہ دشمنانِ اسلام کے وسط میں واقع تھا۔ اہل طرسوس کو اس کی حفاظت میں زیادہ اہتمام کرنا پڑا تھا۔ اہل طرسوس نے پانچ ہزار دینار قلعہ لولوہ کے محافظین کی تنخواہ بھیجی ارجون نے اسے خرچ کر ڈالا محافظین پریشان و متفرق ہو گئے۔ موفق نے اس واقع سے مطلع ہو کر احمد بن طولون کو سرحد کی حفاظت کی خدمت سپرد کر دی اور یہ تحریر کیا کہ کسی شخص کو اپنی طرف سے سرحد پر بھیج دو چنانچہ احمد بن طولون نے اپنی جانب سے طخشی بن بکروان کو روانہ کیا اس نے نہایت ہوشیاری سے اس خدمت کو انجام دیا۔ بادشاہِ روم نے مصالحت کی درخواست کی۔ طخشی نے ابن طولون سے اس کی اجازت طلب کی۔ ابن طولون نے کہلا بھیجا ''حاشاءاللہ'' ایسا فعل ہرگز نہ کرنا ان لوگوں کو صلح پر اس امر نے آمادہ کیا ہے کہ تم لوگ ان کے قلعوں اور ممالک مقبوضہ کو تاخت و تاراج کیا کرتے ہو صلح میں ان کو آسائش اور راحت ملے گی' ہمارا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اسلامی سرحدوں کی کامل طور سے حفاظت کریں اور غازیان اسلام کو مال و زر سے مستغنی کرتے رہیں۔

علی بن اناجور: ہم اوپر ۲۵۷ھ میں دمشق پر اناجور کی گورنری کا حال تحریر کر آئے ہیں اور وہ واقعات بھی بیان کر آئے ہیں جو اس کے اور احمد بن طولون کے درمیان پیش آئے تھے' پھر ماہ شعبان ۲۶۴ھ میں اناجور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا علی حکمران ہوا۔ احمد بن بغا اور عبیداللہ بن یحییٰ بن وہب انتظام و سیاست میں ہاتھ بٹانے لگے۔

ابن طولون کی شام کو روانگی: ابن طولون نے ان واقعات سے مطلع ہو کر سرحدوں کا معائنہ کرنے کے لئے شام کی جانب کوچ کیا' اپنے بیٹے عباس کو مصر پر اپنی نیابت پر چھوڑتا گیا اور احمد بن محمد واسطی کو اس کی نگرانی اور امداد کی غرض سے اس کی خدمت میں رہنے کا حکم دیا۔ مصر سے نکل کر منیۃ الاصبغ میں لشکر مرتب کیا اور علی بن اناجور کو لکھ بھیجا کہ سرحدی علاقے کا

معائنہ کرنے کے لئے آ رہا ہوں رسد وغیرہ کا انتظام معقول طور سے رکھنا علی بن اناجور نے امید افزا جواب دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون سفر وقیام کرتا ہوا رملہ پہنچا ان دنوں رملہ میں محمد بن ابی رافع اناجور کی طرف سے حکمرانی کرتا رہا تھا اس کا مدبر و منصرم دولت احمد بن[1] .... یہیں اس زمانہ سے مقیم تھا جب سے کہ خلیفہ مہدی نے اسے شہر بدر کیا تھا' یہ لوگ بعزت و احترام پیش آئے۔ پھر احمد بن طولون نے رملہ سے دمشق کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے احمد بن دوغباش کو اس کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر یہاں سے کوچ کر کے حمص میں قیام پزیر ہوا۔ حمص میں اناجور کا ایک بہت بڑا سپہ سالار رہتا تھا وہاں کی رعایا نے اس سپہ سالار کے ظلم وستم کی شکایت کی' اس پر احمد بن طولون نے اسے معزول کر کے ضیاتر کی کو متعین کیا۔

سیما طویل کی سرکشی وقتل: اس کے بعد یہاں سے روانہ ہو کر انطاکیہ پہنچا۔ سیما طویل نے مخالفت کا اعلان کیا۔ اگر چہ اس سے پیشتر احمد بن طولون نے اس کو ایک یادداشت بھیجی تھی جس میں بالتصریح تحریر کیا تھا کہ اگر تم میری اطاعت قبول کرو گے تو میں تمہیں تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا مگر سیما طویل نے اس سے انکار کیا اس بنا پر احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت شدت سے لڑائی چھیڑ دی چونکہ اہل انطاکیہ سیما طویل کی حرکات اور ظلم سے تنگ آ گئے تھے اس وجہ سے بعضوں نے احمد بن طولون سے سازش کر لی اور اسے ایک پوشیدہ راز سے مطلع کر دیا۔ چنانچہ احمد بن طولون اسی راہ سے اپنی فوج کے ساتھ آغاز ۲۶۵ھ میں داخل انطاکیہ ہوا۔ سیما طویل کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اس کے امراء اور کاتب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

طرسوس پر قبضہ: اس کے بعد طرسوس کی جانب بڑھا اور اس پر بھی کامیابی کے ساتھ قبضہ حاصل کر کے قیام پزیر ہو گیا۔ سامان جنگ اور فراہمی لشکر میں مشغول ہوا' رومی شہر پر جہاد کی تیاری کرنے لگا اس اثناء میں یہ خبر ہوئی کہ اس کا بیٹا عباس جسے یہ مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کر آیا تھا باغی و منحرف ہو گیا ہے۔ مجبوراً قصد جہاد ملتوی کر کے مصر کی جانب واپس ہوا۔ ایک لشکر رقہ کی طرف روانہ کیا۔ دوسرے لشکر کو حران کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ حران پر محمد بن اتامش کا قبضہ تھا۔ احمد بن طولون کی فوج نے محمد اتامش کو حران سے لڑ کر اور شکست دے کر نکال دیا۔

موسیٰ بن اتامش کی فوج کشی وگرفتاری: اس کی خبر اس کے بھائی موسیٰ بن اتامش تک پہنچی۔ یہ شخص نہایت شجاع اور نبرد آزما تھا فوراً فوجیں مرتب کر کے حران کی جانب کوچ کیا۔ حران میں اس وقت احمد بن طولون کا لشکر پڑا ہوا تھا۔ اس کا سپہ سالار احمد بن جیعونہ نامی ایک شخص تھا۔ اسے موسیٰ بن اتامش کے آنے کی خبر سے بے حد تشویش ہوئی۔ ابوالاغر عربی کو اس کا احساس ہو گیا۔ اس سے مخاطب ہو کر بولا ''آپ کچھ تردد نہ کریں میں موسیٰ بن اتامش کو ابھی لا کر حاضر کرتا ہوں''۔

ابوالاغر نے یہ کہہ کر بیس سوار منتخب کئے جو اعلیٰ درجہ کے دلیر اور فنونِ جنگ سے واقف تھے اور اپنی فوج کے کیمپ سے نکل کر موسیٰ بن اتامش کے لشکر گاہ کا راستہ لیا ان میں سے بعض کو کمین گاہ میں بٹھا دیا اور باقی ماندگان کو لئے ہوئے موسیٰ کے لشکر گاہ میں داخل ہوا۔ موسیٰ کے خیمہ کی طرف گیا گھوڑوں کو جو خیمے کے دروازے پر بندھے ہوئے تھے کھول دیا ایک قریب کے خیمے کی رسی کاٹ دی شور وغل مچا۔ ابوالاغر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بھاگا موسیٰ اور اس کے مصاحبین اور ہمراہی سوار ہو کر تعاقب

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

میں نکلے جس وقت یہ لوگ کمین گاہ سے آگے بڑھے ابوالاغر کے ہمراہیوں نے کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ کر دیا۔ موسیٰ کے ہمراہی گھبرا کر لوٹ کھڑے ہوئے موسیٰ کو گرفتار کر لیا گیا۔ ابوالاغر اسے پابہ زنجیر اپنے سپہ سالار احمد بن جیعونہ کے پاس لایا' احمد بن جیعونہ نے اسے احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا احمد بن طولون نے اسے جیل خانہ میں ڈال دیا اور ۲۶۶ھ میں مصر کی جانب واپس ہوا۔

عباس بن احمد بن طولون کی بغاوت: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ احمد بن طولون نے بوقت روانگی شام اپنے بیٹے عباس کو مصر پر بطور اپنے نائب کے مقرر کیا تھا اور احمد بن محمد واسطی کو جو کہ اس کی دولت وحکومت کا منتظم اور دایاں بازو تھا اس کی امداد واعانت کی غرض سے اس کے پاس چھوڑ گیا تھا' عباس کے چند آدمی ایسے تھے جن سے اس نے ادب اور نحو کی تعلیم پائی تھی۔ باپ کی روانگی کے بعد ان لوگوں سے بعض کے وظائف اور انہیں اعلیٰ مناصب پر مقرر کرنے کا ارادہ کیا حالانکہ ان لوگوں میں نہ تو قابلیت تھی اور نہ اس کا ان کو حق تھا واسطی نے اس خیال سے کہ انتظام وسیاست میں خلل واقع ہو گا اس فعل سے روکا ان لوگوں نے یہ خبر پا کر عباس کو واسطی کی طرف سے بدظن کر دیا۔ واسطی نے اس کی شکایت احمد بن طولون کے پاس لکھ بھیجی احمد بن طولون نے واسطی کو لکھ بھیجا کہ جب تک میں مصر نہ پہنچ لوں اس وقت تک تم ان لوگوں سے اور عباس سے نرمی اور مدارات سے پیش آؤ کسی قسم کا بگاڑ نہ پیدا ہونے دو۔ احمد بن رجاء جو کہ احمد بن واسطی کا کاتب تھا عباس سے ساز باز رکھتا تھا۔ جو خطوط احمد بن طولون کے پاس آتے یا واسطی اس کے پاس بھیجتا تھا ان سب کی نقول اور ان کے مضامین سے عباس کو مطلع کر دیا کرتا تھا۔

عباس کی روانگی برقہ: چنانچہ اس نے ابن طولون کے اس خط سے بھی عباس کو مطلع کر دیا جس میں اس نے مدارات اور ملاطفت کرنے کو لکھا تھا عباس کو اس سے خوف پیدا ہوا جھٹ پٹ تمام مال وزر اور آلاتِ حرب جو وہاں پر موجود تھے ان کو لاد پھاند کر اور تاجروں سے جس قدر وصول کر سکا وصول کر کے برقہ کا راستہ لیا اس وقت خزانہ شاہی مصر میں ایک کروڑ دینار موجود تھے اور دو کروڑ تاجروں سے وصول کیے تھے اس کے بعد ابن طولون مصر کے قریب پہنچا ایک گروہ کو اپنے بیٹے عباس کے سمجھانے اور واپس لانے کے لئے بھیجا جس میں قاضی ابوبکرہ بکار بن قتیبہ' سابونی قاضی اور زیاد مری اور مولیٰ اشہب تھے' ان لوگوں نے عباس کو بے حد سمجھایا۔ انجام کار سے ڈرایا۔ عباس کا دل نرم ہو گیا مگر ان لوگوں نے جو اس کے ہوا خواہ بنے ہوئے تھے عباس کو اس سے باز رکھا اور ابن طولون کے رعب وجلال سے ڈرایا۔ عباس نے بکار سے کہا کہ میں تمہیں اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ کیا میرے لئے کسی قسم کے خطرہ کا اندیشہ نہیں ہے' بکار نے جواب دیا اور میں کچھ نہیں جانتا احمد بن طولون نے تمہارے امن دینے کی قسم کھائی ہے' عباس کو اس سے کامل تشفی نہ ہوئی اس نے اپنا راستہ لیا اور یہ لوگ اس کے باپ احمد بن طولون کے پاس واپس آئے۔

عباس بن احمد اور ابراہیم بن اغلب: عباس کے ہمراہیوں نے یہ چرچا کر دیا کہ تم ایسے وقت میں جب کہ ابراہیم بن احمد بن اغلب جیسا شخص افریقہ پر حکومت کر رہا ہے بآسانی تمام قبضہ کر سکتے ہو عباس اس دل خوش کن خیال سے مسرور ہو کر افریقہ کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ سے ابراہیم بن احمد بن اغلب کو لکھ بھیجا کہ خلیفہ معتمد نے مجھے افریقہ کی گورنری مرحمت

فرمائی ہے اور میں تمہیں اپنی جانب سے بطور اپنے نائب مقرر کرتا ہوں۔ الغرض رفتہ رفتہ عباس شہر لبدہ تک پہنچا۔ ابراہیم بن احمد کا عامل عباس سے لڑنے کے لئے آیا۔ عباس نے اسے گرفتار کر لیا اور شہر پر تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا اور اہل شہر کو پامال اور ان کی عورتوں کے دامانِ عزت و عفت کو اپنی بوالہوسی سے چاک کیا۔ اہل شہر نے الیاس بن منصور سردار اباضیا سے امداد کی درخواست کی۔ اس نے اس سے پیشتر اپنی اطاعت نہ قبول کرنے پر دھمکی دی تھی۔ ابراہیم بن احمد کو اس کی خبر لگ گئی اپنے خادم بلاغ کی ماتحتی میں بڑی فوج روانہ کی اور محمد بن قہرب گورنر طرابلس کو لکھ بھیجا کہ بلاغ کے ساتھ عباس کے مقابلہ پر جاؤ چنانچہ محمد بن قہرب عباس سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا اور بلاغ کا انتظار کئے بغیر لڑائی چھیڑ دی' اس اثناء میں الیاس اپنی قوم کے بارہ ہزار جنگ آزمالئے ہوئے آپہنچا۔ اس کے بعد ہی بلاغ خادم بھی آ گیا۔ گھمسان کی لڑائی ہونے لگی' عباس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے۔ عباس اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ جانبر ہوا۔

عباس بن احمد کی گرفتاری: ایمن اسود نے قید سے رہا کر مصر کا راستہ لیا اور عباس شکست کھا کر برقہ کی جانب روانہ ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ احمد واسطی کو قید کی مصیبت سے رہائی حاصل ہوگئی تھی' عباس نے اپنی واپسی کے بعد احمد واسطی کو دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔ احمد واسطی موقع پا کر جیل سے بھاگ گیا۔ فسطاط پہنچا' اس وقت احمد بن طولون برقہ کے ارادے سے اسکندریہ چلا گیا تھا۔ احمد واسطی نے اسے خود جنگ عباس پر جانے سے منع کیا چنانچہ یہ اور طبارچی ایک جرار فوج لے کر عباس سے جنگ کرنے کے لئے گئے اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا۔ یہ واقعہ ۲۶۷ھ کا ہے اس کے بعد احمد بن طولون نے احمد بن واسطی کے کاتب (محمود بن رجاء) کو اس جرم میں کہ اس کے بیٹے عباس کو اس کے خطوط کے مضامین سے مطلع کر دیا کرتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس کے بعد احمد بن طولون اپنے بیٹے کو ہاتھ سے مارتا جاتا تھا اور آنکھوں سے آنسو جاری تھے مارنے کے بعد پھر قید کر دیا۔

ابوعبدالرحمٰن عمری: ابوعبدالرحمٰن عمری یعنی عبدالحمید بن عبدالعزیز بن عبداللہ بن عمر بن خطاب ملک مصر مقام اقصائے صعید میں مقیم تھا بجاۃ آئے دن ان صوبجات میں لوٹ مار کرتے تھے' ایک مرتبہ یوم عید میں ان لوگوں نے چھاپہ مارا اور انتہائی بے رحمی سے تاخت و تاراج کیا۔ عمری کو بجاۃ کی اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی ثواب کی غرض سے کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا اور ان کے راستہ میں چھپ کر بیٹھ رہا۔ جس وقت وہ لوگ اس کے راستہ سے ہو کر گزرے عمری نے اپنے ہمراہیوں کے ساتھ کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا سب کے سب اسی مقام پر ڈھیر ہو گئے۔ عمری نے ان کے بلاد کی طرف قدم بڑھایا ان لوگوں نے ذلت کے ساتھ جزیہ دینا قبول کیا۔ اس واقعہ سے عمری کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ علوی کے دل میں آتش حسد بھڑک اٹھی' ۲۶۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کے لئے نکل کھڑا ہوا۔

ابراہیم بن محمد علوی کا خروج: علوی کا نام ابراہیم تھا۔ محمد بن یحییٰ بن عبداللہ بن محمد بن علی بن ابی طالب کا بیٹا تھا لوگ اسے صوفی کے لقب سے یاد کرتے تھے ۲۵۷ھ میں مقام صعید میں ظاہر ہوا اور اپنے شہر استا پر قبضہ کر کے لوٹ لیا۔ اس کے بعد اطراف و جوانب میں غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی علوی نے اسے شکست دے کر اس کے سردار کو گرفتار کر لیا اور ہاتھ پاؤں کاٹ کر صلیب پر چڑھا دیا تب احمد بن طولون نے دوسری فوج روانہ

کی۔ اس معرکہ میں علوی کو شکست ہوئی الواحات میں جا کر دم لیا اس کے بعد ۲۵۹ھ میں صعید کی جانب واپس آیا پھر سعید سے اشمونین کی طرف گیا اور وہاں سے فوجیں آراستہ کر کے عمری سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔

ابراہیم علوی کی گرفتاری عمری اور علوی سے بہت سخت جنگ ہوئی بالآخر علوی شکست کھا کر اسوان کی طرف بھاگا اور وہاں پہنچ کر غارت گری شروع کر دی۔ احمد بن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک لشکر علوی کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ علوی شکست کھا کر عیذاب پہنچا اور دریا عبور کر کے مکہ معظمہ میں جا کر دم لیا والیٔ مکہ نے اسے گرفتار کر کے پابہ زنجیر احمد بن طولون کے پاس بھیج دیا۔ ایک مدت تک جیل میں پڑا رہا پھر احمد بن طولون نے علوی کو قید کی مصیبت سے نجات دے دی۔ علوی رہائی پانے کے بعد مدینہ منورہ چلا آیا اور یہیں چند روز بعد مر گیا۔

ابو عبدالرحمٰن عمری کا قتل ان واقعات کے بعد احمد بن طولون نے ایک لشکر عمری کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ عمری نے سپہ سالار سے ملاقات کی اور اس سے کہا" میں نے فساد اور فتنہ برپا کرنے کی غرض سے خروج نہیں کیا اس وقت تک میرے ہاتھ سے نہ کسی مسلم کو اذیت پہنچی ہے اور نہ کسی ذمی کو۔ میں نے محض ثواب کی غرض سے بقصد جہاد خروج کیا ہے۔ تم میرے معاملہ میں اپنے امیر سے مشورہ نہ کرو" سپہ سالار لشکر نے عمری کی اس درخواست کو منظور نہ کیا لڑائی چھڑ گئی۔ احمد بن طولون کے لشکر کو شکست ہوئی۔ شکست خوردہ فوج اپنے امیر احمد بن طولون کے پاس پہنچی اور عمری کے حالات سے اسے مطلع کیا۔ احمد بن طولون نے کہا" تم نے اس کے معاملہ میں مجھ سے مشورہ کیوں نہ کیا۔ دیکھو تمہاری سرکشی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے تم پر فتحیاب کیا اس جنگ کے ایک مدت کے بعد عمری پر اس کے دو غلاموں نے بحالت غفلت حملہ کر دیا اور قتل کر کے احمد بن طولون کے پاس سر اتار لائے۔ احمد بن طولون نے عمری کے قصاص میں دونوں غلاموں کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

برقہ کا محاصرہ ۲۶۱ھ میں اہل برقہ نے اپنے گورنر محمد بن فرج فرغانی کے خلاف بغاوت کر دی اور احمد بن طولون کی اطاعت سے منحرف ہو کر محمد بن فرج کو اپنے شہر سے نکال دیا۔ احمد بن طولون نے ایک فوج اپنے غلام لولوء کی سرکردگی میں اہل برقہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور یہ ہدایت کی کہ جاتے ہی جنگ نہ چھیڑ دینا بلکہ نہایت نرمی سے کام لینا' چنانچہ فوج نے پہنچتے ہی شہر کا محاصرہ کر لیا۔ چندے محاصرہ کئے ہوئے نرمی سے اہل شہر کو بلاتا رہا۔ اہل شہر کو اس سے محاصرین کی کمزوری کا خیال پیدا ہوا۔ ایک روز بحالت غفلت شہر کا دروازہ کھول کر احمد بن طولون کے لشکر پر آ پڑے اور کسی قدر کامیاب ہو کر واپس گئے۔ سردار لشکر نے ابن طولون کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ احمد بن طولون نے سختی سے محاصرہ کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ محاصرین نے حصار میں شدت اختیار کیا ہر چہار طرف سے منجنیقیں نصب کر دیں' اہل شہر نے امن کی درخواست کی۔ فتح مند گروہ نے انہیں امن دیا اور فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوئے' اہل شہر کے سرداروں میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر کے مارا پیٹا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے اور مصر کی جانب واپس ہوا۔ احمد بن طولون نے اپنے غلاموں میں سے ایک آزاد غلام کو اہل برقہ کی حکومت پر مامور کیا۔ یہ واقعہ عباس کے باپ سے مخالفت کرنے سے پیشتر کا ہے۔

لولو کی بغاوت احمد بن طولون نے اپنے ایک آزاد غلام لولو نامی کو حلب' حمص قنسرین اور جزیرہ میں دیار مضر کی عنان حکومت عطا کی تھی اور رقہ میں قیام کرنے کا حکم دیا تھا۔ لولو ہر کام کو اپنے آقائے نامدار کی رائے سے انجام دیتا تھا۔ چند روز

بعد احمد بن طولون کے لولو کے سیکرٹری ابن سلیمان سے ناراض ہوا۔ ابن سلیمان نے بہ اقتضائے مصلحت وقت لولو کو بھی اپنا ہم خیال بنا لیا اور احمد بن طولون کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لولو نے سالانہ خراج بھیجنا بند کر دیا اور موفق کے پاس کہلا بھیجا کہ آپ تشریف لائیے۔ ہم آپ کو دیار پر قبضہ دلا دیں گے اس پیام کے ساتھ چند شرائط پیش کیے۔ موفق نے ان شرائط کو منظور کر لیا۔

لولوء کا انجام: لولو نے سامان جنگ وسفر درست کر کے رقہ کی طرف کوچ کیا اس وقت قرقیسا میں ابن صفوان عقیلی حکومت کر رہا تھا۔ لولو سے اور ابن صفوان سے معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر لولوء کو کامیابی ہوئی۔ قرقیسا کو ابن صفوان سے چھین کر احمد بن مالک بن طوق کے حوالے کیا اور موفق کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے کوچ کر دیا۔ سفر وقیام کرتا ہوا موفق کے پاس پہنچ گیا جہاں پر کہ وہ والیٔ زنج کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ موفق نے ان لڑائیوں میں لولوء سے مالی اور فوجی مدد لی اور جنگ موصل کے خاتمہ کے بعد حکومت پر مامور کیا۔ اس کے بعد ۲۷۳ھ میں اسے گرفتار کر کے چار لاکھ دینار جرمانہ کیا جس کے باعث وہ فقر وفاقہ میں مبتلا ہو گیا اور آخری عہد حکومت ہارون بن خمارویہ میں واپس ہو کر مصر آیا اور اسی محتاجی اور فقیری کی حالت میں راہی ملک عدم ہوا۔

معتمد اور ابن طولون: ابن طولون درپردہ معتمد سے سازباز رکھتا تھا۔ دونوں میں باہم سلسلہ خط وکتابت جاری تھا۔ اکثر معتمد اپنے بھائی موفق کی شکایت کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے موفق کو ابن طولون کی طرف سے کشیدگی اور منافرت تھی اور دل سے چاہتا تھا کہ ابن طولون حکومت مصر سے ہٹا دیا جائے جن دنوں لولوء اور ابن طولون میں مخالفت پیدا ہوئی اسی زمانے میں ابن طولون نے معتمد سے سلسلہ خط وکتابت شروع کیا اور موفق کے غیظ وغضب سے ڈرا کر مصر بلا بھیجا اس وقت موفق جنگ زنج میں مصروف تھا۔ معتمد نے اس تحریک پر اپنی تمام فوجوں کے ساتھ مصر کا قصد کیا مگر اس کے ہمراہیوں اور مشیروں نے جو رے کے رہنے والے تھے معتمد کی رائے کی مخالفت کی اور بالاتفاق سب نے ابن طولون سے علیحدگی کی رائے دی۔ کیونکہ ابن طولون اکثر امور موفق ہی کی رائے سے انجام دیا کرتا تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر ہوئی کہ موفق عنقریب والیٔ زنج کو گرفتار کیا چاہتا ہے۔ ابن طولون نے یہ سن کر اپنے لشکر کا ایک حصہ بانتظار معتمد رقہ بھیج دیا۔

معتمد کی روانگی ومراجعت: معتمد نے موفق کی غیر حاضری کو غنیمت شمار کر کے ماہ جمادی الاولیٰ ۲۶۸ھ میں اپنے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ کوچ کیا جس وقت مقام کحیل میں وارد ہوا۔ اسحاق بن کنداجق گورنر موصل نے معتمد کو ان سپہ سالاروں کے ساتھ جو اس کی رکاب میں تھے حسب تحریر وتاکید ساعد بن مخلد (موفق کے وزیر) گرفتار کر لیا مال واسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا۔ یہ گرفتاری فریب اور دھوکے سے عمل میں آئی تھی والیٔ موصل نے معتمد کے سپہ سالاروں سے یہ ظاہر کیا کہ میں خلافت مآب کا مطیع وفرمانبردار ہوں چنانچہ اس امر کے اظہار کی غرض سے معتمد کے ساتھ ساتھ ابن طولون کی سرحد تک گیا اور معتمد کے روبرو اس کے سپہ سالاروں کے ساتھ بیٹھ کر ان لوگوں کو اس امر پر ملامت کرنے لگا کہ تم لوگوں نے بے حد ناعاقبت اندیشی سے کام لیا ہے تم لوگ کیا سمجھ کر ابن طولون کے پاس جا رہے ہو اور اس کے مطیع ودست ہونا چاہتے ہو۔ سپہ سالاروں نے اس کی تردید شروع کی۔ بحث ومباحثہ ہونے لگا۔ دوپہر تک باہم گفتگو ہوتی رہی بالآخر والیٔ موصل نے کہا چلو اس معاملہ میں ہم اور تم علیحدہ گفتگو کریں۔ امیر المومنین کی خدمت میں اس قسم کے جھگڑے پیش کرنا اور اس پر بحث کرنا

سوء ادبی ہے چنانچہ والی موصل سپہ سالاروں کو اٹھا اپنے خیمہ میں آیا اور سب کو گرفتار کر کے پھر لوٹ کر معتمد کے پاس آیا اور اسے دار الخلافت چھوڑنے اور بھائی سے مخالفت کرنے پر برا بھلا کہنے لگا کہ ایسے وقت میں جب کہ بھائی تمہارے دشمنوں سے مصروف جدال وقتال ہے اس سے علیحدگی کر جانا نہایت نامناسب ہے۔ معتمد نے اس کا کوئی جواب نہ دیا۔ والی موصل نے سب کو گرفتار کر کے سر من رائے لے جا کر قید کر دیا۔

موفق اور ابن طولون میں ناچاقی: اس واقعہ کی خبر ابن طولون تک پہنچی تو اس نے موفق کا خطبہ موقوف کر کے عنوان سرنامہ سے اس کا نام بھی نکال دیا۔ اس کے بعد موفق نے دار العوام میں ملاقات کی اور ابن طولون پر برسر منبر لعنت بھیجنے کا حکم دیا اور حکومت مصر سے معزولی کا بھی حکم صادر فرمایا[1] .... اور اسے باب الشاینۃ سے افریقیہ کی طرف بھیج دیا۔ لعنت گشتی کا فرمان مکہ بھی بھیجا گیا تھا کہ موسم حج میں ابن طولون پر لعنت کی جائے' چنانچہ اس حکم کی تعمیل کی جائے۔ ابن طولون کے ہمراہیوں اور ہوا خواہوں اور گورنر مکہ سے لڑائی چھڑ گئی۔ موفق کا لشکر جعفر باعروی کی ماتحتی میں وارد مکہ ہوا گھمسان کی لڑائی ہوئی' ابن طولون کے ہمراہیوں کو شکست ہوئی اور ان کا مال و اسباب چھین لیا گیا۔ مسجد حرام میں ابن طولون پر لعنت کرنے کا فرمان سب کے سامنے پڑھا گیا۔

اہل طرسوس کی بغاوت: احمد بن طولون کی طرف سے سرحدی بلاد کی حکومت پر طلخشی بن بلزوان مامور تھا اس کا نام خلف تھا۔ طرسوس اس کا دار الحکومت تھا مازیار خادم فتح بن خاقان اس کے ساتھ طرسوس میں رہا کرتا تھا کسی امر پر طلخشی کو اس پر شبہ ہو گیا اور گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اہل طرسوس کو یہ ناگوار گزرا سب نے متفق ہو کر ہنگامہ کر دیا اور مازیار کو جیل سے نکال کر امارت کی کرسی پر متمکن کیا۔ طلخشی پریشان ہو کر بھاگ نکلا۔ اہل طرسوس نے ابن طولون کے نام کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیا۔ ابن طولون کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں آراستہ کر کے مصر سے کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا اذنہ پہنچا اور مازیار کو بلانے کی غرض سے نامہ روانہ کیا۔ مازیار نے اس کی ذرا بھی پرواہ نہ کی طرسوس میں قلعہ نشین ہو گیا۔ ابن طولون نے مصلحتاً حمص کی جانب کوچ کیا۔ پھر وہاں سے دمشق کی طرف آیا چندے قیام کر کے پھر طرسوس کی جانب لوٹا اور حجت پوری کرنے کے خیال سے نامہ صلح روانہ کر کے گرمی کے زمانہ میں اس کا محاصرہ کر لیا[2] .... اہل طرسوس نے ابن طولون کے لشکر گاہ پر شب خون مارا بہت سے آدمی کام آئے باقی ماندہ انتہائی چپقلش میں گرفتار کر لئے ابن طولون مجبور ہو کر اذنہ کی طرف ہٹ آیا۔ اہل طرسوس نے تعاقب کر کے ابن طولون کے لشکر اور لشکر گاہ کو لوٹ لیا۔

ابن طولون کی وفات: ابن طولون موسم سرما کی وجہ سے اذنہ میں قیام پزیر رہا۔ موسم سرما گزر جانے کے بعد مصیصہ کی طرف روانہ ہوا۔ وہاں پہنچ کر بیمار ہو گیا بحالت علالت انطاکیہ چلا گیا درد اور مرض کی شدت بڑھی۔ شاہی معالجوں نے کثرت غذا کی ممانعت کر دی ابن طولون نے چھپا کر رکھا لیا۔ بکثرت دست آنے لگے مرض پھر عود کر آیا۔ اصل علالت ہیضہ

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)
[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ (مترجم)

تھا۔ بھینس کے دودھ کے استعمال کی کثرت سے پیدا ہوا تھا ضعف حد سے بڑھ گیا سوار ہونے کی طاقت نہ رہی' لشکریوں نے ہوادار پر سوار کرا کے کوچ کیا فرماء پہنچا ساحل قسطاط سے سوار ہو کر اپنے مکان میں وارد ہوا' اطبائے شاہی نے پرہیز کرنے کی سخت تاکید کی مگر ابن طولون نے ذرا بھی خیال نہ کیا اسہال کی پھر کثرت ہوئی اس کی وجہ سے جگر کی حرارت بڑھ گئی دماغی افعال میں تشویش پیدا ہوگئی۔ قاضی بکار بن قتیبہ کو پٹوایا لوگوں کے سامنے انہیں ذلیل کیا۔ ابن ہرثمہ کا مال واسباب چھین کر جیل میں ڈال دیا سعید بن نوفل کو اس قدر کوڑوں سے پٹوایا کہ وہ مرگیا۔ اس کے بعد ابن طولون نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے اس خوف سے کہ مبادا اس کا بیٹا ابوالعباس جو کہ قید تھا آئندہ کوئی فساد برپا نہ کرے اپنے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کی ولی عہدی کا باضابطہ اعلان کیا اور ان لوگوں کو جو اس کی اطاعت وفرمانبرداری کی ہدایت کی اس سے لوگوں کی شورش جو اس کے خلل دماغ کی وجہ سے پیدا ہوگئی تھی فرو ہوگئی۔ اس کے بعد جاں بحق تسلیم کر کے راہ گزار ملک عدم ہوا۔ یہ واقعہ ۲۷۶ھ کا ہے۔

ابن طولون کا کردار: چھبیس سال اس نے حکمرانی کی نہایت مستقل مزاج' عالی حوصلہ اور دلیر تھا۔ مصر میں جامع مسجد تعمیر کروائی جس میں اکیس ہزار دینار صرف ہوئے' یافا کا قلعہ تعمیر کرایا۔ مذہب شافعی کیطرف مائل تھا ایک کروڑ دینار موالی (آزاد غلام) چار ہزار غلام' ایک سو گھوڑے اور تیس جانور سواری کے متروکہ چھوڑے۔ اس کے زمانہ میں مصر کا خراج ان تحائف کے ساتھ جو شاہی امراء دربار کے لئے جاتا تھا چار کروڑ تین لاکھ دینار تھا۔ بیمارستان (شفاخانہ) اور اوقاف پر ساٹھ ہزار دینار خرچ کرتا تھا۔ قلعہ جزیرہ کی تعمیر میں جسے ان دنوں قلعہ روضہ کے نام سے موسوم کرتے ہیں اسی ہزار دینار صرف کئے تھے۔ اس کے مرنے کے بعد یہ قلعہ خراب ومسمار ہو گیا تھا۔ صالح نجم الدین ایوب نے مرمت کرائی۔ پھر دوبارہ ویران و منہدم ہوا اور ٹیلوں کے علاوہ اس کے اس کے کچھ آثار باقی نہ رہے۔ ایک ہزار دینار ماہوار صدقہ وخیرات کیا کرتا تھا۔ پانچ سو دینار ماہوار قیدیوں پر خرچ کرتا تھا۔ اس کے علاوہ باورچی خانہ اور دیگر مصارفِ متفرقہ کا روزانہ خرچ ایک ہزار دینار تھا۔

باب:۳

خمارویہ بن احمد بن طولون

ابوالعباس بن احمد کا انجام: احمد بن طولون کے مرنے کے بعد اراکین دولت نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابوالجیش خمارویہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے دوسرے بیٹے ابوالعباس کو جیل سے نکال کر رہا کیا اس امر میں احمد بن محمد واسطی اور حسن بن مہاجر پیش پیش تھے۔ واسطی نے رسم تعزیت ادا کی' حاضرین زار زار رو رہے تھے' اس کے بعد واسطی نے ابوالعباس سے کہا اپنے بھائی کی بیعت کرو' ابوالعباس نے اس سے انکار کیا طبارجی اور موالی میں سے سعد الایس نے اٹھ کر ابوالعباس کو گرفتار کر کے قصر شاہی کے ایک کمرہ میں قید کر دیا اگلے دن مردہ نکالا گیا۔ اس کے بعد احمد بن طولون کی تجہیز و تکفین کی گئی۔ اس کے بیٹے ابوالجیش نے نماز جنازہ پڑھائی اور دفن کرنے کے بعد اپنے قصر شاہی میں واپس آیا اور کاروبار سلطنت میں مصروف ہوا۔

اسحاق بن کنداجق کا رقہ و دمشق پر قبضہ: جس وقت احمد بن طولون نے وفات پائی تھی۔ اس وقت اسحاق بن کنداجق جزیرہ اور موصل کی گورنری پر تھا اور ابن ابی الساج کوفہ کی حکومت پر رہا تھا۔ اس نے رحبہ کو احمد بن مالک کے قبضہ سے نکالا تھا۔ اسحاق اور ابن الساج کو ملک شام کی حکومت کی خواہش دامنگیر ہوئی۔ موفق سے اجازت طلب کی موفق نے ان لوگوں کو اجازت دے دی اور امداد کا وعدہ کیا چنانچہ اسحاق نے رقہ' ثغور اور عواصم کی جانب قدم بڑھایا اور ان کو امن وعاص سے چھین لیا جو کہ ابن طولون کی طرف مامور تھا۔ اس کے بعد حمص' حلب اور انطاکیہ پر قابض ہو گیا پھر دمشق کو بھی دبا لیا۔ خمارویہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک فوج ملک شام کی طرف روانہ کی اس فوج نے دمشق پر قبضہ کر لیا وہ گورنر جس نے بدعہدی کی تھی بھاگ گیا۔ قبضۂ دمشق کے بعد خمارویہ کی فوج نے شیرز پر دھاوا کیا۔

ابن موفق کی فوج کشی: اسحاق اور ابن ابی الساج اس انتظار میں کہ عراق سے فوجی کمک آ جائے تو لڑائی چھیڑ دی جائے۔ مورچہ بندی کئے ہوئے خمارویہ کے لشکر کے مقابلے پر پڑے رہے یہاں تک کہ موسم سرما آ گیا۔ خمارویہ کے فوجی شیرز کے مکانات میں متفرق اور منتشر ہو کر جا بسے' اتنے میں عراقی لشکر ابوالعباس احمد بن موفق کی ماتحتی میں جو آئندہ تحت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور معتضد کا لقب اختیار کیا تھا آ پہنچا خمارویہ کے لشکر پر اس فوج نے جس وقت کہ وہ شیرز کے مکان میں پناہ گزین تھے شب خون مارا اور نہایت بے رحمی سے پامال کیا بقیۃ السیف نے بھاگ کر دمشق میں پناہ لی۔ معتضد نے تعاقب کیا شکست خوردہ گروہ نے جب وہاں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو دمشق کو بھی خیر باد کہہ کر بھاگ نکلے۔ معتضد نے ماہِ شعبان

۲۷۱ھ میں اس پر بھی قبضہ کر لیا۔

ابن موفق اور خمارویہ کی جنگ: خمارویہ کے لشکر نے اس شکست کے بعد رملہ میں جا کر پناہ لی۔ کچھ عرصہ مقیم رہا۔ خمارویہ کو اطلاعی خط لکھا' معتضد یہ خبر پا کر کہ شکست خوردہ گروہ نے رملہ میں جا کر پناہ لی ہے فوجیں آراستہ کر کے دمشق سے رملہ کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں یہ خبر سننے میں آئی کہ خمارویہ ایک بڑا لشکر لئے ہوئے رملہ آ گیا ہے معتضد نے واپسی کا قصد کیا مگر اس وجہ سے کہ اس وقت معتضد کی رکاب میں خمارویہ کے وہ مصاحبین اور امراء بھی تھے جنھوں نے خمارویہ کی رفاقت ترک کر دی تھی اور معتضد کی خدمت میں چلے آئے تھے اپنے اس ارادے کو پورا نہ کر سکا۔ اسحاق اور ابن ابی الساج بھی معتضد کی بد معاملگی کی وجہ سے اس سے متنفر ہو رہے تھے ایک چشمہ پر جس پر کلواحین واقع ہے' قریب رملہ دونوں لشکروں کی مڈبھیڑ ہوئی خمارویہ اور معتضد نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کیں۔ میمنہ اور میسرہ سے مرتب کر کے میدانِ جنگ کا راستہ لیا۔ خمارویہ نے لڑائی شروع ہونے سے پیشتر سعید الایسر نامی ایک سپہ سالار کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ فریقین کے میمنہ ومیسرہ مصروف جدال وقتال ہوئے۔ چنانچہ خمارویہ نے اس سے پہلے کوئی لڑائی نہ دیکھی تھی شکست کھا کر بھاگا اور مصر جا کر دم لیا۔

ابن موفق کا فرار: معتضد نے خمارویہ کے خیمہ میں قیام کیا اور فتح مندی کے جوش میں اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لینے کا حکم دیا۔ اس اثناء میں سعید الایسر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا۔ معتضد یہ خیال کر کے کہ خمارویہ نے پلٹ کر حملہ کیا ہے بھاگ کھڑا ہوا اور ذرا بھی کسی طرف توجہ نہ کی' دمشق پہنچا۔ اہل دمشق نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مجبور ہو کر طرسوس کی طرف چلا گیا اس وقت دونوں فوجیں بلا کسی امیر کے دست بدست شمشیر بازی کر رہی تھیں۔ سعید الایسر نے خمارویہ کو تلاش کیا جب اسے نہ پایا تو اس کے بھائی ابو العشایر کو امیر لشکر بنایا۔ عراقی لشکر شکست اٹھا کر بھاگا۔ ایک گروہ مارا گیا بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے۔ فتح مند گروہ میں انعامات اور صلے تقسیم ہوئے۔ نامہ بشارت فتح مصر کی طرف روانہ کیا گیا۔

خمارویہ کا اسیران جنگ سے حسن سلوک: خمارویہ کو اس خبر سے مسرت بھی ہوئی اور شکست سے شرمندگی بھی بے حد ہوئی۔ اس نعمت کے شکرانہ میں صدقہ دیا۔ قیدیان جنگ کے ساتھ وہ سلوک کئے کہ اس کی نظیر اس وقت تک نہیں ہو سکتی جس وقت قیدیان جنگ پیش کئے گئے نہایت خندہ پیشانی سے اپنے درباریوں سے مخاطب ہو کر بولا ''یہ لوگ تمہارے مہمان ہیں تم لوگ ان کی مہمانداری کرو''۔ پھر قیدیوں کی طرف متوجہ ہو کر بولا ''تم لوگوں میں سے جس کا جی چاہے ہمارے دربار میں قیام کرے حسب مرتبہ وظیفہ اور تنخواہ مقرر کی جائے گی اور جو شخص جانا چاہے اسے ہم سامان سفر اور زادِ راہ دے کر رخصت کرنے کو تیار ہیں''۔ چنانچہ جن لوگوں نے قیام پسند کیا ان لوگوں کی تنخواہیں مقرر کر دیں اور جنھوں نے واپسی کا ارادہ کیا نہایت احترام سے زادِ راہ دے کر رخصت کیا۔ اس واقعہ سے خمارویہ کے رعب وداب کا ڈنکا بج گیا۔ اس کے لشکر نے تمام ملک شام کو بید کی طرح تھرا دیا عراقی لشکر کو بات کی بات میں ملک شام سے باہر نکال دیا۔ اسی سنہ میں مازیار والی سرحدی بلاد اسلامیہ نے جہاد کیا اور بہت سا مال غنیمت لے کر واپس آیا۔ اس کے بعد دوبارہ ۲۷۳ھ میں جہاد کرنے کو گیا تھا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق میں ناچاقی: ابن ابی الساج کے ہاتھ میں قنسرین کی عنان حکومت تھی اور موصل وجزیرہ

کی گورنری پر اسحاق مامور تھا۔ پہلے تو یہ دونوں باہم متفق تھے اور ایک دوسرے کا معین و مددگار تھا' کچھ دنوں بعد دونوں لڑ بیٹھے ابن ابی الساج نے خمارویہ سے امداد طلب کی اور اس کے نام کا خطبہ اپنے صوبجات میں پڑھوایا اور اپنے بیٹے کو بہت سا مال زر کے ساتھ بطور ابن خمارویہ کے دربار میں بھیج دیا چنانچہ خمارویہ فوجیں آراستہ کر کے اسحاق سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سن پہنچا ابن ابی الساج نے فرات کو عبور کر کے اسحاق سے مقام رقہ میں مقابلہ کیا اور اپنے پُرزور حملوں سے اسحاق بن کنداجق کو شکست دی اس عرصہ میں خمارویہ بھی آ پہنچا اور فرات کو عبور کر کے رافقیہ کی جانب قدم بڑھایا اسحاق نے شکست اٹھا کر ماردین میں پناہ لی' ابن ابی الساج نے پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔

ابن ابی الساج کا جزیرہ موصل پر قبضہ: ایک روز موقع پا کر اسحاق ماردین سے موصل کی طرف روانہ ہوا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر تعاقب کیا اور مقام برقعید سے لڑ کر ماردین کی طرف پھر لوٹا لایا۔ ان واقعات سے ابن ابی الساج کی قوت بڑھ گئی۔ جزیرہ اور موصل پر قبضہ کر لیا اور اپنے تمام مقبوضہ ممالک میں خمارویہ کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطبہ میں خمارویہ کے بعد اپنے نام کے داخل کئے جانے کا حکم دیا۔ اس کے بعد فوج کے چند دستے اپنے غلام فتح کی ماتحتی میں اطراف موصل میں خراج وصول کرنے کے لئے بھیجے۔ مقام شرات میں یعقوبیہ سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ فتح نے یعقوبیہ کو دھوکا دے کر اپنا کام کر لیا مگر اس کے بعد یعقوبیہ کو اس کے فریب کی اطلاع ہوگئی۔ سب کے سب متفق ہو کر حملہ آور ہوئے اور شکست دے کر اس کے ہمراہیوں کو نہایت بے رحمی سے قتل و قید کیا۔ فتح چند افراد کے ساتھ بھاگ کھڑا ہوا۔

ابن ابی الساج کی عہد شکنی: ۲۷۵ھ میں ابن ابی الساج نے خمارویہ سے بدعہدی کی۔ واقعہ یہ پیش آیا کہ اسحاق بن کنداجق خمارویہ کے پاس مصر چلا گیا تھا اور اس کی مصاحبت اختیار کر لی تھی اس سے ابن ابی الساج کو کشیدگی پیدا ہوئی اور خمارویہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ خمارویہ یہ خبر پا کر ابن ابی الساج کی سرکوبی کے لئے مصر سے دمشق کی طرف روانہ ہوا۔ قریب دمشق ماہ محرم مقام ثنیۃ العقاب میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ابن ابی الساج شکست کھا کر بھاگا۔ اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ حمص میں جنگ پر جانے سے پیشتر ابن ابی الساج بہت سا مال و اسباب رکھ کر گیا تھا۔ خمارویہ نے فتح یابی کے بعد ایک دستہ فوج اس مال کے لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دستہ فوج ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پیشتر حمص پہنچ گیا اور اسے حمص میں داخل ہونے سے روک دیا اور اس کے تمام مال و زر اور اسباب پر قبضہ کر لیا۔ ابن ابی الساج ناکام ہو کر حلب کی طرف چلا گیا۔ پھر حلب سے رقہ جا کر مقیم ہوا اور خمارویہ برابر اس کے تعاقب میں تھا۔ ابن ابی الساج نے جب رقہ میں پناہ نہ پائی تو وہاں سے نکل کر موصل کا راستہ لیا۔ خمارویہ اس سے مطلع ہو کر فرات عبور کر کے شہر موصل پر ابن ابی الساج کے پہنچنے سے پہلے داخل ہو گیا۔ ابن ابی الساج کو اس کی خبر لگ گئی۔ موصل سے اعراض کر کے حدیثہ کی طرف چلا گیا۔

ابن ابی الساج اور اسحاق کی جنگ: خمارویہ نے اپنے نامی نامی سپہ سالاروں اور جنگ آزما لشکر کو اسحاق کے ساتھ ابی ابن الساج کی گرفتاری پر روانہ کیا ابن ابی الساج نے یہ خبر پا کر دجلہ عبور کر کے تکریت میں جا کر قیام کیا۔ اسحاق کی رکاب میں بیس ہزار فوج تھی اور ابن ابی الساج دو ہزار کی جمعیت سے تھا۔ دونوں فریقوں نے دریا کے کنارے ایک دوسرے پر تیر باری کی اور اس کے بعد اسحاق نے پل بنوانے کی غرض سے کشتیاں جمع کرائیں ابن ابی الساج نے یہ سن کر رات کو وقت

تکریت سے نکل کر موصل کا راستہ لیا اور قریب موصل پہنچ کر مقام ویراعلیٰ میں قیام کیا۔ اسحاق کو اس کی خبر لگ گئی تعاقب کی غرض سے کوچ کیا ابن ابی الساج ہر چہ تنگ آید بجنگ آید سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آ گیا اور قلیل جماعت کے باوجود اسحاق کو شکست فاش دے دی' اسحاق شکست اٹھا کر رقہ کی طرف بھاگا۔ ابن ابی الساج نے تعاقب کیا اور موفق کی خدمت میں ایک اطلاعی عرضداشت بھیج کر دریائے فرات کو ملک شام کی طرف عبور کر کے اور خمارویہ کے صوبجات کو تاخت و تاراج کرنے کی اجازت طلب کی موفق نے اس امر میں کچھ روز توقف کرنے اور امدادی فوج کا انتظار کرنے کی ہدایت کی۔

ابن ابی الساج کی شکست وفرار: اسحاق شکست کھا کر خمارویہ کی خدمت میں آ گیا۔ خمارویہ نے اسے تسلی دی اور دوبارہ فوجیں آراستہ کر کے ابن ابی الساج کی جنگ پر اسحاق کو روانہ کیا۔ چنانچہ اسحاق نے ارض شام میں فرات پہنچ کر قیام کیا اور ابن ابی الساج اس کے مقابلہ پر حدود رقہ میں پڑاؤ کئے ہوئے تھا۔ ایک روز موقع پا کر اسحاق کی فوج کے ایک دستہ نے دریائے فرات کو عبور کیا اور بحالت غفلت ابن ابی الساج کے طلیعہ لشکر پر حملہ کر دیا۔ جب ابن ابی الساج نے اس امر کا احساس کر لیا کہ ہر شخص دریا عبور کر سکتا ہے تو اس نے براہ رقہ بغداد کا راستہ لیا اور ۲۹۶ھ میں موفق کی خدمت میں حاضر ہو کر قیام پذیر ہوا۔ یہاں تک کہ موفق نے اس کو آذربائیجان کی گورنری مرحمت فرمائی۔ باقی رہا اسحاق بن کنداج اس نے ابن الساج کے بعد دیار ربیعہ اور دیار مضر پر قبضہ کر لیا اور خمارویہ کے نام کا خطبہ وہاں کی جامع مسجد میں پڑھا جانے لگا۔

اہل طرسوس کی اطاعت: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۲۷۰ھ میں مازیار خادم نے طرسوس میں علم بغاوت بلند کیا تھا اور احمد بن طولون نے اس کا محاصرہ کر لیا تھا۔ مازیار خادم تخت نشین ہو کر مخالفت و سرکشی پر تل گیا۔ اتنے میں احمد بن طولون کا انتقال ہو گیا اور خمارویہ نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی جوں ہی اسے انتظام سے فراغت ملی ۲۷۷ھ میں تیس ہزار دینار' پانچ سو تھان ریشمی کپڑے اور پانچ سو مطرف مازیار کے پاس طرسوس روانہ کئے۔ مازیار اس نقد وجنس کو دیکھ کر خوش ہو گیا اور اطاعت قبول کر لی اور سرحدی بلاد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

اسکندریہ کا محاصرہ: اس کے بعد ۲۷۸ھ میں مازیار لشکر صایفہ کے ساتھ جنگ پر گیا۔ اسکندریہ کا محاصرہ کیا۔ اثناء محاصرہ میں ایک پتھر منجنیق کا اس کی پسلی پر آ کر لگا۔ زخمی ہو کر طرسوس واپس آیا اور وہاں پہنچ کر جان بحق تسلیم کی' اس کے مرنے کے بعد ابن عجیف طرسوس کا حکمران ہوا۔ ابن عجیف نے اطلاعی عرضداشت خمارویہ کی خدمت میں روانہ کی' خمارویہ نے اسے حکومت طرسوس پر بحال رکھا کچھ عرصہ بعد اسے معزول کر کے اس کی جگہ محمد (اپنے چچا موسیٰ بن طولون کے بیٹے) کو حکومت طرسوس پر مامور کیا۔

موسیٰ بن موسیٰ بن طولون: موسیٰ بن موسیٰ بن طولون کے حالات یہ ہیں کہ جس وقت احمد بن طولون برادر موسیٰ بن طولون نے مصر پر اپنی حکومت کا سکہ جمایا اس وقت موسیٰ نے قرابت اور رشتہ داری کے باعث ہاتھ پاؤں پھیلائے۔ احمد بن طولون نے اسے پسند نہ کیا موسیٰ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اس کے دل میں حسد و رشک کی آگ بھڑکنے لگی۔ کسی جلسہ میں ایسے کلمات سے احمد بن طولون کو یاد کیا کہ جسے احمد برداشت نہ کر سکا۔ احمد نے اس جرم میں اسے کوڑے سے پٹوایا اور طرسوس کی طرف شہر بدر کر دیا۔ آخر کہاں تک! اس کا بھائی تھا شہر بدر کرنے کے بعد ضروری خرچ کے لئے روپے روانہ کئے موسیٰ نے

لینے سے انکار کیا اور طرسوس چھوڑ کر عراق چلا گیا۔ کچھ روز بعد طرسوس پھر واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ یہاں تک کہ اس کی موت کا زمانہ آ گیا۔ چنانچہ اپنے بیٹے محمد کو چھوڑ کر مر گیا۔ خمارویہ نے اسے سند حکومت عطا کی۔

محمد بن موسیٰ کی گرفتاری و رہائی: راغب نامی ایک خادم موفق کے مرنے پر جہاد کی غرض سے طرسوس کے راستہ سے روانہ ہوا۔ جس وقت ملک شام میں داخل ہوا۔ آلات و اسباب اور بار برداریاں طرسوس روانہ کر کے ملنے کی غرض سے خمارویہ کے پاس گیا خمارویہ نے اس کی بے حد عزت کی اور محبت و شفقت سے ٹھہرایا۔ راغب کا دل بھی اس سے مانوس ہو گیا زیادہ دنوں تک مقیم رہا۔ طرسوس میں یہ بات مشہور ہوگئی کہ خمارویہ نے راغب کو قید کر دیا ہے اس سے لوگوں کو اشتعال اور رنج پیدا ہوا سب نے متفق ہو کر اپنے سردار محمد موسیٰ کو بلوا کر گرفتار کر لیا اور راغب کے عوض قید کر دیا۔ خمارویہ تک اس واقعہ کی خبر پہنچی تب خمارویہ نے راغب کو اہل طرسوس کا شبہ رفع کرنے کے لئے طرسوس روانہ کیا جوں ہی راغب طرسوس کے قریب پہنچا۔ اہل طرسوس نے اپنے سردار محمد بن موسیٰ کو رہا کر دیا۔ محمد بن موسیٰ نے قید سے رہا ہو کر اہل طرسوس کو برا بھلا کہہ کر بیت المقدس چلا گیا اور ابن عجیف کی ماتحتی میں طرسوس کی حکومت پر دوبارہ مامور ہوا۔ ان واقعات کے بعد ۲۸۱ھ میں لشکر صایفہ کے ساتھ طغج بن جف فرغانی ایک بڑا لشکر برابزدن کا لئے ہوئے طرسوس وارد ہوا اور ملکودیہ کو بزور تیغ فتح کیا۔

بنت خمارویہ سے معتضد باللہ کا نکاح: ابوالعباس معتضد باللہ نے تخت خلافت پر متمکن ہو کر خمارویہ کی بیٹی قطر الندا سے شادی کا پیغام بھیجا۔ قطر الندا اپنے زمانے کی حسین ترین عورتوں سے فائق تھی خوبصورتی اور آداب میں اپنی نظیر آپ تھی۔ نکاح کا پیغام خلیفہ معتضد کا معتمد علیہ حسین بن عبداللہ معروف بہ ابن حصاص لے کر آیا تھا چنانچہ خمارویہ نے اپنی بیٹی کا عقد بوکالت ابن حصاص خلیفہ معتضد سے کر دیا بہت سے تحائف اور ہدایہ جن کی تعریف نہیں ہو سکتی دار الخلافت رخصت کیا ۲۷۹ھ میں قطر الندا محل سرائے خلافت میں داخل ہوئی۔ خلیفہ معتضد نے اس سے زفاف کیا اور اس کے حسن و جمال و آداب سے متمتع ہوا۔ اس رشتہ داری اور تعلق سے خمارویہ کے رعب و داب کا سکہ مصر و شام اور جزیرہ میں چلنے لگا۔ یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

خمارویہ کا قتل: ۲۸۲ھ میں خمارویہ دمشق چلا گیا تھا اور ایک مدت سے قیام پزیر تھا اس کے بعض خاندان والوں نے شکایت کی کہ محل سرائے شاہی کی لونڈیوں کو شاہی غلام اپنی ہوائے نفسانی کا شکار بناتے ہیں۔ خمارویہ نے اس امر کی تفتیش شروع کی بعض بعض لونڈیوں سے استفسار کیا اور اپنے نائب مصر کو خاص خاص لونڈیوں پر نظر رکھنے کے لئے لکھ بھیجا جب خمارویہ کا یہ خط نائب مصر کو ملا تو نائب مصر نے ایک دو لونڈیوں کو گرفتار کر کے پٹوایا اس سے شاہی محل سرا کے غلاموں کے کان کھڑے ہو گئے اور بخوف جان بید کی طرح تھرا اٹھے۔ اس اثناء میں خمارویہ ملک شام سے واپس آیا اور اپنے محل میں شب باش ہوا۔ شب کے وقت کسی غلام نے اسے ذبح کر ڈالا۔ یہ واقعہ ذی الحجہ ۲۸۲ھ کا ہے جن غلاموں نے اس فعل ناروا کا ارتکاب کیا تھا وہ سب کے بھاگ گئے۔

جیش بن خمارویہ: اس واقعہ کی صبح کو سپہ سالاران لشکر نے جمع ہو کر خمارویہ کے بیٹے جیش بن خمارویہ کو حکومت و ریاست کی کرسی پر متمکن کیا۔ جیش نے ان لوگوں کو انعامات اور صلے مرحمت کئے اور قاتلین خمارویہ کو تلاش کروا کر گرفتار کرایا اور ان

میں سے تقریباً بیس غلاموں کو سزائے موت دی۔ جس وقت جیش تخت حکومت پر متمکن ہوا تھا اس وقت یہ ایک کمسن بھولا بھالا لڑکا تھا خواہشات نفسانی کے گرداب میں پڑ گیا۔ نوعمر چھوکرے اور کمینے اس کی مصاحبت میں رہنے لگے۔ مدبرین دولت اور امراء سلطنت قریب نہ پھٹکنے نہ پاتے تھے طرہ یہ ہوا کہ وہ لوگ دھمکائے بھی جانے لگے۔ سب نے ایک جلسہ کر کے جیش کو معزول کرنے کے مشورہ کیا طغج بن جیف جیش کے باپ کا آزاد غلام تھا اور سرداران دولت میں ایک نامور شخص تھا۔ دمشق کی گورنری پر بھی مامور تھا۔ سب سے پہلے اسی نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور جیش کی اطاعت سے منحرف ہو کر خود مختار بن بیٹھا۔ باقی ماندگان سپہ سالاران لشکر سے کچھ لوگ بغداد چلے گئے جن مین اسحاق بن کنداج' خاقان مفلجی اور مدبر بن جیف برادر طغج وغیرہم تھے۔

جیش بن خمارویہ کا قتل: خلیفہ معتضد نے ان لوگوں کو خلعت فاخرہ سے سرفراز کیا۔ دس پانچ اور سپہ سالار جو مصر میں باقی رہ گئے تھے وہ جیش کی مخالفت پر تل گئے۔ اسی اثناء میں جیش نے انہی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو قتل کرا دیا۔ پھر کیا تھا بغاوت کا پل ٹوٹ گیا۔ سب کے سب اٹھ کھڑے ہوئے اور جمع ہو کر جیش پر ٹوٹ پڑے اسے مار ڈالا' اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ مصر کو تاخت و تاراج کیا۔ بازاروں میں آگ لگا دی جب اس سے فارغ ہوئے تو جیش کے بھائی ہارون کو حکومت کی کرسی پر متمکن کیا۔ یہ واقعہ جیش کی حکومت کے نویں مہینے کا ہے۔

ہارون بن خمارویہ اور خلیفہ معتضد: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ راغب (موفق کا موالی) جہاد کے لئے طرسوس کی طرف گیا تھا اور وہیں قیام اختیار کیا تھا پھر ابن عجیف کے بعد طرسوس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب ہارون بن خمارویہ ۲۸۳ھ میں حکمران ہوا تو راغب نے ہارون کا نام خطبہ سے نکال ڈالا بدر موالی خلیفہ معتضد کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ چنانچہ طرسوس اور بلاد سرحدی بنوطولون کے دائرہ حکومت سے نکل گئے اس کے بعد ہارون بن خمارویہ نے خلیفہ معتضد کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ ساڑھے چار لاکھ دینار پر مصر و شام کی سند حکومت مجھے عطا کی جائے قنسرین اور عواصم کو میں خدام خلافت کے سپرد کرنے کے لئے تیار ہوں۔ یہ سرحدی بلاد خلیفہ معتضد کی جاگیرات میں تھے۔ خلیفہ معتضد نے یہ درخواست نامنظور کی اور آمد سے کوچ کر دیا۔ آمد پر خلیفہ نے محمد بن احمد بن شیخ سے قبضہ حاصل کیا تھا اور اپنے بیٹے مکتفی کو بطور نائب مقرر کر گیا تھا۔ ۲۸۶ھ میں آمد سے روانہ ہو کر قنسرین پہنچا اور اسے سرحدی بلاد کو ہارون کے عمال سے چھین کر معہ جزیرہ کے اپنے بیٹے کے رقبہ حکومت میں شامل کر دیا۔

طغج بن جیف کی دمشق پر گورنری: جب ہارون اپنے بھائی جیش کے بعد حکومت کرسی پر متمکن ہوا ارکین سلطنت نے چالبازی کے طور پر باہمی امور سلطنت سیاہ و سفید کا اختیار ابو جعفر بن ایام کو دیا۔ یہ شخص زمانہ احمد اور خمارویہ میں نامور جنگ آزمودہ سپہ سالاروں میں سے تھا چنانچہ اس نے حتی الامکان اصلاح کی ان لشکریوں کے سر کرنے کو جنہوں نے طغج بن جیف کے ساتھ دمشق میں ہنگامہ برپا کیا تھا بدر حمامی اور حسین نے اپنی خوش تدبیری سے قبضہ کر لیا اور اپنے عمال مقرر کر کے واپس آئے مصر میں اس وقت تک ایک عجیب ہل چل پڑی ہوئی تھی سپہ سالاروں کی طوائف الملوکی کا زور و شور تھا کسی کو کوئی نہ سنتا تھا نہ کسی کی کوئی اطاعت کرتا تھا یہاں تک کہ آئندہ واقعات پیش آئے۔

قرامطہ کا دمشق پر حملہ: قرامطہ کا ابتدائی حال اور جو سلطنت وحکومت انہیں عراق وشام میں حاصل ہوگئی تھی آپ اوپر اسے بالتفصیل پڑھ چکے ہیں اور اس سے بھی آپ مطلع ہو چکے ہیں کہ ذکرویہ بن مہداویہ سفیر قرامطہ سواد کوفہ سے شکست کھا کر بنو قلیص بن کلب بن دیرہ کے پاس سماوہ چلا گیا تھا۔ ان لوگوں نے اس کی بیعت کر لی اور شیخ کا لقب دیا یحییٰ نام رکھا اور ابوالقاسم کنیت رکھی اور یہ خیال خام قائم کیا کہ محمد بن عبداللہ بن مکتوم بن اسماعیل امام بھی ہے اس بنا پر اسے مدثر کے نام سے یاد کرنے لگے ان لوگوں نے یہ خیال بھی قائم کیا تھا کہ قرآن مجید میں اسی کی نسبت اللہ تعالیٰ نے اشارہ فرمایا ہے اس کے اہل میں سے ایک غلام کو مطوق کا لقب دیا اس نے حمص سے حماۃ اور معرۃ النعمان کی جانب کوچ کیا۔ پھر بعلبک کی طرف گیا۔ پھر وہاں سے سلیعہ کی جانب روانہ ہوا راہ میں جس قدر دیہات قصبات اور شہر ملے سب کو تاخت وتاراج کیا۔ لڑکے اور عورتوں کو یہاں تک کہ جانوروں کو بھی قتل کیا۔ طغج بن جیف اور اس کی فوج اور اس کا آقا ہارون ان لوگوں کی مدافعت سے عاجز ہو گیا اہل شام اور مصر فریادی صورت بنائے ہوئے خلیفہ مکتفی کے دربار میں حاضر ہوئے۔

قرامطیوں کی سرکوبی: چنانچہ خلیفہ مکتفی ۲۹۰ھ میں ملک شام کی طرف قرامطہ کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا موصل ہو کر گزرا۔ بنو حمدان میں سے ابوالاعز دس ہزار سواروں کو لئے ہوئے خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا۔ خلافت مآب نے قریب حلب پڑاؤ کیا۔ قرامطی صاحب شامہ شاہی افواج پر حملہ آور ہوا۔ ایک بہت بڑی جماعت کام آئی۔ ابوالاعز اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ پناہ گزین ہوا۔ قرمطی نے محاصرہ کر لیا لیکن اہل حلب نے ابوالاعز کی لڑائی سے تنگ آ کر محاصرہ اٹھا لیا خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے جانبر ہو کر رقہ پہنچا اور محمد بن سلیمان کاتب کو شاہی فوجوں کے ساتھ قرمطی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا بنو حمدان میں سے حسین اور بنو شیبان بھی اس مہم میں محمد بن سلیمان کے ہمرکاب تھے' ماہ محرم ۲۹۱ھ میں قرامطہ اور شاہی افواج سے مقام حماۃ میں مڈبھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سردار صاحب شامہ گرفتار کر لیا گیا' ایک دستہ فوج کے ساتھ روانہ کیا گیا۔ موثر اور مطوق بھی اس کے ساتھ ہی قید ہوئے تھے۔ خلافت مآب نے مظفر ومنصور دارالخلافت کی طرف روانگی کا قصد کیا۔ محمد بن سلیمان بھی حاضر ہو کر باریاب ہوا۔ خلافت مآب نے حکم دیا کہ قیدیان قرامطہ پہلے کوڑے سے پٹوائے جائیں۔ اس کے بعد ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے جائیں۔ اس کے بعد ان کی گردنیں ماردی جائیں الغرض اس طریقہ سے قرامطہ کی متعدی بیماری کا علاج کیا گیا یہاں تک کہ ان میں سے ایک گروہ بحرین میں ظاہر ہوا۔

محمد بن سلیمان: اس سے قبل کہ بنو طولون کی حکومت ختم ہونے کے حالات تحریر کئے جائیں ہم محمد بن سلیمان کے حالات بیان کرنا چاہتے ہیں جس نے بنو طولون کی حکومت کا شیرازہ منتشر کرنے کے بیڑا اٹھایا تھا۔ محمد بن سلیمان رقہ دیار کار رہنے والا تھا احمد بن طولون نے اسے تعلیم وتربیت دی تھی اور مصر میں اپنی خدمت میں رکھا تھا کچھ عرصہ بعد جب اسے انتظام وسیاست میں ایک گونہ سلیقہ حاصل ہو گیا تو احمد بن طولون سے رنجیدہ ہو کر دارالخلافت بغداد چلا گیا۔ اراکین سلطنت سے میل جول پیدا کیا وہ لوگ بعزت واحترام پیش آئے۔ خلفائے بغداد اسے اپنی خدمت میں رکھ لیا اور محکمہ جنگ کا سیکرٹری مقرر کیا اسی زمانے سے محمد بن سلیمان برابر ان لوگوں کو ملک مصر پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا یہاں تک کہ ہارون بن خمارویہ حکومت مصر پر متمکن ہوا اور سرزمین شام میں بنو طولون کی حکومت میں کمزوری پیدا ہو چلی اور اس کے گردونواح میں قرامطہ آئے دن قتل وغارت گری کرنے لگے اور ہارون ان کی مدافعت نہ کر سکا۔ اہل شام فریادی بن کر دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔

محمد بن سلیمان اور قرامطہ: خلیفہ مکتفی مسلمانوں کی تکالیف رفع کرنے پر کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ محمد بن سلیمان کو اس مہم کے سر کرنے پر مامور کیا۔ ان دنوں یہ شاہی سپہ سالاروں میں ایک با اثر اور نامی شخص تھا چنانچہ شاہی لشکر مرتب کر کے قرامطہ کے مقابلہ پر آ گیا بالآخر اسے قرامطہ کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہوئی' قرامطہ کو شکست ہوئی ان کا سارا لشکر پامال کیا گیا۔ مسلمانانِ شام نے انکی مضرت اور ایذ رسانی سے نجات پائی' سردار قرامطہ صاحب شامہ کو اس کے سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا مقام رقہ میں خلافت مآب کی خدمت میں حاضر ہوا اور بغداد پہنچ کر ان سب کو سزائے موت دی جس سے مسلمانانِ شام اور خلافت مآب کو قرامطہ کی متعدی اور رسمی بیماری سے نجات مل گئی۔

محمد بن سلیمان کی مصر پر فوج کشی: خلیفہ مکتفی نے بغداد پہنچ کر محمد بن سلیمان کو ملک شام کی جانب پھر واپس جانے کا حکم دیا۔ شاہی سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو اس کے ساتھ روانگی کا اشارہ کیا۔ حسب ضرورت مال و زر اور آلات حرب مرحمت فرمائے۔ چنانچہ محمد بن سلیمان نے خلافت مآب سے رخصت ہو کر دمیانہ کو جو مازار کا غلام تھا جنگی جہازوں کے ایک بیڑے کے ساتھ یہ ہدایت کر کے سواحل مصر کی جانب روانہ کیا کہ دریائے نیل پر پہنچتے ہی قبضہ کر لینا اور اہل مصر سے اس کا تعلق ختم کر دینا۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اہل مصر تنگی و مصیبت میں پڑ گئے اور خود شاہی افواج کی کمان لئے ہوئے شام کی جانب بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا اور مصر کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت قریب مصر پہنچا۔ سپہ سالاران مصر کو بلانے کی غرض سے نامہ و پیام بھیجا بدر حمامی جو کہ مصری سپہ سالاروں کا نامی سردار تھا محمد بن سلیمان کے پاس آیا اور امن کا طالب ہوا۔ اس سے اہل مصر کی شان و شوکت کو کافی نقصان پہنچا' اس کے دیکھا دیکھی اور سپہ سالاران مصر بھی یکے بعد دیگرے محمد بن سلیمان کے لشکر میں چلے آئے ہارون اس فوج کے ساتھ جو باقی رہ گئی تھی مقابلہ پر آیا۔ سلسلہ جنگ شروع ہوا اتفاق سے زمانہ جنگ میں ایک روز اس کے لشکر میں جھگڑا ہو گیا۔ فتنہ فرو کرنے کے لئے ہارون سوار ہو کر لشکر گاہ میں گیا۔ اتفاقاً کسی مغربی کا ایک تیر آ لگا جس سے اس نے تڑپ کر جان بحق تسلیم کر دی۔ ہارون کے مرنے پر اس کے چچا شیبان بن احمد بن طولون نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی[1] بلا حساب و کتابت لشکریوں کو انعامات دیئے اور حکم دیا کہ جو کچھ رہ گیا ہے اسے لوٹ لو' چنانچہ بات کی بات میں لشکریوں نے سارا مال و اسباب لوٹ لیا اس کے بعد مال حاصل کرنے کی فکر دامن گیر ہوئی مگر اس پر قادر نہ ہوا' اس سے اس کے کاموں میں خلل پیدا ہو گیا۔ ساری تدبیریں رائیگاں گئیں اپنے ارا کین دولت سے جنگ کرنے اور امان طلب کرنے کی بابت مشورہ کیا سب نے بالاتفاق محمد بن سلیمان سے امن طلب کرنے کی رائے دی۔

بنو طولون کا زوال: شیبان نے محمد بن سلیمان کے پاس امن کا پیام بھیجا محمد نے اسے امن دیا۔ شیبان نے امن حاصل کرنے کے بعد اس کے سپہ سالاران لشکر نے بھی یکے بعد دیگرے امن کی درخواست کی محمد بن سلیمان سوار ہو کر مصر میں داخل ہوا اور قبضہ کر لیا۔ بنو طولون کو جو تعداد' سترہ نفر تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' نامہ بشارت فتح خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا۔ خلیفہ مکتفی نے لکھ بھیجا کہ بنو طولون کو شام و مصر سے گرفتار کر کے بغداد بھیج دو۔ محمد بن سلیمان نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی' اس کے بعد خلیفہ مکتفی نے ان مکانات و تعمیرات کو جلانے اور گرانے کا حکم صادر فرمایا جنہیں بنو طولون نے

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

اپنے زمانۂ حکومت میں مصر کے شرقی جانب تعمیر کرایا تھا اور وہ ایک مربع میل میں تھے۔ یہ سب جلا کر خاک سیاہ کر ڈالے گئے اور فسطاط لوٹ لیا گیا۔

امارت مصر پر عیسیٰ نوشزی کا تقرر: جس وقت محمد بن سلیمان نے دارالخلافت بغداد کی جانب واپسی کا ارادہ کیا اور خلیفہ مکتفی نے اسے حکومت مصر سے سبکدوش کر کے اس کی جگہ عیسیٰ بن محمد بن نوشزی کو مصر کی گورنری پر متعین فرمایا اور محمد بن سلیمان نصف ۲۹۳ھ میں وارد بغداد ہوا۔

ابراہیم خلیجی کی سرکشی: اس کے بعد اطراف مصر میں ابراہیم خلیجی نے سر اٹھایا۔ ابراہیم خلیجی بنو طولون کے سپہ سالاروں میں سے تھا' محمد بن سلیمان سے علیحدہ ہو کر خودسری اختیار کر لی۔ عیسیٰ نوشزی نے اطلاعی یادداشت خلیفہ مکتفی کی خدمت میں روانہ کی۔ اس اثناء میں خلیجی کی جمعیت بڑھ گئی ملک گیری کے خیال سے مصر پر حملہ آور ہوا۔ نوشزی بھاگ کر اسکندریہ میں پناہ گزین ہوا۔ خلیجی نے مصر پر قبضہ کر لیا خلیفہ مکتفی نے شاہی افواج فاتک (جو کہ اس کے باپ معتضد کا غلام تھا) اور بدر حمامی کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ اس فوج کے ہراول پر احمد بن کیغلغ سپہ سالاروں کی ایک جماعت ساتھ مامور ہوا تھا۔ ماہ صفر ۲۹۳ھ میں خلیجی سے عریش میں مڈبھیڑ ہوئی شاہی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی مگر پھر لوٹ کر حملہ آور ہوئی اور خوب جی کھول کر لڑی۔ دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جس میں خلیجی کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے۔ شاہی لشکر کو فتح نصیب ہوئی۔

ابراہیم خلیجی کی گرفتاری: خلیجی بہزار خرابی جان بچا کر فسطاط کو پہنچا اور روپوش ہو گیا۔ سپہ سالاران شاہی افواج میں گھس پڑے اور خلیجی کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ خلیفہ مکتفی اس واقعہ سے پیشتر ابن کیغلغ کی شکست سے مطلع ہو کر مصر کے ارادے سے روانہ ہو چکا تھا مگر جب اسے خبر ملی کہ فاتک کو فتح نصیب ہوئی اور خلیجی گرفتار کر لیا گیا تو بغداد کی جانب واپس ہوا اور فاتک نے خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ پابہ زنجیر کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دو۔ چنانچہ فاتک نے خلیجی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ بغداد بھیج دیا۔ خلیفہ مکتفی نے ان لوگوں کو جیل میں ڈال دیا۔

عیسیٰ نوشزی کی وفات: ان واقعات کے ختم ہونے پر عیسیٰ نوشزی نصف ۲۹۳ھ میں مصر پھر واپس آیا اور مصر کی گورنری پر آخر وقت تک رہا اور ماہ شعبان ۲۹۷ھ میں اپنی حکومت کے پانچ برس دو ماہ پورے کر کے راہگزار عالم آخرت ہوا۔ اس کے مرنے پر اس کا بیٹا محمد حکمرانی کرنے لگا۔

ابو منصور تکین کا امارت مصر پر تقرر: خلیفہ مقتدر نے اس سے مطلع ہو کر ابو منصور تکین خزری کو حکومت مصر پر متعین کیا۔ آخری شوال ۲۹۷ھ میں ابو منصور وارد مصر ہوا اور گورنری کرنے لگا یہاں تک کہ مغرب میں حکومت علویہ کو استحکام حاصل ہو گیا اور عبیداللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کو افواج کا افسر بنا کر ۳۰۱ھ میں مصر روانہ کیا چنانچہ آخری ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں اس نے برقیہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مصر کی طرف بڑھا۔ سکندریہ اور فیوم کو بھی لیا۔ ان واقعات کی خبر دارالخلافہ بغداد میں پہنچی' مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کو مصر اور مغرب کی سند حکومت عطا کی' اس وقت اس کی عمر چار برس کی تھی۔ یہ وہی شخص ہے جو مقتدر کے بعد تخت خلافت پر متمکن ہوا تھا اور الراضی کا لقب اختیار کیا تھا۔ جب اسے حکومت مصر عطا ہوئی تو اس کی جانب سے

مونس خادم اس کا نائب مقرر کیا گیا۔ اس سے اور مغربی لشکر سے لڑائیاں ہوئیں۔ اس نے ان کو شکست دی اور بزور تیغ مغرب کی جانب الٹے پاؤں لوٹا دیا۔ پھر ۳۰۲ھ میں عبید اللہ مہدی نے فوجیں آراستہ کیں اس مہم کا افسر اعلیٰ اس کا سپہ سالار خاسہ کتامی تھا۔ جنگی کشتیوں کے کئی بیڑے لئے ہوئے اسکندریہ پہنچا اور وہاں سے مصر کی جانب بڑھا اور مونس خادم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا اور سینہ سپر ہو کر لڑا اور انہیں شکست دی' اس کے بعد پھر لشکر بغداد اور مغربی فوج میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ سب سے آخری جنگ نصف ۳۰۲ھ میں ہوئی جس میں سات ہزار مغربی کام آئے بقیہ ناکام ہو کر مغرب کی طرف واپس ہو گئے۔ عبید اللہ مہدی نے اس شکست کے جرم میں اپنے سپہ سالار خاسہ کتامی کو قتل کر ڈالا اور مونس خادم بغداد واپس آیا۔

ذکا اعور بحیثیت گورنر مصر: آخر ۳۰۲ھ تک تکین خزری حکومت مصر پر بطور نائب کے مامور رہا اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے اس کی جگہ ابوالحسن ذکاء اعور کو متعین کیا۔ نصف ماہ صفر ۳۰۳ھ میں وارد مصر ہوا۔ چنانچہ اس وقت سے مصر پر برابر حکومت کرتا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۰۷ھ میں اپنی حکومت کے چوتھے برس انتقال کر گیا۔

ابوالقاسم بن مہدی کی مصر پر فوج کشی: کچھ عرصہ بعد خلیفہ مقتدر نے ذکاء اعور کو حکومت مصر سے واپس کر کے اس کی جگہ ابوالمنصور تکین خزری کو دوبارہ حکومت مصر پر مامور کیا چنانچہ ماہ شعبان ۳۰۷ھ میں یہ مصر پہنچا۔ عبید اللہ مہدی نے اپنے بیٹے ابوالقاسم کی ماتحتی میں مصر کی جانب فوجیں روانہ کی تھیں۔ ماہ ربیع الاول ۳۰۷ھ میں ابوالقاسم اسکندریہ پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا پھر مصر کی طرف بڑھا سرزمین صعید سے بڑھ کر اور اشمونین پر قابض ہو گیا' ان کے علاوہ اور مقامات کو بھی دبا لیا جو اس کے قرب وجوار میں تھے اہل مکہ نے اظہار اطاعت کی غرض سے عرض داشت روانہ کی خلیفہ مقتدر نے بغداد سے مونس خادم کو افواج شاہی کا افسر بنا کر ابوالقاسم کی روک تھام کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوالقاسم سے اور اس سے متعدد لڑائیاں ہوئیں پھر افریقیہ سے جنگی کشتیوں کا بیڑا ابوالقاسم کی کمک پر سواحل اسکندریہ میں آ کر لنگر زن ہوا یہ بیڑا اسی کشتیوں پر مشتمل تھا۔ سلیمان بن خادم اور یعقوب کتامی کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی۔ مونس نے اس خبر سے مطلع ہو کر طرسوس کے جنگی بیڑے کو مقابلہ کا حکم دیا۔ اس بیڑے میں پچیس کشتیاں تھیں' یہ بیڑے روغن نفط اور متعدد قسم کے آلات حرب سے بھرا ہوا تھا ابوالیمن کے ہاتھ میں اس کی کمان تھی مرسی رشید پر دونوں بیڑوں کا مقابلہ ہوا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد طرسوسی بیڑے کو فتح نصیب ہوئی افریقیہ کے بیڑے کو شکست ملی بہت سے آدمی گرفتار کر لئے گئے اور کچھ لوگ مار ڈالے گئے اور بعض رہا کر دیئے گئے۔

ابوالقاسم اور مونس خادم کی چھیڑ چھاڑ: معرکہ کارزار سے سلیمان خادم گرفتار کر لیا گیا۔ بحالت قید مصر میں مر گیا۔ یعقوب کتامی گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بغداد کی جیل سے افریقیہ بھاگ گیا۔ ابوالقاسم اور مونس خادم میں مسلسل لڑائیاں مدتوں جاری رہیں۔ فتح مندی کا سہرا مونس کے سر رہا۔ دوران جنگ ابوالقاسم کے لشکر میں وبا اور گرانی پھوٹ نکلی جس سے اس کے لشکر کا اکثر حصہ فنا ہو گیا۔ اس کے بعد گھوڑوں میں وبا پھیل گئی۔ مجبوراً ابوالقاسم نے مغرب کی جانب کوچ کیا۔ مصری لشکر نے تعاقب کیا جب ملک مصر سے مغربی لشکر دور نکل گیا تب مصری لشکر واپس ہوا۔ ابوالقاسم نصف سنہ مذکور میں قیروان پہنچا اور مونس خادم دارالخلافت بغداد واپس آیا اور تکین وارد مصر ہوا' جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

تکین اسی زمانہ سے برابر گورنری مصر پر رہا یہاں تک کہ ماہ ربیع ۳۰۹ھ میں مصر واپس کیا گیا۔

تکین خزری کی وفات: خلیفہ مقتدر نے احمد بن کیغلغ کو بلال بن بدر کے بعد سند حکومت عطا کی۔ چنانچہ ماہ جمادی الآخرہ میں یہ مصر پہنچا اور حکومت کے پانچویں مہینے واپس کر لیا گیا تکین سہ بارہ حکومت مصر پر مامور ہوا۔ یوم عاشورہ ۳۱۳ھ میں مصر پہنچا' نو سال تک حکمرانی کی۔ یہاں تک کہ پندرہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے زمانہ حکومت میں خلیفہ مقتدر نے اپنے بیٹے ابوالعباس کی ولی عہدی کی تجدید کی اور بلادِ مغرب مصر اور شام کی سندِ حکومت عطا فرمائی اور مونس کو اس کی جانب سے بطور نائب مقرر کیا۔ یہ واقعہ ۳۱۸ھ کا ہے۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۳۲۱ھ میں تکین خزری نے مصر میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا محمد حکمران ہوا۔ خلیفہ قاہر نے اسے خلعت روانہ کیا لشکریوں نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا مگر بہ تائیدالٰہی یہ ان پر فتح یاب ہوا۔ انتہیٰ۔

احمد کیلغ کی گورنری و معزولی: خلیفہ قاہر نے احمد بن کیلغ کو دوبارہ ۳۲۱ھ میں سند حکومت عطا کی اس کے پہلے محمد بن طغج کو والی مقرر کیا تھا۔ یہ دمشق کا گورنر تھا ایک مہینے کی حکومت کے بعد اسے واپس بلا لیا اور احمد بن کیلغ کو سند حکومت عطا کی جیسا کہ ہم نے ابھی بیان کیا ہے۔ چنانچہ ماہ رجب ۳۲۲ھ میں یہ مصر پہنچا اس کے بعد آخر ماہ رمضان ۳۲۳ھ میں معزول کر دیا گیا۔ پھر خلیفہ راضی نے اسے حکومت کی کرسی پر بٹھایا اور اس کے القاب میں ''اخشید'' کا لفظ بڑھانے کی اجازت دی' ایک مدت تک حکومت مصر پر نہایت خوش انتظامی سے مامور رہا اس کے بعد ملک شام کو اس کی حکومت سے نکال لیا گیا جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

محمد بن رابق: محمد بن رابق امیر الامراء سے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اس کے غلام تحکم نے بغداد میں مخالفت کی اور اس کی جگہ ۳۲۶ھ میں متمکن ہو گیا۔ ابن رابق اپنا مکان چھوڑ کر بھاگا اور بغداد میں روپوش ہو گیا' تحکم نے بغداد اور اسکے مکانات اور املاک پر قبضہ کر لیا' اتنے میں خلیفہ تکریت سے واپس آ گیا خلیفہ اور تحکم سے خط و کتابت شروع ہوئی۔ خلیفہ نے والی بغداد کا خط پیش کیا باہم مصالحت ہو گئی سب کے سب بغداد واپس آئے' ابن رابق نے ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن شیرزاد کی معرفت صلح کا پیام بھیجا جسے فریق مخالف نے منظور کر لیا' خلیفہ راضی نے طریق فرات (دیار مفر یعنی حران الرہا) اور جو بلاد ان کے قرب و جوار میں تھے اور قنسرین اور عواصم کی سند حکومت عطا کی۔

ابن رابق کا شام پر قبضہ: ابن رابق ان بلاد کی طرف روانہ ہوا اور وہاں پہنچ کر حکمرانی کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد ۳۲۸ھ میں ملک شام کی حکومت کا لالچ پیدا ہوا فوجیں آراستہ کر کے شہر حمص کی طرف روانہ ہوا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دمشق کی حکومت پر بدر بن عبداللہ مولیٰ اخشید ملقب بہ تدبر تھا۔ ابن رابق نے اس کے قبضہ سے دمشق کو نکال لیا اور مصر کے خیال سے رملہ کی طرف بڑھا اخشید کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے مصر سے نکلا۔ عریش میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا اخشید نے جنگ شروع ہونے سے پیشتر فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا لڑتے لڑتے شکست کھا کر بھاگا' ابن رابق کے ہمراہیوں نے اخشید کے لشکر گاہ پر قبضہ کر لیا اور ان کے خیموں میں بہ اطمینان تمام جا اترے' اس کے بعد اخشید کا لشکر کمین گاہ سے نکل کر دفعتہً حملہ آور ہوا نہایت بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے' ابن رابق چند آدمیوں کے ساتھ جانبر ہو کر دمشق

کی جانب بھاگا۔ اخشید نے اپنے بھائی ابونصر بن طغج کو اس کے تعاقب کرنے پر مامور کیا۔ ابن رابق نے دمشق سے نکل کر ابو نصر سے معرکہ آرائی کی اور اپنے پُرزور حملوں سے تعاقب کرنے والوں کو شکست فاش دی ابونصر اسی معرکہ میں کام آ گیا۔ ابن رابق نے اس کی نعش کو اپنے بیٹے مزاحم بن محمد بن رابق کے ساتھ مصر روانہ کیا اور تعزیت اور معذرت کا خط بھیجا اور یہ لکھا کہ مزاحم ابونصر کے عوض میں جاتا ہے۔ اخشید نے اسے خلعت دیا اور اس کے باپ ابن رابق کے پاس واپس کر دیا اور اس قدر کشت وخون کے بعد دونوں فریقوں میں اس شرط پر مصالحت ہوگئی کہ شام پر ابن رابق کا قبضہ رہے اور مصر اخشید کے مقبوضات میں شمار کیا جائے اور ایک سو چالیس ہزار درہم سالانہ رملہ کے عوض میں اخشید ابن رابق کو دیا جائے۔

ابن رابق کی مراجعت بغداد: اسی زمانہ سے ملک شام حکومت اخشید سے نکل گیا اور ابن رابق کے عمال اس پر قابض ہو گئے یہاں تک کہ تحکم اور بریدی مارے گئے اور ابن رابق ملک شام سے بغداد واپس آیا۔ خلیفہ مکتفی نے اسے ملک شام سے طلب کیا تھا اور آ جانے پر امیر الامراء کے معزز خطاب سے سرفراز فرمایا۔ حکومت شام پر اپنی جانب سے ابوالحسن علی بن احمد بن مقاتل کو نائب کے طور پر مقرر کیا اور جب ابن رابق دارالخلافت بغداد پہنچا تو کورتکین جو کہ دولت وخلافت پر قابض ہو رہا تھا بگڑ گیا۔ باہم لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابن رابق نے اس پر فتح حاصل کی اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ دیلمیوں کا گروہ برسر مقابلہ پر آیا ابن رابق نے انہیں بھی نیچا دکھایا' پھر بریدی نے واسط سے ۳۳۰ھ میں علم بغاوت بلند کیا خلیفہ متقی اور ابن رابق کو شکست ہوئی بھاگ کر موصل پہنچے متقی نے ناصر الدولہ بن حمدان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ ناصر الدولہ نے اپنے بھائی سیف الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ خلیفہ متقی کی کمک پر روانہ کیا۔ مقام تکریت میں خلیفہ متقی سے ملاقات ہوئی۔ خلافت مآب کے ساتھ موصل واپس آئے اس کے بعد ناصر الدولہ محمد بن واثق کو قتل کر کے امیر الامراء کے عہدہ پر متمکن ہو گیا۔ جس وقت یہ خبر اخشید تک پہنچی فوراً دمشق کی طرف کوچ کر دیا۔ ۳۳۲ھ میں اس پر قابض ہو گیا۔

ابوعبداللہ حسن: اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں ناصر الدولہ نے محمد بن رابق کے تمام مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا' اس وقت محمد بن رابق کے قبضہ میں طریق فرات' دیار مصر' جند قنسرین' عواصم اور حمص تھے' ناصر الدولہ نے ابوبکر محمد بن علی بن مقاتل کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ موصل سے ان بلاد پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا تھا اس کے بعد ماہ رجب میں ناصر الدولہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوعبداللہ حسن بن سعید بن حمدان کو ان صوبجات کی حکومت پر مامور کیا۔ اہل کوفہ نے اس کی اطاعت سے انکار کیا۔ ابوعبداللہ نے ان کی گوشمالی پر کمر ہمت باندھی' چنانچہ ان پر فتح یاب ہوا اور کامیابی کے ساتھ کوفہ پر قبضہ کر کے حلب کی طرف قدم بڑھایا[1]۔

اخشید کی طلبی: ۳۳۱ھ میں خلیفہ متقی امیر الامراء تورون سے ناراض ہو کر موصل سے چلا گیا اور بنو حمدان کے پاس چندے قیام پزیر رہا۔ پھر موصل سے رقہ گیا اور وہاں قیام کیا۔ اخشید کو گزشتہ واقعات کی شکایت لکھی اور طلب کیا' اخشید مصر سے روانہ ہوا حلب ہو کر گزرا' ابوعبداللہ حسین بن سعید بن حمدان نے یہ سن کر حلب چھوڑ دیا۔ ابوبکر بن مقاتل اس کے ساتھ حلب ہی میں تھا ابوعبداللہ حسین کے چلے جانے سے روپوش ہو گیا مگر جونہی اخشید وارد حلب ہوا ابوبکر یہ خبر پا کر اخشید سے ملنے کے لئے آیا

---

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا۔ ۱۲ مترجم۔

اخشید نے اس کی بے حد عزت افزائی کی' اسے مصر کے محکمۂ مال پر مامور کیا اور حلب کی حکومت پر یانس مونسی کو مرحمت کی۔ ماہ محرم ۳۳۳ھ میں اخشید نے حلب سے رقہ کی جانب کوچ کیا۔ خلیفہ متقی اس وقت رقہ میں مقیم تھا اخشید نے بہت سے ہدایا اور تحائف خلیفہ متقی اور اس کے وزیر حسین بن مقلہ اور حاشیہ نشینوں کی خدمات میں پیش کئے اور مصر و شام چل کر قیام کرنے کی رائے دی خلیفہ متقی نے انکاری جواب دیا تب اخشید نے توزون کی آئندہ حرکات سے ڈرایا اور رقہ ہی میں قیام کرنے کی تاکید کی لیکن خلیفہ متقی نے اس سے قبل توزون کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا تھا اور توزون کے پاس صلح کی منظوری کا جواب آ گیا تھا اس وجہ سے اخشید کی کوئی درخواست قبول نہ کی گئی اور خلافت مآب نے رقہ سے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

اخشید کی مراجعت مصر: اخشید مصر کی طرف لوٹ گیا۔ سیف الدولہ بھی ان دنوں انہی لوگوں کے ساتھ حلب میں تھا۔ ان لوگوں کی روانگی کے بعد رقہ سے حلب چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے حمص کا رخ کیا اخشید نے یہ سن کر اپنی فوجیں اپنے خادم خاص کافور کی ماتحتی میں روانہ کیں۔ مقام قنسرین میں سیف الدولہ سے مڈبھیڑ ہوئی ایک دوسرے سے گتھ گئے پھر دونوں فریق خود بخود علیحدہ ہو گئے کافور نے دمشق کی جانب اور سیف الدولہ نے حلب کی طرف کوچ کیا۔ یہ واقعات ۳۳۳ھ کے ہیں۔ اسی زمانہ میں رومیوں نے حلب پر حملہ کیا تھا۔ سیف الدولہ سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا اور ان کو نیچا دکھا کر نا کام لوٹا دیا۔

ابوالقاسم انوجور: ۳۳۴ھ میں یا بہ روایت بعض مؤرخین ۳۳۵ھ میں اخشید ابوبکر بن طغج نے دمشق میں وفات پائی۔ اس کی جگہ اس کے بیٹے ابوالقاسم انوجور نے حکمرانی کی زیب تن کی۔ یہ ایک کم عمر شخص تھا کافور اس پر غالب ہو گیا۔ کافور نے دمشق سے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ سیف الدولہ نے پہنچ کر دمشق پر قبضہ کر لیا تب کافور نے حلب کی جانب کوچ کیا۔ انوجور نے یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے دمشق پر حملہ کیا اور سیف الدولہ دریا عبور کر کے جزیرہ چلا گیا۔ انوجور ایک مدت تک حلب کا محاصرہ کئے رہا۔ اس کے بعد سیف الدولہ اور انوجور میں مصالحت ہو گئی سیف الدولہ نے حلب کی جانب اور انوجور مصر کی جانب کوچ کیا اور کافور دمشق چلا گیا اور بدر اخشیدی معروف بہ تدبیر کو اس کی حکومت پر مامور کر کے مصر لوٹ آیا اور بدر اخشیدی ایک برس تک دمشق کی حکومت پر رہا اس کے بعد معزول کر دیا گیا۔ ابوالمظفر طغج کو سند حکومت عطا ہوئی۔ ابوالمظفر نے دمشق پہنچ کر تدبیر کو گرفتار کر لیا۔

ابوالقاسم انوجور کا خاتمہ: ایک مدت کے بعد انوجور سن رشید کو پہنچا' نیک و بد کی تمیز پیدا ہوئی حکومت کا خیال دل میں سمایا۔ کافور کے نکالنے کی تدبیریں سوچنے لگا ...... اتفاق سے کافور کو اس کا احساس ہو گیا۔ کافور نے جیسا کہ بیان کیا گیا ہے زہر دے کر سنہ میں مار ڈالا اور اس کی جگہ علی کو جو کہ انوجور کا بھائی تھا اپنی نگرانی اور زیر اثر حکومت کی کرسی پر متمکن کیا یہاں تک کہ علی بھی مر گیا۔

کافور کی گورنری: ۳۵۰ھ میں علی بن اخشید نے سفر آخرت اختیار کیا۔ کافور نے اپنی خود مختاری کا اعلان کر دیا بنو اخشید منہ تکتے رہ گئے' پالکی پر سوار ہونے لگا۔ خلیفہ مطیع نے مصر و شام اور حرمین کی سند حکومت عطا کی اور ''عالی باللہ'' کا خطاب دیا۔ کافور نے اس خطاب کو منظور نہ کیا۔ ابوالفضل جعفر بن فرات کو قلمدان وزارت کا مالک بنایا یہ با اثر بادشاہوں میں سے تھا۔ سخی'

ممدوح خلائق اور امور سیاست سے بخوبی ماہر تھا۔ اللہ تعالیٰ سے بے حد خائف رہتا تھا۔ المعز والی مغرب سے اس کے مراسم تھے' اکثر اسے تحائف و ہدایا بھیجتا تھا۔ حکمرانانِ بغداد و یمن بھی بہ عزت و احترام اس سے پیش آتے تھے۔ ہر شنبہ کو دربار عام کرتا اور داد خواہوں کی دادرسی کرتا یہاں تک کہ اس نے وفات پائی۔

احمد بن اخشید: ۳۵۷ھ کے نصف میں کافور نے سفر آخرت اختیار کیا۔ دس برس تین ماہ خود مختاری کے ساتھ حکمرانی کی اس کے علاوہ دو برس چار ماہ خلیفہ مطیع کی جانب سے مسلسل حکمران رہا نہایت سیاہ رنگ کا آدمی تھا۔ اخشید نے اسے اٹھارہ دینار میں خریدا تھا اس کی وفات پر ارا کین دولت نے جمع ہو کر احمد بن علی بن اخشید کو کرسی حکومت پر متمکن کیا۔ اس کی کنیت ابو الفوارس تھی حسن بن عمہ عبداللہ بن طغج اس کی حکومت کا منتظم ہوا فوج کی افسری شمول (اس کی دادی کا مولیٰ تھا) کو دی گئی۔ خزانہ کی کنجیاں جعفر بن فضل کو مرحمت ہوئیں۔ قلمدان وزارت جابر ریاحی کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد ابن مسلم کے کہنے سے شریف ابن فرات کو معزول کیا گیا۔ مصر کی عنان حکومت ابن الریاحی کے سپرد کی گئی۔

جوہر صقلی کا اسکندریہ پر قبضہ: جب المعز الدین اللہ مغرب کی مہم سے فارغ ہوا تو اس نے اس اپنے سپہ سالار جوہر صقلی کاتب کو مصر سر کرنے کے لیے روانہ کیا۔ ماہر سپہ سالار اور منتخب افواج دی۔ ہر قسم کے سامان مرحمت فرمائے چنانچہ جوہر نے قیروان سے مصر کی جانب قدم بڑھایا۔ رقہ ہو کر گزرا' اس وقت رقہ میں افلح (المعز کا آزاد غلام) حکومت کر رہا تھا' اس نے اس سے ملاقات کی' پیادہ پا اس کے ساتھ ساتھ چلا' جوہر نے اسکندریہ پر قبضہ کر کے حیرہ پر جا کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے مصر کی جانب بڑھا اور پہنچتے ہی مصر پر محاصرہ ڈال دیا۔

بنو طغج کا خاتمہ: ان دنوں مصر کی زمام حکومت احمد بن علی بن اخشید کے قبضہ اقتدار میں تھی اور اس کے اہل دولت وارا کین سلطنت حکمرانی کر رہے تھے۔ جوہر نے ۳۵۸ھ میں مصر فتح کر لیا اور ابو الفوارس کو مار ڈالا اور حکمران مصر کے مال و اسباب کو مشائخین مصر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کے ساتھ جس میں قضاۃ علماء اور با اثر امراء بھی تھے قیروان روانہ کیا۔ ان واقعات سے بنی طغج کی حکومت کا خاتمہ ہو جاتا ہے اور ایک دوسری حکومت کا دور شروع ہو جاتا ہے۔

۳۵۹ھ میں جامع ابن طولون میں کلمات اذان میں حی علیٰ خیر العمل کا اضافہ کیا گیا اور مصر میں حکومت علویہ کا سکہ چلنے لگا۔ جوہر فاتح مصر نے شاہی کیمپ کے مقام پر شہر قاہرہ کا بنیادی پتھر رکھا اور جعفر بن فلاح کلامی کو شام کو سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے قرامطہ کی حکومت کا شیرازہ منتشر کر دیا جیسا کہ یہ واقعات ان کے حالات میں بیان کئے جا چکے ہیں۔

باب: ۷

امارت دیار بکر بنی مروان کرد

مناسب یہ تھا کہ حکومت بنو مروان کے حالات کو بنوحمدان کے حالات کے ضمن میں تحریر کرتے جیسا کہ ہم نے دولت بنو مقلد حکمرانانِ موصل اور بنو صالح میں مرداس حکمرانانِ حلب کے حالات کو بنوحمدان کی حکومت کے تذکرہ میں شامل کر دیا ہے۔ کیونکہ یہ تینوں حکومتیں بنوحمدان ہی کی حکومت سے پیدا ہوئی ہیں اور اسی کی شاخ ہیں مگر چونکہ بنو مروان عرب نہیں ہیں بلکہ اکراد میں سے ہیں اس وجہ سے ہم نے ان کے تذکرہ کو ان حکومتوں کے حالات لکھنے کے بعد تحریر کیا تا کہ یہ عجمیوں کے سلسلے میں آ جائیں پھر ہم نے بنو مروان کے حالات کو دولت بنوطولون سے بھی مؤخر کیا۔ جس کی وجہ یہ تھی کہ بنوطولون کی حکومت سے بلحاظ زمانہ مقدم تھی' بہر کیف اب مناسب یہ ہے کہ ہم بنو مروان کی حکومت کے حالات لکھنے کی طرف متوجہ ہوں۔

باد کردی: آپ اوپر باد کردی کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ اس کا نام حسین بن دوشک اور ابوعبداللہ کنیت تھی بعضوں نے لکھا ہے کہ ابوشجاع کنیت تھی اور ابوعلی بن مروان کردی کا ماموں تھا۔ موصل اور دیار بکر پر اس نے قبضہ کر لیا تھا۔ دیلمیوں سے اور اس سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر دیلم نے باد کردی کو مغلوب کر دیا باد کردی جبال اکراد میں جا کر پناہ گزین ہوا' اس اثناء میں عضد الدولہ اور اشرف الدولہ نے جان بحق تسلیم کی۔ ابو طاہر ابراہیم اور عبداللہ حسن موصل کی طرف آئے اور دونوں کامیابی کے ساتھ اس پر قابض ہو گئے چندروز بعد ان دونوں اور دیلم میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ باد کردی کو موصل پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی اس وقت یہ دیار بکر میں تھا۔ سامانِ جنگ درست کر کے موصل کی طرف کوچ کیا۔ پسران ناصر الدولہ نے اسے پہلے ہی معرکہ میں نیچا دکھا دیا اور میدان جنگ ہی میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ ان واقعات کو ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔

ابوعلی بن مروان کرد: جب باد کردی مارا گیا تو اس کا ہمشیر زاد ابوعلی بن مروان معرکہ کارزار سے جان بچا کر بھاگا اور قلعہ کیفا میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ اس قلعہ میں باد کردی کے اہل وعیال مقیم تھے اور وہیں پر اس کا سارا مال واسباب اور خزانہ تھا۔ یہ قلعہ مضبوط ترین قلعوں میں سے تھا ابوعلی اس حیلہ سے کہ مجھے میرے ماموں نے بھیجا کہ قلعہ میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو گیا اپنے ماموں کی بیوی (ممانی) سے عقد کر لیا اس کے بعد تمام دیار بکر کا چکر لگا کر اپنے ماموں باد کردی کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا۔ پسران حمدان یہ خبر پا کر دوڑ پڑے' اس وقت ابوعلی میافارقین کا محاصرہ کئے ہوئے تھا اس نے ان دونوں کو شکست دی۔ پھر چندروز بعد پسران حمدان نے ابوعلی پر فوج کشی کی ابوعلی اس وقت آمد کے محاصرہ میں مصروف تھا۔

اتفاق سے اس مرتبہ بھی ابوعلی نے ان دونوں بھائیوں کو شکست دے دی جس سے ان دونوں کی حکومت موصل سے ختم ہوگئی اور ابوعلی بن مروان نے دیار بکر اور اس کے مضافات پر قبضہ کرلیا۔ اہل میافارقین نے حیلوں کے ذریعہ لڑائی کو طول دیا۔ ان کا سردار ابوالاصغر نام ایک شخص تھا۔ ابوعلی نے انہیں ڈھیل دے دی، عید کے دن اہل شہر صحرا کی طرف نکلے ابوعلی نے موقع پا کر ان پر چھاپہ مارا اور ابوالاصغر کو گرفتار کر کے شہر پناہ کی دیوار سے نیچے گرا دیا۔ اکراد نے شہر میں گھس کر نوچ کھسوٹ شروع کی۔ ابوعلی نے یہ رنگ دیکھ کر دروازوں کو بند کرا دیا اور ان لوگوں کو شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔ یہ لوگ ادھر اُدھر منتشر ہو گئے۔ یہ واقعات ۳۸۰ھ کے ہیں۔

ابوعلی بن مروان کا قتل: ابوعلی بن مروان نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کی بیٹی سے عقد کیا تھا اور اس سے زفاف کرنے کے لئے حلب سے آمد آ رہا تھا۔ آمد کے سردار نے یہ خیال کر کے کہ مبادا ابوعلی ہمارے ساتھ بھی ویسا ہی برتاؤ کرے جیسا کہ اہل میافارقین کے ساتھ کیا تھا اپنے ہمراہیوں کو ہوشیار کر دیا اور یہ رائے دی کہ جب ابوعلی شہر میں داخل ہو تو درہم و دینار نثار کرتے ہوئے اس کی طرف بڑھو اور اسے گرفتار کر کے مار ڈالو۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ ابوعلی ان لوگوں کے فریب میں آ گیا۔ اہل شہر اور اس کے ہمراہی مل جل گئے اہل شہر نے اس کا سر اتار لیا اور ان کے ہمراہیوں کی طرف عبرت کی غرض سے پھینک دیا گیا اکراد بھاگ کھڑے ہوئے۔ میارفاقین کی طرف لوٹے .... گورنر میافارقین کو شبہ پیدا ہوا کہ شاید یہ لوگ غارت گری کے ارادے سے آ رہے ہیں۔ شہر میں داخل ہونے سے روک دیا۔

ابومنصور بن مروان: اس کے بعد ممہد الدولہ ابومنصور بن مروان برادر ابوعلی میافارقین نے انہیں شہر میں داخل ہونے کی اجازت دے دی۔ ممہد الدولہ نے شہر میں داخل ہو کر قبضہ کیا مگر سکہ اور خطبہ کے علاوہ اور کسی قسم کا اختیار اسے حاصل نہ تھا اس کے بعد ممہد الدولہ کا بھائی ابونصر اس سے جھگڑا کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔ کچھ عرصہ تک تنگ کرتا رہا بالآخر ابومنصور نے اسے گرفتار کر کے قلعہ اسعر دبھیج دیا۔ چنانچہ وہیں تنگی کی حالت میں مقیم باقی رہا آمد اس پر اس کا شیخ عبداللہ چند روز تک قبضہ کئے رہا اور اپنی بیٹی کا عقد ابن دمہ سے کر دیا جس نے ابوعلی بن مروان کو مارا تھا ابن دمہ نے اپنے سسر کو قتل کر کے آمد پر قبضہ کرلیا اور اپنے لئے شہر پناہ سے ملا ہوا ایک محل بنوایا۔ ممہد الدولہ نے مصالحت کر لی اور اس کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی۔ بادشاہ روم اور والی مصر غیرہما ملوک کی خدمت میں تحائف روانہ کئے جس سے اس کی شہرت ہوئی۔

ابومنصور بن مروان کا قتل: ممہد الدولہ نے اپنے آخری زمانہ حیات میں میافارقین میں قیام اختیار کیا تھا۔ اس کا سپہ سالار شردہ اس کی حکومت وسلطنت کا ناظم اس کا ایک آزاد غلام تھا جسے اس نے پولیس کی افسری دی تھی مگر ممہد الدولہ کو اس سے بے حد ناراضگی اور نفرت تھی بارہا اس غلام کے قتل کا قصد کیا لیکن شردہ کا خیال سے باز رہا اس غلام کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لگا بجھا کر شردہ کو ممہد الدولہ کی جانب سے بددل کر دیا ایک روز شردہ نے ممہد الدولہ کو دعوت کے بہانے سے بلا بھیجا۔ جوں ہی ممہد الدولہ شردہ کے مکان پر پہنچا شردہ نے تلوار تول کر ممہد الدولہ کے سر کو تن سے جدا کر دیا یہ واقعہ ۴۰۲ھ کا ہے۔

شردہ کا قلعہ میافارقین پر قبضہ: ممہد الدولہ کے قتل کے بعد شردہ اس کے مصاحبوں اور عزیزوں کی طرف آیا اور یہ ظاہر کر کے کہ ممہد الدولہ نے تمہاری گرفتاری کا حکم دیا ہے انہیں گرفتار کرلیا اس کے بعد میافارقین کے قلعہ میں آیا اہل قلعہ نے

ممہد الدولہ کے شبہ میں قلعہ کا دروازہ کھول دیا شردہ نے قبضہ کر لیا اور تمام قلعہ داروں کو ممہد الدولہ کے بہانے سے بلا بھیجا۔ ان لوگوں میں خواجہ ابوالقاسم والیٔ ارزن روم بھی تھا۔

ابونصر بن مروان نصیر الدولہ: چنانچہ خواجہ ابوالقاسم بھی میافارقین کی جانب سے روانہ ہوا۔ روانگی کے وقت کسی کو قلعہ سپرد نہ کیا۔ اثناء راہ میں ممہد الدولہ کے قتل کی خبر ملی۔ راستہ ہی سے ارزن روم لوٹ آیا۔ اسعرؔ سے ابونصر بن مروان کو طلب کیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے اس کے باپ مروان کے پاس آیا مروان اس وقت اپنے بیٹے ابوعلی کی قبر پر اپنی بیوی کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا۔ خواجہ ابوالقاسم نے اس کی خدمت میں حاضر ہو کر ارزن کی حکومت پیش کی۔ چنانچہ ابونصر نے اپنے باپ کے روبرو اپنے بھائی کی قبر کے پاس عدل و انصاف کا حلف اٹھایا۔ قضاۃ اور ارکین شہر نے اس حلف پر اپنے اپنے دستخط کئے۔ ابونصر نے نہایت خوشی سے ارزن پر قبضہ کر لیا شردہ نے میافارقین سے ابونصر[1] کے لینے کے لئے چند آدمی اشعر روانہ کئے ان آدمیوں نے واپس ہو کر جواب دیا کہ ابونصر ارزق چلا گیا ہے۔ شردہ کو اس سے یقین ہو گیا کہ میری حکومت کی مخالفت شروع ہو گئی۔

نصیر الدولہ کا دیار بکر پر قبضہ: ان واقعات کے بعد ابونصر نے تمام دیار بکر پر قبضہ کر لیا۔ نصیر الدولہ کا لقب اختیار کیا' ایک مدت تک اس کی حکومت و سلطنت نہایت خوبی سے قائم رہی بے حد نیک سیرت تھا' اطراف و جوانب سے علماء نے اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا۔ تھوڑے ہی دن میں اہل علم کا ایک خاصہ مجمع ہو گیا۔ ان علماء میں جو اس کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے ابوعبداللہ گازرونی بھی انہی کی وجہ سے دیار بکر میں مذہب شافعی پھیلا چاروں طرف سے شعراء بھی اس کی خدمت میں آ گئے اور اس کی مدح میں قصائد لکھے' اس نے ان کو انعامات اور صلے دیئے' سرحدی بلاد میں امن و امان قائم رہا' رعایا نہایت آسائش اور اطمینان کے ساتھ اس کے رقبہ حکومت میں آباد رہی یہاں تک کہ اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

نصیر الدولہ کا الرہا پر قبضہ: شہر الرہا بنونمیر میں سے عطیر نامی ایک شخص کے قبضہ میں تھا چونکہ یہ شخص نہایت شریر اور جاہل تھا۔ الرہا والوں نے ابونصر بن مروان کو لکھ بھیجا کہ آپ تشریف لایئے اور قبضہ کر لیجئے ہم لوگ عطیر کی شرارتوں سے تنگ آ گئے ہیں' ابونصر نصیر الدولہ نے اپنے نائب آمد کو جس کا نام زنگ تھا الرہا پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ اس نے پہنچ کر الرہا پر قبضہ کر لیا عطیر نے صالح بن قرداش والیٔ حلب سے اپنی بابت سفارش کرائی۔ نصیر الدولہ نے اس کی سفارش سے نصف الرہا عطیر کو دے دیا۔ اس کے بعد عطیر نصیر الدولہ کے پاس میافارقین حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اس کی عزت کی پھر لوٹ کر الرہا آیا اور زنگ کے ساتھ الرہا میں قیام پزیر ہوا۔

عطیر کا قتل: ایک روز زنگ نے اہل شہر کی دعوت کی۔ عطیر کو بھی دعوت میں بلایا اور سابق نائب کے بیٹے احمد کو بھی دعوت دی' اس کے باپ کو عطیر نے قتل کر ڈالا تھا۔ دعوت سے فارغ ہو کر جب لوگ رخصت ہوئے اور عطیر بھی اپنے مکان کی طرف چلا تو کسی نے احمد کو اس کے باپ کا بدلہ لینے کا اشارہ کیا۔ احمد نے بازار میں پہنچ کر للکارا اے ظالم تو نے میرے باپ کو قتل کیا ہے میں تجھ سے بدلہ لینے آیا ہوں۔ عطیر یہ سن کر ہکا بکا ہو گیا' اہل بازار دوڑ پڑے' احمد نے لپک کر تلوار چلائی چنانچہ

---

[1] ابونصر ممہد الدولہ عقول کا بھائی تھا۔ ممہد الدولہ نے کسی وجہ سے اس کو قلعہ اشعر میں قید کر دیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ مطبوعہ مصر جلد ۳۔

عطیر اپنے تین آدمیوں کے ساتھ مار ڈالا گیا۔ بنونمیر کو اس سے غصہ پیدا ہوا شہر کے باہر جمع ہوئے اور مشورہ کر کے کمین گاہ میں بیٹھے اور چند آدمیوں کو اپنے مخالفین کو بھڑکانے کی غرض سے شہر روانہ کیا' زنگ کو اس کی خبر لگ گئی اپنی فوج سے نکل کر جس وقت کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا لڑائی شروع ہوگئی اتفاق سے ایک پتھر آ کر لگا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی۔ یہ واقعہ ۴۱۸ھ کا ہے۔ اس زمانہ سے الرہا پر نصیر الدولہ کا قبضہ ہوگیا۔ چند روز بعد صالح بن مروان والیٔ حلب نے ابن عطیر اور ابن شبل کی سفارش کی' نصیر الدولہ نے اس سفارش پر الزبح کو ابن عطیر اور ابن شبل کے حوالے کر دیا ابن عطیر نے اسے بعد میں رومیوں کے ہاتھ فروخت کر دیا جیسا کہ آپ آئندہ پڑھیں گے۔

محاصرہ نصیبین: نصیبین نصیر الدولہ بن نصر بن مروان کے مقبوضات میں داخل تھا۔ بدران بن مقلد نے بنو عقیل کی ایک فوج مرتب کر کے نصیبین کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ اتفاق سے اس لشکر پر جو نصیبین میں تھا اسے ایک فتحیابی حاصل ہوگئی۔ نصیر الدولہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ایک دوسری فوج نصیبین کی طرف روانہ کی۔ بدران کو اس کی اطلاع ہوگئی فوراً چند لوگوں کو اس فوج کی روک تھام پر مامور کیا۔ ان لوگوں نے نصیر الدولہ کی فوج کو جو اہل نصیبین کی کمک پر آ رہی تھی شکست دے دی۔ نصیر الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا۔ فراہمی فوج میں مصروف ہوا اور نہایت تھوڑی مدت میں فوجیں مرتب کر کے نصیبین کی جانب روانہ کیں' بدران نے اس کا مقابلہ کیا' پہلے تو یہ فوج بھاگی پھر دوبارہ پلٹ کر حملہ آور ہوا ایک مدت تک دونوں فریقوں میں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب یہ خبر سننے میں آئی کہ اس کا بھائی قرواش موصل پہنچ گیا ہے۔ اس کے خوف سے محاصرہ اٹھا کر چلا آیا۔

دیار بکر میں ترکوں کی آمد: تاتاریوں کا شمار ترکوں کے گروہ میں سے ہے سلجوقیہ انہی لوگوں کی ایک شاخ ہیں۔ جس وقت محمود بن سبکتگین نے ان میں سے ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا تو یہ لوگ خراسان کی طرف چلے گئے تھے اور وہاں پر ان لوگوں نے فتنہ وفساد برپا کیا تھا۔ مسعود بن سبکتگین نے اپنے باپ محمود کے بعد ان لوگوں پر فوج کشی کی تھی۔ یہ لوگ آذربائیجان کی جانب بھاگے اور ان لوگوں سے جا ملے جو ان سے پیشتر یہاں آ گئے تھے اور عراقیہ کے نام سے موسوم ہوئے تھے ان لوگوں نے ہمدان' قزدین اور آرمینیہ میں بڑا فساد مچایا تھا۔ دوسری جماعت والوں نے آذربائیجان میں سر اٹھایا دہشودان والیٔ تبریز نے ان لوگوں میں سے ایک گروہ کا خاتمہ کر دیا۔ پھر ان لوگوں نے اکراد پر دست درازی شروع کی اور انہیں خوب پامال کیا۔ اس اثناء میں انہیں یہ خبر پہنچی کہ نیال ابراہیم برادر سلطان طغرل بک رے کی طرف روانہ ہوا ہے۔ اس خبر کو سنتے ہی ۴۳۳ھ میں اکراد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے آذربائیجان پہنچے یہاں یہ سننے میں آیا کہ نیال ابراہیم کی طرف آ رہا ہے۔ یہ لوگ اس کے خوف سے آذربائیجان سے بھی ہٹ گئے۔ وجہ یہ تھی کہ یہ لوگ نیال ابراہیم اور اس کی رعایا تھے الغرض آذربائیجان سے نکل کر یہ لوگ بذریعہ راہبر پہاڑی راستہ کو زوزان سے طے کرتا ہوئے جزیرہ ابن عمر پہنچے۔ ان میں سے ایک گروہ دیار بکر کی طرف گیا۔ قزدین' بازیدی اور حسنیہ کو تاخت وتاراج کیا۔ دوسرے گروہ نے جزیرہ کے شرقی حصہ کی جانب قدم بڑھایا۔ کچھ لوگوں نے موصل کا قصد کیا۔

سلیمان بن نصیر الدولہ اور ترک: سلیمان بن نصیر الدولہ ان دنوں موصل پر حکومت کر رہا تھا۔ اس نے ترکوں کو خط لکھا

کہ آؤ ہم اور تم صلح کر لیں اور متفق ہو کر شام کی طرف بڑھیں ترکوں نے یہ درخواست منظور کر لی۔ اس کے بعد سلیمان نے ان لوگوں کو دعوت کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا' ابن غزغلی بھی اس دعوت میں آیا ہوا تھا سلیمان نے اسے گرفتار کر کے قید میں ڈال دیا اس کی گرفتاری سے ترکوں کے قدم اکھڑ گئے' حواس باختہ ہو کر اِدھر اُدھر بھاگ نکلے۔ نصیر الدولہ قرداش اور کردوں کے لشکر نے ان لوگوں کا تعاقب کیا۔ عرب نے بھی عراق سے ان لوگوں پر پُر زور حملہ کیا۔ ترکوں نے مجبور ہو کر جزیرہ ابن عمر کی جانب کوچ کیا اور اس پر محاصرہ ڈال دیا۔ دیار بکر کو نوچ کھسوٹ کر ویران کر دیا۔ نصیر الدولہ نے منصور بن غزغلی کو رہا کر کے ترکوں کے فساد سے محفوظ رہنے کی کوشش کی جسے سلیمان نے قید کر لیا تھا مگر اس تدبیر نے اسے ترکوں کی فساد انگیزی سے نہ بچایا۔ یہ لوگ طوفان کی طرح نصیبین کی طرف بڑھے سنجار اور خابور کو لوٹا۔ مرد اس ان کی روک تھام کی غرض سے موصل میں داخل ہوا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' ترکوں کے ایک گروہ نے تعاقب کیا اس کے ترکوں کے ساتھ جو واقعات پیش آئے ہیں ہم انہیں بیان کر چکے ہیں۔

وثاب نمیری اور ابن مروان: چونکہ وثاب نمیری والی حران و رقہ خلفاء علویہ کے علم حکومت کا مطیع تھا اس وجہ سے تمام سرزمین شام و جزیرہ میں بآسانی دعوت علویہ منتشر ہو گئی۔ جب وزیر علویوں کی جانب سے شام کا گورنر ہو کر آیا تو اس نے ابن مروان کو دھمکی کا خط لکھا اور تحریر کیا کہ اگر تم اطاعت قبول نہ کرو گے تو میں تمہارے مقبوضات پر قبضہ کر لوں گا۔ ابن مروان نے قرداش والی موصل اور شبیب بن وثاب والی رقہ سے امداد طلب کی اور ان لوگوں سے یہ درخواست کی کہ آؤ ہم لوگ متفق ہو کر خود مختار بن جائیں اور خلفائے علویہ کا خطبہ پڑھنا موقوف کر دیں۔ ان لوگوں نے ابن مروان کی درخواست منظور کر لی اور خلیفہ مستنصر کا خطبہ موقوف کر کے خلیفہ قائم کا خطبہ پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔ وزبری نے ان حالات سے مطلع ہو کر اپنی فوج آراستہ کی اور انہیں لڑائی کی دھمکی دی۔ شبیب بن وثاب نے ڈر کر ماہ ذی الحجہ آخری سنہ مذکور میں حران میں علویہ کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

نصیر الدولہ اور بشر موشک: نصیر الدولہ نے اپنے بیٹے سلیمان کو جس کی کنیت ابو حرب تھی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کا اختیار دیا تھا۔ بشر موشک بن مجلے سردار اکراد جو کہ اس مقام کے چند قلعوں کا مالک تھا اس سے بغض و عناد رکھتا تھا۔ تھوڑے دن بعد دونوں میں نفرت اور کشیدگی بڑھ گئی۔ سلیمان نے مصلحتاً بشر موشک کو ملا لیا اور جب وہ مل جل گیا تو اس کے ساتھ دغا کی۔ امیر ابو طاہر بشنوی والی قلعہ فنک وغیرہ نصیر الدولہ کا ہمشیر زاد تھا اور سلیمان کا دلی خیر خواہ تھا۔ یہ بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جن کے ذریعہ سے سلیمان نے موشک کو بلایا تھا۔ اس نے موشک کے ساتھ اپنی بیٹی کا عقد کر دیا جس سے موشک کو سلیمان کی جانب سے اطمینان ہو گیا اور رومیوں سے لڑنے کو آرمینیہ گیا۔ نصیر الدولہ بن مروان نے افواج اور آلات حرب سے مدد کی' جنگ آرمینیہ سے واپسی کے بعد سلیمان نے موشک کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور طغرل بک سے یہ ظاہر کر دیا کہ وہ اپنی موت مر گیا ہے۔

سلیمان بن نصیر الدولہ کا قتل: موشک کے قتل کے بعد سلیمان کو ابو طاہر سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا اپنے سسر موشک کا بدلہ نہ لے۔ اس خیال سے سلیمان نے ابو طاہر سے یہ ظاہر کیا کہ میرا موشک کے قتل سے کوئی تعلق نہ تھا۔ ابو طاہر نے اس کی

معذرت قبول کی اور اس کے ساتھ ملاقات کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ ابوطاہر قلعہ فتک سے باہر آیا سلیمان بھی چند آدمیوں کے ساتھ اس سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ اثنائے راہ میں عبیداللہ نے اپنے باپ موشک کے عوض سلیمان کو مار ڈالا اور اپنے خون کا بدلہ لے لیا۔ نصیر الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے بیٹے نصیر کی ماتحتی میں جزیرہ کی حمایت و کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ قریش بن بدران والیٔ موصل یہ خبر سن کر جزیرہ پر چڑھ آیا اکراد حسنیہ اور بشنویہ کو اپنی طرف مائل کر لیا۔ چنانچہ سب کے سب نصیر بن مروان سے جنگ کرنے پر تل گئے۔ نصیر بن مروان نے نہایت خوبی سے ان لوگوں کی مدافعت کی اور جزیرہ ابن عمر میں ان کو قدم تک نہ رکھنے دیا۔ اثناء جنگ میں قریش کو کئی زخم لگے جس سے گھبرا کر موصل کی جانب لوٹ کھڑا ہوا اور نصر بن مروان نے جزیرہ میں قیام اختیار کیا اور اکراد بدستور ان کی مخالفت پر اڑے رہے۔

طغرل کی روانگی دیار بکر: جس وقت طغرل بک شہر موصل پر قبضہ حاصل کر کے واپس ہوا تو قریش اپنی جان بچا کر موصل سے بھاگ گیا۔ پھر چند روز بعد اطاعت قبول کر لی۔ یہ واقعات ۴۴۸ھ کے ہیں اس کے بعد طغرل بک نے دیار بکر کا قصد کیا اور جزیرہ ابن عمر کا محاصرہ کر لیا ابن مروان نے اس کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا پیش کر کے موصل کی جانب واپس جانے کی درخواست کی اور یہ ظاہر کیا کہ آپ لوگ جزیرہ کے عوض آرمینیہ لے کر واپس تشریف لے جائیں تو میں کفار پر جہاد کرنے کو روانہ ہوں طغرل بک نے اسے منظور کر لیا اور محاصرہ اٹھا کر سنجار کا راستہ لیا جیسا کہ ہم نے قریش کے حالات میں بیان کیا ہے۔

وفات نصیر الدولہ: ۴۵۲ھ میں نصیر الدولہ احمد بن مروان کردی والیٔ دیار بکر اس دار فانی سے رخصت ہو کر رہگذار عالم آخرت ہوا۔ قادر باللہ اس کا لقب تھا' باون سال اس نے حکومت کی' اس کی شان و شوکت بہت بڑھی۔ مال و دولت کی بے حد زیادتی ہوئی۔ سرحدی بلاد کو ہر طرح مضبوط و مستحکم بنایا اور اس کا معقول انتظام کیا۔ سلطان طغرل بک کی خدمت میں بڑے بڑے تحائف اور قیمتی ہدایا بھیجتا تھا۔ جن میں جبل یاقوت بھی تھا جو بنو بویہ کے ملک سے ملا تھا اور ابوالمنصور بن جلال الدولہ سے اس نے خریدا تھا اس کے ساتھ نصیر الدولہ نے ایک لاکھ دینار نقد بھی بھیجے تھے۔ طغرل بک کی آنکھوں میں اس کی بہت عزت تھی بڑے بڑے عظیم الشان بادشاہوں سے زیادہ اس کی عزت کی جاتی تھی۔ پانچ پانچ سو دینار میں لونڈی خریدی جاتی تھی۔ ایک ہزار سے زیادہ لونڈیاں اس کی خدمت اور مخصوص کاموں کے لئے تھیں۔ دو لاکھ دینار سے زیادہ قیمت کے ظروف اور سامان آرائش تھا۔ مشہور مشہور بادشاہوں کی لڑکیاں اس کے نکاح میں تھیں باورچیوں کو باورچی گیری سیکھنے کی غرض سے مصر روانہ کیا اور ہزار ہا روپیہ خرچ کر کے ان لوگوں کو کھانا پکانا سکھوایا۔

ابن جہیر: اراکین دولت علویہ میں سے ابوالقاسم بن مغربی اور عمائدین خلافت عباسیہ میں سے فخر الدولہ بن جہیر بطور وفد اس کے دربار میں حاضر ہوئے اس نے قدر افزائی کی اور انہیں قلمدانِ وزارت کا مالک بنایا۔ دور دراز ممالک سے شعراء حاضر ہوئے اس نے ان کو بھی معقول جائزہ دیے۔ علماء بھی آئے تو اس نے انہیں بھی مال و زر سے مالا مال کر دیا۔ ان لوگوں نے نہایت خوشی سے اس کی خدمت میں قیام اختیار کیا اور جب یہ مر گیا[1] .... اس واقعہ میں کامیابی کا سہرا نصیر کے

[1] بیاض فی الاصل ۱۲۔

سر رہا۔ اس نے میافارقین میں قیام اختیار کیا اور اس کا بھائی سعید آمد چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ ان دونوں میں اسی پر باہم ایک طرح کی مصالحت ہو گئی اور دونوں نے اسی پر قناعت اختیار کی۔

منصور بن نصر بن نصیر الدولہ: ماہ ذی الحجہ ۴۷۳ھ میں نظام الدین بن نصر بن نصیر الدولہ نے وفات پائی۔ اس کا بیٹا منصور اس کی جگہ حکمران ہوا' اس کی دولت کا منتظم ابن انبار تھا۔ عنانِ حکومت برابر اسی کے قبضہ میں رہی یہاں تک کہ اس علاقہ میں ابن جہیر آیا اور اس نے اس سے قبضہ لے لیا۔

ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر: فخر الدولہ ابو نصر محمد بن محمد بن جہیر موصل کا رہنے والا تھا۔ پہلے یہ قرداش کے خدام میں داخل تھا پھر اس کا بھائی برکت خدمت میں رہا۔ کچھ عرصہ بعد اس سے علیحدہ ہو کر والئ روم کے پاس چلا گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر قریش بن بدران کی خدمت اختیار کی۔ کسی وجہ سے قریش نے اسے گرفتار کر لینے کا ارادہ کیا۔ فخر الدولہ یہ خبر پا کر بھاگ گیا اور بنو عقیل میں سے کسی شخص کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ تھوڑے دن بعد حلب چلا گیا۔ معز الدولہ ابو ثمال بن صالح نے اپنا وزیر بنا لیا۔ پھر یہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر ابی عطیہ کے پاس چلا گیا اور وہاں سے نصیر الدولہ بن مروان کی خدمت میں جا کر حاضر ہوا۔ نصیر الدولہ نے اسے اپنی وزارت کا قلمدان عنایت کی اس نے اس خدمت کو نہایت خوبی سے انجام دیا اور جب یہ ۴۵۳ھ میں مر گیا تو اس کا بیٹا نصر جو اس کے بعد حکمران ہوا تھا مدار المہام ہوا پھر ایک برس بعد ۴۵۴ھ میں بھاگ کر بغداد پہنچا۔ عہدۂ وزارت کی درخواست دی۔ چنانچہ محمد بن منصور کے بعد قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ پھر یہ اور اس کا بیٹا عبد الملک کئی بار معزول اور مامور ہوئے۔ نظام الملک اور سلطان طغرل بک کی بھی اس نے خدمت کی تھی جب اس کا بیٹا دوبارہ معزول کیا گیا تھا تو سلطان طغرل بک ہی نے خلافت مآب سے سفارش کی تھی اور نظام الملک نے اس کی سفارش کی تائید کی تھی' اسی سفارش کی بناء پر خلافت مآب نے اس کے بیٹے کے ساتھ سلطان طغرل بک کے پاس بھیج دیا تھا اصفہان میں سلطان موصوف کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر دیار بکر فتح کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس نے دیار بکر کو بنو مروان کے قبضہ سے نکال لیا سلطان نے اس خدمت کے صلے میں اسے اجازت دی کہ خطبہ میں سلطان کے بعد اس کا نام داخل کیا جائے اور اس کے نام کا سکہ مسکوک ہو۔ یہ واقعات ۴۷۶ھ کے ہیں۔

ابن جہیر کا آمد پر قبضہ: ہم اوپر فخر الدولہ بن جہیر کی روانگی دیار بکر کا حال تحریر کر چکے ہیں۔ اس کی روانگی کے بعد سلطان نے ۴۷۷ھ میں ایک فوج ارتق بن اکسک کی ماتحتی میں اس کی کمک پر روانہ کی۔ نصر بن مروان والئ آمد نے یہ خبر پا کر شرف الدولہ مسلم بن قریش سے اس شرط پر امداد کی درخواست کی کہ وہ آمد کو اس کے حوالے کر دے گا۔ شرف الدولہ نے اس بنا پر نصر بن مروان کی امداد پر کمر باندھی۔ فخر الدولہ بن جہیر نے عرب ہونے کی وجہ سے جنگ کرنے سے پہلو تہی کی۔ ارتق نے اس رائے کی مخالفت کی اور ترکوں کو آراستہ ومرتب کر کے نصر بن مروان پر حملہ آور ہوا اور اس کی فوج کو شکست دی۔ شرف الدولہ بھاگ کر آمد میں پناہ گزین ہوا۔ فتح مند گروہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔ شرف الدولہ نے ارتق کے پاس کہلا بھیجا کہ مجھے تم محاصرہ سے نکل جانے دو' میں تمہیں اس قدر مال دوں گا' ارتق اس پر راضی ہو گیا۔

چنانچہ شرف الدولہ اپنی جان کا صدقہ مال دے کر آمد سے نکل کر رقہ چلا گیا اور فخر الدولہ بن جہیر نے میافارقین کا راستہ لیا اس کے ہمراہ امراء میں سے امیر بہاء الدولہ منصور بن مزید اور اس کا بیٹا سیف الدولہ صدقہ بھی تھے میافارقین پہنچ کر ان لوگوں نے فخر الدولہ کا ساتھ چھوڑ دیا' ان لوگوں کا ساتھ چھوڑنے سے تمام عرب بھی علیحدہ ہو گئے جو اس کی رکاب میں تھے فخر الدولہ کے دم خم میں ذرا بھی بل نہ آیا نہایت مستعدی سے حصار کئے رہا۔ ایک روز کا ذکر ہے کہ شہر پناہ کی فصیل سے ایک سپاہی کسی ضرورت سے نیچے اترا۔ شاہی لشکر میں سے جو کہ محاصرہ کئے ہوئے تھا ایک شخص کمند ڈال کر چڑھ گیا اس کی جگہ کھڑا ہوا کر سلطان علامت سے چلایا پہرہ والے یہ سن کر ڈر گئے اور ایک زبان ہو کر اس کی اتباع کی' حاکم شہر نے یہ خیال کر کے کہ شہر پناہ پر محاصرین کا قبضہ ہو گیا ہے شہر کو زعیم الرؤسا ابن جہیر کے حوالے کر دیا۔ وہ سوار ہو کر شہر میں فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوا اور شہر پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۴۷۸ھ کا ہے۔ اہل شہر نے فتح مند گروہ کے ساتھ مل کر ان عیسائیوں کے مکانات لوٹ لئے جو کہ بنو مروان کے یہاں محکمۂ مال میں ملازم تھے اور ان سے ان کے گزشتہ ظلم وستم کا بدلہ لے کر اپنے جلے ہوئے دل کے آبلے توڑے۔ واللہ اعلم۔

محاصرہ میافارقین: فخر الدولہ بن جہیر کو اپنے آمد کی طرف روانہ کر کے میافارقین چلا گیا تھا اور اس کے محاصرہ میں ۴۷۷ھ سے مصروف تھا۔ اسی اثناء میں سعد الدولہ گوہر آئین اس کی کمک پر آ گیا حصار میں شدت شروع کی' کثرت سنگ باری اور آئے دن کے حملے سے ایک روز شہر پناہ کی دیوار میں روزن ہو گیا محاصرین میں سے چند آدمی اس راستہ سے گھس پڑے اور شہر پناہ کی فصیل پر چڑھ کر شاہی علامت سے چلا اٹھے۔ فخر الدولہ اپنی رکاب کی فوج کے ساتھ شمشیر بکف میں گھس پڑے اور قبضہ کر لیا۔ بنو مروان کے مال واسباب اور خزانہ پر قبضہ کر کے اپنے بیٹے زعیم الرؤسا کے ساتھ سلطان ملک شاہ کی خدمت میں بھیج دیا' ماہ شوال ۴۷۸ھ میں اصفہان پہنچا جہاں کہ سلطان مقیم تھا۔

دولت بنو مروان کا خاتمہ: اس کے بعد معز الدولہ اور گوہر آئین دار الخلافت بغداد کی طرف گئے اور دار الخلافت بغداد پہنچ کر ایک فوج جزیرہ ابن عمر کے سر کرنے کے لئے روانہ کی' یہ جزیرہ بھی بنو مروان کے مقبوضات میں داخل تھا۔ شاہی فوج نے پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ شہر کے سرداروں میں بنو وہبان نامی ایک خاندان نے والیٔ شہر کی مخالفت پر کمر باندھ لی' یورش کر کے شہر کا ایک چھوٹا دروازہ کھول دیا جس راستہ سے سوائے پیادوں کے اور کوئی نہیں جا سکتا اور شاہی لشکر کو اسی راستے سے شہر میں داخل کر لیا چنانچہ محاصرہ نے شہر میں داخل ہو کر شاہی جھنڈا شہر کے شان دار برجوں پر نصب کر دیا۔ اسی وقت بنو مروان کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا۔ منصور بن نظام الدولہ بن نصر بن نصیر الدولہ جزیرہ میں جا چھپا اور غز (ترکوں) کی حمایت میں قیام اختیار کیا۔ کچھ عرصہ بعد چکرمش نے اسے گرفتار کر کے ایک یہودی کے مکان میں قید کر دیا۔ یہ ۴۸۹ھ میں اسی مکان میں مر گیا۔ (والبقاء اللّٰہ وحدہ)

باب: ۵

امارت سجستان بنو صفار

صالح بن نصر کنانی: جن دنوں دارالخلافت بغداد میں متوکل کے قتل کی وجہ سے اضطرابی کیفیت پیدا ہوگئی تھی اسی زمانہ میں اطراف سجستان خوارج شرارت سے جنگ کرنے کے لئے ایک گروہ پیدا ہو گیا تھا اور وہ اپنے کو متطوعہ (والنٹیر) کے نام سے موسوم کرتے تھے' یہ گروہ صالح بن نصر کنانی نامی ایک شخص کے پاس جمع ہوا تھا اس کو صالح متطوعی کہتے تھے۔ درہم بن حسن اور یعقوب بن لیث بن صفار وغیرہ نامی ایک اشخاص نے ان کی صحبت و رفاقت اختیار کی' ان لوگوں نے سجستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا اور اس کے مالک بن بیٹھے تھے کچھ عرصہ بعد طاہر بن عبداللہ والی خراسان نے یہ خبر پا کر ان پر چڑھائی کی اور انہیں اپنے پُرزور حملوں سے مغلوب کر کے سجستان سے نکال دیا۔ اس واقعہ کے بعد ہی صالح متطوعی مر گیا۔ اس کی جگہ متطوعہ میں سے درہم بن حسن حکمران ہوا۔ اس کے متبعین کی بہت بڑی کثرت ہوئی۔

یعقوب بن لیث صفار: یعقوب بن لیث صفار اس کا سپہ سالار تھا۔ درہم بن حسن فوج کی کثرت کے باوجود کمزور طبیعت کا آدمی تھا۔ والی خراسان نے اسے حکمت عملی سے گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا یہ وہاں کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ متطوعہ نے متفق ہو کر یعقوب بن لیث صفار کو اپنا سردار بنا لیا۔ یعقوب بن لیث صفار ہمیشہ خلیفہ معتز کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے جنگ خوارج کی سرداری کی درخواست کیا کرتا تھا چنانچہ خلیفہ معتز نے ایک مدت کے بعد اس مہم کی افسری عنایت کی' اس نے نہایت خوبی سے جنگ شراۃ میں اس خدمت کو انجام دیا اور نہایت مستعدی سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرتا رہا پھر ۲۵۳ھ میں سجستان سے خراسان کی طرف گیا۔ ان دنوں انبار میں ابن اوس حکومت کر رہا تھا۔ اس نے یعقوب سے مقابلہ کرنے کے لئے فوجیں مرتب کیں اور جنگ کے ارادے سے خود میدان جنگ میں آیا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ اتفاق سے ابن اوس کو شکست ہوئی۔ یعقوب نے ہرات اور بوشنج پر قبضہ کر لیا۔ اس واقعہ سے یعقوب کی شان و شوکت بڑھ گئی۔ اطراف و جوانب سے امراء اور نیز والی خراسان کو بھی اس کی بڑھتی ہوئی قوت سے خوف اور خطرہ پیدا ہو گیا۔

یعقوب صفار اور علی بن حسن: فارس کی گورنری پر علی بن حسن بن شبل مامور تھا۔ اس نے خلیفہ معتز کی خدمت میں کرمان کی حکومت کی درخواست بھیجی اور یہ لکھا کہ ابن طاہر کے قوائے حکمران مضمحل ہو گئے ہیں ملک کی حفاظت نہیں کر سکتا۔ یعقوب نے سجستان کو دبا لیا ہے۔ خلیفہ معتز نے اس کی درخواست پر کرمان کی سند حکومت لکھ کر علی بن حسن کے پاس بھیج دی اور

یعقوب صفار کو بھی کرمان کی ایک سند حکومت روانہ کر دی۔ مقصود یہ تھا کہ دونوں ایک دوسرے سے لڑ جائیں کیونکہ دونوں اظہار اطاعت کرتے تھے جس کی کچھ بھی اصلیت نہ تھی اور جنگ کے بعد دونوں میں سے جو غالب آئے گا وہ خواہ مخواہ علم خلافت کی اطاعت قبول کرے گا چنانچہ علی بن حسن نے فارس سے طوق بن مسلم کو اس کے مصاحبوں سے تھا کرمان کی حکومت پر روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ طوق نے پہلے پہنچ کر کرمان پر قبضہ کر لیا' اس کے بعد ہی یعقوب کرمان کے قریب پہنچا دو ماہ تک اس انتظار میں کہ طوق اب نکلے گا تب نکلے گا۔ کرمان کے باہر ٹھہرا رہا۔ جب طوق شہر سے باہر نہ آیا تو یعقوب مجبوراً سجستان کی طرف واپس ہوا اور طوق ارادہ جنگ سے موقوف کر کے لہو ولعب میں مصروف ہو گیا۔

یعقوب صفار کا کرمان پر قبضہ: اثناء راہ میں یعقوب کو اس کی خبر لگ گئی' فوراً لوٹ پڑا۔ تیزی سے مسافت طے کر کے کرمان میں داخل ہو گیا اور طوق کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اس واقعہ کی خبر علی بن حسن کو شیراز میں پہنچی۔ سنتے ہی جامہ سے باہر ہو گیا فوجیں فراہم کر کے شیراز کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ پر جا کر پڑاؤ کر دیا۔ یعقوب بھی مہم کرمان سے فارغ ہو کر سفر و قیام کرتا ہوا شیراز کے قریب علی کے مقابلہ پر پہنچ گیا۔ جس راستہ کے دہانے کی علی نے روک تھام کی تھی وہ نہایت تنگ تھا۔ راستہ کے دونوں جانب سر بفلک اونچے پہاڑ کھڑے تھے۔ وسط راہ میں ایک عمیق نہر جاری تھی۔ یعقوب نے بغور اس موقع کو دیکھا اور اگلے دن سوار ہو کر اپنے ہمراہیوں کو حکم دیا کہ میرے پیچھے تم لوگ بھی اپنے گھوڑوں کو نہر میں ڈال دو۔ علی بن حسن اس واقعہ کو دیکھ رہا تھا اور اسے بچوں کا کھیل خیال کر کے مطمئن بیٹھا رہا مگر تھوڑی دیر کے بعد یعقوب نہر کو عبور کر کے اس کے سر پر پہنچ گیا تو اس کی فوج بھاگ کھڑی ہوئی۔ علی بن حسن کو گرفتار کر لیا گیا۔ یعقوب سواد شیراز پر قبضہ کر کے شہر میں داخل ہوا اور اس پر قابض ہو کر لوگوں سے خراج وصول کیا۔ یہ واقعہ ۲۵۵ھ کا ہے۔

یعقوب صفار کا شیراز پر قبضہ: بعضوں نے بیان کیا ہے کہ نہر عبور کرنے کے بعد یعقوب اور علی بن حسن سے سخت اور متعدد لڑائیاں ہوئی تھیں بالآخر علی شکست کھا کر بھاگا۔ اس کی فوج کی تعداد غلاموں اور کردوں کے علاوہ پندرہ ہزار بیان کی جاتی ہے۔ شام ہوتے ہوتے اس کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ شیراز کے دروازوں میں بھگوڑوں کا اژدہام تھا' ایک پر ایک گرا پڑتا تھا۔ ان کے مقتولوں کی تعداد پانچ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ جب فتح مند گروہ نے انہیں شیراز میں بھی دم لینے نہ دیا تو یہ لوگ فارس کے اطراف و جوانب میں منتشر ہو گئے اور لوگوں کا مال واسباب لوٹنے لگے۔ لوگوں نے شیراز میں داخل ہو کر فارس کے تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور علی سے بے شمار گھوڑے' آلات حرب اور مال واسباب وصول کیا۔ خلافت مآب کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے نامہ بشارت فتح روانہ کیا' قیمتی قیمتی تحائف بھیجے۔ ان میں سے دس باز سفید اور ایک باز ابلق چینی اور ایک سو نافہ مشک تھا اس کے علاوہ بہت سے قیمتی قیمتی کپڑے اور سامان آرائش تھا۔ فتح یابی کے بعد واپس ہو کر سجستان آیا۔ علی پابہ زنجیر اس کے ساتھ تھا اور جب اس نے فارس چھوڑا تو معتز نے اپنی جانب سے عمال روانہ کئے۔

حرث بن سیما کا قتل: فارس سے یعقوب صفار کی واپسی کے بعد معتز اور اس کے بعد خلفاء نے حرث بن سیما کو فارس کی گورنری پر مامور کیا۔ سپہ سالاران عرب میں سے محمد بن واصل بن ابراہیم تمیمی نے علم بغاوت بلند کیا' کردوں میں سے جو اس اطراف میں تھے احمد بن لیث نے بھی بغاوت پر کمر باندھ لی۔ دونوں حریث سے بھڑ گئے اور اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد محمد

بن واصل نے احمد بن لیث کو زیر کر کے ۲۵۶ھ میں فارس پر قبضہ کر لیا اور خلیفہ معتمد کی اطاعت اور اس کے زیر حمایت ہونے کا اعلان کر دیا۔ معتمد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنی جانب سے حسین بن فیاض کو متعین کر کے روانہ کیا۔

یعقوب صفار کا بلخ پر قبضہ: یعقوب بن لیث نے ۲۵۷ھ میں اس کی روک تھام پر کمر باندھی معتمد کو یعقوب کا یہ فعل ناگوار گزرا' ناراضی کا فرمان لکھ بھیجا کہ میں تمہیں بلخ اور طغارستان کی سند حکومت عطا کرتا ہوں اس پر جا کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ یعقوب نے بلخ اور طغارستان پر پہنچ کر قبضہ کر لیا اور ان عمارات کو جنہیں داؤد بن عباس نے بلخ کے شہر کے باہر یانج باسادنامی تعمیر کرایا تھا مسمار و منہدم کرا دیا۔ اس کے بعد کابل کی جانب گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر لیا۔ رتبیل کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور ان بتوں کو جو کابل اور اس کے اطراف کے شہروں سے ہاتھ آئے تھے دارالخلافت بغداد میں ہدایا جلیلہ اور قیمتی تحائف کے ساتھ روانہ کیا اس نے مہم کابل سے فارغ ہو کر بست کی جانب سجستان کی واپسی کے خیال سے لوٹ کھڑا ہوا۔ بست پہنچ کر بعض سپہ سالاروں نے جن کے مزاج میں عجلت زیادہ تھی اپنے مال و اسباب کو یعقوب کے اسباب روانہ ہونے سے پہلے روانہ کر دیا۔

یعقوب کی مراجعت سجستان: یعقوب اس سے بگڑ گیا اور یہ کہہ کر کہ تم لوگ مجھ سے پہلے سجستان کی طرف کوچ کیا چاہتے ہو؟ ایک سال تک بست میں رہا۔ ایک سال بعد بست سے خراسان کی جانب آیا۔ ہرات پر قبضہ کیا۔ پھر بوشنج کی طرف قدم بڑھایا اور اسے بھی اس کے گورنر حسین بن علی بن طاہر کبیر سے چھین لیا۔ حسین بن علی کو جیل میں ڈال دیا۔ یہ اپنے خاندان کا ایک بااثر شخص تھا۔ محمد بن طاہر والی خراسان نے یعقوب سے حسین بن علی کی رہائی کی سفارش کی' یعقوب نے اس سے انکار کر دیا اس وجہ سے اس کے دل میں اس کی جانب سے کشیدگی اور نفرت باقی رہ گئی تھی اور حسین اس کے قبضہ میں یہیں رہ گیا۔ یعقوب نے اپنی جانب سے ہرات' بوشنج اور بادغیش پر عمال مقرر کر کے سجستان کی طرف کوچ کیا۔

محاصرہ نیشاپور: عبداللہ سنجری اور یعقوب صفار سے سجستان کی بابت آئے دن جھگڑا ہوا کرتا تھا جب یعقوب کو سجستان پر قبضہ حاصل ہو گیا اور اس کی فوجی حالت بھی قابل اطمینان ہو گئی تو عبداللہ سنجری محمد بن طاہر کے پاس خراسان چلا گیا۔ یعقوب نے اپنے بھاگے ہوئے دشمن کو محمد بن طاہر سے طلب کیا۔ محمد بن طاہر نے دینے سے انکار کیا۔ اس بنا پر یعقوب نے خراسان پر چڑھائی کی اور دارالحکومت نیشاپور میں محمد بن طاہر پر محاصرہ ڈالا۔ مصالحت کرانے کی غرض سے فقہا اور علماء نے آمد و رفت شروع کی' یہاں تک کہ دونوں فریقوں میں صلح ہو گئی۔ اس کے بعد یعقوب نے محمد کو ملاقات کے لئے بلا بھیجا۔ محمد نے حیلہ و حوالہ کر کے ٹال دیا۔ یعقوب کو اس سے خطرہ مخالفت پیدا ہوا اپنے کیمپ سے نکل کر قریب نیشاپور جا اترا۔ محمد بن طاہر کے خاندان والے اور بنو عمام نفرت دور کرنے کے خیال سے یعقوب کے پاس آئے مگر یعقوب نے ذرا بھی ان کا لحاظ نہ کیا بزور تیغ نیشاپور میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ایک گورنر مقرر کر دیا۔ یہ واقعہ ۲۵۹ھ کا ہے۔

خلیفہ معتمد اور یعقوب صفار: یعقوب نے قبضہ نیشاپور کے بعد معتمد کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا کہ چونکہ محمد بن طاہر کے مزاج میں افراط و تفریط بہت زیادہ ہو گئی اور کاروبار حکومت کو عمدہ طور سے انجام نہیں دے سکتا تھا اس وجہ سے اہل خراسان نے مجھ سے قبضہ خراسان کی درخواست کی اور علویوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے لکھا کہ مجھے

تمہاری اس حرکت سے بے حد ناراضگی پیدا ہوئی۔ مضیٰ ما مضیٰ اب جس قدر بلاد تمہارے قبضہ میں ہیں اسی پر اکتفا کرو ورنہ مابدولت واقبال کو اپنا مخالف سمجھ رکھو اور آئندہ تمہارے ساتھ مخالفت کا برتاؤ کیا جائے گا۔

یعقوب صفار کا خراسان پر قبضہ: بعضوں نے نیشاپور پر یعقوب کے قبضہ کرنے کی کیفیت یوں بیان کیا ہے کہ جب محمد بن طاہر کے سر پر ادبار اور کمزوری چھا گئی تو اس کے بعض اعزہ واقارب نے یعقوب کو لکھ بھیجا کہ اب موقع اچھا ہے محمد بن طاہر کی قوتِ حکمرانی ختم ہوگئی ہے آیئے نیشاپور پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ یعقوب نے محمد بن طاہر کو اس مضمون کا خط لکھا کہ میں اس طرف سے حسن بن زید سے جنگ کرنے کے لئے جاتا ہوں اور یہ کہ خلافت مآب نے مجھے اس کی ہدایت کی ہے اور میں خراسان کے کسی قریہ اور کسی شہر سے کسی قسم کا تعرض نہ کروں گا اور در پردہ اپنے سپہ سالاروں کو اس کی نگرانی پر مامور کر دیا دوستانہ طور پر اسے کاہلی اور کمزوری پر نفرین بھی کی۔ پھر موقع پا کر اس کے خاندان ولوں کو جو تقریباً ایک سو ساٹھ نفر تھے گرفتار کر کے سجستان روانہ کر دیا۔ یہ واقعہ محمد بن طاہر کی گورنری کے گیارہویں سال کا ہے۔ الغرض یعقوب نے اس طور پر خراسان لے لیا اور قابض ہو گیا۔ اس کا حریف عبداللہ سنجری جو اس سے لڑا جھگڑا کرتا تھا حسین بن زید والی طبرستان کے پاس چلا گیا۔

عبداللہ سنجری کا قتل: حسین بن زید نے طبرستان پر ۲۵۱ھ سے قبضہ کیا تھا۔ حسن نے عبداللہ کو اپنے دامن میں لے لیا۔ یعقوب نے یہ خبر پا کر ۲۶۰ھ میں طبرستان کی طرف قدم بڑھایا اور اس سے معرکہ آرا ہوا حسن کو شکست ہوئی بھاگ کر دیلم پہنچا اور جبال طبرستان میں پناہ گزین ہوا۔ یعقوب اس کامیابی کے بعد ساریہ اور آمد پر قبضہ کر کے سنجری کے تعاقب میں رے کی جانب لوٹا اور عامل رے کو دھمکی دی اور خط لکھا' عامل رے نے ڈر کر عبداللہ سنجری کو یعقوب کے پاس بھیج دیا' یعقوب نے اسے قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

محمد بن واصل: آپ اوپر ۲۵۶ھ میں محمد بن واصل کے فاس پر قابض ہونے اور ۲۶۷ھ میں یعقوب کی اس پر چڑھائی کرنے اور پھر وہاں سے واپسی اور اس کے عوض بلخ وطغارستان کی حکومت دیئے جانے کے واقعات پڑھ چکے ہیں' اس کے بعد خلیفہ معتمد نے موسیٰ بن بغا کے دائرہ حکومت میں اہواز' بصرہ' بحرین' یمامہ اور ان صوبجات کے علاوہ جو اس کے قبضہ میں تھے فارس کو بھی داخل کر دیا۔ موسیٰ نے اپنی جانب سے فارس کی حکومت پر عبدالرحمٰن بن مفلح کو مامور کیا اور اہواز کی طرف جانے کا حکم دیا بطاشتمر کو اس کی کمک واعانت پر مامور کیا۔ چنانچہ عبدالرحمٰن سے اور محمد بن واصل سے مقام رام ہرمز میں معرکہ آرائی شروع ہوئی۔ محمد بن واصل نے عبدالرحمٰن کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور جب خلافت مآب نے اس کی رہائی کی سفارش کی تو محمد بن واصل نے اسے قتل کر ڈالا اور یہ لکھ بھیجا کہ وہ اپنی موت مر گیا۔

موسیٰ بن بغا کا استعفیٰ: اس واقعہ کے بعد محمد بن واصل موسیٰ بن بغا سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی طرف بڑھا اور اہواز کی حکومت پر اپنی جگہ ابوالساج کو مامور کیا اور زنج سے جنگ کرنے کی ہدایت وتاکید کی اس نے اپنے داماد عبدالرحمٰن کو اس مہم پر روانہ کیا۔ چنانچہ علی بن ابان سپہ سالار زنج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ میدان علی بن ابان کے نام رہا۔ عبدالرحمٰن مارا گیا۔ زنج نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور جی کھول کر اسے تاخت وتاراج کیا اور ابراہیم بن سیما کو اس کا والی بنایا۔ محمد بن واصل نے یہ خبر پا کر ابراہیم بن سیما سے جنگ کرنے کے لئے اہواز کی طرف قدم بڑھایا۔ موسیٰ بن بغا نے اس امر کا احساس کر کے صوبجات

کے سرحدی بلاد میں سرکشی اور بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا ہے گورنری سے استعفیٰ دے دیا جسے خلیفہ معتمد نے منظور کر لیا۔

یعقوب صفار کا فارس پر قبضہ: رفتہ رفتہ ان واقعات کی خبر یعقوب صفار تک پہنچی۔ فارس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا فوراً سامان جنگ وسفر درست کر کے سجستان سے فارس کی جانب روانہ ہوا۔ محمد بن واصل یہ خبر پا کر اہواز کے قصد سے کنارا کر کے یعقوب کی طرف لوٹ پڑا اور ابراہیم بن سیما کی جنگ کو ملتوی کر کے نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے یعقوب بن صفار پر دفعتہً حملہ کرنے کی غرض سے یعقوب کے لشکر گاہ کے قریب پہنچ گیا۔ یعقوب صفار کو اس کا احساس ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ابن واصل کے لشکر کو روزانہ سفر کی وجہ سے بے حد تکان پہنچا ہے۔ سفر کی تکلیف اور پیاس کی شدت سے جان بلب ہو رہا تھا۔ یعقوب صفار نے اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دے دیا اور شمشیر بکف ہو کر ابن واصل کے لشکر پر جا پڑا' ابن واصل کا لشکر جنگ کئے بغیر بھاگ کھڑا ہوا۔ یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا جس قدر مال واسباب واصل کے لشکر نے عبدالرحمٰن بن مفلح کے لشکر سے حاصل کیا تھا اسے مع اور زائد مال واسباب کے یعقوب کے لشکریوں نے ابن واصل کے لشکر سے حاصل کیا بلاد فارس پر یعقوب کا قبضہ ہو گیا اپنی جانب سے عمال مقرر کئے ذمیوں کو اس وجہ سے کہ انہوں نے ابن واصل کی مدد کی تھی سزائیں دیں۔ باقی رہ گیا اہواز اس پر قبضہ کرنے کا لالچ پیدا ہوا۔

خلیفہ معتمد کا اظہار ناراضگی: ہر وقت یعقوب صفار نے خراسان کو ابن طاہر کے قبضہ سے اور فارس کو ابن واصل کے ہاتھ سے نکال لیا حالانکہ معتمد نے یعقوب کو اس فعل سے روکا اور منع کیا تھا' مگر یعقوب نے خیال نہ کیا خلیفہ معتمد کو اس سے برہمی پیدا ہوئی صاف طور سے سر دربار کہہ دیا کہ میں نے نہ تو اسے سند حکومت عطا کی ہے اور نہ اس نے جو کچھ کیا ہے میری اجازت اور حکم سے کیا ہے' خراسان' طبرستان اور رے کے حاجیوں کو طلب کر کے اس مضمون سے انکو مخاطب کیا اور یعقوب کے اس فعل سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔

یعقوب صفار کا واسط پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ یعقوب صفار کو قبضہ اہواز کا لالچ پیدا ہو گیا۔ چنانچہ یہ غرض حاصل کرنے کے خیال سے یعقوب نے ۲۶۲ھ میں فارس سے اہوز کی طرف قدم بڑھایا اس کے ہمراہیوں کو جو کہ معرکہ خراسان میں گرفتار ہو گئے تھے آزاد کر دیا۔ یعقوب نے اسے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) درہم کو طبرستان' خراسان' جرجان' رے اور فارس کی سند گورنری اور دارالحکومت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ حاصل کرنے کے لئے بغداد بھیجا۔ خلیفہ معتمد نے بظاہر ان تمام صوبجات کی گورنر مرحمت فرمائی۔ سجستان اور کرمان کی حکومت بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا اور حاجب مذکور کے ساتھ عمرو بن سیما کو یعقوب کے پاس روانہ کیا اور بہ تاکید تحریر کیا کہ جس طرح سے ممکن ہو سکے دارالحکومت حاضر ہو کر مابدولت واقبال کی دست بوسی کا شرف حاصل کرو۔ تھوڑے دن بعد حاجب مذکور عمرو بن سیما کے ساتھ یعقوب کے پاس پہنچا اور خلافت مآب کا پیام سنایا۔ یعقوب نے اسی وقت عسکر مکرم کوچ کر دیا۔ ابوالساج یہ خبر پا کر اہواز سے ملنے کے لئے آیا۔ یعقوب نے نہایت احترام سے اس سے ملاقات کی' انعامات دیئے اور بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ادھر سے خلیفہ معتمد نے دارالخلافت بغداد سے کوچ کر کے مقام زعفرانیہ میں پڑاؤ کیا۔ مسرور بلخی بھی جنگ زنج سے واپس ہو کر اسی مقام پر خلافت مآب کی خدمت میں آ کر حاضر ہوا۔ یعقوب صفار کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا اور اس

پر قابض ہو گیا۔ دیر عاقول کی جانب کوچ کیا۔

یعقوب صفار اور موفق کی جنگ: خلیفہ معتمد کو اس کی خبر لگی آگ بگولا ہو گیا۔ اپنے بھائی موفق کو طلب کر کے یعقوب سے جنگ کرنے کی ہدایت کی چنانچہ موفق فوجیں آراستہ کر کے یعقوب کی طرف بڑھا' اس کے میمنہ پر موسیٰ بن بغا تھا اور میسرہ پر مسرور بلخی۔ پندرہویں رجب کو دونوں حریفوں کی معرکہ آرائی ہوئی۔ موفق کا میسرہ شکست کھا کر بھاگا۔ ابراہیم بن سیما وغیرہ سپہ سالاران لشکر کام آئے موفق نے اپنی فوج کو دوبارہ مرتب کر کے پھر حملہ کیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کی۔ ابھی فریقین کی جنگ کا کوئی فیصلہ نہیں ہوا تھا کہ محمد بن اوس اور درانی ایک تازہ دم فوج لئے ہوئے خلافت مآب کی جانب سے آ پہنچے یعقوب صفار کے ہمراہیوں کے پاؤں پھول گئے۔ انتہائی بے سروسامانی سے شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ فتح مند گروہ نے تعاقب کیا' یعقوب کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا دس ہزار کے قریب مویشی گھوڑے اور خچر ہاتھ آئے مال واسباب اس قدر ملا کہ جس کا لے جانا دشوار تھا۔ مشک کے سینکڑوں نافے ہاتھ لگے۔ محمد بن طاہر جس زمانہ سے یعقوب نے خراسان پر قبضہ کیا تھا قید تھا اس نے بھی اسی دن قید سے نجات پائی' موفق کی خدمت میں حاضر ہوا موفق نے اسے خلعت دیا اور دارالخلافت بغداد کی پولیس افسری عنایت کی۔

یعقوب صفار کا فرار: یعقوب صفار اس معرکہ سے اپنی جان بچا کر خوزستان کی طرف گیا' جندیسابور میں جا کر مقیم ہوا' سردار زنج (علوی مصری) نے واپس آنے کی تحریک کی اور ہمدردی اور اعانت کا وعدہ کیا۔ یعقوب نے اس کے جواب میں ﴿قل یایها الکافرون لا اعبدو ما تعبدون﴾ تا آخر سورۃ لکھ بھیجی۔

محمد بن واصل کا فارس پر قبضہ: اس سے قبل جب یعقوب صفار نے فارس سے کوچ کیا تھا۔ محمد بن واصل نے پہنچ کر فارس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نے سند حکومت لکھ بھیجی۔ یعقوب صفار کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک بڑی فوج عمر بن سری کی ماتحتی میں جو اس کے سپہ سالاروں میں سے ایک نامور اور تجربہ کار تھا روانہ کی چنانچہ اس نے اسے فارس سے نکال باہر کیا اور اہواز کی حکومت محمد بن عبیداللہ ہزار مرد کردی کو سپرد کی۔

موفق کی روانگی واسط: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے سامرا کی جانب اور موفق نے واسط کی طرف کوچ کیا۔ موفق نے یعقوب صفار کے تعاقب کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ مگر بیماری نے اس کے ارادہ کو پورا نہ ہونے دیا۔ مجبوراً دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔ مسرور بلخی بھی اس کی رکاب میں تھا۔ موفق نے اسے تمام وہ جاگیرات اور مکانات اور حشم و خدم جو کہ ابوالساج کے ساتھ مرحمت کئے۔ محمد بن طاہر بھی اس کے ہمراہ روانہ بغداد ہوا اور افسری پولیس بغداد کی خدمت انجام دینے لگا۔

احمد بن عبداللہ خجستانی: محمد بن طاہر کے ہوا خواہوں اور سپہ سالاروں میں سے احمد بن خجستانی نامی ایک شخص[1] ...... مضافات جبال ہرات اور بادغیش کا والی تھا۔ جب یعقوب صفار نیشاپور اور خراسان پر قابض ہوا تو احمد مذکور صفار کے بھائی علی بن لیث کے پاس چلا آیا اور اس ذریعہ سے یعقوب صفار تک اس کی رسائی ہو گئی۔

---

[1] بیاض الاصل

یعقوب صفار اور ابراہیم: شرکب جمال ۲۵۹ھ میں مرو اور اس کے اطراف و جوانب پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے تین بیٹے تھے' ابراہیم' ابوحفص یعمر اور ابوطلحہ منصور۔ ابراہیم ان سب سے بڑا تھا۔ چونکہ ابراہیم نے بمقام جرجان زمانہ جنگ حسن بن زید میں بہت بڑے نمایاں کام کئے تھے۔ اس وجہ سے یعقوب صفار نے ابراہیم کو اپنی خدمت میں طلب کیا۔ احمد خجستانی آتش حسد سے جل گیا اور ابراہیم کو احمد نے یہ دھوکا دیا کہ یعقوب صفار کو تم سے دلی عداوت ہے۔ دھوکا دے کر تمہیں اس نے طلب کیا ہے کسی روز موقع پا کر وہ تمہارا کام تمام کر دے گا۔ مناسب یہ ہے کہ آؤ ہم اور تم چھپ کر یعمر تمہارے بھائی کے پاس بھاگ چلیں۔ یعمر اس وقت بلخ کے کسی شہر کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ چنانچہ ابراہیم حسب قرارداد احمد چھپ کر نکل کھڑا ہوا اور مقام موعود پر پہنچ کر تھوڑی دیر تک احمد کا انتظار کرتا رہا۔ جب احمد نہ آیا تو ابراہیم نے مجبوراً سرخس کا راستہ لیا۔

عمرو بن لیث کی گورنری: پھر جب یعقوب صفار نے ۲۶۱ھ میں سجستان کی طرف واپسی کا ارادہ کیا تو اپنے بھائی عمرو بن لیث کو ہرات کی گورنری عطا کی۔ اس نے اپنی جانب سے طاہر بن حفص باذغیسی کو اپنے نائب کی حیثیت سے مامور کیا۔ احمد خجستانی حیلہ بازی سے صفار کے ساتھ نہ گیا۔ علی کے پاس چلا گیا اور اسے یہ دھوکا دیا کہ آپ اپنے بھائی سے اجازت حاصل کر کے مجھے خراسان بھیج دیجئے۔ میں وہاں پر آپکے حقوق کی نگرانی اور آپ کی جاگیرات کا انتظام کرتا رہوں گا۔ علی نے اپنے بھائی صفار سے اجازت طلب کی' صفار نے اجازت دے دی۔

احمد خجستانی کی بغاوت: الغرض احمد نے خراسان پہنچ کر قیام کیا۔ جوں ہی صفار نے خراسان سے کوچ کیا احمد خجستانی نے فوجیں فراہم کر کے پہلے علی بن لیث پر اپنا ہاتھ صاف کیا۔ چنانچہ ۲۶۱ھ میں یلغار کر کے علی کو شہر سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا اور بنو طاہر کی حکومت کا سکہ دوبارہ چلا دیا۔ پھر ۲۶۲ھ میں نیشاپور کو اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ رافع بن ہرثمہ کو جو کہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا طلب کر کے اپنے لشکر کا کمانڈر انچیف مقرر کیا اور ہرات پر قبضہ کے ارادہ سے قدم بڑھایا اور اسے طاہر بن حفص کے قبضہ سے نکال کر طاہر کو مار ڈالا۔ اس کے بعد یعمر بن شرکب کی زندگانی کا خاتمہ کر کے تمام بلاد خراسان پر قابض ہو گیا اور یعقوب بن لیث کی حکومت کو نیست و نابود کر دیا۔

حسن بن زید کی خراسان پر فوج کشی: ان واقعات کے بعد حسن بن طاہر (برادر محمد) اپنی حکومت کا سکہ جمانے کو وارد اصفہان ہوا۔ والئ اصفہان نے اس سے انکار کیا۔ مگر ابوطلحہ شرکب نے نیشاپور میں اس کی حکومت کو تسلیم کر لیا۔ خجستانی بگڑ گیا۔ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی۔ حسن بن زید نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی۔ اہل خراسان مقابلہ پر آئے اور اسے شکست دی۔ پھر دوبارہ نیشاپور کو عمرو بن لیث کے قبضہ سے نکال لیا اور محمد بن طاہر کا خطبہ موقوف کر کے معتمد کے نام کا خطبہ پڑھا اور خلافت مآب کے بعد اپنا نام داخل کیا۔ جیسا کہ خجستانی کے حالات میں یہ واقعہ بالتشریح بیان کیا گیا ہے۔

یعقوب صفار کا اہواز پر قبضہ: خراسان کے بعد فارس پر قابض ہو جانے کا حال آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ چنانچہ صفار قبضہ فارس کے بعد لشکر آراستہ کر کے اہواز کی جانب بڑھا۔ اہواز کی حکومت پر ان دنوں احمد بن سوتہ سپہ سالار مسرور بلخی متمکن تھا مگر کسی ضرورت سے تشتر گیا ہوا تھا۔ یعقوب کی آمد کی خبر سن کر تشتر سے کوچ کیا اور یعقوب صفار جندیسابور میں قیام پذیر ہوا۔ شاہی لشکر یعقوب کے خوف سے اس علاقہ کو چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ یعقوب نے خضر بن عین کو اہواز سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اتفاق سے انہی دنوں علی بن ابان اور زنج اہواز کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ خضر کی آمد کی خبر سن کر اہواز سے نہر سدرہ کی طرف ہٹ آئے۔ خضر نے اہواز میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور حکومت صفار کی ماتحتی میں اہوز پر قابض ہو گیا۔ اس کے لشکری اور زنج کے فوجی سپاہیوں میں باہم جھگڑا رہا کرتا تھا۔ ایک روز زنج نے موقع پا کر خضر کے لشکر پر حملہ کر دیا۔ خضر شکست کھا کر لشکر گاہ مکرم چلا آیا۔ علی بن ابان اہواز آیا اور جس قدر ان کا مال و اسباب اہواز میں تھا سب کا سب نکال کر نہر سدرہ کی طرف لوٹ آیا۔ یعقوب نے خضر کی کمک پر فوجیں روانہ کیں اور اسے زنج سے ممانعت اور اہواز میں قیام کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ خضر نے زنج سے مصالحت کر لی اور اہواز کو ہر قسم کے غلہ سے پُر کر کے قیام پزیر ہو گیا۔

یعقوب صفار کی وفات: ماہ شوال ۲۶۵ھ میں یعقوب[1] صفار نے وفات پائی۔ اس نے زنج کو فتح کر کے اس کے بادشاہ[2] کو مار ڈالا تھا۔ اہالیان زنج نے اس کے ہاتھ پر اسلام قبول کر لیا۔ یہ بہت بڑی وسیع سلطنت تھی از بلستان یعنی غزنہ اور اس کے تمام صوبوں کو بھی اس نے فتح کیا۔ خلیفہ معتمد نے اسے ملانے کی غرض سے بجستان اور سندھ کی حکومت عطا کی۔ اس کے بعد کرمان، خراسان اور فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ خلیفہ معتمد نے ان تمام صوبوں کی سند حکومت بھیج دی تھی۔ جب یہ مر گیا تو اس کا بھائی عمرو بن لیث کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ معتمد کی خدمت میں اظہار اطاعت کی غرض سے اطلاعی عرضداشت بھیجی۔ چنانچہ موفق نے اپنے بھائی کی طرف سے گورنری خراسان، اصفہان، بجستان، سندھ کرمان اور بغداد کی افسری پولیس کا فرمان لکھ کر بھیج دیا اور ایک گراں بہا خلعت بھی روانہ کیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد کی افسری پولیس اور سر من رائے کی حکومت پر عبید اللہ بن عبد اللہ بن طاہر اور اصفہان کی گورنری پر احمد بن عبد العزیز بن ابی دلف کو اور طریق مکہ و حرمین پر محمد بن ابی الساج کو مامور کیا۔

عمرو بن لیث اور خجستانی: خجستانی کے نیشا پور پر ۲۶۲ھ میں بنو طاہر کی ماتحتی میں قبضہ کر لینے کا حال تحریر کیا جا چکا ہے۔ یعقوب صفار رہگزار عالم جاودانی ہوا تو عمرو بن لیث ۲۶۵ھ میں خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ ہرات پر قابض ہو گیا ان دنوں خجستانی نیشا پور میں تھا۔ یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا باہم معرکہ آرائیاں ہوئیں، بالآخر شکست کھا کر ہرات کی طرف لوٹ آیا۔ چونکہ عمرو بن لیث خلافت مآب کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا اس وجہ سے فقہاء نیشا پور عمرو بن لیث کی متابعت کرتے تھے۔ خجستانی نے اس امر کا احساس کر کے ان لوگوں میں جھگڑا ڈال دیا اور ایک کو دوسرے سے لڑا کر آپ ان کی فکر سے فارغ ہو بیٹھا اس کے بعد ۲۶۷ھ میں ہرات پر فوج کشی کی اور عمرو بن لیث پر محاصرہ ڈالا۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ محاصرہ اٹھا کر بجستان چلا آیا۔ اس کے زمانہ غیر حاضری میں اہل نیشا پور اس کے نائب کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ عمرو بن لیث نے اپنی فوجیں اہل نیشا پور کی کمک پر بھیجیں۔ اہل نیشا پور نے نائب کو گرفتار کر لیا اور خود حکمرانی کرنے لگا۔ خجستانی یہ خبر پا کر بجستان سے لوٹا اور اپنے تمام مخالفین کو نیشا پور سے نکال کر قابض ہو گیا۔

خجستانی کا قتل: ابو منصور طلحہ بن شرکب ان دنوں ابن طاہر کی جانب سے بلخ کا محاصرہ کیے ہوئے تھا عمرو بن لیث نے نامہ و

---

[1] یعقوب صفار نے نویں شوال ۲۶۵ھ میں بعارضہ قولنج مقام لشکر گاہ نیشا پور میں انتقال کیا۔ اطبا نے احتقان کی رائے دی مگر اس نے اس عمل پر موت کو ترجیح دی۔ نہایت عقل مند اور اپنے ارادوں میں مستقل امور ریاست سے واقف تھا۔ تاریخ ابن اثیر جلد ۷ صفحہ ۱۲۹ مطبوعہ مصر۔

[2] بادشاہ زنج کا نام کہتبیر تھا۔ اس کا تخت خالص سونے کا بنا ہوا تھا۔ جسے بارہ آدمی اٹھاتے تھے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۷ صفحہ ۱۱۱ مطبوع مصر۔

پیام بھیج کر اپنے پاس بلا لیا اور بہت سا مال و زر دے کر خراسان پر اپنے نائب مقرر کر کے سجستان کی طرف واپس ہوا۔ ابوطلحہ اس وجہ سے خراسان ہی میں ٹھہرا ہوا خجستانی سے لڑتا رہا یہاں تک کہ ۲۶۸ھ میں خجستانی کو اس کے کسی خادم نے قتل کر ڈالا جیسا کہ اس کے اخبار میں رافع کے واقعات میں تحریر کیا گیا ہے۔

رافع بن ہرثمہ کا محاصرہ نیشاپور: رافع بن ہرثمہ بنو طاہر کے نامور سپہ سالاروں میں سے خراسان کا گورنر تھا۔ جب یعقوب نے خراسان پر کامل طور پر قبضہ کر لیا تو کسی وجہ سے رافع اس سے کشیدہ خاطر ہو کر چلا آیا اور اپنے مکان پر مقام تامین مضافات بادغیش میں قیام اختیار کیا۔ خجستانی کے مارے جانے کے بعد خجستانی کے لشکر نے متفق ہو کر رافع کو اپنا امیر بنایا۔ یہ اس وقت ہرات میں مقیم تھا۔ چنانچہ رافع نے خجستانی کی فوج کی امارت قبول کر لی اور ابوطلحہ بن شرکب کے محاصرہ کے خیال سے جو کہ جرجان سے نیشاپور کے محاصرہ کو گیا ہوا تھا ہرات سے کوچ کر دیا اور پہنچتے ہی نیشاپور کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا۔ رسد و غلہ کی آمد بند کر دی۔ ابوطلحہ حکمت عملی کے ساتھ محاصرہ سے نکل کر مرو چلا آیا۔ مرو اور ہرات میں محمد بن طاہر کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور اپنی جانب سے ہرات کی حکومت پر محمد بن مہتدی کو متعین کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر فوج کشی کر دی اور اسے مغلوب کر کے اپنی جانب سے محمد بن سہل بن ہاشم کو مقرر کر کے واپس چلا آیا۔ ابوطلحہ نے اسماعیل بن سامانی سے امداد کی درخواست کی، اسماعیل نے نہایت مستعدی سے فوجیں آراستہ کیں اور انہیں اپنے ہمراہ لئے ہوئے ابوطلحہ کی کمک پر مرو کی طرف روانہ ہوا اور محمد بن سہل کو نکال کر قابض ہو گیا اور اس خوف سے کہ مبادا پھر نہ مجھے کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑے عمرو بن لیث کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا۔ یہ واقعہ ماہ شعبان ۲۷۱ھ کا ہے۔

رافع اور ابوطلحہ کی جنگ: ان واقعات کے بعد خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کے تمام صوبجات خراسان کی حکومت سے معزول کر دیا۔ موفق نے محمد بن طاہر کو سند حکومت عطا کی۔ یہ ان دنوں بغداد ہی میں مقیم تھا۔ محمد نے اپنی جانب سے خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو متعین کیا اور نصر بن احمد بن محمد بن احمد سامانی کو حکومت ماوراء النہر پر بحال رکھا۔ رافع سند حکومت حاصل کر کے ہرات کی جانب روانہ ہوا اسماعیل بن احمد سے ابوطلحہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی چنانچہ وہ چار ہزار فوج لئے ہوئے رافع کی کمک پر آیا رافع نے مزید احتیاط کے خیال سے علی بن حسین مرورزی کو بھی اس کی فوج کے ساتھ بلا لیا تھا یہ سب کے سب ابوطلحہ کی طرف بڑھے۔ ابوطلحہ اس وقت مرو میں مقیم تھا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر ان لوگوں نے اسے پسپا کر دیا ابوطلحہ شکست کھا کر ہرات چلا گیا۔ اسماعیل واپس ہو کر خوارزم آ رہا اور خراج وصول کر کے نیشاپور کی جانب واپس ہوا یہ واقعات ۲۷۲ھ کے ہیں۔

عمرو بن لیث اور محمد بن طاہر کی جنگ: خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کو حکومت خراسان سے معزول کرنے کے بعد حکم دیا کہ عمرو بن لیث کے نام پر برسر منبر لعنت کی جائے۔ خراسان کے حاجیوں کو بھی اس کی اطلاع کر دی گئی۔ محمد بن طاہر کو اس کے تمام صوبوں کی سند حکومت دے دی گئی۔ محمد نے اپنی جانب سے رافع کو متعین کیا۔ اس کے بعد خلیفہ معتمد نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کو اصفہان و رے کی گورنری سے عمرو بن لیث کی معزولی کی اطلاع دی اور ۲۷۱ھ میں ایک جرار فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ عمرو بن لیث یہ خبر پا کر پندرہ ہزار کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ شاہی فوج کے ساتھ احمد بن ابی دلف بھی

تھا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد عمرو بن لیث کو شکست ہوئی اور اس کا سارا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اور وہ اصفہان اور رے کی حدود سے نکال باہر کر دیا گیا۔

موفق کا فارس پر قبضہ: جن دنوں خلیفہ معتمد نے عمرو بن لیث کی معزولی کا حکم دیا تھا اسی زمانہ میں اس پر لعنت کرنے کا بھی اشارہ کیا تھا اور صاعدہ بن مخلد کو افواج شاہی کا افسر بنا کر فارس کی طرف اس کی سرکوبی اور اخراج کی غرض سے بھیجا تھا۔ صاعدہ نے نہایت مستعدی سے اس حکم کی تعمیل کی۔ مگر کامیاب نہ ہوا۔ ۲۷۱ھ میں نامراد واپس آیا پھر ۲۷۴ھ میں موفق نے عمرو بن لیث سے جنگ کرنے کے لئے فارس کی جانب کوچ کیا۔ عمرو بن لیث نے یہ خبر پا کر اسے سپہ سالار عباس بن اماق کو شیراز کی طرف اور اپنے بیٹے محمد بن عمرو کو ارجان کی طرف روانہ کیا اپنے مقدمۃ الجیش (پٹرول) پر ابوطلحہ بن شرکب سپہ سالار لشکر کو رکھا مگر ابوطلحہ نے جان اور آئندہ کے خطرہ کے خوف سے موفق سے امن حاصل کر دیا۔ جس سے عمرو بن لیث کا دایاں بازو ٹوٹ گیا۔ عمرو بن لیث مجبوراً جنگ سے رک گیا۔ موفق نے شیراز کی جانب قدم بڑھایا اور ابوطلحہ کو حکمت عملی سے گرفتار کر لیا فارس کے تمام صوبے موفق کے قبضہ میں آ گئے۔

عمرو بن لیث کی روانگی کرمان: عمرو بن لیث نے کرمان کا راستہ لیا۔ موفق نے تعاقب کیا عمرو بن لیث نے سجستان میں جا کر پناہ لی' یہاں پر اس کا لڑکا محمد بن عمرو رہگزار آخرت ہوا۔ اہل کرمان و سجستان کی پشت پناہی سے عمرو بن لیث موفق کے مقابلہ پر اڑا رہا۔ موفق نے جب کامیابی کی کوئی صورت نہ دیکھی تو دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا۔ عمرو بن لیث نے مشکوک ہو کر اپنے بھائی علی اور اس کے بیٹے معدل کو دھوکا دے کر گرفتار کر کے کرمان کی جیل میں ڈال دیا۔ کچھ عرصہ بعد یہ موقع پا کر جیل سے نکل بھاگے اور رافع بن لیث کے پاس پہنچ گئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ اس نے طبرستان و جرجان کو محمد بن زید علوی کے قبضہ سے ۲۷۷ھ میں نکالا تھا۔ یہ لوگ اس کے پاس ٹھہرے رہے' علی بن لیث کا وہیں انتقال ہو گیا۔ باقی رہے اس کے دونوں لڑکے وہ رافع بن لیث کے یہاں مقیم رہے۔

عمرو بن لیث کا امارت خراسان پر تقرر: پھر تھوڑے دن بعد خلیفہ معتمد عمرو بن لیث سے دوبارہ راضی ہو گیا' دارالخلافت بغداد کی پولیس افسری کا عہدہ مرحمت فرمایا اور پھریروں اور ڈھالوں پر اس کے نام کے لکھے جانے کا ۲۷۶ھ میں حکم دیا۔ عمرو بن لیث نے اپنی جانب سے بغداد پولیس افسری پر عبیداللہ بن عبداللہ بن طاہر کو بطور نائب مقرر کیا۔ پھر ایک سال بعد خلافت مآب کو عمرو بن لیث سے ناراضگی پیدا ہوئی اور اس کے نام کو پھریروں سے مٹوا دیا۔ چونکہ رافع بن ہرثمہ نے خلیفہ معتمد کی خلاف مرضی حکم صادر کرنے کے باوجود سلطانی جاگیرات کو خالی نہ کیا تھا۔ اس وجہ سے خلافت مآب کو ناراضگی پیدا ہوئی۔ چنانچہ خلافت مآب نے احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کے نام فرمان جاری فرمایا کہ رافع کو لڑ کر رے سے نکال دے اور عمرو بن لیث کے پاس خراسان کی سند گورنری لکھ بھیجی۔

عمرو بن لیث اور رافع کی جنگ: خلافت مآب کے حکم کے مطابق احمد بن عبدالعزیز نے ۲۸۰ھ میں صف آرائی کی۔ اس کے دونوں بھائی عمرو و بکر پسران عبدالعزیز نے صف لشکر سے نکل کر مقابلہ کیا۔ رافع نے ان کو شکست دے کر اصفہان کی جانب پسپا کر دیا اور خود تا اختتام سنہ مذکور رے میں مقیم رہا۔ ۲۸۱ھ میں اصفہان کی جانب قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر

جرجان کی طرف واپس لوٹا۔ اس اثناء میں عمرو بن لیث نے اپنے لشکر کے ساتھ خراسان پہنچ کر گورنری کا چارج لیا۔ بہ مجبوری رافع بن ہرثمہ محمد بن زید سے مصالحت کرنے پر مائل ہوا۔ محمد زید نے طبرستان کی واپسی کی شرط سے مصالحت کر لی۔ ۲۸۲ھ میں طبرستان کی مساجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ اسی بناء پر اس نے چار ہزار دیلمی نوجوانوں سے رافع کی امداد کی۔ ۲۸۳ھ میں طبرستان سے نیشاپور کی طرف بڑھا عمرو بن لیث سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ رافع نے اسے شکست دی بھاگ کر ابیورد پہنچا۔ رافع نے اس سے اپنے بھتیجوں معدل اور لیث کو چھین لیا۔ پھر رافع نے ہرات کی طرف بڑھنے کا ارادہ کیا۔ عمر نے سرخس پہنچ کر راستہ روک لیا۔ رافع نے شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اختیار کی' راستہ بھول کر نیشاپور پہنچ گیا۔ عمرو بن لیث نے پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور رافع سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آیا لیکن بعض سپہ سالاران رافع نے عمرو بن لیث سے امن حاصل کر لیا اور اس کی جماعت میں جا ملے۔ رافع اور اس کے بقیہ ہمراہیوں کو شکست ہوئی۔ محمد بن زید نے حسب قرارداد و شرط امداد طلب کی لیکن چونکہ عمرو بن لیث نے محمد بن زید کو رافع کی امداد سے منع کر دیا تھا اور دھمکی دی تھی اس وجہ سے محمد بن زید نے رافع کو مدد نہ دی۔ یہ رنگ دیکھ کر رافع کے ہمراہی اور غلام جن کی تعداد چار ہزار تھی۔ رافع سے کنارہ کش ہو گئے۔

رافع بن لیث کا قتل: محمد بن ہارون اس سے جدا ہو کر احمد بن اسماعیل بن سامان کے پاس بخارا چلا گیا رافع شکست اٹھا کر چند لشکریوں کے ساتھ خوارزم پہنچا اور جس قدر مال و اسباب اور آلات حرب اپنے ہمراہ لے جا سکا لے گیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۲۸۳ھ کا ہے۔ والیٔ خوارزم ابوسعید درغانی نے رافع کو چند لشکریوں کے ساتھ دیکھ کر بدعہدی کی اور دھوکا دے کر ماہ شوال ۲۸۳ھ میں اس کی زندگانی کا خاتمہ کر دیا سر اتار کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور بھیج دیا۔ عمرو بن لیث نے نامہ بشارت فتح کے ساتھ بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ معتضد نے خوش ہو کر خراسان کے علاوہ رے کی گورنری بھی مرحمت فرمائی۔ پھر رے اور خلعت ۲۸۴ھ میں روانہ کئے۔

عمرو بن لیث اور اسماعیل بن احمد کی جنگ: جس وقت عمرو بن لیث نے رافع بن ہرثمہ کا سر اتار کر دربار خلافت بغداد روانہ کیا اسی زمانہ میں خلیفہ معتضد سے ماوراالنہر کی گورنری کی درخواست بھی کی تھی۔ چنانچہ خلافت مآب نے عمرو بن لیث کو ماوراالنہر کی گورنری عطا کی۔ خلعت اور نشان بھیجا۔ عمر بن لیث نے ایک بڑا لشکر آراستہ کر کے اپنے نامور سپہ سالار محمد بن بشیر کی ماتحتی میں نیشاپور سے اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمد تک پہنچا۔ اسماعیل نے جیجوں کو عبور کر کے مقابلہ کیا اور اس لشکر کو شکست دی۔ محمد بن بشیر چند سپہ سالاروں کے ساتھ کام آ گیا' بقیہ لوگ بھاگ کر عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور چلے آئے اور اسماعیل کامیابی کے ساتھ بخارا لوٹ گیا۔ عمرو بن لیث نے دوبارہ فوجیں آراستہ کیں اور اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے بلخ کی جانب روانہ ہوا۔ اسماعیل نے ہلا بھیجا کہ تم نے عرصۂ دنیا کو گھیر لیا ہے اب مجھے اس سرحد پر گوشہ تنہائی میں پڑا رہنے دو۔ عمرو بن لیث نے انکاری جواب دیا۔ بہ مجبوری اسماعیل نے دریا کو عبور کر کے ہر چہار طرف سے ناکہ بندی کر لی۔ عمرو گھیرے میں آ گیا۔ خود کردہ پریشان ہو کر مصالحت کی درخواست کی۔

عمرو بن لیث کی گرفتاری: اسماعیل نے مصالحت سے انکار کیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی بالآخر عمرو بن لیث کو

شکست ہوئی۔ بہزار خرابی و دقت جان بچا کر بھاگا۔ شارع عام چھوڑ کر ایک پگڈنڈی اور دشوار گزار راستہ اختیار کیا' تن تنہا مایوسی کے عالم میں جارہا تھا کبھی کسی آنے والی کی آہٹ سن کر جھاڑیوں میں چھپ جاتا پھر جب وہ شبہ رفع ہو جاتا تو اِدھر اُدھر تاکتا ہوا نہایت تیزی سے مسافت طے کرنے لگتا۔ اتفاق سے ایک تالاب کے کنارے درختوں کی آڑ میں چھپ رہا۔ دلدل زیادہ تھی گھوڑا پھنس گیا۔ فریق مخالف نے جو تعاقب میں تھا پہنچ کر گرفتار کر لیا اور کشاں کشاں اسماعیل کے پاس لایا' اسماعیل نے اسے خلیفہ معتضد کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ شتر کے کجاوہ پر سوار کرا کے تشہیر کرائی اور تشہیر کے بعد ایک تنگ و تاریک مکان میں قید کر دیا گیا۔

اسمٰعیل بن احمد بحیثیت گورنر خراسان: خلیفہ معتضد نے اس خدمت کی انجام دہی کے صلہ میں اسماعیل کو خراسان کی گورنری عنایت کی۔ چنانچہ اسماعیل اسی عہدہ پر مدت دراز تک رہا۔ یہاں تک کہ خلیفہ معتضد نے سفر آخرت اختیار کیا اور خلیفہ مکتفی دارالخلافت بغداد میں تخت نشین ہوا۔ بغداد پہنچ کر عمرو بن لیث کا حال دریافت کیا اور یہ معلوم کر کے کہ وہ زندہ ہے مسرت ظاہر کی وزیر السلطنت قاسم بن عبیداللہ کو یہ امر ناگوار گزرا' اسی وقت ایک شخص کو عمرو بن لیث کے قتل پر مامور کیا۔ اس نے عمرو بن لیث کو ۲۸۹ھ میں قید حیات سے ہمیشہ کے لئے سبکدوش کر دیا۔

طاہر بن محمد: عمرو بن لیث کی گرفتاری دقید کے بعد سجستان اور کرمان میں اس کا پوتا طاہر بن محمد بن عمرو حکمرانی کا دعویدار ہوا اور اپنے دادا کی جگہ حکومت کرنے لگا۔ یہ وہی شخص ہے جس کے باپ محمد نے سجستان کے راستہ میں انتقال کیا تھا جب کہ عمرو بن لیث فارس سے موفق کے مقابلہ سے بھاگا آ رہا تھا۔ اس کے بعد طاہر فارس کی طرف گیا۔ ۲۸۸ھ میں فوجیں آراستہ کر کے روانہ ہوا بدر نے مقابلہ کیا۔ مجبوراً طاہر سجستان کی طرف لوٹ آیا اور بدر نے فارس پر قبضہ کر کے اس کا خراج وصول کر لیا۔

طاہر بحیثیت گورنر فارس: پھر ۲۸۹ھ میں طاہر نے دارالخلافت بغداد میں فارس کی گورنری کی درخواست بھیجی اور جس قدر بدر خراج دیا کرتا تھا اس سے زیادہ دینے کا اقرار کیا۔ اس وقت خلیفہ معتضد کا انتقال ہو چکا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے طاہر کی درخواست منظور کر لی اور سند گورنری لکھ کر طاہر کے پاس بھیج دی۔ طاہر لہو و لعب اور سیر و شکار میں مشغول ہو کر سجستان چلا گیا' اس کی غفلت و عدم موجودگی کی وجہ سے فارس پر اس کا چچازاد بھائی لیث بن علی بن لیث سکری (اس کے دادا عمرو کا غلام) قابض ہو گیا۔ ابو قابس (طاہر کا سپہ سالار) بھی ان دونوں کے ساتھ ان کا شریک تھا' طاہر کو اس کی خبر ہوئی تو وہ پریشان خاطر ہو کر خلیفہ مکتفی کے پاس چلا گیا اور ابو قابس کو لکھ بھیجا کہ جس قدر تم نے خراج وصول کیا ہو۔ اس کا حساب باضابطہ کر دو۔ ابو قابس نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔

لیث بن علی کی گرفتاری: کچھ عرصہ بعد سکری تنہا فارس پر قابض ہو گیا۔ لیث بن علی بھاگ کر اپنے چچازاد بھائی طاہر کے پاس پہنچا۔ طاہر نے فوجیں آراستہ کر کے فارس پر چڑھائی کر دی۔ سکری مقابلہ پر آیا۔ میدان سکری کے ہاتھ رہا۔ طاہر شکست کھا کر بھاگا۔ سکری نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کے بھائی یعقوب کے ساتھ ۲۹۷ھ میں خلیفہ مقتدر کے پاس بھیج دیا اور اس مالیت کے ادا کرنے کا اقرار کیا جو طاہر ادا کرتا تھا۔ خلیفہ مقتدر نے سکری کو سند گورنری فارس لکھ کر بھیج دی۔

اس کے بعد لیث بن محمد بن علی نے فارس پر فوج کشی کی اور لڑ بھڑ کر فارس پر قبضہ کر لیا[1]

لیث نے ان کے مقابلہ پر خروج کیا۔ اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ حسین بن حمدان قم سے مونس کے کمک پر بیضاء آ رہا ہے فوجیں آراستہ کر کے حسین کی روک تھام کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق سے رہبر کی غلطی سے راستہ بھول گیا۔ صبح ہوتے مونس کے لشکر نے یہ خبر پا کر حملہ کر دیا۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی بالآخر لیث کا لشکر شکست کھا کر بھاگا اور لیث کو گرفتار کر لیا گیا۔

سیکری کا فرار: اس واقعہ کے بعد مونس کے ہمراہیوں نے یہ رائے دی کہ لیث کے ساتھ سیکری کو بھی گرفتار کر لیجئے اور بلاد فارس پر قبضہ رکھئے۔ خلافت مآب سے سند گورنری کی درخواست کو منظور فرمالیں گے۔ مونس نے بظاہر ان لوگوں سے اس رائے پر عمل کرنے کا وعدہ کر لیا باطمینان تمام اپنی اپنی قیام گاہ پر آ گئے شب کے وقت سیکری کو اس حال سے آگاہ کر کے شیراز کی طرف روانہ ہو گیا۔ صبح کو مونس نے اپنے ہمراہیوں کو یہ کہہ کر کہ تم لوگوں نے میری طرف سے راز فاش ہوا ہے۔ بے حد ملامت کی' اگلے دن لیث کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی جانب لوٹ کھڑا ہوا۔

سیکری کا فارس پر قبضہ: سیکری نے ان مہمات سے فارغ ہو کر فارس پر قبضہ کر لیا اس کا کاتب (سیکرٹری) عبدالرحمن بن جعفر امور سلطنت کے سیاہ وسفید کرنے کا مالک و مختار ہو گیا۔ حاشیہ نشینوں کو ناگوار گزرا وقتاً فوقتاً سیکری سے ان کی چغلی کرنے لگا۔ یہاں تک کہ سیکری نے نافرمانی و بغاوت کے جرم میں حیلے سے عبدالرحمن کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور دارالخلافت بغداد خراج بھیجنا موقوف کر دیا۔ عبدالرحمن نے قید خانے سے وزیر السلطنت ابن فرات کو اپنے حالات لکھ بھیجے ابن فرات نے مونس کو واپس جانے کے لئے لکھا اور سیکری کے گرفتار نہ کرنے پر عتاب ظاہر کیا مونس اس وقت واسط میں تھا چنانچہ مونس اسی وقت اہواز سیکری کے ارادے سے روانہ ہوا۔ سیکری نے اس سے مطلع ہو کر مونس کے پاس خطوط وہدایا وتحائف بھیجے۔ جاسوسوں نے وزیر سلطنت ابن فرات کو اس کی خبر کر دی۔

سیکری کی شکست و گرفتاری: ابن فرات نے وصیف کو چند سپہ سالاروں کے ساتھ جن میں محمد بن جعفر بھی تھا مونس کے پاس روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ پہنچتے ہی فارس کو سر کر لینا اور مونس کو لکھ دینا کہ تم لیث کے ساتھ وارد دارالخلافت بغداد واپس آؤ۔ اس حکم کے مطابق مونس لیث کے ساتھ بغداد کی جانب واپس ہوا اور محمد بن جعفر نے فارس پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ شیراز میں سیکری سے مڈبھیڑ ہوئی سخت خونریز جنگ کے بعد سیکری کو شکست ہوئی۔ محمد بن جعفر نے شیراز میں اس کا محاصرہ کر لیا۔ پھر لڑائی ہوئی اور دوبارہ شکست کھا کر بھاگا شاہی لشکر نے سیکری کے مال واسباب کو لوٹ لیا۔ سیکری بحال پریشان خراسان کے ایک تنگ و تاریک درہ میں جا چھپا۔ خراسانی شاہی فوج کو اس کی خبر لگ گئی گھیر کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بغداد روانہ کر دیا۔ فارس کی زمام حکومت فتح خادم آفشین کو عنایت ہوئی۔

---

[1] یہ واقعہ اسی ۲۹۷ھ کا ہے لیث بن علی بن لیث نے سجستان سے فارس پر فوج کشی کی۔ چنانچہ سیکری شکست کھا کر ارجان پہنچا خلیفہ مقتدر نے یہ خبر پا کر مونس خادم کو سیکری کی حمایت ومدد پر فارس کی جانب روانہ کیا۔ یہ دونوں ارجان میں جمع ہوئے۔ لیث یہ خبر سن کر سیکری و مونس خادم کی طرف بڑھا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔ مترجم۔

احمد سامانی کی رے پر فوج کشی: ۲۹۸ھ میں فتح والئ فارس نے سفر آخرت اختیار کیا اس کی جگہ خلیفہ مقتدر نے عبداللہ بن ابراہیم مسمعی کو مامور فرمایا اور حکومت فارس کے علاوہ بنو لیث کے مقبوضات میں سے کرمان کی حکومت بھی عنایت کی۔ اسی سنہ میں احمد بن اسماعیل سامانی نے رے پر فوج کشی کی اور ۲۹۸ھ میں اپنی فوج کے ایک حصہ کو چند نامی سپہ سالاروں کی ماتحتی میں سجستان کی جانب روانہ کیا اور اس فوج کی کمان افسری حسن بن علی مروروزی کو دی۔

احمد سامانی کا سجستان پر قبضہ: سجستان[1] ۲۹۷ھ سے جب کہ طاہر گرفتار کر لیا گیا تھا لیث بن لیث بن علی کے زیر حکومت رہا۔ جب لیث بھی گرفتار ہو گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا تو اس کا بھائی معدل بن علی بن لیث حکومت کرنے لگا۔ جب اسے یہ خبر لگی کہ ایک جرار فوج احمد بن اسماعیل سامانی کی جانب سے اس طرف آ رہی ہے تو اس نے اپنے بھائی ابو علی محمد بن علی بن لیث کو بست اور رزنج کی جانب رسد و غلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع احمد بن اسماعیل سامانی کو ہو گئی۔ اس نے پہنچ کر ابو علی محمد کو گرفتار کر لیا۔ اس اثناء میں اسماعیل سامانی کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے معدل پر محاصرہ ڈال دیا۔ جب معدل کو یہ خبر لگی کہ میرا بھائی جو رسد و غلہ کی فراہمی کو گیا تھا گرفتار کر لیا گیا ہے تو اس نے حسین بن علی مروروزی سے امن کی درخواست کی اور مصالحت کر لی۔ فتحیابی کے بعد سجستان کی حکومت پر امیر احمد بن اسماعیل سامانی نے اپنے چچازاد بھائی ابو صالح منصور بن اسحاق بن احمد بن سامان کو متعین کیا۔ حسین معدل کو لے کر بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سیکری اور لیث کی اسیری: سجستان پر سامانیوں کے قابض ہونے کے بعد یہ خبر مشہور ہوئی کہ سیکری فارس سے شکست کھا کر خراسان کے ایک تنگ اور دشوار گزار راستہ سے سجستان آ رہا ہے والئ سجستان نے اسی وقت فوج کا ایک دستہ سیکری کے گرفتار کرنے کے لئے روانہ کیا۔ اس فوج نے سیکری کو گرفتار کر لیا۔ امیر احمد سامانی نے نامۂ بشارت فتح کے ساتھ سیکری کی گرفتاری کی خبر بھی بھیجی۔ خلافت مآب نے یہ حکم صادر فرمایا کہ سیکری اور لیث کو بغداد بھیج دو۔ چنانچہ یہ دونوں بغداد بھیج دیئے گئے اور وہاں پہنچ کر جیل میں ڈال دیئے گئے۔

اہل سجستان کی بغاوت اور اطاعت: محمد بن ہرمز معروف بہ مولیٰ صندلی نامی ایک شخص خارجی المذہب سجستان کا رہنے والا مقام بخارا میں رہا کرتا تھا' ایک روز کسی سردار سے باتوں باتوں میں اسے برہمی پیدا ہو گئی۔ بخارا سے سجستان چلا آیا' خوارج کے ایک گروہ کو جن کا سردار محمد بن عباس معروف بہ ابن الحفار تھا ملا لیا۔ ان سب نے متفق ہو کر بحالت غفلت ایک روز منصور بن اسحاق گورنر سجستان پر جو کہ بن سامان کی طرف سے مامور ہوا تھا حملہ کر دیا اور اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ عمرو بن یعقوب بن محمد بن لیث کو سجستان کی حکومت سپرد کی اور منبروں پر اسی کے نام کا خطبہ پڑھا' امیر احمد بن اسماعیل سامانی کو اس کی خبر لگی تو اس نے ۳۰۰ھ میں حسین بن علی کی افسری میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں چھ مہینے تک یہ لشکر سجستان کا محاصرہ کئے رہا۔ اثناء محاصرہ میں صندلی نے وفات پائی۔ عمرو بن یعقوب اور ابن حفار نے امن حاصل کر لیا اور شہر کو امان کے ساتھ حسین بن کے حوالے کر دیا۔ منصور بن اسحاق کو جیل سے نجات ملی۔ امیر احمد بن اسماعیل نے سجستان کی گورنری پر سیجور دواتی کو مامور کیا۔ حسین اپنی افواج کے ساتھ ماہ ذی الحجہ ۳۰۰ھ میں امیر احمد کی جانب واپس ہوا۔ یعقوب صفار اور

---

[1] یہ صحیح ہے کہ فارس ۲۹۸ھ میں فتح ہوا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲ مطبوعہ مصر۔

ابن حفار بھی اس کے ساتھ تھا۔

خلف بن احمد کا سجستان پر قبضہ: خلف بن احمد عمرو بن لیث صفار کی اولاد میں سے تھا جب بنو سامانیوں کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو خلف نے سجستان پر قبضہ کر لیا۔ خلف خود بھی ذی علم تھا اور اہل علم کا قدردان اور ان کی صحبت کا شائق تھا ۳۵۳ھ میں اپنے مقبوضات پر اپنے ہمراہیوں میں سے طاہر بن حسین نامی ایک شخص کو اپنا نائب مقرر کر کے حج کرنے گیا۔ حج سے واپس ہوا تو طاہر خود مختاری کا اعلان کر کے خلف سے باغی ہو گیا۔ خلف اس امر سے مطلع ہو کر بخارا سے امیر منصور بن سامان کے پاس امداد حاصل کرنے کے لئے گیا۔ چنانچہ امیر منصور نے اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں خلف کو فتح نصیب ہوئی سجستان پر قبضہ کر لیا تھوڑے ہی دن میں مالی اور فوجی حالت قابل اطمینان ہو گئی خلف نے مقررہ خراج بخارا بھیجنا بند کر دیا۔ امیر بخارا نے خلف کی سرکوبی کے لئے فوجیں روانہ کیں جس کا سردار[1] تھا۔ اس فوج نے پہنچتے ہی خلف بن احمد کا قلعہ ارک میں جو کہ سجستان کا نہایت مضبوط اور مستحکم قلعہ تھا محاصرہ کر لیا۔ جب محاصرہ کی شدت بڑھی اور رسد و غلہ اور آلاتِ حرب کا خاتمہ ہو گیا۔ تو خلف نے امیر نوح بن منصور والیٔ بخارا کی خدمت میں امن کی درخواست بھیجی اور مقرر شدہ خراج ادا کرنے کا وعدہ کیا۔

ابوالحسن بن سیمجور اور خلف: امیر نوح نے ابوالحسن بن سیمجور گورنر خراسان کو لکھ بھیجا کہ خراسان پہنچ کر خلف کا فوراً محاصرہ کر لو۔ ابوالحسن اس وقت قہستان میں تھا اور کسی وجہ سے گورنری خراسان سے معزول کر دیا گیا تھا۔ الغرض ابوالحسن نے سجستان پہنچ کر خلف کا محاصرہ کر لیا۔ چونکہ پہلے سے ان دونوں میں باہم مراسم اتحاد تھے اس وجہ سے ابوالحسن نے خلف کو یہ رائے دی کہ قلعہ ارک کو حسین کے حوالے کر دو۔ شاہی فوجیں فتح مندی کا جھنڈا بلند کر کے بخارا واپس چلی جائیں گی پھر تم اپنے مخالف سے نمٹ لینا۔ خلف نے اس مشورہ کے مطابق قلعہ ارک کو خالی کر دیا ابوالحسن سیمجور قلعہ ارک میں داخل ہوا۔ امیر نوح کے نام کا جامع مسجد میں خطبہ پڑھا۔ اس کے بعد حسین بن طاہر کو قلعہ کا انتظام سپرد کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔ سامان کی کمزوریوں کا یہ پہلا مرحلہ تھا۔ جو ان کے امراء کی مخالفت اور نمک حرامی کی وجہ سے واپس آیا۔

عمرو بن خلف کا کرمان پر قبضہ: جب خلف بن احمد کے قدم سجستان کی حکومت پر استقلال کے ساتھ جم گئے تو اس کے دماغ میں کرمان پر قبضہ کر لینے کی ہوا سمائی۔ کرمان اس وقت حکمران بنو بویہ کے علم حکومت کے زیر اثر تھا۔ ان دنوں بنو بویہ کی بادشاہت عضد الدولہ کر رہا تھا جس وقت اس کی حکومت کمزور ہو چلی تو صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ پسران عضد الدولہ میں مخالفت پیدا ہو گئی۔ خلف ابن احمد نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی آرزو میں ایک فوج نے اپنے بیٹے عمرو کی ماتحتی میں کرمان کی جانب روانہ کی۔ کرمان کا سپہ سالار اس وقت غرتاش نامی ایک دیلمی شخص تھا۔ جس وقت عمرو بن خلف کرمان کے قریب پہنچا۔ غرتاش جنگ کے خوف سے جس قدر مال و اسباب لے جا سکا لے کر بردشیر کی طرف بھاگ گیا۔ باقی جو کچھ رہ گیا اسے عمرو بن خلف نے لوٹ لیا اور کرمان پر قابض ہو کر خراج اور مال گزاری وصول کرنے لگا۔ صمصام الدولہ والیٔ فارس کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے ایک لشکر جس کا سردار ابو جعفر تھا غرتاش کی طرف روانہ کیا اور اس الزام میں غرتاش کے بھائی بہاء

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے مگر تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۲۲ میں لکھا ہے کہ حسین بن طاہر بن حسین اس لشکر کا افسر اعلیٰ مقرر کیا گیا تھا۔

الدولہ سے میل جول رکھتا ہے گرفتار کر لینے کا حکم دیا۔

عمرو بن خلف اور ابوجعفر کی جنگ: چنانچہ ابوجعفر نے ایسا ہی کیا اور غرتاش کو پابہ زنجیر شیراز بھیج دیا۔ اس کے بعد اپنی فوج کو لئے ہوئے عمرو بن خلف کی طرف بڑھا۔ قیام دارزین میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عمرو بن خلف فتح یاب ہوا۔ دیلمی فوج شکست کھا کر بھاگی براہ اور جیرفت میں اپنے ملک کو واپس ہوئی۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج اپنے مصاحبوں میں سے عباس بن احمد کی ماتحتی میں روانہ کی ماہ محرم ۲۸۲ھ میں بمقام سرجان عمرو بن خلف سے مڈبھیڑ ہوئی۔ اس معرکہ میں دیلمیوں نے عمرو بن خلف کو شکست دے دی۔ عمرو بن خلف شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس سجستان چلا گیا۔ خلف نے بے حد زجر، توبیخ کیا۔ بالآخر اسی غصہ میں اسے قتل بھی کر ڈالا۔

محاصرہ بردشیر: اس کے بعد صمصام الدولہ نے عباس کو حکومت کرمان سے معزول کر دیا خلف بن احمد نے یہ مشہور کر دیا کہ استاد ہرمز نے اسے زہر دے دیا ہے اس سے لوگوں کو کرمان پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی خلف نے ان سب کو مرتب کر کے اپنے لڑکے طاہر کی ماتحتی میں روانہ کیا کوچ و قیام کرتا ہوا بردشیر تک پہنچے۔ دیلمی بھاگ کر جیرفت میں پناہ گزین ہوئے اور اپنی شکستہ حالت درست کر کے ایک فوج بردشیر کی حمایت کو روانہ کی۔ بردشیر کرمان کا مرکز حکومت تھا اور اس کا آباد ترین شہر تھا۔ طاہر تین مہینے تک اس کا محاصرہ کئے رہا۔ اہل بردشیر نے محاصرہ اور روزانہ جنگ سے تنگ آ کر استاد ہرمز کو لکھا کہ اس سے قبل کہ طاہر بردشیر کو فتح کرے آپ ہماری مدد کو آیئے۔ استاد ہرمز خطرہ کے خیال سے تنگ اور دشوار گزار راستوں کو طے کر کے بردشیر پہنچا۔ طاہر سجستان کی جانب واپس ہوا اور جیرفت میں لوگوں کو دیلم سے جنگ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ تھوڑے عرصہ میں کثیر التعداد آدمی جمع ہو گئے طاہر نے ان سب کو مسلح کر کے بردشیر کی جانب روانہ کیا۔ چنانچہ ایک مدت کے لئے بردشیر دونوں حریفوں کی قوت آزمائی کا اکھاڑا بن گیا۔ یہ واقعات ۲۸۴ھ کے ہیں۔

طاہر بن خلف کا کرمان پر قبضہ: طاہر بن خلف سے اس کے باپ خلف کو کسی اہم معاملہ میں ناراضگی پیدا ہو گئی تھی جس سے طاہر کو بھی اپنے باپ سے مخالفت کا موقع مل گیا۔ مدتوں دونوں میں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ اس میں فتح یابی اور کامیابی کا جھنڈا خلف کے ہاتھ میں رہا۔ بالآخر طاہر سجستان کو خیر باد کہہ کر کرمان کی طرف چلا آیا اس وقت کرمان میں دیلمی فوجیں موجود تھیں۔ بہاء الدولہ کے ماتحت اور مطیع تھیں۔ طاہر کرمان کے پہاڑی دروں اور بلند مقامات میں چلا گیا اور اس قوم میں پناہ لی جو حکومت و سلطنت کے خلاف وہاں پر آباد تھی۔ کچھ عرصہ بعد جب اس کی حالت درست ہوئی تو اس نے پہاڑ سے اتر کر جیرفت پر قبضہ کر لیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی مگر بھاگ کھڑی ہوئی۔ طاہر کے حوصلے بڑھ گئے اکثر شہروں پر جو دیلم کے قبضہ میں تھے قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ نے ایک لشکر ابوجعفر بن استاد بن ہرمز کی ماتحتی میں روانہ کیا، مگر بے سود۔ طاہر پورے طور پر کرمان پر قابض ہو چکا تھا بہاء الدولہ کے لشکر کو ناکامی ہوئی۔

طاہر بن خلف کا قتل: طاہر نے سجستان کی جانب رخ کیا اس کا باپ خلف مقابلہ پر آیا۔ طاہر نے اسے شکست دے کر تمام صوبہ سجستان پر قبضہ کر لیا۔ اس کا باپ خلف ایک قلعہ میں قلعہ بند ہو گیا۔ چونکہ لوگوں کو اس کی بد خلقی اور کج ادائی سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ خلف نے فریب سے اپنے بیٹے طاہر کو زیر کرنے کی کوشش کی، قلعہ کے نیچے دونوں باپ بیٹے میں مقابلہ

کی ٹھہری خلف نے قریب ہی ایک کمین گاہ میں چند ہوشیار سپاہیوں کو بٹھا دیا۔ جس وقت طاہر سے مقابلہ ہوا کمین گاہ سے سپاہیوں نے نکل کر پشت سے حملہ کر دیا۔ میدان جنگ سے طاہر کے پاؤں اکھڑ گئے اس کے باپ خلف نے اسے جنگ کے دوران مار ڈالا۔

محمود بن سبکتگین اور خلف بن احمد: خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو قہستان سر کرنے کے لئے روانہ کیا تھا چنانچہ طاہر اس پر قبضہ حاصل کر کے بوشنج کی جانب بڑھا اور اس پر فتح یابی حاصل کی۔ بوشنج اور ہرات بغراجق سلطان محمود کے چچا کے مقبوضات میں سے تھا محمود ان دونوں سپہ سالاران بنو سامان کی بغاوت فرد کرنے میں مشغول تھا۔ جونہی محمود کو ان کی سرکوبی سے فراغت ملی اس کے چچا بغراجق نے طاہر بن خلف کو اپنے مقبوضات سے بے دخل کرنے کی اجازت طلب کی اور بہ حصول اجازت ۳۹۰ھ میں فوجیں آراستہ کر کے طاہر بن خلف کو ہوش میں لانے کی غرض سے کوچ کر دیا۔ اطراف بوشنج میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ طاہر کو شکست ہوئی۔ بغراجق نے نہایت مستعدی سے تعاقب کیا اور دور تک پیچھا کرتا چلا گیا۔ طاہر نے پلٹ کر حملہ کر دیا جس سے بغراجق کی ہمراہی گھبرا کر نکل بھاگے۔ اثناء دارو گیر میں بغراجق مارا گیا۔ سلطان کو اس واقعہ کی اطلاع ہوئی۔ چچا کا مارا جانا شاق گزرا فوجیں جمع کیں اور خلف بن احمد کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا' چنانچہ قلعہ اصبہل میں محمود نے خلف پر محاصرہ ڈالا اور روزانہ جنگ اور شدت محاصرہ سے خلف کو تنگ کرنے لگا بالآخر خلف نے بہت سا مال وزر اور بطور ضمانت چند آدمیوں کو محمود کے حوالے کر کے اپنی جان بچائی محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

قلعہ طارق کا محاصرہ: ان واقعات کے بعد خلف نے محمود بن سبکتگین کے خوف سے گوشہ نشینی اختیار کر لی اور اپنے بیٹے کو اپنی جگہ حکمرانی کی کرسی پر متمکن کر دیا جب اس کا بیٹا طاہر مستقل طور سے حکمران ہو گیا تو اس نے اپنے باپ کی مخالفت کی' پھر اس کے بعد جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ طاہر کے قتل کے بعد اس کے لشکر میں نفاق کا مادہ پھیل گیا لشکریوں کے خیالات خلف کی جانب سے خراب ہو گئے۔ سرداران لشکر نے محمود بن سبکتگین کو نامہ و پیام کر کے بلایا اور اپنے شہر کو اس کے حوالے کر دیا۔ خلف بادل نخواستہ اپنے قلعہ طارق میں بیٹھ رہا اس کے قلعہ کے چاروں طرف سات مستحکم فصیلیں تھیں اور ہر فصیل کے بعد ایک عمیق خندق تھی جس پر آمدورفت کے لئے لکڑی کا پل بنا ہوا تھا وقت ضرورت وہ پل اٹھا لیا جاتا تھا سلطان محمود نے ۳۹۳ھ میں اس قلعہ کا محاصرہ کیا۔ پہلی خندق کو ایک دن میں مٹی سے پُر کر کے جنگ کے ارادے سے حملہ کیا ہاتھیوں کو دھسوں اور دروازوں کے توڑنے کی غرض سے آگے بڑھایا۔ چنانچہ ایک ہاتھی نے جو سب سے بڑا اور آگے تھا اس نے پاؤں کی ٹھوکر اور اپنے دانتوں سے دروازہ کو اتار پھینکا۔ محمود نے پہلی فصیل پر قبضہ کر لیا' خلف کا لشکر دوسری فصیل کی طرف ہٹ گیا۔ دوسرے دن محمود نے اسی پر اسے بھی لے لیا۔ خلف کے ہمراہی تیسری فصیل میں جا چھپے۔

خلف کی شکست و اطاعت: جب اس تیسری فصیل کا بھی وہی حشر ہوا جو پہلی فصیلوں کا ہوا تھا تو خلف نے امن کا جھنڈا لئے ہوئے قلعہ سے باہر کر امن کی درخواست کی۔ محمود نے اسے امن دیا اور اجازت دے دی کہ ان شہروں میں سے جس شہر میں تم رہنا پسند کرو سکونت اختیار کر لو۔ خلف نے جرجان کو اپنی سکونت کے لئے اختیار کیا۔ چار برس تک وہاں مقیم رہا پھر یہ مشہور ہوا کہ اس نے ایلد خان کو محمود کے خلاف ابھارا ہے اور اس سے سازش کی ہے۔ اس بنا پر محمود نے اسے جرجان سے

جروین میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہاں تک کہ قید ہی میں ۳۹۹ھ میں قضائے الٰہی سے فوت ہو گیا۔

دولت بنو صفار کا زوال: محمود نے قبضہ سجستان اور خلف کے امن حاصل کرنے کے بعد اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے احمد فتحی نامی ایک سپہ سالار کو سجستان کی حکومت پر مامور کیا۔ اس وقت تک سجستان میں بنو صفار کی اولاد موجود تھی۔ انتظامی امور میں ان کی شرکت ضروری تصور کی جاتی تھی۔ کچھ عرصہ بعد ان لوگوں کی تحریک سے اہل سجستان نے اپنی شامت اعمال سے بغاوت کی۔ یہ بغاوت ختم کرنے کے لئے ذی الحجہ ۳۹۳ھ میں محمود سجستان پہنچا اور ان لوگوں کا قلعہ اول میں محاصرہ کر لیا۔ سخت خونریزی سے قلعہ بزور تیغ فتح ہوا۔ محمود نے ان سب لوگوں کو قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ سجستان ان کے وجود سے پاک ہو گیا اور بغاوت کی آگ بجھ گئی۔ محمود نے سجستان اپنے بھائی نصر کو بطور جاگیر عنایت کی اور نیشا پور کی جاگیر میں اس کو بھی ملحق کر دیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر بنو صفار کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا اور سجستان سے ان کا دورِ حکومت جاتا رہا۔

والبقاء اللّٰہ وحدہ

باب:۶

امارت ماوراء النہر بنو سامان

اسد بن سامان: سامانی بادشاہ عجمی الاصل ہیں' ان کا دادا اسد بن سامان خراسان کا نامی خاندان کا ایک ممبر تھا۔ اہل فارس اسے بہرام حشیش کی جانب نسباً منسوب کرتے ہیں۔ جسے کسرائے نوشیروان نے آذر بائیجان کا گورنر مقرر کیا تھا۔ بہرام حشیش رے کا رہنے والا تھا۔ ملوک سامانی کا نسب بہرام حشیش تک اس طرح بیان کیا جاتا ہے۔ اسد بن سامان خدراہ بن جثمان بن طغات بن نوشیرو بن بہرام چوبین بن بہرام حشیش۔ ہمیں ان ناموں کی صحت پر اعتبار نہیں ہے' جو کچھ ہو اسد کے چار بیٹے تھے۔ نوح' احمد' یحییٰ اور الیاس ماوراء النہر میں ان سامانیوں کی حکومت کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب مامون الرشید خراسان کا والی ہوا تو اس نے اسی اسد کے لڑکے کو اپنی حکومت کو سلطنت کا ایک رکن مقرر کیا اور جیسا کہ ان بزرگوں کا وقار تھا وہ ان کے لئے قائم رکھا' اور بڑے بڑے عہدوں پر مامور فرمایا۔ جب عراق کی جانب کوچ کیا تو خراسان پر غسان بن عباد کو جو کہ فضیل بن طاہر کے اعزہ سے تھا' اپنی جگہ مامور کیا۔ غسان نے ۲۰۴ھ میں نوح بن اسد کو سمرقند کا' احمد بن اسد کو فرغانہ کا' یحییٰ بن اسد کو ساس واشروسنہ کا اور الیاس بن اسد کو ہرات کا حاکم بنایا۔

احمد بن اسد: احمد بن اسد کے سات لڑکے تھے۔ نصر' یعقوب' یحییٰ' اسماعیل' اسحاق' اسد (اس کی کنیت ابوالاشعث تھی) اور حمید (اس کی کنیت ابو غانم تھی) احمد بن اسد کا انتقال مقام فرغانہ میں ۲۶۱ھ میں ہوا۔ سمرقند بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا لہٰذا اس کا بیٹا نصر یہاں کا گورنر مامور کیا گیا چنانچہ یہ اس کی حکومت پر بنو طاہر کے عہد حکومت اور ان کے زوال کے بعد تک رہا۔ بنو طاہر کی حکومت ختم ہونے تک مصر گورنران خراان کی جانب سے ان مقامات پر حکومت کرتا تھا خراسان پر صفار کے غالب ہونے کے بعد دارالخلافت بغداد سے سند حکومت عطا ہوئی۔

ماوراء النہر پر نصر بن احمد سامانی کی گورنری: جس وقت یعقوب صفار نے خراسان پر قبضہ حاصل کر لیا اور بنو طاہر کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اس وقت خلیفہ معتمد نے صوبجات ماوراء النہر کی سند گورنری نصر بن احمد کو عنایت کی۔ نصر نے ایک فوج دریائے جیجوں پر صفار کو دریا عبور کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ اتفاق سے اس فوج کا سردار مارا گیا فوج بخارا لوٹ آئی والئ بخارا احمد بن عمر نائب نصر جان کے خوف سے بھاگ گیا۔ ان لوگوں نے ابو ہاشم محمد بن مبشر بن رافع بن لیث بن نصر بن سیار کو امیر مقرر کیا پھر اسے معزول کر احمد بن محمد بن لیث بدر ابو عبداللہ بن جنید کو اپنی سرداری دی۔ چند روز بعد یہ معزول کر دیا گیا۔ حسن بن محمد (عبدۃ بن حدید کی اولاد سے) مامور ہوا' تھوڑے دن بعد یہ بھی علیحدہ کر دیا گیا۔ تب نصر بن احمد نے اپنے بھائی

اسماعیل کو بخارا کی امارت پر متعین کیا۔ نصر بن احمد اس کی بہت عزت کرتا تھا اور یہ بھی جان نثاری میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کرتا تھا۔ اسماعیل نے تقرری کے بعد غزنہ کی عنان حکومت ابواسحاق بن تکین کو دی انہی دنوں خراسان پر رافع بن ہرثمہ کو خرستان سند امارت عطا ہوئی۔ رافع نے خراسان پہنچ کر یعقوب صفار کو خراسان سے نکال دیا۔ اس کا سبب امیر اسماعیل اور رافع کی موافقت اور اتحاد تھا۔ دونوں نے ایک دوسرے کی مدد کا عہد و پیمان کیا تھا۔ اسماعیل نے رافع سے صوبہ خوارزم کی سند حکومت کی درخواست کی۔ رافع نے اس درخواست کے مطابق خوارزم کی عنان حکومت اسماعیل کو دے دی۔

نصر بن احمد اور اسماعیل میں کشیدگی: ان واقعات کے بعد لگانے بجھانے والوں نے اسماعیل اور اس کے بھائی نصر بن احمد میں ناچاقی پیدا کر دی۔ نصر نے فوجیں آراستہ کر کے ۲۷۲ھ میں اسماعیل پر چڑھائی کر دی۔ اسماعیل نے اپنے سپہ سالار حمویہ بن علی کو رافع بن ہرثمہ کے پاس امداد کی غرض سے بھیجا۔ چنانچہ رافع اپنی فوج کے ساتھ اسماعیل کی کمک پر آیا۔ حمویہ نے مصلحت وقت کا خیال کر کے دونوں بھائیوں میں مصالحت کرا دی۔ اگرچہ معرکہ آرائی اور خونریزی کی نوبت نہیں آئی۔ رافع خراسان کی جانب لوٹ آیا۔

نصر و اسماعیل میں مصالحت: اس کے بعد پھر ان دونوں بھائیوں میں ایسی ان بن ہوگئی کہ ۲۷۵ھ میں معرکہ آرائی کی نوبت پہنچ گئی۔ نصر کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ میدان اسماعیل کے ہاتھ رہا۔ جس وقت دونوں بھائیوں کا سامنا ہوا۔ اسماعیل نے گھوڑے سے اتر کر نصر کی رکاب بوسی کی اور اسے دوبارہ سمرقند کی حکومت کی کرسی پر متمکن کیا اور خود اس کی طرف سے بطور نائب کے بخارا پر حکمرانی کرنے لگا۔ اسماعیل نہایت نیک مزاج اور اہل علم و دین کا قدردان تھا۔

اسماعیل بحیثیت گورنر ماوراء النہر: ۲۷۹ھ میں نصر بن احمد گورنر ماوراء النہر کا انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی اسماعیل حکمران ہوا۔ خلیفہ معتضد نے سند حکومت عطا کی' کچھ عرصہ بعد ۲۸۰ھ میں خراسان کے صوبے کو بھی اس کی گورنری میں شامل کر دیا۔ خراسان کو اس صوبہ میں شامل کرنے کا سبب یہ تھا کہ عمرو بن لیث کو خلیفہ معتضد نے خراسان کی سند حکومت عطا کی تھی اور اسے رافع بن ہرثمہ سے جنگ کا حکم دے دیا۔ چنانچہ عمرو بن لیث رافع سے معرکہ آراء ہوا اور رافع کا سر اتار کر خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا اور حسن خدمت کے صلہ میں ماوراء النہر کی گورنری کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خوش ہو کر اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی اور ماوراء النہر کی سند گورنری لکھ کر عمرو بن لیث کے پاس بھیج دی۔ عمرو بن لیث نے لشکر مرتب کر کے محمد بن بشیر کی ماتحتی میں جو کہ اس کے خاص آدمیوں میں سے تھا اسماعیل بن احمد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ لشکر کوچ و قیام کرتا ہوا آمد آ پہنچا۔ اسماعیل دریائے جیحوں عبور کر کے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریف مقابل ہوئے' محمد بن بشیر کو شکست ہوئی اور جنگ کے درمیان مارا گیا تقریباً اس کے رکاب کی چھ ہزار فوج ماری گئی۔ اسماعیل فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا واپس ہوا اور شکست خوردہ گروہ نے عمرو بن لیث کے پاس نیشاپور میں جا کر دم لیا۔

اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث: عمرو بن لیث کو اس شکست سے سخت صدمہ ہوا جھٹ پٹ فوجیں آراستہ کر کے ماوراء النہر پر حملہ کی غرض سے نیشاپور سے کوچ کر دیا۔ اسماعیل نے نرمی سے کہلا بھیجا کہ ایک بڑی حکومت آپ کے قبضہ اقتدار میں ہے اور میرے زیر اثر حکومت تو صرف یہی ایک سرحدی صوبہ ہے۔ مجھ پر آپ ناحق حملہ آور ہوتے ہیں۔ عمرو بن لیث

نے انکاری جواب دیا' پھر بھی اسماعیل نے منت وسماجت نہ چھوڑی مگر عمرو بن لیث کا غصہ فرو نہ ہوا۔ تب اسماعیل نے نہر بلخ عبور کر کے عمرو بن لیث کا محاصرہ کر لیا۔ اس وقت عمرو بن لیث کو اپنی رائے کی غلطی محسوس ہوئی۔ مصالحت کی گفتگو پیش کی گئی۔ اسماعیل نہ مانا' جنگ تک نوبت پہنچی۔ عمرو بن لیث شکست کھا کر بھاگا۔ اسماعیل نے اسے اس کے چند فوجی افسروں کے ساتھ گرفتار کر کے سمرقند روانہ کر دیا۔

عمرو بن لیث کی اسیری: چند روز کے بعد اسماعیل نے کمال انسانیت سے عمرو بن لیث کو اختیار دیا کہ تم چاہو تو میرے پاس سمرقند میں قیام پزیر ہوا اور اگر یہ منظور نہ ہو تو میں تمہیں خلافت مآب کے پاس بغداد بھیج دوں۔ عمرو بن لیث نے بغداد کا جانا پسند کیا۔ اسماعیل نے عمرو بن لیث کو بغداد روانہ کر دیا۔ ۲۸۸ھ میں عمرو بن لیث بغداد پہنچا' ایک اونٹ پر سوار تھا۔ جس پر نہ پالان تھا اور نہ جھول تھی۔ خلیفہ معتضد نے عمرو بن لیث کو نفرین کر کے جیل میں ڈال دیا اور خراسان کی سند گورنری لکھ کر اسماعیل کے پاس روانہ کی۔ اس وقت سے اسماعیل اس تمام علاقہ میں واحد حکمران بن گیا۔ جن پر عمرو بن لیث حکومت کر رہا تھا۔

اسماعیل سامانی اور عمرو بن لیث: جب ۲۸۹ھ میں عمرو بن لیث مارا گیا تو محمد بن زید علوی طبرستان اور دیلم کو خراسان پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہوا۔ اس خیال سے کہ اسماعیل سامانی کو خراسان کے قبضہ کی نہ تو خواہش ہو گی اور نہ وہ خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے اپنی حدود مقبوضات سے باہر آئے گا' اور جب اسے خراسان سے کوئی غرض نہ ہو گی تو اور کوئی مجھے قبضہ خراسان سے نہ روک سکے گا۔ جب محمد بن زید جرجان میں وارد ہوا تو خلیفہ معتضد کا قاصد خراسان کی سند گورنری لئے ہوئے اسماعیل کے پاس پہنچا۔ اسماعیل نے محمد بن زید کو خراسان کی جانب پیش قدمی سے روکا۔

محمد بن زید کا خاتمہ: محمد بن زید نے کچھ توجہ نہ دی تب اسماعیل نے محمد بن ہارون کو جو کہ رافع کا سپہ سالار تھا اور شکست کے وقت رافع سے علیحدہ ہو کر اسماعیل کے پاس چلا آیا تھا ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر محمد بن زید سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جرجان کے قریب دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ میدان محمد بن ہارون کے ہاتھ رہا۔ محمد بن زید شکست کھا کر بھاگا۔ چونکہ جنگ میں محمد بن زید کو متعدد زخم پہنچے تھے اس لئے چند روز بعد زخموں کی تکلیف سے جان دے دی۔ اس کا لڑکا زید اسی معرکہ میں گرفتار کر لیا گیا تھا۔ اسماعیل نے اسے بخارا میں ٹھہرایا اور وظیفہ مقرر کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن ہارون نے طبرستان کا رخ کیا اور اس پر بھی قابض ہو گیا اور اسماعیل کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس خدمت کے صلہ میں اسماعیل نے اسے اس صوبے کی سند حکومت دے دی۔

اسماعیل کا رے پر قبضہ: محمد بن ہارون نے ۲۹۰ھ میں اسماعیل سامانی سے بدعہدی کی اور خلافت عباسیہ کی اطاعت سے منحرف ہو گیا۔ خلیفہ مکتفی کے جانب سے رے پر اغرتمش ترکی حکومت کر رہا تھا۔ لیکن چونکہ اغرتمش بداخلاق اور کینہ جو شخص تھا اس وجہ سے اہل رے نے محمد بن ہارون کو طبرستان سے رے پر قبضہ لینے کے لئے بلا بھیجا۔ چنانچہ محمد بن ہارون نے رے کا ارادہ کیا۔ اغرتمش مقابلہ پر آیا۔ جنگ میں اغرتمش اپنے دونوں لڑکوں کے ساتھ مارا گیا۔ اس کا بھائی کیغلغ بھی جو کہ سپہ سالاران خلیفہ مکتفی میں سے تھا اس معرکہ میں کام آیا۔ محمد بن ہارون نے کامیابی کے ساتھ رے پر قبضہ کر لیا۔

محمد بن ہارون کی گرفتاری: خلیفہ مکتفی نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر رے کی سند حکومت اسماعیل کو عنایت کی اور محمد بن ہارون کو رے سے نکال دینے کا حکم دیا۔ محمد بن ہارون یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا شکست اٹھا کر رے سے قزدین اور ترنجان چلا آیا اور وہاں سے طبرستان کی جانب لوٹ گیا۔ اسماعیل نے رے پر قبضہ کر لیا اور جرجان کی حکومت پر فارس کبیر کو مامور کر کے محمد بن ہارون کی گرفتاری اور حاضری کی ہدایت کی' فارس نے محمد بن ہارون کو نامہ و پیام بھیج کر اس اقرار سے کہ میں باہم مصالحت کرا دوں گا۔ اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہونے پر تیار کر لیا ماہ شعبان ۲۹۰ھ میں محمد بن ہارون حسان دیلمی کے پاس سے بخارا کی جانب واپس ہوا لیکن راستہ ہی میں گرفتار کر لیا گیا اور قیدیوں کی طرح بخارا میں داخل کیا گیا۔ اسماعیل نے اسے جیل بھیج دیا۔

امیر اسماعیل سامانی کی وفات: نصف ۲۹۵ھ میں امیر اسماعیل بن احمد سامانی والی خراسان و ماوراء النہر نے سفر آخرت اختیار کیا۔ یہ مرنے کے بعد ''ماضی'' کے لقب سے ملقب ہوا بجائے اس کے اس کا بیٹا ابونصر احمد تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ خلیفہ مکتفی نے اسے سند حکومت روانہ کیا اور دست خاص سے اس کے لئے ایک جھنڈا بنایا۔

امیر اسماعیل سامانی کا کردار: امیر اسماعیل عادل نیک سیرت اور بردبار تھا۔ اس کے عہد حکومت ۲۹۱ھ میں ترکوں کا ایک جم غفیر جو شمار سے باہر تھا ماوراء النہر کی جانب سے نکل پڑا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ان ترکوں کے ساتھ سات سو قبے تھے قبہ کو سوائے رؤسا کے کوئی استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ اسماعیل نے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا۔ قاعدہ فوج اور مطوعہ (والنٹیر) دل بادل کی طرح ترکوں کی طرف بڑھے اور پہنچتے ہی حملہ کر دیا ایک لاتعداد گروہ کو قتل کیا۔ باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے' ان کا لشکر لوٹ لیا گیا۔

ابونصر احمد بن اسماعیل سامانی: ابونصر احمد نے اپنے باپ کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہو کر پہلے بخارا کا نظم و نسق درست کیا اس کے بعد چند آدمیوں کو اپنے چچا اسحاق بن احمد کے گرفتار کرنے کے لئے سمرقند روانہ کیا۔ چنانچہ ان لوگوں نے سمرقند پہنچ کر اسحاق کو گرفتار کر لیا اور کھینچتے ہوئے ابونصر کے پاس لے آئے۔ ابونصر احمد نے اسحاق کو جیل میں ڈال دیا۔ اس کے بعد خراسان کی جانب بڑھا' نیشاپور پہنچ کر قیام کیا۔ فارس کبیر اس کے باپ کا آزاد غلام جرجان کا گورنر تھا۔ اس سے قبل امیر اسماعیل نے ابونصر احمد کو جرجان کی گورنری پر مامور کیا تھا' چند روز بعد اسے معزول کر کے فارس کبیر کو متعین کیا۔ رے اور طبرستان کی عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی' اسی نے اسی اونٹ مال کے بطور خراج امیر اسماعیل کی خدمت میں روانہ کیا تھا جب اسے امیر اسماعیل کی وفات کی اطلاع ہوئی تو اثناء راہ سے اس نے مال کو واپس منگوا لیا۔ ابونصر احمد کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔

فارس کبیر: فارس کبیر نے اس خوف سے کہ ابونصر احمد کے پہنچتے ہی نیشاپور کو چھوڑ دیا اور خلیفہ مکتفی سے حاضری دربار کی اجازت طلب کی' خلافت مآب نے اجازت دے دی۔ چار ہزار سواروں کی جمعیت سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا۔ ابونصر احمد نے تعاقب کیا مگر کامیاب نہ ہوا' فارس کبیر سفر و قیام کرتا ہوا بغداد پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خلیفہ مکتفی کا انتقال ہو چکا تھا اور تخت خلافت پر المقتدر عباسی رونق افروز ہو گیا تھا۔ چونکہ فارس کبیر بغداد میں ابن المعتز کے واقعہ کے بعد وارد ہوا تھا

خلیفہ مقتدر نے اسے دیار ربیعہ کی سند حکومت عطا کی اور بنو ہمدان کی گرفتاری پر متعین کیا۔ خلیفہ مقتدر کے حاشیہ نشینوں کو خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا فارس کبیر کا رخ دربار خلافت میں بڑھ نہ جائے اور خلافت مآب اسے ہم پر بطور افسر مقرر نہ کر دیں۔ اس خیال سے ان لوگوں نے اس کے غلام کو ملا لیا جس نے ان لوگوں کی خواہش کے مطابق فارس کبیر کو زہر دے کر اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اس کر مرنے کے بعد اس کی بیوی سے عقد بھی کر لیا۔

سجستان پر ابونصر کا قبضہ صوبہ سجستان لیث بن علی کے زیر حکومت تھا۔ یہ فارس کی جستجو میں گیا ہوا تھا۔ مونس خادم نے اسے گرفتار کر کے بغداد میں قید کر دیا اور سجستان کی حکومت پر اس کے بھائی معدل کو مامور کیا تھا۔

۲۹۷ھ میں امیر ابونصر احمد بن اسماعیل نے بخارا سے رے کا قصد کیا۔ پھر رے سے ہرات گیا اور سجستان پر قبضہ کر لینے کا ارادہ کیا۔ لیکن لشکر ماہ محرم ۲۹۸ھ میں اپنے نامی نامی سرداران فوج احمد بن سہل، محمد بن مظفر سیجور دوانی اور حسین بن علی مروزی کی ماتحتی میں سجستان کے سر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر معدل تک پہنچی تو اس نے اپنے بھائی محمد بن علی کو اور رخج کی جانب رسد وغلہ فراہم کرنے کی غرض سے روانہ کیا اس اثناء میں امیر ابونصر کا لشکر سجستان پہنچ گیا اور اس نے سجستان کا محاصرہ کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اس واقعہ سے آگاہ ہو کر بست کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے محمد بن لیلیٰ کو گرفتار کر لیا۔ معدل نے یہ سن کر حسین بن علی سے امن کی درخواست کی اور شہر کو اس کے حوالے کر دیا۔ حسین معدل کو لے کر بخارا کی طرف واپس ہوا اور امیر ابونصر احمد نے سجستان پر ابوصالح منصور اپنے چچا اسحاق بن احمد کے بیٹے کو مامور کیا۔ یہ اسحاق بن احمد وہی ہے جسے امیر ابونصر نے اپنے ابتدائی زمانہ حکومت میں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ پھر اسے ان دنوں قید سے رہا کر کے سمرقند و فرغانہ کی حکومت پر بھیج دیا۔

امراء سامانی کے سجستانی کی جانب آ رہا ہے حسین نے یہ خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک تھام کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ اس دستہ نے سبکری کو گرفتاری کر لیا۔ امیر ابونصر احمد نے اسے اور محمد بن علی کو پابہ زنجیر کر کے دارالخلافت بغداد روانہ کر دیا۔ خلیفہ مقتدر نے خوش ہو کر امیر ابونصر کو خلعت اور انعام روانہ کیا۔ ان واقعات کے بعد اہل سجستان نے بغاوت کی اور سیجور دوانی کو معزول کر کے منصور بن اسحاق (امیر ابونصر احمد کا چچا تھا) کو اپنا امیر بنا لیا۔

امیر ابونصر احمد کا قتل : امیر ابونصر احمد شکار کھیلنے کا بے حد شائق تھا۔ ایک روز شکار کھیلنے کے لئے جنگل کی طرف نکل گیا واپسی میں ذرا دیر ہوگئی تھکا ماندہ آیا تھا خیمہ میں جا کر سو رہا۔ اس کے خیمہ کے دروازہ پر حفاظت کی غرض سے ایک شیر باندھ دیا جاتا تھا۔ اتفاق سے اس شب میں ملازمین کی غفلت کی وجہ سے شیر نہ باندھا گیا۔ اس کے غلاموں میں سے چند غلام خیمہ میں گھس گئے اور سونے ہی کی حالت میں اس کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ یہ واقعہ آخر ماہ جمادی الآخر ۳۰۱ھ کا ہے۔ نعش بخارا میں لا کر دفن کی گئی۔ شہید کے لقب سے ملقب ہوا۔ اس کے بعد ان نمک حرام غلاموں کی تلاش ہوئی۔ ان میں سے جو گرفتار ہوئے قتل کر ڈالے گئے۔

ابوالحسن نصر بن احمد : امیر ابونصر احمد کے بعد اس کا بیٹا ابوالحسن نصر بن احمد آٹھ برس کی عمر میں کرسی حکومت پر متمکن ہوا۔ سعید کا خطاب اختیار کیا۔ اس کے باپ کے مصاحبوں اور ہوا خواہوں نے سلطنت کا کاروبار اپنے سر لے لیا۔ احمد بن محمد بن

لیث ان کا پیشوا تھا' اسی نے ابوالحسن نصر کو اپنے کندھے پر چڑھا لیا تھا اور سب کے پہلے اسی نے اس کی امارت کی بیعت کی تھی اور سب سے بیعت لینے کا محرک ہوا تھا۔

امراء کی بغاوتیں: امیر ابوالحسن کی کمسنی و امارت سے اطراف و جوانب کے امراء نے فائدہ اٹھانے کی کوشش کی۔ ہر شخص نے یہ خیال کر کے کہ یہ کمسن چھوکرا ہے بار حکومت نہ اٹھا سکے گا اور نہ انتظام ملک درست رہے گا۔ اپنے دائرہ حکومت سے قدم آگے بڑھایا۔ اہل سجستان نے بغاوت کی' اس کے باپ کا چچا اسحاق بن احمد گورنر سمرقند باغی ہو گیا۔ اس کے دونوں بیٹوں منصور اور الیاس نے بھی علم مخالفت بلند کر دیا۔ محمد بن حسین' نصر بن محمد' ابوالحسن بن یوسف' حسن بن علی مروزی' احمد بن سہل اور لیلیٰ بن نعمان دیلمی علویوں کے گورنر کو بھی طبرستان حاصل کرنے کا شوق پیدا ہوا۔ سیجوز' ابوالحسین بن ناصر اطروش اور قراتکین بھی نکل پڑے۔ طرہ یہ ہے کہ خود امیر ابوالحسن نے نصر کے بھائی یحییٰ' منصور اور ابراہیم پسران احمد بن اسماعیل جعفر بن داؤد' محمد بن الیاس اور مرداویج' دشمکیر پسران زیاد (امراء دیلم سے) حملہ آور ہوئے۔ مگر سعید نصر ان سب پر فتح یاب ہوا اور ان سب کو نیچا دیکھنا پڑا۔

اہل سجستان کی بغاوت: امیر احمد بن اسماعیل کی شہادت کے بعد سب سے پہلے اہل سجستان نے علم بغاوت بلند کیا' خلیفہ مقتدر کی خلافت کی بیعت کی اور اپنے امیر سیجور دوانی کو نکال دیا خلیفہ مقتدر نے سجستان کی سند حکومت بدر کبیر کو عنایت کی۔ بدر کبیر نے فضل بن حمید اور ابو یزید خالد کو سجستان پر مامور کر دیا۔ عبیداللہ بن احمد قہستانی بست اور رخج پر اور سعید طالقانی غزنہ پر امیر سعید نصر کی جانب سے مامور تھا۔ فضل اور یزید نے عبیداللہ اور سعید پر فوج کشی کی اور ایک برس کے اندر ان دونوں مقامات پر قبضہ حاصل کر کے عبیداللہ اور سعید کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ کچھ عرصہ بعد فضل بے کار ہو گیا اور خالد تن تنہا اس علاقہ پر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خالد نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو گیا۔ خلیفہ مقتدر نے درک برادر نجع طولونی کو خالد کی سرکوبی پر روانہ کیا۔ خالد اور نجع میں معرکہ آرائی ہوئی۔ خالد نے نجع کو شکست دے دی اور فتح یابی کا جھنڈا لئے ہوئے کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر نے اس واقع سے مطلع ہو کر ایک فوج خالد باغی کی گرفتاری کو روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے خالد کو گرفتار کر لیا۔ بدر نے اسے جیل میں ڈال دیا۔ آخر کار اسی قید خانہ میں خالد مر گیا۔ بدر نے سر اتار کر بغداد بھیج دیا۔

اسحاق بن احمد کی بغاوت: اسحاق بن احمد امیر احمد بن اسماعیل کا سمرقند کا گورنر تھا جب اسے امیر احمد کے قتل کی خبر پہنچی اور اسے یہ بھی معلوم ہوا کہ امیر احمد کا بیٹا سعید نصر امارت کی کرسی پر متمکن ہوا ہے تو اس نے سمرقند میں اپنی خودمختاری کا اعلان کر دیا۔ لوگوں نے اس کے بیٹے الیاس کا اس معاملہ میں ہاتھ بٹایا۔ سب کے سب متفق ہو کر بخارا کی جانب بڑھے۔ امیر ابوالحسن نصر کا سپہ سالار حمویہ بن علی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا اور اسحاق کو پسپا کر کے سمرقند کی جانب واپس کر دیا۔ شکست خوردہ گروہ نے پھر اپنی حالت درست کی اور دوبارہ بخارا پر چڑھ آئے۔ حمویہ نے پھر شکست دی اور تعاقب کرتا ہوا سمرقند پہنچا اور بزور تیغ سمرقند پر قبضہ کر لیا۔ اسحاق جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ حمویہ نے اس کی سراغ رسانی اور جستجو کی انتہائی کوشش کی۔ جب اسحاق کو اپنے بچاؤ کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو مجبور ہو کر حمویہ سے امن کا خواستگار ہوا' حمویہ نے اسے

گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور خود سمرقند میں قیام کر کے نظم ونسق میں مصروف ہوا یہاں تک کہ حمویہ نے وہیں وفات پائی۔

الیاس اس معرکہ سے شکست کھا کر فرغانہ بھاگ گیا تھا ایک مدت دراز تک وہیں قیام پزیر رہا اور کچھ روز بعد دوبارہ حملہ آور ہوا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

اطروش کا ظہور: ہم اوپر خلافت علویہ کے تزکرہ میں اطروش اور اس کے بیٹوں کی حکومت طبرستان کا حال تحریر کر آئے ہیں۔

اطروش کا نام حسن تھا علی بن حسن بن علی بن عمرو بن علی بن حسن سبط کا لڑکا تھا طبرستان کی گورنری پر محمد بن ہارون مامور تھا جب اس نے بغاوت کی تو امیر احمد بن اسماعیل نے اسے شکست دے کر ابوالعباس عبداللہ بن محمد بن نوح کو مامور کیا۔ ابوالعباس نے نیک سیرتی اور عدل سے حکومت کی رعایا کو خوش رکھا۔ علویوں کی حد سے زیادہ عزت وتوقیر کی اور باحسان و سلوک ان کے ساتھ پیش آتا رہا۔ رؤسائے دیلم کو ہدایا وتحائف دے کر اپنا گرویدہ احسان بنالیا۔

ابوالعباس عبداللہ: اطروش محمد بن زید کے قتل کے بعد دیلم چلا گیا تھا۔ تیرہ برس ان میں قیام پزیر رہا اور انہیں اسلام کی دعوت دیتا رہا۔ ان سے صرف عشر لینے پر اکتفا کرتا تھا۔ دیلمیوں کا بادشاہ ابن حسان اپنی قوم سے عشر وصول کر کے اطروش کو دیا کرتا تھا۔ دیلم کا ایک گروہ کثیر دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا اور اطروش کا مطیع وفرماں بردار ہو گیا۔ اطروش نے ان کے ملک میں مسجدیں تعمیر کرائیں اور انہیں طبرستان پر حملہ کرنے کی ترغیب دینے لگا۔ دیلمیوں نے منظور نہ کیا۔ اس کے بعد کسی وجہ سے ابوالعباس عبداللہ معزول کر دیا گیا اور سلام نامی ایک شخص حکومت طبرستان پر مامور ہوا۔ اس نے دیلمیوں کے ساتھ نہ اچھے برتاؤ کئے اور نہ اپنا رعب وداب قائم رکھا۔ دیلمیوں نے اس پر خروج کیا اور اسے شکست دی۔ سلام نے امیر احمد سے امداد کی درخواست کی امیر احمد نے اسے معزول کر کے ابوالعباس عبداللہ کو پھر حکومت طبرستان پر مامور کیا۔ ابوالعباس نے آتے ہی طبرستان کی بغاوت اور دیلمیوں کی سرکشی کا خاتمہ کر دیا۔

محمد بن ابراہیم صعلوک: کچھ عرصہ بعد جب ابوالعباس مر گیا تو احمد نے ابوالعباس محمد بن ابراہیم صعلوک کو طبرستان کی عنان حکومت عطا کی۔ محمد بن ابراہیم صعلوک نے اپنی بد اخلاقی ظلم وعدم سیاست کی وجہ سے ان مراسم اتحاد کو ملیامیٹ کر دیا جو والی طبرستان اور دیلمیوں کے درمیان مدت دراز سے قائم تھے' اطروش کو موقع مل گیا۔ دیلمیوں سے طبرستان پر حملہ کرنے اور قبضہ کرنے کی پھر درخواست کی۔ چنانچہ دیلمیوں نے اس کے ساتھ مل کر طبرستان پر حملہ کیا ابن صعلوک مقابلہ پر آیا' سرحد طبرستان مقام سابوس سے ایک منزل کے فاصلہ پر دونوں فریق معرکہ آراء ہوئے۔ ابن صعلوک شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے چار ہزار ہمراہی کھیت رہے باقی ماندہ کا اطروش نے محاصرہ کر لیا اور خاتمہ جنگ کے بعد انہیں امان دی۔

اطروش کا طبرستان پر قبضہ: اس فتحیابی کے بعد اطروش آمد چلا آیا اور حسن بن قاسم علوی داعی (اطروش کا داماد) ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا جنہیں اطروش نے امان دی تھی اور اس حیلہ سے کہ یہ اس معاہدہ میں شریک وموجود نہ تھا ان سب کو قتل کر ڈالا ۳۰۱ھ میں اطروش نے طبرستان پر زمانہ حکومت سعید نصر میں قبضہ حاصل کیا' ابن صعلوک نے شکست کے بعد رے کا راستہ لیا۔ پھر رے سے بھی دل برداشتہ ہو کر بغداد چلا گیا۔ اطروش کے ہاتھ پر دیلمیوں کا بہت بڑا گروہ اسلام لایا اسفید رود

سے آمد تک کے دیلمی اس کی کوشش و تبلیغ سے دائرہ اسلام میں داخل ہوئے' یہ سب کے سب زیدی شیعہ تھے' اطروش بھی زیدی تھا۔ اسی زمانے سے طبرستان ملوک بنو سامان کے قبضۂ اقتدار سے نکل گیا۔

منصور بن اسحاق کی بغاوت: امیر احمد بن اسماعیل نے فتح سجستان کے بعد اس پر اپنے چچازاد بھائی منصور بن اسحاق کو مامور کیا تھا ۳۰۲ھ میں امیر احمد کے قتل کے بعد منصور نے بغاوت کی' حسین بن علی نے اس بغاوت اور فتنہ انگیزی میں منصور کا ساتھ دیا۔ یہ حسین بن علی وہی ہے جو فتح سجستان پر امیر احمد کی طرف سے مامور تھا۔ اس کا خیال یہ تھا کہ فتح یابی کے بعد امیر احمد مجھے اس ملک کی حکومت پر مامور کرے گا مگر امیر احمد نے منصور کو مامور کر دیا۔ اتفاق سے اہل سجستان نے بغاوت کی اور منصور کو گرفتار کر کے قید کر دیا امیر احمد نے دوبارہ سجستان کے سر کرنے کے بعد پھر اسی حسین بن علی کو بھیجا۔ اس مرتبہ فتحیابی کے بعد حسین بن علی کی توقع کے خلاف سیجور کو سجستان کی عنان حکومت دے دی گئی۔ حسین بن علی کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اس نے منصور بن اسحاق کو بغاوت پر ابھارنا شروع کیا اور یہ پٹی پڑھانے لگا کہ ذرا سی کوشش سے خراسان کی امارت آپ کو مل جائے گی تمام صوبوں کا انتظام تو میں کر دوں گا۔ اتنے میں امیر احمد کی زندگی کا خاتمہ ہو گیا۔ حسین ہرات میں بغاوت کا علم بلند کر کے منصور کے پاس نیشاپور آیا' منصور بھی باغی ہو گیا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حمویہ بن علی سپہ سالار فوجیں تیار کر کے ان دونوں حریفوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا لیکن منصور حمویہ کے پہنچنے سے پہلے ہی وفات پا چکا تھا' باقی رہا حسین جس وقت حمویہ نیشاپور کے قریب پہنچا حسین نے ہرات سے نکل کر بخارا کا راستہ اختیار کیا اور وہاں جا کر قیام پزیر ہو گیا۔ بخارا کی افسری پولیس پر ایک عرصہ دراز سے حمویہ کی جانب سے محمد بن جنید مامور تھا حمویہ نے محمد کو بخارا سے نیشاپور کی حفاظت و نگرانی کے لئے روانہ کیا۔

حسین بن علی کی سرکشی و گرفتاری: چنانچہ محمد نیشاپور میں وارد ہوا' اور تھوڑے دن بعد حمویہ کی اجازت کے بغیر واپس آیا۔ حمویہ نے ڈانٹ کر بخارا سے خط لکھا۔ محمد نے جان کے خوف سے درمیان راہ سے بخارا کا راستہ چھوڑ کر ہرات کا راستہ اختیار کیا۔ حسین بن علی کو موقع مل گیا ہرات پر اپنے بھائی کو مامور کر کے نیشاپور چلا آیا اور اس پر کسی مقابلہ کے بغیر قابض ہو گیا۔ حمویہ نے احمد بن سہل کو بخارا سے حسین کی جنگ پر روانہ کیا۔ اس نے سب سے پہلے ہرات پر محاصرہ ڈالا اور چند روز بعد ان کے ساتھ منصور سے ہرات پر قبضہ لے لیا۔ اس کے بعد نیشاپور کی جانب قدم بڑھایا' ایک مدت تک حسین نیشاپور میں محاصرہ کئے رہا' بالآخر بزور تیغ نیشاپور پر قبضہ کر لیا اور حسین گرفتار کر لیا گیا۔ یہ واقعہ[1] ۲۰۲ھ کا ہے۔

محمد بن جنید: فتح یابی کے بعد احمد بن سہل نے نیشاپور میں قیام اختیار کیا۔ محمد بن جنید' اس وقت مرو میں تھا اس نے یہ خبر پا کر کہ احمد بن سہل نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ہے اور حسین بن علی گرفتار ہو گیا ہے مرو سے نیشاپور چلا آیا۔ احمد نے محمد بن جنید کو پہنچتے ہی گرفتار کر لیا۔ حسین بن علی گرفتاری کے بعد بخارا بھیج دیا گیا اور محمد بن جنید خوارزم کی جیل میں ڈال دیا گیا۔ چنانچہ جیل ہی میں اس کا انتقال ہوا۔ باقی رہا حسین بن علی اسے ایک بڑی مدت کے بعد ابو عبداللہ جیہانی مدبر دولت بنو سامان نے رہا کیا' اور یہ پہلے کی طرح امیر نصر بن احمد کی خدمت میں رہنے لگا۔

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۲۰۲ھ کے ۳۰۰ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۲ مطبوع مصر ذکر مخالفہ منصور بن اسحاق۔

احمد بن سہیل کی بغاوت: احمد بن سہیل امیر اسماعیل بن احمد اور اس کے لڑکے احمد اور پھر اس کے بیٹے نصر احمد کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا۔ ابن اثیر نے احمد بن سہیل کی نسبت لکھا ہے کہ ''احمد بن سہیل بن ہاشم بن الولید بن جبلہ بن کام گار بن یزدجرد بن شہریار الملک کام گار صوبۂ مرو کا ناظم تھا۔ احمد کے تین بھائی اور تھے محمد، فضل اور حسین۔ یہ تینوں عرب اور عجم کے جھگڑے میں مارے گئے۔ احمد عمرو بن لیث کی طرف سے مرو کا گورنر تھا۔ عمرو بن لیث نے کسی امر پر ناراض ہو کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر سجستان بھیج دیا احمد کسی طرح سے قید سے نکل بھاگا اور مرو پہنچ کر قبضہ کر لیا اور عمرو بن لیث کے نائب کو جو کہ مرو میں تھا گرفتار کر لیا۔

احمد بن سہیل اور امیر اسماعیل: احمد بن سہیل نے قبضۂ مرو کے بعد امیر اسماعیل بن احمد کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اس کے زیر حمایت حکومت کرنے لگا۔ امیر اسماعیل نے اسے بخارا سے طلب کر کے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی قدر و منزلت بڑھائی اور اپنے سپہ سالاروں کے زمرہ میں امتیاز کا درجہ عنایت کیا۔ چنانچہ احمد اس وقت سے امیر اسماعیل کی خدمت میں رہا اور اس کے بعد اس کے بیٹوں کی خدمت کرتا رہا۔ جب حسین بن علی نے نیشاپور میں امیر نصر بن احمد بن اسماعیل کی حکومت کے خلاف ۳۰۲ھ میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا تو امیر نصر نے اس بغاوت کے فرو کرنے پر احمد کو مامور کیا۔ چنانچہ احمد کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ امیر نصر بن احمد نے اس خدمت کے صلہ میں نیشاپور کی حکومت پر مامور کیا۔

احمد بن سہیل کا انجام: امیر نصر بن احمد نے تقرری کے وقت احمد بن سہیل سے کچھ اقرار بھی لیا تھا جس کا ایفا احمد نہ کیا اور امیر احمد کو اس سے کشیدگی پیدا ہوئی اور احمد بھی اس سے کھنچ گیا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ نیشاپور پر مسلط ہو کر امیر نصر کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا اور خود مختار حکمران بن بیٹھا۔ اس کے بعد ایک قاصد دارالخلافت روانہ کیا۔ اپنے نام کا سکہ مسکوک کرانے اور خطبہ پڑھے جانے کی درخواست کی۔ پھر نیشاپور سے جرجان کی طرف آیا۔ جرجان میں قراتکین حکومت کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں میں لڑائی ہوئی۔ بالآخر احمد نے قراتکین کو شکست دے کر جرجان پر قبضہ کر لیا۔ مہم جرجان سے فارغ ہو کر مرو کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو کر شہر پناہ کی تعمیر میں مصروف ہوا۔ امیر نصر کو جب ان واقعات کی اطلاع ہوئی تو اس نے ایک فوج حمویہ بن علی کی ماتحتی میں بخارا سے احمد کی سرکوبی کے لئے روانہ کی۔ مرورود میں احمد سے ماہ رجب ۳۰۷ھ میں مڈبھیڑ ہوئی، انجام کار احمد ہی کے ہمراہی جنگ سے بھاگ نکلے احمد تن تنہا لڑتا رہا۔ اس کا گھوڑا تگ و دو سے تھک گیا تھا۔ تب احمد نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لوگوں نے پہنچ کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر بخارا بھیج دیا، امیر نصر نے جیل میں ڈال دیا، اور ماہ ذی الحجہ ۳۰۷ھ میں بحالت قید مر گیا۔

لیلیٰ بن نعمان دیلمی: لیلیٰ بن نعمان دیلمی سردارانِ دیلم میں سے ایک نامور شخص اور اطروش کا ماہر سپہ سالار تھا حسن بن قاسم داعی نے اسے ۳۰۸ھ میں اسے جرجان کی حکومت پر مامور کیا تھا۔ اطروش کی اولاد اسے اپنے خطوط میں ''المؤید لدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم'' سے خطاب کیا کرتی تھی۔ کریم شجاع اور جنگ آور شخص تھا۔

لیلیٰ کے حکمران ہونے کے بعد قراتکین نے جرجان پر فوج کشی کی۔ جرجان سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر لیلیٰ سے مقابلہ ہوا۔ پہلے ہی معرکہ میں قراتکین کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اس کے غلام فارس نے لیلیٰ سے ایک ہزار

پیادوں کے ساتھ امن کی درخواست کی۔ لیلیٰ نے نہایت فراخ حوصلگی سے امن دیا کمال عزت واحترام سے پیش آیا اور اپنی بہن کا عقد اس سے کر دیا۔

لیلیٰ کا نیشاپور پر قبضہ: اس کے بعد ابوالقاسم بن حفص ہمشیر زادہ احمد بن سہیل امن کا خواستگار ہوا اس نے امن حاصل کرنے کے بعد لیلیٰ کو نیشاپور پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی اس وقت نیشاپور میں قراتکین مقیم تھا رفتہ رفتہ فوج کی بھی کثرت ہوئی' رسد وغلہ ومال کی کمی سے مجبور ہو کر حسین بن قاسم داعی سے نیشاپور پر حملہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ وہاں کیا تھا حسین بن قاسم داعی نے اجازت دے دی۔ چنانچہ ماہ ذی الحجہ ۳۰۸ھ میں لیلیٰ نے نیشاپور کا رخ کیا اور پہنچتے ہی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ داعی حسین بن قاسم کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کر دیا۔

معرکہ طوس: امیر نصر نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر لیلیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے اپنے سرداران لشکر حمویہ بن علی' محمد بن عبید اللہ بلعمی' ابوجعفر ملوک خوارزم شاہ اور سیجور دوانی کی افسری میں فوجیں روانہ کیں۔ مقام طوس میں لیلیٰ سے معرکہ آرائی ہوئی۔ شروع جنگ میں حمویہ کے اکثر ہمراہی شکست کھا کر بھاگ نکلے مگر بقیہ سپہ سالاران امیر نصر سینہ سپر برابر لڑتے رہے تھوڑی دیر کے بعد تمام لشکر نے مجموعی قوت سے دفعتاً حملہ کیا لیلیٰ کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر بھاگا آمد پہنچا۔

لیلیٰ دیلمی کا قتل: اتفاق سے بقراخان دوشاہ ترک بھی جو امیر نصر کی فوج کی کمک پر آیا ہوا تھا آمد پہنچ گیا اس نے لیلیٰ کو گرفتار کر کے حمویہ کے پاس اس کی گرفتاری کی اطلاع بھیجی حمویہ نے ایک شخص کو اس کا سر اتارنے کے لئے بھیج دیا چنانچہ اس شخص نے لیلیٰ کے سر کو ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ میں اتار لیا اور بہ حفاظت تمام بخارا بھیج دیا۔ بقیہ سپہ سالاران دیلم جو لیلیٰ کے ہمراہ تھے یہ رنگ دیکھ کر تھرا گئے امن کی درخواست کی' حمویہ نے اپنے سپہ سالاروں سے مخاطب ہو کر کہا اللہ جل شانہ نے آج تمہیں جبل و دیلم پر فتحیاب کیا ہے مناسب ہے کہ ان کا خاتمہ کر کے ہمیشہ کی راحت حاصل کر لو سپہ سالاران حمویہ کی حمیت نے قیدیان دیلم کا قتل گوارا نہ کیا اور اس کی رائے سے اتفاق نہ کیا۔ تب حمویہ نے ان لوگوں کو امن دیا۔ یہ وہی سپہ سالاران دیلم ہیں جنہوں نے بعد کو اطراف بلاد الممالک اسلامیہ میں خروج کیا تھا اور عالمگیر جنگ برپا کر کے اکثر شہروں اور ممالک پر قبضہ کیا تھا۔ مثلاً اسفاء' مرداویج' شبکین اور بنو بویہ وغیرہم۔ ان لوگوں کے حالات آئندہ حسب موقع تحریر کئے جائیں گے۔

قراتکین اور فارس: فارس جس نے لیلیٰ سے امن حاصل کیا تھا جرجان ہی میں قیام اختیار کیا اور وہی اس واقعہ کے بعد جرجان کی حکومت پر رہا یہاں تک کہ قراتکین وارد جرجان ہوا۔ اس کے بعد غلام فارس نے حاضر ہو کر عفو تقصیر اور امن کی درخواست کی' قراتکین نے اسے امن دیا۔ مگر پھر کسی وجہ سے ۳۱۶ھ میں اسے قتل کر کے جرجان سے واپس چلا آیا۔

سیجور اور ابن اطروش کی جنگ: جس وقت قراتکین نے اپنے غلام فارس کو ۳۱۶ھ میں قتل کر کے جرجان سے کوچ کیا ابوالحسین بن ناصر بن علی اطروش علوی نے استر آباد سے جرجان کا قصد کیا اور پہنچتے ہی اس پر قابض ہو گیا۔ امیر سعید نے ابوالحسین کی جنگ پر سیجور دوانی کو چار ہزار سواروں کی جمعیت سے روانہ کیا۔ جرجان سے بیس کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر سیجور نے پڑاؤ کیا۔ ابوالحسین آٹھ ہزار دیلمی پیادوں سے مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں میں گھمسان کی لڑائی شروع ہوئی۔ سیجور نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ ان لوگوں نے خروج میں تاخیر کی جس سے سیجور کو شکست اٹھا کر پسپا ہونا

پڑا۔ سرخاب سپہ سالار دیلم نے تعاقب کیا اور ابوالحسین کے لشکری غارت گری میں مصروف ہو گئے۔ اتنے میں سیجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کیا ابوالحسن کو شکست ہوئی چار ہزار فوج کھیت رہی' ابوالحسن براہ دریا استر آباد کی طرف بھاگا۔ استر آباد میں پہنچنے کے بعد اس کے بقیۃ السیف ہمراہی بھی آ ملے۔

سرخاب کی روانگی استر آباد: سرخاب جو سیجور کے تعاقب میں گیا ہوا تھا واپس آیا تو رنگ ہی دوسرا تھا۔ اس کے فتح مند ہمراہی خاک و خون میں لوٹ رہے تھے۔ لشکر گاہ میں ہو کا عالم تھا۔ حیرت زدہ ادھر ادھر دیکھنے لگا تھوڑی دیر کے بعد اپنے حواس درست کیے۔ اپنے ہمراہیوں کے اہل و عیال اور کمزور ہمراہیوں کو ساتھ لے کر استر آباد کا راستہ اختیار کیا باقی رہا سیجور اس نے یہ سن کر کہ میری شکست کے بعد میرے ہمراہیوں کو فتح نصیب ہوئی ہے واپس آیا اور جرجان میں قیام پذیر ہوا۔

ماکان بن کالی: ان واقعات کے بعد سرخاب نے وفات پائی' ابن اطروش نے ماکان بن کالی کو استر آباد پر بطور اپنے نائب کے مامور کر کے ساریہ کی جانب کوچ کیا اس کے ساتھ محمد بھی تھا[1] ... ... اہل ساریہ نے اطروش کو نکال کر بقرا خان کو اپنا امیر بنایا۔ ابن اطروش ساریہ سے نکل کر جرجان پہنچا پھر جرجان سے نیشاپور چلا گیا۔ ماکان ساریہ سے لوٹ کر استر آباد آیا اور استر سے بقرا خان کے پاس نیشاپور چلا گیا۔ یہ ماکان بن کالی کا ابتدائی حال ہے عنقریب اس کے حالات بیان کیے جائیں گے۔

الیاس بن اسحاق کا خروج: ان ۳۰۰ھ میں اسحاق اور اس کے بیٹے الیاس کی سمرقند میں بغاوت کے واقعات ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ اسحاق بخارا میں پہنچ کر مر گیا۔ اس کا بیٹا الیاس فرغانہ چلا گیا اور وہیں ۳۱۶ھ تک قیام پذیر رہا' اس کے بعد فوجیں درست اور سامان فراہم کر کے سمرقند پر حملہ کرنے کی تیاری کی۔ محمد بن حسین بن مت سپہ سالار بنو سامان سے امداد طلب کی' ترکان فرغانہ سے بھی مالی اور فوجی مدد کا خواستگار ہوا۔ ان لوگوں نے کمال خوشی سے مدد دی۔ تیس ہزار سوار بات کی بات میں جمع ہو گئے۔ چنانچہ الیاس نے سمرقند کی طرف قدم بڑھایا امیر نصر نے اس کی مدافعت کے لئے ابو عمر اور محمد بن اسد کو ڈھائی ہزار پیادوں کی جمعیت سے روانہ کیا ابو عمر نے الیاس کے پہنچنے سے پیشتر بھاڑوں میں فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا۔ جونہی الیاس قریب سمرقند پہنچا اور اس کے فوجی خیموں کے نصب کرنے اور پڑاؤ ڈالنے میں مصروف ہوئے ابو عمر کے لشکر نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا محمد بن حسین شکست کھا کر بھاگا اسفیجاب پہنچا اور جب اسے اسفیجاب میں پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اطراف طراز میں جا کر دم لیا۔ اس صوبہ کے حاکم کو اطلاع ہوگئی اس نے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور سر اتار کر بخارا بھیج دیا۔

الیاس کی شکست و پسپائی: اس شکست کے بعد الیاس نے ابوالفضل بن ابو یوسف صاحب الساس سے امداد کی درخواست کی' ابوالفضل نے اس کی کمک پر محمد بن الیسع کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور خود بھی آمدہ آیا مگر الیاس کو اس مرتبہ بھی شکست ہوئی بھگ کر کاشغر چلا گیا اور ابوالفضل کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا گیا اور وہیں مر گیا۔ الیاس نے کاشغر پہنچ کر والی کاشغر طغا تکین بادشاہ ترک کی بیٹی سے عقد کر لیا اور اس کے پاس وہیں قیام اختیار کیا۔

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

صعلوک کی سرکشی و قتل: خلیفہ مقتدر نے رے کی حکومت پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا تھا چنانچہ ۳۱۱ھ میں یوسف نے رے کی طرف کوچ کیا اور پہنچتے ہی احمد بن علی برادر صعلوک کے قبضہ سے رے کو نکال لیا۔ صعلوک نے اس واقعہ سے قبل رے کو چھوڑ کر دارالخلافت بغداد کا راستہ اختیار کیا تھا۔ خلافت مآب نے صعلوک کو رے کی سند حکومت عطا کی۔ رے پہنچ کر کچھ عرصہ بعد صعلوک نے علم خلافت کی مخالفت پر کمر باندھی اور باغی ہو کر ماکان بن کالی سپہ سالار دیلم اور اولاد اطروش سے، جو کہ طبرستان اور جرجان میں تھے مل گیا خلیفہ مقتدر نے اس کی سرکوبی پر یوسف بن ابی الساج کو مامور کیا۔ یوسف اور صعلوک کی لڑائیاں ہوئیں بالآخر یوسف نے اسے قتل کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد خلیفہ مقتدر نے ۳۱۲ھ میں یوسف کو طلب کر کے واسط کی جانب جنگ قرامطہ پر بھیج دیا اور رے کی حکومت پر سعید نصر بن احمد کو مقرر فرمایا سعید رے پر قبضہ کرنے کے لئے بڑھا۔

سعید نصر سامانی کا رے پر قبضہ: رے پر اس وقت یوسف بن ابی الساج کا ایک غلام فاتک نامی حکومت کر رہا تھا۔ سعید نصر سامانی اوائل ۳۱۴ھ میں رے کی جانب روانہ ہوا کوچ و قیام کرتا ہوا جس وقت کوہ قارن تک پہنچا ابو نصر طبری نے جبل قارن سے گزرنے نہ دیا سعید نصر نے تیس ہزار دینار دے کر ابو نصر طبری کو راضی کر لیا اور جبل قارن کو عبور کر کے رے پر پہنچا۔ فاتک نے سعید نصر کی آمد کی خبر پا کر رے چھوڑ دیا۔ سعید نصر نے رے پر نصف سنہ مذکور میں قبضہ کر لیا اور دو ماہ قیام کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

سعید نصر کی وفات: سعید نصر نے واپسی کے وقت رے پر محمد بن علی ملقب بہ صعلوک کو نائب مقرر کیا تھا اس نے شعبان ۳۱۶ھ تک رے میں قیام کیا پھر اتفاق سے بیمار ہو گیا بیماری میں حسن داعی اور ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا کہ آپ لوگ رے تشریف لائیے میں جان بلب ہوں تا کہ رے آپ کے حوالے کر دوں چنانچہ حسن داعی اور ماکان دیلمی آئے اور محمد بن علی صعلوک نے رے ان کے حوالے کر کے رے چھوڑ دیا اور راہ میں دامغان پہنچ کر مر گیا۔

معرکہ ساریہ: اس وقت سے حسن داعی رے کا مستقل حکمران ہو گیا اس کے بعد ہی قزوین' زنجان' ابہر اور قم وغیرہ پر بھی قبضہ کر لیا ان مہمات میں ماکان اس کی رکاب میں تھا اسی اثناء میں اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ چنانچہ داعی حسن اور ماکان نے اسفار پر فوج کشی کی۔ ساریہ میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان اسفار کے ہاتھ رہا حسن بن قاسم شکست کھا کر بھاگا اور جنگ کے دوران میں مارا گیا جیسا کہ اخبار علویہ طبرستان کے ضمن میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

اسفار بن شیرویہ: اسفار بن شیرویہ سرداران دیلم میں سے تھا اور ماکان بن کالی کے مصاحبوں اور احباب سے تھا آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن اطروش نے ماکان بن کالی کو استر آباد کی حکومت پر مامور کیا تھا اور یہ کہ دیلمیوں نے جمع ہو کر اسے امیر و سردار بنا لیا تھا اور اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا' اس کے بعد طبرستان کو بھی دبا لیا اور اپنی جانب سے اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ اسفار بن شیرویہ اس کے سپہ سالاروں میں تھا۔ ابوالحسن کی تقرری سے ناراض ہو کر ماکان سے علیحدہ ہو کر ۳۱۵ھ میں بکر بن محمد الیسع کے پاس نیشاپور چلا آیا۔ بکر بن محمد نے اسفار کو جرجان فتح کرنے کے لئے بھیج دیا اس سے جرجان میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا۔

اطروش کا جرجان وطبرستان پر قبضہ: ماکان بن کالی نے جرجان میں ابوعلی بن اطروش کو اپنے بھائی ابوالحسن بن کالی کی زیر نگرانی قید کر رکھا تھا اطروش نے موقع پا کر قید سے نکل کر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر کے جرجان پر قابض ہو گیا چونکہ اطروش تنہا ماکان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اسفار بن شیرویہ کو اپنی حمایت اور ماکان کی روک تھام کے لئے بلا بھیجا چنانچہ اسفار اس کی طلبی پر آ گیا اور اس کے شیرازۂ حکومت کو مضبوط کر دیا۔ ماکان یہ خبر پا کر اپنی فوجیں لئے ہوئے طبرستان سے جرجان آ پہنچا اطروش اور اسفار نے ماکان سے سینہ سپر ہو کر لڑائی کی اور اس کو شکست دے کر طبرستان تک تعاقب کرتے چلے گئے۔ طبرستان پہنچ کر دونوں حریفوں میں گھسان کی لڑائی ہوئی بالآخران لوگوں نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور وہیں مقیم ہو گئے۔

ماکان کی طبرستان پر فوج کشی: اس کے بعد ابوعلی اطروش کا طبرستان میں ہی انتقال ہو گیا۔ ماکان نے اس سے مطلع ہو کر طبرستان پر فوج کشی کر دی اس واقعہ میں اسفار کو شکست ہوئی اور طبرستان پر ماکان قابض ہو گیا کچھ عرصہ بعد اسفار نے فوجیں مرتب کر کے حسن بن قاسم داعی اور ماکان کو شکست دی جنگ کے دوران داعی بھی مارا گیا۔ اسفار نے دوبارہ طبرستان' جرجان' رے' قزوین' زنجان' ابہر' قم اور کرخ پر قبضہ حاصل کر لیا۔ امیر سعید نصر بن احمد بن والی خراسان کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

ابوجعفر علوی کی گرفتاری: ہارون بن بہرام انہی ممالک کے ایک صوبہ کا گورنر تھا اور اطروش کے لڑکوں میں سے ابوجعفر علوی کا ہوا خواہ اور اس کے نام کا خطبہ پڑھتا تھا۔ اسفار نے اس خیال سے کہ مبادا ہارون کسی جدید شورش اور جنگ کا محرک بن جائے' اسے آمد کی سند حکومت عطا کی اور آمد کی کسی سردار کی لڑکی سے عقد کر دیا۔ ہارون کی شادی کے موقع پر ابوجعفر وغیرہ سرداران علویہ بھی آئے تھے۔ اسفار نے موقع پا کر حملہ کر دیا اور ابوجعفر اور تمام علویوں کو گرفتار کر کے بخارا بھیج دیا اور قید کر دیا۔

اسفار کی سرکشی اور اطاعت: ان واقعات سے اسفار کے قدم حکومت پر مستقل طور سے جم گئے۔ خود مختار حکومت کا خیال دماغ میں سما گیا۔ امیر سعید نصر بن احمد والی خراسان اور خلافت مآب خلیفہ مقتدر سے بغاوت کا اعلان کر دیا۔ امیر سعید اس سے مطلع ہو کر بخارا سے اسفار سے جنگ کے لئے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اسفار کے وزیر السلطنت محمد بن مطرف جرجانی نے رائے دی کہ بہر حال جنگ سے صلح بہتر ہے اپنے امیر سے مخالفت اچھی نہیں' چنانچہ اسفار نے اس رائے کے مطابق امیر سعید نصر کی حکومت کی اطاعت قبول کی اور ادائے خراج کی تمام شرطیں منظور کیں۔

اسفار کا خاتمہ: کچھ عرصہ بعد مرداویج جو اسفار کے نامور سپہ سالاروں میں سے تھا باغی ہو گیا۔ طبرستان سے ماکان کو اپنی کمک پر بلایا۔ چنانچہ اسفار سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر اسفار کو شکست ہوئی اور جنگ کے دوران اسفار مارا گیا۔ مرداویج نے اس کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

مرداویج اور ماکان کی جنگ: مرداویج اسفار کے سر کرنے سے فارغ ہو کر طبرستان و جرجان کو بھی ماکان کے قبضہ سے نکالنے کے لئے بڑھا۔ ماکان نے امیر سعید سے امداد کی درخواست کی امیر سعید نے ابوعلی بن محمد مظفر کو اس کی کمک پر

روانہ کیا۔ مرداویج نے ماکان اور ابوعلی دونوں شکست دے دی' اب علی اپنا سامنہ لے کر نیشاپور چلا آیا اور ماکان نے خراسان کا راستہ لیا۔[1]

ابوسعید نصر اور ابوز کریا یحییٰ: امیر سعید نصر بن احمد سامانی تخت حکومت پر متمکن ہو کر اپنے بھائیوں سے مشتبہ ہو گیا۔ اس کے تین بھائی تھے ابوز کریا یحییٰ' ابوصالح منصور اور ابواسحاق ابراہیم یہ سب امیر احمد بن اسماعیل سامانی کے بیٹے تھے امیر سعید نصر ان تینوں بھائیوں کو گرفتار کر کے بخارا میں قید کر دیا اور چند محافظوں کو اس کی نگرانی پر مامور کیا۔ جس وقت امیر سعید نے ۳۱۵ھ میں نیشاپور کی طرف کوچ کیا تو یہ لوگ ابوبکر اصفہانی خباز کی سازش سے (نان پز) جو کہ انہیں کھانا کھلانے کے لئے جیل میں جاتا تھا جیل سے نکل آئے۔

ابوز کریا کی امارت کی بیعت: ابوبکر خباز ایک چلتا پرزہ شخص تھا۔ اس نے پہلے لشکریوں کو بلایا اور ان لوگوں کا حال بتا کر ان کے حقوق کا اظہار کیا۔ جب لشکریوں نے ان کے حقوق شاہی تسلیم کر لئے اور جمعہ کے دن ان کے ساتھ ہو کر خروج کیا تو ابوبکر خباز جیل خانہ میں پنجشنبہ کے دن داخل ہوا۔ دستور یہ تھا کہ جیل خانہ کا دروازہ جمعہ کے دن عصر کے وقت تک کھلا کرتا تھا رات انہی تین قیدیوں کے ساتھ بسر کی۔ لشکر کے بلانے اور ان کے وعدہ کرنے کے حالات بتلائے صبح ہوئی تو جمعہ سے قبل دربانوں کے پاس گیا' بہت سے روپے دے کر کہنے لگا کہ بھائی دروازہ کھول دو تا کہ جمعہ قضا نہ ہو۔ دربانوں نے دروازہ کھول دیا۔ دروازہ کا کھولنا تھا کہ ہنگامہ برپا ہو گیا۔ لشکر کے چند سپاہی جو حملہ کے لئے پہلے سے آمادہ کر لئے گئے تھے دربانوں پر ٹوٹ پڑے اور انہیں گرفتار بھی کر لیا۔ امیر احمد کی اولاد کو تمام ان علویوں' دیلمیوں اور دیگر پولیٹیکل قیدیوں کے ساتھ جوان کے ساتھ نکال لائے۔ تمام سپہ سالاروں اور فوج نے مدد دی شیرویہ بن جبلی ان معاملات میں زیادہ پیش پیش تھا۔ اراکین شہر نے کمال جوش و مسرت سے ابوز کریا یحییٰ کی امارت کی بیعت کی اور سب نے متفق ہو کر امیر سعید نصر کا خزانہ اور دارالامارت لوٹ لیا ابوز کریا یحییٰ نے ابوبکر خباز کو اپنے خاص مصاحبوں میں داخل کر لیا۔

ابوبکر خباز کا انجام: اس واقعہ کی اطلاع امیر سعید کو ہوئی تو اس نے نیشاپور سے بخارا کی جانب کوچ کیا ابوبکر محمد بن مظفر امیر لشکر خراسان ان دنوں جرجان میں مقیم تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو اس نے ماکان کو بلا کر اس سے سسرالی رشتہ قائم کر لیا اور نیشاپور کی حکومت دے کر اس کی حمایت و محافظت کی ہدایت کی۔ ماکان نے نیشاپور کی جانب کوچ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ امیر سعید نصر نیشاپور سے بخارا کی طرف روانہ ہو گیا تھا اور ابوبکر ز کریا یحییٰ نے نہر پر ابوبکر خباز کو مامور کر دیا تھا۔ چنانچہ ابوبکر نے امیر سعید کو نہر عبور کرنے سے روکا' لڑائی چھڑ گئی۔ امیر سعید نے ابوبکر کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور فتح کا جھنڈا لئے ہوئے بخارا میں داخل ہو گیا جس تنور میں ابوبکر خباز روٹیاں پکایا کرتا تھا اس میں امیر سعید نے اسے ڈال دیا وہ جل کر خاکستر ہو گیا۔

ابوبکر ز کریا یحییٰ اور قراتکین: اس شکست کے بعد ابوز کریا یحییٰ نے سمرقند جا کر قیام کیا پھر وہاں سے بھی دل برداشتہ ہو کر اطراف صغانیاں کا راستہ لیا' ان دنوں یہاں پر ابوعلی بن احمد بن ابی بکر بن محمد بن مظفر سپہ سالار افواج خراسان مقیم تھا یحییٰ

---

[1] یہ کل واقعات ۳۱۶ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

اطراف صغانیاں سے گزر کر ترمذ پہنچا۔ جونہی نہر بلخ کو عبور کیا۔ قراتکین اظہار اطاعت کی غرض سے حاضر ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ مرو کی طرف گیا جب محمد بن مظفر وارد نیشاپور ہوا تو یحییٰ نے اس سے خط و کتابت کر کے اسے بلا لیا۔

محمد بن مظفر کی فتوحات: کچھ عرصہ بعد محمد بن مظفر ماکان بن کالی کو نیشاپور میں اپنا نائب مقرر کر کے اور مرو کا خیال ظاہر کر کے یحییٰ کی طرف روانہ ہوا۔ تھوڑی دور چل کر مرو کے راستہ سے ہٹ کر بوشنج و ہرات کی طرف نہایت تیزی سے بڑھا اور دونوں شہروں پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد ہرات سے براہ غرشتاں صغانیان کی طرف قدم بڑھایا۔ اس نقل و حرکت سے یحییٰ کو محمد کی مخالفت کا خطرہ پیدا ہوا' ایک فوج اس کی روک تھام کے لئے روانہ کی۔ درمیان راہ میں مڈبھیڑ ہوئی۔ محمد نے اس فوج کو شکست دے کر غرشتان سے کوچ کیا اور اپنے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ ابوعلی نے ایک تازہ دم فوج اپنے باپ کی مدد کو بھیج دی۔ محمد نے بلخ کا قصد کیا۔ بلخ میں منصور قراتکین حکمرانی کر رہا تھا۔ دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد محمد کو فتح ہوئی' منصور شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور محمد کامیابی حاصل کر کے صغانیاں سے آ رہا اپنے بیٹے سے ملا اور ان واقعات سے امیر سعید نصر کو مطلع کیا۔ امیر سعید نصر یہ خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ اسی خوشی میں بلخ اور طغارستان کی حکومت عطا کی۔ محمد نے ان صوبجات پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے ابوعلی کو مامور کیا اور خود امیر سعید نصر کی خدمت میں چلا آیا۔

یحییٰ اور منصور کی اطاعت: ان واقعات نے یحییٰ اور منصور کی کمر ہمت توڑ دی۔ اپنے بھائی امیر سعید نصر کی خدمت میں حاضر ہو کر امن کے خواستگار ہوئے اور کچھ عرصہ بعد انتقال کر گئے باقی رہا ابواسحاق ابراہیم وہ دارالخلافت بغداد بھاگ گیا پھر بغداد سے موصل چلا گیا۔ قراتکین نے مقام بست میں وفات پائی سارا فتنہ و فساد فرو ہو گیا۔ حکومت و سلطنت کا شیرازہ بندھ گیا۔

جعفر بن ابوجعفر کی اطاعت: جعفر بن ابوجعفر بن داؤد سلاطین سامانیہ کی جانب سے ختل[1] کا گورنر تھا۔ ابوسعید نصر کو اس کی جانب سے بھی کچھ شبہ پیدا ہوا۔ ابوعلی احمد بن ابوبکر محمد بن مظفر کو جو جعفر پر فوج کشی کرنے کی غرض سے لکھ بھیجا' ابوعلی اس وقت صغانیاں میں تھا۔ ابوعلی نے فوجیں مرتب کر کے جعفر پر فوج کشی کر دی اور کمال مردانگی سے جعفر کو شکست دی گرفتار کر کے بخارا لے آیا اور قید کر دیا جب قید خانہ سے یحییٰ ابوبکر خباز کی سازش سے باہر نکالا گیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو یہ بھی یحییٰ کے ساتھ رہا جب اس نے یحییٰ کے حالات سنورتے نہ دیکھے تو اجازت حاصل کر کے ختل چلا گیا اور وہاں پہنچ کر ۳۱۸ھ میں امیر سعید نصر کی حکومت کی اطاعت قبول کر لی' جس سے آئندہ اس کی بہتری اور صلاحیت ظہور میں آئی۔

ابن مظفر کی گرفتاری: ابوبکر محمد بن مظفر' امیر سعید نصر کی طرف سے جرجان کا گورنر تھا۔ جب رے میں مرداویج کی حکومت کو استحکام حاصل ہو گیا کہ اخبار دیلم میں بیان کیا جائے گا تو ابن مظفر جرجان کو خیر باد کہہ کر امیر سعید نصر کی خدمت میں نیشاپور چلا آیا۔ امیر سعید یہ خبر پا کر فوجیں مرتب کر کے جرجان کی طرف بڑھا۔

مرداویج کی سرکشی و مخالفت: محمد بن عبیداللہ بلعمی وزیر السلطنت سلاطین سامانیہ اور مطرف بن محمد وزیر مرداویج کو اس کی

[1] ختل بنخاء بعجمہ مضمومہ و تاشناۃ فوقانیہ مشددہ مفتوحہ

خبر مل گئی۔ مرداویج نے مطرف کو قتل کر ڈالا تب محمد بن عبید اللہ نے مرداویج کو دوستانہ اور نصیحت آموز خط تحریر کیا جس میں امیر سعید نصر کے احسانات کا ذکر کر کے یہ رائے دی کہ تم جرجان سے قبضہ اٹھا لو اور کچھ زر نقد دے کر اپنے محسن قدیم امیر سعید نصر سے مصالحت کر لو ورنہ آئندہ تمہاری خرابی کے سامان نظر آ رہے ہیں۔ اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ تمہارے جرجان پر قبضہ کرنے کا محرک تمہارا وزیر مطرف تھا جسے تم نے قتل کی سزا دی۔ مرداویج اس خط کو پڑھ کر اس قدر متاثر ہوا کہ اس نے جرجان سے اپنا قبضہ اٹھا لیا اور تاوان جنگ دے کر امیر سعید سے مصالحت کر لی۔ امیر سعید نصر مہم جرجان سے فراغت حاصل کر کے اندرونی انتظام کی جانب مصروف ہوا۔ محمد بن مظفر کو ۳۲۱ھ میں تمام عساکر خراسان کا افسر اعلیٰ مقرر کیا اور اپنے ممالک مقبوضہ کے نظم و نسق کا کل اختیار دے کر اپنے دار الحکومت بخارا واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہو گیا۔

محمد بن الیاس: محمد بن الیاس امیر نصر کے اراکین دولت میں سے تھا کسی بات پر امیر سعید نے ناراض ہو کر محمد بن الیاس کو قید کر دیا پھر محمد بن عبید اللہ بلعمی کی سفارش پر رہا کر دیا۔ محمد بن مظفر نے اسے جرجان بھیج دیا۔ محمد بن الیاس نے جرجان پہنچ کر اپنا رنگ دکھایا۔ جس وقت یحییٰ اور اس کے بھائیوں نے امیر سعید نصر کے خلاف علم بغاوت بلند کیا اس وقت محمد الیاس بھی ان لوگوں سے جا ملا اور بغاوت و سرکشی میں پورا پورا حصہ لیا۔ نیشا پور میں یحییٰ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ جب امیر سعید نے ان لوگوں پر حملہ کیا تو یحییٰ سے علیحدہ ہو کر کرمان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ پھر کرمان سے نکل کر بلاد فارس کی طرف بڑھا۔ اس وقت ملک فارس کی عنان حکومت یاقوت کے قبضہ اقتدار میں تھی۔

محمد بن الیاس اور ماکان کی جنگ: محمد بن الیاس کوچ و قیام کرتا ہوا اصطخر پہنچا اور یاقوت سے یہ ظاہر کیا کہ میں امن حاصل کرنے کے لئے آیا ہوں مگر یاقوت اس کے مکر و حیلہ سے مطلع ہو گیا تب محمد بن الیاس کرمان کی جانب واپس ہوا۔ اس وقت امیر سعید نے اپنے نامور سپہ سالار ماکان بن کالی کو ایک عظیم الشان فوج کے ساتھ ۳۲۱ھ میں کرمان کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ محمد بن الیاس کی ماکان سے معرکہ آرائی ہوئی بالآخر محمد بن الیاس کو شکست ہوئی اور ماکان نے امیر سعید نصر بن احمد کی نیابت میں کرمان پر قبضہ کر لیا، محمد بن الیاس شکست اٹھا کر دینور چلا گیا کچھ عرصہ بعد ماکان بن کرمان سے واپس چلا آیا جیسا کہ ہم آئندہ تحریر کریں گے اس کے واپس ہوتے ہی محمد بن الیاس پھر کرمان کی طرف واپس چلا آیا۔

امیر سعید نصر کا فرمان: امیر نصر نے مرداویج کے قتل کے بعد ایک فرمان ماکان کے نام دوسرا محمد مظفر والیٔ خراسان کے پاس روانہ کیا اور جرجان اور رے کی جانب بڑھنے کا حکم دیا رے میں ان دنوں دشمکیر برادر مرداویج حکومت کر رہا تھا۔ ماکان تیزی سے مسافت طے کر کے نیشا پور پہنچا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مظفر نیشا پور پر قابض ہو گیا تھا اور ماکان کے پہنچنے سے پہلے دشمکیر کو شکست فاش دے چکا تھا۔ اس وجہ سے ماکان اس جنگ سے رک گیا اور نیشا پور میں مقیم ہو گیا۔ امیر سعید نصر نے اس صوبہ کی سند حکومت ماکان کو عطا کی۔ یہ واقعہ اوائل ۳۲۴ھ کا ہے۔

آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ محمد بن الیاس نے ماکان کی واپسی کے بعد پھر کرمان کا ارادہ کیا تھا چنانچہ امیر سعید نصر کی فوج سے جو کہ کرمان میں مقیم تھی متعدد لڑائیاں ہوئیں، لیکن آخر کار محمد بن الیاس کو فتح نصیب ہوئی اور وہ کرمان پر قابض ہو گیا۔

ماکان کی بغاوت: جب بانجین[1] نے جرجان پر قبضہ کر لیا اور ماکان نیشاپور میں خیمہ زن ہوا اور نیشاپور کی عنان حکومت ماکان کو دی گئی تو تھوڑے دن بعد بانجین انتقال کر گیا۔ محمد بن مظفر سپہ سالار افواج سلاطین سامانیہ کو اس کی خبر لگی تو اس نے ماکان گورنر نیشاپور کو جرجان پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھا۔ ماکان نے حیلہ وحوالہ کر کے ٹال دیا اس کے بعد نیشاپور سے نکل کر اسفرائین کی طرف گیا اور وہاں سے ایک فوج جرجان پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے پہنچتے ہی جرجان پر قبضہ کر لیا۔ قبضہ جرجان کے بعد خود مختار رہنے کی سوجھی مخالفت وخودسری کا اعلان کر دیا۔ اس وقت محمد بن مظفر نیشاپور چلا آیا تھا۔ ماکان نے اس کی فوج کی کمی کا احساس کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ چونکہ محمد بن مظفر کو ماکان کے ارادوں کی خبر نہ تھی اور نہ وہ جنگ کے لئے تیار تھا اس وجہ سے نیشاپور کو چھوڑ کر سرخس چلا آیا اور ماکان رمضان ۳۲۴ھ میں نیشاپور میں داخل ہوا۔ پھر یہ سوچ کر کہ مبادا شاہی افواج جمع ہو کر یلغار کریں نیشاپور سے واپس ہوا۔

ابوعلی بن ابوبکر محمد: ابوبکر محمد بن مظفر بن محتاج والی خراسان امیر سعید نصر کے نامور گورنروں میں سے تھا اور ۳۲۱ھ سے خراسان کی گورنری پر تھا جب ۳۲۷ھ کا دور آیا ابوبکر محمد بیمار ہو گیا اور اس کی بیماری نے طول پکڑا تو امیر سعید نے اسے آرام دینے کی غرض سے اس کے بیٹے ابوعلی کو صغانیاں سے طلب کر کے خراسان کی گورنری عنایت کی اور اس کے باپ کو اس واقعہ سے مطلع کر کے بخارا طلب کر لیا۔ ابوبکر نیشاپور سے تین منزل کی مسافت پر اپنے بیٹے سے ملا اور امور سلطنت اور انتظام سلطنت کے اصول سمجھا کر بخارا چلا آیا۔

جرجان کی فتح: ابوعلی اسی سنہ میں نیشاپور میں داخل ہوا' چندے قیام پزیر رہا پھر ماہ محرم ۳۲۸ھ میں جرجان کی طرف کوچ کیا اس وقت جرجان پر ماکان قابض تھا اور امیر سعید نصر کی حکومت سے باغی تھا' ماکان نے اگرچہ جرجان کے گردونواح کے چشموں اور کنوؤں کا پانی خراب کر دیا تھا مگر ابوعلی نے جوں توں ان دشوار گزار منزلوں سے گزر کر جرجان سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے رسد وغلہ کی آمد بند کر دی۔ ماکان نے تنگ آ کر وشمگیر سے امداد طلب کی' وشمگیر اس وقت رے میں تھا۔ اس نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو اس کی کمک پر روانہ کیا اس سپہ سالار نے جرجان کے قریب پہنچ کر دونوں حریفوں میں صلح کی گفتگو شروع کرادی دو چار بار ردوکد کے بعد صلح کی گفتگو تمام ہو گئی ماکان جرجان چھوڑ کر طبرستان چلا گیا' ابوعلی نے ۳۲۷ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا اور اپنی جانب سے ابراہیم بن سمجور دوانی کو مامور کیا۔

ابوعلی کی رے پر فوج کشی: ابوعلی نے جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد اس کا نظام حکومت درست کر کے اپنی جانب سے ابراہیم بن سمجور دوانی کو مامور کیا اور سامان جنگ وسفر درست کر کے ماہ ربیع الاول ۳۲۹ھ میں رے کا قصد کیا اس وقت رے پر وشمگیر بن زیاد برادر مرداویج قابض تھا۔ اس نے اپنے بھائی کے بعد اس صوبہ پر قبضہ کر لیا تھا عماد الدولہ اور رکن الدولہ پسران بویہ' ابوعلی گورنر خراسان کو رے پر قبضہ کر لینے کی تحریک وترغیب دے رہے تھے اور مالی اور فوجی مدد دینے کا وعدہ کرتے تھے۔ راز یہ تھا کہ جس وقت ابوعلی رے کو وشمگیر سے چھین لے گا اس وقت رقبہ حکومت کو وسیع ہونے کی وجہ سے رے میں قیام نہ کر سکے گا بآسانی تمام یہ اس پر قابض ہو جائیں گے۔ الغرض ابوعلی ان لوگوں کی تحریک سے رے پر قبضہ کے

---

[1] بانجین دیلمی وشمگیر کے سپہ سالاروں سے تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۱۵۔

خیال سے روانہ ہوا۔

ابوعلی کا رے پر قبضہ: دشمکیر نے اس سے مطلع ہو کر ماکان بن کالی کو لکھ بھیجا اور امداد طلب کی ماکان فوجیں مرتب کر کے طبرستان سے روانہ ہوا۔ ادھر ابوعلی رے کے قریب آ پہنچا۔ رکن الدولہ اور عماد الدولہ کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں' اطراف رے میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا' دشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف بھاگا اور وہیں پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ماکان سینہ سپر ہو کر میدان جنگ میں لڑتا رہا آخر الامر ایک تیر آ کر لگا جس سے ماکان نے تڑپ کر جان دے دی۔ فوج میں بھگدڑ مچ گئی فتح مند گروہ نے لوٹ مار شروع کر دی۔ ابوعلی فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے ۳۱۹ھ میں رے میں داخل ہوا اور ماکان کا سر قیدیان جنگ کے ساتھ دار السلطنت بخارا روانہ کر دیا۔

دشمکیر کی اطاعت: اس شکست کے بعد دشمکیر طبرستان ہی میں مقیم رہا' یہاں تک کہ اس نے بھی ملوک سامان کی اطاعت قبول کر لی ۳۳۰ھ میں خراسان آیا اور قیدیان جنگ کے واپس ملنے کی درخواست کی' امیر سعید نصر نے قیدیوں کو اس کی درخواست کے مطابق رہا کر دیا اور مقتولین کا سر بخارا میں رہ گیا۔ دار الخلافت بغداد نہیں بھیجا گیا۔

ابوعلی کا بلادِ جبل پر قبضہ: ابوعلی گورنر خراسان نے رے پر قبضہ کر لینے کے بعد امیر سعید نصر کی حکومت کے تحت حکمرانی شروع کر دی۔ نظم و نسق درست کر کے ایک فوج بلاد جبل سر کرنے کے لئے روانہ کیا اس فوج کو اس مہم میں کامیابی ہوئی۔ پھر ابوعلی نے رفتہ رفتہ زنجان' ابہر' قزوین' قم' کرخ' ہمدان' نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک کسی کو بزور تیغ کسی کو حکمت عملی سے فتح کر کے اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ عمال مقرر کیے خراج وصول کیا۔

ساریہ کی مہم: حسن بن فیرزان' ماکان بن کالی کا چچازاد بھائی اس وقت ساریہ میں تھا۔ دشمکیر اسے ایک مدت سے اپنا مطیع بنانا چاہتا تھا اور حسن انکاری جواب دے رہا تھا دشمکیر نے ابوعلی سے شکست اٹھا کر حسن کے زیر کرنے کے ارادہ کیا اور اپنے اس ارادہ کو پورا کرنے کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے ساریہ پر چڑھائی شروع کر دی اور محاصرہ کر کے ساریہ پر قبضہ کر لیا حسن بحال پریشان کسی طرح اپنی جان بچا کر ابوعلی کی خدمت میں پہنچا اپنی سرگزشت بیان کر کے امداد کا خواستگار ہوا چنانچہ ابوعلی نے اپنا لشکر مرتب کر کے حسن کی کمک پر کمر باندھی اور کوچ و قیام کرتا ہوا ساریہ پہنچا۔ دشمکیر اس وقت تک ساریہ میں مقیم تھا ابوعلی نے ۳۳۰ھ میں دشمکیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری کر دی بالآخر دشمکیر نے مصالحت کی درخواست کی ابوعلی نے امیر سعید نصر سامانی کی اطاعت کا اقرار لے کر مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے سلار کو بطور رہن اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ جمادی الآخر ۳۳۱ھ میں مہم ساریہ سے فارغ ہو کر ابوعلی نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ جرجان پہنچ کر امیر سعید نصر کی وفات کی خبر سنی فوراً خراسان کی جانب کوچ کر دیا۔

حسن بن فیرزان کی بغاوت: امیر سعید نصر کی وفات اور ابوعلی کے خراسان کی جانب واپس ہونے سے حسن کو بغاوت کا موقع مل گیا' نہایت بے باکی سے ابوعلی کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور دشمکیر کے بیٹے سلاء کو جو ابوعلی کے پاس رہن تھا لے کر جرجان آیا اور اس پر قابض ہو گیا ادھر دشمکیر نے رے کی جانب قدم بڑھایا اور کمال تیزی سے رے پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حسن نے دشمکیر سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور ملانے کی غرض سے سالار ابن دشمکیر کو دشمکیر کے پاس بھیج دیا۔ دشمکیر

نے حسن کی تحریر کے مطابق لشکر خراسان کے مقابلہ پر امداد دینے کا وعدہ کیا اور ملک گیری کی ترغیب دی۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی: دشمکیر کے قبضہ رے کے بعد بنو بویہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ دشمکیر کی فوج اور مال کی قلت سے جو کہ ابو علی سے جنگ کی وجہ سے محسوس ہو رہی ہے فائدہ اٹھایا جائے۔ اس بناء پر رکن الدولہ بن بویہ نے رے پر فوج کشی کی۔ دشمکیر مقابلہ پر آیا اور شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی رکن الدولہ سے امن حاصل کر کے اس کے لشکر میں داخل ہو گئے دشمکیر خاک بسر طبرستان کی جانب روانہ ہوا حسن بن فیرزان کو اس کی خبر لگی تو وہ بھی دشمکیر سے اپنی پرانی عداوت نکالنے پر تل گیا فوج کے چند دستے لے کر روک ٹوک کے لئے میدان میں آیا۔ دشمکیر کے بقیہ ہمراہیوں میں سے اکثر نے حسن سے امن حاصل کر کے اپنی جان بچائی دشمکیر نے شکست کھا کر خرابیان کا راستہ لیا۔ انہیں واقعات سے حسن اور رکن الدولہ میں خط و کتابت کا سلسلہ جاری ہوا اور رکن الدولہ نے حسن کی بیٹی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے فخر الدولہ علی پیدا ہوا۔

امیر سعید نصر کی وفات: ماہ رجب ۳۳۰ھ میں امیر سعید نصر والی خراسان و ماوراء النہر بعارضہ سل بیمار ہوا۔ تیرہ مہینہ بیمار رہ کر ماہ شعبان میں اپنی حکومت کے تیس سال پورے کر کے راہ گزار عالم آخرت ہوا۔ حلیم، کریم اور عاقل تھا۔ مرض الموت میں اس نے نہایت سچائی سے اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کیا تھا۔

باب: ۷

امیر نوح بن امیر سعید نصر

ابوالفضل محمد بن احمد: امیر سعید کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ حلم و کرم میں یہ بھی اپنے باپ کا سچا جانشین تھا۔ اس کی امارت وحکومت کی لوگوں نے بیعت کی۔ امیر حمید کا لقب اختیار کیا۔ اس کے باپ کے مشہور و نامور سرداروں میں ابوالفضل محمد بن احمد حاکم قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔ ملک کا انتظام' گورنروں کا ردوبدل' عزل ونصب اس کی رائے سے ہوتا تھا۔

ابوالفضل بن حمویہ: مرحوم ابوسعید نصر نے اپنے بیٹے اسماعیل کو ابوالفضل بن حمویہ کی زیر نگرانی بخارا کی حکومت پر مامور کیا تھا' ابوالفضل ہی اسماعیل کے ممالک مقبوضہ کا انتظام کرتا تھا اسی وجہ سے اس سے اور نوح سے چشمک تھی۔ اتفاق سے اسماعیل اپنے باپ کی زندگی میں مرگیا امیر سعید نصر متمکن ہوا تو ابوالفضل نے بخارا سے نکل کر جیجوں عبور کیا اور آمد آ پہنچا' ابوعلی اس وقت نیشاپور میں تھا ابوالفضل اور ابوعلی میں دامادی کا رشتہ تھا۔ ابوالفضل نے اپنے حالات لکھے اور یہ لکھا کہ میں تمہارے پاس آنا چاہتا ہوں۔ ابوعلی نے اپنے پاس آنے سے روک دیا۔ اس کے بعد امیر نوح نے اپنے علم خاص سے امان نامہ لکھ کر ابوالفضل کے پاس بھیج دیا۔ جب وہ حاضر خدمت ہوا تو کمال عزت واحترام سے پیش آیا اور سمرقند کی سند حکومت عطا کی۔ ابوالفضل بن حمویہ وزیر السلطنت ابوالفضل محمد بن احمد حاکم سے موافقت نہ رکھتا تھا اور نہ اس کے احکام کا لحاظ کرتا تھا اس وجہ سے وزیر السلطنت اس سے کشیدہ رہا کرتا تھا۔ غرض کہ دونوں کے دلوں میں ایک دوسرے کی طرف سے کدروت اور رنجش بھری ہوئی تھی۔

عبداللہ بن اشکام کی سرکشی واطاعت: امیر نوح کی حکومت کے دوسرے سال عبداللہ بن اشکام نے خوارزم میں علم بغاوت بلند کیا۔ امیر نوح نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں مرتب کر کے بخارا سے ۳۳۲ھ میں مرو کی جانب کوچ کیا اور ایک فوج کو ابراہیم بن فارس کی ماتحتی میں بطور ہراول آگے بڑھنے کا حکم دیا' اتفاق سے ابراہیم کا اثناء راہ میں انتقال ہوگیا۔ عبداللہ بن اشکام امیر نوح کی روانگی کا حال سن کر گھبرا گیا' بادشاہ ترک کے دامن میں جا چھپا۔ بادشاہ ترک کا لڑکا بخارا میں قید تھا' امیر نوح نے بادشاہ ترک کو لکھ بھیجا کہ اگر تم عبداللہ بن اشکام کو میرے پاس بھیج دو تو میں اس کے معاوضہ میں تمہارے بیٹے کو قید سے رہا کردوں گا' بادشاہ ترک نے اس کا اقراری جواب دیا کسی ذریعہ سے اس کی خبر عبداللہ بن اشکام تک پہنچ گئی۔ بادشاہ ترک کے پاس سے بھاگ آیا اور امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوکر اطاعت قبول کرلی۔ امیر نوح نے اس کا قصور

معاف کر دیا اور اس کی عزت بڑھا دی۔

ابو علی اور رکن الدولہ کی جنگ: ان واقعات کے بعد امیر نوح نے مرو کی جانب کوچ کیا اور ابو علی نے عساکر خراسانیہ کے ساتھ رے کی طرف بڑھنے اور رکن الدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لینے کا حکم دیا۔ ابو علی نے اس حکم کی تعمیل میں رے کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں دشمکیر سے ملاقات ہو گئی۔ دشمکیر وفد ہو کر امیر نوح کی خدمت میں جا رہا تھا' ابو علی نے اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ امیر نوح کی خدمت میں دشمکیر کو روانہ کر دیا اور خود بسطام کی طرف بڑھا۔ بسطام پہنچ کر اس کے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی کچھ لوگ ابو علی سے مخاطب ہو کر منصور بن قراتکین کے ساتھ جو کہ امیر نوح کے بااثر سرداروں میں سے تھا جرجان کی طرف چل کھڑے ہوئے حسن بن فیرزان نے روکا جس سے یہ لوگ نیشا پور کی طرف لوٹے اور نیشا پور سے امیر نوح کے پاس مرو چلے گئے۔ ابو علی ان لوگوں کی علیحدگی کے بعد رے پہنچا اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا' رے سے چار پانچ کوس کے فاصلہ پر رکن الدولہ نے مورچہ قائم کیا' ابو علی کے لشکر میں ایک دستہ کردوں کا بھی تھا۔ ان لوگوں نے ابو علی کو دھوکا دیا اور عین جنگ کے وقت اس سے علیحدہ ہو کر امن حاصل کر کے رکن الدولہ کے پاس چلے گئے جس سے ابو علی کو شکست ہوئی' لوٹ کر نیشا پور آیا۔ پھر نیشا پور سے مرو میں امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا۔

ابو علی کا رے پر قبضہ: امیر نوح نے اسے تسلی دے کر تازہ دم فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' کثرتِ فوج سے خائف ہو کر رے چھوڑ دیا۔ ابو علی نے رے پر اور تمام صوبجات پر قبضہ کر لیا۔ گورنروں اور نوابوں کو صوبے کے انتظام پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ماہ رمضان ۳۳۳ھ کا ہے۔

ابو علی کی معزولی: اس کے بعد امیر نوح نے مرو سے نیشا پور کی طرف کوچ کیا اور نیشا پور پہنچ کر قیام اختیار کیا۔ ابو علی کے دشمنوں نے بازاریوں اور عوام الناس کو اشارہ کر دیا اور لوگ جوق در جوق امیر نوح کی خدمت میں آئے' ابو علی اور اس کے گورنروں کی بداخلاقی' ظلم اور زیادتیوں کی شکایت کی۔ امیر نوح نے نیشا پور کی حکومت پر ابراہیم بن سیمجور کو مامور کیا اور نیشا پور سے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور ابو علی میں کشیدگی: فتح رے کے بعد ابو علی کو یہ خیال پیدا ہوا کہ امیر نوح میرے ساتھ اس خدمت کے صلہ میں بحسن سلوک پیش آئے گا۔ مگر جب لگانے بجھانے والوں نے امیر نوح اور ابو علی میں ناچاقی پیدا کر دی اور امیر نوح نے اسے معزول کر دیا تو ابو علی نے اپنی معزولی سے رنجیدہ ہو کر رے آ کر قیام پذیر ہوا اور اپنے بھائی اور ابوالعباس فضل بن محمد کو بلاد جبال کی طرف روانہ کیا ہمدان کی عنانِ حکومت اس کے حوالے کی اور اپنی تمام فوج کی سپہ سالاری کا عہدہ دیا۔ چنانچہ فضل نے نہاوند اور دینور کا ارادہ کیا۔ اس طرف کے رؤساء اکراد نے اطاعت قبول کی امن کے خواستگار ہوئے۔ فضل نے ان علاقوں پر قبضہ حاصل کر لیا اور ان کی اطاعت قبول کرنے کی وجہ سے ان کی امانتیں واپس دے دیں۔

جس وقت دشمکیر بطورِ وفد امیر نوح کی خدمت میں بمقام مرو حاضر ہوا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور فتح جرجان کی غرض سے امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی کمک پر متعین کیا اور ابو علی کو دشمکیر کی موافقت اور مدد کرنے کے لئے لکھ بھیجا۔ دشمکیر نے ابو علی سے جب کہ وہ رے کے قبضہ سے فارغ ہو کر نیشا پور کی طرف آ رہا تھا ملاقات کی

ابوعلی نے امیر نوح کی تحریر کے مطابق اپنی تمام فوج جو اس وقت اس کی رکاب میں تھی، وشمکیر کے ساتھ روانہ کر دی، وشمکیر دل بادل لشکر لئے ہوئے جرجان آیا اور حسن بن فیرزان سے مصروف پیکار ہوا حسن کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اور وشمکیر نے جرجان پر امیر نوح بن سعید کی حکومت کی ماتحتی میں ماہ صفر ۳۳۳ھ میں قبضہ کر لیا۔

ابراہیم بن احمد: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا تھا۔ آپ کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ امیر نوح اس کے پہلے ابوعلی کو سپہ سالاری لشکر سے بھی معزول کر چکا تھا جس وقت ابوعلی نے مرو سے نیشا پور کی جانب کوچ کیا اور رے کے خیال سے سفر کی تیاری میں مصروف ہوا تو امیر نوح نے ایک شخص کو راہ روکنے کی غرض سے امیر لشکر مقرر کر کے روانہ کیا اس شخص نے لشکریوں سے بدخلقی کی بلاوجہ دفتر سے کسی کا نام کاٹ دیا کسی کی تنخواہ کم کر دی۔ کسی کا وظیفہ بڑھا دیا اور کسی کو بھرتی کر لیا۔ اس سے لشکریوں کو نفرت اور کشیدگی پیدا ہوئی۔ ایک دوسرے سے شکوہ و شکایت کرنے لگے اس سے امیر لشکر کو بھی خیال پیدا ہوا، اس وقت یہ فوج ہمدان میں تھی، تمام فوج نے جمع ہو کر رے جانے اور ابراہیم بن احمد برادر سعید کو امیر بنانے کی رائے قائم کی، ابراہیم بن احمد وہی شخص ہے جو امیر نوح کے مقابلہ سے شکست اٹھا کر موصل چلا گیا تھا جیسا کہ اوپر تحریر کیا گیا۔ ابوعلی کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکریوں کو اس فعل سے روکا، مگر لشکریوں نے ایک نہ سنی اُلٹے قید کرنے کی دھمکی دی اور ابراہیم بن احمد کو امیر بنانے اور بیعت امارت کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ ابراہیم ان لوگوں کے پاس ہمدان میں ماہ رمضان ۳۳۴ھ میں آیا۔ ابوعلی نے اس سے ملاقات کی اور تمام لشکریوں کے ساتھ ماہ شوال میں رے کی جانب کوچ کیا۔ جس وقت رے میں پہنچا کسی ذریعہ سے یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کے بھائی فضل نے امیر نوح کو ایک خط جو واقعات مذکورہ بالا پر مشتمل تھا روانہ کیا ابوعلی نے فوراً اپنے بھائی اور اس شخص کو جس نے لشکریوں کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے تھے گرفتار کر لیا۔ رے اور بلاد جبل پر اپنی طرف سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر کے نیشا پور کا راستہ اختیار کیا۔

سپہ سالار محمد بن احمد کا قتل: امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اس نے فوجیں مرتب کیں اور بخارا سے مرو کی جانب کوچ کیا چونکہ لشکریوں میں محمد بن احمد حاکم سپہ سالار افواج کی بداخلاقی کی وجہ سے شورش کا مادہ پیدا ہو گیا تھا اس وجہ سے ان لوگوں نے امیر نوح سے اس کی شکایت کی اور یہ ثابت کر دیا کہ اس کی وجہ سے ابوعلی کو حکومت کی مخالفت کا سودا ہوا ہے اس نے دولت و حکومت کے نظام کو درہم برہم کیا ہے۔ لشکریوں نے اس کے علاوہ یہ مطالبہ بھی کیا تھا کہ اگر محمد بن احمد حاکم سپہ سالار ہمارے حوالے نہ کیا جائے گا تو ہم بالاتفاق حکومت کی اطاعت سے علیحدہ ہو جائیں گے۔ امیر نوح نے اس شورش کو فرو کرنے کی غرض سے سپہ سالار مذکور کو لشکریوں کے حوالے کر دیا۔ چنانچہ لشکریوں نے ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ میں اسے قتل کر ڈالا۔

ابوعلی کا مرو پر قبضہ: اس اثناء میں ابوعلی نیشا پور پہنچا۔ اس وقت نیشا پور میں ابراہیم بن سمجور اور منصور بن قراتکین وغیرہما سپہ سالاران حکمرانی کر رہے تھے ابوعلی نے ان لوگوں سے ساز باز کرنے کی کوشش کی اور اپنی اس کوشش میں کامیاب ہو گیا۔ ماہ محرم ۳۳۵ھ میں نیشا پور میں داخل ہوا کچھ عرصہ بعد منصور بن قراتکین سے کسی معاملہ میں مشکوک ہو کر گرفتار کر لیا۔ اس کے بعد ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابراہیم بن احمد کے ساتھ نیشا پور سے مرو کی جانب روانہ ہوا، اثناء راہ سے ابوعلی کا بھائی فضل قید سے نکل کر قہستان کی طرف بھاگ گیا۔ الغرض جوں ہی ابوعلی وغیرہ مرو کے قریب پہنچے۔ امیر نوح کے لشکر میں

اختلاف پیدا ہو گیا۔ لشکر کا اکثر حصہ امیر نوح سے علیحدہ ہو کر ابو علی سے آملا۔ امیر نوح نے یہ رنگ دیکھ کر مرو سے بخارا کا راستہ لیا اور ابو علی نے مرو پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ماہ جمادی الاول ۳۳۵ھ کا ہے۔ قبضۂ مرو کے بعد ابو علی نے طغارستان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔

ابو علی کی شکست: امیر نوح نے بخارا پہنچ کر اپنی مالی اور فوجی حالت درست کی اور ایک جرار لشکر مرتب کر کے فضل بن محتاج برادر ابو علی کی افسری میں صغانیاں کی طرف ابو علی سے جنگ کے لئے روانہ کیا۔ صغانیان پہنچ کر اتفاق سے چند روز لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ سپہ سالاران لشکر کی ایک جماعت نے فضل[1] پر تہمت لگائی کہ یہ اپنے بھائی سے مل گیا ہے اور گرفتار کر کے بخارا امیر نوح کے پاس بھیج دیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو علی کو طغارستان میں پہنچی۔ ابو علی نے طغارستان سے صغانیاں کی جانب کوچ کیا۔ ربیع الاول ۳۳۷ھ تک دونوں فریقوں میں سخت اور خونریز لڑائی ہوتی رہی بالآخر امیر نوح کے لشکریوں نے ابو علی کو شکست دی۔ ابو علی شکست اٹھا کر صغانیان کی طرف لوٹا اور جب وہاں بھی اسے پناہ نہ ملی تو وہاں سے نکل کر اس کے قریب ہی شومان[2] میں آٹھہرا۔

ابو علی کی اطاعت: امیر نوح کی فوج نے صغانیاں میں داخل ہو کر اسے لوٹ لیا' ابو علی کا محل اور اس کے امراء کے مکانات ویران کر ڈالے گئے۔ پھر امیر نوح کے لشکر نے اس قدر کامیابی پر اکتفا نہ کر کے ابو علی کا تعاقب کیا۔ ابو علی اس وقت جنگ سے تنگ آ گیا تھا مگر مرتا کیا نہ کرتا بہ مجبوری ہر حکم ہر کہ بتنگ آید بہ جنگ آید لوٹ آنا پڑا اور نہایت سختی سے حکمت عملی سے انہیں ایسا گھیر لیا کہ رسد و غلہ کی آمد کا کیا ذکر ہے خط و کتابت کی راہ بھی مسدود ہو گئی تب لشکریان امیر نوح نے مصالحت کا پیام دیا۔ ابو علی نے یہ درخواست منظور کر لی اور اپنے بیٹے ابو المظفر عبداللہ کو نوح کی خدمت میں بطور رہن بھیج دیا۔ ماہ جمادی الآخر ۳۳۷ھ میں صلح نامہ کی تکمیل ہوئی فتنہ و فساد کا دروازہ بند ہو گیا۔

جس وقت ابو علی کا بیٹا ابو المظفر وارد بخارا ہوا۔ امیر نوح توقع سے زیادہ بہ اعزاز و عزت پیش آیا اپنے امراء کو اس کے استقبال کا حکم دیا اور جب وہ دوبارہ حاضر خدمت ہوا اسے خلعت دیا اور اپنے ہم نشینوں کے زمرہ میں داخل کر لیا۔

رکن الدولہ بن بویہ کی حکمت عملی: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ یہ وہ واقعات ہیں کہ جن کی مورخین خراسان نے روایت کی ہے' اہل عراق کہتے ہیں کہ جب ابو علی خراسانی لشکر لئے ہوئے رے کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بن بویہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ سے امداد طلب کی' عماد الدولہ نے لکھ بھیجا کہ تم رے کو چھوڑ کر میرے پاس چلے آؤ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ ابو علی رے پر قابض ہو جائے گا تم اس کی پرواہ نہ کرو۔ چنانچہ رکن الدولہ نے ایسا ہی کیا اور ابو علی نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد عماد الدولہ نے خفیہ طور سے امیر نوح کو لکھ بھیجا کہ میں ابو علی سے ایک لاکھ دینار سالانہ رے کا خراج دینے پر تیار ہوں اور

---

[1] فضل اپنے بھائی ابو علی کی قید سے نکل کر قہستان بھاگ گیا تھا وہاں پہنچ کر ایک گروہ جمع کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا اس وقت نیشاپور میں ابو علی کی طرف سے محمد بن عبدالرزاق حکومت کر رہا تھا۔ فضل کی آمد کی خبر پا کر محمد بن عبدالرزاق مقابلہ پر آیا اور پہلے ہی حملہ میں فضل کو شکست دی فضل شکست کھا کر بخارا پہنچا امیر نوح نے بکمال عزت و احترام اپنے پاس ٹھہرایا اور کچھ عرصہ بعد ایک بڑے لشکر کے ساتھ صغانیاں کی طرف روانہ کیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۱ مطبوعہ مصر۔

[2] شومان ایک قریہ کا نام ہے جو صغانیاں سے چوبیس کوس کے فاصلہ پر ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۱۸۲۔

سال بھر کا خراج بمد پیشگی ادا کرتا ہوں۔ امیر نوح نے عماد الدولہ کی جب یہ درخواست منظور کرلی تو عماد الدولہ امیر نوح کو ابو علی کی طرف سے بدظن کرنے لگا وقتاً فوقتاً اس کی بغاوت سے ڈراتا اور گاہے گاہے اسے ابوعلی کے گرفتار کر لینے کی ترغیب دیتا تھا بالآخر امیر نوح اس امر پر تیار ہو گیا اور اپنا ایک قاصد رکن الدولہ کے پاس رے کا پیشگی خراج لینے اور ضمانت لکھوانے کے لئے روانہ کیا۔ رکن الدولہ نے ان واقعات سے سے ابوعلی کو مطلع کر دیا۔

ابوعلی اس وقت ہمدان میں تھا ادھر ابوعلی یہ خبر پا کر ہمدان سے خراسان کی جانب لوٹا۔ رکن الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا اس سے خراسان میں ایک بڑا طوفان آ گیا' ادھر رکن الدولہ نے امیر نوح کے قاصد کو یہ کہہ کر لوٹا دیا کہ اثناء راہ میں ابوعلی پڑتا ہے مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں وہ لوٹ نہ لے اس وجہ سے میں رے کا خراج نہیں بھیجتا اور در پردہ ابوعلی کو کہلا بھیجا کہ تم مخالفت کا اعلان کر دو میں تمہاری مدد کروں گا۔ امیر نوح اور ابوعلی رکن الدولہ کے فریب میں آ گئے۔ نیشاپور میں ایک دوسرے سے گتھ گئے' امیر نوح کو شکست ہوئی ابوعلی نے بخارا پر قبضہ کر لیا اس کے بعد حکمت عملی سے ابوعلی اور ابراہیم میں نا چاقی پیدا کرادی' نتیجہ یہ ہوا کہ دونوں میں علیحدگی ہو گئی۔ اس وقت رکن الدولہ کو پھر موقع مل گیا۔ امیر نوح کو ابھار کر اس کے چچا ابراہیم سے لڑا دیا اور ابراہیم گرفتار کر لیا گیا۔ امیر نوح نے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اس کے خاندان کے ایک گروہ کو بھی یہی سزا دی۔ واللہ اعلم۔

محمد بن عبدالرزاق کی بغاوت: محمد بن عبدالرزاق طوس اور اس کے صوبوں کا گورنر تھا جس وقت ابوعلی نے نیشاپور سے امیر نوح کے خلاف فوج کشی کی تھی اس وقت ابوعلی نے محمد بن عبدالرزاق کو نیشاپور کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔ جب امیر نوح کے قدم حکومت پر جم گئے تو محمد بن عبدالرزاق نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ اتفاقاً اسی زمانہ میں وشمگیر جرجان سے حسن بن فیرزان سے شکست کھا کر امیر نوح کی خدمت میں آ پہنچا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے منصور کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر نیشاپور روانہ کیا اور یہ ہدایت کی کہ حتی الامکان عبدالرزاق کے معاملہ میں عجلت سے کام لیا جائے۔ محمد ابن عبدالرزاق نے یہ خبر پا کر ۳۳۶ھ میں نیشاپور چھوڑ کر استر آباد کا راستہ لیا منصور نے اس کے تعاقب میں قدم بڑھایا۔

محمد بن عبدالرزاق کی اطاعت: محمد بن عبدالرزاق نے جرجان پہنچ کر رکن الدولہ بن بویہ سے امن حاصل کیا اور رے چلا گیا۔ منصور بن قراتکین نے طوس کی جانب کوچ کیا۔ قلعہ شمیلان بن رافع بن عبدالرزاق پر محاصرہ ڈالا۔ رافع کے بعض ہمراہیوں نے منصور سے سازش کر لی اور اس سے امن کے خواستگار ہوئے جس سے رافع کی کمر ٹوٹ گئی۔ شمیلان چھوڑ کر قلعہ ارک چلا گیا۔ منصور نے شمیلان پر اور اس کے تمام مال واسباب اور خزانوں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد منصور نے قلعہ ارک کا رخ کیا اور اسکا بھی محاصرہ کر لیا' احمد بن عبدالرزاق نے اپنے چچازاد بھائیوں اور اہل وعیال کے لئے منصور سے امن حاصل کر لیا باقی رہا رافع وہ اپنے چند مصاحبوں کے ساتھ قلعہ چھوڑ کر پہاڑیوں میں چلا گیا۔ منصور نے قلعہ کے تمام مال و اسباب پر قبضہ کر لیا۔ محمد بن عبدالرزاق کے اہل وعیال اور اس کے مال کو بخارا روانہ کر دیا۔ بخارا میں پہنچ کر یہ لوگ قید کر دیئے گئے۔ آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ عبدالرزاق جرجان سے رے چلا گیا تھا جس وقت عبدالرزاق رے پہنچا رکن الدولہ نے انعامات دیئے۔ وظیفہ مقرر کر دیا اور مرزبان سے جنگ کرنے کے لئے آذربائیجان کی طرف جانے کا حکم دیا جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ: جس وقت خراسان میں بدنظمی کا سلسلہ شروع ہوا اور اضطرابی کیفیت پیدا ہوئی۔ رکن الدولہ بن بویہ اور حسن بن فیرزان نے جمع ہو کر دشمکیر کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ چنانچہ ان لوگوں نے دشمکیر کو شکست دی اور رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد طبرستان سے نکل کر جرجان جا پہنچا اور اس پر بھی قابض ہو گیا حسن بن فیرزان نے نظم ونسق کی غرض سے جرجان میں قیام اختیار کیا۔ دشمکیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا۔

منصور بن قراتکین کی جرجان پر فوج کشی: دشمکیر اس سے دل برداشتہ ہو کر خراسان چلا گیا' والیٔ خراسان سے امداد کی درخواست کی چنانچہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان مرتب کر کے دشمکیر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے جرجان کی طرف بڑھا اس وقت جرجان میں حسن بن فیرزان موجود تھا۔ چونکہ منصور کا دل دشمکیر سے صاف نہ تھا اس وجہ سے منصور نے حسن سے جنگ چھیڑنے میں حیلہ وحوالہ سے کام لیا۔ نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور اس کے بیٹے کو ضمانت کے طور پر اپنے پاس بلا لیا۔ اس واقعہ کے بعد منصور کو امیر نوح کی ایک ایسی[1] خبر گوش گزار ہوئی جس سے منصور کو بے حد صدمہ اور رنج ہوا حسن کے بیٹے کو اس کے پاس واپس کر دیا اور خود نیشاپور لوٹ گیا۔ باقی رہ گیا دشمکیر وہ جرجان میں ٹھہرا رہا۔

سبکتگین کا ہمدان پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں منصور بن قراتکین امیر نوح سامانی کے حکم سے رے کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ رکن الدولہ بن بویہ ان دنوں اطراف فارس میں تھا اس وجہ سے منصور بلا مقابلہ رے اور تمام بلاد حیلہ پر قرمسین تک قابض ہو گیا۔ سبکتگین ان حالات سے متاثر ہو کر منصور کی روک تھام کے لئے نکلا۔ خراسانی لشکر سے مقابلہ ہوا۔ اس وقت یہ غارت گری میں مصروف تھا۔ سبکتگین نے ان کے سردار بجکم خمارتکین کو گرفتار کر کے بغداد بھیج دیا۔ باقی ماندہ لشکر خراسان سے ہمدان میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ سبکتگین نے بھی تعاقب کیا۔ خراسانی لشکر نے ہمدان کو بھی چھوڑ دیا۔ سبکتگین نے قبضہ کر لیا۔ اس اثناء میں رکن الدولہ بھی آ پہنچا اور اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن الحمید سے مشورہ کیا وزیر السلطنت نے رائے دی کہ استقلال کے ساتھ معرکہ آرائی کی جائے اس کے بعد خراسانی لشکر رسد وغلہ کے بند ہونے کی وجہ سے رے کی طرف بھاگا' حالانکہ رسد وغلہ کی کمی میں دونوں حریف برابر تھے فرق اس قدر تھا کہ دیلمی اس وجہ سے کہ بدویت سے زیادہ قریب تھے بھوک پیاس کی تکلیف برداشت کر سکے اور خراسانی لشکر بھاگ نکلا۔ رکن الدولہ نے کامیابی کے ساتھ لشکر خراسان کے کیمپ پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کا امارت خراسان پر تقرر: اصفہان سے واپسی کے بعد منصور بن قراتکین سپہ سالار عساکر خراسانیہ نے رے میں ماہ ربیع الاول ۳۴۰ھ میں وفات پائی۔ اسفیجاج میں اپنے والد کے پاس مدفون ہوا۔ امیر نوح نے لشکر خراسان اور اس کی حکومت پر ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا اور نیشاپور لوٹ جانے کی ہدایت کی۔

چونکہ منصور بن قراتکین لشکر خراسان کے ہاتھوں تنگ آ گیا تھا اس وجہ سے آئے دن گورنری خراسان سے استعفاء دیا کرتا تھا اور امیر نوح ہمیشہ ابوعلی کو گورنری خراسان پر بھیجنے کا وعدہ کرتا تھا۔ جب منصور نے وفات پائی تو امیر نوح نے خلعت

---

[1] چونکہ امیر نوح نے خمکین کی لڑکی سے جو کہ منصور کا غلام تھا اپنا عقد کر لیا اس وجہ سے منصور کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی کیونکہ امیر نوح نے منصور بن قراتکین کی بیٹی کا عقد اپنے آزاد غلام خمکین نامی سے کر دیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۱۸۸ مطبوع مصر۔

اور لواء ابوعلی کے پاس روانہ کیا اور خراسان جانے کا حکم دیا اور رے کو بطور جاگیر مرحمت فرمایا۔ چنانچہ ابوعلی ماہ رمضان ۳۴۰ھ میں صغانیاں سے روانہ ہوا اور اپنی جگہ اپنے بیٹے ابومنصور کو قائم مقام مقرر کر گیا اور کوچ و قیام کرتا ہوا مرو پہنچا اور وہیں خوارزم کے معاملات ختم ہونے تک ٹھہرا رہا۔ پھر وہاں سے نیشاپور گیا اور قیام اختیار کیا۔

قلعہ طبرک کا محاصرہ: ۳۴۲ھ میں وشمگیر نے امیر نوح سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امداد کی درخواست کی امیر نوح نے ابوعلی بن محتاج کو مع خراسانی افواج کے وشمگیر کے ساتھ رے جانے کے لئے لکھا۔ اس حکم کے مطابق ماہ ربیع الاول سنہ مذکور میں ابوعلی لشکر خراسان لئے ہوئے رے کی جانب رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ رکن الدولہ نے کثرتِ فوج سے خائف ہو کر مقابلہ نہ کیا قلعہ طبرک میں جا کر قلعہ بندی کر لی۔ ابوعلی کئی مہینے محاصرہ ڈالے ہوئے لڑتا رہا۔ جب وہ اپنی کامیابی کے خیال سے ناامید ہو گیا اور سردی کی شدت سے بہت سے چوپائے ہلاک ہو گئے تو مجبوراً صلح کی طرف مائل ہوا۔ محمد بن عبدالرزاق نے دونوں میں دوڑ دھوپ کر کے مصالحت کرادی دو ہزار سالانہ خراج رکن الدولہ نے دینا قبول کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی ابوعلی لوٹ کر خراسان آیا وشمگیر کو یہ امر ناگوار گزرا۔ امیر نوح کو لکھنا شروع کیا کہ ابوعلی نے جنگ میں تاخیر کی اور رکن الدولہ سے سازش کر لی۔ مصالحت اور ابوعلی کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے وشمگیر کی طرف رخ کیا۔ وشمگیر شکست اٹھا کر اسفرائین چلا گیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوعلی کی معزولی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ وشمگیر نے امیر نوح کو ابوعلی کی جانب سے ابھارنا شروع کر دیا تھا۔ رفتہ رفتہ اس کے لگانے بجھانے کا یہ اثر پیدا ہوا کہ امیر نوح نے ۳۴۲ھ میں ابوعلی کو حکومت خراسان سے معزولی کا فرمان لکھ بھیجا اور دوسرے سپہ سالاروں کو بھی اس کی اطلاعی یادداشت روانہ کی اور اس کی جگہ گورنری اور سپہ سالاری پر ابوسعید بکر بن فرغانی کو مامور کیا۔ ابوعلی نے معذرت کی مگر پزیرائی نہ ہوئی نیشاپور کے رؤساء اور اراکین شہر نے ابوعلی کی بحالی و برقراری کی درخواستیں دیں جنہیں منظوری کا درجہ عنایت نہ ہوا ابوعلی کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی علم بغاوت بلند کر کے نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھنے لگا امیر نوح کو اس کی خبر لگی تو اس نے وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو لکھ بھیجا کہ تم دونوں متفق ہو کر ایک دوسرے کے معاون بن کر رکن الدولہ کے مقابلہ پر جاؤ اور جہاں کہیں اس کے امراء اور سرداروں کو پاؤ بے تامل لڑائی چھیڑ دو۔ وشمگیر اور حسن نے اس حکم کی نہایت مستعدی سے تعمیل شروع کی۔ ابوعلی کو خطرہ پیدا ہوا۔ اب وہ نہ تو صغانیاں کی طرف لوٹ سکتا تھا اور نہ ان دونوں کی وجہ سے خراسان میں ٹھہر سکتا تھا' چاروناچار رکن الدولہ کی طرف مائل ہوا اور اس سے حاضری کی اجازت چاہی' رکن الدولہ نے حاضری کی اجازت دے دی' ابوعلی ۳۴۳ھ میں رے چلا گیا۔ رکن الدولہ بڑی آؤ بھگت سے ملا اور اپنے پاس ٹھہرایا ابوعلی کی روانگی کے بعد ابوسعید بکر نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔

امیر نوح کی وفات: امیر نوح ملقب بہ حمید نے بارہ برس حکومت کر کے ماہ ربیع الآخر ۳۴۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

عبدالملک بن امیر نوح: اس کے مرنے پر اس کا بیٹا عبدالملک تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوسعید بکر بن مالک فرغانی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ جب اندرونی اصلاح اور انتظام مملکت سے اطمینان حاصل ہو گیا تو عبدالملک نے ابو سعید بکر کو خراسان جانے کا حکم دیا۔ خراسان میں اس سے اور ابوعلی سے جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

محمد بن ماکان اور ابن عمید کی جنگ: پھر ۳۴۲ھ میں خراسان کے لشکر نے رے کی طرف قدم بڑھایا ان دنوں رے میں رکن الدولہ بن بویہ جرجان سے آ کر ٹھہرا ہوا تھا۔ رکن الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بھائی معز الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ معز الدولہ نے دارالخلافت بغداد سے ایک فوج اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) سبکتگین کی افسری میں روانہ کی' ابو سعید نے خراسان سے ایک دوسرا لشکر محمد بن ماکان کی ماتحتی میں قریب ترین راستہ سے اصفہان کی طرف بھیجا۔ اصفہان میں اس وقت ابو منصور علی بن بویہ رکن الدولہ موجود تھا لشکر خراسانی کی آمد کی خبر سن کر اپنے باپ کے حرم اور خزانے لے کر نکل کھڑا ہوا اور خالنجان میں جا کر دم لیا' محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر کے ابو منصور کا تعاقب کیا ابو منصور تو ہاتھ نہ آیا خزانہ سامنے پڑ گیا فوراً قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ کچھ دور چل کر ابو منصور کو بھی جا گھیرا' اتفاق سے اس وقت ابو الفضل بن عمید (رکن الدولہ کا وزیر السلطنت) آ پہنچا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے محمد بن ماکان کے مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی ابن عمید کے اکثر ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے مگر ابن عمید نے میدان جنگ سے منہ نہ موڑا لڑتا رہا۔ محمد بن ماکان کا لشکر فتحیابی کے جوش و مسرت میں لڑائی چھوڑ کر لوٹ کھسوٹ میں مصروف ہو گیا۔

محمد بن ماکان کی گرفتاری: اس اثناء میں ابن عمید کے پاس تھوڑے آدمی جمع ہو گئے ابن عمید نے ان لوگوں سے مر جانے پر عہد لے کر محمد بن ماکان کے لشکر پر حملہ کیا محمد بن ماکان کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی محمد بن ماکان گرفتار کر لیا گیا۔ ابن عمید کامیابی کا جھنڈا اڑاتے ہوئے اصفہان کی طرف آیا اور اس پر قابض ہو گیا۔ رکن الدولہ کی حرم اور اولاد اصفہان میں جس مقام پر رہتی تھی وہیں ٹھہرا لی گئی۔

رکن الدولہ اور بکر بن مالک کے مابین مصالحت: ان واقعات کے بعد رکن الدولہ نے بکر بن مالک سپہ سالار لشکر خراسان کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور سالانہ مقررہ خراج ادا کرنے پر مصالحت کر لی' رے اور بلادِ جبل پر مصالحت کی رو سے قابض ہو گیا۔ اس کے بعد دارالخلافت بغداد سے اس کے بھائی نے خلعت اور خراسان کی گورنری کا جھنڈا روانہ کیا جو ماہ ذی الحجہ ۳۴۳ھ میں خراسان پہنچا۔

ابو الحرث منصور بن نوح: امیر عبدالملک اپنی حکومت کے ساتویں سال گیارہ شوال ۳۵۰ھ میں رہ گزار عالم بقا ہوا۔ اس کے بعد اس کے بھائی ابو الحرث منصور بن نوح نے تخت حکومت پر قدم رکھا اس کے شروع زمانہ میں رکن الدولہ نے طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا۔ وشمکیر یہاں سے نکل کر بلاد جبل چلا گیا۔

منصور کی خراسان پر فوج کشی: ۳۵۰ھ میں ابو علی بن الیاس والی کرمان وفد ہو کر امیر ابو الحرث منصور کی خدمت میں آیا اور بنو بویہ کے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی' رے کی سرسبزی اور شادابی کا ذکر کر کے اس پر قبضہ کرنے کی ترغیب دی امیر منصور نے وشمکیر اور حسین بن فیرزان کو رے کے ارادے سے مطلع کیا اور تیاری کا حکم دیا۔ اس کے بعد ایک فوج مرتب کر کے ابو الحسن بن محمد بن سیمجور دوانی سپہ سالار افواج خراسان کی ماتحتی میں رے کی جانب روانہ کیا اور اسے یہ ہدایت کی کہ تمام کام وشمکیر کی رائے سے کرنا اور اسی کو میدان جنگ کا سپہ سالار اور امیر لشکر بنانا۔

وشمکیر کی وفات: رفتہ رفتہ یہ خبر رکن الدولہ تک پہنچی۔ گھبرا گیا۔ اپنے اہل و عیال اور لڑکوں کو اصفہان بھیج دیا اپنے بیٹے

عضد الدولہ کو فارس سے امدادی فوج بھیجنے کے لئے لکھا اور بغداد میں اپنے بھتیجے عز الدولہ بن بختیار کو لکھا کہ جہاں تک ممکن ہو کمک روانہ کرو چنانچہ عضد الدولہ نے ایک فوج اپنے باپ کی کمک پر براہ خراسان یہ ظاہر کر کے روانہ کی کہ خراسان اس وقت اپنے حامیوں سے خالی ہے' اہل خراسان اسے خبر سے متوحش ہو کر باہر نکلے اور خراسان چھوڑ کر دامغان میں جا کر دم لیا' رکن الدولہ یہ خبر پا کر اپنے لشکر کے ساتھ رَے سے نکل کر ان کی طرف بڑھا اسی اثناء میں دشمکیر ایک روز سوار ہو کر شکار کھیلنے کے لئے نکلا اتفاق سے ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا۔ دشمکیر نے اس پر تیر مارا نشانہ خالی گیا سؤر نے حملہ کر کے دشمکیر کے گھوڑے کو زخمی کر دیا دشمکیر زمین پر آ رہا۔ سؤر نے لپک کر دشمکیر پر بھی دانت مارا اور اسے اس قدر زخمی کیا کہ وہیں مر گیا۔ یہ واقعہ ماہ محرم ۳۵۷ھ کا ہے۔ دشمکیر کے مرتے ہی رکن الدولہ کو اطمینان حاصل ہو گیا۔ جو لوگ اس کی ایذا کے درپے تھے اپنا سا منہ لے کر دم بخود رہ گئے۔ بیستون بن دشمکیر اپنے باپ کی جگہ حکمران ہوا۔ اس نے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کر کے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی۔ چنانچہ رکن الدولہ نے اسے مالی اور فوجی مدد دی۔

ابو علی بن الیاس: ابو علی بن الیاس نے حکومت بنو سامان کی ماتحتی میں صوبہ کرمان پر قبضہ کیا تھا اور اس کی حکومت و سلطنت کو ایک گونہ استحکام حاصل ہو گیا تھا پھر یہ بعارضہ فالج مبتلا ہو کر مدتوں اس میں گرفتار رہا۔ اس کے تین بیٹے تھے' الیسع' الیاس اور سلیمان۔ جب ابو علی کو اپنی زندگی کی امید نہ رہی تو اس نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے یہ فیصلہ دیا کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک الیسع ہو اور الیسع کے بعد الیاس کو حکومت دی جائے۔ سلیمان کو اس وجہ سے اس سے اور الیسع سے عداوت کی تھی حکم دیا بلاد صغد میں جا کر مقیم ہو اور وہاں کے مال و اسباب پر قبضہ کر لے۔ سلیمان اس حکم کے مطابق بلادِ صغد کی طرف روانہ ہوا اور سیر جان پہنچ کر قبضہ کر لیا جب ابو علی کو اس کی خبر لگی تو اس نے اپنے دوسرے بیٹے الیسع کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا اور یہ حکم دیا کہ سلیمان کو لڑ کے ملک بدر کر دو اور اگر اسے بلادِ صغد کے قبضہ کی خواہش ہو تو اسے اس سے بھی روک دو۔

الیسع کا سیر جان پر قبضہ: الیسع کوچ و قیام کرتا ہوا سلیمان تک پہنچ گیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ سلیمان تنگ ہو کر حکمت عملی سے اپنا مال و اسباب حصار سے نکال کر خراسان چلا گیا اور الیسع نے سیر جان پر قبضہ کر لیا۔

سلیمان بن ابو علی: ان واقعات کے بعد ابو علی[1] بخارا چلا گیا۔ اس وقت اس کا بیٹا سلیمان بھی وہیں موجود تھا امیر ابو الحرث بعزت و احترام پیش آیا اور اپنے مقربین بارگاہ میں داخل کر لیا ابو علی نے امیر ابو الحرث کو رے پر فوج کشی کرنے کی ترغیب دی'

---

[1] ابو علی کے بخارا جانے کی کیفیت کو ابن اثیر نے اس طرح بیان کیا ہے کہ سیر جان پر الیسع کے قابض ہونے کے بعد اہل شہر نے خائف ہو کر ابو علی سے الیسع کی شکایت کی ابو علی نے بلا تحقیق الیسع کو گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا الیسع کی والدہ الیاس کی ماں کے پاس گئی اور اس سے کہا کہ دیکھو ہمارے شوہر نے جو کچھ لڑکے کے حق میں کیا تھا اسے توڑ دیا اس کے بعد تمہارے لڑکے الیاس کے ساتھ یہی واقعہ پیش آئے گا نتیجہ کیا ہو گا کہ ملک و حکومت آل الیاس سے نکل جائے گی۔ مناسب یہ ہے کہ تم میرے لڑکے الیسع کی رہائی میں میرا ہاتھ بٹاؤ۔ الیاس کی ماں اس پر راضی ہو گئی ابو علی کو کسی وقت غش آ جاتا تھا اور دیر تک اس میں مبتلا رہتا تھا۔ دونوں عورتوں نے ابو علی کی غشی کے وقت متفق ہو کر الیسع کو رہا کر دیا الیسع قید سے رہا ہو کر لشکر گاہ میں پہنچا۔ لشکریوں نے کمال خوشی سے خیر مقدم کیا اور مطیع ہو گئے۔ جن لوگوں نے لگایا بجھایا تھا وہ بھاگ گئے اور بعض گرفتار کر لئے گئے الیسع نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا جب ابو علی کو غش سے افاقہ ہوا تو وہ اپنے کو محاصرہ میں دیکھ کر اپنے بیٹے الیسع سے امان کا خواستگار ہوا الیسع نے قلعہ اور تمام صوبہ کرمان کو اپنے باپ ابو علی کو امن دے دیا ابو علی بہت سا مال و اسباب لے کر بخارا چلا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ۲۳۰ جلد ۸۔

چنانچہ امیر ابوالحرث نے فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ کیں جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور ابوعلی اس کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ ۳۵۶ھ میں مر گیا۔ کما تزکرہ فی اخبارہ۔

سلیمان بن ابوعلی اور کورکین کی جنگ: کچھ روز بعد الیسع بھی چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ اس کے بعد سلیمان نے امیر ابوالحرث منصور کو کرمان کے قبضہ پر ابھارا اور اس کی سرسبزی و شادابی کا ذکر کرتے ہوئے یہ ظاہر کیا کہ اہل کرمان آپ کے مطیع ہیں آپ کے پہنچنے کی دیر ہے پہنچے نہیں کہ ان لوگوں نے اطاعت کی نہیں' امیر ابوالحرث نے ایک فوج سلیمان کے ہمراہ کرمان کی طرف روانہ کی جونہی سلیمان کرمان کے قریب پہنچا قمص اور لویص کے اطراف و جوانب کے رہنے والے اور ان لوگوں نے جو کہ عضد الدولہ کے خلاف تھے اطاعت قبول کی اس سے سلیمان کے قدم حکومت پر جم گئے۔ کوکین گورنر کرمان جو کہ عضد الدولہ کی طرف سے کرمان میں رہتا تھا یہ خبر پا کر روک تھام کے لئے نکلا۔ سلیمان سے اور اس سے معرکہ آرائی ہوئی۔ سلیمان کے ہمراہی سلیمان کو تنہا چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے جس سے سلیمان کو شکست ہوئی۔ اس کے ساتھ اس کے دو بھتیجے بکر و حسین پسران الیسع اور بہت سے سرداران لشکر کام آ گئے اور کرمان پر دیلم کا قبضہ ہو گیا۔

منصور اور بنو بویہ میں مصالحت: ان واقعات کے ختم ہونے پر امیر ابوالحرث منصور بن نوح والی خراسان و ماوراء النہر اور رکن الدولہ میں مصالحت ہو گئی اس نے اپنی بیٹی کا عقد اس سے کر دیا' بے انتہا ہدایا اور تحائف دیے کہ جس کی نظیر نہیں ہو سکتی۔ دونوں امیروں کے صلح نامہ پر سرداران خراسان فارس اور عراق نے اپنے اپنے دستخط کئے۔ اس صلح نامہ کی تکمیل ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیجور سپہ سالار افواج خراسان نے کرائی تھی' جو امیر ابوالحرث منصور کی طرف سے سالار تھا یہ واقعہ ۳۶۱ھ کا ہے۔

نوح بن منصور کی امارت: ۳۶۶ھ کے نصف میں امیر ابوالحرث منصور نے بخارا میں وفات پائی۔ اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوالقاسم نوح ایک نوعمر لڑکا تھا سن بلوغ کو نہیں پہنچا تھا' قلمدان وزارت ابوالحسن عتبی کے سپرد کیا گیا عہدہ حجابت سے ابوالعباس (ابوالحسن کا آزاد غلام) ممتاز ہوا۔

طاہر بن خلف: ہم اوپر خلف بن احمد لیثی والی سجستان کے حالات بیان کر چکے ہیں کہ اس نے امیر منصور بن فرح سے اپنے عزیز قریب طاہر بن خلف بن احمد بن حسین کے مقابلہ میں جس نے ۳۵۴ھ میں اس سے بغاوت کی تھی امداد طلب کی تھی چنانچہ امیر منصور نے خلف بن احمد کو فوجی امداد دی اور اسے اس کی حکومت کی کرسی پر دوبارہ متمکن کیا۔ اس کے بعد جب کہ امیر منصور کے لشکر کو خلف نے رخصت کر دیا طاہر نے پھر بغاوت کر دی۔ خلف نے امیر منصور سے پھر امداد طلب کی' امیر منصور نے امداد دی اس اثناء میں طاہر انتقال کر گیا' اس کا بیٹا حسین امارت کی کرسی پر متمکن ہوا' خلف نے اس کا محاصرہ کر لیا نہایت خوشی سے محاصرہ قائم رکھا۔ بالآخر حسین سجستان کو خیر باد کہہ کر امیر سعید نوح بن منصور کے پاس چلا گیا اور خلف حکومت امیر نوح کی ماتحتی میں سجستان میں حکومت کرنے لگا اور خراج سالانہ مقرر دار الامارت بھیجنا شروع کیا۔

قلعہ ارک کا محاصرہ: چند دن بعد شاہی اطاعت و فرماں برداری میں کوتاہی کرنے لگا' احکام شاہی کی تعمیل میں اعراض و چشم پوشی سے کام لینے لگا۔ تب حسین بن طاہر عساکر خراسان کا لشکر لے کر خلف بن احمد کی سرکوبی کے لئے آیا اور قلعہ ارک

میں محاصرہ ڈالا ایک بڑی مدت تک محاصرہ ڈالے رہا وزیر السلطنت ابوالحسن نے سپہ سالاروں کی ایک جماعت کو جس میں حسن بن مالک اور کناش وغیرہ جیسے سپہ سالار تھے کمک پر بھیجا۔ سات برس تک محاصرہ کا سلسلہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ رسد وغلہ اور فوج کا خاتمہ ہو گیا۔

ابن سیمجور کی معزولی: ابن سیمجور ان دنوں خراسان میں تھا چونکہ اس کا زمانہ حکومت بھی طویل ہو گیا تھا اس وجہ سے سلطان کی اطاعت خاطر خواہ نہ کرتا تھا اور خلف بن احمد اس کا دوست و مشیر تھا اس بناء پر اس پر بھی شاہی عتاب ہوا اور حکومت خراسان سے معزول کر دیا گیا اس کی جگہ ابوالعباس تاش کو حکمرانی کی سند عطا ہوئی ابن سیمجور معذرت کا عریضہ لکھ کر قہستان چلا گیا اور بہ انتظار جواب وہیں ٹھہرا رہا کچھ عرصہ بعد سجستان جانے کی بابت امیر نوح کا فرمان صادر ہوا چنانچہ ابن سیمجور نے سجستان کا رخ کیا اور وہاں پہنچ کر خلف بن احمد کو حسین بن طاہر کے محاصرہ سے نکل جانے کا موقع دیا۔ خلف قلعہ طاق میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور ابن سیمجور کچھ دن بعد امیر نوح کے خوش کرنے کو وہاں قیام پزیر رہا۔ پھر وہاں سے واپس آیا۔

ابوالعباس تاش کی گورنری: جس وقت امیر نوح نے ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری و حکومت خراسان پر مامور کیا اور ابوالعباس تاش ۳۷۱ھ میں وارد خراسان ہوا تو فخر الدولہ بن رکن الدولہ اور شمس المعالی قابوس بن وشمگیر سے ملاقات ہوئی یہ لوگ جرجان سے آئے ہوئے تھے ان دونوں کی سرگزشت یہ ہے کہ جس وقت عضد الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ کے مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور شکست دے دی تب فخر الدولہ شمس المعالی قابوس کے پاس جا کے پناہ گزین ہوا۔ عضد الدولہ نے شمس المعالی کو کے پاس فخر الدولہ کے واپس بھیجنے کا لکھا اور لالچ بھی دیا اور دھمکی بھی دی قابوس نے انکاری جواب دیا۔ عضد الدولہ نے طیش میں آ کر فخر الدولہ کی گرفتاری پر اپنے بھائی موید الدولہ کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا قابوس مقابلہ پر آیا لیکن شکست اٹھا کر بھاگا اپنے کسی قلعہ میں جا کر پناہ گزین ہوا اور جب اس میں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو اپنا مال و اسباب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ فخر الدولہ بھی میدانِ جنگ سے اپنی جان بچا کر آ پہنچا' دونوں ابوالعباس سے ملے اور اپنی سرگزشت بیان کی۔ ابوالعباس نے ان کی بے حد عزت و توقیر و احترام سے ٹھہرایا چنانچہ ان دونوں نے ابوالعباس کے پاس قیام اختیار کیا اور موید الدولہ نے جرجان اور طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

ابوالعباس کا محاصرہ جرجان: جب قابوس بن وشمگیر اور فخر الدولہ بن رکن الدولہ ابوالعباس تاش کے پاس آ کر پناہ گزین ہوئے اور جرجان و طبرستان کو موید الدولہ سے واپس لینے کی درخواست کی ابوالعباس تاش نے امیر نوح کی خدمت میں اجازت حاصل کرنے کی غرض سے ایک عرض داشت بخارا روانہ کی چنانچہ امیر نوح نے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ جانے اور ان کا ملک واپس دلانے کا حکم دیا۔ ابوالعباس تاش نے فوجیں آراستہ کر کے ان دونوں مظلوموں کے ساتھ موید الدولہ سے بدلہ لینے کے لئے کوچ کیا۔ سفر و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا اور محاصرہ ڈال دیا۔ دو ماہ تک نہایت سختی سے محاصرہ ڈالے رہا موید الدولہ نے فائق نامی ایک خراسانی سپہ سالار کو ملا لیا۔ صف آرائی سے اس نے حسب وعدہ اپنا مورچہ کو چھوڑ دیا اور شکست اٹھا کر بھاگا۔ موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر حملہ کیا جس سے خراسانی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور شکست کھا کر نیشاپور چلی آئی۔

ابوالحسن عتبی کا قتل: ابوالعباس تاش نے اس شکست کی اطلاع امیر نوح کو بخارا میں دی امیر نوح نے تسلی دہ فرمان بھیجا اور اپنے تمام ممالک مقبوضہ میں فراہمی فوج کا ایک گشتی فرمان روانہ کیا کہ چاروں طرف سے فوجیں مسلح ہو کر نیشاپور میں حاضر ہوں اور قابوس وفخر الدولہ کا حق دلانے کے لئے ابوالعباس تاش کے زیر حکومت موید الدولہ پر حملہ کریں۔ تھوڑے دنوں میں ایک بڑی فوج جمع ہوگئی۔ اس اثناء میں وزیر السلطنت ابوالحسن عتبی کے قتل کی خبر مشہور ہوئی جس سے وقتی طور پر فوج کشی ملتوی ہوگئی کیونکہ عنان حکومت وسلطنت وزیر السلطنت ہی کے قبضہ اختیار میں تھی۔ یہ واقعہ ۳۷۲ھ کا ہے وزیر السلطنت کے قتل کے بعد امیر نوح کی طلبی پر ابوالعباس تاش نیشاپور کو چھوڑ کر نظامِ حکومت درست کرنے کی غرض سے بخارا چلا گیا اور جن لوگوں نے وزیر السلطنت کو قتل کیا تھا انہیں گرفتار کر کے قتل کیا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور نے چند لوگوں کو وزیر السلطنت کے قتل پر مامور کیا تھا۔

ابوالعباس کی خراسان پر فوج کشی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیمجور جس وقت سجستان گیا تھا وہیں مقیم رہا پھر وہاں سے قہستان لوٹ آیا۔ جب ابوالعباس تاش بخارا کی جانب روانہ ہوا تو ابن سیمجور نے فایق کو لکھا کہ آؤ ہم اور تم متفق ہو کر خراسان پر قبضہ کرلیں فایق نے اقراری جواب دیا چنانچہ دونوں نیشاپور میں جمع ہوئے اور خراسان پر قبضہ کرلیا۔ ابوالعباس تاش یہ خبر پا کر فوجیں لے کر ان دونوں پر چڑھ گیا' ان دونوں نے گھبرا کر خط وکتابت شروع کی بالآخر یہ طے پایا کہ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاریٔ افواج ابوالعباس تاش کو دی جائے' بلخ فایق کو اور ہرات ابوالحسن بن سیمجور کو اس مصالحت کے بعد تمام فریق اپنے اپنے صوبوں کو واپس ہوئے۔

ابوالعباس کی معزولی: فخر الدولہ بن بویہ ان واقعات کے اثناء میں ابن سیمجور اور فایق کے ساتھ نیشاپور ہی میں مقیم تھا اور امداد کے انتظار میں ٹھہرا ہوا تھا یہاں تک کہ اس کا بھائی موید الدولہ ماہ شعبان ۳۷۳ھ میں مرگیا اراکین حکومت نے اسے کرسی حکومت پر بٹھانے کی غرض سے بلا بھیجا۔ اس امر کی تحریک ابن عباد وغیرہ نے کی تھی فخر الدولہ نے نیشاپور سے جرجان کی جانب کوچ کیا اور جرجان پہنچ کر اپنے بھائی کے ملک (جرجان اور طبرستان) پر قبضہ کرلیا اور امیر نوح نے بخارا سے نیشاپور کی جانب ابوالعباس کے روانہ ہونے پر ابوالعباس کی جگہ عہدۂ وزارت پر عبداللہ بن عزیز کو مامور کیا اس سے اور ابوالحسن عتبی سے ان بن کیا بلکہ عداوت تھی۔ عبداللہ نے عہدہ وزارت کا چارج لینے کے بعد ابوالعباس تاش کو حکومتِ خراسان سے سبکدوش کر دیا اور ابوالحسن محمد بن ابراہیم کو نیشاپور کی سند حکومت بھیج دی۔

ابوالعباس کی بغاوت: ابوالعباس تاش نے حکومت خراسان سے معزول ہونے کے بعد امیر نوح کی خدمت میں معذرت اور تلطف خسروانہ دانا کی عرضداشت روانہ کی امیر نوح نے توجہ نہ فرمائی اس بناء پر ابوالعباس تاش نے علم بغاوت بلند کر دیا اور فخر الدولہ سے ابن سیمجور کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی فخر الدولہ نے فوجی اور مالی امداد دی اور اپنے نامور سپہ سالار ابومحمد عبداللہ بن عبدالرزاق کو اس خدمت پر مامور کیا چنانچہ ابومحمد نے اپنی اور دیلمی فوجوں کے ساتھ نیشاپور میں قدم بڑھایا اور ابن سیمجور نیشاپور میں قلعہ نشین ہوگیا فریق مخالف نے محاصرہ ڈال دیا تھوڑے دن بعد فخر الدولہ نے ایک اور تازہ دم فوج کمک پر بھیج دی ابن سیمجور محاصرہ اٹھا کر مقابلہ پر آیا ان لوگوں نے اسے شکست دی اور اس کے تمام مال واسباب کو لوٹ

لیا ابوالعباس نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کرلیا اور دوبارہ امیر نوح کی خدمت میں عذرخواہی اور الطاف شاہی کے مبذول کرنے کا عریضہ روانہ کیا مگر وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز نے اس کی معزولی پر زیادہ زور دیا جس سے دونوں کے دل میں کدورت بدستور باقی رہی۔

ابوالعباس کی شکست وفرار: اس شکست کے بعد ابن سیمجور نے اپنی حالت درست کی۔ امراء بخارا اس واقعہ سے مطلع ہو کر اس کی کمک پر آئے جس سے اس کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ شمس الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ کو فارس میں امداد کے لئے لکھا چنانچہ شرف الدولہ نے اپنے چچا فخر الدولہ کی عداوت کی وجہ سے دو ہزار سواروں سے اس کی مدد کی لڑائی ہوئی ابوالعباس شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اس کی بے حد عزت کی اور اسے جرجان‘ دہستان اور استر آباد بطور جاگیر دے کر رہنے کا راستہ لیا اور اس قدر مال واسباب اور آلات حرب روانہ کئے کہ جس کا شمار نہیں ہوسکتا۔ ابوالعباس نے جرجان میں قیام کر کے فوجیں مرتب کیں‘ چند دنوں اپنی مالی حالت درست کر کے خراسان کی طرف قدم بڑھایا مگر سوء اتفاق سے خراسان تک نہ پہنچ سکا۔ ناکام جرجان واپس آیا تین برس قیام کر کے مر گیا۔

اہل جرجان کی بغاوت: اہل جرجان نے ابوالعباس کے اراکین دولت کی اطاعت قبول کی مگر ان لوگوں کی بدخلقی اور ظالمانہ کارروائی کی وجہ سے لڑ پڑے سخت اور خونریز لڑائی ہوئی یہاں تک کہ ابوالعباس کے اراکین دولت نے امن کی درخواست کی تب اہل جرجان نے ان کی خونریزی سے اپنا ہاتھ کھینچ لیا اور وہ لوگ متفرق اور منتشر ہو کر ادھر ادھر چلے گئے ان میں سے اکثر نے جن میں ابوالعباس کے ممتاز خواص اور غلام تھے خراسان میں جا کر قیام اختیار کیا۔

ابوعلی بن ابوالحسن: یہ وہ زمانہ تھا کہ والی خراسان سیمجور دفعتہً مر گیا تھا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوعلی حکمرانی کر رہا تھا اس کے بھائیوں نے اس کی حکومت کی اطاعت کر لی تھی۔ ان میں سب سے بڑا ابوالعباس تھا البتہ فائق نے حکومت وریاست کی بابت جھگڑا شروع کیا تھا اتنے میں ابوالعباس تاش کے اراکین دولت ابوعلی کے پاس گئے جس سے اس کی شان وشوکت بڑھ گئے اور حالت درست ہوگئی۔

ابوعلی محمد بن عیسیٰ کی وزارت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوالحسن بن سیمجور‘ ابوالعباس تاش اور فائق نے متفق ہو کر نیشاپور‘ سپہ سالاری خراسان‘ حکومت بلخ وہرات کے حصے بخرے کر لئے تھے اس کے بعد وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز کی تحریک سے ابوالعباس تاش کو معزول کر کے اس کی جگہ ابوالعباس کو مامور کیا ان دونوں میں جو واقعات پیش آئے انہیں ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا اور ابوعلی ہرات میں‘ فائق بلخ میں استحکام کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ وزیر السلطنت عبداللہ بن عزیز جرجان پر قبضہ کر لینے کی حسن کو ترغیب دے رہا تھا اتفاق سے چند روز بعد وزیر السلطنت ابن عزیز معزول ہو کر خوارزم کی جانب شہر بدر کر دیا گیا اور قلمدان وزارت ابوعلی محمد بن عیسیٰ دامغانی کو مرحمت ہوا کیونکہ حکومت کے مصارف بڑھ گئے تھے اور آمدنی کم ہوگئی تھی اس وجہ سے ابوعلی محمد عہدۂ وزارت کے فرائض کو پورے طور سے ادا نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ معزول کر دیا گیا۔ نصر بن احمد بن محمد اور یزید عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا تھوڑے دن کے بعد یہ بھی عہدہ سے سبکدوش کر دیا گیا اور ابوعلی دامغانی بدستور عہدۂ وزارت پر بحال ہوا اس اثناء میں ابوالحسن بن سیمجور مر گیا اس کا بیٹا ابوعلی اس

کی جگہ حکومت کرنے لگا۔

ابوعلی محمد اور فایق کی جنگ: ابوعلی نے کرسی حکومت پر قدم رکھنے کے بعد امیر نوح بن منصور کی خدمت میں درخواست بھیجی کہ جیسے میرے باپ کو سند حکومت مرحمت ہوئی تھی مجھے عنایت کی جائے۔ امیر نوح نے بظاہر درخواست کو منظور کر لیا اور در پردہ فایق لکھا کہ تم خراسان پر قبضہ کر لو۔ اس کے ساتھ ہی خلعت اور پھریرا بھیج دیا۔ ابوعلی پہلے تو یہ سمجھ رہا تھا کہ ان صوبوں پر میری حکومت قائم رہ گئی ہے مگر جب اس پر اس راز کا انکشاف ہوا تو اس نے بے شمار لشکر جمع کیا اور نہایت تیزی سے فایق پر فوج کشی کر دی۔ ہرات اور بوشنج کے درمیان معرکہ آرائی ہوئی میدان ابوعلی کے ہاتھ رہا فایق شکست کھا کر مروالرود چلا گیا۔

ابوعلی بحیثیت گورنر خراسان: ان واقعات کے بعد امیر نوح نے ابوعلی کو سپہ سالاری افواج اور نیشاپور ہرات' قہستان کی سند گورنری مرحمت کی عماد الدولہ کا خطاب دیا۔ رفتہ رفتہ امیر نوح کے دربار میں اس کا ایک ممتاز رتبہ ہو گیا اور اس نے آہستہ آہستہ تمام صوبہ خراسان پر قبضہ کر لیا اور اس درجہ مستعد اور حاوی ہو گیا کہ سلطان کی طلبی پر بھی اس نے اپنے صوبے کا ایک قلیل حصہ علیحدہ نہ کیا مگر سطوت شاہی کے خوف سے بظاہر حکومت

کی اطاعت کا اظہار کرتا رہا اور در پردہ بقراخان ترکی بادشاہ کاشغر و شاغور سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے بخارا اور ماوراء النہر وغیرہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دیتا رہا۔ یہاں تک کہ اسے مستقل طور سے خراسان کی حکومت مل گئی۔

فایق بن ابوالحسن سیمجور: فایق ابوعلی سے شکست کھا کر مروالرود چلا گیا تھا اور وہیں اس وقت تک قیام پزیر رہا تھا۔ جب تک کہ اس کے زخم اچھے نہ ہو گئے اور اس کے پاس اس کے ہمراہی آ کر جمع نہ ہو گئے۔ تھوڑے دن کے بعد جب فایق کی حالت درست ہو گئی تو اس نے بلا اجازت بخارا کی طرف کوچ کیا۔ امیر نوح کو اس کی خبر لگی۔ مشتبہ ہو کر ایک فوج و فلکروزن برادر حاجب کی ماتحتی میں روک تھام کی غرض سے روانہ کی۔ فایق شکست کھا کر بھاگا نہر عبور کر کے بلخ پہنچا اور وہاں چندے قیام کر کے ترمذی چلا گیا۔ بقراخان سے خط و کتابت کا سلسلہ جاری کیا اور امیر نوح کے خلاف ابھارنے لگا۔ امیر نوح نے فایق کے بھاگنے کے بعد ابوالحرث احمد بن محمد فیر قوتی والئ جرجان کو فایق کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا چنانچہ والئ جرجان نے اپنی فوجیں فایق کے تعاقب میں روانہ کیں۔ فایق نے بھی خبر پا کر اپنی فوج کے ایک حصہ کو مقابلہ پر بھیجا۔ دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔ فایق کا لشکر شکست اٹھا کر بلخ کی طرف لوٹ آیا۔

طاہر بن فضل کی شکست و خاتمہ: اسی زمانہ میں طاہر بن فضل نے ابوالمظفر محمد بن احمد سے ملک صغانیان چھین لیا تھا۔ ابوالمظفر بحال پریشان فایق کے پاس پہنچا' امداد کی درخواست کی چنانچہ فایق نے اس کی کمک پر کمر ہمت باندھی اور فوجیں مرتب کر کے ابوالمظفر کو طاہر کے مقابلہ پر بھیجا دونوں فریقوں میں سخت خونریز جنگ ہوئی' طاہر کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اور طاہر جنگ کے دوران مارا گیا اور صغانیان پر قابض ہو گیا۔

بقراخاں ترک کا بخارا پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابوعلی بادشاہ ترک بقراخاں کو بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کرنے کی ترغیب دے رہا تھا۔ چنانچہ کچھ عرصہ بعد بقراخاں کو ملک گیری کا لالچ پیدا ہوا اس نے ملوک سامانیہ کے مقبوضات کی

طرف قدم بڑھایا یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگا۔ امیر نوح نے اس سے مطلع ہو کر بقرا خاں کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں بقرا خاں نے انہیں شکست دے کر سپہ سالار فوج کو مع دیگر سرداران لشکر کے گرفتار کر لیا اور بخارا کی جانب بڑھا۔ امیر نوح نے ابوعلی بن سیمجور اور فایق کو لکھا کہ اپنی افواج کے ساتھ بخارا کو بچانے اور میری حمایت کے لئے آؤ مگر ان لوگوں نے کوئی توجہ نہ کی' بقرا خاں کوچ و قیام کرتا ہوا اور شہروں پر یکے بعد دیگرے قابض ہوتا ہوا بخارا کے قریب پہنچا۔ امیر نوح چھپ کر بخارا سے نکلا اور دریا عبور کر کے تل الشط پر پہنچا تھوڑے دن کے بعد اس کے رفقاء اور امراء سب اس سے آ ملے امیر نوح نے یہاں پر قیام اختیار کیا اور ابوعلی فایق کو اپنی حمایت پر طلبی کے خطوط بھیجنے لگا۔

بقرا خاں کی وفات: بقرا خاں نے امیر نوح کے چلے آنے کے بعد بخارا پر قبضہ کر کے وہیں قیام اختیار کیا اتفاق سے ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا' طبیبوں کی رائے سے بخارا چھوڑ کر اپنے شہر واپس ہوا۔ امیر نوح یہ خبر پا کر نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے بخارا پہنچا۔ اہل بخارا نے اس کی واپسی سے بے حد خوشی منائی۔ امیر نوح نے دوبارہ کرسی بخارا پر جلوس فرمایا اس مسرت پر دوبالا مسرت یہ ہوئی کہ بقرا خاں کے مرنے کی خبر بھی آ پہنچی۔ سارا شہر چراغاں کیا گیا۔ اہل شہر اور امیر نوح کی خوشی و مسرت کا کیا پوچھنا تھا! بے خوشی کے جامہ سے باہر نکلے پڑے تھے۔

ابوعلی کو امیر نوح کی واپسی بخارا سے بے حد شرمندگی ہوئی کیونکہ اس نے امیر نوح کی مدد سے جان چرائی کی تھی اور نہایت کج ادائی سے پیش آیا تھا۔ فایق کو اپنی غم سے بھری ہوئی داستان لکھی چنانچہ فایق امیر نوح کی مخالفت پر کمر بستہ ہو کر ابوعلی کے پاس چلا گیا اور دونوں حکومت کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں۔

سبکتگین کی گورنری: جب ابوعلی فایق متفق ہو کر امیر نوح کی مخالفت پر اٹھ کھڑے ہوئے امیر نوح نے سبکتگین کو ان واقعات سے مطلع کر کے ان دونوں باغیوں کے مقابلہ کے لئے اپنی مدد کو بلا بھیجا

سبکتگین امیر نوح کی جانب سے غزنی کا گورنر تھا اور ان دنوں ملوک نفار ہند پر جہاد میں مصروف تھا۔ جس وقت امیر نوح کا فرمان ملا فوراً لڑائی موقوف کر کے غزنی لوٹ آیا اور فراہمی لشکر و آلات حرب میں مصروف ہوا۔ ابوعلی اور فایق اس سے مطلع ہو کر ڈر رہے۔ معزالدین بن بویہ سے امداد کی درخواست کی اور اسے معاملہ میں اس کے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے بھی اعانت کے خواستگار ہوئے۔ معزالدولہ نے ان دونوں باغیوں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

امیر نوح کا نیشاپور پر قبضہ: سبکتگین اور اس کا ہونہار بیٹا محمود فوجیں مرتب کر کے ۳۸۴ھ میں خراسان کی طرف بڑھے۔ امیر نوح بھی یہ خبر پا کر بخارا سے نکلا۔ سبکتگین اور محمود سے ملاقات کی پھر سب کے سب متفق ہو کر ابوعلی اور فایق کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوئے' اطراف ہرات میں معرکہ کارزار گرم ہوا۔ ابوعلی اور فایق کے ہمراہ قابوس بن وشمگیر بھی تھا' قابوس کفران نعمت نہ کر سکا' امیر نوح کے پاس امن حاصل کر کے چلا آیا ابوعلی اور فایق کے ہمراہیوں کے چھوٹ گئے۔ سبکتگین کے سرداروں نے شکست پر شکست دینا شروع کی' ابوعلی اور فایق میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ فتح مندی گروہ نیشاپور تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ جب فایق اور ابوعلی کو نیشاپور میں بھی پناہ نہ ملی تو ناکام ہو کر جرجان میں جا کر دم لیا۔ معزالدولہ سے ملے ہدایا اور تحائف پیش کئے' اپنی مصیبت کی داستان بیان کی۔ معزالدولہ نے ان دونوں کو جرجان میں ٹھہرایا اور

وظیفہ مقرر کر دیا۔

ابوعلی اور فایق کی شکست کے بعد امیر نوح نے کامیابی کے ساتھ نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ نیشاپور کی حکومت اور سپہ سالاریٔ افواج خراسان کے عہدہ پر محمود بن سبکتگین کو مقرر کر کے سیف الدولہ کا خطاب مرحمت فرمایا اور اس کے بعد سبکتگین کو ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا۔ ہرات کی حکومت پر سبکتگین کو اور نیشاپور کی گورنری پر محمود کو مامور کر کے بخارا کی جانب واپس ہوا۔

ابوعلی اور محمود بن سبکتگین کی جنگ: جونہی امیر نوح اور سبکتگین ایک دوسرے سے جدا ہو کر بخارا اور ہرات کی طرف روانہ ہوئے ابوعلی اور فایق کو خراسان کی حکومت کا پھر لالچ پیدا ہوا۔ چنانچہ ان دونوں نے فوجیں آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۳۸۵ھ میں جرجان سے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ محمود اس سے مطلع ہو کر ان دونوں سے مقابلہ پر نکلا۔ نیشاپور کے باہر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ ابوعلی اور فایق نے اس امر کا احساس کر کے کہ محمود کی جمعیت کم ہے اس کے باپ سبکتگین کی امداد نہ آنے پائی تھی کہ لڑائی چھیڑ دی۔ محمود شکست کھا کر اپنے باپ کے پاس بھاگ گیا۔ حریف نے اس کے لشکر گاہ کو لوٹ لیا اور ابوعلی نے نیشاپور میں قیام کر دیا۔ امیر نوح ملانے کی غرض سے اکثر ابوعلی سے خط و کتابت کیا کرتا تھا اور اس کی لغزشوں اور عدول حکمیوں سے درگزر کیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس مرتبہ بھی جو لغزش اس سے سبکتگین کے معاملہ میں ہوئی تھی اس سے درگزر کا خط لکھا مگر ابوعلی اور فایق نے جو بات امیر نوح سے چاہی اسے منظور نہ کیا۔

معرکۂ طوس: سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کی شکست اور ابوعلی کے قبضۂ نیشاپور سے برہم ہو کر فوجیں فراہم کیں اور سامانِ سفر و جنگ مہیا کر کے ابوعلی پر فوج کشی کر دی مقام طوس میں مڈبھیڑ ہوئی محمود بھی سبکتگین کی روانگی کے بعد امدادی فوج لے کر پہنچ گیا۔ ابوعلی اور فایق شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگے سبکتگین نے اپنے بیٹے محمود کو نیشاپور کی حکومت پر مامور کر کے ابوعلی اور فایق کا تعاقب کیا ابوعلی اور فایق نے جب وہاں بھی پناہ کی صورت نہ دیکھی تو جا کر دم لیا پھر مرو سے نکل کر آمل الشط میں پہنچ کر پناہ گزین ہوئے اور دونوں نے متفق ہو کر امیر نوح کی خدمت میں عفو قصور اور مرحمت خسروانہ حاصل کرنے کے لئے عریضہ روانہ کیا امیر نوح نے ابوعلی سے یہ شرط پیش کی کہ تم جرجانیہ میں جا کر قیام کرو اور فایق کا ساتھ چھوڑ کر جرجانیہ کی جانب روانہ ہوا۔ خوارزم کے قریب پہنچ کر ایک گاؤں میں مقیم ہوا۔

ابوعلی اور خوارزم: ابوعبداللہ خوارزم شاہ ابوعلی کی آمد کی خبر سن کر ملنے کے لئے آیا اور بڑی آؤ بھگت سے اپنے یہاں لے جا کر ٹھہرایا۔ شب کے وقت چند سپاہیوں کو بھیج کر ابوعلی کو اس کے ہمراہیوں کے ساتھ گرفتار کر کے قید کر دیا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر مامون بن محمد والیٔ جرجانیہ تک پہنچی مامون کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا فوجیں آراستہ کر کے خوارزم شاہ پر چڑھائی شروع کر دی۔ مقام کاث میں خوارزم شاہ سے مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد خوارزم شاہ کو شکست ہوئی۔ مامون نے کاث پر قبضہ کر کے خوارزم شاہ کا تعاقب کیا زیادہ تگ و دو کی نوبت نہ آئی تھی کہ خوارزم شاہ گرفتار کر لیا گیا۔ ابوعلی کو قید سے نجات ملی۔ مامون مظفر و منصور جرجانیہ کی جانب واپس ہوا اور بلاد خوارزم پر اپنی جانب سے ایک امیر کو مامور کر دیا۔

ابوعلی کی گرفتاری و خاتمہ: مامون نے جرجانیہ پہنچ کر خوارزم شاہ کے پیش کئے جانے کا حکم دیا اور جب وہ دوبارہ دربار

میں پیش کیا گیا تو ابوعلی کے روبرو اسے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد امیر نوح کو ابوعلی کی سفارش لکھی امیر نوح نے مامون کی سفارش پر ابوعلی کو بخارا میں بلا بھیجا۔ چنانچہ ابوعلی جرجانیہ سے بخارا کی جانب روانہ ہوا۔ شاہی امراء اور فوج سلطانی نے استقبال کیا مگر جونہی دربار شاہی میں داخل ہوا امیر نوح نے گرفتاری کا حکم دیا جس کی فوراً تعمیل کی گئی۔

کسی ذریعہ سے سبکتگین کو یہ معلوم ہو گیا کہ ابن عزیز وزیر السلطنت ابوعلی کی رہائی کی فکر میں ہے اور امیر نوح سے سعی سفارش کر کے اسے قید سے رہا کرنا چاہتا ہے اس بنا پر سبکتگین نے امیر نوح کی خدمت میں اپنا سفیر بھیج کر ابوعلی کو اپنے پاس بلا لیا اور قید کر دیا۔ چنانچہ اسی حالت میں ۳۸۷ھ کا دور پورا ہوتے ہی ابوعلی کا انتقال ہو گیا باقی رہا اس کا بیٹا ابوالحسن وہ فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور وہیں قیام پزیر رہا۔

ابوعلی کی مفارقت کے بعد فایق نے کاشغر کا راستہ اختیار کیا۔ ایلک خان بادشاہ ترک بعزت واحترام پیش آیا۔ امیر نوح کو اس کی عفو تقصیر کی سفارش کی۔ امیر نوح نے ایلک خان کی سفارش پر فایق کی تقصیر معاف کر دی اور سمرقند کی حکومت پر مامور کر دیا۔

امیر نوح سامانی کی وفات: ماہ رجب ۳۸۷ھ میں امیر نوح بن منصور سامانی اپنی حکومت وسلطنت کا اکیسواں سال پورا کر کے وفات پا گیا۔ اس کے مرنے سے ملوک سامانی کی حکومت وسلطنت متزلزل ہو گئی کمزوری کے آثار نمایاں ہو چلے۔ چاروں طرف سے سرحدی امراء نے ہاتھ بڑھانا شروع کیا جس سے تھوڑی مدت میں ملوک سامانی کی حکومت جاتی رہی۔

ابوالحرث منصور کی امارت: امیر نوح کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا ابوالحرث منصور تخت حکومت پر متمکن ہوا' اراکین دولت اور امراء سلطنت نے بالاتفاق اطاعت قبول کی مکتبوزون ممالک مقبوضہ کا انتظام کرنے لگا۔ قلمدان وزارت ابوطاہر محمد بن ابراہیم کو سپرد ہوا۔

ایلک خان بادشاہ ترک کو امیر نوح کی وفات سے فائدہ اٹھانے اور ملک گیری کرنے کا شوق چرایا فوجیں آراستہ کر کے سمرقند کی جانب بڑھا اور اسی مقام سے فایق کو بلا کر بخارا کی جانب روانہ کیا' امیر منصور کو اس خبر سے بے حد تشویش پیدا ہوئی جب کچھ بن نہ آئی تو بخارا چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا اور نہر عبور کر کے دم لیا۔ فایق بلا مقابلہ بخارا میں داخل ہوا' اراکین شہر کو جمع کر کے یہ ظاہر کیا کہ میں امیر منصور کی خدمت کو حاضر ہوا ہوں اور وہ میرے ولی نعمت ہیں بخارا کیوں چھوڑ کر چلے گئے اور چند عمائدین ومشائخین بخارا کو یہ پیغام دے کر امیر منصور کی خدمت میں بھیجا' بخارا واپس آنے کی درخواست کی' امیر منصور نے فایق سے عہد و پیمان لے کر بخارا کی جانب کوچ کیا۔ بخارا میں یہ دن بہت خوشی کا دن تھا ہر کہ دمہ کی باچھیں کھلی پڑی تھیں۔ الغرض امیر منصور کی واپسی کے بعد فایق نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی سلطنت وحکومت کا انتظام کرنے لگا' مکتبوزون کو خراسان کی سند حکومت دے کر بخارا سے دور پھینک دیا۔

اسی سنہ کے ماہ شعبان میں سبکتگین کا بھی انتقال ہو گیا۔ اس کے لڑکوں اسماعیل اور محمود میں خانہ جنگی شروع ہو گئی۔ اسی زمانے میں مکتبوزون وارد خراسان ہوا اور اس پر قبضہ کر کے حکومت کرنے لگا۔

ابوالقاسم اور مکتبوزون: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مکتبوزون جن دنوں محمد بن سبکتگین اپنے بھائی اسماعیل کی جنگ میں

مصروف تھا وارد خراسان ہوا اور قابض ہو کر حکمرانی کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن سیمجور برادر ابوعلی اپنے بھتیجے ابوالحسن بن ابوعلی کے ہمراہ جرجان چلا گیا تھا اور دونوں چچا بھتیجے نے جرجان میں معزالدولہ کے پاس قیام اختیار کی تھا۔ جب معزالدولہ مر گیا تو ان دونوں نے اس کے بیٹے مجدالدولہ کی خدمت میں رہنا شروع کر دیا۔ رفتہ رفتہ ابوالقاسم کے پاس اس کے بھائی ابوعلی کے رفقاء اور امراء آ کر جمع ہو گئے۔

فایق نے بخارا سے ابوالقاسم کو لکھنا شروع کیا کہ مکتبوزون پر فوج کشی کر دو۔ خراسان پر قبضہ کر لو اور اسے خراسان سے حرفِ غلط کی طرح نکال پھینکو۔ پہلے تو ابوالقاسم کو کچھ پس و پیش ہوا مگر فایق کے بار بار تحریک کرنے سے ابوالقاسم کو بھی جوش پیدا ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے جرجان سے نیشا پور کی طرف روانہ ہوا اور ایک فوج کو اسفرائنین سر کرنے کے لئے بھیجا۔ اس فوج نے مکتبوزون کے عمال کے قبضہ سے اسفرائین کو نکال لیا اس کے بعد مکتبوزون اور ابوالقاسم میں مصالحت کا نامہ و پیام شروع ہوا اور بالآخر دونوں میں مصالحت ہو گئی اور دامادی کا رشتہ بھی قائم ہو گیا۔ مکتبوزون نیشا پور واپس آیا۔

محمود کا نیشا پور پر قبضہ: محمود بن سبکتگین نے اپنے بھائی اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر غزنی پر قبضہ حاصل کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا۔ محمود جب یہاں پہنچا تو رنگ ہی دوسرا تھا خراسان کی کرسی حکومت پر مکتبوزون متمکن تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ محمود نے امیر منصور بن نوح کی خدمت میں عریضہ روانہ کیا اپنے تعلقات فرماں برداری اور خیر خواہی ظاہر کر کے حکومت خراسان کی درخواست کی۔ امیر منصور نے حکومت خراسان دینے سے انکار کر دیا اور خراسان کی جگہ ترمذ' بلخ اور ان کے علاوہ صوبہ بست کے دیگر شہروں کی سند حکومت دینے کا وعدہ کیا۔ محمود اس سے راضی نہ ہوا۔ دوبارہ درخواست بھیجی۔ امیر منصور نے نامنظور کر دی۔ اس سے محمود کو سخت رنج ہوا فوجیں آراستہ کر کے نیشا پور کی جانب قدم بڑھا' مکتبوزون کو اس کی خبر لگ گئی نیشا پور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے ۳۸۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ امیر منصور کو اس واقعہ سے سخت برہمی ہوئی' بخارا سے نیشا پور کی جانب محمود کو زیر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ محمود اس کی آمد کی خبر پا کر مروالرود چلا گیا اور وہیں آئندہ واقعات کے انتظار میں ٹھہرا رہا۔

عبدالملک بن امیر نوح کی امارت: جس وقت امیر منصور نے بخارا سے خراسان کی جانب محمود بن سبکتگین کو نیشا پور سے نکالنے کی غرض سے کوچ کیا مکتبوزون نے یہ خبر پا کر امیر منصور کی خدمت میں شرف حضور حاصل کیا۔ چونکہ امیر منصور نے خلاف امید مکتبوزون کی عزت و توقیر نہ کی تھی اس وجہ سے مکتبوزون کو کشیدگی پیدا ہوئی' فایق سے امیر منصور کی بے توجہی کی شکایت کی۔ فایق نے اس سے دو چند شکوہ کا دفتر کھول دیا اس کے بعد دونوں نے متفق الرائے ہو کر یہ رائے قائم کی کہ امیر منصور کو معزول کر دینا چاہئے اور اس کی جگہ عبدالملک بن امیر نوح کو امیر بنانا زیادہ موزوں ہو گا۔ سرداران لشکر میں سے بھی ایک گروہ اس رائے سے متفق ہو گیا چنانچہ مکتبوزون اور فایق نے حیلہ سے امیر منصور کو بلا کر گرفتار کر لیا اور آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ یہ واقعہ اوائل ۳۹۰ھ کا ہے۔ اس نے بیس مہینے حکومت کی۔

امیر منصور کی گرفتاری کے بعد عبدالملک کو قبائے حکومت زیب تن کر کے کرسی امارت پر متمکن کیا محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے فایق اور مکتبوزون کو اس برے فعل پر نفرت کی اور ملک گیری کے لالچ میں احسان فراموشوں کی طرف روانہ ہوا۔

معرکۂ مرو: محمود بن سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے فایق اور بکتبوزون پر چڑھائی کر دی۔ ان دونوں کے ہمراہ عبدالملک نوعمر امیر بھی تھا۔ جسے ان لوگوں نے کرسی حکومت پر متمکن کیا تھا۔ چنانچہ فایق اور بکتبوزون بھی محمود کی خبر سن کر مقابلہ پر نکلے۔ ۳۹۰ھ میں دونوں حریفوں کا مقام مرو میں مقابلہ ہوا۔ محمود نے بزور تیغ ان لوگوں کو نیچا دکھایا ایک دوسرے سے جدا ہو کر بھاگ نکلے۔ عبدالملک بحال پریشان بخارا پہنچا۔ فایق اس کے ہمراہ تھا بکتبوزون نے نیشاپور جا کر دم لیا اور ابوالقاسم بن سیمجور نے قہستان (کوہستان) میں پناہ لی۔

بکتبوزون کا تعاقب: محمود نے فتح یابی کے بعد بکتبوزون کے تعاقب میں نیشاپور کا قصد کیا کوچ و قیام کرتا ہوا طوس پہنچا بکتبوزون اس کی آمد کی خبر پا کر جرجان بھاگ گیا محمود نے اس کے تعاقب میں ارسلان حاجب (لارڈ چیمبرلین) کو روانہ کیا جو جرجان تک بکتبوزون کا تعاقب کر کے واپس آیا۔ محمود نے اسے طوس کی حکومت پر مامور کر کے ہرات کی طرف کوچ کیا۔ بکتبوزون کو موقع مل گیا نیشاپور پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ محمود سن یہ کر لوٹ پڑا بکتبوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا مرو ہو کر گزرا اسے تاخت و تاراج کر کے بخارا جا پہنچا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ: محمود نے ان کامیابیوں کے بعد خراسان کی حکومت پر اپنے قدم جما دیئے۔ ملوک سامانی کی حکومت و سلطنت کو زائل کر کے خلیفہ قادر باللہ عباسی کے نام کا خطبہ پڑھنا شروع کیا اور اس کی خدمت میں سند حکومت کی درخواست بھیجی۔ خلافت مآب نے سند حکومت خلعت فاخرہ کے ساتھ روانہ فرمائی۔ محمود نے خراسان کے عہدہ سپہ سالاری پر اپنے بھائی نصر کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور بلخ چلا آیا جہاں پر کہ اس کے باپ کا دارالحکومت تھا۔ خراسان کے اطراف و جوانب کے امراء و آل افراقان جو جرجان میں حکمران تھے اور شاہ عرسیاں (غرشتان) بنو مامون حکمرانانِ خوارزم نے اطاعت قبول کی۔

دولت سامانی کا زوال: جس وقت محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا اور امیر عبدالملک بھاگ کر بخارا پہنچا فایق اور بکتبوزون وغیرہ ہما امراء کچھ روز بخارا میں جمع ہوئے اور متفق ہو کر محمود پر خراسان پر حملہ کرنے کی غرض سے فوجیں فراہم کرنے لگے‘ اس اثناء میں فایق ماہ شعبان مذکور میں مر گیا جس سے ان لوگوں میں ایک گونہ اضطراب پیدا ہو گیا اور ان کے کاموں میں کمزوری پیدا ہو گئی کیونکہ یہی ان کا پیشوا اور امیر نوح بن نصر کے بااثر غلاموں میں سے تھا۔ ایلک خان ترکی کو اس کی خبر لگی تو اسے بھی ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اس سے پہلے بغرا خاں ترکی کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی تھی۔ چنانچہ ترکوں کو مسلح کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں عبدالملک کے دشمنوں کو زیر اور دور کرنے کے لئے آتا ہوں بخارا کی طرف روانہ ہوا۔

امیر عبدالملک بن نوح کا خاتمہ: عبدالملک اور اس کے امراء اس فقرہ میں آ گئے اور ہاتھ پر ہاتھ رکھے بیٹھے رہے۔ جب ایلک خان بخارا کی طرف پہنچا تو بکتبوزون وغیرہ اراکین دولت ملنے کے لئے آئے ایلک خان نے سب کو گرفتار کر لیا اور دسویں ذی قعدہ کو بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا عبدالملک اس کے خوف سے روپوش ہو گیا ایلک خان نے جاسوسوں کے ذریعہ سے سراغ لگا کر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر جیل میں ڈال دیا چنانچہ اسی حالت میں مر گیا۔ عبدالملک کے

ساتھ اس کا بھائی ابوالحرث منصور امیر معزول' ابوابراہیم اسماعیل' ابو یعقوب پسران امیر نوح اور اس کے چچا ابوزکریا ابو سلیمان اور ابوصالح قاری وغیرہم شاہزادگان ملوک سامانی بھی قید کر دیئے گئے تھے۔

عبدالملک کی وفات سے ملوک سامانی کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا جس کا رقبہ حکومت حدود علوان سے بلاد ترک اور ماوراء النہر تک پھیلا ہوا تھا۔ اسلامی حکومتوں میں اس کا رقبہ بہت بڑا تھا سیاست وملک داری میں یہ حکومت اول درجہ کی تھی۔

ابوابراہیم اسماعیل بن نوح: ابوابراہیم اسماعیل بن نوح تھوڑے دن بعد ۳۹۰ھ میں اس عورت کے لباس میں جو اس کی خدمت میں آیا جایا کرتی تھی قید خانہ سے نکل کر بخارا میں روپوش ہو گیا۔ جب جستجو کرنے والے جستجو کر کے بیٹھ گئے تو ابراہیم بخارا سے نکل کر خوارزم پہنچا' المنتصر کا لقب اختیار کیا۔ رفتہ رفتہ باقی ماندہ فوج اور سامانی سپہ سالار بھی آ ملے۔ قابوس تو خود نہیں آیا لیکن اس نے ایک لشکر اپنے بیٹوں منوچہر اور دارا کے ساتھ بھیج دیا۔ ابوابراہیم نے شوال ۳۹۱ھ میں نیشاپور میں داخل ہو کر خراج وصول کیا۔

ابوابراہیم اور منصور بن سبکتگین کی جنگ: محمود نے اس خبر سے مطلع ہو کر تناش حاجب کبیر والیٔ ہرات کو ایک فوج جرار کا افسر بنا کر روک تھام کی غرض سے روانہ کیا۔ دونوں حریفوں میں دو دو ہاتھ چل گئے۔ ابوابراہیم شکست کھا کر ابیورد کی جانب بھاگا جرجان کا قصد کیا قابوس نے روک دیا' سرخس چلا گیا اور اس پر قبضہ حاصل کر کے خراج وصول کرنے لگا۔ یہ واقعہ ربیع الاول ۳۹۲ھ کا ہے محمود نے ایک دوسری فوج منصور بن سبکتگین کی ماتحتی میں روانہ کی' ماہ ربیع الثانی میں قریب نیشاپور صف آرائی ہوئی۔ ابوابراہیم شکست کھا کر میدان سے بھاگا۔ ابوالقاسم بن سمجور چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ منصور نے ان سب کو غزنی روانہ کر دیا۔

ابوابراہیم اور ایلک خان کی جھڑپیں: ابوابراہیم اس شکست کے بعد ترکوں میں چلا گیا جو اطراف بخارا میں سکونت پزیر تھے کیونکہ ان لوگوں کو سامانی ملوک کی طرف پہلے سے میلان طبع تھا اس وجہ سے یہ لوگ اس کی حمایت پر اٹھ کھڑے ہوئے۔ چنانچہ ابوابراہیم انہیں اپنے رکاب میں لئے ہوئے ماہ شوال ۳۹۳ھ میں ایلک خان کی طرف بڑھا' مضافات سمرقند میں مقابلہ ہوا۔ ایلک خان کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' ترکان غز نے اس کے لشکر گاہ اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا۔ سرداران لشکر میں سے بھی کچھ لوگ گرفتار ہو گئے جنہیں ترکان غز اپنے ہمراہ لئے ہوئے اپنے وطن کی جانب لوٹے۔ ترکان غز نے اپنے مسکن وماویٰ میں پہنچ کر اس خیال سے کہ ایلک خان سے مراسم اتحاد پیدا ہو جائیں۔ قیدیان ایلک خان کو چھوڑ دینے کا مشورہ کرنے لگے۔ ابوابراہیم کو اس کا احساس ہو گیا خائف ہو کر نکل کھڑا ہوا۔ نہر کو عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ امراء مرو' بسطام اور خوارزم سے امداد اور پناہ گزین ہونے کی درخواست کی' سب نے انکاری جواب دیا۔ چار و ناچار پھر بخارا کی جانب واپس ہوا اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید ایلک خان سے لڑ پڑا مگر شکست کھا کر دبوسیہ چلا آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر لوٹ پڑا۔ اس مرتبہ بھی میدان لشکر بخارا کے ہاتھ رہا۔ ابوابراہیم پسپا ہو کر لوٹ آیا۔ اس کے بعد نوجوانان سمرقند کا ایک گروہ آ گیا اور اس کے ہمراہیوں میں آ کر داخل ہو گیا۔ ایلک خان کو اس کی خبر لگ گئی لشکر آراستہ کر کے ماہ شعبان ۳۹۴ھ میں فوج کشی کر دی اطراف سمرقند میں ابوابراہیم سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ اس جنگ میں کامیابی کا سہرا ابوابراہیم کے

سر پر بندھا ایلک خان شکست اٹھا کر بلاد ترک کی طرف واپس آیا اور فوجیں فراہم کر کے پھر حمہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ قبائل ترک ابوابراہیم سے رخصت ہو کر اپنے اپنے وطن چلے آئے تھے ابوابراہیم کے پاس تھوڑے سے آدمی رہ گئے تھے مگر پھر بھی وہ خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا اطراف مروسیہ میں معرکہ آرائی ہوئی۔ ایلک خان نے پہلے ہی حملہ میں ابوابراہیم کو شکست دے دی۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ معدودے چند آدمیوں کو لئے ہوئے نہر کو جرجان کی جانب سے عبور کیا اور اسے تاخت و تاراج کرتا ہوا مرو کی جانب چلا' ایک تنگ و دشوار گزار راہ سے راغول کے پل پر گزرتا ہوا بسطام کی جانب قدم بڑھایا۔

ابوابراہیم کا خاتمہ: محمود کا لشکر ارسلان والیٔ طوس کی ماتحتی میں اس کے تعاقب میں تھا۔ اس وقت قابوس بھی اس کا مخالف ہو گیا' ان واقعات سے مطلع ہو کر ایک فوج ہمراہی اکراد شاجہانیاں بسطام بھیج دی جس سے ابوابراہیم کے پاؤں اکھڑ گئے' بسطام سے ماوراء النہر کی طرف واپس ہوا روزانہ سفر اور جنگ سے اس کے ہمراہیوں پر ماندگی اور ملال زیادہ غالب ہو گیا تھا اکثر نے ساتھ چھوڑ دیا۔ اس پر طرّہ یہ ہوا کہ انہی لوگوں نے ایلک خان کے سرداروں کو ابراہیم کا پتہ بھی بتا دیا۔ پھر کیا تھا ایلک خان کی فوج نے محاصرہ کر لیا تھوڑی دیر تک ہاتھ پاؤں مارتا رہا پھر کسی طرح سے اپنی جان بچا کر بھاگا اور عرب کے ایک گروہ میں جا کر دم لیا۔ عرب کا یہ گروہ زیر حمایت حکومت محمود بن سبکتگین ایک گاؤں میں آباد تھا۔ ابن بہیج نامی ایک شخص ان کا سردار تھا محمود نے انہیں بہت دن پہلے ابوابراہیم کی گرفتاری کی ہدایت و تاکید کی تھی۔ جب ابوابراہیم اُس کے پاس پہنچا تو ان لوگوں نے اسے اپنے پاس ٹھہرایا اور رات کے وقت اس پر دفعتہً حملہ کر کے مار ڈالا یہ واقعہ ۳۹۵ھ کا ہے اسی زمانہ سے ملوک سامانی کی سلطنت و حکومت ختم ہو جاتی ہے اور ان کے آثار حکومت نیست و نابود ہو جاتے ہیں گویا اُن کا وجود ہی نہ تھا۔ والبقاء اللہ وحدہ۔

باب: ۸

امارتِ غزنہ بنو سبکتگین

بنو سبکتگین کی حکومت درحقیقت ملوک سامانی کی ایک شاخ ہے اور اسی سے اس دولت وحکومت کا درخت پیدا اور سرسبز وشاداب ہوا۔ اس دولت وحکومت کا اقتدار اور جاہ وجلال بے حد بڑھا ملوک سامانی جن ممالک اور بلاد ماوراء النہر خراسان، عراق، عجم اور بلادِ ترک پر قابض تھے اس پر بنو سبکتگین نے قبضہ حاصل کیا۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں بھی اس کا اس قدر اثر واقتدار رہا کہ عظیم الشان سلاطین میں شمار کیے گئے۔

سبکتگین: اس حکومت کا آغاز غزنی سے ہوتا ہے سبکتگین جو اس حکومت کا مورثِ اعلیٰ ہے بنو تبکین کا آزاد غلام تھا اور تبکین ملوک سامانی کی خدمت کرتا تھا اور اُن کا آزاد غلام تھا۔ جس وقت تبکین زمانہ حکومت امیر سعید منصور بن نوح میں بخارا آیا تھا اس وقت سبکتگین بھی اس کے ہمراہ تھا اور اس کے دربار میں عہدہ حجابت پر مامور تھا۔ کچھ روز بعد بخارا میں قیام کرنے کے بعد امیر منصور نے تبکین کو غزنی کی گورنری مرحمت فرمائی چنانچہ سبکتگین اپنے آقائے نامدار ابواسحاق بن تبکین کے ساتھ غزنی کی طرف واپس ہوا غزنی پہنچ کر تبکین مر گیا۔ تبکین لاولد تھا۔ اس کے امیروں اور سرداروں نے متفق ہو کر سبکتگین کو تبکین کی جگہ امیر مقرر بنایا۔ اس اثناء میں امیر سعید منصور بن نوح نے وفات پائی، اس کا بیٹا ابوالقاسم نوح تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ابوالحسن عتبی وزیراعظم مقرر کیا گیا۔ نیشاپور کی گورنری ابوالحسن محمد بن سیمجور کو دی گئی۔ چونکہ سبکتگین اطاعت وتعمیل کا خوگر تھا اور علی العموم تمام امراء دولت سامانیہ اور بالخصوص ابوالحسن وغیرہ اس سے راضی رہتے تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے سبکتگین کی تقرری میں دم نہ مارا۔ زیادہ زمانہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ملوک سامانیہ پر ترکوں کے ہاتھوں ادبار کی گھٹا چھا گئی۔ بقراخاں نے امیر نوح سے بخارا کو چھین لیا کچھ عرصہ بعد امیر نوح اپنی کرسی حکومت پر بخارا واپس آیا اور ابوالحسن محمد بن سیمجور مر گیا۔ اس کی جگہ خراسان ونیشاپور کی حکومت پر اس کا بیٹا ابوعلی مامور کیا گیا یہ بھی ترکوں کی تقلید کر کے امیر نوح کی حکومت کو ملیامیٹ کرنے لگا۔

امیر نوح اور سبکتگین: جب امیر نوح اپنے دارالحکومت بخارا آ گیا اور اس کے قدم حکومت وسلطنت پر جم گئے تو ابوعلی نے اپنی پرانی عادت کے مطابق خراسان میں بغاوت پھیلا دی۔ امیر نوح نے ابومنصور سبکتگین کو ابوعلی کے مقابلہ پر اپنی کمک پر بلا بھیجا۔ سبکتگین نے بخارا میں حاضر ہو کر نہایت حسن وخوبی سے حکومت سلطنت کا انتظام کیا۔ بغاوت فرو کر دی جس سے امیر نوح اور ہوا خواہان حکومتِ سامانیہ کی آنکھوں میں اس کی عزت دوبالا ہو گئی۔ امیر نوح نے اس خدمت کے صلہ میں سبکتگین کو خراسان کی گورنری مرحمت کی۔ چنانچہ سبکتگین نے خراسان پہنچ کر کمال مردانگی سے ابوعلی کو نکال باہر کر کے قبضہ کر لیا۔

پھر رفتہ رفتہ اس نے سامانیہ کی حکومت کو بھی دبالیا' کچھ عرصہ بعد بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کر کے ان کی حکومت کے آثار نیست و نابود کر دیئے اور ان کی سچی جانشینی کا پورا حق ادا کیا اس کے بعد وراثۃً اس کے لڑکوں نے حکومت کی' ان ممالک میں ان کی حکومت کا سلسلہ برابر جاری رہا۔ یہاں تک کہ تاتاری ترکوں کا ظہور ہوا اور شرق سے غرب تک حکمرانانِ سلجوق مالک ہو گئے۔ انہوں نے ان ممالک کو ان کے قبضہ سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔ اس وقت ہم سبکتگین کے جہاد کے حالات جو اس نے خراسان کی گورنری سے قبل ہندوستان پر کئے تھے تحریر کرتے ہیں۔ اس کے بعد ان کے حالات لکھیں گے۔

فتح بست: بست صوبہ سجستان کے ملحقات سے تھا اور اس کی گورنری میں شامل تھا۔ جس وقت حکومت بنوصفار کے زوال کی وجہ سے ان صوبوں کا انتظام درہم برہم ہوا اور صوبوں کے گورنروں نے چاروں طرف سے بغاوت اور رخنہ اندازی شروع کر دی اس وقت امیر طغان نے جو بست کا حکمران تھا۔ بست پر خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا کچھ عرصہ بعد دوسرے امیر نے جس کا نام ابوثور تھا بست کو طغان سے چھین لیا۔ طغان بحال پریشان سبکتگین کے پاس پہنچا' امداد کی درخواست کی۔ آئندہ اطاعت و فرماں برداری کا اقرار کیا اور امداد کے معاوضہ میں زر نقد بھی دینے کے لئے کہا۔ چنانچہ سبکتگین اپنی فوج آراستہ کر کے بست کی طرف روانہ ہوا اور بزور تیغ اسے فتح کر لیا۔ وزیر ابوالفتح علی بن محمد بستی شاعر کو اپنے دربار میں طلب کر کے اپنا کاتب (سیکرٹری) بنایا۔ اس کے بعد یہی محمود بن سبکتگین کا بھی سیکرٹری رہا۔

والی قصدار کی سرکشی و اطاعت: مہم بست سے فراغت پا کر سبکتگین نے قصدار کا قصد کیا۔ والی قصدار بھی اس کی ماتحتی میں تھا لیکن دشواری راہ کی وجہ سے باغی ہو گیا تھا۔ سبکتگین چند سواروں کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے قصدار میں داخل ہوا اور اس کے حکمران ہو گرفتار کر لیا۔ والی قصدار نے عذر خواہی کی آئندہ اطاعت و خراج دینے کا اقرار کیا سبکتگین نے اسے حکومت قصدار پر دوبارہ مامور کر دیا۔

ہندوستان پر جہاد: بست اور قصدار کی فتحیابی کے بعد ہندوستان پر جہاد کی تیاری کی اور فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کے قلعوں پر بزور تیغ فتح حاصل کی جس کی طرف اس وقت تک مسلمانوں کا خیال تک نہ گیا تھا اور فتح حاصل کرنے کے بعد غزنی واپس چلا گیا۔

راجہ جے پال اور سبکتگین کی جنگ: راجہ جے پال نے ان خبروں سے مطلع ہو کر فوجیں فراہم کیں۔ ہاتھیوں کا بہت بڑا لشکر جمع کیا اور انہیں کافی طور سے مسلح کر کے ممالک اسلامیہ کی طرف روانہ ہوا ہاتھیوں کے لشکر کو قاعدے کے مطابق آگے بڑھایا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا سرحد بلاد اسلامیہ میں داخل ہوا تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو اس نے غزنی سے عساکر اسلام لا کر راجہ جے پال پر حملہ کیا۔ سبکتگین کے لشکر میں مجاہدین کا ایک گروہ تھا دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا نہایت خونریز اور سخت جنگ کے بعد لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ ہزار ہا کفار مارے گئے۔ راجہ جے پال گرفتار کر لیا گیا' ڈھائی لاکھ روپیہ اور پچاس زنجیر فیل زر فدیہ دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور ادائیگی فدیہ تک اپنی قوم کے چند لوگوں کو بطور ضمانت چھوڑ آیا۔ سبکتگین نے چند لوگوں کو فدیہ وصول کرنے کی غرض سے راجہ جے پال کے ہمراہ کر دیا۔

راجہ جے پال کی عہد شکنی: راجہ جے پال نے ان لوگوں کے ساتھ راہ میں بدعہدی کی اور ان کو بہ عوض ان لوگوں کے

جنہیں یہ سبکتگین کے پاس بطور ضمانت چھوڑ آیا تھا گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولہ ہو گیا تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے سامانِ جنگ وسفر درست کر کے ہندوستان کی طرف روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں ہندوستان کے جتنے شہر تھے سب کو لوٹا اور جماعت کفار کو منتشر و پریشان کرتا ہوا قلعہ ملغان پر پہنچا اور اسے بزورِ تیغ فتح کر کے زمین کے برابر کر دیا۔ قلعہ ملغان ہندوستان کا سرحدی قلعہ غزنی سے ملا ہوا تھا۔ راجہ جے پال کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے سبکتگین پر حملہ آور ہوا اور دونوں حریفوں میں سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں۔ بالآخر راجہ جے پال کو شکست ہوئی۔ اس کے ہمراہیوں میں سے ہزارہا آدمی مارے گئے ساری شان وشوکت خاک میں مل گئی اس لڑائی کے بعد ہندوؤں کو اپنے ملک سے نکل کر لڑنے کی دوبارہ جرأت نہ ہوئی اور نہ راجگان ہند میں سے کسی کا کوئی اثر قائم ہو سکا۔ سبکتگین اس کامیابی اور جہاد سے فارغ ہو کر اپنے آقائے نامدار کی جانب متوجہ ہوا جیسا کہ آئندہ آپ پڑھیں گے۔

امارت خراسان پر سبکتگین کا تقرر: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ جس وقت امیر نوح کا ستارۂ اقبال بخارا میں ترکوں کے ہاتھوں زوال پزیر ہوا' اور بخارا پر بقراخاں ترکی بادشاہ نے قبضہ کر لیا تو امیر نوح نہر عبور کر کے آمل الشط پہنچا۔ ابن سمجور والی خراسان اور فایق گورنر بلخ سے امداد واعانت کا خواستگار ہوا۔ ان دونوں کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ امیر نوح ابھی پریشانیوں میں مبتلا تھا کہ اسے بخارا سے بقراخاں کے واپس ہونے کی خبر ملی' انتہائی مسرت ومستعدی سے کوچ کرتا ہوا بخارا پہنچ گیا اور کرسی حکومت پر بیٹھ کر حکومت کرنے لگا۔ اتنے میں بقراخاں کا انتقال ہو گیا۔ امیر نوح کا قدم حکومت وسلطنت پر جم گیا' ابوعلی اور فایق کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی اور اپنی بغاوت انہیں خطرہ پیدا ہوا۔ فایق نے یہ غلطی کی کہ مبارک باد وتہنیت کے لئے بلا اجازت امارت پناہ بخارا روانہ ہو گیا۔ امیر نوح نے اپنے غلاموں اور موالی کو اس کی روک تھام اور گوشمالی پر بھیج دیا جنہوں نے فایق سے جنگ کی اور بلخ کو اس کے قبضہ سے نکال لیا۔ فایق بحال پریشان ابوعلی سمجور کے پاس پہنچا اور اس کی پشت پناہی سے امیر نوح کی مخالفت پر کمر باندھی۔ یہ واقعات ۳۸۴ھ کے ہیں۔ امیر نوح نے سبکتگین کو ان حالات سے مطلع کیا اور ان دونوں باغیوں کے مقابلہ میں امداد کے لئے بلا بھیجا اور اس خدمت کے صلہ میں صوبۂ خراسان کی گورنری مرحمت کی۔

ناصر الدولہ کا خطاب: سبکتگین ان دنوں ہندوستان پر جہاد کر رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں' اور اس کے باوجود سبکتگین جوں توں ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا امیر نوح کی خدمت میں حاضر ہوا اور باغیان حکومت کو نیچا دکھایا۔ ان واقعات میں سبکتگین کا ہونہار بیٹا محمود بھی شریک تھا امیر نوح نے ان مہمات سے کامیابی کے ساتھ فراغت حاصل کر کے گورنری نیشاپور اور سپہ سالاری خراسان پر محمود کو مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور سیف الدولہ کا خطاب دیا۔ اس کے باپ سبکتگین کو ہرات میں ٹھہرانے کا حکم دیا اور ناصر الدولہ کے خطاب سے مخاطب کیا اور خود بادولت بخارا واپس آیا۔

معرکۂ نیشاپور: امیر نوح کی واپسی بخارا کے بعد ابوعلی بن سمجور اور فایق کو ہوس پیدا ہوئی کہ خراسان کو سبکتگین اور اس کے بیٹے محمود کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے۔ چنانچہ ان دونوں نے متفق ہو کر محمود بن سبکتگین پر بمقام نیشاپور ۳۸۵ھ میں حملہ کیا اور اس کے قبل کہ اس کے باپ سبکتگین کی امدادی فوج آئے لڑائی چھیڑ دی۔ محمود کی فوج کم تھی شکست کھا کر اپنے باپ کے

پاس ہرات چلا گیا اور ابوعلی نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین اور ابوعلی: سبکتگین نے محمود کی شکست سے برہم ہو کر ابوعلی پر فوج کشی کر دی۔ طوس میں دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ میدان سبکتگین کے ہاتھ رہا۔ ابوعلی اور فایق کو شکست ہوئی' آمل الشط میں جا کر پناہ گزین ہوئے۔ ابوعلی نے امیر نوح کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا۔ امیر نوح نے فایق کا ساتھ چھوڑ دینے کی شرط پر ابوعلی کا قصور معاف کیا اور اسے دارالسلطنت بخارا طلب کر کے قید کر دیا پھر قید سے نکال کر سبکتگین کے پاس بھیج دیا۔ سبکتگین نے بھی قید کر دیا۔ باقی رہا فایق وہ بادشاہ ترک ایلک خان کے پاس کاشغر چلا گیا۔ ایلک خاں نے امیر نوح سے فایق کی سفارش کی امیر نوح نے اس کی سفارش پر فایق کو سمرقند کی حکومت پر متعین کیا جیسا کہ یہ واقعات ملوک سامانیہ کے حالات کے ضمن میں پہلے لکھے جا چکے ہیں۔

ابوالقاسم کی بغاوت: ابوالقاسم برادر ابوعلی اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر بزور جنگ سبکتگین کے پاس چلا آیا۔ چنانچہ ایک مدت تک اس کی خدمت میں مقیم رہا۔ پھر اس سے باغی ہو کر نیشاپور پر چڑھ آیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابوالقاسم کی گوشمالی کے لئے بڑھا۔ ابوالقاسم اس کی آمد کی خبر سن کر فخر الدولہ بن بویہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے پاس قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے خراسان اور اس کے تمام صوبوں پر قبضہ کر لیا۔

سبکتگین و ایلک خاں: شہاب الدولہ ہارون بن سلیمان ایلک معروف بہ بقراخاں حکمران کاشغر شاغور اور ترک اقوام کے بعد ایلک خان نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی۔ اسے بھی امیر نوح کے مقبوضات پر دست درازی کی ہوس پیدا ہوئی جیسا کہ اس کے باپ بقراخاں کو ہوس پیدا ہوئی تھی چنانچہ اس نے پہلے آہستہ آہستہ امیر نوح کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا۔ اس کے بعد حملہ کی تیاری کر کے امیر نوح نے خراسان پر سبکتگین کو لکھ بھیجا اور ایلک خاں کے مقابلے پر لشکر آرائی کا حکم دیا۔ چنانچہ سبکتگین نے فوجیں آراستہ کر کے نہر کو عبور کیا نسف وکشف کے درمیان پہنچ کر پڑاؤ ڈالا یہاں تک کہ اس کا بیٹا محمود بھی چاروں طرف سے فوجیں لے کر آ پہنچا۔ اسی مقام پر ابوعلی بن سیمجور پابہ زنجیر امیر نوح کا بھیجا ہوا سبکتگین کے پاس آیا تھا۔

سبکتگین اور ایلک خاں میں مصالحت: ایلک خاں بھی ترکوں کو جمع کر کے آیا ہوا تھا۔ سبکتگین نے امیر نوح کو ایلک خاں کی جنگ پر آمادہ کرنا چاہا مگر وہ تیار نہ ہوا' اپنے سپہ سالاروں اور تمام لشکر کے بھیجنے پر اکتفا کیا۔ سبکتگین نے بے حد منت کی اپنے بھائی بغراجق اور اپنے بیٹے محمود کو امیر نوح کو جنگ ایلک خاں پر آمادہ کرنے کے لئے بھیجا وزیر السلطنت وزیر بن عمر جنگ کے خوف سے بھاگ گیا۔ امیر نوح ہمت ہار کر بیٹھ رہا بہ مجبوری ان لوگوں نے اسے بحالہ چھوڑ دیا۔ اس سے سبکتگین کے حوصلے پست ہو گئے۔ ایلک خاں سے مصالحت کی گفتگو شروع کر دی ابوالقاسم کو شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے ایلک خاں کے پاس روانہ کیا مگر پھر اس سے مشتبہ ہو کر گرفتار کر کے ابوعلی اور اس کے ہمراہیوں کے ساتھ قید کر دیا۔

سبکتگین کی مراجعت بلخ: مصالحت کے بعد سبکتگین نے طوس سے بلخ کی جانب کوچ کیا یہاں پہنچ کر اسے ان لوگوں کے مارے جانے کی خبر لگی۔ مامون بن محمد والی جرجانیہ کی موت کی خبر بھی آئی۔ خوارزم میں اس کے سپہ سالار نے دعوت کے فریب سے اسے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد ہی امیر نوح کی موت کی خبر سننے میں آئی۔ نصف رجب ۳۸۷ھ میں اس نے سفر آخرت اختیار کیا۔

سبکتگین اور فخر الدولہ: ابو علی بن سمجور اور فایق سبکتگین سے شکست کھا کر فخر الدولہ کے پاس جرجان چلا گیا۔ اب ابوالقاسم نے خراسان میں سر اٹھایا اور محمود بن سبکتگین اپنے چچا بغراجق کے ساتھ اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ اس کی رکاب میں ابونصر بن محمود حاجب بھی تھا۔ اس وقت یہ بھی فخر الدولہ کے پاس بھاگ گیا اور اس کے زیر حمایت اوس تومس اور دامغان میں قیام اختیار کیا۔ سبکتگین نے طوس میں پڑاؤ کر دیا' اس کے بعد اس سے اور فخر الدولہ بن بویہ والئ رے سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے۔ ایک نے دوسرے کو ہدیہ بھیجا' یہ آخری ہدیہ تھا جو سبکتگین کی طرف سے عبداللہ کاتب لے کر فخر الدولہ کے پاس آیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ تک لوگوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ سبکتگین لشکر آرائی اور فوج کشی کی فکر میں ہے۔ فخر الدولہ نے ایک عتاب آمیز پیام سبکتگین کے پاس بھیجا ابھی جواب آنے بھی نہ پایا تھا کہ دونوں کی قوتیں جواب دے گئیں۔

سبکتگین کی وفات: جب سبکتگین ایلک خاں کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب واپس ہوا تو تھوڑے ہی عرصہ وہاں قیام کیا تھا کہ مرض الموت میں گرفتار ہو گیا۔ بلخ سے غزنی کی جانب واپس ہوا' اثناء راہ میں حکومت خراسان و غزنی کے بیسویں سال ماہ شعبان ۳۸۷ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ غزنی میں مدفون ہوا۔ عادل' نیک سیرت' عہد و پیمان کا پابند ایفاء وعدہ کا پکا اور کثیر الجہاد تھا۔

باب: ۹

سلطان محمود

اسماعیل بن سبکتگین: سبکتگین کے بعد اس کے لشکر نے اس کے بیٹے اسماعیل کی امارت کی بیعت کی اور یہی ولی عہد بھی تھا۔ مگر محمود سے عمر میں کم تھا۔ اس نے داد و دہش سے لشکریوں کو اپنا مطیع کر لیا۔ غزنی کی حکومت اس کی مسلم ہو گئی۔

محمود اور اسماعیل: چونکہ اسماعیل ایک نوعمر شخص تھا لشکریوں کی آنکھوں میں حقیر معلوم ہوا ان لوگوں نے اسے دبا لیا اور انعام وصلہ کی اس قدر بھرمار ہوئی کہ اس کے باپ سبکتگین کا خزانہ خالی ہو گیا۔ اس کا بھائی ان دنوں نیشاپور میں تھا' اس نے تحریک کی کہ مجھے صوبہ بلخ وغیرہ کی حکمرانی وسند دی جائے اسماعیل نے انکاری جواب دیا جس سے دونوں بھائیوں میں نفاق کی بنیاد پڑ گئی۔ ابوالحرب گورنر جرجان نے دونوں بھائیوں میں مصالحت کی کوشش کی' لیکن اسماعیل اپنی نوعمری اور ناتجربہ کاری سے نہ مانا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ محمود نے اسماعیل کے ارادے سے ہرات کی جانب کوچ کیا۔ ہرات میں اس کا چچا بغراجق حکمرانی کر رہا تھا اسماعیل کے حالات سن کر محمود کا ہم خیال ہو گیا۔ اس کے بعد محمود نے ہرات سے بست کی طرف قدم بڑھایا' یہاں پر اس کا دوسرا بھائی نصر تھا۔ محمود نے اسے بھی اپنی جانب مائل کر لیا۔

محمود اور اسماعیل کی جنگ: چنانچہ محمد بغراجق اور نصر سب کے سب متفق ہو کر غزنی کی طرف بڑھے یہ یاد رکھنے کی بات ہے کہ ان واقعات سے قبل اسماعیل کے امراء حکومت نے محمود کو طلبی کے خطوط لکھے تھے اور اطاعت وفرمانبرداری کا وعدہ کیا تھا الغرض محمود کوچ وقیام کرتا ہوا غزنی کے قریب پہنچ گیا۔ اسماعیل بھی اپنی فوج آراستہ کر کے مقابلہ پر آ گیا۔ غزنی کے باہر ایک میدان میں دونوں بھائیوں سے مڈبھیڑ ہوئی' سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسماعیل کی فوج میدان جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ اسماعیل نے قلعہ غزنی میں پناہ لی اور دروازے بند کر لئے' محمود نے شہر پر قبضہ کر کے قلعہ پر محاصرہ ڈال دیا۔ یہاں تک کہ اسماعیل نے حصار کی طوالت سے تنگ آ کر امن حاصل کیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ محمود نے اس کی عزت کی اور اپنی حکومت وسلطنت میں اسے شریک کر لیا۔ یہ واقعہ اسماعیل کی حکومت کے ساتویں مہینے واقع ہوا۔ اسی وقت سے محمود کے قدم حکومت وسلطنت پر جم جاتے ہیں اور اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتا ہے حالانکہ اس سے قبل کسی نے اپنے کو اس لقب سے ملقب نہیں کیا تھا۔ القصہ اسماعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ کی جانب کوچ کیا۔

ابوالحرث منصور اور فائق: جس وقت ابوالحرث منصور امیر نوح کے بعد تخت حکومت پر متمکن ہوا قلمدان وزارت محمود

بن ابراہیم بن کو سپرد کیا گیا اور فایق نے امیر ابوالحرث منصور کی کم عمری کی وجہ سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ عبداللہ بن عزیز جس وقت محمود بن ابراہیم وارد بخارا ہوا تھا اسی زمانہ میں اس وجہ سے کہ اس نے امیر نوح کو ایلک خاں سے جنگ سے ابھارا تھا بخارا چھوڑ کر بھاگ گیا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ جب امیر نوح نے انتقال کیا اور اس کا بیٹا منصور حکمران ہوا تو عزیز نے ابومنصور محمد بن حسین کو سپہ سالاری لشکر خراسان کا لالچ دیا اور اسے اپنے ہمراہ لئے ہوئے ایلک خاں کے پاس گیا اور امیر منصور کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ ایلک خاں ان دونوں کے ساتھ سمرقند کا ارادہ ظاہر کر کے روانہ ہوا۔ پھر ابومنصور اور ابن عزیز کو گرفتار کر کے فایق کو بھیجا اور اپنے مقدمۃ الجیش کا سردار بنا کر بخارا کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔

فایق کا بخارا پر قبضہ: امیر ابوالحرث منصور نے اس کی آمد کی خبر پا کر بخارا چھوڑ دیا اور فایق نے بخارا پر قبضہ حاصل کر لیا اور ایلک خاں اپنی کرسی حکومت کی طرف واپس ہوا

فایق نے بخارا پر قبضہ حاصل کرنے اور ایلک خاں کی واپسی کے بعد ابوالحرث منصور کو بخارا بلا لیا اور جب وہ بخارا میں وارد ہوا تو فایق نے استقبال کیا کرسی حکومت پر لا کر بٹھایا اور اس کی حکومت کا انتظام کرنے لگا اور مکتوزون حاجب اکبر کو مصلحتاً خراسان کی سند حکومت دے کر دارالحکومت بخارا سے نکال باہر کیا اور بستان الدولہ کا مبارک خطاب دیا۔ مکتوزون اور فایق میں ایک مدت سے چشمک چلی آتی تھی۔ ابوالحرث منصور نے دونوں میں مصالحت کرا دی۔ چنانچہ مکتوزون اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگا۔ پھر ابوالقاسم بن سمجور نے اس پر فوج کشی کی دونوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں جس کا ذکر اوپر ہو چکا۔

ابوالحرث منصور کی معزولی: اس اثناء میں محمود اپنے بھائی اسمٰعیل کی مہم سے فارغ ہو کر بلخ میں آیا اور امیر ابوالحرث منصور کی خدمت میں ہدایا و تحائف بھیجے امیر منصور نے بلخ، ترمذ، ہرات اور بست کی گورنری مرحمت کی اور نیشاپور کی سند حکومت دینے سے انکار کیا۔ محمود نے اپنے معتمد علیہ ابوالحسن حموی کی معرفت دوبارہ درخواست بھیجی، امیر ابوالحرث منصور نے ابوالحسن کو اپنی وزارت کے لئے منتخب کر لیا، ابوالحسن عہدۂ وزارت پا کر اپنے ولی نعمت کا پیام پہنچانے نہ گیا۔ محمود کو اس سے برہمی پیدا ہوئی نیشاپور کی طرف بڑھا۔ مکتوزون یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ امیر منصور اس سے مطلع ہو کر کمر ہمت باندھ کر نیشاپور کی طرف چلا۔ محمود نیشاپور سے نکل کر مروالرود چلا گیا۔ اس واقعہ کے بعد مکتوزون اور فایق نے جمع ہو کر ابوالحرث منصور کو معزول کر دیا۔ آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور اس کے بھائی عبدالملک کو امارت و حکومت کی کرسی پر جلوہ افروز کیا۔

محمود کا خراسان پر قبضہ: محمود نے مکتوزون اور فایق کو اس کام پر لعنت و ملامت کی اور عتاب آمیز خط روانہ کیا اس پر بھی جب اس کے دل کو تشفی نہ ہوئی تو فوجیں آراستہ کر کے فایق اور مکتوزون کی سرکوبی کے لئے چلا اور مکتوزون مقابلہ کی غرض سے مرو میں آ کر صف آراء ہوئے، ان کے ساتھ ان کا نوعمر امیر عبدالملک بھی تھا دونوں حریفوں میں معرکہ آرائیاں ہوئیں بالآخر محمود نے ان لوگوں کو شکست دی عبدالملک نے بخارا میں جا کر دم لیا۔ مکتوزون نیشاپور بھاگ گیا۔ ابوالقاسم بن سمجور بھی انہی لوگوں کے ساتھ تھا اس نے قہستان میں جا کر پناہ لی۔ محمود نے خراسان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۹ھ کا ہے۔

محمود اور مکتوزون: اس کے بعد محمود نے طوس کی جانب قدم بڑھایا۔ مکتوزون (توزن بیگ) جرجان بھاگ گیا۔ محمود نے اس کے تعاقب پر ارسلان حاجب کو مامور کیا۔ ارسلان حاجب نے اسے اطراف خراسان سے بھی نکال باہر کیا۔ محمود نے اس خدمت کے صلہ میں ارسلان حاجب کو طوس کی گورنری پر مامور کر کے صوبہ ہرات کی جانچ پڑتال کو روانہ ہوا۔ مکتوزون کو موقع مل گیا محمود کے روانہ ہوتے ہی نیشاپور آ گیا اور قبضہ کر لیا۔ محمود کو اس کی خبر لگی تو فوراً ہی واپس ہوا۔ مکتوزون نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا۔ محمود نے اپنے بھائی نصر بن سبکتگین کو سپہ سالاری لشکر خراسان پر مامور کر کے نیشاپور میں قیام کرنے کا حکم دیا اور خود اپنے باپ کے دارالحکومت بلخ کی طرف چل دیا اور اسے اپنا پایہ تخت بنایا۔

امین الملۃ یمین الدولہ کا خطاب: پھر اپنے بھائی اسماعیل بن سبکتگین سے مشکوک ہو کر کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ گزارہ کے لئے کافی وظیفہ مقرر کیا۔ اسی زمانہ میں خلافت مآب القادر باللہ عباسی کی خلافت کی بیعت کی اور اس کے نام کا خطبہ پڑھے جانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب نے دارالخلافت بغداد سے بیش بہا خلعت اور پھریرے حسب دستور روانہ کئے اور "امین الملۃ یمین الدولہ" کا خطاب مرحمت فرمایا محمود کو اسی وقت سے مطلق العنان حکومت حاصل ہو جاتی ہے اور اس کا غلغلۂ اقبال اطراف عالم میں پھیل جاتا ہے۔ خراسان کی حکومت پر اس کے قدم جم جاتے ہیں اور آئندہ ہر سال ہندوستان پر جہاد کرتا رہتا ہے۔

خلف بن احمد کی سرکشی و اطاعت: خلف بن احمد والی سجستان ملوک سامانی کا باجگزار تھا لیکن جس وقت سامانی تاجدار بغاوت و فتنہ کی وجہ سے خلف بن احمد کی جانب سے غافل ہو گئے اس وقت اس نے استقلال کے ساتھ اپنے قدم حکومت پر جما دیئے اور خود مختاری کا ڈنکا بجا دیا۔ جب امیر سبکتگین راجگان ہند پر جہاد کرنے کے لئے گیا تو خلف بن احمد نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے صوبہ بست پر فوجیں بھیج دیں چنانچہ اس فوج نے صوبہ بست پر قبضہ کر کے خراج وصول کر لیا۔ جب سبکتگین ہندوستان کے جہاد سے فارغ ہو کر واپس ہوا تو خلف بن احمد نے معذرت کے تحائف پیش کئے آئندہ اطاعت کا اقرار کیا۔ امیر سبکتگین نے اس کی معذرت کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ مزید اطمینان کے لئے بطور ضمانت خلف بن احمد کے خاص اعزہ کو اپنی حراست میں لے لیا۔

امیر سبکتگین کی وفات: اس کے بعد امیر سبکتگین ابوعلی بن سیمجور کے ساتھ جو کہ اس کی قید میں تھا۔ خراسان کی طرف ایلک خاں کے مقابلہ پر روانہ ہوا اور جب اس سے امیر سبکتگین کو فراغت حاصل ہوئی تو خلف بن احمد کی ریشہ دوانیوں اور فتنہ ختم کرنے کی غرض سے فوج کو سجستان پر حملہ کرنے کے لئے تیاری کا حکم دیا۔ اتفاقِ وقت سے سبکتگین کا پیام اجل آ گیا جس سے سبکتگین کا ارادہ پورا نہ ہوا اور خلف کو پھر موقع مل گیا۔ اپنے بیٹے طاہر کو قہستان اور بوسنج پر قبضہ کرنے کے لئے بھیج دیا۔ چنانچہ طاہر نے ان دونوں مقامات پر قبضہ کر لیا قہستان اور بوسنج بغراجق کی جاگیر میں تھا اور وہی ان پر حکومت کر رہا تھا اتنے میں محمود کو خراسان کی مہم اور اندرونی جھگڑوں سے فرصت مل گئی۔ اپنے چچا بغراجق کو لکھ بھیجا کہ قہستان اور بوسنج کو طاہر بن خلف کے قبضہ سے نکال لو۔

خلف کی سرکشی و اطاعت: چنانچہ بغراجق نے طاہر پر فوج کشی کی اور اسے شکست دے کر تھوڑی دور تک تعاقب کرتا چلا

گیا۔ طاہر نے پلٹ کر ایسا حملہ کیا جس سے بغراجق کے ہمراہی بھاگ کھڑے ہوئے اور بغراجق مارا گیا۔ محمود کو اس جان لیوا واقعہ کے سننے سے بے حد صدمہ ہوا فوجیں مرتب کر کے ۳۹۰ھ میں خلف بن احمد پر چڑھائی کر دی۔ خلف ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا محمود نے چاروں طرف سے محاصرہ ڈال کر لڑائی چھیڑ دی۔ خلف نے تنگ آ کر اطاعت تسلیم کی ایک لاکھ دینار دے کر مصالحت کر لی۔ محمود نے محاصرہ اٹھا لیا۔

سلطان محمود اور راجہ جے پال کی جنگ: اس کے بعد جب محمود کو اندرونی مخالفت اور ریشہ دوانی سے ایک گونہ فراغت حاصل ہو گئی تو اس نے ہندوستان پر حملہ کی تیاری کی۔ بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادوں میں سے پندرہ ہزار جوان منتخب کئے اور انہیں آراستہ کر کے ہندوستان پر راجہ جے پال سے جنگ کی غرض سے چڑھائی کی[1]۔ راجہ جے پال بھی یہ خبر پا کر فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد راجہ جے پال کو شکست ہوئی' راجہ جے پال اپنے بھائیوں اور لڑکوں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ راجہ جے پال اور اس کے دوسرے اعزہ کے اسباب میں (جو قید کر لئے گئے تھے) کئی مرصع حمائل جسے مالا کہتے ہیں غنیمت میں ہاتھ آئے اس میں سے ایک ایک کی قیمت ایک لاکھ دینار تھی ان کے علاوہ پانچ ہزار ہندو لونڈی غلام بنائے گئے۔ یہ واقعہ ۳۹۲ھ کا ہے۔

راجہ جے پال کی خودکشی: اس فتح و کامرانی کے بعد محمود نے ہندوستان کے دوسرے شہروں کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ بلاد خراسان کے صوبہ سے زیادہ وسیع اور زرخیز تھے چنانچہ انہیں بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ اس کے بعد راجہ جے پال نے پچاس زنجیر فیل اپنے فدیہ میں دے کر اپنے کو قید سے رہا کرایا اور فدیہ مذکور کی ادائیگی کے لئے اپنے بیٹے اور پوتے کو سلطان محمود کے پاس چھوڑ آیا۔ چنانچہ اپنی راج دہانی (دارالسلطنت) میں پہنچ کر فدیہ مذکور بھیج دیا اور بارِ سلطنت سے خود کو سبکدوش کر لیا۔[2]

قلعہ بٹھنڈہ پر حملہ: ابھی محمود نے غزنی کی جانب واپسی کا ارادہ نہ کیا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ہندوؤں کا جم غفیر بغرض فساد لشکر اسلام کے مقابلہ کے لئے پہاڑی گھاٹیوں میں چھپا ہوا ہے محمود نے فوج کو تیاری کا حکم دیا اور نہایت تیزی سے قلعہ

---

[1] محمود نے شوال ۳۹۱ھ بمطابق ۱۰۰۰ء میں غزنی سے ہندوستان پر فوج کشی کی تھی۔ روز دوشنبہ آٹھویں محرم ۳۹۲ھ مطابق ۱۰۰۲ء میں بمقام پشاور لڑائی ہوئی۔ راجہ جے پال کی رکاب میں بارہ ہزار سوار تیس ہزار پیادے اور تین سو زنجیر فیل تھے۔ جس وقت نصف النہار ہوا ہندوستانی لشکر کو شکست ہوئی۔ پانچ ہزار ہندو مارے گئے' راجہ جے پال اپنے پندرہ اعزہ و اقارب خاص کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۰ امطبوعہ مصر و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

[2] راجہ جے پال قوم کا برہمن تھا تمام پنجاب و کشمیر و ملتان اور سرہند کا خود مختار حکمران تھا اور حکام اسلام کے مقابلہ اور ہندوستانی شہروں کی حفاظت کی غرض سے قلعہ بٹھنڈہ میں جا کر مقیم ہوا' بیٹھے بٹھائے یہ سودا سر میں سمایا کہ والیٔ افغانستان پر حملہ آور ہو کر راجگان ہندوستان میں خاص امتیاز حاصل کرنا چاہئے چنانچہ چاروں طرف سے فوجیں فراہم کر کے بلاد اسلامیہ میں گھس پڑا سبکتگین کو اس واقعہ کی خبر ہوئی تو وہ بھی اپنی فوج جمع کر کے اس کے مقابلہ پر آیا۔ سرحد ملتان پر دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا۔ راجہ جے پال کو شکست ہوئی۔ یہ پہلی شکست تھی اس کے بعد جب اس نے بدعہدی کی تو پھر سبکتگین نے سرحد پشاور پر اس پر حملہ کیا اس مرتبہ اس فوج میں دہلی' قنوج' کالنجر اور اجمیر کے راجاؤں کی فوجیں بھی بغرض امداد شامل تھیں۔ راجہ جے پال کو اس مرتبہ بھی شکست نصیب ہوئی۔ تیسری بار محمود نے شکست دی۔ راجہ جے پال اس شکست سے ایسا دل برداشتہ ہوا کہ سلطنت اپنے بیٹے انند پال کے حوالے کر دی اور جلتی ہوئی آگ میں اپنے کو ڈال کر نیست و نابود کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۷۱' و تاریخ فرشتہ صفحہ ۴۴۔

دہندہ (بھٹنڈہ) پر جہاد کہ ہندوؤں کا ایک بڑا لشکر اسلام کی روک ٹوک کے لئے جمع تھا محاصرہ ڈال دیا۔ راجپوتوں کی مردانگی نے بھی کچھ نفع نہ پہنچایا۔ گنتی کے چند آدمی بہزار دقت جانبر ہوئے باقی سب کے سب کھیت رہے۔ محمود نے مظفر و منصور دارالخلافت غزنی کی طرف کوچ کیا۔

طاہر بن خلف کا قتل: ۳۹۰ھ میں محمود کی واپسی اور مصالحت کے بعد خلف بن احمد نے اپنے بیٹے طاہر کو عنان حکومت حوالہ کی اور خود اس خیال سے کہ میرا ملک آئندہ محمود کے سیلاب فتوحات سے محفوظ رہے ترک دنیا کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔ جب سلطان محمود ایک بڑی مدت تک ان ممالک سے جہاد ہندوستان کی وجہ سے غیر حاضر رہا تو خلف نے اپنے بیٹے طاہر سے عنان حکومت لینے کی کوشش کی۔ طاہر نے حیلہ و حوالہ سے کام لینا شروع کیا اور بات بات میں نافرمانی کرنے لگا۔ تب خلف نے اپنے کو بیمار بنایا اور وصیت کرنے اور مخفی خزانے بتانے کی غرض سے طاہر کو اپنے پاس بلایا۔ طاہر بے خوف و ہراس حاضر ہوا' خلف نے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ کچھ روز بعد قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔

سلطان محمود کا قلعہ طاق کا محاصرہ: اس واقعہ سے خلف کے سپہ سالاروں کو خطرہ پیدا ہوا اور اس کی طرف سے سب بددل ہو گئے۔ محمود سے خط و کتابت شروع کی اور اظہار اطاعت کے لئے محمود کے نام کا خطبہ سجستان میں پڑھنے لگے۔ یہ واقعہ ۳۹۳ھ کا ہے محمود ان سپہ سالاروں کی طلبی پر خلف کی طرف روانہ ہوا۔ خلف ایک مضبوط اور مستحکم قلعہ طاق نامی میں قلعہ بند ہو گیا یہ قلعہ نہایت پائیدار اور مضبوط بنا ہوا تھا' چاروں طرف سے اسے سات فصیلیں سر بفلک گھیرے ہوئے تھیں اور فصیلوں کو ایک عمیق خندق گھیرے ہوئے تھی صرف ایک راستہ تھا جس پر پل بنا ہوا تھا خلف نے محمود کی آمد پر اس پل کو توڑ ڈالا۔ محمود نے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ مدتوں محاصرہ کئے رہا۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو لشکریوں کو حکم دیا کہ گردونواح کے درخت کاٹ کر خندق کو پر کر دو اور جب وہ پر ہو گیا تو ہاتھیوں کو بڑھنے کا اشارہ کیا۔ چنانچہ ایک ہاتھی جو سب سے بڑا تھا خندق عبور کر کے دروازۂ قلعہ پر پہنچا اور دروازہ اکھاڑ کر پھینک دیا۔ پھر کیا تھا محمود کا لشکر قلعہ میں داخل ہونے کے لئے بڑھا۔ قتل و خونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ اہل قلعہ ایک فصیل سے دوسری فصیل میں جا کر پناہ لیتے تھے اور فتح مند گروہ انہیں برابر پسپا کرتا جاتا تھا۔ باہر سے یہ تیر باری کر رہے تھے اور اندر سے قلعہ والے پتھر کا مینہ برسا رہے تھے۔

خلف بن احمد کی اطاعت: خلف نے اس امر کا احساس کر کے کہ عنقریب قلعہ چھنا چاہتا ہے امن کی درخواست کی۔ محمود نے اسے امن دیا لڑائی موقوف ہو گئی قلعہ پر بھی محمود کا قبضہ ہو گیا۔ خلف نے قلعہ کے خزانوں کی کنجیاں محمود کے حوالے کر دیں جس سے محمود کی آنکھوں میں خلف کی قدر و منزلت دوبالا ہو گئی محمود نے نہایت عنایت سے ارشاد کیا خلف تم جہاں پسند کرو قیام کر سکتے ہو۔ خلف نے جرجان کو پسند کیا محمود نے عزت و احترام کے ساتھ خلف کو جرجان روانہ کر دیا۔ چنانچہ خلف تقریباً چار برس تک جرجان میں مقیم رہا۔ پھر کسی نے محمود سے جڑ دیا کہ خلف کے ایلک خاں سے مراسم پیدا ہو گئے ہیں وہ اسے مخالفت پر اکسا رہا ہے محمود نے خلف کو جرجان سے قزدین منتقل کر دیا جہاں پر اس نے ۳۹۹ھ میں وفات پائی۔ محمود نے خلف کا متروکہ اس کے بیٹے ابو حفص عمر کے حوالے کیا۔

خلف بن احمد کا کردار: خلف نیک سیرت' علم دوست ذی علم علماء کا قدردان اور ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش

آنے والا تھا۔ اس نے ایک تفسیر قرآن مجید لکھی تھی' اپنے تمام ممالک مقبوضہ کے علماء کو جمع کیا تھا۔ بیس ہزار دینار خرچ ہوئے تھے' خلف نے اس تفسیر کو مدرسۂ نیشاپور میں رکھوا دیا تھا الغرض محمود کامیابی کے بعد بحستان کی حکومت پر اپنے باپ کے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار فتحی نامی کو مامور کر کے غزنی کی جانب چلا گیا۔

بحستان پر سلطان محمود کا قبضہ: کچھ عرصہ بعد بحستان کے مفسدہ پردازوں اور بدمعاشوں نے جمع ہو کر احمد نامی ایک شخص کو اپنا سردار بنایا اور بحستان میں علم بغاوت بلند کیا۔ محمود نے دس ہزار کی جمعیت سے اس بغاوت کو فرو کرنے کی غرض سے بحستان کی طرف کوچ کیا اس مہم میں اس کا بھائی ابوالمظفر نصر سپہ سالار افواج شاہی التوتناس (لارڈ چیمبر لین) اور پشت پناہ عرب ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم طائی بھی شریک تھا محمود نے بحستان پہنچ کر باغیوں پر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے دوبارہ فتح کر کے اپنے بھائی سپہ سالار افواج نصر بن سبکتگین کو گورنر مقرر کیا اور اس صوبہ کو نیشاپور کے صوبہ سے جس کی گورنری پر نصر پہلے سے تھا ملحق کر دیا۔ نصر نے اپنی جانب سے اپنے وزیر ابومنصور نصر بن اسحاق کو مامور کیا اس کے بعد محمود جہاد ہندوستان کی غرض سے بلخ کی جانب واپس ہوا۔ **ھکذا مساق خبر سلطان محمود مع خلف بن احمد و خبر سجستان عند العتبی و اما عند ابن الاثیر فقد ذکرنی اخبار بنی الصفار۔**

سلطان محمود اور راجہ بجے راؤ: جب محمود کو اندرونی مخالفتوں اور حریفوں کی ریشہ دوانیوں سے فراغت حاصل ہو گئی اور اسے ایک گونہ اطمینان ہو گیا تو وہ پھر ہندوستان پر جہاد کرنے یا یوں کہیے کہ اس مہم کو تمام کرنے پر تیار ہوا جس کی بنیاد اس کے باپ سبکتگین نے ڈالی تھی اور جس کا بانی مبانی راجہ بجے پال تھا۔ بہاطبہ (بھٹیز یا بھیرہ) ہندوستان کی ایک ریاست تھی جس کے حدود ملتان سے ملے ہوئے تھے اس ریاست کا دارالحکومت بھٹیز میں تھا۔ بھٹیز کی نہایت مستحکم اور مضبوط شہر پناہ تھی اور شہر پناہ کے اندر قلعہ تھا چاروں طرف سے اس شہر کو سربفلک شہر پناہ کی دیواریں گھیرے ہوئے تھیں شہر پناہ کے باہر ایک گہری خندق تھی جسے عبور کرنا نہایت دشوار تھا۔ قلعہ میں جنگ آوروں کا ایک بڑا لشکر ہر وقت موجود رہتا تھا۔ آلاتِ حرب اور سامانِ جنگ بھی کافی طور سے تھا اس کے حکمران کا نام راجہ بجے راؤ تھا۔ محمود نے دریائے جیحون عبور کر کے بھٹیز[1] پر حملہ کیا۔ راجہ بجے راؤ بھی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے بھٹیز سے باہر آیا۔ دونوں حریفوں نے صف آرائی کی تین روز تک متواتر لڑائی ہوتی رہی چوتھے روز راجہ بجے راؤ کو شکست ہوئی لشکر اسلام شکست خوردہ فریق کا دروازۂ شہر تک تعاقب کرتا چلا گیا۔ راجہ بجے راؤ نے شہر پناہ کے دروازے بند کرا دیئے عساکر اسلام نے محاصرہ ڈال دیا اور نہایت سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ لوٹ مار اور قتل و غارت گری حد سے بڑھ گئی۔ محمود نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو خس و خاشاک اور لکڑیوں سے خندق پاٹنے کا حکم دیا اور بقیہ حصہ لشکر مقابلہ پر رکھا۔ راجہ بجے راؤ کو اس سے تشویش پیدا ہوئی۔ رات کے وقت اپنے خاص ملازموں اور مصاحبوں کے ہمراہ محاصرہ سے نکل کر پہاڑوں پر چلا گیا اور اس کی ایک تنگ و دشوار گزار گھاٹی میں روپوش ہو گیا۔

راجہ بجے راؤ کا خاتمہ: سلطان محمود نے اس سے مطلع ہو کر فوج کا ایک دستہ راجہ بجے راؤ کی گرفتاری اور تعاقب پر روانہ کیا۔ دلیران اسلام سراغ لگاتے ہوئے اس گھاٹی تک پہنچ گئے جہاں راجہ بجے راؤ روپوش تھا اور چاروں طرف سے گھیر کر قتل

---

[1] یہ حملہ ۳۹۵ھ میں ہوا تھا' دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷ و تاریخ فرشتہ صفحہ ۲۴۔

کرنا شروع کیا جب اس کے ہمراہیوں کا اکثر حصہ کام آ گیا تو راجہ بجے راؤ نے اس امر کا یقین کر کے کہ اب میری جانبری محال ہے کمر سے خنجر کھینچ کر اپنا سینہ چاک کر ڈالا غازیان اسلام سر اتار کر اپنے سلطان کے پاس آئے سلطان فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے دارالحکومت بھٹیز میں داخل ہوا اور جب تک انتظام درست نہ ہوا ٹھہرا رہا' واپسی کے وقت تعلیم وانتظام مملکت کی غرض سے ایک ایسے شخص کو اپنا نائب مقرر کیا جو ارکان اسلام سے واقف اور سیاست مدن سے آگاہ تھا تا کہ نو مسلموں کو فرائض مذہبی کی تعلیم بھی دے اور شیرازۂ حکومت کو بھی درہم برہم ہونے سے محفوظ رکھ سکے۔

غزنی آتے ہوئے اثناء راہ میں بکثرت بارش ہوئی۔ اثناء راہ میں راستہ کی دشواری' کیچڑ پانی کی زیادتی اور نہروں اور دریاؤں کی طغیانی سے محمود کے لشکر کا اکثر حصہ ضائع ہو گیا۔[1]

فتح ملتان: پھر محمود کو خبر غزنی میں پہنچ کر یہ خبر لگی کہ ابوالفتوح گورنر ملتان بے دین ہو گیا ہے اور اپنے صوبے کے رہنے والوں کو بے دینی اور لا مذہبی کی تعلیم دیتا ہے۔ محمود کو اس کی تاب کہاں تھی کہ بے دینی کا نام سنتا اور خاموش رہ جاتا لشکر آراستہ کر کے جہاد کی غرض سے ملتان پر چڑھائی کر دی اور دریاؤں کو جوں توں عبور کر لیا مگر دریائے جیجوں کی طغیانی نے سلطان کو آگے بڑھنے سے روک دیا۔ سلطان محمود نے خشکی کے راستے سے ملتان کا قصد کیا لیکن اس طرف راجہ انند پال ولد راجہ جے پال حکمران پنجاب کا ملک پڑتا تھا۔ محمود نے راجہ انند پال سے اس کے ملک سے ملتان جانے کی اجازت طلب کی۔ انند پال نے انکاری جواب دیا۔ راجہ انند پال سے محمود نے لشکر کو پہلے اسی پر جہاد کرنے کا حکم دیا چنانچہ قتل وغارت گری شروع ہو گئی محمود کا بھائی لشکر انند پال کے ملک کو پامال کرتا ہوا سیلاب کی طرح بڑھا۔ راجہ انند پال کی فوج شکست کھاتے ہوئے بھاگی۔ راجہ انند پال حیران و پریشان ایک شہر سے دوسرے شہر میں پناہ گزین ہوتا تھا اور شاہی لشکر پہنچ کر وہاں سے بھی اسے پریشان کر کے نکال دیتا تھا۔ یہاں تک کہ دریائے چناب پر پہنچا جب محمود کا لشکر اس کا تعاقب یہاں تک کرتا چلا آیا تو راجہ انند پال گھبرا کر کشمیر چلا گیا۔ محمود نے پھر اس کا تعاقب نہ کیا ملتان کی جانب چلا۔ ابوالفتوح نے یہ خبر پا کر اپنے مال واسباب کو ہاتھیوں پر لدوا کر سراندیپ کی طرف روانہ کر دیا اور خود ملتان چھوڑ کر روپوش ہو گیا۔ اہل ملتان نے شہر کی قلعہ بندی کر لی۔ محمود نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی اور اسے بزور تیغ فتح کر لیا۔ فتحیابی کے بعد محمود نے اہل ملتان سے بے دینی اور تبدیلی مذہب کی وجہ سے بیس ہزار درہم سرخ بطور جرمانہ کفارہ وصول کیا۔

قلعہ گوالیار پر فوج کشی: محمود نے ابوالفتوح کی گوشمالی کے بعد قلعہ گوالیر (گوالیار) پر فوج کشی کی حکمران کا نام راجہ انند تھا۔ اس قلعہ میں چھ سو بت خانے تھے محمود نے بزور تیغ اس قلعہ کو بھی فتح کیا۔ بتوں کو توڑ ڈالا بت خانے جلا دیئے والی قلعہ نندا نے بھاگ کر قلعہ کالنجر میں پناہ لی۔ قلعہ کالنجر نہایت مضبوط اور وسیع قلعہ تھا اس میں پانچ لاکھ فوج پانچ سو زنجیر فیل اور بیس ہزار مویشی رہا کرتے تھے۔ برسوں کے صرف کے لئے غلہ وغیرہ موجود تھا مگر راستہ ایسا دشوار گزار تھا کہ قلعہ تک فوج کا پہنچنا محال تھا قلعہ کے اردگرد آٹھ آٹھ دس دس کوس تک جھاڑیوں کا گنجان جنگل تھا اور جنگل کے بعد قلعہ کے باہر ایک نہایت گہری خندق تھی۔ محمود کے حکم سے جنگل کاٹ کر راستہ بنایا گیا۔ ....

---

[1] بھٹیز کی لڑائی میں دو سو اسی زنجیر فیل اور بے شمار مال و زر محمود کے ہاتھ لگا۔ قلعہ بھٹیز کا میدان مقتولوں سے بھر گیا تھا۔ قیدیوں کی وہ کثرت تھی کہ ہر شخص کے پاس پاس پانچ پانچ چھ چھ لونڈی غلام موجود تھے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ وضیاء برنی۔

جب قلعہ کے قریب عمیق خندق نے رکاوٹ ڈالی تو یہ حکم دیا کہ جانوروں کی کھالوں میں مٹی بھر کر اس خندق کو تقریباً تیس ہاتھ چوڑی پاٹ دو عساکر اسلام نے اس حکم کی تعمیل نہایت مستعدی سے اور تیزی سے کی۔ محمود اپنی رکاب کی فوج کو لئے ہوئے خندق کو عبور کرتا ہوا قلعہ پر جا پہنچا اور محاصرہ کر لیا۔ ایک ماہ تیر روز محاصرہ کئے رہا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا میں مصالحت: نندا والی قلعہ روزانہ جنگ سے تنگ آ کر مصالحت کا پیغام دے رہا تھا مگر محمود اپنی دھن میں تھا۔ اس اثناء میں یہ خبر پہنچی کہ ایلک خاں کی وجہ سے صوبہ خراسان میں بغاوت کی آگ بھڑک اٹھی ہے۔ محمود نے راجہ نندا سے پچاس زنجیر فیل اور تین ہزار من چاندی پر مصالحت کر لی مصالحت کے بعد راجہ نندا کو خلعت دیا۔ راجہ نندا نے خلعت زیب تن کیا اور پٹی باندھی چونکہ اس زمانے میں ہندوؤں میں یہ دستور تھا کہ عہد و اقرار مضبوط کرنے کے لئے اپنی چھوٹی انگلی کاٹ کر فریق ثانی کو دے دیا کرتے تھے اس وجہ سے اس پابندی کے لحاظ سے راجہ نندا نے بھی اپنی چھنگلی کاٹ کر محمود کے حوالے کر دی۔ محمود مال غنیمت لئے ہوئے خراسان کی جانب لوٹا۔ حالانکہ اس مرتبہ ہندوؤں کے سر کرنے کا خیال اس کے دماغ میں بھرا ہوا تھا۔

سلطان محمود اور ایلک خاں: جس وقت محمود نے صوبہ خراسان پر اور ایلک خاں نے ماوراءالنہر پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ایلک خاں نے محمود کو مبارکباد کا خط لکھا۔ تحائف بھیجے محمود نے بھی رسم اتحاد بڑھانے کی غرض سے خط بھیجا ہدایہ روانہ کئے دونوں حکمرانوں کے درباروں میں شعراء آنے جانے لگے مبارکبادی کے قصائد لکھے اور صلے حاصل کئے۔ اسی زمانے میں محمود نے سہیل بن محمد بن سلیمان صعلو امام فی حدیث کو طغان جق والی سرخس کے ساتھ بطور وفد ایلک خاں کے دربار میں ہدیہ فاخرہ دے کر روانہ کیا اور ایلک خاں کی لڑکی سے عقد کا پیغام دیا۔

سلطان محمود کا مخطوبہ سے عقد: اس ہدیہ میں یاقوت مروارید اور مرجان کے قیمتی قیمتی مالے سونے چاندی کے ظروف جن میں عنبر، کافور، عود اور دیگر خوشبو کی چیزیں بھری ہوئی تھیں۔ ہدیہ کے آگے آگے جلو کی غرض سے ہاتھی تھے جن پر زربفت کی جھولیں اور نقرئی و طلائی ہودے تھے۔ ایلک خاں نے نہایت مسرت اور خوشی سے اس ہدیہ کو قبول کیا۔ اہل وفد کی بے حد تعظیم و تکریم کی اور مخطوبہ (منگیتر) کے ساتھ محمود کا عقد کر دیا۔ اس سے دونوں سلطانوں میں رشتہ اتحاد قائم اور مستحکم ہو گیا۔

سیاوش تکین کا بلخ پر قبضہ: لگانے بجھانے والوں کو یہ اتفاق کہاں گوارا ہو سکتا تھا۔ لگانے بجھانے لگے یہاں تک کہ دونوں سلطانوں میں گونہ کشیدگی پیدا ہو گئی چنانچہ جب سلطان محمود نے ملتان پر فوج کشی کی اس وقت ایلک خاں کو موقع مل گیا اپنے سپہ سالار افواج سیاوش تکین کو جو کہ اس کا قریبی رشتہ دار بھی تھا خراسان کا قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور اپنے بھائی جعفر تکین کو سیاوش تکین کی کمک پر مامور کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ[1] کا ہے۔ سیاوش تکین نے صوبہ بلخ پر قبضہ کر لیا اور انتظام کی غرض سے جعفر تکین کو وہاں ٹھہرایا۔

سیاوش کا خراسان پر قبضہ: ارسلان حاجب محمود کی طرف سے ہرات کا صوبہ دار تھا، محمود نے روانگی ملتان کے وقت

---

[1] کاتب کی غلطی ہے بجائے ۳۹۰ھ کے ۳۹۶ھ پڑھیں کیونکہ محمود نے ۳۹۶ھ میں ملتان کا قصد کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس کے علاوہ فاضل ابن اثیر نے اس واقعہ کو ۳۹۶ھ کے ذیل میں لکھا ہے دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۷۸۔

ارسلان کو ہدایت کر دی تھی کہ جس وقت کسی کی مخالفت و بغاوت کا احساس کرنا فوراً غزنی آ جانا۔ ارسلان حاجب اس ہدایت کے مطابق جس وقت سیاوش تکین نے خراسان پر قبضہ کر لیا ہرات سے غزنی بچانے کے لئے چلا آیا۔ سیاوش تکین کو خاصہ موقع مل گیا۔ ہرات پر بھی قبضہ حاصل کر کے قیام پزیر ہو گیا اور حسین بن نصر کو نیشاپور کی طرف روانہ کیا حسین نے بھی نیشاپور پر قبضہ کر لیا۔ گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا اور اطمینان کے ساتھ رہنے لگا۔

سیاوش کی شکست و فرار: رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کو ہندوستان میں پہنچی' بہ مجبوری غزنی کی جانب واپس ہوا[1] پہلے صوبہ بلخ کا ارادہ کیا جعفر تکین خوفزدہ ہو کر ترمذ کی طرف بھاگ گیا۔ محمود نے بلخ میں داخل ہو کر قیام کر دیا اس کے بعد ارسلان حاجب کو دس ہزار فوج کی جمعیت سے سیاوش تکین کی سرکوبی کے لئے ہرات کی جانب روانہ کیا سیاوش تکین نے اس خبر سے مطلع ہو کر مرو کا راستہ لیا۔ اثناء راہ میں ترکمان سے مڈبھیڑ ہو گئی سیاوش تکین مقابلہ کی تاب نہ لا سکا شکست اٹھا کر بھاگا اس کے بہت سے ہمراہی کھیت رہے۔ ترکمان نے نہایت بے دردی اور سختی سے اس کے ہمراہیوں کو قتل کیا۔ سیاوش تکین نے ابیورد میں جا کر دم لیا پھر جب ابیورد میں بھی اسے پناہ نہ ملی تو تونسا چلا گیا۔ ارسلان حاجب سایہ کی طرح اس کے پیچھے پیچھے تھا' یہاں تک کہ سیاوش تکین جرجان پہنچا والی جرجان نے داخل ہونے سے روک دیا۔

سیاوش تکین کی گرفتاری: تب سیاوش تکین نے پہاڑ کی چوٹیوں اور گھنے جنگلوں کا راستہ لیا۔ اس وقت اس کے ہمراہیوں کا ایک گروہ معین و مددگار نہ ہونے کی وجہ سے قابوس کے پاس پناہ گزین ہو گیا کچھ عرصہ بعد سیاوش تکین نے پہاڑوں کی چوٹیوں اور گنجان جنگل سے نکل کر نسا کی طرف کوچ کیا اور ایک تنگ راستہ سے مرو کی جانب روانہ ہوا۔ محمود تو اس کی جستجو ہی میں تھا جاسوسوں نے سیاوش تکین کی نقل و حرکت کی خبر دے دی' جھٹ پٹ اس کی گرفتاری کے لئے روانہ ہوا۔ سیاوش تکین یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ نہر کو عبور کر کے ایلک خاں کے پاس پہنچا مگر اس کا بھائی ایک سو سرداروں کے ساتھ گرفتار ہو کر غزنی لایا گیا۔

سلطان محمود اور ایلک خاں کی جنگ: ایلک خاں نے محمود کی واپسی سے مطلع ہو کر اپنے بھائی جعفر تکین کو چھ ہزار پیادوں کی جمعیت سے بلخ کی طرف روانہ کیا تھا مقصود یہ تھا کہ سلطان محمود سیاوش تکین کے تعاقب سے رک جائے لیکن اس ارادے میں ایلک خاں کو کامیابی نہ ہوئی محمود نے سیاوش تکین کو خراسان سے نکال کر جعفر تکین کی طرف قدم بڑھایا' لینے کے دینے پڑ گئے۔ جعفر تکین سر پر پاؤں رکھ کر بھاگا سلطان کا بھائی نصر بن سبکتگین سپہ سالار افواج خراسان ساحل جیحوں تک تعاقب کرتا چلا گیا جس سے اس کا خاتمہ ہو گیا۔ ایلک خاں نے اپنے سپہ سالاروں کی شکست سے خائف ہو کر اپنے چند معتمد علیہ کو بادشاہ ختل (چین[2]) قدر خاں بن بغرا خاں کے پاس بھیجا اور امداد طلب کی ایلک خاں اور بغرا خاں باہم ایک دوسرے کے قریبی رشتہ دار تھے اور ان دونوں میں دامادی کا رشتہ کا بھی تعلق تھا۔ قدر خاں بذاتہ اپنی فوج کے ساتھ ایلک خاں کی کمک

---

[1] محمود اس وقت بھٹنڈہ میں تھا۔ راجہ سکھ پال معروف بہ نواسہ شاہ کو سپرد کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا سکھ پال ہندوستان کے کسی راجہ کا لڑکا تھا جو پشاور میں ابو علی سمجوری کے ہاتھ میں پڑ کر مسلمان ہو گیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ صفحہ ۲۵۔

[2] دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۲۵۔

پر آیا[1] ایلک خاں نے گرد ونواح کے دہقانوں اور ماوراء النہر کے کاشت کاروں سے لشکر مرتب کر کے قدر خاں کی پشت پناہی سے محمود کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ پچاس ہزار فوج کے ساتھ دریائے جیجوں عبور کر کے بلخ کی سرحد پر آ پہنچا۔ محمود اس وقت طخارستان میں تھا۔ اس کی آمد سے مطلع ہو کر بلخ آیا اور جنگ کی تیاری میں مصروف ہوا' ترکوں' خلجیوں' افغانیوں' غزنیوں اور اپنی باقاعدہ فوج کو مسلح کر کے مقابلہ پر آیا بلخ سے نکل کر چھ کوس کے فاصلہ پر صف آرائی ہوئی۔

ایلک خاں کی شکست: محمود نے قلب لشکر کا اپنے بھائی نصر سپہ سالار افواج خراسان کو انچارج کیا تھا' ابونصر بن احمد فریغونی والی جرجان اور ابوعبداللہ بن محمد بن ابراہیم طائی تیر اندازان اکراد عرب بھی قلب میں رکھے گئے تھے۔ میمنہ میں محمود کا حاجب کبیر ابوسعید تمرتاشی تھا اور میسرہ میں ارسلان حاجب پانچ سو زنجیر کوہ پیکر ہاتھیوں کا قلعہ بنایا گیا تھا۔ ایلک خاں کے میمنہ پر قدر خاں بادشاہ چین' میسرہ پر اس کا بھائی جعفر تکین اور قلب لشکر پر خود ایلک خاں تھا۔ دونوں لشکر ایک دوسرے سے جنگ کرنے لگے۔ فریقین نے مرنے مارنے پر کمریں باندھ لیں' سلطان محمود ایک خیمہ میں سربسجدہ بہ کمال تضرع والحاح جل شانہ سے اپنی فتحیابی کی دعا کر رہا تھا' دعا سے فارغ ہو کر سوار ہوا اور کوہ پیکر ہاتھیوں کو لے کر ایلک خاں کے قلب لشکر پر حملہ کیا' ایلک خاں مقابلہ پر نہ ٹھہر سکا شکست اٹھا کر بھاگا۔ شاہی لشکر نے پکڑ دھکڑ شروع کر دی قتل وغارت کرتا ہوا نہر تک پہنچا شکست خوردہ فوج نے جوں توں کر کے دریا عبور کر کے اپنی جان بچائی۔ مظفر ومنصور غزنی کی طرف واپس ہوا۔ شعراء نے تہنیت کے قصائد لکھے یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

سلطان محمود اور نواسہ شاہ: سلطان محمود ترکوں اور ایلک خاں کی رخنہ اندازی سے فارغ ہو کر پھر ہندوستان کی جانب متوجہ ہوا۔ نواسہ شاہ[2] راجگان ہندوستان میں سے کسی کا بیٹا تھا اور محمود کے ہاتھ پر ایمان لایا تھا۔ محمود نے اسے چند قلعوں کا جسے اس نے فتح کیا تھا حاکم بنایا محمود کی واپسی پر مرتد ہو گیا' محمود کو اس کی خبر لگی تو وہ آگ بگولا ہو گیا' سامان جنگ درست کر کے نواسہ شاہ کے سر پر آ پہنچا۔ نواسہ شاہ بھاگ گیا۔ محمود نے ان قلعوں پر جو اس کے اور اس کے ہمراہیوں کے قبضہ میں تھے قبضہ کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔ یہ واقعہ بھی ۳۹۷ھ کا ہے۔

فتح بھیم نگر: ماہ ربیع الثانی ۳۹۸ھ میں سلطان محمود نے پھر ہندوستان پر جہاد کے ارادہ سے فوج کشی کی' فوجیں آراستہ کر کے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا دریائے ہند پر راجہ انند پال ایک بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا جس کا شمار نہ ہو سکتا تھا۔ سلطان محمود نے نہایت استقلال اور مردانگی سے جنگ کا آغاز کیا' راجہ انند پال کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی سلطان محمود راجہ انند پال کے تعاقب میں بھیم نگر تک بڑھتا گیا۔ قلعہ بھیم نگر کو کوٹ کہا جاتا ہے یہ ایک نہایت مضبوط قلعہ بالائے قلعہ بنا ہوا تھا۔ ہندوستان والے اسے اپنے بتوں کا خزانہ مقرر کیے ہوئے تھے۔ ہندوستان کے اطراف و جوانب سے قیمتی قیمتی اسباب و جواہرات بنظر تقرب بت اس قلعہ میں آتے تھے سلطان نے اس کے محاصرہ کا حکم دیا اہل قلعہ نے امن کی درخواست کی اور قلعہ کی کنجیاں سلطان کے حوالہ کر دیں۔

---

[1] قدر خاں بادشاہ چین پانچ ہزار سواروں سے ایلک خاں کی مدد پر آیا تھا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۲۵۔

[2] نواسہ شاہ کا نام سکھ پال تھا یہ وہی شخص ہے جسے غزنی کی واپسی کے وقت اپنے مقبوضاتِ ہندوستان کا حاکم بنایا تھا۔ (مترجم)

مال غنیمت: سلطان نے ابونصر فریغونی اور اپنے حاجب کبیر ابن تمرتاش اور واسع تکین کو مال و اسباب کی فراہمی اور روانگی پر مامور کیا' سات لاکھ دینار سرخ سات سو من سونے اور چاندی کے برتن دو لاکھ من خالص سونا' بیس لاکھ من چاندی اور ہزار ہا تھان دیبا اور ریشمی پارچہ جات ہاتھ آئے اسی قلعہ میں ایک چاندی کا مکان ملا تھا جس کا طول تیس ہاتھ اور عرض پندرہ ہاتھ تھا اور اطلس اور دیبا کا ایک شامیانہ ساٹھ گز لمبا تیس گز چوڑا برآمد ہوا تھا جس کی چوبیں سونے اور چاندی کی تھی۔ سلطان محمود نے اس مال غنیمت کی حفاظت پر نامبردگان کو متعین کیا چنانچہ یہ انتہائی احتیاط سے غزنی روانہ کر دیا گیا سلطان محمود نے غزنی پہنچ کر اپنے دارالامارت کے صحن میں اس شامیانہ کو نصب کرایا جواہرات کو چنوایا اطراف و جوانب کے وفود دیکھتے اور مبارکباد دیکھنے کے لئے آئے انہیں میں طغاں برادر ایلک خاں کا سفیر تھا۔

سلطان محمود کا جرجان پر قبضہ: بنوفریغون زمانۂ حکمرانی ملوک سامانیاں میں جرجان کی گورنری پر تھے اور اسی زمانہ سے برابر وراثۃً حکمرانی کرتے چلے آئے تھے' داد و دہش میں ان لوگوں کو ایک قسم کی شہرت حاصل ہوگئی تھی' ابوالحرث احمد بن محمد ان میں سے ایک بااثر شخص تھا اور سبکتگین نے اس کی لڑکی سے اپنے بیٹے محمود کا عقد کر دیا تھا اور محمود کی بہن کا نکاح ابوالحرث کے بیٹے ابونصر کے ساتھ کیا گیا تھا۔ اس تعلق سے ان دونوں حکمرانوں میں رشتہ محبت زیادہ مستحکم ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ابوالحرث نے وفات پائی۔ سلطان محمود نے اس کے بیٹے ابونصر کو بدستور جرجان کی گورنری پر بحال رکھا یہاں تک کہ ۴۰۱ھ میں اس نے بھی سفر آخرت اختیار کیا کہ محمود نے جرجان کو اپنے ممالک مقبوضہ میں شامل کر لیا۔

جنگ ناردین: چوتھی صدی ہجری کے خاتمہ پر سلطان محمود نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی چنانچہ خوب اسے پامال کیا۔ ہندوستان کا حکمران مقابلہ پر آیا لیکن جب اپنے کو کامیاب ہوتے نہ دیکھا تو مصالحت کا پیام دیا۔ زرنقد اور سالانہ خراج کے علاوہ پچاس زنجیر فیل اور ایک ہزار سوار نذر کئے' سلطان محمود نے مصالحت کر لی اور مال و اسباب مقررہ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ریاست غور پر سلطان محمود کا قبضہ: ممالک غوریہ غزنی کی حدود سے متصل تھا' غوریوں کا طریقہ رہزنی اور ڈکیتی تھا آئے دن لوگوں کو قتل و غارت کر کے پہاڑوں میں چلے جاتے تھے اور راستہ نہایت دشوار گزار تھا' ایک مدت تک ان لوگوں نے اسی فساد و کفر کی حالت پر بسر کی۔ سلطان محمود کو ان کا یہ فعل پسند نہ آیا چنانچہ ۴۰۱ھ میں اس فتنہ کے خاتمہ پر کمر باندھی' فوجیں آراستہ کر کے غوریوں پر فوج کشی کر دی' اس کے مقدمۃ الجیش پر التونتاش حاجب والئ ہرات وارسلان حاجب والی طوس تھا' کوچ و قیام کرتا ہوا شاہی لشکر دامن کوہ تک پہنچا۔ غوریوں نے بھی جنگ آوروں کو جمع کر لیا تھا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ بالآخر سلطان محمود نے ایسا حملہ کیا جس سے غوری شکست کھا کر بھاگے۔ محمود نے تعاقب کیا اور ان کے ملک پر قبضہ کر لیا اہل قلعہ نے تنگ آ کر قلعہ کے دروازے کھول دیئے۔ سلطان محمود دس ہزار فوج کی جمعیت سے قلعہ میں داخل ہو گیا' غوری قلعہ چھوڑ کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے پھر وہ لوگ جمع ہو کر حملہ آور ہوئے محمود نے دوبارہ انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا ابن غوری اس کے اعزہ و اقارب کے ساتھ گرفتار کیا ان کے قلعوں پر قبضہ کر کے سارا مال و اسباب لوٹ لیا۔ ابن غوری کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے زہر کھا کر خودکشی کر لی۔

سلطان محمود کی قصران پر فوج کشی: اس کے بعد ۴۰۲ھ میں سلطان محمود نے قصران پر چڑھائی کی۔ والی قصران سالانہ خراج بھیجا کرتا تھا اس نے کئی سال سے ایلک خان کی پشت پناہی سے خراج بھیجنا بند کر دیا تھا سلطان محمود نے غوریوں کی سرکوبی سے فارغ ہو کر قصران پر فوج کشی کر دی۔ والی قصران یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا لیکن پھر ہمت نہ پڑی حاضر خدمت ہو کر عذر خواہی کی بیس زنجیر فیل بطور ہدیہ پیش کئے۔ سلطان محمود پندرہ ہزار درہم تاوانِ جنگ وصول کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

ابونصر بن محمد اسماعیل: بادشاہ غرستان کو عجمی یشار کے لقب سے یاد کرتے تھے جیسا کہ بادشاہ فارس کو کسریٰ کے لقب سے اور والی روم کو قیصر کے خطاب سے مخاطب کرتے تھے۔ اس کے معنی ہیں ''الملک الجلیل'' یشار ابونصر محمد بن اسماعیل بن اسد نے غرستان پر قبضہ کر لیا تھا۔ جب اس کا بیٹا محمد سن شعور کو پہنچا تو اس نے اپنے باپ کو مغلوب کر دیا' ابونصر کتب بینی کی وجہ سے ترک سلطنت کر کے گوشہ نشین ہو گیا۔ ان دنوں خراسان کی گورنری پر ابوعلی سیمجور تھا اور جب اس نے امیر نوح سے بغاوت کی اور اہل خراسان کو اپنی حکومت واطاعت کی طرف مائل کرنا چاہا تو ان لوگوں نے اس وجہ سے کہ اس نے اپنے آقائے نعمت سے مخالفت کا اعلان کیا تھا اطاعت سے انکار کر دیا۔ ابوعلی نے ان کی سرکوبی کی غرض سے روانہ کیں۔ چنانچہ ایک مدت تک اہل خراسان محاصرہ میں رہے۔ امیر سبکتگین کو یہ امر ناگوار گزرا' اندرونی مہمات سے فارغ ہو کر ابوعلی کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا۔ یشار نے اس فتنہ میں امیر سبکتگین کا ہاتھ بٹایا اور اس کا شریک رہا۔ جب سلطان محمود نے صوبہ خراسان کی عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اطراف وجوانب کے حکمرانوں اور گورنروں کو اپنی حکومت کی اطاعت کے لئے لکھا۔ ان لوگوں نے اسے بطیب خاطر منظور کر لیا۔

سلطان محمود کا غرستان پر قبضہ: اس کے بعد سلطان محمود نے محمد بن ابی نصر کو کسی جہاد میں شریک ہونے کا حکم دیا۔ محمد کسی وجہ سے نہ جا سکا' جب سلطان محمود جہاد سے واپس ہوا تو اپنے حاجب کبیر التونتاش کی ماتحتی میں ایک بڑی فوج محمد بن ابی نصر کی جانب روانہ کی۔ ارسلان حاجب والی طوس کو یشار والی غرستان کی روک تھام کی غرض سے اس کے پیچھے روانگی کا حکم دیا اور چونکہ اس علاقے کے حالات سے ابوالحسن منیعی کلی واقفیت رکھتا تھا۔ اس وجہ سے اسے مروالرود تک ان دونوں کے ساتھ جانے کی ہدایت کی۔ نصر نے یہ خبر پا کر ارسلان حاجب سے امن حاصل کر لیا .... چنانچہ ارسلان حاجب ابونصر کے ساتھ ہرات آیا باقی رہا اس کا بیٹا محمد وہ اس قلعہ میں قلعہ نشین ہو گیا جسے ابونصر نے ابن سیمجور کی حکومت کے زمانہ میں تعمیر کرایا تھا' شاہی فوجیں زمانہ دراز تک محاصرہ کئے رہیں بالآخر بزور تیغ فتح کر کے محمد کو گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر غزنی بھیج دیا۔ اس کا سارا مال واسباب ضبط کر لیا گیا اور اس کے ارا کین حکومت پر جرمانے کئے گئے۔ ارسلان حاجب فتحیابی کے بعد ایک امیر مقرر کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔ محمد کے باپ ابونصر کو ہرات سے طلب کر کے غزنی میں کمال احترام سے ٹھہرایا۔ اس نے وہیں ۴۰۶ھ میں وفات پائی۔

طغان خاں اور سلطان محمود کی مصالحت: ایلک خاں خراسان کی شکست کے بعد سلطان محمود کی شوکت کو پھوٹی آنکھوں بھی دیکھنا پسند نہ کرتا تھا آئے دن اسی ادھیڑ بن میں رہتا تھا کہ کسی نہ کسی طرح سلطان محمود سے خراسان کی شکست کا

بدلہ لینا چاہئے مگر اس کا بھائی طغان خان اس کے اس فعل سے بے حد ناراض اور بیزار تھا اس نے سلطان محمود کی خدمت میں معذرت کا پیام بھیجا اور اپنے بھائی کے افعال سے بیزاری کا اظہار کر کے مصالحت کی درخواست کی' ایلک خاں یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں آراستہ کر کے طغان خان پر حملہ کر دیا۔ مگر پھر مصالحت ہو گئی۔ اس کے بعد ایلک خاں کا ۴۳۰ھ میں انتقال ہو گیا۔ اس کی جگہ اس کا بھائی طغان خاں تخت آرائے حکومت ہوا طغان خاں نے سلطان محمود سے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ ہندوستان کے جہاد میں بہ شوق تمام مصروف رہے ہیں ترکوں کی طرف جہاد کے لئے بڑھتا ہوں۔ سلطان محمود نے بطیب خاطر اس مراسلہ کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ اسی زمانہ سے فتنہ وفساد کا دروازہ بند ہو گیا اور امن وامان قائم ہو گیا۔

اس کے بعد ترکوں کا جم غفیر چین کی طرف سے طغان خاں کے علاقے پر حملہ کرنے کے لئے نکلا اس گروہ کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ اس کے ساتھ ایک لاکھ خیمے تھے مسلمانوں کو اس سے بے حد خطرہ پیدا ہوا۔ طغان خاں یہ خبر پا کر ایک لاکھ جمعیت سے مقابلہ پر آیا۔ فریقین جی توڑ کر لڑے آخر الامر طغان خاں نے لشکر کفار کو شکست دی تقریباً ایک لاکھ کفار کو تہ تیغ کیا اور اسی قدر کو گرفتار کر لیا۔ باقی ماندہ بادلِ ناخواستہ شکست اٹھا کر اپنے ملک کو واپس ہوئے۔

اس کے بعد ہی طغان خاں کا انتقال ہو گیا' اس کی جگہ اس کا بھائی ارسلان خاں ۴۰۸ھ میں حکمران ہوا' اس سے اور سلطان محمود سے رسم اتحاد اس درجہ بڑھی کہ ارسلان خاں نے اپنی بیٹی کی سلطان محمود کے بیٹے مسعود سے منگنی کی درخواست کی' سلطان محمود نے اس درخواست کو منظور فرمالیا' عقد کر کے اپنے بیٹے کو ہرات کی گورنری مرحمت فرمائی اور ۴۰۸ھ میں سلطان مسعود نے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

فتح نار دین: موسم سرما ختم ہونے پر ۴۰۸ھ میں محمود نے ہندوستان پر جہاد کرنے کی غرض سے اپنی فوج ظفر موج کو تیاری کا حکم دیا چنانچہ سامانِ جنگ وسفر درست کر کے غزنی سے کوچ کیا حدودِ ہندوستان میں داخل ہو کر دو مہینہ کی مسافت کے شہروں کو فتح کرتا چلا گیا۔ مہاراجگان ہندان فتوحات سے متاثر ہو کر یک جا ہوئے اور متفق ہو کر مقابلہ پر آئے' اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے سلطان محمود کو اس معرکہ میں بھی کامیابی عنایت کی۔ نار دین فتح ہو گیا۔ بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزاروں کفار قید کر لئے گئے۔ اس شہر کے بت خانے میں ایک پتھر دستیاب ہوا جس پر بخط ہندی کچھ تحریر تھا۔ مترجموں نے گزارش کی کہ اس بت خانہ کو بنے ہوئے چالیس ہزار سال گزر چکے ہیں۔ سلطان محمود نے اس فتحیابی کے بعد دار السلطنت غزنی کی جانب کوچ کیا۔ دار الحکومت میں پہنچ کر خلیفہ قادر باللہ کی خدمت میں درخواست کی کہ مجھے خراسان اور ان ممالک کی سند حکومت عطا ہو جو اس وقت میرے دائرہ حکومت میں ہیں۔

تھانیسر پر حملہ: تھانیسر کا راجہ نہایت متعصب شخص تھا کفر وضلالت میں اپنی نظیر نہ رکھتا تھا یہاں پر ایک بت خانہ تھا جسے ہنود (نعوذ باللہ) مکہ کا قائم مقام سمجھتے تھے۔ سلطان محمود اس خبر کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے دار الحکومت غزنی سے تھانیسر کی جانب روانہ ہوا۔ اثناء راہ میں بڑے بڑے مصائب کا سامنا پڑا۔ بڑی بڑی گہری وادیاں ملیں جوں توں انہیں عبور کیا تو ایک نہر آڑے آ گئی' نہر کے کنارے پر ایک سر بہ فلک پہاڑ کھڑا ہوا تھا۔ نہر کا دہانہ اس مقام پر ایسا تنگ اور چھوٹا ہو گیا تھا کہ چند لوگ بھی پہاڑ کی چوٹی سے ایک بڑی لشکر کو دریا عبور کرنے سے روک سکتے تھے۔ لشکر ظفر پیکر کی آمد کی خبر سن کر

گردونواح کے کفار پہاڑ کی چوٹی پر آ کر جمع ہو گئے اور شاہی لشکر کو دریا عبور کرنے سے روکنا چاہا۔ سلطان محمود نے اپنی فوج کو تیراندازی کا حکم دیا جس سے مقابلہ کرنے والے مصروف پیکار ہو گئے اور شاہی لشکر کا کثیر حصہ باطمینان تمام نہر عبور کر گیا۔ کفار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ لشکر اسلام نے تلواریں نیام سے کھینچ لیں۔ ہنگامہ قتل و غارت شروع ہو گیا۔ دشمن کمال بے سروسامانی سے بھاگ نکلا۔ سلطان نے شہر پر قبضہ کر لیا' بے حد مال غنیمت ہاتھ آیا۔ سلطان محمود فتحیابی کے ساتھ غزنی کی جانب واپس ہوا۔

اس کے بعد سلطان محمود نے سال آئندہ حسب دستور ہندوستان پر جہاد کیا۔ راہبروں نے راستہ بھلا دیا۔ شاہی لشکر بہت بڑی جھیل میں پڑ گیا جس سے لشکر کا اکثر حصہ غرق ہو گیا۔ خود سلطان محمود مدتوں پانی میں چلتا رہا بہزار خرابی و دقت اس پانی سے نجات پائی۔ اللہ اللہ کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور ابوالعباس مامون بن محمد: ابوالعباس مامون بن محمد کے قبضہ اقتدار میں خوارزم اور جرجانیہ کی عنان حکومت تھی' جن دنوں امیر نوح آمد میں تھا یہ اس کے خاص حاشیہ نشینوں میں تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں' امیر نوح نے ان کو اس کے مقبوضات میں ملحق کرنا چاہا لیکن اس وجہ سے کہ اس کے اور ابوعلی بن سیمجور میں باہم رشتہ تھا۔ اس لئے اس نے شاہی عطیہ کو قبول نہ کیا۔ پھر اس کے بعد اور واقعات جو ابوعلی بن سیمجور کے ساتھ پیش آئے تھے اسے ہم اوپر بیان کر چکے ہیں' رفتہ رفتہ تمام مملکتِ خوارزم اس کے قبضہ میں آ گئی اس کے بعد مر گیا۔ اس کی جگہ ابوالحسن علی متمکن ہوا۔ جب یہ بھی راہ گزار عدم ہوا تو اس کی جگہ اس کا بیٹا مامون تخت آرائے حکومت ہوا۔ اس نے سلطان محمود سے دامادی کا رشتہ قائم کیا اپنی بہن کو سلطان کے نکاح میں دیا جس سے دونوں میں تعلقات مستحکم ہو گئے یہاں تک کہ اس نے وفات پائی تب اس کی جگہ ابوالعباس مامون نے عنان فرمانروائی اپنے ہاتھ میں لی۔ اس نے سلطان کے پاس سلطان کی بہن سے منگنی کا پیغام بھیجا۔ سلطان نے منظور کر لیا اور عقد کر دیا۔

ابوالعباس کا قتل: جب سلطان محمود نے ابوالعباس کے پاس سفارت بھیجی کہ تم میری حکومت کی اطاعت قبول کر لو اور میرے نام کا خطبہ اپنی جامع مسجدوں کے منبروں پر پڑھاؤ۔ ابوالعباس کے مشیروں نے اس سے اختلاف کیا اور کھلم کھلا کہہ دیا کہ اگر یمین الدولہ (سلطان محمود) کی اطاعت قبول کر لو گے تو ہم لوگ آپ کی اطاعت سے منحرف ہو جائیں گے اور حکومت کا ساتھ نہ دیں گے ابوالعباس یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ سلطان محمود کی سفارت واپس آئی مگر ان بدبختوں نے ابوالعباس کو دھوکا دے کر مار ڈالا اور اس کے بیٹے داؤد کی حکومت کی بیعت کر لی۔ پھر ان لوگوں کو اس معاملہ سے سلطان محمود کا خوف پیدا ہوا آپس میں مشورہ کر کے مخالفت پر تل گئے۔

تکین بخاری کا قتل: تکین بخاری ان لوگوں کا پیشوا تھا سلطان محمود کو ان واقعات سے آگاہی ہوئی تو وہ لشکر آراستہ کر کے ان لوگوں کے سر پر آ پہنچا۔ سلطان محمود کے لشکر کے مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ محمد بن ابراہیم طائی تھا اس نے پہنچتے ہی لڑائی چھیڑ دی' یہاں تک کہ سلطان محمود بھی اپنی تازہ دم فوج کے ساتھ پہنچ گیا اور نہایت مردانگی سے دشمن کو شکست دی قتل و غارت گری کا ہنگامہ سختی سے شروع ہو گیا تکین بخاری کشتی پر سوار ہو کر بھاگا' ملاحوں نے دھوکا دیا اور سلطان محمود کے پاس لا کر حاضر کر دیا۔

سلطان محمود نے اسے اور چند سپہ سالاروں کے ساتھ جنہوں نے مامون کو قتل کیا تھا سزائے موت کا حکم دیا جس کی تعمیل مامون کی قبر پر کی گئی' باقی ماندہ کو غزنی بھیج دیا۔ پھر کچھ روز بعد ان قیدیوں کو ہندوستان کی طرف اپنی فوج کے ہمراہ بھیج دیا اور سرحدی شہروں میں حفاظت کی غرض سے ٹھہرایا۔ ان کے وظائف اور تنخواہیں مقرر کر دیں۔ فتحیابی کے بعد خوارزم کی حکومت پر حاجب التونتاش کو مامور کر کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

کشمیر پر فوج کشی: سلطان محمود مہم خوارزم سے فارغ ہو کر غزنی آیا اور پھر غزنی سے روانہ ہو کر موسم سرما بست میں گزارا اور وہاں کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے پھر غزنی واپس آیا۔ مجاہدین فراہم کر کے اور لشکر اسلام آراستہ کر کے ۴۰۹ھ میں جہاد کی غرض سے ہندوستان پر چڑھائی کی صوبہ پنجاب کے تمام علاقے مقبوضہ میں داخل ہو گئے تھے صرف کشمیر کا حصہ باقی رہ گیا تھا۔ وہاں کی زمین کو مجاہدین اسلام کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندے جانے کا شرف حاصل نہیں ہوا تھا۔ ماوراء النہر اور خراسان وغیرہ سے بیس ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے تھے جن میں مجاہدین بھی تھے باقاعدہ فوج کے جنگ آور بھی تھے۔ سلطان نے ان کو مسلح کر کے ہندوستان کی جانب قدم بڑھایا۔ غزنی سے تین ماہ کا راستہ (بانوے منزلیں) طے کر کے سرحد کشمیر پر آ اترا' راجہ کشمیر ہندوستان کے ممتاز رہنماؤں میں سے تھا۔ راجگان ہند اس کی اطاعت وخدمت کا اعتراف کرتے تھے سلطان محمود کی آمد کی خبر پا کر ہدایا اور تحائف لے کر حاضر ہوا اور شاہی مقدمۃ الجیش کے ساتھ ساتھ بیسویں رجب سنہ مذکور میں قلعہ مہاجن کی جانب چلا۔

راجہ ہردت کا قبول اسلام: اثناء راہ میں چلتے چلتے جتنے مقامات ملتے گئے سب کے سب فتوحات سلطانیہ میں داخل ہوتے گئے یہاں تک کہ راجہ ہردت کے قلعہ کے قریب پہنچا راجہ ہردت[1] نے حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور مطیع ہو گیا۔ سلطان محمود نے یہاں سے کوچ کر کے راجہ کل چند (کالی چند) کے قلعہ مہابن پر حملہ کیا۔ راجہ کلچند (کالی چند) اس سے مطیع ہو کر مقابلہ پر آیا مگر پہلے ہی حملہ میں شکست کھا کر بھاگا آگے دریا حائل ہو گیا عبور کا کوئی سامان نہ تھا تقریباً پچاس ہزار آدمی ڈوب کر مر گئے بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ڈیڑھ سو زنجیر فیل اور قیمتی اسباب تھے۔

فتح متھرا: سلطان محمود ان مہمات سے فارغ ہو کر متھرا کے سر کرنے کے لئے متوجہ ہوا' باوجودیکہ متھرا پر راجہ دہلی کا قبضہ تھا مگر کوئی شخص مقابلہ پر نہ آیا۔ سلطان محمود نے پہنچتے ہی قبضہ کر لیا۔ یہ شہر نہایت آباد اور خوش منظر تھا۔ اس شہر کی تمام عمارتیں سنگی تھیں۔ شہر پناہ کے دروازے دریا کی طرف تھے شہر ایک بلند مقام پر آباد تھا اندرون شہر میں ایک ہزار محل آسمان سے باتیں کر رہے تھے جو در حقیقت بتوں کے لئے تعمیر کئے گئے تھے' ان محلات کے وسط میں ایک بہت بڑا بت خانہ تھا جس میں پانچ بت سونے کے پائے گئے۔ جو لمبائی میں پانچ پانچ ہاتھ تھے' ان کی آنکھیں یاقوت سرخ کی تھی جن کی قیمت تخمینی اس وقت پچاس ہزار تھی اور ایک بت کی آنکھوں میں یاقوت ارزق (نیلم) کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے جن کا وزن چار سو مثقال تھا اور جب اس بت کو توڑا تو اس کے صرف پاؤں سے چار ہزار چار سو مثقال سونا برآمد ہوا اور پیٹ وغیرہ سے اٹھانوے ہزار خالص سونا برآمد ہوا۔ ان بڑے بتوں کے علاوہ سو سے زائد چھوٹے بت ہاتھ لگے جس کا بوجھ سو اونٹوں کا تھا۔ سلطان نے ان بتوں اور

---

[1] راجہ ہردت قلعہ میرٹھ کا حاکم تھا۔ تاریخ فرشتہ جلد اول ۲۹۔

بت خانوں کو گروا کر زمین کے برابر کر دیا۔

قنوج کی فتح: فتح متھرا سے فارغ ہو کر سلطان نے قنوج کا ارادہ کیا' اثناء راہ میں جتنے قلعے ملے سب کو ویران اور مسمار کرتا ہوا ماہ شعبان ۴۰۹ھ میں قنوج پہنچا۔ راجہ راج پال والی قنوج سلطان کی آمد کی خبر سن کر قنوج کو خیر باد کہہ کر دریائے گنگا عبور کر گیا۔ گنگا ہندوؤں کے مذہب کے مطابق نہایت متبرک دریا ہے' اپنے مردوں کو جلا کر ان کی راکھ نجات کے خیال سے اس میں ڈالتے ہیں اور اس میں غوطہ لگانے کو باعثِ نجات سمجھتے ہیں۔

قنوج ایک ایسا مقام تھا جس کی نسبت ہندو یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ کوئی غیر ہندو اسے فتح نہ کر سکے گا اس میں سات قلعے تھے جو لب دریا سر بفلک نہایت مضبوط بنے ہوئے تھے خاص شہر میں دس بت خانے تھے۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ اور گمان تھا کہ اس کی تعمیر کو دو لاکھ یا تین لاکھ سال ہو چکے اور اس زمانے سے برابر اس کی پرستش چلی آتی ہے۔ جس وقت سلطان محمود قنوج کے قریب پہنچا اہل قنوج نے شہر چھوڑ دیا۔ سلطان محمود نے گویا ایک ہی روز میں قنوج کو اپنے علم حکومت کے سایہ میں لے لیا۔

قلعہ براہمہ کی فتح: اس کے بعد سلطان محمود کا لشکر کالنج کی طرف بڑھا جسے اس زمانے میں قلعہ براہمہ کہا جاتا تھا' اہل قلعہ پندرہ روز تک لڑتے رہے' جب انہیں اس امر کا احساس ہو گیا کہ سلطانی حملوں سے جانبری محال ہے تو ان میں سے اکثر نے اپنے کو بلندیٔ قلعہ سے گرا کر ہلاک کر ڈالا بہت سوں نے اپنے آپ کو بیوی بچوں سمیت جلتی ہوئی آگ میں ڈال دیا اور بعضوں نے اپنے ہاتھ سے اپنا سینہ چاک کر ڈالا باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے سلطان لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے برجوں پر کامیابی کا جھنڈا گاڑ دیا' اس قلعہ کے قریب راجہ چند پال کا قلعہ تھا۔ سلطان محمود نے اس پر بھی دھاوے کا حکم دیا' چند پال یہ خبر پا کر بھاگ گیا۔ شاہی لشکر نے قلعہ میں داخل ہو کر مال و اسباب لوٹ لیا اور قلعہ کو ویران و خراب کر دیا۔

راجہ چندر رائے کا فرار: راجہ چند پال کے سر کرنے سے فارغ ہو کر بکمال ہمایوں راجہ چندر رائے کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ یہ راجگان ہند میں ممتاز شخصیت کا مالک تھا اور اس کا قلعہ بھی مضبوط قلعوں میں شمار کیا جاتا تھا' راجہ جے پال جو ہندوستان کا اپنی دولت کے لحاظ سے بادشاہِ اعظم کہے جانے کا مستحق تھا' مدتوں سے چندر رائے کو اپنی حکومت کا مطیع بنانا چاہتا تھا لیکن چندر رائے برابر انکار کرتا تھا۔ اس موقع پر چندر رائے نے بہ مصلحت وقت اطاعت قبول کرنے پر آمادگی ظاہر کی' چونکہ یہ وقت ایسا آ گیا تھا کہ راجہ جے پال اپنے آپ کو سنبھال نہ سکتا تھا' چندر رائے کی کیا مدد کرتا' جوں توں بذاتہٖ لشکر اسلام کے ہاتھوں سے اپنے آپ کو صاف بچا لے گیا۔ چندر رائے نے تن تنہا شاہی لشکر کی مدافعت کی کوشش کی اور اس بھروسہ کہ میرا قلعہ نہایت مضبوط ہے کوئی شخص قبضہ نہ کر سکے گا مقابلہ پر آیا بھیم پال نے دوستانہ سمجھایا اور لشکر اسلام سے مقابلہ کی ممانعت کی۔ چندر رائے پر کچھ ایسا رعب طاری ہوا کہ وہ اور اس کے تمام مددگار قلعہ چھوڑ کر پہاڑوں پر چلے گئے جو اس قلعہ کی پشت پر واقع تھے۔

مال غنیمت: سلطان محمود نے قلعہ میں داخل ہو کر مال غنیمت جمع کرنے کا حکم دیا اور خود ایک دستہ فوج لے کر چندر رائے کے تعاقب میں قتل و غارت کرتا ہوا روانہ ہوا۔ ہزار ہا کفار لشکر اسلام کی تلوار آب دار کی نذر ہو گئے اور ہزار ہا گرفتار کر لئے گئے مال غنیمت کی تعداد تین لاکھ دینار سرخ اور تین لاکھ درہم[1] تک پہنچ گئی تھی' اس کے علاوہ بے شمار جواہرات اور یاقوت ہاتھ آئے۔

---

[1] درہم موجودہ سکہ کے لحاظ سے ساڑھے تین آنے کا ہوتا ہے۔

قیدیوں کی کثرت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ غزنی میں ایک ایک غلام دس درہم سے دو درہم تک فروخت ہوئے۔ رائے چند کا ایک ہاتھی ہندوستان میں مشہور اور بڑا تھا وہ شاہی خدام کے ہاتھ لگا۔ سلطان محمود نے اس ہاتھی کا نام خداداد رکھا۔

جامع مسجد کی تعمیر: سلطان محمود کا جہاد اس مرتبہ چند رائے کا قلعہ سر ہونے پر موقوف ہو جاتا ہے اور سلطان محمود اپنے ہمایوں مرکب کو لئے ہوئے غزنی کی جانب واپس ہو جاتا ہے چنانچہ غزنی پہنچ کر سلطان محمود نے ایک بہت عظیم الشان مسجد بنوائی' ہندوستان سے سنگ مرمر اور سنگ رخام لے جا کر اس کی بنیادوں میں لگایا' در و دیوار پر ہندوستان کے بت خانوں کے طلائی اور نقرئی پتھر جڑوائے نیشا پور کے کاریگروں کو طلب کر کے خود بنوانے میں مصروف ہوا۔ مسجد کے گرد و پیش تین ہزار طلباء کے رہنے کے قابل مکانات بنوائے اور مقابلہ میں مدرسہ اور کتب خانہ تعمیر کرایا جس میں متقدمین اور متاخرین کی کتابیں دور دراز ممالک سے لا کر رکھی گئیں۔ تعمیر مدرسہ کی تکمیل کے بعد مدرسین اور طلباء کے لئے وظائف اور تنخواہیں مقرر کیں۔ اراکین حکومت' سپہ سالاران لشکر اور امراء سلطنت نے بھی مسجد کے قریب بکثرت مکانات بنوائے جو شمار سے باہر تھے۔ الغرض غزنی میں ان دنوں ایک ہزار ہاتھی کاروبار سلطنت کی ضرورت کے لئے بندھے رہتے تھے۔

راجہ نندو والئ کالنجر: سلطان محمود کی واپسی غزنی کے بعد راجہ نند والئ کالنجر نے راجہ قنوج کو ملامتانہ خط لکھا کہ تم بڑے بزدل ہو ترکوں کے ڈر سے شہر کو چھوڑ دیا' اپنے دیوتاؤں کے ننگ و ناموس کا بھی کچھ خیال نہ کیا' ناپاک لوگوں کی نذر کر کے اپنی جان بچائی۔ راجہ قنوج نے سختی سے جواب دیا' نندا کو غصہ آ گیا فوج کشی کر دی' دونوں راجاؤں میں سخت لڑائی ہوئی۔ بالآخر میدان نندا کے ہاتھ رہا۔ راجہ قنوج مارا گیا۔ اس کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا گیا۔ فوجیں پامال کر دی گئیں۔ اس فتحیابی سے نندا کا دل ہاتھوں بڑھ گیا۔ حوصلے بلند ہو گئے' قرب و جوار کی ریاستوں کو مطیع بنا لیا اور جن والیان ملک نے سلطان محمود کے مقابلہ میں شکستیں اٹھائی تھیں وہ سب کے سب اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ اس نے ان لوگوں سے وعدہ کیا کہ تمہارا گیا ہوا ملک تمہیں ان ترکوں کے ہاتھوں سے واپس دلا دوں گا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر سلطان محمود کے کان تک پہنچی' فوراً تیاری کا حکم دیا۔ اس مرتبہ بہت بڑی تیاری سے ہندوستان پر حملہ کیا۔

راجہ جے پال کا خاتمہ: اثناء راہ میں افغانیوں کی سرکوبی کی۔ کفار ہند کا یہ ایک گروہ تھا جو پہاڑوں کے دروں اور چوٹیوں میں چھپا رہتا تھا جس کا کام رہزنی تھا' آئے دن مسافروں اور قافلوں کو لوٹ لیتا تھا۔ سلطان محمود نے ان کے ٹھکانوں اور شہروں کی طرف قدم بڑھایا اور انہیں خوب پامال کیا' اس کے بعد دریائے گنگ عبور کر کے راجہ جے پال سے مڈ بھیڑ ہوئی۔ ایک سخت اور خونریز جنگ کے بعد جے پال کو شکست ہوئی' بہت سے ہمراہی گرفتار کر لئے گئے راجہ جے پال زخمی ہو کر بھاگا' پھر کچھ سوچ کر سلطان محمود سے امن طلب کیا۔ سلطان نے اسلام قبول کرنے کی شرط پر امان دینے کا وعدہ کیا' راجہ جے پال نے اسے منظور نہ کیا' بادلِ ناخواستہ والئ کالنجر کی طرف روانہ ہوا اثناء راہ میں اس سے اس کے کسی ہمراہی نے مار ڈالا۔

شہر ناری پر قبضہ: سلطان محمود کی ان پے در پے کامیابیوں سے والیان ملک ہندوستان بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے اپنے قاصدوں کو شاہی دربار میں بھیج کر اطاعت و فرمانبرداری کا عقیدت مندانہ اظہار کیا۔ اس کے بعد سلطانی مرکب نے شہر ناری کی طرف قدم بڑھایا۔ یہ شہر ہندوستان کا مستحکم تر شہر تھا۔ لیکن شاہی رعب کا سکہ کچھ ایسا چل گیا تھا کہ اہل

شہر مرکب ہمایوں کی آمد کی خبر پا کر شہر چھوڑ کر بھاگ گئے تھے۔ سلطان محمود نے ناری کو اس کے محافظوں سے خالی پایا مصلحت وقت کے لحاظ سے حکم دیا کہ زمین کے برابر کر دیا جائے۔ دس قلعے اس کے قرب و جوار میں اور بھی تھے ان لوگوں نے خفیف سے مقابلہ کیا مگر ناکام رہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہزار ہا مارے گئے اور سلطانی حکومت کا پھریرا ان کے برجوں پر کامیابی کے ساتھ لہرانے لگا۔

سلطان محمود اور راجہ نندا کی جنگ: نندا (راجہ کالنجر) کو اس زمانے میں اچھا موقع ہاتھ آیا تھا۔ ایک مقام پر جا کر قلعہ بندی کر لی تھی۔ اس مقام کو اس نے عمدہ طور سے محفوظ کر لیا تھا۔ چاروں طرف ایک گہری نہر کھدوا کر پانی بھروا دیا تھا جو کوسوں دلدل کی صورت میں پھیلا ہوا تھا چھپن ہزار سوار' ایک لاکھ اسی ہزار پیادے اور سات سو پچاس زنجیر فیل اس کی رکاب میں تھے۔ قلعہ پر پہنچ کر سلطان محمود نے ایک سرسری نظر سے دیکھا اور لشکر کو اس کے مقابلہ پر ایک ٹیلہ پر قیام کا حکم دیا اگلے دن سلطان نے حملہ کا حکم دیا۔ نندا نے قلعہ سے نکل کر مقابلہ پر صف آرائی کی۔ تمام دن شدت سے جنگ جاری رہی۔ یہاں تک کہ رات کی تاریکی نے فریقین جنگ کو روک دیا۔ اس جنگ سے نندا پر کچھ ایسا رعب شاہی غالب ہوا کہ اپنا سارا مال و اسباب اور سامانِ حرب چھوڑ کر صبح سے پیشتر بھاگ گیا۔ لشکر اسلام نے اسے لوٹ لیا اور اس کے تعاقب میں نکلے۔ سراغ لگاتے لگاتے ایک جنگل میں جا کر گھیر لیا۔ پھر کیا تھا ہنگامہ کارزار گرم ہو گیا' ہزار ہا مارے گئے سینکڑوں کو گرفتار کر لیا نندا بذاتہ بہزار خرابی اپنی جان بچا کر بھاگ گیا۔ سلطانی لشکر فتح مندی کے ساتھ دار الحکومت غزنی کی جانب واپس ہوا۔

سومنات کا مندر: سومنات کا مندر ہندوؤں کا بہت بڑا بت خانہ تھا۔ ہندوستان کے تمام بت خانوں سے زیادہ محترم اور معظم سمجھا جاتا تھا۔ یہ بت خانہ ایک مضبوط قلعہ میں جو سمندر کے کنارے تھا بنا ہوا تھا۔ سمندر کی لہریں مد و جزر کے وقت (جوار بھاٹا) بت خانے تک آیا کیا کرتی تھیں ہندوؤں کا عقیدہ تھا کہ سمندر اس بت کے قدم چومنے کے لئے آتا ہے۔

بت خانہ کی عمارت نہایت عظیم الشان اور وسیع تھی چھپن مرصع کھمبوں پر یہ عمارت قائم تھی۔ بت کا مجسمہ پتھر کا تراش کر بنایا گیا تھا جس کی لمبائی پانچ گز تھی دو گز زمین میں گڑا ہوا تھا اور تین گز باہر تھا۔ اس بت کی کوئی خاص صورت نہ تھی بت خانہ ایک تاریخ مقام میں تھا قندیلوں میں جواہرات جڑے تھے جس سے روشن رہتا تھا۔ بت کے قریب طلائی زنجیر میں ایک سومن وزن کا گھنٹہ لٹکا ہوا تھا۔ جو اوقات مقررہ پر شب کے وقت بجایا جاتا تھا۔ اس کی آواز سے پجاری برہمن بتوں کی عبادت کے لئے آتے تھے۔ اس بڑے بت کے پاس بہت سے سونے چاندی کے بت رکھے ہوئے تھے بت کدہ کے دروازے پر زربفت کے پردے پڑے تھے جن کی جھالروں میں موتی اور جواہر لٹکے ہوئے تھے ان میں سے ہر ایک کی قیمت بیس بیس ہزار دینار تھی۔ جس شب میں خسوف قمر (چاند گرہن) ہوتا تھا تمام ہندوستان کے ہندو سومنات کی زیارت کو آتے تھے اور ایک عالم جمع ہو جاتا تھا جس کا شمار نہیں ہو سکتا تھا۔

سومنات کے متعلق ہندوؤں کا عقیدہ: ہندوؤں کا یہ عقیدہ تھا کہ روحیں بدن سے جدا ہونے کے بعد سومنات ہی میں آ کر جمع ہو جاتی ہیں۔ سومنات انہیں جس جس بدن میں چاہتا ہے ڈال دیتا ہے۔ ہندو قیمتی قیمتی اسباب اور نفیس نفیس جواہر نذر کے طور پر سومنات میں پیش کرتے تھے۔ مجاروں کو بے حد اور بے شمار عمدہ اور قیمتی مال و اسباب دیتے تھے۔ دس

ہزار سے زیادہ آمدنی کی جائیداد وقف تھی۔ باوجودیکہ سومنات دریائے گنگ سے دو کوس کے فاصلے پر تھا مگر ہر روز سومنات کے غسل کے لئے وہاں سے پانی لایا جاتا تھا۔ دریائے گنگ ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق جنت سے نکلا ہے اور اس میں نجات کے خیال سے اپنے مردوں کی ہڈیاں ڈالتے تھے۔ ایک ہزار برہمن پجاری روزانہ پرستش پر معین تھے۔ سو حجام زیارت کرنے والوں کے سر اور داڑھی مونڈنے کے لئے موجود رہتے تھے۔ تین سو مرد اور پانچ سو عورتیں گانے اور ناچنے کے لئے تھیں۔ ان سب کی معقول تنخواہیں مقرر تھیں۔

راجہ اجمیر کا فرار: اس سے پیشتر سلطان محمود ہندوستان کے جب کسی قلعہ کو فتح کرتا یا کسی بت کو توڑتا تھا تو ہندو کہا کرتے تھے کہ سومنات ان لوگوں سے ناراض ہو گیا ہے اس وجہ سے توڑے جاتے ہیں اور شکست کھاتے ہیں ورنہ سومنات محمود کو اب تک کب کا ہلاک کر ڈالتا۔ سلطان محمود کو کسی ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی۔ اس بت پرستی کو نیست و نابود کرنے کی غرض سے اور انہیں ان کے معبود ان باطل کی بے کسی دکھلانے اور ان کے دعوؤں کی تکذیب کے خیال سے جہاد کی غرض سے کوچ کیا۔ چنانچہ ماہ شعبان ۴۱۶ھ میں مجاہدوں کے ساتھ غزنی سے نکلا۔ نصف ماہ رمضان میں ملتان پہنچا۔ چونکہ ایک بہت بڑا بیابان جس میں پانی اور گھاس کا نام نہ تھا درپیش تھا اس لئے سلطان نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ضرورت کے مطابق پانی اور رسد لے لے اس کے علاوہ سلطان نے احتیاط کے طور پر بیس ہزار اونٹوں پر پانی اور ضرورت کی چیزیں بار کر کے ہمراہ لیں۔ القصہ اس جان لیوا میدان سے گزر کر اجمیر میں مرکب ہمایوں وارد ہوا۔ راجہ اجمیر جنگ کے خوف سے شہر چھوڑ کر بھاگ گیا تھا لشکر اسلام نے شہر کو تاخت و تاراج کیا اور محمود قلعہ کی طرف اس وجہ سے متوجہ نہ ہوا کہ سومنات کی مہم درپیش تھی جو اس سے بدرجہا اہم تھی۔

اس اثناء میں چند قلعوں پر گزر ہوا جو جنگ آزما مردوں اور آلاتِ حرب اور سامان جنگ سے بھرے ہوئے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے سلطانی رعب ان پر ایسا غالب کیا کہ ان لوگوں نے بلا جنگ و قتال اطاعت قبول کر لی قلعہ کی کنجیاں شاہی ملازموں کے حوالے کر دیں لشکر اسلام ان قلعوں پر قبضہ کر کے آگے بڑھا۔ نہر والا (پٹن گجرات) میں پہنچ کر قیام کیا۔ بھیم راؤ والی شہر جنگ کے خوف سے شہر خالی چھوڑ کر بھاگ گیا تھا سلطان محمود نے اس شہر سے بھی رسد و پانی کا ذخیرہ مہیا کر کے ہمراہ لیا اور سومنات کی جانب بڑھا۔ اثناء راہ میں بہت بت خانے نظر آئے جن میں بکثرت بت رکھے ہوئے تھے گویا یہ سومنات کے خدام تھے۔ سلطان محمود نے ان بت خانوں کو مسمار کرا کر بتوں کو توڑ پھوڑ ڈالا۔

پٹن گجرات پر قبضہ: اس کے بعد شاہی لشکر ایک چٹیل میدان میں پہنچا جس میں آب و گیاہ کا نام نہ تھا اس مقام پر بیس ہزار راجپوتوں کا سامنا ہوا۔ یہ لوگ شاہی لشکر سے مقابل کرنے کی غرض سے جمع ہوئے تھے۔ سلطان محمود نے ان سے جنگ کے لئے اپنی فوج کے ایک حصہ کو حکم دیا چنانچہ اس دستۂ فوج نے پہنچ کر جنگ چھیڑ دی اور انہیں نیچا دکھا کر ان کا مال و اسباب لوٹ لیا۔ پھر لشکر ظفر پیکر پٹن گجرات میں پہنچا۔ یہ مقام سومنات سے دو منزل کے فاصلے پر تھا سلطان محمود نے اس پر بھی قبضہ کر لیا جو مقابلہ پر آیا اسے تہ تیغ کیا۔ نصف ذیقعدہ کو مرکب ہمایوں نے سومنات پر پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ اہل سومنات قلعہ کی فصیلوں پر چڑھ کر لشکر اسلام کو دیکھ رہے تھے اور بآواز بلند کہتے تھے کہ ہمارا خدا سومنات تمہیں یہاں اس لئے لایا ہے کہ تم لوگوں کو ایک ہی دفعہ ہلاک کر دے اور اس کا انتقام لے جو تم نے ہندوستان کے مہاتماؤں کے ساتھ کیا ہے اور انہیں توڑا ہے۔

فتح سومنات: الغرض صبح ہوتے ہی مجاہدین اسلام قلعہ کی دیوار تک تکبیر کہتے ہوئے پہنچ گئے ادھر راجپوتوں اور پنڈیوں کا لشکر فصیل قلعہ سے اتر کر سومنات کے پاس امداد کی درخواست پیش کرنے گیا ادھر لشکر اسلام کمندوں اور سیڑھیوں سے قلعہ کی فصیل پر چڑھ گیا۔ بہادر راجپوت مسلمان دلاوروں کی یہ شجاعت دیکھ کر دنگ رہ گئے اور بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید مقابلہ اور مدافعت پر کمریں باندھ لیں' دن بھر نہایت شدت سے لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جونہی رات کی سیاہی چھائی دونوں حریف جنگ سے رک گئے۔ رات امید وخوف میں گزر گئی صبح ہوتے ہی لشکر اسلام نے تکبیر کہہ کر پھر لڑائی کا آغاز کر دیا اور نہایت سختی سے حملہ آور ہوئے ہندو جوق در جوق سومنات کے پاس جاتے اور اس سے بغل گیر ہو کر گریہ وزاری کرتے ہوئے رخصت ہوتے اور میدان جنگ میں جاتے تھے۔ بہادرانِ اسلام انتہائی جدوجہد سے حملہ پر حملہ کرتے رہے یہاں تک کہ رات نے بیچ بچاؤ کرایا اور یہ دن بھی اسی حالت سے ختم ہو گیا تیسرے دن پرم دیو اور داشلیم کی امدادی فوجیں بھی آ گئیں جس سے اہل سومنات کو بڑی قوت اور اطمینان حاصل ہو گیا مگر مجاہدین اسلام کے پرزور حملوں نے سورما راجپوتوں کو شکست دے ہی دی نہایت ابتری کے ساتھ پسپا ہوئے پچاس ہزار کھیت رہے باقی ماندہ کشتیوں پر سوار ہو کر بھاگ نکلے۔ اسلامی بہادروں نے تعاقب کیا۔ قتل وغارت گری کا سیلاب بڑھا ہزاروں دریا میں ڈوب کر مر گئے بہت سوں کو اسلامی دلاوروں نے تلوار کے گھاٹ اتارا۔ قلعہ پر کامیابی کے ساتھ سلطانی قبضہ ہو گیا۔

سلطان محمود اور راجہ پرم دیو: اس خداداد کامیابی کے بعد سلطان محمود نے راجہ پرم دیو والی نہر والا کے سر کرنے کے لئے کوچ کیا' راجہ پرم دیو وہی شخص ہے جس نے جنگ سومنات میں مذہبی اور قومی جوش سے ہندوؤں کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ تسخیر سومنات کے بعد نہر والہ چھوڑ کر قلعہ کندیھ میں جا کر پناہ گزیں ہو گیا تھا یہ قلعہ ایسے مقام پر تھا جو تین طرف سے دریا سے گھرا ہوا تھا۔ چوتھی جانب خشکی تھی لیکن ایک گہری نہر اس سمت کی محافظت کر رہی تھی۔ یہ مقام سومنات سے ساٹھ کوس کے فاصلہ پر تھا۔ سلطان محمود نے خشکی کی جانب سے اس قلعہ پر فوج کشی کی۔ قریب قلعہ پہنچ کر دیکھا کہ چاروں طرف سے دریا لہریں مار رہا ہے بے حد پریشان ہوا نہ کشتیاں تھیں نہ پل۔ اس شش وپنج میں پڑاؤ کر دیا۔ حسن اتفاق سے دو شکاری ملاح پر نظر پڑی جو مچھلیوں کا شکار کر رہے تھے۔ ملازمانِ شاہی انہیں دربار شاہی میں پکڑ لائے دریافت کرنے پر ان لوگوں نے ایک مقام بتایا کہ یہاں سے دریا عبور کر جانا ممکن ہے لیکن اگر دریا عبور کرتے وقت اگر ذرا بھی تیز ہوا چلی تو سب کے سب ہلاک ہو جاؤ گے۔ سلطان محمود یہ سنتے ہی اٹھ کھڑا ہوا۔ بسم اللہ مجریہا ومرسہا کہہ کر اپنے گھوڑے کو دریا میں ڈال دیا' مجاہدین اسلام نے بھی باگیں اٹھا لیں اور بات کی بات میں دریا عبور کر گئے۔ راجہ پرم دیو اس جرأت ودلیری سے اس قدر متاثر ہوا کہ لباس تبدیل کر کے قلعہ چھوڑ کر بھاگ گیا۔ بلا قتل وقتال قلعہ پر سلطانی قبضہ ہو گیا۔

والیٔ منصورہ کی سرکوبی: اس کے بعد والیٔ منصورہ کے مرتد ہونے کی خبر دربار سلطانی میں پہنچی فوراً تیاری کا حکم دیا۔ والیٔ منصورہ نے مرکب ہمایوں کی آمد کی خبر سن کر براہ دریا بھاگ جانے کی کوشش کی۔ سلطان محمود کو اس امر کا خطرہ پہلے ہی سے ہو گیا تھا اور اس نے دریا کے راستے کی ناکہ بندی کر لی تھی' جونہی والیٔ منصورہ نظر پڑا کشت وخون کا بازار گرم ہو گیا' ایک بڑی جماعت کام آئی' والیٔ منصورہ نے بھاگ کر اپنی جان بچائی۔ والیٔ منصورہ کی سرکوبی سے فارغ ہو کر سلطان محمود نے بھاطیہ

(بھٹیز) کی طرف رخ کیا بھٹیز والوں نے اطاعت قبول کر لی۔ سلطان محمود لوگوں پر جزیہ قائم کر کے مظفر و منصور ماہ صفر ۴۱۷ھ میں غزنی کی جانب واپس ہوا۔

امیر نوح اور قابوس: ہم اوپر بیان کر چکے ہیں کہ ۳۷۱ھ میں امرائے بنو بویہ نے طبرستان اور جرجان کو قابوس کے قبضہ اقتدار سے نکل کر اپنے دائرہ حکومت میں شامل و داخل کر لیا تھا۔ قابوس بحال پریشان امیر نوح بن منصور کی خدمت میں ابوالعباس گورنر خراسان کے توسط سے بطور وفد حاضر ہوا۔ امیر نوح اور اس کے گورنر ابوالعباس نے امداد کا وعدہ کیا مگر اتفاق سے کچھ ایسے واقعات پیش آ گئے کہ اٹھارہ برس کا زمانہ گزر گیا اور وعدہ وفا نہ ہوا اتنے میں امیر سبکتگین کا دور حکومت آ گیا۔ قابوس نے اس سے بھی اپنی سرگزشت کہہ سنائی اس نے بھی وعدہ تو کر لیا مگر بنو سیجور کی مہم نے ایسی پیچیدگیاں پیدا کر دیں کہ جس سے امیر سبکتگین اپنا وعدہ وفا نہ کر سکا اور داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ سلطان محمود تخت آرائے حکومت ہوا تو خانہ جنگیوں نے مہلت نہ دی۔ قابوس ابھی ساحل مقصود پر نہ پہنچنے پایا تھا کہ ابوالقاسم بن سیجور نے فخر الدولہ بن بویہ کے مرنے کے بعد جرجان کے صوبے پر قبضہ کر لیا' قابوس کی رہی سہی امید بھی ختم ہوگئی گھبرا کر اہل دیلم اور جبل سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ اہل دیلم اور جبل کی کمک سے صوبہ طبرستان و جرجان پر قابوس کا قبضہ ہو گیا اور یہ اس صوبہ کا حکمران تسلیم کیا گیا۔ جیسا کہ دیلم اور جبل کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا جائے گا۔

سلطان محمود اور قابوس: نصر بن حسن فیرزان [illegible] بن کالی کا چچا زاد بھائی تھا۔ صوبجات طبرستان و جرجان پر دانت لگائے بیٹھا تھا قابوس سے اکثر چھیڑ چھاڑ کیا کرتا تھا۔ اتفاقی اسباب سے بنو بویہ نے اسے گرفتار کر کے رے کی جیل میں ڈال دیا اب کیا تھا کوئی بھی مخالف باقی نہ رہا تھا طبرستان و جرجان پر قابوس کی حکومت مستقل طور سے قائم ہوگئی۔ قابوس نے انجام پر غور کر کے سلطان محمود کی اطاعت قبول کر لی تاکہ آئندہ خطرات سے محفوظ ہو جائے الغرض اس طور سے تمام دیارِ دیلم میں سلطانی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ: مجد الدولہ بن فخر الدولہ کی پچاس عورتیں جن سے بیس اولادیں پیدا ہوئیں شب و روز انہیں عورتوں میں پڑا رہتا تھا جب ان کی صحبت سے دل اکتا جاتا تو قصوں اور کہانیوں کی کتابیں دیکھتا اور کتابت کرتا تھا یہ مشغلہ صرف دل بہلانے لگا تھا عنان حکومت ایک لونڈی کے ہاتھ میں تھی جسے مجد الدولہ کی محبوبہ ہونے کا فخر حاصل تھا وہی امور سلطنت کے سیاہ و سفید کی مالک تھی' اس لونڈی کے مر جانے پر رہا سہا انتظام بھی جاتا رہا۔ سارا کارخانہ درہم برہم ہو گیا۔ اعیان دولت نے جمع ہو کر بالاتفاق سلطان محمود کی خدمت میں مجد الدولہ کی بدنظمی و لاپروائی کی شکایت لکھی اور رے پر قبضہ کرنے کی تحریک کی۔ سلطان محمود نے اس خیال سے کہ مبادا اور کوئی مقابل قابض نہ ہو جائے' رے پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ایک فوج بھیج دی جس کا افسر اعلیٰ اس کا حاجب لارڈ چیمبرلین تھا اور یہ ہدایت کر دی کہ بنظر انتظام امور سلطنت مجد الدولہ کو اس کے بیٹے ابودلف کے ساتھ فوراً گرفتار کر لینا۔

مجد الدولہ کی نظر بندی: رے پر مرکب ہمایوں کے قبضہ کر لینے کے بعد سلطان محمود ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں دارالسلطنت غزنی سے رے کی جانب روانہ ہوا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا تھوڑے دن بعد رے پہنچا' اہل رے نے نہایت گرمجوشی

سے اپنے نئے حکمران کا استقبال کیا۔ سلطان محمود سب سے خندہ پیشانی سے ملا اور انتظام حکومت اور مصلحت وقت کا خیال کر کے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے خراسان میں نظر بند کیا اور اس کے مال و اسباب کی ضبطی کا حکم دیا فہرست مرتب کی گئی۔ ایک کروڑ دینار سرخ' پانچ لاکھ دینار کے قیمتی جواہرات' چھ ہزار تھان قیمتی قیمتی پارچہ جات بے شمار آلات حرب خزانہ اور توشہ خانہ سے برآمد ہوئے۔

قزدین کے قلعوں پر قبضہ: مہم رے سے فارغ ہو کر قزدین کی جانب متوجہ ہوا اور اس کے قلعوں پر قبضہ حاصل کر کے شہر ساوہ اور اوہ کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا۔ مجد الدولہ کے فرقہ باطنیہ کے تمام اصحاب کو چن چن کر قتل کیا۔ معتزلیوں کو گرفتار کرا کر خراسان کی طرف جلاوطنی کا حکم دیا۔ فلسفہ اعتزال اور نجوم کے کتب خانوں میں آگ لگا دی۔ سارا کفر والحاد کا ذخیرہ جل کر خاک وسیاہ ہو گیا۔ ان کے علاوہ اور علوم وفنون کی کتابوں جو ایک سو اونٹوں کا بار تھیں اپنے دارالسلطنت غزنی اٹھا کر لے گیا۔

منوچہر بن قابوس: منوچہر بن قابوس شہر چھوڑ کر ایک پہاڑی قلعہ میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا راستہ نہایت دشوار گزار تھا۔ سلطان محمود نے اس راستہ کو جوں توں طے کر کے قلعہ پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا منوچہر قلعہ کی کھڑکی سے نکل کر جنگل میں جا چھپا اور وہیں سے پانچ لاکھ دینار سرخ سالانہ پر مصالحت کا پیام دیا جسے سلطان نے قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ منوچہر اپنے قلعہ میں واپس آیا اس کے بعد محمود نے نیشاپور کی جانب کوچ کیا۔

ابن منوچہر: اس واقعہ کے بعد ہی منوچہر کی زندگی کا بھی خاتمہ ہو گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا انوشیروان تخت آرائے حکومت ہوا' سلطان محمود نے اس جانشینی کو تسلیم کیا اور بدستور خراج مقررہ قائم رہا غرض رفتہ رفتہ بلاد جبلیہ میں حدود آرمینیہ تک سلطان محمود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ زنجان اور ابہر باقی رہ گئے تھے جو ابراہیم سالار بن مرزبان کے قبضۂ اقتدار میں تھے (ابراہیم سالار رودھشودان بن محمد بن مسافر دیلمی کے پسماندگان سے تھا) مسعود بن سلطان نے ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ اب صرف شہر رود باقی رہ گیا جسے سلطان محمود نے اپنی حکومت کے اقتدار میں لے کر سالانہ خراج مقرر کیا اور اسے بدستور انہیں کے قبضہ میں رہنے دیا جیسا کہ دیلم کے حالات میں تحریر کیا گیا۔

اصفہان کا الحاق: صوبہ اصفہان اس وقت تک علاء الدین کاکویہ کے زیر اثر حکومت تھا علاؤ الدین نے سلطان محمود کی ان کامیابیوں سے متاثر ہو کر اطاعت قبول کر لی اور سلطان محمود کے نام کا خطبہ اپنے ممالک مقبوضہ میں پڑھے جانے کا حکم دیا اور اطلاعی عرضداشت بارگاہ سلطانی میں بھیج دی۔ علاؤ الدین کا یہ فعل محض ظاہر داری پر مبنی تھا چنانچہ اس کے تھوڑے دن بعد فتنہ و فساد شروع کر دیا۔ سلطان محمود کو اس کی خبر ہو گئی فوراً خراسان کی جانب واپس ہوا۔ اپنے بیٹے مسعود کو رے کا گورنر مقرر کر کے اصفہان کا رخ کیا علاؤ الدین نے حیلہ وحوالہ سے کام لینا چاہا مگر ایک بھی پیش نہ گئی۔ سلطان محمود نے اصفہان پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا اور اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے الحاق کا اعلان کر دیا۔

اہل رے کی سرکشی و بغاوت: شہزادہ مسعود رے میں چند دن حکومت کر کے ایک مصاحب کو اپنا نائب بنا کر کسی ضرورت سے غزنی کی طرف واپس ہوا۔ اہل رے کو موقع مل گیا علم بغاوت بلند کر دیا' مار دھاڑ شروع ہو گئی۔ مسعود کے نائب

کو قتل کر کے خود مختار حاکم بن بیٹھے۔ مسعود ان واقعات سے مطلع ہوا' آگ بگولہ ہو کر رے کی جانب لوٹا۔ اہل رے مقابلہ پر آئے لیکن مسعود کے حملوں نے انہیں نیچا دکھا دیا۔ نہایت بے رحمی سے پامال کئے گئے۔

ایلک خاں کی بخارا پر فوج کشی: ۳۹۰ھ میں ملوک سامانیہ کے کمزور ہو جانے پر ایلک خاں بادشاہ ترک والی ترکستان نے بخارا کو اپنے مقبوضات میں ملحق کر کے اپنی جانب سے ایک شخص کو بطور گورنر مقرر کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں' بخارا کے گرد و نواح میں غز (تاتاریوں) کا ایک خانہ بدوش گروہ رہا کرتا تھا جن کا کام صرف لوٹ مار اور غارت گری تھا۔ ارسلان بن سلجوق (سلطان طغرل بک کا چچا) ان لوگوں کا پشت پناہ اور حامی تھا ان لوگوں نے تبدیلی حکومت کی وجہ سے اپنے ہاتھ پاؤں نکالے لوٹ مار شروع کر دی۔ علی تکین برادر ایلک خاں کو موقع مل گیا۔ ارسلان بن سمیجور کی سازش سے بخارا پر قبضہ کر لیا' ایلک خاں کو یہ امر ناگوار گزرا فوجیں آراستہ کر کے علی تکین پر چڑھائی کر دی' علی تکین برادر اور ارسلان بن سمیجور مقابلہ پر آئے باہم لڑائی ہوئی بالآخر ایلک خاں کو شکست ہوئی اور علی تکین کا قدم بخارا پر استحکام کے ساتھ جم گیا۔

سلطان محمود کا بخارا پر قبضہ: ایلک خاں کو شکست دینے سے علی تکین کو ملک گیری کا خیال پیدا ہوا سلطان محمود سے چھیڑ چھاڑ شروع کی' اس کے قاصدوں سے جو بادشاہ ترک کے یہاں آیا جایا کرتے تھے تعرض کرنے لگا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی۔ اس وجہ سے اور نیز یہ خیال کر کے کہ آئندہ قافلہ کی آمد و رفت میں دقت نہ ہو علی تکین کو ہوش میں لانے کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ فوجیں آراستہ کر کے سامانِ جنگ مہیا و درست کیا ۴۲۰ھ میں بلخ سے روانہ ہو کر نہر کو بخارا کی طرف سے عبور کیا۔ علی تکین پر ایسا خوف غالب ہوا کہ بخارا چھوڑ کر ایلک خاں کے پاس چلا گیا۔ سلطان محمود نے بخارا میں داخل ہو کر اس پر اور اس کے مضافات پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند والوں پر خراج مقرر کیا تاتاریوں اور ارسلان بن سلجوق کو بخارا سے جلا وطن ہو جانے کا حکم دیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان کے کسی قلعہ میں بھیج دیا۔

اس کے بعد تاتاریوں کے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی طرف سلطان محمود نے توجہ کی اور انہیں خوب پامال کیا یہاں تک کہ تاتاریوں کا گروہ منتشر ہو گیا اور سلطان محمود خراسان کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود اور تاتار: جس زمانے میں سلطان محمود نے ارسلان بن سلجوق کو قید کر کے ہندوستان بھیج دیا تھا اور اس کے قبائل بخارا کی اطراف میں جلاوطن ہو کر منتشر ہو گئے اسی زمانے میں تاتاریوں نے نہر جیحون کو خراسان کی جانب سے عبور کیا۔ خراسان کے گورنران ہتھکنڈوں سے واقف تھے' انہیں ابھرنے نہ دیا ان کا مال و اسباب جہاں جہاں پاتے ضبط کر لیتے ان کی اولاد سے جبراً خدمت لیتے تھے۔ مجبوراً ان میں سے ایک گروہ جن کے خیموں کی تعداد دو ہزار سے زیادہ تھی کرمان چلا آیا پھر کرمان سے اصفہان کی جانب بڑھا یہ گروہ اپنے کو عراقیہ کے نام سے موسوم کرتا تھا۔ دوسرا گروہ کوہ بک جان میں پرانے خوارزم کے قریب جا کر سکونت پذیر ہوا۔ ان تاتاری گروہوں کا گزر جن شہروں سے ہوا وہاں لوٹ مار اور غارت گری مچا دی۔

تاتاریوں کی غارت گری: سلطان محمود نے ان واقعات سے مطلع ہو کر علاء الدولہ گورنر رے کو ان تاتاریوں کی سرکوبی کے لئے لکھا جو اصفہان میں خیمے ڈالے ہوئے تھے چنانچہ علاؤ الدولہ فوجیں آراستہ کر کے تاتاریوں پر آ پڑا۔ سخت

خونریز جنگ کے بعد علاؤ الدولہ کو شکست ہوئی تاتاریوں نے سلطان محمود کے خوف سے اصفہان چھوڑ دیا آذربائیجان میں جا کر پڑاؤ کیا راہ میں قصبوں اور شہروں کو تاخت و تاراج کرتے گئے۔

دہشودان کی حکمت عملی: دہشودان والیٔ آذربائیجان ان لوگوں کا مقابلہ نہ کر سکا اس لئے ان سے نرمی سے پیش آیا اور تعلقات بڑھائے جس سے دہشودان کو بڑی کامیابی حاصل ہوئی کہ اس کے مقبوضات ان لٹیروں کے تاخت و تاراج سے محفوظ رہے' ان دنوں بوقا' کوکاش منصور اور دانا وغیرہم ان تاتاریوں کے سردار اور افسر تھے۔

تاتاریوں کی سرکوبی: خوارزم قدیم کے قریب میں جو گروہ تاتاریوں کا جا کر ٹھہرا ہوا تھا وہ غارت گری میں اپنے بھائیوں سے کم نہ نکلا جس طرف سے اس کا گزر ہوتا تھا زمین پناہ مانگتی تھی ان کی سرکوبی پر بارگاہ سلطانی سے ارسلان حاجب ایک مدت دراز تک شاہی حکم کی تعمیل میں تاتاریوں کے پیچھے مارا مارا پھرا' مگر ذرا بھی کامیابی نہ ہوئی۔ تب سلطان محمود کمر ہمت باندھ کر ان کے پیچھے پڑا اور مار پیٹ کر ان لوگوں کو اطراف خراسان میں منتشر کر دیا۔ ان میں سے بعض کو اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ اس وقت ان کے امراء کو کاس' بوقا' قزل' یغمر اور تاصفلی وغیرہ تھے۔ سلطان محمود کی وفات کے بعد اس کے بیٹے مسعود نے بھی انہیں اپنی خدمت میں رکھا چنانچہ یہ لوگ سلطان محمود کی رکاب میں غزنی سے خراسان آئے' ان ترکمانوں میں سے کوہ یک جان میں خوارزم کے قریب باقی رہ گئے تھے انہوں نے شہر میں آباد ہونے کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے تاج و حکومت کی فرماں برداری کی شرط پر بیرون شہر میدانوں میں آباد ہونے کی اجازت دی۔

ترکمانوں کی غارت گری: اس کے بعد احمد نیال گورنر ہند نے بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطان مسعود اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا اور خراسان کی حکومت پر تاش نامی ایک سردار کو مامور کیا۔ ترکمانوں نے میدان خالی پا کر پھر فساد مچا دیا۔ دیہاتوں اور قصبات کو ویران و تباہ کرنے لگے۔ تاش نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی اور ان پر حملہ کر کے ان کے سردار یغمر کو جنگ کے دوران قتل کر ڈالا۔ سلطان مسعود نے اس سے مطلع ہو کر ایک فوج کو ان کی جلاوطنی اور سرکوبی پر مامور کیا۔ اس فوج نے ان کے سروں پر پہنچ کر قتل و غارت کا بازار گرم کر دیا۔ مجبوراً ان ترکمانوں نے آذربائیجان جا کر عراقیہ میں مل جانے کی غرض سے رے کی طرف قدم بڑھایا جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ابتداً انہوں نے دامغان پر قبضہ حاصل کیا پھر اسے تاخت و تاراج کر کے سمنان کو لوٹا۔ مشکویہ اور تمام اطراف رے کو قتل و غارت سے ایک خوف ناک منظر بنا دیا غرض کہ جس طرف سے ہو کر گزرے دیہات کے دیہات' قصبات کے قصبات ویران ہو گئے۔ تاش والیٔ خراسان اور ابو سہیل حمدان والیٔ رے نے فوجیں فراہم کیں اور ان کی سرکوبی کے لئے نکلے' ایک طرف سے تاش اپنی فوج کو لے کر ترکمانوں کی طرف بڑھا۔ جنگی ہاتھی کوہ صفت دائیں بائیں تھے۔ ترکمانوں نے سربکف مقابلہ کیا اور اس کی فوج کو پسپا کر کے رے کی جانب قدم بڑھایا۔ رے پہنچ کر ابو سہیل ہمدانی سے مقابلہ ہوا' ابو سہیل کو اس معرکہ میں شکست ہوئی بھاگ کر قلعہ طبوں میں پناہ گزین ہوا ترکمانوں نے رے کو جی کھول کر لوٹنا شروع کیا' اس اثناء میں شامی لشکر جرجان سے آ پہنچا اور اس نے اس طوفان کی روک تھام پر کمر ہمت باندھی نہایت سختی سے قتل و قتال کا ہنگامہ گرم کیا سینکڑوں ترکمان قتل و قید کر لئے گئے باقی ماندہ نے اس غرض سے کہ عراقیہ میں جا کر شامل ہو جائیں آذربائیجان کا راستہ لیا۔

آذربائیجان کا تاراج: رے سے ترکمانوں کی روانگی کے بعد علاء الدلدین کاکویہ اصفہان آیا اور ابو سہیل سے سلطان مسعود کی فرماں برداری کی بیعت لینے کا مسئلہ پیش کیا مگر اتفاق کچھ ایسا پیش آیا کہ یہ معاملہ طے نہ ہو سکا اس اثناء میں ترکمانوں نے آذربائیجان کو جی کھول کر تاراج کیا۔ دھشودان نے ایک فوج کثیر فراہم کر کے ترکمانوں پر چڑھائی کی۔ اہل آذربائیجان نے بھی جمع ہو کر دوسری جانب سے حملہ کیا ایک بڑا گروہ موت کی نذر ہو گیا باقی ماندہ نیال اور اس کے بھائی طغرل بک کے خوف سے آذربائیجان چھوڑ کر موصل اور دیار بکر کے درمیان پھیل گئے اور ان دونوں شہروں پر قبضہ حاصل کر کے اس کے اطراف و جوانب کو تاخت و تاراج کی جولانگاہ بنالیا۔ جیسا کہ قرواش والیٔ موصل اور ابن مروان والیٔ دیار بکر کے حالات میں ہم ان واقعات کو لکھ آئے ہیں۔ ارسلان بن سلجوق کے تفصیلی حالات میں رے اور آذربائیجان کے واقعات کو ہم نے اختصاراً بیان کیا ہے کیونکہ ہم اسے دیلمیوں کی حکومت کے ضمن میں تحریر کریں گے۔

طغرل بک اور تکین کی جھڑپیں: طغرل بک اپنے برادران حقیقی داؤد بیقو اور برادر اخیافی نیال کے ساتھ (جو اسلام لانے کے بعد ابراہیم کے نام سے موسوم ہوا) عساکر اسلامیہ سے شکست کھا کر بھاگا' مدتوں ادھر اُدھر مارا مارا پھرا بالآخر سلجوق کے بعد ماوراء النہر میں قیام پذیر ہوا۔ تکین والیٔ بخارا سے متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ آخر نتیجہ یہ ہوا کہ تکین کو ان پر فتحیابی حاصل ہوئی یہ سب دریائے جیحون کو عبور کر کے خوارزم و خراسان کی جانب چلے گئے۔ خوارزم و خراسان میں پہنچ کر یہ لوگ ملک و دولت کے مالک ہوئے جس کا تذکرہ آئندہ تحریر کیا جائے گا۔

فتح نرسی: سلطان محمود نے اپنے خدام دولت سے احمد نیال تکین کو ہندوستان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ احمد نیال تکین نے ۴۲۱ھ میں شہر نرسی پر جو کہ ہندوستان کا بہت بڑا شہر تھا ایک ہزار فوج لے کر چڑھائی کی' پہلے اس کے اطراف و جوانب کو اس کی حمایت کرنے والوں سے پاک وصاف کر کے اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد شہر کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ شہر میں ایک جانب سے بزور تیغ داخل ہوا۔ ایک دن کامل لوٹ مار کا بازار گرم رہا قتل و غارت گری مباح کر دی۔ شام ہوئی تو شہر سے نکل کر ایک کھلے میدان میں رات گزاری۔ صبح کو مال غنیمت دوبارہ تقسیم کر کے شہر پر دوبارہ حملہ کرنے کا قصد کیا۔ اہل شہر کو اس کی خبر لگی مدافعت کی غرض سے جمع ہو گئے۔ احمد نیال نے مقابلہ کرنا مناسب نہ سمجھا اپنے شہر کی جانب واپس ہوا۔

سلطان محمود کی وفات: ان واقعات بالا کے ختم ہوتے ہی سلطان محمود کا جام حیات لبریز ہو گیا چنانچہ ۴۲۱ھ میں (مقام غزنی جگر و تلی کی خرابی سے) داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر راہ گزار ملک جاودانی ہوا[1] (ساٹھ سال عمر پائی)۔

سلطان محمود کی سیرت و کردار: سلطان محمود بہت بڑا عالی حوصلہ بادشاہ تھا اکثر ممالک اسلامیہ پر قابض ہوا' علماء کی عزت کرتا تھا اور ان سے باحترام و اکرام پیش آتا تھا۔ دور دراز ممالک سے اہل علم اس کی بارگاہ حکومت میں آتے تھے' عادل اور نیک نفس تھا۔ رعایا کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتا تھا اور انہیں طرح طرح کے احسانات سے اپنا ممنون بناتا۔ جہاد کے بے حد شائق تھا اس کی فتوحات کی داستانیں مشہور ہیں جنہیں آپ اوپر پڑھ آئے ہیں۔

جس وقت یہ عادل بادشاہ مرض الموت میں مبتلا ہوا اپنے بیٹے محمد کو حکومت وسلطنت کی وصیت کی' یہ اس وقت بلخ

---

[1] ۱۲ ربیع الآخر یوم پنجشنبہ کا یہ واقعہ ہے دیکھو تاریخ فرشتہ ص ۲۵۔

میں تھا۔ مسعود سے گو یہ چھوٹا تھا لیکن سلطان محمود کی آنکھوں میں یہی زیادہ محبوب و پسندیدہ تھا۔ مسعود پر محمود کی وہ نظر ہی نہیں پڑتی تھی جو محمد پر تھی۔

الغرض سلطان محمود کی وفات کے بعد ارا کین حکومت نے محمد کو سلطان محمود کی وصیت کی خبر دی اور عبائے حکومت و سلطنت کو زیب تن کرنے پر آمادہ کیا۔ ہندوستان کے شہروں اور نیشا پور میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ محمد یہ خبر پا کر بلخ سے غزنی کی جانب روانہ ہوا' چالیس روز بعد غزنی میں داخل ہوا۔ شاہی افواج نے حاضر ہو کر سلامی اتاری' سرداروں سے اطاعت وفرماں برداری کا حلف لیا اور سلطان محمد نے انعامات تقسیم کیے۔

محمود کا نسب: مؤرخ ابن خلدون نے سلطان محمود کی کشور کشائی اور حکمرانی کی داستانیں اس خوبی سے اختصار کے ساتھ بیان کی ہیں کہ کوئی اہم واقعہ فروگزاشت نہیں ہونے پایا لیکن خاندانی حالات اور دوسرے واقعات پر کچھ روشنی نہیں ڈالی اس لئے ان کا بیان کرنا انتہائی ضروری ہے۔

سلطان محمود[1] فارس کے آخری بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا۔ ابوالقاسم حمادی نے تاریخ مجدول میں لکھا ہے کہ امیر سبکتگین (محمود کا باپ) بادشاہ یزدجرد کی نسل سے تھا جس وقت زمانہ خلافت امیر المومنین عثمان رضی اللہ عنہ میں یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکان میں مارا گیا۔ اس کے اہل وعیال اور خاندان والے بحال پریشان ترکستان چلے آئے اور ضرورت زمانہ کے لحاظ سے ان سے اور ترکوں سے باہم رشتہ داریاں اور قرابت پیدا ہوگئی اور دو چار پشت کے بعد علم و دولت مفقود ہونے کی وجہ سے ترک کے نام سے مشہور ہو گئے۔ ایک مدت تک ان اطراف میں ان کے عالی شان مکانات ان کے بزرگوں کے نام کو زندہ کیے ہوئے تھے' اس کا سلسلہ نسب یزدجرد تک اس طور سے پہنچتا ہے۔ ''محمد بن سبکتگین بن جوق قرابجکم بن قرا ارسلان بن قرا ملت بن قرا نعمان بن فیروز بن یزدجرد بادشاہ فارس''۔

ابوالفضل حسن بیہقی نے تاریخ ناصری میں بروایت سلطان محمود تحریر کیا ہے کہ سلطان محمود نے اپنے باپ امیر سبکتگین سے روایت کی ہے کہ سبکتگین کے باپ کو قرابجکم کہتے تھے اصلی نام جوق تھا جوق اور بجکم لغت ترکی میں متحد المعنی ہیں' قرابجکم کے معنی سیاہ غوغا ہیں' ترکستان میں جہاں کہیں جوق کا نام سن پاتے تھے اس کی شجاعت ومردانگی کے خوف سے بھاگ کھڑے ہوئے تھے اس وجہ سے اس کا نام قرابجکم رکھ چھوڑا تھا۔

تاریخ منہاج[2] السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ نصر حاجی نامی ایک سوداگر نے امیر سبکتگین کو ترکستان سے بخارا لا کر امیر الپتگین کے ہاتھ فروخت کیا' امیر الپتگین سبکتگین کو دیکھتے ہی تاڑ گیا کہ یہ بڑا ہونہار لڑکا ہے اس کی بلند پیشانی سے بچپن کے باوجود بڑائی کے آثار نمایاں ہیں اپنی خدمت میں رکھ لیا۔ تھوڑے دن بعد پیشکاری سے لشکر غزنی کی سرداری پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ الپتگین کی ناک کا بال بن گیا سیاہ وسفید کرنے کا مالک ہوگیا۔

سبکتگین درحقیقت غلام نہ تھا بلکہ یزدجرد بادشاہ فارس کی نسل سے تھا۔ جس وقت یزدجرد مقام مرو میں ایک چکی پیسنے والے کے مکانات میں عہد خلافت امیر المومنین عثمانؓ میں مارا گیا۔ اس کی اولاد اور خاندان والے ترکستان میں جا کر روپوش

---

[1] دیکھو طبقات ناصری صفحہ ۶ مطبوعہ کلکتہ ۶۴ھ۔

[2] دیکھو تاریخ فرشتہ مطبوعہ نولکشور صفحہ ۱۸۔

ہوئے اور ترکوں سے حسب ضرورت رشتۂ قرابت پیدا کیا۔ دولت وحکومت تو پہلے ہی ہاتھ سے نکل چکی تھی علم بھی جاتا رہا اور چار نسلوں کے بعد ترک کہلائے جانے لگے۔

محمود کے غلام نہ ہونے کی بہت بڑی اور قوی دلیل یہ ہے کہ انگریز مورخوں نے اسے غلاموں کے سلسلۂ حکومت میں نہیں لکھا' انہیں اس کے ساتھ کوئی ایسی ہمدردی نہ تھی کہ جس سے یہ محمود کو سلسلۂ حکمران غلامان سے علیحدہ لکھنے پر مجبور ہوئے۔

عربی تاریخیں صرف اس قدر لکھ کر خاموش ہو جاتی ہیں کہ محمود کا باپ سبکتگین' امیر الپتگین کا غلام تھا۔ یہ عبارت اشارے سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتی۔ اس سے یہ نہیں معلوم ہوتا کہ سبکتگین کس ملک سے کس زمانے میں اور کس جہاد میں غازیان اسلام کے ہاتھ آیا اور جب یہ امر پایہ ثبوت تک نہ پہنچ سکا تو محمود کو غلام کہنا نہایت دیدہ دلیری اور ناانصافی ہے۔

قرون سابقہ میں غلامی کے دو ہی طریقے تھے[1]۔ ایک یہ کہ جہاد کے ذریعہ سے جو لوگ کفرستان سے قید ہو کے آتے تھے اور غازیان اسلام انہیں بضرورت خرید و فروخت کر لیا کرتے تھے' دوسرے یہ کہ غیر اجنبی ممالک سے اکثر سیاح یا مسافر تجارت پیش اصحاب اکا دکا چلنے والوں کو پکڑ کر لاتے تھے اور انہیں ممالک اسلامیہ میں لا کر سر بازار فروخت کیا کرتے تھے اول الذکر اصلی اور واقعی غلام کہے جانے کے مستحق ہیں۔ غلامی کی دوسری صورت نام کی غلامی ہے ورنہ یوسف علیہ السلام بھی اسی آخری صورت میں داخل ہو جاتے ہیں۔ ہاجرہ علیہ السلام کون تھیں؟ اور کس طرح ابراہیم علیہ السلام کے ہاتھ آئیں' حسینی سادات کی ماں کہاں تھیں اور کیونکر حسین علیہ السلام کے ہاتھ لگیں؟ ام المومنین ماریہ بنت شمعون قبطیہ کون تھیں اور کہاں سے آئی تھیں؟ زید بن حارثہ قبائل یمن کے کسی قبیلہ سے تھے جن سے زینب بنت جحش رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی زاد بہن منسوب تھیں۔ اس غلامی کی کراہت رافع کرنے کی غرض سے آپ نے اس ترویج کو مناسب سمجھا۔

ان سب واقعات سے قطع نظر کر لینے پر یہ امر ذہن نشین ہوتا ہے کہ ان دنوں بردہ فروشی کا بازار گرم تھا اور یزدجرد بادشاہ فارس کے خاندان کی تباہی و بربادی پورے طور سے ہو چکی تھی ممکن ہے کہ کسی شخص نے سبکتگین کو آوارہ و پریشان پا کر پرورش و پرداخت کی ہو غالباً اسی وجہ سے عربی مورخ سبکتگین کو الپتگین کا مملوک لکھتے آئے ورنہ اور کوئی وجہ غلامی کی نہیں ہے اس سے امیر سبکتگین کے خاندان کے دامن عزت پر دھبہ نہیں لگ سکتا۔

فردوسی شاعر کے شاہنامہ میں محمود پر چوٹ کی ہے اس سے محمود پر غلامی کا دھبہ نہیں لگ سکتا۔ فردوسی شاعر تھا نساب اور مؤرخ نہ تھا اس کا شاہنامہ بھی تاریخ کی کتاب نہیں ہے بلکہ ایک داستان ہے۔ شعراء میں ہمیشہ سے یہ دستور چلا آتا ہے کہ جب انہیں خلاف توقع کامیابی نہیں ہوتی تو امراء و روساء اور سلاطین عظام کی ہجو پر کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ فردوسی کو بھی اسی امر نے محمود کی ہجو پر آمادہ کیا ہے اصل تو یہ ہے کہ کوئی کسی کا مملوک ہے نہ مالک حقیقت میں غلامی کوئی چیز نہیں ہے ایک اعتباری امر ہے تمام بنی نوع انسان ایک ہیں اور اسلام نے آزادی اور غلامی کا پردہ ہی اٹھا دیا ہے کل مومن اخوۃ اس کے

---

[1] ان دو طریقوں کے علاوہ دو صورتیں اور بھی تھیں اول یہ کہ اگر کوئی شخص غلامی میں آجائے تو اس کی آل اولاد بھی مملوک کہلاتی تھی۔ دوسری صورت یہ تھی کہ اگر کوئی شخص عجمی خاندان کسی عربی خاندان کی پناہ میں آ کر آباد ہو جاتا اور اس سے حلف وفاداری اٹھا لیتا تو وہ اس عرب خاندان کا مولی اور مملوک کہتا تھا۔ اسی لحاظ سے امام ابوحنیفہؒ اور امام ابراہیم نخعیؒ مولی شمار ہوتے تھے تو ممکن ہے کہ سبکتگین کے خاندان کے ساتھ یہی صورت پیش آئی ہو۔ (ادارہ)

بہت بڑے اور مضبوط اصول میں داخل ہے۔

دسویں محرم ۳۶۱ھ میں شب پنجشنبہ میں امیر سبکتگین کی حکومت کے ساتویں سال مقام غزنی میں محمود پیدا ہوا۔

تاریخ منہاج السراج جرجانی میں لکھا ہے کہ جس شب محمود پیدا ہوا اسی شب میں چند ساعت پیشتر امیر سبکتگین نے خواب دیکھا تھا کہ مکان کے آتشدان سے ایک بڑا درخت پیدا ہوا ہے کہ جس کے سایہ میں ایک عالم بیٹھ سکتا ہے فوراً آنکھیں کھل گئیں تعبیر کی فکر میں تھا کہ محلسرائے شاہی سے یہ خبر آئی کہ مشکوئے معلیٰ میں شہزادہ بلند اقبال پیدا ہوا ہے۔ امیر سبکتگین نے اس مولود مسعود کا نام محمود رکھا۔ زمانہ زیادہ گزرنے نہ پایا تھا کہ یہ محمود الابتداء مسعود الانتہا ظاہر ہوا۔

محمود کے عہد طفلی کے حالات کچھ ایسی تاریکی میں پڑے ہوئے ہیں کہ جن سے کوئی نتیجہ خیز امر معلوم نہیں ہوتا۔ اس وجہ سے اس کی تعلیم و تربیت کے واقعات' علم وفضل حاصل کرنے کے حالات بالتفصیل لکھنا ذرا دشوار نظر آتا ہے۔ محمود جس طرح کشورستان' ملک گیر اور نامور فاتح تھا۔ اسی طرح علم وفضل میں بھی یکتائے زمانہ تھا مؤلف جواہر مضیہ نے جو فقہائے حنفیہ کے حالات کی ایک مستند اور مبسوط کتاب ہے محمود کو فقہاء میں شمار کیا ہے اس کے علاوہ خود اس کی تصنیف کی ہوئی فقہ کی ایک کتاب موجود ہے غزنی میں اس نے ایک عظیم الشان یونیورسٹی قائم کی تھی جس کے ساتھ ایک بہت بڑا کتب خانہ بھی تھا نایاب نایاب کتابیں انتہائی جستجو سے مہیا کی گئی تھیں۔ اسی کتب خانہ میں عجائب خانہ بھی تھا' زمانہ کی نادر چیزیں اس میں موجود تھیں ملک کے جو بڑے بڑے مشاہیر علم وفن تھے وہ سب اسی کے درباری تھے امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی نے اپنی کتاب مغیث الخلق فی اختیار الاحق میں لکھا ہے کہ سلطان محمود علم حدیث کی سماعت کا بے حد شائق تھا شب کے وقت اس کے دربار میں علماء حدیث جمع ہوتے اور احادیث کی سماعت و روایت کرتے تھے۔ محمود بھی ایک گوشہ میں بیٹھا ہوا حدیثیں سنا کرتا جسے نہ سمجھتا اس کے معنی دریافت کرتا جاتا تھا[1]۔ مذہباً پہلے حنفی تھا بعد کو شافعی المذہب ہو گیا تھا۔ علامہ قفال[2] مروزی نے مذاق اور لطیفہ کے پیرائے میں تبدیل مذہب کی تحریک کی تھی۔ فمن شاء الاطلاع علیہا فلیرجع الی ابن خلکان۔

محمود کے تخت پر متمکن ہونے کے بعد کی شاہانہ فتوحات اور معرکہ آرائیوں کی دلچسپ داستان آپ پڑھ چکے ہیں۔ اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں۔ زمانہ شہزادگی میں جو نمایاں کام اس سے سرزد ہوئے جس سے اس کی مردانگی و دلاوری کا ثبوت ملتا ہے وہ ملتان کی لڑائی ہے یہی سبب ہے کہ اسے اپنے باپ کی زندگی ہی میں امیر نوح سامانی کے دربار سے سیف الدولہ کا خطاب مل گیا تھا۔

امیر سبکتگین کے زمانہ حکومت میں راجہ جے پال والئی لاہور اور ملتان نے اسلامی شہروں پر جو اس کی سرحد مملکت سے ملے ہوئے تھے تاخت و تاراج کا ہاتھ بڑھایا۔ امیر سبکتگین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لشکر فراہم کر کے راجہ جے پال کی گوشمالی کی غرض سے کوچ کیا اس مہم میں اس کا ہونہار بیٹا محمود بھی اس کے ہمرکاب تھا محمود نے موقع جنگ میں بہت بڑے

---

[1] تاریخ ابن خلکان مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۸۶ و تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶۶ مطبوعہ مصر۔

[2] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر۔

[3] تاریخ ابن خلکان جلد ۲ صفحہ ۸۶ مطبوعہ مصر۔

نمایاں کام کیے جس سے اس کی ہر دلعزیزی اور مردانگی کا سکہ بیٹھ گیا۔

محمود چھبیس برس کی عمر میں امیر سبکتگین کی وفات کے بعد ۳۸۷ھ میں تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں اس قدر علم و فضل کو جمع کیا تھا کہ اس زمانے میں اسلامی سلاطین کو شاید و باید یہ عزت نصیب ہوئی ہو' مقامات ابو نصر مشکاتی اور مجلدات ابوالفضل اس پر کافی روشنی ڈال رہے ہیں ایسے عالی حوصلے بلند خیال سلطان کی طرف بخل کی نسبت کرنا نہایت بے انصافی ہے۔ اگر وہ داد و دہش میں کوتاہ دست ہوتا تو اس کے دربار علماء و فضلاء شعراء اور اہل علم و کمال سے خالی نظر آتا۔ ابوریحان بیرونی جسے متعدد علوم و فنون میں مہارت کلی حاصل تھی اور ابوعلی سینا کا ہم پایہ و ہمسر تھا محمود ہی کے خوان کرم سے بہرہ ور ہوتا تھا۔ محمود نے ابوعلی سینا کو بھی اپنے خوانِ کرم پر دعوت دی تھی مگر کسی وجہ سے وہ بہریاب نہیں ہوسکا۔ شاعری کا ایک مستقل محکمہ قائم تھا' عنصری' سجدی' اسدی' غضاری' فردوسی' فرخی اور منوچہری محمود کے آسمان سخن کے سبعہ ستارے تھے۔

منجملہ ان الزامات کے جو محمود کے دامن عزت پر لگائے جاتے ہیں کہ ایک الزام شراب خوری کا ہے جسے مؤلف شعر العجم (شبلی) کے پاکیزہ خیالات کا تو تصنیف واقعہ کہنا چاہیے حالانکہ محمود کی صحبتیں سلاطین عشرت پسند کی طرح مے و جام سے آراستہ نہیں کی جاتی تھی' اس کی صحبت دنیاوی کثافتوں' گویوں' لونڈیاں اور مسخروں سے بالکل پاک تھی۔ میں نے عرب کے سوا اس کی سوانح غیر قوموں کی زبان سے بھی سنی ہے۔ کسی مؤرخ نے شراب خوری اور فسق و فجور کی اس کی طرف نسبت نہیں کی۔ صاحبِ شعر العجم نے محمود کی شراب خوری اور بدمستی کا ایک حیرت خیز واقعہ لکھ کر اس کے دامن عزت پر بدنما دھبہ ڈالا ہے غیر قوموں اور متعصب مؤرخوں نے بھی ان پر شراب خوری کا الزام نہیں لگایا بلکہ متقی' پرہیزگار' علم و فضل کا قدردان' عہد و اقرار کا پابند اور اسلام کا ایک جوشیلا سپاہی لکھا ہے۔

شعر العجم حصہ اول صفحہ ۶۲ میں لکھا ہے" سلطان محمود کو ایاز سے جو محبت تھی اگرچہ حد سے زیادہ تھی مگر اس میں ہوس کا شائبہ نہ تھا۔ ایک دن بزم عیش میں بادہ و جام کا دور تھا محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر مست ہو گیا اسی حالت میں ایاز پر نظر پڑی اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر بکھری ہوئی تھیں محمود نے بے اختیار اس کے گلے میں ہاتھ ڈال دیئے لیکن فوراً سنبھال گیا اور جوش تقویٰ میں کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے' ایاز نے فوراً حکم کی تعمیل کی"۔

اس عبارت سے چند باتیں ایسی ظاہر ہوتی ہیں جن کا درحقیقت خارج میں کوئی وجود نہ تھا بلکہ محض ذہنی اور تصنیف کردہ ایک مضحکہ خیز واقعہ ہے۔

ایک یہ ہے کہ محمود کی مجلس میں روزانہ بادہ جام کا دور چلا کرتا تھا اور اسے مے نوشی کی عادت بد پڑی ہوئی تھی جیسا فقرہ "محمود خلاف عادت معمول سے زیادہ پی کر بدمست ہو گیا" اسے ظاہر ہوتا ہے۔

"دوسرے یہ کہ اسی حالت بدمستی میں ایاز پر نظر پڑی اور اس کی شکن در شکن زلفیں چہرہ پر پڑی ہوئی دیکھ کر محمود کا دل قابو سے نکل گیا اور ہوا و ہوس کا شکار ہو کر ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈالے دیئے"۔ استغفر اللہ کیا بے بنیاد الزام ہے جس کے تصور سے کراہت پیدا ہوتی ہے۔ محمود شراب خوری اور اس پر طرہ یہ کہ ارتکاب خلاف وضع فطرت کی طرف میلان۔ عام قاعدہ یہ ہے کہ انسان جن افعال کے ارتکاب کا حالت ہوش میں عادی اور خوگر ہوتا ہے انہیں افعال کی جانب اسے بدمستی اور نشہ کے وقت تحریک پیدا ہوتی ہے فرق صرف اس قدر رہوتا ہے کہ حالت ہوش میں معمولی تحریک ہوتی ہے اور بدمستی اور نشہ میں قوی

اور پوری تحریک بلا کسی حجاب کے ہوتی ہے۔ محمود کو اگر کبھی (مردوں) لونڈوں سے میل جول رہا ہوتا تو حالت بدمستی میں ضرور ایاز کی صورت پر نظر پڑتے ہی اسے ہوا و ہوس کی تحریک پیدا ہوتی اور ایاز کے گلے میں ہاتھ ڈال دیتا۔

تیسرے یہ کہ ''حالت بدمستی میں محمود سنبھل گیا اور جوش تقویٰ میں آ کر ایاز کو حکم دیا کہ زلفیں کاٹ کر رکھ دے جس کی تعمیل ایاز نے فوراً کی''۔

امر اوّل کے ثبوت کے لئے مؤلف شعر العجم' یا کسی اور مؤرخ کا صرف لکھ دینا کافی نہ ہوگا جو صدیوں بعد پیدا ہوا ہو بلکہ ایسی روایت کے پیش کرنے کے لئے یہ لازم ہوگا کہ ان کے روای محمود کے زمانے میں اور اس کی بزم عیش میں شریک لطف صحبت رہے ہوں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ مؤلف شعر العجم نے یہ روایت کہاں سے لی ہے اور اس کا راوی کون ہے؟ مؤلف شعر العجم[1] نے کسی معروف و مستند کا تو کجا کسی مجہول الحال کتاب کا بھی حوالہ نہیں دیا اور نہ کسی راوی کی طرف اس واقعہ کی روایت کو منسوب کیا ہے۔ ایسی حالت میں اس واقعہ مجہولہ پر جس قدر صداقت اور راست بیانی کی روشنی پڑتی ہے وہ ارباب عقل و دانش اور اصحاب تواریخ پر ظاہر ہے۔ عربی فارسی انگریزی کی تاریخیں پڑھ ڈالئے کہیں بھی یہ نہ پایئے گا کہ محمود مے نوشی کا عادی تھا یا اس کی صحبت میں بادہ و جام کا دور چلا کرتا تھا اور جب یہ امر پایۂ ثبوت کو نہیں پہنچ سکتا تو معمولی سے زیادہ پی کر بدمست ہو جانا پھر معنی وارد۔ ان هذا فترى مبين۔

دوسری شے کا عدم وجود پہلی شے کے عدم وجود پر موقوف ہے اور جب پہلی بات کا ثبوت ممکن نہیں تو دوسری کا وجود خود بخود ختم ہو جاتا ہے۔ وہذا ہوالمقصود۔

امر سوم عجیب مضحکہ خیز ہے' حالت بدمستی میں محمود کا سنبھل جانا۔ جوش تقویٰ میں آ کر خلاف شرع حرکت کا احساس کرنا اور ایاز کی زلفوں کے کاٹنے کا حکم دینا بالکل خلاف قیاس اور دور از عقل واقعہ ہے محمود دو حال سے خالی نہ تھا یا یہ کہ وہ ایک متقی پرہیز گار مسلمان تھا یا یہ کہ اسے تقویٰ سے کوئی سروکار نہ تھا اگر متقی پرہیز گار تھا تو اس کی بزم عیش میں بادہ جام کا دور چلنا محالات میں سے ہے۔ متقی مسلمان کا بادہ پیمائی سے کیا تعلق ہے؟ اور اگر وہ متقی نہ تھا تو حالت بدمستی میں جوش تقویٰ میں آنا ایسی حیرت انگیز روایت ہے جو بادہ خواروں یا مجذوبوں کی بڑ سے زیادہ وقعت نہیں رکھتی۔ تقویٰ خداوندی اور شراب خوری' سبحان اللہ کیا اجتماع الضدین ہے۔ شاید مؤلف شعر العجم نے تقویٰ کے کچھ اور معنی لئے ہیں۔

بفرض محال اگر محمود کو بحالت بدمستی جوش تقویٰ پیدا ہی ہو گیا تھا تو شراب نوشی ترک کر دیتا جو ام الخبائث کہلاتی ہے یا اپنے ہاتھ کٹوا ڈالتا۔ غریب ایاز کی زلفوں نے کیا کیا تھا۔ جو کچھ بھی ہوا خلاف شرع حرکت سرزد ہوئی وہ شراب کی وجہ سے یا اس کی طبیعت کی جوش کے سبب سے ایاز کی زلفوں کو کاٹنے کا حکم دینا سراسر بے انصافی اور ظلم ہے۔

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ''سلطان محمود غزنوی بادشاہ ہے بود کہ باصناف سعادت دینی و دنیاوی فائزہ گردیدہ وصیت عدالت و جہاں بانی و آواز شجاعت و کشورستانی از ایوان کیوان درگزرانیدہ و بمیامن اجتہاد در امر غزا اعلام مرتفع ساختہ و اساس ارباب ظلام برانداختہ۔ اسٹینلی لین پول میڈول انڈیا چیپٹر دوم صفحہ ۱۴ الغایت ۳۴) میں لکھا ہے ''محمود میں اس کے باپ کی طرح چستی' چالاکی' مستعدی' مردانگی کی تمام صفتیں موجود تھیں۔ اس کے علاوہ ایک بہت بڑی بات یہ تھی کہ وہ کسی

---

[1] شبلیؒ نے شعراء کے اشعار سے نتیجہ اخذ کر کے اسے واقعہ کی صورت میں ڈھال دیا ہے۔

وقت اپنے کو بیکار نہیں رکھتا تھا اس کے خیالات عالی تھے' مزاج کا جوشیلا تھا' اسلامی جوش اس کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ یہی صفت اس کی کل صفات کی محرک اور ان میں برقی قوت پیدا کرنے والی تھی' وہ ایک پر جوش مسلمان تھا۔ دشمنانِ اسلام اور کفار کی لڑائیوں کی حالت میں بھی جس وقت اسے فرصت مل جاتی تھی تو تزکیۂ نفس کے خیال سے قرآن مجید لکھا کرتا تھا گویا وہ اپنی زندگی کا ایک لمحہ بھی بے کار اور ضائع نہیں جانے دیتا تھا۔

دربارِ خلافت بغداد سے اسے غزنی اور خراسان کی سند امارت بھی عطا ہوئی تھی۔ اس خوشی اور کامیابی پر اس نے یہ تدبیر کی کہ ہر سال کفار ہند پر جہاد کروں گا جس کا ایفا تا زندگی کرتا رہا۔ محمود ظالم نہ تھا۔ وہ بلاوجہ خونریزی سے نفرت کرتا تھا' اپنے عہد و پیمان کا پابند اور بدعہدی کے قریب نہ جاتا تھا۔

محمود جس طرح مسلمانوں میں سے سچائی' خدا ترسی یا پُر جوش مسلمان ہونے کا نمونہ تھا ویسا ہی علم و فضل کی قدر دانی میں اپنی نظیر آپ تھا اس کا دربار علماء فضلاء اہل کمال سے بھرا رہتا تھا اگر نپولین نے پیرس کی آراستگی اپنے ممالک مقبوضہ کے نامی نامی صناعوں اور کاریگروں کی بنائی ہوئی چیزوں سے کی تھی تو محمود نے اس سے کہیں زیادہ تعریف کا یہ کام کیا کہ اس نے اپنے دربار میں تمام دنیا کے صناع اور اہل کمال کو جمع کر دیا تھا۔ علماء فضلاء' شعراء اور ہر فن کے اہل کمال سے اس کا دربار کو رونق دی گئی تھی۔ بیرونی' ریاضی' تاریخ اور سنسکرت کا بہت بڑا عالم تھا۔ فاریابی فلسفہ کا گویا معلم ثانی تھا۔ بیہقی' عتبی' عنصری' فرخی' عسجدی اور فردوسی نامی شعراء اس کے دربار کے مصاحب تھے جن پر وہ بے حد مہربان رہتا تھا۔

اگر محمود کو مال و دولت جمع کرنے والا اور حریص و لالچ کہتا ہوں تو اس کے کہنے پر مجھ کو ضرور مجبور ہونے پڑے گا کہ وہ مال و دولت اور روپیہ کے خرچ کرنے کے مصارف سے بھی بخوبی واقف تھا۔ وہ مال و زر کے خرچ کرنے کے مواقع خوب جانتا تھا کہ کس موقع پر کس قدر روپیہ صرف کرنا چاہیے۔

محمود ہرگز غیر مہذب وغیرہ تربیت یافتہ نہ تھا اور وہ بہت بڑا سپاہی اور بے حد دلیر شخص تھا۔ وہ دماغی اور بدنی محنتوں سے تھکتا نہ تھا قدرت نے اسے ان تھک طبیعت دی تھی' اور وہ اپنی رعایا کی بہبودی خوشحالی کی فکر میں رہتا تھا اور ان میں انصاف و عدل قائم رکھنے کی تکلیفیں اٹھاتا تھا۔

محمود کا وزیر السلطنت لکھتا ہے کہ محمود ایک بادشاہ انصاف پسند' منصف مزاج' ذی علم' علم دوست' رحیم' رقیق القلب اور نہایت سچا مسلمان تھا۔ اس کا ظاہر و باطن یکساں تھا۔ ظاہر داری اور تصنع سے بالکل علیحدہ تھا۔ وہ لڑائی شروع کرنے سے پہلے نماز ادا کرتا تھا۔ انتہیٰ۔

شاہنامہ اور محمود: ان الزامات میں جو بدنمائی کے ساتھ سلطان محمود کے دامن خوبی پر لگائے جاتے ہیں۔ ایک واقعہ یہ ہے کہ فردوسی[1] نے سلطان محمود کی فرمائش سے شاہنامہ تصنیف کیا تھا اور سلطان محمود نے ہر شعر کے صلہ میں ایک اشرفی دینے کا وعدہ کیا تھا لیکن جب شاہنامہ تیار ہوا تو اشرفیوں کی جگہ روپے دلوائے۔ یہ روایت جس قدر مشہور ہے اسی قدر بے اصل اور غلط بھی ہے۔ واقعات کو ترتیب دینے سے روز روشن کی طرح اس روایت کی غلطی ظاہر ہو جاتی ہے۔

اولاً فردوسی کو شاعری کا مذاق ابتداء ہی سے تھا۔ اس کے ساتھ ہی شاہانِ ایران کا ہم قوم یعنی مجوسی النسل بھی تھا۔

---

[1] فردوسی شاعر مصنف شاہنامہ بھی سلطان محمود کے دربار کا ایک شاعر تھا۔ اس کا نام حسن بن اسحاق خاص طوس یا اس کے قریب کسی گاؤں کا رہنے والا تھا۔ (مترجم)

اس نے اپنے صنادید عجم کا نام رکھنے کی غرض سے اور اپنے مذاق طبیعت کے اقتضاء سے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد ڈالی' جیسا کہ دیباچہ میں لکھتا ہے:

همی خواہم از داد گریک خدائے — کہ چندان بمانم بہ گیتی بجائے
کہ ایں نامۂ شہریاران پیش — بہ پیوندم از خوب گفتار خویش
بسے رنج بردم دریں سال سی — عجم زندہ کردم بدیں پارسی
ہمہ مردہ از روزگارِ دراز — شد از گفت من نام شاں زندہ دار
چو عیسیٰ من ایں مردگاں را تمام — سراسر ہمہ زندہ کردم بنام

ثانیاً فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد اپنے وطن طوس میں ڈالی تھی اور معتد بہ حصہ وہیں لکھا گیا۔ میرے اس دعوے کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے کہ جب فردوسی نے شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد ڈالی اس وقت اسے شاہانِ فارس کے تاریخی سرمایہ کی ضرورت تھی حسن اتفاق سے فردوسی ہی کے وطن میں ایک شخص کے پاس یہ سرمایہ موجود تھا اور وہ فردوسی کا دوست بھی تھا۔ اس نے فردوسی کے ارادے سے مطلع ہو کر تاریخ کا سارا سرمایہ فردوسی کو لا کر دے دیا۔ چنانچہ فردوسی اس واقعہ کو دیباچہ میں اس طور سے بیان کرتا ہے:

بہ شہرم یکے مہرباں دوست بود — تو گفتی کہ بامن بیک پوست بود
مراگفت خوب آمد ایں رائے تو — بہ نیکی خرامد مگر پائے تو
نوشتہ من ایں نامۂ پہلوی — بہ پیش تو آرام مگر نغنوی
شوایں نامۂ خسروان بازگوئے — بدیں جوئے زد میہماں آبروئے
چوآورد ایں نامہ نزدیک من — برافروخت ایں جان تاریک من

ثالثاً یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ شاہنامہ کی بنیاد ۳۶۵ھ میں ڈالی گئی تھی۔ اگرچہ اس کا بین ثبوت کہیں بھی سے نہیں ملتا لیکن خاتمہ کے شعر سے ثابت ہوتا ہے کہ شاہنامہ کی تصنیف ۴۰۰ھ میں تکمیل کو پہنچی۔ جیسا کہ فردوسی تصریح کرتا ہے:

زہجرت شدہ پنج ہشتاد بار — کہ گفتم من ایں نامۂ شہریار

پانچ کو اسی میں ضرب دینے سے چار سو ہوتے ہیں پھر ساتھ ہی اس کے ساتھ اس کی بھی تصریح کرتا ہے کہ اس کتاب کی تصنیف میں پینتیس سال صرف ہوئے۔

سی و پنج سال از سرائے سپنج — بسے رنج بردم بامید گنج

چار سو سے پینتیس کو تفریق کرنے سے ۳۶۵ باقی رہ جاتے ہیں بس یہی ۳۶۵ھ شاہنامہ کے آغازِ تصنیف کا زمانہ سمجھنا چاہئے جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں اور سلطان محمود ۳۸۷ھ میں تخت نشین ہوا۔ اس بناء پر سلطان محمود کی تخت نشینی سے بائیس سال پیشتر شاہنامہ کی تصنیف کی بنیاد پڑ چکی تھی لہٰذا یہ کہنا کہ شاہنامہ سلطان محمود کی فرمائش سے تصنیف کیا گیا محض لغو اور بے بنیاد ہے باقی رہا یہ امر کہ فردوسی نے سلطان محمود کے تخت آرا ہونے کے بعد بنظر قدر افزائی شاہنامہ کو شاہی دربار میں پیش کیا ہو میں اسے تسلیم کرتا ہوں جیسا کہ تیسرے دفتر کے دیکھنے سے اس کی تائید ہوتی ہے جہاں پر فردوسی نے دقیقی کے

اشعار نقل کیے ہیں اس کے خاتمہ پر تحریر کرتا ہے:

من ایں نامہ فرخ گرفتم بہ فال — ہمی رنج مردم بہ بسیار سال
ندیدم سرافراز بخشندۂ — بہ گاہ کیاں بر نشیندۂ
سخ رانگہد استم سال بیست — بداں تا سزاوار ایں گنج کیست
جہاں دار محمود بافر وجود — کہ اور اکندہ ماہ دکیواں سجود

ان اشعار سے بصراحت معلوم ہوتا ہے ہے کہ سلطان محمود کے دربار میں پہنچنے سے بیس سال پیشتر شاہنامہ کا بنیادی پتھر رکھ دیا گیا تھا اور اس عمارت کا زیادہ حصہ تعمیر ہو چکا تھا کیونکہ پینتیس ہی سال زمانہ تصنیف ہے پھر اس واقعہ کی خود فردوسی کے کلام سے تردید ہو گئی تو میں اس امر کی تردید سے باز نہیں آ سکتا کہ سلطان محمود نے فردوسی کے اعجاز بیان کی قدر نہ کی اور فردوسی کے شیعہ پن سے اشرفیوں کے بجائے روپے دلوائے یہ علمی تاریخ کا ایک نہایت ناگوار واقعہ ہے۔

میں اس واقعہ کو سلطان محمود کی طرف منسوب کرنے پر تیار نہیں ہوں۔ محمود کے دربار میں ہندو عیسائی یہودی ہر ملت کے اہل کمال موجود تھے بہت سے شیعی علماء وفضلاء بھی اس کے خوانِ کرم سے بہرہ ور ہوتے تھے۔ ابوریحان بیرونی کھلم کھلا شیعہ تھا۔ خود محمود نے فرمان بھیج کر اسے بلا بھیجا تھا۔

انہی واقعات کے ضمن میں مختلف طریقوں سے ایک رنگ آمیزی یہ بھی کی جاتی ہے کہ سلطان محمود نے ایک مدت کے بعد جب اسے اپنے کیے پر ندامت ہوئی تو ساٹھ ہزار اشرفیاں فردوسی کے پاس روانہ کیں۔ فردوسی اس وقت طوس میں تھا لیکن اتفاق سے شہر کے ایک دروازہ سے جس کا نام رودبار تھا صلہ پہنچا ادھر سے دوسرے دروازہ سے فردوسی کا جنازہ نکلا۔

فردوسی کی صرف ایک لڑکی تھی لڑکا کوئی نہ تھا شاہی صلہ اس کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس بلند ہمت لڑکی نے اس خیال سے کہ میرا باپ اسی حسرت سے مرا ہے صلہ قبول نہ کیا سلطان محمود کو اس کی اطلاع دی گئی حکم دیا کہ اشرفیاں واپس نہ لائی جائیں بلکہ اسی سے فردوسی کے نام پر ایک کاررواں سرائے بنائی جائے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

اس واقعہ کی اصلیت کچھ نہیں ہے محض بے بنیاد قصہ ہے جس طرح سکندر نامہ میں دارا کا مدمقابل بجائے سکندر رومی کے سکندر ذوالقرنین قرار دیا گیا اور سکندر ذوالقرنین کے سارے واقعات سکندر رومی کی طرف منسوب کر دیئے گئے ہیں اسی طرح لبید شاعر اور امیر معاویہ کا واقعہ سلطان محمود اور فردوسی کے گلے منڈھ دیا گیا ہے۔ لبید عامری عرب جاہلیت کا ایک نامور شاعر تھا۔ جس کا قصیدہ خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکا تھا کہ جسے دعویٰ سخنوری ہو میدان میں آئے۔ فتح مکہ کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت بابرکت میں قبیلہ عامر کے وفد (ڈیپوٹیشن) کا سردار ہو کر حاضر ہوا اور مشرف بہ اسلام ہو کر خدمت مبارک میں رہنے لگا۔ پھر جب آفتابِ رسالت غروب ہو گیا تو مدینہ سے کوفہ چلا آیا۔ عہد فاروقی[1] میں جہاں اور شعراء کی تنخواہیں مقرر ہوئیں لبید کی تنخواہ تین سو درہم مقرر کی گئی۔ ذوالنورین عثمانؓ کا دور خلافت آیا تو انہوں نے وظیفہ سابق

---

[1] عمر فاروقؓ نے اپنے عہد خلافت میں عشقیہ مضامین لکھنے کی ممانعت کر دی تھی جو عام طور سے شعرائے عرب کا دستور اور ذریعۂ معاش تھا۔ اس کے صلہ میں حسب حیثیت ان کی تنخواہیں مقرر تھیں۔

پر سو درہم کا اضافہ کر دیا۔ مرتضوی خلافت میں سو کا اور اضافہ ہوا۔ غرض کہ عہد خلافت چہارم میں لبید کو پانچ سو درہم ملتے رہے۔ جب علی مرتضٰی کے بعد معاویہؓ امیر شام نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو انہوں نے وہ رقم لبید کو بھیجی جو ذوالنورین عثمانؓ کے عہد خلافت میں ملا کرتی تھی' لبید نے واپس کر دیا معاویہؓ یہ سمجھے کہ مقررہ وظیفہ کم کر دینے کی وجہ سے لبید نے واپس کیا ہے بجائے پانچ سو کے چھ سو درہم بھیجے۔ لیکن یہ رقم اس وقت پہنچی جب کہ لبید شاعر کا انتقال ہو چکا تھا اور جنازہ دفن کے لئے مدفن کی طرف جا رہا تھا۔ لبید نے کوئی لڑکا نہ چھوڑا تھا صرف ایک لڑکی تھی یہ شاہی وظیفہ اس لڑکی کی خدمت میں پیش کیا گیا لیکن اس کی عالی ظرفی اور بلند ہمتی نے اسے گوارا نہ کیا کہ جس چیز کو اس کے باپ نے جیتے جی ہاتھ نہ لگایا ہو اور رد کر دیا ہو اس کی لڑکی بسر و چشم قبول کرے اور اس سے فائدہ اٹھائے۔ چونکہ یہ واقعہ کی دلچسپ صورت تھی اس وجہ سے فارسی کے تذکرہ نویسوں نے خد و خال درست کر کے اور رنگ و روغن لگا کر تصویر کو فردوسی کے ایوان عزت میں نصب کر دیا۔ میں اس واقعہ کی اس وجہ سے اور بھی تردید کرتا ہوں کہ مسبب (یعنی بجائے اشرفیوں کے روپیہ دینا) کے اسباب و دلائل مختلف بیان کئے جاتے ہیں اور جب اسباب دونوں باہم مختلف و متضاد ہوئے تو بحکم اذا تعارضا تساقطا (جب دو دلائل ایک دوسرے کے مختلف ہوں تو دونوں دلیلیں ساقط ہو جائیں گی) کوئی سبب اشرفیوں کی جگہ روپے دینے کا نہ رہا۔ واذا فات السبب فات المسبب (اور جب سبب نہیں رہتا تو مسبب بھی جاتا رہتا ہے) اس کے علاوہ سوائے فارسی تذکرہ نویسوں کے کتب تواریخ عربیہ میں کہیں اس کا نام و نشان تک نہیں ہے۔

دیباچہ نویسوں نے جنہیں واقعات کے خلط ملط کر دینے کا خاص ملکہ حاصل ہے ایک طرفہ تماشہ یہ کیا ہے کہ سلطان محمود اور خلیفۂ بغداد میں خط و کتابت سمرقند کی بابت ہوئی اسے کھینچ تان کر فردوسی اور محمود سے متعلق کر دیا۔ ع

بہ بیبن تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان محمود نے ایک بار خلیفہ عباسی قادر باللہ کی خدمت میں عرضداشت بھیجی کہ چونکہ اکثر بلاد خراسان میرے قبضہ تصرف میں ہیں اور فلاں فلاں شہر پر خلافت مآب قابض ہیں بنظر سہولت انتظام مملکت ان شہروں کا اس خانہ زاد کو عنایت فرمائیں۔ خلیفہ عباسی نے اس درخواست کو منظور فرما کے فرمان شاہی بھیج دیا۔ دوبارہ سلطان محمود نے اسی قسم کی درخواست سمرقند کی بابت بھیجی۔ خلیفہ عباسی درخواست دیکھتے ہی برہم ہو گیا لکھ بھیجا کہ "معاذ اللہ میں اس درخواست کو منظور نہ کروں گا اور اگر تم بغیر میری اجازت اس طرف قدم بڑھاؤ گے تو میں تم پر دنیا کو تنگ کر دوں گا"۔ سلطان محمود کے تیور اس جواب سے چڑھ گئے ایلچی سے ترش رو ہو کر بولا" جا خلیفہ سے کہہ دے کہ سمرقند کے نہ دینے کا خمیازہ برا ہوا۔ کیا آپ کا مقصد یہ ہے کہ میں ایک ہزار ہاتھی لے کر دار الخلافت بغداد پر چڑھ آؤں اور اسے ویران کر کے اس کی خاک ہاتھیوں پر بار کر کے غزنی لاؤں"۔ ایک مدت کے بعد دار الخلافت سے ایلچی واپس آیا اور سلطان محمود کو ایک خط سربمہر دیا۔ خواجہ ابو نصر روزنی نے کھولا۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے بعد الف' لام' میم لکھا ہوا تھا اور آخر میں الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ علی رسولہ محمد اجمعین تحریر تھا۔ سوائے اس کے اور کچھ نہیں لکھا تھا۔ سلطان محمود اور اس کے درباری امراء وزراء کاتب دنگ رہ گئے کسی کی سمجھ میں نہ آیا۔ ابو بکر قہستانی نے جو ابھی کسی امتیازی درجہ پر نہیں پہنچا تھا عرض کی" چونکہ سلطان نے بغداد کی پامالی کی دھمکی دی تھی خلیفہ عباسی نے سورہ الم ترا کیف فعل ربک باصحٰب الفیل کی طرف جواب اشارہ کیا ہے کہ جو حال اللہ

تعالیٰ نے ابرہہ اصحاب فیل کا کیا تھا وہی نتیجہ بغداد پر ہاتھیوں کی فوج کشی سے تمہارا دیکھنے میں آئے گا''۔ سلطان محمود اس جواب سے بے حد متاثر ہوا۔ معذرت کا عریضہ لکھا اور تحائف و ہدایا کے ساتھ ایلچی کو رخصت کیا۔

دیباچہ نویسوں نے اس واقعہ کو کانٹ چھانٹ کر یوں لکھا ہے کہ ''فردوسی غزنی سے نکل کر بحال پریشان ماژندران ہوتا ہوا بغداد آ گیا۔ خلیفہ عباسی بڑی عزت وقدر سے پیش آیا۔ فردوسی نے عربی میں قصیدہ لکھ کر پیش کیا اور اہل بغداد کی فرمائش سے یوسف زلیخا لکھی۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی تو خلیفہ عباسی کو لکھ کر بھیج دیا کہ فردوسی کو یہاں بھیج دیجئے ورنہ بغداد کو ہاتھیوں کے پیروں سے پامال کر ڈالوں گا۔ دربار خلافت سے خط میں صرف تین حروف الف' لام' میم لکھ کر آئے۔ مطلب یہ تھا کہ تمہاری اس گستاخی کا نتیجہ وہی ہوگا جو اصحاب فیل کا ہوا تھا۔ لیکن یہ تمام بے سروپا مزخرافات قصے ہیں۔ خوش اعتقادی اسی کو کہتے ہیں کہ جو واقعہ دلچسپ نظر آیا اپنے ممدوح و معتمد علیہ سے منسوب کر دیا۔

وزرائے محمود: سلطان محمود کے عہد حکومت میں تین اشخاص عہدۂ وزارت سے ممتاز ہوئے۔ سب سے پہلے ابوالعباس فضل بن احمد اسفرائنی قلمدانِ وزارت کا مالک ہوا یہ ابتداء میں خاندان حکومت سامانی کا میر منشی تھا جب ملوک سامانیہ کا آفتاب اقبال زوال پزیر ہوا تو امیر سبکتگین کے دربار میں عہدۂ وزارت سے سرفراز ہوا۔ سبکتگین کے بعد سلطان محمود نے اسے اس عہدہ پر بحال رکھا' علوم فنون عربیہ سے محض ناواقف تھا لیکن مہماتِ سلطنت و سیاست میں خداداد ملکہ رکھتا تھا۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ اس کی ناواقفیت کی وجہ سے سلطان محمود نے شاہی دفاتر میں زبان فارسی رائج کی اور فرامین و احکام عربی کی جگہ فارسی میں تحریر کیے جانے کا حکم دیا۔ دس برس وزارت کرنے کے بعد معزول کیا گیا۔ ...... اس کے بعد احمد بن حسن میمندی وزیر مقرر ہوا۔ یہ سلطان محمود کا رضاعی بھائی اور ہم سبق تھا اس کا باپ عہد حکومت امیر سبکتگین میں بست میں مالگزاری وصول کرنے پر مامور تھا لیکن امیر سبکتگین نے بددیانتی کے الزام میں ماخوذ کر کے جیل میں ڈال دیا تھا۔ عوام الناس میں یہ مشہور ہے کہ حسن میمندی سلطان محمود کے دربار میں رتبۂ وزارت پر تھا غلط ہے۔[1]

احمد بن الحسن میمندی نہایت تیز فہم' منتظم اور خوش خط تھا' ابتداء میں محکمہ کتابت (سیکرٹری) کا افسر اعلیٰ تھا چند دن بعد سلطان توجہات کی وجہ سے صوبۂ خراسان کا حاکم خراج (ممبر بورڈ آف ریونیو) مقرر ہوا۔ جسے کمال خوبی سے انجام دیا اس سے سلطان محمود کی آنکھوں میں بے حد عزیز ہو گیا۔ پھر جب فضل بن احمد کی طرف سے سلطان محمود کو کشیدگی پیدا ہوئی تو قلمدان وزارت احمد بن حسن میمندی کے سپرد کر دیا گیا۔ اٹھارہ سال وزارت کی۔ سپہ سالار امیر التونتاش اور امیر علی خویشاوند کی دراندازی کی وجہ سے سلطان محمود نے معزول کر کے قلعہ کالنجر میں قید کر دیا۔ تیرہ سال قید کی مصیبتیں جھیل کر آخر عہد حکومت سلطان مسعود میں رہائی پائی اور دوبارہ رتبۂ وزارت سے سرفراز ہوا اور ۴۲۴ھ میں انتقال کر گیا۔

سلطان محمود نے احمد بن حسن میمندی کی معزولی کے بعد حسن بن محمد کو وزارت کا عہدہ عطا کیا اور وہی آخری عہد حکومت سلطان تک عہدہ وزارت پر مامور رہا۔ حبیب السیر میں ان وزراء کے حالات کسی قدر تفصیل سے لکھے ہیں۔ سلطان محمود نے اپنی وفات کے وقت سات لڑکے چھوڑے۔ محمد' نصر' مسعود' محمود' اسماعیل' ابراہیم اور عبدالرشید۔ ان میں سے محمد' مسعود اور عبدالرشید تخت آرائے حکومت ہوئے جیسا کہ آپ آئندہ ان کی داستانیں مؤرخ ابن خلدون سے قلم سے سنیں گے۔ مترجم۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول صفحہ ۳۸۔

باب : ۱۰

سلطان مسعود

سلطان مسعود کی حکومت: سلطان محمود کی وفات کے بعد سلطان محمود کا بڑا بیٹا مسعود اصفہان میں تھا باپ کے مرنے کی خبر پا کر اصفہان میں اپنے لشکر کو نائب مقرر کر کے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ جونہی مسعود نے اصفہان سے کوچ کیا اہل اصفہان نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا اور اس کے لشکر کو نیچا دکھا کر اس کے نائب کو قتل کر ڈالا۔ مسعود اس خبر کو سن کر لوٹ کھڑا ہوا' اصفہان والے قلعہ بند ہو گئے۔ مسعود نے محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اسے فتح کر کے اپنی حکومت و امارت کا سکہ دوبارہ چلایا۔ انتظام سے فراغت حاصل کر کے ایک شخص کو اپنی جانب سے گورنر مقرر کیا اور اصفہان سے کوچ کر کے رے ہوتا ہوا نیشاپور پہنچا۔ اپنے بھائی محمد کو اپنے آنے کی خبر دی اور یہ لکھ بھیجا کہ میں تم سے حکومت و سلطنت کے بارے میں جھگڑا کرنا نہیں چاہتا صرف میں طبرستان' بلاد جبل اور اصفہان کی فتوحات پر اکتفا کروں گا جنہیں نے بزور تیغ فتح کیا ہے تمہارے مقبوضات کی طرف جنہیں پدر بزرگوار تمہیں دے گئے ہیں نظر تک نہیں اٹھاؤں گا۔ مگر تم اس امر کو منظور کر لو کہ خطبہ میں میرا نام تمہارے نام سے پہلے پڑھا جائے۔ سلطان محمد نے اس درخواست کو قبولیت کی نظر سے نہ دیکھا۔ فوجیں فراہم کر کے مسعود کی جانب روانہ ہوا۔

سلطان محمد کی گرفتاری: چونکہ مسعود میں مردانگی' دلیری' قوت اور ہمت کا جوہر اللہ تعالیٰ نے کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا اس کے علاوہ سلطان محمد سے عمر میں بھی بڑا تھا' اس وجہ سے فوج کا زیادہ حصہ مسعود کی جانب مائل تھا امیر التونتاش والیٔ خوارزم نے جو سلطان محمود کے مصاحبوں سے تھا سلطان محمد سے کہلا بھیجا کہ آپ مسعود کی مخالفت پر کمر نہ باندھیں۔ خانہ جنگی کا نتیجہ برا ہوتا ہے۔ سلطان محمد نے اس پر کچھ توجہ نہ کی کوچ و قیام کرتا ہوا پہلی رمضان ۴۲۱ھ کو نکلتا باد (نکبت آباد) پہنچا۔ فوج کو قیام کا حکم دیا۔ سلطنت کے کاروبار چھوڑ کر لہو و لعب یا سیر و تماشا میں مصروف ہو گیا' فوج والے تو پہلے ہی سے بددل تھے اونگھتے کو ٹھیلتے کا بہانہ ہو گیا' ساری فوج سلطان محمد کی معزولی پر تل گئی اور مسعود کی حکومت کی جانب مائل ہو گئی چنانچہ سلطان محمد کو گرفتار کر کے نکلتا آباد (نکبت آباد) کے قلعہ میں نظر بند کر دیا سب سے پہلے اس مہم کی انجام دہی پر سلطان محمد کا چچا یوسف بن سبکتگین اور امیر علی خشاوند جو سلطان محمود کا ممتاز مصاحب تھا آمادہ و تیار ہوئے۔ انہیں دونوں نے فوج کو سلطان محمد کی مخالفت پر ابھارا' اور پھر اسے نظر بند کر دیا اور مسعود کو اس واقعہ کی خبر دی اور مع فوج کے خدمت میں حاضر ہونے کے لئے روانہ ہوئے۔ مقام ہرا میں مسعود سے ملاقات ہوئی۔ سلطان مسعود نے عبائے حکومت پر زیب تن کی' اپنے چچا یوسف بن سبکتگین'

امیر علی خشاوند کو ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے سلطان محمد کی مخالفت پر کمریں باندھی تھیں گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا یہ مہینہ ذی القعدہ کا تھا اور ۴۲۱ھ کا دور ختم ہو رہا تھا۔

ابوالقاسم احمد بن حسن: وزیر السلطنت ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی ۴۱۶ھ سے قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان محمود نے امیر التونتاش وغیرہ کے لگانے بجھانے سے ناراض ہو کر پانچ ہزار دینار سرخ جرمانہ کیا تھا اور قید کی سزا دی تھی سلطان مسعود نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی ابوالقاسم احمد بن حسن میمندی کو قید کی مصیبتوں سے رہائی دے کر دوبارہ عہدۂ وزارت سے ممتاز کیا۔ ۴۲۲ھ کا نصف اول گزر چکا تھا کہ دارالحکومت غزنی میں با کروفر داخل ہوا۔ اہل غزنی نے نہایت تپاک سے اپنے نئے سلطان کا خیر مقدم کیا۔ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین کے سفراء حاضر ہوئے' نذریں گزاریں۔ خراسان' غزنی' ہندوستان' سندھ' بحستان' کرمان' مکران' بخارا' اصفہان اور بلادِ جبل میں سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور ان ممالک کا واحد فرماں روا تسلیم کیا گیا۔

علاء الدولہ بن کاکویہ: جس وقت سلطان محمود نے صوبۂ اصفہان کو مجد الدولہ بن بویہ سے چھین کر اپنے بیٹے مسعود کے سپرد کیا اور مسعود کے ساتھ علاء الدولہ بن کاکویہ کو اصفہان میں رہنے کا حکم دیا اس وقت مجد الدولہ اصفہان سے نکل کر قلعہ قصران میں جا کر قلعہ بند ہو گیا تھا۔ مسعود علاء الدولہ کے ساتھ اصفہان میں رہنے لگا۔ کچھ روز بعد علاء الدولہ کو اصفہان چھوڑ کر مسعود چلا آیا۔ علاء الدولہ نے خود مختاری کا اعلان کر دیا۔ مسعود کو اس کی خبر لگی' فوجیں آراستہ کر کے چڑھ آیا اور اصفہان سے علاء الدولہ کو نکال کر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ پریشان حال ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے پاس خوزستان پہنچا۔ امداد کی درخواست کی لیکن کامیاب نہ ہوا ناچار بادلِ ناخواستہ تستر کی جانب روانہ ہوا تاکہ اصفہان واپس لینے میں جلال الدولہ ابوکالیجار کے بھائی سے امداد حاصل کرے یہ وہ زمانہ تھا کہ ابوکالیجار اور اس کے بھائی جلال الدولہ میں آتش فتنہ وفساد روشن ہو چکی تھی اور باہم لڑائیاں لڑ چکے تھے۔ جلال الدولہ کے باپ نے علاء الدولہ کو امیدیں دلائیں اور یہ وعدہ کیا کہ جس وقت دونوں بھائیوں جلال الدولہ اور ابوکلیجار میں باہم مصالحت ہو جائے گی۔ میں تمہیں اصفہان کی واپسی میں خاطر خواہ مدد دوں گا۔ علاء الدولہ اس امید پر اس کے پاس ٹھہر گیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود نے سفر آخرت اختیار کیا۔

مجد الدولہ کی رے پر فوج کشی: مجد الدولہ نے اس خبر کو سن کر دیلم اور کردوں کی فوجیں فراہم کیں' رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا۔ مسعود کے گورنر نے مجد الدولہ کا مقابلہ کیا اور اسے نہایت بری طرح سے مار کر رے سے بھگا دیا' سینکڑوں دیلمی اور کردوں کو قتل و قید کر دیا مجد الدولہ ناکامی کے ساتھ اپنے قلعہ قصران واپس آیا۔

علاء الدولہ کی اصفہان پر فوج کشی و فرار: ان دنوں علاء الدولہ ابوکلیجار کے پاس خوزستان میں مقیم تھا اور اس کی امداد سے نا اُمید ہو رہا تھا کہ دفعتاً سلطان محمود کی وفات کی خبر پہنچی۔ علاء الدولہ کے تن مردہ میں جان آ گئی۔ ہاتھ پاؤں نکالے جھٹ پٹ تھوڑی سی فوج فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ پھر ہمدان کی طرف بڑھا' رے کا قصد کیا۔ مسعود کے گورنر نے مدافعت کی غرض سے فوجیں مرتب کیں علاء الدولہ کے مقابلہ پر آیا اور کمال مردانگی سے لڑ کر علاء الدولہ کو نیچا دکھایا۔ علاء الدولہ ناکام ہو کر اصفہان لوٹ آیا۔ مسعود کے گورنر نے علاء الدولہ کو اصفہان میں بھی آرام سے نہ

بیٹھنے دیا۔ چاروں طرف سے گھیر لیا۔ علاء الدولہ لباس تبدیل کر کے چھپ کر قلعہ قروحان میں جا کر پناہ گزین ہوا' جو ہمدان سے اکیس بیس کوس کے فاصلہ پر واقع تھا۔ ان واقعات کے بعد سے رے' جرجان' طبرستان میں مستقل طور پر سلطان مسعود کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔

فتح مکران: والی مکران نے اپنی وفات پر ابوالعسا کر اور عیسیٰ دو بیٹے وارث چھوڑے۔ عیسیٰ نے اپنے باپ کے مرتے ہی سارے ملک خدم اور حشم پر قبضہ کر لیا۔ ابوالعسا کر اپنے بھائی عیسیٰ کا مقابلہ نہ کر سکا۔ روتا پیٹتا سلطان مسعود کے پاس غزنی پہنچا' تمام حالات عرض کئے' امداد کی درخواست کی سلطان نے ایک جرار فوج ابوالعسا کر کے ساتھ عیسیٰ کو ہوش میں لانے کی غرض سے روانہ کی' امیر لشکر نے مکران کے قریب پہنچ کر عیسیٰ کو شاہی پیغام دیا۔ عیسیٰ نے کچھ توجہ نہ دی' جنگ چھڑ گئی' اثناء جنگ میں مارا گیا اور ابوالعسا کر مملکت مکران پر قابض ہو گیا۔ حسب قرارداد سلطان مسعود کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا گیا یہ واقعہ ۴۲۲ھ کا ہے۔

کرمان پر قبضہ: اسی سنہ میں سلطان مسعود نے کرمان پر قبضہ کر لیا تھا۔ کرمان ابوکالیجار بن سلطان الدولہ کے قبضہ میں تھا۔ سلطان مسعود نے مہم مکران سے فراغت حاصل کر کے خراسانی فوج کو ابوکلیجار کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ چنانچہ بردسر میں ابوکالیجار میں محاصرہ ڈالا گیا۔ نہایت سختی سے لڑائی شروع ہوئی۔ آخر ابوکلیجار شکست اٹھا کر جیرفت کی جانب بھاگا۔ خراسانی لشکر نے تعاقب کیا۔ قتل و غارت کرتا ہوا خراسان تک پہنچا ابوکلیجار کے ہمراہی خراسان کے درہ میں داخل ہو گئے اور شاہی فوج فارس کی طرف واپس آئی۔

علاء الدولہ اور علی بن عمران: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں علاء الدولہ ابوجعفر بن کاکویہ شاہی لشکر سے شکست اٹھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلا تھا۔ قلعہ قروحان میں جا کر پناہ گزین ہوا تھا۔ علاء الدولہ نے کچھ عرصہ تک یہاں قیام کیا پھر یہاں سے روانہ ہو کر یزدجرد پہنچا اور اس پر قبضہ کر لیا فرہاد بن مرداویج کمک کی غرض سے اس کے ہمراہ تھا۔ سپہ سالار خراسان نے ان دونوں کی روک تھام کی غرض سے ایک فوج علی بن عمران دیلمی کی افسری میں روانہ کی جونہی شاہی لشکر یزدجرد کے قریب پہنچا۔ فرہاد قلعہ شکمین کی جانب سے بھاگ گیا اور علاء الدولہ نے نیشاپور کا رخ کیا۔ علی بن عمران نے مقابلہ و جنگ کے بغیر یزدجرد پر قبضہ کر لیا فرہاد سے جب کچھ بن نہ آئی تو اس نے ان کردوں سے سازش شروع کی جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے .... اتفاق یہ کہ علی بن عمران اس ساز باز کو تاڑ گیا کردوں کی اتفاقی صورت نفاق پزیر ہو چلی تھی اس وجہ سے علی بن عمران نے ہمدان کا راستہ اختیار کیا فرہاد کو اس کی اطلاع ہوئی تو وہ بھی آ پہنچا۔ ایک مستحکم و مضبوط قلعہ میں جو ہمدان کے راستہ میں تھا قلعہ نشین ہو گیا فرہاد نے محاصرہ کر لیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی لیکن برفباری اور بارش فرہاد کی کامیابی کی راہ میں رکاوٹ بن گئی مجبوراً فرہاد کو قلعہ کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ چنانچہ ناکامی کے ساتھ علی بن عمران کو چھوڑ کر واپس ہوا۔ ادھر علی بن عمران نے تاش قرواش سپہ سالار خراسان میں ہمدان میں امدادی فوج بھیجنے کی تحریک کی۔

ابومنصور کی شکست و گرفتاری: ادھر علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے ابومنصور کو اصفہان لکھ بھیجا کہ جس قدر اسباب جنگ اور

روپیہ فراہم ہو سکے جلد سے جلد میرے پاس پاس بھیج دو اتفاق کہ شاہی کمک ابو منصور کی امداد آنے سے پہلے پہنچ گئی علی بن عمران کی گئی ہوئی قوت پھر عود کر آئی۔ فوج آراستہ کر کے ہمدان سے نکل کھڑا ہوا۔ مقام جرباذقان میں ابو منصور سے مقابلہ ہو گیا۔ علی بن عمران کو اس معرکہ میں کامیابی ہوئی۔ ابو منصور کے ہمراہی زیادہ تر کام آ گئے' باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے' مال و اسباب جنگ لوٹ لیا گیا' علی بن عمران نے ابو منصور کو پابہ زنجیر کر کے تاش فرواش سپہ سالار خراسان کی خدمت میں بھیج دیا اور خود ہمدان کی جانب واپس آیا۔ علاء الدولہ اور فرہاد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ہمدان پر دو جانب سے حملہ کیا علی بن عمران نے ان کی مدافعت پر کمر باندھی۔ علاء الدولہ کو شکست ہوئی بھاگ کر اصفہان پہنچا اور فرہاد نے قلعہ شکمین میں جا کر پناہ لی۔

احمد نیال تگین کی بغاوت: سلطان مسعود نے غزنی کے انتظام سے فراغت حاصل کر کے خراسان کی جانب ملکی انتظام دیکھنے کی غرض سے کوچ کیا۔ اس اثناء میں یہ خبر آئی کہ گورنر ہند احمد نیال تگین کے دماغ میں خود مختار حکومت کی ہوا سا گئی ہے قبضہ اور خود مختاری پر مائل ہو گیا ہے' خراج سالانہ بھیجنا بند کر دیا ہے سلطان مسعود یہ سن کر آگ بگولا ہو گیا۔ فوجیں تیار کر کے احمد نیال تگین کی گوشمالی کی غرض سے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا۔ احمد نیال تگین سلطانی مرکب کے آنے کی خبر سن کر اطاعت قبول کر کے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہوا۔ قصور کی معافی کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے معاف کر دیا۔

علاء الدولہ کی بغاوت: اس واقعہ کے بعد علاء الدولہ نے اصفہان میں علم بغاوت پھر بلند کیا۔ فرہاد بن مرداویج اس کا شریک تھا۔ سپہ سالار ابو سہل نے ان کی گوشمالی پر کمر باندھی۔ فوجیں مرتب کر کے حملہ کیا فرہاد معرکہ کارزار میں مارا گیا۔ علاء الدولہ نے اصفہان اور جرباذقان کی پہاڑوں میں جا کر پناہ لی۔ ابو سہل نے ۴۲۵ھ میں اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ کا سارا مال و اسباب لوٹ لیا اور کتابیں اونٹوں پر بار کر کے غزنی بھیج دیں جنہیں حسین غوری نے اپنے غلبہ کے زمانہ میں جلوا دیا۔

احمد نیال کی عہد شکنی: جس وقت سلطان مسعود نے ترکمانوں کی شورش کی وجہ سے خراسان کی جانب توجہ کی اس وقت احمد نیال تگین نے بغاوت و خود مختاری پر پھر کمر باندھی' فوجیں فراہم کیں۔ خراج بھیجنا بند کر دیا۔ سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ۴۲۶ھ میں ایک بڑا لشکر احمد نیال تگین کو ہوش میں لانے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ کیا ساتھ ہی ہندوستان کے راجوں کو لکھ بھیجا کہ چاروں طرف سے ناکہ بندی کر لیں کسی جانب سے احمد نیال تگین کو فرار کا موقع نہ رہ جائے الغرض افواج شاہی اور احمد نیال تگین میں معرکہ آرائیاں ہوئیں آخر کار احمد نیال تگین شکست کھا کر ملتان کی طرف بھاگا۔ ملتان میں جب پناہ نہ ملی تو بھاطیہ کا قصد کیا اس وقت تک اس کی رکاب میں سواروں کا ایک پورا دستہ تھا۔ حکمران بھاطیہ روک نہ سکا احمد نیال تگین نے بھاطیہ کا قیام پسند نہ کیا۔ دریائے سندھ عبور کرنا چاہا۔ حکمران بھاطیہ نے کشتیاں فراہم کر دیں' وسط دریا میں ایک چھوٹا سا جزیرہ تھا احمد نیال تگین یہ سمجھ کر کہ خشکی آ گئی ہے اتر پڑا۔ ملاح حکمران بھاطیہ کے حکم کے مطابق احمد نیال تگین کو جزیرہ میں اتار کر لوٹ آئے۔

احمد نیال تگین کا انجام: احمد نیال تگین اور اس کے ہمراہیوں کو یہ حال کہ جزیرہ غیر آباد اور خشکی سے اس کا تعلق نہیں ہے

اس وقت معلوم ہوا جب کشتیاں دور نکل گئیں بہت کچھ چلائے آوازیں دیں ملاحوں نے کچھ نہ سنا' تن بہ تقدیر خاموش ہو گئے' رہی سہی قوت و توانائی جاتی رہی۔ سات دن قوت لایموت کھا کر ٹھہرے رہے جس قدر زادِراہ تھا صرف ہو گیا۔ گھوڑوں کو ذبح کر کے کھایا اس پر بھی ان کی بھوک کی آگ نہ بجھی' حکمران بھاطیہ نے ایک فوج جزیرہ میں اتار دی جس نے احمد نیال تکین کے ہمراہیوں کو قتل و غرق کر کے اس کا خاتمہ کر دیا۔ احمد نیال تکین نے خودکشی کر لی' زندہ ہاتھ نہ آیا۔[1]

دارا ابن منوچہر کی سرکشی و اطاعت: جرجان اور طبرستان کا صوبہ سلطان محمود کے زمانے سے دارا ابن منوچہر بن قابوس کی گورنری میں داخل تھا۔ سلطان محمود نے تخت نشین ہو کر اس کا عہدہ بحال رکھا لیکن جب سلطان مسعود بغاوت ہندوستان فرو کرنے کے لئے گیا اور وہاں سے واپسی پر ترکمانوں کے جھگڑے میں مبتلا ہوا۔ دارا ابن منوچہر نے علاء الدولہ اور فرہاد کے ابھارنے اور سازش سے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ جونہی سلطان مسعود کو ترکمانوں کی مہم سے فراغت حاصل ہوئی دارا کی گوشمالی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ ۴۲۶ھ میں جرجان پر قبضہ کر لیا دارا نے آمد جا کر پناہ لی اور اسے اپنی جائے پناہ بنایا۔ سلطان مسعود نے اس پر بھی چڑھائی کر دی' دارا نے آمد چھوڑ دیا سلطان مسعود قابض ہو گیا اور اس کے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں' قید و قتل کا بازار گرم ہو گیا۔ دارا نے مجبور ہو کر فرمانبرداری کا پیام دیا بقایا خراج کی ادائیگی کا اقرار کیا۔ سلطان مسعود نے درخواست منظور کر لی۔ شاہی افواج کو خراسان کی جانب واپسی کا حکم دیا۔

علاء الدولہ اور ابوسہل کی جنگ: ابوسہل حمدونی کو سلطان مسعود نے اصفہان میں گورنری کے عہدہ پر مامور کیا تھا[2] .... ابوسہل کے لشکریوں نے دھوکا دے کر علاء الدولہ کے قریب پہنچا دیا علاء الدولہ نے ان پر چھاپہ مارا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا اس سے علاء الدولہ کے حوصلے بڑھ گئے۔ اصفہان پر قبضہ کر لینے کے لئے خواہش پیدا ہوئی چنانچہ فوجیں فراہم کر کے اصفہان پر چڑھ آیا ابوسہل نے اصفہان سے نکل کر مدافعت کی۔ اثناء جنگ میں علاء الدولہ کے ہمراہی ترکمانوں نے ابوسہل سے سازش کر لی' مقابلہ کے وقت ابوسہل کی فوج میں مل گئے۔ علاء الدولہ کو شکست ہوئی سارا لشکر لوٹ لیا گیا' بحال پریشان یزدجرد تک پہنچا۔ جب یہاں بھی پناہ نہ ملتی نظر آئی تو طرم چلا گیا۔ والئ طرم ابن سالار نے بھی پناہ نہ دی۔

طغرل بک: محمودی حکومت کے عہد میں ارسلان بن سلجوق کی گرفتاری اور قید کے حالات اور ترکمانوں کے جلاوطن ہو کر خراسان کی طرف جانے کے واقعات آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔ اسی زمانہ سے طغرل بک اور اس کے برادران بیقو (بیغو) و جعفر بیگ نے اپنے قبائل و خاندان کے ساتھ اطراف بخارا میں سکونت اختیار کی' کچھ عرصہ بعد اپنی فطرت کے مطابق فتنہ انگیزی و شرارت شروع کر دی علی تکین والئ بخارا سے جھگڑے پیدا ہوئے متعدد لڑائیاں ہوئیں' متعدد

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ سلطان مسعود نے احمد نیال تکین کی گوشمالی پر ہرناتھ نامی ایک ہندو سردار کو مامور کیا تھا مگر یہ پہلے ہی مقابلہ میں مارا گیا۔ شاہی لشکر بغیر سردار کے ادھر ادھر منتشر ہو گیا۔ تب سلطان مسعود نے تولک بن حسین کو جو ہندوؤں کا سپہ سالار تھا ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا' احمد نیال تکین کو اس کے مقابلہ میں شکست ہوئی۔ دریائے سندھ عبور کرتے ہوئے ڈوب گیا۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ عبارت نہیں لکھی ہے۔

مرتبہ ان لوگوں نے لشکر بخارا پر حملے کئے تب اہل ملک نے متفق ہو کر حکومت و سلطنت کا ساتھ دیا اور مستعد و آمادہ ہو کر ترکمانوں کے خاتمہ پر تیار ہو گئے ان واقعات میں ترکمانوں کو جانی اور مالی نقصانات اٹھانے پڑے بالآخر مجبور ہو کر ۴۱۶ھ میں خراسان کی جانب جلاوطن ہوئے اور گورنر خوارزم ہارون بن التونتاش کی خدمت گزاری کو روزی کا ذریعہ بنایا کچھ عرصہ بعد جب ہارون کو ان حرکات و افعال کی اطلاع ہوئی تو اس نے اپنے عہد و اقرار کو بالائے طاق رکھ دیا۔ ترکمانوں نے درہ نساء میں جا کر پناہ لی پھر وہاں سے مرو کا قصد کیا اور سلطان مسعود سے امان کی درخواست کی۔ سلطان مسعود نے ایلچی کو گرفتار کر لیا اور درخواست نامنظور کر دی اور ایک بڑی فوج ان کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ مقام نساء میں شاہی فوج نے ترکمانوں پر حملہ کیا۔ ترکمان پریشان ہو کر اِدھر اُدھر اطراف بلاد میں چلے گئے اور ان کے فسادات و نقصانات وبا کی طرح تمام ممالک میں عام طور سے پھیل گئے۔

جعفر بیگ داؤد کا نیشاپور پر حملہ: انہی واقعات کے اثناء میں جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کر لیا ابو سہل حمدونی گورنر نیشاپور اپنے اسٹاف کے ساتھ نیشاپور چھوڑ کر بھاگ گیا اس کے بعد طغرل بک وارد نیشاپور ہوا۔ دارالخلافت بغداد سے خلافت مآب کا قاصد فرمان شاہی لے کر آیا۔ یہ فرمان ترکمانوں اور ان عراقیہ ترکمانوں کے نام تھا جنہوں نے رے اور ہمدان میں آتش فتنہ و فساد روشن کر رکھی تھی خلافت مآب نے ان لوگوں کو فتنہ و فساد کرنے سے روکا تھا' اپنی طاقت و قوت سے ڈرایا تھا اس کے ساتھ ہی بشرط اطاعت و فرمانبرداری جاگیرات و انعامات دینے کا وعدہ کیا تھا۔ ترکمانوں نے شاہی قاصد کو بہ عزت واحترام ٹھہرایا بڑی آؤ بھگت سے ملے۔

جعفر بیگ داؤد اور طغرل بک: جعفر بیگ داؤد نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد نیشاپور کی غارت گری کا قصد کیا کیونکہ نیشاپور والے نہایت مال دار اور خوش حال تھے بلکہ یوں سمجھئے کہ وہاں دولت پھٹی پڑتی تھی۔ طغرل بک نے روکا خلافت مآب کی ہدایات کی طرف توجہ دلائی۔ اتفاق یہ کہ اسی منع و اصرار کے زمانہ میں جعفر بیگ داؤد عارضہ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ اس پر بھی جب جعفر بیگ اپنے ارادۂ بد سے باز آتا نظر نہ آیا تو طغرل بک نے یہ دھمکی دی کہ اگر تم نیشاپور کی غارت گری کا ارادہ ترک نہ کرو گے تو میں اپنے کو ہلاک کر ڈالوں گا۔ جعفر بیگ یہ سن کر خاموش ہو گیا۔ نیشاپور کی غارت گری سے ہاتھ کھینچ لیا مگر پھر بھی تیس ہزار دینار سرخ اہل نیشاپور سے تاوان کے طور پر جبراً وصول کر کے اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر دیئے۔ طغرل بک نے شاہی تخت پر ایوان شاہی میں جلوس کیا' سارے شہر کو چراغاں کرایا۔ ہفتہ میں دو دن رعایا کے ظلم سننے کے لئے دربار کرتا تھا جیسا کہ خراسان کے گورنروں کا دستور تھا اور دھوکا و فریب دینے کی غرض سے منبروں پر سلطان مسعود کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔

سلطان مسعود کی روانگی: جس وقت ان واقعات کی اطلاع سلطان مسعود کے شاہی دربار میں ہوئی۔ آگ بگولہ ہو گیا۔ فوجیں فراہم کر کے غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا ماہ صفر ۴۲۰ھ میں بلخ پہنچا چونکہ ملوک خانیہ بھی فتنہ و فساد آئے دن اٹھاتے رہتے تھے اس وجہ سے آئندہ فتنہ و فساد کا دروازہ بند کرنے کے لئے ان کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ صوبۂ خوارزم جاگیر کے طور پر مرحمت فرمایا۔ اسماعیل بھاگ کر طغرل بک کے پاس چلا گیا غرضیکہ اس طریق سے خوارزم کے انتظام اور ملوک

خانیہ کی فتنہ انگیزی اور شرارت سے سلطان مسعود کو فراغت حاصل ہوگئی۔

ترکمانوں کی سرکوبی: سلطان مسعود نے ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے حاجب شیبانی کو طغرل بک کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ شیبانی اپنے رکاب کی فوج لئے ترکمانوں کی طرف بڑھا لیکن سلطان مسعود کو اس سے تشفی نہ ہوئی خود بدولت و اقبال ترکمانوں کی گوشمالی کے روانہ ہوا۔ سرخس پہنچا۔ ترکمان یہ سن کر مقابلہ پر آئے مرو اور خوارزم کے درمیان دروں اور پہاڑوں کی طرف پناہ گزین ہونے کی غرض سے بھاگے۔ سلطان مسعود نے نہایت تیزی سے تعاقب کیا۔ ماہ شعبان ۴۲۰ھ میں ان کے سروں پر پہنچ کر حملہ آور ہوا۔ ترکمان شکست کھا کر میدان جنگ سے بھاگ نکلے لیکن زیادہ دور تک نہ گئے تھے بلکہ پلٹ کر قرب و جوار کے قصبوں اور شہروں میں لوٹ مار شروع کر دی۔ سلطان مسعود نے دوبارہ حملہ کیا۔ اس معرکہ میں ڈیڑھ ہزار ترکمان کھیت رہے۔ باقی ماندہ نے بھاگ کر ایک درہ میں پناہ لی۔ اہل نیشاپور نے یہ خبر پا کر شاہی فوج میں داخل ہو کر ان باقی ماندہ پر یورش کی اور ان کے اکثر حصہ کو قتل کر ڈالا۔ بقیۃ السیف نے اپنے ان ساتھیوں کے پاس جا کر پناہ کی جو واقعات مذکورہ بالا سے پہلے اپنی گئی قوت سنبھالنے کے لئے بعض دشوار گزار پہاڑیوں کے درہ میں چھپے ہوئے تھے۔

سلطان مسعود یہ خیال کر کے کہ ترکمانوں کی گوشمالی زیادہ ہو چکی ہے بالفعل سر نہ اٹھائیں گے۔ فوج کی فراہمی کی غرض سے ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ابھی ہرات نہ پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ طغرل بک نے استر آباد پر قبضہ کر لیا اور اس خیال سے وہاں قیام پزیر ہے کہ موسم سرما اور برف باری کی وجہ سے سلطان مسعود استر آباد کا رخ نہ کرے گا لیکن سلطان مسعود نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر ایک دن کی بھی تاخیر پسند نہ کی فوراً لوٹ پڑا۔ طغرل بک نے یہ سن کر استر آباد چھوڑ دیا۔ سلطان مسعود نے طوس سے کوہ رے کی جانب قدم بڑھایا جہاں طغرل بک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ سلطان کے خوف سے پناہ گزین تھا۔ چونکہ ترکمانوں اور سلجوقیوں میں سے پہلے سے دوستانہ تعلقات تھے لہٰذا ایسے وقت میں ان لوگوں نے ترکمانوں کا ساتھ دیا اور دشوار گزار پہاڑیوں کی چوٹیوں تک پہنچنے میں مدد دی' ترکمانوں نے اس غیبی مدد کو غنیمت شمار کر کے اپنے مال و اسباب کو چھوڑ کر بلند پہاڑ کی چوٹیوں پر پناہ گزین ہوئے شاہی لشکر نے ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اور جن جن شہروں پر انہوں نے قبضہ کر لیا تھا واپس لے لیا۔ اس کے بعد سلطان مسعود خود اپنی فوج کے ساتھ ترکمانوں کے تعاقب میں ان پہاڑیوں کی جانب چلا جہاں کہ باقی ماندہ ترکمان پناہ گزین تھے۔ جاڑے کا موسم تھا برف باری ہو رہی تھی شاہی فوج کا اکثر حصہ ہلاک ہو گیا اس کے باوجود شاہی افواج کو ترکمانوں کے تعاقب میں کامیابی ہوئی پہاڑ کی چوٹیوں نے ان بھگوڑے ترکمانوں کو پناہ نہ دی۔ دل کھول کر پامال کیے گئے۔

سلطان مسعود اور طغرل بک: جمادی الاول ۴۳۱ھ میں سلطان مسعود نے موسم سرما گزارنے کی غرض سے نیشاپور کا ارادہ کیا تاکہ وہاں چندے آرام کر کے فصل ربیع کے آتے ہی ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو۔ طغرل بک اس ارادۂ شاہی سے مطلع ہو کر پہاڑی دروں اور چوٹیوں سے نکل آیا قتل و غارت گری کرنے لگا سلطان مسعود نے اپنی سطوت و جبروت سے ڈرایا قتل و پامالی کی دھمکی دی۔ مؤرخین لکھتے ہیں کہ طغرل بک نے اس کے جواب میں آیت کریمہ ﴿قُلِ اللّٰھُمَّ مٰلِکَ الْمُلْکِ تُؤْتِی الْمُلْکَ مَنْ تَشَآءُ وَ تَنْزِعُ الْمُلْکَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ط﴾ لکھ کر بھیجی تھا سلطان مسعود نے اس کے جواب میں نرمی کا خط لکھا۔ خلعت بھیجا اور انعامات دینے کا وعدہ کیا اور یہ حکم دیا کہ تم خلق اللہ کی ایذا رسانی

اور شاہی مقبوضات کی غارت گری سے کنارہ کش ہو کر دریائے جیجوں عبور کر کے آمد چلے آؤ۔ سلطان مسعود نے محض تحریر پر اکتفا نہ کیا بلکہ طغرل بک کو کونسا کا اور جعفر بیگ داؤد کو دہستان کا اور پیغو کو مداوہ کا حکمران بنایا اور ہر ایک کو دہقان کا خطاب دیا مگر ان لٹیرے ترکمانوں نے ان عطیات شاہی کو قبول نہ کیا اور نہ شاہی عہد و اقرار پر بھروسا کیا۔ قتل و غارت گری جیسا کہ پہلے کرتے تھے اسی طرح غارت گری میں مصروف رہے۔

ارسلان: کچھ عرصہ بعد خود بخود اس فعل بد سے ہاتھ کھینچ لیا اور فریب دینے کی غرض سے مسعود کو بلخ میں پیام بھیجا کہ ہم لوگ اپنی بری حرکتوں سے باز آتے ہیں اور علم شاہی کی اطاعت قبول کرتے ہیں شاہی رحم و کرم سے ہمارے بھائی ارسلان کو جو شاہی حکم سے ہندوستان میں قید ہے قید کی مصیبت سے نجات دے دی جائے اور ہمارے پاس بھیج دیا جائے۔ سلطان مسعود فریب میں آ گیا۔ ارسلان کو قید سے رہا کر کے ہندوستان سے واپس بلا لیا۔ مگر جب ان ترکمانوں نے ایفاء اقرار نہ کیا تو پھر اسے دوبارہ جیل میں ڈال دیا۔

سلطان مسعود کی ترکمانوں پر فوج کشی: جب سلجوقیہ ترکمانوں نے اطراف خراسان پر ایک گونہ قبضہ حاصل کر لیا اور شاہی لشکر ان کا مقابلہ نہ کر سکا۔ حاجب شیبانی کو شکست ہوئی سلطان مسعود کو سخت شاق گزرا۔ کمر ہمت باندھ کر اٹھ کھڑا ہوا' فوجیں فراہم کیں' انعامات دیئے' سامان جنگ درست کیا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ غزنین ترکمانوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا' اس فوج کے ساتھ ہاتھیوں کا جھنڈ بھی تھا جیسا کہ اس سے پہلے اور لڑائیوں میں ہاتھیوں کی فوج کے آگے رکھتے تھے اسی طرح ترتیب سے اس مہم میں رکھا بلخ کے قریب پڑاؤ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنے ہمراہیوں کے ساتھ شاہی لشکر کے مقابلہ پر ڈیرے ڈالے دیئے ایک روز موقع پا کر شاہی کیمپ پر شب خون مارا اور شاہی خیمہ کے سامنے سے خاصے کے کئی گھوڑے' اونٹ جس میں بہت بڑا شاہی ہاتھی بھی تھا پکڑ کر لے گئے اس واقعہ سے سلطان مسعود غصہ سے کانپ اٹھا۔ اسی وقت بلخ سے کوچ کا حکم دیا۔ یہ واقعہ رمضان ۴۲۰ھ کا ہے۔

سلطان مسعود کی مصالحت کی پیش کش: سلطان مسعود کی رکاب میں اس وقت ایک لاکھ فوج تھی کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ حاکم جرجان کو جو سلجوقیوں کی طرف سے تھا گرفتار کر کے صلیب پر چڑھا دیا پھر مرو شاہجہاں میں وارد ہوا۔ جعفر بیگ داؤد بھاگ کر سرخس پہنچا' یہاں پر اس کے برادران طغرل بک اور پیغو بھی آ کر مل گئے۔ سلطان مسعود نے صلح کا پیغام بھیجا۔ پیغو اپنی قوم کی طرف سے وفد ہو کر شاہی دربار میں آیا۔ سلطان مسعود نے عزت و احترام سے ٹھہرا ی خلعت دیا۔ واپسی کے وقت کہتا گیا کہ سلطان کے خوف سے ہم اور ہمارے ہمراہی صلح نہ کریں گے۔ اس سے سلطان مسعود کو سخت تردد ہوا بحکم ہر کہ تنگ آید بجنگ آید' پھر ان کے تعاقب میں کمر بستہ ہو کر ہرات سے نیشاپور کی طرف روانہ ہوا۔ ترکمانوں نے نیشاپور چھوڑ کر سرخس کا قصد کیا۔ سلطان مسعود بھی سرخس کی طرف بڑھا۔ غرض کہ ترکمان ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتے تھے اور سلطان مسعود تعاقب میں تھا جنگ و مقابلہ کی نوبت نہ آئی یہاں تک کہ سردی کا موسم آ گیا مجبوراً موسم سرما گزارنے کے لئے نیشاپور میں قیام کرنا پڑا موسم سرما بھی گزر گیا لیکن سلطان لہو و لعب میں مصروف ہو کر اپنے کاموں سے غافل خواب خرگوش میں پڑا رہا۔ وزراء امراء اور ارکین دولت جمع ہو کر شاہی دربار میں حاضر ہوئے اور دشمنانِ حکومت کی

سرکوبی کے بغیر چھوڑ رکھنے پر نصیحتانہ عرض معروض کی۔ چنانچہ سلطان مسعود فوجیں مرتب کر کے نیشاپور سے مرو کی طرف ترکمانوں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ترکمان یہ خبر پا کر ایک پہاڑ کے درہ میں گھس گئے۔ سلطان مسعود دو منزل تک تعاقب کرتا چلا گیا۔

سلطان مسعود کی ہزیمت: شاہی لشکر روزانہ سفر سے پریشان ہو گیا تھا۔ تین برس کا زمانہ گزر چکا تھا حاجب شیبانی کی رکاب میں جس وقت سے کہ وہ سلجوقیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا تھا برابر سفر و جنگ کرتے تھے اسی دار و گیر و تعاقب کے زمانے میں ایک روز ایسے مقام پر پڑاؤ ڈالا جہاں پر پانی کم تھا۔ عوام الناس اور اراکین دولت میں پانی لینے پر جھگڑا ہو گیا۔ بازاری لشکری بھڑ گئے۔ اس سے لشکر میں پھوٹ پڑ گئی۔ آپس ہی میں لوٹ مار شروع ہو گئی۔ جعفر بیگ داؤد شاہی کیمپ کے قریب ہی میں تھا اکا دکا شاہی لشکر کا جو مل جاتا تھا اسے گرفتار کر لیتا تھا انہیں لوگوں کے ذریعہ سے اس کی خبر لگ گئی اپنے ہمراہیوں کو تیار کر کے شاہی لشکر پر آ پڑا۔ شاہی لشکر اس وقت تک اس حال بد میں مبتلا تھا ناگہانی حملہ سے گھبرا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ صرف سلطان مسعود وزیر السلطنت کے ساتھ ثابت قدمی کے ساتھ معرکہ میں کھڑا ہوا لشکریوں کو جنگ پر ابھارتا رہا اور ان کے لوٹنے کا حکم دیتا رہا مگر کسی نے نہیں سنا۔ بہ مجبوری سلطان مسعود اور وزیر السلطنت کو بھی بھاگنا پڑا۔ جعفر بیگ داؤد نے تھوڑی دور تک تعاقب کیا اور نہایت سختی کے ساتھ قتل کرتا رہا پھر واپس ہو کر شاہی لشکر گاہ میں آیا جسے اس کے ہمراہیوں نے لوٹ لیا۔ جعفر بیگ داؤد نے مال و اسباب اپنے ہمراہیوں میں تقسیم کر کے شاہی تخت پر جلوس کیا۔ تین شب و روز لشکر شاہی کی واپسی کے خوف سے اسی مقام پر پڑا رہا۔ سلطان مسعود ماہ شوال ۴۳۱ھ میں غزنی پہنچا شیبانی اور دوسرے امراء و سپہ سالاران لشکر کو جو جنگ بھاگ کھڑے ہوئے تھے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

محاصرۂ بلخ: اس واقعہ سے سلجوقیوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ طغرل بک نے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ آخر ۴۳۱ھ میں قبضہ حاصل کر لیا۔ لشکریوں نے نیشاپور کو جی کھول کر تاخت و تاراج کیا۔ بہت بڑے ہنگامہ و فساد کا دروازہ کھلا۔ قتل و غارت، بدکاری دن دہاڑے کرنے لگے اس سے طغرل بک کے خوف کا سکہ لوگوں کے دلوں پر بیٹھ گیا بے چون و چرا اس کی حکومت کے آگے سب نے گردنیں جھکا دیں اور سلجوقیہ ان شہروں پر قابض ہو گئے۔ اس کے بعد پیغو نے ہرات کا قصد کیا اور پہنچتے ہی قابض ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد بلخ کی طرف بڑھا یہاں کا گورنر التونتاش حاجب تھا جسے سلطان مسعود اپنا نائب بنا گیا تھا التونتاش کے پاس جعفر بیگ داؤد نے اطاعت قبول کرنے کا پیغام بھیجا۔ التونتاش نے قاصد کو گرفتار کر لیا داؤد نے بلخ پر محاصرہ ڈال دیا۔ سلطان مسعود کو اس کی خبر لگی۔ سلجوقیوں کی مدافعت اور اہل بلخ کی امداد کی غرض سے ۴۳۲ھ میں ایک عظیم الشان اور جرار لشکر روانہ کیا۔ چنانچہ اس لشکر کے دو حصے ہو گئے فوج کا ایک حصہ رخج کی طرف گیا اور اس نے سلجوقی ترکمانوں کو ان اطراف سے مار بھگایا۔ ترکمان نہایت ابتری سے بھاگے شاہی لشکر نے انہیں نہایت سختی سے قتل و پامال کیا۔ فوج کا دوسرا حصہ پیغو کی سرکوبی کے لئے ہرات گیا اس نے بھی نمایاں کام کئے پیغو اور اس کے ہمراہیوں کو ہرات سے مار کر نکال دیا۔

شہزادہ مودود کی روانگی: اسی زمانہ میں دوسرا لشکر شہزادہ مودود کی ماتحتی میں ترکمانوں کی گوشمالی کے لئے بھیجا۔ وزیر السلطنت ابونصر احمد بن محمد بن عبدالصمد شہزادہ کی رکاب میں تھا۔ رفتہ رفتہ بلخ کے قریب پہنچا۔ اس وقت داؤد بلخ کا محاصرہ کئے

ہوئے تھا فتح نہیں ہوا تھا۔ داؤد نے شہزادہ مودود کی خبر پا کر ایک دستہ فوج اس کی روک ٹوک پر مامور کیا۔ شہزادہ مودود کے ہراول سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ مودو نے پہلے ہی حملہ میں شکست دے دی۔ مفرورین نے دائرہ کے پاس جا کر دم لیا مودود نے کسی مصلحت سے مفروروں کا تعاقب نہ کیا۔ التونتاش کو یہ خبر پہنچی تو اس نے نہایت تپاک سے اپنے شہزادہ کا استقبال کیا اور اطاعت قبول کر لی۔

سلطان مسعود کی معزولی: سلطان مسعود شہزادہ مودود کو سلجوقیوں کی مدافعت کی غرض سے خراسان کی طرف روانہ کر کے سات دن تک غزنی میں مقیم رہا۔ ماہ ربیع الاول ۴۳۲ھ میں ہندوستان کی جانب کوچ کیا تا کہ موسم سرما اپنے باپ مرحوم سلطان محمود کی طرح ہندوستان میں گزارے اور راجپوتوں کو سلجوقیوں کی جنگ پر ابھار لائے۔ اسی سفر میں اس کا بھائی محمد مکحول بھی ہمرکاب تھا۔ اراکین حکومت سلطان مسعود سے متنفر ہو گئے چنانچہ سب نے اس کی معزولی اور محمد مکحول کو بادشاہ بنانے پر کمریں باندھیں۔ جونہی دریائے جیجوں عبور کیا اور خزانہ شاہی کا کچھ حصہ آگے نکل گیا انوش تکین بلخی غلامان نداد یہ کی ایک جماعت کو لے کر علیحدہ ہو گیا اور بقیہ خزانہ لوٹ کر محمد مکحول کے ہاتھ پر سلطنت کی بیعت کر لی۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الثانی سنہ مذکور کا ہے۔

باب: ۱۱

سلطان محمد

اس واقعہ سے شاہی لشکر میں پھوٹ پڑ گئی' باہم بھڑ گئے۔ معاملات نازک ہو گئے فوج کا زیادہ حصہ باغی ہو گیا سلطان مسعود نے شکست اٹھا کر رباط میں جا کر پناہ لی فوجی باغیوں نے گھیر لیا بالآخر امان دے کر گرفتار کر لیا۔ سلطان محمد کے پاس لائے۔ سلطان محمد نے کہا آپ جہاں چاہیں سکونت اختیار کیجئے۔ معزول سلطان نے قلعہ گیری کو پسند کیا۔ چنانچہ سلطان محمد نے اسے قلعہ گیری روانہ کر دیا اور والی قلعہ کو عزت واحترام سے پیش آنے کی ہدایت کی اور خود غزنی کی جانب واپس ہوا۔

معزول سلطان مسعود کا قتل: سلطان محمد[1] نے غزنی پہنچ کر عنان حکومت اپنے بیٹے احمد کو عنایت کی اور خود گوشہ نشین ہو گیا۔ احمد اختیارات شاہی پاتے ہی اپنے چچا مسعود (معزول سلطان) کے قتل کی فکریں کرنے لگا۔ اس کے دوسرے چچا یوسف' علی خشاوند وغیرہ نے اس خیال کی تائید ہی نہیں بلکہ فوری طور پر اس کام کے انجام دینے پر ابھارا' چنانچہ احمد نے اپنے باپ سلطان محمد سے رائے لئے بغیر قلعہ گیری میں جا کر مسعود کو بار حیات سے سبکدوش کر دیا۔ سلطان مسعود کا بیٹا مودود اس وقت خراسان (بلخ) میں تھا۔ سلطان محمد نے لکھ بھیجا کہ تمہارے پدر بزرگوار کو احمد نیال تگین کے لڑکوں نے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر ڈالا۔ مودود کو اس سے سخت برہمی پیدا ہوئی' ناراضگی کا خط لکھا لشکریوں نے سلطان محمد کی گوشہ نشینی سے فائدہ اٹھانا چاہا۔ رعایا کا مال واسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ سلطان محمد اپنے کمزوری طبیعت کی وجہ سے انہیں نہ روک سکا۔ مجبوراً ان سے علیحدہ ہو گیا۔

سلطان مسعود کا کردار: سلطان مسعود[2] شجاع' سخی اور نہایت خوش اخلاق تھا۔ علماء فضلاء اور شعراء کو دوست رکھتا تھا۔ خود بھی ذی علم تھا' ان لوگوں کو انعامات اور جائزے دیتا تھا۔ حاجت مندوں کی حاجتیں پوری کرتا تھا۔ نمازی تھا شب میں

---

[1] تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ چونکہ سلطان محمد آنکھوں سے معذور تھا اس وجہ سے اپنے بیٹے احمد کو حکومت وسلطنت کے سیاہ وسفید کا اختیار دیا تھا اور احمد کو عقلی مادہ نہ تھا۔

[2] سلطان مسعود کی معزولی وقتل اور سلطنت ضائع ہونے کے بعد ظاہر اسباب میں سے ایک سبب یہ تھا کہ جس وقت ۴۲۸ھ میں سلجوقیوں نے خراسان میں سر اٹھایا تھا' قتل وغارت گری کا بازاری گرم کیا تھا' سلطان مسعود نے ان کی گوشمالی وپامالی نہ کی اور اسے غیر ضروری سمجھ کر ہندوستان کے راجپوتوں کو زیر کرنے کی طرف متوجہ ہوا حالانکہ ارکین دولت نے اس کے خلاف مشورہ دیا تھا۔ نتیجہ ہوا کہ خراسان کے صوبہ سے سلطان مسعود کا اثر جاتا رہا۔ قتل وغارت گری کے خوف سے خراسان والے سلجوقیوں کے مطیع ہو گئے۔ سلطان مسعود ہندوستان کی مہم سے فارغ ہوا تو سردی کا موسم تھا برفباری ہو رہی تھی۔ اس کے علاوہ سلجوقی ترکمانوں کے قدم استقلال کے ساتھ حکومت خراسان پر جم گئے تھے جن کا ختم کرنا ذرا دشوار تھا۔ دوسرا سبب یہ پیش آیا کہ ۴۳۱ھ میں سلجوقیوں سے شکست کھا کر شاہی خزانے لے کر ہندوستان کی جانب چلا۔ حکومت غزنی اور اس کے صوبوں پر اپنے لڑکوں کو لله ......

نوافل کثرت سے پڑھتا تھا۔ مختلف علوم کی کتابیں اس کے نام نامی سے معنون کی گئیں' اس کے زمانہ حکومت میں اکثر شہروں میں مساجد بنائی گئیں اس کے دائرہ حکومت میں اصفہان' ہمدان' رے' طبرستان' خوارزم' بلاد اردن' کرمان' سجستان' سندھ' رخج' غزنی اور غور کے اکثر شہر تھے' ہندوستان کے اکثر شہروں پر بھی اس کا قبضہ تھا۔ غرض کہ خشکی وتری کے رہنے والے اس کی حکومت کے مطیع تھے۔ متعدد اشخاص نے اس کی سوانح عمری لکھی ہے' اس کے حالات اور اوصاف کو لکھنے کے لئے جداگانہ کتاب کی ضرورت ہے۔

سلطان محمد کا قتل: جس وقت سلطان مسعود کے مارے جانے کی خبر اس کے بیٹے مودود کو خراسان میں پہنچی ساری دنیا آنکھوں میں تیرہ وتار نظر آنے لگی فوراً فوجیں مرتب کر کے غزنی پر چڑھ آیا۔ ماہ شعبان ۴۳۲ھ میں سلطان محمد سے معرکہ آرائی ہوئی' مودود کو کامیابی ہوئی' سلطان محمد اپنے بیٹوں احمد و عبدالرحمٰن اور خواجہ علی انوش تکین بلخی اور علی خشاوند کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ مودود نے ان سب کو موت کی سزا دی۔ عبدالرحمٰن کو اس وجہ سے قتل نہ کیا کہ سلطان مسعود کے زمانہ قید وگرفتاری میں بحسن سلوک اور نرمی سے پیش آیا تھا۔ ان مقتولوں کے علاوہ جن جن لوگوں نے سلطان مسعود کی معزولی اور قتل میں سازش کی تھی چُن چُن کر قتل کیا اور اپنے دادا محمود کے قدم بقدم چلنے لگا۔

سلطان مودود اور محدود: سلطان مسعود نے ۴۲۶ھ میں اپنے دوسرے بیٹے (محدود) کو ہندوستان کے صوبوں کا گورنر مقرر کیا تھا۔ جس وقت اسے سلطان مسعود کے قتل کی خبر پہنچی اپنی حکومت وسلطنت کی بیعت لی' لاہور کو دارالحکومت قرار دیا۔ ملتان پر قبضہ کر لیا[1]۔ شاہی خزانہ پر قابض ہو گیا۔ فوجیں فراہم کیں اور اپنے بھائی سلطان مودود کی مخالفت کا جھنڈا لے کر غزنی کا قصد کیا۔ اتفاق سے بقر عید کا دن آ گیا خوشی خوشی عید منائی اور عید کے تیسرے دن صبح کو اپنے دارالحکومت لاہور میں مردہ پایا گیا۔ قاتل کا کچھ پتہ نہ چلا اور نہ قتل کا سبب معلوم ہوا۔

خان ترک کی اطاعت: اس ناگہانی واقعہ سے سلطان مودود نے فوج کشی روک دی' بہ اطمینان تمام اُمور سلطنت کے انتظام میں مصروف ہو گیا کسی قسم کا اندرونی فتنہ باقی نہ رہا۔ البتہ سلجوقی ترکمانوں کی مخالفت وسرکشی بدستور قائم رہی انہوں نے صوبہ خراسان کو اپنی جولان گاہ بنا رکھا تھا آئے فتنہ وفساد کا بازار گرم رہتا تھا۔ خان ترک نے ماوراء النہر سے اطاعت وفرماں برداری کا پیام دیا اور مطیع ہو گیا۔

التونتاش اور علی تکین کی جنگ: ملک خوارزم پر سلطان محمود اور اس کے بیٹے سلطان مسعود کا قبضہ رہا التونتاش حاجب جو امراء غزنویہ میں سے بہت بڑا سردار تھا اسکی گورنری پر مامور تھا جن دنوں سلطان محمود کے انتقال کے بعد سلطان مسعود اپنے بھائی محمد کے جھگڑوں میں مصروف تھا علی تکین حکمران بخارا نے فوجیں فراہم کر کے حملہ کر دیا۔ جوں ہی سلطان مسعود کو خانہ جنگی

...ے کا مامور کیا۔ جوں ہی دریائے جیحوں کو عبور کر کے رباط مارکلہ میں پہنچا بعض نمک حرام غلاموں کو لالچ پیدا ہوئی۔ خزانہ لوٹ لیا۔ پھر شاہی انتقام اور سزا کے خوف سے یہ مشورہ کیا کہ اگر حکومت وسلطنت کی تبدیلی نہ ہوگی تو اس جرأت ودلیری کی سزا ہم لوگوں کو بھگتنا پڑے گی۔ بہتر یہ ہے کہ سلطان مسعود کو معزول کر کے محمد کو تخت حکومت پر متمکن کریں چنانچہ ایسا ہی کیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول سلطان مسعود۔

[1] محدود کے مقبوضات کا دائرہ دریائے سندھ سے تھانیسر تک تھا دیکھو تاریخ فرشتہ جلد اول صفحہ ۴۴۔

سے فراغت حاصل ہوئی اور استقلال کے ساتھ تخت حکومت غزنی پر متمکن ہو گیا التونتاش گورنر خوارزم کو لکھ بھیجا کہ علی تکین کی جرأت و دلیری کی سزا دہی کی غرض سے اس کے مقبوضات پر حملہ کر دو اور بخارا اور سمرقند وغیرہ اس کے قبضہ وتصرف سے نکال لو۔ فرمان روانہ کرنے کے بعد ایک بڑی فوج کو التونتاش کی کمک پر روانہ کیا چنانچہ شاہی فوج نے ۴۲۴ھ میں دریائے جیجون عبور کیا اور التونتاش کے ساتھ علی تکین پر حملہ آور ہوئی۔ علی تکین پر شاہی فوج کے مقابلے کی قوت نہ تھی میدان جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس کے مقبوضات کے زیادہ حصہ پر التونتاش کا قبضہ ہو گیا۔ چونکہ یہ ممالک زرخیز نہ تھا اور فوجی مصارف بڑھے ہوئے تھے سلطان مسعود سے واپسی کی اجازت لے کر خوارزم کی جانب واپس ہوا۔

التونتاش کی وفات: علی تکین موقع کا منتظر تھا پیچھے سے حملہ کر دیا۔ التونتاش نہایت ثابت قدمی اور مردانگی سے پلٹ کر مدافعانہ حملہ آور ہوا۔ علی تکین شکست کھا کر بھاگا اور قلعہ دیوسیہ میں جا کر پناہ لی۔ التونتاش نے اس کا محاصرہ کر لیا اور نہایت سختی سے لڑائی جاری رکھی۔ علی تکین نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی لطف و کرم کا خواستگار ہوا۔ التونتاش نے محاصرہ اٹھا لیا اور خوارزم واپس آیا۔ اسی پچھلے واقعہ میں التونتاش زخمی ہو گیا تھا۔ خوارزم پہنچ کر زخم میں زہریلا مادہ پیدا ہو گیا جس سے اس کی موت وقوع میں آئی اس کے تین بیٹے تھے۔ ہارون رشید اسماعیل۔ التونتاش کے مرنے پر اس کے وزیر احمد بن عبدالصمد نے خزانہ سنبھالا عنان حکمرانی اپنے ہاتھ میں لی یہاں تک کہ بارگاہ شاہی سے ہارون (التونتاش کا بڑا بیٹا) حکومت خوارزم کی سند حاصل کر کے خوارزم آیا۔

طغرل بک کا خوارزم پر قبضہ: اس اثناء میں وزیر السلطنت میمندی کا انتقال ہو گیا۔ قلمدانِ وزارت ابونصر کو سپرد کیا گیا۔ وزیر السلطنت ابونصر نے اپنے بیٹے عبدالجبار کو نائب گورنر مقرر کر کے خوارزم بھیج دیا عبدالجبار اور ہارون میں ان بن ہو گئی۔ ہارون نے ماہ رمضان ۴۲۵ھ میں کھلم کھلا بغاوت کا اعلان کر دیا عبدالجبار اس خوف سے کہ مبادا ہارون کسی سخت مصیبت میں مبتلا کر دے روپوش ہو کر غزنی چلا آیا سلطان مسعود کے خوب کان بھرے سلطان مسعود نے بلاتفتیش اصل واقعہ شاہ ملک ابن علی کو جو کہ خوارزم کے قرب و جوار کے شہروں کا حکمران تھا ہارون پر فوج کشی کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ شاہ ملک نے خوارزم پر چڑھائی کی۔ صوبہ خوارزم پر بزور تیغ قابض ہوا۔ ہارون اپنے بھائی اسماعیل کے ساتھ بھاگ نکلا۔ فریادی صورت بنا کر طغرل بک اور داؤد کے پاس پہنچا۔ طغرل بک نے داؤد کو خوارزم کی طرف بڑھنے کا اشارہ کیا۔ ہارون واسماعیل بھی رکاب میں تھے خوارزم کے باہر ایک کھلے میدان میں معرکہ آرائی ہوئی۔ شاہ ملک کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ طغرل بک نے کامیابی کے ساتھ خوارزم پر قبضہ کر لیا۔ ان واقعات کے بعد سلطان مسعود کا واقعہ پیش آ گیا اور اس کا بیٹا مودود تخت آرائے حکومت ہوا۔ سلاطین غزنویہ کی قوت کمزور ہو چکی تھی۔

شاہ ملک کا فرار و گرفتاری: شاہ ملک شکست کھا کر اپنا مال و خزانہ لے کر ایک دشوار گزار درّہ سے گزر کر کردھستان پہنچا۔ طغرل بک کا خوف اس قدر غالب تھا کہ یہاں پر قیام پزیر نہ ہوا۔ طبس ہوتا ہوا کرمان جا کر دم لیا جب یہاں بھی اس کے قلب کو سکون حاصل نہ ہوا تو صوبہ مکران کی طرف بھاگا۔ ارتاش برادر ابراہیم نیال نے (یہ طغرل بک کے چچا کا بیٹا تھا) چار ہزار سواروں سے شاہ ملک کا تعاقب کیا اور گرفتار کر کے جعفر بیگ داؤد کے حوالے کر دیا۔ مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ اس کے

بعد ارتاش باد غیس کی جانب لوٹا اور ہرات پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل ہرات جنگ وخونریزی کے خوف سے قلعہ نشین ہو گئے۔

جنگ سلطان مودود وطغرل بک: ترکمان سلجوقیہ نے صوبہ خراسان پر قابض ہوتے ہی اس کے تمام متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ طغرل بک نے جرجان' طبرستان اور خوارزم پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑ دیا۔ ابراہیم نیال ہمدان' رے اور جبل پر قابض ہو گیا۔ داؤد بن میکائیل نے خراسان اور اس کے متعلقہ شہروں پر قبضہ کر لیا۔ سلطان ابوالفتح مودود نے ۴۳۵ھ میں ایک لشکر اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کی ماتحتی میں سلجوقیوں کو خراسان سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اپنے بیٹے الپ ارسلان کو مقابلہ پر بھیجا۔ سخت خونریز جنگ کے بعد میدان الپ ارسلان کے ہاتھ رہا۔ شاہی لشکر شکست کھا کر غزنین بھاگ آیا۔ اس واقعہ سے ترکمانوں کے حوصلے بڑھ گئے۔ ملک گیری اور غارت گیری کے شوق میں بڑھے۔ بست اور اس کے قرب وجوار کو لوٹا قتل وغارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ سلطان مودود نے ان کی گوشمالی کے لئے ایک بڑی فوج دوبارہ روانہ کی۔ ترکمانوں نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا۔ مقابلہ بہت سخت ہوا بالآخر شاہی لشکر کو فتحیابی ہوئی۔ سلجوقی نہایت بے سروسامانی سے بھاگے شاہی لشکر نے نہایت بے دردی سے انہیں قتل وپامال کیا۔

ہندوؤں کی پیش قدمی اور ہزیمت: ۴۳۵ھ کے دور میں مملکت پنجاب کے تین سربرآوردہ راجاؤں نے متفق ہو کر سلطنت غزنویہ کی کمزوری سے فائدہ اٹھانا چاہا چنانچہ فوج کثیر جمع کر کے لاہور پر حملہ کر دیا[1]۔ گورنر لاہور نے ان کی مدافعت کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اور سلطان مودود کو اس واقعہ کی اطلاع کر کے امداد کی درخواست کی۔ چند ماہ تک راجگان پنجاب لاہور پر محاصرہ ڈالے ہوئے جارحانہ حملے کرتے رہے۔ بالآخر فتحیابی سے ناامید ہو کر دوہالی ہریالہ اور باس رائے اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس ہوئے عساکر اسلامیہ نے دوہالی کا تعاقب کیا' اس کی رکاب میں پانچ ہزار سوار اور ستر ہزار پیادہ تھے اپنے قلعے میں پہنچ کر قلعہ نشین ہو گیا لشکر اسلام نے محاصرہ ڈال کر لڑائی شروع کر دی۔ دوہالی جنگ سے تنگ آ گیا تھا امن کا خواستگار ہوا۔ قلعہ کی کنجیاں حوالے کر دیں اور دروازے کھول دیئے لشکر اسلام نے اس قلعہ پر اور ان تمام قلعوں پر جو دوہالی کے قبضہ میں تھے فتحیابی کا جھنڈا گاڑ دیا۔ مال واسباب جو کچھ تھا لوٹ لیا۔ مسلمانوں قیدیوں کو قید سے رہا کیا اور پانچ پانچ درہم دے کر انہیں ان کے شہروں کی طرف رخصت کیا۔ اس کے بعد راجہ باس رائے کی طرف بڑھے۔ بہت بڑی اور خونریز جنگ ہوئی۔

راجہ باس رائے کی اطاعت: راجہ باس رائے پانچ ہزار سپاہیوں کے ساتھ جو اس کی قوم سے تھے معرکہ کارزار میں

---

[1] راجگان پنجاب کو لاہور پر حملہ کرنے کی تحریک راجہ دہلی کی دست درازی سے پیدا ہوئی۔ تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ ۴۳۵ھ میں راجہ دہلی نے دوسرے راجاؤں کے ساتھ مل کر ہانسی اور تھانیسر پر حملہ کیا' غزنوی گورنری مدافعت نہ کر سکے' ملک قبضہ سے نکل گیا۔ راجہ دہلی نے ان شہروں پر قبضہ حاصل کے نگرکوٹ کی طرف قدم بڑھایا' والی نگرکوٹ نے گورنر لاہور سے امداد طلب کی جب لاہور سے کمک نہ پہنچ سکی تو چار مہینہ کے محاصرہ کے بعد والی نگر کوٹ نے راجہ دہلی کو شہر سپرد کر دیا راجہ دہلی نے شہر فتح ہونے کے بعد جس بت خانے کو سلطان محمود نے مسمار ومنہدم کر دیا تھا اس کی مرمت کرائی اور دوبارہ پرانے طرز پر ایک بت نصب کر کے بت پرستی جاری کی۔ اس واقعہ نے ہندوؤں میں ایک تازہ روح پھونک دی' جوق در جوق اس بت کی زیارت کو آتے منتیں مانتے نذریں دینے لگے۔ رفتہ رفتہ راجگان پنجاب کو یہ خبر پہنچی مسلمانوں کو لاہور سے نکالنے پر کمربستہ ہو کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ دس ہزار سوار اور بے شمار پیادہ وجمعیت سے لاہور پر چڑھ آئے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ اول ذکر امیر مودود۔ ۱۲۔

مارا گیا۔ باقی ماندہ گرفتار کر لئے گئے مال و اسباب اور خزانہ لوٹ لیا گیا۔ ان واقعات سے راجگان ہندوستان کے قلب پر لشکر اسلام کے رعب کا سکہ بیٹھ گیا۔ سب نے اطاعت و فرمانبرداری قبول کی' سالانہ خراج دینے کا عہد و پیمان کیا' امان کے خواستگار ہوئے اپنے اپنے ملکوں پر بحال رہنے کی درخواستیں دیں۔

سلطان مودود کی درخواست: ۴۴۱ھ میں سلطان مودود نے سلجوقی ترکمانوں کے فساد و فتنہ انگیزی سے تنگ آ کر امراء ماوراء النہر اور گورنران مملکت غزنویہ کو فوجیں فراہم کرنے اور ترکمانوں پر مختلف سمت سے حملہ کرنے کے فرامین بھیجے تھے چنانچہ کالیجار گورنر اصفہان ایک بڑی فوج لے کر روانہ ہوا۔ اتفاق کہ اثناء راہ میں بیمار ہو کر واپس آ گیا۔ خاقان ترمذ کی جانب سے سلطان مودود کی ہدایت کے مطابق آ رہا تھا اور ایک دوسرا ماوراء النہر سے خوارزم کی طرف بڑھ رہا تھا۔ سلطان مودود بھی غزنین سے ترکمانوں کے زیر کرنے کے لئے فوجیں مرتب کر کے نکلا تھا۔ دو چار منزل طے کرنے کے بعد عارضۂ قولنج میں مبتلا ہو کر غزنی واپس آ گیا۔ مگر وزیر السلطنت ابوالفتح عبدالرزاق احمد میمندی کو سپہ سالار افواج شاہی مقرر کر کے بجستان کو ترکوں کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے روانہ کیا۔ رفتہ رفتہ درد میں شدت پیدا ہوئی اور اسی شدتِ درد میں اپنی حکومت کے دسویں سال ماہ رجب ۴۴۱ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔

سلطان عبدالرشید بن سلطان محمود: سلطان مودود کے انتقال کے بعد پانچ روز تک اس کا بیٹا تخت آرائے حکومت رہا۔ پھر امرائے دولت نے اس کی کمسنی کی وجہ سے اسے معزول کر دیا اور اس کے چچا علی بن مسعود کو کرسی پر بٹھایا۔ سلطان مسعود نے اپنے ابتدائے حکومت کے زمانے میں عبدالرشید بن سلطان محمود جو محمود بن سلطان محمود کا حقیقی بھائی تھا بست کے قریب ایک قلعہ میں قید کر دیا تھا جس وقت وزیر السلطنت ابوالفتح قلعہ کے قریب پہنچا اور سلطان مودود کی وفات کی اطلاع ہوئی تو عبدالرشید کو قلعہ سے نکال کر لشکر گاہ میں لایا حمام کرا کے عبائے حکومت اس کے زیب تن کیا۔ امراء لشکر نے حکومت و سلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ساتھ دارالحکومت غزنی کی جانب لوٹے۔ سلطان علی بن مسعود نے اس خبر سے مطلع ہو کر غزنی کو چھوڑ دیا۔ عنان حکومت و سلطنت سلطان عبدالرشید کے قبضہ اقتدار میں آ گئی سیف الدولہ یا بروایت بعض مؤرخین جمال الدولہ کا مبارک لقب اختیار کیا خاندان سلطنت غزنویہ کی طوائف الملوکی اور کمزوری کی وجہ سے سلجوقی ترکمانوں کے قدم خراسان کی حکومت پر جم گئے اور آئندہ خطرات سے وہ بے خوف و خطر ہو گئے۔

سلطان عبدالرشید اور طغرل: سلطان مودود کا ایک غلام ترکی النسل طغرل نامی تھا جو اس کی ناک کا بال بنا ہوا تھا' رفتہ رفتہ اس کی اس قدر عزت افزائی ہوئی کہ سلطان موصوف نے اسے حاجب (لارڈ چیمبرلین) کے عہدہ سے سرفراز فرمایا تھا۔ انہیں واقعات کے دوران سلجوقیوں نے بجستان پر قبضہ کر لیا۔ بیغو کے حصہ میں یہ مملکت آ ئی تھی' اس نے اپنی جانب سے ابوالفضل کو مامور کیا تھا طغرل نے سلطان عبدالرشید کو مشورہ دیا تھا کہ بجستان کو سلجوقیوں کے قبضہ سے نکال لینا چاہئے اور یہ امر کچھ مشکل نہیں ہے آپ مجھے فوج عنایت فرمایئے میں اسے اپنے اقبال سے مسخر کر لوں گا چنانچہ طغرل ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے بجستان کی جانب روانہ ہوا حصن طاق کو چالیس روز کے محاصرہ کے بعد فتح کر لیا۔ ابوالفضل نے ان واقعات سے بیغو کو مطلع کر کے امداد طلب کی اس اثنا میں طغرل پہنچ گیا' فوجی باجے کی آواز سنائی دی' لوگوں نے ابوالفضل کو یہ باور کرایا کہ

یہ آواز پیغو کے لشکر کے باجے کی آواز ہے ابوالفضل تپاک اور خوشی سے استقبال کی غرض سے شہر سے باہر آیا' رات کا وقت کچھ سمجھ نہ سکا۔ طغرل نے حملہ کر دیا۔ ابوالفضل شکست کھا کر ہرات کی جانب بھاگا۔ طغرل تین کوس تک تعاقب کر کے بحستان کی طرف واپس آیا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ عبدالرشید کو اس غیبی کامیابی کی اطلاع دی گئی اور خراسان پر حملہ کی غرض سے تازہ دم فوج بطور کمک طلب کی' سلطان عبدالرشید نے اس درخواست کو منظور فرمایا اور فوجوں کو روانگی کا حکم دیا۔

سلطان عبدالرشید کا قتل :طغرل کا دماغ اس کامیابی سے پھر گیا۔ حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی۔ خراسان پر حملہ آور ہونے کے بجائے غزنی کی طرف بڑھا۔ جب غزنی پندرہ سولہ میل باقی رہ گیا تو سلطان عبدالرشید کو خط لکھا کہ آپ لشکر مرتب کر کے میرے پاس تشریف لائیے اور میری تنخواہ بڑھایئے سلطان عبدالرشید نے اراکین دولت سے مشورہ کیا' ان لوگوں نے باتفاق کہا کہ طغرل کا یہ فعل دھوکے سے خالی نہیں ہے آپ اس کے پاس تشریف نہ لے جایئے۔ سلطان عبدالرشید نے ساری فوج طغرل کی طلبی پر پہلے ہی بھیج دی تھی جو کچھ تھوڑی یا بہت باقی رہ گئی تھی انہیں لے کر قلعہ غزنی میں قلعہ بند ہو گیا۔ اگلے دن طغرل غزنی میں داخل ہوا تخت شاہی پر قبضہ کر لیا اہل قلعہ کو دھمکی دی کہ اگر سلطان عبدالرشید کو تم لوگ میرے حوالے نہ کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے ایک ایک کو چن کر قتل کر دوں گا۔ اہل قلعہ پر اس قدر خوف غالب ہوا کہ سلطان عبدالرشید کو طغرل کے حوالے کر دیا' طغرل نے سلطان عبدالرشید کو قتل کر ڈالا اور اس کی بیٹی سے نکاح کر لیا(۱)..............................
اور اسے بدلہ لینے پر ابھارنے لگے۔ چنانچہ ایک روز اس نے طغرل کو قتل کر ڈالا۔

فرخ زاد بن سلطان مسعود : واقعہ قتل کے پانچویں روز ذخیر حاجب غزنی پہنچا۔ تمام سرداران لشکر امراء شہر اور اراکین دولت کو جمع کر کے فرخ زاد بن سلطان مسعود کے ہاتھ پر حکومت و سلطنت کی بیعت کی۔ نظم و نسق میں اس کا ہاتھ بٹایا۔ جن لوگوں نے سلطان عبدالرشید کے قتل میں طغرل کا ساتھ دیا انہیں قتل کیا(۲) ترکمانوں سے مڈبھیڑ ہوئی اور انہیں شکست دی غزنی میں داخل ہوا اور اسے ان کے قبضہ سے نکال لیا پھر غزنی سے کرمان اور ستوران کی جانب بڑھا اور ان کو بھی بزور تیغ فتح کیا۔

غیاث الدین کی فوج کشی و پسپائی :کرمان ایک شہر ہے جو غزنی اور ہندوستان کے درمیان واقع ہے اس کرمان سے وہ کرمان مراد نہیں جو فارس کا مشہور شہر ہے۔ اس کے بعد غیاث الدین نے لاہور کو فتح کرنے کی غرض سے دریائے سندھ کو عبور کرنے کا قصد کیا۔ خسرو شاہ بن بہرام شاہ نے مقابلہ کیا جس سے غیاث الدین کو ناکامی کے ساتھ واپس ہونا پڑا۔ صوبہ انبار اور ہندوستان کے بعض مقامات پر قبضہ کرتا ہوا فیروزہ کی جانب بڑھا اور اپنے بھائی شہاب الدین کو غزنی کی حکومت پر مامور کیا۔

---

۱ اصل کتاب میں اس جگہ کچھ نہیں لکھا ہے تاریخ فرشتہ میں لکھا ہے کہ طغرل نے سلطان عبدالرشید کے قتل کرنے اور اسکی بیٹی سے نکاح کرنے کے بعد انوشکین کرخی گورنر لاہور کو دوستانہ خط لکھا اور اس واقعہ سے اسے مطلع کیا۔ انوشکین نے طغرل کو نہایت سخت و درشت جواب لکھا اور در پردہ سلطان مقتول کی لڑکی اور دوسرے امراء دولت غزنویہ کو خطوط لکھے نصیحت و فضیحت کی۔ طغرل کے قتل کی ترغیب دی چنانچہ عین نوروز کے دن جس وقت طغرل دربار میں میں شاہی تخت پر جلوس کر رہا تھا مار ڈالا گیا۔ چالیس روز حکومت کی۔

۲ اصل کتاب میں تقریباً دو ورق کے سادہ ہیں۔

شہاب الدین غوری کا غزنی پر قبضہ: شہاب الدین غوری غزنی پر قبضہ کرنے کے بعد اہل غزنی کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ غزنی کے قرب و جوار کے شہروں اور ہندوستان کے پہاڑی مقامات کو جو اس سے متصل تھے فتح کر لیا۔ حکومت وسلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت بھی سبکتگین کے چند مقامات باقی رہ گئے تھے جس کا دارالحکومت لاہور تھا اور خسرو ملک اس پر حکمرانی کر رہا تھا چنانچہ غیاث الدین نے ایک بڑی فوج لے کر لاہور پر چڑھائی کی۔ دریائے سندھ کو عبور کر کے لاہور کا محاصرہ کر لیا اور جب محاصرۂ جنگ میں کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو میل جول کی فکر کی امان دینے کا وعدہ کیا۔ دامادی کا رشتہ قائم کیا جا گیریں دیں مگر شرط یہ لگا دی کہ قلعہ چھوڑ کر ہمارے لشکر گاہ میں آ جاؤ اور ہمارے بھائی کے نام کا خطبہ منبروں پر پڑھا جائے۔ خسرو ملک تاڑ گیا یہ چالیں مکر و فریب سے خالی نہیں ہیں تمام شرطوں کی پابندی سے انکار کر دیا۔ شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی بیرونی آمدو شد یک قلم بند کر دی۔ غلہ و رسد کی کمی سے اہل شہر کا برا حال ہو گیا شہاب الدین سے سازش کی فکر کرنے لگے۔ خسرو ملک نے اس امر کا احساس کر کے قاضی اور خطیب کو شہاب الدین کے پاس امن کی درخواست دے کر بھیجا چنانچہ شہاب الدین نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کی۔ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے شہر میں داخل ہوا۔

دولتِ بنو سبکتگین کا خاتمہ: خسرو ملک اپنے لڑکوں اور اعزہ و اقارب کے ساتھ دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کے پاس بھیج دیا گیا۔ غیاث الدین نے سب کو ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ حکومت سبکتگین کا یہ آخری دور تھا۔ خسرو ملک کی موت سے سبکتگین کے خاندان سے حکومت وسلطنت جاتی رہی۔ واللّٰہ یرث اللّٰہ و من علیھا۔ بنو سبکتگین کی دولت وحکومت کا پتھر ۳۳۶ھ میں رکھا گیا اور (۵۷۹ھ میں شہاب الدین غوری کے ہاتھوں تباہ و برباد ہوئی) اس حساب سے دوسو تیرہ سال انہوں نے حکومت کی۔

(مترجم) سلطان فرخ زاد کے بعد خاندان سبکتگین سے اور چھ شخصوں نے حکومت کی۔ آخری بادشاہ خسرو بن ملک بن خسرو شاہ تھا چونکہ اصل کتاب تاریخ ابن خلدون میں اس مقام پر تقریباً دو ورق سادہ ہیں اس وجہ سے مؤرخ علامہ ابن خلدون کے زبان قلم سے ان کی داستانیں آپ نہیں سن سکتے صرف خسرو شاہ کے کچھ واقعات مختصراً لکھ دیئے ہیں۔ میں ان کے واقعات اور کتب تواریخ سے منتخب کرتا ہوں۔

فرخ زاد کی تخت نشینی کے بعد حکومت سبکتگین کے انقلاب سے ترکمانوں نے فائدہ اٹھانا چاہا فوجیں مرتب کر کے دارالسلطنت غزنی چڑھ آئے تو انوشگین کرخی نے غزنی سے نکل کر ترکمانوں کی مدافعت کی سخت خونریز جنگ کے بعد سلجوقی ترکمانوں کو شکست ہوئی۔ اس کامیابی کے بعد سلطان فرخ زاد نے خراسان کی جانب قدم بڑھایا۔ سلجوقیوں کی جانب سے کلیسارق سپہ سالار مقابلہ پر آیا بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر میدان سلطان فرخ زاد کے ہاتھ رہا۔ کلیسارق چند سرداران لشکر کے ساتھ گرفتار ہو گیا۔ جعفر بیگ داؤد نے اس واقعہ سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے الپ ارسلان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ سلطان فرخ زاد سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ انوشگین کرخی مقابل ہوا۔ اس جنگ میں انوشگین کو شکست ہوئی بعض سرداران لشکر غزنی گرفتار کر لئے گئے۔ الپ ارسلان کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے اپنے باپ جعفر بیگ کے پاس واپس آیا۔

سلطان فرخ زاد نے معاملہ کا رنگ دگرگوں دیکھ کر کلیسارق اور اس کے ہمراہیوں کو گراں بہا خلعت عطا کر کے قید سے رہا

کر دیا۔ سلجوقیوں پر اس کا بہت بڑا اثر پڑا۔ انہوں نے بھی قیدیان لشکر فرخ زاد کو قید سے آزاد کر کے غزنی بھیج دیا۔

سلطان فرخ زاد نے چھ سال حکومت کی ۴۵۰ھ میں بعارضہ قولنج انتقال کیا۔ ابتدائی زمانہ حکومت میں حسن بن مہران عہدۂ وزارت سے ممتاز رہا اور آخری عہد سلطنت میں ابوبکر بن صالح قلمدان وزارت کا مالک ہوا۔

سلطان فرخ زاد کے سفر آخرت اختیار کرنے کے بعد ظہیر الدولہ سلطان ابراہیم بن سلطان مسعود تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ زاہد، متورع اور دلیر تھا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں اس نے حکمت عملی سے سلجوقی ترکمانوں سے مصالحت کر لی جس سے آئندہ جنگ کا کوئی خطرہ باقی نہ رہا سلطان ملک شاہ سلجوقی کی لڑکی سے اپنے بیٹے مسعود کا عقد کر کے رشتۂ اتحاد کو اور زیادہ مضبوط کر دیا۔

چونکہ سلطان ابراہیم کو سلجوقیوں کے حملوں اور غارت گری سے کافی طور سے اطمینان ہو گیا تھا۔ اس وجہ سے ۴۷۲ھ میں ہندوستان کے بعض مقامات کے فتح کرنے کی طرف توجہ کی قلعہ اجودہن درد پال کو بزور تیغ فتح کیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ اجودہن کو اب پٹن کے نام سے موسوم کرتے ہیں۔ یہاں پر فرید شکر گنج کا مقبرہ ہے اور ہندی مسلمانوں کی زیارت گاہ ہے (اب اسے پاکپتن کہتے ہیں)

سلطان ابراہیم نے ۴۸۱ھ میں بروایت بعض مؤرخین ۴۹۲ھ میں چھتیس لڑکے اور چالیس لڑکیاں چھوڑ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ پہلی روایت کے لحاظ سے اکتیس سال اور پچھلی روایت کے اعتبار سے بیالیس برس حکومت کی۔ اس کے زمانہ حکمرانی میں خانہ جنگیاں نہیں ہوئیں۔ مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خون سے ہاتھ رنگنے کا موقع پیش نہیں آیا۔ حکومت کے ابتدائی دور میں ابو اسماعیل خجندی اور خواجہ مسعود رنجی عہدۂ وزارت سے ممتاز تھے آخری عہد سلطنت میں عبدالحمید احمد بن عبدالصمد وزیر السلطنت ہوا۔

سلطان ابراہیم کے بعد علاء الدولہ مسعود تخت آرائے حکومت ہوا۔ عادل، منصف، خلیق اور سخی تھا۔ سلجوقی ترکمانوں سے اس کے مراسم دوستانہ تھے۔ سلطان سنجر سلجوقی کی بہن مہد عراق سے نکاح کیا۔ اس کے عہد حکومت میں بھی مسلمانوں میں خونریزی نہیں ہوئی۔ طغا تکین حاجب گورنر لاہور نے ہندوستان کے بعض مقامات پر فوج کشی کی۔ بہت سا مال غنیمت لے کر واپس ہوا۔

سلطان علاء الدولہ نے سولہ سال کمال بے فکری سے حکومت کر کے آخری ۵۰۸ھ میں وفات پائی۔ تاریخ گزیدہ میں لکھا ہے کہ سلطان علاء الدولہ کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا کمال الدولہ حکمران ہوا اور ایک سال بعد ۵۰۹ھ میں اپنے بھائی ارسلان کے ہاتھوں مارا گیا۔ لیکن عام مؤرخین سلطان علاء الدولہ کے بعد ہی ارسلان شاہ کا ذکر کرتے ہیں۔

ارسلان شاہ نے تخت حکومت پر قدم رکھتے ہی اپنے تمام بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' البتہ بہرام شاہ بھاگ گیا۔ سلطان سنجر کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد بن ملک شاہ کی طرف سے خراسان پر حکمرانی کر رہا تھا۔ ہر چند سلطان ارسلان نے سلطان سنجر سے بہرام شاہ کی بابت خط و کتابت کی واپس بھیجنے کی تاکید لکھی سلطان سنجر نے ایک نہ سنی بلکہ جھلا کر بہرام شاہ کی بے بسی پر نظر کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی۔ ارسلان شاہ کے ہوش و حواس اس خبر کے سننے سے جاتے رہے سلطان محمد سے سلطان سنجر کی فوج کشی کی شکایت کی اور اس فعل سے باز رکھنے کے لئے لکھا مگر کچھ سود مند نہ ہوا پھر اپنی ماں مہد عراق کو سلطان سنجر کی خدمت میں بہت سے تحائف اور ہدایا لے کر سفارش کی غرض سے بھیجا۔ چونکہ مہد عراق ارسلان شاہ کی زیادتی اور بھائیوں کے قتل و قید سے خود نالاں و شاکی تھی اس وجہ سے اس نے سفارش کی بجائے غزنی پر حملہ کرنے کی تحریک کی۔ تیس ہزار سواروں اور چھیاسٹھ زنجیر فیل سے ارسلان شاہ مقابلہ پر آیا۔ پیادوں کا کوئی شمار نہ تھا۔ غزنی

سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ بندی ہوئی۔ ہزار ہا آدمی کام آ گئے۔ ارسلان شاہ شکست کھا کر ہندوستان کی جانب بھاگا۔ سلطان سنجر فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا چالیس روز قیام پزیر رہا اس کے بعد بہرام شاہ کو غزنی کے تخت حکومت پر بٹھا کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔ ایک مدت کے بعد یہ خبر ارسلان تک پہنچی۔ ہندوستانی فوجیں فراہم کر کے غزنی پر حملہ کر دیا۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا قلعہ بامیان میں پناہ گزیں ہو گیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہوگئی فوجیں مرتب کر کے آ پہنچا۔ ارسلان شاہ افغانستان کی طرف بھاگا۔ سلطان سنجر نے تعاقب کیا اور گرفتار کر کے بہرام شاہ کے سپرد کر دیا۔ بہرام شاہ نے قتل کر ڈالا ستائیس سال کی عمر پائی تین سال حکومت کی۔

ارسلان شاہ کے گرفتار ہونے اور مارے جانے سے بہرام شاہ کی حکومت مستقل ہوگئی۔ کسی کی مزاحمت اور خطرہ کے بغیر حکومت کرنے لگا۔ اسی کے زمانہ حکومت میں کلیلہ و منہ کا ترجمہ عربی سے فارسی میں ہوا۔ شیخ نظامی نے مخزن الاسرار اس کے نام نامی سے معنون کی۔ نہایت ذی شوکت و باحشمت بادشاہ تھا ہر صاحب علم کی اس کی علمیت کے مطابق قدر کرتا تھا۔

بہرام شاہ نے دربار ہندوستان کے قصد کیا۔ پہلی مرتبہ کا واقعہ ہے کہ محمد باہلیم نے جو سلطان ارسلان شاہ کی طرف سے لاہور کی گورنری پر تھا سلاطین غزنویہ کی باہم خانہ جنگی میں مصروف ہونے اور ارسلان شاہ کے مارے جانے کی وجہ سے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ بہرام شاہ نے اس وقت سے مطلع ہو کر ہندوستان کا رخ کیا۔ ۲۷ رمضان ۵۱۲ھ میں محمد باہلیم گرفتار کر لیا گیا۔ محمد باہلیم نے معذرت کی آئندہ اطاعت و فرمانبرداری کا حلف اٹھایا۔ بہرام شاہ نے قصور معاف کر کے پھر اس کے عہدہ پر بحال کر دیا۔ بہرام شاہ کی واپسی کے بعد محمد باہلیم کو پھر خود مختاری کی سوجھی بہرام شاہ کو اس کی خبر لگی۔ فوجیں مرتب کر کے غزنی سے محمد باہلیم کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ محمد باہلیم اپنے لڑکوں کے ساتھ مقابلہ پر آیا۔ ملتان کے قریب ایک میدان میں صف آرائی ہوئی۔ پہلی جنگ میں محمد باہلیم شکست اٹھا کر بھاگا۔ اثناء جنگ میں گھوڑے سے گر کر مر گیا۔ بہرام شاہ نے مملکت ہندوستان پر سالار حسین بن ابراہیم علوی کو مامور کر کے غزنی کی جانب کوچ کیا۔ بہرام شاہ کی آخری حکومت کے زمانے میں قطب الدین محمد غوری سوری کا جو کہ اس کا داماد بھی تھا کسی سازش کے شبہ سے بہرام شاہ کے حکم سے قتل کیا گیا۔ سیف الدین سوری اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنی پر حملہ آور ہوا۔ بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا کرمان کی جانب بھاگا (یہ کرمان غزنی اور ہندوستان کے درمیان ہے) سیف الدولہ نے غزنی میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی علاء الدین کو غور کی حکومت پر بھیج دیا جب سردی کا موسم آیا اور برف کی وجہ سے غور کا راستہ بند ہو گیا اس وقت بہرام شاہ نے غزنی پر حملہ کر دیا۔ اہل غزنی کے دل بہرام شاہ کے ساتھ تھے اور زبان سیف الدین سوری کے ساتھ' چنانچہ مقابلہ کے وقت اہل غزنی نے سیف الدین کو سوری کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ نے سیف الدین سوری کا منہ کالا کر کے اور ایک کمزور بیل پر سوار کر کے سارے شہر غزنی میں تشہیر کرائی۔ لڑکے' بوڑھے' جوان مسخرہ پن کرتے تھے تشہیر کے بعد نہایت بے رحمی سے قتل کیا اور سر کو عراق میں سنجر کے پاس بھیج دیا۔ علاء الدین اس خبر وحشت اثر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے بہرام شاہ اس دار فانی کو چھوڑ چکا تھا۔ صحیح روایت یہ ہے کہ بہرام شاہ نے ۵۴۷ھ میں وفات پائی۔ پینتیس سال حکومت کی۔

بہرام شاہ کی وفات کے بعد اس کا بیٹا خسرو شاہ تخت آرائے حکومت ہوا۔ اسی زمانہ میں علاء الدین غوری کی فوج کشی کی خبر پہنچی۔ خسرو شاہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ غزنی چھوڑ کر لاہور کی طرف بھاگا۔ علاء الدین غوری نے غزنی میں داخل ہو کر بربادی کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا سات روز تک قتل عام ہوتا رہا۔ مکانات شاہی جلا ڈالے غزنوی عورتوں کو قتل کیا غرض کہ

اسے کسی پر رحم نہ آیا۔ اسی وجہ سے جہاں سوز کے لقب سے ملقب کیا گیا۔

علاء الدین جہاں سوز کے واپس ہونے کے بعد خسرو شاہ سلطان سنجر کی امداد کی امید میں روانہ ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی پھر واپس لاہور ہوا ۵۵۵ھ میں سات سال حکومت کر کے انتقال کر گیا۔

خسرو شاہ کے انتقال کے بعد خسرو ملک کا بیٹا لاہور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا۔ ہندوستان کے جن جن شہروں پر ابراہیم اور بہرام کا قبضہ تھا ان سب پر خسرو شاہ کا قابض ہوا۔

سلطان شہاب الدین نے غزنی کے لینے پر اکتفانہ کر کے ہندوستان کی طرف قدم بڑھایا چنانچہ افغانستان ملان اور سندھ کو مسخر کرتا ہوا ۵۷۶ھ میں لاہور پہنچا۔ خسرو شاہ مقابلہ نہ کر سکا۔ قلعہ نشین ہو گیا۔ شہاب الدین اظہار قبضہ کے خیال سے ملک شاہ بن خسرو شاہ کو ایک زنجیر فیل کے ساتھ لے کر واپس ہوا۔ پھر ۵۸۰ھ میں دوبارہ لاہور پر فوج کشی کی۔ خسرو ملک نے قلعہ بندی کر لی۔ شہاب الدین نے لاہور کے اطراف کو تباہ کر کے قلعہ سیالکوٹ بنوایا اور اپنے ایک معتمد امیر کے سپرد کر کے غزنی واپس آ گیا خسرو ملک نے کچھ فوجیں فراہم کر کے قلعہ سیالکوٹ پر دھاوا کر دیا لیکن ناکام واپس آیا۔ شہاب الدین کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے لاہور کو مسخر کرنے کا پختہ ارادہ کر کے ہندوستان کی طرف کوچ کیا اظہار محبت کی غرض سے ملک شاہ بن خسرو ملک کو شان وشوکت کے ساتھ چند امراء نے دولت غوریہ کی معیت میں لاہور کی جانب روانہ کیا ادھر خسرو ملک یہ سن کر مارے خوشی کے جامہ میں نہ سمایا۔ عیش وطرب میں مشغول ہو گیا ادھر دوسری طرف سے شہاب الدین لاہور پہنچ گیا خسرو ملک کی اس وقت آنکھیں کھلیں جب کہ لاہور کا شہاب الدین محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ خسرو ملک کے قبضۂ اقتدار سے لاہور بھی نکل گیا اور شہاب الدین لاہور کے تخت حکومت کا مالک ہوا۔

بنی سبکتگین کے عروج سلطنت کا زمانہ بھی آپ نے دیکھ لیا اور زوال حکومت کی داستانیں بھی آپ اوپر پڑھ چکے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ زوال حکومت کے اسباب کیا ہوئے۔ ظاہر سبب یہی معلوم ہوتا ہے اولاً سلطان محمود کے بعد خانہ جنگی کا دروازہ کھل گیا جس سے خاندانی قوت کا شیرازہ منتشر ہو گیا۔ پہلے سلطان محمد اور سلطان مسعود میں لڑائیاں ہوئیں اور پھر سلطان محمد اور سلطان مودود ایک دوسرے کے مقابل ہوئے پانچ چھ روز کے لئے ابو جعفر مسعود بن مودود بن مسعود بن محمود حکمران رہا بالتگین حاجب اور علی بن ربیع میں اس بات پر جھگڑا پیدا ہو گیا باہم لڑائی ہوئی بالآخر علی بن مسعود تخت حکومت پر بٹھایا گیا اس کے بعد سلطان عبدالرشید دعویدار حکومت ہوا۔ بے چارہ علی بن مسعود مقابلہ نہ کر سکا۔ تخت حکومت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ غرض کہ سلاطین بنو سبکتگین آپس کے جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گئے تھے اور سلجوقی ترکمان اپنی غارت گری سے عالمگیری کا جھنڈا بلند کئے ہوئے تھے۔ اسی اثناء میں غوریوں کا ایک گروہ نکل پڑا۔ جنہوں نے ان کا خاتمہ کر دیا۔ ثانیاً سلطان مسعود نے بہت بڑی غلطی یہ کی کہ ۴۲۸ھ میں جس وقت سلجوقیوں نے علم بغاوت بلند کیا تھا اور غارت گری کر رہے تھے اس وقت سلطان مسعود نے ان کا خاتمہ نہ کیا اور ہندوستان پر فوج کشی کر دی اگرچہ اراکین دولت نے اس رائے سے مخالفت مگر ہونے والی بات ہو کر رہی۔ سلطان مسعود نے یہ جواب دیا کہ آئندہ موسم بہار میں سلجوقی ترکمانوں کی سرکوبی کی جائے گی۔ ابھی سردی کا موسم ہے یہ موسم ہندوستان کی فوج کشی میں گزارنا چاہئے۔ چنانچہ موسم سرما گزار کر جب ہندوستان سے واپس ہوئے تو سلجوقیوں کی قوت بڑھ گئی اکثر صوبوں پر قابض ہو گئے تھے۔ سلطان مسعود کو بدرجہ مجبوری غزنی چھوڑنا پڑا اور خود اس کے لشکریوں نے شورش کی اور اس تخت حکومت سے معزول کیا، یہی نہیں ہوا بلکہ قتل کر ڈالا رہا سہا زور بازو بھی جاتا رہا۔ اس کے بعد پھر کوئی اس قوت وحوصلہ کا حکمران اس خاندان میں پیدا نہ ہوا۔ روز بروز کمزور اور اپنے دشمنوں سے دبتے ہی گئے۔ یہاں تک کہ حکومت وسلطنت ہاتھ سے جاتی رہی۔

امیر سبکتگین بانی دولت سبکتگین ہے اور خسرو ملک آخری حکمران ملوک بنو سبکتگین ۔ پندرہ شخصوں نے حکومت کی چنانچہ اسی ترتیب سے نمبر لگائے گئے ۔ سلطان محمد نے دوبارہ حکمرانی زیب بدن کی، ایک دفعہ سلطان محمود کے انتقال کے بعد دوبارہ مسعود کی قید کے بعد جو چوتھے نمبر پر درج ہے ۔

شجرہ ملوک بنو سبکتگین مرتبہ مترجم

نوشیرواں ۔ ہرمز ۔ خسرو پرویز ۔ شہریار ۔ یزدجرد

قرانعمان ۔ فیروز

قرالحت

قرا ارسلان

جوق قراحکم

(۱) امیر سبکتگین

(۲) محمود غزنوی

(۳) محمد ۔ (۴) مسعود ۔ (۸) عبدالرشید

(۵) مودود ۔ (۱۰) ابراہیم ۔ (۹) فرخ زاد ۔ (۷) علی

(۶) مسعود

(۱۱) مسعود

(۱۳) بہرام ۔ (۱۲) ارسلان

(۱۴) خسرو شاہ

(۱۵) خسرو ملک
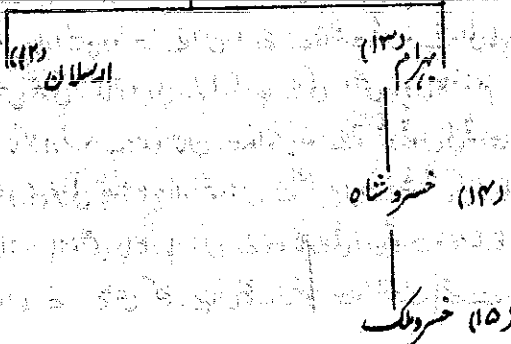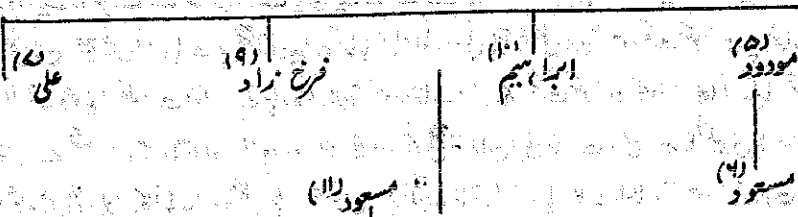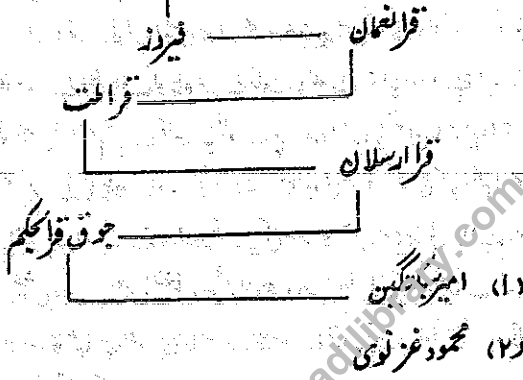
باب: ۱۲

امارت کاشغر و ترکستان' ترک حکمران

سبق قراخاں: یہ ترک ترکستان کے حکمران تھے مجھے انکے ابتدائے حکمرانی کے اسباب و واقعات معلوم نہیں ہو سکے اور نہ میں یہ معلوم کر سکا کہ ان میں سب سے پہلے کس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی مگر میں صرف یہ جانتا ہوں کہ ان میں سے جو شخص سب سے پہلے مشرف بہ اسلام ہوا وہ سبق قراخاں تھا جسے اسلام لانے کے بعد عبدالملک کے نام سے موسوم کیا گیا اس کے قبضۂ اقتدار میں سارا ترکستان اور دار الحکومت کاشغر تھا چین کے دروں تک اس کی حکومت کا سلسلہ قائم تھا۔ شمال میں طراز اور اشاش کے شہر واقع تھے جس کے حکمران بھی ترک تھے' مگر ان میں سے ملوک ترکستان کی حکومت بڑھی چڑھی تھی۔ مغرب کی جانب ماوراء النہر کے صوبے تھے جس کی عنانِ حکومت ملوک بنی سامان کے قبضہ میں تھی' ان کا مرکز حکومت بخارا تھا۔

بقراخاں: بادشاہ ترکستان دائرہ اسلام میں داخل ہونے کے بعد اپنے مقبوضات پر حکمرانی کرتا رہا اور اسی زمانہ سے ملوک سامانیہ کے ساتھ رقابت پیدا ہوئی باہم لڑائیاں ہوتی رہیں ایک دوسرے پر فوج کشی کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ امیر بن نوح بن منصور کا دورِ حکومت آیا یہ چوتھی صدی ہجری تھی ملوک سامانی کمزور ہو گئے تھے خراسان کے صوبوں میں بغاوتیں پھوٹ پڑی تھیں ابوعلی سیجور باغی ہو گیا۔ بقراخاں والی ترکستان سے خط و کتابت کا سلسلہ پیدا کیا۔ بخارا پر قبضہ کر لینے کی تحریک کی چنانچہ بقراخاں کے دماغ میں ملک گیری کی ہوا سمائی۔ ملوک سامانی کے مقبوضات پر ہاتھ بڑھایا اور یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرتا چلا گیا۔ امیر نوح سامانی نے اس کی روک تھام پر فوجیں روانہ کیں نامی نامی سپہ سالاروں کو مامور کیا۔ بقراخاں مقابلہ پر آیا اور امیر نوح کی فوج کو شکست دے کر چند سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ سپہ سالار فائق بقراخاں کے پاس چلا گیا اور اس کے مخصوص مصاحبوں میں داخل ہو گیا۔ امیر نوح شکست اٹھا کر بخارا واپس آیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں اور بقراخاں واپسی کے وقت راستے ہی میں انتقال کر گیا۔

ایلک خاں سلیمان: بقراخاں بخارا سے ترکستان کی جانب واپس ہوا تو وہ ایک مہلک مرض میں مبتلا تھا۔ چنانچہ اسی مرض میں ترکستان بھی نہ پہنچنے پایا تھا کہ مر گیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے۔ بقراخاں دیندار' عادل' خوش اخلاق' علماء فضلاء اور مذہبی اشخاص کی عزت کرتا تھا' اگرچہ مذہباً سنی تھا مگر مزاج میں تشیع زیادہ تھا۔ بقراخاں کے مرنے پر اس کا بھائی ایلک خاں سلیمان فرماں روا ہوا شہیر الدولہ کا لقب اختیار کیا۔ ترکستان اور اس کے صوبوں پر قابض ہوا۔ اسی نے فائق کی امیر نوح سے سفارش کی' چنانچہ امیر نوح نے سمرقند کی گورنری پر فائق کو مامور کیا۔ بقراخاں اور امیر نوح کی لڑائی اور واپسی کے بعد ابوعلی سیجور نے

بغاوت کا جھنڈا بلند کیا امیر نوح نے اپنے سپہ سالار سبکتگین کو ابو علی کی سرکوبی پر مامور کیا۔ چنانچہ ابو علی کو سبکتگین نے خراسان سے مار کر نکال دیا اس کے بعد ۳۸۵ھ میں بکتروں نے سر اٹھایا اسی اثناء میں سبکتگین انتقال کر گیا۔ ملوک سامانی کمزور ہو گئے بکتروں نے فایق سے سازش کر کے امیر منصور کو معزول کر دیا پھر معزول پر ہی اکتفا نہیں کی ۳۸۹ھ میں بمقام خراسان آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں' ان واقعات کو ہم تفصیل کے ساتھ ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

بکترون' نوح کے غلاموں میں سے تھا' ان تبدیلیوں سے ایلک خاں مطلع ہوا تو اسے بخارا پر قبضہ کر لینے کا لالچ پیدا ہوا۔ ترکوں کی فوجیں مہیا کر کے اور یہ ظاہر کر کے کہ میں امیر بخارا عبدالملک کی حمایت و مدد کو آ رہا ہوں بخارا کی طرف قدم بڑھایا' بکتروں اور دوسرے سپہ سالاران لشکر فرط خوشی سے استقبال کرنے کے لئے آئے۔ ایلک خان نے سب کو گرفتار کر لیا اور بلا قتل وقتال اسی مکر وفریب سے ذیقعدہ ۳۸۹ھ میں بخارا میں داخل ہو کر دارالامارت پر قبضہ کر لیا اور بے چارے عبدالملک کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔ عبدالملک اسی حالت قید میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔ عبدالملک کے ساتھ اس کے برادران ابوالحرث منصور مخلوع' اسماعیل' یوسف اور اس کے چچا محمود اور داؤد وغیرہ ہم بھی قید کر دیئے گئے تھے۔ انہی واقعات سے ملوک سامانی کی حکومت ختم ہو جاتی ہے۔ والبقاء اللہ تعالیٰ۔

ایلک خاں بخارا میں: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ اسماعیل سامانی جیل سے بھاگ کر خوارزم چلا گیا تھا۔ یہاں پر اس کے سپہ سالاران لشکر آ کر جمع ہوئے اور دوبارہ حکومت وسلطنت کی اس کے ہاتھ پر بیعت کی ''المستنصر'' کا مبارک خطاب دیا۔ المستنصر نے اپنے سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو بخارا پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ ایلک خاں کی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلے ہی حملہ میں بھاگ کھڑی ہوئی بخارا میں ایلک خاں کی طرف سے جعفر تکین حکمرانی کر رہا تھا شکست خوردہ جماعت کا سمرقند تک تعاقب کیا گیا اس اثناء میں بہت سے ترکمان امیر اسماعیل کے پاس آ کر جمع ہو گئے جس سے ان کی جمعیت بڑھ گئی ایلک خاں اپنے بھائی جعفر تکین کی شکست سے مطلع ہو کر بڑی فوج لے کر مقابلہ پر آیا۔ دونوں حریفوں نے اطراف سمرقند میں (۳۹۲ھ میں) صف آرائی کی' میدانِ جنگ اسماعیل کے ہاتھ رہا' ایلک خان کو شکست ہوئی اس کے سپہ سالاران لشکر گرفتار کر لئے گئے لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ ترکمانوں نے جو امیر اسماعیل کی رکاب میں تھے اپنے شہروں کی طرف کوچ کیا اور قیدیوں کی بابت مشورہ کرنے لگے۔ امیر اسماعیل ان لوگوں کی سرگوشیوں سے مشتبہ ہو گیا جان کے خوف سے دریا عبور کر کے بھاگ کھڑا ہوا۔ نوجوانان سمرکی ایک جماعت اسماعیل کی خدمت میں حاضر ہوئی جس سے اسماعیل کی قوت پھر عود کر آئی۔ ایلک خان فوجیں فراہم کر کے دوبارہ مقابلہ پر آیا۔ اطراف اشروشنہ نے دونوں فریقوں نے مورچہ بندی کی۔ اس معرکہ میں امیر اسماعیل کو شکست ہوئی دریا عبور کر کے جرجان کی طرف گیا پھر وہاں سے مرو چلا گیا۔ ادھر سلطان محمود نے اس کے تعاقب میں ایک لشکر خراسان سے روانہ کیا۔ ادھر قابوس نے بھی ایک فوج اس بے چارہ کے مقابلہ پر بھیج دی مجبوراً ماوراء النہر کی جانب لوٹا۔ ہمراہیوں نے روزانہ سفر و جنگ سے تنگ آ کر ساتھ چھوڑ دیا' پریشان حال عرب کے ایک قبیلہ میں جا اترا۔ یہ قبیلہ سلطان محمود کا مطیع تھا دن بھر ان لوگوں نے کچھ تعرض نہ کیا جونہی رات ہوئی مار ڈالا۔ امیر اسماعیل کے مارے جانے سے بخارا کی حکومت پر ایلک خاں کے قدم جم گئے اس نے اپنی طرف سے اپنے بھائی علی تکین کو مامور کیا۔

ایلک خاں وسلطان محمود: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ قبضہ بخارا کے بعد ایلک خان اور سلطان محمود میں باہم تعلقات

پیدا ہو گئے لیکن زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ لگانے بجھانے والوں نے ایلک خاں اور سلطان محمود میں اختلاف پیدا کر دیا۔ جس وقت سلطان محمود نے ملتان پر جہاد کے لئے فوج کشی کی ایلک خاں کو خراسان پر حملہ کرنے کا موقع مل گیا اپنے بھائی شباسی تکین کو جو اس کے لشکر کا سپہ سالار تھا چند سرداران لشکر کے ساتھ بلخ کی جانب روانہ کیا۔ ارسلان حاجب سلطان محمود کی طرف سے ہرات کی گورنری پر تھا اس نے شباسی تکین کی خبر سن کر ہرات چھوڑ دیا شباسی تکین نے ہرات پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا۔ سلطان محمود کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ غضب ناک ہو کر ہندوستان سے واپس ہوا۔ اپنے رکاب کی فوج کو انعامات دے کر آرام کرنے کی غرض سے رخصت کیا اور خلجیہ ترکمانوں سے لشکر مرتب کر کے بلخ کا قصد کیا' بلخ میں اس وقت ایلک خاں کی جانب سے جعفر تکین حکومت کر رہا تھا۔ جعفر تکین مقابلہ نہ کر سکا بلخ چھوڑ کر ترمذ کی طرف بھاگا۔ سلطان محمود نے دوسرا لشکر شباسی تکین کی سرکوبی کی طرف روانہ کیا شباسی تکین بھی ہرات چھوڑ کر مرو کی طرف بھاگا دریا عبور کرنے کا قصد کیا۔ ترکمانوں کی فوج نے حملہ کر کے عبور کرنے سے روک دیا تب شباسی تکین مجبور ہو کر ابی ورد کی طرف بھاگا۔ شاہی لشکر تعاقب میں تھا' ابی ورد کو بھی محفوظ مقام نہ سمجھ کر خراسان کی طرف پریشان حالت میں بھاگا۔ اُدھر سلطان محمود تھا اس نے نہایت سختی سے حملہ کیا۔ شباسی تکین کو جان کے لالے پڑ گئے بہت بڑی طرح سے شکست اٹھائی۔ اس کا بھائی چند سرداروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا شباسی تکین نے بہزار دقت دریا عبور کر کے اپنے بھائی ایلک خاں کے پاس جا کر دم لیا۔ عساکر شاہی نے اس کے تمام ہمراہیوں کو خراسان سے مار پیٹ کر جلاوطن کر دیا۔

ایلک خاں نے اس شکست کے بعد قدر خاں بن بقرا خاں بادشاہ چین سے امداد کی درخواست کی چنانچہ قدر خاں ترکوں اور دیہاتی ہندوؤں کا لشکر مرتب کر کے ایلک خاں کی کمک پر آیا بلخ سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا۔ سلطان محمود کو اس کی اطلاع ہوئی فوجیں لے کر ایلک خاں کے مقابلہ پر آ پہنچا ایک شبانہ روز سخت و خونریز جنگ ہوئی دوسرے دن اس سے زیادہ سختی سے لڑائی کا بازار گرم ہوا۔ دونوں حریف نہایت استقلال کے ساتھ لڑ رہے تھے کہ سلطان محمود نے ہاتھیوں کو ایلک خاں کے قلب لشکر کی طرف بڑھانے کا حکم دیا اور کالی کالی پہاڑیوں کا حرکت کرنا تھا کہ ایلک خاں کی فوج میں بھگدڑ مچ گئی۔ لشکر کی ترتیب جاتی رہی نہایت بے سروسامانی سے بھاگ نکلا۔ سلطان محمود کی فوج نے تعاقب کیا۔ نہایت بے دردی سے قتل و قید کرنا شروع کیا اور ایلک خاں دریا عبور کر گیا اور سلطان محمود کی فوج فتح مندی کا جھنڈا لئے ہوئے واپس ہوئی یہ واقعہ ۳۹۷ھ کا ہے۔

طغان خاں: ۴۰۳ھ میں ایلک خاں نے وفات پائی طغان خاں اس کا بھائی حکمران ہوا۔ طغان خاں اور سلطان محمود میں پہلے سے تعلقات تھے اسے اپنے بھائی کے افعال و حرکات پسند نہ تھے ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ سلطان محمود سے لڑنا بے سود ہے۔ چنانچہ جس وقت اس نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی از سر نو تعلقات پیدا کئے خراسان اور ماوراء النہر سے فتنہ و فساد ختم ہو گیا اور تمام شہروں میں امن و امان قائم ہو گیا۔

طغان خاں کے زمانہ حکومت میں چین و تبت کے کفار نے تین لاکھ کی جمعیت سے ساعون کے شہروں پر چڑھائی کی مسلمانوں کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ طغان خاں نے ان لوگوں کو تسلی دی اور فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ اس کی فوج میں مسلمان بکثرت تھے مسلمانوں کے علاوہ خال خال اور دوسری قومیں بھی تھیں بہت بڑی لڑائی ہوئی بالآخر چینی کفار کو شکست

ہوئی تقریباً ایک لاکھ مارے گئے اور اسی قدر گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ شکست یافتہ گروہ ناکام ہو کر لوٹ گئے۔

اس کے بعد ہی طغان خان نے انتقال کیا۔ اہل علم وفضل کا دوست تھا اور ان کی عزت کرتا تھا اس کے ایمان کی بہت بڑی دلیل یہ ہے کہ جس وقت چین کے ترکوں نے ساعون پر چڑھائی کی تھی اس وقت طغان خاں علیل تھا' اس خبر کو سن کر بہت پریشان ہوا۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کہ اے اللہ مجھے صحت عطا فرما تا کہ میں ان کفار سے مسلمانوں کی خونریزی کا انتقام لوں اور انہیں بلاد اسلامیہ سے نکال باہر کروں اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی۔

ارسلان خاں: طغان خاں کے بعد اس کا بھائی حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ اس نے بھی سلطان محمود سے تعلقات قائم رکھے بلکہ مزید تعلقات بڑھانے کی غرض سے امیر مسعود بن سلطان محمود سے اپنی لڑکی کا عقد کر دیا جس سے دوستانہ تعلقات میں اور اضافہ ہو گیا۔

ارسلان نے سمرقند کی حکومت پر قراخاں یوسف بن بقراخاں ہارون کو جس نے آئندہ بخارا پر حکمرانی کی تھی مامور کیا تھا۔ ادھر ۴۰۹ھ میں قراخاں نے علم مخالفت بلند کیا۔ ادھر خراسان کے حکمران نے اس مخالفت سے فائدہ اٹھانے کی غرض سے ارسلان خاں کے مقابلہ میں سلطان محمود سے امداد طلب کی سلطان محمود نے دریائے جیجوں پر آہنی زنجیروں سے کشتیوں کا مضبوط پل بندھوا کر دریا عبور کیا پھر کچھ ایسا اتفاق پیش آ گیا کہ بلا چھیڑ چھاڑ کے خراسان واپس آیا اس سے اور ارسلان خاں کو رنجش پیدا ہو گئی۔ رشتہ محبت واتحاد جو دونوں میں قائم تھا ٹوٹ گیا۔ قراخاں سے میل جول پیدا کیا اور سلطان محمود سے جنگ کرنے پر اسے اپنا ہم خیال بنا لیا۔ چنانچہ ارسلان خاں اور قراخاں نے اپنی اپنی فوجیں آراستہ کر کے بلخ پر دھاوا کیا سلطان محمود کو اس کی خبر لگی سرکوبی کے لئے آ پہنچا گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سخت وخونریز جنگ کے بعد ارسلان خاں کو شکست ہوئی۔ دریا عبور کر کے اپنے شہر کی طرف بھاگا' اس کے بہت سے ہمراہی جو معرکہ جنگ سے بچ گئے تھے۔ دریا میں ڈوب گئے سلطان محمود نے بھی دریا عبور کیا اور تھوڑی دور تک تعاقب کر کے واپس ہوا۔

قراخاں: کامل ابن اثیر کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ قراخاں نے بلادِ ترکستان اور ساعون پر حکمرانی کی کیونکہ ابن اثیر نے اس خبر کے بعد ہی قراخاں کے اوصاف عدل خوش خلقی اور کثرت جہاد کے واقعات لکھے ہیں پھر اس کے بعد لکھا ہے کہ قراخاں کی فتوحات سے ملک ختن ہے جو چین اور ترکستان کے درمیان واقع ہے جہاں پر علماء وفضلاء بکثرت رہتے ہیں۔ اس کے بعد لکھا ہے کہ ۴۲۳ھ تک قراخاں کرسی حکومت پر متمکن رہا۔ اسی سن میں تین تین لڑکے چھوڑ کر انتقال کر گیا۔ ایک ارسلان خاں جس کی کنیت ابوشجاع اور لقب شرف الدولہ دوسرا بقراخاں تیسرے بیٹے کا کچھ ذکر نہیں تھا۔ ارسلان خاں کاشغر' ختن اور ساعون کا حکمران تھا ان ممالک کے ممبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا عادل' علماء اور اہل علم کی عزت کرتا تھا۔ نہایت خوش خلق اور سخی تھا اس کی داد ودہش اور عزت افزائی کا شہرہ سن سن کر اہل علم اور علماء اس کے دربار میں آتے تھے اور یہ ان کی عزت وتوقیر کرتا' صلے دیتا۔ جاگیریں دیتا۔ بقراخاں طراز اور اسبیجاب کی حکومت پر تھا۔ اتفاق یہ کہ دونوں بھائیوں میں ان بن ہو گئی۔ ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بقراخاں نے ارسلان خاں کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔

دوسرے مقام پر لکھا ہے کہ بقراخاں اپنے بھائیوں کی اطاعت پر قانع تھا اپنے مقبوضات کو اپنے بھائیوں پر تقسیم کر

دیا تھا ارسلان تکین کو ترکستان کا بہت بڑا حصہ دے دیا تھا دوسرے بھائی کو طراز اور اسبیجاب مرحمت کیا تھا اپنے چچا طغان خاں کو فرغانہ کی حکومت دی تھی' اپنے بیٹے علی تکین کو بخارا اور سمرقند وغیرہ کی حکمرانی پر مامور کیا تھا اور خود بلاد ساطون اور کاشغر کی حکومت پر قناعت کی تھی۔

قراخاں اور ارسلان خاں کا خاتمہ ابن اثیر کا یہ بھی بیان ہے کہ ۴۳۵ھ میں کفار ترکوں کا ایک گروہ جو اطراف ساغون و کاشغر جو بلاد اسلامیہ میں غارت گری کرتا تھا دائرۂ اسلام میں داخل ہوا اور اسلام لانے کے بعد یہ لوگ مختلف مقام میں پھیل گئے باقی ماندہ ترک و تاتاری جنہوں نے اسلام قبول نہ کیا تھا وہ اطراف چین میں رہ گئے اس قدر لکھنے کے بعد پھر بقراخاں اول کے حالات لکھے ہیں اسی سنہ میں بقراخاں نے اپنے بھائی ارسلان خاں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اس کے مقبوضات پر قابض ہو گیا۔ اپنے بڑے بیٹے حسین جعفر تکین کو ولی عہد بنایا۔ بقراخاں کا ایک چھوٹا لڑکا ابراہیم نامی تھا اس کی ماں کو حسین کی ولی عہدی ناگوار گزری اعلانیہ مخالفت کا اعلان کر دیا۔ بقراخاں کو زہر دے کر مار ڈالا۔ ارسلان خاں کا جیل میں گلا گھونٹ دیا۔

ابراہیم بن بقراخاں کا قتل بقراخاں کی بیوی نے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا اور اپنے بیٹے ابراہیم کو ۴۳۹ھ میں تخت حکومت پر بٹھایا اس کے بعد ابراہیم کو افواج کی افسری کے ساتھ اطراف ترکستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا نیال تکین ان ممالک کا حکمران تھا۔ ابراہیم کو شکست ہوئی۔ نیال تکین نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ ابراہیم کے مارے جانے سے بقراخاں کی اولاد کا شیرازۂ حکومت درہم برہم ہو گیا آپس میں پھوٹ پڑ گئی طقفاج خاں والی سمرقند و فرغانہ نے موقع پا کر ان کے ہاتھوں سے ملک و حکومت کو نکال لیا۔

طقفاج خاں جن دنوں بقراخاں اور اس کے بھائی حکمرانی کر رہے تھے اسی زمانہ میں خانیہ ترکوں میں سے ایک شخص ابوالمظفر نصیر الملک ملقب بہ عماد الدولہ سمرقند اور فرغانہ میں حکومت کر رہا تھا اس نے ۴۶۰ھ میں بعارضۂ فالج مبتلا ہو کر سفر آخرت اختیار کیا اور وفات کے وقت اپنے بیٹے شمس الدولہ کو اپنی حکومت و سلطنت کا مالک بنا گیا۔ طغان خاں ابن طقفاج خاں حکومت کا مدعی ہوا اور بغاوت کر دی۔ فوجیں مرتب کر کے سمرقند کا محاصرہ کر لیا۔ شمس الدولہ نے ایک دن شب کے وقت سمرقند سے نکل کر طغان خاں پر شب خون مارا۔ طغان خاں اس اچانک حملہ سے گھبرا گیا۔ فوج نہ سنبھل سکی' بھاگ کھڑا ہوا۔

سمرقند کا محاصرہ: شمس الدولہ اور طغان خان کی باہمی مخالفت سے بقراخاں ہارون بن قدرخاں یوسف اور طغرل خاں کو سمرقند پر قبضہ کر لینے کی تحریک پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے سمرقند پر چڑھ آئے مدتوں محاصرہ کیے رہے لڑائیاں ہوئیں بالآخر نتیجہ یہ ہوا کہ حکومت خانیہ کے چند شہر شمس الدولہ کے قبضہ سے نکل گئے صرف سرحدی مقامات سیحون تک شمس الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں رہ گئے۔ سلطان الپ ارسلان نے قدرخاں کی بیٹی سے عقد کر لیا تھا جو اس سے پہلے مسعود بن سلطان محمود کے نکاح میں تھی اور شمس الدولہ کا نکاح سلطان الپ ارسلان کی بیٹی سے ہو گیا۔ یہ واقعہ ۴۹۵ھ کا ہے۔ اس رشتہ سے شمس الدولہ کی حکومت مستحکم ہو گئی۔

الپتگین کا بلخ پر قبضہ: سلطان الپ ارسلان کے انتقال سے الپتگین والی سمرقند کو ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی الپتگین بن

الپ ارسلان جرجان کی طرف گیا ہوا تھا میدان خالی پا کر بلخ پر چڑھ آیا اہل بلخ مدافعت نہ کر سکے الپتگین نے بلخ پر قبضہ کر کے ترمذ کی جانب کوچ کیا۔ جونہی الپتگین واپس ہوا اہل بلخ نے ہنگامہ کر کے الپتگین کے نائب کو مار ڈالا اور اس کے ہمراہیوں کو بھی تہ تیغ کیا۔ الپتگین اس سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا شہر میں آگ لگا دینے کا حکم دے دیا۔ لیکن سعی سفارش سے قصور معاف کیا۔ سوداگروں اور رئیسوں سے تاوان وصول کیا۔ جب ان واقعات کی اطلاع ایاز بن الپ ارسلان کو ہوئی تو وہ ۴۶۵ھ کے نصف میں جرجان سے غصہ کی حالت میں ترمذ کی جانب لوٹا۔ الپتگین مقابلہ پر آیا سخت و خونریز جنگ کے بعد ایاز کو شکست ہوئی۔ بہت سے دریا میں ڈوب کر مر گئے۔

سلطان ملک شاہ کا ترمذ پر قبضہ: اس کے بعد سلطان ملک شاہ کی حکومت مستقل طور سے قائم ہو گئی ۴۶۶ھ میں ترمذ کے واپس لینے کے ارادے سے روانہ ہوا۔ چاروں طرف سے محاصرہ کر کے لڑائی چھیڑ دی۔ خندق کو پاٹ کر شہر پناہ کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور دروازے کھول دیئے۔ الپتگین کا بھائی قلعہ بند ہو گیا۔ جب اس نے اپنی جانبری کی صورت نہ دیکھی تو امن کی درخواست کی۔ سلطان ملک شاہ نے امان دی اور اسے قلعہ کی حکومت پر بحال رکھا۔

فتح سمرقند: ترمذ سے فارغ ہو کر سمرقند کی جانب قدم بڑھایا۔ الپتگین نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند چھوڑ دیا۔ اپنے بھائی کے ذریعہ سے صلح کا پیام بھیجا۔ چنانچہ ملک شاہ نے مصالحت کر لی۔ اپنی طرف سے سمرقند کی حکومت مرحمت فرما کر خراسان کی جانب واپس ہوا۔

احمد خاں بن خضر خاں کا قتل: ابن اثیر لکھتا ہے کہ اس کے بعد شمس الدولہ نے انتقال کیا۔ اس کے بعد خضر خاں حکمران ہوا' پھر خضر خاں بھی مر گیا تو اس کا بیٹا احمد خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔ یہ وہی احمد خاں ہے جسے سلطان ملک شاہ نے زمانہ فتح سمرقند میں گرفتار کر کے سمرقند میں قید کر دیا تھا اور دیلمیوں کے ایک گروہ کو اس کی حفاظت پر مامور کیا تھا۔ احمد نے ان دیلمیوں سے بے دینی اور لامذہبی سیکھی جب اسے سند حکومت ملی تو اپنے عقائد کا اعلانیہ اظہار کر دیا۔ لشکریوں نے اس کے قتل پر کمریں باندھ لیں اس کے نائب کو جو قلعہ قاشان میں تھا ملا لیا اور اس کی ماتحتی میں احمد خاں کا محاصرہ کر کے گرفتار کر لیا' پابہ زنجیر سمرقند میں لائے اور قاضی شہر کے حوالے کر دیا۔ قاضی شہر نے اظہار لے کر بے دینی اور لامذہبی کے جرم میں قتل کا حکم دیا۔

طغان بن قراخاں: احمد خاں کے مارے جانے کے بعد اس کا چچا زاد بھائی مسعود خاں حکمران بنایا گیا۔ طغان خاں بن قراخاں والی طراز نے اس پر چڑھائی کی اور اثناء جنگ میں گرفتار کر کے مار ڈالا گیا۔ طغان خاں کی حکومت و سلطنت پر قبضہ کر لیا۔ سمرقند کی حکومت پر ابوالمعالی محمد بن زید علوی کو مامور کیا۔ تین سال تک محمد نے نائب السلطنت کی حیثیت سے حکومت کی پھر خود مختاری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔ بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ طغان خاں کو اس کی خبر لگی فوجیں لے کر چڑھ آیا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا بالآخر محمد کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد طغان خاں نے ترمذ کی طرف قدم بڑھایا سلطان سنجر نے مقابلہ کیا۔ میدان سنجر کے ہاتھ رہا طغان اثناء جنگ میں مارا گیا۔

سلطان احمد اور عمر خاں: عمر خاں کو سمرقند کی حکومت ملی چند دنوں حکومت کر کے خوارزم کی طرف بھاگ گیا سلطان احمد نے اسے گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ محمد خاں سمرقند کی حکومت پر اور محمد تکین بخارا کی حکومت پر مامور کیا گیا۔ علامہ ابن اثیر نے

کاشغر وترکستان کی حکومت کے تذکرے میں لکھا ہے کہ یہ ممالک پہلے ارسلان خان بن یوسف قدر خان کے قبضہ اقتدار میں تھے جیسا کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے اس کے بعد محمد نور خان والی طراز وشاش نے قبضہ کرلیا ایک برس تین مہینے حکمرانی کر کے مر گیا اس کے بعد طغرا خاں بن یوسف قدر خاں حکمران ہوا' اس نے ملک ساغون پر بھی قبضہ کرلیا سولہ برس حکومت کی پھر جب اس نے انتقال کیا تو اس کا بیٹا طغرل تکین دو مہینے تک حکمران رہا پھر ہارون بقرا خاں بن طفقاج نورا خان برادر یوسف طغرل خان قابض ہو گیا اس نے ختن اور ساغور کے ممالک کو بھی دبالیا بیس سال حکومت کی ۴۹۶ھ میں وفات پائی۔ احمد بن ارسلان خاں حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا' خلیفہ مستظہر باللہ نے خلعت عنایت فرمائی اور نور الدولہ کا خطاب دیا۔

قدر خاں: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۹۵ھ میں جب کہ سلطان سنجر اپنے بھائی سلطان محمد کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا تو قدر خاں جبرئیل بن عمر خاں والیٔ سمرقند کو خراسان پر قبضہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان برکیاروق اور اس کے بھائی محمد میں مخالفت پیدا ہو گئی تھی نمک حرام سنجر یہ نے جس کا نام کندغری تھا قدر خاں کو لکھ بھیجا کہ ایسا موقع پھر ہاتھ نہ آئے گا میدان خالی ہے ان شہروں پر قبضہ کر لیجئے چنانچہ قدر خاں نے ایک لاکھ فوج مرتب کر کے بلخ کی جانب کوچ کیا۔ سلطان سنجر کو اس کی اطلاع ہوئی چھ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا جس وقت دونوں حریفوں کا مقابلہ ہوا کندغری سلطان سنجر کی فوج سے نکل کر قدر خاں کے پاس چلا گیا قدر خاں نے اسے تھوڑی سی فوج دے کر ترمذ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا چنانچہ کندغری نے ترمذ پہنچ کر قبضہ کرلیا۔

قدر خاں کی گرفتاری وقتل: اس عرصہ میں سلطان سنجر تک یہ خبر پہنچی کہ قدر خاں بلخ کے قریب پہنچ گیا ہے اور کندغری کے ساتھ تین سواروں کے ساتھ شکار کھیلنے کو نکلا ہے۔ سلطان سنجر نے ایک فوج امیر برغش کی ماتحتی میں ان دونوں کی گرفتاری کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ امیر برغش نے ان دونوں کو شکست دے کر گرفتار کرلیا اور پابہ زنجیر سلطان سنجر کے دربار میں حاضر کر دیا۔ بعض مؤرخوں کا بیان یہ ہے کہ قدر خاں اور سلطان سنجر میں معرکہ آرائی ہوئی تھی اور سلطان سنجر نے شکست دے کر اسے گرفتار اور قتل کیا تھا اس کے بعد ترمذ کی طرف گیا اور محاصرہ کرلیا کندغری نے امن کی درخواست کی سلطان سنجر نے اسے امن دیا اور وہ امن حاصل کر کے غزنی چلا گیا۔ محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داؤد بقرا خاں ان دنوں مرو میں تھا سنجر نے اسے مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا محمد ارسلان ملوک خانیہ ماوراء النہر کی نسل سے تھا۔ اس کی ماں سلطان سنجر کی بیٹی تھی ......[1] اپنے آباؤ اجداد کے ملک سے نکال دیا گیا۔ مرو چلا گیا اور وہیں قیام پذیر رہا۔

امیر تیمور: جب قدر خاں مارا گیا تو سلطان سنجر نے اسے ان ممالک کی سند حکومت عطا کی اور ایک بڑی فوج کے ساتھ اسے روانہ کیا چنانچہ اس نے ان ملکوں وک سر کیا اور استقلال کے ساتھ حکمرانی کرنے لگا کچھ عرصہ بعد امراء ترک میں سے امیر تیمور لنگ نے خود مختاری کا جھنڈا بلند کیا' فوجیں فراہم کیں محمد خاں کے قصد سے سمرقند کی طرف روانہ ہوا محمد خاں نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ سلطان سنجر نے ایک فوج اس کی کمک پر بھیج دی چنانچہ امیر تیمور کو شکست ہوئی' اس کا سارا لشکر منتشر ہو گیا اور سلطان سنجر کی فوج اس کی خدمت میں لوٹ آئی۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

محمد خان کی بغاوت: کچھ عرصہ بعد سلطان سنجر کے کانوں تک یہ خبر پہنچی کہ محمد خان والی سمرقند رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کرتا ہے شاہی احکام کی پرواہ نہیں کرتا سلطان سنجر اس خبر کو سن کر آگ بگولہ ہوگیا۔ فوجیں مرتب کر کے ۵۰۷ھ میں سمرقند کی جانب روانہ ہوا محمد خان کے ہوش اڑ گئے انجام سے ڈر کر امیر قماج کے ذریعہ سے صلح کا پیغام بھیجا (امیر قماج سلطان سنجر کے دربار میں ایک باثر امیر تھا) معذرت کی، اطاعت وفرماں برداری کا حلف اٹھایا۔ سلطان سنجر نے بشرط حاضری دربار قصور کی معافی کا وعدہ کیا محمد خاں پر سلطان سنجر کا خوف اس قدر غالب تھا کہ حاضری دربار ہونے کے بجائے درخواست کی کہ یہ خانہ زاد بوجہ شرم وندامت اور شاہی قوت کے خوف سے حاضر نہیں ہوسکتا۔ دریائے جیحوں کے دوسرے کنارے پر بغرض اظہار فرمانبرداری زمین بوسی کو حاضر ہوں گا۔ سلطان سنجر نے اس درخواست کو منظور فرمایا چنانچہ سلطان سنجر معہ اپنے مرکب ہمایوں کے جیحوں کے ایک کنارے پر رونق افروز ہوا۔ دوسری طرف کنارے پر محمد خاں ڈرتا اور کپکپاتا آیا اور زمین بوس ہوا۔

سلطان سنجر کا سمرقند پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ سلطان سنجر نے قبضہ سمرقند کے بعد محمد ارسلان خاں بن سلیمان بن داؤد بقراخاں کو مرو سے طلب کر کے سمرقند کی حکومت پر مامور کیا تھا تھوڑے دن گزرنے نہ پائے تھے کہ ارسلان خاں عارضہ فالج میں مبتلا ہوگیا' اپنے بیٹے نصر خاں کو حکومت وامارت پر اپنا نائب مقرر کیا اہل سمرقند نے ہنگامہ کر کے اسے مار ڈالا اس شورش وہنگامہ کے محرک دو شخص ہوئے تھے جن میں ایک علوی تھا۔ محمد ارسلان خان اس ہنگامہ کے زمانہ میں موجود نہ تھا جب اسے اس واقعہ کی اطلاع ہوئی تو بے حد رنجیدہ ہوا' ادھر اپنے دوسرے بیٹے کو ترکستان سے انتقام لینے کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ اس نے سمرقند پہنچ کر علوی اور اس کے ہمراہیوں کو مار ڈالا ادھر سلطان سنجر کو بھی لکھ بھیجا کہ سمرقند پر آپ قبضہ کر لیجئے سمرقند کی حکومت میرے بس کی نہیں ہے میں مفلوج ہوں۔ سلطان سنجر نے اس خبر سے مطلع ہو کر سمرقند کی جانب کوچ کیا اتنے میں محمد ارسلان کا بیٹا باغیان سمرقند اور اپنے بھائی کے قاتلوں کو قتل کر کے اپنے باپ ارسلان کی خدمت میں واپس آیا۔ ارسلان خاں نے سلطان سنجر کو یہ حالات لکھے اور واپس جانے کی درخواست کی۔ سلطان سنجر کو اس سے غصہ پیدا ہوا سخت برافروختہ ہوا۔ ابھی غصہ اترنے نہ پایا تھا کہ چند اشخاص مسلح حاضر کئے گئے جنہوں نے تشدد اور مار پیٹ کے بعد اقرار کیا کہ ہم لوگوں کو محمد خاں نے بندگان حضور کے قتل کرنے کے لئے بھیجا ہے اس سے سلطان سنجر کا غصہ اور بڑھ گیا کوچ کر کے سمرقند پہنچا اور بات کی بات میں اس پر بزور قبضہ کر لیا محمد خاں ایک قلعہ میں قلعہ بند ہوگیا۔ سلطان سنجر نے اسے امان دی اور جب وہ قلعہ سے نکل کر حاضر دربار ہوا تو سلطان سنجر نے اس کی عزت افزائی کی اور اس کی لڑکی (اپنی بیوی) کے پاس بھیج دیا۔ محمد خاں وہیں مقیم رہا یہاں تک کہ وفات پائی۔ اس کے بعد سلطان سنجر حسین تکین کو سمرقند کی حکومت پر مامور کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا جب حسین تکین مر گیا تو محمود خاں بن محمد خاں (اپنی بیوی کے بھائی) کو سمرقند کی حکومت عطا کی۔ علامہ ابن اثیر نے ان واقعات کو مسلسل بیان نہیں کیا اور نہ ان کی کتاب کامل میں حکومت خانیہ کے حالات واضح طور پر لکھے گئے ہیں میں امید کرتا ہوں کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے موقع دیا اور میں آئندہ زندہ رہا تو اس حکومت کے واقعات کو خوب تحقیق سے تحریر کروں گا اور نہایت مناسب طریقہ سے انہیں مسلسل اور باترتیب بیان کروں گا۔ میں نے جیسا کہ ان واقعات کے ترتیب وار لکھنے کا حق تھا نہیں لکھا کیونکہ ابن اثیر نے انہیں کامل طور سے نہیں لکھا بہرکیف ابن اثیر نے جو کچھ ایک طریقہ سے اس کی روایت کی ہے ان کا خلاصہ یہ ہے۔

سبق قراخاں کا قبول اسلام کا واقعہ: بلادِ ترکستان کاشغر، ساغون، ختن، طراز اور اس کے قرب وجوار کے علاقے ماوراالنہر وغیرہ ملوک غانیہ کے قبضۂ اقتدار میں تھے ملوک خانیہ ترک تھے اور بادشاہ افراسیاب کی نسل سے تھے جو ملوک کمانیہ فارس کا مدمقابل ہوا تھا سبق قراخاں (ملوک خانیہ کا مورثِ اعلیٰ) سب سے پہلے دائرہ اسلام میں داخل ہوا۔ سبق قراخاں کے اسلام لانے کا واقعہ یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے ایک شب خواب دیکھا کہ آسمان سے کوئی شخص اترا اور اس نے بزبان عربی کہا جس کے معنی یہ تھے ''اسلام قبول کرلے تاکہ دنیا وآخرت میں سلامت رہے''۔ یہ سنتے ہی خواب ہی میں قراخاں نے دین اسلام قبول کرلیا صبح ہوئی تو اپنے اسلام کا اظہار کردیا۔ جب اس نے اس دنیا سے کوچ کیا تو اس کا بیٹا موسیٰ حکمران ہوا۔ اس کے بعد نسلاً بعد نسلٍ اس کے خاندان میں حکومت کا سلسلہ چلتا رہا' یہاں تک کہ ارسلان خاں بن محمد خان بن سلیمان سبق حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا۔

قدرخاں کا خروج: ۴۹۴ھ میں قدرخاں نے ترکوں کو جمع کرکے اس پر خروج کیا ترکوں میں متعدد گروہ تھے اور ان میں سے فارغلیہ بھی تھے جنہوں نے خراسان کی جانب عبور کیا تھا اور اسے تاخت وتاراج کیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ ارسلان خاں کا ایک بیٹا بقراخاں نامی تھا اس کی مصاحبت میں ایک شخص شریف علوی محمد بن ابی شجاع سمرقندی رہتا تھا اس نے بقراخاں کو ارسلان خاں کے خلاف حکومت وسلطنت حاصل کرنے پر ابھارا ارسلان خاں کو اس کی خبر لگ گئی دونوں کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ اس کے بعد فارغلیہ اور ارسلان خان میں کشیدگی پیدا ہوگئی۔ رفتہ رفتہ بغاوت ومخالفت پر کمربستہ ہوگئے۔

ارسلان خان کی گرفتاری: ارسلان خان نے سلطان سنجر سے امداد کی درخواست کی۔ چنانچہ ۵۲۴ھ میں سلطان سنجر دریائے جیجوں عبور کرکے سمرقند پہنچا فارغلیہ مقابلہ نہ کرسکے۔ بھاگ کھڑے ہوئے اس کے چند مشتبہ اشخاص شاہی دربار میں حاضر لائے گئے۔ سلطان سنجر نے انہیں مشکوک سمجھ کر مار اپیٹا قتل کی دھمکی دی تب ان لوگوں نے یہ ظاہر کیا کہ ارسلان خاں نے ہم لوگوں کو آپ کے قتل پر مامور کیا تھا سلطان سنجر یہ سن کر غصہ کی حالت میں سمرقند کی جانب واپس ہوا شہر اور قلعہ پر قبضہ کرلیا اور ارسلان خاں کو گرفتار کر کے بلخ بھیج دیا چنانچہ یہیں اس نے وفات پائی۔

حسین تکلین: بعض مؤرخین نے لکھا ہے کہ یہ اختراعی قصہ ہے اس کی اصلیت کچھ نہیں ہے۔ یہ صرف سمرقند پر قبضہ کرنے کی تدبیر تھی سلطان سنجر نے سمرقند پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالمعالی حسن بن علی معروف بہ حسین تکلین کو سمرقند کی گورنری پر مامور کیا تھا حسین تکلین خاندان حکومت خانیہ کا ایک ممبر تھا۔ تھوڑے دن حکومت کرکے مرگیا تب سلطان سنجر نے اس کی جگہ محمود خان بن ارسلان خاں کو (جو اس کی بیوی کا بھائی تھا) سند حکومت عطا کی۔

شاہ چین کوخاں: ۵۲۲ھ میں کوخاں بادشاہِ چین نے ایک بڑی فوج لے کر کاشغر پر چڑھائی کی۔ کو کے معنی چینی زبان میں بڑے کے ہیں اور لفظ خاں ترک کے ہر بادشاہ کے نام کے ساتھ بطور لقب ملایا جاتا تھا۔ کوخاں اعور (بھینگا) بادشاہان ترک کی طرح زریں تاج سر پر رکھتا اور حریرو دیبا زیب بدن کرتا تھا۔ الغرض جب کوخاں سرحد چین سے نکل کر ترکستان پہنچا۔ تاتاری ترکوں کا جم غفیر جو کوخاں کی فوج کشی سے بہتوں پہلے چین سے نکل کر ان ممالک میں چلا آیا تھا اور ملوک خانیہ کی خدمت کو باعثِ عزت سمجھتا تھا کوخاں کی فوج میں داخل ہوگیا جس سے کوخاں کی فوج میں معقول اضافہ ہوگیا۔ والی کاشغر

احمد خاں بن حسین لشکر مرتب کر کے مقابلہ پر آیا لیکن پہلے ہی حملہ میں پاؤں اکھڑ گئے چنانچہ تاتاری ترکوں کا گروہ اس کے ساتھ ان ممالک میں ٹھہر گیا۔

محمود خاں بن ارسلان اور تاتار: ان تاتاریوں کے چین سے نکلنے اور ساغون میں آ کر مقیم ہونے کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ ارسلان محمد ان لوگوں سے بوقت ضرورت جنگ فوجی خدمت اور مدد لیتا تھا ان کو جاگیریں دے رکھی تھیں وظائف اور تنخواہ بن دیتا تھا غرضیکہ سرحد کی حفاظت کے خیال سے ان کی ضروریات زندگی کافی تعداد میں مقرر کئے ہوئے تھے مگر کسی وجہ سے ان لوگوں کو ارسلان محمد سے کشیدگی پیدا ہوئی۔ سرحد سے ٹڈی دل گروہ نکل پڑا اور بلادِ ساغون میں داخل ہو کر مقیم ہو گیا۔ ارسلان محمد نے انہیں واپس لانے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ پھر جب کوخاں کے لشکر کا سیلاب ترکستان آیا تو یہ لوگ اس کی فوج میں شامل ہو گئے۔ ممالک اسلامیہ پر لوٹ مار کا ہاتھ بڑھایا غارت گری شروع کر دی یکے بعد دیگرے شہروں پر قبضہ کرنے لگے۔ جب کسی شہر پر قابض ہوتے تو ہر مکان سے ایک دینار بطورِ تاوان جنگ وصول کرتے تھے اور جو حکمران ان کا مطیع ہوتا تو اس کی پیٹی میں ایک چپراس لگانے کا حکم دیتے تھے گویا یہ ان کی اطاعت کی علامت تھی اس کے بعد ۵۳۱ھ میں بلاد ماوراء النہر کی طرف بڑھے۔ محمود خاں بن ارسلان خاں مقابلہ پر آیا۔ تاتاریوں نے محمود کو شکست دی۔ بھاگ کر سمرقند و بخارا کی طرف چلا گیا۔ محمود خاں اس شکست کے بعد ہمت ہار گیا۔ سلطان سنجر والیٔ سجستان ملوک غوری حکمرانانِ غزنی اور شاہانہ ماوراء النہر کو مسلمانوں کی مظلومی کے واقعات لکھے اور ان کو تاتاریوں کے مقابلہ پر اپنی مدد کو بلا بھیجا اور ماہ ذی الحجہ ۵۳۵ھ میں دریا عبور کر کے چینی اور تاتاری ترکوں سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا۔ ترکوں کا ایک گروہ فارغلیہ سامنے پڑ گیا۔ ان کی گرفتاری کی کوشش کامیاب نہ ہوا۔ فارغلیہ کوخاں کے پاس بھاگ گئے اور اس سے سلطان سنجر کو سفارش لکھنے کی درخواست کی۔

سلطان سنجر اور کوخاں: سلطان سنجر نے کوخاں کی سفارش قبول نہ کی اسلام قبول کرنے کے لئے لکھا اور اسلام قبول نہ کرنے کی صورت میں برے انجام کی دھمکی دی جس وقت یہ خط کوخاں کے پاس پہنچا غصہ سے کانپ اٹھا ایلچی کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور اپنی ٹڈی دل فوج (جس میں ختنی تاتاری اور فارغلیہ بھی تھے) مرتب کر کے سلطانِ سنجر سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ سلطان سنجر بھی اس خبر سے مطلع ہو کر خم ٹھونک کر میدان میں آ گیا۔ پہلی صفر ۵۳۶ھ میں صف آرائی کی نوبت آئی۔ میمنہ پر امیر قماج تھا اور میسرہ پر والیٔ سجستان' گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ فارغلیہ کی علیحدگی سے سخت نقصان کا سامنا کرنا پڑا۔ سلطان سنجر کے پاؤں میدان جنگ سے اکھڑ گئے۔ عساکر اسلامیہ کو شکست ہوئی' دور تک ختنیوں اور تاتاریوں نے قتل و غارت کرتے ہوئے مسلمانوں کا تعاقب کیا۔

دولت خانیہ کا خاتمہ: والیٔ سجستان امیر قماج اور سلطان سنجر کی بیگم بنت ارسلان خاں محمد کو گرفتار ہو گئی جنہیں کچھ عرصہ بعد فریق مخالف نے رہا کر دیا اس جنگ سے زیادہ عظیم کوئی واقعہ اسلام میں پیش نہیں آیا۔ نہایت بری طرح سے مسلمان پامال کیے گئے۔ اسی زمانہ میں ماوراء النہر وغیرہ میں لٹیرے تاتاریوں کی حکومت قائم ہو گئی اور ان ممالک میں حکومت خانیہ جو قائم تھی اس کا خاتمہ ہو گیا۔ اس وقت تک یہ دائرۂ اسلام میں داخل نہیں ہوئے تھے۔

کوخاں کا کردار: ۵۳۷ھ میں کوخاں مر گیا۔ نہایت خوبصورت وجیہہ اور خوش آواز تھا چینی ریشم پہنتا تھا اس کا رعب و داب اس کے ہمراہیوں پر اس درجہ کا تھا کہ کوئی شخص رعیت کے مال واسباب پر ہاتھ نہ بڑھاتا تھا کوئی امیر ایک سو سواروں سے زیادہ اپنی رکاب میں نہ رکھتا تھا۔ ظلم اور شراب نوشی کی قطعاً ممانعت کر دی تھی جو شخص اس جرم میں گرفتار ہو کر آتا تھا اسے نہایت سخت سزا دیتا تھا۔ زنا کو برا نہ سمجھتا تھا' نہ اس کی کوئی سزا تھی۔ جب مر گیا تو اس کی بیٹی حکمران ہوئی لیکن تھوڑے دن بعد یہ بھی مر گئی تب اس کے بعد اس کی ماں یعنی کوخاں کی بیوی نے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ اس زمانے سے ماوراء النہر برابر تاتاریوں کے قبضہ میں رہا یہاں تک کہ علاء الدین محمد بن خوارزم بانی دولت خوارزمیہ نے ۶۱۲ھ میں انہیں مغلوب اور زیروزبر کیا جیسا کہ آپ آئندہ حکومت خوارزمیہ کے سلسلہ میں پڑھیں گے۔

بقراخاں اور فارغلیہ: انہی واقعات کے دوران جس وقت دولت خانیہ میں سے جفری بن حسین تکین نے ماوراء النہر سمرقند اور بخارا کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی انہی دنوں ۵۵۹ھ میں فارغلیہ کو صوبجاتِ بخارا اور سمرقند سے جلاء وطن ہو کر کاشغر میں چلے جانے کا حکم دیا تھا۔ انہیں کاشت کاری اور محنت ومزدوری پر مجبور کیا تھا۔ فارغلیہ نے اس سے انکار کیا' لڑائی پر آمادہ ہوئے' مسلح ہو کر بخارا کی جانب بڑھے تو جفری خاں نے ان کو سمجھایا بجھایا لیکن وہ راہ پر نہ آئے اتنے میں بقراخاں کا دورِ دورہ شروع ہو گیا۔ اس نے نہایت بے رحمی سے انہیں پامال کیا۔ ان کا اثر مٹا دیا۔ باقی ماندہ کو اطراف سمرقند کی جانب جلاء وطن کر کے بھیج دیا اس سے آئندہ ان اطراف میں فتنہ وفساد کا وجود باقی نہ رہا اور امن وامان قائم ہو گیا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

باب : ۱۳

سلاطینِ غور

بنی حسین: زمانہ حکومت امیر سبکتگین میں بنی حسین ممالک غور پر بنی سبکتگین کی طرف سے حکومت کر رہے تھے۔ رعب وداب اور شان وشوکت والے تھے آخری دور حکومت بنی سبکتگین میں بنی حسین کے چار امیروں کے نام زیادہ مشہور ہوئے' انہی کے زمانے سے غوریوں کی حکومت وحکومت مستحکم اور مستقل ہوئی۔ محمد شوری حسین شاہ اور سام یہ چاروں حسین کی نسل سے تھے۔ میں حسین کونسباً کسی طرف منسوب نہیں کر سکتا۔

محمد بن حسین کا قتل: جن دنوں بہرام شاہ اور ان کے بھائی ارسلان شاہ میں خانہ جنگی شروع ہوئی۔ محمد بن حسین ارسلان شاہ سے مل گیا۔ بہرام شاہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ جس میں ارسلان شاہ کا زمانہ حکومت ختم ہو گیا اور بہرام شاہ غزنین کا حکمران ہوا محمد بن حسین اپنے ہمراہیوں کے ساتھ ۵۴۳ھ میں ملاقات کے ارادے سے آیا بہرام شاہ تاڑ گیا محمد بن حسین کا محض ملنے کی غرض سے غزنی آنا خالی از علت نہیں ہے گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس سے غوریوں کو غصہ پیدا ہوا' غزنی پر غوریوں کی فوج کشی کا یہی باعث ومحرک ہوا تھا۔

غزنی پر فوج کشی: محمد کے قتل ہونے کے بعد اس کے بھائی حسین شاہ بن حسین نے عبائے حکمرانی زیب بدن کی پھر غوریوں میں باہم کچھ جھگڑا ہو گیا تب اس کا بھائی (سیف الدین) شوری[1] حکومت کی کرسی پر بیٹھا اور اپنے بھائی محمد کے خون کا بدلہ لینے کے لئے غزنی پر فوج کشی کی یہ واقعہ ۵۴۳ھ کا ہے۔

بہرام شاہ مقابلہ نہ کر سکا' غزنی کو خیر باد کہہ کر ہندوستان چلا گیا۔ سیف الدین شوری نے غزنی پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کچھ عرصہ بعد بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں فراہم کر کے غزنی کو سیف الدین شوری کے قبضہ سے نکالنے کی غرض سے واپس ہوا۔ مقدمۃ الجیش پر سالار بن حسین امیر ہند اور ابراہیم بن علوی تھے۔ سیف الدین شوری بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ غزنی جو اس کی رکاب میں تھا مقابلہ کے وقت اپنے پرانے محسن بہرام شاہ سے مل گیا جس سے سیف الدین شوری کو شکست ہوئی خود لشکریوں نے گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ ماہ محرم ۵۴۴ھ میں بہرام شاہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے غزنی میں داخل ہوا اور سیف الدین شوری کو تشہیر کرا کے غزنی کی شہر پناہ کے دروازے پر سولی دے دی۔

---

[1] اسے عام مؤرخین قطب الدین محمد کے نام سے موسوم کرتے ہیں اور شوری کو سیف الدین سوری کے نام سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ۔

علاء الدین کا ہرات و بلخ پر قبضہ : سیف الدین شوری کے قتل کے بعد بلادِ غور کی حکومت پر اس کا بھائی حسین شاہ ملقب بہ علاء الدین قابض ہوا۔ اس نے غور کی تمام پہاڑیوں اور شہر فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا۔ فیروز کوہ غزنی اور ہندوستان کے درمیان میں واقع تھا جس کی وسعت و آبادی خراسان کے قریب قریب تھی علاء الدین نے نہایت استقلال و استحکام کے ساتھ حکومت کی' خراسان پر قبضہ کرنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اہل ہرات کی خواہش پر ہرات کا قصد کیا تین مرتبہ کے محاصرہ کے بعد امان کے ساتھ قابض ہوا۔ سلطان سنجر کے نام کا خطبہ پڑھا پھر بلخ کی جانب بڑھا۔ اس وقت سلطان سنجر کی طرف سے امیر قماج بلخ کی گورنری پر مامور تھا۔ مقابلہ کے وقت اہل بلخ نے دھوکا دیا جس سے امیر قماج کے پاؤں اکھڑ گئے۔ علاء الدین نے بلخ پر قبضہ کر لیا۔ سلطان سنجر کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی' فوجیں لے کر علاء الدین کے مقابلہ پر آیا' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ بالآخر سلطان سنجر کو فتح نصیب ہوئی علاء الدین گرفتار کر لیا گیا۔ چند روز بعد سلطان سنجر نے خلعت دے کر پھر فیروز کوہ کی حکومت عطا کی۔

غزنی پر قبضہ : اس کے بعد ۵۴۷ھ میں علاء الدین نے غزنی پر حملہ کیا بہرام شاہ میں مقابلہ کی قوت نہ تھی غزنی چھوڑ دیا۔ علاء الدین نے غزنی پر قبضہ حاصل کر کے' اور اپنے بھائی سیف الدین کو حکومتِ غزنی پر مامور کر کے فیروز کوہ کی جانب واپس ہوا۔ جس وقت موسم سرما آ گیا اور برفباری کی وجہ سے فیروز کوہ اور غزنی کا راستہ بند ہو گیا۔ اہل غزنی نے بہرام شاہ سے خط و کتابت کر کے بلا بھیجا چنانچہ بہرام شاہ ہندوستان سے فوجیں لے کر غزنی کے قریب پہنچا۔ اہل غزنی نے سیف الدین کو گرفتار کر کے بہرام شاہ کے حوالے کر دیا۔ بہرام شاہ نے غزنی پر قبضہ کر کے سیف الدین کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد علاء الدین نے بغرض انتقام غزنی پر چڑھائی کی اور بزورِ تیغ فتح کر کے غزنی کو تخت و تاراج کیا سارے شہر کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں مناقشہ : الغرض جس وقت علاء الدین کی حکومت و سلطنت کو استحکام حاصل ہو گیا تو اپنے مقبوضہ اور مفتوحہ علاقہ کے انتظام کی جانب متوجہ ہوا بلادِ غور پر اپنے بھتیجوں غیاث الدین اور اور شہاب الدین پسران سام بن حسین کو مامور کیا' ان دونوں نے نہایت خوبی سے اپنے مقبوضہ ممالک کا انتظام کیا۔ رعایا کے حقوق کی پورے طور پر نگہداشت کی جس سے عام طور سے لوگوں کے دل ان کی جانب مائل ہو گئے' لگانے بجھانے والوں نے ان کے چچا علاء الدین سے لگانا بجھانا شروع کیا اور موقع پا کر یہ جڑ دیا کہ شہاب الدین اور غیاث الدین حکومت و سلطنت کے دعویدار ہیں اور آپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ علاء الدین نے غیاث الدین اور شہاب الدین کو بلا بھیجا۔ یہ کسی وجہ سے نہ آ سکے علاء الدین کا شبہ یقین کی حد تک پہنچ گیا فوراً فوجیں مرتب کر کے دونوں کی گرفتاری کر لئے بھیج دیں۔ اتفاق یہ کہ علاء الدین کی فوج کو شکست ہوگئی اور غیاث الدین اور شہاب الدین نے اعلانیہ اپنے چچا کی مخالفت کا اظہار کر کے اس کا نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔

علاء الدین اور شہاب الدین میں مصالحت : علاء الدین کو اس سے سخت غصہ پیدا ہوا' دوبارہ فوجیں مرتب کر کے خود بقصد جنگ غیاث الدین اور شہاب الدین پر فوج کشی کی سخت و خونریز جنگ ہوئی۔ بالآخر علاء الدین کی فوج میدان

سے بھاگ کھڑی ہوئی' علاء الدین نے امن کا جھنڈا بلند کیا خاتمہ جنگ پر غیاث الدین اور شہاب الدین اپنے چچا کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسے تخت حکومت پر بٹھلا کر چھوٹوں کی طرف اس کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ علاء الدین اپنے بھتیجوں کی مردانگی سعادت مندی سے نہایت خوش ہوا۔ اپنی بیٹی کو غیاث الدین کے عقد میں دیا اور مرنے کے وقت اس کے حق میں حکومت وسلطنت کی وصیت کر گیا۔

ابوالفتح غیاث الدین: علاء الدین بادشاہ نے ۵۵۶ھ میں وفات پائی۔ ابوالفتح غیاث الدین ابن سام ابن حسین دارالحکومت فیروزہ کوہ میں اپنے چچا علاء الدین کی وصیت کے مطابق تخت حکومت پر متمکن ہوا علاء الدین کی موت سے حکومت غزنی کے بہی خواہوں کو موقع مل گیا جمع ہو کر ہنگامہ کر دیا اور غزنی کو امراء حکومت سے چھین لیا۔ غیاث الدین کے قبضہ میں دارالحکومت فیروز کوہ اور اس کے مضافات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی حکومت میں بلادِ غور باقی رہ گئے۔ پندرہ برس کے بعد امراء غزنویہ کی بدسلوکی سے اہل غزنی تنگ آ گئے۔

شہاب الدین کا غزنی پر قبضہ: اسی اثناء میں غیاث الدین کی حکومت کو ہر طرح سے استحکام ہو گیا تھا فوجیں آراستہ کر کے غزنی پر چڑھائی کر دی خراسانی اور غوری فوجیں رکاب میں تھیں ۵۷۱ھ میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ امراء دولت غزنویہ کو شکست ہوئی۔ غیاث الدین نے کامیابی کے ساتھ غزنی پر قبضہ کر لیا اس کے بعد کرمان اور شنوران پر دھاوا کیا (یہ کرمان ہندوستان اور غزنی کے درمیان واقع ہے اس سے ملک فارس کا کرمان مقصود نہیں ہے) کرمان اور شنورا کے فتح ہونے پر لاہور کی طرف قدم بڑھایا۔ خسرو شاہ آخری تاجدار دولت غزنویہ بن بہرام شاہ نے اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کیا اور دریا کو عبور نہ کرنے دیا مجبوراً غیاث الدین کو واپس ہونا پڑا۔ واپسی کے وقت بعض پہاڑی مقامات پر جو کہ ہندوستان کے پہاڑوں سے متصل تھے قبضہ کر لیا۔ غزنی کی حکومت پر اپنے بھائی شہاب الدین کو مقرر کر کے اپنے دارالحکومت فیروزکوہ کی جانب واپس ہوا۔

شہاب الدین کی لاہور پر فوج کشی: شہاب الدین نے غزنی فتح کرنے کے بعد اہل غزنی کے ساتھ مدارات اور نرمی کے برتاؤ کئے حسن سلوک سے پیش آیا جس سے اس کی ہر دلعزیزی بڑھ گئی۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط ہو گئی۔ ہندوستان کے اکثر سرحدی اور پہاڑی ممالک کو فتح کر لیا' اس کی ملک گیری اور فتوحات کا سیلاب لاہور تک پہنچ گیا جو اس زمانہ میں خسرو ملک آخری تاجدار دولت غزنویہ کا پایہ تخت تھا۔ ۵۷۹ھ میں شہاب الدین نے خراسان اور بلادِ غور سے فوجیں فراہم کر کے لاہور پر فوج کشی کی' دریا کو عبور کر کے لاہور پر محاصرہ ڈال دیا۔ باہم نامہ و پیام شروع ہوا' دامادی رشتہ قائم کرنے کی خواہش ظاہر کی اور حسب خواہش جاگیریں دینے کا وعدہ کیا مگر شرط یہ لگا دی کہ میرے بھائی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خسرو ملک نے اس سے انکار کر دیا' تب شہاب الدین نے محاصرہ میں سختی شروع کی۔ اہل شہر شدت محاصرہ اور جنگ سے گھبرا گئے خسرو ملک کو برا بھلا کہنے لگے۔

لاہور پر قبضہ: خسرو ملک نے قاضی شہر اور خطیب جامع مسجد کو امن کی درخواست دے کر شہاب الدین کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ شہاب الدین نے امن کی درخواست منظور کر لی اور فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے لاہور میں داخل ہوا' چند روز تک

خسرو ملک عزت واحترام کے ساتھ شہاب الدین ہی کی خدمت میں رہا' دو مہینہ کے بعد غیاث الدین کا حکم پہنچا کہ خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال کے ساتھ میرے پاس فیروز کوہ بھیج دو۔ خسرو ملک کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ شہاب الدین نے اطمینان دلایا قسمیں کھائیں۔ خسرو ملک تن بہ تقدیر اپنے اہل وعیال کے ساتھ فوج کے ایک دستہ کے ساتھ حفاظت میں فیروز کوہ کی جانب روانہ ہوا۔ غیاث الدین نے پہنچتے ہی خسرو ملک کو اس کے اہل وعیال کے ساتھ ایک قلعہ میں قید کر دیا۔ خسرو ملک اور اس کے خاندان کی حکومت کا یہ آخری دور تھا۔

ہرات پر قبضہ : جس وقت غیاث الدین کی حکومت کا جھنڈا پایۂ تخت لاہور پر گاڑ دیا گیا اپنے بھائی شہاب الدین کو جو لاہور کی فتح پر مامور ہوا تھا لکھ بھیجا کہ منبروں پر میرے نام کا خطبہ پڑھا جاوے اور سلطان کے لقب سے یاد کیا جائے اور میرے نام کے ساتھ بطور القاب یہ الفاظ بڑھائے جائیں۔ غیاث الدنیا والدین معین الاسلام والمسلمین قسیم امیر المؤمنین' ساتھ ہی اپنے بھائی کو بھی ''عز الدین'' کا خطاب عنایت کیا۔

شہاب الدین لاہور کی مہم سے فارغ ہو کر اپنے بھائی غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچا۔ دونوں بھائی ہرات پر قبضہ کرنے کے بارے میں متفق الرائے ہوئے اور فوجیں مرتب کر کے ہرات کی جانب بڑھے اس وقت ہرات میں سلطان سنجر کی حکومت کا پھریرا لہرا رہا تھا اور اس کا گورنر اپنی فوج کے ساتھ رہتا تھا۔ غیاث الدین نے ہرات پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا گورنر ہرات مقابلہ نہ کر سکا' امن حاصل کر کے شہر حوالے کر دیا۔ ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد بوشنج کی طرف قدم بڑھایا۔ فتح مندی ان کا ساتھ دے رہی تھی۔ بوشنج پر بھی قبضہ ہو گیا۔ بادغیش کی طرف روانہ ہوئے اور اسے بھی فتح کر لیا۔ فتحیابیوں کے بعد غیاث الدین نے فیروز کوہ کی جانب اور شہاب الدین غزنی کی طرف مظفر ومنصور واپس ہوئے۔

شہاب الدین اور رانی اجہ : شہاب الدین نے غزنی پہنچ کر چند دنوں تک آرام کرنے کی غرض سے قیام کیا۔ جب فوج سفر وجنگ کی تکان سے آرام حاصل کر چکی تو شہاب الدین نے ہندوستان پر جہاد کی غرض سے تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ ۵۷۴ھ میں غزنی سے روانہ ہو کر شہر اجرہ (یا اجہ) کا محاصرہ کر لیا راجہ اجراہ نے قلعہ بندی کر لی لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ مدتوں لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ شہاب الدین نے اس امر کا احساس کر کے کہ جنگ سے کامیابی بہ دقت اور بدیر حاصل ہو گی رانی سے خط وکتابت شروع کی اور اس سے یہ کہلا بھیجا کہ اگر تم اس کی فتحیابی میں میرا ہاتھ بٹاؤ گی اور میں شہر کو فتح کر لوں گا تو میں تم سے فتحیابی کے بعد نکاح کر لوں گا اور تمہیں ملکۂ جہان بناؤں گا۔ رانی نے کہلا بھیجا کہ میں تو اس قابل نہیں رہی البتہ میری لڑکی حاضری ہے آپ اس سے عقد کر لیجئے اور میرے مال واسباب کو ہاتھ نہ لگائیے گا۔ شہاب الدین نے اسے منظور کر لیا۔ رانی نے موقع پا کر راجہ کو زہر دے دیا۔ راجہ مر گیا۔

فتح اجہ (سندھ) : شہاب الدین نے اس حیلہ سے بآسانی شہر پر قبضہ کر لیا اور حسب اقرار راجہ کی لڑکی کو مسلمان کر کے اپنے نکاح میں لے لیا اور اسے اس کی ماں کے ساتھ ارکان اسلام کی تعلیم کی غرض سے بعزت واحترام غزنی بھیج دیا۔ چند دن بعد رانی مر گئی اور دس برس کے بعد اس کی لڑکی بھی انتقال کر گئی۔ فتح اجرہ کے بعد شہاب الدین نے ہندوستان کو اپنے جہاد اور مذہبی جنگ کا میدان بنا لیا۔ متعدد اور بے شمار شہروں کو فتح کیا۔ ہندوستان میں اس کی فتحیابی کی موجیں اس حد تک پہنچیں جہاں

تک اس سے پہلے کسی اسلامی مجاہد کا گزر تک نہ ہوا تھا۔

ترائین کی پہلی جنگ: فتح اچہ (سندھ) سے راجگان ہندوستان میں ہلچل مچ گئی' ہر ایک کو اپنی راج گدی (ریاست) کے سنبھالنے کا خیال پیدا ہوا' ایک دوسرے سے شہاب الدین کے حملوں سے بچنے کی بابت خط و کتابت کرنے لگے۔ نصیحت' فضیحت اور ملامت کی سب نے مل کر ایک دوسرے کی مدد کی قسمیں کھائیں چاروں طرف سے فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام کے مقابلہ پر آ گئے شہاب الدین بھی غوری' خلجی اور خراسانی فوجیں لے کر خم ٹھونک کر میدان جنگ میں آیا' ہنگامہ کارزار گرم ہوا' سخت اور خونریز جنگ کے بعد لشکر اسلام کو شکست ہوئی' راجپوتوں نے مسلمانوں کو سختی کے ساتھ قتل کرنا شروع کیا شہاب الدین زخمی ہو کر گھوڑے سے گر پڑا' بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر شدید زخم پہنچا بھگدڑ میں کسی کو یہ خبر نہ ہوئی کہ شہاب الدین کہاں ہے اتنے میں رات نے پہنچ کر بیچ بچاؤ کرایا۔ راجپوتوں نے قتل و تعاقب سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خدام دولت شہاب الدین کو ڈھونڈ کر زخمیوں اور مقتولوں کے درمیان سے اٹھا لائے کوچ و قیام کرتے ہوئے غزنی پہنچے۔ ہوا خواہان دولتِ غوریہ اس خبر کو سن کر عیادت کے لئے آئے چاروں طرف سے وفد حاضر ہوئے۔ غیاث الدین نے تازہ دم فوج کمک پر بھیجی اور جنگ میں جلدی کرنے پر نصیحت و ملامت کی۔[1]

شہاب الدین اور پتھورا (پرتھوی راج) میں جنگ: اس شکست سے شہاب الدین کو سخت صدمہ ہوا مدتوں اسی ادھیڑ بن میں رہا کہ راجگان ہند سے کب اور کس طرح انتقام لیا جائے۔ بالآخر جب غیاث الدین کی تازہ دم فوج بطور امداد آ گئی تو شہاب الدین نے دوبارہ ہندوستان کا قصد کیا۔ پتھورا نے کہلا بھیجا کہ "بہتر ہو گا کہ آپ ہندوستان کا قصد نہ کیجئے بلکہ اپنے مقبوضات کو بھی ہمارے حوالے کر کے ہندوستان سے نکل جایئے ورنہ اس مرتبہ آپ کی خیر نہیں"۔ شہاب الدین نے جواب دیا "میں چونکہ خود مختار نہیں ہوں اس لئے اپنے بھائی کو اس سے مطلع کرتا ہوں اگر واپسی کی اجازت آ گئی تو بے شک میں واپس چلا جاؤں گا"۔ دونوں حریف مورچہ بندی کئے ہوئے ایک دوسرے کے مقابلہ پر پڑے رہے۔ راجپوتوں نے پورے طور سے حفاظت کا سامان کر لیا تھا دریائے سرستی کے پایاب مقامات کی حفاظت پر فوجیں متعین کر دی

---

[1] شہاب الدین نے ۵۸۷ھ میں غزنی سے ہندوستان پر بغرض جہاد فوج کشی کی قلعہ بٹھنڈہ کو جو پتھورا والی اجمیر کے مقبوضات میں سے تھا فتح کر لیا اور ملک ضیاء الدین کو قلعہ دار مقرر کر کے واپس ہونا چاہتا تھا کہ دفعتہً یہ خبر سننے میں آئی کہ پتھورا اور اس کے بھائی کھانڈے رائے والی دہلی راجاؤں کے اتفاق اور پشت پناہی سے قلعہ بٹھنڈہ واپس لینے کے لئے آ رہا ہے۔ شہاب الدین یہ سنتے ہی ارادہ ترک کر کے نکل پڑا۔ مقام ترائین دریائے سرستی کے کنارے پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ تھانیسر سے یہ مقام سات کوس اور دہلی سے چالیس کوس کے فاصلے پر واقع ہے۔ پتھورا دو لاکھ سواروں اور تین ہزار زنجیر فیل کی جمعیت سے مقابلہ پر آیا تھا۔ نہایت سخت و خونریز لڑائی ہوئی کشتوں کے پشتے لگ گئے شہاب الدین کا میمنہ و میسرہ بھاگ کھڑا ہوا۔ قلبِ لشکر میں بھگدڑ مچ گئی لشکریوں کے پاؤں ڈگمگا گئے لیکن شہاب الدین کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ کھانڈے رائے نے شہاب الدین کی مردانگی سے متاثر ہو کر ہاتھی بڑھایا۔ شہاب الدین نے گھوڑے کو مہمیز کیا گھوڑے نے نہایت تیزی سے اپنے اگلے دونوں پاؤں ہاتھی کی مستک پر رکھ دیئے۔ ہاتھی چیخ مار کر بیٹھ گیا۔ شہاب الدین نے برچھا کا وار کیا وار پورا نہ پڑا کھانڈے رائے کے آگے کے چند دانت ٹوٹ گئے۔ کھانڈے رائے نے جھلا کر تلوار چلائی۔ شہاب الدین کا بایاں ہاتھ بیکار ہو گیا سر پر بھی زخم آیا چکرا کر گرا چاہتا تھا کہ ایک خلجی سپاہی پیچھے سے اچانک شہاب الدین کے گھوڑے پر آ رہا اور اسے سنبھال کر گھوڑے کو بڑھا کر راجپوتوں کے نرغے سے نکل آیا۔ مسلمانوں کی شکست کے بعد کھانڈے رائے اور پتھورا نے قلعہ بٹھنڈہ کا رخ کیا اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ ایک برس ایک ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے قلعہ فتح ہوا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ و زین المآثر۔

تھیں کشتیاں ہٹا دی گئی تھیں شہاب الدین اس تہیہ وفکر میں تھا کہ کسی طرح دریا کو عبور کر کے پتھورا کی فوج پر حملہ کرنا چاہئے مگر موقع نہ ملتا تھا اور نہ دریا عبور کرنے کا کوئی سامان ہمراہ تھا۔ ایک روز ہندو سپاہی لشکر میں آیا اور اس نے ایک پایاب مقام کا پتہ بتلایا۔ شہاب الدین کو خطرہ ہوا کہ مبادا یہ دھوکا دیتا ہو۔

فتح دہلی: اسی پس وپیش میں تھا کہ اہل اجرہ اور ملتان کے ایک گروہ نے اس کی تصدیق کی پھر کیا تھا مسلمانوں کو موقع مل گیا امیر حسن بن حرمیہ غوری نے شب کے وقت اسی پایاب مقام سے ایک فوج دوسرے کنارے پر اتار دی لڑائی کا بازار گرم ہو گیا۔ محافظین دریا سے میدان خالی ہونے پر شہاب الدین بھی اپنے لشکر کے ساتھ دریا عبور کر کے راجپوتوں کی فوج پر جا پڑا گھسان کی لڑائی ہوئی شروع ہو گئی۔ لشکر اسلام نے چاروں طرف سے گھیر کر قتل وپامال کا کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا چند افراد جانبر ہوئے ہزار ہا ہندو قید کر لئے گئے پتھورا اثناء جنگ میں مارا گیا۔ اس جنگ سے راجگان ہند کے دلوں پر شہاب الدین کے رعب وداب کا سکہ بیٹھ گیا۔ اکثر شہروں پر بآسانی قبضہ ہو گیا۔ شہاب الدین نے ان لوگوں پر جزیہ مقرر کیا اور ان لوگوں نے بخوشی خاطر اسے قبول کر کے مصالحت کر لی اور ضمانت دی شہاب الدین نے دہلی کی حکومت پر قطب الدین ایبک کو مامور کیا۔ دہلی اس زمانے میں بھی دار السلطنت تھی اس کے بعد اپنے لشکر ظفر پیکر کو ہندوستان میں پھیلا دیا جو مشرق میں ہندوستان کو سر کرتا ہوا چین کی سرحد تک پہنچ گیا اور اس قدر فتوحات کیں کہ اس سے پیشتر کسی کو نصیب نہ ہوئی تھیں۔ یہ تمام واقعات ۵۴۸ھ کے ہیں۔[1]

قتل محمد بن علاء الدین: علاء الدین کے مرنے کے بعد اس کا بیٹا محمد غور کے تخت حکومت پر متمکن ہوا ۵۵۸ھ میں

---

[1] (مترجم) کاتب کی غلطی ہے ۵۴۸ھ کی جگہ ۵۸۴ھ پڑھو کیونکہ ۵۷۹ھ تک لاہور خسرو ملک آخری فرمانروا ملوک غزنویہ کے قبضہ میں تھا اور یہ لڑائی لاہور پر تسلط حاصل کرنے کے بعد ہوئی۔

یہ لڑائی ہندوستان کی فیصلہ کن لڑائی تھی۔ اس لڑائی کے بعد سے مسلمانوں کے قدم ہندوستان میں جم جاتے ہیں۔ حکومت وسلطنت کی بنیاد پڑتی ہے اس لڑائی میں ڈیڑھ سو راجگانِ ہند شہاب الدین سے جنگ کرنے کے لئے آئے تھے تمام ہندوستانی فوجوں کا سردار پتھورا راجہ اجمیر اور کھانڈ رائے راجہ دہلی تھا۔ تین ہزار کوہ پیکر ہاتھی اور تین لاکھ سوار راجپوت اس کی رکاب میں تھے (۱) اور شہاب الدین نے ایک لاکھ فوج سے ان پر حملہ کیا تھا۔ لاہور پہنچ کر قوم الملک رکن الدین حمزہ کو دعوت اسلام کا پیام دے کر راجہ پتھورا کے پاس بھیجا۔ پتھورا نے سختی سے جواب دیا پھر جو کچھ اور خط وکتابت ہوئی وہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں۔ غرض کہ مقام ترائین دریائے سرستی کے مقام کے قریب صف آرائی ہوئی۔ شہاب الدین نے اپنی فوج کو چار حصوں پر تقسیم کر دیا تھا اور یہ حکم دیا تھا کہ ہر فوج باری باری حملہ آور ہو۔ لڑتے لڑتے جب عصر کا وقت آ جائے تو ثابت قدمی سے دست کش ہو کر آہستہ آہستہ پس پا ہوں۔ راجگانِ ہند لشکر اسلام کی پسپائی کا خیال کر کے آگے بڑھیں گے اس وقت ما بدولت اقبال کمین گاہ سے نکل کر راجپوتوں پر حملہ آور ہوں گے۔ چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا لشکر اسلام کا پیچھے ہٹنا تھا کہ راجپوتوں نے دلیرانہ تعاقب کیا۔ ایک طرف سے شہاب الدین نے اور دوسری طرف سے خرمیل نے دفعۃً حملہ کر دیا۔ راجپوتوں کا بڑھتا ہوا جوش رک گیا۔ انتہائی بے سروسامانی سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ کھانڈ رائے اور راجگانِ ہند کے ہاتھ مارا گیا۔ پتھورا سرستی کے کنارہ پر گرفتار کر لیا گیا اور شہاب الدین کے حکم سے مار ڈالا گیا۔ بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ قلعہ سرستی' ہانسی' کہرام' سمانہ مسخر ومفتوح ہوئے۔ بے حد لونڈی غلام ہاتھ لگے۔ اگلے دن جس قدر راجپوت گرفتار کر لئے گئے شہاب الدین کے حکم سے قتل کر ڈالے گئے۔

---

[1] دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۸۔

فوجیں فراہم کر کے بلخ کا قصد کیا' ان دنوں بلخ ترکوں کے قبضہ میں تھا۔ ترکوں نے بھی محمد بن علاء الدین کے آنے کی خبر پا کر مدافعت کی غرض سے خروج کیا۔ ایک روز کسی جاسوس نے ترکوں کو یہ خبر دی کہ محمد بن علاء الدین چند سپاہیوں کو ہمراہ لے کر سیر و شکار کو نکلا ہے۔ چنانچہ چند سواران ترک یہ سنتے ہی روانہ ہو گئے محمد بن علاء الدین سے ایک میدان میں ملاقات ہو گئی۔ محمد بن علاء الدین اپنے چند ہمراہیوں کے ساتھ مارا گیا۔ دو چار بھاگ کر اپنے لشکر میں آئے اور اس وحشت ناک واقع سے لشکریوں کو مطلع کیا فوج نے اسی وقت لشکر گاہ اور تمام سامان واسباب چھوڑ کر غور کا راستہ لیا۔ ترکوں نے مال واسباب لوٹ لیا اور قتل وقتال کے بغیر مال غنیمت لے کر بلخ واپس ہوئے۔

خوارزم شاہ بن انس بن محمد : ہم اوپر لکھ چکے ہیں کہ غیاث الدین اور شہاب الدین پسران ابوالفتح سام بن حسن غوری نے ۵۴۷ھ میں خراسان کی جانب کوچ کیا تھا اور ہرات بوشنج اور بادغیس پر قبضہ کر لیا تھا یہ واقعہ اس زمانہ کا ہے جب کہ سلطان سنجر کو ترکوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی اور اس کے امراء حکومت اور غلاموں نے باہم حصے بخرے کر لیا تھا تمام ملک میں طوائف الملوکی پھیلی ہوئی تھی ان سب میں خوارزم شاہ بن انس بن محمد بن انوش تکین والئ خوارزم بہت دم خم والا آدمی تھا ۵۶۷ھ میں اس کا بیٹا سلطان شاہ حکمران ہوا۔ علاء الدین تکین (خوارزم شاہ کا دوسرا لڑکا) حکومت وامارت کی بابت اپنے بھائی سے جھگڑ پڑا اور خوارزم کو سلطان شاہ سے چھین لیا۔ سلطان شاہ خوارزم سے نکل کر مرو چلا آیا اور اسے ترکوں کے قبضہ سے نکال کر قابض ہو گیا۔ چند دن بعد ترکوں نے متفق ہو کر سلطان شاہ کو مرو سے نکال دیا۔ سلطان شاہ نے خطا سے امداد حاصل کی اور انہیں لوگوں سے فوجیں مرتب کر کے دوبارہ مرو پر چڑھائی کی اور ترکوں کو مرو' سرخس' نساء اور ابیورد سے نکال کر ان پر قابض ہو گیا۔

غیاث الدین اور سلطان شاہ : اس کامیابی کے بعد خطا وان کے اصلی وطن کی طرف واپس کیا اور غیاث الدین کو تہدید آموز خط لکھا کہ ''ہرات' بوشنج' بادغیس اور جس قدر مملکت خراسان کے شہروں پر تم نے قبضہ کر لیا ہے انہیں چھوڑ دو''۔ غیاث الدین نے جواب دیا ''ان شہروں کا چھوڑنا تو ہمارے دارد کا مضمون ہے مناسب یہ ہے کہ مرو' سرخس اور خراسان کے جتنے مقامات پر تم نے قبضہ کر لیا ہے وہاں کے منبروں اور جامع مسجدوں میں میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ سلطان شاہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ فوجیں مرتب کر کے روانہ ہوا اور بوشنج کا محاصرہ کر لیا۔ مضافاتِ بوشنج میں غارت گری شروع ہو گئی۔ غیاث الدین نے اس خبر سے مطلع ہو کر ایک فوج والئ سجستان اور اپنے بھانجے بہاء الدین سام بن بامیاں کی ماتحتی میں خراسان کی جانب روانہ کی۔ ان دنوں اس کا بھائی شہاب الدین یہاں موجود نہ تھا ہندوستان گیا ہوا تھا جس وقت غیاث الدین کا لشکر خراسان پہنچا۔

سلطان شاہ کا سفیر : اس وقت سلطان شاہ ہرات کا محاصرہ کیے ہوئے تھا۔ مصلحتاً محاصرہ اٹھا کر لوٹ مار کرتا مرو کی جانب واپس آیا۔ غیاث الدین کو دوبارہ تہدید کا خط لکھا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو ہندوستان سے واپس بلا بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین ہندوستان کی مہم سے بہت جلد فراغت حاصل کر کے واپس ہوا اور فوجیں آراستہ کر کے خراسان کی طرف بڑھا۔ سلطان شاہ نے بھی فوجیں فراہم کیں اور طالقان پر آ اترا سلطان شاہ اور غیاث الدین میں خط وکتابت شروع

ہوئی مصالحت کی گفتگو ہوئی بالآخر سلطان شاہ نے بوشنج اور بادغیس کی واپسی پر مصالحت کا اظہار کیا لیکن شہاب الدین اس پر راضی نہ تھا جنگ کی چیخ و پکار مچائے ہوئے تھا اور غیاث الدین اسے خونریزی اور جنگ سے روک رہا تھا اتنے میں سلطان شاہ کا ایلچی مصالحت کی غرض سے غیاث الدین کے دربار میں حاضر ہوا۔ شہاب الدین اپنے جوش کو ضبط نہ کر سکا چلا اٹھا ''اس طرح سے کبھی صلح نہ ہوگی اور ہر ایسی صلح نہ کرو''۔ شہاب الدین یہ کہہ کر اٹھ کھڑا ہوا۔ لشکریوں سے مخاطب ہو کر بولا ''ایسی صلح سے موت بہتر ہے اٹھو جنگ پر تیار ہو جاؤ''۔ غیاث الدین خاموش ہو گیا۔

سلطان شاہ کی شکست: سلطان شاہ کا ایلچی ناکام واپس ہوا اور شہاب الدین فوجیں لے کر مروالرود کی طرف چلا۔ سلطان شاہ بھی اس سے مطلع ہو کر میدان میں آ گیا۔ پہلی ہی جنگ میں شکست کھا کر بھاگا۔ صرف بیس سواروں کے ساتھ مرو میں داخل ہوا۔ علاء الدین تکین (سلطان شاہ کا بھائی) اس شکست سے مطلع ہو کر سلطان شاہ کی روک ٹوک کے لئے جیحوں کی طرف روانہ ہوا۔ سلطان شاہ نے جیحوں کا راستہ چھوڑ کر غیاث الدین کے دربار کا راستہ لیا۔ غیاث الدین نے اس کی اور اس کے ہمراہیوں کی عزت افزائی کی اور نہایت عزت و احترام سے اپنے شاہی محل میں ٹھہرایا۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی۔ غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ ''ہمارے مجرم کو ہمارے پاس واپس کر دو ورنہ خیر نہیں ہے''۔ غیاث الدین نے جواباً لکھا ''وہ میرے پاس پناہ گزین ہوا ہے میں اس کی سفارش کرتا ہوں مناسب یہ ہے کہ اس سے تم مصالحت کر لو ورنہ میرے اور تمہارے دوستانہ تعلقات منقطع ہو جائیں گے اس خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ آئندہ سے تم خوارزم میں میرے نام کا خطبہ پڑھو اور تعلقات مضبوط کرنے کی غرض سے اپنی بہن کا عقد میرے بھائی شہاب الدین سے کر دو۔ علاء الدین تکین کو اس جواب سے سکتہ سا ہو گیا پھر کچھ سوچ سمجھ کر سختی سے انکاری جواب دیا۔

غیاث الدین اور علاء الدین تکین: غیاث الدین نے اپنی تمام فوج کو خوارزم پر حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اس کے علاوہ والیٔ نیشاپور کو لکھ بھیجا کہ میر الشکر خوارزم پر حملہ کرنے کے لئے جا رہا ہے تم بھی اپنی تمام فوج کو جمع کر لو اور اس کی کمک پر تیار ہو جاؤ۔ علاء الدین تکین کو اس کی خبر لگی تو پہلے اپنے بھائی سلطان شاہ اور غیاث الدین کی فوج سے جنگ کرنے پر مستعد ہو کر خوارزم سے نکلا پھر یہ سوچ کر کہ مبادا دوسری جانب سے آ کر خوارزم پر قبضہ کر لیں خوارزم کی جانب واپس ہوا اور جس قدر مال و اسباب اٹھا سکا وہ لے کر ترکان خطا کے پاس چلا گیا۔ فقہاء اور علماء خوارزم غوری لشکر گاہ میں حاضر ہوئے، صلح کا پیام دیا اور یہ عرض کی کہ چونکہ علاء الدین نے ترکان خطا سے میل جول پیدا کر لیا ہے مناسب ہے کہ آپ مرو کو اپنا مرکز حکومت بنائیں تاکہ علاء الدین کے آئندہ خطرات سے ہم لوگ محفوظ و مامون رہیں یا اس سے مصالحت کر لیجئے۔ شہاب الدین نے یہ درخواست منظور کر لی اور بلا کسی شرط کے مصالحت کر کے واپس آیا۔

تسخیر بلادِ اجمیر: ۵۸۳ھ میں شہاب الدین اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے اجمیر کے علاقے کو فتح کرنے کے لئے ہندوستان کی جانب روانہ ہوا تھا بلادِ اجمیر کو اس وقت ولایت سواک کے نام سے موسوم کرتے تھے اس کے حکمران کا نام کوکہ تھا شہاب الدین نے دہلی کو فتح کے بعد جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قلعہ سرستی' ہانسی' سمانہ کہرام پر بھی قبضہ کر لیا اس سے راجہ اجمیر کو برہمی پیدا ہوئی' فوجیں فراہم کر کے لشکر اسلام سے جنگ کرنے کے لئے نکلا۔ فوج کو میمنہ و میسرہ پر مقرر کیا۔

ہراول دستہ میں ہاتھیوں کی ایک تعداد رکھی۔ شہاب الدین کی فوج بھی میدان میں آ گئی لڑائی نہایت سخت شروع ہوئی۔ اتفاق یہ کہ عساکر اسلامیہ کا میمنہ ومیسرہ (دایاں اور بایاں بازو) شکست اٹھا کر بھاگ نکلا' راجپوت حملہ کرتے ہوئے قلب لشکر تک پہنچ گئے' ایک فیل سوار راجپوت نے شہاب الدین کی طرف ہاتھی بڑھایا شہاب الدین نے نیزہ چلایا وار پورا نہ پڑا۔ چند دانت آگے کے ٹوٹ گئے راجپوت نے تلوار کا وار کیا۔ شہاب الدین کے بازو میں سخت چوٹ آئی گھوڑے سے زمین پر آ رہا۔ شہاب الدین کے ہمراہی جی توڑ کر لڑتے رہے بالآخر اپنے فوجی سردار کو کسی نہ کسی طرح اٹھا کر لے بھاگے اتنے میں رات ہو گئی راجپوتوں نے تعاقب اور قتل سے ہاتھ کھینچ لیا۔

معرکۂ جنگ سے کچھ دور نکل آنے کے بعد زخم سے اس قدر خون نکلا کہ شہاب الدین بے ہوش ہو گیا۔ پالکی میں سوار کرا کے لاہور لایا گیا۔ چند روز قیام کے بعد جب ذرا ہوش وحواس درست ہوئے تو غزنی کی طرف کوچ کیا چنانچہ غزنی میں ۵۸۸ھ تک مقیم رہا۔

شہاب الدین کی امراء سے برہمی: ۵۸۸ھ میں شہاب الدین نے غزنی سے ہندوستان کی جانب بغرض جہاد کوچ کیا مقصود یہ تھا کہ اس شکست کا جسے آپ[1] اوپر پڑھ آئے ہیں۔ راجپوتوں سے بدلہ لے جس زمانہ سے شہاب الدین راجپوتوں سے شکست کھا کر واپس گیا تھا سرداران لشکر اور امراء دربار کو حاضری کی اجازت نہ دی تھی ان کا منہ دیکھنے کا روادار نہیں تھا چنانچہ سرداران لشکر کے مشورہ کے بغیر دفعۃً غزنی سے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا پشاور پہنچا۔ سرداران غور میں سے ایک بوڑھے نے حاضر ہو کر معذرت کی دریافت کیا ''کس طرف کا قصد ہے''۔ شہاب الدین نے جواب دیا ''مجھے سرداران لشکر اور امراء دربار پر اطمینان نہیں ہے انہوں نے مجھے گزشتہ لڑائی میں تنہا میدان جنگ میں چھوڑ دیا تھا اس وجہ سے میں انہیں کوئی راز بتانا نہیں چاہتا اور نہ میں ان کا منہ دیکھوں گا جب تک راجپوتوں سے شکست کا بدلہ نہ لے لوں مجھے چین نہ آئے گا''۔ بوڑھے نے عرض کیا'' وہ ایک اتفاق اور تقدیری امر تھا جو پیش آ گیا۔ تمام سرداران لشکر جاں نثاری پر تیار ہیں جہاں بادشاہ کا پسینہ گرے گا وہاں وہ خون گرانے کو موجود ہیں آپ ان کی خطائیں معاف فرما دیجئے وہ لوگ خود کردہ پشیمان اور نادم ہیں۔

شہاب الدین کو یہ باتیں پسند آ گئیں۔ امراء لشکر کو حاضری کی اجازت دی اور حسب درجہ ہر ایک کو خوشنودئ مزاج کا خلعت عنایت کیا۔

راجپوتوں کی شکست: پشاور سے نکل کر اسی میدان میں پہنچا جہاں پہلے لڑائی ہوئی تھی' اثناء راہ میں جس قدر دیہات

---

[1] اس تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو راجپوتوں کے مقابلہ میں دوبارہ شکست ہوئی ایک فتح دہلی سے پہلے دوسری اجمیر سے اور دونوں لڑائیوں میں اس کا بازو زخمی ہوا تھا اور گھوڑے سے زمین پر آ رہا تھا۔ لیکن واقعات کو ترتیب دینے سے معلوم ہوتا ہے کہ شہاب الدین کو پہلی شکست ۵۷۴ھ میں راجہ بھیم دیو والیٔ گجرات کے مقابلہ میں ہوئی تھی اور اس میں اس کے بازو پر کوئی زخم اور آسیب نہیں پہنچا تھا دوسری شکست فتح دہلی سے پہلے ہوئی جیسا کہ اوپر آپ پڑھ آئے ہیں۔ اس میں شہاب الدین کا بازو بے کار ہوا تھا۔ میرے نزدیک فتح دہلی کے بعد شہاب الدین کو کوئی شکست نہیں ہوئی۔ اجمیر پر فتح دہلی کے بعد ہی قبضہ ہو گیا تھا کیونکہ دہلی کی فتح سے پہلے پتھورا اور اس کا بھائی کھانڈے رائے مارے گئے تھے۔ لڑائی کس سے ہوئی اور کس نے شکست دی۔ (مترجم)

قصبات اور شہر ملے سب کو فتح کر لیا۔ راجپوتوں نے اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی جمعیت سے مقابلہ کیا۔ شہاب الدین لڑائی چھیڑ کر آہستہ آہستہ پیچھے ہٹا یہاں تک کہ بلاد اسلامیہ کے قریب پہنچ گیا صرف تین منزل باقی رہ گیا راجپوت تعاقب کرتے چلے آئے۔ شہاب الدین نے لشکر ظفر پیکر سے ستر ہزار سواروں کو حکم دیا کہ مرکب ہمایوں سے علیحدہ ہو کر چکر کاٹ کر راجپوتوں پر پیچھے سے حملہ آور ہوں۔ اس اثناء میں رات ہو گئی دونوں حریف جنگ وتعاقب سے رک رہے صبح ہوتے ہی ان سواروں نے جو مرکب ہمایوں سے علیحدہ ہو گئے تھے راجپوتوں پر پس پشت سے حملہ کیا اور آگے سے شہاب الدین نے تلواروں پر رکھ لیا۔ راجپوتوں کے لشکر میں بہت بڑی ہلچل مچ گئی راجپوتوں کا سردار لشکر ہاتھی پر تھا اتر کر گھوڑے پر سوار ہوا ہمراہیوں نے اس کی مخالفت کی اور اسے دوبارہ ہاتھی پر سوار کرایا ہاتھیوں کے پاؤں کو زنجیروں سے جکڑ دیا۔ مرنے اور مارنے کی قسمیں کھائیں۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی بالآخر لشکر اسلام کو فتح نصیب ہوئی۔ راجپوتوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ سردار لشکر گرفتار ہو کر دربار شاہی میں پیش کیا گیا لوگوں نے بنظر توہین اس کی داڑھی پکڑ کر اس قدر گھسیٹا کہ سرزمین سے لگ گیا پھر حکم شاہی سے قتل کر ڈالا گیا۔ راجپوتوں میں سے صرف چند افراد جانبر ہوئے۔ بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا جن میں ہاتھیوں کی ایک خاصی تعداد تھی۔

فتح اجمیر: اس فتحیابی کے بعد شہاب الدین نے اجمیر کا قصد کیا' بہت بڑا قلعہ تھا اور راجپوتوں کے دارالسلطنت ہونے کا اسے فخر حاصل تھا راجپوتوں میں اس کے بچانے کی قوت باقی نہ رہی تھی اس لئے آسانی سے فتح ہو گیا' اجمیر کے فتح ہونے سے جتنے شہر اس کے قرب وجوار میں تھے وہ بھی فتح ہو گئے اور شہاب الدین نے اپنے غلام قطب الدین ایبک کو جو اس کی طرف سے دہلی کا گورنر تھا ان شہروں کی حکومت عنایت کی اور غزنی کی جانب واپس ہوا۔

فتح بنارس: شہاب الدین غزنی کی روانگی کے وقت اپنے غلام اور گورنر ہندوستان قطب الدین ایبک کو ہدایت کر گیا تھا کہ وقتاً فوقتاً ہندوستان کے شہروں پر جہاد کرتے رہنا چنانچہ اس ہدایت کے مطابق ہی قطب الدین ایبک نے اکثر مقامات[1] پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی اور مظفر ومنصور ہوا۔ راجہ بنارس[2] کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔

راجہ بنارس راجگان ہند میں ایک خاص امتیازی درجہ رکھتا تھا۔ رقبۂ حکومت کے لحاظ سے بھی سب سے بڑا تھا' اس کی حکومت مشرق میں حدود چین تک پھیلی ہوئی تھی۔ مغرب میں لاہور کے قریب تک اس کی حکومت کا اثر پہنچا ہوا تھا' قنوج وغیرہ بھی اس کے مقبوضات میں شامل تھے۔ ان شہروں میں سلطان محمودؒ کے زمانے سے اسلام کی تخم ریزی ہو گئی تھی۔ ان علاقوں میں مسلمانوں کی ایک خاصی آبادی تھی۔ راجہ بنارس نے ان مسلمانوں کو اپنی فوج میں شامل کر لیا اور نہایت اہتمام اور انتہائی غرور سے ایک بڑی فوج لئے ہوئے ۵۹۰ھ میں شہاب الدین کے مقبوضات کی طرف بڑھا' دریائے ماخون پر جو جلہ

[1] میرٹھ کا قلعہ پتھورا کے رشتہ داروں کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے شہاب الدین کی واپسی کے بعد اس پر جہاد کیا اور بزور تیغ اس پر قابض ہو گیا اس کے بعد ۵۸۹ھ میں شہر کوئل (علی گڑھ) کو فتح کیا۔ دہلی کا قلعہ اس وقت تک ہندوؤں کے قبضہ میں تھا قطب الدین نے اس کی اہمیت کا احساس کر کے اسے بھی مسخر کر لیا اور اپنا مرکز حکومت بنایا۔ (تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۵۸ طبقات ناصری صفحہ ۱۲۰)۔

[2] بنارس کے راجہ کا نام جے چند تھا قنوج بھی اس کے دائرہ حکومت میں تھا مقام چندوار اور اٹاوہ میں مسلمانوں اور راجپوتوں نے صف آرائی کی تھی۔ لشکر اسلام کے مقدمۃ الجیش پر قطب الدین ایبک تھا۔ تقریباً پانچ سو زنجیر فیل جے چند کی فوج میں تھے (تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۵۸)۔

کے ہم پلہ ہے دونوں حریفوں نے صف آرائی کی سخت اور خونریز[1] جنگ ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر فتح نصیب ہوئی۔ کفار لشکر پامال کیا گیا۔ راجہ بنارس اثناء جنگ میں مارا گیا' بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا۔ ہزارہا لونڈی غلام بنائے گئے۔ بڑے بڑے سور ما راجپوتوں کے لڑکے گرفتار کر لئے گئے۔ نوے[2] ہاتھی مسلمانوں کے ہاتھ لگے باقی بھاگ گئے اور بعضے مار ڈالے گئے۔ شہاب الدین مظفر و منصور بنارس میں داخل ہوا۔ ایک ہزار چار سو اونٹوں پر خزانہ بار کرا کے غزنی کی جانب واپس ہوا۔[3]

قلعہ گوالیار کی تسخیر: ۵۹۲ھ میں شہاب الدین نے پھر ہندوستان پر بغرض جہاد حملہ کیا اپنا لشکر ظفر پیکر لئے ہوئے غزنی سے روانہ ہوا۔ قلعہ بھنکر پر پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ چند دن کے محاصرہ کے بعد قلعہ بصلح وامان فتح ہو گیا تھوڑی سی فوج ایک سردار کے ساتھ اس کی حفاظت پر مامور کر کے قلعہ گوالیار کی طرف بڑھا۔ بھنکر سے گوالیار پانچ منزل کی مسافت پر تھا درمیان میں ایک بڑی نہر حائل تھی' پہنچتے ہی چاروں طرف سے گھیر لیا۔ بالآخر گوالیار بھی صلح کے ساتھ فتح ہوا۔ سالانہ خراج مقرر کیا۔ راجہ گوالیار نے ایک ہاتھی سونا نذر کیا۔ شہاب الدین نے واپسی کا حکم دے دیا' بلاد ابن اسود کو غارت و پامال کرتا ہزاروں کو قید اور لونڈی و غلام بناتا ہوا مظفر و منصور غزنی چلا گیا۔

بلخ پر فوج کشی: شہر بلخ پر ترکمان خطائے قبضہ حاصل کر لیا تھا ازبہ نامی ایک سرداران ترکمانوں کا حاکم تھا ماوراء النہر والے اسے سالانہ خراج دیا کرتے تھے ۵۹۴ھ میں ازبہ مر گیا بہاء الدین سام بن محمد بن مسعود والئ بامیان نے اپنے ماموں غیاث الدین کی جانب سے بلخ پر فوج کشی کر دی اور قبضہ حاصل کر کے خراج بھیجنا بند کر دیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا اور ممالک اسلامیہ میں داخل کر لیا اس سے پیشتر یہ کفار کے قبضہ میں تھا ترکمانوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا غوریوں سے مقابلہ پر تل گئے اتفاق یہ کہ انہی دنوں علاء الدین تکش والئ خوارزم نے ان ترکمانوں کے پاس اپنی ایک سفارت بھیجی اور انہیں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی ترغیب دی۔ سبب یہ تھا کہ علاء الدین نے رے' ہمدان' اصفہان اور ان کے درمیانی شہروں کو دبا لیا تھا اور خلافت مآب کے لشکر سے چھیڑ چھاڑ کی تھی۔ دربار خلافت بغداد میں یہ درخواست کی تھی کہ جامع بغداد میں ملوک سلجوقیہ کے بجائے میرا نام خطبہ میں داخل کیا جائے' خلافت مآب نے اس کا انکاری جواب دیا تھا اور ان افعال سے

---

[1] یہ لڑائی مقام چندواڑ و اٹاوہ میں ہوئی تھی۔ دیکھو تاریخ منہاج سراج جرجانی جو شہاب الدین کے لشکر کا قاضی اور اس کا ہمراہی تھا۔

[2] منہاج سراج میں لکھا ہے کہ تین سو زنجیر فیل اس لڑائی میں مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔

[3] شہاب الدین کی واپسی کے بعد ہیمراج نے جو پتھورا کا داماد تھا پتھورا کے لڑکے کے ساتھ مل کر اجمیر واپس لینے کی غرض سے خروج کیا والئ اجمیر ان دنوں شہاب الدین کی طرف سے کولہ پتھورا کا لڑکا تھا چنانچہ کولہ نے اجمیر کو ہیمراج کے حوالے کر دیا۔ قطب الدین ایبک کو اس کی خبر لگی آگ بگولہ ہو گیا لشکر آراستہ کر کے ہیمراج پر چڑھ آیا۔ ہیمراج نے بھی ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا بہت بڑی لڑائی ہوئی آخر کار ہیمراج مارا گیا اور اجمیر پر قطب الدین ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ اسی زمانہ سے اجمیر میں مسلمان حاکم رہنے لگا۔

قطب الدین ایبک نے اجمیر پر فتح یابی حاصل کر کے نہروالہ گجرات کی طرف قدم بڑھایا۔ بھیم دیو نہروانہ کا راجہ مقابلہ پر آیا۔ یہ وہی بھیم دیو ہے جس نے پہلی بار قبضۂ لاہور سے قبل شہاب الدین کو شکست دی تھی غرضکہ دونوں حریف جی توڑ کر لڑے قطب الدین ایبک کو کامیابی ہوئی بے شمار مال غنیمت ہاتھ آیا اس کے بعد شہاب الدین غزنی گیا۔ پھر وہاں سے دہلی واپس آیا۔

بیزاری اور ناراضگی ظاہر کی تھی۔ سلطان شاہ کے معاملات اور اس کے مقبوضات لے لینے پر دھمکی دی تھی۔ ان واقعات سے علاء الدین تکش کو ترکان خطا سے سازش کرنے کا خیال پیدا ہوا۔

ترکوں کی پیش قدمی: چنانچہ علاء الدین کی ترغیب وسازش سے اِدھر ترکوں کے بادشاہ نے ایک بڑی فوج اپنے سپہ سالار افواج کی ماتحتی میں غیاث الدین کے مقبوضات پر حملہ کرنے کی غرض سے روانہ کی۔ دریا کو عبور کر کے غوری مقبوضات کی طرف بڑھے‘ اُدھر علاء الدین تکش نے طوس کی طرف سے محاصرہ کی غرض سے قدم بڑھایا غیاث الدین اس وقت عارضۂ نقرس میں مبتلا تھا نقل وحمل سے مجبور تھا۔ ترکوں نے غارت گری شروع کر دی جیسا کہ مشیت الٰہی تھی‘ بلاد اسلام آفات و مصیبت کا نشانہ بن گئے‘ ترکوں نے بہاء الدین کو گھیر لیا۔ بہت سخت لڑائی ہوئی۔ لشکر اسلام نہایت استقلال اور ثابت قدمی سے لڑتا رہا۔ اس اثناء میں غیاث الدین کی بھیجی ہوئی کمک آ پہنچی‘ لشکر اسلام کے دل ہاتھوں بڑھ گئے۔ سب نے مجموعی قوت سے حملہ کیا ترکوں کے پاؤں اکھڑ گئے شکست کھا کر جیحوں کی طرف بھاگے‘ گرفتاری اور قید کے خوف سے دریا میں کود پڑے اور موجوں کے تھپیڑوں سے ہلاک ہو گئے‘ جن کی تعداد بارہ ہزار تھی اور اکثر قتل وقید کر لئے گئے‘ صرف چند افراد جانبر ہو کر داستانِ غم سنانے کے لئے اپنے بادشاہ کے پاس پہنچے۔

علاء الدین اور ترکمانوں میں کشیدگی: بادشاہ ترک کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ علاء الدین تکش کو لکھا تمہاری بدولت ہماری قوم اور فوج کو ہلاکت کا سامنا کرنا پڑا تمہارے ہی کہنے سے ہم نے غیاث الدین کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھایا تھا‘ تم نے ہمیں دھوکا دیا۔ بہتر یہ ہے کہ ہمارے نقصانات کی تلافی کرو۔ ہمارے مقتولوں کا خون بہا دو اور جس طرح ممکن ہو ہمارے دربار میں حاضر ہو‘‘۔ اس تحریر کے دیکھنے سے علاء الدین کے حواس بجا نہ رہے۔ غیاث الدین سے میل جول پیدا کیا۔ ترکمانوں کی شکایت کی غیاث الدین نے ملامتانہ جواب دیا۔ دربار خلافت کی نافرمانی پر نصیحت وفصیحت کی۔ یہی اسباب تھے جن سے علاء الدین اور ترکمانوں میں مخالفت پیدا ہوئی اور اس نے بخارا کو ان کے ہاتھوں سے نکال لیا۔ جیسا کہ آئندہ ان کے حالات میں لکھا جائے گا۔

علاء الدین ثانی: ان واقعات کے بعد علاء الدین تکش نے جس کا ذکر آپ اوپر پڑھ آئے ہیں سفر آخرت اختیار کیا۔ اس نے خراسان‘ بلاد رے اور بلادِ جبالیہ پر اپنی قوت بازو سے قبضہ کر لیا تھا اس کے مرنے پر اس کا بیٹا قطب الدین حکمران ہوا۔ علاء الدین کا لقب اختیار کیا۔ علاء الدین ثانی نے اپنے بھائی علی شاہ کو خراسان کی حکومت پر مامور کیا۔ نیشاپور کو بطورِ جاگیر مرحمت کیا۔ ہندوخان ابن ملک شاہ برادر علی شاہ اور علاء الدین اپنے چچا علی شاہ کے خوف سے مرو چلا گیا فوج کی فراہمی اور ترتیب میں مصروف ہوا‘ اس کی خبر اس کے چچا علاء الدین محمد کو ہوئی ایک لشکر جنقر ترکی کی ماتحتی میں ہندوخان کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا۔ ہندوخاں نے مرو کو خیر باد کہہ کر غیاث الدین کی خدمت میں جا کر پناہ لی اور اپنے چچا کے مقابلہ میں امداد کا خواستگار ہوا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور امداد دینے کا وعدہ کیا۔

مرو الرود پر قبضہ: جنقر ترکی ہندوخاں کی روانگی کے بعد مرو میں داخل ہوا۔ ولا خاں اور اس کی ماں کو عزت واحترام کے ساتھ خوارزم بھیج دیا۔ غیاث الدین نے جیسا کہ اس نے ہندوخاں سے وعدہ کیا تھا۔ اس کے چچا علاء الدین سے چھیڑ چھاڑ

شروع کی' محمد بن حرنک والی طالقان کو حنبقر ترکی کے مقبوضات کی طرف بڑھنے کے لئے لکھا۔ چنانچہ محمد بن حرمک نے مرو الرود پر قبضہ حاصل کر لیا[1]..................اور حنبقر ترکی کو اس امر کا پیام دیا کہ مرو میں سلطان غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا جائے خلاف ورزی کی صورت میں مرو کے قبضہ سے ہاتھ اٹھا لیا جائے۔ حنبقر ترکی نے بظاہر اس پیغام کا نہایت سختی سے جواب دیا لیکن در پردہ سلطان غیاث الدین کی خدمت میں عرضداشت بھیج دی کہ مرو آپ کا ہے میں آپ کا غلام ہوں مجھے اپنی جان کی امان دی جائے۔ غیاث الدین کو اس سے خراسان و مرو کے صوبوں پر قبضہ کر لینے کی خواہش پیدا ہوئی اپنے بھائی شہاب الدین کو خراسان پر قبضہ کر لینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ شہاب الدین نے ۵۹۶ھ میں نصف سال گزرنے کے بعد غزنی سے خراسان کی جانب روانہ ہوا۔ جس وقت طالقان پہنچا۔ حنبقر ترکی والی مرو نے در پردہ مقابلہ کی تیاری اور اعلانیہ کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں۔ جب شہاب الدین مرو پہنچا حنبقر ترکی مقابلہ پر آیا لڑائی ہوئی۔ شہاب الدین نے اسے شکست دے کر شہر پناہ کے توڑنے کی غرض سے ہاتھیوں کو بڑھایا۔ حنبقر ترکی نے کہلا بھیجا کہ میں آپ کا مطیع و فرماں بردار ہوں آپ شہر پناہ کو مسمار نہ کیجئے قلعہ کی کنجیاں حاضر ہیں۔ شہاب الدین نے مرو پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی غیاث الدین کو فتح کا بشارت نامہ لکھا اور حنبقر ترکی کو بعزت واحترام ہرات بھیج دیا۔ ہندوخاں بن ملک شاہ کو مرو کی حکومت عنایت کی اہل مرو کے ساتھ حسن سلوک اور احسان کے برتاؤ کرنے کی ہدایت کی۔

نیشا پور کا تاراج: شہاب الدین نے مرو کی مہم سے فراغت حاصل کر کے سرخس کی طرف قدم بڑھایا تین ماہ کے محاصرہ کے بعد صلح و امان سے شہر پر قبضہ حاصل کیا۔ علی شاہ اس وقت نیشا پور میں تھا اور اپنے بھائی علاء الدین محمد کی طرف سے خراسان پر حکومت کر رہا تھا۔ شہاب الدین نے دھمکی دی کہ اگر شاہی علم حکومت کی اطاعت قبول کرو گے تو تمہاری خیر نہیں ہے جنگ کے لئے تیار رہو۔ علی شاہ نے کچھ جواب نہ دیا' شہر کی قلعہ بندی کر لی' بیرون شہر کی عمارتیں مسمار کرادیں' باغات اور جنگل کٹوا ڈالے محمد بن غیاث الدین نے ایک جانب سے شہر پر حملہ کر دیا اور اس قدر متواتر حملے کئے کہ علی شاہ سنبھل نہ سکا۔ شہر پناہ کے ایک حصہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے باپ کا جھنڈا شہر پناہ کی دیوار پر گاڑ دیا۔ دوسری جانب سے شہاب الدین نے حملہ کیا تھا اور اس طرف کی شہر پناہ کی دیوار بھی شہاب الدین کے حملہ سے زمین دوز ہو گئی تھی۔ دونوں چچا اور بھتیجا دو طرف سے شہر میں داخل ہو گئے۔ لشکریوں نے بھی تاخت و تاراج شروع کر دی' اہل شہر نے امن کی درخواست کی' لوٹ مار موقوف کر دی گئی۔ خوارزمیوں نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی۔ اہل شہر نے ایک ایک کو گرفتار کر کے شہاب الدین کے حوالے کر دیا۔

اسماعیلیوں کی بربادی: خراسان کو سر کر کے شہاب الدین نے قہستان کی جانب کوچ کیا کسی نے یہ خبر دی کہ قہستان کے قرب وجوار میں ایک قصبہ ہے جہاں کے رہنے والے اسماعیلیہ مذہب کے پیروکار ہیں شہاب الدین نے یہ سنتے ہی اس قصبہ پر دھاوا کر دیا بزور تیغ گھس پڑا جو مقابلہ آیا اسے تہ تیغ کیا عورتوں اور بچوں کو قید کر لیا قصبہ کو ویران کر دیا۔ اسی قصبہ کے قرب و جوار میں ایک دوسرا شہر تھا اور یہاں کے رہنے والے بھی اسماعیلیہ فرقہ کے تھے۔ شہاب الدین نے اس شہر کے ساتھ بھی وہی برتاؤ کئے۔ والی قہستان نے غیاث الدین کی خدمت میں شہاب الدین کے حملوں کی شکایت لکھی اور معاہدۂ سابق کو یاد دلایا۔ غیاث الدین نے اپنے بھائی شہاب الدین کو آئندہ حملہ کرنے سے روکا اور واپس آنے پر مجبور کیا چنانچہ شہاب الدین مجبوراً

[1] اصل کتاب میں اس مقام پر کچھ نہیں لکھا ہے۔ جگہ خالی ہے۔

حسب حکم غیاث الدین قہستان سے غزنی کی جانب واپس ہوا۔

فتح نہر والا (پنجاب): شہاب الدین اگرچہ اپنے بھائی غیاث الدین کے حکم سے خراسان سے مجبوراً واپس ہوا لیکن غزنی نہ گیا جہاد کا شوق دل میں بھرا ہوا تھا' ہندوستان کا راستہ اختیار کیا یہ واقعہ ۵۹۸ھ کا ہے مقدمۃ الجیش پر اس کا غلام قطب الدین ایبک تھا۔ ہندوستان فوج سے نہر والہ کے قریب مقابلہ ہوا۔ ایبک نے پہلے ہی حملہ میں راجپوتوں کو شکست دی اور انہیں قتل و پامال کیا' نہر والہ کی طرف بڑھا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا۔ والیٔ نہر والہ بحال پریشان نہر والہ چھوڑ کر بھاگ گیا لیکن شہاب الدین نے یہ رائے قائم کر کے نہر والہ پر قیام کئے بغیر قبضہ میں نہیں رہ سکتا والیٔ نہر والہ سے سالانہ خراج پر مصالحت کر لی اور غزنی کی جانب واپس ہوا۔[1]

علاء الدین کا خراسان پر دوبارہ قبضہ: جس وقت غوری لشکر خراسان کے جن شہروں اور مقامات پر قبضہ کرنا تھا قبضہ کر کے خراسان کی جانب واپس ہوا اور شہاب الدین غزنی واپس جانے کے بجائے بقصد جہاد ہندوستان کی طرف چلا گیا اس وقت علاء الدین محمد والیٔ خوارزم نے غیاث الدین کے پاس ڈانٹ کا خط بھیجا کہ شہاب الدین نے خراسان میں بے حد زیادتیاں کی ہیں بہتر یہ ہے کہ جن مقامات اور شہروں پر شہاب الدین نے قبضہ حاصل کیا ہے وہ پھر حکومت خوارزم کو واپس دے دیئے جائیں ورنہ خطا کے ترکمانوں کو تمہارے مقابلہ پر لے آؤں گا۔ غیاث الدین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ علاء الدین نے ترکمانوں سے ساز باز شروع کی۔ اتنے میں شہاب الدین ہندوستان سے واپس آ گیا۔ علاء الدین کو اس کی خبر نہ تھی ترکمانوں کی سازش کی بناء پر غیاث الدین کے گورنر خراسان کو نیشاپور چھوڑنے کے لئے لکھا اور نیشاپور نہ چھوڑنے کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ گورنر خراسان نے غیاث الدین کی خدمت میں اس کی اطلاعی رپورٹ بھیجی اور اس امر سے بھی مطلع کیا کہ اہل نیشاپور بھی دشمنان حکومت کی طرف مائل ہیں۔ غیاث الدین نے مدد بھیجنے کا وعدہ کیا اور علاء الدین کی مدافعت کی ہدایت و تاکید کی۔ آخر ۵۹۹ھ میں علاء الدین والیٔ خوارزم فوجیں آراستہ کر کے نیشاپور واپس لینے کی غرض سے چلا جس وقت نسا اور ابیورد کے قریب پہنچا ہندوخان بن ملک شاہ (علاء الدین کا بھتیجا) بھاگ گیا۔ مرتا کھپتا بحال پریشان غیاث الدین کی خدمت میں فیروزکوہ پہنچا۔ علاء الدین نے جنگ کے بغیر شہر مرو پر قبضہ حاصل کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھایا دو مہینہ تک محاصرہ ڈالے رہا۔ جب گورنر نیشاپور کو غیاث الدین کی طرف سے کمک نہ پہنچی۔ وہ محاصرہ اور جنگ سے تنگ آ گیا تو اس نے علاء الدین سے امن کی درخواست کی' شہر پناہ کی دیواروں پر امن کا پھریرا اڑا دیا خود اپنے ہمراہیوں کے ساتھ حاضر ہو کر قدم بوس ہوا۔ علاء الدین نے عزت و احترام سے ملاقات کی۔

سرخس پر فوج کشی: علاء الدین نے نیشاپور پر قبضہ کرنے کو تو کر لیا مگر غیاث الدین اور اس کے بھائی شہاب الدین کے خوف دل میں بیٹھا ہوا تھا گورنر نیشاپور سے کہا کہ "آئے دن لڑائی کی وجہ سے بے حد خونریزی ہوتی ہے' مناسب ہو گا کہ غیاث الدین اور شہاب الدین سے تم صلح کرا دو"۔ گورنر نیشاپور مصالحت کرانے کا اقرار اور وعدہ کر کے رخصت ہوا۔ چونکہ

---

[1] شہاب الدین کی واپسی کے بعد راجپوتوں نے قطب الدین ایبک سے چھیڑ چھاڑ شروع کی قطب الدین نے انہیں نیچا دکھایا اور قلعہ کالپی' کالنجر اور بدایون کو ۵۹۹ھ میں فتح کر لیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

غیاث الدین سے کمک نہ بھیجنے کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا اس وجہ سے فیروز کوہ نہ گیا ہرات کا راستہ اختیار کیا اور وہیں جا کر قیام پزیر ہو گیا۔ نیشاپور پر قبضہ کرنے کے بعد علاء الدین نے سرخس پر چڑھائی کی۔ ان دنوں سرخس کی حکومت پر امیر زنگی مامور تھا۔ چالیس روز تک علاء الدین محاصرہ کئے رہا دونوں حریفوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں۔ اس کے بعد زنگی نے اپنے لڑکے کی معرفت علاء الدین کو یہ پیام دیا کہ اگر شہر سے چند دن کے لئے محاصرہ اٹھا لیا جائے تو میں اور میرے تمام ہمراہی اور سرداران لشکر شہر چھوڑ دیں گے۔ علاء الدین اس دھوکے میں آ گیا زنگی نے شہر کو رسد و غلہ سے پُر کر لیا اور جو لوگ سرداران لشکر سے گھبرا رہے تھے انہیں شہر سے باہر کر کے قلعہ بندی کر لی۔ والیٔ خوارزم (علاء الدین) کو اس سے سخت ندامت ہوئی جھلا کر موجودہ فوج کو سرخس کے محاصرہ پر چھوڑ کر دوسری فوج کی فراہمی و تیاری کی غرض سے لوٹ کھڑا ہوا۔ جب علاء الدین سرخس سے دور نکل گیا تو محمد بن خرمک طالقان سے روانہ ہوا۔ ادھر زنگی کو یہ کہلا بھیجا کہ ''تم اب کس موقع کے منتظر ہو جو فوج تمہارا محاصرہ کئے ہوئے ہے اسے مار کر بھگا دو میں تمہاری مدد کو موجود ہوں''۔ ادھر فوج محاصرہ کو یہ خبر دے دی کہ زنگی کی کمک آ گئی ہے اب تمہاری خیر اسی میں ہے کہ محاصرہ اٹھا کر چلتے بنو۔ علاء الدین کی فوج اس خبر سے پریشان ہو گئی۔ محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ اختیار کیا۔

حسن بن محمد مرغنی کی گرفتاری: محاصرہ اٹھ جانے پر زنگی نے سرخس سے نکل کر محمد بن خرمک سے مرو میں ملاقات کی اور بالاتفاق دونوں نے ان صوبوں کا خراج وصول کر لیا۔ علاء الدین اس خبر کو سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ تین ہزار سواران کی سرکوبی کے لئے روانہ کئے۔ محمد بن خرمک نے سو سواروں سے مقابلہ کیا علاء الدین کی فوج کو پہلے ہی معرکہ میں شکست ہوئی۔ محمد بن خرمک کو جو کچھ ہاتھ لگا لوٹ لیا۔ اس کے بعد علاء الدین نے غیاث الدین کے پاس صلح کا پیام بھیجا۔ غیاث الدین نے شرائط صلح طے کرنے کی غرض سے سرداران غوریہ میں سے حسن بن محمد مرغنی کو علاء الدین کے پاس روانہ کیا۔ علاء الدین نے حسن بن محمد کو گرفتار کر کے قید کر دیا (مرغن غور کا ایک گاؤں تھا)

ہرات کا محاصرہ: حسن مرغنی کی گرفتاری اور قید کر لینے کے بعد علاء الدین محمد والیٔ خوارزم نے ہرات پر فوج کشی کی اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہرات میں سلطان شاہ کے خادموں میں سے دو بھائی رہتے تھے جو ہرات کی شہر پناہ کے محافظین کے سردار تھے۔ انہوں نے والیٔ خوارزم سے سازش کر لی اور حملہ کے وقت اندرون شہر میں بھی جنگ چھیڑ دینے اور شہر پناہ کا دروازہ کھول دینے کا وعدہ کیا۔ کسی ذریعہ سے امیر حسن غرغی کو اس کی خبر لگ گئی جو والیٔ خوارزم کے یہاں قید تھا۔ اس نے اپنے بھائی عمر والیٔ ہرات کو اس راز سے مطلع کر دیا۔ عمر والیٔ ہرات نے ان دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ اس اثناء میں غیاث الدین کا بھانجا الپ غازی ایک جرار لشکر لئے ہوئے اہل ہرات کی کمک پر آ پہنچا۔ پانچ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا۔ ہر طرف سے ناکہ بندی کر کے والیٔ خوارزم کے لشکر کی رسد بند کر دی۔

شہاب الدین کی مراجعت: والیٔ خوارزم نے الپ غازی کی توجہ ہٹانے کی غرض سے ایک دستہ طالقان کی غارت گری کے لئے بھیج دیا۔ حسن بن خرمک والیٔ طالقان نے مدافعت کی اور کامیاب ہوا حملہ آور گروہ میں سے ایک شخص بھی جانبر نہ ہو سکا۔ والیٔ خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون پیش آ گیا تھا۔ اس فوج کا ایک

حصہ جنگ طالقان میں کام آ گیا تھا۔ الپ غازی پانچ کوس کے فاصلہ پر اس کا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ غیاث الدین کی روانگی کی خبریں اور زیادہ وحشت اور افراتفری پیدا کر رہی تھیں ہندوستان سے شہاب الدین کی واپسی کا زمانہ بھی قریب آ گیا تھا اس وجہ سے والیٔ خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ والیٔ ہرات نے محاصرہ کی طوالت سے گھبرا کر مصالحت کا پیام دیا اور تاوانِ جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ چنانچہ والیٔ خوارزم نے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کا راستہ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو ہوئی بے حد برہم ہوا۔ فوجیں لئے ہوئے طوس پہنچا اور خوارزم کے محاصرہ کے ارادے سے موسم سرما گزارنے کے انتظار میں وہیں قیام کیا۔ موسم سرما ختم نہیں ہونے پایا تھا کہ غیاث الدین کی وفات کی خبر پہنچ گئی۔ شہاب الدین نے ارادہ ترک کر کے ہرات کی طرف کوچ کیا۔

غیاث الدین کی وفات: (۵۹۹ھ میں) غیاث الدین ابوالفتح محمد بن سام حکمرانِ غزنی، خراسان، فیروز کوہ، لاہور اور دہلی نے وفات پائی۔ اس کا بھائی شہاب الدین اس وقت طوس میں تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ شہاب الدین اس واقعہ جانکاہ سے مطلع ہو کر ہرات کی طرف روانہ ہوا۔ ہرات پہنچ کر غیاث الدین کی خبر وفات ظاہر کر کے رسم تعزیت ادا کی۔ غیاث الدین نے صرف ایک لڑکا محمود نامی یادگار چھوڑا۔ اس نے اپنے باپ کا مبارک لقب غیاث الدین اختیار کیا۔

منصور ترکی کا قتل: شہاب الدین نے طوس سے روانہ ہونے کے وقت مرو کی حکومت پر امیر محمد بن خرمک کو مامور کیا تھا۔ ادھر شہاب الدین کی عدم موجودگی ادھر غیاث الدین کی وفات سے والیٔ خوارزم کو مرو پر حملہ کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ جھٹ پٹ ایک فوج مرتب کر کے مرو کے سر کرنے کے لئے بھیج دی۔ امیر محمد بن خرمک نے اس فوج پر شب خون مارا چند افراد کے سوا کوئی جانبر نہ ہو سکا۔ قیدیوں اور مقتولوں کے سروں کو بشارت فتح کے ساتھ ہرات روانہ کیا، والیٔ خوارزم کو اس واقعہ سے سخت صدمہ ہوا۔ ایک بڑی فوج منصور ترکی کی ماتحتی میں پھر مرو سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ امیر محمد اس خبر سے مطلع ہو کر مدافعت کی غرض سے نکلا۔ مرو سے دس کوس کے فاصلہ پر دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ بہت بڑی خونریز لڑائی ہوئی۔ بالآخر منصور ترکی شکست اٹھا کر میدانِ جنگ سے بھاگا۔ فتح مند گروہ نے تعاقب کر کے محاصرہ کر لیا۔ پندرہ روز تک محاصرہ کئے رہا۔ منصور نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے حاضر ہوا لیکن والیٔ مرو نے منصور کو امن حاصل کرنے کے باوجود قتل کر دیا۔ اس واقعہ کے بعد شہاب الدین اور والیٔ خوارزم میں مصالحت کی خط و کتابت شروع ہوئی۔ لیکن کوئی امر طے نہ ہوا اور مصالحت طے نہ ہو سکی۔

شہاب الدین کی مراجعت غزنی: شہاب الدین نے جس وقت غزنی کی جانب واپسی کا قصد کیا انتظام مملکت کے خیال سے ہرات کی حکومت پر اپنے بھانجے الپ غازی کو مامور کیا۔ علاء الدین بن محمد غوری کو فیروز کوہ اور بلاد غور کی عنانِ حکومت عنایت کی۔ جنگِ خراسان اور دیگر امورِ انتظامیہ بھی اسی کے سپرد کیے گئے۔ محمود کو جو اس کے بھائی غیاث الدین کا بیٹا تھا بست اور اسفراین کی گورنری دی اس کے علاوہ ان اطراف کا انتظام اور سرحدی امن قائم رکھنے کا بھی اسے ذمہ دار بنایا۔

غیاث الدین نے ایک مغنیہ (گانے والی) سے عقد کر لیا تھا جو اس کی محبوب ترین زوجہ تھی شہاب الدین نے غیاث الدین کی وفات کے بعد اسے گرفتار کر کے پٹوایا اور اس کے لڑکے کو بھی درے لگوائے۔ اس کی بہن سے نکاح کر لیا۔ پھر ان

لوگوں کو جلاوطن کر کے ہندوستان بھیج دیا[1]۔ غیاث الدین ایک عظیم الشان بادشاہ تھا۔ بذاتہٖ لڑائیوں میں کم شریک ہوا کرتا تھا مگر اس کے باوجود کامیاب ہوتا تھا۔ رعب وداب اس کے حصہ میں آیا تھا۔ سخی، کریم النفس، خوش عقیدہ اور بے حد صدقہ کرنے والا تھا۔ خراسان اور دوسرے شہروں میں مسجدیں بنوائیں شافعیہ کے مدارس قائم کئے، راستہ میں حسب ضرور جا بجا سرائیں تعمیر کرائیں اور ان سب کے مصارف کے لئے بہت بڑی جائیدادیں وقف کر دیں ٹیکس اور محصول جو اس سے پہلے رعایا پر لگے ہوئے تھے معاف کر دیئے۔ کسی کے مال سے کوئی شخص متعرض نہ ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص مر جاتا اور اس کے ورثاء وہاں موجود نہ ہوتے تو اس کا مال شہر کے امانت دار تاجر کے سپرد کر دیا جاتا جب اس کے ورثا آتے تو انہیں مرنے والے کا متروکہ مال دے دیا جاتا اور اگر اتفاق سے کسی شہر میں ایسا کوئی شخص ایسا امانت دار نہ ملتا تو وہ مال سربمہر کر کے قاضی شہر کے سپرد کر دیا جاتا اور اس کے مستحق کو دے دیتا اور اگر کوئی شخص لاوارث مر جاتا تو اس کے مال کو خیرات کر دیتا جس شہر پر قبضہ حاصل کرتا تھا اہل شہر کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا تھا کسی سپاہی کی یہ مجال نہ تھی کہ رعایا پر ذرہ بھر بھی ظلم وستم کر سکے۔ ہر سال شاہی خزانہ سے فقہاء علماء کو وظائف اور عطیات دیتا تھا۔ فقراء شعراء اور سادات علویہ کو بھی اپنے فیض سے سرفراز اور مالا مال کرتا تھا۔ ادیب، بلیغ، خوش خط تھا، قرآن مجید لکھا کرتا اور مدارس میں جنہیں اس نے تعمیر کیا تھا تقسیم کر دیتا تھا۔ شافعی المذہب تھا تعصب کا لگاؤ مطلق نہ تھا۔ اس کا مقولہ تھا" التعصب فی المذاھب ھلاک"۔

شہاب الدین اور خطا: غیاث الدین کی وفات اور اس کے بھائی شہاب الدین کی تخت نشینی کے بعد محمد بن تکش والئ خوارزم کو ہرات واپس لینے کی اس وجہ سے خواہش پیدا ہوئی کہ شہاب الدین نے آئے دن کی لڑائی اور خونریزی سے احتراز کرنے کے خیال سے صلح کا پیام دیا تھا جو تکمیل کو نہ پہنچ سکا۔ اس کے بعد شہاب الدین غزنی سے لاہور کی جانب ہندوستان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ محمد بن تکش کو مناسب موقع ہاتھ لگ گیا۔ ۶۰۰ھ کا آدھا سال گزر چکا تھا کہ اس نے ہرات کی جانب قدم بڑھائے اور پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اس وقت ہرات کی گورنری پر شہاب الدین کا بھانجا الپ غازی مامور تھا۔ آخر شعبان سنہ مذکور تک محاصرہ وجنگ کا سلسلہ جاری رہا۔ دونوں حریفوں کی طرف سے ایک گروہ معرکۂ کارزار میں کام آ گیا۔ ان مقتولوں میں خراسان کا ایک نامی رئیس تھا جو ان دنوں مشہد طوس میں مقیم تھا۔

محمد بن تکش: جنگ اور محاصرہ کے دوران حسین بن حرمیل نے جو سرداران غوریہ کا ایک بااثر ممبر تھا۔ جرجان وغیرہ اس کے مقبوضات اور جاگیر میں تھے محمد بن تکش سے اپنی محبت واتحاد کا اظہار کر کے یہ کہلا بھیجا کہ آپ چند سرداران لشکر کو میرے پاس بھیج دیجئے تاکہ میں ضرورت جنگ کے لحاظ سے ہاتھی آپ کو دے دوں محمد بن تکش کو لالچ پیدا ہوا چنانچہ اپنے سرداروں کو حسین بن حرمیل کے پاس روانہ کیا۔ حسین بن حرمیل حسین بن محمد مراغنی کے ہمراہ ایک کمین گاہ میں بیٹھ رہا جس وقت محمد بن تکش کے سرداران لشکر کمین گاہ سے آگے بڑھے حسین بن حرمیل نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا اور سب کو مار ڈالا۔ اتنے میں الپ غازی نے سفر آخرت اختیار کیا اور محمد بن تکش نے بھی محاصرہ ہرات سے تنگ آ کر اور قبضہ سے ناامید ہو کر محاصرہ اٹھا کر سرخس کی طرف کوچ کیا اور اسے بے یارومددگار تصور کر کے محاصرہ کر لیا۔

---

[1] یہ واقعات شہاب الدین کے دامن پر داغ ہیں۔ مؤرخ ابن خلدون نے اس کا کوئی سبب نہیں بیان کیا۔ عجب نہیں کہ شہاب الدین کو ان کی طرف سے کوئی بدظنی پیدا ہوئی ہو۔ (مترجم)

شہاب الدین کی خوارزم پر فوج کشی: ان واقعات کی اطلاع شہاب الدین کو بلادِ ہند میں پہنچی سنتے ہی آگ بگولا ہو گیا اپنی فوج کو فوراً لوٹنے کا حکم دیا اور محمد بن تکش کے دارالخلافت خوارزم کی جانب قدم بڑھا دیا محمد بن تکش یہ سن کر سرخس سے محاصرہ اٹھا کر خوارزم کو بچانے کے لئے دوڑا لیکن اس کے پہنچنے سے پہلے شہاب الدین خوارزم پہنچ گیا تھا۔ لڑائی شروع ہو گئی تھی۔ خوارزمیوں نے نہایت دلیری سے شہاب الدین کا مقابلہ کیا۔ سخت خونریز جنگ ہوئی۔ غوری نبرد آزماؤں کا ایک گروہ کام آ گیا جس میں حسین بن محمد مراغنی بھی تھا۔ خوارزمی بھی کثرت سے گرفتار ہوئے جنہیں شہاب الدین نے قتل کر ڈالا۔

شہاب الدین اور ترکان خطا: محمد بن تکش نے گھبرا کر ترکانِ خطا کو لکھا کہ آپ لوگ شہاب الدین کے مقابلہ پر میری امداد کو آیئے اور مدد کا بہترین طریقہ یہ ہو گا کہ شہاب الدین کے مقبوضات بلادِ غور کی طرف قدم بڑھایئے چنانچہ ترکانِ خطا اس کے ابھارنے کی وجہ سے بلادِ غور کی جانب بڑھے۔ شہاب الدین یہ سن کر خوارزم کا محاصرہ چھوڑ کر اپنے مقبوضہ علاقے کو بچانے کے لئے لوٹا۔ صحرائے اید خوی میں ترکانِ خطا کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی یہ مہینہ صفر ۶۰۱ھ کا تھا۔ شہاب الدین نے نہایت سختی سے حملہ کیا قریب تھا کہ انہیں پامال کر دیتا اس اثناء میں ترکانِ خطا کا ساقہ آ گیا اور اس نے شہاب الدین کے پیچھے سے حملہ کر دیا۔ شہاب الدین اس کا مقابلہ نہ کر سکا میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا اور اس کے بہت سے ہمراہی مارے گئے۔ بذاتِ خاص ایک ہاتھی پر سوار ہو کر قلعہ اید خود میں جا کر پناہ گزین ہوا۔

حسین بن خرمیل کی گرفتاری: ترکانِ خطا نے یہاں پہنچ کر اسے گھیر لیا بالآخر شہاب الدین نے چند ہاتھی دے کر اپنی جان بچائی۔ سات سواروں کے ساتھ طالقان پہنچا۔ شہاب الدین کے طالقان پہنچنے سے پہلے گورنر طالقان حسین بن خرمیل واقعہ متذکرہ بالا سے نجات پا کر طالقان پہنچ چکا تھا۔ چنانچہ حسین نے شہاب الدین کی رسد و بار برداری کا معقول اور کافی انتظام کر دیا اور تمام اسباب اور سامانِ معاشرت مہیا کر دیئے چونکہ شہاب الدین کو معرکہ جنگ سے بھاگ کھڑے ہونے کی وجہ سے امراء لشکر سے بدگمانی اور ایک قسم کی نفرت پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے شہاب الدین نے حسین بن خرمیل کو گرفتار کر کے غزنی روانہ کر دیا۔ حسین کو اس سے بے حد تعجب ہوا۔

تاج الدین کا غزنی پر حملہ: اس شکست کے بعد بلادِ غور میں شہاب الدین کے مارے جانے کی خبر غلط طور سے مشہور ہو گئی۔ تاج الدین (شہاب الدین کا غلام) نے فوجیں فراہم کر کے غزنی کے قلعہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے دھاوا کر دیا۔ والئ قلعہ نے نہایت استقلال کے ساتھ مدافعت کی۔ تاج الدین کو مجبوراً ہو کر پسپا ہونا پڑا۔ اپنے مقبوضہ علاقے میں پہنچ کر بدامنی اور فساد کی منادی بھی کرا دی۔ ترکانِ خلجیہ سے سازش کر لی لوٹ مار کی کثرت ہو گئی۔ شہاب الدین کو دوسرا غلام ایبک نامی جو جنگ میں شریک تھا وہ شکست اٹھا کر بھاگا تھا۔ ہندوستان پہنچا اور سلطان شہاب الدین کی موت کی خبر مشہور کر کے ملتان[1] پر

---

[1] ان دنوں ملتان کا گورنر امیر داد حسن نامی ایک شخص تھا ایبک نے ملتان پہنچ کر اس سے کہا کہ میں شاہی فرمان کے بموجب تم سے تنہائی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں امیر داد حسن کسی خوف و خطر کے بغیر ایبک کو لے کر ایک کمرہ میں چلا گیا' ایبک ادھر ادھر کی باتیں کرنے لگا۔ جس وقت امیر داد حسن غافل ہوا ایک ترکی غلام نے جو اس کام کے لئے پہلے ہی سے مامور کیا گیا تھا امیر داد حسن کا سر اتار لیا۔ ایبک نے باہر آ کر یہ مشہور کر دیا کہ میں نے یہ کام بحکم سلطان کیا ہے اور مصنوعی فرمان دکھا کر ملتان پر قابض ہو گیا۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقالہ دوم صفحہ ۵۹۔

قابض ہو گیا۔ قبضہ کرتے ہی اہل ملتان کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے۔ رفتہ رفتہ چاروں طرف سے یہ خبریں سلطان شہاب الدین تک پہنچیں۔ سن کر غصہ سے کانپ اٹھا۔ فوج کی فراہمی کا حکم دیا چنانچہ ایک بڑا لشکر جمع کر کے ترکانِ خطا اور مفسدین کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا۔

کھوکھروں کی بغاوت: قوم ککر (کھکر) لاہور اور ملتان کے درمیان پہاڑوں میں رہتی تھی اور ان پہاڑوں کے دشوار گزار ہونے کی وجہ سے قوم ککر کا ایک بڑا گروہ جمع ہو گیا تھا لیکن شہاب الدین کے رعب وخوف سے یہ اس قدر متاثر تھے کہ سالانہ خراج شاہی خزانے میں داخل کیا کرتے جس وقت شہاب الدین کی موت کی غلط خبر مشہور ہوگئی ککر بگڑ گئے بدعہدی و بغاوت پر کمریں باندھ لیں اور پہاڑی قوموں سے سازش کر کے فتنہ وفساد' لوٹ مار کا دروازہ کھول دیا۔ دن دہاڑے مسافروں کو لوٹ لینے لگے۔ غزنی اور لاہور کے راستے خطرناک ہو گئے۔ آمد ورفت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ شہاب الدین نے اپنے گورنر لاہور محمد بن ابوعلی کو لکھ بھیجا کہ ککر سے سالانہ خراج وصول کر کے بھیج دیا اور بدنظمیوں کو دفع کر کے امن وامان قائم کر دو۔ ککر نے محمد بن ابوعلی کی کسی بات کی پرواہ نہ کی۔ تب شہاب الدین نے اپنے غلام ایبک کو قوم ککر کی سرکوبی اور سمجھانے بجھانے کے لئے روانہ کیا۔ ککروں کے سردار نے ایبک کو ٹکا سا جواب دے دیا کہ اگر شہاب الدین زندہ ہوتا تو وہ خود آتا اسے کہاں یہ تاب تھی کہ ہم خراج بند کرتے اور وہ خاموش بیٹھا رہتا غرض کہ ککر نے ایبک کی نہ سنی۔ شہاب الدین نے اس سے مطلع ہو کر قریہ شاپور میں لشکر مہیا کرنے کا حکم دیا چنانچہ لشکر مرتب ہونے کے بعد ککر کی گوشمالی کے لئے روانہ ہوا۔ جوں ہی شہاب الدین لاہور پہنچا ککر نے اطاعت قبول کی۔ شہاب الدین ماہِ شعبان ۶۰۱ھ میں لوٹ کر غزنی آیا اور فوراً ہی ترکانِ خطا پر چڑھائی کر دی۔

کھوکھروں کی سرکوبی: شہاب الدین کی واپسی کے بعد ککروں نے پھر بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ رہزنی اور غارت گری کرنے لگے اس مرتبہ ہنود اور قومیں بھی غارت گری اور بغاوت میں شریک ہوگئیں۔ شہاب الدین کو اس کی خبر لگی ہند کے مقبوضہ علاقہ میں بدامنی پھیلنے کے خیال سے ترکان خطا کے مقابلہ سے لشکر واپس لے کر غزنی کی طرف آیا اور وہاں سے لشکر کو ازسرنو آراستہ کر کے ماہ ربیع الاول ۶۰۲ھ میں ککروں کی سرکوبی کے لئے بڑھا۔ نہایت تیزی سے کوچ وقیام کرتا ہوا ککروں کے سر پر پہنچ گیا۔ ککر بھی جنگ کے لئے پہاڑوں سے اُتر کر میدان میں صف آرا ہوئے' ایک شب وروز مسلسل لڑائی ہوتی رہی دورانِ جنگ میں جب کہ گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی قطب الدین ایبک لشکر اسلام لئے ہوئے (دہلی سے) آ پہنچا اور تکبیریں کہتا ہوا ککروں پر حملہ کر دیا۔ ککروں کے پاؤں اکھڑ گئے' نہایت ابتری سے شکست اٹھا کر بھاگے۔ مسلمانوں نے ککروں کو جہاں پایا مار ڈالا۔ ککروں کا ایک بڑا گروہ ایک گنجان جنگل میں گھس گیا لیکن ان اجل رسیدوں کو گنجان جنگل بھی پناہ نہ دے سکا۔ مسلمانوں نے اس میں آگ لگا دی' بے انتہا مالِ غنیمت ہاتھ آیا۔ عورتیں بچے گرفتار کر لئے گئے۔ لونڈی غلاموں کی اس قدر ارزانی ہوگئی کہ پانچ پانچ دینار پر فروخت ہوئے ککروں کا سردار مارا گیا۔ اس اثناء میں دانیال سردار لشکر جودی نے بھی سر اٹھایا۔ شہاب الدین اس کی سرکوبی کی طرف متوجہ ہوا۔ چنانچہ ماہ رجب سنہ اسی مہم میں گزر گیا۔

الغرض جس وقت باغیان ہندوستان کی سرکوبی سے فراغت حاصل ہوگئی اس وقت شہاب الدین نے لاہور سے غزنی کی طرف کوچ کیا۔ بہاء الدین والیٔ بامیان کو لکھ بھیجا کہ ما بدولت واقبال کا ارادہ سمرقند پر فوج کشی کرنے کا ہے لہٰذا تم

فوجیں فراہم رکھو اور دریائے جیحوں پر پل بھی بندھا ہوا ہو تاکہ لشکر ظفر پیکر کو عبور کرنے میں کسی قسم کی دقت نہ ہو۔

تراہیہ قبیلہ: کفار تراہیہ غزنی اور پنجاب کے درمیان پہاڑوں میں رہتے تھے مسلمانوں کی ایذا دہی ان کا مذہبی فرض تھا یہ بھی ایک قسم کے بت پرست مجوسی المذہب تھے' ان کی ایک رسم یہ تھی کہ جب کسی کی لڑکی بالغ ہوتی تو اسے مکان کے دروازے پر لاتے اور آواز بلند سے کہتے تھے کوئی ہے جو اس لڑکی سے شادی کرے۔ جو شخص اس کا اثباتی جواب دیتا تھا اسے فوراً اس کے حوالے کر دیتے ورنہ مار ڈالتے تھے۔ ان کی ایک بری رسم یہ بھی تھی کہ ایک عورت متعدد مردوں سے ایک ہی وقت میں شادی کرتی تھی۔ ان لوگوں نے اطراف سمرقند اور قریب شاپور میں فتنہ مچا رکھا تھا۔ دن دہاڑ مسافروں کو لوٹ لیتے تھے سلطان شہاب الدین کے آخری عہد حکومت میں ان کا ایک بڑا گروہ دائرہ اسلام میں داخل ہو گیا تھا۔

تراہیوں کی بغاوت: لیکن جب شہاب الدین کے قتل کی غلط خبر مشہور ہوئی تو اس قوم نے بھی بغاوت و سرکشی پر سر اٹھایا۔ عہد و پیماں کو بالائے طاق رکھ کر غارت گری شروع کر دی۔ سواران اور لکران کے حدود میں رہزنی کرنے لگے اور مسلمانوں کی ایذا دہی پر کمریں باندھیں۔ تاج الدین خلجی (جو شہاب الدین کی طرف سے ان صوبوں کا گورنر تھا) اس باغی قوم کی سرکوبی کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اور ان پر نہایت سختی سے حملہ کیا۔ بری طرح پامال کیے گئے اور ان کے بڑے بڑے سردار مارے گئے۔ تاج الدین نے ان کے سروں کو بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھیج دیا۔ جو شارع عام پر آویزاں کر دیے گئے اور فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔[1]

شہاب الدین کی وفات: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شہاب الدین نے ہندوستان کی مہم سے فراغت پا کر لاہور سے غزنی کی واپسی کا قصد کیا تھا۔ غرض یہ تھی کہ ترکان خطا سے ان کی پیش قدمی کا بدلہ لے۔ چنانچہ ہندی اور خراسانی فوجیں مرتب کی گئیں۔ القصہ جس وقت شہاب الدین لاہور سے نکل کر غزنی کے لئے روانہ ہوا۔ مقام دمیل میں جو لاہور کے قریب تھا پہنچ کر قیام کیا۔ چند لوگ شاہی خیمے کے پاس آئے اور ان میں سے ایک نے دربان کو زخمی کیا شور و غوغا بلند ہوا محافظین خیمہ شاہی دوڑ پڑے' جس نے دربان کو زخمی کیا تھا وہ تو بھاگ گیا باقی کو موقع مل گیا وہ خیمہ میں گھس گئے' دو ایک خدمت گار جو خیمہ کے اندر تھے خوف زدہ ہو کر بے حس و حرکت ششدر کھڑے رہ گئے۔ شہاب الدین اس وقت نماز پڑھ رہا تھا سجدہ میں تھا کہ ان بے دینوں نے اسی حالت میں شہید کیا۔ اسے قتل کر کے اس کے خدمت گاروں پر بھی ہاتھ صاف کیا جو اس خیمہ میں تھے۔ یہ واقعہ اوائل ماہ شعبان ۶۰۲ھ کا ہے۔

قاتلین شہاب الدین کی بابت مؤرخین میں اختلاف ہے۔ بعضوں[2] کا یہ خیال ہے کہ کرکروں (ککروں) نے

---

[1] کوکر یا کھکر یا ککر اور کفار تراہیہ پہاڑی قومیں تھیں۔ مذہباً یہ سب بت پرست تھے مسلمانوں کے پکے دشمن تھے ککر اطراف پشاور میں فتنہ مچاتے رہتے تھے اور مسلمانوں کو ایذائیں دیتے تھے اور کفار تراہیہ پنجاب اور غزنی کے درمیان پہاڑوں میں سکونت پذیر تھے۔ ان کا مذہب بھی مسلمانوں کی ایذا دہی کی تعلیم دیتا تھا۔ شہاب الدین محمد غوری کے آخری عہد حکومت میں ان میں سے ایک جم غفیر دائرہ اسلام میں بطیب خاطر اسلام میں داخل ہو گیا تھا جن کی تعداد تین چار لاکھ بتائی جاتی ہے' دیکھو تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۶۰۔

[2] انگریز مؤرخ لکھتے ہیں کہ شہاب الدین کو ایک مجنون مسلمان نے قتل کیا تھا۔ مگر یہ روایت اور اسی طرح اسماعیلیہ کے قاتل ہونے کی روایت قرین قیاس نہیں ہے۔ بظاہر قیاس یہ کہتا ہے کہ ککروں نے اسے قتل کیا ہے کیونکہ جہاں سے شہاب الدین گزر رہا تھا وہ ککروں کی سکونت کی جگہ تھی۔ (مترجم)

اسے شہید کیا تھا جن کے گھر بار کو سلطان شہاب الدین نے تاخت و تاراج اور ان کے اعزہ و اقارب کو قتل کیا تھا اور بعض کا یہ قول ہے کہ فرقہ اسماعیلیہ میں سے کسی شخص نے شہاب الدین کو شربتِ شہادت پلایا تھا کیونکہ فرقۂ اسماعیلیہ نے بہت بڑی شورش برپا کر رکھی تھی۔ شہاب الدین نے ان کی سرکوبی کے لئے ان کے قلعوں کا محاصرہ کیا تھا اور اس کی فوجوں نے بلادِ اسماعیلیہ میں تاخت و تاراج کیا تھا۔

خواجہ مؤید الدین: شہاب الدین کے قتل ہونے کے بعد امراء لشکر وزیر السلطنت خواجہ مؤید الدین کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سب کے سب اس امر پر متفق ہوئے کہ جب تک خاندان شاہی میں سے کوئی شخص تخت کا مالک نہ ہو اس وقت تک شاہی خزانوں کی کامل طور سے حفاظت کی جائے چنانچہ وزیر السلطنت نے سپہ سالار لشکر کو طلب کر کے لشکریوں میں امن و امان قائم رکھنے اور نظام حکومت کے پابند رہنے کی ہدایت و تاکید کی اور نعش کو ایک تابوت میں رکھ کر اور شاہی خزانے کے ساتھ غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ خزانہ شاہی دو ہزار دو سو اونٹوں پر لدا ہوا تھا بائیس سو اونٹوں پر خزانہ لدا ہوا دیکھ کر غلامان شاہی کے منہ میں پانی بھر آیا۔ صرنج (وز کا سسرال رشتہ دار) وغیرہ نے یہ خیال قائم کر کے شہاب الدین تو اب باقی نہیں۔ لوٹنے کا قصد کیا سرداران لشکر اور امرایان دولت نے ان لوگوں کو اس برے کام سے باز رکھا اور ان سب لشکریوں کو ہندوستان کی طرف واپس کر دیا۔ جن کے وظائف اور جاگیریں قطب الدین ایبک کے قبضہ میں تھیں۔

شہاب الدین کی تجہیز و تکفین: اراکین سلطنت میں تخت نشینی میں اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بعضوں کا منشا یہ تھا کہ غیاث الدین محمد ابن سلطان غیاث الدین تخت آرائے حکومت ہو اور بعض یہ چاہتے تھے کہ بہاء الدین سام ہمشیر زادہ شہاب الدین کے قبضۂ اقتدار میں زمام سلطنت دی جائے۔ خواجہ مؤید الدین اور امرائے ترک کا میلان غیاث الدین محمد کی طرف تھا اور امرائے غور اس خیال میں تھے کہ بہاء الدین سام کو حکومت دی جائے۔ غرض کہ ہر فریق یہ چاہتا تھا کہ قریب ترین راستہ کو طے کر کے خود ساختہ حکمران کو خزانہ و لشکر حوالے کر دے ایک مقام پر پہنچ کر دونوں فریق میں جھگڑا پڑ گیا۔ ترکوں نے سوران کا راستہ اختیار کرنا چاہا تا کہ فارس پہنچ کر غیاث الدین محمد کو خزانہ شاہی سپرد کر دیں اور اسے تخت پر بٹھا دیں۔ غوریوں نے وہ راستہ پسند کیا جو بامیاں کو جاتا تھا۔ وزیر السلطنت نے آئندہ قتل و قتال کے خطرہ کا احساس کر کے امراء غور کو یہ سمجھا بجھا کر براہِ کرمان غزنی چلنے پر راضی کیا۔ چنانچہ اسی راہ سے سب کے سب غزنی کی طرف روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں قبائل افغان اور کفار تراہیہ سے بے حد تکلیفیں اٹھائیں' انتہائی دشواریوں کے بعد کرمان کے قریب پہنچے۔ تاج الدین وز (ایلدوز) جنازہ شاہی کے استقبال کے لئے نکلا۔ جونہی اس کی نظر تابوت پر پڑی گھوڑے سے اتر کر زمین بوس ہوا۔ محضر کو اٹھا کر شہاب الدین کو دیکھا۔ ضبط نہ کر سکا چیخ مار کر رونے لگا۔ عمامہ پھینک دیا۔ پیراہن پھاڑ ڈالا۔ لوگوں نے زبردستی کھینچ کر تابوت کے پاس سے ہٹایا۔ القصہ شعبان ۶۰۲ھ میں شہاب الدین کا تابوت غزنی پہنچا اور مدرسۂ شاہی میں بائیسویں تاریخ ماہ مذکور میں دفن ہوا۔

شہاب الدین کا کردار: شہاب الدین شجاع' عادل اور اپنے ارادوں میں پکا تھا۔ جہاد کے بے حد شائق تھا۔ اس کی ساری عمر جہاد ہی میں تمام ہوئی' ہر ہفتہ میں چار دن مقدمات فیصل کرنے کے لئے مقرر کر رکھے تھے چنانچہ قاضی شہران

چاروں دن شاہی دربار میں آتا اور شرع شریعت کے مطابق مقدمات فیصل کرتا جس کی تعمیل امراء دولت اور اراکین سلطنت کرتے تھے اور اگر فریق یہ چاہتا کہ میرے مقدمہ کی سماعت خود شہاب الدین کرے تو شہاب الدین نہایت توجہ سے اس کے دعوے کو سنتا اور بہ مشورۂ قاضی اس کا فیصلہ کرتا تھا۔ شافعی المذہب تھا۔

تاج الدین ایلدوز: تاج الدین ایلدوز[1] سلطان شہاب الدین محمد غوری کے مخصوص اور مقرب غلاموں میں سے تھا شہاب الدین کے مارے جانے کے بعد تاج الدین الدوز کو غزنی کی حکومت کا شوق چرایا اور غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین کی حکومت وسلطنت کی لوگوں کو ترغیب دینے لگا۔ چونکہ غیاث الدین محمد خراسان کی مہم میں مصروف تھا اس وجہ سے اس نے تاج الدین ایلدوز کو غزنی کی حکومت کی سند لکھ کر بھیج دی چنانچہ تاج الدین نے دارالسلطنت سے خزانہ شاہی کا چارج لے کر غزنی کا قصد کیا۔

بہاء الدین سام: غیاث الدین نے اپنے چچازاد بھائی شمس الدین محمد بن مسعود کو بامیان کی حکومت پر مقرر کیا تھا اور اپنی بہن سے عقد کر دیا تھا جس کے بطن سے ایک لڑکا سام نامی پیدا ہوا۔ شمس الدین محمد کا ایک اور لڑکا عباس نامی ایک ترک خاتون کے بطن سے بھی تھا۔ لیکن سام اس سے عمر میں چھوٹا تھا شمس الدین کے مرنے کے بعد اس کا بڑا لڑکا عباس بامیان کے تخت وتاج کا مالک ہوا۔ سلطان غیاث الدین اور شہاب الدین کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ عباس کو معزول کر کے اپنے بھانجے بہاء الدین سام کو بامیان کی حکومت عطا کی۔ بہاء الدین ہوشیار سیاس امور سے آگاہ اور مدبر تھا۔ رفتہ رفتہ اس کا رعب وداب بڑھ گیا۔ خزانہ مالا مال ہو گیا۔ چونکہ امراء غوریہ کا میلان طبع اس کی طرف تھا اس وجہ سے اپنے ماموں شہاب الدین کے بعد حکومت غزنی کا دعوے دار ہوا۔

بہاء الدین سام کا انتقال: شہاب الدین کے قتل کے وقت قلعہ غزنی میں امیر واں نامی ایک شخص بطور نائب حکومت کر رہا تھا اس نے اپنے لڑکے کو غیاث الدین محمد بن سلطان غیاث الدین محمد اور ابن حمیل گورنر ہرات کے پاس بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آپ لوگ اپنے مقبوضات کی حفاظت کیجئے اور اس میں غیاث الدین محمد کے نام کا خطبہ جامع غزنی میں پڑھواؤں گا اور اسی کے نام کا ممالک مقبوضہ میں سکہ چلاؤں گا۔ امراء غوریہ اور اتراک میں جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں تخت نشینی کی بابت اختلاف پڑا ہوا تھا۔ بہاء الدین سام اپنے ماموں کے قتل کی خبر سن کر فوجیں فراہم کر کے بامیان سے غزنی کی طرف روانہ ہوا۔ علاء الدین اور جلال الدین اس کے دونوں بیٹے بھی ہمرکاب تھے۔ بہاء الدین سام نے ان دونوں کو غزنی اور ہندوستان جانے کا حکم دے رکھا تھا جب بہاء الدین سام نے اثناء راہ میں سفر آخرت اختیار کیا تو اس کے دونوں بیٹے علاء الدین اور جلال الدین نے پہلے غزنی پر دھاوا کیا۔

---

[1] سلطان شہاب الدین نے تاج الدین ایلدوز کو بحالت صغر سنی خرید کیا تھا۔ چونکہ تاج الدین وجاہت ظاہری اور اخلاق حمیدہ کے خوش نما لباس سے آراستہ تھا سلطان شہاب الدین نے اپنی خاص خدمت پر مامور کیا۔ رفتہ رفتہ امراء واراکین دولت کے زمرے میں داخل ہو گیا کرمان اور سوران بطور جاگیر عنایت کیا گیا۔ اس کی دو لڑکیاں تھیں ایک تو شاہی ارشاد کے مطابق قطب الدین ایبک سے منسوب تھی اور دوسری ملک ناصر الدین قباچہ سے۔ دیکھو تاریخ فرشتہ مقام دوم صفحہ ۶۳۔

علاء الدین بن بہاء الدین: امراء غوریہ علاء الدین بن بہاء الدین سام کی آمد کی خبر پا کر استقبال کو آئے اور شاہی آداب سے ملے۔ امراء ترک بھی اس جلوس میں شریک تھے اگرچہ ان کے دل غیاث الدین محمد کی خیر خواہی میں تھے چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور قصر شاہی میں رمضان ۶۰۲ھ کی چاندرات کو قیام کیا ترکوں کو یہ امر ناگوار گزرا روک ٹوک پر تل گئے۔ وزیر السلطنت موید الملک نے اس مصلحت سے کہ بالفعل غیاث الدین محمد مہم خراسان میں مصروف ہے ترکوں کو اس فعل سے روکا مگر وہ اپنے خیال سے باز نہ آئے' علاء الدین اور جلال الدین سے کہلا بھیجا کہ تم دونوں بھائی قصر شاہی سے قبضہ اٹھا لو ورنہ جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ۔ علاء الدین اور جلال الدین نے ترکوں کا یہ رنگ دیکھ کر تاج الدین ایلدوز کے پاس پیام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں شاہی اعزاز سے سرفراز کریں گے انعام جائزے اور جاگیریں بھی عطا کی جائے گیں تم ہمارے ہم خیال ہو جاؤ اور جس ملک کی چاہو گے اسی کی حکومت دی جائے گی۔

علاء الدین اور ایلدوز: ادھر تاج الدین ایلدوز کو جس وقت کرمان میں شہاب الدین کی شہادت کی خبر پہنچی وزیر السلطنت موید الملک سے خزانہ کی کنجیاں لے لیں' اپنے آقائے نامدار سلطان غیاث الدین محمد کے بیٹے غیاث الدین محمد کی حکومت وسلطنت کی بیعت دینی شروع کی۔ ادھر بہاء الدین سام واقعہ شہادت سے مطلع ہو کر بامیان سے غزنی پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ اثناء راہ میں اسے سفر آخرت در پیش آیا اس کا بیٹا علاء الدین غزنی پہنچا اور تختِ حکومت پر رونق افروز ہوا۔ جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں علاء الدین نے ترکوں کو لانے کی کوشش کی' تاج الدین ایلدوز کے پاس محبت و اخلاص کا پیام بھیجا غرض کہ ہر طرح سے راضی رکھا اور اس سے سازش کرنا چاہی لیکن تاج الدین یلدوز نے اس کی اطاعت قبول نہ کی اور انتہائی سختی سے جواب دیا اور ترکوں خلجیوں اور تاتاریوں کی ایک بڑی فوج مرتب کر کرمان سے غزنی کی جانب روانہ ہوا۔ علاء الدین اور اس کے بھائی کو دھمکی کا خط لکھا۔ علاء الدین نے بھی اپنے وزیر السلطنت کو بامیان بلخ اور ترمذ کی طرف فوجوں کی فراہمی کی غرض سے روانہ کیا۔

یلدوز کا غزنی پر قبضہ: اسی اثناء میں خفیہ طور سے تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں ترکوں کے پاس بھی کہلا بھیجا کہ غیاث الدین محمد تمہارے آقائے نامدار کا بیٹا ہے۔ یہ بہت بڑی نمک حرامی ہو گی اگر تم اس کا ساتھ نہ دو گے۔ القصہ ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں دونوں فریق صف آراء ہوئے سخت خونریز جنگ کی بنیاد پڑی۔ ترکوں کی فوج علاء الدین سے علیحدہ ہو کر تاج الدین ایلدوز سے مل گئی جس سے محمد بن حدروان کو شکست ہوئی۔ گرفتار کر لیا گیا۔ تاج الدین ایلدوز کا لشکر غزنی میں داخل ہو گیا۔ لوٹ مار شروع ہو گئی۔ غوریوں اور بامیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے۔ علاء الدین نے قلعہ میں جا کر پناہ لی۔ جلال الدین بیس سواروں کی جمعیت سے بامیان کی طرف بھاگا۔ تاج الدین ایلدوز نے قلعہ کا محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ علاء الدین نے امن کی درخواست کی کہ مجھے امن دیا جائے میں غزنی سے بامیان چلا جاؤں گا جب امن حاصل کر کے علاء الدین قلعہ غزنی سے نکلا اثناء راہ میں ترکوں سے بعض لوگوں نے چھیڑ چھاڑ کی۔ گھوڑا چھین لیا مال واسباب لے لیا۔ تاج الدین ایلدوز نے اس سے مطلع ہو کر گھوڑا اور مال واسباب واپس بھجوا دیا۔ چنانچہ علاء الدین رفتہ رفتہ بامیان پہنچا اور اپنی گئی ہوئی حالت کو درست کرنے لگا۔

تاج الدین ایلدوز نے غزنی میں قیام کر کے غیاث الدین محمد کی حکومت کا جھنڈا گاڑا مگر اس کے نام کا خطبہ نہ

پڑھا۔ داؤ د والئ قلعہ غزنی کو گرفتار کر لیا۔ فقہاء وقضاۃ کو حاضری کا حکم دیا۔ خلافت مآب کی طرف سے مجد الدین ابوعلی بن ربیع شافعی مدرس نظامیۂ بغداد بطورِ وفد کے شہاب الدین کے پاس آئے ہوئے تھے اسی دربار میں تاج الدین ایلدوز نے انہیں بھی حاضر ہونے کی اجازت دی اور ان لوگوں نے شاہی تخت پر بیٹھنے اور القاب سلطانی سے اپنے کو مخاطب کرنے کا مشورہ کیا' اس ارادے پر عمل بھی کیا۔ ترکوں کو اس سے نفرت پیدا ہوگئی' بہت سے رونے لگے۔ ملوکِ غوریہ کی اولاد کی ایک جماعت اس وقت اس جلسہ میں موجود تھی۔ انہوں نے بھی اس فعل کو نفرت کی نگاہ سے دیکھا اور اس کی خدمت سے علیحدہ ہو کر علاء الدین کے پاس بامیان چلے آئے۔

غیاث الدین محمد: جس وقت شہاب الدین غوری نے جام شہادت نوش کیا تھا اس وقت اس کے بھائی سلطان غیاث الدین محمد کا بیٹا غیاث الدین محمد اپنے مقبوضہ بلادِ بست میں تھا۔ شہاب الدین نے خاندان شاہی غوریہ میں سے علاء الدین محمد بن ابوعلی کو بلادِ غوریہ کی عنانِ حکومت عطا کی تھی (یہ امامیہ مذہب کا بہت بڑا متعصب فرد تھا) چنانچہ غیاث الدین محمد پہلے فیروز کوہ سے چلا آیا مگر امراءِ غوریہ غیاث الدین کی حکومت کی طرف مائل تھے اور فیروز کوہ والے بھی اسی خیالی تمنائیں تھے۔ جب شاہِ خوارزم نے فیروز کوہ کا قصد کیا تو اس نے محمد مرغنی اور محمد بن عثمانی سردارانِ غور کو طلب کر کے محمد بن تکش والئ خوارزم سے جنگ کرنے کا حلف لیا اور غیاث الدین محمد بست میں ٹھہرا' انجام کار کا انتظار کر رہا تھا کیونکہ والئ بامیان سے اور اس سے شہاب الدین ہی کے زمانہ حکومت میں یہ سمجھوتہ ہو چکا تھا کہ شہاب الدین کی وفات کے بعد خراسان غیاث الدین کے قبضہ میں رہے گا اور ہندوستان وغزنی بہاء الدین والئ بامیان کے زیر اثر حکومت سمجھا جائے گا۔ لیکن شہاب الدین کی شہادت کے بعد غیاث الدین نے خلافِ معاہدہ ماہ رمضان ۶۰۲ھ میں تخت حکومت پر جلوس کیا اور حکومت وسلطنت کا دعویدار بن گیا۔ ارا کینِ دولت سے اپنی حکومت وسلطنت کی بیعت لی۔ امراءِ لشکر جو اس کے ہوا خواہ تھے۔ وہ اس کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ چنانچہ غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین کے سرداروں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔

غیاث الدین اور حسن حرمیل: غیاث الدین نے فیروز کوہ پر قبضہ حاصل کرنے کے بعد جامع مسجد میں جا کر نمازِ شکرانہ ادا کی۔ پھر سوار ہو کر اپنے باپ کے ایوان میں آیا اور وہیں سکونت اختیار کی اور پرانے دستور کے مطابق تمام رسوم ادا کیے۔ عبدالجبار محمد بن عشیرانی (سلطان غیاث الدین محمد غوری کا وزیر السلطنت) حاضرِ دربار ہوا غیاث الدین نے قلمدانِ وزارت حوالہ کر دیا۔ عدل واحسان اور جہانداری میں اپنے مرحوم باپ کے قدم بقدم چلنے لگا۔ اس کے بعد ابن حرمیل گورنر ہرات کو تالیف قلب کے خیال سے نرمی وملاطفت کا خط لکھا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کی ہدایت کی۔ جس وقت ابن حرمیل کو سلطان شہاب الدین کی شہادت کی خبر ملی خوارزم شاہ سے عداوت سے ڈر کر سردارانِ شہر کو بلا بھیجا اور لوگوں سے اپنا ساتھ دینے کا حلف لیا۔ قاضی شہر اور ابن زیاد نے جواب دیا کہ دنیا بھر کے مقابلہ میں ہم تمہارے ساتھ سینہ سپر ہوں گے لیکن سلطان غیاث الدین کے بیٹے کے مقابلہ میں ہم تمہارا ساتھ نہ دیں گے۔ ابن حرمیل نے یہ سن کر سنی ان سنی کر دی اور خوارزم شاہ سے در پردہ سازش کرنے لگا۔ غیاث الدین کو کسی جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ فوجیں آراستہ کر کے ہرات کا قصد کیا ابن حرمیل نے یہ سن کر قاضی اور ابن زیاد سے اس معاملہ میں مشورہ کیا۔ ان دونوں نے غیاث الدین کی اطاعت قبول کرنے کا مشورہ دیا ابن حرمیل نے بظاہر ان کا مشورہ قبول کر لیا لیکن در پردہ خوارزم شاہ کو قبضہ ہرات پر ابھارتا اور ترغیب دیتا رہا۔ اسی اثناء میں

غیاث الدین نے گورنر طالقان اور گورنر مرو کو خط لکھ بھیجا۔ ان لوگوں کو جاگیریں دیں اور سونج اپنے باپ کے ایک غلام مشہور بہ امیر شکار کو طالقان میں کچھ جاگیر عطا کی۔

خوارزم شاہ اور ابن حرمیل: حسن بن حرمیل غوریوں کی طرف سے ہرات کا حکمران تھا۔ لیکن کسی وجہ سے غوریوں کی اطاعت سے باغی ہو گیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اور درپردہ خوارزم شاہ سے سازش کی تھی چنانچہ ادھر خوارزم شاہ کو لکھ بھیجا کہ آپ اپنی فوجیں بھیج دیجئے اور ادھر ابن زیاد کو سلطان غیاث الدین کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کی غرض سے روانہ کیا حسن بن حرمیل ان کارروائیوں کے کرنے پر مطمئن نہ ہوا۔ پس وپیش کر رہا تھا کہ اس اثناء میں ابن زیاد سلطان غیاث الدین کی خدمت سے خلعت وغیرہ لئے ہوئے واپس آیا۔ لیکن اس کے باوجود حسن بن حرمیل اپنی مکاری اور اپنے خیال سے باز نہ آیا۔ اس کے بعد خوارزم شاہ کی فوجیں آ گئیں۔ نہایت عزت واحترام سے ملا۔ لیکن یہ خبر سن کر اس فوج کے پیچھے چھ کوس کے فاصلے پر خوارزم شاہ بھی حواس باختہ ہو گیا۔ اپنے کیے پر پریشان ہوا۔ اسی وقت خوارزم شاہ کی فوجوں کو واپس کر دیا۔ ان واقعات کی اطلاع سلطان غیاث الدین کو ہو گئی۔ سلطان نے حسن کو بلا بھیجا۔ اس کے مملوکات کی ضبطی اور اس کے مشیروں اور مصاحبوں کو ذلیل ورسوا کرنے کا حکم دیا۔

خوارزم شاہ کا ہرات پر قبضہ: حسن بن حرمیل کو اس کی خبر لگ گئی حسن نے ان لوگوں کو یہ فریب دیا کہ سلطان سے ان معاملات میں خود خط وکتابت کرتا ہوں تم لوگ احکام سلطانی کی تعمیل میں عجلت نہ کرو۔ قاضی اور ابن زیاد اس فقرہ میں آ گئے۔ قاصد کی روانگی کے چوتھے دن خوارزم شاہ اپنی فوج کے ساتھ ہرات پہنچ گیا۔ حسن بن حرمیل نے شہر پناہ کے دروازے کھول دیئے اور شہر میں داخل کر دیا۔ اس کے بعد ابن زیاد کو گرفتار کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں اور قاضی کو شہر سے نکال دیا۔ قاضی بحال پریشان فیروز کوہ سلطان کی خدمت میں حاضر ہوا' حالات عرض کیے۔ سلطان غیاث الدین نے بنفس نفیس ہرات کا قصد کیا۔ ہنوز روانگی کی نوبت نہ آئی تھی کہ یہ خبر سننے میں آئی۔ علاء الدین والئ بامیان غزنی کی طرف بڑھ رہا ہے۔ مجبوراً ہرات کا ارادہ ملتوی کر دیا۔

محاصرۂ بلخ: قبضۂ ہرات کے بعد بلخ باقی رہ گیا تھا جس وقت خوارزم شاہ کو سلطان شہاب الدین کے مرنے کی خبر پہنچی' ان غوریوں کو جو اس کے یہاں مقیم تھے رہا کر دیا۔ خلعت دیا اور اپنے بھائی علی شاہ کو افواج کا افسر بنا کر بلخ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ عمر بن حسین غوری گورنر بلخ مقابلہ پر آیا۔ بلخ سے چھ کوس کے فاصلہ پر لڑائی کے مورچے قائم ہوئے۔ اتنے میں خوارزم شاہ بھی امدادی فوجیں لے کر آ پہنچا۔ یہ واقعہ ۶۰۲ھ کا ہے جب محاصرہ کی شدت حد سے بڑھی اور عمر بن حسین نے اپنے مقابلہ کی قوت نہ دیکھی تو بامیان میں علاء الدین اور جلال الدین کی خدمت میں عریضہ بھیجا۔ امداد کی درخواست کی لیکن ان دونوں کو غزنی کے معاملات نے امداد سے روک دیا۔ خوارزم شاہ چالیس دن تک بلخ کا محاصرہ کیے رہا۔ کامیابی کی صورت نظر نہ آتی تھی۔ محمد بن علی بن بشیر خوارزم شاہ کے پاس تھا اسے بھی غوری قیدیوں کے ساتھ قید سے رہا کیا تھا اور جاگیر دی تھی۔

فتح بلخ: محمود کو خوارزم شاہ نے عمر بن حسین والئ بلخ کے پاس روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو۔ میں تمہارے حقوق کی نگہداشت معقول طور سے کروں گا۔ عمر بن حسین نے انکاری جواب دیا چنانچہ خوارزم شاہ نے کامیابی سے نا

اُمید ہو کر ہرات کی طرف واپسی کا قصد کیا۔ پھر یہ خبر سن کر کہ علاء الدین اور جلال الدین کو وزیوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی اور دز نے ان دونوں کو قید کر لیا ہے۔ ہرات کی واپسی ملتوی کر دی اور ابن بشیر (یعنی محمد بن علی بن بشیر کو عمر بن حسین کے ساتھ دوبارہ پیام دے کر بھیجا۔ عمر بن حسین نے پھر انکاری جواب دیا مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ بالآخر جس وقت عمر بن حسین کو چاروں طرف سے نا اُمیدی محسوس ہوئی اطاعت قبول کر لی اور خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ جامع بلخ میں پڑھا اور خوارزم شاہ سے ملنے کو اس کے کیمپ میں آیا۔ خوارزم شاہ نے اسے خلعت دیا اور گورنری بلخ پر بدستور بحال رکھا۔ یہ واقعہ آخر ۶۰۳ھ کا ہے۔

عمر بن حسین غوری کی گرفتاری: فتح بلخ سے فارغ ہو کر خوارزم شاہ جورقان (جرجان) کی طرف محاصرہ کی غرض سے بڑھا۔ علی بن ابی علی یہاں کا حاکم تھا۔ دونوں میں مصالحت ہو گئی۔ جوزقان سے واپس ہو کر عمر بن حسین غوری والیٔ بلخ کو بلا بھیجا اور جب وہ آ گیا تو گرفتار کر کے خوارزم بھیج دیا اور بلخ جا کر قبضہ کر لیا۔ جعفر ترکی کو اپنی جانب سے بلخ کا حاکم مقرر کر کے خوارزم کی طرف واپس ہوا۔

علاء الدین اور دز (ایلدوز) کی جنگ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں دز نے غزنی پر قبضہ حاصل کر کے علاء الدین اور جلال الدین کو بامیان کی جانب نکال دیا تھا چنانچہ دو ماہ تک یہ دونوں بامیان میں مقیم رہے۔ دز نے قبضہ غزنی کے بعد وہیں قیام اختیار کیا اور اس خیال سے کہ میری حکومت کو غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے سے رکا دیا اور ترکوں کو اس خوف سے کہ مبادا ان لوگوں میں شورش اور عہد شکنی کا مادہ پیدا ہو یہ فریب دیتا رہا کہ غیاث الدین کے پاس سے ایلچی واپس نہیں آیا جب ان کو علاء الدین کے مقابلہ میں کامیابی حاصل ہو گئی اور قلعہ پر قبضہ کر لیا تو خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا اور تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا اس اثناء میں لشکر کا معتدبہ حصہ رفتہ رفتہ علاء الدین سے آ ملا۔ چنانچہ علاء الدین اور جلال الدین نے فوجیں مرتب کر کے بامیان سے غزنی کی طرف کوچ کیا۔ دز کو اس کی اطلاع ہوئی۔ اس نے بھی لشکر مرتب کر کے مدافعت کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ ان دونوں نے دز کی فوجوں کو نہایت بری طرح سے پسپا کیا۔ فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا۔ دز کرمان کی طرف بھاگا۔ ایک دستہ فوج نے تعاقب کیا۔ دز نے پلٹ کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔

علاء الدین کا غزنی پر قبضہ: علاء الدین اور اس کا بھائی جلال الدین مظفر و منصور غزنی میں کامیابی کا جھنڈا لئے ہوئے داخل ہوئے اور قابض ہو گئے۔ شہاب الدین کے اس خزانے پر قبضہ کر لیا جسے وزیر السلطنت مؤید الدین سے کرمان میں لیا تھا جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں قبضہ غزنی کے بعد علاء الدین اور جلال الدین میں خزانہ کی تقسیم اور مؤید الملک کی وزارت پر جھگڑا پیدا ہو گیا۔ اہل غزنی کو ان کی اطلاع پر بے حد ندامت ہوئی' مگر چارۂ کار کچھ نہ تھا۔ جلال الدین عباس کے ساتھ بامیان چلا آیا اور علاء الدین غزنی میں ٹھہرا رہا وزیر السلطنت نے لشکریوں اور رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ شروع کر دیئے جس کا مال پایا لوٹ لیا جسے چاہا سزا دی۔ ظلم کی کوئی حد باقی نہ رہ گئی تھی۔ لوگوں نے مال و اسباب کو فروخت کرنا شروع کر دیا۔ شکایتوں پر شکایتیں ہوتی تھیں لیکن کوئی سننے والا نہ تھا۔ دز کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ ترکوں' تاتاریوں اور غوریوں کی فوجیں مرتب کر کے چڑھائی کر دی۔ ایلدکز شرقی (شہاب الدین کا غلام) دو ہزار جمعیت سے کرمان پر چڑھ آیا اور اس پر

قبضہ کرلیا اس کے بعد ہی دز آ پہنچا اسے ایلدکز کی کامیابی پسند نہ آئی ایلدکز کو نکال کر کرمان پر قابض ہوگیا۔ رعایا کے ساتھ حسن سلوک اور عدل وانصاف سے پیش آنے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی خبر علاء الدین کو غزنی پہنچی اپنے وزیر کو اپنے بھائی جلال الدین کی خدمت میں بامیان روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ غوریوں نے علاء الدین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا اور غیاث الدین کے پاس چلے گئے تھے۔ دز نے آخری ۶۰۳ھ میں شہر غزنی پہنچ کر قبضہ کرلیا۔ علاء الدین قلعہ نشین ہوگیا۔

علاء الدین کی شکست وامان طلبی: دز نے اہل غزنی کو تشفی دی اور امن دیا۔ جب شہر کا ہلڑ ختم ہوگیا۔ تو قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ اتنے میں دز کو یہ خبر لگی کہ جلال الدین فوج لے کر آ گیا ہے دز یہ سن کر مقابلہ اور مدافعت کی غرض سے اٹھ کھڑا ہوا۔ دونوں میں صف آرائی ہوئی۔ دز نے جلال الدین کو شکست دی اور گرفتار کر کے غزنی واپس کر دیا۔ علاء الدین اس وقت تک قلعہ نشین تھا دز نے کہلا بھیجا کہ اگر تم قلعہ کی کنجیاں میرے حوالے نہ کرو گے تو میں تمہارے قیدیوں کو قتل کر ڈالوں گا۔ علاء الدین نے جواب میں ذرا ٹال مٹول سے کام لیا۔ دز نے چار سو قیدیوں کو قتل کر ڈالا۔ علاء الدین یہ سن کر خوف سے کانپ اٹھا امن کی درخواست کی۔ دز نے امن دی اور جب علاء الدین امن حاصل کر کے قلعہ سے نکلا تو گرفتار کرلیا گیا۔ وزیر السلطنت عماد الملک کو مار ڈالا اور فتح کی خوش خبری کا عریضہ غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کیا سلیمان بن بشیر ۶۰۳ھ میں غیاث الدین کی خدمت میں فیروز کوہ پہنچا۔ غیاث الدین نے عزت واحترام سے ٹھہرایا اور محل سرائے شاہی کا داروغہ مقرر کیا۔

عباس کی بغاوت: جس وقت علاء الدین اور جلال الدین غزنی میں گرفتار کر لئے گئے۔ جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اور اس کی خبر ان کے چچا عباس کو بامیان میں پہنچی اس کے ساتھ ان دونوں کے باپ کا وزیر بھی بامیان میں موجود تھا۔ چنانچہ وزیر السلطنت یہ خبر پا کر خوارزم شاہ کی طرف دز کے مقابلے کے لئے امداد حاصل کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ عباس نے وزیر السلطنت کی موجودگی کو غنیمت شمار کر کے قلعہ پر قبضہ کرلیا اور علاء الدین اور جلال الدین کے ہمراہیوں وہواخواہوں کو نکال دیا وزیر السلطنت کو اس کی خبر لگی اثناء راہ سے لوٹ پڑا اور قلعہ کا محاصرہ کرلیا اس کے بعد جلال الدین رہا ہو کر بامیان پہنچا۔ وزیر السلطنت کو اس سے بڑی قوت حاصل ہوگئی۔ عباس کے پاس کہلا بھیجا کہ تم سرکشی چھوڑ کر اطاعت قبول کرلو عباس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے اور کنجیاں حوالے کر دیں اور یہ کہلا بھیجا کہ میں نے خوارزم شاہ کے دست برد سے محفوظ رکھنے کی غرض سے قلعہ پر قبضہ کیا تھا ورنہ یہ کب ممکن تھا کہ میں خودمختاری کا جھنڈا بلند کرتا۔

خوارزم شاہ کا ترمذ پر قبضہ: خوارزم شاہ نے عمر بن حسین غوری سے بلخ چھین کر ترمذ کا قصد کیا اس وقت ترمذ میں عمر بن حسین کا بیٹا حکمرانی کر رہا تھا محمد بن بشیر نے ترمذ پہنچ کر بلخ کی حوالگی اور خوارزم شاہ کے قبضہ کے حالات بتائے اور یہ ظاہر کیا کہ بلخ کا نظم ونسق خوارزم شاہ کے امراء وارا کین حکومت کر رہے ہیں اور عمر بن حسین خوارزم شاہ کے پاس بھیج دیا گیا اگر تم اطاعت قبول کرلو گے اور مقابلہ نہ کرو گے تو تمہیں انعامات دیئے جائیں گے۔ جاگیریں دی جائیں گی۔ چونکہ والی ترمذ تاتاریوں کے آئے دن کے حملوں سے تنگ آ گیا تھا اور غزنی پر دز کے قبضہ اور تصرف اور اپنے ہمراہیوں کی گرفتاری سے دل برداشتہ ہوگیا تھا' اس وجہ سے اطاعت قبول کرلی اور امن کا خواستگار ہوا۔ خوارزم شاہ نے اسے امن دی اور ترمذ پر قبضہ کرلیا۔

فتح طالقان: قبضۂ ترمذ سے فراغت حاصل کر کے طالقان کی طرف بڑھا۔ اس وقت طالقان میں سونج نامی ایک شخص غیاث

الدین محمود کی جانب سے حکومت کر رہا تھا۔ خوارزم شاہ نے پیام بھیجا کہ تم میری اطاعت قبول کر لو تو میں تمہیں تمہاری حسبِ خواہش جاگیریں دوں گا۔ سونج نے انکاری جواب دیا اور جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لیکن جس وقت مقابلہ پڑا آیا گھوڑے سے اتر کر قدم بوس ہوا۔ معافی کی درخواست کی۔ خوارزم شاہ نے طالقان پر قبضہ کر لیا اور اس کے بعض ارا کین دولت کو بھی گرفتار کر کے کالوین اور سوار کے قلعوں کا رخ کیا' والیٔ قلعہ کو کا بن حسام الدین علی بن ابوعلی مقابلہ پر آیا۔ خوارزم شاہ نے اس سے شہر سپرد کرنے کا مطالبہ کیا۔ حسام الدین نے انکاری جواب دیا۔ خوارزم شاہ جواب صاف پا کر ہرات کی طرف چلا گیا اور ہرات کے باہر قیام پزیر ہوا چونکہ حسن بن حرمیل نے اطاعت قبول کر لی تھی اس وجہ سے خوارزم شاہ کے لشکر کے دست برد اور لوٹ مار سے ہرات محفوظ رہا۔ اسی مقام پر غیاث الدین کا ایلچی تحائف و ہدایا لے کر حاضر ہوا۔ اسی زمانہ میں حسن بن حرمیل نے اسفرائین پر حملہ کیا۔ والیٔ اسفرائین غیاث الدین کے پاس گیا ہوا تھا حسن نے شہر پر محاصرہ ڈال دیا۔ اہل شہر نے امن حاصل کر کے شہر پناہ کے دروازے کھول دیے اور شہر کو با امن حوالے کر دیا۔

والیٔ سجستان کی اطاعت: اس کے بعد حسن بن حرمیل نے والیٔ سجستان کے پاس خوارزم شاہ کی اطاعت کا پیام بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ آئندہ سے مسجدوں میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے گا والیٔ سجستان نے خوارزم شاہ کا غاشیۂ اطاعت قبول کر لیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ خوارزم شاہ نے غیاث الدین سے اس امر کی درخواست کی تھی جسے غیاث الدین نے قبول نہ کیا تھا الغرض اسی زمانہ قیامِ ہرات میں قاضی ساعد بن فضل خوارزم شاہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جنہیں حسن بن حرمیل نے شہر بدر کر دیا تھا اور غیاث الدین کے پاس فیروز کوہ چلے گئے تھے۔ حسن بن حرمیل نے کچھ ایسا جڑ دیا کہ خوارزم شاہ نے قاضی ساعد کو قلعہ روزن میں قید کر دیا اور ہرات کے عہدۂ قضا پر قاضی ابوبکر محمد بن خرمسی کو مامور کیا۔

دز (یلدوز) کی سرکشی: جس وقت دز نے غزنی پر قبضہ کر لیا اور علاء الدین و جلال الدین کو بھی گرفتار کر لیا۔ غیاث الدین نے دز کو لکھنا شروع کیا کہ میرے نام کا خطبہ مسجدوں میں پڑھا جائے دز حیلہ و حوالہ سے ٹالنے لگا۔ غیاث الدین نے قاصد روانہ کیا کہ میرے نام کا تو خطبہ پڑھا جائے اور شہاب الدین کے لئے دعا کی جائے۔ ترکوں کو اس نامہ و پیام سے شبہ پیدا ہوا۔ دز نے غیاث الدین کو لکھ بھیجا کہ آپ مجھے آزاد کر دیجئے۔ غیاث الدین نے چندے توقف کر کے اس درخواست کو منظور کر لیا۔ حالانکہ اس کا قصد خوارزم شاہ سے مصالحت اور امداد لینے کا تھا۔ جب دز نے اپنی آزادی کا مطالبہ کیا تو غیاث الدین نے اس کو اور قطب الدین ایبک کو جو کہ اس کے چچا شہاب الدین کا غلام تھا اور اس کی طرف سے ملک ہند کا حکمران تھا آزاد کر دیا اور ہر ایک کو ہدایا اور خلعت روانہ کئے پھر یہ خبر آئی[1] .... کہ دز خود مختار حکومت کا ڈنکا بجانے لگا اور قطب الدین ایبک آزاد ہونے کے باوجود مطیع و فرمانبردار رہا۔

دز (یلدوز) کی یکتاباد پر فوج کشی: غیاث الدین نے خوارزم شاہ سے امداد کی درخواست کی خوارزم شاہ نے اس شرط سے کمک بھیجی کہ حسن بن حرمیل والیٔ ہرات میری اطاعت قبول کر لے اور مال غنیمت کے تین حصے کئے جائیں۔ ایک

---

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

حصہ لشکریوں میں تقسیم کیا جائے اور دو حصہ ان دونوں کو۔ اس کی خبر کسی ذریعہ سے دز کو پہنچی۔ دز نے فوجیں مرتب کر کے یکتاباد پر چڑھائی کر دی اور اس پر قابض ہو گیا۔ اس کے بعد بست اور اس کے متعلقات کا رخ کیا اور قبضہ کر لیا۔ غیاث الدین کے نام کا خطبہ موقوف کر دیا۔ والی سجستان کو لکھ بھیجا کہ تم خوارزم شاہ کا نام خطبہ سے نکال دو۔

ایدکین کی مراجعت کابل: حسین بن حرمیل کو بھی اس پر ابھارا اور مخالفت کی صورت میں جنگ کی دھمکی دی۔ جلال الدین والی بامیان کو قید سے رہا کر کے اپنی بیٹی سے عقد کر دیا اور پانچ ہزار سواروں کو ایدکین کی افسری میں (یہ شہاب الدین کا غلام تھا) جلال الدین کے ہمراہ روانہ کیا کہ بامیان پر قبضہ کر کے جلال الدین کو تخت حکومت پر بٹھا دیا جائے اور اس کے چچا زاد بھائی کو حکومت و سلطنت سے بے دخل کر دو۔ ابھی ایدکین بامیان نہیں پہنچنے پایا تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ترکوں میں دز کے خلاف جوش پیدا ہو رہا ہے غزنی کی طرف لوٹنا چاہا۔ جلال الدین نے اس کی مخالفت کی۔ تب ایدکین اپنے مقبوضات کابل کی طرف لوٹ آیا۔

غیاث الدین اور خوارزم شاہ میں مصالحت: قطب الدین ایبک کو جب یہ معلوم ہوا کہ دز نے غیاث الدین سے بغاوت کی ہے تو بے حد برافروختہ ہوا۔ ایک قاصد دز کے پاس روانہ کیا۔ جنگ کی دھمکی دی غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھنے کی تاکید کی۔ ادھر غیاث الدین کی خدمت میں تحائف و ہدایا بھیج کر یہ رائے دی کہ آپ وقتی طور سے خوارزم شاہ کے تمام مطالبات تسلیم کر لیجئے تاکہ مہم غزنی سے فراغت حاصل ہو جائے۔ غیاث الدین نے اس رائے کے مطابق خوارزم شاہ سے مصالحت کر لی اور ایبک کو لکھ بھیجا کہ دز سے جنگ کے لئے غزنی پر حملہ کر دو۔

ایبک کی کارگزاری: چنانچہ ایبک نے غزنی پر چڑھائی کر دی اتنے میں ایدکین بھی ماہ رجب ۶۰۳ھ میں غزنی آ گیا۔ شہر غزنی پر ایبک کا قبضہ ہو گیا۔ جامع مسجد میں غیاث الدین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ صرف قلعہ باقی رہ گیا لشکریوں نے شہر کو لوٹ لیا۔ ان واقعات کی اطلاع دز کو ہوئی ہوش جاتے رہے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے۔ یکتاباد میں غیاث الدین کا نام خطبہ میں داخل کیا گیا اور دز کا نام نکال ڈالا۔ کچھ عرصہ بعد ایدکین نے غزنی سے بلادِ غور کی طرف کوچ کیا اور ان واقعات کی اطلاعی عرضی غیاث الدین کی خدمت میں روانہ کی اور بہت سا سامان و مال جو لوٹ میں ملا تھا تحفہ کے طور پر بھیج دیا۔ غیاث الدین کو اس سے بے حد مسرت ہوئی خلعت بھیجے اور آزاد کر دیا اور ملک الامراء کا خطاب عطا کیا۔ اس کے بعد غیاث الدین نے بست اور اس کے مضافات کا قصد کیا چنانچہ بحسن و خوبی اسے پھر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر کے وہاں کی رعایا سے اچھے برتاؤ کئے۔

حسن بن حرمیل کی گرفتاری: حسن بن حرمیل نے جیسا کہ اوپر لکھ آئے ہیں خوارزم شاہ کی فوج کو ہرات میں بلا لیا تھا۔ چنانچہ خوارزم شاہ کی فوج آ گئی اور ہرات میں ابن حرمیل کے ساتھ قیام پزیر ہوئی۔ خوارزم شاہ کی فوج نے رعایا پر ظلم و ستم شروع کر دیا۔ طرح طرح کی زیادتیاں کرنے لگے۔ ابن حرمیل نے ان لوگوں کو قید کر دیا اور خوارزم شاہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے۔ خوارزم شاہ ان دنوں خطا کی لڑائی میں مصروف تھا۔ حسن ابن حرمیل کو لکھ بھیجا کہ ان فوجیوں کو جنہیں تم نے قید کیا ہے میرے پاس بھیج دو اور عزالدین خلدک کو در پردہ تحریر بھیجی کہ تم جس طرح ممکن ہو حسن بن حرمیل کو گرفتار کر لو۔ خلدک نے دو

ہزار سواروں کو لے کر ہرات کا قصد کیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ خلدک زمانہ حکومت سلطان سنجر میں ہرات کی گورنری کر چکا تھا۔ جس وقت خلدک ہرات کے قریب پہنچا ابن حرمیل استقبال کی غرض سے ہرات سے باہر آیا ایک دوسرے سے ملے خلدک نے اپنے ہمراہیوں کو اشارہ کر دیا ان لوگوں نے ابن حرمیل کو گرفتار کر لیا۔ ابن حرمیل کے ہمراہی شہر میں واپس آئے۔

ابن حرمیل کا خاتمہ: وزیر خواجہ حاجب نے شہر پناہ کے دروازے بند کر لئے مقابلہ کی تیاری کی غیاث الدین محمود کے نام کی منادی کرا دی خلدک نے شہر کا محاصرہ کر لیا اور کہلا بھیجا کہ تمہیں امان دیتا ہوں اور اگر تم میرا کہنا نہ مانو گے تو میں ابن حرمیل کو قتل کر ڈالوں گا۔ وزیر نے کچھ جواب نہ دیا۔ خلدک نے ان واقعاتِ حاضرہ سے خوارزم شاہ کو مطلع کیا خوارزم شاہ نے اپنے ان گورنروں کو جو خراسان میں تھے ہرات پر فوج کشی اور محاصرہ کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ گورنران خرسان نے دس ہزار کی جمعیت سے ہرات پر حملہ کیا۔ چونکہ حسن بن حرمیل نے احتیاط کے طور پر ہرات کو ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم کر رکھا تھا چار شہر پناہ نہایت مستحکم بنوائے تھے۔ شہر پناہ کے باہر متعدد خندقیں کھدوائیں تھیں۔ رسد وغلہ اور سامان جنگ ضرورت سے زیادہ مہیا کر لیا تھا اس لئے محاصرین کی دال نہ گلی اور ہرات پر قبضہ نہ کر سکے۔ اس اثناء میں حسن ابن حرمیل کا خراسان میں انتقال ہو گیا یا یہ کہ خوارزم شاہ کے سرداروں نے اسے قتل کر ڈالا۔

خوارزم شاہ کا طبرستان پر قبضہ: علی شاہ برادر غیاث الدین محمود نے طبرستان میں اور کزلک خان نے نیشاپور میں خودمختار حکومت کا جھنڈا بلند کیا لیکن جب خوارزم شاہ طبرستان پہنچا تو علی شاہ بھاگ گیا فیروزکوہ میں شہاب الدین کے پاس جا کر دم لیا۔ شہاب الدین نے عزت واحترام سے ملاقات کی۔ خوارزم شاہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے نیشاپور کی طرف قدم بڑھائے اور اسے بھی کزلک خان کے قبضہ سے نکال کر اپنے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ہرات کی طرف آیا اس وقت تک ہرات پر محاصرہ پڑا ہوا تھا کسی طرح فتح نہ ہوتا تھا۔ محاصرہ کے بڑھ جانے سے اہل شہر میں پھوٹ پڑ گئی۔ خوارزم شاہ کے آ جانے کا سن کر خائف ہو گئے۔ وزیر کے مخالفوں نے وزیر کو گرفتار کر لیا اس سے اور بھی کمزوری پیدا ہو گئی۔ مقابلہ کی قوت جاتی رہی کسی ذریعہ سے خوارزم شاہ کو ان واقعات کی اطلاع ہو گئی فوراً حملہ کر دیا۔ شہر پناہ کے دو برجوں کو مسمار کر کے شہر میں داخل ہو گیا اور قبضہ کر لیا وزیر کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اور اپنی طرف سے ایک شخص کو ہرات پر مامور کر دیا۔ یہ واقعات ۶۰۵ھ کے ہیں قبضہ ہرات سے فراغت کر کے خطا کی جنگ پر واپس آیا۔

قتل غیاث الدین محمود: خوارزم شاہ نے شہر ہرات پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے ماموں امیر ملک کو ہرات کی حکومت پر مامور کیا اور فیروزکوہ پر حملہ کرنے اور اس کے حکمران غیاث الدین محمود بن غیاث الدین غوری اور اس کے بھائی علی شاہ کی گرفتاری کا حکم دیا۔ چنانچہ امیر ملک نے فوجیں آراستہ کر کے فیروزکوہ پر چڑھائی کی۔ غیاث الدین محمود نے امن کی درخواست کی جسے امیر ملک نے منظور کر لیا۔ لیکن جس وقت غیاث الدین محمود اپنے بھائی علی شاہ کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول کر نکلا۔ امیر ملک نے دونوں بھائیوں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا مظفر ومنصور ۶۰۵ھ میں فیروزکوہ میں داخل ہوا۔ فیروزکوہ کے فتح ہو جانے سے تمام خراسان پر خوارزم شاہ کا قبضہ ہو گیا۔

خوارزم شاہ کا غزنی پر قبضہ: جس وقت خوارزم شاہ نے کل صوبہ جات خراسان اور بامیان پر قبضہ حاصل کر لیا اس

وقت تاج الدین دز والیٔ غزنین کے پاس کہلا بھیجا کہ ''تمہارے لئے یہ بہتر ہے کہ تم مجھ سے برسر پیکار نہ ہو۔ مصالحت کرلو' میرے نام کا خطبہ پڑھواور میرے نام کا سکہ جاری کرو'' ۔ دز نے اپنے اراکین دولت کو جمع کر کے مشورہ طلب کیا۔ انہیں اراکین میں قطلوتکین (شہاب الدین کا غلام) نائب السلطنت غزنی بھی تھا۔ اس نے خوارزم شاہ کی اطاعت کا مشورہ دیا جس سے اتفاق ظاہر کیا چنانچہ خوارزم شاہ کا ایلچی جواب باصواب لے کر واپس آیا۔ غزنی میں خوارزم شاہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا' اس کے بعد قطلوتکین نے پوشیدہ طور سے خوارزم شاہ کو پیغام بھیجا کہ آپ غزنی تشریف لائیے میں غزنی آپ کے حوالے کر دوں گا۔ چنانچہ خوارزم شاہ نے بذات خود غزنی آیا اور قبضہ کرلیا۔ دز نے غزنی کو خیر باد کہہ کر لاہور کا راستہ لیا۔ قبضۂ غزنی کے بعد خوارزم شاہ نے قطلوتکین کو حاضری کا حکم دیا۔ شاہی خزانوں کی کنجیاں لے لیں' توشہ خانہ میں جو کچھ تھا اس پر قبضہ کر کے قطلوتکین کو مار ڈالا۔ غزنی پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے جلال الدین کو مامور کر کے شہر واپس آیا۔ یہ واقعات ۶۱۰ھ کے ہیں۔

دز (یلدوز) کا لاہور پر قبضہ: دز غزنی سے نکل کر ایک ہزار پانچ سو سواروں کی جمعیت سے لاہور پہنچا۔ اس وقت لاہور میں ناصر الدین قباچہ (شہاب الدین کا غلام) حکمرانی کر رہا تھا۔ لاہور کے علاوہ ملتان' آجر اور دیبل (ٹھٹھہ) ساحل دریا تک اس کے قبضہ میں تھے۔ پندرہ ہزار جنگ جو سواروں کو لے کر میدان جنگ میں آیا۔ بازار کارزار گرم ہوگیا۔ فریقین کے ساتھ ہاتھیوں کا بھی جھنڈ تھا۔ دز کو پہلے حملہ میں شکست ہوئی' ہاتھیوں کا جھنڈ پکڑ لیا گیا۔ دز نے پلٹ کر حملہ کیا دز کو کامیابی ہوئی دز کے ہاتھی سوار نے قباچہ کے جھنڈے پر حملہ کیا۔ اتفاق یہ کہ جھنڈا گر گیا۔ قباچہ کا لشکر بھاگ کھڑا ہوا۔ دز نے شہر لاہور پر قبضہ کرلیا۔

تاج الدین یلدوز کا خاتمہ: اس کامیابی کے بعد دز نے ہندوستان کی طرف قدم بڑھائے تاکہ دہلی وغیرہ پر بھی جو مسلمانوں کے قبضہ میں قابض ہو جائے۔ اس وقت دہلی میں قطب الدین ایبک کا انتقال ہو چکا تھا اور اس کا غلام شمس الدین حکومت کر رہا تھا۔ شہر سمایا کے قریب فوجوں میں مڈبھیڑ ہوئی تاج الدین دز شکست کھا کر بھاگا۔ سارا لشکر تتر بتر ہوگیا اور اثنائے جنگ میں مارڈالا گیا۔

تاج الدین دز نہایت خلیق' عادل' رعایا کے ساتھ احسان کرنے والا تھا اور بالخصوص تجارت پیشہ اور غریبوں کے ساتھ بحسن سلوک پیش آتا تھا۔ اس کے مرنے سے سلاطین غوریہ کا شیرازہ حکومت بکھر گیا۔ والبقاء للّٰہ وحدہ

باب: ۱۴

دولتِ دیلم

دیلمیوں کا سلسلۂ انساب: سلسلہ انساب عالم میں دیلمیوں کا نسب ہم بیان کر آئے ہیں کہ یہ مازائے بن یافث کی نسل سے ہیں اور مازائے تورات میں اولاد یافث میں شمار کیا گیا ہے۔ ابن سعید نے لکھا ہے کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے کہاں سے اسے نقل کیا ہے کہ دیلم' سام بن باسل بن اسور بن سام کی اولاد سے ہے اور توریت میں اسور کا ذکر سام کی اولاد میں آیا ہے۔ ابن سعید نے یہ بھی لکھا ہے کہ موصل' جرموق بن اسور اور فرس' کرد' خزر' ایران بن اسور اور نبط' سوریاں نبط بن اسور کی اولاد سے ہیں۔ واللہ اعلم۔

جیل علماء نسب کے نزدیک ہر روایت کے اعتبار سے دیلم کے بھائی ہیں اور ہر حال میں یہ ایک ہی قبیلے کے شاخ ہیں' ان دیلم اور جیل کا پیدائش کے وقت سے پرانا وطن طبرستان اور جرجان کے پہاڑوں میں رے اور گیلان تک کے پہاڑوں میں واقعہ تھا۔ اسلام سے پہلے ان کی نہ کوئی حکومت تھی اور نہ کوئی سلطنت جس وقت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اسلام کی فتوحات کا سیلاب تمام عالم میں پھیلا اور کسریٰ فارس کی حکومت کا شیرازہ درہم برہم ہو گیا اور عرب کی حکومت کا سکہ تمام ملکوں مشرق مغرب جنوب اور شمال میں چلنے لگا جیسا کہ فتوحات اسلامیہ کے ضمن میں آپ پڑھ آئے ہیں تو جن لوگوں نے مذہب اسلام قبول نہ کیا انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا اس وقت دیلم اور جیل مجوسی المذہب تھے۔ زمانہ فتوحات اسلامیہ میں ان کے ممالک فتح نہیں ہوئے تھے یہ جزیہ دیا کرتے تھے۔ سعید بن العاص نے ایک لاکھ سالانہ پر ان سے مصالحت کر لی تھی۔ جسے اکثر لوگ ادا کرتے تھے اور کبھی کبھی نہیں دیتے تھے۔

طبرستان کی تسخیر: سعید کے بعد کسی اور شخص نے جرجان کا قصد نہیں کیا۔ یہ لوگ عراق سے خراسان تک کے راستے میں قومس پر رہزنی کیا کرتے تھے اور قافلے صحیح وسلامت بچ کر نہیں جا سکتے تھے۔ جس وقت یزید بن مہلب ۸۶ھ میں خراسان کا گورنر ہو کر آیا' اس وقت تک طبرستان اور جرجان فتح نہیں ہوئے تھے۔ جب کبھی ان مقامات کا ذکر آتا تھا تو یزید بن مہلب کہا کرتا تھا کہ فارس کی فتوحات تکمیل کو نہیں پہنچیں۔ طبرستان وغیرہ کا فتح کرنا ضروری ہے ورنہ قومس ونیشاپور وغیرہ کا امن خطرہ میں رہے گا۔ جب سلیمان بن عبدالملک تخت حکومت پر ۹۹ھ میں متمکن ہوا تو یزید بن مہلب نے جہاد طبرستان کی غرض سے فوجیں فراہم کیں اس وقت تک جرجان شہر کی حیثیت نہ رکھتا تھا اُسے چاروں طرف سے سر بفلک پہاڑ گھیرے ہوئے تھے ایک شخص درے پر کھڑا ہو جاتا اور بڑے سے بڑے لشکر کو جرجان میں داخل ہونے سے روک سکتا تھا البتہ طبرستان ایک آباد

شہر تھا۔ اس کا حکمران اصبہد نامی ایک شخص تھا۔ یزید کے غلام فراسہ نے جرجان کو سر کر لیا۔ بنو اُمیہ کے حکومت کے خاتمہ کے بعد ہادی نے ان دونوں مقامات کا محاصرہ کیا۔ یہاں تک کہ یہ دونوں مقامات حکومت کے مطیع ہو گئے لیکن کچھ عرصہ بعد باغی اور سرکش بن گئے تب خلیفہ مہدی نے یحییٰ حرسی کو چالیس ہزار فوج کی جمعیت سے طبرستان کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے طبرستان کو زیروزبر کر کے دائرہ اسلامیہ میں داخل کر لیا۔ زمانہ حکومت خلیفہ الرشید میں یحییٰ بن عبداللہ بن حسن مثنیٰ نے طبرستان کا رُخ کیا مگر کامیاب نہ ہوا۔ تب خلیفہ رشید نے فضل بن یحییٰ برمکی کو ۱۹۵ھ میں اس جنگ پر مامور کیا۔ فضل نے نہایت مردانگی سے ان مقامات کو سر کیا۔ سالانہ خراج ادا کرنے پر مصالحت ہو گئی مگر شرط یہ قرار پائی کہ تکمیل صلح تب متصور ہو گی جب کہ خلیفہ رشید کا دستخطی خط آئے جس پر اراکین سلطنت اکابرین شیعہ کی شہادتیں ہوں چنانچہ خلیفہ رشید نے خط لکھا اور فضل طبرستان سے واپس ہو کر آیا اور اپنے بھائی جعفر کے ساتھ قید کر دیا گیا۔ جیسا کہ برامکہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

شہر یار بن سروین کی سرکشی: ۱۸۹ھ میں جس وقت الرشید رے میں تھا سروین بن ابی قارن اور درنداہرمز والیٔ دیلم کو امان کا خط لکھ کر حسن خادم کی معرفت طبرستان روانہ کیا۔ چنانچہ یہ دونوں دربار خلافت میں حاضر ہوئے۔ رشید نے عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ حسن اخلاق سے پیش آیا۔ درنداہرمز نے سروین بن ابی قارن کی اطاعت اور ادائے خراج کی ضمانت دی۔ باطمینان تمام دونوں واپس ہوئے اس کے بعد سروین نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا شہر یار حکمرانی کرنے لگا۔ غرور حکومت نے خود مختاری کی ہوس پیدا کر دی۔ عبداللہ بن خروازیہ نے سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کی۔ طبرستان اور تمام بلاد دیلم کو بزور تیغ فتح کر لیا۔ شہر یار بن سروین نے اطاعت قبول کی مازیار بن قارن نے درنداہرمز کو خلیفہ مامون کی خدمت میں کچھ عرض و معروض کرنے کے لئے روانہ کیا اتنے میں شہر یار بن سروین مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا شاپور حکومت کرنے لگا۔ مازیار نے شاپور سے لڑائی چھیڑ دی نتیجہ یہ ہوا کہ شاپور کو شکست ہوئی۔ جنگ میں مازیار نے شاپور کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔

مازیار کی بغاوت: اس کے بعد مازیار نے بھی علم بغاوت بلند کیا۔ یہ زمانہ خلیفہ معتصم کی خلافت کا تھا خلیفہ معتصم نے ان لوگوں کی گوشمالی کی' زبردستی اپنی حکومت و خلافت کی بیعت لی اور ضمانت کے طور پر ان کے سرداروں کو اپنے یہاں نظر بند رکھا۔ پہلا اور موجودہ خراج وصول کیا۔ آمل اور ساریہ کی شہر پناہوں کو مسمار کر کے وہاں کے رہنے والوں کو پہاڑوں کی طرف جلاوطن کر دیا اور جرجان کی سرحد پر طمیس سے ساحل دریا تک تین میل کی مسافت کی شہر پناہ بنوائی۔ اردگرد چاروں طرف ایک گہری خندق کھدوائی۔ اسی طرح شاہانِ فارس نے ترکوں کے روکنے کے لئے ایک شہر پناہ طبرستان میں بھی بنوائی تھی۔

قارن بن شہر یار کی اطاعت: اسی زمانے میں افشین (معتصم کا غلام) نے حکومتِ خراسان کے لالچ میں دیلمیوں سے سازش شروع کی۔ چنانچہ صوبۂ خراسان میں بغاوت پھوٹ نکلی۔ دیلم نے چاروں طرف سے حملہ کر دیا عبداللہ بن طاہر نے اپنے چچا حسن اور اپنے غلام حیان بن جبلہ کی افسری میں فوجیں روانہ کیں خلیفہ معتصم نے پے در پے امدادی فوجیں روانہ کرنا شروع کیں۔ چاروں طرف سے عساکر شاہی نے گھیر لیا۔ قارن بن شہر یار برادر مازیار ساریہ میں تھا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر نے قارن کی حکومت کی اطاعت قبول کرنے پر ابھارا۔ چنانچہ قارن نے اس شرط پر کہ اس کے آباؤ اجداد کے سب پہاڑی مقامات کی حکومت اسے دی جائے گی۔ خلافت کی اطاعت قبول کر لی۔ عبداللہ بن طاہر نے صلح نامہ لکھ دیا۔ قارن نے

اپنے چچا مازیار کو سپہ سالاروں کی ایک جماعت کے ساتھ گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دیا۔ سرداران عبداللہ بن طاہر جبال قارن میں مظفر و منصور داخل ہوئے اور ساریہ پر قبضہ کر لیا۔

مازیار کی گرفتاری و قتل: اس کے بعد قوہیار برادر مازیار نے امن کی درخواست کی۔ عبداللہ بن طاہر نے امن دیا مگر باہم یہ شرط قرار پائی کہ وہ اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دے اور یہ مازیار کی جگہ اسے حکمرانی کی سند عطا کرے قوہیار نے اپنے بھائی مازیار کو گرفتار کر کے عبداللہ بن طاہر کے حوالے کر دیا۔ عبداللہ بن طاہر نے پابہ زنجیر بغداد روانہ کیا۔ خلیفہ معتصم نے سولی پر چڑھوا دیا۔ اس کے بعد کسی ذریعہ سے افشین کی سازش کی خبر ہوگئی۔ خلیفہ معتصم کو بے حد طیش پیدا ہوا فوراً گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ مازیار کی گرفتاری کے بعد اس کے غلاموں نے قوہیار پر حملہ کر دیا۔ قوہیار نے اس کا مقابلہ کیا۔ مازیار کے غلام مقابلہ نہ کر سکے' دیلم کی طرف بھاگے' شاہی فوجیں سامنے آ گئیں اور سب کو گرفتار کر لیا۔ کہا جاتا ہے کہ جس نے مازیار کے ساتھ بدعہدی کی تھی وہ مازیار کے چچا کا لڑکا تھا اس کی خواہش یہ تھی کہ مازیار کو جبال طبرستان کی حکومت سے برطرف کر کے خود حکمران بن جائے گا۔ اس بدعہدی میں مازیار کا غلام داریا بھی شریک تھا۔

محمد بن اوس: الغرض خلیفہ متوکل کے بعد خلافت عباسیہ کمزور ہوگئی اور حکومت کا زوال شروع ہو گیا۔ ہر صوبہ کے گورنر نے خود مختار حکومت کا اعلان کر دیا۔ اسی زمانہ میں علویوں کے ایلچی ممالک اسلامیہ میں ظاہر ہو کر چاروں طرف علویوں کی حکومت کی دعوت دینے لگے۔ خلافت مستعین کے عہد میں حسن بن زید (زید علوی کا ایلچی) طبرستان میں ظاہر ہوا۔ جس کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں خراسان کی گورنری پر محمد بن طاہر بن عبداللہ بن طاہر تھا۔ اس نے طبرستان پر اپنے چچا سلیمان بن عبداللہ بن طاہر کو مقرر کر رکھا تھا۔ لیکن حقیقت میں محمد بن اوس اس کی نیابت میں طبرستان پر حکومت کر رہا تھا۔ نام کا حاکم سلیمان تھا۔ محمد بن اوس نے رعایا کے ساتھ ظالمانہ برتاؤ کئے جس سے اراکین حکومت بددل ہو کر بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ اپنے ہمسایہ دیلم کو بغاوت و سرکشی پر ابھار دیا۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ محمد بن اوس وہی شخص ہے جو زمانہ مصالحت میں دیلم کے ممالک میں بزور تیغ گھس گیا تھا اور انہیں انتہائی بے رحمی سے قتل کیا تھا اور بہت سوں کو قید کر لیا تھا۔

طبرستان پر حسن بن زید کا قبضہ: جب اراکین حکومت صوبہ طبرستان نے سلیمان اور اس کے نائب محمد بن اوس کے مقابلہ میں دیلم کی مدد چاہی تو دیلم اس ناراضگی کی وجہ سے جو انہیں محمد بن اوس کی کج ادائی اور بے جا ظلم سے پیدا ہوگئی تھی اٹھ کھڑے ہوئے اور حسن بن زید کو بلا کر سب نے اس کے ہاتھ پر بیعت کی اور اس کے ساتھ ہو آمل پر چڑھ آئے چنانچہ آمل پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ساریہ پر حملہ کیا۔ سلیمان کو شکست ہوئی ان لوگوں نے ساریہ کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا پھر حسین بن زید (ایلچی) نے رفتہ رفتہ تمام صوبہ طبرستان پر قبضہ کر لیا اس کی اور اس کے بھائی کی حکومت کی بنیاد پڑ گئی جیسا کہ اس کے حالات میں لکھا جا چکا ہے تقریباً چالیس سال تک یہ حکومت قائم رہی۔ پھر محمد بن زید کے مارے جانے سے حکومت جاتی رہی۔

حسن اطروش: اس کے بعد حسن[1] اطروش نامی ایک شخص عمر بن زین العابدین کی اولاد میں سے دیلم میں داخل ہوا یہ شخص

---

[1] مسعودی میں اطروش حسن بن علی بن محمد بن علی بن ابی طالب لکھا ہے۔

عمر بن زین العابدین کی اولاد میں سے دیلم میں داخل ہوا یہ شخص زیدی مذہب رکھتا تھا۔ اطروش تیرہ برس تک دیلم میں رہا۔ ان دنوں دیلم کا بادشاہ حسان بن دہشودان تھا اطروش ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتا تھا۔ ان سے عشر اور زکوٰۃ وصول کرتا تھا چنانچہ ایک بڑا گروہ اس کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ اس نے ان کے لئے مسجدیں بنوائیں پھر انہیں مسلح کر کے قزدین پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد سالوس کو بھی لے لیا۔ غرض کہ رفتہ رفتہ اسلامی سرحدی بلاد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کرتا جاتا تھا۔ آمل بھی اس کے قبضۂ اقتدار میں آ گیا۔ جب اطروش کو کچھ اطمینان حاصل ہو گیا اور گردونواح کے شہروں پر قابض ہو گیا تو اس نے سب کو جنگ طبرستان کی ترغیب دی۔

اطروش کا طبرستان پر اقتدار: اس وقت طبرستان پر ابن سامان کی حکومت کا پھریرا لہرا رہا تھا۔ سب نے اطروش کے کہنے پر کمریں باندھ لیں اور ۳۰۱ھ میں طبرستان پر چڑھ آئے ابن صعلوک حاکم طبرستان مقابلہ پر آیا اطروش نے اسے شکست دی اور اس کے تمام ہمراہیوں اور ہواخواہوں کو بری طرح پامال کیا۔ ابن صعلوک بھاگ کر رے پہنچا۔ پھر رے سے بغداد چلا آیا۔ اطروش نے طبرستان اور اس کے تمام صوبہ پر قبضہ کر لیا۔ یہ تمام واقعات اور اس کی حکومت کے حالات دولت علویہ کے تذکرہ میں ہم لکھ چکے ہیں دیلم اس کی پشت پناہی کر رہے تھے اور دیلم ہی کے سردار لڑائیوں میں اس کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ وہی لوگ اس کے اراکین حکومت تھے۔ پھر اسے سعید بن سامان کے لشکریوں نے ۳۰۴ھ میں مار ڈالا اور زمام حکومت سرداران کے قبضۂ اقتدار میں چلی گئی جیسا کہ ہم دیلم کے حالات میں لکھ چکے ہیں۔

دیلمی سپہ سالار: دیلم کے سپہ سالاروں کی ایک جماعت تھی جو اطروش اور اسکے لڑکوں کی پشت پناہی اور مدد کرتے تھے ان میں سے سرخاب بن دہشودان برادر حسان تھا جس کا شمار دیلم کے بادشاہوں میں تھا یہ ابوالحسن بن اطروش کے لشکر کا کمانڈر انچیف تھا۔ اسکے بھائی علی کو مقتدر نے اصفہان کی حکومت عنایت کی تھی لیلیٰ بن نعمان بن دیلم کے بادشاہوں میں تھا۔ یہ اطروش کا ایک نامور سپہ سالار تھا اسکے بعد اسکا داماد حسن معروف بہ داعی صغیر جرجان پر مامور کیا۔ ماکان بن کالی برادر عم زاد سرخاب وحسان بھی سرداران دیلم میں سے تھے۔ اسے ابوالحسن بن اطروش نے شہر استر آباد اور اسکے مضافات پر متعین کیا تھا۔

سرداران دیلم: ان لوگوں کے علاوہ ایک دوسرا گروہ بھی دیلم کے سرداران کا تھا جن میں ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے اسفار بن شیرویہ مرداویج بن زیاد بن بادر اور اس کا بھائی دشمکیر اور ریشکری کا نام خصوصیت سے لیا جاتا ہے۔ مرداویج کے ہمراہیوں میں سے بنو بویہ تھے۔ جو بغداد' عراقین اور فارس کے بڑے بادشاہوں میں شمار کئے جاتے ہیں۔ جس وقت دولت علویہ کا چراغ حکومت گل ہو گیا تو ان سپہ سالاروں نے طبرستان اور جرجان میں خود مختار حکومت کی بنیاد ڈالی۔

بنو سامان اور دیلم: خلافت عباسیہ کے خاتمہ کے بعد صوبہ خراسان پر صفار نے بنو طاہر کے ہاتھ سے قبضہ لے لیا۔ پھر بنو سامان نے ان سے جھگڑا کیا اور داعی علوی نے بھی اس میں حصہ لیا۔ مدتوں باہم جھگڑا ہوتا رہا۔ کچھ عرصہ بعد بنو سامان تنہا حکومت خراسان کی حکومت کی کرسی پر بیٹھ گئے۔ لیکن بنو سامان کے تمام حکمران دربار خلافت بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے تھے۔ ان سامانیوں کا مرکز حکومت ماوراء النہر میں تھا۔ تمام خراسان اور اس کا متعلقہ صوبہ انہی کے صوبہ اقتدار میں تھا۔ جب خلافت بہت زیادہ کمزور ہو گئی تو ملوک دیلم نے بھی ہاتھ بڑھائے ان کے سپہ سالاروں نے طبرستان میں اپنی حکومتیں قائم کر

لیں اور اپنی قوت کے غرور میں ابن سامان سے بھڑ گئے تمام بلاد اسلامیہ میں مور و ملخ کی طرح پھیل گئے۔ جہاں دیکھو وہیں ان کا غلبہ اور تصرف ہو گیا ہر شخص نے جس ملک کو پایا دبا لیا۔ طبرستان اور جرجان کے علاوہ بلادِ رے بھی انہی کے قبضہ میں تھا۔ ان میں سے بنو بویہ کا بہت بڑا دور دورہ ہوا۔ فارس اور عراقین پر حکمران ہوئے۔ دارالخلافت بغداد میں بھی ان کی حکومت کا سکہ چلنے لگا اور تمام پہلی فضیلتوں کا خاتمہ کر دیا۔ ان کی عظیم الشان حکومت پر اسلام نے فخر و مباہات کا اظہار کیا جسے ہم ان کی حکومت کے تذکرہ میں بیان کریں گے۔

لیلیٰ بن نعمان: لیلیٰ بن نعمان دیلم کے نامور سپہ سالاروں سے تھا۔ اطروش کی اولاد ''المؤید الدین اللہ المنتصر لاولاد رسول اللہ'' کے القاب سے اسے مخاطب کرتی تھی۔ نہایت سخی اور شجاع تھا اسے حسن بن قاسم داعی صغیر نے اطروش کے بعد ۳۰۸ھ میں جرجان پر مامور کیا تھا اس نے جرجان سے دامغان پر فوج کشی کی۔ دامغان ابن سامان کے بادشاہوں کی حکومت میں داخل تھا۔ قراتکین نامی سامانی بادشاہوں کا غلام حکومت کر رہا تھا۔ قراتکین نے فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد لیلیٰ کو جرجان واپس ہونا پڑا۔ اس کے بعد اہل دامغان نے ایک نہایت مستحکم قلعہ بنوایا۔ پھر قراتکین نے فوجیں فراہم کر کے لیلیٰ پر چڑھائی کر دی۔ لیلیٰ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا۔ جرجان سے پندرہ کوس پر جنگ کا مورچہ قائم کیا گیا۔ اس لڑائی میں قراتکین کو شکست ہوئی۔ اس کا لشکر نہایت بری طرح پامال کیا گیا۔ قراتکین کا غلام فارس لیلیٰ کے پاس چلا گیا اور اس سے مل گیا۔ لیلیٰ نے اسے نہایت عزت سے ٹھہرایا اور اپنی بہن سے اس کا نکاح کر دیا۔ لشکریوں کی جمعیت بڑھ گئی۔ خرچ کی زیادتی ہوئی' ابوحفص قاسم بن حفص نے کہا کہ تم نیشاپور پر قبضہ کر لو مال کی کمی کی شکایت جاتی رہے گی۔ حسن داعی نے بھی نیشاپور پر حملہ کرنے کی ہدایت کی۔ چنانچہ لیلیٰ نے نیشاپور پر چڑھائی کی اور آخری ۳۰۸ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔ حسن داعی کے نام کا خطبہ پڑھا۔ سعید نصر بن سامان کو اس کی خبر لگی خوف سے کانپ اٹھا اپنے سرداروں حمویہ بن علی' محمد بن عبداللہ بلعمی' ابوالحسن صعلوک اور سیمجور دوانی کو ایک بڑی فوج کے ساتھ بخارا سے روانہ کیا۔ لیلیٰ بن نعمان سے مقام طوس میں لڑائی ہوئی۔ ان لوگوں نے لیلیٰ کو شکست دی۔ یہ بھاگ کر آمل آ پہنچا اور وہیں روپوش ہو گیا۔ بقرا خاں نے پہنچ کر اس کا سراغ لگایا اور گرفتار کر کے حمویہ کو اس سے مطلع کیا۔ حمویہ نے اس کے قتل اور اس کے ہمراہیوں کو امن دینے کے لئے لکھ بھیجا۔ چنانچہ بقرا خاں نے لیلیٰ بن نعمان کو قتل کر کے اس کا سر دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ واقعہ ماہ ربیع الاول ۳۰۹ھ کا ہے۔ اب فارس (قراتکین کا غلام) تنہا جرجان میں باقی رہ گیا تھا۔ جس وقت قراتکین جرجان واپس آیا۔ فارس نے اپنے پرانے آقا سے امن کی درخواست کی۔ قراتکین نے امن نہ دیا اور اسے قتل کر کے جرجان لوٹ آیا۔

سرخاب بن دہشودان: سرخاب بن دہشودان دیلمی اطروش اور اس کے لڑکوں کے سپہ سالاروں میں سے تھا۔ اطروش کے مرنے کے بعد اس کے بیٹے ابوالحسن ناصر کے ہاتھ پر طبرستان اور استر آباد میں بیعت کی' اس کی فوج کا نامور اور ایک بااثر سپہ سالار تھا۔ جس وقت قراتکین لیلیٰ بن نعمان کے قتل کے بعد جرجان سے واپس ہوا تو ابوالحسن بن اطروش اور سرخاب بن دہشودان نے جرجان پر حملہ کیا اور قابض ہو گیا ۳۱۰ھ میں سعید نصر بن سامان نے یہ سن کر چار ہزار سواروں کی جمعیت سے سیمجور دوانی کو روانہ کیا۔ جرجان سے تین کوس کے فاصلہ پر مورچہ قائم کیا اور چاروں طرف سے شہر کا محاصرہ کر لیا مہینوں محاصرہ کئے رہا۔ پھر سرخاب نے شہر سے نکل کر صف آرائی کی سیمجور نے فوج کے چند دستوں کو کمین گاہ میں بٹھا کر مقابلہ کیا اور

لڑتے ہوئے آہستہ آہستہ پسپا ہوا۔ سرخاب نے جوش کامیابی میں تعاقب کیا جب سرخاب کمین گاہ سے نکل آیا سیجور کی فوج نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا۔ سرخاب کو شکست ہوئی۔ ابوالحسن بھاگ کر استر آباد پہنچا۔ سرخاب باقی ماندہ فوج کے ساتھ لڑتا رہا۔ بالآخر سیجور نے جرجان کو بزور تیغ فتح کر لیا۔

ماکان بن کالی: اس کے بعد سرخاب مر گیا اور ابوالحسن ابن اطروش ساریہ چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اور سرخاب کی جگہ ماکان بن کالی کو مامور کیا یہ سرخاب کا چچازاد بھائی تھا۔ محمد بن عبیداللہ بلعمی اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ سیجور نے ماکان پر محاصرہ ڈال دیا۔ ایک مدت تک محاصرہ کئے رہا۔ جب محاصرہ سے کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو محصورین نے کچھ مال دے کر ماکان سے مصالحت کر لی۔ ماکان نے ساریہ کا راستہ لیا۔ ساریہ سے ثمانیہ سے استر آباد چلا آیا۔ سامانیوں نے ان ملکوں پر بقراخاں کو مامور کیا ماکان نے موقع پا کر پھر فوج کشی کر دی اور دوبارہ ان شہروں پر قبضہ کر لیا۔ بقراخاں اپنے ہمراہیوں کے پاس نیشاپور چلا آیا۔

اسفار بن شہرویہ: اسفار بن دیلم کے سرداروں میں اور ماکان بن کالی کے ہمراہیوں میں سے تھا۔ نہایت بداخلاق' ظالم اور ضدی مزاج تھا۔ ماکان نے اسے اپنی فوج سے نکال دیا۔ اسفار بہال پریشان بکر بن محمد الیسع والی نیشاپور کے پاس چلا گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے اسفار کی عزت کی اور اپنے مخصوص مصاحبوں میں داخل کر لیا ۳۱۵ھ میں فوج کی سرداری پر مامور کیا اور جرجان فتح کرنے کے لئے اسے منتخب کیا ان دنوں ماکان بن کالی طبرستان میں تھا اور ابوالحسن بن کالی کو جرجان کی حکومت پر مامور کر رکھا تھا۔ اس نے ابوعلی بن اطروش کو کسی شبہ کے باعث جرجان میں اپنے مکان میں قید کر رکھا تھا۔ ایک روز شب کے وقت ابوعلی کے قتل پر آمادہ ہوا۔ اس کی خوابگاہ میں گیا۔ دونوں میں ہاتھا پائی ہونے لگی۔ اللہ تعالیٰ نے علوی (ابوعلی بن اطروش) کو کامیاب کر دیا اس نے ابوالحسن بن کالی کو مار ڈالا اور قید سے نکل کر اگلے دن سپہ سالاروں کو بلا بھیجا۔ ان لوگوں نے حاضر ہو کر بیعت کی اور خلافت کی کرسی پر بٹھایا اس نے اپنی فوج پر علی بن خرشیہ کو سردار بنایا اور اسفار بن شرویہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے اور بلا بھیجا چنانچہ اسفار نے بکر بن محمد سے اجازت حاصل کر کے ابوعلی کی طرف کوچ کیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان اور اس کے گردونواح پر قبضہ کر کے دعوت علویہ کو پھیلانا شروع کیا۔ ماکان بن کالی کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے طبرستان سے جرجان پر چڑھ آیا۔ علی بن خرشیہ نے جرجان سے نکل کر مقابلہ کیا اور مار بھگایا۔ طبرستان تک تعاقب کرتا چلا گیا اور اسے بھی اس کے قبضہ سے نکال کر اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار اور ماکان کی جنگ: اس اثناء میں ابوعلی بن اطروش اور سپہ سالار فوج علی بن خرشیہ مر گیا۔ اسفار تنہا طبرستان کا مالک بن گیا۔ بکر بن محمد بن الیسع نے انہی دنوں جرجان پر چڑھائی کی اور اس پر قبضہ حاصل کر کے اسے نصر بن سامان کے دائرہ حکومت میں داخل کر لیا۔ اس کے بعد ماکان طبرستان کی جانب واپس ہوا اسفار نے مقابلہ کیا۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد اسفار کو شکست ہوئی' ماکان نے طبرستان پر قبضہ کر لیا اور اسفار نے جرجان میں بکر بن محمد بن الیسع کے پاس جا کر دم لیا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ بکر بن محمد الیسع نے وفات پائی اور سعید بن نصر نے اسے ۳۱۵ھ میں جرجان کی حکومت پر مامور کیا۔ پھر سعید بن سامان نے زمانہ خلافت مقتدر میں رے پر قبضہ حاصل کیا اور محمد بن علی صعلوک کو اس کی حکومت عنایت کی۔

ماہ شعبان ۱۳۱۶ھ میں محمد بن علی بن صعلوک ایک سخت مرض میں مبتلا ہو گیا۔ حسن داعی کی تحریک سے اسفار والی جرجان ین مرداویج بن زیار کو جو کہ ملوک جبل سے تھا بلا کر اپنی فوج کا سپہ سالار مقرر کیا طبرستان پر چڑھائی کی اس پر قابض ہو گیا۔

اسفار کا رے پر قبضہ: جس وقت اسفار نے طبرستان پر قبضہ حاصل کیا تو مرداویج اس کے ہمراہ تھا۔ رے پر ان دنوں ابن صعلوک حکومت کر رہا تھا۔ اسفار نے رے کو بھی اس کے قبضہ سے نکال لیا اس کے بعد قزدین، زنجان، ابہر، قم اور کرخ وغیرہ پر بھی قابض ہو گیا۔ حسن بن قاسم داعی صغیر اس کے ساتھ تھا۔ جب اسفار نے اس سے علیحدہ ہو کر طبرستان پر قبضہ کر لیا اور جرجان کو بھی اپنے دائرہ حکومت میں شامل کر لیا تو ماکان اور حسن داعی نے سفار پر چڑھائی کی۔ مقام ساریہ میں فریقین سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ماکان شکست کھا کر بھاگا حسن داعی مارا گیا۔

حسن داعی کا خاتمہ: شکست کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ حسن داعی دیلم کو منکرات اور ممنوعات شرعیہ سے بچنے کی تاکید کی کرتا اور احکام شرعیہ کی پابندی میں سختی سے کام لیتا تھا۔ یہ امر دیلم کو ناگوار گزر رہا تھا آپس میں مشورہ کیا کہ حسن داعی کی جگہ ابوالحسن بن اطروش کو اور ماکان کی ہزبز (مرداویج کے ماموں) کو مقرر کرنا چاہئے چنانچہ امداد کے حیلہ سے ہزبز میدان کو دامغان سے بلایا۔ یہ احمد طویل کے پاس دامغان میں تھا جب ہزبز میدان جرجان میں پہنچا تو حسن داعی اسے اور دیگر سپہ سالاران دیلم کو محل سرا لے گیا اور سب کو گرفتار کر کے مار ڈالا اور اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ ان جان باختہ سازش کرنے والوں کے مال و اسباب کو لوٹ لو۔ دیلم کو یہ امر ناگوار ہوا۔ وقت کے منتظر رہے۔ جب اسفار سے ابن سامان کے اراکین دولت کو بھی ملا لیا۔ ابن سامان اس شرط سے واپس ہوا کہ میرے نام کا خطبہ پڑھا جائے اور اسفار آئندہ ہمیشہ مطیع رہے۔ اسفار نے بھی ان شرطوں کو قبول کر لیا اور باہم مصالحت ہو گئی۔ اسفار نے ابن سامان کی واپسی کے بعد اہل رے پر بھاری بھاری ٹیکس مقرر کئے اور ان پر ظلم وستم کرنے لگا اہل قزدین کو لٹوایا اور ان پر دیلم کو مامور کیا جس سے ان لوگوں پر زمین تنگ ہو گئی اور طرح طرح کے مصائب میں گرفتار ہو گئے۔

اسفار اور مرداویج: مرداویج بن زیار اسفار کے سپہ سالاروں سے تھا۔ اسفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا تھا۔ رعایا کو بے حد شکایتیں پیدا ہو گئی تھیں۔ اس نے مرداویج کو اپنی اطاعت کا پیام دے کر سمیران ....

... .طرحاکم آذربائیجان کے پاس روانہ کیا۔ مرداویج کے روانہ ہونے کو تو روانہ ہو رہا تھا مگر اسفار کے ظلم اور عوام الناس کے ساتھ بدخلقی سے پیش آنے کی وجہ سے رک گیا۔ اسفار کو یہ امر ناگوار گزرا، مرداویج پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ سرداران لشکر نے بھی مشورہ دے دیا۔ جن میں اس کا وزیر معروف بہ محمد بھی تھا۔ چنانچہ اسفار سپہ سالار کے ساتھ مرداویج کی طرف بڑھا۔ مرداویج کو اس کی خبر ہو گئی۔ رے کی طرف چلا گیا۔ ماکان بن کالی کو طبرستان میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور اسے اسفار کے مقابلہ پر ابھار دیا۔

اسفار کا خاتمہ: چنانچہ ماکان فوجیں آراستہ کر کے اسفار کی طرف بڑھا۔ اسفار بیہق سے بھاگ کر بست پہنچا، پھر رے کی طرف سے قلعہ موت کی طرف روانہ ہوا۔ چونکہ اس کے ساتھ اہل وعیال اور خزانہ تھا، اس تگ و دو میں اس کے بعض ہمراہیوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا اور مرداویج کو اس کی خبر کر دی۔ مرداویج اسفار کی طرف بڑھا اور اپنے ایک دوسرے سپہ سالاروں کو بھیجا۔ اسفار نے ملاقات کی اور ان سپہ سالاروں کا حال دریافت کیا جنہوں نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ ان لوگوں نے ظاہر

کیا کہ مرداویج نے ان لوگوں کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس خبر کے سنتے ہی اسفار کے بے حد خوشی ہوئی اس کے بعد موقع پا کر مرداویج کے بھیجے ہوئے سپہ سالار نے اسفار کو گرفتار کر کے مرداویج کے پاس پہنچا دیا۔ مرداویج نے اسے رے میں قید رکھنا چاہا لیکن ہمراہیوں نے اسفار کے مکر وفریب کی وجہ سے اختلاف کیا۔ مرداویج نے اسفار کو قتل کر ڈالا اور رے کی طرف لوٹ گیا۔

مرداویج کی فتوحات: اسفار کے مارے جانے کے بعد مرداویج نے ملک گیری کے خیال سے اطراف و جوانب پر پھر حملے شروع کر دیئے۔ قزوین' رے' ہمدان' کنکور' دینور' وجرد' قم' قاسان' اصفہان اور خیر باد پر یکے بعد دیگرے قبضہ کر لیا اور استقلال کے ساتھ حکومت کرنے لگا۔ دماغ میں غرور و تکبر پیدا ہو گیا' سونے کے تخت پر بیٹھا' تاج پہنا۔ اس کے سپہ سالار چاندی کی کرسیوں پر بیٹھتے تھے۔ لشکر کو کچھ فاصلے پر کھڑے ہونے کا حکم دیا' حاجب مقرر کئے۔

طبرستان پر قبضہ: تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ مرداویج نے ماکان کو اسفار کے مقابلہ پر ابھار کر اپنا کام نکال لیا تھا اور اسفار مار ڈالا گیا تھا۔ اس سے مرداویج کے قدم حکومت وسلطنت پر نہایت مضبوطی سے جم گئے۔ طبرستان اور جرجان کے قصد سے ۳۱۶ھ میں چڑھائی کی۔ ماکان مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ مرداویج نے طبرستان پر قبضہ کر کے اسفہلان کو زمام حکومت دی اور اس کی فوج پر ابوالقاسم کو مامور کیا۔

فتح جرجان: ابوالقاسم نہایت دلیر اور شجاع تھا۔ طبرستان سے فارغ ہو کر جرجان کی طرف بڑھا۔ ماکان کا گورنر جرجان بھی بھاگ نکلا۔ مرداویج نے جرجان پر قبضہ کر کے اپنے داماد ابوالقاسم مذکور کا حاکم بنایا۔ اس کے بعد اصفہان کی جانب لوٹا' ابوالقاسم بھی آملا۔ والیٔ اصفہان کو شکست ہوئی۔ غرضکہ رفتہ رفتہ ان تمام شہروں پر مرداویج کا قبضہ ہو گیا۔ ماکان نے نیشاپور جا کر پناہ لی۔ ابوعلی بن مظفر سپہ سالار لشکر ابن سامان سے امداد کا طالب ہوا۔ چنانچہ ابوعلی نے ماکان کی مدد پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے مرداویج کی طرف بڑھا۔ ابوالقاسم نے ان دونوں کو شکست دی۔ دونوں شکست کھا کر نیشاپور لوٹ آئے۔ اس کے بعد ماکان نے دامغان کا رخ کیا۔ ابوالقاسم نے یہاں سے بھی اسے مار بھگایا۔ مجبوراً خراسان آیا۔

ہمدان اور بلادِ جبل کی تسخیر: جس وقت مرداویج نے بلاد رے پر قبضہ کر لیا۔ دیلم چاروں طرف سے اس کے پاس آ کر جمع ہو گئے۔ مرداویج نے انہیں انعامات دیئے۔ وظائف مقرر کئے۔ فوجوں کی تعداد بڑھ گئی۔ جس کے باعث آمدنی کافی ہو گئی۔ قرب و جوار کے شہروں پر ہاتھ بڑھانے کا قصد کیا چنانچہ ۳۱۹ھ میں ہمدان پر قبضہ کرنے کی غرض سے ایک بڑی فوج اپنے بھانجا کی ماتحتی میں روانہ کی اس وقت ہمدان میں محمد بن خلف گورنری کر رہا تھا۔ خلیفہ مقتدر کی فوج وہاں موجود تھی دونوں فریقوں میں معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ شاہی فوج نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں کئے۔ سینکڑوں ہزاروں دیلمی مارے گئے۔ مرداویج کا بھانجا بھی اس معرکہ میں کام آ گیا۔ مرداویج کو اس کی خبر لگی فوجیں مرتب کر کے ہمدان پر چڑھ آیا۔ خلافت مآب کی فوجیں بھاگ کھڑی ہوئیں۔ مرداویج بزور تیغ ہمدان میں گھس پڑا۔ کشت وخون کی کوئی حد نہ رہی اور اہل ہمدان کو بہت بڑی طرح پامال کیا۔ عورتوں اور بچوں کو پکڑ کر لے گئے' لونڈی غلام بنا لیا اس کے بعد لوگوں کو امن دیا۔ خلیفہ مقتدر کی فوجیں جمع ہو کر دوبارہ حملہ آور ہوئیں۔ ہارون غریب الخال سپہ سالار فوج تھا۔ ہمدان کے باہر فریقین صف آرائی کی۔ مرداویج نے انہیں بھی شکست دی۔ ہمدان کے علاوہ بلادِ جبل پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ایک سپہ سالار کو دینور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ اس نے دینور بھی بزور تیغ فتح کر لیا۔ مرداویج کا لشکر قتل و غارت کرتا ہوا حلوان تک پہنچ

گیا' مال واسباب سونا چاندی اور قیدیوں سے مالا مال ہو کر واپس ہوا۔

یشکری کا قتل: یشکری بھی دیلمی اور اسفار کے ہمراہیوں سے تھا۔ اسفار کے قتل کے بعد خلیفہ مقتدر سے امن حاصل کر کے ہارون بن غریب الخال کی فوج میں داخل ہو گیا تھا۔ جب ہارون کو ۳۱۹ھ میں مرداویج کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو ہارون نے یشکری کو نہاوند' مال اور کمک لینے کے لئے بھیجا۔ یشکری نے نہاوند پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ مال اور سامانِ جنگ درست کر کے فوجیں مرتب کر لیں اور اصفہان پر دھاوا کر دیا' اصفہان میں احمد بن کیغلغ تھا۔ یہ بھی فوجیں آراستہ کر کے مقابلہ پر آیا۔ یشکری نے اسے شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا فوجیں شہر میں داخل ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ شہر چھوڑ کر نکل آیا اور بیرونِ شہر قیام کیا۔ یشکری یہ خیال کر کے میری ہی فوج کا سردار ہے احمد کے پاس گیا۔ احمد بن کیغلغ نے اسے پہچان لیا' جونہی قریب آیا ایک وار سے ختم کر دیا۔ اس واقعہ سے اس کی فوجیں منتشر ہو گئیں اور احمد بن کیغلغ پھر اصفہان آ گیا۔

اصفہان پر قبضہ: آخر ۳۱۹ھ میں مرداویج نے ایک فوج اصفہان سر کرنے کے لئے روانہ کی۔ چنانچہ اس فوج نے اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ احمد بن عبدالعزیز بن ابی دلف کی محل سرا کو از سر نو بنوایا۔ جس میں مرداویج نے آ کر قیام کیا۔ اس وقت اس کی فوج کی تعداد چالیس پچاس ہزار تک پہنچ چکی تھی۔ فتح اصفہان کے بعد اہواز اور خراسان پر قبضہ کرنے کے لئے فوجیں روانہ کیں۔ اہواز اور خراسان بھی مرداویج کے مقبوضات میں داخل ہو گئے۔ اس کے بعد مرداویج نے خلیفہ مقتدر کی خدمت میں ایک عرضداشت بھیجی اور یہ درخواست کی کہ ان شہروں کے قبضہ کے عوض دو لاکھ دینار سالانہ حاضر کروں گا۔ خلیفہ نے اسے منظور کر لیا' ہمدان اور ماہ کوفہ میں جاگیر عطا کی۔

وشمگیر اور مرداویج: ۳۱۶ھ میں مرداویج نے اپنی فوج سے ایک ایلچی اپنے بھائی وشمگیر کو لانے کیلئے روانہ کیا چنانچہ ایلچی نے وشمگیر کے پاس پہنچ کر مرداویج کا پیغام پہنچایا اور جاہ وجلال کے حالات بتلائے' وشمگیر کو اس سے بے حد تعجب ہوا اور اپنے بھائی مرداویج کی حرکات کو ذلت کی نگاہوں سے دیکھا یہی وجہ تھی کہ دیلم اور طبرستان کے علویوں کے ہوا خواہوں میں سے تھے اور مرداویہ نے خلافتِ بغداد کی اطاعت قبول کر لی تھی۔ ایلچی وشمگیر کو برابر سمجھاتا رہا یہاں تک کہ وشمگیر اپنے بھائی سے ملنے کے لئے روانہ ہوا۔ قزدین پہنچا اور مرداویج سے ملاقات ہوئی۔ مرداویج نے تبادلۂ خیال کے بعد اسے سیاہ کپڑے پہنائے اور اپنے پاس ٹھہرایا وشمگیر کو امور سیاسی میں بہت بڑا ملکہ تھا اس وجہ سے ملک کی خوشحالی بڑھ گئی رعایا اور سرسبز ہو گئی۔

مطرف بن محمد کا قتل: ابوبکر مظفر خراسان میں نصر بن سامان کی فوج کا سپہ سالار تھا اس نے جرجان پر قبضہ کر لیا تھا مرداویج خراسان اور اہواز کی مہم سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا اور رے سے فوجیں آراستہ کر کے جرجان پر چڑھائی کی۔ ابوبکر مظفر جرجان سے امداد کی غرض سے نیشاپور چلا آیا۔ اس زمانہ میں نیشاپور میں سعید بن نصر بن سامان بھی موجود تھا۔ ابوبکر مظفر نے حاضر ہو کر حالات عرض کئے سعید بن نصر نے مرداویج کے مقابلہ پر کمر باندھی۔ محمد بن عبداللہ بلعمی سپہ سالار ابن سامان نے مرداویج کے وزیر مطرف بن محمد سے خط وکتابت شروع کی اور کچھ دن بعد اسے اپنے ساتھ ملا لیا۔ مرداویج کو اسکی خبر ہو گئی اس نے اپنے وزیر کو مار ڈالا۔

مرداویج اور سعید بن نصر میں مصالحت: تب محمد بن عبداللہ بلعمی نے مرداویج کے پاس ایک ایلچی روانہ کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ تم نے جرجان پر فوج کشی کرنے میں غلطی کی' تمہیں سعید بن سامان کے مقابلہ پر نہ آنا تھا' اس کے حقوق اور احسان تم پر بہت زیادہ ہیں۔ اب بھی اگر تم جرجان سے اتر آؤ میں تمہیں رے میں بہت سا سامان اور روپیہ دلوا دوں۔ مرداویج پر محمد بن عبداللہ بلعمی کا جادو چل گیا۔ جرجان سے واپس آیا۔ فریقین میں صلح ہو گئی۔

باب : ۱۵

دولتِ بنی بویہ

بنی بویہ کی ابتدا: بنی بویہ تین بھائی تھے' عماد الدولہ ابوالحسن علی' رکن الدولہ حسن اور معز الدولہ ابوالحسن احمد۔ ان سب میں عماد الدولہ ابوالحسن علی بڑا تھا۔ جس وقت ان لوگوں نے ممالک اسلامیہ کے صوبوں پر قبضہ حاصل کر لیا اور خلافت کی طرف سے انہیں عنان حکومت عطا ہوئی تو خلفاء بغداد نے انہیں ان القاب سے مخاطب کیا جیسا کہ آئندہ ہم تحریر کریں گے۔ یہ وہی ہیں جنہوں نے دار الخلافت میں خلفاء کو اپنی حکمت عملی سے دبا لیا تھا جیسا آپ آگے پڑھیں گے۔

ابوشجاع بویہ بن فناخسر: ان کے باپ کا نام ابوشجاع بن بویہ فناخسر تھا۔ ان کے نسب میں لوگوں نے اختلاف کیا ہے ابو نصر بن ماکولا نے انہیں کوہی شیر زیک اصغر بن شیر کوہ بن شیر زیک اکبر بن سران شاہ بن شیر قند بن سیسان شاہ بن سیرین فیروز بن شروزیلی بن سنساد بن بہرام جور کی طرف منسوب کیا ہے ان کا بقیہ نسب ملوک فارس کے بیان میں لکھا جا چکا ہے۔ ابن مسکویہ کہتا ہے کہ ان لوگوں کا دعوے ہے کہ یہ لوگ یزدجرد بن شہریار کی آخری تاجدار فارس کی اولاد سے تھے۔ سچی بات تو یہ ہے کہ نسب نامہ بنایا ہوا ہے وہی شخص اس کا قائل ہوگا جو نسب سے واقف نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے اس نسب نامے کے ذریعے اپنے کو با اثر بنانا چاہا تھا۔ اگر وہ لوگ نسباً دیلم میں داخل اور شامل نہ ہوتے تو انہیں ان پر ریاست و سرداری ہرگز حاصل نہ ہوتی۔ میں اس امر کو تسلیم کرتا ہوں کہ انساب میں تغیرات پیدا ہوتے ہیں اور بہت سے امور مخفی ہو جاتے ہیں۔ ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف' ایک قوم دوسری قوم میں نسب منتقل ہوتے رہتے ہیں لیکن یہ اس وقت ہوتا ہے جس کی طویل مدتیں گزر جائیں اگلی نسلیں فنا ہو جائیں قوموں کی حالتیں تبدیل ہو جائیں بنی بویہ سے یزدجرد اور حکومت فارس کے خاتمہ تک تین سو برس کا زمانہ ہوتا ہے جس میں سات یا آٹھ گروہ گزرے جن میں ان کے نسب مل جل گئے۔ پچھلی نسلیں ایک دوسرے سے خلط ملط ہو گئیں۔ ایسی حالت میں ایسے طویل زمانہ میں نسلوں کی پیچیدگی کی گتھی کیسے سلجھ سکتی ہے اور اگر ہم اس امر کو تسلیم کر لیں کہ ان کا نسب آخری بادشاہ فارس تک ظاہر طور سے مل جاتا ہے تو اس طرح دیلم پر ان کی ریاست و سرداری قائم نہیں ہو سکتی۔ اس میں ذرا بھی شک نہیں ہے کہ ان کے انساب محفوظ نہیں رہے اور ضائع ہو گئے۔ واللہ اعلم۔

بنو بویہ دیلم کے متوسط الحال لوگوں میں تھے۔ ان کے ابتدائی حالات یہ ہیں کہ ان کا باپ ابوشجاع فقیر تھا۔ اس نے ایک روز سب میں یہ خواب دیکھا کہ ''میں پیشاب کر رہا ہوں اور میرے عضو مخصوص سے ایک بہت بڑی آگ نکلی جس سے ساری دنیا روشن ہو گئی پھر یہ آگ بڑھی بلند ہوئی اور آسمان تک پہنچی پھر اس کی تین شاخیں ہو گئیں' ہر ایک شاخ سے متعدد

شاخیں نکلیں ہر شاخ سے دنیا میں روشنی پھیل گئی اور تمام دنیا اس آگ کے آگے جھک رہی تھی''۔ایک تعبیر کرنے والے نے یہ تعبیر کی کہ ابوشجاع کے تینوں لڑکے ملک میں حکومت کریں گے۔ان کا ذکر تمام دنیا میں پھیل جائے گا جیسا کہ آگ بلند ہوئی تھی اور ان لوگوں کی نسل سے متعدد بادشاہ ہوں گے۔ابوشجاع کو یہ امر دوراز قیاس معلوم ہوا کیونکہ غربت کی حالت میں تھا تعبیر کرنے والے نے دریافت کیا تمہارے لڑکے کس وقت پیدا ہوئے تھے۔ابوشجاع نے ان کی پیدائش کے اوقات بتلائے۔تعبیر کرنے والا منجم بھی تھا۔اس نے ان تینوں لڑکے کے زائچے درست کئے اور یہ حکم لگایا کہ یہ تینوں لڑکے حکومت و ریاست کی کرسی پر بیٹھیں گے اور بادشاہت کریں گے۔

بنو بویہ اور ماکان: جب سپہ سالاران دیلم' لیلیٰ' ماکان' اسفار اور مرداویج وغیرہم نے ملک گیری کے ارادے سے خروج کیا اور تمام ممالک میں پھیل گئے ہر ایک سپہ سالار کے ساتھ دیلم اور ان کے رؤساء اور متبعین کا ایک گروہ تھا بنو بویہ بھی ان لوگوں کے ہمراہ نکلے' ماکان کے اشاف میں داخل ہوئے پھر جب ماکان کی حکومت میں اضطراب پیدا ہوا اور مرداویج نے اس کو پے در پے طبرستان اور جرجان سے مغلوب کر کے نکال باہر کیا تو شکست کھا کر نیشاپور چلا آیا۔بنو بویہ نے اس سے علیحدگی کا قصد کیا۔اجازت طلب کی اور یہ عرض کی کہ ہم لوگ آپ سے تخفیف مصارف کے خیال سے علیحدہ ہوتے ہیں جس وقت آپ کا نظامِ حکومت درست ہو جائے گا ہم لوگ پھر حاضر خدمت ہو جائیں گے۔ماکان نے اجازت دی۔

بنو بویہ اور مرداویج: چنانچہ بنو بویہ مرداویج کے پاس چلے آئے۔ان کے ساتھ ماکان کے لشکر کے سرداروں کا ایک گروہ بھی چلا آیا۔مرداویج نے ان سب کو اپنی خدمت میں رکھ لیا ہر ایک کو اپنے ممالک مفتوحہ میں سے ایک ایک طرف کا حاکم بنایا۔عہدنامے لکھ دئے' علی ابن بویہ کو کرخس کی عنانِ حکومت سپرد کی چنانچہ بنو بویہ رے چلے آئے۔اس وقت رے میں دشمگیر برادر مرداویج موجود تھا اس کا وزیر حسین بن محمد عمید پدر ابوالفضل بھی تھا ابوی بنو بویہ اپنے علاقہ بلاد میں نہ گئے تھے کہ مرداویج نے اپنے بھائی دشمگیر اور اس کے وزیر عمید کو لکھ بھیجا کہ ان پناہ گزین سرداروں کو میرے پاس بھیج دو چونکہ علی بن بویہ اور وزیر عمید سے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے تھے' اس وجہ سے عمید نے بنو بویہ کو مرداویج کے خط سے مطلع کر کے رائے دی کہ تم اسی وقت اپنے مقبوضہ صوبہ کی طرف چلے جاؤ اور قبضہ کر لو چنانچہ بنو بویہ تو اپنے علاقے کی جانب چلے گئے' اس کے دوسرے دن دشمگیر نے بقیہ سالاروں کو مرداویج کے پاس بھیج دیا اور مرداویج نے عہدنامے واپس لے لئے بنو بویہ کی بابت اراکین دولت نے رائے دی کہ انہیں بحال رہنے دیجئے' ان لوگوں کو واپس بلانے یا ان سے چھیڑ چھاڑ کرنے میں اندیشۂ فساد ہے مرداویج نے ان سے تعرض نہ کیا۔

عماد الدولہ ابوالحسن علی: جس وقت عماد الدولہ کرخ پہنچا اور اس کی زمامِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔اس کے نظم و نسق کو جیسا کہ چاہئے درست کیا۔سمجھداری سے امور سلطنت کو سنبھالا۔رعایا کے ساتھ عدل و انصاف سے کام لیا' حرمیہ کی ایک جماعت کو جو کہ وہاں موجود تھی موت کی سزا دی اور ان کے قلعوں کو بزور تیغ فتح کر لیا۔بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ہاتھ آیا جسے لشکریوں میں تقسیم کر دیا۔اس سے لوگوں کی زبانوں پر اس کا ذکر خیر جاری ہو گیا۔اس کے حسن اخلاق اور داد و دہش کا تمام آفاق میں شہرہ ہو گیا۔گرد و نواح کے رہنے والوں نے مرداویج کو اس سے مطلع کیا' مرداویج کو اس خبر سے فکر پیدا ہو گئی۔

طبرستان سے رے آیا اور اپنے سپہ سالاروں کے ایک گروہ کو کرخ روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے اپنے حسن اخلاق سے ان لوگوں کو ملا لیا۔ یہ لوگ عماد الدولہ کے پاس ٹھہر گئے۔

عماد الدولہ کا اصفہان پر قبضہ: مرداویج کو شبہ پیدا ہوا۔ عماد الدولہ کو لکھ بھیجا کہ تم ان سپہ سالاروں کو میرے پاس بھیج دو۔ عماد الدولہ نے انہیں اس پیام سے مطلع کیا اور اس سے جدا ہونے کی رائے دی۔ یہ لوگ مرداویج کے پاس نہ گئے اور اس سے علیحدہ ہو گئے اس پر طرۂ یہ ہوا کہ مرداویج کے سپہ سالاروں میں سے شیرزاد نامی سپہ سالار عماد الدولہ سے آ ملا۔ جس سے عماد الدولہ کی جمعیت اور قوت بڑھ گئی' اصفہان کا قصد کیا۔ مظفر بن یعقوب خلیفہ قاہر کی طرف سے حکومت کر رہا تھا۔ دس ہزار جنگ آور اس کے پاس تھے اور محکمۂ مال پر ابوعلی بن رستم مامور تھا عماد الدولہ نے پیام دیا کہ تم شہر ہمارے حوالے کر دو مظفر نے انکاری جواب دیا اس اثناء میں ابوعلی بن رستم مر گیا۔ مظفر بن یاقوت نے شہر سے نکل کر مدافعانہ حملہ کیا مگر کامیاب نہ ہوا' دیلم اور جبل کے جس قدر سردار تھے سب نے عماد الدولہ کی حکومت قبول کر لی اور اس کو حاصل کر کے چلے آئے عماد الدولہ نے نو سو کی جمعیت سے حملہ کیا اور مظفر کو شکست دے کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔

عماد الدولہ اور مرداویج: جس وقت مرداویج کو واقعۂ اصفہان کی خبر لگی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے غصہ سے کانپ اٹھا عماد الدولہ کو اس وقت دھوکہ دینے کی راہ سے خط لکھا۔ تم میری اطاعت سے منحرف نہ ہو' میں بے شمار فوج سے تمہاری مدد کروں گا تم اپنے ممالک مقبوضہ میں میرے نام کا خطبہ پڑھو میں تمہیں اپنی طرف سے ان علاقوں پر مامور کرتا ہوں۔ خط کی روانگی کے بعد ایک بڑی فوج اپنے بھائی وشمگیر کی ماتحتی میں عماد الدولہ کی سرکوبی کے لئے روانہ کی اور اپنی اس تدبیر سے مطمئن ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) اس چال کو تاڑ گیا۔ دو مہینہ بعد جو کچھ اصفہان سے وصول کرنا تھا وصول کر کے ارجان کی جانب کوچ کیا۔ ابوبکر بن یعقوب اس کا گورنر تھا عماد الدولہ کی آمد کی خبر پا کر ارجان چھوڑ دیا۔ عماد الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔ والی شیراز کو اس کی اطلاع ہوئی۔

عماد الدولہ کا نوبندجان پر قبضہ: شیراز پر اس وقت یاقوت (خلیفہ کا گورنر) قابض تھا یہ نہایت ظالم اور بد اخلاق تھا۔ اس کے ظلم و ستم سے اہل شیراز نالاں تھے۔ ان لوگوں نے عماد الدولہ کو شیراز پر قبضہ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ عماد الدولہ نے کچھ پس و پیش کیا اتنے میں اہل شیراز کا طلبی کا دوسرا خط آ گیا اور یہ لکھا کہ مرداویج اور یاقوت سے مصالحت کا نامہ و پیام ہو رہا ہے اس سے قبل کہ یہ دونوں متفق ہوں تم بہت جلد شیراز پر آ کر قبضہ کر لو۔ چنانچہ عماد الدولہ نے ماہ ربیع الاول ۳۲۱ھ میں نوبندجان کی جانب قدم بڑھائے یاقوت کا مقدمۃ الجیش دو ہزار کی جمعیت لے مقابلہ پر آیا۔ جس میں اس کی قوم کے نامی نامی سورما تھا۔ فریقین نے صف آرائی کی۔ عماد الدولہ کو فتح نصیب ہوئی نوبندجان پر قبضہ کر لیا یاقوت کا مقدمۃ الجیش شکست کھا کر کرمان کی طرف بھاگا۔ یاقوت اس سے مطلع ہو کر بہت بڑی فوج لے کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا۔ عماد الدلہ نے نوبندجان سے اپنے بھائی رکن الدولہ حسن کو گازرون و شیرہ صوبجات کی طرف بڑھنے کا حکم دیا' یاقوت کی فوج سے مقابلہ ہوا رکن الدولہ نے انہیں شکست دے کر ان صوبجات پر قبضہ کر لیا۔ نظم و نسق درست کر کے مالگذاری واصول کی اور بہت سا مال و اسباب لے کر اپنے بھائی عماد الدولہ کے پاس واپس آیا۔

عماد الدولہ اور یاقوت کی جنگ: ان واقعات کے بعد مرداویج اور یاقوت میں میل جول ہو گیا۔ ایک دوسرے کی امداد کا عہد و پیمان ہوا۔ دشمکیر فوجیں لے کر عماد الدولہ کی طرف بڑھا۔ عماد الدولہ نے ان دونوں کے مل جانے سے خائف ہو کر نوبند جان چھوڑ کر اصطخر گیا اور پھر اصطخر سے بیف کی طرف روانہ ہوا۔ یاقوت اس کے تعاقب میں تھا بڑھ کر کرمان کر پل پر قبضہ کر لیا اور راستہ روک کر عماد الدولہ کو جنگ پر مجبور کیا۔ ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد مجبوراً عماد الدولہ لڑنے پر آمادہ ہو گیا' معرکہ کارزار گرم ہو گیا۔ ابن بویہ (عماد الدولہ) کے چند سرداران لشکر امن حاصل کر کے یاقوت کے پاس چلے آئے' یاقوت نے ان لوگوں سے بدعہدی کی سب کو مار ڈالا۔

یاقوت کی شکست: اس سے عماد الدولہ کے بقیہ سرداران لشکر پر بہت برا اثر پڑا سب نے مرنے اور مارنے اور مر جانے پر کمریں باندھیں۔ یاقوت نے پیادوں کی فوج لے کر عماد الدولہ پر حملہ کیا۔ لشکر کے آگے آگ پھینکنے والوں کا گروہ تھا جب ان لوگوں نے نفط کے شیشوں میں آگ لگا کر فریق مخالف کے لشکر پر پھینکا تو ہوائے مخالف نے اسے لوٹا دیا اور یاقوت ہی فوج پر گرا دیا پریشان ہو کر بھاگے۔ عماد الدولہ کے لشکریوں نے مار دھاڑ شروع کر دی۔ یاقوت کو شکست ہوئی۔ یاقوت نے ایک مقام پر چڑھ کر اپنی فوج کو واپسی کا حکم دیا' چار ہزار سوار آ کر جمع ہو گئے چونکہ عماد الدولہ کے فوجی لوٹ میں مصروف تھے یاقوت نے پھر حملہ کر دیا۔ عماد الدولہ کا لشکر اس امر کا احساس کر کے غارت گری چھوڑ کر بھڑ گیا یاقوت کو دوبارہ شکست ہوئی انتہائی بے سروسامانی سے بھاگا فتح مند گروہ نے تعاقب کیا اور نہایت سختی اور بے رحمی سے پامال کرنے لگا فخر الدولہ احمد بن بویہ نے اس معرکہ میں نہایت مردانگی سے کام لیا' بڑے بڑے نمایاں کام کئے' اس وقت اس کی عمر صرف انیس سال تھی۔ سبزہ کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا۔

سواد کا تاراج: اس کامیابی کے بعد فتح مند گروہ نے سواد کا رخ کیا اسے بھی تاخت و تاراج کر کے ایک گروہ کو قید کر لیا ابن بویہ نے ان لوگوں کو رہا کر کے اختیار دے دیا کہ چاہیں قیام کریں اور چاہیں چلے جائیں ان لوگوں نے اسی کے پاس قیام اختیار کیا ابن بویہ نے ان لوگوں کے ساتھ اچھے سلوک کئے اس کے بعد شیراز پر چڑھائی کی اہل شیراز نے امن کی درخواست کی۔ ابن بویہ نے امن دیا اور منادی کرا دی کہ کوئی شخص کسی پر ذرہ برابر بھی ظلم نہ کرے۔ غرض رفتہ رفتہ تمام بلاد فارس پر قابض ہو گیا۔ لوگوں نے ابن بویہ کے حسن سلوک کی وجہ سے دارالامارت کے خزانوں' یاقوت کی امانتوں اور بنو صفار کے ذخیروں کا پتہ بتلا دیا' ابن بویہ نے اسے برآمد کر کے اپنی فوج میں تقسیم کیا جس سے ان لوگوں کی فقر و فاقہ کی تکلیفیں رفع ہو گئیں اور اپنے خزانہ کو بھی پُر کر لیا۔

دشمکیر کا اصفہان پر قبضہ: ملک کے نظم و نسق سے فراغت حاصل کر کے خلیفہ راضی اور اس کے وزیر السلطنت ابو علی بن مقلہ کی خدمت میں عرض داشت روانہ کی کہ مجھے اس بلاد کی حکومت عطا کی جائے میں ایک لاکھ دینار سالانہ خزانہ عامرہ میں داخل کیا کروں گا۔ دارالخلافت سے درخواست منظور ہو گئی خلعت اور لواء بھیجا گیا۔ محمد بن یاقوت نے اسی زمانہ میں جب کہ خلیفہ قاہر نے اپنے کو معزول کر لیا تھا اور تخت خلافت پر خلیفہ راضی متمکن ہوا تھا۔ اصفہان چھوڑ دیا تھا۔ اصفہان بیس دن تک بلا امیر کے رہا اس کے بعد دشمکیر نے آ کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ جب ابن بویہ کے بلادِ فارس پر قبضہ کرنے کی خبر مرداویج تک

پہنچی تو اس نے نظم ونسق کی غرض سے اصفہان کی طرف کوچ کیا اور اپنے بھائی دشمگیر کو رے کی جانب بھیج دیا۔

ماکان کا رے پر قبضہ: حکومت بنی سامان کے ضمن میں ہم بیان کر چکے ہیں کہ ابوعلی محمد بن الیاس نے ۳۲۶ھ میں سعید سے کرمان میں بغاوت کی تھی سعید نے اسی سنہ میں ایک بڑی فوج اس کی سرکوبی کے لئے روانہ کی چنانچہ اس فوج نے کرمان پر قبضہ کرلیا اور بنی سامان کی حکومت قائم ہوگئی۔

ابوعلی بن الیاس سعید کے سرداروں میں سے تھا کسی بات پر سعید نے ناراض ہو کر قید کر دیا۔ پھر بلعمی کی سفارش سے رہا کیا گیا اور گورنر خراسان (محمد بن مظفر) کے ساتھ جرجان کی طرف روانہ کیا جب اس کے بھائی سعید نے قید سے نکل کر یحییٰ کے ہاتھ پر امارت کی بیعت کی تو ابوعلی محمد بن الیاس اس سے مل گیا اور اس کا ساتھ چھوڑ دیا نیشاپور سے کرمان چلا آیا اور اس پر قابض ہوگیا۔ سعید کرمانی نے ماکان کو اس کی سرکوبی پر متعین کیا چنانچہ ماکان نے ابوعلی محمد بن الیاس کو رے سے نکال دیا ابو علی نے دینور جا کر قیام کیا اور ماکان حکومت بنی سامان کی ماتحتی میں کرمان وغیرہ پر گورنری کرنے لگا۔

ترکوں کی مرداویج سے برہمی: جب مرداویج کی حکومت کو استحکام ہوگیا اور اس کا دوسرا مقابل نہ رہا تو غرور ونخوت کی ہوا دماغ میں سمائی۔ حکومت پر اترا گیا ظلم وستم پر کمر باندھ لی' کسرائے فارس کا مرصع تاج زیب کیا سونے کی کرسی پر بیٹھا سرداران لشکر چاندی کی کرسی پر بیٹھے۔ عراق مدائن اور کسریٰ کے محلات فتح کرنے کا قصد کیا اور اپنے کو شاہ کے لقب سے مخاطب کرنے کا حکم دیا اس کی ایک فوج ترکوں کی تھی جن کے ساتھ وہ نہایت برے برتاؤ کرتا تھا اور ان لوگوں کے نام شیاطین اور مردود رکھ چھوڑے تھے اس وجہ سے ان لوگوں میں بددلی پیدا ہوگئی تھی۔

شب میلاد: دیلمیوں کا دستور تھا کہ ہر سال شب میلاد میں جبل اصفہان پر جا کر تمام پہاڑوں پر آگ روشن کرتے طرح طرح کے کھیل تماشے کرتے کھانا کھاتے اور کھلاتے تھے یہ اس شب کو وہ بفقہ الوقود کہا کرتے تھے چنانچہ اس دستور کے مطابق مرداویج شب میلاد ۳۲۳ھ میں جبال واصبہان پر گیا پہاڑ پر لکڑیوں کے جمع کرنے کا حکم دیا سارے پہاڑوں پر لکڑیوں کے پہاڑ اور ٹیلے بن گئے دو ہزار چیل اور کوے پکڑ کر ان کے پیروں میں روغن نفط لگا کر چھوڑ دیئے تاکہ کوئی حصہ پہاڑ کا بغیر آگ کے باقی نہ رہے غرض اسی قسم کے بہت سے کھیل اور تماشے بنائے گئے۔ ایک سو اونٹ' دو سو گائیں' تین ہزار بھیڑیں' دس ہزار مرغیاں اور بہت سے پرندے طرح طرح کے حلوہ جات کھانے کے لئے تیار کئے گئے' مجلس شراب ورقص منعقد کی گئی۔

مرداویج کا قتل: شام کے وقت مرداویج دیکھنے کی غرض سے سوار ہوا۔ انتظام پسند نہ آیا۔ منتظم پر بگڑ پڑا لوٹ کر خیمہ میں آ گیا اور سو گیا۔ سرداران لشکر میں اس کی موت کی خبر اڑ گئی' اس کا وزیر عمید خیمہ میں دوڑا آیا اور اسے جگایا لوگوں کے خیالات بتائے۔ مرداویج خیمہ سے باہر آیا دسترخوان پر بیٹھا چند لقمے کھا کر اپنے خیمہ میں واپس آیا تین روز تک اصفہان سے باہر اپنے لشکر گاہ میں ٹھہرا رہا لیکن کسی سے نہ ملا چوتھے اصفہان آرام کرنے کے خیال سے چلا آیا اور اپنے محل میں قیام کیا سوار اور پیادے دروازہ پر آ کر جمع ہوگئے گھوڑوں کے ہنہنانے اور اچھلنے کودنے سے ایک شور سا برپا ہوگیا مرداویج کو ناگوار گزرا غصہ سے کانپنے لگا۔ دریافت کیا' یہ گھوڑے کس کے ہیں اور غل کیوں ہو رہا ہے؟ خادموں نے گزارش کی کہ یہ گھوڑے ترکوں کے ہیں جو حضور کی خدمت کی غرض سے آئے ہیں گھوڑوں کو سائیسوں کے ہاتھ چھوڑ دیا ہے اس لئے شور وغل ہو رہا ہے۔ مرداویج

نے جھلا کر حکم دیا کہ ان گھوڑوں کے چارجامے اور زینیں کھول کر انہیں ترکوں کے کی پیٹھوں پر باندھ دیئے جائیں اور گھوڑوں کی طرح ہانک کر اصطبل میں باندھ دیئے جائیں جو شخص اس سے انکار کرے وہ مار ڈالا جائے اس حکم کے مطابق ترکوں کو نہایت ذلت سے لے جا کر اصطبل پہنچا دیا۔ اس سے ترکوں کے دل کو بے حد صدمہ پہنچا سب نے اتفاق کر لیا کہ جس وقت مرداویج حمام میں جائے مار ڈالا جائے۔ کورتکین باڈی گارڈ کا سردار تھا خواب گاہ اور حمام کی حفاظت یہی کرتا تھا۔ اس واقعہ سے ہم قوم ہونے کی وجہ سے اسے بھی ناراضگی پیدا ہوگئی' مزید برآں مرداویج نے اسے نکال بھی دیا تھا۔ اس واقعہ کے دوسرے مرداویج حمام کرنے گیا۔ مرداویج کی حفاظت کے لئے کورتکین حمام میں نہ گیا ترکوں نے حمام کے خادموں کو ملا لیا۔ خادموں نے مرداویج کے ہتھیار چھپا دیئے خنجر کی دھار توڑ دی حمام کے دروازے بند کر دیئے چھت پر چڑھ گئے اور چھت توڑ کر چاروں طرف سے پتھر برسانے لگے۔ مرداویج غضب ناک ہو کر اِدھر اُدھر دوڑنے لگا مگر کچھ نہ بن پڑتا تھا جب زخموں سے چور چور ہو کر گر پڑا تو ترک دروازہ توڑ کر اندر گھس آئے اور تکہ بوٹی کر ڈالی۔

ترک اُمراء: اس مہم کا جس نے بیڑا اٹھایا تھا وہ ترکوں کا ایک گروہ تھا جس میں توزون بھی تھا یہ وہی شخص تھا جو اس کے بعد دارالخلافت بغداد میں امیر الامراء کے لقب سے پکارا گیا تھا۔ یارق بن بقرا خاں ' محمد بن نیال ترجمان اور تحکم وغیرہم سازشیوں کے بڑے سرداروں میں داخل تھے یہ وہی تحکم ہے جسے توزون سے پہلے امیر الامراء کا خطاب دیا گیا تھا۔

دشمکیر بن زیار کی امارت: مرداویج کے بعد ترکوں نے اس کے ہمراہیوں اور مخلسرا کا قصد کیا سارا سامان واسباب لوٹ کر بھاگ گئے۔ دیلم اور جبل شہر میں تھے اس خبر کو سن کر سوار ہوئے اور تعاقب کیا۔ لیکن انہیں نہ پا سکے صرف وہی ہاتھ آئے جن کے گھوڑے اڑے گئے تھے۔ انہوں نے ان کو ملکوں کے گھاٹ اتار دیا پھر ترک خزانہ لوٹنے کی غرض سے واپس ہوئے لیکن چونکہ وزیر السلطنت عمید نے خزانے کے چاروں طرف آگ روشن کر دی تھی اس وجہ سے ناکام واپس ہوئے اس کے بعد دیلم اور جبل نے جمع ہو کر رے میں مرداویج کے بھائی دشمکیر بن زیار کی بیعت کی اور مرداویج کا جنازہ اٹھا کر لے چلے دشمکیر اور اس کے سرداروں نے پیادہ پا چار کوس سے استقبال کیا لشکر اہواز نے بھی حاضر ہو کر اطاعت قبول کر لی اہواز میں یاقوت اکیلا رہ گیا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور دشمکیر نے اپنے بھائی مرداویج کے بلاد پر قابض ہو کر رے میں قیام اختیار کیا جرجان کو بھی لے لیا۔ تمام دیلم اور جبل کا بھی مسلمہ سردار ہوا۔

ابوعلی بن الیاس: سعید بن سامان نے ان واقعات سے مطلع ہو کر محمد بن مظفر والی خراسان اور ماکان بن کالی حاکم کرمان کو جرجان اور رے کی طرف بڑھنے کے لئے لکھا چنانچہ محمد بن مظفر نے قومس کی طرف قدم بڑھائے پھر بسطام کی طرف چلا گیا اور ماکان نے دامغان اور رے پر حملہ کیا دشمکیر کے سرداروں نے ایک بڑی فوج سے مقابلہ کیا۔ ماکان کو شکست ہوئی نیشاپور جا کر دم لیا۔ یہ واقعہ آخری ۳۲۳ھ کا ہے۔ اس کے بعد نیشاپور کی حکومت ....

.................اس نے نیشاپور ہی میں قیام اختیار کیا ابوعلی بن الیاس نے ماکان کی روانگی کے بعد کرمان پر چڑھائی کر دی۔ سعید بن سامان کی فوجوں سے نہایت سخت اور خونریز لڑائیاں ہوئیں بالآخر ایک طویل جنگ کے بعد ابوعلی بن الیاس کو کامیابی حاصل ہوگئی اور کرمان پر قابض ہو گیا۔

ابن رائق اور ترک: جن ترکوں نے مرداویج کو قتل کیا تھا وہ اسی بھگدڑ کی حالت میں دو گروہ ہو گئے۔ ایک گروہ جو قلیل تھا وہ عماد الدولہ بن بویہ کے پاس چلا گیا۔ دوسرا گروہ جو تعداد میں زیادہ تھا جبل کی طرف چلا گیا اور بحکم سے جا ملا۔ ان لوگوں نے دینور کا خراج وصول کیا پھر نہروان کی جانب روانہ ہوئے خلیفہ راضی کی خدمت میں عرض داشت بھیجی۔ دارالخلافت بغداد میں حاضر ہونے کی اجازت طلب کی خلیفہ راضی نے اجازت دے دی لیکن خدامِ دربارِ خلافت کو ان لوگوں سے خطرہ پیدا ہوا۔ وزیر السلطنت ابن مقلہ نے ان لوگوں کو دارالخلافت بغداد آنے سے روک کر بلادِ جبل کی طرف جانے کا حکم دیا اور سفر خرچ کے لئے روپے عنایت کئے وہ لوگ اس پر راضی نہ ہوئے۔ ابن رائق سے خط و کتابت شروع کی۔ ابن رائق ان دنوں واسط اور بصرہ کا حاکم تھا چنانچہ یہ لوگ ابن رائق کے پاس چلے گئے۔ ابن رائق نے ان لوگوں پر بحکم کو سردار بنایا پھر ان ترکوں سے خط و کتابت کی جو مرداویج کے پاس رہ گئے تھے۔ ان میں سے بھی ایک بڑی جماعت ان سے آملی۔ ان لوگوں نے بھی بحکم کی ماتحتی میں بھیج دیا اور رائقی کے لقب سے ان کو ملقب کیا اور یہ حکم دیا کہ یہی نام خط و کتابت میں لکھا جائے۔

باب : ۱۶

رکن الدولہ حسن بن بویہ

معز الدولہ ابوالحسن احمد بن بویہ: عماد الدولہ بن بویہ نے بلاد فارس پر قبضہ کرنے کے بعد اپنے چھوٹے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی طرف روانہ کیا چنانچہ معز الدولہ ایک جرار فوج لے کر ۳۲۴ھ میں کرمان کی طرف بڑھا اور سیر جان پر قابض ہو گیا ابراہیم بن سیجور ابن سامان کا سپہ سالار محمد بن الیاس کا ایک قلعہ میں جو اس مقام پر تھا محاصرہ کئے ہوئے تھا۔ معز الدولہ کے آنے کی خبر پا کر محاصرہ اٹھا کر کرمان سے خراسان کی جانب روانہ ہو گیا محمد بن الیاس نے قلعہ سے نکل کر کرمان و بجستان کے درے کے راستے سے قم کا راستہ لیا' اس اثناء میں معز الدولہ جیرفت کے قریب گیا جیرفت کرمان کا ایک قصبہ تھا' علی بن الوالزنجی معروف بہ علی کلونہ امیر قفص اور بلوس کا ایلچی معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے علی بن کلونہ اور اس کے اسلاف اس اطراف کے حکمران تھے ایک مدت سے ان کا قبضہ چلا آتا تھا۔ امراء اور خلفاء بغداد کی اطاعت کا اظہار کرتے اور سالانہ خراج دیا کرتے تھے' غرض ایلچی نے حاضر ہو کر علی بن کلونہ کا پیام عرض کیا اور اس کا مرسلہ روپیہ پیش کیا معز الدولہ نے جواب دیا کہ میں اسے اسی وقت قبول کروں گا جب جیرفت میں داخل ہوں گا جب جیرفت میں داخل ہوا تو علی بن کلونہ سے مصالحت کر لی اور اپنے نام کا خطبہ پڑھنے کی ضمانت لے لی۔

معز الدولہ اور علی بن کالونہ کی جنگ: علی بن کالونہ اس وقت جیرفت سے دس کوس کے فاصلہ پر ایک دشوار گزار مقام پر ٹھہرا ہوا تھا معز الدولہ کے ہمراہیوں نے رائے دی کہ علی بن کلوسنہ کو کسی حیلہ سے طلب کر کے گرفتار کر لینا چاہیے' معز الدولہ اس پر آمادہ ہو گیا۔ علی بن کلونہ کے جاسوس نے اس کی خبر کر دی۔ علی بن کلونہ نے چند لوگوں کو ایک مقام پر کمین گاہ میں بٹھا دیا۔ جس وقت معز الدولہ اس راستہ سے ہو کر نکلا۔ ان لوگوں نے کمین گاہ سے نکل کر حملہ کر دیا چند ہمراہی مارے گئے اور کچھ گرفتار کر لئے گئے معز الدولہ کے کاری زخم لگے بایاں ہاتھ کہنی سے کٹ گیا دائیں ہاتھ کی انگلیاں بھی کٹ گئی۔ مقتولین میں دب کر رہ گیا۔ یہ خبر جیرفت پہنچی۔ سارے ہمراہی اور فوجی بھاگ گئے۔ علی بن کلونہ مقتولین کو دیکھنے کے لئے آیا معز الدولہ کو مقتولین سے اٹھا کر لے گیا۔ طبیبوں کو اس کے علاج پر مقرر کیا اس کے بھائی عماد الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے معذرت کی اطاعت و فرماں برداری کا اظہار و اقرار کیا عماد الدولہ نے شکریہ کے ساتھ قبول کر لیا باہم مصالحت ہو گئی۔

محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی جنگ: آپ کو یاد ہو گا کہ محمد بن الیاس نے محاصرہ سے نکل کر کرمان و بجستان کے درہ کی راہ سے قم کا راستہ لیا تھا قم پہنچ کر کچھ روز قیام کیا پھر وہاں سے بجستان واپس آیا اور بجستان سے شہر جنابہ کی طرف روانہ

ہوا معز الدولہ اس کی طرف متوجہ ہوا اور فتحیاب ہو کر علی بن کلونہ پر چڑھائی کر دی دونوں میں خوب جنگ ہوئی۔ آخر کار علی بن کلونہ کو شکست ہوئی' اس کے ہمراہی نہایت سختی سے پامال کئے گئے۔ معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کو محمد بن الیاس اور علی بن کلونہ کی لڑائیوں اور شکست کے حالات لکھ بھیجے۔ عماد الدولہ نے اپنا ایک سپہ سالار بھیج کر معز الدولہ کو فارس سے بلوا لیا چنانچہ معز الدولہ اس کے پاس اصطخر میں مقیم رہا یہاں تک کہ ابوعبداللہ بریدی' ابن رائق اور بحکم سے جو خلافت بغداد پر قابض ہو رہے تھے شکست کھا کر عماد الدولہ کے پاس حاضر ہوا۔ عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو کرمان کی جگہ عراق کا حاکم مقرر کر کے عراق روانہ کیا جیسا کہ ہم آئندہ لکھے گے۔

ماکان کا جرجان پر تصرف: جرجان سے زمانہ بانجین دیلمی میں ماکان کے شکست اٹھانے اور نیشاپور واپس آ کر قیام کرنے کے واقعات ہم اوپر لکھ آئے ہیں قیام نیشاپور کے چند دن بعد بانجین کے مرنے کی خبر مشہور ہوئی ماکان نے محمد بن مظفر سے بانجین کے ہمراہیوں پر حملہ کرنے کی اجازت طلب چنانچہ محمد بن مظفر نے ایک فوج کا سردار بنا کر اجازت دی ماکان نے اسفرائن کی طرف کوچ کیا پھر اسفرائن سے جرجان کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا جرجان پر قبضہ کرنے کے بعد محمد بن مظفر سے بدعہدی اور بغاوت پر آمادہ ہو گیا اور نیشاپور کی طرف روانہ ہوا' نیشاپور پہنچ کر اس کے ہمراہی اس سے ناراض ہو گئے اور اس سے علیحدہ ہو کر سرخس بھاگ آئے' ماکان لشکر جمع ہونے کے خوف سے نیشاپور سے جرجان واپس آیا' یہ واقعہ ماہِ رمضان ۳۲۴ھ کا ہے۔

بنی بویہ دیلمی کی فتوحات: ہم اوپر بنی بویہ کی تعریف اور ان کا نسب بیان کر آئے ہیں یہ بھی دیلم ان سرداروں میں سے تھے جنہوں نے خلفائے عباسیہ کے صوبوں اور مقبوضہ ممالک پر قبضہ حاصل کرنے کی غرض سے اس امر کا احساس کر کے قدم بڑھایا تھا کہ اب ان ممالک کا کوئی حامی و مددگار نہیں ہے اور نہ کوئی شخص مدافعت پر کمربستہ ہو سکتا ہے۔ سرداران دیلم تمام اطراف و جوانب میں ٹڈی دل کی طرف پھیل گئے اور ہر ایک نے ان میں سے ایک ایک صوبہ دبا لیا بنی بویہ نے اصفہان اور رے پر قبضہ کر لیا پھر بلادِ فارس کی طرف جھکے ارجان اور اس کے مضافات پر قابض ہوئے اس کے بعد شیراز اور اس کے صوبے پر قابض ہوئے۔ رفتہ رفتہ دارالخلافت بغداد کے گرد و نواح تک شرقاً و غرباً تمام علاقہ دبا لیا۔ اس وقت خلافت بے حد کمزور ہو رہی تھی طرح طرح کی کمزوریاں پیدا ہو گئی تھیں خدام اور خواجہ سرا خلافت مآب پر غالب ہو رہے تھے ابوبکر محمد بن رائق صوبہ واسط کا گورنر تھا۔

ابوبکر محمد بن رائق: جب خلیفہ راضی کا دارالخلافت بغداد میں حال پتلا ہو گیا تو محمد بن رائق کو واسط سے طلب کر کے فوج شاہی کی سرداری عنایت کی۔ عنان حکومت سپرد کر کے امیر الامراء کا خطاب مرحمت کیا ان دنوں ابن بریدی خوزستان اور اہواز میں تھا اس سے ان کو ناراضگی پیدا ہو گئی باہم منافرت اور رنجش بڑھ گئی مخالفت کا اعلان کر دیا۔ محمد بن رائق نے بدر خرشی اور بحکم کو (جو ترکان مرداویج کو لے کر محمد ابن رائق کے پاس چلے آئے تھے) افواج شاہی کا افسر بنا کر ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ بدر اور بحکم نے اہواز کو ۳۲۵ھ میں ابن بریدی کے قبضہ سے نکال لیا ابن بریدی نے عماد الدولہ بن بویہ کے پاس جس وقت کہ اس نے عراق پر قبضہ کیا جا کر پناہ لی اس سے اس کے کاموں میں بہت آسانی

پیدا ہو گئی۔ یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب کہ معز الدولہ کرمان سے ناکام واپس آیا تھا جیسا کہ ہم اوپر لکھ آئے ہیں۔ عماد الدولہ نے ابن بریدی کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔

معز الدولہ بن بویہ کا اہواز پر قبضہ: جس وقت ابو عبداللہ بریدی اہواز سے بھاگ کر عماد الدولہ کے پاس پہنچا اور امداد کی درخواست کی عماد الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کی امداد پر ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ اس کے دونوں بیٹوں ابوالحسن محمد اور ابوجعفر کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ معز الدولہ ۳۲۶ھ میں کوچ و قیام کرتا ہوا ارجان پہنچا۔ بجکم فوجیں مرتب کر کے مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی شکست کھا کر اہواز کی طرف بھاگا معز الدولہ نے ارجان میں قیام کیا اور اپنے لشکر کے کچھ حصہ کو مکرم کے لشکر گاہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ تیرہ دن تک دونوں فریق گتھے رہے بالآخر بجکم کا لشکر شکست کھا کر تستر کی طرف بھاگا معز الدولہ نے مکرم کے لشکر گاہ پر بھی قبضہ کر لیا اور ابو عبداللہ بن بریدی کو اہواز کی طرف بھیج دیا ابو عبداللہ بن بریدی نے اس خیال سے کہ معز الدولہ مجھ سے دور ہو جائے اور میں کسی خطرہ کے بغیر اہواز پر قابض ہو جاؤ معز الدولہ کو یہ فریب دیا کہ آپ سوس چلے جائیے اور وہیں قیام اختیار کیجئے۔ معز الدولہ کا وزیر ابو محمد ضمیری اور اس کا اسٹاف اس بات کو تاڑ دیا۔ معز الدولہ کو اس پر عمل کرنے سے روکا اور بریدی کی فریب دہی کو ثابت کر دیا۔ معز الدولہ نے سوس جانے سے انکار کر دیا اس سے دونوں میں رنجش پیدا ہو گئی۔ اس باہمی اختلاف کی خبر بجکم کو پہنچ گئی۔ بجکم نے اپنی طرف سے ایک فوج روانہ کر جس نے نیشاپور وغیرہ پر قبضہ کر لیا بقیہ اہواز بریدی کے قبضہ میں رہا اور مکرم کے لشکر گاہ پر معز الدولہ قابض ہوا خرچ کی زیادتی آمدنی کی کمی سے فوجیں پریشان ہو گئی آپس میں فساد واپس جانے کا مشورہ ہونے لگا۔ معز الدولہ نے ایک مہینے کا وعدہ کیا اور اپنے بھائی عماد الدولہ کو یہ حالات لکھے۔ عماد الدولہ نے معز الدولہ کی مدد کے لئے ایک لشکر روانہ کیا۔ جس سے معز الدولہ کی قوت بڑھ گئی اہواز پر قابض ہو گیا۔ بجکم واسط سے دار الخلافت بغداد پہنچا' اور اپنی حکومت کا سکہ جما دیا۔ خلیفہ راضی نے امارت الامراء کا عہدہ عنایت کیا۔ ابن رائق بھاگ نکلا اور دار الخلافت بغداد میں روپوش ہو گیا۔

ابن بریدی کا سوس پر قبضہ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ مرداویج کے بعد اس کا بھائی وشمگیر رے پر قابض ہو گیا تھا اور عماد الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی رکن الدولہ کو عنان حکومت دے دی تھی ۳۲۷ھ میں وشمگیر نے ایک بڑی فوج اصفہان پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کی چنانچہ اس نے اصفہان کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ جامع مسجد میں وشمگیر کے نام کا خطبہ پڑھا جانے لگا۔ اس کے بعد وشمگیر نے قلعہ موت پر چڑھائی کی اور اس پر بھی قابض ہو کر واپس آیا۔ رکن الدولہ نے اصطخر میں جا کر دم لیا۔ اصطخر میں اس کے بھائی معز الدولہ کا قاصد اہواز سے یہ خبر لے کر پہنچا کہ ابن بریدی نے ایک فوج سوس کی طرف بھیج دی ہے اور اس کے حکمران کو جو کہ دیلم سے تھا قتل کر ڈالا ہے اور وزیر ابوجعفر ضمیری جو سوس کے محکمہ مال کا افسر اعلیٰ تھا وہ قلعہ میں قید ہے۔

رکن الدولہ کی سوس کی جانب پیش قدمی: رکن الدولہ یہ سنتے ہی سوس کی جانب روانہ ہو گیا۔ ابن بریدی مقابلہ نہ کر سکا سوس چھوڑ کر بھاگ نکلا اور واسط کی طرف قبضہ کے خیال سے روانہ ہوا کیونکہ اصفہان کے نکل جانے کے بعد کوئی ملک اس کے قبضہ میں باقی نہ رہا تھا جسے یہ اپنا مرکز حکومت بناتا چنانچہ واسط کے شرقی جانب پہنچ کر اتر پڑا۔ خلیفہ راضی اور بجکم اس

سے مطلع ہو کر دارالخلافت بغداد سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے ابن بریدی کے ہمراہیوں اور فوج میں اس سے ہلچل پڑ گئی۔ ان میں سے ایک جماعت نے حاضر ہو کر ابن بریدی کے لئے امن حاصل کر لیا۔

رکن الدولہ اور دشمکیر کی جنگ: رکن الدولہ سوس سے اہواز کی طرف واپس ہوا پھر اصفہان کی جانب بڑھا دشمکیر کو شکست ہوئی۔ رکن الدولہ نے دوبارہ اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ اسی زمانہ میں رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ ابن محتاج والی خراسان سے ماکان اور دشمکیر کے مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی بابت سازش کر رہے تھے چنانچہ اس میں یہ دونوں کامیاب ہو گئے اور باہم دوستی کا عہد و پیمان ہو گیا۔

ابن بریدی اور امیر الامراء بحکم: ابن بریدی نے جب کہ وہ بصرہ اور واسط میں تھا امیر الامراء بحکم سے دارالخلافت بغداد میں مصالحت کر لی تھی اور اسے جبل پر فوج کشی کر کے رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لینے کی ترغیب دی اور خود اہواز کی جانب معز الدولہ کے نکالنے کی غرض سے روانگی کا قصد کیا۔ بحکم نے پانچ سو فوج کی امداد طلب کی اور حلوان کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابن بریدی اس خیال سے کہ بحکم کسی طرح دارالخلافت سے دور ہو جائے تو میں بغداد پہنچ کر قبضہ کر لوں واسط میں ٹھہرا رہا۔ بحکم اسے تاڑ گیا بغداد لوٹ آیا پھر واسط کی جانب گیا اور اسے ابن بریدی کے قبضہ سے ۳۲۸ھ میں نکال لیا اور تختِ خلافت پر خلیفہ متقی کو متمکن کیا اس وقت خلافت عباسیہ کا آفتابِ حکومت زوال پذیر ہو گیا تھا۔ چنانچہ بحکم، ابن رائق ابن بریدی کے بعد جو کہ غلبہ میں رکاوٹ تھے خلافت مآب پر غالب ہو گیا۔ ابن بریدی نے بصرہ سے واسط کی جانب فوجیں روانہ کیں بحکم نے ان کے مقابلہ پر ایک لشکر اپنے خادم توزون کی ماتحتی میں روانہ کیا جس نے انہیں شکست دے دی۔ اس کے بعد ہی بحکم بھی آ پہنچا، ان کی شکست کی خبر سن کر بے حد خوش ہوا۔ نظم و نسق درست کر کے غرباء اور محتاجوں کو صدقات دیئے۔

بحکم کا قتل: اس اثناء میں ایک روز ایک نوجوان کردی سے اثناء راہ میں ملاقات ہوئی، بحکم اس وقت اپنی فوج سے علیحدہ ہو کر سیر کرنے جا رہا تھا۔ کردی کو کسی وجہ سے اس سے رنجش پیدا ہو گئی تھی وہ موقع کا منتظر تھا تنہا دیکھ کر حملہ کر دیا اور مار ڈالا۔ بحکم کے ہمراہی منتشر ہو گئے۔ ترکوں کی ایک جماعت شام پہنچ گئی جن کا سردار توزون تھا بقیہ ترکوں نے بکسک (بحکم کے خادم) کو اپنا سردار بنا لیا۔ دیلمیوں نے اس کے قتل ہو جانے کے بعد باسور بن ملک بن مسافر بن سالار کو اپنی امارت و سرداری کی کرسی پر بٹھایا۔ یہ سالار شمیران طرم کا دادا ہے جو اسفار کے قتل میں مرداویج کا شریکِ سازش تھا۔ اس کے بیٹے محمد بن مسافر بن سلار نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا تھا جہاں پر اس کے اور اس کے بیٹوں کی حکومت و ریاست قائم ہوئی۔

ابن بریدی اور دیلم: اس کے بعد ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا پیدا ہو گیا۔ ترکوں نے باسور کو مار ڈالا تب دیلم نے اس کی جگہ کورتکین کو وزیر بنایا اور ابن بریدی سے جا کر مل گئے۔ چنانچہ ابن بریدی ان لوگوں کو لے کر دارالخلافت بغداد پر چڑھ آیا۔ پھر کسی وجہ سے دیلم ابن بریدی سے نفرت کرنے لگے ترکوں سے مل کر ابن بریدی کے نکالنے پر کمربستہ ہوئے۔ ابن بریدی واسط چلا آیا۔ دیلم کے قدم بغداد میں جم گئے۔ ترکوں کو دبا لیا۔ کورتکین نے .... مار ڈالا اور دارالخلافت بغداد کی امیر الامرائی کے عہدہ پر متمکن ہو گیا اس کے بعد توزون ابن رائق کے ساتھ شام سے آیا۔ کورتکین

دیلمی شکست کھا کر بھاگ نکلا بہت سے دیلمی مار ڈالے گئے ابن رائق تنہا دارالخلافت بغداد پر قابض ہو کر امیر الامراء بن بیٹھا یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

ابن بریدی اور ابن رائق: ابن بریدی اس زمانہ طوائف الملوکی میں بحکم کے بعد واسط پر قابض ہو گیا تھا ابن رائق نے اس سے خط و کتابت کی اور عہدۂ وزارت قبول کرنے کے لئے لکھا۔ ابن بریدی نے اس شرط سے قبول کیا کہ میں اپنے ہی مرکز حکومت میں قیام کروں گا اور ابن شیر زاد کو اپنی جگہ دارالخلافت بغداد میں مقرر کروں گا۔ اس کے بعد ابن بریدی نے واسط سے بغداد کی طرف کوچ کیا ابن رائق اور خلیفہ متقی موصل کی طرف بھاگ گئے اور توزون ان لوگوں سے علیحدہ ہو کر بغداد میں رہ گیا۔ ابن بریدی کے ہمراہیوں نے دارالخلافت بغداد میں فتنہ مچا دیا۔ لوگوں کو ان کے ظلم و ستم کی شکایتیں پیدا ہو گئیں۔

سیف الدولہ اور ابن بریدی کی جنگ: خلیفہ مقتفی نے موصل پہنچ کر ابن رائق کی بجائے ابن حمدان کو امیر الامراء بنایا اور جمع ہو کر بغداد کی طرف بڑھے' ابن بریدی اس خبر کو سن کر بھاگ گیا۔ توزون خلیفہ مقتفی اور ابن حمدان سے مل گیا۔ خلافت مآب بغداد پر قبضہ ہو گیا۔ سیف الدولہ روم تھام کرتا ہوا ابن بریدی کے آگے آگے چلا اور ناصر الدولہ نے ابن بریدی کے تعاقب کی غرض سے کوچ کیا۔ مدائن پہنچ کر قیام کر دیا۔ سیف الدولہ کچھ دور چل کر اپنے بھائی ناصر الدولہ کے پاس مدائن چلا آیا۔ ناصر الدولہ نے اسباب و آلاتِ حرب اور مال سے اس کی مدد کی۔ اس نے لوٹ کر ابن بریدی پر حملہ کر دیا۔ ابن بریدی کو شکست ہوئی۔

سیف الدولہ کی مراجعت موصل: سیف الدولہ نے واسط پر قبضہ کر لیا۔ ابن بریدی نے بصرہ جا کر دم لیا اور سیف الدولہ نے امداد کے انتظار میں واسط میں قیام کر دیا۔ اس اثناء میں ابو عبداللہ کوفی بہت سامال لے کر آ گیا۔ ترکوں نے مال کے طلب کرنے میں شور مچایا اور سب کے سب متفق ہو کر سیف الدولہ پر حملہ آور ہوئے۔ توزون ان ترکوں کا سردار تھا۔ غریب سیف الدولہ بھاگ کر بغداد پہنچا اور وہ سب اس کے تعاقب میں تھے اس کا بھائی ناصر الدولہ بغداد کی جانب اور پھر بغداد سے موصل کی طرف چلا آیا تھا۔ سیف الدولہ بھی اس کے پاس چلا آیا اور توزون دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر حکومت کرنے لگا۔ کچھ عرصہ بعد خلافت مآب خلیفہ مقتفی سے ان بن ہو گئی۔ ابن بریدی سے جنگ کرنے کے لئے واسط کی روانگی کا انتظار کرنے لگا۔ چنانچہ اس امید پر ۳۳۱ھ میں موصل کی طرف روانہ ہو گیا۔

توزون کی معزولی: ان واقعات کے اثناء میں معز الدولہ بن بویہ اہواز میں ٹھہرا ہوا دارالخلافت بغداد اور خلافت مآب کے مقبوضات پر حملے کر رہا تھا اور ان پر غلبہ حاصل کرنے کی فکر میں تھا۔ اس کا ایک بھائی عماد الدولہ فارس اور دوسرا بھائی رکن الدولہ اصفہان میں اور رے میں حکومت کر رہا تھا جب خلیفہ مقتفی رقہ سے بغداد میں داخل ہوا تو توزون کو معزول کر کے اس کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھروا دیں۔ ہم ان سب واقعات کو تفصیل کے ساتھ دولت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں بیان کر آئے ہیں۔ اس مقام پر بطور تمہید کے تحریر کیا ہے کہ بنی بویہ کیونکر دارالخلافت بغداد پر قابض ہوئے اور کیونکر خلافت مآب کو دبا لیا الغرض معز الدولہ نے ۳۳۴ھ میں واسط کی جانب کوچ کیا۔ توزون اور خلیفہ مکتفی اس کے مقابلہ پر تیار ہوئے۔

معزالدولہ واسط چھوڑ کر اہواز چلا آیا۔

ابن شیرزاد: توزون نے شروع ۳۳۴ھ میں ترکوں کی سرداری پر ابن شیرزاد کو مقرر کیا تھا۔ خلیفہ مکتفی نے امیر الامراء کا خطاب مرحمت فرمایا۔ وظائف اور تنخواہ تقسیم کرنے کی خدمت سپرد کی۔ ممالک مقبوضہ اور صوبوں کی آمدنی کم ہوگئی' مصارف پورے نہ ہو سکے۔ گورنر' وزراء اور تاجر تنگی سے بسر اوقات کرنے لگے۔ رعایا کے مال پر ہاتھ بڑھایا' ظلم وستم کا بازار گرم ہو گیا۔ کھلم کھلا چوریاں ہونے لگیں۔ لٹیرے دن دہاڑے مکانات لوٹنے لگے۔ مجبوری لوگوں نے دارالخلافت بغداد سے جلاوطنی شروع کر دی۔

نیال کوشہ اور فتح یشکری کی عہد شکنی: اس کے بعد ابن شیرزاد نے نیال کوشہ کو حکومت موصل پر اور فتح یشکری کو تکریت کی حکومت پر مامور کیا' ان دونوں نے بدعہدی کی بغاوت پر کمربستہ ہو گئے۔ فتح تو ابن حمدان سے مل گیا۔ احمد حمدان نے اسے اپنی طرف سے تکریت پر متعین کیا۔ فتح ابن حمدان کے ماتحت حکومت کرنے لگا باقی رہا نیال کوشہ اس نے معزالدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں' موقع مناسب ہے بغداد پر قبضہ کر لیجئے۔ چنانچہ معزالدولہ لشکر دیلم آراستہ کر کے دارالخلافت بغداد پر حملہ آور ہوا۔ ابن شیرزاد اور اکراد مقابلہ پر آئے لیکن شکست اٹھا کر موصل چلے گئے اور خلیفہ مستکفی روپوش ہو گیا۔ معزالدولہ نے اپنے سیکرٹری حسن بن محمد مہلبی کو بغداد میں داخل ہونے کا حکم دیا۔

معزالدولہ کا بغداد پر قبضہ: جب مہلبی دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا تو خلافت مآب پناہ گاہ سے نکل کر مہلبی کے پاس تشریف لائے۔ مہلبی نے معزالدولہ احمد بن بویہ اور اس کے بھائی عمادالدولہ اور رکن الدولہ حسن کی طرف سے خلافت مآب کے ہاتھ پر بیعت کی۔ خلیفہ مستکفی نے ان لوگوں کو ان کے صوبوں کی حکومت پر مامور فرمایا اور انہیں خطابات سے انہیں مخاطب کیا۔ سکہ پر بھی یہی القاب مسکوک کرائے اس کے بعد معزالدولہ کامیابی کے ساتھ دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ خلافت مآب نام کے خلیفہ رہ گئے حکومت اس کی تھی' سکہ اس کا تھا' سلطان کے لقب سے پکارا جانے لگا۔ ابوالقاسم بریدی والئ بصرہ نے یہ رنگ دیکھ کر معزالدولہ کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا۔ معزالدولہ نے سانے واسط اور اس کے صوبے پر مقرر کر دیا۔

خلیفہ مستکفی کی گرفتاری: قبضۂ بغداد کے چند مہینے بعد معزالدولہ تک یہ خبر پہنچی کہ خلیفہ مستکفی تمہاری معزولی کی فکر کر رہا ہے۔ معزالدولہ کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی۔ ایک روز خراسان کے وفد سے ملنے کی غرض سے خلیفہ مستکفی کو دربار عام میں بٹھایا۔ اپنی قوم اور اپنے سرداروں کو لئے ہوئے حاضر ہوا۔ دیلم کے نقیبوں میں سے دو شخصوں کو خلیفہ مستکفی کی گرفتاری کا اشارہ کر دیا چنانچہ یہ دونوں دیلمی خلافت مآب کی طرف سے دست بوسی کے اظہار سے بڑھے اور خلیفہ مستکفی کو تخت خلافت سے پکڑ کر گھسیٹ لیا۔ پیادہ پا کھینچتے ہوئے محلسرائے خلافت میں لے جا کر قید کر دیا۔ یہ واقعہ ۳۳۴ھ کے نصف کا ہے۔ اس واقعہ سے لوگوں میں اضطراب پیدا ہو گیا لوٹ مار شروع ہو گئی۔ محلسرائے خلافت لٹ گیا۔ فتنہ ختم کرنے کی غرض سے معزالدولہ نے فضل بن مقتدر کی بیعت کی۔ مطیع اللہ کا لقب دیا اور خلیفہ مستکفی کو سر دربار طلب کیا۔ اس غریب نے اپنی معزولی کی شہادت دی اور خلافت کو مطیع کے سپرد کر دیا۔

نام نہاد خلافت: اسی زمانہ سے خلافت نام کی رہ گئی تھی خلیفہ کو کسی قسم کا نظم ونسق کا اختیار نہیں تھا وزارت معز الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں تھی جسے چاہتا تھا مقرر کرتا تھا خلیفہ کے وزیر السلطنت کے اختیارات محلسرائے خلافت اور اس کی جاگیروں تک محدود تھے معز الدولہ اور اس کے لشکریان دیلم تمام صوبہ جات عراق اور ممالک مقبوضہ پر قابض تھے۔ کسی کے گورنر ہونے اور کسی کے جاگیردار ہونے کی حیثیت سے مالک تھے اس حد تک نوبت پہنچ گئی تھی کہ خلیفہ اپنے صرف خاص کے علاقہ پر معز الدولہ کے دستخط کے بغیر کوئی حکم صادر نہ کر سکتا تھا۔ صرف تختِ خلافت' منبر' سکہ' خطوط اور فرامین پر دستخط کرنے اور وفود سے ملنے اور خطابات دینے کا خلیفہ مالک تھا۔ حکومت وسلطنت اور اس کا انتظام اور احکامات ان لوگوں کے قبضہ میں تھے جو قابض تھے دولت بنی بویہ اور سلجوقیہ میں جو امراء اس درجہ پر پہنچ گئے تھے وہ اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کرتے تھے۔ کوئی دوسرا شخص اس میں اس کا شریک نہ ہوتا تھا حکم' عدل' عزت' انتظام واحکامات کے مالک یہی لوگ تھے۔ خلیفہ کو کچھ بھی اختیار نہ تھا زمام خلافت نام کو خلفاء عباسیہ کے ہاتھ میں تھی جسے وہ حسب خواہش مقرر کر لیتے تھے خلیفہ لفظاً باقی رہ گیا تھا اور اس کے معنی ختم ہو کر رہ گئے تھے۔

طوائف الملوکی: المختصر دولت وحکومت کی تبدیلی کی وجہ سے لشکر نے اس سے زیادہ تنخواہ اور رسد طلب کی جوان کو ہمیشہ سے ملا کرتی تھی' مجبوراً رعایا پر ٹیکس لگائے اور آمدنی بڑھائی۔ تجارت پیشہ اور مال داروں کے مال کی طرف ہاتھ بڑھایا' دیہات' قصبات بلکہ صوبے بھی لشکریوں کو جاگیروں میں دے دیئے۔ گورنروں کا قبضہ اٹھ گیا' شاہی دفاتر ناکارہ اور بند ہو گئے۔ کیونکہ رؤساء اور امراء عیش پرستی اور آرام طلبی کی وجہ سے اپنے مقبوضات کی نگرانی نہ کر سکتے اور جن پر لشکری یا ملازمین دولت قابض اور نگران قابض تھے وہ ظلم وزیادتی اور خراج کی وجہ سے خراب اور ویران ہو رہے تھے کوئی شخص ان کا پرسان اور نگران حال نہ تھا نہ ان کے راستوں کی اصلاح ہوتی تھی اور نہ ان کے پلوں کی مرمت کی جاتی تھی۔ جو شہر ویران ہو جاتے تھے ان کے بجائے لشکری دوسرے شہروں پر قبضہ کر لیتے تھے اور انہیں بھی پہلے شہروں کی طرف ویران اور برباد کر ڈالتے تھے۔ رفتہ رفتہ ٹیکس اور مظالم کی وہ بھرمار ہوئی کہ توبہ ہی بھلی۔ سلطان اور اس کے نائبین انتظام ملک سے مجبور ہو گئے۔ غلاموں کا دور دورہ ہو گیا۔ انہیں بڑی بڑی جاگیریں دی گئیں اور وظائف مقرر کئے گئے اس سے ان میں غیرت قومی پیدا ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ نفرت کی بنیاد پڑ گئی اور بربادی کے سامان مہیا ہو گئے جیسا کہ ان کی حکومتوں پر یہ حادثات گزرا کرتے ہیں۔

ابن حمدان کی بغداد پر فوج کشی: جس وقت ناصر الدولہ ابن حمدان کو یہ خبر لگی کہ معز الدولہ نے دار الخلافت بغداد پر قبضہ کر کے خلیفہ مستکفی کو معزول کر دیا ہے غصہ سے کانپ اٹھا۔ فوراً فوج کو تیاری کا حکم دیا۔ چنانچہ شعبان ۳۳۴ھ میں موصل سے بغداد پر چڑھائی کر دی۔ معز الدول نے بھی اس سے مطلع ہو کر اپنی فوجوں کو بڑھایا۔ مقام عکبرا میں ابن حمدان سے مڈبھیڑ ہوئی۔ معز الدولہ بھی خلیفہ مطیع کے ہمراہ ابن حمدان کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ ادھر ابن شیرزاد ۳۳۴ھ میں ابن حمدان کے پاس چلا آیا۔ بغداد پر قبضہ کر لینے کی غرض سے ترغیب دی۔ ادھر معز الدولہ نے میدان خالی پا کر تکریت پر حملہ کر دیا۔ تاخت و تاراج کر کے پھر بغداد واپس آیا۔ معز الدولہ اور خلیفہ مطیع نے بغداد کے شرقی جانب پڑاؤ کیا اور احمد بن حمدان نے غربی بغداد میں مورچہ قائم کیا اور معز الدولہ کے لشکر کا سلسلۂ رسد بند کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج میں بے حد تشویش اور

پریشانی پھیل گئی۔ ساری فوج بھوکوں مرنے لگی۔ فوج میں لوٹ مار شروع ہوگئی۔ معز الدولہ نے تنگ ہو کر اہواز کی جانب واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن وزیر السلطنت ابو جعفر ضمیری نے اس سے مخالفت کی اور دریا عبور کر کے ابن حمدان کے لشکر پر حملہ کا حکم دیا۔ وزیر السلطنت کو اس حملہ میں کامیابی ہوئی۔ دیلمی لشکر نے ابن حمدان کی فوج کو پسپا کر کے مال و اسباب کو لوٹ لیا خاتمۂ جنگ کے بعد معز الدولہ نے امن کی منادی کرا دی خلیفہ مطیع محلسرائے میں واپس آیا اور ابن حمدان شکست کھا کر عکبرا لوٹ گیا۔ یہ واقعہ ۳۳۵ھ کا ہے۔

ابن حمدان اور معز الدولہ میں مصالحت: اس کے بعد ابن حمدان نے خفیہ طور سے معز الدولہ کے پاس پیام صلح بھیجا تو زونیہ ترکوں کو اس کی خبر ہوگئی بگڑ گئے۔ قتل کرنے پر آمادہ ہوئے۔ ابن حمدان ابن شیرزاد کے ہمراہ موصل کی طرف بھاگ گیا۔ معز الدولہ نے جیسا کہ ابن حمدان نے پیام بھیجا تھا مصالحت کر لی۔ تکین شیرازی نے توزونیہ ترکوں کو ابن حمدان کے بھاگنے کی خبر کر دی توزونیہ ترکوں نے ابن حمدان کے بچے ہوئے ہمراہیوں کو گرفتار کر لیا اور اسکے تعاقب میں روانہ ہوئے اثناء راہ میں ابن حمدان کو کچھ شبہ ہوا جس کے باعث اس نے ابن شیرزاد کو گرفتار کر لیا اور موصل ہوتا ہوا نصیبین پہنچا۔ تکین نے موصل پر قبضہ کر لیا۔ ابن حمدان نے جب نصیبین میں بھی امن کی صورت نہ دیکھی تو سندکا راستہ لیا اور تکین اس کے تعاقب میں تھا۔ اتفاق یہ کہ اس مقام پر معز الدولہ کا لشکر وزیر ابو جعفر ضمیری کی ماتحتی میں حمدان کی کمک پر جیسا کہ اس نے درخواست کی تھی آ گیا۔ توزونیہ ترکوں سے مقابلہ ہوا۔ وزیر ابو جعفر کو فتح ہوئی توزونیہ ترک شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے اور ابن حمدان وزیر السلطنت ابو جعفر کے ہمراہ موصل کی جانب روانہ ہوا۔ موصل پہنچ کر ابن شیرزاد کو وزیر ابو جعفر کے حوالے کر دیا۔ وزیر ابو جعفر نے اسے معز الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ یہ واقعہ بھی ۳۳۵ھ کا ہے۔

معز الدولہ کا بصرہ پر قبضہ: ۳۳۵ھ میں ابو القاسم بن بریدی نے بصرہ میں علم بغاوت بلند کیا۔ معز الدولہ نے ایک فوج واسط کی جانب روانہ کر دی۔ دریا کے کنارے پر ابن بریدی کی فوج سے مقابلہ کی نوبت آئی۔ ابن بریدی کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی اور بصرہ کا رخ کیا۔ اس کے سرداران لشکر کی ایک جماعت گرفتار ہوگئی۔ ۳۳۶ھ میں معز الدولہ نے بصرہ پر فوج کشی کی۔ اگرچہ خلیفہ مطیع ابو القاسم ابن بریدی سے جنگ کرنا پسند نہ کرتا تھا مگر مجبوراً معز الدولہ کے ہمراہ تھا براہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ ہوئے۔ قرامطہ نے معز الدولہ کو ابن بریدی کے جنگ کرنے پر ملامت کی۔ معز الدولہ نے ڈانٹ کا خط لکھا۔ جونہی بصرہ کے قریب پہنچا ابو لقاسم ابن بریدی کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اور امن کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن بریدی بھاگ نکلا قرامطہ کے پاس پناہ لی قرامطہ نے اسے پناہ دی اور عزت و احترام سے ٹھہرایا۔ معز الدولہ نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور بصرہ میں خلیفہ مطیع اور اپنے وزیر ابو جعفر کو چھوڑ کر اپنے بھائی عماد الدولہ سے ملنے کے لئے اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔

فتح موصل: اس اثناء میں سرداران دیلم میں سے کوکیز نامی ایک سردار باغی ہو گیا۔ وزیر ابو جعفر ضمیری نے اس سے معرکہ آرائی کی اور اسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور معز الدولہ کے حکم کے مطابق قلعہ رامہرمز میں قید کر دیا۔ مقام ارجان میں اسی سنہ کے ماہ شعبان میں دونوں بھائیوں کی ملاقات ہوئی معز الدولہ نے اپنے بھائی عماد الدولہ کی حد سے زیادہ تعظیم کی۔ عماد

الدولہ معز الدولہ کو دربار میں بیٹھنے کا حکم دیتا تھا مگر معز الدولہ پاس ادب سے نہیں بیٹھتا تھا۔ القصہ معز الدولہ اپنے بھائی سے رخصت ہو کر خلیفہ مطیع کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس آیا اور موصل پر فوج کشی کرنے کی منادی کرا دی ابن حمدان کو اس کی خبر لگ گئی صلح کا پیام بھیجا' بہت سے تحائف اور بے شمار مال روانہ کیا لیکن معز الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔ رمضان ۳۳۷ھ میں موصل پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا' قصد یہ تھا کہ ابن حمدان کے مقبوضہ بلاد کو دل کھول کر سختی سے پامال کرے کہ اتفاقیہ اس کے بھائی رکن الدولہ کے پاس سے یہ خبر آ گئی کہ لشکر خراسان نے جرجان کا قصد کیا ہے معاملہ نازک ہو گیا ہے مجبوراً ابن حمدان سے مصالحت کر لی۔ اسی لاکھ سالانہ دینار خراج ادا کرنے کی شرط پر موصل جزیرہ اور شام کی حکومت ابن حمدان کو دے دی۔ اس کے ساتھ ہی یہ شرط بھی قرار پائی تھی کہ عماد الدولہ اور معز الدولہ کے نام کا خطبہ اس کے تمام مقبوضہ شہروں پر پڑھا جائے چنانچہ مصالحت کر کے معز الدولہ بغداد واپس آیا۔

رکن الدولہ کا رے پر قبضہ: ہم اوپر بیان کر آئے ہیں کہ رکن الدولہ نے اصفہان کو وشمگیر کے قبضہ سے اسی زمانے میں نکال لیا تھا۔ جس زمانے میں وشمگیر نے اپنی فوجیں ماکان بن کالی کی کمک پر بھیجی تھیں۔ رکن الدولہ اور اس کا بھائی عماد الدولہ۔ ابو علی بن محتاج سپہ سالار ملوک بنی سامان کو ماکان اور وشمگیر کی مخالفت پر ایک مدت سے ابھار رہا تھا اور اس کے مقابلہ پر مدد دینے کا وعدہ کر رہا تھا۔ چنانچہ ابو علی نے وشمگیر پر جس وقت کہ وہ رے میں تھا فوج کشی کر دی۔ رکن الدولہ خود ابو علی کی مدد پر آیا اور وشمگیر نے ماکان سے امداد چاہی۔ ماکان اپنی فوجیں لے کر بلاد جبل کی طرف گیا اور اسے تاخت و تاراج کر کے زنجان' ابہر' قزوین' قم' کرخ' ہمدان' نہاوند اور دینور کو حدود حلوان تک فتح کر لیا' اپنے گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا۔ اس کے بعد وشمگیر اور حسن بن فیرزان برادر عم زاد ماکان سے ان بن ہو گئی۔ حسن نے ابو علی سے امداد کی درخواست کی ابو علی اس کی کمک پر کمر بستہ ہو گیا۔ مگر لڑائی کی نوبت نہ آئی' فریقین میں مصالحت ہو گئی ابو علی اپنی فوج کے ساتھ خراسان کی جانب واپس ہوا حسن بن فیرزان بھی اس کے ساتھ تھا۔ اثناء راہ میں نصر بن سامان کا ایلچی ملا حسن کو ابو علی کے ساتھ دھوکا دینے اور اس کے بلاد مقبوضہ پر قبضہ کرنے کا پیام دیا۔ چنانچہ حسن نے ابو علی کی رفاقت چھوڑ کر جرجان کی جانب کوچ کیا اور اس پر قبضہ کر کے دامغان اور سمنان کو بھی دبا لیا۔ وشمگیر طبرستان سے رے کی طرف چلا گیا اور پورے رے پر قبضہ حاصل کر لیا اس وقت اس کی رکاب میں نہایت کم فوج باقی رہ گئی تھی کیونکہ اس کی فوج کا بڑا حصہ ابو علی بن محتاج اور حسن بن فیرزان کی لڑائیوں میں کام آ گیا تھا۔ رکن الدولہ نے موقع پا کر رے پر قبضہ کرنے کی غرض سے چڑھائی کر دی۔ وشمگیر مدافعت کرنے کے لئے میدان میں آیا لیکن شکست کھا کر چلا گیا اور رکن الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا حسن بن فیرزان سے تعلقات بڑھائے' اپنی بیٹی کا اس سے عقد کر دیا اس تعلق و محبت کے ذریعہ بنی بویہ کے قدم حکومت پر جم گئے تمام صوبجات رے' جبل' فارس' اہواز اور عراق قبضہ میں آ گئے۔ موصل اور دیار بکر پر بھی قبضہ حاصل ہو گیا۔

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر تصرف: اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ نے بلاد مقبوضہ وشمگیر کی طرف ۳۳۶ھ میں قدم بڑھائے حسن بن فیرزان اس کی پشت پناہی پر تھا۔ وشمگیر اس خبر کو سن کر فوجیں لے کر مقابلہ پر آیا' لڑا لیکن شکست کھا کر بھاگ نکلا۔ خراسان پہنچا ابن سامان سے امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف گیا۔ حسن بن فیرزان نے بے حد مدارات کی اپنی اطاعت کا اظہار کیا۔ رکن الدولہ نے اسے اپنی طرف سے جرجان کی

سندِ حکومت عطا کی۔ دشمکیر کے سپہ سالاروں نے امن کی درخواست کی رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اصفہان کی جانب واپس آیا۔

عمران بن شاہین: عمران بن شاہین اہل جامدہ سے تھا اور بنی بویہ کی طرف سے خراج وصول کرنے پر مامور تھا' ایک مرتبہ بہت سارو پیہ خراج وصول کر کے بطیحہ بھاگ گیا۔ بطیحہ میں بانس اور جنگلی درختوں کا ایک بہت بڑا جنگل تھا متعدد چشمے اور تالاب تھے۔ اس مقام پر عمران نے قیام اختیار کیا اور رہزنی کرنے لگا رفتہ رفتہ لٹیروں کی ایک جماعت اس کے پاس آ کر جمع ہوگئی جس سے اسکی قوت بڑھ گئی۔ بنی بویہ سے باغی ہو کر ابوالقاسم بریدی سے مل گیا۔ ابن بریدی نے اسے جامدہ' بطائح اور اس کے اطراف و جوانب کی حمایت و نگرانی کی خدمت سپرد کی چنانچہ اس نے کماحقہ ان مقامات کی نگرانی کی' بہت تھوڑے دنوں میں ایک معقول فوج اکٹھا کر لی' سامان جنگ بھی کافی مقدار میں مہیا کر لیا بطیحہ کے ایک بلند و محفوظ مقام پر قیام اختیار کیا اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا۔ معز الدولہ کو یہ امر ناگوار گزرا اور اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو ۳۳۸ھ میں ایک فوج کا افسر بنا کر عمران کی گوشمالی پر مامور کیا۔ وزیر السلطنت نے بطیحہ پہنچ کر عمران پر محاصرہ ڈال دیا عمران کی تباہی و ہلاکت کی کوئی کسر باقی نہ تھی۔ ساری قوت فنا ہو چکی تھی قریب تھا کہ ہتھیار ڈال دیتا۔ کہ اسی اثناء میں عماد الدولہ بن بویہ کے مرنے کی خبر پہنچ گئی وزیر السلطنت محاصرہ اٹھا کر شیراز واپس آیا اور عمران بدستور اپنی حالت پر آ گیا' کھوئی ہوئی قوت پھر لوٹ آئی جیسا کہ آئندہ بنی شاہین کی دولت و حکومت کے تذکرہ میں لکھا جائے گا۔

عماد الدولہ کی وفات: عماد الدولہ ابوالحسن علی بن بویہ نے دارالحکومت شیراز میں نصف ۳۳۸ھ میں وفات پائی۔ اپنی موت سے ایک سال پیشتر اپنے بھتیجے عضد الدولہ کو اپنے بھائی رکن الدولہ کے پاس اپنا ولی عہد بنانے کے لئے بلا بھیجا اس وجہ سے کہ خود اس کا کوئی لڑکا نہ تھا۔

عضد الدولہ کی حکومت: چنانچہ رکن الدولہ نے عضد الدولہ کو اپنے سرداروں کی ایک جماعت کے ساتھ عماد الدولہ کے پاس روانہ کیا۔ عماد الدولہ نے نہایت جوش سے استقبال کیا' دربارِ عام کے دن تخت حکومت پر بٹھایا سرداران لشکر کو حکم دیا کہ شاہی آداب سے دربار میں حاضر ہوں اور بادشاہوں کی طرح عضد الدولہ کو نذر اور سلامی دیں۔ عماد الدولہ کے انتقال کے بعد لشکر کے بااثر سرداروں کا ایک گروہ جو عماد الدولہ کے زمانے میں بھی قابو یافتہ تھا فارس پر عضد الدولہ کی حکومت کو اچھی آنکھوں سے نہ دیکھ سکا مخالفت کا اعلان کر دیا۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر رے میں اپنی جگہ علی بن کتامہ کو مقرر کر کے اور فوجیں آراستہ کر کے شیراز آ پہنچا۔ معز الدولہ نے اپنے وزیر ابوجعفر ضمیری کو لکھ بھیجا کہ تم ابن شاہین کی جنگ چھوڑ دو اور جس قدر جلد ممکن ہو عضد الدولہ کی مدد کو شیراز پہنچ جاؤ' ان لوگوں کے آ جانے سے مخالف سرداروں کا گروہ دب گیا' نو ماہ تک رکن الدولہ شیراز میں مقیم رہا۔ شیراز کا انتظام درست ہونے کے بعد اپنے بھائی معز الدولہ کو بہت سا سامانِ جنگ اور بہت سا مال بطور تحفہ روانہ کیا۔

معز الدولہ: عماد الدولہ دارالخلافت بغداد کا امیر الامراء تھا اور معز الدولہ اس کا نائب تھا۔ خراج کی نگرانی ذمہ داری اور عراق کے صوبوں کی گورنری کی تقرری اسی کے قبضہ میں تھی۔ عماد الدولہ کے مرنے کے بعد رکن الدولہ کو امیر الامراء کا عہدہ

ملا۔ معز الدولہ بدستور نیابت کا کام جیسا کہ عماد الدولہ کے زمانہ حیات میں کرتا تھا کرتا رہا کیونکہ معز الدولہ ان دونوں سے چھوٹا تھا۔

مہلبی کی وزارت: ابو جعفر ضمیری وزیر السلطنت فارس سے واپس ہو کر صوبہ جامدہ کی طرف آیا اور عمران بن شاہین پر محاصرہ ڈال دیا یہاں تک کہ ۳۳۹ھ کے نصف گزر جانے پر انتقال کر گیا چونکہ ضمیری اکثر بحالت ضرورت ابو محمد حسن بن محمد مہلبی کو اپنی جگہ وزارت پر مقرر کیا کرتا تھا اور معز الدولہ اسے برت چکا تھا اس کی کفایت شعاری اور انتظام مملکت سے واقفیت رکھتا تھا اس وجہ سے ضمیری کے انتقال کے بعد معز الدولہ نے مہلبی کو قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا۔ اس نے نہایت خوبی سے عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کو پورا کیا۔ رعایا سے مظالم کو دور کیا۔ خزانہ کو روپوں سے بھر دیا اہل علم اور فن کو دور دراز سے بلا کر جمع کر لیا اور ان کے ساتھ احسان و سلوک سے پیش آیا جس کی وجہ سے اس کی عزت بڑھ گئی۔

منصور بن قراتکین: جس زمانے میں رکن الدولہ بلادِ فارس کی طرف گیا ہوا تھا امیر نوح بن سامان نے اپنے سپہ سالارِ خراسان منصور بن قراتکین کو رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا چنانچہ منصور نے ۳۳۹ھ میں رے پر حملہ کیا اس وقت علی بن کتامہ رکن الدولہ کی طرف سے رے کا حاکم تھا اس نے منصور کی آمد کی خبر سن کر رے چھوڑ دیا' اصفہان چھوڑ دیا منصور نے رے پر قبضہ کر لیا۔ اطراف و جوانب میں فوجوں کو پھیلا دیا جبل پر قرامیس تک قابض ہو گیا اور ہمدان کو بھی اپنے قبضہ میں لے لیا۔ رکن الدولہ نے فارس سے اپنے بھائی معز الدولہ کو ان کی مدافعت کی غرض سے لشکر بھیجنے کے لئے لکھ بھیجا۔ معز الدولہ نے اپنے حاجب (لارڈ چیمبرلین) امیر سبکتگین کو دیلم وغیرہ کی ایک بڑی فوج کے ساتھ منصور کے مقابلہ پر روانہ کیا۔

منصور اور سبکتگین کی جنگ: سبکتگین نے پہنچتے ہی منصور کے لشکر پر حملہ کر دیا اور اس کے سردار کو گرفتار کر لیا۔ منصور بے سروسامانی سے ہمدان کی جانب واپس ہوا۔ سبکتگین نے تعاقب کیا۔ منصور بن قراتکین نے ہمدان سے نکل کر اصفہان پر قبضہ کر لیا۔ رکن الدولہ نے بھی اصفہان کی طرف کوچ کیا۔ سبکتگین اس کے ہراول پر تھا ترکوں نے شور مچایا۔ سبکتگین نے ترکوں پر حملہ کر دیا جس سے ان میں بھگدڑ مچ گئی۔ پریشان ہو کر ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ معز الدولہ نے ابن ابی الشوک کردی کو ان بھگوڑے ترکوں کے تعاقب کے لئے لکھا چنانچہ اس نے بہت سے ترکوں کو مار ڈالا کچھ کو قید کر لیا باقی ماندہ موصل کی جانب جان بچا کر بھاگ گئے۔ لیکن اس کے باوجود منصور نے اصفہان کے قبضہ کو نہ چھوڑا۔ رکن الدولہ سے برابر معرکہ آرا ہوتا رہا۔ فریقین میں متعدد لڑائیاں ہوئیں خونریزی کی کوئی انتہا باقی نہ رہی فریقین رسد کی کمی کی وجہ سے پریشان ہو گئے۔ فوج بھوکوں مرنے لگی۔

اصفہان پر رکن الدولہ کا قبضہ: چونکہ دیلم دیہاتیت کے زمانے سے قریب تھے اور حال ہی میں شہری زندگی اختیار کی تھی اس وجہ سے اہل خراسان کے مقابلہ میں بھوک و پیاس کے زیادہ متحمل تھے آرام طلبی اور عشرت سے دور تھے مگر پھر بھی رکن الدولہ اپنی فوج کی تکالیف کو محسوس کر کے بھاگ جانے پر آمادہ ہو گیا۔ اس کے وزیر السلطنت ابن عمید نے عرض کی ''حضور والا بھاگنے سے سوائے نقصان کے کچھ فائدہ حاصل نہ ہو گا ثابت قدمی کو ہاتھ سے نہ جانے دیجئے میدانِ جنگ سے فرار کرنے سے مر جانا بہتر ہے آپ مطمئن رہے رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے فوج میں ابتری پیدا نہ ہونے پائے گی''۔ رکن الدولہ نے بھاگنے کا

ارادہ ملتوی کر دیا۔ اس اثناء میں منصور قراتکین کے لشکر میں رسد نہ پہنچنے کی وجہ سے ہلڑ مچ گیا سب کے سب رے کی طرف چلے گئے۔ اصفہان کا ناکہ چھوڑ دیا۔ رکن الدولہ نے اصفہان میں داخل ہو کر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ شروع ۳۴۰ھ کا ہے اسی سنہ کے ماہ ربیع الاول میں منصور بن قراتکین رے پہنچ کر مر گیا اور اس کا لشکر نیشاپور لوٹ آیا۔

امیر نوح اور منصور میں مصالحت: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ رکن الدولہ نے ۳۳۹ھ میں طبرستان اور جرجان پر قبضہ کر لیا تھا اور اپنی طرف سے جرجان کی حکومت پر حسن بن قیرزان کو مامور کیا تھا اور دشمکیر ابن سامان سے امداد حاصل کرنے کے لئے خراسان چلا گیا تھا۔ چنانچہ ابن سامان نے اپنے سپہ سالار لشکر منصور بن قراتکین کو دشمکیر کی امداد پر مامور کیا اس نے جرجان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا۔ زیادہ دن نہ گزرنے پائے تھے کہ مصالحت کے نامہ و پیام ہونے لگے۔ آخر کار منصور نے دشمکیر کے خلاف مرضی امیر نوح کا مخالف ہو کر حسن سے مصالحت کر لی اور نیشاپور لوٹ آیا اور دشمکیر حسن کے پاس جرجان ہی میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد رکن الدولہ نے ۳۴۰ھ میں رے سے طبرستان اور جرجان پہنچ کر حسن بن قیرزان اور علی بن کتامہ کو بطور نائب مقرر کیا اور رے کی طرف لوٹ آیا دشمکیر کو موقع مل گیا فوجیں مہیا کر کے حسن اور علی پر چڑھ آیا اتفاق یہ کہ ان دونوں کو شکست ہوئی۔ دشمکیر نے ان مقامات کو رکن الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ امیر نوح سامانی کو عرضداشت لکھی۔ رکن الدولہ نے مقابلہ پر امداد کی درخواست کی۔

ابو علی بن محتاج کی معزولی: امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو خراسان کی فوج کا افسر بنا کر دشمکیر کی کمک پر روانہ کیا۔ ماہ ربیع الثانی میں ابو علی محتاج روانہ ہوا۔ رکن الدولہ قلعہ بند ہو گیا۔ ابو علی نے لڑائی چھیڑ دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ لڑتے لڑتے فوجیں تھک گئیں اتنے میں موسم سرما آ گیا۔ اس سے پریشانی بڑھ گئی۔ صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ بالآخر دو لاکھ دینار سالانہ رکن الدولہ کو دینے کا اقرار کیا اور مصالحت ہو گئی۔ ابو علی بن محتاج خراسان واپس آیا۔ دشمکیر نے امیر نوح کو ابو علی ابن محتاج کی شکایت لکھ بھیجی کہ اس نے رکن الدولہ کے معاملہ میں مستعدی سے کام نہیں لیا بلکہ اس سے سازش کر لی ہے۔ امیر نوح کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ابو علی کو حکومت خراسان سے معزول کر دیا۔ ابو علی بن محتاج کی واپسی کے بعد رکن الدولہ نے دشمکیر پر حملہ کیا۔ دشمکیر شکست کھا کر اسفرائن چلا آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔

خراسان میں بنی بویہ: امیر نوح نے ابو علی بن محتاج کو خراسان کی حکومت سے معزول کر کے ابو سعید بکر بن مالک فرغانی کو مقرر کیا۔ ابو علی بن محتاج نے معزول ہوتے ہی علم مخالفت بلند کر دیا۔ نیشاپور میں اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ حسن بن قیرزان کو اس سے سخت پیچ و تاب پیدا ہوا۔ دشمکیر کے ذریعہ سے امیر نوح سے میل جول پیدا کیا ابو علی بن محتاج کو ان لوگوں کی دشمنی کا خطرہ پیدا ہوا۔ رکن الدولہ سے حاضری کی اجازت طلب کی چنانچہ ۳۴۳ھ میں اس کے پاس چلا گیا۔ رکن الدولہ عزت و احترام سے پیش آیا ابو علی بن محتاج نے درخواست کی آپ مجھے دربارِ خلافت سے خراسان کی گورنری دلوا دیجئے۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو اس کی تحریک کی معز الدولہ نے دربار خلافت سے ابو علی بن محتاج کو خراسان کی سند اور امدادی فوج بھیج دی۔ ابو علی محتاج خراسان پہنچا خلیفہ اور رکن الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس اثناء میں امیر نوح کا انتقال ہو گیا اس کا بیٹا عبدالملک تخت آرائے حکومت ہوا۔ ابو سعید بکر بن مالک کو بخارا سے ابو علی بن محتاج کی گوشمالی کیے لئے خراسان کی طرف

روانگی کا حکم دیا جونہی ابوسعید خراسان کے قریب پہنچا ابوعلی بن محتاج خراسان چھوڑ کر رے کی طرف بھاگ گیا۔ رکن الدولہ نے اسے پناہ دی اپنے پاس ٹھہرایا۔ ابوسعید خراسان پر قابض ہو گیا اس کے بعد رکن الدولہ نے جرجان کی جانب کوچ کیا۔ ابو علی اس کی رکاب میں تھا۔ ابوسعید نے جرجان چھوڑ دیا رکن الدولہ نے اس پر قبضہ کر لیا۔

رکن الدولہ اور ابوسعید میں مصالحت: ابوسعید مہم خراسان اور ابوعلی کو خراسان سے نکالنے کے بعد ۳۴۴ھ میں ابوعلی کے تعاقب کی غرض سے رے اور اصفہان کی جانب بڑھا' اس وقت رکن الدولہ جرجان کی مہم میں مصروف تھا۔ قبضۂ جرجان کے بعد ماہِ محرم میں رے کی طرف لوٹا۔ اپنے بھائی معز الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے' امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ نے ابن سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں۔ ابوسعید کی فوج کا ہراول خراسان سے جنگلی راستہ سے اصفہان پہنچ گیا۔ اصفہان میں امیر منصور بن بویہ بن رکن الدولہ موجود تھا۔ سپہ سالار ہراول محمد بن ماکان نے اصفہان پر قبضہ کر لیا اور امیر منصور کے تعاقب میں نکلا۔ اتفاق یہ کہ ابوالفضل بن عمید (رکن الدولہ کے وزیر) سے مڈبھیڑ ہو گئی' ایک دوسرے سے گتھ گئے۔ محمد بن ماکان نے اس کو شکست دی' رکن الدولہ کی اولاد اور عورتیں اصفہان واپس آئیں۔ رکن الدولہ نے ابوسعید سپہ سالار لشکر خراسان سے ایک مقررہ سالانہ خراج پر مصالحت کا پیام دیا۔ رے اور جبل کو ضمانت میں دینے کا اقرار کیا ابوسعید اس پر راضی ہو گیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ رکن الدولہ نے اپنے بھائی معز الدولہ کو لکھ بھیجا کہ دربارِ خلافت سے خلعت فاخرہ لواء اور خراسان کی گورنری کی سند ابوسعید کو بھیج دو۔ چنانچہ ماہِ ذی قعدہ سنہ مذکور میں معز الدولہ نے دربارِ خلافت سے ابوسعید کے پاس خلعت لوء اور سند گورنری خراسان بھیج دی۔

روزبہان کا خروج: روزبہان دنداخرسیہ' دیلم کے نامور سرداروں میں سے تھا۔ معز الدولہ کی وجہ سے اس کی بڑی شہرت ہوئی اس نے اس کے نام کو مشہور کیا۔ ۳۴۵ھ میں روزبہان نے اہواز میں خروج کیا اس کا بھائی اسفار بھی اس کا ہم خیال تھا (اسی زمانہ میں اس کے دوسرے بھائی بلکا نے شیراز میں علم مخالفت بلند کیا)۔ وزیر السلطنت مہلبی نے روزبہان کے مقابلہ پر کمر باندھی فوجیں مرتب کر کے حملہ آور ہوا۔ ہم جنس ہونے کی وجہ سے وزیر مہلبی کے ہمراہیوں کی ایک بڑی جماعت روزبہان سے مل گئی۔ مجبوراً وزیر مہلبی کو لڑائی سے کنارہ کش ہونا پڑا۔ معز الدولہ کو اس واقعہ سے مطلع کیا چنانچہ معز الدولہ پانچویں شعبان سنہ مذکور میں دارالخلافت بغداد سے روزبہان سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ کسی ذریعہ سے یہ خبر ناصر الدولہ بن حمدان تک پہنچ گئی۔ اپنے بیٹے ابوالرجاء کی ایک بڑی فوج کے ساتھ دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ خلافت مآب نے اس کی آمد کی خبر سن کر دارالخلافت چھوڑ دیا۔ معز الدولہ نے خلافت مآب کو سمجھا بجھا کر دارالخلافت واپس کیا ساتھ ہی اس کے سبکتگین حاجب کو ابن حمدان کے لشکر کے مقابلہ پر بھیج دیا اور خود کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچ گیا۔

روزبہان اور معز الدولہ کی جنگ: اس وقت دیلم میں ایک شورش پیدا ہو رہی تھی سب کے سب روزبہان سے مل جانے پر تلے ہوئے تھے صرف چند دیلمی اور ترک اس شورش میں شریک نہ تھے یہ وہ تھے جو معز الدولہ کے خاص ہوا خواہوں اور معتمدوں میں سے تھے۔ معز الدولہ نے دیلمیوں کا رنگ دیکھ کر داد و دہش شروع کر دی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دیلمی اپنے خیال سے باز آ گئے۔ آخر ماہِ رمضان میں ہنگامہ کارزار گرم ہوا۔ روزبہان کی فوج میدان سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ معز الدولہ فتحیاب

ہوا۔ اثناء جنگ میں روزبھان گرفتار کرلیا گیا۔

روزبھان کا خاتمہ: اس کامیابی کے بعد معز الدولہ نے ابوالرجاء کی سرکوبی کی غرض سے دارالخلافت بغداد کی جانب تیزی سے کوچ کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا کیونکہ وہ عکبرا سے روزبھان کی گرفتاری کا حال سن کر موصل کی طرف نہایت تیزی سے واپس ہوگیا تھا۔ اسی اثناء میں روزبھان موقع پا کر دجلہ میں ڈوب گیا۔

بلکا کی بغاوت: روزبھان کا بھائی بلکا جس نے شیراز میں خروج کیا تھا اس نے عزالدولہ کے شیرازہ حکومت کو درہم برہم کر دیا۔ ابوالفضل بن عمید اس خبر کو سن کر عزالدولہ کی کمک پر فوجیں لے کر آ گیا انتہائی مردانگی سے جنگ چھیڑ دی اور کامیاب ہوا۔ عضد الدولہ بدستور شیراز میں حکومت کرنے لگا۔ روزبھان اور اس کے بھائیوں کی حکومت کا اثر نیست و نابود ہوگیا۔ معز الدولہ نے ان سب دیلمیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جنہوں نے فتنہ پردازی کی غرض سے روزبھان سے ملنے کی کوشش کی تھی اور ترکوں کو جاگیریں دیں' عزت بڑھائی' بڑے بڑے عہدوں پر مامور کیا جس سے ان کی قوت زیادہ ہوگئی۔

معز الدولہ کی موصل پر فوج کشی: ناصر الدولہ بن حمدان نے معز الدولہ سے دو لاکھ درہم سالانہ پر مصالحت کر لی تھی لیکن خراج ادا نہ کیا۔ معز الدولہ کو اس سے غصہ پیدا ہوا۔ ۳۴۷ھ کے نصف میں فوجیں مرتب کر کے موصل پر چڑھائی کر دی' ناصر الدولہ موصل چھوڑ کر نصیبین چلا آیا اور اپنے تمام اراکین دولت' وکلاء' کاتبوں اور مال داروں کو اپنے ہمراہ لیتا آیا' ان سب کو اپنے قلعوں کواشی' زعفران وغیرہا میں ٹھہرایا اور معز الدولہ کے لشکر سے سلسلۂ رسد منقطع کر دیا۔ اس سے معز الدولہ کی فوج بھوکوں مرنے لگی۔ معز الدولہ نے نصیبین کے سر کرنے کی طرف توجہ کی' اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ ابوالرجاء اور ہبۃ اللہ فوجیں لئے ہوئے بخارا آ گئے ہیں معز الدولہ نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو ان لوگوں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ جس کا ابوالرجاء اور ہبۃ اللہ نے جوش وخروش سے خیر مقدم کیا۔ جنگ کا بازار گرم ہوگیا لیکن ناکامی کے ساتھ پسپا ہوئے۔ معز الدولہ کی فوج نے ان کے مورچوں پر قبضہ کرلیا اور انہیں کے خیموں میں اتر پڑی۔ اس کے بعد ناصر الدولہ کے لڑکوں نے معز الدولہ کی فوج پر دوبارہ حملہ کیا اور نہایت سختی سے اسے پسپا کیا اور سجار پر قبضہ کر کے وہیں قیام کر دیا۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ میں مصالحت: ناصر الدولہ یہ خبر پا کر معز الدولہ نصیبین کی طرف آ رہا ہے۔ میافارقین چلا گیا اس کے ہمراہیوں نے معز الدولہ سے امن حاصل کر لیا۔ جس سے ناصر الدولہ کی قوت کم ہوگئی اپنے بھائی سیف الدولہ کے پاس حلب چلا گیا سیف الدولہ نے بے حد تعظیم وتکریم کی انتہائی عزت سے ٹھہرایا اور درمیان میں پڑ کر معز الدولہ سے تین لاکھ سالانہ پر مصالحت کرادی۔ تکمیل صلح کے بعد معز الدولہ محرم ۳۴۸ھ میں عراق واپس آیا اور ناصر الدولہ موصل چلا گیا۔

بختیار کی ولی عہدی: ۳۵۰ھ میں معز الدولہ مختلف امراض میں مبتلا ہو گیا۔ امراض کی شدت بڑھتی گئی اپنی زندگی سے ناامید ہو کر اپنے بیٹے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا خزانہ کی کنجیاں حوالہ کیں۔ اس کے حاجب سبکتگین اور وزیر السلطنت مہلبی میں ایک مدت سے جھگڑا اور رنجش آ رہی تھی۔ دونوں کو بلا کر باہم مصالحت کرادی اور ان دونوں کو وصیت کی کہ بختیار کا ساتھ دینا۔ ابتری سے بچانا۔ نظام حکومت کو درست رکھنا۔ سبکتگین اور مہلبی نے اپنے آقائے نعمت کی وصیت کو غور سے سنا اور اس پر عمل کرنے کا اقرار کیا۔ معز الدولہ نے آب وہوا کی تبدیلی کے خیال سے دارالخلافت بغداد سے اہواز کی جانب کوچ کیا جب

اسے یہ خبر پہنچی کہ اس کے اکثر ہمراہی کلواذا کے پاس جمع ہو رہے ہیں اور عنقریب کوئی فتنہ اٹھا چاہتا ہے تو معز الدولہ کے حامیوں نے اہواز جانے کی مخالفت کی اور اس کی رائے کی غلطی کو ظاہر کر کے یہ مشورہ دیا کہ آپ دارالخلافت بغداد فوراً واپس چلئے اور بغداد کے اطراف و جوانب میں کسی بلند مقام پر جہاں کی آب و ہوا اچھی ہو قیام کیجئے ورنہ دارالخلافت بغداد سے آپ کا قبضہ اٹھ جائے گا۔ معز الدولہ اس مشورہ کے مطابق دارالخلافت بغداد واپس آیا اور رہائش کے لئے ایک محل بنوایا جس کی تیاری میں ایک لاکھ دینار خرچ ہوئے جن لوگوں نے کلواذا سے سازش کی تھی ان پر جرمانے کی سزائیں دیں۔

رکن الدولہ کا طبرستان و جرجان پر قبضہ: ۳۵۱ھ میں رکن الدولہ کو طبرستان کے قبضہ کی ہوش پیدا ہوئی۔ ان دنوں طبرستان میں وشمگیر حکومت کر رہا تھا۔ شہر ساریہ میں وشمگیر کا محاصرہ کیا۔ لڑائی ہوئی۔ وشمگیر ساریہ چھوڑ کر جرجان چلا گیا۔ رکن الدولہ نے ساریہ پر قبضہ کر کے طبرستان کی طرف فوجیں بڑھائیں وشمگیر مقابلہ نہ کر سکا طبرستان پر بھی رکن الدولہ کا قبضہ ہو گیا۔ نظم و انتظام اور افسروں کی تقرری سے فارغ ہو کر جرجان پر دھاوا کیا۔ وشمگیر جرجان کو بھی خیر باد کہہ کر نکل کھڑا ہوا۔ پریشان حال گرتا پڑتا بلادِ جبل چلا گیا رکن الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا۔ لشکریان وشمگیر میں سے تین ہزار سپاہیوں نے امن کی درخواست کی۔ رکن الدولہ نے ان لوگوں کو امن دیا اور اپنی فوج میں داخل کر لیا۔ اس سے رکن الدولہ کی قوت بہت بڑھ گئی۔

بغداد میں شیعہ سنی فساد: اسی ادھ میں دارالخلافت بغداد کی مسجدوں پر معز الدولہ کے حکم سے شیعوں نے لکھ دیا۔ ''معاویہ بن ابی سفیان پر لعنت ہو اور اس شخص پر لعنت ہو جس نے فاطمہؓ سے باغ فدک چھین لیا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے حسنؓ کو ان کے دادا کے پاس دفن ہونے سے روکا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے ابوذر غفاری کو مدینہ منورہ سے شہر بدر کیا اور اس پر بھی لعنت ہو جس نے عباس کو مجلس شوریٰ سے نکال دیا'' چونکہ خلیفہ موم کی ناک بنا ہوا تھا۔ معز الدولہ جس طرف چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس وجہ سے معز الدولہ کو اس کی جرأت ہوئی۔ صبح کو اہل سنت نے اسے مٹا دیا۔ معز الدولہ نے دوبارہ لکھوانے کا قصد کیا۔ وزیر مہلبی نے رائے دی کہ اس کے بدلے صرف اس قدر لکھوا دیجئے ''لعن اللّٰہ الظالمین لآل رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم''۔ (آل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظالموں پر اللہ کی لعنت ہو) اور معاویہ کے علاوہ اور کسی پر لعنت نہ لکھوایئے۔

وفات وزیر مہلبی: ۳۵۲ھ میں مہلبی (معز الدولہ کا وزیر السلطنت) عمان فتح کرنے کی غرض سے روانہ ہوا اور دریا کا سفر زیادہ طے نہیں کر پایا تھا کہ مرض الموت میں مبتلا ہو گیا۔ مجبوراً بغداد کی طرف لوٹا اثناء راہ میں ماہِ شعبان میں انتقال کر گیا۔ بغداد میں مدفون ہوا۔ معز الدولہ نے وزیر مہلبی کے مرنے کے بعد اس کے مال و اسباب اور خزانہ پر قبضہ کر لیا۔ اس کے حامیوں اور ساتھیوں کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ ابوالفضل بن عباس بن حسن شیرازی اور ابوالفرج محمد بن عباس بن نساء اس کی جگہ کام کرنے لگا یہ لوگ وزیر کے لقب سے ملقب و موسوم نہیں ہوئے۔

معز الدولہ اور ناصر الدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ناصر الدولہ بن حمدان اور معز الدولہ سے باہم مصالحت ہو گئی تھی اور ناصر الدولہ نے موصل کو ضمانت میں دیا تھا۔ ناصر الدولہ نے مصالحت کے بعد ابو تغلب اور فضل اللہ غضنفر کو صلح میں داخل کرنا چاہا۔ معز الدولہ نے اس سے انکار کیا۔ باہم اختلاف پیدا ہوا معز الدولہ چھوڑ کر نصیبین چلا گیا۔ معز الدولہ نے

موصل پر قبضہ کر کے بکتوزون اور سبکتگین عجمی کو مامور کیا۔ پھر ماہ شعبان سنہ مذکور کے نصف کو ختم کر کے ناصر الدولہ کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ ناصر الدولہ نے نصیبین کو چھوڑ دیا۔ معز الدولہ نے قبضہ کر لیا اس کے بعد ناصر الدولہ نے موصل پر حملہ کر دیا۔ معز الدولہ کے لشکر سے معرکہ آراء ہوا۔ معز الدولہ نے اس خبر کو سن کر موصل کی جانب کوچ کیا۔ بہت بڑی لڑائی کے بعد معز الدول کے لشکر نے ناصر الدولہ کو شکست دی۔ ناصر الدولہ نے جزیرہ عمر میں جا کر پناہ لی۔ معز الدولہ اس کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ چھٹی رمضان کو جزیرۂ ابن عمر پہنچا۔ ناصر الدولہ اپنے لڑکوں اور فوج کو جمع کر کے موصل پر آ اترا اور معز الدولہ کی فوج پر حملہ کر دیا اس حملہ میں ناصر الدولہ کو کامیابی ہوئی۔ ان دونوں سرداروں کو جنہیں معز الدولہ نے موصل کا حاکم مقرر کیا تھا گرفتار کر لیا۔ بہت سا مال واسباب ہاتھ لگا۔ ناصر الدولہ نے قیدیوں کو مال واسباب کے ساتھ قلعۂ کواشی پہنچایا معز الدولہ کو یہ خبر لگی تو وہ پھر موصل کی طرف دوڑا ناصر الدولہ نے موصل چھوڑ دیا۔ غرض ناصر الدولہ ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف بھاگتا پھرتا تھا اور معز الدولہ اس کے تعاقب میں تھا۔ آخر کار معز الدولہ نے زچ ہو کر صلح کا پیام دیا۔ ناصر الدولہ بھی روزانہ تگ ودو اور جنگ سے پریشان ہو گیا تھا مصالحت پر تیار ہو گیا۔ موصل دیار ربیعہ اور رحبہ بشرط ادائے خراج مقررہ ناصر الدولہ کے حوالے کر دیا۔ باہم مصالحت ہو گئی۔ ناصر الدولہ نے معز الدولہ کے قیدیوں کو رہا کر دیا اور معز الدولہ دار الخلافت بغداد واپس آیا۔

معز الدولہ اور قرامطہ: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ عمان یوسف بن وجیہ کے قبضہ میں تھا۔ اس سے اور بنی بریدی سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی تھی۔ عنوانِ جنگ ایسا ہو گیا تھا کہ بصرہ پر بنی بریدی کا قبضہ ہو جاتا یوسف نے جنگی کشتیوں پر آگ روشن کرا دی اور آتش باری کرنے لگا۔ اس وجہ سے بریدی بھاگ نکلا۔ یہ واقعہ ۳۳۲ھ کا ہے۔ پھر اسی سنہ میں اس کا غلام اٹھ کھڑا ہوا اور اسے مغلوب کر کے شہر پر قبضہ کر لیا۔ جب معز الدولہ اور قرامطہ میں جھگڑا اور اختلاف پیدا ہوا تو یوسف والیٔ عمان نے معز الدولہ کو بصرہ پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور اس سے براہ [illegible] امداد کا خواستگار ہوا۔ چنانچہ معز الدولہ نے ۳۴۱ھ میں براہ دریا بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے کوچ کیا۔ معز الدولہ کے پہنچنے سے پہلے وزیر السلطنت مہلبی بھی فوجیں لے کر اہواز سے آ پہنچا۔ معز الدولہ نے مالی اور فوجی امداد دی۔ مدتوں لڑائیاں ہوتی رہیں۔ آخر کار مہلبی کو بحری لڑائی میں فتح نصیب ہوئی۔

قرامطیوں کے بصرہ پر حملے: اس زمانے سے قرامطہ برابر بصرہ پر حملے کرتے رہے یہاں تک کہ ۳۴۵ھ میں اس پر قابض ہو گئے اور رافع حاکم بصرہ بھاگ نکلا۔ علی بن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) شہر کی نگرانی کرنے لگا اور قرامطہ بدستور اپنے مرکز حکومت ہجر میں ٹھہرے رہے۔ قاضی شہر ایک ذی اثر شخص تھا۔ اس کے اعزہ واقارب بھی کثرت سے تھے خاندان بھی بہت بڑا تھا۔ اس نے قرامطہ کو کہلا بھیجا کہ کسی سردار لشکر کو شہر کی نگرانی کے لئے بھیج دیجئے۔ قرامطہ نے ابن طغان کو مامور کیا۔ ابن طغان بصرہ پہنچتے ہی ان تمام سرداروں کے ساتھ برے برتاؤ سے پیش آیا جو قاضی شہر کے ساتھ پہلے سے بصرہ میں موجود تھے۔ قاضی کے قرابتداروں کو یہ ناگوار گزرا سب نے جمع ہو کر بلوہ کر دیا اور ابن طغان کو گرفتار کر کے مار ڈالا۔ عبدالوہاب بن احمد بن مروان کو جو قاضی کے قرابت مندوں میں سے تھا۔ ابن طغان کی جگہ مقرر کیا۔ علی بن احمد (قرامطہ کا سیکرٹری) نے یہ واقعات قرامطہ کو لکھ بھیجے۔ قرامطہ نے بڑے غور وفکر کے بعد ان لوگوں کو اپنی بیعت کے لئے لکھا چنانچہ ان لوگوں نے بیعت

کر لی۔ قرامطہ نے انہیں اپنے لشکریوں کے برابر انعامات دیئے۔ قرامطہ کے لشکریوں میں اس سے شورش پیدا ہو گئی۔ اہل بصرہ سے بھڑ گئے جھگڑا بڑھنے نہیں پایا۔ لڑائی رک گئی لیکن سب نے متفق ہو کر عبدالوہاب کو شہر سے نکال دیا اور علی بن احمد کو اپنا امیر بنایا۔

معزالدولہ کا عمان پر قبضہ: ۳۵۵ھ میں معزالدولہ نے واسط کی جانب کوچ کیا اس کے بھائی کا غلام نافع بھی آ گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ یہاں تک کہ عمران بن شاہین کی مہم سے اسے فراغت حاصل ہوئی رمضان سنہ مذکور میں ایلہ چلا آیا اور ایک سو کشتیوں کا بیڑا عمان سر کرنے کے لئے روانہ کیا جس میں بے شمار سامانِ جنگ اور جنگ آور تھے۔ ابوالفتوح محمد بن عباس کو اس بیڑے کی افسری دی گئی۔ بیڑے کی روانگی کے بعد عضدالدولہ کے پاس فارس میں گیا اور اس سے امدادی فوجیں بھیجنے کے لئے کہا چنانچہ عضدالدولہ کی امدادی فوجیں سیراف میں جنگی بیڑہ سے آملیں سب نے متفق ہو کر عمان پر حملہ کیا۔ اہل عمان کی نوے کشتیوں کو جلا ڈالا۔ نہایت سخت اور خونریز جنگ کے بعد جمعہ کے دن جو کہ اسی سنہ کا یوم عرفہ تھا۔ عمان پر معزالدولہ کا علم حکومت نصب کر دیا گیا جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور عمان بھی اس کے مقبوضات میں داخل ہو گیا۔

وفات معزالدولہ: تمہیں یاد ہوگا کہ ۳۵۵ھ میں معزالدولہ عمران بن شاہین سے لڑنے کے لئے واسط کی طرف روانہ ہو گیا تھا۔ ۳۵۶ھ میں مرض الموت میں مبتلا ہو کر دارالخلافت بغداد چلا آیا تھا اور اپنے ہمراہیوں کو واسط ہی میں چھوڑ آیا تھا۔ بغداد پہنچ کر مرض کی شدت بڑھ گئی۔ زندگی سے ناامید ہو کر اپنے لڑکے بختیار کو اپنا ولی عہد بنایا اور ماہِ ربیع الثانی سنہ مذکور میں سفر آخرت اختیار کیا۔

باب: ۱۷

عزالدولہ بختیار بن معزالدولہ

عزالدولہ بختیار اپنے باپ معزالدولہ کی وفات کے بعد حکمرانی کرنے لگا۔ اپنے سپہ سالار فوج کو جو عمران بن شاہین سے واسط میں جنگ کر رہا تھا مصالحت کرنے کے لئے لکھ بھیجا چنانچہ وہ مصالحت کر کے واپس آیا اور وصیتوں کے علاوہ جو کہ معزالدولہ نے اپنے بیٹے عزالدولہ کو کی تھیں یہ بھی وصیت کی تھی کہ تم اپنے چچا رکن الدولہ کی اطاعت سے نہ ہٹنا۔ اسی کے اشارہ اور حکم پر عملدرآمد کرنا اور اپنے برادر عم زاد عضدالدولہ کے مشورہ سے امور سلطنت انجام دینا۔ وہ تم سے عمر میں بھی زیادہ ہے اور امور سیاسی میں بہت بڑا ہے اور میرے سیکرٹریوں ابوالفرج بن عباس بن حسن اور حاجب سبکتگین سے اچھے برتاؤ کرنا۔ عزالدولہ نے ان وصایا میں سے ایک وصیت پر بھی عمل درآمد نہ کیا۔ لہو ولعب' گانے بجانے' گویوں اور عورتوں میں مصروف اور منہمک ہو کر امور سلطنت سے غافل ہو گیا۔ سیکرٹریوں اور حاجب کو اس سے نفرت پیدا ہو گئی۔ حاجب سبکتگین نے دربار میں آنا ترک کر دیا عزالدولہ نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ اس لالچ میں کہ بہت سی جاگیریں ضبطی میں آ جائیں گی' دیلم کے بڑے بڑے سرداروں کو اپنی حکومت سے نکلوا دیا۔ اس سے حکومت کا رعب وداب جاتا رہا۔ چھوٹی چھوٹی تنخواہ والے اٹھ کھڑے ہوئے ترکوں نے بھی ان کا ساتھ دیا اور تنخواہوں کے اضافہ کا مطالبہ کیا۔

ابوالفضل عباس بن حسن کی وزارت: دیلمی اپنے سرداروں کو واپس لانے کی غرض سے شہر چھوڑ کر صحرا و بیابان کی طرف نکل کھڑے ہوئے عزالدولہ انہیں روک نہ سکا۔ کیونکہ سبکتگین کو بھی اس سے سخت نفرت پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے عزالدولہ کے کاموں میں اضطراب پیدا ہو گیا۔ ابوالفرج بن عباس سیکرٹری جس زمانے سے عمان فتح ہوا تھا عمان ہی میں تھا۔ جب اسے معزالدولہ کے مرنے کی خبر لگی تو اس خوف سے کہ کہیں میرا دوست ابوالفضل عباس بن حسن تنہا ہی دولت بویہ کو اپنے قبضہ میں نہ لے لے۔ عمان عضدالدولہ کے سپرد کر کے دارالخلافت بغداد چلا آیا۔ لیکن اس کے پہنچنے سے پیشتر ابوالفضل عباس قلمدانِ وزارت کا مالک ہو چکا تھا اسے کچھ حاصل نہ ہوا۔

رے پر فوج کشی: ابوعلی بن الیاس کرمان سے بخارا' امیر منصور بن نوح بن سامان کی خدمت میں امداد حاصل کرنے کی غرض سے گیا تھا۔ امیر منصور نے نہایت احترام اور عزت سے ملاقات کی۔ ابوعلی نے اسے مقبوضات بنی بویہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی اور وشمگیر اور حسن بن فیرزان کو رے پر فوج کشی کرنے کے لئے کہا چنانچہ ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سیمجور دوانی گورنر خراسان کو ایک بڑے لشکر کا افسر بنا کر روانہ کیا اور وشمگیر کی اطاعت اور اسی کے حکم پر کاربند ہونے کی ہدایت کر دی۔

۳۵۶ھ میں یہ فوج روانہ ہوئی۔ رکن الدولہ نے اپنے اہل وعیال کو اصفہان بھیج دیا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو فارس میں اور اپنے بھتیجے عز الدولہ بختیار کو بغداد میں یہ واقعات لکھ بھیجے اور امداد طلب کی۔ عضد الدولہ نے خراسان کی راہ سے فوجیں روانہ کیں۔ یہ ٹڈی دل دامغان سے فارس کی طرف روانہ ہوا۔ رکن الدولہ بھی رے سے اپنی فوجیں لے کر بڑھا۔ اس اثناء میں دشمکیر کی موت آ گئی۔

دشمکیر کی موت: دشمکیر کا واقعہ موت یوں پیش آیا کہ ایک روز دشمکیر کی خدمت میں چند گھوڑے پیش کئے گئے۔ دشمکیر نے ان میں سے ایک گھوڑا پسند کیا اور سوار ہو کر شکار کو نکلا۔ اتفاق یہ کہ ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا۔ دشمکیر نے تیر چلایا۔ نشانہ خطا ہو گیا۔ سؤر نے پلٹ کر حملہ کر دیا گھوڑا زخمی ہو کر گرا پڑا۔ دشمکیر زمین پر آ رہا اور مر گیا۔ اس کے ہمراہی منتشر ہو کر خراسان کی جانب لوٹ آئے۔

ابو علی بن الیاس: ابو علی بن الیاس نے بنی سامان کی حکومت کے زیر اثر کرمان پر قبضہ کر لیا تھا جیسا کہ ملوکِ بنی سامان کے حالات میں لکھا گیا ہے کچھ عرصہ بعد ابو علی عارضۂ فالج میں مبتلا ہو گیا۔ جب مرض بڑھتا گیا تو اس نے اپنے بیٹے الیسع کے بعد دوسرے بیٹے الیاس کو ولی عہد مقرر کیا۔ چونکہ سلیمان اور الیسع میں باہم اختلاف تھا اس وجہ سے الیسع کو یہ ہدایت کی کہ اپنے بھائی سلیمان کو بلادِ روم کے مال ومقبوضات کی نگرانی کرنے کے لئے بلادِ روم بھیج دینا لیکن سلیمان اس پر راضی نہ ہوا علیحدہ ہو کر فوجیں مرتب کیں اور شیر خان پر حملہ کر کے قبضہ کر لیا۔ الیسع کو یہ خبر لگی لشکر آراستہ کر کے شیر خان پر چڑھائی کر دی اس نے اسے گرفتار کر لیا موقع پا کر جیل سے بھاگ نکلا۔ لشکریوں نے جمع ہو کر پھر اس کی اطاعت کی اور اس کے باپ کی وجہ سے اس کی طرف مائل ہو گئے۔

عضد الدولہ اور الیسع کی جنگ: اس واقعہ کے بعد ابو علی خراسان چلا گیا پھر خراسان سے امیر ابو الحرث منصور کے پاس بخارا پہنچا اور اسے رے پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ آپ اوپر پڑھ آئے ہیں اس اثناء میں ۳۵۶ھ کا دور آ گیا' داعی اجل کو لبیک کہہ کر آخرت کا راستہ لیا اور کرمان پر الیسع کی خالص حکومت قائم ہو گئی چونکہ عضد الدولہ کے بعض سرحدی مقامات الیسع کے مقبوضات سے ملے ہوئے تھے اس وجہ سے دونوں میں ایک قسم کی رنجش چلی آ رہی تھی رفتہ رفتہ اس رنجش نے لڑائی کی صورت اختیار کر لی عضد الدولہ کے بعض ہمراہی الیسع کے پاس چلے آئے الیسع کی جمعیت بڑھ گئی۔ عضد الدولہ پر حملہ کر دیا۔ لیکن جنگ کے وقت الیسع کے لشکر نے ہتھیار ڈال دیئے اکثر سرداروں نے بھی امن کی درخواست کی' گنتی کے چند افراد اس کے پاس باقی رہ گئے۔ مجبوراً اہل وعیال اور مال واسباب کو لے کر بخارا چلا آیا۔

عضد الدولہ کا کرمان پر قبضہ: عضد الدولہ نے کرمان میں داخل ہو کر اس پر قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے ابو الفوارس کو جاگیر میں دے دیا' یہ وہی ابو الفوارس ہے جس نے عراق میں اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تھا اور شرف الدولہ کا لقب اختیار کیا تھا۔ عضد الدولہ کرمان پر قبضہ کرنے کے بعد اور کورتکین خشتان کو اپنی قائم مقامی عطا کر کے فارس کی جانب واپس ہوا۔ والیٔ بجستان نے اظہارِ اطاعت کی عرضداشت روانہ کی اور عضد الدولہ کے نام کا خطبہ اپنے ہاں کی جامع مسجد میں پڑھا۔

الیسع کا انتقال: الیسع بخارا پہنچا' بنی سامان سے امداد کا خواستگار رہا۔ بنی سامان کو الیسع کے قیام بخارا سے خطرہ پیدا ہوا۔

حکمتِ عملی سے بخارا سے نکال کر خوارزم بھیج دیا۔ الیسع اپنا مال و اسباب کرمان چھوڑنے کے وقت اطراف خراسان میں چھوڑ آیا تھا۔ ابوعلی بن سیجور کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ اس پر قبضہ کر لیا اس کے بعد الیسع کو خوارزم میں آشوبِ چشم کی شکایت ہو گئی۔ روز بروز آشوبِ چشم کی شکایت بڑھتی گئی ان طبیبوں نے سر رو کی فصد لی جو اس کی موت کا ظاہری سبب ہوا' اس کے مرنے کے بعد کسی شخص کو الیاس کی اولاد میں سے کرمان کی حکومت نصیب نہ ہوئی۔

حسنو یہ بن حسن کردی اور سلار کی جنگ: حسنو یہ بن حسن کردی کرد کے سرداروں میں سے ایک نامور سردار تھا اس نے مضافات دینور پر قبضہ کر کے اپنی حکومت قائم کر لی تھی جو قافلہ اس طرف سے گزرتا تھا اس کی چنگی وصول کرتا تھا۔ دیلمی فوجوں کو جو خراسان میں تھیں انہیں اس سے ہر وقت خطرہ رہتا تھا خود رکن الدولہ اس کی برائیوں سے ڈرتا رہتا تھا اکثر موقع پر دب جاتا تھا اتفاقاً حسنو یہ اور سالار بن مسافر بن سلار سے کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ لڑائی کی نوبت پہنچ گئی۔ حسنو یہ نے سلار کو شکست فاش دی اور اس کے لشکرگاہ اور سرداروں پر محاصرہ ڈال دیا اس کے بعد حسنو یہ نے لکڑی اور کوڑا جمع کرا کے آگ لگا دی سلار کی فوج اور اس کے سردار اپنی موت کا احساس کر کے حسنو یہ کے حکم پر اتر آئے۔ حسنو یہ نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے ان میں سے اکثر کو قتل کر ڈالا۔

وزیر ابن عمید کی وفات: اس واقعہ سے رکن الدولہ کو دیلمیوں کی جانب داری اور ہم قوم ہونے کی وجہ سے جوشِ انتقام پیدا ہوا۔ اپنے وزیر ابوالفضل بن عمید کو فوجیں مرتب کر کے حسنو یہ پر حملہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ ماہ محرم ۳۵۹ھ میں ابن عمید حسنو یہ کی جانب روانہ ہوا۔ چونکہ عارضہ نقرس میں ایک مدت سے مبتلا تھا روزانہ سفر سے مرض کی شدت بڑھ گئی۔ میدان میں پہنچ کر اپنی وزارت کے چوبیسویں سال سفر آخرت اختیار کیا اس کے بجائے اس کا لڑکا ابوالفتح قلمدانِ وزارت کا مالک ہوا۔ یہ ایک نوجوان ملیح صورت اور اخلاق حسنہ سے متصف تھا۔ اس نے حسنو یہ سے وہ جس حال پر تھا مصالحت کر لی اور رکن الدولہ کی خدمت میں رہے واپس آیا۔

وزیر السلطنت ابوالفضل ابن عمید مختلف علوم و فنون کا عالم' فصیح' بلیغ' کاتب' امور سیاست اور ملک داری سے کما حقہ واقف تھا اور اس کے ساتھ ہی نہایت درجہ خلیق' نرم مزاج اور شجاع بھی تھا۔ فنونِ جنگ کو خوب جانتا تھا۔ عضد الدولہ نے اسی سے سیاست کی تعلیم پائی تھی اور فنونِ جنگ میں اس کا شاگرد تھا۔

اہل کرمان کی بغاوت: جس وقت عضد الدولہ نے کرمان پر قبضہ کر لیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھ آئے ہیں تو پہاڑی جرگوں اور بادیہ نشینوں نے جمع ہو کر عضد الدولہ کی مخالفت اور بغاوت پر کمریں باندھیں ان میں ابوسعید اور ان کے لڑکے تھے۔ عضد الدولہ نے کورتکین بن خشتان حاکم کرمان کی مدد پر عابد بن علی کو مامور کیا۔ عابد بن علی فوجیں لے کر جیرفت کی طرف بڑھا اور ان باغیوں سے معرکہ آراء ہوا اور انہیں شکست دے کر نہایت بے رحمی سے پامال کیا۔ نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر کے مار ڈالا انہیں مقتولوں میں ابوسعید کا لڑکا بھی تھا اس کے بعد عابد بن علی نے ان کا تعاقب کیا اور چند بار ان پر حملہ آور ہوا اور خوب خوب پامال کیا۔ لوٹ مار کرتا ہوا ہرمز تک پہنچا اور اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ تبریز اور مکران پر بھی قابض ہو گیا ان میں سے ایک ہزار کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ مجبور ہو کر سب نے اطاعت قبول کر لی اور صدر و اسلام کے قائم رکھنے

میں راضی ہو گئے۔

عضد الدولہ کی کرمان پر فوج کشی: اس کے بعد عابد بن علی نے ایک دوسرے گروہ کی سرکوبی کی غرض سے لشکر آرائی کی جو حروسیہ اور جاسکیہ کے نام سے مشہور تھے۔ یہ خشکی اور دریا میں رہزنی کرتے دن دہاڑے مسافروں کے قافلے لوٹ لیتے تھے۔ سلیمان بن ابو علی بن الیاس ان کی پشت پناہی کر رہا تھا۔ جب عابد بن علی نے ان پر حملہ کیا اور بزور تیغ پامال کرنے لگا تو انہوں نے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی جس سے ایک مدت تک ان ممالک میں امن و امان قائم رہا۔ کچھ عرصہ بعد بلوائی جمع ہوئے اور رہزنی شروع کر دی۔ ذی قعدہ ۳۶۰ھ میں عضد الدولہ نے ان لوگوں کی گوشمالی کی غرض سے کرمان کی طرف کوچ کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا کرمان تک پہنچا عابد بن علی کو ان پر حملہ کرنے کی غرض سے بڑھنے کا حکم دیا۔

باغیوں کی سرکوبی: عابد بن علی نے نہایت تیزی سے جنگ کا آغاز کیا۔ بلوائی ایک تنگ و تاریک درہ میں اس خیال سے کہ یہ انہیں حملہ آوروں کے حملے سے بچا لے گا داخل ہو گئے۔ لیکن عضد الدولہ کی فوج نے انہیں وہاں بھی چین سے نہ بیٹھنے دیا۔ ماہ ربیع الاول ۳۶۱ھ میں پوری طاقت سے حملہ کیا۔ ایک شب و روز تو استقلال و مردانگی سے مقابلہ کرتے رہے بالآخر شام ہوتے ہوتے شکست کھا کر بھاگ نکلے بڑے بڑے سور مار مارے گئے۔ لڑکے عورتیں لونڈی اور غلام بنائے گئے۔ صرف چند افراد کی جانیں بچیں' امن کے خواستگار ہوئے' امن دیا گیا اور ان پہاڑوں سے جلاوطن کر کے دوسرے مقام پر بھیج دیا گیا۔ عابد بن علی ان دیہاتی بلوائیوں پر برابر حملے کرتا چلا آیا تھا' یہاں تک کہ ان کی جماعت ختم ہو گئی اور ان کا نام و نشان صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

وزیر ابوالفضل عباس کا ظلم و ستم: معز الدولہ کے عہد حکومت اور اس کے بعد اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار کے زمانہ حکمرانی میں بھی ابوالفضل عباس بن حسین قلمدانِ وزارت کا مالک تھا۔ اس کے برتاؤ نہایت سختی کے تھے۔ رعایا کے ساتھ بے حد ظلم کرتا تھا۔ لوگوں کے مال و اسباب چھین لیتا تھا امور دینی میں تفریط سے کام لیتا تھا اس نے اپنی وزارت کے زمانہ میں محلہ کرخ بغداد میں آگ لگوا دی تھی جس میں تقریباً بیس ہزار آدمی جل گئے تین سو دکانیں جل کر خاک و سیاہ ہو گئیں۔ ۳۳ مسجدیں شہید ہوئیں۔ جس قدر مال و اسباب جلا اس کا کوئی شمار نہیں۔ اس محلے میں رہنے والے سب شیعہ تھے۔

ابوالفضل عباس کی معزولی: محمد بن بقیہ ایک کفایت شعار محنتی اور زراعت پیشہ شخص تھا۔ کسی ذریعہ سے عز الدولہ تک رسائی ہو گئی' باورچی خانے کی ملازمت کر لی' اپنے سر پر خوان لاتا اور عز الدولہ کو کھانا کھلاتا تھا جب وزیر السلطنت ابوالفضل کی حالت ابتر ہوئی' مطالبات کی زیادتی ہوئی مصارف دو چند سہ چند ہو گئے اور آمدنی کافی نہ ہو سکی تو عز الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور اس نے اس کے تمام مصاحبوں اور حامیوں سے بہت سا روپیہ بطور جرمانہ وصول کیا۔

محمد بن بقیہ کی وزارت: محمد بن بقیہ کے اچھے دن آ گئے تھے قلمدان وزارت اس کے حوالے کر دیا' کام جیسا چاہیے چلنے لگا۔ جرمانے کی وجہ سے بدنظمیاں دور ہو گئیں۔ تھوڑے دن بعد روپیہ خرچ ہو گیا تو پھر وہی ابتری پیدا ہو گئی۔ فوجی سپاہیوں نے لوٹ مار شروع کر دی۔ لٹیروں اور بازاریوں کا فتنہ پھیل گیا۔ سارا بغداد فتنہ و فساد میں مبتلا ہو گیا۔ عز الدولہ اور ترکوں میں مال کی کمی کی وجہ سے ان بن ہو گئی۔

عزالدولہ اور سبکتگین: ان دنوں ترکوں کا سردار سبکتگین تھا۔ سبکتگین کی نفرت حد سے زیادہ بڑھ گئی۔ محمد بن بقیہ نے درمیان میں پڑ کر صفائی کرانے کی کوشش کی۔ سبکتگین کو سمجھا بجھا کر عزالدولہ کے پاس لے آیا اور مصالحت کرادی' ترکوں کی ایک جماعت بھی سبکتگین کے ساتھ عزالدولہ کے پاس آئی تھی' ایک دیلمی غلام نے سبکتگین پر حملہ کر دیا۔ سبکتگین نے اپنے غلاموں کو للکارا۔ غلاموں نے دیلمی غلام کو گرفتار کر لیا۔ سبکتگین کو اس سے شبہ پیدا ہوا کہ غالباً عزالدولہ کی سازش سے دیلمی غلام نے یہ حرکت کی ہے سبکتگین نے اس غلام کو عزالدولہ کے پاس بھیج دیا۔ عزالدولہ نے اسے قتل کر ڈالا۔ اس سے سبکتگین کا شبہ اور قوی ہو گیا۔ یہ خیال کر لیا کہ عزالدولہ نے افشائے راز کے خیال سے اسے قتل کیا ہے۔ اس وجہ سے باہمی منافرت اور بڑھ گئی۔ فتنہ کا دروازہ بڑھ گیا۔ دیلم نے سبکتگین کے قتل کر ڈالنے پر کمر باندھی عزالدولہ نے انہیں بہت سارو پیہ دے کر راضی کر لیا اور فتنہ دب گیا۔

ابوتغلب بن ناصر الدولہ: جس وقت ابوتغلب بن ناصر الدولہ بن حمدان نے اپنے باپ کو قید کر کے جیل[1] میں ڈال دیا اور حکومت موصل کا تنہا مالک بن بیٹھا۔ اس کے بھائیوں نے ہر طرف سے مخالفت کا علم بلند کر دیا۔ (احمد اور ابراہیم یہ دونوں تغلب کے بھائی تھے) عزالدولہ کے پاس پہنچے' اپنے بھائی کے مظالم بیان کر کے امداد کی درخواست کی۔ عزالدولہ نے مدد دینے کا وعدہ کیا اور یہ اقرار کیا کہ میں تمہارے ساتھ چل کر تمہارے مقبوضات تمہیں دلا دوں گا لیکن پھر کسی وجہ سے اس وعدہ کو پورا نہ کر سکا۔ ابراہیم اپنے بھائی تغلب کے پاس چلا آیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمد بن بقیہ کو وزارت کا عہدہ دیا گیا تھا اور ابوالفضل معزول کر دیا گیا۔

عزالدولہ کا موصل پر قبضہ: محمد بن بقیہ نے ابوتغلب کو خط لکھا۔ ابوتغلب نے القاب وآداب لکھنے میں کمی اس بنا پر ابن بقیہ نے عزالدولہ کو قبضۂ موصل پر ابھارا چنانچہ عزالدولہ فوجیں مرتب کر کے (نویں ربیع الثانی ۳۶۳ھ کو مقام دیر اعلیٰ) موصل پر جا اترا۔ ابوتغلب اس سے مطلع ہو کر موصل چھوڑ کر سنجار چلا گیا۔ رسد غلہ' خزانہ اور دفاتر سے موصل کو خالی کر دیا۔ پھر سنجار سے دارالخلافت بغداد کو روانہ ہو گیا۔ اثناء راہ میں کسی سے معترض نہ ہوا بلکہ اس کے تمام ہمراہی اپنی ضرورت کی چیزوں کو اسی قیمت پر خریدتے تھے جس قیمت پر عوام خرید کرتے تھے۔ عزالدولہ نے بھی ابوتغلب کے پیچھے پیچھے وزیر السلطنت محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کی ماتحتی میں فوجیں روانہ کیں اور وزیر السلطنت محمد بن بقیہ بغداد میں داخل ہو گیا اور حاجب سبکتگین حربی میں ٹھہر گیا۔ اس وقت ابوتغلب بغداد کے قریب پہنچ گیا تھا۔ بازاریوں اور فتنہ پردازوں کی بن آئی شور و شر اٹھا پیدا کر دیا۔ شیعوں اور سنیوں میں بھی جھگڑا ہو گیا۔ جنگِ جمل[2] کی نقل نکالی۔ یہ سب فتنہ و فساد دارالخلافت بغداد کے غربی جانب برپا ہو

---

[1] یہ واقعہ ۳۵۶ھ ماہ جمادی الاولیٰ یوم شنبہ کا ہے گرفتاری کا سبب یہ تھا کہ ناصر الدولہ زیادتی امن کی وجہ سے بد اخلاق ہو گیا تھا۔ اپنی اولاد اور اپنے مصاحبوں سے سختی سے پیش آتا تھا ان کے اغراض و مقاصد کی مخالفت کرتا تھا اس وجہ سے ابوتغلب نے حملہ کر کے گرفتار کر لیا اور قلعہ میں قید کر دیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۲۹۔

[2] سنیوں نے ایک عورت کو اونٹنی پر سوار کرایا اور اس کا نام عائشہ رکھا اور ان میں سے کوئی طلحہ بنا کوئی زبیر بنا۔ اسی طرح شیعوں نے بھی ایک شخص کو علی بنایا۔ غرض اسی قسم کے لغو تماشے بنا کر ہر دو فریق خوب لڑے۔ یہ واقعات ۳۶۲ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۴۹۔

رہا تھا۔شرقی بغداد میں امن وامان تھا۔

ابوتغلب اور عزالدولہ کی مصالحت: ابوتغلب نے دارالخلافت بغداد کے قریب پہنچ کر محمد بن بقیہ اور حاجب سبکتگین کے قریب مقام حربی میں قیام کیا دونوں میں خفیف سے جھگڑا ہوا۔ پھر دونوں نے درپردہ سازش کر لی قرار پایا کہ خلیفہ کو معزول کر دیا جائے۔ اس کے بجائے دوسرا شخص تخت خلافت پر متمکن کیا جائے۔ وزیر ابن بقیہ اور عزالدولہ کو گرفتار کر لیا جائے اور جب یہ سب باتیں ہو جائیں تو زمام حکومت حاجب سبکتگین کو دی جائے اور ابوتغلب حکومت موصل پر چلا جائے لیکن سبکتگین فتنہ کے خیال سے رک رہا اتنے میں ابن بقیہ وزیر آ گیا پھر دونوں مل گئے اور امور سلطنت انجام دینے لگے ابوتغلب کو صلح کا پیغام دیا چنانچہ ابوتغلب نے خراج سابق کے علاوہ تین ہزار من غلہ دینے کا اقرار کیا۔ شرائط صلح میں یہ بھی تھا کہ اپنے بھائی حمدان کو اس کے مقبوضات' املاک ماردین کے علاوہ سب دے دیئے۔ صلح نامہ کی تکمیل کے بعد سبکتگین نے عزالدولہ کو اس سے مطلع کیا اور موصل سے آنے کے لئے لکھا اور ابوتغلب بغداد سے موصل پہنچ گیا۔ عزالدولہ موصل کی دوسری سمت میں پڑاؤ ڈالے تھے۔ اہل موصل ابوتغلب کو دیکھ کر اظہار محبت کرنے لگے کیونکہ انہیں اس کی عدم موجودگی کے زمانہ میں عزالدولہ کی فوج کے قیام کی وجہ سے بہت سی تکلیفیں پیش آئی تھیں عزالدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' دوبارہ صلح نامہ لکھا گیا۔ اہل موصل بھی صلح میں داخل کر لئے گئے۔ اس مرتبہ ابوتغلب نے بھی شرط لگائی تھی کہ میں آئندہ سے اپنے کو سلطان کے لقب سے ملقب کروں گا اور میری بیوی (دختر عزالدولہ) مجھے دے دی جائے۔ چنانچہ صلح ہو جانے کے بعد عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا۔ اہل موصل نے گھی کے چراغ جلائے سارا شہر چراغاں کیا گیا۔

ابوتغلب کی عہد شکنی و اطاعت: عزالدولہ راستہ ہی میں تھا کہ اسے یہ خبر لگی کہ موصل میں جس قدر میرے حامی اور دوست تھے انہیں ابوتغلب نے قتل کر ڈالا۔ اس خبر کو سن کر مقام کحیل میں قیام کر دیا اور اپنے وزیر محمد ابن بقیہ اور حاجب سبکتگین کو موصل پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا اور خود بھی کحیل سے موصل کی جانب لوٹ پڑا۔ دیر اعلیٰ میں پہنچ کر پڑاؤ ڈالے۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کی آمد کی خبر سن کر موصل چھوڑ دیا۔ یعفر کے ٹیلے پر آ کر ٹھہرا اور وزیر السلطنت اور عزالدولہ کی خدمت میں اپنے کاتب ابن عرس اور اپنے مصاحب ابن حوقل کو معذرت کی غرض سے بھیجا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں حلفیہ کہتا ہوں کہ میری لاعلمی میں یہ واقعہ ہو گیا ہے عزالدولہ نے اس عذر کو منظور وقبول کر لیا مصالحت بدستور قائم رہی عزالدولہ بغداد کی جانب واپس ہوا اور ابوتغلب موصل واپس آیا۔ عزالدولہ نے اپنی بیٹی (زوجۂ ابوتغلب) کو ابوتغلب کے پاس بھیج دیا ان دونوں کی مصالحت اسی پر قائم و مستحکم ہو گئی۔

ترکوں اور دیلمیوں میں فساد: عزالدولہ اور اس کے باپ معزالدولہ کی فوج میں دو قومیں تھیں ایک تو وہ دیلم تھے جو اسی کی قوم تھی دوسرے ترک تھے جو اس کے پاس رہ کر پناہ گزین ہوئے تھے فوج کی جمعیت بہت زیادہ ہو گئی تھی مصارف کی کوئی انتہا نہ تھی آمدنی کی کمی سے تنگی ہونے لگی فوجیں نے شور مچایا ہلڑ مچاتے ہوئے موصل کی طرف گئے مگر موصل سے کچھ ہاتھ نہ لگا تب اہواز کی جانب متوجہ ہوئے کہ والی اہواز سے کچھ حاصل کریں عزالدولہ ان کے ساتھ ساتھ تھا۔ سبکتگین بغداد میں رہ گیا تھا اہواز پہنچے تو گورنر اہواز نے بہت سا مال کثیر التعداد روپیہ اور قیمتی قیمتی تحائف وہدایا پیش کئے جس سے عزالدولہ کی

آنکھیں چکا چوند ہو گئیں فکر میں ڈوب گیا کہ کسی طرح اہواز کو لینا چاہئے کسی نتیجہ پر نہیں پہنچا تھا کہ اتفاقاً ایک دیلمی اور ایک ترکی غلام سے کچھ جھگڑا ہو گیا ہر ایک نے اپنی اپنی قوم کو پکارا ترکی اور دیلمی مسلح ہو کر نکل پڑے۔ قتل وخونریزی کا بازار گرم ہو گیا۔ عزالدولہ نے فتنہ وفساد ختم کرنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ دیلم نے یہ رائے دی کہ ترکی کے سرداروں کو مصالحت کے حیلے سے بلا کر قید کر لیجئے تو فتنہ وفساد ختم ہو جائے گا۔ عزالدولہ نے اس رائے کے مطابق رؤساء اور سرداران ترک کو بلا کر قید کر لیا دیلم کی بن پڑی آزاد ہو گئے ترکوں کو جی کھول کر لوٹا پامال کیا ترک بے سردار ہو گئے۔ پریشان ہو کر منتشر ہو گئے بصرہ میں منادی کرادی گئی کہ ترکوں کا خون مباح ہے جہاں پاؤ مار ڈالو۔ کوئی مقام ایسا نہ تھا جہاں پر ترک قتل نہ کئے گئے ہوں۔

سبکتگین کے خلاف سازش: سبکتگین کے مقبوضات اور جاگیر پر عزالدولہ نے قبضہ کر لیا اور اپنی ماں اور بھائیوں کو دارالخلافت بغداد میں پوشیدہ طور پر یہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ یہ مشہور کر کے کہ عزالدولہ مر گیا ہے رونا پیٹنا شروع کر دو۔ سبکتگین یہ سن کر تعزیت کے لئے ضرور آئے گا اور جب وہ آئے تو گرفتار کر لینا عزالدولہ کے بھائی اور ماں نے اس ہدایت کے مطابق گریہ وزاری سے ایک شور برپا کر دیا سبکتگین کو اس کا یقین نہ ہوا اور اس کی کرید میں لگ گیا عقدہ یہ کھلا یہ سب فریب اور مکر ہے اس کے پردے میں کوئی راز ہے سبکتگین نے دریافت حال کی غرض سے ابواسحاق (برادر عزالدولہ) کو بلا بھیجا ماں نے روک دیا اتنے میں ترکوں کا ایلچی پہنچ گیا اس نے یہ قصہ گوش گزار کر دیا۔ اس وقت سبکتگین نے سوار ہو کر ترکی فوج کو اپنے ساتھ لیا اور عزالدولہ کے مکان کا جا کر محاصرہ کر لیا۔ دو دن تک محاصرہ کئے رہا تیسرے دن آگ لگا دی' ابواسحاق اور ابو طاہر پسران معزالدولہ کو گرفتار کر کے واسط بھیج دیا عزالدولہ کے تمام مال واسباب اور مکانات پر قبضہ کر لیا دیلم کے مکانات میں ترکوں کو ٹھہرایا۔ عوام الناس بھی ترکوں کی مدد پر اٹھ کھڑے ہوئے سنی شیعہ سے بھڑ گئے کرخ کو جلا دیا جہاں پر شیعوں کی آبادی تھی اور اپنے دلوں کا غبار خوب جی کھول کر نکالا۔[1]

ترکوں کی بغاوت: عزالدولہ اور سبکتگین میں بگاڑ ہونے پر ترکوں نے ہر شہر میں بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا چاروں طرف بدامنی پھیل گئی۔ عزالدولہ کے غلاموں اور خادموں نے بھی ترکی نسل ہونے کی وجہ سے کام چھوڑ دیا' باغی ہو گئے۔ بصرہ سے ترکوں کے بڑے بڑے مشائخ عزالدولہ کے پاس آئے اور اس کے افعال پر جو اس نے ترکوں کے ساتھ کئے تھے ملامت کی' ناراضگی کا اظہار کیا۔ دیلم کے سرداروں نے بھی اسے نصیحت کی اور اس خیال سے کہ ترکوں کا جوش کم ہو جائے گا۔ ترکوں کو قید سے رہا کر دینے کی ہدایت کی۔ عزالدولہ نے ان لوگوں کے سمجھانے سے ترکوں کو قید سے رہا کر دیا۔ اس پر بھی ترکوں کا جوش کم نہ ہوا۔ تمام ممالک میں فتنہ وفساد برپا تھا۔ امن وامان کا نشان تک باقی نہ رہا۔

عزالدولہ کی امداد طلبی: تب عزالدولہ نے پریشان ہو کر اپنے چچا رکن الدولہ اور اس کے بیٹے عضدالدولہ کو ان حالات سے مطلع کیا اور امداد کی درخواست کی۔ ابوتغلب بن حمدان سے امداد چاہی اور لکھا کہ اگر آپ اس وقت میری امداد پر کمر بستہ ہو کر آجائیں تو میں آپ کا سالانہ خراج معاف کر دوں گا۔ عمران بن شاہین سے بھی مدد کی درخواست کی۔ چنانچہ رکن الدولہ

---

[1] یہ واقعات ماہ ذی قعدہ ۳۶۳ھ کے ہیں۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۵۱۔

نے ایک لشکر وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کی ماتحتی میں روانہ کیا اور اپنے بیٹے عضدالدولہ کو حکم دیا کہ تم فوجیں لے کر وزیر السلطنت کے ساتھ عزالدولہ کی کمک پر روانہ ہو جاؤ۔ عضدالدولہ اس حکم کے مطابق روانہ تو ہو گیا لیکن کچھ دور چل کر انتظار میں ٹھہر گیا کہ عزالدولہ کی حالت ذرا بہتر ہو تو میں عراق پر قبضہ کرلوں۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کے لکھنے پر اپنے بھائی ابوعبداللہ حسین بن حمدان کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ ابوعبداللہ نے تکریت میں پہنچ کر قیام کیا اور بغداد سے سبکتگین اور ترکوں کے نکلنے کا انتظار کرنے لگا۔ الغرض سبکتگین ترکوں کے ساتھ بغداد سے نکل کر واسط کی طرف عزالدولہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ خلیفہ طالع جسے اس نے تخت خلافت پر متمکن کیا تھا اور اس کے باپ معزول خلیفہ مطیع کو بھی اپنے ساتھ لیا، دیر عاقول میں پہنچ کر معزول خلیفہ مطیع کا انتقال ہو گیا۔ سبکتگین علیل ہو کر مر گیا۔ دونوں جنازے بغداد میں لا کر دفنائے گئے۔

محاصرۂ واسط: اس کے بعد ترکوں نے سبکتگین کی جگہ الپتگین کو اپنا سردار بنایا وہ کوچ و قیام کرتا ہوا واسط پہنچا۔ عزالدولہ واسط ہی میں تھا محاصرہ ڈال دیا۔ پچاس دن تک مسلسل لڑائی ہوتی رہی ہر لڑائی میں کامیابی کا جھنڈا ترکوں ہی کے ہاتھ رہا۔ عزالدولہ سخت مصیبتوں میں گھر گیا تھا۔ عضدالدولہ کے پاس بار بار خط بھیجتا تھا اور اپنی امداد پر اسے تیار کرنا چاہتا تھا۔

عضدالدولہ اور ترکوں کی جنگ: جب عضدالدولہ کو معتبر ذریعوں سے یہ معلوم ہو گیا کہ عزالدولہ ترکوں کے ہاتھ تنگ ہو گیا ہے تو واسط کے ارادہ سے روانہ ہوا۔ لشکر فارس اس کی رکاب میں تھا ابوالقاسم ابن عمید اس کے باپ کا وزیر السلطنت بھی اہواز اور رے کی فوجوں کے ساتھ الپتگین اور ترک اس خبر کو سن کر واسط سے دارالخلافت بغداد کی طرف واپس ہوئے۔ ابوتغلب اس وقت بغداد ہی میں تھا۔ اس خبر کو سن کر ابوتغلب نے بغداد چھوڑ دیا۔ اتنے میں الپتگین بغداد میں داخل ہو گیا۔ عزالدولہ طبہ (یا ضبہ بن مسجد) اسدی والی عین التمر اور بنی شیبان کو لکھ بھیجا کہ تم لوگ دارالخلافت بغداد میں رسد و غلہ کی آمد روک دو اس سے بغداد میں خوردنی چیزوں کی قیمتیں بے حد بڑھ گئیں لوگ بھوکے مرنے لگے عضدالدولہ نے مشرقی بغداد میں قیام کیا اور عزالدولہ غربی بغداد میں اترا۔ الپتگین اور ترکوں نے بغداد سے نکل کر معرکۂ کارزار گرم کیا اور پندرہویں جمادی الثانی ۳۶۴ھ میں دیالی اور مدائن کے درمیان عضدالدولہ کے لشکر سے مقابلہ ہوا۔ بہت بڑی لڑائی ہوئی ہزاروں جانیں کام آئیں۔ سینکڑوں ترک دجلہ میں ڈوب کر مر گئے بالآخر ترکوں کو شکست ہوئی۔ تکریت کی جانب بھاگے۔ عضدالدولہ نے دارالخلافت بغداد میں داخل ہو کر محل سرائے شاہی میں قیام کیا۔

خلیفہ طالع کی مراجعت بغداد: اس واقعہ کے بعد عضدالدولہ نے الپتگین اور ترکوں سے خلیفہ طالع کی واپسی کا مطالبہ کیا جسے الپتگین اور ترک زبردستی اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ترکوں نے عضدالدولہ کے اس مطالبہ پر خلیفہ طالع کو بغداد واپس کر دیا۔ آٹھویں رجب سنہ مذکور میں براہ دجلہ خلیفہ طالع بغداد پہنچا عضدالدولہ نے نہایت خوشی سے استقبال کیا، محلسرائے خلافت میں لا ٹھہرایا۔

عضدالدولہ کی حکمت عملی: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضدالدولہ کی یہ ساری کارروائیاں محض اس غرض سے تھیں کہ مجھے عراق کی حکومت مل جائے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے باپ رکن الدولہ سے بھی ڈرتا تھا کہ مبادا اس کے مزاج کے خلاف نہ ہو۔ کیونکہ وہ اپنے بھتیجے عزالدولہ کو بے حد پیار کرتا تھا اس وجہ سے عزالدولہ نے لشکریوں کو ابھار دیا۔ لشکریوں نے تنخواہوں

کے بڑھانے اور انعامات کے مطالبات پیش کئے اور ہلڑ مچا دیا۔ غریب عزالدولہ کے پاس کیا تھا؟ نام کی حکومت اس کے قبضہ میں تھے، خزانہ خالی پڑا تھا خراج کہیں سے نہ آتا تھا ملک ویران اور کھیتیاں برباد تھیں۔

عزالدولہ کی گرفتاری: عضدالدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا بھائی جان آپ نے ناحق اپنے کو ان مصیبتوں میں گرفتار کر رکھا ہے آپ امارت سے مستعفی ہونے کا اظہار تو کیجئے، ابھی ابھی لشکریوں کے ہوش درست ہو جاتے ہیں، میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں درمیان میں پڑ کر لشکریوں سے مصالحت کرا دوں گا۔ عزالدولہ اس کے دھوکے میں آ گیا امارت سے مستعفی ہو کر دارالامارت کے دروازے بند کر دیئے عضدالدولہ نے عزالدولہ کے سرداران لشکر کی موجودگی میں عزالدولہ کو بظاہر ان معاملات کے سلجھانے کو لکھا اور در پردہ یہ کہلا بھیجا کہ آپ اس سے انکار کر جایئے اور معاملات کے سلجھانے پر ہرگز رضامندی ظاہر نہ کیجئے گا میں آپ کا ہر طرح سے معین و مددگار ہوں۔ تین دن تک کاغذی گھوڑے دوڑتے رہے۔ ادھر لشکریوں کو اُبھار رہا تھا کہ تم لوگ اپنے مطالبات سے دست کش نہ ہونا ادھر عزالدولہ کو یہ سمجھتا تھا کہ تم اپنی بات پر اڑے رہے ابھی لشکریوں کا مزاج درست ہو جاتا ہے۔ بالآخر جب شور و شر بڑھا فتنہ و فساد کی نوبت پہنچ گئی تو عضدالدولہ نے عزالدولہ کو گرفتار[1] کر لیا اور لشکریوں کو جمع کر کے ان کے مطالبات سنے، عزالدولہ کی مجبوری اور امارت سے استعفیٰ کو ظاہر کیا۔ لشکریوں کو تسلی دی انعامات دینے کا وعدہ کیا اور تنخواہوں کے بڑھانے کا اقرار کیا۔ شور و شر ختم ہو گیا۔

خلیفہ طائع اور عضدالدولہ: چونکہ خلافت مآب کو عزالدولہ سے دلی رنجش تھی اس وجہ سے عزالدولہ کی گرفتاری سے بے حد خوش ہوا۔ عضدالدولہ کے پاس مبارکباد دینے گیا۔ عضدالدولہ اسی تعظیم و تکریم سے پیش آیا جو خلفائے بغداد کی کمزوری کی وجہ سے ختم ہو گئی تھی اس کے بعد دارالخلافت بغداد کی درستی کی طرف متوجہ ہوا۔ متواتر فسادات سے جو عمارتیں خراب و مسمار ہو گئیں تھیں ان کے بنانے کا حکم دیا۔ خلافت مآب کے مقبوضات خاص کی حمایت پر کمر باندھی، قیمتی قیمتی تحائف دربار خلافت میں پیش کئے۔[2]

عضدالدولہ اور ابن بقیہ کی جنگ: عضدالدولہ نے ایک لشکر محمد ابن بقیہ کے زیر کرنے کے لئے روانہ کیا۔ محمد بن بقیہ مقابلہ پر آیا۔ عمران بن شاہین کی فوج بھی اس کے ساتھ تھی۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ عضدالدولہ کی فوج میدان سے بھاگ

---

[1] عزالدولہ کا بیٹا زیان بصرہ کا حاکم تھا اسے جب اس کے باپ عزالدولہ کی گرفتاری کی خبر پہنچی تو بے حد رنجیدہ ہوا۔ عضدالدولہ کی مخالفت پر اٹھ کھڑا ہوا۔ رکن الدولہ کی خدمت میں عضدالدولہ اور وزیر ابن عمید کی شکایت کا عریضہ روانہ کیا۔ حمایت اور امداد کی درخواست کی۔ رکن الدولہ اس خبر کو سن کر بے ہوش ہو کر تخت سے گر پڑا۔ مدتوں اس صدمہ اور رنج سے بیمار رہا۔ محمد بن بقیہ عزالدولہ کی گرفتاری کے بعد عضدالدولہ کی خدمت میں رہنے لگا۔ عضدالدولہ نے اسے واسط کی حکومت پر متعین کیا جب محمد بن بقیہ واسط پہنچا اور واسط کی زمام حکومت اپنے ہاتھ میں لی تو عضدالدولہ کی گرفتاری کی وجہ سے عضدالدولہ سے باغی اور مخالف ہو گیا عمران بن شاہین کو عضدالدولہ کے مکر و فریب اور عزالدولہ کی گرفتاری کے واقعات لکھ بھیجے اور اسے اپنا ہم خیال اور مددگار بنا لیا۔ سہل بن بشیر وزیر افتکین جسے عضدالدولہ نے صوبہ اہواز پر مامور کیا تھا۔ وہ محمد بن بقیہ سے مل گیا کیونکہ یہ بھی عضدالدولہ کے دام فریب میں پھنس چکا تھا۔[(1)]

[2] یہ واقعہ چھبیسویں ماہ جمادی الثانی ۳۶۴ھ کا ہے۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۷ مطبوعہ مصر۔

(1) تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۵۹ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

کھڑی ہوئی۔ محمد بن بقیہ نے عضد الدولہ کے مکروفریب' عزالدولہ کی گرفتاری اور اس لڑائی کے حالات رکن الدولہ کو لکھے۔
رکن الدولہ نے اس سے خوشنودی ظاہر کرتے ہوئے ان لوگوں کو عضد الدولہ کی مخالفت پر مستقل اور ثابت قدم رہنے کی ہدایت کی اور یہ بھی لکھا کہ میں عضد الدولہ کو ہوش میں لانے اور عزالدولہ کو بدستور حکومت دینے کی غرض سے عنقریب عراق روانہ ہونا چاہتا ہوں گردونواح کے امراء کو جب ان حالات سے آگاہی ہوئی تو وہ بھی عضد الدولہ کے مخالف بن بیٹھے۔ فارس سے مالی اور فوجی امداد ختم ہوگئی۔ دشمنوں نے چاروں طرف سے سر اٹھایا اور دارالخلافت بغداد کے علاوہ کوئی شہر یا قصبہ عضد الدولہ کے قبضہ میں باقی نہ رہا۔ بغداد کی بھی یہ حالت ہوگئی کہ عوام الناس بھی مخالفت پر کمربستہ ہو گئے۔

رکن الدولہ اور عضد الدولہ: عضد الدولہ نے اپنے باپ رکن الدولہ کی خدمت میں ایک عریضہ ابوالفتح ابن عمید کی معرفت روانہ کرنا چاہا جس میں اہل بغداد کی شورش اطراف و جوانب کے امراء کی مخالفت اور عزالدولہ کے حالات تفصیل سے لکھے تھے اور یہ بھی لکھا تھا کہ ''ایسی حالت میں اگر عزالدولہ کے ہاتھ پر عنانِ حکومت دی جائے گی تو مملکت اور خلافت سے ہاتھ دھونا پڑے گا اگر آپ مجھے عراق کی حکومت تین کروڑ سالانہ خراج پر مرحمت فرما دیں تو میں عزالدولہ کو آپ کی خدمت میں رہے بھیج دوں گا ورنہ اسے اور اسکے بھائیوں اور اس کے تمام گروہ والوں کو مار ڈالوں گا اور ملک کو خراب اور ویران کر کے چھوڑ دوں گا''۔ ابن عمید اس خط کو لے جانے سے ڈرا یہ رائے دی کہ آپ اس خط کو کسی دوسرے شخص کی معرفت روانہ کیجئے میں بھی اس کے بعد ہی آپ کے والد رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچ جاؤں گا اور بطورِ مشیر کے اس درخواست کو منظور کرنے کی رائے دوں گا اور منظور کرا دوں گا۔ عضد الدولہ اس پر راضی ہو گیا اور اپنے قاصد کو خط دے کر روانہ کر دیا۔ رکن الدولہ نے اولاً حاضری کی اجازت نہ دی پھر کچھ سوچ سمجھ کر قاصد کو دربار میں بلایا۔ خط سننے لگا۔ غصہ سے کانپ اٹھا تلوار کھینچ کر قتل کو دوڑا۔ قاصد بھاگا۔ پھر جب غصہ اتر گیا تو قاصد کو طلب کر کے نہایت برے اور سخت الفاظ میں جیسا کہ اس کے دل میں تھا اس سے بھی زیادہ نا ملائم الفاظ سے جواب دے کر قاصد کو واپس کیا۔

عزالدولہ کی رہائی: اس کے بعد وزیر ابوالفتح ابن عمید پہنچا۔ رکن الدولہ نے اس سے بات تک نہ کی۔ قید کر دیا۔ مار ڈالنے کی دھمکی دی۔ لوگوں نے سفارش کی سمجھایا کہ اس کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اس نے پیام پہنچانے کے بہانے سے اپنے کو عضد الدولہ کے پنجۂ غضب سے چھڑایا ہے ورنہ اس کی مخلصی محال تھی۔ رکن الدولہ کا غصہ یہ سن کر ختم ہو گیا حاضری کی اجازت دی تبادلہ خیال ہوا' وزیر ابن عمید نے اقرار کیا کہ عزالدولہ کو قید سے رہا کرا کے بدستور عراق کی حکومت دلا دوں گا اور عضد الدولہ کو فارس واپس کر دوں گا غرض ابن عمید رکن الدولہ سے رخصت ہو کر عضد الدولہ کے پاس پہنچا۔ اس کے باپ رکن الدولہ کی برہمی اور تیاری سے مطلع کیا۔ عضد الدولہ کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اسی وقت عزالدولہ کو قید کی مصیبت سے آزاد کر دیا اور بطور اپنے نائب کے عراق کی حکومت پر مامور کیا' خطبہ اور سکہ اپنے نام کا رکھا۔ چونکہ عزالدولہ میں ملک داری کی قابلیت نہ تھی اس وجہ سے اپنے بھائی ابواسحاق کو سردار لشکر بنایا اور جو کچھ اس کا مال و اسباب تھا سب بعینہٖ واپس کر دیا اور وزیر ابوالفتح کو کسی ضرورت سے بغداد چھوڑ گیا۔[1]

---

[1] ماہ شوال ۳۶۴ھ میں عضد الدولہ فارس کی جانب واپس ہوا تھا اس کی روانگی کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کر لیا تھا جو اس کی ہلاکت کا باعث ہوا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۳۵۹ مطبوعہ مصر۔

وزیر ابوالفتح: وزیر ابوالفتح عضد الدولہ کی روانگی کے وقت مجالس لہو ولعب میں ایسا مصروف ومنہمک ہوا کہ عضد الدولہ کے حکم کے خلاف رکن الدولہ کی خدمت میں نہ گیا۔ اتنے میں ابن بقیہ آ پہنچا۔ اس نے عز الدولہ اور عضد الدولہ کی مخالفت اور دلی کدورت کو اور ترقی دے دی۔ طرح طرح کے فتنہ برپا کئے مال گزاری وصول کر لی اپنے خزانہ کو بھر لیا اور نہایت نا مناسب طریقہ سے اپنے قبضہ میں لے لیا۔ عز الدولہ کو اس کی مدافعت کی فکر ہوئی۔ ابن بقیہ نے اس سے مطلع ہو کر اپنی حرکات چھوڑ دیں۔

معرکۂ صحار: معز الدولہ کے مرنے کے بعد اس کا گورنر ابوالفرج بن عباس' عمان چھوڑ کر بغداد روانہ ہوا اور عضد الدولہ کو یہ کہلا بھیجا کہ میں عمان کی حکومت سے دست بردار ہوتا ہوں آپ کسی کو عمان پر اپنی طرف سے مقرر کر دیجئے چنانچہ عضد الدولہ نے عمر بن تبہان طلائی کو سند حکومت عطا کی۔ اس تبدیلی سے زنگیوں کو موقع مل گیا جمع ہو کر عمان پر چڑھ آئے اور عمر بن تبہان کے قبضہ سے نکال لیا۔ عضد الدولہ کو اس کی خبر پہنچی۔ ایک بڑا لشکر کرمان سے زنگیوں کو سر کرنے کی غرض سے روانہ کیا ابوحرب طغان اس فوج کا سردار تھا۔ یہ لشکر براہ دریا عمان کی جانب بڑھا اور ابوحرب طغان خشکی کی راہ سے روانہ ہوا عمان کے ایک قصبہ صحار نامی میں ایک ہی روز ابوحرب اور اس کا لشکر پہنچ گئے۔ فوج خشکی پر اتر آئی اور زنگیوں سے مڈبھیڑ ہو گئی اس لڑائی میں ابوحرب کو کامیابی نصیب ہوئی۔ زنگی بھاگ گئے۔ ابوحرب نے صحار پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۶۲ھ کا ہے۔ اس کے بعد زنگیوں نے صحار سے دو میل کے فاصلے پر مقام بمدین رستاق میں پھر لشکر جمع کیا اور لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔ ابوحرب نے ان پر اچانک حملہ کر کے ایسا پامال کیا کہ پھر سر نہ اٹھا سکے۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا اور امن وامان قائم ہو گیا۔

جنگ دما: اس واقعہ کے بعد عمان کے پہاڑوں سے شراۃ کا ایک گروہ نکلا جس کا سردار ورد بن آباد نامی ایک شخص تھا۔ ان لوگوں نے حفص بن راشد کے ہاتھ پر بیعت کی اور اپنا خلیفہ بنایا رفتہ رفتہ ان کی جمعیت بڑھ گئی قرب وجوانب کے شہروں پر قبضہ کرنے لگے عضد الدولہ نے ان لوگوں کی سرکوبی پر مظفر بن عبداللہ کو مامور کیا اور براہِ دریا روانگی کا حکم دیا چنانچہ مظفر نے صوبۂ عمان پہنچ کر اہل جرجان پر حملہ کیا اہل جرجان مقابلہ نہ کر سکے میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑے ہوئے۔ مظفر نے دما کی طرف فوج کو بڑھنے کا حکم دیا۔ دما صحار سے چار منزل کے فاصلہ پر تھا۔ اس مقام پر شراۃ سے مقابلہ ہوا' نہایت سخت اور خونریز جنگ ہوئی۔ ورد بن حفص (شراۃ کا سردار) یزدا کی طرف بھاگا اور حفص بن راشد (شراۃ کا خلیفہ) یمن جا پہنچا اور تعلیم دینے لگا۔ آتش فساد بجھ گئی جھگڑا فساد دفع ہو گیا۔ عضد الدولہ کی حکومت کے سب مطیع ہو گئے۔[1]

طاہر اور موتمر کی جنگ: طاہر بن صد (یا صمتہ) حرومیہ کے گروہ سے تھا اس نے عضد الدولہ سے خراج ادا کرنے کی شرط پر چند شہروں کی حکومت حاصل کر لی تھی اور بہت سا مال اور روپیہ جمع کر رکھا تھا۔ جس وقت عضد الدولہ مہم عراق پر

---

[1] فاضل ابن اثیر لکھتا ہے کہ جنگ دما کے بعد شراۃ کا سردار ورد اور ان کا خلیفہ حفص یزی کی طرف بھاگ گیا تھا جو انہی پہاڑوں کا ایک قصبہ تھا۔ مظفر نے تعاقب کیا۔ پھر جنگ ہوئی باقی ماندگان میں بھی کام آ گئے۔ اسی واقعہ میں ورد بھی مارا گیا۔ حفص یمن بھاگ گیا اور وہاں پہنچ کر معلمی کرنے لگا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۲۵۶ مطبوعہ مصر۔

روانہ ہوا اور اپنے وزیر مظہر بن عبداللہ کو عمان کے سر کرنے کو بھیجا۔ کرمان معاون و مددگار سے خالی تھا۔ طاہر کو قبضۂ کرمان کی خواہش ہوئی حرومیہ کے سواروں اور پیادوں کو جمع کیا۔ اتفاق یہ کہ اسی زمانے میں ملوک بنی سامان کے علاقوں میں ایک ترکی سردار موتمر نامی ابن میجور والی خراسان سے بگڑ گیا تھا۔ طاہر نے موتمر سے خط و کتابت کی کرمان پر قبضہ کرنے کا لالچ دلایا۔ موتمر اس پر راضی ہو گیا چنانچہ دونوں متفق ہو کر ان کی جانب روانہ ہوئے۔ اثناء راہ میں طاہر کے ہمراہیوں میں سے چند لوگوں نے موتمر پر حملہ کر دیا۔ موتمر کو اس سے شبہ پیدا ہوا۔ اپنے ہمراہیوں کو مرتب کر کے طاہر سے لڑ پڑا۔ طاہر کو شکست ہوئی حسین ابن علی ابن الیاس کو خراسان میں اس واقع کی اطلاع ہوئی۔ طاہر اور موتمر کی باہمی مخالفت کی وجہ سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ فوجوں کو مرتب کیا اور سامانِ جنگ مہیا کر کے روانہ ہو گیا۔

کرمان کے باغیوں کی سرکوبی: اس اثناء میں مظہر ابن عبداللہ کو عمان کی مہم سے فراغت حاصل ہو گئی تھی عضدالدولہ نے اسے کرمان کی بغاوت ختم کرنے پر مامور کیا۔ چنانچہ مظہر نے ۳۶۴ھ میں کرمان کی طرف روانہ ہوا۔ راستہ میں جس قدر باغی اور سرکش تھے سب زیر و زبر کرتا ہوا شہر قیم کے قریب بحالتِ غفلت موتمر کے سر پر پہنچ گیا۔ موتمر مقابلہ نہ کر سکا۔ بھاگ کر قم میں پناہ لی۔ مظہر نے چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا آخر کار موتمر نے امن کی درخواست کی اور طاہر کو اپنے ہمراہ لئے ہوئے مظہر کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مظہر نے طاہر کو قتل کی سزا دی اور موتمر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا یہ اس کا آخری دور تھا۔ اس کے بعد مظہر نے حسین بن علی پر حملہ کیا جیرفت کے دروازہ پر لڑائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد حسین کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بہت سے ہمراہی قید کر لئے گئے۔ اس کے بعد حسین کی کوئی خبر نہیں ملی۔ مظہر مظفر و منصور واپس ہوا۔ کرمان کی بغاوت فرو ہوئی۔

عضدالدولہ کی ولی عہدی: آپ اوپر پڑھ آئے ہیں کہ رکن الدولہ کو اپنے بیٹے عضدالدولہ پر عزالدولہ کو گرفتار کرنے کی وجہ سے بے حد غصہ پیدا ہو گیا تھا۔ چنانچہ ۳۶۵ھ میں اسی غم سے بیمار ہو گیا۔ رے سے اصفہان کی جانب روانہ ہوا۔ وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے عرض کی کہ حضور بیماری روز بروز بڑھتی جا رہی ہے مناسب رائے عالیہ ہو تو عضدالدولہ کی خطا معاف فرما کر طلب فرما لیجئے اور اپنا ولی عہد مقرر فرمایئے۔ رکن الدولہ نے ابوالفتح کی تحریک سے عضدالدولہ کو فارس سے طلب کیا اور اپنے تمام لڑکوں کو حاضری کا حکم دیا اتنے میں رکن الدولہ کے مرض میں کچھ کمی محسوس ہونے لگی۔ وزیر ابن عمید نے اس خوشی میں بہت بڑا جلسہ کیا رکن الدولہ اور اس کے لڑکوں اور تمام سرداران لشکر اور امراء و اراکین سلطنت کی دعوت کی رکن الدولہ نے کھانے سے فارغ ہو کر اپنے بیٹے عضدالدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ دوسرے بیٹے موید الدولہ کو اصفہان اور اس کے تمام صوبوں پر مامور کیا۔ ان دونوں کو وصیت کی کہ اپنے بھائی عضدالدولہ کی رائے سے انتظام سلطنت کرنا اور سرمو اس کے حکم سے تجاوز نہ کرنا۔

رکن الدولہ کی وفات: عضدالدولہ نے تمام سپہ سالاروں‘ سرداروں اور فوجیوں کو صلے اور انعامات دیئے‘ اس کے بھائیوں اور سرداروں لشکر نے شاہی آداب سے مبارک دی۔ رکن الدولہ نے بھی ان لوگوں کو خلعت مرحمت کئے اختلاف چھوڑنے اور باہم اتفاق کی وصیت کی اور اصفہان سے رے کی جانب واپس ہوا۔ یہ مہینہ رجب ۳۶۵ھ کا تھا‘

رے پہنچ کر مرض میں پھر زیادتی ہوئی۔ ستر مرحلے عمر کے طے کر کے ماہِ محرم ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ چوالیس سال حکومت کی۔

رکن الدولہ کی سیرت و کردار: رکن الدولہ نہایت حلیم سخی اور امورِ سیاست کا ماہر لشکریوں اور رعایا کے ساتھ عدل وانصاف کرنے والا۔ ظلم اور سختی سے متنفر، قتل وخونریزی سے بچنے والا، عالی ہمت، بلند حوصلہ شخص تھا اہل علم کے ساتھ بہ احسان پیش آتا تھا اور ان کی عزت کرتا تھا احسان کرنے کو بہت زیادہ پسند کرتا تھا مساجد کی آبادی کا بہت زیادہ خیال رکھتا تھا۔ ماہِ رمضان میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لئے مسجد میں جاتا تھا۔ غریبوں کو اپنی جیب خاص سے دیتا تھا۔ علماء اور صلحاء سے اس کی مجلس آراستہ کی جاتی تھی۔ نرم دل ہونے کے باوجود رعب وداب میں بھی یکتا تھا۔ عہد واقرار کا پکا جو بات اس کے منہ سے نکلتی تھی پتھر کی لکیر ہوتی تھی۔ صلہ رحمی کا اسے بہت خیال تھا کسی سے ٹوٹ کر نہیں ملتا تھا اللہ تعالیٰ رحم کرے اس میں بہت خوبیاں تھیں۔

باب: ۱۸

عضد الدولہ بن رکن الدولہ

عضد الدولہ اور عز الدولہ کی جنگ: رکن الدولہ کے وفات کر جانے پر عضد الدولہ قبائے حکمرانی زیب تن کر کے تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ عز الدولہ اور اس کے وزیر ابن بقیہ نے قرب و جوار اور سرحدی بلاد کے حکمرانوں اور معتز الدولہ بن رکن الدولہ اور حسنویہ کردی وغیرہما کو عضد الدولہ کی مخالفت پر ابھارنا شروع کیا شدہ شدہ اس کی خبر عضد الدولہ تک پہنچ گئی فوجیں مرتب کر کے عراق کے ارادہ سے اٹھ کھڑا ہوا عز الدولہ بھی لشکر آراستہ کر کے مقابلہ کی غرض سے واسط چلا آیا۔ ابن بقیہ کی رائے سے اہواز کی طرف بڑھا۔ ماہ ذیقعدہ ۳۶۶ھ میں لڑائی چھڑ گئی۔ عز الدولہ کے بعض سرداران لشکر عضد الدولہ سے مل گئے اس سے عز الدولہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ میدان جنگ سے واسط کی طرف چلا اور عضد الدولہ نے اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لیا اور فتح مند لشکر نے شہر کو لوٹ لیا۔

ابن شاہین کی اطاعت: عز الدولہ کی شکست کے بعد عمران بن شاہین نے بہت سا مال اور روپیہ اور سامانِ جنگ بطورِ ہدیہ عز الدولہ کے پاس بھیجے اور اپنے پاس بطیحہ بلا بھیجا۔ چنانچہ عز الدولہ بطیحہ چلا گیا اور وہاں سے واسط کی طرف روانہ ہوا۔

عضد الدولہ کی بصرہ پر فوج کشی: عضد الدولہ نے فتحیابی کے بعد ایک فوج بصرہ پر قبضہ کرنے کے بعد لئے روانہ کی وجہ یہ تھی کہ اہل بصرہ میں اختلاف پیدا ہو گیا تھا بصرہ والے تو عضد الدولہ کی طرف مائل ہو گئے اور قبیلہ ربیعہ نے عز الدولہ کا دم بھرنا شروع کیا تھا۔ عز الدولہ کے شکست کھانے کے بعد مضر نے عضد الدولہ کو بصرہ کے حالات لکھ بھیجے اور بصرہ پر قبضہ کرنے کی خواہش کی اس بناء پر عضد الدولہ نے اپنی فوجیں بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیں عضد الدولہ کی فوج نے بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا۔

قبائل مضر و ربیعہ میں مصالحت: عز الدولہ نے واسط پہنچ کر قیام اختیار کیا اور وزیر السلطنت ابن بقیہ کو عضد الدولہ کو روا ضی کرنے کی وجہ سے اور اس وجہ سے کہ حکومت و دولت پر اسے غلبہ حاصل ہو گیا تھا اور جو کچھ خراج آتا تھا اسے یہ خود دبا بیٹھتا تھا گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا عضد الدولہ سے صلح کا نامہ و پیام شروع ہوا۔ ابھی عز الدولہ نے کوئی فیصلہ نہیں کیا تھا کہ حسنویہ کردی کے دونوں لڑکے (عبدالرزاق اور بدر[1]) ایک ہزار سواروں کی جمعیت سے امداد کو آ پہنچے۔ عز الدولہ نے

[1] یہ دونوں نام تاریخ کامل ابن اثیر سے لکھے گئے۔ دیکھئے تاریخ ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۶۷ مطبوعہ مصر۔

عضدالدولہ سے جنگ کرنے کا پختہ ارادہ کرلیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر بغداد کی جانب روانہ ہوا اور بغداد پہنچ کر قیام کیا۔ حسنو یہ کردی کے لڑکے اپنے باپ کے پاس واپس ہوئے عضدالدولہ نے بصرہ کی طرف کوچ کیا۔ مضر اور ربیعہ کے اختلافات اور جھگڑوں کو جو ایک سو بیس برس سے چلے آ رہے تھے رفع دفع کر کے باہم مصالحت کرادی۔

وزیر السلطنت ابن عمید کا ادبار: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ عضدالدولہ کی روانگی کے وقت وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید کسی ضرورت سے بغداد ہی میں رہ گیا تھا۔ عضدالدولہ کے چلے جانے کے بعد ابن عمید نے عزالدولہ سے میل جول پیدا کیا۔ عزالدولہ اور ابن عمید میں باہم یہ عہد و پیمان ہوگیا تھا کہ رکن الدولہ کے مرنے کے بعد قلمدانِ وزارت کا مالک ابن عمید ہو گا۔ اس کے علاوہ ابن عمید عضدالدولہ اور اس کے باپ رکن الدولہ کے حالات سے عزالدولہ کو برابر مطلع کرتا جاتا تھا اور عضدالدولہ کا پرچہ نویس ان سب واقعات سے عضدالدولہ کو خبردار کر رہا تھا۔ عضدالدولہ پیچ و تاب کھا کر رہ جاتا تھا۔ جب اپنے باپ رکن الدولہ کے بعد تخت آرائے حکومت ہوا تو اپنے بھائی فخر الدولہ کو رے میں لکھ بھیجا کہ ابن عمید نمک حرام وزیر کو اس کے اہل و عیال سمیت گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا جائے مال و اسباب جو کچھ ہاتھ لگے اس پر قبضہ کرلو مکانات کو گرادو منہدم کردو۔ ابوالفضل بن عمید کو ابوالفتح کی حرکات اور عضدالدولہ سے مخالفت کی وجہ سے اس خطرہ کا احساس ہوگیا جو پیش آیا۔

وزیر ابن بقیہ کا انجام: ۳۶۷ھ میں عضدالدولہ نے عزالدولہ کے پاس بغداد میں ایک مراسلہ روانہ کیا مضمون یہ تھا کہ میرے حکم کے مطابق عراق چھوڑ کر جہاں جا ہو چلے جاؤ۔ میں تمہیں مال و اسباب اور سامانِ جنگ غرض تمام ضروریات کی چیزیں دوں گا۔ چونکہ عزالدولہ عیش و نشاط میں مصروف ہو کر اپنی قوت فنا کر چکا تھا چار و ناچار اطاعت قبول کی[1]۔ محمد بن بقیہ (وزیر السلطنت) کی آنکھیں نکلوا کر عضدالدولہ کی خدمت میں بھیج دیں اور دارالخلافت کو خیرباد کہہ کر شام کی جانب روانہ ہوگیا۔

عضدالدولہ کا عراق پر قبضہ: عضدالدولہ شادمانی کا ڈنکا بجاتا ہوا دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ جامع مسجد میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ یہ پہلا شخص تھا جس کے نام کا خطبہ دارالخلافت میں پڑھا گیا ورنہ اس سے پہلے خلافت مآب کے علاوہ اور کسی کے نام کا خطبہ نہیں پڑھا گیا۔ دروازہ پر تین بار نوبت بجنے کا حکم دیا یہ بھی اسی کی ایک ایجاد تھی ورنہ اس سے پیشتر جو بادشاہ گزر چکے ہیں انہوں نے یہ حرکت نہیں کی تھی۔ محمد ابن بقیہ کو ہاتھی کے نیچے ڈلوادیا۔ مر گیا۔ سر کاٹ کر دجلہ کے پل پر صلیب پر چڑھادیا۔ یہ واقعہ ماہِ شوال ۳۶۷ھ کا ہے۔

عزالدولہ کی عہد شکنی: عزالدولہ دارالخلافت بغداد سے نکل کر رفتہ رفتہ عکبرا پہنچا۔ حمدان بن ناصر الدولہ بن حمد عزالدولہ کے ساتھ تھا حمدان نے رائے دی کہ شام کے بجائے موصل چلئے کیونکہ شام کی بہ نسبت موصل زیادہ زرخیز اور اچھا ہے۔ چنانچہ عزالدولہ نے حمدان کے مشورہ کے مطابق موصل کی جانب قدم بڑھائے حالانکہ عضدالدولہ نے موصل نہ جانے کا عہد لے لیا تھا۔ وجہ یہ تھی کہ ابوتغلب اور عزالدولہ سے اتحاد تھا لیکن جب عزالدولہ نے بدعہدی کر کے موصل کی جانب قدم بڑھائے اور

---

[1] جب عزالدولہ نے حکم پر اطاعت قبول کرلی تو عضدالدولہ نے خلعت فاخرہ سے عزالدولہ کو سرفراز کیا اور لکھ بھیجا کہ محمد بن بقیہ کو میرے پاس بھیج دو۔ عزالدولہ نے محمد بن بقیہ کی آنکھیں نکال کر بھیج دیں۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۷۴ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

سفر و قیام کرتا ہوا تکریت پہنچا۔ ابوتغلب نے عزالدولہ کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ اگر تم میرے بھائی حمدان کو گرفتار کر کے میرے پاس بھیج دو تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ تمہارے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے معرکہ آرائی کروں گا اور بزورِ تیغ تمہیں تمہارے مقبوضات دلوا دوں گا۔ عزالدولہ اس پیام کو سن کر جامہ سے باہر ہو گیا حمدان کو اُسی وقت گرفتار کرا کے ابوتغلب کے سفیر کے حوالے کر دیا اور حدیثہ کی جانب روانہ ہوا۔ حمدان پابہ زنجیر ابوتغلب کے پاس پہنچا ابوتغلب نے جیل میں ڈال دیا اور بیس ہزار سواروں کی جمعیت سے عزالدولہ سے آ ملا اور اس کے ساتھ ہو کر عضدالدولہ سے جنگ کے لئے بغداد کی جانب کوچ کیا۔

عزالدولہ کا قتل: عضدالدولہ کو اس کی خبر لگی لشکر آراستہ کر کے بغداد سے نکل پڑا اطراف میں معرکہ آرائی ہوئی۔ عضدالدولہ نے دونوں حریفوں کو شکست دی' ابوتغلب بن حمدان موصل کی جانب بھاگ گیا اور عزالدولہ گرفتار ہو کر عضدالدولہ کے روبرو پیش کیا گیا۔ ابوالوفا طاہر بن اسماعیل نے جو کہ عضدالدولہ کے نامی اور بااثر سرداروں سے تھا۔ عزالدولہ کے قتل کی رائے دی۔ عضدالدولہ نے طاہر کی رائے کے مطابق عزالدولہ کو اس کی حکومت کے بارہ برس کے بعد قتل کر ڈالا اور اس کے اکثر ہمراہیوں اور سرداروں کو بھی مار ڈالا۔

عضدالدولہ اور تغلب: ابوتغلب اور عزالدولہ کی شکست کے بعد عضدالدولہ نے ابوتغلب کا تعاقب کیا پندرہویں ذی قعدہ ۳۶۷ھ میں موصل پہنچ کر قبضہ کر لیا اور اس خیال سے جیسا کہ اس کے پہلے میرے بزرگوں کے ساتھ جو واقعات رونما ہوئے تھے رسد و غلہ اور کثیر چارہ اپنے ہمراہ لیتا گیا تھا چنانچہ اطمینان کے ساتھ موصل میں قیام کیا اور ابوتغلب پر فوجیں روانہ کیں۔ ابوتغلب موصل سے بھاگ کر نصیبین پہنچا اور جب اسے وہاں بھی پناہ کی صورت نظر نہ آئی تو میافارقین چلا گیا۔ عضدالدولہ نے ایک لشکر ابوطاہر بن محمد کی ماتحتی میں بخارا کی جانب اور دوسری فوج ابوحرب تغان کی ماتحتی میں جزیرہ ابن عمر کی طرف' تیسری فوج کا ابوالوفا کو سردار بنا کر میافارقین روانہ کی۔ ابوتغلب نے اس خبر کو سن کر اپنے اہل و عیال کو میافارقین میں چھوڑ دیا۔ تدلیس (یا بدلیس) چلا گیا۔ ابوالوفاء نے میافارقین پہنچ کر قبضہ کرنا چاہا۔ اہل میافارقین[1] نے دروازے بند کر لئے اور آمادہ بجنگ ہوئے۔ ابوالوفاء نے میافارقین کو چھوڑ کر ابوتغلب کا تعاقب کیا' کوچ و قیام کرتا ہوا اردن روم پہنچا۔

اور اردن روم سے حسینہ (صوبہ جزیرہ) کی خاک چھانی لیکن ابوتغلب ہاتھ نہ آیا۔ بہ مجبور میافارقین واپس آیا اور محاصرہ کر لیا۔ ابوتغلب میافارقین سے نکل کر تدلیس ہوتا ہوا اردن روم میں داخل ہوا اور اردن روم سے روانہ ہو کر حسینہ پہنچا پھر حسینہ سے قلعہ کواشی چلا گیا اور وہاں کے مال و خزانہ کو لے لیا۔ اسی زمانہ میں عضدالدولہ نے دیار بکر کے تمام قلعوں کو مفتوح کر لیا۔ ابوتغلب کواشی سے رحبہ پر چلا آیا باقی رہے اس کے ہمراہی وہ ابوالوفاء کے پاس آئے ابوالوفاء نے انہیں امن دیا اور خود موصل واپس ہوا۔

---

[1] میافارقین کا حاکم ہزار مرد تھا' کمال مردانگی سے تین مہینے تک ابوالوفاء کا مقابلہ کرتا رہا جب یہ مر گیا تو ابوتغلب نے بنی حمدان کے غلاموں میں سے مونس نامی ایک شخص کو مقرر کیا۔ مونس نے لڑائی بدستور جاری رکھی۔ ابوالوفاء نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر اراکین شہر اور تمام رعایا کو ڈرانا شروع کیا اور مونس سے خط و کتابت کی بنیاد ڈالی کچھ دن جب اہل میافارقین ابوالوفاء کی طرف مائل ہو گئے تو مونس سے شہر حوالے کرنے کا مطالبہ کیا۔ مونس سے سوائے شہر سپرد کر دینے کے کچھ بن نہ پڑا۔ دیکھو تاریخ کامل صفحہ ۲۷۶ جلد ۸ مطبوعہ مصر۔

بلادِ موصل پر عضد الدولہ کا قبضہ: اس کامیابی کے بعد دیار مضر بھی عضد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے' سلامہ برقعیدی ابو تغلب کی طرف سے رحبہ پر حکومت کر رہا تھا۔ سعد الدولہ نے ایک فوج حلب سے رحبہ سر کرنے کے لئے روانہ کی' دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر سلامہ کو نیچا دیکھنا پڑا۔ ابو تغلب کے تمام مفتوحہ قطعات بروز' ملاسی' برتی' سفیانی اور کواشی وغیرہ معہ مال وخزانہ سعد الدولہ کے قبضہ میں آ گئے۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے بلادِ موصل اور ابو تغلب کے تمام مقبوضات کی حکومت پر ابوالوفاء کو مامور کیا اور بغداد کی جانب واپسی کی۔ ابو تغلب پریشان حال شام چلا گیا اور وہاں جا کر مر گیا۔ جیسا کہ اس کے حالات کے ضمن میں بیان کیا گیا۔

عضد الدولہ اور بنی شیبان: بنی شیبان کا فتنہ وفساد حد سے بڑھ گیا تھا۔ دن دہاڑ قافلے لوٹ لیتے تھے۔ صوبوں کے گورنر اور بادشاہ تنگ آ گئے تھے کیونکہ بنی شیبان نے شہر روز کے پہاڑی کردوں سے رشتۂ قرابت اور اتحاد پیدا کر لیا تھا۔ جب ان پر حملہ ہوتا تو شہر روز کے پہاڑوں میں پناہ گزین ہو جاتے تھے۔ عضد الدولہ نے (ماہ رجب) ۳۶۹ھ میں ایک جرار لشکر بنی شیبان کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا' اس لشکر نے پہنچتے ہی شہر روز کے پہاڑوں پر قبضہ کر لیا۔ بنی شیبان بسیط نامی دریا کی طرف بھاگے' عضد الدولہ کے لشکر نے تعاقب کیا باہم جنگ ہوئی نہایت سختی اور بے رحمی سے بنی شیبان پامال کئے گئے' مال واسباب لوٹ لیا گیا عورتیں لڑکے گرفتار کر لئے گئے جن میں سے تین سو بنی شیبان قیدیوں کی صورت میں دار الخلافت بغداد لائے گئے۔ بنی شیبان نے اطاعت قبول کی اور حکومت کے تابعدار ہو گئے۔ فتنہ وفساد ختم ہو گیا۔

تقفور کا قتل: ارمانوس والیٔ روم کے مرنے پر اس کے دو چھوٹے چھوٹے لڑکے تخت وتاج کے مالک ہوئے تقفور دمستق' ان دنوں بلادِ اسلامیہ شام کو تاخت وتاراج کر رہا تھا۔ جب وہاں سے واپس ہوا تو اراکین دولت اور سرداران فوج نے اسے ارمانوس کے لڑکوں کی نیابت اور وزارت پر مجبور کیا پہلے تو تقفور نے انکاری جواب دیا لیکن پھر راضی ہو گیا اور دونوں لڑکوں کی طرف سے امور سلطنت انجام دینے لگا۔ چند دن بعد ان دونوں لڑکوں کی ماں سے شادی کر لی تاج شاہی سر پر رکھا تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ اس سے ملکۂ روم (لڑکوں کی ماں کو) کو تقفور سے نفرت پیدا ہوئی۔ ابن شمسیق کو اس کے قتل پر متعین کیا۔ چنانچہ ابن شمسیق نے دس آدمیوں سے رات کے وقت تقفور پر حملہ کیا اور مار ڈالا تقفور کے قتل کے بعد عنان حکومت ابن شمسیق کے ہاتھ میں آ گئی لادن اور برادر تقفور اور درود بن لاؤن کو گرفتار کر کے کسی قلعہ میں قید کر دیا۔ اس کے بعد ملکِ شام پر چڑھائی کی قتل وغارت کرتا ہوا طرابلس پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ اہل طرابلس نے قلعہ بندی کر لی۔

ابن شمسیق کا خاتمہ: بادشاہ قسطنطنیہ کا ایک بھائی خصی تھا جو وزارت کا کام انجام دے رہا تھا ایک شخص نے اس کے کہنے سے ابن شمسیق کو زہر دے دیا۔ ابن شمسیق کو اس کا احساس ہو گیا نہایت تیزی سے قسطنطنیہ کی جانب لوٹا اور اثناء راہ میں مر گیا۔ درد بن نیر بطریق' رومیوں کے نامی سرداروں اور معزز بطریقوں میں سے تھا اسے ان تبدیلیوں سے ملک گیری کی ہوس پیدا ہوئی۔ ابو تغلب بن حمدان سے خط وکتابت شروع کی۔ ابو تغلب نے سرحدی مسلمانوں کو جمع کر کے لشکر مرتب کیا اور درد بن نیر کے ساتھ قسطنطنیہ کی طرف بڑھا۔ قیصر روم کے دونوں لڑکوں کی فوجیں مقابلہ پر آئیں' لڑیں لیکن پے در پے ان کو شکست ہوتی گئی۔ قیصر روم کے لڑکوں نے دروس بن لادن کو قید سے رہا کر کے سردار فوج بنایا اور درد بن نیر سے جنگ کرنے کے لئے بھیجا۔

چنانچہ متعدد خونریز لڑائیوں کے بعد دروس نے درد کو شکست دی، درد نے بھاگ کر بلاد اسلام میں پناہ لی۔ میافارقین میں قیام کیا اپنے بھائی کو عز الدولہ کی خدمت میں سفیر بنا کر بھیجا۔ اطاعت و فرمانبرداری کا اقرار کیا۔ امداد کی درخواست کی۔

درد بن نیر کی گرفتاری: انہیں دنوں قیصر روم نے بھی عضد الدولہ سے خط و کتابت کی اور تعلقات بڑھائے عضد الدولہ نے قیصر روم کی رسم دوستی کو ترجیح دی، اپنے گورنر میافارقین کو درد اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے لکھ بھیجا۔ درد اور اس کے ہمراہی عضد الدولہ اس کی امداد اور دوستی سے ناامید ہو کر واپسی پر آمادہ ہوئے۔ ابو علی غنمی گورنر میافارقین نے درد کو گفتگو کرنے کے بہانے سے اپنے مکان پر بلایا۔ درد اپنے لڑکے، بھائی اور چند معزز ہمراہیوں کے ساتھ آیا ابو علی نے سب کو گرفتار کر لیا اور میافارقین میں قید کر دیا کچھ عرصہ بعد پابہ زنجیر دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا جہاں پر سب قید کر دیئے گئے۔

حسنویہ بن حسین کردی: حسنویہ بن حسین کردی برزیکانی اکراد میں سے تھا ان میں سے ایک گروہ برزینہ پر امارت کرتا تھا اس کے دو ماموں زاد اور غانم پسران احمد برزیکان کے دوسرے گروہ کے سردار تھے، جو عشانیہ کے نام سے موسوم کئے جاتے تھے، ان دونوں نے دینور، ہمدان، نہاوند، دامغان اور کچھ اطراف آذربائیجان پر شہر روز کے حدود تک قبضہ کر لیا تھا پچاس برس تک ان بلاد پر ان کا قبضہ رہا۔ کردوں کا ایک بڑا گروہ ان کے پاس جمع ہو گیا جس سے ان کی قوت بڑھ گئی۔ ۳۵۶ھ[1] میں غانم انتقال کر گیا۔ اس کا لڑکا ابو سالم اس کی بجائے قلعہ بستان میں حاکم ہو کر غانم آباد وغیرہ قلعوں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہاں تک کہ وزیر السلطنت ابو الفتح ابن عمید نے اسے مغلوب کر کے ان قلعوں پر قبضہ کر لیا اور ۳۵۹ھ میں دنداد نے وفات پائی۔ ابو الغنائم عبد الوہاب (دنداد کا بیٹا) جانشین ہوا۔ شاذنجان نے اسے گرفتار کر کے حسنویہ کے حوالے کر دیا۔ حسنویہ ابو الغنائم کے تمام مقبوضات اور قلعوں پر قابض ہو گیا۔ حسنویہ کا امور سیاسی میں بہت بڑا دخل تھا۔ نیک سیرت خلیق تھا۔ اپنے ہمراہیوں اور قوم کو لوٹ مار اور قتل و غارت سے منع کرتا تھا۔ سرماج کا قلعہ بنوایا دینور میں جامع مسجد تعمیر کرائی۔ حرمین میں خرچ کرنے کے لئے بہت مال بھیجتا تھا۔ ۳۶۹ھ میں وفات پائی۔

عضد الدولہ اور پسران حسنویہ: حسنویہ کے مرنے پر اس کی اولاد میں پھوٹ پڑ گئی کچھ تو فخر الدولہ والئ ہمدان و صوبجات جبل کے تابعدار ہو گئے اور بعض عضد الدولہ کے پاس چلے گئے اور اس کی اطاعت قبول کر لی۔ بختیار بن حسنویہ قلعہ سرماج میں تھا، اس کے قبضہ میں بہت سامان اور ذخیرہ تھا۔ اس نے پہلے تو عضد الدولہ کی اطاعت قبول کی لیکن پھر باغی ہو گیا۔ عضد الدولہ نے ایک فوج بھیج دی جس نے اس قلعہ کو بختیار کے قبضہ سے نکال لیا اور پھر دوسرے قلعوں کو اس کے بھائیوں سے چھین لیا۔ عضد الدولہ کا تمام مقبوضات حسنویہ پر قبضہ ہو گیا۔ عضد الدولہ نے اپنی طرف سے ابو النجم بن حسنویہ کو ان قلعوں پر مامور کیا۔ فوجیں دیں، قتل و غارت کا بازار بند ہو گیا۔ کردوں کی غارت گری موقوف ہو گئی۔ نظام حکومت درست ہو گیا۔

عضد الدولہ اور معز الدولہ: رکن الدولہ کے مرنے کے بعد عز الدولہ اپنے برادر عم زاد معز الدولہ سے عضد الدولہ کی مخالفت اور موافقت کی بابت خط و کتابت کرنے لگا (چنانچہ معز الدولہ اس پر راضی ہو گیا) اس کی اطلاع عضد الدولہ کو ہو گئی

[1] چھاپہ کی غلطی ہے بجائے ۳۵۶ھ کے ۳۵۰ھ پڑھو دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸۔

غصہ سے کانپ اٹھا لیکن معزالدولہ سے اس وقت بھڑ نا مصلحتِ وقت کے خلاف تھا جب اسے عزالدولہ بن حمدان اور حسنویہ وغیرہم دشمنوں کے زیر اثر کرنے سے فراغت حاصل ہوگئی اور اس کا دائرہ حکومت وسیع ہوگیا تو اس نے اپنے بھائیوں اور قابوس بن دشمگیر سے صلح کا نامہ و پیام شروع کیا۔ چونکہ موید الدولہ پہلے ہی سے عضدالدولہ کا مطیع تھا اس وجہ سے تو موافق اور مطیع ہونے کی وجہ سے شکریہ کا خط لکھا۔ معزالدولہ کو دھمکی دی۔ اطاعت اور میل جول کرنے پر خوشنودی کا اظہار کیا اور قابوس بن دشمگیر کو عہد و اقرار کی پابندی کرنے کی بابت لکھا۔ پیام رسائی اور سفارت کی خدمت خواشادہ کو سپرد ہوئی جو عضدالدولہ کے معزز مصاحبوں میں سے تھا اس نے معزالدولہ کے ارا کین دولت کو ملا لیا' جاگیریں اور انعامات دینے کا وعدہ کیا۔ ان لوگوں سے عضدالدولہ کی موافقت کا عہد و اقرار لے لیا۔

عضدالدولہ کا رے اور ہمدان پر قبضہ: چونکہ معزالدولہ نے عضدالدولہ کے خط کا جواب ترکی بہ ترکی لکھا تھا اس وجہ سے عضدالدولہ نے رے اور ہمدان پر فوج کشی کی۔ دارالخلافت سے نکل کر پڑاؤ کیا۔ جوق در جوق فوجیں روانہ ہونے لگیں۔ ایک بڑی فوج ابوالوفاء طاہر کی ماتحتی میں روانہ ہوئی۔ دوسری فوج نے خوشادہ کی ماتحتی میں کوچ کیا۔ تیسرے لشکر کی سرداری ابوالفتح مظفر بن احمد کے ہاتھ میں تھی' ان فوجوں کی روانگی کے بعد عضدالدولہ بھی بڑی شان و شوکت سے ایک بڑا لشکر لئے ہوئے روانہ ہوا۔ جونہی عضدالدولہ کے لشکر نے معزالدولہ کے مقبوضات میں قدم رکھا معزالدولہ کے نامی نامی سپہ سالاروں نے ہتھیار رکھ دیئے۔ وزیر السلطنت ابوالحسن عبیداللہ بن محمد بن حمدویہ نے امن کی درخواست کی۔ بنو حسنویہ نے اطاعت قبول کی۔ معزالدولہ نے پریشان حال بلادِ دیلم میں جا کر دم لیا۔ پھر وہاں سے نکل کر جرجان پہنچا۔ شمس المعالی قابوس بن دشمگیر کے پاس پناہ گزین ہوا۔ شمس المعالی قابوس نے اسے امن دیا اور توقع سے زیادہ خاطر اور مدارات سے پیش آیا اور جو ممالک اس کے قبضہ میں تھے اس میں معزالدولہ کو شریکِ حکومت کر لیا۔

بدر بن حسنویہ: معزالدولہ کے بھاگ جانے کے بعد عضدالدولہ نے ہمدان' رے اور جو شہران کے درمیان اور اطراف میں تھے سب پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی موید الدولہ بن بویہ والیٔ اصفہان کے دائرہ حکومت میں شامل اور ملحق کر دیا' اس کے بعد حسنویہ کردی کے مقبوضات کی جانب قدم بڑھایا۔ نہاوند' دینور' سرماج اور ان مقامات میں بنو حسنویہ کے جو خزانے اور اموال موجود تھے سب پر قابض ہوگیا' ان کے علاوہ اور متعدد قلعوں کو فتح کر لیا۔ بدر بن حسنویہ کو خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا۔ کردوں کی رعایت کی وجہ سے ان مفتوحہ قلعوں کی حکومت عنایت کی اور اس کے بھائیوں عبدالرزاق ابوالعلاء اور ابوعدنان وغیرہم کو گرفتار کر کے قید کر دیا۔

معرکہ استرآباد: عضدالدولہ نے اس مہم سے فراغت حاصل کر کے قابوس کے پاس پیام بھیجا کہ میرے بھائی معزالدولہ کو میرے پاس بھیج دو۔ قابوس نے اخوتِ اسلامی کی وجہ سے انکار کیا۔ اس بنا پر عضدالدولہ نے قابوس پر فوج کشی کی' بڑے لشکر اور سامانِ جنگ کے ساتھ اپنے بھائی موید الدولہ والیٔ اصفہان کو جرجان کی طرف روانہ کیا۔ قابوس نے بھی اس کی خبر سن کر مقابلہ کی غرض سے جرجان سے حرکت کی مقام استرآباد میں ۳۷۱ھ کے نصف میں دونوں حریفوں نے صف آرائی کی۔ قابوس شکست کھا کر اپنے کسی قلعہ میں پناہ گزین ہوا پھر وہاں سے جو کچھ مال و خزانہ تھا سب کا سب لے کر نیشاپور چلا گیا۔ معزالدولہ بھی اس کے

بعد ہی شکست کھا کر پہنچ گیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ ملوکِ سامانیہ میں سے ابوالقاسم نوح بن منصور کی طرف سے حسام الدولہ تاش خراسان کا گورنر ہوکر آیا تھا۔ اس نے امیر نوح اور وزیر السلطنت عتبی کو قابوس اور معزالدولہ کی شکست کھا کر بھاگ جانے کی اطلاع دی۔ جواب آیا کہ تم ان دونوں کی جنگ پر کمر بستہ ہو جاؤ اور فوجیں مرتب کر کے جرجان پر جا اترو۔

جرجان کا محاصرہ: چنانچہ حسام الدولہ تاش نے خراسانی فوجیں مرتب اور جمع کر کے قابوس اور معزالدولہ کے ساتھ جرجان پر چڑھائی کر دی، دو مہینہ تک موید الدولہ کا جرجان میں محاصرہ کئے رہا اور اس سے موید الدولہ کا حال تنگ ہو گیا۔ اس نے اور اس کے ہمراہیوں نے نکل جانے اور مر جانے کا ارادہ کر لیا لیکن اس سے پیشتر فائق خاصہ سامانی کو موید الدولہ نے ملا لیا تھا اور اس نے جنگ کے وقت معرکہ کارزار سے بھاگ جانے کا اقرار کیا تھا اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے محاصرہ توڑ کر حملہ کیا فائق حسب وعدہ شکست کھا کر بھاگا۔ حسام الدولہ تاش، معزالدولہ اور قابوس دن ڈھلے تک نہایت ثابت قدمی سے لڑتے رہے۔ بالآخر یہ بھی شکست کھا کر بھاگے نیشاپور جا کر دم لیا۔ امیر نوح کو ان واقعات سے مطلع کیا۔ امیر نوح ان کی امداد پر فوجی مامور کیں اور دوبارہ جرجان پر چڑھائی کرنے کا حکم دیا، اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو جیسا کہ ملوک سامان کے حالات میں بیان کیا گیا قتل کر ڈالا اور اس حکم پر عمل نہ ہو سکا۔

عضدالدولہ اور بلاد ہکاریہ پر قبضہ: ان واقعات کے اثناء میں عضدالدولہ نے اپنی فوجیں بلاد ہکاریہ پر (صوبجات موصل) کے سر کرنے کے لئے روانہ کی تھیں[1]۔ اس نے ان قلعوں پر محاصرہ ڈال دیا۔ رسد و غلہ کی کمی سے اہل قلعہ پریشان ہو رہے تھے چونکہ سردی کا موسم تھا برف پڑنے کا انتظار کر رہے تھے۔ خواہ مخواہ برفباری کی وجہ سے مخالف فوج محاصرہ اٹھا کر چلی جائے گی۔ اتفاق یہ کہ برف باری میں تاخیر ہوئی مجبور ہو کر اہل قلعہ نے امن کا جھنڈا بلند کیا اور قلعہ سے موصل کی طرف اتر آئے۔ عضدالدولہ کے لشکر نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور سالار لشکر نے اہل قلعہ کے ساتھ بدعہدی کی اور سب کو قتل کر ڈالا۔

اسی اطراف میں ابوعبداللہ مری کے قبضہ میں چند قلعے تھے ان میں سے ایک قلعہ میں یہ خود رہتا تھا۔ یہ قلعہ نہایت مستحکم بنا ہوا تھا۔ اس میں عمدہ عمدہ مکانات تھے۔ عضدالدولہ نے ابوعبداللہ مری کو مع اس کی اولاد کے گرفتار کر کے قید کر دیا اور تمام قلعوں کا مالک بن بیٹھا۔ پھر انہیں صاحب بن عباد نے بعد میں قید سے رہا کیا۔ ابوعبداللہ کے لڑکوں میں سے ابوطاہر کو اپنی کتابت (سیکرٹری شپ) کی خدمت عطا کی۔ یہ نہایت خوش خط اور اعلیٰ درجہ کا منشی تھا۔

عضدالدولہ کی وفات: آٹھویں شوال ۳۷۲ھ کو عضدالدولہ نے حکومت عراق کے پانچ برس چھ ماہ بعد وفات پائی۔ اس کا بیٹا صمصام الدولہ ابوکالیجار مرزبان عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کرنے کے لئے آیا۔

عضدالدولہ کی سیرت و کردار: عضدالدولہ نہایت عالی ہمت، بلند خیال، ذی حوصلہ، رعب داب والا، سیاست کا پتلا، صائب الرائے، اہل علم و فضل کا دوست، بے حد خیر و خیرات کرنے والا اور صدقات دینے والا تھا۔ قاضیوں کو مصارفِ خیر میں صرف کرنے کی غرض سے ہمیشہ کثیر تعداد میں روپیہ دیا کرتا تھا۔ اس کی مجلس اس کاروبار اہل علم، اہل فن سے بھرا رہتا تھا۔ علماء

[1] یہ واقعہ ۳۶۹ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۸ صفحہ ۲۸۲ مطبوعہ مصر۔

فضلاء کے ساتھ کمال خوش اخلاقی سے پیش آتا تھا' ان کے ساتھ بیٹھتا اور بڑے بڑے مسائل میں ان سے بحث و مباحثہ کرتا تھا۔ اس کی قدر افزائی کا شہرہ سن سن کر دور دراز ملکوں سے اہل علم فن کے اساتذہ کبار اس کے دربار میں آ گئے تھے۔ عضد الدولہ[1] کے زمانہ میں اس کے نام سے مصنفوں نے بہت سی کتابیں تصنیف کیں۔ ایضاح' علم نحو میں' حجۃ علم قرأت میں' ملکی[2] علم طب میں' تاجی فن تاریخ میں اس کے عہد کی یادگار تصانیف ہیں۔ رفاہِ عام کی غرض سے شفا خانہ' بیمارستان اور پل بنوائے۔ فراہمی زر کا خیال پیدا ہوا تو بازاروں پر ٹیکس لگایا خاص خاص چیزوں کی ممانعت کر دی۔ دولت وحکومت کی طرف سے اس کی تجارت کی جاتی تھی۔

---

[1] عضد الدولہ کا انتقال عارضہ صرع سے ہوا تھا۔ سینتالیس برس کی عمر پائی بغداد میں جان بحق ہوا۔ مشہد امیر المومنین علیؓ میں دفن کیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۸ مطبوعہ مصر۔

[2] ملکی علم طب کی معتبر کتاب ہے جس کو کامل الصناعۃ بھی کہتے ہیں۔ ابو العباس مجوسی کی تصنیف ہے۔

باب: ۱۹

فخر الدولہ بن رکن الدولہ

و

صمصام الدولہ بن عضد الدولہ

و

شرف الدولہ بن عضد الدولہ

عضد الدولہ کے انتقال کرنے کے بعد لشکر کے سپہ سالار اور امراء نے جمع ہو کر اس کے بیٹے ابو کالیجار مرزبان کو عنان حکومت سپرد کی اور اس کے بجائے حکومت کی کرسی پر بٹھایا۔ صمصام الدولہ کے لقب سے ملقب کیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائیوں ابوالحسن احمد ابو طاہر فیروز شاہ کو خلعت دیئے اور ملک فارس بطور جاگیر عنایت کیا اور فارس کی طرف روانہ ہونے کا حکم دیا۔

شرف الدولہ کا فارس پر قبضہ: شرف الدولہ ابوالفوارس شرزیک کو اس کے باپ عضد الدولہ نے اپنی وفات سے پہلے کرمان کی حکومت پر مامور کر کے کرمان کی طرف روانہ کر دیا تھا۔ اسے اپنے باپ کے مرنے کی خبر پہنچی تو اس نے فارس پر چڑھائی کر دی اور قبضہ کر لیا نصر بن ہارونی نصرانی (اپنے باپ کے وزیر) کو چونکہ نہایت خراب طبیعت کا تھا قتل کر ڈالا۔ شریف ابوالحسن محمد بن عمر علوی جسے اس کے باپ نے وزیر السلطنت مظہر بن عبداللہ کے کہنے سے قید کر دیا نقیب ابو احمد (شریف رضی کے والد) قاضی ابو محمد بن معروف اور ابو نصر خواشادہ کو قید سے رہا کر دیا۔ ان سب کو اس کے باپ عضد الدولہ نے قید کیا تھا اور اپنے بھائی صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ موقوف کر کے اپنے نام کا خطبہ پڑھا۔ اس عرصہ میں اس کا بھائی ابوالحسن احمد اور ابو طاہر فیروز شاہ جسے صمصام الدولہ نے شیراز میں جاگیریں دی تھیں شیراز پہنچ گیا۔ یہ سن کر شرف الدوہ نے فارس پر قبضہ کر لیا ہے۔ اہواز کی طرف لوٹا۔

شرف الدولہ کا بصرہ پر حملہ: شرف الدولہ نے قبضۂ فارس کے بعد فوجیں جمع کر کے بصرہ پر دھاوا کر دیا اور اس پر بھی

قبضہ حاصل کر کے اپنے بھائی ابوالحسن کو مامور کیا۔ صمصام الدولہ شرف الدولہ کی زیادتی اور پیش قدمی کو سن کر برافروختہ ہو گیا بہت بڑی فوج ابن تتش کی ماتحتی میں (عضد الدولہ کا حاجب تھا) روانہ کی۔ شرف الدولہ نے بھی اپنا لشکر ابوالاغر دبیس بن عفیف آمدی کی ماتحتی میں مقابلہ پر بھیجا۔ قرقوب کے باہر دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا' اتفاق یہ کہ صمصام الدولہ کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' ابن تتش حاجب گرفتار ہو گیا۔ شرف الدولہ نے اہواز اور رامہرمز پر قبضہ کر لیا اور ملک گیری کی ہوا دماغ میں سما گئی۔

موید الدولہ کی وفات: ۳۷۳ھ میں موید الدولہ یوسف بن رکن الدولہ بن بویہ والی اصفہان' رے اور جرجان نے وفات پائی' اراکین دولت اور سپہ سالارانِ لشکر جمع ہو کر مشورہ کرنے لگے کہ کس کو تختِ حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ حاجب اسماعیل بن عباد نے رائے دی کہ فخر الدولہ ان شہروں کی حکومت کا حق دار ہے اس وجہ سے کہ وہ بزرگ خاندان ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اس سے پہلے جرجان اور طبرستان پر حکومت کر چکا ہے۔ حاضرین نے اس رائے سے اتفاق کیا۔

فخر الدولہ کی حکومت: چنانچہ فخر الدولہ کو نیشا پور سے بلا بھیجا۔ اسماعیل بن عباد نے لکھ بھیجا کہ اگر کسی وجہ سے بالفعل آپ نہ آ سکتے ہوں تو اپنی طرف سے کسی کو بطور نائب مقرر کر دیجئے۔ فخر الدولہ ان مراسلات کو دیکھ کر پھولے نہ سمایا۔ نیشا پور سے کوچ و قیام کرتا ہوا جرجان پہنچا۔ سردارانِ لشکر نے شاہانہ استقبال کیا فوج نے سلامی دی۔ فخر الدولہ کرسی حکومت پر جلوہ افروز ہوا۔ اسماعیل بن عباد کو قلمدانِ وزارت کا مالک بنانا چاہا' ابن عباد نے جواب دیا مجھے معاف فرمایئے۔ میں بقیہ زندگی یادِ الٰہی میں گزاروں گا لیکن فخر الدولہ نے اسے مجبور ہو کر کے عہدہ وزارت پر مامور کیا اور کوئی کام' چھوٹا یا بڑا اسماعیل کے مشورہ کے بغیر نہیں کرتا تھا' صمصام الدولہ نے یہ رنگ ڈھنگ دیکھ کر باہمی اتحاد اور باہم امداد کا مراسلہ بھیجا۔ باہم عہد اقرار ہو گیا۔

ابو العباس تاش کی بغاوت: اسی زمانہ میں امیر نوح سامانی نے ابوالعباس تاش کو حکومت خراسان سے معزول کر کے ابن سیمجور کو مقرر کیا ابوالعباس تاش نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ ابن سیمجور اس بغاوت ختم کرنے پر آمادہ ہوا۔ لڑائی ہوئی۔ ابوالعباس تاش شکست کھا کر جرجان چلا گیا۔ فخر الدولہ نے اسے تسلی دی جرجان' دہستان اور استر آباد کی حکومت اس کے لئے چھوڑ دی رے سے چلا آیا مال و اسباب اور آلات حرب سے اس کی مدد کی۔ ابوالعباس تاش اس کی پشت پناہی سے خراسان پر قبضہ کرنے کے نکلا لیکن کامیاب نہ ہوا ناکام ہو کر جرجان واپس آیا اور تین برس تک جرجان میں ٹھہرا رہا اور ۳۷۹ھ میں جرجان میں قیام کی حالت میں مر گیا جیسا کہ ہم ملوک سامانی کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

محمد بن غانم کی بغاوت: آپ اوپر برزکانی (حسنویہ کا ماموں) کے حالات پڑھ آئے ہیں کہ یہ کردوں کا سردار تھا اور ۳۵۰ھ میں اس نے وفات پائی اور اس کی جگہ اس کا بیٹا ابو سالم بستان اور غانم آباد کے قلعوں پر قابض ہوا اور وزیر السلطنت ابوالفتح ابن عمید نے ان قلعوں کو ابو سالم سے لڑ کر چھین لیا۔ پس جب ۳۷۳ھ کا دور آیا تو محمد بن غانم نے کردوں کو جمع کر کے اطراف قم میں فخر الدولہ کے خلاف بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ سلطانی علاقہ جات کی مالگزاری وصول کر لی اور قلعہ ہفت خوان میں قلعہ نشین ہو گیا۔ برزیکانیوں کا ایک بڑا گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا۔ ماہ شوال ۳۷۳ھ میں متعدد فوجیں اس کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوئیں' محمد بن غانم شکست پر شکست دیتا چلا گیا۔ فخر الدولہ نے ابوالنجم بدر بن حسنویہ کو محمد بن غانم کی بغاوت کا حال

لکھا اور اس سے اپنی ناراضگی ظاہر کی۔ چنانچہ ابوالنجم بدر نے شروع ۳۷۴ھ میں باہم مصالحت کرا دی۔ ایک برس تک مصالحت رہی اس کے بعد پھر ان بن ہوگئی ۳۷۵ھ میں فخر الدولہ کا لشکر پھر محمد بن غانم سے معرکہ آرا ہوا۔ محمد بن غان کو ایک نیزہ لگا۔ گرفتار کر لیا گیا اور اسی زخم کے صدمہ سے مر گیا۔

باد کردی اور دیلم: ہم اوپر موصل اور صوبہ موصل پر عضد الدولہ کے قبضہ کرنے کا حال تحریر کر آئے ہیں اور باد کردی[1] (بنی مروان کے ماموں) کے حالت بھی لکھ آئے ہیں جبکہ عضد الدولہ نے موصل پر قبضہ کر لیا تھا اور باد کردی کو اس سے دیار بکر کے نکل جانے کا خطرہ پیدا ہوا تھا چنانچہ اسی خیال سے باد کردی ان شہروں میں لوٹ مار کیا کرتا تھا جب اس کی حکومت کو استقلال حاصل ہو گیا تو میا فارقین پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم ان کے واقعات کو تمام و کمال بنی مروان کے حالات میں تحریر کر آئے ہیں۔

باد کردی کی فتوحات: صمصام الدولہ نے باد کردی کے مقابلہ پر ابوسعید[2] بہرام بن اردشیر کو مامور کیا۔ بے شمار فوجیں دیں ضرورت سے زیادہ سامان جنگ دیا۔ باد کردی نے ابوسعید کو شکست دی اور اس کے بعض سپہ سالاروں کو گرفتار کر لیا۔ صمصام الدولہ نے دوسری فوج ابوسعید حاجب[3] کی ماتحتی میں روانہ کی۔ مقام خابور حسینیہ مضافات کواشی میں دونوں فریقوں نے مورچے قائم کیے۔ گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ ابوسعید میدانِ جنگ سے شکست اٹھا کر موصل بھاگ گیا' باد کردی نے ہزاروں دیلمیوں کو قتل کیا اور قید کیا۔ عوام الناس بھی بھگوڑے دیلمیوں پر ٹوٹ پڑے بہت بڑی خونریزی ہوئی۔ اس کے بعد باد کردی نے موصل کا رخ کیا۔ ابوسعید موصل چھوڑ کر بھاگ گیا۔ باد کردی نے اس پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۷۳ھ کا ہے۔

باد کردی اور زیاد بن شہرا کی جنگ: ان کامیابیوں سے باد کردی کے حوصلے بڑھ گئے۔ حکومت بغداد کا شوق چرایا اور وہاں سے دیلم کے نکالنے کا ولولہ پیدا ہوا۔ صمصام الدولہ کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' زیاد بن شہرا کو جو کہ سپہ سالار دیلم میں سے ایک نامی سردار تھا باد کردی سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فوجوں کو مال اور اسباب جنگ ضرورت سے زیادہ دیا ماہ صفر ۳۷۴ھ میں باد کردی سے مڈبھیڑ ہوئی۔ باد کردی شکست اٹھا کر بھاگا۔ اس کے اکثر ہمراہی گرفتار کر لئے گئے۔ زیاد بن شہرا یہ فتحیابی کا جھنڈا لئے ہوئے موصل میں داخل ہوا' باد کردی نے تعاقب پر فوجیں روانہ کیں۔ ایک فوج کے ساتھ سعید حاجب کو جزیرہ ابن عمر کی طرف روانہ کیا۔ دوسری فوج نصیبین کی جانب بھیجی۔ باد کردی نے بھی دیارِ بکر میں پہنچ کر بہت سے آدمیوں کو جمع کر کے فوج کی صورت میں مرتب کر لیا تھا۔ اس وجہ سے کوئی کامیابی نہ ہوئی۔

میا فارقین کا محاصرہ: تب صمصام الدولہ نے سعد الدولہ بن سیف الدولہ کو اس مضمون کا خط لکھا: ''چونکہ باد کردی باغی نے دیارِ بکر میں جا کر پناہ لی ہے تم دیارِ بکر میرے حوالے کر دو' میں اس باغی کی سرکوبی کی غرض سے فوج کشی کروں گا''۔ سعد

---

[1] باد کردی کا نام ابوعبداللہ بن دوستک تھا کرد حمیدیہ کا ایک عظیم الجثہ قوی الخلقت شخص تھا۔ دیکھو تاریخ ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر۔

[2] بہرام بن اردشیر کی کنیت ابوسعد تھی نہ کہ ابوسعید دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر۔

[3] صمصام الدولہ نے دوبارہ فوجیں ابوالقاسم سعید بن بہرام حاجب کی سرکردگی میں روانہ کی تھیں۔ چھاپہ کی غلطی سے بجائے ابوالقاسم کے ابوسعید لکھ دیا گیا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۵ مطبوعہ مصر۔

الدولہ نے فوج کشی کی اجازت دے دی' صمصام الدولہ نے حلب سے فوجیں روانہ کیا۔ میا فارقین کا محاصرہ کر لیا لیکن بادکردی کی بڑھتی ہوئی لوٹ کا مقابلہ نہ کر سکیں' ناکامی کے ساتھ حلب واپس آئیں۔ اس وقت سعید حاجب نے یہ چال اختیار کی کہ ایک شخص کو بہت سا مال دے کر بادکردی کے قتل پر مامور کیا۔ یہ شخص رات کے وقت بادکردی کے خیمہ میں گیا بادکردی سو رہا تھا۔ تلوار چلائی بادکردی ایسا زخمی ہوا کہ قریب ہلاکت پہنچ گیا۔ فریقین میں مصالحت کی گفتگو ہونے لگی۔ بالآخر دیار بکر اور نصف طور پر عبدین بادکردی کو دے کر سعید حاجب نے مصالحت کر لی۔ دیلمی فوجیں بغداد واپس آئیں اور سعید حاجب موصل ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ ۳۷۷ھ شرف الدولہ کے عہد حکومت میں مر گیا۔ شرف الدولہ نے سعید حاجب کی جگہ ابونصر خواشادہ کو حکومت موصل پر مامور کر کے ایک فوج کے ساتھ موصل کی طرف روانہ کیا۔

بادکردی کی موصل پر فوج کشی: بادکردی کو سعید کے مرنے کے بعد موصل پر پھر قبضہ کا لالچ پیدا ہوا فوجیں آراستہ کر کے چڑھائی کر دی۔ ابونصر نے شرف الدولہ کو اس سے مطلع کیا اور مالی اور فوجی امداد کی درخواست کی۔ اتفاق یہ کہ امداد کے آنے میں تاخیر ہوئی۔ ابونصر نے مجبور ہو کر عربوں سے مدد کی درخواست کی۔ بنی عقیل اور بنی نمیر کو پیام دیا کہ جس طرح ممکن ہو بادکردی کو موصل سے دفع کرو۔ میں تم کو حسب خواہش جاگیریں دوں گا۔ بنی عقیل اور بنی نمیر جنگ پر تیار ہو گئے۔ بادکردی موصل کی طرف بڑھ نہ سکا طور عبدین واپس آیا اور اپنے بھائی کو عربوں سے جنگ پر روانہ کیا۔ عربوں نے اسے بری طرح شکست دی اور مار ڈالا۔ اس کے بعد شرف الدولہ کی موت کی خبر آئی۔ ابونصر خواشادہ موصل لوٹ آیا اور عربوں کا گروہ صحرا میں ٹھہرا ہوا بادکردی کو موصل پر اترنے سے اس امید پر روکتا رہا کہ موصل سے ابونصر خواشادہ فوجیں لے کر بادکردی کی مدافعت اور اس سے جنگ کرنے کے لئے آئے۔ اس اثناء میں ابراہیم اور ابوالحسن پسران ناصر الدولہ بن حمدان آ پہنچے اور انہوں نے موصل پر قبضہ کر لیا جیسا کہ ہم بنی حمدان کے حالات میں لکھ آئے ہیں۔

صمصام الدولہ کا عمان پر قبضہ: شرف الدولہ فارس پر قابض تھا عمان میں بھی اسی کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا۔ عمان پر اس کی طرف سے استاد ہرمز حکومت کر رہا تھا۔ صمصام الدولہ نے استاد ہرمز کو ملا کر بغاوت پر اُبھارنا چاہا۔ چنانچہ استاد ہرمز نے بغاوت کا جھنڈا بلند کر دیا۔ صمصام الدولہ کی حکومت کی اطاعت کا اظہار کر کے صمصام الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ شرف الدولہ کو اس کی خبر ہوئی۔ فوجیں آراستہ کر کے استاد ہرمز کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ استاد ہرمز مقابلہ پر آیا۔ لڑائی شروع ہوئی۔ شرف الدولہ کی فوج نے استاد ہرمز کو شکست دے کر گرفتار کر لیا اور کسی قلعہ میں قید کر دیا اور اس سے بے پناہ مال وصول کیا گیا۔ عمان جیسا کہ شرف الدولہ کے قبضہ میں پھر اسی کے قبضہ میں چلا گیا۔[1]

ابونصر بن عضد الدولہ اور صمصام الدولہ: اسفار بن کردویہ دیلم کے سرداروں میں سے تھا۔ اسے کسی وجہ سے صمصام الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پیدا ہو گئی۔ صمصام الدولہ کی اطاعت و فرمانبرداری پر برداری چھوڑ کر شرف الدولہ کی طرف مائل ہو گیا۔ شرف الدولہ اس وقت فارس میں تھا۔ اسفارس کا ساتھ چھوڑ جانے سے لشکر کا بہت بڑا حصہ باغی ہو گیا۔ سب نے متفق ہو کر یہ رائے قائم کی کہ بہاء الدولہ ابونصر بن عضد الدولہ کو اس کے بھائی شرف الدولہ کی طرف سے بطور نائب

---

[1] یہ واقعہ ۳۷۶ھ کا ہے۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۱۶ مطبوعہ مصر۔

عراق کی کرسی حکومت پر متمکن ہونا چاہئے۔ چونکہ صمصام الدولہ ان دنوں بیمار ہو گیا تھا اس لئے اسفار کو اس ارادہ میں کامیابی ہو گئی اور صمصام الدولہ کے پاس آنا جانا بند کر دیا۔ صمصام الدولہ نے اسفار سے خط و کتابت شروع کی (مگر اس[1] سے کوئی فائدہ نہ ہوا (اسفار کی سرکشی اور بغاوت اور زیادہ بڑھ گئی۔ خلیفہ طایع کو لکھا کہ آپ اس فتنہ وفساد کو روکئے۔ خلیفہ طایع میں اس قدر کہاں طاقت تھی معذوری کا عذر کر دیا تب صمصام الدولہ نے فولا دزمان دار کو اسفار کی سرکوبی کے لئے لکھا۔ اگرچہ فولا د اسفار کے دوستوں اور ساتھیوں میں تھا لیکن اس وجہ سے فولا د ایک معمر اور معزز آدمی تھا اسفار کی اطاعت پسند نہ کرتا تھا۔ اسفار نے بسر وچشم اس حکم کی تعمیل پر کمر باندھی اسفار سے معرکہ آرا ہوا اور شکست دی۔ ابونصر بہاء الدولہ کو گرفتار کر کے اس کے بھائی صمصام الدولہ کی خدمت میں پیش کیا۔ صمصام الدولہ کا دل بہاء الدولہ کو اس حالت میں دیکھ کر بھر آیا اور یہ سمجھ کر کہ یہ ابھی لڑکا ہے اس کا کوئی قصور نہیں ہے بزرگانہ عنایت کے باعث اسے رہا کر دیا اور وزیر ابن سعدان کو چونکہ اس کی دلی ہمدردی اور رجحان طبیعت ابونصر کی طرف تھا اور اس کی اطلاع صمصام الدولہ کو ہو گئی تھی اس وجہ سے معزول کر کے مار ڈالا اس شکست کے بعد اسفار امیر ابوالحسن بن عضد الدولہ کے پاس اہواز چلا گیا اور فوجیں شرف الدولہ کی مطیع ہو گئیں۔

قرامطہ کا کوفہ پر قبضہ: قرامطہ کا رعب وداب اس زمانے کے سلاطین اور اہل حکومت پر بیٹھا ہوا تھا اور اکثر اوقات ان کو مال و زر دے کر ان کے شر سے اپنے کو بچاتے تھے چنانچہ معز الدولہ نے اور اس کے بیٹے عز الدولہ بختیار نے دارالخلافت بغداد اور اس کے مضافات میں قرامطہ کو جاگیریں دے رکھی تھیں ابوبکر بن شاہور نامی ایک شخص (قرامطہ کا نائب) دارالخلافت بغداد میں رہا کرتا تھا۔ اس ک رعب و داب وزیروں کی طرح تھا اور انہی کی طرح حکومت کرتا تھا۔ صمصام الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اسحاق اور جعفر سرداران قرامطہ نیشاپور اور ہجر میں مشترکاً امارت کرتے تھے' ان دونوں کو ابوبکر کی گرفتاری کی خبر لگی۔ فوجیں آراستہ کر کے کوفہ پر چڑھ آئے اور قبضہ کر لیا۔ شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا۔ صمصام الدولہ نے اسحاق اور جعفر کو اس پر عتاب آمیز خط لکھا' ان دونوں نے جواب دیا کہ آپ نے چونکہ ہمارے نائب بغداد کو گرفتار کر لیا ہے اس وجہ سے ہم لوگوں نے کوفہ پر قبضہ کر لیا ہے ادھر یہ جواب روانہ کیا ادھر طوفان بے تمیزی کی طرح اٹھ کھڑے ہوئے قرب وجوار کے دیہات اور شہروں میں پھیل گئے اور خراج وصول کیا۔

قرامطیوں کی شکست و پسپائی: ابوقیس حسن بن منذر جوان کے نامور سرداروں میں سے تھا جامعین تک پہنچ گیا۔ صمصام الدولہ نے ان کی روک تھام کی غرض سے فوجیں بھیجیں۔ عرب کا بھی ایک گروہ اس فوج میں تھا۔ دریائے فرات عبور کر کے قرامطہ سے معرکہ آرائی کی سخت اور خونریز جنگ کے بعد قرامطہ کو شکست ہوئی نامی نامی سردار مارے گئے اور بہتوں کو گرفتار کر لیا گیا۔ اس کے بعد قرامطہ نے ایک دوسرا لشکر مرتب کر کے میدان جنگ میں بھیجا' جامعین میں صمصام الدولہ کی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی اس معرکہ میں بھی قرامطہ کو شکست ہوئی اور ان کا سردار مارا گیا بہت سے گرفتار کر لئے گئے باقی ماندہ بھاگ کھڑے ہوئے صمصام الدولہ کی فوج نے تعاقب کیا مگر قرامطہ ہاتھ نہ آئے۔

شرف الدولہ اور ابوالحسین: (۳۸۵ھ میں) شرف الدولہ ابوالفوارس بن عضد الدولہ فارس سے اہواز پر قبضہ۔

[1] میں نے یہ مضمون مابین خطوط ہلالی تاریخ کامل ابن اثیر سے ترجمہ کر کے لکھا ہے۔ اصل کتاب ابن خلدون میں جگہ خالی ہے۔

خیال سے روانہ ہوا۔ اس کا بھائی ابوالحسین ۲۷۳ھ سے جب کہ صمصام الدولہ کی فوج کو شکست ہوئی تھی قابض ہو گیا تھا اور جس وقت صمصام الدولہ نے عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لی تھی۔ اپنے بھائیوں ابوالحسین اور ابوطاہر کو فارس کی حکومت پر بھیج دیا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں اتفاق یہ کہ ان دونوں کے پہنچنے سے پیشتر ان کا بھائی شرف الدولہ فارس پر قابض ہو گیا تھا۔ جب صمصام الدولہ نے فارس اور بصرہ پر قبضہ حاصل کر لیا تو اپنے دونوں بھائیوں کو بصرہ کی حکومت دی۔ پھر جب صمصام الدولہ کی فوج کو شرف الدولہ کے مقابلہ میں شکست ہوئی تو صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابوالحسین کو اہواز پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ ابوالحسین نے اہواز پر قبضہ کر کے وہیں قیام کیا اور بصرہ کی حکومت پر اپنے بھائی ابوطاہر کو بطور اپنے نائب کے چھوڑ گیا الغرض جب شرف الدولہ نے (۳۷۶ھ میں) اہواز کے خیال سے نقل وحرکت کی تو ایک خط ابوالحسین کے پاس اس مضمون کا روانہ کیا کہ تم عراق چلے جاؤ میں تم کو تمہارے مقبوضات پر بحال رکھوں گا ابوالحسین اس خط کو دیکھ کر آگ بگولہ ہو گیا۔ مدافعت کی تیاری کی شرف الدولہ نہایت تیزی سے مسافت طے کر کے ارجان پر اترا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد رامہرمز کی طرف بڑھا۔

ابوالحسین کا خاتمہ: ابوالحسین کی رکاب کی فوج ان خبروں کو سن کر باغی ہو گئی اور شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ ابوالحسین گھبرا کر اپنے چچا فخر الدولہ کے پاس رے بھاگ گیا فخر الدولہ نے ابوالحسین کو اصفہان میں ٹھہرایا امداد دینے کا وعدہ کیا لیکن کچھ ایسا اتفاق پیش آیا کہ فخر الدولہ نے امداد نہ دی اور ایک بڑی مدت گزر گئی ابوالحسین کے دل میں بدنیتی سمائی اصفہان پر قبضہ کرنے کے خیال سے اپنے بھائی شرف الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا۔ اس سے لشکر میں بغاوت پھیل گئی کیونکہ لشکریوں کا میلان فخر الدولہ کی طرف تھا۔ چنانچہ لشکریوں نے ابوالحسین کو گرفتار کر کے فخر الدولہ کے پاس رے بھیج دیا۔ فخر الدولہ نے ابوالحسین کو جیل میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ فخر الدولہ ایک سخت بیماری میں مبتلا ہوا جب مرض میں اضافہ ہو گیا تو ایک ابوالحسین کے قتل پر مامور کر دیا گیا جس نے قید خانہ میں جا کر ابوالحسین کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔

اہواز اور بصرہ پر شرف الدولہ کا قبضہ: اہواز سے ابوالحسین کے بھاگنے کے بعد شرف الدولہ نے پہنچ کر اس پر قبضہ کر لیا اور بصرہ کی طرف اپنے ایک سپہ سالار کو کچھ فوج دے کر روانہ کیا اس سپہ سالار نے بصرہ پر قبضہ کر لیا اور اس کے بھائی ابوطاہر کو گرفتار کر لیا ان واقعات سے صمصام الدولہ نے مطلع ہو کر صلح کا پیام بھیجا شرط یہ قرار پائی تھی کہ بغداد میں شرف الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جائے۔ خلیفہ طائع نے اپنی طرف سے شرف الدولہ کو خطاب مرحمت فرمایا۔ خلعت بھیجے اتنے میں صمصام الدولہ کا ایلچی صلح نامہ مکمل کرانے کے لئے آ گیا۔ شرف ابوالحسین محمد بن عمر کوفی صلح کا مخالف تھا۔ شرف الدولہ کو بغداد پر حملہ کرنے پر ابھار رہا تھا۔ اس اثناء میں سپہ سالاران بغداد کے خطوط اظہار اطاعت کے آ پہنچے۔ اہل واسط نے اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا اس وجہ سے شرف الدولہ نے صلح نہ کی واسط کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ نے اپنے بھائی ابونصر کو قید سے رہا کر دیا اور شرف الدولہ کے پاس بھیجا۔ عنایت والطاف کی درخواست کی شرف الدولہ نے ایک بھی نہ سنی۔

صمصام الدولہ کی گرفتاری: انہی دنوں صمصام الدولہ کی فوج بھی باغی ہو گئی بعض مصاحبوں نے رائے دی کہ اپنے

بھائی شرف الدولہ کی اطاعت قبول کر لیجئے تا کہ جھگڑے فساد سے نجات مل جائے بعضوں نے یہ مشورہ دیا کہ آپ عکبرا چلے جائیں اگر فوج فراہم ہو جائے گی خم ٹھونک کر مقابلہ کیجئے گا ورنہ موصل کا راستہ اختیار کیجئے گا اور وہاں پہنچ کر دیلم کو جمع کر کے اپنی گئی ہوئی قوت کو سنبھال لیجئے گا۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ ہم لوگ فخر الدولہ کے پاس اصفہان چلے جائیں اور وہاں سے فارس پر قبضہ کر لیں۔ شرف الدولہ اس وقت عراق کے لالچ میں خاک چھان رہا ہے میدان خالی ہے اس کے خزانے اور ذخیروں پر بھی بآسانی قابض ہو جائیں گے۔ ایسی حالت میں شرف الدولہ جھک کر صلح کر لے گا۔ صمصام الدولہ نے ان رائیوں میں سے کسی پر عمل نہ کیا اپنے خواص کے ساتھ سوار ہو کر اپنے بھائی شرف الدولہ کے پاس چلا گیا۔ شرف الدولہ نہایت اخلاق سے ملا پھر جب رخصت ہو کر نکلا تو شرف الدولہ نے گرفتار کرا لیا۔ چنانچہ ماہ رمضان ۳۷۶ھ میں بغداد میں داخل ہوا۔ صمصام الدولہ بھی پابہ زنجیر ساتھ ساتھ تھا اس نے چار برس ایران پر حکمرانی کی۔

ترک اور دیلمیوں میں فساد و مصالحت: جس وقت شرف الدولہ دار الخلافت بغداد میں داخل ہوا تھا دیلم کا ایک بڑا گروہ اس کی رکاب میں تھا۔ جس کی تعداد پندرہ ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ ترک تین ہزار سے زیادہ تھے۔ دیلم اپنی کثرت پر اترا گئے۔ جونہی بغداد میں داخل ہوئے ان کے اور ترکوں کے رشتہ داروں اور ساتھیوں میں کچھ ایسی باتیں پیش آ گئیں جو رفتہ رفتہ لڑائی کی حد تک پہنچ گئی چونکہ دیلم کی تعداد زیادہ تھی اس وجہ سے ترکوں کو دبنا پڑا۔ دیلم نے اعلان کر دیا کہ صمصام الدولہ کو حکومت کی کرسی پر پھر متمکن ہونا چاہئے۔ شرف الدولہ یہ سن کر ششدر ہو گیا اور دیلم کی تابعداری سے مشتبہ ہو گیا تدبیر یہ کہ ایک شخص کو صمصام الدولہ پر متعین کر دیا کہ اگر دیلم زیادہ سر اٹھائیں اور اپنے قصد کو پورا کرنے پر آمادہ ہوں تو صمصام الدولہ کو قتل کر ڈالنا۔ اس کے بعد ترکوں نے پھر شورش کی اور دیلم زیر کر لیا۔ دیلم کثرت کے باوجود مقابلہ نہ کر سکے متفرق اور منتشر ہو گئے۔ بعضوں نے شرف الدولہ کے دامن میں جا کر پناہ لی اور بعضوں نے بغداد چھوڑ دیا۔ اس کے اگلے دن شرف الدولہ دربار خلافت میں حاضر ہوا' خلیفہ طائع نے عزت واحترام سے ملاقات کی اور اس اتفاقی واقعہ میں صحیح وسلامت رہنے میں مبارک باد دی۔ پھر شرف الدولہ نے دیلم اور ترک میں مصالحت کرا دی سب سے آئندہ فتنہ وفساد نہ کرنے کی قسمیں لیں صمصام الدولہ کو فارس بھیج دیا اور وہیں قلعہ درا میں قید کر دیا۔ تحریر خادم کی یہ رائے تھی کہ صمصام الدولہ کو مار ڈالنا چاہئے یا آنکھوں میں نیل کی سلائی پھیر دی جائے لیکن کسی نے اس سے اتفاق نہ کیا ۳۷۹ھ تک صمصام الدولہ قید کی مصیبتیں جھیلتا رہا۔

صمصام الدولہ کا انجام: اس اثناء میں شرف الدولہ بیمار ہو گیا اور ہلاکت کے قریب پہنچ گیا۔ تحریر خادم نے پھر صمصام الدولہ کے قتل یا آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیرنے کی رائے دی اور شرف الدولہ کو سمجھا کر راضی کر لیا۔ چنانچہ شرف الدولہ نے ایک شخص[1] کو جس پر زیادہ بھروسہ تھا اس کام پر مامور کر کے فارس روانہ کیا لیکن اس شخص کو اس کام کی جرأت نہ ہوئی۔ ابو القاسم علاء بن حسن ناظر سے مشورہ کیا۔ ابو القاسم نے کہا ڈر کس کا ہے جا صمصام الدولہ کی آنکھوں میں نیل کی سلائیاں پھیر دے۔ صمصام الدولہ کہتا جاتا تھا کہ مجھے تو علاء نے اندھا کیا کیونکہ یہ حکم تو مردہ بادشاہ کا تھا۔[2]

---

[1] محمد شیرازی فراموش کو اس کام پر شرف الدولہ نے مامور کیا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

[2] واقعہ یہ ہے کہ شیرازی کے فارس پہنچنے سے پیشتر شرف الدولہ کا انتقال ہو چکا تھا اسی وجہ سے محمد شیرازی کو اس حکم کی تعمیل میں تردد ہوا اور ابو القاسم علاء سے اس بابت مشورہ کیا ابو القاسم نے تعمیل حکم پر زور دیا گویا یہی محرک صمصام الدولہ کے نابینا کا ہوا اور شرف الدولہ تو مر چکا تھا۔ دیکھو تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۵ مطبوعہ مصر۔

جنگ قرمسین: شرف الدولہ نے لشکریوں کی لڑائی اور فساد باہمی سے فراغت حاصل کر کے انتظام مملکت کی جانب توجہ کی، شرف محمد بن عمر کوفی کو اس کا مال اور مقبوضہ بلاد واپس دے دیئے جن کی سالانہ آمدنی پانچ لاکھ بیس ہزار درہم تھی۔ نقیب ابو احمد بن رضی کو بھی اس کی تمام املاک واپس کر دیں۔ لوگوں کو حسب مراتب عہدوں پر مقرر کیا۔ وزیر السلطنت ابو محمد بن فنانجس کو گرفتار کر کے قلمدانِ وزارت ابو منصور بن صالحان کو عنایت کیا۔ چونکہ قراتکین نے دولت وحکومت پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ امراء وحکام کے دلوں پر اس کا رعب بیٹھ گیا تھا اس وجہ سے شرف الدولہ کو قراتکین کے نکالنے کی فکر ہوئی۔ بدر بن حسنو یہ سے شرف الدولہ کو یہ ملال تھا کہ اس نے فخر الدولہ (شرف الدولہ کے چچا) سے میل جول پیدا کر رکھا تھا بدر بن حسنو یہ کے زیر کرنے کے حیلے سے قراتکین کو فوجیں دے کر ۳۷۷ھ میں بغداد سے روانہ کر دیا۔ وادی قرمسین میں معرکہ آرائی کی نوبت آئی پہلے تو قراتکین نے بدر کو شکست دی اور اس کے مورچوں پر قبضہ کر لیا اس کے بعد بدر نے پلٹ کر ایسا قوی حملہ کیا کہ قراتکین کے لشکر کے پاؤں اکھڑ گئے۔ فتح مند گروہ نے قتل وغارت کا ہاتھ بڑھایا۔ صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا جب کچھ اور شکست خوردہ فوج آ کر جمع ہوئی تو بغداد میں داخل ہوا۔ بدر بن حسنو یہ نے تمام صوبہ جات پر قبضہ کر لیا۔

قراتکین کا قتل: قراتکین نے بغداد آ کر وزیر ابو منصور بن صالحان کے خلاف لشکر کو ابھارا۔ سارے شہر میں ہنگامہ برپا ہو گیا۔ شرف الدولہ نے درمیان میں پڑ کر وزیر ابو منصور اور قراتکین سے میل کرا دیا لشکر کا جوش ختم ہو گیا۔ شرف الدولہ کے دل میں غبار باقی رہ گیا۔ چند دن بعد موقع پا کر قراتکین اور مع اس کے مشیروں اور مصاحبوں کے گرفتار کر لیا تمام مال واسباب ضبط کر لیا فوج میں اس سے شورش پیدا ہوئی شرف الدولہ نے فوراً قراتکین کو قتل کر کے اس کی جگہ طغان حاجب کو مقرر کر دیا۔ شورش دب گئی۔

شکر خادم کی گرفتاری ورہائی: پھر ۳۷۸ھ میں شرف الدول نے شکر خادم کو بھی گرفتار کر لیا شکر خادم عضد الدولہ (پدر شرف الدولہ) کے ایسے مخصوص تر آدمیوں سے تھا کہ کوئی کام عضد الدولہ شکر خادم کے مشورہ کے بغیر نہ کرتا تھا۔ چونکہ خادم اکثر اوقات شرف الدولہ کی چغلی اس کے باپ عضد الدولہ سے کیا کرتا تھا۔ اس وجہ سے شرف الدولہ اپنے باپ کے زمانہ سے اس سے رنج رکھتا تھا۔ ان چغلیوں میں سے ایک چغلی یہ بھی تھی کہ اس نے صمصام الدولہ کو خوش کرنے اور اس کا تقرب حاصل کرنے کے لئے عضد الدولہ سے کہہ سن کر شرف الدولہ کو بغداد سے کرمان کی طرف بھجوا دیا تھا۔ جب شرف الدولہ دار الخلافت بغداد پر قابض ہوا تو شکر خادم روپوش ہو گیا بہت جستجو کی نہ پایا۔ شکر خادم کے پاس ایک خوب صورت لونڈی تھی اس کا کسی دوسرے سے تعلق پیدا ہو گیا۔ شکر خادم یہ بات تاڑ گیا مار پیٹ کی جس سے اس لونڈی کو غصہ پیدا ہوا۔ سیدھی شرف الدولہ کے پاس چلی گئی اور شکر خادم کا پتہ بتا دیا بلکہ اپنے ہمراہ شرف الدولہ کے سپاہیوں کو لے جا کر گرفتار کرا دیا۔ شرف الدولہ نے شکر خادم کے قتل کا قصد کیا، تحریر خادم نے سفارش کی، شرف الدولہ نے تحریر خادم کو دے دیا اس کے بعد شکر خادم نے حج کی اجازت چاہی بغداد سے مکہ معظمہ گیا اور پھر وہاں سے مصر چلا گیا۔ خلفاء شیعہ مصر نے اپنے خواص میں داخل کر لیا اور مراتب اعلیٰ سے سرفراز کیا۔

شرف الدولہ کی وفات: یکم جمادی الآخرہ ۳۷۹ھ میں شرف الدولہ ابوالفوارس شردیک بن عضد الدولہ بادشاہ عراق نے دو برس آٹھ مہینے حکومت کر کے وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں مدفن ہوا جس وقت اس کی بیماری بڑھی اس نے اپنے بیٹے ابوعلی کو اس کی ماں کے ساتھ فارس بھیج دیا۔ مال و اسباب اور خزانوں کو بھی اس کے ساتھ بغداد سے منتقل کر دیا۔ حفاظت کی غرض سے ترکوں کا ایک بڑا گروہ ہمراہ کیا۔ اراکین دولت نے عرض کی کسی کو اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے۔ جواب دیا ''مجھے اس کی فرصت نہیں ہے''۔ پھر گزارش کی گئی ''اچھا اپنے بھائی بہاء الدولہ کو اپنا ولی عہد مقرر فرمائیے تاکہ کسی قسم کی شورش نہ ہونے پائے اور آپ کو اس مرض سے افاقہ ہو جائے''۔ چنانچہ شرف الدولہ نے بہاء الدولہ کو اپنا نائب بنایا۔

بہاء الدولہ بن عضد الدولہ: شرف الدولہ کے انتقال کے بعد بہاء الدولہ عزاداری کے لئے بیٹھا۔ خلیفہ طائع تعزیت کے لئے آیا۔ بہاء الدولہ نے زمین بوسی کی خلیفہ طائع نے شاہی خلعت سے سرفراز کیا اور مجلس ائے خلافت میں واپس آیا۔ بہاء الدولہ نے ابومنصور بن صالحان کو وزارت کے عہدہ پر بدستور بحال رکھا۔

صمصام الدولہ اور ابوعلی بن شرف الدولہ: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ جس وقت شرف الدولہ نے ۳۷۹ھ میں دارالخلافت بغداد پر قبضہ حاصل کیا تھا۔ اسی زمانہ میں اپنے بھائی صمصام الدولہ کو قلعہ در قریب شیراز صوبہ فارس میں قید کر دیا تھا۔ جب شرف الدولہ مر گیا اور اس کی موت کی خبر اس کے بیٹے ابوعلی کو بصرہ میں پہنچی تو ابوعلی نے مال و اسباب اور خزانہ براہ دریا ارجان روانہ کیا اور خود خشکی کے راستہ سے مسافت طے کر کے ارجان پہنچ گیا۔ ترکوں کی فوج نے سلامی دی اور اس کے پاس جمع ہو گئے۔ علاء بن حسن نے شیراز سے صمصام الدولہ کو یہ حالات لکھ بھیجے۔ صمصام الدولہ قید سے نکل کر ملک گیری کے لئے چلا۔ ابوعلی نے شیراز کی جانب روانگی کا قصد کیا لشکریوں نے کمریں باندھ لیں۔ دیلم بھی ساتھ ہو لئے۔ صمصام الدولہ اور ترکوں کا دل بادل گروہ مقابلہ پر آیا۔ مدتوں ترکوں اور دیلم سے معرکہ آرائی ہوئی۔ نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ بالآخر صمصام الدولہ نساء کی طرف چلا گیا اور ترک اس کی رکاب میں تھے۔ نساء پہنچ کر ان لوگوں نے لوٹ مار چادی اور جو کچھ پایا لوٹ لیا۔ دیلمیوں سے برسر پیکار آئے قتل کیا' ان کے مال و اسباب اور سامانِ جنگ پر غارت گری کے ہاتھ بڑھائے۔ ابوعلی مجبوراً پھر ارجان کی طرف روانہ ہوا اور ترکوں کو شیراز کی جانب بھیج دیا۔ صمصام الدولہ اور دیلم سے مڈبھیڑ ہو گئی' ترکوں نے شہر کو تاخت و تاراج کیا اور مالِ غنیمت لے کر ارجان واپس آئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ (عم ابوعلی) کا ایلچی دارالخلافت بغداد سے آیا۔ انعام و صلے کا وعدہ کیا تھا۔ خلعت بھیجا تھا۔ ایلچی نے ترکوں کو بلا لیا چنانچہ ترکوں نے ابوعلی کو دارالخلافت بغداد اس کے چچا بہاء الدولہ کے پاس چلنے پر آمادہ کر لیا۔ ابوعلی ترک فوجوں کے ساتھ دارالخلافت بغداد کی طرف روانہ ہوا۔ واسط میں جب کہ ۳۸۰ھ کا نصف اول گزر چکا تھا ملاقات ہوئی۔ بہاء الدولہ نے بظاہر خاطرداری اور تواضع کی کسر باقی نہ چھوڑی۔ نہایت عزت و احترام سے ٹھہرایا لیکن پھر موقع پا کر گرفتار کر لیا اور قتل کر ڈالا۔ ابوعلی کے قتل کرنے کے بعد فارس کی طرف روانگی کی تیاری کی۔

فخر الدولہ کا اہواز پر قبضہ: چونکہ دارالخلافت بغداد میں قیام کرنا شرف و اعزاز کا باعث تھا اس وجہ سے فخر الدولہ بن رکن الدولہ کا وزیر السلطنت ابوالقاسم بن عباد حکومت عراق کو زیادہ پسند کرتا تھا اور بغداد میں اکثر قیام کا خواب دیکھا کرتا

تھا۔ جب شرف الدولہ سلطان بغداد نے وفات پائی ابوالقاسم بن عباد کو موقع مل گیا فخر الدولہ کے پاس ایک چلتا پرزہ شخص بھیج دیا جس نے قبضۂ بغداد کی ایسی پٹی پڑھائی کہ فخر الدولہ نے بے چینی کے ساتھ ابوالقاسم سے قبضۂ بغداد کی بابت مشورہ اور اس کی رائے دریافت کی ابوالقاسم نے ٹال مٹول سے جواب دینے میں تاخیر کی۔ جب فخر الدولہ کا اصرار بڑھا اس کے حکم کی تعمیل پر تیار ہوا فوجیں مرتب کر کے ہمدان کی طرف روانہ ہوا۔ بدر بن حسنو یہ اور دبیس بن عفیف اسدی بطور وفد کی صورت میں حاضر ہوئے۔ عراق پر فوج کشی کرنے کا باہم مشورہ کیا۔ چنانچہ ابوالقاسم بن عباد اور بدر بطور مقدمۃ الجیش جادہ کی جانب بڑھے فخر الدولہ نے خوزستان کا رُخ کیا۔ کچھ عرصہ بعد فخر الدولہ کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ مبادا ابوالقاسم بن عباد عضد الدولہ کے ترکوں سے نہ مل جائے۔ اس وجہ سے ابوالقاسم کو واپس بلا لیا اور سب کے سب متفق ہو کر اہواز کی طرف روانہ ہوئے اور کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔

فخر الدولہ کی مراجعت: قبضۂ اہواز کے بعد فخر الدولہ کا دماغ پھر گیا۔ لشکریوں کے ساتھ سختی اور بداخلاقی کا برتاؤ کرنے لگا۔ تنخواہیں اور روزینے دینے بند کر دیئے۔ لشکریوں میں بغاوت کا مادہ پھوٹ نکلا۔ ابوالقاسم اس طوفان بے تمیزی کو روک سکتا تھا مگر اسے اسی زمانے سے ناراضگی پیدا ہو گئی تھی۔ جب فخر الدولہ نے عضد الدولہ کی اولاد کے ساتھ سازش کے شبہ میں اسے درمیانِ راہ سے واپس بلا لیا تھا حالات سلجھ نہ سکے۔ لشکریوں کی مخالفت روز بروز بڑھتی ہی گئی۔ اس درمیان میں بہاء الدولہ نے ایک بڑا لشکر اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ فخر الدولہ برسر مقابلہ آیا لڑائیاں ہوئیں اتفاق یہ کہ انہیں دنوں دجلہ کی طغیانی کی وجہ سے اہوز کی نہر کا بند ٹوٹ گیا فخر الدولہ کے لشکر نے یہ خیال کر کے کہ فخر الدولہ نے ہم لوگوں کو نیچا دکھانے کے لئے توڑوا دیئے ہیں میدانِ جنگ خالی کر دیا۔ ابوالقاسم نے فخر الدولہ کو مشورہ دیا کہ ایسے وقت میں اگر آپ لشکریوں کی تنخواہیں اور روزینے دے دیں تو عجب نہیں ہے کہ پھر آپ کے مطیع اور فرماں بردار اور جاں نثاری پر تیار ہو جائیں۔ لیکن فخر الدولہ نے کوئی بات نہ سنی اور تمام فوج اس سے علیحدہ ہو گئی مجبوراً رے کی جانب واپس ہوا۔ اثناء راہ میں دیلم اور رے کے چند سرداروں کو گرفتار کر لیا۔ اہواز پر بدستور بہاء الدولہ کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا۔

بہاء الدولہ کا ارجان اور بصرہ پر قبضہ: قبضۂ اہواز کے بعد بہاء الدولہ ۳۸۰ھ کے آخر میں فارس کے قبضہ کے ارادے سے خوزستان کی طرف روانہ ہوا۔ دارالخلافت بغداد میں سرداران دیلم میں سے ابونصر خواشادہ کو اپنی قائم مقامی پر چھوڑ گیا بصرہ پر قبضہ کرتا ہوا خوزستان پہنچا۔ یہیں اس کے بھائی ابو طاہر کے مرنے کی خبر سننے میں آئی۔ تعزیت کا جلسہ کیا اس کے بعد ارجان پہنچ کر قابض ہو گیا۔ جس قدر مال و اسباب تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ لشکریوں نے شور وشر کیا۔ بہاء الدولہ نے سب پر تقسیم کر دیا۔ ارجان کے مال و اسباب کی قیمت دس لاکھ دینار اور چونسٹھ لاکھ درہم تھی۔

بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ کی مصالحت: قبضۂ ارجان سے فارغ ہو کر اپنی فوج کے مقدمۃ کو جس کا سردار ابوالعلاء بن فضل تھا نوبندجان کی طرف روانہ کیا۔ صمصام الدولہ کی فوج مقابلہ نہ کر سکی شکست کھا کر بھاگی صمصام الدولہ نے دوسرا لشکر فولاد بن ماندان کی ماتحتی میں نوبندجان روانہ کیا۔ اس نے ابوالعلاء کو شکست فاش دی۔ یہ شکست سازش اور دھوکے کی بناء پر ہوئی تھی۔ الغرض ابوالعلاء شکست کھا کر ارجان چلا آیا اور صمصام الدولہ شیراز سے فولاد کے پاس نوبندجان چلا آیا

اس کے بعد صمصام الدولہ اور بہاء الدولہ میں صلح کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ کاغذی گھوڑے دوڑانے کے بعد یہ طے پایا کہ کہ بلادِ فارس اور ارجان پر صمصام الدولہ کا قبضہ رہے اور خوزستان اور عراق بہاء الدولہ کا مقبوضہ سمجھا جائے اور دونوں فریق اپنے اپنے مقبوضات بلاد میں مالکانہ قابض رہیں دونوں فریق نے اس قرارداد کے مطابق قسمیں کھائیں اور کاربند ہوئے۔

بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد: صلح ہو جانے کے بعد بہاء الدولہ اہواز واپس آیا۔ اہواز پہنچنے پر بغداد میں جو واقعات شیعہ اور اہل سنت والجماعت کے درمیان وقوع میں آئے تھے وہ معلوم ہوئے اور بغداد کے لٹنے اور مکینوں کے بے خانماں ہو کر نکلنے کے بھی حالات سنے گئے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ابھی ہنگامہ ختم نہیں ہوا۔ بہاء الدولہ نے اصلاح کی غرض سے بغداد کی جانب کوچ کیا چنانچہ اس کے پہنچنے پر امن وامان قائم ہو گیا۔

خلیفہ طایع کی گرفتاری: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ لشکریوں نے تنخواہ نہ ملنے کی وجہ سے بہاء الدولہ سے مخالفت کی تھی اور اس کے وزیر السلطنت کو گرفتار کر لیا تھا۔ لیکن اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ چونکہ ابوالحسن بن معلم بہاء الدولہ پر غلبہ پائے ہوئے تھے۔ اسی نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طائع کے مال کی طمع دلائی اور اسے غریب خلیفہ کے گرفتار کر لینے پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے خلافت مآب سے حاضری کی اجازت طلب کی' خلافت مآب نے دستور کے مطابق دربار منعقد کیا۔ بہاء الدولہ اپنے سرداروں کے ساتھ دربارِ خلافت میں حاضر ہوا اور اپنی کرسی پر بیٹھا۔ ایک دیلمی سردار خلیفہ طایع کی دست بوسی کو بڑھا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنی طرف سے کھینچا۔ خلیفہ طایع شور وغل اور فریاد کر رہا تھا اور انا للله وانا الیہ راجعون کہتا جاتا تھا۔ بہاء الدولہ نے خزائن اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا بازار میں ہلڑ مچ گیا ایک نے دوسرے کا مال واسباب لوٹ لیا۔

قادر باللہ المقتدر کی خلافت: اس کے بعد بہاء الدولہ خلیفہ طایع کے پاس گیا اور معزول کے محضر پر دستخط کرائے اور تختِ خلافت پر متمکن کرنے کے لئے اس کے چچا قادر باللہ ابوالعباس احمد المقتدر کو بطیحہ طلب کیا خلیفہ قادر زمانہ خلافت طایع میں جان کے خوف سے بطیحہ بھاگ گیا تھا جیسا کہ خلافت عباسیہ کے حالات کے ضمن میں ہم تفصیل سے لکھ آئے ہیں۔ یہ واقعات ۳۷۱ھ کے ہیں۔

بہاء الدولہ کا موصل پر قبضہ: ابوالرداد بن مسیب امیر بنو عقیل نے ابوطاہر بن حمدان آخری بادشاہ بنو حمدان کو موصل میں قتل کر ڈالا اور موصل پر قابض ہو گیا تھا۔ چند روز تک بہاء الدولہ کی اطاعت کرتا رہا۔ یہ واقعہ جیسا کہ ہم اوپر اخبار بنو حمدان اور بنو مسیب میں بیان کر آئے ہیں ۳۸۰ھ کا ہے اس کے بعد ابوالرداد نے سرکشی کی۔ بہاء الدولہ نے سرداران دیلم میں سے ابوجعفر حجاج بن ہرمز نامی ایک سپہ سالار کو ایک بڑی فوج کے ساتھ ابوالرداد کی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ چنانچہ ابوجعفر نے آخر ۳۸۱ھ میں موصل پر قبضہ کر لیا۔ بچے ہوئے بنو عقیل ابوالرداد سے ملے اور جنگِ ابوجعفر پر باہم متفق ہو کر میدانِ کارزار کا راستہ لیا۔ متعدد لڑائیاں ہوئیں ایک مدت تک سلسلۂ جنگ جاری رہا اور ابوجعفر نہایت مردانگی سے مقابلہ کرتا رہا۔ آخر کار اس نے ابوالرداد کو گرفتار کر لیا مگر پھر اس خوف سے کہ مبادا اہلِ موصل میں بغاوت پھوٹ نکلے ضمانت لے کر ابوالرداد کو رہا کر کے اس کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ وہ بہاء الدولہ کے عتاب میں گرفتار ہو گیا تھا۔ ابوالرداد کی گرفتاری ابن معلم کے اشارے سے ہوئی تھی لیکن جب وزیر السلطنت کو اس کی اطلاع ہوئی تو اس نے ابوالرداد سے ضمانت لے کر بغداد بھیج

دینے کا حکم دے دیا۔

ابن معلم ابوالحسن: ابن معلم کا نام ابوالحسن تھا' یہ نہایت چالاک تھا اس نے اپنی چالاکیوں سے بہاء الدولہ پر پورے طور سے قابو حاصل کر لیا تھا جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا' بڑے بڑے امور اسی کے اشارے اور رائے سے کئے گئے' انہیں میں سے ابوالحسن محمد بن عمر علوی کا واقعۂ ادبار ہے شرف الدولہ کے زمانۂ حکومت میں ابوالحسن کا طوطی بولتا تھا' بہت بڑا مال دار اور صاحبِ جائیداد تھا۔ جب بہاء الدولہ کے قبضہ میں زمامِ حکومت آئی تو ابن معلم نے لگانا بجھانا شروع کیا۔ اس کے مال و جائیداد کی طمع دلائی۔ بہاء الدولہ نے اس کے اشارہ اور سازش سے ابوالحسن کو گرفتار کر کے اس کے مال و جائیداد پر بھی قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد ابن معلم نے بہاء الدولہ کو وزیر السلطنت منصور بن صالحان کی معزولی پر آمادہ کیا۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے برے طریقے سے اسے معزول کر کے خوزستان کی روانگی سے قبل قلمدانِ وزارت ابونصر سابور (خاندان اردشیر کا ایک ممبر) کو سپرد کیا پھر اسی ابن معلم نے بہاء الدولہ کو خلیفہ طایع کی معزولی اور اس کے مال و اسباب پر قبضہ کر لینے پر ابھارا اور دار الخلافت کا تمام مال و اسباب بہاء الدولہ کے مکان پر اٹھالایا کچھ عرصہ بعد وزیر السلطنت ابونصر سابور کی معزولی اور ادبار بھی اسی معلم کے ہاتھوں ہوئی۔ عہدۂ وزارت ابوالقاسم عبدالعزیز بن یوسف کو عطا کیا گیا' خوزستان کی واپسی کے بعد خواشادہ اور ابوعبید طاہر کو ۳۸۱ھ میں گرفتار کر کے جیل بھجوا دیا۔ وجہ یہ تھی کہ ان دونوں بدبختوں نے ابن معلم کو تحائف و ہدایا نہیں دیئے تھے' اس نے بہاء الدولہ کو اشارہ کر دیا۔ اس نے ان کو زیر و زبر کر دیا۔

ابن معلم کا قتل: جب کثرت سے ایسے امور وقوع میں آئے تو لوگوں نے سرگوشیاں شروع کیں لشکریوں نے بغاوت کر دی' بہاء الدولہ نے ہر چند ہنگامۂ بغاوت دور کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ لشکریوں نے ابن معلم کے حوالے کر دینے کا مطالبہ کیا۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو خوش اور راضی کرنے کے لئے ابن معلم کو اس کے تمام اسٹاف کے ساتھ گرفتار کر لیا لیکن فوجی اس پر راضی نہ ہوئے اور اس کی حوالگی کا مطالبہ کرتے رہے بالآخر بہاء الدولہ نے مجبور ہو کر ابن معلم کو لشکریوں کے حوالے کر دیا لشکریوں نے فوراً اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد وزیر السلطنت ابوالقاسم لشکریوں بغاوت اور سازش سے متہم ہوا' بہاء الدولہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ اس کی جگہ ابونصر سابور اور ابونصر بن وزیر کو قلمدانِ وزارت عطا کیا۔ چنانچہ یہ دونوں عہدہ وزارت کو انجام دینے لگے۔

پسران بختیار کا خروج اور قتل: عضد الدولہ نے بختیار کے لڑکوں کو جیل میں ڈال دیا تھا چنانچہ زمانۂ حکومت عضد الدولہ میں بدستور قید کی مصیبتیں جھیلتے رہے اس کے بعد صمصام الدولہ کی حکومت کا دور آیا اس کی حکومت میں بھی اسے قید سے نجات نہ ملی جب شرف الدولہ تختِ حکومت پر رونق افروز ہوا اس نے ان لوگوں کو قید سے رہا کیا بحسن سلوک پیش آیا اور شیراز میں کمال عزت و احترام سے ٹھہرایا جاگیریں دیں۔ جب شرف الدولہ کا انتقال ہو گیا اور بہاء الدولہ تختِ حکومت پر متمکن ہوا تو پھر ان غریبوں کو قید کی مصیبتوں میں گرفتار ہونا پڑا۔ بلادِ فارس کے ایک قلعہ میں قید کر دیئے گئے' ان لوگوں نے جیل کے سپاہیوں اور دیلم کے ان دستہ فوج کو ملا لیا جو ان کی نگرانی کے لئے مامور تھا چنانچہ ان لوگوں نے انہیں جیل سے نکل جانے کا موقع دے دیا یہ واقعہ ۳۸۳ھ کا ہے' ان لوگوں کا جیل سے نکلنا تھا کہ اطراف و جوانب کے لوگ جمع ہو گئے جن میں اکثر شاہی

فوج کے پیادے تھے رفتہ رفتہ یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچی۔ صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ بختیار کے لڑکوں کے پاس جو لوگ آ کر جمع ہو گئے تھے وہ شاہی سطوت سے ڈر کر منتشر ہو گئے۔ بختیار کے لڑکے مجبور ہو کر ان دیلمیوں کے ساتھ جو ان کے پاس رہ گئے تھے قلعہ نشین ہو گئے۔ ابوعلی نے محاصرہ ڈال دیا۔ ایک روز موقع پا کر دیلمیوں کی سازش سے چند سرداروں کو قلعہ کی پوشیدہ راہ سے قلعہ میں بھیج دیا۔ ان سرداروں نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور بختیار کے لڑکوں کو قتل کر ڈالا۔

ابو العلاء اور صمصام الدولہ کی جنگ: ۳۸۳ھ میں بہاء الدولہ سلطان بغداد اور اس کے بھائی صمصام الدولہ والی خوزستان سے پھر ان بن ہو گئی۔ اس سے پیشتر جو ان دونوں کے درمیان میں مصالحت ہو گئی تھی وہ کالعدم ہو گئی۔ عہد شکنی کے اسباب یہ پیدا ہوئے کہ بہاء الدولہ نے ابو العلاء عبداللہ بن فضل کو اہواز روانہ کیا تھا اور در پردہ یہ سمجھا دیا تھا کہ میں متفرق طور سے تمہارے پاس فوجیں روانہ کرتا رہوں گا جب فوج کی ایک کافی تعداد جمع ہو جائے تو بلادِ فارس پر حملہ کر کے قابض ہو جانا۔ چنانچہ ابو العلاء اہواز اور بہاء الدولہ کسی مصروفیت کی وجہ سے کچھ عرصہ تک فوجیں روانہ نہ کر سکا اتفاق سے یہ خبر صمصام الدولہ تک پہنچ گئی۔ صمصام الدولہ نے بھی باقاعدہ فوج کو خوزستان روانہ کیا۔ ابو العلاء نے بہاء الدولہ کو یہ واقعات لکھے اور امداد کی درخواست کی دونوں فوجیں ایک ہی وقت میں خوزستان پہنچیں ایک دوسرے سے مقابلہ ہو گیا۔ ابو العلاء کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی۔ ابو العلاء گرفتار کر لیا گیا مگر صمصام الدولہ کی ماں نے اسے رہا کر دیا۔

وزیر ابونصر سابور: بہاء الدولہ کو اس سے بے حد صدمہ ہوا' مال جمع کرنے کی فکر پیدا ہوئی اپنے وزیر السلطنت ابونصر سابور کو قیمتی قیمتی جواہرات دے کر واسط روانہ کیا کہ مہذب الدولہ والی بطیحہ کے پاس رہن رکھ کر فوج کے مصارف کے لئے روپیہ لائے۔ چنانچہ ابونصر نے اسے رہن رکھا اور چند روز بعد وزارت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ ابونصر کے بھاگ جانے پر ابن صالحان نے بھی عہدۂ وزارت سے استعفاء دے دیا۔ بہاء الدولہ نے اس کی جگہ ابوالقاسم علی بن احمد کو قلمدان وزارت عطا کیا۔ ابوالقاسم عہدہ وزارت کے کام کو انجام نہ دے سکا۔ یہ بھی وزارت چھوڑ کر بھاگ نکلا۔ بہاء الدولہ نے ابونصر کو دوبارہ قلمدانِ وزارت سپرد کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ دیلم میں صلاحیت پیدا ہو گئی تھی۔

فارس میں ترکوں کا قتل عام: اس کے بعد بہاء الدولہ نے طغان ترکی کو سات سو سواروں کی جمعیت کے ساتھ اہواز کے سر کرنے کے لئے بھیجا۔ طغان نے بسوی پر قبضہ کر لیا۔ صمصام الدولہ کے افسر اہواز سے کوچ کر گئے۔ طغان کی فوج تمام صوبۂ خراسان میں پھیل گئی چونکہ طغان کی فوج میں ترکی زیادہ تھے اس سے دیلم کو جو اس کی فوج میں قلیل تعداد میں تھے حسد و رشک پیدا ہوا اور اس سے ہنگامہ آرائی کی غرض سے علیحدہ ہو گئے ترکوں کی تعداد زیادہ تھی انہوں نے ان کو گھیر لیا۔ دیلم نے مجبور ہو کر امن کی درخواست کی۔ طغان نے امن دیا چنانچہ دیلم امن کے دھوکے میں آ گئے ہتھیار رکھ دیئے' ترکوں نے سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ کی خبر بہاء الدولہ کو واسط میں پہنچی فوراً اہواز کی طرف روانہ ہو گیا اور صمصام الدولہ نے شیراز کا راستہ لیا۔ یہ واقعہ ۳۸۴ھ کا ہے صمصام الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد غصہ پیدا ہوا' اپنے لشکر کو ۳۸۵ھ میں ترکوں کے قتل عام کا حکم دے دیا۔ فارس میں ترکوں کا ایک بڑا گروہ قتل اور پامال کر دیا گیا باقی ماندہ فارس چھوڑ کر بھاگ گئے۔ قصبات اور دیہات کو

لوٹتے ہوئے کرمان پہنچے پھر کرمان سے نکل کر بلادِ سندھ چلے گئے۔

صمصام الدولہ کا اہواز پر قبضہ: ۳۸۵ھ میں صمصام الدولہ نے اپنی دیلمی فوج کو اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ بہاء الدولہ کا نائب السلطنت مر گیا تھا اور ترکوں نے دارالخلافت بغداد کی طرف واپسی کا ارادہ کر لیا تھا۔ بہاء الدولہ نے متوفی نائب السلطنت کے بجائے ابوکالیجار مرزبان بن سفیون کو اہواز کی گورنری پر مامور کیا اور ابو محمد حسن بن مکرم کو اپنے نائب تفکین کی مدد پر رامہرمز کی جانب روانگی کا حکم دیا۔ تفکین ابو محمد کو رامہرمز میں چھوڑ کر اہواز ہوتا ہوا خوزستان کی طرف چلا گیا۔ علاء بن حسن نے دھوکا دینے کی غرض سے اس سے خط وکتابت کی لیکن وہ اس کے جال میں نہ آیا رامہرمز جا کر دم لیا۔ ابو محمد اور دیلمی فوج سے مڈبھیڑ ہوئی۔ بہاء الدولہ نے اسی ترکوں کو جو فنونِ جنگ سے کلی واقفیت رکھتے تھے۔ دیلمیوں پر پس پشت سے حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی سپہ سالار کو کسی ذریعہ سے اطلاع ہوگئی ایک دستہ فوج بھیج دیا جس نے ان سب کو قتل کر ڈالا۔ اس واقعہ سے بہاء الدولہ کی کمر ہمت ٹوٹ گئی مقابلہ چھوڑ کر اہواز کی جانب لوٹا۔ اہواز پہنچ کر دو ایک روز آرام کر کے بصرہ چلا آیا' وہیں قیام پزیر ہو گیا۔ اس واقعہ کی خبر ابو محمد کو پہنچی' میدانِ جنگ چھوڑ کر مکرم کے کیمپ کی طرف واپس ہوا' علاء اور دیلمی فوج نے تعاقب کیا چنانچہ ان لوگوں نے ابو محمد کو تشتر کی طرف نکال دیا۔ مدتوں دونوں فریقوں میں جنگ و پیکار کا سلسلہ جاری رہا۔ ترکوں نے قبضہ میں تشتر سے رامہرمز تک کا علاقہ رہ گیا اور دیلم رامہرمز سے بقیہ بلاد فارس پر قابض رہے ترکوں نے واپسی اختیار کی' علاء تعاقب میں چلا گیا جب اس نے یہ امر محسوس کر لیا کہ ترکوں نے واسط کا راستہ اختیار کیا ہے تو ناکام واپس ہوا اور کیمپ مکرم قیام اختیار کیا اور بہاء الدولہ دارالخلافت بغداد واپس آیا۔

بصرہ پر قبضہ: علاء کے ہمراہیوں میں سے ایک سپہ سالار سرداران دیلم میں سے شکراستان نامی بھی تھا اس نے دیلمیوں سے خط وکتابت شروع کی جو بہاء الدولہ کے ساتھ تھے چنانچہ اس کے اشارے پر دیلمیوں نے امن کی درخواست کی اور شکراستان نے انہیں امن دیا اور وہ لوگ جن کی تعداد چار سو کے قریب تھی شکراستان کے پاس چلے آئے ان لوگوں کے آنے سے شکراستان کی فوج بڑھ گئی اس سے اس کی ہمت بڑھی۔ بصرہ پر قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ ہوا۔ پہنچتے ہی محاصرہ کر لیا۔ اہل بصرہ میں سے ابوالحسن بن جعفر علوی شکراستان سے مل گیا اور دیلمیوں کو در پردہ رسد و غلہ اور امداد دینے لگا بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہوگئی۔ بہاء الدولہ نے چند لوگوں کو ابوالحسن اور اس کے ہمراہیوں کی گرفتاری کے لئے بھیج دیا ابوالحسن اور اس کے ہمراہی بصرہ چھوڑ کر شکراستان سے بھاگ گئے ان لوگوں کے مل جانے سے شکراستان کی قوت بڑھ گئی ان لوگوں نے کشتیاں فراہم کیں اور اسے بصرہ پر قبضہ کرنے کی راہیں بتائیں چنانچہ شکراستان اپنی فوج کے ساتھ کشتیوں پر سوار ہو کر بصرہ جا اترا۔ بہاء الدولہ کی فوج سے مقابلہ ہوا سخت اور خونریز جنگ کے بعد بہاء الدولہ کو شکست ہوئی۔ شکراستان نے بصرہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا اور جی کھول کر پامال کیا۔

شکراستان دیلمی: بہاء الدولہ نے بصرہ کی شکست کے بعد مہذب الدولہ والی بطیحہ کو پیام بھیجا کہ آپ بصرہ کو دیلمیوں کے قبضہ سے نکال لیجئے اور آپ خود قابض ہو جائیے' مہذب الدولہ نے عبداللہ مرزوق کو ایک لشکر کے ساتھ بہاء الدولہ کی حمایت و امداد کے لئے روانہ کیا۔ دیلمی فوج مقابلہ پر آئی لیکن پہلا حملہ بھی برداشت نہ کر سکی بصرہ چھوڑ کر بھاگ نکلی شکراستان

نے اپنی شکست خوردہ فوج کو جمع کیا اور میدانِ جنگ میں آیا بری اور بحری لڑائی شروع ہوئی بالآخر بصرہ پر قابض ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو لکھ بھیجا کہ میں آپ کا مطیع ہوں اور ضمانت دینے کو تیار ہوں بہاء الدولہ نے درخواست منظور کر لی اور اس کے لڑکے کو بطور ضمانت اپنے پاس رکھ لیا۔ شکرستان نہایت چلتا پرزہ تھا بہاء الدولہ اور صمصام الدولہ دونوں کی اطاعت کا اظہار کرتا تھا مگر حقیقت میں کسی کا مطیع نہ تھا۔

وزیر ابن عباد کی وفات: ۳۸۵ھ میں ابوالقاسم اسماعیل بن عباد (فخر الدولہ کا وزیر السلطنت) نے بمقام رے جان بحق تسلیم کی اپنے زمانہ میں یہ بلحاظ علم وفضل یکتا تھا' سیاست اور ملک داری میں بھی اپنی نظیر آپ تھا مختلف علوم اور فنون میں مہارت تامہ رکھتا تھا۔ تصنیف و تالیف میں بھی اسے پوری مہارت تھی جو رسائل اس نے لکھے تھے وہ مشہور اور مدون ہیں۔ اس کے کتب خانہ میں اس قدر کتابیں تھیں کہ کسی نے اس قدر کتابیں جمع نہ کی ہوں گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا کتب خانہ چار سو اونٹوں پر بار کیا جاتا تھا۔

ابوالعباس احمد بحیثیت وزیر السلطنت: اس کی وفات کے بعد فخر الدولہ کا قلمدان وزارت ابوالعباس احمد بن ابراہیم ضبی ملقب بہ کافی کو عنایت کیا گیا۔ قصہ مختصر ابوالقاسم کے مرنے کے بعد فخر الدولہ نے اس کے مال واسباب پر قبضہ کر لیا حالانکہ اس نے بوقت کسی کے حق میں وصیت کی تھی مگر فخر الدولہ نے اسے نافذ نہ کیا۔ چونکہ قاضی عبدالجبار معتزلی' ابوالقاسم کا پرورش کردہ اور ساختہ پرداختہ تھا۔ اسی نے اسے رے کے عہدہ قضا پر مامور کیا تھا اس وجہ سے قاضی عبدالجبار نے فخر الدولہ کو بدعہدی اور بے وفائی کا ملزم قرار دیا فخر الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' قاضی عبدالجبار سے اس کا مطالبہ کیا ایک ہزار طیلسان اور ایک ہزار تھان نفیس نفیس کپڑوں کے ضبط کر کے فروخت کر ڈالے اس کے بعد ابوالقاسم کے مال واسباب کا جہاں جہاں پتہ لگا ڈھونڈ ڈھونڈ کر ضبط کر لیا اس کے تمام نشانات کو فنا کر دیا اور اس کے ہمراہیوں اور آوردوں کو گرفتار کر لیا۔

والبقاء اللہ وحدہٗ

باب: ۲۰

مجدّ دالدولہ ابوطالب بن فخر الدولہ

و

بہاءالدولہ ابونصر بن عضد الدولہ

و

سلطان الدولہ ابوشجاع بن بہاءالدولہ

ماہ شعبان ۳۸۵ھ میں فخر الدولہ بن رکن الدولہ بن بویہ والی رے، اصفہان اور ہمدان نے قلعہ طبرک میں داعی اجل کو لبیک کہہ کر سفرِ آخرت اختیار کیا، تختِ حکومت پر اس کا لڑکا مجد الدولہ ابوطالب رستم متمکن ہوا۔ اس وقت اس کی عمر صرف چار برس کی تھی۔ امراء وارا کین دولت نے اس نوعمر چھوکرے کو تخت ہائے حکومت کیا تھا اس کے بھائی شمس الدولہ کو ہمدان اور قرمیس حدودِ عراق تک کا حاکم بنایا۔ مجد دالدولہ کی زمامِ حکومت اس کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں تھی اور وہی حکمرانی ابوطاہر (یہ فخر الدولہ کا مصاحب تھا) اور ابوالعباس ضبی کافی وزیر السلطنت کے مشورے اور رائے سے کرتی تھی۔

علاء بن حسن کا انتقال: ان واقعات کے بعد علاء بن حسن، صمصام الدولہ کا گورنر خراسان مقام لشکر گاہ مکرم میں انتقال کر گیا۔ صمصام الدولہ نے ابوعلی بن استاد ہرمز کو بہت سا مال دے کر روانہ کیا۔ اس نے خوزستان پہنچ کر دیلمی فوج میں وہ مال تقسیم کر دیا۔ دیلمیوں کی باچھیں کھل گئیں، مارے خوشی کے جامہ سے باہر ہو گئے، بہاءالدولہ کے ہمراہیوں کو جندیسابور سے نکال کر خوزستان اور خوزستان سے شہر بدر کر کے واسط کی طرف بھیج دیا۔ ان میں سے چند آدمیوں کو ملانے کی کوشش کی اور جب وہ ان کی طرف مائل ہو گئے اور اس سے آ ملے تو انہیں اچھے اچھے عہدے دیئے تمام مقبوضہ میں حکام اور گورنر مقرر کئے خراج وصول کیا۔ یہ واقعات ۳۸۷ھ کے ہیں اس کے بعد ابومحمد بن مکرم واسط سے ترکوں کو لے کر نکلا۔ ابوعلی نے ان کی مدافعت پر کمر باندھ کر تیار ہو گیا۔ دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوتی رہیں۔

ابوعلی بن اسماعیل: اس اثناء میں بہاءالدولہ واسط سے آ پہنچا۔ انہی دنوں ابوعلی بن اسماعیل (جسے بہاءالدولہ نے اہواز

کی روانگی کے وقت ۳۸۶ھ میں دارالخلافت بغداد کا نائب مقرر کیا تھا) واسط آ گیا مقلد بن میسّب یہ خبر پا کر موصل سے بغداد کے علاقہ کو روکنے کی غرض سے نکل کھڑا ہوا۔ ابوعلی بن اسماعیل مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر نکلا۔ بہاء الدولہ کو اس سے مغالطہ پیدا ہوا اور یہ امر اسے ناگوار گزرا چند لوگوں کو ابوعلی بن اسماعیل کی گرفتاری کے لئے بھیجا۔ ابوعلی بن اسماعیل یہ خبر پا کر بطیحہ بھاگ گیا۔

بہاء الدولہ اور ابوعلی بن استاد ہرمز کی جنگ: وزیر السلطنت نے رائے دی کہ مصلحت وقت یہ ہے کہ آپ ابومحمد بن مکرم‘ ابوعلی بن استاد ہرمز کے مقابلہ پر امداد کے لئے تیار ہو جایئے اور فوراً خوزستان کا راستہ اختیار کیجئے ورنہ معاملہ نازک ہو جائے گا۔ چنانچہ بہاء الدولہ سامان جنگ وسفر درست کر کے خوزستان کی طرف چلا۔ قنطرہ بیضاء پہنچ کر پڑاؤ کیا۔ ابوعلی بن استاد ہرمز سے چند لڑائیاں ہوئیں ابوعلی نے رسد وغلہ کی درآمد بند کر دی۔ بہاء الدولہ کا لشکر پریشان ہو گیا تب بہاء الدولہ نے بدر بن حسنویہ سے امداد کی درخواست کی۔ خورد ونوش کی چیزیں طلب کیں۔ بدر بن حسنویہ نے کچھ سامانِ خوردنی روانہ کیا۔ لگانے بجھانے والوں نے ابوعلی بن اسماعیل کی طرف سے بہاء الدولہ کے کان بھرنے شروع کر دیئے۔ قریب تھا کہ ادبار کی گھٹائیں اس کے سر پر چھا جاتیں۔ اتنے میں صمصام الدولہ کے رے جانے کی خبر آ گئی جنگ اور مخالفت کا قصہ تمام ہو گیا باہم مصالحت ہو گئی اور زمام حکومت بہاء الدولہ کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی۔

قتل صمصام الدولہ: جیسا کہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں ابوالقاسم اور ابونصر پسران بختیار مقید تھے ان دونوں نے محافظین قلعہ کو ملا لیا اور قلعہ سے نکل آئے‘ کردوں کا ایک گروہ ان کے پاس آ کر جمع ہو گیا۔ اتفاق یہ کہ انہی دنوں میں صمصام الدولہ نے اپنی فوج کا جائزہ لیا تھا اور تقریباً ایک ہزار آدمیوں کو جن کا نسب دیلمی نہیں ثابت ہوا تھا فوج سے نکال دیا تھا یہ جم غفیر بھی بختیار کے لڑکوں سے جا ملا۔ بہت بڑی جمعیت ہو گئی۔ ارجان کی طرف بڑھے ابوجعفر استاد ہرمز ان دنوں وہیں مقیم تھا دونوں سے مڈبھیڑ ہوئی۔ ابوجعفر شکست اٹھا کر بھاگا اور روپوش ہو گیا ان لوگوں نے اس کے ایوان حکومت اور مکان کو لوٹ لیا۔ اس کے بعد ان لوگوں نے صمصام الدولہ کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ صمصام الدولہ شکست کھا کر رودمان (شیراز سے دو منزل کے فاصلہ پر) بھاگ آیا۔ والیٔ رودمان نے صمصام الدولہ کو گرفتار کر لیا۔ ابن نصر بن بختیار نے پہنچ کر والیٔ رودمان سے صمصام الدولہ کو لے لیا اور اس کی حکومت فارس کے نویں برس ماہ ذی الحجہ ۳۸۸ھ میں قید حیات سے سبکدوش کر لیا اور اس کی ماں کو ایک دیلمی سردار کے حوالے کر دیا۔ دیلمی سردار نے اُسے بھی مار ڈالا اور اسی کے مکان میں دفن کر دیا۔ جب بہاء الدولہ فارس پر قابض ہوا تو اس نے اس کی نعش کو مقابر بنو بویہ میں لے جا کر دفن کیا۔

بہاء الدولہ کا فارس اور خوزستان پر قبضہ: صمصام الدولہ کے قتل کے بعد ابوالقاسم اور ابونصر پسران بختیار فارس پر قابض ہو گئے ان لوگوں نے ابوعلی بن استاد ہرمز کے پاس پیام بھیجا بلانے کی کوشش کی اور یہ امر پیش کیا کہ آؤ ہم اور تم اور نیز وہ دیلم جو تمہارے ساتھ ہیں باہم عہد و پیمان کر لیں اور بہاء الدولہ سے لڑیں ابھی ابوعلی کوئی جواب انکار و اقرار کا نہ دینے پایا تھا کہ بہاء الدولہ نے بھی اس سے خط و کتابت کی۔ اسے اور ان دیلم کو جو ان کے ہمراہ تھے امن دینے کا اقرار کیا اور ہر طرح کا سلوک کرنے پر آمادگی ظاہر کی۔ ابوعلی کو سخت فکر پیدا ہوئی چونکہ ابوعلی نے اس سے پہلے پسران بختیار کے دو بھائیوں کو قتل کر

ڈالا تھا اور ان دونوں کو قید کیا تھا اس وجہ سے اس نے بہاء الدولہ کے میل جول کو ترجیح دی۔ باقی رہے دیلم جو اس کے ہمراہ تھے انہوں نے ان ترکوں کے خوف سے جو کہ بہاء الدولہ کے ملنے سے انکار کیا تاہم ابو علی انہی دیلمیوں کے ساتھ رہا اور اسی کشش وپنچ میں پڑا رہا۔ یہاں تک کہ سرداروں کی ایک جماعت کو بہاء الدولہ کے پاس روانہ کیا ان لوگوں نے اس سے عہد و پیمان لیا اور اس پر اعتماد کر کے سب کے سب اس کے پاس چلے آئے اہواز کی طرف بڑھے۔ پھر رامہرمز اور ارجان کی جانب گئے' غرض کہ بہاء الدولہ نے آہستہ آہستہ تمام بلادِ خوزستان پر قبضہ کر لیا۔

اس کے بعد اپنے وزیر السلطنت ابو علی بن اسماعیل کو فارس کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ شیراز کے باہر ایک کھلے میدان میں پڑاؤ ڈالا۔ پسران بختیار ان دنوں شیراز ہی میں تھے دونوں فریقوں میں گھسان کی لڑائی ہوتی رہی اثناء جنگ میں پسران بختیار کے بعض ہمراہی ابو علی وزیر سے مل گئے اور ان دونوں سے علیحدہ ہو کر ابو علی کی فوج میں آ گئے جس سے پسران بختیار کو شکست ہوئی ابو علی نے شیراز پر قبضہ کر لیا ابو نصر بن بختیار بلادِ دیلم بھاگ گیا اور اس کا وزیر السلطنت ابو القاسم بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا پھر بطیحہ چلا گیا اور قیام پزیر ہوا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد وزیر السلطنت ابو علی نے فتح کا نامۂ بشارت بہاء الدولہ کی خدمت میں روانہ کیا چنانچہ بہاء الدولہ اس خوشخبری کو سن کر شیراز آیا اور قریہ رودمان کو تباہ اور پامال کرنے کا حکم دیا۔ اس کے بعد اہواز میں سکونت اختیار کی دارالخلافت بغداد میں اپنی جگہ ابو علی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو متعین کیا اور عمید الحراق کا لقب مرحمت فرمایا۔ ان واقعات کے بعد سے ملوک دیلم نے مستقل طور سے اہواز (بلاد فارس) میں سکونت اختیار کی اور مدت دراز تک عراق کے حکمران رہے۔

ابو نصر بن بختیار کا قتل: جس وقت ابو نصر بن بختیار کا قدم بلادِ دیلم میں مستقل طور سے جم گیا اس وقت اس نے ان دیلمی فوجوں کو ملانے کی کوشش کی جو فارس اور کرمان میں تھی اور ان سے خط و کتابت شروع کی۔ چنانچہ دیلمی فوجیں اور بہت سے اکراد ابو نصر کی تحریر کے مطابق فارس آ کر جمع ہو گئے ابو نصر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے کرمان پر دھاوا کر دیا۔ اس وقت کرمان میں ابو جعفر بن سیرجان حکومت کر رہا تھا موقع مناسب نہ پایا جیرفت کی طرف بھاگا اور اس پر قابض ہو گیا قبضۂ جیرفت کے بعد آہستہ آہستہ اکثر بلادِ کرمان کو دبا لیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی خبر لگی فوراً اپنے وزیر السلطنت ابو علی بن اسماعیل کو ایک فوج کے ساتھ ابو نصر کی سرکوبی اور جنگ کے لئے روانہ کیا۔ جوں ہی ابو علی جیرفت کے قریب پہنچا اہل جیرفت نے امن کی درخواست کی اور اطاعت قبول کی۔ ابو نصر بن بختیار یہ رنگ دیکھ کر بھاگ نکلا۔ ابو علی نے اپنی فوج سے تین سو رجنگ آوروں کو منتخب کیا اور انہیں اپنے ہمراہ لے کر ابو نصر کے تعاقب میں نکلا اس کا بقیہ لشکر جیرفت ہی میں پڑاؤ کئے رہا دو چار منزل کے بعد ابو علی نے ابو نصر کو پہنچ کر گھیر لیا ابو نصر کے ہمراہیوں میں سے کسی نے مکر و فریب سے اسے قتل کر ڈالا اور سر کاٹ کر ابو علی کے پاس لے آیا۔ ابو نصر کے باقی ماندہ ہمراہی پریشان ہو کر بھاگے ابو علی نے سب کو پامال کیا۔ یہ واقعہ ۳۹۰ھ کا ہے۔

وزیر ابو علی بن اسماعیل کا قتل: ابو نصر کے مارے جانے کے بعد ابو علی نے کرمان پر قبضہ کر کے ابو موسیٰ سیاہ چشم کو مامور کیا اور مظفر و منصور بہاء الدولہ کی خدمت میں آیا بہاء الدولہ نے فوراً اُسے گرفتار کر کے اس کے مال و اسباب کو بھی ضبط کر لیا۔ اس گرفتاری اور ضبطی کا ظاہری سبب کچھ نہ تھا اور اپنے دوسرے وزیر شاپور کو لکھ بھیجا کہ ابو علی کے تمام ممبران خاندان اور اعزہ و اقارب اور دوستوں کو گرفتار کر لو۔ وزیر شاپور کو بلاوجہ گرفتاری سے پس و پیش ہوا' اس وجہ سے ان لوگوں کو بھاگ نکلنے کا موقع

مل گیا چنانچہ وہ سب بھاگ گئے۔ اس کے بعد بہاء الدولہ نے اپنے وزیر ابو علی کو ۳۹۴ھ میں قتل کر ڈالا خوزستان اور اس کے تمام متعلقہ بلاد پر ابو علی حسن بن استاد ہرمز کو مقرر کیا عمید الجیوش کا لقب دیا۔ ابو جعفر حجاج بن ہرمز کو بداخلاقی، ظلم اور بے جا تحکم کی وجہ سے معزول کیا چنانچہ ابو علی حسن کی گورنری سے انتظام درست ہو گیا۔ شورش کم ہو گئی گویا بہاء الدولہ کو ابو علی کے عدل وانصاف کی وجہ سے بہت بڑی دولت مل گئی۔

طاہر بن خلف اور ابو موسیٰ کی جنگ: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ طاہر ابن خلف اپنے باپ خلف بن احمد بجستانی کی اطاعت چھوڑ کر اس کے مقابلہ پر جنگ کے لئے آیا تھا چنانچہ اس کا باپ کامیاب ہوا اور طاہر شکست کھا کر کرمان کی طرف چلا گیا ارادہ یہ تھا کہ موقع پا کر پر قابض ہو جاؤں۔ گورنر کرمان اپنی کاہلی اور آرام طلبی کی وجہ سے طاہر بن خلف کے بڑھتے ہوئے حوصلوں کی روک تھام نہ کر سکا نتیجہ یہ ہوا کہ تھوڑے ہی دن میں طاہر کی جمعیت بڑھ گئی اطراف وجوانب کے امراء جو گورنر کرمان کے مخالف تھے اس سے مل گئے طاہر نے ان لوگوں کو مسلح کر کے جیرفت پر دھاوا کر دیا جیرفت اور اس کے علاوہ اور شہروں پر بھی قابض ہو گیا۔ یہ واقعہ ۳۹۱ھ کا ہے۔ ابو موسیٰ سیاہ چشم کو اس کی خبر لگی گورنر کرمان پر بے حد غصہ ہوا اور اپنی دیلمی فوج کو مرتب کر کے کرمان پر حملہ کر دیا۔ طاہر بن خلف کو شکست ہوئی ابو موسیٰ نے اس کے مال واسباب کو لوٹ لیا اور جن شہروں پر اس نے قبضہ کر لیا تھا پھر قابض ہو گیا۔ اسی اثناء میں بہاء الدولہ نے ابو جعفر استاد ہرمز کو ایک بڑی فوج کے ساتھ کرمان کی طرف روانہ کیا ابو جعفر نے بھی طاہر کو بجستان کے باہر شکست دی اور کرمان پر قبضہ کر لیا۔ دیلم کا دور دورہ جیسا کہ اس سے پہلے تھا کرمان میں وہی دور دورہ پھر ہو گیا۔

بنو عقیل کا محاصرۂ مدائن: قرداش بن مقلد نے ۳۹۲ھ میں بنو عقیل کے ایک گروہ کو ملک گیری کی غرض سے روانہ کیا تھا چنانچہ اس نے مدائن پہنچ کر محاصرہ کر لیا۔ بہاء الدولہ کے نائب (ابو جعفر حجاج بن ہرمز) نے اس خبر کو سن کر صف شکن فوجیں ان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیں۔

بنو عقیل اور بنو اسد کی پامالی: چنانچہ بنو عقیل کے گروہ نے مدائن کے محاصرہ سے ہاتھ کھینچ لیا۔ اس کے بعد بنو عقیل اور بنو اسد میں سے ابو الحسن بن مزید متفق ہو کر ملک گیری کے لئے نکلے ابو جعفر حجاج مقابلہ کی غرض سے خم ٹھونک کر میدان میں آیا خفاجہ کو بھی شام سے بلا بھیجا۔ دونوں فریقوں میں جنگ شروع ہو گئی سخت اور خونریز جنگ کے بعد ابو جعفر کو شکست ہوئی لشکر گاہ لوٹ لیا گیا اس کے بعد پھر دوبارہ شکست کھا کر بھاگا اور اپنی گئی ہوئی قوت کو جمع کر کے پھر اطراف کوفہ میں خم ٹھونک کر لڑنے کے لئے آیا۔ اس واقعہ میں بنو عقیل اور بنو مزید اسدی کو شکست ہوئی نہایت بری طرح پامال کئے گئے۔ بنو مزید اسدی کے قیمتی قیمتی زیورات نفیس نفیس اسباب عمدہ عمدہ کپڑے اور بہت سا مال جسے زمانہ کی آنکھوں نے نہ دیکھا ہو گا اور نہ کانوں نے سنا ہو گا لوٹ لیا۔

ابو جعفر اور ابو علی میں جنگ: جونہی ابو جعفر حجاج، دار الخلافت بغداد سے بنو عقیل کی سرکوبی کی غرض سے نکلا۔ اوباش اور جرائم پیشہ کی بن آئی۔ غارت گری قتل اور لوٹ مار کا بازار گرم ہو گیا۔ بہاء الدولہ کو اس کی اطلاع ہوئی۔ ابو علی بن جعفر معروف بہ استاد ہرمز کو عراق کی حفاظت اور اس میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے فوراً روانہ کیا۔ ابو جعفر کو اس کی خبر لگ

گئی نہایت برہم ہوا' اطراف کوفہ میں دیلم اور ترکوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا اتفاق یہ کہ ابوجعفر کو شکست ہوئی ابوعلی نے نہایت مردانگی سے اطراف کوفہ کو اس کی لوٹ مار سے بچایا اس کے بعد ابوعلی خوزستان کی طرف چلا گیا رفتہ رفتہ سوس تک پہنچا اس اثناء میں یہ خبر سننے میں آئی کہ ابوجعفر فوجیں فراہم کر کے پھر کوفہ کی طرف آ گیا ہے یہ سنتے ہی فوراً لوٹ پڑا دونوں فریقوں میں لڑائی کا نیزہ گڑ گیا ابھی لڑائی کا سلسلہ منقطع نہیں ہوا تھا کہ ۳۹۳ھ میں بہاء الدولہ نے ابوعلی کو حکم بھیج دیا کہ تم ابوجعفر کی جنگ ملتوی کر کے ابن واصل سے جنگ کی غرض سے بصرہ چلے جاؤ۔ چنانچہ ابوعلی ابوجعفر کی جنگ سے ہاتھ کھینچ کر بصرہ چلا گیا ابن واصل سے اور ابوعلی سے متعدد لڑائیاں ہوئیں جیسا کہ ہم یہ حالات ملوک بطیحہ میں بیان کریں گے قصہ مختصر ابوعلی دارالخلافت بغداد کی جانب واپس ہوا' ابوجعفر' فلج حامی (براہِ خراسان) میں اترا اور قیام کر دیا۔ فلج حامی' عمید الجیوش ابوعلی کی جاگیر تھی اس کا حاکم آخری ۳۹۷ھ میں مر گیا تھا ابوعلی نے اس کی جگہ ابوالفضل بن عنان کو مامور کیا تھا اس وقت بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروف جنگ تھا ابوجعفر وغیرہ کو یہ خبر معلوم ہوگئی ہاتھ پاؤں ڈھیلے ہو گئے بزدلی نے دلوں میں گھر کر لیا جماعت میں تفرقہ پیدا ہو گیا' ابن مزید اسدی اپنے مقبوضہ ملک چلا گیا ابوجعفر اور ابن عیسیٰ نے حلوان جا کر دم لیا۔

بہاء الدولہ اور ابوجعفر: کچھ عرصہ بعد ابوجعفر نے بہاء الدولہ کی خدمت میں معذرت کا خط بھیجا معافی کی درخواست کی بہاء الدولہ نے درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا چنانچہ ابوجعفر مقام تستر میں حاضر خدمت ہوا لیکن بہاء الدولہ نے اس خیال سے کہ مبادا ابوعلی کو اس سے نفرت پیدا ہو بائے کچھ زیادہ توجہ نہ دی پھر بہاء الدولہ کو بدر بن حسنویہ کی بڑھتی ہوئی قوت سے خطرہ پیدا ہوا' حسد کی آگ بھڑک اٹھی فوجیں تیار کر کے بدر کی طرف بڑھا بدر نے مصالحت کا پیام دیا بہاء الدولہ نے اس کو قبول نہ کیا اور واپس آ گیا ۴۰۱ھ میں ابوجعفر حجاج بن ہرمز نے مقام آموار میں سفر آخرت اختیار کیا اور دنیا کے تمام جھگڑوں سے چھوٹ گیا۔

مجد الدولہ کی گرفتاری: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ مجد الدولہ ابوطالب رستم بن فخر الدولہ ہمدان اور قرمیس پر حدود عراق تک حاکم بنایا گیا تھا اور دونوں حکومتوں کی زمامِ حکومت اس کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں رہی وہی ان بلاد پر حکمرانی کرتی تھی جب مجد الدولہ نے قلمدانِ وزارت ابوعلی بن علی بن قاسم کو سپرد کیا تو امراء دولت نے اس سے انکار کیا۔ مجد الدولہ کو بھی اپنی ماں سے خوف پیدا ہوا اور وہ بھی اپنے بیٹے سے مشتبہ ہو کر رے سے نکل کر قلعہ میں جا ٹھہری قلعہ کی حفاظت پر لوگوں کو مامور کیا پھر دھوکا سے قلعہ سے نکل کر بدر بن حسنویہ کے پاس جا پہنچی۔ امداد کی درخواست کی' اتنے میں اس کا بیٹا شمس الدولہ بھی ہمدان سے فوجیں لے کر آ گیا۔ بدر بن حسنویہ ان دونوں کے ساتھ ۳۹۷ھ میں مجد الدولہ سے لڑنے کے لئے چلا۔ چنانچہ اصفہان پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا اور بزور تیغ اس پر قبضہ کر لیا اور اصفہان کی زمام حکومت پھر مجد الدولہ کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں آ گئی۔ مجد الدولہ کو گرفتار کر کے قید کر دیا اور حکومت کی کرسی پر شمس الدولہ کو بٹھایا۔ بدر بن حسنویہ اپنے دارالحکومت واپس آیا۔

مادرِ مجد الدولہ اور بدر میں ناچاقی: پھر ایک برس کے بعد مجد الدولہ کی ماں کو شمس الدولہ سے بدگمانی پیدا ہوئی مجد الدولہ کو قید سے نکل کر تختِ حکومت پر متمکن کیا۔ شمس الدولہ ہمدان کی طرف بھاگ گیا۔ بدر بن حسنویہ کو اس سے بے حد

رنج ہوا چونکہ اپنے بیٹے ہلال کی شورش اور فساد ختم کرنے میں مصروف تھا دل ہی دل میں پیچ و تاب کھا کر رہ گیا یہ اس فکر میں تھا کہ شمس الدولہ کا خط آ پہنچا جس میں اس نے امداد طلب کی تھی۔ بدر نے مصروفیت کے باوجود بھی شمس الدولہ کی مدد پر فوجیں روانہ کیں۔ شمس الدولہ نے قم کا محاصرہ کر لیا۔ مجد الدولہ کی ماں سخت مشکلات میں گرفتار ہو گئی۔

علاء الدین ابو حفص: علاء الدین بن ابو حفص بن کاکویہ' اس عورت (مادرِ مجد الدولہ) کا ماموں زاد بھائی تھا۔ قدیم فارسی زبان میں کاکویہ ماموں کو کہتے ہیں اس وجہ سے علاء الدین ابن کاکویہ کہلایا گیا اسے مجد الدولہ کی ماں نے اصفہان کی حکومت پر مامور کیا تھا جب اس کی جگہ حکومت میں اضطراب پیدا ہوا تو ابن کاکویہ بہاء الدولہ کے پاس عراق چلا گیا اور اسی کے پاس ٹھہرا رہا۔ جب مجد الدولہ کی ماں کے قبضۂ اقتدار میں زمامِ حکومت آ گئی تو ابن کاکویہ عراق سے اس کے پاس چلا آیا اس نے اسے پھر اصفہان کی حکومت پر مامور کیا اس سے اس کی قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے اس کے بعد اس کی اولاد اصفہان پر حکمرانی کرنے لگی جیسا کہ آئندہ ہم ان کے حالات کے ضمن میں بیان کریں گے۔

بہاء الدولہ کی مراجعت بغداد: ابو جعفر استاد ہرمز عضد الدولہ کا حاجب اور اس کے خاص الخواص میں سے تھا ابو جعفر نے اپنے بیٹے ابو علی صمصام الدولہ کو عضد الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا تھا۔ جب صمصام الدولہ مارا گیا تو ابو علی بہاء الدولہ کے پاس چلا آیا۔ بہاء الدولہ کو عراق میں جب یہ خبر پہنچی کہ دار الخلافت بغداد میں اس کی غیر حاضری کے زمانے میں سخت شورش پیدا ہو گئی اور اوباشوں اور جرائم پیشہ اشخاص نے لوٹ مار شروع کر دی ہے تو بہاء الدولہ نے اپنی جگہ عراق کی حکومت پر فخر الملک ابو طالب کو مامور کیا اور خود دار الخلافت کی طرف چل کھڑا ہوا۔ امراء دولت اراکین سلطنت اور بڑے بڑے عہدہ دار اسی سنہ کے ذی الحجہ میں بہاء الدولہ سے ملنے کے لئے آئے۔ بہاء الدولہ نے ایک فوج دار الخلافت بغداد سے ابو الشوک سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی یہاں تک کہ ابو الشوک کی شورش ختم ہو گئی۔

بدر بن حسنویہ کی امداد طلبی: اسی زمانہ میں بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے میں جھگڑا ہو گیا۔ بدر نے بہاء الدولہ سے امداد طلب کی۔ چنانچہ بہاء الدولہ نے بدر کی امداد پر کمر باندھی[1] .... دیر عاقول کو اس کے قبضہ سے نکال لیا اور جو کچھ مال و اسباب وہاں تھا سب پر قابض ہو گیا اس عرصہ میں سلطان' حلوان اور رجب پسرانِ شمالی خفاجی اپنے سرداران قوم کے ساتھ آ گئے اور بنو عقیل سے فرات کی حفاظت کی ذمہ داری لی اور اس کے ساتھ ساتھ دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوئے۔ بہاء الدولہ نے ان لوگوں کو ذی السعادتین حسن بن منصور کے ہمراہ انبار کی طرف روانہ کیا۔ ان لوگوں نے اس کے اطراف کو تباہ و پائمال کرنا شروع کیا۔

ابو الحسن بن مزید اور سلطان: ذو السعادتین نے ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا لیکن کچھ دن بعد رہا کر دیا ان لوگوں نے ذو السعادتین کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ ذو السعادتین یہ بات تاڑ گیا اور ان لوگوں کو معہ سلطان کے پھر گرفتار کر لیا اور پابہ زنجیر دار الخلافت بغداد بھیج دیا کچھ عرصہ بعد ابو الحسن بن مزید کی سفارش سے پھر رہا کر دیئے گئے ان لوگوں نے حسب عادت پھر قتل و غارت گری پر کمریں باندھیں ۴۰۲ھ میں حاجیوں کے قافلے سے بھڑ گئے اور اُسے لوٹ لیا۔ فخر الملک نے

---

[1] اصل کتاب میں یہ عبارت نہیں ہے۔

ابوالحسن بن مزید کو ان لوگوں سے انتقام لینے کے لئے لکھا چنانچہ ابوالحسن بن مزید نے بصرہ پہنچ کر ان لوگوں کو گھیر لیا اور نہایت سختی سے انہیں قتل اور گرفتار کر لیا حاجیوں کا مال واسباب جس قدر لوٹ لیا تھا واپس لے لیا اور قیدیوں کو فخر الملک کے پاس بھیج دیا اس واقعہ کے بعد پھر ان کے باقی ماندہ ساتھیوں نے حاجیوں کے قافلے سے چھیڑ چھاڑ شروع کی اور اطراف کوفہ کو لوٹ لیا۔ ابوالحسن بن مزید یہ خبر پا کر ان کے سر پر جا پہنچا اور جیسا کہ اس سے پہلے اس نے انہیں زیروزبر کیا تھا پھر قید اور قتل کیا اور قیدیوں کو دارالخلافت بغداد بھیج دیا۔

بہاءالدولہ کی وفات: ان واقعات کے بعد ۴۰۳ھ میں نصف اول گزر چکا تھا کہ بہاءالدولہ ابونصر بن عضدالدولہ نے مقام ارجان (عراق) میں وفات پائی۔ مشہد علیؓ میں اپنے باپ کے پاس مدفون ہوا چوبیس برس حکومت کی۔

سلطان الدولہ ابوشجاع: اس کے بعد اس کا بیٹا سلطان الدولہ ابوشجاع تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ ارجان سے شیراز آیا اپنے ایک بھائی جلال الدولہ ابوطاہر کو بصرہ کی حکومت پر مامور کیا اور دوسرے بھائی ابوالفوارس کو کرمان کی گورنری مرحمت کی۔

شمس الدولہ اور مجدالدولہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ شمس الدولہ بن فخر الدولہ حکومتِ ہمدان پر متمکن ہوا تھا اور اس کا بھائی مجدالدولہ تخت آرائے حکومت رے ہوا تھا اور اس کی ماں دونوں حکومتوں کی نگران اور سیاہ وسفید کرنے کی مالک تھی' بدر بن حسنویہ کردوں کا سردار تھا اس سے اور اس کے بیٹے ہلال سے جھگڑا ہو گیا تھا ایک دوسرے سے گتھ گئے تھے دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں جنہیں ہم ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کریں گے۔ شمس الدولہ کے اکثر شہروں پر قابض ہو گیا تھا اور وہاں کے مال واسباب کو دبا لیا تھا جیسا کہ ان کے حالات کے سلسلہ میں تم آئندہ پڑھو گے اس کے بعد شمس الدولہ نے رے کی طرف قدم بڑھایا مجدالدولہ نے رے چھوڑ دیا نہاوند چلا آیا اس کے ہمراہ اس کی ماں بھی تھی۔ شمس الدولہ نے رے پر قبضہ کر لیا اپنے بھائی اور ماں کے تعاقب میں روانہ ہوا۔ فوج کو بہت سے دنوں سے مشاہرہ نہیں ملا تھا۔ آئے دن لڑائیوں کی وجہ سے تنخواہیں بند تھیں شور وشر مچایا ایک ہنگامہ برپا ہو گیا لوگ وظائف اور تنخواہیں طلب کرنے لگے شمس الدولہ مجبور ہو کر ہمدان واپس آیا اور اس کا بھائی مجدالدولہ اور اس کی ماں پھر رے آ گئے اور قابض ہو گئے۔

فخر الملک ابوطالب کا قتل: ابومحمد حسن بن سہلان ایک مدت سے قرداش کے پاس چلا گیا تھا۔ قرداش نے اسے اپنے پاس کمال عزت سے ٹھہرایا۔ سلطان الدولہ نے اس کی جگہ عہدۂ وزارت پر ابوالقاسم جعفر بن فسانجس کو مقرر کیا ربیع الاول ۴۰۶ھ میں سلطان الدولہ نے اپنے گورنر عراق اور اس کے وزیر السلطنت فخر الملک ابوطالب کو گرفتار کر کے قیدِ حیات سے سبکدوش کر دیا۔ ساڑھے پانچ سال عہدۂ وزارت پر رہا۔ اس کا مال واسباب سلطان الدولہ نے ضبط کر لیا جس کی مالیت ایک کروڑ تھی۔

ابن سہلان کی وزارت: جب فخر الملک کے قتل کے بعد ابن سہلان واپس آیا تو سلطان الدولہ نے فخر الملک کی جگہ اسے حکومتِ عراق پر مامور کیا عمید الجیوش کا خطاب دیا .... اور اس کی جگہ وزارت کا عہدہ رجی کو مرحمت کیا۔ چنانچہ محرم ۴۰۹ھ میں ابن سہلان عراق کی طرف روانہ ہوا بنو اسد کی طرف ہو کر گزرا۔

چونکہ زمانہ حکومت فخر الملک میں اس کے اشارہ وحکم سے بنواسد نے بنو نصر کے سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا اس وجہ سے ان میں سے ابن دبیس فخر الملک کے قتل کے بعد بنواسد سے انتقام لینے کے لئے اٹھا ابن سہلان نے یہ رنگ دیکھ کر بنواسد اور اس کے بھائی مہارش اور طراد پر شب خوں مارا اور دور تک تعاقب کرتا چلا گیا ان کے نامی نامی سرداروں کو تہ تیغ کیا ایک جماعت دیلم اور ترکوں کی بھی کام آ گئی۔ بالآخر ان لوگوں کو شکست ہوئی۔ ابن سہلان نے ان کے مال واسباب کو لوٹ لیا عورتوں اور لڑکوں کو غلام بنایا خاتمۂ جنگ کے بعد مضر اور مہارش کو امن دیا ان دونوں اور طراد کو جزیرہ کی حکومت میں شریک کر دیا۔ یہ امر سلطان الدولہ کو ناگوار گزرا فوراً واسط کی جانب کوچ کر دیا اس وقت واسط میں آتش فتنہ بھڑک رہی تھی۔

سلطان الدولہ اور ابن سہلان: سلطان الدولہ نے ان میں سے ایک جماعت کو قتل کر ڈالا فتنہ وفساد فرو ہو گیا امن و امان قائم ہو گیا اس عرصہ میں دار الخلافت بغداد کے فتنہ کی خبر لگی تمام کاموں کو چھوڑ کر دار الخلافت بغداد کو روانہ ہوا۔ اسی سنہ کے ماہ ربیع الثانی میں بغداد پہنچا۔ اوباش آبر باختہ اور بدمعاش بھاگ نکلے عباسیوں کے ایک گروہ کو شہر بدر کیا ابو عبداللہ ابن نعمان فقیہ شیعہ کو بھی نکال باہر کیا دیلمی فوج کو دار الخلافت بغداد کے اطراف وجوانب میں ٹھہرا کر واسط واپس آیا دیلمیوں اور ترکوں میں فساد کی ٹھہر گئی لڑائی کا عنوہ کھڑ گیا۔ چند دیلمی سردار ابن سہلان کی شکایت لے کر واسط سلطان الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ سلطان الدولہ نے ان لوگوں کو تسلی دی اور ان لوگوں کو اپنے پاس ٹھہرا لیا اس کے بعد ابن سہلان کو طلبی کا خط لکھا ابن سہلان کو خطرہ پیدا ہوا بنو خفاجیہ کے پاس بھاگ گیا۔ تھوڑے دن قیام کر کے موصل جا پہنچا پھر موصل سے نکل کر بطیحہ جا کر قیام پزیر ہوا۔ سلطان الدولہ نے ابن سہلان کی گرفتاری اور جستجو میں فوجیں روانہ کیں چونکہ شرابی (والیٔ بطیحہ نے) ابن سہلان کو اپنی پناہ میں لے لیا تھا اس وجہ سے سلطان الدولہ کی فوج سے معرکہ آراء ہوا اور اسے شکست فاش دی ابن سہلان جلال الدولہ کے پاس بصرہ چلا گیا۔

سلطان الدولہ اور رجی میں مصالحت: ان واقعات کے بعد رجی اور سلطان الدولہ میں صفائی ہو گئی اسی سنہ میں دیلمیوں کی کمزوری محسوس ہوئی دار الخلافت بغداد اور واسط میں عوام الناس پر لوٹ پڑے ایک سخت ہنگامہ برپا ہو گیا دیلمی ان کی مدافعت نہ کر سکے اسی اثناء میں سلطان الدولہ نے اپنے وزیر فسانجس اور اس کے بھائی کو گرفتار کر لیا۔ قلمدانِ وزارت ابو طالب ذو السعادتین حسن بن منصور کو عنایت ہوا اور جلال الدولہ والیٔ بصرہ نے بھی اپنے وزیر ابو سعید عبد الواحد علی بن ماکولا کو گرفتار کر لیا۔

ابو الفوارس: سلطان الدولہ نے اپنے بھائی ابو الفوارس کو کرمان کی گورنری پر مامور کیا تھا۔ کچھ دیلم اس کے پاس آ گئے تھے اور ان لوگوں نے ابو الفوارس کو سلطان الدولہ کی مخالفت پر ابھارا چنانچہ ابو الفوارس نے علم بغاوت بلند کر دیا اور ۴۰۷ھ میں شیراز پہنچ کر قبضہ کر لیا۔ سلطان الدولہ کو اس کی خبر لگی فوجیں آراستہ کر کے ابو الفوارس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابو الفوارس کو پہلے ہی حملہ میں شکست ہوئی کرمان کی طرف بھاگا۔ سلطان الدولہ نے تعاقب کیا۔ ابو الفوارس کرمان کو خیر باد کہہ کر سلطان محمود بن سبکتگین کی خدمت میں بمقام بست جا پہنچا۔ محمود نے آؤ بھگت سے ٹھہرایا امداد کا وعدہ کیا کچھ روز بعد ابو سعید طائی کو ایک فوج کے ساتھ ابو الفوارس کی مدد کے لئے روانہ کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ سلطان الدولہ کرمان سے دار الخلافت بغداد

واپس آیا تھا۔ ابوالفوارس نے پہنچتے ہی کرمان پر قبضہ کرلیا۔ قبضۂ کرمان کے بعد فارس کے دوسرے شہروں کی طرف بڑھا رفتہ رفتہ شیراز کو بھی لے لیا۔

سلطان الدولہ اور ابوالفوارس میں مصالحت: سلطان الدولہ نے یہ خبر پا کر دارالخلافت بغداد سے اپنی فوج کے ساتھ حرکت کی اور بلاد فارس پہنچ کر ابوالفوارس کو پھر شکست دی اس نے کرمان جا کر دم لیا یہ واقعہ ۴۰۸ھ کا ہے سلطان الدولہ نے تعاقب پر فوجیں بھیجیں ابوالفوارس کرمان چھوڑ کر شمس الدولہ والئ ہمدان کے پاس چلا گیا اور سلطان الدولہ کی فوجوں نے کرمان پر قبضہ کرلیا۔ چونکہ ابوالفوارس نے ابوسعید طائی کے ساتھ بدمعاملگی کی تھی اس وجہ سے محمود بن سبکتگین کے پاس شکست کے بعد نہیں گیا۔ القصہ تھوڑے دنوں ہمدان میں قیام کر کے مہذب الدولہ والئ بطیحہ کے پاس چلا گیا۔ مہذب الدولہ نے کمال عزت واحترام سے اپنے مکان میں ٹھہرایا اس کے بھائی جلال الدولہ نے بہت سامال بھیج دیا اور اپنے پاس بلا بھیجا ابوالفوارس نے انکاری جواب دیا اس کے بعد اس سے اور اس کے بھائی سلطان الدولہ سے نامہ و پیام شروع ہوا۔ کرمان واپس آیا سلطان الدولہ نے خلعت اور تلوار بھیجی اور مصالحت ہوگئی۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ: ۴۱۱ھ میں فوج نے دارالخلافت بغداد میں سلطان الدولہ کے خلاف بغاوت کر دی اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کر دیا۔ سلطان الدولہ نے ان کی گرفتاری کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا تب واسط کی طرف چلے جانے کا قصد کیا۔ فوج نے مطالبہ کیا کہ اپنے بھائی مشرف الدلہ کو اپنا نائب مقرر کیے جائیے۔ سلطان الدولہ نے بہ مجبوری مشرف الدولہ کو اپنا نائب بنایا اور واسط کی طرف روانہ ہوا۔ پھر اہواز کے خیال سے واسط سے بغداد کی طرف چلا۔ اگر چہ ان دونوں بھائیوں نے کسی کو اپنا نائب بن بنانے کا حلف اٹھایا تھا مگر مشرف الدولہ نے کسی مصلحت کی وجہ سے ابن سہلان کو دوبارہ عراق کی حکومت پر اپنا نائب مقرر کیا۔ جب سلطان الدولہ تستر پہنچا تو اس نے ابن سہلان کو خط لکھا اور بلا لیا۔ چنانچہ ابن سہلان مشرف الدولہ سے علیحدہ ہو کر سلطان الدولہ کے پاس چلا آیا۔ سلطان الدولہ نے قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا اور اہواز کی طرف قبضہ کرنے کی غرض سے روانہ کیا۔ ابن سہلان نے اہواز کو لوٹ لیا۔ ترکوں نے جو اس وقت اہواز میں تھے مقابلہ کیا اور مشرف الدولہ کی حکومت کا اعلان کیا۔ سلطان الدولہ کی فوجیں ناکام واپس آئیں۔

مشرف الدولہ اور سلطان الدولہ کے مابین مصالحت: اس واقعہ کے بعد دیلمیوں نے مشرف الدولہ سے اجازت حاصل کر کے اپنے وطن مالوف خوزستان کا راستہ اختیار کیا مشرف الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوطالب کی نگرانی اور حفاظت کی غرض سے ہمراہ کر دیا۔ باقی رہے ترک جو اس کے ہمراہ تھے وہ تراد بن دبیس اسدی کے پاس جزیرۂ بنو دبیس چلے گئے۔ یہ واقعہ اس کی وزارت سے ڈیڑھ برس بعد کا ہے اس کے لڑکے ابوالعباس سے تیس ہزار دینار جرمانہ وصول کیے گئے۔ سلطان الدولہ نے ابوطالب کے قتل کا تہیہ کیا اور ابوکالیجار کو اہواز کی طرف بھیجا۔ اس نے اہواز پر قبضہ کرلیا۔ ان واقعات کے ختم ہونے پر سلطان الدولہ اور مشرف الدولہ نے صلح کے نامہ و پیام شروع کیے ابومحمد مکرم (سلطان الدولہ کا مصاحب) اور موید الملک رجحی (مشرف الدولہ کا وزیر) دونوں بھائیوں میں مصالحت کے محرک تھے ان دونوں نے یہ طے کیا کہ عراق مشرف الدولہ کو دیا جائے اور فارس و کرمان کی حکومت سلطان الدولہ کے سپرد کی جائے چنانچہ اسی بناء پر صلح نامہ کی

تکمیل ۴۱۳ھ میں ہوگئی۔

ابن کاکویہ کا ہمدان پر قبضہ: شمس الدولہ بن بویہ والیٔ ہمدان نے وفات پائی اس کی جگہ اس کا بیٹا سماء الدولہ تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ فرہاد بن مرداویج کو یزدجرد کی حکومت سماء الدولہ کی آنکھوں میں کانٹا سی کھٹک گئی فوجیں آراستہ کر کے فرہاد کو جا گھیرا۔ فرہاد نے علاء الدولہ بن کاکویہ سے امداد طلب کی' علاء الدولہ نے فرہاد کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اور اس کی کمک پر فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ سماء الدولہ کو فرہاد کے محاصرہ اور جنگ سے ہاتھ کھینچنا پڑا۔ اس کے بعد علاء الدولہ اور فرہاد نے ہمدان کی طرف قدم بڑھایا اور پہنچتے ہی محاصرہ ڈال دیا۔ ہمدان کی فوجیں تاج الملکقوہی کی ماتحتی میں (سپہ سالار سماء الدولہ) مدافعت کے لئے نکلیں اور بزورِ تیغ علاء الدولہ کا محاصرہ اٹھالیا علاء الدولہ شکست کھا کر جرباذقان پہنچا اثناء راہ میں اس کی فوج کا اکثر حصہ برف اور سردی سے ہلاک ہوگیا۔

تاج الملک قوہی کی تباہی: تاج الملک قوہی نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا اور جرباذقان پہنچ کر علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا علاء الدولہ نے ان ترکوں کو ملالیا جو تاج الملک قوہی کے ہمراہ تھے اس سے تاج الملک کمزور ہوگیا اس کا سارا لشکر منتشر ہوگیا۔ تاج الملک بحال پریشان ہمدان کی جانب لوٹا۔ علاء الدولہ نے سماء الدولہ پر غلبہ حاصل کر لیا نام کی بادشاہت رہ گئی خراج دینے لگا۔ اس کے بعد علاء الدولہ نے تاج الملک کا اس قلعہ میں محاصرہ کر لیا یہاں تک کہ تاج الملک نے تنگ آ کر امن کی درخواست کی علاء الدولہ نے امن دیا اسے سماء الدولہ کے ساتھ اپنے ہمراہ لئے ہوئے ہمدان گیا اس پر اور اس کے کل صوبہ پر کامیابی کے ساتھ قبضہ کر لیا۔ دیلمی سرداروں کے ایک گروہ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور چند سرداروں کو قتل کر ڈالا۔

ہمدان پر قبضہ کرنے کے بعد ابوالشوک کردی کے ملک کا قصد کیا مشرف الدولہ نے ابوالشوک سے درگزر کرنے کی سفارش کی چنانچہ علاء الدولہ نے اس سفارش کو منظور کر لیا اور اپنے دارالحکومت واپس ہوا یہ واقعہ ۴۱۴ھ کا ہے۔

وزیر ابوالقاسم: چونکہ عنبر خادم مشرف الدولہ کے باپ اور دادا کی خدمت میں رہا تھا اس وجہ سے عنبر خادم مشرف الدولہ پر غلبہ حاصل کئے ہوئے تھے اور اثیر کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ بنو بویہ کی دولت وحکومت میں جو چاہتا تھا کر گزرتا تھا۔ امراء دولت اور فوج پر اس کی جابرانہ حکومت تھی۔ وزیر السلطنت موید الملک رجحی نے عنبر خادم کے کسی حاشیہ نشین یہودی سے ایک لاکھ دینار کسی ذریعہ سے وصول کر لئے تھے۔ عنبر خادم نے مشرف الدولہ کے کانوں تک یہ خبر پہنچا دی۔ مشرف الدولہ نے ماہِ رمضان ۴۱۴ھ میں موید الملک کو معزول کر کے ناصر الدولہ بن ہمدان کو عہدۂ وزارت عنایت کیا کچھ عرصہ بعد مشرف الدولہ نے اسے خلفاء عبیدین کے پاس بھیج دیا۔ خلیفہ حاکم نے اسے مصر کی حکومت پر مامور کیا مصر میں اس کا بیٹا ابوالقاسم حسین پیدا ہوا۔ حاکم نے اس کے باپ ناصر الدولہ کو کسی الزام میں قتل کر ڈالا۔ ابوالقاسم مفرج بن جراح امیر طے کے پاس شام بھاگ گیا اور عبیدیوں کے خلاف ابوالفتوح امیر مکہ کو ابھارنے لگا۔ ابوالفتوح نے اسے بلا بھیجا۔ رملہ میں ابوالفتوح کی امارت کی بیعت لی گئی' فوجیں آراستہ کر کے مصر کی جانب بڑھا اور بہت سامال تاوانِ جنگ لے کر ابوالفتوح مکہ واپس آیا اور ابوالقاسم عراق کی طرف چلا گیا۔ عمید العراق فخر الملک ابوطالب کی خدمت میں حاضر ہوا۔

وزیر ابوالقاسم کی معزولی: خلیفہ قادر باللہ کو اس کی خبر لگ گئی حکم بھیج دیا کہ ابوالقاسم کو اپنی خدمت سے نکال دو۔ غریب ابوالقاسم نے موصل کا راستہ اختیار کیا والیٔ موصل نے ابوالقاسم کو قلمدانِ وزارت سپرد کر دیا۔ کچھ عرصہ بعد زمانہ کے اختلاف کی وجہ سے شاہی عتاب میں گرفتار ہو گیا اور معزول کر دیا گیا۔ پھر عراق کی جانب واپس ہوا' خوبی قسمت سے کچھ ایسے اتفاقات پیش آئے کہ مشرف الدولہ نے اسے وزارت کا عہدہ عنایت کر دیا کم بختی جو آئی تو فوج کے ساتھ زیادتی اور ان پر حکومت کرنے لگا ترکوں نے شور وشر مچایا بغاوت کر دی۔ اس کے میل جول کی وجہ سے عنبر خادم بھی اس مصیبت میں گرفتار ہو گیا۔ دونوں بحال پریشان سندیہ کی طرف نکل بھاگے مشرف الدولہ بھی اس کے ساتھ تھا قرداش نے ان لوگوں کو عزت و احترام سے ٹھہرایا اور بڑی آؤ بھگت سے پیش آیا۔ چند روز بعد یہ لوگ اواما کی طرف چلے گئے۔ ترکوں کو اپنے کیے پر ندامت ہوئی۔ مرتضٰی اور ابوالحسن زینبی کو مشرف الدولہ کی خدمت میں بھیجا معافی کی اور واپس آنے کی درخواست کی۔ ابھی کوئی جواب نہیں ملا تھا کہ چند سرداران ترک مشرف الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بہ منت وسماجت عنبر خادم کے ساتھ دارالخلافت بغداد واپس لے گئے۔

باب: ۲۱

ابو کالیجار بن سلطان الدولہ

و

جلال الدولہ بہاء الدولہ

و

علاء الدولہ ابو جعفر بن کاکویہ

سلطان الدولہ ابو شجاع بن بہاء الدولہ والیٔ فارس نے مقام شیراز میں داعیٔ اجل کو لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا محمد بن مکرم کو اس کے مزاج میں بہت بڑا رسوخ تھا اور اس کی حکومت کا منتظم اور وزیر تھا۔ اس کا میلانِ طبع سلطان الدولہ کے بیٹے ابو کالیجار کی طرف تھا اور اس وقت اہواز کا گورنر تھا۔

ابو کالیجار اور ابو الفوارس کی جنگ: سلطان الدولہ کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کو تخت حکومت پر متمکن کرنے کی غرض سے محمد بن مکرم نے بلا بھیجا۔ ترکوں کی خواہش یہ تھی کہ ابو کالیجار کے چچا ابو الفوارس والیٔ کرمان کو عبائے حکومت پہنائی جائے چنانچہ ترکی فوجوں نے ابو الفوارس کو کرمان سے بلا لیا۔ محمد بن مکرم کو اس سے خطرہ پیدا ہوا' ابو المکارم اس کا ہم خیال تھا یہ خیال فتنہ بصرہ کی طرف بھاگ گیا اور عادل ابو منصور بن مافنۃ ابو الفوارس کے لانے کے لئے کرمان روانہ ہوا۔ یہ محمد بن مکرم کے دوستوں سے تھا ابو الفوارس نے اس کی عزت افزائی کی۔ دیلمی فوج کے پاس اپنی حکومت کا پیام بھیجا۔ دیلمیوں نے معاملۂ بیعت کو محمد بن مکرم کی رائے پر موقوف کیا۔ ابو الفوارس کو اس سے غصہ پیدا ہوا برہم ہو کر محمد بن مکرم کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا اس کا بیٹا ابو القاسم کالیجار کی خدمت میں اہواز بھاگ گیا۔ ابو کالیجار کو اس سے بے حد برہمی پیدا ہوئی فوجیں مرتب کر کے فارس کی طرف چلا ابو منصور حسن بن علی نسوی' وزیر السلطنت ابو الفوارس مقابلہ پر آیا گھمسان کی لڑائی ہوئی میدانِ جنگ ابو کالیجار کے ہاتھ رہا ابو الفوارس کا لشکر گاہ لوٹ لیا گیا۔ شکست اٹھا کر بحالِ پریشان کرمان کی طرف بھاگا اور ابو کالیجار نے شیراز پر قبضہ کر لیا تمام بلادِ فارس مطیع ہو گیا۔

ابو کالیجار اور ابو الفوارس میں مصالحت: ابو کالیجار نے ان دیلمیوں کو جو اس وقت شیراز میں تھے دبانے کی کوشش کی ان لوگوں نے اپنے بھائیوں کو جو شہر نساء میں تھے پیام دیا کہ آ ؤ ہم اور تم ابو الفوارس کے مطیع ہو جائیں چنانچہ دیلمیوں کا یہ گروہ ابو کالیجار سے بگڑ کر ابو الفوارس سے جاملا۔ اس کے بعد لشکریوں نے ابو کالیجار سے اپنی تنخواہوں کا مطالبہ کیا دیلمیوں نے اس مظاہرہ میں لشکریوں کا ساتھ دیا۔ ابو کالیجار نے کمال بے سروسامانی سے نوبند جان کا سفر اختیار کیا پھر نوبند جان سے بوان کی گھاٹیوں کی طرف چلا گیا۔ دیلمیوں کو موقع مل گیا ابو الفوارس کو قبضہ شیراز کی ترغیب دینے لگے لڑائی کی نوبت نہ آئی۔ اس امر پر مصالحت ہوگئی کہ ابو الفوارس کا کرمان پر قبضہ تسلیم کر لیا جائے اور ابو کالیجار بدستور فارس کی حکومت پر رہے۔

ابو کالیجار کا بلاد فارس پر قبضہ: چونکہ دیلمیوں نے من چلی طبیعت پائی تھی آرام سے بیٹھنا پسند نہ آتا تھا ابو کالیجار سے جا ملے اور اسے ابھار کر ابو الفوارس کی فوج سے جا بھڑے ابو الفوارس مصالحت کے غرہ میں آرام کی نیند سور ہا تھا شکست کھا کر بھاگا دار الہجرت میں جا کر دم لیا اور ابو کالیجار نے تمام بلادِ فارس کو دبا لیا اس کے بعد ابو الفوارس دس ہزار کردوں کو لے کر ابو کالیجار سے انتقام لینے کے لئے نکلا۔ مقام بیضا داصطخر میں صف آرائی ہوئی اتفاق یہ کہ اس معرکہ میں ابو الفوارس کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی کرمان جا کر پناہ گزین ہوا اور ابو کالیجار تمام بلادِ فارس پر قابض ہو گیا ۴۱۷ھ میں حکومت وسلطنت پر اس کے قدم جم گئے۔

شرف الدولہ کی وفات: ماہِ ربیع الاول ۴۱۶ھ میں بمقام بغداد شرف الدولہ ابو علی بن بہاء الدولہ بن بویہ سلطانِ بغداد نے وفات پائی۔ پانچ برس حکومت کی اس کے مرنے پر دار الخلافت بغداد میں اس کے بھائی جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا گیا جلال الدولہ اس وقت بصرہ میں تھا اراکین دولت نے بصرہ سے بلا بھیجا جلال الدولہ نہ آیا بلکہ واسط چلا گیا اور وہیں قیام اختیار کیا اور اپنے برادر زادہ ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔ ابو کالیجار ان دنوں خوزستان میں اپنے چچا ابو الفوارس سے مصروفِ پیکار تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔

جلال الدولہ: جلال الدولہ نہایت عجلت سے مسافت طے کر کے واسط سے بغداد پہنچا لشکر کو اس کی خبر لگی۔ نہروان میں آ کر جلال الدولہ سے ملے اور قوت کے ذریعے سے اسے واپس کر دیا اس کے خزانے اور مال واسباب کو لوٹ لیا۔ وزیر السلطنت ابو سعید بن ماکولا کو گرفتار کر لیا جلال الدولہ نے اپنے برادر چچازاد بھائی ابو علی کو عہدہ وزارت عنایت کیا پھر لشکریوں نے ابو کالیجار کو حکومتِ بغداد کے لئے ابھارنا شروع کیا کیونکہ ابو کالیجار ان دنوں اپنے چچا سے مصروفِ جنگ تھا حیلہ وحوالہ سے ٹالنے لگا۔ دار الخلافت بغداد میں اوباشوں اور دست درازوں نے لوٹ مار شروع کر دی کرخ کو جلا کر خاک وسیاہ کر دیا ابو عنبر نے انہیں روکا لیکن وہ اپنی حرکات سے باز نہ آئے اور جب اسے اپنی جان کا خطرہ ہوا تو قرواش کے پاس موصل بھاگ گیا بغداد میں ایک ہنگامہ پیدا ہو گیا۔

جلال الدولہ کا بغداد پر قبضہ: جس وقت دار الخلافت بغداد میں امن وامان کا نام مٹ گیا اور ترکوں نے اس امر کو محسوس کر لیا کہ ملک تباہ وبرباد ہو رہا ہے عرب کرد اور عوام الناس نے لوٹ مار اور غارت گری شروع کر دی ہے تو سب کے سب جمع ہو کر دار الخلافت بغداد کی طرف معذرت اور عفو تقصیر کے لئے روانہ ہوئے ان ترکوں نے غلطی یہ کی تھی کہ پہلے مشورہ

کے بغیر جلال الدولہ کو بلا بھیجا اور جب جلال الدولہ آیا تو واپس کر دیا اور ابو کالیجار کو حکومت بغداد کی دعوت دی اس کے باوجود یہ بھی کہتے جاتے تھے کہ یہ فعل ہمارا نہیں ہے بلکہ یہ فعل خلافت مآب کے اشارہ سے ظہور میں آیا ہے بہر کیف ترکوں کا جم غفیر دارالخلافت بغداد آیا شیرازہ حکومت کو درست اور جمع کرنے' امن وامان قائم کرنے اور بغاوت ولوٹ مار کے فرو کرنے کی غرض سے جلال الدولہ کو پھر بلانے کی درخواست دربار خلافت میں دی چنانچہ خلیفہ قادر نے اس درخواست کو اجازت کا درجہ عنایت فرمایا اور جلال الدولہ کو طلبی کا فرمان روانہ کیا جلال الدولہ بصرہ سے دارالخلافت بغداد کی جانب روانہ ہوا خلافت مآب نے ابوجعفر سمنانی کو جلال الدولہ کے استقبال کے لئے روانہ کیا بڑی آؤ بھگت سے ۴۱۸ھ میں داخل ہوا خود خلافت مآب بھی سوار ہو کر جلال الدولہ سے ملنے کے لئے تشریف لائے اس کے بعد جلال الدولہ مشہد امام کاظمؒ کی زیارت کو گیا پھر وہاں سے واپس ہو کر دارالملک میں آ کر مقیم ہوا پنج وقتہ نوبت بجنے کا حکم دیا خلیفہ قادر نے ممانعت کا فرمان بھیجا با دل نخواستہ پنج وقت نوبت بند کر دی کچھ دن بعد خلافت مآب نے نوبت بجنے کی اجازت دی۔ حکومت بغداد پر متمکن ہونے کے بعد جلال الدولہ نے موید الملک ابوعلی رجی کو عنبر خادم کے پاس تالیف قلوب' اظہار محبت اور لشکریوں کے فعل کی معذرت کی غرض سے روانہ کیا یہ اس وقت قرداش کے پاس موصل میں تھا۔

ابن کاکویہ اور اکراد : علاء الدولہ ابن کاکویہ نے اپنے چچازاد بھائی ابوجعفر کو نیشاپور' خوست اور اس کے متعلقات کی حکومت پر مامور کیا تھا اور اکراد جودرقان کو بھی اس کی فوج میں شامل کر دیا تھا اس کا سردار ابوالفرج بالوفی تھا اس سے اور ابوجعفر سے بہ حکم دو بادشاہ در اقلیمے نہ گنجند چلی۔ رفتہ رفتہ اسکی خبر علاء الدولہ تک پہنچی۔ علاء الدولہ نے ان دونوں میں مصالحت کرا دی اس کے بعد موقع پا کر ابوجعفر نے ابوالفرج کو مار ڈالا اکراد جودرقان نے بغاوت کر دی فتنہ وفساد کا دروازہ کھل دیا۔ علاء الدولہ نے ایک لشکر اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے روانہ کیا لیکن کچھ کامیابی نہ ہوئی بلکہ اس پر مزید طرہ یہ ہوا کہ رسد وغلہ نہ ملنے کی وجہ سے چار دن تک بے آب ودانہ پڑا رہا علاء الدولہ یہ سن کر آیا اور لوگوں کو رسد وغلہ دیا۔ خم ٹھونک کر میدان میں آئے اور اکراد کو شکست دی اس شکست کے بعد پھر اکراد جودرقان کا ایک گروہ مقابلہ پر آیا علاء الدولہ نے انہیں پسپا کر کے تعاقب کیا وفد پیچھا کرتا چلا گیا وفد میں اکراد جودرقان ٹھہر کر لڑے مگر قسمت نے ساتھ نہ دیا ولکین لڑ کے معرکہ کارزار میں مارے گئے خود ولکین چار آدمیوں کے ساتھ بچ کر جرجان کی طرف بھاگا اصہبد اور اس کے دونوں لڑکے اور وزیرالسلطنت گرفتار کر لئے گئے جو ۴۱۱ھ کے نصف میں مر گیا۔ علی بن عمران قلعہ کنکور میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ بہاء الدولہ نے اس کا محاصرہ کر لیا۔

ابن کاکویہ اور ولکین : ولکین جرجان سے اپنے سسرالی رشتہ دار منوچہر قابوس کے پاس چلا گیا۔ منوچہر کا لڑکا علاء الدولہ کا داماد تھا اور علاء الدولہ نے شہر قم بطور جاگیر دے دیا تھا۔ ان واقعات کو سن کر یہ بھی باغی ہو گیا اپنے باپ منوچہر کے پاس فوج کی طلبی کا خط روانہ کیا۔ منوچہر اور ولکین فوجیں لے کر آئے مجد الدولہ بن بویہ رے میں ٹھہرا ہوا تھا دونوں فریق گتھ گئے متعدد لڑائیاں ہوئیں علاء الدولہ نے ان شکایتوں کا احساس کر کے علی بن عمران سے مصالحت کر لی۔ مصالحت کا ہونا تھا کہ ولکین اور منوچہر رے چھوڑ کر چلے گئے۔ علاء الدولہ رے سے آیا منوچہر کو نہایت تہدید آمیز خط لکھا منوچہر کنکور میں جا کر قلعہ نشین ہو گیا علاء الدولہ نے چن چن کر ان لوگوں کو قتل کیا جنہوں نے اس کے چچازاد بھائی ابوجعفر کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد منوچہر نے اطاعت قبول کر لی مصالحت کا پیام دیا علاء الدولہ نے مصالحت کر لی اور کنکور کے بجائے دینور جاگیر میں دیا۔

منیع بن حسان خفاجہ: خفاجہ بنو عمرو بن عقیل کے خاندان سے ہیں جو کہ اطراف عراق میں بغداد کوفہ واسط اور بصرہ کے درمیان رہتے تھے ان کا سردار ان دنوں منیع بن حسان تھا اس سے اور والی موصل سے کچھ جھگڑے چلے آ رہے تھے جو کبھی کبھی لڑائی کی صورت اختیار کر لیتے تھے بالآخر دونوں میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا۔ چنانچہ مصالحت ہو گئی اس کے بعد منیع بن حسان ۴۱۷ھ میں جامعین‘ مقبوضات دبیس کی طرف گیا اور حالتِ غفلت میں لوٹ لیا دبیس کو خبر لگی فوراً تعاقب اور مدافعت کے لئے روانہ ہوا۔ منیع نے کوفہ چھوڑ کر انبار کا قصد کیا جو کہ قرواش کے مقبوضات میں سے تھا چند دن کے محاصرہ کے بعد بزور تیغ فتح کیا اور تباہ و برباد کر کے جلا دیا قرواش نے مدافعت پر کمر باندھی غریب بن معین بھی اس کے ہمراہ تھا جس وقت قرواش انبار پہنچا۔

منیع بن حسان کی اطاعت: اس وقت منیع نے انبار سے کوچ کر دیا تھا قرواش قصر کی طرف چلا گیا۔ منیع کو موقع مل گیا دوبارہ انبار پر چڑھ آیا اور جی کھول کر لوٹا اور قرواش اس خبر کو سن کر جامعین گیا اور دبیس بن صدقہ سے امداد کی درخواست کی دبیس بنو اسد کے ساتھ قرواش کی مدد پر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ساتھ منیع کے مقابلہ پر آیا لیکن جنگ کی ہمت نہ پڑی متفرق اور منتشر ہو گئے‘ قرواش انبار واپس آیا شہر پناہ کو درست کرایا امن و امان قائم کرنے کی کوشش کی۔ چونکہ دبیس اور قرواش جلال الدولہ کے مطیع تھے اس وجہ سے منیع ابن حسان نے ابو کالیجار کی خدمت میں حاضر ہو کر اسے اپنی جائے پناہ بنایا اور اطاعت قبول کی۔ ابو کالیجار نے اسے خلعت و انعام سے سرفراز کیا۔ منیع اپنے مقبوضہ بلاد میں واپس آیا اور ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی شورش: حکومتِ بغداد پر جلال الدولہ کے قدم جم جانے پر ترکوں کی فوجوں کی کثرت ہو گئی جنگی مصارف بڑھ گئے اس وقت قلمدانِ وزارت کا مالک ابو علی بن ماکولا تھا فوج نے اس سے اپنی تنخواہوں اور وظائف کا مطالبہ کیا وزیر السلطنت ادا نہ کر سکا۔ جلال الدولہ نے جواہرات اور قیمتی قیمتی اسباب فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں لیکن لشکر نے تب بھی وزیر السلطنت سے تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا اور جب تنخواہیں نہ ملیں تو بلڑ مچا دیا اور اس کے مکان کو جا کر گھیر لیا یہاں تک کہ کھانا اور پانی کا پہنچانا دشوار ہو گیا۔ بصرہ چلے جانے کی درخواست کی وہ اپنے اہل و عیال کے ساتھ روانگی بصرہ کے ارادہ سے کشتی پر سوار ہونے کے لئے نکلا مکان اور کشتی کے درمیان میں قناتیں کھڑی تھیں اور خیمے نصب تھے ترکی فوج قنات کی طرف بڑھی جلال الدولہ کو خطرہ پیدا ہوا لوگوں کو للکارا ترکی فوج بھی نکل آئی قیامت جیسا ہنگامہ برپا ہو گیا مگر خیریت گزری جنگ کی نوبت نہ آئی۔ جلال الدولہ نے مجبور ہو کر فرش‘ سامان‘ اسباب‘ خیمے اور کپڑے فروخت کر کے ان کی تنخواہیں دیں تب فتنہ ختم ہوا‘ اس کے بعد اپنے وزیر ابو علی کو معزول کر کے ابو طاہر کو قلمدانِ وزارت سپرد کیا۔ چالیس دن کے بعد اسے بھی معزول کر کے سعید بن عبدالرحیم کو عہدۂ وزارت عطا کیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ: جس وقت جلال الدولہ دارالخلافت بغداد کو روانہ ہوا تھا اس وقت بصرہ کی حکومت پر اپنے بیٹے ملک عبدالعزیز ابو منصور کو مقرر کر گیا تھا‘ ترکوں اور دیلمیوں میں ان بن اور جھگڑا چلا آ رہا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں۔ جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد سویا ہوا فتنہ جاگ اٹھا قتل و قتال کی نوبت آ گئی میدان ترکوں کے ہاتھ رہا۔ دیلمیوں

کو بختیار بن علی کے ساتھ ایلہ کی طرف نکال دیا۔ ملک عبدالعزیز ان لوگوں کو واپس لانے کی غرض سے روانہ ہوا' دیلمی لڑ پڑے اور ابو کالیجار بن سلطان الدولہ کی اطاعت کا اظہار کر دیا ابو کالیجار ان دنوں اہواز میں تھا ملک عبدالعزیز شکست اٹھا کر بصرہ واپس ہوا ادھر دیلمیوں نے ایلہ کو لوٹ لیا اور ترکوں نے بصرہ کو تاخت و تاراج کر دیا رفتہ رفتہ اس کی خبر ابو کالیجار کو پہنچی اہواز سے ایک جرار فوج مرتب کر کے بختیار کی سرکوبی اور بصرہ پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ کی۔ سخت اور خونریز لڑائی ہوئی۔ آخر کار بختیار اپنے ہمراہیوں کے ساتھ بصرہ سے نکل کر واسط چلا گیا اور ابو کالیجار کی فوج نے بصرہ پر قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا۔ یہ واقعہ ۴۱۹ھ کا ہے۔

ابو کالیجار کا کرمان پر قبضہ: جلال الدولہ اس خیال میں تھا کہ بختیار اور ملک عبدالعزیز کے پاس جا کر فوج کی تنخواہ لے آئے اور جن لوگوں کے مال و اسباب لوٹ لئے گئے ہیں انہیں معاوضہ دے کہ اتنے میں خبر پہنچی کہ ابو کالیجار نے بصرہ اور کرمان پر قبضہ کر لیا ہے سنتے ہی ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے زمین پاؤں کے نیچے سے نکل گئے کرمان میں جلال الدولہ کا چچا ابوالفوارس حکومت کر رہا تھا فارس کے خیال سے فوجیں فراہم کر رہا تھا کہ موت کا پیام آ گیا لبیک کہہ کر سفر آخرت اختیار کیا۔ اس کے ہمراہیوں نے ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کر کے کرمان بلا بھیجا۔ ابو کالیجار مسافت طے کر کے کرمان پہنچ گیا اور قبضہ کر لیا۔ ابوالفوارس نہایت بدخلق تھا رعایا اور اپنے ملازموں سے بے حد برا برتاؤ کرتا تھا۔

بنی دبیس کی اطاعت: طراد بن دبیس کے قبضہ میں جزیرہ بنو دبیس تھا جس پر منصور چالاکی سے قابض ہو کر ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھ رہا تھا اس اثناء میں طراد مر گیا اس کا بیٹا علی جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا امداد کی درخواست کی جلال الدین نے ترکوں کی ایک فوج کو اس کی کمک پر مامور کیا۔ علی بن طراد نہایت عجلت سے روانہ ہوا' اتفاق یہ کہ انہی دنوں ابو صالح کوکین جلال الدولہ سے شکست اٹھا کر ابو کالیجار کے پاس بھاگ آیا تھا جب اسے یہ خبر لگی کہ علی بن طراد جلال الدولہ کی پشت پناہی کی وجہ سے جزیرہ کی طرف آ رہا ہے تو ابو صالح کوکین ابو کالیجار کی اجازت لے کر منصور کی امداد کو جزیرہ گیا اور دونوں متفق ہو کر علی بن طراد سے لڑنے کے لئے نکلے ہر دو میں لڑائی کا نیزہ گاڑا گیا علی بن طراد کو شکست ہوئی اثناء جنگ میں مارا گیا۔ منصور مستقل طور سے جزیرہ میں ابو کالیجار کی ماتحتی میں حکومت کرنے لگا۔

ابو کالیجار کا واسط پر قبضہ: اس کے بعد نور الدولہ دبیس[1] .... علی والیٔ حلب و نیل تھا جب اس کو یہ اطلاع ہوئی کہ اس کا چچازاد بھائی مقلد بن حسن اور منیع بن حسان امیر خفاجہ عساکر بغداد کے ساتھ ابو کالیجار کے پاس گئے ہیں تو اپنے مقبوضہ ممالک میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا اور ابو کالیجار کی خدمت میں طلبی کی درخواست بھیجی چونکہ ابو کالیجار اہواز سے واسط کی جانب روانہ ہوا لیکن واسط میں ابو کالیجار کے پہنچنے سے پہلے ملک عبدالعزیز بن جلال الدولہ ترکوں کے ساتھ داخل ہو چکا تھا جونہی ابو کالیجار واسط کے قریب پہنچا ملک عبدالعزیز واسط کو چھوڑ کر نعمانیہ چلا گیا اور ابو کالیجار نے کسی جنگ کے بغیر واسط پر قبضہ کر لیا۔ دبیس وفد ہو کر حاضر ہوا کامیابی کی مبارکباد دی اس کے بعد ابو کالیجار نے قرداش والیٔ موصل اور اثیر عنبر کو عراق کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اثیر عنبر اثناء راہ میں مقام کحیل میں مر گیا اور قرداش لوٹ کھڑا ہوا۔

---

[1] کتاب میں جگہ خالی ہے۔

ابو کالیجار اور جلال الدولہ کی جنگ: جلال الدولہ کو ان واقعات کی اطلاع ہوئی۔ فوجیں فراہم کیں ابوالشوک وغیرہ سے امداد طلب کی اور واسط کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا روپیہ کی کمی وجہ سے سخت مشکلات پیش آئیں مصاحبوں نے رائے دی کہ ابو کالیجار اس وقت اہواز میں نہیں ہے۔ واسط کے بجائے اہواز پر حملہ کیجئے اور ابو کالیجار کے تمام مال و دولت پر قبضہ کر لیجئے اور ابو کالیجار کے مشیروں نے مشورہ دیا کہ عراق کا میدان خالی ہے آپ عراق پہنچ کر قابض ہو جائیے یہ دونوں اسی شش و پنج میں تھے کہ ابوالشوک کو یہ خبر بھیجی کہ سلطان محمد بن سبکتگین کی فوجیں عراق کی طرف حرکت کر رہی ہیں مناسب ہے کہ باہمی جنگ چھوڑ کر متحد ہو جاؤ۔ ابو کالیجار اس خبر کو سن کر عراق کی طرف بڑھنے سے رک رہا لیکن جلال الدولہ اہواز گیا' تاخت و تاراج کیا اور لوگوں کے مال و اسباب کے علاوہ خاص دارالامارت سے دو لاکھ دینار لوٹ لئے والدہ ابو کالیجار اور اس کے اہل و عیال کو لے کر بغداد روانہ ہوا۔ ابو کالیجار اس سے سخت پریشان ہوا۔ جلال الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ دبیس بن مزید اس خوف سے کہ مبادا خفاجہ میرے مقابل پر حملہ آور ہوں ابو کالیجار کے ساتھ نہ گیا۔ ماہ ربیع الاول ۴۲۱ھ میں ایک دوسرے سے بھڑ گئے۔ تین روز تک ہنگامۂ کارزار نہایت سختی سے جاری رہا چوتھے دن ابو کالیجار شکست کھا کر بھاگا تقریباً اس کے دو ہزار ہمراہی کام آ گئے پریشان حال اہواز کی طرف واپس ہوا عادل بن مافنہ نے حاضر ہو کر زرِ نقد پیش کیا جس سے اس کی تسلی ہوئی اور اپنے لشکر میں اسے تقسیم کر دیا۔ خاتمۂ جنگ کے بعد جلال الدولہ واسط کی جانب لوٹا اور اس پر قابض ہو گیا اور اپنے لڑکے ملک عبدالعزیز کو یہاں حکومت واسط سپرد کر کے عراق کی طرف واپس ہوا۔

سلطان محمود کا رے پر قبضہ: چونکہ مجد الدولہ بن فخر الدولہ علم اور تعمیر عمارت میں مصروف تھا اور اس کی دولت و حکومت کا انتظام اس کی ماں کر رہی تھی جب ۴۱۹ھ میں وہ انتقال کر گئی تو نظام سلطنت بگڑ گیا لشکر کو لالچ پیدا ہوا۔ سلطان محمود بن سبکتگین کو بدنظمی کی شکایت لکھی۔ محمود نے ایک فوج اپنے حاجب کی ماتحتی میں روانہ کی اور مجد الدولہ کو گرفتار کر لینے کی خاص طور سے ہدایت کی چنانچہ محمود کے حاجب نے جس وقت مجد الدولہ اس سے ملنے کے لئے آیا اسے اس کے بیٹے ابودلف کے ساتھ گرفتار کر لیا۔ محمود کو جب اس کی خبر لگی تو اس کے مرکب ہمایوں نے رے کی طرف حرکت کی ماہ ربیع الاول ۴۲۰ھ میں داخل رے ہو کر قبضہ کر لیا دس لاکھ دینار نقد پانچ لاکھ دینار دینار کے قیمتی جواہرات' چھ ہزار تھان ریشمی کپڑے اور بے شمار اسباب و ظروف ہاتھ آئے۔ مجد الدولہ پابہ زنجیر خراسان بھیج دیا گیا اور وہیں قید کر دیا گیا۔

اہل اصفہان کی سرکشی و سرکوبی: محمود نے رے فتح ہونے کے بعد قزدین' قلعہ قزدین' شہر سادہ آدہ اور یافت کو بھی لے لیا اور اس کے حاکم الکین کو گرفتار کر کے خراسان بھیج دیا۔ فرقہ باطنیہ میں سے ایک بڑے گروہ کو مار ڈالا معتزلہ کو شہر بدر کیا فلسفہ اور اعتزال کی کتابوں کو جلا دیا۔ رفتہ رفتہ حدود آرمینیہ تک قابض ہو گیا۔ علاء الدولہ بن کاکویہ نے اصفہان میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا' رے پر اپنی طرف سے اپنے بیٹے مسعود کو مقرر کیا اس نے زنجان اور ابہر کو فتح کیا اس کے بعد محمود نے اصفہان کو علاء الدولہ کے قبضہ سے نکال لیا اور اپنے کسی سردار کو اصفہان پر مامور کیا اہل اصفہان نے علم بغاوت بلند کیا اور اسے مار ڈالا۔ محمود کو اس کی خبر پہنچی آگ بگولہ ہو گیا فوجیں آراستہ کر کے اصفہان پر چڑھ آیا اور نہایت سختی سے اہل اصفہان کو پائمال کیا بیان کیا جاتا ہے کہ اہل اصفہان میں سے پانچ ہزار آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ اس کے بعد واپس آیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔

تاتار: ان تاتاریوں کی ابتدائی حالت کو ہم کسی مقام پر اسی کتاب میں بیان کر آئے ہیں یہ لوگ بخارا کی پہاڑی گھاٹیوں میں رہتے تھے اور ان کے دو گروہ تھے ایک گروہ ارسلان بن سلجوق کا تھا۔ دوسرا گروہ اس کے برادر زادہ میکائیکل بن سلجوق کا یمین الدولہ محمود بن سبکتگین نے جس وقت بخارا اور ماوراء النہر پر قبضہ کیا تو ارسلان بن سلجوق کو گرفتار کر کے ہندوستان بھیج دیا اور اس کے قبائل و خاندان کو بے خانماں کر کے نکال دیا کچھ عرصہ بعد باقی ماندہ نے پھر سر اٹھایا خراسان کی طرف بڑھے اور ان میں سے بعض اصفہان جا پہنچے سلطان محمود نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ان کی گرفتاری اور سرکوبی کے لئے لکھا۔

تاتاریوں کی اصفہان اور رے میں غارت گری: چنانچہ علاء الدولہ نے ان تاتاریوں کی سرکوبی کا قصد کیا کسی ذریعہ سے انہیں اطلاع ہوگئی اطراف خراسان کی طرف بھاگ گئے۔ لوٹ مار شروع کر دی تاش الفوارس (محمود بن سبکتگین کا سپہ سالار) مدافعت پر تیار ہوا' تاتاریوں نے آذربائیجان کے قصد سے رے کا راستہ اختیار کیا۔ تاتاریوں کا یہ گروہ عراقیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا اس گروہ کے سردار کو کتاش' ایرقا' قزل' یغمر اور ناقصلی وغیرہم تھے جب یہ لوگ طوفان بے تمیزی مچاتے ہوئے دامغان کے قریب پہنچے والئ دامغان اپنی فوج کو مرتب کر کے مقابلہ اور مدافعت کے لئے نکلا لیکن مدافعت نہ کر سکا پہاڑ پر چڑھ گیا اور قلعہ نشین ہو گیا تاتاری شہر میں گھس پڑے اور جی کھول کر لوٹا' ان لوگوں نے یہی حرکتیں سمنان' رے کے قصبات' اسحاق آباد اور اس کے گرد و نواح میں کیں۔ اس کے بعد مسکویہ (رے کے صوبے) کی طرف گئے اسے تاخت و تاراج کیا تاش الفوارس (سپہ سالار ابن سبکتگین) اس وقت خراسان میں تھا۔ ابو سہل حمدانی نامی سپہ سالار بھی اس کے ساتھ تھا ان دونوں نے مسعود بن سبکتگین والی جرجان اور طبرستان سے امداد کی درخواست کی ان لوگوں نے تاش الفوارس اور ابو سہل کی کمک پر فوجیں روانہ کیں دونوں سپہ سالار خم ٹھونک کر تاتاریوں سے لڑنے کے لئے نکلے لڑائی ہوئی۔ یہ دونوں سپہ سالار شکست کھا کر بھاگے اثناء جنگ میں تاش الفوارس مارا گیا ابو سہل نے رے میں جا کر دم لیا۔ تاتاریوں نے اسے رے میں بھی دم نہ لینے دیا شکست اٹھا کر قلعہ طبرک چلا گیا اور وہیں قلعہ نشین ہو گیا۔ تاتاری رے میں گھس پڑے اور اسے دل کھول کر لوٹا۔ اس کے بعد ابو سہل فوجیں درست کر کے دوبارہ تاتاریوں سے لڑنے کے لئے آیا۔ تاتاریوں کو شکست ہوئی' تاتاریوں کے سرداروں میں سے یمعر کے ہمشیرزاد کو گرفتار کر لیا' تاتاری اس کی رہائی کے لئے تیس ہزار دینار فدیہ دینے اور تاش الفوارس کا جس قدر مال و اسباب لوٹ لیا تھا معہ قیدیوں کے واپس کرنے کو تیار ہوئے ابو سہیل حمدونے انکار کر دیا' تاتاری مجبور ہو کر رے سے نکلے اتنے میں لشکر جرجان آ پہنچا۔ رے کے قریب تاتاریوں سے مڈبھیڑ ہوگئی۔ تاتاریوں کا سردار دو ہزار جنگ آوروں کے ساتھ گرفتار کر لیا گیا۔ بقیہ تاتاری آذربائیجان کی طرف چلے گئے۔ یہ واقعہ ۴۲۷ھ کا ہے۔

تاتاریوں کی آذربائیجان میں لوٹ مار: جس وقت تاتاریوں کا گروہ آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا علاء الدولہ نے رے جا کر قیام کیا اور مسعود بن سبکتگین کی اطاعت قبول کر لی۔ ابو سہل حمدونی کے پاس پیام بھیجا کہ تم اپنے شہروں کا کچھ مالیہ مجھے دو' ابو سہل نے انکاری جواب دیا۔ علاء الدولہ نے ابو سہیل کی مخالفت کی وجہ سے تاتاریوں کو بلا بھیجا' چند تاتاری علاء الدولہ کے پاس آ گئے اور اس کے ملک میں قیام کیا کچھ عرصہ بعد انہیں اس سے نفرت پیدا ہوئی پرانی عادت اختیار کر لی لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا علاء الدولہ نے گھبرا کر پھر ابو سہیل سے خط و کتابت شروع کی اور اسے مسعود بن سبکتگین کی اطاعت و

فرمانبرداری کی ترغیب دی۔ ابوسہیل اس وقت طبرستان سے نیشاپور چلا آیا۔ علاء الدولہ رے پر قابض ہو گیا۔

ابوکالیجار اور تاتاریوں میں مصالحت: اس کے بعد اہل آذربائیجان نے ان تاتاریوں کی مدافعت پر کمریں باندھیں جو ان اطراف میں لوٹ مار اور غارت گری کر رہے تھے چنانچہ پورے طور سے تاتاریوں کی گوشمالی کی سارا گروہ منتشر ہو گیا ایک جماعت ان کی رے کی طرف چلی گئی اس جماعت کا سردار ایک شخص بوقا نامی تھا' دوسرا گروہ ہمدان کی جانب چلا گیا اس کا سردار منصور اور کوکناش تھے' اس گروہ نے ہمدان میں پہنچ کر ابوکالیجار بن علاء الدولہ پر محاصرہ ڈالا۔ اگرچہ اطراف و جوانب کے امراء و سلاطین نے ابوکالیجار کی کمک پر فوجیں بھیجیں لیکن کامیابی نہ ہوئی ایک مدت تک ہمدان محاصرہ میں رہا آخر کار ابوکالیجار نے ان سے مصالحت کر لی اور کوکناش کو اپنی دامادی میں لے لیا۔

تاتاریوں کا رے پر قبضہ: تاتاریوں کا جو گروہ رے گیا تھا اس نے علاء الدولہ بن کاکویہ پر رے میں محاصرہ ڈالا فناخسرو بن مجد الدولہ اور کار روائی ساوہ بھی ان لٹیروں سے مل گئے۔ محاصرۂ جنگ نے طول کھینچا۔ علاء الدولہ مجبور ہو کر ماہ رجب سنہ مذکور میں رات کے وقت رے سے اصفہان چلا گیا۔ اہل شہر نے ہتھیار ڈال دیئے تاتاری بلائے بے درماں کی طرح رات ہی کے وقت شہر میں گھس پڑے اور تاخت و تاراج کرنا شروع کر دیا' ان میں سے ایک گروہ نے علاء الدولہ کا تعاقب کیا لیکن وہ ہاتھ نہ آیا۔ تب یہ لٹیرے رے سے کرخ کی طرف لوٹ پڑے اور اسے لوٹ لیا اسی گروہ میں سے تاصقلی نے قزدین کی طرف قدم بڑھایا' اہل قزدین مقابلہ پر آئے لڑائی ہوئی مگر جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو اہل قزدین نے سات ہزار دینار دے کر مصالحت اور اطاعت قبول کر لی۔

ہمدان پر قبضہ: تاتاری رے پر قبضہ کرنے کے بعد ہمدان کے محاصرہ پر پھر لوٹ آئے' ابوکالیجار نے اپنے میں مقابلے کی قوت نہ دیکھ کر ہمدان چھوڑ دیا شہر کے بڑے بڑے رؤساء اور امراء بھی اس کے ہمراہ چلے آئے اور کنکون میں قلعہ نشین ہو گئے۔ تاتاریوں نے ہمدان پر قبضہ کر لیا۔ اس گروہ کا سردار کوکناش اور منصور تھے جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے اور فناخسرو بن مجد الدولہ دیلم کی ایک جماعت لئے ہوئے ان کے ہمراہ تھا' ان لوگوں نے ہمدان کو تاخت و تاراج کیا اسی پر ان لوگوں نے اکتفا نہیں کیا بلکہ ان کے دستے استرآباد اور دینور تک پہنچ گئے۔ ابوالفتح بن ابی الشواک والی استرآباد سے لڑائیاں ہوئیں چنانچہ ابوالفتح نے ان لوگوں کو شکست دی اور ان میں سے چند لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ تاتاریوں نے قیدیوں کی رہائی پر مصالحت کر لی۔

تاتار اور ابوکالیجار: اس کے بعد تاتاریوں نے ابوکالیجار بن علاء الدولہ سے خط و کتابت شروع کی اور اسے انتقام ملک کے بہانے سے ہمدان بلا لیا۔ جب ابوکالیجار ہمدان میں آ گیا تاتاریوں نے اس پر حملہ کر دیا اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا بیچارہ ابوکالیجار شکست اٹھا کر بھاگ گیا۔ اسی اثناء میں علاء الدولہ نے اصفہان سے نکل کر تاتاریوں کے ایک گروہ پر درمیانِ راہ میں شب خون مارا اور کامیاب ہوا۔ مظفر و منصور اصفہان واپس آیا جب سلجوقی تاتاریوں کا دوسرا گروہ جو طغرل بک' داؤد جعفر بک بیقو اور ان کے بھائی ابراہیم نیال کے ہمراہیوں میں سے تھا اپنی فوجیں لے کر ماوراء النہر سے ان تاتاریوں کے تعاقب میں نکلا جو کہ اس وقت رے اور ہمدان کو اپنے ظلم و ستم کا نشانہ بنائے تھے تو ان تاتاریوں نے آذربائیجان' دیار بکر اور موصل کی طرف رُخ کیا اور متفرق اور منتشر ہو کر ان ممالک میں طرح طرح کے مظالم برپا کیے جیسا کہ قرداش والی موصل اور

ابن مروان والیٔ دیار بکر کے حالات میں بیان کیا گیا ہے اور آئندہ ابن دھشودان کے حالات کے سلسلہ میں تحریر کیا جائے گا۔

مسعود بن سبکتگین کا اصفہان پر قبضہ: جب تاتاریوں نے ہمدان چھوڑا تو مسعود بن سبکتگین نے ایک فوج بھیج دی جس نے ہمدان پر قبضہ کر لیا اور خود مابدولت نے اصفہان کا رخ کیا۔ علاء الدولہ اصفہان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ مسعود نے اصفہان اور جو کچھ وہاں موجود تھا سب پر قبضہ کر لیا۔ علاء الدولہ نے ابو کالیجار کے پاس تشتر میں جا کر دم لیا اور امداد کی درخواست کی چونکہ ابو کالیجار کا حال ہی میں اپنے چچا جلال الدولہ سے ۴۲۱ھ میں شکست کھا چکا تھا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں فوری طور پر امداد دینے سے قاصر رہا لیکن اپنے چچا جلال الدولہ سے صلح کرنے کے بعد امداد کا وعدہ کیا۔ اس اثناء میں سلطان محمود کا انتقال ہو گیا اور مسعود نے خراسان سے کوچ کیا اس وقت تک فنا خسرو بن مجد الدولہ عمران میں پناہ گزین تھا محمود کے مرنے کی خبر پا کر ہاتھ پاؤں نکالے دیلم اور کردوں کو جمع کر کے رے پر قبضہ کرنے کے لئے نکل پڑا۔ مسعود کے نائب نے جو کہ رے میں فنا خسرو کو شکست دی اور اس کے لشکر کے ایک گروہ کو قتل کر ڈالا۔ فنا خسرو ناکام ہو کر اپنے قلعہ میں واپس آیا۔

ہمدان اور رے پر قبضہ: اگرچہ علاء الدولہ کو مسعود سے بہت بڑا خطرہ تھا اور اس سے لڑنے کی طاقت نہ تھی لیکن محمود کے مرنے کے بعد ابو کالیجار کے پاس اصفہان، ہمدان اور رے کی طرف قبضہ کرنے کے لالچ میں آیا اور رفتہ رفتہ صوبجات انوشیروان تک بڑھ گیا۔ مسعود کے مرکب ہمایوں نے اس سے مطلع ہو کر جنگ کے ارادے سے جنبش کی۔ گھمسان کی لڑائیاں ہوئیں آخر کار مسعود کے لشکر کو فتح نصیب ہوئی، رے وغیرہ کو پھر اپنے قبضہ میں لے لیا۔ علاء الدولہ زخمی ہو کر قلعہ فردخان میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ قلعہ فردخان ہمدان سے ۲۲ کوس کے فاصلے پر تھا رے اور صوبجات انوشیروان میں مسعود بن سبکتگین کے نام کا خطبہ پڑھا گیا۔ مسعود نے اپنی طرف سے تاش الفوارس کو یہاں کا گورنر مقرر کیا۔ تاش الفوارس نے ظلم اور سفا کی شروع کر دی تب مسعود نے علاء الدولہ کو مامور کیا۔

وزیر ابو علی کا قتل: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کے بعد اہواز پر قبضہ کرنا شروع کر دیا تھا۔ ابو کالیجار نے واسط سے تعاقب کیا تھا۔ چنانچہ جلال الدولہ نے ابو کالیجار کو شکست دی ابو کالیجار واسط لوٹ آیا اور ابو منصور بختیار بن علی نائب ابو کالیجار جلال الدولہ سے جنگ پر روانہ کیا گیا۔ چار سو کشتیوں کا بیڑا عبداللہ شرابی رکازی کی ماتحتی میں روانہ کیا گیا۔ والی بطیحہ اس کی رکاب میں تھا۔ لیکن اس جمعیت اور تیاری کے باوجود شکست ہوئی۔ بختیار نے میدان جنگ سے بھاگنے کا قصد کیا۔ پھر کچھ سوچ سمجھ کر قدم جما دیئے جنگی کشتیوں کا بیڑہ لوٹ آیا اور بحری اور بری لڑائی شروع ہو گئی۔ وزیر السلطنت ابو علی براہ دریا ان سے جنگ کرنے کے لئے آیا جس وقت نہر ابو خصیب پر پہنچا لشکر بختیار کو قابض پایا، ہمت ہار گیا شکست کھا کر الٹے پاؤں لوٹا۔ بختیار کے لشکر نے تعاقب کیا اور خود بختیار نے بھی ابو علی کا پیچھا کیا اس کی کشتیاں گرفتار کر لیں اور خود بھی گرفتار ہو گیا۔ بختیار نے نامۂ بشارت فتح کے ساتھ ابو علی کالیجار کے پاس بھیج دیا۔ بحالتِ قید اس کے کسی غلام نے ابو علی کو کسی شبہ کی بناء پر مار ڈالا۔ ابو علی نہایت ظالم اور بے رحم تھا۔ اس نے اپنے زمانۂ حکومت میں بہت سے ناجائز طریقے اور محصول مقرر کیے تھے جس سے عام طور سے رعایا شاکی تھی۔

جب ابوعلی کے قتل کی اطلاع جلال الدولہ تک پہنچی تو اس نے اس کی جگہ ابوسعید عبدالرحیم (جو اس کا ابن عم تھا) کو عہدۂ وزارت پر مقرر کیا اور ایک کثیر التعداد فوج ان کی مدد پر روانہ کی جو مقتول وزیر کے ساتھ تھے۔ اس فوج نے بصرہ پر ماہ شعبان ۴۲۱ھ پر قبضہ کر لیا۔ بختیار اپنی فوج کے ساتھ ابلہ چلا گیا ابوکالیجار سے امداد کی درخواست کی' ابوکالیجار نے بختیار کی کمک پر فوجیں بھیج دیں اور اپنے وزیر السلطنت ذوالسعادات ابوالفرج بن فنانجس کو امیر لشکر بنایا چنانچہ جلال الدولہ کی فوج سے مقام بصرہ میں لڑائی ہوئی ابتداً بختیار کو شکست ہوئی' اس کی بہت سی کشتیاں پکڑ لی گئیں' اس کے بعد جلال الدولہ کے سرداروں میں جو بصرہ میں تھے پھوٹ پڑ گئی' آپس میں لڑنے لگے متفرق ومنتشر ہو گئے۔ ان میں سے بعض ذوالسعادات سے جا ملے اور اس سے جلال الدولہ کے سرداران بصرہ کے حالات بتلائے ذوالسعادات کو موقع مل گیا' بصرہ پر حملہ کیا تو اور قابض ہو گیا بصرہ جیسا کہ پہلے ابوکالیجار کے قبضہ میں تھے پھر اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قائم بامر اللہ کی خلافت: ماہ ذی الحجہ ۴۲۲ھ میں خلیفہ قادر باللہ نے وفات پائی' اکتالیس سال خلافت کی' دیلم اور ترک کے دلوں پر اس کے رعب کا سکہ بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے مرنے پر جلال الدولہ نے اس کے بیٹے ابوجعفر عبداللہ کو تخت حکومت پر متمکن کیا' قائم بامر اللہ کا لقب دیا' قاضی ابوالحسن ماوردی کو ابوکالیجار کے پاس پیام اطاعت دے کر بھیجا' ابوکالیجار نے اطاعت قبول کی اور بیعت کر لی' اپنے ملکوں میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا' قیمتی قیمتی تحائف اور ہدایا دربار خلافت میں پیش کیے۔

بغداد میں شورش: اسی زمانہ میں اہل سنت والجماعت اور شیعہ کے درمیان دارالخلافت بغداد میں جھگڑا ہو گیا۔ یہودیوں کے مکانات لوٹ لئے گئے' بازاروں میں آگ لگا دی گئی بعض افسران جنگی قتل کر ڈالے گئے۔ اوباشوں اور بدمعاشوں کی بن آئی۔ دن دہاڑے لوٹ مار شروع ہو گئی' لشکریوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے جلال الدولہ پر حملہ کرنے کا قصد کر دیا۔ اس کا نام خطبہ سے نکال دیا۔ جلال الدولہ نے یہ رنگ دیکھ کر ان کی تالیفِ قلوب کی' انعام دیے روپے اور مال سے انہیں مالا مال کر دیا' شورش ختم ہو گئی اور پھر مطیع ہو گئے۔

بارسطغان اور یلدرک کی شکایت: اسی سنہ میں غلاموں کی ایک جماعت جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور امراء وارا کین دولت بالخصوص بارسطغان اور یلدرک کی بہت لمبی چوڑی شکایت کی کہ ان لوگوں نے حکومت وسلطنت پر قبضہ حاصل کر لیا ہے اور سارا روپیہ اور مال ہڑپ کر جاتے ہیں بارسطغان اور یلدرک کو اس کی اطلاع ہو گئی' جلال الدولہ سے متنفر اور کشیدہ ہو گئے غلاموں نے ان دونوں سرداروں سے اپنی اپنی تنخواہیں طلب کیں' وظائف اور مقررہ روزینے دینے کے طلب گار ہوئے' بارسطغان اور یلدرک نے تنگ دستی کی معذرت کی' جب کچھ شنوائی نہ ہوئی تو دارالخلافت بغداد چھوڑ کر مدائن چلے گئے۔ ترکوں کو اس پر ندامت ہوئی' جلال الدولہ نے موید الملک رجحی کو بارسطغان اور یلدرک کے پاس بھیجا' چنانچہ موید الملک نے ان کو سمجھا بجھا کر راضی کر لیا اور یہ دونوں پھر واپس آ گئے' بارسطغان اور یلدرک کی واپسی کے بعد لشکریوں نے پھر یورش کی' جلال الدولہ کا مکان لوٹ لیا' فرش' سامان' مکان اور سواری کے گھوڑے لوٹ لئے۔ جلال الدولہ کو سخت غصہ پیدا ہوا غضب ناک ہو کر دربارِ خلافت میں حاضر ہوا' شراب کے نشہ میں چور تھا کہتا تھا کچھ زبان سے کچھ نکلتا تھا۔

کچھ خلافت مآب نے نرمی اور ملاطفت سے جلال الدولہ کو مکان واپس کیا۔

وزیر عمید الملک کی معزولی: اس واقعہ کے تھوڑے دن بعد لشکریوں نے شور وشر مچایا' سواری کے لئے جلال الدولہ سے گھوڑے طلب کئے' جلال الدولہ نے ان لوگوں کو ڈانٹ پلائی پھر کچھ سوچ کر گھوڑوں کو اصطبل سے بلا کسی سائیس اور محافظ کے نکال دیا اور یہ کہا کہ پانچ میری سواری کے ہیں اور دس میرے مصاحبوں کی سواری کے لئے ہیں' حاشیہ نشین اور لشکری واپس ہوئے' جلال الدولہ نے اپنے محل کے دروازے بند کر لئے' عوام الناس اور لشکریوں میں فتنہ وفساد برپا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے غصہ ہو کر اپنے وزیر السلطنت عمید الملک کو معزول کر کے قلمدانِ وزارت ابوالفتح محمد بن فضل کو سپرد کیا۔ چنانچہ ابوالفتح نے چند دن وزارت کی۔ لیکن عہدۂ وزارت کی ذمہ داریوں کو انجام نہ دے سکا معزول کر دیا گیا۔ ابواسحاق بن ابراہیم بن ابوالحسن (برادرزادہ ابوالحسن سہیلی) وزیر مامون والیٔ خوارزم کو عہدۂ وزارت عطا کیا گیا۔ پچپیس دن تک وزارت کر کے بھاگ نکلا۔

ترکوں کی بغاوت اور اطاعت: ماہ ربیع الاول ۴۲۳ھ میں ترکوں اور جلال الدولہ میں پھر جھگڑا ہو گیا۔ جلال الدولہ نے دروازہ بند کر لیا' ترکوں نے جلال الدولہ کے مکان کو لوٹ لیا۔ اراکین دولت اور سیکرٹریوں کے کپڑے اتر والئے' وزیر السلطنت ابواسحاق پریشان ہو کر غریب بن محمد بن معن کے پاس بھاگ گیا۔ جلال الدولہ بھی ماہ ربیع الآخر سنہ مذکور میں بغداد چھوڑ کر عکبرا چلا گیا۔ ترکوں نے ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا اور اُسے اہواز سے بلا بھیجا۔ عادل بن مافنہ نے رائے دی کہ جب تک ترکوں کے سردار نہ آئیں۔ اس وقت تک آپ بغداد کا ارادہ نہ کیجئے۔ جب کالیجار بغداد نہ آیا تو ترکوں کو اپنے کئے پر پشیمانی ہوئی جلال الدولہ سے معذرت کی اس کے نام کا خطبہ پڑھا' واپس آنے کی درخواست کی چنانچہ تینتالیس روز بعد پھر دارالخلافت بغداد واپس آیا' قلمدانِ وزارت ابوالقاسم بن ماکولا کو عنایت ہوا۔ کچھ عرصہ بعد وزیر اور ترکوں سے جھگڑا ہو گیا اس وجہ سے نیز اس سبب سے کہ اس[1] نے بعض لوگوں کو جو اس کی قید میں تھے چھوڑ دیا معزول کر دیا گیا۔

ابوالقاسم والیٔ بصرہ اور ملک العزیز: ۴۲۴ھ کے نصف میں ابوکالیجار کے نائب ابومنصور بختیار بن علی نے مقام بصرہ میں وفات پائی اس کی جگہ اس کا داماد ابوالقاسم جانشین ہوا۔ یہ نہایت کفایت شعار' منتظم اور امور سلطنت سے آگاہ تھا' امور سیاسی کی واقفیت کی وجہ سے اسے بصرہ پر ایک قسم کا غلبہ حاصل ہو گیا ابوکالیجار کو یہ ناگوار گزرا معزولی کا حکم بھیج دیا۔ ابوالقاسم نے مخالفت کا اعلان کر دیا اس کے نام کا خطبہ موقوف کر کے جلال الدولہ کا نام خطبہ میں داخل کیا اور جلال الدولہ کے بیٹے کو واسط سے بلا بھیجا چنانچہ جلال الدولہ کا لڑکا ابوالقلم کی تحریک پر بصرہ آیا اور قبضہ کر لیا۔ ابوکالیجار کا لشکر بصرہ سے نکال دیا گیا کچھ عرصہ بعد ابوالقاسم اور ملک العزیز (یہ جلال الدولہ کا لڑکا تھا جو بصرہ حسب طلب ابوالقاسم آیا تھا) میں ان بن ہو گئی

---

[1] ابومعمر ابراہیم بن حسین بسامی ایک امیر اور مالدار شخص بغداد میں رہتا تھا' جلال الدولہ نے اس کے مال وزر پر دانت لگایا وزیر السلطنت ابوالقاسم کو اس کی گرفتاری کا حکم دیا ترکوں کو اس سے غصہ پیدا ہوا' وزیر نے گھر لوٹ لیا کپڑے چھین لئے برہنہ پا گھر سے نکالا' جلال الدولہ اس وقت حمام میں تھا' شور وشر سن کر باہر آیا' وزیر قدموں پر گر پڑا۔ جلال الدولہ نے برافروختہ ہو کر ابومعمر سے ایک ہزار دینار وصول کئے اور وزیر السلطنت کو معزول کر دیا۔ یہ جان کے خوف سے روپوش ہو گیا۔ دیکھو کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۲۸۸ مطبوعہ مصر۔

(یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے) بعض سرداران دیلم کو ابوالقاسم نے گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ سرداران دیلم ملک العزیز کے پاس بھاگ گئے اور اس کی شکایت کی۔ ملک العزیز نے ان کی تالیف قلوب کے خیال سے ابوالقاسم کو بصرہ سے نکال دیا یہ ایلہ چلا گیا جب اس کے پاس ایک خاصی فوج ہوگئی تو اس نے جنگ کے لئے بصرہ کا قصد کیا دونوں میں لڑائی ہوئی اور اس نے ملک العزیز کو بصرہ سے نکال دیا اور بدستور سابق ابو کالیجار کا مطیع ہوگیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھنے لگا۔

جلال الدولہ کا اخراج اور واپسی: رمضان ۴۲۴ھ میں جلال الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم کو بلا بھیجا لشکریوں کو اس سے نفرت پیدا ہوگئی۔ مال و اسباب کے چھین لینے کا الزام لگا کر ہنگامہ برپا کر دیا ایوان حکومت پر چڑھ آئے۔ جلال الدولہ کو بیک بنی دو گوش ایوانِ حکومت سے نکال کر ایک مسجد میں جو ایوان حکومت میں تھی بٹھا دیا جلال الدولہ اپنے وزیر السلطنت ابوالقاسم اور اہل وعیال کے ساتھ کرخ آیا اس کے بعد لشکریوں میں پھوٹ پڑ گئی نظام جاتا رہا آخر کار جلال الدولہ کے پاس پیام بھیجا کہ ''آپ تو واسط تشریف لے جائیے اور اپنے چھوٹے لڑکوں میں سے کسی کو دار الحکومت میں امارت کے لئے چھوڑ جائیے'' جلال الدولہ نے اس کو منظور کر لیا اور چند لوگوں کو لشکریوں کے لانے کی غرض سے روانہ کیا پھوٹ تو پہلے ہی پڑ گئی تھی تمام لشکری راضی ہو گئے اور متفق ہو کر جلال الدولہ کی خدمت میں حاضر ہونے کی درخواست کی اور حاضرِ خدمت ہو کر بمنت وسماجت واپس لائے اطاعت وفرمانبرداری کی قسم کھائی۔

وزارت میں ردوبدل: ۴۲۵ھ میں جلال الدولہ نے عمید الدولہ ابوسعید عبدالرحیم کو ابن ماکولا کی جگہ عہدہ وزارت پر مقرر کیا ابن ماکولا کو اس سے بے حد صدمہ ہوا ناراض ہو کر چلا گیا۔ جلال الدولہ نے ابن ماکولا کو طلب کر کے پھر قلمدانِ وزارت سپرد کیا اور عمید الدولہ کو معزول کر دیا عمید الدولہ چند دن عہدۂ وزارت کی اُمید میں ٹھہرا رہا جب کام ہوتا نظر نہ آیا تو جلال الدولہ کا ساتھ چھوڑ کر اوانا کا راستہ اختیار کیا' جلال الدولہ نے اسے واپس بلا لیا اور قلمدانِ وزارت کا پھر مالک بنایا چند دن وزارت کر کے بھاگ نکلا۔ ابوالشوک کے پاس چلا گیا۔ تب قلمدانِ وزارت ابوالقاسم کو دیا گیا ابوالقاسم کے زمانۂ وزارت میں لشکریوں کے مطالبات بڑھ گئے ابوالقاسم ادا نہ کر سکا دو مہینہ وزارت کر کے بھاگ گیا' لشکریوں نے گرفتار کر لیا اور دار الحکومت میں برہنہ سر پکڑ لائے۔ جلال الدولہ نے ابوسعید کو پھر عہدۂ وزارت کا عہدہ عنایت کیا۔ اس کے زمانہ میں فتنہ وفساد کا دروازہ کھل گیا تھا۔ دن دہاڑے دار الخلافت بغداد میں لوٹ مار ہونے لگی۔ حکام وقت دبا نہ سکے۔

جلال الدولہ پر ترکوں کی یورش: جلال الدولہ نے سپہ سالاران دیلم میں بساسیری کو غربی بغداد میں امن وامان قائم کرنے کی غرض سے مقرر کیا۔ بساسیری نے نہایت خوبی سے اس خدمت کو انجام دیا۔ فتنہ وفساد کی جتنی گھٹائیں خلافت و سلطنت کے افق پر چھائی ہوئی تھی چھٹ گئیں یہاں تک کہ کردوں اور لشکریوں نے خلافت مآب پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا اور اسے لوٹ لیا جلال الدولہ اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکا۔ خلافت مآب نے قاضیوں' علماء اور فقہاء کو دربار میں طلب فرما کر ان لوگوں کے طریقوں کی موقوفی کا فرمان لکھوایا۔ کردوں اور عام لشکریوں نے دار الخلافت پر حملہ کر دیا۔ حاشیہ نشینان بارگاہ خلافت پر حملہ کرنے لگے۔ حکامِ وقت اس ہنگامہ کو فرو نہ کر سکے اور نہ امن قائم کر سکے بغداد کے اطراف وجوانب میں عرب پھیل گئے۔ غارت گری اور لوٹ مار کی کوئی حد ہی نہ رہی۔ جامع منصور کے قریب عورتوں کے کپڑے تک چھین لئے گئے۔

اسی خلفشار میں ۴۲۷ھ کا دور آ گیا لشکریوں نے جلال الدولہ پر بھی یورش کر دی جلال الدولہ پریشان حال سیما بدوی کے مکان میں جا چھپا اور رات کے وقت سیما بدوی کے مکان سے نکل کر کرخ میں مرتضٰی کے مکان پر چلا گیا اور پھر وہاں سے موقع پا کر رافع بن حسین بن معن کے پاس تکریت جا کر پناہ لی۔ ترکوں نے اس کے مکان کو جا کر لوٹ لیا اور توڑ پھوڑ کر کے ویران ومنہدم کر دیا۔ ان واقعات کے بعد خلیفہ قائم نے لشکریوں کی تالیفِ قلوب کی' امن وامان قائم کر کے جلال الدولہ کو واپس بلا لیا۔

بارسطغان دیلمی: آپ اوپر بارسطغان کا حال پڑھ آئے ہیں اور یہ بھی تمہیں معلوم ہو چکا ہے کہ بارسطغان دیلم کے نامی سرداروں میں سے تھا حاجب الحجاب کے خطاب سے مخاطب تھا۔ جلال الدولہ ترکوں کے فتنہ وفساد کا بانی اسی بارسطغان کو قرار دیتا تھا اور ترکی فوج اسے مال چھین لینے سے متہم کرتی تھی۔ بارسطغان کو خطرہ پیدا ہوا' نصف[1] ۴۲۷ھ میں اپنا مکان چھوڑ کر دار الخلافت میں جا کر پناہ گزین ہوا۔ خلافت مآب نے اسے اپنی پناہ میں لیا اور عزت واحترام سے ٹھہرایا۔

بارسطغان نے دار الخلافت بغداد پہنچ کر ابو کالیجار سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری کیا اور اسے سلطنت بغداد کے لئے بلانے لگا ابو کالیجار نے ایک فوج واسط کی جانب بھیج دی۔ واسط کے مقیم فوجیوں نے اس فوج کے ساتھ ہو کر حملہ کر دیا اور ملک العزیز ابن جلال الدولہ کو نکال دیا ملک العزیز واسط سے نکل کر اپنے والد کے پاس بغداد چلا آیا بارسطغان[2] نے دار الخلافت کا دروازہ کھول دیا۔ دار الخلافت کے خدام نکل پڑے اور ابو کالیجار کی حکومت کا اعلان کر دیا جلال الدولہ اس ہنگامہ سے متاثر ہو کر دار الخلافت بغداد سے اوانا چلا گیا۔ بساسیری بھی اس کے ساتھ تھا۔

جلال الدولہ اور بارسطغان کی جنگ: جلال الدولہ کے چلے جانے کے بعد بارسطغان نے وزیر السلطنت ابو الفضل عباس حسن بن فنانجس کو امور سلطنت کی نگرانی پر ابو کالیجار کی طرف سے مقرر کیا (اور خلافت مآب کی خدمت میں ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے کی درخواست کی' خلافت مآب نے جلال الدولہ کے عہد وپیمان کا عذر کیا اس وجہ سے خطیبوں نے بھی ابو کالیجار کے نام کا خطبہ پڑھنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد بارسطغان اور جلال الدولہ میں لڑائی چھڑ گئی واسطی[3] لشکر نے بارسطغان کا ساتھ دیا جلال الدولہ پھر دار الخلافت بغداد واپس آیا غربی بغداد میں قیام پزیر ہوا۔ قرداش بن مقلد عقیلی اور دبیس بن علی مزید اسدی اس کی رکاب میں تھے چنانچہ غربی بغداد میں جلال الدولہ کے نام کا خطبہ پڑھا جاتا تھا اور شرقی بغداد میں ابو کالیجار ابو الشواک ابو الفوارس منصور بن حسین ابو کالیجار کی اطاعت میں بارسطغان کے ہم صفیر ہو گئے) فتنہ و فساد کا دروازہ کھل گئے۔ ہنگامۂ کارزار گرم رہنے لگا جلال الدولہ پریشان ہو کر دار الخلافت بغداد چھوڑ کر انبار چلا گیا قرداش نے بھی اس سے علیحدہ ہو کر موصل کا راستہ لیا۔

معرکہ خیزرانیہ: بارسطغان کو موقع مل گیا علی بن فسانجس کو گرفتار کر لیا۔ منصور بن حسین اپنے شہر لوٹ آیا۔ ان واقعات

---

[1] ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بارسطغان نے ماہ رجب سنہ مذکور میں دار الخلافت بغداد میں جا کر پناہ لی تھی دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۳۰۸۔

[2] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

[3] عبارت مابین خطوط ہلالی ربط مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

کے بعد یہ خبر سننے میں آئی کہ ابو کالیجار نے فارس کا رخ کیا ہے۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ دیلمی فوج نے جو اس کی رکاب میں تھی ساتھ چھوڑ دیا اس کا جو کچھ مال و اسباب تھا دار الخلافت چھوڑ کر واسط کی طرف روانہ ہوگئی۔ جلال الدولہ پھر دار الخلافت بغداد آیا۔ بساسیری اور بنوخفاجہ کو بارسطغان کے تعاقب پر روانہ کیا اور خود بھی دبیس کے ساتھ بارسطغان کی گرفتاری پر نکل پڑا مقام خیزرانیہ میں بارسطغان کو جا گھیرا۔ لڑائی ہوئی۔ اثناء جنگ میں بارسطغان گرفتار کر لیا گیا۔ جلال الدولہ کے دربار میں پابہ زنجیر پیش کیا گیا قتل کر ڈالا۔

جلال الدولہ کو ملک الملوک کا خطاب: اس کامیابی سے جلال الدولہ کے حوصلے بلند ہو گئے۔ خلافت مآب قائم بامر اللہ سے درخواست کی کہ مجھے ملک الملوک کا خطاب عطا کیا جائے خلافت مآب نے اس کی مخالفت کی۔ فقہاء کو فتویٰ لینے کی غرض سے دربار میں طلب کیا ابوالطیب طبری' ابوعبداللہ ضمیری اور ابوالقاسم کرخی نے جواز کا فتویٰ دیا ابوالحسن ماوردی نے اختلاف کیا اس خطاب کے غیر مشروع ہونے پر دونوں فریقوں میں مناظرہ ہوا اکیلا ابوالحسن ماوردی ایک طرف تھا خوشامدی درباری فقہاء وقضاۃ ایک طرف تھے چنانچہ ابوالطیب کی جیت ہوئی اور اس کے فتویٰ کو ترجیح دی گئی' جلال الدولہ کو ملک الملوک)[1] کا خطاب دیا گیا اور ابوالحسن ماوردی جلال الدولہ کے مخصوص آدمیوں میں سے تھا اپنی شکست ومخالفت پر ندامت ہوئی' تین ماہ تک جلال الدولہ کے دربار میں نہ گیا تب جلال الدولہ نے اسے بلوایا اظہار حق گوئی کا اظہار تشکر کیا اور بدستور اسے اس کے عہدہ پر بحال رکھا۔

جلال الدولہ اور ابو کالیجار میں مصالحت: اسی ۴۲۸ھ میں جلال الدولہ اور اس کے برادر زادہ ابو کالیجار میں مصالحت کا نامہ و پیام ہونے لگا' قاضی ابوالحسن ماوردی اور ابوعبداللہ بن دوستی صلح کے محرک اور پیامبر تھے چنانچہ دونوں میں مصالحت ہوگئی ابو منصور بن کالیجار کا عقد جلال الدولہ کی لڑکی سے کیا گیا (پچاس ہزار دینار مہر مقرر رہا) خلافت مآب قائم بامر اللہ نے گراں بہا خلعت ابو کالیجار کو عنایت کیا۔

ابو کالیجار کا بصرہ پر قبضہ: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ظہیر ابوالقاسم نے ابو منصور بختیار کے بعد بصرہ پر قبضہ کر لیا اور ابو کالیجار سے باغی ہو کر جلال الدولہ کی اطاعت قبول کر لی تھی پھر چند دن بعد جلال الدولہ کا مخالف ہو کر ابو کالیجار کی اطاعت کا اظہار کیا تھا اس ردو بدل سے اس کی حکومت و استقلال و استحکام حاصل ہو گیا۔ دماغ میں ملک گیری اور فراہمی مال کی ہوس سمائی' ابوالحسن بن ابوالقاسم بن مکرم والی عمان سے چھیڑ چھاڑ کی اور اس کا کچھ مال چھین لیا ابوالحسن نے ابوالجیش اور ابو کالیجار کی خدمت میں ظہیر کی شکایت لکھی اور یہ درخواست کی کہ اگر مجھے بصرہ کی حکومت بھی عنایت کی جائے تو میں ظہیر سے تیس ہزار دینار خراج زیادہ دینے کے لئے تیار ہوں۔ ابو کالیجار نے درخواست کو منظوری اور قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور فوجیں مرتب کر کے عادل ابو منصور بن مافنہ کی ماتحتی میں براستہ خشکی بصرہ کی جانب روانہ کیں' ابوالجیش بھی عمان سے براہ دریا فوجیں لے کر بصرہ آ پہنچا۔ بصرہ کا بری اور بحری محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ بصرہ میں گھس پڑے قبضہ کر لیا ظہیر گرفتار ہو گیا تمام مال و

---

[1] حالانکہ احادیث صحیحہ میں اس کی صراحتاً ممانعت آئی ہے اور تمام صحابہ تابعین اور ائمہ اربعہ اس کی حرمت پر متفق ہیں۔ اس لئے کہ ملک الملوک اللہ تعالیٰ ہے۔

روپیہ ضبط کرلیا گیا کچھ عرصہ قیام کر کے ظہیر ابوالقاسم کے ساتھ اہواز کی طرف واپس ہوا اور اپنے بیٹے عزیز الملوک کو بصرہ پر مامور کیا' امیر ابوالفرج فسانجس کو اس کی وزارت دی۔

ابوالجیش اور علی ابن ہطال: ہم اوپر تحریر کر آئے ہیں کہ ابو محمد بن مکرم بہاء الدولہ کی حکومت و ریاست کا منتظم و مدبر تھا اس کے بعد اس کا بیٹا ابوالقاسم اس خدمت کو انجام دیتا رہا پندرہ برس سے عنان حکومت اس کے قبضۂ اقتدار میں تھی ۴۳۱ھ میں وفات پائی' اس کے چار بیٹے تھے' ابوالجیش' مہذب' ابو محمد اور ایک چھوٹا لڑکا جس کا نام مورخوں نے نہیں لکھا۔ ابوالقاسم کی وفات کے بعد ابوالجیش تختِ حکومت پر متمکن ہوا۔ علی ابن ہطال سپہ سالار افواج کو اس عہدہ پر بحال رکھا اور اس قدر اس کی عزت افزائی کی کہ جب علی ابن ہطال ابوالجیش کے دربار میں آتا تو ابوالجیش کھڑا ہوتا تھا یہ امر اس کے بھائی مہذب کو ناگوار گزرا علی اسے تاڑ گیا۔ چنانچہ ابوالجیش سے اجازت لے کر مہذب کی دعوت کی اور بے حد تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ جب کھانے سے فراغت ہوئی اور شراب کا دور چلنے لگا اور مہذب پی کر مست ہوا تو علی نے مہذب سے کہنا شروع کیا ''آپ کا بھائی ابوالجیش نہایت کمزور طبیعت کا آدمی ہے صاحب الرائے نہیں ہے اگر آپ کمر ہمت باندھیں تو میں ذمہ دار ہوتا ہوں کہ بات کی بات میں آپ کو تختِ حکومت پر متمکن کر دوں''۔ مہذب نشہ میں چور تھا اس چرکہ میں آ گیا اور صوبوں کی گورنری اور جاگیر دینے کا وعدہ کیا۔ علی نے کہا ''یہ نہیں آپ جو وعدہ فرماتے ہیں اسے لکھ دیجئے اور دستخط کر دیجئے''۔ مہذب نے لکھ دیا۔

مہذب کا خاتمہ: اگلے دن علی ابوالجیش کی خدمت میں حاضر ہوا اور مہذب کا خط دکھلایا اور یہ دھوکا دیا کہ اس نے آپ کے اکثر ہواخواہوں کو ملا لیا ہے میں چونکہ اس سے پھٹا پھٹا رہتا ہوں مجھے یہ خط لکھا ہے اور اسی وجہ سے وہ مجھ سے کشیدہ اور متنفر رہتا ہے اور یہ نفرت محض آپ کی خیر خواہی کی وجہ سے ابوالجیش طیش آ گیا اس واقعہ کی اصلیت دریافت نہ کی' اپنے بھائی مہذب کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا' چند روز بعد ایک شخص کو جیل میں بھیج دیا جس نے اس کا گلا گھونٹ دیا اور مر گیا' اس کے تھوڑے ہی دنوں بعد ابوالجیش نے بھی انتقال کیا۔ علی ابن ہطال نے اس کے بھائی ابو محمد کو امیر بنانے کا قصد کیا' ابو محمد کی ماں کو خطرہ پیدا ہوا کہلا بھیجا کہ میرا لڑکا کمسن ہے حکومت کا بار نہ اٹھا سکے گا مناسب ہے کہ اس کام کو آپ ہی انجام دیجئے۔ علی ابن ہطال تو اس امر کا منتظر تھا عمان کی عنانِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے لی حکمرانی کرنے لگا۔ رعایا سے ظالمانہ برتاؤ کئے تجارت پیشہ لوگوں سے تاوان اور جرمانے واصول کئے' رفتہ رفتہ ان واقعات کی اطلاع ابوکالیجار کو ہوئی۔ عادل ابو منصور بن مافتہ کو حکم دیا کہ ابوالقاسم بن مکرم کے نائب ''مرتضیٰ'' کو جو کہ عمان کے پہاڑوں میں مقیم ہے علی ابن ہطال پر حملہ کرنے کے لئے لکھو اور بصرہ سے ایک جرار فوج اس کی کمک پر بھیج دو۔

علی ابن ہطال کا قتل: مرتضیٰ اس پیام کو سن کر اٹھ کھڑا ہوا بصرہ کی فوجیں آ گئیں بڑھ کر عمان پر محاصرہ ڈال دیا اکثر مقامات پر قبضہ کر لیا اسی اثناء میں مرتضیٰ نے اس آدمی کو ملا لیا جو ابن مکرم کا خادم تھا اس کے مرنے کے بعد علی ابن ہطال کی خدمت میں رہنے لگا تھا اس خادم نے موقع پا کر علی بن ہطال کو قتل کر دیا پھر کیا تھا عمان فتح ہو گیا (عادل بن منصور کو اس کی خبر ہوئی خوشی سے اچھل پڑا' اس وقت ایک امیر کو عمان بھیج دیا اور ابو محمد بن ابوالقاسم کو عمان کی عنان حکومت دے دی اور

مرتضیٰ اس کی وزارت کا کام انجام دینے لگا' ۴۳۳ھ میں عادل ابومنصور بہرام بن مافتہ (ابوکالیجار کا وزیر السلطنت مر گیا) مہذب الدولہ کو قلمدانِ وزارت عطا کیا گیا اور اسے ان لوگوں کی مدافعت کا حکم دیا جو جیرفت کا محاصرہ کئے ہوئے تھے اس نے بہ زورِ تیغ محاصرہ اٹھایا اور ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ وہ لوگ پہاڑ کے دشوار گزار دروں میں جا چھپے اور مہذب الدولہ کرمان واپس آیا دنیا کو ان کے شر و فساد سے نجات مل گئی۔

جلال الدولہ کی وفات: ماہ شعبان ۴۳۵ھ میں جلال الدولہ (ابوطاہر بن بہاء الدولہ بن عضد الدولہ بن بویہ) نے بغداد میں وفات پائی سترہ سال حکومت کی' اس کی کمزوری حد سے بڑھ گئی تھی لشکریوں کا اس پر اثر تھا امراء کا اس پر قابض تھا صوبوں کے گورنروں سے یہ دبتا تھا غرض یہ کہ موم کی ناک بنا ہوا تھا جس طرح جو چاہتا تھا پھیر دیتا تھا۔ اس کے مرنے پر وزیر السلطنت کمال الملک بن عبدالرحیم اور بڑے بڑے امراء حکومت ترکوں اور عوام الناس کے خوف سے حرم سرائے دارالخلافت میں جا کر پناہ گزین ہوئے' سردارانِ لشکر دارالحکومت پہنچ گئے۔ ترکوں اور عوام الناس کو غارت گری سے روک دیا۔

ابوکالیجار کی حکومت: جلال الدولہ کا بڑا لڑکا الملک العزیز ابومنصور اس وقت تک واسط میں تھا سردارانِ لشکر نے جلال الدولہ کی موت کی خبر دی اطاعت و فرمانبرداری کا اظہار کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ جس قدر جلد ممکن ہو بغداد میں آ کر بیعت لے لیجئے کوئی اتفاق ایسا پیش آ گیا کہ ملک العزیز ابومنصور اس وقت بغداد نہ آ سکا اور ابوکالیجار والیٔ اہواز کو جلال الدولہ کے مرنے کی خبر ہو گئی' سردارانِ لشکر بغداد کو خط لکھے اور بشرطِ اطاعت انعام و صلہ دینے کا وعدہ کیا۔ سردارانِ لشکر مال و زر کے لالچ میں ملک عبدالعزیز کا ساتھ چھوڑ کر ابوکالیجار کے مطیع ہو گئے۔ چنانچہ ابوکالیجار اہواز سے بغداد روانہ ہوا جس وقت نعمانیہ پہنچا لشکریوں نے بغاوت کر دی اور اس سے علیحدہ ہو کر واسط چلے گئے اس کے باوجود دارالخلافت بغداد میں اس کا نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اس کی حکومت تسلیم کر لی گئی۔

ملک عبدالعزیز کا انجام: ملک العزیز واقعات سے متاثر ہو کر دبیس بن مزید کے پاس گیا وہاں بھی اسے آرام و سکون نصیب نہ ہوا۔ قرداش بن مقلد کے پاس موصل چلا گیا۔ پھر اس سے بھی رخصت ہو کر ابوالشوک کے پاس جا پہنچا۔ ابوالشوک سے اس کا دامادی رشتہ تھا مگر اس نے ملک عبدالعزیز بدعہدی اور کج ادائی کی زبردستی اپنی لڑکی کو طلاق دلوائی' ملک العزیز پریشان ابراہیم بن نیال برادر سلطان طغرل بک کے پاس جا کر پناہ گزین ہوا۔ چند دن بعد لشکریوں کو ملانے کی غرض سے پوشیدہ طور سے بغداد آیا۔ ابوکالیاجر کے ہواخواہوں کو اطلاع ہو گئی لوگوں نے حملہ کر دیا اور ملک العزیز کے دو ایک ہمراہیوں کو مار ڈالا۔ ملک العزیز گھبرا کر بھاگ نکلا۔ نصیر الدولہ بن مروان کے پاس جا کر پناہ لی اور اسی کے پاس میافارقین میں جاں بحق تسلیم ہوا۔

ابوکالیجار کی بغداد میں آمد: ماہ صفر ۴۳۶ھ میں ابوکالیجار وارد بغداد ہوا' لشکر بغداد نے سلامی دی۔ ابوکالیجار کا قدم

---

[1] عبارت مابین خطوط ہلالی ربطِ مضمون کے خیال سے میں نے کامل ابن اثیر سے ملخص کر کے لکھا ہے۔ (من مترجم)

[2] مورخ ابن خلدون نے اس مقام پر ضمائر سے کام لیا ہے اور اوپر مرجع ضمیر کا نہیں ہے جیسا کہ اور کتب تواریخ کی ورق گردانی سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ لوگ تاتاری تھے جنہوں نے جیرفت کا محاصرہ کر رکھا تھا۔

استقلال کے ساتھ حکومت بغداد پر جم گیا۔ خلافت مآب نے محی الدولہ کا خطاب عنایت کی۔ ابوالشوک دبیس بن مزید نے اپنے اپنے ممالک مقبوضہ میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ ابوکالیجار نے اس معاملہ میں دس ہزار دینار اور بہت سے قیمتی قیمتی تحائف خلافت مآب کی خدمت میں پیش کیے تھے اس کے علاوہ سرداران لشکر اور سپاہیوں کو بھی بے حد مال اور روپے دیئے۔ چونکہ ابوکالیجار پر ترکوں کا خوف غالب تھا اس وجہ سے شورش وفساد کے خیال سے بہت تھوڑی فوج کے ساتھ داخل بغداد ہوتھا۔ اس کے ساتھ اس کا وزیر السلطنت ابوالسعادات ابوالفرج محمد بن فسانجس لشکر بساسیری' ساری (نشادوری) اور ہمام ابواللقاء کو خلعتِ فاخرہ سے سرفراز کیا۔ ابوکالیجار نے اپنے چچاؤں (عمید الدولہ ابوسعید بن عبدالرحیم اور اس کے بھائی کمال الملک وزیرانِ جلال الدولہ) کو بغداد سے شہر بدر کر دیا' دونوں بے چارے تکریت چلے گئے۔

علاء الدولہ کا ہمدان پر قبضہ: علاء الدولہ بن کاکویہ کا رے سے شکست پانے اور زخمی ہو کر روانہ ہونے کا حال اوپر بیان کر آئے ہیں اور یہ کہ فرہاد بن مرداد یج اس کے ساتھ تھا۔ قلعہ قرد خاں میں مدد حاصل کرنے کی غرض سے گیا۔ جب وہاں کامیابی حاصل نہ ہوئی تو یزدجرد کا راستہ لیا۔ علی بن عمران سپہ سالار تاش قرداش نے تعاقب کیا اس وجہ سے ان لوگوں نے یزدجرد کو بھی چھوڑ دیا۔ ابوجعفر (علاء الدولہ) نیشاپور اکراد و جرذقان کے پاس چلا گیا اور فرہاد نے قلعۂ سکیس جا کر دم لیا اور ان کردوں کو جو علی بن عمران کی رکاب میں تھے ملا لیا اور بحالتِ غفلت انہیں حملہ کرنے پر آمادہ کر دیا' علی بن عمران کو اس کی اطلاع ہوگئی ہمدان کی طرف کوچ کر دیا۔ فرہاد اور کردوں نے پیچھا کیا اور اثناء راہ میں ایک گاؤں میں اسے جا لیا۔ لیکن کثرتِ بارش کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے لوٹ آئے علی بن عمران نے امیر تاش کی خدمت میں امداد کی درخواست کی اور علاء الدولہ نے اپنے بھتیجے سے جو کہ اصفہان میں تھا مالی اور سامان جنگ کی مدد مانگی' علی بن عمران کو اس کی خبر لگ گئی ہمدان سے نکل کر مقام یزدجرد میں چھیڑ چھاڑ کی جو کچھ اس کے ساتھ تھا لوٹ لیا اور اسے گرفتار کر لیا۔ علاء الدولہ نے میدان خالی پا کر ہمدان پر قبضہ کر لیا۔

شہر یوش کا خاتمہ: سلطان مسعود نے اس کو اپنی طرف سے اصفہان کی حکومت پر ایک معین خراج پر مامور کیا۔ اسی طرح قابوس کو جرجان اور طبرستان کی حکومت عطا کی رے پر ابوسہیل ہمدانی کو مقرر کیا اور تاش بن قرداش والی خراسان کو شہر یوش بن جودلکین والی ساوہ کی گرفتاری اور سرکوبی پر متعین کیا۔ شہر یوش رہزنی کرتا تھا اور حاجیوں کے قافلے لوٹ لیتا تھا۔ شہر یوش نے اسی پر اکتفا نہیں کی سلطان محمود کے مرنے کے بعد حوصلے بڑھ گئے رے پر حملہ کر دیا اور اس کا محاصرہ کر لیا۔ تاش نے اس کی سرکوبی کی غرض سے فوجیں روانہ کیں۔ چنانچہ قم کے کسی قلعہ میں جا کر گھیر لیا اور گرفتار کر کے تاش کے پاس لائے تاش نے مقام ساوہ میں اسے صلیب پر چڑھا دیا۔

ابوسہیل ہمدانی کا اصفہان پر قبضہ: ان واقعات کے بعد علاء الدولہ بن کاکویہ اور فرہاد بن مرداد یج ابوسہیل ہمدانی سے جنگ کرنے پر متفق ہوئے' ابوسہیل ہمدانی عساکر خراسان لے کر مقابلہ پر آیا سخت اور خونریز لڑائی ہوئی فرہاد اثنائے جنگ میں مارا گیا' علاء الدولہ شکست اٹھا کر ایک پہاڑ پر چلا گیا۔ جو اصفہان اور جرجان کے درمیان واقع تھا اور وہیں پناہ لی چند دن موقع پا کر ایدج چلا گیا جو ابوکالیجار کے مقبوضہ علاقہ میں داخل تھا' ابوسہیل نے علاء الدولہ کی شکست کے بعد اصفہان پر

قبضہ کرلیا اس کے خزانہ کو لوٹ لیا' کتب خانہ غزنی اٹھا لایا۔ یہ واقعہ ۴۲۵ھ کا ہے جسے حسن بن حسین غوری نے جلا کر خاک سیاہ کر دیا تھا۔

علاء الدولہ کا محاصرۂ اصفہان: ۴۲۷ھ میں علاء الدولہ نے پھر پر پرزے نکالے' فوجیں فراہم کر کے ابوسہیل کا اصفہان جا کر محاصرہ کرلیا۔ ترکوں نے علاء الدولہ کے ساتھ بے وفائی کی باغی ہو گئے' علاء الدولہ محاصرہ اٹھا کر یزدجرد اور یزدجرد سے طرم چلا گیا۔ ابن سالار والی طرم نے ابن سبکتگین والی خراسان کے خوف سے علاء الدولہ کو اپنے یہاں ٹھہرنے نہ دیا تب علاء الدولہ طرم سے بھی نکل کھڑا ہوا' اس کے بعد ۴۲۷ھ میں طغرل بک نے خراسان پر قبضہ کرلیا جسے ۴۳۰ھ میں سلطان محمود نے لڑ کر پھر واپس لے لیا جیسا کہ ہم تحریر کر چکے ہیں اور آئندہ حسب توقع تحریر کریں گے۔

علاء الدولہ ابوجعفر ابن کاکویہ کی وفات: علاء الدولہ ابوجعفر بن دشمنر بن یار بن کویہ نے ابوالشوک کے ملک سے واپس آ کر اصفہان میں ماہ محرم ۴۳۳ھ میں سفر آخرت اختیار کیا اس کے بجائے اس کے بیٹا ظہیر الدین ابومنصور فرامرز اور حکومت اصفہان کے تخت پر رونق افروز ہوا' اس کا دوسرا لڑکا ابوکالیجار کرشاسف نہاوند کی طرف چلا گیا اور قبضہ کرلیا نہاوند کے علاوہ قرب و جوار کے شہروں اور اعمال جبل پر بھی قابض ہو گیا۔

ابومنصور اور ابوحرب کی جھڑپیں: اس کے بعد ابومنصور فرامرز نے قلعہ نظز کے قلعہ دار کے پاس اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور اپنے باپ کے جمع کیے ہوئے ذخیروں اور مال میں سے کچھ مال طلب کیا قلعہ دار نے اطاعت قبول نہ کی مخالفت کا اعلان کر دیا ابومنصور فرامرز اس کی سرکوبی کے لئے چلا۔ ابوحرب (ابومنصور کا چھوٹا بھائی) بھی اس کی رکاب میں تھا' ابوحرب قلعہ دار سے مل گیا اور ابومنصور اصفہان واپس آیا' ابوحرب نے سلجوقیوں سے جو کہ رے میں تھے امداد کی درخواست کی چنانچہ ان تاتاریوں کا ایک گروہ جرجان کی طرف بڑھا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابوحرب کے حوالے کر دیا۔ ابومنصور نے ابوحرب کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں' دونوں میں لڑائی ہوئیں بالآخر منصور کی فوجوں نے ابوحرب سے جرجان واپس لے لیا ابوحرب شکست کھا کر ایک قلعہ میں پناہ گزین ہوا' ابومنصور کے لشکر نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ ابوحرب رات کے وقت لباس تبدیل کر کے اور چھپ کر نکل بھاگا' ابوکالیجار نے بادشاہِ فارس کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے اپنے بھائی ابومنصور کے مقابلے میں امداد کا خواستگار ہوا۔ ابوکالیجار نے ایک بڑی فوج سے اس کو مدد دی اور خود بھی اس مہم پر ابوحرب کے مقابلے میں امداد کا خواستگار ہوا۔ ابوکالیجار نے ایک بڑی فوج سے اس کو مدد دی اور خود بھی اس مہم میں ابوحرب کے ساتھ آیا اصفہان کا محاصرہ کیا۔ اس وقت ابومنصور اصفہان ہی میں تھا دونوں فریقوں میں متعدد لڑائیاں ہوئی آخر کار منصور نے ابوکالیجار کو سالانہ خراج دینا قبول کرلیا مصالحت ہو گئی۔

ابومنصور اور ابوحرب کی مصالحت: ابوکالیجار اپنے دارالحکومت شیراز کی جانب واپس ہوا اور ابوحرب نے قلعہ نظز جا کر محاصرہ کرلیا اور سختی سے لڑائی شروع کر دی۔ ابومنصور نے اس سے قلعہ کے ذخیرات اور مال میں سے کچھ دے کر مصالحت کر لی قلعہ بدستور اسی کے قبضہ میں رہا' ابومنصور کو ان کے جھگڑوں سے پورے طور سے فراغت حاصل نہ ہوئی تھی کہ ابراہیم نیال نے خراسان سے رے کا قصد کیا اور ابومنصور سے اطاعت کا طالب ہوا۔ ابومنصور نے قبول نہ کیا تب ابومنصور نے ہمدان اور

یزدجرد کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قابض ہو گیا ابوالفتح حسن بن عبداللہ نے کوشش کر کے ابوحرب اور ابومنصور میں مصالحت کرا دی' ابوحرب نے اظہار اطاعت کی غرض سے اپنے ممالک مقبوضہ میں اپنے بھائی ابومنصور کے نام کا خطبہ پڑھا اور ابومنصور نے اسے ہمدان جاگیر کے طور پر عنایت کیا۔

ابن نیال اور ابن علاء الدولہ: اسی ۴۳۳ھ میں سلطان طغرل بک نے خوارزم' جرجان اور طبرستان کو ملوک بنو سبکتگین کے قبضہ سے نکال لیا[1] اور ابراہیم نیال (طغرل بک کا برادر اخیافی) جس وقت طغرل بک نے خراسان پر قبضہ کیا تھا سلجوقی لشکروں کے ساتھ رے کی طرف بڑھا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یزدجرد کو لے لیا اور ۴۳۴ھ میں ہمدان پر چڑھائی کی۔ والئ ہمدان (ابوکالیجار[2] کرشاسف) ابن علاء الدولہ نے شہر ہمدان چھوڑ دیا نیشاپور[3] چلا گیا۔ ابراہیم نیال شہر کی طرف آیا اور اپنی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کے لئے اہل شہر نے جواب دیا۔ ہم لوگ آپ کے مطیع وفرمانبردار ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ آپ ابوکالیجار کرشاسف کے شہر سے ہمیں مطمئن کر دیں ایسا نہ ہو کہ یہ پھر ہم کو زیروزبر کرنے کے لئے آ جائے۔ ابراہیم نیال نے اس جواب کو پسند کیا اور ابن علاء الدولہ یعنی ابوکالیجار کرشاسف کی طرف بڑھا' ابوکالیجار قلعہ شاپور میں قلعہ نشین ہو گیا اور ابراہیم نیال نے شہر پر قبضہ کر لیا' تاتاری لشکر نے جی کھول کر تاخت وتاراج کیا اور نہایت وحشیانہ حرکات کا مرتکب ہوا۔

طغرل بک کا رے پر قبضہ: ابراہیم نیال ان غارت گری سے فارغ ہو کر رے کی طرف واپس ہوا جوں ہی اس نے ہمدان کو چھوڑا کرشاسف پھر ہمدان کی جانب واپس ہوا اسی زمانہ میں طغرل بک نے بھی رے کے خیال سے کوچ کر دیا تھا چنانچہ رے پہنچ کر ابراہیم نیال کے قبضہ سے رے لے لیا اور اس کی جگہ اسے دوسرے شہروں کی حکومت عنایت کی اور بجستان کی طرف بڑھنے کا حکم دیا' رے کی خراب وبربادشدہ شہر پناہ اور عمارات کے بنوانے کا حکم صادر کیا' دارالامارت میں سونے کے مرصع بجواہر چند گھوڑے اور تانبے کی دو دیگ جن میں جواہرات بھرے ہوئے تھے ہاتھ آئے' ان کے علاوہ بہت سا مال و اسباب اور خزانہ ملا۔

طغرل بک کی فتوحات: اس کے بعد طغرل بک نے قلعہ طبرک کو مجدالدولہ بن بویہ کے قبضہ سے نکال لیا۔ مجدالدولہ نے اس کے پاس عزت واحترام سے قیام اختیار کیا قزدین کی طرف بڑھا۔ والئ قزدین نے اسی ہزار دینار دے کر مصالحت کر لی اور اطاعت قبول کر لی اس کے بعد طغرل بک نے کوک تناش اور بوقا وغیرہ عراقی تاتاری سرداروں کے پاس طلبی کا قاصد بھیجا یہ لوگ اس وقت اطراف جرجان میں تھے ان لوگوں کو طغرل بک سے خوف پیدا ہوا اور اس خیال سے کہ مبادا

---

[1] اس قبضہ کا سبب یہ ہوا کہ نوشیروان بن منوچہر د شمکیر نے جو ان ممالک کا حکمران تھا اپنے سپہ سالار ابوکالیجار بن دستان کو گرفتار کر لیا تھا اور اس کی ماں سے عقد کر لیا تھا طغرل بک کو اس کی اطلاع ہو گئی کہ کوئی مزاحم اور مانع نہیں رہ گیا ہے فوجیں آراستہ کر کے مع مرداویح بن بشو کے جا پہنچا اہل شہر نے امان کی امان کے ساتھ شہر پناہ کا دروازہ کھول دیا۔ ایک لاکھ دینار خراج مقرر کر کے مرداویح کو پچاس ہزار دینار سالانہ پر اس کی حکومت دے دی انوشیروان ملوک سبکتگین کی طرف سے ان ممالک کا گورنر تھا۔ تاریخ کامل ابن اثیر جلد ۹ صفحہ ۴۳۳ھ مطبوعہ مصر۔

[2] ابن خلدون میں اس مقام پر جگہ خالی ہے' میں نے یہ نام تاریخ کامل سے لکھا ہے۔

[3] بجائے نیشاپور پور کے شاہ پور خود ست تاریخ کامل میں ہے اور یہی صحیح معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابوکالیجار کا یہیں محاصرہ کیا گیا تھا۔ واللہ اعلم۔

طغرل بک ہمیں دھوکا دے آنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ دیلم کو بھی اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا پیام بھیجا اور خراج طلب کیا' بادشاہ دیلم نے اطاعت قبول کی خراج بھیج دیا۔ سالار طرم کے پاس بھی اسی مضمون کا فرمان گیا ہوا تھا اس نے بھی اطاعت کا اظہار واقرار کیا اور دو لاکھ دینار پیش کئے' طغرل بک نے سالانہ خراج مقرر کر کے اسے حکومت پر بحال رکھا ایک دستہ فوج اصفہان روانہ کیا اصفہان میں ابومنصور قرامرز تھا وہ مقابلہ پر آیا اس دستہ کو کوئی کامیابی نہ ہوئی مجبوراً ناکام واپس ہوا تب طغرل بک نے رے سے نکل کر اصفہان پر حملہ ابومنصور قرامرز نے تاوانِ جنگ دے کر مصالحت کر لی۔ طغرل بک نے ہمدان کا رخ کیا جن دنوں طغرل بک رے میں تھا اسی زمانہ میں کرشاسف بن علاء الدولہ ہمدان چلا آیا تھا کرشاسف نے اطاعت قبول کر لی اس کے ساتھ ہو کر ابہر اور زنجان پر حملہ آور ہوا طغرل بک نے دونوں شہروں پر بھی اپنی حکومت کا جھنڈا اگاڑ دیا اور ہمدان کو کرشاسف سے چھین لیا کرشاسف کے سرداران لشکر اور ہمراہی منتشر ہو گئے اس کے بعد طغرل بک نے کرشاسف سے قلعہ کنکور (کنگور) سپرد کرنے کے لئے کہا اور قلعہ دار کے پاس قلعہ سپرد کرنا کا پیام بھیجا قلعہ دار نے قلعہ سپرد کرنے سے انکار کیا طغرل بک نے جھلا کر کرشاسف کو قید کر دیا اور رے کی جانب واپس ہو گیا۔ ہمدان پر ناصر الدین علوی کو مامور کیا۔ اس کے بعد کرشاسف کو قید سے نکال کر ان احکامِ سلجوقیہ کی قائم مقامی پر متعین کیا جو ان شہروں کے حکمران بنائے گئے تھے۔

اصفہان پر قبضہ: ۴۳۶ھ میں کرشاسف نے قدم نکالے کنکور پہنچا پھر ہمدان کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو کر طغرل بک کے حکام کو نکال دیا ابوکالیجار کے نام کا خطبہ پڑھا طغرل بک یہ سن کر آگ بگولہ ہو گیا اپنے بھائی ابراہیم نیال کو ۴۳۷ھ میں کرشاسف کی سرکوبی کی غرض سے ہمدان روانہ کیا کرشاسف مقابلہ نہ کر سکا' شہاب الدولہ ابوالفوارس بن منصور بن حسین والیٔ جزیرہ دبیس کے پاس چلا گیا۔ عراق میں ابراہیم نیال کا آنا تھا کہ عوام الناس خوف سے تھرا گئے عراق چھوڑ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا۔ یہ خبر ابوکالیجار کو پہنچی ابراہیم نیال سے مقابلہ کرنے کا ارادہ کیا لیکن فوج کی کمی کی وجہ سے اور مال کی قلت نے اجازت نہ دی اس دوران میں طغرل بک اور اس کے بھائی ابراہیم کے درمیان جھگڑا ہو گیا لیکن اس جھگڑے کا الٹا اثر یہ ہوا کہ طغرل بک نے ملوکِ بنو بویہ کے قبضہ سے رے اور بلادِ جبل کو لے لیا اس کے بعد اصفہان پر چڑھ گیا۔ ماہ محرم ۴۴۲ھ میں اس پر محاصرہ ڈالا' بیضا پر شب خوں مارنے کے لئے فوجیں بھیجیں ایک برس تک محاصرہ کئے رہا' محصورین پر یہ وقت نہایت سختی سے گزرا' غلہ ختم ہو گیا مکان کے شہتیر جلا کر کھانا پکایا' جامع مسجد کی چھت بھی اس سے محفوظ نہ رہی مجبور ہو کر اہل شہر نے امن کی درخواست کی اور امن حاصل کر کے شہر پناہ کا دروازہ کھولا طغرل بک نے اصفہان پر قبضہ کر لیا' یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے والیٔ اصفہان ابومنصور کو اس کے فوجیوں کو بلادِ جبل میں جاگیریں دیں' رے سے اپنا خزانہ اور اسلحہ خانہ اصفہان اٹھا لایا اور اسی کو دارالحکومت بنایا فخر الدولہ بن بویہ کی حکومت رے' اصفہان اور ہمدان سے ختم ہو گئی۔ اس خاندان سے صرف ابوکالیجار کی حکومت عراق اور فارس میں باقی رہ گئی۔ والبقاء للہ وحدہ۔

طغرل بک اور کالیجار میں مصالحت: جب ابوکالیجار کو طغرل بک کے آئے دن غلبہ اور ملک گیری کا احساس ہوا تو اس نے اپنی آنکھوں سے رے' اصفہان' ہمدان اور بلادِ جبل کو اپنے ہاتھوں سے نکل کر طغرل بک کے قبضہ میں جاتا ہوا دیکھ لیا تو اس نے طغرل بک کے پاس پیام بھیجا اور یہ درخواست کی کہ میری لڑکی سے آپ رشتہ کر لیجئے اور میرا رشتہ اپنے بھائی داؤد کی لڑکی سے کر دیجئے تاکہ آئندہ ہمارے اور آپ کے درمیان کسی قسم کا جھگڑا باقی نہ رہ جائے اور اس رشتہ داری کی وجہ سے

ایک دوسرے کے ہمدرد اور معاون بن جائیں۔ چنانچہ طغرل بک نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا۔ ۴۳۹ھ میں اس قرارداد کے مطابق صلح ہوئی۔

ابو کالیجار کی وفات: طغرل بک نے اپنے بھائی ابراہیم نیال کو لکھ بھیجا کہ آئندہ تم اپنے فتوحات کے دائرہ کو نہ بڑھاؤ جس قدر عراق کا حصہ تمہارے قبضہ میں آ گیا ہے بس اسی پر اکتفا کرو[1] .... بہرام بن شکرستام دیلمی پر خراج مقرر کیا۔ بہرام نے خراج نہ بھیجا حیلہ وحوالہ سے ٹال دیا' ابو کالیجار کو اس سے غصہ پیدا ہوا' قلعہ یزدشیر کو اس سے چھین لینے کی تدبیریں کرنے لگا اور محافظین قلعہ کو روپیہ دے کر ملا لیا۔ بہرام کو اس کی اطلاع ہو گئی جو لوگ ابو کالیجار سے مل گئے تھے انہیں قتل کر ڈالا اور پہلے سے زیادہ مخالفت پر تل گیا۔ ابو کالیجار کو اس کی تاب کہاں تھی فوجیں آراستہ کر کے بہرام کی سرکوبی کے لئے روانہ ہو گیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا قصر لجاشع (ضلع خراسان) پہنچا موت آ گئی تھی بیمار ہو گیا' کمزوری اس قدر بڑھی کہ سوار نہ ہو سکا' پالکی میں لٹا کے شہر خیاب کی طرف واپس ہوئے۔ خیاب پہنچ کر ماہ جمادی الاول ۴۴۰ھ میں سفر آخرت اختیار کیا۔ چار برس تین مہینے عراق پر حکومت کی۔

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

باب: ۲۲

آلِ بنی بویہ کا آخری دور

ابومنصور فلاستون کا شیراز پر قبضہ: ابوکالیجار[1] کے مرنے پر ترکوں نے جو اس کی قوم میں سے تھے اس کا خزانہ' اسلحہ خانہ اور اصطبل لوٹ لیا اس کا لڑکا ابومنصور فلاستون تن تنہا وزیر السلطنت ابومنصور کے کیمپ میں چلا آیا اور اسی کے ساتھ ٹھہرا رہا' ترکوں اور دیلمیوں میں جھگڑا ہو گیا۔ ترکوں کا ارادہ امراء اور وزیر کے لوٹنے کا تھا اور دیلم ان کو اس فعل سے روک رہے تھے بالآخر ترک اس فعل سے باز رہے اور شیراز میں قدم جما دیا امیر ابومنصور نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور وزیر قلعہ ضرمہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔

ابونصر الملک الرحیم: ابوکالیجار کے مرنے کی خبر دارالخلافت بغداد پہنچی' اس وقت بغداد میں اس کا لڑکا ابونصر خرہ فیروز موجود تھا اس نے سرداران لشکر کو جمع کیا اور ان سے اپنی حکومت وسلطنت کا حلف لیا اور جیسا کہ اس کی قوم کا دستور تھا خلیفہ قائم بامراللہ سے خطبہ میں اپنا نام پڑھے جان کی اور الملک الرحیم کے لقب سے مخاطب ہونے کی درخواست کی۔ خلافت مآب نے خطبہ میں نام داخل کرنے کی اجازت دے دی اور الملک الرحیم کے خطاب دینے سے انکار کر دیا کہ وہ خلاف ادب اور خلاف شرع تھا لیکن ابونصر کے ہمراہی اور سرداران لشکر اسے اسی لقب سے مخاطب کرنے لگے۔ عراق' خوزستان اور بصرہ پر اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا۔ بصرہ کی حکومت پر اس کا بھائی ابوعلی بن ابوکالیجار تھا ابونصر نے اسے بحال رکھا۔

شوال سنہ مذکور میں اپنے بھائی ابوسعید کو ایک بڑی فوج کا افسر بنا کر شیراز کی طرف روانہ کیا۔ ابوسعید نے شیراز پر قبضہ کر لیا اور اپنے بھائی ابومنصور اور اس کی ماں کو گرفتار کر کے دارالخلافت بغداد لے آیا۔

ملک العزیز کی بصرہ پر فوج کشی: ملک العزیز جلال الدولہ اپنے باپ کے مرنے کے بعد ابراہیم نیال کے پاس چلا گیا تھا جب اس کا بھی انتقال ہو گیا تو حکومت کے لالچ میں بصرہ پر حملہ آور ہوا۔ بصرہ کی فوج نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی' اتنے میں یہ خبر پہنچی کہ دارالخلافت بغداد میں ابونصر ملک الرحیم کی حکومت تسلیم کر لی گئی ہے۔ یہ سنتے ہی ملک العزیز نے لڑائی سے ہاتھ اٹھا لیا اور ابن مروان کے پاس چلا گیا اور وہیں مر گیا جیسا کہ ہم اوپر لکھ چکے ہیں[2]۔

ابومنصور فلاستون کی گرفتاری: تم اوپر پڑھ آئے ہو کہ ابومنصور فلاستون بن ابوکالیجار اپنے باپ کے انتقال کے بعد فارس چلا گیا تھا اور اس پر قابض ہو گیا تھا اور ملک الرحیم نے اپنے بھائی ابوسعید کو ایک فوج کے ساتھ فارس روانہ کیا تھا چنانچہ ابوسعید ابومنصور فلاستون اور اس کی ماں کو گرفتار کر لایا تھا تھوڑے دن بعد ابومنصور قید سے رہا کر قلعہ اصطخر (بلادِ فارس) چلا

---

[1] ابوکالیجار کی عمر بوقت وفات چالیس برس اور چھ مہینے کی تھی' چھ لڑکے بڑے ملک الرحیم' امیر ابومنصور فلاستون' ابوطلب کامرو' ابوالمظفر بہرام' ابوعلی کیخسرو' ابوسعد خسرو شاہ اور تین کم سن لڑکے جن کے نام مورخوں نے نہیں لکھے چھوڑے۔ کامل ابن اثیر صفحہ ۲۴۷ جلد ۹ مطبوعہ مصر۔

[2] اصل کتاب میں اس مقام پر جگہ خالی ہے۔

گیا۔ ملک الرحیم اس کے تعاقب میں اہواز سے ۴۴۱ھ میں بلادِ فارس کی طرف روانہ ہوا' اہل شیراز اور وہاں کی فوج نے اطاعت قبول کی چنانچہ شیراز کے قریب ملک الرحیم نے ڈیرے ڈال دیئے' اس کے بعد لشکرِ بغداد اور لشکرِ شیراز میں ان بن ہو گئی۔ لشکرِ بغداد عراق کی جانب واپس ہوا۔ ملک الرحیم بھی لشکرِ شیراز سے مشتبہ ہو کر اس کے ساتھ واپس ہوا۔

ابو منصور فلاستون اور ملک الرحیم کی جنگ: چونکہ دیلم کی فوجیں جو بلادِ فارس میں تھیں ابو منصور فلاستون سے مل گئی تھیں۔ اس کے علاوہ اور بہت سے سرداران لشکر فارس بھی ابو منصور فاستون کے ہمدرد اور مطیع ہو گئے تھے اس وجہ سے ابو منصور فلاستون اپنے بھائی ملک الرحیم کی واپسی کے بعد ارجان کی جانب اہواز پر قبضہ کرنے کے لئے روانہ ہوا' ملک الرحیم اس خبر سے مطلع ہو کر لوٹ پڑا۔ رامہرمز کے قریب دونوں بھائیوں کا مقابلہ ہو گیا سخت اور خونریز جنگ کے بعد ملک الرحیم کو شکست ہوئی (یہ واقعہ ماہ ذیقعد ۴۴۱ھ کا ہے) جا کر دم لیا اور لشکر فارس نے اہواز پر قبضہ کر لیا۔

ملک الرحیم کی فارس کی جانب پیش قدمی: ماہ محرم ۴۴۲ھ میں ان لشکریوں میں باہم مخالفت پیدا ہو گئی جو ابو منصور فلاستون کی رکاب میں تھے چنانچہ ان میں بلا اجازت فوج کے چند دستے فارس لوٹ آئے اور ایک لشکر کا ایک حصہ اس کے ساتھ اہواز میں ٹھہرا رہا اور کچھ فوج کا یہ حصہ ملک الرحیم سے جا ملا اور یہ درخواست کی کہ آپ فارس تشریف لے چلئے ہم آپ کو قبضہ دلا دیں گے۔ ملک الرحیم اپنی شکست کی ذلت مٹانے کے لئے فارس کی طرف روانہ ہوا اور لشکر بغداد کو جنگ کے لئے طلب کیا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا اہواز کے قریب پہنچا۔ سرداران لشکر اہواز ملنے کے لئے آئے اور اہل فارس کی اطاعت و فرمانبرداری کی خوشخبری سنائی اور یہ ظاہر کیا کہ اہل فارس آپ کے قدم مبارک کے منتظر ہیں ملک الرحیم نے لشکر بغداد کے انتظار میں اہواز میں قیام کیا چند دن آرام کر کے عسکر مکرم کی طرف حرکت کی اور ۴۴۳ھ میں اس پر قبضہ کر لیا۔

مطارد بن منصور کی غارتگری: اس کے بعد عرب اور کردوں کا ایک گروہ غارت گری کے لئے جمع ہوا ان کے سردار مطارد بن منصور اور مذکور بن نزار تھے اس غارت گر گروہ نے سیرف پر شب خون مارا اور اسے تاخت و تاراج کر کے ابرق کی طرف بڑھے اور اسے بھی لوٹ لیا ملک الرحیم کو اس کی خبر لگی ماہ محرم ۴۴۳ھ میں ایک فوج ان کی گوشمالی اور سرکوبی پر متعین کی لٹیرے عرب اور کردوں کو شکست ہوئی مطارد مارا گیا اور اس کا لڑکا گرفتار کر لیا گیا جو کچھ مال و اسباب لوٹا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔

قنطرہ اریق پر قبضہ: اس فتحیابی کی خبر ملک الرحیم کو پہنچی یہ اس وقت عسکر مکرم میں تھا۔ ادھر ملک الرحیم نے قنطرہ اریق کی جانب کوچ کیا۔ دبیس بن مزید اور بساسیری وغیرہما سرداران لشکر ہمراہ تھے ادھر منصور بن فلاستون ہزار سب بن تنکر اور منصور بن حسین اسدی' دیلمی اور ترکی فوج لئے ہوئے ارجان سے تشتر کی طرف بڑھے اتفاق یہ کہ ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے ملک الرحیم اپنی فوج کے ساتھ پہنچ گیا تھا اس وجہ سے کامیابی کا سہرا ملک الرحیم کے سر باندھا گیا۔

ملک الرحیم اور ہزار سب کی جنگ: اس کے بعد ملک الرحیم نے رامہرمز پر حملہ کیا۔ رامہرمز اس وقت تک ہزار سب کے قبضہ میں تھا اور یہاں پر اس کی فوج تھی اور سرداران لشکر رہتے تھے ملک الرحیم نے لڑ کر انہیں نیچا دکھایا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا ہزار سب کی فوج نے شکست کھا کر قلعہ بندی کر لی ملک الرحیم نے بزور تیغ انہیں اپنی اطاعت پر مجبور کیا چنانچہ ہزار سب کے سپاہیوں نے اطاعت قبول کر لی اور ان میں سے بعض ہزار سب کے پاس بھاگ گئے ہزار سب نے انہیں گرفتار

کر لیا اور ملک الرحیم کی خدمت میں اطاعت وفرمانبرداری کا عریضہ ارسال کیا اور بلادِ فارس پر قبضہ کر لینے پر اُبھارا چنانچہ ملک الرحیم اس کے بھرے میں آ گیا اور ابوسعید اپنے بھائی کو بلادِ فارس کی طرف روانہ کیا ابوسعید نے اصطخر پر قبضہ کر لیا۔ ابونصر اپنی فوج اور زرومال سے اس کی خدمت میں حاضر ہو گیا فارس دیلم' ترک' عرب اور کردوں کی افواج نے اطاعت قبول کر لی۔ اس کے بعد ابوسعید قلعہ بہندر ختم کرنے کے لئے بڑھا۔

ملک الرحیم اور ابومنصور کی جنگ: ابومنصور فلاستون' ہزارسب اور منصور بن حسین اسدی اس خبر سے مطلع ہو کر ملک الرحیم سے لڑنے کے لئے نکل کھڑے ہوئے۔ دونوں فریقوں میں مڈبھیڑ ہوئی۔ اتفاق یہ کہ ان لوگوں نے ملک الرحیم کو شکست دے دی ملک الرحیم اہواز چھوڑ کر واسط چلا آیا تب ابومنصور ہزارسب نے ابوسعید کو فارس سے نکالنے کے خیال سے شیراز کی طرف کوچ کیا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی آخر کار ابوسعید نے ان لوگوں کو شکست دی یہ لوگ پھر اپنی فوجوں کو جمع کر کے لوٹے اور لڑائی شروع کی ابوسعید نے پھر انہیں شکست دی اور نہایت سختی سے قتل وقید کیا ان میں سے اکثر امن حاصل کر کے مطیع بن گئے ابومنصور فلاستون قلعہ بھنڈر میں قلعہ نشین ہو گیا' اہواز وغیرہما میں ملک الرحیم کے نام کا خطبہ دوبارہ پڑھا گیا اور ان پر اس کا قبضہ ہو گیا۔

ملک الرحیم کی شکست: اس واقعہ کے بعد ابومنصور فلاستون ہزارسب کے ساتھ ایذج چلا گیا' سلطان طغرل بک کی خدمت میں فدویت نامہ امداد کی درخواست کی چنانچہ سلطان طغرل بک نے ایک جرار فوج ان کی کمک پر روانہ کی' ملک الرحیم اس وقت عسکر مکرم میں تھا بساسیری عراق کی طرف لوٹ آیا تھا۔ دبیس بن مزید عربوں کی فوج اور کردوں کا لشکر بھی علیحدہ ہو گیا۔ غرض تھوڑے سے دیلم اہوز والے ہمراہ رہ گئے تھے باقی لشکر کے سب متفرق اور منتشر ہو گئے تھے' اس وجہ سے ملک الرحیم ان لوگوں کے خوف سے عسکر مکرم سے اہواز کی طرف واپس ہوا اور اس خیال سے ابومنصور فلاستون اور ہزارسب کی توجہ بلادِ فارس کی طرف مبذول ہو جائے اپنے بھائی ابوسعید کو لشکر دے کر فارس کے شہروں پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔ لیکن ابومنصور فلاستون وغیرہم نے اس طرف ذرا بھی توجہ نہ کی' سیدھے اہواز پر اُتر آئے اور لڑائی کا نیزہ گاڑ دیا۔ ملک الرحیم شکست کھا کر چند آدمیوں کے ساتھ واسط جا کر پناہ گزین ہوا۔ اہواز تاخت وتاراج کیا گیا۔ اسی واقعہ میں کمال الملک ابوالمعالی بن عبدالرحیم کا وزیر السلطنت غائب ہو گیا تھا۔ کچھ پتہ نہ چلا۔

ابوسعید کا نساء اور شیراز پر قبضہ: اس زمانے میں سلجوقیہ فوجیں فارس کی طرف بڑھ گئیں۔ الپ ارسلان سلطان طغرل بک کے بھتیجے نے شہر نساء پر قبضہ کر لیا تھا اور جی کھول کر اسے تاراج کیا تھا۔ یہ واقعہ ۴۴۳ھ کا ہے اس کے بعد ۴۴۴ھ میں انہیں سلجوقیوں نے شیراز کی طرف قدم بڑھایا اس مہم میں ان کے ہمراہ عادل بن ماقہ (وزیر ابومنصور فلاستون) بھی تھا' سلجوقیوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس سے تین قلعہ چھین لئے۔ اہالیان قلعہ نے موقع پا کر ابوسعید ملک الرحیم کے بھائی کو قلعہ کی کنجیاں حوالہ کر دیں۔ ابوسعید نے ایک بڑی فوج جمع کر کے شیراز پر چڑھائی کی اور ان تاتاریوں کو جو وہاں موجود تھے نکال باہر کیا اور بعض سرداران سلجوقیہ کو قید کر لیا۔ اس کے بعد نساء پر حملہ آور ہوا۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ سلجوقیہ نے نساء پر قبضہ کر لیا تھا۔ ابوسعید نے انہیں نساء سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔

بساسیری اور بنوعقیل کی جنگ: جس وقت ۴۴۱ھ میں ملک الرحیم شیراز گیا ہوا تھا اسی زمانہ میں بنوعقیل میں سے ایک گروہ بادرو قا پر حملہ آور ہوا اور اسے تاخت و تاراج کیا۔ بارو د قا بساسیری فارس سے واپس ہوا تو دارالحکومت بغداد سے ان پر فوج کشی کی' زعیم الدولہ ابوکامل بن مقلد مقابلہ پر آیا فریقین میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ سخت اور خونریز جنگ کے بعد ایک دوسرے سے علیحدہ ہوئے اس واقعہ کے بعد بساسیری کو یہ خبر ملی کہ قرداش اہل انبار کے ساتھ بدسلوکی اور ظلم وستم سے پیش آتا ہے۔ اسی اثناء میں اہل انبار کا وفد بھی آیا اور اس نے بھی قرداش کے ظلم وستم کی شکایت کی' بساسیری نے ایک فوج وفد کے ساتھ روانہ کی قرداش کو اس فوج کے مقابلہ میں شکست ہوئی' بساسیری کی فوج انبار پر قابض ہو گئی بساسیری کی فتحیابی کی خبر سن کر انبراو اپس آیا اور امن قائم ہو گیا۔

بساسیری کا انبار پر قبضہ: اس کے بعد ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران والیٔ موصل نے انبار پر حملہ کیا اور بزورتیغ اس پر قابض ہو گیا۔ سلطان طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھا اور بساسیری کا جس قدر مال وزر وہاں موجود تھا سب لوٹ لیا' اس کے مصاحبوں اور سرداروں کا مال بھی اس لوٹ مار سے محفوظ نہ رہا بساسیری کو اس کی اطلاع ہوئی غصہ سے کانپ اٹھا فوجیں فراہم کر کے انبار پر چڑھائی کر دی' فریقین میں لڑائیاں ہوئیں بالآخر انبار کو قریش کے قبضہ سے نکال کر بغداد واپس آیا۔

عمان پر خوارج کا قبضہ: عمان پر ابوالمظفر بن ابوکالیجار کی حکومت کا سکہ چل رہا تھا اس کا ایک خادم تھا اسے جابرانہ قوت حاصل ہو گئی تھی اس وجہ سے بدسلوکی اور ظلم سے پیش آنے لگا۔ رعایا کے مال وزر پر ہاتھ بڑھایا جس سے عام طور پر رعایا کو نفرت پیدا ہو گئی۔ خارجیوں کو جو جبل عمان میں رہتے تھے اس کی خبر ہو گئی چنانچہ ابن رشد نے فوجیں فراہم کیں اور عمان پر قبضہ کرنے کے لئے چلا۔ ابوالمظفر نے دیلمی فوج سے سینہ سپر کر مقابلہ کیا چونکہ اہل شہر کو اس کے ظلم وتشدد سے بیزاری پیدا ہو گئی تھی اس وجہ سے حملہ آور فریق کا اہل شہر نے ساتھ دیا اور اسکی مدد کی ابوالمظفر کو اس واقعہ سے شکست ہوئی' ابن رشد نے شہر امان پر قبضہ کر لیا اور خادم کو قتل کر ڈالا اس کے علاوہ بے شمار دیلمی افسر کو بھی تہ تیغ کیا دارالامارت مسمار کر دیا ٹیکس اور محصول موقوف اور معاف کر دیئے آنے والے تاجروں سے صرف چوتھائی عشر لینے پر اکتفا کیا' عدل وانصاف کا دور دورہ ہوا۔ ظلم وستم کا نام مٹا دیا جامع مسجد بنائی اپنے نام کا خطبہ پڑھا اور ''الراشد باللہ'' کے لقب سے اپنے کو ملقب کیا۔ ابوالقاسم بن مکرم نے اس سے پہلے اس پر فوج کشی کی تھی اور کوہ عمان میں اس کا محاصرہ کیا تھا جس سے اسکے دانت کھٹے ہو گئے تھے۔

بغداد میں بلوہ: ماہ صفر ۴۴۳ھ میں اہل سنت اور شیعہ کے درمیان دارالخلافت بغداد میں پھر فتنہ وفساد کی بنا پڑی عام بلوہ ہو گیا۔ بلوہ کا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ اہل شیعہ نے اپنے عقائد ومذہب کے مطابق دروازوں پر کچھ لکھوا دیا جو اہل سنت کو ناگوار گزرا سخت ہنگامہ برپا ہو گیا۔ خونریزی اور قتل کا دروازہ کھل گیا۔ خلیفہ قائم بامراللہ نے عباسیہ اور علویہ کے نقیبوں (ابونما نقیب عباسیہ اور عدنان بن رضی نقیب علویہ) کو دریافت حال پر مامور کیا۔ انہوں نے واپس ہو کر شیعوں کی شہادت دی۔ خلافت مآب نے فتنہ وفساد بند کرنے کا حکم دیا کسی کے کان پر جوں تک نہ رینگی لڑائی برابر جاری رہی' اسی ہنگامہ میں اتفاقاً اہل سنت کی طرف سے ایک ہاشمی مارا گیا پھر کیا تھا سخت اشتعال پیدا ہوا سنیوں نے مشہد باب النصر پر حملہ کر دیا اور جو پایا لوٹ لیا۔ موسیٰ کاظم اور محمد تقی (ان کے پوتے) کا مقبرہ جلا دیا۔ بنوبویہ اور بعض خلفاء بنی عباسیہ کے مقبروں کو بھی لوٹا۔ موسیٰ کاظم کی

لاش کو قبر سے نکال کر مقبرہ امام احمد بن حنبل میں دفن کرنے کا ارادہ کیا لیکن ان کی لاعلمی نے انہیں اس فعل سے روک دیا اور نقیب عباسیہ نے انہیں سختی سے منع کیا۔

خلیفہ قائم بامر اللہ اور نور الدین دبیس: اہل کرخ شیعہ نے ابوسعید سرخسی مدرس مدرسۂ حنفیہ کو قتل کر ڈالا فقہ اہل سنت کے محلوں کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا' ان کے مال و اسباب کو لوٹ لیا۔ یہ فساد بڑھتے بڑھتے مشرقی بغداد تک پہنچ گیا اور جب یہ خبر نور الدین دبیس تک پہنچی تو اسے بے حد شاق گزرا اپنے ممالک مقبوضہ میں خلیفہ بامر اللہ کا خطبہ موقوف کر دیا کیونکہ وہاں کے رہنے والے اور خود دبیس شیعہ مذہب رکھتا تھا۔ خلافت مآب نے اس معاملہ میں دبیس پر اپنی ناراضگی ظاہر کی' دبیس نے معذرت کی کہ میرے ممالک مقبوضہ کے اکثر باشندے شیعہ مذہب رکھتے ہیں' وہ ان واقعات سے متاثر ہوئے اور میرے علم و اطلاع کے بغیر انہوں نے خطبہ موقوف کر دیا۔ میں نے ان پر دباؤ ڈالا لیکن وہ اپنے خیال و ارادے سے باز نہ آئے جیسا کہ اہل سنت نے مشتعل ہو کر خلافت مآب کے حکم کو نہ مانا اور مشہد کو جلا دیا۔ خلافت مآب میری خطا معاف فرمائیں میں نے حضور کے نام کا خطبہ بڑھنے کا حکم دے دیا ہے اگر چہ دوبارہ خطبہ پڑھنے سے بظاہر یہ فساد رُک گیا مگر اندر ہی اندر بڑھتا گیا یہاں تک کہ ۴۴۵ھ میں یکا یک پھر آگ کی طرح بھڑک اٹھا۔ سلطنت کا رعب و داب اٹھ گیا ایک دوسرے سے گتھ گئے ترکوں کی جماعت نے بھی اس فساد میں حصہ لیا علویہ کا ایک شخص واقعات میں مارا گیا اہل کرخ کی عورتیں شور و غل مچاتی ہوئی انتقام لینے کی غرض سے نکل پڑیں ایک ہلڑ سا مچ گیا سرداران لشکر فتنہ دور کرنے کی غرض سے مسلح ہو کر نکلے اہل کرخ مقابلہ پر آئے سخت خونریز معرکہ ہوا' کرخ کے بازار جلا دیئے گئے' قتل و غارت کی غرض سے ترکوں نے کرخ میں گھسنے کا قصد کیا لیکن سرداران لشکر نے انہیں روک دیا اور فتنہ و فساد ختم ہو گئے۔

ملک الرحیم کا بصرہ پر قبضہ: ہم اوپر لکھ آئے ہیں کہ ملک الرحیم نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد زمام حکومت بغداد اپنے ہاتھوں میں لے لی تھی اور اپنے بھائی ابوعلی کو امارت بصرہ پر بحال رکھا تھا اس کے بعد ابوعلی نے ملک الرحیم سے بغاوت کی' ملک الرحیم نے بساسیری کی ماتحتی میں (جو اس کی حکومت و دولت کا ناظم تھا) ایک فوج بصرہ روانہ کی' ابوعلی لشکر بصرہ کو مرتب کر کے مقابلہ پر آیا بحری لڑائی شروع ہوئی چند دن تک جنگ کا سلسلہ جاری رہا بالآخر ابوعلی کو شکست ہوئی۔ بساسیری نے دجلہ اور تمام شہروں پر قبضہ کر لیا اور اپنی فوج کو خشکی پر اتار دیا۔ ربیعہ اور مضر کے قبائل نے امن کی درخواست کی۔ چنانچہ انہیں اور تمام اہل بصرہ کو امان دی گئی۔ بصرہ پر ملک الرحیم کا قبضہ ہو گیا۔ ابوعلی بھاگ کر شط عثانی (عمان صحیح ہے) پہنچا اور قلعہ نشین ہو گیا۔ چاروں طرف خندق کھود لی۔

ملک الرحیم کا شط عمان وتستر پر قبضہ: اس فتحیابی کے بعد ملک الرحیم کی خدمت میں خوزستان سے دیلم کا وفد آیا اور اعانت و فرمانبرداری کا اظہار کیا' ملک الرحیم نے انہیں انعامات و صلے دے کر رخصت کیا اور فوجیں آراستہ کر کے شط عمان کی طرف اپنے بھائی ابوعلی کے تعاقب پر روانہ ہوا' ابوعلی مقابلہ پر آیا لیکن کامیاب نہ ہوا پسپا ہو کر بھاگ نکلا ملک الرحیم نے اس مقام پر بھی قبضہ کر لیا لوٹ کر بصرہ آیا' بصرہ میں جس قدر ابوعلی کی فوجیں موجود تھیں انہیں بصرہ سے نکال کر ان کی بجائے اپنی فوجوں کو ٹھہرایا اور بساسیری کو اپنی جانب سے وہاں کا حاکم بنا کر اہواز کی طرف روانہ ہو گیا۔ منصور بن حسین اور ہزار سب

نے اس سے صلح واطاعت کا نامہ و پیام شروع کیا اور اس کے دائرۂ حکومت میں داخل ہو گئے' تشتر میں بھی اس کی حکومت کا پرچم اڑنے لگا اس کے بعد ارجان کی طرف فولاد بن خسرو دیلمی کو روانہ کیا۔ اس نے اپنی سیاسی چالوں سے ارجان کے اطراف وجوانب کے تمام حکمرانوں کو ملک الرحیم کا مطیع بنا دیا باقی رہا ابوعلی وہ اپنی ماں کے ساتھ عبادان چلا گیا اور عبادان سے سلطان طغرل بک کی خدمت میں حاضر ہونے کی غرض سے جرجان کا راستہ اختیار کیا جب اصفہان پہنچا اور سلطان طغرل بک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان طغرل بک نے نہایت احترام سے ٹھہرایا جرباذ قان کے دو قلعے مرحمت کئے اور اسی کے مضافات میں جاگیر بھی عنایت کی۔

فلاستون کا شیراز پر قبضہ: تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ ابونصر خسرو قلعہ اصطخر میں تھا اور اسی پر قابض تھا اور اس نے ۴۴۳ھ میں ملک الرحیم کی خدمت میں فدویت نامہ اطاعت کی غرض سے روانہ کیا تھا جس وقت ملک الرحیم نے رامہرمز پر قبضہ حاصل کیا تھا اور اس سے درخواست کی تھی کہ اس کے بھائی ابوسعید کو بلادِ فارس پر قبضہ کرنے کی غرض سے مامور فرمائے۔ چنانچہ ابوسعید فوجیں لے کر فارس کی طرف بڑھا اور فارس کے اکثر شہروں پر قابض ہو کر شیراز جا اُترا۔ عمید الدولہ ابونصر ظہیر ثانی ایک شخص ابوسعید کے ساتھیوں میں سے تھا جو اپنی چالاکیوں سے اس کی حکومت میں پیش پیش ہو گیا تھا اور بہت بڑی حکومت حاصل کر لی تھی اس نے لشکریوں کے ساتھ کج ادائی بداخلاقی اور برے برتاؤ شروع کر دیئے لشکریوں کے علاوہ ابونصر نے اس کی مخالفت پر کمر باندھی۔ لشکریوں نے اس کا ہاتھ بٹایا سرداران لشکر اس کے ہم خیال ہو گئے پھر کیا تھا فتنہ برپا ہو گیا عمید الدولہ ابونصر کو گرفتار کر لیا۔ ابونصر فلاستون ابوسعید فلاستون کی اطاعت کا اعلان کر کے حکومت کرنے کی غرض سے بلا بھیجا اور ابوسعید کو اصطخر سے اہواز کی جانب نکال دیا۔ ابوسعید اہواز میں داخل ہوا اور تختِ حکومت پر متمکن ہو کر طغرل بک اور ملک الرحیم کا نام خطبہ میں پڑھا۔ ان دونوں کے نام کے بعد اپنا نام داخل کیا۔

بساسیری اور اکرادِ عرب: جس وقت سلطان طغرل بک نے اکثر ممالک اور دارالخلافت بغداد کے مضافات پر قبضہ کر لیا اور حکومت حلوان تک اس کی حکومت کا سکہ چلنے لگا کردوں نے اس کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی ان کی غارت گری اور فتنہ انگیزی کی کثرت ہو گئی ان کی دیکھا دیکھی عربوں نے بھی ہاتھ پاؤں نکالے لوٹ مار شروع کر دی ملک گیری کے لالچ میں اٹھ کھڑے ہوئے حکومت کو ان کی سرکوبی پر متوجہ ہونا پڑا۔ چنانچہ بساسیری فوجیں لے کر روانہ ہوا' ابوازیج تک تعاقب کرتا گیا اور ان میں سے ایک بڑا گروہ قتل کر ڈالا گیا بہت سا مال غنیمت ہاتھ آیا۔ باقی ماندہ نراب کو عبور کر گئے اس طرح ان کی جانیں ہلاکت سے بچ گئیں۔ دیلمی (ہمراہیان) بساسیری نے بھی نراب عبور کرنے کا قصد کیا' پانی زیادہ تھا عبور نہ کر سکے یہ واقعہ ۴۴۵ھ کا ہے۔

بساسیری اور خفاجہ کی جنگ: اس واقعہ کے بعد دبیس والیٔ حلہ نے بساسیری کو خفاجہ سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا۔ خفاجہ نے والیٔ حلہ کے شہروں پر تاخت و تاراج کر ہاتھ بڑھا رکھا تھا والیٔ حلہ ان کا مقابلہ نہ کر سکتا تھا اس نے بساسیری سے امداد طلب کی چنانچہ بساسیری اس کی حمایت کو آ پہنچا۔ فرات عبور کر کے خفاجہ کو جامعین سے مار بھگایا۔ خفاجہ نے خشکی و بیابان کا راستہ اختیار کیا بساسیری نے اس کا تعاقب کیا خفان پہنچ کر اس کا محاصرہ کر لیا سختی سے لڑائی شروع کر دی' خفاجہ کمال بے رحمی

سے پامال کئے گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا مویشی پکڑ لئے گئے مدتوں قلعہ خفان کا محاصرہ قائم رہا۔ یہاں تک کہ بساسیری کے پُر زور حملوں نے اسے بھی فتح کر لیا' فتح ہونے کے بعد قلعہ خفان منہدم کر دیا گیا۔

اسیران خفاجہ کا انجام: اس کے بعد بساسیری نے اس برج کو بھی کھود ڈالنے کا قصد کیا جو اس قلعہ میں نہایت مستحکم بنا ہوا تھا یہ برج مینار کی طرح بلند تھا لوگوں کی روایت ہے کہ یہ مینار کشتیوں کی رہنمائی کی غرض سے ربیعہ بن عطاعم نے بہت سا مال خرچ کر کے بنوایا تھا کیونکہ کشتیاں اس طرف سے دریا کی راہ سے جاتی تھیں چنانچہ بساسیری نے اس خیال سے اس مینار کو منہدم نہ کرایا۔ دارالخلافت بغداد کی طرف خفاجہ کے قیدیوں کو لئے ہوئے واپس ہوا اور بغداد پہنچ کر ان عرب قیدیوں کو جو اس ساتھ تھے سولی دے دی تھوڑے دن آرام کر کے (حربی) پر حملہ کیا اور نہایت سختی سے اس کا محاصرہ کر لیا بالآخر اہل حربی پر سات ہزار دینار سالانہ مقرر کر کے مصالحت کر لی اور انہیں امن دے دیا۔

ترکوں کا فتنہ: ترکوں کی فوجیں جو دارالخلافت بغداد میں رہتی تھیں ان کا زور اور قابو حکومت وسلطنت پر حد سے زیادہ بڑھ گیا تھا۔ جب طغرل بک کا ظہور ہوا اس نے اپنے گردو پیش کے شہروں پر قبضہ کر لیا اور تاتاریوں نے چاروں طرف سے ممالک اسلامیہ پر غارت گری کا ہاتھ بڑھایا بغداد کی فوجوں کا حوصلہ بھی بڑھ گیا وزیر السلطنت سے ایک کثیر التعداد رقم کا مطالبہ کیا اور اپنے وظائف اور تنخواہیں طلب کیں (یہ واقعہ محرم ۴۴۶ھ کا ہے) وزیر السلطنت مطالبہ ادا نہ کر سکا دارالخلافت میں روپوش ہو گیا فوجیوں نے تعاقب کیا دارالخلافت کے محافظوں سے وزیر السلطنت کو مانگا ان لوگوں نے انکار کیا۔ شور و غل مچاتے ہوئے اراکین دربار خلافت سے مطالبہ کیا جب انہوں نے بھی خاطر خواہ جواب نہ دیا تو خلافت مآب تک اس جھگڑے اور قضیہ کو پہنچایا۔ اراکین دربار خلافت اور فوجیوں میں بھی نوک جھونک کی باتیں ہوئیں اور سخت کلامی کی نوبت پہنچی اس سے عوام الناس میں یہ مشہور ہو گیا کہ ترکی فوجوں نے دارالخلافت کا محاصرہ کر لیا ہے' تمام شہر میں خوف اور پریشانی پیدا ہو گئی۔

بغداد میں ہنگامہ: بساسیری اس ہنگامہ کو فرو کرنے کے لئے تیار ہوا' یہی ان دنوں سلطان کی طرف سے نائب بغداد تھا دارالخلافت گیا وزیر کے مکان کی تلاشی لی' غرض کہ جن مکانات میں وزیر السلطنت کے روپوش ہونے کا خیال تھا سب کی تلاشی لی مگر وزیر السلطنت کا کچھ پتہ نہ چلا فوجیوں کا بلوائی گروہ ہلڑ مچاتا ہوا دارالروم پہنچا اور اسے لوٹ لیا بازاروں میں آگ لگا دی ابوالحسن بن عبید (وزیر بساسیری) کا مکان لوٹ لیا محلّہ والوں نے اپنے محلوں کی ناکہ بندی کر لی فوجیوں نے مسافروں کو لوٹنا شروع کر دیا جو بغداد میں کسی ضرورت سے آئے تھے لوٹ مار کا نتیجہ یہ ہوا کہ باہر سے غلہ کی آمد بند ہو گئی اور بغداد میں غلہ کا وجود مٹ گیا ان واقعات کے دوران میں بساسیری حفاظت کی غرض سے دارالخلافت ہی میں ٹھہرا رہا یہاں تک کہ وزیر السلطنت پریشان ہو کر پناہ گاہ سے نکل آیا اور اپنے مقبوضہ اور مملوکہ مال سے فوجیوں کے مطالبات ادا کئے۔

اکراد اور عربوں کی غارت گری: اس سے بظاہر ایک اطمینانی صورت پیدا ہو گئی تھی لیکن اس لوٹ مار کا سلسلہ ختم نہ ہوا' کردوں اور عربوں نے سر اٹھایا اور لوٹ مار شروع کر دی دن دہاڑے جسے چاہا لوٹ لیا۔ گاؤں قصبے اور شہر ویران ہو گئے قریش بن بدران والیٔ موصل کے ہمراہی بھی لوٹ مار کی غرض سے اٹھ کھڑے ہوئے کامل بن محمد بن مسیب کو بردان جا کر گھیر لیا۔ اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا بساسیری کے مویشی اور تجارتی اونٹنیاں بھی اس لوٹ مار کی نذر ہو گئیں اس لوٹ مار

سے امن وامان کا نام ونشان باقی نہ رہا' رعایا کی پریشانی کی کوئی حد نہ رہی' عوام اور خواص ایک حالت میں مبتلا ہو گئے۔ یہی وہ اُمور اور اسباب ہیں جن سے سلطنت وحکومت کی مضبوط بنیادیں بھی ہل جاتی ہیں اور کچھ عرصہ بعد صفحۂ دنیا سے ان کا نام و نشان مٹ جاتا ہے۔

دسکرہ اور قلعہ دوان کا تاراج: ادھر ملوک بنو بویہ ان پریشانیوں میں مبتلا تھے ادھر سلاطین سلجوقیہ کو کامیابی کا موقع مل رہا تھا' نظام الملک (طغرل بک کا وزیر) ان واقعات کو سن کر خوشی سے اچھل پڑا تاتاری فوج کو دسکرہ پر اتار دیا ابراہیم بن اسحاق نامی ایک سردار اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا ابراہیم نے دسکرہ کو تباہ کر کے رستباد قا (روشن قباد) کو محاصرہ کیا اور اسے بھی بزور تیغ فتح کر کے قلعہ بردوان کی طرف بڑھا اس قلعہ کا والی سعدی نامی ایک شخص تھا اس نے سلطان طغرل بک کی اطاعت سے انکار کیا ابراہیم کے پہنچنے سے پہلے سعد نے قلعہ بندی کر لی' ابراہیم نے قلعہ بردوان کے قرب وجوار کو لوٹنا شروع کیا' زیادہ زمانہ نہ گزرنے پایا تھا کہ اہل قلعہ نے محاصرے کی شدت اور اطراف وجوانب کی ویرانی سے متاثر ہو کر قلعہ چھوڑ دیا اور جلاوطن ہو کر نکل گئے۔

اہل اہواز کی تباہی: ان تاتاریوں میں سے ایک گروہ اہواز کی طرف گیا ہوا تھا اس نے بھی اہواز کے قرب وجوار میں غارت گری اور قتل کا بازار گرم کیا۔ دیلمی اور ترک جوان کے ہم خیال تھے اور ساتھ تھے بے حد خائف ہوئے مقابلہ کا غور کیا ہے جان بچانے کی فکر پڑ گئی۔ تاتاریوں کے حوصلے بڑھ گئے سلطان طغرل بک نے ابوعلی بن کالیجار والی بصرہ کو عساکر سلجوقیہ کا افسر بنا کر خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے بھیجا لشکر کوچ وقیام اور لوٹ مار کرتا ہوا شاہ پور خورست پہنچا دیلمیوں کو وعدہ و وعید کا پیام دیا چنانچہ اکثر دیلمی مطیع ہو گئے اور ابوعلی اہوز پر قابض ہو گیا تاتاری لشکر نے اسے جی کھول کر لوٹا اہل اہواز سے تاوان وصول کیا اکثر اہل اہواز عزت وآبرو کے خیال سے شہر چھوڑ کر بھاگ گئے۔

خلیفہ قائم اور بساسیری میں کشیدگی: ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ ۴۴۶ھ میں قریش بن بدران نے بساسیری کے ہمراہیوں کا اسباب لوٹ لیا تھا اس کے بعد ابوالغنائم اور ابوسعید پسران محلبان (قریش کے دوست) دارالخلافت بغداد خفیہ طور سے آئے بساسیری نے ان دونوں کو گرفتار کرنے کا قصد کیا۔ رئیس الروسا وزیر السلطنت نے ابوالغنائم اور ابوسعد کو اپنے امن میں لے لیا بساسیری کو اس سے ناراضگی پیدا ہوئی حری کی طرف چلا گیا اور اس پر قبضہ کر کے بغداد واپس آیا لیکن دستور کے مطابق دربارِ خلافت میں حاضر نہ ہوا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ خلافت مآب وزیر السلطنت اور خدام دربارِ خلافت کی تنخواہیں موقوف اور بند کر دیں اور یہ مشہور کر دیا کہ وزیر السلطنت نے طغرل بک کو خطوط لکھ کر حملہ کرنے کے لئے بلوایا ہے۔

انبار کا تاراج: ذی الحجہ ۴۴۶ھ میں فوجیں آراستہ کر کے انبار پر حملہ کیا انبار پر ابوالغنائم بن محلبان قابض تھا منجنیقیں نصب کرائیں محاصرہ کر لیا اور بزور تیغ انبار میں گھس پڑا ابوالقاسم کو اس کے پانچ سو ممبران خاندان کے ساتھ گرفتار کر لیا اور شہر کو جی کھول کر لوٹا اور دارالخلافت بغداد واپس آیا۔ ابوالغنائم کو تشہیر کرا کر سولی دینے کا قصد کیا۔ دبیس بن صدقہ نے سفارش کی چونکہ دبیس نے بساسیری کا حصار انبار میں ہاتھ بٹایا تھا اس وجہ سے اس کی سفارش سے ابوالغنائم کو صلیب نہ دی مگر اور قیدیوں کو سولی پر چڑھا دیا۔

بساسیری: بساسیری، بسار (فارس کا ایک شہر) کے ایک تاجر کا غلام تھا اس وجہ سے بسا کی طرف منسوب کیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد بہاء الدولہ بن عضد الدولہ کے خادموں میں داخل ہو گیا اور اسی کے سایہ دولت میں نشو و نما پائی اس طرح ہوشیار اور تجربہ کار بن گیا مدتوں اس کی خدمت میں رہا پھر ملک الرحیم کی خدمت میں چلا آیا ملک الرحیم اسے اکثر مہمات سر کرنے پر مامور کرتا تھا اسی نے کردوں کو حلوان اور قریش بن بدران کو غربی بغداد سے بے دخل کیا تھا۔ یہ دونوں سلطان طغرل بک کے علم حکومت کے مطیع تھے، اس کے بعد بساسیری ملک الرحیم کی خدمت میں واسط چلا گیا۔

بساسیری اور رئیس الرؤسا میں کشیدگی: بساسیری اور رئیس الرؤسا کی کشیدگی روز بروز بڑھتی گئی اس اثناء میں بساسیری کے وزیر ابو سعید نصرانی نے کئی مشکیزہ شراب براہ دریا روانہ کئے، رئیس الرؤسا نے اس کی خبران لوگوں تک پہنچا دی جو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر رہے تھے ان لوگوں کو اس سے اشارہ اور سازش سے مشکیزوں کو توڑ پھوڑ کر شراب پھینک دی، اس سے بساسیری کو حد سے زیادہ غصہ اور رنج پیدا ہوا، فقہائے خلیفہ سے استفسار کیا، فقہائے حنفیہ نے فتویٰ دیا کہ چونکہ یہ مال عیسائی کا تھا اس وجہ سے حفاظت کرنا لازم تھا اس کا مال کا ضائع کرنا ناجائز تھا جن لوگوں نے اس کو توڑا ہے ان لوگوں سے تاوان وصول کیا جائے۔ اس واقعہ نے جلنے پر سہاگے کا کام دیا کشیدگی کی کوئی حد باقی نہ رہی۔

ترکوں کا بساسیری پر حملہ: چونکہ ترکوں اور بساسیری میں کشیدگی چلی آ رہی تھی رئیس الرؤسا نے انہیں ابھار دیا ان لوگوں نے ہنگامہ برپا کر دیا بساسیری کی شکایت دربار خلافت میں پیش کر کے مکان لوٹ لینے کی اجازت طلب کی، اجازت دے دی گئی پھر کیا تھا ترکوں نے بات کی بات میں اسے لوٹ لیا اس موقع پر رئیس الرؤسا نے ایک اور چال چلی اور وہ یہ تھی کہ اس نے یہ خبر اڑا دی کہ بساسیری نے خلیفہ مستنصر علوی مصر سے سازش کر لی ہے اور اسے بغداد و عراق پر قبضہ کرنے کی غرض سے بلایا ہے، خلافت مآب یہ سن کر آگ بگولہ ہو گئے۔ ملک الرحیم کو لکھ بھیجا کہ بساسیری کو ہمارے دربارِ خلافت سے فوراً ہٹا دو۔ اس نے علم خلافت کی مخالفت کی ہے اور خلیفہ مستنصر علوی سے سازش کر لی ہے چنانچہ ملک الرحیم نے بساسیری کو دربارِ خلافت سے علیحدہ کر دیا۔[1]

طغرل بک کے خلاف ترکوں کی مخالفت: طغرل بک نے بلادِ روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی تھی اور وہاں سے مظفر و منصور ہو کر رے واپس آیا اس کے نظم و انتظام سے فراغت حاصل کر کے ماہ محرم ۴۴۷ھ میں ہمدان پہنچا، اپنے گورنران دینور، قرمیسین اور حلوان وغیرہم کو لکھ بھیجا کہ چونکہ اس سال میرا ارادہ حج کرنے کا ہے اور شام و مصر پر بھی حملہ کرنے کا قصد ہے اور دولتِ علویہ کے زیر و زبر کرنے کا بھی خیال ہے لہٰذا تم لوگ رسد، چارہ اور فوجیں فراہم رکھو۔ اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ بغداد میں اوباشوں نے ہلڑ مچا دیا، ترکی فوجیں شور و غل مچاتی ہوئی ایوانِ خلافت میں پہنچیں، خلافت مآب سے درخواست کی "آپ ہمارے ساتھ طغرل بک کی مدافعت کے لئے نکلئے"۔ ترکوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ مسلح ہو کر بغداد سے نکل آئے اور بغداد کے باہر ایک میدان میں خیمے ڈال دیئے اس وقت طغرل بک حلوان پہنچ گیا تھا اس کی فوج خراسان کے راستہ میں پھیل گئی تھی لوگوں نے غربی بغداد میں جا کر پناہ لی اتنے میں ملک الرحیم واسط سے آ گیا۔ بساسیری کو

---

[1] یہی واقعات عراق پر سلطان طغرل بک کے قابض ہونے اور ملک الرحیم کے گرفتار کئے جانے کے اسباب قویہ سے تھے۔ (مترجم)

اثناءِ راہ سے خلافت مآب کے حکم کے مطابق علیحدہ کر دیا بساسیری علیحدگی کے بعد سسرالی رشتہ کی وجہ سے دبیس بن صدقہ والیٔ حلہ کے پاس چلا گیا۔

طغرل بک کی بغداد میں آمد: طغرل بک نے فدویت نامہ خلافت مآب کی خدمت میں روانہ کیا جس میں اپنی اطاعت وفرمانبرداری کا اظہار کیا تھا اور ترکوں کو بھی خط اپنے ایلچی کی معرفت بھیجا جس میں اپنے حسن سلوک اور احسانات کا وعدہ کیا تھا' ترکوں نے جواب خط کے بجائے اسی خط کو واپس کر دیا اور خلافت مآب سے درخواست کی کہ آپ ہم کو طغرل بک سے مقابلہ اور مدافعت کی اجازت دیجئے۔ خلافت مآب نے اس کے جواب سے خاموشی اختیار کیا ملک الرحیم نے عرض کیا کہ اس جاں نثار نے ان امور کا فیصلہ خلافت مآب کے قبضۂ اقتدار میں دے دیا ہے جو مناسب تصور فرمائیں عمل درآمد کیا جائے۔ خلافت مآب نے حکم صادر فرمایا ''مصلحت وقت تو یہ ہے کہ ترکی فوجیں اپنے خیموں کو چھوڑ کر حرم سرائے خلافت میں آ جائیں اور طغرل بک کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کا فدویت نامہ بھیج دیں''۔ چنانچہ اس حکم کے مطابق عمل درآمد کیا گیا۔ اس کے بعد خلافت مآب نے خطیبوں کو طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھنے کا حکم دیا۔ طغرل بک نے خلافت مآب سے دارالخلافت بغداد میں داخل ہونے کی اجازت طلب کی وزیر السلطنت رئیس الرؤسا ایک بڑے لشکر کے ساتھ جس میں قضاۃ' فقہاء اعیانِ دولت اور بہت سے ملک الرحیم کے سرداران لشکر تھے استقبال کی غرض سے نکلا طغرل بک نے یہ سن کر وزیر السلطنت ابونصر کندری اور اپنی فوج کو پیشوائی کا حکم دیا پنجشنبہ کو جب کہ ماہِ رمضان کے دو دن گزر چکے تھے طغرل بک دارالخلافت بغداد میں داخل ہوا۔ باب شماسیہ میں قیام اختیار کیا قریش والیٔ موصل بھی اس خبر کو سن کر طغرل بک کی خدمت میں آ گیا۔ اس نے اس سے پیشتر طغرل بک کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی تھی۔

بغداد میں تاتاریوں کا قتل: بغداد میں طغرل بک کے داخل ہونے پر اس کا لشکر اپنی ضروریات کی چیزوں کی خریداری کی غرض سے سارے شہر میں پھیل گیا تمام شہر میں تہلکہ سا پڑ گیا۔ عوام الناس نے یہ خیال کیا کہ ملک الرحیم نے طغرل بک کے لشکر سے لڑنے کی اجازت دے دی ہے چاروں طرف سے تاتاری لشکر پر مار دھاڑ شروع ہوگئی جہاں پر جس نے تاتاریوں کو پایا ان پر ہاتھ صاف کر دیا صرف محلّہ کرخ والے اس ہنگامہ اور شورش میں شریک نہیں ہوئے بلکہ اس محلّہ والوں نے تاتاریوں کو اپنے گھروں میں پناہ دی اور ان کی جیسا کہ مناسب وقت تھا حفاظت کی۔

بغداد میں تاتاریوں کی غارت گری: عوام الناس کی یہ شورش اسی پر بند نہ ہوئی بلکہ وہ ہلڑ مچاتے ہوئے طغرل بک کے کیمپ تک پہنچ گئے ملک الرحیم اور ان کے سرداران لشکر اور حاشیہ نشین اس خیال سے کہ اس ہنگامہ کے یہ محرک نہ سمجھے جائیں حرم سرائے خلافت میں قیام پزیر ہوئے۔ طغرل بک کی فوج اس ہنگامہ کو دیکھ کر مسلح ہوگئی عوام بھاگ کھڑے ہوئے قتل و غارت کا بازار گرم ہو گیا کئی محلے لوٹ لیے گئے خلفاء کے محلات' رصافہ بھی اس لوٹ مار اور غارت گری سے محفوظ نہ رہ سکے باشندگان بغداد نے اس خیال سے کہ ان مقامات کا احترام کیا جائے گا یہ اور غارت گری سے محفوظ رہیں گے اپنا مال واسباب یہیں اٹھا لائے تھے جس کو تاتاریوں نے لوٹ لیا۔ غرض کہ غارت گری سے بغداد کا کوئی محلّہ سوائے محلّہ کرخ کے محفوظ نہ رہا۔

ملک الرحیم کی گرفتاری: اس کے دوسرے دن طغرل بک نے اس حادثہ کی اطلاع خلیفہ قائم کو دی اور اس سے اپنی

ناراضگی ظاہر کی اور اس ہنگامہ وشورش کو ملک الرحیم کی طرف منسوب کیا اور یہ کہلا بھیجا کہ اگر ملک الرحیم اپنے سرداروں کے ساتھ شاہی دربار میں حاضر ہو جائے گا تو اس کی اس واقعہ سے برأت سمجھی جائے گی ورنہ وہی ملزم قرار دیا جائے گا خلافت مآب نے ملک الرحیم اور اس کے سرداروں کو طغرل بک کی خدمت میں حاضری کا حکم دیا اور اپنے ایک خاص ایلچی کو ان لوگوں کی سفارش اور برأت کی غرض سے ان کے ساتھ بھیجا چنانچہ ملک الرحیم اور سرداران لشکر خلافت مآب کی ذمہ داری میں دربارِ شاہی میں حاضر ہوئے جس وقت ملک الرحیم اور اس کے سرداران لشکر پہنچے طغرل بک نے انہیں گرفتار کرا کر قلعہ سردان میں بھیج دیا جہاں پر ملک الرحیم قید کر دیا گیا۔

دولت بنو بویہ کا خاتمہ: یہ واقعہ ملک الرحیم کی حکومت کے چھ برس بعد وقوع میں آیا اس کی گرفتاری سے بنو بویہ کی حکومت کا خاتمہ ہو گیا۔ اس زمانہ میں قریش والیٔ موصل اور عرب کا اسباب و مال لوٹ لیا گیا پریشان حال ہو کر بدر بن مہلل کے خیمہ میں جا کر پناہ لی طغرل بک کو اس کی خبر ہوئی تو اس نے قریش کو طلب کر کے خلعت فاخرہ عنایت کیا اور جو کچھ مال و اسباب لوٹ لیا گیا تھا اس کا معاوضہ دے دیا۔

طغرل بک کا بغداد پر قبضہ: خلافت مآب نے طغرل بک کے پاس اس ناپسندیدہ فعل کی شکایت کی اور لوگوں کو رہا کرنے کے لئے لکھا جنہیں طغرل بک نے ملک الرحیم کے ساتھ گرفتار کر لیا تھا اور یہ دھمکی دی کہ یہ لوگ میری ذمہ داری میں تمہارے پاس گئے تھے اگر یہ لوگ رہا نہ کئے گئے تو میں دار الخلافت بغداد چھوڑ دوں گا۔ طغرل بک نے اس تحریر پر چند لوگوں کو رہا کر دیا چنانچہ ان میں سے ایک گروہ بساسیری کے پاس چلا گیا جس سے اس کی جمعیت بڑھ گئی۔

ترکان بغداد کا انجام: اسی سلسلہ میں طغرل بک نے ترکان بغداد کا بھی مال و اسباب ضبط کر لیا اور نور الدولہ دبیس کو ممالک مقبوضہ سے بساسیری کو نکال دینے کا حکم دیا چنانچہ بساسیری رحبہ چلا گیا اور مستنصر علوی والی مصر کی خدمت میں اظہارِ اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ لکھا اور اس کا مطیع ہو گیا نور الدولہ دبیس نے اپنے مقبوضہ علاقہ میں طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھوایا تمام اطراف بغداد میں تاتاری لشکر پھیل گیا غارت گری کا بازار گرم ہو گیا غربی بغداد میں تکریت سے قبل تک، مشرقی بغداد میں ہر دامات تک اور نشیبی بغداد کو ان تاتاریوں نے لوٹ کر ویران کر دیا اور یہاں کے اکثر باشندوں کو جلاوطن کر دیا۔

بغداد پر قابض ہونے کے بعد طغرل بک نظم و انتظام کی طرف متوجہ ہوا، بصرہ اور اہواز کا ٹھیکہ ہزار سب کو عنایت کیا اور صرف اہواز میں اس کے نام کا خطبہ پڑھنے کی اجازت دی۔ امیر ابو علی بن ملک کالیجار کو قریسین اور اس کا صوبہ عنایت کیا۔ اہل کرخ کو فجر کی نماز میں الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کا حکم دیا اور قصرِ حکومت کی تعمیر کا حکم صادر کیا اور جیسا کہ اس نے حکم دیا تھا اس طرح وہ تعمیر کیا گیا۔ ماہِ شوال ۴۴۷ھ میں طغرل بک قصرِ حکومت میں چلا آیا اسی وقت سے اس کے قدم حکومت و سلطنت پر جم گئے جس کی وارث اس کی سلطنت نہایت عظیم الشان ہوئی ان سے زیادہ عظیم کسی عجمی کی حکومت نہیں ہوئی۔

والملک للّٰہ یوتیہ من یشاء

باب: ۲۳

امارتِ جرجان وطبرستان

دولتِ بنو دشمکیر

بنو دشمکیر : ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں کہ مرداویج بن زیار' اطروش دیلمی سرداروں میں سے تھا اور مرداویج نسباً جیل کے خاندان کا ممبر تھا جو دیلم کے بھائی تھے ان سب کی ایک حالت تھی۔ ان میں سے بعضے علوی کے سپہ سالار تھے جس کی وجہ سے علویوں کو حکومت وسلطنت حاصل ہوئی تھی اطروش اور اس کی اولاد کی حکومت دولت عباسیہ کے ظہور اور غلبہ کے وقت ختم ہوگئی اس کے سرداروں کے نام حکومت وسلطنت سے مٹ گئے اور یہ لوگ حکومت وسلطنت کی طلب وجستجو میں اطراف ملک میں پھیل گئے۔ چنانچہ رے' اصفہان' جرجان' طبرستان' عراق فارس اور کرمان پر ان لوگوں کا قبضہ ہوگیا۔ بنو بویہ نے خلیفہ وقت کو دبا لیا اور اپنے آخری دور حکومت تک اسے شاہ شطرنج بنائے رکھا۔ تم اوپر پڑھ چکے ہوں کہ جس وقت مرداویج کا قدم حکومت پر جم گیا تو اس نے اپنے بھائی دشمکیر کو ۳۲۰ھ میں گیلان روانہ کیا عظیم الشان بادشاہوں میں اس کا شمار ہونے لگا۔ رفتہ رفتہ اس کی حکومت کا سکہ چل گیا۔ بڑے بڑے صوبے اس کے قبضہ میں آگئے اصفہان اور رے پر قابض ہوگیا عظیم الشان بادشاہوں میں شمار ہونے لگا ترکی غلاموں کو جو اس کی خدمت میں رہتے تھے اس کی سختی کی وجہ سے ناراضگی پیدا ہوئی سب نے اتفاق کر کے ماہ محرم ۳۲۳ھ میں اسے مار ڈالا تب اس کی فوج اس کے بھائی دشمکیر کے پاس رے میں جمع ہوئے اور مرداویج کی جگہ اسے اپنا سردار بنایا۔

دشمکیر اور ماکان: دشمکیر نے تخت حکومت پر متمکن ہونے کے بعد ماکان کے پاس کرمان میں اپنی اطاعت کا پیام بھیجا اور ابن محتاج کی ہمراہی میں رے بلا بھیجا اس سے قبل ماکان بن کالی ابوعلی بن الیاس سے کرمان کا قبضہ لے چکا تھا ماکان نے دشمکیر کی تحریر پر کچھ خیال نہ کیا۔ کرمان سے دامغان کی طرف روانہ ہوگیا۔ دشمکیر یہ سن کر آگ بگولہ ہوگیا ایک بڑی فوج کے ساتھ اپنے سپہ سالار تاتجیر دیلمی کو ماکان کے تعاقب پر مامور کیا ابن مظفر کا لشکر ماکان کی پشت پناہی میں تھا دونوں فریقوں کی مڈبھیڑ ہوگئی۔ ایک دوسرے سے بھڑ گئے تاتجیر نے ان لوگوں کو شکست دی یہ لوگ نیشاپور لوٹ آئے اور اس کی حکومت کی زمام ماکان کے قبضہ میں آگئی جیسا کہ یہ واقعات اس سے پیشتر لکھے گئے۔

دشمکیر کا رے پر تسلط: اس کے بعد تاتجیر نے جرجان کی جانب قدم بڑھایا اور وہیں ٹھہرا رہا۔ آخر سنہ مذکور میں گھوڑے

سے گر کر گیا۔ ماکان کو موقع مل گیا' جرجان پر قبضہ کرلیا' ابن محتاج نے ۳۲۸ھ میں اس پر حملہ کر دیا اور چند دن کے محاصرے کے بعد اسے فتح کرلیا۔ ماکان بحالِ پریشان طبرستان چلا گیا اور وہیں سکونت اختیار کیا اور دشمکیر نے ایک فوج ماکان کی مدد پر ابن محتاج سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی' ادھر رکن الدولہ نے موقع غنیمت سمجھ کر اصفہان پر دھاوا کر دیا اور بزورِ تیغ قابض ہو گیا۔ اس کامیابی سے رکن الدولہ اور والیٔ خراسان کے مقبوضات کی سرحد مل گئی اور دشمکیر تنہا ملک رے پر حکمرانی کرنے لگا۔

دشمکیر کا طبرستان پر قبضہ: جس وقت رکن الدولہ نے اصفہان پر قبضہ حاصل کیا اور ابوعلی بن محتاج والیٔ خراسان سے اس کے اور اس کے بھائی عماد الدولہ والیٔ فارس کے مراسم اتحاد پیدا ہو گئے۔ اس وقت ان دونوں نے ابوعلی بن محتاج کو دشمکیر سے چھین لینے کی ترغیب دی' غرض یہ تھی کہ اگر ابن محتاج اس مہم میں کامیاب ہو گیا تو اس کی وجہ سے اس کی حکومت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ ابوعلی ابن محتاج فوجیں مرتب کر کے رے کی طرف روانہ ہوا دشمکیر نے اس کی مدافعت پر کمر باندھی' ماکان سے امداد طلب کی' چنانچہ ماکان خود اس کی کمک پر آیا رکن الدولہ کو اس کی خبر لگ گئی' اس نے بھی ابن محتاج کی مدد پر فوجیں بھیج دیں۔ مقام استحاق آباد میں صف آرائی ہوئی ایک دوسرے سے بھڑ گئے گھمسان کی لڑائی ہوئی دشمکیر شکست کھا کر طبرستان چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا' ماکان میدانِ کارزار میں مارا گیا ابوعلی ابن محتاج نے رے پر اپنی کامیابی کا جھنڈا نصب کر دیا۔ اس کے بعد اپنی فوجوں کو جبل کے شہروں کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ زنجان' ابہر' قزدین' کرخ' ہمدان اور دینور کو حلوان تک فتح کرلیا۔

حسن بن قیرزان کا جرجان پر قبضہ: حسن بن قیرزان ماکان کا چچازاد بھائی تھا یہ نہایت جری اور دلیر تھا جس وقت ماکان میدانِ جنگ اسحاق آباد میں مارا گیا اور دشمکیر نے طبرستان پر قبضہ حاصل کرلیا اس وقت دشمکیر نے حسن بن قیرزان کے پاس اپنی اطاعت کا پیغام بھیجا حسن بن قیرزان نے نفی میں جواب دیا اور ماکان کے قتل کو دشمکیر کی طرف منسوب کیا۔ دشمکیر نے یہ سن کر چڑھائی کر دی۔

حسن بن قیرازن ساریہ چھوڑ کر ابوعلی بن محتاج والیٔ خراسان کے پاس چلا گیا اور دشمکیر کے مقابلہ پر اس سے امداد کا طالب ہوا چنانچہ ابوعلی بن محتاج حسن کی امداد پر کمربستہ ہو گیا اور فوجیں مرتب کر کے دشمکیر پر ساریہ میں محاصرہ ڈال دیا ایک سال کامل محاصرہ کئے رہا۔ جب دشمکیر نے ملوک سامانیہ کی اطاعت قبول کر لی اور اطمینان کے لئے اپنے لڑکے سالار کو بطورِ ضمانت دے دیا' جنگ اور محاصرہ کا خاتمہ ہو گیا۔ حسن بن قیرزان اور ابوعلی ابن محتاج خراسان واپس آئے تھوڑے دن بعد سعید بن سامان کی موت کی خبر مشہور ہوئی۔ حسن نے ابوعلی ابن محتاج پر حملہ کر دیا اور اسکے مقبوضات کو لوٹ لیا' اور ابن دشمکیر کو جو اس کے پاس تھا گرفتار کر کے جرجان کی طرف لوٹا اور اسے ابراہیم بن سیجور والی کے قبضہ سے نکال لیا' ابراہیم ابن سیجور نے نیشاپور جا کر دم لیا ابوعلی ابن محتاج نے بھی علم بغاوت بلند کر دیا' جیسا کہ انکے حالات کے ضمن میں لکھا گیا ہے۔

رکن الدولہ بن بویہ کی رے پر فوج کشی: جس وقت ابوعلی نے خراسان کی جانب کوچ کیا اور حسن بن قیرزان نے اس کے ساتھ جو کچھ کرنا تھا کیا جو آپ اوپر پڑھ چکے ہیں تو دشمکیر نے رے کی طرف قدم بڑھایا اور بلا مقابلہ قبضہ کرلیا۔'

تالیفِ قلوب کے خیال سے حسن بن فیرزان سے خط و کتابت شروع کی اور اس کے بیٹے سالار کو اس کے پاس واپس بھیج دیا۔ اس سے دونوں میں مصالحت ہو گئی۔

اس کے بعد رکن الدولہ بن بویہ کو قبضۂ رے کا لالچ پیدا ہوا کیونکہ دشمکیر کے پاس اول تو فوجیں کم تھیں اور دوسرے ان دنوں دشمکیر کو تنگدستی گھیرے تھی' چنانچہ لشکر آراستہ کر کے رے پر چڑھائی کر دی اور لڑ کر دشمکیر کو شکست دی اس کے اکثر لشکریوں نے امن حاصل کیا اور رکن الدولہ بن بویہ کی فوج میں آ گئے۔ رے پر رکن الدولہ کی حکومت کا جھنڈا نصب ہو گیا۔

دشمکیر شکست کھا کر طبرستان کی طرف واپس ہوا۔ حسن بن فیرزان نے چھیڑ چھاڑ کی اور شکست دے دی۔ دشمکیر نے خراسان کا راستہ اختیار کیا حسن بن فیرزان نے رکن الدولہ سے نامہ و پیام کر کے میل جول پیدا کر لیا۔

دشمکیر کا جرجان پر قبضہ جس وقت رکن الدولہ نے رے کو دشمکیر کے قبضہ سے نکال لیا' دشمکیر بحال پریشان طبرستان کی طرف چل کھڑا ہوا حسن بن فیرزان راہ میں مدمقابل ہوا اور لڑ کر دشمکیر کو شکست دی تب دشمکیر خراسان چلا گیا اور امیر نوح بن سامان سے امداد کا طالب ہوا' امیر نوح نے ایک فوج کو اس کی مدد پر مامور کیا اور ابوعلی بن محتاج نے بھی اپنی فوجیں دشمکیر کے ساتھ جرجان کے سر کرنے کے لئے روانہ کیں ان دنوں جرجان میں حسن بن فیرزان حکومت کر رہا تھا۔ دشمکیر نے اسے لڑ کر جرجان سے نکال دیا اور خود قابض ہو گیا۔ ۱۴۲

رکن الدولہ کا طبرستان اور جرجان پر قبضہ حسن بن فیرزان دشمکیر سے شکست کھا کر رکن الدولہ بن بویہ کے پاس رے چلا گیا اور وہیں قیام پزیر ہوا۔ ۳۳۶ھ میں رکن الدولہ نے مقبوضاتِ دشمکیر پر فوج کشی کی' دشمکیر بھی خم ٹھونک کر مقابلہ پر آیا مگر شکست اٹھا کر بھاگا' رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر کے جرجان کی طرف قدم بڑھایا اور سرداران دشمکیر نے اطاعت قبول کر لی اور امن حاصل کر کے جرجان کو رکن الدولہ کے حوالے کر دیا۔ رکن الدولہ اپنی طرف سے حسن بن فیرزان کو جرجان پر مامور کر کے رے کی جانب واپس آیا۔

دشمکیر شکست اٹھا کر جرجان پہنچا۔ امیر نوح بن سامان سے پھر امداد کی درخواست کی' رکن الدولہ کی زیادتیوں کی داستان سنائی۔ امیر نوح نے منصور بن قراتکین والیٔ خراسان کو دشمکیر کی کمک اور امداد کا حکم دیا۔ چنانچہ منصور فوجیں آراستہ کر کے دشمکیر کے ساتھ رکن الدولہ سے جنگ کے لئے روانہ ہوا۔ چونکہ منصور' دشمکیر کے ساتھ ظاہرداری کا برتاؤ کرتا تھا اور اپنے کو بڑا سمجھتا تھا اس وجہ سے امیر نوح بن سامان کی خدمت میں اس کی شکایت لکھ بھیجی امیر نوح نے اس کی جگہ ابوعلی بن محتاج کو مامور کیا ابوعلی کوچ کر کے رے پہنچا' رکن الدولہ سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن کامیابی نصیب نہ ہوئی مجبوراً ان لوگوں نے رکن الدولہ سے مصالحت کر لی جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ اس کے بعد رکن الدولہ دشمکیر کی طرف لوٹ پڑا دشمکیر کو شکست ہوئی۔ اسفرائن کی طرف بھاگ آیا۔ رکن الدولہ نے طبرستان پر قبضہ کر لیا۔ ساریہ پر محاصرہ ڈالا اور اس پر بھی اپنی حکومت کا پھریرا اڑایا۔ دشمکیر بحال پریشان جرجان پہنچا۔ رکن الدولہ نے تعاقب کیا اور جب جرجان میں بھی دشمکیر ہاتھ نہ آیا تو اس کی جستجو میں جبل تک چلا گیا اور اس پر قابض ہو گیا۔

دشمکیر کی وفات: جس وقت بنو بویہ نے کرمان کو ابو علی بن الیاس کے قبضہ سے نکال لیا اور خود قابض ہو گئے اس وقت دشمکیر سے کچھ بن نہ آئی بھاگ کر امیر منصور بن نوح کی خدمت میں بخارا پہنچا۔ بنو بویہ کی زیادتیوں اور ظلم کی شکایت کی ممالک مقبوضہ بنو بویہ کی سرسبزی' شادابی اور قبضہ کا لالچ دلایا اور اس کے سرداران خراسان کو بھی پٹی پڑھا کر اپنے ساتھ ملا لیا۔ امیر منصور نے ابوالحسن محمد بن ابراہیم بن سمیجور والی خراسان کو دشمکیر کی ماتحتی میں رے پر فوج کشی کرنے کا حکم دیا۔ رکن الدولہ اس خبر سے مطلع ہو کر ان کے مقابلہ کے لئے تیار ہوا اور اپنے بیٹے عضد الدولہ کو بھی اپنی مدد پر بلا بھیجا۔ جوں ہی ابوالحسن وغیرہم نے خراسان سے رے کی طرف کوچ کیا رکن الدولہ نے میدان خالی پا کر خراسان کی طرف قدم بڑھایا۔ جب ان لوگوں کو اس کی خبر لگی تو رے کی فتح سے رک گئے دامغان میں ٹھہر کر رکن الدولہ کے حالات اور ارادہ معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس چھوڑے۔ اسی اثناء میں ایک روز دشمکیر شکار کھیلنے کے لئے گیا اور ایک جنگلی سؤر سامنے آ گیا' تیر چلایا نشانہ خطا گیا۔ سؤر نے حملہ کر دیا گھوڑا زخمی ہو کر گر پڑا۔ دشمکیر بھی زمین پر آ رہا سر پر سخت چوٹ آئی اور اسی صدمہ سے ماہ محرم ۳۵۷ھ میں مر گیا۔

بھستون بن دشمکیر: اس کے مرتے ہی سارا کھیل بگڑ گیا اس کا بیٹا بھستون اس کی جگہ متمکن ہوا' اس نے رکن الدولہ سے خط و کتابت کر کے مصالحت کر لی۔ رکن الدولہ نے مالی اور فوجی مدد دی بھستون کے زمانہ حکومت میں کوئی نمایاں کام ایسا نہیں ہوا جس کا خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا جائے ان سات برس حکومت کر کے بمقام جرجان ۳۶۶ھ میں انتقال کیا۔

قابوس بن دشمکیر کی حکومت: اس کا بھائی قابوس اپنے بھائی رستم کے پاس کوہ شہریار میں تھا بھستون ایک چھوٹا لڑکا چھوڑ کر مرا تھا جو طبرستان میں اپنے نانا کی ذمہ داری میں پرورش پا رہا تھا۔ نانا صاحب کو ملک گیری اور ریاست کا لالچ پیدا ہوا' اپنے نواسے کو لے کر جرجان پہنچا اور اُن سرداروں کو گرفتار کرنے لگا جن کا میلان قابوس کی طرف تھا۔ اس اثناء میں قابوس آ پہنچا۔ فوجیوں نے اس کی آمد کی خبر پا کر نہایت جوش سے اس کا استقبال کیا اور اسے اپنا سردار تسلیم کر کے شہر پر قبضہ دلایا۔ نانا صاحب کے آدمی فرار ہو گئے۔ قابوس نے اپنے بھتیجے کو اپنی پرورش میں لے لیا۔ جرجان اور طبرستان کی زمامِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے کر حکومت کرنے لگا۔

قابوس اور عضد الدولہ: رکن الدولہ نے ۳۶۶ھ میں وفات پائی۔ وفات کے وقت اپنے بیٹے عضد الدولہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور تمام ممالک مقبوضہ کی زمامِ حکومت اسے سپرد کی' دوسرے بیٹے فخر الدولہ کو ہمدان اور جبل کے صوبوں کا حکمران بنایا' تیسرے بیٹے موید الملک کو اصفہان کی حکومت عنایت کی' بختیار بن معز الدولہ نے اپنے بھائی فخر الدولہ پر فوج کشی کی۔ فخر الدولہ ہمدان چھوڑ کر قابوس کے پاس جرجان بھاگ گیا اور عضد الدولہ نے رے جا کر پڑاؤ کر دیا۔ قابوس کے پاس اپنے بھائی فخر الدولہ کی طلبی کا پیام بھیجا' قابوس نے انکار کر دیا تب عضد الدولہ نے اپنے بھائی موید الدولہ کو خراسان میں یہ حکم بھیجا کہ تم فوجیں تیار کر کے قابوس پر چڑھائی کر دو اس کے ساتھ ہی بہت سامال اور شاہی لشکر اس کی امداد پر روانہ کیا۔ چنانچہ ۳۷۱ھ میں معز الدولہ نے جرجان پر فوج کشی کی اور اسے قابوس کے قبضہ سے نکال لیا۔

فخر الدولہ اور موید الملک کی جنگ: پھر فخر الدولہ اور موید الدولہ سے خراسان میں اس وقت مڈبھیڑ ہوئی جب کہ

حسام الدولہ ابوالعباس تاش امیر ابوالقاسم بن نوح کی طرف سے خراسان کی گورنری پر مامور ہوا تھا۔ امیر ابوالقاسم نے تاش کو قابوس بن دشمگیر اور فخر الدولہ کی امداد کی حمایت کی' موید الدولہ کے مقابلہ میں ہدایت کی اور یہ بھی حکم دیا تھا کہ جلد از جلد قابوس کو اس کے مقبوضات واپس دلا دو' تاش نے ایک بڑی فوج سے جرجان پر حملہ کیا۔ دو مہینہ تک محاصرہ کئے رہا۔ محصورین کا حال تنگ ہو گیا۔ موید الدولہ جب محاصرہ نہ اٹھا سکا تو فائق سے ساز باز کی بنیاد ڈالی۔ (فائق تاش کے لشکر کا سپہ سالار اعظم تھا) چنانچہ خط و کتابت کر کے فائق کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ فائق نے مال و زر کے لالچ میں وعدہ کر لیا کہ جنگ کے وقت اپنے لشکر کے ساتھ اپنے مورچہ کو چھوڑ دوں گا۔ اس قرارداد کے مطابق موید الدولہ نے جرجان سے نکل کر محاصرین پر حملہ کیا۔ فائق اپنے ماتحت لشکر کے ساتھ میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑا ہوا۔ تاش اور فخر الدولہ تھوڑی دیر تک لڑتے رہے۔ جب کامیابی کی صورت نظر نہ آئی تو شکست خوردہ گروہ کے پیچھے آپ بھی بھاگ کھڑے ہوئے۔ موید الدولہ نے ان لوگوں کا خراسان تک تعاقب کیا۔

فخر الدولہ کا جرجان پر قبضہ: اس کے بعد وزیر السلطنت عتبی کو قتل کر ڈالا۔ امیر ابوالقاسم بن نوح نے تاش کو بخارا میں امورِ سلطنت کے انتظام کی غرض سے طلب کیا پھر ۳۷۲ھ میں موید الملک نے تاش پر فوج کشی کی۔ اس کے بعد اس کی موت کا واقعہ پیش آیا جیسا کہ ہم اوپر تحریر کر چکے ہیں۔ غرض یہ مہم یوں ہی نامکمل رہ گئی اور فخر الدولہ نے جرجان پر قبضہ کر لیا اس کے بعد تاش اور ابن سیجور میں جھگڑا ہو گیا جنگ تک نوبت پہنچ گئی تاش شکست کھا کر جرجان پہنچا۔ فخر الدولہ نے بڑی آؤ بھگت سے استقبال کیا اور ایسی عزت و قدر سے ٹھہرایا کہ کسی نے ویسی قدر و منزلت نہ کی ہو گی جیسا کہ ان کے حالات کے ضمن میں تحریر کیا گیا ہے۔

طبرستان پر قبضہ: جس وقت فخر الدولہ نے جرجان' طبرستان اور رے پر قبضہ حاصل کر لیا اور لڑائیوں سے فراغت ملی تو اس احسان و سلوک کے معاوضہ میں جو کس مپرسی کی حالت میں قابوس نے اس کے ساتھ کئے تھے۔ جرجان اور طبستان قابوس کو دینے کا قصد کیا۔ اپنے وزیر السلطنت صاحب بن عباد سے اس بارے میں مشورہ کیا وزیر السلطنت صاحب بن عباد نے اس رائے سے موافقت نہ کی اس وجہ سے قابوس جرجان چلا گیا۔ ملوک بنوسامان اسے فوجی اور مالی امداد دیتے رہے لیکن اس غریب کو کامیابی حاصل نہ ہوئی یہاں تک کہ ان کے مقامات پر سبکتگین کا قبضہ ہو گیا۔

اصبہبذ کا جبل شہر پر قبضہ: جس وقت سبکتگین نے خراسان کی زمام حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ قابوس سے پختہ وعدہ کیا کہ تمہیں جرجان اور طبرستان کی کرسی پر پھر متمکن کروں گا۔ ابھی ایفاء وعدہ کی نوبت نہ آئی تھی کہ سبکتگین بلخ گیا اور وہیں ۳۸۷ھ میں وفات پائی۔ قابوس ۳۸۸ھ تک خراسان میں ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اصبہبذ نے قابوس کی امداد پر کمر ہمت باندھی اور ایک فوج نے جبل شہریار کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رستم بن مرزبان (امجد الدولہ کا ماموں) جنگ آوردوں کو جمع کر کے مقابلہ پر آیا معرکہ آرائی کی' رستم کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی اصبہبذ نے جبل شہریار پر کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا اور شمس المعالی قابوس کی حکومت کا سکہ جاری کر دیا۔ جامع مسجد کے منبر اس کے نام کا سکہ پڑھا گیا' اتفاق یہ کہ استندادیہ کے مضافات میں ابن سعید کا نائب رہتا تھا اس کی طبیعت کا میلان قابوس کی طرف تھا اس نے یہ خبر سنی جامہ سے

باہر ہو گیا آمد کی طرف فوج لے کر روانہ ہوا اور بزور تیغ وہاں سے مجد الدولہ کی فوج کو مار کر بھگا دیا آمد پر قبضہ حاصل کر لیا اور قابوس کے نام کا خطبہ پڑھا اور قابوس کو اس کامیابی کی خوش خبری دی۔

قابوس کا جرجان پر تسلط: اس واقعہ کے بعد اہل جرجان نے قابوس کی خدمت میں طلبی کا خط روانہ کیا۔ چنانچہ قابوس نیشاپور سے جرجان روانہ ہوا۔ اصبہبذ بھی یہ خبر پا کر جرجان کی طرف چلا' ابن سعید نے چالاکی سے لشکرِ جرجان کو ان کی مخالفت پر ابھار دیا۔ لشکر استقبال کے بجائے مقابلہ پر آ گیا لڑائی ہوئی لشکر جرجان شکست اٹھا کر جرجان کی طرف لوٹا قابوس کے مقدمۃ الجیش سے مڈبھیڑ ہو گئی۔ دوبارہ شکست اٹھا کر رے کی جانب بھاگ نکلا' شمس المعالی قابوس ماہ شعبان ۳۸۸ھ میں مظفر و منصور جرجان میں داخل ہوا۔ اس کے بعد رے کی فوجیں جرجان کے محاصرہ کے لئے آئیں اور اس کا محاصرہ کر لیا' اس اثناء میں موسم سرما آ گیا مینہ بھی بشدت برسا رسد و غلہ بھی ختم ہو گیا بدرجہ مجبوری بادل نخواستہ محاصرہ اٹھا کر کوچ کر دیا' قابوس نے تعاقب کیا اور سر میدان لا کر انہیں شکست دی سرداران لشکر کے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا جرجان سے استر آباد تک اس کے قبضہ میں آ گیا۔

قابوس اور مرزبان: ان پیہم کامیابیوں سے اصبہبذ کا دماغ پھر گیا حکومت و سلطنت کی خواہش پیدا ہوئی مال و اسباب اور خزانوں پر جو اس کے پاس تھے غرور میں مبتلا ہو گیا اور اپنی بادشاہت کا اعلان کر دیا۔ مرزبان (مجد الدولہ کا ماموں) رے سے فوجیں لے کر اصبہبذ کی سرکوبی اور اسے ہوش میں لانے کے لئے روانہ ہوا۔ دونوں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی۔ آخر کار اصبہبذ کو شکست ہوئی اور گرفتار کر لیا گیا جو مرزبان کو مجد الدولہ سے کشیدگی اور نفرت پہلے سے تھی اس وجہ سے اصبہبذ پر فتح پانے کے بعد بلادِ جبل میں شمس المعالی قابوس کی حکومت کا اعلان کیا اور اس کے نام کا خطبہ پڑھا۔ المختصر اس طرح سے مملکت جبل جرجان اور طبرستان میں شامل ہو گئی' قابوس نے اپنے منوچہر کو ان مقامات کی حکومت دی اس نے نیشاپور وغیرہ کو فتح کیا۔ اتنے میں وہ زمانہ آ گیا کہ محمود بن سبکتگین خراسان پر قابض ہو گیا۔ قابوس نے فدویت نامہ روانہ کیا' تحائف اور ہدایا بھیجے اور اطاعت اور فرمانبرداری کا اظہار کر کے مصالحت کر لی۔

قابوس کی معزولی: شمس المعالی قابوس نہایت رعب وداب کا آدمی تھا غصہ مزاج میں زیادہ تھا درگزر کرنے کا سبق ہی نہیں پڑھا تھا اس کے اعیان دولت ہمیشہ ڈرتے رہتے تھے' رفتہ رفتہ ان لوگوں کا خوف اس حد تک پہنچ گیا کہ ان لوگوں نے تنگ آ کر اس کی معزولی پر اتفاق کر لیا' قابوس اس وقت کسی قلعہ میں مقیم تھا۔ اعیان دولت قابوس کی گرفتاری کو قلعہ کی طرف چلے' قابوس کو خبر ہو گئی دروازے بند کر لئے' اعیان دولت نے ادھر اُدھر جو کچھ پایا لوٹ لیا اور جرجان واپس آئے اور قابوس کی معزولی کا اعلان کر کے اس کے بیٹے (منوچہر) کو طبرستان سے بلا بھیجا۔ قابوس کا بیٹا اس خیال سے مبادا کسی دوسرے کو حکومت کے لئے منتخب کر لیں نہایت عجلت سے آ پہنچا تمام فوج نے اس شرط سے کہ وہ اپنے آپ کو معزول کر دے اس کی اطاعت پر اتفاق کر لیا۔

قابوس کا قتل: چنانچہ اس نے شرط کو مجبوراً قبول کیا۔ قابوس قلعہ سے نکل کر بسطام چلا گیا اور وہیں اس انتظار میں کہ بغاوت وفتنہ فرو ہو جائے قیام کر دیا۔ فوجیوں نے اس سے مطلع ہو کر بسطام کا ارادہ کیا اور منوچہر کو بھی اپنے ساتھ چلنے پر مجبور کیا لیکن

منوچہر ٹال گیا اور قلعہ انجیار میں رہ گیا۔ قابوس کو ان واقعات سے خطرہ پیدا ہوا کہ مبادا حکومت وسلطنت قبضہ سے نکل جائے۔ اس وجہ سے منوچہر کو تختِ حکومت پر متمکن رہنے کی اجازت دی فتنہ پردازوں کو اس پر بھی صبر نہ آیا منوچہر سے قابوس کے قتل کی اجازت چاہی جواب آنے کا بھی انتظار نہ کیا قابوس کے مکان میں گھس پڑے' کپڑے اتار لئے۔ غریب قابوس جاڑے کی شدت سے کانپ رہا تھا یہاں تک کہ چلاتے چلاتے مر گیا یہ واقعہ ۴۰۳ھ کا ہے جب کہ اس کی حکومت کو دس برس گزر چکے تھے۔

منوچہر بن قابوس: قابوس کے مرنے پر اس کا بیٹا منوچہر تخت آرائے حکومت ہوا۔ منبروں پر اس کے نام کا خطبہ پڑھا گیا اسی زمانہ سے اپنے باپ کے قاتلوں سے قصاص لینے کی فکر کرنے لگا۔ ان میں سے بہت سوں کو چالاکی سے فنا کر دیا باقی ماندہ کو گوشہ گمنامی میں روپوش ہو گئے جس وقت سلطان محمود کے حاجب نے مجد الدولہ کو گرفتار کر کے رے پر قبضہ کر لیا۔ سلطان محمود نے جرجان کی طرف اپنے مرکب ہمایوں کو بڑھایا۔ منوچہر بن قابوس جرجان چھوڑ کر بھاگ گیا۔ چار لاکھ دینار فدویت نامہ کے ساتھ سلطان محمود کی خدمت میں روانہ کئے صلح کی درخواست کی اور جبال وغیرہ میں قلعہ نشین ہو گیا۔ سلطان محمود نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عطا کیا اس کے بعد منوچہر ۴۲۶ھ میں انتقال کر گیا۔

بنو قابوس کا خاتمہ: اس کی جگہ اس کا بیٹا نوشیروان تختِ آرائے حکومت ہوا' سلطان محمود نے اس جانشینی کو بحال رکھا اور چار پانچ لاکھ دینار مقرر کیا۔ سلطان محمود کے نام کا خطبہ بلادِ جبل میں حدود آرمینیہ تک پڑھا گیا سلطان محمود کے بعد مسعود (محمود کا بیٹا) ۴۳۰ھ میں جرجان اور طبرستان پر قابض ہو گیا اور اس نے بنو قابوس کی حکومت وسلطنت کا نام ونشان اس طرح محو کر دیا کہ گویا اس کا وجود ہی نہ تھا۔

والبقاء للہ وحدہ

باب : ۲۴

امارتِ آذربائیجان

دولت مسافر دیلمی

رستم بن ابراہیم کُردی: جس وقت دیلمیوں کا ظہور ہوا اور یہ لوگ سیلاب کی طرح تمام ملکوں میں پھیل گئے اور ممالک مقبوضہ اسلامیہ کے صوبوں پر قابض ہو گئے ان دنوں ۳۳۰ھ میں آذربائیجان رستم بن ابراہیم کردی کے قبضہ میں تھا جو کہ یوسف بن ابی الساج کے سرداروں میں سے تھا جب ہارون سادی مارا گیا تو ابراہیم آذربائیجان بھاگ آیا کردوں کے کسی رئیس کی لڑکی سے عقد کر لیا جس کے بطن سے رستم پیدا ہوا' رستم نے آذربائیجان میں نشوونما پائی' جب سن شعور کو پہنچا تو یوسف بن ابی الساج نے اپنی خدمت میں رکھ لیا تعلیم و تربیت دلائی رفتہ رفتہ امور سیاسی میں ایسا ماہر ہو گیا کہ یوسف بن ابی الساج کے مرنے کے بعد آذربائیجان پر قابض ہو گیا اس کے لشکر میں زیادہ تر کرد تھے۔

رستم اور لشکری کی جنگ: جب دیلمیوں نے ملک گیری کے لئے قدم نکالا اور دشمگیر نے رے پر قبضہ کر لیا تو جبل کے صوبوں پر لشکری نامی ایک شخص قابض ہو گیا' لشکری نے مال و دولت اور سامانِ جنگ جمع کیا فوجیں فراہم کیں اور آذربائیجان کے قبضہ کے خیال سے ۳۲۶ھ میں روانہ ہوا۔ رستم یہ خبر پا کر مقابلہ پر آیا آذربائیجان کے ایک میدان میں معرکہ آرائی ہوئی رستم شکست اٹھا کر میدانِ کارزار سے بھاگ نکلا۔ لشکری نے تمام آذربائیجان کے صوبوں پر قبضہ کر لیا صرف اردبیل باقی رہ گیا' اہل اردبیل نے نہایت احتیاط سے قلعہ بندی کر لی تھی لشکری نے ان سے خط و کتابت شروع کی' اطاعت و فرمانبرداری کے شرائط پیش کئے اور امن دینے کا وعدہ کیا لیکن اہل اردبیل نے ایک نہ سنی۔

محاصرۂ اردبیل: لشکری کو اس سے غصہ پیدا ہوا' فوجیں آراستہ کر کے اردبیل پہنچا اور اس کا محاصرہ کر لیا اور زمانۂ محاصرہ میں نہایت سختی کا برتاؤ کیا۔ محاصرہ کے دوران میں شہر پناہ کی دیوار ایک جانب سے ٹوٹ گئی جس سے لشکری کو موقع مل گیا شہر میں گھس پڑا اور قابض ہو گیا مگر قبضہ اس صورت کا تھا کہ دن کو اردبیل میں رہتا تھا اور جوں ہی رات ہوتی اپنے لشکر میں چلا آتا تھا' چند دن بعد اہل اردبیل نے متفق ہو کر شہر پناہ کی دیوار پھر درست کر لی اور لشکری کا قبضہ اٹھا دیا' اطاعت و فرمانبرداری سے منکر ہو گئے لشکری نے پھر اردبیل پر محاصرہ ڈال دیا۔

رستم کی شکست: اہل اردبیل نے رستم کو لشکری سے جنگ کرنے کے لئے بلا بھیجا' رستم ایسے ہی وقت کا منتظر تھا فوراً اترا اور

لشکری کی فوج سے لڑائی چھیڑ دی اندر سے اہل اردبیل بھی لشکری سے لڑنے لگے دوطرف کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا شکست اٹھا کر بھاگا اس کے بہت سے فوجی اور سردار مارے گئے موفان جا کر پناہ گزین ہوا۔ اصبہذ بن دوالہ سے امداد کا طالب ہوا' اصبہذ نے اسے تسلی دی تواضع اور مدارات سے پیش آیا جب لشکری کو ایک گونہ اطمینان ہو گیا اور فوجیں بھی فراہم ہو گئیں تو پھر رستم کی طرف بڑھا' اس معرکہ میں رستم کو شکست ہوئی۔ نہر ارس عبور کر کے دشمکیر کے پاس رے پہنچا اور اس سے لشکری کے مقابلہ پر امداد کا خواست گار ہوا اور سالانہ خراج دینے کا وعدہ کیا۔

لشکری کا قتل: دشمکیر نے ایک فوج اس کی کمک پر روانہ کی لشکر کا لشکر دشمکیر کی طرف مائل ہو گیا اور اظہار اطاعت کی غرض سے فدویت نامہ اس کی خدمت میں روانہ کیا لشکری کو اس کی خبر لگ گئی زوزن کی جانب موصل پر قبضہ کے خیال سے ٹوٹ پڑا' آرمینیہ ہو کر گزرا اور اسے تباہ کرتا ہوا زوزن پہنچا۔ ارمن کے بعض رؤساء لشکری سے ملنے کے لئے آئے اور کچھ زر نقد دے کر اپنے شہر کو اس کے حملوں سے بچایا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی چال چلی کہ چند لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا کہ جس وقت لشکری اس راستہ سے گزرے اس کے اسباب و مال کو لوٹ لیا اور پہاڑی درہ میں جا کر روپوش ہو جانا چنانچہ ایسا ہی وقوع میں آیا۔ لشکری بے خبری کے ساتھ چلا جا رہا تھا کہ ناگاہ کمین گاہ سے آرمینیوں نے نکل کر اسے اور اس کے ساتھیوں کو قتل کر ڈالا۔

شکرستان بن لشکری: لشکری کے اہل لشکر نے اس کے بیٹے شکرستان کو اپنا سردار تسلیم کر لیا اور طرم آرمینی کے شہر کی طرف لشکری کے خون کا بدلہ لینے کے لئے واپس ہوئے طرم آرمینی کے شہر کا تمام راستہ نہایت دشوار تھا آرمینیوں کو موقع ہاتھ آ گیا شکرستان سے لڑے اور اسے خوب تنگ کیا شکرستان چند فوجیوں کے ساتھ موصل پہنچا' ناصر الدولہ بن حمدان کے پاس قیام کیا۔ معاون آذربائیجان اسی کے قبضہ میں تھا' اپنے چچا زاد بھائی ابو عبداللہ کے ساتھ روانہ کیا' رستم نے معاون میں اس سے صف آرائی کی اور ان پر غالب آیا یہ ناکام ہو کر واپس ہوئے اور رستم آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

محمد بن مسافر دیلمی: محمد بن مسافر دیلم کے نامی ممبروں میں سے تھا اور طرم کی زمام حکومت اسی کے قبضہ میں تھی اس کے بہت سے لڑکے تھے انہیں میں سے سالار صعلوک دہشودان اور مرزبان تھے اس کی ماں حسان کی بیٹی تھی' دہشودان نے دیلم پر حکومت کی تھی جس کے واقعات اوپر بیان کئے گئے ہیں۔

رستم بن ابراہیم کردی اور صعلوک بن محمد: رستم بن ابراہیم کردی لشکری اور اس کے بیٹے کی مدافعت کے بعد آذربائیجان میں ٹھہر گیا اور اس کے پاس وہ دیلمی لشکر بھی مقیم ہو گیا جسے دشمکیر نے رستم کی مدد پر بھیجا تھا۔ کچھ عرصہ بعد اس کی قوم کردمیں سے بعضوں نے ہاتھ پاؤں نکالے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ حاصل کیا اور دو ایک قلعوں پر قابض بھی ہو گئے۔ رستم نے انہیں دیلمیوں کی پشت پناہی اور سرگرمی سے ان کردوں پر فوج کشی کی' صعلوک بن محمد کو قلعہ طرم سے اپنی کمک پر بلایا' چنانچہ محمد بن صعلوک دیلم کا ایک لشکر لے کر آ پہنچا اور رستم کے ہمراہ ان میں سے ایک گروہ کو گرفتار کر لیا گیا۔

مرزبان بن محمد کا آذربائیجان پر قبضہ: اس واقعہ کے بعد رستم کا وزیر ابو القاسم علی بن جعفر جو کہ آذربائیجان ہی کا رہنے والا تھا رستم سے کشیدہ خاطر اور متنفر ہو کر طرم چلا گیا محمد بن مسافر کے پاس جا کر مقیم ہوا یہ وہ زمانہ تھا کہ محمد بن مسافر اور اس کے بیٹوں (دہشودان اور مرزبان) میں رنجش پیدا ہو گئی تھی اور ان دونوں نے بعض قلعوں پر قبضہ کر لیا تھا۔ پھر ان دونوں

نے اپنے باپ محمد بن مسافر کو گرفتار کر کے اس کا مال و اسباب اور خزانہ چھین لیا۔ وزیر ابوالقاسم' مرزبان کی خدمت میں حاضر ہوا' چونکہ دونوں فرقہ باطنیہ کے ممبر تھے بہت جلد میل جول پیدا ہو گیا۔ وزیر ابوالقاسم نے آذربائیجان پر قبضہ کرنے پر ابھارا اور اس کی زرخیزی کی طمع دلائی مرزبان نے قلمدانِ وزارت ابوالقاسم کے حوالے کیا اور مہم آذربائیجان کی تیاری کرنے لگا۔ وزیر ابوالقاسم نے ان دیلمی فوجوں کو جو رستم کی رکاب میں تھیں اور ان کردوں کو جوان کی قوم سے تھے خطوط لکھے مال و زر دینے کا وعدہ کیا۔ جب انہوں نے سازش کر لی تو مرزبان آذربائیجان کی طرف اپنی فوجیں لے کر بڑھا' رستم مقابلہ پر آیا۔ لڑائی ہوئی عین معرکے کے وقت دیلمی اور کردی فوجیں پناہ حاصل کر کے مرزبان سے جا ملیں' رستم میدانِ جنگ سے بھاگ کر آرمینیہ پہنچا حاجق میں ویرانی والیٔ آرمینیہ کے پاس جا کر مقیم ہوا اور مرزبان نے آذربائیجان پر قبضہ کر لیا۔ یہ واقعہ ۳۳۰ھ کا ہے۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں کشیدگی: اس کے بعد وزیر ابوالقاسم نے مرزبان کے ہمراہیوں اور مصاحبوں کے ساتھ کج ادائی اور بدخلقی شروع کر دی جس سے ان لوگوں کو ابوالقاسم سے نفرت پیدا ہوئی۔ وقتاً فوقتاً مرزبان سے اس کی برائیاں اور چغلی کرنے لگے' ابوالقاسم کو اس کی خبر لگ گئی مرزبان کو تبریز پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا اور اس کے مال و زر پر قبضہ کرا دینے کا ضامن ہوا چنانچہ مرزبان نے دیلمی لشکر کے ساتھ وزیر ابوالقاسم کو تبریز روانہ کیا' تبریز کے قریب پہنچ کر اہل تبریز کو خفیہ کہلا بھیجا کہ تم لوگ کس خوابِ خرگوش میں ہو دیلمی لشکر تم لوگوں کے مال و اسباب پر قبضہ کرنے کے لئے آیا ہے' یہ سنتے ہی اہل تبریز برانگیختہ ہو گئے متفق ہو کر دیلمی لشکر پر ٹوٹ پڑا اور سب کو مار ڈالا۔ رستم بن ابراہیم کو طلبی کا خط لکھا' رستم اپنی فوجیں لے کر تبریز آ گیا اور قبضہ کر لیا ان کردوں تک اس کی خبر پہنچی جو امن حاصل کر کے مرزبان سے مل گئے تھے تو وہ لوگ مرزبان کا ساتھ چھوڑ کر رستم کے پاس چلے آئے' مرزبان کو اس واقعہ سے سخت برافروختگی اور غصہ پیدا ہوا فوجیں مرتب کر کے تبریز پر چڑھ آیا اور رستم کا تبریز میں محاصرہ کر لیا۔

وزیر ابوالقاسم اور مرزبان میں مصالحت: وزیر ابوالقاسم سے خط و کتابت شروع کی امان دینے کی قسم کھائی اور یہ وعدہ کیا کہ جو تمہارا مقصد ہو گا ہم اسے پورا کریں گے۔ وزیر ابالقاسم نے جواباً لکھا کہ مجھے اپنی ذات کی سلامتی اور خدمت سے معافی عنایت کیجئے اس کے سوا میری اور کوئی تمنا نہیں ہے' مرزبان نے اس کی درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا دونوں میں پھر مراسم پیدا ہو گئے رنجش دور ہو گئی القصہ حصار میں سختی شروع ہوئی رستم گھبرا گیا تبریز چھوڑ کر اردبیل کی طرف بھاگ گیا۔ وزیر ابوالقاسم تبریز سے نکل کر مرزبان کی خدمت میں نیاز مندانہ حاضر ہوا آدابِ شاہی بجا لایا مرزبان نے اپنے وعدے پورے کئے اور تبریز پر قبضہ کر لیا۔ اس کے بعد مرزبان نے رستم کو کہلا بھیجا ''تمہارے لئے یہ مناسب ہو گا کہ تم اردبیل چھوڑ کر طرم کے کسی قلعہ میں جا کر قیام کرو' ورنہ مابدولت و اقبال کو اپنے سر پر پہنچا ہوا دیکھا''۔ رستم نے اس حکم کی تعمیل کی اور مرزبان نے وہیں قیام کر دیا۔

روسیوں کا مراغہ پر قبضہ: روس' ترکوں کے جرگے کے ہیں' وطن کے لحاظ سے روم کے پڑوسی ہیں انہیں کی صحبت کی وجہ سے ان لوگوں نے عیسائی مذہب اختیار کر لیا ان کے مقبوضات' بلادِ آذربائیجان سے متصل ہیں۔ ان کا ایک گروہ براہِ دریا

۳۳۲ھ میں آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا' پھر دریائے شہر لکھز آیا اور رفتہ رفتہ شہر مراغہ (صوبہ آذربائیجان کا ایک شہر ہے) میں آ اترا۔ شہر مراغہ میں مرزبان کا ایک گروہ رہتا تھا اس نے روسیوں کی آمد کی خبر سن کر فوجیں فراہم کیں تقریباً پانچ ہزار فوج سے مقابلہ پر آیا جن میں زیادہ دیلمی تھے اور باقی دوسری قومیں تھیں روسیوں نے انہیں شکست دی اور قتل و غارت کرتے ہوئے شہر میں داخل ہو گئے اس پر قبضہ کر لیا اور امن و امان کی منادی کرا دی اہل شہر کے ساتھ اچھے برتاؤ کیے۔

روسیوں کا مراغہ میں قتل عام: اسلامی فوجیں اس خبر کو سن کر چاروں طرف سے نکل پڑیں روسیوں سے برسر پیکار آئیں لیکن کامیاب نہ ہوئیں۔ شہر مراغہ کے عوام الناس اور بازاریوں نے روسیوں سے اندرون شہر مظاہرہ شروع کر دیا جوں ہی اسلامی لشکر کو شکست اٹھا کر واپس ہوا روسیوں نے قتل عام اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا۔ مال و اسباب لوٹ لیا' ہزاروں[1] کو قتل کیا اور بے شمار مسلمانوں کو قید کر کے شہر بدر کر دیا مسلمانوں کو اس سے سخت صدمہ پہنچا۔

روسیوں اور مرزبان کی جنگ: اس واقعہ سے مرزبان کی رگ حمیت جوش میں آئی۔ مسلمانوں کو جمع کر کے روسیوں کی سرکوبی کے لئے روانہ ہوا۔ مراغہ کے قریب پہنچ کر فوج کا ایک حصہ کمین گاہ میں بٹھا دیا اور خود روسیوں پر حملہ آور ہوا' روسیوں کی ہمتیں بڑھی ہوئی تھیں شہر مراغہ سے نکل کر مقابلہ پر آئے مرزبان لڑتا ہوا پیچھے کو ہٹا۔ روسی جوش کامیابی میں بڑھتے چلے آئے جب کمین گاہ سے آگے بڑھ آئے تو مرزبان کے ہمراہیوں پر روسیوں کا رعب غالب آ گیا شکست پر تیار ہو گئے میدان جنگ چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے' ادھر مرزبان اپنے بھائی کے ساتھ مرنے پر کمربستہ ہو کر لوٹ پڑا۔ ادھر مسلمانوں نے جو کمین گاہ میں تھے کمین گاہ سے نکل کر روسیوں پر پس پشت سے حملہ کر دیا روسیوں پر میدان جنگ تنگ ہو گیا سارے لشکر میں بھگدڑ مچ گئی سردار لشکر مارا گیا روسی لشکر کا زیادہ حصہ کام آ گیا باقی ماندہ شہر کی طرف بھاگے قلعہ میں جا کر پناہ لی اسی قلعہ میں روسیوں نے مسلمان قیدیوں اور مال و اسباب کو رکھا تھا۔

روسیوں کی پامالی اور فرار: مرزبان نے پہنچ کر ان پر محاصرہ ڈال دیا اور رسد و غلہ کی آمد بند کر دی ابھی محاصرہ کا کوئی نتیجہ ظاہر نہ ہوا تھا کہ ناصر الدولہ بن حمدان والئ موصل نے اپنے چچا زاد بھائی حسین بن سعد بن حمدان کو اسی سنہ میں ایک بڑی فوج کے ساتھ آذربایجان کی تسخیر کے لئے روانہ کیا' مرزبان کو اس کی خبر لگی کہ لشکر موصل آذربائیجان پر قبضہ کے ارادے سے سلماس تک پہنچ گیا ہے مرزبان نے اپنے لشکر کے ایک حصہ کو روسیوں کے محاصرہ پر چھوڑا اور بقیہ لشکر کو حمدانی لشکر حمدانی سے لشکر جنگ کرنے کے لئے روانہ ہوا چند دن تک دونوں فریق مصروف پیکار رہے اس کے بعد ناصر الدولہ نے اپنے چچا زاد بھائی کو لکھ بھیجا کہ تم جنگ موقوف کر کے واپس آؤ توزون کا انتقال ہو گیا ہے۔ میں دار الخلافت جا رہا ہوں چنانچہ حسین بن سعد نے موصل کی جانب کوچ کیا۔ مرزبان معہ اپنی فوج کے پھر روسیوں مقابلہ پر واپس آ گیا ایک مدت تک محاصرہ کئے ہوئے لڑتا رہا اتفاق سے روسیوں کے لشکر میں وبا پھوٹ نکلی' روسی اس غیبی مار سے گھبرا گئے جس قدر مال و اسباب لے سکے

---

[1] علامہ ابن اثیر تاریخ کامل میں لکھتا ہے کہ روسیوں نے قتل و پامالی کے بعد دس ہزار مسلمانوں کو قید کیا تھا باقی ماندہ نے جامع مسجد میں جا کر پناہ لی مگر ان اجل رسیدوں کو اللہ کے گھر میں بھی پناہ نہ ملی روسیوں نے انہیں بھی قتل کر ڈالا صرف معدودے چند بچ گئے جنہیں روسیوں نے قید کر کے جلا وطنی کی سزا دی۔ دیکھو تاریخ کامل ۸ صفحہ ۳۰۹ مطبوعہ مصر۔

لے کر رات کے وقت قلعہ سے نکل کر نہر لکھر پہنچے اور اپنی کشتیوں پر سوار ہو کر اپنے ملک کو لوٹ گئے اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و کرم سے بلادِ اسلامیہ کو ان کے وجود سے پاک وصاف کر دیا۔

مرزبان کی رے کی جانب پیش قدمی: جس وقت خراسانی لشکر رے کی جانب روانہ ہوا مرزبان کو یہ خیال خام پیدا ہوا کہ خراسانی لشکر کی نقل وحرکت کی وجہ سے اب مجھے کچھ دن کے لئے رکن الدولہ بن بویہ کی لڑائی اور مدافعت سے نجات مل جائے گی یہی سوچ کر اس نے ایک ایلچی معزالدولہ کی خدمت میں بغداد روانہ کیا جو ناکام واپس آیا' مرزبان کو یہ امر ناگوار گزرا رے پر فوج کشی کا ارادہ کیا تسخیر رے کی طمع پیدا ہوئی۔ اسی اثناء میں بعض سپہ سالاران جنگ نے اس سے سازش کر لی اور اسے رے کے قبضہ پر ابھارا۔ ناصر الدولہ بن حمدان نے مرزبان سے خط وکتابت شروع کی اور اسے یہ رائے دی کہ رے پر قبضہ سے پہلے دارالخلافت بغداد پر قبضہ کرو میں تمہیں مالی اور فوجی مدد دوں گا لیکن مرزبان نے اس رائے پر عمل نہ کیا رے کی طرف فوجیں مرتب کر کے بڑھا رکن الدولہ کو یہ واقعات لکھ بھیجے امداد طلب کی چنانچہ ان دونوں نے امدادی فوجیں روانہ کیں دارالخلافت بغداد سے سبکتگین (معزالدولہ کا حاجب) ایک فوج لے کر روانہ ہوا تھا رفتہ رفتہ دینور پہنچا۔ دیلمی لشکر سبکتگین سے باغی ہو گیا متفق ہو کر سبکتگین پر ٹوٹ پڑے ترکی فوج نے سبکتگین کی حمایت پر کمر باندھی سینہ سپر ہو کر مقابلہ پر آئی۔ دیلمی لشکر نے یہ دیکھ کر معذرت کی اور بدستور سابق مطیع ہو گئے۔

مرزبان کی ہزیمت وگرفتاری: عمادالدولہ اور معزالدولہ کی امدادی فوجیں نہ پہنچنے پائی تھیں کہ مرزبان نے رے پر حملہ کر دیا' رکن الدولہ نے اس کو شکست دی (اس واقعہ میں محمد بن عبدالرزاق رکن الدولہ کے ساتھ تھا) اور گرفتار کر لیا مرزبان کا بقیہ لشکر بہزار خرابی جان بچا کر آذربائیجان پہنچا اور مرزبان کے باپ محمد بن مسافر کو اپنا امیر تسلیم کیا' اس کا بیٹا دہشودان اس سے بگڑ کر اپنے قلعہ میں چلا گیا اور قلعہ نشین ہو گیا اس کے بعد محمد بن مسافر نے لشکریوں کے ساتھ بے توجہی برتنی شروع کی بداخلاقی سے پیش آنے لگا۔ لشکریوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا محمد بن مسافر کو کسی ذریعہ سے اس کی اطلاع ہو گئی اپنے بیٹے دہشودان کے پاس بھاگ گیا۔ دہشودان نے اپنے باپ کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا اور حد درجہ سختی کی' یہاں تک کہ قید ہی میں قید حیات سے سبکدوش ہو گیا۔

محمد بن عبدالرزاق: اس واقعہ کے بعد دہشودان کو خطرہ پیدا ہوا کہ رستم کردی کو قلعہ طرم سے بلا بھیجا اور ایک بڑی فوج کے ساتھ محمد بن عبدالرزاق کے مقابلہ پر روانہ کیا۔ رستم کردی کو اس واقعہ میں شکست ہوئی اس سے محمد بن عبدالرزاق کے حوصلے بڑھ گئے اور قوت بھی بڑھ گئی اطراف آذربائیجان میں قیام کر دیا اور خراج وصول کرنے لگا۔ اس کے بعد ۳۳۸ھ میں محمد بن عبدالرزاق نے رے کی طرف کوچ کیا اور امیر نوح بن سامان کی خدمت میں معذرت نامہ بھیج کر اپنی حکومت وسلطنت کی بنیاد مضبوط کی۔ چنانچہ امیر نوح نے اس کا قصور معاف کر دیا۔ اس کے بعد محمد بن عبدالرزاق طوس کی طرف لوٹ آیا اور رستم کرد آذربائیجان پر قابض ہو گیا۔

---

۱ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار تک پہنچ گئی تھی۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۹ صفحہ ۳۰۹۔

۲ اس قلعہ کا نام شہرستان تھا۔ دیکھو تاریخ کامل جلد ۸ صفحہ ۳۱۰۔

(مرزبان شکست و گرفتاری کے بعد قلعہ سرم میں قید کیا گیا تھا) کچھ مدت کے بعد مرزبان نے والیٔ قلعہ سرم کو چالاکی سے قتل کر ڈالا اور ۳۴۲ھ میں اپنے بھائی دہشودان کے پاس چلا آیا۔

رستم کردی اور علی بن نہشلی کی جنگ: علی بن نہشلی جو کہ رکن الدولہ کے سپہ سالاروں میں سے تھا کسی وجہ سے ناراض ہو کر دہشودان کے پاس چلا آیا تھا علی نے دہشودان کو رستم کردی کے خلاف ابھارا اور اس کے ملک پر قبضہ کرنے کا لالچ دیا' دہشودان نے ایک فوج مرتب کی اور علی بن نہشلی کو اس کا افسر اعلیٰ مقرر کر کے رستم کردی پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا' دیلمیوں کو بھی خط و کتابت کر کے ملا لیا۔ رستم کردی اس سے مطلع ہو کر مقابلہ کی غرض سے روانہ ہوا اور اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو اردبیل چھوڑ گیا ابوعبداللہ کو موقع مل گیا جس قدر رستم کردی نے ابوعبداللہ سے جرمانہ اور تاوان وصول کیا تھا اسے ابوعبداللہ نے جمع کیا اور تمام مال و اسباب لے کر علی بن نہشلی کے پاس بھاگ گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع رستم کردی کو آذربائیجان پہنچی مجبوراً اردبیل کی طرف لوٹ پڑا' دیلمیوں نے شور و شر مچایا مخالفت پر کمر بستہ ہوئے' رستم نے جو کچھ اس کے پاس زرِ نقد تھا اسے دے کر دیلمیوں کو راضی کیا اور علی بن نہشلی سے جنگ کرنے کے لئے چلا چنانچہ دونوں کی مڈبھیڑ ہوئی دورانِ جنگ دیلمی فوج کو رستم کے رکاب میں تھی علی بن نہشلی سے مل گئی۔ رستم شکست کھا کر آرمینیہ پہنچا۔

رستم کُردی اور معز الدولہ: جوں ہی رستم آرمینیہ میں داخل ہوا یہ خبر سننے میں آئی کہ مرزبان جو قلعہ سرم میں قید تھا قید سے نجات پا گیا ہے اردبیل اور آذربائیجان پر قابض ہو گیا ہے اور رستم کی گرفتاری پر ایک دستہ فوج روانہ کیا ہے یہ سنتے ہی رستم کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی۔ پریشان حال بھاگا دارالخلافت بغداد پہنچ کر دم لیا۔ معز الدولہ نے بڑی آؤ بھگت کی عزت و احترام سے پیش آیا چنانچہ رستم نے بغداد میں معز الدولہ کے پاس قیام اختیار کیا ۳۴۳ھ میں اپنے حامیوں کو آذربائیجان سے دارالخلافت بغداد بلا بھیجا جب اس کے ہمدرد آذربائیجان سے بغداد آ گئے تو رستم نے معز الدولہ سے امداد کی درخواست کی لیکن چونکہ رکن الدولہ (برادر معز الدولہ) نے مرزبان سے مصالحت کر لی تھی اس وجہ سے رستم کردی ناصر الدولہ بن ہمدان کے پاس موصل چلا گیا اور اس سے امداد کا طالب ہوا' ناصر الدولہ نے امداد کرنے سے انکار کیا۔ اس وقت رستم کردی سیف الدولہ کے پاس چلا گیا اور شام میں اسی کے پاس قیام اختیار کیا۔

رستم کردی کی گرفتاری: جب ۳۴۴ھ کا دور آیا تو ایک جماعت نے جو کہ باب الابواب میں تھی مرزبان کے خلاف خروج کیا' مرزبان ان کے مقابلہ کو نکلا اور کردی سپہ سالاروں میں سے ایک سپہ سالار کو رستم کردی کو بلانے کے لئے بھیجا رستم نے آذربائیجان پہنچ کر سلماس پر قبضہ کر لیا مرزبان کو ناگوار گزرا ایک سپہ سالار کو ایک فوج دے کر روانہ کیا' رستم نے اس سپہ سالار کو شکست دے دی۔ جب مرزبان کو اپنے مخالفین باب الابواب سے فراغت حاصل ہو گئی تو آذربائیجان کی طرف واپس ہوا۔ رستم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی۔ آرمینیہ کی طرف بھاگ گیا اور ابن الدیرانی سے امداد کا خواستگار ہوا۔ مرزبان کو اس کی خبر لگ گئی ابن الدیرانی کو لکھ بھیجا کہ رستم کو جو کہ میرا مخالف ہے میرے پاس بھیج دو' ابن الدیرانی نے رستم کو پابہ زنجیر مرزبان کے پاس بھیج دیا مرزبان نے جیل میں ڈال دیا یہاں تک کہ مرزبان نے وفات پائی فتنہ و فساد کے خوف سے مرزبان کے ہمراہیوں نے مرزبان کو قتل کر ڈالا۔

مرزبان کی وفات: ۳۴۵ھ میں مرزبان حکمرانِ آذربائیجان نے وفات پائی اور بوقتِ وفات وصیت کی کہ میرے بعد تخت حکومت کا مالک میرا بھائی دہشودان ہوگا اس کے بعد میرا بیٹا جستان' اس وصیت سے پہلے ایک وصیت اپنے قلعہ داروں کو کی تھی کہ میرے مقبوضہ قلعوں کا مالک میرا بیٹا جستان ہوگا۔ اس کے سوا کسی دوسرے کو آقا اور سردار نہ بنانا' جستان کے بعد اس کے دونوں بھائی ابراہیم اور ناصر یکے بعد دیگرے مالک ہوں گے' اگر ان دونوں میں سے کوئی زندہ نہ رہے تو میرے بھائی دہشودان کو قبائے حکمرانی پہنانا۔

جستان بن مرزبان: مرزبان کے مرنے کے بعد دہشودان نے پہلی وصیت کے مطابق قلعہ داروں کو اپنی حکومت تسلیم کرنے کے لئے لکھا۔ قلعہ داروں نے دوسری وصیت پر عمل کرنے کا اظہار کیا۔ دہشودان یہ رنگ دیکھ کر اردبیل سے طرم چلا گیا اور جستان تختِ حکومت پر متمکن ہو گیا۔ قلمدانِ وزارت عبداللہ نعیمی کے سپرد کیا۔ مرزبان کے تمام سپہ سالاروں نے اطاعت کا عہد کیا۔ صرف جستان بن شرمون نے مخالفت کی اور آرمینیہ پر قابض ہونے کا ارادہ کر لیا جہاں کہ وہ مرزبان کی طرف سے اس کا والی تھا۔

جستان اور ابوعبداللہ نعیمی: جستان بن مرزبان تختِ حکومت پر متمکن ہونے کے بعد عیش وعشرت میں مبتلا ہو گیا۔ لہو ولعب میں اوقات بسر کرنے لگا کچھ عرصہ بعد اپنے وزیر ابوعبداللہ نعیمی کو گرفتار کر لیا۔ چونکہ ابوعبداللہ نعیمی ابوالحسن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ جستان بن شرمون کے وزیر سے جو کہ آرمینیہ پر قابض تھا سسرالی رشتہ داری تھی اس وجہ سے ابوالحسن کو ابوعبداللہ کی گرفتاری سے صدمہ ہوا اور اس کے دل میں جستان کی طرف سے کینہ پیدا ہو گیا جستان بن شرمون اور جستان بن مرزبان میں پہلے سے مخالفت چلی آ رہی تھی۔ ابوالحسن کو موقع مل گیا اپنے آقا کو سمجھایا کہ آپ ابراہیم بن مرزبان سے خط وکتابت کیجئے اور اسے حکومت کا لالچ دیجئے' اس سے دونوں بھائیوں میں مخالفت پیدا ہو جائے گی اور آپ کو جستان بن مرزبان سے بدلہ لینے کا موقع مل جائے۔ چنانچہ جستان بن شرمون نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم اس کے جال میں آ گیا اور دبیل سے آرمینیہ چلا آیا اور جستان بن شرمون کے ساتھ مراغہ کی طرف بڑھا اور اس پر قبضہ کر لیا جب جستان بن مرزبان کو اس کی خبر لگی تو اس کی آنکھیں کھل گئیں جستان بن شرمون اور اس کے وزیر ابوالحسن سے خط وکتابت کی نعیمی کو رہا کر دینے کا وعدہ کیا۔ باہم مصالحت ہو گئی جستان بن شرمون نے ابراہیم کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اس سے دونوں بھائیوں پر جستان بن شرمون کے نفاق کی قلعی کھل گئی دونوں نے جستان کی مخالفت پر قسمیں کھائیں اور اس اثناء میں ابوعبداللہ نعیمی جستان بن مرزبان کی قید سے نکل بھاگا اور موقان جا کر قیام اختیار کیا۔

مستجیر باللہ کا قتل: آذربائیجان میں ایک شخص (اولادِ عیسیٰ بن مکتفی باللہ سے) رہتا تھا اس نے اپنے کو مستجیر باللہ سے ملقب کیا رضا من آلِ محمد کی دعوت دیتا تھا' اچھے کاموں کی ہدایت کرتا تھا' عدل وانصاف سے کام لیتا تھا' رفتہ رفتہ اس کے مقلدوں اور اتباع کرنے والوں کی جماعت بڑھ گئی ابوعبداللہ نعیمی کو اس کی خبر لگی موقان سے مستجیر کی خدمت میں پیام بھیجا خلافت کی لالچ دی آذربائیجان پر قبضہ دلانے کا وعدہ کیا اور اس کا اقرار کیا کہ جب مالی اور فوجی قوت حاصل ہو جائے گی تو دارالخلافت بغداد کا قصد کیا جائے گا۔ غریب مستجیر اس پٹی میں آ گیا جنگ پر آمادہ ہو گیا جستان وابراہیم پسران مرزبان اس

سے مطلع ہو کر میدانِ جنگ میں آئے جی کھول کر لڑے مستجیر کو شکست دی اور اسے قتل کر ڈالا۔

ختان اور ناصر کی گرفتاری: دہشودان نے اس امر کا احساس کر کے میرے بھتیجوں میں اختلاف پڑ گیا ہے پہلے ابراہیم کو بلایا اس کے بعد ناصر سے خط و کتابت کر کے ختان سے علیحدہ کر دیا۔ ناصر اپنے بھائی سے علیحدہ ہو کر موقان چلا گیا لشکریوں کو مال و زر کا لالچ دے کر ملالیا۔ چنانچہ ناصر نے اردبیل پر حملہ کیا اور اس پر قابض ہو گیا لشکریوں نے علیحدہ ہو کر تنخواہ اور رسد کا مطالبہ کیا ناصر ادا نہ کر سکا اور اس کے چچا دہشودان نے بھی اس کی امداد سے ہاتھ کھینچ لیا اس وقت ناصر پر یہ عقدہ کھلا کہ میرے چچا نے مجھے دھوکا دیا ہے مجبوراً اپنے بھائی ختان کے پاس چلا گیا۔ معذرت کی باہم مصالحت ہو گئی لیکن مالی کمزور ہونے کی وجہ سے انتظام میں خلل واقع ہو گیا' اطراف و جوانب کے امراء اور سپہ سالاران لشکر نے بغاوت و مخالفت شروع کر دی۔

ختان اور ناصر کا قتل: ختان اور ناصر کی گرفتاری کے بعد دہشودان نے آذر بائیجان کی حکومت پر اپنے بیٹے اسماعیل کو مامور کیا اور آذر بائیجان کے اکثر قلعوں کو اس کے سپرد کر دیا۔ ابراہیم بن مرزبان پریشان حال مراغہ پہنچا۔ ہوش و حواس بجا ہوئے تو اسماعیل سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں فراہم کرنے لگا۔ دہشودان کو اس کی خبر لگی اس کے دونوں بھائیوں اور ماں کو قتل کر ڈالا اور جستان بن شرمون کو ابراہیم سے جنگ کرنے کے لئے مراغہ کی طرف بڑھنے کا حکم دیا اور ایک بہت بڑی فوج اس کی کمک پر روانہ کی۔ ابراہیم میں مقابلہ کی طاقت کہاں تھی مراغہ چھوڑ کر اطراف آرمینیہ میں جا کر پناہ لی یہ واقعہ ۳۴۹ھ کا ہے جستان بن شرمون نے مراغہ پر قبضہ کر لیا اور اپنے مقبوضات کی حدود کو آرمینیہ تک بڑھا لیا۔

ابراہیم بن مرزبان کا اردبیل پر قبضہ: ابراہیم آرمینیہ پہنچ کر فوجیں جمع کرنے میں مصروف ہوا چونکہ ملوک آرمینیہ آرمن اور کرد تھے اس وجہ سے ان لوگوں نے ابراہیم کی خاطر و مدارات حد سے زیادہ کی ابراہیم نے جسان بن شرمون سے مصلحتاً مصالحت کر لی اتنے میں اسماعیل بن دہشودان کے مرنے کی خبر آ گئی ابراہیم نے اردبیل کی طرف قدم بڑھایا اور اس پر قبضہ کر لیا ابوالقاسم بن مسکی دہشودان کے پاس لوٹ آیا' ابراہیم نے ان دونوں پر حملہ کیا اور شکست فاش دی۔ یہ دونوں بھاگ کر بلادِ دیلم پہنچے اور ابراہیم نے دہشودان کے تمام مقبوضہ علاقہ پر قبضہ کر لیا۔

ابراہیم اور رکن الدولہ: دہشودان نے بلادِ دیلم پہنچ کر فوجیں فراہم کیں اور اپنے قلعۂ طرم میں واپس آ کر ابوالقاسم بن مسکی کو ابراہیم کی جنگ پر روانہ کیا ابوالقاسم نے ابراہیم کو شکست دی ابراہیم بہ ہزار خرابی اپنی جان بچا کر رے چلا گیا اور رکن الدولہ کے پاس جا کر پناہ لی چونکہ رکن الدولہ نے ابراہیم کی بہن سے نکاح کر لیا تھا اس وجہ سے وہ نہایت محبت اور عزت سے پیش آیا۔

ابراہیم کا آذر بائیجان پر تسلط: آپ اوپر پڑھ چکے ہیں کہ ابراہیم بن مرزبان کو ابن مسکی کے لشکریوں کے مقابلہ میں شکست ہوئی تھی اور ابراہیم فریادی صورت بنائے ہوئے رکن الدولہ کی خدمت میں پہنچا تھا' رکن الدولہ نے استاد ابوالفضل ابن عمید کو ایک بڑی فوج دے کر ابراہیم بن مرزبان کی حمایت پر روانہ کیا استاد ابوالفضل نے آذر بائیجان پہنچ کر قبضہ کر لیا اور آذر بائیجان کو ابراہیم کی اطاعت و فرمانبرداری پر مجبور کیا' چنانچہ تمام اہل آذر بائیجان اور جستان بن شرمون اور کردوں

نے اطاعت قبول کی' آذربائیجان کے تمام غلام کی زمام حکومت ابراہیم بن مرزبان کے قبضہ میں آ گئی۔

اس کے بعد استاد ابوالفضل نے رکن الدولہ کی خدمت میں اس مضمون کی عرضداشت روانہ کیا'' اگر چہ آذربائیجان کا صوبہ نہایت زرخیز اور سرسبز ہے اور اس میں آمدنی کے ذرائع کثرت سے ہیں لیکن ابراہیم بن مرزبان میں اتنی قابلیت نہیں ہے کہ وہ اس ملک کو اپنے قبضہ میں رکھ سکے مجھے اس کی نااہلیت سے ملک کے نکل جانے کا اندیشہ ہے لہٰذا مناسب یہ ہے کہ آذربائیجان آپ اپنے ممالک مقبوضہ میں ملحق کر لیجئے اور جس قدر آذربائیجان کی آمدنی ہو اسی قدر آمدنی کا کوئی صوبہ ابراہیم کو دے دیجئے''۔ رکن الدولہ نے اس درخواست کو نامنظور کیا اور یہ لکھ بھیجا کہ ''جس شخص نے میرے سایۂ عاطفت میں پناہ لی ہے میں اس کے ساتھ ایسا فعل نہ کروں گا''۔ استاد ابوالفضل نے آذربائیجان ابراہیم بن مرزبان کے حوالے کیا اور واپس آیا۔

(تبصرہ) بنو مسافر معروف بہ بنو سالار ملوکِ آذربائیجان کے حالات میں نے تاریخ کامل ابن اثیر سے نقل کیے ہیں۔ اس قدر تحریر کرنے کے بعد ابن اثیر لکھتا ہے۔ ''ویسا ہی واقعہ پیش آیا جیسا کہ استاد ابوالفضل بن عمید نے اپنی عرضداشت میں لکھا رکن الدولہ نے ابراہیم کو گرفتار کر کے قید کر دیا''۔ مجھے اس کے بعد ابراہیم اور اس کی قوم کے حالات سے کوئی واقفیت نہیں ہوئی۔ ابن اثیر نے سلطان محمود بن سبکتگین کے حالات کے ضمن میں لکھا ہے کہ محمود نے قبضۂ رے کے بعد ۴۲۰ھ میں مرزبان بن حسین بن جبرئیل کو (جو کہ ملوک دیلم کی اولاد سے تھا اور محمود کی اطاعت قبول کر لی تھی) بلادِ سالار پر حملہ کرنے کے لئے روانہ کیا' سالار وہی ابراہیم بن مرزبان بن دہشودان بن محمد بن مسافر دیلمی ہے جس کے قبضہ میں شہرخان' زنجان اور شہرزور وغیرہ تھے چنانچہ مرزبان بن حسین نے ان بلاد پر حملہ کیا اور دیلمی لشکر کو ملا لیا سلطان محمد خراسان کی جانب واپس ہوا اور سالار ابراہیم قزوین کی طرف بڑھا اور اس پر قابض ہو گیا سلطان محمود کی فوج (جو کہ وہاں موجود تھی) کے اکثر حصہ کو موت کے گھاٹ اتار دیا بقیہ نے رے جا کر پناہ لی اور قلعہ نشین ہو گئی بعدۂ سلطان محمود اور سالار ابراہیم میں لڑائیاں ہوتی رہیں جس میں سالار ابراہیم کو کامیابی ہوئی' بالآخر مسعود بن محمود نے سالار ابراہیم کی فوج کے چند دستوں کو ملا لیا ان لوگوں نے حاضر ہو کر اس قلعہ کی پوشیدہ راہیں بتا دیں جس میں سالار ابراہیم رہتا تھا چنانچہ مسعود بن محمود اپنے لشکر کے ساتھ اسی دشوار گزار راہ سے قلعہ کے قریب پہنچ گیا اور ماہِ رمضان ۴۲۶ھ میں حملہ کیا سالار ابراہیم کو شکست ہوئی مسعود نے اسے گرفتار کر کے سرجہار بھیج دیا' سرجہار میں سالار کا بیٹا رہتا تھا مسعود نے کہلا بھیجا ''کہ تم قلعہ سرجہار میرے حوالے کر دو'' سالار کے بیٹے نے اس قلعہ کی بابت انکاری جواب دیا لیکن بقیہ قلعوں کی کنجیاں حوالے کر دیں۔ مسعود نے اس کا مال و اسباب لے لیا اور اس کے بیٹے اور ان کردوں پر جو کہ سرجہار میں تھے خراج مقرر کر کے رے واپس آیا۔

سپہ سالار کا تذکرہ آپ اوپر پڑھ چکے ہیں سالار اول نہیں ہے سالار اول دوسرا شخص ہے اور یہ دوسرا اس سالار کے حالات کا سلسلہ سالار اول کے حالات سابقہ سے نہیں ملتا اس کے بعد اس نے ان تاتاریوں کے حالات لکھے ہیں جنھوں نے ملوک سلجوقیہ سے دست بدست جنگ کی تھی اور بلادِ رے میں پھیل گئے تھے رے اور اکثر بلادِ رے پر قبضہ کر لیا تھا۔ ان کا ایک گروہ آذربائیجان پہنچ گیا تھا جس کا سردار بوقا کوکناش منصور اور داتا تھا۔

تاتاریوں کی مراغہ پر غارت گری: بیان کیا جاتا ہے کہ یہ تاتاری طوفانِ بے تمیزی کی طرح آذربائیجان میں داخل ہوئے ان دنوں آذربائیجان کا حکمران دہشودان ابن نملاک نامی ایک شخص تھا اس نے اس خیال سے کہ میں ان تاتاریوں کے شر و فساد سے محفوظ رہوں گا ان کی بے حد عزت کی اور اپنی بیٹی کا عقد ان کے سردار سے کر دیا لیکن اس سے دہشودان کو کچھ فائدہ حاصل نہ ہوا تاتاریوں نے نہایت بے رحمی سے شہر کو لوٹا ۴۲۹ھ میں مراغہ میں گھس پڑے اہل مراغہ کو قتل کیا مسجدوں کو جلا دیا' بازاروں کو لوٹ لیا اسی قسم کی حرکات ہمدانیہ اور کردوں کے ساتھ بھی کیں سب نے متفق ہو کر ان کی مدافعت پر کمر باندھ لی۔

تاتاریوں کی سرکوبی: ابوالہیجا ابن ربیب الدولہ دہشودان والیانِ آذربائیجان میں مصالحت ہو گئی اور یہ دونوں بھی تاتاریوں کے نکال باہر کرنے پر متفق ہو گئے اہل ہمدان بھی ان دونوں کے ساتھ آ ملے پھر کیا تھا تاتاریوں پر چاروں طرف سے مار دھاڑ شروع ہو گئی چنانچہ تاتاریوں کا یہ گروہ آذربائیجان سے ناکام واپس ہوا اور رے میں پھیل گیا جیسا کہ آپ اوپر ان کے حالات کے سلسلے میں پڑھ چکے ہیں باقی رہے وہ تاتاری جو ان سے پیشتر آذربائیجان میں آئے ہوئے تھے ان سے اہل آذربائیجان بہ سختی پیش آئے دہشودان نے ۴۳۴ھ میں مقام تبریز میں ان کے خاتمہ اور قتل پر کمر باندھی' ان میں سے ایک گروہ کو دعوت کے بہانے سے بلایا تیس سرداروں کو گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ باقی ماندہ تاتاری آرمینیہ سے بلاد ہکاریہ (صوبہ موصل) بھاگ گئے ان سے اور کردوں سے معرکہ آرائیاں ہوئیں جنہیں ہم تاتاریوں نے حالات میں تحریر کر آئے ہیں جو موصل میں تھے۔

ابن اثیر نے بنو مرزبان ملوکِ آذربائیجان کے حالات کا اعادہ نہیں کیا ہے صرف بلادِ آذربائیجان پر طغرل بک کے قابض ہونے کے واقعات لکھ دیئے ہیں لیکن حالات کی ترتیب سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ بنو مرزبان کے بعد کردوں نے آذربائیجان پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ واللہ اعلم

طغرل بک کا آذربائیجان پر قبضہ: ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۴۶ھ میں طغرل بک آذربائیجان کی طرف بڑھا تبریز پر قبضہ کرنے کا ارادہ کیا' امیر ابو منصور بن دہشودان بن محمد بن روادی والی تبریز نے اطاعت قبول کی طغرل بک کے نام کا خطبہ پڑھا' تحائف' ہدایا اور خراج پیش کیا اور اپنے لڑکے کو ضمانت کے طور پر طغرل بک کی خدمت میں پیش کر دیا۔ طغرل بک نے امیر ابوالاسوار کی جانب توجہ کی امیر ابوالاسوار نے طغرل کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی اور اپنے مقبوضہ علاقے میں اس کے نام کا خطبہ پڑھا غرضیکہ اس اطراف کے تمام امراء اور حکمرانوں نے یہی طریقہ اختیار کیا جس کی وجہ سے ان کے مقبوضات انہی کے قبضہ میں رہ گئے طغرل بک نے صرف ضمانت لینے پر اکتفا کیا اس کے بعد آرمینیہ کی طرف قدم بڑھایا اہل آرمینیہ بھی مطیع ہو گئے نہر ملاذ کرد کا قصد کیا یہ صوبہ عیسائیوں کے قبضہ میں تھا۔ طغرل بک نے اس صوبہ کو جی کھول کر لوٹا' دیہات' قصبات اور شہروں کو ویران کر دیا' اسی مقام سے بلادِ روم پر جہاد کی غرض سے فوج کشی کی ارزن روم تک فتح کرتا چلا گیا اور نہایت سختی سے انہیں پامال کیا اور ابن سالار واپس آیا۔

نصلون کردی: ابن اثیر نے انہی واقعات کے اثناء میں نصلون کردی کے جہاد کا ذکر کیا ہے جو اس نے ترکمان خزر پر کیا

تھا جیسا کہ شروع میں بیان کیا گیا ابن اثیر نے لکھا ہے کہ آذربائیجان کا ایک بڑا حصہ نصلون کردی کے قبضہ میں تھا اس نے ۴۲۱ھ میں خزر پر جہاد کیا اوران کے شہروں کو تباہ کر کے واپس ہوا جونہی نصلون واپس ہوا خزر نے پوشیدہ طور پر تعاقب کیا اور بحالت غفلت حملہ کر کے قتل کر ڈالا[1] .... زنجار شہر تفلیس کی طرف بڑھا۔ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ۴۲۹ھ میں بادشاہ زنجار نے بھی آذربائیجان پر فوج کشی کی تھی جن دنوں تاتاری آذربائیجان میں بلڑ مچائے ہوئے تھے دھشودان والئ آذربائیجان کو بھی اس کی خبر لگ گئی بادشاہ زنجار کی مدافعت کی غرض سے تاتاریوں سے بہ نرمی پیش آیا اوران سے دامادی کا رشتہ قائم کرلیا تاکہ بادشاہ زنجار کے مقابلہ میں تاتاریوں سے مدد لے جیسا کہ ہم اوپر بیان کر آئے ہیں۔ ھذا اخبر ما وجدناہ من اخبار ملوک آذربائیجان . واللّٰہ وارث الارض و من علیھا وھو خیر الوارثین.

[1] اصل کتاب میں جگہ خالی ہے۔

باب: ۲۵

ملوکِ بطیحہ

بنوشاہین: بنوشاہین ملوک بطیحہ کے سلسلہ میں ہم ان حکمرانوں کے حالات تحریر کریں گے جنہوں نے اس کے اعزہ واقارب وغیرہ میں سے بطیحہ میں حکمرانی کی ہے اس کی ابتداء کیسے ہوئی اور ان کے قبضہ میں حکومت کس طرح آئی ہم یہ سب کچھ تحریر کریں گے۔

عمران بن شاہین جامدہ کا رہنے والا تھا مستقل مزاج' جوانمرد اور رعب داب والا آدمی تھا بادشاہ وقت کی طرف سے خراج وصول کرنے کی خدمت پر مامور تھا۔ خراج کا بہت سا مال اس کے قبضہ میں آ گیا نیت بدل گئی حکومت نے مطالبہ کیا گرفتاری کے خوف سے بطیحہ کی طرف بھاگ گیا اور حکومت سے باغی ہو گیا۔ بطیحہ پہنچ کر جنگل اور چشموں کے درمیان قیام اختیار کیا پرندے اور مچھلی کھا کھا کر گزر کی مسافروں سے چھیڑ چھاڑ کر کے جو کچھ ان کے پاس ہوتا چھین لیتا تھا رفتہ رفتہ شکاری رہزنوں کا ایک گروہ اس کے پاس جمع ہو گیا جس سے اس کی قوت بڑھ گئی بادشاہِ وقت سے اعلانیہ مخالفت کرنے لگا۔ ابوالقاسم بن بریدی سے راہ ورسم پیدا کی اور اس کی اطاعت قبول کر لی' ابوالقاسم نے اس خیال سے کہ آئندہ اس کے ضرر وایذا سے مسافر بے خطر ہو جائیں گے جامدہ اور اس کے گردونواح کی نگرانی پر اسے مامور کیا اس سے اس کی قوت اور اس کی جماعت میں اضافہ ہو گیا سامانِ جنگ اور مال واسباب بھی جمع کر لیا بطائح کے بلند ٹیلوں اور پہاڑوں پر قلعے بنائے اور رفتہ رفتہ اس کے قرب وجوار کے مقامات پر قابض ہو گیا۔

عمران اور ابوجعفر: جس وقت معزالدولہ دارالخلافت بغداد پر قابض ہوا اور عنانِ سلطنت وحکومت اپنے ہاتھ میں لی تو اسے عمران کی روزافزوں ترقی' اطراف بغداد میں اس کے رعب وداب اور قلعوں نے معزالدولہ کو تردد اور پریشانی میں ڈال دیا چنانچہ وزیرالسلطنت ابوجعفر ضمیری کو عمران کی سرکوبی پر روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ۳۳۸ھ میں ابوجعفر ایک بڑی فوج لے کر عمران سے جا بھڑا' دونوں میں متعدد لڑائیاں ہوئیں بالآخر ابوجعفر نے عمران کو شکست دی اس کے بعد ابوجعفر شیراز چلا گیا جیسا کہ بنوبویہ کے حالات میں ہم لکھ آئے ہیں۔

عمران اور مہلبی کی جنگ: ابوجعفر کی واپسی کے بعد عمران اپنی گزشتہ حالت پر آ گیا' وہی لوٹ مار اور رہزنی اختیار کر لی معزالدولہ نے اس کی گوشمالی پر سرداران دیلم میں سے روزبہان نامی ایک سپہ سالار کو شاہی افواج کا افسر بنا کر روانہ کیا۔ عمران اس سے مطلع ہو کر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا پھر ایک مدت تک وہیں قلعہ نشین رہا روزبہان نے گھبرا کر حملہ کر دیا' نتیجہ یہ ہوا کہ روزبہان کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' عمران نے جو کچھ روزبہان کے ساتھ تھا لوٹ لیا جس

سے عمران کی قوت دو چند بڑھ گئی دن دہاڑے قافلے لوٹ لینے لگے اس مار دھاڑ سے شاہی فوج کے سپاہی بھی محفوظ نہ رہے جب کبھی کوئی اپنی ضرورت کی غرض سے بصرہ سے نکل کر کسی دوسرے مقامات پر جاتا تو عمران کے ہمراہی انہیں بھی لوٹ لیتے تھے۔ معز الدولہ نے ایک دوسری فوج مہلبی کی ماتحتی میں ۳۴۰ھ میں روانہ کی۔

معز الدولہ اور عمران میں مصالحت: چنانچہ مہلبی نے نہایت زور سے بطائح پر حملہ کیا۔ عمران پھر دشوار گزار پہاڑیوں میں چلا گیا مہلبی کے فوجیوں نے دفعتہً حملہ کرنے کی رائے دی مہلبی نے انکاری جواب دیا اس کے بعد روز بھان کی تحریک سے معز الدولہ نے ایسا ہی حکم صادر کیا بمصداق حکم حاکم بہ از مرگ مفاجات مہلبی تعمیل حکم پر تیار ہوا۔ چنانچہ اپنی فوج کے ساتھ دشوار گزار پہاڑیوں میں داخل ہوا۔ عمران نے پہلے سے کچھ لوگوں کو کمین گاہ میں بٹھا دیا تھا جونہی مہلبی کی فوج کمین گاہ سے آگے بڑھی عمران کے ہمراہیوں نے حملہ کر دیا سامنے دریا اور پیچھے پہاڑ کا بہت بڑا درہ تھا نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہو گیا۔ ساری فوج تباہ ہو گئی کچھ لوگ ڈوب گئے کچھ قتل اور قید کر دیئے گئے۔ مہلبی دریا میں کود پڑا تیر کر جان بچائی چونکہ روز بھان نے حملہ کرنے میں تاخیر کی تھی اس وجہ سے اس مصیبت میں گرفتار نہیں ہوا' اس معرکہ میں عمران نے شاہی فوج کے نامی نامی سرداروں کو گرفتار کر لیا تھا۔ معز الدولہ نے عمران کے قیدیوں کا ان سے تبادلہ کر لیا اور بطائح پر عمران کی حکومت کو تسلیم کر لیا جس سے عمران کو ایک گونہ اطمینان حاصل ہو گیا اور قوت وشوکت بڑھ گئی۔

عمران کی عہد شکنی: ۳۴۴ھ میں عمران نے پھر بغاوت کا علم بلند کیا کیونکہ معز الدولہ کی بیماری طول کھینچ گئی تھی اہل بغداد کو اس کی موت کا یقین ہو گیا تھا۔ اسی اثناء میں بہت سا مال واسباب تجارت کے قافلہ کے ساتھ معز الدولہ کے پاس جا رہا تھا عمران کو اس کی خبر لگ گئی رال ٹپک پڑی لوٹ لیا' اگرچہ معز الدولہ کی صحت کے بعد جس قدر مال واسباب عمران نے لوٹا تھا وہ سب کا سب واپس کر دیا مگر دلوں کی صفائی نہ ہوئی۔ رنجش بڑھتی گئی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۳۵۵ھ میں معز الدولہ واسط گیا فوجیں مرتب کیں اور ابوالفضل عباس بن حسن کی ماتحتی میں انہیں عمران کی جنگ پر روانہ کیا انہی دنوں نافع (ابن وجیہ والی عمان کا مولیٰ) معز الدولہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عمران کے مقابلہ میں امداد کی درخواست کی۔ معز الدولہ ابلہ چلا گیا۔ جنگی کشتیاں نافع کی ضمانت پر عمان روانہ کیں اور شاہی فوجیں جو ابوالفضل کے ہمراہ تھیں بطائح کی طرف بڑھیں جامدہ پہنچ کر لڑائی کا مورچہ باندھا نہروں کو بند کر دیا جن کے ذریعہ سے جامدہ میں پانی آتا تھا۔ عمران جامدہ چھوڑ کر پہاڑی دروں میں چلا گیا۔ شاہی فوج اپنا سا منہ لے کر رہ گئیں اور معز الدولہ نے ابلہ سے کوچ کیا۔ اثناء راہ میں بیمار ہو گیا۔ اسی بیماری کے زمانہ میں دوبارہ افواج شاہی کو عمران کی جنگ پر روانہ کیا دار الخلافت بغداد پہنچ کر مر گیا۔ اس کا بیٹا عز الدولہ بختیار تخت حکومت پر متمکن ہوا اس نے افواج شاہی کو واپس بلا لیا اور عمران سے مصالحت کر لی چنانچہ عمران نے بلا تردد بطیحہ پر حکمرانی کرنے لگا۔

عمران اور عز الدولہ بختیار: ۳۵۹ھ میں بختیار اور عمران میں ان بن ہو گئی ایک مہینہ تک واسط میں ٹھہرا ہوا شکار کھیلتا رہا اس کے بعد اپنے وزیر جنگ کو عمران سے جنگ کرنے کے لئے جامدہ اور بطیحہ روانہ کیا وزیر جنگ نے جامدہ پہنچ کر پانی کی آمد کے راستے بند کر دیئے اور بند کے ذریعہ جامد کی نہروں کا پانی پھیر دیا۔ اسی اثناء میں دجلہ کا سیلاب آیا اور اس نے اسے خراب کر دیا' عمران جامدہ سے دوسرے قلعہ میں چلا گیا اور اپنا مال واسباب اٹھا کر لے گیا جب سیلاب کم ہوا تو شاہی فوجیں عمران کو

ڈھونڈنے لگیں عمران کا پتہ نہ چلا جس سے پریشان بڑھ گئی لشکریوں کو وزیر جنگ کے خلاف شورش پیدا ہوئی بختیار نے دس لاکھ درہم پر عمران سے مصالحت کرنے کا حکم دیا جونہی شاہی فوجیں واپس ہوئیں عمران کے ساتھیوں نے رہزنی شروع کر دی' شاہی فوج کے مال و اسباب کو لوٹ لیا ہزارہا مصیبتیں اٹھاتی یہ فوج ۳۶۱ھ میں بغداد پہنچی۔

عمران بن شاہین کی وفات: ماہ محرم ۳۶۹ھ میں عمران بن شاہین اپنے ظہور و غلبہ کے چالیس برس بعد دفعتہً مر گیا اگرچہ بادشاہوں اور خلفاء نے اسے گرفتار اور زیر کرنے کی بہت کوشش کی بارہا فوجیں بھیجیں مگر عمران پر کسی نے قابو نہ پایا یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ اس کی جگہ اس کا بیٹا حسن بطیحہ میں حکمران ہوا۔

حسن بن عمران: عضد الدولہ کو حسن کے زیر کرنے کی تمنا پیدا ہوئی فوجوں کو مرتب کیا اور اپنے وزیر جنگ کی ماتحتی میں بطیحہ روانہ کیا' وزیر جنگ کے بہت سا مال خرچ کر کے پانی کی آمد بند کر دی اتفاق سے سیلاب آ گیا اور پانی کا بند ٹوٹ گیا اس کے ایک مدت تک یہ ہوتا رہا کہ وزیر جنگ جب پانی کا راستہ بند کر دیتا تو حسن دوسری طرف سے پانی کا راستہ کھول دیتا' اسی چکر میں ایک روز دونوں کی مڈبھیڑ ہوگئی جس میں حسن کو کامیابی ہوئی۔

حسن بن عمران کی اطاعت: اس واقعہ میں وزیر جنگ کے ہمراہ مظفر ابوالحسن اور محمد بن عمر علوی کوفی بھی تھا۔ مظفر نے وزیر پر الزام لگایا کہ اس نے عمران سے سازش کر لی ہے اور خط و کتابت کر کے فوجی راز اس پر ظاہر کر دیئے ہیں' وزیر کو یہ خیال پیدا ہوا کہ اگر عضد الدولہ تک یہ خبر پہنچ گئی تو اس کی آنکھوں میں میری قدر و منزلت باقی نہ رہے گی۔ رفتہ رفتہ اس خیال نے اس درجہ ترقی کی کہ وزیر نے خودکشی کر لی اس کا دم آخری تھا لوگوں کو اطلاع ہوگئی آپس میں گفتگو کرنے لگے کسی نے کہا کہ یہ کام فلاں شخص ہے' وزیر کے کانوں تک یہ آواز پہنچی آنکھیں کھول دیں بولا" مجھے کسی نے نہیں مارا مجھے خودکشی پر محمد بن عمر علوی نے مجبور کیا"۔ یہ کہہ کر وہ مر گیا لوگوں نے اس کے وطن گازرون میں دفن کر دیا عضد الدولہ نے اپنے ایک معتمد امیر کو بھیج کر فوج کو واپس بلا لیا اور حسن بن عمران سے ادائے خراج شرائط پر جسے انہوں نے طے کر لیا تھا مصالحت کر لی اور ضمانت کے طور پر اس کے چند آدمیوں کو لے لیا۔

قتل حسن بن عمران: حسن بن عمران اور اس کے بھائی ابوالفرج میں کچھ دنوں سے ناراضگی چلی آ رہی تھی ابوالفرج موقع ڈھونڈ رہا تھا اتفاق سے ان دونوں کی بہن بیمار ہوگئی ابوالفرج نے عیادت کی غرض سے حسن کو بلا بھیجا اور چند آدمیوں کو اس کے گھر میں حسن کے قتل کی غرض سے چھپا رکھا تھا جونہی حسن بن عمران مکان میں داخل ہوا ان آدمیوں نے دروازہ بند کر لیا اور اسے قتل کر ڈالا ابوالفرج مکان کی چھت پر چڑھ گیا اور حسن کے ہمراہیوں کو اس کے قتل سے مطلع کیا انعام اور صلہ دینے کا وعدہ کیا حسن کے ہمراہی یہ سن کر خاموش ہو گئے چنانچہ ابوالفرج نے انہیں حسب وعدہ انعام دیا لشکریوں نے اسے حسن کی جگہ اپنا امیر تسلیم کر لیا اس کے بعد ابوالفرج نے دارالخلافت بغداد میں اپنی اطاعت کی عرضداشت بھیجی خلافت مآب نے سندِ حکومت بھیج دی۔ یہ واقعہ حسن کی حکومت کے تیسرے برس کا ہے۔

ابوالفرج کا قتل: حسن بن عمران کے قتل کے بعد وہ اشخاص جنہوں نے اسے قتل کیا تھا سرداران لشکر کے پاس جمع ہوئے۔ سرداران لشکر حاجب مظفر بن علی کے پاس حاضر ہوئے جو کہ عمران اور حسن کا نامی اور با اثر سردار تھا تمام واقعات بتلائے

ابوالفرج کی شکایتیں کیں حاجب نے ان لوگوں کو دم دلاسا دیا لیکن وہ اس کی تسلی سے راضی نہ ہوئے اور اسے ابوالفرج کے قتل پر آمادہ کر دیا۔ چنانچہ حاجب مظفر نے ابوالفرج کو اس کی جگہ حکومت کے چند مہینے بعد قتل کر کے اس کے بھائی حسن کے بیٹے ابوالمعالی کو اپنا حکمران بنایا چونکہ ابوالمعالی کم سن تھا اس وجہ سے حکومت کا نظم ونسق خود حاجب مظفر کرنے لگے سپہ سالاران لشکر میں سے جن جن کی طرف سے اسے خطرہ تھا ان سب کو تہ تیغ کر کے امور سیاست وحکومت پر قابض ہو گیا۔

ابوالمعالی کی معزولی: کچھ روز بعد حاجب مظفر بن علی کو جو کہ ابوالمعالی کی حکومت کا منتظم تھا حکومت بطیحہ کا لالچ پیدا ہوا چونکہ ہوشیار اور چلتا پرزہ شخص تھا' صمصام الدولہ سلطان بغداد کا ایک جعلی فرمان جس پر با قاعدہ سلطان کی مہر اور دستخط تھے اور ایسے قاصد کے ذریعہ جس پر سفر کے آثار ظاہر تھے مظفر کے دربار میں پیش کر دیا۔ فرمان میں لکھا ہوا تھا کہ ''ابوالمعالی نالائقی اور کم سنی کی وجہ سے معزول کیا جاتا ہے اور عنانِ حکومت حاجب مظفر بن علی کو عطا کی جاتی ہے اور سرداران لشکر کو ہدایت کی جاتی ہے کہ اس فرمان کے مطابق عمل پیرا ہوں''۔ سردارانِ لشکر نے اطاعت قبول کر لی۔

مظفر بن علی: حاجب مظفر نے ابوالمعالی اور اس کی ماں کو واسط بھیج دیا اور ان کی تنخواہ مقرر کر دی اہل بطیحہ کے ساتھ بحسن سلوک پیش آیا۔ ابوالمعالی کی معزولی سے عمران بن شاہین کے خاندان سے حکومت نکل گئی۔ اس واقعہ کے بعد حاجب مظفر نے اپنے بھانجے علی بن نصر کو اپنا ولی عہد مقرر کیا اور علی کے بعد اپنی دوسری بہن کے لڑکے کو حکومت وامارت کی وصیت کی۔ علی بن نصر کی کنیت ابوالحسن تھی۔ امیر مختار کے لقب سے اپنے کو ملقب کرتا تھا۔ دوسرے کا نام علی بن جعفر تھا اور اس کی کنیت بھی ابوالحسن تھی۔

مہذب الدولہ کی حکومت: ۳۷۶ھ میں حاجب مظفر تین سال حکومت کر کے مر گیا اس کے بعد اس کا بھانجہ ابوالحسن علی بن نصر جیسا کہ حاجب نے اسے اپنا ولی عہد مقرر کیا تھا حکمران ہوا' شرف الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا۔ اطاعت وفرمانبرداری کا اقرار کیا۔ شرف الدولہ نے اسے بطیحہ کی عنانِ حکومت سپرد کی اور مہذب الدولہ کا لقب دیا۔

مہذب الدولہ نے رعایا کے ساتھ حسن سلوک کا برتاؤ کیا داد و دہش سے کام لیا مظلوموں کی فریاد سنی اس خبر کا مشہور ہونا تھا کہ چاروں طرف سے لوگوں کی آمد شروع ہو گئی نامی نامی ارباب علم وفن نے بطیحہ میں سکونت اختیار کی بڑے بڑے مکانات اور محل بنوائے گئے اطراف وجوانب کے بادشاہوں سے خط وکتابت ہونے لگی دوستانہ مراسم پیدا ہو گئے بہاء الدولہ نے اپنی لڑکی کا مہذب الدولہ سے عقد کر دیا جس سے مہذب الدولہ کی شوکت وشان دو چند ہو گئی یہاں تک نوبت پہنچ گئی کہ جس وقت قادر کو خلیفہ طائع سے خطرہ پیدا ہوا تھا اور جان کے خوف سے دارالخلافت سے بھاگ آیا تھا تو بطیحہ ہی میں آ کر پناہ لی تھی۔ چنانچہ تین برس تک نہایت عزت واحترام سے مہذب الدولہ کے پاس رہا یہاں تک کہ ۳۸۱ھ میں خلافت کے لئے بطیحہ سے بغداد بلایا گیا۔

ابوالعباس ابن واصل: ابوالعباس ابن واصل زرلوک حاجب کا نائب تھا اسی کی خدمت میں ابن واصل کو عروج ہوا ایک مدت کے بعد ابن واصل کو زرلوک سے ناراضگی پیدا ہو گئی' ملازمت ترک کر کے شیراز چلا آیا اور فولاد کی خدمت میں رہنے لگا' فولاد نے اس کی بے حد عزت کی' زیادہ مدت نہ گزری تھی کہ فولاد سے بھی جدا ہو کر اہواز چلا آیا پھر اہواز سے بغداد

پہنچا' بغداد میں بھی زیادہ قیام نہیں کیا ابو محمد بن مکرم کی خدمت میں جا پہنچا پھر ابو محمد بن مکرم سے علیحدہ ہو کر بطیحہ میں مہذب الدولہ کی خدمت میں جا کر قیام کیا' مہذب الدولہ نے اسے ذمہ دارانہ عہدہ پر مامور کیا۔

ابن واصل اور مہذب الدولہ: جس وقت کرستان نے بصرہ پر قبضہ کیا تھا اس وقت مہذب الدولہ نے اس سے جنگ کرنے کی غرض سے ابن واصل کو سردار لشکر مقرر کر کے بصرہ روانہ کیا۔ چنانچہ ابن واصل نے کرستان سے معرکہ آرائی کی اور اس پر غالب آ کر مار ڈالا اس واقع سے ابن واصل کے حوصلے بلند ہو گئے شیراز کی طرف چلا محمد بن مکرم کی کشتیوں پر قبضہ کر لیا' مال واسباب لوٹ کر نشیبی دجلہ کی طرف واپس آیا اور اس پر قابض ہو کر مہذب الدولہ کی مخالفت کا علم بلند کر دیا مہذب الدولہ کو اس کی خبر لگی سو کشتیوں کا ایک بیڑہ جس میں بڑے بڑے سورما اور جنگ آور تھے روانہ کیا۔ اتفاق یہ کہ کچھ کشتیاں ہوائے مخالف کی وجہ سے غرق ہو گئیں باقی ماندہ کو ابن واصل نے گرفتار کر لیا اور ابلہ کی جانب واپس آیا۔

ابن واصل کا بطیحہ پر قبضہ: مہذب الدولہ کو اس واقعہ سے بے حد صدمہ ہوا' ابو سعید بن ماکولا کی ماتحتی میں دوبارہ فوجیں روانہ کیں۔ ابن واصل نے انہیں شکست دی اس کا مال واسباب اور سامانِ جنگ چھین لیا اور بطیحہ کی طرف قدم بڑھایا۔ مہذب الدولہ میں مقابلہ کی قوت باقی نہ تھی بطیحہ کو خیر باد کہہ کر شجاع بن مروان اور اس کے بیٹے صدقہ کے پاس چلا گیا' ان لوگوں نے مہذب الدولہ کے ساتھ بدعہدی کی اور اس کا مال واسباب لے لیا تب بے چارہ مہذب الدولہ پریشان حال واسط چلا گیا۔ ابن واصل نے بطیحہ پر قبضہ کر لیا اور مہذب الدولہ اور اس کی بیوی دختر بہاء الدولہ کے مال واسباب کو ضبط کر لیا لیکن کچھ سوچ سمجھ کر دختر بہاء الدولہ کا مال اس کے باپ کے پاس بھیج دیا اور اس وہ اس واقعہ سے پہلے اپنے باپ کے پاس بغداد چلی آئی تھی۔

ابن واصل اور عمید الجیوش کی جنگ: اس کے بعد اہل بطائح نے ابن واصل کے خلاف شورش پیدا کی ابن واصل نے سات سو سواروں کو مجادرہ روانہ کیا' اہل مجادر نے ان سے معرکہ آرائی کی میدانِ جنگ اہل مجادرہ کے ہاتھ رہا۔ ابن واصل کو اس سے اپنی جان کا خطرہ پیدا ہوا' بطائح کو چھوڑ کر بصرہ لوٹ آیا اور استقلال کے ساتھ بصرہ میں قیام کیا۔ اہل بطائح کو ابن واصل کی مخالفت اور دشمنی سے خوف وخطرہ پیدا ہوا۔ بہاء الدولہ ابن واصل کی روک تھام اور سرکوبی کی غرض سے فارس سے اہواز آ گیا۔ عمید الجیوش کو دار الخلافت بغداد سے طلب کر کے ابن واصل کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ عمید الجیوش ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ ہوا۔ واسط پہنچا بہت سی کشتیاں فراہم کیں بطائح کی طرف کوچ کیا۔ ابن واصل بھی اس سے مطلع ہو کر بصرہ سے مقابلہ کے لئے نکل کھڑا ہوا دونوں حریف میدانِ جنگ میں آ گئے عمید الجیوش کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی ابن واصل نے ان کے سامان جنگ اور مال واسباب پر قبضہ کر لیا اور مظفر ومنصور بصرہ واپس آیا۔

مہذب الدولہ کا بطیحہ پر تسلط: عمید الجیوش ابن واصل سے شکست پا کر واسط جا کر مقیم ہوا تھا اور ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے فوجیں جمع کرنے میں مصروف تھا کہ یہ خبر سننے میں آئی کہ ابن واصل کا گورنر بطائح فوجیں جمع کر کے دار الخلافت بغداد پر حملہ کرنے والا ہے۔ عمید الجیوش کو اس خبر سے سخت فکر پیدا ہوئی مہذب الدولہ کو دار الخلافت بغداد بلا کر شاہی افواج دے کر بطیحہ کی جانب روانہ کیا چنانچہ مہذب الدولہ براہِ دریا جنگی کشتیوں کا بیڑہ لئے ہوئے ۳۹۵ھ میں بطیحہ

پہنچا اور بزورِ تیغ اس پر قابض ہو گیا۔ گرد و نواح کے امراء حاضر ہوئے اور اطاعت قبول کی' بہاء الدولہ نے پچاس ہزار دینار سالانہ خراج مقرر کیا۔

ابن واصل کی اہواز پر فوج کشی: ابن واصل اس زمانہ میں خوزستان پر حملہ کرنے کے لئے لشکر جمع کرنے میں مصروف تھا ملک گیری کی ہوا دماغ میں سمائی تھی' زیادہ تر دیلمی اور دوسری فوجیں جمع ہو گئی تھیں چنانچہ سب کو مسلح کر کے اہواز کی طرف روانہ ہوا' بہاء الدولہ نے اس سے مطلع ہو کر ابن واصل کے مقابلہ پر فوجیں روانہ کیں ابن واصل نے کھلے میدان میں انہیں شکست دی دار الخلافت میں داخل ہو کر جو کچھ پایا لوٹ لیا اس کے بعد آئندہ کے خطرہ کے خیال سے بہاء الدولہ کی خدمت میں صلح کا پیام بھیجا بہاء الدولہ نے مصلحتاً مصالحت کر لی اور اس کے مقبوضات میں چند مقامات کا اضافہ کر دیا۔

ابن واصل کا قتل: چونکہ بہاء الدولہ کے دل میں اس واقعہ سے ایک رنجش باقی رہ گئی تھی اس وجہ سے موقع پا کر ایک فوج ابن واصل سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کی اور خود بدولت اہواز کی طرف چلا گیا ابن واصل نے بہاء الدولہ کی فوج کا تلوار اور نیزہ سے استقبال کیا اس واقعہ میں بدر بن حسنو یہ بھی ابن واصل کا شریک اور معین تھا بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت کو بطیحہ کی حمایت پر مامور کیا تھا' وزیر نے اسے دوبارہ شکست دی اور حسان بن محال خفاجی کوفی کے ساتھ کوفہ گیا اور کوفہ پر قبضہ حاصل کر کے بصرہ پر قابض ہو گیا ابن واصل ہزیمت پا کر بدر بن حسنو یہ کے پاس جانے کے خیال سے دجلہ کی طرف روانہ ہوا۔ جامعین پہنچا۔ بدر کے ملازموں نے عزت و احترام سے ٹھہرایا' ابو الفتح بن عنان کے ہمراہی جامعین کے قریب ہی تھے اس کی آمد کی خبر پا کر دفعتہً حملہ کر دیا اور ابن واصل کو گرفتار کر کے دار الخلافت بغداد روانہ کر دیا عمید الجیوش نے اسی حالت سے بہاء الدولہ کی خدمت میں بھیج دیا۔ بہاء الدولہ تو پہلے ہی سے ادھار کھائے بیٹھا تھا ۳۹۶ھ میں اسے قتل کر ڈالا جیسا کہ اوپر اس کے سلسلہ حالات میں تحریر کیا جا چکا ہے۔

ابو عبد اللہ محمد اور ابو الحسن احمد: ان واقعات کے ختم ہونے پر ماہ جمادی الآخر ۴۰۸ھ میں مہذب الدولہ نے وفات پائی۔ اس کا بھانجہ ابو عبد اللہ محمد بن نسی اس کی حکومت و سلطنت کا منتظم ہی نہ تھا بلکہ درحقیقت اس کے بجائے عنان حکومت اسی کے قبضہ میں تھی لشکریوں نے جمع ہو کر اسے سردار تسلیم کر لیا چنانچہ ان لوگوں سے اپنی اطاعت و فرمانبرداری کی قسمیں لیں ابھی مہذب الدولہ نے وفات نہیں پائی تھی بستر علالت پر پڑا ہوا موت کا انتظار کر رہا تھا کہ ابو عبد اللہ کو یہ خبر مل گئی کہ اس کے ماموں مہذب الدولہ کا بیٹا ابو الحسن احمد دعویدار حکومت ہے اور اس نے سرداران لشکر سے سازش کر کے بعض فوجیوں سے اپنے باپ کے بعد اپنی حکومت کی بیعت لے لی ہے۔

مہذب الدولہ کی وفات: ابو عبد اللہ نے اس کی طلبی کا حکم صادر کیا فوج نے حاضر کر دیا۔ ابو عبد اللہ نے اسے گرفتار کر لیا۔ یہ خبر سن کر اس کی ماں (یعنی مہذب الدولہ کی بیوی ابو عبد اللہ کی ممانی) دوڑی آئی اور اصل واقعہ بیان کیا لیکن نتیجہ کچھ نہ ہوا اس کے دوسرے دن مہذب الدولہ انتقال کر گیا اور ابو عبد اللہ بن نسی تخت حکومت پر متمکن ہو گیا اور اپنے ماموں مہذب الدولہ کے انتقال کے تیسرے دن اپنے ماموں زاد بھائی ابو الحسن کو قید حیات سے سبکدوش کر دیا۔

ابو محمد بن حسین بن بکر سراتی: ابو عبد اللہ بن نسی اپنی حکومت کے تیسرے مہینہ مر گیا۔ ابو محمد حسین بن بکر سراتی کو جو کہ

مہذب الدولہ کے خواص میں سے تھا بالاتفاق سرداران لشکر نے اپنا امیر تسلیم کر لیا ابو محمد حسین بن بکر سراتی نے سلطان الدولہ سلطان بغداد کی خدمت میں ہدایا اور تحائف روانہ کئے سلطان الدولہ نے اس کی حکومت تسلیم کر لی ابو محمد سراتی ۴۱۰ھ تک بطیحہ پر حکومت کرتا رہا۔ سلطان الدولہ نے کسی وجہ سے ناراض ہو کر صدقہ ابن فارس مازیادی کو حکومت بطیحہ کی سند عنایت کی چنانچہ صدقہ نے بطیحہ پہنچ کر ابو محمد سراتی کو گرفتار کر لیا اور بطیحہ کی عنانِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لے لی' ابو محمد سراتی اس وقت سے برابر قید ہی رہا' یہاں تک کہ صدقہ نے وفات پائی اور اسے قید سے نجات ملی جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا۔

ابونصر بن مروان کا بطیحہ پر قبضہ: صدقہ بن فارس مازیادی نے اپنی حکومت کے دسویں برس ماہ محرم میں سفر آخرت اختیار کیا' سابور بن مرزبان اس کی فوج کا سپہ سالار اعظم تھا چونکہ ابوالہیجار محمد بن عمران بن شاہین اپنے باپ عمران کے مرنے کے بعد پریشان ہو کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلا گیا تھا اور ایک مدت تک وزیر ابو طالب کے یہاں ٹھہرا رہا' سابور کو موقع مل گیا بطیحہ کی حکومت پر مطمئن ہو گیا کچھ عرصہ بعد ابونصر مروان نے سابور سے مخالفت شروع کر دی سابور مقابلہ نہ کر سکا حکومتِ بطیحہ چھوڑ کر جزیرہ بنی دبیس چلا گیا اور ابونصر حکومت بطیحہ پر قابض ہو گیا پھر تھوڑے دن بعد بطیحہ کی عنانِ حکومت ابو عبداللہ حسین بن بکر سراتی کے ہاتھ میں آ گئی۔

اہل بطیحہ کی بغاوت: ابو کالیجار نے ۴۱۸ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابو محمد بن تاہشاد کو بطیحہ سر کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے بطیحہ کو سر کر کے ابو عبداللہ حسین بن بکر سراتی کو بطیحہ کی حکومت پر مقرر کیا اس نے رعایا کے مال وزر پر دست اندازی شروع کی۔ خراج کے علاوہ روپوں کی ایک مقداران پر مقرر کر دی جو ان سے بہ زورِ جبر وصول کرتا تھا۔ اس سے رعایا نے پریشان ہو کر جلاوطنی اختیار کر لی جو باقی رہ گئے انہوں نے سراتی کے قتل کر ڈالنے کا ارادہ کیا کسی ذریعہ سے یہ خبر سراتی تک پہنچ گئی۔ ان لوگوں کے پاس معذرت خواہی کی اور حسن سلوک کرنے کا وعدہ کیا اپنی عادت بد کو ترک نہ کیا۔ اہل بطیحہ نے متفق ہو کر حملہ کر دیا اور اس کو اپنے شہر سے نکال دیا چنانچہ سراتی بن مزید کے پاس چلا گیا۔

اہل بطیحہ کی سرکوبی: بطیحہ میں ایک جماعت جلال الدولہ کی فوج کی قید تھی اہل بطیحہ نے ان کو جیل سے نکالا اور ان کی مدد سے بطیحہ کے نظم ونسق کو سنبھالا اور اسی طرح بغاوت اور مخالفت پر قائم رہے جیسا کہ زمانہ حکومت مہذب الدولہ میں تھے اس کے بعد ابن طبرانی آیا اور اس نے بطیحہ پر قبضہ حاصل کر لیا اور ۴۳۳ھ بطیحہ میں ٹھہرا رہا پھر ابونصر بن ہیثم نے ابن طبرانی پر فوج کشی کی اور اسے زیر کر کے بطیحہ فتح کر لیا اور جی کھول کر تباہ و برباد کیا اہل بطیحہ نے اطاعت قبول کی اور جلال الدولہ کو خراج دینے کا وعدہ کیا۔

ابو کالیجار کا بطیحہ پر قبضہ: ۴۳۹ھ کا دور آیا تو ابو کالیجار نے اپنے وزیر السلطنت ابوالغنائم ابوالسعادات کو ایک بڑی فوج دے کر بطیحہ کے محاصرہ اور فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ ابوالغنائم نے بطیحہ پہنچ کر محاصرہ ڈال دیا ان دنوں ابو منصور بن ہیثم بطیحہ میں حکومت کر رہا تھا ابو منصور حکومت نہ کر سکا صلح کی درخواست کی اسی اثناء میں اس کے سرداران لشکر امن حاصل کر کے ابوالغنائم کے پاس چلے آئے تھے ان لوگوں نے اس کی کمزوری سے ابوالغنائم کو مطلع کر دیا اور یہ بھی ظاہر کر دیا کہ عنقریب ابو منصور شہر چھوڑ کر بھاگا چاہتا ہے۔ ابوالغنائم نے ناکہ بندی کر لی جوں ہی ماہ صفر سنہ مذکور آیا ابوالغنائم نے جنگ

چھیڑ دی کامیابی کا میدان اس کے ہاتھ رہا' اہل بطیحہ کا ایک گروہ مقتول ہوا متعدد کشتیاں ڈبو دی گئیں جنگل اور پہاڑوں میں منتشر ہو گئے ابو منصور تن تنہا کشتی پر سوار ہو کر نکل بھاگا اس کے مکان میں آگ لگا دی جو کچھ مال و اسباب تھا لوٹ لیا گیا۔

بطیحہ میں ابن ابی الخیر کی حکومت : اس کے بعد بطیحہ میں بنو ابی الخیر کا دورِ حکومت شروع ہوا' ان کی حکومت پانچویں صدی کے پہلے اور بعد بھی میں تمہیں کہہ سکتا ہوں کہ بنو ابی الخیر کس گروہ میں سے تھے ہاں البتہ ابن اثیر نے لکھا ہے کہ ابو الخیر کے دو بیٹے تھے اسماعیل اور محمد۔ اسماعیل کا لقب مصطنع تھا اور محمد کا لقب مختص یہ دونوں اپنی قوم کے سردار تھے۔ مختص کے مرنے پر اس کا بیٹا مہذب الدولہ سردار بنایا گیا ابن ہیثم والی بطیحہ سے لڑائیاں ہوئیں بالآخر مہذب الدولہ نے گوہر آئین شحنہ بغداد کے زمانہ میں ابن ہیثم کو مغلوب کر دیا اس کے بعد بنو اعمام اور خاندان والے اس کی اطاعت کو عزت کا باعث سمجھتے تھے۔

مہذب الدولہ اور صدقہ کی جنگ : سلطان محمد نے ۵۹۵ھ میں صدقہ بن مزید کو بطیحہ اور دجلہ کی گورنری عنایت کی شہر واسط بطور جاگیر مرحمت کیا چنانچہ صدقہ نے مہذب الدولہ احمد بن محمد ابو الخیر والی بطیحہ سے ضمانت لے کر بطیحہ کی حکومت پر برقرار رکھا مہذب الدولہ نے اپنی اولاد کو بطیحہ کے صوبوں کی حکومت پر مامور کر دیا۔ حماد مہذب الدولہ کا چچا زاد بھائی تھا صدقہ نے اسے واسط کے انتظام پر مامور کیا تھا مہذب الدولہ اپنے چچا اسماعیل کے بیٹے حماد سے نرمی اور ملاطفت کا برتاؤ کرتا تھا اور حماد کو ریاست و حکومت کی پڑی تھی جب گوہر آئین شحنہ بغداد کا انتقال ہو گیا تو حماد اپنے چچا زاد بھائی مہذب الدولہ سے لڑ پڑا مہذب الدولہ نے اصلاح کی کوشش کی مگر کامیابی نہ ہوا۔ نفیس بن مہذب الدولہ نے فوجیں فراہم کر کے مقابلہ کیا حماد کو شکست ہوئی صدقہ کے پاس جا کر پناہ لی اور اس سے فوجیں لے کر مہذب الدولہ سے پھر لڑنے کے لئے بطیحہ آیا مہذب الدولہ نے مدافعت پر کمر باندھی متعدد لڑائیاں ہوئیں ابھی جنگ ختم نہ ہونے پائی تھی کہ صدقہ نے ایک تازہ دم فوج حماد کی مدد پر بھیج دی جس سے مہذب الدولہ کی فوج میدانِ جنگ سے بھاگ کھڑی ہوئی' اس کی فوج کا زیادہ حصہ کام آ گیا اس واقعہ سے حماد کو طمع زیادہ ہو گئی صدقہ سے مزید امداد کی درخواست کی چنانچہ صدقہ نے اپنے سپہ سالار حمید بن سعید کو حماد کی امداد پر مامور کیا مہذب الدولہ نے حمید بن سعید سپہ سالار لشکر کے پاس مصالحت کا پیام بھیجا حمید نے اس درخواست کو قبولیت کا درجہ عنایت کیا اور صدقہ سے اس کی صفائی کرا دی اس کے بعد مہذب الدولہ نے اپنے بیٹے نفیس کو صدقہ کی خدمت میں روانہ کیا۔ صدقہ نے درمیان میں پڑ کر حماد اور اس کے بنو اعمام مہذب الدولہ وغیرہم میں مصالحت کرا دی۔ یہ واقعہ ۴۳۰ھ کا ہے۔

نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ : دبیس بن صدقہ نے زمانۂ حکومت مسترشد اور سلطان محمود کے عہد حکومت میں بغاوت کا جھنڈا بلند کیا۔ برسقی' شحنہ بغداد تھا اس نے بطیحہ کی حکومت دبیس کے قبضہ سے نکال کر اپنے خادم سجان کو عنایت کی سجان نے اپنی طرف سے نصر بن نفیس بن مہذب الدولہ احمد بن محمد بن ابو الخیر کو مامور کیا اور سلطان محمود نے برسقی کو جنگِ دبیس پر روانگی کا حکم دیا چنانچہ برسقی دار الخلافت بغداد سے فوجوں کو مرتب کر کے روانہ ہوا اس مہم میں نصر بن نفیس والی بطیحہ اور اس کا ابن اعم مظفر بن حماد بن اسماعیل ابو الخیر بھی برسقی کی رکاب میں تھا ان دونوں میں جیسا کہ تم اوپر پڑھ آئے ہو خاندانی عداوت چلی آ رہی تھی برسقی اور دبیس سے معرکہ آرائی ہوئی دبیس نے برسقی کو شکست دی۔ شاہی فوجیں شکست کھا کر بھاگ گیں لیکن نصر بن نفیس اور اس کا ابن اعم حماد ساباط میں ٹھہرا رہا جوں ہی شاہی فوجیں شکست کھا کر آ پہنچیں مظفر بن حماد نے نصر

ابن نفیس کو قتل کر کے بطیحہ پر قبضہ کر لیا دبیس کی خدمت میں فدویت نامہ ارسال کیا اور دبیس نے خلافت مآب کی خدمت میں معذرت کا عریضہ روانہ کیا اور اطاعت و فرمانبرداری کی قسم کھائی۔

منصور بن صدقہ کا انجام: اس واقعہ کی سلطان محمود کو خبر پہنچی منصور بن صدقہ برادر دبیس اور اس کے لڑکے کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا نیل کی سلائیاں آنکھوں میں پھروا دیں۔ دبیس کو اس سے سخت صدمہ پیدا ہوا۔ اپنے قبائل کو جو واسط میں تھے سلطان محمود کے خلاف ابھارنے کی کوشش کی لیکن ترکوں نے اس سے روکا۔ مہلل بن ابوالعسکر نے اپنے سپہ سالار افواج کو اس طوفان کے ختم کرنے کے لئے روانہ کیا اور مظفر بن حماد والی بطیحہ کو اہل واسط کے مقابلہ پر مدد دینے کے لئے لکھا لیکن مہلل نے عجلت سے کام لیا' ابھی مظفر بن حماد نہ آنے پایا تھا کہ اہل واسط سے لڑائی چھیڑ دی' اہل واسط نے اسے شکست دے کر اس کے مال و اسباب اور سامانِ جنگ کو لوٹ لیا غرض بطیحہ میں اسی طرح کی طوائف الملوکی کا دور دورہ رہا یہاں تک کہ بنو معروف نے بطیحہ کی عنانِ حکومت اپنے ہاتھ میں لے لی اور خلفاء نے انہیں بطیحہ سے نکال باہر کیا۔

بنو معروف کی بطیحہ سے جلاوطنی: بنو معروف حکمرانانِ چھٹی صدی کے آخر میں تھے مجھے یہ معلوم نہیں ہوا کہ بنو معروف کا کس خاندان سے تعلق تھا۔ جب وقت خلافت بغداد خلافت کی ذمہ داریوں کو پورا نہ کر سکی اور ملوک سلجوقیہ کی جابرانہ کی حکومت دور شروع ہوا اور رفتہ رفتہ اسلامی ممالک ان کے اقتدار سے نکلنے لگا: حلہ' کوفہ' واسط' تکریت' ہلیت' انبار اور حدیثہ پر سلاطین سلجوقیہ کا قبضہ ہو گیا' اتنے میں ناصری خلافت کا دور آ گیا۔ بنی معروف نے بطیحہ کی حکومت پر قبضہ کر لیا اس وقت ان لوگوں کا بزرگ خاندان معلیٰ نامی ایک شخص تھا۔

ابن اثیر نے لکھا ہے کہ بنو معروف قبیلہ ربیعہ سے تھے فرات کے غربی حصہ میں سوارا کے نشیبی جانب بطائح کے متصل رہے تھے سب ان کی ایذا رسانی فتنہ انگیزی اور فساد کی شکایتیں بڑھیں اور چاروں طرف سے واویلا مچا تو خلیفہ ناصر نے معد الشریف متولی بلاد واسط کو بنو معروف کی سرکوبی کا حکم صادر فرمایا چنانچہ بنو معروف مقابلہ نہ کر سکے شکست کھا کر بھاگے قتل اور گرفتاری کا ہنگامہ برپا ہو گیا سینکڑوں مارے گئے بہت سے قید کر لئے گئے۔ باقی ماندہ دریا میں ڈوب کر مر گئے ان کا مال و اسباب لوٹ لیا گیا اسی وقت سے بطیحہ کے نظام حکومت درست ہو گیا اور وہ خلیفہ ناصر میں شامل ہو گیا اور حکومت کا کوئی دشمن باقی نہ رہا۔

باب:۲۶

امارت دینور و صامغان

دولت بنو حسنویہ

حسنویہ بن حسین کردی: حسنویہ بن حسین کردی' کردوں کے ایک گروہ سے تھا جو زیرنکایں کے نام سے مشہور تھا اور اس کا خاندان دولتیہ کے نام سے موسوم کیا جاتا تھا' قلعہ سریاح کا مالک اور برزنکال کا امیر تھا اس نے حکومت اپنے ماموں دنداد اور غانم پسران احمد بن علی سے وراثتاً حاصل کی تھی' انہی کردوں کا ایک اور گروہ تھا جو عباسیہ کہلاتا تھا۔ ان دونوں (دنداد اور غانم) نے اطراف دینور' ہمدان' نہاوند' صامغان' آذربائیجان کے بعض مضافات اور حدود شہرروز تک غلبہ حاصل کر لیا تھا اور تقریباً پچاس سال تک ان بلاد کے مالک رہے ان میں سے ہر ایک کے پاس ہزاروں کی تعداد میں فوج تھی۔ المختصر انداد بن احمد ۳۴۹ھ میں انتقال کر گیا اس کی جگہ اس کا بیٹا ابوالغنائم عبدالوہاب حکمرانی کرنے لگا یہاں تک کہ کردوں میں سے سادنجان نے اسے گرفتار کر لیا ابوالغنائم کے فوجیوں نے حسنویہ کو اپنا امیر بنایا اس نے ابوالغنائم کے قلعوں اور املاک پر قبضہ کر لیا اس کے بعد ۳۵۰ھ میں غانم بن احمد نے بھی سفر آخرت اختیار کیا اس کا بیٹا ابوسالم وسیم اس کی جگہ قلعہ بستان میں جا کر متمکن ہوا لیکن ابوالفتح بن عمید نے اس کی حکومت وریاست چھین لی اور اس کے قلعوں موسوم بہ بستان و غانم آفاق وغیرہ پر قبضہ کر لیا۔

حسنویہ کا کردار: حسنویہ نہایت خلیق اور سیرت کا بے حد اچھا تھا حرمین میں ہر سال بہت سا مال بطور صدقہ بھیجا کرتا تھا اپنے فرائض کو پورے طور سے انجام دیتا تھا اس نے ضحور مہندسہ میں قلعہ سرماج (یا سریاح) اور دینور میں ایک بہت بڑی جامع مسجد تعمیر کرائی جب بنو بویہ حکمران ہوئے اور رکن الدولہ نے رے اور اس کے بلاد متصلہ کو لے لیا تو حسنویہ رکن الدولہ کے ہواخواہوں اور معین و مددگاروں میں داخل ہو گیا اس وجہ سے رکن الدولہ حسنویہ کے ساتھ ہر قسم کی مراعات اور اس کے کاموں سے چشم پوشی کرتا تھا یہاں تک کہ ابن مسافر اور دیلمیوں میں لڑائی شروع ہو گئی جس میں حسنویہ نے ابن مسافر کو شکست دی۔ ابن مسافر ایک محفوظ مقام میں قلعہ نشین ہو گیا حسنویہ نے اس کا محاصرہ کر لیا اور چاروں طرف آگ روشن کر دیا ابن مسافر ہلاکت کے قریب پہنچ گیا مجبور ہو کر امن کی درخواست کی حسنویہ نے امن دیا' لیکن پھر بدعہدی کی۔ اس سے رکن الدولہ کے خیالات خراب ہو گئے اور قومی رگ حمیت جوش میں آ گئی۔

ہمدان کی جنگ: ۳۵۹ھ میں اپنے وزیر السلطنت ابوالفضل بن عمید کو ایک بڑی فوج کے ساتھ حسنو یہ کو زیر کرنے کے لئے روانہ کیا ابوالفضل نے ہمدان پہنچ کر لڑائی کا نیزہ گاڑا اور حسنو یہ پر طرح طرح کی سختی کرنے لگا۔ اس اثناء میں ابوالفضل مر گیا اور اس کے بیٹے ابوالفضل نے کسی قدر خراج پر حسنو یہ سے مصالحت کر لی اور واپس آیا۔

ابوالنجم بدر بن حسنو یہ کی حکومت: ۳۶۹ھ میں حسنو یہ کی موت کا وقت آ گیا۔ ابوالعلاء عبدالرزاق ابوالنجم بدر عاصم ابوعدنان عبدالملک اور بختیار اس کے لڑکے تھے بختیار قلعہ سرماج کا مالک تھا اور اسی کے پاس حسنو یہ کا مال وخزانہ تھا اس نے عضدالدولہ کی خدمت میں فدویت نامہ بھیجا اور اطاعت قبول کر لی لیکن کچھ عرصہ بعد منحرف ہو گیا عضدالدولہ نے ایک فوج بختیار کو زیر کرنے کے لئے بھیج دی جس نے اس کے تمام قلعوں پر قبضہ کر لیا جب عضدالدولہ اپنے بھائی فخر الدولہ سے جنگ کرنے کے لئے بڑھا اور ہمدان ورے پر قبضہ کر کے اپنے بھائی مویدالدولہ کی حکومت میں ملحق وشامل کر دیا اور فخر الدولہ قابوس بن وشمکیر کے پاس چلا گیا تو عضدالدولہ نے حسنو یہ کردی کے مقبوضات کی طرف بھی قدم بڑھایا اور نہاوند دینور اور سرماج کو فتح کر لیا۔ جو کچھ مال وخزانہ اس قلعہ میں تھا لے لیا یہ قلعہ نہایت عظیم الشان تھا اس قلعہ کے ساتھ دوسرے قلعوں پر بھی قبضہ کر لیا۔ حسنو یہ کی اولاد اس سے متاثر ہو بطور وفد عضدالدولہ کی خدمت میں حاضر ہوئی' عضدالدولہ نے عبدالرزاق' ابوالعلاء اور عدنان کو گرفتار کر لیا اور ان میں سے ابوالنجم بدر بن حسنو یہ کو اپنی خدمت کے لئے منتخب کر کے خلعت فاخرہ سے ممتاز کیا اور کردوں کی حکومت وسرداری عنایت کی اور سامان جنگ سے اسے مضبوط اور طاقتور بنایا۔

پسران حسنو یہ کا انجام: چنانچہ بدر نے اس اطراف کا انتظام درست کیا' عنانِ حکومت اپنے قبضۂ اقتدار میں لی۔ کردو کی آئے دن کی بغاوت اور سرکشی کو روک دیا جس سے حکومت وریاست پر اس کے قدم جم گئے اس کے بھائیوں کو اس سے حسد ورشک پیدا ہوا' عاصم اور عبدالملک نے علم بغاوت بلند کر دیا' مخالف کردوں کو جمع کر کے برسر جنگ آ گئے' عضدالدولہ نے بدر کی حمایت اور ان لوگوں کو ہوش میں لانے کی غرض سے فوجیں روانہ کیں عاصم نے سینہ سپر ہو کر مقابلہ کیا شاہی فوج نے اسے شکست دی اور گرفتار ہو کر ہمدان لے آئی اس کے بعد پھر اس کی خبر نہ ملی۔ یہ واقعہ ۳۷۰ھ کا ہے۔ عضدالدولہ نے حسنو یہ کے تمام لڑکوں کو بغاوت کے الزام میں قتل کر ڈالا اور ابوالنجم بدر کو بدستور اس کی حکومت پر قائم رکھا۔

جنگ بدر بن حسنو یہ وعساکر مشرف الدولہ: جب عضدالدولہ نے وفات پائی اور اس کا بیٹا صمصام الدولہ تخت حکومت پر متمکن ہوا تو (اس کے بھائی) مشرف الدولہ نے فارس میں علم مخالفت بلند کیا اور دارالخلافت بغداد پر قابض ہو گیا۔

فخر الدولہ بن رکن الدولہ خراسان سے اصفہان اور رے کی طرف اپنے بھائی مویدالدولہ کے انتقال کے بعد واپس آیا اس سے مشرف الدولہ نے کچھ چھیڑ چھاڑ ہو گئی جس سے مشرف الدولہ کے دل میں فخر الدولہ کی طرف سے ناراضگی اور غصہ تھا۔ جب مشرف الدولہ کی حکومت دارالخلافت بغداد میں مستحکم ہو گئی اور بغداد کی عنان حکومت صمصام الدولہ نے اپنے قبضہ میں لے لی تو اسے اپنے سپہ سالار قراتکین جہشاری کو زیر کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ قراتکین نہایت قابو یافتہ شخص تھا مشرف الدولہ نام کا بادشاہ تھا۔ سیاہ وسفید کرنے کا مالک قراتکین تھا اور یہ امر مشرف الدولہ کو ناگوار گزرتا تھا' اس وجہ سے مشرف الدولہ نے فوجیں مرتب کر کے قراتکین کو بدر بن حسنو یہ سے جنگ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

اس روانگی و جنگ کا مقصد یہ تھا کہ مشرف الدولہ کو دونوں میں سے ایک سے چھٹکارا مل جائے گا یا قراتکین اس لڑائی میں کام آ جائے گا اور ہمیشہ کے لئے اس کی زبردستی سے نجات مل جائے گی اور یا بدر کے مقبوضات ہاتھ آ جائیں گے۔

قراتکین اور بدر بن حسنویہ: ۳۷۲ھ میں قراتکین اور بدر بن حسنویہ سے وادی قرمیسین میں جنگ چھڑی بدر کو شکست ہوئی روپوش ہو گیا قراتکین اور اس کے ہمراہی نہایت بے فکری سے لشکر گاہ اور خیموں میں آرام کرنے لگے۔ بدر نے غافل پا کر ایسی تیزی سے پھر حملہ کیا کہ قراتکین اور اس کے ہمراہی حیران رہ گئے اپنے کو سنبھال بھی نہ سکے اور نہ گھوڑوں پر سوار ہو سکے بدر نے ان کے خون کا دریا بہا دیا اور جو کچھ ان کے ساتھ تھا سب پر قبضہ کر لیا صرف چند آدمیوں کے ساتھ قراتکین جان بچا کر نہروان کے پل کی طرف بھاگا۔ بقیہ بچے ہوئے لوگ بھی اس سے آ ملے' پریشان حال بغداد چلا آیا۔

بدر کو ناصر الدولہ کا لقب: اس واقعہ سے بدر کا دائرہ حکومت وسیع ہو گیا صوبجات جبل پر قابض ہو گیا اور قوت و شوکت بڑھ گئی۔ حکومت و ریاست کو استحکام حاصل ہو گیا۔ اس وقت سے بدر کو متواتر کامیابی اور غلبہ حاصل ہو گیا یہاں تک کہ ایوان خلافت سے ۳۸۸ھ حکومت بہاء الدولہ کے زمانہ میں سندِ حکومت عطا کی ناصر الدولہ کا لقب دیا گیا۔ حرمین میں بے حد صدقات بھیجا کرتا تھا عرب کو حجاز میں کھانا کھلواتا اور حاجیوں کی خاطر داری کرتا تھا اس کے ہمراہیوں نے کردوں کے فساد اور رہزنی کو روک دیا تھا جس سے اس کی عزت بڑھ گئی اور اس کا ذکر خیر بلند ہو گیا۔

بدر بن حسنویہ و ابو جعفر کا محاصرۂ بغداد: ابو جعفر حجاج بن ہرمز' بہاء الدولہ کی طرف سے عراق کی حکومت پر مامور ہوا پھر بہاء الدولہ نے اسے معزول کر دیا اور ابو علی بن ابو جعفر استاد ہرمز کو اس کی خدمت کی عزت بخشی۔ ابو علی نے عمید الجیوش کا لقب اختیار کیا اور ابو جعفر اطراف کوفہ میں قیام پزیر ہوا۔ عمید الجیوش سے جنگ ہوئی اگرچہ پہلی لڑائی میں ابو جعفر کو شکست دی لیکن سلسلۂ جنگ ۳۹۳ھ تک جاری رہا۔ بنو عقیل' خفاجہ اور بنو اسد سے امداد لے کر دونوں فریق لڑتے رہے اور بہاء الدولہ بصرہ میں ابن واصل سے مصروفِ جنگ تھا ۳۹۷ھ تک اس لڑائی کا سلسلہ جاری رہا۔ جب ابن واصل میں لڑائی کی قوت باقی نہ رہی تو اس نے قلیج والیٔ نے اس کی جگہ ابو الفتح محمد بن عنان کو مامور کیا جو کہ بدر بن حسنویہ کا دشمن اور مخالف تھا بدر بن حسنویہ کو اس سے غصہ اور رنج پیدا ہوا' ابو جعفر کی طرف مائل ہو گیا اور اس کی امداد کی غرض سے کردوں اور اس کے سرداروں کو اپنا ہم خیال بنا لیا امیر ہندی بن سعدی' ابو عیسیٰ سادی بن محمد درام بن محمد اپنی اپنی فوجیں لے کر بدر بن حسنویہ کے پاس چلے آئے اور علی بن مزید بھی ان لوگوں کے ساتھ شریک ہو گیا یہ لوگ کوچ و قیام کرتے ہوئے بغداد کی طرف بڑھے بغداد سے ڈیڑھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ کیا ابو الفتح بن محمد بن عنان اس خبر سے مطلع ہو کر عمید الجیوش کے پاس گیا اور اس کے ساتھ دار الخلافت بغداد کی حمایت اور بدر بن حسنویہ وغیرہ کی مدافعت پر تیار ہوا۔ ابھی لڑائی کا آغاز نہیں ہوا تھا کہ ابن واصل کی شکست اور بہاء الدولہ کے غلبہ کی خبر پہنچ گئی۔ سب کے سب سر پر پاؤں رکھ کر محاصرۂ بغداد چھوڑ کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ ابو جعفر نے حلوان کا راستہ لیا ابو عیسیٰ اس کے ہمراہ تھا اس نے بہاء الدولہ سے خط و کتابت کا سلسلہ شروع کیا۔

بدر بن حسنویہ کی اطاعت: اس کے بعد بدر بن حسنویہ نے رافع بن معین عقیلی کی ولایت کی طرف قدم بڑھایا اور بنو

میتب کے اتفاق اور مدد سے مار دھاڑ شروع کر دی کیونکہ اس نے ابوالفتح بن عنان کو اپنے یہاں پناہ دی تھی اور اسی زمانے میں اس نے حلوان اور قرمیسین پر قبضہ حاصل کر لیا تھا۔ بدر نے رافع کے مقبوضات سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی جس نے اسے تباہ کیا بہت سے مقامات کو خاک سیاہ کر دیا۔ ابوالفتح بحالِ پریشان عمید الجیوش کی خدمت میں دارالخلافت بغداد پہنچا۔ عمید الجیوش نے اپنے پاس ٹھہرایا' امداد کا وعدہ کیا۔ جب بہاء الدولہ کو ابن واصل کی مہم اور اس کے قتل سے فراغت حاصل ہوگئی۔ اس وقت بہاء الدولہ نے عمید الجیوش کو ابوالفتح کی اعانت کی غرض سے بدر بن حسنو یہ کی سرکوبی کا حکم دیا چنانچہ عمید الجیوش شاہی فوجوں کو لئے ہوئے غیشا پور پہنچ کر اتر پڑا' بدر بن حسنو یہ گھبرا گیا مصالحت کا پیام بھیجا اور مصارف فوج کشی ادا کرنے کا اقرار کیا اور عمید الجیوش بغداد واپس آیا۔

ہلال بن بدر: ہلال بن بدر کی ماں شاذنجان سے تھی جس کے قریبی عزیز ابو عنان اور ابوالشوک بن مہلل وغیرہ تھے۔ ہلال کے پیدا ہونے کے بعد ہی بدر نے اس کی ماں سے علیحدہ اختیار کر لی تھی اس وجہ سے ہلال نے اپنے باپ کے سایۂ عاطفت میں نشو ونما نہ پائی تھی بلکہ اس سے علیحدہ اپنے ماموں کے یہاں پرورش پا کر جوان ہوا۔ بدر نے اپنے دوسرے بیٹے عیسیٰ کو تعلیم وتربیت دی اور ولی عہد کے لئے منتخب کیا تھا۔

ہلال کا شہر روز پر قبضہ: اس کے بعد ہلال صامغان کا حاکم ہوا۔ ابن مضاضی والیٔ شہر روز کو اس کا قرب پسند نہ آیا کیونکہ بدر سے اور اس سے دوستانہ مراسم تھے ابن مضاضی نے ہلال کو حکومت صامغان سے روکا اور جب وہ اپنے ارادے سے باز نہ آیا تہدید آمیز پیام بھیجا اور اس کے باپ (بدر) نے بھی دھمکی دی۔ ہلال نے فوجیں فراہم کر کے ابن مضاضی پر چڑھائی کر دی اور شہر روز کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا ابن مضاضی نے محاصرہ اٹھانے کی ہر چند کوشش کی مگر کامیاب نہ ہوا۔ ہلال نے بزورِ تیغ فتح کر کے ابن مضاضی کو مار ڈالا اور اس کے گھر بار کو لوٹ لیا۔ اس واقعہ سے باپ اور بیٹے کی مخالفت اور بڑھ گئی۔

بدر بن حسنو یہ کی گرفتاری: ہلال چلتا پرزہ تھا اور بدر سخت مزاج تھا۔ ہلال نے اپنے باپ بدر کے سرداروں اور دوستوں کو ملا لیا' سب کے سب بدر کا ساتھ چھوڑ کر ہلال کے پاس چلے آئے۔ ہلال فوج کو مرتب کر کے اپنے باپ سے جنگ کرنے کے لئے اٹھ کھڑا ہوا' دینور میں باپ اور بیٹے کا مقابلہ ہوا۔ مقابلہ سے پہلے بدر کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی گرفتار ہو کر اپنے بیٹے ہلال کے روبرو پیش کیا گیا' ہلال نے بدر کو عبادت کی غرض سے قلعۂ دینور واپس کر دیا اور گزارے کے لئے پنشن مقرر کر دی اور جو کچھ مال واسباب قلعہ میں تھا اس پر قبضہ کر لیا۔

ابوالفتح بن عنان کی قرمیسین پر فوج کشی: بدر نے قلعہ میں متمکن ہونے اور مستقل طور سے رہنے کے بعد قلعہ کو ہر طرح سے مستحکم کر لیا ابوالفتح بن عنان اور ابوعیسیٰ سادی بن محمد کے پاس استرآباد پیام بھیجا کہ ہلال کے مقبوضات نہایت سرسبز اور آباد ہیں ذرا سی نقل وحرکت میں یہ مقبوضات ہاتھ آئے جاتے ہیں۔ موقع کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیے۔ ابوعیسیٰ سادی پر بدر کا یہ جادو چل نہ سکا مگر ابوالفتح نے قرمیسین پر فوج کشی کر دی اور قابض ہو گیا دیلمی فتح یابی کے ساتھ رعایا کے ساتھ نہایت بداخلاقی سے پیش آئے ہلال نے ان پر سختی سے حملہ کیا اور بہت سے دیلمیوں کو مار ڈالا۔

ہلال اور فخر الدولہ کی جنگ: بدر نے اپنے قلعہ سے بہاء الدولہ کی خدمت میں ہلال کے مقابلہ کے لئے امداد کی درخواست بھیجی' بہاء الدولہ نے اپنے وزیر السلطنت فخر الملک کو ایک بڑی فوج کے ساتھ روانہ کیا۔ کوچ وقیام کرتا ہوا شاپور خورست تک پہنچا' ہلال گھبرا گیا۔ ابوعیسیٰ بن سادی سے مشورہ کیا ابوعیسیٰ نے رائے دی کہ بہتر یہ ہے کہ تم بہاء الدولہ کی اطاعت قبول کر لو اور اگر کسی وجہ سے اطاعت قبول کرنا پسند نہ کرتے ہو تو جنگ میں جلدی نہ کرو حیلوں سے وقت ٹالتے رہو۔ ہلال نے ابوعیسیٰ کی رائے پسند نہ کی اور سازش کا الزام لگایا اتنے میں شاہی فوج آ گئی اور ہلال نے بھی مقابلہ کی تیاری کر دی۔ فخر الملک نے شاہی فوج کو میمنہ ومیسرہ سے مرتب کیا ہلال نے یہ رنگ دیکھ کر کہلا بھیجا کہ ''مقابلہ کے ارادے سے نہیں آیا ہوں بلکہ اظہار اطاعت کی غرض سے آیا ہوں''۔

ہلال کی گرفتاری واطاعت: بدر نے اس امر کا احساس کر کے ہلال کا جادو' وزیر پر چلا چاہتا ہے وزیر کو اصل واقعہ سے مطلع کیا اور یہ امر کہ یہ ہلال کی چال بازی اور فریب ہے ہلال کے حرکات وسکنات سے ثابت کر دیا۔ وزیر السلطنت کے خیالات تبدیل ہو گئے لشکر کو حملہ کرنے کا حکم دیا' زیادہ عرصہ گزرنے نہ پایا تھا کہ ہلال پابہ زنجیر حاضر کیا گیا وزیر السلطنت نے حکم دیا کہ ''قلعہ کی کنجیاں بدر کے حوالے کر دو''۔ ہلال نے مجبوراً اس شرط سے کہ آئندہ اس کا باپ (بدر) اس سے کسی قسم کی دشمنی نہ کرے گا گردن جھکا دی اس کی ماں نے بھی ان لوگوں کے ساتھ جو قلعہ میں تھے امن کی درخواست کی' وزیر نے ان سب کو امن دیا قلعہ پر قبضہ کر لیا اور مال واسباب ضبط کر لیا۔ قلعہ میں اس وقت چالیس ہزار دینار کی تھیلیاں تھیں اور چار لاکھ درہم کی تھیلیاں اس کے علاوہ جواہرات قیمتی کپڑے اور بے شمار آلات حرب تھے' وزیر نے قلعہ کو بدر کے حوالے کیا اور مال واسباب لے کر دار الخلافت بغداد کی طرف واپس ہوا۔

طاہر بن ہلال کا شہر زور پر قبضہ: بدر بن حسنو یہ نے شہر زور عمید الجیوش کے حوالے کر دیا تھا اور عمید الجیوش نے اپنی طرف سے ایک شخص کو شہر زور میں نائب مقرر کیا تھا جب واقعات بالا ۴۰۱ھ میں پیش آئے اور ہلال بن بدر ان دنوں قید تھا تو اس کا لڑکا طاہر فوجیں فراہم کر کے شہر زور پر چڑھ آیا اور فخر الملک وزیر السلطنت کی فوج سے جو شہر زور میں تھی لڑائی چھیڑ دی چنانچہ ماہ رجب میں جب وزیر السلطنت کی فوج کو شکست ہوگئی اور طاہر نے شہر زور پر قبضہ کر لیا' وزیر السلطنت نے عتاب آمواز خط لکھا اور ان لوگوں کی رہائی کا حکم دیا..................................

....

..................جو اس وقت طاہر کے پاس قید تھے طاہر نے قیدیوں کو رہا کر دیا اور شہر زور بدستور اس کے قبضہ میں رہ گیا۔

بدر بن حسنو یہ کا قتل: (۴۰۵ھ) بدر بن حسنو یہ امیر جبل نے حسن بن مسعود کردی پر اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی غرض سے فوج کشی کی اور قلعہ کوسجہ (کوسجد) میں اس پر محاصرہ ڈالا اتفاق کچھ ایسے پیش آئے کہ محاصرہ زیادہ دن تک قائم رہا اور کوئی کامیابی نہ ہوئی۔ ہمراہیان بدر نے گھبرا کر بدعہدی پر کمر باندھ لی اور اس کے قتل پر متفق ہو گئے۔ کردوں میں سے جورقان نامی ایک فرقہ اس امر کا ذمہ دار ہوا تھا چنانچہ ان لوگوں نے بدر کو قتل کر ڈالا محاصرہ چھوڑ کر چلے گئے' شمس الدولہ بن فخر الدولہ

والیٔ ہمدان کے علم حکومت کی اطاعت قبول کر لی حسین بن مسعود کردی نے بدر کی تجہیز و تکفین کرائی اور مشہد علی میں دفن کر دیا۔

طاہر بن ہلال کی گرفتاری: طاہر بن ہلال اپنے دادا بدر کے خوف سے اطراف شہر روز میں قیام کیے ہوئے تھا' جب اسے بدر کی موت کی خبر ملی تو اپنے دادا بدر کے مقبوضات پر قبضہ کرنے کی غرض سے خروج کیا شمس الدولہ نے روک تھام کی' طاہر کے دماغ میں حکومت و امارت کی ہوا سمائی ہوئی تھی لڑ پڑا۔ شمس الدولہ نے اُسے شکست دے کر گرفتار کر لیا اور ہمدان لے جا کر قید کر دیا اور بدر کے مقبوضات پر قبضہ حاصل کر لیا۔ کردوں میں سے شاہ زنجان اور کریہ' ابوالشوک کے دائرہ حکومت میں داخل ہو گئے۔

ہلال بن بدر کا خاتمہ: طاہر کا باپ ہلال بن بدر اس زمانہ میں سلطان الدولہ کے پاس دار الخلافت بغداد میں قید تھا سلطان الدولہ نے ان واقعات سے مطلع ہو کر ہلال کو قید سے رہائی دی سامانِ جنگ اور ایک بڑی فوج دے کر شمس الدولہ سے ملک واپس لینے کی غرض سے روانہ کیا۔ شمس الدولہ سے اور ہلال سے معرکہ آرائی ہوئی لیکن جنگ کے شروع ہونے سے پہلے ہلال کی قسمت میں شکست لکھی جا چکی تھی شمس الدولہ نے ہلال کو شکست دی اور جنگ کے دوران گرفتار کر کے قتل کر ڈالا۔ شاہی فوجیں جو اس کے ہمراہ تھیں شکست اٹھا کر بغداد واپس آئیں شاپور خورست' دینور' یزدجرد' نہاوند' استرآباد اور صوبہ اہواز کا کچھ حصہ بدر کے قبضہ میں تھا ان کے علاوہ ان قلعوں اور شہروں پر قبضہ تھا جو ان مقامات میں تھے۔ عادل' عالی حوصلہ' بلند ہمت اور سخی تھا' جن دنوں بدر اور اس کا بیٹا ہلال مارا گیا تو بدر کا پوتا طاہر شمس الدولہ کے پاس ہمدان میں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔

ابوالشوک بن ابوالفتح محمد: ابوالفتح محمد بن عنان کردوں میں سے شاذنجان نامی ایک گروہ کا امیر تھا حلوان اس کے قبضہ میں تھا بیس سال تک حلوان پر حکومت کرتا رہا۔ بدر بن حسنویہ اور اس کے بیٹے صوبجات جبل میں اس کے ہمسایہ اور دشمن ہونے کی وجہ سے ابوالفتح محمد سے لڑا بھڑا کرتے تھے ۴۰۱ھ میں اس نے وفات پائی اس کی جگہ ابوالشوک اس کا بیٹا حکمران ہوا' دار الخلافت بغداد سے شاہی فوجیں آئیں ابوالشوک نے ان سے معرکہ آرائی کی لیکن شکست اٹھا کر حلوان میں قلعہ نشین ہو گیا۔ بہاء الدولہ کی طرف سے وزیر فخر الملک عمید الجیوش کے بعد عراق آیا تو ابوالشوک نے نامہ و پیام کر کے مصالحت کر لی۔

ابوالشوک اور طاہر بن ہلال کی جنگ: شمس الدولہ ابن معز الدولہ ابن بویہ نے اسی زمانہ میں طاہر بن ہلال ابن بدر سے اطاعت و فرماں برداری کی قسم لے کر قید سے رہا کر دیا تھا اور اس کی قوم اور بلادِ جبل کی حکومت و امارت عطا کی تھی۔ تم اوپر پڑھ چکے ہو کہ اس سے اور ابوالشوک والیٔ حلوان سے خاندانی دشمنی اور پرانا جھگڑا چلا آ رہا تھا طاہر کو قید سے رہا ہونے کے بعد ابوالشوک سے بدلہ لینے کا شوق پیدا ہوا فوجیں فراہم کیں سامانِ جنگ جمع کیا اور ابوالشوک سے لڑائی چھیڑ دی' اس واقعہ میں ابوالشوک کو شکست ہوئی اس کا بھائی سعدی بن محمد مارا گیا کچھ عرصہ بعد ابوالشوک نے فوجیں فراہم کر کے جنگ کا دوبارہ سلسلہ چھیڑا اتفاق یہ کہ اس واقعہ میں بھی شکست ہوئی حلوان واپس آیا قلعہ نشین ہو گیا اور طاہر نے اس کے گرد و نواح کے شہروں پر قبضہ کر کے نہروان میں سکونت اختیار کی۔

طاہر بن ہلال کا خاتمہ: ان دو لڑائیوں میں دونوں فریق قوت آزمائی کر چکے تھے اس وجہ سے آئندہ لڑائی سے روکنے کے خیال سے دونوں فریقوں نے مصالحت کر لی اور ابوالشوک نے اپنی بہن کا نکاح طاہر سے کر دیا۔ جب طاہر کو ہر طرح سے

اطمینان ہو گیا اور ابوالشوک کی طرف سے بے خوف ہو گیا تو ابوالشوک نے بحالت غفلت طاہر پر حملہ کر کے اس کی آئندہ زندگی کا خاتمہ کر دیا اور اپنے بھائی سعدی بن محمد کے خون کا بدلہ لے لیا طاہر کے ہمراہیوں نے مقابر بغداد میں لے جا کر دفن کر دیا ابوالشوک نے طاہر کے تمام مقبوضات پر قبضہ کر لیا' دینور جا کر قیام پزیر ہوا۔

ابوالشوک اور علاء الدولہ بن کاکویہ: جب علاء الدولہ کاکویہ نے ۴۱۴ھ میں عساکر شمس الدولہ بن بویہ کو شکست دے کر ہمدان پر اپنی حکومت کا جھنڈا گاڑا تو اسے دینور پر کسی غیر کی حکومت ذرہ بھر بھی نہ بھائی چنانچہ دینور کو ابوالشوک کے قبضہ سے نکال لیا۔ شاپور خورست اور اس اطراف کے تمام شہروں پر قابض ہو گیا ابوالشوک کے تعاقب میں چلا۔ مشرف الدولہ سلطان بغداد کے ابوالشوک کی سفارش کی علاء الدولہ اس کے تعاقب کو چھوڑ کر واپس آیا۔

تاتاریوں کی بلادِ رے پر یلغار: اس کے بعد جب تاتاریوں کا زور شور ہوا' اور انہوں نے رے پر ۴۳۳ھ میں حملہ کیا ہمدان اور اس کے گردونواح کو استر آباد اور دینور تک تباہ کرنے لگا تو ابوالفتح بن ابوالشوک نے تاتاریوں سے جنگ کی اور لڑ کر انہیں شکست دی ان کے گروہ کو گرفتار کر لیا اس کے بعد تاتاریوں اور ابوالفتح میں مصالحت ہوگئی اور ابوالفتح نے ان قیدیوں کو چھوڑ دیا اور واپس ہو گئے۔

ابوالشوک کی فتوحات: ۴۳۰ھ میں ابوالشوک نے قرمیسین صوبہ جبل پر قبضہ حاصل کیا اور اس کے والی کو جو کہ اکراد ترہیہ (قوہیہ) سے تھا گرفتار کر لیا والی قرمیسین کا بھائی ابوالشوک کے خوف سے قلعہ ارنبہ کی طرف بھاگ گیا۔ شہر خولنجان بھی انہیں کردوں کا تھا ابوالشوک نے اسے سر کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کیا شہر فتح نہ ہو سکا اور فوج واپس آئی اہل شہر کو اطمینان ہو گیا ابوالشوک نے اسی دن اپنی فوج کو پھر حملہ کا حکم دیا اس کی اطلاع نہ تو اہل قلعہ ارنبہ کو تھی اور نہ خولنجان والے اس نقل و حرکت سے مطلع ہوئے ابوالشوک کی فوجیں شہر اور قلعہ میں گھس پڑیں مار دھاڑ شروع ہوگئی جسے پایا مار ڈالا جو کچھ پایا لوٹ لیا اہل شہر نے اطاعت قبول کی اور امن کی درخواست کی چنانچہ لوگوں کو امان دے دی گئی لیکن محافظ فوج نے وسط شہر کے قلعہ میں جا کر پناہ لی قلعہ کے دروازے بند کر لئے گئے ابوالشوک کی فوج نے بھی ان کا محاصرہ کر لیا اور ماہ ذیقعد سنہ مذکور میں اس پر قابض ہو گئی۔

ابوالفتح بن ابوالشوک: ابوالفتح بن ابوالشوک اپنے باپ کی طرف سے دینور کا حاکم تھا آدمی رعب داب کا تھا سیاست میں بھی پورے طور سے دخل رکھتا تھا حکومت و ریاست پر قدم جم گئے متعدد قلعوں پر قبضہ کر لیا اور اس کے اطراف و متعلقات کی تاتاری حملوں سے جیسا کہ چاہئے تھا حفاظت کی پھر اس کا دماغ پھر گیا اپنے باپ ابوالشوک سے بھی بڑھ جانے کا خیال پیدا ہوا۔

ابوالفتح بن ابوالشوک کی شکست و گرفتاری: ماہ شعبان ۴۳۱ھ میں قلعہ یکورا (یا یلورا) پر فوج کشی کی اتفاق سے اس وقت والیٔ قلعہ موجود نہ تھا اس کی بیوی قلعہ میں تھی اس نے ابوالفتح کے خوف سے مہلل سے کہلا بھیجا کہ آپ آ کر قلعہ پر قبضہ کر لیجئے میں قلعہ کی کنجیاں آپ کو دے دوں گی۔ مجھ میں ابوالفتح سے جنگ کی قوت نہیں ہے۔ مہلل اس وقت اپنے مجلسرا اطراف صامغان میں تھا چنانچہ مہلل اس پیام کو پا کر قلعہ سے ابوالفتح کی واپسی کا منتظر رہا اور فوجیں فراہم کرتا رہا جب ابوالفتح

قلعہ کے محاصرہ پر اپنی فوج چھوڑ کر واپس ہوا تو مہلل اپنے لشکر لے کر پہنچ گیا اور ابوالفتح کی فوج کا محاصرہ کر لیا۔ اس اثناء میں ابوالفتح قلعہ کے محاصرہ کے لئے پھر واپس آیا' مہلل ایک مقام پر چھپ رہا جوں ہی ابوالفتح کمین گاہ سے آگے بڑھا مہلل نے حملہ کر دیا لڑائی شروع ہوگئی' کامیابی کا سہرا مہلل کے سر پر رہا ابوالفتح گرفتار ہو کر مہلل کے روبرو پیش کیا گیا' مہلل نے اسے جیل میں ڈال دیا۔

ابوالشوک کی شہر روز پر فوج کشی: ابوالشوک کو اس واقعہ سے صدمہ ہوا لشکر فراہم کر کے شہر روز پر حملہ کر دیا مدتوں محاصرہ کئے رہا اس کے بعد مہلل کے مقبوضات کی طرف قدم بڑھا جنگ کا سلسلہ طویل ہو گیا کوئی مقصد حاصل نہ ہوا یہاں تک کہ مہلل نے علاء الدولہ بن کاکویہ کو ابوالفتح کے مقبوضہ بلاد کا لالچ دیا اور اس پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی علاء الدولہ نے دینور اور قرامیسین کو ۴۳۲ھ میں لے لیا۔

ابوالشوک اور علاء الدولہ میں مصالحت: اس کے بعد ابوالشوک نے دقوقا پر چڑھائی کی (دقوقا پر مہلل بن محمد کا قبضہ تھا) اور اپنے بیٹے سعدی کو آگے بڑھنے کا حکم دیا سعدی نے اپنے باپ کے حکم کی تعمیل کی دقوقا کا چاروں طرف سے محاصرہ کر لیا اس کے بعد ابوالشوک بھی آ گیا شہر پناہ کی دیوار توڑ کر شہر پناہ میں گھس پڑا اور بزور تیغ قبضہ کر لیا شہر کے بعض محلوں کو لوٹ لیا کردوں کا اسلحہ اور مال و اسباب چھین لیا۔ دقوقا میں صرف ایک شب قیام کیا تھا۔ یہ خبر گوش گزار ہوئی کہ اس کا بھائی سرخاب بن محمد اس کے مقبوضات کی طرف بڑھ رہا ہے اس خوف سے کہ مبادا ابندجین قبضہ سے نکل جائے دقوقا سے واپس ہوا۔ جلال الدولہ سلطان بغداد سے امداد کی درخواست کی جلال الدولہ نے ایک لشکر اس کی مدد پر بھیج دیا جس کی وجہ سے ابوالشوک کے مقبوضات سرخاب کے حملوں سے محفوظ رہے مہلل نے یہ رنگ دیکھ کر علاء الدولہ بن کاکویہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بھائی ابوالشوک کی زیادتیوں کی شکایت کی اور اس کے مقابلہ امداد کا طالب ہوا علاء الدولہ اپنی فوج لے کر اس کی حمایت پر نکل پڑا۔ کوچ و قیام کرتا ہوا قرمیسین پہنچا ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی حلوان کی طرف واپس ہوا' علاء الدولہ نے تعاقب کیا رفتہ رفتہ مرج پہنچا اور ابوالشوک سے قریب ہو گیا ابوالشوک نے قلعہ پسردان پہنچ کر قلعہ نشین ہونے کا ارادہ کر لیا اور جلال الدولہ سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ مجھے زیادہ تنگ کریں گے اور مجھے کوئی بھاگنے کی صورت دکھائی نہ دے گی تو میں جلال الدولہ کو اپنے مقبوضات سپرد کر دوں گا بہتر یہ ہے کہ آپ مجھ سے مصالحت کر لیجئے اور مجھ سے لڑائی کا خیال چھوڑ دیجئے علاء الدولہ یہ پیام پا کر مصالحت پر آمادہ ہو گیا' چنانچہ دینور لے کر مصالحت کر لی اور لوٹ آیا۔

ابوالشوک اور مہلل میں مصالحت: اس کے بعد ابراہیم نیال اپنے بھائی طغرل بک کے حکم سے ہمدان کے خیال سے کرمان روانہ ہوا اور پہنچتے ہی ہمدان پر قبضہ کر لیا کرساشف ابن علاء الدولہ جوزقان کے کردوں کے پاس چلا گیا۔ ابوالشوک ان دنوں دینور میں تھا اس خبر وحشت اثر کو سن کر دینور چھوڑ کر قرامیسین چلا گیا نیال نے دینور پر بھی قبضہ کر لیا اور ابوالشوک کے تعاقب میں قرمیسین کی طرف روانہ ہوا' ابوالشوک کو اس کی خبر لگ گئی۔ قرمیسین کو بھی خیر باد کہہ کر حلوان کا راستہ اختیار کیا اور اپنی فوج کو جس میں دیلمی اور کرد تھے شادنجان کی طرف قدم بڑھایا اور بزور تیغ شادنجان پر قبضہ کر لیا' بہت بڑی خونریزی ہوئی ابوالشوک کی فوج کا اکثر حصہ کام آ گیا بقیہ نے ابوالشوک کے پاس حلوان جا کر پناہ لی ابوالشوک نے اپنے اہل

وعیال اور ذخیرہ کو قلعہ سیروان بھیج دیا اور خود حلوان میں رہا۔

ابراہیم نیال کا جورقان پر قبضہ: نیال مہم شادنجان سے فارغ ہو کر صمیرہ کی طرف بڑھا اور اس پر کامیابی ہو کر اسے تباہ و برباد کیا اس کے بعد ان کردوں پر حملہ آور ہوا جو صمیرہ کے قرب و جوار کے مقام جورقان میں ٹھہرے ہوئے تھے اس واقعہ میں بھی کردوں کو شکست ہوئی' کرساشف بن علاء الدولہ انہیں کردوں کے پاس مقیم تھا ان کی شکست سے جان کے لالے پڑ گئے کسی طرح جان بچا کر پناہ لی۔ نیال آخر ماہ شعبان میں جورقان پہنچا اور قبضہ کر لیا بازار لوٹ لیا مکانات کو جلا لیا' اسی سلسلہ میں ابوالشوک کا مکان بھی آگ کی نذر ہو گیا۔

ابوالشوک اور مہلل میں اتحاد: ان واقعات نے ابوالشوک اور اس کے بھائی مہلل کو خوابِ غفلت سے بیدار کیا مخالفت کا خیال ترک کر کے اتحاد کی طرف مائل ہوئے باہم خط و کتابت شروع کی' ابوالشوک کا لڑکا ابوالفتح مہلل کے یہاں بحالتِ قید میں مر گیا مہلل نے اپنے بیٹے ابوالغنائم کو ابوالشوک کے پاس بھیج دیا اور کہلا بھیجا کہ میں بحلف کہتا ہوں کہ ابوالفتح کو میں نے قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ اپنی موت مر گیا ہے اور اگر یہ ثابت ہو جائے تو میں بخوشی اجازت دیتا ہوں کہ میرے لڑکے کو اس کے بدلے میں قتل کر ڈالئے' ابوالشوک کا دل صاف ہو گیا ہر ایک نے اتحاد کی قسمیں کھائیں اور نیال کی مدافعت پر تیار ہو گئے چونکہ ابوالشوک نے سرخاب سے قلعہ دور بلوہ چھین لیا تھا اس وجہ سے دونوں میں لڑائی چلی آ رہی تھی سرخاب نے اس موقع کو غنیمت شمار کر کے بندنجین پر چڑھائی کر دی بندنجین سعدی بن ابوالشوک کے قبضہ میں تھا۔ سعدی مقابلہ نہ کر سکا بندنجین چھوڑ کر ایلہ چلا گیا۔ سرخاب نے بندنجین کو لوٹ لیا۔

ابوالشوک کی وفات: ۷۳۴ھ میں ابوالشوک نے قلعہ سیروان مضافات حلوان میں وفات پائی اس کا بھائی مہلل اس کی جگہ حکومت کی کرسی پر متمکن ہوا کردوں کا ایک گروہ اس کے بھتیجے سعدی بن ابوالشوک کی اطاعت چھوڑ کر مہلل کے پاس چلا آیا سعدی کو اس سے بے حد رنج ہوا' نیال برادر طغرل بک کے پاس چلا گیا اور اسے مہلل کے علاقہ پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دینے لگا۔

مہلل کا قرمیسین پر قبضہ: جس وقت نیال نے حلوان کے قریب کردوں کو شکست دی تھی اس وقت قرمیسین پر بدر بن طاہر بن ہلال بن بدر بن حسنویہ کو مامور کیا تھا مہلل نے ابوالشوک کی وفات کے بعد ۴۳۸ھ میں قرمیسین پر حملہ کیا بدر بن طاہر مقابلہ نہ کر سکا۔ قرمیسین کو مہلل بے یار و مددگار چھوڑ کر بھاگ گیا مہلل نے قبضہ کر لیا اور اپنے بیٹے محمد کو دینور کی طرف بڑھنے کا حکم دیا۔ دینور میں نیال کی فوجیں تھیں محمد نے ان کو سرمیدان شکست دے کر دینور پر قبضہ کر لیا۔

سعدی بن ابوالشوک: مہلل نے اپنے بھائی ابوالشوک کے بعد اس کے کل مقبوضات پر قبضہ کر لیا اور مادرِ سعدی (یعنی اپنی بھاوج زوجۂ ابوالشوک) سے عقد کر لیا۔ شادنجان میں کردوں کے ساتھ بداخلاقی کے ساتھ پیش آنے لگا اور خفیف معاملات میں بے حد سختی کرنے لگا سعدی نے نیال کو ان مقبوضات پر قبضہ کر لینے کی ترغیب دی جیسا کہ تم اوپر پڑھ چکے ہو نیال نے تاتاریوں کا ایک لشکر سعدی کی ماتحتی میں شادنجان کی جانب ۴۳۹ھ میں روانہ کیا سعدی نے حلوان پر قبضہ کر کے نیال کے نام کا خطبہ پڑھا اور شہر کے نظم و نسق سے فارغ ہو کر بابدشت کی جانب کوچ کیا مہلل کو اس کی نقل و حرکت کی خبر لگ گئی فوراً

حلوان آ پہنچا اور قبضہ کر کے نیال کا خطبہ وسکہ موقوف کر دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور بدر بن مہلل کی جنگ: سعدی بابدشت سے اپنے چچا سرخاب کی طرف گیا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا اس کے بعد ایک دستہ فوج کو بندنجین کی جانب روانہ کیا جس نے سرخاب کے نائب کو گرفتار کر لیا اور شہر کو لوٹ کر تباہ کر دیا سرخاب نے قلعہ دوز بلونہ جا کر پناہ لی اور سعدی قرمیسین کی جانب واپس آیا اور حلوان پر دوبارہ قبضہ کر لیا مہلل نے اس سے مطلع ہو کر اپنے بیٹے بدر کو حلوان سر کرنے کے لئے بھیجا چنانچہ اس نے حلوان پر اپنی کامیابی کا جھنڈا اگاڑ دیا۔ سعدی نے تاتاریوں کو جمع کیا پھر حلوان کی طرف بڑھا اور بدر کو نکال کر قبضہ کر لیا قبضہ حلوان کے بعد اپنے چچا مہلل کی طرف بڑھا' مہلل نے گھبرا کر تیراز شاہ کے پاس قلعہ شہر روز میں جا کر پناہ لی۔

سعدی بن ابوالشوک کی گرفتاری: تاتاری لشکر نے اس اطراف کے شہروں اور حلوان کو جی کھول کر لوٹا اور سعدی نے تیراز شاہ پر محاصرہ ڈال دیا احمد بن طاہر نیال کا نامی سپہ سالار اس مہم میں سعدی کے ساتھ تھا مہلل نے تنگ آ کر اپنے بھتیجے سے مل جانے کا ارادہ کیا مگر کردوں کی مخالفت نے اسے اس سے باز رکھا اس کے بعد اپنے چچا سرخاب کی طرف محاصرہ ڈالنے کی غرض سے دوز بلونہ پر حملہ کیا ابوالفتح بن دارم نامی سپہ سالار رکاب میں تھا کوچ و قیام کرتا ہوا روانہ ہوا پہاڑی درے بکثرت اور راستہ بے حد تنگ تھا جس سے محاصرین کے حوصلے ٹھنڈے ہو گئے جان کے لالے پڑ گئے۔ سعدی اور ابوالفتح وغیرہ سرداران لشکر گرفتار کر لئے گئے اور تاتاری لشکر ان اطراف پر قبضہ کر لینے کے بعد ناکام واپس ہوا۔

سعدی بن ابوالشوک کی رہائی: جس وقت سرخاب نے اپنے برادر زادہ ابوالشوک کو گرفتار کر لیا اس وقت اس کے بیٹے ابوالعسکر کو اپنے باپ کے اس فعل سے سخت غصہ پیدا ہوا اور پھر تو بن نہ پڑا اپنے باپ سے علیحدگی اختیار کر لی چونکہ سرخاب کرسی حکومت پر متمکن ہونے کے بعد کردوں سے بدسلوکی کرنے لگا تھا اس وجہ سے کردوں نے متفق ہو کر سرخاب کو گرفتار کر کے نیال کے پاس بھیج دیا نیال نے اس کی آنکھیں نکلوالیں اور سعدی بن ابوالشوک کی رہائی کا مطالبہ کیا چنانچہ اس کے بیٹے ابوالعسکری نے سعدی کو چھوڑ دیا اور اپنے باپ سرخاب کی رہائی کی کوشش کرنے کی قسم لے لی۔ سعدی کی رہائی کے بعد کردوں کا ایک گروہ آ کر جمع ہو گیا۔ سب کو فوج کی صورت میں مرتب کر کے نیال کی طرف روانہ ہوا۔ نیال کو اس سے خطرہ پیدا ہوا۔ نفرت کا اظہار کیا۔ سعدی نے دسکرہ کی طرف قدم بڑھا اور ابوکالیجار کو اپنی اطاعت کا پیام دیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور تاتاریوں کی جنگ: نیال سعدی کی علیحدگی کے بعد قلعہ کلنجان کے سر کرنے کے لئے روانہ ہوا اہل قلعہ نے اطاعت قبول نہ کی مقابلہ پر آئے نیال نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو قلعہ دوز بلونہ کے محاصرہ پر روانہ کیا اور بقیہ فوج کے ساتھ بندنجین کی طرف بڑھا۔ قتل و غارت' سزا اور تاوان لینے کی کوئی کسر باقی نہ چھوڑی یہاں تک کہ باشندگان بندنجین کو خوب پامال کیا ان میں سے ایک گروہ فتح کی طرف روانہ ہوا۔ فتح میں مقابلہ کی طاقت نہ تھی مال و اسباب اور ذخیرہ کو چھوڑ کر بھاگ کھڑا ہوا نیال کی فوج نے تعاقب کیا ایک میدان میں دونوں فریق کا سامنا ہو گیا مرتا کیا نہ کرتا بحکم ہر کہ تنگ آمد بجنگ آمد لڑ پڑا' قسمت نے یاوری نہ کی ہمراہیان نیال فتح یاب ہوئے فتح نے اپنے احباب اور قرب و جوار کے حکمرانوں سے امداد کی درخواست کی کسی نے کوئی توجہ نہ دی مجبور ہو کر جلاوطن ہو گیا ان دنوں سعدی بن ابوالشوک مقام باجین

سے دو کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالے ہوئے تھے تاتاریوں نے اس پر شب خون مارا اور اس کے مال و اسباب کو لوٹ لیا تاتاریوں کو اس غارت گری سے ان ممالک کا کوئی شہر وقریہ نہ بچ سکا دسکرہ ہارونیہ اور قصر نیشاپور وغیرہ ان کی غارت گری اور قتل کی نذر ہو گئے ان مقامات کے باشندگان کی کچھ تو تاتاریوں کے تیغ اجل کے نذر ہو گئے اور کچھ دریا اور نہروں میں ڈوب کر مر گئے باقی ماندہ کو سردی نے ہلاک کر دیا۔ سعدی بہزار خرابی اپنی جان بچا کر وہاں سے ابوالاغر دبیس بن مزید کے پاس چلا گیا اور اس کے پاس مقیم رہا۔

نیال کا قلعہ سیروان پر قبضہ: اس کے بعد نیال نے قلعہ سیردان پر محاصرہ ڈالا رسد و غلہ کی آمد بند کر دی اور قرب و جوار کے شہروں پر شب خون مارنے کے لئے فوجیں روانہ کیں اس قتل و غارت گری کا سیلاب تکریت تک پہنچ گیا۔ سیردان کے محافظوں نے بھوک اور فاقہ کشی سے تنگ آ کر اطاعت قبول کی امن کا خواستگار ہوئے نیال نے قلعہ پر قبضہ کر لیا اور وہاں پر سعدی کا جو کچھ ذخیرہ تھا سب لے لیا' اپنے ہمراہیوں میں سے ایک شخص کو قلعہ کا حاکم مقرر کیا' کچھ روز بعد حاکم قلعہ سیردان مر گیا۔

فتح شہر روز: پھر نیال نے اپنے وزیر کو شہر روز فتح کرنے کے لئے روانہ کیا چنانچہ وزیر السلطنت نے شہر روز پر بہ زور تیغ قبضہ کر لیا مہلل بھاگ نکلا اور دور تک بھاگا چلا گیا نیال کے لشکریوں نے میدان خالی پا کر قلعہ اہواز پر محاصرہ ڈالا مہلل کو موقع مل گیا اہل شہر روز سے نامہ و پیام کا سلسلہ ڈالا اور انہیں ان تاتاریوں پر دفعتہً حملہ کرنے پر ابھارا جوان دنوں وہاں موجود تھے چنانچہ اہل شہر روز نے ایک روز بحالت غفلت تاتاریوں پر حملہ کیا اور سب کو موت کا پیالہ پلا دیا' نیال کا سپہ سالار یہ خبر سن کر شہر روز واپس آیا لیکن ناکام رہا اس کے بعد تاتاریوں کا وہ لشکر جو بندنیجین میں مقیم تھا نہر سلیلی کی طرف سیلاب کی طرح بڑھا اور ابودلف قاسم بن محمد جادائی سے معرکہ آراء ہوا ابودلف نے انہیں شکست فاش دی اور ان پر فتح یاب ہوا اور جو کچھ ان کے پاس تھا لوٹ لیا۔

علی بن قاسم اور تاتاریوں کی جنگ: ماہ ذی الحجہ سنہ مذکور میں تاتاریوں کا ایک گروہ علی بن قاسم کے مقبوضہ علاقہ پر حملہ آور ہوا اور لوٹ مار کا بازار گرم کر دیا' راستہ نہ جانتا تھا ایک پہاڑی درے میں گھس پڑے' علی بن قاسم کو موقع مل گیا حملہ کر کے جو مال غنیمت اس کے ملک سے تاتاریوں نے حاصل کیا تھا سب کا سب واپس لے لیا۔ احمد بن طاہر سپہ سالار نیال قلعہ تیران شاہ کا برابر محاصرہ کئے رہا یہاں تک کہ ۴۴۰ھ کا دور آ گیا اور اس کی فوج میں وبا پھیل گئی نیال سے امداد کی درخواست کی' نیال اس کی مدد کو نہ پہنچ سکا' احمد مجبور ہو کر محاصرہ اٹھا کر ماہد شیر چلا آیا۔

مہلل کی بغداد کو روانگی: اس واقعہ کی خبر مہلل تک پہنچ گئی اپنے لڑکوں میں سے ایک لڑکے کو شہر روز بھیجا جس نے شہر روز پر قبضہ کر لیا۔ تاتاری فوجوں نے سیروان چھوڑ دیا۔ لشکر بغداد نے حلوان کی طرف کوچ کر دیا۔ فوج نے بھی ان صوبہ جات کی بربادی میں پورا پورا حصہ لیا' باقی رہا مہلل اس نے بغداد کا راستہ لیا۔ اپنے مال و اسباب اور اہل و عیال کو بغداد میں چھوڑ کر اور اپنی فوج کو بغداد سے چھ کوس کے فاصلہ پر پڑاؤ ڈالنے کا حکم دیا ان غارت گریوں کی خبریں سن کر بغداد سے ایک لشکر بندنجین کی طرف روانہ کیا۔ تاتاریوں سے جو اس وقت وہاں موجود تھے مڈبھیڑ ہوئی تاتاریوں نے شاہی لشکر کو شکست دی اور

سب کو قتل کر ڈالا کوئی بھی جانبر نہ ہو سکا۔

سلطان طغرل بک اور مہلل: ۴۴۳ھ میں مہلل برادر ابوالشوک' سلطان طغرل بک کی خدمت میں باریاب ہوا۔ سلطان نہایت عزت واحترام سے پیش آیا اور اس کے مقبوضات سیروان' دقوقا' شہرزور اور صامغان کی حکومت عنایت کی۔ مہلل نے اپنے بھائی سرخاب کی رہائی کی سفارش کی جو ایک مدت سے سلطان کی قید میں تھا چنانچہ سلطان نے اس کی سفارش قبول اور منظور فرمائی اور سرخاب کو قید سے آزادی دی قلعہ تاملی جو اس کے مقبوضات سے تھا حکومت سپرد کی۔ سرخاب قید سے رہائی پا کر قلعہ ماہکی کی طرف روانہ ہوا۔ سعدی ابن ابی الشوک بھی اس عنایت شاہی سے محروم نہیں رہا۔ سلطان طغرل بک نے اسے زوائدین بطور جاگیر عنایت کیا۔

سعدی بن ابوالشوک اور ابودلف کی جنگ: پھر ۴۴۶ھ میں سلطان طغرل بک نے سعدی کو تاتاری افواج کا سردار بنا کر اطراف عراق کو سر کرنے کے لئے روانہ کیا یہ کوچ وقیام کرتا ہوا بدشت پہنچا پھر وہاں سے کوچ کر کے ابودلف جاوالی کی جانب بڑھا اور ابودلف مقابلہ نہ کر سکا بھاگ کھڑا ہوا۔ سعدی نے تعاقب کیا۔ تھوڑی دور پر جا کر گھیرا مال واسباب لوٹ لیا ابودلف تن تنہا بہ یک بنی دوگوش اپنی جان بچا کر بھاگ نکلا۔

مہلل کی گرفتاری: خالد ابن عم سعدی اور مطر ابن علی بن معن عقیلی کی اولاد سعدی کے پاس وفد (ڈیپوٹیشن) لے کر حاضر ہوئے اور مہلل کی زیادتیوں کی شکایت کی۔ سعدی نے امداد واعانت کا وعدہ دے کر واپس کیا اثناء راہ میں مہلل کے ہمراہی مل گئے۔ بنوعقیل نے ان لوگوں کو گرفتار کر لیا۔ مہلل نے فدیہ دے کر ان لوگوں کو چھڑایا اور موقع پا کر تل عکبرا پر ان لوگوں سے چھیڑ چھاڑ کی بنوعقیل کو شکست ہوئی' مہلل نے ان کا مال واسباب لوٹ لیا بنوعقیل پریشان حال سعدی کے پاس سامرا پہنچے اپنے رنج وغم کی داستان سنائی سعدی کو طیش آ گیا فوجیں آراستہ کر کے اپنے چچا مہلل کا تعاقب کیا اور اس پر کامیاب ہو کر اسے اور اس کے بیٹے مالک کو گرفتار کر لیا بنوعقیل کا مال جس قدر مہلل نے لوٹ لیا تھا سب کا سب واپس لے لیا اور حلوان کی طرف لوٹ پڑا۔

بدر بن مہلل کی شہرزور کی جانب پیش قدمی: ان واقعات سے دارالخلافت بغداد میں بے چینی سی پیدا ہو گئی الملک الرحیم کی فوجیں جمع ہوئیں ابوالاغر دبیس بن مزید ان فوجوں کے ساتھ تھا۔ سعدی کا لڑکا سلطان طغرل بک کے پاس رہن تھا اور مہلل کی سعدی کے یہاں قید کی مصیبتیں جھیل رہا تھا۔ سلطان طغرل بک نے سعدی کے لڑکے کو سعدی کے پاس بھیج دیا اور یہ کہلا بھیجا کہ میں اسے مہلل کی جگہ دیتا ہوں تم مہلل کو قید سے رہا کر دو۔ سعدی کو اس حکم کی تعمیل میں پس وپیش ہوا بالآخر طغرل بک کی مخالفت کا اعلان کر کے حلوان کی طرف روانہ ہوا۔ اہل حلوان نے شہر میں گھسنے نہ دیا' ناچار شقبا د اور بروان کے درمیان حملے کرتا رہا اور الملک الرحیم کی اطاعت قبول کر لی سلطان طغرل بک کو سعدی کا یہ فعل ناگوار گزرا' ایک لشکر بدر بن مہلل کی ماتحتی میں شہرزور کی طرف روانہ کیا' ابراہیم بن اسحاق (سعدی کا سپہ سالار) سامنے آ گیا باہم لڑائی ہوئی' ابراہیم اپنی جان بچا کر قلعہ دشقباد کی طرف بھاگا اور بدر بن مہلل نے شہرزور کی طرف قدم بڑھایا۔ ابراہیم یہ سن کر حلوان چلا آیا اور وہیں قیام پزیر رہا۔ پھر ۴۴۶ھ میں بدر نے دسکرہ پر فوج کشی کی۔ اسے تاراج کر کے رشقباد جا پہنچا یہ قلعہ سعدی کے قبضہ میں

تھا اور اس قلعہ میں قلعہ بردان میں سعدی کا مال واسباب اور ذخیرہ تھا۔ حاکم قلعہ مقابلہ پر آیا لیکن اس کے حملوں نے قلعہ اس کے سپرد کر دینے پر اسے مجبور کر دیا اور اس کے متعلقات خراب اور ویران کر دیئے۔

دیلمیوں کا زوال: غرض کہ ہر طرف سے دیلمیوں کے ادبار کی گھٹا چھائی ہوئی تھی جس طرف جاتے تھے مار دھاڑ کے سوا کوئی دوسرا سلوک نہیں کیا جاتا تھا۔ اسی اثناء میں سلطان طغرل بک نے ابو علی بن ابو کالیجار والئ بصرہ کو تا تاری فوجوں کے ساتھ اہواز کی طرف روانہ کیا۔ چنانچہ ابو علی نے اہواز پر قبضہ کر لیا اور تا تاری فوجوں نے اسے لوٹ لیا۔ رعایا کو اس سے بہت بڑی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔ لوٹے گئے' مارے گئے' جو کچھ مال واسباب اس غارت گری سے بچا تاوان اور جرمانہ کی نذر ہو گیا۔ الغرض سلطان طغرل بک کی حکومت کا سکہ دارالخلافت بغداد اور اس کے تمام متعلقہ ممالک میں چلنے لگا کردوں کی حکومت وسلطنت جاتی رہی جو چند کردی حکمران رہ گئے وہ سلطان طغرل بک کے حاشیہ نشینوں میں داخل ہو گئے۔